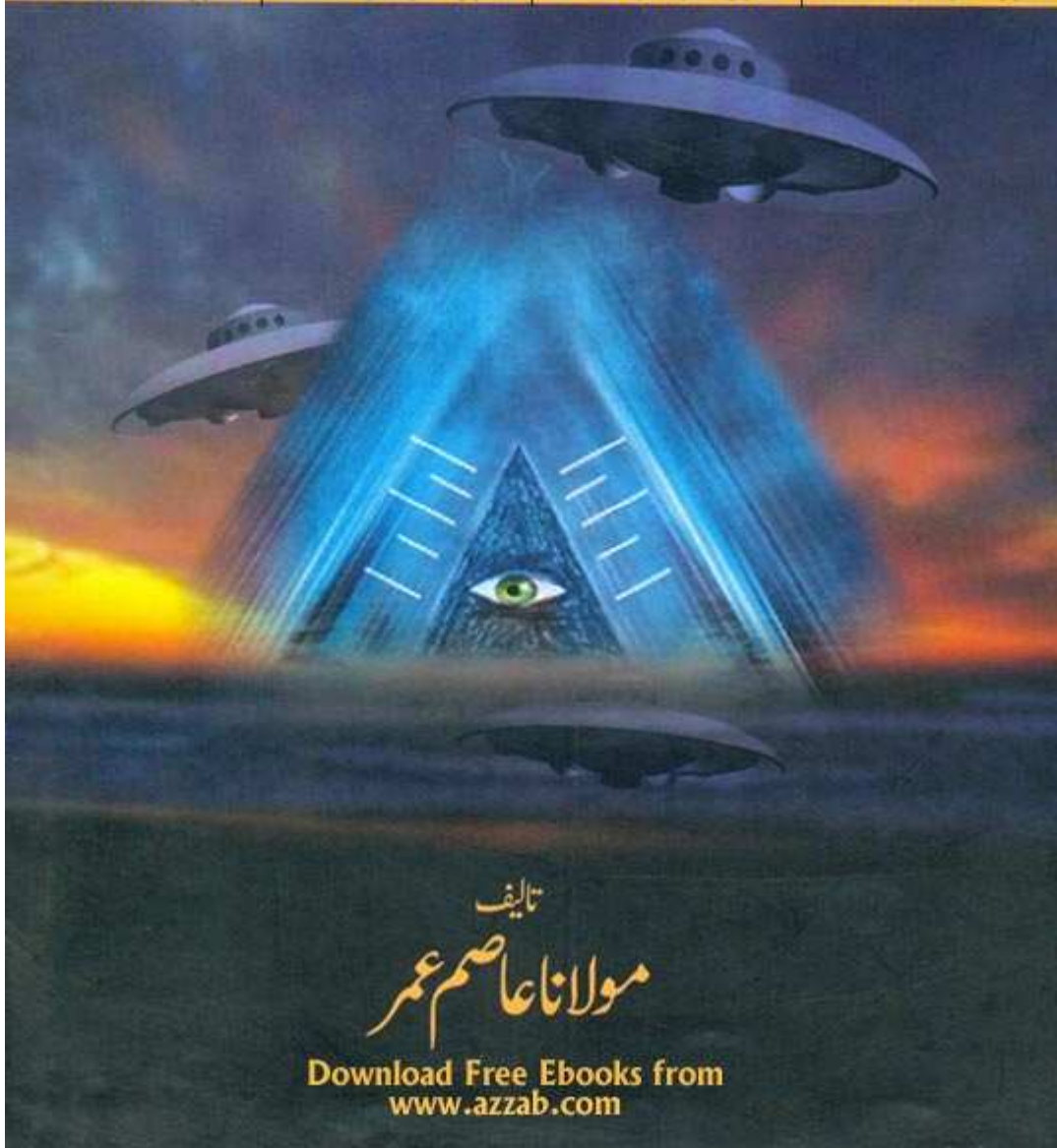


For More Islamic Books Visit

[Islamilibrary.blogspot.com](http://Islamilibrary.blogspot.com)

# بروزہ اکون درجہ

[www.azzab.com](http://www.azzab.com) | [www.azzab.com](http://www.azzab.com) | [www.azzab.com](http://www.azzab.com) | [www.azzab.com](http://www.azzab.com)





For More Islamic Books Visit [Islamilibrary.blogspot.com](http://Islamilibrary.blogspot.com)

For More Islamic Books Visit [Islamilibrary.blogspot.com](http://Islamilibrary.blogspot.com)



DOWNLOAD FREE E-BOOKS FROM [WWW.AZZAB.COM](http://WWW.AZZAB.COM)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# برمودة انکون ادجال

— ... —

تالیف

مولانا عاصم عمر

ناشر

الہجرہ پبلیکیشن کراچی

[alhijrahpublication@yahoo.com](mailto:alhijrahpublication@yahoo.com)

موبائل: 0312-2117879

[www.azzab.com](http://www.azzab.com)

اس کتاب کی اشاعت محمد مقبول صاحب کی تحریری اجازت کے بغیر  
سخت ممنوع ہے۔ کوشش کرنے والے کے خلاف کاپی رائٹ ایکٹ  
کے تحت سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔

کتاب کا نام \_\_\_\_\_  
برٹنڈو انکون ڈیجٹل  
از قلم \_\_\_\_\_  
مولانا عامر عمر  
ناشر \_\_\_\_\_  
الہجرہ پبلیکیشن کراچی  
طبع اول \_\_\_\_\_  
اپریل 2009ء  
تعداد \_\_\_\_\_  
2000

### ملنے کے پتے

- اسلامی کتب خانہ نزو جامعہ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن۔ کراچی فون: 021-4927159
- مکتبہ فاروقیہ نزو جامعہ فاروقیہ فیصلہ فیصل کالونی، کراچی۔ فون: 021-4594114
- ادارۃ الانوار، دوکان نمبر 2، بنوری ٹاؤن، کراچی۔ فون: 021-4914596، موبائل: 0332-2204487
- مکتبہ انعامیہ، دوکان نمبر 24، قاسم سینٹر، اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-2216814، موبائل: 0345-2151205
- سید عامر علی (لاہور) فون: 0321-4839030
- کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، اوپنڈی، فون: 051-5771798
- اسلامی کتب گھر شیبان سرسید اوپنڈی، فون: 051-4847585
- قاری طلحہ محمد صدیقی ملت ٹاؤن فیصل آباد۔ فون: 0321-6633744
- عثمان وی بی کتب خانہ نزو مدنی مسجد ماسیمہ
- حافظ کتب خانہ نزو دارالعلوم نظامیہ کوئٹہ
- اعلیٰ انیشیٹو زکات روڈ کیمپل آباد۔ فون: 0334-5571296
- مدرسہ تعلیم القرآن باغ آزاد کشمیر



## فہرست

- 14 ..... آقریظہ
- 15 ..... مطالعے سے پہلے ..... چند باتیں
- 19 ..... مقدمہ

### پہلا باب

- 27 ..... شیطانی سمندر برمودا ٹکون اور اٹلانٹک سٹریٹیاں

### پہلا حصہ

- 29 ..... ڈریگن ٹکون (Dragon's Triangle) یا شیطانی سمندر (Devil Sea)
- 29 ..... شیطانی سمندر کا محل وقوع
- 31 ..... جہاز... منزل نامعلوم
- 32 ..... ایسی آبدوزوں کا اغواء..... قزاق یا سمندران
- 33 ..... شیطانی سمندر کے اوپر اغواء کئے جانے والے طیارے

### دوسرا حصہ

- 34 ..... برمودا ٹکون (Bermuda Triangle)، برمودا ٹکون کا محل وقوع
- 34 ..... کیا برمودا ٹکون واقعی ٹکون کی شکل میں ہے؟
- 35 ..... جہازوں کا قبرستان برمودا ٹکون
- 36 ..... مسافر غائب..... جہاز ساحل پر
- 37 ..... ڈوبا ہوا جہاز..... واپس
- 39 ..... ایک روداد اور ملاحظہ فرمائیں

- 39 ..... برمودا ٹکون میں غائب ہونے والے مشہور جہاز
- 41 ..... برمودا کی فضا میں .... طیاروں کی شکار گاہ
- 42 ..... فلائٹ 19، چھ طیارے مرجع کے سفر پر
- 45 ..... برمودا ٹکون میں غائب ہونے والے مشہور طیارے
- 46 ..... برمودا ٹکون اور شیطانی سمندر میں تعلق
- 46 ..... برمودا ٹکون اور مختلف نظریات
- 50 ..... تنقیدی جائزہ
- 54 ..... جدید ٹیکنالوجی اور خفیہ قوت
- 56 ..... وہ کون ہے؟
- 57 ..... برمودا ٹکون ..... نامعلوم خفیہ چاہ گاہیں؟
- 57 ..... کوئن الزبتھ اول نامی جہاز پر موجود جون سینڈر کا بیان ہے
- 58 ..... آگ کے گولے اور برمودا ٹکون
- 58 ..... کبر اور پراسرار بادل
- 60 ..... برطانوی رہنٹ ... بادل لے آئے
- 61 ..... وقت کا ختم جانا کسی اور جہت میں چلے جانا (Time Warp)
- تیسرا حصہ
- 63 ..... اڑن طشتریاں (Flying Saucers)
- 64 ..... اڑن طشتریاں آنکھوں کا دھوکہ یا حقیقت
- 66 ..... اڑن طشتری والوں کی امریکی صدر سے ملاقات
- 67 ..... اڑن طشتریاں وائٹ ہاؤس پر
- 68 ..... اڑن طشتری پاکستان میں
- 69 ..... انک
- 69 ..... لاہور
- 69 ..... راولپنڈی



- 69 ..... اڑن طشتری بھارت میں •
- 70 ..... جی کارڈ نے بھی اڑن طشتری دیکھی •
- 71 ..... حتیٰ کہ اڑتے طیارے اڑن طشتری کے پیٹ میں •
- 72 ..... اڑن طشتری کا تعاقب ..... انجام •
- 72 ..... اڑن طشتریوں کے ذریعے انسانوں کا اغواء •
- 74 ..... اڑن طشتریوں کے کچھ مشہور حادثات •
- 75 ..... اڑن طشتریاں کہاں سے آتی ہیں •
- 77 ..... اڑن طشتریاں سمندر میں •
- 79 ..... اڑن طشتریاں ..... آزادی صحافت کہاں ہے؟ •
- 81 ..... اڑن طشتریوں میں سفر کر نیوالے عام انسان ہیں •
- 84 ..... لیکن ..... وہ ہیں کون؟ •
- 85 ..... کیا اڑن طشتریاں کانے دجال کی ملکیت ہیں؟ •
- 88 ..... کیا دجال زنجیروں سے آزاد ہو چکا؟ •
- 90 ..... کیا پینٹاگون کے ساتھ دجال رابطے میں ہے؟ •
- 94 ..... یورپ کا سائنسی انقلاب ..... دجال کا کردار •
- 95 ..... البرٹ آئنسٹائن اور دجال •
- 97 ..... آئنسٹائن کا خدا •
- 98 ..... کیا امریکہ کی جدید ٹیکنالوجی کا ذریعہ برمودا ٹکون ہے •
- 102 ..... ناسا (NASA) تحقیقات کا سفر یا نقل •

### دوسرا باب

- 103 ..... دجال سے پہلے فتنے •
- 104 ..... فتنوں کے بارے میں جاننے ورنہ •
- 105 ..... مشہور شخصیات فتنے میں •
- 107 ..... دو کمرہ فرقتے •

- 137 ..... دجال پر سب سے بھاری..... بنویم
- 137 ..... خوز اور کرمان سے جنگ
- 138 ..... دجال ایران تعلق..... اہم سوال
- 140 ..... ایران اور حزب اللہ
- 140 ..... ایران اور مقتدی صدر
- 141 ..... ایران پر یہودی اثرات یا کچھ اور
- 142 ..... اسکے علاوہ چند باتیں اور سنتے چلئے
- 142 ..... نیو ورلڈ آرڈر..... نیا عالمی نظام یا نیا عالمی مذہب
- 147 ..... دجال کیسی دنیا چاہتا ہے
- 151 ..... کرائے کی فوج..... بیک وافر
- 152 ..... میڈیا..... دجال کا بڑا اہتھیار
- 153 ..... شکوک کی چند مثالیں
- 154 ..... ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تباہی..... حقیقت کیا ہے؟
- 155 ..... مسلمان.. میڈیا کی نظر میں
- 156 ..... دماغی تطہیر یا برین واشنگ
- 160 ..... میڈیا اور افواہ سازی
- 160 ..... آواز کا جارو
- 160 ..... میڈیا اور فلمی گمراہی
- 163 ..... پروپیگنڈے کا توڑ
- 164 ..... اقدامی دعوت
- 167 ..... عالمی ادارے..... دجال کے معاون
- 167 ..... شیطانوں کا مرکز..... عالمی ادارہ صحت (W.H.O)
- 168 ..... خاندانی منصوبہ بندی
- 169 ..... پولیو کے قطرے یا..... ایڈز کا اہتھیار



- پانی پر.....عالمی جنگ 176
- پانی کے بحران کی مثال بولیویا (Bolivia) میں 176
- کسانوں کا دشمن.....دجال 177
- مسلمان تاجروں کا دشمن.....کانا دجال 179
- مشرکہ کرنسی 181
- مواصلاتی نظام 181
- کمپیوٹر اور انٹرنیٹ 182
- خواتین کے لئے دجال کا جال 182
- مردوں کی ذمہ داریاں 194
- این جی او 194
- والکنڈائف اور لائیو اسٹاک 196
- جادو و جانیٹ کی شکل میں 196
- شیطان کے پیجاری (Sanatist) 197
- سائن بورڈ اور اشتہارات.....خفیہ پیغام 199
- نو سنرڈیمس کی پوچش گونیاں یا حضرت ابو ہریرہؓ کا کتبہ 200
- دجال کے بارے میں نو سنرڈیمس کی پوچش گونیاں 202
- 5:13 روشنی کے دھماکے سے عبرتناک پیدائشی نقائص 203
- 5:14 عالمی دہشت گردی کے ذریعے سفارتی تعلقات کا خاتمہ 203
- 5:15 ریڈیائی لہروں کے ذریعے اموات 203
- 5:16 انسانی نسل میں تحقیق و ترقی 203
- نسلیات کی تحقیق کرنے والے سائنسدانوں کی ہیبت ناک موت 204
- 6:16 خوفناک جنگیں، ہتھیار، بربادی، موت 204
- تیسری جنگ عظیم 204
- 6:2 مشرق وسطیٰ میں ایٹمی خطرہ 205

- 6:3 بحر متوسط (Mediterranean Sea) کی مہم اور جبل الطارق کی جنگ ..... 206
- 6:5 نیویارک اور لندن میں جرانیوی جنگ اور حملہ ..... 206
- 6:6 دجال کا یورپ پر قبضہ ..... 206
- دجال کے سیاسی اور مذہبی نظریات ..... 209
- آگمیوس (OGMIOS) ..... 210
- تین پادریوں کی وفات ..... کیتھولک چرچ اور دجال ..... 211
- موجودہ پوپ کا قتل ..... 211
- آخری پوپ ..... 212
- کیتھولک چرچ کا خاتمہ ..... 213
- عالمی طاقت کے توازن میں کبال (Cabal) کے پنجے ..... 214
- معاشی اور عسکری کاروائیوں میں کبال کی شرکت ..... 214
- دجال کا کبال کو ختم کرنا ..... 215
- امیر امریکی سرمایہ دار، ایک نازی اور ترقی پسند ..... 215
- بنیاد پرستوں کی نگرانی ..... 215
- دہشت گردوں کے حملے ..... 216
- حصہ سوم
- مسیح الدجال ..... 217
- دجال کا مشرق وسطیٰ میں طاقت میں آنا ..... 217
- دجال کا معاشی نظام ..... 218
- دجال کا ایشیا پر قبضہ کرنا ..... 218
- دجال کی ثقافتی یاغرا اور یورپی مہم ..... 219
- دجال کا کیتھولک چرچ سے انتقام ..... 220
- دجال کی ترکی آمد ..... 221
- دجال کے بارے میں عالمی رد عمل ..... 221

حصہ چہارم

- 223 • 5.2 موسمی آلات
- 223 • 5.4 خدائی گاڑی کے حادثے کے سبب ماحول میں
- 223 • طاعون کے جراثیموں کا پھیلنا
- 223 • 5.6 زمین کے توانائی کے میدان میں شگاف سے زلزلوں کا پیدا ہونا
- 224 • 5.9 زلزلے پیدا کرنے والے انتہائی خفیہ تھیور (ETW)
- 224 • دجال کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا
- 230 • ہم کس دور میں ہیں
- 232 • آؤ..... کہ منزل پکارتی ہے!
- 241 • مجاہدین کی مائن کاروائیاں
- 244 • عراق
- 244 • فدائی کاروائیاں
- 245 • قذافیہ ریل کاروائی..... زندہ فدائی
- 247 • فدائی زندہ ہے
- 248 • خراسان سے کالے جھنڈے
- 250 • سفیانی کی بمبیاں..... بنو کلب کہاں ہیں
- 251 • بنو کلب کون ہیں؟
- 251 • علامات مہدی
- 254 • اسلام پسندوں اور اسلام بیزاروں میں کشمکش
- 260 • دجالی قوتیں مجاہدین کی دشمن کیوں؟
- 264 • حوالہ جات ماخذ و مصادر



## انتساب

ان اسیروں کے نام جنہوں نے دجالی قوتوں کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا اور مشرق سے مغرب تک، شمال سے جنوب تک کفر کے تمام زندانوں کو آباد کیا اور آنکھوں دیکھی آگ کا انتخاب کر کے، اللہ کی جہنم کے حقدار بن گئے،۔ اور وہ ہم سب کی دھڑکنوں کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔

ان ماؤں کے نام جنہوں نے محمد عربی ﷺ کا دین بچانے کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اللہ کے راستے میں پیش کر دیا۔

ان بہنوں کے نام جنکے سہاگوں سے زندانوں میں تکبیر کی صدائیں گونجیں۔

شہداء کے ان بچوں کے نام جنہوں نے امت کے بچوں کی خاطر اپنے ”ابو“ کی جدائی برداشت کر کے خود ”یتیمی“ کو گلے لگا لیا۔





## تقریظ

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر قیامت تک جو سب سے بڑا فتنہ ہے وہ دجال کا فتنہ ہے اس فتنہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو وقتاً فوقتاً آگاہ کرتے رہتے تھے۔ اس سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرتے ہوئے اس پر فتنہ دور میں مولانا عاصم عمری یہ کتاب ”برمودا ٹکون اور دجال“ دجال اور اسکے فتنوں سے آگاہی اور اس سے بچنے کے لیے بہتر کوشش ہوگی۔ اس کے مطالعہ سے غفلت کی زندگی گزارنے والے مسلم معاشرہ کو بیداری حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس محنت کو قبول فرمائے اور امت کو اہل اللہ کے ساتھ تعلق بنا کر دجال، اسکے فتنوں سے بچنے اور ذکر تقویٰ کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

حضرت اشیع علی احمد  
نقشبندی مجددی مدظلہ العالی



## مطالعے سے پہلے.....چند باتیں

برمودا تنکون کے بارے میں لکھنے کا مقصد آپ کی معلومات میں اضافہ کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم پر عمل کرنا ہے جو آپ نے اپنے صحابہ کوفتنوں کے بارے میں دی۔ وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بارے میں بہت فکر مند رہتے تھے اور انکو تمام فتنوں سے بار بار آگاہ فرماتے تھے۔ نہ صرف آگاہ فرماتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں یہودیوں کی ہستی میں جب ایک یہودی کے ہاں ایسے لڑکے کا پتہ چلا جس میں دجال کی نشانیاں پائی جاتی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ہمراہ خود وہاں تشریف لے گئے اور چھپ کر اسکی حقیقت جاننے کی کوشش کرتے رہے۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق کو اطلاع ملی کہ یمن میں ٹڈیاں شتم ہو گئی ہیں تو آپ پریشان ہو گئے اور اس کی تحقیق کرائی۔ کیونکہ ٹڈیوں کا شتم ہو جانا علامات قیامت میں سے ہے۔

برمودا تنکون شیطانی سمندر اور اژان طشتریوں کے بارے میں انگریزی زبان میں بہت کچھ لکھا جاتا رہا ہے۔ لیکن یہ تمام تحریریں یا تو محض واقعات بیان کرتی ہیں یا زیادہ سے زیادہ سائنٹفک انداز میں اس موضوع پر بحث کرتی ہیں۔ مسلم محققین میں محمد عیسیٰ داؤد مصری نے برمودا اور اژان طشتریوں پر گہری تحقیق کی ہے اور اس مسئلے کو احادیث کی روشنی میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ جہاں تک راقم کا اس موضوع پر لکھنے کا تعلق ہے راقم کی مثال ایک دکا ندر کی سی ہے جو اپنا سودا بیچنے کے لئے گاہک کو طرح طرح سے قائل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اپنا یہ سودا ”دروا امت“ ہے۔ اس درو کو اپنے مسلمانوں بھائی بہنوں کو دینے کے لئے اپنی ”کچ فہم“ میں جو طریقہ آتا ہے اسکو اختیار کر لیتا ہے۔ ورنہ کیا برمودا تنکون والا اور کیا اژان طشتریوں والا۔ ایک ننھی سی جان اللہ نے دی ہے اسی کی امانت ہے۔ جب چاہے۔ لے لے۔ ہر ایک کو اپنا

جواب اپنے مالک کے سامنے دینا ہے۔

یہ درد اس وقت اور بڑھ جاتا ہے جب پڑھے لکھے سمجھدار لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ فوج در فوج فکری گمراہی کی طرف دوڑے چلے جاتے ہیں۔ نہ حالات کو قرآن کی نظر سے دیکھتے ہیں نہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں موجودہ وقت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انکے تجربے، تبصرے اور مستقبل کی پیشن گوئیاں سن کر کبھی ہنسی آتی ہے اور کبھی رونما۔ اس طرح وہ حق و باطل کے معاملات میں اپنی زبان و عمل سے دجال کے لشکر کے معاون بن رہے ہیں اور امام مہدی کے مجاہدین کی دل آزاری کا سبب بن رہے ہیں۔

کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب کے تین حصے ہیں۔ شیطانی سمندر۔ برمودا ٹکون۔ اڑن طشتریاں۔ دوسرے باب میں فتنوں سے متعلق احادیث ہیں۔ اس کتاب میں ان احادیث کو بیان نہیں کیا گیا ہے جنکو راقم نے اپنی کتاب ”تیسری جنگ عظیم اور دجال“ میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ امام مہدی اور دجال کے بارے میں اگر مزید تفصیل درکار ہو تو راقم کی مذکورہ کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے۔ جہاں تک اس بحث کا تعلق ہے کہ دجال برمودا ٹکون میں ہے یا شیطانی سمندر میں؟ اڑن طشتری کا مالک وہی ہے یا کوئی اور؟ اس طرح کی تمام بحثوں میں راقم کا نقطہ نظر یہ ہے کہ محققین کی مختلف آراء کو محض نقل کر دیا جائے۔ چونکہ دجال کے بارے میں قطعی علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے لہذا بندہ کو ان میں سے کسی بھی رائے پر اصرار نہیں ہے۔ البتہ کسی رائے کی تائید اگر کسی حدیث سے ہوتی ہے تو اس حدیث کو بیان کر دیا ہے۔ یہی معاملہ اڑن طشتریوں کے حوالے سے ہے۔

چنانچہ کتاب میں بیان کئے گئے محققین کے نظریات و خیالات کے مقابلے میں کسی بھائی کے پاس قرآن و حدیث سے دلائل موجود ہوں تو وہ قابل ترجیح ہیں۔ بندہ کا اصل مقصد لوگوں کو اس خطرے کی نوعیت کا احساس دلانا ہے جو انکے گھروں کی دہلیز تک پہنچ چکا ہے اور دروازے جھنبوڑ کر پوچھ رہا ہے کہ اس حق و باطل کی جنگ میں تم کس کے ساتھ ہو؟ دجال اڑن طشتری پر آئے یا حقیقی گدھے پر؟ وہ شیطانی سمندر میں ہو یا اصفہان میں، ڈک جینی اس سے ملا ہو یا کوئی اور اس پر ہمیں کوئی اصرار نہیں۔ لیکن وہ سب برحق ہے جو میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے دجال اور اسکی قوت کے بارے میں بیان فرمایا۔ اور اس سے چٹنا، اس سے بغاوت کرتا، اسکے منہ پہ تھوکنہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ سو اسی فرض کی یاد دہانی کے لئے جو کچھ بن سکا وہ آپکی خدمت میں پیش ہے۔

کچھ دوستوں نے راقم کی کتاب "تیسری جنگ عظیم اور دجال" کے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ کتاب میں ڈرایا بہت گیا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہی ہے تاکہ امت اس فتنے سے غافل نہ ہو جائے۔ دجال کا بیان سن کر صحابہ اتنا ڈرتے تھے کہ آنسوؤں سے رونے لگتے تھے۔ چنانچہ یہ بیان ہی ایسا ہے کہ اس کو پڑھ کر ڈرنا ہی چاہئے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ کو اپنے ایمان کی فکر ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ راقم کا مقصد صرف ڈرانا نہیں بلکہ خبردار کرنا ہے۔ تاکہ اس فتنے سے بچنے کی تیاری کی جائے۔ ڈرنا اس معنی میں نہیں چاہئے کہ مایوس ہو جائیں۔ اس مایوسی سے نکالنے کے لئے راقم جہاد اور مجاہدین کی کامیابیوں کے تازہ حالات بھی لکھتا ہے تاکہ مسلمانوں کو دجالی قوت کے ساتھ ساتھ یہ بھی پتہ رہے کہ اتنا کچھ ہوتے ہوئے بھی میدان میں صورت حال کیا ہے۔ اور کامیابیاں کس کے قدم چوم رہی ہیں۔ چنانچہ دجال کے فتنے اور اسکے اتحادیوں کی قوت کے بارے میں جاننے اور جہاد کے میدانوں سے آنے والی خبریں (مجاہدین کی زبانی نہ کہ میڈیا کی) بھی سنئے اور اپنے سچے اللہ کا شکر ادا کیجئے کہ وہ کس کسمپرسی کے عالم میں امام مہدی کے لشکر کو مضبوط کر رہا ہے۔

یہ یاد رکھئے کہ اگر فتنوں سے بچنے کے لئے فوری احتیاطی تدابیر نہیں کی گئیں تو ایمان بچانا مشکل ہو جائے گا۔ امام مہدی اور دجال کے بارے میں احادیث کا مطالعہ کر کے آپ کو یہ احساس ہو جائے گا کہ جس دور سے ہم گزر رہے ہیں یہ بہت اہم وقت ہے۔ چنانچہ اہم وقت میں اہم فیصلے کر کے ہی ہم خود کو اپنے گھریلو مسائل سے آزاد اور اپنے علاقوں کو بچا سکتے ہیں۔

کتاب پڑھنے کے بعد جتنے زیادہ افراد تک یہ پیغام پہنچا سکتے ہیں ضرور پہنچائیے۔ لوگوں کو احادیث کی روشنی میں حالات کو سمجھنے کی دعوت دیجئے۔ گھروں میں خواتین اپنے بچوں کو دجال اور اسکے فتنوں کے بارے میں بتائیں۔ کتاب کی تیاری میں جن کتب سے استفادہ

www.azzab.com



کیا ہے انکے حوالے آخر میں دے گئے ہیں۔ محض دوستوں اور بزرگوں کی دعاؤں کے سہارے  
 ہی یہ کتاب آپکے سامنے ہے۔ دنیا کے ہنگاموں میں زیادہ وقت نہیں مل سکا۔ سو کتاب میں جو  
 غلطی نظر آئے وہ راقم کی کم علمی سمجھئے گا۔ بہت سے دوستوں نے کتاب کی تیاری میں تعاون کیا  
 ہے۔ بلکہ بعض نے تو زبردستی ہی یہ کتاب لکھوائی ہے۔ اللہ تعالیٰ انکے دلوں میں اپنی ملاقات کا  
 شوق پیدا فرمادیں۔ اپنی خصوصی دعاؤں میں دجالی قوتوں کے خلاف لڑنے والوں کو ضرور یاد  
 رکھا کیجئے۔ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے لئے بددعا میں کیجئے۔ کہ اللہ انکی  
 سازشوں کو ہی انکی تباہی کا سامان بنا دیں۔

اس گنہگار کو بھی اپنی دعاؤں کا حصہ بنا لیجئے۔ اپنی بے بنگم زندگی کی یہ کشتی حالات کی  
 موجوں پر بچکولے کھا رہی ہے۔ دعا کیجئے کوئی موج آکر اس ڈوبتی کشتی کو بھی منزل پہ پہنچا دے۔  
 اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کوشش کو محض اپنی رضا کے لئے قبول فرمائیں اور امت مسلمہ  
 کے لئے اسکو نفع کا ذریعہ بنادیں۔ (آمین)

## مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله

واصحابه اجمعين

حق و باطل کی صفیں بہت تیزی کے ساتھ الگ الگ ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ بہت سی شخصیات اور جماعتیں علی الاعلان باطل کے لشکر کے ساتھ اپنا مستقبل وابستہ کر بیٹھی ہیں۔ پرانے اتحاد بھی مزید مضبوط ہو گئے ہیں۔ کل تک جو زبانیں خاموش تھیں اب انکے لب بھی کسی نہ کسی کے حق یا مخالفت میں بلند شروع ہو گئے ہیں۔

کچھ ایسے بھی ہیں جو براہ راست تو نہیں البتہ بالواسطہ انکی زبان، قلم اور کوششیں دجال کے لشکر کو مضبوط کرنے میں صرف ہو رہی ہیں۔ اگرچہ انکا نفس اس بات کو تسلیم نہیں کرنے دے رہا کہ وہ دجال کو مضبوط کر رہے ہیں۔

جو لوگ کھل کر دجالی قوتوں کے سامنے جھک جانے کی امت مسلمہ کو تلقین کر رہے ہیں۔ وہ ذہلے چپے نہیں ہیں۔ انکا نفاق (بلکہ کفر) انکی لمبی زبانوں سے اس طرح ٹپک رہا ہے جیسے پیپ بھرے زخم سے پیپ ٹپک رہی ہوتی ہے۔ اسلامی نظام کے مقابلے کفریہ نظام کی محبت، کلمہ گو مسلمانوں سے زیادہ ہندوؤں اور یہودیوں سے ہمدردی، بھارت کے برہمن اور امریکہ کے یہود کے درمیں گھٹے جانا اور اسلام پر جانیں لٹانے والوں کے خلاف زہر آلود تیر و نشتر انکی کمین گاہوں سے برسائے جا رہے ہیں۔

یہ طبقہ اپنے آپ کو دجال کی صفوں میں کھڑا کر چکا ہے۔ مسلمانوں جیسے نام صرف اس لئے رکھے ہیں کہ یہ پاکستان جیسے ملک میں رہ رہے ہیں۔ اگرچہ اسکے لئے بھی انکی دلی خواہش یہ ہے کہ پاکستان کے وجود کو ختم کر کے اس خطے کو بھی برہمن کی غلامی میں دیدیں، انکے علاوہ جو لوگ ابھی



تک جمہوری نظام یا حکومتوں کے آئے جانے کے چکر میں پھنسے ہیں انھیں بھی اب رک کر سوچنا چاہئے کہ اس نظام کے دھماکے کون ہمارا ہے؟ کس کے اشارے پر حکومتیں بنتی اور بگڑتی ہیں۔ کس کے کہنے پر تمام دنیا کا میڈیا، خواہ عالمی ہو یا ملکی، ریلیشن سے پہلے اسی جماعت اور فرد کی حمایت شروع کر دیتا ہے جسکو 'خفیہ قوت' کہنا چاہتی ہے۔

ہم بھی کہنے بھولے ہیں۔ ایک جانب دنیا کو عالمی گاؤں (Global Village) تسلیم کرتے ہیں۔ اور دوسری جانب پاکستان یا دیگر مسلم ممالک کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ ایشیائی میں جیتنے والا عالمی مینڈریٹ لے کر آیا ہے۔ یہ عوامی مینڈریٹ نہیں ہوتا یہ سب دجال کی دجالی میڈیا کا فریب ہوتا ہے۔

ہمیں اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ اس عالمی گاؤں میں پاکستان دجال کیلئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ پاکستان کو قبضے میں رکھنے کے لئے اس کے تمام ادارے، خصوصاً آئی ایم ایف، ورلڈ بینک اور فریمینس کی تمام تر توجہ اس بات پر لگی ہوئی ہے کہ پاکستان اس اتحاد میں موجود رہے تاکہ اس خطے میں موجود دجال مخالف لشکر سے لڑنے میں آسانی ہو اور امام مہدی کی حمایت کے لئے جانے والے لشکر کو یہیں ختم کیا جاسکے۔

دجال کے نزدیک پاکستان کی اہمیت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ صوبہ سرحد و قبائل دجال کے بڑے اتحادی ہیں رت کو خشکست دے کر اسکو فتح کریں گے۔ چنانچہ افغانستان، سرحد و قبائل میں کسی بھی ایسے لشکر کا مضبوط ہونا دجالی قوتوں کی موت کا سامان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں موجود دجال کے پیروکاروں کی کوشش ہے کہ پاکستانی فوج ہر قیمت پر قبائل کو مٹانے کی نہ کام کو ششوں میں لگی رہے۔

جہاں تک مسلم ممالک کے حکمران طبقے کا تعلق ہے دجال ان سے مطمئن ہو گا کیونکہ حکومتی سطح پر سب اس کے منصوبے کے مطابق چل رہا ہے۔ جس ملک میں بھی کوئی اسلامی تحریک اٹھ رہی ہے اسکو دبانے کے لئے حکمران طبقہ اسکی خواہشات کے مطابق کام کر رہا ہے۔ ان ممالک کی داخلہ پالیسی، خارجہ پالیسی، معاشی و اقتصادی پالیسیاں سب اسکی مرضی کے مطابق چل رہی ہیں۔ کسی بھی مسئلے میں اس کو مزاحمت کا سامنا نہیں ہے۔ خصوصاً چین کے پائی کے حوالے سے یہ تمام ممالک دجال کی اس پالیسی پر عمل پیرا ہیں جو مسلمانوں کو پائی کے ایک ایک قطرے کا محتاج بنانا چاہتا

ہے۔ اسکے لئے اس نے مختلف کافر ملکوں سے ذہیم بنوا کر مسلم ممالک کے دریاؤں کو ابھی سے خشک کرنا شروع کر دیا ہے۔ ایسا اس نے صرف پاکستان کیساتھ ہی نہیں کیا بلکہ شام، عراق، لبنان، اردن، فلسطین اور مصر کے دریاؤں کو خشک کرنے کے منصوبے مکمل کرا چکا ہے۔ ان مسلم ممالک کے خطرہ انوں نے اپنی عوام کو دجال کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ آئی ایم ایف کے ہوتے ہوئے اس بات کے آچار کم نظر آتے ہیں کہ اسلذو بھی کوئی مزاحمت حکمران طبقے کی جانب سے سامنے آئے۔ البتہ دجال کے منصوبوں میں مسلم ممالک کی عوام مزاحم ہے۔ خصوصاً افغانستان کے اندر طالبان، عراق میں مجاہدین اور پاکستان کے قبائلی اللہ کی مدد سے دجالی منصوبوں کو خاک میں ملا رہے ہیں۔ پاکستان کے مسلمانوں اور پاکستان سے محبت کے دعوے داروں کو احساس نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرحد و قبائل میں اسلامی قوتوں کو یوں ہی مضبوط نہیں فرما دیا بلکہ انکو بیک وقت کئی دجالی منصوبوں کو روکنے کے لئے کھڑا کیا ہے۔

یہ مغرب میں افغانستان میں موجود دجالی لشکر کی تباہی کا سامان ہیں۔ مشرق میں دجال کے بڑے اتحادی بھارت کی ابھرتی امیدوں کو ہمارا ذکر کے ذریعہ صرف پاکستان کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ بلکہ اس خطرے سے ہمیشہ کے لئے پاکستان کو نجات دلانے والے ہیں۔

ایک بہت بڑی دجالی سازش یہ پاکستان کے شمال میں پھیل رہی ہے جسکی طرف لوگوں کا دھیان نہیں۔ یہ سازش دجال کے اعدائے نفائی یہودی آغاخان نے عالمی اداروں کے ساتھ مل کر تیار کی ہے، یہ سازش آغاخان الٹیمٹ بنانے کی ہے جسکی سرحدیں پاکستان کے شمالی علاقہ جات سے شروع ہو کر، افغانستان کے صوبہ کنڑ اور نورستان کو لیتی ہوئی تاجکستان تک جاتی ہیں۔ کنڑ اور نورستان میں امریکہ نے خود اپنی فوج رکھی ہوئی ہے۔ اور سال 2007 اور 2008 ان علاقوں میں امریکیوں کے لئے بڑا تباہ کن گذرا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باجوڑ آپریشن کے لئے سابق صدر ریش نے پاکستان کو خصوصی احکامات دئے اور باجوڑ کی پولیٹیکل انتظامیہ کی مخالفت کے باوجود یہ آپریشن کیا گیا۔

افغانستان، سرحد و قبائل کی اہمیت دجال اچھی طرح سمجھتا ہے۔ چنانچہ جب آپ اسکے اتحادیوں کی زبانوں سے سرحد و قبائل کے بارے میں یہ بات سنتے ہیں کہ یہاں موجود اسلامی قوتیں خطے کے استحکام کے لئے خطرہ ہیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ ان قوتوں کے ہوتے ہوئے دجالی فوجیوں کو تعبیر نہیں مل سکتی۔ ان اسلامی قوتوں کو شکست دئے بغیر ناممکن ہے کہ لشکر کو روکا جاسکے

ہے، خدا غاخان اسلیٹ قائم ہو سکتی ہے اور نہ ہی بھارت کو شکست سے بچایا جاسکتا ہے۔  
 یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں موجود پاکستان کے دشمن صوبہ سرحد اور قبائل کے بارے میں  
 مستقل اپنی بدبودار زبان استعمال کر رہے ہیں اور اسکے عوض وہ اپنے بچوں کا مستقبل بھارت  
 و امریکہ میں محفوظ بنانا چاہتے ہیں۔ کبھی وہ ان علاقوں کو پاکستان کے لئے خطرہ قرار دیتے ہیں اور  
 کبھی ان علاقوں پر امریکی پرچم لہراتا ہوا دکھاتے ہیں۔ انکو معلوم ہونا چاہئے کہ صوبہ سرحد اور قبائل  
 کو اللہ نے پیدا ہی برصغیر کے مظلوم مسلمانوں کی داورسی اور حفاظت کے لئے کیا ہے۔ اس پر تاریخ  
 شاہد ہے۔ اور اب مستقبل قریب میں اللہ تعالیٰ برصغیر کے مسلمانوں کے لئے قوم افغان سے جو کام  
 لینے والے ہیں انکی بھنگ سے ہی ان منافقین کے دل پھٹ جائیں گے۔

آنے والے طوفان کی پیشین گوئی تو سب ہی کر رہے ہیں لیکن افسوس احادیث کی روشنی میں  
 اس سے بچنے کی تدبیر تلاش کرنے والے بہت کم ہیں۔ ایک خطرناک طوفان پاکستان کو ہر طرف  
 سے گھیرے ہوئے ہے۔ جس طرح طوفان نوح سے بچنے کا واحد ذریعہ حضرت نوح علیہ السلام کی  
 کشتی تھی، اسی طرح صوبہ سرحد و قبائل برصغیر کے مسلمانوں کی کشتی ہے۔

سرحد و قبائل ایسی حقیقت ہے جو یہود و نژادوں ہی جانتے ہیں۔ اور انکی کتابوں میں یہ  
 باتیں آج بھی موجود ہیں۔ لیکن پاکستان میں موجود منافقین جنھوں نے ہمیشہ مسلمانوں کے  
 مقابلہ بھارت کے ہندوؤں کو ترجیح دی ..... وہ اس بات کو کبھی نہیں پائیں گے۔ وہ کل  
 تک ..... روس کے استقبال کے لئے بے چین تھے ..... اور ..... آج شیاطین نے انکے دلوں میں یہ  
 وسوسہ ڈال دیا ہے کہ ..... بس تھوڑا انتظار کرو ..... سرحد و قبائل میں امریکہ اور دیرپائے انک تک  
 بھارت کے پرچم لہرانے والے ہیں۔ ان منافقین کی دیرینہ خواہش ہے کہ واہگہ کی لکیر کو ختم کر دیا  
 جائے تاکہ بھارتی شراب و شباب کے لئے انھیں دہلی و ممبئی نہ جانا پڑے۔

یہ صرف شیطان و وسوسہ ہے جسکو شیاطین نے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ قومیت  
 کے طاعوت کی بنائی سرحدی لکیریں منانے کا وقت آ گیا ہے اور صرف واہگہ ہی کیا ..... کشمیر کی  
 فونی لکیر منانے کا وقت بھی آ ہی پہنچا لیکن ..... اس طرح نہیں جیسا منافقین سمجھ رہے ہیں کہ  
 بھارتی فوج اسکو ختم کرے گی۔ یہ لکیر انہی بیرونی تے روندی جائیگی جہاں سے ہمیشہ روندی جاتی  
 رہی ہے۔ اور اکھنڈ بھارت کے بجائے ایک نیا پاکستان وجود میں آئے گا، جہاں کے باقی دنیا میں



سراٹھا کر جنٹیں لگے۔ نہ اسکو بھارتی ٹینکنا اور جی روک پائے گی اور نہ پاکستان میں موجود برہمن کے نمک خوار۔

یہ باتیں ان تجزیہ نگاروں کے لئے عجیب ہو گئی جنہوں نے اس دور کے بارے میں احادیث کا مطالعہ نہیں کیا۔ اور انکے علم کی بنیاد جالی میڈیا کی رپورٹوں، خبروں اور تبصروں پر کھڑی ہوئی ہے۔ اگر ان حالات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں سمجھ کر پالیسی نہیں بنائی گئی تو دجال کے دجل و فریب کی بھینٹ چڑھ جائیں گے اور احساس تک نہ ہوگا۔ جو دانشور صرف ظاہری حالات اور مغربی میڈیا کی رپورٹیں پڑھ کر تجزیے کر رہے ہیں وہ لکیر ہی پٹتے رہ جائیں گے۔

یہ بہت خاص وقت ہے۔ حق و باطل کے مابین جاری معرکہ انتہائی اہم مرحلے میں داخل ہو چکا ہے۔ ہر مسلمان اپنے دل کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہے کہ اسکے دل میں کس چیز کی محبت سب سے زیادہ ہے۔ ہر ایک کو اس بات کا علم ہے کہ وہ اپنے ایمان کو کتنا عزیز رکھتا ہے اور کس قیمت پر وہ اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتا ہے۔

ہر مسلمان اپنے بارے میں سوچے کہ وہ کس کے لشکر کا حصہ بننا چاہتا ہے۔ ایک طرف حق ہے اور دوسری طرف باطل۔ ایک طرف امریکہ و جال کی صف میں کھڑے ہونے کی دعوت دے رہا ہے اور دوسری جانب "غرباء" کی سر زمین اور جہاد کے میدانوں سے صدا گئیں آرہی ہیں۔

علماء اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایسے حالات میں ان پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ جب آپ اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ یہ چودہ سو سالہ تاریخ کے نازک ترین حالات ہیں اور یہ خاص مرحلہ ہے جس میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہو چکی ہے تو پھر آپ خاص فیصلوں سے کیوں گھبرارے ہیں۔ جب حالات خاص ہیں تو فیصلے بھی خاص ہی کرنے ہونگے تب جا کر آپ خود کو اور اپنی قوم کو ان حالات سے نکال کر لے جاسکتے ہیں۔

ہر طبقے میں موجود پاکستان کا دروہ رکھنے والے، بااثر حضرات (مثلاً صحافی، کالم نگار، سینئر جرنلس، فوجی افسران وغیرہ) کو گھروں سے نکلنا ہوگا اور حکومتوں کو مجبور کرنا ہوگا کہ گلے میں پڑے امریکی اتحاد کے پٹے کو اب اتار پھینکیں ورنہ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اسی پٹے کے ساتھ اٹھایا جائے۔ نیز پاکستان کے تمام مسلمانوں کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ اگر امام مہدی کا ظہور ہو گیا تو کیا یہ حکومتیں اس وقت بھی امریکہ کے اس اتحاد ہی میں لڑتی رہیں گی؟

مشرف کی مسلط کی ہوئی اس پالیسی سے نجات میں ہی پاکستان کا مفاد ہے اسی میں آخرت کی بھلائی ہے۔ یہ تمام دجائی قوتیں پاکستان کے مسلمانوں کی دشمن ہیں اور ہر حال میں انکا وجود مٹانا چاہتی ہیں۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے معمول کے معمولات پر کوئی فرق نہ پڑے اور آپ ہر غریب بھی ہو جائیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خاص حالات سے نمٹنے کے لئے خاص فیصلوں اور خاص اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ اہم فیصلے کرنے کا وقت ہے۔ اگر حکمران پاکستان کو پیچھے پر متفق ہو گئے ہیں تو کیا آپ جیتے جی برہمن کی غلامی میں جینا گوارا کریں گے؟

جہاں تک پاکستان میں موجود بعض دردمند لوگوں کا تعلق ہے وہ اپنی سمجھ کے مطابق اس سازش کے خلاف کوششیں کر رہے ہیں۔ بہت قلیل تعداد جو کہ اداروں، صحافیوں اور دوسرے شعبوں میں ہے اس سازش کو سمجھ رہی ہے۔ جبکہ ان کے مقابلے میں موجود پاکستان دشمن عناصر پاکستان کے ہر شعبے میں قابض ہو چکے ہیں۔ اور اس وقت قادیانی تک اعلیٰ اداروں میں براہمن ہیں۔ بڑے بڑے ٹی وی چینل، مشہور کالم نگار، انسانی (یہود و ہنود کے) حقوق کی تنظیمیں، گئی سیاسی جماعتوں کی قیادت کے مقابلے اس طبقے (پاکستان کا درد رکھنے والے) کی آواز اب دھیرے دھیرے سکیوں میں تبدیل ہوتی جا رہی ہے۔

ممبئی حملوں کے وقت امید ہو چکی تھی کہ فوج اپنے اصل دشمن کی طرف پھر سے پلٹ جائے گی۔ پاکستان کا درد رکھنے والے بھی خوش تھے لیکن لگتا ہے دوسرا طبقہ اس ملک پر قابض ہو چکا اور مشرف سب کچھ تباہ ہی کر گیا۔

ایسے وقت میں علماء حق کو ان دردمندان پاکستان کے ساتھ مل کر اب وہ بات کہہ دینی چاہئے جسکو وہ ابھی تک نہیں کہہ پائے۔ تمام پاکستانیوں کو بتا دینا چاہئے کہ صوبہ سرحد و قبائل پاکستان کے دشمن نہیں بلکہ یہ آنے والے وقت میں نہ صرف پاکستان کے محافظ ہیں بلکہ تمام برصغیر کے مسلمانوں کو ہندوؤں کے ظلم سے نجات دلائے والے ہیں بلکہ ان کو منانے کی کوشش بھارت و امریکہ کے کہنے پر ہو رہی ہے۔ پاکستان کے خلاف سازشیں کرنے والے اور یہاں کی مساجد و مدارس کو مسلمانوں کا اصرار بنانے کے لئے راہ ہموار کرنے والے خود حکومت کی صفوں میں موجود ہیں۔ پنجاب اور سندھ کے اہل ایمان کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر اس وقت غفلت برتی گئی تو افسوس



کے لئے بھی کچھ باقی نہیں رہے گا۔

اے مسلمانو! اگر آپ کو اسلام کے لئے جان و دینا گوارا نہیں..... اگر آپ کو اپنے ملک سے بھی کوئی اتنی محبت نہیں..... تو خدا را اپنے گھر اور اپنے پیارے بچوں کی ہی فکر کیجئے..... اپنی جان مال..... کاروبار..... کھیتی باڑی کی ہی فکر کیجئے..... اگر سستی کر بیٹھتے تو کچھ بھی نہیں بچے گا..... یہاں یہ بات بھی واضح کرتا چلوں..... کہ ہماری یہ جو خوش فہمی ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا لہذا اسکو کوئی ختم نہیں کر سکتا..... ایسا ہی ہوگا لیکن اگر یہ سچ ہے کہ اللہ نے اس زمین کو کسی خاص مقصد کیلئے وجود بخشا ہے تو اللہ اتنی اہم زمین پر ہم جیسے بزدلوں، خود غرضوں، خواہشات کے غلاموں اور خوش فہموں کا وجود کبھی برداشت نہیں کریگا۔ پاکستان ضرور باقی رہے گا بلکہ اسکی حدود و کشمیر سے لیکر کنیا کماری تک پھیل جائیں گی لیکن یہاں موجود وہ لوگ جو عظیم مقصد کے لئے اپنی جان نہیں دے سکتے انکو مٹا دیا جائے گا۔ اور اس ملک کو ایسے ہاتھوں میں دیا جائے گا جنہیں دیکھ کر 1947ء کے شہداء کی رو جس خوش ہوا نہیں لگی۔

کم سے کم میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

یہ باتیں شاید غمافلوں کو تھیل لگیں یا کچھ اور۔ لیکن دنیا دیکھئے گی! پاکستان میں موجود امریکی اور بھارتی لابی جو سازشیں کر رہی ہے وہ پاکستان کے مسلمانوں کی تباہی کا سامان ہے۔ اور جو انکے خلاف نہیں اٹھتا وہ بھی قیامت کے دن اس میں شریک سمجھا جائے گا۔

ایک بار پھر یاد دلانا چلوں، جہاں تک اسلامی قوتوں کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ انکو ہر دن مضبوط بن کرتے چلے جا رہے ہیں۔ امریکی ہوں یا بھارتی، یا پاکستان میں موجود منافقین انکی بدبودار زبانیں، اور مسلمانوں کے خون سے رنگین قلم، یہ سب مل کر بھی اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگر اللہ تعالیٰ قوم افغان کو امام مہدی کے لشکر کے لئے منتخب کر چکے اور انکے ہاتھوں ہندوستان کی فتح کے فیصلے کر چکے تو سارے کافر اور انکے بھائی منافق مل کر بھی قوم افغان کو ختم نہ کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو انکے فیصلوں پر عملدرآمد سے دنیا والے روک نہیں سکتے۔

راقم کی باتیں جنکی سمجھ میں نہیں آتیں نہ آئیں کہ ان سے کوئی غرض نہیں۔ لیکن یہ گنہگار جن علماء حق کو یاد دہانی کرانا چاہتا ہے وہ ضرور ان باتوں کا علم رکھتے ہیں کہ اللہ نے بڑے صغیر کے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت آپ ہی کے ذریعے کرائی ہے۔ اور آپ کے اسلاف نے اپنے سروں کی

فصلیں کٹوا کر اس خطے میں مسلمانوں کی بالادستی کی حفاظت کی ہے۔  
 راقم کا اس موضوع پر لکھنے کا واحد مقصد یہی ہے کہ مسلمانوں کو موجودہ خطرات سے آگاہ  
 کر کے انھیں حق کے لشکر میں شامل ہونے کی دعوت دی جائے۔ برمودا، بنگلہ دیش یا شیلیائی سمندر میں  
 دجال ہو یا نہ ہو، دجال جلد نکلے یا بدیر لیکن اس سے پہلے کے فتنوں سے بچنا اور اس کے لئے تدبیر کرنا  
 ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ دجال کے آنے سے پہلے جو فتنے ہونگے انہی میں حق و باطل  
 الگ الگ ہو جائیں گے۔ جو اس کے آنے سے پہلے حق کے لشکر میں شامل ہو گیا دجال اس کو کوئی  
 نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔  
 اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حق کے لشکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ دجال اور  
 اس کے فتنے سے ہماری حفاظت فرمائے۔ (آمین)

پہلا باب

## شیطانی سمندر برمودا تکون اور اژن طشتریاں

شیطانی سمندر، برمودا تکون اور اژن طشتریاں ایسے موضوع ہیں جو آپ مختلف انداز میں سنتے اور پڑھتے چلے آ رہے ہونگے۔ افسانوی قصے خوفناک داستانیں ناقابل یقین واقعات تاریخی شہادتیں ان سب کو اس طرح گوند کر دیا گیا ہے کہ پڑھنے والا کسی صحیح نتیجے پر نہیں پہنچ پاتا۔ بلکہ غیر شعوری طور پر اس کے لاشعور میں یہ ایک ایسی داستان کی شکل اختیار کر جاتا ہے جس میں کچھ تجسس، کچھ خوف، کچھ نئے حقائق کچھ افسانوی قصے شامل ہوں۔

لیکن حقیقت کیا ہے؟ اور ایک مسلمان کو اس مسئلے کو کس روشنی میں دیکھنا چاہئے۔ نیز جو کچھ دنیا کے سامنے اس علاقے کے بارے میں بتایا جاتا رہا ہے کیا یہ سب افسانہ ہے یا حقیقت۔ اگر حقیقت ہے تو پھر اس پانی کے اندر ایسا کیا ہے جو آج تک ہزاروں افراد کو نگل گیا، سیکڑوں جہاز غائب ہو گئے کسی کا کچھ پتہ نہ چلا؟ کیا الٹیس کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہے؟ یا کا نا دجال اس علاقے میں موجود ہے؟

بڑے بڑے دیوبند کل جہازوں کا پرسکون سمندر میں بغیر کسی خرابی یا حادثے کے اچانک غائب ہو جاتا۔ کبھی مسافروں کا بیچ جانا اور جہازوں کا اغوا کیا جاتا کبھی جہازوں کا صحیح حالت میں بیچ جانا اور مسافروں کا اغوا کر لیا جاتا۔ فضاء میں اڑتے ہوئے جہازوں کا دیکھتے ہی دیکھتے کہیں گم ہو جانا یہ سب ایسے واقعات ہیں جنکی تشریح آج تک دل کو مطمئن نہیں کر سکی۔ انکا غائب ہونا اس قدر تیز ہوتا کہ طیاروں کے پائلٹ یا جہاز کے کپتان کو ایمر غرضی پیغام بھیجنے کی مہلت بھی نہیں مل پاتی۔ اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ غائب ہونے والے طیاروں، جہازوں اور مسافروں کا کبھی کوئی نام و نشان بھی نہیں مل سکا۔ اگرچہ بعض ماہرین کی طرف سے یہ بار و گرانے کی کوشش کی جاتی رہی کہ اس جگہ سمندر کے اندر ایسے تیز طوفان آتے ہیں جن کی شدت سے یہ جہاز ٹکڑے

کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر ہوائیں ان کو دور دراز کے پانیوں میں بہا لے جاتی ہیں۔ لیکن اس تشریح کو انسانی ذہن اس لئے تسلیم نہیں کر سکتا کہ جدید ٹیکنالوجی کے اس دور میں جبکہ ماہرین سمندر کی گہرائیوں میں پہنچ کر مچھلیوں اور دیگر آبی جانوروں پر تحقیق کے لئے ان کے جسموں کے ساتھ کیمرے لگا کر ان کی تمام نقل و حرکت پر نظر رکھتے ہیں تو کیا آج تک وہ برمودا ٹکون میں غائب ہونے والے بڑے بڑے جہازوں کا ملکہ بھی کہیں نہیں ڈھونڈ سکے۔ نیز اس علاقے میں رونما ہونے والے تمام حادثات میں ایک بات انتہائی اہم ہے کہ اغوا ہونے والے طیاروں کے پاکٹ اور جہاز کے کپتان یا مسافروں میں اپنے وقت کے ماہر لوگ اغوا کئے گئے ہیں۔ نیز جتنے بھی حادثات ہوئے اس وقت وہاں موسم بالکل معتدل اور دن کا وقت تھا۔ چنانچہ موسم کی خرابی کو بھی اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ طیاروں اور جہازوں سے ان کے ہیڈ کوارٹر کا رابطہ اچانک منقطع ہوتا گو یا ریڈیو سگنل کسی نے جام کر دیئے ہوں۔

اکثر محققین اس بات پر متفق ہیں شیطانی سمندر اور برمودا ٹکون میں ایسی پراسرار کشش ہے جو ہماری اس کشش سے مختلف ہے جسکو ہم جانتے ہیں۔

برمودا ٹکون اور شیطانی سمندر لوگوں کے لئے ایک پراسرار علاقہ بن چکا ہے۔ جس کے بارے میں جاننے کیلئے انسانی تجسس بڑھتا چلا جاتا ہے۔ بعض مسلم محققین کا خیال ہے کہ شیطانی سمندر اور برمودا ٹکون کے اندر وہاں نے خفیہ پناہ گاہیں بنائی ہوئی ہیں جہاں سے وہ دنیا کے نظام کو کنٹرول کر رہا ہے۔ اس بارے میں بھی ہم تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

برمودا ٹکون سے پہلے شیطانی سمندر کے بارے میں کچھ جانتے چلیں۔



یہاں حصہ

## ڈریگن تکون (Dragon's Triangle) یا شیطانی سمندر (Devil Sea)

برمودا تکون کے بارے میں تو تمام دنیا بھر میں بہت کچھ لکھا جاتا رہا ہے اور اسکے بارے میں لوگوں کو خاصی معلومات ہیں۔ لیکن برمودا تکون کی طرح پر اسرار اور حادثات کے مرکز جاپان کا ڈریگن تکون یا شیطانی سمندر کے بارے میں لوگوں کو بہت کم معلومات ہیں۔ جاپان کے لوگوں کو اسکے بارے میں اچھی طرح علم ہے اور جاپانی حکومت نے سرکاری اعلان کے ذریعے لوگوں کو اس علاقے سے دور رہنے کا حکم جاری کر رکھا ہے۔ لیکن جاپان سے باہر کی دنیا اسکے بارے میں کم ہی جانتی ہے۔ حالانکہ برمودا تکون کی طرح یہاں بھی جہازوں، آبدوزوں اور طیاروں کے غائب ہونے کے واقعات بڑی تعداد میں ہوتے رہے ہیں۔ بلکہ محققین کا خیال ہے یہاں حادثات کی تعداد برمودا تکون سے زیادہ ہے۔ یہاں بھی اغواء ہونے والوں کی اکثریت ماہرین، کپتانوں اور ہوا بازوں کی رہتی ہے۔ بلکہ ایک بات جو یہاں زیادہ خطرناک نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں غائب ہونے والے جہاز اور آبدوزوں میں ایسے جہاز اور آبدوزیں بھی شامل ہیں جن میں خطرناک ایٹمی مواد بھرا ہوا تھا۔

### شیطانی سمندر کا محل وقوع

یہ علاقہ بحر الکاہل (Pacific Ocean) میں جاپان اور فلپائن کے علاقے میں ہے۔ یہ تکون جاپان کے ساحلی شہر ”یوکوہاما“ (Yokohama) سے فلپائن کے جزیرے ”گوام“ (Guam) تک اور ”گوام“ سے پھر جاپان کے ”ماریانا“ جزائر تک پھر ”ماریانا“ سے ”یوکوہاما“ تک بنتی ہے۔ ماریانا جزائر پر دوسری جنگ عظیم میں امریکہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس سمندر کو جاپانی لوگ مانو اومی (Ma-no Umi) کہتے ہیں جسکے معنی شیطانی سمندر



ہے۔ برمودا ٹکون اور شیطانی سمندر پر تحقیق کرنے والوں میں ایک بڑا مشہور نام چارلس برلٹز کا ہے۔ وہ اپنی کتاب ”وئی ڈریگن ٹریڈنگل“ میں لکھتے ہیں:

”۱۹۵۲ء تا ۱۹۵۴ء جاپان نے اپنے پانچ بڑے فوجی جہاز اس علاقے میں کھوئے ہیں۔ افراد کی تعداد ۷۰۰ سے اوپر ہے۔ اس معاملہ کا راز جاننے کے لئے جاپانی حکومت نے ایک جہاز پرسو (۱۰۰) سے زائد سائنسدانوں کو سوار کیا۔ لیکن..... شیطانی سمندر کا معاملہ حل کرنے والے خود معمر بن گئے۔ اسکے بعد جاپان نے اس علاقے کو خطرناک علاقہ قرار دے دیا۔“

دوسری جنگ عظیم کے دوران بحری لڑائی میں جاپان کو اپنے پانچ طیارہ بردار جہازوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اسکے علاوہ ۳۴۰ طیارے، دس جنگی جہاز، دس جنگی کشتیاں، نو اسپید بوٹ اور ۴۰۰ خودکش طیارے بھی اس ٹکون کے علاقے میں تباہ ہوئے۔ جنگ کے دوران اس نقصان کے بارے میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب دشمن اتحادیوں کی جانب سے کیا گیا ہوگا۔ لیکن اس بحری دستے کے بارے میں کیا تشریح کی جائیگی جو اسی علاقے میں بغیر کسی حادثے کے غائب ہو گیا۔ حالانکہ ابھی تک وہاں نہ تو امریکی اور نہ ہی برطانوی جہاز پھنچے تھے۔

کم از کم ماہرین کی یہی رائے ہے۔ کہ یہ تباہی کھلے دشمن کی جانب سے نہیں تھی۔ کیونکہ ایک محقق کے بقول:

”It is extremely doubtful that they were sunken by enemy action because they were in home waters and there were no British or American ships in these waters during the beginning of the war“

ترجمہ: ”یہ بات انتہائی مشکوک ہے کہ ان جہازوں کو دشمن نے ڈبو یا ہو۔ کیونکہ یہ جہاز اپنی سمندری حدود میں تھے اور جنگ کے ابتداء میں وہاں برطانوی یا امریکی جہاز نہیں پہنچے تھے۔“ تو کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس علاقے میں کوئی اور چھپی ہوئی قوت بھی موجود تھی جو اس جنگ میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو کامیاب دیکھنا چاہتی تھی۔

برمودا ٹکون اور شیطانی سمندر میں اتنی زیادہ مماثلت جاننے کے بعد کیا کوئی یہ مان سکتا ہے کہ یہ محض اتفاق ہے۔ ہرگز نہیں۔ مشہور محقق چارلس برلٹز کہتے ہیں

"The mysterious disappearances in the Bermuda and Dragon Triangles may not be coincidental, since both areas are so similar, the same phenomenon might be behind the lost ships and planes".

ترجمہ: ”برمودا اور شیطانی سمندر میں پر اسرار طور پر غائب ہو جانا اتفاقی نہیں ہو سکتا۔ جبکہ دونوں علاقوں میں بالکل مماثلت پائی جا رہی ہے۔ جہازوں اور طیاروں کے غائب ہونے میں دونوں جگہ ایک ہی نظریہ کارفرما ہے۔“ (دی ڈریگن ٹرائینگل۔ چارلس برلنڈ)

### جہاز... منزل نامعلوم

یہاں ہونے والے چند مشہور حادثات کے بارے میں جاننے چلیں تاکہ غائب ہونے والوں کی تفصیل معلوم ہو جائے۔

① جاپانی پیٹرول بردار جہاز ”کایو مارو ۵“ (Kaio Maru No. 5)۔ یہ ایک بڑا پیٹرول بردار جہاز تھا۔ جس کا نمبر آئیس افراد پر مشتمل تھا، جبکہ اس پر پانچ سوٹن پیٹرول لدا ہوا تھا۔ ان میں ۹ سالہ نوجوان بھی تھے۔ اس جہاز کا اپنے مرکز سے آخری رابطہ ۲۴ ستمبر ۱۹۵۴ء کو ہوا تھا۔ اسکے بعد اس کا کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ کہاں گیا۔

② جاپانی مال بردار جہاز ”کوریو شیو مارو ۲“۔ یہ بھی بڑا مال بردار جہاز تھا جس پر ۱۵۲۵ ٹن مال لدا ہوا تھا۔ اسکو بھی اسکے عملے سمیت سمندر نگل گیا۔ اور کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ اسکا آخری رابطہ ۲۲ اپریل ۱۹۴۹ء کو ہوا تھا۔

③ فرانسیسی جہاز ”جیرانیوم“۔ اس جہاز نے ۲۴ نومبر ۱۹۷۴ء کو پیغام بھیجا کہ موسم خوشگوار ہے۔ اسکے بعد یہ جہاز اپنے ۲۹ افراد پر مشتمل عملے کے ساتھ ہمیشہ کے لئے کہیں ”گمنام خدمت“ پر چلا گیا۔

④ مال بردار جہاز ”پانالونا“۔ یہ لائبیریا کا جہاز تھا۔ اس پر ۱۳۶۱ ٹن وزن تھا اور عملے کی تعداد ۳۵ تھی۔ نومبر ۱۹۷۱ء میں شیطانی سمندر کی بھیئت چڑھ گیا۔

⑤ مال بردار جہاز ”ماجو سار“۔ یہ جہاز بھی لائبیریا کا تھا۔ یمنی شاہدین کے مطابق یہ جہاز شیطانی سمندر میں تھا کہ اچانک آگ بھڑک اٹھی۔ لیکن یہ آگ جہاز کے اندر سے نہیں بلکہ پانی سے جہاز

کی طرف بڑھی تھی۔ بہت سے لوگوں نے اسی وقت اسکی تصویریں نکال لیں جس میں صاف نظر آ رہا ہے کہ جہاز کے چاروں طرف پانی کی لہروں میں آگ ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس جہاز میں کوئی قابل اشتعال مادہ نہیں تھا۔ اس سے بھی حیرت کی بات یہ ہے کہ جہاز کو گھیرنے والی آگ مثلث کی شکل میں تھی۔ اس میں ۲۳ افراد سوار تھے۔ یہ واقعہ مارچ ۱۹۸۷ء میں پیش آیا۔

① مال بردار جہاز ”صوفیا بایس“۔ یہ جہاز ٹوکیو (جاپان) کی بندرگاہ سے روانہ ہوا اور تھوڑا چلنے کے بعد دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ لیکن غائب نہیں ہوا۔ سمندروں کے سینے چیرنے والی اور مرغن پر کندیں ڈالنے والی ٹیکنالوجی اسکا سبب جاننے سے قاصر رہی۔ سبب نامعلوم؟ تحقیق کے دروازے بند؟ غور کیجئے۔

② یونانی جہاز ”ایچوس جیور تھس“۔ یہ بڑا تجارتی جہاز تھا۔ جو ۲۹ افراد پر مشتمل عملے کے ساتھ اغوا کر لیا گیا۔ اس پر ۲۵۲۵ اٹن وزن لدا ہوا تھا۔ نہ جہاز کا پتہ چلا نہ افراد کا اور نہ ہی اس لدے مال کا اثر پانی پر نظر آیا۔

### ایٹمی آبدوزوں کا اغواء..... قزاق یا سائنسدان

جہاز کے غائب ہوجانے کے بارے میں تو یہ بہانہ پیش کیا جاسکتا ہے کہ جہاز ڈوب گیا۔ لیکن جدید آبدوزیں جن میں جدید وائرلیس نظام موجود ہوا اگر وہ اس علاقے میں غائب کر دی جائیں تو آپ کیا کہیں گے۔ پھر آبدوزیں بھی کوئی عام نہیں بلکہ ایٹمی آبدوزیں؟ ذرا سوچئے اور تعجب کیجئے۔ کسی سپر پاور کی ایٹمی آبدوز بغیر کسی سبب کے غائب ہوجائے اور اسکی طرف سے کوئی خاطر خواہ پریشانی یا اضطراب دیکھنے میں نہ آئے۔ گویا ”جس نے“ ”کوی تھی“ ”اسی نے“ ”واپس لے لی۔“

① روسی آبدوز وکٹر 1۔ یہ جدید ایٹمی آبدوز تھی۔ مارچ ۱۹۸۴ء میں شیطانی سمندر کی خفیہ قوت کے پاس مع عملے کے چلی گئی۔ عملے کی تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔ (شاید کوئی بہت خاص لوگ اس میں سوار تھے)۔

② روسی آبدوز ایکو 1۔ پہلی آبدوز کے غائب ہونے کے صرف پانچ مہینے بعد ستمبر میں جاپان کے ساحل سے ۶۰ میل دور یہ بھی شیطانی سمندر کی خفیہ قوت نے کسی ”ضروری کام“ سے اپنے پاس منگوا لی۔ ڈراما حلقہ فرمائیے ایٹمی آبدوز نہ ہولی کوئی کھلونا تھی کہ کچھ پرواہی نہیں۔

③ روسی آبدوز ایکو 2۔ جنوری ۱۹۸۶ء کو یہ بھی اسی علاقے کی نظر ہو گئی۔ یہ بھی ایٹمی آبدوز تھی۔

- ۴ روسی آبدوز جولف 1۔ اپریل ۱۹۶۸ء میں یہ آبدوز غائب ہوئی۔ اس کے عملے کی تعداد ۸۶ تھی۔ اور اس پر ۸۰۰ کلوگرام اینٹی وار ہیڈ لگے ہوئے تھے۔ افراد اور اینٹی وار ہیڈ بغیر کسی سبب کے پانی کی گہرائیوں میں چلے گئے۔
- ۵ فرانسیسی آبدوز چارلی۔ یہ اینٹی آبدوز تھی۔ ستمبر ۱۹۸۳ء میں اس علاقے میں اپنے ۹۰ سواروں سمیت غائب ہوئی۔
- ۶ برطانوی آبدوز فو کسٹرول۔ نومبر ۱۹۸۶ء میں اپنے عملے سمیت غائب ہوئی۔

### شیطان سیمنڈر کے اوپر اغواء کئے جانے والے طیارے

مارچ ۱۹۵۷ء میں وٹس دن کے اندر امریکہ کے تین جنگی طیارے اپنے تمام عملے سمیت اس طرح غائب ہوئے کہ کوئی نام نشان نہ مل سکا۔ نہ ہی کسی حادثے یا فنی خرابی کا پیغام پاکستان کی جانب سے موصول ہوا۔ یہ طیارے، JD-1، KB-50 اور C-97 تھے۔ اسکے علاوہ جاپان کا جنگی طیارہ P-2J ۱۶ جولائی ۱۹۷۱ء کو غائب ہوا۔ یہ بھی کوئی ہنگامی پیغام نہیں دے سکا۔

۲۷ اپریل ۱۹۷۱ء کو جاپان کا بی ایک اور جنگی طیارہ P2V-7 غائب ہوا۔ اسکے دو مہینے بعد جاپان کا تدریجی طیارہ IM-1 غائب ہوا۔

JA-341 مسافر بردار طیارہ مع صحافیوں کی ٹیم کے اس علاقے کے اوپر سے گزر رہا تھا۔ یہ صحافی امریکی مال بردار جہاز 'کیلینفور نیامارڈ' (جو کہ پہلے یہاں غائب ہو چکا تھا) کی تحقیق کے سلسلے میں وہاں جا رہے تھے۔ یہ صحافی غائب شدہ جہاز کی تحقیق تو نہ کر سکے البتہ دنیا کو اپنی تحقیق میں ضرور لگا گئے۔ ایسے غائب ہوئے کہ نہ طیارے کا سراغ ملا نہ صحافیوں کی ٹیم کا۔

۱۹ مارچ ۱۹۵۷ء کو سابق فلپائن صدر کا طیارہ ۲۳ حکومتی اہلکاروں سمیت شیطانی سمندر کی فضاء میں غائب ہوا اور کوئی سراغ نہ مل سکا۔



دوسرا حصہ

## برمودا تکون (Bermuda Triangle)

### برمودا تکون کا محل وقوع

برمودا بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean) کے کل 300 جزیروں پر مشتمل علاقہ ہے۔ جن میں اکثر غیر آباد ہیں۔ صرف تیس جزیروں پر انسان آباد ہیں وہ بھی بہت کم اعداد میں۔ جو علاقہ خطرناک سمجھا جاتا ہے اسکو برمودا تکون کہتے ہیں۔ اس تکون کا کل رقبہ 1140000 مربع کلومیٹر ہے۔ اس کا شمالی سر اتر جزائر برمودا، اور جنوب مشرقی سر اتر ٹورٹولا اور جنوب مغربی سرامیائی (فلوریڈا امریکی مشہور ریاست) ہے۔ یعنی اس کا تکون میامی (فلوریڈا) میں بنتا ہے۔ جی ہاں فلوریڈا۔ فلوریڈا کے معنی ”اس خدا کا شہر جس کا انتظار کیا جا رہا ہے“۔ اس کے دوسرے معنی ”وہ خدا جس کا انتظار کیا جا رہا ہے“۔

تقریباً چار سو سال سے کسی انسان نے ان ویران جزیروں میں جا کر آباد ہونے کی کوشش نہیں کی ہے۔ یہاں تک کہ جہاز کے کیپٹن تک اس علاقے سے دور ہی رہتے ہیں۔ ان میں ایک جملہ بڑا عام ہے جو وہ ایک دوسرے کو نصیحت بھی کرتے ہیں: ”وہاں پانی کی گہرائیوں میں خوف اور شیطانی راز چھپے ہیں“۔

یہاں تک کہ اس راستے پر سفر کرنے والے مسافر بلکہ ایئر ہوٹس تک سب سے پہلے یہی سوال کرتی ہیں کہ کیا ہمارا طیارہ برمودا تکون کے اوپر سے گزر کر جایگا؟ کہنی کا جواب اگر چنگی مین ہی ہوتا ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔

### کیا برمودا تکون واقعی تکون کی شکل میں ہے؟

برمودا تکون سارا کا سارا پانی میں ہے۔ جو کہ بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean) میں



ہے۔ چنانچہ قابلِ غور بات ہے کہ ٹھانہیں مارتے سمندر میں تکتوں کس طرح بن سکتا ہے۔ سو جانتا چاہئے کہ تکتوں حقیقی نہیں ہے بلکہ یہ ایک مخصوص علاقہ ہے جہاں ناقابلِ یقین حادثات ہوتے ہیں اس علاقے کو تکتوں کا فرضی نام دیدیا گیا ہے۔ اس نام کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ پہلی بار اس علاقے کے لئے برمودا تکتوں کا نام 1945 میں ایک پریس کانفرنس کے دوران اس وقت استعمال کیا گیا جب اس علاقے میں کچھ طیارے غائب ہو گئے۔ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ اس کو تکتوں کا نام ہی کیوں دیا گیا؟

اس حادثے سے پہلے بھی یہاں بہت سے حادثات رونما ہو چکے تھے، لیکن اس وقت اس علاقے کو برمودا تکتوں کے بجائے شیطان کے جزیرے کہا جاتا تھا۔ کریسٹوفر کولمبس (1451-1506) جب اس علاقے سے گزرا تو اس نے بھی یہاں کچھ عجیب و غریب مشاہدات کئے۔ مثلاً آگ کے گولوں کا سمندر کے اندر داخل ہونا، اس علاقے میں پہنچ کر کمپاس (قطب نما) میں بغیر کسی ظاہری سبب کے خرابی پیدا ہو جانا وغیرہ۔

کولمبس کے امریکی سفر کو اب پانچ صدیاں گزر چکی ہیں لیکن یہ سوال آج بھی اسی طرح برقرار ہے کہ اس علاقے میں پانی کی گہرائیوں میں، پانی کے اوپر اور اس کی فضاؤں میں ایسی کیا چیز ہے؟ کوئی پراسرار طاقت ہے جس کی تشریح قتل انسانی سیٹلائٹ کے اس جدید دور میں ابھی تک نہیں کر سکی؟ 1854ء سے پہلے عرب لوگ اس علاقے سے گزرتے تھے لیکن انکے جہازوں کو کبھی کوئی حادثہ یا کوئی غیر معمولی بات یہاں دیکھنے میں نہیں آئی۔ البتہ تاریخ میں بعض واقعات 1854ء سے پہلے کے بھی ملتے ہیں۔

### جہازوں کا قبرستان برمودا تکتوں

1813 میں امریکا کے تیسرے نائب صدر ارون بر (Aaron Burr) کی بیٹی تھیوڈوزیا (Theodosia) جو کہ جنوبی کیرولینا کے گورنر جوزف اسٹون کی بیوی تھی، اپنے وقت کی ذہین ترین اور خوبصورت ترین لڑکی سمجھی جاتی تھی، برمودا تکتوں میں غائب ہو گئی۔ تھیوڈوزیا اپنے والد سے ملاقات کے لئے اس وقت کی مشہور کشتی پیٹریاٹ پر سوار ہو کر نیویارک جا رہی تھی۔ پیٹریاٹ کا کپتان اس وقت کے ماہر امریکی کپتانوں میں شمار ہوتا تھا، اس کے ساتھ اسکا ڈاکٹر اور عملے کے چند ارکان تھے لیکن تھیوڈوزیا اور پیٹریاٹ کا عملہ کبھی نیویارک نہ پہنچ سکے۔

امریکی نائب صدر ہونے کی حیثیت سے اس کے باپ ارون بر نے بیٹی کی تلاش میں اپنے تمام تر وسائل جھونک ڈالے لیکن نہ ہی کشتی اور نہ اس پر سوار افراد کا کچھ پتہ لگ سکا۔ سوائے چند جھوٹی منصوبہ بند افواہوں کے۔

1814 امریکی بحری بیڑے کے مشہور جہاز واسپ (WASP) کو بھی برموداٹکون نگل گیا۔ اس کا کپتان کوئی معمولی کپتان نہیں تھا۔ بلکہ امریکی عوام و خواص کا ہیرو، برطانوی بحری بیڑے کے مضبوط ترین جہاز رینڈیر (Reindeer) کو صرف 27 منٹ میں شکست دینے والا، جو نسلن بلیکے (Blakeley) تھا۔ اس فتح کے فوراً بعد کسی کو کچھ خبر نہیں کہ بلیکے اپنے اسٹاف اور جہاز کے ساتھ کس دنیا میں جا پہنچا۔ نہ امریکی حکومت اور نہ ہی امریکی بحریہ، جو کہ اس علاقے کے چپے چپے کے پانی کی گہرائیوں تک کو اس طرح پہنچاتی ہے جیسے اپنے گھر کے گلی کو چوں کو لوگ پہنچاتے ہیں لیکن..... انتہائی تلاش کے بعد کوئی ہلکا سا نشان بھی ان کا نہ پاسکی؟ تو کیا برموداٹکون ان کو اپنے اندر نگل گیا؟ یا بلیکے کی صلاحیت سے متاثر ہو کر ”خفیہ قوت“ نے اپنے لئے منتخب کر لیا؟

پہلی جنگ عظیم (1914-1918) کے وقت مارچ 1918 میں امریکی بحری جہاز سائیکلوپس (Cyclops U.S.A) اس علاقے میں غائب ہو گیا۔ اس پر ساڑھے چودہ ہزار ٹن خام مال لد ہوا تھا جو کہ جنگ کے دوران استعمال ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ تین سوار افراد اس پر سوار تھے۔ انکا بھی کوئی نام نشان نہیں مل سکا۔

جاشوا سلوکم (Jashua Slocum) ایک ایسا کپتان جو نہ صرف امریکی بحریہ کی تاریخ کا بلکہ ساری دنیا کی بحریہ کی تاریخ میں اپنا نام رکھتا ہے۔ بچپن سے سمندر کی موجوں سے کھیلنے والا، سب سے پہلے تنہا ساری دنیا کی سمندری سیر کرنے والا، ساری عمر خطرناک سمندری طوفانوں کا مقابلہ کرتے رہنے کے بعد جب 1909 میں ایک سفر پر اپنی کشتی اسپرے (Spray) پر روانہ ہوا تو پھر ہمیشہ کے لئے برموداٹکون میں اپنی کشتی کے ساتھ غائب ہو گیا۔ اس کا اور اس کی کشتی کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ نہ عاوانے کی خبر نہ کشتی کا ملہ۔ سوائے اس کے کہ برموداٹکون میں غائب ہونے والوں کی فہرست میں اس کا اور اس کی کشتی کا اضافہ ہو گیا۔

### مسافر غائب.... جہاز ساحل پر

کیا آپ یقین کریں گے اگر آپ کو یہ بتایا جائے کہ ایک جہاز برمودا کے سمندر میں کھڑا

ہے۔ لیکن مسافر اور کپتان لا پتہ ہیں؟ کھانے کی میزوں پر کھانا اسی طرح لگا ہو گا یا سوار کھانا کھاتے کھاتے ابھی کسی کام سے اٹھ کر گئے ہوں۔ نہ کسی حادثے کے آثار نہ کسی لوٹ مار کی کوئی نشانی۔ آخر تمام سوار اچانک بیچ سمندر میں کھانا چھوڑ کر گس کے مہمان بن گئے؟

یہ حادثہ کیرول ڈیرنگ (Carroll Deering) نامی جہاز کے ساتھ پیش آیا۔ جہاز کا اگلا حصہ ساحل پر ریت میں دھنسا ہوا تھا جبکہ پچھلا حصہ پانی میں تھا۔ کھانے کی میزوں پر کھانا لگا ہوا تھا، کرسیاں تھوڑی سی چیچھے کی جانب ہٹ چکی ہوئی تھیں گو یا اس کے سوار کسی غیر متوقع بات پیش آنے پر اپنی جگہ سے اٹھے ہوں اور پھر واپس آنا چاہتے ہوں۔ لیکن پھر وہ کبھی اپنی کرسیوں پر واپس نہ آ سکے۔ کرسیوں اور میزوں پر رکھی کھانے کی پلیٹوں کو دیکھ کر کسی جنگ مے یا بھگدڑ کے کوئی آثار وہاں نظر نہیں آتے تھے۔ جہاز کی حالت دیکھ کر یہ بھی نہیں کہا جاسکتا تھا کہ اس میں کوئی لوٹ مار کی واردات ہوئی ہے۔ پھر سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ اتنے بڑے جہاز کو ساحل پر کون لایا؟ اور اس کے سواروں کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا؟ کیونکہ اتنے بڑے جہاز کا اتنے کم پانی میں آنا ناممکن ہے، یہ جہاز جی جی ڈیرنگ کمپنی آف پورٹ لینڈ کی ملکیت تھا۔

ہیری کونور (Herrey Conover) مشہور امریکی ارب پتی، ماہر جنگی پائلٹ، کشتیوں کی دوڑ دیتے والا ماہر کپتان، 1958 میں اپنے کئی ساتھیوں کے ساتھ ہرموداٹکون کی گہرائیوں میں غائب ہو گیا۔ لیکن اس بار صرف افراد انوا کسے گئے جبکہ انکی کشتی مبینی (فلوریڈا) کے ساحل سے 80 میل شمال میں ایک کنارے پر ملی۔ ہیری کونور اور اس کے ساتھی کشتی سے غائب تھے۔

### ڈوبا ہوا جہاز.... واپس

کیا کبھی آپ نے ایسا سنا ہے کہ کوئی جہاز سمندر میں مکمل ڈوب گیا ہو، اور کچھ عرصے کے بعد ہی درست حالت میں، بغیر کسی خرابی کے اوپر آجائے؟

ایک جہاز ہرموداٹکون کے پانی پر تیر رہا ہے۔ سمندر کی موجیں اس سے انگلیلیاں کر رہی ہیں۔ لیکن اس میں کوئی نہیں بائکس خالی۔ نہ کپتان نہ عملہ اور نہ کوئی سوار۔ اس جہاز کا نام لاہابا ہے۔ اس کے ایجنٹ (S. Aztec) کے کپتان اور محکمے نے جو منظر دیکھا وہ کچھ یوں ہے، ہر چیز اپنی جگہ موجود ہے۔ نہ کسی نے کسی چیز کو اٹھایا ہے اور نہ کوئی چیز چھینا یا کی ہے۔ نہ لوٹ مار کی واردات ہے نہ کوئی



حادثہ۔ حتیٰ کہ کپتان کا قلم اور دو رہیں بھی اسی طرح رکھی ہوئی ہے، اس بھی زیادہ اچنبھے کی بات یہ ہے کہ بحری جہاز رانی کے ریکارڈ میں یہ جہاز ڈوب چکا تھا۔ جسکو ڈوبتے ہوئے اٹلی کی ”ریکس“ (Rex) نامی کشتی کے سواروں اور عملے نے خود دیکھا تھا۔

ذرا سوچئے یہ کون انواء کار ہیں جو جہاز سے فیش قیمتی چیزوں میں سے کچھ بھی نہیں لیتے اور نہ ہی انواء کرنے کے بعد اپنا کوئی مطالبہ کسی کے سامنے رکھتے ہیں۔ بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ پھر جاتے کہاں ہیں؟ ایسے واقعات جنگی کوئی قابل اطمینان تشریح نہیں کی جاسکتی۔ کیا برمودا کے اندر یہ واقعات اتفاقی ہیں یا کوئی منظم قوت سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ سب کرتی رہی ہے؟

ماہرین خاموش ہیں بلکہ خاموش کر دیئے گئے ہیں۔ تحقیق کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے۔ مکمل خاموشی، بلکہ موت کا سناٹا۔ آخر ایسا کیا ہے؟ ماہرین کے نزدیک ایک بات طے شدہ ہے کہ ان تمام واقعات سے بحری قزاقوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کسی بھی حادثے میں ایسا بھی نہیں ہوا کہ جہاز پر موجود اللہ پیسہ یا کوئی اور قیمتی اشیاء اٹھائی گئی ہو۔ نیز ان غائب ہونے والے جہازوں کی جانب سے سمندر میں موجود پہرے داری کے مراکز نے کبھی امداد طلب کرنے کا کوئی اشارہ بھی موصول نہیں کیا۔ البتہ بعض مرتبہ کچھ پیغامات موصول ہوئے جو واضح نہیں تھے۔

حاصل شدہ اس غیر واضح پیغامات سے تحقیق کار اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ تمام حادثات بہت تیزی کے ساتھ رونما ہوئے، اور جہاز کے کپتان اور عملے پر اچانک کوئی خوف طاری ہوا۔

1924 میں جاپانی مال بردار جہاز ریوگو مارو (Rivoco Maro) نے غائب ہونے سے پہلے ساحل پر پہرے داری کے مرکز کو یہ پیغام بھیجا: ”ہمارے اوپر خوف طاری ہو رہا ہے..... خطرہ..... خطرہ.....“ فوراً ہماری مدد کرو“ البتہ 1967 میں غائب ہونے والی وچ کرافٹ نامی تفریحی کشتی (Yacht) سے جو پیغام آخری وقت میں موصول ہوا وہ کچھ واضح تھا۔ کشتی کا مالک جو خود کشتی پر موجود تھا اس نے قریبی مرکز کو آخری پیغام یہ دیا:

”کشتی پانی کے نیچے موجود کسی نامعلوم چیز سے ٹکرائی ہے..... تشریش کی کوئی بات نہیں ہے..... کشتی میں کوئی خرابی نہیں ہوئی..... البتہ یہ ٹھیک طور پر کام نہیں کر رہی.....“ اس پیغام کے صرف تین منٹ بعد امدادی ٹیم کشتی کی جگہ پر پہنچ گئی، لیکن ان تین منٹوں میں



کشتی اس کا مالک اور مالک کا دوست جو کہ سینٹ جارج چرچ کا پادری فورٹ لوڈرڈیل تھا، کسی نامعلوم جگہ پہنچ چکے تھے۔ پندرہ منٹ بعد ایک اور امدادی ٹیم وہاں پہنچ گئی اور دو سو میل علاقے کا پیپہ چھان مارا، لیکن وچ کرافٹ کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔

### ایک روڈ اور ملا حظہ فرمائیں

”میں اپنی بڑی کشتی لے کر شکار کے لئے نکلا میری کشتی کے پیچھے کیکوس ٹریڈر (Kikos Trader) نامی کشتی بندھی ہوئی تھی۔ جسکو میری کشتی سمجھ رہی تھی۔ موسم بالکل صاف تھا۔ ایسا موسم اس طرح کے سفر کیلئے بڑا موزوں ہوتا ہے۔ ہم جزائر بہاما کے درمیان اس جگہ پہنچ گئے جہاں سمندر بہت گہرا ہے۔ جب اندھیرا بڑھا تو میں سمت کا پتہ لگانے کی غرض سے کپتان کے کمرے میں آیا۔ اس کے بعد میں نے سوچا کہ کچھ دیر آرام کر لیا جائے۔ چنانچہ میں اپنے سونے کے کمرے میں آ کر لیٹ گیا۔ میں گہری نیند سو یا ہوا تھا کہ اچانک موج کا ایک ٹیڑھا میرے منہ پر آ کر لگا۔ میں بڑا کراٹھا دیکھا تو ہر طرف سے پانی کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ بڑی مشکل سے میں دروازہ کھولنے لے لئے اٹھ پایا۔ ابھی میں نے دروازے کی پچھلی کھولی بھی نہ تھی کہ دروازہ میرے اوپر آ کر اور میں نے خود کو سمندر کی گہرائی میں پایا۔ میں نے تیر کر سمندر کی سطح پر آنے کی کوشش کی مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے سمندر میں نیچے کی طرف کھنچا چلا جا رہا ہوں۔ میں تیزی سے اوپر کی جانب جانے کی کوشش کرتا رہا۔ بالآخر کوشش کا سیلاب رہی اور میں پانی کے اوپر آ گیا میں نے دیکھا کہ میری کشتی غائب ہے اور کیکوس ٹریڈر جسکو میری کشتی سمجھ رہی تھی وہ پانی پر موجود ہے۔ اور وہ لاؤڈ اسپیکر سے مجھے آوازیں دے رہے ہیں۔“

یہ روڈاد ”وائلڈ جا“ (Wildjaw) نامی کشتی کے کپتان جوئے ٹیلی کی ہے۔ لیکن جوئے ٹیلی بھی کچھ بتائیں۔ کہ اس کی کشتی کو کیا حادثہ پیش آیا۔ حالانکہ سمندر بالکل پرسکون تھا۔ جبکہ دوسری کشتی کیکوس ٹریڈر کا کپتان بھی صرف اتنا ہی بتا سکا کہ اچانک کشتی کا وہیل اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

### برمودا ٹکون میں غائب ہونے والے مشہور جہاز

① اگست 1800 میں امریکی کشتی انسر جینٹ بغیر کسی حادثے کے غائب ہو گئی۔ اس پر ۳۳۰

مسافر سوار تھے۔

۲ جنوری 1880 میں اٹلانٹا نامی برٹش جہاز غائب ہوا۔ اس پر ۱۲۹ افراد سوار تھے۔

۳ اکتوبر 1902 میں فیریا (Feria) نامی جرمن جہاز غائب ہوا۔ اس کا عملہ انقواء کر لیا گیا جبکہ جہاز مل گیا۔

۴ مارچ 1918 میں امریکی مال بردار جہاز سائیکلوپ (Cyclop) اپنے تمام عملے سمیت غائب ہوا۔ عملے کی تعداد ۳۰۹ تھی۔

۵ 1924 میں مال بردار جاپانی کشتی رائی نوکو (Raynoko) غائب ہوئی۔

۶ 1931 میں مال بردار جہاز اسٹافجر (Staferger) غائب ہوا۔ اپریل 1931 میں ہی جون ایند میری (John & Mary) نامی امریکی جہاز غائب ہوا۔ پھر کچھ وقت بعد جنوبی برمودا سے پچاس میل دور پانی پر تیرتا ہوا ملا۔

۷ مارچ 1938 میں برطانوی آسٹریلیوی مال بردار جہاز اینگلوا سٹریلیز غائب ہوا۔

۸ فروری 1940 میں گلوپا کولڈ (Gloria Cold) نامی تفریحی کشتی غائب ہوئی۔ پھر کچھ عرصہ بعد غائب ہونے کی جگہ سے دوسو میل دور پانی گئی لیکن سواروں سے خالی۔

۹ 22 اکتوبر 1944 کو کیوبا کارائیڈ پیکون (Red Peakon) نامی جہاز غائب ہوا۔ پھر کچھ عرصہ بعد فلوریڈا کے ساحل کے قریب سواروں سے خالی پانی پر تیرتا ہوا پایا گیا۔

۱۰ 1948 میں فرانسیسی روزالی (Rozali) نامی جہاز کا عملہ اس پر سے انقواء کر لیا گیا، اور جہاز بعد میں اسی علاقے سے مل گیا۔

۱۱ جون 1950 میں سائڈرا (Sandra) نامی جہاز اس علاقے میں غائب ہوا۔

۱۲ 1955 میں Queen Mayrio نامی تفریحی کشتی غائب ہوئی۔

۱۳ 2 فروری 1963 کو میرین سلفر کون (Marine Sulphur Queen) نامی امریکی مال بردار جہاز غائب ہوا۔ اس پر ۳۸ جہاز دان سوار تھے۔ اس پر سلفر لدا ہوا تھا۔

۱۴ یکم جولائی 1963 کو اسنو بوائے (Snow Boy) نامی کشتی غائب ہوئی۔

۱۵ دسمبر 1967 میں وچ کرافٹ نامی (Witch Craft) جہاز غائب ہوا۔ اس کا وزن بیس ہزار ٹن تھا۔ اور عملے کی تعداد ۳۲ تھی۔

۱۸) مئی 1968 مشہور امریکی آبدوز اسکورپین (Scorpion) نناویں فوجیوں سمیت غائب ہو گئی۔

۱۹) اپریل 1970 میں امریکی مال بردار جہاز ملٹن ٹریڈ (Milton Trade) غائب ہوا۔

۲۰) مارچ 1973 میں جرمنی کا مال بردار جہاز انیٹا (Aneta) غائب ہوا۔

یہ محض وہ واقعات ہیں جو زیادہ مشہور ہوئے ورنہ یہ فہرست خاصی طویل ہے۔

### برمودا کی فضا کیں..... طیاروں کی شکار گاہ

برمودا تھکون میں بڑے بڑے جہازوں کا غائب ہو جانا ہی کیا کم پراسرار تھا، فضاء میں اڑتے طیارے بھی نامعلوم منزلوں کی طرف روانہ ہونے لگے اور پھر کبھی واپس نہ آ سکے۔ جنگی اور مسافر بردار طیارے اڑتے اڑتے اچانک غائب ہو جاتے، جبکہ موسم بھی بالکل صاف ہو، تو آپ کیا کہیں گے؟ کیا آسمان انگوٹھ لگ گیا یا برمودا تھکون کے پانی میں موجود کوئی خفیہ قوت انکو اغوا کر کے لے گئی؟ طیاروں کا طلبہ بھی نہ مل سکا۔ اور نہ ہی پائلٹ ہنگامی پیغام اپنے اسٹیشن کو بھیج سکے۔ اگر کبھی کوئی جینے میں کامیاب ہوا بھی تو وہ پیغام اس حالت میں اسٹیشن پہنچا کہ کوئی اسکو سمجھ نہیں سکتا تھا، کہ پیغام کا مطلب کیا ہے؟

1945 کی ایک شام برمودا تھکون کی پراسرار ریت میں اور اضافہ کر گئی۔ ابھی شام کا ابتدائی وقت تھا۔ موسم صاف اور فضاء بڑی خوشگوار تھی۔ ترقیتی پروازوں کیلئے ایسا موسم بڑا سازگار ہوتا ہے۔ امریکی ریاست فلوریڈا میں واقع ایک ائیر بیس سے بارہ بمبار طیارے ترقیتی پرواز کے لئے اڑے۔ تمام طیاروں نے ایک چکر ایک ساتھ لگایا۔ پھر ان سب کو ان کے مرکز کی جانب سے الگ الگ پرواز کرنے کا حکم ملا۔ چنانچہ تمام طیارے الگ الگ پرواز کرنے لگے۔ اس دوران مرکز کو کسی بھی طیارے کی جانب سے کسی پریشانی یا خرابی کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی جس کا مطلب تھا کہ سب ٹھیک چل رہا ہے۔ اپنا مقررہ وقت پورا کرنے کے بعد تمام طیارے ائیر بیس پر واپس آنا شروع ہوئے۔ دس واپس آ گئے لیکن دو طیارے غائب ہو گئے۔ امریکی فضا سیہ کے ہوا بازوں نے اس علاقے کی فضاؤں اور سمندر کو چھان مارا۔ لیکن ان دو طیاروں اور ان میں موجود پائلٹ اور انجینئیر کا کچھ سراغ نہ مل سکا۔

ائیر بیس کو کسی حادثے یا مدد طلب کرنے کا پیغام بھی موصول نہیں ہوا۔ گویا اتنے بڑے



طیارے برمودا کی فضاؤں میں تحلیل ہوئے یا پانی کی نظر ہو گئے کچھ پتہ نہ چل سکا۔

### فلائٹ 19، چھ طیارے مرتح کے سفر پر

اسی سال یعنی 1945ء ہی میں۔ دسمبر کا مہینہ۔ کس کو پتہ تھا کہ شیطانی جزیروں کے نام سے مشہور اس علاقے کو "برمودا ٹکون" کا نام دیدیا جائیگا۔ اور تمام دنیا اس علاقے کے لئے اسی نام کو استعمال کرنا شروع کر دیگی۔ بغیر اس حقیقت کا سراغ لگانے کہ سمندر کے پانی پر ٹکون کس طرح بن سکتا ہے۔ اس کے باوجود پریس کانفرنس کرنے والے امریکی ذمہ داروں نے اس علاقے کے لئے ٹکون کا نام کیوں استعمال کیا؟ کیا وہ جال کے ٹکون یا یہودی خفیہ تحریک فریمسن کے ٹکون سے اس جگہ کو کوئی نسبت ہے؟

ماہر اور تجربہ کار پاکٹ جن کے پاس 300 سے 400 گھنٹے پرواز کا تجربہ ہو۔ اپنے وقت کے بہترین بمبار طیارے ان کے زیر استعمال ہوں، موسم کے اتار چڑھاؤ کا ان کو اچھی طرح علم ہو لیکن برمودا کی فضاؤں میں اچانک غائب ہو جائیں، اور وہ بھی ایک دو نہیں بلکہ پانچ طیارے ایک ساتھ۔

5 دسمبر 1945 کو تقریباً دو بج کر دس منٹ پر امریکی ریاست فلوریڈا کے فورٹ لاڈرڈیل (Fort Lauderdale) ایئر بیس سے فلائٹ 19 کے پانچ ایونجر (Avenger) طیارے اڑے اور اپنے مقررہ روت پر چند چکر لگائے۔ اس کے بعد تقریباً 4 بجے ایئر بیس کو ان پانچ میں سے ایک طیارے کے پاکٹ کی جانب سے یہ پیغام موصول ہوا جس میں اسکو اڈرن کمانڈر پکار رہا ہے: پاکٹ..... ہمیں عجیب و غریب صورت حال کا سامنا ہے..... ایسا لگتا ہے گویا ہم اپنے روت سے بالکل ہٹ چکے ہیں..... میں زمین نہیں دیکھ پا رہا ہوں..... میں زمین نہیں دیکھ پا رہا ہوں۔

ایئر بیس..... آپ کس جگہ پر ہیں؟

پاکٹ..... میں اپنی جگہ کا تعین نہیں کر پا رہا ہوں، مجھے بالکل پتہ نہیں کہ ہم کہاں ہیں؟ میرا خیال ہے کہ ہم فضاء میں ہی کہیں گم ہو گئے ہیں۔

ایئر بیس..... مغرب کی سمت میں اڑنا جاری رکھو۔

پاکٹ..... مجھے نہیں پتہ چل رہا ہے کہ مغربی سمت کس طرف ہے..... ہر چیز عجیب و غریب



نظر آ رہی ہے۔ میں کسی سمت کا تعین نہیں کر سکتا یہاں تک کہ ہمارے سامنے موجود سمندر بھی عجیب شکل میں نظر آ رہا ہے۔ میں اس کو بھی نہیں پہچان پا رہا ہوں۔

ایئر بیس میں موجود عملہ خاصا پریشان تھا۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ ماہر پائلٹ سمت کا تعین کیوں نہیں کر پا رہا ہے۔ کیونکہ اگر طیارے کا نیوی گیشن نظام (طیارے میں موجود سمت کا تعین کرنے کا نظام) کام نہیں کر رہا تھا تب بھی یہ سورج کے غروب ہونے کا وقت تھا، اور پائلٹ سورج کو مغرب میں غروب ہوتا دیکھ کر باسانی مغربی سمت کا تعین کر سکتا تھا۔ لیکن پائلٹ کہہ رہا تھا کہ وہ سمت کا تعین نہیں کر پا رہا ہے۔ آخر وہ کہاں چلا گیا تھا؟

اس کے بعد پائلٹ اور ایئر بیس کے درمیان رابطہ ٹوٹ گیا۔ اس پیغام کے علاوہ ایئر بیس کچھ اور پیغامات ریکارڈ کرنے میں کامیاب ہوا جو ان پانچ طیاروں کے پائلٹ آپس میں ایک دوسرے کو دے رہے تھے۔ جس سے پتہ چلتا تھا کہ باقی تمام پائلٹ بھی اسی طرح کی صورت حال سے دوچار تھے۔ کچھ دیر بعد ایک دوسرے پائلٹ جارج اسٹیورز کی گھبراہٹ کی آواز سنائی دی جس میں وہ کہہ رہا ہے: ہم یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ہم اس وقت کہاں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم ایئر بیس سے 225 میل شمال مشرق میں اڑ رہے ہیں۔

پھر تھوڑی دیر بعد وہ کہتا ہے: ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم سفید پانی میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہم مکمل طور پر سمت کھو چکے ہیں۔ اور اس کے بعد یہ طیارے ہمیشہ کے لئے اس سمندر کے پانیوں میں ہی کھو کر رہ گئے۔

ان پانچ طیاروں کو تلاش کرنے کے لئے اسی شام یعنی 5 دسمبر کو شام 7:30 پر مارٹین میرینر (Martin Mariner) نامی امدادی طیارہ روانہ کیا گیا۔ یہ طیارہ امدادی کاموں کے لئے خاص ہوتا تھا۔ جس میں پانی پر اترنے کی صلاحیت بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی طیارہ سمندر میں گر پڑے تو یہ اس کو بچانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔

مارٹین میرینر نے مذکورہ پانچ طیاروں کے غائب ہونے کی جگہ پر پہنچ کر اپنے ایئر بیس سے رابطہ کیا۔ اس کے فوراً بعد اس طیارے کا رابطہ بھی ٹوٹ گیا۔ اور یہ بھی غائب ہو گیا۔ پانچ طیاروں کی تلاش میں جانے والا خود قابل تلاش بن گیا۔

فوراً ہی ان چھ طیاروں کو تلاش کرنے کے لئے امریکی فضائیہ اور بحریہ نے کوسٹ گارڈ کے

ساتھ مل کر علاقے کی فضائیں اور سمندر چھان مارا لیکن کسی کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ رات میں درمیان شب انیر میں کو ایک غیر واضح پیغام موصول ہوا۔ "FT" "FT" پیغام دینے والے کی زبان لڑکھڑاہی تھی۔ اس پیغام نے انیر میں موجود ہر ایک کو اور زیادہ پریشان کر دیا۔ کیونکہ یہ کوڈ فلائٹ 19 کا عملہ ہی استعمال کرتا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ان میں سے ابھی تک کوئی زندہ ہے۔ لیکن کہاں؟ اس پیغام کے موصول ہونے سے پہلے اس علاقہ کا چنپہ چنپہ چھان مارا گیا تھا۔ لیکن یہ رابطہ آخر کس جگہ سے کیا گیا؟ تو کیا برمودا کے پانی کے اندر ان کو اغوا کر کے لیجا گیا؟

کوسٹ گارڈ ان طیاروں کو رات بھر تلاش کرتے رہے، پھر اگلے دن صبح ان غائب شدہ طیاروں کو تلاش کرنے کے لئے تین سو طیارے سیکڑوں کشتیاں، کئی آبدوزیں حتیٰ کہ اس علاقے میں موجود برطانوی فوج بھی پہنچ گئی لیکن اتنا بھی پتہ نہ لگ سکا کہ ان طیاروں کو حادثہ کیا پیش آیا اور کہاں چلے گئے؟

اس حادثے کی تحقیق کے لئے ماہرین کی ایک کمیٹی بنائی گئی تاکہ حادثے کی نوعیت کا پتہ لگایا جاسکے۔ لیکن یہ کمیٹی حادثے کی تحقیق تو دور کی بات، کوئی وضاحت حتیٰ کہ اپنا اندازہ بھی نہ بیان کر سکی کہ اس کے اندازے کے مطابق معاملہ کیا ہوا، البتہ کمیٹی کے سربراہ کی جانب سے صرف ایک بیان جاری کیا گیا کہ "وہ طیارے اور ان کا عملہ مکمل طور پر نہیں چھپ گیا گویا کہ وہ سب مریخ کی پرواز پر چلے گئے"۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان طیاروں کو کوئی حادثہ پیش آیا ہوتا تو کیا ان میں موجود ماہر پاکٹ لائف جیکٹ کے ساتھ طیارے سے چھلانگ بھی نہ لگا سکے، یعنی ان کو اتنی بھی مہلت نہیں ملی؟

دوسری توجہ طلب بات یہ ہے کہ ایارے شام کے وقت غائب ہوئے۔ اسکے فوراً بعد انکی تلاش میں طیارے اڑے اور تمام علاقے میں انکو تلاش کیا لیکن انکا کوئی سراغ نہیں ملا۔ اسکے بعد رات میں جو پیغام ملا وہ رابطہ کہاں سے کیا گیا؟

حادثے کے وقت حادثے کی جگہ سے قریب موجود یعنی شاہدین کے بیانات کچھ پر اسرار چیزوں کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ مثلاً ان طیاروں کی تلاش کرنے والی ایک کشتی والوں نے یہ بات نوٹ کی کہ سمندر کے پانی کے کچھ حصے بوگہری دھندلے جاتے ہوئے ہے پھر وہ دھند سفید رنگ

میں تبدیل ہوئی۔ یاد رہے کہ برمودا کے پانی پر یہ مخصوص دھند اڑن طشتریوں کے اندر داخل ہوتے ہوئے اکثر دیکھی گئی ہے۔

DC-3 مسافر بردار طیارہ تھا جس پر تین مرد، ان کی بیویاں اور بچے سوار تھے۔ یہ سب چھٹیاں گزار کر اپنے گھر واپس جا رہے تھے۔ یہ طیارہ پورٹو ریکو سے فلوریڈا کے لئے اڑا۔ اور میامی (فلوریڈا) ایئر پورٹ پر اترنے کی تیاری کرتے کرتے غائب ہو گیا۔ پاکٹ نے ہوائی اڈے پر اترنے کی اجازت مانگی۔..... اجازت بھی مل گئی لیکن یہ طیارہ کہیں اور اتار لیا گیا۔ اس کا بھی کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ برمودا کے حادثات کی تحقیق کرنے والے بعض ماہرین کی رائے یہ ہے کہ اس علاقے میں غائب ہونے والے افراد زندہ ہیں لیکن کسی اور جگہ۔ برمودا تکون کے پانی کے اندر نامعلوم قوت کشش ان کو کہیں اور لے گئی..... کسی نامعلوم مقام پر؟

ان تمام حادثات کو پڑھنے کے بعد ایک بات تو آپ بھی سمجھ رہے ہوں گے کہ تمام غائب ہونے والے طیاروں میں کوئی فنی خرابی نہیں پیدا ہوئی، بلکہ ایک خوف ان پر طاری ہوا۔ اور بے حد تیزی کے ساتھ۔ قبل اس کے کہ وہ کچھ سمجھ پاتے وہ بالکل غائب کر دیے گئے۔ ہمیشہ کے لئے۔ لیکن کہاں؟ یہ سوال ساری دنیا کے لئے بہت اہم ہے۔

برمودا تکون میں غائب ہونے والے مشہور طیارے

- ① 5 دسمبر 1945 کو پانچ امریکی بمبار طیارے ایک ساتھ برمودا کی فضاؤں میں غائب ہو گئے پھر ان کی تلاش میں ایک اور طیارہ گیا اور وہ بھی کبھی تلاش نہ کیا جا سکا۔
- ② 3 جولائی 1947 کو امریکی فضائیہ کا C54 برمودا کی فضاؤں میں ہمیشہ کے لئے لاپتہ ہو گیا۔
- ③ 29 جنوری 1948 کو چار انجنوں والا اشارٹا نیگر نامی طیارہ اپنے 31 سواروں کو لے کر غائب ہوا آج تک کسی کو کچھ پتہ نہ لگ سکا۔
- ④ 28 دسمبر 1948 کو DC3 نامی طیارہ 27 مسافروں کو لیکر برمودا کے آسمان میں غائب ہوا یا پانی کی گہرائیوں میں جا چھپا کچھ خبر نہیں۔
- ⑤ 17 جنوری 1949 اشارا ریل نامی طیارہ برمودا تکون کا شکار بنا۔
- ⑥ مارچ 1950 میں گلوب ماسٹر نامی امریکی طیارہ۔ مسافروں کو لے کر یہاں سے گزرا اور کبھی اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکا۔



- ② 2 فروری 1952 یورک ٹرانسپورٹ نامی برطانوی طیارہ غائب ہوا۔
- ③ 30 اکتوبر 1954 امریکی بحریہ کا ایک طیارہ ہمیشہ کے لئے لاپتہ ہو گیا۔
- ④ 15 اپریل 1956 امریکی مال بردار طیارہ اپنے اسٹاف سمیت غائب ہوا۔
- ⑤ 8 اگست 1962 امریکی فضائیہ کا K.B نامی طیارہ لاپتہ ہوا۔
- ⑥ 28 اگست 1963 امریکی فضائیہ کے K.C.B.5 نامی طیارے غائب ہوئے۔
- ⑦ 22 ستمبر 1963-132 C طیارہ لاپتہ ہوا۔
- ⑧ 5 جون 1965 - 119 C غائب مع دس سواروں کے۔
- ⑨ 11 جنوری 1967 کو YC122 طیارہ چودہ افراد سمیت لاپتہ ہوا۔
- ⑩ 17 جنوری 1947 امریکی جنگی طیارہ غائب ہوا۔
- یہ تو چند مشہور حادثات ہیں جو برمودا کے سمندر اور فضائی حدود میں پیش آئے، ورنہ اس کے علاوہ اور بہت سارے حادثات ہیں جو قے کہانیوں اور ناولوں کی نظر ہو گئے۔

### برمودا ٹکون اور شیطانی سمندر میں تعلق

برمودا ٹکون اور شیطانی سمندر میں بہت گہرا ربط ہے۔ محققین کا کہنا ہے کہ ایسے بہت سے شواہد موجود ہیں کہ گناہ طیاروں اور جہازوں کو ایک ٹکون سے دوسری ٹکون کی طرف سفر کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ یہ دونوں ٹکون ایک ہی طول البلد و عرض البلد (35) پر واقع ہیں۔ جس طرح کے مشاہدات برمودا ٹکون کے علاقے اور فضاء میں کئے گئے ہیں اسی طرح شیطانی سمندر میں بھی اڑن طشتریوں کا آنا جانا اسکے اوپر منڈلانا اور پانی کے اندر داخل ہونے اور نکلنے کے متعدد واقعات موجود ہیں۔ یہاں بھی خالی جہاز (بغیر کپتان اور عملے کے) سمندر میں تیزی سے سفر کرتے نظر آتے ہیں۔

برمودا ٹکون کی طرح یہاں بھی گرم اور سرد موجیں آپس میں ٹکراتی ہیں جسکے نتیجے میں بڑی مقدار میں مقناطیسی میدان وجود میں آتا ہے۔

### برمودا ٹکون اور مختلف نظریات

برمودا میں غائب ہونے والے اکثر طیارے، بحری جہاز، کشتیاں ان میں اکثر کا تعلق



امریکہ اور برطانیہ سے رہا ہے۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ان دونوں حکومتوں نے نہ تو کبھی اس معاملے کو بخجیدگی سے لیا ہے اور نہ ہی اپنی پروازوں کو اس علاقے کے اوپر سے گزرنے پر پابندی لگائی ہے۔ بلکہ اس بارے میں جتنی بھی تحقیقاتی کمیٹیاں بنی ہیں انکی رپورٹوں کو شائع نہیں کیا گیا۔ یوں لگتا ہے کہ دنیا کی حکومتوں کو اسکی اجازت نہیں ہے۔ سب کے ہونٹ سلے ہوئے ہیں۔ شاید اسی لئے بہت سے سرکاری محققین تو اس بات کے سرے سے ہی انکاری ہیں کہ دنیا میں ایسا کوئی علاقہ موجود ہے جہاں ایسے حادثات رونما ہوئے ہیں۔

برمودا ٹکون کے حادثات کے اسباب کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ عالمی شہرت کے حامل سائنسدان، ماہرین ارضیات (Geologists) ماہر طبیعیات، فلاسفر، سیاح، دانشور حتیٰ کہ یہودی اور عیسائی مذہبی پیشواؤں نے اس کے اسباب کے بارے میں اپنے نظریات بیان کئے ہیں۔ ہر طبقے کے نظریات میں ان کے اپنے نقطہ نظر (Point of view) کی چھاپ بالکل واضح محسوس کی جاسکتی ہے۔ ہم یہاں مشہور نظریات بیان کر رہے ہیں اور اس کے بعد ان کا تجزیہ کریں گے۔

جو طاقتمند برمودا ٹکون سے لوگوں کی توجہ ہٹانا چاہتی ہیں ان کی جانب سے یہ کہا جاتا ہے کہ طیاروں اور جہازوں کو دنیا کے مختلف خطوں میں حادثات پیش آتے رہتے ہیں۔ لہذا اگر برمودا کے علاقے میں بھی کوئی حادثہ پیش آجائے تو اس میں اتنا تعجب کرنے اور اس پر اتنی توجہ مبذول کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ چنانچہ مشہور کتاب ”دی برمودا ٹریگل مسٹری سولوز“ The Bermuda Triangle Mystery Solved کے مصنف لیری کوٹشے لکھتے ہیں:

The accidents were not strange but only hyped up by the media and irrational sensationalists.

ترجمہ..... برمودا ٹکون میں رونما ہونے والے حادثات کوئی عجیب و غریب بات نہ تھے۔ لیکن میڈیا اور غیر عقلی جذباتی لوگوں کے ذریعے اسکو اچھالا گیا ہے۔ مذکورہ نظریے کے علاوہ جو محققین برمودا کی حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں ان کی جانب سے بھی مختلف نظریات بیان کئے جاتے ہیں:

① قدامت پسند عیسائیوں کا خیال ہے کہ برمودا ٹکون جہنم کا دروازہ ہے۔

۴ بعض لوگ برمودا کی اہمیت کو یہ کہہ کر کم کرنے کو شش کرتے ہیں کہ وہاں پانی بہت گہرا ہے۔ چنانچہ جہازوں اور طیاروں کا غائب ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔  
 ۵ ایک گروہ کا خیال ہے کہ برمودا کے سمندر میں پانی کے اندر شدید طوفان اٹھتے ہیں جو ڈوبنے والے جہازوں اور طیاروں کو اس علاقے سے بہت دور بہا لے جاتے ہیں۔  
 ۶ برمودا کے علاقے میں پانی کے اندر زلزلے آتے ہیں جن کی وجہ سے حادثات بہت تیزی کے ساتھ رونما ہوتے ہیں۔

۷ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ اس جگہ کشش یا الیکٹرو میگنیٹک لہریں (Electro Magnetic Waves) پیدا ہوتی ہیں جن کی طاقت ہماری اس بجلی کی طاقت سے ہزاروں گنا زیادہ ہوتی ہے چنانچہ یہ انتہائی طاقتور لہریں جہازوں کو توڑ کر ان کا نام و نشان منادیتی ہیں اور برمودا کے اوپر اڑتے طیاروں کو کھینچ لیتی ہیں، اسی وجہ سے برمودا نکلون کے علاقے میں کمپاس (سمت بتانے والا آلہ) کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ دنیا میں دو جگہ ایسی ہیں جہاں کمپاس کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ ایک برمودا نکلون دوسرا جاپان کا شیطانی سمندر (Devil's Sea)۔

کمپاس کے ناکارہ ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ ان دو خطوں کے علاوہ دنیا میں کہیں بھی کمپاس کو استعمال کریں تو اس کی سوئی شمال کی جانب ہوتی ہے لیکن یہ حقیقی (قطبی) شمال کی جانب نہیں بلکہ مقناطیسی شمال کی جانب ہوتی ہے۔ جبکہ ان دو علاقوں میں کمپاس کی سوئی قطبی شمال کی جانب ہوتی ہے جس کی وجہ سے سمت کے تعین میں بڑا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی رائے امریکی بحریہ کی بھی ہے:

The US Navy proposed the possibility of electromagnetic and atmospheric disturbances.

ترجمہ... امریکی بحریہ نے الیکٹرو میگنیٹک اور موسمی خرابی کے امکان کے بارے میں تجویز کا

اظہار کیا تھا۔

۸ سائنسدانوں کی اکثریت کا خیال ہے کہ یہ مکمل سائنسی مسئلہ ہے:

Most scientists attribute the disappearances to tricky ocean currents, hostile weather and human or technical

error. In the Triangle area, compasses point to the geographical North Pole rather than the magnetic north, which something makes navigation difficult causing accidents.

ترجمہ: اکثر سائنسدان عجب ہونے کے واقعات کو دھوکے باز سمجھ رہے ہیں، ناموافق موسم اور انسانی یا تکنیکی غلطی کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ برمودا ٹکون کے علاقے میں کمپاس جغرافیائی قطب شمال کی جانب ہوتا ہے برخلاف مقناطیسی شمال کے۔ جسکی وجہ سے سمت کے تعین کے نظام میں دشواری ہو جاتی ہے اور حادثات کا سبب بنتی ہے۔“

④ اس بارے میں ایک نظریہ ایڈاسنڈ کر (Ed snedeker) نامی سائنسدان کا ملاحظہ فرمائیں:

The atmosphere above the Triangle is filled with invisible tunnels, which suck in the aircraft, ships and people.

ترجمہ: ٹکون کے اوپر کی فضاء نہ نظر آنی والی سرنگوں سے بھری ہوئی ہے جو طیاروں، جہازوں اور افراد کو اپنے اندر کھینچ لیتی ہیں۔

⑤ برمودا ٹکون کے بارے میں تحقیق کر نیوالے ایک اور محقق چارلس برلٹز (Charles Berlitz) کا خیال ہے کہ برمودا ٹکون کے اندر مقناطیسی بحور (Magnetic Vortex) ہیں۔ جو اپنے اندر اپنے شکار کو کھینچ لیتے ہیں۔

⑥ ایک نظریہ یہ ہے کہ برمودا ٹکون کے اندر اڑن طشتریاں (Flying saucers) جاتی دیکھی گئی ہیں۔ چنانچہ وہاں ان میں سوار خفیہ قوتوں کے ٹھکانے ہیں۔ جو اپنے مخصوص مقاصد کے لئے طیاروں، جہازوں اور افراد کو اغواء کر لیتے ہیں۔

⑦ امریکہ میں ایک فرقہ برمودا ٹکون کی حقیقت روحانیت سے جوڑتا ہے۔

⑧ یہ حقیقت ہے کہ وہاں پانی کے اندر چھوٹی چھوٹی غاریں پائی گئی ہیں۔

⑨ یہاں قدیم تہذیب المائٹس کا دفن ہے جو انتہائی ترقی یافتہ تھی۔ اور سمندر میں زلزلوں کے سبب



پانی کے اندر ذوب ہو گئی۔

برمودا سکون کی حقیقت کے بارے میں مذکورہ بیان کردہ نظریات کے علاوہ اور کافی نظریات ہیں۔ مثلاً میتھین گیس تھیوری کے نام سے ایک نظریہ مشہور ہے۔ جو کہ ڈاکٹر بین کلینل (Dr Ben Clennel) کا ہے:

Dr. Ben Clennel of Leeds University popularized the theory that methane locked below the sea sediments reduces the density of water making ships sink. He also claimed that the highly combustible gas could also ignite aircraft engines, blowing them up

ترجمہ: لیدز یونیورسٹی کے ڈاکٹر بین کلینل نے یہ نظریہ متعارف کرایا کہ سکون کے اندر سمندر کے نیچے میتھین گیس ہے جو کہ سمندر کی تہہ میں تلچٹ میں موجود ہے۔ یہ آبیدے (Gas Hydrates) سمندر کی تہوں سے نکل کر مونے مونے بلبلوں کی صورت میں پانی کی سطح پر آ جاتے ہیں یہ بلبل چھونے سے یا آواز سے پھٹ جاتے ہیں اور ان میں موجود گیس باہر نکل جاتی ہے۔ جسکی وجہ سے وہاں پانی کی کثافت (Density) کم ہو جاتی ہے۔ جسکے نتیجے میں جہاز وغیرہ ذوب جاتے ہیں۔ نیز انکا یہ بھی دعویٰ ہے کہ چونکہ یہ گیس استثنائی سریع الاشتعال ہے لہذا اگر یہ گیس فضاء میں پھیل جائے تو طیارے کے انجن کو ایک دھماکے کے ساتھ اڑا سکتی ہے۔

✽ مصری محقق محمد عیسیٰ داؤد کے مطابق شیطانی سمندر اور برمودا سکون کانے و جال کے زیر استعمال ہیں۔ اس نے باقاعدہ قلعے نما شکل بنایا ہوا ہے جو سکون کی شکل کا ہے۔

### تنقید کی جائزہ

جہاں تک اس نظریے کا تعلق ہے کہ برمودا سکون میں کوئی غیر معمولی بات نہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ برمودا سے دنیا کی توجہ ہٹانا چاہتے ہیں۔ نظریہ نمبر ایک یعنی برمودا سکون جہنم کا دروازہ ہے۔ اس پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں ہے۔

نظریہ نمبر دو کو بھی اسلئے تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ خواہ پانی کتنا ہی گہرا کیوں نہ ہو موجودہ سائنسی ترقی کے دور میں سمندر کے اندر چھوٹی اور بڑی مچھلیوں کے جسم سے چھوٹے چھوٹے کمرے لگا کر



انکی زندگی کی مکمل معلومات سائنسدان اکٹھا کر رہے ہیں۔ اگر چھوٹی بڑی مچھلیوں اور دیگر پانی کے جانوروں کی زندگی کو کیمروں میں قید کیا جاسکتا ہے تو اتنے بڑے بڑے جہازوں اور طیاروں میں سے کسی ایک کا ملبہ بھی آج تک کسی کو نظر نہیں آیا؟

نظریہ نمبر تین (برمودا میں طوفانوں کا الھنا) میں بھی کوئی وزن نظر نہیں آتا۔ کیونکہ اول تو یہ کہ جتنے واقعات برمودا ٹکون میں رونما ہوئے اس وقت وہاں موسم صاف تھا۔ کسی طوفان وغیرہ کی کوئی اطلاع ریکارڈ نہیں کی گئی۔ دوسرا یہ کہ وہ کیسا خاص طوفان ہوتا ہے جو کبھی صرف جہاز کو ڈبوٹا ہے اور مسافروں کو صحیح سلامت الا کر ساحل پر چھوڑ جاتا ہے اور کبھی اس طوفان کو صرف سواروں کی ضرورت ہوتی ہے اور جہاز کو ساحل پر پہنچا دیتا ہے؟

چوتھے نمبر پر جو نظریہ ہے کہ پانی کے اندر زلزلوں کی وجہ سے حادثات بہت تیزی کیسا تھرونا ہوتے ہیں۔ چلئے یہ مان لیتے ہیں۔ لیکن پھر ہوا میں اڑتے طیاروں کے بارے میں کیا کہا جائیگا؟ زلزلے سمندر میں آئے اور فضاء میں اڑتے طیارے کیسے غائب ہو گئے؟ نیز یہ کیسے زلزلے ہیں جو کسی ماہر ارضیات نے کبھی ریکارڈ نہیں کئے۔ اور نہ ہی زلزلوں کا پتہ لگانے والے آلات کسی زلزلے کو ریکارڈ کر سکے؟

نظریہ نمبر پانچ کے اول حصہ کو قارئین فور سے پڑھئے۔ ہم اس پر آئندہ چل کر بحث کریں گے۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے جو آگے چل کر اس علاقے میں پھپھی قوتوں، خفیہ منسوبوں اور اہلیس اور جال کی سائنسی ترقی کو سمجھنے میں مدد دیگی۔

نظریہ نمبر چھ کے بارے میں ایک محقق گیان کوثر جو کہ 1990 سے برمودا ٹکون پر تحقیق کر رہے ہیں۔ سائنسدانوں کے نظریات کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

The rationalistic attempt to deny the mystery or fit it into the existing scientific framework fails. The magnetic compass variation explanation is false because the Argonic line (the area of difference in calculation) moves with the rotation of the earth and is not always inside the Triangle to cause accidents. The methane gas theory

also false. Since the Triangle area does not have vast gas reserves.

ترجمہ: برمودا ٹکون کے راز یا معجزہ ہونے کی حیثیت کے انکار کی کوشش یا اس کو موجودہ سائنسی چوکھٹے میں رکھنے کی کوشش ناکام ہو چکی ہے۔ متنازعہ سی کپاس کے فرق والی تشریح بھی غلط ہے۔ کیونکہ کپاس میں کمی بیشی کا جو علاقہ ہے وہ زمین کے گھومنے کے ساتھ حرکت کرتا ہے اور وہ فرق ہمیشہ ٹکون کے اندر نہیں ہوتا کہ حادثات کا سبب بن جائے۔ متحین گیس تھیوری بھی بے بنیاد ہے کیونکہ ٹکون میں بڑی مقدار میں گیس کے ذخائر نہیں ہیں۔

### گیان کوثر آگے کہتے ہیں

"Despite science's efforts to create a Theory of Everything, earth still holds secrets that we can't fathom".

ترجمہ: سائنس کے نظریے "تھیوری آف ایوری تھنگ" (یہ ایک نظریہ ہے جو فطرت کی چاروں طاقتوں کی تشریح کرتا ہے۔) کی ایجاد کی کوشش کے باوجود زمین ابھی بھی اپنے اندر ایسے رازوں کو چھپائے ہوئے ہے کہ جن کی تہ تک ہم نہیں پہنچ سکتے۔ نظریہ نمبر سات پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں البتہ اس سائنسدان کے بارے میں آگے مختصراً کچھ گفتگو کریں گے اور آٹھ اور نو قابل غور ہیں جن کا تذکرہ آگے آئے گا۔

نظریہ نمبر ۱۱ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہاں پانی کے اندر چھوٹی چھوٹی غاریں پائی گئی ہیں۔ لیکن اس نظریے میں انکی نوعیت اور شکل نہیں بتائی گئی یا پھر بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ اور یہ غاریں خود بن گئیں یا کسی منظم قوت نے بنائی ہیں۔ البتہ اتنا ضرور ہوا کہ جس نے ان غاروں کے بارے میں جاننے کی کوشش کی اور کچھ جان بھی لیا۔ اسکو پانی کے اندر ہی مار دیا گیا۔

نظریہ ۱۲ کا تعلق قدیم دیو مالائی تاریخ سے ہے۔ جہاں تک محمد عیسیٰ داؤد کے نظریے کا تعلق ہے تو انھوں نے دجال کے موضوع پر بہت محنت کی ہے اور کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ راقم کے پاس وہ کتابیں تھیں لیکن فی الحال نہیں ہیں۔ اگر ہوتیں تو کافی مفید معلومات قارئین کی خدمت میں پیش کرتا۔

محمد عیسیٰ داؤدان تمام جگہوں پر خود گئے ہیں جہاں سے دجال یا یہودی خفیہ تنظیم فریمسن کا کوئی تعلق رہا ہے۔ مثلاً سویڈن، مصر، فلسطین، امریکہ، برمودا شام وغیرہ۔ فلسطین و مصر میں کچھ قدیم مخطوطات ہاتھ بھی گئے ہیں۔ وہاں ضعیف العمر لوگوں سے انھوں نے کافی معلومات حاصل کی ہیں جو اس موضوع سے متعلق عربوں میں سینہ بسینہ چلا آرہی ہیں۔ انکے نظریے کے بارے میں آگے گفتگو کریں گے۔

مذکورہ نظریات اور ان کی تشریحات کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ برمودا ٹکون کے حادثات کی تحقیق کرنے والے دو محققین جو اس علاقے کو خطرناک علاقہ قرار دیتے ہیں ان کی دلیلیں زیادہ وزنی ہیں۔

ایک اور محقق پی پر ہاتھ اپنے مقالے ”برمودا ٹکون توانائی کا میدان یا وقت کا میلان (Bermuda Triangle: Energy Field or Time Warp)“ میں کافی بحث و مباحثہ کرنے کے بعد لکھتا ہے:

”متضاد تشریحات کے باوجود ایک خفیہ ذور بھی ہے۔ وہ یہ کہ برمودا ٹکون کے اندر عجیب لیکن طاقتور توانائی کی موجودگی جس کو بعض سائنسدان بھی تسلیم کرتے ہیں۔ البتہ یہ کسی کو پتہ نہیں کہ کیوں اور کیسے یہ علاقہ اس بے انتہا توانائی کی جگہ بنا؟

جی ہاں! برمودا ٹکون میں ایک ”طاقت و رقت“ کے ہونے پر اکثر محققین متفق ہیں۔ لیکن یہ پراسرار قوت ہے کیا اور اس کو کنٹرول کون کرتا ہے؟ کیا وہاں قوت کشش ہے؟

بعض محققین کا خیال ہے کہ وہاں ایسی شعائیں یا لہریں پیدا ہوتی ہیں جو ہماری اس بجلی کی طاقت سے ہزاروں گنا زیادہ طاقت ور ہیں۔ یہ لہریں جہازوں اور طیاروں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں ان کو برقی طبعی یا الیکٹرو میگنیٹک لہریں (Electromagnetic Waves) کہتے ہیں۔ برقی طبعی کا یہ نظریہ برطانوی ماہر طبیعیات جیمس کلرک نے 1873 میں متعارف کرایا تھا۔

آپ آسان الفاظ میں یوں سمجھ سکتے ہیں جس طرح ہماری یہ بجلی ایک بہت طاقتور چیز ہے جو بڑی بڑی مشینوں کو چلاتی ہے، بڑے دیویدگل طیاروں کو اڑاتی ہے۔ اسی طرح کی ایک قوت الیکٹرو میگنیٹک قوت یا قوت کشش بھی ہے۔ البتہ یہ ذہن میں رہے کہ یہ قوت ہماری بجلی کی قوت کے مقابلے میں لاکھوں گنا طاقتور ہے۔ جس کو ہماری جدید سائنس ابھی تک مکمل طور پر استعمال



میں لانے میں ناکام رہی ہے۔ کیونکہ برمودا میں موجود قوت کشش اس قوت کشش سے یکسر جدا ہے جسکو ہمارے سائنسدان جانتے ہیں۔

چنانچہ مشہور جیوفیزکس سائنسدان جان کیرسنوکی کہتے ہیں کہ ”اس (برمودا انگنوں کے) پانی کے اندر اور پانی کے اوپر ایک خاص قسم کی قوت کشش موجود ہے۔ یہ قوت کشش ہماری اس قوت کشش سے مختلف ہے جس کو ہم جانتے ہیں۔“

جان کیرسنوکی یہاں پر دو توانائیوں کے قائل ہیں۔

اگر کوئی سائنسدان توانائی کے طور پر اس قوت کشش کو استعمال کرنے میں کامیاب ہو جائے تو پھر اس توانائی سے چلنے والی کار ہماری موجودہ توانائی سے چلنے والی کار سے لاکھوں گنا تیز رفتاری سے دوڑے گی، اس توانائی سے چلنے والی مشینری صدیوں کا کام دنوں میں انجام دیدیگی اور ذرا تھوڑے کچھ قوت کشش سے اڑنے والے طیارے (یا اس طرح کی کوئی اور سواری) اس کی رفتار کیا ہوگی زمین کا چکر تو گویا اس سواری کے سواروں کیلئے ایسے لپیٹ دیا جائیگا جیسے مینڈھے کی کھال کو لکھوں میں لپیٹ دیا جاتا ہے۔ ایسی اڑنے والی سواریاں جو آپ کے دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے غائب ہو جائیں۔ فضاء میں معلق ہو جائیں، سمندر کے اندر غاریں بنائیں۔ جس کو چاہیں دور سے ہی اپنی طرف کھینچ لیں۔ بجلی سے چلنے والے تمام آلات اور انجن بند کر دیں۔ حتیٰ کہ اس کشش کے ذریعے زمین کی حرکت کو متاثر کر دیں اور دن کو عام دن کے بجائے سال کے برابر کر دیں؟

سوال یہ ہے کہ کیا زیر سمندر ایسے سائنسدان ہیں جنہوں نے یہ قوت حاصل کر لی ہے؟

### جدید ٹیکنالوجی اور خفیہ قوت

برمودا انگنوں کے اندر جس قوت کشش کا ذکر جان کیرسنوکی نے کیا ہے برمودا میں اس قوت کشش کی موجودگی کو تقریباً تمام نظریات کے حامل سائنسدان تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی نظریے کو ہم بھی اگر تسلیم کر لیں کہ چلنے والے لپٹے ہیں کہ اس علاقے میں ایسی کشش ہے جو بڑے بڑے دیوبیکل جہازوں اور اسکے اوپر فضاء میں اڑتے طیاروں کو اپنے اندر کھینچ لیتی ہے، تو پھر بھی ایک سوال باقی رہتا ہے۔ وہ یہ کہ یہ کشش منظم ہے یا غیر منظم؟ یعنی اسکو کوئی کنٹرول کر رہا ہے یا کسی کے کنٹرول میں نہیں ہے؟ اگر غیر منظم ہے تو اس علاقے کے اوپر موجود سٹیلاں بہت جام ہو جانے چاہئیں۔ کیونکہ اتنے بڑے متناسط کسی میدان کے ہوتے ہوئے اسکے اوپر سٹیلاں بہت کم نہیں کرنا



چاہئے۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ اس علاقے کے اوپر سیکڑوں کی تعداد میں سٹیلائٹ کام کر رہے ہیں اور کبھی ان میں خرابی کی اطلاع موصول نہیں ہوتی۔ البتہ ایسا ضرور ہوتا ہے کہ سٹیلائٹ نے بعض حادثوں کے وقت اس جگہ کی فلمیں بنائیں۔ لیکن فلمیں صاف تھیں۔ (سوائے میرے کمپیوٹر انجینئر بھائیو! اپنے کمپیوٹر بارڈوسکوں پر زیادہ اعتماد نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی ساری معلومات اس میں ڈال کر بے فکر ہو جاؤ اور پھر کسی دن جب ضرورت پڑنے پر کمپیوٹر آن کرو تو اسکرین پر ونڈوز (Windows) کے بجائے جھلملاتے ستارے نظر آ رہے ہوں۔ اپنا تمام ڈیٹا قلم والی روشنائی سے لکھ کر اپنے پاس رکھو۔ تاکہ کل پریشانی نہ اٹھانی پڑے۔)

اسی بنیاد پر الٹگ وڈ کاٹج ورجینیا کے ماہر طبیعیات پروفیسر وائٹ میٹ جین کہتے ہیں:

”اگر ایک مقناطیسی حلقہ عمل جو آٹھ سو میل کی بلندی پر موجود موسمی سیارے کی ٹیپ کو صاف کر دے تو اسے یقیناً کسی سیارے کے خلاء میں سفر کرنے میں رکاوٹ بھی پیدا کرنی چاہئے۔ اس قدر طاقتور مقناطیسی حلقہ عمل کسی بھی سیارے کو اس کے مدار میں الٹا گھمانے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے، مگر ایسا نہیں ہو رہا چنانچہ یہ بات کسی ایسی نامعلوم وپراسرار قوت کی موجودگی کی جانب اشارہ کرتی ہے جس سے ہم قطعی لاعلم اور بے خبر ہیں۔“ دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس مقناطیسی کشش کی وجہ سے یہ حادثات ہوتے ہیں تو پھر اس علاقے سے گزرنے والا ہر جہاز اور طیارہ غائب ہونا چاہئے تھا۔ جبکہ حادثات خاص اوقات میں رونما ہوتے ہیں۔ اگر آپ اب بھی اس بات کو تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں تو اس واقعے کی تشریح آپ کیا کریں گے؟

میری سلسلے نامی کشتی ۱۹۷۲ء کے اوائل میں بغیر کسی فنی خرابی کے اچانک غائب ہو گئی۔ غائب ہونے کی جگہ کو کنکھال پھیلا گیا لیکن بے سود۔ کئی ماہ کے بعد یہ کشتی سطح سمندر پر نمودار ہوئی۔ ایسا ہی واقعہ لاواہاما (LADAHAMA) نامی جہاز کا ہے۔

اب آپ دوبارہ مذکورہ نظریات پڑھئے اور دیکھئے کہ کیا کوئی بھی نظریہ اس حادثے کی تشریح کر سکتا ہے۔ سوچئے..... اگر کشتی انتہائی تیز طوفان کی نظر ہوتی یا مقناطیسی کشش اسکو سمندر کے اندر لیجانے کا سبب ہوتی تو اس کا کچھ سراغ بھی نہیں ملنا چاہئے تھا۔ جبکہ یہ کشتی مکمل ٹھیک حالت میں تھی۔ تمام آلات اشارت حالت میں تھے۔ انجن بھی ٹھیک تھا۔ ایندھن کافی مقدار میں موجود تھا۔ اگر آپ کہیں کہہ سکتا ہے بحری قزاق اسکو اغواء کر کے لے گئے ہوں تو پھر قزاق کپتان کی

الہامی میں موجود قیمتی جواہرات اور انتہائی بیش بہا کاغذات کیوں اپنے ساتھ نہیں لے گئے۔ البتہ کشتی میں موجود تمام سوار غائب تھے۔ یہ کیسے قراق تھے جو افراد کو اپنے ساتھ لے گئے اور کبھی تناوان کی وصولی کے لئے کسی سے رابطہ تک نہ کیا؟ اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ کئی ماہ تک پانی کے اندر رہنے کے بعد یہ کشتی صحیح حالت میں پانی کی سطح پر کیسی آگئی۔

اگر یہ کشتی غیر منظم ہے تو طیاروں کو فضا سے سمندر میں گرتے ہوئے کبھی کسی نے کیوں نہیں دیکھا؟ پائلٹ کوئی ہنگامی پیغام اپنے ایئر بیس کو نہیں دے سکے؟ کسی طیارے کا ملبہ بھی نہیں مل سکا؟ پھر کبھی مسافر غائب جہاز ساحل پر اور کبھی جہاز غائب اور مسافر خود ساحل پر پہنچ گئے؟

ایک اہم بات یہ بھی یاد رکھنی چاہئے کہ برمودا ٹکون اور شیطانی سمندر میں اکثر غائب ہونے والے مال بردار جہازوں میں عسکری امور میں استعمال ہونے والا سامان یا خاتم مال بھرا ہوا تھا۔ نیز جو افراد غواہ کئے گئے وہ بھی اپنے فن میں ماہر لوگ تھے، چنانچہ ہمارے پاس اس بات کو تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ اس علاقے میں کوئی خفیہ قوت ہے جو اس متناسخی کشتی کو منظم انداز میں استعمال کر رہی ہے اور اس پر اسکو مکمل کنٹرول حاصل ہے۔

وہ کون ہے؟

اس قوت کشتی کو اتنے منظم انداز میں استعمال کرنے والا کون ہے؟ وہ کونسی قوت ہے جس نے اس کو اتنا موثر بنالیا جس کے ذریعے فضاء میں اڑتے طیارے غائب کروئے جائیں، جدید طیاروں کی جدید ٹیکنالوجی کو جام کر دیا جائے، اس علاقے کے اوپر سیٹلائٹ اور موسمی سیارے جو اس علاقے کی تصویریں نکالنے کی کوشش کریں اور تصویریں بھیجنے کی جائیں، لیکن کیمرے کی فلم صاف۔ یعنی برمودا ٹکون میں موجود ”خفیہ قوت“ اتنی جدید ٹیکنالوجی کی مالک ہے کہ دنیا کے جدید ترین سمجھے جانے والے سیٹلائٹ اور ان کے کیمروں میں موجود فلموں کو ہزاروں کلومیٹر دور سے صاف کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

یہی اعتراض برمودا پر تحقیق کرنے والے ایک اور محقق پروفیسر ہیرولڈ ایل ڈیوس نے اپنے مقالے میں کیا ہے۔ جس کا عنوان ہے: ”بہت کشتی یقینی ہیں۔ لیکن یہ آتی کہاں سے ہیں؟“

Gravity Pulses Confirmed-But Where do they come from?

تو کیا ہماری اس معلوم دنیا اور موجودہ سائنس دانوں کے علاوہ اسی دنیا کی کوئی خفیہ طاقت سائنس دینکا لوجی میں بہت آگے جا چکی ہے؟ دو سو یا تین سو سال آگے اور کیا وہ طاقت برمودا ٹکون میں سمندر کے اندر موجود ہے؟ کیا قوت کشش سے اڑنے والی سواری تیار کی جا چکی ہے؟

برمودا ٹکون..... نامعلوم خفیہ پناہ گاہ ہیں؟

اڑن طشتریاں برمودا ٹکون کے علاقے میں سب سے زیادہ دیکھی گئی ہیں۔ نیز آگ کے بڑے بڑے گولے، سفید چمکدار بادل اور خود اڑن طشتریوں کو بھی برمودا ٹکون کے سمندر میں داخل ہوتے دیکھا گیا ہے۔ اسکے علاوہ گمنام طیارے فضاء سے اس طرح اس میں داخل ہوتے دیکھے گئے ہیں جیسے وہ سمندر میں نہیں بلکہ اپنے رن وے پر اترے ہوں۔

اگر آپ بادل کو دیکھیں کہ اس کا ایک حصہ آسمان کی جانب بلند یوں میں ہے اور دوسرا سراسر برمودا ٹکون کے پانی میں داخل ہو رہا ہے، یہ بہت بڑے آگ کے گولے کو اڑتا ہوا یا کسی کا پیچھا کرتا ہوا دیکھیں تو ایسے واقعات کی کیا سائنسی تشریح کریں گے؟ اسی طرح بڑے بڑے طیارے ہزاروں لوگوں کی آنکھوں کے سامنے سمندر کے اندریوں داخل ہو جائیں جیسے سمندر نے ان کے لئے اندر جانے کا راستہ بنا دیا ہو؟

کوئن الزبتھ اول نامی جہاز پر موجود جون سینڈر کا بیان ہے

”میں کوئن الزبتھ اول پر ناما سے نیویارک براستہ برمودا ٹکون جا رہا تھا۔ موسم صاف اور سمندر پرسکون تھا۔ میں صبح کے وقت عرشے پر کھڑا ایک ساتھی کے ساتھ کافی پی رہا تھا۔ اچانک میں نے ایک چھوٹا سا طیارہ دیکھا۔ طیارہ ہم سے دو سو گز کے فاصلے پر سے دو سو فٹ کی بلندی پر پرواز کرتا ہوا سیدھا ہماری طرف آرہا تھا۔ میں نے اپنے ساتھی سنڈی کو اس کی طرف متوجہ کیا۔ پھر طیارہ ہم سے پچھتر (75) گز دور جہاز کے قریب بڑی خاموشی سے سمندر کے اندر چلا گیا۔ نہ کوئی طیارے کے گرنے کی آواز تھی اور نہ کوئی پانی کا چھپکا تھا۔ بس یوں لگتا تھا جیسے سمندر نے اس طیارے کے لئے ہی اپنا منہ کھولا تھا۔ میں اپنے ساتھی کو دیکھ کر گمراہ آفیسر کو اطلاع دینے چلا گیا۔ انہوں نے جہاز کو موڑا اور ایک کشتی بھی پانی پر اتاری۔ لیکن وہاں نہ تو کوئی ملے تھا اور نہ ہی تیل کا نشان۔ جس سے یہ بات یقینی تھی کہ طیارے کو کوئی حادثہ پیش نہیں آیا ورنہ طیارے



میں موجود تیل کو پانی کی سطح پر ضرور آنا چاہئے تھا۔ سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ تھی جب طیارہ پانی میں گرنا تو پانی میں چھپا کا کیوں نہیں ہوا؟ اور پانی اچھلا کیوں نہیں؟

طیارے کا پانی کے اندر داخل ہونے کا اس سے بھی زیادہ مستند واقعہ فلوریڈا کے ساحل "ڈیٹن بیج" کا ہے جس کو 27 فروری 1953ء کی صبح بے شمار لوگوں نے دیکھا۔ طیارہ ساحل سے صرف سو گز کے فاصلے پر گرا تھا۔ فوراً ہی کوسٹ گارڈ اور وہاں موجود انتظامیہ نے وہ جگہ کھنگال ڈالی لیکن طیارے کا کوئی سراغ نہ ملا۔ حتیٰ کہ تیل کا بھی کوئی نام و نشان نہ تھا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس پاس کے تمام ایئر پورٹ سے رابطہ کیا تو کہیں سے بھی طیارہ گم ہونے کی اطلاع نہیں ملی؟ آخر یہ طیارہ کس کا تھا؟ کہاں سے آیا، اور اتنی خاموشی سے برمودا تکون کے سمندر میں کس کے پاس چلا گیا؟

### آگ کے گولے اور برمودا تکون

آگ کے گولے، سفید چمکدار بادل اور اڑن طشتریال ان گران سب کو گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہ ایک ہی سلسلے کی گزری نظر آتی ہیں۔ ایسا لگتا ہے گویا اڑن طشتری کو چھپانے کے لئے یہ بادل اور کبر مستوی طور پر کیمیائی عمل سے پیدا کی جاتی ہے۔ برمودا کے اندر آگ کے گولوں کا داخل ہونا بھی معروف چیز ہے۔

ڈبلیو جے مورسی جو کہ ایک سی مین ہے ایسی ہی صورت حال سے دوچار ہو چکا ہے۔ ڈبلیو جے مورسی کا بیان ہے کہ وہ 1955ء میں "انٹرنک شل" نامی جہاز پر کام کر رہا تھا۔ صبح کا وقت تھا۔ وائچ آفیسر میرے پاس آکر کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے چیخ ماری۔ جہاز پاگلوں کی طرح ایک دائرے میں چکر کاٹنے لگا تھا۔ تب ہم نے دیکھا کہ آگ کا ایک گولا بڑی تیزی کے ساتھ جہاز کی طرف آرہا ہے۔ میں خوف زدہ ہو کر عرشے پر کود گیا میرے ایک ساتھی نے مجھے دھکا دیکر عرشے پر اپنے ساتھ گرا لیا۔ وہ آگ کا گولا ہمارے اوپر سے گزر گیا۔ بعد میں ہم نے دیکھا کہ سمندر خوفناک انداز میں تلاطم خیز تھا۔ ہم کپتان کے گمرے کی طرف دوڑے وہاں کمپاس (سمت بتانے کا آلہ) کا کارہ پڑا تھا اور سارا راستہ وہ خراب ہی رہا۔

### کبر اور پراسرار بادل

برمودا تکون کے اوپر اکثر انتہائی چمکدار بادل اور سفید چمکدار کبر بھی دیکھے جاتے رہے ہیں۔



کولمبس نے اپنی امریکی دریافت کے سفر میں بھی ایسے چمکدار بادل یا کہر کا ذکر کیا ہے۔ اس کی الاگ بک (ذاری) جو اس کے جہاز سے ملتی تھی اس میں اس نے لکھا تھا ”آگ کا ایک جتناٹی گولہ“ اور ”سطح سمندر پر سفید چمکدار لکیریں“۔

محققین کا کہنا ہے کہ یہ قدرتی بادل نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ چمکدار بادل بالکل صاف موسم میں، جہاں کسی بادل کا نام و نشان بھی نہیں ہوتا اچانک سامنے آ جاتے ہیں اور برمودا ٹکون کے پانی کے اندر آتے جاتے بھی اٹکودیکھا گیا ہے۔ اس چمکدار بادل یا کہر میں اگر کوئی طیارہ یا جہاز داخل ہو گیا تو اس کو عجیب و غریب صورت حال کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ بلکہ طیارے اور جہاز ان میں داخل ہو کر ہمیشہ کے لئے غائب بھی ہو چکے ہیں۔ آپ فضاٹ 19 کے غائب ہونے والے پانچ طیاروں میں سے ایک کے پاکٹ کا آخری پیغام پڑھ چکے ہیں جس میں وہ کہہ رہا تھا ”ہم سفید پانی میں داخل ہو رہے ہیں“۔

یہ سفید پانی دراصل انتہائی چمکدار بادل ہوتا ہے۔ اس میں داخل ہونے کے بعد پاکٹ کو خلا، زمین اور پانی سب گزندہ سا نظر آنے لگتا ہے اور وہ سمت کا بھی تعین نہیں کر پاتا، طیارے اور جہاز کے تمام آلات کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں، پاکٹ اور کپتان پر نا معلوم قسم کا خوف طاری ہو جاتا ہے۔

نومبر 1964 میں پاکٹ چٹ ونگس نے اینڈرووس سے میامی تک پرواز کے دوران اپنے طیارے کے دائیں جانب پر کے پاس اچانک ہی ایک چمکدار کہر کو ظاہر ہوتے دیکھا۔ اس کہر کے ظاہر ہوتے ہی طیارے کے تمام آلات ناکارہ ہو گئے پھر طیارے کا پاکٹ خود بھی ایک چمکتا ہوا وجود بن کر رہ گیا۔

کئی کشتیاں اور جہاز بھی ان چمکدار کہر میں پھنس کر ہمیشہ کے لئے غائب ہو چکے ہیں۔ کیپٹن ڈان ہنری بھی ایک بار اس چمکدار کہر میں گھر گیا تھا۔ اس وقت وہ اپنے ٹک (Tug) کشتیوں کو کھینچنے والی طاقتور اسٹیم بوٹ (سے ایک کشتی کو کھینچ کر لا رہا تھا۔ کشتی کہر میں کھو گئی لیکن ڈان ہنری نے ہمت نہ ہاری اور وہ کسی نا معلوم قوت سے بڑی رستہ کشی کے بعد اپنی کشتی نکال لایا۔ اسکے بیان کے مطابق اس کے ٹک کی تمام برقی توانائی جیسے کسی پراسرار اور نا معلوم قوت نے چوس لی تھی۔

ایسے ہی بادل نے سینا 72 نامی طیارے کا تعاقب کیا۔ ذرا سوچئے کیا کوئی بادل کسی طیارے کا تعاقب کرتا ہے؟ اس طیارے کے آلات ناکارہ ہو گئے اور طیارہ اپنا راستہ بھول گیا۔ اس

کا پاکستان مر گیا اس واقعے کو بیان کرنے والے اس طیارے کے بچ جانے والے مسافر تھے۔ ایک اور طیارہ ”بلو نائزا“ اینڈروس کی حدود سے نکلنے ہی دھچکی ہوئی جیسے دبیز بادل میں گھس گیا۔ اس کا ریڈیائی رابطہ منقطع ہو گیا، پھر چار منٹ بعد ہی بحال ہو گیا لیکن پائلٹ نے خود کو میامی (فلوریڈا) پر پایا۔ گیس کی سوئی پٹرول کی مقدار اس مقدار سے پچیس گیلن زیادہ بتا رہی تھی جو اس وقت طیارے میں ہونی چاہئے تھی۔ یہ مقدار اتنی ہی تھی کہ اینڈروس میامی تک کے سفر میں خرچ ہوئی تھی۔ اسکا مطلب یہ تھا کہ طیارہ میامی تک اپنے انجن کے ذریعے نہیں بلکہ اسی ”پراسرار بادل“ کے ذریعے پہنچا تھا۔

### برطانوی رجمنٹ... بادل لے اڑے

پہلی عالمی جنگ کے دوران گیلی پولی کی مہم کئی وجہ سے بڑی مشہور ہوئی۔ برطانوی فوج اور ترکی کی فوج آمنے سامنے تھی۔ گھسان کی جنگ... گیلی پولی میں شکست کا مطلب تھا مکمل ترکی پر برطانیہ کا قبضہ۔ برطانوی فوجیں فتوحات کرتی آگے بڑھتی جا رہی تھیں۔ قریب تھا کہ وہ میدان مار لیں۔ ۲۸ اگست ۱۹۱۵ء کو موسم ہالک صاف تھا۔ اچانک میدان جنگ کے اوپر بادل کے کچھ ٹکڑے ظاہر ہوئے۔ ان ٹکڑوں سے نیچے ایک اور بادل کا بہت بڑا ٹکڑا زمین تک ایک سڑک پر جھکا ہوا تھا۔ بادل کا یہ ٹکڑا آٹھ سو فٹ لمبا اور دو سو فٹ چوڑا تھا۔ ہوا کے باوجود یہ بادل اپنی جگہ موجود تھا۔ اس سڑک سے آگے ایک پہاڑی ”ہل سکسٹی“ تھی جس پر برطانوی فوج ترک فوج سے برسر پیکار تھی۔ برطانیہ کی ایک رجمنٹ ”وی فرسٹ فورٹھ ہار فوک“ اس پہاڑی پر موجود تھی کی کمک کے لئے اس سڑک پر آگے بڑھی اور اس بادل میں داخل ہو گئی۔ چونکہ دھند تھی اس لئے پیچھے والے فوجیوں کو بادل میں داخل ہونے والوں کا کچھ علم نہیں تھا۔ سو مکمل رجمنٹ آگے بڑھتی رہی۔ لیکن..... ایک سپاہی بھی ہل سکسٹی نہیں پہنچ سکا۔ ایک گھنٹے کے بعد جب آخری فوجی بھی اس بادل میں داخل ہو گیا تو پورا بادل بڑی خاموشی سے اوپر اٹھا اور اوپر والے بادل کے مختلف ٹکڑوں سے جا کر مل گیا۔ اس ٹکڑے کا دوسرے بادلوں کے ساتھ ماننا تھا کہ سارے بادل بلغاریہ کی جانب چلنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے سب غائب ہو گئے۔

اس رجمنٹ کے بارے میں یہ سمجھا گیا کہ شاید جنگ میں ختم ہو گئی یا گرفتار ہو گئی۔ لیکن بعد میں ترکی نے کہا کہ اسے تو ایسی کسی رجمنٹ کا علم ہی نہیں ہے۔ یہ رجمنٹ آٹھ سو سے چار ہزار جوانوں پر

مشتمل تھی۔ اتنی بڑی تعداد بغیر کوئی نام و نشان چھوڑے غائب ہو گئی اور کبھی پتہ نہیں لگ سکا کہ انکا کیا بنا۔ یہ واقعہ اگرچہ برمودا کے علاقے سے باہر کا ہے لیکن ان چمکدار بادلوں سے متعلق ہے۔

### وقت کا تھم جانا یا کسی اور جہت میں چلے جانا (Time Warp)

یہ کہہ کر یا بدل بعض اوقات وقت میں گزربڑکا باعث بھی بنے رہتے ہیں۔ کبھی وقت آگے پایا گیا تو کبھی پیچھے۔ مثلاً نیشنل ایئر لائنز کا طیارہ دس منٹ تک رازدار پر سے غائب رہا۔ پاکلٹ نے بتایا کہ اس دوران وہ روشن کمر میں سے پرواز کر رہا تھا۔ ہوائی اڈے پر اترنے کے بعد پتہ چلا کہ تمام مسافروں کی گھڑیاں اور خود طیارے کا کرومیٹر ٹھیک دس منٹ پیچھے تھا۔ حالانکہ ہوائی اڈے پر اترنے سے آدھا گھنٹہ پہلے انہوں نے ٹائم چیک کیا تھا۔

دوسرا واقعہ ایسٹرن ایئر لائنز کے ایک طیارے کا ہے۔ اس طیارے کو دوران پرواز ایک شدید جھٹکا لگا جس کی وجہ سے وہ راستہ بھٹک گیا۔ لیکن پھر بھی سلامت زمین پر اترنے میں کامیاب ہو گیا۔ طیارے کے عملے اور مسافروں نے دیکھا کہ ان سب کی گھڑیوں کی سوئیاں بند پڑی تھیں۔ اور یہ ٹھیک وہ وقت تھا جب طیارے کو جھٹکا لگا تھا۔

برمودا کنکون کے اوپر سفید چمکدار بادلوں میں جو طیارہ یا جہاز گھس گیا اس کو بھی ایسی ہی وقت کی تبدیلی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ کبھی دس منٹ غائب تو کبھی آدھے گھنٹے کا کچھ سراغ نہ مل سکا کہ کہاں گیا؟

وقت کا کسی اور جہت میں چلے جانے کا تصور البرٹ آئنسٹائن نے پیش کیا تھا۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جانب اس سے بھی پہلے اشارہ فرمایا ہے۔ دجال سے متعلق حضرت نو اس ابن سمعانؓ والی حدیث میں دجال کے دنیا میں رہنے کی مدت بیان کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ (دجال) دنیا میں چالیس دن رہے گا۔ پہلا دن ایک سال کے برابر دوسرا دن ایک مہینے کے برابر اور تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا۔ باقی دن عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ (مسلم شریف)

برمودا کنکون میں اس طرح کے پراسرار واقعات کی آخر کیا تشریح کی جاسکتی ہے۔ یہ کہہ کر یا چمکتا ہوا بادل کیا ہے جو طیاروں اور جہازوں کو غائب کر دیتا ہے۔ اس میں داخل ہونے والوں کے لئے وقت تھم جاتا ہے یا کسی اور جہت میں چلا جاتا ہے۔ انکو برمودا کے پانی کے اندر داخل ہوتے

اور پانی سے نکلتے بھی دیکھا گیا ہے۔  
 بہت سے یحییٰ شاہدین اور غیر جانب دار محققین کی رائے یہ ہے کہ تجسس اور رازوں سے  
 بھرے ان واقعات کا تعلق اڑن طشتریوں کے ساتھ ہے۔ اڑن طشتریوں کے وقت یہ تمام واقعات  
 رونما ہوتے ہیں۔ اور یہ کبر، چمکدار بادل اور گیند کی شکل کے آگ کے بڑے بڑے گولے در  
 حقیقت اڑن طشتریاں ہی ہیں۔

یہ اڑن طشتری (Flying saucer) یا U.F.O. کیا ہے؟ کیا وہ خفیہ قوت جس نے  
 مہینہ طبعی کشش توانائی پر قابو پا لیا ہے انہوں نے واقعی اڑن طشتری بھی بنالی ہے؟ کیا اڑن طشتری  
 تصوراتی اور خیالی قصے کہانی نہیں؟ ان اڑن طشتریوں میں سفر کرنے والی مخلوق جس کو خدائی مخلوق  
 کے طور پر مشہور کیا گیا، وہ خلائی مخلوق نہیں بلکہ ہماری اسی زمین کے ہی لوگ ہیں؟



تیسرا حصہ

## اڑن طشتریاں (Flying Saucers)

برمودا انگن کی حقیقت جاننے کے لئے ہمیں اڑن طشتریوں کے بارے میں جاننا ہوگا کہ ان کی حقیقت کیا ہے؟ برمودا انگن کے ساتھ انکا کیا تعلق ہے؟  
یوں تو اڑن طشتریوں کے بارے میں بچپن سے ہی پڑھتے چلے آ رہے ہیں لیکن اس وقت ان کہانیوں کو بچے پر یوں کی کہانیوں کی طرح پڑھتے ہیں۔

اڑن طشتری کو یو۔ ایف۔ او (U.F.O) یا Unidentified Flying Objects یعنی نامعلوم اڑنے والی چیزیں کہا جاتا ہے۔ یہ کسی جدید معدن اور پلاسٹک کے مرکب سے تیار کی جاتی ہے۔ یہ معدن چمکدار ہوتی ہے جو دور سے دیکھنے میں تیز سفید روشنی کے مانند نظر آتی ہے۔ ایک ہی اڑن طشتری بیک وقت اپنا حجم چھوٹا اور اتنا بڑا کر سکتی ہے کہ اپنی آنکھوں پر شک ہونے لگے اور دیکھنے والے بیہوش ہو جائیں۔ اس کے اندر سے عام طور پر نارنجی (Orange)، نیلی اور سرخ رنگ کی روشنیاں پھوٹ رہی ہوتی ہیں۔ اسکی رفتار اتنی تیز ہے کہ ایک سیکنڈ میں نظروں سے غائب ہو جاتی ہے۔ جو رفتار اب تک ریکارڈ کی جاسکی ہے وہ سات سو (700) کلومیٹر فی سیکنڈ یعنی پچیس لاکھ تیس ہزار (2520000) کلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔ یہ وہ رفتار ہے جو ہم دنیا والوں کو معلوم ہے۔ اصل رفتار کا کسی کو علم نہیں۔

فضاء میں ایک ہی جگہ رکی رہ سکتی ہے، چیزوں اور افراد کو اپنی طرف دور سے ہی کھینچ لیتی ہے۔ اگر کوئی اس کے قریب جائے تو اس کے جسم میں شدید قسم کی خارش شروع ہو جاتی ہے اور آنکھیں جلنے لگتی ہیں اور جسم میں اس طرح جھک لگتا ہے جیسے سخت کرٹ لگ گیا ہو۔ دنیا کے بجلی کے نظام اور مواصلاتی نظام کو جام کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے (امریکہ میں ایسا ہو چکا ہے ۹ جون ۲۰۰۷ء)

امریکہ کے مشرقی ساحلی علاقے اٹلانٹا اور نیار جیا میں ہوائی اڈے پر پروازوں کی آمدورفت معطل ہو گئی اور ہزاروں ملکی اور غیر ملکی پروازیں قطل کا شکار ہو گئیں۔ اسکا سبب مسافر طیاروں کی آمدورفت کو کنٹرول کرنے والے نظام کا اچانک فیل ہو جانا تھا۔ (لیزر شعاعوں کے ذریعے دنیا کے جدید ترین طیاروں کو باآسانی تباہ کر سکتی ہے۔ یہ اڑنے کے ساتھ ساتھ سمندر کے اوپر اور سمندر کے اندر اسی طرح چلنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

جہاں تک اس کی ٹیکنالوجی کا تعلق ہے تو صرف ابھی اندازہ ہی ہے۔ وہ یہ کہ اس کائنات میں موجود تمام توانائی کے ذرائع اڑن طشتری کی ٹیکنالوجی میں استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں قوت کشش اہم ہے۔ اڑن طشتریوں کا راز جاننے کی کوشش میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے والے ڈاکٹر جیسوب کا کہنا ہے ”یہ غیر معروف چیزیں ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ (اڑن طشتری والے) بہت طاقت ور مٹنا۔ سی میدان بنانے پر قدرت رکھتے ہیں جسکی وجہ سے یہ جہازوں اور طیاروں کو کھینچ کر کہیں لے جاتے ہیں۔

### اڑن طشتریاں آنکھوں کا دھوکہ یا حقیقت

اڑن طشتریاں اب تک دنیا کے مختلف خطوں میں دیکھی گئی ہیں۔ لیکن ہر سوداگون کی طرح انکی حقیقت کو بھی گنڈ کرنے کی کوشش کی گئی ہے حتیٰ کہ بعض نے تو ان کے وجود کا ہی انکار کر دیا ہے کہ ایسی کوئی چیز دنیا میں پائی ہی نہیں جاتی۔ ان کے بارے میں ایک یہ نظریہ مشہور کرنے کی کوشش کی گئی کہ یہ خلائی مخلوق کی سواری ہے اور ان میں خلائی مخلوق سوار ہو کر ہماری اس معلوم دنیا میں گھومنے پھرنے کی غرض سے آ جاتی ہے۔

یہ نظریہ بھی اصلی حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کے سوا کچھ نہیں۔ اڑن طشتریوں کے وجود کا انکار اب اس وجہ سے بھی ممکن نہیں رہا کہ انکو دیکھے جانے کے واقعات بہت زیادہ ہیں۔ نیز بیک وقت دیکھنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان سب پر کسی وہم، تخیل یا جھوٹ کا الزام لگا کر رد نہیں کیا جاسکتا۔ گزشتہ چند سالوں میں لوگوں نے انکی تصویریں اور ویڈیو بھی بنائی ہیں۔

اڑن طشتریوں کے دیکھے جانے کے واقعات جب زیادہ ہونے لگے تو بعض ممالک کی جانب سے یہ مسئلہ اقوام متحدہ میں اٹھایا گیا اور ۱۹۷۶ء میں اقوام متحدہ نے اس بارے میں سفیدگی سے غور کرنا شروع کیا۔ تمام رکن ممالک کو ہدایت کی کہ وہ اڑن طشتریوں کی دریافت کے آلات اپنے اپنے

علاقوں میں نصب کریں تاکہ انکی حرکات و سکنات کو آلات کے ذریعے ریکارڈ کیا جاسکے۔  
 بیسویں صدی کے آخر میں ایک گلیپ سروے کیا گیا جسکے مطابق ایک تہائی امریکیوں کی  
 رائے تھی کہ اڑن طشتری والے ہمارے ملک میں آچکے ہیں۔  
 چنانچہ جب اڑن طشتریوں کے دیکھے جانے کے واقعات اتنے زیادہ ہو گئے کہ ان کو آنکھوں  
 کا دھوکہ کہہ کر روک دینا ممکن نہیں رہا تو عالمی فتنہ گر یہودیوں نے اس کو بھی برمودا کنون کی طرح  
 افسانوی قصے کہانیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کی۔

راقم نے دو مرتبہ فضاء میں ایسی روشنی کو چند دوستوں کے ہمراہ حرکت کرتے ہوئے دیکھا  
 ہے۔ راقم چند دوستوں کے ہمراہ ایک بلند جگہ پر کھڑا تھا۔ اندھیرا ابھی واویوں میں اترنا شروع ہوا  
 تھا۔ دور سامنے ایک نارنجی رنگ کی روشنی نمودار ہوئی اور دھیرے دھیرے سیدھی اوپر یکجانب  
 افق (Vertical) اٹھنی شروع ہوئی اور پھر سیدھی سامنے کی طرف چلی گئی۔ اولاً تو یہ گمان ہوا کہ شاید  
 پہلی کا پڑی ہوئی جگہ نہیں تھی۔ لیکن جس طرح یہ روشنی اوپر اٹھی وہ انداز پہلی کا پڑی نہیں ہوتا۔ نیز وہ علاقہ ایسا تھا جہاں  
 پہلی کا پڑی کوئی جگہ نہیں تھی۔ نہ ہی وہ کوئی میزائل تھا اور کوئی ایسی چیز جسکو کوئی اور نام دیا جاسکے۔  
 دوسرا واقعہ صبح سحری کے وقت کا ہے۔ ایک تیز سفید روشنی ہمارے اوپر سے گذری جو کافی  
 نیچے تھی۔ روشنی اتنی تیز تھی کہ اس چیز کا حجم نظر آ رہا تھا جو کہ بڑے کپسول کے مانند تھا۔ نہ تو یہ طیارہ تھا  
 اور نہ ہی پہلی کا پڑی کیونکہ جتنی نیچائی پر یہ تھا تو اسکی زوردار آواز ہمیں سنائی دینی چاہئے تھی۔ لیکن اس  
 روشنی کی کوئی آواز نہیں تھی، اسکو آنکھوں کا دھوکہ بھی نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ راقم کے علاوہ بھی دو  
 افراد نے اسکو دیکھا تھا۔

اڑن طشتریوں کے دیکھے جانے کے واقعات کوئی آج کی بات نہیں بلکہ اسکی تاریخ بھی اس  
 صدی کی ہے جو صدی دنیا میں شیطانی ریاست امریکہ کے قیام کی ہے۔ یعنی پندرہویں صدی  
 عیسوی۔ جون 1400ء میں بھی اڑن طشتری دیکھے جانے کے واقعات ریکارڈ پر موجود ہیں۔ آپ  
 اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو علم ہوگا کہ یہ پندرہویں صدی سائنسی انقلاب کی صدی سمجھی جاتی  
 ہے۔ تب سے لیکر آج تک دنیا کے مختلف خطوں میں اڑن طشتریاں دیکھی جاتی رہی ہیں۔ یہاں ہم  
 اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف گزشتہ سال (2008) میں اڑن طشتری دیکھے جانے کے  
 واقعات مبینے کے اعتبار سے پیش کر رہے ہیں یہ وہ واقعات ہیں جنکی رپورٹ متعلقہ اداروں کو کی گئی:



|        |       |       |       |     |     |
|--------|-------|-------|-------|-----|-----|
| جنوری  | فروری | مارچ  | اپریل | مئی | جون |
| 443    | 352   | 312   | 420   | 317 | 419 |
| جولائی | اگست  | ستمبر | نومبر |     |     |
| 495    | 448   | 352   | 393   |     |     |

اپریل 1952 میں ڈان کیمپیل جو کہ سیکریٹری برائے بحری (امریکی) وزارت تھا، جزائر ہوائی کے اوپر سفر کر رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ دو اڑن طشتریوں بہت تیزی کے ساتھ ان کے طیارے سے قریب ہو رہی ہیں۔ پھر وہ دونوں اڑن طشتریوں ان کے طیارے کے گرد چکر لگانے لگیں جیسے طیارے کی تلاشی لے رہی ہوں۔ کیمپیل جب واشنگٹن واپس آیا تو اس نے امریکی فضائیہ سے اس بارے میں جاننے کی کوشش کی۔ لیکن امریکی فضائیہ اور امریکی سی آئی اے نے اس کو یہ بات سمجھا دی کہ اگر اپنی نوکری کو بچانا چاہتے ہو تو جو کچھ آپ نے دیکھا ہے، اس کو بھول جاؤ۔

1947 سے 1969 تک امریکی ایئر فورس نے اڑن طشتریوں کے بارے میں تحقیق کی۔ اڑن طشتریوں کے دیکھے جانے کے واقعات کی جو رپورٹیں موصول ہوئیں تھیں ان کی تعداد 12618 تھی۔

اڑن طشتریوں میں سوار قوتوں نے یہ کوشش کی ہے کہ دنیا والے ان کو کسی اور سیارے کی مخلوق سمجھیں۔ اس لئے انہوں نے اپنا حلیہ کسی خلائی مخلوق کی طرح بنا کر انسانوں کے سامنے خود کو ظاہر کیا ہے چنانچہ ان کو (Aleins) یعنی پردیسی یا اجنبی کا نام دیا گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ پروڈیسی نہیں بلکہ اسی دنیا کے لوگ ہیں جو عالمی کفریہ طاقتوں کے اہم لوگوں سے رابطے میں رہتے ہیں۔

### اڑن طشتری والوں کی امریکی صدر سے ملاقات

1951ء میں ایک اڑن طشتری امریکہ کے ایک فوجی ایئر پورٹ پر اترتی۔ اس اڑن طشتری کے اندر سے تین آدمی نکلے جو روانی سے انگریزی بول رہے تھے۔ انہوں نے امریکی صدر آئزن ہاور (یہ اسکے بعد صدر بنے) سے ملاقات کیلئے کہا۔ وہاں موجود فوجی افسران نے امریکی صدر آئزن ہاور (دورِ صدارت 1953ء تا 1961ء) سے رابطہ کیا۔ چار گھنٹے بعد امریکی صدر وہاں آیا اور اس نے اڑن طشتری والوں سے ملاقات کی۔ امریکی صدر کے ہمراہ تین فوجی تھے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس دن ایئر پورٹ پر تمام کاروائیاں نامعلوم وجوہات کی بنا پر معطل



رہیں۔ چنانچہ نہ تو کوئی فوجی اپنی جگہ سے ہلا، نہ کوئی طیارہ اڑا نہ اور کوئی کام ہوا۔ مکمل ایمر جنسی نافذ کر دی گئی۔ پھر اڑن طشتری غائب ہو گئی۔

مذکورہ دعویٰ ماہر امریکی پروفیسر لین نے ایک امریکی سی آئی اے کے اہلکار کے حوالے سے 1956ء میں کیا۔ لیکن اس ملاقات میں کیا بات چیت ہوئی کسی کو کچھ پتہ نہ چل سکا؟

1976ء میں پورٹوریکو (جو کہ برمودا کنون کی حدود میں ہے) میں اتنی زیادہ اڑن طشتریاں نظر آئیں کہ انکو دیکھنے کے لئے ہائی وے پر چلتا ٹریفک جام ہو کر رہ گیا۔ اور گاڑیوں کے انجن خود بخود ہی بند ہو گئے۔ ٹی وی رپورٹ اور پریس کے بندے ان اڑن طشتریوں کے کرب دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے۔ تین ماہ تک اڑن طشتریوں کے پورے بیڑے بار بار ظاہر ہوتے رہے جیسے یہ کوئی معمول کی پرواز ہو۔

### اڑن طشتریاں وائٹ ہاؤس پر

۱۹۵۲ء میں ۱۳ جولائی سے ۲۹ جولائی تک واشنگٹن ڈی سی پر اڑن طشتریاں دیکھی جاتی رہیں۔ ایک ہی رات ۲۰ کی تعداد تک لوگوں نے اڑن طشتریاں دیکھیں۔ یہ ۱۲۰ اڑن طشتریاں وائٹ ہاؤس کے اوپر چکر کاٹی رہیں۔ اس پر امریکی عوام میں کافی شور مچا۔ حقیقت حال جاننے کیلئے جیٹ طیارے اڑے۔ لیکن اڑن طشتریاں ان کے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کھیلتی رہیں۔ طیارے جب اڑن طشتریوں کے اتنے قریب پہنچ جاتے جہاں سے انکی تصویر اور انکا معائنہ کیا جاسکتا تھا تو اڑن طشتریاں ناقابل یقین تیزی کے ساتھ ان سے بہت دور چلی جاتیں۔ اس سے امریکی عوام اور پریس میں مزید شور اٹھا۔ چنانچہ مجبوراً امریکی صدر ٹرومین نے بذات خود اڑن طشتریوں کی تفتیش کرنے والے مشن ”پروجیکٹ بلیو بیک“ کے نگران کیپٹن ایڈورڈ جے ریپلٹ سے بات کی اور اس واقعے کے بارے میں پوچھا۔ لیکن جواب سن کر آپکو حیرانی ہوگی کہ ایک کیپٹن امریکی صدر کے سامنے صاف جھوٹ بول گیا۔ اس نے ایسے کسی واقعے کا صاف انکار کر دیا اور کہا کہ راڈار اسکرین پر جو کچھ نظر آیا وہ محض موسمی اثرات تھے۔ لیکن اس جھوٹ بولنے میں کیپٹن ریپلٹ تنہا نہیں تھا۔ بلکہ اسکے پیچھے ہا قاعدہ مضبوط گروہ تھا۔ جو یہ چاہتا تھا کہ حقیقت کوئی بھی نہ جان سکے۔

اڑن طشتریوں کے وائٹ ہاؤس کے اوپر سے گزرنے کے وقت کیپٹن ریپلٹ خود واشنگٹن میں موجود تھا۔ لیکن اس واقعے کی اطلاع اسکو اخبار سے ہوئی۔ اس نے واشنگٹن میں گھوم پھر کر عینی

شہادین سے شہادتیں لینا چاہیں تو پینٹاگون حکام نے اسکو اسٹاف کی گاڑی دینے سے ہی انکار کر دیا۔ اسکو کہا گیا کہ اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو اپنی جیب سے کرائے کی ٹیکسی کر کے چلے جائیں۔ (امریکہ میں موجود طاقتور قوتیں یہی چاہتی ہیں کہ برمودا اور اٹن ٹشٹریوں کے بارے میں کوئی تحقیق نہ کی جائے) وہ بدول ہو کر سیدھا اوہائیو میں اس پروجیکٹ کے ہیڈ کوارٹر پہنچا اور اس نے ایک راڈار اسپیشلسٹ سے اٹن ٹشٹریوں کے بارے میں بات کی۔ یہ کیپٹن روئے جیمس تھا۔ اس نے کہا کہ غیر معمولی موکی صورت حال میں راڈار پر نامعلوم اجسام ظاہر ہو سکتے ہیں۔

29 جولائی 1952 کو اسی موضوع پر امریکی ایئر فورس کے جنرل این۔ ای سامفورڈ نے پینٹاگون میں صحافیوں کی بڑی تعداد کی موجودگی میں پریس کانفرنس کی۔ صحافیوں نے تند تیز سوالات کئے۔ جنرل نے صحافیوں کو وہی کیپٹن جیمس والی بات سنا دی۔ لیکن صحافی اور اٹن ٹشٹری پر تحقیق کرنے والے اس تشریح سے بالکل مطمئن نہیں ہوئے۔ خود کیپٹن رہیلٹ بھی اس تشریح سے مطمئن نہیں تھا۔ کیونکہ جب اس نے واشنگٹن نیشنل ایئر پورٹ (جہاں راڈار پر اٹن ٹشٹریاں ظاہر ہوتی تھیں) پر راڈار پر موجود مذہداران سے بات کی تو کوئی بھی جنرل ای سامفورڈ کی تشریح سے مطمئن نہیں تھا۔

جب عوام اور صحافیوں کی جانب سے اس بارے میں زیادہ شور ہونے لگا تو 24 ستمبر 1952 کو امریکی خفیہ ادارے سی آئی اے کے شعبہ ہر انفرسانی برائے سائنسی امور کی جانب سے ایک میمورنڈم جاری کیا گیا جس میں اٹن ٹشٹریوں کی خبروں پر تبصرے کرنے کو قومی سیکورٹی کے لئے خطرہ قرار دیا گیا۔ ذرا غور فرمائیے، ایسا ان اٹن ٹشٹریوں میں کیا ہے جسکو امریکی حکومت چھپانا چاہتی ہے اور اس پر تبصرے کو سیکورٹی کے لئے خطرہ سمجھا جاتا ہے۔

### اٹن ٹشٹری پاکستان میں

ذیرہ غازی خان ..... 29-8-00 ..... ۲۹ اگست، ۲۰۰۰ اتوار کی رات ذیرہ غازی خان میں اٹن ٹشٹری دیکھی گئی۔ دو ہفتوں میں یہ یورینیم سے مالا مال علاقے میں دوسری مرتبہ نظر آئی ہے۔ روزنامہ ڈان کے مطابق یہ اٹن ٹشٹری مغرب کی جانب سے آئی اور فورٹ منرو اور راکھی گنج کے اوپر سے اڑتی ہوئی Baghalchor اور Roughin کے درمیان زمین کی طرف اترتی۔ بورڈر ملٹری پولیس نے اخبار کو مقامی لوگوں کے حوالے سے یہ بات بتائی کہ اٹن ٹشٹری

سیدھی زمین کی طرف اترتی۔ اسلام آباد میں حکام نے اس بات کی تردید کی ہے یہ کوئی میزائل تجربہ تھا۔ ۱۱ اگست کو ایک اور اڑن طشتری ضلع راجن پور میں واقع ایک اڑتیس کے قریب دیکھی گئی تھی۔ اسی تاریخ کو بلوچستان میں ایسے ہی چہرہ روشنی چھوڑتے جسموں کو دیکھے جانے کی اطلاع بھی موصول ہوئی تھی۔

## انٹک

راقم کو ایک معتبر صاحب نے بتایا کہ 96-1995 میں شام کے وقت وہ کامرہ (انٹک) میں اپنے گھر میں تھے۔ انکے اوپر سے بہت نیچائی پر ایک ٹکون کی شکل کی کوئی چیز گزر کر گئی۔ اسکے پیچھے کامرہ اڑتیس سے طیارے اڑے اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آ گئے۔ انہوں نے سوچا کہ شاید یہ چیز اوروں نے بھی دیکھی ہو یا خبروں میں اسکے بارے میں بتایا جائے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ (اس موضوع پر امریکی صدر کے ہونٹ سل گئے تو پاکستانی کیسے بول سکتے ہیں)

## لاہور

8 اکتوبر 2008 شام 8:05 پر لاہور میں امان کریم صاحب نے آٹھ اڑن طشتریاں دیکھنے کا دعویٰ کیا ہے۔ انکے بقول یہ ۷ کی شکل میں مشرق کی جانب جا رہی تھیں۔

## راولپنڈی

جنوری 1998 میں راولپنڈی کے آصف اقبال صاحب نے اپنے بارے میں یوں بتایا: یہ اور انکے ایک دوست صبح فجر سے پہلے اپنی چھت پر تھے۔ اس وقت انھوں نے آسمان میں کچھ ایسی روشنیاں دیکھیں جنکی شکلیں بار بار تبدیل ہو رہی تھیں۔ انکے بقول یہ اڑن طشتریاں تھیں کیونکہ یہ روشنیاں کسی اور چیز کی نہیں ہو سکتیں۔ آصف اقبال صاحب راولپنڈی میں مانگروٹیک انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی (پرائیویٹ) نامی ادارے میں ٹیٹ ورک اینڈ منسٹرینٹر کے طور پر ملازم ہیں۔

## اڑن طشتری بھارت میں

23 جنوری 2008 جنوری ہند میں پانچ اڑن طشتریاں ایک ساتھ دیکھی گئیں۔ یہ گنی منٹ تک بہت نیچائی پر گھومتی رہیں۔ اسکی ویڈیو مقامی لوگوں نے اپنے موبائل فون سے بنائی۔



28 اگست 2008 بروز جمعرات بھارت کے شہر ممبئی میں ساحل سمندر ”گیٹ وے انڈیا“ پر سیر سپاٹے کے لئے آنے والے شہریوں کا ہجوم تھا۔ بہت سے لوگ اپنے مووی کیمروں اور موبائل فون سے ایک دوسرے کی ویڈیو بنا رہے تھے۔ ابھی دن کی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ اچانک ساحل سے بالکل قریب انتہائی نیچے ایک بڑی اڑن طشتری نمودار ہوئی۔ لوگوں نے اپنے کیمرے فوراً اسکی جانب کر دیے اور اس کی فلم بنائی۔ چار سیکنڈ تک یہ نظر آتی رہی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گئی۔ یہ اڑن طشتری حجم میں بہت بڑی ہے۔ اور اسکی فلم بالکل واضح ہے۔

### جی کارٹر نے بھی اڑن طشتری دیکھی

سابق امریکی صدر جی کارٹر (دو صدارت 1977 تا 1981) وہ واحد امریکی صدر ہے جس نے اڑن طشتری خود دیکھنے کا دعویٰ کیا۔ جی کارٹر کا کہنا ہے:

I don't laugh anymore at people when they say they have seen UFOs because I have seen one myself (An interview to ABC news)

”میں ان لوگوں پر بالکل نہیں ہنستا جو یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اڑن طشتریاں دیکھی ہیں، کیونکہ میں خود ایک اڑن طشتری دیکھ چکا ہوں۔“ (اے بی سی نیوز کو ایک انٹرویو میں)

جی کارٹر کے بقول جب وہ 1969ء میں جارجیا میں لائنز کلب کے ایک اجلاس میں شریک تھے ان کے ساتھ ان کے اہل خانہ اور دیگر لوگ بھی اڑن طشتری دیکھنے والوں میں تھے۔ اس کے بعد جی کارٹر نے یہ وعدہ کیا کہ میں وائٹ ہاؤس میں پہنچنے پر اڑن طشتریوں کے واقعات کی تحقیق کے لئے ماہرین اور سائنسدانوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دوں گا تاکہ وہ ہمیں ان کی حقیقت سے آگاہ کریں۔

لیکن جی کارٹر امریکہ کی صدارت پر فائز ہونے کے باوجود اپنا وعدہ پورا نہ کر سکے۔ کیوں؟ کیا امریکہ میں کوئی اور بھی قوت ہے جو امریکی صدر سے زیادہ طاقتور ہے؟ کیا اڑن طشتریوں کے مالک کے سامنے امریکی صدر بھی بے بس ہے؟ یا جی کارٹر کو ”خفیہ طاقت“ نے یہ دھمکی دی اگر جان پیاری ہے تو اڑن طشتریوں کو بھول جاؤ؟

برمودا ٹریون میں جو غیر معمولی واقعات و حادثات ہوتے رہتے ہیں ان سے متعلق رپورٹوں



پر بڑی سخت پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ اب نہ انہیں مشتہر کیا جاتا ہے اور نہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان واقعات میں اڑن طشتریوں کا آسمان میں دیکھا جانا، برمودا کے سمندر میں داخل ہونا اور برمودا کے سمندر میں پانی کے اندر ہزاروں فٹ نیچے ان کا دیکھا جانا شامل ہے۔

اس رپورٹ کو بھی سختی سے دبا دیا گیا تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ 1963ء میں پورٹو ریکو کے مشرقی ساحل پر امریکی بحریہ نے اپنی مشقوں کے دوران میں ایک اڑن طشتری دیکھی تھی جس کی رفتار دو سو نو تھی اور وہ سمندر کے اندر نیچے ستائیس ہزار فٹ گہرائی میں سفر کر رہی تھی۔

اڑن طشتریاں دیکھنے والوں کے پاس فوراً کالے کپڑوں میں ملبوس کچھ لوگ پہنچ جاتے ہیں جو انکو اس واقعے کو نہ بیان کرنے کی تنبیہ کرتے ہیں۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ امریکی حکومت کی جانب سے برمودا انکون کی طرح اڑن طشتریوں کی حقیقت کو بھی چھپانے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔

### حتیٰ کہ اڑتے طیارے اڑن طشتری کے پیٹ میں

امریکی فضائیہ کے ایک ایئر میسن کے راڈار پر ایک اڑن طشتری ظاہر ہوئی اس کے تعاقب میں امریکی بمبار جیٹ طیارہ F-86 فوراً اڑا۔ اس طیارے نے اڑن طشتری کی تلاش میں وسیع میدان کا چکر کاٹا بھی اچانک راڈار کی اسکرین پر بیٹھے امریکی اہلکار نے راڈار کی اسکرین پر اڑن طشتری کو سیدھا امریکی طیارے کی جانب آتا ہوا دیکھا، اس نے طیارے کے پائلٹ کو فوراً پیغام ارسال کر کے اس خطرے کی جانب متوجہ کیا، لیکن چند لمحوں میں ہی اس کو یوں لگا جیسے اڑن طشتری طیارے سے ٹکرائی ہے لیکن اس کے بعد راڈار کی اسکرین پر صرف اڑن طشتری نظر آ رہی تھی اور طیارے کا کہیں کچھ پتہ نہیں تھا۔ راڈار پر مامور اہلکاروں نے اڑن طشتری سے رابطہ کرنا چاہا لیکن اس لمحے اڑن طشتری بھی غائب تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے طیارے کو اڑن طشتری نے اپنے اندر نگل لیا ہو۔

اس کے بعد امریکی فوج، فضائیہ اور تمام انتظامیہ اپنے F-86 طیارے کو تلاش کرتے رہے لیکن پورا طیارہ کہاں غائب ہوا امریکہ کی ٹیکنالوجی اس کو تلاش کرنے میں ناکام رہی۔ حتیٰ کہ کسی حادثہ کا کوئی نشان یا طیارے کا کوئی ملہ بھی ان کے ہاتھ نہ آ سکا۔

دوسرا حادثہ امریکی فوج کے ٹرانسپورٹ طیارے کو پیش آیا جس میں 26 افراد سواری تھے۔ پہلے

حادثے کی طرح اس کو بھی راڈ ار کی اسکرین پر واضح دیکھا گیا۔ راڈ ار کی اسکرین پر بیٹھے امریکی ایپکار کو اچانک یوں لگا جیسے اس کے سامنے کوئی گیند آ کر گری ہو لیکن یہ گیند نہیں تھی یہ اڑن طشتری تھی جو اچانک اس کی اسکرین پر نمودار ہوئی تھی اور اب انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ امریکی فوج کے ٹرانسپورٹ طیارے کی جانب بڑھ رہی تھی۔ راڈ ار کی اسکرین پر بیٹھے ایپکار نے طیارے کے پاکٹ کو خبردار کرنا چاہا لیکن اس کو یہ مہلت نہ مل سکی اور اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اڑن طشتری طیارے کے ساتھ اس طرح جاملی جیسے دو جسم ایک ہو گئے ہوں۔ گویا اڑن طشتری نے پورے طیارے کو مع 26 افراد کے اپنے اندر نگل لیا تھا۔ اس کے بعد اڑن طشتری کی رفتار دوگنی ہو گئی اور راڈ ار کی حدود سے نکل کر ایک لمحے میں غائب ہو گئی۔ فوراً ہی امریکی فضائیہ حرکت میں آ گئی اور علاقے کی فضا میں اور سمندر چھان مارا لیکن کچھ پتہ نہ لگ سکا۔

### اڑن طشتری کا تعاقب..... انجام

کیپٹن تھامس مینیل ایک بہت بڑی اڑن طشتری کا تعاقب کرتے ہوئے جان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھا۔ 7 جنوری 1948 کو کیپٹن مینیل نے P-51 میں پرواز شروع کی۔ اس پرواز کا مقصد ایک بہت بڑی اڑن طشتری کی شناخت کی تصدیق کرنا تھا۔ یہ اڑن طشتری دن کے وقت کھلے آسمان میں بڑی واضح دکھائی دے رہی تھی۔ اڑن طشتری کے تعاقب کے دوران ہی کیپٹن مینیل کی موت واقع ہو گئی اور طیارہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر فضا میں بکھر گیا۔ طیارے کے جو ٹکڑے ملے انہیں دیکھ کر یوں لگتا تھا کہ جیسے طیارے پر شدید قسم کی گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی ہے۔ فوری طور پر ایئر فورس کی جانب سے اس حادثے کی جو وضاحت کی گئی اس میں کہا گیا تھا کہ کیپٹن مینیل زہرہ (Venus) سیارے کا تعاقب کر رہا تھا۔

ذرا غور کیجئے بھلا زہرہ سیارے کا تعاقب کبھی آپ نے سنا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ امریکی حکومت نے برمذاتوں کی طرح اڑن طشتریوں کے بارے میں رونما ہونے والے حادثات پر بھی پردہ ڈالنا چاہا ہے اور اسکی کوشش کی ہے کہ لوگ ان واقعات کے بارے میں اپنی زبانیں بند ہی رکھیں۔

### اڑن طشتریوں کے ذریعے انسانوں کا انخواء

اڑن طشتری کے ذریعے انسانوں کو انخواء کئے جانے کے واقعات بھی مستند حوالوں سے

سامنے آتے رہے ہیں۔ ان میں مشہور واقعات یہ ہیں:

1960 میں کیلیفورنیا کے ایئر بیس سے F-101 طرز کا طیارہ تربیتی پرواز کیلئے اڑا۔ اسے ایئر فورس کا ایک میجر اڑا رہا تھا۔ مشن کی تکمیل کے بعد واپس آتے ہوئے یہ طیارہ راڈار پر دیکھا جا رہا تھا۔ اچانک راڈار اسکرین پر طیارے کے نظر آنیوالے ٹکس کو ایک بڑی اڑن طشتری کے عکس نے ڈھانپ لیا۔ یوں نظر آ رہا تھا کہ جیسے طیارے کو اس طشتری پر اتار لیا گیا ہے۔ اس کے بعد راڈار اسکرین بالکل خالی رہ گئی۔ نہ طیارہ اور نہ ہی اڑن طشتری کا کچھ پتہ تھا۔ تلاش جاری تھی کہ اگلی صبح طیارہ پھر نمودار ہوا جسے اب بھی وہی میجر اڑا رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ اسے طیارے سمیت اس اڑن طشتری میں اتار لیا گیا تھا جہاں ایک انسان نما مخلوق نے اس سے انٹرویو لیا۔ اس کی رپورٹ کے مطابق اسے اور اس کے طیارے کو دس گھنٹے بعد چھوڑا گیا، اس کے بعد کچھ دنوں کے وقت طیارے میں بیس منٹ کا ایندھن تھا اور جب اس کو چھوڑا گیا تب بھی اس میں اتنا ہی ایندھن باقی تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ دس گھنٹے میں اس کا بالکل بھی ایندھن خرچ نہیں ہوا تھا۔ اس میجر کو ایک نفسیاتی ہسپتال میں داخل کر دیا گیا اور پھر کسی کو پتہ نہ چلا کہ اس کا کیا ہوا؟ نیز اس واقعے کے تمام گواہوں کو سخت ہدایت کر دی گئی کہ اگر کسی نے اس واقعے کے بارے میں زبان کھولی تو اس کو جرم مانے اور قید کی سزا ہو سکتی ہے۔

ایک واقعہ بیرنی ہل اور اس کی بیوی ہٹی ہل کا ہے۔ یہ دونوں امریکی ریاست نیو ہیمپ شائر کے علاقے پورٹس ماؤتھ میں اپنی گاڑی میں سفر کر رہے تھے۔ بیرنی ہل نے کوئی چیز فضا میں دیکھی۔ اس نے گاڑی روکی اور دور بین لگا کر دیکھنے لگا اس کی بیوی کا بیان ہے کہ دیکھتے دیکھتے اس کی زبان سے یہ جملے نکل رہے تھے۔ ”نا قابل یقین، نا قابل یقین“۔

دیکھتے ہی دیکھتے اڑن طشتری اگلی کار کے اوپر تھی۔ دونوں کار میں سوار ہوئے۔ وہ بھاگنا چاہتے تھے لیکن انہوں نے ایک سیٹی کی سی آواز سنی جیسے ریڈیو سے سیٹی نکلتی ہے۔ اس کے کان میں پڑتے ہی ان پر نیند طاری ہوتی گئی۔ ان کو 19 ستمبر 1961ء میں اغوا کیا گیا۔ دو گھنٹے کے بعد ان کو چھوڑ دیا گیا۔

1975ء میں امریکی ریاست ایریزونا کے علاقے اسٹونفلک کے قریب جنگلات کا افسر ولٹن اپنے پانچ دوستوں کے ساتھ جا رہا تھا۔ پانچوں نے اپنی کار کے اوپر ایک روشنی کو چکر لگاتے



ہوئے دیکھا۔ والٹن گاڑی سے کودا اور روشنی کی جانب دوڑ لگا دی۔ اسی وقت اسکے اوپر ایک شعاع پڑی اور وہ زمین پر گر پڑا۔ اسکے دوستوں نے اسکو گرتا دیکھ کر اسکی طرف دوڑ لگائی..... لیکن والٹن غائب تھا۔ دوستوں کی سمجھ میں نہیں آکا کہ دیکھتے ہی دیکھتے اسکو آسمان اگل گیا یا زمین کھا گئی۔ پانچ دن کے بعد والٹن اسی جگہ کے قریب سے ملا۔ اس نے بتایا کہ وہ پانچ دن اژن طشتری میں اسی مخلوق کے ساتھ رہا ہے۔

1976ء امریکی ریاست "مین" کے جنگل الاگاش میں آرٹ کے چار طلباء میر و تفریح کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انکو کیا پتہ تھا کہ انھیں ایسی جگہ کی میر گرائی جانے والی ہے جسکے بارے میں صرف کہانیاں ہی سنتے رہے ہیں۔

اس جنگل میں اژن طشتری اتری اور ان کو اغواء کر کے لے گئے۔ ان پر مختلف تجربات کرنے کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ یہ واقعہ الاگاش اغواء کے نام سے مشہور ہوا۔ اس اغواء میں دلچسپ بات یہ ہے کہ ان چار میں سے جیک نامی طالب علم اس واقعہ کے بعد حساب (Math) میں ماہر ہو گیا۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ حساب میں بالکل دلچسپی نہیں لیتا تھا اور آرٹ میں کبھی اس کا کام بہت عمدہ ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کی ٹانگ پر کسی چیز کا نشان ہے۔ کوئی بھی ڈاکٹر اس نشان کے بارے میں نہیں بتا سکا۔ حتیٰ کہ لیبارٹری رپورٹ میں بھی یہ تعین نہ ہو سکا۔

1989ء میں نیویارک کے پرہجوم علاقے میں ٹن کے ایک اپارٹمنٹ کی بارہویں منزل پر اپنے شوہر کے ساتھ سوئی "لینڈا" کو اژن طشتری والوں نے اغواء کر لیا۔ اس پر خوب تجربات کئے اور چھوڑ گئے۔ اس واقعے کے بعد لینڈا کی نگرانی کے لئے امریکی انتظامیہ کی جانب سے دو خفیہ ایجنٹ لگا دیے گئے۔ لیکن ان کی آنکھوں کے سامنے دوبارہ 30 نومبر 1989ء کی صبح تین بچے نیویارک جیسے رات جاگتے شہر کے بیچ و بیچ "مین ٹن" میں اژن طشتری نمودار ہوئی اور لینڈا کے اپارٹمنٹ کے اوپر چکر کاٹتی رہی۔ ان کے ساتھ ایک بین الاقوامی سفارت کار بھی اس واقعہ کا مینی مشاہد ہے جو اپنی کار میں کسی مینٹک سے واپس آ رہا تھا۔ جب ان کی کاروں کا قافلہ برڈیکین برج پر پہنچا تو ان سب کی کاروں کے انجن خود ہی بند ہو گئے۔

اژن طشتریوں کے کچھ مشہور حادثات

روڈ ویل کریٹش۔ 2 جولائی 1947ء بدھ کی شام روز ویل نیو میکسیکو میں اژن طشتریاں



حادثے کا شکار ہو گئیں۔ روزویل آرمی ایئر بیس نے ان اڑن طشتریوں کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس میں آٹھ اجنبی (Aliens) تھے جن میں سے چھ مر چکے تھے اور دو زندہ تھے۔ (اٹلین ٹن فرائڈمین کی کتاب، Crash at Corona)

اس کے بعد اڑن طشتری والوں سے امریکی حکومت نے ایک خفیہ علاقے جسکو ایریا 51 کہا جاتا تھا، خفیہ مذاکرات کئے۔ روزویل ذیلی ریکارڈ اخبار نے اس حادثے کی خبر 8 جولائی 1947 کو پہلے صفحہ پر اس سرخی کے ساتھ شائع کی: "RAAF Captures Flying "Saucer On Ranch in Roswell Region"

یہ باقاعدہ پریس ریلیز تھی جو امریکی ایئر فورس کے کرنل ولیم بلیمین چرڈ کے حکم سے میڈیا کو جاری کی گئی تھی۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ کرنل ولیم نے چند گھنٹے بعد ہی اپنی اس پریس ریلیز کی تردید کردی اور اگلے دن کے اخباروں میں یہ بیان شائع کرایا کہ یہ اڑن طشتریاں نہیں بلکہ موسمی غبار سے تھے، ذرا آپ امریکیوں کی سادگی پر غور کیجئے۔ امریکی ایئر فورس کے کرنل کو اتنی بھی پہچان نہ ہو سکی کہ یہ غبارے ہیں یا اڑن طشتریاں؟

تمام کئے والوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ بھی یہی لکھیں۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں جان سے مارنے کی دھمکیاں بھی دی گئیں۔ لیکن میک بریڈل جس نے تباہ شدہ اڑن طشتریوں کا ملبہ سب سے پہلے دیکھا تھا اس نے 9 جولائی کے مضمون میں صاف کہا کہ وہ موسمی غباروں کو اچھی طرح پہچانتا ہے لیکن اس بار جو ملبہ اس نے دیکھا وہ غبار سے نہیں تھا۔

اس مضمون کے فوراً بعد بریڈل کو کئی دنوں کے لئے عاصب کر دیا گیا اور جب وہ واپس آیا تو اس موضوع پر پھر کبھی بات نہیں کی۔ جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو۔

برمودا ٹکون اور اڑن طشتریوں پر تحقیق کرنے والے مشہور محقق چارلس برلنز نے 1980 میں روزویل انسائیڈنٹ (Roswell Incident) کے نام سے کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے نوے بیسی شہدین کے انٹرویو کئے ہیں کہ اب تک دنیا کے مختلف خطوں میں اڑن طشتریاں حادثات کا شکار ہو کر زمین پر گر چکی ہیں۔

## اڑن طشتریاں کہاں سے آتی ہیں

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ برمودا ٹکون کے اندر پانی میں مختلف قسم کی روشنیاں، آگ کے

گولے چمکدار بادل اور اڑن طشتریاں داخل ہوتی اور نکلتی ہوئی دیکھی جاتی رہی ہیں۔ اس موضوع پر ڈاکٹر مائیکل پریسٹر کا تحقیقی مقالہ کافی مدلل ہے، کیونکہ انھوں نے اس علاقے میں خود کافی وقت گزارا ہے اور سمندر کے نیچے غوطہ خوری بھی کرتے رہے ہیں۔

”مجھے بتایا گیا کہ (AUTEQ) تحقیقاتی ادارے کے علاقے میں متعدد اڑن طشتریاں دیکھی گئی ہیں۔ یہ اینڈروس کے جزائر بہاماس پر امریکی بحریہ کا مرکز ہے۔ جبکہ بعض ریسرچ اسکالرز کا خیال ہے کہ (AUTEQ) ہی سمندر کے اندر ”امیریا 51“ ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں امریکی حکومت کی جانب سے اڑن طشتریوں پر خفیہ تحقیقات کی جا رہی ہیں۔ اور جہاں وقتاً فوقتاً اڑن طشتریاں بھی آتی جاتی ہیں۔

ایک مؤرخ ہونے کے ناطے میں نے اس سمندر کے اندر تہہ میں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ یہ علاقہ اینڈروس میں فلوریڈا کے مغربی پام ساحل سے ۷۷ میل جنوب مشرق میں واقع ہے۔ یہ وسیع علاقہ ہے جو کہ خفیہ منصوبوں کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہاں پانی کے اندر غاریں، ”نیلے سوراخ“ (Blue Holes) بھی ہیں۔

مجھے کئی ذرائع سے یہ معلوم ہوا کہ اینڈروس میں کی سیکورٹی انتہائی خفیہ بنانے پر کی جاتی ہے۔ اینڈروس کے پانیوں میں عجیب و غریب قسم کے جہاز دیکھے جاتے رہے ہیں۔ جو اڑن طشتریوں سے بھی الگ کوئی سواری معلوم ہوتی ہے۔ اس جدید سواری کی حرکت ناقابل یقین حد تک پرسکون ہے۔ لیکن اس کا موزک ٹھانڈا تیز ہے کہ انسان کو اپنی آنکھوں پر دھوکہ ہونے لگے۔

ایک بڑے تاجر نے مجھے اپنی آنکھوں دیکھا واقعہ سنایا کہ وہ ایک بار کشتی پر اینڈروس (امریکہ) کے ساحل پر تفریح کی غرض سے نکلا۔ موسم بالکل صاف تھا۔ اسے دو میل کے فاصلے پر ایک بڑا سا کن جسم نظر آیا۔ وہ سمجھا کہ یہ ویل مچھلی ہے۔ وہ اپنی کشتی کو اس کے اوپر قریب لے گیا۔ یہ عجیب طرح سے چمکتی ہوئی کوئی انتہائی جدید قسم کی سواری تھی اور انسانوں کی بنائی ہی لگتی تھی۔ اچانک یہ اتنی تیزی سے حرکت میں آئی کہ دیکھتے ہی دیکھتے سمندر کی موجوں کی نیچے غائب ہو گئی۔

مجھے اس سازش کے بارے میں بھی بتایا گیا جو زیر سمندر ”امیریا 51“ کے موضوع سے متعلق ہے۔ نومبر 1998 میں فلوریڈا میں واقع امریکی خلائی تحقیقاتی ادارے ”ناسا“ کے ہیڈ کوارٹر میں، میں نے ایک انٹرویو کیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ ایک انتہائی معزز اور عالمی شہرت یافتہ برطانوی غوطہ

خود ”روب پامر“ (Rob Palmer) جو بہماز میں واقع ”بلیو ہولز“ تحقیقاتی مرکز کا کئی سال تک ڈائریکٹر بھی رہا، اسکا کہنا تھا کہ ”بلیو ہولز“ درحقیقت سمندر کے اندر چھوٹی چھوٹی غاریں ہیں۔ اس کے خیال میں یہ اڑن طشتریوں کے نکلنے کی جگہ ہو سکتی ہیں۔ اس علاقے اور ”ایریا 51“ کے بارے میں اسکی تحقیق کامیابی سے آگے بڑھ رہی تھی۔ جولائی 1997 میں اسرائیل کے بحر احمر میں غوطہ خوری کے دوران ہلاک ہو گیا۔ ناسا میں موجود میرے بھرنے مجھے بتایا کہ بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے روب پامر کو AUTECH تحقیقاتی ادارے کے حکام نے قتل کرایا ہے۔ کیونکہ اس خفیہ راز کے بارے میں وہ بہت کچھ جان چکا تھا۔ (مقالہ ”برمودا ٹرائیگل اسٹارگیت“ از ڈاکٹر مائیکل پریسٹر)

### اڑن طشتریاں سمندر میں

”یہ اکتوبر 1949 کے آخری دن تھے۔ ہم گوانتاما مو (کیوبا) میں ایک مہم کے بعد واپس آرہے تھے اس وقت ہمارا جہاز کیوبا کے شمال میں سفر کر رہا تھا۔ بیشتر ملاج (Crew) جہاز کی پوزیشن سے واقف نہیں ہوتے مگر میں چونکہ جہاز رانی سے منسلک تھا اس لئے میں جانتا تھا کہ ہم کہاں جا رہے تھے؟ ہم اس وقت ٹکون کے علاقے میں تھے اس وقت رات کے گیارہ بج کر پینتالیس منٹ ہوئے تھے۔ میں اندر تھا، برج کے دونوں جانب کیبنٹ انفارمیشن سینٹر سے 30-30 فٹ کے فاصلے پر دو نگراں کھڑے تھے۔ پہلی بار مجھے اس واقعے کا احساس اس وقت ہوا جب کوئی چلایا کہ جہاز کے دائیں جانب والے نگراں نے کوئی چیز دیکھی ہے اور بے ہوش ہو گیا ہے۔ کوئی اور چلایا کہ رادار پر کچھ نظر آرہا ہے؟ باہر کوئی پراسرار چیز ہے۔ ہم سب اس چیز کو دیکھنے باہر نکلے یہ چاند جیسی کوئی چیز تھی جو افق سے بلند ہو رہی تھی لیکن اس کا حجم چاند سے تقریباً ایک ہزار گنا زیادہ تھا جیسے سورج نکل رہا ہو۔ وہ چیز خود بہت روشن تھی مگر اس میں سے روشنی خارج نہیں ہو رہی تھی (یعنی یہ روشنی باہر کی جانب ہی تھی۔ اندر سے نہیں آرہی تھی)۔ وہ بتدریج پھیلتی جا رہی تھی۔

چارلس برلنز وہ چیز تم سے کتنے فاصلے پر تھی؟

راپرٹ پی ریلے وہ افق پر گیارہ یا پندرہ میل فاصلے پر بلند ہوتی جا رہی تھی۔ تقریباً پندرہ منٹ تک اس کا حجم پھیلتا گیا۔

چارلس برلنز اسے کتنے لوگوں نے دیکھا؟ کیا کسی نے اس کا فوٹو کھینچا؟



رابرٹ۔ ستر یا ایک سو آدمیوں نے اسکا مشاہدہ کیا ہوگا۔ ان میں سے اکثر تو قبیح طور پر اپنے حواس ہی کھو بیٹھے تھے ہر شخص اس قدر مہسوت ہو چکا تھا کہ کسی کو فوٹو کھینچنے کا خیال تک نہیں آیا۔ چارلس برلنز۔ اصل چاند کہاں تھا؟

رابرٹ۔ آسمان پر، آسمان بالکل صاف تھا ہم نے جو کچھ دیکھا وہ چاند ہرگز نہیں تھا۔ چارلس برلنز۔ کیا تمہارے خیال میں اس واقعے کی رپورٹ کی گئی تھی؟

رابرٹ۔ یقیناً اس واقعے کو لاگ بک (جہاز میں موجود یاداشت لکھنے کی ڈائری) میں درج کیا تھا۔ لیکن جب ہم نارفوک پہنچے تو چند افسران عرشے پر آئے اور جہاز کی لاگ بک اپنے ساتھ لے گئے۔ اب جو لاگ بک میں نے دیکھی اس میں صرف راستے کی تبدیلی کا ذکر تھا اس کے سوا کچھ نہ تھا۔

چارلس برلنز۔ کیا اس کے بارے میں کچھ اور بھی کہا گیا؟

رابرٹ۔ جی ہاں! اگلے روز ہم نارفوک پہنچے۔ ہر شخص اس واقعے کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ ہمارے کپتان نے ہمیں ایک جگہ جمع کیا اور کہا کہ ہم اس واقعہ کا کسی سے تذکرہ نہ کریں۔ یہ واقعہ "اسٹ گائڈڈ میزائل ڈسٹر انز" نامی جہاز پر مامور رازدارانہ پرسنل انٹیلی جنس "رابرٹ پی ریٹ" کا ہے۔ جبکہ انٹرویو برمودا ٹکون پر تحقیق کرنے والے مشہور محقق چارلس برلنز نے اپنی کتاب "The Bermuda Triangle" میں نقل کیا ہے۔

10 اکتوبر 1973 کو یو ایس کوسٹ گارڈ کفر جب گوانتانامو (کیوبا) کی جانب سفر کر رہا تھا تو اس کے عرشے پر ٹکراں عملے نے بڑے واضح طور پر پانچ اڑن طشتریوں کو V کی شکل میں جہاز کی حدود اور اس کے اوپر سے پرواز کرتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے ہر ایک طشتری V کی شکل کی تھی۔ جن کی پرواز بہت تیز تھی اور جہاز کی طرف آتے اور دور جاتے ہوئے ان کے رنگ کبھی سرخ اور کبھی نارنجی رنگ میں بدل رہے تھے۔

11 اپریل 1963 کو یونٹک 707 کے پائلٹ اور انجینئر نے دیکھا وہ "سان جوآن" سے نیویارک کی طرف پرواز کر رہے تھے کہ برمودا ٹکون کے علاقے میں سمندر سے گوبھی کے پھول کے مانند پانی کے ایک بہت بڑے پہاڑ کو بلند ہوتے ہوئے دیکھا۔ ایک اور محقق ملی ہتھ اپنے مقالے اڑن طشتریاں برمودا ٹکون میں "UFO in the Bermuda Triangle"



کہتے ہیں:

مجھے امریکی بحریہ کے طیارہ برادر جہاز یو ایس ایس جان ایف کینیڈی پر موجود حملے کے ایک شخص نے بتایا کہ وہ ۱۹۷۱ء میں امریکی بحریہ کے جہاز یو ایس ایس جان ایف کینیڈی پر نارفوک، ورجینیا سے واپس آ رہا تھا۔ وہ اس جہاز پر مواصلات کے مرکز میں ڈیوٹی پر تھا۔ تب ہی مواصلات کے کمرے میں موجود سب ہی لوگوں نے کسی کو چیتے ہوئے سنا ”جہاز کے اوپر کوئی چیز منڈلا رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد کوئی اور چلایا ”دنیا فنا ہونے والی ہے۔“ یہ سن کر ہمارے کمرے سے چھ آدمی اوپر کی طرف دوڑے۔ انہوں نے اوپر نظر ڈالی تو وہ مبہوت رہ گئے۔ انکے اوپر ایک بہت بڑا کڑا گھوم رہا تھا۔ یہ اڑن طشتری تھی۔ اس میں سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔ اسکے اندر سے روشنی پھوٹ رہی تھی جو پہلی سے تاریکی رنگ میں تبدیل ہو جاتی تھی۔ یہ تقریباً بیس سینڈ تک جہاز کے اوپر رہی۔ اس دوران جہاز کے کمپاس، رادار اور دیگر آلات معطل رہے۔ جہاز پر موجود F-4 فینٹم طیارے اشارت نہیں ہو سکے۔

چند دن بعد جب جہاز نارفوک کے قریب پہنچا تو ایک کپٹن آیا اور اس نے تنبیہ کی کہ جو کچھ جہاز پر آپ لوگوں نے دیکھا ہے وہ جہاز تک ہی محدود رہنا چاہئے۔

میامی فلوریڈا کے ایک ماہر ملاج ڈون ڈلمونیکو دو بار انکا سامنا کر چکے ہیں۔ ان کے مطابق اکتوبر 1969 میں وہ سمندر میں تھے کہ تھوڑے سے فاصلے پر ہی انہیں بڑی تیزی کیساتھ کوئی آبدوز نما چیز آتی دکھائی دی۔ یہ آبدوز نہیں تھی۔ اس کا رنگ سرمئی تھا اور اس کی لمبائی 150 سے دو سو فٹ تک تھی۔ وہ ٹھیک اس کی سمت آرہی تھی اور گراؤ یقینی تھا۔ ڈون ڈلمونیکو کہتے ہیں کہ میں نے موٹر بند کی اور بس دعائیں مانگنے لگا۔ پھر میں حیران رہ گیا کہ وہ آبدوز نما چیز میری کشش کے نیچے سے غوطہ لگا کر اپنی راہ چلتی دوسرے پانیوں میں غائب ہو گئی۔

برمودا ٹکون کے پانی کے اندر غوطہ خوروں نے بارہا سفید چمکدار عجیب قسم کی سواریاں دیکھی ہیں جو بہت تیزی کے ساتھ سفر کرتی ہیں۔ انکا خیال ہے کہ یہ وہی اڑن طشتریاں ہیں جنکو پانی سے نکلتے اور داخل ہوتے دیکھا جاتا رہا ہے۔

اڑن طشتریاں.... آزادی صحافت کہاں ہے؟

امریکہ کی ذہنی غلامی میں مبتلا لوگ وہاں کی انسانی آزادی اور آزادی صحافت کی تعریفیں

کرتے نہیں تھکتے۔ یہ خیال محض مرغوبیت ہے ورنہ وہ بھی جانتے ہیں کہ امریکہ میں صرف انہی امور پر لکھنے بولنے کی آزادی ہے۔ جس سے وہاں کی خفیہ قوتوں کے مفادات پر ضرب نہ پڑتی ہو۔ لیکن ایسا کوئی بھی مسئلہ جس کو وہ ظاہر کرنا نہ چاہتے ہوں اس بارے میں امریکی صدر کو بھی منہ بند رکھنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

برمودا محکوم اور اژن طشتریوں کے بارے میں سیکڑوں تحقیقی ٹیمیں بنائی گئیں۔ تحقیقات ہوئیں لیکن رپورٹ کبھی منظر عام پر نہیں آنے دی گئی۔ تمام رپورٹیں فائلوں میں بند پڑی رہ گئیں۔ اگر کسی نے بات نہ مان کر اپنی تحقیق کو جاری رکھا تو اسکو جان سے ہی ہاتھ دھو ڈالا۔

ابتداء میں اژن طشتریوں کی حقیقت کو چھپانے کیلئے خفیہ قوتوں کی جانب سے یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا رہا کہ اژن طشتری دیکھنے کی گواہی دینے والے وہی (Fantasy Prone) ہیں۔ لیکن جب وائٹ ہاؤس کے اوپر بیک وقت جس اژن طشتریاں نظر آئیں تو اب ایک اور بہانا بنایا گیا۔ لوگوں کو یہ بتایا گیا کہ یہ کسی اور سیارے کی مخلوق ہے جو ”پنک“ منانے ہماری زمین پر آ جاتی ہے۔

آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ اگر یہ کسی اور سیارے کی مخلوق ہے تو انکے بارے میں تحقیق کرنے والوں کو موت کی فیند کیوں سلا دیا گیا۔ چنانچہ غیر جانب دار محققین کو اس بات کا یقین ہے کہ ان کے بارے میں ایسا کچھ ضرور ہے جسکو امریکہ میں موجود انتہائی طاقتور لیکن خفیہ ہاتھ دنیا والوں سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر جیسوب کو جو اژن طشتریوں اور برمودا محکوم کی حقیقت تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے پر اسرار طور پر قتل کر دیا گیا۔ ڈاکٹر جیسوب اپنے ان نظریات کے بارے میں ڈاکٹر ویلنٹائن سے گفتگو کرنے جا رہے تھے۔ لیکن ان کو راستے ہی میں مار دیا گیا۔ ان کی کار کے ایگز ہاؤس سے ایک فیوز منسلک کر کے کار کے اندر لے جایا گیا تھا جسکے نتیجے میں کار میں مونو آکسائیڈ گیس کار کے اندر بھر گئی تھی۔ ڈاکٹر ویلنٹائن کے بیان کے مطابق ”جس وقت پولیس ڈاکٹر جیسوب کی کار کے پاس پہنچی اس وقت ڈاکٹر زندہ تھے (اس کا مطلب ہے کہ ان کو مر جانے دیا گیا) انکے نظریات بہت ایڈوانسڈ تھے اور ایسے لوگ موجود تھے جنہیں ان نظریات کا لوگوں کے سامنے آنا پسند نہیں تھا۔“

اس کے بعد ڈاکٹر جیسوب کے تحقیقی سلسلے کو ایک اور بڑے سائنسدان جیمس، ای میکڈونلڈ

نے آگے بڑھانا چاہا۔ لیکن 13 جون 1971ء کو اس کے سر میں گولی مار کر اس کو بھی خلاؤں سے پار پہنچا دیا گیا۔ سرکاری اعلان وہی تھا کہ اس نے خودکشی کی ہے۔

اسی جرم کی پاداش میں ایک اور سائنسدان روب پامر کو زندہ ہی بحر احمر میں ڈبو دیا گیا۔ سابق امریکی صدر جی کارٹر وعدے کے باوجود اس بارے میں کوئی تحقیق نہیں کرا سکے۔ برطانیہ اور امریکہ میں کئی وزراء اعظم اور صدور اپنی انتخابی مہموں کے دوران، اپنے ووٹروں سے یہ وعدہ کر چکے تھے کہ وہ انکیشن میں کامیاب ہو کر ان تمام رپورٹوں کا منظر عام پر لائیں گے جو اژن ٹشٹریوں سے متعلق فائلوں میں بند پڑی ہیں۔ موجودہ امریکی صدر باراک اوباما بھی انہی وعدہ کرنے والوں میں شامل ہیں۔

غور کرنے کی بات ہے کہ اگر یہ اژن ٹشٹریاں خلائی مخلوق کی ملکیت ہیں تو اسکے بارے میں رپورٹ شائع کرنے میں امریکی صدر اور برطانوی وزیر اعظم کو کیا چیز روک رہی ہے۔ اور تحقیق کرنے والوں کو قتل کیوں کرا دیا جاتا ہے۔

### اژن ٹشٹریوں میں سفر کر نیوالے عام انسان ہیں

جن محققین نے غیر جانبداری کے ساتھ برمودا ٹکون پر تحقیقی کام کیا ہے وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اژن ٹشٹریوں والے کوئی خلائی مخلوق نہیں جیسا کہ ان کے بارے میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی رہی ہے بلکہ ہماری اسی دنیا کے انسان ہیں۔ البتہ وہ اپنے حلیے اپنے لباس اور اپنی چال و حال سے یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ انسان نہیں بلکہ خلائی مخلوق ہیں۔ انکا جسم ہمارے جسم کی طرح ہے۔ ناک، کان، منہ، آنکھیں، ہاتھ، پاؤں اور دیگر تمام اعضاء بھی عام انسانوں کی طرح ہیں۔ اسکی دلیل میں بہت سارے واقعات ہیں۔ جن کی تفصیل میں نہ جاتے ہوئے صرف اتنا سمجھنا کافی ہے کہ اژن ٹشٹری والوں کے ذریعے جن افراد کو اغواء کیا جاتا رہا ہے ان کے بیان کے مطابق اغواء کرنے والے ہماری طرح انسان ہی ہیں۔ البتہ وہ ہر زبان میں بات کر سکتے ہیں۔

مشہور سائنسدان البرٹ آئنسٹائن کا بھی اس بارے میں یہی نظریہ (شاید علم یقین) ہے مفت روزہ الاسبوع العربی نے ۲۹ جنوری ۱۹۷۹ء کے شمارے میں لکھا ”البرٹ آئنسٹائن کے مطابق بلا شک و تردید اژن ٹشٹریاں موجود ہیں اور یہ اژن ٹشٹریاں جن ہاتھوں کے کنٹرول میں ہیں وہ بھی انسان ہی ہیں۔“ (بحوالہ برمودا ٹکوننگل: مصنف راجپوت اقبال احمد)



جو ازن طشتری یا خادشات کا شکار ہوئیں ان میں سے ملنے والی ایشیں انسانوں کی تھیں۔ اگر یہ انسان ہی ہیں تو انکا بادشاہ یا مالک کون ہے؟ اس قدر جدید ٹیکنالوجی اور بے پناہ خفیہ کمین گاہوں میں بیٹھ کر وہ کس کے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں؟ امریکی صدر آزن ہاؤس سے انھوں نے ملاقات کی، دیگر امریکی صدور انکے بارے میں رپورٹیں شائع کیوں نہیں کرتے؟

ان سب باتوں سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ انکی حقیقت کے بارے میں اس یہودی لابی کو اچھی طرح علم ہے جو امریکہ و برطانیہ سمیت اس وقت تمام دنیا پر قابض ہے۔ جبکہ ازن طشتری والے، خواہ وہ جو بھی ہیں، اس یہودی لابی سے زیادہ طاقتور ہیں۔

وہ کون ہیں جو ہماری اس معلوم دنیا کی ٹیکنالوجی سے نئی صدیاں آگے ہیں؟ فضائوں، خلاؤں، خفگی و تر میں اُترانکے پاس اتنی جدید ٹیکنالوجی ہے تو دیگر روزمرہ کے استعمال کی اشیاء انکے پاس کیسی ہوگی؟

آئیے آگے بڑھنے سے پہلے ذرا انکی زندگی کے بارے میں تصور کرتے چلیں۔

ان باتوں کی روشنی میں اگر دیکھا جائے کہ برمودا ٹکوان والوں کے پاس اس کے علاوہ دیگر شعبوں میں جو ٹیکنالوجی ہوگی وہ اس وقت کی ترقی یافتہ ہوگی۔ مثلاً:

① میڈیکل کے شعبے میں: جیسا کہ پہلے بعض انوار کینڈگان کے حوالے سے یہ بتایا جا چکا ہے کہ ازن طشتری والوں سے ملاقات کے بعد ان میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا ہوئی نیز فائر فیکسنگ کے بیان کے مطابق داکی اور پیدائشی مریضوں کا صحت یاب ہو جانا۔ اس بات سے اس شعبے میں ان کی ترقی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ داکی اور پیدائشی مریضوں کا کامیاب علاج کر سکتے ہیں۔ جسے دیکھ کر کمزور ایمان والے انھیں شاید خدا سمجھ بیٹھیں۔

② وٹرنری یعنی جانوروں کی بیماریوں کا شعبہ: اس وقت ایسے ٹیکے مارکیٹ میں موجود ہیں جن کو لگاتے سے گائے بھینس وغیرہ کوئی گناہ زیادہ دودھ دینے لگتی ہیں۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ برمودا والوں کی اس شعبے میں ترقی کا اندازہ لگائیے۔ کیا ایسا کہہ سکتے ہیں کہ وہ گائے بھینسوں کے تھن دودھ سے بھرنے کے علاوہ تھنوں کو دودھ سے سکھانے کی قوت بھی حاصل کر چکے ہیں؟ یقیناً لیزر شعاعوں کے ذریعے یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے۔ اور کوننگ کے ذریعے مرے ہوئے جانوروں کو زندہ کر کے دکھا سکتے ہیں؟



ثم يلقى ان ربكم فانه يحمل على انه الما يظهر الخوارق بعد قوله الثاني، (فتح  
الباري ابن حجر عسقلاني)

ترجمہ۔ چنانچہ وہ (دجال) کہے گا میں نبی ہوں پھر کہے گا میں تمہارا رب ہوں۔ لہذا اسکو  
اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ وہ جو خلاف عادات باتیں کہائے گا وہ اس کے دوسرے قول (رب  
کے دعوے) کے بعد ہوگی۔ ابن حجر نے اسکی مثال میں وہ واقعہ پیش کیا ہے جو دجال ایک اعرابی کو  
کہے کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کروں تو کیا تو گواہی دے گا کہ میں تیرا رب ہوں۔

ایک اور دوسرے واقعے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسکی گندی شخصیت اسی وقت اصل  
صورت میں ظاہر ہوگی جب وہ رب ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ مسلم شریف کی روایت میں یہ واقعہ آیا  
ہے۔ دجال کے پاس ایک نوجوان کو پکڑ کر لایا جائے گا جو دجال کا باغی ہوگا۔ دجال اسکو اپنی خدائی  
کو تسلیم کرنے کی دعوت دیگا۔ لیکن وہ نوجوان انکار کر دیگا۔ پھر دجال اسکو دو ٹکڑے کر کے زندہ کر دیگا  
اور پھر اسکو اپنی خدائی پر قائل کر دیگا۔ لیکن اس بار وہ نوجوان اور زیادہ شدت کے ساتھ اس کو  
جہلادے گا۔ نیز آسمان کو بارش کا حکم دینا زمین کو پیدا اور کا حکم دینا غرض جتنے بھی اس کے کارنامے  
صحیح احادیث میں آئے ہیں ان سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسکی حقیقت اسکی خدائی کے اعلان  
کے بعد ہی ظاہر ہوگی۔ اس سے پہلے اسکا دجال ہونا لوگوں کو معلوم نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ  
دجال جب اس مذکورہ نوجوان کے پہلی بارہ ٹکڑے کرتے کے بعد پھر زندہ کر کے خدائی پر قائل  
کر دیگا تو وہ نوجوان کہے گا کہ اب تو مجھے پہلے سے زیادہ یقین ہو گیا کہ تو نبی ہو دجال ہے جسکی  
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔

مذکورہ بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دجال کا دجال ہونا اسکی خدائی کے اعلان کے بعد  
ہوگا۔ اس سے پہلے وہ کسی متعلق، امن کے داعی اور عظیم رہنما کے طور پر مشہور ہوگا۔ اور خدائی کے  
اعلان سے پہلے وہ آزاد ہوگا زنجیروں میں جکڑا ہوا نہیں ہوگا۔ البتہ مکمل آزادی اور اصل حیثیت  
خدائی کے اعلان کے بعد ظاہر ہوگی۔ اس سے پہلے کچھ پابندیاں اس پر ہوں گی۔ (وہ اللہ اعلم۔ لا  
علم لما لا علمنا)

کیا پینٹا گون کے ساتھ دجال راہطے میں ہے؟

دجال پر خاصی تحقیق کرنے والے امراء عالم (اللہ ان پر رحم فرمائے) کہتے ہیں کہ پینٹا گون

ہو گئے۔ دنیا کے تمام ای میل، فون کالیں، ایس ایم ایس کیا پہلے انکے پاس جاتے ہیں؟  
انٹرنیٹ نظام کے بارے میں اہل فن کے ہاں یہ مشہور ہے یہ سارا نظام پیٹھا گون سے  
کنٹرول ہوتا۔ اسکا ”مین سرور“ (Main Server) پیٹھا گون ہے۔ شاید ایسا نہیں ہے۔ بلکہ  
برمودا والوں کی ٹیکنالوجی کے بارے میں جاننے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ سارا نظام انکے  
سامنے اس طرح ہے جیسے کمپیوٹر کی اسکرین آپ کے سامنے۔ کیونکہ یہ سارا نظام سٹیلائٹ سے چل رہا  
ہے۔ سٹیلائٹ کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ برمودا کے اندر بیٹھے بیٹھے وہ کس طرح  
سٹیلائٹ کے ذریعہ کنٹرول کر لیتے ہیں۔

کوئی بھی کمپیوٹر انٹرنیٹ سے منسلک ہونے کے بعد کیا انکی نظروں سے بچا رہ سکتا ہے۔  
تاہم آج لاکھ بیکنگ، ٹکنگ، شاپنگ، جگہ جگہ لگے سیکورٹی سمرے یہ سب معلومات برمودا کی  
کھڑکیوں (Windows) سے انہی قوتوں کے پاس تو نہیں جاتیں۔ اور یہ جو ونڈوز  
(Windows) آپ اپنے کمپیوٹر میں استعمال کرتے ہیں، کبھی سوچا یہ کس کی کھڑکیاں (ونڈوز)  
ہیں۔ یہ کھڑکیاں آپ کیلئے ہیں یا برمودا والوں کے لئے جن سے وہ ساری دنیا کو جھانک رہے ہیں؟  
بازار میں ایسے جدید لپ ٹاپ دستیاب ہیں جو ہر وقت انٹرنیٹ سے منسلک رہتے ہیں۔ آپ  
اس میں جتنا بھی ڈیٹا رکھنا چاہیں رکھ سکتے ہیں۔ لاکھوں گریگا یا کروڈ گریگا۔ لیکن ان میں ہارڈ ڈسک  
نہیں ہے۔ بلکہ آپ جو کچھ بھی اپنے کمپیوٹر میں ڈال رہے ہیں وہ ”مین سرور“ میں موجود ہے۔ آپ  
جب بھی چاہیں اپنا ڈیٹا اپنی اسکرین پر دیکھ سکتے ہیں۔۔۔ جب تک ”مین سرور“ والے چاہیں۔  
فکر کیجئے۔ یہ ترقی ہے یا تنزلی۔ یہ بھروسے مند چیز ہے یا چانگ سب کچھ غائب کر دینے والی۔

لیکن..... وہ ہیں کون؟

برمودا انگلوں کے بارے میں اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں اور اتنی جدید  
ٹیکنالوجی ان قوتوں نے کس سے جنگ کرنے کے لئے بنائی ہے اور ان کے مقصد کیا ہیں؟  
ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ دنیا میں خیر اور شر کی قوتیں  
پائی جاتی ہیں اور اس وقت خیر و شر اور حق و باطل کے درمیان معرکہ فیصلہ کن مراحل سے گزر رہا ہے۔  
چنانچہ ہمیں یہ ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ برمودا انگلوں میں موجود قوتیں یقیناً شر سے تعلق رکھتی ہیں۔  
اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمام تیاری دنیا سے حق کو ختم کر کے باطل کی حکومت قائم کرنے،

جج کو مٹا کر جھوٹ کا راج قائم کرنے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب سے بنا کر جھوٹے خدا اور ایٹمس کی پروردہ کا نئے دجال کی خدائی کے سامنے دنیا کو جھکانے کے لئے کی جا رہی ہیں۔ جس قسم کے واقعات برمودا ٹکون اور اڑن طشتریوں کے سلسلے میں سننے میں آتے رہے ہیں اگر احادیث نبوی کی روشنی میں انکا تجزیہ کیا جائے تو ایک مسلمان کا ذہن فوراً اس فتنہ عظیم کی طرف جانا چاہئے جو تاریخ انسانی کا سب سے خطرناک فتنہ ہوگا۔ جس فتنے سے ہر نبی نے اپنی امت کو ڈرایا ہے اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اپنی امت کو بار بار ڈرایا کرتے تھے۔

یہ فتنہ دجال ہے جس کو یاد کر کے صحابہ کرامؓ رونے لگتے تھے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنے فکر مند رہتے کہ مدینہ منورہ میں ایک لڑکے (ابن صیاد) کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی جس میں دجال کی نشانیاں پائی جاتی تھیں، تو آپ خود اس کے گھر تشریف لے جاتے اور چھپ چھپ کر اس کے بارے میں تحقیقات کرتے تھے۔

آج کیا وجہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سچا ماننے والی امت اپنے گرد و پیش کے تمام خطرات سے بے نیاز، نامعلوم سمتوں میں بھٹکتی پھر رہی ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اڑن طشتریوں اور برمودا ٹکون کے واقعات کی بھٹک گئے ہی سنجیدگی سے اس موضوع کی طرف توجہ کرتے۔ لیکن لگتا یوں ہے کہ دجال کے نکلنے کا وقت قریب ہے کہ علماء نے بھی اس کا تذکرہ منبر و محراب سے کرنا چھوڑ دیا ہے۔

جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ابن صیاد کے بارے میں تھا کہ دجال کی کچھ نشانیاں کی وجہ سے اس کے بارے میں خود جا کر تحقیقات فرماتے تھے سو ہمیں بھی برمودا ٹکون اور اڑن طشتریوں کے بارے میں یہی طریقہ کار اختیار کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ زبان مبارک سے جو نشانیاں دجال کے بارے میں بیان فرمائی گئی ہیں وہ برمودا ٹکون اور اڑن طشتریوں والوں میں پائی تو نہیں جا رہیں؟

### کیا اڑن طشتریاں کا نئے دجال کی ملکیت ہیں؟

دنیا میں جاری حق و باطل کے مابین جاری اس جنگ میں ایک فریق ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ برمودا ٹکون میں موجود اتنی جدید ٹیکنالوجی کی حامل قوت کون ہے؟ ساری دنیا میں جاری کفر و اسلام کی اس فیصلہ کن لڑائی میں یہ قوت کس کے ساتھ ہے؟



انہیں کے تجربہ نگار اذن طشتریوں کو شیطانی مظاہر کہتے ہیں۔ ایک رومن کیتھولک پادری فادر فریکسیڈو، جو اذن طشتریوں کے بارے میں سند سمجھتے جاتے ہیں کہتے ہیں:

”یہ سب شیطانی چیز ہے۔ چرچ اور ہمارے اجداد جن کو شیطان کہتے ہیں وہ اب اذن طشتریوں کے ہوا باز ہلاتے ہیں۔ اذن طشتریوں کے شاہدین ان کی پرواز کے وقت اکثر سلفر کی بو محسوس کرتے ہیں یہ شیطان کو مارے جانے والے گندھک کے پتروں کی بو ہے۔“

فادر فریکسیڈو کے تجربہ اور بھی نظریات ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ جب جب یہ اذن طشتریاں کیربین سمندر پر ظاہر ہوئیں مقامی طور پر معجزات کا ظہور ہوتا رہا ہے۔ مثلاً اگر جاگھر کے مجسمے رونے لگتے، یا ان کے منہ سے خون بہنے لگتا، تصویریں روشن ہو جاتیں، چرچ کے ٹاور سے روشنی کی کرنیں نکلنے لگتیں، انفرادی طور پر دائمی مریض صحت مند ہو جاتے۔“

اذن طشتریوں کے ظاہر ہونے کے وقت دائمی مریضوں کے صحت مند ہونے کے واقعات کثرت سے نمودار ہوئے ہیں۔ خصوصاً وہ افراد جن سے اذن طشتری والوں نے ملاقات بھی کی ہو ان میں حیرت انگیز طور پر جسمانی اور ذہنی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔

فادر فریکسیڈو کے بیان کی تصدیق ان طلباء کے انکوائری سے بھی ہوتی ہے جن کو الکاش کے جنگل سے انکوائری کیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک طالب علم میں حیرت انگیز ذہنی صلاحیت پیدا ہوئی تھی۔

امریکہ کے انتہائی اہم لوگوں (خصوصاً بڑے بڑے یہودی بینکاروں اور بینکاروں میں موجود یہودی جرنیلوں) کو یقیناً اس حقیقت کا علم ہے جو ہرمودا کے اندر ہے اور ان کا وہاں سے مستقل رابطہ بھی ہے۔ ایسا ہی خیال فلائٹ 19 (جس میں پانچ طیارے ایک ساتھ غائب ہوئے تھے) میں موجود کچھ پاورس کی بیوہ جون پاورس کے بھی ہیں وہ کہتی ہیں ”ان لوگوں نے ہرمودا ٹکون میں یقیناً کوئی چیز دیکھ لی تھی کوئی ایسی حیرت انگیز اور پر اسرار چیز دیکھ لی تھی جس نے ان کے تمام آلات گونا گوارہ کر دیا تھا۔ کوئی ایسی چیز جس نے لیٹھینینٹ ٹیکر کو اتنا خوفزدہ کر دیا تھا کہ اس نے کسی گواہی کا قیام کرنے اور اپنی جان خطرے میں ڈالنے سے منع کر دیا تھا۔ کوئی ایسی چیز ہے جسکو قومی سلامتی کی خاطر امریکی بحریہ عوام الناس سے چھپانا چاہتی ہے۔“

”مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ غائب ہونے والے تمام افراد کہاں گئے؟ کیونکہ میں ان سے رابطے میں ہوں۔ صرف یہی نہیں کہ میں نے ان تمام حادثات کو دیکھا ہے کہ بلکہ ان غائب ہونے



والوں میں سے بعض سے میں نے بات بھی کی ہے۔ اگرچہ ان سب کا اب وابہیں آنا اور لوگوں کے سامنے ظاہر ہونا ناممکن ہے کہ وہ سب اسی دنیا میں کہیں موجود ہیں۔ میں نے ایک طیارے کے پائلٹ سے بات کی ہے جو 1945ء میں غائب ہو گیا تھا۔ غائب ہونے کے بعد سے اس کے بارے میں کسی کو کچھ پتہ نہیں۔ جس وقت یہ پائلٹ برمودا میں غائب ہوا اس وقت اس کی عمر پچاس سال تھی جبکہ میں نے اس سے ملاقات 1969ء میں کی۔ وہ زندہ تھا۔ لیکن کہاں؟ زمین کے اندر ہی کہیں؟

یہ دعویٰ ایڈاسنیڈکر (Ed snedeker) نامی ایک سائنسدان کا ہے اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایڈاسنیڈکر کا دعویٰ بے بنیاد ہے یا پھر معاملہ کچھ یوں ہے کہ کچھ خاص لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ برمودا کی گہرائیوں میں انہما کر لئے جانے والے افراد کہاں ہیں؟ تو کیا وہ لوگ برمودا کے پانی کے اندر موجود خفیہ قوتوں کے بارے میں بھی علم رکھتے ہیں؟

محمد علی واوڈمری محقق ہیں اٹرن ٹسٹریوٹ اور برمودا کنکون پر انکی تحقیق بہت گہری ہے ان کے نزدیک اٹرن ٹسٹریوٹ دجال کی ملکیت اور اسی کی ایجاد ہیں نیز برمودا کنکون کے اندر اس نے اٹلیس کی مدد سے کنکون کی شکل کا قلعہ نما محل بنایا ہوا ہے (برمودا کنکون کے اندر مختلف قسم کی تعمیرات غوطہ خوروں نے دیکھی ہیں) جہاں سے بیچہ کروہ اپنے جیلوں کو ہدایت دے رہا ہے اور اپنے نکلنے کے وقت کا انتظار کر رہا ہے۔ اس پورے مشن میں اس کو اٹلیس اور اس کے تمام شیاطین کی مدد حاصل ہے۔ جو تمام دنیا کے اندر سیاسی، اقتصادی، سماجی اور عسکری میدانوں میں جاری ہے۔ کس ملک میں کس کی حکومت ہونی چاہئے، کس ملک کو کتنی مالی امداد دینی چاہئے، کس ملک میں اپنی فوج اتارنی چاہئے اور کس ملک کو تباہ کرنا ہے؟ نیز دنیا میں جاری دریاؤں پر خصوصاً مسلم دنیا میں، کہاں کہاں ڈیم بنانے ہیں۔ اپنے حامی مسلک والی اقوام کو اقتدار میں لانا ہے اور ہر اس قوم اور فرد کو ابھی سے راستے سے ہٹانا ہے جو آگے چل کر دجال کے سامنے کھڑا ہو سکے۔

جہاں تک برمودا کنکون میں اٹلیس کے مرکز کا تعلق ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں البتہ دجال کی وہاں موجودگی پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو مشرق میں بیان فرمایا تھا جب کہ برمودا کنکون مغرب میں ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد دجال اس طرح بندھا ہوا نہیں رہا جس طرح حضرت تمیم داری نے اس کو بندھا ہوا دیکھا تھا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد وہ درختوں سے

آزاد ہو گیا تھا اور مستقل اپنے خروج کے لئے راہ ہموار کرتا رہا ہے۔ البتہ اس کو مکمل آزادی اسی وقت ملے گی جب وہ دنیا کی سامنے ظاہر ہو کر اپنی خدائی کا اعلان کرے گا۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ برمودا کنون میں اٹلیس ہو اور دجال جاپان کے شیطانی سمندر میں یا ایران کے اصفہان میں ہی ہو۔ اور اس طرح دونوں کا آپس میں رابطہ ہو اور دونوں جگہوں سے اسلام کے خلاف بلکہ پوری انسانیت کے خلاف سازشیں کی جا رہی ہوں۔ واضح رہے کہ جاپان کا شیطانی سمندر مشرق میں ہی ہے۔

### کیا دجال زنجیروں سے آزاد ہو چکا؟

دجال کے خروج تک زنجیروں میں جکڑے رہنے کا جہاں تک تعلق ہے تو اس بارے میں کوئی حدیث نہیں مل سکی۔ البتہ صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ دجال اپنے خدائی کے اعلان سے پہلے زنجیروں میں جکڑا ہوا نہیں ہوگا (واضح رہے کہ دجال کے خروج سے مراد اس کا خدائی کا اعلان کرنا ہے اس کی تفصیل آگے آرہی ہے) بلکہ آزاد اور متحرک ہوگا اور اسکے پاس قوت بھی ہوگی۔ میڈیا کے ذریعے اس کی شخصیت کو ایک منسلح (Reformer) اور عظیم رہنما کے طور پر لوگوں میں اکی شہرت ہوگی۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ وہ پہلے نبوت کا دعویٰ کریگا۔ نبوت کا دعویٰ وہی شخص کر سکتا ہے جسکے کچھ پیروکار موجود ہوں۔ اور وہ آزاد ہو۔ کسی نامعلوم جزیرے میں زنجیروں میں جکڑا شخص نبوت کا دعویٰ کس کے سامنے کرے گا اور کس کو اپنی نبوت پر قائل کریگا۔

امام حاکم نے اپنی مستدرک میں دجال کے بارے میں طویل حدیث نقل کی ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے: **انه يخرج من حلة بين العراق والشام فعات يسمينا وعات شمالا يا عباد الله فاستوفاهن بندا فيقول انا نبي ولا نبي بعدى ثم يثنى حتى يقول انا ربكم ولن تسروا ربكم حتى تموتوا**۔ **هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه بعده** **المسافة**۔ **وقال الذهبي في التلخيص: على شرط مسلم (مستدرک حاکم مع تعليقات الذهبي ۸۶۲۰)**

ترجمہ۔ بیشک وہ (دجال) اس راستے سے نکلے گا جو عراق اور شام کے درمیان ہے۔ وہ وہاں بائیں بہت زیادہ فساد پھیلائے گا۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اے اللہ کے بندو! تم کو بت قدم مر رہنا۔ پہلے وہ یہ کہے گا میں نبی ہوں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) حالانکہ

میرے بعد کوئی جی نہیں آئے گا۔ پھر وہ اور دعوے کریگا یہاں تک کہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اور تم مرنے سے پہلے اپنے رب کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حافظ ذہبی نے بھی اسکو مسلم کے درجے کی حدیث مانا ہے۔

اس حدیث سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ وہ خدائی کے اعلان سے پہلے آزاد ہوگا۔

اسکے علاوہ ایک اور صحیح حدیث بھی اس بات کو ثابت کر رہی ہے کہ دجال اپنی خدائی کے اعلان سے پہلے دنیا کے حالات سے باخبر ہوگا۔

ام المؤمنین سیدہ ذہبیہؓ نے فرمایا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول  
”انما يخرج الدجال من غصبة بعضہا“

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دجال کسی بات پر غصہ ہو کر نکلے گا۔ (صحیح ابن حبان ۶۷۹۳۔ مستدرک ۲۶۳۲۵)

محقق شعیب الارنؤط نے اسکو مسلم کے درجے کی حدیث قرار دیا ہے۔

اگر دجال کو کسی جزیرے میں اسی حالت میں زمینوں میں جکڑا ہوا تصور کیا جائے کہ کسی کو اسکا پتہ ہی نہ ہو اور نہ اسکو دنیا کے حالات کا علم تو پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہوگا۔ جب اسے کچھ خبر ہی نہ ہوگی تو وہ غصہ کس پر ہوگا؟ لہذا ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ وہ اپنی خدائی کے اعلان سے پہلے آزاد ہوگا۔ ایسا نہیں ہے کہ بس زمینیں لوٹیں اور کسی گمنام جزیرے سے اٹکے اور فوراً خدائی کا دعویٰ کر بیٹھے۔ اس طرح اسکو مسلمان تو کیا خود اسکے منتظر (اصفہانی بیہوشی) بھی ماننے سے انکار کر دینگے اور اس سے اسکا اتنا پتہ ضرور پوچھیں گے۔ اب اگر آپ کے ذہن میں یہ سوال آ رہا ہو کہ حدیث میں تو یہی ذکر آیا ہے کہ دجال کا خروج ہوگا اور پھر وہ اپنے ”کارنامے“ دکھائے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دجال کے خروج سے مراد اسکا اپنے بارے میں خدائی کا اعلان ہے۔ خدائی کے اعلان کے بعد ہی تمام ”کارنامے“ جو احادیث میں مذکور ہیں۔ دکھائے گا۔ دجال کا دجال کی حیثیت سے خروج اور اسکا دجال مظاہرہ ہونا اسکی خدائی کے اعلان کے بعد ہوگا۔ اس کے بعد ہی اسکے ذریعے ان باتوں کا ظہور ہوگا جسکی بناء پر وہ خود کو رب ثابت کرنا چاہے گا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی بخاری شریف کی شرح فتح الباری میں فرماتے ہیں۔ فيقول الانبي



ثم يلقى ان ربكم فانه يحمل على انه الما يظهر الخوارق بعد قوله الثاني، (فتح  
الباري ابن حجر عسقلاني)

ترجمہ۔ چنانچہ وہ (دجال) کہے گا میں نبی ہوں پھر کہے گا میں تمہارا رب ہوں۔ لہذا اسکو  
اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ وہ جو خلاف عادات باتیں کہائے گا وہ اس کے دوسرے قول (رب  
کے دعوے) کے بعد ہوگی۔ ابن حجر نے اسکی مثال میں وہ واقعہ پیش کیا ہے جو دجال ایک اعرابی کو  
کہے کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کروں تو کیا تو گواہی دے گا کہ میں تیرا رب ہوں۔

ایک اور دوسرے واقعے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسکی گندی شخصیت اسی وقت اصل  
صورت میں ظاہر ہوگی جب وہ رب ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ مسلم شریف کی روایت میں یہ واقعہ آیا  
ہے۔ دجال کے پاس ایک نوجوان کو پکڑ کر لایا جائے گا جو دجال کا باغی ہوگا۔ دجال اسکو اپنی خدائی  
کو تسلیم کرنے کی دعوت دیگا۔ لیکن وہ نوجوان انکار کر دیگا۔ پھر دجال اسکو دو ٹکڑے کر کے زندہ کر دیگا  
اور پھر اسکو اپنی خدائی پر قائل کر دیگا۔ لیکن اس بار وہ نوجوان اور زیادہ شدت کے ساتھ اس کو  
جہلا دے گا۔ نیز آسمان کو بارش کا صدمہ دینا زمین کو پید اور کا صدمہ دینا غرض جتنے بھی اس کے کارنامے  
صحیح احادیث میں آئے ہیں ان سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسکی حقیقت اسکی خدائی کے اعلان  
کے بعد ہی ظاہر ہوگی۔ اس سے پہلے اسکا دجال ہونا لوگوں کو معلوم نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ  
دجال جب اس مذکورہ نوجوان کے پہلی بارہ دھڑکے کرتے کے بعد پھر زندہ کر کے خدائی پر قائل  
کر دیگا تو وہ نوجوان کہے گا کہ اب تو مجھے پہلے سے زیادہ یقین ہو گیا کہ تو نبی ہو دجال ہے جسکی  
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔

مذکورہ بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دجال کا دجال ہونا اسکی خدائی کے اعلان کے بعد  
ہوگا۔ اس سے پہلے وہ کسی متعلق، امن کے داعی اور عظیم رہنما کے طور پر مشہور ہوگا۔ اور خدائی کے  
اعلان سے پہلے وہ آزاد ہوگا زنجیروں میں جکڑا ہوا نہیں ہوگا۔ البتہ مکمل آزادی اور اصل حیثیت  
خدائی کے اعلان کے بعد ظاہر ہوگی۔ اس سے پہلے کچھ پابندیاں اس پر ہوں گی۔ (وہ اللہ اعلم۔ لا  
علم لما لا علمنا)

کیا پینٹا گون کے ساتھ دجال راہطے میں ہے؟

دجال پر خاصی تحقیق کرنے والے امراء عالم (اللہ ان پر رحم فرمائے) کہتے ہیں کہ پینٹا گون



یہودی تعلیمات کے مطابق وصال کا عبوری عسکری ہیڈ کوارٹر ہے۔

آج بھی اسکے سیاہ سپید کے مالک یہودی ہیں۔ امریکی صدر ان کے لئے کھلونے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ ہر حکومت میں ایک ڈک چینی موجود رہتا ہے جسکی زبان سے نکلا ہوا ہر فیصلہ پالیسی بن جاتا ہے۔

امریکہ میں 1999ء سے جس شخص نے حکومت کی ہے اس کا نام ڈک چینی ہے۔ پورے دور حکومت میں تمام فیصلے داخلہ پالیسی ہو یا خارجہ پالیسی کے مسائل ہوں یا افغانستان پر چڑھائی، امریکہ میں کسی چور کو پھانسا ہوا یا عراق پر حملہ سب کی مخالفت کے باوجود بھی ہش کے قلم سے اسی فیصلے پر دستخط ہوئے جو ڈک چینی کی زبان سے نکلے۔ حتیٰ کہ بعض مرتبہ ایف بی آئی کے ڈائریکٹر نے استعفیٰ کی دھمکی دیدی لیکن ڈک چینی نے بات اپنی ہی منوائی۔ گوانتانامو، مگرام اور ابو غریب وغیرہ میں مجاہدین قیدیوں کے ساتھ شیطانی (وجالی) سلوک کا حکم صرف اور صرف ڈک چینی کی زبان سے نکلا اور ووٹن خیال اور آزادی کے علمبردار امریکہ کا قانون بن گیا۔ "باشعور" امریکی عوام تو کیا کون پائل اور "کالی جاوہ گرتی" کندہ لیزہ اراکس کو اس بات کا مہم دو سال کے بعد دوا، وہ بھی اختیار کے ذریعے۔ دونوں کو بہت فسہ آیا لیکن..... ڈک چینی کے سامنے کسی نے بولنے کی جرأت نہیں کی۔ سارا ملہ گرا تو ہش پر کیونکہ وہ صرف ایک ممبر تھ۔

ڈک چینی کے بارے میں اسرار عالم کا دعویٰ ہے کہ اس نے وصال سے ملاقات کی ہے۔ اور وصال اسکو خود ہدایات دیتا ہے۔

ڈک چینی تو وہ ہے جو وصال کی جانب سے منظر عام پر آیا اور نہ امریکہ ہی گیا، برطانیہ، سوڈن، ہاروس، باصفیان، کابل اور دنیا کے مختلف خطوں میں راکٹ فیلر، روتھ شیلڈ، میورگن خاندان کے کتنے جرائم زاوے بیٹھے ہوئے ہیں جنکے لمبوں کی حرکت دنیا کی جمہوری اور شہنشاہی حکومتوں کا قانون بن جاتی ہے۔ امریکہ سمیت تمام دنیا کے حکمران آئی ایم ایف کے صدر دفتر کے بجائے نیویارک میں ان کے گھروں کی چوکھٹ پر ڈک رگڑتے ہیں۔ برطانیہ اور امریکہ جیسی طاقتیں جسے قمرائے پرچم رہتی ہیں۔ دنیا کے موجودہ جمہوری نظام کی دورین اسکے لوند سے جلاتے ہیں۔

چنانچہ یہ بات قرین قیاس لگتی ہے کہ اگر وصال متحرک ہے تو ان یہودی خاندانوں سے وہ ضرور رابطے میں رہتا ہوگا۔ ان خاندانوں کے بارے میں تفصیل لکھنے کا ارادہ تھا لیکن بات لمبی

ہو جائے گی۔ صرف اتنا جانتے چلے کہ افغانستان میں طالبان کی پسپائی کے بعد سب سے پہلے آنے والا یہودی راک فیلر فیل کی ایک بائیس سالہ لڑکا تھا۔ جس نے اس آپریشن کی نگرانی کی تھی۔ یہ خاندان، آئی ایم ایف، ورلڈ بینک، عالمی ادارہ صحت، اقوام متحدہ، جنگی جہاز بنانے والی کمپنیوں، جدید اسلحہ، میزائیں، خلائی تحقیقاتی ادارے "ناسا"، فلکساز ادارہ ہائیڈرو جیسے اداروں کا مالک ہے۔ جی ہاں! مالک تفصیل کا یہاں موقع نہیں، اسکے لئے وی راک فیلر سنڈروم (The Rockefeller Syndrome) کا مطالعہ آپکو بہت تفصیل دے دیگا۔

یہ مذکورہ یہودی خاندان صرف بینکار ہی نہیں بلکہ کمال کا علم بھی رکھتے ہیں۔ اسلئے بعض انگریز مصنفین نے انکو "پانچ کمال" کے نام سے بھی یاد کیا ہے۔ یہ سب کمزور یہودی مذہبی لوگ ہیں۔ دجال اپنی خدائی کے اعلان سے پہلے انہی کو استعمال کرتے ہوئے اپنے لئے راہ ہموار کرتا رہے گا۔ قرآن وحدیث سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ شیاطین اپنے انسانوں میں موجود دوستوں کی مدد کرتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابلیس اپنا تخت سمندر پر لگاتا ہے۔ لوگوں کو فتنوں میں ڈالنے کے لئے وہ اپنے لشکر روانہ کرتا ہے۔ جو اس کے لشکر میں سب سے زیادہ فتنہ پرور ہوتا ہے وہ ابلیس کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (مسلم شریف)

شراح مسلم شریف امام نووی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ابلیس کا مرکز ہے یعنی اس کا مرکز سمندر میں ہے۔

حضرت کعب اہبار نے فرمایا سمندر کے کسی جزیرے میں ایک قوم ہے جو نصرانیت کی علمبردار ہے۔ وہ ہر سال ایک ہزار جہاز تیار کرتے ہیں، جب جہاز تیار ہو جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ان جہازوں پر سوار ہو جاؤ اللہ چاہے یا نہ چاہے۔ جب وہ سمندر میں اٹکوا لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تیز ہوا بھیجتے ہیں جو ان جہازوں کو تباہ کر دیتی ہے۔ وہ ہر بار جہاز بناتے ہیں اور یہی مسئلہ ہوتا ہے سو جب اللہ تعالیٰ یہ معاملہ مکمل فرمانا چاہیں گے تو ایسے جہاز بنائے جائیں گے کہ اس سے پہلے سمندر میں ایسے جہاز نہیں چلے ہو گئے پھر یہ لوگ کہیں گے انشاء اللہ تم سوار ہو جاؤ چنانچہ یہ سوار ہو جائیں گے اور کہیں گے ہم اس زمین کی طرف جارہے ہیں جہاں سے ہمیں نکال دیا گیا تھا۔ (الحسن عظیم ابن حماد)

حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ ابلیس کا مرکز سمندر میں ہے۔ ابلیس کا مرکز سمندر میں ایسی ہی جگہ ہوگا جہاں اللہ کا نام اور اذان کی آواز بھی نہ سنی جاتی ہو اور جہاں سے وہ کرا انسانیت کے خلاف وہ اپنا مشن آسانی سے آگے بڑھا سکے۔ نیز حضرت کعب احبار کی مذکورہ روایت کو سامنے رکھا جائے اور برمودا ٹکون کی پراسرار ریت اور حیرت انگیز واقعات بلکہ ناقابل یقین حادثات میں غور کیا جائے تو کچھ بعید نہیں کہ برمودا ٹکون ابلیس کا مرکز ہو۔ اور اس کا پروردہ کا نہ و جال بھی اسکے ساتھ ہو۔ یا ایک وہاں ہو اور دوسرا جاپان کے شیطانی سمندر میں ہو۔

ابلیس کا انسانوں کی شکل میں آکر اپنے ماننے والوں کو مشورے دینا قرآن سے ثابت ہے۔ جنگ بدر کے موقع پر ابلیس خود میدان بدر تک گیا تھا۔ وہ بنو کنانہ کے سردار سراقہ ابن مالک کی شکل میں تھا اور ابو جہل کو مسلسل جنگ کے لئے برا بھینٹہ کر رہا تھا نیز جس طرح اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اولیاء اللہ کہلاتے ہیں اسی طرح شیطان کے بھی اولیاء ہوتے ہیں جن کو قرآن کریم نے اولیاء الشیطان کہا ہے۔

قرآن کریم میں ایسی آیات متعدد جگہ آئی ہیں۔ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم (سورۃ الانعام)

ترجمہ: بے شک شیاطین اپنے دوستوں کو مشورے دیتے ہیں  
هل انکم علیٰ من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم یلقون  
السمع و اکثرہم کاذبون۔ (سورۃ الشعراء)  
ترجمہ: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کن پر اترا کرتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے اور بدکردار شخص پر اترتے ہیں۔ جو باتیں سننے کے لئے کان لگاتے ہیں اور اکثر جھوٹ بولتے ہیں۔  
ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فہولہ قرین وانہم لیصدونہم  
عن السیل ویحبون انہم مہتدون۔ (سورۃ الزخرف)

ترجمہ: اور جو لوگ رحمن کے ذکر سے غفلت کرتے ہیں ہم ان کے ساتھ شیطان لگا دیتے ہیں جو ان کا بھجولی بن کر ان کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ بلاشبہ وہ شیاطین ان کو سیدھے راستے سے روکتے ہیں اور وہ یہی سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ وہ صحیح راستے پر چل رہے ہیں۔

قرآن کریم کی ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ابلیس اور شیاطین اپنے انسان دوستوں سے



راہِ ابطے میں رہتے ہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب ”اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان“ میں لکھا ہے:

”بعض لوگوں کو ہوا میں عرش نظر آتا ہے جس کے اوپر نور ہوتا ہے اور آواز آتی ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔ تو اگر یہ شخص اللہ کی معرفت رکھتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ یہ شیطان ہے۔ چنانچہ وہ شیطان کو ذانت دیتا ہے۔ اور اس سے اللہ کی پناہ چاہتا ہے جس کے نتیجے میں یہ (عرش اور نور) ختم ہو جاتا ہے۔ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کو شیاطین قید سے آزاد کرا لیتے ہیں اور (اگر ان لوگوں پر کوئی کسی ہتھیار سے حملہ کرے) تو وہ شیاطین اس حملے سے اس آدمی کا دفاع کرتے ہیں۔ جیسا کہ عبدالملک بن مروان کے دور میں حارث دمشقی کا واقعہ ہے جس نے شام میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا شیاطین اس کے پیروں کو بیڑیوں سے آزاد کرا لیتے اور اسلحے کے وار سے اس کی حفاظت کرتے اگر وہ پتھر پر ہاتھ پھیرتا تو پتھر تیغ پڑھنے لگتا۔ لوگوں کو ہوا میں پیداوار اور گھوڑوں پر سوار مرقع نظر آتے۔ حارث کہتا کہ یہ فرشتے ہیں حالانکہ وہ شیاطین تھے۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے اسے پکڑا اور قتل کرنے کے لئے ایک نیزہ بردار مجاہد نے اس کو نیزہ مارا تو نیزے نے اس پر کوئی اثر نہیں کیا۔ عبد الملک بن مروان نے اس نیزہ بردار کو کہا کہ تم نے بسم اللہ نہیں پڑھی۔ پھر اس نے بسم اللہ پڑھ کر نیزہ مارا تو حارث مر گیا۔ (اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ)

یورپ میں کئی جادوگر ایسے گذرے ہیں جو اپنے شو میں حیرت انگیز کارنامے لوگوں کو دکھاتے رہے ہیں۔ جن میں ڈیوڈ کا پرفیلڈ مشہور نام ہے۔ اس کے بارے میں محمد عیسیٰ داؤد کا دعویٰ ہے کہ وہ جال اسکی مدد کرتا تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ شیاطین اپنے ایجنٹوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہوتے ہیں اور اپنے ایجنٹوں کو حملوں سے بھی بچاتے ہیں۔ (چنانچہ مجاہدین کو اپنے دشمن پر حملہ کرتے وقت بسم اللہ ضرور پڑھنی چاہئے)۔

### یورپ کا سائنسی انقلاب.... و جال کا کردار

یہ بات اگرچہ بڑی عجیب سی لگتی ہے کہ یورپ کے سائنسی انقلاب کے پیچھے و جال کا ہاتھ ہے۔ لیکن اگر اس بارے میں کسی کے پاس دلائل ہوں تو اسکو سنے بغیر رو نہیں کرنا چاہئے۔ محمد عیسیٰ داؤد کا نظریہ اس بارے میں یہی ہے۔



محقق جیسی داؤد کا نظریہ یہ ہے کہ اس وقت امریکہ اور دیگر کفریہ طاقتوں کے پاس جو جدید ٹیکنالوجی ہے وہ دراصل دجال کے انہی سائنسدانوں کی ایجاد ہے جنکو دجال کے ذریعے برمودا ٹکمون میں انواء کر لیا گیا تھا۔ امریکہ اور دیگر کفریہ طاقتوں کو وہیں سے بنیادی ٹیکنالوجی ملتی ہے جس پر بعد میں یہ لوگ خود بھی تجربات کرتے ہیں۔ ٹیکنالوجی کے ہارے میں نئے انقلابی تصورات کا علم پہلے دجال کے پاس تھا بعد میں مغربی ملکوں کو منتقل کیا گیا۔ کیا آپ یقین کریں گے اگر کوئی یہ کہے کہ بڑے بڑے مغربی سائنسدانوں کو انکی جدید دریافتوں میں دجال نے مدد کی تھی تو آپ کو کیسا لگے؟ یقیناً آپ سوچ میں پڑ جائیں گے۔ سو ذرا تفصیل پڑھتے چلے۔

### البرٹ آئنسٹائن اور دجال

البرٹ آئنسٹائن (1879-1955) ایک ایسا نام ہے کہ اگر سائنسی ترقی کی تاریخ سے اسکا نام نکال دیا جائے تو یہ ترقی یافتہ دنیا صدیوں پیچھے چلی جائیگی۔ آئنسٹائن 14 مارچ 1879 کو جرمنی میں ایک یہودی گھرانے میں پیدا ہوا۔ تین سال کی عمر تک وہ بول نہیں سکتا تھا۔ اسکے بارے میں مشہور تھا کہ وہ مونے دماغ کا لڑکا ہے۔

اسکا بچپن میونخ میں گزرا۔ مالی پریشانیوں کے سبب اسکے ماں باپ یہاں سے اٹلی چلے گئے۔ آئنسٹائن 1895 میں تعلیم کے لئے اٹلی سے سویٹزر لینڈ گیا۔ سویٹزر لینڈ کے شہر زیورخ میں واقع یونیورسٹی ETH میں داخلے کا امتحان دیا مگر ناکام رہا۔ اگلے سال ETH میں داخلہ مل گیا۔ اگست 1900ء میں امتحانات ہوئے۔ آئنسٹائن کی نا اہلی یہاں بھی سامنے تھی۔ پانچ طالب علموں میں اسکا چوتھا نمبر تھا۔ سویٹزر لینڈ میں تعلیم تک اسکے بارے میں تمام گھنٹے والے اس بات پر متفق ہیں کہ وہ کوئی اچھا طالب علم نہیں تھا۔

آئنسٹائن میں تبدیلیاں 1900ء کے بعد آنا شروع ہوئیں۔ 1905 آئنسٹائن کی کامیابیوں کا سال سمجھا جاتا ہے۔ اس سال اس نے کئی مقالے پیش کئے۔ پہلا مقالہ روشنی کی بنیاد کے بارے میں تھا۔ دوسرا مقالہ براؤنین حرکت (Brownian Motion) کا ریاضی ماڈل تھا۔ تیسرا مقالہ اس کی مشہور مساوات  $E = mc^2$  تھا۔ جس میں مادہ اور توانائی کا آپس میں تبدیل ہونا ممکن بتایا گیا تھا۔ حال ہی میں نے ایک محقق کی یہ تحقیق سامنے آئی ہے کہ یہ مساوات آئنسٹائن سے کئی سال پہلے ایک اطالوی نے شائع کی تھی۔

چوتھا مقالہ خصوصی اضافیت (special theory of relativity) پر تھا۔ اس سے وقت اور فضا کو الگ الگ تصور کرنے کے بجائے ”وقت و فضا“ یا زمان و مکان“ کا نظریہ سامنے آیا۔ 1911ء میں اس نے عمومی نظریہ اضافیت پر اپنا مقالہ شائع کیا۔

محمد عیسیٰ داؤد بہت زور دیکر اس بات کو ثابت کرتے ہیں ہے کہ سوئٹزرلینڈ میں ہی دجال کے ساتھ اس کا رابطہ ہوا اور اسی نے اس کو نظریہ اضافیت (Theory of relativity) کا علم دیا۔ محمد عیسیٰ داؤد کے نظریے پر دو اعتراض ہو سکتے ہیں:

① کیا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ بات ممکن ہے کہ دجال اپنے خروج سے پہلے انسانوں سے رابطہ کر سکتا ہے۔

② آئمکھائن میں ایسی کوئی خاص بات تھی جس سے دجال خوش ہوا اور آئمکھائن کو ہیر و بنا دیا۔ پہلے اعتراض کا جواب چھپے بحث میں گزر چکا ہے۔ چنانچہ محمد عیسیٰ داؤد کی البرٹ آئمکھائن کے بارے میں جو رائے ہے اس میں شرعاً تسلیم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ البتہ دوسرا اعتراض باقی ہے کہ آئمکھائن میں ایسی کوئی خاص بات تھی جس سے خوش ہو کر دجال نے اس کو اس کے اہم نظریہ سے مالا مال کر دیا۔ اس کا جواب جاننے کے لئے ہمیں آئمکھائن کی زندگی اور اس کے نظریات کا مطالعہ کرنا ہوگا۔

آئمکھائن اگرچہ خود کفر یہودی تھا لیکن دوسروں (عیسائیوں اور مسلمانوں) کو وہ لادینیت اور الحاد کی طرف دعوت دیتا تھا۔ ذاتی اعتبار سے اس میں وہ تمام برائیاں موجود تھیں جو اہلسنی یا دجال کو خوش کرنے کے لئے کافی تھیں۔ عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات۔ حتیٰ کہ 1902ء میں پہلی بیٹی اسکی ناجائز بیوی سے ہوئی۔ اس جی کو انھوں نے پالائیں۔ اس کا کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ اس کا کیا ہوا۔ اس بات سے اسکی شرافت اور انسانی ہمدردی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بیوی کے ساتھ اس کا رویہ ظالمانہ تھا۔ چنانچہ جب وہ 1914ء میں اپنی پہلی بیوی ملیو مارک (Mileva Maric) کے ہمراہ برلن (جرمن) چلا گیا تو میاں بیوی کے تعلقات خراب ہو گئے۔ آئمکھائن بیوی کو صرف اس صورت میں اپنے ساتھ رکھنے پر راضی تھا کہ اگر وہ یہ شرائط پوری کرے:

① تم یہ یقینی بناؤ گی کہ میرے کپڑے اور بستر ٹھیک ٹھاک ہوں۔ ② مجھے اپنے کمرے میں تین وقت کا کھانا پہنچاؤ گی۔ ③ میرا سونے اور پڑھنے کا کمرہ صاف ستھرا رکھو گی۔ میری پڑھنے والی میز

کو کوئی ہاتھ نہیں لگائے گا۔ ۱۰ مجھ سے تمہارے تمام ذاتی تعلقات ختم رہینگے۔ سوائے لوگوں کو دکھانے کے لئے..... جب میں مخاطب ہوں تو فوراً جواب دوگی..... میرے بچوں کو میرے خلاف نہیں کروگی۔

برلن پہنچ کر آکسٹائن کی شناسائی اپنی چچا زاد بہن ایلسا (Elsa) سے ہو گئی۔ لیکن آکسٹائن اس شش و پنج میں تھا کہ وہ ایلسا سے شادی کرے یا اس کی جواں سال بیٹی سے۔ جہاں تک اسکے نظریات کا تعلق ہے تو وہ کنزرویٹو ہونی بلکہ صیہونیت کا داعی اور مبلغ تھا۔ وہ فلسطین میں اسرائیل کے قیام کا پر جوش حامی تھا۔ اس نے 1921ء میں ہیم وائز مین (وائز مین پہلا اسرائیلی صدر بنا) کے ساتھ امریکہ کا دورہ کیا اور صیہونیت کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے متعدد شہروں میں تقریریں کیں۔ یہاں تک کہ آکسٹائن کو 1952 میں اسرائیلی صدارت کی پیش کش ہوئی جو اس نے قبول نہیں کی۔

ایٹم بم بنانے کی تجویز امریکہ کو اسی نے دی۔ 1939ء میں اس نے امریکی صدر فرانکلن روز ویلٹ کو خط لکھا جس میں ایٹم بم بنانے کی ترغیب دی۔ دوسری جنگ عظیم میں یہ ہشش نفیس شریک ہوا اور ایک اسلحہ ماہر کے طور پر اپنی خدمات امریکی بحریہ کو پیش کیں۔

### آکسٹائن کا خدا

آکسٹائن کے اقوال میں God (خدا) کا ذکر اکثر ملتا ہے۔ لیکن آپ یہ نہ سمجھیں کہ آکسٹائن کا خدا وہی خدا تھا جسکو مذہبی خدام مانا جاتا ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ آکسٹائن پر لکھنے والے تقریباً تمام حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ آکسٹائن کا خدا مذہبی نقطہ نظر سے مختلف ہونے کا خیال ظاہر کیا گیا ہے۔ اگر آکسٹائن کا خدا مذہبی خدا نہیں تھا تو پھر کون تھا؟ یہی چیز غور کرنے والی ہے۔ کہ وہ اکثر کس خدا کا ذکر کرتا تھا۔ اگر چہ اب بعض مبصرین کی رائے یہ ہے کہ آکسٹائن کے خدا سے مراد قدرت (Nature) ہے لیکن یہ درست نہیں ہے۔

یہاں پہنچ کر محمد عیسیٰ داؤد کے نظریے میں کافی وزن محسوس ہوتا ہے کہ ممکن ہے آکسٹائن دجال کو اپنا خدا مانتا ہو۔ اس بات پر آکسٹائن کے مقالات میں بھی ایک اشارہ ملتا ہے۔ وہ یہ کہ وہ اپنے نظریات کے بارے میں ”میرا نظریہ“ کے بجائے ”ہمارا نظریہ“ کا لفظ استعمال کرتا تھا۔ وہ کائنات کی متحدہ قوت کا راز پتہ لگانے کی بھی کوشش کر رہا تھا۔



دجال کا کسی کو کوئی نیا نظریہ دینا کوئی اچھے کی بات بھی نہیں لگتی۔ کیونکہ قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہے کہ ابلیس اپنے (انسان) دوستوں کے پاس آتا ہے انکو مشورے دیتا ہے اور کام کے بارے میں ہدایات بھی دیتا ہے۔ دجال ابلیس کا سب سے بڑا امیر اور بنی آدم کے خلاف آخری امید ہے۔ چنانچہ ممکن ہے کہ دونوں مل کر یہ کام کرتے ہوں۔ آئینٹاکن جیسے لوگوں پر شیاطین آسکتے ہیں۔ موجودہ دور میں باقاعدہ ایک فرقہ ہے جو براہ راست شیطان بزرگ (ابلیس) کی پوجا کرتا ہے۔ یہ فرقہ امریکہ اور برطانیہ میں بہت مضبوط ہے اور انکے اچھے خاصے پیروکار بھی ہیں۔ سابق امریکی نائب صدر ڈک چینی کا شمار اس فرقے کے سرداروں میں ہوتا ہے۔ سابق امریکی وزیر خارجہ کنڈولیزا رائس بھی اسی فرقے سے تعلق رکھتی ہے۔ امریکی فلمی دنیا ہالی وڈ کے مشہور اداکار اور اداکاراؤں کا مذہب بھی شیطان کو خوش کرنا ہے۔ بھارتی اداکارا دیتا بھنگن، مصر کا عمر شریف، مشہور جادوگر ڈیوڈ کا پرفیلڈ بدنام زمانہ امریکی گویے مائیکل جیکسن بھی شیطان کے پجاری ہیں۔ مائیکل جیکسن کے پروگرام میں لوگ بے قیاد ہو جاتے ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں پر شیاطین آتے ہیں۔

### کیا امریکہ کی جدید ٹیکنالوجی کا ذریعہ برمودا ٹکون ہے

یہ بات آپ جان چکے ہیں کہ برمودا ٹکون میں جو قوت بھی ہے وہ انتہائی ترقی یافتہ اور موجودہ ٹیکنالوجی سے بہت آگے کی ٹیکنالوجی کی مالک ہے۔ اب یہاں ایک بات غور سے سمجھنے کی ہے۔ وہ یہ کہ دنیا کی بڑی طاقتوں خصوصاً امریکہ کے پاس جو اس وقت جدید ٹیکنالوجی ہے وہ ٹیکنالوجی برمودا ٹکون کی خفیہ قوت کے پاس بہت پہلے رہی ہوگی۔ تو کیا موجودہ ٹیکنالوجی کی اصل موجود برمودا ٹکون میں موجود خفیہ قوت ہے؟ یقیناً یہ بات آپ کو مضحکہ خیز لگے گی۔ لیکن ذرا مہذبہ ذہیل باتوں میں غور کیجئے:

① 30 جون 1908ء روس میں ساہیریا کے انتہائی دور دراز علاقے ٹنگسکا (Tunguska) میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ اس سے پہلے دنیا نے ایسے واقعے کا مشاہدہ نہیں کیا تھا۔ یہ صبح کا وقت تھا۔ گھڑیاں سات بج کر چند رو منٹ دکھا رہی تھیں۔ چالیس میگا ٹن کا کوئی نامعلوم مادہ سطح زمین سے صرف آٹھ کلومیٹر اوپر فضاء میں پھنسا۔ جس نے فوراً ایک ہزار مربع کلومیٹر (1000sqm) کا علاقہ بالکل تباہ کر کے رکھ دیا۔ جنگل میں آگ لگ گئی اور ہفتوں گئی رہی، چنانچہ 2150 مربع کلومیٹر جنگل جل کر راکھ ہو گیا۔ بیسیوں سال تک یہ علاقہ بخر رہا۔ بلکہ ابھی تک وہاں اس تباہی کے



اثرات واضح نظر آتے ہیں۔ ریکٹر اسکیل پر اس دھماکے کی شدت 5.0 ریکارڈ کی گئی تھی۔ یہ دھماکہ چالیس میگاٹن (چالیس لاکھ ٹن) کا تھا جو جاپان کے شہر ہیروشیما پر (1945ء میں) گرائے جانے والے ایٹم بم کے مقابلے میں دو ہزار گنا زیادہ تھا۔ وہ یعنی شاہدین جنہوں نے اس علاقے سے دور اس منظر کا مشاہدہ کیا انکا بیان ہے:

”اس دن موسم صاف تھا کوئی بادل وغیرہ نہیں تھے۔ انھوں نے فضاء میں ایک چمکدار کوئی چیز زمین کی طرف آتے ہوئے دیکھی اور پھر ایک بہت بڑا اور چمکدار دھماکہ ہوا۔“ بعض یعنی شاہدین کے مطابق دھماکے کے بعد دھوئیں اور شعلے کا ایک بڑا بادل وہاں سے اٹھا۔ ابتداء میں گرم لہرائی اور پھر سخت گرم ہوا چلی۔ دھماکے کی شدت سے جھوٹے زلزلے لگے۔ انسان اور گھاس پھوس جلنے لگے اور جلد ایسی ہو گئی جیسے کھرنڈ۔

فلسک سے چالیس میل دور ”ویناوارا“ نامی ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ وہاں لوگ دھماکے کی شدت سے اچھل کر دوڑ جا گئے، وہاں مکانات کی کھڑکیاں ٹوٹ گئیں اور چھتیں زمین پر آ گئیں۔ نیز دھماکے کی جگہ سے میلوں دور ”کنسک“ نامی قصبہ میں ان جھکوں کی شدت کی وجہ سے چلتی ٹرین کو ہنگامی طور پر روکنا پڑا، دھماکے کی آواز کانوں کے پردے پھاڑ دینے والی تھی۔ جسکی وجہ سے کچھ لوگوں کے بہرہ ہو جانے کی اطلاعات بعد میں موصول ہوئیں۔ دھماکے کے بعد کھمبی (Mushroom) کی طرح دھوئیں کے بادل اٹھے اور سیاہ بارش ہوئی۔ اس واقعے کے بعد اس علاقے اور وسط ایشیا میں آسمان میں خوب چمکدار بادل ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ لندن میں بھی راتیں (بغیر چاند کے) اتنی روشن تھیں کہ کوئی بھی اس کی روشنی میں مطالعہ کر سکتا تھا۔

اس وقت چونکہ نہ تو کوئی تحقیق کی گئی اور نہ ہی لوگ ایٹمی دھماکوں کے بارے میں جانتے تھے اس لئے اس دھماکے کو شہابی پتھر کے زمین سے ٹکرا جانے کا نتیجہ قرار دیا گیا۔ لیکن بعد میں جب اس کے ریڈیائی ٹیسٹ لئے گئے تو یہ ثابت ہو گیا کہ یہ شہابی پتھر نہیں بلکہ ایٹمی دھماکہ تھا۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ ابھی تک دنیا میں ایٹم بم بنایا ہی نہیں گیا تھا (ایٹم بم کا پہلا تجربہ امریکہ کی جانب سے 16 جولائی 1945ء میں کیا گیا) تو یہ ایٹمی دھماکہ کس نے کیا؟

بعض لوگوں نے اس دھماکے کو اژن طشتری والوں کی جانب سے کیا جانے والے دھماکہ قرار دیا۔ بعض نے اس کو اژن طشتری کا زمین سے ٹکرا کر تباہ ہو جانا کہا۔ لیکن ذرا غور کیجئے کہ اگر یہ

شہاب ثاقب تھا تو پھر وہاں اسکے کوئی ذرات وغیرہ ملنے چاہئے تھے۔ جیسا کہ روسی سائنسدان لیونڈ الیکسوچ (Leonid Alekseyevich) (1883-1942) کو توقع تھی۔ اس سائنسدان نے پہلی مرتبہ اس جگہ کا دورہ کیا تھا۔ لیکن اسکو وہاں کسی چیز کا نام و نشان نہیں ملا۔ حالانکہ اگر شہاب ثاقب لکرایا ہوتا تو بے شمار معدنیات وہاں ملنی چاہئے تھیں۔ اب ماہرین کے درمیان یہاں سے پھر ایک اور بحث کا آغاز ہوا۔ کہ آخر یہ دھماکہ کس چیز کا تھا؟

لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے امریکی سائنسدان فریڈ و ہیل نے 1930 میں یہ نظریہ پیش کیا کہ یہ ذم دار ستارہ (Comet) تھا۔ جسکے اندر برف اور گرد ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نظریہ محض لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے تھا۔

برمودا ٹکون اور اڑن طشتریوں پر تحقیق کرنے والے چارلس برلنر اس بات کی سختی سے تردید کرتے ہیں کہ یہ شہاب ثاقب یا ذم دار ستارہ تھا۔

① ایک سو سال پہلے جیولس ورنے اپنی کتاب میں "نئی لیس" نامی آبدوز کا تذکرہ کیا تھا اور آج کے دور کی ایسی آبدوز بالکل اسی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے ایک ایسی چیز جس کا تصور بھی لوگوں کے ذہن میں موجود نہ ہو اس کے بارے میں بیان کرنا کیا صرف پیشگوئی ہے یا پھر جیولس ورنے کو "کسی نے" آبدوز کے بارے میں باقاعدہ بتایا تھا؟ نیز برمودا ٹکون میں سمندر کے اندر آبدوز سے بالکل مختلف ایک نامعلوم قسم کی سواری اکثر دیکھی گئی ہے جو کہ انتہائی تیز رفتاری سے پانی کے اندر سفر کرتی ہے۔ انکی رفتار اتنی تیز ہے کہ آج تک کوئی ان کی تصویر بھی نہیں اتار سکا۔ آپ اس کو جدید آبدوز کہہ سکتے ہیں۔

② اسی طرح ایک سو سال پہلے ہی ایک سائنسی داستان میں فلوریڈا کے مشرقی ساحل سے ایک خلائی جہاز کو چاند پر جاتا ہوا بیان کیا گیا تھا اور سو سال بعد ٹھیک وہیں سے واقعی انسان نے چاند تک کا کامیاب سفر کیا۔ سائنسی داستان میں صرف چاند پر جانے کا تذکرہ نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس مقام کو بھی بیان کیا گیا تھا جہاں سے سو سال بعد چاند کے لئے روانہ ہونا تھا اور وہ بھی فلوریڈا کا مشرقی ساحل۔ یعنی اس "خدا" کا شہر جس کا انتظار ہے۔ کیا یہ محض اتفاق تھا؟

③ ایٹم بم بننے سے بہت پہلے ایٹم بم کی تباہ کاریاں کامک بکس میں بیان کی گئیں تھیں جو آج حقیقت بن کر ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، ان سب باتوں کو آپ کیا نام دیں گے؟ پیشگوئی یا سائنس

فلشن؟ یا اس بات کو مانیں گے کہ برمودا اٹکون کی ”خفیہ قوت“ امریکی سائنسدانوں سے پہلے ہی یہ تمام تجربات کر چکی تھی؟ اور کیا امریکیوں اور روسیوں کو بھی انہوں نے ہی یہ تمام بھولیات فراہم کیں؟  
 ⑤ یہ اتفاق بھی ملاحظہ فرمائیے۔ مارچ 1918 میں امریکن بحریہ کا یو ایس ایس ”سائیکلوپس“ (Cyclops) نامی جہاز برمودا اٹکون میں غائب ہوا تھا۔ (ڈرائیور کچھ سائیکلوپس کس کو کہتے ہیں؟ یونانیوں کے ہاں ایک آنکھ والا دیوتا۔ ایک آنکھ والا کون ہے؟ کیا آپ کو یاد ہے؟) یہ جہاز میکسیٹیم لے جا رہا تھا اور اس پر عملے سمیت تین سو ساٹھ افراد سوار تھے۔ جو جہاز کے ساتھ غائب ہو گئے تھے اسی نام کا ایک اور برطانوی جہاز اسی سال غائب ہوا۔ پھر 1941ء میں سائیکلوپس ہی کے طرز کے دو جہاز غائب ہو گئے۔ اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ امریکہ کا پہلا طیارہ برادر جہاز بننے کا اعزاز جس جہاز کو حاصل ہوا وہ سائیکلوپس ہی کی طرز کا جہاز تھا۔ طیارہ برادر بحری بیڑوں نے امریکہ کو ایسی بحری قوت فراہم کی کہ اس سے پہلے ایسی بحری قوت کبھی نہیں دیکھی گئی۔ تو کیا ایسا کہا جاسکتا ہے کہ برمودا میں سائیکلوپس کو اسی لئے لے جایا گیا تھا تا کہ آئندہ بحریہ کی دنیا میں ان جہازوں کو جدید بنا کر اپنے حلیفوں کے سپرد کر دیا جائے؟

⑥ برمودا اٹکون کے علاقے میں آبدوز نما چیزوں کا کثرت سے دیکھا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ امریکہ سے پہلے یہ نیکنالوجی برمودا اٹکون والوں کے پاس تھی۔

⑦ برمودا اٹکون میں اغواء کی جانے والی شخصیات میں اکثر وہ ہیں جو اپنے شعبے میں ماہرین سمجھے جاتے تھے۔ مثلاً وقت کے بہترین پائلٹ، دنیا کے مشہور ملحد اور جہاز کے کیپٹن، مشہور تاجر اور سماجی شخصیات۔ مشہور جہاز اور طیارے۔ بارود سے بھرے جہاز اور ایندھن لے جاتے ٹینکر۔ اس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ ان افراد کو اغواء کر کے مار نہیں دیا گیا بلکہ انکی صلاحیتوں کو اپنے لئے استعمال کیا گیا۔ ایسا ہی خیال ایک اغواء ہونیوالے پائلٹ کی بیوی کا بھی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اغواء شدہ افراد زندہ ہیں لیکن نامعلوم امریکی حکومت کسی خاص وجہ سے حقیقت چھپانا چاہتی ہے۔

البتہ ان افراد کو ضرور مار دیا گیا ہوگا جنہوں نے ان کے مشن میں تعاون کرنے سے انکار کیا ہوگا۔ اس کے علاوہ جو طیارے اور جہاز اغواء کئے گئے وہ بھی تباہ نہیں ہوئے بلکہ ان کو بھی استعمال کیا جاتا رہا۔ ایسے بہت سارے واقعات ریکارڈ پر موجود ہیں کہ برمودا اٹکون میں ایسے جہاز اور طیارے جاتے ہوئے دیکھے گئے ہیں جن کا کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں سے آئے تھے اور کس



کمپنی یا ملک کی ملکیت تھے؟ یہ وہ طریقہ ہے جسے جو کافی پہلے اس علاقے میں غائب ہو چکے تھے۔ چارلس برلنز کا نظریہ بھی یہی ہے کہ ”اجنبیوں“ کے ذریعے اغواء کئے جانے والوں کو کسی خاص مقصد کے لئے اغواء کیا گیا ہے جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

۸ جو جدید ٹیکنالوجی امریکہ کے پاس آتی ہے وہی کچھ عرصہ بعد امریکہ کے مخالف ملکوں، مثلاً سرد جنگ کے وقت سوویت یونین کے پاس، اب چائنا کے پاس جلد ہی پہنچ جاتی ہے۔ حالانکہ یہ ٹیکنالوجی امریکی سائنسدانوں کی انقلابی کامیابی شمار کی جاتی ہے۔ مثلاً خلا میں جانا، چاند پر پہنچنا، اینٹیم بم، جدید گائڈڈ میزائل۔

ہونا یہ چاہئے تھا کہ یہ ٹیکنالوجی امریکہ کے دشمنوں کے ہاتھ نہ لگتی۔ لیکن امریکہ کے کچھ عرصہ بعد ہی دوسرے مخالف سمجھے جانے والے ممالک بھی اس میدان میں امریکہ کے برابر ہی پہنچتے رہے ہیں۔ تھوڑا بہت فرق ضرور ہے لیکن بنیادی ٹیکنالوجی ایک ہی رہی ہے۔

اس سے ایسا لگتا ہے کہ جو قوت امریکہ کو ٹیکنالوجی فراہم کرتی ہے وہی دیگر کافر ممالک کو بھی فراہم کرتی رہی ہے۔

### ناسا (NASA) تحقیقات کا سفر یا نقل

مذکورہ بحث کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ امریکی خلائی تحقیقاتی ادارہ ”ناسا“ تحقیق نہیں کرتا بلکہ نقل کرتا ہے۔ جو ٹیکنالوجی ”اسکے خدا“ کی جانب سے ملتی ہے یہ لوگ اسکے تجربات کے ذریعے استعمال سیکھتے ہیں۔ اگر آپ دوسری جنگ عظیم (1939-1945) کے بعد سے ہونے والی ایجادات کی تاریخ کا گہرائی سے مطالعہ کریں تو کئی حیران کن باتیں آپ کو نظر آئیں گی۔

اس بحث کو سمجھنے کے بعد یہ بحث بھی ختم ہو جاتی ہے کہ امریکہ وغیرہ نے اس وقت کتنے جدید اور تیز رفتار طریقے بنا لئے ہیں۔



دوسرا باب

## دجال سے پہلے فتنے

گذشتہ باب میں آپ نے ایک ایسے فتنے کے بارے میں پڑھا جو آج تمام انسانیت کے لئے عظیم خطرہ ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن برمودا کنون اور شیطانی سمندر میں بیٹھ کر امت محمدیہ کو شکست دینے کی تیاریاں کر رہے ہیں تاکہ روز قیامت اٹلیس، اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ناکام ثابت کر دکھائے۔ اس گھناؤنی سازش کو کامیاب کرنے کے لئے اس نے ”کانہ دجال“ (اس پر تمام کائنات کی لعنت ہو) کو تیار کیا ہے۔

یہ کانہ دجال خفیہ طور پر اپنے نکلنے کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ پردے کے پیچھے وہ کروہ تمام دنیا کے حکمرانوں کو امام مہدی کی حمایت کے لئے جانے والے لشکر کے خلاف متحد کر رہا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ دجال کے نکلنے سے پہلے ہی حق اور باطل کے لشکر الگ الگ ہو جائیں گے۔ دنیا کی ہوس رکھنے والے دجال کو اپنا خدا تسلیم کر لیں گے اور اسلام پر جان قربان کرنے والے امام مہدی کے لشکر میں شامل ہو گئے۔

چنانچہ ابھی سے ایسے فتنے پھیلانے جا رہے ہیں جس سے اہل ایمان اور منافقین الگ الگ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جسکو جو چیز پیاری ہے وہ اسی کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اور اسی کو اچھا سمجھ رہا ہے۔ جو مسلمان ہر حال میں اللہ ہی کو اپنا رب ماننے پر ڈٹے ہوئے ہیں، اللہ کے علاوہ کسی کو رب ماننے سے پر راضی نہیں ہو رہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو سر بلند کرنا چاہتے ہیں۔ ان (دہشت گردوں) کے خلاف دجال نے دہشت گردی کی عالمی جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ اس جنگ کے ذریعے وہ یہ جاننے کی کوشش کر رہا ہے کہ کون اسکو خدا مان سکتا ہے اور کون اسے منہ پر تھوک دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے دیوانوں کو من نے کیلئے اس نے ساری دنیا میں اپنے پیروکاروں کو سخت

ہدایات کر رکھی ہیں کہ ایسے لوگوں سے کوئی مصالحت، کوئی کمزوری اور کوئی نرمی نہیں برقی جانی چاہئے، سو ہر مسلمان کو سوچنا چاہئے کہ وہ کہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ تو نہیں کھڑا۔ اگر کسی مجبوری، لالچ یا خوف کی وجہ سے وہ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچا رہا ہے تو اسے کل قیمت کے دن صحابہ رضی اللہ عنہم کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے جنہوں نے اپنے جسم کے ٹکڑے تو کرائے لیکن اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی تکلیف نہیں پہنچنے دی۔ اے لوگو! فتنوں کو پہچانو قبل اسکے وہ تمہیں نگل جائیں اور تمہیں احساس تک نہ ہو۔

فتنوں کے بارے میں جاننے ورنہ.....

قال حذيفة كان الناس يسألون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخير و كنت اسأله عن الشر مخافة أن يدركني. (بخاری و مسلم)  
ترجمہ: لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کیا کرتے اور میں شر کے بارے میں سوال پوچھتا اس خوف سے کہ کہیں یہ شر مجھے نہ پکڑے۔ (بخاری، مسلم)  
حضرت حذیفہ ابن یمانؓ نے فرمایا: یہ فتنے ایسے لمبے ہو جائیں گے جیسے گائے کی زبان لمبی ہو جاتی ہے ان فتنوں میں اکثر لوگ تباہ ہو جائیں گے البتہ وہ لوگ بچ رہیں گے جو پہلے سے ان فتنوں کو پہچانتے ہو گئے۔ (احادیث حذیفہ فی الفتن، ج ۱، ص ۹۴)  
اسکی سند حسن موقوف ہے۔

عن عمير بن هانئ العيسى قال سمعت عبد الله بن عمر يقول كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر الفتن فأكثروا في ذكرها حتى فتنه الاحلاس. فقال قائل وما فتنه الاحلاس؟ قال هي فتنه حرب وحرب ثم فتنه السراء دخبها من تحت قدمي رجل من اهل بيتي يزعم انه مني وليس مني وانما اوليائي الممتقون ثم يصطليح الناس على رجل كوركب على طبع ثم فتنه الدهيماء لاتدع احدا من هذه الامة الا لطمته لطمه فاذا قيل انقضت تمادت يصبح الرجل فيها مؤمنا ويمسي كافرا حتى يصير الناس الى فسطاطين فسطاط ايمان لا نفاق فيه وفسطاط نفاق لا ايمان فيه فاذا كان ذاكم فانتظروا الدجال من يومه او من غده (مسند احمد: ۲/۲۸۸ - ابوداؤد: ۴۲۴۴ - حاکم: ۸۴۳۱ - ترمذی بن حاد فی الفتن ۹۴)

ترجمہ... حضرت عبید بن ہانی نے فرمایا میں نے عبداللہ ابن عمرؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کو بیان فرمایا اور انکو تفصیل سے بیان فرمایا۔ یہاں تک کہ اخلاص کے فتنے کو بیان کیا۔ کسی نے پوچھا یہ اخلاص کا فتنہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”یہ فتنہ فرار، گھریار اور مال کے لت جانے کا ہوگا۔ پھر خوشحالی و آسودگی کا فتنہ ہوگا۔ اس کا دھواں ایسے شخص کے قدموں کے نیچے سے نکلے گا جو یہ گمان کرتا ہوگا کہ وہ مجھ میں سے ہے حالانکہ وہ مجھ سے نہیں۔ بلاشبہ میرے اولیاء تو متقین ہیں، پھر لوگ ایک نااہل شخص پر متفق ہو جائیں گے۔ پھر تاریک فتنہ ہوگا۔ یہ فتنہ ایسا ہوگا کہ امت کا کوئی فرد نہیں بچے گا جسکے تھیزے اسکو نہ لگیں۔ جب بھی کہا جائیگا کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا تو وہ لمبا ہو جائے گا۔ ان فتنوں میں آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ لوگ اسی حالت پر رہیں گے یہاں تک کہ دو خیموں میں بٹ جائیں گے ایک ایمان والوں کا خیمہ جس میں بالکل نفاق نہیں ہوگا، دوسرا نفاق والوں کا خیمہ جس میں ایمان نہیں ہوگا۔ تو جب تم لوگ اس طرح تقسیم ہو جاؤ تو بس دجال کا انتظار کرنا کہ آج آئے یا کل آئے۔“

نوٹ: علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اس حدیث کو السلسلۃ الصحیحہ (نمبر 974) میں صحیح کہا ہے۔

فائدہ... اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دجال کے فتنے سے پہلے جو فتنہ ہوگا وہ ”الذہیٰ“ یعنی سخت تاریکی کا فتنہ ہوگا۔ اسی خاصیت یہ ہے ہر گھر میں پہنچے گا۔ کوئی گھر اس سے نہیں بچے گا۔ کیا دجال سے پہلے کا زمانہ یہی زمانہ تو نہیں؟ اگر یہی ہے تو یہ تاریکی کا فتنہ کیا ہے۔ جو مسلمانوں کے ہر گھر تک پہنچا ہے؟ یہ کون سی تاریکی ہے جس میں ہر فرد ڈوبا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام فتنوں اور فکری گمراہی سے سب کی حفاظت فرمائیں۔ آمین

### مشہور شخصیات فتنے میں

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور چوتھے فتنے کا تذکرہ کیا ”اس کے شر سے وہی بچا پائے گا جو ڈوبنے والے کی طرح (اخلاص سے) دعا کریگا۔ اس وقت سب سے خوش قسمت شخص وہ متقی ہوگا جو پوشیدہ ہو۔ سب سے بد قسمت شخص پر جوش خطیب اور تیز سوار ہوگا۔ (الفتح: 363۔ رواہ ابونعیم فی الحلیہ)



فائدہ..... گمنام متقی لوگ جن کو کوئی نہ جانتا ہو یعنی مشہور نہ ہوں کہ سامنے آجائیں تو کوئی پہچانے نہیں اور کہیں چلے جائیں تو کوئی پوچھتا نہ پھرے کہ کہاں گیا۔ اسی طرح وہ سوار جسکی سواری نمود و نمائش والی ہو۔ موجودہ دور میں اگر آپ غور کریں تو حالت یہی ہے۔ جو مشہور و معروف لوگ ہیں، خواہ علماء ہوں یا صحافی یا کالم نگار ہر مسئلے میں وہی آزمائش میں پڑے نظر آتے ہیں لال مسجد آپریشن، وزیرستان میں امریکی مفاہکی جنگ، جہاد اور استشہاد کی کاروائی کے خلاف فتویٰ، باطل کی جنگ کو اپنی جنگ ثابت کرنا اور تمام مسئلوں میں وہی لوگ آگے لائے گئے یا مجبور کئے گئے جو عوام میں مشہور ہیں۔

اس حدیث میں ایک بات اور ہے جو بڑی گہرائی کیساتھ اس دور کو بیان کر رہی ہے۔ اس دور میں باطل قوتوں کی بھرپور قوت اس بات پر لگی ہوئی ہے کہ دنیا میں ہر انسان اس کی نظر میں رہے۔ کون کہاں سفر کر رہا ہے، کون کس سے اور کیا بات کر رہا ہے کس کا خاندان، قبیلہ اور نسب کیا ہے، کس کے پاس کتنا پیسہ ہے، کس کی پسند و ناپسند کیا ہے؟ اس کے لئے وہ سپیلاٹ، کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ، آن لائن بینکنگ، کمپیوٹرائزڈ پاسپورٹ، چپ گئے کریڈٹ کارڈ اور جگہ جگہ سیکورٹی گیمز نصب کر کے یہ کام کر رہے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اسکو آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز "ایک آنکھ" کی نگرانی میں رہے۔

مشرف نے پاکستان میں نادرا قائم کر کے تمام پاکستانیوں کے مکمل کوائف عالمی یہودی قوتوں کے سامنے کھول کر رکھ دئے ہیں۔ جو حضرات کمپیوٹر ہیکنگ (Hacking) کی باریکیوں کو سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کوئی بھی ڈیٹا آن لائن ہو جانے کے بعد کتنا محفوظ رہ سکتا ہے۔ جب کہ کسی آئی اے CIA اور "را" (RAW) کے تنخواہ دار اور فریمین کے ممبران ہماری جڑوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایسی صورت حال میں وہ شخص کیسے محفوظ (غیر معروف) رہ سکتا ہے جس کے پاس نادرا کا کارڈ ہوگا۔

نادرا نے حال ہی میں یہودی اداروں کے حکم پر ایک نیا پروگرام شروع کیا ہے جس کو R.F یا ریڈیو فریکوئنسی کہا جاتا ہے۔ یہ R.F ہر شناختی کارڈ میں موجود ہوگی چنانچہ یہودیوں کو ہر شخص کا پتہ ہوگا کہ کون اس وقت کہاں ہے۔ ذرا سادگی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ سمجھنی جو یہ سب مانیٹر کر لگی ایک یہودی کمپنی ہے۔ چنانچہ یہ معلومات نادرا سے زیادہ جال اور اس کے ایجنٹوں کے کام آئیں گی۔

اب آپ پریشان کہ بندہ پھر کیا کرے۔ جواب وہی ہے جو پھر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دور کے بارے میں فرمایا ”فتنوں کے وقت میں بہترین شخص وہ ہوگا جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اللہ کے دشمنوں کے پیچھے ہووے اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ کرتا ہو اور اللہ کے دشمن اسکو ڈراتے ہوں۔ یا وہ شخص جو دنیا سے کٹ کر اپنی چراگاہ میں گوشہ نشین ہو جائے اور اللہ کا حق ادا کرتا رہے۔“ (مسند رک حاکم)

## دو گمراہ فرقے

عن حذیفۃ قال اول ماتفقدون من دينكم الخشوع و آخر ماتفقدون من دينكم الصلوة و لتنقض عرى الاسلام عروة عروة و ليصلين النساء و هن حيض و لتسلكن طريق من كان قبلک حذو القذة بالقذة و حذو النعل بالنعل لا تحطون طريقهم ولا يخطئکم حتی فرقان من فرق كثيرة فتقول احداهما ما بال الصلوات الخمس لقد ضل من كان قبلنا إنما قال الله تبارک و تعالیٰ { اقم الصلوة طرفی النهار و زلفاً من الليل } لا تصلوا إلا ثلاثاً. و تقول الاخری ایمان المؤمن بالله کایمان الملئکة ما بینا کافر و لا منافق حق علی الله ان يحشرهما مع الدجال. هذا حدیث صحیح الاستاذ ولم یخرجاه. و افقه الذهبی. (مسند رک حاکم، ج: ۳، ص: ۵۷)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ نے فرمایا تم اپنے دین میں جو پہلی چیز گنوا بیٹھو گے وہ خشوع ہے اور آخری چیز جو تم اپنے دین میں سے کھودو گے وہ نماز ہے اور اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹیں گی اور عورتیں ضرور بالضرور حالت حیض میں نماز پڑھیں گی۔ اور تم اپنے پہلے والوں کے طریقوں پر ہو بہو اور قدم بقدم چلو گے تم ان کے راستے سے نہیں ہٹو گے اور نہ وہ۔ یہاں تک کہ بہت سے فرقوں میں سے دو فرقے رہ جائیں گے۔ ان میں سے ایک فرقہ کہے گا پانچ نمازیں کہاں سے آگئیں؟ بلاشبہ ہم سے پہلے والے گمراہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے ”اقم الصلوة طرفی النهار و زلفاً من الليل“ (تم نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات میں سے)۔ تم صرف تین نمازیں پڑھا کرو۔ اور دوسرا فرقہ یوں کہے گا مؤمنین کا اللہ پر ایمان فرشتوں کے ایمان کی طرح ہے۔ نہ تو ہم میں کوئی کافر ہے اور نہ ہی منافق۔ اللہ پر یہ لازم ہے کہ ان دونوں

فروق کا حشر و جال کے ساتھ کرے و حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔

حضرت حذیفہ ابن الیمان سے روایت ہے انھوں نے فرمایا میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جہنمی گروہوں کو اچھی طرح جانتا ہوں، ایک گروہ کہے گا ہم سے پہلے والے گمراہ تھے دن رات میں پانچ نمازوں کی کیا وجہ ہے؟ بلاشبہ نمازیں تو صرف دو ہی ہیں۔ عصر اور فجر اور دوسرا گروہ کہے گا بلاشبہ ایمان تو کلام ہے۔ خواہ کوئی زنا کرے یا قتل کرے۔ (مسندک حاکم: ۸۲۹۴۔ ابن ابی شیبہ: ۳۱۰۵۴)

امام حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں دو گروہوں کی بخشش گوئی ہے۔ ایک گروہ پانچ نمازوں کے بجائے تین یا دو نمازوں کا قائل ہے۔ اور دوسرا گروہ اس بات کا عقیدہ رکھتا ہوگا کہ ایمان تو زبان سے کلمہ پڑھنے کا نام ہے۔ عمل کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یعنی کسی کا زنا کرنا یا قتل کرنا اسکے ایمان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ آج یہ دونوں گروہ موجود ہیں جو خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ مشہور ٹی وی چینل اس گمراہی کو پھیلانے میں ان سے بھی آگے ہیں جو ایسے گمراہ مستشرقین کو مسلمانوں کے اندر مقبول بنا رہے ہیں۔ سو جان لینا چاہئے ایسے لوگ جہنم کا امیدوار بننے والے ہیں۔ تمام مسلمانوں کو ایسے مستشرقین سے دور رہی رہنا چاہئے۔

دوسرے گروہ کے اثرات مسلمانوں میں روز بروز پھیل رہے ہیں۔ لوگوں کا یہی خیال ہے کہ مسلمان جو چاہے کرتا رہے وہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ خواہ ان گناہوں کا ارتکاب کرے جنکے کرنے سے مسلمان ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ اسکے بارے میں علماء امت نے بہت تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ گنہگاروں کے کرنے سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے۔ اور تمام مسلک کے فقہاء کے فتاویٰ بھی اس بارے میں موجود ہیں۔ مثلاً مسلمانوں کے مقابلے کا فروں کو دوست بنانا، مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنا، شعاہ اسلام کا مذاق اڑانا وغیرہ۔ لیکن لوگ سب کو ہر حال میں مسلمان ہی سمجھتے ہیں کہ انکے ہاں مسلمانوں جیسے ہیں۔ وہ جو چاہیں کرتے رہیں انکے ایمان پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

## جھوٹے اور ظالم حکمران

عن حذیفۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انہما ستكون امراء یکذبون

رباعی قیمت: 170 روپے



وَيُظْلَمُونَ فَمَنْ صَدَقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنَّا وَلَسْتُ مِنْهُمْ وَلَا يَرُدُّ عَلَى الْحَوْضِ، وَمَنْ لَمْ يَصْدَقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يَعْنِهِمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَالْإِسْلَامُ وَسِيرِدُ عَلَى الْحَوْضِ. (مسند احمد ۸/۲۳۳) قال المحقق شعيب الارنؤوط: استاده صحيح على شرط الشيخين

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ بن یریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مستقبل میں ایسے حکمران ہوں گے جو جھوٹ بولیں گے اور ظلم کریں گے، سو جس نے انکے جھوٹ کی تصدیق کی اور انکے ظلم میں انکی مدد کی تو وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں اور نہ میں ان میں سے ہوں اور وہ حوض کوثر پر میرے قریب نہیں آسکیں گے اور جس نے ان (امراء) کے جھوٹ کی تصدیق نہ کی اور نہ انکے ظلم میں انکی مدد کی تو مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور جلد وہ میرے پاس حوض کوثر پر آئے گا۔“

فائدہ۔۔۔ ظلم میں مدد کرنا اور جھوٹ کی تصدیق کرنا جمہوری نظام میں یہ عام سی بات ہے۔ جو جس پارٹی سے تعلق رکھتا ہے امداد دے گا، ہر وہ جو کرا سکتے تمام فیصلوں کی حمایت کرتا ہے۔ جھوٹ کو سچ ثابت کیا جاتا ہے۔ ظلم، بدعنوانی اور نا انصافی میں تعاون کیا جاتا ہے۔

### منافقین کا فتنہ

حضرت ابوحنیٰ نے فرمایا حضرت حذیفہؓ بن یمان سے منافق کے بارے میں پوچھا گیا (منافق کون ہے) فرمایا وہ شخص جو اسلام کی تعریف تو کرے لیکن اس پر عمل نہ کرے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج: ۱۵، ص: ۱۱۵)

فائدہ۔۔۔ یہ عجیب دور ہے۔ منافقین کو اسلامی نظام حیات گوارا بھی نہیں اور کھلے عام اسلام سے براۓت بھی نہیں کرتے۔ بلکہ جس سے بھی بات کیجئے اسلام کی تعلیمات کی تعریف میں کئی گھنٹے گزار دے گا۔ اسلام ضابطہ حیات ہے۔ اسلام کامیابی کا راستہ ہے۔ اسلام امن کا ضامن ہے۔ لیکن جب اپنی زندگیوں کو اسلامی نظام کے مطابق ڈھالنے کی بات آتی ہے تو یہی زبانیں اسلامی حدود و قوانین کے خلاف غلاظت اٹھنے لگتی ہیں۔ اسلام کی یہ چودہ سو سالہ پرانی تشریح انکو قبول نہیں ہوتی۔ اگر ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کا اسلام کوئی نافذ کردے تو دنیا کی تمام خرابیاں ان میں نظر آتی ہیں۔ ”دہشت گرد“، ”جنونی“، ”انتہا پسند“ عورتوں کو سنگسار کرنے والے، ”ظالمان کا

اسلام نہ منظور، ملاؤں کا اسلام، غرض تمام یہودی اصطلاحات انکی زبانیں یک رہی ہوتی ہیں۔ انکو ایسا اسلام چاہئے جو انکی حیوانی خواہشات کے تابع ہو۔ انکے نزدیک سب سے "نفرت انگیز" اسلام وہ ہے جو انکی آنکھوں کو غیر محرم خواتین کے دیدار سے محروم کر دے۔

یہ وہ لوگ ہیں جنکے جسموں پر کھالیں تو بھینروں کی ہیں لیکن انکے سینوں میں دل بھینریوں کا ہے۔ ہوس کے پجاری ان مردوں نے عورت ذات کو کھلونا بنایا ہے۔ اپنی بھوکی آنکھوں کی تسکین کی خاطر۔ انکی خواہش یہ ہے کہ انکے سامنے ہر وقت غیر محرم عورتیں انکی تسکین کرتی رہیں۔ یہ مسلمان ہیں۔ اسلام نے عورت کو "آزادی" دی ہے۔ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ انکی چرب زبانی ہے۔ ورنہ انکا حال یہ ہے جو قرآن نے بیان کیا "وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتُ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا (سورة النساء)

ترجمہ: اور جب ان (منافقین) سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ (احکامات) اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آؤ تو آپ دیکھیں گے وہ آپ سے مکمل بچتے ہیں۔

دوسری جگہ انکو تنبیہ کی..... بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَزْوَاجًا مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ (سورة النساء)

ترجمہ: (اے نبی) آپ منافقین کو خوشخبری سنا دیجئے کہ انکے لئے دردناک عذاب ہے جو مسلمانوں کے مقابلے کا فروں کو دوست بناتے ہیں۔

لیکن اسکے باوجود ان منافقین کا حال یہ ہے

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنُوا وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شُيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزَؤُنَ (البقرة)

ترجمہ: وہ منافقین جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو مسلمان ہیں۔ اور جب اپنے کافر سرداروں کے پاس تہائی میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو (مسلمانوں سے) مذاق کرتے ہیں۔

وَإِنْ كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ فَأَلَوْا لِمِ نَسْجُودَ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعُكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (سورة النساء)

ترجمہ: اور اگر کافروں کو فتح مل جائے تو منافقین ان سے کہتے ہیں کہ کیا ہم (مسلمان)

تمہارے اوپر غالب نہیں آ گئے تھے (لیکن پھر ہم نے تمہاری مدد کی) اور ہم نے تم سے مسلمانوں کو روکے رکھا۔ (لعنة الله على المنافقين)

### چرب زبان منافق کا فتنہ

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اخوف ما اخاف عليكم بعدى كل منافق عليم اللسان. (مسند احمد ج: ۱ ص: ۲۲)

ترجمہ..... حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بعد جس بات کا سب سے زیادہ مجھے تمہارے بارے میں خوف ہے وہ چرب زبان منافق کا خوف ہے۔ (محقق شعیب الارنؤوط نے کہا ہے کہ اسکی سند قوی ہے)

فائدہ..... اللہ کی شان، ایسا لگتا ہے جیسے چرب زبان منافقین کی کھپ کی کھپ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے بھیج دی گئی ہے۔ ایک سے بڑا ایک چرب زبان اس وقت موجود ہے۔ کوئی حدود اللہ کو ختم کر رہا ہے، کوئی جہاد کو قبائلی رواج کہہ کر مٹانا چاہتا ہے، کوئی لمبی چوڑی امیدیں دلا کر مسلمانوں کو گناہوں پر جری کر رہا ہے تو کوئی امر کی سانس میں ڈھلے اسلام کی جانب دعوت دے رہا ہے۔

قال عمر بن الخطاب ان اخوف ما اخاف عليكم ثلاثة منافق يقرأ القرآن لا يخطئ فيه واوا ولا الفاي جادل الناس انه اعلم منهم ليضلهم عن الهدى، وزلة عالم وأئمة مضلون. (صفحة المناقش القرآني ج: ۱ ص: ۵۴)

ترجمہ..... حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا ”تینک مجھے تمہارے بارے میں تین چیزوں کا سب سے زیادہ خوف ہے۔ اس منافق کا جو قرآن پڑھے۔ نہ واؤ کی غلطی کرے اور نہ الف کی۔ مسلمانوں سے اس طرح جدال کرے کہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے تاکہ انکو سیدھے راستے سے گمراہ کر دے۔ (دوسری چیز) عالم کی نفرت اور گمراہ کرنے والے قائدین۔

حضرت زید بن وہب نے فرمایا ایک منافق مرا تو حضرت حذیفہ بن یمان نے اسکا جنازہ نہیں پڑھا۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے ان سے پوچھا: کیا یہ شخص منافقین میں سے تھا؟ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا جی ہاں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا: اللہ کی قسم کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا نہیں۔ اور آپ کے بعد میں کبھی کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ (ابن ابی شیبہ: ۱ ص: ۲۸۱/۷)



اسکی سند صحیح ہے۔

فائدہ..... حضرت حذیفہ بن یمانؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار تھے۔ یایوں کہہ لیجئے کہ مسلمانوں کی انتہائی جنس کے سربراہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہؓ کو تمام منافقین کے نام بتائے ہوئے تھے۔ چونکہ حضرت عمرؓ بن خطاب کو آخرت کا خوف بہت زیادہ تھا اسلئے حضرت حذیفہؓ سے پوچھتے تھے۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا کہ کیا نفاق اب بھی موجود ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر منافقین بصرہ کی گلیوں سے نکل جائیں تو تمہارا یہاں دل بھی نہ لگے۔ (حقیۃ النفاق)۔ جعفر بن محمد انفریابیؒ ایک دوسرے موقع پر انھوں نے فرمایا ”خدا کی شان اس امت پر کیسے کیسے منافق غالب آگئے ہیں، جو پرلے درجے کے خود غرض ہیں۔“

معنی ابن زیادؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس مسجد میں حسن بصریؒ کی قسم کھاتے سنا کہ کوئی مومن ایسا نہیں گذرا جو (اپنے بارے میں) نفاق سے نہ ڈرتا ہو اور کوئی منافق ایسا نہیں گذرا جو اپنے بارے میں نفاق سے مطمئن و مامون نہ ہو۔ اور وہ فرماتے تھے کہ جو (اپنے بارے میں) نفاق سے نہیں ڈرا وہ منافق ہے۔ (حقیۃ النفاق)

ایوبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بصریؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مومن کی صبح یا شام اس کے بغیر نہیں گذرتی کہ وہ اپنے بارے میں منافق ہونے کا خوف نہ کرتا ہو۔

ایک موقع پر اہل زمانہ پر تبصرہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ”ہائے افسوس! لوگوں کو امیدوں اور خیالی منصوبوں نے غارت کیا۔ زبانی باتیں میں عمل کا نام و نشان نہیں۔ علم ہے مگر (اس کے تقاضوں کو پورا کرتے کے لئے) صبر نہیں ایمان ہے مگر یقین سے خالی، آدمی بہت نظر آتے ہیں مگر دماغ نایاب، آنے جانے والوں کا شور ہے مگر ایک بندہ خدا ایسا نظر نہیں آتا جس سے دل لگے، لوگ داخل ہوئے اور نکل گئے، انھوں نے سب کچھ جان لیا پھر مکر گئے، انھوں نے پہلے حرام کیا پھر اسی کو حلال کر لیا، تمہارا دین کیا ہے؟ زبان کا ایک چٹخارہ۔ اگر پوچھا جاتا ہے کہ کیا تم روز حساب پر ایمان رکھتے ہو؟ تو جواب ملتا ہے کہ ہاں ہاں۔

جہنم کے داعی

عن علیؓ کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو قائم فذکرونا

الدجال فاستيقظ محمرا وجهه فقال غير الدجال اخوف عندى عليكم من الدجال ائمة مصلون (مصنف ابن ابی شیبہ، مسند احمد، مسند ابی یعلیٰ)

ترجمہ: حضرت علیؑ نے فرمایا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند فرما رہے تھے۔ ہم نے دجال کا ذکر چھیڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا۔ فرمایا دجال کے علاوہ مجھے دجال سے زیادہ تمہارے بارے میں جس چیز کا خوف ہے وہ گمراہ کرنے والے قائدین ہیں۔

بخاری شریف کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں ”دعلاء الی ابواب جہنم من اجابہم الیہا قبل فہو فیہا قلت یا رسول اللہ صفہم لنا فقال ہم من جلدتنا ویتکلمون بالستہ“ ترجمہ: جہنم کے دروازوں کی جانب بلائے والے داعی ہو گئے۔ جس نے انکی اس دعوت کو قبول کر لیا یہ اسکو جہنم میں گرا دیں گے۔ (حضرت حذیفہؓ نے فرمایا) میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ آپ ہمیں انکی نشانی بتا دیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہم ہی میں سے ہو گئے۔ اور ہماری زبان میں بات کرتے ہو گئے۔

فائدہ..... وہ ظاہر مسلمان ہو گئے اور باتیں بھی دین کی کیا کریں گے۔ لیکن دین کے نام پر لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے قائدین کے فتنے کو خطرناک فتنہ قرار دیا ہے۔ واقعی گمراہ کرنے والے قائدین کا فتنہ سخت فتنہ ہے۔ دین کے نام پر لوگوں کو حق سے دور کر رہے ہیں، انکی ”دینی خدمات“ باطل کو مضبوط کرنے کا سبب بن رہی ہیں۔ انکی زبان، قلم اور عمل سے دجال کے لشکر کو تقویت مل رہی ہے۔ گروہ کے گروہ ہیں جو حق سے اتنے ہی دور ہیں جیسے مشرق اور مغرب۔ اور لوگ جوق در جوق انکے ساتھ جہنم کے دروازوں کی جانب دوڑے چلے جاتے ہیں۔ انکے ماننے والے اندھے اور بہرے ہو کر انکی خود ساختہ شریعت پے عمل پیرا ہیں۔ انھیں اپنے ”حضرت“ اپنے ”سر“ اپنے ”شیخ“ کے علاوہ کچھ نظر ہی نہیں آ رہا۔ وہ جس چیز کو حرام کہہ دیں حرام ٹھہرا اور جسکو حلال قرار دیدیں وہ حلال بن جاتا ہے۔ گویا کہ انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر انھی کو اپنا رب بنالیا ہے۔

انسانوں کو رب نہ بناؤ

حضرت عدی ابن حاتم نے فرمایا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوا میرے گلے میں سونے کی صلیب لٹکی ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عدی! اس بت کو اتار بھیجگو اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا آپ سورہ برأت کی یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے: اتخذوا احبارہم و رهبانہم اربابا من دون اللہ۔ (ان عیسائیوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور رشیوخ کو اپنا رب بنالیا تھا) فرمایا کہ وہ ان (علماء و رشیوخ) کی پوجا نہیں کرتے تھے البتہ اگر وہ انکے لئے کسی چیز کو حلال کر دیتے تو وہ اسکو مان لیتے اور اگر کسی چیز کو حرام قرار دیتے تو وہ اسکو حلال تسلیم کر لیتے۔ (ترمذی شریف ۳۰۹۵)

علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

فائدہ..... آج بھی بعض مسلمانوں کی حالت یہی ہے۔ لوگوں نے اپنے بڑوں کو ہی ”رب“ مان لیا ہے۔ وہ جس چیز کو حلال کہہ دیں وہ حلال ہو جاتی ہے۔ خواہ اللہ تعالیٰ نے اسکو حرام قرار دیا ہو۔ اور اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، مفسرین، محدثین اور فقہاء کی مبارک زندگی گواہ ہے۔ اسی طرح اگر کسی چیز کو حرام قرار دیں تو لوگ اسکو حرام مان لیتے ہیں یا کم از کم اپنے عمل سے ایسا ہی ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ رب العزت نے اس کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر حلال کے طور پر نازل کیا اور قیامت تک اس امت کیلئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہی مقبول بنایا۔ یہ بیماری اتنی عام ہو چکی ہے کہ اگر آپ کسی کو قرآن کی واضح آیات سنائیں لیکن وہ اسکو صرف اسلئے نہیں تسلیم کرتا کہ اسکے ”شیخ“ کا عمل اس آیت کے خلاف ہے اور اسکے نزدیک شریعت وہی ہے جس پر اسکے شیخ عمل پیرا ہیں۔ چنانچہ وہ آرام سے یہ کہہ کر نکل جاتا ہے کہ ”اگر شریعت میں یہ چیز اتنی ضروری ہوتی تو ہمارے شیخ اس پر عمل نہیں کرتے؟ آپ ہمارے شیخ سے زیادہ دین کی سمجھ رکھتے ہیں۔“

میرے مسلمان بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اس دین کو مبہم اور شک کی حالت میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ سورج کے اجالے سے زیادہ اُجلہ، چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن اور ہمارے وجود سے زیادہ یقین والا ہے۔ اللہ کو صرف وہی دین قبول ہے جو اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور ہمارے پیارے صحابہؓ نے اسکو اپنے خون سے پروان چڑھایا۔ انکے بعد تابعین، تبع تابعین، مفسرین، محدثین اور فقہاء امت نے اپنی زندگیوں کو اسکے لئے وقف کر دیا۔ ان بزرگان امت نے ہم تک یہ دین صحیح حالت میں پہنچانے کے لئے خون



کے دریا عبور کئے۔ سلاطین وقت کے عہدوں کو لات مار کر سر اوار ٹھہرے۔ کبھی مسند درس پہ تو کبھی گھوڑے کی پیٹھ پہ۔ اپنی انگلیں، آرزوئیں اور تمنائیں اس دین کے لئے قربان کر گئے۔ وہ ہماری طرح نہیں تھے کہ دنیا بھی خوب ملے اور دین بھی نہ چھوٹے۔ وہ صرف اپنے رب سے آخرت ہی کے طلبگار ہوئے اور انہوں نے اپنی جانوں کے بدلے آخرت کے سودے کئے۔

ان قربانیوں کی بدولت یہ دین ہم تک صحیح حالت میں پہنچا ہے۔ اس میں کوئی شک و ابہام کی بات نہیں ہے۔ دنیا میں کوئی کتنا ہی علم والا ہو وہ اللہ کے حلال کو حرام نہیں کر سکتا اور جو اللہ نے حرام قرار دیا اسکو حلال نہیں بنا سکتا۔ کسی جماعت کے امیر، بزرگ یا شیخ کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھال سکے، خواہ وہ کتنا ہی قوت و اختیار والا کیوں نہ ہو۔ ایسے جابر و ہٹ دھرم، اور خود کو ”رب“ بنانے والوں کے لئے اللہ نے ہر دور میں اسکی حفاظت کے لئے حق پر جان لٹانے والے پیدا کئے ہیں۔ جو اپنی جان کی بازیاب لگا کر اس دین کو اسکی اصل حالت پر باقی رکھینگے۔ یہ اللہ کے حلال کو حلال ثابت کریں گے اور حرام کو حرام۔ خواہ اسکے لئے انھیں ساری دنیا سے ٹکرانا پڑے، اپنوں کی جلی کٹی باتیں سننی پڑیں، تمام زبانیں اور قلم انکے خلاف بدبو پھیلائے لگیں۔ یہ کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ وہی کرتے ہیں جو انکے علماء حق اور بزرگان دین انکو سکھلا کر گئے ہیں۔ نہ صرف زبان کی کلامی بلکہ ان بزرگوں نے دنیا کے چپے چپے پر اپنا، اپنے شاگردوں اور مریدوں کا خون بہا کر انکو غیرت دلائی ہے۔

چنانچہ مسلمانوں کو شخصی پرستش چھوڑ کر صرف اللہ ہی کی پرستش کرنی چاہئے اور اپنا تعلق ایسے حق والوں سے جو زنا چاہئے جسکے قول و فعل میں تضاد نہ ہو، جو اپنی پرستش کے بجائے اللہ کی پرستش کی دعوت دیتے ہوں، جو دنیا کی تارکیوں سے نکال کر آخرت کے اجالوں کی طرف لیجاتے ہوں..... جو شک کی غاروں سے نکال کر یقین کی وادیوں میں لیجاتے ہوں..... جو دلوں سے دنیا کی محبت کھرچ کر اللہ سے ملاقات کا دیوانہ بناتے ہوں..... جو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں..... اور جو باطل کو باطل کہنے کی ہمت رکھتے ہوں۔ ایسے ہی علماء اللہ کو پسند ہیں۔ اور جو انکو پسند کرے اللہ اسکو پسند فرماتے ہیں۔

آج کل ہر جماعت اپنے علماء کو علماء حق کہتی ہے اور دوسروں کو علماء سوء۔ آئیے امام غزالی کی مشہور تصنیف ”احیاء علوم الدین“ کے کچھ اقتباسات علماء کے بارے میں دیکھتے چلیں تاکہ معلوم ہو

کہ کسی خاص جماعت میں پیدا ہونے کی وجہ سے یا کسی بڑے عالم یا شیخ کا ”صاحب زادہ“ ہونے کے سبب وہ علماء حق میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ ہر ایک کا اپنا عمل اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ وہ علماء حق (علماء آخرت) میں سے ہے یا علماء سوء (علماء دنیا) میں سے۔

علماء سوء اور علماء حق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”لوگوں میں نبوت کے درجے کے سب سے زیادہ قریب علماء اور مجاہدین ہیں۔“

اہل علم تو اسلئے کہ وہ اس علم کی جانب لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں جو رسول لے کر آئے ہیں اور مجاہدین اس طرح کہ وہ اپنی تلواروں سے اس کے لئے جہاد کرتے ہیں جو کچھ انبیاء و رسول لے کر آئے ہیں۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”علماء (کے قلم) کی روشنائی قیامت کے دن شہداء کے خون کے ساتھ تولی جائے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میری امت میں دو جماعتیں ایسی ہیں کہ اگر وہ ٹھیک ہوں تو تمام لوگ ٹھیک ہونگے اور وہ خراب ہو جائیں تو تمام لوگ خراب ہو جائیں گے۔ وہ امراء اور فقہاء ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو اٹھائیں گے پھر علماء کو اٹھائیں گے اور فرمائیں گے کہ اے علماء کی جماعت میں نے اپنا علم تمہیں اسلئے عطا نہیں کیا تھا کہ میں تمہیں عذاب دوں جاؤ میں نے تمہاری مغفرت فرمادی۔ (واضح رہے کہ یہ بشارت علماء حق کے بارے میں ہے۔ راقم)

اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ایک عالم کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اسکو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اسکی آنتیں باہر نکل آئیں گی تو اس طرح چکر لگائے گا جیسے گدھا چکی کے ارد گرد چکر لگاتا ہے۔ چنانچہ جہنمی کے خواب میں وہ آئے گا تو جہنمی اس سے پوچھیں گے یہ حال تمہارا کیسے ہوا؟ وہ کہے گا میں نیکی کا حکم کرتا تھا جبکہ خود نیکی نہیں کرتا تھا اور میں (لوگوں کو) برائیوں سے منع کرتا تھا لیکن خود برائیاں کرتا تھا۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ عالم کو نافرمانی کی پاداش میں دو گنا عذاب اسلئے دیا جائے گا کہ اس نے علم کے باوجود نافرمانی کی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”بیٹھک منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہونگے۔“ کیونکہ انھوں نے علم کے بعد انکار کیا۔ اور یہود کو نصاریٰ کے مقابلے میں

زیادہ شری قرار دینا باوجود اسکے کہ یہود نے یہ نہیں کہا کہ اللہ تین میں سے ایک ہے۔ الہتہ یہود نے یہ کیا کہ حق کو پہچان لینے کے بعد انکار کر بیٹھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعرفونہ کما یعرفون ابنائہم یعنی وہ (یہود) ان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلما جانہم ما عرفوا کفروا بہ فللعنة اللہ علی الکافرین ترجمہ..... سو جب انکے پاس وہ (کتاب) آئی جس کو وہ پہچانتے تھے انکار کر بیٹھے تو اللہ کی لعنت انکار کرنے والوں پر ہے۔

اور بیشک کامیاب اور اللہ کے مقرب وہ علماء ہیں جو آخرت کی فکر کرنے والے ہیں۔ ایسے علماء کی چند نشانیاں ہیں:

”علماء آخرت اپنے علم کے ذریعے دنیا طلب نہیں کرتے۔ اسلئے کہ عالم آخرت کا سب سے کم درجہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی حقارت، اسکا گھٹیا پن اور اسکی ناپائیداری کا یقین اپنے دل میں پیدا کر لے۔ نیز آخرت کی قدر و منزلت، اسکی ابدی زندگی اسکی نعمتوں اور ملکیت کی اہمیت اپنے دل میں بٹھالے۔ اور وہ اس بات پر یقین کر لے کہ دنیا و آخرت دو الگ الگ چیزیں ہیں جسکو ایک ساتھ جمع نہیں کیا جاسکتا۔ جب بھی ان میں سے کسی ایک کو راضی کیا جائے گا دوسری ناراض ہو جائے گی۔ اور یہ دونوں (دنیا و آخرت) ترازو کے دو پلڑے ہیں اگر ایک بھاری ہوگا تو دوسرا ہلکا ہو جائیگا۔ اور عالم آخرت وہ ہے جو اس بات کا یقین کر لے کہ دنیا و آخرت مشرق و مغرب کی طرح ہیں۔ جب بھی ایک سے قریب ہو گے تو یقیناً دوسرے سے دور ہو جائے گے۔ اور یہ دونوں دو پیالوں کے مانند ہیں جن میں سے ایک بھرا ہے اور دوسرا خالی ہے۔ سو جب بھی تم خالی پیالے کو بھر و گے دوسرا اتنا ہی خالی ہوتا جائے گا۔ پس بیشک جو عالم دنیا کی حقارت اسکی کدورت اور اسکی لذتوں اور تکلیفوں کے امتزاج کو نہیں پہچانتا تو وہ فاسد العقل ہے۔ کیونکہ مشاہدہ اور تجربہ یہی بتاتا ہے۔

چنانچہ وہ شخص علماء میں کس طرح شمار کیا جاسکتا ہے جسکو عقل ہی نہ ہو۔ اور جو آخرت کے معاملے کو بڑا اور دائمی نہ سمجھتا ہو۔ وہ تو کافر ہے جسکا ایمان سلب ہو چکا ہے۔ پھر وہ شخص علماء میں سے کیسے ہو سکتا ہے جسکا کوئی ایمان ہی نہ ہو۔ اور جو یہ بھی نہ جانتا ہو دنیا آخرت کی ضد ہے۔ اور یہ کہ دنیا و آخرت دونوں کو ایک ساتھ جمع کرنا ایک ایسی ہوس ہے جو کبھی پوری ہو ہی نہیں سکتی۔ چنانچہ ایسا شخص جو دنیا بھی کمانا چاہتا ہے اور آخرت بھی وہ تمام انبیاء کی شریعتوں سے ناواقف اور جاہل



ہے۔ بلکہ وہ پورے گے پورے قرآن کا منکر ہے۔ سوائے شخص علماء کے زمرے میں کیونکر شمار کیا جاسکتا ہے اور جو عالم ان تمام باتوں کو جانتا ہوا سکے باوجود بھی دنیا کے مقابلے آخرت کو ترجیح نہیں دیتا تو وہ شیطان کا اسیر ہے۔ اسکی حیوانی خواہشات نے اسکو ہلاک کر دیا ہے اور اسکی بد بختی اس پر غالب آچکی ہے۔ اس صورت میں ایسے شخص کو علماء کی جماعت میں کیسے شمار کیا جاسکتا ہے؟

حضرت داؤد علیہ السلام کی اخبار میں ایک حکایت آئی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جب کوئی عالم میری محبت کے مقابلے میں اپنی خواہشات کو ترجیح دیتا ہے تو میں کم سے کم اسکو یہ سزا دیتا ہوں کہ اسکو اپنی عبادات کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔ اے داؤد! آپ مجھ سے ایسے عالم کے بارے میں سوال نہ کریں جس کو دنیا (کی زندگی) نے مدہوش کر دیا ہے۔ ایسا عالم آپ کو میری محبت کے راستے سے روک دیگا۔ ایسے لوگ میرے بندوں کے لئے ذاکو ہیں۔ اے داؤد! جب تم کسی ایسے عالم کو دیکھو جو مجھے پانا چاہتا ہے تو اسکے خادم بن جاؤ۔“

چنانچہ حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”علماء کی سزا اگلے دل کا مردہ ہو جانا ہے اور دل کا مردہ ہونا آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرنا ہے۔“ اور حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”جب سے علم و حکمت کے ذریعے دنیا کی طلب شروع ہوئی علم و حکمت کا وقار ہی جاتا رہا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اگر تم کسی عالم میں دنیا کی محبت دیکھو اسکو اپنے دین کے بارے میں متہم کرو۔ کیونکہ ہر محبت کرنے والا اسی چیز میں جا گھستا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔“

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ دنیا دار علماء سے فرماتے تھے ”یا اصحاب العلم! قصورکم فیصریۃ و بیوتکم کسرویۃ و اثوابکم ظاہریۃ و اخفافکم جالونیۃ و مراکبکم فارونیۃ و ازانیکم فرعونیۃ و مآئیکم جاہلیۃ و مذاہبکم شیطانیۃ فاین الشریعة المحمدیۃ؟“

ترجمہ۔ اے علم والو! تمہارے محلات قیصر روم کے محلات کے مانند ہیں اور تمہارے گھر ایرانی بادشاہ کے گھر کی طرح ہیں اور تمہارے لباس ظاہریوں جیسے ہیں اور تمہارے چپل جالوتیوں کی طرح ہیں۔ اور تمہاری سواریاں قارون جیسی ہیں اور تمہارے برتن فرعونوں کے سے ہیں۔ تمہارے گناہ جاہلی ہیں اور تمہارے مذاہب شیطانی ہیں موشریعت محمدیہ کہاں ہے؟ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی رضا والے عمل کو اسلئے حاصل کیا

کہ وہ اس سے دنیا کمائے تو قیامت کے دن وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکے گا۔

اللہ تعالیٰ نے علماء سوء کی نشانی علم دین کے ذریعے دنیا کھانا بیان فرمائی ہے۔ اور علماء آخرت کی نشانی خشوع اور زہد (دنیا سے بے رغبتی) بیان فرمائی ہے۔

علماء دنیا (علماء سوء) کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ**

**الْكِتَابِ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا**

ترجمہ: اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے یہ عہد لیا کہ کتاب دی گئی کہ تم لوگوں کے سامنے اس کتاب کو واضح انداز میں بیان کرو گے اور اسکو چھپاؤ گے نہیں، پس انھوں نے اس کو پس پشت ڈال دیا اور اسکے بدلے تھوڑا مال خرید لیا۔

اور علماء آخرت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَأَنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ**

**يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا**

**قَلِيلًا ۚ إِنَّ لَكُمْ لَهُمْ أَجْرَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ**۔

ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر جو تم پر

نازل کی گئی اور اس پر جو ان پر نازل کی گئی، اللہ کے سامنے خشوع کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی آیات

کے بدلے حقیر مال نہیں خریدتے۔ یہی لوگ ہیں جنکے لئے انکے رب کے ہاں انکا بدلہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہر عالم کے پاس نہ

بیٹھا کرو سوائے اس عالم کے جو تمہیں پانچ چیزوں سے بنا کر پانچ چیزوں کی طرف بلائے۔ شک

سے یقین کی طرف، ریاء کاری سے اخلاص کی طرف، دنیا کی رغبت سے زہد کی طرف، تکبر سے

تواضع کی طرف اور عداوت سے صلح جوئی کی طرف۔ اس روایت کو ابو نعیم نے الحلیہ میں اور ابن

جوزی نے موضوعات میں روایت کیا ہے۔

حضرت یحیٰ بن عبد الرحمن بن غنم سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا کہ مجھ سے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ نے بیان کیا کہ ہم مسجد قبا میں علم حاصل کر رہے تھے تو نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ تم جو سیکھنا چاہو سیکھو اللہ تعالیٰ تمہیں اس وقت تک اس کا

اجر نہیں دیگا جب تک تم عمل نہ کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی مثال جو علم حاصل کرتا

ہے اور عمل نہیں کرتا اس عورت جیسی ہے جس نے چھپ کر زنا کیا اور حاملہ ہو گئی پھر اسکا حمل ظاہر ہوا

جسکے نتیجے میں رسوا ہوئی۔ سوائی طرح وہ عالم ہے جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کے سامنے اسکو رسوا کرینگے۔

اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب علماء کے دل دنیا کی محبت کی طرف مائل ہو جائیں گے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگیں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ حکمت کے چشموں کو روک دیں گے اور انکے دلوں سے ہدایت کے چراغوں کو بجھا دیں گے۔ اور کعب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آخری زمانے میں ایسے علماء ہونگے جو دنیا سے بے رغبتی کا درس دیں گے حالانکہ خود دنیا سے بے رغبتی اختیار نہیں کریں گے لوگوں کو (اللہ سے) ڈرائیں گے لیکن خود نہیں ڈریں گے، اور حکمرانوں کے ارد گرد منڈلانے سے لوگوں کو روکیں گے حالانکہ خود ان (حکمرانوں) کے پاس آئیں گے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دیں گے، اپنی زبانوں (کی کمائی) کھائیں گے فقراء کو چھوڑ کر مالداروں کو قریب کریں گے، علم پر ایسے غیرت کریں گے جیسے عورتیں مردوں پر غیرت کرتی ہیں، انکا کوئی ہم نشین اگر کسی اور کے پاس بیٹھے تو اس پر غصہ ہونگے۔

اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا علم کثرت روایت کا نام نہیں بلکہ علم خشیت کا نام ہے۔ (احیاء علوم الدین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔ الباب السادس فی آفات العلم و بیان علامات علماء الآخرة و علماء السوء)

علماء حق اور علماء سوء (علماء دنیا) کے بارے میں امام غزالی کا تفصیلی بیان پڑھنے کے بعد ہر ایک کو سوچنا چاہئے کہ وہ کس کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ اور کہاں بھاگ رہا ہے۔ جنت کی بلندیوں کی طرف یا جہنم کی پستیوں کی طرف۔ نیز علماء حق کو برا بھلا کہنے یا انکی نصیحت کرنے سے ہر مسلمان کو پرہیز کرنا چاہئے۔ یہ اللہ کے دوست ہیں اور اللہ اپنے دوستوں کی برائی پسند نہیں فرماتے۔

لوگوں کا ذہن اتنا ہی وی زدہ ہوا ہے کہ وہ ہر چیز کی وی پر ہی تاش کرتے ہیں۔ علماء حق کے بارے میں بھی انکا یہی نظریہ ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جو علماء کی وی پر یا اخبارات میں آتے ہیں وہی علماء ہیں اور جو میڈیا سے دور ہیں انکا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ چنانچہ جب بھی آپ عوام کی زبانی یہ سنیں ”مولوی ایسا کرتے ہیں، مولوی ویسا کرتے ہیں، انکے بچے امریکہ میں پڑھتے ہیں“ تو ان بیچاروں کے ذہن میں یقیناً کوئی ایسا ہی عالم ہوتا ہے اور اسکو سامنے رکھ کر وہ تمام علماء کے بارے میں اپنا فیصلہ صادر فرما دیتے ہیں۔ لہذا لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ ہر مشہور ہو جانے والا عالم، ضروری



نہیں کہ وہ علماء حق میں سے ہو۔

### نا اہل قیادت..... قیامت کی نشانی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ہب امانت ضائع کی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو۔ راوی نے کہا ہے کہ امانت کا ضائع ہونا کیا ہے؟ فرمایا جب امر (امارت) نا اہل کے سپرد کی جانے لگے۔ تو قیامت کا انتظار کرو۔ (ابو عمر والدانی ۳۸۱) اس کو امام بخاریؒ نے کتاب الرقاق میں روایت کیا ہے۔

فائدہ:- اس دور میں اس کی زندہ مثالیں ہر طرف نظر آرہی ہیں۔ نا اہلوں نے تمام عالم اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے کسی بھی ذمہ داری کے لئے کوئی اہلیت ضروری نہیں بس کسی بڑے صاحب کا صاحب زادہ ہونا کافی ہے۔

یہاں دوسرے باب کا پہلا حصہ ختم ہوا۔ اسکے بعد دوسرا حصہ دجال کے بارے میں ہے۔

## دجال کے خروج کی نشانیاں

یہ بات یاد دلاتے چلیں کہ یہاں ان احادیث کو بیان نہیں کیا جائے گا جو راقم اپنی کتاب ”تیسری جنگ عظیم اور دجال“ میں بیان کر چکا ہے۔ اس طرح دجال سے متعلق وہی تفصیل یہاں بیان کی جائے گی جو وہاں نہیں بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ جو حضرات مزید تفصیل دیکھنا چاہتے ہوں وہ ”تیسری جنگ عظیم اور دجال“ میں یہ تفصیل دیکھ سکتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے حالات اپنی امت کے لئے بیان فرمائیں ہیں۔ ہم کس دور سے گزر رہے ہیں، اس دور میں دنیا و آخرت کی کامیابی کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جانا چاہئے، مستقبل قریب میں ہمیں کن حالات کا سامنا ہوگا، یہ تمام باتیں جب تک ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں نہیں تلاش کریں گے تب تک یہ امت دجالی میڈیا کی پھیلائی تاریکیوں میں ہی بہکتی رہے گی۔ ایک کے بعد ایک تاریک غار اس کا مقدر ہوگی۔ جو خبر میڈیا پر چل رہی ہوگی اسی پر تمام مبصرین و تجزیہ نگار اپنا دماغ کھپا رہے ہونگے۔ عالمی میڈیا پر تو بعض یہودی مکار جس رخ پر لے جانا چاہیں گے یہ حضرات انہی ان دیکھے راستوں پر دوڑتے رہیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے دور رہ کر جو حال اس امت کا ہوا ہے اسکو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا اگر ہم حق و باطل کی اس جنگ میں خود کو اپنے گھر والوں کو اور اپنے ملک کو بچانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ہمیں احادیث نبوی کی روشنی میں ان حالات کو سمجھنا ہوگا۔

یہ حالات کیا ہیں؟ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حالات کے بارے میں کیا بیان فرمایا، ایسے وقت میں کیا کرنے اور کن چیزوں سے بچنے کا حکم فرمایا؟ ان تمام باتوں کو سامنے رکھ کر ہر مسلمان کی انفرادی ذمہ داری ہے کہ وہ ابھی سے احادیث کے مطابق اپنی محنت کا آغاز کر دے۔ اپنے گھر میں محنت کرے۔ اپنے دوستوں، رشتے داروں کو قائل کرے، اس طرح انشاء اللہ

اسکی اس محنت میں اللہ تعالیٰ برکت پیدا فرمادیجئے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو فتنوں سے محفوظ فرمائیں۔ (آمین)

### دجال سے پہلے صف بندی

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا۔ فرمایا تم میں سے بعض کا فتنہ میرے نزدیک دجال کے فتنے سے بڑا ہے۔ فتنہ چھوٹا ہو یا بڑا وہ دجال کے فتنے پر ہی منبج ہوگا۔ سو جو اس کے فتنے سے پہلے فتنوں سے بچ گیا وہ دجال کے فتنے سے بھی بچ جائے گا۔ اللہ کی قسم دجال مسلمان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اسی دونوں آنکھوں کے درمیان کا فرق لکھا ہوگا۔ (احادیث فی الفتن والحوادث، ج: ۱، ص: ۲۵۶)

فائدہ..... اس حدیث اور آنے والی حدیث سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ دجال کے آنے سے پہلے ہی ایمان والے اور منافقین کی چھانٹی ہو جائے گی۔ یعنی دجال کے خروج سے پہلے حالات ایسے ہو جائیں گے کہ ہر ایک کو اپنے بارے میں یہ فیصلہ کر لینا پڑے گا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں شامل ہو یا دجال کے متحدہ لشکر کا ایندھن بن جائے۔

گزشتہ سال ہی آئی اے نے امریکی حکومت کو یہ رپورٹ تیار کر کے دی ہے کہ اس دہشت گردی کی جنگ میں ابھی تک یہ پتہ نہیں چل پارہا ہے کہ کون ہمارے ساتھ ہے اور کون ہمارے دشمنوں کے چٹا نچہ اب ایسی پالیسی بنائی جانی چاہئے جس سے دونوں گروہ واضح ہو جائیں۔ چٹا نچہ آپ پاکستان میں بھی دیکھ سکتے ہیں کہ اب ایسی پالیسی پر عملدرآمد شروع ہو چکا ہے۔ اور بہت تیزی کے ساتھ صفیں تقسیم ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ زندگی کے ہر شعبے میں یہ تقسیم جاری ہے۔

ہر مسلمان کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے کہ وہ قیامت کے دن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس حال میں جانا چاہتا ہے۔ امام مہدی کے ساتھ اٹھنا چاہتا ہے یا انکے دشمنوں کے ساتھ۔ دجال کے ساتھ اپنا حشر کرانا چاہتا ہے یا اس جماعت کے ساتھ جسکے بارے میں خیر صادق نے پیش گوئی فرمائی کہ میری امت کی ایک جماعت حق کی خاطر حق پر ڈٹی رہے گی۔ انکے مخالفین انکو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ انکے آخر والے دجال سے قتال کریں گے۔ اہل حق حق پر ڈٹے ہوئے ہیں، اس حق کو بچانے کی خاطر میدانوں کا رخ کر چکے ہیں اور دجال کے مقدمہ الجھیش (Advanced Force) سے ٹکرا رہے ہیں۔



اے سوئے ہوئے مسلمانو! اپنے بارے میں فیصلے کرو اور رک کر سوچو کہ سفر کس سمت جاری ہے۔ زبانیں کس کے حق میں چل رہی ہیں۔ قلم کس لشکر کو مضبوط کر رہے ہیں۔ مال کہاں لگا رہے ہو۔ یہ جان رکھو اب دو کشتیوں میں سوار نہیں ہو سکتے۔ ایک ہی کشتی کا انتخاب کرنا پڑے گا۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ کے لشکر میں بھی رہو اور دجال کے اتحادی بھی ناراض نہ ہوں۔ اگر تمہارے اقدام سے عالمی دجالی قوت ناراض نہیں تو پھر اپنے اقدام کے بارے میں سوچو کہ یہ کیسا حق ہے جس سے باطل غصے میں نہیں آتا ہے۔ یہ کیسا سچ ہے جس سے دجال کی دجالت پر حرف نہیں آ رہا۔ حق کی شان تو یہ ہے کہ باطل چیخ پڑے خواہ حق کی آواز پہاڑوں کی غاروں میں لگائی جائے۔

### منبر و محراب سے دجال کا تذکرہ بند ہو جانا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يخرج الدجال حتى يذهل الناس عن ذكره وحتى تتبرك الأئمة ذكره على المنابر (رواه عبد الله بن الإمام أحمد - قال الشيخون وصححه) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک لوگ اسکے تذکرہ سے غافل نہ ہو جائیں۔ یہاں تک کہ ائمہ (مساجد) بھی منبروں پر اسکا تذکرہ کرنا چھوڑ دیں۔

### دُم دار ستارے (Comet) کا ظاہر ہونا

ابن ابی ملیکہؒ نے فرمایا ایک دن میں صبح کے وقت عبد اللہ ابن عباسؓ کے پاس تھا انہوں نے فرمایا ”گزشتہ رات میں پوری رات نہیں سو سکا۔ میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے فرمایا ”دُم دار ستارہ طلوع ہوا ہے مجھے اندیشہ ہوا کہ دجال آگیا ہے۔“ (مسندک حاکم: ۸۴۱۹) امام حاکم نے اس کو بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبیؒ نے اس سے اتفاق کیا ہے۔ فائدہ..... دُم دار ستارے کو انگریزی میں Comet کہتے ہیں۔ اس ستارے کے پیچھے سے روشنی پھوٹ رہی ہوتی ہے جو دیکھنے میں دُم کی طرح نظر آتی ہے۔ ماہر فلکیات نے اس کو ”ہالی“ کا نام دیا ہے جو کہ برطانوی سائنسدان ایڈمنڈ ہالی (Edmond Halley) کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔

۲۵ مارچ ۱۹۹۶ء کو دُم دار ستارہ واضح دیکھا گیا تھا۔ اس کی عمر دس ہزار سال بتائی جاتی ہے

جنوری ۲۰۰۷ء میں بھی یہ دیکھا گیا امریکی خلائی تحقیقاتی ادارے ”ناسا“ کے سائنسدان اس ستارے پر موجود گرد کے ذرات کا کیمیائی تجربہ کر رہے ہیں اور خلائی گاڑی کو اس کے ساتھ لٹکانے کا کامیاب تجربہ کر چکے ہیں۔ ان کے بقول اس میں بڑی مقدار میں کیمیائی مادے ہوتے ہیں۔

### چشمے اور نہریں سوکھ جائیں گے

عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال للدجال آيات معلومات اذا غارت  
العيون ونزلت الانهار واصفر الريحان وانتقلت مذحج و همدان من العراق  
فنزلت قنسرین فانظروا الدجال غاديا اور رائحا. هذا حديث صحيح الاسناد  
ولم يخبرجاه ووافقه الذهبي (متدرک حاکم، ج: ۴، ص: ۵۰۶)

ترجمہ..... حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا: دجال کے آنے کی چند معلوم نشانیاں ہیں۔ جب چشمے (یا زیر زمین پانی) نیچے چلے جائیں، اور نہروں کا پانی نکال لیا جائے اور گھاس (مراد سبزہ) پیلی ہو جائے اور قبیلہ مذحج اور ہمدان عراق سے قنسرین کوچ کر جائیں۔ تو تم دجال کا انتظار کرو کہ صبح آجائے یا شام آجائے۔

اسماء بنت یزید انصاریہؓ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا اس سے پہلے تین سال ہونگے ایک سال آسمان اپنی ایک تہائی بارش روک لے گا اور زمین اپنی ایک تہائی پیداوار روک لے گی۔ دوسرے سال آسمان اپنی دو تہائی بارش روک لے گا اور زمین اپنی دو تہائی پیداوار روک لے گی اور تیسرے سال آسمان اپنی مکمل بارش روک لے گا اور زمین اپنی مکمل پیداوار روک لے گی، چنانچہ نہ کھروالا اور نہ اڑھ والا جانور بچے گا۔ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ (الفتن 1317 رواہ احمد فی المسند)

### دریائے فرات خشک ہو جائے گا

حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے فرمایا ”تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی جب تم کوفہ والوں کو دیکھو گے کہ وہ یہاں سے نکل رہے ہوں گے یا نکالے جائیں گے اس فرات سے ایک قطرہ بھی نہ پنی سکے گا۔ ایک شخص نے کہا اے ابو عبد اللہ! (حضرت حذیفہ کی کنیت) آپ ایسا گمان کرتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا میں گمان نہیں کرتا بلکہ مجھے علم ہے۔

یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور حافظ ذہبی نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے۔ (مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۵۸۹)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا ”قریب ہے کہ تم اپنی اس بہتی میں ہاتھ دھونے کے لئے پانی مانگو اور وہ تمہیں نہ ملے۔ سارا پانی اپنے ماخذ کی طرف چلا جائے۔ سو بقیہ مسلمان اور پانی شام میں ہو گئے۔ (مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۵۸۹)

حاکم نے اسکو صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔

فائدہ..... دریائے فرات پر ترکی نے تیرہ (۱۳) ڈیم بنارکھے ہیں جن میں سب سے بڑا ڈیم ”انا ترک ڈیم“ ہے جو دنیا کے بڑے ڈیموں میں شمار ہوتا ہے۔ اسکو بھرنے کے لئے دریائے فرات کو ایک مینیئہ تک مکمل اس میں گرا نا ہوگا۔ اس طرح شام اور عراق کا پانی مکمل بند ہو جائے گا۔ یہ صورتحال نہ صرف عراق و شام کے لئے بلکہ دیگر خطی ریا ستوں کے لئے بھی سخت دشواری کا سبب ہے۔ ترکی پانی کو سیاسی و باؤ کے لئے استعمال کرتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل کو خوش کرنے کے لئے ترکی کی بد دین حکومت ایسا کرتی رہی ہے۔ واضح رہے کہ یہ تمام منصوبے دجال کے عالمی اداروں کے تعاون سے مکمل ہوئے ہیں۔ اس وقت عراق میں دریائے فرات میں بہت کم پانی ہوتا ہے۔ عام طور پر اس میں دو سے تین میٹر پانی رہتا ہے۔

حضرت ارطاةؓ کہتے ہیں ہے دجال کے خروج کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ مشرق سے ہوا ہوگی، جونہ گرم ہوگی اور نہ ٹھنڈی۔ یہ ہوا اسکندریہ کے بت کوڑھا دیگی، مغرب اور شام کے زیتونوں کو کاٹ دیگی، فرات اور چشموں اور نہروں کو سکھا دیگی، اور اسکی وجہ سے دنوں اور مہینوں کے اوقات اور چاند کے اوقات بھول جائیں گے۔ (ص 314، عن الحکم بن نافع عن جراح عن ارطاة)

محقق احمد بن شعبان نے اس سند کو لا باس بہ کے درجے کی قرار دیا ہے۔

ان احادیث میں واضح بتایا گیا ہے کہ دجال کے نکلنے کے وقت پانی کی عالمی قلت پیدا کردی جائے گی۔ بارشیں کم ہو جائیں گی اور جس سال دجال آئے گا بارشیں بالکل نہیں ہوگی۔ جس ہوا کا اس آخری روایت میں ذکر ہے اس ہوا سے چشمیں، نہریں اور رو ریا سوکھ جائیں گے۔ چشموں کو سکھانے کے لئے ورلڈ بینک کی جانب سے منصوبے جاری ہیں۔ صوبہ سرحد و آزاد کشمیر کے پہاڑی علاقوں میں یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے ورلڈ بینک کے پیسے سے جن چشموں پر ٹنکیاں بنائی گئی ہیں



وہ چشمے بہت جلد سوکھ گئے ہیں۔ جبکہ مقامی لوگوں کے پیسے سے جن چشموں پر ٹنگیاں بنائی گئیں ان چشموں کی حالت قدرے بہتر ہے۔

### موسمیاتی تبدیلیاں

قال مالک سمعت عمرو بن سعید ابن اخی حسن شیخ قدیم من اهل الیمن یقول : من علامة قوب الساعة اشتداد حر الارض . (رواہ ابو عمرو الدانی: ۴۴۹)  
ترجمہ: قریب قیامت کی علامت میں سے (ایک) زمین کا درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔  
فائدہ: زمین کا درجہ حرارت مسلسل بڑھ رہا ہے جس کا تجربہ آپ حضرات ہر گرمی و سردی میں کر رہے ہیں۔ یہودی سائنسدانوں نے ہواؤں کا دباؤ کم زیادہ کر کے موسموں میں تبدیلی لانے پر تحقیقات مکمل کر لیں ہیں اور اس کا کامیاب تجربہ ۲۰۰۸ء کے چین میں منعقد اولمپک گیمز بھی کیا جا چکا ہے۔

1987 تا 1992 کے دوران ”ایسٹ لینڈ“ کے آرکو پاور ٹیکنالوجیز انکارپوریٹڈ کے سائنسدانوں نے ایک ایسا ہتھیار بنایا جو زمین کے آبیونی کرہ یا مقناطیسی کرہ کو تبدیل کر سکتا ہے۔ 1994 میں یہ ہتھیار ملٹری کنٹریکٹرز ”ای سسٹمز“ نے خرید لیا اور دنیا میں سب سے بڑا آبیونی بیئر تعمیر کرنے کا اعلان کیا۔ اس پراجیکٹ کو ”ہارپ“ (HAARP) کا نام دیا گیا۔ اس پراجیکٹ کے بنیادی مقاصد یہ ہیں:

- ① انسانی ذہن کو انتشار کا شکار کرنا۔
  - ② کرہ ارض کے تمام مواصلات (Communication) کے نظام کو جام کرنا۔
  - ③ کسی بھی علاقے میں موسم تبدیل کرنا۔
  - ④ جانوروں کی نقل مکانی کے انداز میں مداخلت کرنا۔
  - ⑤ انسانی صحت کو منفی انداز میں تبدیل کرنا۔
  - ⑥ زمینی فضاء کی بالائی سطح پر غیر فطری اثرات مرتب کرنا۔
- اس حقیقت کو ذہن میں رکھئے کہ اسلام دشمن و جالی قوتیں موسموں پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت حاصل کر چکی ہیں اور پھر مندرجہ ذیل خبروں کو پڑھئے:

## پاکستان..... سنگین موسمیاتی تبدیلیاں

ماہرین کا کہنا ہے کہ پاکستان میں عالمی ماحولیاتی تبدیلیوں کے اثرات نظر آنا شروع ہو چکے ہیں۔ اور اس سے تحفظ آبی وسائل زراعت، توانائی، صحت، موسمی شدت، جنگلی حیات کی بقا اور صحرا زدگی جیسے سنگین مسائل جنم لے سکتے ہیں۔ سندھ بلوچستان کے بنجر ساحلی علاقوں کے درجہ حرارت میں اعشاریہ چھ سے لیکر ایک سینٹی گریڈ تک کا اضافہ ہوا ہے۔ خشک میدانی اور ساحلی علاقوں میں موسم گرما اور سرما کی معمول کی بارشوں میں اوسط دس تا پندرہ فیصد کمی آئی ہے۔

آب ہوگا کمیاب..... دریاؤں کی طغیانی خشک سالی کا پیش خیمہ..... برف میں ریکارڈ کی..... انسان خود بھی آب و ہوا کی تبدیلی پر اثر انداز..... پانی کی عالمی قلت..... امیر ممالک کے پانی کے ذخائر میں کمی۔

2003 موسمیاتی تبدیلیوں کے حوالے سے بہت اہم تھا۔ جس میں خلاف معمول ایسے واقعات ہوئے جنگلی جڑیں موسمیاتی تبدیلیوں سے جا ملتی ہیں۔ اس برس جون میں ملک میں شدید گرمی کی لہر رہی۔ HAARP کے بعد بھی کئی پروجیکٹ موسم پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت حاصل کرنے کے لئے شروع کئے گئے ہیں۔ ان میں سب سے خطرناک 2008 میں کیا جانے والا ”بگ بینگ“ (Big Bang) نامی وہ تجربہ تھا جس کا مقصد تخلیق کائنات کے راز کا پتہ چلا کر کائنات میں تبدیلی کی صلاحیت حاصل کرنا تھا۔

ہارپ کے مقاصد میں یہ چیزیں شامل تھیں البتہ میڈیا پر ان موسمیاتی تبدیلیوں کی وجہ کچھ اور بتائی جاتی ہے جس کا مقصد اسکے سوا کچھ نہیں کہ لوگوں کو خصوصاً مسلمانوں کو حقیقت کا علم نہ ہو سکے۔ مثلاً کارخانوں اور گاڑیوں کی وجہ سے درجہ حرارت میں اضافہ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ اور عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش ہے۔ یہودی سائنسدان یہ سب دجال کے لئے کر رہے ہیں۔ یہودی یہ سمجھتے ہیں کہ جب وہ نشانیاں مکمل ہو جائیں گی جنگی خبر تو ریت انجیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے تو ان (یہود) کا جھوٹا خدا ہر ہو جائے گا۔

## فیثن یا دجال کا حلیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے بارے میں تمام تفصیلات بیان فرمائی ہیں۔ اسکی

آنکھ اور بالوں کے بارے میں خصوصی طور پر تفصیل بیان فرمائی ہے۔

### نیا ہیرا سائل۔ یا..... دجال کے بال

دجال کے بالوں کے بارے میں کئی احادیث ہیں۔ ① جَعَلَ الرَّأْسَ لِعَيْنِ سَخْتٍ  
گھنگریالے بال والا (صحیح بخاری) ② حُفَّالَ الشَّعْرَ لِعَيْنِ بَهْتٍ گھنے، روکھے بالوں والا (صحیح مسلم)  
③ إِنَّهُ نَسَابٌ قَطَطٌ وہ چھوٹے تخت گھنگریالے بالوں والا ہوگا۔ (صحیح مسلم) ④ رَأْسُهُ مِنْ  
وَرَأْسِهِ خُبْكُ خُبْكٍ سر میں پیچھے کی جانب بالوں کی گچھیاں بنی ہوگی (سخت الجھے ہوئے  
ہونے کی وجہ سے)۔ (مسند احمد) ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کُنَّ رَأْسُهُ أَغْصَانُ شَجَرَةٍ  
اسکا سر دیکھنے میں ایسا لگے گا جیسے درخت کی ٹہنیاں۔ (زیادہ گھنے اور الجھے ہوئے بالوں کی وجہ سے)  
فائدہ..... یعنی اسکے بال کھر دے، خشک، بے رونق جن میں کوئی چمک نہیں ہوتی، بری طرح  
الجھے ہوئے بہت زیادہ ہونگے۔ دیکھنے میں گویا جھاڑ جھکاڑ کی طرح نظر آئینگے۔ جبکہ پیچھے سخت الجھے  
ہوئے بالوں کی گچھیاں بنی ہوگی۔ بال اگر ہلکے گھنگریالے ہوں تو وہ خوبصورت لگتے ہیں۔ لیکن دجال  
کے بال سخت گھنگریالے، اور بغیر چمک کے بالکل روکھے ہونگے۔ ان بالوں کو گرکاٹ کر چھوٹا کر دیا  
جائے تو ان میں مانگ نہیں نکل سکتی بلکہ یہ سیدھے کھڑے رہتے ہیں۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے  
اشتہارات میں دونوں قسم کے بال وقتاً فوقتاً نظر آتے رہتے ہیں۔ یعنی بڑے بڑے گھنگریالے بھی  
اور سیدھے کھڑے بال بھی۔ اس ”ہیرا سائل“ کو دھیرے دھیرے فیشن میں لایا جا رہا ہے۔

### دجال کی آنکھ اور ملٹی نیشنل کمپنیاں

دجال کا نا بھی ہوگا اور بھیگا بھی۔ ایک آنکھ سے بالکل بے کار ہوگا۔ ”وَعَيْنُهُ الْيَسْرَى  
کساہا ککو کب دری“ اسکی بائیں آنکھ ایسی ہوگی گویا چمکدار ستارہ۔ بعض دوستوں نے بتایا کہ  
جیوٹی وی چینل کا لوگو (Logo) ”ج“ ہے۔ جو آنکھ کے مانند ہے۔ کبھی کبھی یہ آنکھ اس طرح  
دکھائی جاتی ہے جیسے اس سے بہت تیز روشنی پھوٹ رہی ہوتی ہے۔

مسند احمد اور ابن حبان کی روایت میں ہے: ”الدَّجَالُ عَيْنُهُ خَضْرَاءُ  
كَالنَّارِ حَاجَةً“ دجال کی آنکھ ہبز ہوگی جیسے کالج (یا قندیل)۔

سونی ایرکسن (Sony Ericsson) کے موبائل پر آپ نے ہبز رنگ کا گول نشان



دیکھا ہوگا۔ اگر کسی بڑے اشتہار میں اسکو دیکھیں تو یہ آنکھ کا نشان ہے۔ جو سبز ہے۔ دجال چونکہ تمام ظاہری اور باطنی خرابیوں کا مجموعہ ہے۔ اسکا رنگ، بال آنکھ جسم ہر چیز ایسی ہے جسکو دیکھ کر انسان اس سے نفرت کرنے لگے۔ لیکن یہودی ادارے دجال کی ان خامیوں کو اس طرح بنا کر پیش کر رہے ہیں کہ لوگ اس کو اچھا سمجھنے لگیں۔ دجال کی آنکھ اور بالوں کے حوالے سے انکی محنت مسلسل جاری ہے۔

بری بری شکلوں والے کارٹون دکھا کر بچوں کو ابھی سے گندی شکلوں سے مانوس کیا جا رہا ہے۔ مختلف کمپنیوں کے اشتہارات پر ایک آنکھ کا نشان آپ دیکھ سکتے ہیں۔ کہیں یہ آنکھ باہر کو نکلی ہوتی ہے۔ کہیں آنکھ کے اندر سفید دھبہ دکھایا گیا ہوتا ہے۔ گہرے، سینر آلات، کاروں کے ہیڈ لائٹس، نئی گاڑیاں غرض بے شمار مصنوعات ہیں جنکو آنکھ کی شکل کا بنایا جا رہا ہے۔

اس ایک آنکھ کے بارے میں یہودیوں نے یہ بات پھیلائی ہے کہ یہ ”نظر بد“ سے بچانے والی آنکھ ہے۔ اسکو وہ ایول آئی (Evil's Eye) کہتے ہیں۔ ہمارے فی وی زدہ مسلمان بے چارے کچھ سوچتے تو ہیں نہیں بس جو دیکھا اسی کی نقل کرنی شروع کر دی۔ چنانچہ یہ ایک آنکھ اب لوگوں نے گلوں میں لٹکانی شروع کر دی ہے۔ تہیحات کے اندر بھی یہ آنکھ آ رہی ہے۔ یہ درحقیقت شرکی آنکھ (Devil's Eye) ہے۔ یہ دجال کی آنکھ ہے جس سے لوگوں کو مانوس کیا جا رہا ہے۔ ایک آنکھ سے دیکھنے کا محاورہ تقریباً ہر زبان میں موجود ہے۔ جو انصاف پسند کے لئے بولا جا تا ہے۔ یہ بھی درحقیقت دجال کی ایک آنکھ سے لیا گیا ہے جسکو یہودی ادیبوں نے ہر زبان کے ادب میں شامل کر دیا ہے۔

## دجال کی جنت و جہنم

معہ مثل الجنة ومثل النار فالنار روضة محضراء والجنة غبراء ذات دخان۔ ترجمہ..... اور اس (دجال کی) بائیں آنکھ ایسی ہوگی گویا چمکتا ہوا ستارہ ہو۔ اسکے ساتھ جنت کے مثل اور جہنم کے مثل (جنت و جہنم) ہوگی۔ سوائسکی جنت سرسبز و شاداب باغ ہوگی اور اسکی جنت گرد کے رنگ کی طرح دھوئیں والی ہوگی۔

اس حدیث کو مشہور محدث علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اپنی کتاب ”قصۃ المہجۃ الدجال“ میں کئی طرق سے نقل کیا ہے اور اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (ج: ۱، ص: ۱۳۰)

فائدہ..... اس حدیث میں دجال کی جنت کے لئے مثل کا لفظ آیا ہے۔ یعنی اسکے ساتھ جنت کے مثل اور جہنم کے مثل دو چیزیں ہوں گی۔ دوسری چیز جو اس میں غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ اسکی جنت گردوغبار کی طرح دھوئیں والی ہوگی۔ یہ کیسی جنت ہوگی جو غبار آلود اور دھوئیں والی ہوگی۔ بعض محققین کا خیال یہ ہے کہ دجال یہ منظر لیزر شعاعوں کے ذریعے تخلیق کریگا۔ کسی بھی جگہ پر لیزر شعاعیں ڈال کر کوئی بھی منظر تخلیق کیا جاسکتا ہے۔ لیکن کسی جگہ پر بڑی مقدار میں لیزر شعاعیں پڑنے کے نتیجے میں اس جگہ کا درجہ حرارت بڑھ جائے گا اور وہ جگہ انسانی جلد اور دماغ کے لئے سخت عذاب کا باعث ہوگی۔ شدید گرمی کے موسم میں آپ نے کسی تپتی ہوئی زمین کو دیکھا ہوگا۔ ایسا لگتا ہے جیسے اسکے اوپر غبار اور دھواں موجود ہو۔ اسی طرح کانے دجال کی جنت بھی ہو سکتی ہے۔ سائنسدان اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ لیزر شعاعیں انسانی دل و دماغ کے لئے خطرناک ہیں۔ ایک موبائل فون کا استعمال کینسر کا سبب بن سکتا ہے۔ چنانچہ اندازہ کیجئے کہ کہ جہاں لاکھوں موبائل کی مقدار سے بھی زیادہ شعاعیں پڑ رہی ہوں وہاں کی زمین کا کیا عالم ہوگا۔ اس میں داخل ہونے کے بعد کوئی بھی انسان اذیت ناک بیماریوں میں مبتلا ہو جائے گا۔

دجال کی جنت و جہنم کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں لکھا ہے:

”فاما ان يكون الدجال ساحرا فيخيل الشئ بصورة عكسه واما ان يجعل الله باطن الجنة التي يسخرها الدجال نارا وباطن النار جنة وهذا الراجح وام ان يكون ذلك كناية عن النعمة والرحمة بالجنة وعن المحنة والنقمة بالنار فمن اطاعه فانه عليه بجنه يؤول امره الى دخول نار الاخرة وبالعكس.“ (فتح الباری ابن حجر عسقلانی، ج: ۱۳، ص: ۹۹)

ترجمہ..... یا تو دجال جادوگر ہوگا جو کسی بھی چیز کو اسکی حقیقت کے برخلاف بنا کر دکھا دیگا، یا اللہ تعالیٰ دجال کی جنت کو اندر سے جہنم بنا دیں گے اور اسکی جہنم کو جنت۔ یہی بات راجح ہے۔ یا یہ کہنا یہ ہے۔ اسکی جنت سے مراد اسکی نعمتیں اور نوازشیں ہیں اور اسکی جہنم سے مراد اسکی ناراضگی ہے۔ جو اسکی اطاعت کر لے گا اسکو اپنی جنت دیدیگا۔ جسکا انجام آخرت میں جہنم ہے۔ یہی معاملہ اسکی جہنم کا ہوگا۔

اسکی جہنم کی وضاحت مسلم شریف کی اس روایت میں بھی ملتی ہے:

حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ دجال کے پاس ہوگا اسکا مجھے اچھی طرح علم ہے۔ اسکے ساتھ دو چاری نہیں ہوں گی۔ ایک آنکھوں دیکھا سفید پانی ہوگا اور دوسری آنکھوں دیکھی بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی۔ سوا اگر کوئی اسکو پائے تو وہ اس میں خود کو ڈالے جسکو وہ آگ دیکھتا ہو۔ اور آنکھیں بند کر لے۔ پھر سر کو جھکائے اور اس سے پانی پئے تو وہ (اس نظر آنے والی آگ کو) ٹھنڈا پانی پائے گا۔ (مسلم شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آنکھوں دیکھی آگ ہو خود کو اس میں ڈالے آنکھیں بند کرے اور سر جھکا کر اس سے پئے تو اسکو ٹھنڈا پانی پائے گا۔

اے اللہ اور اس کے رسول کو چا ماننے والو! پھر کیا وجہ ہے کہ امریکہ اور اسکے اتحادیوں کی ظاہری قوت دیکھ کر تم خوف زدہ ہوئے جاتے ہو، امریکی بمباری کے خوف سے اپنے کلمہ گو مسلمانوں کا قتل عام کراتے ہو، اپنی زمین سے انکواسلحہ، بارود اور سامان تعیش پہنچاتے ہو۔ دجال کے وقت میں اس وقت سے سخت حالات ہونگے۔ اسکے باوجود ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تسلی دے رہے ہیں کہ انکی آگ کو دیکھ کر ایمان کا سودا نہیں کرو دینا بلکہ اس میں کودنا اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اسکو ٹھنڈا پانی بنا دیں گے۔

اے لوگو! اسلام پر راضی ہونے کے بعد اسلامی احکامات سے کیوں متنفر ہوئے جاتے ہو، ایمان لانے کے بعد کیوں اللہ کی طاقت و بڑائی کا انکار کرتے ہو، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کو چا ماننے کے بعد دجال کی دجالت میں کیوں ڈوبے جاتے ہو، اللہ کی جنتوں کو چھوڑ کر، دجال کی سحائی جنت کی طرف کیوں دوڑے گئی ہوئی ہیں، کیا تھیر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں پر ایمان کمزور ہو گیا۔

### دجال کی سواری... یا اژن طشتری

پچھلے باب میں آپ اژن طشتریوں کے بارے میں جان چکے ہیں۔ آئیے اب زبان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کی سواری کے بارے میں تفصیلات جانتے چلیں؟  
دجال کی سواری کے بارے میں جو صحیح احادیث ملی ہیں جن کو دلیل و حجت کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے، ان میں ایک مسلم شریف کی ہے اور دوسری مستدرک حاکم کی ہے:  
① مسلم شریف میں نواس ابن سمرعان کی ایک طویل روایت ہے۔ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ



وہ وسلم نے وہال کی سواری کی رفتار کو بیان کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الغیث اسد بصرہ الريح جیسے تیز ہوا بارش کو اڑا لیتی ہے۔ غیث کے معنی بارش کے ہیں۔ علماء نے غیث کا ترجمہ غیم یعنی بادل سے کیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اس بادل کے مانند جس کو تیز ہوا اڑا لے جاتی ہے۔ لیکن اگر اس کو حقیقی معنی (بارش) ہی میں لیں تو تب بھی درست ہے۔ پھر آپ یوں سمجھئے کہ بادل مظفر آباد کے اوپر ہو، اور بارش بادل سے نکلے لیکن اس وقت اگر تیز ہوا چل پڑے تو یہ بارش کراچی میں جا کر گرے گی۔ مظفر آباد سے کراچی کا فضائی فاصلہ 1200 بارہ سو کلومیٹر سے زیادہ ہے۔

❷ دوسری روایت مستدرک حاکم کی ہے۔ امام حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔ حذیفہ ابن اسید سے روایت ہے فرمایا "اس (وہال) کے لئے زمین ایسے لپیٹ دی جائے گی جیسے مینڈھے کی کھال لپیٹ دی جاتی ہے۔"

فائدہ۔۔۔ زمین کے لپیٹ دئے جانے کی اصطلاح کو تصوف میں طہی ارض کہتے ہیں۔ اس میں زمین سمٹ جاتی ہے اور زمان و مکان (Space-Time) کے فاصلے مٹ جاتے ہیں۔ ایک قدم مشرق سے مغرب میں پہنچتا ہے۔ تصوف کی اس اصطلاح سے بہت سوں کو اختلاف ہو سکتا ہے۔ چلئے موجودہ سائنس میں اس کا جواب دیکھتے ہیں۔ اگر تھوڑی تفصیل طبیعت پر گراں نہ گذرے تو تفصیل سمجھئے اور آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اس نیکون لوجی کے دور میں دیکھئے اور تمام جھوٹے نبیوں اور جھوٹے خداؤں کے منہ پر تھو کئے۔

### وقت کے اعتبار سے زمین کے فاصلوں کا طے ہونا

اس کا تعلق دو چیزوں سے ہے۔ ایک حرکت یا رفتار (Motion) دوسری کشش ثقل (Gravitation)۔ یہ دونوں چیزیں وقت پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ یعنی اگر آپ ایک ہزار کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا چاہتے ہیں۔ بذریعہ بس یا ٹرکس گھٹنے لگتے ہیں۔ جبکہ بذریعہ طیارہ دو گھنٹے۔ فاصلہ ایک ہی ہے۔ لیکن تیز حرکت وقت پر اثر انداز ہوتی۔ حرکت تیز ہونے کی وجہ سے فاصلے سمٹ گئے۔ لیکن ایک چیز دونوں صورتوں میں وقت پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ وہ ہے کشش ثقل۔ یہ کشش وقت پر کئی اعتبار سے اثر انداز ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک وقت کا ختم جانا یا کسی اور جہت میں چلے جانا بھی ہے۔ اس کو ٹائم وارپ (Time warp) کہتے ہیں۔ اگر اس کشش

ثقل کو ختم کر دیا جائے (Anti Gravity) تو پھر انسان خود ہی ہوا میں اڑنے لگے گا۔ اس کشش کی قوت (Gravitation) کو بھڑکانے کے استعمال کرنے پر قدرت حاصل ہو جائے تو پھر اسکی رفتار ناقابل یقین ہو جائے گی۔

اٹن طشتریوں پر تحقیق کرنے والے ڈاکٹر جیسوب کے مطابق اٹن طشتریوں میں قوت کشش (Gravitation) استعمال ہوتی ہے۔ جبکہ آئنسٹائن کے مطابق قوت کشش کی رفتار روشنی کی رفتار کے برابر یعنی دو لاکھ ننانوے ہزار تین سو (299300) کلومیٹر فی سیکنڈ ہے۔ نیز اٹن طشتریوں میں لیزر ٹیکنالوجی (موجودہ سائنس ابھی اسکو مکمل نہیں سمجھ پائی ہے) بھی استعمال ہوئی ہے۔ لیزر لائٹ کے بارے میں جدید تحقیق یہ ہے کہ اسکی رفتار روشنی کی رفتار سے بھی زیادہ ہے۔ اس سے پہلے سائنسدانوں کا (خصوصاً آئنسٹائن کا) یہ دعویٰ تھا کہ کائنات میں سب سے زیادہ رفتار روشنی کی ہے اس سے زیادہ کوئی اور رفتار نہیں ہے لیکن امریکی ماہر طبیعیات (Physicists) نے سن 2000 میں ایک تجربے کے دوران لیزر شعاع کو اس سے بھی تیز پایا ہے۔ اس طرح اٹن طشتری والوں کے لئے زمان و مکان کے فاصلے ختم ہو جاتے ہیں۔ وقت رکا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

اس قوت کشش کے ختم ہونے اور اسکو توانائی کے طور پر استعمال کرنے کو آپ طینی ارض کہہ لیں یا زمان و مکان (Space-Time) کے فاصلوں کا ختم ہونا کہہ لیں یا پھر وقت کے ختم جانے (Time Warp) کا نام دے لیں۔ اسی صورت میں ایک قدم مشرق میں اور دوسرا مغرب میں جائے گا اور زمین لپٹ دی جائے گی۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں غور کیجئے ”تسطویٰ لہ الارض“ اس کے لئے زمین لپیٹ دی جائے گی۔ زمین کا لیننا صرف اسکی تیز رفتاری (وقت) کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ حدیث میں اشارہ ایک اور چیز کی طرف بھی ہے۔ وہ یہ کہ دجال کو قوت کشش پر بھی اختیار ہوگا۔ جسکی بہت وقت ختم جائے گا۔ چنانچہ طینی الارض کا تعلق زمان و مکان (Space-Time) دونوں سے ہے۔ اسی بحث سے متعلق مثال معجزہ واقعہ معراج ہے۔ حضرت مہدی ابن مسعودؑ نے فرمایا دجال کے گدھے کے کانوں کے سائے میں ستر ہزار افراد آجائیں گے۔ (الفتح - مصنف ابن ابی شیبہ)

دجال کی سواری..... کچھ ضعیف روایات

دجال کی سواری کے بارے میں دیگر احادیث کی کتابوں میں متعدد روایات آئی ہیں۔ لیکن

یہ نصیحت ہیں۔۔

① نعیم ابن حواظ نے اپنی کتاب "الفتن" میں یہ روایت نقل کی ہے عبد اللہ بن مسعود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دجال کے گدھے کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا (یہ حصہ صحیح احادیث میں بھی ہے) اور اس کے گدھے کا ایک قدم تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا اور وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر سمندر میں ایسے گھس جائے گا جیسے تم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چھوٹی نالی میں گھس جاتے ہو۔

دجال کی آواز شرق و مغرب میں سنی جائے گی۔ (کنز العمال)

② اسی رفتار تیزی ہوگی کہ سورج سے پہلے اسکے غروب ہونے کی جگہ پہنچ جائے گا۔ (ابن ابی شیبہ)

③ اڑنے کے ساتھ ساتھ سمندر میں داخل ہونا اور سمندر پار کرنے کی صلاحیت بھی اس سواری میں موجود ہوگی۔ فضاء میں معلق ہو جائے گی۔

④ اس کی سواری دم کٹا گدھا ہوگی۔

⑤ "تحتہ حصار اقصیٰ۔ چمکدار (روشن) گدھے پر سوار ہوگا۔ اس کی سواری کے کانوں کے سائے میں ستر ہزار افراد آجائیں گے۔ (الفتن نعیم ابن حواظ۔ و ابو عمر و الدانی۔ کنز العمال)۔ اڑن طشتری بھی بہت زیادہ چمکتی ہے۔ بالکل چاند کی طرح۔

حضرت علیؓ نے خطبہ دیا۔ اللہ کی تعریف و ثنا کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ پھر فرمایا اے لوگو! مجھ سے پوچھ لو قبل اسکے کہ تم مجھے کھو بیٹھو۔ یہ بات تین بار فرمائی۔ صعصعہ ابن صوحان العبدیؓ کھڑے ہوئے۔ پوچھا دجال کب نکلمے گا؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ اے صعصعہ! اللہ نے آپ کا مقام جان لیا اور آپ کی بات سن لی۔ اس بارے میں مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ البتہ دجال کے خروج کی کچھ نشانیاں، اسباب اور فتنے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے نقش قدم پر چلیں گے۔ اس روایت کا آخری حصہ میں ہے: "جس نے اس (دجال) کو جھوٹا کہا وہ کامیاب ہو اور جس نے اسی تعذیب کی وہ نامراد ہوا۔ آگاہ رہو اوہ کھاتا پیتا ہوگا اور بازار میں جاتا ہوگا، حالانکہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے بے نیاز ہیں۔ سنو! دجال کی سواری کی لمبائی پہلے ہاتھ سے لے کر چالیس ہاتھ ہوگی، اسکے نیچے چمکدار گدھا ہوگا، ہر کان کی لمبائی تیس گز ہوگی، اسکے ایک قدم سے دوسرے



قدم کے مابین ایک دن اور ایک رات کی مسافت ہوگی۔ اسکے لئے زمین لپیٹ دی جائیگی۔ اپنے دائیں ہاتھ سے بادل کو پکڑ لے گا، اور سورج سے پہلے اسکے غروب ہونے کی جگہ پہنچ جائے گا، سمندر میں چنڈیوں تک گھس جائے گا، اسکے آگے دھویں کا پہاڑ ہوگا اور اسکے پیچھے سبز پہاڑ ہوگا، ایسی آواز لگے گا کہ اسکو مشرق و مغرب میں سنا جائے گا، ”میرے دوستو میرے پاس آؤ..... میرے دوستو میرے پاس آؤ..... مجھ سے محبت کرنے والو میرے پاس آؤ، میں وہ ہوں جس نے پیدا کیا پس برابر کیا، اور جس نے اندازہ کیا پس ہدایت دی، اور میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں۔ (حضرت علیؓ نے فرمایا) اللہ کے دشمن نے جھوٹ کہا۔ وہ تمہارا رب نہیں ہے۔ جان لو! اسکے اکثر ماننے والے اور ساتھی یہودی اور زانیوں کی اولاد ہو گئے۔“ (ابو عمر والدانی، ۶۶۳، کنز العمال، ج ۱۳، ص ۶۱۳)

اس میں حماد ابن عمرو راوی متروک ہیں۔ لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔  
ضروری وضاحت..... اڑن طشتری دجال کی سواری ہیں۔ یہ نظریہ محمد عیسیٰ داؤد کا ہے۔ راقم کو اس پر کوئی اصرار نہیں ہے۔ راقم کا نظریہ ایسے تمام مسائل میں یہ ہے کہ جو بات صحیح احادیث سے ثابت ہو وہی قابل ترجیح ہے۔ نیز سلف صالحین کی آراء کو قتل کرنے میں ہی نجات ہے۔ یا اگر کوئی ایسی بات کہی جائے تو انہی حضرات کے علم کی روشنی میں اس پر لب کشائی بہتر ہے۔ یوں بھی یہ کوئی عقیدے سے متعلق مسئلہ نہیں ہے کہ دجال گدھے پر آئے گا یا ہوائی جہاز پر یا پھر اڑن طشتری پر۔ اصل یہ ہے کہ وہ ضرور آئے گا اور اسکی سواری کی رفتار وہی ہوگی جو زبان مبارک صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی گئی۔ اب خواہ وہ حقیقی گدھا ہو یا کچھ اور۔ (اللہم انسی اعوذ بک من ان اکون من الجاہلین)

## دجال کی طاقت

- ① دجال مادرزاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو صحیح کر دیگا۔ (مسند احمد)
- ② مردوں کو زندہ کر کے دکھائے گا۔ زندے کو مار کر پھر زندہ کر دیگا۔ اس کے حکم سے بادل بارش برسا دیگا۔ نہر کو حکم کرے گا کہ رک جاتا تو رک جائے گی۔ اور چپنے کا حکم کرے گا تو چل پڑے گی۔ زمین سر سبز و شاداب ہو جائے گی۔ جو اس پر ایمان نہیں لائے گا اس کے مویشی مرجا جائیں گے۔ کھیتی باڑی کو تباہ کر دیگا۔ پانی کے ذخائر سے ان کو محروم کر دیگا۔ اس کے قبضے میں کھانے اور پانی کے ذخائر ہوں گے۔

ایک ہاتھ میں آگ اور دوسرے میں جنت ہوگی۔ (مسلم شریف کی حدیث کا مفہوم)  
 ﴿ زمین میں زلزلہ پیدا کرنے کی صلاحیت اس کے پاس ہوگی۔ (ابوداؤد حدیث یوم الحلاص)﴾  
 نوٹ..... دجال کے بارے میں مزید تفصیل کے لئے راقم کی کتاب ”تیسری جنگ عظیم اور  
 دجال“ دیکھئے۔

### دجال پر سب سے بھاری..... بنو تمیم

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا میں بنو تمیم سے تین وجہ سے محبت کرتا  
 ہوں جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا۔ میں نے آپ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ (بنو تمیم) میری امت میں دجال پر سب سے سخت  
 ہو گئے۔ (حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا) بنو تمیم کے صدقات آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں۔ (محبت کی تیسری وجہ یہ ہے) حضرت عائشہؓ کے پاس بنو تمیم کی  
 ایک قیدی عورت تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے عائشہؓ) اس کو آزاد کرو کیونکہ یہ اولاد  
 امحیل میں سے ہے۔ (بخاری ۲۵۳۳ و مسلم ۲۵۲۵)

مسلم شریف کی ایک دوسری روایت میں بنو تمیم کے بارے میں دجال کے بجائے یہ الفاظ  
 ہیں ”ہم اشد الناس قتالاً فی الملاحم“ وہ (بنو تمیم) ملاجم (آخری دور کی گھمسان کی  
 جنگوں) میں لوگوں میں سب سے سخت قتال کرنے والے ہیں۔

فائدہ..... حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی بنو تمیم میں سے تھے۔ یہ قبیلہ آج بھی یمن و حجاز اور عراق میں  
 موجود ہے اور افغانستان سے لے کر عراق تک جہاد کے میدانوں میں دجالی قوتوں کے لئے عذاب بنا  
 ہوا ہے۔ اور الحمد للہ سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی ایمان والوں کو پوری ہوتی نظر آرہی ہے۔

### خوز اور کرمان سے جنگ

عن ابي هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تقوم الساعة حتى  
 تقاتلوا خوزاً وكرماناً من الاعاجم حمر الوجوه، فطس العيون صفار  
 الاعين. وجوههم الممطرة نعالهم الشعر (بخاری شریف، مسند احمد بن  
 حنبل، ابن حبان) واللفظ للبخاری، باب علامات النبوة في الاسلام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم خوز اور کرمان سے جنگ نہ کر لو جو کہ عجمیوں میں سے دو قومیں ہیں۔ سرخ چہرے والے چھٹی ناک والے چھوٹی آنکھوں والے گویا ان کے چہرے تہہ بہ تہہ ڈھال ہوں انکے جوتے بالوں کے ہونگے۔“  
فائدہ..... اس حدیث میں خوز اور کرمان والوں کی جو پہچان بتائی گئی ایسی ہی دوسری حدیث ترکوں کے بارے میں ہے۔ لیکن ابن حجرؒ نے فرمایا ہے وہ الگ حدیث ہے۔

خوز مغربی ایران میں ہے اور خوزستان (Khuzestan) کے نام سے مشہور ہے۔ خوزستان کا مرکزی شہر ”اہواز“ (Ahwaz) ہے یہاں کی صنعت تیل اور نیکسائل ہے۔ ایران عراق جنگ میں یہ علاقہ عراقی بمباری کا بری طرح نشانہ بنا تھا۔ کرمان (Kerman) جنوب مشرقی ایران کا صوبہ ہے اور اس کا دار الحکومت بھی کرمان ہی ہے۔ یہاں کی مرکزی صنعت قالین ہے۔ صوبہ کرمان کے دیگر بڑے شہر ”سرخجان“، ”جرافت“ اور ”فسجان“ ہیں۔

عن ابی ہریرۃؓ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: یہبط الدجال خوز و کرمان فی ثمانین ألفاً ینتعلون الشعر و یلبسون الطیالسة کأن و جہوہم المجان المطرقة۔ (مسند ابی یعلیٰ) قال حسین سلیم اسد: و جالہ ثقات

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال خوز اور کرمان میں اسی ہزار لوگوں میں اترے گا جو پیروں میں بال پہنتے ہونگے، اور طیلسانی چادریں اوڑھے ہونگے، گویا انکے چہرے تہہ بہ تہہ ڈھال ہوں۔

مسند احمد بن حنبل میں بھی یہ روایت آئی ہے۔ اس میں ستر ہزار کی تعداد کا ذکر ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”دجال خوز اور کرمان میں ضرور اترے گا ستر ہزار لوگوں میں جن کے چہرے تہہ بہ تہہ ڈھال کے مانند ہوں گے۔“

فائدہ..... ترکوں اور خوز اور کرمان والوں کے چہرے ایسے ہوں گے گویا وہ تہہ بہ تہہ ڈھال ہوں۔ یا تو حقیقی معنی مراد ہیں یا پھر چہروں پر گیس ماسک چڑھے ہوں گے۔

### دجال ایران تعلق..... اہم سوال

دجال اور اس کے حواریوں کے بارے میں جو صحیح احادیث آئی ہیں ان میں سے اکثر کا تعلق



موجودہ ایران کے شہروں کیساتھ ہے۔ دجال کا خروج اصفہان سے ہوگا اور اس کے ساتھ ستر ہزار اصفہانی یہودی ہوں گے۔ خوز اور کرمان کے بارے میں بھی صحیح روایات گزر چکی ہیں۔ ان احادیث کے کیا معنی لئے جائیں اور اس سے کیا سمجھا جائے؟ اسکی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی یہ کہ ایران پر مکمل یہودیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ دوسری یہ کہ حکومتیں اسی طرح رہیں گی لیکن اصل حکمران یہودی ہو گئے۔

اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ ایران میں یہودی قدیم زمانے سے بے چلے آرہے ہیں۔ ان میں سے بعض قبیلوں نے ظاہراً اسلام قبول کر لیا لیکن اصلاً یہودی ہی رہے۔ ایسا ہی ایک فرقہ اصفہان، رفسنجان، مشہد اور ایران کے دیگر اہم شہروں میں آباد ہے جو ”جدید اسلام“ کے نام سے مشہور رہا ہے۔ اصفہانی یہودی تمام یہودی قبائل میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اسکا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اصفہانی یہودی کئی مرتبہ حکومت اسرائیل کی اس درخواست کو مسترد کر چکے ہیں، جس میں اسرائیل نے انھیں اسرائیل میں آکر بسنے کی دعوت دی تھی۔ چنانچہ ایرانی یہودیوں نے اسرائیل کے بجائے امریکہ اور فرانس جانے کو ترجیح دی۔ ایرانی یہودی ”حاکم یسید یا شوقط“ کو اپنا روحانی باپ مانتے ہیں۔ یوں تو ایران کی یہودی ماؤں نے ایک سے ایک بڑا یہودی جتنا ہے۔ لیکن یہاں اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف دو یہودیوں کا ذکر مناسب ہوگا۔

ابراہیم تاجتھان المعروف ملا ابراہیم (1816-1868) اور آغا خان اول (1800-1881)

ملا ابراہیم نے بخارا، ترکستان، کابل اور ہندوستان میں مسلمانوں کی جڑوں کو کھوکھلا کیا جبکہ آغا خان خاندان پہلے ہندوستان پھر پاکستان کے مسلمانوں کے نصیب میں آیا۔ آغا خان اول ایران میں کرمان صوبے کا گورنر تھا۔ 1840 میں پورے ایران پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ ایران سے بھاگ کر ہندوستان چلا گیا۔ تقسیم کے بعد یہ خاندان کراچی آگیا۔ اگر آپ یہودیوں کی مخصوص علامات اور رنگوں کے بارے میں جانتے ہیں تو اصفہان میں آپکو ہر جگہ یہ بڑی تعداد میں ملیں گی۔ نقش و نگار، ٹیلے ٹائلز سے بنی امام بارگاہیں، ان پر مخصوص علامتیں۔ اصفہانی یہودی ایران کی معیشت میں ریزھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ایران سے یہودیوں کی محبت کی وجہ تاریخی ہے۔ یہاں حضرت دانیال علیہ السلام کا مقبرہ ہے، حضرت بنیامین کا جسد ہے۔ نبی سارابت آشور کا مقبرہ بھی اصفہان میں موجود ہے۔ ایک اور نبی

استرومرد خای، کا مقبرہ ہمدان میں ہے۔ اصفہان ہی کے اندر یہودیوں کا بہت بڑا مرکز قائم ہے۔ ایران کی پالیسیوں میں بھی کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ایران کے ظاہری تشخص کے بالکل برعکس ہیں۔ ایران امریکا تجارتی تعلقات، ایران بھارت گہری دوستی کی جڑیں حتیٰ کہ پاکستان سے بھی زیادہ۔ افغانستان پر امریکی قبضے پر خاموشی بلکہ اب امریکہ کے ساتھ خفیہ تعاون۔ پاکستان کے اندر انسٹیٹ کے خلاف شیعوں کو استعمال کرنا، پاک بھارت تنازعات میں پاکستان کا ساتھ نہ دینا وغیرہ۔

### ایران اور حزب اللہ

مسئلہ فلسطین کے بارے میں اگر ہم گہرائی سے ایرانی پالیسی کا جائزہ لیں تو یہ اردن و مصر کی پالیسی سے بالکل مختلف نہیں۔ فرق صرف بیان بازی کا ہے۔ لبنان کی حزب اللہ کو ایرانی حمایت ایران کو اور زیادہ مشکوک بنا دیتی ہے۔ کیونکہ حزب اللہ وہ تنظیم ہے جس کی پرورش اسرائیلی خفیہ ایجنسی ”موساد“ کرتی ہے۔ تاکہ لبنان میں موجود حقیقی مجاہدین کو اسرائیل کے خلاف کاروائیوں سے روکا جاسکے۔ بالکل اسی طرح جیسے عراق میں سی آئی اے نے مقتدی الصدر کی مہدی ملیشیا کو القاعدہ کے مقابلے میں کھڑا کیا۔

یہ باتیں اخبارات پڑھنے والوں کے لئے شاید اچنبھے کی ہوں لیکن جن لوگوں کے پاس میدان جہاد سے خبریں آتی ہیں وہ حزب اللہ کو اسی طرح جانتے ہیں جیسے موساد کو۔ اسرائیل کی حزب اللہ کے ساتھ جنگ ایک ڈرامے کے سوا اور کیا تھی۔ جس کا مقصد عرب مجاہدین کی توجہ عراق سے ہٹا کر لبنان کی طرف کرنا تھا۔ دوسرا مقصد عالم اسلام خصوصاً عرب دنیا میں القاعدہ کی بڑھتی مقبولیت کو روک کر حزب اللہ کو اسکے ہم پلہ ثابت کرنا تھا۔ اس جنگ کی تفصیل کا اگر آپ مطالعہ کریں تو خود آپ دیکھیں گے کہ یہ ایک اسٹیج ڈرامہ تھا جسکی کہانی واشنگٹن اور تل ابیب میں لکھی گئی اور ہیر و کا کردار بیروت کے آرام دہ کمرے میں بیٹھے حسن نصر اللہ کو سونپا گیا۔

### ایران اور مقتدی الصدر

آپ ذرا غور فرمائیے۔ حسن نصر اللہ امریکہ اسرائیل کا اتنا بڑا دشمن ہے لیکن دوران جنگ بھی وہ مظاہروں میں شریک رہا اور اس کا کافی وی ایشن بھی چٹا رہا۔ یہی معاملہ عراق میں ایران کے حمایت یافتہ مقتدا صدر کا ہے؟ مقتدا صدر کو اس وقت کھڑا کیا گیا جب ابو مصعب زرقاوی شہید نے ہر

میدان میں امریکیوں کو بدترین شکست سے دوچار کیا اور انکی تمام ٹیکنالوجی کو کھاڑ میں تبدیل کر کے ساری دنیا کو دکھایا۔ ایسے وقت میں سی آئی اے کی جانب سے مقتدی صدر کو ہیر و بنا کر پیش کیا گیا۔ ذرا غور فرمائیے وہ امریکہ کو دھمکیاں بھی دیتا ہے عسکری کاروائیوں کا دھواں بھی کرتا ہے اس کے باوجود بھی وہ بڑے بڑے چلے جلوس سے خطاب کر رہا ہوتا ہے۔ دوسری جانب عراق ہی میں القاعدہ قیادت کے بارے میں امریکی رویہ بھی ملاحظہ فرمائیے: ابو مصعب زرقاوی شہید رحمہ اللہ کی تلاش میں CIA اور موساد پاگل ہو رہی تھیں ڈرون طیارے، سپلائیٹ اور موبائل بوسٹر سب زرقاوی شہید کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔

ادھر افغانستان اور وزیرستان میں دیکھ لیجئے۔ امریکی ڈرون طیارے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں اور آئے دن القاعدہ ارکان کی شہادت کے واقعات ہو رہے ہیں۔ لیکن کبھی آپ نے سنا ہے کہ حزب اللہ یا مقتدی صدر کی مہدی ملیشیا کا کوئی ذمہ دار امریکی ڈرون کا نشانہ بنا ہو؟ انکی معمولی کاروائی کو دجالی میڈیا بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے۔ گویا انھوں نے امریکہ و اسرائیل تباہ کر دیا ہو۔ جبکہ القاعدہ کی بڑی سے بڑی کاروائی کو چھپانے یا پھر مشتبہ (نائن الیون کی طرح) بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس طرح کے گروپ یہودی منصوبوں کو دوسرے انداز میں پروان چڑھانے کیلئے کھڑے کئے گئے ہیں تاکہ جہاد کے ثمرات کو نقصان پہنچایا جائے۔ یہ حسن نصر اللہ ہی تھا جس نے گیارہ ستمبر کے امریکی حملوں کو یہودیوں کی کاروائی قرار دے کر مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے حوصلوں کو دبانے کی کوشش کی نیز القاعدہ کی مقبولیت کا زور توڑنا چاہا۔ تاکہ عربوں سے ملنے والے کروڑوں ڈالر القاعدہ کی طرف نہ چلے جائیں۔

حزب اللہ اور مقتدی صدر کی مہدی ملیشیا کے بارے میں واقفان حال کو کوئی شک نہیں کہ انکو امریکہ و اسرائیل نے خود کھڑا کیا ہے۔ اسکا جو فائدہ ان دونوں دجالی طاقتوں کو ہوا ہے وہ بھی سامنے ہے۔ لیکن جو بات ایک عام آدمی کے لئے پریشانی اور فکر کا باعث ہے وہ ان گروپوں کو ایران کی حمایت ہے۔

ایران پر یہودی اثرات یا کچھ اور.....

اسکے جواب میں دو ہی باتیں کہی جاسکتی ہیں۔ ① ایران کی خارجہ پالیسی خصوصاً عسکریت سے متعلق، ایرانی یہودی بناتے ہیں۔ ② یا پھر ایرانی حکومت عالم اسلام کے مسائل کو اسلامی نقطہ



نظر کے بجائے مسلکی یعنی شیعہ نقطہ نظر سے دیکھتی ہے اور اسی کو سامنے رکھ کر اپنی خارجہ پالیسی بناتی ہے اور وہ کبھی یہ نہیں چاہتی کہ کوئی نئی تنظیم کہیں بھی مضبوط ہو۔ جسکی وجہ سے اسکی پالیسی اکثر یہودی مفادات کو پروان چڑھانے کا باعث بنتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ضیاء الحق کے دور میں پاکستان کی آئی ایس آئی کی کامیابیاں ایران کو کبھی اچھی نہیں لگیں۔ مزید سمجھنے کے لئے سعودی عرب، فلسطین، عراق، افغانستان اور پاکستان کے بارے میں ایرانی پالیسی کا مطالعہ کافی ہے۔ اگر ایران کی موجودہ، معاشی، اقتصادی اور عسکری صورت حال کا جائزہ لیں تو اس میں یہودی اثرات بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔ اگر آپ کو یہ کہا جائے کہ ایران کا موجودہ صدر محمود احمدی نژاد اعلیٰ پائے کا فری میسن ہے، تو یقیناً آپ چونک جائیں گے۔

### اسکے علاوہ چند باتیں اور سنتے چلئے

ایران کا سرکاری نشان کیا ہے۔ آپ اسکے جھنڈے پر دیکھ سکتے ہیں۔ پھر اس نشان کی حقیقت بھی خود ہی تلاش کر لیجئے۔ یہ نشان یہودیوں کے ہاں جادوں میں بڑا مؤثر سمجھا جاتا ہے۔ ایران کے سرکاری طیارے پر ”شیطان بزرگ“ کی تصویر بنی ہوئی ہے جو کہ سرکاری نشان ہے یہ ڈیگون (Dragon) ہے۔ احرے سے نچلا حصہ پھلکی اور اوپری حصہ ننگا بوڑھا ہے جس کے سر پر انٹیس کا تاج رکھا ہوا ہے۔ یہ رزق کا خدا ہے۔ یہودیوں کے ہاں 2500 قبل مسیح سے پوجا جاتا ہے۔ ایران کے بارے میں عام طور پر یہ خیال ہے کہ وہاں اسلامی طرز حکومت ہے۔ یہ بھی دجالی میڈیا کا فریب ہے۔ جو لوگ ایران میں رہ کر آئے ہیں آپ کبھی ان سے ایران کے ”اسلامی معاشرے“ کے بارے میں پوچھئے گا۔ جتنے گناہ ایران کے اندر ہیں شاید کئی مغربی ملکوں میں نہ ہوں۔ البتہ ایران میں ہر چیز اسلامی لیبل لگا کر فروخت کی جاتی ہے۔ شراب ہو یا شباب..... سود ہو یا حجاب..... ہر چیز پر اسلام چسپاں کر دیا گیا ہے۔ بات شاید لمبی ہوگئی۔ ہمارا مقصد صرف یہ جاننا تھا کہ دجال کے بارے میں جو صحیح احادیث آئی ہیں ان میں سے اکثر کا تعلق ایران کے ساتھ ہے۔

### نیو ورلڈ آرڈر..... نیا عالمی نظام یا نیا عالمی مذہب

دجال کے آنے سے پہلے یہودی بینکار دنیا میں ایک نیا عالمی مذہب نافذ کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ 1992ء میں نیو ورلڈ آرڈر کے نام سے دنیا میں اس نظام کو متعارف کرایا گیا۔ یہ

درحقیقت ایک نیا مذہب ہے جسکی بنیاد خواہشات پر قائم ہے۔ عالمی ادارے ساری دنیا میں اس نئے مذہب کو رائج کرنے کے لئے متحرک ہوئے اور آپ سوچ کر حیران ہو گئے کہ 1992ء کے بعد کتنی تیزی کے ساتھ زندگی کی ہر شعبے میں تبدیلی آئی ہے۔

ظاہر ہے نظام اگرچہ دنیا کی اقتصادی (Economical) صورت حال سے تعلق رکھتا ہے لیکن اس نظام کو ایک ضابطہ حیات کے طور پر مسلط کیا گیا۔ اخلاقیات اور دینی اعتبار سے اسکے راستے میں واحد رکاوٹ چونکہ اسلام تھا چنانچہ اسلام کی ان تعلیمات کو یکسر ختم کرنے پر زور دیا گیا جو اس نئے مذہب کے راستے میں رکاوٹ بن سکتی تھیں۔

لوگوں کی طرز زندگی کو مکمل اس نئے مذہب کے سانچے میں ڈھالنا عالمی اداروں کا ہدف تھا۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ معاشرے کے نظام کو تبدیل کرنے کے لئے ہر شعبے میں محنت کی گئی۔ لوگوں کا پہناوا، کھانے پینے کے اوقات، سونا جانا، طرز رہائش انسان کی ذاتی زندگی، شادی کسب ہونی چاہئے، بچے کتنے ہوں، خواہشات میں اضافہ یہ تعلقات کی بنیاد، کاروبار کے طور طریقے، ان تمام باتوں میں لوگوں کو کھینچ کر اس نئے مذہب میں داخل کیا گیا۔

صرف یہی نہیں کہ عالمی اداروں نے اسکو بد معاشی سے دنیا میں نافذ کرایا بلکہ اسکے علاوہ کسی اور مذہب کو بحیثیت طرز زندگی یا ضابطہ حیات کے اختیار کرنے پر باقاعدہ جنگوں کا اعلان کیا گیا اور ان قوموں کا کھانا پانی بند کرنے سے لے کر ادویات تک اور پھر ان ممالک پر قبضہ کر کے وہاں اپنا یہی نیا مذہب طاقت کے زور پر نافذ کیا گیا۔ اسکے بعد اسکی حفاظت کے لئے تمام دنیا کی فوج کو وہاں تعینات کر دیا گیا۔ دنیا کا کوئی بھی ملک اس نئے مذہب کی شریعت پر عمل کرنے کا پابند ہے ورنہ اسکو دہشت گرد قرار دے کر پتھر کے دور میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ سمجھنے کے لئے ایک بہت معمولی مثال آپ کو دے دیتے ہیں۔

یسودی اداروں کی تیار کردہ مشروبات کو بی لے لیجئے۔ مثلاً چمپی، کوک اور منرل واٹر۔ انکا استعمال اس نئے مذہب میں لازمی قرار پایا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی ملک اپنے ہاں ڈاکٹر حضرات کی تحقیقات کے بعد اسکے نقصانات کو دیکھتے ہوئے اس پر پابندی لگانا چاہے تو دنیا کی کوئی حکومت ایسا نہیں کر سکتی۔ خواہ اسکے لئے اس ملک کے خلاف پابندیاں عائد کرنی پڑیں۔ یہ بات الگ ہے کہ وہ مذہب کا حصہ کہہ کر نافذ نہیں کرتے بلکہ اسکو ایک دوسرا نام آزادانہ عالمی تجارت کے منافی قرار دے

کر برزور قوت اسکو مسلط کرتے ہیں۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ بینپی یا منرل وائر پینا تو پر شخص کا اپنا اختیاری فعل ہے۔ آپ کا ایسا سوچنا درست نہیں ہے۔ انفرادی طور پر بھی طاقت ہی کے زور پر لوگوں کو یہ سب پلایا جا رہا ہے۔ یہ میڈیا کی طاقت ہے جو لوگوں کے ذہنوں کو مختلف جادوئی طریقوں سے اپنے قبضے میں لئے ہوئے ہے۔ یہ نیا مذہب اپنے علاوہ کسی اور کو برداشت نہیں کرتا۔ اسکی بے شمار مثالیں زندگی کے ہر شعبے میں موجود ہیں۔ یہاں تک کہ اگر اس مذہب کی شریعت میں غیر یہودی اقوام کو زہر پلانا، یا جراثیمی ہتھیاروں والا پانی پلانا لکھا جا چکا ہے تو یہ زہر ہر قوم کے بچوں کو پینا پڑے گا۔ نہ انفرادی طور پر اسکی مخالفت برداشت کی جائے گی نہ حکومتی سطح پر۔ اسکی زندہ جاگتی مثال پولیو کے قطرے اور خسرہ کے نیکے ہیں۔ یہ زہر ہر باپ کو اپنے بچے کو پلانا پڑے گا۔ نہ فوج اس کے راستے میں مزاحم ہوگی نہ کوئی سیاسی پارٹی۔

سودی نظام اس شریعت کا اہم حصہ اور جان ہے۔ لہذا دنیا میں اس سودی نظام کے علاوہ غیر سودی نظام برداشت نہیں کیا جائے گا البتہ نام کے ساتھ اپنے مروجہ مذہب کا نام لگانے کی اجازت ہے۔ مثلاً ”ہندو بینک“، ”خالص رومن کیتھولک بینک“، ”اسلامی بینک“ وغیرہ۔ لیکن نظام سودی ہی رہنا چاہئے البتہ اصطلاحات تبدیل کرنے کی اجازت ہے۔

اس نئے مذہب میں عورت ذات کو عزت کی چوٹیوں سے گرا کر، فٹ پاتھوں، سرکوں اور لمبی لمبی قطاروں میں خوار کرنا اور بغیر روک ٹوک کے مرد کی خواہشات کی تکمیل شریعت کا حصہ بنی، لہذا دنیا کو بھی اپنی عورتوں کے ساتھ ایسا ہی ”انصاف“ اور مساوات کا برتاؤ کرنا ہوگا۔

اس نئے مذہب کا واضح خاکہ ڈاکٹر جان کولینن نے اپنی کتاب Conspirators Hierarchy میں کھینچا ہے عالمی ادارے مختلف نعروں، ناموں اور تنظیموں کے ذریعے اس نئے مذہب میں لوگوں کو داخل کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر کولینن کے یہاں مقدمات پڑھ کر آپ کو احساس ہوگا کہ ”نیو ورلڈ آرڈر“ محض اقتصادی صورت حال سے متعلق نہیں ہے بلکہ یہ مکمل ایک نظام اور ایک نیا مذہب ہے۔ وہ لکھتا ہے:

”ایک عالمی حکومت اور ایسا نظام جسکو ایک عالمی حکومت کنٹرول کر رہی ہو، مستقل غیر منتخب موروٹی چند افراد کی حکومت کے تحت ہوگا۔ جس کے امکان قرون وسطیٰ کے سرداری نظام کی شکل



میں اپنی محدود تعداد میں خود کو منتخب کرینگے۔ اس ایک عالمی وجود میں آبادی محدود ہوگی اور فی خاندان بچوں کی تعداد پر پابندی ہوگی۔ وہاں جنگوں اور قحط کے ذریعے آبادی کو کنٹرول کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ صرف ایک ارب نفوس رہ جائیں جو حکمران طبقے کیلئے کارآمد ہوں۔ اور ان علاقوں میں ہوں گے جن کا تختی اور وضاحت سے تعین کیا جائے گا۔ اور یہاں وہ دنیا کی مجموعی آبادی کی حیثیت سے رہیں گے۔

کوئی متوسط طبقہ نہیں ہوگا۔ صرف حاکم اور محکوم ہوں گے تمام قوانین دنیا کی چھی عدداتوں میں ایک جیسے ہوں گے ان پر عملدرآمد ایک عالمی حکومت کی پولیس اور متحدہ عالمی فوج کے ذریعے تمام سابقہ ممالک میں ہوگا۔ لیکن اب کسی طرح کی قومی سرحدیں نہیں ہوں گی۔ نظام ایک فلاحی ریاست کی بنیادوں پر استوار ہوگا۔ جو لوگ ایک عالمی حکومت کے مطیع و فرمانبردار ہوں گے انہیں زندہ رہنے کے وسائل سے نوازا جائے گا۔ جو لوگ بغاوت کریں گے بھوکے مر جائیں گے یا باغی قرار دیدیئے جائیں گے۔ انہیں جو بھی چاہے قتل کر سکے گا۔ آتشیں اسلحہ یا ہتھیار ذاتی طور پر رکھنا ممنوع ہوگا۔

صرف ایک مذہب کی اجازت دی جائے گی اور وہ ایک عالمی سرکاری کلیسا کی شکل میں ہوگا جو ۱۹۳۰ء سے وجود میں آچکا ہے۔ شیطانیت، ابلیسیت اور جادوگری کو ایک عالمی حکومت کا انصاف سمجھا جائے گا۔ ایک ایسی صورت حال تشکیل دینے کے لئے جن میں فرد کی آزادی کا کوئی تصور نہ ہو، کسی قسم کی جمہوریت، اقتدار اعلیٰ اور انسانی حقوق کی اجازت نہیں ہوگی۔

ہر شخص کے ذہن میں یہ عقیدہ راسخ کر دیا جائے گا کہ وہ (مرد ہو یا عورت) ایک عالمی حکومت کی مخلوق ہے اور اس کے اوپر ایک شناختی نمبر لگا دیا جائیگا۔ یہ شناختی نمبر برسرِ سولہ پچیم کے نیو کمپیوٹر میں محفوظ ہوگا۔ اور عالمی حکومت کی کسی بھی ایجنسی کی فوری دسترس میں ہوگا۔

شادی کرنا غیر قانونی قرار دیا جائیگا اس طرح کی خاندانی زندگی نہیں ہوگی جیسی آجکل ہے بچوں کو ماں باپ سے چھوٹی عمر میں علیحدہ کر دیا جائیگا۔ (بچوں کو پلے گروپ میں بھیجنا اسکی ابتداء ہے۔ راقم) اور ریاستی املاک کی طرح وارڈنز میں پرورش ہوگی۔ خواتین کو آزادی نسوان کی تحریکوں کے ذریعے ذلیل کیا جائیگا۔ جنسی آزادی لازم ہوگی۔ خواتین کا بیس سال کی عمر تک ایک مرتبہ بھی جنسی عمل سے نہ گزرنا سخت ترین سزا کا موجب ہوگا۔ (امریکہ میں ہر سال انیس سال سے کم عمر کی

غیر شادہ شدہ لڑکیاں دس لاکھ حرامی بچے پیدا کرتی ہیں۔ راقم) خود استقاط حمل سے گزرنا سکھایا جائیگا۔ اور دو بچوں کے بعد خواتین اس کو اپنا معمول بنالیں گی۔ ہر عورت کے بارے میں یہ معلومات عالمی حکومت کے علاقائی کمپیوٹر میں درج ہونگی (نادرانے دجال کا یہ کام بالکل آسان کر دیا ہے۔) اگر کوئی عورت دو بچوں کے بعد بھی حمل سے گزرے تو اسے زبردستی استقاط حمل کے کیونک لے جایا جائیگا اور اسے آئندہ کیلئے ناجحہ کر دیا جائیگا۔

جنسی اختلاط پر مبنی لٹریچر اور فلموں کو فروغ دیا جائیگا اور ہر سینما کیلئے لازم ہوگا کہ وہ جنسی فلمیں دکھائے جن میں ہم جنس پرستی پر مبنی فلمیں بھی شامل ہوں، ذہنی قوت سلب کرنے والی ادویات کا استعمال بھی وسیع تر کر کے اسے لازمی قرار دیا جائیگا۔ ذہن پر قابو پانے والی یہ ادویات کھانوں یا پانی کی سپلائی میں لوگوں کی مرضی یا علم کے بغیر دی جائیں گی (منرل وائر، پیپی لوک وغیرہ میں)..... تمام صنعتیں ایسی توانائی سسٹم کے ذریعے تباہ کر دی جائیں گی، صرف کمپنی کے ارکان اور ممتاز ارکان کو کورڈ ارض کے وسائل پر تصرف کا حق ہوگا..... عمر رسیدہ اور دائمی مریضوں کیلئے زہر کا ٹیکہ لازمی قرار دیا جائیگا۔ دنیا سے کم از کم ۳ ارب بے مصرف اور خوراک کے دشمن (خصوصاً بوڑھے والدین۔ راقم) ختم کر دیئے جائیں گے۔“ (بحوالہ فریمسٹری اور دجال از کامران رعد)

اس کتاب میں جو کچھ بیان کیا گیا وہ آپ اپنی آنکھوں سے عملی طور پر دیکھ سکتے ہیں۔۔۔ مثلاً عورتوں کو آزادی نسوان کی تحریکوں کے ذریعے ذلیل کیا جا رہا ہے۔ استقاط حمل عام ہے تمام دنیا کا ریکارڈ کمپیوٹرائز کیا جا رہا ہے۔ بوڑھے والدین کو گھروں سے نکال "بوڑھوں کے ہاسٹل" میں قید و تنہائی کی زندگی گزارنے کے لئے ڈالا جا رہا ہے۔

موجودہ دنیا کو ایک عالمی گاؤں بنانے کی جو کوشش کی جا رہی ہے اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ سب نظام ایک عالمی قوت کے ہاتھوں میں سوئپ دیا جائے۔ مختلف ملکوں میں کمپیوٹرائزڈ نظام کو تیزی سے پھیلانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس کے ذریعے ساری دنیا کی نگرانی کی جاتی رہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے بعد یہودی ملٹی نیشنلز نے بڑے بڑے تجارتی اداروں اور کمپنیوں کو خریدنا شروع کیا ہے۔ اس نظام میں مزید تیزی 1999ء کے بعد لائی گئی ہے۔ ان اقتباسات کو پڑھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ نیو ورلڈ آرڈر ایک نیا مذہب ہے جسکو دجال کے پیروکار ساری دنیا پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔

1991ء کے بعد آپ تمام دنیا میں ہر سطح پر تہذیبی ہوتی پائیں گے۔ اس کے بعد 1999ء ایسا

سال ہے جس کے بعد یہ تبدیلی اور زیادہ تیزی کیسا تھرو نما ہوتی نظر آتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ دجال 1991ء سے اپنے یہودی ایجنٹوں کی خود رہنمائی کر رہا ہے۔ اور اسی سال اس نے اپنے خاص یہودی بینکاروں کو اپنے نکلنے کا وقت (نکلنے سے مراد خدائی کا دعویٰ ہے) غالباً 2006 یا 2007 بتایا تھا۔ فریمینس اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے اشتہارات میں 666 اور 777 کا ہندسہ بہت نمایاں نظر آتا تھا۔ 666 کا مطلب بعض مسلم محققین 2006-6-6 اور 777 کا مطلب 2007-7-7 لیا کرتے تھے۔ ان محققین کے بقول فریمینس ان تاریخوں کو اپنے مسیح کی آمد کے طور پر ظاہر کرتی تھی۔

یہ خیال ان حضرات کی اپنی رائے ہے جو انہوں نے اپنے مشاہدات، تجربات اور مطالعے کی بنیاد پر قائم کئے تھے۔ چنانچہ انکا پورا ہونا یا نہ ہونا ضروری نہیں۔ البتہ جہاں تک 1991ء سے 1999ء تک اور پھر 1999ء کے بعد کے وقت کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ان سالوں کے بعد دنیا بہت بدلی بدلی لگتی ہے جسکو ایک عام شخص بھی محسوس کرتا ہے بلکہ اپنی گفتگو میں اسکا اظہار بھی کرتا ہے۔ بلکہ اس دور میں اب ایک اور سال یعنی 2007 کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ 2007 کے بعد کفر و باطل کا معرکہ ایک نئے دور میں داخل ہوا ہے۔ ان محققین کی یہ تشریح اگر درست مان لی جائے تو یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ اگر ایسا تھا تو دجال کیوں نہیں آیا؟

کانا دجال اسی وقت نکلے گا جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب چاہے گا۔ اس کی اتنی اوقات نہیں کہ وہ اپنی اوقات سے بڑھ جائے۔ البتہ اتنی بات ضرور سمجھ میں آتی ہے کہ اگر دجال خود اس تمام سیاست اور عالمی نظام کو مایوس کر رہا ہے اور کنٹرول اسی کے ہاتھ میں ہے تو وہ اپنے خروج کا سال اپنے خاص لوگوں کو ضرور بتاتا ہوگا۔ چنانچہ ممکن ہے کہ 1991ء سے اس نے اپنے خروج کی تیاریوں کو آخری مرحلے میں داخل کر دیا ہو لیکن یہ جھوٹا خدا نکلا کیوں نہیں؟ اس کو روکنے والے ظاہری اسباب کیا تھے؟ حالانکہ ”شیطان ماڈرنائزیشن“ کے پیروکار اسکے استقبال میں دیدہ و دل بچھائے ہوئے تھے۔ لیکن جھوٹا جھوٹ کیوں بول گیا؟ اس سوال کا جواب جاننے سے پہلے یہ جانتے چلیں کہ دجال اپنے خروج سے پہلے کیسی دنیا چاہتا ہے؟

**دجال کیسی دنیا چاہتا ہے**

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے خلاف دجال ابلیس کی امیدوں کا آخری سہارا



ہے۔ ابلیس اسکے ذریعے دین محمدی کو منہ کر اپنا ابلیسی مذہب نافذ کرانا چاہتا ہے۔ جبکہ دجال ہے پناہ قوت کے باوجود شک و تذبذب کا بیکر جسم ہے۔ وہ اپنے خروج سے پہلے ہر اس قوت کا خاتمہ چاہتا ہے جو اسکے راستے میں ذرا بھی پریشانی کھڑی کر سکے۔ تمام دنیا کی دولت، غذائی مواد، پانی کے نظام، عسکری قوت غرض تمام وسائل پر اپنا کنٹرول چاہتا ہے۔ عسکری اعتبار سے اسکے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ تمام ممالک کی حکومتیں اسکے بنائے ”نئے عالمی نظام“ (New World Order) کو عملاً اپنے ملکوں میں نافذ کر چکی ہوں۔ تمام ممالک اسکے بنائے تجارتی نظام اور اسکے اداروں آئی ایم ایف، عالمی بینک، عالمی ادارہ تجارت (W.T.O) کے ساتھ معاملات کرتے ہوں۔ نظریاتی طور پر تمام دنیا اسکے جمہوری نظام پر ایمان لائے ہو، خصوصاً مسلمان اسلامی خلافت کا خیال دل سے نکال چکے ہوں اور اگر کسی کے دل میں خیال ہو بھی تو وہ عملاً اس کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

مغربی دنیا اسکی اپنی ہے۔ ابلیسی نظام جو بھی ہو، اشتراکیت (Socialism) ہو یا سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism)، دنیا ایک قطبی ہو یا دو قطبی، اس بات سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا البتہ دونوں اسی کی ہوتی چاہئیں۔ اسکا اصل مد مقابل اسلامی نظام ہے اور جہاد کی قوت ہے۔ 1991ء کے بعد دنیا کے اسٹیج پر ہمیں ایک حادثہ ایسا رونما ہوتا نظر آتا ہے جسکو اگر دل کی آنکھیں کھول کر دیکھا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس قوت کے ہوتے ہوئے دجال آنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ دنیا کے کسی بھی خطے میں اسلامی نظام کی بات ہی ابلیس اور دجال کی جان نکال دیتی ہے۔ سو اگر کہیں یہ عملاً نافذ ہو جائے تو انکی ساری امیدوں، منصوبوں، اور محنتوں پر پانی پھرتا نظر آتا ہے۔

1996ء میں طالبان نے خون کی قربانیاں دیکر، جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کر دیا۔ طالبان کا اسلامی نظام دنیا بھر میں دجال کے نظام کی پوجا کرنے والوں کے لئے موت کا پیغام تھا۔ وہ جانتے تھے کہ اگر اسلامی تجارتی نظام کی برکت، سود کی نحوستوں میں لت پت تاجروں نے دیکھ لیں تو وہ بھی اپنے ملکوں میں اسلامی نظام کا مطالبہ کر بیٹھیں گے۔ آزادی اور مساوات کے نعرے لگا کر عورت ذات کو رسوا کیا گیا تھا طالبان نے عورت ذات کو احترام دیا جسکو انگریز عورتوں نے بھی تسلیم کیا اور طالبان کے اخلاق سے متاثر ہو کر ایمان لے آئیں۔ ابلیس اور دجال کا سچا سجایا دنیا کا اسٹیج اجڑتا نظر آ رہا تھا، لیکن ابتداء میں ابلیس کو امید ہوگی کہ اور مسلم حکمرانوں کی طرح انکو بھی ہم اپنی ظلمت ساقی بوتل میں بند کر لینے۔ چنانچہ ابتداء میں حسب روایت دجال نے

اپنے عالمی بینکاروں (آئی ایم ایف) کے ذریعے امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد (اللہ انکی حفاظت فرمائے) کو رام کرنے کی بہت کوشش کی۔ مالی امداد کا لالچ، تباہ حال افغانستان کی تعمیر نو، اور سرکاری اداروں کی تشکیل جدید کرنے کے لئے بڑی منت سماجت کی۔ اقوام متحدہ کے وفد کے وفد سرزمین شہداء پر ایسے رسوا پھرتے تھے جیسے مسلمان حکمران یورپ و امریکہ میں۔ جن مغربی عورتوں کو ان کے مردوں نے کبھی عزت نہیں دی طالبان نے انکو بہنوں کی طرح سمجھا اور انکو حجاب اور دوپٹہ دیکر پاک سرزمین پر اتارا۔ اقوام متحدہ کے بعض جابر مرد اہلکاروں نے وہاں بھی اپنی عورتوں کو ننگ رکھنے پر اصرار کیا تو بہنوں کے بھائیوں نے انکی طبیعت بھی درست کی۔

اس گفت و شنید کے ساتھ ساتھ دجالی قوتوں نے اپنے شمالی اتحاد کو کئی بار کاہل پر چڑھانے کی کوشش کی۔ لیکن نامراد نامراد ہی رہے اور نامراد ہی دنیا سے چلے گئے۔

دجالی قوتوں کی ان کوششوں میں سال 1998ء آپہنچا۔ لیکن انکو اپنی کوئی کوشش کامیاب ہوتی نظر نہیں آئی۔ بلکہ اسلامی نظام کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہوئے۔ علماء کتابوں میں بند نظام حیات کو آنکھوں سے دیکھنے کے لئے جہاد کی سرزمین پر آنے لگے۔ دنیا بھر سے تاجروں نے اس اسلامی نظام میں شریک ہونے کے لئے افغانستان کا رخ کیا۔ دسین محمدی کے دیوانے جوق در جوق بلندیوں کے راستے پر چلنے کے لئے سرزمین افغان پر اترے۔ طالبان کے خلاف کیا جانے والا پروپیگنڈہ دھیرے دھیرے دم توڑنے لگا اور لوگوں کو حقیقت کا علم ہونا شروع ہوا۔ حالات سے ایسا لگتا ہے کہ طالبان سے مایوس ہو کر اٹلیس و دجال نے اپنی نئی منصوبہ بندی 1999ء سے کی۔ اور تمام دنیا میں اپنے نئے مہرے بٹھائے۔ جن میں سب سے اہم مہرہ پرویز مشرف تھا۔ طالبان کو ختم کر کے اپنے نئے مہروں کو بٹھانے کا فیصلہ دجال 1998ء میں ہی کر چکا تھا۔ لیکن اسکی پہلی کوشش یہ تھی کہ عرب مجاہدین کو افغانستان سے لٹکوا دیا جائے۔ قبل اسکے کہ دجالی قوتیں طالبان کے خلاف اقدام کر تیں اللہ تعالیٰ نے عرب مجاہدین کے ہاتھوں دجال کے منصوبوں پر ایک بار پھر پانی پھیر دیا۔ 11 ستمبر 2001ء کے امریکہ پر حملوں نے درحقیقت دجال کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور اسکی تمام منصوبہ بندیاں خاک میں مل گئیں۔

سابق امریکی صدر بوش نے اپنی کتاب "ووکٹری وڈ آؤٹ وار" (Victory without War) میں لکھا ہے کہ 1999ء تک امریکی پوری دنیا کے حکمران ہو گئے۔ یہ فتح انھیں بلا

جنگ کے حاصل ہوگی۔ پھر امور مملکت مسیح (دجال) سنبھال لینگے۔ گویا مذکورہ سال تک مسیح کے انتظامات مکمل ہو چکے ہونگے۔ اور امریکیوں کی ذمہ داری ان انتظامات کو مکمل کرنے تک ہے اس کے بعد نظام مملکت خود مسیح چلائیں گے۔ (دوسری دو آیت وار)

دجال کون ہوگا یہ تو اسکی خدائی کے دعوے کے بعد ہی پتہ چلے گا البتہ امریکہ میں 1999ء سے جس شخص نے حکومت کی ہے اسکا نام ڈک چین ہے۔ پورے دور حکومت میں تمام فیصلے داخلہ پالیسی ہو یا خارجہ پالیسی کے مسائل ہوں یا افغانستان پر چڑھائی، امریکہ میں کسی چور کو بچانا ہو یا عراق پر حملہ، گوانتانامو میں مجاہدین پر ظلم ہو یا ابوغریب میں شیطانی رقص سب کی مخالفت کے باوجود بھی بش کے قلم سے اسی فیصلے پر دستخط ہوئے جو ڈک چین کی زبان سے نکلے۔ حتیٰ کہ بعض مرتبہ ایف بی آئی کے ڈائریکٹر نے استعفیٰ کی دھمکی دیدی لیکن ڈک چین نے بات اپنی ہی منوائی۔ مجاہدین قیدیوں کے ساتھ شیطانی (دجالی) سلوک کا حکم صرف اور صرف ڈک چین کی زبان سے نکلا اور روشن خیال اور آزادی کے علمبردار امریکہ کا قانون بن گیا۔ ”باشعور“ امریکی عوام تو کیا کون پائل اور ”کالی جادوگر“ کی ”کنڈولیزا رائس“ کو اس بات کا علم دو سال کے بعد ہوا، وہ بھی اخبار کے ذریعے۔ دونوں کو بہت غصہ آیا لیکن.... ڈک چین کے سامنے کسی نے بولنے کی جرأت نہیں کی۔ سارا طبقہ گرا تو بٹش پر کیونکہ وہ صرف ایک مہرہ تھا۔

ڈک چین کے بارے میں امرار عالم کو دعویٰ ہے کہ اس نے دجال سے ملاقات کی ہے۔ اور دجال اسکو خود ہدایت دیتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ دجال کے بارے میں تو یہ آتا ہے کہ اسے پاس ہر طرح کی قوت ہوگی اور وہ دنیا بھر میں اپنی حکومت قائم کر دیگا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ دجال کی جس خاص قوت کا ذکر حدیث میں آیا ہے وہ اس کے خدائی کے اعلان کے بعد اسکو استعمال کر سکے گا۔ ملامہ ابن حجر نے فتح الباری میں یہ فرمایا ہے کہ اس کے ذریعے خلاف عادت واقعات کا رونما ہونا اس کے خدائی کے اعلان کے بعد ہوگا۔

نئے عالمی مذہب کے لئے کیسے راہ ہموار کی گئی۔ اور دجال سے آنے کے لئے کیسی تیاریاں ہیں۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے:

”امریکہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے زیر نگرانی ایسی فوج کی تشکیل میں مدد دے جو تیزی سے حرکت کر سکے۔ اس فوج کی تعداد پہلے مرحلے میں ساٹھ ہزار ہو اور بارہ ملکوں سے اسکی تشکیل



ہو۔ (مقالہ نگار جوزف ٹائے، سابق امریکی وزیر خارجہ کے معاون نیویارک ٹائمز ۲ فروری ۱۹۹۲ء)

”اگر واقعی عالمی امن قائم کرنا چاہتے ہیں تو نہ صرف فوج کی ضرورت ہوگی نہ امریکی فوج کی۔ ہمیں نیکیوں ہیٹ الگے متعدد ملکوں پر مشتمل بین الاقوامی فوجی طاقت چاہئے۔ یہی فوج عالمی امن قائم کر سکتی ہے۔“ (نیویارک ٹائمز ۱۹ فروری ۱۹۹۲ء)

واضح رہے کہ یہودی خلیہ رنگ کو دجال کی آفاقی حکومت کی علامت سمجھتے ہیں۔

### کرائے کی فوج..... بلیک وائر

یہ پرائیویٹ فوج ہے جسکی خدمات امریکی حکومت نے افغانستان و عراق کے علاوہ اور کئی جگہوں پر حاصل کیں۔ اسکو 1966 میں ایک ارب پتی امریکی اور نیوی کے سابق سیل ایرک پرنس نے قائم کیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اسکے اصل روح رواں ڈک چیٹی اور ڈنالد رمز فیلڈ ہیں۔ ایرک پرنس کا یہ ذاتی عسکری اذہ دنیا کا سب سے بڑا پرائیویٹ عسکری مرکز ہے۔ یہ امریکی ریاست گیرولین میں 7000 ایکڑ زمین پر پھیلا ہوا ہے۔ اس وقت بلیک وائر کے 2300 افراد مختلف ملکوں میں کام کر رہے ہیں۔ جبکہ میں ہزار تیار ٹیمیں ہونے لگی ہیں۔ بلیک وائر کے پاس اپنے بیس سے زائد جہاز ہیں جن میں گن شپ، ہیلی کاپٹر بھی ہیں۔ جان نیکروپونے اور زلے خلیل زاد کی سیکورٹی بھی بلیک وائر کرتی تھی۔ اسکے علاوہ اکثر سفارت کاروں کی سیکورٹی اسکے ذمہ رہی ہے۔ ۲۱ مارچ ۲۰۰۳ سے پہلے بلیک وائر بلیک خفیہ کبھی جاتی تھی اور امریکہ میں اعلیٰ حکام تک کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ امریکی حکومت نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کو ایک پرائیویٹ ادارے کو بھیجے پر دیا ہوا ہے۔ لیکن ۳۱ مارچ ۲۰۰۳ کو عراق کے شہر فوج میں ایک واقعے سے اسکے بارے میں لوگوں کو پہلی بار علم ہوا۔

اس ادارے کے چار فوجیوں کو فلوریڈا والوں نے کمین اگا کر مار دیا۔ اسکے بعد شہریوں کے جہوم نے انکی ااشوں کو جاکر شہر کی گلیوں میں گھسینا اور دریاے فرات کے پل پر انکوڑکا دیا۔ بلیک وائر کسی بھی جنگ یا امن کو امریکی حکومت سے ٹھیکے پر لیتی ہے اور پھر اپنی مرضی سے مطلوبہ نتائج حاصل کرتی ہے۔ اسے لئے ایک طریقہ تو یہی ہے کہ کرائے کی فوجی امریکہ میں بھرتی کئے جاتے ہیں اور پھر انہیں جنگ زدہ علاقوں میں امریکی فوج کے ساتھ بھیج دیا جاتا ہے۔ لیکن انکا سارا نظام امریکی فوج

سے الگ ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ امریکی حکومت کو اپنے مرنے والوں کی تعداد بھی نہیں بتائی جاتی۔  
دوسرا طریقہ یہ ہے کہ یہ امریکہ سے باہر کسی بھی ملک کی فوج کو کرائے پر لے لیتے ہیں اور  
اپنے اہداف انکو بتا دیتے ہیں۔ مثلاً افغانستان میں انہوں نے افغان نیشنل آرمی کو کرائے پر لیا ہوا  
ہے اور انکو دن کے حساب سے اجرت ادا کرتے ہیں۔ پاکستان میں بلیک وائر کئی سال سے کام کر  
رہی ہے۔ اور یہاں مقامی پاکستانیوں کو اجرت پر رکھا ہوا ہے جو انکے لئے کام کر رہے ہیں۔

### میڈیا... وچال کا بڑا ہتھیار

عن حذیفة قال ان اخوف ما اتخوف عليكم ان تؤثروا ماترون علي ماتعلمون  
وان تصلوا وانتم لا تشعرون. (ابن ابی شیبہ ۵۰۳/۷) وفي اسنادہ من لم یسم

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا تمہارے بارے میں میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف محسوس  
کرتا ہوں وہ ہے یہ بات ہے کہ تم اپنے علم کے مقابلے اس بات کو ترجیح دو گے جسکو تم دیکھ رہے  
ہو گے۔ اور تم گمراہ ہو جاؤ گے اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔ (ابن ابی شیبہ ۵۰۳/۷)

۱۸۹۷ء میں سوئٹزرلینڈ کے شہر ”بال“ میں تین سویہودی دانشوروں، مفکروں، فلسفیوں نے  
ہرنول کی قیادت میں جمع ہو کر پوری دنیا پر حکمرانی کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ یہ منصوبہ انیس پروٹوکولز کی  
صورت میں پوری دنیا کے سامنے عرصہ ہوا آچکا ہے۔ اس میں جہاں اور چیزوں کو قبضے میں لینے  
پر زور دیا گیا تھا وہیں میڈیا کے بارے میں یہ طے ہوا تھا:

”ہم میڈیا کے سرکش گھوڑے پر سوار ہو کر اسکی باگ کو اپنے قبضے میں رکھیں گے۔ ہم اپنے  
دشمنوں کے قبضے میں کوئی ایسا موثر اور طاقت ور اخبار نہیں رہنے دیں گے کہ وہ اپنی رائے کو موثر  
ڈھنگ سے ظاہر کر سکیں۔ اور نہ ہی ہم انکو اس قابل چھوڑیں گے کہ ہماری نگاہوں سے گزرے بغیر  
کوئی خبر لوگوں تک پہنچ سکے۔ ہم ایسا قانون بنائیں گے کہ کسی ناشر اور پریس والے کے لئے یہ  
ناممکن ہوگا کہ وہ پیشگی اجازت لئے بغیر کوئی چیز چھاپ سکے۔..... ہمارے قبضے میں ایسے  
اخبارات و رسائل ہوں گے جو مختلف گروہوں اور جماعتوں کی تائید و حمایت حاصل کریں گے۔ خواہ یہ  
جماعتیں جمہوریت کی داعی ہوں یا انقلاب کی حامی۔ حتیٰ کہ ہم ایسے اخبارات کی بھی سرپرستی  
کریں گے جو انتشار و بے راہ روی، جنسی و اخلاقی انارکی، استبدادی حکومتوں اور مطلق العنان  
حکمرانوں کی مدافعت اور حمایت کریں گے۔... ہم ایسے اسلوب سے خبروں کو پیش کریں گے کہ قومیں

اور حکومتیں انکو قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ ہم یہودی، ایسے دانشوروں، ایڈیٹروں اور نامہ نگاروں کی حوصلہ افزائی کریں گے جو بدکردار ہوں (امریکہ اور بھارت کی حمایت میں یولنے والے آپکے سامنے ہیں۔ راقم)۔ اور خطرناک مجرمانہ ریکارڈ رکھتے ہوں۔... ہم ذرائع ابلاغ کو خیر رساں ایجنسیوں کے ذریعے کنٹرول کریں گے۔ ہم دنیا کو جس رنگ کی تصویر دکھانا چاہیں گے وہ پوری دنیا کو دیکھنا ہوگی۔

یہودیوں نے جو منصوبے بنائے اسکو حقیقت کا روپ بھی دیا۔ دنیا بھر کے اخبارات میں ایک چھوٹی سی خبر یا تصویر بھی یہودیوں کی اجازت کے بغیر اخبار کی زیئت نہیں بن سکتی۔

دنیا بھر کے اخبارات، رسائل اور ٹی وی چینل انہی خبر رساں ایجنسیوں سے خبریں اور تصاویر حاصل کرتے ہیں۔ تمام بڑی خبر رساں ایجنسیاں رائٹر اے پی (A.P) اور اے ایف پی (A.F.P)، یہودیوں کی ملکیت ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور رائٹر ہے۔ اسکا بانی جولیس رائٹر ۱۸۱۲ء میں جرمن میں ایک یہودی گھرانے میں پیدا ہوا۔ آپ ذرا انصاف سے فیصلہ کیجئے۔ جس یہودی کے بارے میں دنیا کے دو بڑے مذہب (اسلام اور عیسائیت) جھوٹ، فریب، بہتان، کردار کشی اور انبیاء جیسی پاک ہستیوں پر بہتان اور قتل کی شہادت دیتے ہوں، آج دنیا کا پڑھا لکھا طبقہ اس رائٹر کی خبروں کو وحی کا درجہ دیتا ہے۔ اور جو ذہن میڈیا بنارہا ہے تمام دنیا اس کو قبول کرتی چلی جا رہی ہے۔

دیندار طبقے کے خلاف پروپیگنڈہ ہو یا مجاہدین کے خلاف ہکواس، یہودیوں کی بڑائی بیان کی جائے یا مسلمانوں کو جاہل اور غیر مہذب ثابت کیا جائے، پڑھے لکھے مسلمان اسکی خبروں کو ج ماننے ہیں اور وہی انکا نظریہ بن جاتا ہے۔ بی بی سی بھی رائٹر ہی سے خبریں لیتا ہے۔ بی بی سی خود بھی ہمیشہ سے یہودیوں کے زیر تسلط رہا ہے۔ یہ بی بی سی ہی ہے جس نے مسلمانوں کو ایمان و یقین سے نکال کر شک و متذہب کا عادی بنا دیا۔ اسلام اور اسلامی تحریکوں کے بارے میں شکوک ذہن میں آتا، بی بی سی کا خاص تختہ ہے جو اس نے اپنے سننے والوں کو دیا ہے۔

### شکوک کی چند مثالیں

”اسلام آہ میں ہم دھماکہ..... ابھی تک کسی تنظیم نے ذمہ داری قبول نہیں کی... تاہم خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں اسلامی شدت پسند ملوث ہو سکتے ہیں۔“ ”سوات میں امن معاہدہ ہو گیا ہے جبکہ



عوام میں خیر مقدم کیا گیا ہے۔ لیکن بعض حلقے اسکو حکومت کی پسپائی تصور کر رہے ہیں اور اندیشہ ہے کہ اس سے طالبان کو حوصلہ ملے گا اور پنجاب میں موجود شدت پسند بھی ایسا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

”ایک خاتون کی لاش سڑک کے کنارے ملی ہے۔ قتل کا سبب معلوم نہیں ہو سکا لیکن ایسا سمجھا جاتا ہے کہ یہ انہی لوگوں کا کام ہے جو عورتوں کے گھر سے نکلنے کے مخالف ہیں۔“ لیکن کے ذریعے نامعلوم جرم یہ ادارے جس پر تھوپنا چاہیں ہوسانی تھوپ سکتے ہیں۔ سننے والوں کی عقل پر ماتم کرنے کو دل چاہتا ہے کہ وہ جب یہ سن رہے ہیں کہ ابھی تک کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کام کس نے کیا ہے۔ نہ انکو اس کا یقین کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ یہ خبر یقینی ہے کہ اتنی جلدی کچھ نہیں پتہ چلتا۔ لیکن سننے والے اس کو قبول نہیں کرتے بلکہ وہ شک والی بات پر ایمان لاتے ہیں اور انکا ذہن ”لیکن“ کے بعد والے حصے کو قبول کر کے اوروں تک وہی بات پہنچاتا ہے جو یہ خبر رساں ادارے پھیلاتا چاہتے ہیں۔

### ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تباہی..... حقیقت کیا ہے؟

جو لوگ اکتوبر کے حملوں کو یہودیوں کی کارروائی قرار دیتے ہیں انکی اصل وجہ بھی میڈیا کا بنایا ہوا ذہن ہے۔ میڈیا نے دنیا کی تمام برائیاں، بے غیرتی کے کام، بزدلی، افراتفری، انتشار پاکستان اور دیگر مسلم ممالک کے کھاتے میں ڈال دیئے ہیں۔ اور تمام اچھائیاں، بہادری کے کارنامے اور امن و سکون مغربی معاشرے یا ہندو معاشرے میں پائی جاتی ہیں۔ گویا کوئی مسلمان اس قابل ہی نہیں کہ دنیا میں کوئی بہادری کا کام انجام دے سکے۔ یہ سوچ عام ہے جو آپ کسی بھی میڈیا پر نظر رکھنے والے کی زبان سے سنتے رہتے ہیں۔ جو لوگ اکتوبر کے حملوں کو مجاہدین کی کارروائی تسلیم نہیں کرتے اس میں بنیادی غصہ یہی کارفرما ہے کہ اگلے ذہنوں میں یہ بٹھا دیا گیا ہے کہ کوئی مسلمان اس قابل ہے ہی نہیں۔ یہ بے چارے اس دنیا کو ابھی تک اتنی کی دہائی والی دنیا ہی سمجھ رہے ہیں۔ انکو علم نہیں کہ امت محمدیہ بیدار ہے اور بازی الٹ چکی ہے۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ لوگ میدان جہاد سے بہت دور ہیں اور انکو جہاد کے میدانوں سے کوئی خبر نہیں مل پاتی۔ بلکہ انکی تمام معلومات اخبارات اور ٹی وی رپورٹوں پر مبنی ہوتی ہیں۔ نیز یہ حضرات نہ تو ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی حقیقت کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی بیٹھا گون کو۔ وہ بس اتنا جانتے ہیں کہ یہ دو عمارتیں تھیں۔ یہ درحقیقت دو بت تھے جسکی تمام دنیا بوجا کرتی تھی۔ یہ عمارتیں ”طاغوت“ تھیں

جنگو رازق مانا جاتا تھا۔ یہ اٹلیس کی سیکڑوں سال کی محنت تھی جسکو اس نے گزشتہ صدی میں عملی صورت میں پیش کیا۔ لیکن چند اللہ والوں نے لمحوں میں لمبا میٹ کر دیا۔ یہ افواہ خود یہودی دانشوروں کی جانب سے مغربی میڈیا کے ذریعہ پھیلائی گئی۔ اسکے بعد مسلمانوں میں موجود صحافیوں نے اسکو بڑی گہری تحقیق سمجھ کر پھیلا نا شروع کر دیا۔ نیز یہ خبر جہاد کے دشمنوں کی خواہشات کے مطابق تھی سو انھوں نے بھی اسکو من و عن قبول کیا۔

اس کھلی اللہ کی مدد کو یہودیوں کے کھاتے میں ڈالنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک تو مسلمانوں کے حوصلے بلند نہ ہو جائیں کہ جہاد کی قوت کے ذریعے امریکہ کو شکست دی جاسکتی ہے۔ دوسرا خود یہودیوں کو سہارا دینا مقصد تھا کہ گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ اگر یہودیوں کو یہ نہ بتایا جاتا تو دنیا بھر کے یہودی اسرائیل جانے سے انکار کر دیتے۔ وہ کہہ سکتے تھے کہ تم خود امریکہ میں محفوظ نہیں ہو تو ہمیں اسرائیل میں کس کے بھروسے بھیجتے ہو۔

اس بارے میں جتنے بھی دلائل دئے گئے سب یہودی دماغوں کی خرافات تھیں جو وہ ہمیشہ حق کو مشتبہ بنانے کے لئے شکوک پیدا کیا کرتے ہیں۔ انکے دئے گئے دلائل میں ہی اگر عقل رکھنے والا غور کرے تو تمام دلائل کو ایک دوسرے سے متضاد پائیں گے۔ تمام اعتراضات کے تفسی بخش جواب موجود ہیں۔ لیکن یہاں اس تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔

### مسلمان... میڈیا کی نظر میں

میڈیا مغربی ملکوں سے متعلق خبروں کو مثبت انداز میں پیش کرتا ہے۔ انکے ہاں کہتے ہی ناپاک اور انسانیت سوز واقعات آئے دن ہوتے رہتے ہیں لیکن وہ ان خبروں کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ سننے والوں کو اس میں بھی خوبی کا پہلو نظر آتا ہے۔ جبکہ مسلم ممالک کے بارے میں انکا انداز مکمل منفی ہوتا ہے۔ انکی خبریں سن کر بس یوں لگتا ہے جیسے مسلم معاشرہ غیر منظم، انتشار کا شکار، افراتفری، قتل و غارتگری اور بے چینی کا شکار ہے۔

پاکستان کے تمام ٹی وی چینل اور اخبارات آپ اٹھا کر دیکھ لیجئے انکو پڑھ کر ایسے لگتا ہے جیسے اس معاشرے میں خیر کا کوئی پہلو ہے ہی نہیں۔ اور یہ معاشرہ صرف اور صرف برائیوں کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ جہاں انسان نما درندے رہتے ہیں۔ جبکہ ہندوستان کے بارے میں خبریں اور تجزیے اس طرح پیش کئے جاتے ہیں جیسے ہندو معاشرہ ہم سے بہت مہذب، منظم اور اقدار کا پاس کرنے

والا ہے۔ بھارت کے بارے میں جو اچھائیاں آپ سنتے ہیں وہ اسی میڈیا کے اثرات ہیں ورنہ پاکستان اور بھارت کے معاشرے کا موازنہ کیا جائے تو ایسا ہی فرق آپ پاکیں گے جیسا کہ دور جاہلیت اور بعثت کے بعد کا عرب معاشرہ۔

ہندوستانی معاشرہ جن اخلاقی پستیوں میں ڈوبا ہوا ہے اس تک پاکستان کو پہنچانے میں کئی ”پرویز“ درکار ہونگے۔ پاکستان کے مسلمان (حکمران طبقہ نہیں) جن اعلیٰ اقدار کے حامل ہیں اسکو باہر سے آنے والا ایک مسلمان (نہ کہ منافق) اچھی طرح محسوس کرتا ہے۔ کوئی بھی فرد یا معاشرہ اس بات سے پہنچا جاتا ہے کہ اسکے اندر دوسروں کے لئے قربانی دینے کا جذبہ کتنا ہے، مشکل وقت میں اپنے بھائیوں کی کس طرح مدد سکتا ہے۔ یہ پاکستان کے اندر بہت زیادہ ہے۔ جن دانشوروں، ادیبوں اور کالم نگاروں کو آپ بھارت کی تعریف میں زمین و آسمان ایک کرتے پاتے ہیں ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو اپنی قومی غیرت بھارتی شراب کی صرف ایک بوتل کے بدلے بیچ دیتے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جنکی آنکھیں دہلی کی چکا چوندھ دیکھ کر چندھیا جاتی ہیں پھر انہیں سب کچھ چمکتا ہی نظر آتا ہے۔ کچھ بیچارے سادہ ہیں جو چند دن بھارت میں گزار آئے اور ”را“ کے سدھائے ہوئے میزبانوں کی میزبانی سے اتنے متاثر ہوئے کہ اپنا آپ ہی برا لگنے لگا۔

بہر حال یہ ذہن سازی میڈیا کے ذریعے کی گئی ہے۔ ورنہ بھارت کے بارے میں لوگوں کی اپنی معلومات و تجربات بہت سطحی نوعیت کے ہیں۔

### دماغی تطہیر یا برین واشنگ

برین واشنگ پر لکھی جانے والی کتابوں میں گستاخی بان کی کتاب ”سائیکا لوجی گید رنگ“ مشہور کتاب ہے۔ انسانی نفسیات کا تجزیہ کرتے ہوئے اس نے لکھا ہے ”انسان خواہ کتنا ہی مہذب اور باشعور و تعلیم یافتہ ہو، اگر وہ کسی گروپ یا مجمع کے ساتھ رہے گا تو وہ مجمع کی ہی نفسیات اور اسکی کیفیت کے تابع بن کر رہے گا۔

ٹی وی کے اثرات کا تجزیہ کرتے ہوئے برین واشنگ کے ایک ماہر تھیوڈر ایڈورڈ نے کہا کہ ٹیلی ویژن کی صورت میں انسانی دل و دماغ اور جذبات پر مکمل کنٹرول کرنے کا ایک زبردست وسیلہ ہمارے ہاتھ آ گیا ہے جس کا ہم خواب بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔

ٹی وی آپکے سامنے ایسی چیز پیش کرتا ہے کہ آپ چاہیں یا نہ چاہیں انکو پسند کرنے پر خود کو



مجبور پائیں گے۔ وہ اس انداز سے پیش کریگا کہ گویا اسکو قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں۔ دماغی تصویر کے ایک ماہر فیڈرک ایمرے نے ٹیلی ویژن کی تصویروں کے گہرے اثرات کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ اس درجے مؤثر اور محرک انگیز ہوتی ہیں کہ دیکھنے والی کی تمام تر توجہ اپنی جانب کھینچ لیتی ہیں۔ ٹی وی آنکھوں اور دماغوں کو غیر معمولی حد تک متاثر کرتا ہے۔ وہ اس طرح کے آنکھ، آواز اور تصویر اور سابقہ معلومات کے درمیان رابطہ وہم آہنگی کا کام بڑی تیزی سے انجام دیتی ہے۔ ایسی صورت میں دماغ جبکہ کام واقعات کا تجزیہ اور خبروں اور تصویروں کو مسلسل دیکھنا اور متانگہ لگانا ہے اپنا کام اسلئے انجام دینے سے قاصر رہتا ہے کہ ہر لمحہ مناظر بدلتے رہتے ہیں اس لئے وہ تیزی سے بدلتے ہوئے مناظر و مشاہدات کا تجزیہ کسی صورت کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اسلئے کہ ایسی صورت میں دماغ کے ختمے تیزی سے بدلتے مناظر کو کسی تجزیے اور کسی نتیجے تک پہنچنے بغیر ہی جوں کا توں قبول کر لیتا ہے۔ بالفاظ دیگر ٹی وی دیکھنے والے مقناطیسی عمل کا شکار ہو جاتے ہیں۔

تھیوڈ رائڈورڈ نے تو یہاں تک کہا ہے کہ میڈیا کہ ذریعے لوگوں کو عقلی پسماندگی پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میڈیا رائے عامہ (Public Opinion) کی ترجمانی کرتا ہے تو یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میڈیا رائے عامہ بناتا ہے جو چاہتا ہے لوگوں کو دکھاتا ہے اور اسی کو رائے عامہ کا نام دیا جاتا ہے۔

ہال بیکر لکھتا ہے کہ ”اگر آپ چاہتے ہیں کہ امریکی کسی خاص خیال یا نظریہ کو قبول کر لیں تو آپ کو صرف یہ کرنا ہوگا کہ رائے عامہ کا سہارا لیں۔ اور پھر یہ کہیں کہ رائے عامہ کا یہ کہنا ہے پھر ٹی وی اور دیگر میڈیا پر اسکو شائع کرویں۔“

ٹی وی دیکھنے والوں کے بارے میں اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو نے ایک رپورٹ جاری کی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ پوری دنیا کے پچاسی (85) فیصد لوگوں نے ٹی وی کی وجہ سے اپنے کھانے پینے، سونے، لکھنے پڑھنے اور کام کے پروگرام بدل دیے ہیں۔ انکی قوت فیصلہ پر ٹی وی اثر انداز ہو گیا ہے۔ وہ آزادانہ طریقے سے فیصلے کرنے کے قابل نہیں رہے۔ شعوری اور غیر شعوری طور پر وہ ٹی وی اور دوسرے ذرائع ابلاغ کے پروگراموں سے متاثر ہوتے ہیں۔“

دراصل ذہنوں کو برقیاتی لہروں (Electronic Waves) کے ذریعہ کنٹرول کیا جاتا

ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ برقیاتی لہریں اور موسیقی کی لہریں انسانی ذہن پر بے شمار اثرات مرتب کرتی ہیں۔ ہر لہر اور دھن کی تاثیر مختلف ہوتی ہے۔ یہودی جادوگران لہروں کی تاثیر کے بارے میں کافی معلومات (تجربات) حاصل کر چکے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ کس لہر کے کیا اثرات ہوتے ہیں۔ اس کا مشاہدہ آپ موسیقی سننے والوں کی حالت دیکھ کر کر سکتے ہیں، چنانچہ سائنسی طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ گھروں میں رکھے ٹیلی ویژن سیٹوں کو اس طرح کی لہریں نشر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹیلی ویژن دیکھنے والے مرد و خواتین، ذہنی پریشانیوں نفسیاتی بیماریوں اور اعصاب کے کھچاؤ کے شکار نظر آتے ہیں۔

موسیقی کی لہریں انسانی دل کی موت ہیں۔ البتہ اس بات کو صرف زندہ دل ہی محسوس کر سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستے سے گزر رہے تھے کہیں سے موسیقی کی آواز آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اسی طرح آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے دور چلے گئے۔

موجودہ دور میں موسیقی کے ساتھ ساتھ ٹی وی سے نکلنے والی لہریں مکاناتوں کے لئے تباہی کا پیغام ہیں۔ ٹی وی پر خبریں اور تجربات سننے والے جب حالات حاضرہ پر گفتگو کرتے ہیں خصوصاً کفر و اسلام کے مابین اس (نام نہاد ہشت گردی کی) جنگ کے بارے میں تو ان پر ترس آنے لگتا ہے۔ ان کے تجزیے حقیقت سے اتنے دور ہوتے ہیں جتنے کہ وہ خود اس جنگ سے دور ہیں۔

ان لہروں کی ایک اور بڑی تاثیر جو آپ بھی دیکھ سکتے ہیں یہ ہے کہ ٹی وی دیکھنے والے حضرات عملی زندگی سے دور چلے جاتے ہیں۔ اور بالآخر مایوس ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ کسی ایسے شخص سے بات کیجئے جو بہت زیادہ ٹی وی کی معلومات رکھتا ہو تو آپ دیکھیں گے کہ وہ امریکہ عراق جنگ، امریکہ افغانستان جنگ پاکستان کا مستقبل غرض ہر موضوع پر طویل میکچر دیکھا لیکن اگر آپ اس سے حل پوچھیں اور عملاً اس میں شرکت کی دعوت دیں تو بہت معمولی بہانہ یا مایوسانہ جملہ کہہ کر نشست برخاست کر کے چلتا بنے گا۔ جیسا کہ بتایا گیا کہ ہر لہر اور ہر تصویر کی اپنی تاثیر ہوتی ہے۔ جب انسان ٹی وی آن کرتا ہے تو یہ لہریں اس کے لاشعور (Subconscious) پر کنٹرول کر لیتی ہیں اور پھر جو کچھ دکھایا جاتا ہے اس کا پس منظر اس کے لاشعور میں بیٹھ جاتا ہے۔

ٹی وی پر جو سامنے نظر آ رہا ہوتا ہے اس کو انسانی آنکھ دیکھ رہی ہوتی ہے لیکن اسی اسکرین پر

اسی لمحہ بہت کچھ ایسا بھی ہوتا ہے جس کو ہماری آنکھ نہیں دیکھ سکتی البتہ ہمارا لاشعور اس کو اپنے اندر جذب کر رہا ہوتا ہے۔ اور اصلاً یہی وہ پیغام ہوتا ہے جو پروگرام تیار کرنے والے ماہرین اپنے ناظرین کے ذہنوں میں بٹھانا چاہتے ہیں، اگر آپ اس بات کو سائنٹفک انداز میں سمجھنا چاہتے ہیں تو یوں سمجھئے کہ متحرک تصویر جو آپ ٹی وی یا سینما اسکرین پر دیکھتے ہیں وہ ایک سیکنڈ میں ۲۵ فریمز یا فوٹوز پر مشتمل ہوتی ہے یعنی ۲۵ ساکن تصویروں ایک سیکنڈ کی ایک متحرک فلم بناتی ہے اگر اس ایک سیکنڈ کے درمیان ایک ساکن تصویر دکھائی جائے تو یہ سیکنڈ کا پینٹا لیسواں حصہ لیتی ہے جس کو آنکھ نہیں دیکھ سکتی لیکن اس کو انسان کا لاشعور دیکھ لیتا ہے۔ اور اس کو اپنے اندر بیٹھا لیتا ہے۔

اس طرح انسان ذہنی طور پر چٹا بنا کر ہو جاتا ہے۔ وہ یہی سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اس کا ذہن آزاد ہے اور جو بھی فیصلہ پسند و ناپسند کے بارے میں وہ کر رہا ہے وہ اس کا اپنا ہے لیکن یہ اس بے چارے کی سوجھ بوجھ ہوتی ہے۔ اس کی تاثیر اگر مزید دیکھنا چاہتے ہیں تو الیکشن سے پہلے ٹی وی پر چنے والی خبریں تجزیے، مباحثے اور سروے دیکھئے۔ عالمی قوتیں جس کو اسلام آباد میں بٹھانا چاہتی ہیں تمام نیوی چینل اس کے لئے عوام کی ذہن سازی کر رہے ہوتے ہیں کچھ شعوری طور پر اور کچھ لاشعوری طور پر۔

کھانے پینے کی چیزوں پر میڈیا بڑی طرح اثر انداز ہوا ہے۔ اسکی شدت اتنی ہے کہ نقصانات جاننے کے باوجود بھی لوگ کھانے پینے میں انہی چیزوں کا استعمال کر رہے ہیں جو میڈیا پر دکھائی جاتی رہی ہیں۔

ذرا مندرجہ ذیل چیزوں کے بارے میں تحقیق کیجئے:

معدے اور گھٹنوں کو تباہ کرنے کے لئے لوگوں سے سرسوں کا تیل چھڑوا کر کیمیکل سے تیار بنا سستی گھی اور تیل کی ایجاد... جنسی طور پر کمزور کرنے کے لئے آئیوڈین، ملائمک، جنسی انارکی پھیلانے کے لئے آکس کریم، چاکلیٹ، گروے فیل کرنے کے لئے یہودی کمپنیوں کی ذہن بند غذائی مواد، بالوں کو خراب کرنے کے لئے کیمیکل سے بھرے شیمپو، جسم کو پھلانا اور بیماریوں کا مرکز بنانے کے لئے فارمی انڈے اور مرغی غرض بے شمار چیزیں ہیں جو اس ٹی وی کے ذریعہ انسانی زندگی کا حصہ بن چکی ہیں۔ اور جسکے نقصانات جاننے ہوئے بھی لوگ نہیں چھوڑ پارہے ہیں۔ عقلوں کے ختم ہو جانے کی مثال پولیو کے قطروں سے بھی بڑی کوئی ہو سکتی ہے؟



آپ کسی بھی ٹی وی والے گھر کو دیکھ لیجئے۔ انکا تمام طرز زندگی (Life Style) ٹی وی زدہ ہوگا۔ گھر کی سیٹنگ (interior) دروازوں کے پردے، پینٹنگز حتیٰ کہ گھر میں رکھے پودے اور انکے رکھنے کی جگہ سب کچھ ٹی وی زدہ ہوگا۔ حالانکہ اکثر بیچارے کو تو ان پودوں کی حقیقت کا بھی علم نہیں ہوتا۔ اسی طرح مختلف قسم کے کارٹون، دروازے کے پردوں کے ساتھ لگی گھنٹی، اور مختلف جادوئی نشانات کو لوگوں نے صرف ٹی وی پر دیکھ کر گھر میں رکھا ہوا ہے اور اپنے گھر کی برکت و سکون کو تباہ کیا ہے۔ انسانیت کے دشمن یہودی صرف چند طوائفوں اور بھانڈوں کے ذریعے عالم اسلام کی اکثریت کو اپنا غلام بنائے ہوئے ہیں اور ان کی سوچوں پر انہی کا قبضہ ہے۔

### میڈیا اور افواہ سازی

میڈیا میں افواہ سازی سے بڑے بنیادی مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں۔ یہ افواہیں عوام کے اندر سے اٹھائی جاتی ہیں۔ انکا مقصد سماجی اور معاشرتی ستونوں پر قائم عمارت کو منہدم کرنا، انکے درمیان تفرقے کے بیج ڈالنا ہوتا ہے۔ جب عوام میں مایوسی، ناامیدی اور جھنجھلاہٹ کی کیفیت ہوتی ہے تو انھیں افواہوں کے ذریعہ امید کی کرن دکھا کر ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔ افواہوں کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ بہت جلد جنگل کی آگ کی طرح پھیل جاتی ہیں۔

### آواز کا جادو

خبر نشر کرنے والے ادارے خبریں پڑھنے کے لئے ایسی آواز والے افراد کا انتخاب کرتے ہیں جنکی آوازوں میں سحر ہوتا ہے۔ یہ آوازیں، سننے والوں کے دلوں میں گھر کرتی چلی جاتی ہیں اور دلوں کا مرض بن جاتی ہیں۔ چنانچہ لوگ اگلے دن جب تک انکو سن نہیں لیتے انھیں چین نہیں آتا۔ اسکے ساتھ ساتھ ان خبریں پڑھنے والوں کی آواز کا اتار چڑھاؤ اور الفاظ کا انتخاب بھی سامعین پر اثر انداز ہوتا ہے۔ آواز کے اس جادو کے اثرات آپ ہر خبر سننے والے پر دیکھ سکتے ہیں۔ مثلاً سوچئے اور نتیجے کی صلاحیت کو متاثر کرنا، یقین سے نکال کر شکوک اور بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا کرنا، دوسروں کا زیادہ پیدا ہونا، عملیت پسندی کا کم ہونا۔

### میڈیا اور فکری گمراہی

یہودی جس ڈگر پر مسلمانوں کی سوچ کو لے جانا چاہتے تھے دنیا اسی ڈگر پر دوڑی چلی

جاتی ہے۔ تعلیم یافتہ لوگ بغیر نفع نقصان دیکھے، بالی وڈ اور بالی وڈ کی زلفوں کے اسیر ہیں۔ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا دیا گیا ہے۔ دجالی قوتوں کے خلاف اس جنگ کو یک طرفہ دہشت گردی کی جنگ بنا کر لوگوں کے ذہنوں میں بنھا دیا گیا ہے۔

دجالی قوتوں کے خلاف دنیا بھر میں مجاہدین برسرِ پیکار ہیں۔ اور شجاعت و بہادری، صبر و ایثار کی ایسی تاریخ رقم کر رہے ہیں کہ امت کو بجا طور پر ان پر فخر کرنا چاہئے تھا۔ لیکن اس میڈیا نے ایسی گمراہی میں لوگوں کو ڈالا ہوا ہے کہ اللہ ہی جسکو نکالنا چاہیں تو وہی حق کی پہچان کر سکتا ہے۔ کفر و اسلام کی اس جنگ میں لوگوں نے اسی نظریہ کو اختیار کیا ہے جو دجال اور اسکے پیروکاروں نے اس میڈیا کے ذریعے پھیلایا ہے۔ حتیٰ کہ علم رکھنے والے حضرات بھی اس میڈیا کے زہر سے محفوظ نہیں رہے۔ جیسا کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ تم اپنے علم پر اس چیز کو ترجیح دو گے جو دیکھ رہے ہو گے۔ اس طرح گمراہ ہو جاؤ گے کہ محسوس بھی نہیں ہوگا۔

اس دور میں ہونے والے واقعات کو میڈیا کس طرح پیش کر کے دکھا رہا ہے اسکو سامنے اگر رکھا جائے اور پھر امام مہدی کے ظہور کے وقت علماء اور مجاہدین کا انکے ہاتھ پے بیعت کے وقت کی نازل صورت حال کو دیکھا جائے تو اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ میڈیا امام مہدی کو کس طرح لوگوں کے سامنے پیش کرے گا۔ اور میڈیا کو دیکھنے والے لوگ اس واقعے کو کس طرح قبول کر رہے ہوں گے۔ اگر ایک ٹیسٹ کیس لال مسجد کا سانحہ آپ میڈیا پر دیکھ چکے ہیں۔ اس مسئلے کی ابتداء سے آخر تک آپ میڈیا کا کردار دیکھئے اور پھر غازی عبدالرشید شہید (رحمۃ اللہ علیہ) کی شہادت سے پہلے تک عوام الناس کی رائے سنئے۔ خصوصاً مولانا عبدالعزیز صاحب کی گرفتاری کے بعد کے دو تین دن یاد کیجئے۔ داڑھی والوں کے خلاف لوگوں کی آنکھوں سے نفرت نکلتی تھی، زہر بھرے جملے کسے جارہے تھے۔ ذرا تصور کیجئے۔ عوام کا یہ ذہن کس نے بنایا۔۔۔۔۔ عالمی مغربی میڈیا نے نہیں بلکہ پاکستان کی اردو میڈیا نے۔ چلئے عوام تو عوام ہے لیکن پڑھ لکھے لوگوں نے بھی اس مسئلے کو مکمل میڈیا کی نظر سے دیکھا۔۔۔۔۔ اور ایک تنہا۔۔۔۔۔ شخص کے خلاف۔۔۔۔۔ فرعون وقت پرویز کے ایوانوں سے لے کر۔۔۔۔۔ گلی کوچوں تک۔۔۔۔۔ ایک جیسی۔۔۔۔۔ آوازیں گونج رہی تھیں۔۔۔۔۔ ایک ہی سوچ۔۔۔۔۔ ایک ہی نظریہ۔۔۔۔۔ ایک ہی مطالبہ۔۔۔۔۔

راقم اس تکلیف دہ بحث میں نہیں جانا چاہتا۔۔۔۔۔ بتانا صرف یہ چاہتا ہوں کہ یہ تو صرف ایک

مسجد کا مسئلہ تھا..... صرف پاکستان کا مسئلہ..... آپ ذرا سوچئے..... امام مہدی..... حرم شریف میں بیٹھ کر..... تمام عالم اسلام سے آئے جہاد کے پروانے..... ایک ایسی بیعت جسکے بارے میں کافروں کو بھی پتہ ہے کہ سب کچھ الٹ پلٹ ہو جائے گا..... نہ اسرائیل بچے گا..... نہ امریکہ..... نہ عرب کی سلطنتیں رہیں گی نہ عجم کا جمہوری نظام..... صرف اور صرف اللہ کا کلمہ..... اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون..... محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام..... میڈیا امام مہدی کو کیا بنا کر پیش کرے گا..... آنکھیں بند کیجئے اور جامعہ خضفہ کی طالبات اور غازی شہید کے بارے میں استعمال ہونی والی میڈیا کی زبان میں سوگنا اضافہ کر دیجئے..... جی ہاں..... سوگنا..... کیونکہ وہ مسئلہ بھی اتنا ہی بڑا ہے..... شاید کچھ اس طرح ہو.....

منیٰ میں ہنگامے پھوٹ پڑے ہیں..... بہت زیادہ ہلاکتوں کا خدشہ ہے..... ابھی تک سبب معلوم نہیں ہو سکا ہے..... لیکن..... ایسا لگتا ہے کہ اس میں وہی لوگ ملوث ہیں جو اس سے پہلے معصوم انسانوں کا خون بہاتے رہے ہیں..... اور مذہبی مقامات پر دھماکے کرتے رہے ہیں..... حجاج اکرام کی بڑی تعداد کو قتل کر دیا گیا ہے اور لاشیں خون میں تیر رہی ہیں..... ناظرین دہشت گردوں نے اللہ کے مقدس گھر حرم شریف پر قبضہ کر لیا ہے اور وہاں موجود حجاج کرام کو پریشان بنالیا ہے جسکو وہ انسانی ذہال کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں ان میں چھوٹے بچے اور بڑی تعداد میں عورتیں بھی موجود ہیں..... ہر طرف چیخ و پکار ہے..... اور مدد کے لئے بچے پکار رہے ہیں ہمارے ذرائع نے اطلاع دی ہے ان دہشت گردوں میں امریکہ کو انتہائی مطلوب دہشت گرد بھی شامل ہیں جنکی تلاش کافی عرصے سے جاری تھی..... دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا..... ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ حرم شریف کو انکے قبضے سے آزاد کرانے کے لئے اردن اور اسرائیل کی جانب سے اتحادی فوج کی کئی ہتلیں روانہ ہو چکی ہیں..... البتہ اس اتحادی فوج کے انجام کی خبر کو چھپایا جائے گا۔

سفینی کے لشکر کے بیداء میں دھنسنے تک کا جو وقت ہو گا اس میں جھوٹ، فریب و دجالیت، اور میڈیا کی جادوگری کا اندازہ آپ کر سکتے ہیں۔ لوگ جب فی وی کی اسکرین پر منیٰ کے میدان میں، خون میں تیرتی لاشیں لوگ دیکھ رہے ہوں گے..... مختلف مناظر بار بار دکھا کر لوگوں کے ذہن میں دجالی میڈیا نے وہ سب بٹھا دیا ہو گا..... اس نفرت کو یاد کیجئے جو مولانا عبدالعزیز کی گرفتاری کے



بعد لوگوں کی دلوں میں تھی.... حرم شریف پر قبضہ کرنے والے (امام مہدی) کے بارے میں میڈیا دیکھنے والوں کا کیا حال ہوگا۔ جو دیکھ رہے ہونگے اس کو اپنے علم پر ترجیح دیں گے۔ ایسے شخص کو امام مہدی تو ماننا دور کی بات.... بس اللہ حفاظت فرمائے لوگوں کی زبانوں سے کیا کچھ نکل رہا ہوگا۔ اسکا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔ البتہ وہ ایمان والے جو حق کا ساتھ دینے میں کسی سے نہیں ڈرتے، جنکے دل حق کو قبول کرنے کے لئے کھلے رہتے ہیں، وہ اگر پہاڑوں کی غاروں میں بھی ہوئے تو انکو امام مہدی کے ظہور کا علم ہو جائے گا۔

### پروپیگنڈے کا توڑ

میڈیا کی اہمیت اور اسکے اثرات کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب آپکے ذہن میں یہ سوال آ رہا ہوگا کہ پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ کیا اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی سے خود کو بالکل دور کر لینا چاہئے؟ یا پھر ہمیں بھی اپنا کوئی ٹی وی چینل کھول لینا چاہئے؟

میڈیا کے حوالے سے ہمیں دو طرح کی پالیسی بنانی ہوگی۔ ایک دفاعی اور دوسری اقتصادی۔ دفاعی یہ کہ لوگوں کو میڈیا کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے۔ کیونکہ لوگ حق و باطل کے موضوع پر جب بھی گفتگو کرتے ہیں تو انکی معلومات میڈیا پر مبنی ہوتی ہے۔ وہی ذہن لے کر وہ حق کے خلاف بول رہے ہوتے ہیں۔ جب آپ دلائل کے ذریعے انکی معلومات کی بنیادوں کو ہلا دیں گے تو شک کی جو عمارت انہوں نے تعمیر کی تھی وہ خود بخود گر جائے گی۔ اسکے بعد آپ اصل حقائق سے انکو آگاہ کریں گے۔ اسکا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ جانی قوتوں کے پروپیگنڈے کا میدان کم ہو جائے گا اور لوگ انکے زہر سے محفوظ رہیں گے۔ اسکے ساتھ ساتھ پروپیگنڈے کا توڑ کیا جائے۔ یہ کام آپ بغیر ایک روپیہ خرچ کئے بھی کر سکتے ہیں۔ سینہ بسینہ۔ آپ پریشان نہ ہوئے اور اپنے رب پر توکل کر کے سینہ بسینہ اپنی دعوت کا آغاز کر دیجئے۔

سینہ بسینہ دعوت کا طریقہ اور اسکے فوائد اگر دیکھتے ہوں تو تبلیغی جماعت کو آپ دیکھ سکتے ہیں۔ اپنی بات مخاطب کے ذہن میں کیسے ڈالی جاتی ہے، اپنے خلاف ہونے والے پروپیگنڈے کا توڑ کس طرح کیا جاتا ہے، یہ تمام باتیں آپ عملی طور پر تبلیغی جماعت سے سیکھ سکتے ہیں۔ مخالفین کے پروپیگنڈے کا بہترین انداز میں توڑ کرنا تبلیغی جماعت کا خاص طرہ امتیاز ہے۔ اسکے علاوہ مسلمانوں میں کوئی ایسی جماعت بندے کے علم میں نہیں جو اپنے خلاف ہونے والے

پروپیگنڈے کا توڑ اتنی تیزی سے کر لیتی ہو۔ بلکہ اور دینی جماعتوں کا حال یہ ہو گیا کہ اپنے کارکن اپنی جماعت اور قیادت کے بارے میں دشمن کی طرف سے آئے پروپیگنڈے کو پھیلا رہے ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ جہاد میں مصروف مجاہدین کا بھی یہی حال ہے۔ پروپیگنڈے کو سن کر اسکو کسی اور گونانا ہی سب سے بڑی غلطی ہے۔ اس طرح آپ اپنے دشمن کے مقاصد پورے کر رہے ہوتے ہیں۔ جبکہ تبلیغی جماعت میں پہلا اصول ہی یہ ہے کہ ایسی بات کو فوراً روک دیا جاتا ہے اسکو نہ آگے بڑھایا جاتا ہے اور نہ بڑھانے دیا جاتا ہے یہی چیز پروپیگنڈے کی موت ہے۔ یہ خود اپنی موت مر جاتا ہے آپ کو کچھ اور کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

یہ دراصل قرآن کا طریقہ کار ہے، جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں واقعہ اکف میں بتلایا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں منافقین نے پروپیگنڈہ کیا۔ بعض سادہ لوح مسلمانوں نے سنا اور اسکو دوسروں سے بھی بیان کر بیٹھے۔

ام المؤمنین کی پاکدامنی کی گواہی رب کا نکات نے خود دی اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو تعلیم بھی دی کہ دشمنوں کے پروپیگنڈے کا توڑ کس طرح کرنا چاہئے۔

① لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا افْكٌ مِّنْهُمْ، اِیسا کیوں نہ ہوا جب تم نے اس بات (تہمت) کو سنا تو ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں مسلمانوں کے بارے میں خیر کا گمان کرتے اور یہ کہہ دیتے یہ تو کھلا بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو پہلی تعلیم یہ دے رہے ہیں کہ مسلمانوں کے بارے میں اچھا گمان رکھنا چاہئے۔ نہ کہ شک اور تذبذب جو کہ میڈیا کا خاصہ ہے۔

② وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا اَنْ نَّكُلِمَ بِهَذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بَهْتَانٌ عَظِیْمٌ اور ایسا کیوں نہ کیا جب تم نے یہ بات سنی کہ تم یہ کہہ دیتے ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہم اس پر گفتگو کریں۔ آپکی (اے اللہ) ذات پاک ہے۔ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔ یہ ہے وہ راز جو پروپیگنڈے کی موت ہے۔

## اقدامی دعوت

اقدامی یہ کہ جہاد کے میدانوں سے آنے والی خبروں اور دیگر حق و باطل کے موضوعات کے بارے میں لوگوں کو حقائق سے آگاہ کیا جائے۔ خصوصاً کالم نگاروں اور ٹی وی پر آنے والے

حضرات کو۔ نیز جو الزامات یہودیوں کی جانب سے مجاہدین پر تھوپے جا رہے ہیں آپ اس میں معذرت خواہانہ یا دفاعی رویہ اختیار بالکل نہ کریں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ معصوم شہریوں کو مارنا کہاں کی انسانیت ہے؟ کیا اسلام اسکی اجازت دیتا ہے؟ آپ اسکے جواب میں اسلام کی صفائی بیان کرنے پر نہ لگ جائیں بلکہ سوال کرنے والے پر اٹے سوالات کی بوچھاڑ کر دیں۔ امریکی شہری ہی صرف معصوم ہیں... فلسطین... کشمیر... عراق و افغانستان میں آگ میں زندہ جاوے جانے والے انسان نہیں تھے؟ امریکیوں کے ٹیکس پر پلنے والی فوج نے جو کچھ فلوپہ (عراق) میں کیا، قندوز و شہر نان میں کیا وہ انسان نہیں تھے۔ آپ اسی سچ پر بولتے جائیے۔ اگر وہ پھر کوئی اعتراض کرے پھر اپنی صفائی کے بجائے الٹی چڑھائی کریں۔

قرآن کریم نے ہمیں دعوت کا یہی انداز سکھایا ہے۔ جب بھی کافروں نے کسی خاص مسئلے پر مسلمانوں کو تنقید کا نشانہ بنایا قرآن نے اسکی صفائی دینے کے بجائے انکو ازماں جواب دیا۔ یہودیوں نے جب بھی اسلام یا مسلمانوں کے بارے میں کوئی اعتراض کیا قرآن نے انکو انکا اصل چہرہ دکھلا کر انکی زبانیں بند کیں۔

آج بڑے بڑے مسلم دانشور یہودیوں کے اعتراضات سن کر دفاعی اور معذرت خواہانہ رویہ اختیار کر لیتے ہیں گویا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم نازل فرما کر مسلمانوں کو شرمندہ کر دیا ہو۔ چنانچہ سارا وقت اپنے دفاع میں ہی گزار دیتے ہیں۔ اور اصل مسئلے کی طرف آنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ لوگوں کو اصل مسئلے اور اختلاف کی بنیاد کا علم ہو۔

جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے کہ اپنائی وی چینل ہونا چاہئے یا نہیں تو اس بارے میں لوگوں کی اکثریت یہ چاہتی ہے کہ انکا اپنائی وی چینل ہونا چاہئے۔ اسکی شرعی حیثیت کے بارے میں تو علماء ہی بات کر سکتے ہیں یہ طالب علم اس قابل نہیں کہ اس بارے میں کوئی بات کر سکے۔ البتہ جہاں تک لوگوں کے خیال کا تعلق ہے تو ایسا لگتا ہے کہ انکوئی وی چینل چلانے کے نظام کے بارے میں مکمل معلومات نہیں ہیں۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اپنائی وی چینل کھول کر آپ کفر و اسلام کی اس جنگ میں لوگوں کو حقائق سے آگاہ کر سکیں گے تو آپکا یہ خیال بالکل درست نہیں ہے۔ حق و باطل کے حوالے سے آپکو وہی کچھ دکھانا ہوگا جو باطل چاہے گا۔ مثلاً امریکہ کی افغانستان آمد کو آپ وسائل کی جنگ کہہ کر امریکہ پر تنقید کر سکتے ہیں لیکن اسکو احادیث کی روشنی میں دجال کا لشکر ثابت



کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دی جائے گی۔ دنیا کے کسی بھی حکمران پر آپ جتنی چاہیں تنقید کر لیں لیکن اصل خرابی کی جڑ انہیں کے نظام پر تنقید برداشت نہیں کی جائے گی۔ بلکہ اس جمہوریت کے طائفوں کو آپ کو بھی پوچھنا پڑے گا۔ آپ جس میڈیا کو آزاد سمجھ رہے ہیں یہ یہودی خبر رساں ایجنسیوں کی مضبوط بیڑیوں میں قید ایسا ادارہ ہے جو صرف وہی دکھا سکتا ہے جو دجالی قوتیں چاہتی ہیں۔ اگر کبھی کوئی کالم نگار، مدیر یا فی وی کا اینٹلر پرسن انکی مرضی کے خلاف جانے کی غلطی کر بیٹھے تو انکی پوری قیمت اسکو چکانا پڑتی ہے۔ مسئلے کی حساسیت کے اعتبار سے یہ قیمت ہوتی ہے جو نوکری سے لے کر زندگی سے محرومی تک جاتی ہے۔ اس بد معاشرے کے اظہار میں ظاہری رواداری کا لحاظ بھی نہیں رکھا جاتا بلکہ پروگرام کے دوران اگر کوئی حساس نوعیت کے مسئلے میں لوگوں کو حقائق سے آگاہ کرنا چاہے تو انکی نشریات درمیان میں کاٹ دی جاتی ہے۔

اگر آپ کا اپنائی دی چینل نہیں ہے تب بھی میدان نہیں چھوڑنا چاہئے بلکہ موجودہ وسائل ابلاغ کو بہتر سے بہتر انداز میں استعمال کرنا چاہئے۔ دستیاب وسائل ابلاغ کو ہم کیسے اپنے لئے استعمال کر سکتے ہیں اسکے لئے ہم عراق جہاد میں ابو مصعب زرقاوی شہید کے طریقہ کار سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ زرقاوی شہید نے امریکہ کو نہ صرف میدان میں شکست دی بلکہ میڈیا کے محاذ پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ یورپین فوج کے ساتھ ساتھ برطانیہ و امریکہ کو بھی فوج کی واپسی کا اعلان کرنا پڑا۔

ہمیں اس بارے میں سوچنا چاہئے جو ہم کر سکتے ہیں جو ہمارے بس سے باہر ہے اس پر وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ جہاد کے میدانوں سے تعلق جوڑیے اگر یہ نہیں کر سکتے تو کم از کم ان میدانوں سے آتیوالی خبروں سے آگاہ رہنے پھر اتنا کیجئے کہ انکے خلاف ہونے والے پروپیگنڈے کا توڑ کیجئے اور لوگوں کو حقائق بتائیے۔ اپنے دوستوں کو اپنے ساتھ ملائیے، ای میل، خطوط، پمفلٹ مراسلات غرض سرجوڑ کر بیٹھئے اور زیادہ سے زیادہ محنت کیجئے۔ تو اللہ تعالیٰ آپکی محنت میں برکت پیدا فرما دیئے۔ شرط یہ ہے کہ اغراض کے ساتھ جہد مسلسل جاری رہے، ورنہ بقول شاعر باتوں سے بھی بدلی ہے کسی قوم کی تقدیر

## عالمی ادارے..... دجال کے معاون

آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک ایسے دونوں کیا ہیں۔ انہی یہودی بینکاروں کا نام آئی ایم ایف یا عالمی بینک ہے۔ وہی اسکے سیاہ سپید کے مالک ہیں۔

### شیطانوں کا مرکز.... عالمی ادارہ صحت (W.H.O)

یہ وہ شیطانی ادارہ ہے جس نے انسانیت کی تذلیل کر کے ابلیس کو خوش کرنے کا عہد کر رکھا ہے یہاں موجود افراد سر تا پیہ شیطانی صفات کے حامل ہیں۔ جن کی زندگی ہستی کھلیتی بستیوں کو موزی امراض کا شکار بنانا اور پھر ان مریضوں پر نت نئے تجربات کرنا ہے۔

جراثیمی ہتھیاروں (Biological Weapons) کے بارے میں تحقیقات میں اس ادارے کا بنیادی کردار ہے۔ پھر ان ہتھیاروں کے تجربات کرنے کے لئے اسکے پاس بہت وسیع میدان موجود ہے۔ دنیا بھر میں مریضوں پر یہ اس کے تجربات کرتے ہیں خصوصاً آفات زدہ علاقوں میں مریض ان کا آسمان شکار ہوتے ہیں ایسے بہت سارے واقعات منظر عام پر آچکے ہیں لیکن جو خفیہ ہیں وہ ان سے کہیں زیادہ ہیں۔ چونکہ یہ شیطان صفت ڈاکٹر مسیحائین کرپناہ گزینوں کے پاس جاتے ہیں اور پھر آفت زدہ علاقوں میں کوئی یہ پوچھنے والا بھی نہیں ہوتا کہ جو دوائیاں مریضوں کو تقسیم کی جارہی ہیں وہ کیسی ہیں لہذا یہ ڈاکٹر باسانی ان دوائی نما ہتھیاروں کے تجربات کرتے رہتے ہیں۔

ایٹمی تابکاری والی روٹیاں مریضوں کو کھلانے کے واقعات ریکارڈ پر موجود ہیں۔ پولیو کے قندروں کی شکل میں خطرناک قسم کے جراثیمی ہتھیار اس وقت کامیابی اور بغیر کسی مزاحمت کے پاکستان کے کونے کونے میں پلائے جا رہے ہیں۔ جس سے ایڈز وغیرہ پھیلے گا۔

ایڈز کے وائرس (H.I.V) کے بارے میں تو اب یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس کو ان جیسے ہی شیطان صفت ڈاکٹروں نے لیبارٹری کے اندر تیار کیا تھا اور پھر دنیا میں اس کو پھیلا دیا گیا۔ یہ کام باقاعدہ (W.H.O) کی تحریری اجازت نامے سے ہوا۔ اسی طرح یہ ادارہ انسانی اعضاء پر مختلف تجربات کرتا رہتا ہے دنیا کے مختلف حصوں سے انسانی اعضاء اسمگل کئے جاتے ہیں اور مختلف اعضاء کو اسپتالوں سے چوری بھی کرایا جاتا ہے۔

ایسی ہی ایک چوری برطانیہ کے ایک ہسپتال میں پکڑی گئی جو بیس برس تک یہ غیر انسانی عمل کرتا رہا۔ اس ہسپتال میں بچوں کے دماغ نکال لئے جاتے تھے اور ان کو پرائیویٹ اداروں کو فروخت کر دیا جاتا تھا۔

بچوں کو ذبح کرنے کے واقعات آپ دنیا بھر میں سنتے رہتے ہیں لیکن اتنا جان لیجئے کہ جو ملزم ایسے واقعات میں پکڑا جاتا ہے وہ اصلی نہیں ہوتا۔ بلکہ پولیس کسی کو بھی ”چارو“ بنا کر میڈیا کے سامنے پیش کر دیتی ہے اور اصل شیطانوں کی طرف کوئی اخبار یا ٹی وی والا انگلی اٹھانے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا۔

### خاندانی منصوبہ بندی

مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی دجال کے لوگوں کے لئے یقیناً پریشانی کا باعث ہے۔ چنانچہ کافی عرصے سے یہودی سائنسدان، عالمی بینکرز، ملٹی نیشنل کمپنیاں، ورلڈ بینک، ہیٹیو گون کے مالک، اور عالمی ادارہ صحت کے شیطان صفت ڈاکٹر مسلمانوں کی آبادی کم کرنے کے لئے مختلف منصوبوں پر عمل پیرا ہیں۔ چنانچہ 10 دسمبر 1974 کو مصر میں سابق امریکی یہودی وزیر خارجہ ہنری کیسنجر کی سربراہی میں دو سو صفحات پر مشتمل ایک کلاسیفائیڈ رپورٹ بعنوان ”ڈیٹھنل سیکورٹی سنڈی میورنڈم 200“ پیش کی گئی۔ جو دنیا بھر میں پھیلتی انسانی آبادی سے متعلق تھی۔ اس رپورٹ کی بنیاد یہ تھی کہ دنیا خصوصاً لیزر ڈیولپ ممالک میں بڑھتی ہوئی آبادی امریکہ کی سلامتی کے لئے مستقبل میں خطرات پیدا کر سکتی ہے۔ اس خطرے کا تدارک کیا جائے اور دنیا میں آبادی کی رفتار کو خاندانی منصوبہ بندی، جنگ اور کیمیاوی ادویات کے ذریعے کنٹرول کیا جائے۔ اس بدنام زمانہ پروگرام کو این ایس ایس ایم-200 (NSSM-200) کہا جاتا ہے۔

اس منصوبے کو اس طرح عملی جامہ پہنایا گیا کہ کوئی گھر اور کوئی فرد اس کے اثرات سے محفوظ نہ



رہ رہا۔ اس میں بڑا کروار یہودی ملٹی نیشنل کمپنیوں نے ادا کیا جنہوں نے کھانے پینے کی اشیاء میں ایسے کیمیاوی اجزاء شامل کئے جس سے خاندانی منصوبہ بندی کے نتائج حاصل کرنے میں آسانی ہوئی۔ مثلاً آیوڈین مائٹک، بنا سہتی گھی اور کوکنگ آئل ہی نسل انسانی کے لئے ایسی جاہل کن چیزیں ہیں کہ انکے ہوتے ہوئے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن دجال کے لوگوں نے صرف اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بچوں کے ذبے بند دودھ سے لے کر پیپسی، کوک اور دیگر مشروبات سے رہی سہی صحت والوں کو بھی بستروں سے لگا دیا۔ بچوں کی چاکلیٹ، والز آئسکریم اور اس طرح تقریباً سب چیزیں ہزار ہر یلے کیمیکل کھانے پینے کی چیزوں میں استعمال ہو رہے ہیں جسکے نتائج آپ اسپتالوں میں باسانی دیکھ سکتے ہیں۔ صرف کولڈ ڈرنک کے استعمال سے شوگر کے مرض میں بے تحاشا اضافہ ہوا ہے۔

اگر آپ دجال اور اسکے شیطان صفت یہودی دوستوں کے بارے میں تھوڑا بہت جانتے ہیں، اور یہ بھی جانتے ہیں کہ دنیا کی آبادی خصوصاً مسلمانوں کی آبادی کو کم کرنا انکے لئے کتنا اہم ہے تو پھر یہ افسوس ناک حقیقت بھی جان لیجئے کہ وہ آپ ہی کے ہاتھوں آپ کی موجودہ نسل کو ایسا زہر پلا رہے ہیں جسکی اثرات چند سالوں میں آنا شروع ہو جائیں گے۔ یہ پولیو کے قطرے ہیں۔ ایسے قطرے جنکی حقیقت نہ پلانے والے جانتے ہیں اور نہ بچوں کے والدین۔

### پولیو کے قطرے یا.... ایڈز کا ہتھیار

جو نہیں جانتے انکے لئے یہ تحقیقی رپورٹ روزنامہ امت کراچی کے شکر یے کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔ یہ رپورٹ سائنسی حقائق اور ماہر سائنسدانوں کی تحقیق پر مبنی ہے لہذا اسکے مقابلے میں کسی نامعلوم عالم کا فتویٰ، یا کسی سیاسی لیڈر کے دیواروں پر چسپاں پوسٹر کوئی وزن نہیں رکھتے۔ بیماریوں سے بچاؤ کی ویکسینیشن کی اس عالمی مہم کے حوالے سے صرف افریقہ کے غریب، جاہل اور دہشت گرد پاکستان کے اسلامی انتہا پسند تحفظات کا شکار نہیں بلکہ دنیا بھر کے نامی گرامی سائنس دان، طبی ماہرین، محققین اور عالمی آبادیاتی مسائل کے ماہرین کی اچھی خاصی تعداد شروع دن سے اسے انسانیت کے خلاف گہری سازش قرار دے رہی ہے۔ ایسے تمام ماہرین اور تھیموں سے زیادہ نہیں تو کم بھی قطعاً نہیں۔ یہ الگ بات کہ میڈیا پر صرف یکطرفہ کہانی ہی سنائی جا رہی ہے۔

دنیا نے افریقیوں کے کئی قبائل کو نابود ہوتے دیکھا۔ خوش فہم قسم کے محققین کے مطابق

افریقہ کے ان قبیلوں کی 50 فیصد آبادی ختم ہو چکی ہے، دیگر محققین کے مطابق یہ شرح 70 فیصد ہے۔ یہ صورتحال زائرے، یوگنڈا اور جنوبی سوڈان کے حوالے سے مخصوص ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ صورتحال اتفاق ہے؟ 1967ء میں سبز افریقی ہندروں پر کام کرنے والے 7 محققین ایک نامعلوم اور پراسرار ہیومنورجک فیور میں مبتلا ہو کر مر گئے تھے۔ یہ محققین جرمنی کے شہر ماربرگ میں تحقیق پر مامور تھے۔ صرف دو برس بعد یعنی 1969ء میں یہی پراسرار ہیومنورجک فیور یوگنڈا میں 10000 افراد کی موت کا سبب بنا۔ کیا یہ اتفاق تھا؟ 1976ء میں ہیومنورجک فیور کی ایک اور پراسرار قسم نے جنوبی سوڈان اور پھر زائرے میں انسانی لاشوں کے ڈھیر لگا دیے۔ اس سے پہلے کینسر کا ماہر ڈاکٹر گولیب اعتراف جرم کر چکا تھا کہ اس نے 1960ء کے دوران زائرے کے دریائے کانگو میں بہت بڑی مقدار میں وائرس ملایا تھا۔ اس نے اعتراف کیا کہ ایسا دریائے کانگو کا پانی استعمال کرتے والوں کو وائرس سے متاثر کرنے کے لئے کیا تھا۔ بعد میں سبز کے طور پر ڈاکٹر گولیب کو نیشنل کینسر انسٹیٹیوٹ کا سربراہ بنا دیا گیا تھا۔ 1989ء میں ایڈز سے ملتی جلتی ایک بیماری نے جنوبی سوڈان کے 60,000 افراد کی جان لے لی۔ یہ بیماری وی کٹر (قاتل) کہلائی جانے لگی۔ گاؤں کے گاؤں اور خاندانوں کے خاندان صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ کال آزار نامی اس بیماری کی علامات بالکل ویسی ہی تھیں جیسے ایڈز کے۔ انسائیمون (Immune) سسٹم تباہ ہو جاتا اور کوئی بھی دوسرا انشیکشن اس کی جان لے لیتا۔

وسطی افریقہ سے جنوبی افریقہ معدنی دولت سے مالا مال ہے۔ انہی علاقوں میں عجیب و غریب اور پراسرار وائرسوں کا پھینکا پھراس کا وہابی شکل اختیار کرنا اور نتیجے کے طور پر ہزاروں لاکھوں کو موت کی نیند سلا دینا، کیا یہ سب ایک اتفاق ہی ہے؟ آغاز میں ایڈز کو ہم جنس پرستوں کی بیماری کا نام کیوں دیا گیا؟ کیا ایڈز وائرس سچ مچ ایک قدرتی آفت ہے جو افریقی ہرے ہند کے ایک عورت کو کننا نے سے پھیلا؟

1983ء میں ڈاکٹر اسٹریکر اس انجلیس میں گیسٹرو اینڈریز وولوجی کی پریکٹس کرتے تھے۔ وہ ایک ماہر پتھالوجسٹ ہیں اور فارماگولوجی میں پی ایچ ڈی۔ ڈاکٹر اسٹریکر اور اس کے بھائی اناری ٹینڈ سیکورٹی پیٹنٹ بینک آف کیلی فورنیا کی "ہیپیٹو ٹینڈریس آرگن ٹرانزیشن" کے لئے کچھ تجاویز تیار کر رہے تھے۔ انہیں ایڈز کے مریضوں کی نگہداشت کے طویل المدتی اقتصادی اثرات معلوم کرنے

تھے 1983ء میں ایڈز کے حوالے سے ایسی معلومات دستیاب نہ تھیں۔ دونوں بھائیوں کے پاس ایک ہی آپشن رہ گیا تھا کہ وہ اس نسجانی بیماری سے متعلق طبی لٹریچر پر ہی تحقیق کریں۔ تحقیق کا آغاز ہی دھماکہ خیز ثابت ہوا۔ انہیں یقین کرنے مشکل ہو رہا تھا۔ خود دونوں بھائیوں کو اندازہ نہ تھا یہ انکشاف ان کی زندگی کا دھارا ہی تبدیل کر کے رکھ دے گا۔ انہیں 5 برس تک ایک ایسے صبر آزماء دور سے گزرنا پڑے گا جس کا اختتام دی اسٹریکٹور میمورنڈم کی تخلیق پر ہوگا۔ دی اسٹریکٹور میمورنڈم نامی یہ ویڈیو ٹیپ ہمارے دور کی متنازع ترین ویڈیو ثابت ہوئی۔ ویڈیو ٹیپ کے ساتھ ساتھ ایک ایسی یادگار دستاویز بھی وجود میں آئی جسے دی ہائیواٹیک الرٹ (The Bio-Attack Alert) کا نام دیا گیا۔

میدیکل لٹریچر کی اسٹڈی کے دوران ان بھائیوں پر یہ حقیقت آشکارا ہوئی کہ ایڈز وائرس تو برسوں پہلے معلوم ہو چکا تھا۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے نامور سائنسدان کی ایک تحریری درخواست ان کے ہاتھ لگی۔ اس درخواست میں ان سائنس دانوں نے عالمی ادارہ صحت (WHO) سے ایڈز جیسے وائرس کی تخلیق اور اس کے انسانوں پر اثرات نوٹ کرنے کی اجازت طلب کی تھی۔ ڈاکٹر اسٹریکٹور نے ایسے ہزاروں دستاویزات سامنے لائے جو یہ ثابت کر رہے تھے کہ ایڈز کا وائرس دراصل انسانوں کی تخلیق ہے۔

یہ ویڈیو خاص طور پر ڈاکٹر حضرات کے لئے بہت ضروری ہے۔ ادھر ایک طرف ڈاکٹر اسٹریکٹور کے ہاتھ ایسے دستاویزی ثبوت لگ رہے تھے جو ایڈز کو انسانی تخلیق کردہ وائرس ثابت کر رہے تھے، ادھر دوسری طرف دنیا بھر کی حکومتیں طبی محکمے اور طبی ماہرین ذرائع ابلاغ پر دنیا بھر کے عوام کو یہ کہانی سنا رہے تھے کہ افریقہ میں ایک ہرے بندر نے مقامی خاتون کو کاٹا اور یوں ایڈز کا وائرس بندر سے خاتون اور پھر دنیا بھر میں پھیلا۔ ڈاکٹر اسٹریکٹور کی تحقیق آگے بڑھی تو مزید انکشاف یہ ہوا کہ ایڈز کا یہ وائرس لیبارٹری میں نہ صرف بنایا جا چکا تھا بلکہ یہ استعمال بھی کر لیا گیا تھا اور اب یہ بنی نوع انسان کی بقاء کے لئے خطرہ بن چکا تھا۔ کیونکہ یہ وائرس وہی کچھ کرنے لگا تھا جس کے لئے اسے ڈیزائن کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر اسٹریکٹور نے امریکہ کے صدر، نائب صدر، تمام امریکی ریاست کے گورنروں، سینیٹروں، طبی ماہرین اور طبی اداروں کو خطوط لکھے مگر کسی کے کانوں پر جوں تک نہ رہی۔ اسے اتنے خطوط کے صرف 3 جوابات ملے تین امریکی ریاستی گورنروں کی طرف سے۔



یہ رپورٹ ٹائپ خبر 11 مئی 1987ء کو لندن کے موقر ترین روزنامے دی ٹائمز نے فرنٹ پیج پر لگائی۔ سرفخی یہ تھی خسرہ کیلئے لگائے جانے والے ٹیکے ایڈز وائرس پھیلا رہے ہیں۔ (Smallpox Vaccine Triggered AIDS Virus)۔ پیئرس رائٹ (Pearce Wright) کی اس رپورٹ کے مطابق عالمی ادارہ صحت (WHO) کے ایک کنسلٹنٹ نے ادارے کو رپورٹ دی کہ زیمبیا، زائرسے اور برازیل میں خسرہ ویکسینیشن اور ایڈز وائرس کے پھیلاؤ کے درمیان تعلق کا شبہ تھا۔ تحقیق پر یہ شکوک و شبہات درست نکلے۔ کنسلٹنٹ نے یہ رپورٹ WHO کو پیش کی مگر اس نے اسے شائع نہیں کیا۔

(حوالہ: www.health.org.nz/aids.html)

پیئرس رائٹ نے کچھ سوالات اٹھائے ہیں۔ وہ پوچھتا ہے آخر برازیل لاطینی امریکا کا ایڈز سے سب سے زیادہ متاثرہ ملک کیسے بنا؟ مٹی امریکہ تک ایڈز وائرس کا روٹ کیسے بنا؟ برازیل واحد جنوبی امریکی ملک تھا جس نے خسرہ سے بچاؤ کی ویکسینیشن مہم میں حصہ لیا تھا اور پھر یہی ملک ایڈز کا سب سے بڑا شکار بنا۔ کیا یہ اتفاق ہے؟ زائرسے میں 33 ملین خسرہ کے ٹیکے لگائے گئے۔ زیمبیا میں 19 ملین تنزانیہ میں 14 ملین۔ مٹی کے 140000 باشندے وسطی افریقہ میں رہائش پذیر تھے، ان سب کو خسرہ سے بچاؤ کے ٹیکے لگے اور پھر یہ گھروں کو لوٹے۔ رائٹ کے مطابق اسی مینیجمنٹ کے نزدیک ایک میننگ کے بعد 50 ہرین نے اعلان کیا تھا کہ جنوبی افریقہ کے 75 ملین لوگ اگلے پانچ برسوں میں ایڈز سے متاثر ہو جائیں گے (یعنی جنوبی افریقہ کی ایک تہائی آبادی)۔ کیا یہ سب اتفاق ہے۔ امریکی ایڈز کے ماہرین پر لیبارٹری تجزیوں کے دوران اور حیران کن انکشافات بھی ہوتے رہیں گے مردہ سب اپنا منہ بند رکھیں گے، کیونکہ انہیں اس کی تنخواہ دی جاتی ہے۔

1969 میں امریکی طبی جرنل میڈیکل نیوز میں یونیورسٹی آف سڈرن کیلی فورنیا کے ڈاکٹر ولریڈیل مارٹزیٹ کی رپورٹ فرنٹ پیج پر شائع ہوئی تھی۔ اس رپورٹ کے مطابق خسرہ کے ویکسین 38 افراد پر کئے گئے تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ خسرہ کے یہ ویکسین کینسر (نیومر) کا باعث ہیں۔ یہ 38 افراد کبھی بھی کسی کینسر کا باعث بننے والے کیمیکلز سے رابطے میں نہیں تھے، مگر جب خسرہ کے ویکسین انہیں لگائے گئے تو ان میں کینسر کے ابتدائی علامات ظاہر ہونے لگے۔

جولائی 1969ء کو امریکی فوج کے ایڈوانسڈ ریسرچ پروجیکٹ ایچسی (ARPA) کے ڈائریکٹر ڈاکٹر میک آر تھر کا نگرہیں کے سامنے پیش ہوئے اس نے کانگریس کو بتایا: یہ حیاتیاتی ایجنٹ ایڈز AIDS یعنی (Acquired Immune Deficiency Syndrome) تھا۔

ARRA نے ایڈز نامی یہ حیاتیاتی ایجنٹ تیار کرنے کے لئے 10 ملین ڈالر مانگے۔ یہ ایڈز وائرس کے انسانوں میں پائے جانے کے سامنے آنے سے دس برس پہلے کی بات ہے۔ کانگریس کے سامنے ڈاکٹر نے یہ الفاظ بھی کہے یہ انتہائی متنازعہ ایٹھو ہے۔ بہت سے لوگوں نے ایسی کسی تحقیق کی مخالفت کی ہے کیونکہ ان کے خیال میں یہ سب دنیا کی بہت بڑی آبادی کو ہلاک کرنے کا باعث ہوگا۔ 1961ء تا 1968ء کے دوران جب پیناگون میں اس مصنوعی جراثیمی ہتھیار پر بحث ہو رہی تھی، رابرٹ مک نما راسکیر میڈی آف ڈیفنس تھے۔ 1969ء میں کلارک کلفورڈ نے ان کی جگہ لی۔ 12 اکتوبر 1970ء کو (جب ڈاکٹر میک آر تھر کے کانگریس کے سامنے حیاتیاتی ایجنٹ کی تیاری کے اعلان کو 15 ماہ گزر چکے تھے اور رابرٹ میک نما ر اور ولڈ بینک کے سربراہ تھے) میک نما ر نے بین الاقوامی بینکاروں سے خطاب کے دوران کہا ”یقینی طور پر تو کچھ نہیں کہا جاسکتا مگر دنیا کی آبادی 10 بلین تک پہنچنے سے صرف دو طریقے اختیار کر کے بچا جاسکتا ہے۔ پہلا یہ کہ شرح پیدائش بہت تیزی سے کم تر سطح پر لائی جائے اور دوسرا یہ کہ شرح اموات بہر طور بڑھا دی جائے۔ اور کوئی راستہ نہیں۔ اب تک کی گفتگو سے تین اہم نکات سامنے آئے۔ پہلے انہیں نوٹ کر لیجئے۔

① جب پہلی دفعہ کانگریس کے سامنے ڈاکٹر میک آر تھر نے مصنوعی حیاتیاتی ایجنٹ کا معاملہ اٹھایا، مک نما راسکیر میڈی آف ڈیفنس تھے یعنی فیصلہ کن شخصیت ② جب اس حیاتیاتی ایجنٹ کی تیاری کے حوالے سے 15 ماہ گزر چکے تھے میک نما ر اور ولڈ بینک کے سربراہ تھے۔ ولڈ بینک وہ واحد ادارہ ہے جو دنیا کے مالی معاملات یا مختصر آدنیا کی اکانومی کو کنٹرول کرتا ہے۔ ③ میک نما ر نے دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کو مستقبل کا سب سے بڑا خطرہ قرار دیا اور اس پر قابو پانے کے صرف دو طریقے بتائے۔ شرح پیدائش میں کمی یا شرح اموات میں اضافہ۔

Promise and Power رابرٹ میک نما ر کی معیاری سوانح عمری ہے۔ ڈی بورا شاپلے (Deborah Shapley) کی لکھی ہوئی یہ کتاب لعل براؤن بوسٹن میں 1993ء کو شائع ہوئی۔ اس کتاب میں جا بجا دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کے حوالے سے میک نما ر کا نقطہ

نظر بیان کیا گیا ہے۔ جہاں جہاں بڑھتی آبادی کا موضوع چھیڑا ہے وہیں میک نما رائے دنیا کی آبادی کو کم کرنے کی انتہائی ضرورت بیان کی گئی ہے۔ کتاب کے کچھ اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

1966ء میں میک نما رائے نے خبردار کیا کہ دنیا کی آبادی جی این پی (Gross National Product) کے مقابلے میں تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے اور ورلڈ بینک کو اس حوالے سے غالب کردار ادا کرنا ہوگا۔ 1969 میں یونیورسٹی آف نوٹریڈیم کے گورنروں سے خطاب کے دوران میک نما رائے نے کہا آبادی کا بم ایٹمی بم سے زیادہ خطرناک ہے (صفحہ 480) اپنی بات میک نما رائے نے کچھ اس طرح آگے بڑھائی وہ بچے جو مر رہے ہیں زندہ رہنے والے لاغر اور ذہنی طور پر کمزور بچوں کی نسبت خوش نصیب ہیں۔ میک نما رائے کی بائیوگرافی شاپلے کا کہنا تھا ورلڈ بینک کی دنیا میں میک نما رائے کے آبادی کے حوالے سے یہ خیالات بالکل نئے تھے۔ اعلیٰ ترین عہدیدار تک حیران تھے کہ نئے آنے والے اس سربراہ نے یہ خیالات کہاں سے اختیار کئے اور اچانک ایک دم سے آبادی کے بم کا راگ کیوں الاپا جا رہا ہے وہ بھی اتنے تواتر سے اور دنیا کے ہر بڑے فورم سے خطاب کے دوران؟

1973ء میں میک نما رائے ورلڈ بینک کو یہ شرح سونپا کہ وہ دنیا میں بڑھتی ہوئی آبادی، ناکافی خوارک اور غربت کا تعلق ثابت کرنے کے لئے اپنی توانائیاں صرف کرے۔ (صفحہ 510)۔ 1973ء کو نیروبی (کینیا) میں ورلڈ بینک کے سالانہ گورننگ باڈی اجلاس میں میک نما رائے ایک تھیسس (Quantitative Goals For Population) پیش کیا۔ اور پھر نیروبی اور میک نما رائے آبادی کے کنٹرول کا پانچ سالہ منصوبہ تو جیسے ہم معنی ہو گئے۔ اتفاق دیکھنے نیروبی اور کینیا ایڈز وائرس کے لئے ابتدائی اہم مقامات بن گئے۔ کینیا اور یوگنڈا مشرقی افریقہ کے وہ ممالک ہیں جہاں ایڈز وبا کی شکل اختیار کر گیا۔ آج ان دونوں ممالک کی 50 فیصد سے زائد آبادی ایڈز وائرس سے متاثر ہے۔

① 1974ء میں ایک رپورٹ سامنے آئی Who Murdered Africa? (افریقہ کو کس نے قتل کیا؟) ڈاکٹر ولیم کیسبل ڈوگلز (ایم ڈی) کی اس رپورٹ نے مغربی دنیا میں کھلبلی مچادی۔ ڈاکٹر ولیم کیسبل نے اپنی اس رپورٹ میں لکھا HIV (ایڈز وائرس) بالآخر 1974ء میں بنالیا گیا (ڈوگلز نے Generically Engineered الفاظ استعمال کئے)۔ پہلے اس کی پیشین



نظر بیان کیا گیا ہے۔ جہاں جہاں بڑھتی آبادی کا موضوع چھیڑا ہے وہیں میک نما رائے دنیا کی آبادی کو کم کرنے کی انتہائی ضرورت بیان کی گئی ہے۔ کتاب کے کچھ اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

1966ء میں میک نما رائے نے خبردار کیا کہ دنیا کی آبادی جی این پی (Gross National Product) کے مقابلے میں تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے اور ورلڈ بینک کو اس حوالے سے غالب کردار ادا کرنا ہوگا۔ 1969ء میں یونیورسٹی آف نوٹریڈیم کے گورنروں سے خطاب کے دوران میک نما رائے نے کہا آبادی کا بم ایٹمی بم سے زیادہ خطرناک ہے (صفحہ 480) اپنی بات میک نما رائے نے کچھ اس طرح آگے بڑھائی وہ بچے جو مر رہے ہیں زندہ رہنے والے لاغر اور ذہنی طور پر کمزور بچوں کی نسبت خوش نصیب ہیں۔ میک نما رائے کی بائیوگرافی شاپلے کا کہنا تھا ورلڈ بینک کی دنیا میں میک نما رائے کی آبادی کے حوالے سے یہ خیالات بالکل نئے تھے۔ اعلیٰ ترین عہدیدار تک حیران تھے کہ نئے آنے والے اس سربراہ نے یہ خیالات کہاں سے اختیار کئے اور اچانک ایک دم سے آبادی کے بم کا راگ کیوں الاپا جا رہا ہے وہ بھی اتنے تواتر سے اور دنیا کے ہر بڑے فورم سے خطاب کے دوران؟

1973ء میں میک نما رائے ورلڈ بینک کو یہ شرح سونپا کہ وہ دنیا میں بڑھتی ہوئی آبادی، ناکافی خوارک اور غربت کا تعلق ثابت کرنے کے لئے اپنی توانائیاں صرف کرے۔ (صفحہ 510)۔ 1973ء کو نیروبی (کینیا) میں ورلڈ بینک کے سالانہ گورننگ باڈی اجلاس میں میک نما رائے ایک تھیسس (Quantitative Goals For Population) پیش کیا۔ اور پھر نیروبی اور میک نما رائے کی آبادی کے کنٹرول کا پانچ سالہ منصوبہ تو جیسے ہم معنی ہو گئے۔ اتفاق دیکھنے نیروبی اور کینیا ایڈز وائرس کے لئے ابتدائی اہم مقامات بن گئے۔ کینیا اور یوگنڈا مشرقی افریقہ کے وہ ممالک ہیں جہاں ایڈز وبا کی شکل اختیار کر گیا۔ آج ان دونوں ممالک کی 50 فیصد سے زائد آبادی ایڈز وائرس سے متاثر ہے۔

① 1974ء میں ایک رپورٹ سامنے آئی Who Murdered Africa? (افریقہ کو کس نے قتل کیا؟) ڈاکٹر ولیم کیسبل ڈوگلز (ایم ڈی) کی اس رپورٹ نے مغربی دنیا میں کھلبلی مچا دی۔ ڈاکٹر ولیم کیسبل نے اپنی اس رپورٹ میں لکھا HIV (ایڈز وائرس) بالآخر 1974ء میں بنالیا گیا (ڈوگلز نے Generically Engineered الفاظ استعمال کئے)۔ پہلے اس کی پیشین

گولی کی گئی، پھر اسے بنانے کی درخواست اور آخر میں یہ بن گیا۔ ڈوگلس مزید بتاتا ہے ایڈز وائرس کا بننا کوئی حادثہ نہیں تھا جو عالمی ادارہ صحت کے کسی تجربے کے دوران ہاتھ سے نکل گیا۔ یہ انتہائی سوچ بچار کے بعد تیار کیا جانے والا قاتل وائرس تھا جسے افریقہ میں تجرباتی طور پر کامیابی سے استعمال کیا گیا۔ افریقہ میں ایڈز 1970 کے عشرے میں عالمی ادارہ صحت کی خسرہ بچاؤ مہم کے ٹیکوں کے بعد پھیلا۔ یہ حادثہ نہیں تھا۔ یہ سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔

قارئین کے لئے ایلن کانٹول کی کتاب Aids and the Doctors of

Death: An Inquiry into the origin of Aids Epidemic کا مطالعہ

بہت مفید رہے گا۔ اس کینسر ریسرچ کے حوالے سے نیویارک سٹی، لاس اینجلس اور سان فرانسسکو بہم جنس پرست آبادی میں سپائڈس بی ویکسین کے ذریعے ایڈز پھیلانے کے منصوبے کو آشکارا کیا۔ افریقہ میں خسرہ ویکسین کے ذریعے ایڈز کی وبا کیسے پھیلائی گئی؟ دستاویزی ثبوتوں کے ساتھ موجود ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ایکن کانٹول نے اس پورے منصوبے میں حکومت کے تعاون کو بھی ثابت کیا ہے۔ ڈاکٹر پیٹر ڈیوڈ برگ یونیورسٹی آف کیلی فورنیا، برکلی میں بائیو کیمسٹری اور مالیکیولر بیالوجی کے پروفیسر اور دنیا کے معروف اور قابل احترام ریٹرو وائرلوجسٹ ہیں ان کے ساتھی وائرس گل برٹ نوبل انعام حاصل کر چکے تھے۔ دونوں سائنس دانوں نے ایڈز کے حوالے سے اصل حقیقت منظر عام پر لائی تو ایک دم قابل نفرت ٹھہرے۔ انہیں دبا دیا گیا، اذیت ناک سلوک کیا گیا اور تحقیق کے لئے فراہم کیں جانے والا فنڈ روک دیا گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاج ضرور پھیلے گا۔ یہاں تک کہ لوگ اسکو طاعون سمجھنے لگیں گے (اسکے تیزی سے پھیلنے کی وجہ سے)۔ (مصنف عبدالرزاق۔ ج ۳: ۵۹۷)

1972 میں عالمی ادارہ صحت نے چیچک کے خلاف افریقہ میں ویکسینیشن کی مہم چلائی اور لاکھوں لوگوں کو ایچ آئی وی ایڈز کے جراثیم منتقل کروئے۔ یہ روٹھ شیلڈ کے پروگرام کا حصہ تھا۔ پولیو مہم کے بارے میں اگر غور سے سوچا جائے کہ ایک ایسی چیز جو پاکستان میں نہ ہونے کے برابر ہے، دجالی اداروں کی جانب سے اس پر ایروں ڈال کر خرچ کئے جا رہے ہیں۔ کیسی ہمدردی ہے کہ جو نہیں پلاتا اسکو پلانے کے لئے پولیس کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ناورا سے ڈینا حاصل کر کے ایک ایک بچے کی معلومات اپنے پاس رکھی جاتی ہے۔

خدا را اپنے پھول سے بچوں کو ایڈز کے قطرے نہ پلوائیے۔ آپ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن نبی کی امت کو ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ فوجوں کے ذریعے، پانی بند کر کے، غذا چھین کر، کاروبار تباہ کر کے، فیکٹریوں میں تالے لگوا کر.... آپ جو بھی ہیں.... انکے لئے مسلمان ہیں.... نبی کے اہل حق ہیں.... آپ انکے دشمن ہیں.... اگر آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا متی ہونے پر فخر ہے تو پھر آپ انکے دشمن ہیں.... لہذا! اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو آپ بھی اپنا دشمن سمجھ لیجئے... اور افغانستان میں آئے ان تمام دشمنوں کو ختم کرنے میں اپنا حصہ ڈالیے۔ انکے خلاف لڑنے والوں کے ساتھ کھڑے ہو جائیے۔ انکے لئے دعائیں کیجئے۔ خدا کے لئے.... اپنے بچوں کو بچا لیجئے۔

### پانی پر..... عالمی جنگ

پانی کے بارے میں راقم اپنی کتاب ”تیسری جنگ عظیم اور دجال“ میں تفصیل سے لکھ چکا ہے۔ پاکستان کے دریاؤں کو مزید خشک کرنے کے لئے بھارت دریائے جہلم و نیلم پر 62 چھوٹے بڑے ڈیم بنارہا ہے۔ جبکہ دریائے سندھ پر 13 ڈیم بن رہے ہیں۔ عراق و شام کا پانی ترکی کے ذریعے رکوا یا گیا ہے۔ فلسطین اور اردن کا پانی اسرائیل نے بند کر دیا ہے۔ مصر کے نیل کو خشک کرنے کی تیاریاں جاری ہیں۔ عالم اسلام کے خلاف پانی کے محاذ پر یہ جنگ ورلڈ بینک لڑ رہا ہے۔ اسی ادارے نے ترکی، اسرائیل اور بھارت کو ان دریاؤں پر ڈیم بنانے کے لئے پیسے فراہم کئے۔ دجال کے عالمی ادارے مستقبل میں کس طرح پانی کو اپنے قبضے میں لیں گے اسکی ایک جھلک اس رپورٹ میں دیکھتے چلیں۔

### پانی کے بحران کی مثال بولیویا (Bolivia) میں

”اس (پانی کے) بحران پر توجہ دیتے ہوئے ورلڈ بینک نے پانی کی نجکاری کی پالیسی متعارف کرائی ہے جسکے تحت پانی کی پوری پوری قیمت وصول کی جائے گی۔ اس پالیسی نے تیسری دنیا کے بہت سے ملکوں میں پریشانی پیدا کر دی ہے۔ انہیں خدشہ ہے کہ انکے شہری نجی ملکیت میں آنے والے پانی کی قیمت برداشت نہیں کر پائیں گے۔ دو سال پہلے ورلڈ بینک نے، جسکے حکام نے بولیویا (جنوبی امریکہ) حکومت کی کابینہ کے اجلاس میں شرکت کی، بولیویا کے تیسرے بڑے شہر کوچا بام میں صاف پانی کی فراہمی کیلئے 25 ملین امریکی ڈالر قرضہ دینے سے انکار کر دیا۔ شرط



رکھی گئی کہ جب تک حکومت پہلے پانی کے نظام کو ٹھیک ملکیت میں نہیں دیتی اور اخراجات صارفین پر نہیں ڈالے جاتے، یہ قرضہ نہیں دیا جاسکتا۔ اس ضمن میں ہونے والی نیلامی میں صرف ایک بولی دہندہ کو زیر غور لایا گیا اور پانی کی فراہمی کا انتظام ایک ایسی ذیلی تنظیم کو دیا گیا جسکی سربراہی ایک ہیکٹل، بڑی انجینئرنگ کمپنی کے پاس تھی۔ یہ کمپنی چین میں تین ڈیموں کی تعمیر کے سلسلے میں خاصی بدنامی رکھتی ہے۔ ان ڈیموں کی وجہ سے 1.3 ملین لوگوں کو دوبارہ نقل مکانی پر مجبور ہونا پڑا۔

جنوری 1999 میں اس کمپنی نے ابھی کام شروع بھی نہیں کیا تھا کہ پانی کی قیمتیں دوگن کر دیں۔ بولیوں کے زیادہ تر شہریوں کے لئے اب پانی غذا سے زیادہ مہنگا ہو گیا۔ بالخصوص جو کم آمدنی رکھتے تھے یا بیروزگار تھے انکے لئے مسئلہ ناقابل برداشت ہو گیا۔ پانی کے بل انکے گھر کے ماہانہ بھت کی آدمی رقم اپنے ساتھ بہا لے جاتے۔ رخصتوں پر نمک چھڑکتے ہوئے ورلڈ بینک نے پانی کی نجی ملکیت رکھنے والے مراعات یافتہ ادارے کو پانی کے نرخ مقرر کرنے اور انہیں امریکی ڈالروں میں وصول کرنے کی اجازت دینی کے ساتھ ہی یہ اعلان کر دیا کہ اسکا کوئی قرضہ پانی کے غریب صارفین کو سبسڈی دینے کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔ کسی بھی ذریعے سے حاصل ہونے والے پانی کے، چاہے وہ کیونٹی کنوئیں سے ہی کیوں نہ نکالا جائے، کے حصول پر پابندی لگا دی گئی۔ یہاں تک کہ کسانوں اور چھوٹے زمینداروں کو اپنی زمینوں میں بارش کا پانی اکٹھا کرنے کے لئے اجازت نامہ قیمتاً خریدنا پڑتا تھا۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے پانی کے ذخائر کی حفاظت کریں۔ منرل واٹر کا استعمال ترک کریں۔ کیونکہ انکے بارے میں آپ جان چکے ہیں کہ کس طرح پانی کے انڈرائڈز وغیرہ کے واسطے ملتا رہے ہیں۔

### کسانوں کا دشمن..... وچال

وچال کی کوشش یہ ہے کہ اسکے آنے سے پہلے تمام دنیا کھانے پینے میں اسکی محتاج ہو جائے۔ اسکے لئے طویل المیعاد اور کم وقتی دونوں قسم کے منصوبوں پر عمل جاری ہے۔ طویل المیعاد منصوبوں میں عیسے جیسی یہودی کمپنیاں دن رات محنت کر رہی ہیں۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نے زراعت کے میدان میں حکومتوں کو ایسی پالیسی کا پابند بنایا ہے جس سے کسانوں کی حوصلہ شکنی ہو۔ غذائی اجناس کم سے کم اگائی جائیں۔ زراعت کو تباہ کرنے کے لئے کئی منصوبے حکومتوں کی

ہی زیر نگرانی جاری ہیں۔

① زرخیز زرعی زمینوں پر بڑی بڑی ہاؤسنگ سٹیمیں شرع کی گئی ہیں، جو اپنے منطقی انجام (ناکامی) کو پہنچ کر رہیں گی، چنانچہ اپنی کاشت کی زمینیں کبھی بھی کسی ایسے منصوبے کیلئے فروخت نہ کریں۔

② کھاد کی قیمت میں اضافہ، بروقت بیج نہ ملنا، فصلوں کی مناسب قیمت نہ مل پاتا، یہ تمام باتیں کاشت کاروں کی حوصلہ شکنی اور روز بروز انکی کمزوری کا سبب بن رہی ہیں۔ اسکا حل اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ آپ ان تمام پابندیوں سے خود کو آزاد کریں جو دجال کے اداروں نے آپ کے اوپر لگائی ہیں۔ کھاد، بیج اور ادویات میں آپ کو خود کفیل ہونا چاہئے۔

③ جراثیمی کش ادویات کے ذریعے زراعت کو ایسے جراثیمی حملوں سے تباہ کیا جاتا ہے کہ کسان اسکو قدرتی بیماری سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ جراثیمی ہتھیار عالمی ادارہ صحت کی تجویز بہ گاہوں میں تیار کئے گئے ہیں۔

④ بھارت کی جانب سے دریائوں کا پانی رکوا دیا گیا ہے۔ آپ حیران ہو گئے کہ ہم نے لفظ ”رکوا دیا“ کیوں استعمال کیا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے کہنے پر بھارت کے اس منصوبے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی گئی حالانکہ یہ تو اتنا اہم مسئلہ تھا کہ اسکے لئے بھارت سے جنگ بھی کرنی پڑتی تو اس سے بھی گریز نہیں کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ پانی کے بغیر زندگی کا تصور ہی کتنا تکلیف دہ ہے۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا بلکہ صرف رسمی بیان بازی کی گئی اور بھارت کو تمام دریائوں کا پانی بند کرنے کا وقت دیدیا گیا۔

لہذا اگر کسان حضرات اپنی زمینوں اور زراعت کو بچانا چاہتے ہیں تو انھیں اپنے دوست و دشمن کی تمیز کرنی پڑے گی۔ آپکا دشمن کون ہے اور کیا چاہتا ہے۔ اسکے مقاصد کیا ہیں۔

کسانوں کو چاہئے کہ وہ فی وی وغیرہ پر بتائی جانے والی پودوں کی بیماریوں اور انکے لئے ادویات کے بارے میں تحقیق کر لیا کریں۔ زراعت کے بارے میں خوبصورت نعروں اور پروگراموں سے ہوشیار رہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ زراعت کے مصنوعی طریقوں سے دور رہیں۔ ورنہ آپکی زمینیں جلد بخر ہو جانے کا خطرہ ہے۔ ویسی کھاد کا استعمال شروع کریں اور غذائی اجناس زیادہ سے زیادہ زمین پر کاشت کریں۔ اللہ پر توکل کریں تو اللہ تعالیٰ تھوڑے میں ہی اتنی برکت پیدا فرما دیں گے کہ آپ خود دیکھیں گے۔ آپکی زمین، زراعت اور آپکے بچوں کی روزی کا دشمن افغانستان آیا ہوا

ہے۔ امریکہ کے خلاف لڑنے والے آپکی اور آپکی آنے والی نسل کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اس دجالی نظام سے نجات کا ایک ہی راستہ ہے کہ دجال کے اس ہراول دستے کو اس حال میں پہنچا دیا جائے کہ آپکی زمینوں کے فیصلے و اشتغال میں نہ کئے جائیں۔ اس دجالی قوت کو شکست دیئے بغیر آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ جتنے چاہے مظاہرے کریں، پرانے حکمرانوں کو بھگا کر نئے لے آئیں، خود کشیاں کرتے رہیں اس سب سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

### مسلمان تاجروں کا دشمن.....کانا دجال

تاجر حضرات کا اپنے بارے میں یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ بہت سمجھ دار اور کاروبار کے اتار چڑھاؤ کی نبض کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ لیکن ہمیں اس بات پر بڑی حیرت ہوتی ہے کہ تاجروں کے سامنے انکے کاروبار کو لوٹنے کے منصوبے بنتے رہے لیکن وہ یہ سب خاموشی سے دیکھتے رہے۔ جب پانی سر سے اتنا اوپر چلا گیا کہ سانس بند ہونے لگیں تب جا کر ایک دو شہروں کے تاجر بیدار ہوئے۔

ڈبیلوئی اوکیا ہے۔ اب تاجروں سے اچھا اسکے بارے میں کون جان سکتا ہے۔ دجال کا یہ تجارتی ادارہ صرف چند سال میں مسلمانوں کی تجارت و صنعت کو ہڑپ کر گیا ہے۔ فیصل آباد، گجرات، سیالکوٹ، سائٹ ایریا، کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی میں گھوم پھر کر دیکھئے کتنے مل، کارخانے اور بڑی بڑی فیکٹریوں کو اس ادارے نے بند ووق کے زور پر تالے لگا دیئے۔ ایسا کیوں ہوا؟ صرف اور صرف مسلمان ہونا انکا جرم تھا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک فرد ہونے کی سزا۔ کیونکہ دجال نہیں چاہتا کہ اسکے دشمنوں کے پاس کسی طرح کے وسائل باقی رہیں۔

کاروباری حلقوں کو اس خطرے کا احساس تو 1992ء میں ہی کر لینا چاہئے تھا جب ”گیٹ“ (G.A.T.T) معاہدے کے تحت دجالی قوتوں نے دنیا کی تجارت کو قبضے میں کرنے کا عملاً آغاز کیا تھا۔ دجالی قوتوں کے خلاف بیداری کا دوسرا وقت وہ تھا جب آپ کو ڈبیلوئی اوکی زنجیروں میں جکڑا جا رہا تھا۔ اس سے بھی بڑی غلطی تاجر برادری سے یہ ہوئی کہ اسلام و پاکستان کے خدائے پرور مشرف نے جب بھارت سے تجارتی لین (دین نہیں صرف لین) شروع کیا اور دھیرے دھیرے بازار میں بھارتی مصنوعات چھانے لگیں۔

آپ خود اس نظام کا گہرائی سے مطالعہ کیجئے کہ آپ ان حالات سے کس طرح نبر آزما ہو



سکتے ہیں۔ آپ کی سوئی اپنی حکومت پر جا کر انک جائے گی۔ لیکن شاید آپ کو حکمرانوں کی مجبوریوں کا علم نہیں یا پھر عالمی ادارہ تجارت کے اصل اہداف آپ سے پوشیدہ ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ عالمی ادارہ تجارت نہ تو کسی دلیل کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے اور نہ ہی اخلاق یعنی انسانی فلاح کے لئے بلکہ یہ سراسر بد معاشی ہے۔ اسکا خالص مقصد تمام یہود و ہنود کے علاوہ تمام اقوام عالم کو اپنے رزق کا محتاج بنانا ہے، انکے ہاں جسکی لانچی اسکی بھیئس (Might is Right) والی بات ہے۔

لہذا اس لانچی کو توڑے بغیر آپ اپنا کاروبار نہیں بچا سکتے۔ اس لانچی کو توڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ اسکو کھینچ کر آپکے پڑوس میں لے آئے ہیں اور الحمد للہ آپ کے بھائی اسکو ہر روز کمزور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اگر آپ بھی انکے ساتھ شامل ہو جائیں تو اس عمل کو تیز کر سکتے ہیں۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ یوں بھی اس اسٹیج پر پہنچ چکے ہیں کہ خود کشیوں کے اعلانات کئے جا رہے ہیں۔ ہمیں آپکے جذبات، پریشانیوں اور کم مائیگی کا احساس ہے اور جتنی تکلیف آپ کو ہوتی ہے اتنی ہی ہمیں بھی ہوتی کہ آپکے کاروبار بند ہونے سے ہزاروں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے گھروں کا چولہا بند ہو جاتا ہے۔ آپ مجاہدین کو جتنا بھی غلط سمجھیں یا دجالی میڈیا کے ذریعے انکو جتنی بھی بدنامی ملی، لیکن یہ حقیقت ہے کہ امت کے کسی بھی فرد کی پریشانی انکے لئے ایسے ہی ہوتی ہے جیسے انکے اپنے گھر کی پریشانی۔

آپ کاروباری لوگ ہیں نفع و نقصان پہلی نظر میں ہی بھانپ لیتے ہیں۔ افغانستان میں امریکہ کے خلاف لڑنے والے مجاہدین کا ساتھ دینے میں آپ کا کوئی نقصان نہیں ہے بلکہ طویل المیعاد (Log Term) فائدہ ہے۔ ویسے بھی آپ طویل المیعاد منصوبوں کے فائدے اچھی طرح جانتے ہیں۔

ہمارا مطلب آپکے پیسے سے نہیں کہ آپ انکو فنڈ دیں بلکہ پاکستان میں مجاہدین کو اخلاقی حمایت درکار ہے۔ کیونکہ پرویزی دور میں یہاں امریکی اور بھارتی لابی بہت مضبوط ہوئی ہے اور اسلام و پاکستان سے محبت کرنے والی لابی بہت کمزور ہو گئی ہے۔ لہذا آپ بھی اگر اہل حق کی صفوں میں صرف تعداد بڑھانے کے لئے ہی کھڑے ہو جائیں گے، کسی مجلس میں اس موضوع پر لوگوں کو قائل کریں گے، امریکہ و بھارت کی حقیقت لوگوں کو دکھائیں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے

کہ قیامت کے دن آپ کو انہی لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا جن سے آپ کو محبت ہوگی۔

مریض عشق پے رحمت خدا کی  
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

### مشترکہ کرنسی

عالمی اداروں نے جو مستقبل کی منصوبہ بندی کی ہے اس میں مختلف ممالک کے مابین مشترکہ کرنسی کا اجراء بھی شامل ہے۔ اور دجال کے آنے تک صرف ایک کرنسی باقی رکھی جائے گی۔ یورپیون یونین کا قیام اور یورو کا اجراء، خلیجی ممالک کا مشترکہ کرنسی جاری کرنے پر اتفاق اسی دجالی منصوبے کا حصہ ہے۔ جنوبی ایشیا کے بارے میں بھی کانے دجال کی دیرینہ خواہش ہے کہ یہاں کے چھوٹے ممالک کو ہضم کر کے برہمن کے فیڈریشن میں ضم کر دے۔ پاکستان کے ”اسلام پسند“ بھی ہیں کہ کوئی امید برآوری نہیں ہونے دیتے۔ لگتا ہے قسم کھائے بیٹھیں ہیں۔

یا بزم جہاں مہر کا میں گے یا خوں میں نہا کر دم لیٹے

پاکستان اور افغانستان کی اسلامی قوتیں دجال و ابلیس کا تمام کھیل چوپٹ کئے دیجی ہیں۔ بڑی محنت سے کچھ امید برآتی ہے لیکن پھر کچھ ”دیوانے“ نہ جانے سے کہاں سے نکلتے ہیں اور لمحوں میں سارا کچھ ملیا میٹ کر کے چلے جاتے ہیں۔ کرنسی کی بات چلی ہے تو یہ جانتے چلے کہ اس پیپر کرنسی پر اعتماد نہ کیجئے یہ صرف رنگ برنگی کاغذ کے ٹکڑے ہیں۔ اسکے بدلے اپنے پاس سونایا چاندی رکھئے۔ اور کوشش کیجئے کہ بینکوں سے بھی آپ دور ہو جائیں۔

### مواصلاتی نظام

دجال اپنے نکلنے سے پہلے دنیا بھر کے مواصلاتی نظام کو اپنے کنٹرول میں کرنا چاہتا ہے۔ دنیا کو عالمی گاؤں (Global Village) بنانے کی کوشش دراصل دجال کے منصوبوں کا حصہ ہے۔ اس طرح وہ پوری دنیا کو اپنی خدا کی ماتحت لانا چاہتا ہے۔ موبائل، انٹرنیٹ، ٹریڈنگ نظام، جی پی ایس، سیٹلائٹ فون، الیکٹرانک چپ لگے کریڈٹ کارڈ، ریڈیو فریکوئنسی (R.F) لگے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ، چپ لگی کاریں، مڑکوں کے نظام کو جدید بنانا تاکہ ہر جگہ آمد و رفت آسان ہو اور ہر گاڑی اسکی نظر میں رہے۔ یہ تمام منصوبے ایک ہی سلسلے کی کڑی ہیں۔ آئی ایم ایف

اور ورلڈ بینک سے ملنے والا سودی قرضہ اکثر انہی ترقیاتی کاموں پر صرف کیا جا رہا ہے۔

### کمپیوٹر اور انٹرنیٹ

کمپیوٹر سے متعلق ہر کام ناقابل اعتبار ہے۔ لہذا اسکے پیٹ میں جو کچھ بھی آپ نے بھر رکھا ہے کم از کم اس ریکارڈ کا پرنٹ آؤٹ نکال کر اپنے پاس رکھئے۔ کمپیوٹر کے ماہرین سے درخواست ہے کہ کہ لفظ Windows کی حقیقت جاننے کی کوشش کریں۔ یہ کس کی ونڈو ہے۔ اندر کیا ہے اور کہاں کھلتی ہے؟ اس میں جھانک کر آپ دنیا دیکھ رہے ہیں یا "کوئی اور" اسکے ذریعے ساری دنیا کو دیکھ رہا ہے۔ آن لائن بینکنگ، آن لائن اکاؤنٹ سے پرہیز کیجئے۔

### خواتین کے لئے دجال کا جال

معاشرے کی بنیاد گھروں پر استوار ہوتی ہے اور گھروں کا نظام خواتین کے دم سے قائم ہے۔ اگر گھر کا نظام ورہم برہم ہو جائے تو معاشرہ بہت تیزی کے ساتھ تنزلی و انحطاط کی طرف جاتا ہے۔ جبکہ گھروں کا نظام مستحکم و مضبوط ہو تو معاشرہ صحت مند و توانا رہتا ہے اور تعمیر و ترقی کی منازل کامیابی سے طے کرتا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس معرکہ خیز و شر میں جہاں مسلمان مردوں پر ذمہ داریاں عائد کیں وہیں بہت بڑی ذمہ داری مسلمان خواتین پر بھی ڈالی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کلکم راعی و کلکم مسئول عن رعیتہ" تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اسکی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

یہ بخاری شریف کی حدیث ہے اسی حدیث میں ہے "والمرجل راعی فی اہلہ ومسؤل عن رعیتہ والمرأۃ راعیۃ فی بیت زوجها ومسؤلۃ عن رعیتہا" اور مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور اس سے اسکی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر میں ذمہ دار ہے اور اس سے اسکی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راعی کا لفظ استعمال فرمایا۔ جسکے معنی چرواہے کے ہیں۔ بکریوں کو چرانے میں چرواہے کو انتہائی توجہ، احتیاط اور محنت و مشقت سے کام لینا پڑتا ہے۔ بکریاں چرواہے کو تنگ بھی کرتی ہیں اور تھکاتی بھی بہت ہیں لیکن اگر اسکی وجہ سے وہ غصے میں آکر بکریوں پر سختی شروع کر دے تو اس میں بھی اسی کا نقصان ہے۔



اسی طرح ہر مسلمان مرد عورت کو اپنی ذمہ داری انتہائی توجہ، احتیاط اور محنت سے ادا کرنی پڑے گی۔ اگر مرد اپنی ذمہ داری میں ذرا بھی سستی، کوتاہی یا عدم توجہ برتے گا تو اسکو نقصان اٹھانا پڑے گا اور قیامت کے دن اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا۔

دجال نے مسلمان خواتین کے لئے خطرناک جال تیار کیا ہے اور اس جال میں اپنے شکار کو پھنسانے کے لئے خوبصورت نعروں سے اسکو ڈھانپ دیا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اگر یہ اسکے جال میں پھنس گئیں تو پھر اسکے مردوں کو شکست دینا اسکے لئے مشکل نہیں ہوگا۔ کیونکہ مسلمان خواتین نے ہر دور میں اسلام کی حفاظت کے لئے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اسلامی تعمیر و ترقی میں جہاں مردوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا وہیں مسلمان خواتین بھی کسی سے پیچھے نہیں رہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ مردوں نے کوئی میدان مارا ہو اور خواتین اسلام کا اس میں کوئی حصہ نہ رہا ہو۔ بلکہ بعض مرتبہ ایسا ضرور ہوا ہے کہ مردوں کے لشکر شکست پر شکست کھاتے چلے گئے اور دشمن نے انھیں ہر مورچے اور ہر میدان میں شکست سے دوچار کیا۔ مسلم ممالک پر کافر کے بعد دیگرے قبضہ کرتے چلے گئے، حتیٰ کہ نہ مساجد باقی رہیں اور نہ مدارس۔ کافروں نے سب کچھ تباہ کر کے رکھ دیا۔ مدر سے منادے گئے، علماء کو ان میں زندہ دفن کر دیا گیا، مسجدوں کو شراب خانوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ اسلامی نام رکھنے پر پابندی لگا دی گئی، ہر مسلمان کو جبراً مرتد بنا دیا گیا۔ مردوں کے حوصلے نوٹ گئے۔ لیکن ایسے نازک اور مشکل وقت میں بھی مسلمانوں کی عورتوں نے ہمت نہیں ہاری اور اپنے مورچوں میں ڈٹ کر اپنی ان ذمہ داریوں کو پورا کرتی رہیں جو اللہ تعالیٰ نے انکے ذمہ لگائی تھیں۔ انھوں نے گھروں میں رہ کر بیٹے ہوئے اسلام کو اپنے بچوں کے سینوں میں باقی رکھا اور انھیں یہ بتایا کہ وہ مسلمان ہیں۔

دجالی قوتوں نے مسلمان عورتوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ اگر گھروں سے باہر نہ نکلیں تو معاشرے میں ترقی نہیں ہو سکتی۔ ہوس کے پجاری مردوں نے ہر دور میں عورت ذات کا استحصال (Exploitation) کیا ہے۔ جیسے جیسے خواتین انکے نعروں، منصوبوں اور سازشوں پر عمل پیرا ہو گئی اتنی ہی تکالیف و پریشانیاں انکو اٹھانی پڑیں گی۔ اس بارے میں قرآن و حدیث میں اتنا کچھ ہے کہ عقل والوں کو کسی اور چیز کی ضرورت ہی نہیں۔ لیکن چونکہ ماڈرن (دجالی) تہذیب کا جادو اپنا اثر دکھا رہا ہے سو ان ماؤں بہنوں کے لئے

جو مغربی فلسفیوں اور دانشوروں کی باتوں کو بہت اہمیت دیتی ہیں، مشہور فلسفی اور ادیب خلیل جبران کے یہ الفاظ پیش خدمت ہیں:

Modern Woman,

Modern Civilization has made woman a little wiser, but it has increased her suffering because of man's covetousness. The woman of yesterday was a happy wife, but the woman of today is a miserable mistress. In the past she walked blindly in the light, but now she walks open-eyed in the dark. She was beautiful in her ignorance, virtuous in her simplicity, and strong in her weakness. Today she has become ugly in her ingenuity, superficial and heartless in her knowledge. (A Third Treasury Of Khalil Gibran .P:144)

ترجمہ: ماڈرن عورت

ماڈرن تہذیب نے عورت ذات کو کچھ چالاک تو بنادیا ہے لیکن مرد کی ہوس کی وجہ سے اس تہذیب نے عورت کی الجھنوں میں اضافہ کیا ہے۔ ماضی کی عورت ایک خوشحال بیوی تھی۔ لیکن آج کی (ماڈرن) عورت تکلیفوں میں گھری "نہ جائز جنسی پارٹنر" ہے۔ ماضی میں عورت آنکھیں بند کر کے اُجالوں میں چلی، جبکہ آج عورت آنکھیں تو کھول کر چلتی ہے لیکن تاریکیوں میں۔ کل کی عورت بے خبری میں (بھی) حسین، اپنی سادگی کے باوجود پاکدامن، اور اپنی کمزوری میں بھی مضبوط (کردار والی) تھی۔ آج کی عورت ذہانت رکھتے ہوئے بھی بھدی ہو چکی ہے، باخبر ہوتے ہوئے بھی سٹھی اور بے رحم بن گئی ہے۔

نوٹ: مسٹرئیس کا یہ ترجمہ انسائیکلو پیڈیا آف انکارناڈکشنری سے کیا گیا ہے۔ جو اس طرح ہے:

Extramarital lover of man a woman with whom a man has a usually long-term extramarital sexual relationship, often one in which he provides financial support (Microsoft® Encarta® 2009.)

میری ماؤں اور بہنو! آپ کے اور آپ کے بچوں کی تباہی کے دجال نے جو منصوبے بنائے ہیں

ذرا ایک نظر ان کو بھی دیکھتی چلیے۔

ستمبر ۱۹۹۰ء میں بچوں کے حقوق سے متعلق نیو یارک میں ایک چوٹی کا کنفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں ستر ملکوں کے سربراہان مملکت نے شرکت کی۔ اسٹھ ممالک کے نمائندوں نے بچوں کے حقوق سے متعلق تجاویز پر دستخط بھی کئے۔

اس دستاویز کی دفعہ ۵۴ کا تعلق بچوں کو گود لینے، انکی تعلیم و تربیت، بچوں کے ساتھ والدین کے سلوک، ماں کی صحت، بچوں کی آزادی اور دین و اخلاق میں انکے حقوق سے ہے۔ اس دفعہ کے فقرہ نمبر ایک میں والدین کو اس بات سے روکا گیا ہے کہ وہ بچوں کو کسی خاص دین کی تعلیم و تلقین نہ کریں۔ صراحت کے ساتھ اس فقرے میں کہا گیا ہے کہ والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو دین و اخلاق اور ضمیر کے معاملہ میں پوری آزادی دیں۔ اور انکو سوچنے کی مکمل آزادی ہو۔ وہ جو مذہب چاہیں اختیار کریں۔

فقرہ نمبر ۳۱ میں کہا گیا ہے کہ بچوں کو ہر طرح کی کتاہیں، رسالے اور اخبارات پڑھنے کی آزادی ملنی چاہئے۔ اگر وہ عریاں اور فحش رسالے اور جنسی معاملات سے متعلق مضامین اور تصاویر خرید نہ یا رکھنا چاہیں، اگر وہ شیطان کی پرستش کرنا چاہیں تو یہ انکے بنیادی حقوق ہیں۔ انکے والدین کو مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔ اگر یہ کام وہ ربانی یا تحریری کرنا چاہیں، فحش رسالے یا تحریر چھاپنا چاہیں، ٹی وی انٹرنیٹ کے ذرائع سے وہ انھیں دوسروں تک پہنچانا چاہیں، انھیں ان کاموں کی آزادی ملنی چاہئے۔

فقرہ نمبر ۳۸ میں کہا گیا ہے کہ آزادانہ محفوظ جنسی تعلقات، ان سے متعلق معلومات، وسائل، جنسی تعلیم و تربیت کی سہولتیں ایک ترقی یافتہ معاشرے کو مہیا کرنی چاہئیں۔ ناپسندیدہ حمل کوڑکیاں ضائع کرنا چاہیں یا باقی رکھنا چاہیں تو انھیں اسکی بھی سہولت ملنی چاہئے۔ ایسے بچوں (ناجائز) اور بن بیابانی ماؤں کو معاشرے میں وہی مقام اور حقوق ملنے چاہئیں جو دوسروں کو ملا کرتے ہیں۔ والدین اگر بچوں کے ساتھ ناروا سلوک کریں تو بچوں کی شکایت پر پولیس والدین کو گرفتار کر سکتی ہے۔ بدسلوکی میں مار پیٹ کے علاوہ خاص دینی و اخلاقی تعلیم کے لئے بچوں کو مجبور کرنا بھی شامل ہے۔

کیا کوئی مسلمان ماں یہ تصور کر سکتی ہے کہ وہ بیماری کی حالت میں چار پائی پر پڑی ہو، اسے ایک گلاس پانی کی ضرورت پیش آئے۔۔۔ لیکن اس ”ماں“ کو ایک گلاس پانی دینے والا بھی کوئی نہ



ہو۔ یہ بات نہیں کہ گھر میں کوئی نہیں یا اسکی اولاد نہیں... گھر میں سب ہیں اسکے جوان بیٹے... اسکی بیٹیاں... سب موجود ہیں... لیکن آزادانہ زندگی گزارنے والے... ہم آزاد ہیں جو چاہے کریں کے نعرے لگانے والے... ہر ایک کو اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزارنے کا حق ہے جیسے نظریے کے علمبردار... اپنے اپنے کمروں میں... اپنی ذاتی مصروفیات میں مست... جام سے جام نکراتے شخصی زندگی جینے میں مدہوش ہیں... اور ماں ہے کہ ایک گلاس پانی دینے کی کسی کو فرصت نہیں... ماں... بیماری کی حالت میں کس کو پکارے... کوئی نہیں۔

لیکن اس ماں کو کسی سے گلہ شکوہ کرنے کا کیا حق ہے؟ سب سے پہلے اسے اپنے آپ سے سوال کرنا چاہئے کہ اس نے اپنے بچوں کی تربیت پر کتنا وقت خرچ کیا؟ کیا بچے اسکے سکھائے ہوئے اصول، اخلاق اور اچھی عادات اپنا کر بڑے ہوئے یا سارا بچپن ٹیلی ویژن کی اسکرین اور کمپیوٹر پر گیم کھیلتے گزر گیا؟ اسکو اپنے آپ سے یہ ضرور پوچھنا چاہئے کہ اسکی اولاد کی تربیت میں اسکا ہاتھ زیادہ ہے یا ان اجنبی عورتوں کا جو بیوی کی اسکرین پر آکر انکے بچوں کو حیوانیت کا درس دیتی رہیں اور انکو جاہلی تہذیب کی طرف لیجاتی رہیں؟ پھر اس ماں کو اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے کہ جس وقت معصوم بچے کا معصوم ذہن بیوی پر دکھائی جانے والی گندگی اور غلاظت میں لت پت ہو رہا تھا اس وقت یہ ماں کہاں تھی؟

ایسی ماں جس نے اپنی ذمہ داری کا احساس ہی نہ کیا بلکہ اپنے بچوں کو بیوی پر آنے والی پیشے ور عورتوں کی تربیت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ جنکی تمام تربیت کا خلاصہ یہ تھا کہ زندگی صرف اپنی خواہشات کو پورا کرنے کا نام ہے، اپنے خوابوں میں رنگ بھرنے، اس زندگی کو رنگین بنانے اور جو دل چاہے بغیر کسی کی روک ٹوک کے اس کو کر گزرنے کا نام ہی زندگی ہے۔ رشتے ناتے، پیار، محبت، ماں باپ، بھائی، بہن یہ سب وقت کا ضیاع ہے جس میں پرانے لوگوں نے خود کو پھنسا رکھا۔ یہ نیا دور ہے... آزادی کا دور... روشن خیالی کا دور... خواہشات کو پروان چڑھانے کا دور.....

یقیناً ایسے خیال ہی سے مشرق کی مائیں کانپ اٹھیں گی۔ لیکن تمام دنیا کے کافر ہمارے گھروں میں ایسا ماحول پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے گھروں کے بارے میں بھی انکی یہی خواہش ہے کہ جیسے انکے گھروں میں آگ لگی ہے ویسے ہی ہمارے گھروں میں بھی وہ آگ لگا دیں۔ اس

وقت شیطانی قوتوں کی کوششوں، دن رات کی محنتوں اور نئے منصوبوں کا اگر جائزہ لیا جائے تو ایک بات سمجھ میں آتی ہے کہ مسلمانوں کے خلاف انکا زیادہ زور و محاذوں پر ہے۔ ایک محاذ وہ جسکو تمام عالم اسلام میں مجاہدین سنبھالے ہوئے ہیں۔ اور دوسرا محاذ وہ ہے جس میں مسلم خواتین مہور چہزن ہیں۔

یہ مہور چہزن اور یہ محاذ مسلمانوں کے گھر ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ کافر اس بار اپنے تمام لاؤ لشکر مسلم خواتین کے خلاف میدان میں لے آئے ہیں۔ سب سے پہلے انکی کوشش یہ ہے کہ مسلمانوں کے معاشرتی نظام کو تباہ و برباد کر دیا جائے، جیسا کہ امریکہ و یورپ میں ہو چکا ہے۔

یورپ و امریکہ میں گھر نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ ماں کیا ہوتی ہے، بہن کے کیا معنی ہیں، بیٹے کی محبت اور اس محبت کی لذت دل کو کس طرح ٹھنڈا کرتی ہے؟ یہ سب باتیں ان کے لئے اجنبی ہو چکی ہیں۔ محبتیں، رشتے، دوستیوں کے حقوق سب ناپید ہو چکے۔ پورا معاشرہ نفسا نفسی کے عالم میں زندگی گزار رہا ہے۔

اولاد ماں کی ممتا کو ترستے ترستے بڑی ہو رہی ہے، کیونکہ ماں کے پاس بچوں کو پیار دینے کے لئے وقت ہی نہیں یا پھر اسی حیوانی خواہشات ماں کی ممتا پر غالب آ چکی ہیں۔ اسی طرح ماں کے بچوں کا پیار پانے کی تمنا و آرزو لئے یا تو نشے کے سہارے زندگی گزار رہی ہیں یا پھر اولاد ہوم (بوڑھوں کے لئے بنائے گئے ہوٹل جہاں ماں باپ کو بوڑھا ہونے پر انکی اولاد باقی زندگی گزارنے کے لئے گھر سے نکال کر چھوڑ دیتی ہے) میں اپنی زندگی کی گاڑی کو اس طرح کھینچ رہی ہیں جس کے تصور سے ہی دل میں ہول سا اٹھنے لگتا ہے۔

امریکی حکومت کے سابق مشیر برائے قومی سلامتی مسٹر جینکس اپنی کتاب Out Of Central میں لکھتے ہیں ”وہ معاشرہ جس میں ہر چیز کرنے کی اجازت ہوتی ہے اور ہر چیز کو حاصل کیا جاسکتا ہے، وہ ایسا معاشرہ ہے جس کا اخلاقی معیار سب سے زیادہ پست ہوتا ہے۔ ایسے معاشرے میں انسان اپنی تمام تر خواہشات کی تکمیل پر اپنی جدوجہد کو مرکوز کر دیتا ہے اور وہ ہر قیمت پر اسکو پوری کرتا ہے۔“

مشہور مفکر و اکنومکس کیرل اپنی عالمی شہرت یافتہ کتاب ”Man The Unknown“ میں لکھتا ہے:

”ہم مغربی لوگ اخلاقی طور پر انتہائی پست سطح پر گر چکے ہیں۔ ہم گھٹیا اور بد قسمت لوگ ہیں۔“

یورپ و امریکہ کا نام نہاد مہذب معاشرہ جس نے انسانی تہذیب کو کب کا خیر باد کہہ دیا اب ایک حیوانی معاشرہ بن چکا ہے۔ ابلیس کی جاہلی تہذیب نے انکو انسانیت کے مقام سے گرا کر پستیوں کی کھائیوں میں دھکیلا ہے اور پھر حیرت یہ ہے کہ وہ اس تہذیب کو جدید تہذیب کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ کوئی جدید تہذیب نہیں بلکہ اس تہذیب کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ ابلیس کی ابلیسیت اور شیطانیت کی تاریخ پرانی ہے۔ موجودہ مغربی تہذیب ہزاروں سال پرانی متعفن اور سڑی ہوئی، ابلیس کے بطن سے جنم لینے والی تہذیب ہے جس کا انسانی تہذیب سے کوئی تعلق نہیں۔

آپ تاریخ انسانیت اٹھائیے.... قوم لوط کی تاریخ پڑھئے.... یہی جاہلی تہذیب تھی جس نے مردوں کو عورتوں سے غافل کیا اور مردوں سے خواہش پوری کرنے کو فیشن قرار دیا... عورتوں کو مردوں کی ضرورت سے بے نیاز کر کے اس گندگی میں ڈبو دیا جس میں یورپ و امریکہ کی عورتیں آج سر سے پیر تک لت پت ہیں.... اور مسلم ممالک میں جس گندگی کو پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ قوم لوط اس کا تجربہ ہزاروں سال پہلے کر چکی اور نعر مردار یعنی انکی ہستی کی جگہ آج بھی اللہ کے قانون سے بغاوت کرنے والوں کو سنبھل جانے کا درس دے رہی ہے کہ اسکا انجام بہت برا ہوتا ہے۔

موجودہ مغربی تہذیب وہی جاہلی تہذیب ہے جس نے کبھی یونانی تہذیب کے نام سے ابلیس کے بطن سے جنم لیا تو عبادات اور مذہب کے نام پر عورت ذات کو برہنہ کر ڈالا..... کبھی رومی تہذیب کا لباس اوڑھ کر روم کے اسٹینڈیم میں حوا کی بیٹیوں کو برہنہ نچا کر فخر کا تاج سر پر رکھ لیا تو کبھی تہذیب فارس کی شکل میں آکر بہن کو بھائی کے لئے حلال کر بیٹھی۔ کبھی اس جاہلی تہذیب کے رکھوالوں کی غیرت بچانے کے لئے معصوم بچیوں کو عرب کی سرزمین میں زندہ دفن کرنا فیشن اور رسم قرار دے دیا تو کبھی عورت کو ناپاک و منحوس قرار دیکر اس سے دور رہنے کو عبادت بنایا گیا.... یہی وہ جاہلی تہذیب ہے جس نے ہندوستان میں عورت کو تمام مصیبتوں اور پریشانیوں کی جز بنا کر اپنے مرے ہوئے شوہروں کے ساتھ زندہ جل جانے کو باعث ثواب بتایا۔

یہ جدید تہذیب نہیں اور نہ ہی کسی مہذب معاشرے کی تہذیب ہے۔ بلکہ دور جاہلیت کی جاہلی تہذیب ہے جو ہر دور میں عورت ذات کیلئے کسی بھوکے اور بوڑھے بھیڑیے کا کردار ادا کرتی رہی ہے۔ بھیڑیا جو بھوکہ بھی ہے اور بوڑھا بھی.... جو زیادہ حرکت بھی نہیں کر سکتا لیکن پیٹ بھی بھرنا



چاہتا ہے۔ سو ایسا بھیڑیا بکریوں کے اس ریوڑ کی خواہش رکھتا ہے جسکا کوئی گمبھان و گمہ بان نہ ہو، بلکہ اسکا شکار خود اس کے پاس آتا رہے اور اس کے رحم و کرم پر رہے کہ وہ جب چاہے اپنی خواہش کو پورا کر لے۔

اس جاہلی تہذیب کا کردار بھی عورت ذات کے بارے میں اس بھیڑیے ہی کے مانند ہے۔ اور اس جاہلی تہذیب کے نئے رکھوالے آج بھی عورت کے بارے میں وہی خواہش رکھتے ہیں جو قوم لوط سے لے کر بھارت کے ہندوؤں اور مغرب کے ”روشن خیال“ معاشرے کے مرد رکھتے تھے، کہ اپنی حیوانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ہر قسم کی رکاوٹ کو ختم کر دیا جائے۔ مغرب کی اس بھوکئی نگئی تہذیب کو جدید تہذیب کہنے والے یا تو تاریخ سے بالکل ناواقف ہیں یا پھر طوطے ہیں کہ جو کچھ ان کے آقا انکورناویں اسی کو پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔

چنانچہ مسلم خواتین کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ عورتوں کی آزادی، ترقی، خوشحالی اور برابری کے نعرے لگانے والے تمہارے ہم درندہ نہیں بلکہ یہ اسی جاہلی تہذیب کے رکھوالے ہیں جس تہذیب نے ہر دور میں عورت ذات کو رسوا کیا ہے۔

آج کی ماؤں نے اگر اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں کیا تو یہ تہذیب اور یہ حالات آپ سے بہت دور نہیں بلکہ آپ کے دروازے پر دستک دے رہے ہیں، بلکہ اگر کہا جائے کہ گھروں میں داخل ہو رہے ہیں تو غلط نہ ہوگا۔ فیشن، عورتوں کی آزادی، مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کے نعرے، گھر سے نکل کر دنیا کے ہنگاموں میں مردوں کے ساتھ شامل ہو جانے کی باتیں یہ سب آپ کو اسی یورپ و امریکہ کی جاہلی تہذیب میں ڈبو دینے کی باتیں ہیں جسمیں وہاں کی عورت ایک بار داخل ہونے کے بعد ہمیشہ کے لئے مردوں کا کھلونا بن چکی ہے۔

تمہاری اصل ہم درو اور محافظہ وہ تہذیب ہے جس نے ہر دور میں اس جاہلی تہذیب کے درندوں سے تمہیں آزادی دلائی ہے۔ تمہیں تمہارا وہ مقام عطا کیا ہے جسکی تم حقدار ہو، جو مقام تمہیں اس ذات نے عطا کیا جس نے تمہیں عزت والا بنا کر اس دنیا میں بھیجا اور جاہلی تہذیب کے بھیڑیوں سے تمہاری حفاظت کے لئے کچھ اصول اور طریقے تمہیں سکھائے۔ یہ اصول ہی تمہاری حفاظت کر سکتے ہیں۔ لہذا انکو کسی حال میں نہیں چھوڑنا چاہئے۔ تمہیں ان اصولوں سے بچنے کے لئے تمہارے دشمن یہ کہیں گے کہ یہ اصول اب پرانے ہو چکے... اس دور میں یہ اصول

نہیں چل سکتے۔

وہ کچھ بھی کہتے رہیں انکی باتوں میں نہیں آنا بلکہ اسلامی تہذیب کو اپنا کر اپنی حفاظت کو یقینی بنائیے۔ اور جاہلی تہذیب سے خود کو اور اپنے بچوں کو بچائیے۔ تاکہ گھر کا سکون اور خوشیاں باقی رہیں والدین اور اولاد کے پیار کو کسی کی نظر نہ لگے، بہن بھائیوں کے درمیان رشتوں کا تقدس برقرار رہے۔ آپ کے دشمن نے آپ کے خلاف یلغار کی ہے اس یلغار کو آپ ہی روکیں گی اور اس کا مقابلہ کریں گی۔

اسلام آپ کی خدا داد صلاحیتوں کو زنجیریں نہیں پہناتا۔ آپ اپنی صلاحیتیں اسلام اور دینی خدمات کے لئے وقف کیجئے۔ اگر آپ یہ سمجھتی ہیں کہ مسلمانوں کی حرق میں آپ کردار ادا کرنا چاہتی ہیں تو ذرا خود سے یہ سوال کیجئے کہ کیا اپنا کردار ادا کرنے کے لئے مغربی تہذیب میں ذوب جانا ضروری ہے؟ کیا اسلامی اصولوں پر چل کر آپ کوئی کام نہیں کر سکتیں؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ مغرب کے طرز پر چل کر انکی نقل کر کے انکا مقابلہ کریں۔ جبکہ اللہ نے آپ کو ان سے زیادہ عزت والا بنایا ہے۔ اور آپ کے لئے وہ طریقہ نہیں رکھا جو کافروں کے لئے ہے۔ بقول اقبال

اپنی ملت کو قیاس اقوام مغرب پہ نہ کر

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

آج بھی کتنی مسلم خواتین اسلام کی تعمیر و ترقی میں اپنی زندگیاں کھپا رہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان سے بڑا کام لیا ہے۔ لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے راستے پر چل کر ہی ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اسی میں ہماری بھلائی ہے۔ مثلاً اگر آپ ڈاکٹر ہیں تو صبح سے شام تک آپ کے پاس کتنی خواتین آتی ہیں۔ جو آپ کی بات بھی توجہ سے سنتی ہیں اگر آپ انکو پانچ منٹ بھی موجودہ دور کے فتنوں اور دجال کے فتنوں کے بارے میں بتائیں گی تو کیا خبر اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے کتنی بہنوں کے دل بدل ڈالے۔ اگر آپ میچر ہیں تب بھی صبح سے شام تک آپ اپنی طالبات کے ساتھ ہوتی ہیں۔ یہ طالبات آپ پر اعتماد کرتی ہیں اور آپکی بات کو سمجھنے کی سعی کرتی ہیں۔ آپ انکو اس وقت کے بارے میں بتائیے۔ انکو نفع و نقصان سمجھائیے۔ انکو یہ بھی بتائیے کہ امریکہ و یورپ سے کافر عورتیں اپنے گھر چھوڑ کر پاکستان صرف اسلئے آئی ہیں کہ وہ تمہارا گھر، دین اور آخرت برباد کریں۔ افغانستان میں امریکی فوج میں عورتیں تم سے بڑے بڑے لئے آئی ہیں تاکہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین مٹا کر ساری دنیا میں شیطان کی حکومت قائم کر دیں۔ کافروں کی عورتیں اپنے جھوٹے مذہب کے لئے کتنی قربانیاں دے رہی ہیں... وہ اپنی مذہبی کتابیں تو ریت و انجیل، جو کہ تحریف شدہ ہیں انکو پڑھ کر یہاں آئی ہیں۔ انکی کتابوں کے مطابق مسلمانوں کو ختم کرنا دنیا میں امن کا ضامن ہے۔... تو کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی بیٹیاں آقا کا دین بچانے کے لئے کوئی کردار ادا نہیں کریں گی۔ عائشہ صدیقہ اور فاطمہ الزہراء کی جانشین اپنے گھر لیتے، بچوں کو قتل ہوتے، اور بستیوں کو کھنڈرات میں تبدیل ہوتا دیکھتی رہیں گی۔

میری بہنو! دنیا کے مسائل تو چلتے ہی رہیں گے۔ دنیا داری مرنے سے پہلے جان چھوڑنے والی نہیں۔ سوخو کو ان دنیا کے جھمبیلوں سے نکال لے۔ دنیا کی فکر چھوڑ دے کہ کبھی جا چکی... جتنی ملنی ہے وہ ہر حال میں مل کر رہے گی۔ جو اسکے پیچھے بھاگے گا یہ اسکو ذلیل کرے گی... اور جو اس سے بھاگے گا یہ اسکے پیچھے بھاگے گی، اسکے قدموں میں آئے گی... آپ آخرت کی فکر کیجئے۔ دوسروں کو نہ دیکھئے، کون کیا کرتا ہے کس کے پاس کیا ہے... کس نے کتنا بڑا مکان بنالیا... آپ یہ دیکھئے کہ آخرت کا مکان کس نے بنالیا... یہ کیسی عقلمندی ہے، جہاں رہنا ہی نہیں وہاں مکان بنائیٹھے اور جہاں ہمیشہ رہنا ہے اسکی فکر ہی نہیں۔ دنیا جیسی بھی گزری گزر جائے گی... عقلمند وہی ہے جو دور کی سوچ رکھتا ہو۔

اگر ہم اچھا کریں گے تو اپنے لئے۔ اللہ اور اسکے رسول سے بغاوت کر کے زندگی گزاریں گے تو اللہ کے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ سوائے اسکے کہ ہم پر اللہ کی ناراضگی آئے اور اللہ نہ کرے کہ ہم کانے دجال کو خدا ماننے والوں کے ساتھ شامل ہو جائیں جسکو آج فیشن کہا جا رہا ہے وہ سب دجال کے لگائے ہوئے پسندے ہیں۔ اگر آپ کو اس بات کا علم ہے کہ فیشن کہاں بنتے ہیں۔ کپڑوں کی نئی ڈیزائننگ کہاں تیار کی جاتی ہے۔ اسکے باوجود آپ نے خود کو ہوا کے دوش پر چھوڑا ہوا ہے تو پھر آپ سوچئے کہ آپ کی تعلیم و شعور کیسا ہے کہ آپ نفع و نقصان کی تمیز نہیں کر پا رہی ہیں۔ اور اگر آپ نے صرف دوسری عورتوں کی دیکھا دیکھی ایسا راستہ اختیار کیا ہے، آپ کو فیشن اور آرٹ کی حقیقت کا علم نہیں تو پھر ایسی نیک مسلم خواتین سے پوچھئے جو ان سب کی حقیقت کو جانتی ہیں۔

فیشن کے جس راستے پر آپ کا سفر جاری ہے اور آپ نے خود کو منہ زور ہواؤں کے رحم و کرم پر چھوڑا ہوا ہے تو یاد رکھئے کہ یہ راستہ کانے دجال کی طرف جاتا ہے۔ اس تہذیب کا آئینڈیل وہی جھوٹا ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کو یہ راستہ پسند نہیں ہے۔



عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساء کاسیات عاریات ممیلات مائلات رؤوسہن کاسمة البحت المائلة لا یدخلن الجنة ولا یجدن ریحہا وان ریحہا لیوجد من مسیرۃ کذا وکذا (صحیح مسلم ۵۷۰۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود برہنہ ہوگی، مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوگی اور انکے سر جھکی ہوئی اونٹنی کے دو گھانوں کے مانند ہونگے۔ یہ جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھ سکیں گی۔ اور بیشک جنت کی خوشبو اتنی دور کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔

فائدہ..... اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز ہے۔ انکو نہ تو کسی کی نیکیاں کوئی فائدہ پہنچاتی ہیں اور نہ کسی کا دجال کے راستے پر چلنا انکو کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ بندہ جو کچھ کرتا ہے اپنے لئے ہی کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد عورت کو زانیہ بنوانے سے منع فرمایا۔ (اسکوطرانی نے ”الکبیر“ اور ”الصغیر“ میں روایت کیا ہے اور ”الصغیر“ کے رجال ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد للبیہقی ۸۸۶۵)

فائدہ..... ایک طرف دجال کا جال ہے دوسری جانب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے۔ ہر مسلمان بہن اپنے لئے کون سے راستے کا انتخاب کرتی ہے، وہی منزل اس کو ملے گی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: بلاشبہ بنی اسرائیل کی عورتیں اپنے پیروں کی جانب سے ہلاک ہوئیں اور اس امت کی عورتیں اپنے سروں کی جانب سے ہلاک ہوگی۔ (مصنف عہد الرزاق: ۲۰۶۰۹)

فائدہ..... یعنی اپنے سر کے بالوں کو کٹوانا، سر کے اوپر سکھوں کی طرح بالوں کا جوڑا بنانا یا مصنوعی بال لگوانا۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا سبب ہیں۔ جنکا نتیجہ ہلاکت ہے۔ اسکے علاوہ ایسا کرنے میں دنیاوی نقصان بھی ہے۔ سائنٹفک نقطہ نظر سے عورت کے بال کٹوانے کے انتہائی مضر اثرات ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت پر لعنت فرمائی جو مصنوعی بال لگائے یا لگوائے، اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو سوئی سے جلد کو گندوائے یا گودے

علامہ ناصر الدین الباہیؒ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

اے میری بہنوں! اگر آپ اپنے بچوں کی فی وی کے ذریعے تربیت کر رہی ہیں تو یاد رکھئے یہ جو کچھ اوپر بیان کیا گیا، یہی آپ کی منزل ہے۔ آپ ذرا تصور کیجئے۔ آپ کا لالہ لالیلاؤلی جسکی خاطر آپ نے اپنی تمام خواہشات کو آگ لگا دی..... نو مہینے کس مشقت سے اس کو پیٹ میں رکھا..... دعوت کی واوی سے گزر کر اسکو جہنم دیا..... پھر اسکے لئے اپنے آرام کو ہی بھول گئیں..... کیا دن کسی رات..... ہر دم ہر پل بس اسی کی خاطر..... اگر اسکو کبھی کوئی تکلیف ہوتی تو آپ ترپ اٹھتیں..... لیکن آج اس ماڈرن بچے کی وجہ سے آپ کسی تھانے کی بدبودار کونھری میں بند ہیں.... آپ نے بچے کو کسی غلط بات سے روکا اور بچے نے اپنے موبائل سے (جو آپ کے شوہر نے اپنے خون پسینے کی کمائی سے خریدا) پولیس کا نمبر ملایا اور آپکی شکایت کر دی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے تمام محلے داروں کی سامنے پولیس آئی شرافت کو روندتے ہوئے آئے گھر میں تھیں اور آپکو گاڑی میں ڈال کر لے گئی۔

میری بہنو! اگر آپ اپنے بچوں کو دین سے دور رکھ کر انکو دنیا کا پجاری بنارہی ہیں تو کل ان حالات کے لئے تیار رہئے۔ یہ دن آپ سے دور نہیں۔ پاکستان میں ایسی مائیں موجود ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کو الف سے اللہ بھی نہیں سکھایا اور بچپن سے ہی انکے بچے ایک آزد شیطانی دین کے پیروکار رہے۔ بچپن سے بچے کا جودل چاہا وہ کیا۔ فی وی کاریموت ہاتھ میں لئے اپنے کمرے میں وہ سب کچھ دیکھتا رہا..... ماں کو اپنی عیاشیوں اور سیر و تفریح سے کبھی اتنا وقت میسر نہ آیا کہ بچوں کو بھی کچھ وقت دے سکتی... کبھی اسکے کمرے جا کر بچے کی خبر گیری نہیں کی کہ معصوم ذہن کیا دیکھ رہا ہے اور کیا کر رہا ہے۔

یہ بچے بڑے ہو کر اگر ان ماں باپ کو گھر سے نکال کر بوڑھوں کے مراکز میں جمع کرا آئیں تو ان بچوں کی کیا غلطی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ حالات کی نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے اور دجالی فتنے سے خود کو اور اپنے بچوں کو بچانے کے لئے آپکو دل میں درد پیدا کرنا ہوگا۔ نہ صرف خود کو بلکہ اپنی دوسری بہنوں، رشتے داروں اور پڑوس کی عورتوں کو دجال کے فتنے اور اسکے جال کے بارے میں بتانا ہوگا۔ ایک ایک بات پر اللہ تعالیٰ آپکو ثواب عطا فرمائیں گے۔ اپنے بچوں کے دلوں میں قرآن کی تعلیم، نماز کی اہمیت، والدین کے حقوق، اور اسلام سے محبت پیدا کیجئے۔ گانے، موسیقی،

کارٹون اور اللہ کے علاوہ کسی سے ڈرنے کی نفرت پیدا کیجئے۔

### مردوں کی ذمہ داریاں

عموماً مردوں میں یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ وہ خود تو نماز وغیرہ کا اہتمام کر لیتے ہیں اور جنت حاصل کرنے کے لئے اعمالِ صالحہ میں وقت لگاتے ہیں، لیکن اپنے بچوں، بہنوں اور بیٹیوں کی اتنی فکر نہیں کرتے۔ چنانچہ ان کی اور انکے گھر والوں کی زندگی میں دینی اعتبار سے بہت خلاء پایا ہے۔ شروع شروع میں مرد حضرات اس خلاء پر توجہ نہیں دیتے لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے اسی طرح یہ خلاء وسیع ہوتا جاتا ہے۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ جس چیز کو یہ صاحبِ حرام قرار دے کر اپنے بچوں یا بیگم کو اس سے روک رہے ہوتے ہیں، تو بچے اس کو فیشن یا وقت کا تقاضا کہہ کر اپنانے پر کمر بستہ ہوتے ہیں۔

چنانچہ مرد حضرات کو چاہئے کہ وہ اپنی آخرت کی فکر کے ساتھ ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی آنے والے خوفانوں سے بچانے کا انتظام کریں۔ انکو وقت دیں اور انکی دینی تربیت کریں۔ آنے والے خطرات سے انکو آگاہ کریں۔

یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ میں تو اکیلا ہوں۔ میری کون سنے گا۔ میری کون مانے گا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ آپ جب اس امت کا درد دل میں پیدا کر کے کوئی بھی کام اللہ کی رضا کے لئے شروع کریں گے تو اللہ کی مدد اپنے ساتھ پائیں گے۔ اور نتائج دیکھ کر خود آپ کو یقین نہیں آئے گا کہ جو کام آپ کی تہاذات سے شروع ہوا تھا وہ لاکھوں مسلمانوں کی آواز اور سوچ بن چکا ہے۔ کسی بھی میدان میں ہمت ہار دینا، مایوس ہو جانا، دل شکستہ کرنا یہ راہِ حق کے راہی کو زیب نہیں دیتا۔ یہ راہ تو ایسی ہے کہ اس پر قدم رکھ کر ثابت قدم کھڑے رہنا ہی کامیابی ہے۔ راستہ تو خود بخود دکھنا چلا جاتا ہے۔

### این جی اوز

یہ دجال کی حکومت کے باقاعدہ شعبے ہیں جو مختلف میدانوں میں خوبصورت (وجالی) نعروں کا سہارا لے کر دجال کے نفعی کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔ اکثر شعبے ایسے ہیں جنکی عوام تو کیا قائدین قوم کو بھی بھٹک نہیں لگتی۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ دجال کا زیادہ زور دنیا کے پانی کو اپنے قبضے میں کرنا یا پینے کے پانی کے ذخائر ختم کروینے پر ہے۔ زیر زمین پانی کے ذخائر کو ختم کرنا اسکی اولین



ترجیحات میں شامل ہے۔ چنانچہ ان ذخائر کو ختم کرنے کے لئے ایسے پودے لگوائے گئے جو انتہائی تیزی کے ساتھ پانی کے ذخائر کو ختم کر ڈالتے ہیں۔ مثلاً لپٹس کے درخت (پنجاب میں اس کو سفیدہ جبکہ صوبہ سرحد میں اسکو لاپچی کا درخت کہتے ہیں)۔ یہ پانی کے دشمن ہیں۔ جہاں لگائے جائیں وہاں پانی کی سطح مسلسل اور تیزی کے ساتھ نیچے جاتی رہتی ہے۔ اس درخت کی جڑیں پانی کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ پورے پاکستان میں یہ درخت بیڑ پودوں کا کام کرنے والی این جی اوز کی جانب سے لگائے گئے ہیں۔ جگہ جگہ آپ انکے باغ کے باغ دیکھ سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ان این جی اوز میں ملازم پاکستانی، دجال کے اس منصوبے سے بے خبر ہوں اور اپنی نوکری کی مجبوری کی وجہ سے تمام قوم کو دجال کے پانی کا محتاج بنا رہے ہوں۔

عورتوں کی آزادی کے لئے کام کرنے والی این جی اوز دجال کے ان منصوبوں میں رنگ بھر رہی ہیں جو دجال نے خواتین سے متعلق بنائے ہیں۔ یہ آزادی درحقیقت اسلام سے آزادی ہے دجال کی امت میں شامل ہونے کے لئے۔ ان این جی اوز کو فتنہ فراہم کرنے والے غیر ملکی اداروں اور شخصیات کی جانب سے یہ ہدف دیا گیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ عورتوں کو گھروں سے باہر نکال کر دجالی تہذیب میں رنگ دیا جائے۔ پاکستان میں ایک غیر ملکی این جی او (جس کے ملازمین پاکستانی ہیں) ایسی ہے جس کا واحد ہدف یہ ہے کہ گھروں میں موجود خواتین کو کس طرح گھروں سے باہر نکالا جائے۔ انکی کوشش ہوتی ہے کہ جس نام پر بھی ہو عورت باہر آتی چاہئے۔ اسکے لئے یہ این جی اوز مختلف پروگرام بناتی ہے۔ بعض این جی اوز کا ہدف بچے ہیں۔

بالاکوٹ و مظفر آباد کے زلزلے سے متاثر علاقوں میں ان این جی اوز نے اپنا اصل دجالی رنگ دکھایا ہے۔ جو حضرات ان زلزلے کے وقت ان علاقوں میں رہے ہیں وہ جانتے ہیں زلزلے کے بعد وہاں کی صورت حال دیکھ کر فتنہ دجال یاد آ جاتا تھا۔ جس طرح این جی اوز نے اپنے پیچھے لوگوں کو لگا یا اور جو چاہا کیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے دجال کے لانے کی تربیتی مشق کی جارہی ہو۔ جس طرح دجال اپنے کھائے اور پانی کے بل بوتے پر خود کو خدا کہلوائے گا اسی طرح این جی اوز نے ان علاقوں میں لوگوں کے ساتھ کیا۔ یہاں تک کہ بعض غیر ملکی این جی اوز نے تو واضح الفاظ میں لوگوں کو کہا کہ تمہارا اللہ کہاں ہے؟ یہ مدد تو ہمارے مسیح نے بھیجی ہے کیا تم اس کو مسیحا مانتے ہو؟

## والکذلک اور لائیو اسٹاک

جانوروں کی زندگی پر اثر انداز ہونے کے لئے اس شعبے کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ خصوصاً جانوروں کے نقل مکانی کرنے کے انداز میں۔ جانوروں سے ہی متعلق لائیو اسٹاک کا شعبہ ہے۔ اس کا مقصد دودھ دینے والے جانوروں کو مصنوعی ٹیکے لگا کر وقت سے پہلے دودھ سے روک دینا ہے۔ نیز اسکے ذریعے دودھ کو بھی خراب کیا جا رہا ہے۔ لوگ زیادہ دودھ نکالنے کی لالچ میں انکا استعمال کر رہے ہیں لیکن ان ٹیکوں میں مشکوک اجزاء شامل ہیں۔

آج کل جانوروں کو ٹیکے لگوانے کی مہم زور شور سے جاری ہے۔ دجال کے آنے سے پہلے عالمی ادارے لوگوں کو دودھ سے بھی محروم کر دینا چاہتے ہیں تاکہ قحط کے وقت میں کسی کے پاس کھانے کو کچھ بھی نہ رہے۔ اور سب دجال کے رزق کے محتاج ہو جائیں۔

یہ خالص دجانی منصوبے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے نشانات تک شیطانی ہیں۔ مثلاً آپ محکمہ لائیو اسٹاک اینڈ ڈیری ڈیولپمنٹ حکومت پنجاب کا مونیو گرام دیکھئے یہ ایلیس کی تصویر ہے جسکو اسکے ماننے والے اپنے سامنے رکھ کر پوجتے ہیں۔ لہذا مسلمانوں سے درخواست ہے کہ اپنے جانوروں کو یہ ٹیکے لگوا کر خراب نہ کریں۔

## جادو و حانیت کی شکل میں

دجال سے پہلے جادو اور شیطانیات کو سرکاری مذہب کے طور پر پڑھایا جائے گا۔ آج اس میدان میں بھی کام ہو رہا ہے۔ مخفی روحوں سے مکالمات کرائے جا رہے ہیں۔ ایسے پیر موجود ہیں جو اس بات پر بعیت کرتے ہیں کہ پانچ نمازوں کی فریضت کا عقیدہ درست نہیں۔ پھر وہ کشف کے دعوے کرتے ہیں۔ بندے کو ایک معتبر شخص نے بتایا کہ یہ کلین شیو پیر صاحب امریکی ہیں اور پاکستانی فوج کے افسران، انکی بیگمات اور بیٹیاں بڑی تیزی سے انکے حلقے میں شامل ہو رہے ہیں۔

پشاور میں ایک اور ”پیر صاحب نما جادوگر“ ہیں۔ جنکی مجلس میں لوگ مچھلی کی طرح ترپنے لگتے ہیں۔ لوگ اسکو ”پیر“ صاحب کی کرامت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ شیاطین کی مدد سے لوگوں پر مدہوشی کی کیفیت طاری کر دیتے ہیں۔ سابق افغان صدر صیغت اللہ مجددی بھی اسی فرقے سے تعلق رکھتا تھا، اس وقت سوڈان جادو کا مرکز ہے۔ جہاں سے عالم اسلام کے خلاف یہودی

جادو کی یلغاریں کر رہے ہیں۔ مختلف قسم کے نشانات پر جادو چھوڑ کر ان نشانات کو گھر گھر میں داخل کر دیا گیا ہے۔ ہر نشان کی تاثیر الگ ہے۔

ناروے میں بحریہ اس طرح کی مختلف سائنسی اور شیطانی تحقیقات کا مرکز ہے۔ سی آئی اے ہر سال جادو اور روحانیت کے مطالعہ پر لاکھوں ڈالر خرچ کرتی ہے۔ سی آئی اے کے سابق ڈائریکٹر ایڈمل سلین فیلڈ نے ۱۱ اگست ۱۹۹۷ء کو سینٹ میں اعتراف کیا کہ سی آئی اے لوگوں کی مرضی کے بغیر ان کے ذہنوں کو کنٹرول کرتی ہے۔

”اسی طرح سابق امریکی صدر بیل کلنٹن نے ۱۹۹۵ء میں ایک کھلی کانفرنس میں تسلیم کیا تھا کہ امریکی حکومت ذہنوں کو کنٹرول کرنے اور دیگر غیر اخلاقی تجربات میں گزشتہ پچاس برس سے مصروف ہے اور وہ اس پر شرمندہ ہے“

مانٹریال کینیڈا میں ایک متروک پارک میں موجود قدیم عمارت میں ایک منصوبہ شروع کیا گیا جس کا مقصد لوگوں کے ذہنوں کو کنٹرول کرنا تھا۔ اس منصوبے کیلئے بھاری فنڈز اک فیلڈ (Rock Fellor) نے فراہم کئے۔ لہذا تمام مسلمانوں کو ایسے پیروں سے دور رہنا چاہئے جو خلاف شرع کام کرتے ہوں یا ماؤرنائزیشن کے داعی ہوں۔ گزشتہ باب میں گزشتہ چکا ہے کہ کرامات و کچھ کر دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔ بلکہ قرآن و سنت پر لوگوں کو پرکھنا چاہئے۔

### شیطان کے سچاری (Sanatist)

گزشتہ باب میں دجال اور ابلیس کے بارے میں آپ نے پڑھا کہ یہ اپنے انسان نما شیطانوں سے رابطے میں رہتے ہیں اور انکو ہدایات دیتے ہیں۔

موجودہ دور میں باقاعدہ ایک فرقہ ہے جو براہ راست شیطان بزرگ (ابلیس) کی پوجا کرتا ہے۔ یہ فرقہ امریکہ اور برطانیہ میں بہت مضبوط ہے اور انکے اچھے خاصے پیروکار بھی ہیں۔ سابق امریکی نائب صدر ڈک چینی کا شمار اس فرقے کے سرداروں میں ہوتا ہے۔ سابق امریکی وزیر خارجہ کنڈولیزز رائس، ایرانی صدر محمود احمدی نژاد، اردن کا شاہ عبداللہ، ولادی میر پیوٹن، اسی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یا سرعفات بھی شیطان کا سچاری تھا۔ امریکی فلمی دنیا ہالی وڈ کے مشہور اداکار اور اداکارائیں کا مذہب بھی شیطان کو خوش کرنا ہے۔ بھارتی اداکارا جیتا بھجپن، مہر کا عمر شریف، مشہور جادوگر ڈیوڈ کا پر فیلڈ بدنام زمانہ امریکی گویا مائیکل جیکسن بھی شیطان کے سچاری ہیں۔



مائیکل جیکسن کے پروگرام میں لوگ بے قابو ہو جاتے ہیں۔ درحقیقت اسکا پروگرام سننے والوں پر شیطنین آتے ہیں جو انکو بے قابو کر دیتے ہیں۔

یہ مکمل شیطانی فرقہ ہے جو اپنی زندگی میں لفظ خدا (God) بہت زیادہ استعمال کرتا ہے۔ یہ لوگ انہیں کو اپنا خدا مانتے ہیں۔ یہودی خفیہ تحریک فریمسن بھی درحقیقت ”وہال“ کو ہی اپنا بڑا مانتی ہے۔ اور شیطان کی پوجا کرتی ہے۔ فریمسن کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ اٹلیس (Lucifer) کو اپنا خدا مانتے ہیں۔ امریکہ کا سرکاری مذہب بھی اسی خدا کی پوجا کرتا ہے۔ In God we Trust (ہم خدا پر یقین رکھتے ہیں) میں خدا سے مراد وہال ہے نہ کہ عیسائیوں کا خدا۔

اس فرقے کا نصب العین تمام دنیا سے دینی (انسانی) اقدار کا خاتمہ کر کے شیطانی رسم و رواج اور چال چلن میں انسانوں کو ڈبونا ہے۔ انسان کو مکمل شیطانی چرخے میں گھمانا، زنا، شراب، جوا، سود، قتل و غارت گری، انسانوں کا گوشت کھانا یہ تمام باتیں شیطانی مذہب کا حصہ ہیں۔ البتہ یہ سب مذہبی روحانیت کے نام پر کیا جا رہا ہے۔

شیطان کی پوجا کرنے والے تقریباً تمام دنیا میں موجود ہیں۔ انکی ابتداء بڑے شہروں کے مالدار علاقوں سے ہوتی ہے۔ کراچی، لاہور اسلام آباد کے امیر علاقوں میں یہ فرقہ موجود ہے۔ فلمی اداکار اور اداکارائیں جلد اس شیطانی مذہب کے پیروکار بن جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ انکی خواہشات کو ایک روحانی رنگ دیتا ہے۔ بعض مزاحیہ ڈرامے بنانے والے بھی اس مذہب کے پیروکار ہیں۔ اور دوستوں نے بتایا کہ انھوں نے بعض ڈراموں میں شیطان کا انٹرویو بھی کیا ہے۔ اکثر ملکوں کی فوج کے افسران کی بیویاں اور بیٹیاں اس فرقے میں جہد داخل ہوتی پائی گئی ہیں۔

شیطان کی پوجا کرنے والوں کا صدر دفتر امریکہ میں ہے۔ برطانیہ میں اس فرقے کے باقاعدہ دفاتر موجود ہیں۔ حال ہی میں برطانوی بحریہ کے ایک سپاہی نے باقاعدہ شیطان کی عبادت کی حکومت سے اجازت حاصل کر لی ہے۔

انکی عبادت کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ رات میں تمام مرد و خواتین کا لباس پہن کر جمع ہوتے ہیں۔ اس لباس پر شیطان کا نشان اور تصویر بنی ہوتی ہے۔ گلے میں مخصوص زنجیریں اور تمغے لٹکاتے ہیں، درمیان میں ایک انسان کی کھوپڑی رکھتے ہیں اور آگ کا لالہ جلاتے ہیں۔ تیز موسیقی

چلائی جاتی ہے اور نشہ آور گولیاں کھا کر، ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہاتھوں کو اوپر کئے آگ کے ارد گردنا چنا شروع کر دیتے ہیں، اسکے بعد عملاً شیطان کو راضی کرنے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ انکا عقیدہ ہے کہ کثرت سے شراب و زنا سے ہی شیطان راضی ہوتا ہے۔ انکے عقیدے کے مطابق ماں، بہن، بیٹی اور دوسرے کی بیوی سب برابر ہیں۔ ان میں فرق کرنا انسان کی آزادی پر بندش لگاتا ہے، چنانچہ بیویاں تبدیل کرنا، حتیٰ کہ عہدوں پر ترقی پانے کے لئے اپنی بیٹی اور بیٹی کو اپنے افسر کو پیش کر دینا انکے نزدیک معمول کی بات ہے۔ (اللہ کی ذہیر ساری لعنت ہو ایسے پڑھے لکھے جاہلوں پر جنہوں نے عورت ذات کو اسلام کی بلندی سے گرا کر ذلت و پستی کے گھڑوں میں گرا دیا)۔

اگر ان انسانیت کے دشمنوں کا یہ عقیدہ نہ بھی ہو تو اس میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے کہ شیطان تو ہر اس بات سے خوش ہوتا ہے جو انسان کو انسانیت سے گرا کر درندہ بنا دے۔ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو پا مال کرنے والے تو اسکے دوست بن جاتے ہیں۔

اس شیطانی فرقے کا کام یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ان نو جوانوں کو شراب و شباب کا ایسا رسیا بنا دیا جاتا ہے کہ وہ اسکو حاصل کرنے کے لئے سب کچھ کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد، برطانوی M-15 اور ڈگ جینی کی بلیک وائر جیسے خفیہ ادارے ان کو گرائے کے قاتلوں کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ شیطان کی دعوت اس وقت بہت عام کی جا رہی ہے۔ فلموں، ڈراموں، اشتہاروں، اور خصوصاً بچوں کے کارٹون میں شیطانی علامات کی بھر مار آپکو نظر آئے گی۔

### سائن بورڈ اور اشتہارات..... خفیہ پیغام

مڑگوں کے کنارے اور دیگر اشتہارات میں آپکو عجیب و غریب پہلے لکھے نظر آئیں گے جو اس اشتہار سے بالکل مناسبت نہیں رکھتے ہوں گے۔ مثلاً ایک سگریٹ کمپنی کا اشتہار ہے لیکن اس پر لکھا ہوا ہے I am present and I am moving on (میں موجود ہوں اور حرکت میں ہوں) ذرا سوچئے سگریٹ کا اشتہار ہے اور جملہ کیا لکھا ہے۔ ایک اور سگریٹ کمپنی کا اشتہار کچھ یوں تھا: I was I am I will be (میں کل بھی تھا، آج بھی ہوں اور کل بھی ہوں گا)

یہ درحقیقت خفیہ پیغامات ہیں جنکا تعلق دجال کی آمد سے ہے۔ اسی طرح مختلف رنگوں اور

انسانات سے خفیہ پیغامات اپنے لوگوں تک پہنچائے جاتے ہیں۔ مثلاً طلوع ہوتا ہوا سورج، دم دار ستارہ، عیب دار آنکھ، سرخ اور آسمانی رنگ۔ فیموں اور گانوں کے ذریعے بھی یہ پیغامات پہنچائے جاتے ہیں۔ اگر آپ غور کریں تو آپ کو نظر آئے گا کہ آپ کسی پراسرار دنیا میں رہ رہے ہیں۔ خفیہ اشارات... خفیہ پیغامات... ہر طرف لکھے نظر آئیں گے۔

### نوسٹریڈیمس کی پیشن گوئیاں یا حضرت ابو ہریرہؓ کا کتبہ

مستقبل کی پیشن گوئیوں کے بارے میں نوسٹریڈیمس کے حوالے آپ نے بارہا سنے ہونگے۔ پیشن گوئیوں کے حوالے سے اسکو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ اس نے پندرہویں صدی عیسوی سے لیکر قیامت تک کی پیشن گوئیاں کی ہیں۔ عام طور پر لوگوں کا اسکے بارے میں یہ خیال ہے کہ اسکی اکثر پیشن گوئیاں سچ ثابت ہوئی ہیں۔ تیسری جنگ عظیم اور دجال کے بارے میں بھی اسکی پیشن گوئیاں بڑی تفصیل سے موجود ہیں۔

ہمارا مقصد اسکی پیشن گوئیاں بیان کرنا نہیں ہے بلکہ ”پڑھ لکھے“ لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ جن پیشن گوئیوں کو اس نے اپنے جانب منسوب کیا، کیا حقیقت بھی یہی ہے یا پھر نوسٹریڈیمس نے صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ابو ہریرہؓ کے کتبے سے یہ تمام باتیں چوری کیں اور پھر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جانب منسوب کر لیا۔ صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے سامنے قیامت تک پیش آنے والے حالات کو بیان فرمایا تھا۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے قیامت تک پیش آنے والی کوئی بات بیان کرنے سے نہیں چھوڑی۔ جس نے یاد کر لیا اس نے یاد کر لیا اور جس نے بھلا یا اس نے بھلا دیا۔ (ابوداؤد)

دوسری روایت میں حضرت حذیفہؓ نے فرمایا ”اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی ایسے فتنہ پر داذ کو بیان کرنے سے نہیں چھوڑا تھا جو دنیا کے ختم ہونے تک پیدا ہونے والا ہے اور جس کے ماننے والوں کی تعداد تین سے یا تین سو سے زیادہ ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر فتنہ پر داذ کا ذکر کرتے وقت ہمیں اسکا، اسکے باپ کا اور اسکے قبیلے تک کا نام بتایا تھا۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہؓ خود بھی فرمایا کرتے تھے کہ ایک علم میں نے لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیا اور



ایک کو چھپالیا۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں اسکو ظاہر کر دوں تو لوگ میری گردن مار دیں گے۔  
 ان احادیث کو حضرت ابو ہریرہؓ نے لکھ لیا تھا۔ لیکن اس کتبے کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ اگرچہ  
 مستقبل کے بارے میں احادیث کا بڑا ذخیرہ سلف صالحین نے اپنی کتابوں میں جمع کیا ہے جن  
 میں امام عبدالرحمن بن مہدی کی السنۃ والفتن، نعیم ابن حماد کی کتاب ”الفتن“ عبداللہ بن محمد بن  
 ابی شیبہ کی الفتن، جہل ابن الحنفیہ کی الفتن، ابو عمر والدائی کی السنن الواردة فی الفتن، علامہ قرطبی  
 کی التذکرۃ اور حافظ ابن کثیر کی النہایۃ فی السنن والملاحم، علامہ سیوطی کی المحصر  
 والاشباع فی اشراف الساعة اور العرف الوردی فی اخبار المہدی ہیں۔ صرف دسویں  
 صدی ہجری تک لکھی جانے والی مشہور کتابوں کی تعداد پانچس ہے جنکا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔  
 محمد عیسیٰ داؤد کا کہنا ہے کہ نو ستر ڈیمس کے دادا کے ہاتھ وہ کتبہ لگا ہے۔ نیز نو ستر ڈیمس پر تحقیق  
 کرنے والے اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کچھ پرانے وقتوں کے کتبے اس کے ہاتھ لگ گئے تھے۔  
 دوسری جانب یہ بھی حقیقت ہے کہ امت مسلمہ کے علمی سرمایے پر یہودیوں نے ڈاکہ ڈالا  
 ہے۔ ہلاکو خان کے بغداد کو تباہ کرتے وقت (1258) ہرقن کی اہم کتابیں یہودیوں کے منظم گروہ  
 نکال کر لے گئے تھے۔ بغداد کے ساتھ یہی معاملہ یہودیوں نے امریکیوں کی بغداد آمد پر کیا  
 ہے۔ منظم انداز میں تمام تاریخی علمی سرمایے کو وہ لوگ چرا کر لے گئے ہیں۔ اور پھر بعد میں ان  
 نایاب کتابوں کو اپنے نام سے شائع کیا۔

راقم نے اسلاف کی کتابوں میں سے نعیم ابن حماد کی، الفتن، ابو عمر والدائی کی السنن الواردة  
 فی الفتن، علامہ قرطبی کی التذکرۃ، حافظ ابن کثیر کی النہایۃ والفتن والملاحم، علی بن حسام الدین  
 البہدی کی کنز العمال، انہی کی البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان، جلال الدین سیوطی کی الحرف  
 الوردی فی اخبار المہدی، محمد عیسیٰ داؤد کی المسیح الدجال بغزوال العالم من مثلث برمودا کا مطالعہ کیا۔ یہ  
 وہ کتب ہیں جن میں قیامت تک کے حالات کے بارے میں بڑی تعداد میں احادیث و آثار کو جمع  
 کیا گیا ہے، انکے مطالعے کے بعد جب نو ستر ڈیمس کی یہ مبینہ پیشن گوئیاں پڑھیں تو محمد عیسیٰ داؤد کا  
 خیال درست معلوم ہوا کہ ان میں کوئی ایسی نئی بات نہیں ہے جو مذکورہ احادیث و آثار میں نہ گذری ہو۔  
 ان میں سے کچھ احادیث و آثار کو راقم نے ”تیسری جنگ عظیم اور وصال“ میں بیان کیا

تھا۔ یہاں مسلمانوں کو یہ سمجھانے کے لئے نوسٹرڈیمس کی پیش گوئیوں کو ذکر کر رہے ہیں کہ یہ صحابہ کچرا یا ہوا علمی سرمایہ ہے۔ نوسٹرڈیمس کی اپنی کوئی کاوش نہیں ہے۔

### دجال کے بارے میں نوسٹرڈیمس کی پیش گوئیاں

نوسٹرڈیمس 1503ء میں سینٹ ریمی (جنوبی فرانس) میں پیدا ہوا۔ اس نے اپنی پیش گوئیاں 1555ء میں رباعیات (Quatrains) کی شکل میں شائع کیں۔ چند سال پہلے اٹلی سے کچھ اور مخطوطات دریافت ہوئے ہیں ہم مائیکل ر۔ تھورڈ کی نئی کتاب "دی نوسٹرڈیمس کوڈ (THE NOSTRADAMUS CODE) کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ ان مخطوطات کے بارے میں یہودیوں کی جانب سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ جعلی ہیں۔

DOWNLOAD FREE E-BOOKS FROM WWW.AZZAB.COM

### 5:13 روشنی کے دھماکے سے عبرتناک پیدائشی نقائص

تیسری جنگ عظیم میں ایسے ہتھیار ہو گئے جنکی آسمان میں سخت چنگھاڑ ہوگی۔ رات میں ایک ایٹمی یا لیزر ہتھیار استعمال کیا جائے گا۔ لوگوں کو ایسا لگے گا جیسے انھوں نے رات میں سورج دیکھ لیا ہو۔ اس ہتھیار سے بہت بڑی روشنی نکلے گی۔  
(رباعی 64 سنچری 1)

### 5:14 عالمی دہشت گردی کے ذریعے سفارتی تعلقات کا خاتمہ

ہتھیاروں کو ظاہر کرنے کی وجہ سے مختلف ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات میں انتشار پیدا ہو جائے گا۔ اقوام متحدہ کو ختم کر دیا جائے گا کیونکہ وہ ممالک جو ہتھیار بنائے وہ اپنی ٹیکنالوجی دوسروں کو بتانے کے لئے تیار نہیں ہو گئے اور عالمی دہشت گردی پھیلانے لگے۔

### 5:15 ریڈیائی لہروں کے ذریعے اموات (رباعی 2 سنچری 2)

ریڈیائی لہروں کے ذریعے ایک نیا ہتھیار بنایا جائے گا۔ کچھ خاص فریکوئنسی پر ریڈیائی لہروں کو چھوڑنے سے دماغ میں تکلیف ہوگی، جو تکلیف کا باعث ہوگی اور دماغ کو مکمل ناکارہ کرنے کا سبب بھی بن سکتی ہے۔

### 5:16 انسانی نسل میں تحقیق و ترقی (رباعی 72 سنچری 10)

تیسری جنگ عظیم میں بہت ہی خطرناک چیزوں پر تحقیق کی جائے گی جسکے ذریعے انسانی نسل کو تبدیل کیا جاسکے گا۔ یہ تحقیق عشروں سے جاری ہوگی۔ سائنسدان اس تحقیق میں مصروف ہو گئے کہ کس طرح پچھلے زمانے کے انسانوں کی جنگجو صلاحیت کو دوبارہ حاصل کیا جائے، جنکے دماغ چالاک سے کام کریں، اور جو فوج میں سپاہیوں کے طور پر کام آسکیں۔ حکومتیں انکو جنگوں میں



استعمال کریں گی اور سائنسدان عام انسان اور ان انسانوں کی صلاحیتوں کا مقابل کرینگے۔  
یہ سارا کام تیسری جنگ عظیم میں ہوگا۔ اور روس چین، امریکہ اور دوسرے ممالک میں سماجی  
بے چینی ہوگی۔ ان ممالک کے پاس اتنا سونا ہے کہ وہ اس تحقیق کا خرچ برداشت کر سکیں۔ ایک  
دہشت کا بادشاہ (King of Terror) اس سارے معاملے کے پیچھے ہوگا۔ اسکے پاس ہے  
انتہا طاقت اور خفیہ قوت ہوگی اور بہت سارے ممالک کی حکمت عملیاں اسکے حکم سے بنتی ہوگی۔

### نسلیات کی تحقیق کرنے والے سائنسدانوں کی ہیبت ناک موت

(رباعی 81 ستمبری 1)

مشکل کے زمانے میں سائنسدانوں کا ایک گروہ خصوصی طاقت والے ہتھیار بنائے گا۔ اپنی  
گوشہ نشینی کے باعث وہ عالمی جنگوں سے لاعلم ہونگے۔ "بازری کے پلٹنے کے بعد" وہ ہارنے والوں  
کے ساتھ ہونگے اور جیتنے والی قوم کو انکی اصلیت معلوم ہو جائے گی۔ انکی تقدیر اس بات پر ہوگی کہ  
انہوں نے اس تحقیق میں کتنا حصہ لیا ہے۔ اور چند کو غیر ناک موت دی جائے گی۔

خصوصی طور پر تین سائنسدان جنکے ناموں کے مخفف (K)، (Th) اور (L)  
ہونگے، ذرمانی موت کا شکار ہونگے۔ انکی ہلاکت کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ تینوں سائنسدان انسانی نسل  
کی تحقیق میں مرکزی حیثیت کے حامل ہونگے۔ اس تحقیق میں بہت سے سائنسدان شامل ہونگے  
لیکن لوگ اسکے مرکزی ذمہ دار ہونگے۔ یہ تحقیق 0s میں شروع ہوئی ہوگی اور مشکل وقتوں میں  
مکمل ہوگی۔

حصہ 6 تیسری جنگ عظیم

### 6:16 خوفناک جنگیں، ہتھیار، بربادی، موت

مغربی ممالک میں بیداری، دنیا کے محور کی تبدیلی، اور سیاروں کے پلٹنے کی وجہ سے جنگ روکی  
جاسکتی تھی۔ کیونکہ کسی بھی تہذیب میں اگر قدرتی آفات ہو جائیں تو جنگ کی فتح کے اثر کو کم کر دیتی  
ہیں اور قدرتی آفات کی وجہ سے جنگ رک جاتی ہے۔ (رباعی 40 ستمبری 2)

تیسری جنگ عظیم

مشکل کے زمانے میں بڑی زمینی، بحری اور فضائی جنگیں ہوگی۔ خفیہ ہتھیار جب سامنے

آئیں گے تو دنیا میں تہلکہ مچا دیں گے اور دنیا کو خوف میں مبتلا کر دیں گے۔

(رباعی 17 ستمبری 8)

دجال روایتی ہتھیار استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ جراثیمی ہتھیار استعمال کرنے سے نہیں ہچکچائے گا۔ جس سے بھوک، آگ اور آفات پھیلیں گی۔ یہ تمام مادے انتہائی زہریلے ہونگے اور اموات کا سبب بنیں گے۔

(رباعی 18 ستمبری 2)

جب دجال مغربی ممالک پر قبضہ کر رہا ہوگا تو ایٹمی ہتھیار ایسی تباہی پھیلائیں گے جیسے بجلی گرنے سے ہوتی ہے۔ اور اسکے ذریعے زہریلے اجزاء کی بارش ہوگی۔ ایسے ہتھیار جو ہماری سوچ سے بھی باہر ہیں ایسی تباہی پھیلائیں گے جو پہلے کبھی نہیں ہوئی ہوگی۔ زمین لاشوں سے بھری ہوگی۔ اور وہ درد سے روئے گی۔

دجال اتنا طاقتور، دہشت ناک اور خطرناک ہوگا کہ سربراہ مملکت خوف زدہ ہو جائیں گے اور اسکے خلاف کچھ نہ کر سکیں گے۔ پوری کی پوری تہذیبیں صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گی۔

(رباعی 19 ستمبری 3)

جب بھی دجال کسی ملک پر قبضہ کرنے والا ہوگا تو وہاں بے شمار بلاؤں کا باعث ہوگا تاکہ بغیر کسی مزاحمت کے وہ قبضہ کر سکے۔ اس تباہی کے سامنے پچھلی تمام تباہیاں بچوں کا کھیل لگیں گی۔ جس طرح ہٹلر نے خون کی ندیاں بہا دیں وہ (دجال) خون اور دودھ کی ندیاں بہا دیگا۔

6:2 مشرقی وسطیٰ میں ایٹمی خطرہ (رباعی 60 ستمبری 2)

مشرقی وسطیٰ میں ایک بڑا ایٹمی خطرہ ابھرے گا۔ حملہ کرنے والا پہلے حملہ نہ کرنے کا وعدہ توڑتے ہوئے حملہ کرے گا اس علاقے میں موجود دوسری طاقتوں کے بحری جہازوں کو بھی اس حملہ سے نقصان ہوگا۔

ریڈیائی ذروں سے انسانوں، جانوروں اور موسم پر جو اثر ہوگا اس سے دریا کا پانی سرخ ہو جائے گا۔ آتش فشاں پھٹنے سے بھی یہ اثر ہوگا۔ اسکی وجہ سے جسم پانی پر تیرتے ہوئے نظر آئیں گے، ان دھماکوں اور زمینی تبدیلیوں کی وجہ سے دریا اپنا راستہ تبدیل کر دیں گے۔ جسکے نتیجے میں سرحدیں تبدیل ہو جائیں گی۔ اس وقت امریکہ میں ڈیمو کریٹک صدر ہوگا وہ اس تنازعہ میں اپنی معیشت

کو فروغ دینے کے لئے شامل ہوگا۔

### 6:3 بحر متوسط (Mediterranean Sea) کی مہم

اور جبل الطارق کی جنگ..... (رباعی 10 ستمبر 3)

بحر متوسط کی مہم اور جبل الطارق کی جنگ کے دوران دجال موناکو (Monaco) پر قبضہ کر لیا۔ اور اس جگہ کو اٹلی اور جنوبی یورپ پر چڑھائی کے لئے استعمال کر لیا، شہزادہ ریئٹر کا جانشین جو کہ اسکا بیٹا ہوگا مخالفت کی وجہ سے قید کر لیا جائے گا۔

### 6:5 نیویارک اور لندن میں جراثیمی جنگ اور حملہ

(رباعی 6 ستمبر 2)

نیویارک اور لندن پر جراثیمی ہتھیاروں کے ذریعے حملہ کیا جائے گا جو کہ انتہائی مہلک ہوگا۔ یہ حملہ جراثیموں یا بیماری پھیلانے والے اجزاء سے کیا جائیگا۔ نیویارک اور لندن میں یہ جراثیم پھیلا دئے جائیں گے۔ ان جراثیموں کی حالت اور اجزاء مختلف ہونے کی وجہ سے دونوں شہروں پر مختلف طور پر اثر انداز ہونگے۔ ایسا لگے گا کہ یہ دو مختلف بیماریاں پھیلی ہیں حالانکہ یہ ایک ہی تنظیم کی طرف سے پھینکے جائیں گے۔ اس قہر کی وجہ سے ان شہروں کی بنیادیں ہل جائیں گی۔ جو لوگ ان شہروں کے مضافات میں آباد ہونگے وہ خوف اور دہشت کی وجہ سے ان جگہوں پر کھانا اور دوسری اشیاء نہ پہنچائیں گے۔ شہر کے باسی فاقہ کشی کی وجہ سے موت کا شکار ہو جائیں گے۔ لوگ شہر کی دکانوں پر حملہ کر کے انکولوٹ لینگے۔ اور سپاہی انکو ماریں گے۔ حکومت اس بات کی کوشش کرے گی کہ کچی ہوئی غذا کو صحیح طور پر تقسیم کرے مگر لوگ جلد بازی کرینگے اور خدا سے مدد کی درخواست کریں گے۔

### 6:6 دجال کا یورپ پر قبضہ

(رباعی 76 ستمبر 1)

مسح دجال نے اپنے آپ سے دنیا پر حکومت کرنے کا وعدہ پچھلے جنم میں کیا تھا اور وقت کے پہلے نے اس زندگی میں اسکو اس بات کی اجازت دی ہے۔ اسکی شیطانی طاقت کو نیکی ہی سے روکا جاسکتا ہے۔ وہ اپنی طاقت اور سفر نچلے درجے سے شروع کر لیا۔ اور ترقی کرتا کرتا اوپر کے درجے تک پہنچنے کی کوشش کر لیا۔



”صبح الدجال اپنی طاقت کو غلط استعمال کرنے کے باوجود دنیا کا بادشاہ بن جائیگا۔ اسکی طاقت اور حیثیت اسکے نام کے مطلب سے ظاہر ہوگی۔ اس کا نام بہت سے لوگوں کو لگے گا جو کہ پرانے وقتوں کی یاد ہوگا۔“

”صبح الدجال بظلم سے زیادہ برا ہوگا۔ وہ مشرق وسطیٰ میں قیام کریگا۔ وہ اپنی زندگی کے بہت نازک موڑ پر ہے۔ اس وقت وہاں پر بہت ظلم۔ سیاسی عدم استحکام اور کرپشن ہے۔ یہ ماحول اس پر اثر انداز ہو رہا ہے اور اسکو اپنی منزل یاد آ رہی ہے۔“ (رباعی 75 سنچری 2)

تیسری عالمی جنگ کے دوران بحری تجارت اور عام تجارت بری طرح متاثر ہوگی۔ اگرچہ کچھ ممالک کے پاس گندم وغیرہ کافی مقدار میں ہوگی لیکن یہ مہنگی اتنی ہوگی کہ کوئی خرید نہیں پائے گا۔ جن ممالک میں قحط ہوگا وہاں لوگ زندہ رہنے کے لئے انسانوں کا گوشت کھا بیٹھیں گے۔ دوسرے ممالک کے پاس گندم بڑی مقدار میں پڑی خراب ہو رہی ہوگی لیکن وہ اسکو بیچ نہیں پائیں گے۔ کیونکہ جنگ کے دوران ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنے میں خطرات کے باعث کرائے بہت زیادہ ہونگے۔ (رباعی 77 سنچری 8)

وہ اپنی مہم میں کامیاب ہوگا۔ لیکن صرف عام ہتھیاروں سے۔ جبکہ نیوکلیئر طاقت بعد کے لئے بچ کر رکھے گا۔ زندہ لوگ مردوں کو دفنا بھی نہیں پائیں گے اور وہ انسانی ڈھانچے اور موت دیکھنے کے عادی ہو جائیں گے۔ اور ان سے نہ گھبرائیں گے۔

نہی قدانی اور نہ ہی آیت اللہ مینی دجال ہیں۔ لیکن وہ خطے کے عدم استحکام کا باعث بنیں گے۔ جو اسکی طاقت بڑھانے کا باعث ہونگے۔ دجال مصر میں تعلیم حاصل کریگا۔ کیونکہ وہاں اس وقت استحکام ہوگا۔ نیز یہ حصہ افریقہ اور مشرق وسطیٰ کے بیچ میں ہے۔

اس وقت کے سیاسی حالات دجال کے آنے کی راہ ہموار کرینگے۔ بہت سے ملکوں کا سیاسی اور ثقافتی نظام تباہ و برباد ہو جائے گا۔ مذہبی انتہا پسندوں (نیک صوفی) کے پاس طاقت ہوگی اور وہ اپنے غیر انسانی کاموں میں اپنے آپکو حق بجانب سمجھیں گے۔ مذہبی جوش دجال کو اجازت دیگا کہ وہ طاقت حاصل کرے۔ اسکو ماننے والے اسکو مذہبی رہنما مانیں گے۔

(رباعی 71 سنچری 10)

اس کے اس زیر دست پروپیگنڈے کے باوجود کہ دجال نے دنیا کو ایک عظیم جگہ بنا دیا ہے اسکی

مکاری بھی ظاہر ہو جائے گی۔ اور تصویر کا دوسرا رخ واضح ہو جائے گا۔ وہ اپنے ماننے والوں کے خیالات کے مطابق چل نہ سکے گا۔ (رباعی 50 ستمبری 1)

دجال بحر روم، بحر احمر اور بحر عرب میں طاقت کا مظاہرہ کرتا نظر آنے کا وہ بہت زیادہ عالمی طاقت حاصل کر لے گا۔ جمعرات کا دن اسکے لئے اہم ہوگا۔ اور وہ اسکو اپنی عبادت کے لئے مخصوص کر دیگا۔ وہ ہر ایک کے لئے خطرہ ہوگا خصوصی طور پر مشرق کے لئے۔ کیونکہ وہ چین، روس اور پورے ایشیا کو قبضے میں رکھے گا۔ دنیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اپنے قبضے میں رکھے گا۔

(رباعی 55 ستمبری 1)

دجال کے پیدا کردہ سیاسی اور ثقافتی حالات شمال میں زیادہ محسوس کئے جائیں گے۔ وہاں کے ترقی یافتہ اور تھنڈے موسم کی وجہ۔ اسکے وقت میں معاشرے تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ جھوٹے کذاب بہت کثرت سے نمودار ہوں گے۔ جو کہ آسمانی مذاہب اور حق راستے کا دعویٰ کریں گے۔

(رباعی 92 ستمبری 1)

کچھ عرصے کے لئے دجال کے زیر اثر علاقے میں لڑائی رک جائیگی۔ لیکن کچھ عرصے بعد لوگ اپنی آزادی کو یاد کرتے ہوئے بغاوت پر آمادہ ہو جائیں گے۔ بہت زیادہ تباہی و بربادی ہوگی۔ اور لوگ اپنے مقصد کے لئے جانیں دیدینگے۔ وحی کی پیشگوئیاں درست ثابت ہوں گی۔ جیسے خون کی ندیاں گھوڑوں کی باگوں تک وہ زمانہ انتہائی دہشت ناک اور سخت ہوگا۔

(رباعی 80 ستمبری 1)

دجال جمعرات کے دن کو اپنے خاص دن کے طور پر لے گا۔ اسکے اسلحے سے بہت زیادہ کشت و خون ہوگا جیسے ایک دہشت ناک درندے میں سے عنقریب کا پیدا ہونا۔ طاقتور کیمیائی عمل سے بڑے پیمانے پر تہذیبیاں واقع ہوں گی۔ فضاء میں درختوں میں، جانوروں میں، پودوں میں اور زمین کے اندر بھی۔ زمانہ 7 اور زمانہ 1 میں بہت زیادہ تکلیف اور مایوسی کا راج ہوگا۔

## دجال کے سیاسی اور مذہبی نظریات

(رباعی 75 سنچری 10)

دجال اپنے نظریات مارکس (Marx) اور ایگلس (Eagels) کے طرز پر ترتیب دیگا۔ جو کہ آبادی کے کنٹرول پر یقین رکھتے ہیں۔ روس اور چین اپنے ماضی کی بناء پر اسکے ہدف ہونگے۔ دجال اپنے نظریات پہلے ایشیا اور پھر دنیا پر قبضہ کرنے کے لئے استعمال کریگا۔ وہ اپنے نظریات کو مختلف سیاسی اداروں کے ذریعے ترویج دیگا۔ (رباعی 95 سنچری 3)

دجال عیسائیت کو تباہ کرنے کے ارادے سے عیسائیت کو سرخ کر دیگا۔ وہ اسلام کی ہیئت کو بھی بدلنے کی کوشش کریگا۔ وہ اپنے نظریے کو مذہب کے متبادل کے طور پر پیش کریگا۔

(رباعی 19 سنچری 3)

دجال ہٹلر کی زندگی کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے طور طریقے واضح کریگا۔ اور اسکی غلطیوں سے سبق سیکھنے کی کوشش کریگا۔ ایسی کتابیں اور مواد اسکی دسترس میں ہوگا جو کہ عام عوام کی دسترس سے باہر ہوگا۔ اسکے لئے ممکن ہوگا کہ وہ ہٹلر کے بارے میں خفیہ نازی دستاویزات حاصل کرے اور اسکو غور سے پڑھے۔ اپنے آغاز سے ہی دجال ختم ہونے کے لئے آئیگا۔ کیونکہ وہ اس روحانی طاقت کے خلاف کام کریگا جو اس کائنات کا روح رواں ہے۔ ایسے لوگ جو اس راستے کو منتخب کرتے ہیں انکے لئے ہے کہ یہ صرف اس بات کا سوال ہے کہ وہ گرنے سے پہلے کتنا عرصہ لیگا اور اسکی وجہ سے اسکے ارد گرد کے لوگوں پر کتنا اثر پڑیگا۔ بہت سے دوسرے آدمی کی طرح اسکی حکومت بھی مستحکم نہ ہوگی۔ اسکے اپنے ماتحت طاقت کے بھوکے ہونگے۔ دنیا کا نظام بدل جائیگا لیکن بڑے اعظموں کی شکل ویسی ہی ہوگی۔



## آگمیوس (OGMIOS)

آگمیوس دجال کی طاقت مخالف ایسی طاقت ہوگی جو انسان کی روحانی طاقت سے جنم لے گی۔ اور دجال کی حکومت کو ختم کرنے کا کام کریگی۔ اس طاقت کو بہت سے ایسے ملکوں کی حمایت حاصل ہوگی جو دجال کے خلاف برسرِ پیکار ہونگے۔ وہ غالباً کسی ایسے ملک سے جنم لے گی جو دجال کے زیرِ اثر ہوگا۔ اور یہ طاقت خفیہ تحریکوں کے ذریعے جنم لے گی۔ آگمیوس ایسی تحریکوں سے جنم لے گی اور دجال سے یوریشیا میں (قطیفیہ کے قریب) مقابلہ کریگی۔ یہ مقابلہ تیسری جنگِ عظیم کے خاتمے سے پہلے ہوگا۔ آگمیوس وسطی یورپ سے آئے گا اور روحانی طور پر تیار ہو کر آئے گا۔ کیونکہ اس کا مقابل منفی طاقتوں کا مضبوط گڑھ ہوگا۔

آگمیوس عام لوگوں میں سے ہوگا اور نچلے درجے سے ترقی کرتا ہوا اور تک آئے گا۔ اسکے پاس ٹیکنیکل تعلیم ہوگی لیکن وہ اپنے تجربے کو زیادہ اہمیت دیگا۔ وہ ایک ایسا شخص ہوگا جسکی ترجیحات درست اور مسئلے کی تہہ تک پہنچنے کی صلاحیت ہوگی۔ وہ ایسا شخص ہوگا جو عظیم عالی دماغ شخص کے آنے کی راہ ہموار کریگا۔ آگمیوس اس بات کو پہچانے گا کہ وہ ایسا نہیں کہ دنیا کو حقیقی امن کی طرف لے جائے مگر ایسا ہے کہ ”دنیا کو تباہ کرنے والے“ کو تباہ کرنے میں مدد دیگا۔ اور ایسے شخص کے آنے کی راہ ہموار کریگا جو دنیا کو حقیقی امن کی طرف لے جائے گا۔

(رباعی 24 ستمبر 5)

جو تنظیم آگمیوس چلائے گا وہ برے اور کھٹن حالات میں سے ہوتے ہوئے نکلے گی۔ اور دجال کے ختم ہونے کے بعد مستقبل کی حکومت میں ستون کا کام دیگی۔ آگمیوس کے ساتھ ”سورج کی عظمت“ (Glory of Sun) ایک آدمی ہوگا جو کہ اونچے قد کا ہوگا۔ وہ اچھا دوست اور خطرناک دشمن بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ وہ مضبوط عادات و اطوار اور مضبوط کردار کا مالک ہوگا۔ یہ خوبیاں دجال کے خلاف لڑنے میں مدد دینگی۔ اسکے اصول کسی سے متاثر ہو کر نہ بنائے گئے ہونگے اور اس کا ارادہ اسکی ذات کے سائے تلے دجال کے خلاف بہترین مزاحمت کریگا۔ لیکن وہ مغرور نہ ہوگا۔

(رباعی 85 ستمبر 2)

آگمیوس ان معنوں میں کمزور ہوگا کہ اسکے پاس افرادی قوت اور اسباب کم ہونگے۔ اسکی تحریک مشکل سے کام کریگی۔

## تین پادریوں کی وفات ..... کیتھولک چرچ اور دجال

(رباعی 86 ستمبری 4)

موجودہ پوپ قتل کر دیا جائیگا اور اگلا بھی زیادہ عرصہ نہیں رہے گا۔ آخری پوپ دجال کے آئندہ کار کے طور پر کام کریگا۔ اس زمانے سے ہی رومن چرچ دجال کا آئندہ کار بنا ہوا ہے۔ نادانستہ طور پر اسے کام کر رہا ہے۔ اور وہ اس چیز سے واقف نہیں۔

رباعی 57 ستمبری 2

آخری تین پوپ مختصر عرصے میں قتل کر دئے جائیں گے۔ آخری سے تیسرا اپنے قاتل کی گولی کا نشانہ بنے گا۔ آخری سے دوسرا دجال کی سازشوں کے ذریعے نکل لیا جائے گا۔ آخری جو ہوگا وہ عجیب ہوگا اور چرچ کو ختم کرنے میں آخری حد تک چلا جائیگا۔ دجال اسکو استعمال کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ دجال کے راستے میں آجائے گا اس مقام پر وہ ختم کر دیا جائیگا۔ اور اسکا ختم ہونا کیتھولک چرچ کا خاتمہ ہوگا۔

## موجودہ پوپ کا قتل

(رباعی 46 ستمبری 8)

جس زمانے میں دجال اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنا شروع کریگا موجودہ پوپ قتل کر دیا جائے گا۔ جب وہ وینی کن سے باہر ایک سفر پر جائیگا دو کارڈینیل جو کہ پوپ سے قریب ہو گئے خطرے کو بھانپتے ہوئے اپنے آپکو وینی کن میں بند کر لینگے۔ موجودہ پوپ دنیا میں امن کا خواہشمند ہے اور کچھ خفیہ طاقتوں کے خلاف کام کر رہا ہے (جو کہ رومن چرچ میں موجود ہیں)۔ ایک مقام آئے گا جہاں وہ طاقتیں جو پوپ کی طاقت اور دولت کو اپنے پاس رکھنا چاہتی ہیں پوپ کو ایک غلط مشورہ دیں گی جس سے پوپ کو ایک خطرناک صورت حال کا سامنا کرنا پڑیگا۔ پوپ کا قتل روم میں سیاسی عدم استحکام کا باعث بنے گا۔ اگلا پوپ زیادہ عرصہ نہ چل سکے گا۔ موجودہ پوپ کے بعد صرف دو پوپ ہونگے۔

(رباعی 97 ستمبری 2)

پوپ اور اسکے اکثر ساتھی بہار کے آخر میں، جب گلاب کے پھول خوب کھلے ہونگے، یورپ کے ایک شہر جو کہ دو بڑے دریاؤں کے سنگم پر واقع ہے، قتل کر دئے جائیں گے۔

(رباعی 15 ستمبری 2)

موجودہ پوپ قتل ہوگا۔ ایک دُور ستارہ (Comet) شامی کرہ (Hemisphere) پر

ظاہر ہوگا۔ پوپ کی فکر، انسانوں کے لئے ایک مکاری سے ترتیب دئے گئے سفر کی طرف لے جائیں گے۔ جہاں پر اسکا خاتمہ ہوگا۔ اگلا پوپ دجال کے ہاتھوں قتل ہوگا۔ کیونکہ وہ اسکے مطالبے نہ مانے گا۔ یہ قتل دجال کو مہلت دیگا کہ وہ اپنا آگے کار کو پوپ کے دفتر میں بخدا دے۔ آخری سے دوسرا پوپ دجال کی سازشوں میں نکل لیا جائے گا۔ (رباعی 4 سچری 1)

آخری سے دوسرا پوپ جو کہ موجودہ کے قتل کے بعد پوپ بنے گا، زمانہ کافی مختصر ہوگا۔ سیاسی غلطیوں کی بدولت وہ آخری پوپ کے لئے دجال کا آگے کار بننے کی راہ ہموار کریگا۔ اسکا دور چرچ کے خاتمے کی نشانی ہوگا۔ (رباعی 36 سچری 2)

دجال کے مکمل طاقت میں آنے سے پہلے ایسا لگے گا جیسے کچھ اور حکمران دنیا کو قبضے میں کئے ہوئے ہیں۔ مگر حقیقت میں دجال انکو کٹھ پتلیوں کی طرح استعمال کر رہا ہوگا۔ اس زمانے میں وہ ایک جاسوس کارڈینیل کو آخری سے پہلے والے پوپ کی جاسوسی کے لئے لگا دے گا اور وہ کارڈینیل پوپ کے پیغامات کو چوری کر کے ان میں ایسی تبدیلی لائے گا کہ انکا مطلب ہی بدل جائے گا۔ یہ پیغام صورت حال کو حقیقت سے زیادہ شراب دکھائے گا یہاں تک کہ پوپ غلط قدم اٹھالے گا اس طرح پوپ کی مقبولیت میں کمی واقع ہو جائیگی۔ کارڈینیل کو اپنی سازشوں اور چرچ کو نقصان پہنچانے کا افسوس ہوگا، مگر دجال کا ساتھ اسکا یہ افسوس ختم کر دیگا۔

(رباعی 65 سچری 3)

### آخری پوپ

آخری پوپ کو اس وقت نامزد کیا جائے گا جب ایک قدیم رومی کا مقبرہ دریافت ہوگا۔ جسکے فلسفے سے مغربی دنیا شدید متاثر ہوگی۔

یہ وہ زیریلا پوپ ہوگا جو صرف دجال کا ایک مہرہ ہوگا۔ اور جو کیتھولک چرچ کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگا۔ آخری پوپ غالباً فرانسیسی ہوگا۔ اسکی رنگت گہری اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔ وہ ظاہری طور پر مشکوک نظر آئے گا۔ اسکے اندر کوئی جسمانی کمزوری ہوگی۔ جیسے جھکا ہوا کندھ یا کوئی اور نقص (وہ کسی چوٹ کا اثر نہ ہوگا بلکہ پیدا ہی ہوگا)۔ اسکا ذہن اس نقص کی وجہ سے تشدد پسند ذہن بن جائیگا۔ لوگوں کا طنز آمیز رویہ بھی اسکے ذہن کو متاثر کریگا۔ وہ کم عمری میں چرچ میں داخل ہوگا کیونکہ وہ جانتا ہوگا کہ وہ کسی لڑکی کو محبت یا شادی کے لئے تیار نہیں کر سکے گا۔ اسکے والدین نازی تحریک میں شامل تھے اور اسکول کے لڑکے اسکو نازی پسند کہہ کر چھیڑتے تھے۔ یہ پوپ ایک



عام انسان ہو سکتا تھا اگر اس کا بچپن اتنا بھیاں تک نہ ہوتا۔ اور وہ دنیا سے بدلہ لینے کا خیال دل میں نہ لاتا۔ یہ ایسی کمی ہے جسے دجال استعمال کریگا۔

یہ پوپ دشمنوں کو بتائے گا کہ ”مجھے دیکھو، میں طاقتور ہوں، میں تم سے بہتر ہوں“۔ طاقت حاصل کرنے کے بعد وہ نادانستہ طور پر مظلوم لوگوں کے قتل اور ہلاکتوں میں شامل ہوگا۔ کیونکہ وہ دجال کا ساتھی ہوگا۔ وہ کسی کو خود نہیں مارے گا بلکہ دجال کے ایسا کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ خاص طور پر ان لوگوں کے جنہوں نے اس کو اس وقت تکلیفیں دی تھیں جب وہ چھوٹا تھا۔ یہ پوپ بظاہر کافی شریف نظر آئے گا کیونکہ یہ اس کے لئے فائدہ مند ہوگا۔ اس طرح دشمن کو دینا اور اپنی شخصیت کے دوسرے خطرناک رخ کو چھپانا آسان ہوگا۔

(رباعی 76 سنچری 2)

آخری پوپ چرچ سے بغاوت کریگا وہ اس طرح کے وہ اپنی خفیہ اور اہم معلومات دجال کو دیگا۔ ایسی معلومات جو دجال کسی بھی طرح حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اگر اس کے اپنے جاسوس چرچ میں ہوتے تب بھی نہیں۔

### کیتھولک چرچ کا خاتمہ

(رباعی 70 سنچری 10)

کیتھولک چرچ پر اس کے حکمرانوں کی بے جا خواہشات کی وجہ سے تباہی مچا جائے گی۔ اس کے حکمران مغرور بن جائیں گے اور وہ یہ سوچیں گے کہ وہ ہر چیز حاصل کر سکتے ہیں ان کے خواب اس وقت نہیں گئے جب وہ ناکام ہوں گے اور چرچ کو کافی نقصان پہنچے گا یہاں تک کہ پوپ کو مغرور کر دیا جائے گا۔ کیتھولک وہاں کی طوائف الملوکی سے مایوس ہو جائیں گے۔ اور چرچ کے زیر اثر لوگ کافی کم ہو جائیں گے۔

(رباعی 25 سنچری 5)

کیتھولک چرچ کی بنیاد روم میں برباد ہو جائے گی۔ جیسے وہ سمندر میں ڈوب گئی ہو یہ واقعات مشرق وسطیٰ میں ہونے والے واقعات کے ساتھ ہونگے اور لوگ انکو ملائیں گے لیکن حقیقت میں یہ محض اتفاق ہوگا۔ لیکن عرب اس صورت حال سے فائدہ اٹھائیں گے۔ حالانکہ عرب اس کے ذمہ دار نہ تھے۔ ویٹی کن کی پابندیوں کے سبب چرچ کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ وہ جمع ہونے کی کوشش کریں گے لیکن یہ ایسا نقصان ہوگا کہ وہ دوبارہ سر نہیں اٹھا سکیں گے۔ یہ تباہی بتائے گی کہ چرچ بالآخر اتنے عرصے کے بعد کیوں ختم ہو گیا۔ یہ حادثہ انسانی اور قدرتی حادثات کا مجموعہ ہوگا۔ یہ طاقت سمندر اور آسمان سے اترنے والی بے انتہا قوت پر مشتمل ہوگی۔ جس سے جغرافیہ

تبدیل ہو جائے گا۔ یہ قدرتی آفات کہلائیں گی کیونکہ یہ دنیا میں رہنے والی کسی طاقت کے لئے ممکن نہیں۔ کوئی بھی اسکی وجوہات کو جان نہیں پائے گا۔ اور آخر کار ”قدرت کا عمل“ کہلائے گا۔ اسکے باوجود اس وقت کا سب سے بڑا واقعہ جس سے لوگوں کی توجہ مبذول رہے گی وہ دجال کا ترکی میں داخلہ ہوگا۔

### عالمی طاقت کے توازن میں کبھال (Cabal) کے بچے

دجال کے دور میں ایک خفیہ سازشی کبھال پردے کے پیچھے سے دھاگوں کے سرے ہلا رہی ہے۔ (غالباً اس سے مراد یہودی خفیہ تحریک فری مین ہے۔) انکی منزل ذاتی فائدوں کے لئے دنیا کی معاشیات اور سیاسیات کو قبضے میں کرنا ہے۔ یہ ماہر رہنما بہت سارے ملکوں، حکومتوں اور بڑے دارالخلافوں میں موجود ہیں۔ وہ آپس میں ملے ہوئے ہیں لیکن عمدہ طریقے سے اپنے آپکو چھپایا ہوا ہے۔ وہ نہایت کم حیثیت والی جگہوں، جیسے مشیر، ریکریٹری اور اسی کی طرح کی جگہوں پر ہیں لیکن یہی جگہیں حقیقت میں بہت اہم ہیں۔ دن کی روشنی میں وہ اچھے، شریف اور قابل تقلید شہریوں کی طرح نظر آتے ہیں اور اسی مقصد کے لئے کام کر رہے ہیں جس کے لئے انکی حکومتیں کر رہی ہیں مگر پردے کے پیچھے وہ ایک ہیں۔ اور آپس کے تعلقات اور معلومات کے ذریعے اپنے کام کو انجام دیتے ہیں۔ بظاہر انکے پاس کوئی سیاسی طاقت نہیں، لیکن درحقیقت دنیا کے حالات پر انکے بچے مضبوط ہیں۔ جیسے تیز دانت ہر چیز میں گھسے ہوں۔ یہ خفیہ تنظیم صدیوں سے موجود ہے۔ انکی موجودگی دنیا کے بیکاری کے خاندانی نظام میں ملتی ہے۔ صرف جو خاندان اس میں مصروف ہیں انکی کواکلم ہے۔ کبھال کے حکمران بہت خاموشی اور آہستگی کے ساتھ طاقت کا ایک عالمگیری نظام بنا رہے ہیں۔ کیونکہ وہ پیچھے رہتے ہوئے قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ شروع میں جب دجال آئے گا تو کبھال کے لیڈر اسی کو ایک نیا نوجوان اور اچھوت لیڈر مانیں گے، جسکو استعمال کرتے ہوئے وہ طاقت حاصل کر سکتے ہوں، لیکن دجال انکے اس منصوبے کو انہی پر اندیشہ لگے گا۔

### معاشی اور عسکری کاروائیوں میں کبھال کی شرکت

(دہائی 88 ستمبر 2)

دجال کامیابی سے پورے یورپ پر قبضہ کر لے گا عالمی بینکر اور معاشی ماہرین دجال سے

جنگ میں حصہ نہیں لیگے۔ اور اسکی توجہ کہیں اور چلی جائے گی۔ فرانس میں زیر زمین قوتیں پھلے پھولیں گی۔ کبال خاندانوں نے اپنا اثر اور سرمایہ بینکاری اور صنعتیں، جیسے سونے اور ہیرے کی کانیں، چمڑہ سمسد وغیرہ، جیسا کہ یورپی بادشاہوں نے اپنا سارا زور تیسری دنیا کا استحصال کرنے میں استعمال کیا۔ ”ساتویں“ اور ”پانچویں“ کے نام ایک جیسے ہو گئے اور ”ساتویں“ کو ”پانچویں“ کا حصہ سمجھا جائے گا۔ کبال عالمی اقتصادیات کو اپنے قبضے میں رکھیں گے اور بے روزگاری اور مہنگائی کو بڑھا دینگے۔ انہوں نے ہر انسان کی زندگی کو متاثر کیا ہے۔

### دجال کا کبال کو ختم کرنا (رباعی 18 سچری 2)

کسی طرح دجال اپنی خفیہ اور سازشی طاقتوں کا استعمال کرتے ہوئے کبال کے ساتوں لیڈروں کو تلاش کر کے انکو ختم کر دے گا۔ یہ وہی طریقہ ہے کہ اپنے دشمنوں کو پریشان اور ہراساں کر کے کمزور ریاستوں میں انکے اثاثوں پر قبضہ کرنا۔ اس وقت اسکو صرف یہ معلوم ہو گا کہ یہ لوگ اسکے یورپی دشمنوں کو سرمایہ فراہم کر رہے تھے۔ لیکن یہ اسکی کم نظری ہوگی۔ کیونکہ یہ کبال ہی ہے جو عشروں اور صدیوں سے چلنے والی جنگوں کو ہوا دے رہے ہیں۔ اور انکو ختم کرنا درحقیقت دجال کے خاتمے کی شروعات ہے۔ کیونکہ وہ لوگ اسکے خفیہ منصوبوں کو پروان چڑھا رہے تھے۔ جب وہ ختم ہو جائینگے تو وہ جن عالمی جنگوں کو ہوا دے رہے تھے وہ خود بخود ختم ہو جائیں گی اور دنیا میں قدرتی امن نافذ ہو جائیگا۔ جس سے دجال کو نقصان پہنچے گا۔

### امیر امریکی سرمایہ دار، ایک نازی اور ترقی پسند

ایک بہت زیادہ امیر اور مشہور امریکی سرمایہ دار خفیہ طور پر امریکی نازی پارٹی اور Ku Klux Klan کے ساتھ تعلقات رکھتا ہوگا۔ اس آدمی کا واحد مقصد موجودہ امریکی حکومت اور زمین کو ختم کرنا ہوگا۔ وہ شخص سیاسی طور پر مستحکم لیکن پردے کے پیچھے رہنے والا ہوگا۔ جو خاموشی سے طاقت کے جال بنے گا۔ یہ جال بعد میں دجال کے کام آئیگا۔ اس شخص کی ایک کٹھ پتلی ہوگی جو کہ اسے بجائے سامنے آئیگی۔ اور یہ تعلق دجال کے زمانے میں لوگوں کو معلوم ہوگا۔

### بنیاد پرستوں کی نگرانی (رباعی 85 سچری 2)

مشکل کے زمانے میں دین میں تبدیلی سے عوام پر اثر پڑیگا۔ مذہبی انتہا پسند اور کٹر ایسے



ہونگے جو ایک آدمی مونہ ڈنڈا لیکر اپنے ماننے والوں کے پیچھے لگا رہے کہ کوئی بھی ان میں سے ادھر ادھر نہ ہو جائے۔ یہ چیزیں حقوق، عزت اور بہادری کے خلاف ہونگی۔ بنیاد پرست عیسائیوں اور مسلمان دونوں میں ہونگے۔

### دہشت گردوں کے حملے

آخری پوپ اس زمانے میں دجال کے اثر میں ہوگا۔ جب دنیا میں عدم استحکام، جنگیں اور دوسرے خطرناک واقعات ہونگے تاریخ وحشت ناک واقعات کی کڑی نظر آئے گی۔ ہر واقعہ پہلے سے خطرناک ہوگا۔

مابوی کے زمانے میں عالمی رہنماؤں کا قتل کثرت سے ہوگا۔ یہاں تک کہ عوام اس بات کی فکر ہی نہیں کریں گے کہ موجودہ حکمران کون ہے۔ وہ اس چیز کو فضول کہیں گے کیونکہ حکمران اتنی کثرت سے قتل اور تبدیل ہونگے۔ اس جنگ وجدل کے درمیان دجال کے علاوہ ہر اس شخص کے لئے خطرہ ہوگا جو حکمرانی کا خواہشمند ہوگا۔ اور دجال ہی ان تمام ہلاکتوں کا ذمہ دار ہوگا۔

حصہ سوم

## مسح الدجال

دجال کا مشرقی وسطیٰ میں طاقت میں آنا (رباعی 34 سنچری 3)

دجال کافی عرصے تک پردے کے پیچھے رہتے ہوئے دنیا کی طاقت اور قوت کو اپنے لئے جمع کرتا رہیگا اور اسی وقت منظم عام پر آئے گا جب اسکے کام کی بنیادیں اور عمارت بن گئی ہوگی۔ وہ انتہائی دھیان سے اپنا کام ترتیب دیگا اور وہ ممالک جنکے خلاف وہ کام کریگا بے خبری میں اسکی چرب زبانی کے جام میں آجائیں گے۔ (رباعی 77 سنچری 7)

دجال پردے کے پیچھے رہتے ہوئے دنیا کے دھاگے ہلا رہا ہے۔ اور اپنے آپ کو اس نے ابھی ظاہر نہیں کیا ہے۔ وہ ایک انتظار کرتی ہوئی مکڑی کی طرح ہے۔ دنیا کے حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی چال چلے گا۔ جب اسکا وقت آئے گا تو وہ ایک ملک کی سیاسی صورت حال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے طاقت میں آجائے گا۔ یہ بات اسکے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی کی کہ وہ اس ملک کا باشندہ نہیں۔ وہ وہاں کے قانون کے سقم (کمزوری) کا فائدہ اٹھائے گا۔ مثال کے طور پر وہ کسی عسکری تنظیم میں اپنے کسی رشتہ دار کے انتقال کے بعد طاقت کے استعمال سے داخل ہو جائے گا۔

(رباعی 34 سنچری 1)

جس ملک پر قبضہ کرنے کی خواہش ہوگی وہاں کے باغیوں کو ہوا دے گا وہ وہاں کے مختلف سیاسی گروہوں کو یہ تاثر دے گا کہ وہ انکے مقصد کی حمایت کرتا ہے۔ حالانکہ حقیقت میں وہ انکو ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کر رہا ہوگا وہ ممالک اندرونی طور پر مشکلات میں آجائیں گے۔ بیرونی دفاع سے کمزور ہو جائیں گے۔ (رباعی 23 سنچری 2)

دجال ایران میں ایک شخص کو چارے کے طور پر استعمال کر کے اور آیت اللہ کو بے وقوف بنا

کر طاقت میں آئے گا۔ آیت اللہ کے قریبی لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کام میں شامل ہو گئے۔ یہ کام خوشامدیوں سے لیا جائے گا۔ دجال پہلے آیت اللہ کے مخلص لوگوں کو ایک خانہ جنگی شروع کر کے بھگا دے گا اس طرح دجال ایک شخص کو آگے لائے گا جو آیت اللہ کا مخلص ہوگا۔ لیکن ایرانی اس سے نفرت کریں گے۔ جب وہ حکومت حاصل کر رہا ہوگا تو وہ قتل کر دیا جائے گا۔ اور اس کے مخالفین سمجھیں گے کہ وہ اس کو قتل کر کے کامیاب ہو گئے۔ لیکن انکو بعد میں معلوم ہوگا کہ وہ صرف انسانی چارہ تھا اور وہ لوگ ایسا کر کے دجال کے ہاتھوں میں کھیل رہے تھے۔

(رباعی 81 ستمبر 2)

شروع میں دجال اپنے ذاتی حلقے یعنی ایشیا اور مشرق وسطیٰ میں طاقت حاصل کریگا۔ جیسے جیسے دجال باہر کے علاقے میں طاقت حاصل کرے گا یعنی یورپ میں تو پہلے بحرہ روم میں جنوب کی طرف سے داخل ہوگا۔ جو کہ اسکی طاقت کا علاقہ ہے۔ چونکہ وہ مشرق وسطیٰ سے تعلق رکھتا ہے اسلئے وہ شمالی افریقہ کے لوگوں کو پہلے ہی تابع بنا چکا ہوگا۔ جو ثقافتی طور پر اس سے قریب ہو سکے۔ ایشیائی اور مشرق وسطیٰ کے لوگوں کی طرح۔

دجال کا معاشی نظام (رباعی 40 ستمبر 1)

دجال مختلف جگہوں کے معاشی نظام کو ملا کر ایک نظام میں ڈھالے گا اس دنیا پر حکومت کرنے کی خواہش بڑھے گی اور وہ ایک کرنسی پوری دنیا میں جاری کرائے گا اور دوسری کرنسیاں منسوخ ہو جائیں گی۔ مصر سے ایک مقبول اور کرشماتی شخصیت کا حامل رہنما اس چیز کی مخالفت کریگا۔ کہ عرب ریاستیں اپنی کرنسی کو چھوڑ کر دنیا کی ایک کرنسی پر آجائیں۔ عوام الناس کی طرف سے بھی اسکی مخالفت کی جائے گی۔

دجال کا ایشیا پر قبضہ کرنا (رباعی 50 ستمبر 4)

دجال اپنے نائب کمانڈر بھیج کر بڑے بڑے حصوں پر قبضہ کرے گا۔ دجال کا اپنے نائبین سے تعلق چھپا ہوا ہوگا اور دنیا یہ نہیں سمجھ پائے گی کہ نائبین صرف کٹھ پتلیاں ہیں۔ حقیقت تب کھلے گی جب انکو ہٹا کر دوسروں کو حکمران بنادیا جائے گا۔ شروع شروع میں امریکی حکومت مداخلت نہیں کریگی۔ کیونکہ وہ سمجھے گی کہ یہ حکمران باقاعدہ انتخابات جیت کر عوام کی



طرف سے آئے ہیں۔ لیکن بعد میں معلوم ہوگا کہ یہ تو دجال کے آلہ کار اور اسکے بندے ہیں۔

(رباعی 95 سنچری 3)

روس دجال کا پہلا ایشیائی شکار ہوگا۔ اور وہ یہ قبضہ طاقت سے نہیں بلکہ چالاکی اور لوگوں کو مجبور کرنے کی صفات استعمال کرتے ہوئے کریگا۔ وڈروسیوں کو بے وقوف بنا کر ان کو اپنی طاقت کے اندر لے آئے گا اور وہ لوگ کچھ بھی نہیں کر پائیں گے۔ وہ یہ سمجھیں گے کہ وہ اپنی بہتری کا کام کر رہے ہیں روس میں آنے سے پہلے مشرقی وسطیٰ کی اکثریت اسکے قبضے میں ہوگی۔ اسکے بعد وہ چین اور باقی بڑا عظیم ایشیا کی طرف توجہ کریگا۔ اور ایسی صورت حال پیدا کریگا کہ جس سے پوری دنیا پر قبضہ ہو جائے۔ چین کے لوگوں کو وہ دو غلطے پن سے نہیں بلکہ اور طریقے سے زیر اثر کریگا۔

دجال کی ثقافتی یلغار اور یورپی مہم (رباعی 15 سنچری 2)

دجال اپنی یورپی مہم کا آغاز اس وقت کریگا جب دوسرا پوپ قتل کر دیا جائے گا۔ برطانیہ کا وزیر اعظم اور امریکی صدر ملاقات کر کے اس مسئلے پر غور کریں گے۔ وہ سمندر پر ملاقات کریں گے جس طرح چرچل اور روز ویلٹ نے اپنی ملاقات حفاظت اور خفیہ رکھنے کے لئے کی۔

(رباعی 81 سنچری 2)

اسلحہ استعمال کرنے اور جنگ کے دوران ایک انتہائی خطرناک اور موثر حملہ دجال کا دشمن کے ثقافتی مرکزوں پر حملوں کی دھمکیاں ہوگا۔

عوام الناس کو جسمانی نقصان پہنچانے کے بجائے انکی ثقافت پر حملہ۔ کیونکہ عام طور پر لوگ ایسی جگہوں کو اہمیت دیتے ہیں جنکی تاریخی اور ثقافتی اہمیت ہو۔ یہ دہشت ناک حملے دشمن کے لئے بہت طاقتور ہونگے۔ اور انکو حملوں پر لے آئیں گے۔ یورپ کو ابتدائی جھٹکا دینے کے لئے وہ روم کے شہر کو فضائی حملوں کے ذریعے خاک کر دے گا۔ یہ شہر یہاں تک تباہ ہو جائے گا کہ روم کی سات پہاڑیاں زمین کے برابر ہو جائیں گی۔ روم مکمل تباہ ہو جائے گا۔ جیسے سمندر سے کسی چیز نے آکر ہر چیز ختم کر دی ہو۔ وہ یونان کے ثقافتی مرکزوں کو ختم کرنے کی بھی دھمکیاں دے گا۔ جس میں یونان کے اعلیٰ ثقافتی تعلیمی مراکز اور تھیمز بھی شامل ہوگا۔ بڑیہ نما علاقے کے زیادہ تر ثقافتی خزانے اور بڑے بڑے شہروں کو بھی تباہ کر دے گا۔ دنیا کے رہنما کچھ عرصہ کے لئے یہ ظلم دیکھ کر سکتے ہیں آجائیں گے۔ دجال انکے فیصلے نہ کرنے کی قوت اور ہمت دیکھ کر جلدی جلدی اور تیزی

سے بڑی بڑی جگہوں اور حکومتوں کو قبضے میں کر لے گا۔ دجال اسی طرح کی ہجرت ناک اور بے نظیر چالیں چل کر آگے بڑھتا جائے گا۔ اور پوری دنیا کو قبضے میں لے لے گا۔ ثقافتی خزانوں کو ختم کرنے کی مہم اس طرح بھی اہم ہے کہ وہ ایسا کر کے قائم شدہ ثقافت کو ختم کر کے اپنی ثقافت لے کر آئے گا۔ جیسا کہ The Moors (اسپین فتح کرنے والے مسلمان) نے کی تھی۔ وہ اسپین میں داخل ہوئے تھے۔ فرق صرف یہ ہوگا کہ یہ حملہ پورے بڑا عظیم ہوگا۔

(رباعی 84 سنچری 2)

مشکل کے زمانے میں موسمیاتی تبدیلیاں اور قحط ہوگا۔ دجال اٹلی اور یونان پر حملہ کر کے وہاں کے ثقافتی مرکز ختم کریگا۔ اور وہاں کے شہریوں کے حوصلے پست کر دیگا۔

دجال کا کیتھولک چرچ سے انتقام (رباعی 43 سنچری 5)

یورپی ثقافتی مرکز کو تباہ کرنے کے ساتھ ساتھ دجال ویٹی کن لائبریری کو تباہ و برباد کرنے کے ارادے سے حملہ کریگا۔ وہ یہ حملہ ویٹی کن کی بچی ہوئی حاکمیت کو ختم کرنے کے لئے کریگا اس کا ایک طریقہ یہ ہوگا کہ وہ ایسی فتنہ اور متنازع معلومات کو منظر عام پر لے آئے گا۔ وہ معلومات ایسی ہوں گی جو کیتھولک چرچ نے اپنے آپ کو نقصان پہنچنے کے ڈر سے چھپائی ہوئی۔ اس عمل سے چرچ کے پادری اور طالب علم مختلف گروہوں میں بٹ جائیں گے اور ہر ایک اپنی الگ سوچ اور نظریہ پیش کریگا۔ اس افراطی اور غلط فہمی سے کیتھولک چرچ دجال کے راستے سے بٹ جائے گا۔

(رباعی 62 سنچری 1)

ویٹی کن لائبریری دجال کے ہاتھوں لٹنے سے ایسی عالمی معلومات اور ثقافتی سامنے آ جائیں گے جو صدیوں سے چھپائی جا رہے تھے۔ حالانکہ دجال تشدد استعمال کرتا ہے لیکن حقیقت میں دجال کی شخصیت میں تبدیلی آ رہی ہوگی۔ اس معلومات کی اشاعت سے جو مثبت اثر پڑیگا اس سے دجال کی شخصیت پر بھی مثبت اثر پڑیگا۔

(رباعی 12 سنچری 2)

کیتھولک چرچ سے تعلق رکھنے والے لوگ خصوصی طور پر پادری پرانی روایات پر جیسے رہیں گے۔ یہ روایات بدلتے ہوئے حالات کے مطابق ختم ہو چکی ہوگی۔ دجال اور آخری پوپ نے چرچ میں ”اندھی لوٹ مار“ مچا رکھی ہوگی۔ دجال ویٹی کن لائبریری پر چھاپہ مار کر وہاں کی بے حرمتی

کرے گا۔ اپنی فوج کو مالی امداد دینے کے لئے وہاں کے خزانے لوٹ کر لے جائیگا۔ کیتھولک چرچ غیر اہم بن جائے گا اور اپنی ہی موت کا سبب بنے گا۔

(رباعی 25 ستمبر 5)

دجال کی ترکی آمد

جب روم میں کیتھولک چرچ تباہ و برباد ہو رہا ہوگا اور خطرناک مگر پر اسرار ”قدرت کے ہاتھ“ سے ختم ہو رہا ہوگا۔ تو لوگوں کی توجہ اس زمانے کے انتہائی اہم واقعہ سے ہٹی ہوئی ہوگی۔ وہ ہوگا دجال کی ترکی آمد۔

(رباعی 39 ستمبر 2)

جرمنی، فرانس، اسپین اور اٹلی کے جاسوس اور خفیہ طور پر دجال کے یورپ پر حکومت کے لئے کام کریں گے۔ جنگ کے وقت تعلیمی سرگرمیاں روک دی جائیں گی۔

(رباعی 96 ستمبر 2)

دجال کے بارے میں عالمی رد عمل

سفارتی غلطیاں مختلف ممالک میں دجال کی قوت کو بڑھائیں گی۔ شروع شروع میں جب دجال کے پاس اتنی طاقت نہ ہوگی تو مختلف ممالک کی حکومتیں (جہاں دجال نہ ہوگا) دجال کے خلاف اقدام سے گھبرائیں گی۔ یہاں تک کہ بہت دیر ہو جائیگی۔ حالانکہ لوگوں کو یہ احساس ہوگا کہ دجال اندھیری طرف (From Dark side) سے طاقت حاصل کرتا ہے۔ لیکن لوگ دجال کی شیطانی نظرت اور مہم طیس طاقت کے ذریعے اسکی طرف کھینچے چلے جائیں گے۔ وہ اپنی مہم آگے بڑھاتا جائیگا اور پڑوسی ممالک کو وہاں کے سیاسی حالات اور عدم استحکام کی وجہ سے قبضہ میں کرتا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ پورے بڑے ایشیاء کو اپنی حکومت میں لے آئے گا۔ جب ایک شہاب ثاقب شمالی کرہ پر نظر آئے گا ”ئے“ میں تو دجال اپنی طاقت بڑھا رہا ہوگا۔

(رباعی 37 ستمبر 1)

اسکی طاقت، اثر اور کام کرنے کی ہمت اس زمانے میں کم ہو جائیں گی جب عوام الناس جنگ میں شامل ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں مکالمے کریں گے۔ دجال کی جنگی آبدوزوں (Submarines) کی وجہ سے جہاز رانی بہت مشکل ہو جائیگی غیر ملکی بندرگاہوں پر دشمن کے فوجیوں کی وجہ سے سمندری تجارت کو نقصان پہنچے گا۔ بہت سی فیصلہ کن جنگوں میں بندرگاہیں اہم کردار ادا کریں گی۔ بہت سے لوگ اپنے گھروں سے دور جنگوں میں ہلاک ہو جائیں گے۔



(رباعی 86 ستمبری 5)

مداخلتی طاقت استعمال کر کے دجال کی طرف سے کی جانے والی تباہی و بربادی روکی جاسکتی تھی لیکن مغربی ممالک کے درمیان سفارتی اختلاف کی وجہ سے صورت حال کو معمول میں لانا مشکل ہوگا۔ برطانیہ اور امریکہ کے پاس اتنی مقدار میں عسکری طاقت ہوگی کہ وہ دجال کو روک سکیں لیکن آسمین اتحاد و یگانگت کی کمی وجہ سے کوئی بھی میدان میں نہیں آئے گا۔ اس وقت میں دونوں ممالک کے درمیان عسکری معاہدہ اپنے ابتدائی دور میں ہوگا۔ اور دونوں طاقتوں نے فیصلے کرنے کی قوت حاصل نہ کی ہوگی۔ اسکے علاوہ مواصلات اور سفری سہولیات میں قحط کی وجہ سے ماہرین کے ضروری سیاسی تجزیے اپنے حکمرانوں اور رہنماؤں کو نہ پہچان سکیں گے۔ اس دوران دجال بڑی تیزی سے ممالک پر قبضہ کرتا جا رہا ہوگا۔

DOWNLOAD FREE E-BOOKS FROM WWW.AZZAB.COM

حصہ چہارم

DOWNLOAD FREE E-BOOKS FROM WWW.AZZAB.COM

(رباعی 67 سنچری 4)

ایک بہت روشن دم دار ستارہ (Comet) ظاہر ہوگا۔ اس سے پہلے اسکا کسی کو علم نہ ہوگا۔ اسکی وجہ سے زمین میں حیرت انگیز تبدیلیاں رونما ہوں گی۔ زلزلے، آتش فشاں اور موسمیاتی تبدیلیاں ہوں گی۔ نیز خشک سالی اور قحط ہوگا۔ معاشرتی بے چینی اور عدم استحکام و جال کو قوت میں آنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

(رباعی 22 سنچری 1)

5.2 موسمی آلات

موسم کو کنٹرول کرنے والے آلات (جو سائنسدانوں نے بنائے ہوں گے) میں خلل پیدا ہو جائے گا۔ جسکی وجہ سے برف اور برفانی تودوں کے ذریعے بڑی تباہی پھیلے گی۔

5.4 خلائی گاڑی کے حادثے کے سبب ماحول میں

(رباعی 65 سنچری 2)

طاعون کے جراثیموں کا پھیلنا

نااہل حکمران جنھوں نے اپنے خاندان کے نام پر اقتدار حاصل کیا ہوگا خلائی گاڑی کے حادثے کا سبب بنیں گے۔ یہ خلائی مشن امریکہ اور فرانس کا مشترکہ ہوگا۔ اس خلائی گاڑی میں سائنس دان بھی ہوں گے۔ اس مشن کا مقصد خلا میں جراثیمی ہتھیاروں کا تجربہ کرنا ہوگا۔ حادثے کی وجہ سے جراثیم ماحول میں پھیل جائیں گے اور طاعون کا سبب بنیں گے۔

5.6 زمین کے توانائی کے میدان میں شگاف سے زلزلوں کا پیدا ہونا

(رباعی 46 سنچری 1)

سائنسدان زمین میں موجود مختلف توانائی کے میدانوں پر تحقیق کر رہے ہوں گے۔ انکا مقصد

ان کو اپنے کنٹرول میں کرنا ہوگا۔ شمالی سمندر میں ایک خفیہ تجربے کے دوران زمین میں شگاف پڑ جائے گا اور وہاں سے توانائی کی ایک تیز لہر نکل کر خلاء میں چلی جائے گی جس سے زمین میں نہ رکنے والے زلزلے شروع ہو جائیں گے۔ دنیا والے اسکو قدرتی زلزلہ ہی سمجھیں گے۔ کیونکہ بعد میں بھی ان حکومتوں کی جانب سے اسکو چھپایا جائے گا۔

## 5.9 زلزلے پیدا کرنے والے انتہائی خفیہ ہتھیار (ETW)

(رباعی 83 ستمبر 9)

زمین دو زخفیہ تجربہ گاہوں میں ایک ہتھیار بنایا جائے گا جس کے ذریعے زمین کی فالت ہلٹ پر مصنوعی زلزلے لائے جاسکیں گے۔ اس ہتھیار کو اس علاقے کے اوپر ہوائی جہاز سے لیجا یا جائے گا اور طاقت ور لہروں کو اس علاقے کی فالت ہلٹ پر ڈالا جائے گا۔ جو ملک یہ بنائے گا وہ اسکے ذریعے دوسرے ممالک کو دھمکائے گا۔ کیونکہ زمین میں فالت ہلٹ اکثر ملکوں میں موجود ہے۔۔۔۔۔ بعد میں اس مشین کو دجال اپنے قبضے میں لے لیگا۔ شروع شروع میں ماہرین ارضیات اس کو قدرتی زلزلے ہی سمجھیں گے۔ لیکن بعد میں انہیں شک پڑ جائے گا۔ اور جب زلزلے زیادہ شروع ہو جائیں گے تو انکو مزید ثبوت مل جائیں گے یہ قدرتی زلزلے نہیں ہیں۔

دجال کے لئے تمام دنیا کی تیاری کے باوجود جو ایمان والے اس سے پہلے کے فتنوں سے بچ جائیں گے اور اہل حق کے ساتھ ڈٹے رہیں گے دجال انکو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

## دجال کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا

عن ابی قلابۃ عن رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان من بعدکم اومن ورائکم الکذاب المصل وان رأسہ من ورائہ جبکا جبکا وانه سيقول انا ربکم فمن قال کذبت لست برسنا ولكن الله ربنا علیه توکلنا والیہ انبنا ونعوذ بالله منک فلا سبیل له علیہ۔ (مسند امام احمد بن حنبل: ۲۳۵۳۳)

قال المحقق شعيب الارناؤط: اسنادہ صحیح رجالہ ثقات رجال الشیخین غیر صحابیہ۔



ترجمہ..... حضرت ابو قلابہؓ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تمہارے بعد یا تمہارے پیچھے ایک جھوٹا گمراہ کرنے والا ہوگا۔ اور اس کا سر (یا سر کے بال) راقم (پیچھے سے بندھے ہوئے ہونگے۔ اور وہ یہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ تو جس نے کہا کہ تو نے جھوٹ بولا تو ہمارا رب نہیں ہے بلکہ ہمارا رب تو اللہ ہے اسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی جانب ہم متوجہ ہوئے ہیں اور ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ فرمایا تو ایسے شخص پر دجال کا کوئی بس نہیں چل سکے گا۔

یہ ہے یہودیوں کا جھوٹا کانا خدا، جو اللہ پر بھروسہ کرنے والوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ انسانیت کے جس ناسور کو لانے کے لئے ابلیس ملعون نے ہزاروں سال تیار کیا کیں.... انسانیت کا لہو پلا پلا کر جسکی پرورش کی.... جس کو دنیا میں لانے کے لئے اللہ کی زمین کو فتنہ و فساد سے بھر ڈالا..... معصوم بچوں کے کئے چلے لاشے ماؤں نے اپنے ہاتھوں سے دفنائے..... بہنیں بھائیوں کو روتی رہیں..... بچے ماؤں کی لاشوں سے لپٹ لپٹ کر روئے اور روتے روتے ہی دنیا سے رخصت ہو گئے..... عراق کے دجلہ و فرات کا پانی روک کر انکو ابوبکرؓ و عمرؓ کے جانشینوں کے خون سے جاری کر دیا..... اس کا نے دجال کا راستہ صاف کرنے کے لئے قوم افغان کی نسل کشی کی۔ ابلیس کی پوجا کرنے والوں نے دجال کے لئے ایک عالمی حکومت قائم کی اور دجال مخالف قوتوں پر دنیا کی زمین بھی تنگ کر دی۔ پہاڑوں کی غاروں تک میں دجالی اتحادی فوجوں نے اٹکا چبھا کیا..... کانا دجال..... اسکے اتحادی (منافقین، یہودی، ہندو، یہودی طوائفوں کے جنے نام نہاد عیسائی اور مسلمان حکمران) سب کے سب ”غیر ریاستی عناصر“ کو شکست دینا چاہیں گے..... لیکن سب نامراد ہونگے اور ذلت کی کالک ان سب کے چہروں پر مل دی جائے گی۔

یہ ہے وہ ملعون..... انسانیت کا دشمن..... روشن خیالوں، ترقی پسندوں اور مآثریت اسلام کے پیروکاروں کا جھوٹا خدا جو اتنی جلدی تھک جائے گا۔ اسکے تمام سٹیٹلائٹ، ایٹمی ٹیکنالوجی، اقوام متحدہ، ناٹو اور نان ناٹو اتحادی، آئی ایم ایف، ورلڈ بینک، عالمی ادارہ صحت اور وہ یہودی جو نسل در نسل اس خدا کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرتے رہے، سب غیر ریاستی عناصر (عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کے مجاہدین) کے ہاتھوں کتے بلیوں اور سانپ پھنڈوں کی طرح مارے جائیں گے۔ دنیا کے بے تاج بادشاہ راک فیلر، روتھ شیلڈ، مورگن، آغا خان، عربوں میں چھپے بیٹھے

یہودی سب عبرت کی تصویر بنے گندی نالی کے کیڑوں کی طرح اہل رہے ہونگے اور زمین بھی انکے وجود سے کراہیت محسوس کرتی ہوگی۔

سچے رب کے سچے نبی نے فرمایا ”وہو اھون علی اللہ“ کہ وہ وہ جال اللہ تعالیٰ کے لئے بہت ہلکا ہے۔ اور فرمایا ”لا نزول طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین علی من ناواھم حتی یقاتل آخرھم المسیح الدجال۔ (ابو داؤد)

ترجمہ: میری امت کی ایک جماعت حق کے دفاع کے لئے قتال کرتی رہے گی جس نے ان سے دشمنی کی یہ اس پر غالب رہیں گے، یہاں تک کہ ان (مجاہدین) کی آخری جماعت دجال سے قتال کرے گی۔

ایک اور حدیث میں اس جنگ کا نقشہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھینچا۔ فرمایا: ”لا تقوم الساعة حتی یقاتل المسلمون اليهود فیقتلھم المسلمون حتی یختبی اليهود من وراء الحجر والشجر فیقول الحجر او الشجر یا مسلم یا عبد اللہ ہذا یہودی خلفی فنعال فاقتلہ الا العرقۃ فانہ من شجر الیھود۔ (مسلم شریف: ۲۹۲۲)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے جنگ نہ کر لیں۔ مسلمان انکو قتل کرینگے یہاں تک کہ یہودی پتھر اور درختوں کے پیچھے چھپے پھرینگے۔ پتھر یا درخت بھی بول اٹھے گا اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہے آؤ اور اسکو قتل کر دو۔ البتہ عرقہ کا درخت نہیں بولے گا کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔

فائدہ: عرقہ کا درخت کاٹنے وار جھاڑی نما ہوتا ہے۔ جو کہ بنجر زمین میں اگتا ہے۔ اس درخت کو زمانہ قدیم سے ہی انسانیت کے لئے نقصان دہ سمجھا جاتا رہا ہے۔ یہ یہودیوں کی جانب سے دنیا بھر میں لگایا جا رہا ہے۔ عرقہ کا درخت دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک قسم کو انگلش میں لایسیئم (Lycium) اور دوسری قسم کو نائٹریا ریٹوسا (Nitraria retusa) کہتے ہیں۔ اسرائیل نے بھارت کو بھی اسکی شجر کاری کی پیش کی تھی۔

یہ قسم بھی کھاری زمین میں ہوتی ہے۔ اسکی لمبائی ڈھائی میٹر (2.5m) تک جاتی ہے۔ البتہ عام طور پر یہ ایک میٹر سے کم ہی ہوتا ہے۔

علم نباتات کی ماہرین نے اگرچہ اس دوسری قسم کو بھی غرقہ ہی کہا ہے لیکن توریت میں "سفر  
قصۃ" میں جس غرقہ کا ذکر آیا ہے اور یہودی بھی جسکو اپنی جائے پناہ سمجھتے ہیں وہ "لاکسیم"  
(Lycium) ہے۔ جسکو عربی میں "العوج" کہا جاتا ہے۔ (سفر القصۃ: ہوالہ انسائیکلو پیڈیا ویکپیڈیا)  
یہودی دنیا بھر میں اس درخت کو بڑے پیمانے پر لگا رہے ہیں۔ تاکہ اسکے پیچھے چھپ کر  
موت سے بچ سکیں۔ لیکن وہ جتنا چاہیں چھپنے کی کوشش کریں، جتنی چاہیں تیاریاں کریں اللہ تعالیٰ  
سے کہاں چھپ سکتے ہیں۔ وہ دنیا کو جتنا دھوکہ دے سکتے ہیں لیکن اس رب کو کیسے دھوکہ دیں گے  
جو ظلوں سے آگے کی دنیا کا علم رکھتا ہے، جو پہاڑوں کی تاریک غاروں، برمودا ٹھون، شیطانی  
سمندر اور اصفہان میں چھپے رازوں اور پینٹاگون کمپ ڈیوڈ اور اسرائیلی پارلیمنٹ میں ہونے والی  
سرگوشیوں کا علم رکھتا ہے۔ وہ عالم الغیب اس بات کا بھی علم رکھتا ہے کہ سوڈن جیسے پر امن سمجھے  
جانے والے ملک میں دجال کے لئے یہودیوں نے کیا تیاریاں کی ہیں؟ وہاں سے عالم اسلام کے  
غلاف جادو کے اثرات کس طرح چھوڑے جا رہے ہیں؟ سوئٹزر لینڈ جیسے خوبصورت ملک کی  
رعنائیاں اپنے اندر کیسی گھناؤنی سازشیں چھپائے ہوئے ہیں؟ وہ ایک ایک بات، ایک ایک راز  
اور ایک ایک سرگوشی کا علم رکھتا ہے اور وہ اپنے ان محبوب بندوں کی حفاظت سے غافل نہیں جو اس  
کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر چکے ہیں اور جیسا کہ میرے آقا نے ابن صبا کو ڈاکوٹاٹ کر فرمایا تھا کہ تو  
اپنی اوقات سے آگے نہیں بڑھ سکتا اسی طرح یہودیوں کی یہ تمام مخنثیں، کاوشیں، سازشیں  
اور مداریاں اپنی اوقات سے آگے نہیں بڑھ سکتیں۔ اس دن سب ناکام ہو جائیں گے جس دن کا  
یہودی انتظار کر رہے ہیں۔ دنیا میں جاری یہ جہاد، ان کی آرزوؤں، امنگوں اور حسرتوں کو یوں اڑا  
لے جائے گا جیسے تیز ہوا کس تنکوں کو اڑا لیجاتی ہیں۔ مجاہدین کے سروں پر انعام رکھنے والے اس دن  
کہاں اپنے سر چھپائیں گے جب مجاہدین کی ٹھوکروں پر ان کے سر کسی فٹ بال کی طرح بڑھک  
رہے ہوں گے۔ وہ دن دور نہیں۔ بالکل دور نہیں۔ لیکن کیا دشمنان اسلام کی اتنی تیاریاں دیکھ کر  
مسلمانوں کو اسی طرح اپنی ذمہ داریوں سے غافل اپنی ذاتی زندگی میں ہی مدہوش پڑے رہنا  
چاہئے؟ مستقبل کے خطرات سے لاپرواہ سیاہ گھناؤں کے سروں پر آنے کے باوجود ابھی بھی ہر  
ایک کو یہی فکر لگی ہے کہ اس کی اپنی حیثیت برقرار رہے۔ اس کا اپنا مکان و مقام، حلقہ مزیدال اور  
عزت و جاہ پر کوئی حرف نہ آئے۔ دین بھی ہاتھوں سے نہ لگے اور بڑی بڑی بلڈنگیں بھی قربان نہ



ہوں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ بھی راضی ہو جائے اور اہلبیس بھی ناراض نہ ہو۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اہلبیس کے بنائے نظام سے بغاوت بھی نہ کرنی پڑے اور وحدہ لاشریک کا دین بھی غالب آجائے۔ ہمارے نفس نے ہمیں کیسے دھوکے میں ڈال دیا کہ اللہ کے دشمنوں سے بغاوت کے بغیر ہم اللہ کے بن جائیں گے؟ ایسا کیوں کر ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اللہ کے دشمنوں سے بھی ڈرتے رہیں اور متقین (اللہ سے ڈرنے والوں) میں بھی ہمارا شمار ہو جائے۔

موجودہ حالات میں اگر کوئی بالکل ہی حالات سے اندھا ہو رہے تو اس کی بات الگ ہے لیکن وہ مسلمان جو تھوڑا بہت بھی حالات کا ادراک رکھتا ہے وہ کس طرح سکون سے سو سکتا ہے۔ اتنا نازک وقت جب کہ ہر مسلمان کے ایمان کی تاک میں بھیڑے گھات لگائے بیٹھے ہوں۔ تاریخ انسانی کے بھیا تک ترین فتنے اپنے جبرے کھولے تمام انسانیت کو نگل جانے کے درپے ہوں۔ اگر اب بھی بیدار ہونے کا وقت نہیں آیا تو پھر یقین جانئے اس کے بعد پھر صورہ اسرافیل ہی سونے والوں کو چکائے گی۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں اس فتنہ عظیم سے نمٹنے کا ایک ہی راستہ ہے۔ وہ ہے دنیا کی محبت دل سے نکال کر اللہ کی ملاقات کا شوق دل میں پیدا کرنا اور اس سے ملاقات کے لئے کوشش کرنا۔ اس کا جو راستہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا ہے وہی اصل ہے اور اسی کو آخری ختم کے طور پر اس امت کے لئے باقی رکھا ہے۔ کیونکہ نبی کریم پر یہ دین مکمل ہوا اور آپ کے بعد کوئی بھی جھوٹا نبی آکر اگر کسی محکم فریضے کو ساقط کرنے یا اس میں تاویلات کر کے اپنی جانب سے شراکاء عامہ کرنے کی کوشش کرے گا تو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے منہ پر تھوک دے گی اور ہر اس عمل کو رد کر دیگی جو قرآن وسنت سے ٹکراتا ہوگا۔

سوائے ایمان والوں دنیا میں رونما ہونے والے یہ حادثات..... خفیہ ہوں یا ظاہر..... یہ بیداری کا پیغام ہیں سونے والوں کے لئے۔ کمر کس کے میدان میں نکلنے کا سبب ہیں ان کے لئے جو سستی اور رکاوٹی کا شکار ہو چکے اور سمجھ بیٹھے کہ دنیا کی یہ چکا چوندھ اور عنکبائیں ہمیشہ یوں ہی باقی رہیں گی حالانکہ کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ سورہ کہف کی ابتدائی آیات میں ایمان والوں کو یہی سمجھایا گیا ہے ”بلاشبہ زمین پر جو رونقیں ہم نے سجائی ہیں تاکہ ہم آزمائیں کہ کون اچھے اعمال کرتا ہے۔ اور بے شک اس زمین جو کچھ بھی ہے ہم اس کو چھیل میدان بنانے والے ہیں“۔ (سورہ کہف)

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کو دجال کے سامنے ان آیات کو پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اور فرمایا ”تم میں سے جس کسی کے سامنے دجال آجائے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کے منہ پر تھوک دے اور سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ (طبرانی، حاکم)

دوسری روایت میں بھاگ جانے کا حکم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم میں سے کوئی دجال کے آنے کی خبر سنے تو اس سے دور بھاگ جائے۔ اللہ کی قسم آدمی اس کے پاس آئے گا وہ خود کو مومن سمجھ رہا ہوگا۔ اس کی پیروی کر بیٹھے گا۔“ (ابوداؤد، طبرانی)

دجال سے کتنا دور بھاگنا چاہئے یہ بھی نبی کریم نے بیان فرمایا۔ ارشاد فرمایا ”لوگ دجال سے اتنا بھاگیں گے کہ پہاڑوں میں چلے جائیں گے۔“ (صحیح مسلم)

چنانچہ فتنہ دجال سے بچنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ دجال سے کھلی بغاوت کرے یعنی اس کے سامنے خاموش نہ رہے بلکہ اس کے منہ پر تھوک دے۔ اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو پھر دجال کے زیر اثر علاقوں سے ہجرت کر جائے اور ان علاقوں میں چلا جائے جہاں دجال کی خدائی تسلیم نہ کی جاتی ہو۔ جس کو اللہ سے جتنی محبت ہوگی وہ اللہ کے دشمنوں سے اتنی ہی نفرت کرتا ہوگا۔ تو جو اللہ سے زیادہ محبت کرنے والے ہوں گے۔ وہ دجال کے خلاف اپنے گھر، مال، دولت، عزت، وجاہ اور جان تک قربان کر دیں گے۔ سو جو اس وقت بھی اللہ کے لئے جان دیگا اس کے لئے یہ بشارت ہے۔

”جو دجال کے پاس کے لوگوں کے ہاتھوں شہید ہوں گے انکی قبریں تاریک اور گھٹا لوپ راتوں میں چمک رہی ہوں گی۔ (العتین، نعیم ابن حماد)

وہ افضل شہداء میں شمار ہوں گے۔ (العتین، نعیم ابن حماد)

ابھی تک جو کچھ آپ نے پڑھا یہ سب الیمیں اور دجال کی تیاریاں ہیں۔ وہ کس طرح اس دنیا سے خیر کا خاتمہ کر کے شر کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ انکی تیاریاں، وسائل، قوت اور خفیہ سازشیں دیکھئے اور اسکے مقابلے میں اللہ کے لشکر کو دیکھئے۔ اسکے باوجود منہجی بھر دیوانے دنیا کے مختلف خطوں میں اپنے لبو سے کس طرح حق کا دفاع کر رہے ہیں اور مسلسل دجال کے منصوبوں کو خاک میں ملا رہے ہیں۔ جو لوگ اسکے منصوبوں پر اس طرح پانی پھیر دیتے ہیں جیسے کوئی بچوں کے بنائے ریت کے گھر وندوں کو پیر سے ڈھا کر چلا جائے انکے خلاف تمام دجالی قوتوں کو بولنا ہی چاہئے۔ کالم نگاروں کے قلم سے دجال کے دفاع میں غلاظت باہر آتی ہی چاہئے یقیناً دجال اور

اسکے پیروکاروں کو یہ مجاہدین بہت برے لگنے چاہئیں کہ یہ ابھی تک کباب میں ہڈی بنے ہوئے ہیں۔ لیکن ہمیں ان سے کوئی شکوہ و گلہ نہیں کہ انہوں نے اپنے لئے کھل کر دجال کے راستے کا انتخاب کیا ہے۔ جو حشر و جال کا وہی انکا بھی۔ لیکن حق والوں کو اب بیدار ہونا ہوگا۔ اسی طرح کھل کر۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پر و انوں کے ساتھ کھڑا ہونا ہوگا۔

جنگ جاری ہے۔ ایک طویل جنگ۔ ایسی جنگوں میں نفع و نقصان اتنے اہم نہیں ہوتے بلکہ اصل بات حوصلے، عزم اور اپنے نظریے پر ایمان کی ہوتی ہے۔

آئیے دجالی قوتوں کے مقابلے لڑنے والے اس لشکر کے بارے میں جان کر اپنے ایمان کو تازہ کرتے چلیں اور آپ خود بھی اسکا حصہ بن جائیے کہ۔ آپ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہیں۔ اور دجال ہم سب کا دشمن ہے۔ ہمارے دین کا۔ ہماری زمینوں کا۔ گھروں کا۔ کاروبار کا۔ ہمارے بچوں کا۔ آجائے۔ کہ میدان پکارتے ہیں۔ بڑھے چلیں۔ منزل پکارتی ہے، آؤ کہ منزل پکارتی ہے۔

### ہم کس دور میں ہیں

قال حذيفة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تكون النبوة فيكم ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها اذا شاء ان يرفعها ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها اذا شاء الله ان يرفعها ثم تكون ملكا عاصا فيكون ما شاء الله ان يكون ثم يرفعها اذا شاء ان يرفعها ثم تكون ملكا جبرية فتكون ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها اذا شاء ان يرفعها ثم تكون خلافة على منهاج النبوة. (مسند احمد، ج ۴، ص ۲۷۳)

تعلیق شعب الازنوط: اسنادہ حسن

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت ہوگی۔ جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے رہے گی۔ پھر جب اسکو ختم فرمانا چاہیں گے ختم فرمادینگے۔ اسکے بعد خلافت علی منهاج النبوة ہوگی۔ جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے رہے گی۔ پھر جب اسکو ختم فرمانا چاہیں گے ختم فرمادینگے۔ پھر ظالم بادشاہت ہوگی۔ جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے رہے گی پھر جب اسکو ختم فرمانا چاہیں گے ختم فرمادینگے۔ پھر جابر بادشاہت ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے رہے گی پھر



جب اسکو ختم فرمانا چاہیں گے ختم فرما دیں گے۔

عن ابی عبیدہ ومعاذ بن جبل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان  
هذا الامر بدأ بسوء ورحمة ثم يكون خلافة ورحمة ثم ملكا عضوضاً ثم كائن  
جبرية وعتوا وفساداً فی الارض يستحلون الحریر والفروج والخمر یرزقون  
علی ذلك وينصرون حتی یلقوا اللہ. (شعب الایمان للبیہقی، ج: ۵، ص: ۱۶)

ترجمہ: حضرت ابو عبیدہ اور معاذ بن جبلؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اسلام کی ابتدا نبوت و رحمت سے ہوئی، پھر خلافت و رحمت  
ہوگی، پھر کٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی پھر جابر بادشاہت ہوگی، اور سرکشی و فساد سے زمین  
بھر جائے گی۔ وہ لوگ ریشم، زنا اور شراب کو حلال کر لیں گے، اس پر انکو رزق دیا جائے گا اور انکی  
مدد کی جائے گی۔

فائدہ: ان دونوں احادیث کے مطابق ہم جس دور سے گزر رہے ہیں یہ فساد فی الارض کا دور  
ہے۔ اللہ تعالیٰ کی زمین پر حاکمیت اعلیٰ (Sovereignty) اللہ تعالیٰ کی ہونی چاہئے۔ اگر اللہ  
کے علاوہ حاکمیت اعلیٰ انسانوں کے بنائے قانون کی ہے تو ایسی زمین فساد سے بھری ہوئی ہے۔  
خلافت عثمانیہ ٹوٹنے کے بعد کا دور فساد فی الارض کا دور ہے۔ لیکن یہ امت اب پھر سے ایسی  
خلافت قائم کرنے کی جانب بڑھ رہی ہے جو نبوت کے طریقے پر ہوگی۔ الحمد للہ اسکے آثار بہت  
نمایاں ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام خلافت کی اہمیت کو سمجھنے لگے ہیں اور یہودی طوائفوں کی  
جتنی ”جمہوریت“ کی حقیقت انکے سامنے کھل کر آگئی ہے۔ چنانچہ اہل ایمان کو مایوسیوں سے باہر  
آنا چاہئے خصوصاً ان مسلمانوں کو جو اس وقت پچاس سال سے اوپر کی عمر میں ہیں۔ کیونکہ  
انہوں نے مایوسیوں کا بڑا طویل دور دیکھا ہے۔ لیکن اب مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے  
اس امت میں ایسے جواں ہمت پیدا کئے ہیں جو تمام قومیتوں کے متحدہ بت ”اقوام متحدہ“ کو مسمار  
کر کے خلافت اسلامیہ قائم کرنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول هذا الامر نبوة  
ورحمة ثم يكون خلافة ورحمة ثم يكون ملكا ورحمة ثم يكون امارة ورحمة ثم  
یتكادمون علیها تکادم الحمير فعليكم بالجهاد وان افضل جهادكم الرباط وان

افضل رباطکم عسقلان. (المعجم الكبير: ۱۱۳۸)

قال الهيثمي: رواه الطبرانی ورجاله ثقات

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس معاملے (اسلام) کی ابتداء میں نبوت و رحمت ہے۔ پھر خلافت و رحمت ہوگی۔ پھر بادشاہت و رحمت ہوگی۔ پھر امارت و رحمت ہوگی پھر وہ اسکو اس طرح دانتوں سے کانٹیں گے جیسے گدھے ایک دوسرے کو کاٹتے ہیں، لہذا تم پر جہاد لازم ہے اور بہترین جہاد (جہاد کے راستے میں) پہرے داری ہے۔ اور بہترین پہرہ داری عسقلان کی ہے۔ علامہ بیہقی کہتے ہیں کہ اسکی افروختہ ہیں۔

آؤ..... کہ منزل پکارتی ہے!

آج سے آٹھ سال پہلے 2001 کے موسم سرما کے ابتدائی ایام میں کیا کوئی شخص کسی مجاہد کی اس جشن گوئی پر یقین کر سکتا تھا کہ ”امریکا سے جنگ کے لئے ہم اپنی مرضی کا میدان منتخب کرینگے، اور ہم اس کو اپنی پسند کے میدان میں گھسیٹ کر لائینگے۔“

ایکسٹرا تک میڈیا کی چکا چوندھ میں چند ہی جانے والی آنکھیں، پرنٹ میڈیا کے سیلاب میں ماؤف ہو جانے والی عقلیں ایسی جشن گوئی کرنے والے کو کم عقل یا ”حقیقت“ سے ناواقف ہونے کا الزام ہی دیتیں۔ ظاہری نظر سے حالات کا مطالعہ کرنے والے اکثر دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ حالانکہ انکا اپنے بارے میں یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ حقیقت پسندی سے حالات کا مطالعہ کرنے والے ہیں، اور انہی کے تجزیے اس قابل ہیں جن پر آمنہ صدقہا کہا جائے۔ اور انکی بات سے اختلاف کرنے والے کم فہم، جذباتی اور نا سمجھ جیسے القاب سے نوازے جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر ان تجزیہ نگاروں (Analysts) کے ماضی کے تجزیات کا پلندا اٹھا کر مطالعہ کیا جائے تو ہر سمجھ دار انسان یہ فیصلہ کریگا کہ ان سے زیادہ، نا سمجھ، کم فہم اور آنکھوں دیکھی حقیقت کا انکار کرنے والا کوئی نہیں۔ انکے تجزیوں اور شعراء کے تخیلات میں کوئی فرق نہیں جسکے تخیلات کی پرواز نا معلوم وادیوں میں بھٹکتی رہتی ہے اور کبھی حقیقت سے ہمکنار نہیں ہو پاتی۔

انسان جب اپنے پیدا کرنے والے سے دور ہو جاتا ہے، اور غیب کی باتیں جاننے والے اپنے رب کیساتھ اسکا رشتہ کمزور ہو جاتا ہے، تو پھر اس پر تعلق مشکف نہیں ہو سکتے بلکہ ایسے تجزیہ

نگاروں پر شیطاں آتے ہیں جو انکے دلوں میں وسوسے ڈال کر انکی سوچوں کو اغواء اور انکی عقلوں کو اپنے پاس پرغال بنا لیتے ہیں۔ البتہ جنکی سوچیں عالم الغیب کے رنگ میں رنگی ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو اور انکی سوچوں کو صحیح راستوں پر ڈال دیتے ہیں خواہ تاریکی، دھند اور غبار نے راستے کتنے ہی دھندلے کر دیے ہوں۔

یہ آج کی بات نہیں تاریخ انسانیت اس ظاہر و باطن کے معرکوں سے بھری پڑی ہے۔ جس طرح حق و باطل کے معرکے میں باطل کے حصے میں ناکامی و ناکامی کے سوا کچھ نہ آیا، اسی طرح ظاہر پر ایمان لانے والے ہمیشہ دھوکہ کھاتے رہے۔

ہر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے سر کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ دل کے اندر بھی دو آنکھیں پیدا فرمائی ہیں، سر کی آنکھیں صرف ظاہر کو دیکھتی ہیں جبکہ دل میں موجود آنکھیں چیزوں کی حقیقت تک پہنچ کر انکے اندر تک جھانک آتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرتے اللہم ارنی الاشیاء کما ہی۔ اے اللہ مجھے چیزوں کو حقیقی صورت میں دکھلایا کیجئے۔

سر کی آنکھوں سے محروم ہو جانے والا اتنا قابل رحم نہیں جتنا کہ دل کی آنکھوں سے اندھا ہو جانے والا قابل رحم ہے۔ کیونکہ آپنے کتنے ہی سر کی آنکھوں کے اندھے ایسے دیکھے ہونگے جو اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے میں کامیاب ہوئے، اور باوجود کچھ نظر نہ آنے کے وہ گناہوں سے صرف اسلئے رگے رہے کہ انکا مالک انکو دیکھ رہا ہے۔ اسکے برخلاف آپنے کتنے ہی ظاہری آنکھیں رکھنے والوں کو دیکھا ہوگا، جو سب کچھ دیکھنے کے بعد بھی اپنے پیدا کرنے والے کو بھی نہ پہچان سکے، انسانیت اور شیطاںیت کی جنگ تو تیز نہ ہو سکی، جہالت اور علم میں جو فرق نہ کر سکے، اندھیرے اور اجالے کو نہ پہچان سکے اور چمکتے دسکتے اجالوں سے منھ موڑ کر اٹلیں گے اندھیرے راستوں کے راہی بن گئے۔ ان میں آپکو مفکر بھی ملینگے، معلم بھی، واعظ و خطیب بھی ملینگے اور نفع و نقصان کا تجربہ رکھنے والے تہ جرم بھی۔ صرف اسلئے کہ انکے دل کی آنکھیں اندھی ہو گئی تھیں۔ اور وہ چیزوں کے ظاہر کو ہی حقیقت سمجھ بیٹھے۔

ایک قوم کہیں صحراء میں رہتی ہو، جہاں سیلاب کا کوئی خطرہ نہ ہو، اور ان میں کا کوئی امین و صادق شخص وہاں بڑی کشتی بنانا شروع کر دے اور لوگوں کو آنیوالے سیلاب سے ڈرائے تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دل کے اندھے اس شخص کے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ یہی کہ اسکا مذاق اڑایا



جایگا، اسکی عقل پر شک کیا جائیگا، بشری لونڈوں کو اسکے پیچھے لگا دیا جائیگا۔ کیوں؟ صرف اسلئے کہ سر میں موجود ظاہری آنکھیں ہر طرف صحرانہ کچھ رہتی ہیں، کہیں دور تک کوئی سمندر، کوئی بڑا دریا نہیں۔ کبھی سیلاب بھی وہاں نہیں آتے۔ پھر ”اشرافہ (Elite)“ میں سے بھی کوئی اس شخص کی تصدیق نہیں کر رہا۔ سودل کی آنکھوں کے اندھے اس کشتی کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتے۔ جبکہ وہ لوگ جنکے دل و دماغ روشن ہیں، سر کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ دل کی آنکھیں بھی تندرست و توانا ہیں، اور اس شخص کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس نے کبھی کسی سے جھوٹ نہیں بولا، کبھی کسی کے ساتھ بے ایمانی نہیں کی، ہر ایک کی بھلائی ہی اسکی زندگی کا مقصد ہے، سو یہ لوگ اس کی بات کو ج مانینگے اگرچہ ظاہری آثار اسکے مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔

تاریخ خود ایک سچ ہے، یہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے دنیا کے سامنے کر دیتی ہے، سو تاریخ کا فیصلہ اہل رہا کہ عقل کے اندھے اس سیلاب میں ڈوب گئے اور انکا نام و نشان بھی نہ رہا۔ جبکہ دوسرا طبقہ اس سیلاب سے بچ گیا اور روئے زمین پر نسل انسانی کی بقا کا ذریعہ بنا۔ یہ طبقہ حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لا کر اگلی کشتی میں سوار ہو جانے والا طبقہ تھا۔ جبکہ خود کو بدبر و مفکر، اشراف و معزز سمجھنے والے صفحہ ہستی سے منادائے گئے، نہ انکی ”دانشری“ کام آئی، نہ انکے ”تجزیے“ اس وعدے کو ٹال سکے جو حضرت نوح علیہ السلام سے انکے رب نے کیا تھا۔

ذرا قوم عادی کی تاریخ پڑھئے۔ ایک ایسی قوم جو فن تعمیر (Architecture) میں ترقی کر کے اپنے عروج کو پہنچ چکی ہو، اور تعمیرات سے متعلق تمام تر حقائق انتظامات کئے ہو۔ نہ کسی دشمن کی ان تعمیرات کے اندر تک رسائی ہو سکے اور نہ ہی باہر سے اسکو کوئی نقصان پہنچایا جاسکے، غرض اپنی تعمیرات سے متعلق انکو کسی نقصان کا کوئی خوف و خدشہ نہ ہو۔ اگر انکی تعمیرات کے بارے میں یہ کہا جائے کہ تمہیں تمہاری ان بلند و بالا اور پہاڑوں جیسی مضبوط عمارتوں میں ہی تباہ کر دیا جائیگا، تو ظاہری نظروں سے ان دیومیل عمارتوں کو دیکھنے والے، اس میں استعمال شدہ مہینر مل کا سائنٹفک تجزیہ کرنے والے بھلا اس بات پر کیسے یقین کر سکتے ہیں۔

لیکن یہاں بھی تاریخ نے انکو اندھا ثابت کیا۔ اور قوم عاد اپنی تمام تر ترقی، فنی تعمیر میں انتہائی مہارت، زلزلہ پروف، ہشاک پروف اور ہر طرح کی تخریبی کاروائیوں سے محفوظ تعمیرات کے باوجود انہی عمارتوں میں عبرت کا نشان بنادئے گئے، جن پر انکو یزانا نہ تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ انکو انکی عمارتوں

سے باہر نکال کر بھی مار سکتے تھے، لیکن قیامت تک آنے والوں کو یہ سمجھانے کے لئے، کہ تمہارے تجربے لفظی کے سوا کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عمرو نے دیکھتے الاؤ میں پھینکا اور ظاہر میں یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم نے اپنے معبودوں سے بغاوت کرنے والے، اپنے بتوں کو توڑنے والے ابراہیم کو آگ میں جھونک کر اسکی ہڈیوں تک کی راکھ بنا ڈالی۔ لیکن حقیقت کیا تھی؟ ظاہر کے بالکل برعکس۔ اللہ کے دشمن اور اسکے پیارے انبیاء علیہم السلام کے قاتل یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تختہ دار پر چڑھا کر یہ سمجھ لیا کہ ہم نے اسکو پھانسی بھی دیدی۔ لیکن ظاہری نگاہیں دھوکہ کھا گئیں اور آج تک اسی دھوکے میں مبتلا ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے دل کی آنکھیں رکھنے والوں کو چھ سو سال بعد بتا دیا کہ اکلوسوئی نہیں چڑھائی گئی بلکہ آنسو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا ہے۔ سو دل والے اس بات پر ایمان لائے حالانکہ یہ سب کچھ انھوں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا۔

مرداران مکہ، مقتل و دانش، تذکرہ و فراست، تجربہ کار و جہاندیدہ سمجھے جانے والے، ظاہری آنکھیں رکھنے والے صرف اسلئے دھوکہ کھا گئے کہ دل کی آنکھوں سے محروم تھے، کبھی دل کی آنکھوں کو روشن کرنے کی جستجو اور تڑپ بھی پیدا نہ ہو سکی۔ جبکہ حبشہ کا غلام..... کہ غلام کا صرف ذہن ہی غلام نہیں ہوتا بلکہ اسکا آقا اسکی سوچوں تک کو اپنا پابند بنانے کی خواہش کرتا ہے، لیکن دل روشن ہوا اور ہوتا ہی چلا گیا۔

ابو جہل، جبکہ سر بھی بڑا تھا اور جسکو اپنی عقل و دانش اور ذہانت و ذکاوت پر بھی بڑا ناز تھا، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شب کے تھوڑے سے حصے میں آسمانوں پر چلے جانے اور خالق کائنات سے ملاقات کر آنے کی خبر پر یقین نہ کر سکا..... کیونکہ عقل اس بات کو کیسے تسلیم کر سکتی تھی کہ اتنا طویل سفر، بغیر کسی سواری کے کوئی انسان اتنی جلدی طے کر سکتا ہے، سوانکار کر بیٹھا، مذاق اڑانے لگا اور سمجھا کہ اسکے خلاف لوگوں کو بھڑکانے، اسکے راستے سے روکنے کی بہترین بات اسکے ہاتھ لگ گئی ہے، سو ایک دل والے سے کہہ بیچا کہ اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو یہ کہے کہ وہ رات آسمانوں پر گیا اور اپنے رب سے ملاقات کر کے آیا ہے۔ دل والے نے پوچھا کون کہتا ہے؟ ابو جہل کہنے لگا تمہارا دوست۔ بلا تامل تصدیق کر ڈالی... کہ معاملہ دل کا تھا عقل کا نہیں۔ فرمایا وہ کبھی جھوٹ نہیں کہتے اگر انھوں نے ایسا کہا ہے تو ایسا ہی ہے اس میں کوئی شک

نہیں۔ دل کا اندھا اس جواب پر مزید اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا، اور تصدیق کرتے والا صدیق اکبر بن کر قیامت تک ایسا روشن ہوا کہ جس نے اس سے نسبت جوڑ لی وہ بھی روشن ہو گیا، جس نے اس سے نفرت کی اس کے دل بھی کالے کر دئے گئے اور انکے چہرے بھی مسخ کر دئے گئے۔ اس کے بعد جب سورہ روم کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں، جن میں سطوت فارس کے روم پر غالب آجانے کے ذکر کے بعد یہ بیان ہے کہ رومی مغلوب ہونے کے بعد جلد غالب آ جائیگے۔ یہ آیات ایسے وقت میں نازل ہوئیں جس وقت ”زمینی حقائق“ یہ تھے کہ اہل فارس رومیوں کو مکمل شکست دے چکے تھے، ان سے شام کے تمام علاقے چھین چکے تھے اور رومیوں کا دارالسلطنت قسطنطنیہ فارس والوں کے محاصرے میں تھا۔

ایسے وقت میں قرآن کریم کا یہ اعلان کہ عنقریب رومی فارس والوں پر غالب آ جائیگے، دنیا کے ظاہر پر نظر رکھنے والوں کو ”زمینی حقائق“ کے خلاف نظر آ رہا تھا، لیکن جبکہ دل روشن تھے، اور جو صرف دنیا کے ظاہر کو دیکھ کر فیصلے کرنے کے بجائے دل کی آنکھوں سے نظر آئیوالے حقائق کو سامنے رکھ کر تجزیہ کیا کرتے تھے، انہیں اس بات پر اتنا یقین تھا کہ کافروں کے سردار ابی ابن خلف سے دس اونٹنیوں کی شرط لگا دی کہ سات سال کے اندر اندر رومی فارس والوں پر غالب آ جائیں گے۔ (واضح رہے کہ اس وقت تک شرط لگانا حرام نہیں ہوا تھا) یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ واپس آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن میں رومیوں کے غالب آنے کی مدت کے بیان میں ”بضع“ کا لفظ استعمال ہوا ہے جسکے معنی دس سے کم کے ہیں۔ لہذا تم شرط کی مدت دو سال اضافہ کر کے نو سال طے کرو اور شرط بھی بڑھا دو۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر ابی ابن خلف سے کہا کہ ہم دو سال کی مدت بھی بڑھاتے ہیں اور دس کے بجائے سواوت شرط میں رکھتے ہیں۔ ابی ابن خلف تو دنیا کے ظاہری زمینی حقائق کو دیکھ رہا تھا کہ جو حالت اس وقت رومیوں کی ہے ایسی حالت میں نو سال تو کیا سو سال تک غالب آنے کے بھی کوئی آثار نظر نہیں آتے بلکہ غالب آنا تو بہت دور، رومیوں کے لئے تو اپنا وجود بچا لینا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ سوائے یہ شرط قبول کر لی۔ جبکہ دوسری جانب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس سے زیادہ مطمئن تھے کہ جو بات ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی وہ کبھی غلط نہیں ہو سکتی، خواہ زمینی حقائق کچھ بھی ہوں۔



پھر دنیائے دیکھا کہ یہاں بھی دل کی آنکھیں رکھنے والوں کے تجزیے ہی درست ثابت ہوئے جبکہ زمینی حقائق کا رفا لگانے والوں کے نصیب میں رسوائی و نامرادی آئی۔

اس ظاہر و باطن کی کشمکش کی ایک طویل تاریخ ہے جتنی کہ حق و باطل کی۔ چودہ سو سال پہلے مدینہ منورہ کے ساتھ والی پہاڑی جسکو جبل سلع کہا جاتا ہے اس چھوٹی سی اسلامی ریاست کا آخری دفاع ہے۔ اس کے آگے خندقیں کھودی جارہی ہیں، بھوک و تھکاوٹ سے مڈھال امیر لشکر اور مجاہدین سخت زمین کا سینہ چاک کر کے اسکو اپنے لئے دفاعی لکیر بنانا چاہتے ہیں، اس ریاست پر اس کے دشمن چڑھ دوڑے ہیں اور ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہیں، قسمیں کھا کر، عہد و پیمان لیکر نکلے ہیں کہ اس نے مذہب اور اورا اسکے ماننے والوں کو اسی سر زمین میں دفن کر کے ہمیشہ کے لئے انکا وجود مٹا دینگے۔ مدینہ منورہ کے اندر موجود منافقین بغلیں بجا رہے ہیں، کہ اب ان مسلمانوں کو پتہ چلے گا، ہم انکو سمجھاتے تھے، کہ اتنی طاقتور قوموں سے دشمنی مول لینا دانشمندی کا تقاضا نہیں، انھوں نے جذبات میں آکر ”زمینی حقائق“ کو بھی نہیں دیکھا، اور انھوں نے دین نے دھوکے میں ڈال دیا، اور انکے امیر نے مروا ہی دیا۔ اب انکو کون بچائے گا؟

دوسری جانب بھوک، پیاس، تھکاوٹ، منافقین کی تیر و نشتر سے تیز باتیں اور سامنے سے دشمن کا لشکر جزار۔ امیر لشکر، ہادی و رہبر، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ میں کدال لئے خندق کھودنے میں مصروف ہیں۔ کدال کی ایک ضرب سخت چٹان پر پڑتی ہے زبان مبارک سے روم کی فتح کے اشارات نکلتے ہیں، دوسری ضرب گنتی ہے پھر روشنی نکلتی ہے پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کسریٰ کے خزانے عطا کر دئے گئے۔ زمینی حقائق کیا ہیں اور زبان مبارک سے کیا ارشاد ہو رہا ہے۔ زمینی حقائق کے پجاریوں کی زبانیں وہاں بھی چلیں، ہر چیز کو عقل و خرد پر تو لے لے والوں نے وہاں بھی تجزیوں اور تبصروں کے انبار لگا دئے لیکن اہل دل نے اس بات پر اتنا سچا یقین کیا گویا وہ یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔ اور جو اہل دل نے دیکھا وہی دنیا نے دیکھا۔ روم و فارس محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے قدموں تلے روندے گئے، جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبے وہاں کے گلی کوچے، اسلام کی روشنی سے منور ہوئے۔

سو آج اگر کوئی دل کی آنکھیں رکھنے والا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی غلام، آپ کی محبت میں اپنا سب کچھ قربان کر دینے والا، آپ کی امت کو مظالم و مصائب سے بچانے کے لئے اپنا عیش و

آرام قربان کر دینے والا، کوئی ایسی ہی بات کہے جو ”زمینی حقائق“ پر نظر رکھنے والوں کو کسی دیوانے کا خواب لگے، تو کیا اہل دل بھی اسکی بات کو اسلئے تسلیم نہیں کریں گے کہ آٹار و قرآن اسکے خلاف جاتے ہیں، کیا وہ لوگ بھی اسکی بات کو سچا نہیں مانیں گے، جسکے دل نور نبوت کی روشنی سے روشن ہیں؟ صرف اسلئے کہ زمینی حقائق کا ورد کرنے والوں کی زبانیں بہت لمبی ہیں اور انھوں نے اپنی افواہوں سے اس دین مبین کو بچھانے کے لئے اس بار بڑے جتن کئے ہیں؟ کیا ابھی تک یہ قوم مایوسیوں اور خوف کے سایوں میں سانسیں لیتی رہیں گی؟ کیا دجالی میڈیا پر آنے والے مسخرہ نما تجزیہ نگاروں کے جھوٹے اور یہودیوں کے من گھڑت تجزیوں کے ذریعے مجاہدین کے ان کارناموں کو چھپایا جاسکے گا جو انھوں نے آگ کے دریا اور خون کے سمندر عبور کر کے انجام دئے؟ کیا یہودیوں کے ان وظیفہ خور ٹی وی چینلز اور دانشوروں کی بات کو تسلیم کر لیا جائیگا، جو مجاہدین کے بارے میں الف، ب کی معلومات بھی نہیں رکھتے۔ اور اس پکے سچے مسلمان کی بات کو رد کر دیا جائیگا جو دنیا کے سامنے یہ اعلان کرتا ہے کہ یہ کارنامہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے کیا ہے؟

اے ایمان والو! آخر ایسا کیوں؟ کیا ایک مومن کی بات کو جھٹلا کر کافروں کے جھوٹے اور من گھڑت تجزیوں کے چکر میں پھرتے ہو؟ دل کی آنکھوں کو روشن کر کے دیکھو، دنیا بدل رہی ہے، دنیا کی طاقتیں بدل رہی ہیں۔ وقت کے فرعون کل تک، جن مجاہدین کو کوئی حیثیت ہی نہ دیتے تھے آج انکو اس جنگ میں اپنا حریف ماننے پر مجبور ہوئے ہیں۔

نو جوانو! زمانہ کروٹ لے رہا ہے، گل کے مظلوم جو ظلم سب سے ظلم ہی کو اپنا نصیب اور مقدر سمجھ بیٹھے تھے، آج انکے ہاتھ ظالموں کی گردنوں پر ہیں اور وہ انہیں روز فوج کر رہے ہیں۔

ستمبر و اکتوبر 2001 میں امریکہ کو خدائی کا درجہ دینے والے مہترین اور کالم نگار آج کہاں ہیں؟ انھوں نے تو قوم مسلم کو یہ یقین دلانے کی پوری کوشش کی تھی کہ اس دور جدید میں دنیا کی تقدیر امریکہ کے ہاتھ میں ہے، وہ جسکو چاہے ماروے اور جسکو چاہے زندگی بخش دے، جس سے راضی ہو جائے اس پر نعمتوں کی بارش کر دے اور جس سے ناراض ہو جائے اسکی روزی بند کر کے ان سے انکی سانسیں تک چھین لے۔ یہ ”روشن خیال“ اپنے تجزیوں اور تبصروں سے نعوذ باللہ یہ ثابت کرتے نظر آتے تھے، گویا رب کائنات نے اپنی خدائی، اپنی کبریائی، جاہ و جلال، شہنشاہت و بادشاہت یہودیوں اور انکے غلاموں کے حوالے کر دی ہو، بش اور اسکے حواری انسانوں کے تفع اور

انقصان کے مالک بن بیٹھے ہوں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا اب کوئی پرسان حال ہی نہ ہو۔ انھوں نے اس افضل امت کو اتنا ذرا یا جیسا کہ قرآن نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا: اِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُواْ اِنِّىْ مُكْتَسِبُ الْمُؤْمِنِيْنَ ترجمہ: اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے (مسلمانوں کو) ڈراتا ہے سو تم ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو۔

ظاہری اسباب پر ایمان لانے والے، امریکی ٹیکنالوجی کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) گویا کہ وہ اللہ کو عاجز کر کے رکھ دیں گی اور امریکن سٹیلائٹ کے ہوتے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی مدد و نصرت کے لئے آسمان سے فرشتے نہیں بھیج پائے گا۔ وہ کہتے تھے جدید سٹیلائٹ جو صحر اوسمند، زمین و فضاء ہر جگہ نظر رکھتے ہیں، انکی جدید ترین فضا سیہ، B-52, B-2, F-18 پن پائٹ بمباری کرتی ہے۔ بھلا یہ طالبان امریکہ کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟

اللہ اکبر! کہاں گئے وہ سٹیلائٹ جو زمین کا چپہ چپہ دیکھ لیتے ہیں، کہاں رہ گئی وہ فضاء میں چھٹنگھڑتی فضا سیہ صرف پانچ سال کا عرصہ گزرا ہے۔ کس کے تجزیے صحیح ثابت ہوئے؟ کس کی پیشین گوئیاں درست نکلیں؟ ذرا غور تو کرو اللہ والوں نے فرمایا تھا کہ امریکہ سے جنگ کے لئے میدان کا انتخاب ہم کریں گے اور ہم اپنی مرضی کے میدان میں لا کر امریکا کو مارینگے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ ارض افغان.... جہاں ایک ”سپر پاور“ کا جنازہ لگا..... وہ بھی صرف آسمان سے اترے فرشتوں کی مدد کے ذریعے۔ نہ کہ امریکی مدد کے ذریعے..... جو ایسا کہتا ہے وہ جہاد افغانستان کی تاریخ سے بالکل نابلد ہے، اور وہ ہر جہاد کی طرح اس جہاد کو بھی بی بی سی اور سی این این کی نظر سے دیکھتا ہے۔

اے ایمان والو! یقین کرو تمہارا رب ہی اس ٹیکنالوجی کے دور میں اس تمام کائنات کا نظام چلاتا ہے اور تمہارا چلاتا ہے اس میں کوئی اسکا شریک نہیں اور نہ وہ کسی سے ڈرتا ہے۔ سوکل کی طرح آج بھی آسمان سے فرشتے اسی کے راستے میں لڑنے والوں کے ساتھ آئیے جبکہ اہل میں میدان سے اسی طرح بھاگے گا جیسے میدان بدر میں حضرت جبریل علیہ السلام کو مجاہدین کے ساتھ دیکھ کر بھاگا تھا۔

ہر فتح و شکست اللہ کی اختیار میں ہے۔ آج بھی سب کچھ اسی رب کی مدد سے ہو رہا ہے جس



نے بدر میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آسمان سے فرشتے بھیجے دو آج اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے لئے آسمان سے فرشتے بھیج رہا ہے، ورنہ کہاں یہ مہتے، بے سرو سامان، در ماندہ، لئے پئے قافلے، جنگی کل جمع پونجی بھی لوٹ لی گئی تھی، اور کہاں وقت کی پوجا کی جانے والی قوت؟

یہ سب رب ذو الجلال کی کبریائی اور قدرت کا کرشمہ ہے، نہ تو کسی ملک کی مدد ہے اور نہ ہی کوئی بیرونی انداز ہے۔ یہ گزشتہ آٹھ سال کس حال میں طالبان اور مجاہدین نے گزارے یہ انکا رب ہی جانتا ہے، دنیا کی کوئی ایسی پریشانی نہیں جو ان سالوں میں انھوں نے نہ دیکھی ہو۔ لیکن رب ذو الجلال کا حکم جہاد ہر حال میں ہے۔ بلکہ ہو یا بوجھل، کمزور ہو یا طاقتور، آسانیاں ہو یا پریشانیاں، کوئی ساتھ دینے والا ہو یا نہ ہو، ہر حال میں دشمنان اسلام سے جہاد کرنا ہے۔ نہ جھکنا ہے اور نہ دینا ہے۔ نہ لالچ میں آنا ہے اور نہ کسی دھمکی سے ڈرنا ہے۔ سو وہ جہاد میں لگے رہے۔ اور اب اس قابل ہو گئے کہ جہاں چاہیں، جب چاہیں اور جیسے چاہیں ایلیس کے دجال کے اتحادیوں کو ماریں اور دنیا کو بھی دکھائیں، کہ اے دنیا والو جس طاقت کی تم پوجا کرتے ہو، جنگی خدائی پر تم ایمان لائیتھے ہو اپنی آنکھوں سے انکے پر نچے اڑتے دیکھو، انکو ذبح ہوتے دیکھو انکے بدلے تاوان حاصل کرتے دیکھو اور انکو خوف کے مارے بھاگتا اور پھپھتا ہوا بھی دیکھو۔

یہ صرف اللہ کی مدد کے ذریعے ہوا اور کسی کا کوئی دخل نہیں۔ جہاں تک مادی اسباب کا تعلق ہے تو اسکی حقیقت یہ ہے کہ وہ جو ہتھیار اور جو طریقہ کار استعمال کر رہے ہیں وہ انکی اپنی محنت و مشقت اور مسکری تربیتوں کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے تمام وسائل خود پیدا کئے۔ نئی نئی ایجادات کیں اور اللہ نے اسی میں برکت پیدا فرمادی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے یہی چاہتے ہیں کہ وہ ہر ممکن تیاری کر کے جہاد میں نکل کھڑے ہوں، اسکے بعد مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ چنانچہ عراق و افغانستان میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ امریکہ کی جدید ٹیکنالوجی کے مقابلے میں مجاہدین کس طرح کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں۔ موجودہ جہادی تحریکات میں مجاہدین نے دو طرح کی کاروائیوں سے دشمن کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ ایک فدائی کاروائیوں اور دوسری ریموٹ کنٹرول سے مائن بلاسٹنگ۔

## مجاہدین کی مائن کاروائیاں

ابتدائی دور..... ابتداء میں امریکہ کے خلاف جو کاروائیاں کی جاتی تھیں وہ سادہ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے کی جاتی تھیں جنکو مجاہدین خود تیار کرتے تھے۔ الحمد للہ انہی سادہ سے ریموٹ سے اللہ کے دشمنوں کو خوب نقصان پہنچا یا گیا۔ اس ریموٹ پر زیادہ سے زیادہ خرچ پچاس روپے آتا تھا۔ اسکے ساتھ جو بارود وغیرہ لگایا جاتا وہ بھی اس میں شامل کر لیں تو اس وقت پانچ سو روپے میں ایک مائن تیار ہو جاتی تھی۔ اللہ کی مدد سے یہ ایک مائن ایک امریکی گاڑی کے پرچے ہوا میں یوں اڑا دیتی تھی جیسے سوکھا ہوا بھوسا ہوا کے جھونکے سے اڑ جاتا ہے۔ اس ایک گاڑی میں کم از کم بھی آپ کہیں تو پانچ امریکی فوجی ہوتے تھے۔ ان پانچ امریکی فوجیوں کی کبھی کبھار بونیاں مل جاتیں اور کبھی کوئی ٹانگ یا بازو بھی امریکی تابوتوں کی زینت بنتا۔

ایک امریکی فوجی کے پاس ایک ایم 16 رائفل، ایک امریکی پستول، ایک ہیلیمٹ، ایک اندھیرے میں دیکھنے والا چشمہ، ایک جی پی ایس ضرور ہوتا ہے، اسکے علاوہ جو چھوٹے موٹے لوازمات ہیں وہ الگ ہیں۔ ایک گروپ کے ساتھ ایک دوربین (Binocular)، ایک اندھیرے میں دیکھنے والی دوربین، ایک رینج فائنڈر (Range Finder) ایک سیٹلائٹ فون، اور قیمتی کھانے پینے کی اشیاء ہوتی ہیں۔

امریکی عواما ہمووی (Humvee) گاڑی استعمال کرتے ہیں۔ جس پر بیوی مشین گن لگی ہوتی ہے۔ صرف ہمووی کی قیمت 65000 امریکی ڈالر ہے جبکہ جنگ کے دوران اس پر جو بیوی مشین گن اور دیگر سازوسامان نصب ہوتا ہے اس صورت میں اس ہمووی کی قیمت، ایک لاکھ چالیس ہزار امریکی ڈالر (140000) یعنی ایک کروڑ بارہ لاکھ پاکستانی روپے ہے۔ اس کا مارکیٹ ریٹ تین لاکھ امریکی ڈالر ہے۔

رائفل M-16 = ساڑھے تین لاکھ روپے (مخاطب قیمت) ایک عسکری دوربین کی عام قیمت = ڈیڑھ لاکھ روپے، رینج فائنڈر = ڈھائی لاکھ روپے..... ٹائٹ ویژن = تین لاکھ روپے، چشمے کی قیمت = ایک لاکھ پچیس ہزار روپے ہے۔

جو ہیلیمٹ امریکی فوجی استعمال کرتے ہیں یہ بھی کوئی عام ہیلیمٹ نہیں ہوتا بلکہ اس کے ذریعے ہر فوجی، گرامائر میں یا پینٹاگون سے رابطے میں رہتا ہے۔ نیز بعض ہیلیمٹ کے اندر

ویڈیو فون بھی ہوتا ہے جس میں وہ سٹیلاٹ کی مدد سے مختلف جگہ کو براہ راست دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک ہموکی کے تہاہ ہونے سے محتاط اندازے کے مطابق دو کروڑ تین لاکھ پچھتر ہزار روپے (25375000) کا نقصان ہوا۔ جو پانچ فوجی اس میں تھے انکا خرچہ الگ اور جو زخمی ہوا اس پر جو بعد میں خرچہ آئے گا وہ الگ۔ نیز اس کا روائی کے بعد مگرام انیر میں سے طیارے اڑ کر آتے ہیں اور خوب بمباری کرتے ہیں یہ خرچہ بھی اس میں شامل کر لیجئے، پھر اسکے بعد پہلی کا پڑان مرداروں کو اٹھانے آتے ہیں۔ اسکے علاوہ چھوٹی موٹی چیزیں اس سے الگ ہیں۔ جبکہ مجاہدین کی مائن پانچ سو روپے میں تیار ہوئی۔ یہ بھی ذکر کرتے چلیں کہ ایسی کاروائیوں میں مجاہدین کا جانی نقصان الحمد للہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ پانچ ساتھی دور کسی جگہ چھپ کر فٹن و باکریہ کا روائی انجام دیتے ہیں۔ اور نکل جاتے ہیں۔

اب آپ کائنات کے رب کی شان دیکھئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حقانیت دیکھئے کہ کہاں ہاتھ سے تیار ہوئی مائن۔

یہ سادہ ریموٹ کچھ عرصے تک کام کرتے رہے لیکن جب امریکیوں کے ہاتھ یہ لگ گئے تو انھوں نے اس کا توڑ کر لیا اور پھر کسی بھی قافے کے گزرنے سے پہلے طیارہ آتا اور وہ تیز الیکٹرانک لہریں چھوڑ کر مجاہدین کے گئے مائن کو پہلے ہی پہنچا دیتا۔ اس طرح مجاہدین کی کاروائیاں ناکام ہو جاتیں۔

دوسرا دور..... اس مرحلے میں مجاہد انجینئروں نے محنت کی اور اسی ریموٹ کو جدید بنایا۔ اس میں کچھ تبدیلیاں کیں۔ جس پر کچھ خرچہ آیا۔ یہ تقریباً اسی روپے تھا۔ یہ انجینئر ساتھی اس ریموٹ کو کاروائی میں چیک کرنے کے لئے لے گئے اور بارود کے ساتھ، امریکیوں کے راستے پر نصب کر دیا گیا۔ اللہ کے حکم کے مطابق مادی اسباب انھوں نے اختیار کر لئے تھے اور جو کچھ ان سے بن سکتا تھا وہ کیا۔ اب اللہ ہی پر توکل اور اسی ذات کا سہارا تھا۔ چنانچہ سب کی زبانوں پر اللہ ہی اللہ تھا۔ جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا ان اللہ والوں کے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہوتی جاتی تھیں، ان دھڑکنوں سے بھی ”اللہ اللہ“ ہی نکل رہا تھا..... اس درد کی شدت اللہ والے ہی جان سکتے ہیں..... دنیا والوں کے لئے ایک گھر کا درد ہارٹ فیل کا سبب بن جاتا ہے ذرا اس درد کا اندازہ کیجئے ایک گھر کا درد نہیں بلکہ..... ایک ارب چالیس کروڑ مسلمانوں کا درد..... ان دلوں کے حوصلے دیکھئے جو تمام امت



کا غم اٹھائے پھرتے ہیں۔۔۔ فضاء میں امریکی طیارے آئے دنیا کی جدید ٹیکنالوجی کے حامل اس میدان میں کوئی انکا ہم پلہ نہیں۔۔۔ ان غریبوں نے بھتی بھی محنت کی ہو لیکن کہاں مرنے کے پس منظر میں ڈالنے والے اور کہاں یہ بچی چھتوں کے نیچے بیٹھنے والے۔۔۔ لیکن یہ مقابلہ۔۔۔ وسائل سے وسائل یا اسباب سے اسباب کا نہیں تھا۔۔۔ یہ مقابلہ وسائل کا روحانیت سے، توکل کا مادیت سے۔۔۔ طیارے تیز لہریں چھوڑنے لگے۔۔۔ تمام ساتھیوں کی نظریں سڑک پر لگی تھیں۔۔۔ آیا محنت کا میاب ہوتی ہے یا ناکام۔۔۔ اللہ نے اپنے کمزور بندوں پر رحم فرمایا۔۔۔ سڑک پر نصب بم۔۔۔ خاموش رہا۔۔۔ اسباب و ٹیکنالوجی اپنا اطمینان کر کے واپس چلی گئی۔۔۔ لیکن مجاہدین کے لئے ابھی بھی صبر کی ایک اور منزل باقی تھی۔۔۔ اب امریکی قافلے کو یہاں سے گزرنا تھا۔۔۔ قافلہ آیا۔۔۔ ایک گاڑی گزری۔۔۔ دوسری۔۔۔ تیسری۔۔۔ جس مجاہد کے ہاتھ میں وائرلیس تھا اس نے دو پارٹین دبائے۔۔۔ پھر اپنی شہادت کی انگلی مطلوبہ پٹن پر رکھ لی اور جتنی دعائیں یاد تھیں ساری پڑھ ڈالیں۔۔۔ جیسے ہی مطلوبہ گاڑی مائن کے اوپر آئی۔۔۔ انگلی دبی اور۔۔۔ ”سپر پاور“ کی ٹیکنالوجی کے پرچے ہوا میں اڑے۔۔۔ ادھر سب کی زبان سے تکبیر کا نعرہ بلند ہوا۔۔۔ تجربہ کا میاب تھا۔۔۔ توکل ٹیکنالوجی پر غالب آچکا تھا۔

ان انجینئرز ساتھیوں نے دن رات یہ ریموٹ بنا کر سارے افغانستان میں مجاہدین و طالبان کو پہنچائے اور دو سال تک کامیاب کاروائیاں کرتے رہے۔

تیسرا دور۔۔۔ 2008ء میں امریکیوں نے اس ریموٹ کو جام کرنے والے آلات سے ناکارہ بنا دیا۔ لیکن جو صلے بلند ہوں اور منزل پہ نظر ہو تو جنگوں میں یہ اثر چڑھاؤ کوئی معنی نہیں رکھتے۔ مجاہد انجینئروں نے اپنا کام شروع کر دیا لیکن مجاہدین کے پاس فوری اس کا توڑ نہیں تھا جبکہ یہ امریکیوں کے شکار کرنے کا سیزن تھا۔ موسم بہار کے ساتھ ہی طالبان و مجاہدین امریکی درندوں کا شکار کرنے نکل جاتے ہیں۔۔۔ چنانچہ کاروائیاں روک دینے کا مطلب تھا کہ اگلے سیزن تک انتظار۔۔۔ سو اس بار ترقی کے بجائے پیچھے کی طرف گئی اور ریموٹ کا استعمال ہی چھوڑ دیا۔ گاڑیوں کو اڑانے کی کاروائیاں بغیر ریموٹ کے۔۔۔ تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔۔۔ پہلی ہی کاروائی میں الحمد للہ دس وحشی امریکیوں کی تھکے ہوئی کردی گئی۔۔۔ اس طرح امریکیوں کے جامرنا کارہ ہوئے۔ جب تک نئے ریموٹ نہ تیار ہوئے اس وقت تک اسی طریقے سے حوروں کے دیوانے کاروائیاں

انجام دیتے رہے۔

کچھ عرصے میں ہی اللہ کی مدد سے انجینئرز نے نئے ریموٹ تیار کر لئے اور تجربات کر کے میدانوں تک پہنچا دیے۔۔۔۔۔ یہاں بھی امریکیوں کو شکست اٹھانی پڑی۔

## عراق

عراق میں مائن کاروائیوں سے بچنے کے لئے امریکہ نے مائن پھٹانے والی (Mine Blaster) خصوصی گاڑیاں بھجوائیں تھیں۔ ان گاڑیوں میں انتہائی جدید سنسر، اسکینر اور ڈیٹیکٹر نصب تھے جو زیر زمین کسی بھی مائن وغیرہ کا پتہ لگا لیتے تھے۔ یہ نظام گاڑی کے آگے لگے ہلڈ (بلڈوزر کی طرح) میں نصب تھا جو گاڑی کے ٹائر مائن پر پہنچے سے پہلے ہی مائن کا پتہ لگا لیتا تھا۔ پھر اسکو ناکارہ بنانے کی صلاحیت بھی ان گاڑیوں میں تھی۔ شروع میں امریکیوں کو کامیابی ملی لیکن جب مجاہدین کو ان گاڑیوں کا علم ہوا تو انکے انجینئروں نے محنت کر کے اسکا توڑ پیدا کر لیا، انھوں نے مائن کے ساتھ ایک چھوٹے سے سرکٹ کا اضافہ کر کے انکے سنسر اور اسکینر کو اندھا کر دیا۔ ان گاڑیوں کا کام اگرچہ مجاہدین کی بچھائی مائنوں کو تلاش کر کے ناکارہ بنانا تھا لیکن اللہ کے نیک بندوں نے ان گاڑیوں کی تلاش کا کام شروع کر دیا اور چین چین کر ان گاڑیوں کو تباہ کیا۔ یہ کل پینتیس گاڑیاں تھیں جنکا کھنڈ اٹھا کر عراقی بچوں نے کپڑیوں کو بیچ دیا۔ ایک گاڑی کی قیمت سات سو ہزار ڈالر = 56 کروڑ روپے تھی۔

## فدائی کاروائیاں

مائن کاروائیوں کے علاوہ فدائی کاروائیاں ہیں جنکا کوئی توڑ ہی دجال کے پاس نہیں ہے۔ معدے سے سوچنے والے اور پیٹ کی نظر سے مجاہدین کا دیکھنے والے کہتے ہیں کہ یہ سب بے روزگار اور غربت کے مارے لوگ ہیں۔۔۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاہدوں کو بھی ایرانیوں نے یہی کہا تھا۔۔۔۔۔ کیا تمہیں قحط اور فاقوں نے مکہ سے باہر نکالا ہے۔۔۔ کسی نے بھوکے سے پوچھا دو اور دو کتنے۔۔۔ یولا پانچ روٹی۔۔۔۔۔ سو ان پیٹ کے بھوکوں کو کہنے دیجئے جو بھی کہیں کہ یہ ہر چیز کو پیٹ کی نظر سے ہی دیکھتے ہیں انکی زبانیں چلتی رہیں۔۔۔ یہاں تک کہ شریعت انکے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر دے۔۔۔۔۔

فدائی کاروائیوں کے علاوہ دشمن پر کمین لگانا، انکے کیمپوں پر چڑھائی کرنا اور میزائل حملے وغیرہ بھی جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے 2007 کے بعد میدان جنگ میں بہت کامیابیوں سے نوازا ہے۔ 2008 میں قندھار جیل توڑ کر طالبان کو آزاد کرانے کی کاروائی عسکری تاریخ کی انوکھی اور دلچسپ مثال ہے۔ اس کاروائی سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ قندھار جیسے شہر میں دجال کے اتحادیوں کا کتنا کنٹرول ہے۔ امریکی اپنے کیمپوں تک محدود ہیں۔ اگر کیمپ سے باہر نکلتے ہیں تو کسی بھی جانب سے فائرنگ شروع ہو جاتی ہے۔ قندھار شہر میں دجانی اتحادی فوج کے بجائے طالبان گشت کرتے ہیں۔ کابل میں سیرینا ہوٹل پر حملہ اور ڈک چینی کی موجودگی میں بگرام ائربیس پر حملہ، بھارتی سفارت خانے پر کامیاب کاروائی جس میں بھارتی اعلیٰ افسران مارے گئے (اور بھارت کو بڑی تکلیف ہوئی) اس طرح کی کاروائیاں طالبان کی نئی حکمت عملی کا پتہ دیتی ہیں۔

### قندھار جیل کاروائی..... زندہ فدائی

قندھار جیل کی کاروائی اور کامیابی سے تمام طالبان قیدیوں کو نکال کر لے جانا کھلی اللہ کی مدد تھی۔ اہل ایمان کے ایمان کو تازہ کرنے کے لئے یہ رواد ایک مجاہد کی زبانی جو اس نے راقم کو سنائی، نقل کر رہے ہیں۔ یہ مجاہد کافی عرصے سے اس جیل میں تھے۔ انکی رہائی کے لئے ساتھیوں نے ہر ممکن کوشش کی۔ پانچ لاکھ روپے میں قندھار کے ایک اعلیٰ افسر سے بات بھی ہوئی لیکن عین وقت پر امریکی آجھکے۔ اللہ تعالیٰ انکو مفت میں ہی آزاد کرانے چاہتے تھے۔

”مجھے اور میرے چار پانچ ساتھیوں کو طالبان قیادت کی جانب سے کئی دن پہلے اطلاع دیدی گئی تھی کہ ہم لوگ تیار رہیں اور اندر موجود پہرے داروں سے ٹھیکس۔ باہر سے میرے پاس پائل پیچھا دیا گیا۔ جیل کے قریب ایک اور علاقہ تھا جہاں اتحادی فوج موجود تھی۔ اور براہ راست جیل پر حملے کی صورت میں وہ فوج پیچھے سے آکر حملہ کرنا کام بنا دیتی۔ قندھار شہر میں بڑی تعداد میں امریکی اور ناٹو فوج موجود رہتی ہے۔ اس طرف سے بھی طالبان کو خطرہ تھا۔ چنانچہ طالبان نے مختلف گروپ بنا دیے۔ ایک گروپ نے جیل کے قریب والے علاقے پر حملہ کر دیا۔ دوسرا گروپ قندھار شہر سے جیل کی سمت آنے والے راستوں پر گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ لیکن یہ کافی نہیں تھا چنانچہ طالبان نے اپنے مجاہدوں کے ذریعہ اس دن قندھار گورنر تک یہ اطلاع پہنچا دی کہ آج رات طالبان بہت بڑا حملہ کر کے گورنر ہاؤس پر قبضہ کرنے والے ہیں۔ آپ جانتے ہیں گورنر بلا جنگ نفسیاتی



جنگ ہوتی ہے۔ اور نفسیاتی اعتبار سے افغانستان میں امریکہ سمیت نالٹو اور اتحادی افواج کی صورت حال بہت خراب ہے۔ چنانچہ قندھار والوں کو اپنی فکر پڑ گئی۔

طالبان نے جیل پر حملہ کرنے والے گروپ کو پہلے ہی متعین ایک جگہ پہنچا دیا تھا۔ شام گزری..... ہر روز کی طرح اندھیرے اترنے شروع ہوئے۔ دل میں بار بار خیال آتا..... شاید یہ جیل کی آخری رات ہو۔ منصوبے کے مطابق پہلے دوسرے گروپ کو قریب والے علاقے پر حملہ کرنا تھا۔ اندر ہم پانچ ساتھیوں نے اپنی منصوبہ بندی مکمل کر لی تھی کہ کس طرح اندر کے پہروں داروں سے نمٹنا ہے اور کس طرح قیدی ساتھیوں کو نکالنا ہے..... ہم انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ فائرنگ کی آوازیں شروع ہو گئیں۔ اس کا مطلب تھا کہ اب تھوڑی دیر کے بعد طالبان کو جیل کے باہر پہنچ جانا چاہئے تھا۔ جیل پر حملے کے منصوبے میں پہلے یہ تھا کہ جیل کے قریب والے علاقے پر طالبان کا دوسرا گروپ حملہ کریگا تاکہ انکو اسی جگہ روکا جاسکے۔ اسکے بعد اس طرف جیل والا گروپ مرکزی دروازے والے پہرے داروں پر فائرنگ شروع کریگا تاکہ فدائی پارودہ سے بھرے ٹرک کو جیل کے مرکزی دروازے تک لے جا کر پھنسا سکے۔ اسکے بعد طالبان جیل پر بلہ بولتے۔ جیل کے باہر سے فائرنگ کی آوازیں شروع ہو گئیں۔ پہرے داروں نے بھی فائرنگ شروع کر دی۔ لیکن اب اس فائرنگ کو پانچ منٹ ہو گئے تھے جبکہ مطلب تھا کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔ یا تو فدائی ساتھی پہلے ہی شہید ہو گیا تھا یا گرفتار..... جیل میں موجود تمام پہرے داروں نے مرکزی دروازے کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ انھیں اطلاع ہو گئی تھی کہ ایک ٹرک دروازے پر کھڑا ہے۔ دو منٹ بعد ہی زمین مل گئی اور ایک بڑے شعلے نے پوری جیل کو منور کر دیا۔ اسکے ساتھ ہی طالبان کی جانب سے فائرنگ شروع ہو گئی۔ جن میں بھاری مشین گنتیں، اور دیواروں میں سوراخ کرنے والے میزائل مسلسل داغے جا رہے تھے۔

اندر موجود اکثر پہرے دار مرکزی دروازے کی جانب پہلے ہی بھاگ گئے تھے۔ اندر صرف تین چار پہرے دار باقی تھے۔ پیٹ کی جہنم بھرنے کی خاطر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ندرائی کرنے والے بڑے کا حوصلہ کم ہی رکھتے ہیں۔ میں نے اپنے پھل سے اپنے کمرے پر لگا تالا توڑا۔ اسنے میں باقی ساتھی بھی بیروں سے باہر تھے۔ جس پہرے دار کے پاس چابیاں تھیں اس نے ہمارے ہاتھوں میں پستول دیکھ کر فوراً تمام بیروں کی چابیاں ہمیں دیدیں۔ ایک پہرے دار

نے کچھ گڑبڑ کی اسکو وہیں شوٹ کر دیا۔ اب بڑا مسئلہ یہ تھا کہ قیدیوں کی اتنی بڑی تعداد کو کنٹرول کرنا آسان نہ تھا۔ چنانچہ تالے کھولنے سے ہر بیرک میں بند ساتھیوں کو ہم نے اطمینان دلادیا کہ طالبان باہر موجود ہیں اور سب کو آزاد کرا کر ساتھ لے جائیں گے پھر ہم پانچوں ساتھی جلدی جلدی تمام بیرکوں کے تالے کھولنے لگے۔ وقت کم تھا۔ اور کام زیادہ۔ اسنے میں باہر موجود طالبان مرکزی دروازے والی جانب سے (جواب زمیں بوس ہو چکا تھا) اندر آنا شروع ہو گئے۔ اسکے علاوہ کئی اطراف کی دیوار کو بھی میزائلوں سے توڑ دیا گیا تھا۔ باہر اتحادیوں کا ایک ٹرک طالبان کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ کچھ ساتھیوں کو اس میں بٹھا دیا گیا۔ لیکن ابھی بڑی تعداد پیدل چلی جاتی تھی۔ رات دھیرے دھیرے ڈھلتی جاتی تھی دوسری جانب یہ خطرہ بھی موجود تھا کہ امریکی طیارے نہ پہنچ جائیں۔ چنانچہ سب سے پہلا کام قریبی علاقے میں پہنچنا تھا جہاں جا کر چھپا جاسکے۔ اللہ کر کے وہاں پہنچ گئے۔ صبح نمودار ہونے والی تھی۔ طیارے فضاؤں میں چنگھاڑ رہے تھے۔ چنانچہ یہاں سے آگے سفر جاری نہیں رکھا جاسکتا تھا۔

### فدائی زندہ ہے

اگلی رات طالبان یہاں سے نکالنے کے لئے گاڑیاں لے آئے۔ ہم گاڑیوں میں سوار ہو کر محفوظ مقام کی جانب محو سفر ہوئے۔ ایک ساتھی میرے ساتھ بیٹھا ہوا تھا میں نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں؟ اسکے بجائے دوسرے ساتھی نے جواب دیا ”یہ ٹرک والا فدائی ہے“۔ جواب سن کر میں اچھلا۔ میں نے سر سے پیر تک اسے دوبارہ دیکھا۔ بے ساختہ میرے منہ سے نکلا ”فدائی“ یقین کرنے والی بات ہی نہیں تھی۔ بارود سے بھرا ٹرک پھٹنے والا جسکے دھماکے سے پورا علاقہ لرز اٹھا تھا، آخر اس میں بیٹھا فدائی کس طرح زندہ ہو سکتا تھا۔ فدائی خود بتانے لگا۔ اس نے بتایا کہ جب وہ ٹرک مرکزی دروازے پر لے جانے میں کامیاب ہو گیا اور کلہ پڑھ کر دھماکا کرنے کے لئے ہٹن دیا... لیکن دھماکا نہیں ہو سکا۔ دو تین مرتبہ اس نے جن دبا یا لیکن... جس جام کی تمنا میں گیا تھا.. وہ ایوں تک نہیں آ سکا۔

وہ ٹرک سے کودا اور پیچھے طالبان کی طرف بھاگ کر انھیں صورت حال سے آگاہ کیا۔ انھوں نے فوراً اس ٹرک پر فائرنگ شروع کر دی۔ جسکے نتیجے میں ٹرک میں بھرا بارود پھٹ گیا۔ اس فدائی کی بات سن کر اب وہ بات میری سمجھ میں آ گئی کہ ٹرک دیر سے کیوں پھٹا۔ اسکے دیر سے پھٹنے

سے دو فائدہ ہوئے۔ ایک تو فدائی بیچ گیا اور دوسرا جیل کے مختلف حصوں میں موجود تمام پہرے دار مرکز کی دروازے پر جمع ہو گئے اور ترک کے دھماکے میں مر گئے۔

یہ قندھار جیل کی روداد ہے۔ جہاد کے راستے میں اس طرح اللہ کی مدد قدم قدم پر دیکھنے کو ملتی ہے۔ امریکہ جیسی و سائیکس سے لیس قوت کا مقابلہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی ممکن ہوا۔ اس بات کو جہاد میں لڑنے والا ہر مجاہد اچھی طرح سمجھتا ہے۔

ظاہر بین اب بھی اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرینگے اور جس طرف مغربی میڈیا انکی سوچوں کا رخ موڑ دیا وہ اسی کا ورد شروع کر دیں گے، پھر آپ دیکھیں گے کہ کس تیزی کے ساتھ یہ اللہ کی مدد کو کسی کافر ملک کی مدد قرار دیکر جہاد کے ثمرات و نتائج پر اپنی افواہوں کا غبار ڈالنا چاہیں گے۔

### خراسان سے کالے جھنڈے

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال: بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ قال: يجنى قوم من هاهنا وأشار بيده نحو المشرق أصحاب رايات سود يسألون الحق فلا يعطون مرتين أو ثلاثا فيقاتلون فيصرون فيعطون ما سألوا فلا يقبلونه حتى يه فغو ما إلى رجل من أهل بيتي فيملاها عدلا كما ملئوها ظلما فمن أدرك ذلك منكم لياتهم ولو حبوا على الثلج. (ابو عمر والدائی: ۵۴۷)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس طرف سے ایک قوم آئے گی اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا کالے جھنڈوں والے (ہوں گے) وہ حق مانگیں گے تو وہ (موجودہ حکمران) نہیں دیں گے دو مرتبہ یا تین مرتبہ چنانچہ وہ جنگ کریں گے سو وہ کامران ہوں گے۔ پس وہ ان کو (حق) دیں گے لیکن اس کو وہ قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ وہ اس (حق) مراد امارت) کو میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو دیدیں گے۔ تو وہ اس (زمین) کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دے گا جیسے وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ تو تم میں سے جو بھی ان کو پائے ان کے پاس ضرور آجائے خواہ برف پر گھسٹ کر آنا پڑے۔

محقق ابو عبد اللہ الشافعی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔



حضرت حسنؑ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کو (مستقبل میں) پیش آنیوالی مصیبتوں کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مشرق سے کالے جھنڈے بھیج دیں۔ جس نے ان کالے جھنڈوں (والوں) کی مدد کی اللہ اسکی مدد کریگا اور جس نے ان کو چھوڑ دیا (یعنی انکی مدد نہ کی) اللہ اسکو چھوڑ دیگا۔ (پھر) وہ کالے جھنڈے والے اس شخص کے پاس آئینگے جو میرا ہمنام ہوگا۔ اور اپنی امارت اس (میرے ہمنام) کو سونپ دیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ انکی مدد و نصرت فرما کیں گے۔ (الشن نعيم بن حماد: 860)

یہ حدیث مرسل ہے۔

عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تجيء آيات سود من قبل المشرق وتخوض الخيل في الدماء الى ثند وتها وفيه يزيد بن ابي زياد وهو لين وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد)  
ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مشرق کی جانب سے کالے جھنڈے آئیں گے اور (حالت یہ ہوگی کہ) گھوڑے سینے تک خون میں ڈوبے ہوں گے۔“

اس روایت میں یزید ابن ابی زیاہ راوی لیں ہیں اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

خالد بن معدان فرماتے ہیں کہ جب تم رمضان کے مہینے میں مشرق کی جانب آسمان میں آگ کا ستون دیکھو تو جتنا کھانا تم اکٹھا کر سکو کر لینا کیونکہ یہ سال بھوک کا سال ہوگا۔ (الشن نعيم بن حماد: 627)

فائدہ..... آگ کے ستون سے کیا مراد ہے؟ یہ اور کئی دیگر روایات میں کچھ ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو آخری جنگوں میں خطرناک ہتھیاروں کے استعمال کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔  
عمر بن مرۃ الجملی جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں فرماتے ہیں خراسان سے کالے جھنڈے ضرور نکلیں گے یہاں تک کہ انکے گھوڑے اس زیتون کے درخت کے ساتھ باندھے جائیں گے جو لہیا اور حرستا کے درمیان ہے۔ (راوی کہتے ہیں) ہم نے کہا ان دو جگہوں کے درمیان تو ایک بھی زیتون کا درخت نہیں ہے۔ انھوں نے فرمایا ان دونوں جگہوں کے درمیان زیتون لگائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ (کالے جھنڈوں والے) یہاں آئیں گے اور اپنے گھوڑوں

کو ان کے ساتھ باندھیں گے۔ (الفتح النعم بن حماد: 861) اس میں الولید بن مسلم ہیں اور انھوں نے عن سے روایت کی ہے۔ چنانچہ یہ روایت ضعیف ہے۔

محمد بن حنفیہ نے فرمایا بنو عباس کے جھنڈے نکلیں گے پھر خراساں سے دوسرے کالے جھنڈے نکلیں گے انکی ٹوپیاں (یا پگڑیاں) کالی ہوں گی اور ان کے کپڑے سفید ہوں گے ان کے ہزاروں دستہ پر ایک شخص کمانڈر ہوں گے جنکو شعیب بن صالح بن شعیب کہا جاتا ہوگا جو کہ قبیلہ بنو تمیم سے ہوں گے۔ یہ (کالے جھنڈوں والے) سفیانی کے لوگوں کو شکست دیں گے یہاں تک کہ بیت المقدس آجینگے اور اپنی امارت مہدی کو سونپ دیں گے اور ان کو شام سے تین سو کی کمک آئیگی ان کے نکلنے اور امارت مہدی کو سونپنے کے درمیان بہتر ۲۷ مہینوں کا عرصہ ہوگا۔ (الفتح: ۸۵۱)

اس روایت میں الولید بن مسلم ہیں اور عن سے روایت کی ہے نیز اس میں عبدالکریم بن ابی مخارق ہیں جو کہ ضعیف ہیں۔

نوٹ: خراساں سے نکلنے والے کالے جھنڈوں کے بارے میں تفصیلاً ”تیسری جنگ عظیم اور وہاں“ میں دیکھ سکتے ہیں۔

### سفیانی کی نیہال.... بنو کلب کہاں ہیں

حضرت ارطاة نے فرمایا ”سفیانی ثانی کے زمانے میں الحدۃ (کسی بھاری چیز کے گرنے کی آواز) ہوگی (یہ آواز ایسی ہوگی) کہ ہر قوم یہی سمجھے گی کہ ان کے قریب والے تباہ ہوئے ہیں۔

محقق احمد بن شعبان کے نزدیک اس کی سند لا باس بہ درجے کی ہے۔

حضرت ارطاة نے فرمایا سفیانی کوفہ میں داخل ہوگا۔ تین دن تک وہاں دشمنوں کو قیدی بنائے رکھے گا اور ساتھ ہزار اہل کوفہ کو قتل کرے گا پھر یہاں اٹھارہ راتیں قیام کرے گا ان کے اموال تقسیم کرے گا اس کا کوفہ میں داخل ہونا ترکوں اور اہل مغرب سے قزقیسیاء کے مقام پر جنگ گرنے کے بعد ہوگا۔ ان میں ایک جماعت خراساں لوٹ جائے گی۔ سفیانی کا لشکر آریکا قلعوں کو گھراتا ہوا کوفہ میں داخل ہو جائے گا اور خراساں والوں کو طلب کریگا اور خراساں میں ایک قوم کا ظہور ہوگا جو مہدی کی دعوت دیگی پھر سفیانی مدینہ کی جانب لشکر روانہ کریگا آل محمد کو قیدی بنائے گا یہاں تک کہ ان کو کوفہ پہنچا دیگا پھر مہدی اور منصور کوفہ سے فرار ہو کر نکل جائیں گے اور سفیانی ان دونوں کی تلاش میں لشکر روانہ کریگا سو جب مہدی اور منصور مکہ پہنچ جائیں گے تو سفیانی کا لشکر مقام

”بہداء“ میں اترے گا اور ان کو دھنسا دیا جائے گا پھر مہدی نکلیں گے یہاں تک کہ مدینہ سے گزریں گے جو وہاں بنی ہاشم ہوں گے ان کو نجات دلائیے اور کالے جھنڈے آئیے اور پانی پر اتریں گے۔ کوفہ میں موجود سفیانی کے لوگوں کو جب ان (کالے جھنڈے والوں) کے آنے کی خبر ملے گی تو وہ بھاگ جائیں گے پھر وہ (مہدی) کوفہ میں آئیے اور وہاں موجود بنی ہاشم کو نجات دلائیے اور کوفہ کے معززین نکلیں گے جنکو ”العصب“ کہا جاتا ہوگا ان کے پاس بہت تھوڑا اسلحہ ہوگا اور ان میں سے اہل بصرہ میں ایک شخص ہوگا پس یہ (کوفہ والے) سفیانی کو پالیں گے اور کوفہ کے جو قیدی ان کے پاس تھے ان کو چھڑائیے اور کالے جھنڈے مہدی کی بیعت کیلئے جائیں گے۔ (الفتن: ۸۵۰)

محقق احمد بن شعبان اسکی سند کو لا باس بہ کہتے ہیں۔

### بنو کلب کون ہیں؟

امام مہدی کے خلاف سفیانی کے ساتھ اسکے بیہابی بنو کلب کے لوگ زیادہ ہو گئے۔ بنو کلب قبیلہ قضاہ کی شاخ ہے۔ دور جاہلیت میں بنو کلب دومۃ الجندل، تبوک، اور وادی القری اور اطراف شام میں آکر آباد ہوئے تھے۔ بنو کلب موجودہ دور میں قبیلہ ”الشرارات“ کے نام سے مشہور ہیں۔ جن محققین نے قبیلہ الشرارات کو بنو کلب کہا ہے ان میں شیخ حمد الجاسر، شیخ محمد البسام، السبکی اور محمود شا کر شامل ہیں۔ محمود شا کر نے الشرارات کا موجودہ مسکن سعودی عرب میں اردن کی سرحد کے نزدیک وادی سرخان کو بتایا ہے۔ علامہ شکیب ارسلان کی بھی یہی تحقیق ہے کہ بنو کلب کو آج کل الشرارات کہا جاتا ہے۔ انکے علاوہ علامہ روکس بن زائد العزیزی اور استاد عبد اللہ بن قاسم النواقل قابل ذکر ہیں۔ یہ علاقہ سعودی عرب میں تبوک سے اوپر اردن کی جانب ہے۔ امریکہ کے کچھ پر سعودی حکومت اس تمام علاقے کو اردن کو دینے پر راضی ہے۔

### علامات مہدی

عن علی بن ابی طالب قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال تكون في آخر الزمان فتنة يحصل الناس فيها كما يحصل الذهب في المعدن فلا تسوا اهل الشام ولكن سبوا اشراهم فان فيهم الابدال يوشك ان يرسل على اهل الشام سيب من السماء فيغرق جماعتهم حتى لو قاتلتهم الثعالب غلبتهم



فعند ذلك يخرج خارج من اهل بيتي في ثلث رايات المكثريقول لهم خمسة عشر الفا والمقليل يقول اثنا عشر اماراتهم اُمت اُمت يلقون سبع رايات تحت كل راية رجل يطلب الملك فيقتلهم الله جميعا ويرد الله الى المسلمين الفتنهم ونعيمهم وقاصيهم ودانيهم هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه. ووافقه الذهبي (مستدرک حاکم مع تعلیقات الذہبی: ۸۶۵۸)

ترجمہ: حضرت عقی سے منقول ہے کہ آخری زمانے میں فتنے برپا ہونگے اور لوگ ان میں اس طرح چھٹ جائیں گے جس طرح سونا کان میں چھاننا جاتا ہے۔ پس تم اہل شام کو برا مت کہو البتہ جو لوگ ان میں برے ہیں انکو برا کہو۔ ان میں اولیاء اللہ بھی ہیں۔ عنقریب ان پر آسمان سے سیلاب آئے گا جو انکی جمعیت کو غرق کر دے گا۔ (وہ اتنے کمزور ہو جائیں گے) کہ اگر ان پر لومڑیاں بھی حملہ کریں تو وہ بھی ان پر غالب آ جائیں گی۔ ایسے وقت میں میرے اہل بیت سے ایک شخص تین جھنڈوں کے ساتھ آئے گا۔ انکے لشکر کی تعداد کا اندازہ زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار اور کم سے کم بارہ ہزار لگایا جائے گا۔ ان کا علامتی لفظ ابوت ابوت ہوگا۔ وہ ساتھ جھنڈوں پر مشتمل فوج سے مقابلہ کریں گے۔ جن میں ہر جھنڈے کے تحت لڑنے والا حکومت کا ظہیر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کر دے گا۔ اور مسلمانوں کے بعد تفرقہ کو مناکرا انکے اندر الفت بھردے گا اور انکو خوشحالی سے سرفراز فرمائے گا۔

حاکم نے اسکی سند کو صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے بھی اس اتفاق کیا ہے۔

علی بن عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں مہدی اس وقت تک نہیں آئیں گے جب تک کہ سورج کے ساتھ ایک نشانی طلوع نہ ہو۔ (مصنف عبد الرزاق ج: ۱۱ ص: ۳۷۳۔ جامع معمر بن راشد ج: ۴ ص: ۱۳۲۔ الفتن نعیم بن حماد: ۹۰۵)

محقق احمد بن شعبان نے اس سند کو لایا اس پر قرار دیا ہے۔

ابن میرین فرماتے ہیں کہ مہدی کا خروج اس وقت ہوگا جب ہرنو میں سے سات قتل ہو جائیں۔ (الفتن نعیم بن حماد: ۹۱۲)

محقق احمد بن شعبان نے اس سند کو لایا اس پر قرار دیا ہے۔

تھم بن نافع نے جراح سے انھوں نے ارطاف سے روایت کی ہے۔ ارطاف نے فرمایا لوگ

جب منیٰ اور عرفات میں ہو گئے اور قبائل گروہ درگروہ ہو جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا ”سنو! تمہارا امیر فدا شخص ہے۔“ اس کے بعد دوسری آواز آئے گی ”سنو! اس (اعلان کرنے والے) نے جھوٹ کہا ہے۔“ اس کے بعد ایک اور آواز ہوگی ”خبردار! اس نے سچ کہا ہے۔“ پھر وہ (دونوں فریق) سخت لڑائی کریں گے۔ چنانچہ وہ گھوڑے کی زینوں کو اسلحے کے طور پر استعمال کریں گے۔ اور یہی زینوں والا لشکر ہے۔ اس وقت تم آسمان میں کفار معلومہ دیکھو گے۔ سخت جنگ ہوگی یہاں تک کہ اہل حق کے لشکر میں صرف اصحاب بدر کی تعداد کے برابر باقی رہ جائیں گے۔ سو وہ چلے جائیں گے یہاں تک کہ اپنے صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ (الفتح نعیم بن حماد: 936)

محقق احمد بن شعبان کہتے ہیں کہ اس کی سند بھی لا یاس بہ ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مہدی میں اللہ تعالیٰ ایک رات میں (قیادت کی) صلاحیت پیدا فرما دیں گے۔ (قریبی لفظ کی ساتھ علامہ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ دیکھئے صحیح الجامع 6735)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر قتل کی اولاد میں سے پانچویں کے دور میں گھمسان کی جنگیں ہوں گی۔ روم پر ہر قتل کی حکومت رہی، اس کے بعد اس کا بیٹا قسطنطین ابن ہرقل، اس کے بعد اس کا بیٹا قسطنطین (Constantine) ابن قسطہ پھر اس کا بیٹا اصطخان بن قسطنطین حاکم ہوگا۔ پھر روم کی بادشاہت ہر قتل کی اولاد سے نکل کر آل لیون (Lyon) کے پاس چلی جائے گی۔ اور دوبارہ ہر قتل کی اولاد میں سے پانچویں کے پاس دوبارہ واپس آئے گی، جس کے دور میں ”ملائم“ ہوگی۔ (الفتح نعیم بن حماد: 1223)

اسکی سند مرسل ہے۔

فائدہ..... روم پر ہر قتل (Heraclius) کی حکومت ۶۱۰ تا ۶۴۱ عیسوی تک رہی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ایک جماعت بصرہ نامی جگہ میں آئے گی چنانچہ وہاں ان کی تعداد اور باغات بہت زیادہ ہو جائیں گے۔ پھر بنو قسطورہ آئیں گے۔ پس مسلمان تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک گروہ اونٹوں کی ذمہ پکڑے صحراء میں چلا جائے گا اور ہلاک ہو جائے گا۔ جبکہ دوسرا گروہ اپنی جانوں کو بچا کے بیٹھ جائے گا پس کافر ہو جائے گا یہ اور پہلا فرقہ برابر ہیں۔ البتہ تیسرا فرقہ اپنے گھروالوں کو اپنی بیٹیوں پر لا دے ہوگا چنانچہ ان کے

مقتول جنت میں جائیں گے ان کے باقی افراد کو اللہ تعالیٰ فتح سے ہمکنار فرمائیں گے۔ (مسند احمد: ۲۰۳۷۵)

فائدہ..... موجودہ عراق جنگ میں بھی بصرہ کا محاذ کافی گرم رہا ہے۔  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ملازم شروع ہو جائیں گی تو دمشق سے موالی (آزاد کردہ غلاموں) کا ایک لشکر نکلے گا۔ وہ تمام عربوں میں بہترین گھڑ سوار اور عمدہ اسلحہ والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس دین کو ان کے ذریعے مضبوط فرمائیں گے۔ (الفتن نعیم بن حماد: 1233)  
علامہ ناصر الدین البانی نے اسکو السلسلۃ الصحیحہ حدیث نمبر 2777 میں حسن کہا ہے۔

عن ابی ثعلبہ الخشنی رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رایت الشام مأدبة او مائدة رجل اهل بيته فعند ذلك فتح القسطنطينية واطن ابن وهب قال مائدة (الفتن نعیم بن حماد 49 12 رواه احمد، والطبرانی فی المعجم الكبير، والحاكم فی المستدرک، وقال الهيثمي فی مجمع الزوائد: رواه ابو داؤد منه طرفاً ورواه احمد ورجاله رجال الصحيح).

ترجمہ: حضرت ابو ثعلبہؓ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں انھوں نے فرمایا جب تم دیکھو کہ شام اہل بیت کے ایک شخص کا میزبان یا دسترخوان بنا ہے تو اس وقت قسطنطنیہ فتح ہوگا۔ (راوی کہتے ہیں کہ) میرا خیال ہے کہ ابن وہب نے دسترخوان کہا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر قل کی اولاد میں سے پانچویں کے دور میں ملازم ہوں گی جنکا نام [طبر] یعنی طہارہ ہوگا۔ (الفتن نعیم بن حماد: 1280)  
اسکی سند مرسل ہے۔

حسان بناعطیہ کہتے ہیں کہ ملحمۃ الصغریٰ میں رومی اردن کی ہموار زمین اور بیت المقدس پر قبضہ کر لیں گے۔ (الفتن نعیم بن حماد)  
محقق احمد بن شعبان کہتے ہیں یہ سند لا باس بہ ہے۔

### اسلام پسندوں اور اسلام بیزاروں میں کشمکش

صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں اسلام پسندوں اور اسلام بیزاروں میں کشمکش جاری ہے۔ اسلام بیزاروں کا معاملہ ناقابل فہم ہے۔ انکا ہر عمل، ہر کوشش، ہر نعرہ بلکہ تمام زندگی کا



مقصد اسلامی احکامات سے بغاوت، شعائر اسلام کی توہین و تذلیل اور قرآنی احکامات کو ازکار رفت اور پرانے دور کی روایات کہہ کر انکو سرے سے ہی مٹا دینا ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ وہ بھی اپنے تمام اقدامات کو اسلام سے ہی ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انکے لئے انکے پاس مختلف نعرے ہیں۔ مثلاً اسلام میں انتہا پسندی کی کوئی گنجائش نہیں، اسلام ایک اعتدال پسند مذہب ہے۔ (اعتدال پسند انتہا پسند اور ان جیسی اصطلاحات یہودیوں کی وضع کردہ ہیں۔ انکے نزدیک ہر وہ قوت جو یہودی مفادات کے راستے میں رکاوٹ بنے، وسیع تر اسرائیل کے قیام، تمام یہود قبائل کی اسرائیل واپسی اور دجال کے منصوبوں کے لئے خطرہ پیدا کر سکے وہ انتہا پسند ہے۔ اور ہر وہ قوت جو یہود کے تمام منصوبوں میں معاون ہو جائے انکے نزدیک اعتدال پسند اور روشن خیال ہے)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام ایک اعتدال پسند مذہب اور یہ امت معتدل امت ہے۔ لیکن قرآن کی نظر میں اعتدال کی تعریف کیا ہے؟ یہ امت معتدل امت کس وقت کہلائے گی؟ ہمیں اسکا جواب قرآن ہی سے لینا چاہئے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک معتدل امت بنایا۔ یعنی ایک ایسی امت جو نہ زیادتی کرتی ہے اور نہ کمی کرتی ہے۔ بلکہ اللہ کے نازل کردہ احکامات کو اسی طرح مانتی ہے جس طرح اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائے۔

اب جو لوگ ان احکامات میں زیادتی کرینگے وہ اعتدال پسند (Moderate) نہیں کہلا سکتے۔ اسی طرح جو ان احکامات میں کمی کریں گے یعنی کچھ احکامات کو تو مانیں گے اور کچھ کو چھوڑ بیٹھیں گے وہ بھی اعتدال پسند نہیں کہلا سکتے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً

ترجمہ: اے ایمان والو! پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ یعنی جو پورا کا پورا دین میں داخل ہوگا وہی امت وسط یعنی معتدل امت میں شمار ہوگا۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ مذکورہ دونوں گروہوں میں سے کون اعتدال پسند ہے اور کون انتہا پسند؟ جہاں تک اسلام پسندوں کا تعلق ہے ان کی کوشش یہی ہے کہ یہ امت پوری کی پوری اسلام میں داخل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو کرنے کا حکم فرمایا انکو کیا جائے اور جن چیزوں سے

منع فرمایا ان سے بچا جائے۔

دوسری جانب اسلام نیز ارقوتیں ہیں اگرچہ وہ بھی اپنے اقدامات کے لئے قرآن سے ہی سہارا لینا چاہتی ہیں۔ انکی جانب سے اسلام پسندوں پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ وہ قرآن کی تشریح (Interpretation) غلط کرتے ہیں۔ مثلاً پردہ، جہاد وغیرہ کے بارے میں۔ لیکن جب اعتراض کرنے والوں سے پوچھا جاتا ہے کہ اسلامی احکامات کی تشریح قرآن وحدیث ہی سے سمجھی جاسکتی ہے تو انکا اصرار یہ ہوتا ہے کہ ان احکامات کی وہی تشریح کی جائے جو یورپ و امریکہ کو قابل قبول ہو۔

درحقیقت انھیں اسلام سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ وہ اسلام کا سہارا صرف اسلئے لے رہی ہیں کہ وہ پاکستان جیسے ملک میں موجود ہیں۔ اسلام سے مکمل بغاوت کر کے وہ یہاں ٹھہر نہیں سکتیں۔ لہذا انکا اسلام کا سہارا لینا مجبوری کے تحت ہے نہ کہ اسلام سے محبت کی وجہ سے۔ چنانچہ وہ ایک ایسا اسلام چاہتی ہیں جو انکی حیوانی خواہشات کے راستے میں بالکل رکاوٹ نہ بنے، جو انکے رنگ میں بھنگ نہ ڈالے۔ وہ شراب پینا چاہیں انھیں کوئی روکنے والا نہ ہو، وہ بھری محفلوں میں کھلے عام جنسی درندگی کا مظاہرہ کریں انکا اسلام انکے پاؤں کی زنجیر نہ بنے، وہ شریف زادیوں کو گھروں سے نکال کر ”کوٹھوں“ کی جہنم میں جھونک ڈالیں ان سے کوئی پوچھنے والا نہ ہو، وہ شریفوں کے محلے میں آکر گیٹ ہاؤس بنالیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ گیٹ ہاؤس اہل محلہ کے لئے گھوسٹ ہاؤس (Ghost House) یعنی بھوت بنگلے میں تبدیل ہو جائے جسکو اصطلاح میں Whore House یا طوائف کا گھر کہا جاتا ہے۔ اس پر اہل محلہ کو ”برداشت“ کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے اور انکے ”گھر“ کی چادر و چار دیواری کے تقدس کو پامال کرنے کی جرأت نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ انکا مغرب کے سانچوں میں ڈھلا ”اسلام“ انھیں سب کچھ کرنے کی اور دوسروں کو برداشت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ سو وہ جو چاہے کریں۔

مذکورہ دونوں قوتوں کے مابین یہ کشمکش کوئی آج شروع نہیں ہوئی بلکہ زیادہ پیچھے نہ بھی جائیں تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ خلافت عثمانیہ کے آخری قوتوں میں اس کشمکش کا آغاز ہو چکا تھا۔ بیسویں صدی کی ابتداء عالم اسلام کی درماندگی و لاپارگی کی انتہاء تھی۔ عالم اسلام کے زوال کے ساتھ مسلمانوں میں مایوسی، ناامیدی، یقین کی کمی اور عملیت پسندی کا فقدان بھی عروج پہ تھا۔ ایسے

وقت میں مسلمانوں کے اندر موجود اسلام بیزارتوں کو کھیلنے کے بڑے مواقع میسر تھے، اپنے دلوں میں چھپے نفاق، اسلام سے بیزاری اور اسلام دشمنی کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے انکے پاس بڑے دلائل اور بڑی باتیں تھیں۔ وہ بڑی آسانی سے اپنی نااہلی، بزدلی، بے غیرتی اور بے ایمانی کا سارا ملہ اسلام اور اسلامی نظام سلطنت پر ڈال رہے تھے۔ یورپ و امریکہ کی یونیورسٹیوں سے فارغ مستشرقین انکو اسلام اور اسلامی احکامات کے خلاف نئے نئے نعرے اور دلائل دیتے اور یہ انکو یہود کی سرپرستی میں مسلمانوں کے اندر پھیلانے کی کوشش کرتے۔ چونکہ انکے مقابلے پر اسلام پسندوں کا دفاع بہت کمزور تھا اور پھر عالم اسلام کی مجموعی صورت حال بھی بڑی مایوس کن تھی سو اسلام بیزاروں نے سمجھا کہ اب عالم اسلام میں ہمارا پیش کردہ اسلام چلے گا۔ جس میں روشن خیالی، مادر پدر آزادی اور سیکولر طرز حکومت ہوگا۔ اس کام کے لئے یہود کے ہاتھوں نہایت کارآمد بندہ ہاتھ لگا جو قیامت تک عالم اسلام کی تاریخ کی پیشانی پر کلنگ کا ٹیکہ رہیگا۔ یہ تھا انا ترک مصطفیٰ کمال پاشا۔ عالم اسلام اور خصوصاً ترکی میں اس وقت یہودی خفیہ تحریک ”فریمین“ کے بڑھتے اثر و رسوخ کی وجہ سے انا ترک کے سامنے کوئی بند نہ باندھا جاسکا۔

سوقوت کے بل بوتے پر اسلام بیزاروں نے ایک نئے اسلام کو متعارف کرانا چاہا جو بہت حد تک یہود کے مسخ شدہ دین سے ملتا جلتا تھا۔ انکے اس ”نئے اسلام“ کی بنیاد خواہشات پر رکھی گئی تھی۔ انکی خواہشات انکے لئے حجت، انکا دل انکا مفتی اور شراب کے نشے میں دھت انکی زبانوں سے نکلے الفاظ انکے لئے شریعت کا درجہ رکھتے تھے۔

ان نام نہاد اعتدال پسندوں اور روشن خیالیوں کی قوت برداشت اور انتہا پسندی کا یہ عالم تھا کہ ان سے نمازیں برداشت نہ ہوئیں، عربی میں اذان انکے کانوں کو سننا گوارا نہ ہو سکی، عربی رسم الخط کے لئے انکا دل تنگ پڑ گیا۔

اس کشمکش کو اب ایک صدی ہو چکی ہے۔ وہی نعرے، وہی انداز، وہی طرز استدلال۔ سب کچھ وہی ہے۔ وہی فرعونیت، اپنی بات منوانے کے لئے ظلم و تشدد، توپ و تفنگ زعمان و جن جن دار ہیں۔ جو انکی بات سے اختلاف کرے اور قرآن و سنت سے انکے جواب میں دلائل پیش کرے یہ اسکو ہمیشہ کے لئے عائب کر دیتے ہیں، اپنی بات مسلط کرنے کے لئے جیلوں میں ایسا ظلم کہ شیطان رقص کرے..... یہ آج بھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ کل کی طرح ظلم و تشدد سے یہ اپنا ”نیا اسلام“



مسلمانوں سے منوالیں گے۔ لیکن اب ذرا فرق ہے۔ انیسویں صدی کا سورج غروب ہوا تو اپنے ساتھ تو اسلام پسندوں کی شان و شوکت کو بھی لے ڈوبا، پھر جب بیسویں صدی کا سورج طلوع ہوا تو وہ اسلام دشمنوں اور اسلام بیزاروں کی فتح کی نوید لے کر طلوع ہوا۔ اسلام پسندوں کی صبح امید کی راہ میں... طویل رات حائل ہو گئی.... جو طویل سے طویل تر ہوتی چلی گئی۔ علامہ اقبال کے درد بھرے دل سے اٹھنے والی ٹیسس اسلام پسندوں کی دل کی کرہن، درد اور کرب کا پتہ دیتی ہیں۔

لیکن ہر رات کو جانا ہی ہوتا ہے اور پھر صبح کو جلوہ افروز ہونا ہی پڑتا ہے۔ جس طرح بیسویں صدی کا سورج اسلام دشمنوں اور اسلام بیزاروں کے لئے ایک نئی صبح لے کر طلوع ہوا تھا، اسی طرح اکیسویں صدی کا سورج اسلام پسندوں کے لئے ایک ایسی صبح لے کر نمودار ہوا کہ کم بینائی والا بھی صاف دیکھ سکتا ہے کہ صبح امید طلوع ہو چکی ہے۔ انیسویں صدی جاتے جاتے مسلمانوں کی آخری امید (۱۹۷۹ء میں شیخو سلطان شہید کی شہادت) کو بھی اپنے ساتھ لے گئی۔ جبکہ بیسویں صدی کا سورج جاتے جاتے اسلام بے زاروں کے منہ پر (جہاد افغانستان اور اسلام کے نفاذ سے) کا لک مل گیا اور اس امت کے دلوں میں صبح امید کی نئی کرنیں جگا گیا۔

اکیسویں صدی بیسویں صدی نہیں۔ وہاں ایک شکست خوردہ، تھکی ہوئی اور ناامید قوم تھی، یہاں فاتح، تازہ دم اور امیدوں کے سمندر میں غوطہ زن قوم ہے۔ وہاں اسلام بیزاروں، بے ضمیروں اور ملت فروشوں نے جو چاہا کیا، عالم اسلام کو اسلام دشمنوں کی کالونی بنوا دیا، عالم اسلام کی شان و شوکت کو یہودی لونڈیوں کی زلفوں میں گھنٹا کر رکھ دیا، کہ کوئی پوچھنے والا ہی نہ تھا۔ لیکن یہاں ایسا نہیں ہو سکتا۔

پاکستان میں موجود اسلام بے زار قوتیں نہ تو اسلام سے کوئی ہمدردی رکھتی ہیں اور نہ ہی انہیں پاکستان سے کوئی لگاؤ ہے۔ بلکہ یہ اپنی خواہشات کی جہنم بھرنے کے لئے پاکستان کو بیچ کھاتے ہیں۔ دفاعی راز، قومی سلامتی کے مسائل، قومی غیرت اور قومی وسائل کو نصف صدی سے کون لوٹ رہا ہے؟ کئی بے مکڑوں کی طرح ملک بھر میں پھیلی این جی اوز کے کارناموں سے کون واقف نہیں ہے؟ پاکستان کو بدنام کرنے کے لئے کونسا موقع ہے جسکو یہ ہاتھ سے جانے دیتی ہوں؟ بد چلن اور بے راہ رواہ عورتوں کو پاکستان سے بیرون ملک لے جا کر پاکستان کی جگہ ہنسائی کون کراتا ہے؟ برطانیہ و امریکہ میں گس کے بچوں کے خرچے بھارتی انٹیلی جنس ایجنسیاں

برداشت کرتی ہیں، یہی اسلام بیزار قوتیں ہیں جنہوں نے بھارتی شراب و شباب کے بدلے پاکستان کے سارے دریاؤں کو خشک کرا ڈالا ہے۔

کیا پاکستان کی تاریخ میں کوئی ایک ایسا موقع بھی آیا جب کبھی ملک کو قربانیوں کی ضرورت پڑی ہو اور ان این جی اوز یا اسلام بیزاروں نے وطن کے لئے کوئی قربانی دی ہو؟ پاکستان کو دولت کرنے والے اسلام پسند نہیں بلکہ یہی اسلام بیزار قوتیں تھیں جسکی وجہ سے پوری قوم کو ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر جب روس افغانستان میں داخل ہوا تو روسی بھیڑیوں کو پاکستان کے دسترخوان پر ٹوٹ پڑنے کی دعوت دینے والے، پشاور اور کوئٹہ میں سرخ جھنڈے ہاتھوں میں لئے، روسی فوجیوں کے استقبال کے لئے بے چین، اسلام پسند نہیں بلکہ یہی اسلام بیزار طبقہ تھا۔ اور اب امریکیوں اور بھارتی ہندوؤں کے لئے جاسوسی کرنے والے اسلام پسند نہیں بلکہ وہ ہیں جو آئے دن دلی کے بازاروں کی رنگینیاں دیکھنے کے لئے مرے جاتے ہیں۔

حالانکہ دوسری جانب اسلام پسندوں کا عالم یہ ہے کہ انہوں نے اس چین کی سیرابی کے لئے ہمیشہ اپنا خون جگر پیش کیا۔ روس کی خلاف لڑی جانے والی جنگ، جو افغانستان کے کوساڑوں میں لڑی گئی درحقیقت پاکستان کے دفاع کی جنگ تھی۔ کشمیر میں بھارتی درندگی کے سامنے ڈٹے رہنے والے اور اپنا خون دے کر پاکستان کی شہرگ کی حفاظت کرنے والے اسلام پسند ہی ہیں۔ جبکہ اسلام بیزاروں کا یہ عالم ہے کہ انکا بس نہیں چلتا کہ کشمیر کیا پورا پاکستان ہی اکھنڈ بھارت کا حصہ بنوا دیں۔ پھر بھی کہتے ہیں کہ پاکستان ہمارا ہے۔ سچ بات کہیں تو پاکستان میں انکا کچھ بھی نہیں۔ ہاں البتہ اگر یہ طبقہ بھارت کو اپنا کہے تو بات کسی قدر سمجھ میں آتی ہے۔ کیونکہ بھارتی آقاؤں کے لئے انکی خدمات اتنی ضرور ہیں کہ برے وقت میں دلی میں انکو جائے پناہ مل جائے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ کئی مسلم ممالک کو سیکولر بنانے کے تجربے کئے جا چکے ہیں اور ہر ایک جانتا ہے کہ بالکل ناکام رہے۔ اور پھر پاکستان جیسے ملک میں اسلام کے علاوہ کوئی اور نظریہ اس قوم کو متحد نہیں رکھ سکتا۔ اسلام ہی وہ واحد نظریہ ہے جو برے سے برے وقت میں بھی اہل پاکستان کو حوصلے اور جذبے عطا کرتا ہے۔ چنانچہ یہودیوں کی ایجاد کردہ اصطلاحات کی آڑ لے کر شعاغر اسلام کے خلاف زبان درازی سے باز رہا جائے اور اسلام بیزار اور پاکستان دشمن قوتوں کے کہنے میں آکر دینی قوتوں اور علماء کرام کے خلاف کسی بھی ایسے اقدام سے گریز کیا جائے جسکا

فائدہ اسلام دشمن قوتیں اٹھالے جائیں۔

دنیا کے بدلتے حالات کو سمجھنے کی ضرورت ہے، اسلامی شان و شوکت کا سورج طلوع ہو چکا ہے لہذا امریکی دہمارتی چمکا دڑوں کے سورج کو برا بھلا کہنے سے اسکو گہن نہیں لگے گا۔

### دجالی قوتیں مجاہدین کی دشمن کیوں؟

آخر انکا تصور کیا ہے؟ نہ انکے پاس بہت زیادہ افرادی قوت ہے؟ نہ انکے پاس جدید تعلیم ہے۔ نہ ٹیکنالوجی نہ اینٹیم بم۔ آخر کیا وجہ ہے کہ پہاڑوں میں بھی دجال اور اسکے اتحادیوں کو برداشت نہیں؟ تمام دجالی قوتیں انکے خلاف متحد ہیں اور اپنی ماؤں کے جے مروانے کے لئے سر زمین افغان پر آگئے ہیں۔ تباہ و برباد بھر کے انکے ملکوں کو واپس جارہے ہیں۔ اصل دشمنی کیا ہے؟ ابلیس کی سب سے بڑی دشمنی خلیفہ اعظم، محسن، انسانیت، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ ابلیس کی اس وقت مکمل کوشش یہ ہے کہ دجال اور اسکی قوتیں ہر حال میں یہ معرکہ جیت جائیں تاکہ امت محمدیہ کو اللہ کی نظروں میں ناکام دکھاسکے۔ یہ معرکہ خیر و شر جاری ہے اور ابلیس شر کی قوتوں کے ذریعے دنیا سے خیر کا مکمل خاتمہ کرانا چاہتا ہے۔

ابلیس، اور اسکے آلہ کار اور یہودیوں کی جنگ مکمل تقدیر الہی کے خلاف تکبر اور ہٹ دھرمی پر مبنی ہے لہذا اسکا خیال ہے کہ وہ اس جنگ کو جیتنے کے لئے آخر میں اپنی سب سے بڑی قوت دجال (Anti christ) کو لیکر آریگا جو تمام دنیا سے خیر کی قوتوں کا خاتمہ کر کے ابلیس کا نظام قائم کریگا۔

اس معرکے میں تعالیٰ اللہ اپنے بندوں کو آزار دہ ہے ہیں کہ اسکے وعدوں پر کون یقین رکھتا ہے اور کون اسکے وعدوں کو بھول کر ابلیس کے دھوکے میں آتا ہے۔

اس امتحان کے بارے میں قرآن کریم نے ایک جگہ نہیں کئی جگہ بیان کیا ہے۔ فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمِ الصَّابِرِينَ۔ کیا تم نے یہ سمجھ لیا کہ تم یوں ہی جنت میں داخل کر دئے جاؤ گے حالانکہ اللہ نے ابھی یہ ظاہر بھی نہیں کیا کہ تم میں جہاد کرنے والے کون ہیں اور جہم جانے والے کون ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا اَلَمْ أَحْسِبِ النَّاسَ اَنْ يُّسْرِكُوا اَنْ يُّسْئَلُوا اَمَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ۔

ترجمہ: اَلَمْ۔ کیا لوگ یہ سمجھ بیٹھے کہ انکو صرف یہ کہنے پر چھوڑ دیا جائیگا کہ وہ ایمان لائے اور



انکو آڑ مایا نہیں جائیگا۔ (ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ) ہم ان سے پہلے والوں کا بھی امتحان لے چکے ہیں لہذا اللہ ہر حال میں انکو ظاہر کریگا جو سچے ہیں اور ہر حال میں انکو بھی ظاہر کریگا جو جھوٹے ہیں۔

واضح رہے کہ یہ بات اللہ ان لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ کہ یہ امتحان ہر حال میں دینا ہوگا تاکہ چٹوں اور جھوٹوں، مومن اور منافق کا پتہ لگ جائے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ یہ امتحان کلمہ کی سچائی کا ہوگا کہ کلمہ پڑھنے والوں نے اس کو کتنا نبھایا۔

اب ہر مسلمان کو سوچنا چاہئے کہ یہ جنگ اصل کس چیز کے لئے ہے؟ یہ جنگ ہے اس بات کی کہ شیطان اور اسکے حلیف دنیا سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو مٹانا چاہتے ہیں، جبکہ ان کے خلاف برسرِ پیکار مجاہدین اسکے عزائم کو ناکام بنا کر کالی کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر کٹ مرنا چاہتے ہیں، آمنہ کے لعل صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن پر جسموں کی یوٹیاں کر رہے ہیں، اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا سب کچھ لٹانے کا عزم کر چکے ہیں، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر ماں باپ کی محبت کو پروان چڑھا چکے ہیں، نبی کے دین کو بچانے کے لئے اپنا سب کچھ لٹا چکے ہیں۔

اللہ اور اسکے حبیب سے محبت کرنے والو..... یہ ہے وہ جرم جس کا ارتکاب کرنے کے بعد اب فخر سے اور سینہ تان کر تمام شیطانی قوتوں کے سامنے اسکا اقرار بھی کر رہے ہیں..... یہ ہے وہ جرم جسکی وجہ سے غیر تو غیر اپنے بھی غیروں کے ساتھ جا کھڑے ہوئے ہیں..... یہ ہے انکا وہ گناہ کہ دنیا کا چپہ چپہ اسکے لئے آگ کا دریا بنا دیا گیا ہے..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمن طاقتیں کسی حال میں بھی انکو یہ اجازت دینے کے لئے تیار نظر نہیں آتیں کہ وہ اپنے آقا کی خاطر اس راستے کو اختیار کریں..... زہریلی گیسیں ان پر چھوڑی جا رہی ہیں..... کہیں آگ کی بارش کی جا رہی ہے..... یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے ہیں..... کہ پھر بھی اس راستے کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہیں..... کیوبا کے بنجرے انکی آتش شوق کو ٹھنڈا نہ کر سکے..... شیرخان کے درندوں کی درندگی انکی بہتوں کو پست نہ کر سکی..... انکی مثال تو ایسی ہے بقول شاعر۔

مریضِ عشق پر رحمتِ خدا کی

مرضِ بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ یہ مرض

لحہ، پل پل اور دن بدن بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ معرکہ خلافت آخری مراحل میں داخل ہوا چاہتا ہے، ابلیس اپنی تمام قوتیں انکے خلاف جمع کر چکا ہے، لیکن اللہ نے ابلیس سے کہا تھا کہ الا عبادی الصالحین کہ تو میرے نیک بندوں کے ہوتے ہوئے کبھی اپنی خواہش اور مشن میں کامیاب نہیں ہو سکتا، جب تک یہ زمین پر رہیگی، بیشک بہت تھوڑے ہو گئے لیکن یہ تھوڑے ہی تیری تمام قوتوں کے لئے کافی ہو گئے، میں اپنے اور اپنے حبیب کے مشن کے لئے لڑنے والوں کے اتنے درجات بلند کروں گا کہ مجھ پر سچا یقین رکھنے والے دوڑ دوڑ کر انکو حاصل کرنا چاہیں گے۔

یہ مذتو ابلیس کی قوتوں سے ڈریں گے، اور نہ مال و دولت کا لالچ انکو اس راستے سے روک سکے گا، دنیا کی محبت انکے پاؤں کی زنجیر نہیں بنے گی، موت کا خوف انکے قدم نہیں ڈگرگا سکتا۔ بلکہ موت کا شوق انکو ایسا دیوانہ بنا دیگا کہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ انکو پاگل کہیں گے..... یہ موت کو پانے کے لئے موت کے پیچھے بھاگیں گے اور موت ان سے بھاگے گی۔ عشق سے خالی دل اور نور سے خالی عقل، عشق و وفا کے اس انداز کو نہیں سمجھ سکے گی۔

بے خطر کو پڑا آتش نمرود میں عشق  
عقل ہے محو تماشا لب ہام ابھی

لہذا اگر آتش نمرود کے شعلے بھڑک رہے ہیں تو عشق ابراہیمی بھی موجیں مار رہا ہے..... جہاں جہاں آگ ہے وہیں پروانے بھی ہیں..... کشمیر و فلسطین... عراق و افغانستان..... چیچنیا و الجزائر..... اور اب شاید نمرود وقت اپنے آتش کدے کو پاکستان میں بھڑکانا چاہتا ہے..... سو ضرور بھڑکائے کہ یہاں عشق کے چشمے پھوٹتے ہیں... پروانے بھی در بدر پھرتے ہیں.....

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے انکے دین کے لئے جسم و جاں دیکر ہمیں بھی دعوت دے رہے ہیں..... اس لشکر میں شامل ہو جانے کی.... اللہ والے اللہ کے لشکر کی طرف بھا رہے ہیں.... دجال والے دجال کے لشکر کی طرف.....

سوائے مکی و مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والو! فیصلے کا وقت آپہنچا..... دجال سے پہلے جس نے جس راستے کا انتخاب کر لیا دجال کے وقت و واسی پر ہمارے گا..... جو اسکے آنے سے پہلے امام مہدی کے لشکر میں شامل ہو گئے دجال اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے اللہ ہم سب کو اپنی امان میں لے لیں اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے لئے

لڑنے والوں کی مدد فرمائیں اور انکے ذریعے تمام امت کو کافروں کے ظلم سے نجات عطا فرمادیں  
اور ذلت سے نکال کر عزت عطا فرمادیں.. ہماری اس جان کو اپنے دین کے لئے قبول  
فرمائیں..... آمین

الحمد لله الذى انزل على عبده الكتب ولم يجعل له عوجا قيما لينذر يا سا  
شديدا من لدنه ويثّر المؤمنين الذين يعملون الصالحات ان لهم اجرا حسنا

DOWNLOAD FREE E-BOOKS FROM WWW.AZZAB.COM



## حوالہ جات ماخذ ومصادر

۱۔ نام کتاب..... السنن الواردة في الفتن وغوائلها والسياسة واشراؤها  
 مؤلف..... ابو عمرو عثمان ابن سعيد المقرئ الداني  
 ولادت..... ۳۷۱ھ وفات..... ۴۴۴ھ

ناشر..... دارالعلمية بيروت

محقق..... ابو عبد الله محمد حسن محمد حسن اسماعيل الشافعي

۲۔ نام کتاب..... المستدرک علی الصحیحین مع تعلیقات الذهبی فی التلخیص  
 مؤلف..... محمد بن عبد الله ابو عبد الله حاكم النيسابوري  
 ولادت..... ۳۲۱ھ وفات..... ۴۰۵ھ

تحقيق..... مصطفى عبد القادر عطا

ناشر..... دار الكتب العلمية بيروت

۳۔ نام کتاب..... المعجم الاوسط

مؤلف..... ابو القاسم سليمان بن احمد الطبراني

ولادت..... ۳۶۰ھ وفات..... ۳۶۰ھ

ناشر..... دار الحرمین قاہرہ

۴۔ نام کتاب..... المعجم الكبير

مؤلف..... ابو القاسم سليمان بن احمد الطبراني

ولادت..... ۵۲۶۰ هـ وفات..... ۵۳۶۰ هـ

ناشر..... مکتبۃ العلوم والحکم موصل

۵۔ نام کتاب..... سنن ابو داؤد

مؤلف..... سلیمان ابن الاشعث ابو داؤد السجستانی الارذیؒ

ولادت..... ۵۲۰۲ هـ وفات..... ۵۲۷۵ هـ

ناشر..... دار الفکر بیروت

۶۔ نام کتاب..... سنن ابن ماجہ

مؤلف..... محمد بن یزید ابو عبد اللہ القزوینیؒ

ولادت..... ۵۲۰۷ هـ وفات..... ۵۲۷۵ هـ

ناشر..... دار الفکر بیروت

۷۔ نام کتاب..... سنن البیہقی الکبریٰ

مؤلف..... احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ ابو بکر البیہقیؒ

ولادت..... ۵۳۸۴ هـ وفات..... ۵۴۵۸ هـ

ناشر..... مکتبۃ دار الباز مکہ مکرمہ

۸۔ نام کتاب..... الجامع الصحیح سنن الترمذی

مؤلف..... محمد بن عیسیٰ ابو عیسیٰ الترمذی السلمیؒ

ولادت..... ۵۲۰۹ هـ وفات..... ۵۲۷۹ هـ

ناشر..... دار احیاء التراث العربی بیروت

۹۔ نام کتاب..... المحتجی من السنن

مؤلف..... احمد بن شعیب ابو عبد الرحمن المسائیؒ

ولادت..... ۲۱۵ھ وفات..... ۳۰۳ھ

ناشر..... مکتب المطابع الاسلامیہ حلب

۱۰۔ نام کتاب..... الفتن لنعمین ابن حماد

مؤلف..... نعمین ابن حماد المروزی ابو عبد اللہ

وفات..... ۲۸۸ھ ناشر..... مکتبہ الضفا قاہرہ

محقق..... احمد بن شعبان ، محمد بن عیادی

۱۱۔ نام کتاب..... شعب الایمان

مؤلف..... ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی

ولادت..... ۳۸۴ھ وفات..... ۴۵۸ھ

ناشر..... دار الکتب العلمیہ بیروت

۱۲۔ نام کتاب..... صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلیان

مؤلف..... محمد ابن حبان ابن احمد ابو حاتم التمیمی البستی

وفات..... ۳۵۴ھ ناشر..... مؤسسة الرسالة بیروت

۱۳۔ نام کتاب..... الصحیح البخاری

مؤلف..... محمد ابن اسمعیل ابو عبد اللہ البخاری الجعفی

ولادت..... ۱۹۴ھ وفات..... ۲۵۶ھ

ناشر..... دار ابن کثیر یمنامہ بیروت

۱۴۔ نام کتاب..... صحیح مسلم

مؤلف..... مسلم ابن الحجاج ابو الحسین القشیری النیسابوری



ولادت..... ۲۰۶ وفات..... ۲۶۱

ناشر..... دار احیاء التراث العربی

محقق..... محمد فؤاد عبد الباقي

۱۵۔ نام کتاب..... فتح الباری شرح صحیح البخاری

مؤلف..... احمد ابن علی ابن حجر ابو الفضل عسقلانی الشافعیؒ

ولادت..... ۷۷۳ھ وفات..... ۸۵۲ھ

ناشر..... دار المعرفہ بیروت

محقق..... محمد فؤاد عبد الباقي۔ محب الدین الخطیب

۱۶۔ نام کتاب..... کتاب المسنن

مؤلف..... ابو عثمان سعید ابن منصور الخراسانیؒ

ولادت..... ۲۲۷ وفات..... ۲۲۷

محقق..... حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی

۱۷۔ نام کتاب..... کشف الخفاء و مزیل الایمان

مؤلف..... اسمعیل ابن محمد العجلونی الجراحہؒ

ولادت..... ۱۱۶۲ھ

ناشر..... مؤسسة الرسالہ بیروت

۱۸۔ نام کتاب..... مجمع الزوائد و متبع الفوائد

مؤلف..... علی بن ابی بکر الہیثمیؒ

ولادت..... ۸۰۷ھ وفات..... ۸۰۷ھ

۱۹۔ نام کتاب.....مسند ابی یعلیٰ

مؤلف.....احمد بن علی المثنیٰ ابو یعلیٰ الموصلی التمیمیؒ

ولادت.....۲۱۰ھ وفات.....۳۰۷ھ

ناشر.....دار المأمون للتراث دمشق

۲۰۔ نام کتاب.....مسند الامام احمد ابن حنبل

مؤلف.....احمد ابن حنبل ابو عبد اللہ شیبانیؒ

ولادت.....۱۶۴ھ وفات.....۲۴۱ھ

ناشر.....مؤسسة قرطبه مصر

۲۱۔ نام کتاب.....الكتاب المصنف فی الاحادیث والآثار

مؤلف.....ابو بکر عبد اللہ ابن محمد ابن ابی شیبہ الکوفیؒ

ولادت.....۱۵۹ھ وفات.....۲۳۵ھ

ناشر.....مکتبه الرشید ریاض

۲۲۔ نام کتاب.....المصنف

مؤلف.....ابو بکر عبد الرزاق ابن همام الصنعانی

ولادت.....۱۳۶ھ وفات.....۲۱۱ھ

ناشر.....المکتب الاسلامی بیروت

محقق.....حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی

۲۳۔ نام کتاب.....میزان الاعتدال فی نقد الرجال

مؤلف.....شمس الدین محمد بن احمد الذهبیؒ

ولادت.....۷۴۸ھ وفات.....۸۴۸ھ

ناشر.....دار الکتب العلمیہ بیروت

محقق.....الشيخ علي محمد معوض والشيخ عادل احمد عبد الموجود

۲۴- نام کتاب..... البرهان في علامات مهدي آخر الزمان

مؤلف.....علي بن حسام الدين المتقي الهندي

تحقيق.....احمد علي سليمان

ناشر.....دار الغد الجديد منصوره مصر

۲۵- نام کتاب.....شرح النووي على صحيح مسلم

مؤلف.....ابو زكريا يحيى بن شرف بن مري النووي

ولادت.....۶۳۱ھ وفات.....۶۷۶ھ

ناشر.....دار احياء التراث العربي بيروت

۲۶- نام کتاب.....معجم البلدان

مؤلف.....ياقوت ابن عبد الله الحموي ابو عبد الله

وفات.....۶۲۶ھ ناشر.....دار الفكر بيروت

۲۷- نام کتاب.....كنز العمال في سنن الاقوال والافعال

مؤلف.....علي بن حسام الدين المتقي الهندي

ناشر.....مؤسسة الرسالة بيروت ۱۸۸۹ھ

۲۸- نام کتاب.....مئذنت برمودا

مؤلف.....عادل فهمي

ناشر.....دار الغد الجديد منصوره مصر



۲۹۔ نام کتاب..... مثلث برمودا

مؤلف..... مروۃ عماد الدین

ناشر..... دار الطلائع القاہرہ

۳۰۔ نام کتاب..... الاشاعۃ لأشراط الساعة

مؤلف..... علامہ محمد بن رسول البرزنجی الحسینی

ولادت ۱۰۴۰ھ وفات ۱۱۰۳ھ

ناشر..... دار ابن حزم بیروت

۳۱۔ نام کتاب..... المسيح الدجال یغزو العالم من مثلث برمودا

مؤلف..... محمد عیسیٰ داؤد

ناشر.....

۳۲۔ نام کتاب..... الاطباق الطائرۃ والحیوط للاحقیۃ فہ مثلث برمودا

مؤلف..... محمد عیسیٰ داؤد

۳۳۔ نام کتاب..... قری میسنز اور دجال

مؤلف..... کامران رعد ناشر..... تخلیقات لاہور

۳۴۔ نام کتاب..... سیکولر میڈیا کا شرانگیز کردار

مؤلف..... مولانا نذر الحفیظ ندوی

ناشر..... عوامی میڈیا واج کمیٹی لاہور

۳۵۔ نام کتاب..... برمودا ترائنگل حقیقتیں اور افسانے

مؤلف..... راجیوت اقبال احمد

ناشر.....سائنس ڈائجسٹ پبلیکیشنز کراچی

35. "Blackwater: The Rise of the World's Most Powerful Mercenary Army." by Jeremy Scahill

36. The Dragon's Triangle (1989). by Charles Berlitz. New York: Wynwood Press, 1989

37. The 1952 Sighting Wave: Radar-Visual Sightings Establish UFOs As A Serious Mystery by Richard Hall, 2005, updated 2007; URL accessed March 14 2007

38. The UFO Book: Encyclopedia of the Extraterrestrial. Visible Ink, 1998. ISBN 1578590299 by Clark, Jerome

39. Watch the Skies!: A Chronicle of the Flying Saucer Myth. Berkley Books, by Peebles, Curtis 1994. ISBN 0425151174

40. Missing Time (1983) by Budd Hopkins:

41. The Report on Unidentified Flying Objects by Ruppelt, Edward J

42. "The UFO Experience by Michael Persinger,

43. Witnessed: The True Story of the Brooklyn Bridge Abduction (1996) by Budd Hopkins:

44.: A History of UFO Crashes by Kevin D. Randle

45. The Bermuda Triangle by Charels Berlitz

DOWNLOAD FREE E-BOOKS FROM WWW.AZZAB.COM

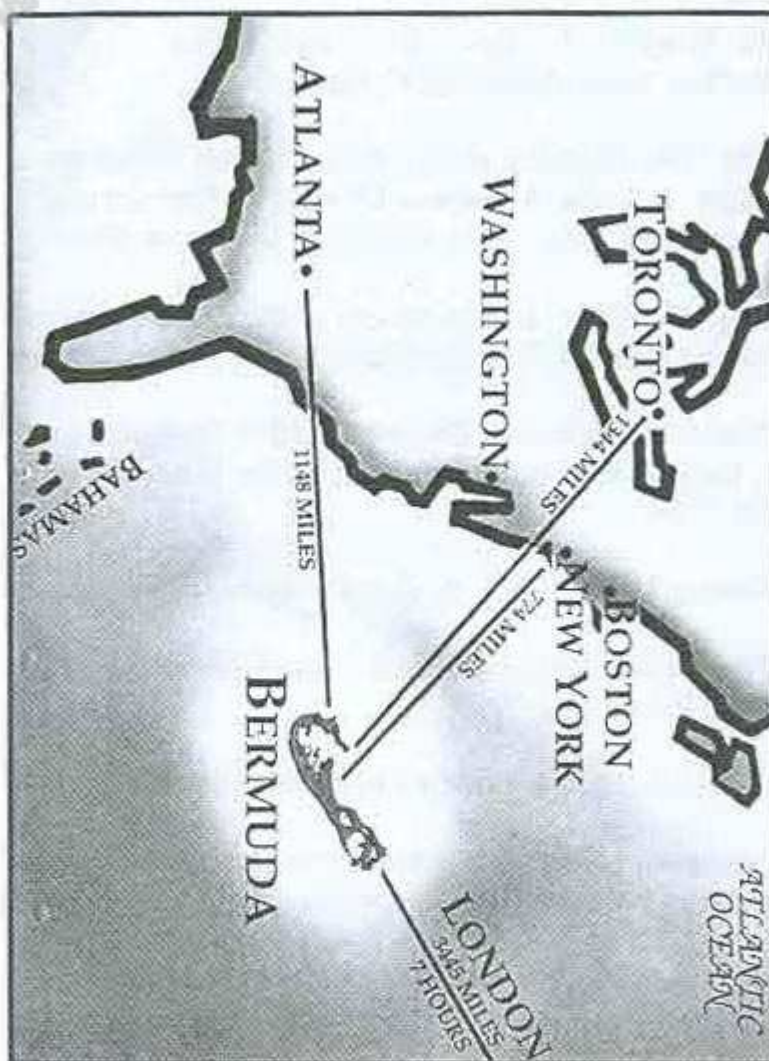


ملاحم (عالمی جنگ) میں یہ علاقہ امام مہدی کا مرکز ہوگا جہاں سے آپ  
تمام مجاہدوں کی کمانڈ کریں گے۔ یہ سٹیلائٹ تصویر ہے۔



یہ جامع اموی کی سٹیلائٹ تصویر ہے۔ جہاں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دجال سے قتال  
کرنے کے لئے آسمان سے اتریں گے۔







انگلش میں اسکو پاکس تحرون کہتے ہیں جبکہ اسکا علم نباتات میں اسکا نام لاسیم ہے۔



یہ بھی غرقہ کی ہی قسم ہے۔

www.azzab.com



برمودا اٹکون میں غائب ہونے والے جہاز



یہ اڑن طشتریوں کی مختلف قسمیں ہیں



# کیا آپ جانتے ہیں؟

کیا آپ برمودا تکون کی حقیقت سے واقف ہیں؟  
کیا برمودا تکون واقعی تکون کی شکل میں ہے؟  
کیا اڑن طشتریاں حقیقت ہیں یا افسانہ؟  
کیا دجال برمودا تکون میں موجود ہے؟  
کیا اڑن طشتریاں دجال کی ملکیت ہیں؟  
کیا امریکا جدید ٹیکنالوجی کا ذریعہ برمودا تکون ہے؟  
کیا دجال زنجیروں سے آزاد ہو چکا ہے؟  
کیا آپ نیو ورلڈ آرڈر کی حقیقت سے واقف ہیں؟  
کیا دجال کے آنے کا وقت قریب آ چکا ہے؟

ناشر **الہجرہ پبلیکیشنز**

آپ کی رائے اور مفید مشورے کیلئے : [alhijrahpublication@yahoo.com](mailto:alhijrahpublication@yahoo.com)

THE ARMY OF ANTI CHRIST



# BLACK WATER

## دجال کا شک بلیک واٹر

اسلامی ملکوں میں امریکی بلیک واٹر کی  
خوفناک دہشت گردی کی دستاویز

مولانا عمر عاصم

الفرقان

جامعہ حفصہ



# دجال کا لشکر بلیک واٹر‡

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب----- دجال کا لشکر بلیک واٹر  
 مؤلف----- مولانا عمر عاصم  
 سن اشاعت----- نومبر 2009ء  
 ناشر----- جامعہ حفصہ اردو فورم  
 قیمت----- فی سبیل اللہ

نوٹ:- مزید ویڈیوز، کالمز، کتابیں پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

<http://www.jamiahafsforum.com/forum>





# فہرست

| صفحہ نمبر | عنوان  |
|-----------|--|
| 10        | پیش لفظ                                      |
| 14        | اسلام آباد میں بلیک واٹر کا فوجی ٹریننگ سنٹر |
| 18        | کیپٹن زیدی کا ایک اور کارنامہ ”را“ کے لئے    |
| 20        | بلیک واٹر۔۔۔۔۔ دجال رہبر                     |
| 20        | لفظ دجال کا معنی و مفہوم                     |
| 20        | دجال کو مسیح کہنے کا سبب                     |
| 23        | دجال کا تعارف احادیث میں                     |
| 24        | دجال کا لشکر کون ہیں؟                        |
| 26        | آخر پاکستان ہدف کیوں؟                        |
| 31        | امریکا کی پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی جاسوسی |
| 32        | تاریخ کا سبق                                 |

|    |  |
|----|--|
| 36 | صلیبی کتے بلیک واٹر                                      |
| 37 | بلیک واٹر کا دجالی صلیبی لوگو                            |
| 43 | پاکستان میں بلیک واٹر کی سرگرمیاں                        |
| 47 | اسلام آباد، پشاور، تربیلا میں پُراسرار سرگرمیاں          |
| 50 | بلیک واٹر کے دہشت گرد سکوڈ                               |
| 60 | نوائے وقت پاکستان میں امریکی رسوخ پر اظہارِ تشویش        |
| 63 | بلیک واٹر کے امریکی سفارت خانے سے تعلقات                 |
| 70 | کیا ہم غلام ہیں؟   |
| 79 | جماعۃ الدعوة کے امیر حمزہ کا امریکیوں کو قتل کرنے کا حکم |
| 81 | بلیک واٹر ایئریشن اور معاشی بحران                        |
| 85 | تیسری بڑی قوت اور بلیک واٹر                              |
| 92 | بلیک واٹر کا انتشار امریکی راستہ ہموار                   |
| 98 | بلیک واٹر مزہبی جنونیوں کا گروہ                          |

|     |  |
|-----|--|
| 103 | بلیک وائر پر حقیقی الزامات                     |
| 107 | بلیک وائر اور مذہبی جنونیت                     |
| 110 | یہودی پلان اور بلیک وائر                       |
| 116 | وزارت داخلہ پر امریکی کنٹرول                   |
| 118 | ریڈیو پاکستان پر امریکی کنٹرول                 |
| 119 | پاکستان میں امریکی اڈے                         |
| 124 | پاکستان اور امریکی چالیں                       |
| 129 | آئی ایس آئی پر پابندی کی امریکی چال            |
| 136 | بلیک وائر قوانند و ضوابط سے بالاتر             |
| 137 | بدنام زمانہ بلیک وائر کے بانی کا تعارف         |
| 139 | بلیک وائر کا ٹریننگ سنٹر                       |
| 140 | بلیک وائر کی سالانہ چالیس ہزار افراد کو ٹریننگ |
| 141 | بلیک وائر کی کراچی سے بھرتیاں                  |



|     |  |
|-----|--|
| 142 | بلیک واٹر کا طریقہ واردات                  |
| 144 | بلیک واٹر کے مطالبات پاکستان نے تسلیم کئے  |
| 147 | پاکستان نے امریکی مطالبات مان لیے          |
| 148 | پاکستان میں بلیک واٹر کے ٹھکانے            |
| 150 | سرعام سفارتی سطح پر بلیک واٹر کی مدد       |
| 152 | بلیک واٹر کا مشن کیا؟                      |
| 153 | بلیک واٹر پر شور کیوں؟                     |
| 166 | امریکی فوج اور بلیک واٹر کے عقوبت خانے     |
| 167 | عراق میں امریکی اڈے                        |
| 169 | کیمرے نے امریکیوں کے مظالم بے نقاب کر دیئے |
| 170 | فلوجہ میں عراقی مجاہدین کی گوریلا یلغاریں  |
| 179 | امریکہ کے فوجی اور بلیک واٹر پر اخراجات    |
| 180 | کتیا کا بچہ۔۔۔۔۔ بھونکتا ہے                |

|     |  |
|-----|--|
| 183 | افغانستان میں امریکی اور بلیک واٹر اڈے |
| 184 | ڈیگو گارشا                             |
| 184 | تاجکستان                               |
| 185 | ترکی                                   |
| 185 | بکیرہ متوسط                            |
| 185 | کویت                                   |
| 186 | دوحہ کمپ                               |
| 186 | بحرین                                  |
| 186 | امارت                                  |
| 186 | عمان                                   |
| 187 | اردن                                   |
| 187 | جبوتی                                  |
| 187 | بکیرہ احمر                             |

|     |   |
|-----|---|
| 187 | خلیج عرب                                      |
| 188 | قطر   |
| 188 | پاکستان سب سے بڑا امریکی اڈا                  |
| 189 | عافیہ کی پاکستان میں گرفتاری                  |
| 190 | ڈاکٹر عافیہ کی بگرام جیل میں موجودگی کی تصدیق |
| 190 | ڈاکٹر عافیہ کی ڈرامائی امریکہ منتقلی          |
| 194 | وائٹ شوگر سے بلیک وائر تک                     |
| 197 | امریکہ بد معاش تانیخی دہشت گرد                |
| 202 | جنسی تشدد ایک جنگی حربہ                       |
| 203 | جنسی تشدد کی وضاحت                            |
| 204 | تشدد امریکی وطیرہ                             |
| 204 | کرائے کے سپاہی                                |
| 206 | فدائیوں کی تربیت گاہ                          |





## پیش لفظ

اللہ رب العزت کے کچھ خاص بندے جو کہ کفریہ صلیبی طاقتوں سے دو ہاتھ ہیں۔ وہ اپنے اجڑے گھر چمن اور سب سے بڑھ کر اپنے بیوی بچوں سے دوری برداشت کر رہے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ حصول زر کے لیے ہے؟ جی! بالکل نہیں یہ صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہے۔ جیسے جیسے صلیبی طاقتیں بڑھتے ہوئے ہنستے بستے شہروں پر اپنے مظالم کے جھنڈے گاڑ رہی ہے توں توں مردانِ حُر بھی ان جھنڈوں کے سائے میں مغل ہیں۔ جو ان کو تار تار کر کے ان کو سائے سے محروم کر رہے ہیں۔ صلیبی سوچ ہے کہ ان کو جیلوں میں ڈالا جائے۔ ابو غریب جیسے عقوبت خانوں میں رکھ کر ان پر جدید ٹیکنالوجی کے مظالم کے تجربات کیے جائیں۔ لیکن کیا جن پر یہ مظالم ہوئے وہ توبہ کر کے کسی اوٹ میں بیٹھ کر ان مظالم کو ایک ڈرونا خواب جان کر ان سے پہلو تہی کر لیں گے۔ اگر کوئی معاف کرنے کا بھی سوچے تو کیا وہ کسی مسلمان کو معاف کر رہا ہے؟ وہ یہ جان لے کہ وہ صلیبی اور صیہونی قوتوں کو معاف کر رہا ہے۔ ان کو معاف کر رہا ہے جو پوری دنیائے انسانیت کو اپنا غلام بنانا چاہتی ہے۔ پوری دنیا کے وسائل پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ وہ 246 ممالک کو جیلوں اور کال کو ٹھڑیوں میں دیکھنا چاہتی ہے۔ اور خود ان 246 جیلوں کے سپرنٹنڈنٹ بن کر اپنی من مانی کرنا چاہتی ہیں۔ وہ دنیا کو زنجیروں میں لپیٹی سواچھ ارب غلاموں کی دنیا بنانا چاہتی ہے۔ کہ ان کے حکم کے بغیر کوئی آہ بھی نہ نکال سکے۔ وہ ہمیں مثالیں دکھا رہے ہیں۔ افغانستان، عراق، فلسطین، لبنان، صومالیہ اور کئی ملکوں میں بڑھکتی ہوئی آگ انہی کی سلگھائی ہوئی ہے۔ وہ اس ہری بھری دنیا کو خون سے رنگین دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم پوری دنیا کے حکمران نمبر ون ہیں۔

ہم ان زنجیروں میں بندھے غلاموں کو کیا کریں؟

کیسے رکھیں؟

ہماری مرضی ہم اپنے خلاف ہونے والوں کو گولی ماریں یا تختہ دار پر صدام کو لٹکا کر مسلم امہ کو عید قربان کا تحفہ دیں اور جسے چاہے ان غلاموں میں ان پر اپنا غلام سردار بنادے۔ جو ہر دم ہماری غلامی کا دم بھرے۔ جس کے پاؤں کی زنجیر ہی ہمارے ہاتھ میں ہو کہ جب چاہا اسے گرا کر کوئی نیا غلام لے آئیں۔

کیا اب بھی کوئی سوچنے کا وقت ہے۔ کیا بلیک واٹر کی پاکستان میں آمد، ابو غریب، گوانتنامو، بگرام کے علاوہ کوئی نیا ایکشن دیکھنا ہے کیا صدام کے بعد کوئی دوسری مثال دیکھنا باقی ہے۔ غالباً یہ مثالیں پڑھ سن کر فرسودہ ہو گئی ہیں۔

۲۵ اکتوبر ۲۰۰۹ء کے روز ایک معتدل موسم والے دن میں اردو بازار میں کچھ کتابیں خریدنے آیا جس میں کچھ وقت گزرا اچانک مجھے موبائل فون پر ایک SMS موصول ہوا جس میں ایک صحافی دوست نے مجھے ای میل نمبر بھیجا اور تاکید کی کہ آپ بلیک واٹر پر کتاب لکھنے جارہے ہیں تو You Tube پر فلاں پروگرام اور ویڈیو ڈاؤن لوڈ کر لو تمہارے لئے اس کتاب کا بہترین مواد مل جائے گا میں اسی وقت انٹرنیٹ کیفے کی تلاش میں چل پڑا اور گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کے ایک عقبی دروازے کے سامنے موجود پلازہ میں نیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس دوسری منزل سے یونیورسٹی کا نظارہ ہو جاتا ہے میں ابھی ڈاؤن لوڈنگ میں مصروف تھا کہ پلازہ سے ملحقہ کئی دوکاندار یونیورسٹی کی طرف متوجہ ہوئے اور اونچی آواز میں شور سے پتہ چلا کہ کچھ امریکی آئے ہیں میں بھی باہر نکل کر دوسرے لوگوں کی طرح امریکی بندروں پر طنز کرنے لگا اور میری حیرت کی اس وقت حد رہ گئی جب میں نے ان مسلح کمانڈوز کی ٹی شرٹ پر غور کیا۔ ان ۹ کمانڈوز میں چار نے بلیک شرٹ پہن رکھی تھی جس پر دور سے Xe لکھا ہوا تھا میں تو اس موضوع پر کتاب لکھ رہا تھا اور اس بارے میں مجھے کافی معلومات تھی میں بڑا حیران ہوا کہ بلیک واٹر کے یہ دجالی صلیبی صیہونی لشکری یونیورسٹی میں کیا کر رہے ہیں میں دو دن اس بات پر سوچتا رہا بالآخر میرے سوالوں کا جواب مجھے مل گیا جب ہیلری کلنٹن لاہور کے دورے پر آئی اور GCU میں



## دجال کا لشکر بلیک واٹر‡

گر بیجوٹ طلباء سے خطاب کیا۔ دراصل اُس دن بلیک واٹر والے اس گیٹ کی سکیورٹی چیک کر رہے تھے اس کے ساتھ ہی وہ ہال تھا جس میں ہیلری کلنٹن نے خطاب کرنا تھا یہاں اوپر نیچے خود ساختہ ریت کی بوریوں کے مورچے بنائے گئے رنگدار سیڑھیاں یونیورسٹی کی ۵۰ سالہ پرانی عمارت کے چھتوں تک نظر آنے لگی۔ جس چھت پر شاید کوئی نہیں چڑھتا۔ میں بھی امریکی گوروں اور کالوں کی سرکس دیکھنے کے شوق میں پھر اُسی پلازے میں پہنچا کہ لکی ایرانی سرکس میں جس طرح غیر ملکی کردار اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں آج ہم بھی امریکی بندروں کی سرکس دیکھیں لیکن وہ تمام ایریا سخت سکیورٹی کے حصار میں تھا اور سو سے زیادہ امریکی دجالی صلیبی ہیلری کی سکیورٹی میں مصروف تھے۔ اس کتاب میں بلیک واٹر کی سرگرمیوں خصوصاً پاکستان میں ان کی غیر قانونی مداخلت اور پاکستان کے خلاف امریکی سازشوں کا احوال پڑھیں گے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش ہے کہ بلیک واٹر اصل میں دجال کا لشکر ہے۔ یہ ایک صلیبی صیہونی سوچ کی پروان ہے اور مسلمانوں سے صلیبی جنگوں کی ناکامی کا بدلہ لینے کے لئے ایک باقاعدہ منصوبہ ہے ان کے منصوبہ سازوں کی تاریخ اور اس میں شامل تمام افراد ہی کٹر عیسائی و یہودی مذہب رکھتے ہیں اور فتنہ دجال میں کافر قوتیں ہی اس کا ساتھ دے گی۔ اس کتاب میں یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کو کیا تدابیر اختیار کرنا پڑے گی۔ ہم کسی کے ذہنی رویوں کو بدلنے کی کوئی جادوئی چھڑی نہیں رکھتے لیکن اگر کوئی محب وطن پاکستانی یہ کتاب پڑھ کر اگر ان دجالی قوتوں کے منصوبے میں جس میں پاکستان کے ٹکڑے کرنا شامل ہے کو سمجھ گیا تو شاید وہ اپنے کئی دوستوں کو بھی اس طرح سمجھا سکے گا اگر کسی کو اس میں کوئی شبہ ہو تو پھر وہ شخص اپنے ایمان پر غور کر لے کہ ان دجالی قوتوں کے بارے میں حقیقت پتہ چل جانے پر کیوں نہ میرا ضمیر اور ایمان جاگا، جاگ جا مسلمان۔

مولانا عمر عاصم

۱۱-۱۱-۱۴۳۰ھ



# بلیک واٹر کی طرف سے بھرتی فارم جو کہ انٹرنیٹ پر دستیاب ہے

U\_S\_Training Center Promos - Register.mht

**Alumni Association Member Benefits**

Blackwater Alumni Application  
 Alumni Association  
 P.O. Box 1029  
 Moyock, NC 27958

**MEMBERSHIP INFORMATION**

MEMBERSHIP RENEWAL, PLEASE ENTER  
 YOUR MEMBER NUMBER

Name: Address:  
 City: State: Zip Code:  
 Country:  
 Phone: E-Mail:

**MEMBERSHIP QUALIFIER**

☐ Blackwater Course Graduate
 ☐ Current Employee
 ☐ Former Employee
 ☐ Blackwater Contractor
 ☐ Friend of Blackwater

Course Name:  
 Course Location:  
 Graduation Date:  
 How Did You Hear About Blackwater Alumni?

Membership Fee is \$35.00

Membership Renewal, please enter your Member Number:

To pay by credit card: ☐ Visa ☐ Master Card ☐ American Express

Credit Card Number: Security Code: Expiration Date:

Name as it appears on credit card:

Billing Address: (If different from above)

\*\* A permanent membership card for one-year and explanation of benefits will be mailed within 4-6 weeks upon application approval.

Submit

# اسلام آباد میں بلیک واٹر کا فوجی ٹریننگ سینٹر

یہ مضمون روزنامہ اُمت میں شائع ہوا تھا۔ جس میں جناب سیف اللہ خالد صاحب نے کئی انکشافات کئے جو کہ اس کتاب کا ابتدائیہ سمجھیں۔

ابتدائے بلیک واٹر ہے حیران ہوتا ہے کیا

آگے آگے پڑھئے ہو رہا ہے کیا

اسلام آباد میں غیر ملکی شہریوں کی یلغار اور ان کی مشکوک سرگرمیوں نے متعلقہ اداروں کو چوکنا کر دیا ہے۔ وزارت داخلہ نے گزشتہ روز ایک خط میں آئی جی اسلام آباد سے کہا ہے کہ وہ اسلام آباد کے مہنگے اور حساس سیکٹروں میں غیر ملکیوں کی دھڑادھڑ آباد کاری کا نوٹس لیں اور اس حوالے سے مکمل تحقیقات کے بعد اپنی رپورٹ پیش کریں۔ اس حوالے سے بعض ذرائع کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ غیر ملکی شہریوں کی تعداد میں یہ تشویشناک اضافہ گزشتہ دو سے تین ماہ میں ہوا اور تقریباً تین سو غیر ملکیوں نے جن میں زیادہ تعداد اسرائیلی اور برطانوی شہریوں کی ہے جنہوں نے مہنگے کرائے کے مکانات حاصل کر لیے ہیں۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ ان مکانات کا کرایہ ڈالرز اور پونڈز میں ادا کیا جاتا ہے اور یہ تمام گھر ایک نجی سکیورٹی ایجنسی نے کرایہ پر لے کر دیئے ہیں ایک اطلاع کے مطابق بعض جگہ پر مقامی لوگوں نے شکایت کی ہے کہ ان مکانات میں کوئی نہیں رہتا۔ البتہ رات کے وقت مشکوک قسم کی سرگرمیوں، گاڑیوں کی آمد و رفت اور چیزیں اتارنے چڑھانے کی آوازیں آنے کے سبب خوف پایا جاتا ہے اس سلسلے میں اسلام آباد پولیس کو وزارت داخلہ نے تحقیقات کا حکم دے دیا ہے دوسری طرف اسلام آباد میں ایک اور خوفناک اسکیڈل سامنے آیا ہے کہ ایک نجی سکیورٹی ایجنسی جس کا صدر



دفتر ایف-۶ سیکٹر کے حساس علاقے میں واقع ہے۔ پاک آرمی کے ایس ایس جی سے تعلق رکھنے والے ریٹائرڈ جوانوں، بے سی اوز، این سی اوز اور ریٹائرڈ افسروں کو بھرتی کرتی ہے جنہیں غیر ملکی تربیت دیتے ہیں۔ ”امت“ کی تشویش اور تحقیق کا آغاز ۲۱ اگست کے ایک قومی روزنامہ میں شائع ہونے والے اشتہار سے ہوا۔ جس میں پاک فوج سے ریٹائرڈ ہونے والے ایس ایس جی کے لوگوں کو پرکشش تنخواہ کا لالچ دیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں رابطہ کرنے پر یہ انکشافات سامنے آئے کہ مذکورہ کمپنی خود ایس ایس جی کے ایک ریٹائرڈ کیپٹن علی جعفر زیدی چلا رہے ہیں جن کا اعلیٰ حلقوں میں اثر و رسوخ بہت زیادہ ہے۔ اس دوران ”امت“ کا اپنے ذرائع سے وہاں موجود ایس ایس جی کے ایک ریٹائرڈ جے سی او سے رابطہ ہوا، جو تربیت حاصل کرنے کے بعد ڈیوٹی کا منتظر تھا۔ ”امت“ سے تھوڑی سی بات چیت کے بعد سابق کمانڈو نے انکشاف کیا کہ وہ اپنی ضروریات کے حوالے سے پریشانی کے سبب یہ نوکری کر رہا ہے ورنہ اسے کمپنی کے معاملات مشکوک دکھائی دیتے ہیں۔ کمانڈو سے دستیاب معلومات کو جب دیگر ذرائع سے چیک کیا گیا اور کمپنی کے روات میں واقع تربیتی مرکز کے قریب ایک بظاہر موٹروں پرکشاپ کا چکر لگایا گیا تو صورت حال واضح ہو گئی کہ مذکورہ سکیورٹی ایجنسی دراصل ایک غیر ملکی مافیا کا حصہ ہے جسے ایک برطانوی شہری میٹھیو چلا رہا ہے۔

میٹھیو کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اس کا تعلق برطانوی فوجی کمانڈوز کے ادارے ایس اے ایس سے ہے۔ ذرائع جو بعض تحفظات اور خوف کے سبب نام ظاہر نہیں کرنا چاہتے ان سے دستیاب تفصیلات اور ذاتی طور پر تربیتی مرکز کو دیکھنے کے بعد جو معلومات سامنے آئی ہیں، ان کے مطابق اخبار میں اشتہار اور کیپٹن زیدی کے ذاتی روابط کے ذریعے امیدوار سیکٹر ایف-۶ میں اکٹھے کیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے تحریری امتحان، جسمانی ٹیسٹ وغیرہ لے کر انہیں ایک کڑے انتخاب سے گزرا جاتا ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ مارچ ۲۰۰۹ء میں بھی اس طرح کے ایک اشتہار کے ذریعے ۱۰۰۱ افراد کو بھرتی کیا گیا تھا۔ وہ مختلف جگہوں پر اس نجی سکیورٹی کمپنی کی یونیفارم پہن کر ڈیوٹی کرتے رہے۔ بعد ازاں ان میں سے ۴۲

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

افراد کو منتخب کر کے ۱۰ جولائی سے تربیت کا آغاز کیا گیا جو ۳۰ جولائی تک جاری رہی۔ یہ تربیت اسلام آباد سے ۱۴ کلومیٹر دور جی ٹی روڈ پر واقع روات انڈسٹریل اسٹیٹ میں دی جاتی ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ بھرتی شدہ افراد کو بڑی گاڑیوں میں بھر کر سیکٹر ایف-۶ میں کمپنی کے ہیڈ کوارٹر سے روات لے جایا گیا۔ وہ انڈسٹریل ایریا میں کار اینڈ کرافٹ آٹو موبائل ورکشاپ میں ٹھہرے اور اس جگہ انہیں تربیت دی گئی۔

تربیت حاصل کرنے والے ایک صاحب نے بتایا کہ انہیں ٹریننگ دینے والے پانچ سے چھ افراد میں میتھیو اور اس کے ۴ برطانوی ساتھی شامل ہیں جبکہ ایک بھارتی باشندہ بھی تربیت دینے والی ٹیم کا حصہ ہے۔ یہ لوگ شلوار قمیض پہنتے ہیں اور انہوں نے داڑھیاں بھی رکھی ہوئی ہیں۔

۳۰ جولائی تک تربیت حاصل کرنے والے بیچ کو ۳۱ جولائی کو صوبہ سرحد روانہ کر دیا گیا۔ جہاں انہیں برطانوی قونصلیٹ سے رابطہ کرنے کو کہا گیا ہے۔ جبکہ قریباً اتنے ہی افراد پر مشتمل ایک دوسرا بیچ بھی اگست کے آغاز سے تربیت شروع کر چکا ہے۔ تربیت دینے والی اس ٹیم کا سربراہ میتھیو برطانوی فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد کابل میں امریکی نجی دہشت گرد فورس بلیک واٹر کا حصہ رہا ہے۔ بعد ازاں یہ ایک این جی او سے وابستہ ہو کر فائٹ آگیا اور ان دنوں روات میں ایک تربیتی مرکز چلا رہا ہے ذرائع کا کہنا ہے کہ یہ سیٹ اپ بھی بلیک واٹر کا ہی ایک حصہ ہو سکتا ہے یا اسی طرح کا کوئی اور نیٹ ورک ہے جس میں شامل ہونے والے لوگوں کو دورانِ ٹریننگ ۱۶ ہزار بعد میں ۴۰ ہزار تنخواہ اور دیگر سہولیات دی جاتی ہیں۔ ایک تربیت یافتہ کمانڈو نے بتایا کہ انٹرویو کے دوران اس سے پوچھا گیا کہ کیا وہ غیر ملکیوں کے ساتھ رہنا اور کھانا پینا پسند کرتا ہے۔ اگر اس کی ڈیوٹی کے دوران نماز کا وقت آجائے اور نماز پڑھنے نہ دی جائے تو اس کا رد عمل کیسا ہوگا۔ کیا اس نے کبھی مجاہدین کے ساتھ کام کیا ہے۔ تربیت یافتہ کمانڈو نے بتایا کہ انٹرویو اور ٹیسٹ کے وقت کیپٹن زیدی کے ساتھ ساتھ برطانوی اور امریکی افسران بھی موجود ہے۔ منتخب ہونے والوں کو لال مسجد کے قریب ایک ریسٹ ہاؤس میں بلایا گیا۔ بعد میں ایک

نزدیکی ہوٹل میں جمع کر کے انہیں روات پہنچا دیا گیا۔ یہاں کسی کو بھی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ ذرائع نے بتایا کہ سکیورٹی گارڈ کے طور پر بھرتی کیے گئے ان لوگوں کو چھاپہ مارنے، گھات لگا کر حملہ کرنے، چھوٹے ہتھیاروں سے ہدف کو نشانہ بنانے اور دھماکہ خیز مواد کے استعمال کی تربیت دی گئی اور تربیت میں زیادہ استعمال ماڈرن ٹیکنالوجیز کا ہوا۔ ذرائع کے مطابق انہیں سب سے پہلے ایسی فلمیں دکھائی گئیں جن میں لال مسجد آپریشن، پاکستان کا پرچم جلائے جانے کی فوٹیج اور دیگر ایسی فوٹیج دکھائی گئیں جن میں غیر ملکیوں کے ہاتھوں پاکستانیوں کی تحقیق و تذلیل شامل تھی۔ اس دوران تربیت دینے والے مسلسل ایک بات کا احساس دلاتے رہتے کہ یہ ہو تم پاکستانی۔ کیا حیثیت ہے تمہارے پاکستان کی۔ تربیت حاصل کرنے والوں کے مطابق نفسیاتی طور پر تمام تربیت حاصل کرنے والوں کو پاکستانی کی حیثیت سے شرمندہ ہونے پر مجبور کیا گیا اور پھر انہیں کہا گیا کہ عزت کی خاطر ہمارے ساتھ جینا سیکھ لو۔ پھر مختلف تربیتی مشقیں کرائی گئیں اور تربیت مکمل ہونے کے بعد پہلا بیج صوبہ سرحد روانہ کر دیا گیا ہے۔

بعد ازاں نمائندہ ”امت“ نے جب تربیتی مقام کا خود جا کر جائزہ لیا تو تربیت حاصل کرنے والے لوگوں کی باتوں کی تصدیق ہو گئی۔ اسلام آباد سے ۱۴ کلومیٹر دور لاہور کی جانب جی ٹی روڈ پر روات انڈسٹریل ایریا کے مین گیٹ سے اندر پونے ۴ کلومیٹر کے فاصلے پر کار اینڈ کرافٹ آٹو موبائل کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ اس بورڈ کے پاس سے سیدھے ہاتھ پر مڑیں تو نصف کلومیٹر کے فاصلے پر کار اینڈ کرافٹ کی وسیع عمارت ہے جس کے چاروں کونوں پر باقاعدہ چوکیاں بنا کر چاق و چوبند اور مسلح سکیورٹی گارڈ متعین کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ دیواروں پر چاروں طرف برقی تار کے ذریعے اور خاردار تار لگا کر سکیورٹی کا انتظام کیا گیا ہے۔ سرخ اینٹوں سے بنی عمارت کے دروازے پولیس تھانوں کی طرح نیلے اور سرخ ہیں جبکہ سبز ترپال ڈال کر بعض حصوں کو چھپایا گیا ہے۔ بلڈنگ کے سامنے کی سائیڈ پر ۶ کیمرے نصب ہیں دو کونوں پر اور ۴ کیمرے دو گیٹوں پر لگے ہیں۔ اتنے ہی کیمرے پچھلی جانب نصب ہیں۔ فرنٹ سائیڈ اور بیک سائیڈ پر ایک ایک کار واش والے



ملازموں کے بجائے آتشیں اسلحہ لیے گارڈز تعینات ہیں۔ کسی آٹو موبائل کمپنی میں سکیورٹی کا اس طرح کا نظام ناقابل فہم ہے۔ نمائندہ ”امت“ جب گھوم کر عمارت کی پچھلی سمت گیا تو گارڈ کو نہ صرف مستعد بلکہ تشویش زدہ اور باقاعدہ گھورتے ہوئے پایا۔ اس موقع پر نمائندہ ”امت“ کے ساتھ موجود ایک تربیت یافتہ کمانڈو نے خبردار کیا کہ اس عمارت میں ایسا سکیورٹی نظام نصب ہے کہ ایک کلومیٹر تک کے فاصلے پر ہونے والی نقل و حرکت مانیٹر کی جاتی ہے اور ایک کلومیٹر کے دائرے میں زیر استعمال ہر موبائل کال سنی جاتی ہے۔

”کار اینڈ کرافٹ ورکشاپ“ کا ایک جائزہ ہی یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ اس ویرانے میں جہاں دور دور تک کوئی تنفس دکھائی نہیں دیتا، یہ عمارت کس کام کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔ سکیورٹی ماہرین نے خدشے کا اظہار کیا ہے کہ بلیک واٹر پاکستان میں متحرک ہے اور یہ بھی اسی طرح کی کوئی چیز ہے جس کے سبب ملک میں بلوے اور قتل و غارت کی وارداتوں کا سلسلہ جاری ہے سوال یہ ہے کہ حکومت کی ناک کے نیچے یہ سب کچھ کیوں برداشت کیا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے وزارت داخلہ کے ایک ذریعے نے بتایا کہ حکومت جلد اس سلسلے میں اقدامات کا ارادہ رکھتی ہے۔ مگر امریکی اثر و رسوخ کے آگے اس کا بس شاید نہ چل سکے۔ اس رپورٹ کی تیاری کے دوران مذکورہ سکیورٹی ایجنسی اور کیپٹن زیدی سے رابطہ کر کے ان کا موقف لینے کی متعدد بار کوشش کی گئی مگر کوئی بھی بات کرنے پر آمادہ نہیں ہوا۔ سکیورٹی ایجنسی کے ٹیلی فون نمبرز پر بھی کال کسی نے اٹینڈ نہیں کی۔

(مطبوعہ روزنامہ ”امت“ کراچی ۱۶ اگست ۲۰۰۹ء)

## کیپٹن زیدی کا ایک اور کارنامہ ”را“ کے لئے

یہاں کیپٹن زیدی کے ماضی کا مختصر ذکر کرتا چلوں۔ موصوف کا تعلق پاک فوج کے سپیشل سروسز گروپ

(کمانڈوز) سے ہے۔ ۱۹۸۷ء میں کیپٹن زیدی سیاجن میں ۲۶ ہزار فٹ بلند بریلی چوٹی پر پاک فوج کی قائم کردہ OP Post قائد پوسٹ پر تعینات تھا۔ دنیا کے مقام پر پوسٹ قائم کرنے کے لئے پاک فوج کے درجنوں آفیسر و جوانوں نے خون کے نذرانے پیش کئے تھے جہاں سے ناصرف بھارتی فوج کی نقل و حرکت پر نظر رکھنا آسان تھا بلکہ ان کے لئے مزید پیش قدمی ناممکن بنا دی گئی تھی جیسے ہی دشمن کا کوئی سپاہی آگے بڑھنے کی کوشش کرتا قائد پوسٹ پر موجود نشانہ باز اسے وہیں ڈھیر کر دیتے۔ ایک روز کیپٹن زیدی نے پیٹ میں مروڑ کر بہانہ کیا اور پوسٹ چھوڑ کر نیچے بیس کیمپ میں چلا گیا۔ اسی دوران بھارتی فوج نے حملہ کر کے وہاں موجود پاک فوج کے جوانوں کو شہید کیا اور پوسٹ پر قبضہ کر لیا۔ (کیا یہ سب اتفاق تھا یا مربوط منصوبہ بندی کا نتیجہ اس گتھی کو کیپٹن زیدی یا بھارتی سلجھاسکتے ہیں) یہ پاکستان کے لئے بہت بڑا دھچکا تھا۔ کیپٹن زیدی کے میڈیکل چیک اپ میں وہ صحت مند ثابت ہوا۔ جس پر کورٹ مارشل کر کے اسے تو فوج سے فارغ کر دیا گیا لیکن قائد پوسٹ ابھی تک بھارتی فوج کے قبضے میں ہے۔

(مضمون بلیک واٹر .... از .... طارق اسماعیل ساگر)

# بلیک واٹر... دجال رہبر

## لفظ دجال کا معنی و مفہوم:

عربی گرائمر کے لحاظ سے لفظ ”دجال“ دجل سے مشتق ہے جو کہ باب دَجَل يَدْجُل (بروزن نصر) کا مصدر ہے۔ اور اس کا معنی جھوٹ بولنا دھوکا دینا اور خلط ملط کرنا ہے۔ اسی طرح دجال کا معنی ہے بہت زیادہ جھوٹا شخص اور بہت بڑا دھوکے باز۔

## دجال کو مسیح کہنے کا سبب:

لغت میں لفظ مسیح کا معنی ہے بہت سیاحت کرنے والا شخص۔ (المنجد ص ۸۳۶)

چونکہ دجال اپنے فتنے کو پھیلاتا ہوا پوری دنیا کی سیاحت کرے گا اس لئے اسے مسیح کہتے ہیں جیسا کہ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے صاحب قاموس رقمطراز ہیں ”دجال کو مسیح اس لئے کہتے ہیں کیونکہ وہ (پوری) زمین اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔“

(القاموس المحيط ۳۰/۵۴۸)

دجال کے معنی جھوٹے اور دھوکے باز کے سمجھ میں آگئے ہوں گے اب آئیے اس کا جائزہ لیتے ہیں کہ دجالی صفات جن لوگوں میں پائی جاتی ہیں وہ غالباً جلدی اس کے فتنے میں پڑ جائیں گے اور اس کے لشکر میں ایسے لوگ جلد



شامل ہونگے کیونکہ جھوٹے آدمی کا کوئی دین و مذہب نہیں ہوتا۔ لہذا اگر ہم دنیاوی اعتبار سے دیکھیں تو یہ صفت اس دور کی سب سے جابر دجالی طاقت امریکا کے حکمرانوں اور عوام میں پائی جاتی ہے ان لوگوں کے نزدیک جھوٹ دھوکہ فریب عبادت سمجھی جاتی ہے دجال کے بیٹے اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے کے کئی نمونے دکھا چکے ہیں۔ امریکی حکمران اور میڈیا کی دنیا ہی جھوٹ پر مبنی ہے۔ امریکا جاپان کے دو شہروں ہیر و شیمہ اور ناگاساکی کو اپنے ایٹمی تجربات میں آزما چکا ہے جو صرف بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارنا ہی اپنا اصل فریضہ سمجھتے ہیں اور دجال کی مردہ روح کو مزید تقویت پہنچاتے ہیں کہ آقا دجال جلدی نکلے ہم نے دنیا کا میدان مار لیا، ہم نے عراق پر دو عشروں سے جنگ مسلط کی جس کی بنیاد ہی سب سے بڑا جھوٹ کہ عراق ایٹمی ملک ہے اس کو ایٹم بنانے سے روکو۔ افغانستان پر جھوٹی موٹی رپورٹیں تیار کر کے CIA اور دجال کے لشکر بلیک واٹر نے لشکر کشی کی اور جھوٹا الزام لگایا۔ طالبان ظالم ہے عورتوں کو کوڑے مارتے ہیں، پھانسی دیتے ہیں، لوگوں کے ہاتھ کاٹتے ہیں اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہیں، حالانکہ طالبان کا افغانستان جس نے دیکھا وہ تو امن کا گہوارہ تھا۔ برطانوی صحافی مریم (یونی رڈلے) چند دن ان میں رہ کر مسلمان ہو گئی اگر امریکا افغانستان سے سارے طالبان اٹھا کر اپنے ہاں لے جائے تو کافر دھڑا دھڑا مسلمان ہونگے۔ طالبان نے اگر کسی کو شرعی سزا دی کسی کو ہاتھ کاٹا یا کوڑے مارے تو سزا پانے والوں نے بخوشی قبول کیا لیکن امریکا سات سمندر پار بیٹھا تشویش کرتا بالآخر حملہ کر کے افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی پھر بھی لاکھوں افغانوں لاکھوں عراقیوں کے قتل کے بعد جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے انسانی حقوق کا چمپئن، عالمی امن کا علمبردار ٹھہرا اور دنیا کا نوبل انعام صدر اوباما کو دے کر انسانوں کے قاتلوں کو امن کا داعی بنا دیا۔ گویا پوری دنیا پر حکومت بھی امریکا کی، ایوارڈ بھی امریکا کے جس کو چاہے دہشت گرد بنا ڈالے۔ کون پوچھنے والا ہیں امریکا کا جویا رہے اس کا بیڑا پار ہے۔ دجال کا لشکر امریکی بلیک واٹر اور اتحادی افواج کو کہا جائے تو اس میں مبالغہ آرائی نہ ہوگی۔ کیونکہ جس طرح دجال پوری دنیا کی سیر کرے گا۔ اور اس کے فتنے میں کافر لوگ تو جلد ہی آجائیں گے۔ یوں دجال وقت بھی سات سمندر پار سے اسلامی ملکوں پر حملہ آور ہیں۔ امریکا کا پوری دنیا میں اپنے اڈے قائم کرنا بھی اس بات کی طرف اشارہ دیتا ہے کہ وہ

دجال کی طرح پوری دنیا پر قبضہ اپنا حق سمجھتا ہے اور اس کے حق کے بارے میں کوئی رکاوٹ بنے تو جس طرح دجال کے خدائی دعویٰ میں کوئی رکاوٹ بنے گا اور اس پر ایمان نہیں لائے گا تو وہ فرد مار ڈالا جائے گا اسے دہشت گرد کا لقب دیا جائے گا۔ اسی طرح امریکا کے راستے میں رکاوٹ بننے والا بھی یا مار دیا جاتا ہے یا دہشت گرد بنا دیا جاتا ہے۔ حدیث پاک ﷺ میں ہے ”لوگ دجال کے ڈر سے پہاڑوں میں چلے جائیں گے“۔ (مسلم)

چنانچہ اس کے بعد یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ موجودہ وقت میں دجالی قوتوں سے برسرِ پیکار افراد بھی ان دجالی قوتوں پر پہاڑوں سے ہی حملہ آور ہوتے ہیں اور انہی ویران پہاڑوں اور جنگلوں میں عسکری تربیت کے بعد دجالی قوتوں کے خلاف قافلے رواں دواں ہیں۔ نائن الیون کے بعد دجال اصغر صدر لبش کے یہ الفاظ تھے اس جنگ میں امریکا تھکے گا نہ ناکام ہو گا۔ (بش 7 اکتوبر 2001ء)

لیکن آٹھ سال بعد امریکی وزیر دفاع کے الفاظ شکستہ بھی پڑھیں۔

”امریکی فوج اور قوم تھک چکی ہے، ہم افغانستان میں طویل جنگ کے متحمل ہیں۔“

(امریکی وزیر دفاع جولائی 2009ء)

جس طرح دجال پوری زمین کو اپنی لپیٹ میں لے گا۔ امریکا کا بھی خواب ہے پوری زمین اس کی لپیٹ میں آجائے لیکن رسول اکرم a کی بات سچی ہے۔ ”میری امت کی ایک جماعت حق کے دفاع کے لئے قتال کرتی رہے گی، جس نے ان سے دشمنی کی یہ اس پر غالب رہیں گے، یہاں تک کہ ان (مجاہدین) کی آخری جماعت دجال سے قتال کرے گی“۔ (ابوداؤد)

قرآن کی آیت کا ترجمہ ہے بے شک اللہ سچوں کے ساتھ ہے۔

اب اندازہ لگانا ہمارا کام ہے کہ دجال وقت امریکا اس کے اتحادی اور بلیک واٹر جھوٹوں کی جماعت ہے اور اس کے مقابلے میں حق پر لڑنے والے سچے لوگ ہیں لیکن جب ہم دجالی میڈیا کی طرف جاتے ہیں تو وہ ہمیں اس کے برعکس علیحدہ تصویر پیش کرتا ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم یہ بھی ہے کہ آخری زمانے میں ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ لوگ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ مان لیں گے۔ اللہ ہمیں حق پر ڈٹے رہنے کی استقامت دے۔

## دجال کا تعارف احادیث میں:

احادیث کے مطابق دجال کی آمد برحق ہے ایک روایت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دجال لامحالہ تم میں آکر رہے گا، اس کی آمد یقیناً برحق ہے اس کی آمد قریب ہے اور ہر آنے والا قریب ہوتا ہے۔“ (مسند بزار)

تمام انبیاء کرام نے اپنی امتوں کو دجال سے ڈرایا۔ اسی کی تاکید نبی پاک ﷺ نے وقتاً فوقتاً کی۔ اور دجال کی شکل و صورت کے بارے میں نقل ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دجال داہنی آنکھ سے کانا ہوگا، اس کی آنکھ کیا ہے گویا پھولا ہوا انگور۔

دجال دنیا کا سب سے بڑا فتنہ ہے ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک اللہ کی مخلوق میں سے (جسم کے لحاظ سے) دجال سے بڑا اور کوئی نہیں ہوگا۔ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔

اے لوگو بلاشبہ زمین میں دجال کے فتنے سے بڑا کوئی فتنہ نہیں۔ (ابن ماجہ)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔



رسول اللہ ﷺ کے پاس دجال کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”فتنہ دجال کے مقابلے میں مجھے تمہارے آپس کے فتنہ و فساد کا زیادہ خطرہ ہے۔ پہلے لوگوں میں سے جو کوئی اس فتنے سے محفوظ رہا وہ دراصل محفوظ ہے اور آج تک دنیا میں کوئی بھی چھوٹا یا بڑا فتنہ ظاہر ہوا ہے وہ دجال کے فتنے کی وجہ سے ہے۔“ (مسند احمد: ۵/۳۲)

## دجال کا لشکر کون ہیں؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ ”(ایران کے شہر) اصفہان کے ستر ہزار (۷۰۰۰۰) یہودی سیاہ (یا سبز) چادریں اوڑھے ہوئے دجال کا ساتھ دیں گے۔“ (مسلم)

دجال کا لشکر مکہ اور مدینے کے سواہر شہر روند ڈالے گا لیکن مکہ اور مدینہ کی طرف اس کے مقابلے میں فرشتے کھڑے ہونگے۔ وہاں وہ داخل نہ ہو سکے گا۔ اس کے فتنے میں زیادہ تر عورتیں مبتلا ہونگی۔ حدیث پاک کے مطابق مرد اپنی عورتوں ماں، بہن، بیٹی تک کو رسیوں سے باندھ ڈالیں گے اس ڈر سے کہ کہیں وہ دجال سے جانہ ملیں۔

(مسند احمد: ۲/۶۷)

درج بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ دجال کا لشکر یہودی ہوں گے کیونکہ وہ خود انہی میں سے ہو گا۔ علاوہ ازیں چوڑے اور موٹے چہروں والی اقوام بھی اس کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے۔ اور ممکن ہے یہ اقوام چین، جاپان، کوریا اور روس وغیرہ کے لوگ کافرو منافق بھی اس کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے۔ اس کے فتنے کا شکار ہونے والوں میں سب سے زیادہ خواتین ہونگی۔ گویا دجال کے لشکری سپاہ و سبز چادروں سمیت اس کے لشکر میں شامل ہونگے شاید بلیک واٹر کے دجالی صلیبی سربراہ نے اس لئے اس کے نام میں بلیک (سیاہ) شامل کیا تاکہ دجال کے لشکر کی نشانیاں پوری کر دی جائے۔ موجودہ حالات میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ دجال کا لشکر اپنی پوری تیاری کر چکا ہے لیکن مسلمان غافل بیٹھے ہیں۔ ہم کو چاہئے

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

ان کالوں کے خلاف سیاہ جھنڈے والے لشکر جو کہ حضرت مہدی ؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مل جائیں گے۔ اس کی تیاری کریں، ہم سب کو چاہئے کہ سب مسلمانوں کو دجال کے فتنے سے بچانے کے لیے لوگوں کو آگاہ کرے اور دجال سے مقابلے کے لیے تیار رہیں۔

## آخر پاکستان ہدف کیوں؟

پاکستان کے حالیہ حالات پر بے شک درد مند اور محب وطن مسلمان بہت پریشان ہیں کہ اس ملک کو تو لاکھوں قربانیوں سے حاصل کیا گیا ہے تاکہ اس پر ایک اسلامی نظام اور اسلامی معاشرہ وجود آسکے لیکن دجالی میڈیا اور امریکی دہشت گردی نے تو اب لوگوں کے ذہنوں میں اسلام کا ایک غلط تصور ڈال دیا ہے کہ مسلمانوں کے مدارس، سکول سب دہشت گردانہ اڈے ہیں ہر ڈاڑھی والا دہشت گرد گردانا جاتا ہے۔ بات یہاں تک آ پہنچی کہ اب کسی گھر میں ایک نے ڈاڑھی رکھی ہو تو اس کو منڈوانے کا کہا جاتا ہے کہ کہیں دہشت گردی کے شبے میں دھڑنہ لیا جائے۔ ہمارے ایک دوست مفتی صاحب چند دن پہلے پاسپورٹ بنوانے گئے تو وہاں پر ان کی پگڑی، ٹوپی وغیرہ اتار دی گئی ایک افسر سے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ وفاقی حکومت کی طرف سے ایک لیٹر دکھایا جس میں پگڑی اور ٹوپی پر X کانٹے کا نشان لگا تھا اس افسر نے یہ خدشہ بھی ظاہر کیا کہ مفتی صاحب آنے والے وقت میں شاید اس خانے میں ڈاڑھی کا بھی اضافہ ہو سکتا ہے۔ جس کے بعد کوئی بھی ڈاڑھی والا پاکستانی بیرون ملک بھی شاید نہ جانے پائے۔

پاکستان میں بڑھتی ہوئی حالیہ دہشت گردی کے واقعات میں کچھ عجیب و غریب سی صورت حال پیدا ہو گئی ہے کہ طالبان کسی دھماکے کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں تو کسی سے وہ بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ تو اس تناظر میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ کونسی دوسری خفیہ طاقت ہے کہ جو ملک میں کراچی سے لیکر خیبر اور گوادریک پھیلی ہوئی جنگی کاروائیوں سے اپنا فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک پاکستان کو نقصان پہنچا رہی ہے ہماری اس کتاب کا موضوع نہ تو طالبان عسکریت پسند ہیں اور نہ ہی قانون نافذ کرنے والے ادارے اور افواج پاکستان ہیں۔ ان آپس کی جنگوں سے قطع نظر اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ دوسری



قوت امریکی بلیک واٹر ہے۔ ہمارا مقصد ان دو گروہوں کی آپس کی چپقلش کو ہوا دینا بھی نہیں کہ ہم یا افواج پاکستان کے لئے کتاب لکھ کر کوئی میڈل یا ایوارڈ حاصل کرنا چاہتے ہیں نہ ہی ہم پاکستانی طالبان کے لئے کوئی کتابی جواز پیش کرنا چاہتے ہیں کیونکہ جنگیں تو کتابوں سے نہ رُک سکتی ہیں۔ اور نہ ہی مخالف فریقین پر تنقید یا کیچڑ اچھالنے سے بند ہو سکتی ہے۔ ان پر دو گروہوں کے پاس اپنے علماء اسکالر اور دانشور موجود ہیں وہ یہ کام ان سے بخوبی لینا جانتے ہیں۔ ہمارا مقصد ایک محب وطن کی حیثیت سے پاکستان کی بقاء اور سالمیت کا خواہاں ہے۔ ان حالات میں مذہبی جماعتیں بشمول جمعیت علمائے اسلام (ف) (س) اور جماعت اسلامی کے منور حسن صاحب موجودہ حکومت کی مخالفت کر رہے ہیں کہ آپریشن مسئلہ کا حل نہیں اس سے مزید مسائل جنم لیتے ہیں۔ پی ٹی وی پر جمعیت علماء اسلام سے تعلق رکھنے والے ایک وزیر 29 اکتوبر کی رات کو پروگرام میں اس موضوع پر بحث کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ مولانا فضل الرحمن صاحب نے تو حکومت سے درخواست کی کہ میں حکومت اور طالبان کے ساتھ مذاکرات کے لئے تیار ہوں اور وہ اب بھی اس بات پر قائم ہیں۔ وزیر موصوف فرما رہے تھے کہ ہماری پیشکش کو ٹھکرا کر حکومت نے ایک غلطی کی ہے لیکن اس کے برعکس کوئی عوام میں سے کوئی کسی فریق کی حمایت کر لے۔ تو وہ مار دیا جاتا ہے یا اغواء کر لیا جاتا ہے۔ ہماری حکومت وقت، خفیہ اداروں اور افواج وقت سے یہ بھی گزارش ہے کہ اگر کوئی صحافی مصنف، اینکر آپ کے نقطے سے متفق نہ ہو تو وہ سزاوار ٹھہرتا ہے لیکن پارلیمنٹ ہاؤس میں بیٹھے نرم کرسیوں والے اس سے بری الذمہ ہے اگر آپریشن راہِ نجات کا ایک سین اسلام آباد میں پارلیمنٹ ہاؤس کے اندر دھرا دیا جائے تو یقیناً طالبان حامی عناصر سے نجات اور چھٹکارا مل سکتا ہے اگر حکومت ایسا نہیں کرتی تو پھر ہم بحیثیت قوم تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کو یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ کرسی، اقتدار اور ڈالروں کی جنگ ہے اور اس دہشت گردی میں صاحب اقتدار بھی شامل ہیں لیکن ان سے نجات شاید کسی کے بس میں نہیں۔ ہیلیری کلنٹن، رچرڈ ہالبروک اور کیری صاحب اس لئے بڑی تیزی سے دورے کر رہے ہیں اور اس دفعہ وہ اپنے ساتھ لوگر نام کا ایک امریکی امپورٹ شدہ لالی پوپ لے آئے ہیں۔ یہ لالی پوپ بظاہر میٹھا ہے لیکن اس کا اثر زہر سے بھی تیز ہے۔ اس لالی پوپ کے خواہش مندوں کے منہ سے رال ٹپک رہی

## دجال کا لشکر بلیک واٹر‡

ہے کہ کب یہ ہمارے منہ کو لگے گا۔ یہ مصرعہ بھی اس جگہ صادق آتا ہے۔

ایسی لگی ہے ظالم کہ چھوٹی ہی نہیں۔

ہیری کلنٹن کے دورہ پاکستان پہنچنا اور پشاور میں پاکستانی تاریخ کا بدترین سانحہ رونما ہونا جس میں ۱۵۰ معصوم بے گناہ پاکستانی دہشت گردی کی بھینٹ چڑھے اور سینکڑوں ساری زندگی اپنا بچ بن چکے اس حوالے سے حیرت انگیز اخباری بیانات آتے رہے ان میں سے کچھ کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہم ابتداء ایک سیکولر اخبار سے کرتے ہیں اگر یہاں کسی دینی محلے یا روزنامے کا حوالہ دیا جائے تو ہم پر الزام لگتا کہ یہ ”دہشت گردوں“ کے حمایتی ہیں لیکن ایکسپریس گروپ جو کہ بائیں بازو کے افکار میں جنگ گروپ سے بھی زیادہ ترقی کر چکا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ایکسپریس کے مشہور صحافی عبداللہ طارق سہیل اپنے سلسلہ وار کالم وغیرہ وغیرہ میں لکھتے ہیں۔

”بلوچستان میں ہونے والی دہشت گردی میں براہ راست بھارت ملوث ہے۔ بھارت کے افغانستان میں ۹ سفارت خانے پاکستان میں دہشت گردی کے لئے لوگوں کو تربیت دے رہے ہیں۔ بلوچستان میں ہونے والی ۹۵ فیصد دہشت گردی میں بھارت ملوث ہے اور سیستان (ایران) کے دھماکے میں بھی بھارت کا ہاتھ ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ پاکستان اور ایران کے تعلقات اچھے ہوں۔“

یہ بیان بلوچستان کے وزیر تعلیم شفیق احمد خاں کا ہے جو انہوں نے ۲۴ اکتوبر کو دیا تھا۔ اگلے ہی روز انہیں راستے سے ہٹا دیا گیا۔ اسی روز کی خبر ہے کہ پشاور کی مارکیٹ میں ہونے والا دھماکہ ریموٹ کنٹرول کے تحت کیا گیا۔ اس دھماکے کی ذمہ داری لینے سے طالبان نے انکار کیا تھا۔ اسلامک یونیورسٹی کے دھماکے میں جس لاش کو خود کش حملہ آور قرار دیا گیا، وہ یونیورسٹی کے طالب علم کی تھی جس کا شناختی کارڈ بھی پیش کیا گیا۔

دھاکوں کی منڈی میں زیادہ دکانیں طالبان کی ہیں لیکن کچھ نئے کارٹل بھی اب اس میں جگہ بنا رہے ہیں جن میں سے ایک کی نشاندہی مرحوم شفیق احمد نے کی، دوسرے کا نام کالا پانی (Black Water) پیلا پانی (American) وغیرہ لیا جا رہا ہے لیکن کوئی نشاندہی کرنے کی جرأت نہیں کرتا شاید شفیق احمد خاں کے انجام سے ڈرتا ہے۔

یہ خبر ملاحظہ ہو۔ وفاقی پولیس نے سیکٹر ایف ایٹ سے چار امریکیوں کو جدید اسلحہ اور جعلی نمبر پلیٹوں والی گاڑیوں سمیت حراست میں لیا جنہیں بعد ازاں احکام کی مداخلت پر رہا کر دیا گیا اور کوئی مقدمہ بھی درج نہیں ہوا۔ پولیس نے ناکے پر روک کر تلاشی لینا چاہی لیکن انہوں نے خود کو میر نیز ظاہر کرتے ہوئے انکار کر دیا۔ ان سے ممنوعہ بور کی متعدد رائفلیں، دو پستل اور دستی بم برآمد ہوئے۔ نیوز ایجنسی کے مطابق چاروں امریکی حساس عمارتوں کی تصاویر اتار رہے تھے۔ پولیس نے بتایا کہ امریکی شہریوں اور بلیک واٹر کی سرگرمیاں حد سے بڑھ رہی ہیں۔ حکام نے کہا ہے وزارت داخلہ کو اس پر خط لکھا جائے گا۔

خط لکھنے سے کیا ہو گا، جو لکھیں گے کہیں وہی پکڑ میں نہ آجائیں۔ پچھلے دنوں سکیورٹی اداروں کی مداخلت کے بعد سے ان لوگوں کی سرگرمیاں کچھ کم پڑ گئی تھیں اب پھر سے اودھم مچانا شروع کر دیا ہے۔ تین روز پہلے پشاور میں شہریوں کو ہراساں کرتے ہوئے پائے گئے۔ اب اسلام آباد میں دستی بموں سمیت پکڑے گئے اور چھوڑ دیئے گئے۔ یا الہی، لاوارث ملک کی خیر ہو۔ (۲۹ اکتوبر ۲۰۰۹ء ایکسپریس)

پتوکی میں ایکسپریس سے سنی تحریک کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے رکن حافظ شاہد حسین نے کہا ہے کہ پاکستانی حدود میں پاکستانی قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے امریکیوں کو کسی سفارش پر چھوڑ دینا ملکی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔ (۲۹ اکتوبر ۲۰۰۹ء روزنامہ ایکسپریس)



## دھال کا لشکر بلیک واٹر ‡

ڈی آئی جی اسلام آباد کا ۳۰ اکتوبر کے تمام اخبارات میں یہ بیان ریکارڈ پر ہے کہ امریکیوں کو میں نے اپنی صوابدیدی اختیارات استعمال کرتے ہوئے اپنی ضمانت پر رہا کیا ہے جبکہ اُن کی گاڑی پر لکھی ہوئی نمبر پلیٹ جعلی تھی۔ بعض سفارتی مجبوریوں کی وجہ سے غیر ملکی سفارت کاروں کے لئے کچھ مراعات دینا ضروری ہوتی ہے۔

## امریکا کی پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی جاسوسی

”ایشین ایج“ نے معروف ویب سائٹ ”انٹرنیشنل اینالسٹ نیٹ ورک“ کی رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے دعویٰ کیا ہے کہ پاکستانی ایٹمی پروگرام کی خفیہ نگرانی ثابت کرنے کے لئے ٹھوس شواہد موجود ہیں اور یہ تصدیق شدہ ہے کہ امریکی سفارت کار اور حکام کہوٹہ میں جاسوسی کر رہے ہیں جہاں اہم جوہری تنصیبات قائم ہیں۔ رپورٹ کے مطابق پاکستانی حکومت کے مختلف عناصر بھی جاسوسی کیلئے ان کی مدد کر رہے ہیں، اس سلسلے میں وزارت داخلہ کا کردار سوالیہ نشان بنا کر پیش کیا گیا ہے جو امریکیوں کو مشکوک سرگرمیوں کی اجازت دے رہے ہیں وزارت داخلہ نے تسلیم کیا تھا کہ امریکی دفاعی کنٹریکٹر ز خفیہ انٹیلی جنس ایجنسیوں کو آگاہ کیے بغیر پاکستان کی سرزمین پر مشکوک سرگرمیاں کرتے ہیں۔ گذشتہ دنوں رپورٹ سامنے آئی تھی کہ امریکی حکام سہالہ پولیس تربیتی کالج کے ذریعے کہوٹہ میں جوہری تنصیبات کی نگرانی کر رہے ہیں اور یہ سلسلہ ۲۰۰۳ء سے جاری ہے۔ سہالہ میں زمین کے بڑے حصے پر امریکی بیس قائم ہے جس کے گرد اونچی دیوار ہے اور اس میں تربیتی کالج کی سینئر مینجمنٹ کو بھی داخلے کی اجازت نہیں۔ امریکی حکام نے بیس کے گرد بڑی تعداد میں سائن بورڈز نصب کر رکھے ہیں جن میں غیر ملکیوں کا داخلہ ممنوعہ قرار دیا گیا ہے ادھر سینئر پاکستانی حکام امریکی مداخلت کا معاملہ مسلسل اٹھا رہے ہیں مگر ان کے تحفظات نظر انداز کئے جا رہے ہیں۔

پاکستانی قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے امریکیوں کو چھوڑنا زیادتی ہوگی۔

## تاریخ کا سبق

تاریخ شاہد ہے کہ انگریز فرنگی صلیبی و صیہونی جس بھی سر زمین پر قدم رکھتے ہیں تو ان کے ناپاک قدموں اور ذہنوں کی گلکاریاں خونِ مسلم کے بہتے قید خانوں کے آباد ہونے، مسلمانوں کی بستیاں اُجڑنے، لیرز گائیڈڈ، ڈراؤن ٹیکنالوجی، ڈیزی کٹر، فاسفورس بم نہ جانے نئے فسادات کو یہ جنم دیتے ہیں۔ برصغیر میں جب گوری چٹری اور کالے دھندے والے لوگ وارد ہوئے تو اس وقت ہندوستان میں مسلم حکمران براجمان تھے۔ وہ اپنے طرز عمل اور عوامی رہن سہن میں اسلامی نظام حکومت کا مکمل ضابطہ حیات یا نظام شریعت نافذ نہ کر سکے لیکن ان کا آمرانہ نظام میں کچھ جھلک اسلام کے حق میں بھی نظر آتی تھی۔ ان میں کچھ نیک حکمران بھی گزرے ہیں لیکن جب کوئی برا وقت آتا ہے تو نیک لوگ بھی رخصت ہوتے جاتے ہیں ان میں بعض جرأت مند اور فرنگی راج کو تاخت و تاراج اور ان سے ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے بھی گزرے ہیں۔ شیر میسور سلطان ٹیپو بھی ان سے خوب لڑے اور کئی محاذوں پر فرنگیوں کو شکست سے دوچار کیا۔ ان کا یہ تاریخی محاورہ آج بھی زبان زد عام ہے۔ کہ ”شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔“

کاش موجودہ وقت کے تمام مسلم ممالک کے حکمران اس جملے پر ہی عمل پیرا ہو جائیں کیونکہ قرآن و حدیث اور اسلامی نظام سے وقت کے کئی مسلمانوں کو اب چڑسی ہو گئی ہے۔ میں نے ایک میگزین میں یہ مضمون پڑھا تھا کہ جس کا عنوان تھا۔ ”ستاؤن اسرائیل“ غالباً مضمون نگار، دور حاضر کی سپر طاقت گھمنڈ کے نشے میں مست امریکا کی اسلامی ملکوں پر پھیلی بساط اور اثر و رسوخ کی وجہ سے یہ نام اسلامی ملکوں کو دینے پر مجبور ہوا۔ ہمارا مسلم معاشرہ جس طرح فرنگی تہذیب میں ڈھلتا گیا جو نہی وہ اسلام سے دور ہوتا گیا۔ دورِ حاضر کے مسلمانوں کا بڑا المیہ یہ ہے کہ وہ بھارتی، یہودی و عیسائی



دجالی میڈیا دیکھ کر ان لوگوں کی زندگی طرز بود و باش ہر وقت ٹی وی سکرین پر دیکھ کر ان کا رنگ اپنانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ مسلمان نوجوان معاشرے کی روشن خیالی، یونیورسٹی، کالجوں اور سکولوں کے مخلوط نظام تعلیم میں نوخیز لڑکیوں کے ساتھ انجوائے میں گزارتے ہیں، ان یونیورسٹی، کالجوں، اور سکولوں میں بچپن سے ہمارے معصوم بچے، بچیوں کو انڈین اور انگلش گانوں اور میوزک پر رقص کرنا سکھایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ خوبصورت بچوں کو چاہے وہ سکے بہن بھائی ہی کیوں نہ ہوں، ان چھوٹے معصوم بہن بھائیوں کو دولہا اور دلہن کا کردار کرنے کے لئے دیا جاتے ہیں۔ اس طرح کے کئی واقعات جدید نظام تعلیم سے واسطہ سکولوں میں پیش آتے ہیں جن میں ایک حقیقی کردار بھی آپ کے سامنے پیش ہے۔ جو کہ ایک فرنگی نظام تعلیم جس پر ہمارے مسلمان فخر کرتے ہیں پیش آیا۔ جس میں سکول ٹیچران بچوں کو سالانہ سکول کی تقریبات سے مہینہ پہلے نام چن کر ان کو اس فٹیج ڈراموں کی ایکٹنگ سکھاتے ہیں۔ مقررہ تاریخ پر اسٹیج سجایا جاتا ہے بہن بھائی کا نکاح پڑھنے والا بھی نکلی ڈاڑھی لگا کر ایک بچہ لایا جاتا ہے۔ دونوں سے کلمے پڑھوائے جاتے ہیں، جہیز کی لاکھوں پر مشتمل اشیاء کی لسٹ پڑھی جاتی ہے کیونکہ یہ تو ڈرامہ ہوتا ہے اس میں فریقین کے والدین بھی بچے ہوتے ہیں جو آپس میں ہنسی خوشی سب قبول کر لیتے ہیں۔ اسی ہنسی خوشی میں بھائی بہن کو قبول کر لیتا ہے اور ایک خود ساختہ کمرے کا دروازہ ڈرامے کے آخر میں بند ہو جاتا ہے اس سے آگے اس عاجز میں بیان کرنے کی طاقت نہیں۔ جو اس روشن خیالی کا کوئی اثر بھی ان کے والدین پر نہیں ہوتا حتیٰ کہ تقریب کی کرسیوں میں ان بچوں کے والدین بھی مدعو ہوتے ہیں۔ یہ تو ہم ایک اولیول سسٹم سے تعلق رکھنے والے سکول کا حقیقی واقعہ بتا رہے ہیں جو بچے سکولوں میں یہ کردار کریں گے کیا وہ گھروں میں اس سے محفوظ رہیں گے۔ یہ ان تمام مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کو انگلش سکولوں، صلیبی این جی اوز کے اداروں کی بجائے کسی اسلامی سکول میں داخل کروائیں تاکہ بچہ کم از کم ماں، باپ اور بہن، بھائی کا تقدس تو سیکھ سکے۔ اس واقعے پر مجھے رائیونڈ میں ایک تبلیغی جماعت کی کارگزاری یاد آگئی جو کہ نائن الیون کے وقت امریکا میں کافی مشکلات کے بعد پاکستان پہنچی میں خصوصی طور پر اس جماعت سے ملا اور ان کی کارگزاریوں میں ایک بات اب تک عرصہ آٹھ سال گزرنے کے بعد بھی گونج رہی ہے۔ جس کے

الفاظ کچھ یوں تھے کہ ”امریکی شہریت رکھنے والے مسلمان وہاں کے مخلوط ماحول سے بہت تنگ ہیں۔ کیونکہ اس معاشرے میں رشتوں کی کوئی تمیز نہیں ہوتی کئی مسلمان جو کہ بظاہر دین دار ہیں اور مسجد میں نمازیں بھی ادا کرتے ہیں۔ اگر کوئی جماعت جائے تو اس کی بات بھی سنتے ہیں بلکہ ان کے پاس کوئی بھی اسلامی تنظیم بات کرنے جائے تو ان کو توجہ سے سنتے ہیں۔ کئی امریکی مسلمان امریکی قانون کی وجہ سے اپنی بیٹی کو نہیں پوچھ سکتے کہ تو نے دن اور رات کہاں گزاری بلکہ ان کے گھر میں کسی بیٹی کا دوست آجائے تو اس لڑکے کو بھی لڑکی والدین سے ملانے کے بعد سیدھا اپنے کمرے میں لے جاتی ہے۔ اور کئی امریکی مسلمان اس بات پر شکر ادا کرتے ہیں کہ ہماری بیٹی اگر گھر سے باہر رات گزارے تو کم از کم کسی مسلمان کے ساتھ نہ کہ وہ کسی غیر مسلم کے ساتھ اپنی رات گزارے۔ نہایت ہی دکھ افسوس کا مقام ہے یہ کوئی من گھڑت بات نہیں اور میں حلفاً اپنے کانوں سے یہ الفاظ سن چکا ہوں اور اس کارگزاری کو بیان کرنے والا زار و قطار رونے کے ساتھ ہمیں بھی رُلا بیٹھا۔“

انگریز نے جب سے اس خطے میں قدم رکھا وہ ہمیں جدید نظام تعلیم کا تحفہ لارڈ میکالے کا نظام تعلیم دے چکا۔ خود لارڈ میکالے کے الفاظ ہیں ”ہم نے مسلمانوں کو ایسا نظام تعلیم دے دیا ہے کہ بظاہر مسلمان اندر سے عیسائی بنا دیا ہے۔“ اور مسلمانوں پر اپنی دہشت گردی مسلط کی تو اس کے نتیجے میں یہ جنگیں خون خرابے، مسلمانوں کی عزتیں پامال ہوئی انگریز ہندوستان میں آیا کالاپانی، مالٹا اور جزائر انڈیمان جیسے قید خانے بنے۔ انگریز مخالف مسلمانوں کو ظلم و تشدد سے دبا یا جو ان کے خلاف ہوئے ان کو ان کالے پانیوں میں پہنچا دیا گیا۔ انگریز افغانستان میں آیا جنگوں کے آلام قید خانوں گوانتا نامو، شبرغان کی تاریخی جیل، پل چرخی، بگرام، قندھار کی تاریخ دھرا گیا۔ انگریز پاکستان میں آیا۔ تو ڈاکٹر عبدالقدیر جیسے محسن کو سپرد قید کیا گیا۔ پوری مسلم امت کی بیٹی عافیہ صدیقی کو اپنے تین دودھ پیتے بچوں سمیت اپنے وطن کی دھرتی پاکستان سے اٹھا کر ڈالر کے پجاریوں نے امریکا پہنچا دیا، بلوچستان میں 200 کے لگ بھگ مسلمان بہنوں کو قوم پرستی کے جرم میں غائب کر دیا۔ شمسی ایئر بیس، شہباز ایئر بیس، تربیلا جیکب آباد بالخصوص اسلام آباد ان بلیک واٹریوں نے اپنے ناپاک وجود

سے سیاہ آلود کر دیا۔ ہر طرف دھماکوں کی اک لہر چل پڑی۔ معصوم بے گناہ مسلمان امریکی جنگ کے ایندھن میں بھسم ہو گئے۔ ہیلری کلنٹن ۲۸ اکتوبر کو جو نہی پاکستان آئی تو پشاور میں سو سے زیادہ افراد دہشت گردی کے نتیجے میں شہید ہو جاتے ہیں۔ دو سو سے زیادہ افراد ساری عمر کے اپانچ بن گئے۔ کئی عمارتیں زمین بوس ہو گئی ان شہیدوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ دہشت گردی کا عفریت کھل کر سامنے آچکا ہے اس کو پہچانے یہی ملک پاکستان کے دفاع کے لئے بہتر ہے۔ نہ جانے کسی کالے کر توت والے کی نظر اس ملک کو لے بیٹھی اللہ تعالیٰ اس ملک سمیت تمام اسلامی دنیا کو امن کا گہوارہ بنادے اور خلافت اسلامیہ نصیب فرمائے۔

انگریز عراق میں آئے اور اپنے بلیک میل بلیک واٹر کے ساتھ خوب خونِ مسلم کو بہاتے رہے دو لاکھ عراقی اب تک امریکی بمباری اور فائرنگ سے ابدی نیند سوچکے ہیں۔ ابو غریب جیل، کیمپ کروپر اور بلیک واٹر کے زیر اہتمام ۱۸ جیل خانے مسلمانوں سے آباد ہوئے۔ ہر ذی شعور کو چاہئے کہ اس پر سوچیں کہ ہمیشہ یہ گورے رنگ کے کالے کتے ہی مسلمان ملکوں پر چڑھ دوڑتے ہیں مسلمان تو کبھی کسی ملک پر حملہ آور نہیں ہوتے ہمیشہ ابتدا تو ان انگریزوں نے ہی کی ہے۔ لیکن صیہونی صلیبی فسادی دنیا کے امن انعام یافتہ بنائے جاتے ہیں یوں بھی جب سے امریکا پر سیاہ فام بلیک رنگت والا صدر آیا ہے بلیک واٹر کی دھوم بھی پوری دنیا میں مچ گئی ہے۔ افسوس صد افسوس کہ امن کا نوبل انعام یافتہ ہی مسلم ممالک پر بمباری کرنے والے اور مسلمان بچوں عورتوں کو شہید کرنے والے کو ملتا ہے گویا انگریزوں نے ثابت کر دیا کہ رنگ چاہے گورا ہو یا کالا لیکن جس کے کالے کر توت زیادہ ہونگے وہی امن کا داعی ہے۔ اس لئے اگر بروقت ہم کفار و منافقین و مرتدین کی چالوں کو نہ سمجھ سکے تو تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں۔



## صلیبی کُتے بلیک واٹر

بلیک واٹر کی تخلیق ۱۹۹۷ء میں امریکی ریاست کیرولینا میں عمل میں آئی۔ یہ تنظیم ہر سال چالیس ہزار جنگجوؤں کو تربیت دیتی ہے۔ ایرک پرنس اور کلارک اس کے موجودوں میں شامل تھے۔ ان کی خدمات قتل و غارت، تباہ کاری کرائے پر حاصل کی جاتی ہے۔ یہ نہایت بے حس و سفاک قسم کے لوگ ہیں۔ غالباً امریکہ میں جو بھی ناجائز بچہ پیدا ہوتا ہے اس کو یہ تنظیم گود لے لیتی ہے اور اس کی پرورش اس انداز میں کی جاتی ہے کہ ان کی شخصیت میں بے حسی کا عنصر گھٹ گھٹ کر بھرا جاتا ہے کیونکہ یہ لوگ تمام قسم کے رشتوں سے عاری ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو انسانوں سے جانوروں جیسا سلوک کرنے میں کوئی ندامت پیش نہیں آتی۔ ان کی نہ تو کوئی ماں ہوتی ہے اور نہ ہی باپ بھائی۔ یوں تو امریکی معاشرہ ویسے ہی فحاشی کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اس معاشرے میں لڑکا لڑکی کے ناجائز تعلقات کو عیب نہیں سمجھا جاتا اور نہ ہی سرعام سڑکوں، بازاروں میں بوس و کنار و زنا پر پابندی ہے۔ یہاں تک کہ مرد سے مرد، عورت کی عورت سے شادی کو بھی قانونی تحفظ حاصل ہے۔ شاید اسی لئے امریکی حکومت نے فحاشی عام کر رکھی ہے کہ بلیک واٹر میں بھرتی ہونے والوں کی کمی سے بچا جاسکے اور روز بروز ان کی تعداد میں اضافہ ہو سکے تاکہ دوسرے ممالک میں ان کو اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے باآسانی استعمال کیا جاسکے۔ امریکی اس بات کا بخوبی ادراک رکھتے ہیں کہ اگر ان ممالک میں جہاں ان کو اپنی فوجی طاقت ظاہر نہ کرنی مقصود ہو وہاں پر باقاعدہ آرمی کے استعمال میں اس لئے بھی دشواری ہو کہ اگر ان کی باقاعدہ فوج کو بڑے پیمانے پر نقصان اٹھانا پڑا اور ملک کے اندر شور برپا ہونے کا خدشہ ہو تو اس لئے بھی بلیک واٹر کو استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ ان کے آگے پیچھے رونے والا یا شور مچانے والا کوئی نہیں ہوتا پس اس تناظر میں امریکی اس کا استعمال بہتر سمجھتے ہیں۔ امریکا اور یورپ ممالک کو تو Heaven of Gays یعنی ہم جنس پرستوں کی جنت کہا جاتا ہے اور امریکا میں ہر ایک گھٹنے کے دوران دو سوزنا ہوتے ہیں۔

پوری دنیا میں سب سے زیادہ چھپنے والے اور مشہور امریکی میگزین Time نے تو اپنی ایک سٹوری اور میگزین کا ٹائٹل تک اس لئے خاص کر دیا۔ اس شمارے کے ٹائٹل پر ایک 12 سالہ بچی کی تصویر لگی ہوئی ہے اور انگریزی میں یہ لکھا ہے The Children Having Children یعنی بچے بھی بچے رکھتے ہیں اس بچی کو اس ٹائٹل میں حاملہ دکھایا ہے اور وہ اپنے حاملہ پیٹ کے ساتھ مسکرا رہی ہے۔ وہ بچی بچے کی ولادت کے لئے تیار بیٹھی ہے اس کی ہنسی میں Time میگزین یہ واضح کر رہا ہے کہ یہ بچی اپنی خوشی سے حاملہ ہو رہی ہے کیونکہ امریکہ میں یہ رواج بھی ہے کہ چاہے حرامی بچہ بھی پیدا ہو تو اس پر بھی پورا گھرانہ خوشی مناتا ہے اور بڑے فخر سے امریکی کہتے ہیں۔ ہمارے گھر میں Baby born ہوا ہے۔ یہ تمام باتیں امریکا ہی کا میڈیا بتا رہا ہے۔ بلیک واٹر کے گرگے سول لباس زیب تن کرتے ہیں، کم بولتے ہیں اور زیادہ تر ہتھیاروں کی زبان استعمال کرتے ہیں۔ ان سے زیادہ تر سیاسی نوعیت کے قتل کی وارداتیں سرانجام دی جاتی ہیں۔ جن ممالک میں بلیک واٹر سے خدمات لینی ہوں تو وہاں پر امریکی حکومت متعلقہ حکومت پر دباؤ دھونس اور لالچ کے بل بوتے پر کئی قسم کی سہولیات بھی باہم پہنچاتی ہے میں ان کی رہائش کا انتظام، بغیر ویزہ آنے جانے کی سہولت، جدید آلات کی رسائی، ہتھیاروں کا آزادانہ استعمال وغیرہ شامل ہیں۔

## بلیک واٹر کا دھالی صلیبی لوگو:

مخصوص نشان جسے انگریزی میں Logo اور اردو میں اس کا مطلب معنی ہے دراصل یہ لوگو ہی کسی تنظیم نیٹ ورک اور کمپنی کی اصل شناخت ہوتی ہے۔ آپ کو کا کولا کمپنی کو لے لیجئے جنہوں نے صرف اپنے لوگو کو بنانے کے لئے پوری دنیا کے اخباروں میں اشتہارات دیے اور کئی ویب سائٹس پر اس کا اعلان کیا کہ جو ڈیزائنر بھی سب سے بہترین لوگو بنائے گا اسے لاکھوں ڈالر انعام دیا جائے گا۔ اس میدان میں لاکھوں کمپیوٹر ڈیزائنروں نے تیر آزمائے لیکن ایک عیار حرامی نسل امریکی نے اس لوگو کی تخلیق صلیبیانہ انداز میں کی۔ اس بد بخت نے کوکا کولا کے لئے انگلش کا ایک فونٹ استعمال کیا۔



کوکا کولا کسی بھی کوکا کولا بوتل کو آپ لے کر شیشے میں اس لوگو کو رکھ کر پڑھیں تو اس لوگو کا شیشے میں اردو زبان کا لکھا ہوا یہ پڑھا جائے گا لا محمد لامکہ (نعوذ باللہ) یہود و نصاریٰ کے نزدیک اصل میں خانہ کعبہ بیت اللہ اور

**Coca-Cola®**

کوکا کولا کمپنی کا انٹرنیشنل لوگو اصل شکل میں

**فدائے لا محمد**

لا محمد لامکہ (نعوذ باللہ)



## کو کا کولاً لٹی شکل میں صاف پڑھا جا رہا ہے۔

پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کی توہین ہی ان کا مشغلہ بن چکا ہے۔ اس لئے امریکا اسرائیل کو مستحکم کر کے قبلہ اول مسجد اقصیٰ پر قابض کروا کر دجالی طاقت کے لئے مستقبل میں راہ ہموار کرنا چاہتا ہے۔ جس طرح ہر کمپنی نے اپنے لئے ایک لوگو مختص کر رکھا ہے اسی طرح اس تنظیم نے بھی اپنے لئے ایک منفرد لوگو مختص کر رکھا ہے مگر ان کا لوگو عجیب و غریب معنی رکھتا ہے۔ اگر اس پر غور کیا جائے تو اس پر یورپی دنیا کا نقشہ دکھایا گیا ہے اور جیسے بندوق سے کسی چیز کو ہدف بنایا جائے تو اس پر ایک گول دائرہ ابھر آتا ہے یہ گول دائرہ دنیا کا نقشہ ہے اور اس پر ایک شیطانی پنچہ گاڑ کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ پوری زمین پر قبضہ ہمارا ہدف ہے۔ اس دائرے پر ایک کر اس کا نشان بھی ظاہر کیا گیا ہے جو دراصل صلیب کا نشان ہے جو پوری دنیا کو یہ پیغام دینے کے لئے کافی ہے کہ پوری دنیا پر دجالی صلیبی پنچہ گاڑ کر قبضہ کرنا ہمارا مشن ہے۔ بدنام زمانہ بلیک واٹر کے خونی پنچے جب بری طرح بے گناہوں کے خون میں رنگین ہو کر بدنام ہونا شروع ہوئے جس طرح اس بلیک واٹر نے فوجہ کو غارت کیا، عراق میں بھی ان کی خدمات حاصل کی گئیں اور جون ۲۰۰۴ء تک جنگی زون میں جنگی جرائم کے ارتکاب کے لئے ان کو تین سو بیس ملین ڈالر سے زائد رقم ادا کی گئی اور اس قدر خونریزی کروائی گئی کہ ہر طرف ان کی بدنامی کا شور برپا ہو گیا تب منصوبہ بندی کے تحت ان کا نام تبدیل کر کے Xe رکھ لیا۔ ایکس کو اس طرح ڈیزائن کیا گیا کہ اس سے صلیب ظاہر ہو اور ساتھ E کا مطلب Earth (زمین) شامل کیا گیا جس سے نتیجہ از خود اخذ کرنا مشکل نہ رہا کہ روئے زمین پر صلیبی دجالی قبضہ عالمی استعماری طاقتوں کے سرخیل امریکہ نے اس ناجائز صلیبی کتوں کے بچوں کو دوسروں کے گلے کاٹنے کے لئے پروان چڑھا رکھا ہے۔ ان کے مخصوص لوگو نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کا مقصد پوری دنیا پر صلیبی پنچہ گاڑ کر اپنی حکمرانی قائم کرنا ہے۔ دجال کے یہ لشکری دراصل دنیا کے تمام وسائل اپنے قبضے میں لے کر دوسری قوموں کو اپنا محتاج بنانا چاہتے ہیں۔ آج کل انہوں نے پاکستان میں اپنے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ اسلام آباد، پشاور، کراچی تک ان کی رسائی ہو چکی

ہے۔ یہ لوگ پاکستان میں اپنے جیسے بے حس لوگوں کو بھرتی کر رہے ہیں اور دجالی لشکر میں اُجرتی قاتلوں کا اضافہ کر رہے ہیں۔ خاص طور پر ایس ایس جی کے ریٹائرڈ کمانڈو بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ اگرچہ حکومت وقت ان کے وجود کی تردید کر رہی ہے مگر یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ بلیک واٹر کمپنی نام نہاد پاکستانی کنٹریکٹرز کے ساتھ کام کرنے کے لئے پشاور پہنچ چکی ہے جس نے پشاور کے یونیورسٹی ٹاؤن میں متعدد مکانات کرائے پر حاصل کر لئے ہیں۔ پاک فوج کے ایک ریٹائرڈ کیپٹن علی جعفر زیدی کو بلیک واٹر کمپنی کے لئے کنٹریکٹ پر بھرتیاں کر کے افراد مہیا کرنے پر حساس اداروں نے گرفتار کر لیا ہے۔ بلیک واٹر پاکستان کے مختلف چھ بڑے شہروں میں ڈیرے ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے لئے امریکی ماہرین سندھ کے علاقہ سکھر کا دورہ بھی کر چکے ہیں۔ اس دورے کا مقصد ایک مخصوص جگہ کی تلاش تھی جہاں پر مختلف دفاتر قائم کر کے ڈرون حملوں کے لئے شہباز ایئر بیس کو استعمال کرنا اور کراچی جیسے شہر کو بلیک واٹر کا مسکن بنانا ہے۔ پشاور اسمبلی میں بھی بلیک واٹر کے خلاف ایک قرارداد پیش ہوئی مگر حکومت کی کان پر جوں تک نہیں رینگے گی۔ امریکی پاکستان کے مختلف علاقوں میں سرگرم ہیں۔ یہ لوگ پورے پاکستان کو اپنے گھیرے میں لینا چاہتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت یہ لوگ پاکستان پر کنٹرول حاصل کر سکیں اور پاکستان کی بھاگ دوڑ سنبھال سکیں۔ وادی سوات میں جاری کشیدگی بھی امریکی منصوبہ بندی کا حصہ ہے کیونکہ جس طرح حال ہی میں معاہدے کے بعد جنگ شروع کر دی گئی یہ دراصل امریکی سازش کا حصہ تھی جس کا واشنگٹن پوسٹ میں یہ بیان جاری کر کے انکشاف کیا گیا کہ سوات پر حملہ واشنگٹن کے حکم پر کیا گیا۔ ان تمام حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے بلیک واٹر کے Logo پر نظریں ٹھہر جاتی ہیں اور دماغ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ان بے حس لوگوں کے Logo پر دنیا کے نقشے پر شیطانی پنجنے گاڑنا ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی ہے۔ دراصل صلیب کے پجاری پوری دنیا پر اپنا کنٹرول کر کے خاص طور پر مسلم ممالک کے وسائل کو لوٹنا چاہتے ہیں تاکہ ان کی عیاشیوں کے سامان با آسانی مہیا ہو سکے اور ان کی اجارہ داری پوری دنیا پر قائم ہو سکے۔ دجالی لشکر کا سرخیل امریکہ اس جنگ میں اپنی پوری توانائی صرف کر رہا ہے۔ پاکستان میں خاص طور پر اس کا نشانہ پشتون علاقے ہیں جن میں وہ خود اور اپنے اتحادیوں کے ذریعے کاروائیاں کر کے پختون کا خون پانی کی طرح بہا رہا ہے اور

پاکستان کے صوبہ سرحد کو مختلف طریقوں سے برباد کر رہا ہے کیونکہ امریکہ اس وقت اپنا سب سے بڑا دشمن پختون کو سمجھ رہا ہے وہ اس لئے کہ پختون قوم سرکٹوانے میں مشہور ہے سر جھکانے میں نہیں۔ اس کا تجربہ امریکہ نے افغانستان میں کر لیا یہ اب وہ صوبہ سرحد کو ہر ممکن طریقہ سے کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس تناظر میں بلیک واٹر آرمی کو جو کہ کرائے کے ٹوؤں کے نام سے مشہور ہے دھڑادھڑا پشاور شہر میں آباد کر رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے شہر میں پرل کانٹی نینٹل ہوٹل کا سودا بھی کر رکھا ہے تاکہ ان صلیبی کتوں کو ہر سہولت میسر آ سکے۔ یاد رہے کہ پرل کانٹی نینٹل ہوٹل اور میرٹ ہوٹل اسلام آباد کے مالک ہاشوانی کے نیویارک ہوٹل میں آصف علی زرداری بھی حصہ دار ہیں۔ بلیک واٹر کے دائرہ کار کو وسیع کرنے کے لئے جب امریکہ کو کسی سیاسی جماعت کی ضرورت پڑی تو سندھ کی سطح پر ان کی چاکری کرنے کے لئے ایم کیو ایم سب سے پہلے آگے ہوگی جس کو امریکہ نے اپنے لے پالک بچے کی طرح گود لے لیا ہے کیونکہ بلیک واٹر اور ایم کیو ایم میں کوئی فرق نہیں۔ ان کے غنڈے بھی نہایت بے رحم قاتل ہیں جس کی وجہ سے وہ کراچی پر راج کرتے ہیں۔ قتل و غارت گری، بھتہ خوری، بوری بند لاشیں، قبضہ گروپ اس جماعت کو زندہ رکھے ہوئے ہے اب امریکی ڈالروں سے اس کی اور زیادہ چاندی ہوگئی۔ موجودہ حالات میں حکومت وقت امریکہ کی وجہ سے ایم کیو ایم سے خائف ہے۔ حکومت صوبہ سرحد میں آپریشن پر آپریشن کر رہی ہے مگر معصوم لوگوں کے قاتل ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن سے گریزاں ہیں وہ اس لئے کہ ان لوگوں کو امریکی حمایت حاصل ہے اور ان کے کارکن بڑی تعداد میں بلیک واٹر کا حصہ بنتے جا رہے ہیں بلکہ یہ کہنا قرین حقیقت ہو گا کہ ایم کیو ایم پاکستانی بلیک واٹر ہیں۔ امریکہ ہر اس تنظیم جماعت کو کیچ کر رہی ہے جو پاکستانی مفاد کے خلاف کام کرتی ہے۔ وادی سوات میں جاری کشیدگی بھی اس کا شاخسانہ ہے کیونکہ صلیبی دجالی لشکر پاکستان کے اندر آغاخانی ریاست قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جس میں وادی سوات کو سنیوں سے پاک کر کے اس ریاست میں ضم کرنے کا ارادہ ہے مگر صوبہ سرحد کے بہادر عوام سینہ سپر ہو کر ان امریکی منصوبوں کو خاک میں ملانے کا عزم رکھتے ہیں۔ آغاخانی ریاست میں بھی بلیک واٹر کے اڈے قائم کئے جائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ قادیانی فرقہ کو بھی پھلنے پھولنے کا بھرپور موقع دیا جا رہا ہے۔ نجی ٹی وی چینل



کی اینکرز اور دفاعی تجزیہ نگار ثناء اعجازی اپنے ایک انٹرویو میں بتاتی ہیں۔ کراچی میں حکومت کی ایک اہم اتحادی جماعت کے ساتھ کئی مہینوں سے بلیک واٹر کی میٹنگ ہو رہی ہیں۔ کراچی کے پوش علاقوں میں بلیک واٹر کے لئے کئی گھر کروڑوں ڈالروں کے عوض لئے جا چکے ہیں اور ایم کیو ایم کے قائد اور پاکستانی حکومت کو مطلوب دہشت گرد ہے جو کہ اس سرزمین پر قدم بھی نہیں رکھ سکتا۔ لندن میں بیٹھے بیٹھے بیان بازی کرتا ہے کہ قادیانیوں کو بھی تبلیغ کرنے کی اجازت ہونی چاہئے اگر ہماری حکومت آئی تو ہم ان کو عبادت گاہیں بنانے کی اجازت بھی دیں گے۔ یوں لگتا ہے کہ مبینہ طور پر الطاف حسین شراب کے کالے گلاس میں اپنی کالی شکل دیکھ کر اور یہ گلاس اپنے اندھیروں میں ڈوبے جسم میں انڈیلنے کے بعد اگر اپنی کالی زبان استعمال کرتا ہے تو اس سے اپنی سیاہ تاریخ کے سیاہ کارناموں میں اضافہ کر رہا ہے۔ اس تناظر میں آگے چل کر بحث کریں گے اور قارئین کو حقائق سے روشناس کریں گے۔

مستقبل میں اس دجالی لشکر کے مقاصد بہر طور پر پاکستانی ریاست کے لئے ایک بڑا چیلنج ہے مگر حکومتی خاموشی کیا معنی رکھتے ہیں اس راز سے پردہ اٹھانا از حد ضروری ہے۔ وہ کون سی طاقت ہے جس نے ان کے لبوں پر چُپ کی مہر لگادی ہے۔ فی الحال تو سمجھ میں اتنا آ رہا ہے کہ یہ امریکی ڈالروں کی چمک کا کرشمہ ہے جس سے امریکی بھی خواہوں کی آنکھیں بند ہو چکی ہیں جن سے پردہ کب اٹھے گا اور ان کو ملکی مفاد نظر آئے گا۔

# پاکستان میں بلیک واٹر کی سرگرمیاں

قارئین پہلے بھی پڑھ چکے ہیں کہ امریکہ کی باقاعدہ فوج کے متوازی پرائیوٹ فوج کی بنیاد ایک کھرب پتی امریکی بنیاد پرست عیسائی ایرک پرنس نے شمالی کیرولینا میں ۱۹۹۶ء میں رکھی اور اسی بلیک واٹر کا نام دیا۔ اس کے لئے ۲۰۰۰ ایکڑ پر پھیلے وسیع و عریض خطے پر سکیورٹی ایجنسی کے نام پر ٹریننگ کا بندوبست کیا گیا ہے۔ شروع میں اس کا نام بلیک واٹریو ایس ای رکھا گیا جو ۲۰۰۷ء میں بدل کر بلیک واٹر ورلڈ وائیڈ کر دیا گیا۔ ۱۳ فروری ۲۰۰۹ء کو اس کا نام Xe کے طور پر سامنے آیا۔ اس کمپنی کی آمدن کا انحصار سرکاری ٹھیکوں پر ہے۔ ایرک پرنس کے سابق امریکی نائب صدر ڈک چینی، وزیر دفاع رمنر فیلڈ جیسے بڑے لوگوں کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے عراق میں سکیورٹی کا ٹھیکہ بھی اسی کمپنی کو ملا جہاں کی سکیورٹی کے بجٹ کا دو تہائی حصہ اسی کو حاصل ہے۔ بلیک واٹر کی حرکات کانوٹس محب وطن عراقیوں نیاں طرح سے لیا کہ ۳۱ مارچ ۲۰۰۳ء کو فلوچہ میں اس کے تین کارندوں کو قتل کر کے ان کی لاشیں پل پر لٹکا دی گئیں۔ اسی ایک واقعہ کی وجہ سے بلیک واٹر کا نام دنیا بھر میں جانا جانے لگا۔ ویسے اس سے بہت عرصہ پہلے سے ہی جارجیا میں امریکی مفادات کی نگرانی کے لئے امریکی حکومت نے اسی کا انتخاب کیا تھا۔

سرحد کے گورنر جناب اویس غنی نے ۱۵ جون کو پریس کے سامنے یہ انکشاف کیا کہ ستمبر ۲۰۰۸ء تک پاکستان میں ۱۵۰۰۰ ہزار اجرتی قاتلوں کی بھرتی کی جا چکی تھی۔ انہیں ۸۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ روپے تک ماہانہ تنخواہ، مفت کھانا، ڈیزل، جدید اسلحہ اور 4x4 گاڑیاں فراہم کر کے ملک بھر میں تخریب کاری کے لئے تیار کیا گیا۔ اتنے سارے لوگوں کے لئے مستقل بنیادوں پر تنخواہوں کی ادائیگی، کھانے پینے اور دوسری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک بہت بڑے منظم

ادارے کی ضرورت ہے۔ یہ کام کسی قبائلی سردار یا طالبان کے کسی گروہ کی اہلیت اور دسترس میں نہیں ہو سکتا۔ ایسے منظم ادارے جو اس طرح وسیع پیمانے پر مصروف کار ہوں کسی طرح بھی زیادہ دیر تک گمنامی میں نہیں رہ سکتے۔ وہ حکومتی پناہ اہلکاروں کو خوف یا لالچ دے کر حاصل کرتے ہیں۔

پاکستان سے نیٹو کے لئے گزرنے والی سپلائی کے سینکڑوں کنٹینروں اور ٹینکروں میں بھی ان ہی تخریب کاروں کے لئے اسلحہ، ایندھن اور دوسرا سامان آتا ہو گا۔ ان کنٹینروں میں گاہے بگاہے اسلحہ اور دوسرا سامان جنگ بلیک واٹر کے تخریب کاروں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ سوات، مینگورہ، ملاکنڈ، دیر، شمالی جنوبی وزیرستان اور اب اسلام آباد اور لاہور میں ہونے والی تخریب کاری کے بڑے بڑے واقعات کی پیچھے ایسے ہی منظم گروہ کی نشاندہی ہوتی ہے جسے وسائل کی کوئی کمی نہیں ہے۔

۲۰۰۲ء سے گمشدہ لوگوں کی تلاش میں سرگرداں ان کے عزیز واقارب کے پیچھے ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت حساس ایجنسیوں کو لگا دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ عدلیہ کی آزادی کا مسئلہ منسلک کر کے تفتیش کا رخ بھی بڑی کامیابی کے ساتھ پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں کی طرف موڑ دیا گیا ہے۔ قارئین کو یاد ہو گا کہ ۹/۱۱ کے کچھ ہی عرصہ بعد بڑی بڑی تنخواہوں پر فوج کے ریٹائرڈ افسروں کی جو بھرتیاں امریکیوں نے کی تھیں ان میں نظریاتی لوگوں کے جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تاہم ڈالروں کی لالچ اور شراب کی کشش کے سامنے ڈھیر ہونے والوں کی تلاش میں انہیں چنداں دشواری نہیں ہوئی ہوگی۔ یہی وہ ناعاقبت اندیش لوگ تھے جو مشرف کے دور حکومت میں کالے شیشوں والی بڑی بڑی امریکی گاڑیوں میں بیٹھے گوروں کے آگے آگے بڑی مرسدیز کاروں میں بیٹھے ان کے لئے راستہ بنواتے اور ان کے کرائے کے محافظ بنے نظر آتے تھے۔ گمشدہ لوگوں کے بارے میں جو خبریں منظر عام پر آئی ہیں ان میں رات کے پچھلے پہر ایسے ہی لوگوں کی نشاندہی کی گئی تھی اس لئے گمان غالب ہے کہ ان افراد کو بھی اسی امریکی کمپنی نے ہمارے ہی ریٹائرڈ افسروں کی مدد سے اٹھوایا ہو گا

## دھال کا لشکر بلیک واٹر ‡

جن کے سامنے مقامی پولیس کو دم مارنے کی بھی جرأت نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک حکومت ایسے سینکڑوں لوگوں کی بازیابی نہیں کرا سکی۔ انکا سراغ سرکاری فائلوں میں بھی نہیں مل سکا۔

اسلام آباد کے میریٹ ہوٹل اور حال ہی میں پشاور کے پرل کانٹی نینٹل ہوٹل میں بلیک واٹر کے اہلکاروں کی ہلاکت بھی اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ یہ ادارہ ہمارے ملک میں تخریبی کاروائیوں میں سرگرم عمل ہے۔ ڈالروں کے بدلے بڑے ہوٹلوں کے مالکان نے پاکستان میں ان کے قیام کو آرام دہ پناہ گاہیں بنا کر ان کے کام کو آسان کر دیا ہے جبکہ ان کی وجہ سے ہوٹلوں کے دوسرے گاہکوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ گئی ہیں۔ یاد رہے کہ آصف علی زرداری کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ملک کے صدر بننے سے قبل ہی میریٹ اور پرل کانٹی نینٹل کے مالک ہاشوانی کے نیویارک کے ایک ہوٹل میں حصہ دار ہیں۔ پشاور کے پرل کانٹی نینٹل ہوٹل کی دو منزلوں پر بلیک واٹر نے اپنے ڈیرے ڈال رکھے تھے اور اس عمارت کی وارد گردان کی حفاظت کے لئے ایک اونچی اور مضبوط حفاظتی دیوار کھڑی کرنے کا پروگرام ترتیب دیا جا چکا تھا کہ ۹ جون کا حادثہ ہو گیا جس میں ہوٹل کی بیشتر عمارت تباہ ہو گئی۔ اسی ہوٹل کی بلیک واٹر کو فروخت کی خبریں اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ وہ پاکستان میں مستقل بنیادوں پر قیام کا ارادہ رکھتی ہے جو کہ کسی طرح بھی ملک کے مفاد میں نہیں ہے۔ عراق کے بعد افغانستان اور اب پاکستان میں نام نہاد القاعدہ کے ملوث ہونے کی خبروں اور کاروائیوں کے پیچھے جنگی سماں جاری رکھنے کے لئے بلیک واٹر کا اس کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ دکھائی دیتا ہے۔ پاکستان میں بلیک واٹر گزشتہ سال سے نمایاں ہوئی ہے۔ پشاور میں اس کا باقاعدہ دفتر کھلنے کی خبروں اور اغوا برائے تاوان کے حوالے سے وہاں کے شرفاء سہمے ہوئے ہیں اور دوسرے صوبوں سے اپنے دوستوں کو پشاور آنے سے ایک عرصہ سے منع کر رہے ہیں۔ ایک غیر ملکی کمپنی کے خوف سے ایک صوبے کو یرغمال بنا کر دوسرے صوبوں میں تخریب کاری کے اس گھناؤنے کھیل کو جتنی بھی جلدی ہو سکے ختم کیا جانا ضروری ہے۔ دہشت گردی کے اس پنیپتے ہوئے درخت کو جڑ سے اکھاڑنے کی ضرورت ہے۔ سپلائی کے کٹ جانے سے اس



## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

کی شاخیں اور پتے خود بخود خشک ہو کر نیچے آگریں گے۔

حکومت کو پاکستان میں بلیک واٹر کی سرگرمیوں پر مکمل پابندی لگا کر اس سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کو قرار واقعی سزا دے کر ملک سے دہشت گردی کے اس امریکی ناسور کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہئے۔ بلیک واٹر کی ملک بدری سے انشاء اللہ پاکستان میں دہشت گردی رک جائے گی۔ اس سلسلہ میں کوئی بھی تاخیر ناقابل فہم ہوگی۔ دہشت گردی کا قلع قمع کرنے کے لئے اپنے ہی ملک میں لاکھوں لوگوں کو بے گھر کرنے اور بے گناہ عوام کی زندگیوں سے کھیلنے سے کہیں بہتر ہے کہ ایک بلیک واٹر پر توجہ مرکوز کر کے اس سے نجات حاصل کی جائے۔ اس سلسلے میں کسی سفارتی دباؤ کو قبول کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ بلیک واٹر بظاہر ایک کمپنی ہی تو ہے اور ایک خود مختار ملک کے قوانین میں اتنی گنجائش بہر حال ہوتی ہے کہ وہ ایک غیر ملکی کمپنی کا بوریا بستر لپیٹ سکے۔ یہ کام اس وقت اور بھی آسان ہو جانا چاہئے جب ایسی کمپنی ملک کے اندر تخریب کاری میں ملوث پائی جائے۔

حقوق انسانی کی بین الاقوامی تنظیمیں کیا اندھی ہیں کہ بدنام زمانہ بلیک واٹر کی سرگرمیاں انہیں نظر ہی نہیں آتیں؟ روس اور چین جیسے امریکی اثر و رسوخ سے باہر ممالک اقوام متحدہ سے پاکستانی جمادی تنظیموں پر پابندی لگوانے کی بجائے بلیک واٹر اور اس کے سرپرستوں پر پابندی کیوں نہیں لگواتے؟ حکومت پاکستان کو دوست ممالک اور انسانیت کے علمبردار ممالک سے رابطہ کر کے بلیک واٹر کو ختم کرانا چاہئے تاکہ دنیا میں امن اور سکون کی فضا پیدا کی جاسکے۔

# اسلام آباد، پشاور، تربیلا میں پر اسرار سرگرمیاں

بدنام زمانہ بلیک واٹر ورلڈ وائیڈ (Black Water World Wide) یا Xe زی کے غنڈے پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں کھلے عام دندناتے پھر رہے ہیں۔ اسی طرح پشاور، کوہاٹ، تربیلا اور بعض خبری ذرائع کے مطابق کراچی سمیت دیگر کئی شہروں اور حساس علاقوں میں ان کی موجودگی اور پر اسرار سرگرمیوں کی اطلاعات ایک تسلسل سے آرہی ہیں۔ بعض باخبر حلقے دعویٰ کرتے ہیں کہ پاکستان میں اب تک ہونے والی دہشت گردی کی وارداتوں میں بلیک واٹر تنظیم اور امریکی خفیہ ایجنسیاں جو پاکستان میں موجود ہیں کہ افراد ہی ملوث تھے۔ ذرائع کا یہ بھی کہنا ہے کہ اسلام آباد میں بلیک واٹر کے اہلکاروں کے لئے ۲۵۰ سے زائد مکانات انتہائی اہم اور حساس علاقوں میں حاصل کئے جا چکے ہیں اور ان حساس علاقوں میں وہ علاقہ بھی شامل ہے جہاں ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا گھر واقع ہے۔ بلیک واٹر کی موجودگی کی اطلاعات گذشتہ تین ماہ سے آرہی ہیں لیکن ہمارے وزیراعظم، وزیر داخلہ سمیت دیگر تمام اعلیٰ حکومتی عہدیداران ان افراد کی موجودگی اور ان کی قابل اعتراض سرگرمیوں سے لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ معاصر جریدہ ہفت روزہ ندائے ملت اس حوالے سے تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”اخباری اطلاعات کے مطابق گذشتہ دنوں وزیراعظم پاکستان جناب یوسف رضا گیلانی نے کراچی کے وزیراعلیٰ ہاؤس میں صوبائی کابینہ کے اجلاس کے بعد ایک پریس کانفرنس میں دیگر سیاسی اور ملکی معاملات پر بات چیت کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ بلیک واٹر کی پاکستان میں کوئی سرگرمیاں نہیں، باتیں ڈس انفارمیشن ہیں۔ پاکستان میں جمہوریت کے لئے بہت قربانیاں دی گئی ہیں۔ سیاسی قیادت پر یہ بڑی ذمہ داری عائد

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

ہوتی ہے کہ وہ جمہوریت کو کامیاب کریں اور جمہوریت ضرور کامیاب ہوگی۔ اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات و امور کشمیر و شمالی علاقہ جات قمر الزمان کارہ نے اسلام آباد میں وقت نیوز چینل کے پروگرام ”بروقت“ میں دیگر سیاسی معاملات پر اظہارِ رائے کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ بلیک واٹر کا ملک میں نہ کوئی وجود ہے اور نہ اسے کام کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

جس وقت وزیراعظم صاحب نے یہ بیان دیا انہی دنوں سابق سکیورٹی انچارج برائے فاٹا بریگیڈیئر (ر) محمود شاہ کا یہ کہنا تھا کہ بلیک واٹر اور ڈانٹا کور کو ملک سے نہ نکالا گیا تو نقصان ہوگا۔ دوسری جانب آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل (ر) حمید گل نے ایک معاصر روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے بلیک واٹر کے حوالے سے حکومتی موقف کے بارے میں کہا کہ حکومت غلط بیانی سے کام لے رہی ہے، معاہدے ہوئے ہیں اور وہ (بلیک واٹر) ان معاہدوں کے تحت یہاں آپریٹ کر رہے ہیں۔ یہ معاہدے این آر او کا حصہ ہیں اگر ایسا نہیں ہے تو این آر او کو قومی اسمبلی میں کیوں نہیں لے کر گئے۔ اگر پارلیمنٹ اپنا کردار ادا کرے تو یہ ساری چیزیں درست ہو سکتی ہیں۔ امریکی پاکستان میں بہت خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں اور وہ ہمارے ایٹمی اثاثے چرانے کی مشقیں بھی کر چکے ہیں۔

ان انکشافات کے بعد بلیک واٹر کے حوالے سے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کے بیان کو یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ یا تو انہیں بالکل ان باتوں سے الگ رکھا گیا ہے یا پھر وہ

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

”تجاہل عارفانہ“ سے کام لے رہے ہیں۔ دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی بات ہو قوم کے لئے خاصی تشویش کا پہلو رکھتی ہے کہ ایک ایسی بدنام زمانہ تنظیم جس نے پشاور اور اسلام آباد جیسے اہم شہروں میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھی ہوئی ہیں پاکستانی عوام اور سکیورٹی اہلکاروں کی تذلیل کرتی ہو اور تو اور بعض مغربی سفارتخانوں کی سکیورٹی کی آڑ میں ان عمارتوں کے سامنے بڑی بڑی شاہراہوں کو پاکستان کے لئے ”نوگوایریا“ بنا چکی ہو ان کے بارے میں ہمارے وزیراعظم صاحب اور وفاقی وزیر اطلاعات یہ فرمائیں کہ ان کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں، سمجھ سے بالاتر ہے۔

کچھ عرصہ قبل بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ یہ بات حکومتی ذرائع پھیلاتے رہے کہ اسلام آباد پر طالبان قبضہ جماسکتے ہیں لیکن حقیقت میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ طالبان کی آڑ میں کوئی اور اسلام آباد پر مسلط کیا جا چکا ہے“

(بحوالہ ہفت روزہ ندائے ملت لاہور ۱۰ تا ۱۶ ستمبر ۲۰۰۹ء)



## بلیک واٹر کے دہشت گرد سکواڈ

ایک معروف دہشت گرد تنظیم کے افراد کا پاکستان کے دارالحکومت سمیت دیگر کئی حساس علاقوں بالخصوص شمالی علاقہ جات اور جنوبی و شمالی وزیرستان کے اطراف تک ان کی رسائی یا موجودگی کیا پاکستان کی سالمیت کو درپیش خطرات کا کھل ثبوت نہیں ہے؟ کیا یہ لوگ حکومتی رٹ کو چیلنج نہیں کر رہے؟ ۱۸ ستمبر کے اخبارات میں شائع ہونے والی ایک خبر میں انکشاف کیا گیا ہے کہ امریکی پاکستان کے مختلف شہروں میں بڑے پیمانے پر زمینیں خرید رہے ہیں۔ خبر ملاحظہ ہو:

”اسلام آباد، ڈیرہ غازی خان، پشاور، خوشاب سمیت بعض اہم مقامات پر امریکیوں کی جانب زمینوں کی خریداری کے عمل اور بعض پراسرار سرگرمیوں پر بعض ذمہ دار اداروں نے شدید تحفظات ظاہر کئے ہیں اور حکومت کو اپنی رپورٹس میں اس عمل کا نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے اور باور کرایا ہے کہ مذکورہ مقامات ہماری نیوکلیئر صلاحیت سمیت بعض حساس معاملات کے حوالے سے اہم ہیں لہذا یہ دیکھنا چاہئے کہ امریکیوں نے زمینوں کی خریداری کے عمل کی کیسے، کن کی اجازت سے اور کن مقاصد کے لئے شروع کیا ہے کیونکہ یہ امر اور عمل کسی طرح بھی ہماری آزادی، خود مختاری اور دفاعی تقاضوں کے حوالے سے درست نہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ بعض اداروں کی جانب سے پیش کئے جانے والے تحفظات میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ امریکیوں کی جانب سے زمینوں کی خریداری کے عمل میں تعمیراتی سرگرمیوں کے ساتھ بعض ایسے حساس

## دجال کا لشکر بلیک واٹر‡

آلات بھی لائے جا رہے ہیں جن کی کسی طور پر بھی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ ذمہ دار ذرائع کے مطابق امریکیوں کی جانب سے پاکستان میں زمینوں کی خریداری کے عمل کا بعض ادارے سنجیدگی سے جائزہ لے رہے ہیں اور حکومت کو اس سے مسلسل آگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ دوسری جانب مسلح افواج کے سابق چیف ”ریٹائرڈ جنرل مرزا اسلم بیگ“ نے کہا ہے کہ زمینوں کی خریداری کے عمل سے پراسرار سرگرمیوں تک یہ سارا وہ عمل ہے جس کے بارے میں رچرڈ ہالبروک نے کچھ روز قبل یہ کہتے ہوئے اطمینان ظاہر کیا تھا کہ ہمارے معاملات مشرف حکومت سے بھی زیادہ احسن انداز میں اس حکومت سے چل رہے ہیں اور جو آسانیاں اور سہولتیں ہمیں ماضی میں حاصل رہیں وہ اور بہتر انداز میں مہیا رہیں گی۔ جنرل اسلم بیگ نے مزید کہا کہ امریکیوں کے مقاصد کیا ہیں؟ وہ جو کرنا چاہ رہے ہیں وہ ڈھکا چھپا نہیں۔ بد قسمتی سے حکومتی ذمہ دار اداروں اور عوام کے اندر تشویش موجود ہے جبکہ حکومت نے پراسرار خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کم از کم حکومت اور حکومتی اداروں کو یہ تو دیکھنا چاہئے کہ زمینوں کی خریداری کے عمل میں فرنٹ مین کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہر آنے والا دن ملکی آزادی و خود مختاری کے حوالے سے نئے خدشات لے کر آ رہا ہے لیکن ہم آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں ورنہ ”روات“ میں قائم ٹریننگ سنٹر سے ہی ہمیں پتہ چل جانا چاہئے کہ یہ سارا کھیل کیونکر ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس سارے خوفناک کھیل پر پارلیمنٹ کے اندر بات ہونی چاہئے اور یہ ”ڈیلوں کے کھیل“ قوم کے سامنے بے نقاب ہونے چاہئیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ گلگت، بلتستان کی خود مختاری اور اب

## دجال کا لشکر بلیک واٹر

بلتستان کے مشرقی جانب سو سو سو کلومیٹر پر ایک نئے اڈے کی تشکیل اور یہاں ہیلی کاپٹر کی پروازیں کیوں ہیں؟ اس پر بھی بات ہونی چاہئے کیونکہ اس کے ساتھ ”چین کا نیوکلیر زون“ ہے اور یہ آنے والے وقت میں پاکستان اور چین کے تعلقات پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ پراسرار سرگرمیاں، پراسرار پروازیں اور پراسرار اڈے ہماری آزادی و خود مختاری کے لئے سوالیہ نشان ہیں۔ آج اگر ہم نے اس پر خاموشی اختیار کئے رکھی تو کل ہم کچھ بولنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے۔“

(بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۸ ستمبر ۲۰۰۹ء)

اسلام آباد اور پشاور سے موصولہ اطلاعات کے مطابق سینکڑوں لوگ بلیک واٹر کے ہاتھوں تنگ آنے کی شکایات کر چکے ہیں۔ یہ بات سرحد کی صوبائی حکومت کے نوٹس میں بھی لائی جا چکی ہے لیکن امریکی دباؤ اور خوف کے تحت حکومتی ذمہ داران کے خلاف کسی قسم کی کارروائی تو درکنار اس پر دبے لفظوں میں احتجاج کرنے سے بھی عاجز نظر آتے ہیں جبکہ وفاقی حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں کا رویہ اس سے بھی زیادہ افسوسناک ہے کہ وہ ”بلیک واٹر“ کے دہشت گردوں کی پاکستان موجودگی سے انکار یا تصدیق کرنے سے بھی گریزاں ہیں۔ پرائیویٹ ٹی وی چینلوں کے مختلف پروگراموں میں ڈاکٹر شیریں مزاری، لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل، تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان اور مسلم لیگ (ن) کے عہدیداروں سمیت دیگر کئی اہم سیاسی رہنما اس بات پر حکومتی عہدیداروں کی توجہ مبذول کرا چکے ہیں کہ ”بلیک واٹر“ Xe کے افراد پاکستان میں موجود ہیں اور ان کی تعداد ۳۰۰ کے لگ بھگ ہو چکی ہے۔ اسلام آباد، تربیلا، کوہاٹ، پشاور اور بعض اطلاعات کے مطابق کراچی تک ان کا دائرہ کار پھیل چکا ہے۔ بالخصوص تربیلا میں ان کے مراکز قائم ہونے کے حوالے سے ڈاکٹر شیریں مزاری اپنے متعدد کالموں میں تذکرہ کر چکی ہیں۔

ڈاکٹر شیریں مزاری کے مطابق چکالہ انٹر بیس پر امریکی کمانڈوز کی آمد خفیہ طور پر جاری ہے۔ یہ سلسلہ کراچی میں بھی شروع ہو چکا ہے، بغیر پاکستانی ویزے اور دیگر قانونی کاروائیوں سے مستثنیٰ انہیں پاکستان میں داخلے کی اجازت ہے اور یہ لوگ کسی کو جوابدہ بھی نہیں ہیں اور ان کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ یہ لوگ اپنے مخصوص لباس اور انداز کے ساتھ رہتے ہیں۔ ڈاکٹر شیریں مزاری کے بقول بلیک واٹر یا امریکی فوج کے مسلح اہلکاروں کی پاکستان میں موجودگی اور ان کی پراسرار سرگرمیوں پر ہمارے پڑوسی ملک اور دیرینہ آزمودہ دوست ”چین“ کو بھی شدید تحفظات ہیں۔ چین کے سفیر نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس کر کے اس کا برملا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ چین اس صورتحال کا بغور جائزہ لے رہا ہے اور ہم نے اپنے تحفظات سے حکومت کو بھی آگاہ کر دیا ہے۔ جس پر وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے کہا تھا کہ ہم چین کے تحفظات دور کر دیں گے، تشویش کی کوئی بات نہیں ہے۔ حمید گل نے آج نیوز کے پروگرام میں ”ندیم ملک“ سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ بلیک واٹر کے لوگ امریکی سفارتخانے کے تعاون سے پاکستان میں بھرتیاں کر رہے ہیں اور پاک فوج کے ریٹائرڈ ایس ایس جی (SSG) کمانڈوز کو خاص طور پر بھرتی کیا جا رہا ہے۔ تاہم حکومتی ذمہ داران نے اس واقعہ کی تردید کر دی تھی لیکن ۱۴ ستمبر ۲۰۰۹ء کو ہی پرائیوٹ چینل ”آج نیوز“ نے یہ خبر دی کہ بلیک واٹر کمپنی پاکستانی کنٹریکٹرز کے ساتھ کام کرنے کے لئے پشاور پہنچ گئی ہے۔ بعد ازاں یہ خبر بھی آگئی کہ پاک فوج کے ایک ریٹائرڈ کیپٹن علی جعفر زیدی کو بلیک واٹر کے لئے کنٹریکٹ پر بھرتیاں کر کے افراد مہیا کرنے پر حساس اداروں نے گرفتار کر لیا ہے۔ ذرائع نے یہ اطلاع بھی دی تھی کہ کیپٹن زیدی ۲۰۰ سے زائد افراد کو کنٹریکٹ پر بھرتی کر کے بلیک واٹر کمپنی کو فراہم کر چکا ہے۔

بلیک واٹر کے پاکستانی ایجنٹ کیپٹن زیدی۔

”تھانہ کوہسار پولیس نے ۱۹ ستمبر ہفتہ کی صبح اسلام آباد میں امریکی سفارتخانے اور دیگر امریکی دفاتر سے منسلک سکیورٹی فرم ”انٹرسک“ کے مالک علی جعفر زیدی کے گھر پر



## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

چھاپہ مار کر وہاں سے بڑی تعداد میں غیر ملکی اسلحہ برآمد کر لیا اور دو افراد گرفتار کر لئے گئے جبکہ اس حوالہ سے امریکی سفارتخانے کے ترجمان کا کہنا تھا کہ ہم نے اس فرم کی خدمات مستعار لیتے وقت حکومت پاکستان کو مطلع کر دیا تھا۔ ذرائع کے مطابق ”انٹرسک“ سکیورٹی ایجنسی نے اسلام آباد کے نواح میں تربیتی مرکز قائم کر رکھا ہے۔“ (بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۲۱ ستمبر ۲۰۰۹ء)

مندرجہ بالا خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے اخبار لکھتا ہے کہ

”امریکہ جس سرعت کے ساتھ ہماری سرزمین پر اپنے پر پھیلا رہا ہے اس سے شہریوں کی جان و مال کو ہی نہیں بلکہ ملک کی سلامتی کو بھی خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔ بلیک واٹر نامی ایجنسی کی وطن عزیز میں موجودگی اور سرگرمیاں زبان زد عام ہیں جس کے بارے میں کم و بیش ہر حلقے میں ہی رائے زنی ہو رہی ہے کہ بلیک واٹر کو ہماری ایٹمی تنصیبات کو ناکارہ بنانے کا مشن سونپا گیا ہے جس کے لئے اس نے اسلام آباد کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنا کر یہاں مستقبل ڈیرے جمانے کی نیت سے بیسیوں مکان بھی کرائے پر حاصل کر لئے ہیں اور اپنی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع کرنے کے لئے مقامی باشندوں کی پرکشش تنخواہوں پر بھرتیوں کا سلسلہ بھی شروع کیا ہوا ہے۔ اب ”انٹرسک“ سکیورٹی ایجنسی کے مالک کے گھر سے کثیر تعداد میں غیر ملکی اسلحہ کی برآمدگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ہماری گردن ناپنے کے لئے دشمن ہمارے گھر تک پہنچ چکا ہے۔ اس صورتحال میں حکومت کو ہماری سلامتی کے منافی کسی امریکی کاروائی پر رسمی

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

احتجاج نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسلام آباد اور ملک کے دیگر شہروں میں مقیم امریکی باشندوں کی کڑی نگرانی کرنی چاہئے اور امریکی سفارتخانے کی سرگرمیوں پر بھی نظر رکھنی چاہئے۔ اگر امریکی سفارتخانہ کے ذرائع علی جعفر زیدی کی کمپنی ”انٹر رسک سکیورٹی ایجنسی“ کی خدمات حاصل کرنے کا اعتراف کر رہے ہیں تو اس ایجنسی کی کاروائیوں سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امریکہ کن مقاصد کے تحت ان پرائیوٹ سکیورٹی ایجنسیوں کو استعمال کر رہا ہے۔“

(بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۲۱ ستمبر ۲۰۰۹ء)

جمعرات یکم اکتوبر کو اسلام آباد میں امریکی نائب سفیر ”جیرالڈ فیئر سٹین“ نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکی سفارتخانہ کو سکیورٹی فراہم کرنے والی نجی کمپنی انٹر رسک پاکستانی کمپنی ہے جو یہاں رجسٹرڈ ہے ہمارا ان سے معاہدہ پاکستانی قوانین کے عین مطابق ہے اور یہ شفاف معاہدہ ہے۔ حکومت پاکستان اور ”انٹر رسک“ کے درمیان جو بھی معاملہ ہے ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ امریکی سفیر نے انٹر رسک اور امریکی سکیورٹی ایجنسی بلیک واٹر کے درمیان کسی تعلق کی تردید کی تاہم انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا کہ اسلام آباد میں امریکی سفارتخانے کے عملہ کے لئے ۱۰۰ اگھر کرائے پر لئے گئے ہیں۔“ (بحوالہ روزنامہ ایکسپریس ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

”جبکہ ۱۲ اکتوبر کے اخبار میں ہی یہ خبر بھی شائع ہوئی تھی کہ کالعدم پرائیوٹ سکیورٹی کمپنی ”انٹر رسک“ کے ذریعے امریکہ سے منگوایا گیا جدید اسلحہ بھی برآمد کر لیا گیا

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

ہے۔ گذشتہ ہفتے سیکٹر ایف-۱۶ میں امریکی سفارتخانے کو سکیورٹی فراہم کرنے والی کمپنی ”انٹر رسک“ کے مالک کیپٹن ریٹائرڈ سید علی جعفر زیدی کی رہائش گاہ سے ۱۸ جدید ترین رائلفلز، قانون نافذ کرنے والے اداروں نے برآمد کی تھیں جنہیں MI.16 کہا جاتا ہے۔ یہ ۱۸ جدید ترین امریکی گنیں کچھ عرصہ قبل ایک معاہدہ کے تحت انٹر رسک سکیورٹی کمپنی کے لئے منگوائی گئی تھیں۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں نے یہ جدید گنیں قبضہ میں لے کر تحقیقات شروع کر دی ہیں۔“

(بحوالہ روزنامہ ایکسپریس ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

اسی حوالہ سے ایک اور خبر ملاحظہ ہو:

”امریکی سفارتخانہ اور اس سے منسلک امریکیوں کو مبینہ سکیورٹی فراہم کرنے والی کمپنی ”انٹر رسک“ کے مالک کیپٹن ریٹائرڈ علی جعفر زیدی کو تھانہ کوہسار پولیس نے ایڈیشنل سیشن جج اسلام آباد محمد تنویر میر کی عدالت سے ضمانت قبل از گرفتاری منسوخ ہونے پر کمرۂ عدالت سے گرفتار کر لیا ہے۔ پولیس کے مطابق ملزم کے خلاف دھوکہ دہی، فراڈ اور ناجائز اسلحہ کا مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ انٹر رسک سکیورٹی کمپنی پر چھاپے میں پکڑی گئی رائلفلز میں سے سات ٹیمپرڈ نکلی ہیں۔ ایس ایچ او ”رانا اکرم“ نے بتایا کہ ملزم کے خلاف مکمل تفتیش میں تمام تر حقائق کو بے نقاب کیا جائے گا۔“ (بحوالہ روزنامہ ایکسپریس ۳۰ ستمبر ۲۰۰۹ء)

۴ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق:

”انٹر رسک کا مالک کیپٹن ریٹائرڈ علی جعفر زیدی آئندہ چند دنوں میں اہم انکشافات کرنے جا رہا ہے۔ انگریزی اخبار ”دی نیشن“ (The Nation) کے مطابق بدنام زمانہ انٹر رسک سکیورٹی کمپنی کے مالک علی زیدی کے بارے میں علم ہوا ہے کہ آئندہ چند روز میں وہ چند دہلا دینے والے انکشافات کریں گے اس سے قبل کے انکشافات پہلے ہی محفوظ ہیں۔ اس کے علاوہ اطلاعات کے مطابق علی زیدی کے بارے میں علم ہوا ہے کہ دورانِ تفتیش انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ زیادہ ریکروٹس جنہیں وہ کمپنی کے سکیورٹی گارڈ قرار دیتے ہیں انہیں پشاور میں قونصلیٹ کے دفتر پر تعینات کیا گیا ہے ان لوگوں کے پاس ممنوعہ بور کے ہتھیار موجود ہیں۔ ان گارڈز کو مبینہ طور پر امریکی تحفظ حاصل ہے اور تفتیش کرنے والے ان سے تفتیش نہیں کر سکتے۔ انتہائی باخبر ذرائع کے مطابق پاکستانی حکام کو سب سے بڑا درپیش مسئلہ ان ریکروٹس تک پہنچنا ہے۔ اگر ان تک رسائی ممکن ہو جائے تو کسی کے ذہن میں بھی یہ بات نہیں ہے کہ اس حوالے سے ذرائع نے بتایا کہ زیدی سے تربیت پانے والے ریکروٹس کے بارے میں ابھی تک علم نہیں ہو سکا کہ انہوں نے کیسے تربیت حاصل کی ہے؟ ذرائع کے مطابق امریکی سفارتخانہ (پہلے سے گرفتار شدہ) جمیل اور زیدی کو بچانے کے لئے تیار کیا کر رہا ہے۔ اس نے اعلیٰ سطح پر ان ریکروٹس کو میڈیا اور سکیورٹی ایجنسیوں سے بچا کر رکھنے کے لئے اقدامات کا آغاز کر دیا ہے۔“ (بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۴ اکتوبر ۲۰۰۹ء)



سیاسی جماعتوں اور عوامی حلقوں کی جانب سے امریکی اہلکاروں کی اسلام آباد میں سرگرمیوں کے بارے میں حکومت کی جانب سے جب مجبوراً قدرے سخت اقدامات کرتے ہوئے چند لوگوں کو گرفتار اور ویزہ نہ دینے کا فیصلہ کیا گیا اور بعض اہلکاروں کو ملک سے چلے جانے کے احکامات جاری کئے گئے تو امریکہ میں پاکستانی سفیر حسین حقانی چیخ اٹھے۔ چنانچہ اس ضمن میں تبصرہ کرتے ہوئے ”ہفت روزہ ندائے ملت“ اپنے ادارتی نوٹ میں لکھتا ہے:

”اخباری اطلاعات کے مطابق واشنگٹن میں تعینات پاکستانی کے سفیر ”حسین حقانی“ نے سیکرٹری خارجہ امور اور آئی ایس آئی کے سربراہ کو خط لکھا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں امریکیوں کو پیش آنے والے واقعات کی نشاندہی کی جائے۔ پاکستان میں امریکیوں کو ہراساں کرنے اور ویزہ نہ دینے سے ملک کا امیج متاثر ہوتا ہے۔ اس طرح کے واقعات کی بھاری قیمت چکانا پڑتی ہے۔ امریکی صحافیوں اور این جی اوز کو بلیک لسٹ کرنے سے نقصان ہوا ہے۔ ایک نجی ٹی وی کے مطابق جب واشنگٹن میں پاکستانی سفارتخانے کے ترجمان سے اس خط کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اس پر تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ قومی رازوں پر کھلے عام بات کرنا مناسب نہیں۔

اس خط میں اگر کوئی حقیقت ہے تو یہ انتہائی عجیب و غریب اور تشویش ناک صورت حال ہے کہ واشنگٹن میں موجود پاکستانی سفیر، پاکستان کے اہم اور حساس اداروں کو نہ صرف امریکی سرگرمیاں جاری رکھنے کی کھلی چھٹی دینے کا کہیں بلکہ دھمکی آمیز انداز میں یہ بھی باور کرایا کہ اس قسم کے اقدامات کی بھاری قیمت چکانا پڑتی ہے.....!! اس لب و لہجے سے اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے کہ موصوف واشنگٹن میں پاکستان کے لئے

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

سفارتی خدمات انجام دے رہے ہیں یا ایک جیب میں پاکستانی اور دوسری جیب میں امریکی پاسپورٹ رکھ کر اور پاکستانی خزانے سے تنخواہ لے کر امریکہ کے لئے خدمات انجام دیتے ہیں۔ اس طرح کی خدمات امریکی حکام کے لئے افغانستان نژاد امریکی زلمے خلیل زاد بھی دے چکا ہے کیونکہ امریکی حکام کا اس سے وعدہ تھا کہ وہ زلمے خلیل زاد کو مستقبل میں افغانستان کا صدر بنائیں گے جو پورا نہ ہوا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اسلام آباد میں موجود امریکی سفیر ”مس پیٹر سن“ واشنگٹن میں امریکی حکام کو یہ خط لکھتی کہ وہ اسلام آباد اور پاکستان کے دیگر علاقوں میں جاری سکیورٹی کے نام پر امریکیوں کی قابل اعتراض سرگرمیوں کا تدارک کریں کیونکہ اس سے پاکستانی عوام میں شدید تحفظات بڑھ رہے ہیں لیکن ایسا تو نہیں ہو سکا البتہ حقانی صاحب نے سفارتکاری کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرتے ہوئے غیر ملک میں بیٹھ کر اپنے ہی وطن کی انتظامیہ کو مورد الزام ٹھہرانا شروع کر دیا۔ کیا حقانی صاحب کو اس بات کا علم ہے کہ اسلام آباد میں امریکی سفارتخانے کے نائب سفیر ”جیرالڈ فیسٹائن“ نے برطانوی ریڈیو کے لئے اپنی خصوصی گفتگو میں اعتراف کیا ہے کہ پاکستان میں امریکی سفارتخانوں کی توسیع کے بعد ان کا عملہ اور فوجیوں کی تعداد کو دوگنا کر دیا جائے گا۔ کراچی میں موجود امریکی کونسل خانے میں ایک برس سے اس قسم کا کام جاری ہے جبکہ پشاور کے فائیو سٹار ہوٹل ”پرل کانٹی نینٹل“ کی خریداری کے لئے مالکان سے بات چیت ہو رہی ہے۔ دوسری جانب اسلام آباد میں امریکی سفارتخانے کی توسیع کا سب سے بڑا منصوبہ

شروع کیا جا رہا ہے جس کے لئے کچھ زمین حاصل کر لی گئی ہے اور مزید کے لئے پاکستانی حکام سے بات چیت جاری ہے۔ اس سلسلے میں امریکی سفارتی عملے کی تعداد فوجیوں سمیت ۲۵۰ سے بڑھا کر ۵۰۰ کر دی جائے گی۔ امریکی نائب سفیر کا کہنا ہے کہ ان فوجیوں کی تعداد کا انہیں تاحال صحیح علم نہیں ہے لیکن وہ آتے جاتے رہیں گے جبکہ امریکہ سفارتخانوں میں کام کرنے والے پاکستانیوں کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے، اس میں بھی اضافہ کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکی نائب سفیر نے اس بات کی تردید بھی نہیں کی کہ پاکستان میں بلیک واٹر یا Xe نامی سکیورٹی ایجنسی کو کوئی ٹھیکہ دیا گیا ہے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ پاکستان کو دی جانے والی اضافی امداد سے کئی ترقیاتی منصوبے شروع کئے جا رہے ہیں جن کی نگرانی کے لئے مزید عملے کی ضرورت ہے۔ امریکی نائب سفیر کے ان اعتراضات سے مستقبل قریب میں وطن عزیز کی سکیورٹی کے حوالے سے خاصی مایوس کن صورتحال ابھرتی محسوس ہو رہی ہے۔ یہ وہ اعتراضات ہیں جن سے امریکہ کی پاکستان کے حوالے سے آئندہ حکمت عملی بھی کھل کر سامنے آرہی ہے۔“ (بحوالہ ہفت روزہ ندائے ملت ۷ تا ۲۳ ستمبر ۲۰۰۹ء)

## نوائے وقت کا پاکستان میں امریکی رسوخ پر اظہارِ تشویش:

اسی حوالے سے ”روزنامہ نوائے وقت“ کے ادارتی نوٹ کے چند فکر انگیز اقتباسات بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

اخبار لکھتا ہے:

## دھال کا لشکر بلیک واٹر ‡

”پاکستان کا ایٹمی و میزائل پروگرام آج بھی بھارت و اسرائیل کی طرح امریکہ و یورپ کے لئے بھی سوہانِ روح ہے۔ افغانستان میں امریکی ناکامیوں کے علاوہ بھارت کی مداخلت کی وجہ سے پاکستان میں حالات خراب ہوئے۔ بلوچستان کے علاوہ سوات اور قبائلی علاقوں میں بھارت کی مداخلت کے ثبوت منظر عام پر آچکے ہیں جبکہ امریکہ اسلحہ بھی برآمد ہو چکا ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ امریکہ کو پاکستان میں کارروائی کی راہ دکھا کر ایک طرف تو نئی دلدل میں پھنسا یا جا رہا ہے اور دوسری طرف نیوکلیر اسلامی ریاست پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کیا جا رہا ہے۔ اس تاثر کو تقویت اسلام آباد میں امریکی سفارتخانے کی توسیع کے نام پر Xe (بلیک واٹر) نامی بدنام زمانہ تنظیم کے اہلکاروں کی تعیناتی۔ ایک رپورٹ کے مطابق اسلام آباد کے رہائشی علاقوں میں امریکہ کی طرف سے دو سو رہائش گاہیں حاصل کرنے کی مصدقہ اطلاعات، وفاقی دارالحکومت میں مشکوک مسلح گوروں کی سرگرمیوں سے بھی ملتی ہے جن میں سے بعض کو پولیس نے گرفتار بھی کیا۔ ریٹائرڈ فوجیوں کو Xe یا بلیک واٹر کے لئے بھرتی کرنے کے الزام میں ”انٹر رسک“ نامی ایجنسی کے دفتر پر چھاپہ بھی مارا گیا ہے اور اس کے مالک کی گرفتاری بھی عمل میں آئی مگر امریکی سفارتخانے کی مداخلت پر اسے رہا کر دیا گیا۔ البتہ تھانہ کوہسار نے دو افراد کا جسمانی ریمانڈ لے لیا ہے۔ تربیلا کے قریب ایک ایسے اڈے کا انکشاف بھی ہو چکا ہے جو امریکہ کے زیر استعمال ہے اور ڈرون حملوں کی منصوبہ بندی میں ملوث ہے۔ امریکی نائب صدر ”جوزف بائیڈن“ کی طرف سے امریکی کمانڈوز کو پاکستان پر توجہ مرکوز رکھنے کی تلقین پاکستان کے لئے لمحہ فکریہ



## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

ہے۔ یہ پاکستان کے قومی مفادات، سلامتی اور دفاع کے لئے شدید خطرہ ہے۔ پاکستان کو امداد کا لالچ دے کر میدانِ جنگ بنایا جا رہا ہے اور پاکستان میں القاعدہ کی موجودگی کے پروپیگنڈا کے ذریعے نہ صرف گوریلا کاروائیوں بلکہ میزائل و ڈرون حملوں کا دائرہ وسیع کرنے کی راہ ہموار کی جا رہی ہے۔ جس کا نتیجہ خدا نخواستہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر امریکی کنٹرول اور پاکستان کی سلامتی کے لئے خطرات کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ امریکہ کے نائب صدر تو کھل کر امریکی کمانڈوز کو پاکستان میں کاروائیاں شروع کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں لیکن ہمارے حکمرانوں کی کوتاہ نظری کا یہ عالم ہے کہ صدر آصف علی زرداری کی سوئی امداد کے عوض امریکی جنگ میں ہر طرح کے تعاون پر اٹکی ہوئی ہیں۔ افغانستان میں امریکہ کی کامیابی کی راہ تو شاید کبھی بھی ہموار نہ ہو سکے اور امریکہ القاعدہ و طالبان کو شکست دینے کا خواب پورا ہونے سے پہلے ہی اسی طرح افغانستان سے نکلنے پر مجبور ہو جائے جس طرح ۱۹۸۸ء میں سودیت یونین اور گذشتہ صدی میں برطانیہ کو خاک چاٹ کر نکلتا پڑا لیکن اگر اپنائیت ورک قائم کرنے کے بعد امریکہ نے سی آئی اے، ایف آئی اے اور بلیک واٹر یا Xe کے ذریعے پاکستان میں کاروائیاں شروع کر دیں تو یہ ایک ایسی نئی جنگ کا نقطہ آغاز ہو گا جو کسی وقت بھی ”تیسری عالمگیر جنگ“ کا روپ دھار سکتی ہے کیونکہ ایک طرف تو نیوکلیر اسلامی ریاست (پاکستان) کے عوام اس میں مداخلت اور جارحیت کو برداشت نہیں کریں گے تو دوسری طرف چین بھی بالآخر اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے اس جنگ میں کودنے پر مجبور ہو گا۔ اس لئے حکومت پاکستان کو مزید کمزوری کا مظاہرہ نہیں کرنا

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

چاہئے اور متوقع حالات کا درست اندازہ لگا کر امریکی شکنجے سے نکلنے اور پاکستان میں امریکی دراندازی کو ختم کرنے کے لئے فوری طور پر مؤثر اقدامات کرنے چاہئیں۔“ (بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۲۵ ستمبر ۲۰۰۹ء)

### بلیک واٹر کے امریکی سفارت خانے سے تعلقات:

بلیک واٹر کمپنی پاکستان میں کس حد تک فعال ہو چکی ہے اس کا اندازہ اسلام آباد، تربیلا، کوہاٹ اور پشاور میں ان کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ سرعام کسی بھی جگہ کسی بھی شخص کو روک کر اس کی جامع تلاشی لینا شروع کر دیتے ہیں۔ کرائے پر لئے گئے مکانات سے ملحقہ مخصوص علاقوں کو رکاوٹیں کھڑی کر کے انہوں نے راستوں کو بند کر رکھا ہے اور اس علاقے کے رہائشی روزمرہ کے معمولات میں مداخلت پر سخت پریشان ہیں۔ راستے بند اور ناروا پوچھ گچھ کے باعث لوگوں میں نہ صرف خوف و ہراس پیدا کیا جاتا ہے بلکہ انتہائی غلط لہجے اور الفاظ میں تذلیل کر کے انہیں متبادل راستوں سے اپنے گھروں کو جانے کی سخت تنبیہ بھی کی جاتی ہے۔ اسلام آباد کے بعض علاقوں میں بلیک واٹر کے افراد پاکستانی پولیس افسروں کو زد و کوب بھی کر چکے ہیں اور یہ بات میڈیا پر بھی آچکی ہے۔

ڈاکٹر شیریں مزاری کے بقول:

”امریکی کمانڈوز کے لئے پاکستانی حکومت خصوصی مراعات دے رہی ہے اور اس حوالے سے بعض خفیہ معاہدے بھی کئے جا چکے ہیں جو ملکی سالمیت کے لئے خطرناک ہیں۔“

شیریں مزاری کے بقول:

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

”امریکی سفارتخانے کی بے جا توسیع پر ہماری حکومت کا موقف انتہائی نامناسب اور غلط ہے۔ امریکی سفارتخانہ پہلے ہی غیر ضروری طور پر وسیع و عریض رقبہ پر قائم ہے اور اب انہیں مزید توسیع کے لئے ۱۸ ایکڑ اراضی اور بعض اطلاعات کے مطابق ۲۵ ایکڑ اراضی فراہم کی گئی ہے۔ اس طرح امریکی قونصل خانے کا رقبہ ۵۶ ایکڑ تک پھیل جائے گا اور یہاں ۳۰۰۰ افراد کی رہائش کے لئے کمروں اور تہہ خانوں کی صورت میں نئی تعمیرات کی جارہی ہیں۔ امریکی سفارتخانہ میں ضروری عملہ کے افراد ۲۰ سے ۶۰ تک ہو سکتے ہیں اور غیر معمولی صورتحال میں یہ تعداد ۱۰۰ تک بھی جاسکتی ہے لیکن ۳۰۰۰ افراد کی گنجائش پر مشتمل تعمیرات اور ان میں امریکی کمانڈوز کی تعیناتی ایک خطرناک معاملہ ہے۔ امریکی سفارتخانہ پاکستان کے دارالحکومت کے عین وسط میں واقع ہے اور یہاں اطراف میں پاکستان کی کئی حساس تنصیبات، پارلیمنٹ، ایوان صدر، وزیراعظم ہاؤس، سپریم کورٹ اور انٹیلی جنس اداروں کے مرکزی دفاتر کی موجودگی اور اہم قومی شخصیات کی رہائش گاہوں کے قریب بلیک واٹر سمیت دیگر امریکی ایجنسیوں کی سرگرمیوں کو مزید پیچیدہ اور مشتبہ بنا دیتی ہے۔ وزیر داخلہ رحمان ملک صاحب نے اعتراف کیا ہے کہ امریکی سفارت خانے کے ۲۶۱ اہلکار ہیں جنہوں نے اسلام آباد میں گھر لئے ہیں تاہم انہوں نے پاکستان میں امریکی میریز کمانڈوز کی موجودگی کی تردید کرتے ہوئے ان اطلاعات کو غلط قرار دیا ہے جبکہ دوسری طرف بلیک واٹر کی سرگرمیوں کے حوالہ سے قائم شدہ قومی اسمبلی کی ”جائزہ کمیٹی برائے انسانی حقوق“ نے ملک میں امریکی سکیورٹی ایجنسی بلیک واٹر کی مبینہ موجودگی

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

اور خفیہ سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے معاملے کا جائزہ لینے کے لئے جاوید ہاشمی کی سربراہی میں پانچ رکنی ذیلی کمیٹی تشکیل دے گی ہے۔ ۲۹ ستمبر کو کمیٹی کے اجلاس میں انسپکٹر جنرل پولیس اسلام آباد ”کلیم امام“ نے کمیٹی کو بتایا کہ وفاقی دارالحکومت میں موجود امریکیوں کی حتمی تعداد تو وزارت خارجہ ہی بتا سکتی ہے تاہم ایک اندازے کے مطابق ۴۰۰ سے ۵۰۰ امریکی اس وقت امریکی سفارتخانے کے ساتھ منسلک ہیں جن میں یہاں کام کرنے والی امریکی سکیورٹی ایجنسی اور این جی اوز کے اہلکار بھی شامل ہیں۔ آئی جی اسلام آباد نے بتایا کہ امریکی سفارتخانے کے پاس ڈپلومیٹک انکلیوٹر میں ۲۰ گھر ہیں جبکہ اسلام آباد شہر میں انہوں نے ۲۴۰ گھر کرائے پر لے رکھے ہیں جن میں امریکی سفارت خانے کے عملے کے ساتھ ساتھ ایک امریکی سکیورٹی ایجنسی کے اہلکار بھی مقیم ہیں۔ امریکی سکیورٹی ایجنسی کے یہ اہلکار پاکستانی سکیورٹی اہلکاروں کو تربیت دینے پر مامور ہیں۔ آئی جی سرحد ”ملک نوید خاں“ نے کمیٹی کو بتایا کہ صوبہ سرحد میں بلیک واٹر نامی تنظیم کا کوئی وجود نہیں تاہم ایک امریکی ایجنسی ”ڈائنا کور“ کے ۲۹ غیر ملکی اور ۶۵ پاکستانی کام کر رہے ہیں۔ غیر ملکی اہلکار پاکستانی اہلکاروں کو تربیت فراہم کرنے کے علاوہ امریکی قونصلیٹ کی سکیورٹی پر بھی مامور ہیں۔“

(بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۳۰ ستمبر ۲۰۰۹ء)

وزیر داخلہ رحمان ملک نے ۲۶ امریکی اہلکاروں کی موجودگی کا اعتراف کیا ہے جبکہ آئی جی اسلام آباد ”



کلیم امام “بتا رہے ہیں کہ امریکیوں کی تعداد ۴۰۰ سے ۵۰۰ کے قریب ہے۔ اصل تعداد کچھ بھی ہو مگر دونوں اعلیٰ عہدیداروں کے تسلیم کر لینے سے کم از کم یہ بات تو ثابت ہو رہی ہے کہ امریکی ایجنسیوں کے لوگ اسلام آباد میں ایک بڑی تعداد میں موجود ہیں جو یقیناً اہل پاکستان کے لئے تشویشناک بات ہے۔

ڈاکٹر شیریں مزاری کا کہنا ہے کہ

”بلیک واٹر اور امریکی فوجی کمانڈوز جن علاقوں میں اپنی رہائش گاہیں حاصل کر رہے ہیں ان کے درمیان ہمارے ایٹمی مرکز کہوٹہ کی حساس تنصیبات اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی رہائش گاہ بھی آتی ہے ان لوگوں نے کرائے پر حاصل شدہ گھروں پر خفیہ کیمرے، سیٹلائٹ انٹینے اور خفیہ معلومات کے لئے دیگر کئی حساس آلات نصب کر رکھے ہیں۔ ایک طرح سے انہوں نے اسلام آباد کو اپنی جاسوس الیکٹرانک تنصیبات کی زد میں لے لیا ہے اور ہماری تمام سرگرمیاں مانیٹر کی جا رہی ہیں۔ اپنے گھر کے اطراف میں بلیک واٹر ایجنسی کے مراکز قائم ہونے کی اطلاعات پر ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے کہا ہے کہ اگر بلیک واٹر ایجنسی میرے گھر کے قریب آگئی ہے تو یہ حکومت کی ذمہ ہے کہ وہ اپنے ہر شہری کی حفاظت کرے۔ ڈاکٹر قدیر کا کہنا تھا کہ امریکہ کا اصل ہدف پاکستان کا ایٹمی اثاثے اور ہمارا میزائل پروگرام ہے۔ کیری لوگر بل میں عائد کردہ شرائط کے حوالہ سے ڈاکٹر قدیر کا کہنا تھا کہ اس بل میں پاکستان اور امریکہ نے میرے بارے میں جو طے کیا ہے میں اس سے لاعلم ہوں تاہم میں تو صرف ایک مہرہ ہوں، امریکہ کا اصل ہدف پاکستان کے ایٹمی اثاثے ہیں۔“

(بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۲۶ ستمبر ۲۰۰۹ء)

پرائیوٹ آرمی ”بلیک واٹر Xe“ کی اسلام آباد موجودگی کی تصدیق گو کہ سرکاری سطح پر ابھی تک نہیں کی گئی لیکن ذرائع ابلاغ میں ان کی موجودگی کے حوالہ سے بہت سی معلومات آچکی ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی رہائش گاہوں کی تصاویر بھی اب انٹرنیٹ پر دیکھی جاسکتی ہیں۔ ”Black Water in Islamabad“ کے عنوان سے اگر گوگل سرچ پر تلاش کیا جائے تو یہ تصاویر دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ بلیک واٹر کی اپنی ویب سائٹ ”http://source.blackwaterusa.com“ کے عنوان سے بھی موجود ہے جس پر کنٹریکٹ بھرتی کے لئے Application فارم موجود ہے۔ اس فارم کی اہم بات یہ ہے کہ دنیا کے متعدد ممالک کے علاوہ پاکستان میں بولی جانے والی اردو، درّی اور پنجابی زبان بولنے والے افراد کو بھی دعوت دی گئی ہے کہ وہ اپنے بارے میں معلومات درج کر کے بلیک واٹر میں شمولیت کے لئے درخواست دے سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں گوگل کی ویب سائٹ کے سرچ میں ”Black Water in Pakistan“ لکھ کر آپ Youtube کی ویب سائٹ پر موجود ویڈیوز بھی دیکھ سکتے ہیں۔ کس طرح یہ کتے مسلح ہو کر تربیت کرتے ہیں اور ان کے پاکستان میں دہشت گردی کے کیا عزائم ہیں۔

ذرائع کے مطابق پاک فوج کے سابق ایس ایس جی (SSG) کمانڈوز کے علاوہ ایلپیٹ فورس، بارڈر سکیورٹی فورس اور دیگر سروسز سے متعلقہ افراد کو بھرتی کیا جا رہا ہے اور اس بھرتی کے لئے متعدد پاکستانی کنٹریکٹرز بھی میدان میں آچکے ہیں اور ایک بڑی تعداد میں ان بھرتیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ذرائع کے مطابق خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ آنے والے دنوں میں بلیک واٹر کی سرگرمیوں کا دائرہ کار بڑھ کر ملک گیر سطح تک پھیل سکتا ہے کیونکہ امریکی دباؤ کے تحت حکومت ان پر کسی قسم کی پابندیاں عائد کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہی اور اگر ایسا ہوتا ہے تو ملک میں افراط فری پھیل جائے گی۔ بلیک واٹر کی سرگرمیوں کو فوج اور حساس اداروں میں پہلے ہی ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے جبکہ امریکی

انتظامی پاکستانی حکومت اور فوج کو مجبور کر رہی ہے کہ وہ ان سرگرمیوں کی راہ میں رکاوٹیں حائل نہ کرے۔ گذشتہ دنوں امریکی سفیر ”این ڈبلیو پیٹرسن“ اور نائب سفیر ”جیرالڈ فیئر سٹین“ کے خطرناک بیانات اور کیری لوگر بل کی شرائط کو ملحوظ نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ کیری لوگر بل کی شرائط میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ پاک فوج اور انٹیلی جنس اداروں میں موجود طالبان کے حامیوں کو کنٹرول یا غیر مؤثر بنانا ہو گا۔ چنانچہ ۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو پاک فوج میں بڑے پیمانے پر ہونے والی انتظامی تبدیلیوں کو بھی اسی زمرے میں دیکھا جا رہا ہے۔ امریکہ پاکستان میں اپنے رسوخ کو اس حد تک مستحکم کر لینا چاہتا ہے کہ پاکستان میں چین کا کردار بھی محدود ہو جائے اور اگلے چند ماہ میں پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ہونے والی متوقع ایک بڑی فوجی کارروائی کے رد عمل سے مؤثر طریقے سے نمٹنے کے لئے بلیک واٹر، امریکی میریز کمانڈوز، سی آئی اے اور ایف بی آئی کے ایجنٹوں کو استعمال کیا جائے۔

پاکستان کے ایٹمی اثاثے بھی امریکی انتظامیہ کی نظروں میں کھٹکتے ہیں اور کیری لوگر بل کی شرائط میں اس حوالہ سے بھی ایک شرط عائد کی گئی ہے۔ بلیک واٹر سمیت دیگر کئی امریکی ایجنسیوں اور ان کے تربیت یافتہ کمانڈوز کی اسلام آباد کے اطراف میں تعیناتی اور ان کی سرگرمیوں کو پاکستان کے میڈیا، ذرائع ابلاغ کے علاوہ عسکری ماہرین بھی انتہائی خطرناک قرار دے رہے ہیں اور خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ امریکی، اسرائیلی اور بھارتی منصوبہ بندی کے تحت پاکستان کے ایٹمی مرکز پر خدانخواستہ کوئی کمانڈو ایکشن کر کے نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کی جائے۔ پاکستان کے محب وطن لوگ جن کا تعلق ہر شعبہ زندگی سے ہے بلیک واٹر Xe کی پاکستان میں موجودگی، امریکی سفارتخانے کی بے جا توسیع اور ۳۰۰۰ امریکی کمانڈوز پاکستان میں تعیناتی کو ملک و قوم کے مفادات کے خلاف اور پاکستان کی آزادی و مختاری پر کاری ضرب قرار دے رہے ہیں اور حکومت وقت سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ مبہم تردیدیں کرنے کی بجائے عوام کو صاف صاف بتائے کہ پاکستان میں بلیک واٹر سمیت دیگر امریکی ایجنسیوں اور کمانڈوز کی سرگرمیاں کس کی اجازت سے جاری ہیں بالخصوص بلیک واٹر ایجنسی کو

اگر کسی ”پرائیوٹ سکیورٹی کنٹریکٹ“ کے تحت ملک کی اہم شخصیات کی حفاظت کے لئے پاکستان بلایا گیا ہے تو اس بارے میں بھی قوم کو بتایا جائے کہ آخر پاکستان کی سلامتی کے ذمہ دار سکیورٹی اداروں پر عدم اعتماد کا مظاہرہ کیوں کیا جا رہا ہے؟ اور چند شخصیات کے تحفظ کے لئے بھاری بھر کم رقم خرچ کر کے ایسے مہلک کنٹریکٹ کے ذریعہ ملک و قوم کا سرمایہ کیوں لٹایا جا رہا ہے؟ مزید یہ کہ بلیک واٹر یا امریکی میرینز کمانڈوز کے ذریعہ اگر پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو نقصانات پہنچائے گا تو اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ اس ضمن میں حکومت وقت کے ذمہ دار محض کندھے اچکا کر اپنی لاعلمی کا اظہار کر کے جان نہیں چھڑا سکتے۔ یہ ملک کسی ایک جماعت یا چند افراد کے ذاتی مفادات کی قربان گاہ ہر گز نہیں بن سکتا۔ اے کروڑ آبادی کی مملکت کے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خود پر مسلط کی جانے والی آفتوں اور مصیبتوں کا حساب حکومت وقت سے ضرور حاصل کریں اور اگر حکومت ان سوالوں کے جوابات دینے سے عاجز ہے تو پھر سمجھ لینا چاہئے کہ وہ اخلاقی طور پر حکومت کرنے کا جواز کھو چکی ہے۔



## کیا ہم غلام ہیں؟

معروف کالم نگار یا سر محمد خان کے تاثرات

چند دن پہلے میں نے اسلام آباد سے لاہور کا سفر کیا۔ میرے ساتھ دوسری سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا تھا۔ یہ نوجوان چہرے سے شمالی علاقہ جات کا باشندہ دکھائی دے رہا تھا اور مہذب اور پڑھا لکھا معلوم ہوتا تھا۔ جہاز نے جب ٹیک آف کیا فضا میں ہموار ہوا تو اس نے سیٹ بیلٹ کھولی اور اخبارات کا مطالعہ شروع کر دیا جبکہ میں ایک کتاب کی ورق گردانی کرنے لگا۔ ہم دونوں کافی دیر تک اپنے اپنے شغل میں مصروف رہے لیکن پھر اچانک وہ مجھ سے مخاطب ہوا۔ اس نے مجھ سے حال احوال پوچھا اور اس کے بعد ہمارے درمیان گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جب اس کے پوچھنے پر میں نے اسے بتایا میرا شعبہ صحافت سے تعلق ہے تو اس نے فوری نشست پر پہلو بدلا اور چہرہ میری طرف کر کے بولا:

”گریٹ سر! مجھے صحافی لوگ بہت پسند ہیں یہ بڑے حساس اور دلچسپ لوگ ہوتے ہیں۔ یقیناً ہمارا سفر خوشگوار گزرے گا۔“

میں نے اس کے جملوں کا مسکراہٹ سے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ بولا:

”صحافی معلومات کا خزانہ ہوتے ہیں ان کے پاس پوری دنیا کے حوالے سے معلومات ہوتی ہیں اور وہ قوموں کے مسائل پر بڑی گہری نظر رکھتے ہیں لہذا مجھے ایک صحافی سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔“

## دجال کا لشکر بلیک واٹر‡

میں نے اس بار اس کا باقاعدہ شکریہ ادا کیا۔ ہماری گفتگو موجودہ حکومت کی پالیسیوں، وطن عزیز کی معاشی صورت حال، بے روزگاری اور مہنگائی کی طرف نکل گئی۔ ہم بڑی دیر تک ان موضوعات پر گفتگو کرتے رہے۔

نوجوان سیاسیات کا اسٹوڈنٹ تھا لہذا اس کی سیاست میں بڑی دلچسپی تھی اور میں اس کی باتوں سے محفوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ ہماری گفتگو جاری تھی کہ اچانک اس نے ایک چونکا دینے والا سوال کیا۔ اس نے پوچھا:

”کیا ہم امریکہ کے زر خرید غلام ہیں؟“

میں اس کے اچانک سوال پر بوکھلا گیا اور میں نے فوری طور پر نفی میں سر ہلادیا۔ وہ رواں لہجے میں بولا:

”لیکن سر! اگر ہم امریکہ کے غلام نہیں ہیں تو اس کی جنگ کیوں لڑ رہے ہیں؟ ہم اپنے ہی شہریوں پر بمباری کیوں کر رہے ہیں؟ ہم اپنے ہی لوگوں کو قتل کیوں کر رہے ہیں؟ اور اگر ہم امریکہ کے غلام نہیں ہیں تو امریکی حملوں کا منہ توڑ جواب کیوں نہیں دیتے۔“

وہ یکدم جذباتی ہو گیا اور میں اس سے اس کی توقع نہیں کر رہا تھا لیکن شاید اسے جذباتی ہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ وہ ایک باشعور اور پڑھا لکھا نوجوان تھا۔ تاہم میں نے بڑے تحمل سے عرض کیا:

”آپ کی بات اپنی جگہ درست، لیکن ہمارے صدر اور وزیراعظم بار بار امریکی حملوں کی مذمت کر چکے ہیں۔ حکومت ان حملوں کی وجہ سے امریکی سفیر کو دفتر خارجہ طلب کر کے احتجاج بھی کر چکی ہے جبکہ ہماری پارلیمنٹ نے امریکی حملوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے ایک چودہ نکاتی قرارداد بھی پاس کی ہے اور چند دن پہلے وزیراعظم

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

یوسف رضا گیلانی نے واضح اور دو ٹوک الفاظ میں کہا تھا کہ ہم امریکہ کے غلام یا رعایا نہیں اور ہم کسی کو پاک سرزمین پر حملوں کی اجازت نہیں دے سکتے۔“

میں خاموش ہوا تو وہ مسکرایا اور مسکرا کر بولا:

”لیکن سر! صدر یا وزیراعظم کی طرف سے مذمتی بیان، امریکی سفیر سے احتجاج، پارلیمنٹ میں قرارداد کی منظوری اور وزیراعظم کے ہم امریکہ کے غلام نہیں، ہم کسی کو پاک سرزمین پر حملوں کی اجازت نہیں دے سکتے، جیسے بیانات کے بعد بھی حملوں کا سلسلہ تواتر کے ساتھ جاری ہے۔

امریکی ڈرون طیارے قبائلی علاقوں پر مسلسل گشت کر رہے ہیں۔ وہ روزانہ میزائل داغ رہے ہیں اور قبائلی علاقہ جات میں ہر روز پندرہ بیس افراد شہید ہو رہے ہیں جبکہ حکومت محض مذمتی بیان اور احتجاج کر رہی ہے۔“

اس نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے فوراً عرض کیا:

”آپ کے خیال میں حکومت کو کیا کرنا چاہئے؟“

اس نے ایک بار پھر پہلو بدلا اور انتہائی سنجیدہ انداز میں بولا:

”ہمارے حکمرانوں کو ایران، شمالی کوریا اور ویتنام جیسے ممالک سے سبق سیکھنا چاہئے۔ ہمارے حکمرانوں کو چاہئے کہ امریکہ سے برابری کی سطح پر بات کریں۔ وہ ملکی سالمیت پر کسی قسم کا کمپر وائز نہ کریں۔ وہ واضح اور دو ٹوک انداز میں امریکہ کو باور

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

کرائیں اگر اس نے ہماری حدود کی خلاف ورزی کی تو ہماری افواج اس کا منہ توڑ جواب دیں گی اور دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ساتھ دینے سے انکار کر دیں۔“

میں خاموشی سے اس کی گفتگو سننے لگا اور وہ بولتا چلا گیا۔

”ہمارے حکمران جسے اپنی جنگ کہتے ہیں بنیادی طور پر یہ ہمارے اور ہماری سالمیت کے خلاف جنگ ہے۔ آپ غور کریں یہ جنگ صرف اور صرف پاکستان اور افغانستان میں لڑی جا رہی ہے اور اس کا سب سے زیادہ نقصان پاکستان کو ہو رہا ہے۔ امریکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کا بہانہ بنا کر اسلام اور خاص طور پر پاکستان کو زک پہنچانے کے درپے ہے جبکہ ہمارے حکمران امریکہ سے دوستی کے نشے میں مبتلا ہیں اور وہ امریکی حملوں کے خلاف قراردادیں پاس کرتے ہیں لیکن ان قراردادوں کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ ہمارے پارلیمنٹیرینز، ہمارے حکمران امریکی سفیروں سے احتجاج کرتے ہیں لیکن امریکی سفیروں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی اور ہمارے حکمران ہر حملے کے بعد ایک مذمتی بیان جاری کر دیتے ہیں لیکن نتیجہ؟ آپ بتائیں آج تک ان احتجاجوں، ان قراردادوں اور ان بیانات کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نکلا حتیٰ کہ ہمارے ہر مذمتی بیان، ہر احتجاج اور ہر قرارداد کے فوری بعد نیٹو فورسز کے جاسوسی طیاروں نے نہ صرف ہماری حدود کی خلاف ورزی کی بلکہ وہ میزائل داغ کر چلے گئے اور ہمارے حکمرانوں نے مزید ایک اور بیان جاری کر دیا اور بس! اس کا کیا مطلب ہے سر؟ کیا یہ امریکہ کی کھلی بد معاشی نہیں اور کیا یہ اس بات کی علامت نہیں کہ امریکہ ہمارے کسی



## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

احتجاج، کسی بیان اور کسی قرارداد کی کوئی پرواہ نہیں۔“

نوجوان جذبات کی رو میں بہنے لگا۔ وہ رکاوٹوں میں نے عرض کیا:

”اس میں کوئی شک نہیں صدر اور وزیراعظم مذمتی بیانات، قراردادوں اور احتجاجوں کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ ابھی تک نہیں نکلا۔ امریکہ تسلسل کے ساتھ ہماری حدود کی خلاف ورزی کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود یہ بھی حقیقت ہے کہ دنیا میں زیادتی کے خلاف آواز بلند کرنے، دنیا کو اصل صورت حال سے آگاہ کرنے اور اپنی بات منوانے کا بہترین طریقہ احتجاج ہوتا ہے اور احتجاج وہ حق ہوتا ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں چھین سکتی۔ احتجاج ہی سے عالمی ادارے، انسانی حقوق کی تنظیمیں اور قومیں اٹھ کھڑی ہوتی ہیں اور یہ احتجاج ہی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے آزادی اور خود مختاری جیسی دولت ملتی ہے۔ لہذا مہذب اور زندہ قوموں میں احتجاج کو حق سمجھا جاتا ہے اور ہماری حکومت بھی احتجاج کر رہی ہے۔ مذمتی بیانات دے رہی ہے اور رہا امریکہ کو منہ توڑ جواب دینے کا سوال؟ تو میرے عزیز فی الحال ہم اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ پاکستان اس پوزیشن میں نہیں وہ امریکہ جیسی سپر طاقت سے ٹکر لے سکے۔“

نوجوان کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی۔ شاید میں نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا لہذا وہ تنگ ہو کر

بولا:

”لیکن کیوں؟ کیا ہم ایک آزاد اور خود مختار قوم نہیں؟ کیا ہمارے پاس فوج نہیں؟ کیا ہم ایک ایٹمی قوت نہیں؟ اور کیا ہم میں ملی غیرت اور جرأت نہیں؟ کیا امریکہ

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

ہمارے علاقوں پر بمباری کرتا رہے اور ہم چپ چاپ تماشہ دیکھتے رہیں؟ نہیں سر! پاکستان ایک خود مختار اور آزاد ملک ہے۔ ہماری قوم بہادر، غیرت مند اور جرأت مند ہے اور پاکستان کا دنیا میں ایک مقام، ایک مرتبہ ہے۔ لہذا ہمارے حکمرانوں کو ان حملوں کا منہ توڑ جواب دینا چاہئے۔ یقین کیجئے سر! جب سے ہمارے حکمران امریکہ کے آگے جھکنا شروع ہوئے ہیں ہم تباہی کی طرف لڑھکنے لگے ہیں۔ نائن الیون کے بعد رچرڈ آرمیٹج نے پروز مشرف کو دھمکی دی تھی: امریکہ کے دوست بن جاؤ یا پتھر کے دور میں جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہمارے صدر نے اس دھمکی کے نتیجے میں امریکہ کی دوستی قبول کر لی اور اس کا ہر مطالبہ مان لیا۔ ہم دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کے اتحادی بن گئے۔ ہم پچھلے سات سالوں سے یہ دوستی نبھا رہے ہیں اور ہم اس دوستی پر ۳۴ ارب ڈالر قربان کر چکے ہیں۔ ہم نے اپنے آٹھ ہزار سے زائد لوگوں کو بارود کا ڈھیر بنا دیا۔ ہزاروں خاندانوں کو بے گھر کر دیا۔ لاکھوں افراد کو بے روزگار کر دیا۔ اپنے ہی شہری پکڑ کر امریکہ کے حوالے کئے۔ ہم نے سرحدوں کے محافظ قبائلیوں کو اپنا دشمن بنا لیا۔ ہم نے امریکہ کے ڈومور، ڈومور پر جھکتے چلے گئے۔ ہم امریکہ کا ہر مطالبہ مانتے چلے گئے یہاں تک کہ آج کراچی سے لے کر خیبر تک اور کشمیر سے لے کر پشاور تک پورا ملک آگ میں سلگ رہا ہے اور ہم اس دوستی کا مطلب نہیں سمجھ پائے۔ امریکہ نے جنوری ۲۰۰۸ء سے لے کر نومبر ۲۰۰۸ء تک ۲۴ بار قبائلی علاقوں پر میزائل داغے۔ ساڑھے تین سو سے زائد لوگوں کو بھون کر رکھ دیا۔ ہزاروں لوگوں کو بے گھر کر دیا لیکن ہم دوستی نبھا رہے ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

کیا یہ ہماری عزت، غیرت اور حمیت پر سوالیہ نشان نہیں؟“

نوجوان نے ایک بار پھر سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں دل ہی دل میں نوجوان کے جذبات پر خوشی محسوس کر رہا تھا اور دل ہی دل میں اسے داد بھی دے رہا تھا کہ ایک محب وطن پاکستانی کو ایسا ہی ہونا چاہئے لیکن میں گفتگو کو طول دینا چاہتا تھا لہذا میں نے فوری رد عمل کا اظہار مناسب نہ سمجھ اور سرد مہری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے عرض کیا:

”اس وقت پاکستان شدید بحرانوں کا شکار ہے، ہمارا خزانہ خالی پڑا ہے، ہماری صنعتیں، ہماری فیکٹریاں، ہمارے کارخانے اور ہماری پیداواری یونٹ بند ہو رہے ہیں، سرمایہ کار روٹھ چکے ہیں، بجلی ناپید ہے، آٹا غائب ہے، مہنگائی، بے روزگاری اور غربت میں اضافہ ہو چکا ہے اور ایسی صورتحال میں ہمارے لئے یہ مناسب نہیں کہ ہم امریکہ کو آنکھیں دکھاسکیں۔ ہم امریکہ کے تعاون کے بغیر موجودہ صورتحال سے باہر نہیں آ سکتے۔ امریکہ ایک حقیقت ہے اور ہمیں یہ مان لینا چاہئے کہ ہم امریکہ سے ٹکر نہیں لے سکتے۔ ہم امریکہ کے بغیر نہیں چل سکتے۔“

نوجوان کو میرا یہ جملہ ناگوار گزرا۔ اس نے میری بات کاٹی اور انتہائی پر جوش انداز میں

بولاً:

”جناب! ہم امریکہ کے بغیر بھی چل سکتے ہیں۔ اگر چین کسی کی مدد کے بغیر یہاں پہنچ سکتا ہے۔ اگر ملائیشیا ترقی کر سکتا ہے۔ اگر ایران، شمالی کوریا اور بولیویا جیسے ممالک امریکہ کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر زندہ رہ سکتے ہیں تو ہمارے ملک میں کس چیز کی کمی ہے؟

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

ہم زرعی دولت سے مالا مال ہیں، ہم سولہ، ساڑھے سولہ کروڑ لوگ ہیں، ہمارے پاس عقل ہے، شعور ہے، ٹیلنٹ ہے، ہمارے پاس کھیت ہیں، کھلیان ہیں، جنگلات ہیں، ندی نالے، دریا اور سمندر ہیں، قدرت کے عطا کردہ چار موسم ہیں، معدنیات کے وافر ذخائر ہیں اور قدرت نے ہمیں ہر طرح کی نعمت سے نوازا ہے۔ ہمارے لوگ جفاکش اور محنتی ہیں۔ ان میں ٹیلنٹ، قابلیت اور صلاحیت ہے، سب سے بڑھ کر ہمارے نوجوان محب وطن ہیں لہذا ہم امریکہ کے بغیر ان بحرانوں سے کیوں نہیں نکل سکتے؟ ہم کیوں ترقی نہیں کر سکتے؟“

میں خاموشی سے اس کی گفتگو سنتا رہا۔ وہ بولتا چلا گیا:

”آخر ہم کب تک دوسروں کی طرف دیکھتے رہیں گے؟ ہم کب تک کشتول لئے در در پھرتے رہیں گے؟ ایک دن..... آخر ایک دن ہم نے کشتول توڑنا ہے۔ ہم نے آگے بڑھنا ہے۔ ہم نے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے۔ آخر کب تک ہم دوسروں کے رحم و کرم پر رہیں گے؟ آخر کب تک سر..... کب تک؟“

نوجوان کی گفتگو جاری تھی کہ اسی دوران ایئر ہو سٹس کی آواز بلند ہوئی کہ خواتین و حضرات! اپنے اپنے سیٹ بیلٹ باندھ لیجئے ہم لاہور ایئر پورٹ پر اترنے والے ہیں۔ ہم دونوں نے جلدی جلدی سیٹ بیلٹ باندھے۔ جہاز چند لمحوں میں ایئر پورٹ پر اتر گیا۔ نوجوان اٹھا اور اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور آہستہ سے بولا:

”سر! ان حکمرانوں سے کہہ دیجئے کہ ہم غلام نہیں، ہم زندہ قوم ہیں، ہم آزاد قوم



ہیں۔“

اس نے نائس یومیٹ یو کہا اور نیچے اتر گیا۔

میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا ایئر پورٹ سے باہر آ گیا۔ ایئر پورٹ پر بے تحاشہ ہجوم تھا اور وہ کہیں ہجوم میں گم ہو گیا لیکن اس کا ایک فقرہ ابھی تک میرے دماغ میں بار بار گردش کر رہا ہے کہ ہم کب کشتکول توڑیں گے؟ ہم کب تک دوسروں کے رحم و کرم پر رہیں گے؟ آخر کب تک سر؟ آخر کب تک؟ اور میں سوچ رہا ہوں جس ملک کے نوجوان ترقی کا خواب دیکھ رہے ہوں۔ جن میں جرأت، غیرت اور حب الوطنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہو اور جس قوم کے نوجوانوں کے ضمیر زندہ ہوں لیکن اس کے باوجود ملک ترقی نہ کرے۔ اس کے حکمران غلاموں کی طرح غیروں کے مطالبات ماننے لگیں۔ وہ در در پھرنے لگیں اور وہ دشمن کے حملوں پر بھی خاموش رہیں تو اس ملک اور اس ملک کے حکمرانوں کی اس سے بڑی بد قسمتی اور بد نصیبی کیا ہو سکتی ہے؟ میں جوں جوں اس نوجوان کے بارے میں سوچ رہا ہوں مجھے یوں لگتا ہے کہ اس ملک کے ہر شہری کے یہی جذبات، یہی احساسات اور یہی خیالات ہیں۔ اس ملک کے زیادہ تر لوگ امریکہ سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ ان حملوں کو پاکستان کے خلاف جنگ قرار دیتے ہیں لیکن بد قسمتی سے ہمارے حکمران اسے امریکہ کی دوستی سمجھتے ہیں۔ کاش! ہمارے حکمران تھوڑی سی عقل، تھوڑی سی دلیری اور تھوڑی سی جرأت کا مظاہرہ کر لیں۔ کاش! وہ تھوڑی سی ایمانی طاقت پیدا کر لیں اور پرانی آگ سے اپنے شہریوں کو بچالیں۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ ہمارے حکمرانوں کی عقلوں کو سانپ سونگھ گیا ہے یا وہ ابھی تک امریکی دوستی کے نشے میں مبتلا ہیں۔ ارے خدا کے بندو! کچھ تو ہوش کر لو کچھ تو جرأت پیدا کر لو۔

(ہفت روزہ ضرب مومن 21 تا 27 نومبر 2009ء)

# جماعۃ الدعوة کے امیر حمزہ کا امریکیوں کو قتل کرنے کا حکم

قارئین کرام! آج میرے پاکستان کی ماؤں بہنوں، بیٹیوں، بچوں اور ان کے غیرت مند باپوں، شوہروں اور بیٹوں کو بھنبھوڑنے کے لئے کالے کتے آپکے ہیں۔ کئی شہروں میں آپکے ہیں، اسلام آباد میں سات سو آپکے ہیں۔ ایک ہزار آنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور مزید آنے کی تیاریوں میں ہیں۔ ان کی عینکیں بھی کالی ہیں۔ ان کی گاڑیاں بھی کالی ہیں۔ ان کا نام بھی بلیک واٹر یعنی کالا پانی ہے۔ ان میں بہت سوں کے رنگ بھی کالے ہیں جو گورے ہیں ان کے دل اور دماغ کالے ہیں۔ ان کا صدر بھی کالا ہے، ان کا جو ڈائریکٹر ہے اس کا نام ”کالا کافر“ ہے۔ ان کی کرتوت اور حرکتیں بھی کالی ہیں یہ سب کالے، کالے کتوں سے پیار کرنے والے، انہیں اپنے ساتھ سلانے والے، ان کے نام جائیدادیں وقف کرنے والے یہ انسان نما کالے کتے ہم پر بھونکنے اور کاٹ کھانے کے لئے آرہے ہیں۔ یہ مذہبی منافرت پھیلانے کے لئے، صوبائیت اور لسانیت کا زہر گھولنے کے لئے کالی دہشت گردی کریں گے۔ ایٹمی اثاثے چرانے، مجاہدین پر کاری وار کرنے کے لئے، کافرانہ کرتوتوں پر مشتمل کالی دہشت گردی کریں گے۔ برصغیر میں جب شاہ اسماعیل شہید نے جہاد کیا تھا تو ان کے ساتھیوں کو انگریزوں نے کالا پانی کی سزائیں دیں۔ جزائر انڈیمان کے کالے پانیوں میں انہیں قید کیا اب امریکہ کالا پانی کے نام سے کالے کرتوتوں کے حامل کرائے کے دہشت گرد ہمارے ملک میں لے آیا ہے۔

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

اے اہل پاکستان! مت گھبراہئے، پاکستان کی فوج سات لاکھ ہے۔ اس سات لاکھ فوج میں بھلا سات سو بھی نہ ہوں گے کہ جن کی مائیں ماں جی کا کردار ادا کریں؟ جب کالے کتے ہمیں بھنبھوڑنے کے لئے آگے بڑھیں تو مائیں اپنے گھبرو جوانوں کو ان کا علاج کرنے کا کہیں؟ مجھے یقین ہے سات سو نہیں سات ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ مائیں اپنا کردار ادا کریں گی، بیویاں اپنا کردار ادا کریں گی، بیٹیاں اپنا کردار ادا کریں گی، اور پھر پورا پاکستان، اس کے جوان عبدالرحمن مکی بنیں گے، ان کالے کتوں کی لاشیں بھی امریکہ کو نہیں ملیں گی، لہذا اے حکمرانوں! ڈال رکھاؤ اور اپنے آقاؤں کو کہہ دو کہ ان کالے کتوں کو روک کر رکھو ورنہ پاکستان کے غیرت مند ان کا علاج کریں گے۔ ویسے بھی ہمارے پیارے رسول معظم و محترم و مطہر ﷺ نے فرمادیا ہے کہ کالا کتا شیطان ہے۔ کالے کتے کو مارنا باعث ثواب ہے اور جی ہاں! جب میرا ملک ان کے ہاتھوں عدم استحکام کا شکار اور ہماری عزتوں کا لباس، ہمارے ایٹموں کا ہتھیار، ہماری فوجوں کی آبروداؤ پر لگی ہو تو کالے کتوں کو مارنا ہر غیرت مند مسلمان پر پاکستانی فرض ہو جائے گا۔ لہذا وہ وقت آنے سے پہلے، اے چوہدریو! ان کو روک لو، باندھ لو، واشنگٹن کے کلبے پر ہی انہیں بندھا رہنے کا بندوبست کرو ورنہ ان کی ایف آئی آر درج کرنے والا پاکستان میں کوئی تھانیدار نہ ہو گا۔

# بلیک واٹر ائیریشن اور معاشی بحران

جس طرح امریکی بلیک واٹر کے گرگے ملک کے چاروں کونوں میں پھیل رہے ہیں اور دفاعی طور پر پاکستان کو کمزور کر رہے ہیں ٹھیک اسی طرح یہود و نصاریٰ مہاجن بھی اسی تاک میں بیٹھے ہیں کہ کب پاکستان کو سودی رقم کی ضرورت پڑے اور ہم قرض کے طور پر اپنی بیڑیاں ان کے پاؤں میں کس کران کی رگوں میں بہنے والے خون کی گردش کو روک کر انہیں مفلوج کر دیں۔ پاکستان کو معاشی بحران میں مبتلا کرنے کے لئے یہ لوگ مختلف حربے استعمال کرتے ہیں جیسے بجلی پیدا کرنے والی غیر ملکی کمپنیاں آج کل اپنا کھیل کھیل رہی ہیں۔ منصوبے کے تحت ان غیر ملکی کمپنیوں نے بجلی مہیا کرنے کے مختلف ناموں سے ٹھیکے حاصل کئے اور پھر رفتہ رفتہ اس کی رگوں میں اتر کر بحران پیدا کر دیا جس کے نتائج آج لوڈ شیڈنگ کی صورت میں برآمد ہو رہے ہیں جس سے پاکستانی انڈسٹری مکمل طور پر تباہ حال ہو گئی ہے، مصنوعات مہنگی تر ہوتی چلی گئیں۔ بجلی کی قیمتیں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے حکم پر آسمان سے باتیں کرنے لگی ہیں۔ بجلی مہنگی ہونے کی وجہ سے ہر چیز مہنگی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ غریب عوام کا جینا دو بھر ہو گیا ہے۔ حکومت بے بس ہے کیونکہ خیرات کی شکل میں قرض حاصل کرنے کے لئے ملکی سالمیت تک کو داؤ پر لگا دیا گیا ہے۔ اس وقت کھربوں ڈالر کا نقصان برداشت کیا جا رہا ہے مگر مجال ہے کہ اُف تک زبان پر آئے۔ عجب تماشہ ہے عوام مہنگائی کے ہاتھوں بلبلا رہی ہے اور حکمرانوں نے چپ سادھ لی ہے۔ پٹرول، ڈیزل، گندم، چینی روزمرہ کے استعمال کی چیزیں عوام کی پہنچ سے باہر ہوتی جا رہی ہیں۔ قومی اثاثے ارزاں نرخوں پر غیر ملکیوں کے ہاتھوں فروخت کئے جا رہے ہیں۔

وزیراعظم پاکستان نے حالیہ دنوں میں یہ بھی نوید سنائی ہے کہ عوام بجلی، پانی اور گیس کے بحران کے لئے



تیار رہیں۔ عجب ماجرہ ہے کہ پانی اور گیس قدرتی معدنیات ہیں اس کا بحران کیوں آنے والا ہے؟ ان باتوں پر غور کیا جائے تو معاملے کی تہہ تک پہنچا جاسکتا ہے۔ انہی عالمی صیہونی طاقتوں نے پاکستان کو بنجر بنانے کا منصوبہ بھارت سے مل کر بنایا ہے۔ سندھ طاس معاہدے کی وجہ سے پاکستان کے دریاؤں کا پانی کاٹ لیا گیا ہے۔ بھارت ڈیم پر ڈیم بنائے جا رہا ہے اور پاکستان لوڈشیڈنگ کے عذاب کو بھگت رہا ہے کیونکہ دریائے چناب پر بگلیہار ڈیم کی تعمیر سے پاکستانی معیشت کو ایک کھرب سالانہ نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ چناب کا پانی مسلسل تین ماہ سے بند ہے جس سے ۳۵ لاکھ ایکڑ رقبہ پوری طرح بنجر ہو گیا ہے۔ یہ دنیا کا چوتھا بڑا ڈیم ہو گا اس دریا پر قائم مرالہ ہیڈورکس اور ہیڈ سلیمائی سے کل ۲۱ بڑی نہریں نکلتی ہیں جن سے آگے مزید ۱۱۵۰ راجبا ہیں اور ایک لاکھ چھ ہزار کھالے ہیں۔ کل ۷۰ لاکھ ایکڑ علاقہ کو سیراب کرتے ہیں جبکہ ۳۵ لاکھ ایکڑ رقبہ پر کھڑی فصلیں تباہ ہو چکی ہیں اور بقیہ ۳۵ لاکھ ایکڑ رقبہ بھی رفتہ رفتہ تباہی سے دوچار ہے۔ ورلڈ واٹر کونسل کے کوآرڈینیٹر زیڈ ایچ ڈاہری نے اس سلسلے میں بتایا کہ بھارت بڑی ہوشیاری سے پاکستان کے آبی وسائل پر قبضہ کر رہا ہے جبکہ حکمران خاموش تماشا دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ بھارت اس وقت دریائے چناب کا تقریباً سو فیصد، دریائے جہلم کا ستر فیصد، دریائے سندھ کا ۶۵ فیصد پانی استعمال کر رہا ہے۔ ورلڈ واٹر کے کوآرڈینیٹر نے بتایا بھارت بہت سرعت کے ساتھ سندھ کے پانی پر قبضہ کی تیاریاں کر رہا ہے۔ کارگل ڈیم کا ہوم ورک جاری ہے۔ مزید انکشاف کرتے ہوئے بتایا کہ بھارت دریائے سندھ پر کارگل کے علاوہ ۱۴ ڈیم بنانے جا رہا ہے۔ دریائے جہلم پر کل ۴۸ چھوٹے بڑے ڈیم تعمیر کر رہا ہے۔ ۲۰۱۴ء تک یہ ڈیم عملاً بھارت کے کنٹرول میں چلے جائیں گے جبکہ انڈس واٹر کمشنر نے بتایا کہ بھارت بگلیہار کے بعد مزید دس ڈیم بنانے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے جس سے مستقبل میں پاکستانی زراعت کو زبردست خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔

زراعت کی تباہی، بجلی کی کمی کی وجہ سے پاکستان بُری طرح متاثر ہو رہا ہے جس کی وجہ سے پاکستان شدید بحران سے دوچار ہے عوام مہنگائی، بے روزگاری سے تنگ آجائیں، حکمرانوں کے گریبان پکڑ لیں جس سے حکومت اور عوام

آمنے سامنے کھڑے ہو جائیں۔ ملک میں انار کی پیداوار ہو جائے۔ حکومت قرض لینے کے لئے مجبور ہو جائے اور ان ہی مہاجنوں کی شرائط پر قرض لینے کے لئے مجبور ہو جائیں تاکہ یہ لوگ اپنے مفادات کی تکمیل کے لئے ان کو استعمال کر سکیں۔ دراصل امریکی ایجنسیاں ملکوں میں معاشی بحران پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں تاکہ ان ممالک پر استعماری طاقتوں کی اجارہ داری قائم ہو جائے۔ پاکستان میں معاشی بحران میں امریکہ پیش پیش ہے کیونکہ امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستان مکمل طور پر ان کے زیر اثر آجائے جس کے لئے ہوم ورک ہو رہا ہے اور بلیک واٹر کی پاکستان میں موجودگی بھی اسی سازش کے تانے بانے ہیں۔ موجودہ بحران امریکیوں کا پیدا کردہ ہے امریکہ پاکستان پر ہر طرف سے وار کر رہا ہے، بھارت کے ساتھ مل کر پاکستان کو بخر بنانے کی کوشش ہو رہی ہے تاکہ پاکستان میں اشیائے خورد و نوش کی قلت، توانائی کی کمی پیدا ہو سکے اور پاکستان امریکی ناجائز بچے بلیک واٹر کا وجود ہر لحاظ سے تسلیم کر لے۔ ان کو کھلی چھٹی مل جائے، وہی سیاہ و سفید کے مالک بن بیٹھے ملک کے کونے کونے میں دندناتے پھریں۔ کسی کو بھی ان سے پوچھ گچھ کی جرأت نہ ہو سکے۔ حالیہ جنگ بھی اسی تناظر میں لڑی جا رہی ہے تاکہ پاکستان کی سکیورٹی فورسز اندرونی معاملات میں الجھ کر کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی جائے اور امریکی عفریت کے مقابلے کی سکت مکمل طور پر ختم ہو جائے۔

امریکیوں کا مقصد پاکستان میں انتشار، انار کی، بد امنی پھیلانا ہے۔ معاشرے کو اس قدر فحش بنانا ہے تاکہ پاکستان کے بطن سے بلیک واٹر قسم کی ایک فوج ظفر موج تیار کر کے باقی اسلامی ممالک کی ناکہ بندی کر سکے۔ انگریز مصنف Janathan Swift نے اپنی کتاب Gullivers Travels میں فوجیوں کو Hired Yahoos یعنی کم عقل اور نا سمجھ انسانوں کا خطاب دیا ہے اور لکھتے ہیں یہ لوگ انتہائی پس فطرت لوگ ہیں یہی دوسرے انسانوں کو محض اپنی تنخواہ کے لئے جان سے مارتے ہیں۔ اسی تناظر میں بلیک واٹر بھی فوجیوں کی طرح اپنی تنخواہ کی خاطر جان سے مارنے کے عزم سے لبریز ہے یہ مظاہر افغانستان، عراق میں کرنے کے بعد پاکستان کی زمین میں اپنا شیطانی پن بجھ گاڑ چکی ہے۔ پاکستان موجودہ دور میں اسی

امریکی سازش سے گزر رہا ہے۔ آئے روز بجلی کی قیمتوں میں اضافہ مزید پاکستانی انڈسٹری کی کمر توڑ رہا ہے جس کی وجہ سے کارخانے بند اور بے روزگاری میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ قتل و غارت گری، ڈکیتی، چوری چکاری کی وارداتوں میں اضافے کا سبب ملک میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری ہے، انہی عناصر سے امریکی مفادات کی تکمیل ہو رہی ہے۔ پاکستانی قوم کا غرور خاک میں ملانے کے لئے امریکہ نے بلیک واٹر آرمی کو پاکستانی سرزمین پر خصوصی ٹاسک دے کر اتارا ہے جو پاکستان میں انتشار پیدا کر کے امریکی افواج کے لئے راستہ ہموار کر رہے ہیں تاکہ امریکہ پاکستان پر بڑی آسانی سے قبضہ کر سکے۔ آٹے، چینی کا بحران اسی سازش کی کڑیاں ہیں جس میں مزید اضافہ حالیہ کیری لوگر بل سے پاکستان کو مزید بے توقیر کئے جا رہا ہے۔ مزید برآں تحریک طالبان کے مرکزی ترجمان اعظم طارق نے برطانوی ریڈیو سے ٹیلی فون پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پشاور صدر اور خیبر بازار کے دھماکوں میں بلیک واٹر نامی امریکی تنظیم ملوث ہے۔ بلیک واٹر ملک میں مختلف وارداتوں میں بھی ملوث ہے کیونکہ اس کا مقصد ہی پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنا ہے۔

## تیسری بڑی قوت اور بلیک واٹر

قبائلی علاقوں میں جاری جنگ چھٹے سال میں داخل ہو چکی ہے اور جیسے جیسے یہ جنگ آگے بڑھ رہی ہے پھیلتی جا رہی ہے۔ مہمند ایجنسی، باجوڑ ایجنسی، خیبر ایجنسی، بونیر، ملاکنڈ، وزیرستان، سوات وغیرہ پر مبنی ان قبائلی علاقوں کو جنگجو، جفاکش لوگوں کی دھرتی کہا جاتا ہے۔ یہاں تاریخ بتاتی ہے کہ جو طاغوتی طاقت اپنی برتری کا زعم لے کر ان علاقوں کو فتح کرنے چلی اسے ناکامیوں اور رسوائیوں کا منہ دیکھنا پڑا۔ برطانوی فوج نے ۱۹۳۶ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک یہاں پر فقیر اپنی نامی مجاہد کی گرفتاری کے بہانے پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے گیارہ سالہ طویل آپریشن کیا لیکن اپنے کئی فوجیوں کے جانی نقصان اور تابوت اٹھا کر برطانوی فوج ناکام واپس پلٹ گئی۔

قبائلی علاقہ پاکستان کے لئے محفوظ و مامون سمجھا جاتا تھا۔ ایک زمانے میں یہ علاقہ غیر کہلاتا تھا یہاں باہر سے کسی کو آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ یہاں کے لوگ اپنا نظام چلاتے تھے جو ان علاقوں کے باشندوں کے لئے قابل قبول تھا۔ محمد علی جناح نے ان علاقوں کو پاکستان کی سیکنڈ ڈیفنس لائن قرار دے کر یہاں فوجیوں کی تعیناتی رکوا دی تھی۔ ہر قوم کی ایک اپنی نفسیات ہوتی ہے اور قبائلیوں کی نفسیات یہ ہے کہ وہ اپنی سر زمین پر کسی غیر کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کرتے، انہیں پیار سے تو رام کیا جاسکتا ہے لیکن طاقت کے ذریعے انہیں زیر کرنے کی ہر کوشش یہاں مزاحمت ہی کاشت کرتی آئی ہے۔

امریکہ کی نظر ان قبائلی علاقوں پر ایک عرصے سے ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں وہ بیک وقت اپنے کئی اہداف حاصل کر سکتا ہے۔ ان علاقوں کو اپنا مرکز بنا کر نہ صرف پاکستان کے جوہری اثاثوں تک اس کی رسائی ممکن ہو سکے گی بلکہ



چین اور افغانستان پر بھی کڑی نگاہ رکھی جاسکتی ہے۔ نائن الیون کے بعد امریکہ کو ایک بہانہ ملا اس نے پاکستان کی لاجسٹک سپورٹ کے ذریعے افغانستان پر جنگ مسلط کی اور پھر سات سالوں بعد اس جنگ کو دھکیل کر پاکستان میں لے آئے۔ اس دوران قبائلی علاقوں پر چڑھ دوڑنے کے لئے اس نے پاکستان پر دباؤ جاری رکھا بالآخر سابق صدر پرویز مشرف نے گھٹنے ٹیکے اور دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ کی آڑ میں تحفظ کے نام پر ۲۰۰۴ء میں اپنے علاقوں میں فوج داخل کر دی جس کی فضائیں کبھی دہشت گردی سے آلودہ نہ رہیں اور جہاں کوئی دخل اندازی کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

یہ وہ نقطہ آغاز تھا جس نے قبائلیوں کے دل میں حکومت کی محبت کی جگہ نفرت اور دوستی کی جگہ دشمنی کے ایسے بیج بودیئے جس کے بعد امن ایک خواب اور استحکام و سلامتی جیسے الفاظ نایاب ہو کر رہ گئے۔ یہ ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۴ء تھا جب فوج اور قبائلیوں میں پہلی باقاعدہ جھڑپ ہوئی۔ یہ جھڑپ وانا میں ہوئی جس میں فوج کے تین سپاہی اور تیرہ قبائلی جاں بحق ہوئے جنہیں بعد کی رپورٹوں میں عام قبائلی باشندے کہا گیا۔ اس کے بعد یہ رسم چل نکلی اور خون پانی کی طرح سستا ہو گیا۔ قبائلی علاقوں میں ہونے والے آپریشن میں بچوں، بوڑھوں اور خواتین کی بھی رعایت نہ کرنے پر قبائلی بھڑک اٹھے اور پھر یہ جنگ قبائلی علاقوں تک محدود نہ رہی اور پورا پاکستان خود کش دھماکوں سے سلگ اٹھا۔ اس کے باوجود اس وقت کی حکومت مذاکرات کی بجائے قوت سے قبائلیوں کو جھکانے کی مشرف پالیسی پر عمل پیرا رہی۔ یہ پالیسی نہیں تھی بلکہ ایسے کانٹے تھے جو امن و امان کی طرف جانے والے ہر راستے میں بچھا دیئے گئے۔

نئی حکومت کے قیام پر قوم نے سکھ کا سانس لیا مگر رفتہ رفتہ محسوس ہونے لگا کہ صرف اتنا ہوا کہ جس کا موسم ختم ہو کر لو چلنے لگی۔ یوں تو پہلے بھی امریکہ نے دبی آواز میں کہا القاعدہ اور طالبان کے تعاقب میں پاکستان کے اندر گھس سکتے ہیں لیکن ۱۸ اگست ۲۰۰۸ء کو مشرف کے استعفیٰ کے ساتھ ہی امریکہ کھل کر سامنے آ گیا۔ ستمبر کے مہینے کے آغاز کے ساتھ ہی ستم گری کے جوہر بھی عیاں ہو گئے۔ ۲، ۳، ۴ ستمبر کے بعد ۶، ۸، ۱۳ اور پھر ۱۶ ستمبر ۲۰۰۸ء کو شمالی

وزیرستان پر امریکہ نے میزائل حملے کئے ان حملوں میں ۵۰ سے زائد قبائلی شہید ہوئے۔

رمضان المبارک میں قبائلی علاقوں میں آپریشن ختم کرنے کا اعلان کیا گیا تھا مگر اس اعلان کی بازگشت ابھی فضا میں ہی تھی کہ امریکہ کے حکم پر قبائلی علاقوں میں پھر شورش شروع ہو گئی۔ اپنوں کے ہاتھوں اپنوں کے مارے جانے کے سلسلہ کا دوبارہ آغاز ہو گیا۔ سرکاری رپورٹ کے مطابق پانچ سو طالبان جبکہ ۲ سکیورٹی فورسز جاں بحق ہوئے مگر بی بی سی کی رپورٹ میں کہا گیا کہ مارے جانے والوں میں اکثریت خواتین کی تھی۔ باجوڑ، وزیرستان میں بہنے والا خون ابھی خشک بھی نہ ہونے پایا تھا کہ امریکی حکم پر وادی سوات پر شب خون مار دیا گیا۔ یوں جنگ کا دائرہ پھیل گیا اور ملک کے کونے کونے بم دھماکوں سے گونج اٹھے۔ امریکہ نے بڑی صفائی کے ساتھ پاکستانی حکمرانوں کو اپنے بس میں کرتے ہوئے بلیک واٹر آرمی کو ملک کے مختلف شہروں تک پھیلا دیا جن کے وجود کا انکشاف میریٹ ہوٹل اور پشاور کے پرل کانٹی نینٹل ہوٹل میں ہونے والے دھماکوں میں ان کی لاشیں برآمد ہونے کی صورت میں ہوا۔

اب ایک فیصلہ کن معرکے کی بساط بچھائی جا چکی ہے جہاں دنیا کی تین بڑی قطبی طاقتیں یعنی امریکہ اور اس کے اتحادی، روس اور چین اور دنیائے اسلام کی مدافعتی قوت کے درمیان فیصلہ ہونے والا ہے۔ امریکا کا آخری ہمارا پاکستان ہے کیونکہ افغانستان میں طالبان نے امریکیوں کا غرور خاک میں ملا دیا ہے اور اس لئے امریکا اس جنگ کو آٹھ سال میں کچھوے کی طرح دھکیل کر پاکستان داخل کر چکا ہے۔ اس کے لئے وہ ڈالر بوریوں میں بھر رہا ہے اور مستقبل میں پاکستانی فوج کو بالآخر افغانستان میں دھکیل کر اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر پاکستانی حکومت نے امریکی جھانسنے میں آنے کی غلطی کی تو سکندر، برطانیہ، روس اور امریکا کی شکست کے بعد ایک اور ایٹمی قوت کی شکست کا اضافہ ہو جائے گا۔ مگر پاکستان اپنی نظریاتی بنیاد لا الہ الا اللہ پر لوٹ آئے گا اور دینی قوتیں حکمران بن جائیں گی۔

سودیت یونین کے ٹوٹ جانے کے بعد امریکہ نے ساری دنیا پر بالادستی کا خواب دیکھا۔ ایک ایسا نظام

جس سے دنیا بھر میں امریکی بالادستی قائم ہو لیکن یہ خواب صرف پندرہ سال کے عرصے میں پاش پاش ہو گیا۔ جس طرح پچھلی صدی میں ہٹلر نے LEBENSRAUM کا تصور پیش کیا تھا کہ جرمن قوم سب سے ارفع و اعلیٰ قوم ہے اس لئے اسے ساری دنیا پر حکمرانی کا حق حاصل ہے لیکن وہ تصور پندرہ سال کے اندر ٹوٹ گیا تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ جرمن تصور کو ختم کرنے کے لئے ساری دنیا کی طاقتیں اکٹھی ہو گئی تھیں۔ ہٹلر کی جارحیت کا تصور ختم ہوا اس طرح امریکہ کی ہٹلر شاہی کا تصور جس طاقت نے توڑا ہے وہ عالم اسلام کی مدافعتی قوت ہے جو ایک ناقابل تسخیر لامکان حقیقت ہے۔ اس طاقت نے ۸۰ کی دہائی میں سودیت یونین کو شکست دی۔ اسی مدافعتی قوت نے عظیم تر اسرائیل کا خواب چکنا چور کیا۔ اسی قوت نے عظیم تر مشرق وسطیٰ کا منصوبہ خاک میں ملایا اور اسی قوت نے عراق میں امریکہ اور افغانستان میں نیٹو اور امریکہ کو شکست سے دوچار کر دیا ہے۔ تمام جارحیت پسند قوتوں کے ہاتھ باندھ دیئے ہیں۔ لہذا یہ کہنا درست ہو گا کہ آج دنیا کا عالمی نظام ایک مرکزی نہیں رہا بلکہ سہ جہتی بن چکا ہے جس میں تین طاقتیں شامل ہیں۔ ایک امریکہ ہے جس کے ساتھ اس کے اتحادی یورپ، بھارت اور جاپان، دوسری جانب چین اور روس ہیں، تیسری طاقت عالم اسلام کی مدافعتی قوت ہے۔ یہ تین بڑی طاقتیں عالمی نظام مرتب کر رہی ہیں۔ روس اور چین تصادم کی کیفیت میں نہیں ہیں لیکن بالواسطہ وہ بھی افغانستان کی جنگ میں شامل ہیں جہاں پر امریکہ، یورپ اور بھارت مل کر فیصلہ کن راؤنڈ کے لئے تیاری کر چکے ہیں جس کے لئے بھارت اپنے فوجیوں کو افغانستان میں اتار چکا ہے۔

یہی وہ حالات ہیں جو مستقبل میں جنگ کا نقشہ پیش کر رہے ہیں جس میں امریکہ، بھارت، یورپ، اسرائیل، چین، روس اور اسلامی مدافعتی تیسری قوت شریک ہوگی، گھمسان کارن ہو گا۔ اسی اسلامی قوت نے پاکستان میں بھی جنم لیا ہے جس کی سرسرہٹ اب صاف سنائی دے رہی ہے جس کا رخ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے پاکستان کی طرف موڑ دیا ہے خصوصاً افغان حکومت نے افغانستان کے وزیر خارجہ رنگین دار فر جو ۱۴ سال بھارت میں رہے اور RAW

کے لئے کام کرتے ہیں ان کا تصور یہ تھا کہ اس جنگ کو پاکستان کی طرف پلٹ دیا جائے تاکہ پاکستانی فوج اور دینی طبقہ آپس میں الجھ کر رہ جائے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ اس جنگ کا رخ پاکستان کی طرف اس لئے پلٹا کہ پرویز مشرف نے امریکہ کو کھلی اجازت دے رکھی تھی کہ وہ سوات سے وزیرستان اور بلوچستان تک ہمارے قبائلی علاقوں میں سی آئی اے، ایف بی آئی اور امریکی سپیشل فورس بلیک واٹر آرمی کو آزادی کے ساتھ اپنی سرگرمیاں دکھانے کا پورا اختیار دیا گیا۔ امریکیوں کو مزید سہولتیں بھی دی گئیں۔ مثلاً تربیلا میں امریکن سی آئی اے، ایف بی آئی کا بہت بڑا ڈاٹا ہے جہاں اب بلیک واٹر والے قیام پذیر ہیں۔ اسی طرح بلوچستان کے علاقوں میں سی آئی اے کا سیٹ آپ ہے جنرل ریٹائرڈ مرزا اسلم بیگ کے انکشاف کے مطابق امریکی ڈراؤن بلوچستان میں شمسی ایئر بیس سے پرواز کرتے ہیں اس طرح ہماری زمین ہمارے ہم وطنوں کے قتل میں ان صلیبیوں کو استعمال کرنے کی اجازت دی جا چکی ہے۔ اور میریٹ ہوٹل اسلام آباد میں سی آئی اے کا کنٹرولنگ ہیڈ کوارٹر تھا۔ مشرف نے آئی ایس آئی اور ملٹری انٹیلی جنس کو کہا کہ ان علاقوں سے دور رہے اور امریکیوں کو کھلی آزادی دی۔ پاکستان انٹیلی جنس ایجنسیاں صرف گسٹاپو کا کام کرتی رہیں اور اپنے ہی لوگوں کو پکڑ پکڑ کر دشمنوں کے حوالے کرتی رہیں۔

امریکہ نے پچھلے چار سالوں میں افغان سرحد کے ساتھ پورے علاقے میں سوات سے وزیرستان اور بلوچستان تک اپنا نیٹ ورک قائم کیا۔ بلیک واٹر کے ذریعے اپنے گروپ بنائے۔ ڈالروں کی ریل پیل، اسلحہ اور ہر چیز ان کو دی۔ وفاداریاں خریدیں مگر جب خاطر خواہ کامیابیاں نہ ملیں تو میزائل حملے شروع کر دیئے۔ اب یہ منظر ہے کہ امریکہ نے سوات سے بلوچستان تک افغانستان پاکستان کی سرحدوں کو ایک بفر زون بنادیا ہے تاکہ امریکیوں کو افغانستان میں تحفظ ملے۔

امریکیوں نے کنٹر کے علاقے میں ایک بہت بڑا فوجی اڈا بنایا ہے جو دریائے کابل کے ساتھ ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے ضروری تھا کہ جنوب میں پاکستان کے علاقوں میں سکیورٹی زون بنایا جائے اس لئے بطور خاص مہمند، باجوڑ، سوات اور دیر کے علاقے پر توجہ دی گئی۔ ان علاقوں میں بھارت اور امریکہ نے بلیک واٹر اور را کے ذریعے کئی ایسے



گروپ داخل کئے جنہوں نے مدافعتی سپاہیوں کا بھیس بدل کر ان کو بدنام کرنا شروع کر دیا تاکہ یہاں سے امریکی مفادات کی خاطر اس قوت کو ختم کیا جائے۔ یہ تیر نشانے پر بیٹھا پاکستانی فوج اور قوم آپس میں لڑ پڑی۔

مگر یہ تیسری بڑی طاقت کسی ایک علاقے تک محدود نہیں ہے۔ یہ ایک نظریہ ہے، ایک سوچ ہے، ایک خداوندی قوت ہے جس کے ہاتھوں عالمی نظام کے خدوخال مرتب ہو رہے ہیں۔ جن سے ٹکرا کر دنیا کی تمام بڑی طاقتیں اور ان کے اتحادیوں کا غرور خاک میں مل چکا ہے۔ پھر بھی مغربی دنیا اس طاقت کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں جبکہ ہر قدم پر اسی طاقت کے ہاتھوں شکست در شکست کھا رہی ہے جنہیں دہشت گرد کہہ کر خود فریبی میں مبتلا ہیں۔

7 اکتوبر 2001ء کو اعلان جنگ کرتے ہوئے بندر اور خنزیر کی اولاد صدر بئش نے جو فرمایا تھا ملاحظہ فرما لیں۔ اس نے بڑے متکبرانہ انداز میں کہا تھا۔ کہ ”طالبان کو کمین گاہوں سے نکال کر کٹھرے میں لایا جائے گا، اس جنگ میں امریکا نہ تھکے گا نہ ناکام ہو گا۔“ امریکی رپورٹوں کے مطابق سال 2009 کا اگست بہت نقصان دہ ثابت ہوا یوں ہر مہینے امریکی مرداروں کو تابوت میں بند کر کے بھیجا جانے لگا، جولائی اس سے بھی سخت، ستمبر پچھلے مہینوں سے سخت اور اکتوبر تو آٹھ سالہ افغانستان کی جنگ میں سخت ترین مہینہ گزرا۔ 28 اکتوبر 2009 کو تین امریکی ہیلی کاپٹر اللہ کی مدد و نصرت سے طالبان نے مار گرائے جس میں 14 امریکی مردار ہوئے اور 29 اکتوبر کو آٹھ امریکی مارے گئے تو بینٹاگون نے صرف 28، 29 تاریخ کو آٹھ سالہ امریکی جارحیت کے بعد سب سے بڑا نقصان ٹھہرایا ہے ان کافروں پر اللہ واضح کر چکا ہے کہ ذلت اور پستی ان کا مقدر ہے، لیکن اس کے باوجود یہ اپنی صلیبی جنگ کا ایندھن بننے جارہے ہیں۔ اس کا اعتراف جولائی 2009ء میں امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے ان الفاظ میں کر کے صدر بئش کے تکبر پر لات مار دی کہ ”امریکی فوج اور قوم تھک چکی ہے اور ہم افغانستان میں طویل جنگ کے متحمل نہیں ہو سکتے۔“

یہ تیسری طاقت ایک حقیقت ہے جسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جس نے سمجھ لیا وہ کامیاب جس نے نہ

سمجھا وہ ہار جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری سرحدوں پر اتنی مضبوط حفاظتی دیوار مہیا کر دی ہے جسے توڑنے کی دنیا کی کسی طاقت کے پاس صلاحیت نہیں ہے۔ پھر کیا ڈر ہے؟ ”افغانستان“ کیا خوف ہے؟ ”پاکستان“ تو اللہ کے سپاہی ہمارے محافظ ہیں۔ اللہ کی یہی رضا ہے کہ ساری دنیا میں طاقت کا توازن قائم رہے ورنہ طاقتور قومیں نہ جانے کب کمزور اور غریب قوموں کو ہڑپ کر چکی ہوتیں۔ امریکہ کا دنیا پر حکمرانی کا خواب ٹوٹ چکا ہے۔ یہ سب کن ہاتھوں سے ہوا ہے؟ وہی بھوکے اور سوکھی روٹی کھانے والے ہیں، گھنی داڑھیوں اور لمبی قبائوں والے، جن کے پیروں میں ٹوٹی ہوئی چپل ہے اور ہاتھوں میں ہلکے ہتھیار ہیں لیکن پھر بھی سامراجی طاقتیں انہیں دہشت گرد کہتی ہیں اب انہی کے ساتھ بیٹھ کر مذاکرات کرنا چاہتی ہیں۔ افغانستان کے حکمران بھی ملا عمر سے مدد کے طلبگار ہیں۔

پاکستانی قوم کو خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ملک دشمنوں سے محفوظ ہے لیکن اصل خطرہ خود اپنوں سے ہے جو سیاسی مصلحتوں کے تحت کاسہ لیسے اختیار کئے ہوئے ہیں اور ملک کے کونے کونے میں بلیک واٹر آرمی کو پہنچا کر بھی ان کی موجودگی سے انکاری ہیں۔ کیا عجب اتفاق ہے کہ جن خدا مستوں کو ہم دہشت گرد کہنے پر پوری پاکستانی قوم متفق ہیں وہ تو ان امریکی گرگوں کو نشانہ بنانے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے مگر ملک کے محافظ ان کی حفاظت کے لئے ان کے گرد حصار بنائے ہوئے ہیں۔ ان کی آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہر طرح کی سہولت دینے کے لئے پوری مستعدی دکھاتے ہیں اور ان کی خوشنودی کے لئے سردھڑ کی بازی تک لگا دیتے ہیں مگر فکر کی کوئی بات نہیں یہ خدا مست بھوکے ننگے، بے سروسامان اللہ کے سپاہی ان صلیبی امریکی کتوں سے نمٹنے کا طریقہ بخوبی جانتے ہیں۔

# بلیک واٹر کا انتشار امریکی راستہ ہموار

امریکہ اس وقت پوری طرح پاکستان میں قدم جما چکا ہے اور ان کے پاؤں کو مضبوطی فراہم کرنے کے لئے وہ اپنے سفارت خانے کی توسیع کے نام پر اسلام آباد میں چھاؤنی بنا رہا ہے۔ یہ سفارت خانہ اس وقت 37.8 ایکڑ رقبے پر پھیلا ہوا ہے جبکہ اس میں ۱۸ ایکڑ رقبے پر چھاؤنی نمایہ سفارت خانہ قائم ہو گا اور اس کی تعمیر پر ۳۶.۶ ملین ڈالرز میں سے ۱۱۱ ملین ڈالرز 350 سولوگوں کے لئے 4 سنکسی پر خرچ ہوں گے جبکہ ۴۰.۵ ملین ڈالرز ۱۵۶ رہائشی کمروں کی تعمیر کے لئے، ۱۰۸ ملین ڈالرز ۱۵۶ ملین ڈالرز امریکی میرینز کے کوارٹروں اور دیگر دفتری سہولیات کے لئے، ۲۹.۶ ملین ڈالرز لاہور میں نئے قونصلیٹ کے لئے اور پشاور میں سفارتی مشن کے لئے ۴۰.۱ ملین ڈالرز خرچ کئے جائیں گے۔ سوال یہ ہے کہ امریکہ ۳۶.۵ ملین ڈالرز کی یہ خطیر رقم ایک سفارت خانے کے نام پر پاکستان جیسے ملک میں کیوں لگا رہا ہے؟ اور کیا اس کے باوجود بھی ہم خود کو خود مختار کہہ سکتے ہیں؟ کیا اس کے باوجود ہم خود کو محفوظ خیال کر سکتے ہیں؟ افسوسناک امر یہ ہے کہ ہماری حکومت اس خطرہ کو سمجھ رہی ہے اور نہ ہی خود مختاری اور آزادی پر قدغن بلکہ حکومت کا یہ کہنا ہے کہ امریکن میرینز کی آمد، چھاؤنی کی تعمیر اور ڈرونز حملوں سے ہماری سالمیت کو کوئی خطرہ نہیں۔ ہم امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی اور دوست ہیں اور امریکیوں کے پاکستان بارے عزائم خطرناک نہیں ہیں۔ ہمارا دفاع مضبوط ہے، ہمارے ایٹمی اثاثے محفوظ ہیں، ہمارے خلاف کوئی سازش نہیں ہو رہی اور ہم آزاد اور خود مختار ملک ہیں۔ ایک طرف یہ بیانات ہیں اور دوسری طرف صورتحال اس قدر سنگین ہو چکی ہے کہ بدنام زمانہ امریکی ایجنسیوں کے درجنوں اہلکار پاکستان میں اپنی خفیہ کاروائیوں میں مصروف ہیں۔ بلیک واٹر اور یکن ہیڈ جیسی جاسوس اور خطرناک ترین ایجنسیاں ملک بھر میں اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کے لئے جال پھیلا چکی ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے عراق اور افغانستان میں داخل ہو کر امریکی فوجیوں کی راہیں ہموار کی تھیں،

حملوں کا جواز گڑا تھا اور یہی لوگ آج کل پاکستان میں دندناتے پھر رہے ہیں لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یہ سازشی اور جاسوس گذشتہ ایک سال سے پاکستان آرہے ہیں۔ یہ لوگ پہلے میریٹ اور پرل کانٹی نینٹل جیسے ہوٹلوں میں قیام پذیر رہے لیکن جونہی ہوٹلز خود کش حملوں کی زد میں آئے انہوں نے اپنا بوریا بستر اٹھایا اور آبادی اور کمرشل ایریاز میں شفٹ ہو گئے۔ یہ لوگ اس وقت اسلام آباد، لاہور، کراچی، پشاور، حیدرآباد اور کوئٹہ کے علاوہ جنوبی پنجاب کے متعدد شہروں میں اپنی مکروہ سرگرمیوں میں مصروف عمل ہیں۔ ان کا نیٹ ورک پاکستان کے طول و عرض تک پھیلا چکا ہے۔ اس وقت صرف پشاور میں ۱۸ بلیک واٹر اہلکار موجود ہیں۔ یہ اہلکار کچھ عرصہ پشاور کے حیات آباد کے علاقے میں مقیم رہے لیکن بعد ازاں خود کش حملوں کے خوف سے یونیورسٹی ٹاؤن کے علاقے میں منتقل ہو گئے جبکہ تربیلا میں بھی ۸۰ کے قریب بلیک واٹر اہلکار موجود ہیں جو پاکستان کی اندرونی اور بیرونی صورتحال کا جائزہ لے رہے ہیں۔ پاکستان اور امریکی فوج کے لئے راہیں ہموار کر رہے ہیں۔ آپ خود ملاحظہ کیجئے، ۶ اگست کو ہمارے دفتر خارجہ کے ترجمان عبدالباسط نے یہ انکشاف کیا تھا کہ پاکستان میں عنقریب ایک ہزار امریکی میریز آنے والے ہیں جبکہ ہمارے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے اس بیان کی نہ صرف تصدیق کی تھی بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا تھا تین سو امریکی میریز تربیلا پہنچ چکے ہیں اور یہ پاک فوج کو ٹریننگ دے رہے ہیں۔ عنقریب نیٹو پاکستان میں اپنا آفس قائم کر رہا ہے اور پاکستان نیٹو کو تربیلا میں ایئر بیس کے قیام کی اجازت بھی دے چکا ہے۔ اسی طرح ایک رپورٹ گذشتہ دنوں واشنگٹن ٹائمز پریس کے حوالے سے انکشاف کیا تھا کہ امریکہ نے پاکستان اور افغانستان کے لئے انٹیلی جنس ادارہ قائم کر دیا ہے۔ یہ ادارہ سینٹر فار افغانستان پاکستان ایکسی لینسی کے نام سے قائم کیا گیا ہے اور یہ پاک افغان پالیسی ساز افراد سے معلومات حاصل کرے گا اور اس کے بعد امریکہ کی پاکستان اور افغانستان کے لئے حکمت عملی تشکیل دے گا جبکہ اس ادارے میں ایک ٹریننگ اکیڈمی بھی قائم کی جائے گی جو مستقبل کے تجزیہ کاروں، افسروں اور خفیہ اہلکاروں کو تربیت دے گی۔ یہ ساری صورتحال جہاں بہت ہی الارمنگ ہے وہیں لمحہ فکریہ بھی ہے۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ ملک میں امریکیوں کی مداخلت بڑھتے بڑھتے خطرناک حدود میں داخل ہو گئی ہے ہم یوم دفاع منا رہے ہیں اور بٹانگ



دہل یہ دعوے کر رہے ہیں کہ ہمارا دفاع مضبوط، ہمارا ایٹمی پروگرام محفوظ ہے اور ہم خود مختاری پر کوئی حرف نہیں آنے دیں گے۔ جس ملک میں ہزاروں غیر ملکی جاسوس دندناتے پھر رہے ہوں، جس ملک کی فضائی حدود کی ترپین بار خلاف ورزی ہو رہی ہو، جس ملک میں بلیک واٹر وریکن ہیڈ کے بدنام زمانہ ایجنٹ سرعام سازشوں میں مصروف ہوں اور جس ملک میں رچرڈ ہالبروک وائسرائے کی حیثیت اختیار کر چکے ہوں وہ ملک اور قوم یوم دفاع مناسکتی ہے؟ کیا وہ قوم یوم دفاع منانے کی حقدار ہے؟ جس ملک کے طور خم بارڈر پر نیٹو کے جنگی ہیلی کاپٹر فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کئی کلومیٹر اندر گھس آئیں، وہ گھنٹوں تک آزادانہ پرواز کرتے رہیں اور اس خلاف ورزی پر ملک کا کوئی اعلیٰ عہدیدار چھوٹا سا احتجاجی بیان بھی جاری نہ کرے۔ کیا اس ملک میں بے حمیت کی اس سے بڑھ کر کوئی اور مثال دی جاسکتی ہے؟ اور جس ملک کو امریکہ کی کالونی بنادیا جائے، جس ملک کی اپنی کوئی حیثیت، اپنا کوئی وقار باقی نہ رہے کیا وہ ملک خود مختار کہلانے کا مستحق ہے؟ پشاور کے شہری تو ایک عرصے سے ان کرائے کے فوجیوں کی وجہ سے اپنی پریشانیوں کا اظہار کر چکے ہیں جو ان کے چوکوں اور چوراہوں پر جدید ترین اسلحہ اور اعلیٰ ترین بلٹ پروف گاڑیوں میں نظر آتے ہیں۔ عراق میں جب ان لوگوں پر قتل کرنے، عورتوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنانے اور بچوں کو تشدد کر کے مارنے کے الزامات لگے تو انہوں نے اپنا نام بدل کر Xe رکھ لیا جسے عرف عام میں ”زی“ کہتے ہیں۔ یہ تنظیم اپنی نظریاتی بنیاد مالٹا کے ان کٹر عیسائی گروہوں سے وابستہ کرتی ہے جو آخری صلیبی جنگ میں صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد ذلت و رسوائی کی وجہ سے یورپ میں واپس نہیں گئے تھے بلکہ فلسطین کے ساتھ سمندر کی دوسری جانب جزائر مالٹا میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور زندگیوں کا یہ مشن بنالیا تھا کہ ہم نے مسلمانوں سے اس دنیا کو پاک کرنا ہے۔ بلیک واٹر تنظیم کا خمیر بھی اسی نظریے سے اٹھا ہے اور اس نے اپنے زیر تربیت افراد کے دلوں میں مسلمانوں سے نفرت کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور انہیں وہ تمام ہتھکنڈے سکھائے ہیں جن سے شہری علاقوں میں نہتے اور مسلح افراد پر ظلم کے پہاڑ توڑے جاسکتے ہیں۔ بہت سے تبصرہ نگار مغربی اخباروں میں لکھتے ہیں کہ ان کو جو ٹریننگ دی جاتی ہے وہ لاطینی امریکہ کے لئے قائم کیا گیا بدنام زمانہ سکول آف امریکا سے زیادہ خطرناک اور پر تشدد ہے۔ اس سکول

سے ایسے فوجی تربیت پاتے تھے جنہوں نے لاطینی امریکہ کے ملکوں چلی، ہنڈراس، نکاراگو اور دیگر جگہوں پر وہ ظالمانہ کاروائیاں کیں کہ انسانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی اور آج لاطینی امریکہ ابھی تک اپنے شہیدوں اور غائب ہو جانے والے افراد کو یاد کر کے آنسو بہاتا ہے جبکہ بلیک واٹر کی ٹریننگ اور ان کے دلوں میں نفرت اور غصہ ان سے کہیں زیادہ بھر دیا گیا ہے۔

موجودہ وقت پاکستان کے اندر ان کی کاروائیوں میں شامل چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

گذشتہ دنوں میں سابقہ ایم این اے شاہ عبدالعزیز کو گرفتار کر لیا گیا تھا جن پر مقدمہ چلا اور لگائے گئے الزامات ثابت نہ ہونے پر عدالت نے انہیں رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد شاہ عبدالعزیز نے ایک پریس کانفرنس کے دوران کہا کہ جب مجھے گرفتار کیا گیا تو میرے چہرے کو کالے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا۔ جب میری آنکھوں سے بندھی ہوئی پٹی کھولی گئی تو میری نظر میرے ہاتھوں میں پڑی ہوئی ہتھکڑی پر پڑی جس پر واضح طور پر تحریر تھا میڈان یو ایس اے، جس سے میں فوراً سمجھ گیا کہ میری گرفتاری میں کون ملوث ہے؟ یہ دراصل بلیک واٹر کی کاروائی تھی۔ شاہ عبدالعزیز کو جامعہ حفصہ کے معصوم طلباء و طالبات کی جان بچانے کی کوشش اور ان کی حمایت کی سزا دی گئی۔ بلیک واٹر کے گرگے جہاں جہاں بھی رہائش پذیر ہوتے ہیں وہاں کی عوام کے ساتھ ان کا رویہ نہایت ہی غلامانہ ہوتا ہے۔ ان کی پاکستان میں آمد کا سلسلہ دراصل ۲۰۰۱ء میں شروع ہو چکا تھا مگر تب یہ لوگ خفیہ طور پر کاروائیاں انجام دیتے تھے۔ کئی لوگوں کے غائب ہونے میں اسی بلیک واٹر کا ہاتھ کار فرما تھا۔ اس نے مختلف شہروں کے مختلف مقامات سے مختلف لوگوں کو غائب کر دیا جن کے بارے میں ملک کی تمام سکیورٹی ایجنسیاں لاعلمی کا اظہار کرتی رہیں مگر کسی نے بھی جان کے خوف سے اس تنظیم کا نام ظاہر کرنے کی جرأت نہ کی۔ اب چونکہ میڈیا پر مختلف رپورٹوں میں اس تنظیم کو ظاہر کر دیا ہے جس کی وجہ سے عوام ان کو پہچاننے لگی ہے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ مگر حکومتی سطح پر مسلسل ان کے وجود سے انکار نے کئی شبہات کو جنم دے دیا ہے کہ آخر حکومت ان کی آمد کو

کیوں خفیہ رکھنے پر بند ہے؟

چنگیز خان سے زیادہ ان خونخوار بھیڑیوں کو سرزمین پاکستان میں کس نے گھسنے کی اجازت دے رکھی ہے؟ جو مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں۔ عراق و افغانستان میں بھی انہی خونخوار بھیڑیوں نے بربریت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ امریکہ کا یہ ناجائز بچہ پاکستانی سرزمین پر خون خرابہ کر کے یہود و نصاریٰ کے عزائم کی تکمیل چاہتا ہے اور ماضی میں بھی مسلمان حکمرانوں سے مار کھانے کا بدلہ چکا رہا ہے۔ یہ لوگ پاکستانیوں کو انہی کی سرزمین پر غلامی کا احساس کھلے بندھوں کروا رہے ہیں تاکہ ان کا خوف لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جائے اور کوئی ان کے خلاف سر اٹھانے کی جرأت نہ کر سکے۔ یہ تمام مہربانیاں ہمارے اپنوں کی ہیں جو ڈالروں کی چمک میں اندھے ہو چکے ہیں۔ بلیک واٹر تنظیم دراصل ایک ایسے قاتلوں کا جگمگاٹا ہے جو صرف اور صرف خون سے اپنی پیاس بجھاتا ہے اور ان بھیڑیوں کو مسلمانوں کا خون اپنے ہی میر جعفروں اور میر صادقوں کی وجہ سے راس آیا ہے جو ان کو ہر جگہ تحفظ فراہم کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو بھی پاکستان سے اغوا کرنے میں بلیک واٹر کا ہی ہاتھ ہے کیونکہ واشنگٹن میں پاکستانی شہریوں کے وفد سے بوقت ملاقات ڈاکٹر عافیہ صدیقی نے یہ اہم انکشاف کیا کہ مجھے میرے بچوں سمیت مارچ 2003ء کو کراچی سے راولپنڈی آتے ہوئے ریلوے اسٹیشن سے کسی غیر ملکی ایجنسی نے اٹھایا۔ ان کو یہ معلوم نہیں کیونکہ جب ان کی آنکھ کھلی تو وہ افغانستان میں تھیں۔ جس سیل میں مجھے رکھا گیا تھا اس کے برابر سے مجھے اپنے بچوں کی چیخوں کی آوازیں آتی تھیں۔ دورانِ تفتیش امریکی حکام نے ان سے غیر اخلاقی سلوک کیا۔ تین نقاب پوش افراد نے دورانِ تفتیش میرے کپڑے پھاڑ دیئے تھے۔ اس کے علاوہ افغانستان میں امریکی نے ان پر فائرنگ بھی کی تھی۔

ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ بلیک واٹر پاکستان میں کس قدر فعال ہے اور کتنے عرصے سے پاکستان میں کام کر رہے ہیں اور پاکستانی عوام سے جانوروں سے بدتر سلوک کر رہے ہیں مگر حکومت کے کان پر جوں تک نہیں ریگنتی

## دھال کا لشکر بلیک واٹر ‡

بلکہ الٹا ان کا وجود چھپانے کی کوشش کر رہی ہے۔ پاکستانی عوام پر کرائے کے ان قاتلوں کو زبردستی مسلط کیا جا رہا ہے تاکہ عوام خوف و ہراس کی سحر سے باہر نہ آ سکے اور ان کے خلاف بڑے پیمانے پر ایچی ٹیشن نہ شروع ہو جائے مگر وہ دن دور نہیں جب بلیک واٹر جیسی مذہبی جنونی تنظیم جو دراصل کروسیڈی سپاہی ہیں جو سابقہ ادوار کا بدلہ مسلمانوں سے چکانا چاہتی ہے کا سر عوامی طاقت سے تیسری بڑی قوت کچل کر رکھ دے گی۔



## بلیک واٹر مذہبی جنونیوں کا گروہ

ایک گروہ تھا کہ جب وہ برصغیر کے کسی ”چھٹے ہوئے“ کو انتہائی سزا دینا چاہتا تو اسے کالے پانی بھیج دیا کرتا تھا اور ایک گروہ یہ ہے کہ جہاں وہ ”بد قماشوں“ کو انتہائی سزا دینا چاہتا ہے تو کالے پانی ہی کو وہاں بھیج دیتا ہے۔ یہ وقت کے ساتھ ساتھ گورے کے مہذب تر ہوتے چلے جانے ہی کی ایک نشانی ہے۔ سو اطلاعات یہ ہیں کہ سلطنت خداداد پاکستان میں یہ کالا پانی داخل ہو چکا ہے۔ اب دیکھئے کیا ہوتا ہے؟

Xe Services یا Black Water Worldwide کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ دنیا کی بد لحاظ ترین Mercenaries یعنی کرائے کے قاتلوں کی فوج ہے (لغت میں بھاڑے کا ٹو بھی کہا گیا ہے) امریکہ کی ریاست کیرولینا کے شمالی علاقے میں اس کا صدر دفتر ہے۔ اس کی طاقت اور اثر و نفوذ کا یہ عالم ہے کہ دنیا کی اکلوتی سپر پاور تک اس پر قابو پانے سے قاصر ہے اور غالباً اسی لئے وہ اس مادر پدر آزاد چنڈال چو کڑی کو ایسے ناروا کاموں کے لئے استعمال کرتی ہے جو وہ اپنی باقاعدہ فوج سے کرانے میں عار محسوس کرتا ہے۔ (ابو غریب جیل) اس طرح اس فوج کو بیرون ملک مصروف رکھا جاسکتا ہے تاکہ اندرون ملک اس کے شر سے مامون رہے۔ اس پرائیوٹ فوج کی بنیاد امریکہ میں ”بلیک واٹر“ کے نام سے ۱۹۹۷ء میں رکھی گئی۔ ایرل پر انس اور کلارک اس کے بانی ہیں۔ ۲۰۰۷ء میں تنظیم کے ساتھ ایک لاحقے کا اضافہ کر کے اس کا نام ”بلیک واٹر ورلڈ وائیڈ“ رکھ دیا گیا تاہم عرف عام میں یہ آج بھی بلیک واٹر کہلاتی ہے۔ اس فرم کا کاروبار بظاہر حرب و ضرب کی تربیت فراہم کرنا ہے۔ یہاں سے ہر سال ۴۰ ہزار افراد فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ کمپنی کا دعویٰ ہے کہ وہ دنیا کی بہترین تربیت اور سروس فراہم کرتی ہے۔ عراق میں اپنی ظالمانہ اور شرمناک کاروائیوں کے باعث جب یہ تنظیم دنیا بھر

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

میں بہت بدنام ہو گئی تو اس کے موجودہ صدر گرے جیکن نے ۱۳ فروری ۲۰۰۷ء کو اس کا نام تبدیل کر کے Xe رکھ دیا جس کا تلفظ ”زی“ کیا جاتا ہے لیکن اس کی جلی و خفی سرگرمیاں بدستور وہی ہیں کہ جو تھیں۔

بتایا جاتا ہے کہ زی آرمی فوج کے ریٹائرڈ، بدکردار اور جرائم پیشہ لوگوں کو دنیا بھر سے بھرتی کرتی ہے۔ اس مقصد کے لئے اس کا خاص ہدف ایشیاء اور افریقہ کے غریب ممالک ہوتے ہیں۔ یہ غریب ملکوں میں این جی اوز اور بہبودی و فلاحی تنظیموں کے طور پر کام کرتی ہے۔ چھٹے ہوئے بد اعمال لوگوں پر خصوصاً مہربان رہتی ہے اور انہیں ان کے خوابوں کی سرزمین یعنی امریکہ کے لئے منتخب کرتی ہے۔ یہ آرمی ان علاقوں میں جہاں آفاتِ سماوی مثلاً زلزلہ یا سیلاب یا سونامی قسم کے حالات ہوں سب سے پہلے پہنچ کر امدادی کاموں میں حصہ لیتی ہے۔

یہ فرم معاوضے پر کسی بھی طرح کا گنداکام کرنے پر تیار رہتی ہے۔ عراق اس کے شرمناک کارنامے محض ایک مثال ہے۔ اس تنظیم نے عراق سے عراقیوں کو بھرتی کر کے عراقیوں ہی کے خلاف استعمال کیا تاہم عراقیوں نے بعض مقامات پر ان کی خوب مرمت بھی کی ہے۔ مثلاً فلوچہ شہر میں بلیک واٹر کے کچھ اہلکار اناج کے ٹھیکیداروں کے بھیس میں کام کر رہے تھے کہ عراقیوں کو ان کی خبر ہو گئی اور انہوں نے انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں دریائے فرات کے کنارے پر لٹکا دیں۔ آج کل پاکستانی میڈیا میں اس تنظیم کی پشاور اور اسلام آباد میں موجودگی کی اطلاعات دی جا رہی ہیں۔

ممتاز کالم نگار اور یا مقبول جان کے مطابق پشاور کے یونیورسٹی ٹاؤن میں بلیک واٹر کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس کے اہلکار اکثر اوقات علاقے میں آنے جانے والے افراد اور گاڑیوں کی نگرانی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس کے اہلکار سیاہ لباس اور سیاہ عینکیں لگاتے ہیں۔ یہ بھی سننے میں آرہا ہے کہ اسلام آباد کے امریکی سفارت خانے میں افراد کی بھرتی بلیک واٹر ہی کا منصوبہ ہے۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ کمپنی ایشیائی، افریقہ، لاطینی امریکہ کے غریب ملکوں سے ایسے افراد کو بھاری

مشاہروں پر بھرتی کرتی ہے جن کی طبیعت میں خباثت کا عنصر زیادہ ہوتا ہے۔ لہذا پاکستان میں بھی اس فرم نے یہ حرکت شروع کر دی ہے۔ بھرتی کے فارم فرم کی ویب سائٹ پر جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اردو، پنجابی، پشتو اور دوسری زبانیں روانی سے بولنے والوں کو طالع آزمائی کی دعوت دی گئی ہے۔ ممکن ہے اسے وطن عزیز سے بھی کچھ بے غیرت دستیاب ہو ہی جائیں۔

بلیک واٹر کی فرم شمالی کیرولینا میں حرب و ضرب کی تربیت دینے کی خدمات فروخت کرتی ہے۔ کمپنی کا دعویٰ ہے کہ اس کے پاس دنیا کی سب سے بڑی Facility ہے جس میں وہ ہر سال ۴۰ ہزار افراد کو تیار کرتی ہے جن میں اکثریت امریکی یا غیر ملکی فوج اور پولیس کی ہوتی ہے۔

۱۳ فروری ۲۰۰۹ء کو کمپنی کو ایک بار پھر نیا نام Xe (زی) دیا گیا۔ کمپنی کے ترجمان کے این نائرل نے نام کی تبدیلی کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ نام ”بلیک واٹر“ کمپنی کی عراق میں فروخت کی گئی خدمات سے منسلک ہو کر رہ گیا ہے اور یہ کہ کمپنی کے نئے نام ”زی“ کے کوئی معانی نہیں ہیں۔ یہ نام کمپنی کے بڑوں نے ایک سال کی تحقیق کے بعد تجویز کیا ہے۔

زی، امریکی محکمہ خارجہ کی تین سکیورٹی ٹھیکیدار فرموں میں سب سے بڑی ہے اور اس کی آمدنی کا ۹۰ فیصد حکومتی ٹھیکوں سے حاصل ہوتا ہے۔ ان میں سے دو تہائی ٹھیکے بغیر بولی کے اس فرم کو دیئے جاتے ہیں۔ اس فرم نے امریکی وفاقی حکومت اور خصوصاً محکمہ خارجہ عراق میں ٹھیکے کی بنیاد پر سکیورٹی خدمات فروخت کی ہیں تاہم اس وقت ان کے پاس عراق کی جو نئی حکومت کی کوششوں کا نتیجہ ہے حکومت نے جنوری ۲۰۰۹ء میں آپریٹنگ لائسنس کے لئے فرم کی درخواست مسترد کر دی تھی۔ تاہم کمپنی کا امریکہ محکمہ خارجہ کے ساتھ معاہدہ ابھی ختم نہیں ہوا لہذا اس کے کچھ افراد ماہ ستمبر کے آخر تک عراق ہی میں رہیں گے۔

ایرک پرنس ایک دولت مند باپ کا بیٹا ہے۔ اس نے ورثے میں ملنے والی دولت سے شمالی کیرولینا کے وسیع دلدلی علاقے (Great Dismal Swamp) میں ۲۴ مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا ایک دلدلی رقبہ خریدا اور اس پر اپنی تربیتی کمپنی کی بنیاد رکھی۔ اس علاقے کے پانی کا رنگ کالا ہے اور کمپنی کا پہلا نام اسی مناسبت سے اس نے Black Water USA رکھا۔ اس کمپنی کا کاروبار فوج اور نفاذ قانون کے اداروں کو تربیتی خدمات فراہم کرنا تھا۔ ۲۰۰۲ء میں کمپنی نے بلیک واٹر سیورٹی کنسلٹنگ (BSC) کا ادارہ تشکیل دیا۔ یہ ان متعدد کمپنیوں میں سے ایک ہے جن کی خدمات امریکہ نے افغانستان پر حملے کے بعد حاصل کیں اور یہ ان ۶۰ پرائیوٹ سیورٹی کمپنیوں میں شامل ہے جنہیں جنگ عراق میں تعینات کیا گیا تھا۔ اس کے فرائض میں امریکی عہدیداروں اور امریکی تنصیبات کی حفاظت کرنا، عراق کی نئی فوج اور پولیس کو تربیت دینا اور قابض افواج کی معاونت کرنا شامل تھا۔ بلیک واٹر کی خدمات امریکہ میں قطرینہ نامی طوفان کی تباہیوں سے نمٹنے کے لئے بھی حاصل کی گئی تھیں۔ یہ خدمات نہ صرف امریکی ہوم لینڈ سیورٹی نے حاصل کیں بلکہ انفرادی گاہکوں، مواصلاتی، پیٹر و کیمیکل اداروں اور بیمہ کمپنیوں نے بھی حاصل کیں۔ کمپنی کی سرکاری ٹھیکوں سے ایک ارب ڈالر سے زیادہ کی آمدنی ہوئی ہے۔ بلیک واٹر ۹ ڈویژنوں اور ایک ذیلی ادارے بلیک واٹر و ہیکلر پر مشتمل ہے۔

”زی“ ایک نجی کمپنی ہے اور اپنے داخلی امور کی تشہیر سے گریز کرتی ہے۔ اس کا بانی اور سابق چیف ایگزیکٹو ایرک پرنس بحریہ کا سابق افسر ہے۔ اس نے نیول اکیڈمی اور ہلز ڈیل کالج سے تعلیم حاصل کی اور جارج بش کے دور اقتدار میں وہاٹ ہاؤس میں انٹرن (زیر تربیت) رہا۔ وہ ری پبلکن پارٹی کے مقاصد اور اس کے امیدواروں کو مالی معاونت بھی فراہم کرتا ہے۔ زی کا موجودہ صدر گیری جنیکسن بھی پرنس کی طرح بحریہ کا سیل (Seal) رہا ہے۔ کمپنی کا موجودہ وائس چیئرمین کو فر بلیک سی آئی اے کے مرکز انسداد دہشت گردی کا ڈائریکٹر اور ۲۰۰۲ء سے ۲۰۰۴ء تک اسی مرکز کا ایگزیکٹو رہا ہے۔ سرکاری ملازمت چھوڑنے کے بعد وہ ایک نجی فرم ”ٹوٹل انٹیلی جنس سولوشن انکارپوریٹڈ“ کا



چیز مین بنا اور ساتھ ہی زی کا وائس چیئرمین بھی۔ رابرٹ رچرڈ ۲۰۰۷ء تک اس کمپنی کا وائس پریزیڈنٹ رہا۔ اس سے قبل وہ سی آئی اے کی ایسٹ ڈویژن کا سربراہ تھا۔

بلیک واٹر یو ایس اے نے نومبر ۲۰۰۶ء میں ماؤنٹ کیمرل الی نائٹس میں ۸۰ ایکڑ زمین حاصل کی جسے بلیک واٹر ناتھ کا نام دیا گیا۔ اسے دی سائٹ (The Site) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ فرم کے اس حصے نے ۲۰۰۷ء کے اپریل سے کام شروع کر دیا ہے۔ فرم سان تیاگو کاؤنٹی کے ایک چھوٹے سے شہر پوٹریو سے تین میل دور شمال میں بھی ۸۴ ایکڑ رقبے پر ایسی ہی ایک فیسلیٹی قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے تاہم یہاں کے شہری کمپنی کی اس کوشش کے خلاف مزاحم ہیں جس میں انہیں مقامی رکن کانگریس بوب فلز کے علاوہ ماحولیاتی اور جنگ مخالف تنظیموں کی معاونت بھی حاصل ہے۔ یہ لوگ عراق میں کمپنی کے کردار پر بھی اس سے متنفر ہیں۔ ۱۶ ستمبر ۲۰۰۷ء میں بغداد کے تصور چوک میں بے گناہ عراقیوں پر بے رحمانہ فائرنگ کے بعد کمپنی کو اپنا نام اور لوگو تبدیل کرنا پڑا۔ پرنس نے ۲ مارچ ۲۰۰۹ء کو کمپنی کے چیف ایگزیکٹو کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ تاہم وہ کمپنی کے بورڈ کا بدستور چیئرمین ہے۔ کمپنی کا نیا صدر اس وقت جوزف یوریو ہے۔ یہ عہدہ پہلے گیری جیکسن کے پاس تھا جبکہ ڈینیل ایسپوزیتو کو کمپنی کا نیا چیف آپریٹنگ افسر اور ایگزیکٹو وائس پریزیڈنٹ نامزد کیا گیا ہے۔

کمپنی کے مختلف ذیلی ادارے ہیں جن میں BSC کے علاوہ بلیک واٹر K9، بلیک واٹر ایئر شپس، ایل ایل سی، بلیک واٹر آرمرڈ وہیکل، بلیک واٹر میری ٹائم سولیوشنز، ریون ڈویلپمنٹ گروپ، ایوی ایشن ورلڈ وائیڈ (پریزیڈنشل ایئر لائنز اسی کا حصہ ہے)، ایس ٹی آئی ایوی ایشن اور گرے سٹون لمیٹڈ وغیرہ شامل ہیں۔

۲۰۰۶ء میں بلیک واٹر عراق میں دنیا کے تاحال سب سے بڑے سفارت خانے کے اہلکاروں کی حفاظت کا ٹھیکہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ایک غیر سرکاری اندازے کے مطابق عراق میں ۲۰ سے ۳۰ ہزار تک سکیورٹی

کنٹریکٹرز سرگرم ہیں جب کہ بعضوں کے مطابق یہ تعداد ایک لاکھ تک جا پہنچتی ہے۔ عراق میں امریکی سفیر ریان کرو نے امریکی ایوانِ بالا کو بتایا کہ محکمہ خارجہ کے بیورو آف ڈپلومیٹک سیورٹی عراق میں کل وقتی سیورٹی عملہ رکھنے سے قاصر ہے لہذا یہ کام ٹھیکیداروں سے لینے کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ نہیں ہے۔ ان کنٹریکٹرز میں سے بالخصوص بلیک واٹر کے اہلکار چھٹے ہوئے غنڈے ہوتے ہیں۔ متعدد ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں جن میں یہ لوگ خوا مخواہ فائرنگ کر کے بے گناہ عراقیوں کے ہجوم کے ہجوم موت کے گھاٹ اتار ڈالتے ہیں۔ ان میں سے بہتوں کے خلاف تفتیش ہو رہی ہے تاہم امریکی محکمہ خارجہ کا رویہ عجیب ہے۔ تاحال ایسی کوئی اطلاع نہیں ملی جس سے معلوم ہو کہ ایسی فائرنگز میں ملوث کسی اہلکار کو سزا دی گئی ہو۔ اس کے علاوہ بلیک واٹر اور اس کا سابق چیف ایگزیکٹو اور موجودہ چیئر پرسن ایرک پرنس وغیرہ بھی زیر تفتیش ہیں۔

## بلیک واٹر پر حقیقی الزامات:

Black Water کے ایک سابق کارندے اور ایک سابق امریکی میرین نے ۱۳ اگست ۲۰۰۹ء کو ورجینیا میں واقع وفاقی عدالت میں کمپنی پر بعض سنگین اور دھمکی خیز الزامات عائد کئے ہیں انہوں نے کمپنی کے بانی اور موجودہ چیئر پرسن ایرک پرنس پر الزامات لگائے ہیں کہ انہوں نے ان افراد کو یا تو قتل کروا دیا ہے یا ان کے قتل میں معاونت کی ہے جو کمپنی کے خلاف تفتیش میں وفاقی اتھارٹیز کی معاونت کر رہے تھے۔ یہ الزام بھی عائد کیا گیا ہے کہ ایرک پرنس خود کو صلیبی جنگجو قرار دیتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے ختم کر دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اپنے بیانات حلفی میں دونوں افراد نے بلیک واٹر پر یہ بھی الزام عائد کیا ہے کہ یہ کمپنی عراق میں ہتھیار بھی سمگل کرتی ہے۔ ان میں سے ایک نے بتایا کہ پرنس ایرک نے عراق میں غیر قانونی ہتھیار سمگل کر کے بڑے پیمانے پر ڈالر کمائے ہیں۔ یہ بھی الزام لگایا گیا ہے کہ کمپنی کے ایگزیکٹوز نے امریکی محکمہ خارجہ کو دھوکہ دینے کے لئے وہ تمام ویڈیوز،

ای میلز اور دستاویزات ضائع کر دی ہیں جو محکمہ کو کمپنی کے خلاف تفتیش کے دوران مطلوب تھیں۔ ان دونوں کے نام جان کے خطرے کی بنا پر صیغہ راز میں رکھے گئے ہیں۔

ان حلفیہ بیانات میں اس کے علاوہ بھی الزامات لگائے گئے ہیں اور دعویٰ کیا گیا ہے کہ اگر یہ غلط ثابت ہو تو درخواست دہندگان سزا پانے کے لئے تیار ہیں۔ یہ حلفیہ بیانات اس ۷۰ صفحاتی تحریک کا حصہ ہیں جو بلیک واٹر کے خلاف عراقی شہریوں کی وکیل سوسن برکے (Susan Burke) نے عدالت میں پیش کی ہے۔ مس برکے ایک پرائیوٹ وکیل ہیں اور مرکز برائے آئینی حقوق (Centre for Constitutional Rights) کے ساتھ کام کرتی ہیں۔ ۷۰ صفحات کی یہ دستاویز ان جنگی جرائم اور غیر اخلاقی جرائم پر مشتمل ہے جن کا ارتکاب بلیک واٹر نے عراق میں کیا۔ مرکز نے واشنگٹن ڈی سی میں بلیک واٹر کے خلاف پانچ مختلف سول کیس دائر کر رکھے تھے جو سب ملا کر ۳ اگست کی رات کو ورجینیا کی ایسٹرن ڈسٹرکٹ میں جج ٹی ایس ایلس کی عدالت میں پیش کئے گئے۔ یہ تحریک، بلیک واٹر کی اس تحریک کے جواب میں پیش کی گئی ہے جس میں کمپنی نے موقف اختیار کیا ہے کہ پرنس ایرک اور کمپنی نے عراق میں جو کچھ بھی کیا وہ اپنے آجر (امریکی محکمہ خارجہ) کے ایماء پر کیا اور ایرک اور کمپنی دونوں بے گناہ ہیں لہذا کیس خارج کیا جائے۔ ان میں کمپنی کے سابق اہلکار کا علامتی نام John Doe # 2 رکھا گیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ کمپنی میں چار سال ملازمت کرتا رہا ہے اور اب اسے کمپنی کی انتظامیہ براہ راست قتل کی دھمکیاں دے رہی ہے۔

بیان حلفی داخل کرانے والے سابق امریکی میرین کا علامتی نام John Doe # 1 رکھا گیا ہے۔ اس نے بیان دیا ہے کہ وہ بلیک واٹر کمپنی کے تحت عراق میں کام کرتا رہا ہے۔ اس دوران اسے کمپنی میں کام کرنے والے دوسرے ساتھیوں نے بتایا تھا کہ ایرک پرنس یا کمپنی کے راز افشا کرنے کا ارتکاب کرنے والے کارکن پر اسرار حالات میں مردہ پائے جاتے ہیں۔ اس نے اس خدشے کا اظہار کیا ہے کہ اس بیان حلفی کے بارے میں کمپنی اگر جان گئی تو اسے بھی نقصان پہنچایا جا

سکتا ہے۔

Deal # 2 نے اپنے پانچ صفحاتی بیان حلفی میں کہا ہے: ”مسٹر پرنس نے دانستہ طور پر عراق میں کمپنی کے ان ہی افراد کو تعینات کیا جو دنیا پر مسیحی بالادستی کے حوالے سے ان کے ہم خیال ہیں اور انہیں ہدایت کی کہ وہ ہر دستیاب موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عراقیوں کو قتل کریں۔ ان افراد کی اکثریت (مشرق وسطیٰ میں لڑی جانے والی صلیبی جنگوں میں حصہ لینے والے) نائٹس آف دی ٹمپلر کے علامتی نام استعمال کرتے رہے ہیں۔ (علاوہ ازیں) مسٹر پرنس اپنی کمپنیوں کو اس انداز میں چلاتے ہیں جس میں عراقیوں کے قتل کی ترغیب ملتی ہے اور انہیں مارنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ ان کے ایگزیکٹو کھلے عام کہتے ہیں عراق جانے کا مطلب عراقیوں کو قتل اور شوٹ کرنا ہے۔ وہ اس طرح کا تاثر دیا کرتے تھے گویا عراق میں عراقیوں کو مارنا سپورٹس کا حصہ ہے۔ پرنس کے ملازمین عراقیوں اور دیگر عربوں کے لئے نسل پرستی پر مبنی نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسے جوڑے (یعنی حاجی) یا سر بندھو (یعنی سر پر عمامہ باندھنے والے)۔“

Do#1 نے بیان دیا کہ فرم کے ملازمین عراق کو کتوں کی خوراک والے تھیلوں میں اسلحہ سمگل کرتے رہے ہیں جن کا وہ عینی شاہد ہے۔ Doe#2 پرنس ایرک اور اس کے اہلکار یہ غیر قانونی اور خطرناک اسلحہ پرنس کے نجی طیارے میں سمگل کرتے رہے ہیں۔ یہ طیارہ پریذیڈنشل (صدارتی) ایئر لائنز کے نام سے آپریٹ کیا جاتا ہے۔ اس سے انہوں نے خاصا مال کمایا ہے۔ Do#1 کے مطابق معاہدے کے تحت ایسے اسلحہ کی نقل و حمل پر محکمہ خارجہ کی طرف سے پابندی ہے۔

ایسے اسلحہ کی سمگلنگ کے حوالے سے اے بی سی کے برائن روس نے نومبر ۲۰۰۸ء میں رپورٹ دی تھی کہ شمالی کیرولینا کی فیڈرل گرینڈ جیوری کتوں کی خوراک کے بڑے تھیلوں میں سیسی آٹومیٹک مشین گنوں اور سالنسنروں کی عراق سمگلنگ پر بلیک واٹر کے خلاف تفتیش کر رہی ہے۔ فرم کے ایک اور سابق ملازم نے بھی اس اطلاع کی تصدیق کی ہے۔



دونوں افراد نے یہ بھی الزام عائد کیا ہے کہ عراق میں ایسے افراد کو تعینات کیا جاتا رہا جن کی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سے کلیئر نس بھی نہیں لی جاتی تھی۔ Doe#2 نے بتایا کہ فرم کے بعض سمجھدار افراد بے گناہ عراقیوں کا غیر ضروری قتل عام روکنے کے لئے پرنس کے ساتھ بحث بھی کیا کرتے تھے تاہم پرنس ان کے دلائل اور مشوروں کو گھاس تک نہیں ڈالتا تھا۔ جبکہ فرم کے بیرون ملک افسران نے ”غیر موزوں“ افراد کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے بعض کو واپس بھیجنا تاہم پرنس اور فرم کے ایگزیکٹوز دوبارہ اس سخت ہدایت کے ساتھ انہیں عراق بھیج دیا کرتے تھے کہ وہ کمپنی کو مالی طور پر زیر بار کرنے سے گریز کریں۔ اس معاملے میں جب کمپنی کے دماغی صحت کے ماہرین نے ایسے ”غیر موزوں افراد“ کی عراق میں تعیناتی کے حوالے سے پس و پیش کی تو پرنس نے انہیں برطرف کر دیا۔ ان دونوں کا یہ بھی الزام ہے کہ پرنس اور اس وقت کے فرم کے صدر گیری جیکسن نے دماغی صحت کے ان ماہرین اور سکیورٹی کے شعبے سے متعلقہ ماہرین کے اعتراضات کو محکمہ خارجہ سے اخفاء میں رکھا۔ پرنس اور گیری کا اس بارے میں کہنا تھا کہ وہ جانتے ہیں کہ ان افراد کے ہاتھ میں مہلک ہتھیار دینا موزوں نہیں ہے لیکن کمپنی کا مقصد زیادہ پیسہ کمانا ہے۔ Doe#1 کا کہنا ہے کہ وہ ذاتی طور پر متعدد ایسے واقعات کا شاہد ہے جن میں معصوم عراقی باشندوں کو بلاوجہ مارا گیا یا شدید زخمی کیا گیا لیکن فرم اس سلسلے میں محکمہ خارجہ کو کبھی مطلع کرنے کا تکلف نہیں کیا کرتی جبکہ وہ اس کی مکلف تھی جبکہ ایسے تمام واقعات کی ویڈیو ٹیپس بنائی جاتیں اور آوازیں بھی ریکارڈ کی جاتیں اور دن کے اختتام پر یہ ویڈیو ٹیپس ایک سیشن میں ہمیں دکھائی جاتی تھیں۔ اس سیشن کا نام Hot Wash تھا۔ یہ سیشن ختم ہوتے ہی ان ویڈیوز کو واش کر دیا جاتا تھا تا کہ فرم کے باہر کسی کو ان کی کانوں کا نہ خبر نہ ہو۔ یہ ویڈیو ٹیپس امریکی محکمہ خارجہ کو کبھی مہیا نہیں کی گئیں۔ فرم سے ٹھیکہ کرنے والی اتھارٹیز نے مختلف قسم کے اسلحہ کے استعمال سے فرم کو منع کیا تھا مثلاً گرنیڈ لانچرز لیکن فرم کے ”ذہنی مریض“ اہلکار لاشوں کی گنتی کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کے لئے عراقی شہریوں پر ان کا بے دریغ استعمال کرتے رہے۔ Doe#2 نے یہ تک بتایا کہ پرنس امریکی کمپنی Le Mass سے ایسا بارود بھی حاصل کرتا رہا جو انسان کے جسم میں گھس جانے کے بعد دھماکے کے ساتھ پھٹتا ہے۔ پرنس زیادہ

سے زیادہ لاشیں بچھانے کے لئے بارہا یہ بارود استعمال کرتا رہا۔ Doe#2 یہ بھی بتاتا ہے کہ پرنس نے ایک درجن سے زیادہ کمپنیاں بلیک واٹر کے تحت بنا رکھی ہیں۔ ان میں سے بعض of shure رجسٹرڈ ہیں۔ یہ کمپنیاں کیا کرتی ہیں؟ اسے صیغہ راز میں رکھا گیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ کمپنیاں دھوکے اور جرائم کا گڑھ ہیں۔ مثال کے طور پر پرنس ٹیکس سے بچنے اور منی لانڈرنگ کی خاطر رقوم بلیک واٹر سے اپنی کمپنی گرے سٹون (Gray Stone) کے کھاتے میں منتقل کر دیتا ہے۔ بعض اوقات اپنی دولت اپنی کمپنیوں کے آپریشنز پر تقسیم کر ڈالتا ہے اور کبھی ساری دولت اپنے ذاتی اکاؤنٹ میں لے آتا ہے۔

امریکی کانگریس کے رکن ڈینس کیوی نچ ۲۰۰۴ء سے بلیک واٹر پر الزامات کی تفتیش کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بلیک واٹر اندرون ملک بھی اور بیرون ملک بھی اپنی ذات میں بجائے خود ایک قانون ہے۔ سوال یہ ہے کہ (ان الزامات کے باوجود) اسے قانون کی پابندی سے بریت کیسے حاصل ہے؟ ہم کو سابق انتظامیہ میں اس فرم کے سرپرستوں سے لازماً یہ پوچھنا چاہئے کہ اس کی بنیاد کس نے رکھی؟ اور اس کی خدمات کس نے حاصل کیں؟ کیونکہ وفاقی سرپرستی کے بغیر اس کا وجود قائم نہیں رہ سکتا۔

## بلیک واٹر اور مذہبی جنونیت:

بلیک واٹر پر ایک الزام تو یہ ہے کہ یہ بلاوجہ قتل و غارت کے واقعات میں ملوث ہے۔ کمپنی کے خلاف بیانِ حلفی داخل کرانے والے اس کے ایک سابق اہلکار کا کہنا ہے کہ کمپنی اور اس کے بانی ایرک پرنس کے نزدیک ایسی سرگرمیاں بلیک واٹر کے لئے سپورٹس (کھیلوں) کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ایسے الزامات کے علاوہ اس کمپنی پر بنیاد پرست عیسائی تنظیم ہونے کا الزام بھی ہے۔ کسی بھی شخص کا بنیاد پرست ہونا کوئی بہت بڑا جرم نہیں ہے تاہم بنیاد پرستی اپنی انتہائی صورتوں میں خطرناک ذہنی مرض بن سکتی ہے۔ اس مرض میں مبتلا افراد روئے ارض پر کسی دوسرے مذہب اور اس کے

پیروکاروں کا وجود برداشت نہیں کرتے۔ بلیک واٹر کے بانی ایرک پرنس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ خود کو کرسچین کروسیڈر یعنی صلیبی جنگ جو قرار دیتا ہے۔ یہ اصطلاح قرون وسطیٰ میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جنگوں کے دوران سامنے آئی۔ بلیک واٹر اور آرڈر آف مالٹ نامی برادری کے درمیان روابط کا انکشاف ہو چکا ہے۔ پرنس گروپ کے چیف آپریٹنگ آفیسر جوزف شمٹز، نائٹس آف دی سائورن ملٹری آرڈر آف مالٹا کا معزز رکن ہے۔ آرڈر آف مالٹا ایک رومن کیتھولک آرگنائزیشن ہے اور آج کل اس کا صدر دفتر روم میں ہے۔ اس کے ڈانڈے Knights Hospitaller نامی تنظیم سے جاملتے ہیں جس کی بنیاد ۱۰۵۰ء میں بیت المقدس میں رکھی گئی تھی۔ جس کا کام شہر مقدس کی زیارت کو آنے والے نادار لوگوں کی خدمت کرنا تھا۔ بعد میں صلیبی جنگوں کے نتیجے میں مسلمانوں نے علاقے کو فتح کر لیا تو یہ تنظیم افریقی جزیرے رہوڈز منتقل ہو گئی اور وہاں ۱۳۱۰ء سے ۱۵۲۳ء تک کام کرتی رہی۔ بعد میں ۱۵۳۰ء میں جزیرہ مالٹا منتقل ہو گئی۔ وہاں سے ۱۷۹۸ء میں اسے نپولین نے چلتا کیا اور یہ روم میں براجمان ہو گئی۔ بظاہر یہ تنظیم دنیا بھر میں علاج معالجے اور اپنے خیراتی ہسپتالوں کی وجہ سے معروف ہے۔ اس کا تعلق کیتھولک چرچ سے ہے۔ تاہم اس کے ارکان خود کو آج بھی کروسیڈرز اور نائٹس Knights کے جانشین سمجھتے ہیں۔ اس آرڈر کے ارکات کی تعداد ۱۲۵۰۰، مستقل رضاکار ۸۰ ہزار اور طبی رضاکاروں کی تعداد ۲۰ ہزار ہے۔ کروسیڈرز اور نائٹس کے جانشین ہونے کے باعث ان کے اندر سے صلیبی جنگوں کی شکست کی رسوائی تاحال نہیں نکلی۔ لہذا بلیک واٹر کا بانی ایرک پرنس بھی دنیا سے اسلام اور مسلمانوں کا وجود مٹانے کا عزم رکھتا ہے۔ اردن کے رکن پارلیمنٹ جمال محمد عابدات کا ایک مضمون The Latest Conspiracy Theory کے عنوان سے ابو ظہبی کے روزنامہ ال بیان میں چھپا ہے جس میں ان کا کہنا ہے کہ یہ حقیقت خاصی المناک ہے کہ عراق میں بلیک واٹر جیسی نام نہاد سکیورٹی فرم کا نائٹس آف مالٹا سے تعلق ہے جو ایک باطنی حکومت یا دنیا کی انتہائی پراسرار حکومت ہے۔ یہاں ایک دلچسپ صورتحال پیدا ہوتی ہے کہ اردنی پارلیمنٹ نائٹس آف مالٹا کو پراسرار اور مشکوک قرار دیتے ہیں اور اس سے تعلق رکھنے والی بلیک واٹر کی مذمت کرتے ہیں۔ دوسری طرف ان کے اس مضمون کی اشاعت اور عرب ذرائع

ابلاغ میں اس کا غلغلہ اٹھنے پر ”گرینڈ ماسٹر آف آرڈر“ کے برادر اینڈ ریویرائنٹ نے اس تعلق کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ آرڈر آف مالٹا کا عراق یا افغانستان میں کام کرنے والے بھاڑے کے ٹٹوؤں کی سوسائٹی سے کوئی تعلق نہیں۔ آرڈر کے گرینڈ ماسٹر نے بھی بلیک واٹر کے لئے Mercenaries کی سوسائٹی کا لفظ استعمال کر کے اس کے کردار کا تعین براہی کیا ہے تاہم گرینڈ ماسٹر ایسا کہہ کر اپنا دامن دھو نہیں پائے کیونکہ یورپی پارلیمنٹ نے اپنے ایک رکن گیو یونی کاڈیو فیوا کی ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں بلیک واٹر اور آرڈر آف مالٹا کے درمیان تعلقات کی تفصیل دی گئی ہے۔ بلیک واٹر پر لکھی گئی کتاب کے مصنف چیری سکاہل دعویٰ کرتے ہیں کہ فرم کی قیادت ایک ایسے ایجنڈے پر کام کر رہی ہے جسے انتہا پسند مذہبی جنونیوں نے ترتیب دیا ہے۔ فرم کا سی او پٹاگون کا سابق انسپکٹر جنرل جوزف شمٹز کروسیڈی نظریات کا بلند بانگ مبلغ ہے۔ ”خدا کی ماتحتی میں قانون کی حکمرانی“ اس کا نعرہ ہے۔



## یہودی پلان اور بلیک واٹر

امریکہ کے اس نیٹو اتحادی اور امریکی غلام پاکستانی حکمران ٹولہ دہشت گردی کے خلاف ”مقدس جہاد“ میں 11/9 کے وقوعے کے بعد سے آج تک مصروف پیکار ہیں۔ ہر طرح کا تباہ کن اسلحہ استعمال کیا گیا اور کیا جا رہا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ جیتنے کی خاطر اپنے ہزاروں آدمی مروانے، لاکھوں اپاہج کرائے اور اربوں کھربوں ڈالر کی معیشت تباہ کروائی مگر اس کے باوجود ”دلی دور ہی رہی“ اور اس کے مستقبل میں قریب آنے کا کوئی امکان بھی نظر نہیں آ رہا۔ موجودہ دہشت گردی کے دو مسلمہ پہلو ہیں اور ہم مکمل یقین و اعتماد کے ساتھ دونوں پہلو سامنے لا رہے ہیں۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ دونوں کو الگ الگ شناخت کر کے اقدامات کرنا نتائج دے سکتا ہے۔

دہشت گردی کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ امریکہ، بھارت اور اسرائیل کے اتحاد تلاش نے پاکستان کا کائنات کاٹنے کے لئے مسلم دنیا سے فوج بھرتی کی ہے جسے بہترین اسلحہ کی مسلسل سپلائی، حربی رہنمائی اور ہزاروں ڈالر ماہوار تنخواہ دی جا رہی ہے کہ تم مذہبی بہروپ کے ساتھ پاکستانی علاقوں میں دہشت گردانہ کاروائیاں جاری رکھو گے۔ خود کش حملے کرو گے اور ہم پراپیگنڈے کے محاذ پر ڈٹے رہیں گے۔

دہشت گردی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اصلاً اور عملاً یہ جہاد فی سبیل اللہ ہے جو ہر مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے۔ جب کفران کی سرزمین پر ان کے مقابل صف آراء ہو جیسا افغانستان اور عراق میں ہوا، ہو رہا ہے اسے دہشت گردی کا نام دے کر اس لئے بدنام کیا جا رہا ہے کہ اس پراپیگنڈے کی آڑ میں پہلی قسم کی حقیقی دہشت گردی چھپی رہے۔ یہی امریکہ و یورپ اور پاکستان تھا جو روسی جارحیت کے خلاف جہاد تسلیم کر کے مجاہدین کی عملاً مدد کرتا تھا، اسے مقدس گردانتا تھا اور آج

منافقین و کافروں کا وہی ٹولہ ایسے ہی مقدس جہاد کو دہشت گردی کا نام دے رہا ہے۔ پہلی نوعیت کی دہشت گردی اس لئے ختم نہیں ہو سکتی یا ختم نہیں کی جاسکتی کہ اس کی تہہ میں (خاکم بدہن) پاکستان کے خاتمے کا ایجنڈا ہے جو امریکہ کی مدد سے بھارت اور اسرائیل کا مشترکہ مشن ہے کہ اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان علی الاعلان پاکستان کو اپنا دشمن نمبرون کہہ چکا ہے اور بھارت کے ذریعے پاکستان کو تباہ کرنے کا تہیہ کر چکا ہے۔ اس کی ہرزہ رسائی جیوش کرائیکل میں شائع ہو چکی ہے۔

جب تک پاکستان قائم ہے اور یہود و ہنود و نصاریٰ کے سینے میں دہکتے کوئلے ٹھنڈے نہیں ہوتے اس وقت تک یہ دہشت گردی کسی نہ کسی انداز سے سوات سے بلوچستان تک اور لاہور، اسلام آباد سے کراچی تک جاری رہے گی کیونکہ اس کے خاتمے کے دعویدار اس کی آگ کو بھڑکانے والے خود ہی ہیں۔ جن کے مددگار و معاون گھر کے میر جعفر و صادق مستعد ہیں۔ گھر کے منافقین دشمن کے ساتھ ہوں تو ٹیپو سلطان اور سراج الدولہ کی بہادری کچھ کام نہیں آتی۔

دوسری طرف مبینہ دہشت گردی کہ عملاً یہ دہشت گردی ہے ہی نہیں یہ کفر کے خلاف اہل اسلام کی مقدس جنگ ہے جو ان کو پرسکون اور خوشحال زندگی کے لئے تحفظ فراہم کرتی ہے۔ ماضی قریب کی یہ مثال زیادہ قابل توجہ ہو سکتی ہے کہ روس جیسی عالمی طاقت کے خلاف طویل جہادی محنت کے بعد امارات اسلامی افغانستان کا ۹۴، ۹۵ فیصد حصہ پر امن ہو گیا تھا۔ اسلحہ اور منشیات جسے کوئی سابقہ حکمران ختم نہ کر سکا تھا وہ ان طالبان نے بالفعل ختم کر دیا تھا۔ امن ہر عالمی معیار سے بڑھ کر تھا۔

پہلی طرز کی دہشت گردی کو بد سے بدتر کی طرف لے جانے کی خاطر یا اسے گلی محلوں میں پھیلانے کے لئے امریکی سی آئی اے کا دہشت گرد بازو بلیک واٹر پاکستان سے بھوک کے مارے اور قومی حمیت و غیرت سے کورے حب الوطنی کے دشمن سابق فوجیوں خصوصاً ایس ایس جی والوں کو ڈالروں کی جھلک دکھا کر بھرتی کر رہا ہے۔ ان کی اپنی ڈھب پریٹنگ، جو فی الاصل برین واشنگ ہے پکڑ رہا ہے تاکہ یہ اپنے ہم وطنوں کو قتل کرنے میں کسی ہچکچاہٹ کا شکار نہ ہو۔ جہاں

عملاً یہ کام ہو رہا ہے اور باشعور مسلسل انتہائی ذمہ داری سے اس خوفناک غیر ملکی اقدام کو طشت از بام بھی کر رہے ہو مگر وہاں حکمران طبقہ کا ضمیر ڈالروں کی بیچ پر سو رہا ہو تو یہ دہشت گردی ختم ہونے کی بجائے شعلوں کی شکل اختیار نہیں کرے گی تو اور کیا ہو گا؟ ضمیر کی قیمت وصول کر کے اندر سے معاونت ہو تو خارجی دشمن زیادہ نقصان کرتا ہے۔

جب خود ساختہ اور منظم دہشت گردی سامنے ہو اور اس کے خاتمے کے لئے یا اس کے مقابلے کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں جنہیں دہشت گردوں کے منصوبہ ساز اور سرپرست دہشت گردی ہی کا نام دینے پر مصر رہیں تو یہ دہشت گردی اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک پہلی قسم کے دہشت گرد ہتھیار نہ ڈال دیں مغلوب نہ ہوں جیسے افغانستان میں روس مغلوب ہوا۔ زمانہ گواہ ہے کہ روس کے افغانستان سے نکلنے کے بعد طالبان نے جب مکمل عنان حکومت سنبھالی تو امریکہ و نیٹو کی یلغار کے دن تک افغانستان میں کسی بھی قسم کی دہشت گردی نہ تھی۔ خود کش حملے نہ تھے اور معاشرتی سطح پر چوری چکاری نہ تھی۔ ہر افغانی اور غیر ملکی اس مثالی، امن و سکون اور تحفظ سے مع اقلیتیں فیض یاب تھے۔ حکمرانوں اور ان کی اسٹیبلشمنٹ کا کردار اس قدر نکھرا ہوا تھا کہ برطانوی صحافی ریڈلے جو ان کی قید میں تھی اس قدر متاثر ہوئی کہ قید سے رہائی پانے کے بعد مسلمان مریم بن گئی۔ یہ نکھرا کردار آج بھی ان طالبان کا سرمایہ ہے جنہیں مسلسل دہشت گردی کی تہمت کا سامنا ہے۔

موجودہ دہشت گردی جو واقعتاً دہشت گردی ہے یعنی امریکہ، اسرائیل اور بھارت کی برپا کردہ دہشت گردی صرف اسی صورت ختم ہوگی جب امت مسلمہ کامل یکجہتی کے ساتھ ملت کفر کے خلاف قرآن و سنت کی رہنمائی میں اعلانِ جہاد کرے گی۔ اپنی فوج کو اپنوں کے خلاف لڑا کر کمزور کرنے کی بجائے حقیقی دشمن کے خلاف میدانِ جہاد میں اتارے گی۔ جب ملکی مساجد سے کفر کے فتوؤں کی جگہ اتحاد امت کا درس نشر ہو گا اور جب آج کا مؤثر ترین ہتھیار میڈیا ضمیر کے سودے نہ کرے گا۔

افغانستان سے شروع ہو کر عراق تک پھیلی دہشت گردی دراصل آغاز تھا اس منصوبہ بندی کا جو پہلی اسلامی ایٹمی طاقت، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر کنٹرول کے لئے کی گئی اور جس کے پیش نظر نہ صرف یہ کہ مسلح افواج کو اپنوں کے خلاف لڑا کر کمزور کرنا اور ان کے مابین نفرت کی خلیج پیدا کر کے اسے وسیع سے وسیع تر کرنا ہے بلکہ پاکستان کی معیشت پر کاری ضرب لگا کر اسے بحرانوں کی دلدل میں دھکیلنا بھی ہے۔ اقتباس ملاحظہ ہو:

”جہاں تک ممکن ہو ہمیں غیر یہود کو ایسی جنگوں میں الجھانا ہے جس سے انہیں کسی علاقے پر کنٹرول نصیب نہ ہو بلکہ وہ اس جنگ کے نتیجے میں معاشی تباہی سے دوچار ہوں، بد حال ہوں اور پہلے سے تاک میں لگے ہمارے مالیاتی ادارے (اپنی شرائط پر) امداد فراہم کریں، جس امداد کے لئے بے شمار نگران آنکھیں ان پر مسلط ہو کر ہماری ناگ زیر ضروریات کی تکمیل کریں گے، خواہ ان کے اپنے اقدامات کچھ بھی کیوں نہ ہوں۔“

(Protocols 2:1)

مذکورہ اقتباس ایک بار پھر پڑھ لیجئے اور گزرتے حالات میں اس کی عملی تفسیر دیکھئے کہ یہود نے ایک تیر سے دو شکار کرنے کا کس قدر خوبصورت انداز اپنایا۔ امریکہ و نیٹو کو افغانستان و عراق اور پاکستان کے خلاف کھڑا کر کے فریقین کی معیشت کو تباہ کیا۔ پہلے سے تاک میں بیٹھے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف یا لندن اور پیرس کلب نے مشروط امداد کے دروازے کھول دیئے۔ اگر سامنے آنے والی شرائط میں پاکستان کے لئے بجلی، پانی، گیس، کھاد وغیرہ کا نرخ بلندی کی انتہائی سطح تک پہنچا کر عوام اور حکومت کو آمنے سامنے لانا ہے تو سامنے نہ لائی جانے والی شرائط میں ڈرون حملوں پر صبر کرنا، بلیک واٹر کو پاؤں جمانے کے لئے ہر سہولت، ہر تحفظ فراہم کرنا شامل ہے۔ آخر پاکستان کا حکمران طبقہ بلیک واٹر کی عملاً



## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

موجودگی کے باوجود اس کے وجود کا منکر کیوں ہے؟ اس کا سادہ اور آسان ترین جواب تو یہ معروف کہاوت ہے کہ ”منہ کھائے آنکھ شرمائے“ امریکہ نے کہا کہ ہم نے ۳ ارب ڈالر دیئے۔ وزیر نے کہا کہ ہمیں ۷۹ کروڑ ملے۔ نادیدہ قوت اپنی کامیابی کا ایک اور گر بھی بیان کرتی ہے۔ اس گر کی روشنی میں پاکستان کے موجودہ حالات کا تجزیہ کریں۔

”ہماری کامرانی کے راز کی دوسری بات یہ ہے کہ ہم غیر یہود کے ملکوں میں عوامی عادات و جذبات کو اس حد تک برا بیچتے کر دیں کہ وہ فہم و فراست سے عاری ہو جائیں جس کے نتیجے میں ان کی منزل بد انتظامی اور انتشار ہوگی۔ ایک دوسرے پر سے اعتماد اٹھ جائے گا۔“

(Protocols 5:11)

کیا ہمارا موجودہ سفر اسی منزل کی طرف نہیں ہے؟ ہمارے لانگ مارچ، ہمارے ٹی وی چینلز پر نئے انداز سے مذاکرے، مباحثے ایسے ہی ماحول کو تخلیق دینے میں مصروف نہیں ہیں؟ نادیدہ قوت آج دھیمے انداز میں نہیں بلکہ تیز تر گامزن و ”منزل تو دور نیست“ پر ایمان کا اعلان کر رہی ہے۔

”رائے عامہ پر تسلط حاصل کرنے کے لئے اولاً ہمیں ماحول میں کشیدگی، مایوسی اور بے اطمینانی کی فضا پیدا کرنی ہوگی جس کے لئے متضاد نظریات اور متنازعہ آراء کو جنم دے کر مستحکم کرنا ہوگا یہ کھیل طویل عرصہ تک کھیلا جانا چاہئے۔ عوام بے صبر ہو کر بپھر جائیں گے۔“

(Protocols 5:10)



## دجال کا لشکر بلیک واٹر‡

”ہمیں مختلف مکاتب فکر کے لوگوں کو مخصوص جماعتوں میں منظم ہی نہیں کرنا بلکہ انہیں نعرہ بازی بھی سکھانی ہے اور انہیں شعلہ بیان مقررین کے سپرد کرنا ہے۔“

(Protocols 5:9)

ہمارے اس طرزِ عمل سے بھرپور فائدہ اٹھاتے دشمن قوت کبھی ایک فرقے پر حملہ آور ہوتی ہے تو کبھی دوسرے پر اور ملبہ فریق مخالف پر گرا کر انہیں ایک دوسرے کے خلاف نفرت بھرے زہر کے ساتھ صف آراء کر کے تماشا دیکھتی ہے۔ عراق میں یہ کام امریکی فوج اور بلیک واٹر نے بڑی خوبی سے نبھایا آج بلیک واٹر کے ذریعے یہی کھیل پاکستان میں کھیلا جا رہا ہے کہ دن دیہاڑے منجھے ہوئے اسلحہ بردار موٹر سائیکل پر سوار آتے ہیں وفاقی سیکرٹریٹ کے سامنے وفاقی وزیر کو نشانہ بناتے ہیں اور صاف بچ نکلتے ہیں۔ نادیدہ قوت اب نادیدہ نہیں رہی بلکہ مؤثر ترین دیدہ قوت بن کر بے حمیت و بے ضمیر بکاؤ مال ٹولے کے سینے پر مونگ دل رہی ہے۔ قوم آسمان کی طرف منہ اٹھائے کسی نجات دہندہ کی آمد کی منتظر ہے۔ نجات دہندہ کب آئے گا کیسے آئے؟ سیانے کہتے ہیں کہ قوم کو بھی اجتماعی توبہ اور راستہ بدلنے کی ضرورت ہے پھر نجات دہندہ آئے گا اور پھر دہشت گردی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔

## وزارتِ داخلہ پر امریکی کنٹرول

حکومت پاکستان نے ۶۰ شہروں میں پولیس کا شعبہ فنکٹر پرنٹ کمپیوٹر انزڈ کر دیا ہے جس میں ملزم و مجرم کا انفرادی بار کوڈ دیا گیا ہے جس کے ذریعے ملک بھر میں ملزم کا مکمل کرائم ریکارڈ با آسانی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ فنکٹر پرنٹ کمپیوٹر انزڈ سسٹم کو لاگ بینڈ، مارٹن نامی امریکن کمپنی کے اشتراک سے نیشنل بیورو نے تیار کیا ہے جس کا ہیڈ کوارٹر آملدم میں ہے۔ مذکورہ سسٹم کو پاکستان آٹومیٹو فنکٹر پرنٹ آنڈ نیٹیکشن سسٹم کا نام دیا گیا ہے جو پورے ملک میں ایک ساتھ شروع کیا گیا ہے۔ اس منصوبے کے پہلے فیز میں ملک کے ۶۰ شہروں کو ریموٹ ٹرمینل دیئے گئے ہیں جبکہ دوسرے فیز کا کام جاری ہے۔ مذکورہ سسٹم سیٹلائٹ سے منسلک ہے جس کے ذریعے ملک بھر میں کسی بھی ملزم کا مخصوص بار کوڈ موقع سے ملنے والے فنکٹر پرنٹ کو با آسانی تلاش کیا جاسکتا ہے۔ سرحد میں مجموعی طور پر چار اسٹیشن قائم کئے گئے ہیں جن میں ایک اسٹیشن پشاور میں ہوگا۔ اس سلسلے میں فائنل ڈویژن سندھ میں ۲۴ گھنٹے تیار رہتے ہیں جس کے لئے چھوٹی گاڑیاں ہمہ وقت موجود رہتی ہیں۔ مطلوبہ فنکٹر پرنٹ کو تلاش کرنے میں ۱۰ سے ۲۴ گھنٹے لگتے ہیں۔ بظاہر اس سسٹم کا مقصد زیر التوا مقدمات کو حل کرے اور اس میں ملوث ملزمان کا سراغ لگانا ہے مگر لاک بینڈ مارٹن امریکی کمپنی نے اس سسٹم کو پاکستان میں موجود امریکی دشمنوں کو ڈھونڈنے کے لئے متعارف کروایا ہے تاکہ امریکی ان لوگوں تک پہنچ کر بلیک واٹر کے ذریعے ان کو ختم کر سکے۔

امریکہ نے پاکستان کے ہر شعبہ میں بلیک واٹر کو سہولت فراہم کرنے کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اگر یہ سسٹم پاکستانی نظام کو بہتر بنانے کے لئے لگایا گیا ہے تو پھر سب سے پہلے پاکستانی پولیس کو چاہئے کہ

وہ بلیک واٹر کے ان گرگوں کے فنگر پرنٹ حاصل کریں تاکہ ان کی ہر واردات پر ان کی گرفت میں آسانی پیدا ہو سکے۔

مگر امریکہ ہر چیز جو پاکستان کو فراہم کرتا ہے دراصل اس میں پہلے اپنے مفادات کو مد نظر رکھتا ہے اور جب وہ یہ یقین خاص کر لے کہ اس چیز سے امریکی مفادات کی تکمیل میں آسانی ہوگی تب وہ یہ کام کر گزرتا ہے۔



# ریڈیو پاکستان پر امریکی کنٹرول

امریکہ نے اپنی نشریات کو پاکستان کے دُور دراز علاقوں تک پہنچانے کے لیے ریڈیو پاکستان پر اپنا مکمل کنٹرول کر لیا ہے ریڈیو پاکستان کے ذریعے وائس آف امریکہ کی نشریات اُردو اور پشتو زبان میں پاکستان کے کونے کونے میں سنائی دے گی اور امریکہ اپنے زہریلے پراپیگنڈہ مجاہدین کے خلاف بھرپور انداز میں نشر کرے گا امریکہ دراصل اس سے یہ فائدہ حاصل کرے گا کہ پاکستان کی سادہ لوح عوام کو صلیبی مذہب اختیار کرنے کی طرف راغب کرے گا اور مجاہدین کی مخبری بعوض ڈالر کرنے کا پرچار کرے گا۔ یہ بھی پاکستانی میڈیا کو زچ کرنے کی ایک سازش ہے تاکہ عوام الناس امریکہ کے منفی پراپیگنڈہ پر زیادہ کان دھرے حقائق اُن کی آنکھوں سے اوجھل رہے اور وہ اپنے صلیبی لشکر کے لیے نئی شاہراہیں با آسانی تلاش کر سکے اور انہی سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلا کر بلیک واٹر جیسی تنظیم میں بطور ذمی بھرتی کر سکے امریکہ اپنی عیاری مکاری اور ڈالر کے بل بوتے پر عقل کے اندھے ان حکمرانوں کو بالکل بے بس کر سکے اور پاکستان کے ہر مقام پر صلیبی جھنڈا گاڑ کر اپنے مذہب و مقاصد کی تکمیل کر سکے۔ امریکہ آہستہ آہستہ پاکستان کے ہر ادارے کو اپنے قبضہ میں لے رہا ہے تاکہ کل کلاں کو کوئی بھی ان کے آگے سر اٹھانے کی جرأت نہ کر سکے اسی لیے ریڈیو پاکستان کے ذریعے امریکہ براہ راست پاکستانی عوام تک اپنے احکامات پہنچا سکے۔

# پاکستان میں امریکی اڈے

موجودہ صلیبی جنگ کے آغاز ہی سے امت مسلمہ پر مسلط خائن حکمرانوں نے اپنی ہر قسم کی حمایت اور وزن طاغوت کے پلڑے میں ڈالنے کو ہی اپنی بقا کا ضامن سمجھا۔ اس مرحلے پر چاہئے تو یہ تھا کہ کفر کی منہ زور آندھیوں کے سامنے، اپنی تمام تر بے سرو سامانی کے باوجود، استقامت کا گویہ گراں بن جانے والے خدا مستوں کے ساتھ دامنِ درمے سخنے امت کی حفاظت کے محاذ پر قدم بقدم اپنا کردار ادا کیا جاتا لیکن ان غدارانِ ملت نے باطل کی چاکری، یہود و نصاریٰ کے تلوے چاٹنے، پوری شرح صدر کے ساتھ صلیبی لشکروں کے لئے فرنٹ لائن اتحادی بننے، ڈالروں جیسی نجس متاعِ قلیل کے عوض ایمان و عقیدے جیسی نعمت غیر مترقبہ کی قربانی پر راضی ہوئے جبکہ قرآن عظیم و حکیم میں امت کو بار بار یہ یاد دہانی کروائی گئی ہے کہ:

﴿وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مَلَّتَهُمْ﴾ ﴿البقرہ: 120﴾<sup>ط</sup>

”یہود و نصاریٰ اس وقت تک تم سے (قطعاً) راضی نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ تم ان کے دین کی پیروی اختیار کر لو۔“

حکمرانوں نے ڈالروں کے راستے کو اختیار کرتے ہوئے سر زمین خراسان میں بے بس و کمزور خواتین، ضعیف و لاچار بوڑھوں، معصوم و بے گناہ بچوں کے چیتھڑے اڑانے کے لئے شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار کا کردار ادا کرتے ہوئے ”لاجسٹک سپورٹ“ کے نام پر صلیبی افواج کے لئے اپنے دروازے کھول دیئے۔ امارتِ اسلامیہ افغانستان کے سقوط

میں جنرل پرویز مشرف کے گھناؤنے کردار کو کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔ جبکہ آباد دال بدین ایئر بیسز سے ہی دجالی فوج کے سرخیل امریکہ کے طیاروں نے ستاون ہزار سے زائد پروازیں بھریں اور افغانستان میں امارت اسلامیہ کے قیام کے جرم کی سزا غیور ابنائے امت کو بارود و آہن کی برسات کی صورت میں دی۔ یہ ہماری جنگ ہے، کی رٹ لگانے والوں نے اس صلیبی فساد کے ابتداء ہی سے اپنا شمار دجالی افواج کی اگلی صفحوں میں کرنے اور امت سے غداری و خیانت کو اپنے لئے سرمایہ افتخار جانا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ گیارہ ستمبر کے معرکہ کے بعد امارت اسلامیہ افغانستان کے خلاف صلیبیوں کی مدد و معاونت کی غرض سے جنرل پرویز مشرف نے جو کردار ادا کیا اس کی کوئی تمثیل تحریر و بیان سے باہر ہے جبکہ قرآن عظیم الشان صاف صاف الفاظ میں حکم دیتا ہے کہ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ ﴿المائدة: 51﴾

”اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو ہر گز اپنا دوست (و مددگار) مت بناؤ یہ تو ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی کا دم بھرے گا تو وہ انہی میں شمار ہوگا، یقیناً اللہ تعالیٰ ظالموں کو کبھی ہدایت و رہنمائی سے نہیں نوازتا۔“

پاکستانی حکمرانوں نے اس سرزمین کو پوری طرح سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے ہاتھوں میں دے دیا ہے۔ افغانستان کے حامد کرزئی، عراق کے نوری المالکی اور ان میں رتی برابر کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔ اول الذکر دونوں حکمرانوں کو تو امریکہ کا پٹھو اور اس کی کٹھ پتلی کہا جاتا ہے امریکہ نے پاکستان کی سرزمین کو اپنے دجالی مقاصد کے حصول کے لئے جس طرح چاہا استعمال کیا۔ پاکستان کی صورت میں اسے ایسا اتحادی میسر آیا جو ہر دم اپنا دل و جان اس پر وار

دینے کے لئے مستعد و تیار رہتا ہے۔ یہیں سے اس کے طیارے پروازیں بھرتے ہیں، افغانستان و آزاد قبائل کے غیور و باغی فطرت کے حامل، سخت کوششوں پر بم برساتے اور پھر اسی سرزمین پر قائم اپنی ایئر بیسز پر آکر آرام و سکون سے اترتے ہیں۔

ماہ فروری ۲۰۰۹ء میں امریکی سینٹ کی انٹیلی جنس کمیٹی کے سربراہ سینٹر ڈائن فائنسٹائن نے کھلے بندوں اعتراف کیا تھا کہ قبائلی علاقوں میں میزائل حملے کرنے والے ڈرون طیارے پاکستان کے اندر ہی سے اڑتے ہیں اور وہیں سے کنٹرول ہوتے ہیں۔ دالبدین، پسپی، جیک آباد کے ہوائی اڈے مکمل طور پر امریکی و صلیبی اتحادی افواج کے زیر استعمال ہیں۔ بلوچستان میں واقع شمسی ایئر بیس سے ڈرون طیاروں کی پروازوں کو کنٹرول کیا جاتا ہے اور قبائلی علاقوں خصوصاً وزیرستان میں اہداف کی نشاندہی کے بعد انہی ڈرون طیاروں سے میزائل برسائے جاتے ہیں، کبھی کسی جنازے پر، کبھی کسی بستی کے مکینوں پر، کبھی سڑک پر رواں دواں کسی بس اور گاڑی پر۔

چند دن پہلے جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ نے بہت سے انکشافات کئے تھے۔ گھر کا بھیدی کہتا ہے کہ اسلام آباد میں واقع امریکی سفارت خانے سے ملحقہ ۲۵ ایکڑ زمین امریکہ نے حاصل کر لی ہے جہاں امریکی فوج کے ۳۰۰ افسروں کے لئے رہائشی کمپاؤنڈ تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ اب تک ۲۰۰ سے زائد رہائشی عمارتیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے پاکستان کو ۹.۹ ارب ڈالر دیئے گئے ہیں اور ہر سال ۱.۵ ارب دیئے جائیں گے۔ یہ امریکہ سے باہر امریکہ کا سب سے بڑا جاسوسی اڈا ہو گا۔ اسلم بیگ کے بقول اس مرکز کے قائم ہونے سے اسلام آباد تخریبی سرگرمیوں کا بڑا مرکز بن جائے گا۔ اس کے علاوہ بتایا جاتا ہے کہ امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے نے اسلام آباد میں ۸۰ سے زائد ہنگلے حاصل کر لئے ہیں جہاں یہ رذیل اس صلیبی جنگ کے لئے اپنی خفیہ سرگرمیاں جاری رکھیں گے۔

اس سے پہلے یہ معاملہ بھی پایہ تصدیق تک پہنچ چکا ہے کہ شوکت عزیز نے کراچی میں ڈیڑھ کھرب روپے کی ۲۱ ایکڑ اراضی امریکہ کو صرف ڈیڑھ ارب روپے میں فروخت کر دی تھی یعنی ایک کھرب ۴۸ ارب ۵۰ کروڑ روپے بطور



تحفہ اپنے آقا کے حضور پیش کئے۔ یہ اراضی کن مقاصد کے لئے استعمال ہوگی، یہ حقیقت کسی کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ امریکہ کی جانب سے امت کو لگائے گئے زخموں میں پاکستان کے حکمرانوں کا فنیج کردار ناقابل بیان ہے۔ یہ ہماری جنگ ہے، کانعرہ لگانے والے کس کی جنگ لڑ رہے ہیں؟ یہ حقیقت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہوتی جا رہی ہے لیکن کیا کیا جائے ان عقلموں کا کہ جو اب تک اس سارے نظام اور اس کے محافظ حکمرانوں کو مسلمانوں کی صف میں شامل سمجھتے ہیں۔

سندھ کے ساحلوں سے لے کر طورخم تک کی کئی ہزار کلومیٹر طویل شاہراہیں صلیبیوں کے لئے وقف کر رکھی ہیں۔ انہی راستوں سے ان کفری افواج کو افغانستان میں رسد برابر پہنچ رہی ہے اور یہ رسد نہ صرف یہ کہ افغانستان کے مظلوم مسلمانوں پر طاری وحشت و بربریت کی طویل رات کو مزید طویل تر کرنے کا سبب ہے بلکہ یہ صلیبی افواج کے لئے سامان زندگی کی حیثیت رکھتی ہے جو آئے دن آزاد قبائل میں ڈرون حملوں کے ذریعے عوام الناس کو نشانہ بناتی ہیں۔ اگر صرف اسی روٹ کو ختم کر دیا جائے تو صلیبی افواج سر زمین خراسان میں بالکل محصور ہو کر رہ جائیں گی۔ لیکن سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ یہ اقدام کون کرے گا؟ پاکستانی عوام کے اذہان میں، کلمہ گو حکمرانوں کی تقدیس، کچھ اس طرح جم گئی ہے کہ امت مسلمہ کے ہزار ہا مرد و زن کے پاکیزہ لہو سے لتھڑے ہوئے ان حکمرانوں کے ہاتھ، بلوچستان کے ایک ہزار سے زیادہ افراد اور 200 کے قریب بلوچ خواتین، عافیہ صدیقی و جامعہ حفصہ رحمۃ اللہ علیہا کی لاپتہ و شہید طالبات، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ گرفتاری کے بعد امریکہ کے حوالے کئے جانے والے، گوانتانامو بے کے پنجروں میں سینکڑوں باوفا ابطال امت بھی پرویز مشرف کے ہاتھوں قید ہوئے۔

میریٹ ہوٹل اسلام آباد بھی امریکی افواج کے لئے ریجنل ہیڈ کوارٹر کے طور پر استعمال ہو رہا تھا۔ اس تباہی کا سامنا کرنے کے بعد پی سی ہوٹل پشاور کا انتخاب کیا گیا جسے اس خطہ میں صلیبی جنگ کو کنٹرول کرنے کے لئے امریکی

فوج نے خفیہ اڈے کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا۔ اس ہوٹل میں ناصرف یہ کہ بدنام زمانہ امریکی سکیورٹی ایجنسی بلیک واٹر نے اپنا مضبوط گڑھ قائم کر رکھا تھا بلکہ افغانستان اور پاکستان میں جاری دہشت گردی کے خلاف جنگ کی ساری صورتحال کو یہیں سے مانیٹر کیا جاتا تھا اور یہ ہوٹل امریکہ کے خفیہ مرکز کے طور پر استعمال ہو رہا تھا۔ انشاء اللہ اس کی توفیق سے پوری دنیا میں ان صلیبیوں اور صیہونیوں کی کوئی پناہ گاہ بھی محفوظ نہیں رہے گی اور مجاہدین ان سے یونہی ٹکراتے رہیں گے۔

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾

﴿الأنفال: 39﴾

# پاکستان اور امریکی چالیں

یوں تو دنیا کو گلوبل ویلج کہا جاتا ہے اس عالمی گاؤں کے چوہدری کو امریکہ، جسے پوری دنیا میں کسی کو بھی تحت و تاراج کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ وہ جب چاہے کسی کمی کمین کی پگڑی اچھالے یا اسے سزاوار کرے۔ عالمی گاؤں کے اس چوہدری کی شان میں گستاخی جرم ٹھہرتا ہے اور وہ ایسا سنگین جرم جس کی سزا لاکھوں لوگوں کی زندگیوں کے چراغ گل، بہو بیٹیوں کی عزتیں پامال، شہر کے شہر کھنڈرات ہونے کی صورت میں بھگتنا پڑتا ہے۔ پوری دنیا میں کسی کی کیا مجال جو چوہدری یا اس کے گماشتوں کے خلاف آواز بلند کرے۔ عالمی سطح پر اس چوہدری نے شطرنج کی ایک بساط بچھا رکھی ہے اور ہر خانے پر اپنے مہرے سجا رکھے ہیں جن سے گاہے بگا ہے وہ کام لیتا رہتا ہے اور پوری دنیا کو اپنا غلام سمجھتا ہے۔ عالمی سطح کی اس شطرنج میں وہ خود اکیلا کھلاڑی سمجھ بیٹھا تھا مگر اس کی یہ خام خیالی تب دھری کی دھری رہ گئی جب اسی گاؤں کے ایک کونے سے مٹھی بھر طالبان اس کے مد مقابل کھڑے ہو گئے۔ جن کو ختم کرنے کے لئے اس نے طرح طرح کے جتن کئے مگر بے سود۔ استعماری طاقتوں کے سرخیل امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے وجود کو چیلنج کرنے والے یہ طالبان ان کے زبردست حریف ثابت ہوئے۔ باوجود کمی ہتھیار، ایمانی دولت سے مالا مال جذبہ شہادت سے سرشار مگر بقول امریکہ چوہدری کی کمین ان طالبان نے زبردست چال چل کر بروقت امریکی وار کامیاب کھلاڑی ہونے کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے پیادے سے شاہ کو مات دے دی۔ اس کھیل کی بساط پر پڑے بعض مہروں کے مطابق خود امریکی کردار اس سانپ سے کم نہ رہا جو اپنے بچوں تک کو نگل لیتا ہے۔ ان مہروں کو کب کیسے اور کہاں استعمال کرنا ہے؟ اس کا ہنر یہ مکار خوب جانتا ہے۔ عالمی سطح پر بچھی اس بساط پر پڑا ایک مہرہ پاکستان بھی ہے جس کے خلاف ظلم و ستم کے بادشاہ امریکہ نے اپنے ترکش کے ہر تیر کو آزمانے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ گلوبل ویلج کے بعض ممالک کے سربراہان کو اس قدر اپنے طالع کر رکھا ہے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے صرف اور

صرف امریکی چاکری کو اپنا ایمان سمجھ بیٹھے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض نے اپنے ملکوں کی سالمیت ہی داؤ پر لگا رکھی ہے۔ اس کھیل میں پاکستان امریکہ کی اہم ضرورت ہے مگر پھر بھی امریکی چیرہ دستیوں کا نشانہ بنتا رہتا ہے۔ امریکہ نے پاکستان کے ساتھ وہی سانپ والا رویہ اپنا رکھا ہے اور وقتاً فوقتاً اسے ڈستار ہوتا ہے تاکہ یہ کمزور سے کمزور تر ہوتا چلا جائے کیونکہ کمزور پاکستان ہی امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے بہتر ہے۔ امریکی بھی خواہوں کو بخوبی اس بات کا ادراک ہے کہ امریکہ پاکستانی مفادات پر کاری سے کاری ضرب لگاتا چلا جا رہا ہے۔ اس کی ہر چال پاکستان کی سالمیت کے خلاف ہے مگر پھر بھی ہر امریکی چال کو کو کامیاب بنانے کی سر توڑ کوششوں میں جتے رہتے ہیں۔ امریکہ نے پہلی چال کا آغاز اسی روز کر دیا تھا جب امریکی تھنک ٹینک نے دنیا کا نقشہ ۲۰۲۰ء جاری کیا جس میں پاکستان کے وجود کو پارہ پارہ دکھایا گیا۔ صوبہ سرحد کو افغانستان کا حصہ، گلگت بلتستان کو آغا جانی ریاست میں تبدیل، صوبہ بلوچستان میں ایران کا کچھ حصہ شامل کر کے نام نہاد آزاد ملک، صوبہ پنجاب اور سندھ کو ایک چھوٹے سے پاکستان کی شکل میں پیش کیا گیا۔ تب سے ہی اس سازش پر عمل درآمد جاری چلا آ رہا ہے۔ نائن الیون کے بعد امریکہ کو براہ راست خطے میں داخل ہونے کا موقع میسر آ گیا۔ اب افغانستان پر یلغار کے لئے امریکہ کو پھر اس بے کار مہرے کی ضرورت آن پڑی تب سینٹا گون نے اسے استعمال کرنے کی ٹھانی مگر اپنے سابقہ کردار پر پریشان امریکہ نے سوچا کہ آقا کا حکم سر آنکھوں پر کے مصداق امریکی وزیر کولن پاول نے پاکستانی سابق صدر پرویز مشرف کو زیر کرنا چاہا۔ فقط ایک فون کال پر قوم کو مکا دکھانے والے پرویز مشرف کو ڈھیر کر دیا۔ ہر امریکی شرط پر بس سر سن کر امریکی خوشی سے جھوم اٹھے اور اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کی منصوبہ بندی کرنے لگے۔ صدر پرویز مشرف نے پاکستانی قوم کو ایک نئے نعرے سے روشناس کروایا، سب سے پہلے پاکستان کے اس نعرے نے پاکستان کی بچی کچھی ساکھ کو اس قدر نقصان پہنچایا کہ آج تک اس کی تلافی نہ ہو سکی۔ پس امریکی چالوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جس سے پاکستان ان گنت مصیبتوں سے دوچار ہو گیا۔ پاکستان ہر امریکی چال کی آماجگاہ بن گیا۔ افغان جنگ نے پاکستان کو ہلا کر رکھ دیا اور اس قدر متاثر کیا کہ قدم قدم پر بحرانوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ بند ہو گیا۔ امریکی غلامی میں پرویزی حکومت انتہا کی حدوں کو چھونے لگی۔ محسن



پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو امریکی اشارے پر ہدف بنا کر ذلت آمیز زندگی اپنے ہی گھر کے زندان میں گزارنے پر مجبور کر دیا گیا۔ پاکستان کی سر زمین مظلوم مسلمانوں پر تنگ کر دی گئی۔ بے گناہوں کو پکڑ پکڑ کر امریکی جھولی میں ڈالا گیا جس کا اعتراف خود پرویز مشرف نے اپنی کتاب ”ان دی لائن آف فائر“ کے ایک باب Men Hunt (انسانوں کے شکار) میں ان الفاظ سے کیا کہ ہم نے القاعدہ والوں کے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کھیلا۔ ان کے ۶۷۲ افراد پکڑے ان میں سے ۳۶۹ امریکیوں کے سپرد کئے اور عوض میں ملین ڈالر انعام پائے جن میں ایک دختر مشرق جو حال ہی میں منظر عام پر آئی ڈاکٹر عافیہ صدیقی بھی شامل ہیں جسے تین دودھ پیتے بچوں سمیت کراچی سے ان سوراخوں نے پکڑ کر وحشی امریکیوں کے ہاتھ بچ دیا تھا۔

یہ بے بس مظلوم عورت تاحال ان امریکی وحشی درندوں کی تحویل میں طرح طرح کے مظالم برداشت کر کے ان کی جیلوں میں سڑنے اور بے ضمیر عدالتوں میں پیشیاں بھگت کر پاکستانی قوم کے منہ پر اپنی بے بسی کے تھپڑ مار رہی ہے جس کی وجہ سے اس قوم کو دختر فروش ہونے کے تانے بھی سننے پڑ رہے ہیں۔ اس کی بے بسی اور آنکھوں سے بہنے والے نایاب آنسو اس قوم سے اپنے جرم بتانے کا سوال کر رہی ہیں مگر بے حس اس قوم میں کوئی اسے جواب دینے کو تیار نہیں اور نہ ہی کوئی محمد بن قاسم کا کردار ادا کرنے کو تیار ہے۔ جب اعلیٰ عدلیہ نے مس پرسن کیس کی سماعت کرتے ہوئے کچھ اقدامات کئے تو امریکی اشارے پر پرویزی حکومت نے عدلیہ پر یلغار کر دی اور پاکستان کو مزید بحرانوں کے کنوئیں میں دھکیل دیا۔ مکار امریکہ نے ساتھ ہی صوبہ بلوچستان کے محب وطن سیاستدان نواب اکبر بگٹی کو پرویز مشرف کے ہاتھوں قتل کروا کر بلوچ قوم کے دلوں میں پاکستان کے خلاف نفرت کے بیج بوتے ہوئے آزاد بلوچستان کے مذموم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سازش پر عمل درآمد شروع کر دیا جس کے خدوخال حالیہ یوم آزادی کے موقع پر ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ بلوچ قوم نے بغاوت پر اپنی آمادگی کا اظہار گیارہ اگست ۲۰۰۹ء والے دن اپنی خود ساختہ یوم آزادی پاکستان کی بجائے اپنے پرچم لہرا

کر کی اور چودہ اگست ۲۰۰۹ء کو یوم سیاہ کے طور پر منایا۔ امریکہ نے چال پہ چال چلتے ہوئے لال مسجد و جامعہ حفصہ رضی اللہ عنہما پر پاکستانی فوج سے چڑھائی کروا کر ہزاروں معصوم طلباء و طالبات کو موت کی نیند سلا کر ایک نیا محاذ کھول کر ملک میں نہ ختم ہونے والی تشدد کی لہر پھیلا دی جس نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے کر سینکڑوں بے گناہوں کو نگل لیا۔ اس پر بھی امریکی کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا بلکہ پاکستان کے خلاف مزید چالوں کا سلسلہ چل نکلا۔

امریکہ نے جب محسوس کیا کہ افغان سرحد سر زمین کسی صورت بھی اس کا وجود تسلیم نہ کر رہی ہے بلکہ اسے قدم جمانے کے لئے ایک انچ زمین بھی فراہم کرنے سے گریزاں ہے تو اس پر امریکہ نے پینتیر ابدلا۔ پاکستان کے خلاف اور اپنے مفاد میں ایک نئی چال چلی کیونکہ امریکہ پاکستانی قبائلی علاقوں میں موجود پختوتوں سے ناک ناک آگیا تھا۔ اس ضمن میں حکومت پاکستان کو دھونس دباؤ اور لالچ کے بل بوتے پر پاک افغان سرحد کے درمیانی قبائلی پٹی میں آپریشن پر مجبور کر دیا۔ پاکستان نے قبائلی علاقہ جات میں اپنی فوجیں اتار کر درمیان میں دیوار کا کردار ادا کرنا شروع کر دیا۔ اس وجہ سے پاکستانی فوج اور قبائل کے درمیان نہ ختم ہونے والی جنگ چھڑ گئی جو سراسر امریکہ کے مفاد اور پاکستان کے نقصان پر منحصر تھی۔ امریکہ نے اس پر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ پاکستانی فورسز پر الزام تراشی شروع کرتے ہوئے پاکستان کے اس ضمن میں مزید جھکاؤ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس خطہ میں اپنی ڈرون ٹیکنالوجی آزمانے کا فیصلہ کیا اور بغیر کسی اطلاع کے ڈرون حملے شروع کر دیئے۔ امریکہ نے اس سے دوہرا فائدہ اٹھایا۔ ایک امریکہ میں قائم ڈرون فیکٹری کے ساتھ معاہدہ جس کا دار و مدار اس آزمائش پر تھا جس سے اس کمپنی نے لاکھوں ملین ڈالر کمائے بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اس مقصد کی کامیابی میں پاکستان نے اس کی بھرپور مدد کی۔ اسلام آباد میں واقع میریٹ ہوٹل اس مقصد کے لئے استعمال ہونے والا ہیڈ کوارٹر تھا جس کا پول اس ہوٹل پر ہونے والے خود کش حملے نے کھول دیا جس میں کئی امریکی کارندے راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ تب امریکیوں نے اپنی حکمت عملی کو تبدیل کرتے ہوئے اس ہیڈ کوارٹر کو شمسی ایئر میس منتقل کر دیا جو تاحال قائم ہے اور امریکیوں کے

زیر استعمال ہے۔

حد سے بڑھتے ہوئے ڈرون حملوں میں سینکڑوں ہلاکتوں پر شور برپا ہوا تو پاکستانی حکومت نے شلجم سے مٹی جھاڑتے ہوئے پہلے سے پلان شدہ احتجاج کو ریکارڈ کروایا تا کہ عوام میں بڑھتا ہوا غصہ ٹھنڈا ہو سکے مگر چند امریکی عہدیداروں نے اپنے بیانات میں ڈرون حملوں میں پاکستان کی عدم شمولیت کا پول کھول دیا۔

# آئی ایس آئی پر پابندی کی امریکی چال

پاکستان کے خلاف امریکی چالوں کا سلسلہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا بلکہ پاکستان پر ایک اور چوٹ لگاتے ہوئے آئی ایس آئی پر طالبان کی حمایت کا الزام لگاتے ہوئے اس ایجنسی کو ختم کرنے کا مطالبہ کر دیا جس پر پاکستانی حکمرانوں نے معذرت خواہانہ رویہ اپنایا۔ کسی نے امریکہ سے یہ کہنے کی جرأت نہیں کی کہ تمہاری ناک تلے صیہونی ایجنسی موساد، را اور بدنام زمانہ کتنی ایجنسیاں پاکستانی مفادات پر کاری ضربیں لگا رہی ہیں کیا وہ تم کو نظر نہیں آتیں؟ بلکہ امریکہ قدم قدم پر پاکستانی مفادات کو زک پہنچانے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دے رہا۔ اس سلسلے میں امریکہ نے اسلام آباد میں واقع اپنے سفارت خانے کو توسیع دینے کے لئے ایک سو چوالیس کنال اراضی پر نئی تعمیرات کا کام شروع کر دے جس پر تقریباً اسی ارب ڈالر لاگت ہے جس سے جانے کون سا قلعہ تعمیر کیا جا رہا ہے؟ اور امریکی میرین کے نئے دستے کیا کرنے آرہے ہیں؟ خود امریکی سفیر نے اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے اسلام آباد میں دو سو مکانات کرائے پر لے رکھے ہیں۔ یہ مکانات کن لوگوں کی رہائش کے لئے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں نئے آنے والے امریکی میرین ہی رہائش پذیر ہوں گے۔ دراصل امریکہ ان میرینز کو اس مقصد کے لئے اسلام آباد میں بسا رہا ہے تاکہ وقت آنے پر یہ پاکستانی ایٹمی ہتھیار اچک لیں۔ اس معاملے پر برادر ملک عوامی جمہوریہ چین کے سفیر اوژزاد ہوئی نے کچھ دن قبل اسلام آباد کے چند صحافیوں کو چینی سفارت خانے میں مدعو کیا اور امریکی میرینز کی نمایاں تعداد میں آمد پر تشویش کا اظہار کیا۔ چینی سفیر کا یہ بیان کہ اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے کی توسیع اور امریکی میرینز کی آمد کی خبروں کی تصدیق کرتا ہے۔ عوامی جمہوریہ چین کی تشویش اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے چینی تشویش کا نوٹس لیتے ہوئے وعدہ کیا کہ چینی دوستوں کی پریشانی رفع کر دی جائے گی۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ وزیراعظم پاکستان کی یقین دہانی چینی



قیادت کو کس طرح مطمئن کرتی ہے فی الحال کہا جاسکتا ہے کہ عوامی جمہوریہ چین پاکستان کے طرزِ عمل سے ناراض ہے اور چینیوں کو بجا طور پر تشویش ہے کہ پاکستان ایک بڑے امریکی اڈے کی شکل اختیار کر گیا ہے اور چین کا ایک دیرینہ دوست، رفاقت اور دوستی کے تقاضوں سے انحراف کرتے ہوئے امریکی آغوش میں جا بیٹھا ہے۔ اسی سلسلے کی دوسری کڑیوں کے تحت بلیک واٹر تنظیم کے سات سو اہلکار پشاور اور اسلام آباد میں ڈیرے ڈال چکے ہیں اور اب امریکی اہلکاروں کا رویہ مقامی لوگوں کے ساتھ مبینہ طور پر مفتوحہ علاقے کے غلاموں جیسا ہے۔ بلیک واٹر کے فوجی جس کا نام زی بھی ہے کم از کم دوسرے چھ شہروں میں ڈیرے ڈالنے والے ہیں۔ جنرل (ر) اسلم بیگ کا کہنا ہے کہ اب ٹرپل ون بریگیڈ والا کام بلیک واٹر والے کیا کریں گے۔ سیاسی نوعیت کے قتل کی وارداتیں بلیک واٹر والے سرانجام دیں گے۔ بعض بین الاقوامی اخباروں میں جدید ترین آلات اور ہتھیاروں سے آراستہ بکتر بند گاڑیوں کی تصویریں شائع ہوئی ہیں جو مبینہ طور پر پورٹ قاسم پر اتاری گئی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہی بکتر بند گاڑیاں ہیں جن کے ذریعہ عراق میں لوگوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی تھی اور فلو جہ کو غارت کیا گیا تھا۔ عراق میں ان کی آمد سے پہلے عراقی وزیر اعظم نے بتایا تھا کہ یہ بکتر بند گاڑیاں حکومت عراق کی اجازت کے بغیر وارد ہوئی تھیں جس پر احتجاج کیا گیا تھا جو بے سود رہا۔ اب نظریوں آرہا ہے کہ پورٹ قاسم میں جو بکتر بند گاڑیاں اتاری گئی ہیں انہیں اتارنے کے لئے حکومت پاکستان سے اجازت نہیں لی گئی۔ بہر حال صاف نظر آرہا ہے کہ امریکہ تشویشناک حد تک پاکستان کے داخلی معاملات میں داخل ہو چکا ہے۔ بظاہر اسلام آباد بلیک واٹر کے نرغے میں محسوس ہو رہا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں مٹی پٹا گون بنایا جا رہا ہے۔ جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ کے بقول بلیک واٹر کا ایک ہزار کا نیا جتھہ عنقریب پاکستان پہنچنے والا ہے۔ پشاور کے یونیورسٹی ٹاؤن میں ان لوگوں کے لئے کرائے پر مکان حاصل کر لئے گئے ہیں۔ یہ لوگ چارٹرڈ طیاروں کے ذریعے بغیر ویزے پاکستان میں لینڈ کر رہے ہیں۔ حالیہ دنوں میں حکومت پاکستان نے ورسک میں ایک آبی ذخیرہ تعمیر کرنے کے لئے ایک نام نہاد پاکستانی کمپنی کو ٹھیکہ دیا ہے جسے قطعی طور پر کنسٹرکشن کا کوئی تجربہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک امریکی چال ہے جس کے ذریعے بلیک واٹر آرمی کو پاکستان میں داخل کیا جا رہا ہے جس سے

پاکستان کی وزارتِ خارجہ مسلسل انکار کر رہی ہے مگر ماضی میں اس کا وجود پشاور کے ایک پرل کانٹی نینٹل ہوٹل جس کا امریکہ نے سودا کر رکھا تھا پر ہونے والے خود کش حملے میں ثابت ہو چکا ہے۔ اس حملے میں مرنے والوں میں بلیک واٹر آرمی کے کارندوں کی لاشیں بھی برآمد ہوئیں۔ بلیک واٹر اب نئے نام زی کے ساتھ پاکستان میں وارد ہو رہی ہے۔ بلیک واٹر کی تخلیق ۱۹۹۷ء میں امریکی ریاست شمالی کیرولینا میں عمل میں آئی تھی۔ ایرک پرنس اور ال کلارک اس کے موجودوں میں شامل تھے۔ یہ تنظیم ہر سال چالیس ہزار جنگجوؤں کو تربیت دیتی ہے جن کی خدمات قتل و غارت اور تباہ کاری کے لئے کرائے پر حاصل کی جاتی ہے۔ جون ۲۰۰۴ء سے اب تک جنگی زون میں جنگی جرائم کے ارتکاب کے لئے بلیک واٹر کو تین سو بیس ملین ڈالر سے زائد رقم ادا کی گئی۔ بغداد میں امریکی سفارتی عملے کی حفاظت کے لئے اس کی خدمات حاصل کی جاتی رہی۔ بلیک واٹر کے گرگے سول لباس پہنتے ہیں، کم بولتے ہیں، زیادہ تر ہتھیاروں کی زبان استعمال کرتے ہیں۔ یہ گرگے پنٹاگون کے لئے ان ممالک میں زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں جہاں پنٹاگون اپنا وجود ظاہر کئے بغیر اپنی فوجی طاقت قائم کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ امریکہ تاحال بلیک واٹر کی پاکستان میں موجودگی سے انکار کر رہا ہے مگر ایک سابق انسپکٹر جنرل پولیس کا کہنا ہے کہ پنٹاگون کے کرائے پر کام کرنے والے قاتلوں کی پشاور اور دیگر پاکستانی علاقوں میں موجودگی اور سرگرمیوں پر پاکستان کو تشویش ہے۔ اس ضمن میں کراچی کے ایریڈیفنس میں بھی بلیک واٹر والوں کو بسایا گیا ہے۔ یہ لوگ ریٹائرڈ حضرات کو بھرتی کر رہے ہیں جو پاکستان کے لئے کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔

امریکہ اپنی فوجی طاقت پاکستان کے تمام گوشوں میں پھیلا رہا ہے اور پاکستان کی فوج کو داخلی محاذوں پر الجھا کر دفاعی طاقت زیادہ سے زیادہ کمزور کر رہا ہے تاکہ ریاستی اتھارٹی بیرونی سامراجی طاقتوں کی چیرہ دستیوں کے سامنے مکمل طور پر بے بس ہو جائے۔ یہ چال امریکہ نے تب چلی جب افغانستان میں اس کو اپنی شکست صاف صاف نظر آنے لگی اور بڑی مکاری سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے اس طوفان کا رخ پاکستان کی جانب موڑ دیا۔ پاکستان کے قبائلی علاقوں سے بات

نہ بنی تو اس آگ کو پاکستان کے سیٹل ایریا وادی سوات تک پھیلا دیا گیا۔ اس ضمن میں پاکستانی فوج دو سال کے عرصہ سے جنگ لڑ رہی ہے مگر حالیہ گذشتہ چند مہینوں سے قبل اس میں اس وقت شدت پیدا کی گئی جب امریکہ نے محسوس کیا کہ پاکستان ان جنگجوؤں کے خلاف مؤثر کارروائی نہیں کر رہا۔ واشنگٹن پوسٹ کی ایک رپورٹ کے مطابق، تین ماہ قبل ہی واشنگٹن نے پاکستانی فوج کو سوات پر حملے کا حکم دے دیا تھا مگر چند سیاسی مجبوریوں کی بنا پر اسے مؤخر کر دیا گیا تاکہ اس بڑے حملے کا جواز پیدا کیا جاسکے۔ اس ضمن میں صوبائی حکومت نے ایک نام نہاد امن معاہدہ کیا جسے نظام عدل ریگولیشن کا نام دیا گیا جس پر نیٹو سمیت امریکہ نے بھی اعتراض کیا مگر سو فیصد کارروائی کی یقین دہانی سے ان لوگوں کو مطمئن کیا گیا۔ میڈیا کے ذریعے اس بات کو خوب اچھالا گیا کہ حکومت نے شدت پسندوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں مگر اصل میں ان جنگجوؤں کے خلاف گراؤنڈ تیار کی جا رہی تھی۔ جعلی ویڈیوز کے ذریعے خوب تشہیر کی گئی۔ ٹی وی ڈبیٹ، مذاکروں میں اینکرز کے ذریعے خوب ہوادی گئی تاکہ عوام کے سامنے اتنا جھوٹ بولا جائے کہ ان کی آنکھوں پر جھوٹ کی تہہ جمع ہو جائے اور وہ حقیقت دیکھنے کے قابل نہ رہے۔ پس جو انہیں دکھایا جائے اس کو سچ مان لیں تب سو فیصد کامیابی ان استعماری طاقتوں کو حاصل ہو گئی۔

وادی سوات پر بھاری ہتھیاروں، جنگی طیاروں اور ہر قسم کے آلات کے ساتھ چڑھائی کر دی گئی۔ یہ آگ پھیلنے ہوئے پورے ڈویژن میں لگ گئی جس کے نتائج چالیس لاکھ نفوس کی بے دخلی، مہاجر کیمپ آباد، وادی کی تباہی و بربادی اور کشکول گدائی دراز کرنے کی شکل میں برآمد ہوئی۔ اس صورتحال سے امریکہ نے پورا پورا فائدہ اٹھایا ان مہاجرین کے نام پر مختلف ممالک کی ڈونر کانفرنس بلائی گئی تاکہ پاکستان کی موجودہ حکومت کشکول گدائی ان کے آگے دراز کر سکے اور یہ لوگ اس میں خیرات کے چند ٹکے ڈال کر اس کی ناموس کا جنازہ نکال دیں۔ خیرات دینے والوں نے اپنے گروپ کا نام ”فرینڈز آف پاکستان“ رکھا۔ خدا ہمیں ان نام نہاد دوستوں سے بچائے ان کے ہوتے ہوئے ہمیں دشمنوں کی ضرورت نہیں۔ ان

استعماری طاقتوں کے سرخیل امریکہ نے ان حالات میں بھی اپنا فائدہ ڈھونڈ نکالا اور تمام نیک نامی اپنے لئے اکٹھی کر لی۔ خیرات میں ملنے والی رقم کا کیا ہوا؟ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ ان مہاجرین کو انصار کے ذمہ پر چھوڑ دیا گیا جو ملک کے کونے کونے سے ان کے لئے خیرات اکٹھی کر کے ان تک پہنچاتے رہے۔ پورے ملک میں خیرات کے لئے ایک پکار پھیلا دی گئی جسے سن کر مدد کے لئے ملک بھر سے تمام انصار اٹھ پڑے۔

امریکہ نے بڑی ہوشیاری سے اپنی جنگ پاکستان کے گلے میں ڈالتے ہوئے دو فائدے حاصل کئے۔ ایک افغان سر زمین پر لڑی جانے والی جنگ کا دائرہ کار وسیع کرتے ہوئے دنیا بھر میں ان جنگجوؤں کو شدت پسند، انتہا پسند، عسکریت پسند قرار دے کر دہشت گردوں کی صف میں کھڑا کرتے ہوئے دنیا کی ہمدردیاں سمیٹ لیں۔ دوسرا اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل اور پاکستان کے ٹکڑے کرنے کے لئے اس جنگ کا دائرہ کار بڑھاتے ہوئے پاکستان کی سالمیت پر کاری وار کر دیا جس سے پاکستان کی بنیادیں تک ہل گئیں اور پاکستان داخلی طور پر عدم استحکام کا شکار ہو گیا جس کے نتائج موجودہ دور میں معاشی بحران کی شکل میں برآمد ہو رہے ہیں۔ ہمارے معاشی حالات اتنے خراب ہیں کہ اگر امریکہ اور اس کے حواری خیرات نہ دیں تو ہم دیوالیہ ہو جائیں۔ اس گداگری نے ہمیں اس قابل نہیں چھوڑا کہ ہم اپنے ملک پر باقاعدگی سے ہونے والے امریکی ڈرون طیاروں سے میزائل برسانے کے جارحانہ حملوں کو روک سکیں۔ روکنا تو ایک طرف رہا ف تک نہیں کر سکتے۔ اب تو ہم نے نقلی احتجاج کرنا بھی بند کر دیا ہے۔ اچھا ہی ہوا اب کم از کم امریکی میڈیا ہمارے نقلی احتجاج کا مذاق تو نہیں اڑا سکے گا۔

ہر ہفتہ نہیں تو ہر ماہ امریکی سفارت کار یا جرنیل یا دونوں ہمارے اوپر بلائے ناگہانی بن کر نازل ہوتے ہیں۔ ہماری غلامانہ کارکردگی کا جائزہ لینے۔ ہمارا شکنجہ کسے، لاٹھی چارج کرنے، ہمارے گھریلو مسائل حل کرنے، ہمیں آدابِ غلامی سکھانے، ہمیں مزید بیڑیاں اور ہتھکڑیاں پہنانے۔ ۵۲ ہفتوں میں ۵۲ سرکاری دورے، انسپشن یعنی معائنہ دورے بچشم



خود دیکھنے کے لئے کہ کون کیا کر رہا ہے؟ کس کو کس طرح اور کب کرنا چاہئے؟ انتہا ہو گئی ہماری چاپلوسی کی۔ آخر زیر عتاب پاکستانی مسلمان ہی کیوں؟ دنیا بھر کے مسلمان ہی کیوں؟ کیا بلش افغان وار پر کروسیڈ کا نعرہ لگا کر انتہا پسندی کا مرتکب نہیں ہوا؟ کیا بھارتی تنظیم ہندو پرشید انتہا پسند جماعت نہیں؟ کیا یہودی ناحق فلسطینیوں کا خون بہا کر ثواب کا کام رہے ہیں؟ آخر دین اسلام پر مر مٹنے والے ہی انتہا پسند کیوں ٹھہرے؟ یہ تو محض ایک بہانہ ہے جسے استعمال میں لا کر دہشت گردی کا نعرہ مستانہ بلند کر کے امریکہ پاکستان کے خلاف اپنا شکنجہ کستا جا رہا ہے مگر خود غرض پاکستانی سوداگر جو پاکستان کو محض اس لئے امریکہ کی جھولی میں ڈال رہے ہیں کہ پاکستان میں بڑھتی ہوئی امریکی فوجی طاقت کی موجودگی مذہبی انتہا پسند طبقوں کے اثر و رسوخ سے کاروباری طبقوں کو محفوظ رکھ سکتی ہے اور منافع خوری کی مزید سہولتیں مہیا کر سکتی ہے۔ امریکہ کو پاکستان میں قدم جمانے کا موقع دے کر انہوں نے بہت بڑی غلطی کی اب امریکیوں کو نکال باہر کرنا تقریباً ناممکن نظر آتا ہے۔ انہیں نکال باہر کرنے کے لئے ہزاروں پاکستانیوں کی زندگیوں کی قربانی دینی ہوگی جس کا امکان یوں ممکن نہیں ہوگا کیونکہ عوام جان چکے ہیں کہ ان کی قربانیوں کا انہیں بالعموم صلہ نہیں ملتا بلکہ سارا فائدہ امراء اٹھاتے ہیں۔

اس کھیل کے دوسرے کھلاڑی طالبان نے افغان وار میں اپنی اصل طاقت بچالی تھی جسے استعمال میں لا کر آج امریکیوں بلکہ تمام اتحادیوں کو ناکوں چنے چوہا رہا ہے جس کا اعتراف گاہے بگاہے کبھی برطانیہ، کبھی امریکہ اور کبھی نیٹو کی زبانی ان الفاظ میں ہو رہا ہے کہ کبھی نیٹو چیف کہتا دکھائی دیتا ہے کہ افغان وار لڑنا ہمارے بس کی بات نہیں یہ بہت مشکل اور طویل جنگ ہے۔ نیٹو کی فوج افغانستان میں مرنے کے لئے نہیں بنائی گئی ہے۔ کبھی مزید فوج کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو کبھی امریکہ اتحادیوں کو فتح کے سہانے خواب دکھا کر مادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ فتح قریب ہے جس پر طالبان سربراہ ملا عمر یہ کہہ کر جدید تربیت یافتہ مجاہدین افغانستان میں استعماری قوتوں کے خلاف طویل جنگ لڑنے کے لئے تیار ہیں پانی پھیر دیتے ہیں جس سے امریکی خوش فہمی دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ اس تمام جنگ میں امریکہ کا جو بننا ہے سو بنے مگر مہرے

اپنے ہی کھلاڑی کی چیرہ دستیوں سے اس قدر پیٹ گئے ہیں کہ خدا کی پناہ۔

پاکستان دراصل خود ہی اپنے پاؤں پر کھلاڑی مارنے کے درپے ہے کیونکہ پوری دنیا میں استعماری طاقتوں کے سرخیل امریکہ اور دجال کے لشکریوں کو کسی نے چیلنج کیا ہے تو وہ یہ جنگجو ہی ہیں جو اس سے ٹکرانے اور اس کو پارہ پارہ کرنے والے ہیں۔ اس ضمن میں امریکہ بخوبی جانتا ہے کہ پاکستان پر قبضے کی راہ میں یہی لوگ رکاوٹ ہیں اور وہ اپنی راہ سے اس روڑے کو خود ہٹانے کی سکت نہیں رکھتا اس لئے خود پاکستان سے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کروا رہا ہے جسے برابر مانیٹر بھی کیا جا رہا ہے مگر افسوس کہ ہم خواب غفلت میں پڑے آئے، چینی کے چکر اپنی عوام کو مبتلا کر کے یہ حقائق کب تک چھپاتے پھریں گے۔ ان کو روایتی گل محمد کب تک بنائے رکھیں گے جو اپنے گھر کے آنگن میں باہر ایک پتھر اینٹ یا کنکری آ گرنے دیتے ہیں ناراض نہیں ہوتے۔ صدیوں قبل یروشلم عیسائی حملہ آوروں (صلیبی سپاہیوں) نے قبضہ کر لیا تھا۔ پڑوسی اسلامی ممالک کی بے توجہی اور لا پرواہی کا یہی عالم تھا جو آج ہمارا ہے۔ وہ بھی ماہِ صیام کا مہینہ تھا۔ دمشق کی جامع مسجد کے امام صاحب دوپہر کے وقت مسجد کے صحن میں بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تو سب نمازیوں کو بہت غصہ آیا کہ سب سے بڑی مسجد کے سب سے بڑے امام نے سب سے مقدس مہینے میں مسجد کے اندر ماہِ رمضان کی اتنی بے حرمتی کی۔ امام صاحب نے جو جواب دیا وہ آج کے حالات پر صادق آتا ہے۔ آج ایک شخص کے روزہ توڑنے اور ماہِ رمضان کی کھلم کھلا بے حرمتی کرنے پر اتنے مشتعل ہو گئے مگر آپ نے یروشلم پر صلیبی حملہ آور غنڈوں اور دہشت گردوں کے غاصبانہ قبضے کا برا نہیں منایا آج ہمارا یروشلم شدید خطرات سے دوچار ہے اور کرویسیڈی بش نے کرویسیڈ کا کھلم کھلا اعلان بھی کر دیا تھا مگر ہم ناجانے کس خوش فہمی میں آسمانی مدد کے منتظر ہیں۔

## بلیک واٹر قواعد و ضوابط سے بالاتر

بلیک واٹر دنیا کی بدنام ترین تنظیم ہے جس نے اپنے آپ کو پرائیویٹ سکیورٹی تنظیم کے طور پر متعارف کروایا ہے۔ دنیا بھر میں بے شمار پرائیویٹ سکیورٹی کمپنیاں ہیں جو مختلف لوگوں اور اداروں کو سکیورٹی گارڈز مہیا کرتی ہیں۔ یہ تمام سکیورٹی کمپنیاں کچھ مخصوص قواعد و ضوابط کے اندر رہ کر کام کرنے کی پابند ہوتی ہیں جبکہ بلیک واٹر ایک ایسی پرائیویٹ سکیورٹی تنظیم ہے جو اپنے آپ کو ان تمام قواعد و ضوابط سے بالاتر سمجھتی ہے جو سرکاری تنظیموں پر مسلط ہوتے ہیں یہاں تک کہ امریکہ کی خفیہ ایجنسی سی آئی اے بھی چند مخصوص افراد کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے۔ چند مخصوص افراد ایسے ہیں جو سی آئی اے کے سربراہ سے جواب طلب کر سکتے ہیں کہ پیسہ کہاں آیا اور کہاں خرچ کیا؟ لیکن بلیک واٹر چونکہ اپنے آپ کو کارپوریٹ کلچر کا حصہ سمجھتی ہے اس لیے نہ تو ان پیسوں کا حساب دینے کی خود کو محتاج سمجھتی ہے اور نہ ہی اپنی خفیہ سرگرمیوں کی رپورٹ کسی بھی فرد یا ادارے کو دینا لازم سمجھتی ہے۔ اس حوالے سے بلیک واٹر کا خیال ہے کہ چونکہ ہم اپنے کام پیسے لے کر کسی آدمی کی سکیورٹی کے لیے کرتے ہیں لہذا ہم کسی کی بھی رسائی کسی بھی قسم کی معلومات تک نہیں ہونے دیں گے۔

اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو بلیک واٹر اپنے آپ کو کسی بھی قسم کے قانون سے بالاتر سمجھتی ہے اس کے خیال میں دنیا میں کوئی بھی اس قابل نہیں کہ بلیک واٹر سے جواب طلب کر سکے۔ اس تنظیم میں کرائے کے بے شمار قاتل موجود ہیں جبکہ جرائم پیشہ خطرناک مجرموں کو بھی بلیک واٹر پناہ دیتی ہے اور بھاری معاوضے پر ان سے کام لیتی ہے سب سے اہم بات یہ ہے کہ خطرناک قاتلوں پر مشتمل اس تنظیم کو امریکی سرپرستی حاصل ہے۔ جی ہاں! اس تنظیم کو اسی

امریکہ کی سرپرستی حاصل ہے جو پوری دنیا سے دہشت گردی ختم کرنے کے مشن پر ہے۔ اکثر جگہ امریکی فوجیوں کے روپ میں بلیک واٹر کے درندہ صفت غنڈے کارروائیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ عراق پر حملے کے دوران بھی امریکہ نے بلیک واٹر سے ٹھیکہ کیا تھا اس کے بعد اس کے اہلکاروں کی درندگی، ریب، بچوں پر جنسی تشدد اور انتہائی سفاک انداز میں قتل کرنے کی خبریں دنیا بھر میں پھیل گئیں لیکن بظاہر بلیک واٹر کو اس سے کوئی خاص فرق نہ پڑا۔

## بدنام زمانہ بلیک واٹر کے بانی کا تعارف:

بلیک واٹر کے بارے میں جاننے کے بعد یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ اس کا بانی کون ہے اور یہ شخص کس قسم کی ذہنیت کا مالک ہے؟ اس حوالے سے چالیس سالہ ایرک پرنس کا نام سامنے آتا ہے جس نے تقریباً ۲۸ سال کی عمر میں اس تنظیم کی بنیاد رکھی جبکہ اندازاً اکیس (۲۱) سال کی عمر میں ہی اس نے اس تنظیم کے قیام کا منصوبہ بنا کر کام کا آغاز کر دیا تھا۔ یہ شخص اپنے آپ کو ایک ایسا صلیبی جنگجو سمجھتا ہے جسے دنیا سے اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی ذمہ داری تفویض کی گئی ہے۔ اسے موت کے سوداگر کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس حوالے سے باقاعدہ طور پر عدالت میں ایک حلفیہ بیان بھی جمع کروایا گیا ہے۔ یہ بیان بلیک واٹر کے ہی دو سابق اہلکاروں نے دیا ہے لیکن جان سے ہاتھ دھونے کے خوف کی وجہ سے انہوں نے اپنی شناخت کروانے سے منع کر دیا ہے۔ اپنے اس بیان میں انہوں نے کہا کہ ”ایرک پرنس“ اپنے آپ کو ایک ایسا صلیبی جنگجو تصور کرتا ہے جسے دنیا سے مسلمانوں اور اسلام کو مٹانے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔“

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بلیک واٹر کا بانی ”ایرک پرنس“ اس وقت بے شمار مقدمات کی زد میں ہے۔ اس کی تنظیم بلیک واٹر کا عراق میں ٹریک ریکارڈ انتہائی کراہت آمیز ہے۔ امریکہ میں ہی بلیک واٹر کو الیگزینڈریا کی ڈسٹرکٹ کورٹ میں بھی ایک مقدمے کا سامنا ہے اس مقدمے کے فیصلے کے بعد ہی یہ فیصلہ ہو گا کہ کیا بلیک واٹر کے اس



تاریک باب کا خاتمہ ہو گیا یا نہیں؟ جو امریکی انتظامیہ اور بلیک واٹر نامی اس نجی کمپنی کے تعلق سے شروع ہوا۔ ایک جرمن میگزین ”اسپیگل آن لائن“ کے مطابق بلیک واٹر کے کچھ سابق ملازمین بھی اس کمپنی کی خفیہ سرگرمیوں پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

۱۶ ستمبر ۲۰۰۷ء کو ہونے والے صرف ایک واقعہ میں عورتوں اور بچوں سمیت ۱۷ افراد کو بغداد کے ”نیسور اسکوائر“ میں بلیک واٹر کے لیے کام کرنے والے قاتلوں نے شہید کر ڈالا تھا۔ اس حوالے سے ”سنوزن بروک“ کی جانب سے کمپنی کے بانی ”ایرک پرنس“ کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔ اس مقدمے کی درخواست میں سوزن بروک نے ایرک پرنس کو ”جدید دور کا موت کا سوداگر“ قرار دیا ہے۔ عدالت کو دی گئی درخواست میں سوزن بروک نے الزام عائد کیا ہے کہ چالیس سالہ ایرک پرنس نے لا قانونیت اور عدم احتساب کے کلچر کو فروغ دیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بلیک واٹر میں مہلک طاقت کا اضافی اور غیر ضروری استعمال کیا جاتا ہے۔

اپنے اقدام میں سوزن بروک اسے جنگی مجرم قرار دیتی ہیں۔ یہ مقدمہ امریکی ڈسٹرکٹ کورٹ برائے ایسٹرن ڈسٹرکٹ آف ورجینیا الیگزینڈرا میں دائر ہے۔ سوزن بروک نے کہا ہے کہ وہ ایرک پرنس کے خلاف چالیس عینی شاہدین بیان دینے کے لیے بلوائیں گی۔ قتل کے ان عینی شاہدین کو بغداد سے بلوایا جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بلیک واٹر کے اہلکاروں کو بچوں اور عورتوں پر گولیاں چلاتے اور قتل کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ یاد رہے کہ ایرک پرنس پر مقدمہ دائر کرنے والی یہ وہی سوزن بروک ہیں جنہوں نے ابو غریب کے قیدیوں کا معاملہ اٹھا کر دنیا بھر میں نام کمایا تھا۔ اس مرتبہ وہ بلیک واٹر کے سابق مالک سمیت موجودہ عہدے داروں کو سزا دلوانے کے لیے کوشاں ہیں۔

## بلیک واٹر کا ٹریننگ سنٹر:

بلیک واٹر اور اس کے بانی کی اصلیت جاننے کے بعد یہ سوال اٹھتا ہے کہ اس قدر منظم تنظیم کو کس جگہ بیٹھ کر کنٹرول کیا جا رہا ہے اور اس کے اہلکاروں کو کس ملک اور کس جگہ ٹریننگ دی جاتی ہے۔ اس حوالے سے جب تحقیقات کی گئیں تو یہ بات سامنے آگئی کہ بلیک واٹر کا ہیڈ آفس جہاں بیٹھ کر اسے کنٹرول کیا جا رہا ہے، امریکہ کے بیچوں بیچ ایک سرسبز جگہ پر واقع ہے یہ جگہ امریکہ کی ریاست ورجینیا اور نارٹھ کیرولینا کے بارڈر پر واقع ہے بلیک واٹر کا یہ مرکز ہزار ایکڑ یعنی ۲۸ مربع کلومیٹر کے رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔ یہاں پر گہرے سبز رنگ کے خورد و پودے موسموں کے اثرات کی وجہ سے زمین پر بچھے رہتے ہیں اور ارد گرد کا سیلابی پانی اسے نیم دلدلی کیفیت میں مبتلا رکھتا ہے کہیں کہیں گہرائی زیادہ ہو تو پانی کی وجہ سے چھوٹی سی جھیل بھی بن جاتی ہے ورنہ یہ سارا علاقہ پاؤں تلے روندی ہوئی لمبی لمبی گھاس اور جھاڑیوں کا منظر پیش کرتا ہے جو کہ تھوڑے تھوڑے سطحی پانی میں ڈوبی رہتی ہے۔ اس پس منظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جنگی اور خاص طور پر گوریلا مشقوں کے لیے یہ ایک آئیڈیل جگہ ہے۔ یہاں کی گھاس پانی کی زیادتی کی وجہ سے گل سڑ کر گہرے رنگ کی ہو چکی ہے اور پانی کی سطح پر ہونے اور ڈوبے رہنے کی وجہ سے پانی بھی اسی رنگ کا نظر آتا ہے جس کی وجہ سے سارے علاقے کو کالا پانی یا بلیک واٹر کہا جاتا ہے۔

چھ ہزار ایکڑ پر مشتمل یہ غیر آباد زمین ایرک پرنس نے 1990ء میں خریدی تھی۔ اس کے بعد اس وسیع و عریض علاقے کے ارد گرد کانٹے دار لوہے کی باڑ لگوا دی اور سات سال تک اس میں اپنی مرضی اور ضرورت کے تحت تبدیلیاں کی گئیں۔ سات سال بعد ایرک پرنس نے یہاں ایک تنظیم کی بنیاد رکھی جس کا نام ”بلیک واٹر ورلڈ وائڈ“ رکھا گیا ان سات سالوں میں اس کا رقبہ سات ہزار ایکڑ ہو چکا تھا۔

28 مربع کلومیٹر پر مشتمل اس جگہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ لاہور کا اندرون شہر دو مربع کلومیٹر پر واقع ہے یعنی ایسے 14 شہروں کے برابر یہ جگہ صرف ایک شخص یعنی ایرک پرنس نے خرید لی اور یہاں دنیا کی سب سے بڑی سکیورٹی ایجنسی بلیک واٹر ورلڈ وائڈ کا ٹریننگ سنٹر قائم کیا گیا۔ یہ ٹریننگ سنٹر اتنا بڑا ہے کہ سیٹلائٹ کے ذریعے گوگل ارتھ پر جا کر (7612 w36o27N) پر اسے آسانی دیکھا جاسکتا ہے۔

اسی طرح نومبر ۲۰۰۶ء میں اس تنظیم نے شگاگو کے شہر ماؤنٹ کیروول میں بھی ایرک پرنس نے 30 ایکڑ مربع اراضی خریدی تھی۔ جہاں اس تنظیم کا شمالی تنظیمی ڈھانچہ قائم کیا گیا ہے۔

## بلیک واٹر کی سالانہ چالیس ہزار افراد کو ٹریننگ:

موجودہ صورت حال جاننے کے بعد ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ بلیک واٹر کس قدر طاقتور تنظیم ہے؟ اور اس قدر وسیع رقبے پر یہ کتنے افراد کو ٹریننگ دے رہی ہے اور ان کو کتنی تنخواہ دیتی ہے اس کے علاوہ اس کے پاس کس قسم کے جنگی آلات ہیں؟

ان سوالات کے جوابات اور بلیک واٹر کی طاقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے ٹریننگ سنٹر میں ہر سال تقریباً چالیس ہزار افراد کو سکیورٹی کے ہر اس کام میں ٹریننگ دی جاتی ہے جس کی مدد سے واضح اور خفیہ ہر قسم کے مقاصد پورے کیے جاسکیں۔ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان چالیس ہزار افراد کی جدید خطوط پر کی جانے والی ٹریننگ پر کتنا خرچہ آتا ہوگا۔ جبکہ بلیک واٹر کے بارے میں ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق ان کے ہر اہل کار کی تنخواہ کسی بھی ریٹائرڈ امریکی جنرل سے بھی زیادہ ہے یعنی دوسرے الفاظ میں بلیک واٹر کم از کم چالیس ہزار افراد کو چالیس ہزار امریکی ریٹائرڈ جنرلز سے زیادہ تنخواہ دیتی ہے جبکہ لازماً ان سے پہلے ٹریننگ حاصل کرنے والوں کی بھی ایک بڑی تعداد بلیک واٹر سے

منسلک ہوتی ہے جس کی تنخواہ بلیک واٹر کو ہی ادا کرنی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس سکیورٹی ایجنسی کے اپنے ہیلی کاپٹر اور جدید ترین جنگی آلات ہیں۔

بلیک واٹر جیسی بدنام زمانہ سکیورٹی کی اس قدر طاقتور اور خطرناک تنظیم اس امریکہ جیسے ملک میں آزادی کے ساتھ موجود ہے اور کام کر رہی ہے جسے دنیا کی سب سے بڑی سب سے زیادہ ہتھیاروں سے لیس اور سب سے زیادہ بجٹ رکھنے والی فوج رکھنے کا اعزاز حاصل ہے۔

## بلیک واٹر کی کراچی سے بھرتیاں:

بلیک واٹر کا شہرہ پہلی مرتبہ تب ہوا جب عراق پر قبضہ کرنے کے بعد امریکی افواج نے اسے بھرتی کا ٹھیکہ دیا اس ٹھیکے کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ٹھیکہ 21 ملین ڈالر کا تھا اس ٹھیکے کے لیے مطلوبہ تعداد کو پورا کرنے کے لیے بلیک واٹر نے پوری دنیا سے امریکہ لے جانے کے ترغیبات اور وہاں ایک عالمی فرم میں کام کرنے کے نام پر بہترین جسمانی صحت اور فوج میں گزشتہ کیریئر کے حوالے سے لوگوں کو بھرتی کیا۔

۲۰۰۱ء میں کراچی کے شہر میں سابقہ فوجیوں کو بھی ایک سکیورٹی ایجنسی میں وسیع پیمانے پر بھرتی کیا گیا اس سلسلے میں اشتہارت بھی دیئے گئے تھے جن کے مطابق بیرون ممالک میں ہزاروں سکیورٹی گارڈز کی ضرورت ہے۔ بظاہر یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ ایک عام سی سکیورٹی کمپنی ہے جسے ٹھیکے پر بیرون ممالک میں سکیورٹی گارڈز کی ضرورت ہے۔ قارئین کو شاید یہ جان کر حیرت ہو کہ یہ تمام بھرتیاں بلیک واٹر کے لیے گئی تھیں شاید اسی وجہ سے ”ایکس مین سروسز“ میں شامل جنرل حمید گل گزشتہ چند سالوں سے بلیک واٹر کی پاکستان آمد کا رونا رورہے تھے جس پر کسی نے توجہ نہ دی۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بلیک واٹر دیے گئے ستر فیصد ٹھیکوں کے لیے کوئی بولی نہیں ہوئی اور



انہیں براہ راست بلیک واٹر کو سوئپ دیا گیا۔ بلیک واٹر کا سب سے اہم سرمایہ ”شوٹرز“ ہیں آپ انہیں ”بے داغ قاتل“ بھی کہہ سکتے ہیں انہیں دنیا بھر سے بھرتی کیا جاتا ہے اور کمپنی میں بھی خاصی اہمیت حاصل ہے۔ بلیک واٹر انہیں فلپائن سے لے کر لاطینی امریکہ تک کے ممالک سے بھرتی کرتی ہے اور ان کی مدد سے بہت ہی اہم نوعیت کے پراجیکٹ مکمل کرتی ہے۔

بلیک واٹر کو بعض مجبوریوں اور بدنامی کی وجہ سے ۲۰۰۷ء میں اپنا نام تبدیل کرنا پڑا جبکہ کچھ عرصہ قبل اس نے ایک مرتبہ پھر اپنا نام تبدیل کر کے ”Xe“ رکھ لیا ہے جبکہ بعض ذرائع کے مطابق پاکستان میں کام کرنے کے لیے یہ ایک نیا نام رکھے گی اور اسی نام کے تحت کام مکمل کیا جائے گا۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نام تبدیل کر لینے کے باوجود اس کمپنی کو بلیک واٹر کے نام سے جو شہرت اور بدنامی ملی وہ کم نہ ہو سکی اور دنیا بھر میں اسے بلیک واٹر کے نام سے ہی یاد کیا جاتا ہے۔

## بلیک واٹر کا طریقہ واردات:

یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ بلیک واٹر کی مدد سے امریکہ کیا فائدہ حاصل کر رہا ہے اور بلیک واٹر کا طریقہ واردات کیا ہے؟ اس سوال کے جواب کے حصول کے لیے جب تحقیقات کی گئیں تو معلوم ہوا کہ بلیک واٹر کے ارکان کی ایک بڑی تعداد امریکی فوج کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ یہ اہلکار امریکی فوج کی مدد کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے بھیس میں بھی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ اسی طرح سوات آپریشن میں بھی ایسے غیر ملکی افراد کی لاشیں ملی تھیں جن کے ختنے نہیں ہوئے تھے یہ کون لوگ تھے؟ اس کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بلیک واٹر کے لوگ تھے جو امریکی مفادات کی تکمیل کے لیے کام کر رہے تھے۔

بلیک واٹر کو استعمال کر کے امریکہ اپنی فوج اور افرادی قوت بچا رہا ہے اس طرح وہ ایک تیر سے دو شکار کر

رہا ہے ایک طرف تو مرنے والے امریکی فوج کی بجائے بلیک واٹر کے کرائے کے قاتل ہیں جبکہ دوسری طرف نیٹو افواج اور دوسرے ممالک یہی تاثر دیا جا رہا ہے کہ عراق اور افغانستان کی جنگ میں امریکہ کی فوج بھی ان کے شانہ بشانہ لڑ رہی ہے۔ اس طرح امریکہ اپنے دوست ممالک کو بھی بخوبی دھوکہ دے رہا ہے۔

بلیک واٹر کے کام کرنے کا انداز (جسے اس کا طریقہ واردات بھی کہا جاسکتا ہے) اس طرح ہے کہ یہ تنظیم اس علاقے میں جہاں امریکی آپریشن کرنا چاہتے ہوں یا آپریشن کر رہے ہوں، وہاں این جی اوز اور دفاعی تنظیموں کے نام پر دفاتر لیتی ہے۔ پھر اپنے چند وضع قطع سے پڑھے لکھے لوگوں کو وہاں بھیجتی ہے جو اس علاقے میں رفاہی سرگرمیاں شروع کر دیتے ہیں اس کے بعد ان این جی اوز اور دفاعی اداروں کی آڑ میں ان کے گوریلا نمائندے کے قاتل آجاتے ہیں اور ان این جی اوز اور دفاعی اداروں کی آڑ میں رہتے ہیں موقع ملتے ہی اپنی کارروائیوں کا آغاز کر دیتے۔

بلیک واٹر کے اس طریقہ واردات کو عراق کے عوام اچھی طرح جان چکے ہیں کیونکہ وہاں کے لوگ ہر روز ان کے ہاتھوں ہلاک ہوتے رہے ہیں اور وہاں کوئی شہر ایسا نہیں ہے جہاں ان کے خریدے ہوئے این جی اوز کے کارندے ان کے لیے عراقی عوام کی جاسوسی نہ کریں یہی وجہ ہے کہ جب فلو جہ پر امریکی حملہ شدت اختیار کر گیا تو فلو جہ کے شہریوں نے کھانے پینے کا سامان فراہم کرنے والے ان ٹھیکیداروں کو مار کر ان کی لاشیں دریائے فرات کے کنارے لٹکا دی تھیں کیونکہ یہ ٹھیکے دار رفاہی کاموں کے پس پردہ کرائے کے فوجیوں کو قتل کرنے کا راستہ دیتے تھے۔ فلو جہ اور نجف میں اس تنظیم کے افراد کے مظالم کی داستانیں اب منظر عام پر آچکی ہیں جن میں قتل، گینگ ریپ اور بچوں پر جنسی تشدد عام ہے۔

## بلیک واٹر کے مطالبات پاکستان نے تسلیم کئے:

قارئین! دنیا کی اس بدنام ترین سکیورٹی کمپنی بلیک واٹر کے بارے میں مسلسل یہ رپورٹس موصول ہو رہی ہیں کہ اس کے کرائے کے قاتل پاکستان آچکے ہیں اور اب یہ کسی مخصوص اور خفیہ مشن کے تحت پاکستان میں قدم جمارہی ہے۔ اسے خصوصی طور پر امریکہ کی سرپرستی حاصل ہے۔ امریکی حکومت پاکستان میں اسے کسی خاص مقصد کے تحت لانا چاہتا رہی ہے اور اس کی مدد سے کوئی بہت ہی خفیہ کام مکمل کرنا چاہتی ہے۔ بلیک واٹر کی مدد سے امریکہ پاکستان میں کیا کرنا چاہتا ہے اور اس کا اگلا منصوبہ کیا ہے اس پر بحث کرنے سے پہلے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ امریکہ نے اس تنظیم کو پاکستان میں آزادانہ کارروائی کرنے اور بغیر کسی انوسٹی گیشن اور مقدمے کے باحفاظت واپس امریکہ پہنچانے کے لیے کیا اقدامات کیے اور اس سلسلے میں حکومت پاکستان سے کیا مطالبات کیے؟

امریکی حکومت نے ۲۰۰۸ء کے موسم بہار کے آغاز میں ہی کچھ مطالبات کیے تھے معتبر ذرائع کے مطابق ان میں سے کچھ تو پرویز مشرف نے ہی تسلیم کر لیے تھے اور کچھ ان کے جانشینوں نے مان لیے۔ اس حوالے سے پالیسی وہی رکھی گئی جو ڈرون حملوں کی ہے یعنی بظاہر مخالفت لیکن عملی طور پر تائید کی جا رہی ہے۔

امریکہ نے پاکستانی حکومت سے جو مطالبات کیے ان میں پہلا مطالبہ یہ تھا کہ امریکی فوج کے سبکدوش مگر جواں سال افسروں اور دوسرے تربیت یافتہ افراد کو سفارتی عملے کی مراعات کے ساتھ پاکستان آنے کی اجازت دی جائے انہیں فقط اپنی شناخت واضح کرنی ہوگی اور ان پر ویزے کے حصول کی پابندی نہ ہوگی یعنی وہ حکومت پاکستان کی اجازت کے بغیر آسکیں گے اور جب چاہیں واپس جاسکیں گے۔ ان میں صرف بلیک واٹرز کے ارکان ہی نہیں بلکہ عسکری مافیا بھی شامل ہیں۔ پاکستان اور افغانستان میں ان کی تعداد تقریباً بیس ہزار سے زیادہ ہو چکی ہے امریکی مسلح افواج سے ان کا کوئی تعلق نہیں

اور نہ ہی ان پر کسی ضابطہ اخلاق کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہ لوگ سی آئی اے سے رابطے میں ہوں گے یا اس کے ماتحت ہوں گے اس سے باآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں۔

امریکی حکومت کا دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ ویزے کے بغیر آنے والے ان مسلح افراد کو امریکہ میں جاری کردہ لائسنس پاکستان میں بھی قابل قبول ہوں گے یعنی دوسرے الفاظ میں اگر امریکہ انہیں جنگی جہاز، توپ، ٹینک یا راکٹ لانچر سمیت جس بھی قسم کا جدید سے جدید اسلحہ رکھنے اور چلانے کا لائسنس دیتا ہے تو حکومت پاکستان انہیں یہ سب رکھنے سے منع نہیں کر سکے گی۔ اسی مطالبے کی ایک شق یہ بھی تھی کہ یہ افراد یونیفارم پہن کر جہاں چاہے اسلحہ سمیت جاسکیں گے ان کی یہ یونیفارم امریکی فوج سے ہٹ کر ہے۔

امریکی حکومت کا تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ ان افراد کے کسی بھی جرم کے ارتکاب پر ان پر پاکستان کا قانون لاگو نہیں ہوگا بلکہ ان پر صرف امریکی قانون لاگو ہوں گے یعنی ان مطالبات کی رُو سے کہا جاسکتا ہے کہ اگر یہ افراد سرعام شراب پی کر گھوم رہے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں خطرناک اسلحہ بھی ہے تو یہ کوئی جرم نہیں ہے اور انہیں پاکستانی حکومت اس اقدام سے منع نہیں کرے گی اس سے بھی خطرناک بات یہ ہے کہ امریکی مفادات کے تحفظ کے لیے اگر یہ کوئی خطرناک قدم بھی اٹھاتے ہیں تو یہ بھی کوئی جرم تصور نہیں ہوگا کیونکہ یہ لوگ پاکستانی قانون سے مستثنیٰ ہوں گے اور اسی طرح یہ جو بھی جرم کریں گے وہ امریکی قانون کی نظر سے ہی دیکھا جائے گا اور اگر کسی مقدمے کی ضرورت ہوئی تو وہ بھی پاکستان کی عدالت میں دائر نہیں ہو سکے گا۔

اسی طرح ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ بلیک واٹر جسے اب ”وی“ کہا جاتا ہے اور اس کی مدد کرنے والی دوسری تنظیمیں کوئی بھی چیز درآمد یا برآمد کر سکیں گی اور ان سے کسی قسم کا کوئی ٹیکس نہیں لیا جائے گا (یاد رہے کہ برطانیہ بھی برصغیر پاک و ہند پر اسی لیے قدم جمانے اور بعد میں قبضہ کرنے میں کامیاب ہوا تھا کہ بادشاہ وقت نے ایک انگریز ڈاکٹر سے



خوش ہو کر اس کے کہنے پر اس کی قوم (برطانیہ) کو ہر قسم کے ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا تھا۔

مطالبات کی اس لسٹ میں ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ یہ تنظیمیں اور امریکی حکومت کی سرپرستی میں آنے والے اہلکار اپنے ساتھ گاڑیاں، جہاز اور ہتھیار لاسکیں گے اور پاکستان میں ان سے کسی قسم کی پارکنگ فیس وصول نہیں کی جائے گی دوسرے الفاظ میں اگر صرف بیس اہلکار جنگی جہاز یا بکتر بند گاڑیاں لے آئیں تو پاکستان انہیں رکھنے کے لیے اڈا دینے کا پابند ہو گا اور اس ضمن میں ان سے کسی قسم کی فیس لینے کا بھی مجاز نہیں ہو گا یعنی یہ تمام سہولتیں ان امریکیوں کے لیے مفت ہوں گی۔

امریکی حکومت کے مطالبات کی اس طویل لسٹ میں ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ یہ لوگ (امریکی اہلکار اور بلیک واٹر) پاکستان میں ٹیلی فون اور مواصلات کے دوسرے نظام قائم کر سکیں گے۔ امریکی حکومت اپنے مقاصد کے حصول کے لیے بلیک واٹر اور اس جیسی دوسری تنظیموں اور اپنی خفیہ ایجنسیوں کو اپنے مقاصد میں کامیاب کروانے کے لیے کس حد تک چلی گئی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے ان مطالبات کی ایک شق یہ بھی تھی کہ اگر ان لوگوں (بلیک واٹر اور پرائیویٹ امریکی اہلکار) کی سرگرمیوں کے نتیجے میں کوئی حادثہ پیش آیا اور اس کے نتیجے میں کسی جائیداد یا زندگی کو نقصان پہنچا تو مقدمہ چلانا تو دور کی بات کسی قسم کے معاوضے کا مطالبہ بھی نہیں کیا جائے گا۔ بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان مطالبات کا مقصد کیا تھا اور یہ فقط مطالبات ہی تھے یا پھر باقاعدہ حکم تھا!

## پاکستان نے امریکی مطالبات مان لیے:

امریکی حکومت نے ان شرمناک اور گھٹیا مطالبات میں سے کتنے مطالبات تسلیم کر لیے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے البتہ بعض ذرائع کے مطابق ان پر نوے فیصد عمل ہو چکا ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ اس سے قدرے کم مطالبات پر عمل کیا گیا ہے لیکن اگر ان کی روشنی میں ڈرون حملوں پر نظر ڈالیں تو بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ کس حد تک یہ مطالبات تسلیم کیے جا چکے ہیں۔ ڈرون جہاز، ان کے پائلٹ غیر ملکی ہیں اور ان حملوں کے نتیجے میں جو نقصان ہوا یا ہو رہا ہے اس پر کسی قسم کا معاوضہ، ہرجانہ یا مقدمہ کرنے کی بھی تاحال کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ اسی طرح غیر ملکیوں کی نقل و حرکت اور مشکوک سرگرمیاں بھی عروج پر ہیں۔

اسی طرح ۲۴ اگست ۲۰۰۹ء کو دفاعی امور کی تجزیہ کار ڈاکٹر شیریں مزاری نے انکشاف کیا کہ ”بلیک واٹر“ چارٹر فلائٹس پر آتے ہیں اور انہیں پاکستانی حکومت نے ہائر کیا ہے۔ انہوں نے مزید بتاتے ہوئے کہا کہ پاکستان نے نیٹو کو آفس بنانے کی اجازت دے دی ہے اور تربیلا کے قریب بیس بھی کھلے گا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ امریکہ کا کہنا ہے کہ تربیلا میں تربیت دینے کے لیے تین سو امریکی آچکے ہیں۔ ویت نام میں بھی پہلے ٹرینینرز آئے تھے اور پھر فوج آئی تھی۔ ڈاکٹر شیریں مزاری نے ایک اور انکشاف یہ کیا کہ امریکی صحافی نکولس شمیڈل جو بظاہر ریسرچ کی غرض سے یہاں آیا تھا، کچھ ایسی جگہوں پر جا رہا تھا، جہاں کی ریسرچ کا کام نہیں تھا لہذا اسے یہاں سے نکال دیا گیا لیکن امریکہ میں پاکستانی سفیر حسین حقانی نے اسے دوبارہ پاکستان کا ویزہ دے دیا۔

اسی طرح ستمبر کے پہلے ہفتے کی بات ہے کہ جمعہ کی دوپہر دو بجے اسلام آباد میں ایف آئی کے صدر دفتر کے قریب ایک گاڑی میں سوار چار مسلح امریکی روک لیے گئے۔ جنہوں نے پاکستانی اہلکاروں کو اپنی شناخت کروانے سے

انکار کر دیا اور امریکی سفارت خانے سے رابطہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی امریکی سفارت خانے سے تعلق رکھنے والے دو فوجی افسر وہاں پہنچ گئے۔ شرمناک بات یہ ہے کہ وہ نچلے درجے کے سبکدوش فوجی افسر تھے۔ امریکی چھوڑ دیئے گئے اور پاکستانیوں کو تھانے بھیج دیا گیا۔ ذرائع کے مطابق یہ امریکی بلیک واٹر کے ان ملازمین میں سے تھے جو ۴۰۰ سے ۵۰۰ ڈالر روزانہ پر امریکیوں کے لیے کام کر رہے ہیں۔

## پاکستان میں بلیک واٹر کے ٹھکانے:

امریکیوں اور غیر ملکیوں کی پاکستان میں اس قسم کی نقل و حرکت منظر عام پر آنے کے بعد یہ سوال اٹھتا ہے کہ بلیک واٹر یا دوسری پرائیویٹ یا خفیہ امریکی تنظیمیں کس جگہ پر ہیں اور پاکستان میں ان کا ٹھکانہ کہاں ہے کہ یہ ایک مشکل اور خطرناک سوال تھا جب اس حوالے سے تحقیقات کی گئیں تو انکشاف ہوا کہ بلیک واٹر کے اہلکار پشاور میں سرعام جدید اور خطرناک اسلحہ اٹھائے گھومتے نظر آتے ہیں۔ مزید تحقیقات پر معلوم ہوا کہ ان کا دفتر پشاور کے علاقے قیام آباد میں تھا پھر پرل کانسٹیبل ہوٹل کی تیسری اور چوتھی منزل پر بھی انہوں نے اپنا دفتر بنالیا۔ پی سی ہوٹل پشاور پر جب خود کش حملہ ہوا تو انہیں وہاں سے باحفاظت نکال لیا گیا لیکن ایک رپورٹ کے مطابق اس حملے میں بلیک واٹر کے دو اہلکار بھی ہلاک ہو گئے تھے۔ تازہ اطلاعات کے مطابق امریکہ نے پشاور کا پی سی ہوٹل خرید لیا ہوا ہے دفاعی نقطہ نظر سے اس ہوٹل کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ اس کے قریب ہی کور کمانڈر ہاؤس ہے۔

پشاور میں ہی ایک اور امریکی کمپنی ”کری ایڈو ایسوسی ایٹس انٹرنیشنل ان کارپورٹڈ“ بھی کام کر رہی ہے اس کمپنی کے مطابق یہ ایک عام سی این جی او ہے جو دفاعی کام کر رہی ہے لیکن اس جھوٹ کا پول کھولنے کے لیے یہ بات ہی کافی ہے کہ اس کے کارکن اور اہلکاروں کے استعمال میں جو گاڑیاں ہیں ان پر سفارتی نمبر پلیٹیں لگی ہوئی ہیں اگر یہ واقعی عام

سی این جی او ہے تو اس کے کارکن اور اہلکار سفارتی نمبر پلیٹ والی گاڑیوں میں کیوں گھوم رہے ہیں؟ اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ یہ سی آئی اے کی فرنٹ کمپنی ہے یہ تنظیم Creative Assrciates International Inc یعنی CAII اپنی ویب سائٹس پر بھی خود کو این جی او قرار دیتی ہے لیکن مزید تحقیق کرنے پر یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ تنظیم واشنگٹن ڈی سی میں ایک پرائیویٹ انکارپوریٹڈ کمپنی کی حیثیت سے رجسٹر ہے اور اس کی رجسٹریشن این جی او کی حیثیت سے نہیں ہے۔

CAII نے یونیورسٹی ٹاؤن پشاور میں بھی خوف و ہراس پھیلا رکھا ہے۔ یہاں یہ لوگ خود کو امریکی سکیورٹی گارڈ قرار دیتے ہیں ان کی سب سے مشکوک بات یہ ہے کہ ان کی ویب سائٹ ان کے مالکان کی کوئی شناخت ظاہر نہیں کرتی لیکن عملے کی شناخت جاری کر رہی ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس کے مکمل فنڈ یو ایس ایڈ اور امریکی حکومت برداشت کر رہی ہے۔ اس کے تمام پراجیکٹ بھی سری لنکا، غزہ، انگولا، عراق، افغانستان اور پاکستان کے حساس علاقوں میں ہیں آج کل یہ فاٹا میں ایک ناقابل یقین پروجیکٹ کی آڑ میں بھی کام کر رہی ہے جس کو اس نے ”فاٹا ڈیو پلمینٹ پروگرام گورنمنٹ ٹو کمیونٹی“ کا نام دیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا عمل قاتل بلیک واٹر گارڈز کے محاصرے میں گھومتا ہے اور فاٹا، پشاور اور اس کے گرد و نواح میں جنگجوؤں اور دیگر مشکوک افراد سے ملتا ہے انہوں نے اپنی ویب سائٹس پر پوری دنیا میں اپنے ۵۰ کاموں کو ظاہر کیا ہے جن میں سے نصف پاکستان میں انجام دیے جا رہے ہیں۔

ذرائع کے مطابق بلیک واٹر کے خطرناک ترین کرائے کے ان قاتلوں میں سے ۱۸ ارکان پشاور جبکہ ۸۰ کے قریب تربیلا میں ہیں۔ ایسے قاتل اسکو اڈز کا مرکزی کردار اور سربراہ امریکہ کی طرف سے افغانستان میں متعین کیے جانے والا کمانڈر جنرل میک کرسٹل ہے۔ دوسری طرف امریکی میرنیز کی موجودگی کو بھی اسلام آباد تک محدود نہیں رکھا گیا انہیں بھی تربیلا کے ارد گرد دیکھا گیا ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں ہماری فوج کی اسپیشل آپریشن ٹاسک فورس واقع ہے اس علاقے



میں پہلے بھی ۳۰۰ سے زائد امریکی فوجی موجود ہیں جن کو نام نہاد ”ٹریئرز“ کہا جا رہا ہے جبکہ سابق نگران وفاقی وزیر لیفٹیننٹ جنرل حامد نواز نے بتایا ہے کہ پاکستان میں امریکی ٹریئرز کی کوئی ضرورت نہیں انہوں نے کہا کہ ہمیں ایسا کوئی مشن نہیں دیا گیا جس کے لیے امریکیوں کی ٹریننگ کی ضرورت ہو۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جب وہ سیکرٹری دفاع تھے تو ان کے وفد کے فوجی افسران کو اس لیے ویزہ نہیں دیا گیا کہ ان کے نام القاعدہ کے اراکین سے ملتے تھے اسی طرح سابق سیکرٹری خارجہ ریاض کھوکھر کا بھی یہی کہنا ہے کہ امریکی بغیر ویزے کے پاکستان آرہے ہیں۔

اسی طرح اسلام آباد، جس پر امریکہ اور بلیک واٹر کی خاص نظر ہے میں سیکٹر ایف ۶، ایف ۷ اور ایف ۸ میں بھی امریکیوں اور غیر ملکیوں کی پر اسرار سرگرمیوں پر وہاں کے لوگوں میں اضطراب اور تشویش پائی جا رہی ہے۔

پاکستان میں امریکیوں اور غیر ملکی ایجنسیوں بشمول بلیک واٹر کی یہ سرگرمیاں باعث تشویش ہیں ان کے بارے میں مکمل معلومات رکھنا اور صورت حال پر قابو پانا حکومت کا فرض ہے۔ یہ درست ہے کہ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ پاکستان میں بلیک واٹر موجود نہیں ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ بلیک واٹر اپنا نام تبدیل کر چکی ہے اس لحاظ سے واقعی بلیک واٹر پاکستان میں نہیں ہے لیکن وہی نیٹ ورک ایک نئے نام کے ساتھ میدان میں اتر چکا ہے۔

## سرعام سفارتی سطح پر بلیک واٹر کی مدد:

موجودہ منظر نامے کو دیکھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے امریکہ ہر صورت میں اپنے مخصوص اہلکاروں کو پاکستان میں پہنچانے اور کسی مخصوص مشن کی تکمیل کے بعد بحفاظت واپسی چاہتا ہے لہذا اب اس مقصد کے لیے اس نے مزید فوجیوں اور پرائیویٹ اہلکاروں کو محفوظ راستہ دینے کے لیے سفارتی سطح پر مدد حاصل کی ہے اور فول پروف انتظامات

مکمل کر لیے ہیں۔ ذرائع کے مطابق اب ان لوگوں کو سفارتی عملے کے طور پر پاکستان لایا جا رہا ہے۔

ڈپلومیٹک لیول پر کسی بھی سفارت خانے میں ۷۵۰ افراد بطور اسٹاف کی اجازت ہوتی ہے مگر اب امریکہ یکطرفہ طور پر اسٹاف کا اضافہ کر رہا ہے جس کے رو سے ۴۰۰ ایلٹ میرین یہاں قیام کریں گے۔ امریکہ نے اسلام آباد میں بھی ۱۸ ایکٹر زمین سی ڈی اے سے اونے پونے داموں خرید لی ہے اور امریکہ کے اس سفارت خانے میں ۲۵۰ رہائشی مکانات تعمیر کیے جا رہے ہیں یعنی دوسرے الفاظ میں یہ سفارت خانہ نہیں بلکہ فوجی چھاؤنی بن جائے گی اس کے علاوہ امریکہ نے ۲۰۰ گھر کرایہ پر بھی حاصل کر لیے ہیں اور جبکہ ایک رپورٹ کے مطابق افغانستان میں ۲۵ ہزار جبکہ پاکستان میں ۸۰ ہزار امریکی اتحادی فوج بھی پہلے بھی موجود ہے۔

زیادہ تشویش کی بات یہ ہے کہ امریکہ نے کہوٹہ کے قریب جگہ حاصل کر لی ہے جہاں اس کے اہلکار رہائش اختیار کریں گے اور اپنا مشن مکمل کرنے کی کوشش کریں گے دوسری طرف ایشیا ٹائمز آن لائن (۳ اگست ۲۰۰۹ء) کے مطابق امریکہ نے تربیلا میں بھی ایک بڑا پلاٹ خریدا ہے اور وہاں ۲۰ بڑے کنٹینرز بھی بھیج چکا ہے ان کنٹینرز میں کیا تھا اس کا علم نہیں ہو سکا۔ اس کے علاوہ یہ رپورٹ بھی ملی ہے کہ امریکہ اسلام آباد میں اپنی موجودگی میں توسیع کرنے کے لیے ایک ارب ڈالر خرچ کرنے کا منصوبہ بھی رکھتا ہے اس پلان کی مرکزی اور خصوصیت اہمیت یہ ہے کہ ۴۰۰ سے زائد میرنیز اور سیکڑوں اے بی سی رکھنے کا منصوبہ بھی اسی پلان کا ایک حصہ ہے جبکہ پہلے ہی امریکہ کا ۳۵۰ کی تعداد کا منظور شدہ فوجی دستہ پاکستان میں موجود ہے۔

## بلیک واٹر کا مشن کیا؟

قارئین کرام! اگر اس تمام منظر نامے کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ بلیک واٹر اور امریکی تنظیموں کے تربیت یافتہ اہلکار نہ صرف پاکستان میں آچکے ہیں بلکہ انہوں نے اپنے کسی خفیہ مشن کا آغاز بھی کر دیا ہے۔ یہ خفیہ مشن کیا ہے اس کا ابھی اندازہ وہی لگایا جاسکتا ہے تمام صورتِ حال آپ کے سامنے ہے۔ امریکہ کے یہ اہلکار نہ صرف امریکی سفارت خانے کی گاڑیوں میں اسلحہ لیے گھوم رہے ہیں بلکہ ان کے محافظوں میں بلیک واٹر کے شوٹر اور کرائے کے قاتل بھی شامل ہیں انہوں نے رہائش یافتہ کے لیے جو علاقے منتخب کیے ہیں وہ کور کمانڈر ہاؤس، فوج کی اسپیشل آپریشن ٹاسک فورس، کھوٹہ ریسرچ سنٹر اور اسلام آباد میں واقع ہیں جبکہ اسلام آباد کے سیکٹر ایف ۶، ایف ۷ اور ایف ۸ میں بھی ان کی مشکوک نقل و حرکت نوٹ کی گئی ہے جبکہ سیکٹر ای ۷ میں ایٹمی سائنس دان عبدالقدیر خان بھی رہائش پذیر ہیں۔ پاکستان کا ایٹمی طاقت بننا امریکہ کو جس قدر کھٹک رہا ہے اس کی روشنی میں ان بلیک واٹر اور دوسرے اہلکاروں کی نقل و حرکت اور رہائش کے مقامات کو دیکھ کر ان کے منصوبے کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ دوسری طرف امیر جماعت اسلامی سید منور حسن نے کہا ہے کہ ”امریکہ اسلام آباد میں سفارت خانے کے نام پر میرین ہاؤس بنا رہا ہے جہاں ایک ہزار سے زیادہ جنگجو میریز تعینات کیے جائیں گے۔ حکومت بلیک واٹر کو پاکستان میں سرگرمیوں کی اجازت دے کر اپنی قبر کھود رہی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ امریکہ ناراض ہوا تو موجودہ حکمران بلیک واٹر کا سب سے پہلے نشانہ بنیں گے۔

بلیک واٹر کی پاکستان آمد اور موجودہ صورتِ حال باعثِ تشویش ہے حکمرانوں کو اس معاملے پر سنجیدگی سے غور کرتے ہوئے مناسب اقدامات کرنے چاہیں۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ (آمین)

## بلیک واٹر پر شور کیوں؟

”سب سے پہلے پاکستان“ کے نعرے کو اپنے ایمان و عقیدہ کا درجہ دینے والوں کو اب بظاہر اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ ”بلیک واٹر“ کے حوالے سے پاکستان کے ذرائع ابلاغ جو شور و غوغا برپا ہے اُسے دیکھ کر اور سن کر یہی لگتا ہے کہ امریکہ، ریاست پاکستان پر چڑھ دوڑنے کی تیاریاں مکمل کر چکا ہے اور اس ملک پر اُس کا مکمل قبضہ اب چند دنوں کی بات ہے لیکن یہ سب کچھ کسی سیٹج اداکاری سے کم نہیں، جس کے ذریعے پاکستانی عوام کو ایک ایسی آفت خیز بلا سے ڈرایا جا رہا ہے جو پچھلے باسٹھ سالوں میں عموماً اور گزرے آٹھ سالوں میں خصوصاً ان کے تمام تر نظم مملکت کو اپنے کٹھ پتلی حکمرانوں کے ذریعے قابو میں کیے ہوئے ہے۔

یہاں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ بلیک واٹر کیا ہے؟ اس تنظیم کے مقاصد کیا ہیں اور آیا یہ تنظیم پاکستان میں کچھ مہینوں ہی سے (جیسا کہ میڈیا ظاہر کر رہا ہے) سرگرم عمل ہے یا عرصہ دراز سے اس کی کارروائیاں جاری ہیں؟ اور وہ کیا وجوہات ہیں کہ جن کی بناء پر بلیک واٹر کا جن اچانک بوتل سے باہر آگیا ہے اور اس کی ہیبت و دہشت سے ہر کوئی لرزاں و ترساں نظر آ رہا ہے۔

بلیک واٹر بنیادی طور پر کٹر صلیبیوں کا ایسا گروہ ہے جو دنیا بھر میں صلیبی مفادات کے تحفظ کے لیے جارحانہ اور ظالمانہ انداز میں کارروائیاں کر رہا ہے۔ یہ تنظیم ۱۹۹۶ء میں شمالی کیرولینا کے بنجر علاقے میں وجود میں آئی۔ بظاہر اس کا مقصد نجی طور پر سکیورٹی کے فرائض انجام دینے کے لیے فوجی تربیت فراہم کرنا تھا اپنے قیام کے ایک عشرے بعد، آج بلیک واٹر دنیا کی سب سے بڑی نجی فوج میں تبدیل ہو گئی ہے جو کہ ہر سال ۴۰ ہزار سے زائد فوجیوں اور دیگر ایجنسیوں



کے افراد کو خصوصی تربیت دے کر اپنے منصوبوں کے لیے استعمال کرتی ہے۔ اس کے پاس دنیا کی سب سے بڑی نجی فوجی چھاؤنی میں جہازوں پر مشتمل فضائی فوج اور کئی گن شب ہیلی کاپٹر ہیں۔ اس فوج کا سربراہ ایک امریکی ”ایرک پرنس“ ہے جو کہ سابق اعلیٰ نیول آفیسر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بنیاد پرست عیسائی بھی ہے۔ نظریاتی طور پر ایرک پرنس مالٹا کے اُن کٹر عیسائی گروہوں سے وابستہ ہے جو آخری صلیبی جنگ میں صلاح الدین ایوبی سے شکست کھانے کے بعد ذلت و رسوائی کے باعث یورپ واپس نہیں گئے تھے بلکہ فلسطین کے ساتھ سمندر کے دوسری جانب جزائر مالٹا میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور مسلمانوں سے ازلی دشمنی اور انہیں اس دنیا سے ختم کرنا اُن کا مشن رہ گیا تھا۔ اس تنظیم کے ساتھ چار سال تک ملازمت کرنے والے ”جان ڈو“ نے آن دی ریکارڈ عدالت میں بیان دیتے ہوئے ایرک پرنس کو عیسائی قرار دیا اور کہا ”وہ دنیا میں سب مسلمانوں اور ان کے عقیدے کو ختم کرنے کے لیے کام کر رہا ہے۔ اس کی تنظیم نے عراقیوں کی زندگیوں کو تباہ کرنے اور قتل کرنے پر انعامات دیے ہیں۔ ایرک پرنس عیسائی ہے جو عیسائیت کے فروغ اور اسلامی عقیدے کو ختم کرنے کا کام کر رہا ہے۔“ ایرک اپنے باپ کا کروڑوں ڈالر کا آٹو پارٹس کا بزنس سنبھال سکتا تھا مگر پھر وہ مسلمانوں کو ختم کرنے کی خواہش کیسے پوری کرتا، لہذا اس نے نیوی جوائن کر لی۔ اپنے باپ کے مرنے کے بعد اُس نے نیوی کو خیر باد کہا اور مشی گن آگیا۔ پھر اس نے اپنے باپ کے کاروباری کمپنی کو بیچ ڈالا اور اپنے حصے کی رقم سے بلیک واٹر یو ایس اے کی بنیاد ڈالی۔

۱۹۹۰ء کے عشرے میں اس خاندان کے افراد کا شمار بڑے بڑے بینک کاروں میں ہوتا تھا اور ایرک بذات خود سابق صدر بش اور اس کے ساتھیوں کو مالی معاونت فراہم کرنے والا ایک نمایاں شخص تھا۔ ۲۰۰۱ء تک سرکاری معاہدے کے تحت بلیک واٹر کے پاس ایک بلین ڈالر سے بھی کم کا بزنس تھا لیکن جارج بش کے عہدہ صدارت کی پہلی مدت کی ابتدا میں ہی ڈرامائی طور پر یہ کمپنی ایک بلین ڈالر سے بھی زیادہ منافع سمیٹ چکی تھی۔ ۲۰۰۷ء میں امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے کمپنی سے ۹۲ ملین ڈالر کا معاہدہ کر لیا۔ اس سے پہلے اگست ۲۰۰۳ء میں اسے ۲۱ ملین ڈالر کا کنٹریکٹ ملا۔ وہ

امریکی استعمار جسے سرمایہ داری اور منافع خوری سے عشق ہے، وہاں عوام الناس کا وسیع پیمانے پر قتل کرنے والی بین الاقوامی مشینری اب تجارتی ہاتھوں میں پہنچ چکی تھی۔ لہذا جوں جوں وقت گزر تا گیا، بلیک واٹر کی سنگ دلی، بے رحمی اور سفاکی کی داستانیں بکھرنے لگیں۔

اس وقت امریکہ کی جانب سے عراق میں تعینات نجی سکیورٹی فرموں میں سے بلیک واٹر سب سے بڑی ہے اور اس کی آمدنی کا ۹۰ فیصد حکومتی ٹھیکوں سے حاصل ہوتا ہے۔ بلیک واٹر کے ایک اہلکار پر سالانہ ۴،۵۰۰،۰۰ ڈالر خرچ کیے جاتے ہیں جو کسی بھی امریکی جنرل کی ۲۶ سال کی ملازمت کے دوران حاصل کی گئی تنخواہ سے بھی زائد ہیں۔ مذکورہ بالا اعداد و شمار سے واضح ہوتا ہے کہ اس تنظیم کے معاشی اثاثہ جات کس قدر ہیں اور مالی طور پر یہ تنظیم کس قدر مضبوط ہے۔ اس سارے تناظر میں ایک بار ہمیشہ ذہن نشین رہنی چاہیے جس کی طرف قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ”سبحان اللہ! کیسا پاک اور صاف کلام ہے کہ جو ہر زمانے میں کفر کی اصلیت کے پردے چاک کرتا ہے اور اُس کے انجام بد کی پیشگی خبر دیتا ہے تاکہ مومنین شکستہ دلی اور مایوسی کا شکار نہ ہوں۔“ ذرا سورۃ الانفال کی اس آیت پر غور فرمائیں اور سوچیں کہ کیا آج بھی صلیبی لشکر خود اپنے ہاتھوں سے اپنی تباہی کا سامان، وافر مقدار میں مہیا نہیں کر رہا؟

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ

تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ﴾

﴿الأنفال: ۳۶﴾

”بے شک جو لوگ کافر ہیں وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ اللہ کی راہ سے روکیں سو ابھی (یہ) اور خرچ کریں گے پھر آخر (یہ مال خرچ کرنا) اُن کے لیے باعث حسرت

ہو گا اور آخر مغلوب ہوں گے اور جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے۔“

پھر ہم اپنے رب کے بھروسے پر کیوں نہ کہیں

شاید قریب آگئی جہانِ پیر کی موت

بلیک واٹر کے کرائے کے فوجی کتنے بے حس اور ظالم ہیں، اس بات کا اندازہ عام آدمی کبھی نہیں لگا سکتا۔ انسانوں کی موت ان کے لیے سکون کا باعث ہے اور وہ بے قصور لوگوں کو مار کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔ عراق میں ایسے بے شمار واقعات ہو چکے ہیں، جن میں بلیک واٹر کے سیاہ ناگوں نے اپنی گاڑیوں کے پیچھے یادائیں بائیں آنے والی گاڑیوں پر بس یونہی فائرنگ کر دی۔ ڈرائیور کو گولی لگی اور اس نے گاڑی درخت میں دے ماری۔ اندر بیٹھے دیگر افراد جان بچانے کے لئے بھاگے تو وہ بھی یکے بعد دیگرے خون میں لت پت ہو کر ٹھیلوں سے ٹکراتے، فت پاتھوں پر گرتے مارے گئے۔ یوٹیوب پر ایسی بہت سی ویڈیوز دیکھی جاسکتی ہیں۔ یہ ان وحشی کرائے کے قاتلوں کے کارنامے ہیں جنہیں دنیا بلیک واٹر یا تھی سروسز کے نام سے جانتی ہے اور جو عراق، افغانستان اور دیگر ممالک میں دہشت کی علامت ہے۔

یہ تنظیم عراق میں جو گل کھلا چکی ہے، اس کا احوال پڑھ اور سن کر ہی ہر اُس فرد پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے، جس کا دل امت کے درد سے معمور ہو اور جو ”مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں اگر اس کے کسی ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے“ کے فرمان نبی ﷺ کا مصداق ہو۔ اس سلسلے میں صرف ایک مثال ملاحظہ ہو۔

ستمبر کی سولہ تاریخ تھی اور سال ۲۰۰۷ء، امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کا ایک قافلہ بلیک واٹر کے زیر نگرانی عراق کے نصور چوک کی طرف جا رہا تھا۔ درمیان کی گاڑی میں ایک سینئر امریکی افسر براجمان تھے جسے بلیک واٹر کی

بلٹ پروف گاڑیاں گھیرے میں لیے ہوئے تھیں۔ وہ سڑک کے الٹی طرف بڑی تیز رفتاری سے جارہے تھے۔ عراقی پولیس نے عام ٹریفک کو زبردستی روکا ہوا تھا تاکہ قافلہ بآسانی گزر سکے۔ ایسے میں ایک گاڑی چوک میں داخل ہوئی، پولیس کے ایک اہل کار نے اسے رکنے کے لیے لکارا لیکن ڈرائیور اس کی بات نہ سن سکا۔ اپنے امریکی کلائنٹ کی حفاظت پر معمول بلیک واٹر کے ذمہ داران نے لمحوں میں اس گاڑی پر فائر کھول دیا۔ شدید فائرنگ سے پوری گاڑی چھلنگی ہو گئی لیکن اسی پر بس نہیں کیا اس پر مزید ہیڈ گرنیڈ پھینکے گئے جس سے وہ آگ کی لپیٹ میں آ گئی۔ ایسے میں پورا انصور چوک فائرنگ سے گونج اٹھا۔ لوگ اپنی جانیں بچانے کے لیے گاڑیوں سے کود کود کر بھاگنے لگے۔ اس گاڑی میں نہ تو القاعدہ تھی اور نہ ہی ”دہشت گرد“۔ اس میں ایک چھوٹی سی عراقی فیملی تھی ایک مرد، اس کی بیوی اور اس کا ایک شیرخوار بچہ۔ اس فیملی کا جرم صرف اتنا تھا کہ وہ ٹریفک کی بھیڑ سے گھبرا کر اچانک روڈ پر نکل آئی اور اپنے ہی ملک، اپنی ہی سرزمین اور اپنی ہی سڑکوں پر غیروں کے ہاتھوں ماری گئی۔ شاہدین بتاتے ہیں کہ ماں اور بچے کی لاشیں پگھل کر آپس میں جڑ گئی تھیں۔ بلیک واٹر کی اس اندھا دھند فائرنگ کی زد میں آکر مزید ۲۸ عراقی شہید ہوئے۔

عراقی وکیل حسن جبار کو اس واقعے میں پیٹھ پر چار گولیاں لگیں۔ اُس نے ایک انٹرویو میں بتایا ”میں نے عورتوں اور بچوں کو گاڑیوں سے چھلانگ لگاتے اور رینک کر محفوظ مقام تلاش کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے ایک دس سالہ بچے کو منی بس سے بدحواسی کے عالم میں بھاگتے دیکھا لیکن ایک گولی اس کے دماغ کو پھاڑتی ہوئی نکل گئی۔ اس کی ماں جو شور مچا کر اسے روکنے کی کوشش کر رہی تھی، یہ منظر دیکھ کر چلاتی ہوئی بس سے باہر نکلی مگر اسے بھی گولیوں سے بھون دیا گیا۔“ ایک امریکی کی جان بچانے کے لیے معصوم انسانوں کو ذبح کرنے والے ان درندوں کو کیا کسی بھی انسانی نام سے پکارا جاسکتا ہے؟ یہ آزمائش کی کڑی صورت ہے جو امت کو درپیش ہے اور آزمائشوں کے بغیر رضائے رب و جنت الخلد کا حصول اور دنیا میں عزت و تمکنت محض خواب ہے کیونکہ قرآن مجید صراحتاً بیان فرماتا ہے کہ



﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ  
الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصُرُ اللَّهُ﴾  
﴿البقرة: ۲۱۴﴾

”کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ تم پر ان لوگوں جیسے حالات  
نہیں گزرے، جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ ان کو سختی اور تکلیف پہنچی اور وہ ہلا مارے  
گئے یہاں تک کہ (وقت کے) رسول اور جو ان پر ایمان لائے پکاراٹھے کہ کب آئے  
گی اللہ کی مدد، دیکھو خدا کی مدد (عن) قریب (آیا چاہتی) ہے۔“

اور پھر اللہ تعالیٰ خود ہی بے بسی کی تصویر بنے ہوئے، بے چین اور مضطرب دلوں کو حیات آفرین پیغام

دیتا ہے کہ

﴿أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ﴾ ﴿البقرة: 214﴾

”سن رکھو اللہ کی مدد قریب ہے۔“

پاکستان میں پچھلے چند ہفتوں سے بلیک واٹر کی آمد کا شور و غوغا اس انداز سے برپا کیا گیا ہے جیسے یہ بلا ابھی  
ابھی پاکستان پر نازل ہوئی ہے۔ تفصیلات تو بہت زیادہ ہیں یہاں ہم اختصار سے میڈیا میں آنے والے، حقائق و واقعات کا  
تذکرہ کرنے کے بعد یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ کیا واقعی بلیک واٹر چند ہفتے پیشتر پاکستان پر آفت کی صورت میں نازل  
ہوئی ہے یا ”کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے“ کے مصداق، معاملہ کچھ اور ہے۔

پاکستانی میڈیا کے مطابق اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے میں توسیع کی آڑ میں منی سینٹاگون بن رہا ہے۔ ۱۸ ایکڑ رقبہ محض ایک ارب روپے میں امریکی سفارت خانے نے خریدا ہے۔ اسلام آباد میں امریکیوں نے ۲۰۰ سے زائد گھر کرایہ پر حاصل کر لیے ہیں اور بقول جنرل طارق مجید ”ایک گھر میں اگر ۶ سے ۷ افراد بھی رہائش پذیر ہوں تو یہ تعداد ڈیڑھ ہزار کے قریب ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ سفارت خانے میں جو میرینز ہاؤس بن رہا ہے وہ بھی نہ معلوم کتنے افراد کی گنجائش رکھتا ہے۔ مجموعی تعداد کوئی ۳ سے ۴ ہزار کے قریب بنتی ہے۔“ بلیک واٹر اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے ایس ایس جی کے ریٹائرڈ لوگوں کو بھرتی کر رہی ہے۔ نیز اردو اور پنجابی زبانوں پر عبور رکھنے والے ایجنٹوں کو بھرتی کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس مقصد کے لیے بلیک واٹر کی ویب سائٹ پر فارم موجود ہے۔ اگرچہ ویب فارم میں یہ تذکرہ نہیں کہ ان کو کہاں تعینات کیا جائے گا، تاہم اردو اور پنجابی بولنے والے ایجنٹوں کو پاکستان میں ہی ڈیوٹی پر لگایا جاسکتا ہے۔ تفصیلات کے مطابق ایک پرائیویٹ سکیورٹی فرم کی ویب سائٹ سکوائر ڈاٹ بلیک واٹر یو ایس اے ڈاٹ کام پر ایک بھرتی فارم دیا گیا ہے جس میں دیگر زبانوں کے علاوہ اردو اور پنجابی زبانوں پر عبور رکھنے والے ایجنٹوں کو بھی بھرتی کیا جا رہا ہے۔

بلیک واٹر کے ذمہ داران نے کراچی میں سرگرمیوں کے لیے ۲۲ افراد کو بھرتی کیا ہے جن میں سے ۱۶ افراد قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ریٹائرڈ اہل کار و افسران ہیں۔ دوسری جانب تین ماہ سے بلیک واٹر کے ذمہ داران سے رابطے میں رہنے والے کراچی سے تعلق رکھنے والی حکومتی اتحادی جماعتوں کے راہنماؤں کے تعاون سے بلیک واٹر کے اہل کاروں نے شہر میں ۷ بنگلے ڈیفنس اور ۴ بنگلے گلشن اقبال میں مقررہ کرائے سے کئی گنا زیادہ کرائے پر حاصل کیے ہیں۔ دوسری جانب کریگ ڈیوس نامی بلیک واٹر کا ذمہ دار جو امریکی کمپنی کری ایٹو ایسوسی ایٹس انٹرنیشنل کے اہل کار کے طور پر سامنے آیا، جو بلیک واٹر کا ایک ونگ بتایا جاتا ہے کو پشاور میں پراسرار سرگرمیوں میں ملوث ہونے پر رنگے ہاتھوں پکڑے جانے کے بعد ملک سے نکال دیا تھا، تاہم میڈیا رپورٹس کے مطابق کریگ ڈیوس دوبارہ پاکستان آچکا ہے اور اپنی سرگرمیاں

دوبارہ شروع کر چکا ہے۔

بات صرف گھروں تک محدود نہیں بلکہ بلیک واٹر کے اہل کار اسلام آباد کی سڑکوں پر دندناتے پھر رہے ہیں وہ اسلحہ کی نمائش کر رہے ہیں شہریوں کے ساتھ ذلت آمیز رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ دو واقعات کے بارے میں تفصیلات کچھ اس طرح ہیں کہ پہلا واقعہ ۲۵ اگست کی رات کو پیش آیا، جب پولیس نے دو مشکوک گاڑیوں کو روکا جن میں ۴ امریکی سوار تھے۔ ان کے پاس انتہائی خطرناک اسلحہ اور آٹومیٹک مشین گنز تھیں جب ان سے شناخت مانگی گئی تو انہوں نے اپنا تعارف بلیک واٹر گارڈز کے طور پر کر لیا، جس کے بعد ان افراد کو گرفتار کر کے مارگلہ پولیس اسٹیشن لے جایا گیا، جہاں امریکی سفارت خانے کا سکیورٹی آفیسر کیپٹن اعجاز فوراً پہنچ گیا۔ اُس نے ایس ایچ او کو دھمکیاں دیں اور ان افراد کو چھڑا کر لے گیا۔ دوسرا واقعہ آب پارہ پیش آیا۔ جب پاکستانی شہری محسن بخاری کو امریکی بلیک واٹر کے اہل کاروں نے صرف اس لیے مارا پیٹا کہ اس نے اپنی گاڑی ان کی گاڑی کے آگے کھڑی کر دی تھی۔

اطلاعات کے مطابق کراچی میں بلیک واٹر کی سرگرمیاں بڑھتی جا رہی ہیں کراچی پورٹس پر ۵۰۰ سے زائد ہمویز موجود ہیں جنہیں خفیہ طریقوں سے مختلف حصوں میں ٹرانسپورٹ کیا جا رہا ہے۔ ہمویز (ہائی یوٹیلیٹی ملٹی پریز وہیکل High Utility Multipurpose Vehicle) شہری آبادی میں آپریشن کے لیے انتہائی کارآمد ہوتی ہے۔ ایک ہمو کی قیمت ایک لاکھ چالیس ہزار ڈالر ہے جو پاکستانی ایک کروڑ بارہ لاکھ روپے بنتی ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ۵۰۰ ہمویز کی کیا قیمت ہوگی جو امریکہ پاکستان میں جنگ لڑنے کے لیے لگا رہا ہے۔ پشاور میں بھی بلیک واٹر کی سرگرمیاں جاری ہیں۔ بلیک واٹر نے پشاور میں ۴۰ کمروں پر مشتمل دوبلد نگز کرائے پر حاصل کر لی ہیں۔

یہ تو اختصار تھا اُن تمام تفصیلات کا جو آج کل پاکستانی میڈیا پر چھائی ہوئی ہیں اب آتے ہیں اُن حقائق کی طرف جن کی وجہ سے بلیک واٹر کا ”راز“ طشت از بام کیا گیا اور اپنے لیے ”مناسب ریٹ“ نہ ملنے کی صورت میں امریکیوں

کے ساتھ نور اگشتی شروع کی گئی۔

سب سے پہلے تو یہ دیکھنا ہو گا کہ اس ساری مہم کے پیچھے کون سے عناصر کار فرما ہیں۔ بنظرِ غائر جائزہ لیا جائے تو اس سارے کھیل کے پیچھے آئی ایس آئی کے حمایت یافتہ سیاست دان، کالم نگار، اخبارات و ٹی وی چینلز اور ریٹائرڈ جرنیل موجود ہیں۔

پاکستان میں موجودہ طبقہ مترفین (جس میں کارپردازانِ مملکت، افواج و خفیہ ایجنسیاں، پولیس، سیاست دان اور میڈیا شامل ہیں) مدت سے امت مسلمہ کے ازلی دشمن، صلیبی و صیہونی لشکروں کے لیے دل و جان سے واری ہوا جا رہا ہے۔ اس گروہ کو ”عباد البطن“ کا عنوان دیا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ یہ دراصل شکم اور ہوس دنیا کی آگ ہی ہے جس کو بجھانے کے لیے اس طبقہ نے امت سے خیانت و غداری کر کے صلیبیوں کے لیے اپنے کندھے پیش کیے اور نتیجتاً شکم کی آگ بجھنے کی بجائے مزید تیز ہو گئی۔ ہوسِ دنیا نے ان کے قلوب و اذہان کو بری طرح اپنے شکنجے میں لے لیا مگر اپنی تمام تر وفاداریوں کے باوجود بھی صلیبی آقاؤں کی طرف سے ان پر بد اعتمادی کا اظہار کیا گیا اور حرص و ہوس کے پجاریوں کی تسکین نفس کا سامان بتدریج کم ہوتا چلا گیا (لیکن ان کے لیے جہنم کے الاؤ ضرور بھڑک اٹھے ہیں) اب جبکہ صلیبیوں نے اپنی فطرت کے عین مطابق، طوطا چشتی کرنا شروع کی اور پیٹ کے ان بندوں، کو اپنی خوراک یعنی امریکی ڈالروں کی صورت میں نارِ جہنم سے کم حصہ ملتے ہوئے دکھائی دینے لگا تو انہوں نے اپنے آقاؤں کو پریشاں کرنے کے لیے یہ سارا طوفان اٹھایا۔

امریکہ کے سابق صدارتی امیدوار سینیٹر جان کیری اور سینیٹر رچرڈ لورگر کا پاکستانی امداد کا مشترکہ بل جسے ”کیری لوگر بل“ کا عنوان دیا گیا، امریکی کانگریس نے منظور کر لیا جس کے تحت پاکستان کو پانچ سالوں میں 7.5 ملین ڈالر کی امداد ملے گی۔ امداد کی سالانہ قسط 1.5 ملین ڈالر ہو گی۔ امریکہ نے ماضی کی نسبت، اس امداد کو مختلف طریقوں سے دینے کا اعلان کیا ہے۔ پہلے جو بھی امداد امریکہ کی طرف سے دی جاتی تھی، وہ براہِ راست پاکستانی حکومت اور فوج کو دی جاتی تھی نیز



## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

اس کے شفاف استعمال پر کبھی نظر نہیں رکھی گئی لیکن اب کی بار معاملہ کافی مختلف ہے۔

اس بار امریکا کی حکمت عملی یہ ہے کہ اس امداد کو براہ راست حکومت و فوج کو دینے کی بجائے این جی اوز، ضلعی حکومتوں اور فوجی اداروں کو دیا جائے، اور پھر اس کے استعمال کے حوالے سے بھی خصوصی Check and Balance کا نظام قائم کیا جائے۔ پس اسی وجہ سے امت سے خیانت کرنے والے ان حکمرانوں نے اپنی دکان داری کے ”مندے“ کے پیش نظر شور ڈالنا شروع کر دیا۔

اب امریکی ہر معاملے کو خود گراس روٹ لیول پر دیکھنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں ہر چھوٹے بڑے سیاست دان سے امریکی خود رابطے میں ہیں۔ اباما کا مشیر خصوصی رچرڈ ہالبروک ہو، اسلام آباد میں تعینات امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن ہو یا لاہور میں بیٹھا امریکی قونصلر برائن ڈی ہنٹ یہ سب اپنی توجہ ایک ہی نقطہ پر مرکوز کیے ہوئے ہیں کہ چلی سطح تک از خود رابطوں کو فروغ دیا جائے۔ اسی لیے ارباب اقتدار کے پیٹ میں مروڑا ٹھہرے ہیں کہ جس لعین دنیا کے دھن و دولت کے لیے ایمان بیچا، ارتداد کا راستہ اختیار کیا اور مسلمانوں کی بستوں کو اجاڑنے والے صلیبیوں کی گود میں جا بیٹھے، اب اگر وہ دھن دولت بھی ہاتھ سے جاتا رہا تو کیسا زبردست خسارہ ہے لہذا ان کا ہاضمہ اس نئے طریقے کو جم نہیں کر پارہا۔ سو ”ہاضمہ کا یہی مرض“ ان مجرمین کو اب کسی پل چین نہیں لینے دے رہا۔

ایک طرف امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن کہتی ہے کہ ”جب سے صدر زرداری منتخب ہوا ہے ہم سلامتی، اقتصادی اور ترقیاتی امداد کی مد میں مجموعی طور پر ۳۳ ارب ڈالر کی امداد جاری کر چکے ہیں، قانونی طور پر موزوں طریقہ کار کو اپنا کر ہم قومی، صوبائی اور مقامی اداروں کے ذریعے مزید فنڈز فراہم کریں گے۔“ لیکن دوسری طرف پاکستانی وزیر خزانہ شوکت ترین کا کہنا ہے کہ ”امریکہ نے موجودہ حکومت کو ۳۳ ارب ڈالر نہیں دیے مجھے صرف ۹ کروڑ ڈالر کی امریکی امداد کا علم ہے۔ کیری لوگر بل کے تحت ۱۱.۵ ارب ڈالر کی امداد کے حوالے سے ہم چاہتے ہیں کہ امریکی حکومت پاکستان کی حکومت کی

مدد کرے۔“

پاکستانی دفتر خارجہ کے ترجمان عبدالباسط نے کہا ہے کہ ”امریکہ نے اگر پاکستان کو این جی اوز کے ذریعے امداد دی تو اس کا بڑا حصہ ان غیر سرکاری اداروں کے اپنے اخراجات پر ضائع ہو جائے گا امداد کے معاملے پر ہماری امریکہ سے بات چیت جاری ہے اور امید ہے کہ کوئی ایسا میکنزم بن جائے گا جو دونوں ممالک کے لیے فائدہ مند ہو گا۔ ہم نہیں چاہتے کہ امریکہ جو امداد ہمیں دے اس کا بڑا حصہ انتظامی امور میں ضائع ہو جائے۔“

سابق وفاقی وزیر خارجہ گوہر ایوب کا کہنا تھا کہ ”این جی اوز ایک دفتر میں چند کمپیوٹروں کے ذریعے ایک بڑے پراجیکٹ کو کیسے مکمل کر سکتی ہیں؟ کیا کوئی این جی اوز ایم بنا سکتی ہے، ضلع حکومت بھی کوئی بڑا کام نہیں کر سکتی اس کے پاس تو وسائل ہی نہیں ہوں گے اور نہ ہی معلومات ہوں گی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ یہ فنڈز استعمال نہیں ہو سکیں گے۔ اس طرح اگر امریکی امداد ضلعی حکومتوں اور این جی اوز کو دی گئی تو وہ ضائع ہو جائے گی۔ فنڈز این جی اوز کے حوالے کر دینے سے ان کا استعمال مشکل ہو گا اور اگر ہوا تو غلط استعمال ہو گا کیونکہ این جی اوز کا زیادہ تر مقصد لمبی گاڑیاں اور بڑی بڑی تنخواہیں ہوتا ہے اگر اس طرح ہوا تو وہ پیسہ واپس جانا شروع ہو جائے گا۔“

رچرڈ ہالبروک کا کہنا تھا ”ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ پاکستان کو امریکی امداد کب ملے گی۔ ابھی کانگریس کے ایوان نمائندگان سے اس بل کی منظوری باقی ہے (بعد ازاں ماہ ستمبر کے آخری ہفتے میں یہ بل پاکستان پر نہایت ذلت آمیز شرائط عائد کر کے منظور کر لیا گیا) علاوہ ازیں دونوں ممالک کی حکومتوں کے نظام کی پیچیدگیاں امداد میں تاخیر کا باعث ہو سکتی ہیں۔ امریکی کانگریس یہ جاننا چاہتی ہے کہ امداد کہاں اور کیسے خرچ ہوگی؟

پاکستان کے عوام کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ بلیک واٹر اور امریکی عسکری ادارے راتوں رات پاکستان نہیں آگئے۔ مجاہدین تو اللہ کی مدد، نصرت اور توفیق سے گزستہ آٹھ سالوں سے امریکہ کی تمام تر ٹیکنالوجی اور اس ”کالے

پانی“ کو بھگتا رہے ہیں میریٹ ہوٹل جسے امریکی انتظامیہ اپنے ریجنل آپریشن ہیڈ کوارٹر کے طور پر استعمال کر رہی تھی، کو مجاہدین نے فدائی کارروائی کر کے نیست و نابود کر دیا۔ میریٹ کی تباہی کے بعد پی سی پشاور کو انہی مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا اور ہر قسم کا انتظام و انصرام کرنے کے بعد خطے میں لڑی جانے والی جنگ کا کنٹرول روم یہی ہوٹل قرار پایا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مجاہدین نے اس امریکی اڈے کو بھی تباہ و برباد کر دیا (یاد رہے یہ دونوں مقامات بلیک واٹر کے لیے بھی مرکزی حیثیت رکھتے تھے اور اس کا پورا ڈھانچہ بھی یہی سے کنٹرول کیا جاتا تھا) اسی طرح نیٹو کے کنٹینرز پر حملے کر کے مجاہدین نے واشگاف انداز میں یہ پیغام دیا کہ اب افغانستان میں موجود صلیبی افواج کے لیے یہاں سے بھاگنے کے سوا کوئی دوسرا آپشن موجود نہیں۔ الغرض، مجاہدین نے پاکستان بھر میں ہر جگہ امریکہ اور اس کے مفادات کو ضرب لگائی ہے اور آئندہ بھی لگاتے رہیں گے۔ (ان شاء اللہ)

﴿وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ﴾ ﴿آل عمران: 126﴾

”اور مدد تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے جو زبردست اور حکمت والا ہے۔“

اللہ کی یہ نصرت (جس کا وعدہ اُس نے اپنے وعدوں پر ایمان لانے والوں اور آزمائشوں کی کٹھن وادیوں کو صبر و استقامت سے عبور کرنے والوں سے کیا ہے) ہی ہے جس کی بدولت عراق و افغانستان میں طاغوتِ اکبر امریکہ اپنی بقا کی جنگ ہار رہا ہے اور بلیک واٹر کے موجودہ معاملے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اسی ہاری ہوئی جنگ میں صلیبیوں کے ”فرنٹ لائن اتحادی“ بھی مستقبل کے منظر نامے کو دیکھ رہے ہیں اور اب اپنی ساکھ کو بحال کرنے کے لیے مختلف حیلوں بہانوں سے ایک طرف مجاہدین اسلام کی نظروں میں اپنا اعتماد بحال کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں جبکہ دوسری طرف عوام الناس کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ امریکہ کو پاکستان پر حملے کی صورت میں لاکھوں چنے چبوا دیں گے۔

## دجال کا شکر بلیک واٹر ‡

رہی بات عوام الناس کی تو عوام کو اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ امریکی سیلاب کو اگر اب تک کسی نے روکا ہو اسے تو وہ یہی مجاہدین کا چھوٹا سا گروہ ہے جس نے افغانستان کے پہاڑوں کو خدائی دعویٰ دار، نام نہاد ”سپر طاقت“ کے قبرستان میں تبدیل کر دیا ہے کیونکہ اللہ کے یہ بندے تو ایک ہی بات جانتے ہیں کہ

جس دل میں خدا کا خوف رہے، باطل سے ہر اس کی احباب ہوگا

جو موت کو خود لبیک کہے، وہ حق سے گریزاں کیا ہوگا

مجاہدین نے صلیبیوں کے ہر وار کو اپنے سینے پر روک کر امت کی حفاظت کا فرض پورا کیا ہے البتہ مجاہدین، مسلمان عوام کی حفاظت کے لیے بالکل اُسی طرح میدان میں نظر آئیں گے جس طرح افغانستان و عراق میں اللہ کی توفیق و مدد سے باطل کا سر غرور پیوندِ خاک کرنے کے لیے میدان میں نکلے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہ بندے کسی طاغوت کے خوف و جبر سے رکنے اور تھمنے والے نہیں ہیں۔ انہوں نے تو سبق ہی یہ پڑھا ہے کہ

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ ﴿آل عمران: ۱۳۹﴾

”اور سست نہ ہو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔“



## امریکی فوج اور بلیک واٹر کے عقوبت خانے اور اڈے

اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں قائم امریکی اڈے مسلمان ملکوں کی جاسوسی کے لئے کام کرتے ہیں اور انہی کفریہ اڈوں سے مسلمانوں کو بموں سے اڑانے اور انہیں خطرناک گیسوں سے بھسم کرنے کی بھٹیاں بھی ہیں۔ قیدیوں کی منتقلی اور انہیں امریکہ تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں دراصل امریکہ نے پوری دنیا میں اپنا نیٹ ورک قائم کر رکھا ہے اور اہم اسلامی ممالک میں اپنے حربی سامان کے ساتھ بلیک واٹر آرمی کو بھی تعینات کر رکھا ہے عرب ممالک کے نزدیک اڈے بنانے کا مقصد وہاں پر تیل کو ارزاں نرخوں پر اور بد معاشی کے ذریعے سات سمندر پار پہنچانا ہے۔ اس کے علاوہ ان اڈوں کا ایک صلیبی مقصد یہ بھی ہے کہ جب ہر مجدوں Armageddon ایک ہولناک بین الاقوامی جنگ جس کا ذکر احادیث اور آثار میں ہے چھڑ جائے گی تو یہاں سے ان کے تعاقب میں جنگی مہمات روانہ کی جائے گی اور دجال کے ظاہر ہونے پر بھی یہی بلیک واٹر دجالی کتے اور امریکی دجال کا ساتھ دے کر اُس کو خدا مان کر مسلمانوں پر چڑھائی کریں گے اور مبہونی و صلیبی طاقتیں مسلمانوں پر ہر طرف سے حملہ کر کے اپنے مقاصد کی تکمیل میں چل پڑے گی۔ کچھ انٹرنیٹ نیوز کے مطابق امریکا نے پوری دنیا میں اپنے اڈوں اور دفاتر کی سکیورٹی بھی بلیک واٹر آرمی کے سپرد کر دی ہے۔ تاکہ اپنی باقاعدہ فوج بیرونوں میں رہ کر مزاحمت سے بچ جائے اور ان کی حفاظت پر مامور یہ کالے کتے مار دیے جائیں۔ اس کی مثال عراق میں قائم امریکی گرین زون اور افغانستان میں پورا کابل اور ڈپلومیٹک ایریاز اور پاکستان میں اسلام آباد میں بلیک واٹر کا دندناتے پھرنا قوم کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے۔ اسی تناظر میں ان اڈوں کی مختصر تفصیل درج کی جا رہی ہے۔

## عراق میں امریکی اڈے:

ویسے تو اس وقت پورا ملک ہی امریکا کے کنٹرول میں ہے اس وقت عراق میں امریکی و اتحادی افواج لاکھوں کی تعداد میں بیٹھی ہے۔ لیکن میڈیا پر اپنے کٹھ پتلی حکومت کے ساتھ مل کر امریکی فوج کا عراق سے انخلاء کا ایک ڈرامہ رچایا لیکن ہمارے معصوم مسلمان امریکی ڈرامے سے متاثر ہو کر ان کے لئے ہمدردیاں جتانے لگے۔ لیکن یہ امریکی ڈالر پر پلنے والے دانشور جان لیں آج آپ امریکی حمایت میں تو بول رہے ہیں کل آپ کو اللہ کے دربار میں جانا ہو گا اور مسلمان قوم کا ہاتھ آپ کے گریبانوں میں ہو گا۔ بغداد کے آئیر بیس پر سب سے بڑا امریکی اڈا موجود ہے۔ جہاں سے عراق کی جنگ کو کنٹرول کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ بغداد کے سکیورٹی گرین زون میں تمام غیر ملکی فساد دہشت گرد بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیمپ کروپر اور صدام حسین کا محل بھی امریکی اڈوں کے طور پر استعمال ہو رہا ہے جو کہ کئی مربع میل پر پھیلا ہوا ہے اور عراق میں تمام جیلیں بھی امریکی فوج اور بلیک واٹر کے اڈے ہیں۔

اب تک عراق میں اٹھارہ امریکی جیلوں کا پتہ چلایا جاسکا ہے، ان جیلوں کی فہرست یہ ہے۔

1- ٹرانسل جیل، موصل۔

2- بادوش جیل، موصل۔

3- بچہ جیل، موصل۔

4- اربیل سینٹرل جیل۔

5- خواتین جیل، اربیل۔

- 6- السہلیہ جیل۔
- 7- تسفیرات جیل، بغداد۔
- 8- الرصافہ جیل۔
- 9- ابو غریب جیل۔
- 10- ابو غریب جیل (داخلی) اس قید خانے میں تفتیشی مرکز اور عقوبت خانے بھی قائم ہیں۔
- 11- کیمپ اشرف جیل، یہ قید خانہ بھی تفتیشی مرکز اور عقوبت خانے پر مشتمل ہے۔
- 12- کیمپ کروپر جیل، یہ قید خانہ بھی تفتیشی مرکز اور عقوبت خانے پر مشتمل ہے۔
- 13- الکوت جیل۔
- 14- الحلہ جیل۔
- 15- الدیوانیہ جیل۔
- 16- کربلاء جیل۔
- 17- النجف جیل۔
- 18- کیمپ بوکا جیل / ام قصر سینٹر، یہ قید خانے بھی تفتیشی مرکز اور عقوبت خانے پر مشتمل ہے۔

## کیمرے نے امریکیوں کے مظالم بے نقاب کر دیئے

ابو غریب جیل میں تشدید کے ذمہ دار امریکی فوج کے ساتھ بلیک واٹر آرمی بھی ہے ان کرائے کے قاتلوں نے مسلمانوں پر مظالم کی انتہا کر دی اور اپنی شیطان روح کو سکون دینے کے لئے ان مسلمانوں کی ویڈیو اور تصاویر شائع کیں۔ زنا کی پیداوار امریکی فوج اور بلیک واٹر کے کتوں نے یہ تمام ریکارڈ ویڈیو اور تصاویر کو خبر رساں ایجنسیوں کے ہاتھوں بیچ کر خوب ڈالر کمائے اور مسلمان حکمران یوں تماشائی بن کر دیکھتے رہے۔

ابو غریب جیل میں امریکی مظالم کی داستانیں پوری دنیا میں عام ہوئیں تو دنیا کو پتہ چلا کہ حقوق انسانی کا علمبردار ملک اندر سے کس قدر درندہ صفت ہے۔ اس کے بعد نمائشی طور پر امریکہ نے اپنے فوجیوں پر مقدمات چلانے کا اعلان کیا۔ مقدمات چلنے کی خبریں اور ظالم فوجیوں کے نام بھی ذرائع ابلاغ میں آتے رہے۔

اس صورتحال سے بعض لوگ یہ سمجھے کہ شاید امریکہ کا ظلم ابو غریب اور عراق کی دیگر جیلوں میں بند ہو گیا ہے لیکن تازہ انکشافات نے واضح کیا ہے کہ ایسا بالکل نہیں ہو بلکہ مظالم اور زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ جو لوگ امریکی بمباری سے اپنے اللہ کو جاملے ان کی تعداد کے بارے میں اب امریکی ہفت روزہ نیوز ویک نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ وہ!

The total Figure at 100,000 or more, mostly from  
aerial bombardment.

ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں سے زیادہ تر اموات فضائی بمباری سے ہوئی ہیں۔ اور وہ اموات جو بمباری کی نسبت کم ہوئی ہیں۔ ان اموات میں امریکی مظالم کا اندازہ دیکھا جائے تو ہلاکوں اور جنگیز کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ ان وحشی، غیر مہذب اور ان پڑھ لوگوں نے تلواروں سے عام لوگوں کے سر کاٹ کر کھوپڑیوں کے مینار بنائے



تھے تو آج کے نام نہاد مہذب اور پڑھے لکھے ٹیکنالوجی کی ترقیوں کے عروج پر پہنچے ہوئے لوگوں نے یہ کیا کہ عام لوگوں کو گھروں سے نکال کر ہاتھ باندھ کر زمین پر لٹایا اور اوپر سے آہستہ رفتار کے ساتھ ٹینک چلائے۔ ہفت روزہ نے واضح طور پر لکھا کہ امریکہ کو کسی پر بھروسہ نہیں رہا۔ آبادیوں میں حملہ جات کے کریک ڈاؤن کیے جاتے ہیں اور پھر عام لوگوں کو جمع کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ ایک نوجوان کو باندھ کر اس قدر پتھریلی زمین پر گھسیٹا جاتا ہے کہ اس کے پاؤں کے تلوؤں سے خون رسنا شروع ہو جاتا ہے۔ امریکی فوجی کا بوٹ بھی اس خون سے رنگین ہو گیا ہے۔

ایک عراقی ملازم جو حال ہی میں ابو غریب جیل میں ڈیوٹی دے رہا تھا۔ جب وہ واپس گھر آیا تو اپنے ساتھ سینکڑوں تصاویر لایا۔ یہ تصویریں ویب سائٹ پر مذکورہ ملازم کی بیوی نے جاری کیں۔ ان تصاویر میں سے چالیس کے قریب امریکہ کے ذرائع ابلاغ نے بھی شائع کیں۔ چند تصاویر خلیج کے روزنامہ گلف نیوز نے بھی شائع کی ہیں۔ ایک تصویر میں ایک نوجوان کو امریکی فوجیوں نے دونوں بازوؤں سے محروم کر دیا ہے۔ یہیں پر بس نہیں کیا گیا بلکہ اس کی گردن کی بعض رگیں کاٹی گئی ہیں جن سے خون بہہ رہا ہے۔ کسی کو فرش پر لٹا کر کرنٹ لگایا گیا ہے اور جب وہ کرنٹ لگنے سے تڑپتا ہے تو امریکی فوجی سینے پر پاؤں رکھ کر تڑپنے بھی نہیں دیتا۔ بعض کو آگے پیچھے ایک دوسرے سے ٹائٹ کر کے اس انداز سے باندھا گیا ہے کہ وہ گھٹنوں تک حرکت نہ کر سکیں اور اگر پھر بھی کوئی حرکت کر بیٹھے تو امریکی فوجی اسے اپنے بھاری بوٹ کی لک رسید کر دیتا ہے۔ دنیا اس ظلم پر خاموش ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سکوت کے اس جرم میں دنیا کب تک مجرم بنے رہے گی؟ مصلحت کی چادر کب تک تنی رہے گی؟ مجبوریوں کا پردہ کب تک لٹکا رہے گا؟

## فلسفہ میں عراقی مجاہدین کی گوریلا یلغاریں:

مارچ 2003ء کو جب امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو ان کا خیال تھا کہ عراقی عوام امریکی افواج کا استقبال

پھولوں سے کریں گے اور انہیں نجات دہندہ سمجھ کر انہیں اپنا آقا تسلیم کر لیں گے اور امریکہ باآسانی عراق پر قبضے کے بعد یہاں سے سارے خطے کو اپنے باقاعدہ قبضہ میں لینے کے قابل ہو جائے گا لیکن امریکیوں کی یہ آرزو برنہ آسکی اور آج عراق پر امریکی حملے اور قبضے کو چھ سال کا عرصہ بیت چکا ہے اور امریکیوں پر حملوں اور ان کی ہلاکتوں میں ہر روز اضافہ ہو رہا ہے، امریکی یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ سب کیا ہے اور کیوں ہو رہا ہے؟ ۳۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو فلوجہ میں بلیک واٹر کے کارندوں کو موت کے گھات اتارا گیا تو بش خنزیر کے حکم پر فلوجہ پر اس صلیبی فوج نے اپنے ٹینکوں پر صلیب لٹکا کر بھرپور یلغار کی۔ پہلے سال تو وہ صدام حسین کے بیٹوں عدی اور قصی کو حملوں کا ذمہ دار قرار دیتے رہے۔ جب انہیں شہید کر دیا گیا تو صدام حسین کو ان حملوں کا سرغنہ قرار دیا گیا لیکن جب وہ بھی گرفتار ہو گئے تو پھر ابو مصعب الزرقاوی مجرم ٹھہرے۔ جب معاملہ اس سے بھی آگے بڑھا تو دنیا بھر خصوصاً عرب دنیا سے آئے ہوئے مجاہدین کو بھی اس کا حصہ دار قرار دیا جانے لگا اور آج عراق میں ان غیر عراقی مجاہدین کا سب سے زیادہ غلغلہ ہے۔ امریکیوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے فلوجہ سے بڑی تعداد میں غیر عراقی مجاہدین شہید اور بہت سے گرفتار کر لیے ہیں لیکن شام کے راستے ان مجاہدین کی بڑی تعداد ہر روز عراق پہنچ رہی ہے۔ ان مجاہدین کی ”کمر“ توڑنے کے لیے امریکی عراق بھر میں جگہ جگہ بڑے آپریشن کر رہے ہیں۔ جن میں بے پناہ طاقت اور جدید ترین جنگی ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ دو ماہ میں سب سے پہلے امریکیوں نے سمارا میں مجاہدین کی ”کمر“ توڑنے کے لیے زور آزمائی کی۔ پھر یہ سلسلہ فلوجہ میں شروع ہوا۔ امریکی یہ دعویٰ کرتے رہے کہ اب کی بار تو واقعی مجاہدین کی ”کمر“ توڑ دی گئی ہے لیکن جب موصل پہ مجاہدین کا قبضہ ہوا اور بغداد، رمادی، بعقوبہ اور انبار میں بڑے حملے شروع ہوئے تو یہ کہا جانے لگا کہ فلوجہ آپریشن تو نئی مصیبت کا باعث بنا اور فلوجہ سے مجاہدین تو سارے ملک میں پھیل کر حملے کرنے لگے ہیں۔ آج کل امریکی مجاہدین کی ”کمر“ توڑنے کے لیے موصل اور بغداد میں مصروف ہیں۔ بقول بی بی سی کے ”لگتا ہے کہ امریکیوں کو تو مجاہدین کی آج تک کمر ہی نہیں مل سکی یا پھر ان کی کمر ہی ایسی ہے کہ وہ ایک جگہ سے ٹوٹی ہے تو دوسری جگہ

سے نکل آتی ہے۔“

امریکی فوج اور بلیک واٹر آرمی جب فلوچہ کو تہہ وبالا کرنے اور اہل فلوچہ کو خاک و خون میں تڑپانے میں مصروف تھے تو اس روز عین عید الفطر کے دن مجاہدین نے ملک کے تیسرے بڑے شہر موصل کے بڑے بڑے پولیس اسٹیشنوں پر حملہ کر دیا اور 7 پولیس اسٹیشنوں کو قبضے میں لے لیا۔ مجاہدین نے موصل پر حملے سے قبل پولیس کو انتباہ دیا تھا کہ وہ جانیں بچانے کے لیے فرار ہو جائیں یا پھر موت کا سامنا کریں۔ اس اعلان کا سننا تھا کہ امریکہ کی سال بھر کی محنت اور اربوں ڈالر کے خرچ سے تیار کردہ عراقی پولیس اسلحہ سامان اور گاڑیاں چھوڑ کر فرار ہو گئی۔ مجاہدین نے آسانی سارے شہر پر قبضے کے بعد تھانوں کو تباہ کیا، آگ لگائی اور پولیس کا چھوڑا ہوا جدید ترین اسلحہ کمپیوٹر، پولیس وردیاں، بلٹ پروف جیکٹس، جاسوسی اور جنگ کے جدید آلات کے ساتھ ساتھ گاڑیاں تک اٹھا کر لے گئے۔ امریکی حکام میں اس سے بھی بڑا خوف اس بات کا ہے کہ فرار ہونے والے سکیورٹی فورسز کی بڑی تعداد مجاہدین سے مل چکی ہے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر فرار کے بعد اب تک گھروں کو واپس ہی نہیں آئے۔ مجاہدین نے اس پولیس اکیڈمی سے بھی جی بھر کر فوجی سامان اور دیگر اشیاء وغیرہ اکٹھی کیں جو امریکہ نے کروڑوں ڈالر کی لاگت سے عراقی پولیس کی تربیت کے لیے تیار کی تھی۔ اس اکیڈمی کا حملے سے چند روز قبل ہی عراق اور امریکی افسران نے دورہ کیا تھا اور اس کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کیا تھا.... اس واقعہ نے امریکی حکام کی عراقی پولیس اور سکیورٹی فورسز کے حوالے سے پریشانی میں مزید اضافہ کر دیا ہے کہ وہ کسی بھی وقت فرار ہو سکتے ہیں اور مجاہدین سے مل سکتے ہیں کیونکہ یہ سلسلہ تو بہت پہلے سے جاری تھا۔ 8 نومبر کانیزویک عراق کے موضوع پر ”جنم کی سزا“ کے عنوان سے اپنے مضمون میں لکھتا ہے کہ عراقی مجاہدین اوپر سے نیچے تک عراقی سکیورٹی فورسز میں سرایت کر چکے ہیں۔ ایک سینئر عراقی افسر کا کہنا ہے کہ مجاہدین کو سکیورٹی فورسز کی تمام حرکات کا مکمل علم ہوتا ہے کیونکہ وہ ان کو جس قدر آسانی سے نشانہ بناتے ہیں یہ سب اس کی دلیل ہے کہ وہ فورسز میں پوری طرح داخل ہیں۔ نیوزویک نے اپنے مضمون میں امریکہ

کے اپنے قائم کردہ انتہائی مضبوط حصار جسے گرین زون کا نام دیا ہے کے بارے میں لکھا ہے کہ چند ماہ پہلے تک مجاہدین بغداد سے سینکڑوں میل دور پائپ لائنوں کو تباہ کرتے تھے لیکن اب امریکی گرین زون پر ہر روز حملے ان کا معمول ہیں۔ یہاں روزانہ فائرنگ، مارٹر اور راکٹ حملے حتیٰ کہ کار بم حملے معمول کا حصہ ہیں حالانکہ یہاں سکیورٹی اس قدر سخت ہے کہ کسی ایسی حرکت کا سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ لیکن مجاہدین تو بغداد کی عوام کے اندر موجود ہیں۔ جہاں انہیں ہر طرح کی مدد اور پناہ ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمادی میں گزشتہ ہفتے جب وہاں کے گورنر کے فرار کے بعد جب امریکی فوجی وہاں کے نئے گورنر سے جس نے خود ہی حکومت سنبھالنے کا اعلان کر دیا تھا، مذاکرات میں مصروف تھے۔ دو مجاہدین سائیکلوں پر سوار کلاشنکوفوں سے فائرنگ کرتے ہوئے عین اس جگہ پہنچ گئے جس پر سب لوگ فرار ہو گئے۔ یہاں تو ہر کوئی مشکوک ہے۔ نیوز ویک نے مزید لکھا ہے کہ امریکی یہ سمجھتے رہے ہیں کہ شاید اب کے ان کے خلاف کارروائی اور حملے کم ہوں گے لیکن زمینی صورتحال یہ ہے کہ ان حملوں میں ہر روز اضافہ ہوا اور ہو رہا ہے۔ 22 نومبر کو رائٹرز نے لکھا کہ اب تو امریکی یہ سوال کرتے نظر آتے ہیں کہ وہ عراق میں اعتبار کریں تو کس پر کریں؟

فلوجہ پر جس وقت امریکی فوج اور بلیک واٹر آرمی نے حملہ کی تیاری شروع کی تو اس وقت ہی ہزاروں مجاہدین شہر چھوڑ کر نکل گئے تھے اور صرف چند سو مجاہدین یہاں مقابلے کے لیے ٹھہرے ان مجاہدین نے امریکیوں کا اتنی پامردی اور استقلال سے مقابلہ کیا کہ امریکی بھی ان کی طاقت کا لوہا ماننے پر مجبور ہو گئے۔

فلوجہ میں مجاہدین کے ہاتھوں زخمی ہونے والے امریکی فوج اور بلیک واٹر آرمی کے لیے جرمنی کے ہسپتال میں جگہ تنگ پڑ گئی۔ حتیٰ کہ ملک سے باہر امریکہ کے اسی سب سے بڑے فوجی ہسپتال کے حکام نے کہا کہ ہمیں ہسپتال کی گنجائش میں اضافہ کرنا پڑ رہا ہے اور بہت سے نئے کمرے زخموں کے لیے وارڈ میں بدل دیئے گئے ہیں۔ یہاں روزانہ 100 کے لگ بھگ زخمی لائے جا رہے ہیں۔ جن میں سے اکثر شدید زخموں سے چور ہیں۔



14 نومبر کو ہسپتال میں چند زخمی امریکی فوجیوں نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ انہیں یقین نہیں تھا کہ مجاہدین اتنی بے جگری سے مقابلہ کریں گے کیونکہ ہماری افواج نے اتنے بڑے پیمانے پر بمباری کی تھی کہ وہاں کسی کے بچ جانے کا امکان نہیں تھا.... اس موقع پر زخمی فوجی تریولیس شیفر نے بتایا کہ وہاں لڑنے والے مجاہدین تو پیچھے ہٹنے والے نہیں لگتے تھے اور وہ موت تک لڑنا چاہتے تھے۔ یہاں تو گھر گھر اور چھت چھت پر لڑائی لڑی گئی یوں لگتا تھا جیسے ان کے پاس راکٹوں اور مارٹر گولوں کا نہ ختم ہونے والا ذخیرہ ہے اور وہ ہر طرف بم برسا رہے تھے۔

بی بی سی الجزیرہ کے وہ نمائندے جو فلوچہ میں پھنس گئے تھے نے بھی تباہ شدہ امریکی ٹینکوں اور جنگی گاڑیوں کا ذکر کیا ہے۔ بی بی سی کے فاضل بدارانہی یہ بھی بتایا تھا کہ ضلع جولان میں تو امریکی اپنے ٹینک چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے جن پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا تھا۔

فلوچہ میں 20 روزہ لڑائی کے دوران امریکی ہلاک شدگان کی تعداد پینٹاگون نے 53 بتائی تھی جو بعد میں 71 تک بڑھادی گئی جبکہ مجاہدین نے 10 روز بعد جاری کردہ اعداد و شمار میں بتایا ہے کہ انہوں نے کم از کم 400 امریکی ہلاک کیے.... دو ایف سولہ جنگی جہاز، 11 ہیلی کاپٹر، 5 جاسوس بغیر پائلٹ طیارے، 11 ابراہم ٹینک، 9 بکتر بند جبکہ 13 دیگر ہموی گاڑیاں تباہ کیں۔ 26 امریکی جبکہ 123 عراقی فوجی پکڑے گئے، جن کی ویڈیوز عرب ذرائع ابلاغ نے بھی جاری کرنے سے انکار کیا۔ 7 ہیلی کاپٹروں کی تباہی کا اعتراف تو امریکی فوج نے خود کیا۔

حملہ کے 5 روز بعد امریکہ نے فلوچہ پر مکمل قبضہ اور فتح کا اعلان کیا لیکن امریکہ کا یہ اعلان فتح بھی عراق پر کیے گئے فتح سے کم نہیں کیونکہ یہاں بھی صورتحال تقریباً ویسی ہی ہے۔ امریکیوں پر حملوں اور ہلاکتوں کا سلسلہ جاری ہے اور امریکیوں پر شہر کے کھنڈرات اور تباہ شدہ عمارتوں سے حملے ہو رہے ہیں.... امریکہ نے مجاہدین کی جس کمر کو فلوچہ میں توڑنے کا دعویٰ کیا تھا اب وہ فلوچہ کی ہر تباہ شدہ عمارت اور بلے سے نکل رہی ہے۔ فلوچہ پر حملے میں زخمی ہونے والے

امریکیوں کی تعداد کے بارے میں امریکی اخبار سٹار اینڈ سٹرپس کے یورپین ایڈیشن نے لکھا ہے کہ یہاں 850 سے زائد امریکی فوجی زخمی ہوئے۔ حالانکہ اپنی فوج کو بچانے کے لیے امریکہ نے ہر نئی سے نئی ٹکنیک اور حربہ استعمال کیا۔ جاسوسی اور بمباری کے لیے بغیر پائلٹ کے طیاروں کا استعمال کیا گیا تاکہ کسی بھی صورت کسی فوجی کو نقصان نہ پہنچ سکے لیکن مجاہدین نے کامیاب جنگی حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے ایک ہزار سے زائد امریکیوں کو ہلاک و زخمی کر دیا۔ امریکی جنگی ماہرین اور حکام اس صورتحال پر بھی پریشان ہیں۔ سٹار اینڈ سٹرپس نے 25 نومبر کی اپنی اشاعت میں بتایا ہے کہ صرف جرمنی میں واقع امریکی فوجی ہسپتال میں تاحال عراق سے لائے گئے 21 ہزار فوجیوں کا علاج کیا جا چکا ہے۔ یہ رپورٹ امریکی فوج کے ایک اہلکار بن مودے نے لکھی ہے۔ جبکہ سینٹا گون نے عراق کے زخمی فوجیوں کی تعداد 9300 بتائی ہے۔ جن میں سے 1500 ایسے ہیں کہ جو بری طرح زخمی ہیں اور ہمیشہ کے لیے اپانچ ہو چکے ہیں اور جنگ لڑنے کے قابل ہی نہیں رہے۔ اتنے بڑے پیمانے پر ہلاکتوں اور زخمیوں کے بارے میں سینٹا گون کے دفاعی تجزیہ نگار ڈینٹیل گورے کا کہنا ہے کہ اس کی بنیادی وجہ فوج کی کمی کے باعث عراق میں فوجیوں کے لیے طویل قیام اور ان کا تبادلہ نہ ہونا ہے۔ ہم اس پر کنٹرول کی کوشش کر رہے ہیں۔

فلوجہ پر اتنے بڑے اور تباہ کن حملے کے باوجود امریکی جنرل تک یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ اس سے مجاہدین کا خاتمہ نہیں ہو گا۔ 11 نومبر کو امریکی مسلم افواج کے چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف جنرل رچرڈ مائر نے امریکہ کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ فلوجہ آپریشن جہادی تحریک کے خاتمہ کا باعث ہے تو امریکی بھول ہے ہم میدان میں موجود ہیں اور دشمن کو جانتے ہیں۔ اس لیے فلوجہ آپریشن سے نہ تو ہمارا مقصد تھا اور نہ ہی ہماری دلچسپی اور نہ ہی انہیں اس سے ایسی کوئی امید تھی۔

عراق میں لڑنے والے امریکی فوجیوں میں ذہنی تناؤ اور نفسیاتی مسائل سب سے زیادہ ہیں۔ امریکی ذرائع

ابلاغ نے اس سلسلے میں اپنی رپورٹوں میں بتایا ہے کہ عراق سے لوٹنے والا ہر چھٹا فوجی تقریباً پاگل ہے اور مکمل پاگل نہیں تو کم از کم پاگل پن کے قریب ضرور ہے۔ عراق جنگ سے متاثر ہو کر لوٹنے والے فوجیوں کی کل تعداد 30 ہزار کے قریب بتائی جا رہی ہے۔ اس لحاظ سے دماغی امراض کے شکار فوجیوں کی تعداد 6 ہزار بنتی ہے۔ امریکی اخبارات، لاس اینجلس ٹائمز اور Esther Schrader Times نے 14 نومبر کو اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ صرف امریکہ کے فوجی ہسپتال والٹر ریڈ آرمی انسٹیٹیوٹ میں علاج کے لیے آنے والے میرینز میں سے 15.6 جبکہ عام فوجیوں میں 17.1 فیصد ذہنی امراض کے شکار ہیں۔ فوج کے جنگی ذہنی امراض کے ماہرین کا کہنا ہے کہ وہ یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ یہ صورتحال مزید خراب ہوگی اور فوج ایسے امراض کا بڑے پیمانے پر شکار ہوگی۔ اخبار کے مطابق فوجی سروے میں 6200 فوجی ایسے امراض کے شکار ہو گئے ہیں۔ امریکی ہسپتالوں کے ساتھ جرمن کے فوجی ہسپتال میں بھی ذہنی امراض کے مریض فوجیوں کی بہت بڑی تعداد زیر علاج ہے جیسا کہ چند ہفتے پہلے نیویارک ٹائمز نے ایک زخمی امریکی فوجی جینٹ سمیسن کے حوالے سے لکھا تھا کہ اس زخمی فوجی کو جب عراق سے جرمنی لایا جا رہا تھا تو اس کا کہنا تھا کہ میرا طیارہ زخمی فوجیوں کی آہ و بکا اور رونے دھونے کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔ جب میں جرمنی پہنچا تو صورتحال کافی ابتر تھی۔ یہاں بے شمار ایسے فوجی تھے کہ جو پاگل ہو چکے ہیں۔ بہت سے ہمیشہ کے لیے اپانج اور لنگڑے لو لے ہو چکے ہیں۔ میری بھی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے اور ایک ٹانگ بھی گنوا کر ہمیشہ کے لیے بستر پر پڑ گیا ہوں۔

اس کے ساتھ ساتھ یہاں عراق اور افغانستان کے لیے امریکی فوج کی کمی کا تذکرہ بھی بے جا نہ ہو گا۔ امریکی کمانڈر عراق کے لیے طویل عرصہ سے مزید فوج کا مطالبہ کر رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ انہیں فوری طور پر 500 ہزار فوجیوں کی ضرورت ہے اس کی منظوری اور اعلان بش انتظامیہ کی جانب سے متعدد مرتبہ ہو چکا ہے لیکن امریکہ کے پاس اب اتنی فوج باقی ہی نہیں رہی کہ وہ عراق اور افغانستان بھیج سکے۔ یہی وجہ ہے کہ عراق میں آنے والے فوجیوں کو چھٹی نہیں مل

رہی کیونکہ ان کی جگہ لینے کے لیے فوجی موجود ہی نہیں۔ اس کے لیے ریٹائرڈ اور بوڑھے فوجیوں کو لانے کا پروگرام تشکیل دیا جا رہا ہے۔ خصوصاً ایسی صورت حال میں جبکہ صرف عراق میں امریکی فوج پر حملوں کی روزانہ اوسط 100 سے بھی تجاوز کر گئی ہے۔ فوجیوں کے ساتھ ساتھ امریکی فوج کو افسران کی کمی کا بھی شدید سامنا ہے۔ امریکی اخبارات بالٹی مور سن کے مطابق اب عراق اور افغانستان میں متعین فوجی افسروں سے کہا گیا ہے کہ اب انہیں 179 دن کی ڈیوٹی کی بجائے مکمل 12 مہینے ڈیوٹی دینا ہوگی کیونکہ افسران کی شدید کمی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکی فوج ملٹری سکولز میں سے بھی افسران کو نکال کر عراق کے محاذ پر لایا جا رہا ہے اور ساتھ ہی تربیتی پروگراموں کو موخر کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ عراق اور افغانستان میں میجر اور لیفٹیننٹ رینک کی سینکڑوں آسامیاں خالی ہیں۔

عراق میں مجاہدین کے خلاف بڑے پیمانے پر جاری کارروائی میں فوج اس قدر گولہ بارود استعمال کر رہی ہے کہ امریکی حکومت کے لیے سپلائی جاری رکھنا مشکل ہو رہا ہے۔ قارئین کو یاد ہو گا کہ چند ماہ قبل امریکہ نے اسرائیل سے درخواست کی تھی کہ وہ امریکی فوج کے لیے 50 لاکھ گولیاں مہیا کرے کیونکہ ان کے پاس ذخائر ختم ہو رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مجاہدین کے ہاتھوں فوج کی مہنگی گاڑیاں بڑے پیمانے پر تباہ ہونے کی وجہ سے ان کی بھی شدید کمی واقع ہو رہی ہے۔ عراق میں امریکی کمانڈروں کا کہنا ہے کہ انہیں فوری طور پر مزید 3000 جنگی گاڑیوں کی ضرورت ہے۔ عراق میں امریکی فوج کے قائم مقام سیکرٹری لیس براؤن لی نے 15 نومبر کو واشنگٹن ٹائمز کو دیئے گئے انٹرویو میں کہا کہ ہمیں مجاہدین کا صفایا کرنے کے لیے مزید ہزاروں جنگی گاڑیوں کی فوری ضرورت ہے۔ امریکی فوج کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ جنگ کا مزاج اور انداز اتنی تیزی سے تبدیل ہو رہا ہے اور فوج کو مکمل طور پر نئے سے نئے اسلحہ اور جنگی مہارتوں اور نئے انداز جنگ کی ضرورت پڑ رہی ہے۔ امریکی جنگی ماہرین کے وہم و گمان اور خواب و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ بغداد میں صدام حکومت کے خاتمہ کے بعد انہیں اتنے بڑے پیمانے پر ایک نئے دشمن کا سامنا کرنا پڑے گا اور ان کی فوج کی فرنٹ لائن اور



بلیک لائن دونوں کو ہمہ وقت محرک رہنا پڑے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم جو منصوبہ بندی کر کے آئے تھے ہمیں اب اس سے کہیں بڑھ کر مزید ہموئیز جنگی گاڑیوں، فوجی ٹرکوں، بلٹ پروف جیکٹوں اور اسپیر پارٹس کی ضرورت پڑ رہی ہے۔ یہاں صورتحال تو اس قدر بگڑ چکی ہے کہ عراق میں امریکی فوج کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل ریکارڈ سانچز کو امریکی حکومت کے نام یہ خط لکھنا پڑا ہے کہ میں موجودہ صورتحال میں عراق آپریشن جاری نہیں رکھ سکتا۔ ہمارے فوجی بارودی سرنگوں اور Improvised Explosive devices (IEDs) دھماکوں کے ذریعے بڑے پیمانے پر ہلاک اور زخمی ہو رہے ہیں اور ہماری ہموئیز گاڑیاں تباہ ہو رہی ہیں کیونکہ وہ کمزور ہیں اور دھماکہ برداشت نہیں کر پاتیں۔

اس سے چند ہفتے قبل جنرل براؤن نے پینٹاگون میں دفاعی آلات اور سامان کرنے والے کمپنیوں کے مالکان کا اجلاس منعقد کیا تھا تاکہ عراق کے لیے بہتر سے بہتر اسلحہ اور ٹیکنالوجی فراہم کی جائے کیونکہ فوج تاحال اپنے موجودہ آلات سے مطمئن نہیں۔ سال رواں کے ماہ فروری میں جنرل براؤن لی نے سب سے جدید ہموئیز جنگی گاڑیاں تیار کرنے والی کمپنی AMGeneral اور بلٹ پروف جیکٹیں اور گاڑیوں کی معاون ڈھالیں بنانے والی کمپنیوں

O, Gora-Hess اور Eisenhandt کا بھی اجتماعی اجلاس منعقد کیا تھا۔ اس اجلاس کے بعد جنرل براؤن لی نے بتایا تھا کہ انہوں نے اجلاس میں ان کمپنیوں کے مالکان سے کہا ہے کہ وہ اپنی پیداوار میں اضافہ کریں اور ان کو مزید مضبوط بنائیں کیونکہ عراق میں مجاہدین کے بارودی دھماکے ہماری گاڑیوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ دوسری طرف فوج نے ایسی فولاد ڈھالوں کے مطالبے سے بھی شدت پیدا کر دی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ ان کے 5 سے 10 ٹن کے ٹرکوں کی حفاظت کا نظام کیا جائے جو مجاہدین کا سب سے آسان اور ہم نشانہ ہیں اور اب تک عراق میں ایسی 9 ہزار کٹس (Kits) روانہ کرتے ہیں۔ جنرل براؤن لی کا کہنا ہے کہ ہم میں سے کبھی کسی نے سوچا بھی نہیں ہو گا کہ ہم اپنے ٹرکوں کی بھی حفاظت کا اتنا بڑا اہتمام کرنا پڑے گا لیکن آج ہمیں یہ کرنا پڑا۔

اس ساری بحث کے بعد مجاہدین اور امریکی فوج اور بلیک واٹر آرمی کے مابین جاری جنگ میں اس بات کا اندازہ لگانا کہ کس کا پلڑا بھاری ہے، کس کے حوصلے پست ہیں اور کس کے بلند یہ بھی ساری دنیا کے سامنے آچکا ہے اور یہی فتح اور غلبہ کا پیش خیمہ ہے۔

## امریکہ کے فوجی اور بلیک واٹر پر احراجات:

11 ستمبر 2001ء کے واقعہ کے بعد امریکہ نے آرمی کے اخراجات میں 300 بلین ڈالر کا اضافہ کیا۔ اب تک کی تمام لڑائیوں میں پینٹاگون عراق اور افغانستان کی جنگ میں صرف ایک فوجی پر اتنا خرچ کر چکا ہے کہ اب تک کسی جنگ میں نہیں کیا گیا۔ لیکن گلن انسٹیٹیوٹ کے ایک ماہر افواج جناب لورن بی تھومس نے کہا کہ گلف وار کے بعد ہر سال فوجی اخراجات میں تیزی آئی ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ معیشت کا ایک بڑا حصہ فوجی ساز و سامان پر خرچ کیا جا رہا ہے اس کے ساتھ کرائے کی فوج بلیک واٹر آرمی نے بھی امریکی اخراجات کو مزید بڑھا دیا ہے۔

حکومتی ذرائع کے مطابق صرف ایک مہینے میں عراق کی جنگ میں 4.3 بلین امریکہ ڈالر خرچ ہوئے ہیں اور افغانستان میں 800 بلین ڈالر خرچ ہوئے ہیں۔ یہ تمام پیسہ تیل، گولہ، بارود، سپاہیوں، نیوکلیر بم اور نیوکلیر بم ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے والے آلات میں صرف ہو رہا ہے۔ Congressional ریسرچ سروس کے مطابق 1965 اور 1975ء میں امریکہ نے ویت نام جنگ میں اتنا ہی پیسہ افراط زر کو کم کرنے پر صرف کیا تھا۔

بش انتظامیہ کا کہنا ہے کہ وہ آئندہ ایک یا دو سال میں عراق سے اپنی فوجیں واپس بلا لیں گے اگر یہ محسوس کرے کہ عراقی فورسز عراق میں اٹھنے والی بغاوت کو کنٹرول کر سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ امریکہ عراق پر قبضہ اور تسلط برقرار رکھنا چاہتا ہے اور اس مقصد کے لیے اس نے مزید 81.9 بلین ڈالر کا جنگی بجٹ پیش کیا ہے۔

اب تک امریکہ ایک لاکھ 70 ہزار فوجی عراق اور افغانستان بھیج چکا ہے اور ویت نام جنگ کے دوران آدھے سے زیادہ امریکی فوج جنوبی اور شمالی ایشیا میں تعینات تھی۔

ماہرین نے جنگی اخراجات میں اضافہ کی بہت سی وجوہات بتائی ہیں کہ ستمبر 11 کے بعد کیوں امریکہ کی فوج پر اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔ ان کے مطابق امریکہ کی موجودہ ملٹری باصلاحیت اور پیشہ ور ہیں جتنی کہ پہلے نہ تھی۔ اس وقت ملٹری میں اعلیٰ تجربے کا ر اور تربیت یافتہ لیکنیشنز موجود ہیں جو کمپیوٹر کو کنٹرول کرتے ہیں۔ امریکی فوج کی آمدنی پہلے کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے، زیادہ تربیت یافتہ اور جدید آلات سے لیس ہے جو پہلے کی فوج کے پاس میسر نہ تھے اور یہ رقم جنگی اخراجات سے پوری کی جاتی ہیں نہ کہ ریگولر دفاعی بجٹ ہے۔

عراق کی صورتحال نہایت خراب ہے اس کے باوجود امریکہ جنگ کو مزید بڑھانا چاہتا ہے اور پہلے کی نسبت اس جنگ میں کافی تعداد میں اموات واقع ہوئی ہیں۔

81.9 بلین ڈالر کے بجٹ میں سے 74.9 بلین ڈالر دفاعی ڈیپارٹمنٹ، 12 بلین جنگی آلات کی مرمت کے لیے رکھے گئے ہیں اور 3.3 بلین مزید ٹرک اور دیگر حفاظتی سامان کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ یہ اخراجات پوری دنیا میں کیے جانے والے اخراجات سے کئی گنا زیادہ ہیں۔ ذرائع کے مطابق روس دوسرا بڑا ملک ہے جو ملٹری پر زیادہ خرچ کرتا ہے جس کا سالانہ فوجی خرچ 65 بلین ڈالر ہے۔

## کتیا کا بچہ.... بھونکتا ہے

دنیا میں سب سے زیادہ شائع ہونے والا ہفت روزہ ”ٹائم“ ہے۔ امریکہ سے شائع ہوتا ہے۔ یہودیوں کا میگزین ہے۔ پچھلے سال بھی اسی مہینے یعنی اپریل 2004ء میں اس میگزین نے سال کی سو عظیم شخصیات کے عنوان سے

خصوصی شمارہ شائع کیا تھا اور اس بار بھی اپریل 2005ء میں دنیا بھر کی سو عظیم شخصیات پر مشتمل سیشل ایشو شائع کیا ہے۔ پچھلے سال بھی ابو مصعب زر قاوی کو سو شخصیات میں شامل کیا گیا اور اس بار بھی دنیا کی سو عظیم شخصیات میں شامل کیا گیا ہے۔ ان سو شخصیات کو زندگی کے مختلف شعبوں کے لحاظ سے درجہ دیا گیا ہے۔ دنیا کے لیڈرز اور انقلابیوں کا جو شعبہ ہے اس میں ابو مصعب زر قاوی کا نام دیا گیا ہے۔ اسی طرح صفحہ پر امریکی وزیر دفاع رمز فیلڈ کی تصویر ہے۔ اسی صفحہ پر ابو مصعب زر قاوی کی تصویر ہے۔ رمز فیلڈ اور ابو مصعب زر قاوی کا موازنہ یوں کیا گیا ہے کہ رمز فیلڈ کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ رمز فیلڈ جنگ کے ایک نئے راستے پر گامزن ہوا ہے۔ اسی طرح ابو مصعب زر قاوی کو جو ٹائٹل دیا گیا ہے وہ ہے "His Enemy is America" اس کا دشمن امریکہ ہے۔ رمز فیلڈ کے بارے میں لکھا ہے Sharp, Strong, Always, Barking وہ تیز ہے۔ مضبوط ہے، ہر وقت بھونکتا ہے۔ ابو مصعب زر قاوی کے بارے میں لکھا ہے۔ امریکہ کے پاس دہشت گردوں کے اس لیڈر کو قتل کرنے کے مواقع تھے مگر وہ نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گیا اور اب وہ عراق میں۔

Has killed countiess American and other western soldiers.

بے شمار امریکی اور دوسرے یورپی فوجیوں کو قتل کر چکا ہے۔

اس کا اندازہ ٹائم میگزین سے لگا لیجیے جو رمز فیلڈ کو کہہ رہا ہے کہ ہمیشہ بھونکنا اس کا کام ہے.... اب بھونکتا کون ہے؟ جو بھونکتا ہے وہ لامحالہ کتا ہوتا ہے۔ رمز فیلڈ ہی نہیں بلکہ اس کی ماں کو بھی کتیا کہہ رہا ہے۔ کون؟ جناب والا! یہ امریکہ کی افواج کا سربراہ کہہ رہا ہے۔ اس کا نام ٹومی فرینکس ہے.... ٹومی فرینکس جو وزیر دفاع کا ماتحت تھا وہ اپنے باس کے بارے میں لکھتا ہے۔

میں افغانستان میں تھا۔ عراق پر حملے کا پروگرام تھا۔ رمز فیلڈ نے مجھے فون پر کہا۔ اگلے ہفتہ تجھے یہاں



(امریکہ میں) میرے پاس ہونا چاہیے۔ میں نے اس پر کہا۔

Son of bitch, I thought, no rest for the weary.....

کتیا کا بچہ۔ میں نے سوچا ورنہ دی والوں کے لیے کوئی سکون نہیں۔

ایک فوجی نے عراق سے امریکہ کے صحافی مائیکل مور کو خط لکھا۔ مائیکل مور نے اس خط کو اپنی ویب سائٹ پر بھی جاری کیا اور اپنی کتاب میں بھی شائع کیا۔ یاد رہے مائیکل مور کو بھی موجودہ ہفت روزہ ٹائم نے سو عظیم شخصیات میں شامل کیا ہے۔ اس لیے کہ عراق اور افغانستان میں امریکہ کی جو درگت بن رہی ہے۔ مائیکل مور نے اس پر سے پردے اٹھائے ہیں۔ اب مائیکل مور کے نام امریکی فوجی کے خط کا ایک جملہ ملاحظہ ہو۔

I believe this country was founded by thleves and run by crooks.

میرا ایمان ہے کہ اس ملک (امریکہ) کو چوروں نے بنایا اور اب یہ عیار عادی مجرموں کے ہاتھوں چلایا جا

رہا ہے۔

یہ فوجی مزید لکھتا ہے۔ مجھے اپنے کمانڈر انچیف (بش) سے نفرت ہے۔ مجھے تو اس گراؤنڈ سے بھی نفرت ہے جس میں یہ کمانڈر انچیف آکر چہل قدمی کرتا ہے۔ میری دعا ہے کہ یہ شخص جو کچھ ہمارے ملک کے ساتھ کر رہا ہے اور ہم فوجیوں کی زندگی کے ساتھ کر رہا ہے یہ جہنم میں سڑے۔ اپنے ملک کے جھنڈے کو سلامی دینے کو بھی دل نہیں چاہتا، مجھے اس سے بھی نفرت ہے نہ جانے ان بیہودہ اور لغو لوگوں سے کب چھٹکارا ملے گا؟

ایک اور فوجی لکھتا ہے۔

I that the army and my job.

مجھے فوج اور اپنے فوجی ہونے سے نفرت ہے۔

عراق میں متعین فوجی مسٹر ڈانیل راکلے نے 2 جولائی 2004ء کو جو خط لکھا۔ اس میں وہ اپنے حکمرانوں کو ان الفاظ سے یاد کرتا ہے۔

”کہ یہ سارے بیہودہ لوگ (بش، رائس فیلڈ وغیرہ) جہنم میں جائیں۔“

ایک اور فوجی مائیکل بات لکھتا ہے۔

The soldiers on the ground think Rummy is a pussy. They hate him.

عراق میں موجود فوجی رمز فیلڈ کا نام بگاڑ کر اسے رمی کہتے ہیں اور (Pussy) کی گالی دیتے ہیں.... فوجی لکھتا ہے۔ یہاں کے فوجی رمز فیلڈ سے شدید نفرت کرتے ہیں۔

## افغانستان میں امریکی اور بلیک واٹر اڈے:

افغانستان میں بلیک واٹر صرف بڑے شہروں جیسے کابل، مزار شریف، ہرات، ہلمند، قندھار، جلال آباد تک محدود ہیں۔ ان علاقوں میں بھی ان کے دفاتر امریکی اڈوں میں ہی موجود ہے۔ دوسرے ملکوں کی نسبت افغانستان اور پاکستان میں بلیک واٹر جو انٹرسیکورٹی سسٹم کے تحت فعال ہے۔ کیونکہ یہاں پر ان اڈوں پر امریکی فوجی اور کرائے کے کتے اکٹھے ڈیوٹی دیتے ہیں۔ بگرام کا ہوائی اڈا، قندھار ایئر بیس، گردیز اور لوگر کا ہوائی اڈہ اور خوست کا سب سے بڑا امریکی اڈا اہمیت کا حامل ہے۔

## ڈیگو گار شیا:

یہ بحیرہ ہند میں برطانوی جزیرہ ہے بغداد سے ۳۳۴۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے اس پر چھ B-2 ایسٹھ بمبار طیارے B52 طیاروں کا بیڑہ جو کہ سٹیلانٹ لیزر گائیڈز ہمارے بموں سے لیس ہیں ڈنمارک کے ۶ بحری جہازوں کا بیڑہ بھی یہاں موجود ہے امریکی میری ٹائم پری پور پوزیشننگ فلیٹ پر ایم پی ایف اسکوارڈن میں ۱۷۳۰۰ فوجیوں کو ۳۰ دن تک رسید فراہم کر سکتا ہے۔

یہاں پر بلیک واٹر آرمی کے لیے ہر قسم کی سہولت موجود ہے اور ان کو عراق فلوچہ کو غارت کرنے کے لیے اسی راستے سے عراق میں داخل کیا گیا اور دوسرے ذرائع کے علاوہ یہاں سے بھی بلیک واٹر کو سامان وغیرہ فراہم کیا جاتا رہا بلیک واٹر کا وجود عراق میں اُس وقت ظاہر ہوا جب عراقیوں نے اُن میں سے کچھ کو قتل کر کے ان کی لاشوں کو چوراہے پر لٹکا دیا تھا۔

## تاجکستان:

تاجکستان کے مناس ائیر بیس پر کروڑوں ڈالر کے بدلے لیز پر لیا ہوا یہ اڈا افغانستان میں جنگ کنٹرول کرنے کا اہم مرکز ہے۔

## ترکی:

انسرالک ائربیس پر ۷ ہزار فوجی موجود ۵۰ سے زائد F.15 اور F.16 طیارے F.3 اور اکیس برطانوی رائل ائرفورس کے ۱۰۰ اٹارنیڈو GR- اور جیگوار طیارے کے ساتھ بلیک واٹر سکیورٹی بھی موجود ہے عراقی ریاست میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کے لئے مسلمان ملک کے ہر اڈے کو استعمال میں لاتے رہے۔

## بحیرہ متوسط:

دیو ہیکل امریکی بحری بیڑے (۱) یو ایس ایس ہیری ایس نرومین (۲۰) یو ایس تھیوڈور روز ویلٹ بیڑے پر ۷ جنگی طیارے ۷ کروڑ ڈسٹر ائربرطانوی ٹاسک فورس کے چار ہزار فوجیوں کے ۱۶ جہاز اور ۴ ہزار رائل نیوی MMS آرک رائل اور متعدد ہیلی کاپٹر حملے کے لیے تیار اوپر ہے وحشی خونریز درندے بلیک واٹر کے سکیورٹی گارڈ بھی موجود جو کسی بھی لمحے مسلمانوں کا خون چوسنے کے لیے الرٹ رہتے ہیں۔

## کویت:

ایک لاکھ امریکی فوج جو کہ السالم اور احمد الجائر ائیر بیس پر تعینات ۶۰ ہوائی جہاز بشمول F117 اسٹیٹہ بمبار طیاروں A.10 ٹینک مسٹرز، اپاچی اور بلیک ہاک ہیلی کاپٹر یہ بھی ایک اسلامی ملک کا ائربیس ہے جہاں پر صلیبی کتے مسلمانوں کو کاٹنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں اتنے ساز و سامان کے باوجود بھی امریکی بلیک واٹر ڈاگ ہر جگہ مسلمانوں پر بھونکنے اور کاٹنے کے لیے موجود رہتے ہیں اس سمت سے یہ بھی بلیک واٹر عراق میں داخل ہو کر قتل و غارت گری کرتی رہتی



ہے اور سکیورٹی کے نام پر مسلمانوں کا قتل عام کیا جاتا ہے۔

## دوحہ کیمپ:

۶۴۰ ایم آئی آر مزٹینک، ۴۰۰ جنگی گاڑیاں، ۳۰۰ جنگی جہاز جن کے ساتھ ۳۰۰ ہارٹیز اور ۱۴۴ پاپچی ہیلی کاپٹر اور پیٹریاٹ دفاعی میزائل نظام بھی شامل ہے۔

برطانوی فرسٹ آرمرڈ ڈویژن کی کمان میں ۲۶ ہزار فوجیوں پر مشتمل لڑاکا دستہ ان میں صحرائی چوہے ساتوں آرمرڈ بریگیڈ جس میں ۱۲۰ چیلنجرز، ۲ ٹینک، ۱۵۰ جنگی گاڑیاں، ۱۶ ائرسالٹ بریگیڈ ۸۲ ہزار فوجی اور ۳ کمانڈر بریگیڈر کینیڈا کے ۲ ہزار سے زائد فوجی بشمول خصوصی فوج سکیورٹی کی ذمہ دار بلیک واٹر۔

## بحرین:

جفر نیول بیس میں امریکی بحریہ کے پانچویں بیرے کا ہیڈ کوارٹر سکیورٹی کی ذمہ دار بلیک واٹر۔

## امارات:

۲۔ u جاسوس طیارے فرانس بیراج جنگی بمبار۔

## عمان:

۸ امریکی B.18 طیارے، برطانوی ائرفورس نے ۲ نمرود طیارے، کینیڈین ڈسٹائزے لڑاکا طیارے۔

## اردن:

برطانیہ کے ۶ ٹاریندو، ۴ جیگوار، ۷ ہارنیر جیٹ۔

## جبوتی:

امریکی فضائیہ اور بحریہ کے ۳ ہزار خصوصی سپاہیوں کا دستہ۔

## بحیرہ احمر:

امریکی ٹاسک فورس USS بلیو ووڈ کی کمان میں ۳ حملہ آور بحری جہاز ۱۵۰۰ بحری فوج ۳۲ ہیلی کاپٹر ۶ ہارٹیز۔ یاد رہے کہ بحیرہ احمر کے قریب سوڈان، صومالیہ اور براعظم افریقہ پر امریکی نظر ہے یہاں سے وہ ان ممالک پر کبھی کبھار بمباری کرتا ہے۔ صومالیہ میں الشباب نامی مجاہدین کی تنظیم نے ملک کے آدھے سے زیادہ حصے پر کنٹرول کر لیا ہے۔ امریکا چھپ چھپا کر وہاں پر بھی اپنے حملے جاری کئے ہوئے ہے۔ اس کی بڑی مثال صومالیہ کی حکومت کا امریکا سے الشباب کے مجاہدین کو ختم کرنے کا بیان تمام میڈیا پر آچکا ہے۔

## خلیج عرب:

امریکی فوج کے دیو ہیگل جنگی بحری بیڑے جن میں یو ایس ایس کاسٹلین، یو ایس ایس ابراہم لنکن، یو

ایس ایس کئی ہاک، یو ایس ایس نمبر ۲، لاکھ ۲۵ ہزار امریکی ہزار امریکی فوج ۹۷۰ سے زائد امریکی لڑاکا طیارے ۱۰۰۰ ٹام ہاک میزائل اور امریکی بلیک واٹر کے خفیہ گرگے۔

## قطر:

مرکزی کمان امریکی سینٹرل کمانڈر کے سربراہ جنرل نومی فرینکس نے الحدید ائربیس پر اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا اور پوری جنگ کو یہاں سے کنٹرول کیا اس مرکز میں امریکی کمیونٹی کیشن کے ایک ہزار کارکن چند سو برطانوی اور ساڑھے ۳ ہزار لڑاکا فوجی موجود ہیں۔

## پاکستان سب سے بڑا امریکی اڈا:

جس طرح امریکی نے تمام مسلمان ممالک میں اپنے ڈیرے ڈال رکھے ہیں اور ان ممالک پر قبضہ جما کر اپنے اڈے قائم کر لیے ہیں جو مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ اسی طرح امریکہ نے پاکستان کو بھی مکمل کنٹرول کرنے کے لیے کئی مقامات پر اپنے اڈے قائم کر رکھے ہیں جن میں شہباز ایئر بیس، شمس ایئر بیس قابل ذکر ہیں یوں تو امریکی شمس ایئر بیس سے ڈرون حملے کر رہا ہے اور مختلف مقامات یعنی تربیلا، اسلام آباد، پشاور، کراچی، لاہور وغیرہ میں بلیک واٹر کو بسا رکھا ہے اور کئی ایسے بے حس پاکستانیوں کو استعمال میں لا کر ڈالروں کی گڈیاں دکھا کر اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں ان لوگوں کو سہالہ ٹریننگ سنٹر میں تربیت دے کر بلیک واٹر کے حوالے کیا گیا جن سے بلیک واٹر پاکستان میں وارداتیں کروا رہا ہے جیسا کہ بم دھماکے، مختلف مقامات پر فائرنگ کر کے بے گناہ لوگوں کو قتل کر کے اس واردات کو دوسروں کے کھاتے میں ڈال کر خود کو صاف بچا لیتے ہیں پاکستانی ایجنسیاں جان بوجھ کر اس پہلو کو نظر انداز کر رہی ہیں اور

لکیر کے فقیر کی مانند ہر واردات کی کڑی دوسرے واقعات سے جوڑ کر خود کو بری الزمہ قرار دلوا لیتے ہیں مگر یہ اس قدر حساس معاملہ ہے کہ اس پر آنکھیں موند لینا قوم و ملک سے کھلی غداری کے مترادف ہے۔

## عافیہ کی پاکستان میں گرفتاری

یکم مارچ 2003ء کو نوائے وقت اخبار میں یہ خبر لگی کہ امریکی خفیہ ادارے ایف بی آئی کی فہرست میں شامل پاکستانی خاتون نیورو ڈاکٹر کو القاعدہ سے تعلق کے شبے میں حراست میں لے لیا گیا۔

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حوالے سے یہ بات واضح ہے کہ اُسے امریکی خفیہ ادارے نے کراچی سے اٹھایا ہے۔ اصل میں امریکی FBI یہ کام بلیک واٹر سے کرواتی ہے اور قیدیوں سے تحقیقات اصل FBI کا کام ہے اور اس بات کو تسلیم کرنا ہو گا کہ امریکی ۲۰۰۱ء سے پاکستان آئے ہیں انہوں نے اپنی سکیورٹی بلیک واٹر کے سپرد کر رکھی ہے۔ CIA اور FBI تو تحقیقی ادارے ہیں اور ان کے عسکری و جنگی آپریشن میں بلیک واٹر اور امریکی فوج ملوث ہے۔

پی ایچ ڈی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو گلشن اقبال میں ان کے رشتے دار کے گھر سے حراست میں لیا گیا۔ وہ امریکہ سے واپس آئی تھیں۔ ایئرپورٹ سے حساس ادارے کے ارکان ان کے گھر جا پہنچے اور حراست میں لے کر نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا جہاں ایف بی آئی اور حساس ادارے کے اہلکاروں کے حوالے کر دیا گیا۔ ان پر مبینہ طور پر القاعدہ کے کیمیکل گروپ کے لئے کام کرنے کا الزام ہے۔ کراچی میں موجود سرکاری حکام نے خاتون کی حراست سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ حال ہی میں ایف بی آئی نے لیڈی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی تصویر اپنی ویب سائٹ پر جاری کی تھی۔ رپورٹ کے مطابق عافیہ صدیقی نے نیورو سرجیکل سائنس میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لے رکھی ہے۔ وہ ہو سٹن میں اپنے خاتون اور تین بچوں کے ساتھ رہائش پذیر تھیں۔ عافیہ پر ایک شخص عدنان جی الشکری جمعہ کی سپورٹ کا بھی الزام ہے جو امریکہ کو مطلوب ہے۔



## ڈاکٹر عافیہ کی بگرام جیل میں موجودگی کی تصدیق

اچانک اگست 2008ء میں امریکی حکام نے پہلی بار پاکستانی شہری ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی افغانستان میں امریکی تحویل میں موجودگی کی تصدیق کر دی۔ صدیقی فیملی کے ذرائع نے بتایا کہ امریکہ میں صدیقی فیملی کی وکیل ایلین وائف فیلڈ سے ایف بی آئی کے ایک ایجنٹ نے ملاقات کی جس میں پہلی بار اس بات کی تصدیق کی گئی ہے کہ ڈاکٹر عافیہ افغانستان میں امریکی تحویل میں ہیں۔ ایف بی آئی ایجنٹ نے ڈاکٹر عافیہ کے بارے میں یہ بھی بتایا کہ وہ زخمی ہیں۔ صدیقی فیملی کے ذرائع کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ کے بارے میں پہلی بار آزاد ذرائع سے کوئی اطمینان بخش اطلاع ملی ہے اور وہ ایف بی آئی کی جانب سے تصدیق کے بعد ان کی اٹارنی این وائٹ فیلڈ سے امریکہ میں سٹیزن سروس سے رابطہ کر کے ڈاکٹر عافیہ کے بارے میں مزید معلومات دینے اور ان سے ملاقات کے طریقہ کار کے بارے میں دریافت کیا ہے۔ سٹیزن سروس سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ کی گمشدگی کے وقت ان کے تین بچے بھی ان کے ہمراہ تھے جو امریکی شہری ہیں۔ ان کے بارے میں بھی مکمل معلومات فراہم کی جائیں۔ صدیقی فیملی نے ایف بی آئی کی تصدیق کے بعد انسانی حقوق کی تمام تنظیموں اور سیاسی و مذہبی جماعتوں سے ساتھ دینے کی اپیل کی ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ اور دیگر نظر بند افراد کی فوری رہائی اور ان کے ساتھ روارکھے جانے والے غیر انسانی اور ظالمانہ رویے کے خلاف ان کا ساتھ دیں۔

## ڈاکٹر عافیہ کی ڈرامائی امریکہ منتقلی

پانچ برس سے لاپتہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو افغانستان سے ایف بی آئی کی حراست میں نیویارک پہنچا دیا گیا ہے۔ ان کے خلاف اقدام قتل کا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ نیویارک پولیس کمشنر ریمینڈ کیلی اور ایف بی آئی کے جاری ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ کو ایک ماہ قبل افغانستان کے صوبہ غزنی سے گرفتار کیا گیا تھا۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے

اٹھارہ جولائی کو ایف بی آئی اور امریکی فوجیوں پر مشتمل تفتیشی ٹیم پر ایک فوجی کی بندوق چھین کر فائرنگ کر دی اور جوابی کارروائی میں ڈاکٹر عافیہ زخمی ہو گئی تھیں۔ اس بیان کے مطابق ڈاکٹر عافیہ ایف بی آئی کو کافی عرصہ سے دہشت گردی کے الزامات میں مطلوب تھیں اور مبینہ طور پر القاعدہ کی رکن ہیں۔ ادھر صدیقی خاندان کے وکیل نے کہا ہے کہ الزامات بے بنیاد ہیں۔ دوسری طرف پاکستان نے امریکی حکام کو ڈاکٹر عافیہ تک سفارتی رسائی کی درخواست دے دی جبکہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی بہن ڈاکٹر فوزیہ نے کراچی میں انسانی حقوق کمیشن کے چیئرمین اقبال حیدر کے ہمراہ پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ میری بہن پر دہشت گردی کے الزامات غلط ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایف بی آئی نے عافیہ کے ایک بچے کا حوالہ دیا ہے، دوسرے دو کا نہیں بتایا۔ اس موقع پر ڈاکٹر فوزیہ مسلسل روتی رہیں۔

ڈاکٹر فوزیہ صدیقی نے کہا کہ امریکی حکام پانچ سال سے عافیہ پر الزامات ثابت نہیں کر سکے تو اب ایک ہفتہ کے اندر کیسے ثابت کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر عافیہ کے ساتھ نہایت انسانیت سوز مظالم کئے گئے۔ اب اسے نیویارک منتقل کر دیا گیا ہے۔ میری بہن کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ ایک پاکستانی اور مسلم خاتون ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا بھر کے مسلمان اور پاکستان کی حکومت ڈاکٹر عافیہ کی بچے سمیت رہائی کے لئے آواز بلند کریں۔

ڈاکٹر فوزیہ نے کہا کہ مجھے فون پر مسلسل دھمکیاں دی جا رہی ہیں اور اسلام آباد میں دائر مقدمہ واپس لینے کے لئے ہر اسماں کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے سارے خاندان کو نامعلوم افراد کی جانب سے مارنے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ ڈاکٹر فوزیہ نے کہا کہ عافیہ کو 2003ء میں کراچی سے راولپنڈی جاتے ہوئے ایئرپورٹ سے اغواء کیا گیا۔ بعد ازاں پاکستان کے حکام نے اپنی ہی ایک شہری خاتون کو امریکی ایجنسیوں کے حوالے کر دیا۔

انہوں نے کہا کہ تشدد کے باعث عافیہ کی ذہنی اور جسمانی حالت انتہائی خراب ہو چکی ہے۔ ہمیں امریکی عدالت سے انصاف کی توقع نہیں۔ ہمیں اور وکیل کو ڈاکٹر عافیہ تک رسائی دی جائے اور ڈاکٹر عافیہ اور اس کے بچوں کی رہائی

فوری طور پر ممکن بنائی جائے۔

اقبال حیدر نے کہا کہ عافیہ صدیقی کے خلاف چارج شیٹ جھوٹ کا پلندہ ہے۔ اس معاملے پر انٹرنیشنل ٹریبونل قائم کیا جائے۔ بد قسمتی سے ہمارے ملک کے حکمرانوں نے چند ڈالروں کے عوض اپنے ہی شہریوں کو فروخت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم عالمی سطح پر امریکی ظلم کے خلاف مہم چلائیں گے۔

ایشین ہیومن رائٹس کمیشن نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ اور اس کے بچوں کی غیر قانونی حراست کے بارے میں اقوام متحدہ اور دوسری انسانی حقوق کی تنظیمیں تحقیقات کریں۔ امریکہ اور نیٹو خطرناک جنگی مجرم ہیں۔ پوری دنیا کو ان کے خلاف عالمی عدالت یا انسانی نسل کشی کے قوانین کی عدالتوں میں آواز بلند کرنی چاہئے۔

ڈیفنس آف ہیومن رائٹس کے چیف کو آرڈینیٹر خالد خواجہ نے کہا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو 30 مارچ 2003ء کو پاکستانی حکومت نے اغواء کیا تھا۔ ان کے گھر والوں کے احتجاج کرنے پر ان کو گھر میں نظر بند کر دیا تھا پھر اسے امریکہ کے حوالے کر دیا گیا۔ جبکہ اب برطانوی صحافی کی پاکستان میں آکر پریس کانفرنس کے دوران گوانتانامو بے جیل میں قید قیدی نمبر 650 کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ کیا تو حکومت نے اس بارے میں مثبت ایکشن نہیں لیا جبکہ یہ ہماری قوم کی غیرت کا معاملہ ہے۔ قوم کو بتایا جائے کہ حکومت نے قوم کی غیرت امریکہ کو بیچنے کے کتنے پیسے لئے ہیں۔ عافیہ صدیقی کے کیس کے معاملے میں جلد ہی اسلام آباد میں تحریک چلائیں گے۔

امریکی حکام نے کہا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ کو غزنی میں گورنر کی رہائش گاہ کے احاطے سے افغان پولیس نے گرفتار کیا تھا اور افغان پولیس کو عافیہ صدیقی کے قبضے سے شیشے کے مرتبانوں اور بوتلوں میں سے کچھ دستاویزات ملی تھیں جن میں بم بنانے کے طریقے درج تھے۔

ادھر امریکی اٹارنی جنرل مائیکل گارشیا نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ 17 جولائی کو ڈاکٹر صدیقی کے ہینڈ بیگ سے مشتبہ دستاویزات اور بم بنانے کی تراکیب برآمد کی گئیں اور بعض ایسا مواد بھی برآمد کیا گیا جو کیمیکل کے زمرے میں آتا ہے اور نیویارک سمیت امریکہ کی اہم عمارتوں کے نقشے بھی موجود تھے۔ ایف بی آئی نے چھتیس سالہ عافیہ صدیقی پر اقدام قتل کے جرم میں مقدمہ درج کر کے گرفتار کیا۔ جرم ثابت ہونے پر انہیں بیس سال کی سزا ہو سکتی ہے۔

دریں اثناء امریکی حراست میں موجود پاکستانی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو گزشتہ روز امریکہ کی عدالت میں پیش کر دیا گیا۔ ایف بی آئی کے سپیشل ایجنٹ کی چارج شیٹ امریکہ بنام عافیہ صدیقی کے عنوان سے نیویارک کی سیران ڈسٹرکٹ میں دائر کی گئی ہے جس پر الزام لگایا گیا ہے کہ 18 جولائی 2008ء کو عافیہ نے دانستہ طور پر خطرناک مہلک ہتھیار استعمال کیا۔ امریکیوں کو گالیاں دیں اور سپیشل ایجنٹوں پر فائرنگ کی۔ اس دوران وہ اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتی رہیں۔

دوسری جانب پاکستانی دفتر خارجہ کے ترجمان محمد صادق نے کہا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ امریکی تحویل میں ہے اور حکومت امریکی تحویل میں تمام قیدیوں کی بحفاظت وطن واپسی کے لئے سنجیدہ کوششیں کر رہی ہے۔



## وائٹ شوگر سے بلیک واٹر تک

پاکستان میں وائٹ شوگر نایاب ہے ہر دوکان پر سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد حکومتی دباؤ کی وجہ سے بورڈ آویزاں کر دیئے گئے کہ وائٹ شوگر دستیاب ہے مگر جب بھی کوئی گاہک دکاندار سے اپنی ضرورت کے مطابق طلب کرتا ہے تو دکاندار جواب میں صرف ایک کلو وائٹ شوگر فراہم کرنے پر رضامندی ظاہر کرتا ہے کیونکہ گورنمنٹ نے سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق وائٹ شوگر فروخت کرنے کا فیصلہ کیا جس پر مارکیٹ سے وائٹ شوگر بلیکیوں نے نایاب کر دی اب جو حکومت کے ہاتھ لگتی ہے وہ عام پرچوں کے دوکانوں پر فروخت کے لیے بھیج دی جاتی ہے۔

سپریم کورٹ یہ جانتے ہوئے کہ شوگر مل مالکان بعض حکومتی شخصیات ہیں مگر عوام کی بے بسی کو دیکھتے ہوئے فیصلہ صادر فرما دیا گیا مگر کچھ لوگوں کو یہ ہضم نہ ہوا اور ہائی کورٹ کے فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا مگر سپریم کورٹ کا فیصلہ آنے پر یہ لوگ مجبور ہو گئے اور وائٹ شوگر کو فیصلے کی روشنی میں فروخت کرنے کے اقدامات کر لیے گئے ان تمام اقدامات کے باوجود وائٹ شوگر نایاب ہو گئی اور اس معاملے میں حکومت بے بس ہو گئی پس حکومتی غبارے سے ہوا اس وقت نکل گئی جب ملک کے بیشتر حصوں میں وائٹ شوگر تین گنا قیمتوں میں فروخت ہونا شروع ہو گئی۔ یہ تو حال ہے وائٹ شوگر کا مگر وائٹ ہاؤس کے حکم پر پاکستان میں بلیک واٹر نامی ایک اور چیز نمودار ہو گئی جو وائٹ شوگر کے بحران سے زیادہ خطرناک ثابت ہوئی وائٹ شوگر کے استعمال نہ کرنے سے آدمی کم از کم زندہ رہ سکتا ہے مگر بلیک واٹر کی گولی کھانے کے بعد زندگی کا ناٹھ جسم سے ٹوٹ جاتا ہے یہ وہ خطرناک بلا ہے جو ہر اُس پاکستانی مسلمان کو نگلنے آئی ہے جو ملکی مفادات کی بات کرے گا۔ شاید وائٹ شوگر بھی وائٹ ہاؤس کے حکم پر نایاب کر دی گئی تاکہ پاکستانیوں کے جسم میں شوگر لیول ڈاؤن ہو جائے

اور یہ لوگ شوگر مانگنے پر مجبور ہو جائیں جس طرح شوگر کے نہ استعمال کرنے سے انسان کا جسمانی توازن بگڑ جاتا ہے اور آخر کار اسے منوں مٹی تلے دفن ہونے پر مجبور کر دیتا ہے ٹھیک اسی طرح وائٹ ہاؤس نے بلیک واٹر کو پاکستانی وجود کا نظام درہم برہم کرنے کے لیے بھیج رکھا ہے تاکہ بلیک واٹر پاکستانیوں کے سرخ خون کو بلیک کر کے اپنے مفادات کی تکمیل کروا سکے جس طرح حال میں ایک پاکستانی ریٹائرڈ کیپٹن جعفر زیدی کے خون کو اپنے کالے کرتوتوں کی وجہ سے کالا کر کے اس کے کالے کرتوتوں سے فائدہ اٹھا کر ایس ایس جی کے ریٹائرڈ کمانڈو کو بلیک ڈالر کے ذریعے خرید کر ایمان فروشی وطن فروشی پر آمادہ کر کے اپنے ہی ہم وطنوں کے خون میں ہاتھ رنگنے پر تیار کر کے بلیک واٹر آرمی بھی بھرتی کر لیا اسی غدار کیپٹن کے ذریعے اس بلیک واٹر نے اپنے زر خرید غلاموں کو حکومت کی ناک کے نیچے سہالہ ٹریننگ سنٹر میں تربیت دے کر وحشی درندے بنا کر پاکستانیوں کا خون چوسنے کے لیے چھوڑ دیا تاکہ ان کے ذریعے وارداتیں کروا کر خود کو محفوظ کر سکیں ان زر خرید غلاموں میں اگر دوران واردات کوئی پکڑا بھی جائے تو پاکستان میں برسر پیکار دوسرے تنظیموں کا نام آئے اور حکومت ان کے خلاف سخت سے سخت کارروائی عمل میں لائے۔ میڈیا کے ذریعے اس کا پرچار کرے اور عوام میں خوف و ہراس کے ساتھ ساتھ نفرت پیدا ہو جائے جسے یہ ایک وقت اپنے مفادات میں کیش کروا سکے۔ موجودہ وقت میں بلیک واٹر والوں کی چاندی ہے کیونکہ ملک کے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جن کے سر پر بلیک واٹر اپنی تمام وارداتیں با آسانی تھوپ سکتا ہے انہیں حالات سے فائدہ اٹھا کر بلیک واٹر پاکستان کو غیر مستحکم کرنے میں موثر ثابت ہو رہا ہے ان کو ہر سہولت بہم پہنچانے کے لیے امریکہ ہر سطح پر دھونس دباؤ ڈال رہا ہے حال ہی میں ہونے والے واقعات کی کڑیاں بلیک واٹر سے ملانے کی بجائے دوسروں کے سر تھوپ کر قوم سے سخت زیادتی کی جا رہی ہے بلیک واٹر نے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے گھر کے ساتھ دو گھر کرائے پر حاصل کر رکھے ہیں جن کا کیا مطلب ہے ظاہر بات ہے کہ ڈاکٹر قدیر کی جان خطرے میں ہے جس کا ابھی تک کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ دوسرے واقعہ کے مطابق اسلام آباد پولیس نے ناک کے پر ایک مبینہ کار روک کر تلاشی لی تو اس میں خطرناک جدید اسلحہ برآمد ہوا جس کا کوئی اجازت نامہ بھی پیش نہ کیا گیا کارسواروں نے اپنا تعارف بلیک واٹر کے طور پر کروایا جس پر پولیس

ان کو متعلقہ تھانہ لے گئی اس کی خبر جب امریکی سفارت خانے کو ہوئی تو وہاں سے انہوں نے اپنے ایک پاکستانی ریٹائرڈ کیپٹن کو تھانے روانہ کیا جس نے تھانے میں موجود ایس ایچ او کو نہایت غلیظ قسم کی گالیاں دی اور سنگین نتائج کی دھمکیاں دیتے ہوئے ان بلیک واٹر کے گرگے کو اسلحہ سمیت چھڑا کر لے گیا تیسرے واقعہ کے مطابق ایک پاکستانی شہری علی محسن بخاری نامی ایک نوجوان کو اس لیے شدید زد و کوب کیا گیا کہ اُس نے اپنی کار بلیک واٹر کی کار سے آگے کھڑی کی۔

یہ وہ حالات و واقعات ہیں جو نہایت ہی خوفناک منظر پیش کر رہے ہیں خدا جانے آگے اس ملک کے عوام کو کیا کیا بھگتنا پڑے فعل حال تو ملک میں وائٹ شوگر غائب ہے اب نہ جانے کیا کیا غائب ہونے والا ہے ہمیں تو ڈر ہے کہ بلیک واٹر کے ذریعے امریکہ ہمارے ایٹمی ہتھیار ہی غائب نہ کر دے کیونکہ یہ بدنام زمانہ گرگے یہی مشن لے کر پاکستان میں وارد ہوئے ہیں آج تو وائٹ شوگر کے لیے دکانوں پر بورڈ آویزاں ہیں مگر کل کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ پاکستان کے ہر چوک چوراہے گلی محلے میں یہ بورڈ آویزاں ہوں کہ بلیک واٹر دستیاب ہیں آپ ایک طلب کریں دکاندار درجن فراہم کرنے پر اسرار کرے کیونکہ وائٹ ہاؤس نے پاکستان میں بلیک واٹر کی کثرت کی قسم کھا رکھی ہے گزشتہ دور میں پاکستان سے غائب ہونے والی چیزوں میں سرفہرست پاکستانی افراد ہیں جنہیں انہی سوراؤں نے غائب کر دیا ابھی پاکستان میں غائب ہونے کے لیے کئی چیزیں باقی ہیں مثال کے طور پر بجلی، پانی، گیس وغیرہ مگر سب سے پر اسرار چیز پاکستان کے ایٹمی ہتھیار ہے جسے اب غائب ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا کیونکہ بلیک واٹر کا جن بوتل سے باہر آگیا ہے اور اب یہ جن ملک میں موجود ہر چیز کو نگل رہا ہے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اس جن کو قابو میں کرنے والوں کو حکومت خود ہی ختم کر رہی ہے جو اپنے پیروں پر خود ہی کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔

# امریکہ بد معاش تاریخی دہشت گرد

بلیک واٹر کی بنیاد کو سمجھنے کے لئے آپ کو امریکہ کے کچھ تاریخی مظالم پر نظر ڈالنا ہوگی تاکہ قارئین کو معلوم ہو سکے کہ اصل دہشت گرد کون ہے؟ دہشت گردی کے خلاف جنگ اور القاعدہ کے قلع قمع کے ظاہری اہداف سے لے کر امریکہ نے نئے ہزارے کے دوسرے سال ایک سے ایک ایسے طرز عمل کو اپنی شناخت بنا لیا جس نے اس کے جمہوری چہرے کے داغ اتنے نمایاں کر دیئے ہیں کہ اب یہ پہچاننا مشکل ہو گیا ہے کہ امریکہ واقعی جمہوریت کا پاسدار اور انسانی حقوق کا حامی ملک ہے یا کمیونسٹ نظام سے بھی زیادہ بے رحم نظام والی ایک انسانیت دشمن استبدادی قوت ہے۔ اس کا مزاج واقعی democratic ہے یا اس نے نئے imperialism کی شکل اختیار کر لی ہے؟ یہ سوال صرف ہمارے ہی ذہن میں پیدا نہیں ہو رہا ہے، بے شمار اہل فکر یہ سوال اٹھا رہے ہیں اور خود امریکی اور عالمی پریس میں تسلسل کے ساتھ یہ سوال اٹھ رہا ہے۔ وہ اقدامات جو اس سوال کی بنیاد بن رہے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔

☆ قانون کی حکمرانی اور اصولوں کی بالادستی جمہوری معاشروں کا بنیادی وصف ہوتا ہے۔ اس کے برعکس استبدادی اور آمرانہ طرز حکومت میں حکمران کا قانون یا حکمران کی بالادستی نمایاں پہنچ ہوتی ہے۔ اس وقت صاف نظر آتا ہے کہ امریکی انتظامیہ نیوکنزرویٹو نظریات کے حامل متعصب حکمرانوں کے طے شدہ عزائم اور منصوبوں اور ایک خاص طرح کی انا sysematic selfishness کے تابع ہے۔

☆ قانون کی حکمرانی میں انسانی حقوق کا احترام کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جبر و استبداد کی فضا میں انسانی حقوق کی پروا نہیں کی جاتی۔ امریکی انتظامیہ کے اس وقت تک کے اقدامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ طے



## دجال کا لشکر بلیک واٹر‡

شدہ اہداف کو حاصل کرنا اس کی ترجیحات میں سرفہرست ہے خواہ اس مہم میں انسانی حقوق کی فصل پوری اجڑ کر رہ جائے۔

☆ روس میں سٹالن کے انداز حکمرانی میں اختلاف رائے رکھنے والوں کی جبری جلا وطنی ایک مکروہ روایت تھی۔ فاشٹ اور نازی پالیسیوں میں مخالفین کا اغوا ایک بدترین پالیسی رہی ہے۔ لاطینی امریکہ میں مخالفین کو ہمیشہ کے لیے غائب کر دینے کا ظالمانہ عمل جاری رہا ہے۔ اس وقت دہشت گردی کے نام پر امریکہ کہیں براہ راست اور کہیں اپنے زیر اثر حکومتوں کے تعاون سے ٹھیک انہی پالیسیوں پر عمل پیرا ہے۔ اس کی خفیہ ایجنسیاں کہیں براہ راست اور کہیں بعض خاص ملکوں کی ایجنسیوں کی معاونت سے افراد کو اغوا بھی کر رہی ہیں، جبری طور پر جلا وطنی کی مثالیں بھی سامنے آرہی ہیں اور ایسے افراد کے تذکرے بھی میڈیا سے چھن چھن کر سامنے آرہے ہیں جو مدت سے لاپتہ ہیں۔ گویا ان کو غائب کر دیا گیا ہے۔

☆ دسمبر 2002ء میں واشنگٹن پوسٹ نے CIA کے ایک خفیہ پروگرام سے پردہ ہٹایا جس کے مطابق مشتبہ افراد کو دوسری معاون اور دوست حکومتوں کے حوالے کر دینے اور محض شبے کی بنیاد پر گرفت میں لینے کے لیے نامزد افراد کے گرد گھیراتنگ کرنے کے عمل کو وسعت دے دی گئی ہے۔

☆ مشہور اخبار Guardian نے اپنی 19 مارچ 2005ء کی اشاعت میں اطلاع دی کہ اس پروگرام کے مطابق مختلف ملکوں سے تعلق رکھنے والے ملزم اور مشتبہ افراد جو امریکی سکیورٹی ایجنسیوں کی تحویل میں آتے ہیں انہیں شام ازبکستان پاکستان، مصر، اردن، سعودی عرب اور مراکش جیسی حکومتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جہاں ان کو سخت اذیت کا نشانہ بنایا جاتا ہے یا ان سے حد درجہ برابر تاؤ کیا جاتا ہے۔ اس گروہ کے مظلوم انسانوں میں ایسے بھی ہیں جو اس طرح غائب کر دیئے گئے کہ کسی کو معلوم نہیں کہ ان کو

## دجال کا لشکر بلیک واٹر‡

زمین نکل گئی یا آسمان اچک کر لے گیا ہے۔

☆ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے بعد قیدیوں کی قسموں کے بارے میں ڈکشنری میں کچھ نئی اصطلاحات کا اضافہ ہوا ہے۔ ایک ایسی ہی نئی اصطلاح بھوت قیدی Ghost detainees ہے۔ خود امریکی تفتیش کاروں کا انکشاف ہے کہ عراق میں CIA مسلسل ایسے لوگوں کو پکڑ کر لاتی ہے جن کی کوئی شناخت نہیں ہوتی یا پھر ان کی گرفتاری کی کوئی واضح وجہ نہیں ہوتی۔ ایسے قیدیوں کو بھوت قیدی کا نام دیا گیا ہے۔

☆ میجر جنرل انٹونیو ٹگوبانے عراق کی بدنام جیل ابو غریب کے قیدیوں سے بدسلوکی کے بارے میں اپنی رپورٹ میں انہی ghost detainess کے بارے میں بتایا کہ ریڈ کراس کی عالمی کمیٹی کی طرف سے جیل کے ایک سروے کے دوران میں 320 ویں ایم پی بٹالین سے تعلق رکھنے والے امریکی فوجی آرمی کے قواعد سے انحراف کرتے ہوئے ریڈ کراس کمیٹی کے نمائندوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنے کے لیے ایسے قیدیوں کو ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر گھماتے چھپاتے رہے۔ یہ عالمی قانون کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

☆ انسانی حقوق کی نگرانی کے ادارے human rights watch نے اکتوبر 2004ء میں ان افراد کے بارے میں ایک رپورٹ تیار کی جو پاکستان انڈونیشیا تھائی لینڈ مراکش اور خلیج کے کچھ ملکوں سے حراست میں لے کر امریکہ کے حوالے کیے گئے وہ افراد یا تو سرے سے غائب ہو گئے یا طویل مدت کے بعد ان کے زیر حراست ہونے کو ظاہر کیا گیا۔

☆ نیویارک ٹائمز کے 14 فروری 2005ء کے شمارے میں jan mayer کی ایک رپورٹ شائع ہوئی۔ اس میں ایسے افراد کا ذکر آیا ہے جو یورپ افریقہ ایشیا اور مشرق وسطیٰ سے امریکی ایجنسیوں کے نقاب پوش

## دجال کا لشکر بلیک واٹر‡

ایجنٹوں نے جبراً اغوا کیے۔ انہیں زبردستی جہازوں میں سوار کیا گیا اور ایسی جگہوں کی طرف لے جایا گیا جہاں ان کا وجود ہی مٹا دیا گیا۔

☆ اخباری محقق ایڈریان لیوی Adrian levy اور کیتھی سکاٹ کلارک cathy scort clark نے امریکہ اور برطانیہ کے فوجی ذرائع کے حوالے سے لکھا کہ بھوت قیدیوں کی تعداد دس ہزار سے بھی متجاوز ہے۔ ان میں سے بہت سے قیدیوں کی لرزہ خیز کہانی سامنے آئی ہے کہ وہ پکڑے گئے پھر کسی تیسرے ملک کے حوالے کر دیئے گئے جہاں ان پر تحقیق و تفتیش کے نام پر اور اقبال جرم کرانے کے لیے ایسے مظالم ڈھائے گئے جو ناقابل بیان ہیں۔

☆ قانونی ماہرین ایسی سپردگی اور حوالگی rendition کو امریکی کانگریس کے اپنے 1998ء کے پاس کیے ہوئے قانون کی خلاف ورزی قرار دیتے ہیں جس کی رو سے کسی شخص کو کسی ایسے ملک کے حوالے کرنا ممنوع ٹھہرایا گیا تھا جہاں اس شخص کو تشدد اور اذیت سے گزارے جانے کا احتمال ہو۔ چوتھے جینیوا کنونشن کا آرٹیکل 49 بھی اس عمل کو ممنوع غیر قانونی اور غیر انسانی قرار دیتا ہے کہ کسی ایک فرد یا کسی گروہ کو مقبوضہ علاقوں سے پکڑ کر باہر دھکیل دیا جائے یا کسی دوسرے ملک کے حوالے کر دیا جائے۔

☆ قانونی چھان پھٹک سے بچنے کے لیے امریکی انتظامیہ نے سینکڑوں مشتبہ افراد کو مختلف مقامات سے خود گرفتار کر کے ان کو پکڑنے والے دوسرے ملکوں سے اپنی تحویل میں لے کر کیوبا میں گوانتانامو بے Guantanamo bay کے پنجرہوں میں ڈال دیا۔ اس طرح معقول اور مہذب انداز کی قانونی کارروائی سے گریز کی راہ نکال لی گئی ہے تاکہ کہا جاسکے کہ اس جزیرے میں امریکی قانون لاگو ہی نہیں ہوتا۔ تین چار سال تک تو ان لوگوں کو کسی طرح کی قانونی چارہ جوئی کے حق سے محروم رکھا گیا۔ جون 2004ء میں

## دجال کا لشکر بلیک واٹر ‡

امریکی سپریم کورٹ نے ایسے قیدیوں کو امریکی عدالتوں سے رجوع کا حق دیا۔ لیکن وہاں محبوس تمام قیدی بے شمار مجبوریوں کے باعث اس حق سے فائدہ اٹھانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔

☆ ان قیدیوں کو ذہنی اذیت دینے کے لیے ایسے ایسے غیر انسانی حربے استعمال کیے جاتے ہیں جو امریکہ کے جمہوری دعوؤں کو بالکل بودا ثبات کرتے ہیں۔ گوانتانامو بے سے جنوری 2005ء میں رہا ہو کر آنے اور پھر تین چار ماہ تک اپنے ملک کی جیلوں میں رہ کر اپریل کے وسط میں آزاد ہونے والے کویتی ناصر المطیری کا کہنا ہے کہ کیوبا کے اس عقوبت خانے میں ایک نئے انداز کی جنگ جاری ہے۔ یہ نفسیاتی جنگ ہے۔ تھوڑی مقدار میں کھانا دیا جاتا ہے جس سے سب قیدیوں کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اگر دیا بھی جاتا ہے تو اس طرح سامنے پھینکا جاتا ہے جیسے کتوں کے آگے ڈالا جاتا ہو۔

بوسٹن boston کی امریکی ڈسٹرکٹ کورٹ میں بش انتظامیہ کے خلاف ایک مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔ رائٹر کے حوالے سے گلف نیوز نے 15 اپریل 2005ء کی اشاعت میں اس کی تفصیل درج کی ہے کہ گوانتانامو بے میں بوسنیا سے تعلق رکھنے والے ایک قیدی کو جیل کے کارندوں نے اس بری طرح جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا کہ اس کا چہرہ مفلوج ہو گیا۔ اس کا سر اور منہ پکڑ کر ٹائلٹ کے کموڈ میں گھسایا جاتا اور پھر فلش چلا دیا جاتا۔ باغیچے کو پانی دینے والا پلاسٹک کانل اس کے منہ میں ٹھونس کر پوری قوت سے پانی کھول دیا جاتا۔



## حبشی تشدد ایک جنگی حرب:

اگر دنیا ان پر تشدد اور ظالمانہ کارروائیوں کی تصاویر کو دیکھ کر پریشان تھی جو کہ ابو غریب اور گوانتانامو بے کے قیدیوں پر امریکی فوج کے مظالم کا منہ بلوتا ثبوت تھیں۔ تو پھر دنیا ان تصاویر کو دیکھ کر کیا رد عمل دے گی۔ مثلاً ایک قیدی خاتون جس کے ہاتھ سر کے ساتھ بندھے ہوئے ہوں اور گن اس کے سر کے ساتھ لگائی ہو اور تین امریکی فوجی اس کے ساتھ تشدد کر رہے ہوں جب یہ سوال اٹھایا گیا کہ امریکی فوج جنگ کی ان تصاویر کو کیوں چھاپتی ہے تو پینٹاگون کے سرکاری افسر نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر لوگ اس قسم کی تصاویر دیکھیں گے تو پھر کبھی دوبارہ جنگ نہیں ہوگی۔

کسی بھی ضمیر رکھنے والے شخص کو دنیا کو ان مظالم سے آگاہ کرنا چاہیے جو کہ جنگ کے نام پر بڑے پیمانے پر خواتین کے ساتھ جاری ہیں۔ کیونکہ دنیا میں تمام لوگوں کو انٹرنیٹ تک رسائی حاصل نہیں۔ یہاں تک کہ امریکی کانگریس اور سینٹ کے لوگ جنہوں نے اسی طرح کی سینکڑوں تصاویر دیکھیں اور انہیں قابل مذمت کہا انہوں نے بھی اس کے لیے کچھ نہیں کیا۔

امریکہ کی کچھ خواتین کی حامی تنظیمیں وہ کام کر رہی ہیں جو کہ امریکہ کا میڈیا نہیں کر رہا۔ یہ اپنی ویب سائٹس پر نہ صرف امریکہ بلکہ تمام دنیا میں تشدد کا شکار ہونے والی خواتین کے بارے میں تازہ ترین رپورٹس اور معلومات فراہم کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ان خواتین کے بارے میں بھی معلومات فراہم کر رہی ہیں جنہیں پولیس اور دیگر ملکی اتھارٹی کی جانب سے ہراساں کیا جاتا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ امریکہ کا میڈیا بش انتظامیہ کے اشتہارات پر انحصار کرتا ہے اس لیے وہ ان مسائل کو سامنے نہیں لاتا۔ ایک سوال جو کہ بہت سی خواتین کو پریشان کرتا ہے کہ کیوں مرد غیر ضروری طور پر عورتوں خصوصاً بیویوں پر تشدد کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ نرم اور مہربان ہوتے ہوئے بھی اپنی بات منوا سکتے ہیں۔ تو اس کا

جواب یہ ہے کہ کچھ مردوں کی ان کے بچپن اور جوانی میں بہتر طریقے سے پرورش نہیں کی گئی ہوتی جس کی وجہ سے وہ غلط طریقے سے تشدد کو اپنالیتے ہیں۔ امریکی فوج کے افغانستان اور عراق میں مظالم بھی اسی کا شاخسانہ ہے۔

## جنسی تشدد کی وضاحت:

بش کی انتظامیہ نے امریکی فوج کو اجازت دی تھی کہ وہ عراق میں کسی بھی غلط کام کو روکنے کے لیے وہاں کے قانون کا استعمال کر سکتے ہیں۔ اس اجازت نے امریکی فوجیوں کو لوٹ مار، تشدد ہر قسم کے غیر انسانی فعل کو سرانجام دینے کا کھلا موقع دے دیا اور بہت سے فوجیوں نے ایسا ہی کیا۔ آج تک عراق میں سرکاری طور پر جنسی تشدد کے بہت کم واقعات اس لیے سامنے آئے کیونکہ وہاں کے تشدد کا شکار ہونے والے گھرانے عراق کے قدامت پسند معاشرے کی وجہ سے یہ نہیں چاہتے کہ کسی اور کو بھی اس بارے میں معلوم ہو۔ لیکن تازہ ترین اور سب سے گھٹیا اور مکروہ واقعہ جو سامنے آیا ہے وہ یہ تھا کہ چار امریکی فوجیوں نے 14 سالہ بچی کو درندگی کا نشانہ بنایا اور مار ڈالا اور اس کے والدین اور 5 سالہ بہن کو بھی مار دیا اور پھر تشدد کا شکار ہونے والی لڑکی اور اس کے گھر والوں کو آگ لگا دی تاکہ وہ اپنا گھٹیا جرم چھپا سکیں اور یہ واقعہ بدلے کے طور پر دو امریکی فوجیوں کی ہلاکت کے بعد منظر عام پر آیا۔ اس واقعہ نے تمام عراقیوں کے ساتھ ساتھ مسلم دنیا کو بھڑکا دیا۔ جنسی تشدد اور دیگر ظالمانہ کارروائیاں امریکی فوجیوں کے لیے معمول ہے بلکہ گوانتانامو بے اور ابو غریب وغیرہ میں ان جرائم کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ امریکی انتظامیہ کے اس کیس کو سنجیدہ طور پر حل کرنے کی ایک وجہ بین الاقوامی طور پر ان کی بدنامی تھی۔ دوسری جانب ان امریکی فوجیوں نے وہ مکروہ کام فوراً نہیں کیا بلکہ انہوں نے یہ کارروائی کرنے سے ایک ہفتہ قبل اس گھرانے کی سرگرمیوں پر نظر رکھی ہوئی تھی۔

## تشدد امریکی وطیرہ:

تفتیشی صحافی بوراڈیوس لکھتا ہے کہ یہ دیکھنا اور جاننا بہت تکلیف دہ ہے کہ آپ نہ صرف تشدد بلکہ جوانوں کو مرتا بھی دیکھ رہے ہیں، جیلوں کے محافظ قیدیوں پر برقی راڈ، بندوقیں اور کتے لیے کھڑے ہوتے ہیں، ان کو گالیاں دیتے ہیں اور انہیں زمین پر ریٹکے کو کہتے ہیں اور اگر کوئی قیدی ایسا کرنے میں وقت لے تو اسے دھکا دے کر نیچے گراتے ہیں اور ٹھوکریں مارتے ہیں ایک قیدی بہت زور سے چیخا جب اس کی پنڈلی پر کتے نے کاٹا ایک اور کاٹخنہ ٹوٹا ہوا تھا اسے بجلی کے کرنٹ سے تکلیف پہنچائی جاتی اور ان کی یہ توہین لمحہ بہ لمحہ کیمرے کے ذریعے عکس بند کی جاتی۔ گوانتانامو اور ابو غریب کی جیل کے مناظر عراقی قیدیوں کے خلاف تشدد میں بھی نظر آئے ہیں جنہیں کسی میدان جنگ سے نہیں پکڑا گیا بلکہ وہ امریکی شہری ہیں اور یہ مناظر ٹیکساس کی جیل کے ہیں یہ امریکہ میں قیدیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کی چند ایک مثالیں ہیں جو ہم سامنے لائے ہماری معلومات افواہوں اور شکوک پر مبنی نہیں یہ ٹھوس شواہد پر مبنی ہیں خاص طور پر وہ فلمیں جو امریکہ سے اکٹھی کی گئیں۔ یہ ثبوت سراغ رساں کے پاس کیسے آئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امریکہ میں جیل محافظ اس کے پابند ہیں کہ وہ تشدد کی ہر شکل پر واقعے کو عکس بند کریں اس کا مقصد یہ تھا کہ تفتیش کا عمل شفاف ہو اور حد سے زیادہ طاقت قیدیوں کے خلاف استعمال نہ ہو مگر اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا کیونکہ یہ فلمیں ان سے چھپائی جاتی ہیں جنہیں یہ دیکھنی چاہیے۔ تشدد اور امریکہ کے نام سے مارچ 2006ء میں بی بی سی نے چار ماہ کی تفتیش پر مبنی یہ فلم پیش کی جو بد قسمتی سے پاکستان نہ لائی جاسکی۔

## کرائے کے سپاہی:

ایک زمانہ تھا جب دنیا بھر میں فوجیں قوموں کی محافظ ہوا کرتی تھیں جس کی وجہ سے انہیں نفع و نقصان کی دنیا سے علیحدہ رکھا جاتا تھا وہ اس پیشہ وارانہ تشخص پر فخر محسوس کیا کرتی تھیں اور طے شدہ اصولوں کے مطابق جنگ امن

اور جنگی قیدیوں کے ساتھ رویہ اختیار کرتی تھیں مگر آج پرائیویٹ فوج منظر عام پر آچکی ہے خاص طور پر امریکہ میں جو روایتی فوج کی طاقت اور وفاداری کے لیے ایک خطرہ ہے۔ مگر امریکی فوج اس سلسلے میں پرائیویٹ کمپنیوں کی بہت زیادہ حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ نتیجتاً امریکہ میں پبلک سروس کی طرح فوج بھی سکڑ رہی ہے بہت سارے ایسے فرائض جو ماضی میں فوج نبھایا کرتی تھی پرائیویٹ اداروں کے ذمہ لگا دیئے گئے ہیں۔ ذاتی فوجوں کے اس کاروبار نے مقابلے کی فضا پیدا کر دی ہے یہ صرف امریکی فوج ہی کے لیے کام نہیں کرتیں بلکہ انہیں کرائے پر بھی دیا جاسکتا ہے۔ امریکی فوجوں کی بھی پرائیویٹائزیشن شروع ہو گئی۔ سینٹا گون کا دعویٰ ہے کہ اس سے ٹیکس ادا کرنے والوں کی رقم بچ جاتی ہے اگر ایسا ہے تو امریکہ کا دفاعی بجٹ 300 بلین ڈالر سالانہ کیسے ہوا اور اگر یہ درست بھی تھا تو یہ ایک رسکی قدم ہے کیونکہ ان لڑنے والوں پر کنٹرول بہت کم ہے اور وہ اپنے کاموں کے بارے میں جوابدہ بھی نہیں ہیں جبکہ ان کے متعلق نظم و ضبط کے مسائل، غیر موثر ہونے اور بھرتی کیے ہوئے اور کرائے کے فوجیوں میں رابطے کی کمی جیسی شکایات موصول ہو رہی ہیں۔ مگر ایسے لوگوں کو ہائر کرنا امریکی فوج کے مفاد میں ہے کیونکہ کسی بھی گڑبڑ کے نتیجے میں وہ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ اس کا انہوں نے حکم نہیں دیا تھا۔ برطانوی اور امریکی اسے پارلیمنٹ کی چھان بین سے بچنے کے لیے اپنا رہے ہیں جبکہ یہ خارجہ پالیسی کا بھی حصہ بنتی جا رہی ہے فوجیں ابھی بھی بہت ساری ذمہ داریوں سے بری الذمہ نہیں ہو پائیں انہیں ابھی بھی ٹارچر اور انسانی حقوق کے خلاف ظلم کے لیے بھرتی کیا جا رہا ہے۔ پچھلی تین دہائیوں میں امریکہ نے اپنی فوج نصف کر لی ہے مگر حقیقتاً صرف بھرتی کرنے کے اصولوں میں تبدیلی ہوئی ہے عراق جنگ کے دوران امریکی فوجوں میں کمی کی بھی یہی وجہ ہے۔ امریکی فوج اس پرائیویٹ سروس کارپوریشن کو بہت زیادہ استعمال کر رہی ہے۔ اسے افریقی گروہوں کو تربیت کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جا رہا ہے اسی طرح سنگاپور، کولمبیا، فلپائن، جارجیا، مغربی کوریا، تائیچیریا، تائیوان، یوکرین، بوسنیا، جاپان اور بہت سے دوسرے ممالک میں پرائیویٹ کنٹریکٹر بھرتی کیے جا رہے ہیں امریکی فوج کی سب سے مختصر برانچ جس کی خدمات کرائے پر لی جاتی ہیں آرمی اور فضائیہ ہے۔ شہریوں کے ساتھ فوجی کارکنوں کی تبدیلی، روزگار میں اضافہ کا تاثر دیتی ہے جو کہ مختلف



ریاستوں میں منتخب افسران کے لیے فائدہ مند ہے یہی وجہ ہے کہ وہ وفاقی دفاعی بجٹ میں اضافہ کے حق میں ہے جس کا دوسرا مطلب اضلاع میں وفاقی رقوم کا بڑھانا ہے۔ دنیا بھر میں سپاہی شہری ملازم ہوتے ہیں یا ان کا تعلق براہ راست حکومت سے ہوتا ہے مگر امریکہ میں فوج مختلف پرائیویٹ کمپنیوں کو کنٹریکٹ پر رکھتی ہے جو کہ بالکل نیا ہے۔ یہ قانون تکلیف دہ ہے کہ نہ تو وہ فوجی ہوتے ہیں اور نہ ہی فوج کے عام ملازم انہیں نہ ہی عام فوجیوں کی طرح کوئی حکم دیا جاسکتا ہے اور مزید برآں کہ وہ فوج کے لیے کام کرنے کی بجائے پرائیویٹ کمپنیوں کے لیے کام کرتے ہیں جن کا مقصد قوم کے دفاع کے بجائے پیسے کمانا ہوتا ہے۔ اس طرح کی 35 کمپنیاں 100 ملین ڈالر کی مارکیٹ میں شراکت دار ہیں جس کے اگلے پانچ سالوں میں دگنا ہونے کے امکانات ہیں ان میں اسلحہ بنانے والے بھی شامل ہیں۔ امریکہ کے بین الاقوامی عام معافی کے ڈائریکٹر نے وضاحت کی ہے کہ امریکہ ایسا آزاد خطہ قائم کر رہا ہے جہاں قانون توڑنے کے مرتکب افراد کسی کے سامنے جوابدہ نہ ہوں گے۔ حقیقتاً وہ بڑی پرائیویٹ کمپنیوں پر ابو غریب جیل میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے الزامات ہیں ان میں سے ایک معاہدہ تقریباً 300 ملین ڈالر ہے۔

## فدائیوں کی تربیت گاہ:-

ڈبلیوری گٹمین ”فدائیوں کی سیاست“ میں لکھتے ہیں امریکی آرمی کا خون ریز تحفہ سکول آف امریکن ہے، جہاں روایتی ہتھکنڈے الیکشن، تشہیری مہمیں قومی ریفرنڈم ناکام ہو جائے سکول آف امریکن (SOA) مدد کرتا ہے یہ ایک ماڈل ادارہ ہے اس میں پڑھانے والے اور طالب علم لاطینی امریکہ کی کریم پر مشتمل ہیں نصاب باغیانہ لڑائیوں ملٹری انٹیلی جنس تکنیک، پیادہ اور کمانڈو مشقوں پر ویپیگنڈا اور جنگل آپریشن وغیرہ پر مشتمل ہے۔ مگر لاطینی امریکی فوجیوں کو SOA میں اپنے ممالک کی سرحدوں کو بیرونی قبضہ سے بچاؤ کے لیے نہیں تیار کیا جاتا بلکہ ان کا مقصد اپنے لوگوں کے خلاف لڑنا ہے سچائی کو ختم کرنا، مشترکہ خوابوں کو خاک میں ملانا غموں کی آوازوں کو دبانا اور احتجاج کرنے والوں کو اطاعت شعاروں

میں بدلنا ہے۔ ایس او اے جس کا سالانہ بجٹ چالیس ملین ڈالر ہے اس ساری تنقید کو یہ کہتے ہوئے رد کرتا ہے کہ اگر فارغ التحصیل افراد کا کوئی گروہ غلط قسم کی کارروائیوں میں مشغول ہو تو اس میں سکول کا کوئی قصور نہیں۔ 1993ء سے جوزف کینڈی دوئم کے زیر اثر امریکیوں کا ایک گروہ اس سکول کو بند کروانے کے لیے کوشاں ہے کینڈی کے مطابق ایس او اے سے فارغ التحصیل ڈکٹیٹر اور فوجی بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی میں مشغول ہیں اس کا خرچہ ملین ڈالر ہے اور یہ ظالم اور غاصب حکمران کے طور پر ہماری شناخت کروا رہا ہے تاہم وہ ابھی تک کامیاب نہیں ہوئے۔ اسے فدائیوں کے سکول کے طور پر بھی یاد کیا جاتا ہے اس کی بنیادی نظر لاطینی امریکہ کے ممالک پر تھی جو قدرتی دولت سے مالا مال ہیں۔ اس کا سب سے سنگین جرم بے یار و مددگار گلی میں پلنے والے بچوں کو مارنا تھا جو لیوسین، گواتے مالن فوج کا سربراہ تھا اس کے ذمے دس لاکھ افراد کی گمشدگی ہے جن میں سے بہت سارے بے گھر خوار و غریب اور اکیلے بچے تھے وہ بچوں کے مسئلہ کا حل ان کو مارنے میں ہی سمجھتا تھا۔ بی بی سی نے اس پر ایک ڈاکو منٹری بھی ریلیز کی۔ سکول آف امریکن 1946ء میں پانامہ کینال زون میں امریکی حکومت کے زیر سایہ قائم ہوا مگر 1977ء میں پانامہ کینال ٹریڈ کی شرائط کے مطابق اسے بند کر دیا گیا مگر جارجیا میں فوراً ہی اسے دوبارہ قائم کر دیا گیا۔ 1946ء میں یہ 60,000 افسروں اور کیڈٹس اور 300 فیکٹری ممبران پر مشتمل تھا۔ ایس او اے کو سکول آف ڈکٹیٹر بھی کہا جاتا ہے کیونکہ بعد میں بہت سے افراد امریکہ پلٹ ڈکٹیٹر بنے۔ برطانوی اخبار کے جارج موٹو بائٹ کے مطابق SOA دہشت گردوں کا کیمپ ہے ان کا شکار نیویارک پر حملے، بمباری اور ایسے دوسرے حملوں میں مرنے والے افراد ہیں اس کے بہت سے طلباء اس براعظم کے انتہا پسند ظالم، قاتل، ڈکٹیٹر اور ملکی دہشت گرد ہیں۔ ایس او اے وائچ گروپ نے سینکڑوں صفحات پر مشتمل دستاویز تیار کی ہے جس میں ایس او کے افراد کے ہاتھوں لاطینی امریکہ کی تباہ حالی کا ذکر ہے اس کا سربراہ فادر رائے بر جیں ہے جو کہ ایک پادری ہے اور اس سکول کے خلاف احتجاج کی وجہ سے دو سال جیل میں گزارے ہیں ان کا کہنا ہے ایس او اے غریبوں سے چھینتا ہے اور امیروں کو مزید مستحکم کرتا ہے یہ سنجیدہ جنگی جرائم کے مرتکب افراد جہاں چاہتے ہیں آتے جاتے ہیں۔ 1993ء میں اقوام متحدہ نے ان الفاظ کی تصدیق کی ہے۔ ایک دہائی سے

## دھال کا شکر بلیک واٹر ‡

زیادہ عرصہ ہوا اس سکول کے خلاف ملک گیر احتجاج جاری ہے۔ حکومت نے اسے بند کروانے کا بھی حکم دیا تھا مگر یہ دوبارہ نئے نام کے ساتھ کھل گیا اور کاروبار دوبارہ جاری و ساری ہے۔

قارئین اندازہ لگائیں کہ امریکی ایک ایسی فوج تیار کر رہا جو کہ انسان کو جانور سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔ اس طرح کوئی مسلمانوں پر ظلم و ستم جاری رکھنے کے لیے کئی ہتھکنڈے استعمال کرنے کی اجازت ہے نامعلوم خفیہ جیلوں میں ظلم جاری ہیں۔

# سی آئی اے اور بلیک واٹر کی غیر قانونی سرگرمیاں

بلیک واٹر کے سرپرستوں میں امریکی خفیہ ایجنسیوں بالخصوص CIA اور FBI کے ارکان میں شامل ہیں۔ CIA کے ذریعے بلیک واٹر نے امریکا اور یورپ میں کئی مسلمانوں کو ٹھکانے لگایا ہے۔ نائن الیون کے بعد بلیک واٹر کا کام خوب چمکا اور ہر جگہ لوگوں نے بلیک واٹر کے افراد کو سکیورٹی کے لئے چنا امریکا کی آسمان کو چھوتی ہوئی بلڈنگ بشمول سرکاری وغیرہ سرکاری عمارات پر بلیک واٹر کے ہیلی کاپٹر مستعد کھڑے رہتے ہیں اور اب کسی بھی بلڈنگ کی تعمیر ہوتی ہے تو اس کی بالائی منزل پر ہیلی پیڈ ضرور بنتا ہے۔ CIA اور امریکی حکومت اپنے خاص مراعات استعمال کر کے بلیک واٹر کو ہزاروں ہیلی کاپٹر دے چکی ہے تاکہ بلیک واٹر کے کتے با آسانی زمین کے ساتھ ہوا میں بھی اڑتے پھرتے رہیں۔ بلیک واٹر کی گھٹیا تربیت اور انسانوں کے قاتل اور پکے نشانہ باز کی بازگشت یورپ تک بھی پہنچ چکی ہے۔ یورپ میں کئی مسلمانوں کو مشکوک سمجھ کر پکڑنے اور پھر امریکہ منتقل کا کام بلیک واٹر کے سپرد ہے۔ کیونکہ امریکا اپنی فوج کو بے دریغ کسی جگہ جھونکنے سے بہتر بلیک واٹر کرائے کے سپاہی مروانے میں زیادہ دلچسپی رکھتا ہے۔

اطالوی حکومت اپنے غیر یورپی اور مسلمان شہریوں کے اغوا اور اذیت رسانی کے خلاف باقاعدہ عدالتی تحقیقات کر رہی ہے اور یہ کارروائی تیسری دنیا کے کسی کمزور ملک کے کارندوں کے خلاف نہیں بلکہ سپر پاور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے بدنام زمانہ خفیہ ادارے ”سی آئی اے“ کے خلاف ہے۔ انہوں نے سی آئی اے کے 25 ایجنٹوں کے خلاف اطالوی قوانین کی خلاف ورزی کے مقدمات درج کر لیے ہیں اور اطالوی حکام عدالتی سماعت کے دوران جو حلفیہ بیانات دیتے ہیں، ان کے ذریعے سی آئی اے کی غیر قانونی سرگرمیوں کی تفصیلات سامنے آرہی ہیں۔ اٹلی کے شہر میلان میں گزشتہ ہفتے اطالوی ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ ایڈمرل جیان فرانکو بٹیلی کا بیان ریکارڈ کیا گیا جس کی تفصیلات امریکی اخبارات میں شائع



ہوئی ہیں۔

11 ستمبر 2001ء کے کچھ ہی عرصے کے بعد روم میں سی آئی اے کے اسٹیشن چیف ایڈمرل ہٹیلی سے ملنے گئے اور پوچھا کہ کیا وہ مشتبہ دہشت گردوں کو اغوا کرنے اور ملک سے باہر لے جانے میں سی آئی اے کی مدد کریں گے لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کن لوگوں کو اغوا کرنا چاہتے ہیں۔ ایک اور عہدیدار جنرل گستاوود بجنیر و کے بیان کے مطابق ایک برس کے بعد پھر فرمائش ہوئی۔ اس مرتبہ سی آئی اے والوں نے 10 افراد کی فہرست دکھائی۔ یہ تمام کے تمام مسلمان تھے جن پر آسٹریا، بلجیم، ہالینڈ اور اٹلی میں سی آئی اے نظر رکھے ہوئے تھی۔ جنرل بجنیر و نے بتایا کہ 2002ء میں سی آئی اے نے یہ پیشکش کی تھی کہ وہ اطالوی کمیونسٹ تنظیم ریڈبرگیڈ کے ایک لیڈر کو جو جنوبی امریکہ میں چھپا ہوا تھا، اغوا کر کے اٹلی کے حوالے کر دیں گے اور اس کے عوض اٹلی انہیں مشتبہ مسلمانوں کو اغوا کر کے ملک سے باہر لے جانے میں تعاون کرے۔ اٹلی کے حکام نے تعاون سے انکار کر دیا کیونکہ وہ نہ تو کمیونسٹ لیڈر کو بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے ملک لانا چاہتے تھے اور نہ ہی اپنے شہریوں کو خود اپنے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سی آئی اے کے حوالے کرنا چاہتے تھے۔

جن لوگوں کو اغوا کیا جاتا ہے، انہیں بعد میں Rendition کے ذریعے کسی تیسرے ملک کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ یہ ایسے ممالک ہوتے ہیں جہاں کوئی خاص قاعدہ قانون نہیں ہوتا۔ یہ ممالک انسانی حقوق کو پامال کرنے کے حوالے سے بدنام ہوتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر لوگ قاہرہ بھیجے گئے تھے۔ یورپی ممالک سے 4 افراد کو اغوا کیا گیا تھا، جو سویڈن، مقدونیہ اور اٹلی میں تھے جبکہ 6 افراد کو سفر کے دوران اغوا کیا گیا تھا۔ ان میں سے بعض پاکستان میں گرفتار ہوئے تھے اور اطالوی خفیہ ایجنسی کے بعض ایجنٹوں نے اس سلسلے میں تعاون کیا تھا۔

اغوا کا سب سے مشہور واقعہ حسن مصطفیٰ کا تھا جسے فروری 2003ء میں میلان کی ایک سڑک سے اٹھایا گیا

تھا۔ اس شخص کا تعلق مصر سے تھا۔ اس کے غائب ہونے پر اطالوی حکام کا خیال تھا کہ وہ شاید عراق چلا گیا ہے تاکہ وہاں امریکی حملے کے خلاف مدافعتی تحریک میں حصہ لے سکے۔ سی آئی اے والوں نے روم میں ایک انٹیلی جنس بیٹن جاری کیا جس کا مقصد دھوکا دینا تھا۔ بیٹن میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ نصر کو خطہ بلقان میں دیکھا گیا ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ جب وہ میلان کی ایک مسجد میں نماز پڑھنے جا رہا تھا تو سی آئی اے کے ایجنٹوں نے اسے اٹھا کر ایک سفید وین میں ڈالا اور اپنے خصوصی طیارے کے ذریعے جرمنی میں Ramstein Air Base لے گئے، وہاں سے اسے قاہرہ بھیجا گیا۔ نصر کا دعویٰ ہے کہ اسے وہاں شدید اذیت پہنچائی گئی، مثال کے طور پر بجلی کے جھٹکے لگائے گئے اور جنسی بدسلوکی کی گئی۔

نصر کے ایک دوست جمال المنشاوی آسٹریا کے شہر گریز سے حج کے لیے مکہ جا رہے تھے جہاں اہلیہ ان کی منتظر تھیں لیکن وہ وہاں نہیں پہنچے۔ ان کے عمان (اردن) پہنچنے تک کاریکارڈ تھا، انہیں وہاں سے اغوا کر کے مصر بھیجا گیا جہاں وہ دو برس قید رہے اور انہیں 2005ء میں رہا کیا گیا۔ ایک سوڈانی باشندے مسعد عمر بحری کو 12 جنوری 2003ء میں جب وہ سوڈان سے ویانا میں واقع گھر واپس جا رہے تھے، اردن کی سیکرٹ سروس نے ایئرپورٹ سے اٹھا لیا تھا۔ وہ 10 برس سے آسٹریا میں مقیم تھے۔ انہوں نے یورپی پارلیمنٹ کے لیے تحقیقات کرنے والوں کو بتایا کہ انہیں تین برس تک اردن میں رکھا گیا اور آسٹریا میں ان سے انتہا پسندوں کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی۔ ان کو اطمینان دلانے کے لیے کہا گیا کہ انہیں دہشت گرد نہیں سمجھا جا رہا ہے لیکن وہ اطلاعات فراہم کر سکتے ہیں۔ واشنگٹن پوسٹ نے سرکاری دستاویزات کے حوالے سے کہا ہے کہ بحری آسٹریا کی قومی خفیہ سروس کی نگرانی میں 1998ء سے تھے جب ویانا میں امریکی سفارت خانے کو بم سے اڑانے کا منصوبہ سامنے آیا تھا۔ اسلامک گروپ آف آسٹریا کے چیئرمین محمد محمود کا کہنا ہے کہ امریکی حکومت یورپ میں یہ دیکھتی ہے کہ کون اونچی آواز میں بول رہا ہے، کون کھل کر بول رہا ہے اور اسی قسم کے لوگوں کو اغوا کیا جاتا ہے۔

11 ستمبر 2001ء کے بعد صدر جارج بش نے اعلان کیا تھا کہ دہشت گردوں کو چاہے وہ جہاں کہیں بھی

ہوں، انصاف کے کٹھرے میں لایا جائے گا۔ بین الاقوامی قوانین کے مطابق اگر آپ کسی ملک سے اس کے شہری یا وہاں قانونی طور پر رہنے والے کسی اور شخص کو اپنے ملک میں لا کر اس پر مقدمہ چلانا چاہتے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ اس ملک اور آپ کے ملک کے درمیان تحویل مجرمین کا معاہدہ ہو اور آپ اس کے مطابق وہاں سے اپنے مطلوبہ شخص کو لائیں اور اپنے ملک میں قانون کے مطابق کارروائی کریں لیکن جن لوگوں کو ختم کرنا یا خاموش کرنا مطلوب ہے، انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے لہذا عام قانون کے مطابق عدالتوں میں ان پر کوئی الزام ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

11 ستمبر کے بعد بے شمار ”قوانین“ بنائے گئے ہیں جو عالمی تصور قانون کے ساتھ مذاق ہیں لیکن ان کے تحت بھی زیادہ تر لوگوں کے خلاف جرم ثابت کرنا مشکل ہے۔ امریکی حکومت لوگوں کو خاموش کرنا چاہتی ہے، اگر کوئی شخص سچ بول رہا ہے تو اسے خاموش کرنا ضروری ہے کیونکہ سچ بولنا امریکی مفادات کے خلاف ہے۔ ہمیں پہلے مثال دی جاتی تھی کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور یورپی ممالک میں جمہوریت اور منصفانہ عدالتی نظام ہے جبکہ تیسری دنیا اور خاص کر اسلامی دنیا میں انسانی حقوق کی پاسداری اور انصاف نہیں ہے۔ اب امریکہ یورپی ممالک سے بغیر الزامات لگائے ہوئے لوگوں کو اغوا کر کے اپنے ہاں انصاف کے کٹھرے میں نہیں لاتا بلکہ مصر، اردن یا بعض دوسرے ممالک لے جاتا ہے اور یہ ممالک اذیت رسانی کے لیے مشہور ہیں۔ سی آئی اے نے مشرقی یورپ کے ممالک اور خاص طور پر رومانیہ میں خفیہ قید خانے بنائے تھے۔ رومانیہ اور مشرقی یورپ کا انتخاب اس لیے کیا گیا تھا کیونکہ سرد جنگ کے دنوں میں سوویت یونین کو توڑنے کے لیے وہاں سی آئی اے کا نیٹ ورک موجود تھا۔ وہاں کی فوج نئے سیاست دانوں اور خفیہ سروسز میں سی آئی اے کے گہرے رابطے موجود ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سوویت یونین کے ٹوٹنے سے پہلے سی آئی اے سے بھی تنخواہ لیتے ہوں گے۔

مسلمانوں کو اذیت رسانی کے لیے جمہوری ممالک سے انسانی حقوق کا بدترین ریکارڈ رکھنے والے ممالک میں بھیجنے کے عمل سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ مسلمانوں سے انصاف کرنا نہیں چاہتا۔ وہ مسلمانوں کو اغوا کر کے یا بعض مسلم

ممالک سے بھیڑ بکریوں کی طرح خرید کر جیلوں میں سڑاتا ہے یا موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔

## تشدد کی زندہ مثالیں:

امریکی صدر جارج واکر بش نے کمال دروغ گوئی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھاشن دیا ہے کہ امریکی انتظامیہ قیدیوں کو اذیت دینے کی اجازت نہیں دیتی۔ ان کے اس سفید جھوٹ کی داد ان کے نائب صدر ڈک چینی ہی دے سکتے ہیں جنہوں نے ایک دن پہلے یہ گوہر افشانی کی تھی کہ ان کے خیال میں زیر حراست مشتبہ دہشت گردوں سے معلومات حاصل کرنے کے لیے انہیں پانی میں غوطے دے کر ڈوبنے کا احساس دلانا جائز ہے جب صدر بش سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ امریکہ نہ ایذا رسانی کے طریقے استعمال کرتا ہے نہ کبھی ایسا کرے گا، حالانکہ بگرام ابو غریب اور گوانتانامو بے کے اذیت خانوں کے درودیوار پر امریکی درندوں کی طرف سے القاعدہ کے ارکان، طالبان اور عراقی حریت پسندوں پر ڈھائے جانے والے وحشیانہ مظالم کی ہولناک داستانیں رقم ہو چکی ہیں۔

ڈک چینی بھی سنگدلی اور فسادت قلبی میں اپنی مثال آپ ہیں بش ایسے ناعاقبت اندیش صدر کو افغانستان اور عراق پر یکے بعد دیگرے حملہ آور ہونے کی راہ ڈک چینی اور ان کے یہودی نائب وزیر دفاع پال ولفوٹز (حال صدر عالمی بینک) جیسے نابغوں ہی نے سجائی تھی اور گرفتار شدہ افغانیوں، القاعدہ والوں نے دی تھی جسے ڈک چینی کی بھرپور تائید حاصل تھی۔ 24 اکتوبر کو سکاٹ ہینن نے ریڈیو انٹرویو میں ڈک چینی سے پوچھا آیا کہ آپ سمجھتے ہیں کہ اوروں کی جانیں بچانے کے لیے کسی قیدی کو پانی میں غوطے دینا No-brainer یعنی زیادہ دماغی کاوش سے عاری فعل ہے؟ سنگدل ڈک چینی نے ڈھٹائی سے کہا۔ ”میرے نزدیک یہ No-brainer ہے۔ اگرچہ کچھ دیر کے لیے ایسا کیا جاتا ہے مگر مجھ پر تنقید کی گئی کہ میں نائب صدر برائے اذیت رسانی ہوں۔ ہم اذیت نہیں دیتے، ہم بین الاقوامی معاہدوں کی پاسداری کرتے ہیں جن



پر ہم نے دستخط کر رکھے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ اذیت کے بغیر خاصے آئینی دائرے میں تفتیشی پروگرام بروئے کار لاسکتے ہیں۔“

اسلام دشمنی اور صلیبی تعصب کے آزار میں مبتلا ڈک چینی دروغ بانی میں اپنے صدر ہی کی طرح تاک ہیں۔ ان کی ”بین الاقوامی معاہدوں کی پاسداری کے افسانے نائن الیون کے بعد شروع ہونے والی کروسیڈ کی ان شرمناک تصویروں کی شکل میں دنیا کے سامنے آچکے ہیں جو ابو غریب اور گوانتانامو بے کے تعذیب خانوں سے باہر آتی رہی ہیں۔ مسلمان قیدیوں سے امریکیوں کے شرمناک برتاؤ اور ڈک چینی کی طرف سے اذیت رسانی کی حمایت کی مذمت کرتے ہوئے ایمنسٹی انٹرنیشنل یو اس اے کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر لیری کاس نے کہا۔ ”یہ دماغی کاوش سے عاری فعل ہی تو ہے کہ کوئی اور نہیں خود امریکی نائب صدر اذیت رسانی کی حمایت کر رہا ہے۔“ اور ہیومن رائٹس واچ (واشنگٹن) کے ایڈووکیسی ڈائریکٹر نام میلفو سکی نے نائب صدر کی خبر لیتے ہوئے کہا ”اگر ایران یا شام کسی امریکی کو قید کر لیں تو کیا ڈک چینی کے نقطہ نظر سے یہ عین اچھی بات نہیں ہوگی کہ وہ اس امریکی کا سرپانی میں ڈبوئے رکھیں حتیٰ کہ اس کی جان کے لالے پڑ جائیں؟ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں ایرانیوں یا شامیوں کی جانیں بچانے کے لیے ایسے ہتھکنڈے استعمال کرنے کی ضرورت ہے؟“

امریکیوں کے قیدیوں پر ظالمانہ تشدد کی بعض وارداتوں کا حال ہی میں انکشاف ہوا ہے۔ اے ایس پی کے مطابق زیڈ ڈی ایف پبلک ٹی وی کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جرمن حکام اس نوع کی اطلاع پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہے ہیں کہ 2001ء کے اواخر میں بوسنیا کے اندر ایک امریکی خفیہ قید خانے میں ایک معمر جرمن شہری کو اذیت دی گئی تھی سرکاری دستاویز کے مطابق وفاقی پولیس (BKA) اور فارن انٹیلی جنس سروس (BND) جانتی تھیں کہ ”عبدالحمید کے“ کو شمالی مشرقی بوسنیا میں تزلہ کے امریکی فوجی اڈے میں قید رکھا گیا تھا۔ اس کے پاس مصری اور جرمن پاسپورٹ تھے اور اسے سرائیو سے پکڑا گیا تھا۔ BND اور BKA کے حکام نے تزلہ میں امریکہ کی کمپ کا دورہ کرتے

ہوئے عبدالحمید سے ملاقات کی تھی۔ 70 سالہ مشتبہ دہشت گرد کے سر پر رائفل کے بٹ سے ضرب لگائی گئی تھی اور پھر اس کے زخم پر بیس ٹانگے لگانے پڑے تھے۔ ایک جرمن پولیس افسر نے تزلہ کے امریکی اڈے میں جو مشاہدہ کیا سے بوسنیا میں سربوں کے جنگی جرائم سے مشابہ قرار دیا تھا۔

ابو غریب جیل (بغداد) کے فوجیوں سے تفتیش کرنے اور ان پر مقدمہ چلانے والی آرمی جج ایڈووکیٹ جنرل ٹیم کے رکن کرسٹاف گریولائن نے گزشتہ ماہ واشنگٹن پوسٹ میں لکھا کہ ”عینی شہادتوں سے معلوم ہوا کہ قیدیوں سے گھناؤنے برتاؤ والی بیشتر تصویروں کا ان کے تفتیش سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جیل کے محافظوں (امریکیوں) نے محض تفریح طبع کے لیے وہ گھناؤنے افعال انجام دیئے تھے۔“ اور آرمی میجر جنرل جارج فائی جنہوں نے ابو غریب کی تفتیش کی، اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ ”آرمی گارڈز نے بتایا کہ انہوں نے نامعلوم آدمی سول کپڑوں میں دیکھے جو قیدیوں کو ساتھ لے جاتے تھے اور گارڈز سے کہتے تھے کہ ان قیدیوں کے شناختی نمبر کسی کو نہ بتائے جائیں۔ یہ جینیوا کنونشن کے ضوابط کی خلاف ورزی تھی مگر وہ سویلین یہ ظاہر کرتے تھے کہ اصول و ضوابط سے انحراف کی انہیں اجازت دی گئی ہے۔ تفتیشی بوتھ میں روار کھی گئی ایسی کئی خلاف ورزیوں کا انکشاف ہوا۔ ابو غریب کے اندر سی آئی اے کی تفتیش کے ایک واقعے میں ایک شخص تشدد کی تاب نہ لا کر ہلاک ہو گیا۔“

ایک فوجی تفتیش کار چیف وارنٹ آفیسر لیوس ویلشوفرنے سخت (Harsh) تفتیش کی مبہم زبان سے من پسند مطلب نکالتے ہوئے ایک عراقی جنرل کو سلپنگ بیگ میں لپیٹ دیا، بیگ کے ارد گرد بجلی کا تار باندھا اور پھر اس کی چھاتی پر بیٹھ کر اسے ”ڈرانے“ کی کوشش کی کہ اگر اس نے زبان نہ کھولی تو وہ دم گھٹ کے مر جائے گا اور وہ بد نصیب واقعی دم گھٹ کے مر گیا۔ یہ واقعہ ابو غریب کے علاوہ کسی اور زمانے میں پیش آیا۔ فوج کی طرف سے ویلشوفرنے کو غفلت سے انسانی قتل کا مجرم ٹھہرایا گیا۔ کرسٹاف گریولائن کے مطابق صدر بش نے اب جس نئے تفتیشی قانون پر دستخط کیے ہیں اس میں یہ

واضح نہیں کیا گیا کہ کیا ایسے ہی افعال کے مرتکب سویلین تفتیش کار پر بھی مقدمہ چلے گا کیونکہ یہ ثابت کرنا ممکن ہو گا کہ تفتیش کار تشدد کرنے یا شدید یا سنگین جسمانی یا ذہنی اذیت دینے کا خاص طور پر ارادہ رکھتا ہے۔ گریولائن مزید لکھتا ہے بد قسمتی سے اس نئی قانون سازی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انتظامیہ اور کانگریس دونوں ابو غریب (عراق) میں قیدیوں سے بد سلوکی سے سبق حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں جس کو بش نے ”اب تک ہونے والی سب سے بڑی غلطی“ قرار دیا تھا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکی فوجیوں اور سی آئی اے مسلمان قیدیوں پر بدستور تشدد کرنے کی کھلی چھوٹ دے دی گئی ہے جبکہ صدر بش نے حال ہی میں بڑے فخر سے کہا تھا کہ القاعدہ کے ماسٹر مائنڈ خالد شیخ محمد سے راز اگلوانے کے لیے جو حربے آزمائے گئے ان سے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بہت مدد ملی ہے ان تفتیشی ہتھکنڈوں میں ”واٹر بورڈنگ“ بھی شامل ہے۔ نیوز ویک نے اس طریقہ اذیت کے بارے لکھا ہے کہ یہ طریقہ اسپین نے ایجاد کیا تھا۔ جس میں قیدی کو اوندھے منہ لٹکا دیا جاتا ہے اور ایک باریک پائپ کے ذریعے قیدی کے نتھنوں میں پانی کے قطرے ٹپکائے جاتے ہیں جس سے تھوڑی دیر میں ہی محسوس ہوتا ہے کہ انسان پانی میں ڈوب رہا ہے۔

اس سلسلے میں ”دی نیشن“ کے خصوصی نامہ نگار کی رپورٹ (28 اگست 2006ء) بھی انکشاف انگیز ہے۔ وہ لکھتا ہے ”امریکہ، گوانتانامو بے کے قیدیوں اور صفائی کے وکلاء کے مابین رابطے بہت محدود کرنے کے لیے کوشاں ہے کیونکہ انتظامیہ قیدیوں کو اشتعال انگیز مواد فراہم کیا ہے، مثلاً ابو غریب جیل میں بد سلوکی کی رپورٹیں اور دہشت گردی کے حملوں کے متعلق اخباری مضامین، امریکی حکومت نے اگست میں فیڈرل ایپلز کورٹ واشنگٹن میں نئے رولز پیش کیے تھے جو گوانتانامو بے کے قیدیوں کے کیس کے سلسلے میں ان پر نظر ثانی کر رہی ہے اگر عدالت ان نئے رولز کی منظوری دے دیتی ہے تو ان کی رو سے وکلاء صفائی کو قیدیوں سے صرف چار ملاقاتوں کی اجازت ہوگی جبکہ پہلے ملاقاتوں کی تعداد لا محدود تھی، نیز حکومت ان ملاقاتوں میں زیر بحث موضوعات گفتگو کو کنٹرول کر سکے گی اور قیدیوں اور وکلاء کے مابین بذریعہ ڈاک معلومات

کے تبادلے کو بھی محدود کر سکے گی۔“

نائن الیون کے سانحے کے بعد بش انتظامیہ قیدیوں کے نام اور ان کے بارے میں دیگر معلومات خفیہ رکھتی رہی ہے اور انہیں وکلاء کی خدمات حاصل کرنے کی اجازت دینے سے بھی انکاری تھی، تاہم وکلاء صفائی 2004ء میں قیدیوں سے ملاقات کا حق حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے جب کیوبا کے فوجی اڈے میں بند 450 کے لگ بھگ افراد کے متعلق امریکی سپریم کورٹ نے رولنگ دی کہ وہ اپنی حراست کو وفاقی عدالتوں میں چیلنج کر سکتے ہیں۔



# کیری لو گر بل کا متن

واشنگٹن .... ذیل میں جمعرات 24 ستمبر 2009ء کو سینیٹ سے پاس ہونے والے کیری لو گر بل کا متن پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ ہاؤس آف ریپریزنٹیٹو میں پیش کیا جا رہا ہے اور اگر یہ بغیر کسی ترمیم کے منظور ہو گیا تو صدر اوباما کے پاس قانون دستخط کے لیے بھیج دیا جائے گا جس کے بعد یہ قانون بن جائے گا۔ s.1707 پاکستان کے ساتھ تعلقات کے فروغ ایکٹ برائے 2009ء (مستغرق، متفق یا سینیٹ سے منظور) SEC 203 کچھ امداد کے حوالے سے متعین حدود۔۔۔

## (a) سیورٹی تعلقات میں معاونت کی حدود:

مالی سال 2012ء سے 2014ء کے لیے، پاکستان کو مالی سال میں اس وقت تک کوئی سیورٹی تعلقات میں معاونت فراہم نہیں کی جائے گی، جب تک سیکریٹری آف اسٹیٹ، صدر مملکت کی ہدایت پر سب سیکشن (c) میں درج ہدایات کے مطابق منظوری نہ دے دیں۔

## (b) اسلحہ کی فراہمی کی حدود:

مالی سال 2012ء سے 2014ء تک کے لیے، پاکستان کو اس وقت تک بڑا دفاعی سامان کی فروخت کا اجازت نامہ یا لائسنس، وی آرم ایکسپورٹ کنٹرول ایکٹ (seq. 2751 etusc22) کے مطابق جاری نہیں کیا جائے گا، جب تک امریکی وزیر خارجہ امریکی صدر کی ہدایت کے مطابق، سب سیکشن (c) میں درج ضروریات کے مطابق منظوری نہ دے دیں۔

## c) تصدیق کا عمل:

اس سب ایشن کے تصدیقی عمل کے لیے ضروری ہے کہ اسے سیکریٹری آف اسٹیٹ، صدر کی ہدایت کے مطابق منظور کریں گے، کانگریس کی کمیٹیز کے مطابق کہ (1) امریکا، حکومت پاکستان کے ساتھ تعاون جاری رکھے گا کہ پاکستان جوہری ہتھیاروں سے متعلق مواد کی منتقلی کے نیٹ ورک کو منہدم کرنے میں کردار ادا کرے، مثلاً اس سے متعلقہ معلومات فراہم کرے یا پاکستانی قومی رفاقت جو اس نیٹ ورک کے ساتھ ہے تک یا براہ راست رسائی دے۔ حکومت پاکستان نے موجودہ مالی سال کے دوران مسلسل اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور اب بھی دہشت گرد گروپوں کے خلاف موثر کوششیں کر رہی ہے۔

## جیش محمد، لشکر طیب (جماعة الدعوة)، طالبان

### اور آئی ایس آئی کے انتہا پسند عناصر کو لگام ڈالنا

سیکشن 201 میں امداد کے جن مقاصد کو بیان کیا گیا ہے۔ ان کے تحت حکومت پاکستان نے مندرجہ ذیل امور میں قابل ذکر کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ (الف) مدد روکنا.... پاکستانی فوج یا کسی انٹیلی جنس ایجنسی میں موجود عناصر کی جانب سے انتہا پسندوں یا دہشت گرد گروپوں، خصوصی طور پر وہ گروپ جنہوں نے افغانستان میں امریکی یا اتحادی افواج پر حملے کئے ہوں، یا پڑوسی ممالک کے لوگوں یا علاقوں پر حملوں میں ملوث ہوں (ب) القاعدہ، طالبان اور متعلقہ گروپوں جیسے کہ لشکر طیبہ اور جیش محمد سے بچاؤ اور پاکستانی حدود میں کارروائیاں سے روکنا، سرحد پر پڑوسی ممالک میں حملوں کی روک تھام، قبائلی علاقوں میں دہشت گرد کیمپوں کی بندش، ملک کے مختلف حصوں بشمول کوئٹہ اور مرید کے میں موجود دہشت

گرد ٹھکانوں کا مکمل خاتمہ، اہم دہشت گردوں کے بارے میں فراہم کردہ خفیہ معلومات کے بعد کارروائی کرنا، (ج) انسداد دہشت گردی اور اینٹی منی لائڈرنگ قانون کو مضبوط بنانا، (3) پاکستان کی سکیورٹی فورسز پاکستان میں عدالتی و سیاسی معاملات میں عملاً یا کسی اور طریقے سے دخل اندازی نہیں کریں گی۔ بعض ادائیگیاں (1) عام طور پر ان کا تعلق پیرا گراف (2) سے ان فنڈز میں سے کسی کا تعلق مالی سال 2010ء سے 2014ء تک کے مالی سال سے نہیں ہے یا اس فنڈ کا کوئی تعلق پاکستان کے کاؤنٹر انسرجینسی کیسے بلیٹی فنڈ سے بھی نہیں ہو گا جو سپلی مینٹل ایپروپری ایشن ایکٹ 2009ء (پبلک لاء 32-III کے تحت قائم ہے) اس کا دائرہ کار ان ادائیگیوں تک وسیع ہو گا جن کا تعلق (الف) لیٹر آف آفر اینڈ ایکسپینس (Acceptance and Offer of Letter)، NAP-D-PK سے ہے۔ جن پر امریکا اور پاکستان نے 30 ستمبر 2006ء کو دستخط کئے تھے اور (ب) پاکستان اور امریکا کی حکومتوں کے درمیان 30 ستمبر 2006ء کو دستخط شدہ لیٹر آف آفر اینڈ ایکسپینس NAP-D-PK اور (ج) (Acceptance and Offer of Letter)، NAP-D-PK جس پر امریکی حکومت اور حکومت پاکستان کی جانب سے 30 ستمبر 2006ء کو دستخط ہوئے تھے۔ استثنیٰ .... مالی سال 2010ء سے 14 تک کیلئے جو فنڈز سکیورٹی میں مدد دینے کے لئے مختص کئے گئے ہیں وہ تعمیرات اور متعلقہ سرگرمیوں کے لئے استعمال کئے جاسکتے ہیں جن کی وضاحت (Acceptance and Offer of Letter) کے پیرا گراف (1) میں کی گئی ہے۔ تحریری دستاویز .... وزیر خارجہ صدر کی ہدایت کے تحت مختص رقم میں سیکشن (A-B) اور (D) کے تحت ایک سال کے لئے کمی کر سکتے ہیں وزیر خارجہ یہ اقدام اس وقت اٹھائیں گے جب انہیں خیال ہو گا کہ یہ اقدام امریکا کی قومی سلامتی کے مفاد میں ہے۔ تحریری دستاویز کا نوٹس .... وزیر خارجہ کو صدر کی ہدایت کے مطابق رقوم میں کمی کا اختیار پیرا گراف (1) کے مطابق اس وقت تک استعمال نہیں کر سکیں گے جب تک کانگریس کی متعلقہ کمیٹی کو اس سلسلے میں سات روز کے اندر تحریر نوٹس نہ مل جائے جس میں رقوم میں کمی کی وجوہات درج ہوں یہ نوٹس کلاسیفائیڈ یا نان کلاسیفائیڈ شکل میں ضرورت کے مطابق پیش کیا جائے گا۔ (ف) مناسب کانگریسی کمیٹیوں کی اصطلاح سے مراد ایوان نمائندگان کی نمبر 1 کمیٹی برائے خارجہ

امور، کمیٹی برائے مسلح افواج، کمیٹی برائے حکومتی اصلاحات اور فروگزاشت 2 سینیٹ کی امور خارجہ تعلقات کمیٹی، مسلح افواج کمیٹی اور نتیجہ کمیٹی برائے انٹیلی جنس ہیں۔ سیکشن 204 خانہ جنگی سے نمٹنے کی پاکستانی صلاحیت کا فنڈ (ایف) مالی سال 2010 (1) عمومی طور پر۔ برائے مالی سال 2010ء کیلئے ریاست کے محکمہ نے ضمنی تخصیص ایکٹ 2009ء (بلیک لا 32-111) کے تحت پاکستان کی خانہ جنگی سے نمٹنے کی صلاحیت کا فنڈ قائم کر دیا گیا ہے۔ (اس کے بعد اسے صرف فنڈ لکھا جائے گا) پر مشتمل ہوگا۔ مناسب رقم پر جو اس سب سیکشن پر عملدرآمد کیلئے ہوگی (جو شاہد شامل نہیں ہوگی اس مناسب رقم میں 70 ایکٹ کے عنوان نمبر ایک پر عملدرآمد کیلئے ہے۔ (ب) وزیر خارجہ کو دستیاب رقم بصورت دیگر اس سب سیکشن پر عملدرآمد کیلئے ہوگی۔ (2) فنڈ کے مقاصد.... فنڈ کی رقم اس سب سیکشن پر عملدرآمد کیلئے کسی بھی مالی سال دستیاب ہوگی اور اس کا استعمال وزیر خارجہ، وزیر دفاع کی اتفاق / مشاورت سے کریں گے اور یہ پاکستان کی انسداد خانہ جنگی صلاحیت کے فروغ اور استحکام پر انہی شرائط کے تحت صرف ہوگی۔ ماسوائے اس سب سیکشن جو مالی سال 2009ء کیلئے دستیاب فنڈ اور رقوم پر لاگو ہوگا۔ (3) ٹرانسفر اتھارٹی.... (الف) عمومی طور پر: امریکی وزیر خارجہ کسی بھی مالی سال کیلئے پاکستان انسداد خانہ جنگی فنڈ جو ضمنی تخصیص ایکٹ 2009ء کے تحت قائم کیا گیا ہے، کو رقوم منتقل کرنے کی مجاز ہوں گی اور اگر وزیر دفاع کے اتفاق رائے سے یہ طے پائے کہ فنڈ کی ان مقاصد کیلئے مزید ضرورت نہیں جن کیلئے جاری کئے گئے تھے تو وہ وزیر خارجہ یہ رقوم واپس کر سکتے ہیں۔ (ب) منتقل فنڈ کا استعمال۔ سیکشن 203 کی ذیلی شق (د) اور (ع) کے تحت پیراگراف (الف) میں دی گئی اتھارٹی اگر فنڈ منتقل کرتی ہے تو انہی اوقات اور مقاصد کے تحت پاکستان انسداد خانہ جنگی فنڈ کے لئے استعمال ہو گی۔ (ج) دوسری اتھارٹیوں سے تعلقات۔ اس سب سیکشن کے تحت معاونت فراہم کرنے والی اتھارٹی اضافی طور پر دیگر ممالک کو بھی امداد کی فراہمی کا اختیار رکھے گی۔ (د) نوٹیفیکیشن۔ وزیر خارجہ سب پیراگراف (اے) کے تحت فنڈ کی فراہمی سے کم از کم 15 روز قبل کانگریس کی کمیٹیوں کو تحریری طور پر فنڈ کی منتقلی کی تفصیلات سے آگاہ کریں گی۔ (ر) نوٹیفیکیشن کی فراہمی۔ اس سیکشن کے تحت کسی نوٹیفیکیشن کی ضرورت کی صورت میں کلاسفائیڈ یا غیر کلاسفائیڈ نوٹیفیکیشن جاری



کیا جائے گا۔ (س) کانگریسی کمیٹیوں کی وضاحت۔ اس سیکشن کے تحت مجاز کانگریس کمیٹیوں سے مراد (1) ایوان نمائندگان کی آرڈر سروسز اور خارجہ تعلقات کمیٹی ہے۔ سیکشن .... 205 فراہم کی گئی امداد کا سویلین کنٹرول .... ضروریات (1) مالی سال 2010ء سے مالی سال 2014ء کے دوران حکومت پاکستان کو سیورٹی کیلئے فراہم کی گئی براہ راست نقد امداد پاکستان کی سویلین حکومت کے سویلین حکام کو فراہم کی جائے گی۔ کیری لوگر بل کی سیکشن 205 کے تحت مخصوص امدادی پیکیج پر سویلین کنٹرول کی شرط .... کیری لوگر بل میں سیکشن 205 کے تحت پاکستان کو امداد کی فراہمی کیلئے سویلین کنٹرول کی شرائط عائد کی گئی ہیں۔ (ا) شرائط: (1) عمومی طور پر 2010ء سے 2014ء تک حکومت پاکستان کو امریکہ کی جانب سے ملنے والی سیورٹی معاملات سے متعلقہ کیش امداد یا دیگر نان اسسٹنس (غیر امدادی) ادائیگیاں صرف پاکستان کی سویلین حکومت کی سویلین اتھارٹی کو دی جائے گی۔ (2) دستاویزی کارروائی مالی سال 2010-2014 تک امریکی وزیر خارجہ، وزیر دفاع کی معاونت اور تعاون سے اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ امریکہ کی جانب سے حکومت پاکستان کو دی جانے والی غیر امدادی (Assistance-Non) ادائیگیوں کی حتمی دستاویزات پاکستان کی سویلین حکومت کی سویلین اتھارٹی کو وصول ہو چکی ہیں۔ (ب) شرائط میں چھوٹ: (1) سیورٹی سے متعلق امداد، بل کے مطابق امریکی وزیر خارجہ، وزیر دفاع سے مشاورت کے بعد ذیلی سیکشن (a) کے تحت سیورٹی سے متعلق امداد پر عائد شرائط کو ختم کر سکتے ہیں۔ تاہم اس کیلئے ضروری ہے کہ یہ سیورٹی امداد امریکی بجٹ کے فنکشن نمبر 150 (بین الاقوامی معاملات) سے دی جا رہی ہو اور امریکی وزیر خارجہ کانگریس کی متعلقہ کمیٹیوں کو اس امر کی یقین دہانی کرائیں کہ شرائط میں چھوٹ امریکہ کی قومی سلامتی کیلئے ضروری اور امریکی مفاد میں ہیں۔ (2) غیر امدادی (Assistance-Non) ادائیگیاں امریکی وزیر دفاع، وزیر خارجہ کی مشاورت سے ذیلی سیکشن (a) کے تحت ایسی غیر امدادی ادائیگیاں جو بجٹ فنکشن 050 (قومی دفاع) کے اکاؤنٹس سے کی جا رہی ہوں۔ پر عائد شرائط کو ختم کر سکتے ہیں۔ تاہم اس چھوٹ کیلئے وزیر دفاع کو کانگریس کی متعلقہ کمیٹیوں کو یقین دہانی کرانا ہوگی۔ کہ پابندیوں میں چھوٹ امریکہ کے قومی مفاد کیلئے اہم ہے۔ (ج) بعض مخصوص سرگرمیوں پر سیکشن (205) کا

اطلاق۔ درج ذیل سرگرمیوں پر سیکشن 205 کے کسی حصے کا اطلاق نہیں ہو گا۔ (1) ایسی کوئی بھی سرگرمی جس کی رپورٹنگ 1947 کے قومی سلامتی ایکٹ (Sequet 41350U.S.C) کے تحت کیا جانا ضروری ہے۔ (2) جمہوری انتخابات یا جمہوری عمل میں عوام کی شرکت کی فروغ کیلئے دی جانے والی امداد، (3) ایسی امداد یا ادائیگیاں جن کا وزیر خارجہ تعین کریں اور کانگریس کی متعلقہ کمیٹیوں کو یقین دہانی کرائیں کہ مذکورہ امداد یا ادائیگیوں کو ختم کرنے سے جمہوریت حکومت اقتدار میں آگئی ہے۔ (4) مالی سال 2005ء میں رولنڈ ڈیلیوریگن نیشنل ڈیفنس آتھورائزیشن ایکٹ کی سیکشن (208) (ترمیم شدہ) کے تحت ہونے والی ادائیگیاں (2086) Stat 118375, -108 Law Public، (5) امریکی محکمہ دفاع اور وزارت دفاع اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مابین کراس سروسنگ معاہدے کے تحت کی جانے والی ادائیگیاں، (6) مالی سال 2009ء کیلئے ڈکن ہنٹر نیشنل ڈیفنس آتھورائزیشن ایکٹ کی سیکشن (943) کے تحت کی جانے والی ادائیگیاں (4578) (Stat 122417, -110 Law Public) د) ”اصطلاحات“ کی وضاحت / تعریف سیکشن 205 میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کی تعریف / وضاحت اس طرح ہے۔ (1) ”متعلقہ کانگریس کمیٹیوں“ سے مراد ایوان نمائندگان اخراجات سے متعلق کمیٹیاں، آرڈر سروسز اور فارن افیئرز کی کمیٹیاں سینٹ کی اخراجات سے متعلق کمیٹیاں، آرڈر سروسز اور فارن افیئرز کمیٹیاں ہیں۔ (2) ”پاکستان کی سولین حکومت“ کی اصطلاح میں ایسی پاکستانی حکومت شامل نہیں۔ جس کے باقاعدہ منتخب سربراہ کو فوجی بغاوت یا فوجی حکم نامے کے ذریعے اقتدار سے ہٹا دیا گیا ہو۔ عنوان III حکمت عملی، احتساب، مانیٹرنگ اور دیگر شرائط .... سیکشن 301 حکمت عملی رپورٹس .... (اے) پاکستان کی امداد سے متعلق حکمت عملی کی رپورٹ۔ اس ایکٹ کے نافذ العمل ہونے سے 45 روز کے اندر سیکرٹری خارجہ کانگریس کی متعلقہ کمیٹیوں کو پاکستان کی امداد سے متعلق امریکی حکمت عملی اور پالیسی کے حوالے سے رپورٹ پیش کرے گا۔ رپورٹ میں درج ذیل چیزیں شامل ہوں گی۔ (1) پاکستان کو امریکی امداد کے اصولی مقاصد .... (2) مخصوص پروگراموں، منصوبوں اور سیکشن 101 کے تحت وضع کردہ سرگرمیوں کی عمومی تفصیل اور ان منصوبوں، پروگراموں اور سرگرمیوں کے لئے مالی سال 2010ء سے

2014ء تک مختص کردہ فنڈز کی تفصیلات۔ (3) ایکٹ کے تحت پروگرام کی مانیٹرنگ آپریشنز، ریسرچ اور منظور کردہ امداد کے تجزیے کا منصوبہ۔ (4) پاکستان کے قومی، علاقائی، مقامی حکام، پاکستان سول سوسائٹی کے ارکان، نجی شعبہ، سول، مذہبی اور قبائلی رہنماؤں کے کردار کی تفصیلات جو ان پروگراموں، منصوبوں کی نشاندہی اور ان پر عملدرآمد میں تعاون کریں گے جن کے لئے اس ایکٹ کے تحت امداد دی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ حکمت عملی وضع کرنے کے لئے ایسے نمائندوں سے مشاورت کی تفصیل: 5 .... اس ایکٹ کے تحت اٹھائے گئے اور اٹھائے جانے والے اقدامات سے یہ یقینی بنایا جائے گا کہ امداد افراد اور دہشت گرد تنظیموں سے الحاق رکھنے والے اداروں تک نہ پہنچے۔ 6: اس ایکٹ کے تحت پاکستان کو فراہم کردہ امداد کی سطح کا تخمینہ لگانے کیلئے اسے مندرجہ ذیل کیٹگریوں میں تقسیم کیا گیا جسے میلیئم چیلنج اکاؤنٹ امداد (Assistance) کے لئے اہل امیدوار ملک کے تعین کے طریقہ کار کے حوالے سے سالانہ معیاری رپورٹ (Criteria Report) میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ کیٹگریز مندرجہ ذیل ہیں۔

## دہشت گردوں کی پناہ گاہوں کا خاتمہ:

(I) عوامی آزادی (II) سیاسی حقوق (III) آزادی اظہار رائے اور احتساب (IV) حکومت کی موثریت (V) قانون کی بالادستی (VI) بدعنوانی پر قابو (VII) بیماریوں کی شرح (VIII) شعبہ صحت پر خرچ (IX) لڑکیوں کی پرائمری تک تعلیم مکمل کرنے کی شرح (X) پرائمری تعلیم پر بجٹ (XI) قدرتی وسائل کا استعمال (XII) کاروباری مشکلات کے خاتمے (XIII) لینڈ رائٹس اور ان تک رسائی (XIV) تجارتی پالیسی (XV) ریگولیٹری کوالٹی (XVI) مہنگائی پر قابو (XVII) مالی پالیسی۔ 7: پاکستان کے پاس پہلے سے موجود ہیلی کاپٹرز کی تبدیلی اور اس حوالے سے تربیت اور ان کی درستگی کے لئے سفارشات اور تجویز بھی کیا جائے گا۔ (B) علاقائی حکمت عملی کی تفصیلی رپورٹ .... کانگریس کی فہم و فراست: یہ کانگریس کی فہم و فراست ہے کہ امریکی قومی سلامی کے مقاصد کے حصول، پاکستان میں

دہشت گردوں کی محفوظ پناہ گاہوں کے خاتمے کے لئے ایک تفصیلی ترقیاتی منصوبے کی ضرورت ہے جس میں دیگر متعلقہ حکومتوں کے تعاون و اشتراک سے قومی طاقت کے تمام عناصر کو اس مقصد کے لئے استعمال میں لایا جائے۔ پاکستان کی دیرپا خوشحالی اور سلامتی کے لئے بھی ضروری ہے کہ پاکستان، افغانستان اور بھارت کے مابین مضبوط تعلقات ہوں۔ علاقائی سلامتی کی تفصیلی حکمت عملی: پاکستان میں دہشت گردوں کی محفوظ پناہ گاہوں کے خاتمے کے لئے صدر پاکستانی حکومت اور دیگر علاقائی حکومتوں اور اداروں کے اشتراک سے علاقائی سلامتی کی حکمت عملی ترتیب دیں گے۔ پاک افغان سرحدی علاقوں فاٹا، صوبہ سرحد، بلوچستان اور پنجاب کے علاقوں میں اس علاقائی سلامتی کی حکمت عملی پر موثر عملدرآمد اور انسداد دہشت گردی کے لئے موثر کوششیں عمل میں لائی جائیں گی۔ 3: رپورٹ: عمومی طور پر اس ایکٹ کے لاگو ہونے کے 180 روز کے اندر اندر صدر علاقائی سلامتی کی حکمت عملی کے حوالے سے رپورٹ کانگریس کمیٹی کو جمع کروائیں گے جس کے مندرجات میں علاقائی سلامتی کی حکمت عملی کی رپورٹ کی کاپی، اہداف کا تعین اور تجویز کردہ وقت اور حکمت عملی پر عمل کے لئے بجٹ کی تفصیل شامل ہے۔ (ب) رپورٹ میں ریجنل سکیورٹی کی جامع حکمت عملی کی ایک نقل شامل ہوگی جس میں اہداف سمیت حکمت عملی پر عملدرآمد کیلئے مجوزہ وقت اور بجٹ کی تفصیلات شامل ہوں گی۔ (C) مناسب کانگریسی کمیٹی کی تعریف .... اس پیراگراف کے مطابق مناسب کانگریسی کمیٹی کا مطلب۔ (i) ایوان نمائندگان کی کمیٹی برائے Appropriations امور کمیٹی برائے مسلح افواج، کمیٹی برائے خارجہ امور اور مستقل سلیکٹ کمیٹی برائے انٹیلی جنس ہو گا اور (ii) سینٹ کی کمیٹی برائے Appropriations، کمیٹی برائے مسلح افواج، کمیٹی برائے خارجہ امور اور مستقل سلیکٹ کمیٹی برائے انٹیلی جنس ہو گا۔ (C) سکیورٹی میں مدد کے حوالے سے منصوبہ: اس قانون کے بنائے جانے کے 180 دن کے اندر وزیر خارجہ مناسب کانگریسی کمیٹی کے سامنے وہ منصوبہ پیش کریں گے جس کیلئے فنڈز مختص کئے جائیں گے اور یہ مالی سال 2010ء سے 2014ء تک ہر سال ہو گا، اس منصوبے میں یہ بتایا جائے گا کہ رقم کا استعمال کس طرح سے سیکشن 204 میں مذکورہ رقوم سے متعلقہ ہے۔ سیکشن: 302 مانیٹرنگ رپورٹس (a) سیکشن 301 (اے) پر عمل کرتے



ہوئے Report Strategy Assistance Pakistan پیش کئے جانے کے 180 دن کے اندر (ششماہی) اور بعد ازاں 30 ستمبر 2014ء تک ششماہی بنیادوں پر سیکرٹری خارجہ کی طرف سے سیکرٹری دفاع کے ساتھ مشاورت کے بعد مناسب کانگریسی کمیٹی کو رپورٹ پیش کی جائے گی جس میں اس طرح (180 دنوں میں) میں فراہم کی گئی مدد / معاونت کی تفصیلات ہوں گی۔ اس رپورٹ میں درج ذیل تفصیلات ہوں گی۔ (1) جس عرصے کیلئے یہ رپورٹ ہوگی اس عرصے کے دوران اس ایکٹ کے ٹائٹل ایک کے تحت کسی پروگرام، پراجیکٹ اور سرگرمی کے ذریعے فراہم کی گئی معاونت اور اس کے ساتھ ساتھ جس علاقے میں ایسا کیا گیا ہو گا اس کا حدود اربعہ اس رپورٹ میں شامل ہو گا اور اس میں اس رقم کا بھی ذکر ہو گا جو اس کے لئے خرچ ہوگی، جہاں تک پہلی رپورٹ کا تعلق ہے تو اس میں مالی سال 2009ء میں پاکستان کی معاونت کیلئے فراہم کی گئی رقم کی تفصیل ہوگی اور اس میں بھی ہر پروگرام، پراجیکٹ اور سرگرمی کے بارے میں بتایا جائے گا۔ (2) رپورٹ کے عرصے کے دوران اس ایکٹ کے ٹائٹل ایک کے تحت پراجیکٹ شروع کرنے والے ایسے امریکی یا کسی اور ملک کے شہریوں یا تنظیموں کی فہرست بھی رپورٹ میں شامل ہوگی جو ایک لاکھ ڈالر سے زیادہ رقم / فنڈز حاصل کریں گے اور یہ فہرست کسی کلاسیفائیڈ ضمیمہ میں دی جاسکتی ہے تاکہ اگر کوئی سکیورٹی رسک ہو تو اس سے بچا جاسکے اور اس میں اس کو خفیہ رکھنے کا جواز بھی دیا جائے گا۔ (3) رپورٹ میں سیکشن 301 (اے) کی ذیلی شق (3) میں مذکور منصوبے کے بارے میں تازہ ترین اپ ڈیٹس / پیش رفت اور اس ایکٹ کے ٹائٹل ایک کے تحت دی گئی معاونت کے اثرات کی بہتری کے لئے اقدامات کی تفصیل بھی شامل ہوگی۔ (4) رپورٹ میں ایک جائزہ بھی پیش کیا جائے گا جس میں اس ایکٹ کے تحت فراہم کی گئی معاونت کے موثر / اثر پذیری کا احاطہ کیا گیا ہو گا اور اس میں سیکشن 301 (اے) کی ذیلی شق 3 میں بتائے گئے طریقہ کار کو مد نظر رکھ کر مطلوبہ مقاصد کے حصول یا نتائج کا جائزہ لیا گیا ہو گا اور اس سب سیکشن کے پیراگراف 3 کے تحت اس میں ہونے والی پیش رفت یا اپ ڈیٹ بھی بیان کی جائے گی جو کہ یہ جانچنے کیلئے کہ آیا مطلوبہ نتائج حاصل ہوئے ہیں یا نہیں ایک منظم مربوط بنیاد فراہم کرے گی، اس رپورٹ میں ہر پروگرام اور پراجیکٹ کی تکمیل کا عرصہ بھی بتایا جائے گا۔

(5) امریکا کی طرف سے مالیاتی فزیکل، تکنیکی یا انسانی وسائل کے حوالے سے کوئی کمی و بیشی جو کہ ان فنڈز پر موثر استعمال یا مانیٹرنگ میں رکاوٹ ہوگی، کے بارے میں بھی اس رپورٹ میں ذکر کیا جائے گا۔ (6) امریکا کی دو طرفہ یا کثیر الطرفہ معاونت کے منفی اثرات کا ذکر بھی اس رپورٹ میں شامل ہو گا اور اس حوالے سے اگر کوئی ہوگی تو پھر تبدیلی کیلئے سفارشات بھی دی جائیں گی اور جس علاقے کیلئے یہ فنڈز یا معاونت ہوگی اس کی انجذابیت / گنجائش بھی رپورٹ میں مذکور ہو گی۔ (7) رپورٹ میں اس ایکٹ کے ٹائٹل ایک کے تحت ہونے والے اخراجات کے ضیاع، فراڈ یا غلط استعمال کے حوالے سے کوئی واقعہ یا رپورٹ بھی شامل کی جائے گی۔ (8) ان فنڈز کی رقم جو کہ سیکشن 102 کے تحت استعمال کیلئے مختص کی گئی اور جو کہ رپورٹ کے عرصے کے دوران انتظامی اخراجات یا آڈٹ یا سیکشن 103 یا 101 (سی) کی ذیلی شق 2 کے تحت حاصل اختیارات کے ذریعے استعمال کی گئی کہ تفصیلات بھی رپورٹ میں شامل ہوں گی۔ (9) سیکشن 101 (سی) کی ذیلی شق 5 کے تحت قائم / مقرر کردہ چیف آف مشن فنڈ کی طرف سے کئے گئے اخراجات جو کہ اس عرصے کے دوران کئے گئے ہوں گے جس کیلئے رپورٹ تیار کی گئی ہے اس رپورٹ میں شامل ہوں گے اس میں ان اخراجات کا مقصد بھی بتایا جائے گا اور اس میں چیف آف مشن کی طرف سے ایک لاکھ ڈالر سے زائد کے اخراجات کے وصول کنندگان کی فہرست بھی شامل ہوگی۔ (10) اس ایکٹ کے ٹائٹل ایک کے تحت پاکستان کو فراہم کی گئی معاونت کا حساب کتاب (اکاؤنٹنگ) جو کہ سیکشن 301 (اے) کی ذیلی شق 6 میں دی گئی مختلف کٹیگریز میں تقسیم کی گئی ہے کہ تفصیل بھی رپورٹ میں بیان کی جائے گی۔ (11) اس رپورٹ میں درج ذیل مقاصد کیلئے حکومت پاکستان کی طرف سے کی گئی کوششوں کے جائزہ بھی پیش کیا جائے گا۔ (الف) فاٹا یا بندوبستی علاقوں میں القاعدہ، طالبان یا دیگر انتہا پسند اور دہشت گرد گروپوں کے خاتمے، ان کو غیر موثر یا شکست دینے کیلئے کی گئی کوششیں۔ (ب) ایسی قوتوں کے پاکستان میں موجود محفوظ ٹھکانوں کے خاتمے کیلئے کی گئی کوششیں .... (ج) لشکر طیبہ اور جیش محمد کے تربیتی مراکز کی بندش (د) دہشت گرد اور انتہا پسند گروپوں کو ہر قسم کی مدد و تعاون کا خاتمہ (ر) ہمسایہ ممالک میں حملوں کی روک تھام کیلئے کوششیں / اقدامات (س) مدارس کے نصاب کی نگرانی میں اضافہ اور طالبان یا

دہشت گرد یا انتہا پسند گروپوں سے تعلق رکھنے والے مدارس کی بندش کیلئے کی گئی کوششیں۔ (ش) انسداد منی لانڈرنگ قوانین اور دہشت گردی کے انسداد کیلئے فنڈز کے استعمال میں بہتری یا اضافے کی کوششیں یا اقدامات مالیاتی ایکشن ٹاسک فورس کیلئے مبصر کا درجہ اور دہشت گردی کیلئے مالی وسائل کی فراہمی روکنے کیلئے اقوام متحدہ کے بین الاقوامی کنونشن پر عملدرآمد کیلئے کی گئی کوششیں۔ (12) پاکستان کی طرف سے جوہری عدم پھیلاؤ (جوہری مواد اور مہارت) کیلئے کی گئی کوششوں کی جامع تفصیل بھی اس رپورٹ میں شامل ہوگی۔ (13) اس رپورٹ میں ایک جائزہ بھی پیش کیا جائے گا تاکہ آیا پاکستان کو فراہم کی گئی معاونت اس کے جوہری پروگرام کی توسیع میں بالواسطہ یا بلاواسطہ مددگار ثابت ہوئی ہے یا نہیں، آیا امریکی معاونت کے انحراف یا پاکستان کے وسائل کی Reallocation جو کہ بصورت دیگر پاکستان کے جوہری پروگرام سے غیر متعلقہ سرگرمیوں پر خرچ ہوں گے۔ (14) رپورٹ میں سیکشن 202 (بی) کے تحت مختص کئے گئے اور خرچ کئے گئے فنڈز کی جامع تفصیلات بھی شامل ہوں گی۔

## پاک فوج کی گردن میں اسلامی کا طوق:

”اس شق کی وجہ سے جی ایچ کیو میں جنرل پرویز کیانی سمیت پاکستان کی بری، بحری اور فضائی افواج کے افسران نے اُسے بری طرح مسترد کر دیا۔“

(15) اس رپورٹ میں حکومت پاکستان کا فوجی / ملٹری بجٹ کی نگرانی اور منظوری، کمانڈ کے تسلسل، سینئر فوجی افسروں کی ترقی میں عمل دخل کی تفصیلات، سٹریٹجک پلاننگ میں سولین عمل دخل اور سول انتظامیہ میں فوجی مداخلت کی تفصیلات بھی شامل ہوں گی۔ (b) حکومتی احتساب دفتر کی رپورٹس.... پاکستان معاونت لائحہ عمل رپورٹ: سیکشن 301 (اے) کے تحت پاکستان معاونت لائحہ عمل رپورٹ پیش کئے جانے کے ایک سال کے اندر کنٹرولر جنرل آف

امریکا مناسب کانگریسی کمیٹی کو ایک رپورٹ پیش کرے گا جس میں درج ذیل تفصیلات مذکور ہوں گی۔ (الف) پاکستان معاونت لائحہ عمل رپورٹ کا جائزہ اور اس حوالے سے رائے (ب) اس ایکٹ کے تحت مقاصد کے حصول کیلئے امریکی کوششوں کو موثر بنانے کیلئے اگر کنٹرولر جنرل کوئی اضافی اقدامات مناسب سمجھتا ہے تو وہ بھی بیان کئے جائیں گے۔ (پ) آرمز ایکسپورٹ کنٹرول ایکٹ (22 یو ایس سی) کی شق 22 کے تحت دی گئی گرانٹ کے مطابق پاکستان کی طرف سے کئے گئے اخراجات کی مفصل رپورٹ بھی پیش کی جائے گی۔



جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب----- دجال کا لشکر بلیک واٹر  
 مؤلف----- مولانا عمر عاصم  
 سن اشاعت----- نومبر 2009ء  
 ناشر----- جامعہ حفصہ اردو فورم  
 قیمت----- فی سبیل اللہ

نوٹ:- مزید ویڈیوز، کالمز، کتابیں پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

<http://www.jamiahafsforum.com/forum>

جامعہ حفصہ  
 دارالافتاء  
 اردو فورم

# BLACK WATER

• خیبر سے کراچی اور گوادری تک بلیک واٹر کے اڈے۔

• بلیک واٹر دجال کا لشکر کیسے؟

• بلیک واٹر کا ظلم عراق، افغانستان اور پاکستان۔

• بلیک واٹر کے خفیہ ہاتھ۔

• بلیک واٹر پاکستانی فوج کے افراد کیوں بھرتی کرتی ہے۔

• اس کے علاوہ موجود حالات کے سلگتے واقعات۔

• دجال کے موضوع پر یہ کتابیں ضرور پڑھیں!

دجال کون کب کہاں؟

(مفتی ابولبابہ شاہ منصور)

تیسری جنگ عظیم اور دجال  
برمودا تکون اور دجال

تبصرہ نگار: محمد ابراہیم نقشبندی  
(مولانا عامر عمر)

جامعہ حنفیہ دارالعلوم فورم



احادیث کی عصری تطبیق، دعوتِ فکر لائحہ عمل  
سنسنی خیز معلوما، تہلکہ خیز انکشافات

# دُجّال ۳

2

عالمی دجالی ریاست، ابتدا سے انتہا تک

تالیف  
مفتی ابوبہ شاہ منصو





# دِجَالِ (2)

عالمی دجالی ریاست، ابتدا سے انتہا تک

مفتی ابوالربہ شاہ منصو





# دَجَّال (2)

عالمی دجالی ریاست، ابتدا سے انتہا تک

جملہ حقوق طباعت بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب..... دجال (2)

مصنف..... مفتی ابولبابہ شاہ منصور

طبع اول..... محرم 1431ھ - جنوری 2010ء

ناشر..... السعید

ملنے کے پتے

پاکستان کے تمام مشہور کتب خانوں سے دستیاب ہے

رابطہ: 0313-9264214



# دَجَال (2)

عالمی دجالی ریاست، ابتدا سے انتہا تک

جملہ حقوق طباعت بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب..... دجال (2)

مصنف..... مفتی ابولبابہ شاہ منصور

طبع اول..... محرم 1431ھ - جنوری 2010ء

ناشر..... السعید

ملنے کے پتے

پاکستان کے تمام مشہور کتب خانوں سے دستیاب ہے

رابطہ: 0313-9264214



- 27..... رحمانی خلافت سے دجالی ریاست تک
- 37..... عالمی دجالی ریاست کا خاکہ (پہلی قسط)
- 40..... (1) عالمی خفیہ برادری کا اصل ہدف
- 43..... (2) ان اہداف کے حصول کے لیے حکمت عملی
- 45..... (3) عالمی دجالی حکومت کا خاکہ
- 46..... مستقبل کی عالمی دجالی ریاست (دوسری قسط)
- 51..... دجالی ریاست کے قیام کے لیے ذہنی تسخیر کی کوششیں
- 54..... 1- جادو اور سفلیات
- 57..... 2- ایم کے الٹرا
- 64..... 3- مائیکرو چپس
- 70..... 4- شارٹ ویژن
- 72..... 5- بیک ٹریکنگ
- 75..... شیطان کی سرگوشیاں
- 84..... شیطان کے پھندے
- 84..... 1- بیک ٹریکنگ کی چند مثالیں
- 89..... 2- ٹی وی اور فلمز
- 90..... 3- کارٹون
- 91..... 4- کہانی
- 92..... 5- ناول
- 94..... دجالی ریاست کے قیام کے لیے جسمانی تسخیر کی کوششیں (پہلی قسط)
- 95..... بارہ سرداروں کے ایک ارب غلام
- 96..... انسانیت کے خلاف جراثیمی جنگ
- 98..... رحم دل عیسائی محققین



- 103..... ویکسین پروگرام کی آڑ میں
- 104..... کہانی آگے بڑھتی ہے
- 106..... دجال کے سائے (دوسری قسط)
- 106..... پاکستان کے خلاف حیاتیاتی جنگ
- 114..... دجال کے بے دام غلام (تیسری قسط)
- 128..... دجالی ریاست کے قیام کے لیے فضائی تسخیر کی کوششیں
- 128..... ایریا نمبر 51 (پہلی قسط)
- 133..... گلوبل ویلج کا پریذیڈنٹ (ایریا 51 کی دوسری قسط)
- 134..... اڑن طشتریاں کیا ہیں؟
- 135..... اڑن طشتریوں میں کون سی ٹیکنالوجی استعمال ہوتی ہے؟
- 135..... اڑن طشتریاں کہاں سے آتی ہیں؟
- 136..... اڑن طشتریوں کے بارے میں کٹر عیسائی حضرات کا نظریہ
- 137..... اڑن طشتریوں کے بارے میں امریکی حکام کا تبصرہ
- 140..... شیطانی کھٹولوں کا راز جاننے والوں کی سرگزشت (ایریا 51 کی تیسری قسط)
- 146..... شیطانی جزیرے سے شیطانی تکون تک (ایریا 51 کی چوتھی اور آخری قسط)
- 153..... امریکا میں خفیہ دجالی حکومت
- 153..... الو میناتی کیا ہے؟
- 156..... دنیا پر قبضے کا الو میناتی منصوبہ
- 167..... معرکہ عشق و عقل
- 167..... انہدام اور قیام
- 167..... افتتاحی اور اختتامی بنیاد
- 168..... ارض قدس سے ارض مقدس تک



- 169..... محسود عرب اور حاسد غرب
- 170..... تین جڑواں شہروں کی کہانی
- 170..... کشمکش کا نقشہ
- 173..... رحمانی ریاست کی تقسیم
- 175..... ناپاک آرزوؤں کا علاج
- 176..... تین اہم ترین اسلامی ملک
- 177..... عشق کی بھٹیوں سے
- 178..... فتنہ دجال سے بچنے کی تدابیر

### سوالات جوابات

- 187..... چند پیش گوئیاں، مسجد اقصیٰ یا ہیکل سلیمانی، عیسائی حضرات کا ایک بے تگ سوال
- 197..... مصلحت یا غیرت، کلوننگ یا شعاعیں، سو سال بعد
- 203..... جنگ ہند کی ترغیب، جہاد کی عملی تدبیر، امیر کی تلاش
- 207..... پچیس سوالات ایک تجویز
- 224..... مغرب کی گھڑی ہوئی فرضی شخصیات اور دجال
- 226..... کاؤنٹ ڈاؤن
- 231..... تضاد یا غلطی؟

### نظم

- 235..... اے خدا! محفوظ فرما فتنہ دجال سے





## دل کی درزوں میں

دجال جلد اول میں ”دجال“ کی شخصیت اور اس کے ظہور پر گفتگو کی گئی تھی۔ ”دجال 2“ میں دجالی ریاست کے قیام پر ابتدا سے انتہا تک ایک نظر ڈالی گئی ہے۔ دجال کی شخصیت جتنی فتنہ انگیز اور ظلم پرور ہوگی، اس کی ریاست اتنی ہی نفرت انگیز اور فتنہ پرور ہوگی۔ فتنہ دجال کے حوالے سے پہلا موضوع اگر ”بدی کا سرچشمہ“ ہے تو دوسرا ”برائی کا محور“ ہے۔ جو لوگ نیکی کے سرچشمے (کتاب و سنت) سے فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں اور خیر کے مرکز (تقویٰ اور جہاد) سے جڑے رہنا چاہتے ہیں، انہیں چاہیے وہ برائی اور شر سے واقف رہیں تاکہ بے خبری کے عالم میں فتنے میں نہ پڑ جائیں۔ خصوصاً وہ فتنہ جس کی بنیاد ہی دھوکا و فریب، سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بتانے پر ہے۔

”دجال 2“ کے بعد ”دجال 3“ بھی زیر ترتیب ہے۔ اس سلسلہ وار کھوج کرید، تحقیق و تفتیش اور آگاہی و خبرداری کی غرض فقط یہ ہے کہ اس فتنہ زدہ آخر زمانے میں یہ موضوع دعوتِ دین کا بہترین ذریعہ ہے۔ مغربی دنیا بظاہر ماوراء الطبیعات کی منکر ہے اور کثیف مادہ کے آگے کسی لطیف شے کے قائل نظر نہیں آتی، لیکن حقیقت یہ ہے..... میں دہراتا ہوں..... تعجب خیز حقیقت یہ ہے کہ..... مغرب میں اس وقت دجالی علامات و نشانات کا سیلاب آیا ہوا ہے اور دجال کے لیے پھیلائے گئے شیطان پرستی کے جال میں وہاں کے حکمرانوں، دانشوروں اور سرمایہ داروں سے لے کر اداکاروں، گلوکاروں اور عام پیروکاروں کے غول کے غول پھنسے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مغرب کے بت کدوں میں اذان دینے والے کچھ اہل ایمان نے اس موقع پر مغرب کے فہیم العقل اور سلیم الطبع عوام کو مختلف کتابچوں اور بڑی محنت سے تیار کی گئی ڈاکومنٹریز کے ذریعے ان شیطانی



پھندوں سے نکلنے کی کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں۔ اہل مشرق کو جگانے کے لیے یہ کتابی سلسلہ اسی نوع کی ایک آواز ہے تاکہ انسانیت رجوع الی اللہ کے حصار میں محفوظ ہو کر شیطان کے اس وار سے بچ سکے جس کے بارے میں الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں آدم علیہ السلام سے لے کر تا آخر دم ایسا فتنہ آیا ہے نہ آئے گا۔

تاریکی کا راج چاہنے والوں کے خلاف آپ جب بھی کوئی بات کریں گے تو روشنی کے پیامبروں کی ہدایات و نصیحت بیان کیے بغیر آگے نہیں چل سکتے۔ لہذا اس کتاب میں ”تاریکی کے دیوتا“ اور اس کی ”اندھیاری نگری“ کے حوالے سے جو کچھ کہا گیا ہے، دجال کے لیے میدان ہموار کرنے والوں کی غیر انسانی مہمات کے بارے میں جو کچھ آگاہی دی گئی ہے، پوری کوشش رہی کہ وہ ہماری موثق مذہبیات کی تصدیق شدہ عصریات پر تطبیق کے تناظر میں کہی جائے، اس لیے یہ ان شاء اللہ تاریکی کا پردہ چاک کر کے نور کی کرنوں کی طرف لپکنے میں معاون ثابت ہوگی۔ وہ نور جو ایمان راسخ سے پھوٹتا اور عمل صالح سے جگمگاتا ہے اور جب دل کی درزوں میں اتر جائے تو ایسی جھوٹی خدائی کا دعویٰ کرنے والوں کے دجل و مکر میں پھنسنے کے بجائے ایسے دعوؤں کو لپیٹ کر ان کے منہ پر مار دینے کی جرأت عطا کرتا ہے۔

”دجال I“ مختلف اوقات میں لکھے گئے مضامین کا مجموعہ ہیں، اس میں اول تا آخر تصنیفی ربط و تسلسل..... ”ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے“..... کا مصداق تھا۔ دجال 2 البتہ مربوط تالیف کے معیار پر ان شاء اللہ پوری اترے گی۔ دجال 1 کی اشاعت کے بعد موصول ہونے والے سوالات کے جوابات کتاب کے آخر میں لگا دیے گئے ہیں۔ فتنہ دجال کے مقابلے کے لیے دفاعی و اقدامی تدابیر کا خلاصہ کچھ اضافوں کے ساتھ آخر میں دوبارہ دے دیا گیا ہے تاکہ کتاب محض معلومات کا پلندہ نہ ہو، جرأت و حوصلے کے ساتھ استقامت اور مقاومت کی تحریک و ترغیب ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے جب حق و باطل کی کشمکش کا فیصلہ کن موڑ آئے تو ہمارا وزن ”قوم رسول ہاشمی“ کے پلڑے میں ہو نہ کہ شیطان کے چیلوں کے ساتھ کھڑے ہونے والے دجال کے کارندوں کے ساتھ۔ آمین



# دجالی ریاست کی کہانی

(پہلی قسط)

نکتہ آغاز و اختتام:

”دجالی ریاست“ کی کہانی بڑی دلچسپ ہے۔ سمیٹی جائے تو بہت مختصر ہے۔ پھیلائی جائے تو صدیوں پر محیط ہوئی ہے۔ اس کی ابتدا چونکہ ارض مقدس فلسطین سے ہوتی ہے (یعنی یہود کی فلسطین سے جلا وطنی سے جو عذاب الہی کے نتیجے میں تھی) اور انتہا بھی یہیں آ کر ہوگی (یعنی یہود کی یہاں واپسی کی کوشش جو مکرو فریب اور ظلم و دجل کی بنیاد پر ہوگی)، اس لیے ہم گفتگو کی ابتدا ”نکتہ آغاز و اختتام“ فلسطین سے ہی کرتے ہیں جس کا قدیم نام ”یروشلم“ تھا۔

یروشلم تینوں مذاہب کے پیروکاروں کے لیے ہمیشہ سے ایک مقدس شہر رہا ہے۔ مسلمانوں کے لیے بھی اور اہل کتاب کے لیے بھی۔ مسلمان چونکہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ چنانچہ کوئی بھی ایسی جگہ جو کسی نبی سے تعلق رکھتی ہو، مسلمانوں کے لیے مقدس ہے۔ فلسطین اور بیت المقدس کا تعلق دیگر بہت سے قابل احترام انبیائے کرام علیہم السلام سے ہے۔ واقعہ معراج بھی یہیں سے ہوا تھا اور یہاں موجود مقدس چٹان مسلمانوں کا قبلہ اول بھی ہے، اس لیے مسلمانوں کا اس سے قلبی تعلق و لگاؤ شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ چونکہ حضرت یعقوب، حضرت موسیٰ اور پھر حضرت داؤد و حضرت سلیمان علیہم السلام اور دوسرے بہت سے انبیائے بنی اسرائیل کا تعلق اسی شہر سے رہا ہے، اس لیے یہودی بھی اسے مقدس و متبرک مانتے ہیں۔ عیسائی بھی حضرت سلیمان علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے دوسرے انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ان کا احترام کرتے ہیں، لیکن اس سرزمین کی تقدیس ان کی نظروں میں اس لیے



عالمی دجالی ریاست، ابتدا سے انتہا تک

اہم تر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ”بیت اللحم“ میں پیدا ہوئے تھے اور پھر زندگی کا بیشتر حصہ ارضِ قدس میں گزارا۔ ”مستقبل کی عالمی دجالی ریاست“ کی کہانی ماضی کے ان تقدیس بھرے رویوں کے برخلاف یہیں سے جنم لے گی۔ یروشلم کی تقدیس کی وجہ تو آپ نے سمجھ لیں، آئیے! اس کی تخریب یعنی یہاں دجالی قوتوں کی کارفرمائی کی ابتدا کو دیکھتے ہیں۔

مسلمانوں نے تورات کی پیش گوئی کے مطابق (اس پیش گوئی کا ذکر ”دجال“ نامی کتاب میں باحوالہ موجود ہے) جب بیت المقدس فتح کیا تو تینوں مذاہب کے لیے اس کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی بھی مذہب کے زائرین کی یہاں آمد پر پابندی عائد نہ کی چنانچہ یہودی اور عیسائی زائرین کی آمد و رفت آزادی سے جاری رہی۔ یہ معمول صدیوں تک برقرار رہا۔ 1095ء میں عیسائیوں کا اس وقت کا سب سے بڑا مذہبی رہنما ”پوپ اربن دوم“ تھا۔ اس نے عیسائی یورپ پر زور دیا کہ ارضِ مقدس کو کافروں (یعنی مسلمانوں) سے چھین لیا جائے۔ پوپ اربن کا پروپیگنڈا تھا کہ مسلمانوں نے ہزاروں مسیحی بہن بھائیوں کو قتل کر دیا ہے۔ دنیا کے بہت بڑے حصہ پر قبضہ کر لیا ہے اور یورپیوں کے لیے رہنے اور حکومت کرنے کی جگہ تنگ کر دی ہے۔ خود مسیحی مورخین کا کہنا ہے کہ عیسائیوں کے قتل کے بارے میں پوپ اربن کا دعویٰ جھوٹ کا پلندہ تھا۔ اس جھوٹ کا ایک طے شدہ مقصد تھا۔

سیاسی اور بشارتی جھوٹ:

مذکورہ پوپ نے عیسائی عوام کو مسلمانوں کے خلاف ”مقدس جنگ“ پر ابھارنے کے لیے صرف یہی ”سیاسی جھوٹ“ نہیں بولا، بلکہ اس نے اس غرض کے لیے ایک ”بشارتی جھوٹ“ بھی گھڑا۔ اس نے عیسائی جنگجوؤں کے لیے خدائی بشارت وضع کی کہ جو مسلمانوں سے لڑے گا، اس کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے اور وہ جنت کی بلند و بالا وادیوں میں دائمی نعمتوں کا مستحق ہوگا۔ یہ جھوٹ..... جو عیسائیت کی بنیادی تعلیمات (یعنی نظریہ کفارہ) کے بھی منافی تھا..... گھڑنے کی ضرورت پوپ کو کیوں پیش آئی؟ اس کی وجہ عیسائی مذہبی رہنماؤں کے سامنے کھڑا ایک مشکل سوال



تھا۔ ان کو یہ بات سمجھ نہ آتی تھی مسلمان ناقابل تسخیر کیوں ہیں اور اپنے خدا کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار کیوں رہتے ہیں؟ عیسائی اس طرح کیوں نہیں ہیں؟ یہ بہت بڑا سوال پوپ اربن اور اس کے ہم عصر دیگر مسیحی عمائدین کے سامنے جواب طلب تھا۔ جب انہوں نے غور کیا تو مسلمانوں کے ”فلسفہ شہادت“ کی روشنی میں اس سوال کا جواب بہت سادہ اور آسان تھا۔ مسلمان جہاد میں اپنی جانیں دینے کے لیے اس لیے تیار رہتے ہیں کہ انہیں موت کے بعد جنت کی زندگی کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس پر انہوں نے سوچا کہ عیسائیوں کے لیے ایسی کون سی بشارت ہو کہ وہ بھی صلیب کے لیے جانیں دینے پر تیار ہو سکیں؟ بائبل میں ایسی کوئی بشارت نہ تھی۔ مجبور ہو کر مسیحی رہنماؤں نے نعوذ باللہ خدائی اختیارات ہاتھ میں لیتے ہوئے کچھ بشارتیں وضع کر لیں۔ عیسائی عوام سے وعدہ کر دیا گیا کہ جو لوگ صلیب کے کاز کے لیے لڑیں گے ان کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور ان کے لیے نجات یقینی ہوگی۔ پوپ اربن نے یہ وعدہ اپنی مذہبی حیثیت کا غلط استعمال کرتے ہوئے کیا۔ یہ وعدہ بنیادی طور پر عیسائیت کی تعلیمات کے بھی منافی تھا۔ عیسائی عقائد کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام آدم کے بیٹوں کے گناہوں کے کفارے میں اپنا خون پہلے سے بہا چکے ہیں۔ اب صلیب کے بیٹوں کو اپنا خون دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ وعدہ مشہور عیسائی نظریے ”اعترافِ گناہ“ (Confession) کے تصور کو بھی ختم کرتا تھا۔

### صلیبی جنگ یا نسلی معرکہ آرائی:

بہر حال اس وعدہ نے اپنا اثر دکھایا اور عیسائی عوام ”یقینی نجات“ کے حصول کے لیے جوق در جوق ”کافروں“ سے لڑنے نکل کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے پوپ کی دعوت پر لبیک کہنے والا ایک جنوبی گروہ غریب مردوں اور عورتوں پر مشتمل تھا جو ہنگری سے قسطنطنیہ اور قسطنطنیہ سے ترکی و شام میں اتر آیا۔ یہ جنگجو دراصل غیر منظم شہری تھے جنہیں پہلے تو خود ہنگری کے سپاہیوں نے تہ تیغ کیا اور بیچ رہنے والوں کا صفایا عثمانی مجاہدین اور ترک مسلمانوں نے کر دیا۔ اس کے بعد صلیب



کے لیے لڑنے والوں کی دوسری لہر ابھری۔ اس دفعہ حملہ آور ہونے والے صلیبی جنگجو ”نائٹس“، یعنی یورپ کے سردار تھے۔ انہوں نے القدس پر طوفانی یلغار کی اور فلسطین کے ایک علاقہ میں کچھ عرصے کے لیے ایک صلیبی ریاست قائم کر لی۔ صلیبی پرچم کے ساتھ یہ پہلا کامیاب حملہ تھا جس نے نہ صرف ناقابل تسخیر مسلمانوں کے خلاف یورپیوں کو حوصلہ دیا بلکہ کشت و خون کا ایک نیا دور شروع کیا جو بعد کی صدیوں میں بھی جاری رہا اور ابھی تک..... مختلف شکلوں اور عنوانوں سے..... جاری ہے اور اس وقت تک جاری رہے گا جب عیسائیوں کے حقیقی اور سچے رہنما جناب مسیح علیہ السلام تشریف لا کر ان فتنہ پرور دجالی قوتوں کو تہہ تیغ نہیں کر دیں گے جو سادہ لوح عیسائی عوام کو اہل اسلام کے خلاف ورغلا تے رہتے ہیں۔ اس حملے کو ”صلیبی جنگ“ کہا گیا جس کا مطلب کافروں (یعنی مسلمانوں) کے خلاف ”مقدس جنگ“ تھا۔ اسے بعض اہل قلم ”مسیحی جہاد“ کہتے ہیں جو غلط ہے۔ اس اصطلاح میں جہاد کا لفظ غیر مسلموں کے لیے استعمال ہوتا ہے، جبکہ جہاد کے مقدس عمل کا تصور صرف مسلمانوں کے ہاں ہے۔ بقیہ مذاہب کی طرف سے برپا ہونے والی جنگوں کے لیے یہ اسلامی اصطلاح استعمال نہیں کرنی چاہیے۔ اس میں اس عبادت کی توہین کا پہلو پایا جاتا ہے۔ اس اولین صلیبی جنگ کے پس پردہ پائے جانے والے شاہی محرکات یا پوپ کے مفادات کیا تھے؟ اس کے لیے ”نائٹس“، یعنی ان یورپی جنگی سرداروں کی ان سرگرمیوں پر ایک نظر ڈالنا کافی رہے گا جو وہ یروشلم آتے ہوئے سرانجام دے رہے تھے۔ تاریخ ان کی کارگزاری سناتے ہوئے ہمیں بتاتی ہے:

”راستے میں وہ مسلمانوں، یہودیوں اور سیاہ فام عیسائیوں کا قتل عام کرتے رہے۔“

نائٹس کے ان کارناموں کو دیکھا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کیا یہ واقعی مقدس مذہبی جنگ تھی؟ نہیں..... قطعاً نہیں! یہ تو ایک نسلی معرکہ آرائی تھی۔ وہ نسلی معرکہ آرائی جو مذہبی جنگ کے نام پر وجود میں آئی اور جو نسلی احساس برتری کے شکار بنی اسرائیل کے ایک مخصوص قبیلے کو دنیا کے اس مقدس خطے پر تسلط دلانے کے لیے تھی جو وہ اپنی بد اعمالیوں کی بدولت گنوا چکا تھا۔



## خوفناک خواب، دہشت ناک تعبیر:

یہ صلیبی جنگیں جاری رہیں..... اور جیسے جیسے وقت گزرا صلیبی جنگوں کی تعداد اور مقدار میں اضافہ ہوتا گیا۔ اسی طرح نائٹس کی تعداد اور حیثیت میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ اور ان میں عیسائی جوشیلے سرداروں کی جگہ یہودی زعماء نے لینا شروع کر دی اور یہیں سے یہ تحریک رُخ بدل کر دجال کے کارندوں کے ہاتھ میں آتی گئی۔ ”نائٹس“ کے نام اور خطابات مختلف تھے جو ان کے تعارف، پس منظر اور فرائض کے حوالے سے رکھے جاتے تھے۔۔۔ ان میں سے ایک نمایاں گروہ ”ٹمپلرز نائٹس“ کا تھا جو عیسائی نائٹس کے مختلف گروہوں کے ختم ہو جانے کے بعد بھی باقی رہا۔ اس گروہ نے تاریخ میں بے انتہا شہرت پائی اور آج تک (نام بدل کر) زندہ ہے، اس لیے کہ یہ عیسائی نہ تھے، شروع میں تھے بھی تو بعد میں ان میں ایک مخصوص ”انسانی برادری“ کے لوگ شامل ہو گئے جنہوں نے یہ چولہ پہن کر شہرت دوام حاصل کی۔

ٹمپلرز نائٹس (معبدی سردار) ایک ایسا گروہ تھا جس کے سامنے بظاہر کوئی مقصد اور کوئی نصب العین نہیں تھا، لیکن درحقیقت ان کے سامنے ایک بڑا نصب العین اور اہم ایجنڈا تھا جس پر وہ صلیبی جنگجوؤں کی مدد سے کام کرنے لگے۔ ان کی نظروں میں پوری دنیا پر غلبے کا حصول اور عظیم ترین فرمانروائی تھی۔ اگر سوال اٹھایا جائے کہ تھوڑے سے لوگ جو مسلمانوں سے بیت المقدس نہ لے سکتے تھے، پوری دنیا پر فرمانروائی کا خواب کیسے دیکھ رہے تھے؟ تو اس کا جواب سمجھنے کے لیے ہمیں ان کی بنیاد اور پس منظر کو تفصیل سے دیکھنا ہوگا۔ ان کے اس خواب نے دنیا کو بہت سی آزمائشوں میں ڈالا اور ان کی اس احمقانہ مہم کے نتیجے میں انسانیت بہت سی آزمائشوں میں مبتلا ہوئی اور یہ آزمائشیں آج بھی جاری ہیں۔ آگے چل کر یہ گروہ مذہبی تنظیم سے بڑھ کر معاشی اجارہ داری قائم کرنے والا گروہ بنا، پھر معاشی طور پر مستحکم یہ گروہ دنیا کی سیاست میں دخیل ہو کر ”بادشاہ گر“ بن گیا۔ پس پردہ رہتے ہوئے دنیا کی حکومتوں کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنا اس کا مخصوص ہنر ٹھہرا۔ اس کے بعد اس کا رُخ عسکریات کی طرف ہوا۔ یہودی روایتی تاریخ کے حوالے



سے یہ خود میدان میں آ کر کبھی نہیں لڑا۔ یہ دوسرے کو لڑوا کر فتح کے ثمرات اپنی جھولی میں ڈالنے کا عادی رہا ہے۔ لہذا دنیا کی اقتصادیات، سیاسیات اور عسکریات پر کنٹرول قائم کر کے یہ اس خواب کی تکمیل کے لیے جت گیا جس کی تعبیر انتہائی خوفناک ہے یعنی ابلیس کی عالمی حکمرانی کا قیام اور ”دجال کی عالمی ریاست“ کی تشکیل۔ ہم اس گروہ کی درجہ بہ درجہ پیش قدمی (مذہب سے معیشت، معیشت سے سیاست یعنی جمہوریت، سیاست سے عسکریت اور پھر عالمی حکومت) کا جائزہ لیتے ہوئے آگے چلیں گے تاکہ انسانیت کے خلاف ماضی، حال اور پھر مستقبل قریب میں جو کچھ اس زیر زمین پنپنے والے گروہ نے کیا، کھل کر سامنے آ سکے اور وقت ہاتھ سے نکلنے سے پہلے اس غیر انسانی بلکہ شیطانی منصوبے کے راستے میں مضبوط روک کھڑی کی جاسکے۔ اس کی تاریخ سامنے آنے سے یہ سوال بھی حل ہو جائے گا کہ ”دجال“ تو یہودیوں کی اُمیدوں کا آخری سہارا ہے۔ صلیبی جنگجوؤں کا اس یک چشم یہودنواز فتنے کے نام پر قائم ہونے والی ریاست سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟؟؟ (جاری ہے)



# نائٹس ٹمپلرز سے فری میسن تک

(دوسری قسط)

ہیکل کے کھنڈر کے قریب:

اگرچہ ارض مقدس پر مسیحی اقتدار مختصر عرصہ کے لیے تھا، لیکن ان کا یہ مختصر قبضہ پوری دنیا کی تاریخ کو تبدیل کرنے والا حادثہ ثابت ہوا۔ اس مختصر عرصہ کے دوران نائٹس کی ایک خصوصی تنظیم تشکیل دی گئی۔ جس کا مقصد بظاہر مسیحی زائرین کو مسلمانوں کے حملوں سے محفوظ رکھنا تھا۔ یہ ایک مذہبی تنظیم تھی جس کے فرائض میں ”مقدس معبد“ (بیت المقدس: ہیکل سلیمانی) کو کافروں (یعنی مسلمانوں) سے بچانا بھی شامل تھا۔ چنانچہ یہ تنظیم اور اس کے ارکان دنیا بھر کے عیسائیوں کے لیے قابل احترام بن گئے۔ اپنے مذہبی فرائض اور مسیحی طرزِ حیات کی وجہ سے انہیں ”راہب“ کہا جاتا تھا۔ بعد ازاں یہ خطاب ترک کر کے انہیں ٹمپلرز یعنی ”معبدی“ کہا جانے لگا۔ ”ٹمپل“ معبد یعنی عبادت گاہ کو کہتے ہیں۔ ٹمپلر کا معنی ہوا: معبد یعنی عبادت گاہ سے وابستہ خفیہ گروہ۔ یہ تنظیم بہت جلد منظم عسکری تنظیم بن گئی اور ”نائٹس ٹمپلرز“ (معبدی سردار) کہلانے لگی۔ پینگوئن ڈکشنری آف ریلیجنز میں نائٹس ٹمپلرز کے بارے میں کچھ اس طرح تحریر ہے:

”ایک مذہبی عسکری تنظیم جو 1119ء میں یروشلم میں تشکیل دی گئی جس کا مقصد مسیحی زائرین کو مسلمانوں کے حملوں سے محفوظ رکھنا تھا۔ یہ معبد یعنی ہیکل سلیمانی کے کھنڈر کے قریب رہتے تھے۔ ان کی بود و باش راہبوں جیسی تھی، لیکن ان کی سرگرمیاں بنیادی طور پر عسکری اور انتظامی تھیں۔ ارض مقدس میں یورپی صلیبی سلطنت کی نگہداشت میں اہمیت رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی املاک یورپ میں بھی تھیں اور وہ بین الاقوامی بنکاروں کی حیثیت سے بھی کام کرتے تھے۔ وہ



اپنے داخلی امور سخت رازداری کے ساتھ سرانجام دیتے تھے۔

مقدس تبرکات کے محافظ:

اس تنظیم کے باقاعدہ قیام کے حقیقی اغراض کے بارے میں مختلف داستانیں پائی جاتی ہیں۔ شروع میں انہوں نے اپنے آپ کو ”ہیکل کا محافظ“ کہلوا دیا۔ سوال یہ ہے یہ لوگ کس چیز کا تحفظ کر رہے تھے اور کس سے کر رہے تھے؟ اس نکتہ پر کچھ محققین رائے رکھتے ہیں کہ ٹمپلز..... ان کی تعداد بارہ تھی..... دراصل کسی خزانے یا مقدس تبرکات کی حفاظت کر رہے تھے جو بیت المقدس یا ہیکل سلیمانی سے ملے تھے۔ قدیم زمانے میں جب یہودی یروشلم میں آکر آباد ہوئے تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صندوق بھی ساتھ لائے تھے جسے بعد ازاں ہیکل سلیمانی میں رکھا گیا۔ اس صندوق کو ”تابوتِ سکینہ“ یا ”تابوتِ یہود“ کہا جاتا تھا اور اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والے تورات کی تختیاں (الواحِ تورات) رکھی گئی تھیں۔ عہد نامہ قدیم یعنی تورات کا کہنا ہے یہ تابوت خالص سونے کا بنا ہوا تھا۔ عہد نامہ میں اس کی شکل و صورت اور لمبائی چوڑائی کی تفصیلات موجود ہیں۔ عہد نامہ کے مطابق اس صندوق یا تابوت میں وہ اصل الواح (تختیاں) موجود تھیں جو کوہ سینا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی تھیں۔ اس کے علاوہ حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا (قرآن کریم کے مطابق یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا تھا) اور ”من و سلوی“ کا برتن بھی اس تابوت میں محفوظ تھا۔ تاریخ یہ تو بتاتی ہے کہ اسے ہیکل سلیمانی میں رکھا گیا تھا لیکن یہ نہیں بتاتی کہ بعد ازاں اس کے ساتھ کیا ہوا؟ ٹمپلز کے دور میں ہیکل سلیمانی کا یہ حصہ زائرین کے لیے کچھ عرصہ تک مرمت کے نام پر ممنوع قرار دے دیا گیا تھا۔ (ایک روایت کے مطابق 9 سال اور دوسری کے مطابق 13 سال) اس دوران اسے ٹمپلز نے کسی مخصوص خفیہ مقام پر منتقل کر دیا تھا یا خود ٹمپلز کو بھی یہ تبرکات ہاتھ نہ لگے اور وہ دنیا کو دھوکا دینے کے لیے خود کو پُر اسرار مشہور کیے ہوئے ہیں؟ روایات مختلف ہیں اور اس حوالے سے مشہور مذہبی داستانوں میں زبردست تعارض پایا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قدیم ٹمپلز ہوں یا جدید فری میسن،



یہودی قوم کے روحانیین یعنی سفلی جادوگر ہوں یا دجال کے خروج کے منتظر یہودی ربائی، ان سب میں سے بھی کسی کو نہیں معلوم کہ یہ مقدس تبرکات کہاں ہیں؟ وہ ان کی تلاش میں سرگرداں ہیں کہ ان کو دنیا پر دوبارہ غلبہ ان کے بغیر نہیں مل سکتا، لیکن یہ تبرکات ان کو مل کے نہیں دے رہے..... اور نہ یہ ان کو کبھی ملیں گے۔ انہیں تو حضرت مہدی رضی اللہ عنہ برآمد کریں گے (کہاں سے؟ اس سوال کا جواب ”دجال“ نامی کتاب میں دے دیا گیا ہے) حضرت کے ہاتھوں ان کی برآمدگی دیکھ کر وہ معتدل مزاج یہود جن کی قسمت میں ایمان ہے، مسلمان ہو جائیں گے اور وہ شقی مزاج یہود جو ان تبرکات کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں دیکھ کر بھی ان کی اطاعت کرنے میں لیت و لعل کرتے رہے تھے، وہ اب بھی دجال کے ساتھ رہنے پر ہی اڑے رہیں گے اور پھر بالآخر اس کے ساتھ اپنے دردناک انجام کو پہنچیں گے۔

نائٹ ٹمپلز اور سودی بینکاری:

تبرکات کے محافظین کے طور پر صلیبی دنیا میں مذہبی حیثیت مستحکم کرنے کے بعد ٹمپلز کو..... جو درحقیقت موجودہ فری میسن تنظیم کی سابقہ شکل تھے..... اپنی مالی حیثیت مستحکم کرنے اور اسے مستقل بنیادوں پر ترقی دینے کی فکر سوار ہوئی۔ عوام کی تجوریوں میں محفوظ دولت جسے ہر وقت لوٹ لیے جانے کا خطرہ درپیش رہتا ہے، سے بہتر وہ کون سا ذریعہ ہو سکتا تھا جو دوسروں کے مال پر مفت کا عیش کرنے کی عادی قوم یہود کے کام آتا۔ پیسہ عوام کا، محنت سرمایہ کاروں کی اور بیچ میں مفت کے مزے یہودی سودخور مہاجنوں کے۔ یہودی سودخورانہ ذہنیت کے حوالے سے اس سے بہتر کیا صورت ہو سکتی تھی کہ سرمایہ کسی اور کا ہو اور نفع یہودی سودخوروں کو ملتا رہے؟ چنانچہ یہ وہ لمحہ تھا جب دنیا میں سودی بینکاری کا آغاز ہوا۔ اس کی ابتدا یہودی صرافوں نے کی۔

صرافوں، یعنی سناروں نے دنیا کے سامنے سب سے پہلے تجوریوں (لاکرز) کا نظام متعارف کرایا۔ انہوں نے لوگوں کے زیورات، سکے اور سونا اجرت لے کر محفوظ کرنا شروع کر دیا۔ حفاظتی نقطہ نظر سے یہ ”ڈیپازٹ سسٹم“ لوگوں کو پسند آیا اور بہت جلد مقبول ہو گیا۔ آہستہ آہستہ



یہودی صرافوں نے اس میں تھوڑی سی تبدیلی پیدا کی۔ لوگ جب سونے کے سکوں کے عوض کوئی چیز خریدتے تھے تو پہلے یہودی صرافوں کو رسید دکھا کر اپنا سونا لیتے، پھر اسے اس شخص کے حوالے کرتے جس سے انہوں نے کچھ خریدا ہوتا۔ بیچنے والا اس سونے کو پھر کسی یہودی سنار کے پاس رکھوا کر رسید لے لیتا۔ رسید بنانے اور سکے جمع کرانے کا یہ عمل یکسانیت اور طوالت رکھتا تھا۔ اس کا حل یہودی ساہوکاروں نے یہ نکالا کہ حفاظت کے لیے اپنی تحویل میں رکھے گئے لوگوں کے سونے کو دوسرے لوگوں کو فروخت کرتے ہوئے اسے عملاً پرانے مالک کو واپس کر کے پھر نئے مالک سے لے کر تحویل میں رکھنے کے بجائے ”ایکسچینج چٹ“ یعنی تبادلے کی تحریری یادداشت متعارف کرائی گئی۔ یعنی رسیدوں پر لین دین شروع ہو گیا۔ تبادلے کے اس نظام سے سونا ایک دفعہ وصول کرنے اور پھر اسے دوبارہ جمع کرانے کا جھنجھٹ ختم ہو گیا۔ کاغذوں کے یہ پرزے کرنسی نوٹوں، ٹریولز چیکوں اور کریڈٹ کارڈوں کی بنیاد ہے اور وہ وقت دور نہیں جب کئی الیکٹرونک کرنسی کی شکل میں واحد عالمی ذریعہ تبادلہ متعارف ہو جائے گا۔

نائٹ ٹمپلز اور سودی بیمہ:

اگلا مرحلہ ہنڈی یا بیمے کا تھا۔ کچھ لوگوں کو دور دراز کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ سفر کے دوران انہیں اپنی اور اپنے قیمتی سامان کی حفاظت کی پریشانی رہتی تھی۔ ٹمپلز نے لوگوں کے خالی ہاتھ سفر کرنے لیکن اس کے باوجود دولت ایک سے دوسری جگہ لے جانے کا محفوظ طریقہ وضع کیا۔ ٹمپلز ایک شہر میں لوگوں سے سونا اور چاندی وغیرہ وصول کر کے انہیں ایک چٹ جاری کر دیتے جس پر کوڈ ورڈز درج ہوتے۔ ان کوڈ ورڈز کو صرف ٹمپلز ہی سمجھتے تھے۔ دوسرے شہر جا کر لوگ یہ چٹ وہاں کے ٹمپلز کو دیتے اور ان سے مطلوبہ مالیت کا سونا، چاندی یا کرنسی وصول کر لیتے۔ ان چٹوں پر گاہک کا نام پتا اور پچھلے شہر میں جمع کرائے گئے سونے یا چاندی کی مالیت وغیرہ درج ہوتی تھی۔ کچھ ہی عرصہ بعد جمع کرائے گئے سونے (ڈیپازٹس) کو قرضے کے طور پر جاری کرنا شروع کر دیا گیا حالانکہ حفاظتی تحویل میں پڑے سونے کی شرط یہ تھی کہ وہ عندالطلب مالکان کو لوٹا یا جائے۔ مالکان چونکہ عرصہ دراز



تک اپنا سونا وصول کرنے کے لیے نہیں آتے تھے۔ ان کا کام ”چٹوں“ سے چلتا تھا، اس لیے اپنے پاس پڑے ”بے مصرف“ سونے کا یہ مصرف ڈھونڈا کہ اسے سودی قرض کے طور پر لوگوں کو دے کر سود کمایا جائے۔ سونا کسی اور کا تھا، اس پر سود کوئی اور بھر رہا تھا اور مفت میں موج وہ لوگ کر رہے تھے جن کا ہوس زدہ دماغ اس طرح کے شیطانی منصوبے سوچنے کا ماہر تھا۔

الغرض جب صرافوں نے دیکھا کہ ان کے پاس جمع کرائے جانے والے سونے کی صرف معمولی مقدار مالکان نکلواتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس میں سے کچھ سونا دوسروں کو سود پہ ”عاریتاً“ دینا شروع کر دیا۔ اس کے بدلے وہ اصل رقم اور سود کے لیے ایک ”پرامیسری نوٹ“ یا دستاویز لکھوا لیتے۔ اس طرح وقت کے ساتھ ساتھ کاغذی سرٹیفکیٹ، جن کے بدلے سونے کے سکے لیے جاسکتے تھے گردش میں آ گئے۔ اس سے پہلے لین دین کے لیے صرف سونے کے سکے گردش میں رہتے تھے۔ شروع میں یہ سرٹیفکیٹ یا نوٹ جمع شدہ سونے کی مالیت کے برابر ہوتے تھے۔ پھر ہوا یہ کہ گردش میں رہنے والے نوٹوں کی مالیت جمع شدہ سونے کی مالیت سے زیادہ ہو گئی۔

سودی بینکاری کا پہلا ماڈل:

سرمایہ محفوظ کرنے، قرضہ دینے اور ضمانت حاصل کرنے کا یہ قدیم طریقہ آج کے جدید بینکاری نظام کی بنیاد بنا۔ ٹمپلز مذہبی پس منظر رکھنے کی وجہ سے لوگوں کے لیے قابل بھروسہ تھے۔ تمام یورپی ممالک یہاں تک کہ مشرق وسطیٰ اور ارض مقدس میں ان کی شاخیں اور دنیا بھر میں ان کے نمائندے موجود تھے۔ یورپ کی نشاۃ ثانیہ (Renaissance) میں حصہ لینے والے دولت مند خاندانوں مثلاً فلورنس، اٹلی کے میڈیکس خاندان نے بھی اس نظام کی اعانت کی اور رفتہ رفتہ یہ نظام ترقی کر کے باقاعدہ مستقل ادارے یعنی ”بینک“ کی شکل میں وجود میں آ گیا۔ پہلا ماڈرن بینک سویڈن کا دی ریس بینک 1656ء میں وجود میں آیا پھر بینک آف انگلینڈ 1694ء میں سود خوری کے منظم ادارے کی شکل میں قائم کر دیا گیا۔ سترہویں صدی عیسوی کے انگریز صرافوں نے دنیا کو سودی بینکاری کا ماڈل مہیا کر دیا اور آہستہ آہستہ دنیا سودی لعنت کے اس جال میں پھنس



گئی۔ مقامی بینک، مرکزی بینک سے اور مرکزی بینک عالمی بینک سے منسلک ہو گیا اور اس طرح دنیا کی معیشت ان لوگوں کے ہاتھ میں آ گئی جو دجال کے خروج سے پہلے ہر تنفس کے سینہ میں حرام کا لقمہ پہنچاتے یا اس کے تاک میں رہتے تاکہ حرام کے عالمی سوداگر کا جب ظہور ہو تو اور ابلیسی حرام خواہوں کے لیے میدان ہموار ہو چکا ہو۔

سود سے ٹیکس تک:

بائبل کی تعلیمات سود کی ممانعت کرتی ہیں چنانچہ اس زمانے میں عیسائی معاشروں میں بھی سود سے گریز کیا جاتا تھا، لیکن ٹمپلز..... مقدس سمجھنے جانے والے ٹمپلز..... اس کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتے تھے۔ وہ نہ صرف قرضوں پر سود وصول کرتے، بلکہ یہ بھاری شرح کے ساتھ سود عائد کرتے تھے۔ ایک موقع پر ایک قرض دار کو 60% تک سود در سود ادا کرنا پڑا۔ قدیم زمانے میں منظم بینکاری نظام کے ساتھ یہ لوگ اپنے دور کے جدید سرمایہ کار بن گئے۔ عوام تو عوام، حکومتیں تک ان سے قرض لیا کرتی تھیں۔ یہ من مانی شرائط پر انہیں سودی قرضے دیا کرتے تھے۔ بہت سی بادشاہتیں ان کے قرضوں کے بوجھ تلے دب گئیں۔ بقیہ یورپی ممالک کو تو رہنے دیجیے، انگریز حکمران خاندان بھی ٹمپلوں کا مقروض تھا۔ بادشاہ جان، ہنری سوم اور ایڈورڈ اول سبھی ٹمپلوں سے قرضہ لیتے تھے۔ 1260ء سے 1266ء کے درمیان بادشاہ ہنری نے اپنے تاج کے ہیرے ٹمپلوں کے پاس رہن رکھے ہوئے تھے۔ مختلف بادشاہوں کو مقروض کرنے کے بعد ٹمپلز آگے بڑھے۔ حکمرانوں کے تاجوں میں جڑے ہیرے گروی رکھنے کے بعد اب وہ عوام کو بھی اپنے پاس گروی رکھنا چاہتے تھے۔ اس کے لیے انہوں نے جو طریق کار وضع کیا وہ ان کی سنگدلانہ شیطانی سوچ کا عکاس تھا۔ اس طریقے نے آج تک دنیا کو ان کے ہاتھوں معاشی غلام بنا رکھا ہے۔ انہوں نے حکمرانوں کو دیے گئے قرضوں کی وصولی کو یقینی بنانے کے لیے وقت ضائع کیے بغیر پابندی عائد کر دی کہ ٹیکس کی وصولی صرف ٹمپلز کریں گے۔ ٹیکس وصولی کے اختیار نے ان کی طاقت اور دولت میں بے پناہ اضافہ کر دیا۔ اب نہ صرف وہ پاپائیت کو دیے جانے والے عطیات وصول



کرتے بلکہ بادشاہوں (حکومتوں) کی طرف سے ٹیکس بھی وصول کرتے۔ ٹمپلز نے اپنی دولت اور قوت میں تیزی سے اضافہ کیا۔ یہاں تک کہ اب وہ اپنے مشن کے تیسرے مرحلے کا آغاز کرنے کے قابل ہو گئے۔ مذہبی و مالی حیثیت کے استحکام کے بعد اب اقتدار اور عسکریت کی طرف ان کا سفر شروع ہوا۔

### ابلیسی سیاست یا صہیونی عسکریت:

اس کے لیے انہوں نے یہ طریق کار وضع کیا..... اور بلاشبہ انسانیت کا خون بہانے اور انسانیت کی رگوں سے خون چوسنے والے ایک طریق کار کو ”ابلیسی سیاست“ کے علاوہ کوئی نام نہیں دیا جاسکتا..... کہ دنیا میں جہاں جنگ ہوتی یہ جنگ میں شریک دونوں فریقوں کو قابو میں رکھتے، ان سے فائدہ اٹھاتے۔ اگر کہیں جنگ نہیں ہو رہی تو یہ بغاوت تخلیق کرتے اور پھر دونوں فریقوں کو اسلحہ فراہم کرتے۔ چنانچہ جنگ میں شریک دونوں فریق ان کے مقروض اور زیر اثر ہو جاتے۔ کھوئے ہوئے یروشلم کو واپس لینے اور پوری دنیا پر غلبہ پانے کا یہ سفاکانہ مشن ہر طرح کی اخلاقیات اور انسانی روایات کو پامال کرتے ہوئے جاری تھا کہ یہاں تک کہ اکتوبر کی تیرہ تاریخ اور جمعہ کا دن آ گیا۔ تیرہ تاریخ نائٹ ٹمپلز کی تاریخ کا سیاہ ترین دن ہے۔ (جاری ہے)



## تیرہ تاریخ کا جمعہ

(تیسری اور آخری قسط)

جمعہ، 13 اکتوبر:

ہوایوں کے ٹمپلز برادری کی ترقی، یورپ کے حکمرانوں اور معیشت پر کنٹرول، عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہا۔ یہاں تک کہ خود یورپی بادشاہ بھی ایک طویل عرصہ تک اس بات کو نہ سمجھ سکے کہ ”برادری“ ان کے ساتھ کیا کر رہی ہے اور کیا کرنا چاہتی ہے؟ بالآخر فرانس کا بادشاہ فلپس چہارم اس سازش کو سمجھ گیا۔ وہ ان سے اپنا اور اپنی قوم کا پیچھا چھڑانا چاہتا تھا، لیکن چرچ اور عیسائیت اس کی راہ میں حائل تھی۔ ٹمپلز نے عیسائی عوام کی مذہبی حمایت حاصل کر رکھی تھی۔ ان کے خلاف کارروائی آسان نہ تھی۔ چرچ چونکہ ٹمپلز کے ساتھ تھا اس لیے وہ ان کی اجارہ داری نہ توڑ سکا۔ اس نے حکمت سے کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ سب سے پہلے اس نے اس وقت کے ٹمپلز کے ساتھ ملے ہوئے پوپ ”بوننی فیس ہشتم“ سے جان چھڑائی اور پھر اس کے جانشین ”بنی ڈکٹ یازدہم“ سے چھٹکارا حاصل کیا۔ 1305ء میں بادشاہ فلپس نے نئے پوپ ”کلیمنٹ پنجم“ کا تقرر کیا۔ اس منصف پوپ کی مدد سے بادشاہ نے ٹمپلز کے معاملات کی مکمل چھان بین کرائی۔ تحقیقات کے نتیجے میں جو حقائق سامنے آئے وہ توقع سے زیادہ خطرناک تھے۔ خطرے کی سنگینی نے اسے فوری اور سخت قدم اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ اس نے ملک بھر میں سرکاری عمال کو سر بمہرا احکامات بھیجے۔ ترتیب یہ بتائی گئی کہ ان احکامات کو ہر جگہ بیک وقت یعنی جمعہ 13 اکتوبر 1307ء کی صبح طلوع آفتاب پہ کھولا جانا تھا۔ ان خفیہ احکامات کے مطابق ملک بھر میں اس تنظیم کو معطل کر کے ٹمپلز کو گرفتار اور ان کی املاک کو ضبط کر لیا گیا۔ ٹمپلز پر توہینِ مسیح، بت پرستی اور ہم جنس



پرستی کے الزامات عائد کیے گئے۔ ان الزامات نے پورے یورپ میں ٹمپلز کے خلاف نفرت و کراہیت پیدا کر دی۔ ہر جگہ انہیں مشکوک قرار دے کر گرفتار کر لیا گیا۔ مجرم ثابت ہونے والوں کو پھانسی دے دی گئی۔

### جمہوریت کا آغاز:

پوپ کلیمنٹ نے باضابطہ طور پر 1312ء میں ٹمپلز کی تنظیم ”ٹمپل“ کو کالعدم قرار دے دیا۔ تنظیم کے آخری گرینڈ ماسٹر جیکس ڈی مولائے کو 1314ء میں دھیمی آنچ پر رکھ کر کباب بنا دیا گیا۔ ٹمپلز اپنے گرینڈ ماسٹر کی اس قربانی کو آج بھی یاد رکھے ہوئے ہیں اور اس کی یادگار کو اپنی تقریبات میں مذہبی رسم کے طور پر منعقد کرتے ہیں۔ جب ایک دفعہ رائے عامہ ان کے خلاف ہو گئی اور چرچ ان کا دشمن ہو گیا تو پھر برادری ان الزامات سے تنظیم کو مزید تحفظ دینے میں ناکام ہو گئی۔ ان کی زیادہ تر املاک یورپ بھر میں ضبط کر لی گئیں۔ بظاہر ٹمپلز کا خاتمہ ہو گیا لیکن انہوں نے اس صورتحال سے ایک سبق سیکھا اور مستقبل میں اس پر عمل کیا: ”ایک ہاتھ میں قوت و اقتدار خطرناک ہو سکتا ہے چنانچہ اسے تقسیم کر دیا جانا چاہیے۔“ اس فیصلے نے دنیا میں نئے طرز حکمرانی کو متعارف کروایا اور دنیا ”جمہوریت“ نامی نئے نظام حکومت سے واقف ہوئی جو برادری کے لیے شکست کھا جانے کے بعد دوبارہ میدان میں آنے..... اور..... خم ٹھونک کر آنے کا ذریعہ ثابت ہوا۔ ٹمپلز زریز میں چلے گئے اور اب ایک نئے دور کا آغاز ہوا..... ”جمہوریت“ کا آغاز..... جو کہ بادشاہت کا متبادل نظام تھا۔ برادری نے سمجھ لیا تھا کہ ”خفیہ گرفت“ ہی ان جیسی کسی خفیہ تنظیم کے لیے زیادہ موزوں ہے۔ یہ خفیہ گرفت موروثی بادشاہت لے کر تخت پر آنے والے مطلق العنان بادشاہوں کی بہ نسبت عوامی نمائندوں پر آسانی سے قائم کی جاسکتی ہے۔ جب اسمبلیوں میں بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے جمع ہوں گے تو ان کی بولی لگانا اور ان کی بولی کو اپنی مرضی کا رخ دینا آسان ہوگا۔ ”عوامی نمائندے“ اپنے انتخاب کے لیے ہمیشہ سرمائے اور تشہیر کے محتاج رہتے ہیں۔ برادری کا سودی سرمایہ اور دروغ گو میڈیا نہایت آسانی سے ان نمائندوں کی



”عوامیت“ ختم کر کے انہیں برادری کا تابع بنا سکتا ہے۔ پھر جمہوری فیصلوں میں ابہام بہت زیادہ ہوتا ہے۔ کچھ پتا نہیں کس نے کس رائے کے حق میں خفیہ ووٹ ڈالا۔ ابہام جس قدر زیادہ ہوگا ”ان“ کا تحفظ بھی زیادہ ہوگا۔ اگر آپ کو اپنے دشمن کا علم نہیں ہوگا تو کیا کریں گے؟ آپ خود کو الزام دیں گے یا کہیں گے: ”وقت ہی برا چل رہا ہے۔“

فری میسن کی شکل میں ٹمپلز کا نیا ظہور:

فرانس کے بادشاہ فلپس چہارم کے دلیرانہ اقدام اور حکمت سے بھرپور کارروائی نے ٹمپلز کو اس کی تاریخ کا سب سے بڑا دھچکا لگایا تھا۔ یہ ادھ موے ہو گئے تھے۔ اگر ان کو ایک موقع نہ مل گیا ہوتا تو ان کا خاتمہ یقینی ہو جائے اور انسانیت کی جان ان سے چھوٹ جاتی۔ وہ موقع اسکاٹ لینڈ کے مخصوص حالات کی وجہ سے ان کو مل گیا۔ بچ جانے والا ٹمپلز کا گروہ اپنی جان بچا کر اسکاٹ لینڈ پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسکاٹ لینڈ کافی عرصے سے آزادی کی جنگ لڑ رہا تھا۔ ٹمپلز کے آنے سے اسکاٹ لینڈ کے بادشاہ وقت رابرٹ بروس کو ہتھیار مل گیا۔ یہ ہتھیار لڑنے اور قرضے دے کر دو سو سالہ جنگی تجربہ تھا جو انہوں نے مسلمانوں کی عظیم افواج کے خلاف لڑائی میں حاصل کیا۔ 1314ء میں رابرٹ بروس کی اتحادی فوجوں نے 25000 انگریز فوج کو شرمناک شکست سے دو چار کیا۔ اس شکست سے ”ٹمپلز“ کی نئی زندگی نے جنم لیا۔ ٹمپلز اپنے آپ کو پستیوں سے نکالنے میں کامیاب ہوئے اور اس مرتبہ زیادہ شان کے ساتھ اب وہ آزاد اسکاٹ لینڈ کے بادشاہ کو کنٹرول کر رہے تھے۔ 1603ء میں کوئین الزبتھ اول کی موت کے بعد اسکاٹ لینڈ کا بادشاہ جیمز پنجم برطانیہ کا بھی بادشاہ بن گیا۔ یعنی اس نئی وسیع ریاست کا نظام ٹمپلز کے ہاتھ میں آ گیا۔

یوں پورے برطانیہ پر ان کا تسلط قائم ہو گیا۔ دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ ٹمپلز کو نیا ٹھکانہ مل گیا تھا لیکن وہ انتہائی محتاط تھے۔ تقریباً سو سال تک ٹمپلز بالکل پس پردہ چلے گئے۔ اپنے کام کم کر دیے تاکہ لوگ ان کو بھول جائیں مگر انہوں نے برطانیہ پر اپنی گرفت کم نہیں کی۔ بڑے بڑے عہدوں کے حصول میں سرگرم رہے۔ یہاں تک کہ ان کی طاقت میں بے پناہ اضافہ ہوتا



چلا گیا۔ 1717ء میں ٹمپلز یورپ میں پھر سے ابھرتے ہیں۔ اس مرتبہ تعداد اور طاقت دونوں میں ہم پلہ ہیں۔ یہ نئی شناخت ان کی ماضی کی شہرت سے زیادہ طاقتور اور مؤثر ہے اور یہ شناخت ان کو برطانیہ کی بادشاہت دے رہی ہے۔ اپنے خفیہ ہتھکنڈوں پر پردہ ڈالنے کے لیے ضروری ہو گیا کہ وہ اپنے نام ”ٹمپلز“ کو ختم کر دیں۔ اب جو نام انہوں نے اپنے آپ کو متعارف کرانے کے لیے رکھا وہ ”فری میسن“ تھا۔ ”FREEMASON“ اس لفظ کو بہت سے لوگ جانتے تھے مگر اس کا مفہوم کم لوگ جانتے تھے۔ ٹمپلز کے نئے نام فری میسن گروپ کا برطانوی شاہی خاندان میں سے پہلا ممبر پرنس آف دی ویلز فریڈرک تھا۔ بعد میں آنے والوں میں پرنس فلپ، اڈنبرا کا طویوک اور ملکہ الزبتھ دوم برطانیہ شامل ہیں۔ برطانوی جمہوری حکمرانوں میں وزیراعظم ونسٹن چرچل اور وزیر خارجہ جیمز بالفورڈ کا نام نمایاں ہے۔ برطانوی لارڈز کی ایک طویل فہرست ہے جو ”برادری“ کا رکن بن کر دجالی نفرت انگیز ریاست کے لیے دانستہ یا نادانستہ بنیاد رکھتے گئے۔

### اجتماعی آبادی سے اجتماعی بربادی تک:

اس نئی شناخت اور گروہ میں شامل ہونے والے لوگ معاشرے کے سربراہ اور وہ لوگ تھے۔ معاشرے میں ان کی عزت اور مقام نے فری میسن کی قدر و قیمت میں اضافہ کیا۔ اور وہ اس قابل ہوتے چلے گئے کہ ”یروشلم واپسی کے سفر“ کا پھر سے آغاز کریں اور مستقبل کی دنیا کے عظیم ترین سانحے ”تیسری جنگ عظیم“ کی بنیاد رکھ سکیں۔ برطانوی شاہی خاندان میں اثر و رسوخ حاصل کرنے، برطانوی جمہوری حکمرانوں کو بس میں کرنے اور یہودی سرمائے سے برطانوی مقروض ریاست کا بھرم رکھنے کے عوض قدیم ٹمپلز اور جدید فری میسن نے یہودی دجالی برادری کے لیے ”سلطنت عظمیٰ“ برطانیہ اور اس کے ”شاہی تاج“ کو بے دریغ استعمال کیا..... انگریز جنرل ایلن بی کے ہاتھوں فلسطین کو خلافت عثمانیہ سے چھیننے سے لے کر اسرائیل کے قیام کے اعلان تک برطانیہ کو استعمال کرنے کے حوالے سے فری میسن کی کامیابی کے دعوؤں کی طویل تاریخ ہے۔ یہودی زعماء ارض مقدس میں دجالی ریاست کے قیام کو اپنی سب سے بڑی کامیابی سمجھتے ہیں لیکن وہ



عالمی دجالی ریاست، ابتدا سے انتہا تک

جیسے جیسے اس ریاست کو عظیم سے عظیم تر بنانے کا خواب پورا کر رہے ہیں ویسے ویسے وہ اپنے منطقی انجام کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ اسرائیل کی نو تعمیر شدہ بستیوں میں ان کی اجتماعی آبادی ان شاء اللہ ان کی اجتماعی بربادی پر ختم ہوگی۔ ان کی یہ بربادی صرف ”دجالی ریاست“ کا ہی اختتام نہ ہوگا بلکہ دنیا سے شر اور فساد کے مکمل خاتمے کی نوید بھی ہوگا۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس زمانے میں زندہ ہوں گے اور توفیق الہی سے ”عالمی دجالی ریاست“ کے منصوبے کو ناکام بناتے ہوئے ”عالمی اسلامی خلافت“ قائم کریں گے۔ ایسی خلافت جو کائنات میں بسنے والے ہر ذی روح کے لیے سایہ رحمت ہوگی۔





## رحمانی خلافت سے دجالی ریاست تک

برادر اسلامی ملک ”ترکی“ دنیا کا وہ ملک ہے جو دنیا کے دو مشہور براعظموں کے سنگم پر واقع ہے۔ یہ دونوں براعظم رنگ و نسل کے اعتبار سے ہی نہیں، مذہب و نظریے کے اعتبار سے بھی ایک دوسرے کے متضاد اور باہمی تاریخی جدلیت کے حامل رہے ہیں۔ اس کا جغرافیائی محل وقوع ایسا ہے کہ یہاں سے عیسائیت کے گہوارے ”براعظم یورپ“ میں داخلے کا راستہ کھلتا ہے۔ اس راستے کے نکلنے پر عیسائیت کا روحانی مرکز اور مضبوط عسکری قلعہ قسطنطنیہ تھا۔ اس لیے اس کے فاتحین کے لیے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم بشارتیں سنائی تھیں۔ اس شہر کی فتح کا واقعہ جتنا عظیم الشان تھا، اس کے سقوط اور خلافت عثمانیہ کے انہدام کا حادثہ اتنا ہی دلہلہ اور اندوہناک تھا۔ 1288ء کے ایک مبارک دن میں یہاں رحمانی ریاست خلافت عثمانیہ کی بنیاد پڑی تھی اور 1924ء کے ایک نامبارک دن میں خلافت کے سقوط اور دجالی ریاست کے راستے میں حائل رکاوٹ کے خاتمے کا اعلان ہوا۔ آئیے! اس آغاز اور اختتام، اس تضاد اور تقابل پر ایک نظر ڈالتے ہیں کہ مستقبل قریب میں پھر یہی کہانی معکوس انداز میں کردار کے اختلاف کے ساتھ دہرائی جانے والی ہے۔

موجودہ جمہوریہ، خلافت عثمانیہ (1288ء - 1924ء) کی جانشین ریاست ہے۔ خلافت عثمانیہ اس روئے زمین پر آخری خلافت تھی۔ اس کے سقوط سے اس زمین پر الہی ریاست اور الہی نظام والی مملکت کا اختتام ہوا اور دجالی ریاست کے قیام کا آغاز ہوا۔ یہ آغاز تکمیل سے پہلے ان شاء اللہ اختتام کو پہنچے گا اور پھر اللہ کے حکم سے اللہ کے مقرب بندے پوری دنیا میں عالمی الہی خلافت قائم کریں گے جو صحیح معنوں میں رحمانی ریاست ہوگی۔ خلافت عثمانیہ، خلافت راشدہ (232ء



(661ء - 750ء)، خلافت بنو امیہ مشرق (661ء - 750ء) خلافت بنو امیہ مغرب (756ء - 1492ء) اور خلافت عباسیہ (750ء - 1285ء) کے بعد قائم ہوئی تھی۔ خلافت عثمانیہ کو یہ منفرد اعزاز ملا کہ اس نے 1453ء میں قسطنطنیہ (سلطنت روم کا دارالحکومت اور عیسائیت کا دل) کو فتح کیا اور اسلامی سلطنت کی سرحدیں یورپ کے اہم علاقوں تک پھیلا دیں۔ سلطنت عثمانیہ کے عروج کے زمانے میں اس میں موجودہ ترکی کے علاوہ افریقہ کے بعض علاقے (مصر، طرابلس)، جزیرہ نمائے عرب یعنی حرمین و حجاز، یورپ میں سے آسٹریا اور ہنگری تک کے علاقے اور علاقہ بلقان کا بیشتر حصہ (سربیا، کروشیا، بوسنیا ہرزیگووینا، مقدونیہ، مونٹی نیگرو، البانیہ، بلغاریہ، رومانیہ اور یونان) شامل تھا۔ گویا وہ تین براعظموں ایشیا، افریقہ اور یورپ کے اہم خطوں پر بیک وقت حکمران تھی۔ اس کمال کے بعد زوال نے شامت اعمال کے نام سے ہماری راہ دیکھ لی۔ اب ہم زوال کی آخری حد سے گزر رہے ہیں اور جب اپنے آنسوؤں اور خون سے اپنے گناہوں کو دھو ڈالیں گے تو ان شاء اللہ دوبارہ عروج ہمارا مقدر ہوگا اور وہ ایسا تابناک ہوگا کہ تاریخ انسانی نے اس کی مثال نہ دیکھی ہوگی۔

یورپی ممالک اس عظیم اسلامی سلطنت کو کیسے برداشت کر سکتے تھے جو ان کے قلب میں ہلال والا پرچم بلند کیے ہوئے تھی؟ ان کی ہمدردیاں بلقان کے عیسائیوں کے ساتھ تھیں اور وہ انہیں ترکوں کے خلاف بغاوت پر اکساتے رہتے تھے۔ یورپ نے یہاں لسانیت اور قومیت کا آزمودہ ہتھیار استعمال کیا۔ دانشوروں اور شاعروں نے پہلے یونانیوں کو ان کے ماضی کی یاد دلا کر انہیں ترکوں کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا۔ یہیں سے ”مشرقی مسئلہ“ (Eastern Question) پیدا ہوا اور یورپی ممالک کی مداخلت سے یونان مارچ 1829ء میں آزادی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یونان کے بعد دوسری یورپی ریاستیں بھی آزادی کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے لگیں۔ ساتھ ساتھ سلطنت عثمانیہ کے خلاف یورپی طاقتوں اور صہیونی منصوبہ سازوں کی مسلسل ریشہ دوانیوں کے نتیجے میں کئی دوسرے افریقی اور یورپی علاقے ترکوں کے قبضے سے نکلنے لگے۔ 1830ء میں



فرانس نے الجزائر پر اور 1882ء میں برطانیہ نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ اٹلی نے 1911ء میں طرابلس (موجودہ لیبیا) کا علاقہ چھین لیا۔ اس کے بعد مغربی مورخین نے ترکی کا حوصلہ پست کرنے کے لیے ”مرد بیمار“ کی اصطلاح ایجاد کر لی۔ اس زمانے میں سلطنت عثمانیہ کی اندرونی حالت بڑی نازک تھی۔ فری میسن ہر طرف سرگرم تھے۔ قدامت پسند اور ترقی پسند سیاست دان ایک دوسرے سے دست و گریباں تھے۔ اپریل 1909ء میں فری میسن کے تیار کردہ ترقی پسند گروہ (باغی گروہ) نے سلطان عبدالحمید کو تخت و تاج سے معزول کر کے سلطان محمد خامس کو تخت خلافت پر بٹھا دیا۔ اس کی پوزیشن ”شاہ شطرنج“ سے زیادہ نہ تھی۔

اکتوبر 1912ء میں روس کے اکسمائے پر بلقانی ریاستوں نے ترکی کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اس جنگ میں ترکی کو بے پناہ جانی اور مالی نقصان ہوا۔ اس کے متعدد علاقوں پر عیسائیوں نے قبضہ جما کر لوٹ مار اور قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ 30 مئی 1913ء کو لندن میں فریقین کے درمیان صلح ہو گئی، لیکن اس صلح نامے کی رو سے سلطنت عثمانیہ اپنے کئی علاقوں اور جزیروں کی ملکیت سے دستبردار ہو گئی۔

28 جولائی 1914ء کو پہلی عالمی جنگ شروع ہوئی۔ ترکی، جرمنی، آسٹریا، ہنگری اور بلغاریہ کا حلیف بن گیا۔ دوسری طرف برطانیہ، فرانس، روس، جاپان اور امریکا تھے۔ ترکی کو امید تھی کہ فتح کے بعد جرمن حکومت روسی ترکستان، مصر، لیبیا، تیونس اور الجزائر کو اتحادی طاقتوں سے چھین کر ترکی کے حوالے کر دے گی۔ اسے یہ بھی توقع تھی کہ مغربی مقبوضات کے مسلمان ترکی کے حق میں بغاوت کر دیں گے اور سلطنت کے عرب مسلمان ترکوں سے پورا پورا تعاون کریں گے لیکن ترکی کی یہ خواہشیں پوری نہ ہوئیں۔ جنگ شروع ہوتے ہی مشہور انگریز شاطر کرنل لارنس حجاز مقدس (سعودی عرب) پہنچ گیا اور حسین (شریف مکہ) اور اس کے بیٹوں امیر فیصل اور امیر عبداللہ کو ترکوں کے خلاف بغاوت پر اکسانے لگا۔ برطانوی حکومت نے ”شریف مکہ“ سے وعدہ کیا کہ ترکی میں خلافت کے خاتمے کے بعد اسے خلیفہ تسلیم کر لے گی اور اس کے فرزند فیصل کو شام کا اور عبداللہ کو



فلسطین واردن کا بادشاہ بنا دے گی جبکہ انگریز نے کسی کو خلیفہ تسلیم کرنا تھا نہ خلافت کے ادارے کو باقی چھوڑنا تھا۔ اسے تو اسلام کی سر بلندی کی ہر علامت سے دشمنی تھی۔ ایک انگریز مصنفہ نے اپنی کتاب ”جزیرۃ العرب“ میں صاف صاف لفظوں میں لکھا ہے:

”برطانیہ اور اسلام دونوں اس دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتے۔“

اس کا کہنا تھا: ”دو قوتیں دنیا میں برتری کے لیے کوشاں ہیں: ایک انگریز اور دوسری مسلمان۔ دوزبانیں دنیا میں چھانا چاہتی ہیں: انگریزی اور عربی اور ان دو میں سے ایک کو فنا ہونا چاہیے۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی کی ترویج کتنی ضروری اور اس کے ذریعے اسلامیت کی تبلیغ کتنی مفید ہے۔

اس نے لکھا تھا: ”جب تک اسلام کی مرکزیت نہ ختم ہو اور جزیرۃ العرب اس کی مرکزیت سے علیحدہ کر کے ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دیا جائے اسلام کی طاقت کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔“

اس نے بعد میں دنیا کو یہ بھی بتایا تھا: ”انگریز کیمیاوی طریقوں سے اپنے چمڑے گندمی رنگ میں رنگ کر خلافت کے زیر انتظام علاقے کی حدود میں وہاں کے مدرسوں اور مکانات میں رہتے تھے تاکہ عربوں کی کمزوریوں کو معلوم کر سکیں اور ان کو ترکوں کے خلاف اکسائیں۔ عرصہ کی مشقت، ریاضت اور قربانی کا نتیجہ تھا کہ مشہور فری میسن ایجنٹ کرنل لارنس کو وہ مواد ملا کہ جس سے وہ عربی لباس پہن کر جنگ عظیم اول (1914-19) کے دوران عربوں سے ترکوں کو قتل کراتا تھا اور ہر گرک کے قتل پر انعام مقرر کر رکھا تھا۔ خود کرنل لارنس نے جو تکالیف برداشت کیں اور جس طرح جان پر کھیل کر یہ تماشا کیا وہ ایک عجیب داستان ہے۔“

وسط جون 1916ء میں عرب مسلمانوں نے نادانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حسین (شریف مکہ) کی سربراہی میں اپنے اقتدار اعلیٰ اور خلیفہ کے خلاف بغاوت کردی اور انگریزوں کی مدد سے حجاز مقدس میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ برطانیہ کی یہ حکمت عملی دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ سبق



آموز بھی ہے جس کے ذریعے اس نے مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا۔ اس بغاوت سے قبل جنگ عظیم میں ترکوں نے جس جانبازی و جواں مردی کا ثبوت دیا تھا وہ ان کی شجاعانہ کارروائیوں میں بھی عدیم المثال ہے، لیکن عربوں کی نا سمجھی اور فری میسن کے ہاتھوں بغاوت سے ترکوں کو شکست در شکست کا سامنا کرنا پڑا اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام عرب علاقے عراق، مصر، شام، اردن اور فلسطین اتحادیوں کے زیر تسلط آ گئے۔ 30 اکتوبر 1918ء کو مڈلاس کے مقام پر التوائے جنگ کے سلسلے میں بات چیت کا آغاز ہوا۔ بالآخر 14 مئی 1920ء کو ترکی کے ساتھ نام نہاد صلح کی یکطرفہ شرائط ”معاہدہ سیورے“ کے نام سے مشہر کر دی گئیں۔

اس جانبدارانہ صلح نامے کی رو سے ترکی کو تمام عرب علاقوں سے محروم کر دیا گیا۔ حجاز مقدس میں شریف مکہ کی خود مختار حکومت کو تسلیم کر لیا گیا۔ درّہ دانیال اور تمام دیگر اہم درّے بین الاقوامی کنٹرول میں دے دیے گئے۔ مختصر یہ کہ اتحادیوں نے ترکوں کی قومی آزادی کو ختم کرنے کا تہیہ کر لیا اور ترکی اتنا بے بس تھا کہ اس نے 10 اگست 1920ء کو اس معاہدے کی توثیق کر دی۔ دجالی قوتوں کو خطرہ تھا کہ عیسائیت کے دل میں خلافت قائم کرنے والی اس ریاست کے آثار قدیمہ میں بھی اتنا دم ختم ہے کہ یہ پھر سے نشاۃ ثانیہ کی تحریک شروع کر سکتی ہے۔ اس کے سد باب کے لیے فوج کو جمہوریت کا نگران بنایا گیا۔

معاصر دنیا میں ترکی کے سیاسی نظام کی یہ ایک منفرد خصوصیت ہے کہ اس میں سیاسی انتشار اور جمہوری ہنگاموں پر قابو پانے کے لیے مسلح افواج کو مستقل طور پر آئینی کردار دیا گیا ہے۔ ترکی کی فوج نہ صرف ملکی سلامت و سالمیت کی ضامن، بلکہ کمال اتاترک کی نام نہاد اصلاحات اور مسخ شدہ تہذیبی ورثے کی بھی محافظ ہے۔ چنانچہ فوج کی پیشہ ورانہ تربیت مخصوص غیر مذہبی (سیکولر) ماحول میں کی جاتی ہے جس کے نتیجے میں فوج کا مجموعی مزاج سیکولر ہو گیا ہے اور وہ اتاترک کی مغربی طرز کی اصلاحات کو حقیقی روح کے مطابق نافذ کرنے کے لیے کوشاں رہتی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے فوج کو 1960ء اور 1980ء میں سول حکومت کو برطرف کرنا پڑا۔ علاوہ ازیں 1961ء



اور 1982ء کے آئین کے تحت قومی سلامتی کونسل کی تشکیل بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ فوجی سروس کو قومی خدمت قرار دے کر ہر ترک شہری پر 18 ماہ کے عرصے پر محیط لازمی فوجی تربیت کی پابندی لگائی گئی ہے۔ اس طرح ہر شہری کچھ عرصہ فوج سے منسلک رہتا ہے۔ اس اقدام کا مقصد یہ ہے کہ ہر ترک شہری سیکولر مزاج اپنائے اور سیکولر نظام کی محافظ فوج سے زندگی بھر ہم آہنگ رہے۔

ترکی کے سیاسی نظام میں فوج کا آئینی کردار متعین کرنے سے سول معاملات میں فوج کا اثر و رسوخ بہت بڑھ گیا ہے۔ اس سے ایک طرف فوج کی پیش ورائہ کارکردگی متاثر ہوئی ہے تو دوسری طرف فوج کا سیکولر مزاج عوامی خواہشات کے سامنے رکاوٹ بن گیا ہے۔ اب یہ فوج پر منحصر ہے کہ وہ جس کی چاہے اُس کی حمایت کرے، خواہ عوام اسے پسند کریں یا نہ کریں۔ ترکی کے سیاسی نظام میں فوج کا آئینی کردار فری میسن سے ذہن لینے والے فوجی حکمرانوں کے ذہن ہی کی اختراع ہے۔ ترکی میں اسے بدنام زمانہ فری میسن جنرل جمال گرسل نے متعارف کرایا تھا۔ ترکی میں فوج کے آئینی کردار کے تعین کے بعد فوج کو اب مارشل لا لگانے کی ضرورت باقی نہیں رہی کیونکہ وہ خود ہی ”بادشاہ گر“ بن گئی ہے اور وہ لازمی طور پر عثمانی سلاطین کی جگہ لینے کے لیے ایسے بادشاہوں کا انتخاب کرتی ہے جو کسی حالت میں ترکی کو جو دنیا کے اہم ترین جغرافیائی خطے میں واقع ہے، اسلام کی طرف اللہ اور اس کے دین کی طرف یعنی رجمانی ریاست والے نظام کی طرف نہ جانے دے۔ یہ سارا کارنامہ انجام دینے کے لیے صہیونی طاقتوں نے ترکوں کے جس بدترین دشمن کا انتخاب کیا اسے ”اتاترک“ (ترکوں کا باپ) کا لقب دیا جبکہ وہ قوم یہود کا ادنیٰ غلام تھا۔ جی ہاں! وہ کوئی اور نہیں، فری میسن کا تراشا ہوائی پارہ مصطفیٰ کمال تھا۔

مصطفیٰ کمال کا والد سالونیکا (یورپی ترکی) میں ”چنگی“ کا محرر تھا۔ بعد ازاں لکڑی کا کاروبار کرنے لگا۔ مصطفیٰ کمال ابھی کمسن ہی تھا کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والدہ بہت دین دار لیکن نہایت غریب خاتون تھیں۔ اس نے مصطفیٰ کمال کو ایک دینی مدرسے میں داخل کرا دیا لیکن مصطفیٰ کمال کو بچپن ہی سے فوجی افسر بننے کا شوق تھا۔ چنانچہ چند برسوں بعد وہ خود ایک ملٹری اسکول میں



داخل ہو گیا۔ اسکول کی تعلیم کرنے کے بعد قسطنطنیہ (استنبول) کے ملٹری کالج میں چلا گیا اور 1904ء میں کالج سے لیفٹیننٹ بن کر نکلا۔ فوجی ملازمت کے سلسلے میں اس کو شام، فلسطین، مصر اور البانیہ وغیرہ میں گھومنے پھرنے کا موقع ملا۔ یہاں وہ برادری کے ”بگ ماسٹرز“ کی نظر میں آ گیا۔ چنانچہ اس کے ”انجمن اتحاد و ترقی“ کے انقلاب پسند ممبروں سے تعلقات قائم ہو گئے۔ یہ انجمن جیسا کہ نام سے ظاہر ہے صہیونی دماغوں نے تخلیق کی تھی۔ نوجوان اور تعلیم یافتہ ترکوں نے سلطان عبدالحمید خان ثانی سے نجات حاصل کرنے کے لیے قائم کر رکھی تھی۔ اپریل 1909ء میں ترکی فوج نے علم بغاوت بلند کیا اور معمولی کشمکش کے بعد سلطان کو تخت سے اتار دیا گیا۔

مصطفیٰ کمال نے اقتدار میں آتے ہی ترکی کو ”ترقی پسند“ ملک بنانے کے لیے ہر شعبہ زندگی میں مغربی طرز کی جدید اصلاحات رائج کیں۔ اس شخص نے چھ برسوں کے مختصر عرصے میں فری میسن دانشوروں کی مدد سے ترکی کے سماجی، قانونی، تعلیمی اور سیاسی نظام کو مکمل طور پر بدل دیا۔ اتاترک کی اصلاحات کی بنیاد اس کے درج ذیل چھ طاغوتی اصول تھے جن میں سے ہر ایک اصطلاح پکار پکار کر اپنے وضع کرنے والے دماغوں کی نشان دہی کر رہی ہے کہ وہ کون تھے اور کیا کرنا چاہتے تھے؟ وہ چھ پُر فریب اصول یہ تھے:

Republicanism

۱۔ جمہوریت پسندی

Nationalism

۲۔ قوم پرستی

Populism

۳۔ عوامیت پسندی

Secularism

۴۔ لادینیت

Reformism

۵۔ اصلاح پرستی

Etatisme (Fr) Statism

۶۔ مملکتی اشتراکیت

یہودی گماشتے مصطفیٰ کمال نے ترکی کو یہودی سپنوں کے مطابق مغربیت کے رنگ میں رنگنے، رحمانی نظام کے خاتمے اور دجالی نظام کی سر بلندی کے لیے 4 مارچ 1924ء کو خلافت کا



بابرکت عہدہ، جو مسلمانوں کے لیے ٹھنڈا سایہ اور رحمت کا سائبان تھا، ختم کر دیا۔ اس کے ایک ماہ بعد قومی اسمبلی نے دیوانی معاملات میں شرعی عدالتوں کے اختیارات کو کلیتاً ختم کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی وزارت اوقاف اور مذہبی تعلیمی درسگاہوں کو ختم کر دیا۔ علماء اور طلباء کو منتشر کرتے ہوئے مدرسوں اور خانقاہوں کو بند کر دیا گیا۔ شیخ الاسلام کا عہدہ پہلے ہی 1922ء میں ختم کیا جا چکا تھا۔ مذہبی معاملات سے نپٹنے کے لیے اختیارات سے محروم اور اسلامی روح سے عاری ”مذہبی امور کا بورڈ“ اور ”متروکہ عمارات کا بورڈ“ قائم کیا گیا۔ 24 اپریل 1924ء کو ترکی کا نیا آئین منظور کیا گیا۔ آئین کی دفعہ 2 کے تحت ترکی کو ایک نیشنلسٹ ری پبلک، سیکولر اور سوشل ریاست قرار دیا گیا وراقتدار اعلیٰ (Sovereignty) کا سرچشمہ ترک قوم کو مانا گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے مقابلے میں اس انسان کو حاکمیت کا اختیار دیا گیا جو دوسرے انسانوں کے ہاتھوں میں کھیلتے ہوئے یہ تک نہیں سمجھتا کہ وہ کھلاڑی نہیں کھلونا ہے۔

ترکی میں سیکولر طرز زندگی کو فروغ دینے کے لیے شرعی قوانین کی جگہ یورپ کے نظام ہائے قانون کو اپنایا گیا۔ سوئٹزرلینڈ کے نمونے پر سول ضابطہ قوانین، اطالوی نمونے پر فوجداری ضابطہ قوانین اور جرمن نمونے پر تجارتی قوانین رائج کیے گئے۔ ”مذہبی اصلاحات“ کا نام نہاد عنوان دے کر صوفیائے کرام کے حلقوں اور ان کی خانقاہوں پر پابندی لگا دی گئی۔ رومی اور ہجری کیلنڈر کی جگہ عیسوی کیلنڈر رائج کیا گیا۔ پردے اور تعداد از دواج (ایک سے زیادہ شادیوں) کو قانوناً ممنوع قرار دیا گیا۔ عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق دیے گئے جو محض خیالی اور فرضی تھے۔ ان پر تمام ملازمتوں کے دروازے کھول دیے گئے، صرف گھر کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ 1934ء میں ایک آئینی ترمیم کے ذریعے عورتوں کو رائے دہی کا حق دیا گیا اور اس کے فوراً بعد بہت سی عورتیں اسمبلی کی ممبر منتخب ہوئیں۔

ترک قوم پرستی (ترکیت) کے جذبے کو ابھارنے کے لیے بھی متعدد اقدامات کیے گئے۔ مثلاً ترکی زبان سے عربی اور فارسی کے حروف کو خارج کر دیا گیا اور اس کے لیے عربی رسم الخط کے



بجائے لاطینی رسم الخط اختیار کیا گیا۔ حکومت نے ترک زبان کو ترقی دینے کے لیے زبردست تحریک چلائی اور اس کی ترقی و ترویج کا نیا دور شروع ہوا۔ مسجدوں اور دیگر مذہبی اداروں میں عربی زبان کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا حتیٰ کہ اذان، نماز اور قرآن کی تلاوت کے لیے بھی عربی زبان کا استعمال ناجائز ٹھہرایا گیا۔ ان جغرافیائی ناموں کو جن سے بیرونی الفاظ کی بُ (یا خوشبو) آتی تھی، خالص ترکی ناموں سے تبدیل کر دیا گیا۔ قسطنطنیہ کا نام استنبول رکھا گیا، ایڈریانوپل کو ”ادانہ“ اور سمرنا کو از میر میں تبدیل کیا گیا۔ لوگوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے نام خالص ترکی میں رکھیں۔ چنانچہ عصمت پاشا نے عصمت انونو اور مصطفیٰ کمال پاشا نے مصطفیٰ کمال کا نام اختیار کیا۔ غازی، پاشا اور ”بے“ کے پرانے خطابات جو دورِ خلافت کی یادگار تھے، ختم کر دیے گئے۔ استنبول کے بجائے انقرہ کو دارالحکومت قرار دیا گیا۔ نئے دارالحکومت میں جدید طرز کی عمارتیں تعمیر کی گئیں اور شہر کے نئے حصے میں کوئی مسجد تعمیر نہیں ہونے دی گئی۔ یورپی قوموں کو اندھی تقلید میں ملک بھر میں شبینہ کلبوں، تھیٹروں اور ناچ گھروں کا جال بچھا دیا گیا۔ اس طرح اسلامی معاشرے کی جگہ دجالی معاشرے نے لے لی۔ جو قوم دنیا کے مضبوط ترین نظریے کی ترجمان اور عالم اسلام کی نمائندہ تھی وہ قومیت کے نام پر ایسی پستی میں چلی گئی کہ خود اسے بھی شعور نہیں کہ اس سے کیا چھین کر کیا تھما دیا گیا ہے۔ پوری اسلامی دنیا ترکوں کو اپنا قائد اور محبوب مانتی تھی، اسلامی اخوت کی جگہ قومیت کے چکر میں پڑتے ہی ترکی دنیا کی نظروں سے گر گیا۔ پوری دنیا کے مسلمان ترکوں کے ساتھ جینے اور ان کے ساتھ مرنے پر فخر کرتے تھے۔ خلافت کی جگہ جمہوریت کے آتے ہی ترکوں سے یہ اعزاز جاتا رہا۔ ہمارے ہاں بھی ”اسلامیت“ کی جگہ پاکستانیت لے رہی ہے، جبکہ جن لوگوں نے یہ نعرہ (سب سے پہلے پاکستان) لگایا تھا، خود ان میں پاکستانیت نام کی کوئی چیز نہ کبھی تھی اور نہ آج ہے۔ ایک انگریز مدبر اور سیاست دان گلیڈ اسٹون (Gladstone) نے قوم پرستی میں مبتلا ترک قوم کی حالت زار پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے: ”اس ملک یا قوم کی سیاہ بختی کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا جو ایک دم اپنے ماضی کی روایات سے اپنا تعلق منقطع کر لے۔“



ترکی، ایران اور افغانستان اسی غلطی کا شکار ہوئے۔ مصر نے بھی یورپ کی اندھی تقلید کرتے ہوئے مصری قومیت کا نعرہ لگایا مگر ہر حالت میں ان اسلامی ممالک کو خوفناک نتائج بھگتنے پڑے۔ ترقی کا راز لباس میں نہیں ہوتا۔ پانچ کلیوں والی ٹوپی کی جگہ انگریزی ہیٹ سر پر رکھ لینے سے انگریز کی چستی، فرض شناسی اور حب الوطنی کی صفات راسخ نہیں ہو جاتیں۔ ترقی کا راز پاکیزہ اخلاق، فوجی تربیت اور کسی متحرک نظریہ کو اپنانے میں ہوتا ہے۔ اس راز کو اپنی بصیرت کے فقدان کے باعث امان اللہ خان، رضا شاہ پہلوی اور مصطفیٰ کمال نہ سمجھ سکے۔

اسلام چونکہ غالب رہنے کے لیے آیا ہے، اس لیے عالمی صہیونیت جو اسلامی خلافت کی جگہ اسرائیلی ریاست کو برتر دیکھنا چاہتی ہے، کی تمام تر کوششوں کے باوجود ترکی میں اسلام کی طرف رجوع کی تحریک علماء اور صوفیا کی زیر سرپرستی چل رہی ہے اور جب آخری دنوں میں آخری معرکے کا ایک اہم راؤنڈ ایشیا یورپ کے اس سنگم یعنی ارض اسلام اور ارض عیسائیت کے اس ملاپ نکتے میں لڑا جائے گا تو ترکی کے مسلمان ان شاء اللہ کالے جھنڈے والوں کے ساتھ ہوں گے۔ وہ اس خطے میں عیسائی اتحادیوں کو قلت تعداد کے باوجود حیرت انگیز اور زبردست شکست دیں گے اور جب عیسائی ادھ موئے ہو چکے ہوں گے تو ابلیس کے بعد بدی کا سب سے بڑا علمبردار ”دجال اکبر“ عیسائیوں کو شکست خوردہ اور مسلمانوں کو تھکا ماندہ دیکھ کر خروج کرے گا۔ یہ وہ لمحہ ہوگا جب دجالی کارندوں اور رجمانی مجاہدین کے درمیان فیصلہ کن معرکے کا آغاز ہو جائے گا۔ اہل حق قلیل تعداد، قلیل وسائل اور بے شمار آزمائشوں کے باوجود استقامت سے ڈٹے رہیں گے۔ ان کے مجاہدے و جہاد کی برکت اور اللہ کے فضل سے طاغوتی قوتوں کے منصوبوں میں پلٹا دجالی ریاست کا خواب ایسا چکنا چور ہوگا کہ ابلیس کے ماننے والوں اور اس کی مدد سے دنیا میں شیطانی نظام قائم کرنے والوں کے دماغ سے دنیا پر حکومت کا خیال نکل جائے گا اور متقی مجاہدین کی قربانیوں کے جلو سے رجمانی ریاست کا وہ چمکتا دمکتا سورج برآمد ہوگا جس سے پھوٹنے والی امن اور خوشحالی کی کرنیں پوری دنیا کو روشن کر دیں گی۔ ان شاء اللہ العزیز!



# عالمی دجالی ریاست کا خاکہ

(پہلی قسط)

ڈاکٹر ”جون کولمین“ (پیدائش 1935ء) برطانیہ کی مشہور انٹیلی جنس ایجنسی ”ایم سکس“ کے سابق آفیسر ہیں۔ وہ طویل عرصے تک دنیا کے نمایاں ترین خفیہ اداروں میں شمار ہونے والی اس سیکرٹ سروس کے اعلیٰ عہدیدار رہے۔ خود کو تفویض کیے جانے والی خدمات کی ادائی کے دوران انہوں نے محسوس کیا کہ اکثر عالمی معاملات کا پس منظر وہ نہیں جو کہ ارض کے اکثر باشندے سمجھتے ہیں۔ خود برطانیہ جو عالمی برادری کا اہم رکن سمجھا جاتا ہے، کے اہم معاملات کوئی نادیدہ قوت کنٹرول کرتی ہے جو برطانوی عوام یا عیسائی دنیا کے مفادات کے بجائے کچھ اور نہ ذکر کیے جانے والے مقاصد میں دلچسپی رکھتی ہے۔ انہیں یہ چیز چونکا تی اور متعجب کرتی رہی۔ اس نادیدہ قوت سے متعارف ہونے اور اس کا سراغ لگانے کی خواہش نے انہیں اتنا بے چین کر دیا کہ انہوں نے معاملات کو کھوجی نظروں سے دیکھنے اور تنقیدی نگاہ سے کریدنے کی عادت بنالی۔ انہیں محسوس ہوا کہ دنیا میں کچھ سازشی عناصر ایسے ہیں جو کسی قومی، علاقائی یا بین الاقوامی حدود کو خاطر میں نہیں لاتے۔ جو اتنے طاقتور ہیں کہ تمام ملکوں کے قوانین سے بالاتر ہیں اور سیاست کے علاوہ تجارت، صنعت، بینکاری، انشورنس، معدنیات حتیٰ کہ منشیات کے کاروبار تک پر کنٹرول رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی ”برادری کے بڑوں“ کے علاوہ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ہیں۔ اس برادری کے ”دانا بزرگ“ (بگ برادرز یا گریٹ ماسٹرز) خود تو عالمی واقعات پر گرفت رکھتے ہیں لیکن سوائے چند لوگوں کے ان کے وجود سے کوئی باخبر نہیں۔ یہ خفیہ نگران، عالمی اداروں، گورنمنٹ ایجنسیوں اور بہت ساری تحریکوں اور تنظیموں کے ذریعے..... جو انہوں نے پروان چڑھائی ہیں..... دنیا پر خاص



قسم کے دستور کی حکمرانی کے خواہاں ہیں۔ اس کے لیے وہ فریب دینے یا جبر کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ان کے لیے کوئی مذہبی یا اخلاقی قدر، کوئی قانونی روایت یا کوئی انسانی اصول..... غرض کہ کوئی چیز رکاوٹ نہیں۔ ترقی یافتہ ممالک ہوں یا پسماندہ دنیا، سب ان کے لیے مسخر ہیں۔ سب میں ان کے ایجنٹ زندگی کے اہم شعبوں میں موجود ہیں یا موجود کر لیے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر کولمین نے ان سہولتوں کے سبب جو انہیں ایک عالمی سطح کی انٹیلی جنس ایجنسی کا اعلیٰ عہدیدار ہونے کی حیثیت سے حاصل تھیں، نیز اپنے فطری تجسس سے مجبور ہو کر وہ معاملات کو کسی اور رخ سے دیکھنے لگے۔ وہ رُخ جو عام لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ رفتہ رفتہ وہ جس نتیجے تک پہنچے اس کو دنیا تک..... بالخصوص مغربی دنیا تک..... پہنچانے کو انہوں نے اپنا فرض سمجھا۔ اس احساسِ ذمہ داری نے ان سے کئی کتابیں تصنیف کروائیں جو پوری دنیا کے لیے چشم کشا بھی ہیں اور معلومات افزا بھی۔ ڈاکٹر کولمین کا مقصد ان کتابوں سے جو بھی رہا ہو لیکن ان کی تحریروں سے حقیقت کی گرہ کشائی اور مشکلات کے حل تک رسائی میں بہر حال مدد لی جاسکتی ہے۔ یہ تصنیفات تحقیق و جستجو کا شاہکار اور محتاط اندازوں کی بنیاد پر مرتب کی گئی معلومات کا ذخیرہ ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

- (1) The Committee of 300 (دی کمیٹی آف 300) Beyond The
- Conspiracy (بے یونڈ دی کانسپیرسی) (3) The Club of Rome (دی کلب آف
- روم) (4) What you should know about the United States
- Constitution and the Bill of Rights (آپ کو امریکی قرارداد کے بارے میں
- کیوں جاننا چاہیے؟) (5) Illumination in America (الیومینیشن ان امریکا) (6)
- Diplomacy by Deception (ڈپلومیسی بائی ڈیسیپشن) (7) One World Order
- (ون ورلڈ آرڈر) (8) Nuclear Power: anathema to the New World
- Order (نیوکلیر پاور: آنتھیمین ٹو دی نیو ورلڈ آرڈر) (9) Tavistock Institute of



The Human Relations (ٹیوٹاک انسٹیٹیوٹ آف ہیومن ریلیشن) (10)  
Rothschild Dynasty (دی روٹھ چائیلڈ ڈائنامی) (11) We Fight For Oil  
(وی فائٹ فار آئل)

ان کتابوں کے ذریعے انہوں نے مغرب کو..... بالخصوص امریکا و برطانیہ کے باشندوں کو..... بتایا کہ ایک خفیہ گروپ ہماری زندگی کے مختلف شعبوں پر حاوی ہے اور اپنی مرضی سے ہمارے معاملات کی ڈور ہلا رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں: ”اگرچہ کسی نظر نہ آنے والی قوت کا ہماری زندگی کے ہر شعبہ پر قابو پانا ہماری سمجھ سے باہر ہے اور ہم میں سے اکثریت کے لیے ایسے کسی گروپ کا وجود ناممکن لگتا ہے..... لیکن یہ ایک حقیقت ہے اور اگر آپ کا بھی یہی خیال ہے تو آپ بھی اس اکثریت میں داخل ہیں۔“ اکثر امریکی یہ کہتے ہیں اور ایسا کہنے میں وہ خود کو حق بجانب سمجھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہمارے اصول اور قوانین، ہماری تہذیب اور دستور اس کی اجازت نہیں دیتے۔ ہماری ترقی یافتہ تہذیب کو کوئی ہائی جیک نہیں کر سکتا۔ ڈاکٹر کولمین کہتے ہیں: ”لیکن..... ایسا ہو رہا ہے۔ آپ کے اصولوں کو پامال کر کے ایسا ہو رہا ہے۔“

ڈاکٹر کولمین کی کتاب ”Conspirators Hierarchy“ 1992ء میں شائع ہوئی۔ یہ کئی برسوں کی تحقیق کا نتیجہ تھی۔ اس میں مستقبل کی دنیا کا جو نقشہ کھینچا گیا تھا، اس میں سے بہت مناظر سامنے آچکے ہیں اور ”منتخب جمہوری حکومتوں“ کی طرف سے قانونی طور پر ”تعلیم یافتہ جدید دنیا“ کے باسیوں پر مسلط کیے جا چکے ہیں۔ بہت سے ابھی زیر تشکیل ہیں اور اخلاقی اقدار، انسانی ہمدردی اور صحت عامہ کے نقاب میں نمودار ہونے والے ہیں۔ ڈاکٹر جان کولمین نے کرۂ ارض پر آنے والے دنوں میں جس مقتدر عالمی حکومت کا نقشہ کھینچا ہے، اس کے متعلق انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ اس کا ”سربراہ اعظم“ کون ہوگا؟ نیز اس کے دستور کی بنیاد کیا ہوگی؟ اس حکومت کو کس نظریے کے حامل لوگ چلائیں گے؟ اس پہلو پر انہوں نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ انہوں نے گرد و پیش کا مشاہدہ کر کے دوران دیشی پر مشتمل اپنی معلومات اور اندازے بیان کیے ہیں..... لیکن



انہوں نے وحی کی رہنمائی سے مدد نہیں لی، لہذا وہ حقائق و واقعات کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے۔ جبکہ یہ بات یقینی ہے کہ اس ”عالمی ریاست“ کا سربراہ اعظم، ملعون اکبر، دجال اعظم ہوگا اور یہ ریاست یہود کی قائم کردہ ”عالمی دجالی ریاست“ ہوگی۔ ہم اس دعوے کی وضاحت کے لیے یہاں تین چیزیں بیان کریں گے جس سے ان شاء اللہ وہ کمی پوری ہو جائے گی جو ڈاکٹر کولمبین کیوقع کاوشوں کے باوجود باقی ہے اور انصاف پسند دنیا کے سامنے وہ حقیقت آجائے گی جس تک مغربی مفکرین وحی سے نا آشنائی اور اس کی عصری تطبیق سے ناواقفیت کے سبب نہیں پہنچ سکے۔

(1) قوم یہود اور اس کی ”خفیہ برادری“ کا اصل ہدف۔

(2) اس ہدف کے حصول کے لیے موجودہ حکمت عملی۔

(3) اس حکمت عملی کے نتیجے میں حاصل ہونے والی دجالی ریاست کا خاکہ۔

اس دردسری اور مغز خوری کا ایک ہی مقصد ہے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی غلامی کی طرف متوجہ کیا جائے اور شیطان کے ان چیلوں کی غلامی سے آزادی حاصل کرنے کی ہمت بیدار کی جائے۔ شیطان کے ان نمائندوں کا دنیا بھر میں پھیلا ہوا نیٹ ورک اپنا کام تیز کر چکا ہے اور بے تحاشا وسائل استعمال کر کے صرف عالم اسلام نہیں پوری بنی نوع انسان کو گمراہ کر کے، شیطانی کاموں میں مبتلا کر کے، شیطانی حکومت کا غلام بنانا چاہتا ہے۔ ان حالات میں ”رحمان“ کے شیدائیوں کے لیے مناسب نہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تمام انسانیت کو ان گمراہیوں اور گناہوں سے بچنے کی توفیق دے جن کا منصوبہ شیطان اور اس کی نمائندہ انسانی طاغوتی قوتوں نے بنالیا ہے اور پوری دنیا کو اس میں ملوث کرنے کے لیے عالمگیر مہم چلا رہے ہیں۔

(1) عالمی خفیہ برادری کا اصل ہدف:

حتمی ہدف جو ”برادری“ حاصل کرنا چاہتی ہے وہ کرہ ارض پر مکمل اور بلا شرکت غیرے گلی غلبہ ہے۔ چاہے یہ معاشی، تعلیمی، ذہنی، مذہبی ہو یا پھر قدرتی یا ذاتی وسائل ہوں۔ اس ہدف کے



حصول کے لیے وہ صدیوں سے کام کر رہے ہیں۔ اپنے ہدف سے یہ لوگ کتنے دور ہیں؟ بد قسمتی سے زیادہ دور نہیں ہیں۔ ہردن، ہر گھنٹہ، ہر منٹ اور ہر لمحہ جو ہم ضائع کر رہے ہیں، اجتماعی مقاصد سے ہٹ کر اپنے معمولی ذاتی مفادات کے حصول میں مصروف ہیں، درگزر کے بجائے باہمی اختلافات کو ہوا دے رہے ہیں، یہ لوگ اُلٹی گنتی میں تیزی سے ”عالمی ریاست“ کے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔

یہ کسی دیوانے کی بڑ نہیں ہے نہ یہ کوئی خبیثوں کا گروہ ہے جو محض خیالی پلاؤ پکا کر پوری دنیا پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ نہیں! یہ انتہائی زیرک، تعلیم یافتہ، منصوبہ ساز اور ترقی یافتہ لوگوں کا ایک نیٹ ورک ہے۔ ان کے پاس زیادہ سے زیادہ وسائل ہیں جن کے ذریعے وہ ہماری کمزوریوں کو استعمال کرتے ہیں۔ جب بھی ہم صراطِ مستقیم سے بہک جاتے ہیں، ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ انہوں نے قوموں کے درمیان اختلافات تخلیق کیے ہیں اور انہیں برقرار رکھا ہے تاکہ جنگیں برپا کر سکیں۔ ان کے نتیجہ میں متاثرہ ممالک ان لوگوں کا اسلحہ، قرضے اور ملنے والی مدد استعمال کر رہے ہیں۔ اس طرح یہ قومیں اور ملک خود کو ”برادری“ کے ہاتھوں مفلوج کر رہے ہیں۔ دوسری جنگِ عظیم نے نہ صرف ”برادری“ کو آدھی سے زیادہ دنیا مقروض کرنے میں مدد دی بلکہ یہ بنی نوع انسان کو دو طرح کے اقتصادی نظاموں میں تقسیم بھی کر گئی۔ یہ نظام تھے اشتراکیت اور سرمایہ داری۔ دونوں طرف یہود تھے اور اونٹ جس کروٹ بیٹھتا، فائدہ یہود کو ہی ہونا تھا۔ ان نظاموں کے برپا کرنے سے نظریاتی تخریب کے علاوہ اقتصادی غلبہ بھی یہود کا مقصود تھا۔

کتنی دلچسپ بات ہے؟ برادری اس انداز میں دونوں فریقوں کا شکار کرتی ہے۔ دونوں کو اپنی گرفت میں رکھتی ہے۔ دونوں طرف کے لوگوں کو محسوس ہوتا ہے وہ انقلاب لارہے ہیں۔ وہ آزادی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ جبکہ وہ یہود کی غلامی کے مراحل طے کر رہے ہوتے ہیں۔ نظریاتی غلامی، اقتصادی غلامی اور بالآخر کُلّی غلامی۔ یہ ہے انتخاب اور یہ ہے انتخاب کی آزادی اور



یہ ہے جمہوریت۔ ان متحارب نظاموں کا برپا کرنا ایک عالمی حکومت کی تشکیل کی طرف اہم قدم تھا۔ اسے تین مرحلوں میں مکمل کیا جانا تھا:

(1) قومی مرحلہ: قومی معیشتوں پہ عالمگیر سطح پر سینٹرل بینکوں کا غلبہ۔

(2) علاقائی مرحلہ: علاقائی معیشتوں کی مرکزیت، یورپی مانیٹری یونینز اور ریجنل ٹریڈ یونینز مثلاً: "NAFTA" کے ذریعے۔

(3) عالمی مرحلہ: عالمی معیشت کی مرکزیت، ایک ورلڈ سینٹرل بینک اور عالمی کرنسی کے ذریعے اور "GATT" جیسے معاہدوں کے ذریعے خود مختار قومی محاصل کا خاتمہ۔

پہلے دو اہداف پوری طرح حاصل کر لیے گئے ہیں۔ اپنے ملک کے کرنسی نوٹوں پر ایک نظر ڈالیں۔ انہیں کون جاری کرتا ہے؟ حکومت یا اسٹیٹ بینک؟ یہ اسٹیٹ بینک کس کے ماتحت ہوتا ہے؟ سب جانتے ہیں۔ تیسرا ہدف عالمی بینک کس حد تک مکمل ہے۔ "ایک عالمی دولت" یا "ایک عالمی کرنسی" کا ہدف ڈالر اور عالمی معیشت کے ڈالر اسٹینڈرڈ (معیار زر سے آزاد) کی مستحکم پوزیشن کے ذریعے تقریباً حاصل ہو چکا ہے۔ بقیہ ہدف یورپ میں یورو ڈالر اور عالمی سطح پر امریکن ڈیولرز چیکس کے ذریعے حاصل کیا جا رہا ہے۔

تیسرا ہدف..... یعنی خود مختار قومی محاصل کا خاتمہ اقوام متحدہ کی افواج کے ذریعے حاصل کیا جا رہا ہے۔ جب ایک ملک مقروض ہو کر نادرہ ہندگی کی حالت تک پہنچ جائے تو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی ذمہ داریوں کے تحت اقوام متحدہ کی فوجوں کو مکمل اختیارات حاصل ہیں کہ وہ اس ملک میں داخل ہو جائیں اور اقتصادی اور بدعنوانی کے مسائل کا "حل" یقینی بنائیں۔

کچھ عرصے پہلے بی بی سی ون کے ایک پروگرام "The Future War" میں امریکی فوج کی مشقیں دکھائی گئی تھیں۔ یہ مشقیں امریکی ریاست ساؤتھ کیرولینا میں کی گئیں۔ ان مشقوں میں امریکی فوجی اس بات کی مشق کر رہے تھے کہ دو متحارب گروپوں میں منقسم شہر کا کنٹرول کس طرح حاصل کرنا ہے؟ اس کا مطلب ہے امریکی یا اقوام متحدہ کے فوجی اس وقت جنگ میں شریک ہوں



گے جب اس کا فیصلہ ہو جائے گا یا ہونے کے قریب ہوگا کہ ملک کا دیوالیہ نکل گیا ہے یا خانہ جنگی کے نتیجے میں طوائف الملو کی پھیل گئی ہے اور وہ خانہ جنگی میں مبتلا شہروں کا کنٹرول سنبھالنے کے لیے آگے آئیں گے۔

## (2) ان اہداف کے حصول کے لیے حکمت عملی:

ان اہداف کا حصول بہت وسیع پیمانے پر وسائل کے علاوہ بہت اعلیٰ سطح کی ذہانت، نظم و نسق، معیاری منصوبہ بندی اور اس پر مہارت و مجموعی سے عمل چاہتا ہے۔ قوم یہود نے جو صدیوں سے اس ابلسی مشن کے لیے سرگرم عمل ہے۔ اس غرض کے لیے مربوط حکمت عملی تشکیل دی ہے۔ ایک مربوط تحقیق ”برادری“ کی اس حکمت عملی کی تفصیل کچھ یوں بتاتی ہے:

”(1) ایک عالمی حاکمیت قائم کی جائے..... [جسے اقوام متحدہ کہتے ہیں] اس کی ذیلی تنظیمیں بھی ہوں [مثلاً: ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن وغیرہ.....] یہ عالمی حاکمیت باقاعدہ عالمی حکومت میں تبدیل کی جائے جو کرۂ ارض پر ہر ایک کی زندگی پر کنٹرول کے اختیارات رکھتی ہو۔

(2) دنیا بھر میں تنازعات کے اسباب کو جاری رکھا جائے اور سوویت یونین کے بعد القاعدہ جیسے خطرات کو استعمال کیا جائے تاکہ ایٹمی اور روایتی ہتھیاروں کی تیاری کے لیے اخراجات میں زبردست اضافہ ہوتا رہے۔ اس طرح ایٹمی جنگ کے خوف میں اضافہ ہوتا رہے اور عالمی سطح پر تحفظ کے مطالبات میں شدت آئے۔ امریکی یورپی دفاعی اتحاد (نیٹو) تشکیل دیا جائے اور اقوام متحدہ کے تحت عالمی امن فوج کا قیام عمل میں لایا جائے اور پھر ان دونوں کو بین الاقوامی تنازعات کھڑے کر کے، آپس میں ملا کر عالمی فوج بنا دیا جائے۔

(3) یورپ، امریکا اور ایشیا کے براعظموں میں تین آزاد تجارتی خطے تخلیق کیے جائیں۔ انہیں ابتدا میں محض تجارتی گروپوں کو فروخت کیا جائے لیکن پھر بتدریج ان کو مرکزی سیاسی یونینز میں تبدیل کیا جائے جن کا ایک سینٹرل بینک اور ایک کرنسی ہو۔ [یہ اقدامات وہ سنگ بنیاد ہوں جن پہ عالمی سطح کے ادارے تعمیر کیے جائیں۔ یوروپین اکنامک کمیونٹی (EEC) اور یورپی یونین (EU)



اس طرح کے اولین ادارے تھے۔ بقیہ خطوں میں ایسے ادارے زیرِ تکمیل ہیں۔]

(4) رائے عامہ پر قابو پانے کے لیے پیش رفت، اس ضمن میں تحقیقی کام اور انسانی نفسیات کو استعمال کرنے کی سمجھ بوجھ میں اضافہ کرنے کے اقدامات کیے جائیں تاکہ افراد اور گروہوں کو اپنی خواہشات کے مطابق استعمال کیا جاسکے۔ [آج کل اس ایجنڈے میں لوگوں کی مائیکرو چپنگ اور ایک گلوبل کمپیوٹر کے ساتھ مستقل تعلق کا ہدف شامل ہے۔]

(5) ایک فلاحی ریاست تخلیق کی جائے اور معاشی نظام کے متبادلات کو تباہ کر دیا جائے اور جب مطلوبہ حد تک لوگ دستِ نگر ہو جائیں تو ریاست کی فلاحی سرپرستی ختم کر دی جائے تاکہ ایک وسیع زیر دست طبقہ وجود میں آجائے جو نا اُمید اور بے بس ہو۔ [آج کل یورپی ممالک کے فلاحی نظام کی بہت سے لوگ مثال دیتے ہیں اور ان ”ویلفیئر اسٹیٹس“ اور کو ”دورِ فاروقی“ کی اسلامی ریاست کا نمونہ بناتے ہیں۔ مگر انہیں اس ”فلاح و بہبود“ پر مشتمل نظام کے قیام کو اس رُخ سے بھی دیکھنا چاہیے جس کا تذکرہ اس شق میں ہوا]

(6) ان سب عزائم کی تکمیل کے دوران بے تحاشہ دولت ”طبقہ اشرافیہ“ کے کنٹرول میں دیے گئے بینکوں اور کمپنیوں کے ذریعے کمائی جائے۔

(7) عوام، کاروباری اداروں اور ریاستوں پہ قرضوں کے بوجھ میں مسلسل اضافہ کر کے ان پر کنٹرول بڑھایا جائے۔“

ایک اور ریسرچ انکشاف کرتی ہے:

”تیسری جنگِ عظیم نام نہاد تنازع پیدا کر کے چھیڑی جائے گی۔ ”برادری“ کے ایجنٹ سیاسی صہیونیوں اور اسلامی دنیا کے لیڈروں کے درمیان فساد کھڑا کر دیں گے۔ یہ جنگ اس انداز میں آگے بڑھائی جائے گی کہ تمام عرب اور صہیونی اسرائیل ایک دوسرے کو تباہ کر دیں گے۔ اسی دوران بقیہ ممالک ایک دفعہ پھر اس مسئلہ پر منقسم ہو جائیں گے۔ انہیں مجبور کیا جائے گا کہ اس طرح آپس میں برسرِ پیکار ہوں کہ جسمانی، ذہنی، روحانی اور اقتصادی طور پر ایک دوسرے کو مفلوج



کردیں۔ ایک عالمی حکومت کو برسرِ اقتدار لانے کے لیے یہ اسٹیج تیار کیا جائے گا۔“

(3) عالمی دجالی حکومت کا خاکہ:

درج بالا حکمتِ عملی کے نتیجے میں جو مطلق العنان غلبہ حاصل ہوگا اور اس کے ذریعے جو مستحکم عالمی حکومت قائم ہوگی، کیا اس میں انسانیت کی بھلائی کا کوئی عنصر موجود ہوگا؟ کیا اس سے بنی نوع انسان کے لیے کسی ہمدردی یا خیر خواہی کی کوئی اُمید رکھی جاسکتی ہے؟ بد قسمتی سے ایک فیصد بھی ایسی اُمید نہیں ہے۔ ذیل میں مستقبل کی اس عالمی حکومت کا خاکہ ملاحظہ کیجیے جس کے متعلق ڈاکٹر کوہن جیسے تحقیق کار بھی تاحال بے خبر ہیں کہ اس کی باگ ڈور درحقیقت کس کے ہاتھ میں ہوگی؟ یہ اس عالمی دجالی حکومت کا بلیو پرنٹ ہے جس کی طرف ہم لمحہ بہ لمحہ بڑھتے جا رہے ہیں اور اس سے بچنے کی کوئی شکل انسانیت کے پاس سوائے رجوع الی اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے موجود نہیں ہے۔ ”عالمی دجالی حکومت“ کے بنیادی خطوط کار کچھ یوں ہوں گے۔ (جاری ہے)



# مستقبل کی عالمی دجالی ریاست

(دوسری قسط)

”ایک عالمی حکومت اور ون یونٹ مانیٹری سسٹم، مستقل غیر منتخب موروٹی چند افراد کی حکومت [یعنی بنی اسرائیل کے ستر منتخب افراد اور پھر ان ستر افراد کے اوپر بارہ منتخب ترین افراد۔ دوسرے لفظوں میں بنی اسرائیل کے ستر افراد پر مشتمل گرینڈ جیوری اور پھر ان کے اوپر آل داؤد میں سے بارہ گرینڈ ماسٹرز۔ بنی اسرائیل کے ستر مختار افراد کا ذکر سورۃ اعراف کی آیت نمبر 155 میں اور بارہ نقیبوں کا ذکر سورۃ مائدہ کی بارہویں آیت میں ہے۔] کے تحت ہوگا جس کے ارکان قرون وسطیٰ کے سرداری نظام کی شکل میں اپنی محدود تعداد میں سے [یعنی دنیا بھر کے فری میسنری تھنک ٹینکس میں سے] خود کو منتخب کریں گے۔ اس ایک عالمی وجود میں آبادی محدود ہوگی اور فی خاندان بچوں کی تعداد پر پابندی ہوگی۔ وباؤں، جنگوں اور قحط کے ذریعے آبادی پر کنٹرول کیا جائے گا۔ [جیسا کہ امریکا کی دریافت کے وقت ریڈانڈینز کو محدود کرنے کے لیے کیا گیا تھا] یہاں تک کہ صرف ایک ارب نفوس رہ جائیں جو حکمران طبقہ کے لیے کارآمد ہوں اور یہ بے اختیار مخلوق ان علاقوں میں ہوگی جن کا سختی اور وضاحت سے تعین کیا جائے گا اور یہاں وہ دنیا کی مجموعی آبادی کی حیثیت سے رہیں گے۔

صرف ایک مذہب کی اجازت دی جائے گی اور وہ ایک ”عالمی سرکاری کلیسا“ کی شکل میں ہوگا [یہ 1920ء سے وجود میں آچکا ہے۔] شیطنیت، ابلیسیت اور جادوگری کو ایک عالمی حکومت کا نصاب سمجھا جائے گا۔ کوئی نجی یا چرچ اسکول نہیں ہوگا۔ تمام مسیحی گرجے پہلے ہی سے زیروز بروکیے جا چکے ہیں۔ چنانچہ مسیحیت اس عالمی حکومت میں قصہ پارینہ ہوگی۔ ایک ایسی صورت حال تشکیل



دینے کے لیے جس میں فرد کی آزادی کا کوئی تصور نہ ہو، کسی قسم کی جمہوریت، اقتدارِ اعلیٰ اور انسانی حقوق کی اجازت نہیں ہوگی۔ قومی تفاخر اور نسلی شناخت ختم کر دیے جائیں گے اور عبوری دور میں ان کا ذکر بھی قابلِ تعزیر ہوگا۔

شادی کرنا غیر قانونی قرار دے دیا جائے گا۔ اس طرح کی خاندانی زندگی نہیں ہوگی جس طرح آج کل ہے۔ بچوں کو ان کے ماں باپ سے چھوٹی عمر میں علیحدہ کر دیا جائے گا اور ریاستی املاک کی طرح وارڈز میں ان کی پرورش ہوگی۔ اس طرح کا ایک تجربہ مشرقی جرمنی میں ”ایرک ہونیکر“ کے تحت کیا گیا تھا۔ اس منصوبے کے تحت بچوں کو ان والدین سے الگ کر دیا جاتا تھا جنہیں ریاست وفادار نہیں سمجھتی تھی۔ خواتین کو آزادیِ نسواں کی تحریکوں کے ذریعے ذلیل کیا جائے گا۔ جنسی آزادی لازم ہوگی۔ خواتین کا بیس سال کی عمر تک ایک مرتبہ بھی جنسی عمل سے نہ گزرنا، سخت ترین سزا کا موجب ہوگا۔ خود اسقاطِ حمل سے گزرنا سکھایا جائے گا اور دو بچوں کے بعد خواتین اس کو اپنا معمول بنالیں گی۔ ہر عورت کے بارے میں یہ معلومات عالمی حکومت کے علاقائی کمپیوٹر میں درج ہوں گی۔ اگر کوئی عورت دو بچوں کو جنم دینے کے بعد بھی حمل سے گزرے تو اسے زبردستی اسقاطِ حمل کے کلینک میں لے جایا جائے گا اور آئندہ کے لیے بانجھ کر دیا جائے گا۔

تمام ضروری اور غیر ضروری ادویاتی مصنوعات، ڈاکٹروں، ڈینٹسٹوں اور ہیلتھ کیئر ورکروں کو سینٹرل کمپیوٹر ڈیٹا بینک میں رجسٹر کیا جائے گا اور کوئی دوا یا علاج اس وقت تک تجویز نہیں کیا جاسکے گا جب تک ہر شہر، قصبہ یا گاؤں کا ذمہ دار ”ریجنل کنٹرولر“ اس کی تحریری اجازت نہیں دے گا۔

سینٹرل بینک، بینک آف انٹرنیشنل سیٹلمنٹ اور ورلڈ بینک کام کرنے کے مجاز نہیں ہوں گے۔ پرائیویٹ بینک غیر قانونی ہوں گے۔ بینک آف انٹرنیشنل سیٹلمنٹ (BIS) منظر میں غالب ہیں۔ پرائیویٹ بینک، ”بڑے دس بینکوں“ کی تیاری میں تحلیل ہو رہے ہیں۔ یہ بڑے بینک دنیا بھر میں بینکاری پر BIS اور IMF کی رہنمائی میں کنٹرول کریں گے۔ [امریکی بینکوں کے حالیہ دیوالیہ



پن (نومبر 2008ء) کی بہت سی وجوہات ڈھونڈی جا رہی ہیں..... لیکن اس پہلو پر اکثر تجزیہ نگاروں کی نظر نہیں گئی [اجرتوں کے تنازعات کی اجازت نہیں دی جائے گی، نہ ہی انحراف کی اجازت دی جائے گی۔ جو بھی قانون توڑے گا اسے سزائے موت دے دی جائے گی۔

طبقہ اشرفیہ [ایلیٹ کلاس جو یقیناً آلِ داؤد میں سے ہوگی] کے علاوہ کسی کے ہاتھوں میں نقدی یا سکے نہیں دیے جائیں گے۔ تمام لین دین صرف اور صرف کریڈٹ کارڈ کے ذریعے ہوگا (اور آخر کار اسے مائیکرو چپ پلانٹیشن کے ذریعے کیا جائے گا) ”قانون توڑنے والوں“ کے کریڈٹ کارڈ معطل کر دیے جائیں گے۔ [قارئین سمجھ سکتے ہیں کہ قانون توڑنے والوں سے یہاں کون مراد ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے اس سے مراد دجال اور اس کے شیطانی قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب لوگ ہیں] جب ایسے لوگ خریداری کے لیے جائیں گے تو انہیں پتا چلے گا کہ ان کا کارڈ بلیک لسٹ کر دیا گیا ہے۔ وہ خریداری یا خدمات حاصل نہیں کر سکیں گے۔ [پھر بینکوں میں پیسے رکھوانے والوں کا انجام بھوک، بیماری اور اذیت ناک موت ہوگا] پرانے سکوں سے تجارت کو غیر معمولی جرم قرار دیا جائے گا اور اس کی سزا موت ہوگی۔ ایسے قانون شکن عناصر جو خود کو مخصوص مدت کے دوران پولیس کے حوالے کرنے میں ناکام رہیں ان کی جگہ سزائے قید بھگتنے کے لیے ان کے کسی گھر والے کو پکڑ لیا جائے گا۔

متحارب گروپوں اور فرقوں کے اختلافات بڑھا دیے جائیں گے۔ انہیں ایک دوسرے کو ختم کرنے کے لیے جنگ چھیڑنے کی اجازت ہوگی۔ انہیں یہ جنگیں نیٹو اور اقوام متحدہ کے مبصرین کی نظروں کے سامنے لڑنا ہوں گی۔ یہی ہتھکنڈے وسطی اور جنوبی ایشیا میں سکھوں، پاکستانی مسلمانوں اور بھارتی ہندوؤں کے لیے استعمال کیے جائیں گے۔ یہ تصادم ایک عالمی حکومت کے قیام سے پہلے جنم لیں گے۔“



تو جنابِ من! یہ ہیں ہماری بربادی کے وہ مشورے جو زمین پر خدا بننے کے شوقین، شیطان



کے پجاریوں نے سوچ رکھے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک کتابچہ ہاتھ لگا جس کا نام تھا: ”دی نیو میلینم“ اسے بائبل چھاپنے والے ایک ادارے نے ہمدردی کی نیت سے بڑی تعداد میں مختلف ذرائع سے دنیا بھر میں تقسیم کیا تھا۔ شاید آپ میں بھی کسی کے ہاتھ آیا ہو۔ اس میں مستقبل کی منظر کشی کچھ اس انداز میں کی گئی تھی:

”آلودگی، بیماری اور غربت ناقابل تصور تعداد میں اموات کا سبب بنیں گی۔ مستقبل میں ہونے والی جنگ کے ممکنہ اعداد و شمار زیادہ تباہ کن ہیں۔ مختلف علاقوں میں تشدد غیر معمولی حدود کو پہنچ جائے گا۔ نسلی، قبائلی اور مذہبی منافرتوں سے پیدا ہونے والا یہ تشدد اگلی ربع صدی میں تصادم کی انتہائی عام شکل اختیار کر لے گا۔ ہر سال ہزاروں لوگ مارے جائیں گے۔“

یہ درحقیقت ہمدردی نہیں، مستقبل کے دجالی منصوبوں کے لیے ذہن کو تیار کرنے کی ساحرانہ کاوش ہے کہ جب غیر متوقع چیزیں ہونے لگیں تو انہیں متوقع سمجھ کر خود کو ”عالمی حالات“ کے ریلے میں بہنے دیا جائے اور ہاتھ پیر ہلائے بغیر قوم یہود کی مسلط کردہ ذلت یا موت کو قبول کر لیا جائے۔ یہ سب خطرات بنی نوع انسان کو بالعموم اور عالم اسلام کے لیے بالخصوص بیداری پر آمادہ کرنے کے لیے کافی ہیں..... مگر..... مشکل یہ ہے کہ مسلم دنیا ہو یا غیر مسلم..... ساری دنیا کے عوام بے حس ہیں۔ دنیا حالت جنگ میں ہے مگر اسے کسی کی پروا نہیں۔ وہ یہ جنگ ہار رہی ہے مگر اس مرحلے پر پہنچ چکی ہے کہ صبح کے سینڈوچ، دوپہر کے برگرا اور شام کی شراب کے علاوہ کسی اور مسئلے پر سوچنے کی زحمت ہی نہیں کرتی۔ کیا ہم سب ”آزاد معماروں“ کی برپا کردہ اس صورت حال کو من وعن قبول کر لیں؟ نہیں! ہرگز نہیں.....!!! ہم میں سے جو اللہ اور اس کی رحمانی طاقتوں سے جتنا قریب ہو سکتا ہے اسے ہونا چاہیے۔ جو شیطان اور اس کے یہودی چیلوں سے جتنا دور ہو سکتا ہے، دوسروں کو دور کر سکتا ہے..... اسے پوری انسانیت کو شر کے ان محوروں سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ دجال ملعون کے شیطانی منصوبوں کے خلاف مقدور بھر جدوجہد کرنی چاہیے۔ اسے رحمانی طاقتوں کا ساتھ دینے کے لیے..... چاہے وہ ضعیف، کمزور اور بے حیثیت معلوم ہو رہی ہوں.....



اپنا جان مال لگانے سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ شاید ہمارا شمار ان لوگوں میں سے ہو جائے جو اگرچہ کم ہیں لیکن ہیں ضرور!!! وہ اگرچہ مشقت برداشت کریں گے..... لیکن انہیں ملنے والی نجات ان کی ہر مشقت کی تکلیف بھلا ڈالے گی۔





# دجالی ریاست کے قیام کے لیے ذہنی تسخیر کی کوششیں

جادو، ایم کے الٹرا، مائیکرو چنگ، شارٹ ویژن، بیک ٹریکنگ

افغانستان کے نہتے مسلمان مسلسل آٹھ سال سے دنیا کی جابر ترین اور ترقی یافتہ قوتوں کی اجتماعی یلغار کی زد میں ہیں۔ عراق میں خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ کشمیر اور چیچنیا کا مسئلہ اُمتِ مسلمہ کے جسم کا رستا زخم ہے۔ ابھی یہ زخم ہرے تھے کہ فلسطین کا دردناک المیہ پیش آ گیا۔ اس مرتبہ سنگ دل، بے رحم اور انسانیت سے عاری یہود کی یلغار انتہائی جارحانہ اور سفاکانہ ہے۔ فلسطین میں نوجوانوں کی خون آلود لاشیں، ملبے تلے دبے ننھے منھے زخمی پھول، بے یار و مددگار زخمی، بے گور و کفن شہداء..... شہید مساجد، تباہ شدہ اسکول اور ہسپتال، ملبے کا ڈھیر بنی شہری عمارتیں اور ان سب کے بیچ میں کھڑے حیران و سرگرداں فلسطینی مسلمان جنہیں سمجھ نہیں آتا کہ وہ کہاں جائیں؟ کس سے مانگیں؟ کسے اپنا دکھڑا سناں؟ کوئی ان کے زخموں پر مرہم رکھنے کے لیے تیار نہیں۔ کوئی ان کے لیے ہمدردی کے دو بول کہنے پر آمادہ نہیں۔ کوئی ان کے لیے خطرہ مول لینے کی جرأت نہیں کر رہا۔ مصر نے زخمیوں اور مہاجروں کے لیے اپنی سرحد بند کر رکھی ہے۔ وہ خوراک جانے دینے پر تیار ہے نہ دوائیں۔ اس نے اسرائیل سے تو گیس اور پٹرول کی فراہمی کا پچیس سالہ معاہدہ کیا ہے لیکن وہ مظلوم فلسطینیوں کو منہ مانگی قیمت پر بھی بجلی، گیس اور پٹرول پچیس دن کے لیے بھی فروخت کرنے پر تیار نہیں۔ اس نے الجزائر کے بھیجے ہوئے دواؤں سے بھرے دو جہاز روک لیے



ہیں۔ مصری حکمرانوں کا کہنا ہے کہ وہ انہیں اس وقت جانے دیں گے جب دواؤں کی مدت ختم ہو جائے گی۔ اتنی سنگ دلی، اتنی بے حسی، اتنی بے دردی! یا الہی! یہ ماجرا کیا ہے؟ ناروے میں 40/ وکلانے اسرائیل کے خلاف جنگی مقدمہ درج کرنے کی تحریک چلانے کے اتفاق پر دستخط کیے ہیں لیکن پاکستان میں فلسطینیوں کے حق میں تین ہزار سے زائد افراد جمع نہیں ہو سکے۔ اس سے زیادہ افراد تو روز ”جناح پارک“ کی سیر کو جاتے ہیں۔ اس بے حسی پر جو عذاب آنے والا تھا وہ لگتا ہے اب آکر رہے گا..... لیکن اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کا سبب آخر کیا ہے؟ ہم سے ایسا کون سا گناہ ہوا ہے کہ ہم سے ایمان کی آخری علامتیں بھی چھنتی جا رہی ہیں۔ بندہ عرصہ دراز تک اس کی ٹوہ میں لگا رہا۔ سود خوری، فحاشی، حرام خوری و حرام کاری یا کچھ اور..... پرنٹ والیکٹرونک میڈیا کے ذریعے سماعت و بصارت، اور سماعت و بصارت کے راستے دل و دماغ پر گرفت نے یہ دن دکھایا ہے یا کوئی اور معشوق بھی اس پردہ زنگاری کے پیچھے ہے.....؟ آخر مسلمان جتنا بھی گناہ گار ہو، اپنے مسلمان بھائی کو تکلیف میں دیکھ کر تڑپتا ضرور تھا..... اس مرتبہ عالم اسلام کو ہوا کیا ہے؟ وہ کون سی چیز ہے جس نے سکوتِ مرگ طاری کر رکھا ہے۔ رونے والی آنکھ ہے نہ تڑپنے والا دل۔ نفسا نفسی اور آپادھانی ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ وہ کہیں رکنے میں نہیں آرہی۔ کسی کو اس کی سمجھ نہیں آرہی۔ بندہ ایک عرصے تک دل کے زخموں کو جگر کے آنسوؤں سے پونچھتا رہا۔ جو سمجھ میں آیا پیش خدمت ہے۔

اب ہم سلسلہ کلام وہیں سے جوڑتے ہیں جہاں سے کچھلی قسط پر ٹوٹا تھا۔

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس وقت مغرب کی تجربہ گاہوں میں جن بڑے منصوبوں پر کام ہو رہا ہے ان میں زیادہ خطرہ رقم کا حامل منصوبہ انسانی ذہن کو کنٹرول میں لینے اور اس سے حسبِ منشا کام کروانے کا ہے۔ اس منصوبے پر ہمہ جہت اور مختلف النوع کام ہو رہا ہے۔ یہود کی روحانی شخصیات جو جادو کی بدترین اقسام کی ماہر ہوتی ہیں (اس لیے انہیں سفلی شخصیات کہنا چاہیے) اپنا زور لگا رہی ہیں۔ انسانی دماغ اور نفسیات پر کام کرنے والے یہودی و غیر یہودی سائنس دان اپنا



زور لگا رہے ہیں۔ نہیں معلوم کہ قوانینِ فطرت کی خلاف ورزیاں اور انسانی ذہنوں کی تسخیر کی یہ جنونی کوششیں مستقبلِ قریب میں انسانیت کے لیے کیسے کیسے المیے جنم دیں گی؟ ذیل میں ہم اس طرح کی چند غیر انسانی بلکہ شیطانی کوششوں کا تذکرہ کریں گے کیونکہ ان سے انسانیت کی بھلائی کے لیے ذرا بھی کام نہیں لیا گیا، نہ لیا جائے گا۔ یہ تمام تر کوششیں شیطان کے سب سے بڑے ہرکارے ”دجالِ اکبر“ کے ابلیسی نظام کے پوری دنیا پر غلبے کے لیے کی جا رہی ہیں۔





## 1- جادو اور سفلیات

شریعت اسلامیہ میں بلکہ تمام آسمانی مذاہب اور مہذب دساتیر میں جادو حرام اور ناجائز ہے۔ یہ دراصل کائنات میں موجود کچھ مخفی قوتوں کا غلط استعمال ہے۔ یہ خیر و شر کے معرکہ میں فاول کھیلنے اور بے ایمانی کے بل بوتے پر جیتنے کی کوشش کا نام ہے۔ یہ اللہ کی نصرت و حمایت کے مقابلے میں شیطان اور شیطانی قوتوں کو ناجائز طریقوں سے خوش کر کے ان کی فانی اور پُر فریب جھوٹی طاقت کو ساتھ لینے کا نام ہے۔ کائنات میں موجود مخفی رازوں کو دریافت کرنے کا ایک طریقہ سائنس ہے اور دوسرا جادو۔ آپ انہیں ”سحر“ اور ”سحر“ بھی کہہ سکتے ہیں۔ پہلے کی اجازت ہے دوسرا مکمل ممنوع۔ ”سحر“ کے تحت وہ امور آتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے مسخر بنایا ہے یعنی اس کے اختیار میں دیا ہے، جبکہ سحر کے تحت وہ امور آتے ہیں جن کو انسان نے از خود اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر ”مسخر“ کیا ہے بلکہ اُس کے منع کرنے کے باوجود اُن پر اختیار حاصل کر لیا ہے۔ ان دونوں کے مابین وہی فرق ہے جو ”Merchandise“ (قابل فروخت و خرید اشیا) اور ”Contraband“ (وہ اشیا جن کا حصول، درآمد، برآمد، خرید و فروخت ممنوع ہے) کے مابین ہوتا ہے۔ یہود دونوں میں مسابقت لے جانے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ سائنس میں نوبل انعام جیتنے کی طرح یہود کے ماہرین سفلیات جادو میں بھی یدِ طولیٰ رکھتے ہیں۔ دنیا بھر میں اس فن میں ان کی ممتاز حیثیت کی وجہ ان کی اعتقادی نجاست اور بد باطنی ہے۔ جو شخص اپنے ظاہر میں جتنا پلید اور باطن میں جتنا خبیث ہوگا، اس کو شیطان سے اتنا ہی قرب حاصل ہوگا اور شیطانی قوتیں اس کے جادو میں جھوٹی تاثیر کے لیے اتنا ہی اس کا ساتھ دیں گی۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی



گستاخی سے بڑھ کر باطنی نجاست کیا ہوگی؟ یہود تو خدا کے بھی گستاخ ہیں۔ حضرت جبریل و دیگر مقرب فرشتوں کے بھی اور انبیائے کرام اور ان کے ساتھیوں کے تو یہ قاتل ہیں۔ اس لیے ان کا جادو شیطان کی شیطنت کا سب سے بڑا مظاہرہ ہوتا ہے۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ جن شخصیات پر دور سے بیٹھ کر جادو کے ہتھکنڈے کامیاب نہ ہوں، یہودی حسیناؤں کو جادو سکھا کر ان کے قریب بھیج دیتے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی مثال شاہ فیصل شہید کے قاتل کی ہے۔ آج تک تمام تجزیہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ یہ قتل پیچ در پیچ اُجھنوں تلے چھپا ہوا ہے۔ اکثریت کا کہنا ہے کہ قاتل کا دماغی توازن درست نہ تھا لیکن کیا دماغی توازن سے محروم لوگ اتنی درستی سے اپنا ہدف حاصل کر لیتے ہیں؟ اگر ایسا ہونے لگ جائے تو دیوانوں کی اس دنیا میں فرزانوں کا گزر رہی ممنوع ہو جائے۔

شاہ فیصل کا یہ بھتیجا 25 مارچ 1975ء کو ٹرانس کی سی کیفیت میں تھا۔ یہ اس جادوگر یہودی حسینہ کا کیا دھرا تھا جو اس سے امریکا میں تعلیم کے دوران ٹکرائی تھی اور اپنی ایک جھلک دکھا کر اس کو ایسا دیوانہ بنا گئی کہ وہ اس کے وصال کے لیے ہر مشکل سے مشکل شرط پوری کرنے پر آمادہ تھا..... حتیٰ کہ اپنے اس چچا کو بھی قتل کرنے پر تیار تھا جو نہ صرف اس کے خاندان کا ممتاز ترین فرد تھا بلکہ پورے عالم اسلام کے لیے وفادار دوست، مشفق باپ اور سراپا ہمدرد تھا۔ اس یہودی حسینہ کی شرط تھی کہ وہ اگر بہادر اور اس کے عشق میں سچا ہے تو اپنے چچا کو قتل کر کے دکھائے جس نے تیل کی دولت کو جنگ کا ہتھیار بنا کر مغرب کے خلاف کامیابی سے استعمال کیا تھا۔ علاوہ ازیں اس نے 1967ء میں پاکستان سے سعودی افواج کو تربیت دینے کا معاہدہ کر کے اپریل 1968ء میں تمام برطانوی فوجی ماہرین کو ارض حرم سے رخصت کر دیا تھا۔ عشق کا جنون ایسا چڑھ کر نہیں بول سکتا تھا..... اس میں سامری کے طلسم کی آمیزش ضروری تھی۔ تمام عینی شاہدین کا کہنا ہے اور تمام مبصرین کا اتفاق ہے قاتل اس دن نیم مدہوشی کی کیفیت میں تھا جب وہ اپنی زندگی کا سب سے بڑا شیطانی کام کرنے جا رہا تھا۔



نہ صرف اس نے عالم اسلام کو ایک جری حکمران سے محروم کیا بلکہ اسے وہ حسینہ بھی پھر کبھی نظر نہ آئی جس نے سحری سفلیات اور ڈھنی تسخیر کے دیگر ہتھکنڈوں کے بل بوتے پر یہ رذیل ترین حرکت کرنے پر اسے ایک بے بس معمول (روبوٹ) کی طرح آمادہ کر لیا تھا۔ جادو اور ایم کے الٹرا کے امتزاج کی یہ ایک اور بدترین اور افسوس ناک ترین مثال ہے۔





## 2- ایم کے الٹرا

”مانٹریال“ کینیڈا کا مشہور شہر ہے۔ اس کے وسط میں ایک پارک ہے۔ باہر سے یہ بے آباد اور ویران نظر آتا ہے۔ یہ اگرچہ عوامی پارک ہے لیکن اس کے دروازے عوام پر بند ہیں۔ حیرت انگیز طور پر اس کے گرد باڑ لگا کر اسے غیر ضروری افراد کا داخلہ روکنے کے لیے بالکل بند کر دیا گیا ہے۔ اس پارک کے اندر قدیم طرز کی ایک عمارت ہے۔ باڑ اور درختوں میں گھری ہونے کی بنا پر یہ دور سے اچھی طرح نظر بھی نہیں آتی۔ کوئی جھانک کر دیکھ بھی لے تو اس بوسیدہ اور اجاڑ عمارت پر توجہ نہیں دیتا۔ کینیڈین عوام خود کو تعلیم یافتہ اور معلومات کے لحاظ سے آپ ڈیٹ سمجھتے ہیں..... لیکن انہیں علم نہیں کہ ان کے ایک اہم شہر کے وسط میں موجود اس متروکہ عمارت میں کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے؟ امریکا اور کینیڈا کی حکومتیں، خفیہ ادارے اور ان اداروں کے تنخواہ یافتہ شیطانی دماغ رکھنے والے سائنس دان یہاں کیسا گھناؤنا اور خطرناک کھیل، کھیل رہے ہیں؟ یہاں کھیلے جانے والے کھیل کا نام ”ایم کے الٹرا“ (MK Ultra) ہے۔ عام طور پر کوئی کھیل کھلاڑی آپس میں کھیلتے ہیں لیکن یہ کھیل سادہ لوح اجنبیوں کے ساتھ کھیلا جاتا ہے۔ عام طور پر کسی کھیل کو کوچ، مینجر اور ریفری کھلاتے ہیں، لیکن یہ کھیل ایسا ہے جس کی نگرانی تھنک ٹینکس، سائنس دان اور یہودی سرمایہ دار کرتے ہیں۔ ”رینڈ کارپوریشن“ جیسا بدنام زمانہ تھنک ٹینک اس کھیل کا نگران، ایون کیمرن جیسے ذہین یہودی سائنس دان اس کے کوچ اور راک فیلر جیسا یہودی سرمایہ دار اس کا اسپانسر ہے۔

ایم کے سے مراد ”مانڈ کنٹرول“ ہے۔ Mind، M کے لیے اور K، Kontrol کے لیے ہے۔ مؤخر الذکر لفظ کے ہجے جرمن طرز پر کیے گئے ہیں۔ کھیل کے نام اور کام میں مناسبت آپ



کے لیے نامانوس نہیں ہونی چاہیے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، اس کھیل میں لوگوں کے ذہنوں سے کھیلا جاتا ہے۔ ان کی مرضی کے بغیر ان کے دماغوں کو مخصوص پیغامات بھیجے جاتے ہیں۔ لہروں اور شعاعوں کے ذریعے تسلسل کے ساتھ بھیجے جانے والے یہ پیغامات لوگوں کے ذہن کو رفتہ رفتہ اپنا معمول بنا لیتے ہیں اور وہ بے خودی اور خود فراموشی کے عالم میں سوچے سمجھے بغیر وہ سب کچھ کرتے چلے جاتے ہیں جو ”برادری“ ان سے کروانا چاہتی ہے۔ مائٹریال میں موجود اس پارک میں مصروف عمل یہودی روحانی ماہرین، طبیعیات اور ماوراء الطبیعات یعنی جادو اور سائنس کے امتزاج سے اس پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں جسے ”ایم کے الٹرا پروجیکٹ“ کا نام دیا گیا ہے۔ پروجیکٹ کو ”رینڈ کارپوریشن“ نامی عالی دماغ یہودیوں کا ادارہ چلا رہا ہے اور اس کے لیے ایون کیمرون جیسا نابغہ روزگار سائنس دان جو یہودیوں کے خفیہ جادوئی علم ”قبالہ“ کا ماہر اور ان کی خطرناک روحانی شخصیات..... جنہیں شیطانی شخصیات کہا جائے تو زیادہ بجا ہے..... میں سے ایک ہے۔ ایون کیمرون کا کوڈ نام ”ڈاکٹر وہائٹ“ رکھا گیا ہے۔ کوڈ نام کی ضرورت واضح کر رہی ہے کہ اس پروجیکٹ کے پیچھے سی آئی اے کے ماہرین بھی اپنا تجربہ اور مہارت لیے کامیابی کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ سی آئی اے کے سابقہ ڈائریکٹر ”این ڈیولز“ اس پارک کے چکر تسلسل سے لگاتے رہے ہیں۔ یہ وہی شخصیت ہیں جنہوں نے راک فیلر جیسی مال دار یہودی فیملی کے سرمائے سے اس پروجیکٹ کے اخراجات پورا کرنے کے لیے بیچ کے آدمی کا کام تندہی سے انجام دیا ہے۔ یہود کو آخر اس پروجیکٹ میں کیا دلچسپی ہے؟ وہ اس پر خطیر رقم کیوں خرچ کر رہے ہیں؟ اس طرف جانے سے پہلے بہتر ہوگا ہم سمجھ لیں کہ اس پروجیکٹ میں کس قسم کی ٹیکنالوجی استعمال ہو رہی ہے؟ آج کل کے تعلیم یافتہ لوگوں کی اکثریت دنیا کی تازہ ترین ایجادات سے آگاہ ہے۔ اسے اپنی معلومات کا زعم ہے لیکن ایم کے الٹرا میں انسانی ذہن کو مسخر کر کے اپنا تابعدار بلکہ غلام بنانے کے لیے کس طرح کام کیا جا رہا ہے؟ اس سے دنیا کے تعلیم یافتہ حضرات کی اکثریت آگاہ نہیں۔ جبکہ یہ آگاہی آج کے دور کے انسانوں کے لیے نہایت ضروری ہے۔ خصوصاً ان انسانوں کے لیے



جو مسلمان کی موجودہ بے حسی کا راز جاننا چاہتے ہیں۔ مانیٹریال کے اس پارک کے بیچ واقع ”شیطان گھر“ سے ”ہائی فریکوئنسی مائیکروویوز“ خارج ہوتی رہتی ہیں۔ یہ اپنے ہدف کو ٹرانس میں لا کر اس کے لاشعور کو گرفت میں لے لیتی ہیں اور اس کا لاشعور اس کے شعور کو وہ پیغامات ٹرانسفر کرتا ہے جو یہاں بیٹھے شیطان نما انسان، فرد یا افراد کے ذہنوں میں منتقل کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ شعاعیں کسی بھی انسان کو (الا ماشاء اللہ جس کی اپنی روحانیت مضبوط اور تعلق مع اللہ مستحکم ہو) کسی بھی مقصد کے لیے کچھ بھی کرنے پر آمادہ کر سکتی ہیں۔ یہ اس پر ایسی مخصوص کیفیت طاری کر دیتی ہیں کہ وہ روبوٹ کی طرح احکام پر عمل کرتا چلا جاتا ہے اور اس کا اپنا ارادہ و اختیار دور کھڑا تہذیب یافتہ انسانوں کی بے بسی اور یہود کی عیاری و مکاری پر افسوس کرتا اور طنزیہ مسکراہٹ بکھیرتا رہتا ہے۔ جو شخص ایک مرتبہ معمول بن جائے وہ ”خفیہ برادری“ کے ”بگ ماسٹرز“ کے کہنے پر قتل، زنا بالجبر، اور کھلے مجمع پر بلا خوف و خطر فائر تک کھول سکتا ہے۔

دنیا میں بہت سے حادثات ہیں جنہیں اتفاقیہ سمجھ کر نظر انداز کر دیا گیا ہے یا نظر انداز کر دیا جاتا ہے..... لیکن بغور دیکھا جائے تو وہ اچانک رونما نہیں ہوتے بلکہ ان کے پیچھے انتہائی محتاط اور سائنٹفک قسم کی منصوبہ بندی پوشیدہ ہوتی ہے جو واقعے کی ابتدا سے اس کے وقوع پذیر ہونے تک اور وقوع پذیر ہو جانے کے بعد اس کے عواقب و نتائج کو ملحوظ رکھ کر انتہائی باریک بینی اور عمل ورد عمل کے متبادل اصول پر کی جاتی ہے۔ بے جا نہ ہوگا اگر ہم یہاں اس کی ایک دو مثالیں ذکر کر دیں۔

(1) جان ایف کینیڈی وہ کیتھولک امریکی صدر تھا جو فری میسن نہ تھا۔ اس سبب ”برادری“ اسے ناپسند کرتی تھی۔ جان ایف کینیڈی کا قتل ایم کے الٹرا کی ایک عمدہ مثال ہے۔ اس کے قاتل کو بعد ازاں قتل کر دیا گیا تا کہ انکو آئری رک جائے اور فائل بند کر دی جائے۔ بہت سے چشم دید گواہان کا کہنا ہے کہ وہ مسلسل ایک ”ٹرانس“ کی سی کیفیت میں تھا۔ اگر کینیڈی کو گولی مارنے والا صرف وہی شخص تھا تو پھر کینیڈی کو پہلو کے بل گرنا چاہیے تھا لیکن ویڈیوز میں صاف نظر آتا ہے کہ وہ پیچھے



کی طرف گرا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے سامنے سے گولی ماری گئی اور اس کے آگے کون بیٹھا تھا؟ اس کا اپنا باڈی گارڈ! علاوہ ازیں کینیڈی کی کار کے آگے والی کار کو چار گارڈز گھیرے ہوئے تھے لیکن اس کی کار کے ساتھ کوئی گارڈ نہیں تھا۔ کیوں؟ سی آئی اے کے سابق عہدیدار ہیلیمتھ شیرر (1957ء تا 1975ء) کا کہنا ہے:

”قاتل اور قتل کا مقدمہ محض ایک ڈرامہ تھا اور اصل کہانی کبھی بتائی یا بے نقاب نہیں کی گئی۔“

(2) دوسری مثال جان کینیڈی کے بھائی رابرٹ کینیڈی کی ہے۔ کینیڈی کے قتل کے بعد تمام تر شور و غوغا کے باوجود کیس ختم کر دیا گیا۔ یہ اقدام عوام اور کینیڈی خاندان کے لیے نہایت پریشان کن تھا۔ اس کے بھائی رابرٹ کینیڈی اور اس کی بیوی جیکولین کینیڈی نے ذمہ داری سنبھالی۔ رابرٹ کینیڈی نے عزم کیا کہ وہ اس سازش کے خلاف کھڑا ہوگا۔ اپنے بھائی کے قتل کے مقدمہ کو انجام تک پہنچائے گا اور مقدمہ کھلی عدالت میں لائے گا۔ اس نے وعدہ کیا کہ وہ بھائی کے قتل کی تحقیقات کو از سر نو شروع کرائے گا۔ اس نعرے نے اسے زبردست مقبولیت دی اور اگلے صدارتی انتخابات میں اس کے جیتنے کے امکانات قوی ہو گئے لیکن ”برادری“ کے ایجنڈے میں یہ چیز شامل ہی نہیں تھی۔ ان کے پاس ایک ہی راستہ رہ گیا کہ وہ رابرٹ سے جان چھڑالیں۔ چنانچہ رابرٹ بھی قتل ہو گیا۔ اس کے قتل کا شبہ ”سرہان“ (تنہا پاگل: Lone Nutter) پر کیا گیا۔ پانچ جون 1968ء کو سرہان نے رابرٹ کینیڈی پر فائر کھول دیا جس سے رابرٹ کینیڈی کی موت واقع ہو گئی۔ تفتیش کے مطابق دیوار پر گولیوں کے نشانات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں سرہان کے علاوہ بھی کسی نے فائرنگ کی تھی کیونکہ سرہان کی گن میں پائی جانے والی گولیوں کی تعداد سے زیادہ گولیوں کے نشانات موجود تھے۔ باقی گولیاں کس نے چلائیں؟ تمام ثبوت اور شواہد پولیس نے ضبط کر لیے۔ ایک فوٹو گرافر نے وقوعے کے بعد تصاویر کھینچی تھیں وہ بھی پولیس نے قبضے میں لیں۔ جب پولیس پر عوامی دباؤ بڑھا کہ یہ تصاویر شائع کرے تو وہ مجبوراً تیار ہو گئی لیکن ہوا کیا؟ پولیس جاتے ہوئے راستے میں پولیس کار سے تصاویر چوری کر لی گئیں۔ واہ واہ! ہے نامزے کی



بات۔ ”برادری“ کی کارروائیاں اسی طرح کی ہوتی ہیں۔

(3) ایم کے الٹرا کی تیسری بڑی مثال جان لینن کے مشہور قتل کی ہے۔ اس کے قاتل نے اسے اتنا آسان لیا کہ لینن کو قتل کرنے کے بعد وہ سڑک کی دوسری طرف کھڑا ہو کر ”Catcher in the Rye“ نامی کتاب پڑھنے میں مصروف ہو گیا تا کہ بلڈنگ کے گارڈ کو اتنا وقت مل جائے کہ وہ عمارت سے باہر فون باکس پر آ کر پولیس کو مطلع کر سکے۔ تعجب ہے کہ قاتل نے جائے وقوعہ سے کوئی حرکت نہ کی اور اطمینان سے اپنی گرفتاری کا انتظار کرتا رہا۔ کیا وہ ایک اور تنہا پاگل ”Lone Nutter“ تھا؟! لینن کے بیٹے کو سو فیصد یقین تھا کہ یہ سی آئی اے کا کام ہے البتہ اسے یہ علم نہیں تھا کہ سی آئی اے کے پیچھے کون تھا؟ اس حقیقت کو افسانے میں بدلنے کے لیے ہالی ووڈ نے ایک فلم اسی واقعہ کے حوالے سے بنائی۔ اس کے کرداروں میں بروس ولس اور جولیا رابرٹ جیسے مہنگے اور مشہور اداکار تھے۔ فلم کا نام ”کانسپی ریسی تھیوری“ رکھا گیا۔ ہالی ووڈ دراصل ”برین واشنگ“ (ذہنی تخریب) کرنے والا جدید ترین آلہ اور ذریعہ ہے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگوں کی آواز اور حقیقت کی عکاس ہے، وہ غلطی پر ہیں۔ ہالی ووڈ، فری میسنری کی آواز اور اس کے مقاصد کی عکاس ہے۔ اور ٹھیک اس وقت سے ہے جب امریکی فلمی صنعت کے بانی ڈیوڈ ڈبلیو گرافتھ نے ”دی برتھ آف اے نیشن“ (1915ء) بنائی تھی۔ اس کے بعد سے میڈونا اور مائیکل جیکسن تک یہی صورت حال ہے۔ کوئی مائی کالال نہیں جو یہودی پروڈیوسروں اور سرمایہ کاروں کو خوش کیے بغیر اس آزاد خیال ادارے میں ترقی کا سوچ بھی سکے۔ یہاں ان سب کی فہرست دینے کا موقع نہیں لیکن قارئین کو یہ بتانا ضروری تھا کہ ہالی ووڈ پر غلبہ رکھنے والے لوگ کون ہیں؟ ہالی ووڈ زیادہ ”ہولی“ (پاک) نہیں ہے، بلکہ بالکل بھی نہیں ہے۔ درحقیقت ”برادری“ تفریح کو طویل عرصے سے استعمال کر رہی ہے۔ یہ ہر دور کے بڑے بڑے نامور فنکاروں کی سرپرست تھی اور اس نے ان کو جی بھر کے استعمال کیا ہے۔ آگے چل کر ان شاء اللہ ہم بتائیں گے کہ اسکرین اور موسیقی کو کس طرح سے برادری اپنے مقصد کے لیے استعمال کر رہی ہے۔



یہ تو چند مثالیں تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکا اور کینیڈا کی حکومتوں کی سرکاری سرپرستی میں رواں دواں اس پروجیکٹ نے جو گل کھلائے ہیں، انہیں منظر عام پر لایا جائے تو بھونچال آجائے گا۔ اس طرح کی معلومات کو یہودی منصوبہ ساز اور امریکی فوج و خفیہ ادارے سختی کے ساتھ چھپا رہے ہیں۔ وہی فوج جو دنیا میں امن کی دعوے دار ہے، وہ اسرائیل میں دنیا کی سب سے بڑی بد امنی پر لوگوں کے جذبات مشتعل نہ ہونے دینے کے لیے اسی پروجیکٹ پر جادوگر سائنس دانوں کے ذریعے دنیا والوں کے اذہان کو طلسم میں جکڑنے کی سر توڑ کوشش کر رہی ہے۔ آپ کو یقین نہ آئے گا لیکن بل کلنٹن..... جی ہاں! سابق کامیاب ترین امریکی صدر..... نے 1995ء میں ایک کھلی کانفرنس میں تسلیم کیا تھا کہ امریکی حکومت لوگوں کے علم میں لائے بغیر ذہنوں پر کنٹرول کرنے اور دیگر غیر اخلاقی تجربات میں گزشتہ پچاس برس سے مصروف ہے۔ [ذرا دہرا لیجیے۔ گزشتہ 50 سال سے] بل کلنٹن کا کہنا تھا کہ وہ اس پر شرمندہ ہیں۔ ہمیں ان کی اس معذرت کی سچائی پر یقین کر لینا چاہیے..... لیکن ہمیں اس یقین کے بعد یہ سوچنا ہوگا کہ اس شرم شرم میں گزشتہ 15 سال (1995ء تا 2009ء) کے دوران ان شرمناک غیر اخلاقی تجربات کا دائرہ کہاں تک پھیل چکا ہوگا؟ اپنے ارد گرد دیکھیے! بے حسی اور مُردنی کا شکار کھوئے کھوئے مسلمانوں کا شرمناک جمود ہمیں کیا کہانی سناتا ہے؟

امریکی صدر کے اس اعتراف کے بعد کینیڈا کے متروکہ پارک میں جاری شیطانی کھیل کے نگراں حکام مشکل میں پڑ گئے تھے۔ خبر آئی تھی کہ اس اعتراف کے بعد ”ایم کے الٹرا پروجیکٹ“ کے ذمہ داران اسے منظر عام پر لانے کے لیے کاغذات کی ”چھانٹی“ کر رہے ہیں۔ یہ بڑی خوبصورت اصطلاح تھی۔ یوں کہہ لیجیے کہ یہ طے کیا جا رہا تھا کہ سادہ لوح امریکی عوام کو کون سی بات بتائی جائے اور کون سی لپیٹ لی جائے؟ پھر یہ بیان بھی آیا کہ اس پروجیکٹ کو ختم کیا جا رہا ہے..... ذرا دیر کے لیے ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ تقریباً گزشتہ 65 برس سے جاری یہ پروجیکٹ جس پر بلا مبالغہ کروڑوں اربوں ڈالر خرچ ہو چکے ہیں، مریل سے احتجاج پر ختم کر دیا گیا ہے.....



ہم اسے تسلیم کر لیتے ہیں..... لیکن کیا لوگوں کے ذہنوں کو بدلنے اور انہیں دجالی پیغامات کا تابع اور معمول بنانے کے لیے یہی ایک طریق کار تھا جسے ختم کرنے سے یہودی سامری سائنس دانوں کے ہاتھوں ستائی ہوئی سادہ لوح دنیا دجال کے طلسمی چکر سے نکل جائے گی.....؟؟؟ نہیں! بات اتنی سی نہیں! اس سے کہیں آگے کی ہے اور یقینی طور سے چند اور جال ایسے بھی ہیں جو ہمارے گرد چند حرام چیزوں کے استعمال کی عادت ڈلوانے کے دوران تانے جا چکے ہیں..... علمائے کرام منع کرتے رہے لیکن ہمارے منحلے، جیالے اور روشن خیال رہنماؤں نے قوم کو ان کے گرداب میں پھنسا کر چھوڑا اور آج نئی نسل کے مسخ شدہ ذہن اپنی شناخت تک بھولتے جا رہے ہیں۔ آئیے! دیکھتے ہیں سامری جادوگری کے اور کون کون سے سفلی طلسمی پھندے ایسے ہیں جن میں ہم اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو، اپنی اگلی نسل کو جھونک رہے ہیں اور علماء و مشائخ کے منع کرنے کے باوجود چند مخصوص گناہوں کا نشہ ہمیں یہود کے شکنجے میں ایسا پھنساتا جا رہا ہے کہ اگر اب بھی توبہ نہ کی تو عنقریب وہ وقت آجائے گا جب اس جال سے نکلنے کے لیے ہم جتنا پھڑکیں گے، وہ کھال کے اتنا ہی اندر اترتا چلا جائے گا۔



### 3- مائیکرو چپس

ماوراء الطبعیات کے بعد اب طبعیات کی طرف آتے ہیں۔ یہود کی کوششیں دونوں میدانوں میں بھرپور طریقے سے جاری و ساری ہیں۔ ایسی چپ (Chip) ایجاد ہو گئی ہے جس سے ہائی فریکوئنسی مائیکرو ویمز خارج ہوتی رہتی ہیں۔ یہ چپ کسی کے بدن میں چپکادی جائے تو اس کے دماغ میں آوازیں گونجنے لگتی ہیں۔ وہ انسانی روبوٹ کی طرح ہر حکم کی تعمیل کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ خصوصاً اگر اسے شراب یا منشیات کا عادی بنادیا جائے یا جادو ٹونے سے اس کی ”قوتِ ارادی“ توڑ کر اسے نفسیاتی مریض جیسا کر دیا جائے تو اس کے ذہن کو کنٹرول کرنا انتہائی آسان ہو جاتا ہے اور اسے ٹرانس میں لانے اور مرضی کا کام کروانے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ پھر اسے کمپ ڈیوڈ (امریکی یہودی جادوگروں کے طلسم کا سب سے بڑا مرکز) بلا کر کسی معاہدے پر دستخط کروا لیے جائیں، ورلڈ جیوش کانگریس جیسے بدنام فورم پر بلا کر دوستی کی پیٹنگیں بڑھائی جائیں یا کوئی ایسی شرط منظور کروائی جائے یا ایسا حکم منوایا جائے جو اس کی پوری قوم کے مفادات کے خلاف ہو..... وہ سب کچھ کرتا چلا جاتا ہے اور ریٹائرمنٹ کے بعد بھی اسے خبر نہیں ہوتی کہ میں کیا کر گزرا؟؟؟

ایم کے الٹرا کا راز فاش ہونے کے بعد اگلا پروجیکٹ ”EDOM“ کے تحت چلایا جا رہا ہے۔ اس سے مراد ”Electronic Dissolution of Memory“ ہے۔ EDOM کا ایک حصہ یہ ہے کہ انسانوں کو اغوا کر کے ان میں مائیکرو چپس کی پیوند کاری کی جائے۔ ان چپس کو انجینئروں کے ایک ”کنسورشیم“ نے ترقی دے کر اس ٹیکنالوجی کی چوٹی تک پہنچنے کی کوشش کی ہے۔ ان چپ انجینئروں کا تعلق موٹرولا، جنرل الیکٹرونک، آئی بی



ایم اور بوٹن میڈیکل سینٹر جیسے شہرہ آفاق امریکی اداروں سے ہے۔ مائیکرو چنگ کے تحت چلنے والے بڑے پروگراموں میں سے ایک منصوبہ ”ون ورلڈ الیکٹرونک کرنسی“ کا ہے جو دجال کی عالمی ریاست میں چلنے والا واحد سکہ رائج الوقت ہوگا۔ یہ کرنسی ایک عالمی مالیاتی بحران کے بعد..... شاید عنقریب ہی..... متعارف کروائی جائے گی۔ آپ کو یہ سب کچھ دیوانے کی بڑنہ محسوس ہو رہی ہو..... لیکن..... ٹھہریے.....! کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے ان شواہد پر ایک نظر ڈال لیجیے جو اس طرح کے اندازوں کی تصدیق کرتے نظر آتے ہیں۔



یہ افریقا یا ایشیا کے کسی پسماندہ ملک کا نہیں، برطانیہ اور سوئیڈن جیسے ملکوں کا قصہ ہے۔ پہلے کا تعلق فرد واحد سے اور دوسرے کا بچوں کے ایک پورے گروپ سے ہے۔ ابتدا ہم گوروں کے دیس میں پیش آنے والے ان کالے کرتوتوں سے کرتے ہیں جن کا تعلق سوئیڈن کے ایک شہر سے تھا۔ سوئیڈن کو دنیا کے حسین ترین ملکوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ خوشحال، ترقی یافتہ اور مہذب دنیا کے لیے رول ماڈل سمجھے جانے والا یہ ملک یہودی جادو گروں کا سب سے بڑا مسکن ہے۔ اس کے بعد جنوبی افریقا کا نمبر آتا ہے۔ اس کے بعد..... خیر چھوڑیے! بات لمبی ہو جائے گی۔ سوئیڈن کے مرغزاروں کو جس طرح سامری طلسم گروں نے جہنم زار بنایا ہے اور اس ٹھنڈے ملک کو جس طرح شیطانی آگ کی تپش سے جھلسا رکھا ہے، اس کو جاننے والے یورپ کے باسیوں پر ترس کھانے لگتے ہیں۔ آج اس ملک کے دارالحکومت کے ایک باسی کا واقعہ آپ کو سناتے ہیں جو بے خبر انسانوں کے ساتھ خفیہ شیطانی کھیل کی بدترین مثال ہے۔

رابرٹ نیز لینڈ اسٹاک ہوم کا رہنے والا تھا۔ وہ مارکیٹنگ کے شعبے سے وابستہ ایک تعلیم یافتہ انسان تھا۔ ایک مرتبہ وہ بیمار ہوا۔ بیماری اتنی سنگین نہ تھی پھر بھی اسے آپریشن کا ”مشورہ“ دیا گیا۔ وہ ایک مقامی ہسپتال میں چھوٹے سے آپریشن کے لیے گیا۔ آپریشن



کے بعد اس نے محسوس کیا کہ اس کی شخصیت تبدیل ہو رہی ہے۔ عجیب و غریب خیالات اس کے ذہن میں اُتر رہے ہیں۔ اس کے دماغ میں آوازیں گونجتی رہتی ہیں۔ گویا وہ کہیں سے بھیجے گئے سگنل کیچ کر رہا ہے۔ اس نے یہ بھی بھانپ لیا کہ اس کا پیچھا کیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ خفیہ طور پر اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہے ہیں۔ جب صورتِ حال زیادہ خراب ہو گئی تو اس نے ایکسرے کرانے کا فیصلہ کیا۔ ایکسرے میں دکھائی دیا کہ اس کے دائیں نتھنے میں ایک ٹرانسمیٹر نصب ہے۔ وہ بھونچکا ہو کر رہ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ سب کیا ہے اور اس کے ساتھ کیوں ہو رہا ہے؟ اسے یوں لگا جیسے اس کی ناک میں نیکیل ڈال دی گئی ہے۔ وہ کسی نادیدہ قوت کا غلام ہو گیا ہے۔ اس نے خاموشی سے یہ ٹرانسمیٹر نکلوا دیا اور اس کا تجزیہ کرانے کے لیے ایک لیبارٹری میں لے گیا۔ وہاں اسے کہا گیا کہ دس دن کے بعد واپس آئے اور پھر دس دنوں کے بعد کیا ہوا؟ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں؟ ٹرانسمیٹر گرم ہو چکا تھا۔ لیبارٹری سے ہسپتال اور ہسپتال سے لیبارٹری تک پھیلا ہوا ”برادری“ کا جال منظم ہو کر کام کر رہا تھا۔

اب دوسرے واقعے کی طرف آئیے! برطانیہ کے ساحلی شہر لیورپول میں ایک عظیم طبی خیانت کا انکشاف ہوا۔ ”فرسٹ لیورپول چلڈرن“ نامی ہسپتال کے متعلق پتا چلا کہ یہاں بچوں کا ”دماغ“ چرا لیا جاتا ہے۔ دنیا کے سامنے..... جی ہاں! مہذب دنیا کے سامنے..... یہ حقیقت پہلی مرتبہ سامنے آئی کہ دماغ کے افعال سمجھنے کے لیے فری میسن برادری کے ڈاکٹروں نے والدین کی اجازت لیے بغیر معصوم بچوں کو گنی پگز (Guinea Pigs) کی طرح استعمال کیا ہے۔ یہ معمول بیس برس تک برطانیہ جیسے ترقی یافتہ ملک کے ایک بڑے شہر کے ہسپتال میں جاری رہا۔ یہ صرف ایک ہسپتال کی کہانی ہے۔ بالآخر جب یہ خبر باہر نکلی تو متعلقہ ہسپتال..... ”فرسٹ لیورپول ایلڈرے چلڈرن ہسپتال“ نے ایسے امکان کی بھی سختی سے تردید کر دی۔ میڈیا کو قابو کرنے کا فن ”برادری“ سے زیادہ کس کو آتا ہے؟ بچوں



کے والدین نے ہمت نہ ہاری۔ وہ اپنے جگر گوشوں کے ساتھ یہ دلخراش سلوک کیسے بھول سکتے تھے؟ بالآخر 146 خاندانوں کی جدوجہد سے ہسپتال مجرم ثابت ہو گیا اور ہسپتال انتظامیہ کو اعتراف کرنا پڑا کہ ان کے پاس بچوں کے کئی اعضا ہیں۔ جب کچھ صحافی پیچھے پڑے اور گھیرا تنگ ہوا تو ہسپتال نے بالآخر تسلیم کر لیا: ”اس کی تحویل میں 146 حرام مغز (دماغ کا دس فیصد) ہیں۔“ لیکن ساتھ ہی بنی اسرائیل کی روایتی دروغ گوئی کا سہارا لیتے ہوئے یہ عذر تراش لیا گیا: ”یہ ایک طالب علم نے اپنے استعمال کے لیے حاصل کیے تھے جو پی ایچ ڈی کے لیے بچوں کے دماغ کے اوزان جانچ رہا تھا۔“ یہ پی ایچ ڈی مقالہ کبھی شائع نہ ہوا۔ یہ بات آپ کو کیا بتاتی ہے؟ کیا پی ایچ ڈی 146 بچوں سے زیادہ اہم تھی؟ وہ کون خصوصی طالب علم تھا جسے قوانین اور انسانی اقدار سے بالاتر قرار دے دیا گیا اور جس نے اپنی پی ایچ ڈی کے لیے بیس سال لگا دیے۔ یہ بات اطلاعات کے حصول کے حق پر زور دینے والے اس ملک میں کبھی نہ بتائی گئی۔ دماغ کے تمام خلیے بچوں کے والدین کو واپس کیے گئے۔ والدین کو اپنے ان بچوں (کے دماغوں) کی دوبارہ تدفین کی اذیت سے گزرنا پڑا جنہیں وہ ایک مرتبہ پہلے ہی دفن کر چکے تھے۔ لیکن بات اتنی ہی نہ تھی۔ دل دوز انکشافات کا سلسلہ ابھی جاری تھا۔ کچھ عرصہ بعد انسانی دماغوں کے کچھ اور خلیے برآمد ہوئے جو جان بوجھ کر چھپا لیے گئے تھے اور کبھی واپس نہ کیے گئے۔ اس نے مزید اذیت ناک صورت حال پیدا کی۔ والدین اپنے معصوم بچوں کی تیسری تدفین کی تیاری کرنے لگے۔ انہیں مطمئن کرنے کی ضرورت تھی۔ یہ وسطی افریقہ یا جنوبی ایشیا کا کوئی پسماندہ ملک نہ تھا کہ والدین روپیٹ کر خاموش ہو جاتے۔ اس دفعہ ایلڈر ہے این ایچ ایس ٹرسٹ اور یونیورسٹی نے ایک مشترکہ بیان جاری کیا جو ”برادری“ کے بے رحم دل اور جھوٹ کی عادی زبان کا عکاس ہے: ”یہ خلیے الگ سے ذخیرہ کیے گئے تھے اور تحقیقی مطالعہ کی غرض سے رکھے گئے تھے۔“ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس دفعہ ہاسپٹل اور این ایچ ٹرسٹ مل کر تیسری



بار بھی جھوٹ بول رہے تھے۔ بالآخر 26 جنوری 2001ء کو انہوں نے اعتراف کر لیا: ”بچوں کے اعضا پرائیویٹ اداروں کو فروخت کیے جا رہے تھے۔“

یہ کون سے پرائیویٹ ادارے تھے جو برطانیہ جیسے انسانی حقوق کی ”محافظ“ ریاست کے سخت گیر قانون اور انسانی اقدار سے بالاتر تھے؟ کیا صرف ان کے پاس یہی خلیے رہ گئے تھے یا مزید باقی تھے؟ اس اعتراف کے بعد ان کے خلاف سخت ترین کارروائی کیوں نہ ہوئی؟ ابھی بات ختم نہیں ہوتی۔ ڈرامے کا آخری پردہ 31 جنوری 2001ء کو اٹھا۔ جب ایک ڈچ پتھالوجسٹ ”ڈک وان ویلزن“ کو قربانی کا بکرا بنایا گیا۔ ”برادری“ نے اپنے سارے ”طبی جرائم“ اس ڈاکٹر کے سر ڈال دیے۔ برطانوی میڈیا میں اس کو ”بے بی بوچر“ (بچوں کا قصاب) کا نام دیا گیا۔ شکر ہے ایدھی صاحب کو غرہ جانے سے روک دیا گیا ہے لیکن انہیں یہ خطاب نہیں دیا گیا۔ ایدھی صاحب نے بچوں، بوڑھوں، مردوں، عورتوں، یتیموں اور لاوارثوں..... سب کی خدمت کی ہے اور اس میں وہ اتنا آگے گئے ہیں کہ اپنا قبرستان تعمیر کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر وان میں اور ان میں بس اتنا فرق ہے کہ وہ بچوں پر توجہ دیتا تھا، ایدھی صاحب ہر مردے کو نوازتے ہیں۔ ڈاکٹر ”وان“ نے بچوں کے دل، دماغ، پھیپھڑے، گردے، جگر، آنکھیں..... سب کچھ چرایا۔ صرف ان کی روحیں نہ چراسکا۔ ایک لاکھ سے زیادہ اعضا، جن میں دماغ، دل، پھیپھڑے اور مردہ پیدا ہونے والے بچوں کے پورے پورے جسم لے لیے۔ کچھ بچوں کو محض خول کی حالت میں دفن کیا گیا۔ یہ سارا معاملہ خالصتاً ”میسونک“ ہے۔ کیا صرف ایک آدمی اتنی بڑی سفاکی کا ذمہ دار تھا؟ اس سارے قصے کا ذمہ دار صرف ایک شخص کو ٹھہرانا کم فہمی اور ناواقفیت ہے۔ اس کے پیچھے انسان کے بھیس میں وہ تمام شیطان موجود ہیں جو دنیا پر شیطان اکبر کی جھوٹی خدائی مسلط کرنے کے لیے سرگرم ہیں۔ اس کے پیچھے قوم یہود کے وہ ماہر ڈاکٹر ہیں جنہوں نے میڈیکل میں نوبل انعام حاصل کیا۔ وہ سرمایہ دار ہیں جنہوں نے شیطان کو خوش کرنے کے لیے بے دریغ پیسہ



لٹایا۔ وہ سائنس دان ہیں جو دجال کو غیر معمولی تسخیری طاقتیں فراہم کرنے کے لیے دن رات تجربہ گاہوں میں سرگرم ہیں۔ برسرِ اقتدار رہنے والی حکومتیں بھی مجرم ہیں جنہوں نے یہ سب کچھ ہونے دیا۔ اور وہ سب لوگ اس کے ذمہ دار تھے اور آج تک ہیں جو برطانیہ جیسے ملک میں انسانی دماغوں کو تسخیر کرنے والے یہودی ڈاکٹروں اور فری میسن سائنس دانوں کے ان کرتوتوں کے سامنے آنے کے بعد بھی خاموش ہیں۔





## 4- شارٹ ویژن

آپ کے گھر میں ٹیلی ویژن موجود ہے؟ آپ نے اسے اپنے بچوں کو تفریح فراہم کرنے اور انہیں اپ ڈیٹ رکھنے کے لیے گھر میں لایا ہوگا..... شام کو بچوں کو ٹیلی ویژن کے سامنے دیکھ کر آپ کو خوشی محسوس ہوتی ہوگی کہ آپ کے بچے گھر میں آپ کی آنکھوں کے سامنے بخیریت موجود ہیں اور اپنی معلومات میں اضافہ اور ذہن کو وسیع کر رہے ہیں..... لیکن آپ کے وہم و گمان میں نہ ہوگا کہ یہ بے ضرر دکھائی دینے والا آلہ ذہنی تخریب کے لیے ایک خاص تکنیک کے تحت استعمال کیا جاتا ہے۔ ”شارٹ ویژن“ (Short Vision) ایک اور کامیاب پروجیکٹ ہے جو لوگوں کے ذہنوں تک پیغام پہنچانے کے لیے چلایا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے ٹیلی ویژن سیٹ کو مخصوص سگنل نشر کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ متحرک تصویر، جو ٹیلی ویژن اسکرین یا سینما اسکرین پر ناظرین دیکھتے ہیں، وہ ایک سیکنڈ میں 45 فریمز یا فوٹوز پر مشتمل ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں 45 ساکن تصویریں ایک سیکنڈ کا متحرک منظر بناتی ہیں۔ اگر اس ایک سیکنڈ کے درمیان ایک ساکن تصویر دکھائی جائے تو یہ سیکنڈ کا پینٹا لیسواں حصہ لیتی ہے۔ جو انسانی آنکھ سے قابل دید نہیں۔ اگرچہ یہ آنکھ سے قابل دید نہیں ہوتی لیکن ہمارا لا شعور اسے دیکھ لیتا ہے کیونکہ یہ ہمارے شعور سے زیادہ تیز ہوتا ہے اور پیغام وصول کر لیتا ہے۔ چنانچہ نہ جانتے ہوئے یا نہ سمجھتے ہوئے بھی ہم لا شعوری طور پر اس پیغام سے تحریک لے لیتے ہیں۔ اس کو ایک مثال سے سمجھیں: اس پروجیکٹ کے تحت ایک تجربہ کیا گیا۔ جس میں کوکا کولا کی ایک بوتل شارٹ ویژن سینما کے تماشائیوں کو وقفہ سے کچھ دیر پہلے دکھائی گئی۔ یہ شارٹ ویژن پیغام مؤثر ثابت ہوا اور وقفہ کے دوران فلم بینوں کی اکثریت نے کوکا کولا خریدا۔ یہی تکنیک ترقی پذیر ممالک میں انتخابی مہم کے دوران استعمال کی جاتی



ہے۔ انتخابات کے دوران قومی ٹیلی ویژن اسٹیشن اپنے ”بہترین پروگرام“ نشر کرتے ہیں۔ لوگ ٹیلی ویژن سیٹوں کے سامنے جمے بیٹھے ہوتے ہیں۔ نشریات کے دوران انتخابات کو بھرپور اہمیت دی جاتی ہے۔ جمہوریت میں لوگوں کی دلچسپی بڑھائی جاتی ہے اور اس دوران ”شارٹ ویژن“ کسی مخصوص اُمیدوار کو منتخب کروانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ پہلے نیشنل ٹی وی چینلز پر یہ سب کچھ ہوتا تھا۔ اب یہ ایجنڈا سیٹلائٹ چینلز نے سنبھال لیا ہے۔ آج کل کے والدین ٹی وی کی تباہ کاریوں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اپنے بچوں کو گھریلو تفریح مہیا کرنے اور انہیں آپ ڈیٹ رکھنے کے لیے ٹیلی ویژن اسکرین میں جھونکے رکھتے ہیں اور اس بات سے قطعاً بے خبر ہوتے ہیں کہ شارٹ سگنلز کے ذریعے ان کے بچوں کے دماغ میں جھماکے کیے جا رہے ہیں۔





## 5- بیک ٹریکنگ

ذہنوں کو گرفت میں لینے کی ایک اور تکنیک ”بیک ٹریکنگ“ ہے۔ علمائے کرام کہتے ہیں کہ حدیث شریف کے مطابق موسیقی ”شیطان کی آواز“ ہے۔ عوام نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں اس کے بغیر گاڑی نہیں چلتی۔ وقت نہیں گزرتا۔ آئے دیکھتے ہیں موسیقی سے چلنے والی گاڑی اور اس کی دھنوں میں محو ہو کر گزارا ہوا وقت کیا بھیانک نتیجہ لاتا ہے؟ موسیقی کے شائقین جو کچھ سنتے ہیں وہ ٹریک کا ”فارورڈ پلے“ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ریورس میں ”ٹریک میسج“ چھپا ہوتا ہے۔ اس کا معاملہ عجیب متضاد ہوتا ہے۔ یہ ہمارے شعور کی گرفت میں نہیں آتا لیکن لاشعور اسے قبول کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ ہمارے شعور پر منکشف نہیں ہوتا لیکن ہمارا لاشعور اسے ڈی کوڈ کر کے قبول کر لیتا ہے۔ جب ٹریک کو بیک ورڈ چلایا جائے تو اس میسج یا پیغام کو سنا جاسکتا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب ایک ریکارڈ یا کیسٹ کو الٹا چلایا جاتا ہے۔ اصل پیغام اسی میں چھپا ہوتا ہے۔ اس ذہنی گرفت والے طریقہ کار کا تجربہ خود کیجیے یا پھر وہ آڈیو کیسٹ سنیے جنہیں ”شیڈوز“ کہا جاتا ہے۔ عملی مثال بھی ملاحظہ فرمائیے: آسٹریا وسطی یورپ کا وہ ملک ہے جو یہود کا گڑھ رہا ہے۔ اس کا دارالحکومت ویانا موسیقی کے حوالے سے دنیا بھر میں شہرت رکھتا ہے۔ یہاں کے اوپیرا اور ان میں مصروف کار پیانو بجانے کے ماہر دنیا بھر میں اپنی علیحدہ شناخت رکھتے ہیں۔ آسٹریا کے باشندوں کو ان پر فخر ہے..... لیکن کیا ایسی چیز پر فخر کرنا معقول ہو سکتا ہے جس کے متعلق پوری قوم کو معلوم ہی نہیں کہ نادیہ ہاتھ نادیہ ذرائع کی مدد سے ان کے ساتھ بھیانک کھیل کھیل رہے ہیں۔ وولف گانگ ایمیڈس موزارٹ آسٹریا کا نامور ترین موسیقار ہے۔ اس نے ایک دھن بنائی جسے ریلیز ہوتے ہی افسانوی شہرت مل گئی۔ برادری اپنے منصوبوں کو یونہی آگے بڑھاتی ہے۔ اس دھن کا نام ”دی



میجک فلوٹ“ رکھا گیا۔ انوکھا اور پُرکشش نام۔ برادری کا اسٹائل کچھ ایسا ہی ہے۔ اس میں چرچ کا متبادل پیش کیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے ”ایکویم میس“ بھی لکھی تھی۔ یہ بھی ہٹ ہوئی۔ دنیا میں اس طرح کی بہت سی چیزیں ہٹ ہوتی ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر چھوٹے بڑے کے ذہن میں گونجتی اور دماغوں پر چھا جاتی ہیں۔ اس کے پیچھے کون ہوتا ہے؟ ان کے پس منظر میں کیا پیغام ہوتا ہے؟ حدیث شریف کے مطابق موسیقی دل میں نفاق کے جذبات اُگاتی ہے۔ اس طرح کی موسیقی سننے والے کے دل کی تاریں جب جھرجھری لیتی ہیں تو اسے کیا محسوس ہوتا ہے؟ اس کا دل کیا کچھ کرنے کو چاہتا ہے؟ یہ اس پیغام کا معکوس نقش ہے جو اس کے کانوں کے ذریعے اس کے دماغ کے نہاں خانوں تک پہنچا تھا، اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ ہر چند مہینوں کے بعد ہمیں ”تنہا پاگلوں“ (Lone Nutters) کی کہانیاں سننے کو ملتی ہیں۔ امریکا میں ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں کہ اچانک کوئی شخص اُٹھ کر لوگوں پر فائرنگ شروع کر دیتا ہے۔ اب یہ واقعات یورپ میں بھی رونما ہو رہے ہیں۔ یہ درحقیقت ذہنی طور پر گرفت میں لیے گئے لوگوں کی ایک شیطانی مثال ہے۔ ہوتا یوں ہے کہ پاپ میوزک کے بیک ورڈ میں مختلف قسم کے شیطانی پیغامات مثلاً: ”Kill your Kill your Felose, mum“ فیڈ کر دیے جاتے ہیں۔ جب بچہ یا نوجوان یہ میوزک سنتا ہے تو ان کے پیچھے موجود اس طرح کے بے ہودہ پیغامات..... جن کی مزید مثال لکھنے سے قلم قاصر ہے..... آہستہ آہستہ اس کے لاشعور میں جاگزیں ہو جاتے ہیں۔ وہ کچھ عرصہ بعد اندرونی ذہنی تحریک کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ سب شیطانی کام کر گزرتا ہے جن کا خود اسے بھی پتا نہیں ہوتا کہ یہ سب کچھ اس نے کیوں کیا؟

انسانی ذہنوں سے یہ شیطانی کھیل کھیلنا قوم یہود کے ان کارناموں کی جھلک ہے جن کی بنا پر وہ بندر اور خنزیر بنائے گئے..... اس مردود قوم کے ہتھکنڈوں کو سمجھنے سے پہلے ان کا شکار ہونے پر ملامت نہیں، افسوس تو اس پر ہے جو ان شیطانی حربوں سے واقف ہو کر بھی ڈش اور موسیقی نہ چھوڑے۔ اپنی نگاہوں اور کانوں کی حفاظت نہ کرے۔



بہر حال! شیطان کے کارندوں کی یہ کارستانیوں اپنی جگہ..... لیکن رحمن کے رضا کاروں کی جدوجہد بھی رائیگاں نہیں جاتی۔ دنیا بھر میں مساجد، مدارس، خانقاہوں اور تبلیغی مراکز میں روحانیت کو پھیلانے اور رحمانیت کو غلبہ دلانے کی جو کوششیں ہو رہی ہیں، وہ ان دجالی کرتوتوں کا شافی علاج ہیں۔ ان حضرات کے مجاہدے اور شہداء کے خون کی برکت سے اللہ تعالیٰ حق کو غالب کر کے رہیں گے۔ ان کی معمولی محنت جب سنت کے مطابق ہوتی ہے تو چاہے وہ ایک عصا ہو، جادوگروں کی ساری رسیوں اور سانپوں کو نکل جاتا ہے۔ یہود کے تمام تر شیطانی منصوبوں اور حیوانی کوششوں کے باوجود آخر کار اسلام آباد کے نوجوانوں جیسی چنگاریاں ابھی ہمارے خاکستر میں باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور ہم سب کو سنت سے محبت اور مسنون اعمال کی پابندی نصیب فرمائے۔





# شیطان کی سرگوشیاں

حضرت ابولبابہ شاہ منصور صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا مضمون ”شارٹ ویژن اور بیک ٹریکنگ“ پڑھا۔ اللہ رب العزت آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ کی قلمی کاوشیں گرانقدر ہیں۔ اور اس پُر فتن دور میں عامۃ الناس کے لیے رہنمائی کا بیش بہا ذریعہ ہیں۔ بالخصوص آپ کے اس مضمون سے جس طرح آپ نے تصویری اور بصری سازشوں کو بے نقاب کیا ہے وہ آپ ہی کا خاصہ ہے۔ دل سے دُعا نکلتی ہے: ”اے اللہ! تو اس قلم کی حفاظت فرما۔“ آمین

موسیقی اور نشری تصاویر کے جو حقائق، تحقیق کے ساتھ آپ نے پیش فرمائے ہیں، وہ آج کے باخبر اور باشعور افراد کی سمجھ میں فوراً آتے ہیں۔ بین السطور حقائق سائنسی جدت اور دلیل کے ذریعے ہی سامنے لائے جاسکتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اس اہم اور نفیس تحقیق اور اٹل حقیقت کو وڈیو سی ڈی کے ذریعے (جس میں جاندار کی تصویر نہ ہو) عوام تک پہنچائیں۔ ان مثالوں کو عملی طور پر دکھایا جائے تاکہ حق کا پیغام زیادہ زور اور طاقت کے ساتھ پہنچے۔ ان شاء اللہ اس کے دور رس اثرات مرتب ہوں گے اور گناہوں سے بچنے کی بڑی خیر سامنے آئے گی۔ اس ضمن میں ہماری ٹیم جو وڈیو پروڈکشن کا تھوڑا بہت تجربہ رکھتی ہے، اس کی خواہش ہے کہ وہ اس مضمون پر کام کرے۔ اس خط کے ذریعے آپ کی اجازت بھی مطلوب ہے۔ مزید عملی مثالوں کا مواد بھی۔ ہم اس موضوع پر وڈیو سی ڈی بنانا چاہتے ہیں۔ ہمیں قوی اُمید ہے کہ ان شاء اللہ ہم آپ کا پیغام آپ کی تحقیق اور علمی کاوش کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے میں ضرور کامیاب ہوں گے۔



والسلام..... ٹیم، دی ٹرٹھ انٹرنیشنل

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ آپ کے دینی جذبات میں ترقی دے اور اس نیک مقصد میں آپ کو کامیابی عطا فرمائے۔ بیک ٹریکنگ کی شیطانی تکنیک پر مواد اور مثالیں پیش کرنے سے پہلے ہم تین چیزوں پر غور کر لیں تو بات سمجھنی آسان ہو جائے گی:

(1) انسانی ذہن کیسے کام کرتا ہے؟

(2) بیک ٹریکنگ کیسے کی جاتی ہے؟

(3) کیا اس کا انسانی ذہن پر اثر ہوتا ہے؟

ان تین نکات کو مختصراً سمجھ کر ہم ان شاء اللہ اس کی چند مشہور مثالیں پیش کریں گے۔ ایک مسلمان کے لیے اصل خوش نصیبی کی بات تو یہ تھی کہ جب اس کے رب اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمادیا تھا کہ گانا اور موسیقی شیطان کی آواز ہے۔ یہ اس کا خطرناک جال ہے جس میں وہ آدم کے بیٹوں کو پھنساتا اور ان کے اماں ابا سے دشمنی کا انتقام لیتا ہے، تو ایک مسلمان کے لیے اتنا ہی کافی ہونا چاہیے تھا..... اسے یہ گندا شیطانی کام چھوڑ دینا چاہیے تھا..... لیکن ناس ہو ”شیطانی برادری“ کے ان حیلوں کا جنہوں نے اس ”حرام قطعی“ کو بھی ”مباح اصلی“ باور کرانے میں کسر نہیں چھوڑی حتیٰ کہ یہ گناہ کبیرہ اب سرے سے گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔ بہر حال! اب ہم ان شاء اللہ تحقیقی شواہد کی روشنی میں ثابت کریں گے کہ شیطان کی آواز موسیقی کی دھنوں میں مدغم ہو کر کس طرح ہمارے بچوں کو خدا کی عبادت سے چھڑا کر اپنی غلامی میں جکڑ رہی ہے؟ اللہ کرے اس سے قارئین کو حقیقت حال سمجھنے اور سادہ لوح مسلمان بھائیوں کو سمجھانے میں مدد ملے۔

(1) انسانی ذہن کیسے کام کرتا ہے؟

ذہن پورے جسم میں ماسٹر کنٹرول کا کام کرتا ہے۔ یہ نہ صرف مختلف Senses (حسیات) کے ذریعے مسلسل اطلاعات وصول کرتا ہے، بلکہ ساتھ ساتھ کچھلی معلومات جو گزشتہ تجربات سے



حاصل کی گئی ہوں، ان کو بھی محفوظ کر لیتا ہے۔ یہ کام وہ مسلسل کرتا رہتا ہے اور ذہن کے ان دو مسلسل کاموں سے سیکھنے اور یاد رکھنے کا عمل ممکن ہوتا ہے۔ ذہن دو حصوں میں منقسم ہے۔ دایاں حصہ اور باایاں حصہ۔ دایاں حصہ پیچیدہ بصری خاکے اور جذبات کے اظہار کے لیے مخصوص ہے جبکہ باایاں حصہ زبان کے استعمال، حساب کتاب اور دلائل کے سسٹم کو کنٹرول کرتا ہے۔ ان دونوں حصوں کے درمیان ایک اسکرین "Membrane" ہے۔ کوئی بھی اطلاع جو دماغ کو بھیجی جاتی ہے وہ بائیں حصے سے داخل ہوتی ہے۔ دماغ کا یہ حصہ اس کو جانچتا ہے۔ اب یہ جانچ پڑتال اس شخص کے اپنے عقائد، تعلیم، یقین اور پہلے سے محفوظ کردہ معلومات کی کسوٹی پر ہوتی ہے۔ اگر کوئی اطلاع اس کی اقدار، علم، تجربے، یقین یا مشاہدے کے خلاف نہ ہو تو پھر یہ اطلاع اسکرین سے پار ہو کر دماغ کے دائیں حصے میں داخل ہوتی ہے جہاں ذہن تمام اطلاعات کو جمع کر کے قبول کر لیتا ہے۔ "بیک ٹریکنگ اور بیک ماسکنگ" (Backmasking and Back Tracking) کے طریقہ کار کی ذہن کے عمل میں اثر انگیزی اور اس میں خلل اندازی دیکھیں کہ اس طریقہ کار میں چھپے ہوئے پیغامات کو کان ذہن تک پہنچا دیتا ہے۔ ذہن اس کو قبول اور وصول تو کرتا ہے لیکن سمجھ نہیں پاتا۔ کیونکہ یہ پیغامات تحریف شدہ اور سمجھ میں نہ آنے والی حالت میں ذہن کو ملتے ہیں۔ ذہن کا باایاں حصہ (جس نے پیغام وصول کیا) ایک کشمکش کی حالت میں ہوتا ہے کہ اس پیغام، جملے یا الفاظ کے ساتھ کیا کیا جائے؟ اسی کشمکش کے دوران باایاں حصہ پیغام کو اسکرین سے گزرنے دیتا ہے اور یہ پیغام دائیں حصے میں پہنچ جاتا ہے۔ وہاں یہ اطلاعات قبول کر لی جاتی ہیں اور دماغ اس کو ایک حقیقت کے طور پر مان لیتا ہے۔ یہ پیغام وہاں پر اپنی جگہ بنا لیتا ہے اور مستقبل میں کبھی کھل کر ظاہر ہو کر اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ ذہن و عقل کو مسرائیز کر کے پیغامات کو وصول کرنے کا ثبوت بہت جگہوں سے مل رہا ہے۔ یہاں پر صرف ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ پیرس میں تقریباً ہر ماہ نوجوانوں کی شب بیدار محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ جن میں جون ہولیڈے (Jahn Holiday) گاتا ہے۔ اس نوجوان کی عمر 18 سال سے زیادہ نہیں جسے پرائمری اسکول سے نکال دیا گیا تھا اور



جو آج لاکھوں ڈالر کا مالک ہے۔ ٹکٹوں کی قیمت انتہائی زیادہ ہونے کے باوجود تقریباً 10,000 لڑکے اور لڑکیاں اس گلوکار کو سننے آتے ہیں۔ یہ محفل رات کے نو بجے شروع ہوتی ہے اور اس وقت ختم ہوتی ہے جب لوگ بے خود ہو کر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ سر پھٹول سے زخمی ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ پولیس، فائر بریگیڈ، امدادی پارٹیاں اور والدین پہنچ جاتے ہیں۔

## (2) بیک ٹریکنگ کیسے کی جاتی ہے؟

الیکٹرونک انجینئرز کے مطابق میوزک آرکسٹرا پر 9 ٹریکس ہوتے ہیں۔ یہ ٹیکنالوجی کمپیوٹر میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ عموماً میوزک ریکارڈنگ کے لیے 8 ٹریکس استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک ٹریک پر موسیقار "Backtracking" کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے عموماً چوتھے یا پانچویں ٹریک کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے ان کے پاس ضروری سامان اور مشینری سب کچھ ہوتا ہے۔ ایک الیکٹرونک انجینئر ریکارڈنگ Equipment کی مدد سے اس کو باسانی Monitor کر سکتا ہے۔ "Backmasking" ایک اور ایسی تکنیک کا نام ہے۔ اس میں ایک لفظ کو الٹا بولتے ہیں جیسے لفظ SATAN (شیطان) کو الٹا کر کے NATAS بولیں گے۔ ایک لفظ Kill ہے، یہ اس کو Llik کر دیں گے۔ آج کل بہت سے گروپس یہ تکنیک "بیک ورڈ ٹریکنگ" کے بجائے فارورڈ ٹریکنگ "Forword Tracking" میں استعمال کر رہے ہیں۔ Forword Tracking دراصل ہپناٹزم یا برین واشنگ کی ایک قسم ہے جو بہت تباہ کن اثرات کی حامل ہے۔

ملائیشیا کے ایک مشہور موسیقار کا حیرت انگیز قصہ ہے۔ وہ گٹار بجانے کا بے انتہا شوقین تھا۔ اس کے پاس 300 سی ڈیز کا ایک بڑا ذخیرہ بھی تھا۔ ایک روز جب یہ موسیقار گٹار بجا رہا تھا تو اس کو ایک بوڑھا شخص ملا۔ اس بوڑھے نے اس سے پوچھا: "کیا وہ خوبصورت گٹار بجانا چاہتا ہے؟" اس کے شوقیہ اثبات کے جواب میں اس نے اس جوان کو چوراہے پر گٹار بجانے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ وہاں ایک شخص تمہیں آکر ملے گا جو تمہیں دنیا کے خوبصورت ترین میوزک سے متعارف



کروائے گا، اس کو اپنا لینا۔ پوری دنیا میں تمہارے میوزک کی دھوم مچے گی۔ یہاں تک پہنچ کر ملائشین موسیقار خاموش ہو گیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ وہ خاموش کیوں ہوا؟ اس کو جو البم دیا گیا اس پر جڑواں لوگوں کے ایک گروپ کی تصویر ہے۔ جس کے درمیان میں ایک شخص کی تصویر ہے۔ اس شخص کی تصویر مائیکل جیکسن کے مشہور زمانہ البم ”Dangerous“ کے کور پر بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ ہم اوپر شیطان کے اس پجاری کے متعلق کچھ تفصیل دے چکے ہیں۔ اس شخص کی حقیقت کچھ یوں ہے کہ یہ فطرۃً ایسا شقی القلب اور خبیث النفس تھا کہ اس کے اپنے والدین نے اسے ”خونخوار جنگلی“ کا لقب دیا تھا۔ اس نے ”Satanic Bible“ کے نام سے کتاب مرتب کی اور اس کتاب کا استعمال ”Satianic“ نامی چرچ میں ہوا۔ ”Alistair Crowley“ جس نے اس چرچ کی بنیاد رکھی۔ اس نے اپنی کتاب ”Magic“ میں یہ شیطانی نصیحت کی ہے: ”Backward“ لکھنا سیکھو۔ ”Backward“ ریکارڈ اور ”Play“ کرنا سیکھو۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ شیطانی برادری (فری میسن) اس تکنیک پر کتنا زور دے رہی ہے؟ اور ایک ہم ہیں اور ہمارے روشن خیال حکمران اور نوجوان نسل ہے کہ ان شیطانی لہروں میں بہے چلے جا رہے ہیں۔

ایک اور پروفیشنل میوزیشن نے توبہ کے بعد اس شیطانی تکنیک سے آگاہ کیا۔ اس کا میوزک پورے ریڈیو Lotus اور دوسرے بہت سے اسٹیشن سے سنا جاتا تھا۔ یہ میوزیشن کبھی نماز پڑھنے مسجد نہ آیا تھا لیکن یکا یک وہ نماز کے لیے جانے لگا۔ مزید اس نے یہ کیا کہ اپنے گھر سے ریڈیو، ٹی وی اٹھا کر پھینک دیے۔ استفسار پر اس نے بتایا کہ اس نے خود ایک تکنیک کے ذریعے معلوم کیا کہ یہ چوتھے یا پانچویں Note پر جس کو میوزیشن ”Keynote“ کہتے ہیں۔ فری میسن موسیقار اس Note پر خاص طریقے سے ایک لفظ ”Add“ کر دیتے ہیں جس کا ذکر ”Backmasing“ میں ہم نے کیا کہ لفظ کو الٹا بول دیتے ہیں۔

اس طرح انگریزی گانے ہوں یا اردو..... ہالی ووڈ کے تیار کردہ ہوں یا بالی ووڈ کے..... ہر



چوتھے یا پانچویں Keynote پر یہی سلسلہ جاری ہے اور جو لفظ Add ہوتے ہیں، وہ اُلٹے بولے جاتے ہیں۔ اگر ان کو مرتب کر کے جوڑا جائے تو ایک مکمل جملہ بن جاتا ہے۔ جو دراصل ایک خفیہ پیغام ”Hidden Message“ ہوتا ہے۔ جب ان گانوں کے Keynotes کے الفاظ کو ترتیب دیا گیا تو کچھ اس طرح کے پیغامات ملے: ”Kill your Sister! Kill your Mother“ اور مزید ایسے جملے تھے جو انتہائی بے ہودہ اور فحش تھے۔ میوزیشن نے مزید بتایا کہ جب یہ الفاظ ان مخصوص ”Keynotes“ پر ظاہر ہوتے ہیں تو آپ یہ محسوس کریں گے کہ اگر یہ کوئی جنسی پیغام ”Sexual Message“ ہے تو سننے والے جنسی عمل ”Sexual Action“ کریں گے۔ اگر کوئی تشدد بھرا پیغام ”Voilent Message“ ہے تو آپ گانا سننے والوں کو ویسے ہی ایکشن کرتا دیکھ سکیں گے۔ دنیا بھر کے مشہور ترین میوزیشن یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ عام لوگ اس حقیقت سے آشنا نہیں۔ البتہ ایک چیز ایسی ہے جس سے ہر شخص اس شیطانی طلسم کو پہچان سکتا ہے۔ ان گلوکاروں کے پروگراموں ”کنسرٹس“ میں حاضرین پر دیوانگی چھا جاتی ہے۔ پھر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر کھلم کھلا ناشائستہ حرکات ہوتی ہیں۔ شیطان کے چیلے اس ناچنے اور نچوانے کو، اس بے خودی اور خود فراموشی کو، اس شہوانی مستی اور نفسانی موج میلے کو ”وجد“ کا نام دیتے ہیں۔ روح کی غذا بتاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ وجد ہے، اگر یہ روح کی غذا ہے تو پھر اس میں سارے کام شیطان کی پوجا والے کیوں ہوتے ہیں؟

وہ نوجوان جو مغربی موسیقی سن رہے ہیں یا انڈین یا پاکستانی گانے یا پھر کسی بھی ملک کی موسیقی سننے کے شوقین ہیں، ان سب کو میوزک ہپنٹازڈ، مسمرائزڈ کر رہا ہے۔ عوام الناس پر یہ حقیقت اس وقت ظاہر ہوگی جب دجال اپنے فتنے کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ فتنہ دجال کی احادیث کے سلسلے میں یہ ذکر ملتا ہے کہ لوگ دجال کی آواز کے پیچھے چلیں گے وہ ایک نیم بے ہوشی (Hyponosis) کے عالم میں ہوں گے اور دجال اس کیفیت کو متحرک (Activate) کرے گا۔

(3) کیا اس تکنیک کا انسانی ذہن پر اثر ہوتا ہے؟



کیا Back Tracking کا ذہن پر اثر ہوتا ہے؟ بہت سے لوگ اس کے جواب میں کہہ سکتے ہیں کہ میں تو بچپن سے میوزک سن رہا ہوں۔ مجھ پر تو کچھ اثر نہیں ہوا۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ Back Tracking کا اثر لاشعوری طور پر ذہن سے ہوتا ہوا روح تک پہنچتا ہے۔ اب یہ اس شخص کی روحانی، ذہنی اور جسمانی کیفیت پر منحصر ہے کہ جو ذہن اس پوشیدہ پیغام کو ”Decode“ کر رہا ہے، اس کی کیا کیفیت ہے؟ جیسے دوا کی مثال ہے۔ ایک شخص کو پہلی خوراک سے فائدہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے کے لیے یہی خوراک زیادہ دفعہ ہوگی تو اثر کرے گی۔ اسی طرح موسیقی ہے۔ کوئی شخص صرف ایک دفعہ سن کر متاثر ہو جاتا ہے۔ کسی دوسرے پر یہ اثر 10 دفعہ سننے کے بعد ہوگا۔ کسی پر 20 دفعہ سننے کے بعد۔ جو لوگ اعصاب کے مضبوط ہوتے ہیں، عبادات توجہ سے کرتے ہیں، کم جذباتی اور کم وہمی ہوتے ہیں، نشہ استعمال نہیں کرتے، ڈپریشن کا شکار نہیں ہوتے، ان پر یہ پوشیدہ شیطانی پیغامات دیر سے اثر انداز ہوں گے۔ اس کے برعکس نشے کے عادی، شہوات سے مغلوب اور گناہوں کی شامت سے اُٹی ہوئی بد حالی کا شکار لوگ جلد اس جال میں پھنس جاتے ہیں۔ فحاشی اور شراب نوشی سے ان کی قوت مدافعت اتنی کمزور ہو جاتی ہے کہ وہ زیادہ دیر تک اس شیطانی نفسیاتی یلغار کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے۔ اور وہ جلد ہی..... کچھ ہی کیسٹیں خریدنے کا شوق پورا کرنے کے بعد ہی..... اپنے اندر کی ایمانی طاقت کو شیطان کے چیلوں کے ہاں گروی رکھوا دیتے ہیں۔

ہمارے مشاہدے میں یہ بات آتی ہے کہ جو بچے (یا بڑے) موسیقی سے شغف رکھتے ہیں، ان کی اکثریت مسجدوں کا رخ کرنے سے گھبراتی ہے۔ ان کا دل قرآن پڑھنے میں نہیں لگتا اور اگر ان کو اس شوق موسیقی سے باز رکھنے کی کوشش کی جائے تو یا تو وہ ”Voilent“ ہو گئے یا پھر ”A Busive“ برا بھلا کہنے والے بن گئے۔ موسیقی سنتے وقت ایسا شخص اپنے آپ کو مست اور بے خود محسوس کرتا ہے۔ جسے آج کے دور میں Alter State of Conciousness (شعور کی بدلی ہوئی کیفیت) کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کیفیت میں اسے کچھ معلوم نہیں ہوتا اور وہ اپنی انگلیوں سے



موسیقی کی تان کا ساتھ دیتے ہوئے اپنے آپ کو ایک دوسری ہی دنیا میں محسوس کرتا ہے۔ لیکن جب موسیقی بجنابند ہو جاتی ہے تو ایسا شخص مکمل طور پر Demoralised (اخلاقی طور پر بد حال) ہو چکا ہوتا ہے۔ اگر اس موقع پر والدین اپنے بچوں کو کچھ بتانا چاہیں جس کو وہ پسند نہ کریں تو اُن بچوں کو مکمل طور پر بدتمیز اور بداخلاق محسوس کیا جاسکتا ہے۔ آسٹریلین ایڈیلیڈ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے اپنی حکومت سے کچھ مخصوص میوزیکل گروپس کے متعلق درخواست کی کہ ان گروپس کو Ban کیا جائے کیونکہ جو عوام ان کا میوزک سن رہے ہیں اُن میں سے کچھ خودکشی کر لیتے ہیں۔ اس لیے کے حوالے سے دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

(1) روزنامہ ”جنگ“ لاہور میں مورخہ 12 ستمبر 1998ء کو ایک خبر چھپی جو بغیر کسی تبصرے کے حاضر ہے۔ بیٹی کے قاتل ماں باپ کا بھید کھل گیا۔ ٹیپ الٹی چلانے سے سچ سامنے آ جائے گا۔ تفصیل ”لاہور جنگ فارن ڈیسک“ ٹیپ ریکارڈ کی آوازوں کی ٹیکنالوجی کے ماہر ڈیوڈ جون اوٹس نے ننھی جن ہینٹ کے ماں باپ کے بیانات پر مشتمل ٹیپ کو نارمل رفتار سے الٹا چلا دیا تو ان کے تمام الفاظ اُلٹے سنائی دیے۔ ان لفظوں میں Vowels کہلانے والی آوازوں کو اس نے جوڑ کر سنا تو ان کے معنی بھی اُلٹے ہو گئے۔ پتا چلا کہ اس بچی کو ماں باپ نے قتل کیا ہے۔ ہفت روزہ جریدے ”ورلڈ نیوز“ نے لکھا ہے کہ ڈیوڈ جون اوٹس نے اس کے بعد یہ اعلان کر دیا کہ ٹیپ پر ریکارڈ ہونے والے تمام بیانات کو اُلٹے چلا کر ہر جھوٹ کی اُلٹ کہانی سنی جاسکتی ہے اور جھوٹ پکڑا جاسکتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ شعوری طور پر جھوٹ بولنے والے کی آواز کو الٹا کر دیا جائے تو اس کے لاشعور کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ جو جھوٹ کے بجائے سچ کو سامنے لے آتی ہیں۔ امریکی ماہر نے اپنی اس ایجاد کو انٹرنیٹ پر دے دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ جس نے میری اس ایجاد کو سمجھنا ہے وہ انٹرنیٹ پر مندرجہ ذیل الفاظ سے وہ ویب سائٹ کا وزٹ کرے [www.reversespeech.com](http://www.reversespeech.com)۔

(2) انٹرنیٹ سے حاصل کی گئی ایک خبر کے مطابق ”نویڈا“ شہر میں رہنے والے دو بھائیوں جن کی عمر بالترتیب 18 اور 20 سال ہے۔ گانوں کا ایک مخصوص البم ”Judas Priest“ بہت شوق اور



باقاعدگی سے سنتے تھے۔ 23 دسمبر 1985ء میں ان دونوں بھائیوں نے اس وقت خودکشی کی کوشش کی جب وہ یہ البم سن رہے تھے۔ ایک بھائی ”رے“ تو اس کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ جب کہ ”جیمز“ نے اپنے آپ کو زخمی کر لیا۔ پھر یہ بھی 3 سال کے بعد اسی زخم کے باعث مر گیا۔ ان کے والدین نے اس مخصوص میوزک گروپ کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ ان کا پکا یقین تھا کہ ان کے بچوں کی خودکشی کا ذمہ دار اس میوزک گروپ کے گانے کے پیغامات تھے۔ بعد میں ماہرین نے بھی اس کی تصدیق کی کہ ان مخصوص گانوں کے بولوں میں یہ پیغامات تھے۔ ”Do it“، ”Let's be dead“ (آؤ! چل کر مرجائیں۔ چلو ایسا کرتے ہیں)





## شیطان کے پھندے

موسیقی۔ گانے۔ فلم۔ کارٹون۔ فرضی کہانیاں۔ ناول۔

بیک ٹریکنگ کی چند مثالیں:

(1) مائیکل جیکسن پاپ میوزک کی دنیا کا بے تاج بادشاہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کے البمز نے دنیا میں ریکارڈ بزنس کیا۔ یہ فری میسنز سے منسلک تھا۔ اس کے کئی شواہد ہیں۔ بعد میں ایسی اطلاعات بھی آتی رہیں کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اسلام کی برکت سے ان کی پچھلی ساری لغزشیں معارف فرمادے۔ فی الحال ہم ایک ایسی چیز کا ذکر کر رہے ہیں جو ان کے ”زمانہ جاہلیت“ سے منسوب ہو کر سامنے آئی تھی۔ ہماری غرض اس سے قطعاً یہ نہیں کہ ان کی پچھلی غلطیاں دنیا کو یاد دلاتے پھریں۔ اگر وہ سچے دل سے اسلام لے آیا تھا تو اسلام پچھلے گناہ ختم کر دیتا ہے۔ ہم کون ہوتے ہیں کہ ان کا تذکرہ کرتے پھریں۔ ہماری غرض فقط یہ ہے کہ ”برادری“ دنیا کی مقبول ترین شخصیات کو بھی ان کی بے خبری میں اپنے مقصد کے لیے استعمال کرتی ہے۔ مائیکل جیکسن کے ایک البم ”Dangerous“ یعنی ”خطرناک“ کے کور پر بدنام زمانہ فری میسونک علامت ایک آنکھ بنی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ایک جھیل کی تصویر ہے جس میں جلتے ہوئے شعلے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جو بھی اس پانی میں داخل ہوگا دراصل آگ میں کودے گا۔ شیطان آگ سے بنا ہے اور یہ جھیل خطرناک شیطانی مرکز ”برمودا“ کی طرف اشارہ ہے۔ کور پر ایک آدمی ”ایرٹل کروئے“ کی تصویر ہے جو ایک بدنام زمانہ فری میسن تھا۔ یہ وہ بد بخت شخص ہے جس نے شیطان کا پجاری بن کر ایک کتاب لکھی: ”The New Law of Man“ یعنی ”انسان کا نیا قانون“۔ اس کے مطابق نعوذ باللہ قرآن کو ایک دن انسان کے قانون سے بدل دیا



جائے گا۔ شیطان اور اس کے چیلوں کے سامنے سب سے بڑی رکاوٹ قرآنی آوازیں اور قرآن کا دستور ہے۔ اس کے مقابلے میں وہ ہر قیمت پر شیطانی آوازوں اور شیطانی نظام کو غالب کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں مدارس اور مکاتب میں چٹائی پر بیٹھے معصوم بچوں کی روح پرور آوازیں تو بری لگتی ہیں لیکن جہنم کی وادیوں کی طرف ہنکانے والی شیطانی صداؤں کو وہ روح کی غذا ٹھہراتے ہیں۔

(2) بیک ٹریکنگ کے ذریعے شیطان کی عبادت دنیا میں پھیلانے کی ایک اور مثال گلوکارہ میڈونا کی ہے۔ اس کے ایک البم کا مشہور گانا ”Like a prayer“ سنا جائے تو اس کے بول ہیں:

When you call my name ,

It's like a little prayer ,

I'm down on my knees ,

I wanna take you there in the midnight hour !!

”جب تم میرا نام پکارتے ہو تو یہ مجھے ایک دُعا کی طرح لگتا ہے۔ میں اپنے گھٹنوں کے بل جھک جاتی ہوں اور تمہیں آدھی رات میں اپنے ساتھ لے جانا چاہتی ہوں۔“  
یہ الفاظ دراصل خدا سے مخاطب ہو کر نہیں، شیطان سے مخاطب کر کے کہے جا رہے ہیں۔  
جب ان الفاظ کو Backward چلایا جائے تو بآسانی یہ الفاظ سنے جاسکتے ہیں: "O, hear us :  
satan"۔ (اے شیطان! ہمیں سنو!)

(3) بیک ٹریکنگ کی ایک اور مثال ایگل گروپ ”The Eagles“ سے سامنے آتی ہے۔ ان کے ایک گانے کا نام ہے ہوٹل کیلی فورنیا The meal is on the ceiling۔ اس گانے میں Yeah satan بآسانی Backward کر کے سنا جاسکتا ہے۔ اس گانے کے پیچھے بھی ایک انتہائی پراسرار شیطانی کہانی چھپی ہوئی ہے۔ گانا آگے کی طرف چلایا جائے تو یہ مصرعے یوں ہیں:

I fell on the Felling she put Shamane on ice she said we



are all just prisoners here of our own device in the masters  
chamber gathered for big feast gathered with the feeling but  
they just can't feel.

گانے کو اُلٹا چلایا جائے تو یہ الفاظ واضح سنائی دیتے ہیں: YEH SATAN: جے  
شیطان۔

اس پیغام کے ساتھ گانا بذاتِ خود ایک داستان ہے۔ گانے کا نام کیلی فورنیا کوئی ہوٹل نہیں،  
دراصل امریکا میں موجود ایک سڑک ہے۔ اس سڑک پر ایک چرچ کا ہیڈ کوارٹر ہے لیکن یہ وہ چرچ  
نہیں جس میں عیسائی حضرات جمع ہو کر خدا کی عبادت کرتے ہیں، بلکہ یہ تو شیطان کا چرچ ہے جس  
میں شیطان کی پوجا ہوتی ہے۔ اس کے بانی کا نام ایٹھٹی سینز ڈیلینی ہے جو ”شیطانی بائبل“ کا  
لکھنے والا ہے۔ امریکا کے چوٹی کے مشہور اداکار ٹی وی اور فلم کے ذریعے اسی چرچ کی تعلیمات کو  
فروغ دے رہے ہیں۔ یہ لوگ فلم اور موسیقی کے ذریعے شیطان کے مبلغ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔  
جیسا کہ ”رولنگ اسٹون“ نامی گروپ کے لیڈ سنگر ”میکجا“ نے ایک گانا لکھا: ”Sympathy for  
the devil“ (شیطان سے ہمدردی) جب ”برادری“ کے زیر انتظام یہ چرچ شروع ہوا تو  
دکھاوے کے لیے عیسائیت کی تعلیمات کو فروغ دے رہا تھا۔ پھر رفتہ رفتہ اس نے اصل روپ دکھایا  
اور مذہب سے مکمل بغاوت کی جانب رواں دواں ہو گیا۔ آج اس میں شیطانی عناصر جمع ہیں۔ یہ  
امریکا میں شیطان کی پوجا کا مرکز اور اس کا سب سے بڑا داعی ہے۔ جو والدین اپنے بچوں کو مغربی  
موسیقی سننے کی سہولتیں فراہم کرتے ہیں، وہ سوچ لیں کہ اپنے معصوم جگر گوشوں کو کن لوگوں کا معمول  
بنارہے ہیں۔

(4) اس حوالے سے ایک میوزک گروپ ”Cheap Trick“ کی مثال بھی پیش کی جاسکتی  
ہے۔ اس میوزک گروپ کے ایک البم کے تعارف میں اسکا ”Lead Singer“ اناؤنسمنٹ کرتا  
ہے: ”This song is the first from our album“ یہ گانا ہمارے البم کا پہلا گانا ہے۔



اس اناؤنسمنٹ کو Anti Clockwise چلایا جائے اور مختلف تکنیک سے Backtrack کیا جائے تو یہ الفاظ سنے جاسکتے ہیں: "My servant is a Musician" (میوزیشن میرا غلام ہے)۔ سچ ہے موسیقی کا کام کرنے والے شیطان کے غلام ہیں۔

(5) ایک اور مثال ایک دوسرے گروپ "Styx" کی ہے۔ گریک میتھ (Greek Myth) کے مطابق یہ نام "جہنم کے ایک دریا" کا ہے۔ ان کے ایک البم کا نام "Paradise Threatre" ہے۔ اس البم کا ایک گانا ہے جس کے بول Snowblind ہیں۔ اس گانے کو سنیں۔ اس کے بول کچھ یوں ہیں: I try so hard to make it so (یعنی میں اس کام کے لیے کس قدر محنت کرتا ہوں؟) انہی بولوں کو اسی ترتیب اور اسی پوزیشن میں Backword چلایا گیا تو یہ بول کچھ یوں تھے: O Satan move in our Voices (او شیطان! ہماری آوازوں میں گردش کرو)

اسی گروپ "Styx" کے ایک دوسرے البم کے ایک گانے کے بول ہیں: "I am Ok" (میں ٹھیک ہوں) جب گانا آگے سنیں تو اگلے بول ہیں: I had finally found person, .....i have been searching for تھی....." آپ ان معنی خیز بولوں کو ملاحظہ کیجیے۔ گلوکار کس کی تلاش میں ہے کہ جس کو اس نے پالیا اور اب وہ اس کی خوشی منانا چاہتا ہے؟ جب ان الفاظ کی Back Tracking کی گئی تو اس سوال کا جواب بھی مل گیا: I am your servent we shall stick by the, serpent of Alpha۔ "میں تمہارا غلام ہوں۔ ہم شیطان کی غلامی پر جمے رہیں گے۔" لفظ "Serpent" (سانپ) دراصل عیسائیت کے اس تصور کی نشاندہی کرتا ہے کہ جب شیطان نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے دل میں وسوسہ ڈالا تو اس موقع پر وہ سانپ کے بہروپ میں تھا۔ اس نے سانپ کا بھیس بدلا ہوا تھا۔ آج وہ آدم کی اولاد کو ورغلا نے کے لیے پھر سانپ کی شکل میں آ رہا ہے۔ آپ اپنے ارد گرد غور کریں۔ بہت سی چیزوں پر بلاوجہ سانپ کی شبیہ، رسیاں یا لہریں بنی ہوئی دکھائی دیں



گی۔ یہ شعوری یا لاشعوری طور پر شیطان کی موجودگی، اس سے مدد مانگنے اور اس کی توجہ کھینچنے کے لیے بنائی گئی ہوتی ہیں۔

(6) اوپر گانوں میں جن "Hidden Messages" (پوشیدہ پیغامات) کا ذکر کیا گیا ہے، ان شیطانی پیغامات کی ترسیل کا یہ کام دنیا کی ہر زبان کی موسیقی میں ہو رہا ہے۔ کیا پاکستان میں بھی کسی نے دیسی اسٹائل میں ایسا کچھ کرنے کی کوشش کی؟ تحقیق کی جائے تو جواب اثبات میں ملتا ہے اور کیوں نہ ملے کہ پاکستان تو "برادری" کا خصوصی ہدف ہے۔ 21 مارچ 99ء کو ایک انگریزی اخبار کے آرٹیکل سے معلوم ہوتا ہے کہ 1995ء کے آغاز میں لاہور کے ایک صحافی نے گانوں کی کچھ کیسٹوں کی 500 کاپیاں خود تیار کروا کر لوگوں میں مفت تقسیم کیں۔ لوگوں نے ان کیسٹوں کی آوازیں سن کر محسوس کیا کہ ان Tapes میں کچھ پراسرار آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں۔ ان لوگوں کی تصدیق کچھ تو بعض کے آرٹیکلز سے ہوئی۔ ان گانوں کو غور سے سننے پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی پکار رہا ہو: "ابلیس ابلیس!" کسی کیسٹ میں "Jewcola" کے الفاظ سنائی دیتے، ان گانوں کے کیسٹ "آتش راج" کے فرضی نام سے تیار کیے گئے اور بینڈ کا نام "عذاب" تھا۔ (ابلیس کا مادہ آگ سے بنا ہے اور آگ جہنم کا اصل عذاب ہے) جب کیسٹ تیار کرنے والے کی ملاقات ایک صحافی سے ہوئی اور اس نے ان کیسٹوں کی پراسرار آوازوں کی حقیقت پوچھی تو اس نے یہ کہہ کر مذاق میں ٹال دیا کہ دراصل اس نے یہ پیغامات معاشرے کے اوپر ایک طنز اور ایک انتقامی رد عمل کے طور پر ریکارڈ کروائے۔ یہ شخص جلد مزید Tapes مارکیٹ میں لانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

خبر کے آخری جملے کا مطلب ہے ایسی اور بھی کیسٹیں مارکیٹ میں آئیں اور انہوں نے "ابلیس ابلیس" پکار کر جہنم کی آگ اور عذاب کو دنیا میں ہی ہمارے ارد گرد بڑھکا دیا۔ حال ہی میں ہمارے ہاں کے مشہور ترین ٹی وی چینل نے اپنا میوزک چینل "آگ" کے نام سے شروع کیا ہے۔ اس کی بھڑکائی ہوئی آگ کی لپٹیں نئی نسل کے ایمان، حب الوطنی اور مثبت صلاحیتوں کو چاٹ



رہی ہیں۔ ان میں مٹکنے اور ٹھمکنے کے منفی جذبات پیدا کر رہی ہیں۔ سوچا جانا چاہیے کہ موسیقی جیسی ”لطیف“ چیز کا آگ جیسی بھڑکتی بھڑکتی چیز سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ یقینی بات ہے کچھ لوگ ہم سے کھیل رہے ہیں اور اس وقت تک کھیلتے رہیں گے جب تک ہم دین کی طرف لوٹ کر اللہ کی پناہ میں نہیں آ جاتے۔ اور ایسا اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک ہم شیطان کے چنگل سے نکلنے کا عزم کر کے شیطانی کام چھوڑنے کا تہیہ نہیں کر لیتے۔

موسیقی پر کیا موقوف ہے؟ ساری انٹرٹینمنٹ کی دنیا فری میسن کی نشانیوں اور کارستانیوں سے بھری پڑی ہے۔ امریکی فلم انڈسٹری میں یہ بات مکمل طور پر نمایاں ہے مگر ٹی وی بھی اس سے پیچھے نہیں۔ عام پروگراموں کو تو رہنے دیجیے۔ فری میسنز نے بچوں کے کارٹونوں تک کو اس مقصد کے لیے استعمال کیا ہے۔ بچوں کی کہانیاں اور ناول تک اس سے محفوظ نہیں۔ بطور نمونہ سب کی ایک ایک مثال دی جا رہی ہے۔

### ٹی وی اور فلمز:

ٹی وی کے ذریعے ایک بہت بڑی تعداد میں ناظرین کو ایک نئے خیال سے متعارف کرایا جا رہا ہے اور وہ وقت شاید بہت زیادہ دور نہیں جب وہ خیال حقیقت بن کر دنیا کے سامنے آ جائے گا۔ بس دنیا کے ذہنوں میں اس خیال کے جاگزیں ہونے کا انتظار ہے۔ وہ خیال ہے: ”ایک گلوبل لیڈر جو دنیا کو مسائل سے نجات دلا سکے۔ آپ آج کل گلوبل کا لفظ بہت سنتے ہوں گے۔ گلوبل ویلج، گلوبل یونین، گلوبل..... یہ سب کیا ہے؟ عالمی دجالی ریاست کے عالمی لیڈر ”دجال“ کے لیے ذہن سازی ہے۔ ”ریڈ یارڈ کپلنگ“ ایک فری میسن مصنف ہے۔ اس کی کتاب "The Jungle Book" پر ہالی ووڈ کی فلم بنائی گئی جس میں شان کونرے، ماویکل کین اور سعید جعفری جیسے میسونک اداکاروں نے نمایاں کردار ادا کیا۔ یہ کتاب دو سپاہیوں کی کہانی ہے جو انڈیا کے ”قریب“ ایک ملک میں جاتے ہیں۔ ملک کا نام ”کافرستان“ ہے۔ پہنچتے ہی وہاں کے لوگ جنہیں ”کافر“ کہا جاتا ہے انہیں گرفتار کر لیتے ہیں۔ جب انہیں قتل کیا جانے لگتا ہے تو ان میں



سے ایک سپاہی کی گردن کے گرد ہار ڈالتا ہے جس پر میسونک آنکھ کا سمبل کھدا ہوتا ہے۔ کافر اس کو خدا سمجھنے لگتے ہیں اور بعد میں سپاہی بھی اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگتا ہے۔ قیدی سپاہی کو خدا کے درجے تک پہنچانے کا کیا مطلب ہے؟ یہ دجال کے خروج کی ریسرسل ہے۔ گلوبل لیڈر کون ہے؟ مسلمانوں کے نظریے کے مطابق دجال ہے۔ حدیث میں آتا ہے: ”کافروں میں سے ایک شخص اٹھے گا جو اپنی ایک آنکھ سے پہچانا جائے گا۔ وہ دنیا کا لیڈر ہونے کا اعلان کرے گا اور بعد میں خدائی کا دعویٰ۔“

کارٹون:

میٹ گراؤنگ ایک مصدقہ فری میسن ہے۔ یہ ”مسٹر سمپسن“ Mr. Simpsons نامی کارٹون سیریز کا خالق ہے۔ وہ کھلے عام اقرار کرتا ہے کہ: ”وہ ایسے طریقے سے اپنے خیالات کو لوگوں تک پہنچا رہے ہیں کہ وہ بآسانی انہیں ہضم کر سکیں۔“ یہ کارٹون ہمارے بچوں کو دراصل کیا سکھا رہے ہیں؟ ان تک بآسانی ہضم ہونے والے کون سے پیغامات پہنچا رہے ہیں؟ کارٹونوں کے ذریعے بہت سے شیطانی سبق ہمارے بچوں کے معصوم ذہنوں میں انڈیلے جا رہے ہیں۔ جیسا کہ ماں باپ سے بغاوت، حکومت کی جانب سے لگائی گئی جائز پابندیوں کو توڑنا، برے اخلاق اور نافرمانی وغیرہ۔ اخلاقیات کی یہ پامالی معمولی چیز ہے۔ ”برادری“ تو انسانیت کو اس سے کہیں آگے اس مقام پر لے جانا چاہتی ہے۔ جہاں شیطان حکم الہی کا انکار کر کے پہنچ گیا تھا۔ فرعون اور شداد نے تو بادشاہی کے بعد خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ فری میسنری بیماری سے شفا یاب ہونے والے مریض کو خدائی کا دعویٰ دار بنا رہی ہے۔ آئیے! دیکھتے ہیں کیسے؟ امریکا جیسے ملک میں کھلے عام یہ سب کچھ کیسے ہو رہا ہے؟

اس کارٹون سیریز کی ایک قسط میں انتہائی پریشان کن صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔ اس قسط میں سمپسن فیملی کا سربراہ ”ہومر سمپسن“ ایک گروہ کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ یہ گروہ درحقیقت دجال کی راہ ہموار کرنے والی عالمی یہودی تنظیم ”فری میسنری“ کا ہے۔ گروہ کے ممبران ہومر



سمپسن کے جسم پر پیدائشی نشان دیکھتے ہیں اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ تم اللہ کے جنے ہوئے ہو جس پر نبوت اترتی ہے۔ یہ نیا رتبہ ہو مر سمپسن کو اپنے آپ کو خدا سمجھنے پر مجبور کر دیتا ہے جس کا اقرار وہ ان الفاظ میں کرتا ہے: ”میں ہمیشہ سوچتا تھا کہ کیا کوئی خدا ہے؟ اب مجھے پتا چلا کہ وہ کون ہے؟ وہ تو میں خود ہوں۔“ کچھ لوگ کہیں گے کہ یہ صرف ایک مذاق ہے مگر اللہ کی قسم! یہ مذاق نہیں۔ یہ بے ہودہ مہم ہے۔ یہ ایک بہت بڑا پروپیگنڈا ہے جس کے ذریعے غیر محسوس طریقوں سے لوگوں کی سوچ بدلی جا رہی ہے۔

کہانیاں:

پیمبلین کی "Pipe Piper" انگریزی ادب کی مشہور زمانہ لوک کہانی ہے۔ ریڈرز ڈائجسٹ کی ایک رپورٹ کے مطابق یہ لوک کہانی فرضی نہیں بلکہ حقیقی کہانی تھی جو کالے جادو اور شیطانیت کے پوشیدہ اسرار پر مبنی تھی۔ شیطان کی پجاری ”برادری“ نے جادو کی تاثیر اور شیطان کی طاقت لوگوں کے دلوں میں بٹھانے کے لیے یہ کہانی تحریر کروائی اور اسے انگریزی خواں طبقے کے گھر گھر تک، بچے بچے تک پہنچا دیا۔ یہ کہانی کچھ یوں ہے کہ ایک بستی میں چوہوں نے فصلیں تباہ کر دیں۔ لوگوں کے گھروں میں چوہوں نے چیزیں کتر ڈالیں۔ بستی کے لوگ اس آفت سے بہت تنگ آ گئے اور ان کی کوئی تدبیر چوہوں کو مارنے کی کارگر ثابت نہ ہوئی۔ ایسے وقت میں ایک اجنبی اس بستی میں داخل ہوا۔ اس کو اس مسئلے کا علم ہوا تو اس نے بستی والوں کو اپنی خدمات پیش کیں کہ وہ اس فتنے سے ان کو نجات دلا سکتا ہے۔ اگر بستی والے اس کو مقررہ مقدار میں سونا (سکے) پیش کریں۔ بستی والے اس کی اس شرط پر راضی ہو گئے۔ اس شخص نے شرط طے کرنے کے بعد ایک پائپ (بانسری) منہ کو لگایا اور ایک دھن نکالی۔ اس دھن کا سننا تھا کہ بستی کے ہر کونے سے چوہوں نے نکلنا شروع کر دیا۔ وہ شخص وہ دھن بجاتا ہوا بستی سے باہر نکلا اور تمام چوہے بھی اس دھن کے پیچھے چلتے گئے۔ حتیٰ کہ وہ اجنبی تمام چوہوں کو دریا کے کنارے لے گیا اور تمام چوہے دریا میں گر کر ہلاک ہو گئے۔ یوں بستی والوں کو چوہوں سے نجات ملی، لیکن اس شخص کو وعدے کے



مطابق سونا (رقم) کی ادائیگی نہیں کی۔ بستی والوں کی اس وعدہ خلافی کا اس شخص نے اس طرح بدلہ لیا کہ اس نے پھر اپنا پاپ منہ کو لگایا اور ایک دوسری دھن نکالی۔ اس کا سننا تھا کہ تمام بستی کے بچے اس دھن کے پیچھے چل پڑے اور وہ شخص دھن بجاتا ہوا بچوں کو اپنے ساتھ لے کر ایسا غائب ہوا کہ پھر وہ شخص ملا نہ بچے۔ موسیقی، کالا جادو اور شیطانی کرتوت تینوں چیزوں کو اس کہانی میں ایسی چابک دستی سے سمو کر پیش کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا غیر شعوری طور پر ان کالی شیطانی چیزوں کے رعب میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ یوں انگریزی ادب کے مطالعے کا فیشن اسے جو روگ لگاتا ہے، مرتے دم تک اس کی تلافی نہیں ہو پاتی۔

ناول:

ہیری پوٹر کے ناولوں نے مثالی شہرت حاصل کی اور ریکارڈ بزنس کیا۔ ہمارے ہاں کچھ والدین ایسے تھے جو یورپ کے والدین کی تقلید کرتے ہوئے اپنے بچوں کو یہ ناول پڑھتے دیکھ کر خوش ہوتے تھے کہ ان کے بچے دنیا کے ساتھ چلنا سیکھ رہے ہیں۔ ایسے حضرات مدرسے کے بچوں پر ترس کھاتے تھے..... جن کا ذہن ان شیطانی اثرات سے آلودہ نہ ہوا تھا..... کہ وہ کیا جانیں دنیا کا اسٹائل، آرٹ اور انہیں کیا معلوم ادب لطیف کیا ہوتا ہے؟ ان ناولوں میں کیا تھا؟ جادو، شیطانی طاقتوں، بدروحوں اور ماورائی جادوئی طاقتوں کی محیر العقول کارستانیوں..... ان ناولوں کو پڑھ کر ہمارے بچوں نے کیا حاصل کیا؟ جادو کی ہیبت، اس کے کمالات، اس کے ذریعے مشکل کشائی..... یہ سب کچھ غیر محسوس طریقے سے ان کے معصوم ذہنوں میں فیڈ کر کے انہیں ان ناپاک چیزوں سے مانوس کر دیا گیا تا کہ کل وہ آسانی سے ”عالمی دجالی ریاست“ کے وفادار شہری بن سکیں۔ گویا ہم نے اپنے ہاتھوں اپنے بچوں کو شیطان کے پجاریوں کا وہ فرسودہ مواد خرید کر دیا جو انہیں رحمان سے بغاوت سکھا سکے۔ جو انہیں شیطان کی عبادت کے قریب لے جائے۔

الغرض شیطان کی محنت جاری ہے۔ وہ اور اس کے چیلے ہر رخ سے حملہ آور ہو رہے ہیں۔ وہ انسانیت کو گناہ میں مبتلا کر کے جہنم کا ایندھن بنانا چاہتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں وہ خوش نصیب



لوگ ہیں جو بے سروسامان ہیں۔ بے وسائل اور بے آسرا ہیں لیکن خدا کی محبت کی آس میں، اس کی نصرت کے آسرے پر انسانیت کو جہنم سے بچانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ وہ دین کی طرف رجوع کی دعوت ہر حالت میں دے رہے ہیں۔ وہ شریعت کے نفاذ کی جدوجہد میں ہر لمحے لگے ہوئے ہیں۔ سعادت مند ہے وہ شخص جو ان مبارک کوششوں میں اپنا حصہ ڈالے اور خود کو، اپنے بچوں کو اور تمام مسلمانوں کو شیطان کے چنگل سے چھڑا کر رحمن کی آغوش میں لانے کی جدوجہد میں شامل ہو، ان تمام گناہوں کو چھوڑنے اور چھڑانے کی جدوجہد کرے جو مغربی تہذیب کے جلو میں ہمارے معاشرے میں پھلتے چلے جا رہے ہیں۔ موسیقی، فلم، ناول، کارٹون جیسے شیطانی پھندوں سے انسانیت کو چھڑا کر دینِ خالص کی ابدی نعمتوں کا شوق دلانے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا اُمتی اور اس فتنہ زدہ دور کا نجات یافتہ خوش قسمت ہے۔

[قارئین کرام کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ان مضامین کی اشاعت کے کچھ عرصے بعد ایسی ڈاکومنٹریز تیار ہو کر آنا شروع ہو گئیں جن سے ان مضامین میں بیان شدہ ایک ایک امر کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس موقع پر اکثر احباب رابطہ کر کے پوچھتے ہیں کہ آپ کی معلومات کا ”ذریعہ“ کیا ہے۔ یہ عاجزان سے عرض کرتا ہے کہ ان معلومات کو آپ تک پہنچانے کا مقصد کیا ہے؟ اس کو آپ سمجھ لیں اور آگے سمجھنا شروع کر دیں تو ایک ”دیسی مولوی“ کی محنت ٹھکانے لگ جائے گی جو آپ کے لیے مغرب کے واقف کاروں سے پہلے شیطانی ہتھکنڈوں کی حقیقت بمع شرعی لائحہ عمل کے پہنچانے کے لیے کوشاں ہے۔ انسان کو ”مقصدیت پسند“ ہونا چاہیے نہ کہ شخصیت پرست۔]



# دجالی ریاست کے قیام کے لیے جسمانی تسخیر کی کوششیں

(پہلی قسط)

”چونکہ ایک طاقت کی حتمی سلامتی کا مطلب باقی ساری طاقتوں کی حتمی غیر سلامتی ہے اس لیے اس کا حصول صرف فتح سے ممکن ہے۔ جائز فیصلے سے ایسا کبھی نہیں ہوتا۔“ (ہنری کسنجر: دی مائٹ آف نیشن، ورلڈ پولیٹکس ان اوور ٹائم: نیویارک، 1965ء)

☆☆☆

عنوان پڑھ کر پہلے آپ کو کچھ سنسنی محسوس ہوئی ہوگی پھر آپ نے اسے معمول کی چیز یا سنسنی پھیلا کر توجہ حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہوگا۔ ہم آپ کے کسی ردِ عمل کی نفی نہیں کرتے نہ اسے یکسر ناواقفیت قرار دے کر رد کرتے ہیں۔ ہماری آپ سے درخواست ہے کہ پہلے ذیل کا ایک اقتباس پڑھ لیجیے، پھر کچھ ایسے حقائق جو مغرب کے منصف مزاج اور انسانیت پسند محققین نے نادیدہ آنکھوں کی نگرانی اور خفیہ ہاتھوں کی کارستانیوں کی پروانہ کرتے ہوئے دنیا کے سامنے پیش کیے اور آخر میں ایک نوجوان کا وہ خط جو اس نے جان کی پروانہ کرتے ہوئے تحریر کیا۔ اس خط سے جہاں دنیا بھر میں سرگرم انسانیت دشمن دجالی قوتیں بے نقاب ہوتی ہیں، وہیں یہ بات بھی سامنے آجاتی ہے کہ پاکستان پر دجال کے کارندوں کی خصوصی نظر ہے اور تاریکی کے فتنے ”دجالِ اعظم“ کے خلاف جو ہدایت یافتہ لشکر اٹھے گا، اس میں اہل پاکستان کا بھی بہت بڑا کردار ہوگا۔ تو آئیے! پہلے مستقبل کی دنیا کا ایک خاکہ جو دجالی قوتوں نے ترتیب دیا، دیکھ لیتے ہیں تاکہ یہ سمجھنے میں



آسانی ہو کہ رحمان کے بندے اس شیطانی مہم سے آگاہی کے بعد کیا کچھ کر سکتے ہیں؟  
بارہ سرداروں کے ایک ارب غلام:

ایک عالمی حکومت اور ون یونٹ مانیٹری سسٹم، مستقل غیر منتخب موروثی چند افراد کی حکومت کے تحت ہوگا۔ جس کے ارکان قرون وسطیٰ کے سرداری نظام کی شکل میں [یعنی بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے بارہ سرداروں والے نظام کی شکل میں] اپنی محدود تعداد میں سے خود کو منتخب کریں گے۔ اس ایک عالمی وجود میں آبادی محدود ہوگی اور فی خاندان بچوں کی تعداد پر پابندی ہوگی۔ وباؤں، جنگوں اور قحط کے ذریعے آبادی پر کنٹرول کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ صرف ایک ارب نفوس رہ جائیں جو حکمران طبقے کے لیے کارآمد ہوں اور ان علاقوں میں ہوں گے جن کا سختی اور وضاحت سے تعین کیا جائے گا اور یہاں وہ دنیا کی مجموعی آبادی کی حیثیت سے رہیں گے۔“

اس اقتباس میں مستقبل کی ان منصوبوں کی نقشہ کشی کی گئی ہے جو دنیا کی ایک مخصوص قوم کے فتور زدہ دماغ میں پلتے ہیں۔ دنیا میں درپردہ مصروف کار ایک مخصوص گروہ دراصل کرہ ارض پر بلا شرکت غیرے حکمرانی چاہتا ہے۔ اس کی اپنی تعداد چونکہ بہت کم، محدود اور قلیل ہے اس لیے وہ ہر صورت میں رنگ دار نسلوں اور صاحب ایمان افراد کو ختم یا کم کرنا چاہتا ہے۔ یہ تعصب مذہبی بھی ہے اور نسلی بھی۔ اس کی زد میں رنگ دار پسماندہ اقوام بھی آتی ہیں اور جھوٹی خدائی اور جھوٹی نبوت کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو جانے والے صاحب عزیمت اہل ایمان بھی۔ اس گروہ کو اپنی نسلی برتری کا جھوٹا زعم ہے۔ اس کے خیال میں وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور چہیتے ہیں۔ ان کے منصوبے کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام رنگ دار اقوام کم تر اہلیت اور اہمیت کی حامل ہیں۔ اس کے باوجود خدشہ یہ ہے کہ وہ محض اپنی بڑھتی ہوئی آبادی کے زور پر دنیا میں تسلط اور غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ رنگ دار اقوام کی اس بڑھتی ہوئی آبادی کا مقابلہ کرنے کے لیے امریکا اور یورپ کا اپنی آبادی کو بڑھانا مشکل بلکہ ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔ کیونکہ امریکا اور یورپی اقوام خود اپنے ہی دام میں پھنس کر اپنی آبادی کی شرح خطرناک حد تک کم کر چکی ہیں اور نوبت اب یہاں تک پہنچ چکی ہے



کہ عام یورپی اور امریکی فرد خاندان اور بچوں کے کسی جھنجھٹ میں پڑنا ہی نہیں چاہتا اور "Enjoy thyself" کے معروف مغربی اصول کے تحت اپنی زندگی ذمہ داری سے پاک اور عیش و عشرت سے بھرپور گزارنا چاہتا ہے۔ چنانچہ مغربی پالیسی سازوں کو اب یہی حل نظر آتا ہے کہ دوسرے خطے کے لوگوں کی آبادیاں بھی اس حد تک کم کر دی جائیں کہ کبھی ان کے مقابل آنے کا خطرہ پیدا نہ ہو سکے۔ اس کے لیے گزشتہ کئی دہائیوں سے ایک ہمہ جہت مہم چلائی جا رہی ہے۔ علمی و نظریاتی سطح پر لٹریچر کی تیاری اور اشاعت، ابلاغی محاذ پر سرگرمی، سیاسی، سماجی اور اقتصادی میدانوں میں آبادی کے حوالے سے مطلوب پالیسی اقدامات اور ان اقدامات کے لیے بااثر حلقوں کی حمایت کا حصول اس ہمہ گیر مہم کے اہم عنوانات ہیں۔ حکمت عملی یہ ہے کہ براہ راست بھی اور بالواسطہ طور پر عالمی اداروں کے ذریعے بھی غربت کے خاتمے، اقتصادی ترقی اور ماں بچے کی صحت جیسے پروگرامات کے پردے میں تحدید آبادی کی مہم کو کامیاب بنایا جائے۔ اس ضمن میں اگر ترغیب و تحریص سے کام نہ نکل سکے تو جنگ، جبر، زور زبردستی حتیٰ کہ ایٹمی اور کیمیائی جنگ کے بارے میں بھی سوچنے اور عمل کرنے کے لیے تیار رہا جائے۔ انسانی آبادی کم کرنے کی مہم کو "فلاح و بہبود" کا نام دیا جاتا ہے۔ مختلف بیماریوں کے علاج کے لیے مفت گولیوں، ٹیکوں اور قطروں کی فراہمی کو انسان دوستی کہا جاتا ہے۔ یہ نہ فلاح و بہبود ہے اور نہ انسان دوستی۔ یہ انسان کشی کی وہ سنگدلانہ مہم ہے جو انسانیت کو اپنی مرضی کے تحت محکوم و محدود بنانے کے خبط میں مبتلا ایک گروہ نے برپا کی ہے۔ آپ شاید اس کو مبالغہ یا حساسیت قرار دیں گے لیکن اس مضمون کے اختتام تک ہمارے ساتھ چلتے رہیے تو آپ یقیناً اس نتیجے تک پہنچ جائیں گے جو تحقیق اور حقائق کی تہہ سے برآمد ہوا ہے۔

## انسانیت کے خلاف جراثیمی جنگ:

اس وقت ہم دنیا میں خاندانی منصوبہ بندی، تولیدی صلاحیت کم کرنے والی ویکسین وغیرہ کی شکل میں جو عالمگیر مہم چلتی دیکھ رہے ہیں، یہ درحقیقت ایک مخصوص انسانی گروہ (جو خوفناک حد تک



سنگدل اور خود غرض ہے) کے مفاد کے لیے کھیلا جانے والا طاقت، سیاست اور مفادات کا عالمی کھیل ہے جو کہیں ترغیب و تحریص اور کہیں جبر و دباؤ کے ذریعے کھیلا جا رہا ہے۔ کبھی اس کے لیے انسانیت کا لبادہ اوڑھ لیا جاتا ہے اور کہیں بوقت ضرورت ریاستی طاقت اور ریاستی ادارے جبر و تشدد کا ہتھکنڈا استعمال کرتے ہیں۔ مانع حمل گولیوں سے لے کر متعدد جراثیمی بیماریاں پھیلانے تک ایک لرزہ خیز شیطانی سلسلہ ہے جو ابلیس کے نمائندہ اعظم ”الدجال الکبر“ کی عالمی حکومت کا خواب پورا کرنے کے لیے چلایا جا رہا ہے۔ آئیے! ایک نظر اس شیطانی مہم پر اور پھر یہ دلیرانہ عزم کہ ہم ان شاء اللہ شریعت سے چمٹے رہ کر ساری عمر گزار دیں گے کہ اسی میں ہمارا بچاؤ ہے، اس عالمگیر تباہی سے جس سے ابلیس کے کارندے انسانیت کو دوچار کرنا چاہتے ہیں۔

1970ء کی دہائی تک یہ بات زیادہ سے زیادہ واضح ہوتی جا رہی تھی کہ یورپ اور سفید فام امریکا کی آبادی تیزی سے کم ہو رہی ہے۔ اگر کچھ نہ کیا گیا تو تیسری دنیا کی اقوام کی آبادی کا بڑھتا ہوا حجم ”فری میسنز“ کے زیر کنٹرول ممالک کی قومی سلامتی کو شدید خطرے سے دوچار کر دے گا۔ مغرب جس جنسی آزادی اور بے راہ روی کا شکار ہو گیا ہے، اس کے بعد اب وہ بچوں کی ذمہ داری سنبھالنے پر کسی صورت تیار نہیں۔ مختلف قسم کی ترغیبات اور مراعات کے باوجود مغرب کی مادر پدر آزاد نئی نسل خاندان کی کفالت کرنے یا بچوں کی تربیت کا بوجھ اٹھانے کے لیے آمادہ نہیں۔ خاندانی نظام کی اس تباہی کا نتیجہ یہ ہے کہ بچوں کی تعداد خوفناک حد تک کم ہوتی جا رہی ہے اور صورت حال یہی رہی تو مغرب کی قوت صارفین (Consumer Power) اور پیداواری صلاحیت کم ہو جائے گی اور نتیجے کے طور پر وہ مکمل طور پر تیسری دنیا کی آبادی پر انحصار کرنے والے بن جائیں گے۔ اس تناظر میں کسی نہ کسی طرح مغربی آبادی اور تیسری دنیا کی آبادی کے درمیان حائل اس خلیج کو پاٹنے کی ضرورت تھی تاکہ عالمی سطح پر مغربی برتری یا زیادہ واضح انداز میں ”میسن برادری“ کے تسلط کو بحال کیا جاسکے۔ 1970ء کی دہائی میں صدر جمی کارٹر نے ”عالمی رپورٹ برائے 2000ء“ تیار کرانے کو کہا۔ رپورٹ کے نتائج میں دنیا بھر کے تقریباً تمام مسائل کا ذمہ دار



”غیر سفید فام“ لوگوں کی آبادی میں اضافے کو ٹھہرایا گیا۔ رپورٹ میں یہاں تک سفارش کی گئی کہ مغرب کی برتری کو بحال کرنے کے لیے 2000ء تک تیسری دنیا کے ممالک کی کم از کم 2 بلین آبادی کو سطح زمین سے مٹا دیا جائے۔ اس کی صورت کیا ہو؟ انسانی آبادی کے خاتمے کا ایک طریقہ تو جنگ ہے، لیکن اس کو شروع کرنا تو انسان کے بس میں ہوتا ہے، ختم کرنا انسان کے بس میں نہیں ہوتا، اس لیے ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا جو اس منصوبے کو چلانے والی قوتوں کی انتہائی سنگدلی اور انسانیت دشمنی پر دلالت کرتا ہے۔ وہ طریقہ اب تک سامنے آنے والی بیماریوں میں سے سب سے زیادہ خطرناک بیماری پھیلانے کی شکل میں تھا۔ مجھے یقین ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں ”ایڈز“ کا ذکر کر رہا ہوں۔ جی ہاں! ایڈز قدرتی بیماری نہیں، مصنوعی جرثوموں کے ذریعے پھیلا یا گیا موت کا جال تھا۔

### رحم دل عیسائی محققین:

یہ بات انتہائی قابل غور ہے کہ 70ء ہی کی دہائی میں..... یعنی جب یہ مندرجہ بالا رپورٹ پیش کی گئی..... ایڈز کی وبا پھوٹ پڑی جس نے تیسری دنیا کی اقوام کی بہت بڑی آبادی کے ساتھ ساتھ امریکا میں ہسپانوی نژاد، لاطینی امریکا میں آبادی کو موت کے منہ میں دھکیل دیا۔ کہا یہ گیا کہ اس بیماری کے وائرس کی ابتدا افریقہ کے سبز بندروں سے ہوئی۔ 2 جون 1988ء کو لاس اینجلس ٹائمز نے ایک آرٹیکل چھاپا جس میں اس آئیڈیا کی تردید کی ہے کہ انسانی وائرس سبز بندروں سے پھیلے ہیں۔ اس سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ DNA..... اپنی مثل پیدا کرنے والا مادہ جو چینی یا خلقی خصوصیات کے خاکے کا حامل ہوتا ہے..... ایڈز کے مادہ کی ساخت سبز بندروں کے مادے کی ساخت سے قطعاً جدا گانہ تھی۔ بلکہ حقیقت میں یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ ایڈز وائرس قدرتی لحاظ سے کہیں بھی نہیں پائے جاسکتے ہیں اور نہ ہی یہ انسانی زندگی کے سسٹم کے اندر زندہ رہ سکتے ہیں۔ اگر وائرس قدرتی لحاظ سے نہیں پایا جاتا تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ وائرس اچانک کہاں سے آ گیا ہے؟ اس سوال کے جواب کے لیے دنیا کو ایک غیر صہیونی امریکی ماہر ڈاکٹر رابرٹ اسٹریکر کا



شکر گزار ہونا چاہیے کہ سب سے پہلے انہوں نے اس راز سے پردہ اٹھایا۔ راقم دجال (1) میں عرض کر چکا ہے کہ وہ عیسائی حضرات جو صہیونیت کا شکار ہو کر شدت پسند یہودیوں کے ہم نوا نہیں ہوئے اور ان کے دل میں انسانیت کے لیے رحم اور ترس ہے۔ یہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کے بعد ان شاء اللہ مسلمان ہو کر مجاہدین اسلام کے ساتھ قافلہ حق میں شریک ہو جائیں گے۔ ہم سب کو ان کی ہدایت اور خاتمہ بالخیر کے لیے دعا کرنی چاہیے۔

ڈاکٹر رابرٹ بی اسٹریکر ایم ڈی، پی ایچ ڈی 1983ء میں لاس اینجلس میں میڈیسن میں پریکٹس کرتے تھے۔ وہ مشہور پیتھالوجسٹ اور وہ فارماکولوجی میں پی ایچ ڈی بھی رکھتے تھے۔ ان کے بھائی ”ٹیڈ اسٹریکر“ اٹارنی تھے۔ وہ 1983ء میں کیلیفورنیا میں سیکورٹی پسیفک بینک کے لیے صحت عامہ سے متعلق تجاویز مرتب کر رہے تھے۔ اس وقت دونوں بھائیوں نے نئے مرض ”ایڈز“ سے متعلق تفصیلات معلوم کرنے کے لیے تحقیق کا آغاز کیا اور انہیں ایسے نتائج حاصل ہوئے جو نہ صرف حیرت انگیز بلکہ ناقابل یقین تھے۔ انہوں نے اپنی تحقیقات پر مشتمل مقالہ کو ”اسٹریکر میمورنڈم“ کا نام دیا۔

انہوں نے اپنے میمورنڈم میں ثابت کیا ہے کہ ایڈز کے وائرس انسان کے تخلیق کردہ ہیں۔ اس حوالے سے انہوں نے متعدد دستاویزی ثبوت پیش کیے ہیں۔ دوسری طرف امریکی حکومت نے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ ایک افریقی باشندے کو ایک سبز بندر نے کاٹ لیا جس کے سبب ایڈز کا مرض پیدا ہوا، لیکن جیسے جیسے ڈاکٹر اسٹریکر کی تحقیقات میں پیش رفت ہوتی گئی، یہ بات پائے ثبوت کو پہنچ گئی کہ ایک مخصوص مذہبی طبقے سے تعلق رکھنے والے سائنسدانوں نے نہ صرف ایڈز کے وائرس تخلیق کیے بلکہ انہیں پھیلا یا بھی گیا۔ اس طرح اب انسانوں کے وجود کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے کیونکہ ایڈز کے وائرس وہی کام کر رہے ہیں جن کے لیے انہیں تخلیق کیا گیا تھا۔ ایڈز کے وائرس متعدی امراض کے وائرس کے سہارے انسانوں میں کینسر کا مرض بھی پیدا کرتے ہیں۔ تحقیق کے اس مرحلہ پر ڈاکٹر اسٹریکر کو یہ بات کھٹکنے لگی کہ امریکی حکومت، ایڈز کے نام نہاد ماہرین اور ذرائع



ابلاغ عوام کو غلط معلومات فراہم کر کے گمراہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر اسٹریکر نے اپنے میمورنڈم میں حقائق کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

- 1- ایڈز کا مرض انسان کا تخلیق کردہ ہے۔
- 2- ایڈز ہم جنسیت کے سبب لاحق نہیں ہوتا۔
- 3- ایڈز کا مرض چھڑوں کے ذریعے بھی پھیلتا ہے۔
- 4- کنڈوم استعمال کر کے ایڈز سے محفوظ نہیں رہا جاسکتا۔
- 5- کسی بھی ویکسین سے ایڈز کا علاج ممکن نہیں۔

ڈاکٹر اسٹریکر نے خطرناک دستاویزات پر مشتمل اپنی ایک رپورٹ ”بائیو الرٹ اٹیک“ (Bio Alert Attack) کے نام سے مرتب کی اور امریکا کی ہر ریاست کے گورنر، صدر، نائب صدر، ایف آئی سی آئی اے، ناسا اور کانگریس کے منتخب ارکان کو بھیجی، لیکن ڈاکٹر اسٹریکر کو اس وقت حیرت ہوئی جب حقائق پر مبنی رپورٹ موصول ہونے پر صرف تین گورنروں نے جواب دیے، اور حکومت کی طرف سے تو کوئی جواب ہی نہیں ملا۔ چنانچہ 1985ء میں ڈاکٹر اسٹریکر نے حکومت سے کہا کہ ہر وہ شخص جس میں ایڈز کے وائرس موجود ہوں، قبل از وقت انتہائی اذیت کے ساتھ مر جائے گا، لیکن حکومت نے اس کے جواب میں کہا: ”یہ بیہودگی ہے۔“

ڈاکٹر اسٹریکر نے ایک اچھے سائنسدان کی طرح متعدد مقالے لکھ کر امریکا میں تمام ممتاز میڈیکل جرنل کو بھیجے، لیکن انہوں نے اسے شائع کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ ڈاکٹر اسٹریکر نے اپنی تحقیقاتی رپورٹ یورپ میں شائع کرانے کی کوشش کی، لیکن یہاں بھی انہیں یہ دروازہ بند ملا۔ پھر انہوں نے امریکی ٹی وی پر اپنی رپورٹ پیش کرنے کی کوشش کی، لیکن یہاں بھی انہیں ناکامی ہوئی، تاہم ایک نیشنل ریڈیو ونٹ ورک نے ایک ممتاز کمپیئر کی موجودگی میں ڈاکٹر اسٹریکر کا انٹرویو کیا، لیکن بعد ازاں اس نے بھی اسے نشر کرنے سے انکار کر دیا اور وجوہات بھی ظاہر نہیں کیں۔ چنانچہ اس صورتحال میں یہ امر قابل غور ہے کہ ڈاکٹر ہے کہ ڈاکٹر اسٹریکر کی تحقیقاتی رپورٹ میں



ایسی کون سی دھماکہ خیز بات ہے جسے امریکی ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات نے شائع کرنے سے انکار کر دیا۔

حکومت یا ذرائع ابلاغ عوام کو حقائق سے آگاہ کرنے میں کیوں پس و پیش کر رہے ہیں؟ ہم سب یہ جانتے ہیں کہ ایک بادشاہ کے لیے جھوٹ کو سچ کر دکھانا آسان ہوتا ہے، لیکن ایک گداگر کے لیے حق بات کو عام کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ بہر حال ڈاکٹر اسٹریکر نے کہا کہ بہر صورت ہم ایڈز کے متعلق حقائق بیان کر رہے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہزاروں مریضوں کے متعلق حقائق سے آپ کو آگاہ نہیں کیا جا رہا۔

ڈاکٹر اسٹریکر نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ ماہرین سبز بندروں اور ہم جنسی کو اس موذی امراض ایڈز کی بنیاد کیوں بتاتے ہیں؟ جب یہ معلوم ہو چکا ہے کہ انسان نے ایڈز کے وائرس تخلیق کیے تو وہ کیوں ہم جنسی اور منشیات کو اس کی بنیاد قرار دیتے اور اس کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں؟ اگر افریقا میں یہ مرض مختلف جنسی امراض کے ذریعے پھیلا اور اگر حقیقت میں سبز بندر ہی اس موذی مرض کا منبع ہے تو پھر افریقا، ہٹی، برازیل، امریکا اور جنوبی جاپان میں یہ مرض ایک ہی وقت میں کیوں پھیلا؟ اس لیے کہ ایڈز کے وائرس یہودی سائنس دانوں نے تجربہ گاہوں میں تیار کیے اور یہ خود بخود وجود میں نہیں آئے۔ چنانچہ ڈاکٹر اسٹریکر نے اس موقف کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

”اگر ایسا آدمی جس کے نہ ہاتھ ہوں اور نہ پیر، اور وہ ایک تقریب میں اچھا لباس پہن کر آئے تو اس کا یہ مطلب ہوگا اس کو کسی نے کپڑے پہنائے ہیں۔“

ڈاکٹر تھیوڈور اسٹریکر کی تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ ”نیشنل کینسر انسٹیٹیوٹ“ اور ”عالمی ادارہ صحت“ نے مشترکہ طور پر فورٹ ڈیٹرک (NCI) کی تجربہ گاہوں میں ایڈز کے وائرس تخلیق کیے، انہوں نے دو مہلک وائرسز ”بوین لیکومیا وائرس“ (Bovine Leukemia Virus) اور ”شیپ وینا وائرس“ (Sheep Visna Virus) کو ملایا اور انہیں انسانوں کی بافتوں میں انجکشن کے ذریعہ داخل کیا، جس کے نتیجے میں ایڈز کے وائرس پیدا ہوئے اور جن انسانوں میں یہ



وائرس تخلیق کیے گئے وہ صد فیصد مہلک ثابت ہوئے۔ رفتہ رفتہ دوسروں کو تباہ کرنے کی کوشش خود امریکیوں کے گلے کا پھندا بن گئی اور لاکھوں امریکی اس کی ہلاکت کا باعث ثابت ہوئی۔

ڈاکٹر اسٹریکر کی یہ تحقیق سامنے آنے کے بعد 4 جولائی 1984ء کو انڈیا میں دہلی کے نیوز پیپر The Patriot میں ایک آرٹیکل چھپا جس میں ایڈز کے متعلق پہلی بار یہ تفصیل بیان کی گئی کہ ایڈز حیاتیاتی جنگ کا ایک متوازی ذریعہ بنتا جا رہا ہے۔ اخبار نے ڈاکٹر اسٹریکر کو ایک گمنام امریکن ماہر ظاہر کر کے نقل کیا کہ ایڈز کا وائرس امریکی آرمی کے ماتحت چلنے والی ایک حیاتیاتی لیبارٹری میں جو فریڈرک کے قریب فورٹ ڈٹرک میں ہے، میں تیار کیا گیا۔ پھر 30 اکتوبر 1985ء کو سوویت یونین کے روزنامہ "Glitterg" میں ایک کالم نگار "Liternia Gazetta" نے وہی الزام دہرایا جو انڈین نیوز پیپر کی جانب سے لگایا گیا تھا جس کی وجہ سے یہ ایک بین الاقوامی بحث کی شکل اختیار کر گیا۔ تاہم "برادری" کے تحت چلنے والے میڈیا نے یہ سب کچھ کمیونسٹوں کی بلیغانہ بھڑک قرار دے کر رد کر دیا۔

26 اکتوبر 1986ء کو سنڈے ایکسپریس نے پہلا مغربی اخبار تھا جس نے اس موضوع پر "فرنٹ پیج اسٹوری" کا آغاز کیا جس کا عنوان "AIDS made in lab shocks" تھا جس نے انڈیا اور سوویت یونین کے انکشافات کی تصدیق کی۔ اس آرٹیکل میں دو نامور ماہرین ڈاکٹر جان سیل اور پروفیسر جیکب سیگال جو برلن یونیورسٹی کے شعبہ حیاتیات کے ریٹائرڈ ڈائریکٹر ہیں، ان دونوں کے حوالے سے یہ حتمی رائے نقل کی گئی کہ ایڈز وائرس انسانی بنائے ہوئے ہیں۔ ان دونوں کے اس بیان نے گویا اس موضوع پر بحث کو ختم کر دیا اور یہ بات حتمی طور پر سامنے آ گئی کہ ایڈز کی شکل میں پسماندہ انسانیت کو موت کا تحفہ دینے والے سنگ دل یہودی سائنس دان عام انسانوں کے لیے رتی بھر ترس کے جذبات دل میں نہیں رکھتے۔

یہاں تک اتنی بات تو طے ہو گئی کہ طبی تاریخ میں خطرناک ترین سمجھا جانے والا "ایڈز وائرس" انسانوں نے خود بنایا ہے۔ یہ خطرناک چیز کیوں بنائی گئی ہے اور پھیلائی کیسے جاتی ہے؟ اس کی



طرف آتے ہیں۔ ایڈز کا ہنگامہ ویکسین پروگرام کے ساتھ دنیا بھر میں جوڑا جاتا رہا ہے۔ معروف انٹرنیشنل نیوز پیپر "London Times" نے ایک فرنٹ اسٹوری آرٹیکل شائع کیا جس کا عنوان تھا: "Small packs vaccine Triggered AIDS" یہ آرٹیکل چھپک ویکسین پروگرام اور ایڈز کے ہنگامے اور پھوٹ پڑنے والی وباؤں کے درمیان تعلق ثابت کرتا ہے۔ ان علاقوں میں جن میں ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن اس ویکسین پروگرام کو منظم انداز میں چلا رہی تھی ایڈز کا پھیلاؤ واضح طور پر سامنے آ رہا تھا۔ ایک اندازے کے مطابق "عالمی تنظیم صحت" یہ پروگرام 50 سے 70 ملین لوگوں کے درمیان وسطی افریقہ کے مختلف ممالک میں چلا رہی تھی۔ یاد رہے کہ "ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن" اقوام متحدہ کا ذیلی ادارہ ہے جو کرۂ ارض کے باشندوں کی صحت کے "تحفظ" اور "بہتری" کے لیے بنایا گیا ہے۔ یعنی وہی دجل و فریب جو دجالی قوتوں کا خاصہ ہے یہاں بھی اپنا آپ دکھاتا اور منواتا نظر آ رہا ہے۔

ویکسین پروگرام کی آڑ میں:

ماہرین کے مطابق متعدد شہادتیں ثابت کرتی ہیں کہ ایڈز ایک جینیاتی وائرس ہے جو ویکسین پروگرام کے ذریعے تیسری دنیا کے ممالک میں پھیلا یا جا رہا ہے۔ یہ جراثیمی جنگ کمزور اور معصوم لوگوں کے خلاف ہے جس کا مقصد زمینی وسطی خلقت کو مکمل طور پر تباہ کرنا ہے۔ ایڈز اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ یہ دجالی "برادری" کے گرینڈ ماسٹرز کا اپنی آبادی کی کمی اور "غیر برادری" کی کثرت کے باوجود دنیا پر تسلط حاصل کرنے کا آخری حل ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ "جیوش اکانومک پالیسی" کو دنیا پر مسلط کیا جائے جس کی وجہ سے کرۂ ارض کی مکمل سلطنت فری میسن کے ہاتھ میں ہوگی۔

دجالیات کے نامور ماہر اسرار عالم کی شہادت ملاحظہ فرمائیے۔ وہ اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہتے ہیں:

"اسی ذیل میں ابلیس اور یہودیت کا ایک اور ذہن کا رفرما ہے اور وہ ہے اہل ایمان کے تعلق



سے۔ چنانچہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں اگر انہیں بھی ملائکہ کی طرح Genome اور جینیٹک کوڈ معلوم ہو جائے تو وہ بھی اپنے دشمنوں اور بالخصوص اہل ایمان اور اہل اللہ کو اسی طرح ”بندر“، ”کتا“ اور ”خنزیر“ میں بدل ڈالیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو بدل ڈالا ہے۔ ”جین تھیراپی“ (Gene Therapy) کے تحت بنیادی طور پر اسی مشن کو پورا کیا جا رہا ہے۔ بہت کم لوگوں کو اس کا علم ہے کہ ہپاٹائٹس بی (Hepatitis B) نامی خود ساختہ اقدامی بیماری کے علاج کے لیے جو ٹیکہ دیا جاتا ہے اسے کیرون کاری کمی ویکس ایچ بی (Chiron's Recombivax HB) کہا جاتا ہے جو دراصل ایک جینیٹک انجینئرڈ ویکسین ہے۔ ہپاٹائٹس بی کی حقیقت صرف اس بات سے معلوم ہو جائے گی کہ WHO کے مطابق یہ بیماری اسرائیل کو چھوڑ کر ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ دنیا میں اب تک 50 کروڑ لوگوں کو اس کا ٹیکہ دیا گیا۔ اسرائیل میں نہ یہ بیماری پائی جاتی ہے اور نہ ٹیکہ دیا گیا۔ اس کی مہمیں ساری دنیا میں چلائی جا رہی ہیں۔ آنے والا وقت بتائے گا کہ یہ علاج ہے نہ علاج کا تجربہ۔ یہ تو اس مشن کے ہزاروں تجربوں میں سے ایک تجربہ ہے جس کے تحت اپنے دشمنوں کی نسل کو نسل بعد نسل بندر، کتا اور خنزیر بنانے کی بات سوچی جا رہی ہے۔“ (معرکہ دجال اکبر، ص: 81)

کہانی آگے بڑھتی ہے:

ایڈز کے علاوہ بھی کچھ وائرس بنائے جا چکے ہیں، لیب میں محفوظ ہیں اور بوقت ضرورت بے دھڑک استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ سن کر آپ کو انتہائی صدمہ ہوگا کہ ہمارا ملک پاکستان ان جراثیمی بیماریوں کے پھیلاؤ کا مرکزی ہدف ہے۔ مجھے بھی شدید صدمہ ہوا تھا اور یہ صدمہ اس وقت شدید ترین ہو گیا جب مجھے ان افواہوں کی تصدیق ایک مضمون کی شکل میں موصول ہوئی۔ اس مضمون میں ایک صاحبِ قلم نے جو اپنا نام پردہ اخفا میں رکھنا چاہتے تھے، میں شہزاد نامی نوجوان کی سچی کہانی کے ذریعے اس طرف توجہ دلائی تھی کہ ہمارے ملک میں ایک ظالمانہ شیطانی مہم منظم طریقے سے چل رہی ہے۔ میں آپ کو اس صدمے میں اپنے ساتھ شریک کرتا ہوں جو مجھے یہ کہانی



سن کر ہوا، تاکہ ہم سب مل کر اس شیطانی مہم کا کوئی توڑ سوچ سکیں۔ ملاحظہ فرمائیں پہلے ایک کالم پھر اس کالم سے پھوٹ پڑنے والے تجسس اور سراغ رسانی کی روداد جو دھیرے دھیرے آگے بڑھتی ہے۔ (جاری ہے)





## دجال کے سائے

**ایک بگڑے نوجوان کی آپ بیتی**

دجال کے ہر کاروں اور دشمنانِ انسانیت کے کالے کرتوت،

اسرائیل سے قادیان تک پھیلی ہوئی ابلیسی تحریک

(دوسری قسط)

پاکستان کے خلاف حیاتیاتی جنگ:

”یہ جولائی 2007ء کی بات ہے۔ لاہور کا ایک خوب رو نو جوان شہزاد ملک کے ایک مشہور و معروف قومی اخبار کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اخبار کے ورق الٹتے ہوئے اچانک اس کی نظر کلاسیفائیڈ اشتہارات پر پڑی۔ پھر ان میں سے ایک اشتہار پر اس کی نگاہیں گڑ کر رہ گئیں: ”دوستیاں کیجیے..... کامیاب بنیے“ اشتہار میں بتایا گیا تھا کہ ہر نو جوان دیے گئے رابطہ نمبروں پر کال کر کے نئے دوست تلاش کر سکتا ہے۔ جوڑ کے بھی ہو سکتے ہیں اور لڑکیاں بھی..... یہ نئے تعلقات اس کی زندگی میں نئی جان ڈال دیں گے۔

شہزاد ان دنوں ویسے بھی فارغ تھا۔ اس کی زندگی بے مزہ گزر رہی تھی۔ ایسے اشتہارات اس نے پہلے بھی دیکھے تھے مگر اب اس نے پہلی بار انہیں آزمانے کا ارادہ کیا۔ اس نے اشتہار میں دیے گئے نمبروں پر رابطہ کیا۔ اس رابطے کے نتیجے میں اسے کئی لڑکوں اور لڑکیوں کا تعارف کرایا گیا۔ ان کے فون نمبرز دیے گئے۔ شہزاد نے ان میں سے ایک لڑکی ”روحی“ کو دوستی کے لیے منتخب کیا اور اس کے نمبر پر کال کی۔ دونوں میں ہیلو ہائے ہوئی۔ پھر باقاعدہ ملاقات کے لیے جگہ کا تعین ہوا۔ لڑکی نے خود بتایا کہ وہ لاہور کے فلاں جوس سینٹر میں مل سکتی ہے۔



شہزاد وہاں پہنچ گیا۔ اس طرح روجی سے اس کی پہلی ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات نے اسے ایک نئی دنیا کی سیر کرائی۔ عیش و عیاشی کی دنیا، رنگ رلیوں کی دنیا، جہاں شرم و حیاء کوئی شے نہیں ہوتی۔ روجی اس دنیا میں داخلے کا دروازہ تھی۔ آگے لڑکیوں کی ایک لمبی قطار تھی۔ شہزاد کی دوستیاں بڑھتی چلی گئیں۔ اسے ہوش تب آیا جب اسے جسم میں شدید توڑ پھوڑ کا احساس ہوا۔ اس نے ڈاکٹروں سے معاینہ کروایا تو پتا چلا کہ وہ ایڈز کا مریض بن چکا ہے۔ شہزاد کے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ وہ اپنا علاج کراتا۔ تب انہیں گروہ کے سرکردہ افراد نے علاج کی پیش کش کی مگر شرط یہ تھی کہ وہ ان کے گروہ کے لیے کام کرے۔ شہزاد کو موت سامنے نظر آرہی تھی۔ وہ ہر خطرناک سے خطرناک اور ناجائز سے ناجائز کام کے لیے تیار ہو گیا۔ ویسے بھی حلال و حرام کا فرق تو وہ کب کا بھول چکا تھا۔

گروہ کے منتظمین خود سات پردوں میں تھے۔ وہ شہزاد کو اپنی لڑکیوں کے ذریعے مختلف کام بتاتے تھے۔ یہ کام عجیب و غریب تھے۔ شہزاد ایک پڑھا لکھا اور ذہین نوجوان تھا۔ جلد ہی وہ گروہ کے کاموں کو خاصی حد تک سمجھ گیا۔ گروہ کے منصوبے آہستہ آہستہ اس پر عیاں ہونے لگے۔ یہ منصوبے بے حد خوفناک تھے۔ یہ گروہ ملک میں ایڈز کا وائرس پھیلا رہا تھا۔ ہپاٹائٹس کی بیماری کو فروغ دے رہا تھا۔ ہزاروں افراد اس کا نشانہ بن چکے تھے۔ آزاد خیال نوجوان، ہسپتالوں کے مریض اور جیلوں کے قیدی اس کا خاص ہدف تھے۔ آزاد خیال نوجوانوں کو دوستی کے اشتہارات کے ذریعے پھنسایا جاتا تھا۔ یہ اشتہارات میڈیا میں مختلف عنوانات سے آرہے تھے۔ ان کے ذریعے نوجوانوں کا تعلق جن لڑکیوں سے ہوتا تھا وہ ایڈز اور دوسری مہلک بیماریوں میں مبتلا تھیں۔ ان سراپا بیمار عورتوں کو مختلف این جی اوز سے اکٹھا کیا گیا تھا۔ ان عورتوں کی بیماری اس درجے کی تھی کہ ان کے ساتھ اختلاط سے بھی انسان ایڈز میں مبتلا ہو سکتا تھا، مگر گروہ کے لوگ اس پر اکتفا نہیں کرتے تھے۔ ان کا انتظام اتنا پختہ تھا کہ لڑکی سے پہلی ملاقات کے وقت نوجوان جو مشروب (جوس، کولڈ ڈرنک یا شراب) پیتا تھا، اس میں پہلے سے خطرناک جراثیم ملا دیے جاتے تھے۔ ایڈز



کی کئی مریضائیں معقول علاج، بہتر معاوضے اور عیش و عشرت کی چند گھڑیوں کے عوض اس گروہ کے لیے یہ کام کرتی تھیں، جبکہ بہت سی عورتیں جو زمانے سے انتقام لینا چاہتی تھیں، رضا کارانہ طور پر سرگرم تھیں۔ ان میں سے کئی ایک کا تعلق بھارت سے تھا۔ بہت سی عورتیں مجبور ہو کر یہ کام کر رہی تھیں کیونکہ ان کے بچے اس گروہ کے قبضے میں تھے۔ ان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر وہ احکام کی تعمیل کرتی رہیں۔ ایڈز پھیلاتی رہیں تو ان کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوا کر ان کا مستقبل شاندار بنادیا جائے گا۔

ان بے فکرے نوجوانوں کے علاوہ ہسپتالوں، پاگل خانوں اور جیل خانوں کے مریض ان کا دوسرا ہدف تھے۔ یہ گروہ پاکستان کے طول و عرض میں ایسی لاکھوں سرنجیں پھیلا رہا تھا جو ایڈز یا ہیپاٹائٹس سی کے مریضوں کے خون سے آلودہ ہوتی تھیں۔ کئی بڑے ہسپتالوں میں اس گروہ کے ایجنٹ موجود تھے۔ وہاں آنے والی سرنجوں میں یہ ایڈز اور ہیپاٹائٹس زدہ سرنجیں ایک مخصوص تناسب سے ملی ہوتی تھیں۔ اتنی سرنجوں کو آلودہ کرنے کے لیے گروہ نے پاگل خانوں میں سرگرم اپنے ایجنٹوں کے ذریعے پاگل افراد کو اپنا نشانہ بنایا ہوا تھا۔ ان کو ایڈز یا ہیپاٹائٹس سی میں مبتلا کرنے کے بعد ان کا خون بڑی مقدار میں نکالتے رہنے کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

گروہ کا تیسرا ہدف جیل کے قیدی تھے۔ ان میں سے کم مدت کی سزا پانے والے حد درجے منفی اور لادینی ذہنیت رکھنے والے قیدیوں کو خاص تجزیے کے بعد منتخب کر کے علاج کے بہانے ایڈز زدہ کر دیا جاتا تھا۔ جب یہ قیدی رہا ہوئے تو بیماری کے باعث ان کا کوئی مستقبل نہ ہوتا تھا۔ یہ گروہ ان سے رابطہ کر کے انہیں اپنا رضا کار بنالیتا تھا۔ یہ قیدی ویسے ہی تخریبی ذہن کے ہوتے تھے۔ اپنی محرومیوں کا دنیا سے بدلہ لینے کے لیے وہ ایڈز پھیلانے پر آمادہ ہو جاتے تھے۔ انہیں کانوں کان یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ انہیں ایڈز میں مبتلا کرنے والے ”مہربان“ یہی ہیں۔

گروہ کا ایک خاص کام دوسرے لوگوں کی اسناد کو اپنے کارکنوں کے لیے استعمال کرنا تھا۔ اس مقصد کے لیے اخبارات میں تبدیلی نام اور ولدیت کے اشتہارات شائع کر دیے جاتے۔ گروہ



کے کسی کارکن کو کسی ملازمت کے لیے جو مطلوبہ سند درکار ہوتی، اس کا انتظام اس طرح ہوتا تھا کہ پہلے کمپیوٹر پر اپنے کارکن کی ولدیت سے ملتے جلتے نام والی ولدیت سرچ کی جاتی۔ مثلاً: ظفر ولد جمیل کو کہیں بھرتی کرانا ہوتا تو نیٹ سے جمیل نام کی ولدیت رکھنے والے افراد کی فہرست حاصل کر لی جاتی۔ پھر ظفر کا تبدیلی نام کا اشتہار شائع کر کے تبدیل کر دیا جاتا۔ اس طریقے سے گروہ کے ان گنت افراد کو ڈپلی کیٹ اسناد دلو کر پولیس، خفیہ ایجنسیوں اور فوج میں بھرتی کیا جا رہا تھا۔ جیل خانوں، ہسپتالوں اور پاگل خانوں میں بھی ان کی خاصی تعداد پہنچا دی گئی تھی۔

گروہ کی آمدن کے کئی ذرائع تھے۔ شہزاد کو اتنا معلوم ہو سکا کہ بڑی گرانٹ اسے باہر سے ملتی ہے۔ دیگر ذرائع خفیہ تھے۔ البتہ ایک ذریعہ آمدن بہت واضح تھا۔ وہ ایڈز اور دوسرے مہلک امراض کی ادویہ کی تجارت کا۔ ایک طرف تو خود یہ گروہ ان امراض کو پھیلا رہا تھا اور دوسری طرف ان کی ادویات منہ مانگے داموں فروخت کر کے بے تحاشہ دولت کما رہا تھا۔

ایک مدت تک شہزاد بھی اپنا دین و ایمان بھول کر اس گروہ کے لیے کام کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ان کے قابل اعتماد کارکنوں میں شامل ہو گیا۔ تب ایک دن گروہ کے سرکردہ افراد نے اسے طلب کیا اور حیرت انگیز حد تک پرکشش مراعات کی پیش کش کی مگر ساتھ ہی ایک غیر متوقع مطالبہ بھی کیا۔

”تم قادیانی بن جاؤ۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو آخری نبی مان لو۔“ شہزاد ہکا بکارہ گیا۔ آج اسے معلوم ہوا کہ یہ گروہ قادیانی ہے۔ اس نے سوچنے کی مہلت طلب کی اور اس کے بعد مزید کھوج میں لگ گیا۔ اس جستجو میں گروہ کی ایک پرانی کارکن ”روبینہ“ نے اس کی مدد کی۔ روبینہ نے جو انکشافات کیے وہ شہزاد کے لیے کسی ایٹمی دھماکے سے کم نہیں تھے۔ اس نے بتایا: ”بلاشبہ یہ قادیانی گروہ ہے مگر اکیلا نہیں۔ یہ ایک بیرونی خفیہ ایجنسی کی سرپرستی میں کام کر رہا ہے۔ یہ کام ایک وسیع جنگ کے تناظر میں ہو رہا ہے۔ اسے ہم حیاتیاتی جنگ (Biological war) کہہ سکتے ہیں۔“



قارئین! شہزاد کی یہ سچی کہانی چند روز قبل ہی سامنے آئی ہے۔ اسے پڑھ کر میں لرز گیا ہوں۔ میں اس پر یقین نہ کرتا شاید آپ بھی اسے سچ ماننے میں متذبذب ہوں۔ کیونکہ یہ بات حلق سے اُترنا واقعی مشکل ہے کہ آیا کوئی گروہ بلا تفریق لاکھوں کروڑوں پاکستانیوں کو اس طرح خفیہ انداز میں قتل کرنا کیوں چاہے گا؟ امریکا کی جنگ تو مجاہدین سے ہے۔ قادیانیوں کی لڑائی تو علماء اور ختم نبوت والوں سے ہے۔ انہیں عوام کے اس قتل عام سے کیا حاصل ہوگا؟ شہزاد کی کہانی میں اس کا جواب نہیں ملتا، مگر اس کا جواب خود یورپی میڈیا پر آنے والی رپورٹوں سے مل سکتا ہے۔ ان رپورٹوں کے مطابق اس وقت یورپ اور امریکا میں انسانی آبادی تیزی سے نمٹنے کا خطرہ واضح طور پر محسوس ہو رہا ہے۔ وہاں کے ”فری سیکس“ معاشرے میں اب کوئی عورت ماں بننا چاہتی ہے نہ کوئی مرد باپ۔ تقریباً ہر فرد کا یہ ذہن بن چکا ہے جب جنسی تسکین کے لیے آزاد راستے موجود ہیں تو شادی کا بندھن اور بچوں کا جھنجھٹ سر کیوں لیا جائے؟ اس بظاہر پُر فریب خیال کے پیچھے اجتماعی خودکشی کا طوفان چلا آرہا ہے۔ جس قوم کے اکثر لوگ بچے پیدا نہ کرنا چاہتے ہوں وہاں شرح پیدائش کیوں کم نہ ہوگی؟ چنانچہ وہاں اب آبادی تیزی سے سمٹنے لگی ہے۔ سابق امریکی صدارتی اُمیدوار پیٹرک جے بچاچن نے واضح طور پر لکھا ہے: ”2050ء تک یورپ سے دس کروڑ افراد صرف اس لیے کم ہو جائیں گے کہ متبادل نئی نسل پیدا نہیں ہوگی۔“ اس نے لکھا ہے: ”2050ء تک جرمنی کی آبادی 8 کروڑ سے گھٹ کر 5 کروڑ 90 لاکھ رہ جائے گی۔ اٹلی کی آبادی 5 کروڑ سے کم ہو کر صرف 4 کروڑ رہ جائے گی۔ اسپین کی آبادی میں 25 فیصد کمی ہو جائے گی۔“

یہ وہ صورت حال ہے جس سے گھبرا کر مغربی دنیا کی حکومتیں عوام کو افزائش نسل کی ترغیبات دینے پر مجبور ہو گئی ہیں مگر کتے بلیوں کی طرح آزادانہ جنسی ملاپ کے عادی گورے اب کسی بھی قیمت پر یہ آزادی کھونا نہیں چاہتے۔ کوئی بڑے سے بڑا انعام انہیں بچے پالنے کی ذمہ داری قبول کرنے کے لیے سنجیدہ نہیں بنا سکتا۔ یہ بات درجہ یقین کو پہنچ گئی ہے کہ اس صورت حال کا تدارک نہ ہونے کے باعث 50، 60 سال بعد دنیا میں عیسائی اقلیت میں رہ جائیں گے اور کرہ ارض پر 60



سے 65 فیصد آبادی مسلمانوں کی ہوگی جو اپنی نسل مسلسل بڑھا رہے ہیں۔ خود یورپی ممالک میں کئی بڑے بڑے شہروں میں مسلم آبادی 50 فیصد کے لگ بھگ آجائے گی۔ اس صورت حال میں مغربی طاقتوں نے اپنے ہاں افزائش نسل سے زیادہ توجہ مسلم دنیا کی نسل کشی پر دینا شروع کر دی ہے۔ پاکستان کو اس مقصد کے لیے پہلا ہدف اس لیے بنایا گیا ہے کہ یہ مسلم دنیا میں آبادی کے لحاظ سے تین بڑے ملکوں میں سے ایک ہے۔ پھر یہاں کی آبادی اپنی اسلام پسندی، علماء و مدارس کی کثرت اور جہادی پس منظر کی وجہ سے پہلے ہی مغرب کا خاص ہدف ہے۔ اس کے علاوہ یہاں مغرب کے مددگار قادیانیوں کا مضبوط نیٹ ورک ہے۔ چنانچہ یہودی لابی اس مقصد کے لیے متحرک ہو گئی ہے۔ اس کے لیے پاکستان کے قادیانی اس کے شریک کار بن گئے ہیں۔ شہزاد جیسے ہزاروں لڑکے اور روجی جیسی ہزاروں لڑکیاں ان کے چنگل میں ہیں۔ اپنے ایڈز زدہ جسموں کے ساتھ وہ طوعاً و کرہاً ان کے لیے کام کر رہے ہیں۔

شہزاد کے بیان کے مطابق قادیانی گروہ ایک بیرونی خفیہ ایجنسی کے اس تعاون کو پاکستان کے سکیورٹی اہداف کے خلاف بھی استعمال کر رہا ہے۔ جراثیم زدہ لڑکیوں کا نیٹ ورک ملٹری فورسز اور دوسرے خفیہ اداروں کے محب وطن افراد تک پھیلانے کی کوششیں پوری سرگرمی سے جاری ہیں جن کا نوٹس لینا ضروری ہے۔

مجھے یہ حساس ترین معلومات دیتے ہوئے شہزاد نے واضح طور پر آگاہ کیا کہ اسے اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو چکا ہے۔ قادیانیوں نے اسے مرزا پر ایمان لانے کی پیشکش کر کے اس کی سوئی ہوئی ایمانی غیرت کو جھنجھوڑ دیا تھا۔ شہزاد نے ان کی پیشکش ان کے منہ پر دے ماری اور اس گروہ کی جڑوں کو کھود کر ان کا کچا چٹھا صحافی برادری تک پہنچا دیا۔ شہزاد اپنا کام کر چکا، اب اس کا جو بھی انجام ہو وہ بھگتنے کے لیے تیار ہے۔ میں اپنا فرض سمجھتے ہوئے یہ حقائق آپ تک پہنچا رہا ہوں۔

ہم چیف جسٹس، چیف آف آرمی اسٹاف اور آئی ایس آئی کے سربراہ سے بطور خاص گزارش کرتے ہیں کہ اس بارے میں تحقیقات کر کے پاکستانیوں کی نسل کشی کے اس خوفناک منصوبے کو



نا کام بنائیں۔ ورنہ مستقبل میں جہاں آبادی سے محروم یورپ و امریکا خودکشی کریں گے وہاں پاکستان بھی لقمہ و دق صحرا بن کر اپنی پہچان سے محروم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس برے وقت سے پہلے ہمیں سنبھلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اخبارات اور چینلوں پر آنے والے دوستی کے اشتہارات پر نظر رکھیں اور ان کے خطرات سے اپنے متعلقہ احباب کو خبردار کریں۔“



شہزاد کی یہ کہانی مجھے ملک کے ایک معروف لکھاری اور مصنف نے لکھ کر بھیجی کہ آپ کے موضوع سے تعلق رکھتی ہے، اسے شائع کر دیجیے۔ میں نے ان سے اصرار کیا کہ میں کہانی کے اصل کردار اور راوی سے ملنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے تلاش کے بعد بتایا کہ وہ رابطے میں نہیں ہے۔ بھیس بدل کر مفروروں جیسی زندگی گزار رہا ہے۔ اس پر میں نے مطالبہ کیا کہ اس کا اصل خط بھیجا جائے۔ انہوں نے اصل خط روانہ کر دیا۔ میں نے بنظر غائر کئی مرتبہ اس کا مطالعہ کیا اور قیافہ شناسی کے جوگر آتے تھے انہیں بروئے کار لاتے ہوئے نقل و اصل میں فرق اور داستان و زیب داستان میں امتیاز کی بھرپور کوشش کی۔ سچ کا پلڑا بھاری محسوس ہوتا تھا..... لیکن مبینہ حقائق و واقعات اتنے تہلکہ خیز تھے اور بہت سے ایسے چہروں سے پردہ اٹھتا کہ زلزلہ آ جاتا۔ زلزلے کے یہ جھٹکے اتنے لطف آور اور حوصلہ آزما ہوتے کہ ان کا دیا ہوا جھولا جھولنے کی پہلے سے تیاری ضروری قرار پاتی تھی۔ لہذا بندہ نے یہ خط لاہور بھیج دیا۔ وہاں کے کچھ اللہ والوں نے جب خط میں نشان زدہ جگہوں کا گشت کیا تو انہیں بھی حقیقت کا شبہ، گمان کے اندیشے پر غالب محسوس ہوا۔ اس پر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ خود موقع واردات پر جانا چاہیے اور جائے وقوعہ پر پہنچ کر شواہد و قرائن اکٹھے کرنے چاہئیں تاکہ سند رہیں اور بوقت ضرورت کام آئیں۔ کہانی کی سچائی کو زمینی حقائق کی کسوٹی پر پرکھنے کا عمل بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف تھا..... لیکن اسلام اور پاکستان کے خلاف مصروف کار ان بھڑوں کا ڈنک اس کے بغیر نکالنا بھی ممکن نہ تھا لہذا بندہ نے اللہ کا نام لیا، رخت سفر باندھا اور



لاہور جا پہنچا۔ شہر زندہ دلاں لاہور میں کیا کچھ بدتمیزیاں ہو رہی تھیں اور کیسی کچھ بدتمیزی کا طوفان برپا کیا گیا تھا، یہ داستان المناک بھی ہے اور توجہ طلب بھی۔ اگر ایمان کی رمت انسان میں باقی ہو اور غیرت کی چنگاری بالکل بجھ نہ گئی ہو تو یہ پڑھنے سننے والے کو اس داستان کے مکروہ کرداروں کے خلاف اپنے حصے کا کام کرنا چاہیے۔ یہ ہمارے ایمان و غیرت کا تقاضا بھی ہے اور ہمارے تحفظ و بقا کا مسئلہ بھی۔ موقع و ارادات پر کیا کچھ دیکھا؟ یہ آپ کو پوری طرح سمجھ نہ آئے گا جب تک آپ اس گمنام نوجوان کا خط نہ پڑھ لیں۔ لہذا پہلے یہ خط ملاحظہ فرمائیے پھر چند مصدقہ مشاہداتی اطلاعات، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وطن عزیز پر ”دجال کے سائے“ پھلتے چلے جا رہے ہیں۔ تاریکی کے یہ سائے اہل وطن کا امتحان ہیں اور ان کے خاتمے کے لیے خیر کی دعوت و اشاعت کے ذریعے نور حق کی کرنیں پھیلانا ہمارے لیے ایک زبردست چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔

(جاری ہے)



## دجال کے بے دام غلام

**فری میسنری اور قادیانیوں کی ملی بھگت کی روداد**

**ایک بھٹکے ہوئے نوجوان کی عبرت آموز آپ بیتی**

(تیسری قسط)

”میری دوستی ایک قادیانی سے رہی ہے۔ یہ بغیر علم کے دوستی تھی یعنی اس سے قبل مجھے علم نہیں تھا کہ وہ قادیانی ہے۔ یہ دوستی ایک روزنامہ میں شائع ہونے والے دوستی کے ایک اشتہار کے ذریعے شروع ہوئی۔ گزشتہ دو سال کی دوستی میں اس کی جماعت اور خود اس کے ذریعے سے جو حقائق میرے سامنے آئے ہیں وہ ہوش گم کر دینے والے ہیں۔ اس روزنامے کا پورا کلاسیفائیڈ سیکشن قادیانی جماعت استعمال کر رہی ہے۔ اس سیکشن میں لڑکیوں سے دوستی کے اشتہارات مختلف عنوانات کے تحت شائع ہوتے ہیں۔ (روزنامہ ”خبریں“ میں 2005ء سے لے کر اب تک کے شمارے دیکھیں)

لڑکیوں سے دوستی کے یہ تمام اشتہارات قادیانی جماعت اور ”عالمی فری میسنری“ کے مقاصد کی تکمیل کے لیے کام کرنے والی مشترکہ لابی کی جانب سے ہوتے ہیں جو اپنی طاقت بڑھانے کے لیے شب و روز کوشاں ہے۔ ان اشتہارات کے جواب میں جو خواتین ملتی ہیں وہ مختلف بیماریوں کا شکار ہوتی ہیں۔ یہ بہت ہی آزاد خیال خواتین بڑی آسانی سے آپ کی خواہشات پوری کرنے پر تیار ہو جاتی ہیں، کیونکہ ان کی بہت بڑی اکثریت ایڈز کے عارضے میں مبتلا ہوتی ہے۔ کچھ ٹی بی کے عارضے میں مبتلا ہوتی ہیں۔ ان کے ساتھ بوس و کنار کرنے والا بھی بہت سے عوارض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ قادیانیوں کی یہ دانستہ کوشش ہے کہ لاہور اور اس کے



گرد و نواح میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد کو مختلف بیماریوں میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ ارتدادی مہم کے ذریعے اپنے لوگوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ میں ایسی چند خواتین سے ٹکرا چکا ہوں۔ میں جو انکشافات کرنے جا رہا ہوں ان میں سے بہت سی معلومات کا ذریعہ یہ خواتین بھی ہیں۔ دوستی اشتہار کے ذریعے ملنے والی ایک خاتون سے مجھے کافی معلومات ملی ہیں۔ جو سب سے اہم انکشاف ہوا وہ یہ تھا کہ قادیانیوں کا گروہ ایڈز کی مریضاؤں کے ذریعے پاکستان خصوصاً لاہور کے شہریوں میں ایڈز کا وائرس پھیلا رہا ہے۔ ایڈز کی ان مریضاؤں کو مختلف این جی اوز اور خصوصی ذرائع سے اکٹھا کیا گیا ہے۔ اس کارروائی کا مقصد انتہا پسندوں کی آنے والی نسلوں تک کو برباد کر دینا ہے۔ ان لوگوں کے پاس ایڈز اور دیگر امراض میں مبتلا مرد اور خواتین رضا کاروں کی بڑی تعداد موجود ہے۔ ممکنہ طور پر ان خواتین میں سے کچھ بھارت سے بھی تعلق رکھتی ہیں۔ ان خواتین کو مال و دولت کے لالچ اور ان کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے بہانے قبضے میں لے کر بلیک میل کیا جاتا ہے۔ اس منصوبے میں کچھ بیرونی قوتیں بھی اس گروپ کی بھرپور معاون ہیں یعنی اس منصوبے میں ”را“، ”سی آئی اے“، ”موساد“ اور یہودی و قادیانی لابی پارٹنر ہیں اور یہ لوگ لاہور میں ”گراس روٹ لیول“ پر کام کر رہے ہیں۔ ان کی بھرپور کوشش ہے کہ ہمارے ملک خصوصاً پنجاب کے فوجہ خانوں میں موجود خواتین کو ایڈز کے عارضے میں مبتلا رضا کاروں کے ذریعے اسی عارضے میں مبتلا کر دیا جائے، تاکہ یہ خواتین ایک کیریئر بن کر آگے یہ عارضہ پھیلائیں۔ ان خواتین کے پاس جانے والے لوگ بھی اس مرض میں مبتلا ہو جائیں اور اپنی جائز و حلال بیویوں اور آنے والی معصوم نسلوں کو بھی زہر آلود کریں۔ اس طرح آنے والے برسوں میں بے شمار لوگ متاثر ہوں گے اور ان بیماریوں کی دستیاب ادویہ کو بیچ کر قادیانی جماعت بے حساب منافع کمائے گی۔ اس کا مقصد آنے والے برسوں میں سرمائے اور بائیولوجیکل لڑائی کے ذریعے لاہور اور اس کے گرد و نواح میں اسرائیل کی طرز پر ایک قادیانی ریاست کی داغ بیل ڈالنا ہے۔

آپ دیکھیں گے کہ آنے والے وقت میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد میں بہت تیزی سے



اضافہ ہوگا۔ اوّل تو ایڈز کے تشخیصی مراکز کی تعداد خاصی کم ہے اور جو ہیں ان پر اس لابی کا کنٹرول ہے۔ یہ لوگ لیبارٹری الائنز اٹھیٹ کروانے والے لوگوں کو نیگیٹو رپورٹ دیتے ہیں، تاکہ طویل عرصے تک لاہور میں کسی کو بھی ایڈز کی تباہ کاریوں کا اندازہ نہ ہو سکے۔

ایڈز کے علاوہ ہیپاٹائٹس کو بھی پوری طاقت سے پھیلا جا رہا ہے۔ صرف مشرف دور میں جبکہ ان وطن دشمنوں کو پھلنے پھولنے کے خوب ذرائع میسر تھے، لاکھوں لوگ ہیپاٹائٹس سی میں مبتلا ہوئے جبکہ اس سے قبل یہ عارضہ بہت ہی کم پایا جاتا تھا۔ یاد رہے کہ ”ہیپاٹائٹس سی“ صرف خون کے انتقال سے پھیلتا ہے اور اس کے بارے میں یہ تاثر کہ گندے پانی سے پھیلتا ہے، درست نہیں۔ جگر کے کسی بھی ماہر ڈاکٹر سے ملیں یا انٹرنیٹ پر ہیپاٹائٹس سی کی وجوہات کو جانا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ہیپاٹائٹس سی لاحق ہونے کا گندے پانی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ گندے پانی کا تعلق صرف ہیپاٹائٹس اے یعنی پیلے ریقان سے ہے۔ آج پاکستان میں کروڑوں لوگ (کم و بیش ایک تہائی آبادی) ہیپاٹائٹس میں مبتلا ہے اور ان میں سے 99.99 فیصد لوگ انتقال خون کے مرحلے سے کبھی نہیں گزرے۔ ان میں سے بے شمار لوگ ایسے ہیں جنہوں نے کبھی ناک، کان نہیں چھدوائے اور نہ ہی کبھی دانتوں کا علاج کروایا ہے، لیکن اس کے باوجود یہ ہیپاٹائٹس سی میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ امراض جگر کے ہر ماہر کے لیے یہ امر باعث حیرت ہوگا کہ لوگوں کی اتنی بڑی تعداد مسلسل ہیپاٹائٹس سی میں کس طرح مبتلا ہو رہی ہے؟ تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ مشرف دور میں قادیانیوں کے تعاون سے پاکستان کے طول و عرض میں ہیپاٹائٹس کے خون سے آلودہ کروڑوں سرنجیں پھیلائی گئیں۔ خصوصاً سرکاری ہسپتالوں میں دی جانے والی سرنجوں میں سے مخصوص تناسب کی سرنجیں جراثیم آلود ہوتی تھیں اور یہ سلسلہ شاید اب تک جاری ہو۔ ساتھ ہی ساتھ منظم طریقے سے پروپیگنڈا بھی کیا گیا کہ ہیپاٹائٹس سی گندے پانی کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے۔ ان کا ٹارگٹ یہ ہے کہ آئندہ دس پندرہ برس کے دوران پاکستان کے کم و بیش تمام شہریوں کو ہیپاٹائٹس کی کسی نہ کسی قسم یا ایڈز میں ضرور مبتلا کر دیا جائے اور ساتھ ہی دوائیں اور منرل واٹر بیچ کر



بے حساب منافع کمایا جائے۔

ایک سوال یہ ہے کہ اتنی سرنجوں کو آلودہ بنانے کے لیے خون کہاں سے آتا ہے؟ قادیانی جماعت اس کے لیے دو طریقے استعمال کر رہی ہے۔ پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ لاہور کے پاگل خانے میں موجود زیادہ پاگلوں کو مختلف بیماریوں میں مبتلا کرنے کے بعد ان کے جسم سے خون حاصل کیا جاتا ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جیل میں موجود منتخب قیدیوں کو ایڈز میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے قبل ان قیدیوں کا بیک گراؤنڈ اور نفسیاتی کیفیت اچھی طرح جانچ لی جاتی ہے۔ اس مقصد کے لیے بہت ہی منفی اور لادین ذہنیت رکھنے والے افراد کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ کوشش کی جاتی ہے کہ ان کی بے راہ روی کا ثبوت بھی حاصل کر لیا جائے۔ حال ہی میں لاہور کے قیدیوں کا چیف جسٹس کے حکم پر طبی معاینہ کیا گیا تو ان میں سے 46 ایڈز کے مریض نکلے ہیں لیکن یہ کہانی کا صرف ایک حصہ ہے۔ ہوا یہ کہ چیف جسٹس ایک منصوبے کے تحت یہ اطلاع دی گئی کہ لاہور میں قیدیوں پر ظلم ہو رہا ہے اور ان کا طبی معاینہ نہیں کیا جا رہا ہے۔ جب چیف جسٹس کے حکم پر یہ طبی معاینہ کیا گیا تو مریضوں کا انکشاف ہوا۔ اب ایڈز کے یہ مریض آہستہ آہستہ رہا ہوں گے اور سال چھ مہینے کے بعد ان کو ہر کوئی بھول جائے گا۔ اس کے بعد ان سے رابطہ کرنے کے بعد قادیانیوں اور اسرائیلیوں کے لیے کام کرنے کی آفر کی جائے گی۔ ان لوگوں کی منفی ذہنیت کی پہلے ہی تصدیق کر لی گئی ہے۔ لہذا ان ایڈز کے مریضوں کے راضی ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ ایسے رضا کاروں سے پنجاب کے مختلف قحبہ خانوں میں موجود خواتین کو ایڈز زدہ کرنے کا کام لیے جانے کا منصوبہ ہے، تاکہ یہ خواتین ایک chain کی صورت اختیار کر کے اپنے گاہکوں اور ان کے گاہک آگے اپنے بیوی بچوں کو ایڈز زدہ کر دیں۔ اس طریقے سے لاکھوں لوگوں کو بیماریوں میں مبتلا کرنے کی سازش کی جا رہی ہے اور یہ سلسلہ کئی برسوں سے جاری ہے۔ ایسے قسم کے ایڈز زدہ رضا کاروں کو ایڈز پھیلانے کے لیے باقاعدہ ٹارگٹ دیے جاتے ہیں جن کی تکمیل پر بہت خطیر انعامات دیے جاتے ہیں۔ اس صورت حال میں چیف جسٹس کو ایک منصوبے کے تحت استعمال کیا گیا ہے تاکہ



عالمی دجالی ریاست، ابتدا سے انتہا تک

ایڈز کے مریضوں کو ان کے مرض سے آگاہ کرنے کا جواز پیدا ہو سکے اور مریضوں کو شبہ بھی نہ ہو۔

یہ وہ Biological War ہے جو یہودیت کے لیے کام کرنے والے قادیانیوں نے پاکستان پر مسلط کی ہے۔ اس طریقے سے کروڑوں لوگوں کو پپا ٹائٹس اور ایڈز میں مبتلا کر کے موت کی جانب گامزن کر دیا گیا ہے۔ انسانی تاریخ کا یہ سب سے بڑا المیہ ہے، شاید کشمیر اور فلسطین سے بھی بڑا، لیکن اس کا کسی کو احساس تک نہیں ہے۔ الٹا اس کے باوجود مسلمانوں کو دہشت گرد سمجھا جاتا ہے۔

بائیولوجیکل لڑائی کا یہ سلسلہ صرف پاکستان تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہودیوں اور قادیانیوں کی باہمی ملی بھگت سے چین اور انڈونیشیا تک پھیلا ہوا ہے۔ بدنام زمانہ یہودی تنظیمیں پاکستان پر پاؤں پھیلانے کے لیے قادیانیوں کی مدد کر رہی ہیں تو قادیانی چین میں بیماریاں پھیلانے کے لیے افرادی قوت مہیا کر رہے ہیں۔ اس کا بڑا مقصد مستقبل میں چین کی اقتصادی ترقی کو متاثر کرنا ہے۔ انڈونیشیا میں بھی اس قسم کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے انڈونیشیا کی قادیانی کمیونٹی کو استعمال کیا جا رہا ہے۔

اس بائیولوجیکل جنگ لڑائی کے دوسرے طریقے میں اپنے ٹارگٹ کو جوس میں ملا کر ہلکا زہر نما محلول دیا جاتا ہے۔ جوس میں ملائے جانے والے اس بائیولوجیکل میسریل کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ جگر کو شدید طور پر متاثر کرتا ہے، لیکن فوری طور پر انسان کا خود کار دفاعی نظام حرکت میں آتا ہے اور متاثرہ جگر کے گرد چربی کی تہہ جم جاتی ہے جو جگر کو بکھر نے نہیں دیتی یعنی جگر چربی زدہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس طریقے سے انسان فوری طور پر نہیں مرتا لیکن اس کی زندگی کا دورانیہ کم ہو جاتا ہے۔ ہمارے ملک کے ایک معروف قانون دان اس کی واضح مثال ہیں۔ جنہیں دوران قید اس کا نشانہ بنا کر معذور بنا دیا گیا ہے۔ یہ لوگ نہ صرف یہ عوارض پھیلاتے ہیں بلکہ ان کی ادویہ بیچ کر بے حساب منافع کما چکے ہیں۔ اس لابی کے ایجنٹوں میں اس وقت برین ہیمرج کا سبب بننے والی ادویہ بہت مقبول ہیں۔ انہیں عموماً ہائی پروفائل ٹارگٹس کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ دوا



انسان کی شریانوں کو بلاک کر دیتی ہے جس سے برین ہیمبرج یا ہارٹ اٹیک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

معاشرے سے آزاد خیال لوگوں کو چھانٹنے کے لیے پورے شہر میں جگہ جگہ ایسے جوس کارنر قائم کیے جا رہے ہیں جہاں جوڑوں کو مل بیٹھنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ یہاں پر ایسے لوگوں پر خاص طور پر نظر رکھی جاتی ہے اور نسبتاً زیادہ آزاد خیال لوگوں کو ٹریپ کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کو جوس میں مختلف مضر صحت اشیاء ڈال کر ذہنی معذور اور بیمار بنایا جاتا ہے۔ اس کا محرک یہ ہے کہ متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والا آزاد خیال شخص جب شدید بیمار ہو جاتا ہے تو پھر اُس کی زندگی کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ مرنے سے قبل زیادہ سے زیادہ دولت حاصل کر کے اپنے پیاروں کی زندگی کو تحفظ دے جائے۔ ایسا شخص درست یا غلط کی پہچان کو بھلا کر دولت کی خاطر بڑے سے بڑا رسک لینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور جب کوئی شخص اس اسٹیج پر پہنچ جاتا ہے تو پھر وہ فری میسنری اور ان کے بے دام غلام قادیانیوں کے لیے کام کا آدمی قرار پاتا ہے۔ ایسے تیار لوگوں سے ہیروئن اسمگلنگ، قبائلی علاقوں میں جاسوسی اور بیماریاں پھیلانے کے پُر خطر کام لیے جاتے ہیں۔ حیلے بہانوں سے ایسے لوگوں کے بچے بھی قبضے میں لے لیے جاتے ہیں جس کے بعد ایسا شخص مزاحمت کے بالکل بھی قابل نہیں رہتا اور ساتھ ہی ساتھ قادیانیوں کی وفادار اور بظاہر مسلمان ایک نئی نسل تیار کی جا رہی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ لابی اپنے زیادہ تر ایجنٹوں کو بیمار کرنے کے بعد استعمال کرتی ہے اور یہ معاہدہ تمام زندگی پر محیط ہوتا ہے۔ اپنے ایجنٹوں کو بیمار کرنے کے پس منظر میں یہ سوچ کا فرما ہے کہ بہت زیادہ بوڑھا آدمی مذہب کی جانب راغب ہو کر سدھر سکتا ہے، ویسے بھی بوڑھا آدمی زیادہ کام کا نہیں رہتا۔ اس لیے یہ سنگ دل لوگ اپنے لوگوں کا لائف پریڈم کر دیتے ہیں۔

ان لوگوں کو دنیا کا جدید ترین ٹیلی کمیونیکیشن نظام مہیا کیا گیا ہے۔ آپ کو یہ جان کر بالکل حیرت نہیں ہونی چاہیے کہ پاکستان میں کسی بھی شخص کا فون ان لوگوں کی پہنچ سے باہر نہیں ہے اور روشن خیالوں اور انتہا پسندوں کو چھانٹنے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے۔ GPS کے ذریعے مذکورہ فرد کی



لوکیشن بھی معلوم کی جاسکتی ہے۔ ان آلات کا غلط استعمال بھی زوروں پر ہے۔ یہ لوگ انسداد منشیات کے اعلیٰ اہلکاروں کے فون ٹیپ کرتے ہیں۔ جس سے انہیں منشیات کی اسمگلنگ میں آسانی رہتی ہے۔

اب آتے ہیں لڑکیوں سے دوستی کے اشتہارات کی جانب۔ ہوتا یہ ہے کہ لڑکیوں سے دوستی کے اشتہارات سے رابطہ کرنے کے بعد ملنے والی لڑکی اپنی مرضی کے جوس کارنر یا ریسٹورنٹ لے کر جاتی ہے۔ کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ یہ جوس کارنر یا ریسٹورنٹ خود ان لوگوں کی ہی ملکیت ہوتا ہے۔ مجھے ملنے والی خواتین مجھے نہر کے کنارے ”حسن جوس کارنر“ نزدلال پل لاہور لے کر گئیں۔ ہوتا یہ ہے کہ جوس لڑکی کے سامنے رکھا جاتا ہے وہ بالکل ٹھیک ہوتا ہے لیکن جوس آپ کے سامنے رکھا جاتا ہے اُس میں ہلکا زہر ملا ہوتا ہے۔ یہ آہستہ آہستہ انسانی ذہن کو معذور اور انسانی جسم کو مفلوج کرتا ہے۔ ان کا خاص اڈہ ہے۔ ”حسن جوس کارنر“ کے علاوہ مجھے جی ٹی روڈ نزدشالا مار پرواقع صدیقی کلینک پر بھی متعدد مرتبہ لے جایا گیا۔ قادیانیوں کی ایک این جی او کا دفتر 40 ڈی ماڈل ٹاؤن میں بھی قائم ہے۔ اگر قانون نافذ کرنے والے ادارے صرف صدیقی کلینک، حسن جوس کارنر اور 40-D پر اپنی توجہ مبذول کر لیں تو انہیں ثبوت مل جائیں گے۔ جن فحش خانوں کا میں نے ذکر کیا، ان میں سے ایک کے بارے میں جانتا ہوں۔ یہ لاہور کے لیاقت آباد کے علاقے میں گندے نالے کے قریب واقع ہے۔ یہاں گھروں کے نمبر واضح نہیں ہیں۔ یہ سالار اسٹریٹ کے درمیان ایک گلی نمبر 21 ہے۔ اسے قائد اعظم اسٹریٹ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ پہلے آنے والا گھر نکڑ کا ہے۔ اس کا گیٹ چھوٹا سا سبز رنگ کا ہے۔ یہاں رہنے والے کرائے یا گروی پر آباد ہیں۔ انہیں اس علاقے میں کوئی نہیں جانتا اور یہ قادیانیوں کے ایڈز مشن پر ہیں۔

کبھی روزنامہ ”خبریں“ کا کلاسیفائیڈ دیکھیں۔ اس میں تبدیلی نام اور ولدیت کے بہت سے اشتہارات موجود ہوتے ہیں۔ یہ دراصل دوسرے لوگوں کی اسناد کو استعمال کرنے کا منصوبہ ہے۔ (2005ء سے اب تک کے اخبارات ضرور دیکھیں)۔ کیا کسی اور اخبار میں تبدیلی نام اور



ولدیت کے اس قدر اشتہارات دیکھے گئے ہیں؟ مشرف دور میں بورڈ کے سیکریٹری ان کے غلام تھے۔ جس شخص کو سند دلوانا ہوتی ہے، کمپیوٹر پر اُس کی ولدیت سے ملتی جلتی ولدیت کو سرچ کیا جاتا ہے۔ بعد ازاں نام کو اشتہار شائع کر کے تبدیل کروالیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے لوگوں کے نام معلوم گروہ (ممکنہ طور پر قادیانی) کو ڈپلیکیٹ اسناد کی بہت بڑی تعداد جاری کی اور ملازمتیں دلوائی جاتی رہی ہیں۔ ایسے لوگوں کی بہت بڑی تعداد کو پولیس میں کانسٹیبل بھرتی کروایا گیا ہے، تاکہ ہر علاقے میں موجود اپنے فوجہ خانوں، جوس کارنرز کی مدد اور انتہا پسندوں کی نشاندہی کی جاسکے۔ ایسے لوگ اپنے نام اور ولدیت سے بظاہر مسلمان ہی لگتے ہیں، کوئی ان پر شک کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اسی کلاسیفائیڈ سیکشن میں آپ کو قرضہ مہیا کرنے والے بہت سے اداروں کے اشتہارات ملیں گے۔ یہ بھی معاشی طور پر مجبور لوگوں کو استعمال کرنے کی کوشش ہے، حالانکہ قانوناً اس قسم کے اشتہارات ممنوع ہیں۔ ان لوگوں کے پاس بے شمار شناختی دستاویزات موجود ہوتی ہیں جنہیں بوقت ضرورت استعمال کیا جاتا ہے۔

اسی روزنامہ میں ضرورت رشتہ کے مخصوص اشتہارات بھی ذرا غور سے دیکھیں۔ خاص طور پر ”فارن نیشنلٹی“ کے حامل اشتہارات۔ 2005ء سے 2008ء تک ضرورت رشتہ کا ایک ہی اشتہار شائع ہوتا رہا۔ اس اشتہار کی آڑ میں بہت سی مذموم سرگرمیاں جاری ہیں۔ اب بھی کبھی کبھار یہ اشتہار شائع ہوتا رہتا ہے۔ مجھے بھی متعدد مرتبہ یورپین ممالک کی سیر اور عمرے پر لے جانے کی پیشکش کی گئی تھی جسے میں نے مسترد کر دیا تھا۔

مسلمانوں کو تباہ کرنے کی لڑائی کے تیسرے مرحلے میں یہ لوگ سرکاری ہسپتالوں پر مکمل کنٹرول حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بہت سے سرکاری ہسپتال کافی حد تک ان کے کنٹرول میں ہیں بھی۔ خاص طور پر شمالی مارہسپتال، جنرل ہسپتال، شیخ زائد ہسپتال وغیرہ۔ المیہ یہ ہے کہ یہ کنٹرول نچلے لیول پر ہے۔ حکومت زیادہ سے زیادہ ایم ایس یا پرنسپل کو تبدیل کرتی ہے جس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ بعض ہسپتالوں میں علاج کے نام پر بھی لوگوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ٹارگٹ کو پہلے



بیمار یا زخمی کیا جاتا ہے اور بعد میں علاج کے نام پر پار کر دیا جاتا ہے۔ میں اس قسم کے ایک واقعے سے آگاہ ہوں جو شمال مار ہسپتال میں ہوا۔ مختلف جراثیم کو حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ شمال مار ہسپتال ہے۔ جہاں لاہور کے تمام ہسپتالوں سے ویسٹ (Waste) کو انسینی ریٹر میں جلانے کے لیے لایا جاتا ہے۔ جلانے سے قبل اس ویسٹ میں سے مختلف بیماریوں کے جراثیم جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے حاصل کر لیے جاتے ہیں۔ اس وقت شمال مار ہسپتال کا چیف ایگزیکٹو بھی قادیانی ہے۔ یہ بات بھی مد نظر رکھیں کہ مختلف حیلے بہانوں سے امریکی ڈاکٹروں کی سب سے زیادہ آمد شمال مار ہسپتال میں ہی ہے۔ کسی بھی دوسرے سرکاری یا غیر سرکاری ہسپتال میں امریکیوں یا غیر ملکوں کی اس قدر زیادہ آمد کا کوئی سراغ دور دور تک نہیں ملتا۔ یہ ڈاکٹر پاکستانیوں کے خلاف بائیولوجیکل لڑائی میں مدد دینے کے لیے آتے ہیں۔ پنجاب میڈیکل کالج سے قادیانی ڈاکٹروں کے اخراج کے بعد شمال مار ہسپتال میں میڈیکل کالج قائم کیا جا رہا ہے، تاکہ قصاب نما قادیانی یا بظاہر مسلمان نما قادیانی ڈاکٹر وافر مقدار میں تیار کیے جاسکیں۔ اس میڈیکل کالج کا پروجیکٹ دائرے کیٹر بھی قادیانی ہے۔

یہ لوگ پاکستان کے مختلف تعلیمی اداروں پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ ان میں سے ایک کوشش ایک طلبہ تنظیم کے ذریعے پنجاب یونیورسٹی پر قبضہ کرنے کی تھی جسے جمعیت نے ناکام بنا دیا تھا۔ اسی طرح سی آئی اے اور قادیانیوں کی کوشش ہے کہ پولیس ٹریننگ اسکولوں میں بھی اپنے افراد داخل کیے جائیں۔ ان کا خیال ہے کہ ملک پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے بڑے تعلیمی اور تربیتی مراکز پر کنٹرول ہونا ضروری ہے۔ اس حکمت عملی کے ذریعے بھارت نے مشرقی پاکستان کو جدا کیا تھا۔ بقیہ پاکستان پر کنٹرول کے لیے بھی یہی حکمت عملی استعمال کی جا رہی ہے۔

چونکہ میں اپنی ہی قوم اور وطن کے خلاف اس خوفناک لڑائی کا حصہ نہیں بننا چاہتا، اس لیے ان لوگوں کے خیال میں، میں انتہا پسند ہوں۔ میں نے متعدد نقصانات برداشت کیے ہیں لیکن متعدد مرتبہ آفر کے باوجود قادیانیت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ اس کی پاداش



میں مجھے متعدد مرتبہ ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس مقصد کے لیے بہت بے ضرر طریقے اختیار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کبھی سابقہ دشمنی کی آڑ میں کسی شخص کو ختم کر دیا جاتا ہے اور کبھی کسی کو حادثے میں پار کر دیا جاتا ہے۔ میں خود ان حربوں کا سامنا کر چکا ہوں اور میرا زندہ رہنا اس بات کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ ابھی آسمان پر موجود ہے۔ یہ لوگ میٹھے زہر کی طرح پاکستان کے رگ و پے میں اتر رہے ہیں۔ یہ پاکستان کو اپنے قبضہ میں لینا چاہتے ہیں اور یہ سوچنے کا تکلف ہرگز مت کیجیے گا کہ یہ سب کچھ نہیں ہو رہا۔ جو قوم جنگ جیتنے کے لیے ہنستے بستے شہروں پر ایٹم بم گرا سکتی ہے، وہ پاکستان میں جنگ جیتنے کے لیے کسی حد تک بھی جاسکتی ہے۔ بارک اوباما کو تبدیلی کی علامت کہا جاتا ہے۔ میں نے ایک پاکستانی نہیں، بلکہ بین الاقوامی معاشرے کے دردمند فرد کی حیثیت انہیں خط لکھا ہے جس میں ان سے اپیل کی گئی ہے کہ بے گناہ پاکستانیوں کی بدترین نسل کشی کو روکیں۔

سردست منظر پر آنا مقصود نہیں اس لیے نام کا دوسرا حرف مکمل نہیں لکھ رہا ہوں، لیکن اگر مجھے مارا گیا تو اس کے ذمہ دار پاکستان کے قادیانی ہوں گے، اور میری شناخت اور مزید اہم تفصیلات منظر عام پر ضرور آئیں گی۔“

یا سرع، لاہور



دُعا اور دوا:

تو یہ ہے جناب! ایک بے راہ اور نوجوان کی آپ بیتی۔ وہ جب نفس پرستی کی بے آب و گیاہ وادیوں میں بھٹکتے بھٹکتے تنگ آ گیا تو اس کے اندر موجود نیک فطرت نے اسے مجبور کیا کہ وہ ان لوگوں کو بے نقاب کر کے اپنی لغزشوں کا کسی حد تک کفارہ دے جو وطن عزیز کو مہلک بیماریوں اور موزی جراثیم کا تحفہ دے کر اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔

راقم الحروف نے جب یہ خط لاہور کے بعض احباب کو بھیجا تو انہوں نے تصدیق کی کہ متذکرہ جگہیں واقعی مشکوک اور تہمت زدہ معلوم ہوتی ہیں۔ اتنا قرینہ ملنے کے بعد موقع واردات کا مشاہدہ



ضروری ٹھہرا۔ خط میں جو انکشافات کیے گئے تھے، ان میں سے اکثر تحقیق کے بعد درست نکلے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بقیہ باتیں بھی جن تک ہماری رسائی نہ ہو سکی، کسی خبطی دیوانے کی بڑیا شہرت کے خواہش مند توجہ سے محروم بے روزگار نوجوان کے من گھڑت خیالات نہیں، یہ بھی درست ہی ہوں گی۔ تحقیق کی ابتدا جب ہوئی تو رمضان کا مہینہ تھا۔ متذکرہ کلینک میں عین رمضان کے دن ایک جاہل قصاب نما ڈاکٹر صاحب نشے کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ جگہ دکھی انسانوں کی علاج گاہ نہ تھی، معصوم بچوں کی قتل گاہ تھی۔ جب کسی نوجوان لڑکے یا لڑکی سے غلطی سرزد ہو جاتی تھی تو وہ اس کا نشان مٹانے اور معصوم جان کو از قبل پیدائش زندہ درگور کرنے کے لیے یہاں موجود جاہل قصابوں کی خدمات حاصل کرتا تھا۔ یہ کلینک میسٹرنٹی ہوم کے نام سے قائم کیا گیا تھا۔ کلینک کیا تھا، بس ایک دکان تھی جسے اس شیطانی کام کے لیے درکار مخصوص سہولتوں سے آراستہ کر دیا گیا تھا۔ معلوم ہوا کہ لاہور کے ٹمپل روڈ پر ”صفیہ کلینک“ میں شادی سے قبل صاحب اولاد ہو جانے والے جوڑوں کے لیے پیش کیے جانے والی مخصوص خدمات یہ کلینک بھی پیش کرتا ہے۔ وہ بے راہ رو جو گناہ سے توبہ کے بجائے ایک نیا گناہ کرنے کے لیے پُر عزم ہوں ان کے لیے یہاں ہر طرح کی سہولتیں سستے داموں دستیاب ہیں۔ ہمارے احباب کلینک کے سامنے گاڑی میں یوں بیٹھے رہے کہ کلینک کے اندر کا ماحول نظر آتا رہے اور ایک ساتھی فرضی گنہگار بن کر مسکین صورت اور عاجزانہ گفتگو کے ساتھ اپنی غربت کا رونا روتے ہوئے اندر بیٹھے جاہل قصابی کے ساتھ پیسے کم کروانے کے لیے حجت کرتا رہا۔ آخری اطلاع کے مطابق اس قصاب خانے کا شٹر اکثر آدھا گرا ہوا رہتا ہے۔ مصروف کار افراد یا گروہ محتاط ہو گیا ہے اور آنے والے کو پہلوان پورہ میں رزاق اسٹور کے ساتھ واقع لیڈیز کلینک جانے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اب نہیں معلوم کہ متذکرہ دو کلینک بھی اس خفیہ مشن سے وابستہ ہیں یا اپنے طور سے بد اعمالیوں کے اس گورکھ دھندے میں ملوث ہو گئے ہیں؟

صدیقی کلینک کے بعد گشت کی اگلی منزل ”حسن جوس کارنز“ تھا۔ اس کا نام پہلے ”رحمن جوس



کارنر“ تھا۔ پھر بدل کر ”حسن جوس کارنر“ رکھ دیا گیا۔ نام جتنے خوبصورت ہیں، پھندا اتنا ہی خطرناک ہے۔ اس میں آپ داخل ہوں تو بظاہر جوس اور اس کے لوازمات چاٹ، برگر وغیرہ دکھائی دیں گے..... لیکن درحقیقت یہ نوجوان نسل کو ناجائز تنہائیاں مہیا کرنے کا اڈہ رہا ہے۔ اس کی دوسری منزل پر تقریباً دس کیبن بنے ہوئے ہیں۔ ان کیبنوں کے نیم تاریک ماحول میں شیطانی اٹھکھیلیاں عفت و حیا کے دامن کو تار تار کرتی ہیں۔ یہاں کے بیرے مخصوص انداز سے تربیت یافتہ ہوتے ہیں اور کسی کی تنہائی میں مغل نہیں ہوتے۔ یہاں پیش کیا جانے والا جوس اور دیگر لوازمات گھٹیا ہونے کے باوجود مہنگے ہوتے ہیں کیونکہ اصل قیمت تو حرام خلوتوں کا عوض ہوتی ہے۔ آخری اطلاع کے مطابق ”حسن جوس کارنر“ والے ابھی محتاط ہو گئے ہیں اور اب یہ دھندا ”شالا مار ہسپتال“ کے سامنے چاہت جوس کارنر، گڑھی شاہو میں ”کون میری کالج“ سے پہلے شوروم کے ساتھ واقع جوس کارنر اور دھرم پورہ کے ایک ہیمنٹ میں چل رہا ہے جہاں ہماری قوم کے نونہال گھروں سے تعلیم کے لیے نکلتے ہیں لیکن فلموں اور موبائلوں کی فتنہ پرور شیطانی ترغیبات سے متاثر ہو کر ان شیطانی گھروں میں تاریخیں لگوانے پہنچ جاتے ہیں۔ اس میدان میں نیرنگ کیفے، گلور یہ جین اور ایسپر یسو جیسے مغربی انداز کے جدید مراکز بھی کود پڑے ہیں اور حکمرانوں کے ناک تلے شہوت گردی کے یہ اڈے دجالی مشن کے فروغ میں مصروف ہیں۔ اب یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ اس طرح کے سب کے سب جوس کارنر اور ریسٹورنٹ کسی خفیہ ہاتھ کے اشارے پر چل رہے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ بعض نادان زیادہ آمدنی کے لالچ میں مشروبات کے حلال کاروبار میں حرام تنہائیوں کی آمیزش کرتے ہوں، لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ نوجوان نسل کی عفت و عصمت کا گلا یہیں گھٹتا ہے اور ان کا روشن مستقبل یہاں کی نیم تاریک فضا میں مکمل تاریک اندھیروں میں دفن ہوتا ہے۔ انٹرنیٹ کیفے سے شروع ہونے والی ناجائز دوستیاں یہاں پروان چڑھتی ہیں اور حیا و پاکدامنی کو لیرا لیرا کر کے اپنے پیچھے ایمانی جذبات سے محروم کھوکھلے جسم، حوصلہ سے عاری مفلوج دماغ اور عقابوں کے نشیمن میں اجڑی ویران زندگیاں چھوڑ جاتی ہیں۔ دہائی ہے کہ میری قوم کے محافظ



سورہ ہے ہیں اور ڈاکو کھلے پھر رہے ہیں۔

گمنام نوجوان کے اس خط میں ایک معاصر اخبار کے حوالے سے جن اشتہاری قلمی دوستیوں کا ذکر کیا گیا تھا ان کی تو تحقیق کی بھی ضرورت نہیں۔ آپ آج ہی کا خبریں اٹھائیں۔ اس میں کھلم کھلا بے حیائی کا فروغ اس ڈھٹائی کے ساتھ ہے کہ اشتہارات کے الفاظ میں بھی کسی شرم مروت، کسی طرح کی ڈھکائی چھپائی کا لحاظ نہیں۔ کھوج پر مامور احباب نے بتایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے دیے گئے فون کے دوسری طرف مادر پدر آزاد لوگوں کا پورا گروپ بیٹھا ہے جو انسانی نفس کی غلیظ چاہتوں کو حسب منشا پوری کرنے کے لیے ہر طرح کی حرام زندگیوں کو فروغ دے رہا ہے اور اسے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فون پر دوستی، پھر جوس کارندوں میں ملاقاتوں سے جو شیطانی سلسلہ شروع ہوتا ہے، پوش علاقوں میں واقع خفیہ فحشہ خانوں سے ہوتا ہوا اس کا اختتام قصاب نما ڈاکٹروں کے ہاتھوں میں کھیلنے تک پہنچتا ہے۔ اس سارے ابلیسی نظام کی کڑیاں ایک دوسرے سے ملتی ہیں جسے دشمنانِ انسانیت اپنے مقامی ہر کاروں کی مدد سے مربوط انداز میں چلا رہے ہیں اور دن دیہاڑے ہمارے معصوم بچوں کو تباہی و بربادی کے اس جہنم میں جھونک رہے ہیں۔

میں حیران ہوں میری قوم کے رکھوالے کہاں ہیں؟ دشمن کے چھوڑے ہوئے ضمیر فروش ایجنٹ نئی نسل کو گھن کی طرح چاٹ رہے ہیں اور پاکستان کی سلامتی کے ذمہ دار لمبی تان کر سورہے ہیں۔ اوپر جو اشارے اور سراغ دیے گئے ہیں ان پر کام کر کے کوئی بھی محبِ وطن آفیسر اس سازش کے ذمہ داروں تک پہنچ سکتا ہے۔ انسان پر لازم ہے کہ غیرت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ ہم آخر یہ کیوں برداشت کر رہے ہیں کہ ہمارے معصوم بچوں کو شیطانی حرکتوں کے ذریعے اپاہج اور ناکارہ بنایا جائے اور ہم آنکھیں بند کر کے لا تعلق رہیں۔ اس طرح تو دجالی قوتیں ایک دن ہماری دہلیز پر آ پہنچیں گی۔ ہماری نظروں کے سامنے ہمارے گلشن کے پھول اور چمن کی کلیوں کو شیطان کے نمائندے غیر انسانی کی حرکتوں میں مبتلا کریں گے اور ہم اس فتنے میں بہتے جانے کے علاوہ کچھ نہ کر سکیں گے۔



دجال کا شیطنیت اور دجل کو غالب دیکھنے والوں کا برپا کردہ فتنہ جتنا بھی شرانگیز ہو، اس کے مقابلے میں کوشش کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد اور انعام کے وعدے بھی اتنے ہی عظیم ہیں۔ ہمیں شر پسند اور فتنہ پرورد جالی قوتوں کے سامنے ہرگز ہتھیار نہیں ڈالنے چاہئیں۔ آخری دم تک معرکہ خیر و شر میں اپنا حصہ ڈالتے رہنا چاہیے۔ دُعا بھی کرنی چاہیے اور دوا بھی۔ نجانے کس کی قربانی رب العزت کو پسند آجائے اور وہ اسے بھی دنیا اور آخرت میں سرخ روئی اور سرفرازی سے نواز دے اور اس کی وجہ سے دوسروں کا بھی بھلا ہو جائے۔





# دجالی ریاست کے قیام کے لیے فضائی تسخیر کی کوششیں

(پہلی قسط)

## ایریا نمبر 51

نواڈا پچاس امریکی ریاستوں میں سے نسبتاً غیر معروف ریاست ہے۔ اس کے مغرب میں کیلی فورنیا، شمال میں اوریگان اور ایڈاہو، مشرق میں اوٹاواہ اور جنوب مشرق میں ایریزونا ہے۔ اس کا رقبہ 1,10,567 مربع میل ہے۔ رقبہ کے اعتبار سے یہ امریکا کی ساتویں بڑی ریاست ہے۔ یہی وہ خصوصیت ہے جس نے اسے مستقبل..... شاید مستقبل قریب..... کے ایک بہت بڑے دجالی منصوبے کی تجربہ گاہ بنا دیا ہے۔ ریاست نواڈا کو انتظامی طور پر 51 مربع قطعات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان قطعات کو 1 سے لے کر 51 تک نمبر دیے گئے ہیں۔ قطعہ نمبر 51 خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں دجال کا اہم ترین منصوبہ پروان چڑھایا جاتا رہا ہے۔ ابتدا میں امریکی حکومت اس طرح کے کسی منصوبے یا غیر معمولی سرگرمی سے قطعی انکار کرتی تھی اور اس حوالے سے پیش کیے گئے شواہد کو سختی سے مسترد کر دیتی تھی..... لیکن اس کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا کہ اس نے ایریا 51 کو جانے والی شاہراہ کا نام ”غیرارضی شاہراہ“ (Extraterrestrial Highway) کیوں رکھا ہے؟ اس شاہراہ کا سرکاری طور پر روٹ نمبر 375 تھا۔ اس کا یہ



غیر معمولی نام رکھا جانا اپنے اندر چونکا دینے والی حیرانی لیے ہوئے تھا۔ یہاں اڑن طشتریاں اور خلائی مخلوق جیسی ”غیر ارضی اشیا“ مسلسل دیکھنے میں آتی رہتی تھیں۔ مقامی باشندوں اور ان کے غیر مقامی مہمانوں کی زبانوں پر ان کا تذکرہ عام تھا۔ امریکی حکومت ان تجسس آمیز اطلاعات کو دبائے رکھتی تھی۔ جب بات بہت آگے بڑھ گئی تو ریاست نواڈا کے بارے میں یہ مشہور کر دیا گیا کہ یہاں ایسی بڑی سائنسی سرگرمیاں زیر عمل لائی جاتی ہیں جن کا تعلق فیڈرل گورنمنٹ کی ایٹمی ریسرچ سے ہے۔ امریکی عوام اس سے مطمئن ہو جاتے..... بہت جلد مطمئن ہو جاتے..... اس لیے کہ انہیں فری میسن برادری نے ایسی بہت سی ”ٹائم پاس“ اور ”مفید“ سرگرمیوں میں مبتلا کر رکھا ہے جن سے ان کے پاس وقت نہیں بچتا۔ رہی سہی کسر یہودی بینکوں کی طرف سے امریکی عوام کو دیے گئے قرضوں اور یہ قرضے اُتارنے کے لیے کی جانے والی دگنی تگنی نوکریوں نے پوری کر دی ہے۔ لہذا دنیا کی سب سے زیادہ تعلیم یافتہ سمجھی جانے والی امریکی قوم جلد ہی ان طفل تسلیوں سے مطمئن ہو جاتی اور ایریا 51 کو کہیں اور منتقل نہ کرنا پڑتا اگر کیلی جانسن جیسے مایہ ناز ہوا باز کا واقعہ پیش نہ آتا۔

کیلی جانسن غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والا ایک ایئر کرافٹ ڈیزائنر تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے پہلا سپر سائیک طیارہ ”یوٹو“ (U-2) ڈیزائن کیا تھا۔ اسے کسی ایسے وسیع علاقے کی ضرورت تھی جہاں اس طیارے کی آزمائشی پرواز عمل میں لائی جائے۔ قدرتی طور پر اس کی نظر قطعہ نمبر 51 پر پڑی۔ اس نے ”ٹونی لی وائر“ سے رجوع کیا۔ وہ شہری ہوا بازی میں اس کا دوست تھا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا تھا وہ خطہ نمبر 51 کا بانی تھا۔ وہاں کے منصوبے اس کے علم میں تھے۔ ٹونی نے پرانی دوستی کی لاج رکھتے ہوئے امریکی حکومت سے اس آزمائشی پرواز کی اجازت طلب کی۔ اس نے اپنے دوست کو بتایا کہ اس ریاست میں 30، 40 میل تک پرواز کی سہولتیں موجود ہیں۔ میں اس کا انتظام کروں گا اگر مرکز سے اس کی اجازت مل جائے۔ کیلی کو معلوم نہ تھا کہ اس جگہ ”مرکز“ اس کے بنائے گئے جدید ترین طیارے سے بھی زیادہ تیز رفتار سواری کا تجربہ کرتا رہا ہے۔ بہر حال



انہیں مرکز سے اجازت مل گئی۔ یوٹو کی آزمائشی پرواز کامیاب رہی۔ بعد ازاں اس طیارے نے سوویت یونین کے علاقے میں 26 ہزار فٹ کی بلندی پر رہتے ہوئے اور سوویت راڈاروں سے بچتے ہوئے کامیاب جاسوسی پروازیں کیں۔ ایٹمی تنصیبات کی تصاویر حاصل کیں اور امریکی حکام کے لیے یہ اجازت کافی سودمند ثابت ہوئی۔

U-2 کے بعد ایریا 51 میں دوسرا پروجیکٹ B-2 بمبارا سٹیلٹھ طیارے کا تھا۔ اس کا منفرد ڈھانچہ اور رفتار موجودہ زمانے سے کئی عشرے آگے تھا۔ لوگوں کو ایسی ایڈوانس ٹیکنالوجی کی ابھی توقع اور کوئی اندازہ نہیں تھا۔ انہوں نے بی-2 اور اس طرح کے دوسرے ترقی یافتہ طیارے دیکھے تو انہیں UFO (Unidentified Flying Objects) یعنی اُڑن طشتریاں سمجھ لیا۔ 1988ء میں امریکی حکام نے سرکاری طور پر بی-2 اسٹیلٹھ بمبارا اور ایف 117 اسٹیلٹھ فائٹر کے بارے میں عوام کو مطلع کیا۔ لوگوں نے ان کی بے پناہ تباہ کاری کا مشاہدہ فروری 1988ء میں کیا جبکہ خلیج کی جنگ نے ان کی موجودگی اور حقیقت ثابت کر دی۔ B-2 کے بعد ایریا 51 میں جاری موجودہ پروجیکٹ کا نام AURORA ہے۔ یہ ایک ایسا طیارہ ہوگا جو آواز کی رفتار سے چھ گنا تیز پرواز کرتے ہوئے انتہائی ٹھیک نشانے پر حملہ آور ہو سکتا ہے۔ امریکی حکومت فی الوقت اس کی موجودگی سے انکار کر رہی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کسی زمانے میں B-2 اور F-117 کے لیے کیا گیا تھا..... لیکن کیا اس خفیہ علاقے میں صرف یہی تیز رفتار سواریاں تیار ہو رہی ہیں؟ کیا U-2 اور B-2 کی آزمائشی پروازوں کے تذکرے سے وہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے جس کا تعلق دنیا کے سب سے وہمی اور بزدل شخص ”دجال اعظم“ کے ظہور اور استقبال کے لیے کی جانے والی خفیہ ترین اور..... بظاہر..... عظیم ترین تیاری سے ہے؟ اگر آپ کے ذہن میں اس کا جواب نفی میں ہے تو آپ بندہ کو اپنا ہم خیال پائیں گے؟ اصل کہانی اس سے آگے کی ہے اور یہ کہانی ہمیں مشہور غیر صہیونی امریکی سائنس دان ”ڈاکٹر موریس جیسوب“ کے افسوس ناک قتل سے آگے بڑھتی ہوئی ملتی ہے۔ اس کو جس بہیمانہ انداز میں ایک علمی تحقیق پر تبادلہ خیال سے روکنے کے لیے قتل کیا گیا وہ ہمیں



امریکا پر مسلط نادیدہ ہاتھوں کے جبری تسلط کی کہانی سناتا ہے۔ امریکی قوم نے جو مجسمہ آزادی نصب کر رکھا ہے اس میں جلنے والی شمع جس طرح ٹھنڈی ہے، اسی طرح امریکی قوم کی آزادی بھی ادھوری ہے۔ اس باخبر اور دنیا کی مہذب اور تعلیم یافتہ ترین سمجھی جانے والی قوم کو جس کا ہر بچہ آپ ڈیٹ رہنے کا دعویٰ کرتا ہے، کون بتائے کہ دجال کے نمائندوں کے نادیدہ دماغ ان کو اپنی مرضی سے مخصوص سمت چلا رہے ہیں؟ ڈاکٹر مورلیس جیسوب کا اندوہناک قتل جس کہانی سے پردہ اٹھاتا ہے اس کا پس منظر سمجھنے کے لیے ”پروجیکٹ پیپر کلب“ کے منصوبے کو سمجھنا ضروری ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکی اور برطانوی انٹیلی جنس ایجنسیاں ایک خاص مشن پر کام کر رہی تھیں۔ ان کو یہ ٹاسک دیا گیا تھا کہ وہ اعلیٰ پائے کے نازی سائنس دانوں، انجینئروں، جینیاتی انجینئروں اور ”ذہنوں پر قابو پانے والے ماہرین“ (ہیپناٹزم، مسمریزم، ٹیلی پیتھی وغیرہ سے شغف رکھنے والے) کو جرمنی سے بحفاظت وصول کر کے امریکا کھینچ لے جائیں۔ اس منصوبے کے لیے 2,000,000,000 امریکی ڈالر کی لاگت سے امریکی حکومت (یا اس کے پیچھے کارفرما خفیہ صہیونی دماغ) نے ایک پروجیکٹ شروع کیا جس کا کوڈ نام ”پروجیکٹ پیپر کلب“ تھا۔ اس پروجیکٹ کی مدت چار سال رکھی گئی تھی۔ اس کے ذریعے قلیل مدت میں وہ ذہین اور تجربہ کار ترین افرادی قوت حاصل کر لی گئی جس کے لیے عام حالات میں نصف صدی کا عرصہ درکار ہوتا۔ اس مہم جوئی کے لیے امریکا نے اپنی خفیہ ایجنسیاں اور وسائل بے دریغ جھونک مارے۔ اس کے نتیجے میں جو سائنس دان امریکا پہنچے ان کو امریکی اور برطانوی سائنس دانوں نے اپنی ”مہمان نگرانی“ میں لے لیا۔ ان نقل مکانی کرنے والے سائنس دانوں نے امریکا کو پوری دنیا میں قائدانہ کردار مہیا کیا، لیکن افسوس کہ یہ علم و تحقیق اور ایجاد و اکتشاف نہ ان سائنس دانوں کے کام آئی اور نہ انسانیت کے۔ ان سائنس دانوں میں سے منتخب اور غیر معمولی ذہن رکھنے والے عبقری الصفت (جینس) افراد امریکا سے اغوا ہو کر کسی اور ”مقام“ میں پہنچا دیے گئے اور ان کی ایجادات نے انسانیت کے سب سے بڑے دشمن ”دجال اعظم“ کے لیے میدان ہموار کیا۔ دجال تو ہم پرستی



عالمی دجالی ریاست، ابتدا سے انتہا تک

کی آخری حد تک محتاط، بزدل اور وسواسی قسم کی مخلوق ہے۔ وہ اپنے ظہور سے پہلے دو چیزوں کی یقین دہانی حاصل کرنا چاہتا ہے:

(1) صفائی: یعنی مخالفین اور رکاوٹوں کا خاتمہ، مخالفین میں سرفہرست علماء اور مجاہدین ہیں اور رکاوٹوں میں اصل رکاوٹ نیکی اور تقویٰ ہے۔ دجال کو سازگار ماحول کے لیے بدی اور فحاشی درکار ہے اور دجالی قوتوں کو وہ لوگ ایک آنکھ نہیں بھاتے جو کسی بھی شکل میں خیر (یعنی اتباع سنت) کی دعوت اور شر کے خلاف مزاحمت یعنی قتال فی سبیل اللہ کی بات کریں۔

(2) برتری: یعنی ان تمام وسائل کا حصول جو اسے ”مخالف دجال“ قوتوں پر مکمل برتری دلا سکیں۔ ان وسائل میں سے ایک اہم چیز ”اڑن طشتری“ ہے۔ جی ہاں! وہی اڑن طشتری جو امریکا کے ارد گرد اکثر و بیشتر نظر آتی رہتی ہے اور اس کی حقیقت چھپانے کے لیے امریکا میں موجود خفیہ قوتوں کی جانب سے یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ ان طشتریوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی گواہی دینے والے وہمی (Fantasy Prone) ہیں۔ اگر یہ سب وہمی ہوتے اور ان کھٹولوں میں سوار مخصوص حلیے والے لوگ کسی اور سیارے کی مخلوق ہوتے تو ڈاکٹر مائیکل جیسوب کو موت کی نیند نہ سلا یا جاتا جو ان اڑن بھرتی سواروں کی حقیقت جاننے کے لیے تحقیق کر رہے تھے اور سراغ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ (جاری ہے)



# گلوبل ویلج کا پریذیڈنٹ

(ایریا 51 کی دوسری قسط)

”20th سینچری فاکس“ ایک امریکی فلم ساز ادارہ ہے۔ فاکس ٹیلی ویژن بھی اس ادارے کی ملکیت ہے۔ فاکس ٹیلی ویژن، ایکس فاکٹرز کا پروڈیوسر بھی ہے۔ اس ادارے نے 1996ء میں ”انڈیپنڈنس ڈے“ (Independence Day) نامی فلم بنائی۔ اس فلم نے فاکس آفس پر کامیابی کے بڑے بڑے ریکارڈ توڑ ڈالے۔ اسے دنیا کی ساتویں کامیاب ترین فلم قرار دیا گیا۔ کیوں؟ فاکس کا مالک رابرٹ مردوگ ایک فری میسن ہے۔ اس فلم میں اس نے خلائی مخلوق کی زمین پر حملہ آوری کی فکشن (داستان) کو فلمایا ہے۔ فلم میں ایک فوجی اڈا ”ایریا 51“ کے نام سے دکھایا گیا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو انسان کے مستقبل کے تحفظ میں مرکزی کردار ادا کرے گا۔ اس طرح کی فرضی داستان امریکا جیسی حقیقت پسند قوم کو اتنی پسند کیوں آگئی؟ اس فلم کے ذریعے درحقیقت ہماری دنیا کے باسیوں کے ذہن ہموار کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس فلم میں کچھ تحت الشعوری پیغامات دیے گئے تھے۔ ان پیغامات نے ناظرین کو لا شعوری طور پر اتنا متاثر کیا کہ وہ بار بار اس فلم کو دیکھنے پر مجبور ہو گئے۔ وہ پیغام کیا تھا؟ ہماری دنیا کا مستقبل صرف اس صورت میں محفوظ ہے جب اس کا ایک ایسا لیڈر ہو جو پوری دنیا کا متفقہ لیڈر ہو۔ یہ وہ قائد ہوگا جو دنیا کو درپیش خطرات سے تحفظ دے سکے گا۔ یہ ہماری دنیا کا نگہبان اور نجات دہندہ ہوگا۔ اس کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دنیا میں ایک ہی کرنسی اور ایک ہی فوج ہو۔ اور یہ (مالی و عسکری) طاقت ایک گلوبل لیڈر کے ہاتھ میں ہو۔ یہ گلوبل لیڈر وہی ہے جس کے انتظار میں ایک امریکی ریاست کا اصل نام ”اس



عالمی دجالی ریاست، ابتدا سے انتہا تک

خدا کا شہر جس کا انتظار کیا جا رہا ہے“ رکھا گیا ہے۔ اس ریاست کا نام ہم آگے چل کر بتائیں گے۔ ”برادری“ کو دراصل گلوبل یونین، گلوبل عدلیہ، گلوبل کرنسی اور گلوبل فوج کی ضرورت ہے۔ اقوام متحدہ، عالمی عدالت انصاف، کریڈٹ کارڈز (اور تھوڑا آگے چل کر کارڈ کرنسی یا الیکٹرونک منی) اور امن فوج ”برادری“ کی اس ضرورت کی تکمیل کی ابتدائی شکلیں ہیں۔ 25 مارچ 1957ء کو اس خاکے میں ذرا وضاحت سے رنگ بھرا گیا جب ”یوروپین اکنامک کمیونٹی“ وجود میں آئی اور ”نیو ورلڈ آرڈر کے لیے ایک تجربہ گاہ“ قرار پائی۔ ”یورو کرنسی“، ”یورو کپ“ اور اسی طرح کے دوسرے تجربے فری میسنری کو ”گلوبل کنٹرول“ حاصل کرنے میں مدد دے رہے ہیں۔ دنیا پر تسلط کی بے تاب خواہش نے انہیں شیطانی سمندر کی شیطانی تکون میں مقید یک چشم لیڈر کے لیے سراپا انتظار بنایا ہوا ہے۔ وہ اس کا انتظار بھی کر رہے ہیں اور گلوبل حکومت کے اس گلوبل پریذیڈنٹ کے لیے راستہ بھی ہموار کر رہے ہیں اور اس کا ایک بڑا ذریعہ ہالی ووڈ کی فلمیں ہیں۔ مذکورہ بالا فلم میں خلائی مخلوق اور اس کی مخصوص سواری دکھائی گئی ہے۔ یہ سواری اور اس کے سوار آج کے کالم کا موضوع بھی ہیں اور پچھلے کالم میں بھی گئی بات آگے بڑھانے کا رابطہ اور ذریعہ بھی۔ آگے بڑھنے سے پہلے ہم فرضی خلائی مخلوق کی اس حقیقی سواری کا تعارف لیتے چلتے ہیں:

اُڑن طشتریاں کیا ہیں؟

اُڑن طشتریوں کو یو ایف او (U.F.O) یا Unidentified Flying Objects

یعنی ”قابل شناخت اڑنے والی چیزیں“ کہا جاتا ہے۔ یہ گول شکل کی کسی طشتری کی مانند ہوتی ہے۔ اس کی رفتار انتہائی تیز ہوتی ہے۔ اتنی تیز کہ یہ دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں۔ اُڑن طشتری المونیم اور پلاسٹک یا اس جیسی کسی جدید قسم کی دھات سے بنی ہوئی ہوتی ہے۔ اغوا کیے گئے لوگوں کے مطابق اس کی رفتار اتنی تیز ہوتی ہے کہ اس میں بیٹھنے کے بعد یوں لگتا ہے جیسے زمین لپٹتی جا رہی ہو۔ یہ حجم میں چھوٹی اور بڑی ہونے کی عجیب و غریب اور



سمجھ میں نہ آنے والی صلاحیت رکھتی ہے۔ یعنی ایک ہی اُڑن طشتری بیک وقت اپنا حجم بالکل چھوٹا اور اتنا بڑا کر سکتی ہے کہ اپنی آنکھوں پر شک ہونے لگے اور دیکھنے والے بے ہوش ہو جائیں۔ یہ خود بھی جب چاہے انسانی نظروں سے غائب ہو جاتی ہے نیز دوسری کسی بھی چیز کو لوگوں کی نظروں سے غائب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ فضا میں ایک ہی جگہ دیر تک کھڑی رہ سکتی ہے۔

اُڑن طشتریوں میں کون سی ٹیکنالوجی استعمال ہوتی ہے؟

اُڑن طشتری میں بنیادی طور پر دو قسم کی ٹیکنالوجی استعمال ہوتی ہے: ایک قوت کشش، دوسری لیزر شعاعیں۔ قوت کشش کی بنا پر یہ چیزوں اور افراد کو اپنی طرف دور سے ہی کھینچ سکتی ہے۔ لیزر شعاعوں کے ذریعے دنیا کے جدید ترین طیاروں کو باسانی تباہ کر سکتی ہے۔ سمندر میں اتر کر کسی آبدوز سے بھی زیادہ رفتار کے ساتھ پانی کے اندر سفر کر لیتی ہے۔ دنیا کے بجلی کے نظام اور مواصلاتی نظام کو جام کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے..... برمودا کے باسیوں نے غیر معمولی توانائی کی حامل ان مقناطیسی شعاعوں پر قابو پالیا ہے جو دنیا میں موجود توانائی کے حصول کے تمام ذرائع سے کئی گنا زیادہ قوت رکھتی ہیں۔ اس کی بنا پر وہ اُڑن طشتریوں میں بیٹھ کر ہماری دنیا سے اس طرح ٹھیٹھ مخول کر کے لطف لیتے ہیں جیسے کوئی شہری بابو کسی دیہات میں جانکے اور اپنے پاس موجود موبائل اور کمپیوٹر کے کرتب دکھا کر دیہاتیوں سے مزہ لے۔

اُڑن طشتریاں کہاں سے آتی ہیں؟

اگرچہ عام طور پر یہ مشہور کیا جاتا ہے کہ یہ نامعلوم مقام سے آتی ہیں۔ ان پر اجنبی مخلوق سوار ہوتی ہے۔ ان کا راز کسی کو معلوم نہیں۔ ان کے بارے میں طرح طرح کی افسانوی داستانیں خوفناک قصے، ناقابل یقین واقعات..... سب کچھ اس طرح گڈمڈ کر کے بیان کیا جاتا ہے کہ انسان اُلجھ کر رہ جاتا ہے۔ غیر جانبدار امریکی محققین کا کہنا ہے کہ یہ برمودا تکون



عالمی دجالی ریاست، ابتدا سے انتہا تک

سے آتی ہیں۔ متعدد مشاہدات اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُٹن طشتریوں اسی تکون سے نکلتی اور شعبدے دکھا کر اسی میں واپس گھسی جاتی ہیں۔ ایک اُٹن طشتریوں پر کیا موقوف، برمودا تکون میں اور بھی بہت سے غیر معمولی واقعات و حادثات ہوتے رہتے ہیں لیکن ان سے متعلق رپورٹوں پر بڑی سخت پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ نہ انہیں مشتہر کیا جاتا ہے اور نہ کسی کو ان پر تحقیق کی اجازت دی جاتی ہے۔ ان واقعات میں فضائی اور بحری جہازوں کے غائب ہونے کے علاوہ اُٹن طشتریوں کا آسمان میں دیکھا جانا، برمودا کے سمندر میں داخل ہونا اور سمندر میں پانی کے اندر ہزاروں فٹ نیچے ان کا دیکھا جانا شامل ہے۔ 1963ء میں پیوٹوریکو کے مشرقی ساحل پر امریکی بحریہ نے اپنی مشقوں کے دوران ایک اُٹن طشتری دیکھی تھی جس کی رفتار دو سوناٹ تھی اور وہ سمندر کے نیچے ستائیس ہزار فٹ گہرائی میں سفر کر رہی تھی لیکن اس رپورٹ کو بھی سختی سے دبا دیا گیا تھا اور ڈسپلن کے پابند فوجیوں کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اس موضوع پر بات بھی نہ کریں۔

اُٹن طشتریوں کے بارے میں کٹر عیسائی حضرات کا نظریہ:

امریکا اور یورپ کو روشن خیال تہذیب کا گہوارہ سمجھا جاتا ہے۔ روشن خیالی کے معنی کی تشریح سے قطع نظر یہاں کے عوام عقل اور سائنس نیز ہر چیز کی مادی تشریح اور طبیعیاتی توجیہ پر اتنا زیادہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ کسی ماورائی چیز کا سرے سے انکار کرنے کو عقل پرستی کی معراج اور ایسی چیزوں کے قائل لوگوں کو رجعت پسند اور بنیاد پرست قرار دیتے ہیں لیکن اس سب کچھ کے باوجود ”اُٹن طشتریوں“ کے نمودار ہونے اور عقل و ٹیکنالوجی کی گرفت میں نہ آنے پر ان حضرات کا تبصرہ کیا تھا؟ آئیے ملاحظہ کیجیے۔

ایک رومن کیتھولک پادری فادر فریکسیڈ جو اُٹن طشتریوں کے بارے میں سند سمجھے جاتے ہیں، کہتے ہیں: ”یہ سب شیطانی چرخہ ہے۔ چرچ اور ہمارے اجداد جن کو شیطان کہتے ہیں وہ اب اُٹن طشتریوں کے ہوا باز کہلاتے ہیں۔ اُٹن طشتریوں کے شاہدین ان کی پرواز کے وقت اکثر



سلفر کی بو محسوس کرتے ہیں۔ یہ شیطان کو مارے جانے والے گندھک کے پتھروں کی بو ہے۔“  
 فادر فریکسٹو کے کچھ اور بھی نظریات ہیں۔ ان کا کہنا ہے: ”جب سے یہ اُٹن طشتریاں  
 کیریبین سمندر پر ظاہر ہوئیں تب سے مقامی طور پر معجزات کا ظہور ہوتا رہا ہے۔ مثلاً: گر جاگھر کے  
 مجسمے رونے لگتے، یا ان کے منہ سے خون بہنے لگتا، تصویریں روشن ہو جاتیں، چرچ کے ٹاور سے  
 روشنی کی کرنیں نکلنے لگتیں، انفرادی طور پر دائمی مریض صحت مند ہو جاتے۔“ یہ ہے عیسائی حضرات  
 کے مذہبی رہنماؤں کی وہ رہنمائی جس سے معاملہ سلجھنے کے بجائے اور اُلجھ جاتا ہے۔

اُٹن طشتریوں کے بارے میں امریکی حکام کا تبصرہ:

امریکی حکام کا تبصرہ تو انتہائی معنی خیز اور دلچسپ تھا۔ انہوں نے ہمہ وقت متجسس اور باخبر  
 رہنے کی شائق امریکی قوم کے سامنے جوابدہ ہونے کے باوجود وقتاً فوقتاً متضاد موقف اختیار کیے۔  
 معاملے کو اُلجھانے کی ان کوششوں نے ہی غیر صہیونی امریکیوں کو چوکنا کر دیا اور انہوں نے جان کی  
 پروا نہ کرتے ہوئے اس حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کی جس کے ارد گرد اسرار و تجسس کا حصار اور  
 موت کا پہرہ لگایا گیا تھا۔

پہلے پہل تو ان کے وجود کا ہی انکار کر دیا گیا اور ”ماہرین“ سے یہ کہلوایا گیا کہ ایسی کوئی چیز دنیا  
 میں پائی ہی نہیں جاتی۔ اسے دیکھنے والوں کا وہم اور فرضی تخیل قرار دے کر رد کر دیا گیا۔ یہ  
 پروپیگنڈا کیا گیا کہ اُٹن طشتریاں دیکھنے والے وہمی (Fantasy Prone) ہیں..... لیکن اس  
 نامعقول اور غیر قابل قبول چیز دیکھنے والوں کی تعداد رفتہ رفتہ اتنی زیادہ ہو گئی تھی کہ ان سب کے  
 مشاہدے کو وہم، جھوٹ یا تخیل کی کارستانی قرار دے کر رد کرنا ممکن نہ رہا تھا۔ نہ ہی اس کو محض  
 نظروں کا دھوکا قرار دے کر دیکھنے والے کا مذاق اُڑا کر بات کو دبایا جاسکتا تھا، کیونکہ 1947ء سے  
 1969ء تک اُٹن طشتریاں دیکھے جانے کی جو شہادتیں اور واقعات سامنے آئے تھے وہ 12,618  
 تھے۔

اس کے بعد یہ مشہور کرنے کی کوشش کی گئی کہ یہ خلائی مخلوق کی سواری ہے۔ کسی اور سیارے کی



رہنے والی مخلوق ان میں سوار ہو کر گھومتی گھامتی ہماری دنیا میں آنکلتی ہے۔ اس نظریے کو تقویت دینے کے لیے ذہنی رخ تبدیل کرنے کی مخصوص تکنیک استعمال کرتے ہوئے ان طشتریوں میں سوار مخلوق کو پردیسی یا اجنبی (Aleins) کا نام دیا گیا۔ ان کا حلیہ بھی ایسا مشہور کیا گیا جس سے وہ کسی اور دنیا کے باشندے لگیں جو بھٹک کر غموں اور دکھوں سے بھری ہماری اس دنیا میں تفریح اور مہم جوئی کے لیے آنکلتے ہیں۔ کیا وہ پردیسی تھے؟ اگر ایسا تھا تو امریکی حکام اور سائنس دانوں کے لیے اس سے زیادہ دلچسپ اور انکشافاتی موضوع اور کیا ہو سکتا تھا؟ انہیں تو اپنے پورے وسائل اس مخلوق کی حقیقت جاننے کے لیے جھونک دینے چاہیے تھے..... لیکن..... انہوں نے نہ صرف یہ کہ خود اس پر سنجیدہ یا غیر سنجیدہ تحقیق کی کوشش نہیں کی، بلکہ کسی کو اس پر تحقیق کی اجازت بھی نہیں دی اور مختلف ہتھکنڈوں سے ایسی کسی بھی کوشش کو ناکام بنانے کی بھرپور کوشش کی گئی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کون سی نادیدہ طاقت تھی جس نے ان کے بارے میں تحقیق کرنے والوں کو ڈرایا دھمکایا۔ وہ کون سی خفیہ طاقت تھی جس نے حقیقت تک پہنچ جانے والے سائنس دانوں کو محض اس لیے موت کی نیند سلا دیا کہ ”ان کے نظریات بہت ایڈوانسڈ تھے اور کچھ ”لوگوں“ کو ان نظریات کا عوام کے سامنے آنا پسند نہیں تھا۔“ امریکی نظام پر اثر انداز وہ کون سی قوتیں تھیں جنہوں نے بحری جہازوں پر پابندی لگائی کہ لاگ بک (جہاز پر موجود یادداشت) میں سے ساحل پر پہنچتے ہی وہ تمام واقعات نکال دیے جائیں گے جن کا تعلق برمودا ٹکون یا اڑن طشتریوں سے ہوگا۔

اس سے زیادہ سنگین بات یہ ہوئی کہ اڑن طشتری کے سواروں کے ہاتھوں انسانوں کے اغوا کے واقعات بھی ہوئے۔ اب تو پوری حکومتی مشینری کو حرکت میں آ جانا چاہیے تھا۔ ایک امریکی باشندہ..... عام باشندہ نہیں بلکہ ایک امریکی شہری جو کسی نہ کسی شعبے میں مثالی مہارت کا بھی حامل تھا..... اور وہ امریکا کی سرزمین سے اغوا ہو گیا، امریکی نفسیات کے مطابق اس کو ہرگز برداشت نہ کیا جانا چاہیے تھا..... مگر حیرت انگیز طور پر اس حوالے سے بھی کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔ اغوا کا غیر



انسانی فعل دن دھاڑے وقوع پذیر ہوا اور اس کو غیر انسانی مخلوق کا کارنامہ قرار دے کر جانے دیا گیا، جبکہ اس گندے کام کے لیے کسی غیر انسانی مخلوق کی ضرورت نہ تھی۔ ہماری انسانی برادری میں یہ غیر انسانی کام کرنے والے بہت سے ”برادرز“ موجود ہیں۔ پیشہ ورا نہ مہارت رکھنے والے یہ لوگ اغوا ہو کر کہاں گئے؟ اس کو ہم آخر میں ذکر کریں گے۔ پہلے ان باہمت لوگوں کا تذکرہ ہو جائے جو امریکی قوم کو دھوکا دینے کی اس سرکاری سازش کا حال جاننے کی کوشش میں جان سے گزر گئے۔ (جاری ہے)





# شیطان کی کھٹولوں کا راز جاننے والوں کی سرگزشت

(ایریا 51 کی تیسری قسط)

ڈاکٹر مورس جیسوب امریکی ریاست کے علاقے ”روک ول“ (Rockville) کے قریب پیدا ہوا۔ وہ ابتدا سے فلکیات میں دلچسپی رکھتا تھا۔ اُس نے 1925ء میں مشی گن یونیورسٹی سے فلکیات میں ”بی ایس“ کی ڈگری حاصل کی۔ 1926ء میں ایک رصدگاہ میں کام کے دوران ”ایم ایس“ کی ڈگری حاصل کی۔ 1931ء میں اس نے اپنی ”پی ایچ ڈی“ کا مقالہ مکمل کر لیا تھا لیکن وہ ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل نہ کر سکا تاہم اسے پھر بھی بسا اوقات ”ڈاکٹر جیسوب“ کہہ دیا جاتا ہے۔ جیسوب کو 1950ء کی دہائی میں UFOs (فضا میں پائے جانے والے غیر شناخت شدہ مبہم اجسام) کے متعلق سب سے عمدہ مفروضے پیش کرنے والا شخص قرار دیا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے فلکیات اور زمینی آثار قدیمہ دونوں کے متعلق تعلیم حاصل کی اور اسے دونوں میدانوں میں عملی کام کا تجربہ بھی حاصل تھا۔ جیسوب نے 1955ء میں اپنی ایک کتاب کے ذریعے شہرت حاصل کی، جس میں اس نے UFO کے متعلق بحث کی اور اس بات پر زور دیا کہ یہ معاملہ اس لائق ہے کہ اس پر مزید تحقیق کی جائے۔ اس کا خیال ہے کہ UFOs کسی ٹھوس اور مبہم قسم کی دھات سے بنے ہوئے اجسام تھے جو تحقیقی مشن پر بھیجے گئے تھے۔

مزید برآں ”جیسوب“ نے ان کا تعلق قبل از تاریخ کی سائنس سے بھی جوڑا ہے۔ ”جیسوب“ نے 1956ء میں مزید دو کتابیں (UFOs and Bible) اور (The UFO Annual) اور 1957ء میں (Expanding use for UFO) لکھیں۔ UFO کے



بارے میں جیسوب نے ان وسائل کے بارے میں بھی تھیوری پیش کی جو UFOs کی اڑن طشتریوں کو اڑانے میں ممکنہ طور پر زیر استعمال ہو سکتے ہیں۔ اس نے یہ خیال ظاہر کیا کہ یہ ایندھن یا تو کوئی مخالف کشش ثقل مادہ ہے یا پھر برقی مقناطیس قسم کی کوئی چیز ہے۔ اس نے اپنی کتاب اور اسفار میں بارہا اس پر افسوس کا اظہار کیا لیکن انہیں توجہ نہ دی گئی ورنہ اگر انہیں اتنی توجہ دے دی جاتی جتنی راکٹ داغنے کے عمل کو دی جاتی ہے تو بھی کافی فائدہ ہوتا۔ جنوری 1955ء کو جیسوب کے خلاف ”برادری“ کی سازشوں کا آغاز ہو گیا۔ ”کارلس میگوئیل ایلینڈ“ نامی شخص کی جانب سے خط موصول ہوا جس میں لکھنے والے نے بتایا کہ اس نے ذاتی طور پر بھی ایسے جہازوں کا مشاہدہ کیا ہے جو ظاہر ہوئے پھر اچانک غائب ہو گئے۔ اس نے اپنے علاوہ کچھ اور لوگوں کے نام بھی بتائے تھے۔ ان میں ایسے افراد بھی شامل تھے جو اس واقعہ کے بعد ناگہانی موت مر گئے۔ جیسوب نے ایلینڈ کو جوابی خط لکھا اور اس واقعہ سے متعلق مزید معلومات اور تصدیقات طلب کیں جس کا جواب مہینوں بعد آیا جس میں اس شخص (ایلینڈ) نے مزید معلومات فراہم کرنے سے معذرت کر لی تھی۔ اس دوسرے خط میں اس نے اپنے آپ کو ”کارل ایلن“ لکھا تھا، جیسوب نے اس سے مزید رابطہ نہ رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔

1957ء کی بہار کے موسم میں جیسوب سے ONR کی جانب سے رابطہ کیا گیا اور اس سے اس پارسل کے مندرجات کا مطالعہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا کہ جو انہیں موصول ہوا تھا۔ جیسوب نے جب اسے دیکھا تو وہ حیران رہ گیا کہ یہ اس کی کتاب کا ایک غیر مجلد نسخہ تھا، جس پر طویل و عریض حاشیہ لکھا تھا۔ حاشیہ نگاری میں تین مختلف روشنائیاں استعمال کی گئی تھیں۔ کتاب جس لفافے میں بند تھی، اس پر Happy Easter لکھا تھا۔ ان طویل و عریض حاشیوں میں تین افراد کے درمیان رابطوں کا ذکر تھا جس میں سے صرف ایک کا نام ”جیمی“ مذکور تھا۔ باقی دو کو ان لوگوں نے Mr. A اور Mr. B کا نام دیا۔ یہ تینوں افراد ایک دوسرے سے خانہ بدوشوں کے حوالے سے گفتگو کر رہے ہیں اور خلا میں رہنے والے مختلف لوگوں کے



بارے میں باتیں کر رہے ہیں۔ حاشیہ کی تحریر میں انگریزی کی لکھائی کے قواعد اور علامات ترقیم کا غلط استعمال کیا گیا تھا۔ ان میں جیسوب کے بیان کردہ احتمالات پر بڑی مفصل بحث کی گئی تھی۔ مثلاً: ایک حوالے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا: ”اس کے پاس کوئی معلومات نہیں، محض قیاس آرائی کرتا ہے۔“ لکھائی اور مواد کی بنیاد پر کہا گیا کہ دراصل یہ ایک ہی شخص کا لکھا ہوا حاشیہ ہے اور یہ وہی شخص ہے جس نے جیسوب کو خط لکھا تھا۔ اس نے تین روشنیاں استعمال کی تھیں۔ کچھ عرصہ بعد ONR نے جیسوب کو بتایا کہ جیسوب کو ملنے والے خط کا واپسی پتا دراصل ایک مٹرو کہ فارم ہاؤس ہے۔ جیسوب نے کہا کہ وہ UFO کے متعلق اب ایک جاندار تحریر لکھے گا..... لیکن یہ تحریر لکھنے کی نوبت نہ آئی۔ یہ راز ڈاکٹر جیسوب کے ساتھ ہی اس کی کار میں دفن ہو گیا۔

بات یہ تھی کہ ڈاکٹر مورلیس جیسوب اختراعی ذہن رکھنے والے ذہین سائنس دان تھے۔ وہ روایتی نظریات کو اتنی جلدی قبول کرنے کے عادی نہ تھے جتنا جلد امریکی صہیونی سائنس دان امریکی قوم سے تسلیم کروا لیتے ہیں۔ انہوں نے جب اٹرن طشتریوں کے بارے میں افواہیں سنیں تو ان کے لیے چونکا دینے والی چیز محض یہ نہ تھی کہ ان کے پیٹی بند سائنس دان بھائی اس جدید ترین دور میں اس عجیب ترین چیز کو کسی اور سیارے کی مخلوق سمجھ کر آسانی سے نظر انداز کر رہے ہیں..... ان کے لیے اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ تھی کہ بال کی کھال اُتارنے والا امریکی میڈیا بھی اس طرح کی خبروں سے قطع نظر کرنے یا کوئی اور رُخ دینے میں ضرورت سے زیادہ چابکدستی دکھا رہا ہے۔ ان سے یہ چیز ہضم نہ ہوئی اور انہوں نے ان ”اٹرن کھٹولوں“ کا راز معلوم کرنے کی ٹھانی۔ ایک طرف تو سائنسی انکشافات کی وہ بھرمار کہ انسانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں اور دوسری طرف افریقا کے جنگلوں یا کوہ قاف کے پہاڑوں پر نہیں، امریکا کے ارد گرد کے ”سمندروں“ اور ”ساحلوں“ پر اٹرن طشتریوں کا بار بار نمودار ہونا اور ان میں سوار مخلوق کو خلائی مخلوق اور ان کی سواری کو افسانوی کہانی سمجھ کر نظر انداز کرنا ان سے ہضم نہ ہوتا تھا۔ ڈاکٹر جیسوب نے اپنے طور پر



تحقیق شروع کر دی۔

یہ اپریل 1959ء کا ایک خوشگوار دن تھا۔ ڈاکٹر جیسوب کئی مہینوں کی مسلسل تحقیق و جستجو کے بعد ”اڑن کھٹولوں“ کے بارے میں ایک حد تک ذہن بنا چکے تھے۔ ایک طرف تو ان انکشافات نے تعجب میں ڈال رکھا تھا جو اس دوران ان کے سامنے ہوئے، دوسری طرف وہ ان نادیدہ قوتوں سے پریشان تھے جنہوں نے آج تک اس پر پردہ ڈالے رکھا اور اب وہ ان کی نگرانی کر رہی تھیں۔ ان کو محسوس ہو رہا تھا کہ کچھ لوگ ان پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہیں۔ ان کا دل چاہا کہ وہ یہ تمام باتیں اپنے کسی ہم خیال کے سامنے بیان کر کے دل کا بوجھ ہلکا کر لیں اور تحقیق کو بھی آگے بڑھائیں۔ ان کی نظر انتخاب ”ڈاکٹر مینسن ویلنٹائن“ پر پڑی۔ وہ بحری جغرافیہ کے سائنس دان تھے اور ڈاکٹر صاحب کے ہم نوالہ وہم پیالہ تھے۔ اپریل کی ایک شام کو ڈاکٹر صاحب اپنے دوست سے ملنے کے لیے نکلے۔ ڈاکٹر مینسن نے انہیں شام کے کھانے پر اپنے ہاں مدعو کیا۔ ڈاکٹر جیسوب اپنی گاڑی میں سفر پر روانہ ہوئے..... لیکن ان کا یہ سفر ادھورا رہا..... کبھی مکمل نہ ہوسکا۔ نادیدہ قوتیں..... جو ان کی مسلسل نگرانی کر رہی تھیں..... فیصلہ کر چکی تھیں کہ ڈاکٹر صاحب بہت زیادہ جان چکے ہیں۔ اتنی زیادہ جانکاری ”برمودا“ تکون کے اندر تکونی محل میں بیٹھے بدی کی قوتوں کے یک چشم سربراہ کے لیے اچھی نہ تھی۔ لہذا ”او کے! کل ہم!“ (Ok! Kill him) کا پیغام آ گیا۔ ڈاکٹر صاحب کی گاڑی میں زہریلی گیس بھردی گئی۔ وہ اپنی منزل پر پہنچنے کے لیے روانہ ہو گئے۔ ان کی کار کے ایگزاسٹ سے فیوز منسلک کر کے کار کے اندر لے جایا گیا تھا جس کے نتیجے میں کار کے اندر کاربن مونو آکسائیڈ گیس بھر گئی تھی۔ ڈاکٹر مینسن کا بیان ہے کہ جب ان کے دوست ان کے پاس نہ پہنچے تو انہیں تشویش ہوئی۔ وہ ان کی تلاش میں نکلے۔ پولیس ان سے پہلے کار کے پاس پہنچ چکی تھی۔ جس وقت پولیس پہنچی ڈاکٹر صاحب زندہ تھے..... لیکن ان کی موت کو خودکشی قرار دے کر کیس داخل دفتر کر دیا گیا۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب ہے ڈاکٹر صاحب کو



مر جانے دیا گیا۔ پولیس ان کو بچانے کے لیے نہیں، دم گھٹ کر مرتے دیکھنے کے لیے جائے وقوع پر پہنچی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کو برمودا تکون اور اڑن طشتریوں کی حقیقت اور ان کا باہمی تعلق جاننے کے جرم میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔

شیطانی مثلث اور شیطانی کھٹولوں کا راز جاننے کے لیے جان سے گزرنے والوں میں ڈاکٹر جیسوب کے بعد اگلا نام ”ڈاکٹر جیمز ای ڈونلڈ“ کا ملتا ہے۔ وہ بھی ایک بڑے سائنس دان تھے۔ ڈاکٹر مینسن تو اپنے دوست کی پر اسرار موت سے خوفزدہ ہو گئے، لیکن ڈاکٹر جیمز نے ہمت نہ ہاری۔ انہوں نے اپنے آنجہانی ہم پیشہ ڈاکٹر کی تحقیق کو آگے بڑھانا چاہا۔ ان کا کام جاری تھا۔ ابھی وہ کسی نتیجے پر پہنچا ہی چاہتے تھے کہ ”برادری“ کی نظروں میں آ گئے اور 13 جون 1971ء کی ایک گرم صبح کو مردہ پائے گئے۔ ان کے سر میں گولی ماری گئی تھی، لیکن سرکاری اعلان وہی تھا کہ انہوں نے خودکشی کی ہے۔

پے در پے ”خودکشی“ کرنے والے یہ امریکی سائنس دان جان سے گزر گئے، لیکن دنیا کو حقیقت کے کسی قدر قریب پہنچانے میں اپنا کردار ادا کر گئے۔ ”کسی قدر قریب“ کا لفظ اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ یہ تمام تحقیق کا مسلمان نہ تھے۔ یہ محض سائنسی انکشافات کی روشنی میں اس موضوع پر کام کر رہے تھے۔ انہیں وحی کی رہنمائی حاصل نہ تھی۔ وہ برمودا تکون اور اس میں نکلتی گھستی طشتریوں کی حقیقت محض سائنسی انداز میں سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے یا پھر اس جگہ کے اسرار نے انہیں تجسس میں مبتلا کر دیا تھا اور وہ اس کی کوئی سائنسی توجیہ دنیا کے سامنے بیان کرنے کے لیے دلچسپی لے رہے تھے۔

جبکہ واقعہ یہ ہے: کہ انسانی عقل کی پرواز اور اس کے علم کی دریافت محدود ہے۔ وحی کی رہنمائی کے بغیر وہ اگلی زندگی تو رہی ایک طرف، خود اس کائنات کے بعض ”اسرار و رموز“ نہیں سمجھ سکتا۔ لہذا اس بات میں ہمیں مسلمان محققین سے بھی مدد لینا پڑے گی۔ محمد عیسیٰ داؤد مصر سے تعلق رکھنے والے ایک اسکالر ہیں۔ انہیں برمودا تکون سے خاصی دلچسپی رہی ہے۔ اس موضوع پر ان کی معرکہ الآرا



کتاب ”مثلث برمودا“ چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے۔ عیسیٰ داؤد کی رائے جاننے سے پہلے ہمیں دو چیزوں کے بارے میں چند بنیادی باتیں جاننا مفید رہے گا: ایک تو برمودا تکون کے متعلق جغرافیائی معلومات اور دوسرے دجال کی سواری کے بارے میں حدیث شریف میں بتائی گئی تفصیلات۔ ان دو چیزوں کے بارے میں کچھ معروضات پیش کرنے کے بعد ہم ان شاء اللہ آگے چلیں گے۔

(جاری ہے)





# شیطانی جزیرے سے شیطانی تکون تک

(ایریا 51 کی چوٹی اور آخری قسط)

برمودا تکون بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean) میں ہے۔ یہ براعظم شمالی امریکا کے جنوب مشرق تقریباً 30 ڈگری سمندر میں واقع ہے۔ بحر اٹلانٹک میں کچھ جزیرے ایک ٹرائی اینگل کی شکل میں بنے ہوئے ہیں اور غیر آباد ہیں۔ ان جزیروں کے درمیانی سمندر کے عین نیچے کشش ثقل (Gravitational Force) کے مقناطیسی بار کا کوئی پول ہے جو زمین کے مرکزی عمودی خط کو چھوتا ہوا زمین کی گولائی کے دوسری طرف سمندر میں 40 ڈگری سے U ٹرن لیتا ہے۔ اس مقام کے ایک جانب جاپان اور دوسری جانب فلپائن ہے۔ یہ خط قدرے جھکتا ہوا 40 ڈگری سے 20 ڈگری پر عین خانہ کعبہ کے نیچے نکلتا ہے اور یہ اس کشش کے بار کا دوسرا سرا ہے۔

یہ فرضی تکون پانی کے اوپر کچھ اس طرح سے بنتی ہے کہ فلوریڈا سے پورٹوریکو، پھر پورٹوریکو سے جزیرہ برمودا اور پھر برمودا سے فلوریڈا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیں اس کا شمالی سرا جزائر برمودا، جنوب مشرقی سرا پورٹوریکو اور جنوب مغربی سرا فلوریڈا میں بنتا ہے۔ یہ مشہور امریکی ریاست فلوریڈا کے قریب واقع ہے۔ اگر آپ امریکا کا نقشہ دیکھیں تو آپ کو ریاست فلوریڈا ایک عظیم الجثہ لمبی چوڑی دم کی شکل میں نظر آئے گی۔ گویا اس پر رہنے بسنے والے امریکا کی دم پر رہتے بستے ہیں۔ فلوریڈا کا صدر مقام ”میامی“ ہے۔ ریاست فلوریڈا مخصوص قسم کے غیر انسانی کاموں کے لیے شہرت رکھتی ہے۔ یہ غیر انسانی کام کچھ تو وہ ہیں جو اخلاقیات کی رو سے برے ٹھہرتے ہیں..... لیکن کچھ وہ ہیں جن کی دنیا کو خبر ہی نہیں۔ مثلاً: یہودی روحانیوں کے نزدیک ”فلوریڈا“ کا معنی ہے: ”اس خدا کا شہر جس کا انتظار کیا جا رہا ہے“ یا ”وہ خدا جس کا انتظار کیا جا رہا ہے“ دنیا کی



اکثر قوموں کے نزدیک ایک ہی خدا ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ کون سی قوم ہے جو کسی ایسے خدا کے انتظار میں ہے جو بے چارہ اپنے ماننے والوں کے پیدا ہونے کے بعد ظاہر ہوگا؟ اور اس میں کیا راز ہے کہ اس معزز خدا کے ظہور کے لیے امریکا کی دُم، جائے انتخاب ٹھہری ہے؟ برمودا تکون سے قرب اس کی وجہ ہے یا شیطانی سمندر سے شیطانی جزائر تک کا فاصلہ سمٹنے والا ہے؟ یہ سب وہ باتیں ہیں جن کے جواب پر غور کرنا بنی نوع انسانی کے لیے ضروری ہے اور اس لیے ضروری ہے کہ شاید وہ وقت دور نہیں جب اسے ان جوابوں کی شدید ضرورت پڑے گی۔

برمودا تکون 300 جزیروں پر مشتمل ہے۔ وہ جہاز راں جن کی زندگی بحر اوقیانوس کے دو کناروں کے درمیان گزری، وہ بھی اس علاقے سے دور رہنے میں ہی عافیت سمجھتے ہیں۔ کہنہ مشق اور تجربہ کار بحری کپتان ایک دوسرے سے اس طرح کا تبصرہ کرتے پائے جاتے ہیں: ”وہاں پانی کی گہرائیوں میں خوف اور شیطانی راز چھپے ہیں۔“ یہ خوف اور پراسرار راز آج کی بات نہیں، آج سے پانچ سو نو برس پہلے جب ”کرسٹوفر کولمبس“ یہاں سے گزرا تو اسے بھی کچھ عجیب و غریب چیزیں نظر آئیں۔ آگ کے بگولوں کا سمندر میں داخل ہونا۔ سمندر کے گہرے غاروں سے آگ کے بڑے بڑے گولوں کا نکلنا اور کسی ان دیکھی چیز کا تعاقب کرنا وغیرہ۔ عوام میں ان جزائر کو ”شیطانی جزیرے“ کا نام دیا جاتا رہا ہے اور دو باتوں پر عام طور پر اتفاق پایا جاتا ہے:

(1) اس علاقے میں پانی کی سطح پر اور پانی کی گہرائیوں میں کوئی ماورائی پراسرار طاقت ہے جو عقل کے ادراک سے بالاتر ہے۔

(2) یہ طاقت خیر نہیں، شر کی علمبردار ہے۔ یہ فلاح نہیں، تباہی کی علامت ہے۔

کہتے ہیں کہ زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھنا چاہیے۔ خلق کی زبان پر یہ باتیں کیسے چڑھ گئیں؟ روز اول سے یہاں پراسرار واقعات ہو رہے ہیں اور امریکا جیسے ترقی یافتہ ملک کا ترقی یافتہ ترین میڈیا ان پر پردہ ڈالنے اور انسانی پراسراریت میں مزید اضافہ کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ بال کی کھال اُتارنے والا میڈیا ان واقعات کی نقاب کشائی کے بجائے اس حوالے سے ابہام اور شکوک



عالمی دجالی ریاست، ابتدا سے انتہا تک

کی چادر تانے رکھتا ہے۔ خوفناک واقعات، افسانوی داستانیں، ناقابل یقین مشاہدات..... سب چیزوں کو اس طرح خلط ملط کر کے بیان کیا جاتا ہے کہ امریکی عوام کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتے۔ ان کے ذہن میں خوف اور اسرار کا تاثر تو رہ جاتا ہے، مگر اس سے آگے وہ کچھ سوچ نہیں پاتے۔ بالآخر ان کی توجہ اس طرف سے ہٹ جاتی ہے اور وہ اسے مہمل یا نارمل چیز سمجھ کر گزر جاتے ہیں۔

آپ نے ”نقش برآب“ کی ترکیب تو سنی ہوگی۔ پانی پر نقش کہاں ٹھہر سکتا ہے؟ تو پھر پانی پر مثلث کیسے بن سکتی ہے؟ امریکی میڈیا نے اس شیطانی علاقے کو ”شیطان کے جزیرے“ کا نام بدل کر تکون کا نام کیوں دیا ہے؟ تکون کی شکل کس شخصیت یا تنظیم کی خاص علامت ہے؟ اسے دجال یا فری میسن تنظیم کی مخصوص علامت سمجھا جاتا ہے تو کیا برمودا تکون کا دجال اور اس کے پیروکار یہودیوں سے کوئی تعلق ہے۔ کیا دجال وہی جھوٹا خدا ہے جس کا انتظار کیا جا رہا ہے؟ کیا برمودا کی پراسرار طاقت ”شیطان اکبر“ یعنی ابلیس کی ان شیطانی قوتوں کی جھلک ہے جو وہ اپنے سب سے بڑے ہرکارے ”دجال اعظم“ کی حمایت میں استعمال کرے گا؟ دلچسپ بات یہ ہے کہ امریکا میں UFO ریسرچ کے لیے فنڈز ”راک فیلر“ مہیا کرتی ہے جو فری میسنری کی ایک سرپرست فیملی ہے۔ کیا فری میسنری اڑن طشتریوں پر تحقیق میں دلچسپی رکھتی ہے؟ آخر کیوں؟

ان سب سوالوں کا جواب جاننے کے لیے ہمیں اڑن طشتریوں کے موضوع کی طرف پلٹنا پڑے گا۔ جی ہاں! وہی اڑن طشتریاں جو برمودا تکون میں بار بار داخل ہوتے اور نکلتے دیکھی گئی ہیں۔ جن میں سوار ”خلائی مخلوق“ نے امریکا جیسے مہذب ملک سے ایسے لوگوں کو اغوا کیا جو اپنے شعبے میں بہترین مہارت کے حامل تھے۔ پھر ان لوگوں کا کچھ پتا نہ چلا کہ زمین نکل گئی یا آسمان کھا گیا۔ ان لوگوں کو مارا نہیں گیا، ان کی صلاحیتوں کو مخصوص شیطانی مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کرنے کی غرض سے ان کو ان دیکھے علاقے میں پہنچا دیا گیا ہے۔ دجال چونکہ انتہائی وہمی اور بزدل ہے اس لیے حد درجہ محتاط رہتے ہوئے ایسی تمام جادوئی وسائیں قوتیں حاصل کرنا چاہتا ہے جن کا کوئی توڑ زمین کے باسیوں کے پاس نہ ہو۔ یہ سائنس دان بالجبر اس کی شیطانی چرخہ کا



پرزہ بنا دیے گئے ہیں۔

اُڑن طشتریوں کو غیر جانبدار امریکی محققین نے صرف سائنس کی رو سے سمجھنے کی کوشش کی اور یہیں ان سے غلطی ہو گئی۔ ہم حدیث شریف کی روشنی میں انہیں سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ پہلی روایت مسلم شریف میں ہے۔ حضرت نواس ابن سمعان رضی اللہ عنہ کی ایک طویل روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی سواری کی رفتار کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”(دجال کی سواری) اس بادل کی مانند (ہوگی) جسے تیز ہوا اُڑالے جاتی ہے۔“

دوسری روایت مستدرک حاکم کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس (دجال) کے لیے زمین ایسے لپیٹ دی جائے گی جیسے مینڈھے کی کھال لپیٹ دی جاتی ہے۔ تیسری روایت میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں: ”دجال کے گدھے کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا اور اس کے گدھے کا ایک قدم تین دن کی مسافت (تقریباً 82 کلومیٹر فی سیکنڈ) کے برابر ہوگا اور وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر سمندر میں ایسے گھس جائے گا جیسے تم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چھوٹی نالی میں گھس جاتے ہو۔“

ان احادیث میں دجال کی سواری گدھا بتائی گئی ہے۔ جبکہ کچھ محققین کا کہنا ہے کہ اس کے لیے ”دابة“ یعنی جانور کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور وہ کسی بھی سواری کو کہہ سکتے ہیں۔ دجال جس پر سوار ہوگا وہ ”دابة“ (کوئی بھی سواری) ہوگی، لیکن اگر حدیث میں لفظ حمار یعنی گدھا ہی آیا ہو تب بھی اس سے مراد کوئی بھی سواری ہو سکتی ہے۔ اب آپ برمودا تکون اور اُڑن طشتریوں کی خصوصیات کو دوبارہ پڑھیے اور دجال کو جو قوت دی گئی ہوگی ذیل میں اس کا مطالعہ کیجیے۔ مثلاً: اس کی سواری کی رفتار انتہائی تیز ہوگی۔ فضا میں اُڑنے کے ساتھ ساتھ پانی میں سفر کرنے اور سمندر پار کر لینے کی صلاحیت بھی اس سواری میں موجود ہوگی۔ وہ فضا میں معلق ہو جائے گی۔ حجم میں چھوٹا اور بڑا ہونے کی صلاحیت رکھتی ہوگی۔ کہیں بھی اُترنے یا فضا میں ٹھہر جانے کی صلاحیت اس میں ہوگی۔



عالمی دجالی ریاست، ابتدا سے انتہا تک

یہاں تک پہنچنے کے بعد اب وہ مرحلہ آ گیا ہے جب ہم کھل کر مسلم محققین کی رائے نقل کر دیں جو وہ برمودا تکون کے بارے میں رکھتے ہیں۔ مصر کے محقق محمد عیسیٰ داؤد اور عادل فہیمی نے اپنی مقالہ نما کتابوں (مثلاً برمودا) میں جو کچھ کہا ہے (دونوں کی کتاب کا نام ایک ہی ہے) اس کا خلاصہ یہ ہے:

”اُڑن طشتریاں دجال کی ملکیت اور اسی کی ایجاد ہیں۔ نیز برمودا تکون کے اندر اس نے تکون (Triangle) کی شکل کا قلعہ نما محل بنایا ہوا ہے جہاں سے بیٹھ کر وہ اپنے چیلوں کو ہدایات دے رہا ہے اور اپنے نکلنے کے وقت کا انتظار کر رہا ہے۔ اس پورے مشن میں اس کو ابلیس اور اس کے تمام شیاطین کی مدد حاصل ہے۔ جو تمام دنیا کے اندر سیاسی، اقتصادی، سماجی اور عسکری میدانوں میں جاری ہے۔ کس ملک میں کس کی حکومت ہونی چاہیے؟ کس ملک کو کتنی مالی امداد دینی چاہیے؟ کس ملک میں اپنی فوج اتارنی چاہیے؟ اور کس ملک کو تباہ کرنا ہے؟ نیز مسلم دنیا میں موجود دریاؤں پر کہاں کہاں ڈیم بنانے ہیں؟ اپنے حامی نظریات والی پارٹی کو اقتدار میں لانا اور ہر اس قوم اور فرد کو ابھی سے راستے سے ہٹانا ہے جو آگے چل کر دجال کے سامنے کھڑا ہو سکے۔

جہاں تک برمودا تکون میں ابلیس کے مرکز کا تعلق ہے اس پر کوئی اشکال نہیں، شیطان کا تخت سمندر پر ہی بچھتا ہے..... البتہ دجال کی وہاں موجودگی پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو مشرق میں بیان فرمایا تھا جبکہ برمودا تکون مغرب میں ہے۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد دجال اس طرح بندھا ہوا نہیں رہا جس طرح حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے اس کو بندھا ہوا دیکھا تھا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد وہ زنجیروں سے آزاد ہو گیا تھا اور مستقل اپنے خروج کے لیے راہ ہموار کرتا رہا ہے۔ البتہ اس کی اصل حالت اسی وقت ظاہر ہوگی جب وہ دنیا کے سامنے ظاہر ہو کر اپنی خدائی کا اعلان کرے گا۔“

دارالعلوم دیوبند کے فاضل عالم دین مولانا عاصم عمر جنہوں نے آخری زمانہ کے متعلق



احادیث کی عصری تطبیق پر بہت عمدہ اور نظریہ ساز کتاب ”تیسری جنگِ عظیم اور دجال“ لکھی ہے، اپنی نئی شہرہ آفاق کتاب ”برمودا تکون اور دجال“ میں تحریر کرتے ہیں:

”حقیقت جو بھی ہو لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ برمودا تکون اور شیطانی سمندر جیسی جگہیں ابلیس اور اس کے حلیفوں کی خفیہ کمین گاہیں ہیں جہاں سے وہ انسانیت کے خلاف ایک فیصلہ کن جنگ کی تیاریاں مکمل کر چکے ہیں۔ اب وہ فلموں، ڈراموں، اسٹیج شو اور اشتہارات کے ذریعے اپنے ماننے والوں کو پیغام دے رہے ہیں کہ ”نجات دہندہ“ کے نکلنے کا وقت قریب ہے۔ ان سازشوں میں ان کے ساتھ تمام شیاطین جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے، سب شریک ہیں۔ انہوں نے دنیا پر ابلیس کی حکومت قائم کرنے اور ہر ایمان والے کو ابلیس کے ترکش کے آخری تیر، کانے دجال کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی انتہائی خطرناک اور خفیہ تیاری کی ہے۔ لیکن کیا دشمنانِ اسلام کی اتنی تیاریاں دیکھ کر مسلمانوں کو اسی طرح اپنی ذمہ داریوں سے غافل اپنی زندگی میں ہی مدہوش پڑے رہنا چاہیے؟ مستقبل کے خطرات سے لاپرواہ سیاہ گھٹاؤں کے سروں پر آنے کے باوجود ابھی بھی ہر ایک کو یہی فکر لگی ہے کہ اس کی اپنی حیثیت برقرار رہے۔ اس کے اپنے مرتبہ و مقام اور حلقہٴ عزت و جاہ پر کوئی حرف نہ آئے۔ دین بھی ہاتھوں سے نہ نکلے اور بڑی بڑی بلڈنگیں بھی قربان نہ ہوں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ بھی راضی ہو جائے اور ابلیس بھی ناراض نہ ہوں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ابلیس کے بنائے نظام سے بغاوت بھی نہ کرنی پڑے اور وحدہ لا شریک کا دین بھی غالب آجائے۔ ہمارے نفس نے ہمیں کیسے دھوکے میں ڈال دیا کہ اللہ کے دشمنوں سے بغاوت کیے بغیر ہم اللہ کے بن جائیں گے؟ ایسا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اللہ کے دشمنوں سے بھی ڈرتے رہیں اور متقین میں بھی ہمارا شمار ہو جائے۔ موجودہ حالات میں اگر کوئی بالکل ہی حالات سے اندھا ہو رہا ہے تو اس کی بات الگ ہے، لیکن وہ مسلمان جو تھوڑا بہت بھی حالات کا ادراک رکھتا ہے وہ کس طرح سکون سے سو سکتا ہے؟ اتنا نازک وقت جبکہ ہر مسلمان کے ایمان کی تاک میں شیطانی بھیڑیے گھات لگائے بیٹھے ہوں۔ تاریخ انسانی کے بھیانک ترین فتنے اپنے جبرے



کھولے تمام انسانیت کو نگل جانے کے درپے ہوں۔ اگر اب بھی بیدار ہونے کا وقت نہیں آیا تو پھر یقین جانے اس کے بعد پھر صورِ اسرافیل ہی سونے والوں کو جگائے گا۔“

قارئین کرام! زبان کا زور اور دل کا درد آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ ایک سچے داعی کی یہی پہچان ہوتی ہے۔ بہر حال! آثار و قرائن بتاتے ہیں کہ توبہ کی مہلت زیادہ نہیں۔ ”تلافیِ مافات“ کے لیے مزید انتظار نقصان دہ ہوگا۔ ہر مسلمان کو رات کو بستر پر جانے سے پہلے خدا اور اس کے بندوں سے اپنا معاملہ صاف کر لینا چاہیے۔ اور ہر صبح بستر سے اُٹھنے سے پہلے یہ عزم کر کے نکلنا چاہیے کہ: (1) آئندہ اپنے علم اور ارادے سے گناہ نہ کرے گا۔ (2) اور اسلام اور اہل اسلام کے لیے جو ہوسکا کر گزرے گا۔

شیطان اور اس کی شیطانی طاقتیں دنیا پر اپنا تسلط قریب دیکھ رہی ہیں..... جبکہ اللہ کی تدبیر کچھ اور ہی چاہتی ہے۔ وہ اپنے بندوں کو ان کے دشمن کے مقابلے میں کامیاب دیکھنا چاہتی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ رب العالمین کی منشا پوری کرنے کے لیے کمر ہمت باندھ لیں اور دجالی قوتوں کی غیر معمولی ظاہری طاقت سے مرعوب ہونے کے بجائے تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہو کر ہر سطح پر جہاد کا علم بلند کریں۔





## امریکا میں خفیہ دجالی حکومت

اگرچہ عنوان پڑھتے ہی آپ چونک پڑیں گے، لیکن اگلی چند سطریں پڑھنے تک صبر کر لیں تو یقین کیجیے آپ کا تعجب اور حیرت حقیقت شناسی میں بدل سکتا ہے۔ وہ حقیقت جسے آپ اپنے گرد و پیش میں دیکھتے ہیں، لیکن اس کے پس منظر سے ناواقف تھے، آج میں آپ کو اس ادھ کھلی حقیقت سے روشناس کروانے چلا ہوں۔ امریکا کا اصل حکمران ”کونسل آف فارن ریلیشنز“ (Council of Foreign Relation's) نامی خفیہ ادارہ ہے جس کا مخفف CFR ہے۔ بظاہر یہ ایک امریکی تھنک ٹینک ہے لیکن درحقیقت یہ امریکا میں ایک چھپی ہوئی حکومت ہے۔ ایسی حکومت جو دجال کی راہ ہموار کرنے کے لیے دنیا کے اس سب سے ترقی یافتہ براعظم کو استعمال کر رہی ہے۔ اس کے قیام میں عالمی یہودی بینکروں اور الو میناتی صہیونیوں کا ہاتھ تھا۔ جن میں Jacob Schiff, Paul Warburg, John D. Rockefeller, J.P. Moergan جیسے بین الاقوامی بینکر تھے۔ وہی لوگ جنہوں نے فیڈرل ریزرو سسٹم (Federal Reserve System) کے تحت امریکا کو اپنا غلام بنالیا۔ اس راز کی حقیقت سمجھنے کے لیے ہمیں ”الو میناتی“ نامی اصطلاح سے واقفیت حاصل کرنا ہوگی۔

الو میناتی کیا ہے؟

الو میناتی کا قیام یکم مئی 1776ء کو ان کٹر یہودیوں کے ہاتھوں عمل میں آیا تھا جو دجال کو مسیحا اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اس کا بانی Dr. Adam werishaupt تھا جو کہ Bavaria (یہ جرمنی کا ایک سب سے مضبوط اور طاقتور صوبہ ہے) کی Ingolstadt یونیورسٹی کا ایک استاد (پروفیسر) تھا۔ یہ شخص ویسے تو کٹر یہودی تھا، لیکن بعد میں یہودِ مردود کی روایتی دروغ گوئی



عالمی دجالی ریاست، ابتدا سے انتہا تک

کے مطابق اس نے اپنا اصل مذہب چھپانے کے لیے کیتھولک مذہب (Catholic) اپنایا تھا۔ وہ ایک سابقہ "jesuit Priest" تھا جو کہ اس Order سے الگ ہو گیا تھا اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی تنظیم بنالی تھی۔ "الومیناتی" (Illuminati) کا لفظ "Lucifer" سے اخذ کیا گیا ہے جس کا انجیل کے مطابق مطلب ہے: "روشنی کو اٹھانے والا اور حد سے زیادہ ذہین۔" (isaiah 14.12) Lucifer درحقیقت انجیل اور تورات میں ابلیس کو دیا ہوا نام ہے۔

Weishaupt اور اس کے پیروکار اپنے آپ کو چند چنے ہوئے لوگوں میں سے سمجھتے تھے۔ ان کے زعم کے مطابق ان کے پاس یہ صلاحیت تھی کہ صرف وہی دنیا پر حکمرانی کرنے کے اہل ہیں اور کرۂ ارض پر امن قائم کر سکتے ہیں۔ ان کا سب سے بڑا مقصد "Nerus Oder Secclram" کا قیام تھا۔

"Nouls Order Secorum" کا مطلب ہوتا ہے "New Secular Oder" یہی لفظ فری میسن کے لاجز اور امریکی ایک ڈالر کے نوٹ پر لکھا ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ اگرچہ اس کا مفہوم New World Order ضرور ہے لیکن اس کا مطلب ایک عالمی لادینی (سیکولر) طرز حکومت کا قیام ہے۔

اس تنظیم سے وابستہ ہونے والے لوگوں (یعنی الومیناتی کے نچلے درجے کے افراد) کو بتایا گیا تھا کہ الومیناتی کا مقصد انسانی نسل کو قوم، حیثیت اور پیشے سے بالاتر ہو کر ایک خوشحال خاندان میں تبدیل کرنا تھا۔ اس کام کے لیے ان سے ایک حلف بھی لیا گیا تھا جو کہ فری میسن کے حلف کی طرح ہوتا ہے۔ جب تک کارکنوں کی وفاداری کو جانچ نہیں لیا گیا تھا، اس وقت تک ان کو الومیناتی میں شامل نہیں کیا گیا تھا اور جب تک کوئی رکن الومیناتی کے بالکل اندرونی حلقے تک نہیں پہنچ جاتا تھا، اس وقت تک اسے اس ادارے کا مقصد نہیں بتایا جاتا تھا۔

اس تنظیم کے اصل مقاصد درج ذیل ہیں:

☆ تمام مذاہب کا خاتمہ۔



☆ تمام منظم حکومتوں کا خاتمہ۔

☆ حب الوطنی کا خاتمہ۔

☆ تمام ذاتی جائیداد کا خاتمہ۔

☆ خاندانی ڈھانچے کا خاتمہ۔

☆ New World Order کا قیام یا ایک ”بین الاقوامی حکومت“ کا قیام جسے آپ

”عالمی دجالی حکومت“ کہہ سکتے ہیں۔

فطری طور سے اس تنظیم کے اصل مقاصد کو تمام ممبران کے سامنے نہیں رکھا جاتا تھا اور انہیں صرف اسی بات پر صبر کرنا پڑتا تھا کہ اس تنظیم کا مقصد انسانی نسل کی خوشحالی ہے، لیکن ان سب میں ایک چیز سب سے زیادہ حیرت انگیز ہے جس پر خود الو میناتی کے ایک راہنما نے لکھا:

”سب سے زیادہ خوش آئند بات یہ ہے کہ بڑے بڑے Protestant اور Reformed فرقے کے عیسائی پادری جنہوں نے ہماری تنظیم میں شمولیت اختیار کی ہے وہ ہمیں ایک سچے اور خالص عیسائی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔“

اس پلان کو جرمنی کے Protestant حکمرانوں کے یہاں بڑی پذیرائی ملی جس کے تحت کیتھولک چرچ کی تباہی کو یقینی بنادیا گیا تھا اور انہوں نے اس تنظیم میں شمولیت اختیار کی اور ساتھ ہی ساتھ وہ فری میسنری کا تجربہ بھی لائے جس کو انہوں نے خوب استعمال کیا اور اپنے مقصد کے حصول کی کوششیں شروع کیں۔ بالآخر 16 جولائی 1982ء کی Wilhelmsbad کے ایک اجلاس میں فری میسنری اور الو میناتی کے درمیان اتحاد قائم ہوا۔ اس اتحاد کی وجہ سے موجودہ دور کی تقریباً تمام خفیہ یہودی تنظیموں کو ملا دیا گیا اور ساری دنیا میں دجالی نظام کی برتری کے لیے مصروف عمل 30 لاکھ سے زیادہ پیروکار اس خفیہ دجالی مشن میں شامل ہو گئے۔ اس بھیاں تک اجلاس میں جو کچھ منظور کیا گیا یہ تو شاید باہر کی دنیا کبھی نہیں جان سکے گی، کیونکہ جو لوگ غیر شعوری طور پر اس تحریک کا حصہ بن گئے تھے، انہوں نے بھی اپنے بڑوں سے عہد کر لیا تھا کہ وہ کچھ بھی ظاہر نہیں



کریں گے۔ ایک شریف فری میسن جس کا نام Comt de virea تھا جب اس سے یہ پوچھا گیا وہ اپنے ساتھ کیا خفیہ معلومات لایا ہے؟ تو اس نے محض یہ جواب دیا:

”میں اسے آپ کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتا ہوں، میں بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ یہ اس سے بہت زیادہ سنگین ہے جتنا کہ تم سمجھتے ہو۔ اس سازش کے جال کو اتنی اچھی طرح سے بنا گیا ہے کہ بادشاہتوں اور گرجا گھروں (کلیسا) کا اس سے بچنا ناممکن نظر آتا ہے۔“ (Wehster, world

Rurrution)

اس تحریک کے چند سال بعد یورپ میں یہود کو وہ تحفظ اور سکون ملنا شروع ہو گیا جس کا اس سے پہلے تصور نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس سے پہلے غیر یہودیوں کا میسنری کی تحریک کا ممبر بننے پر پابندی تھی جس کو اٹھایا گیا، لیکن سب سے اہم فیصلہ یہ کیا گیا تھا کہ الو میناتی کی غلام فری میسنری کا صدر دفتر فرینکفرٹ منتقل کر دیا گیا جو خود یہودی سرمایہ داروں بالخصوص بینکاروں کا گڑھ تھا۔

دنیا پر قبضے کا الو میناتی منصوبہ:

یورپ کی معیشت کو پوری طرح اپنی گرفت میں لینے کے بعد الو میناتی دجالیوں نے اس بات کا منصوبہ بنانا شروع کر دیا کہ دنیا کو اپنا غلام بنانے کے لیے اپنے دائرہ اختیار کو پوری دنیا میں پھیلا دیا جائے۔ چند دہائیوں کے بعد یہ بات ظاہر ہونا شروع ہو گئی کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے پوری دنیا میں جنگوں کا ایک سلسلہ چھیڑنا پڑے گا جس کی مدد سے Old World Order (پرانے ورلڈ آرڈر) کا خاتمہ کیا جائے گا جبکہ New World Order (نیا عالمی نظام) کے قیام کو ممکن بنایا جائے گا۔ اس پورے منصوبے کو واضح شکل میں البرٹ پائیک (Albert Pike) نے پیش کیا جو کہ خود فری میسنری کے Ancietn and Accepted scottish rite میں Sovergin Grand Commander کے درجے پر فائز تھا جبکہ یہ امریکا میں سب سے بڑا الو میناتی تھا۔ اس شخص نے اپنے Guisseppe Mazzini کے نام خط میں اس طرح سے لکھا تھا (خط کی تاریخ 15 اگست 1871ء تھی):



”پہلی بین الاقوامی جنگ اس لیے چھیڑنی ہوگی تاکہ زار روس کو تباہ کیا جاسکے تاکہ اس پر الویناتی ایجنٹوں کی حکومت قائم کی جاسکے۔ روس کو بعد میں ایک خطرناک ملک کی شکل دی جائے گی تاکہ الویناتی کا پلان آگے بڑھایا جاسکے۔“

دوسری جنگ کے دوران اس کشمکش سے جو کہ جرمن قوم پرستوں اور سیاسی صہیونیوں کے درمیان پائی جاتی ہے، فائدہ اٹھانا ہوگا۔ اس جنگ کے نتیجے میں روس کے اثر و رسوخ کو بڑھایا جائے گا اور ارض فلسطین میں اسرائیلی ریاست کے قیام کو ممکن بنایا جائے گا۔

جبکہ تیسری جنگ کی منصوبہ بندی اس طرح سے کی گئی ہے کہ الویناتی ایجنٹ صہیونی ریاست اور عربوں کے درمیان اختلافات کو ہوا دی جائے گی۔ یہ جھڑپ ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے گی اور اس کے ذریعے بے دین دہریوں کو سامنے رکھ کر ایک انقلابی تبدیلی لائی جائے گی جس سے تمام معاشرے متاثر ہوں گے۔ اس جنگ میں لادینیت اور وحشیوں کے انقلاب کو اتنی بھیانک طرح سے دکھایا جائے گا کہ لوگ اس سے پناہ مانگیں گے اور ان تمام چیزوں کو تباہ کرنے کی کوشش کریں گے جو ان انقلابیوں سے منسلک ہوگی..... حتیٰ کہ وہ عیسائیت اور دوسرے مذاہب کو بھی انتشار کا شکار پائیں گے اور اس وجہ سے وہ تمام مذاہب پر چڑھ دوڑیں گے، جس کے بعد وہ خود کو صحیح راستہ Lucifer کے صاف اور روشنی بھرے راستے میں پائیں گے۔ اس طرح سے ہم ایک ہی وقت میں عیسائیت اور لادینیت دونوں پر قابو پالیں گے۔“

البرٹ پائیک کی شخصیت اور اس کے مذہب و فلسفہ کے اصول سمجھنے کے لیے ہمیں اس کی درج ذیل تحریر پر غور کرنا چاہیے جس کا نام ہے: ”Morals and Dogma“ (سبق اور نظریہ) اس کو اس نے 1871ء میں تحریر کیا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے چند احکامات ہیں جو اس نے اپنی 23 سپریم کونسلوں کو دیے تھے۔ یہ احکامات اس نے 1889ء میں Bastille Day کے موقع پر دیے تھے۔ شیطانی دماغ رکھنے والے اس شخص کی یہ انسانیت سوز تحریر ملاحظہ فرمائیے:

”طاقت لگام کے ساتھ ہو یا بے لگام، یہ اسی طرح ضائع ہو جاتی ہے جس طرح بارود کھلی فضا



میں صرف جل سکتا ہے۔ اسی طرح جس طرح بھاپ کسی ٹیکنالوجی کے بغیر ہوا ہی میں اڑ جاتی ہے اور اپنے آپ ہی کو ختم کر لیتی ہے۔ یہ صرف تباہی اور ضیاع ہے..... نہ کہ ترقی اور خوشحالی۔

لوگوں کی طاقت وہ چیز ہے جس کو ہمیں بہترین طریقے سے استعمال کرنا ہے اور اس کو قابو میں کرنا ہے..... اس کو دانش و عقل کے ساتھ لگام دینا ہے۔ انسانی نسل کے چاروں طرف تھے ہوئے تو ہم پرستی، تعصب اور جہالت کے مفروضوں کو اپنے حق میں استعمال کرنے کے لیے اس طاقت کا ایک دماغ اور قانون ہونا چاہئے، تب ہی جا کر ہمیں مستقل نتائج مل سکتے ہیں اور تب ہی صحیح معنوں میں ترقی ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد نرم فتوحات (چھوٹی اور آسان فتوحات) کا نمبر آتا ہے۔ جب تمام طاقتوں کو ملایا جاتا ہے اور اس کو دانشوروں کے ذریعے (جو کہ روشن دماغ ہوں یعنی "Illuminated" ہوں) اور دائیں بازو کے قوانین اور انصاف کے علاوہ ایک باضابطہ تحریک اور محنت کے ذریعے لگام دی جائے گی۔ پھر وہ انقلاب جو ہم نے کئی زمانوں سے تیار کر کے رکھا ہوا تھا، شروع ہو جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طاقت بے لگام ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انقلاب اپنے ساتھ نا کامی لاتا ہے۔“

(Morals and Dogma pp 1-2)

یہ شخص اپنے خدا اور اپنے مذہب کا تعارف کرواتے ہوئے کہتا ہے:

”ہم عوام الناس سے یہ کہتے ہیں: ”ہم ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں لیکن یہ وہ خدا ہے جس پر سب بغیر توہمات کے یقین کرتے ہیں۔ میں تم Sovereign Grand Instructions General سے یہ کہتا ہوں کہ تم یہ اپنے 30، 31 اور 32 ڈگریوں کے بھائیوں کے سامنے یہ بات دہرانا:

”میسونک (فری میسن) مذہب کے تمام اونچی ڈگری کے ممبروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس مذہب کو اس کی خالص شکل میں برقرار رکھا جائے Lucifer [یعنی شیطان] کے نظریے کو مد نظر رکھتے ہوئے۔“



شیطان کے بارے میں یہ سفاک شخص کہتا ہے۔ واضح رہے کہ شیطان کے لیے اس نے Lucifer کا لفظ استعمال کیا ہے [Lucifer کے معنی ہیں: ابلیس۔ انجیل کے انگریزی ترجمے میں ابلیس کے لیے یہی لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ راقم]:

”اگر Lucifer خدا نہ ہوتا تو کیا Adonay [یعنی خیر کا خالق، مراد اللہ رب العالمین ہیں] جس کا کام ہی انسان سے نفرت، سفاکیت اور سائنس سے دور رہنے کی تلقین ہے۔ [یہاں وہ اس (یعنی شیطان کے بالمقابل خیر کے خالق) کے مظالم کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔] اس کے علاوہ Adonay اور اس کے پادریوں نے اس کا خاتمہ کیوں نہیں کر دیا؟ [معاذ اللہ!]

”ہاں Lucifer ہی خدا ہے اور بد قسمتی سے Adonay بھی خدا ہے۔ ابدی قانون کے تحت۔ کیونکہ روشنی کا تصور تاریکی کے بغیر ناممکن ہے، جیسے خوبصورتی کا بد صورتی کے بغیر اور سفید کا سیاہ کے بغیر۔ اسی طرح ہمیشہ کے لیے دو خدا ہی زندہ رہ سکتے ہیں [معاذ اللہ!] اندھیرا ہی روشنی کو پھیلاتا ہے۔ ایک مورت کے لیے بنیاد کی ضرورت ہوتی ہے اور کسی گاڑی میں بریک کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔“ [معاذ اللہ]

”شیطانیت کا نظریہ محض ایک افواہ ہے اور سچا اور خالص مذہب Lucifer [ابلیس] کا مذہب ہے جو کہ Adonay کے برابر ہے (معاذ اللہ) لیکن Lucifer جو کہ روشنی کا خدا اور اچھائی کا خدا ہے وہ انسانیت کے لیے محنت کر رہا ہے Adonay کے خلاف جو کہ تاریکیوں اور برائی کا خدا ہے۔“ [معاذ اللہ]

اوپر دی گئی تحریر سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ یہ فرقہ (الومیناتی) کس طرح سے شیطان کا پجاری ہے اور یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اب فری میسنری اور الومیناتی ایک ہی ہیں۔ ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ گویا کہ یہودیت کی تمام شاخیں واضح طور پر شیطان کا ہرکارہ بن کر شیطان کے سب سے بڑے آلہ کار دجال کے لیے کام کر رہی ہے۔

FBI کا ایک سابق ایجنٹ Dan Smoot لکھتا ہے کہ ”امریکا میں خفیہ طور پر حکمران اس



کنسل کی کوئی خاص اہمیت نہیں تھی، لیکن 1927ء میں جب راک فیلر خاندان نے اپنی دوسری فاؤنڈیشن اور ٹرسٹ کے ذریعے اس میں پیسہ بھرنا شروع کر دیا تو یہ امریکا کی سب سے طاقت ور اتھارٹی کے طور پر ابھر کر سامنے آئی۔“ اس کا ثبوت کہ Council of Foregin Relation's ایک خفیہ یہودی ادارہ ہے، کہیں باہر سے مانگنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اندرونی گواہی کافی ہے۔ اس کی سب سے بڑی گواہی اور کیا ہو سکتی ہے کہ 1966ء میں اپنی سالانہ رپورٹ میں فری میسن کے طرز پر خفیہ نظام کار کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: ”اس کنسل کا ہر ممبر اپنی رکن کے توسط سے اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ کنسل کے کسی رکن کے کہنے کے علاوہ اگر وہ کوئی بات جو کہ Dissussion Groups اور کھانے کی میز یا دعوت میں کچھ بھی کہا گیا ہے وہ خفیہ نوعیت کا ہے اور اس کا انکشاف کسی بھی صورت میں کسی غیر فرد کو اس چیز کی وجہ بن سکتا ہے کہ کنسل کے بورڈ اس رکن کی رکنیت ختم کر دیں۔ کنسل کے قوانین کے تحت اور اس کی آرٹیکل ایک کے تحت۔“

Council of Foregin Relation's (CFR) کے ایک بورڈ کے ڈائریکٹروں میں سے ایک نے Christian Science Monitor کو دیے گئے ایک بیان یکم ستمبر 1961ء میں کہا تھا:

”CFR میں نمایاں افراد میں سفارتی، حکومتی، تجارتی، بینکروں، مزدور، صحافی، وکیل اور تعلیم کے شعبوں سے منسلک نمایاں افراد ہیں اور ان سب کو مد نظر رکھ کر امریکی خارجہ پالیسی کا رخ متعین کیا جاتا ہے۔“

یہی نہیں بلکہ پچاس کی دہائی سے لے کر اب تک جتنے بھی اہم حکومتی مشیر اور سیکرٹری گزرے ہیں وہ CFR کے کبھی نہ کبھی رکن ضرور تھے، خاص طور سے بش کی انتظامیہ میں تو اس کی بھرمار ملے گی۔ اسی طرح امریکی ایوان نمائندگان کے ایک رکن John Rarick نے 28 اپریل 1972ء میں کہا تھا:



”CFR ایک اسٹیبلشمنٹ ہے جس کے افراد اوپر سے مشیروں اور سیکرٹریوں کے ذریعے دباؤ ڈالتے ہیں۔ وہ ایسے لوگوں کو پیسے دیتی ہے اور فیصلہ کرنے والوں سے اپنے مطالبات نکلوا لیتی ہے۔“

مشہور امریکی دانشور گرن بھی اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے: ”CIA درحقیقت CFR کی ہی ایک شاخ لگتی ہے جبکہ Franklin D. Roosevelt کے زمانے سے اب تک جتنے بھی امریکی انتظامیہ کے لوگ ہیں ان کا تعلق CFR سے ضرور رہا ہے۔“

امریکا کی کہانی، ایک خلاصہ:

آج کا ترقی یافتہ اور قابل رشک سمجھا جانے والا امریکی معاشرہ مسخ کر دیا گیا ہے۔ اس کی اپنی سوچ نہیں، اپنا اختیار نہیں۔ اس کے نظام کو کھوکھلا کر دیا گیا ہے۔ جو کچھ بھی ہم دیکھ رہے ہیں وہ قومی سطح پر ہوا پھر بین الاقوامی سطح پر وہ سب اس بڑے الو میناتی منصوبے کا حصہ ہے جو کہ Adam Weishaupt نے 1776ء میں پیش کیا تھا۔

یقین نہ ہو تو آئیے امریکا مخالف کمیونسٹ سسٹم کے اہم رکن کی ایک پیش گوئی دیکھتے ہیں۔ ایک حیرت انگیز سیاسی پیشن گوئی 1920ء کی دہائی میں Nikali Leni نے کی تھی جو کہ کمیونسٹ روس کی حکومت کا ایک اہم رکن تھا، اس نے کہا تھا:

”سب سے پہلے ہم مشرقی یورپ کو قابو کریں گے اس کے بعد ایشیا کے عوام اور پھر ہم امریکا کو اس طرح سے گھیرے میں لیں گے جو کہ سرمایہ داری کا آخری قلعہ ہوگا اور ہمیں اس پر حملہ نہیں کرنا ہوگا بلکہ وہ ایک بہت زیادہ پکے ہوئے پھل کی طرح سے خود ہی ہمارے ہاتھوں میں گر جائے گا۔“

اگرچہ اب روس ٹوٹ چکا ہے لیکن اب ذرا اسی بیان کو اس بیان کے ساتھ ملا کر دیکھتے ہیں جو کہ 1962ء میں دجالی ریاست اسرائیل کے پہلے صدر David Ben Gurion (ڈیوڈ بن گوریان) نے دیا۔ اس بیان کے بین السطور میں ”عالمی دجالی ریاست“ کے قیام کا عزم اور اس کا



خاکہ واضح طور پر بھانپا جاسکتا ہے:

”سوشلسٹ بین الاقوامی اتحاد جس کے پاس ایک بین الاقوامی پولیس فورس ہوگی اور اس کا مرکز القدس (یروشلم) ہوگا۔ 1987ء میں میرے ذہن میں دنیا کا نقشہ کچھ اس طرح سے ہوگا۔ سرد جنگ ماضی کا ایک قصہ ہوگی جبکہ اندرونی دباؤ اور دانشور طبقے کی صورت میں اوپر سے دباؤ کی وجہ سے سوویت یونین آہستہ آہستہ جمہوریت کے سفر پر گامزن ہو جائے گا جبکہ دوسری طرف امریکا پر محنت کشوں اور کسانوں اور سائنس دانوں کے بڑھتے ہوئے سیاسی اہمیت کی وجہ سے امریکا ایک خوشحال ریاست میں تبدیل ہو جائے گا جس کی معیشت ایک Planned Economy کی طرح ہو جائے گی (روسی طرز کی) مشرقی اور مغربی یورپ میں نیم آزاد کمیونسٹ اور خود مختار جمہوری حکومتوں کی شکل میں ہوگا جبکہ روس کے علاوہ تمام کے تمام ممالک ایک بین الاقوامی اتحاد کا حصہ ہوں گے جس کے پاس ایک بین الاقوامی پولیس فورس ہوگی۔ ساری فوجوں کا خاتمہ کر دیا جائے گا اور کوئی جنگ نہیں ہوگی۔ یروشلم میں اقوام متحدہ (صحیح معنوں میں اقوام متحدہ) اور ایک پورا نظام بنایا جائے گا جس میں تمام ممالک کی یونین شامل ہوگی جو کہ ساری انسانیت کی سپریم کورٹ ہوگی تاکہ اس سے اپنے تمام اختلافات ختم کیے جاسکیں جیسے کہ Isaih نے پیشن گوئی کی تھی۔“

(As, pp, 58-60)

David Ben Gurion کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اگر غور کیا جائے تو امریکا اپنی اندرونی معیشت کو سبسڈی دینے والا سب سے بڑا ملک ہے خصوصاً زراعت کے شعبے میں۔ واضح رہے کہ اس نے یہ پیشن گوئی 1962ء میں ہی کر دی تھی۔ پھر اقوام متحدہ کی ایک الگ پیس کیپنگ فورس (UN Peace Kaping Force) پر بھی نظر دوڑانا چاہیے۔ ”اقوام متحدہ نئے عالمی نظام (New World Order) کی تکمیل نہیں بلکہ اس کی شروعات ہے۔ اس کا بنیادی کردار یہی تھا کہ ایسے حالات پیدا کیے جائیں جن کی مدد سے اس سے بھی زیادہ ایک منظم تنظیم کو نئی شکل دی جائے۔“ یہ الفاظ اور کسی کے نہیں بلکہ آئزن ہاور کے پہلے سیکرٹری کے ہیں جس کا نام Jhon



Foster Dulles تھا۔

(War or Peace, Macmillan, 1950 page 40)

UNO کی تمام ایجنسیاں خاص طور سے ایک ہی مقصد کے لیے کام کرتی ہیں یعنی New World Order کے قیام کو آگے بڑھایا جائے۔ اسی طرح خلیج کی جنگ میں جو کہ 91-1990ء میں لڑی گئی تھی امریکی صدر جارج بش نے اس وقت صاف صاف کہا تھا کہ وہ نئے عالمی نظام اور اس کے مقصد کو آگے بڑھائیں گے۔ گویا اب ہمیں صاف صاف پتا چل گیا ہے کہ اس انتشار اور غیر یقینی صورتحال کی وجہ کیا ہے؟ آج جو کچھ ہم اکیسویں صدی میں دیکھ رہے ہیں، بیسویں صدی میں اس کی پوری پلاننگ کی گئی تھی۔ انسانی ریور کو ایک لمبے دورانیے کے قومی اور بین الاقوامی بحرانوں کی طرف ہنکایا گیا تا کہ نئے عالمی نظام New World Order کو قائم کیا جاسکے۔

الومیناتی کے رہنما تھوڑے ہیں لیکن ان کا گروپ بہت زیادہ طاقتور ہے جس میں بین الاقوامی بینکر، سرمایہ دار، سائنس دان، عسکری اور سیاسی رہنما، تعلیم کے ماہر اور معیشت دان شامل ہیں۔ یہ سب مل کر لوگوں کو سیاسی، سماجی، نسلی، معاشی اور مذہبی گروہوں کی بنا پر بانٹتے ہیں۔ وہ ان گروپوں کو ہتھیار بھی دیتے ہیں اور پیسہ بھی تا کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف ہو جائیں اور آپس میں لڑ پڑیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ انسانیت اپنی تباہی کی طرف خود چلی جائے اور یہ اس وقت تک جاری رہے جب تک کہ تمام دینی اور سیاسی ادارے تباہ نہ ہو جائیں اور کرۂ ارض کا اقتدار بلا شرکت غیرے ان کے پاس نہ آجائے۔

اگر کوئی اس سب کو یہودی سازش کہے تو یہ کچھ غلط نہیں بلکہ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ حقیقت کو چند الفاظ میں سمیٹ دیا جائے۔ یہ واضح طور پر ایک شیطانی سازش ہے اور زمین پر اس سازش کے نمائندے یہودی ہیں کیونکہ اس کو بنانے والے Warburg, Karl Mara, Weishaupt خاندان Jacob Schiff, Roths Childs وغیرہ سب کے سب یہودی تھے۔



بین الاقوامی سازشوں پر لکھنے والے زیادہ تر مصنفین سے سب سے بڑی غلطی یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے دشمن کی فطرت صحیح معنوں میں بیان نہیں کرتے۔ دنیا کے زیادہ تر لوگوں کا خیال ہے کہ یہ لوگ ایک ایسی جنگ مبتلا ہیں جو ان کے خون اور گوشت [یعنی جسموں] کے خلاف ہے جبکہ وہ اس بات کو مسترد کر دیتے ہیں کہ ان کا اصل دشمن شیطان اور اس کے شطونگڑوں کا جتھہ ہے جو کہ اس دنیا میں اندھیروں کے بادشاہ اور برائی کے مرکز و محور دجال اکبر کی مطلق العنان حکمرانی کے لیے کام کر رہا ہے۔“

اسی غلطی کی وجہ سے امریکا کے معتدل مزاج لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سازش کا مقابلہ محب وطن امریکی اس وقت کر سکتے ہیں جب وہ کانگریس کا کنٹرول دوبارہ حاصل کر لیں اور جب نئے پرزور آواز، اچھی طرح سے علم رکھنے والے، اچھی ذہنیت والے سیاسی رہنما جنہوں نے اس پر کام بہت پہلے سے کیا ہوا ہو، اس عالمی نظام اور سازش پر پوری طرح سے حملہ کریں۔

انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ وہ ایک سیاسی یا پھر کسی مادی دشمن کا مقابلہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ ان کا اصل دشمن تو شیطان یا (Lucifer) ابلیس ہے جو کہ الویناتی کا خدا ہے۔ الویناتی ابلیسی سازش ہے۔ بہت بڑے درجے پر اس ابلیسی سازش کے بانیوں کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ وہ ابلیس سے براہ راست رابطے میں ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو کہ خفیہ شیطانی تنظیموں کے مختلف درجوں سے گزرتے ہوئے اب دجال کے کارندے کہلاتے ہیں اور دنیا کو ایک زبردست بحران کی طرف لے جانے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں تاکہ اس کی تہ سے اپنے جھوٹے خدا کی حکمرانی کی راہ ہموار کریں۔ یہ شیطانی طاقت جس میں بدی ہی بدی ہے، اس کو صرف ایک روحانی قوت ہی توڑ سکتی ہے جس کے پاس اس سے بھی زیادہ اختیار اور طاقت ہو اور کسے شبہ ہے کہ عظیم شیطانی طاقت کے حامل ملعون شخصیتوں ابلیس اور دجال کے مقابلے کی طاقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کو دی ہے۔ محب وطن اور منصف مزاج امریکی ہوں یا کوئی اور، اگر وہ اس سازش کا توڑ کرنا چاہتے ہیں جس نے امریکا کو اور اس کے توسط سے پورے کرہ ارض کو جکڑ لیا



ہے اور جو صرف مسلمانوں کے خلاف نہیں، پورے عالمِ انسانیت کے خلاف بھیانک منصوبہ ہے تو انہیں ان روحانی شخصیتوں کی پیروی کرنا پڑے گی جن کے ہاتھوں اللہ رب العزت انسانیت کو اس عظیم فتنے سے نجات دلائے گا۔ انہیں سچے مسیح (سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام) پر صحیح صحیح ایمان لانا ہوگا۔ وہ سچا مسیح جو آخری سچے نبی پر ایمان لانے کی دعوت دے گا اور اس کے امتیوں کی قیادت کرتے ہوئے پوری دنیا کو ایک منصفانہ اور عادلانہ نظام دے گا۔





## دجالی ریاست: مشرقی و مغرب کی نظر میں

جب دجال، دجالی نظام یا دجالی ریاست کا ذکر کیا جاتا ہے تو بعض لوگ اسے ”مذہبی زودحسی“ یا ”روحانی حساسیت“ قرار دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں یہ ایک ناقابلِ توجہ یا ناقابلِ ذکر چیز کو غیر معمولی اہمیت دے جانے کا غیر ضروری اور غیر مفید عمل ہے۔ تعجب ہے کہ ایسے حضرات نہ حدیث شریف سے رجوع کرتے ہیں جو ہمیں فتنہ دجال سے اس اہمیت اور اتنی تاکید کے ساتھ آگاہ کرتی ہے کہ سامعین یوں سمجھتے تھے گویا ہم مسجد سے نکلیں گے تو خروج دجال کا واقعہ ہو چکا ہوگا اور نہ یہ حضرات اپنے گرد و پیش میں دجالی علامات، دجالی اصطلاحات، دجالی پیغامات اور دجالی اخلاقیات کو کارفرما دیکھتے ہیں جو ہر لمحے ہمیں چوکنا کر رہی ہیں کہ دجال کے لیے اسٹیج ہموار کرنے کا عمل تیز تر ہوا جا رہا ہے۔ ایسے قارئین کے لیے ہم نے زیرِ نظر کتاب کا یہ حصہ مخصوص کیا ہے تاکہ وہ حقیقت کو وہم اور سر پہ آ پہنچے خطرے کو دور دراز کی افواہیں قرار نہ دیں۔ فتنہ دجال سے آگاہ نہ ہونا اور اس کی زبردست مقاومت کے لیے تیاری نہ کرنا بجائے خود اس فتنہ میں مبتلا ہونے کی علامت ہے۔ متذکرہ بالا احباب کی تسلی و تشفی کے لیے یہاں مشرق اور مغرب سے ایک ایک تحقیق پیش کی جا رہی ہے جس میں صاف طور پر اور کھل کر عالمی نظامِ حکومت کو ”عالمی دجالی ریاست“ کا بلیو پرنٹ قرار دیا گیا ہے۔ مشرق کے اہل علم و تحقیق میں سے ہم نے جو مقالہ چنا ہے وہ ماہنامہ ”فکر و نظر“ میں ”اسرائیل سے اسرائیل تک“ کے عنوان سے شائع ہوا۔ مقالہ نگار ڈاکٹر ابرار محی الدین (شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور) کے ذوقِ تحقیق اور اسلوبِ نگارش کو تحسین پیش کرتے ہوئے ہم شکر گزاری کے گہرے جذبات کے ساتھ ان کی یہ بہترین کاوش یہاں پیش کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ایک مغربی مصنف کی کتاب کی تلخیص ہمارے دعویٰ کا بہترین ثبوت ہے۔



## معرکہ عشق و عقل

انہدام اور قیام:

معرکہ عشق و عقل جاری ہے۔ خدا پرستی اور مادہ پرستی آمنے سامنے ہیں۔ رحمان کے بندوں اور دجال کے چیلوں کے درمیان معرکہ عشق و عقل اپنے عروج پر پہنچا چاہتا ہے۔ وہ معرکہ..... جو ازل سے آدم اور ابلیس، ابراہیم اور نمرود، موسیٰ و فرعون میں جاری ہے..... زوردار انداز میں پھر بپا ہو چکا ہے۔ اس کی چنگاریاں سلگتے سلگتے شعلہ بن گئی ہیں۔ یہ شعلے بھڑکتے بھڑکتے عنقریب آتش فشاں بن جائیں گے..... اور پھر..... پوری دنیا روحانیت اور مادیت، رحمانیت اور دجالیت کے درمیان بپا ہونے والی اس جنگ کے شعلوں میں لپیٹ دی جائے گی جس کی آگ عدن میں لگی ہوگی لیکن اس کی روشنی سے شام میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی۔ ”دجالی ریاست“ کے انہدام اور ”رحمانی ریاست“ کے قیام سے پہلے اس معرکہ کا میدان سجنے والا ہے۔

افتتاحی اور اختتامی بنیاد:

عصر حاضر میں اس روایتی معرکہ کی کئی بنیادیں ہیں۔ افتتاحی بنیاد کا ذکر کتاب کے شروع میں ہو چکا ہے۔ اختتامی بنیاد کا تذکرہ یہاں کتاب کے آخر میں کیا جاتا ہے۔ اس معرکہ کی جس میں روحانیت اور مادیت آمنے سامنے ہیں، ایک بنیاد اس وقت پڑی جب خلافت عثمانیہ کے سقوط کے لیے دجالی قوتیں مل کر زور لگا رہی تھیں اور اس غرض کے لیے ارضِ حرمین کو اس کی سرپرستی سے نکالنا چاہتی تھیں۔ جب تک خلافت کو حرمین کی خدمت کی سعادت حاصل تھی تب تک پوری دنیا کے مسلمان اسے اپنا سرپرست اور اپنے بے آسرا سروں پر سائبان سمجھتے تھے۔ نمایندگان دجال کا اتحاد اس کوشش میں تھا کہ حرمین شریفین پر اگر خلافت عثمانیہ کا سایہ نہیں رہتا تو القدس لینا بھی



آسمان ہو جائے گا۔ بیت المقدس کے صحن میں موجود مقدس چٹان کے گرد دجال کا قصر صدارت تعمیر کرنے کے لیے ضروری تھا کہ عثمانی سلاطین کی جگہ جمہوری حکمران یا علاقائی بادشاہتیں قائم ہو جائیں۔ جب یہ سازش کامیاب ہوئی تو ”بلاد الحرمین“ عثمانی خلفاء کے ہاتھ سے جاتے رہے۔ سرزمین حجاز میں عثمانی خلافت کی جگہ سعودی مملکت قائم ہو گئی۔ خلیفۃ المسلمین پوری ملت اسلامیہ کے مفاد کا محافظ ہوتا ہے جبکہ ”جلالۃ الملک“ اپنی مملکت کی حدود میں اپنے اقتدار کے تحفظ کو اولین ترجیح دیتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ان اقتدار پرست ترجیحات کے باوجود جلالۃ الملک صاحبان کا نہ جلال باقی ہے نہ ملک۔ ان کا جلال اس دن رخصت ہو گیا جب ان کے ملک میں مال آیا تھا اور وہ کھجور اور دودھ والی جفائش زندگی کے بجائے تیل اور گیس کی آمدنی سے حاصل ہونے والی سہولت پسندی کے عادی ہو گئے تھے۔

ارضِ قدس سے ارضِ مقدس تک:

تاریخ کا رخ موڑ دینے والا یہ دن 1939ء کے موسم گرما میں اس وقت آیا جب سعودی عرب کے مشرق میں ”الاحساء“ نامی مقام پر ایک کنویں کی کھدائی ہو رہی تھی۔ اس کھدائی سے قبل ارضِ حرمین ”وادی غیر ذی زرع“ تھی۔ یہاں مادیت نہ تھی، روحانیت ہی روحانیت تھی۔ اس کھدائی کے بعد یہاں مادیت پرستوں کا جھمگٹا لگنا شروع ہو گیا۔ ان کو اپنے دجالی منصوبوں کی تکمیل کے لیے جو سرمایہ چاہیے تھا وہ یہاں کی مقدس سرزمین کی نشیبی رگوں میں دوڑ رہا تھا۔ ان کی اس پر حریصانہ نظر تھی۔ دجل کی حد ملاحظہ فرمائیے کہ فقیر منش اہل اسلام کی دولت سے دشمنانِ اسلام کے دجالی مشن کو فراہم جاری رکھنے کے منصوبے بنائے جا رہے تھے۔ یہ پچھلی صدی کی چوتھی دہائی کی بات ہے۔ ان دنوں دجال کے کارندے ایک طرف تو ارضِ قدس (سرزمین معراج) پر دجالی ریاست کے قیام کے لیے کوشاں تھے اور دوسری طرف ارضِ مقدس (سرزمین اسلام حرمین شریفین) تک پہنچنے کے لیے یہیں کی اس بے پایاں دولت کے حصول کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے جس کے متعلق ان کا اندازہ تھا کہ اس کا حصول انہیں زمین پر ناقابل شکست بنا دے گا۔



دجالیت کے استحکام کے لیے ان دو منصوبوں کے راستے میں جو سب سے بڑی رکاوٹ تھی یعنی خلافت عثمانیہ، اس کے سقوط کے لیے وہ اپنا مکروہ کردار ادا کر چکے تھے۔ ان کو علم تھا کہ اب ان کے سامنے ”خلیفۃ المسلمین“ نہیں جو عالمی اور تاحد اُفق وسیع سوچ کا مالک اور ارض اسلام کے چپے چپے کا محافظ ہے، اب ان کے سامنے مقامی اور سطحی سوچ رکھنے والے قبائلی عرب سردار ہیں جنہیں ”جلالۃ الملک“ اور ”خادم الحرمین“ کے عظیم القاب سے ملقب کر دیا گیا ہے۔

محسود عرب اور حاسد عرب:

دورِ زوال کے آخری عثمانی سلاطین بھی، جیسے بھی تھے، لیکن انہیں ناموسِ ملت اور اجتماعی فرائض کا پاس تھا، لہذا انہوں نے قرضوں میں ڈوبے ہونے کے باوجود سرزمینِ فلسطین کی خاکِ مبارک سے یہود کو ایک چٹکی دینے سے بھی انکار کر دیا تھا، جبکہ سقوطِ خلافت کے بعد سرزمینِ اسلام کے ٹکڑے جن جلیل العظمت پاسبانِ ملت میں بانٹے گئے تھے، ان کی اولوالعزمی اور ملت سے پائیدار استواری کا یہ عالم تھا کہ القدس تو کجا، وہ ارضِ حریم میں جہاں صدیوں سے کسی غیر مسلم کی پرچھائیں نہ پڑی تھی، وہاں تیل کی شیدائی یہودی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے اہلکاروں کو بھیس بدلو کر اپنی ذاتی حفاظت میں لیے لیے پھرتے تھے۔ اس مبہم تبصرے کی دلدوز تفصیل کے لیے ہمیں ”کنواں نمبر سات“ کی روداد تک جانا ہوگا۔ تو آئیے ”کنواں نمبر ایک“ سے بات شروع کرتے ہیں۔ یہ کنواں پینے کے پانی کے لیے نہیں کھودا جا رہا تھا۔ اس ویران صحرا میں پانی کا تصور ہی نہ تھا۔ یہ کنواں ”سونے کے پانی“ کی دریافت کے لیے کھودا جا رہا تھا۔ سونے کے اس پانی کا رنگ نہ پانی والا تھا نہ سونے والا، یہ تو کالا سیاہ تھا، لیکن یہ پانی کی طرح آبِ حیات بھی تھا اور سونے کی طرح کارزارِ حیات میں کام آنے والا سیال سرمایہ بھی۔ اس کی دریافت نہ ہوتی تو عرب اونٹوں کے دودھ اور کھجوروں کی توانائی والی روایتی زندگی گزارتے اور مزے سے رہتے۔ جس دن سے یہ دریافت ہوا عربوں سے فطری زندگی جاتی رہی۔ یہ زندگی اب صرف قبائلی پختونوں کے پاس ہے۔ اس لیے عرب سے دنیا بھر کو حسد تو ہے لیکن محسود عرب، حاسد عرب کے چنگل میں ہیں۔



پختونوں سے بھی دنیا کو کدورت ہے اور ان میں بھی محسوس ہے، لیکن وہ حاسدین کے چنگل میں نہیں۔

### تین جڑواں شہروں کی کہانی:

آپ کو شاید یہ بے معنی اور بے ربط باتیں سمجھ نہ آئیں گی۔ اس لیے تین جڑواں شہروں کی کہانی آپ کو سناتے ہیں جہاں حرص و ہوس کی ہنڈیا، حسد و بغض کی آنچ پر پکائی گئی تھی۔ سعودی عرب کے مشرق میں (اگر ”قارئین مشرق“ کا لفظ کالم خوانی کے آخر تک یاد رکھیں تو انہیں ایک نکتہ سمجھنے میں آسانی رہے گی) کویت کی سرحد کے قریب سعودی عرب کے تین جڑواں شہر واقع ہیں: (1) ظہران (جسے دہران بھی کہتے ہیں) (2) الخبر اور (3) دمام۔ یہ پنڈی اسلام آباد یا کوٹری حیدرآباد کی طرح قریب قریب واقع ہیں۔ ظہران سے الخبر دس کلومیٹر ہے اور دمام اٹھارہ کلومیٹر۔ تینوں کے بیچ میں دورویہ صاف شفاف، وسیع اور کشادہ سڑکیں ہیں جن کی بدولت چند منٹ میں ایک شہر سے دوسرے شہر پہنچا جاسکتا ہے۔ ان تین شہروں کے نیچے تیل کا سمندر موجزن ہے۔ یہاں اتنا تیل موجود ہے کہ بقیہ پوری دنیا میں موجود تیل کا غالب حصہ اس کے ایک کنویں میں آسکتا ہے جس کا نام ”کنواں نمبر سات“ ہے۔ یہ تیل عالم اسلام کے مرکز، سرزمین اسلام، ارضِ حرمین کی ملکیت ہے لیکن اس کے مالکوں کو نہ یہ اختیار ہے کہ اسے نکال سکیں، نہ یہ قدرت ہے کہ اس کی قیمت طے کر سکیں اور نہ ہی یہ حیثیت ہے کہ اس علاقے میں آزادانہ آجاسکیں۔

### کشمکش کا نقشہ:

جب بیسویں صدی کی تیسری دہائی سے تیل کی تلاش شروع ہوئی تو کسی غیر مسلم کی ہمت نہ تھی کہ ارضِ مقدس میں آمدورفت رکھے۔ اس وقت ارضِ اسلام خالص روحانی مرکز تھی جہاں مادیت پرستی کا سایہ نہ پڑا تھا اور نہ یہاں دجال کے کارندوں کے قدم لگے تھے۔ ڈائریکٹر جی آف پاکستان بحر اللہ ہزاروی نے حکومت سعودیہ کے بانی، شاہ عبدالعزیز کی سوانح لکھی ہے جو حکومت سعودیہ کے شاہی خرچ پر چھپی ہے۔ اس کے صفحہ 404 سے لے کر 407 تک وہ تصاویر ہیں جن



میں ان امریکیوں کو روایتی عرب لباس میں ملبوس دکھایا گیا ہے جو یہاں تیل کی تلاش کے لیے آئے تھے، کیونکہ مغربی لباس میں کسی شخص کی آمد کا اس علاقے میں تصور بھی نہ کیا جاسکتا تھا۔ آراکو آئل کمپنی کے یہودی ڈائریکٹر نے اس کشمکش کا کسی حد تک نقشہ کھینچا ہے جو اس وقت کے مسلمانوں اور امریکیوں کے درمیان پائی جاتی تھی۔ آگے بڑھنے سے پہلے اس پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

”ہم سے تیل نکالنے کا معاہدہ کر کے ابن سعود نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ کیونکہ یہ وہ علاقہ ہے جہاں کسی غیر مسلم نے قدم نہیں رکھا تھا۔ صحرا کے بدوؤں کے لیے کسی کافر کا اس علاقے میں قدم رکھنا نہایت خطرناک تصور کیا جاتا تھا، لیکن شاہ عبدالعزیز نے نہ صرف ہم سے تیل کا معاہدہ کیا بلکہ ہمیں وہ تحفظ دیا جس کا ہم اپنے ملک میں بھی تصور نہیں کر سکتے تھے۔ ہمارے بارے میں عربوں کو جو شکوک تھے، وہ بھی حقیقت پر مبنی تھے۔ اس لیے کہ ان دنوں عالم اسلام اور عالم عرب کے زیادہ تر ممالک مغربی کالونیاں تھیں۔“

بعد کے وقت نے بتایا کہ مسلمانوں کے شکوک و شبہات درست تھے۔ اس پورے علاقے کو بھی امریکا اور برطانیہ نے اپنی کالونی بنالیا ہے اور یہ آزاد مملکت سعودی عرب کا حصہ ہوتے ہوئے بھی استعمار کے ماتحت ہیں۔ جب شروع شروع میں تیل نکالنا شروع ہوا تو تیل دریافت کرنے والی امریکن کمپنی ”اسٹینڈرڈ آئل کمپنی“ کو ”عربین اسٹینڈرڈ آئل کمپنی“ کا نام دیا گیا۔ بعد میں جب مستحکم بنیادوں پر کنوؤں پر گرفت مضبوط کر لی گئی تو وہ نام دیا گیا جو پوری دنیا زبان زد عام ہے یعنی ”عربین امریکن آئل کمپنی“ (ARAMCO)۔ اس علاقے میں تیل کی تلاش کی کہانی بھی دلچسپ ہے۔

تیل نکالنے کے بارے میں آراکو نے جو تاریخ لکھی ہے اس کی ایک جھلک یوں ہے:

”تیل کی تلاش 1933ء میں شروع ہوئی۔ وہ امریکی ماہرین جو اس مہم میں شرکت کے لیے آئے تھے، انہوں نے ڈاڑھیاں بڑھا رکھی تھیں اور لمبی لمبی قمیص پہنے ہوئے تھے۔ [عربی لباس میں ملبوس ان امریکیوں کی تصویریں مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ 407 پر دی گئی ہیں۔] شاہ عبدالعزیز نے اپنی



خاص پولیس کے ذریعے ان کی حفاظت کی ذمہ داری لے لی تھی تاکہ بدوان کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ سب سے پہلے جس جگہ تیل تلاش کرنے کا کام شروع کیا گیا، وہاں سے کچھ نہ ملا۔ اس کام کے لیے نہ صرف یہ کہ تمام آلات امریکا سے منگوائے گئے بلکہ کھانے اور پانی کے علاوہ صابن اور تمام متعلقہ سامان بھی امریکا سے منگوایا گیا تھا۔ پہلے تین جگہوں کی نشاندہی کی گئی لیکن تیل نہ نکلا۔ دوسری طرف وہ جس طرزِ زندگی سے دوچار تھے وہ اس سے بھی زیادہ مشکل تھی لیکن بہر حال کوشش جاری رہی۔ امریکیوں نے بھی نہایت حوصلہ اور صبر سے کام لیا۔ پہلا کنواں جن حالات میں کھودا گیا اس کی تفصیل بہت مشکل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلے کنویں میں ناکامی کے بعد دوسرا کنواں کھودا گیا، لیکن اس میں بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ تیسرے کنویں کی کھدائی میں ان کو یقین تھا کہ کچھ ملے گا۔ اس وقت اس پر ہزاروں ڈالر خرچ ہو چکے تھے۔ ورکروں کے رہنے کے لیے شروع میں خیمے ہوتے تھے۔ گرمی بھی ایسی تھی کہ جس سے چہرے جھلس جاتے تھے۔ بعد میں ریاض کے کچے گھروں کی طرح چھوٹے چھوٹے گھر بنائے گئے۔ یہ گھر بطور آثارِ قدیمہ آج بھی موجود ہیں۔ تیسرے کنویں کے کھودنے کے بعد اتنا پتا چلا کہ تیل تو ہے لیکن اتنا ہے جس کے لیے اتنی تکلیف برداشت نہیں کی جاسکتی ہے۔ تیل نکالنے والی کمپنی کے اعلیٰ حکام کو شک ہونے لگا..... لیکن ان میں صبر کا مادہ تھا۔ چونکہ تیل کی تلاش میں کام کرنے والوں کے زیادہ عرصہ رہنے کی وجہ سے وہ یہاں کی آب و ہوا سے خاصے مانوس ہو چکے تھے اس لیے گھبرائے نہیں۔ چوتھا کنواں جس جگہ کھودا گیا وہ پہلی جگہوں سے مختلف تھا لیکن تیل جس کے لیے اتنی اُمیدیں وابستہ کی گئی تھیں، وہاں نہ نکلا۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ کیا کمپنی فلاپ ہونے کا اعلان کرے؟ جو کچھ خرچ کرنا تھا وہ تو ہو چکا تھا۔ چنانچہ امریکا میں موجود کمپنی کے کرتادھرتا حکام کی میٹنگ ہوئی۔ 1937ء تک جو خسارہ ہو چکا تھا وہ تیس لاکھ ڈالر کا تھا لیکن انہوں نے کام جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے نئے ماہرین کو بھیجا اور کمپنی میں کام کرنے والوں کو نئے کنٹریکٹ اور فوائد دیے تاکہ وہ کام جاری رکھ سکیں۔ ان حالات میں پانچواں کنواں کھودنے کا کام شروع ہوا۔ ماہرین کے پاس جو تجربہ اور کمال تھا وہ سب اس میں



جھونک دیا، لیکن اس کا بھی وہی نتیجہ نکلا، تاہم وہ نا اُمید نہ ہوئے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ایک آخری کوشش اور کی جائے تاکہ اگر تیل نہ ملے تو حسرت بھی باقی نہ رہے۔

اس دوران انہوں نے ایک وقت میں دو کنویں کھودنے کا فیصلہ کیا۔ یہ چھٹا اور ساتواں کنواں تھے۔ ماہرین کے علاوہ کمپنی کے اعلیٰ حکام بھی لمحہ لمحہ کی معلومات حاصل کر رہے تھے۔ چھٹے کنویں سے بھی کچھ نہیں ملا۔ جس سے ان کی نا اُمیدی میں مزید اضافہ ہوا۔ یہاں تک کہ ظہران اور کیلی فورنیا کے درمیان یہ گمان ہونے لگا کہ کسی وقت بھی حکم آ سکتا ہے تیل کی تلاش بند کر کے واپس آ جاؤ۔ اچانک اطلاع ملی کہ کمپنی کے ڈائریکٹر جنرل خود آ رہے ہیں اور یہ بھی کہ کمپنی کے اکاؤنٹ میں ڈالر ز امریکا سے منتقل ہو چکے ہیں۔ نیا سامان بھی روانہ ہو چکا ہے..... لیکن ساتویں کنویں کو ابھی پوری طرح کھودا بھی نہ گیا تھا کہ ایک معجزہ ہوا۔ جس سے امریکیوں کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ زمین سے خزانہ ابل پڑا اور اتنا تیل نکلا جس پر خود امریکی حیران و پریشان تھے۔ یہ مارچ 1938ء کی بات ہے۔ اب تاریخ کا ایک نیا دور شروع ہو چکا تھا۔ یہ واقعہ نہ صرف کیلی فورنیا کمپنی کے لیے حیران کن تھا بلکہ پورے جزیرہ نمائے عرب کے لیے ایک معجزہ تھا۔ یہ کنواں آج بھی سات نمبر سے پکارا جاتا ہے۔ 1933ء سے 1938ء کے آخر تک ان پانچ سالوں میں 575 ہزار بیرل تیل نکالا لیکن صرف 1939ء میں 39 لاکھ 34 ہزار بیرل نکالا گیا۔ یعنی گزشتہ پانچ میں سالوں سات گنا۔ یہ مقدار 1940ء میں پچاس لاکھ 75 ہزار بیرل اور 1945ء میں یہ 2 کروڑ 13 لاکھ 11 ہزار بیرل تک پہنچی۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی تیل دریافت ہوا ہے یہ مقدار سب سے زیادہ ہے۔ 1946ء میں 990 لاکھ 66 ہزار بیرل ہوا یعنی سالانہ 60 ملین بیرل، 1947ء میں آٹھ کروڑ 98 لاکھ 25 ہزار بیرل یعنی نوے ملین بیرل ہو گیا۔ یہاں سے نہ صرف تیل، بلکہ گیس بھی نکلی۔“

رحمانی ریاست کی تقسیم:

یہاں سے امریکیوں کو (امریکیوں کے لبادے میں دجالی یہودیوں کو) صرف تیل اور گیس ہی نہ ملا بلکہ دنیا پر حکومت کی چابی اور عالم اسلام کے خزانوں تک رسائی کا وسیلہ بھی ہاتھ آ گیا۔



ساتھ ہی رحمانی مرکز (ارضِ حرمین) میں اثر و نفوذ اور یہاں کی دولت لوٹ کر دجالی ریاست کی تعمیر و تشکیل کا ہوسناک ابلیسی سلسلہ شروع ہو گیا۔ اب ایک طرف وہ ”ارضِ قدس“ میں دجالی ریاست کی بنیادیں رکھ رہے تھے اور دوسری طرف وہ ”ارضِ مقدس“ کی دولت کو ان بنیادوں میں انڈیل کر دجال کے ”قصرِ صدارت“ کو استحکام دے رہے تھے۔

امریکی یا برطانوی جب کہیں جاتے ہیں تو اپنی تہذیب اور اندازِ زندگی ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ جب کوئی پروجیکٹ شروع کرتے ہیں تو پہلے وہاں اپنی کالونی بناتے ہیں۔ اپنی بستی تعمیر کرتے ہیں۔ اس میں ان کا اپنا سیکورٹی سسٹم، اپنا ٹی وی اسٹیشن، تفریحی مراکز اور امریکی تہذیب کے جملہ لوازمات بمع جملہ سہولیات مہیا کیے جاتے ہیں۔ یوں سمجھیے کہ اس میں سب کچھ ان کا اپنا ہی ہوتا ہے۔ یہاں تو سونے کا دریا بہتا تھا۔ لہذا سوچا جاسکتا ہے کہ انہوں نے یہاں کیا کچھ نہ تعمیر کیا ہوگا؟ جنگل کے سربراہ کی مرضی ہوتی ہے کہ انڈہ دے یا بچہ جنے۔ یہ دنیا انسانوں کا مسکن نہیں، حیوانوں کا بسیرا بن گئی ہے جس کا سربراہ امریکا ہے۔ بہتے سونے کی اس ”سہ شہری“ سرزمین میں کسی غیر ملکی کو کیا، معزز سعودی باشندے کی مجال نہیں کہ قدم رکھ سکے۔ امریکی حکام کی مرضی ہے جتنا تیل نکالیں یا اس کی جو قیمت مقرر کریں، مقرر ہی نہ کریں بلکہ سیکورٹی کے اخراجات میں یا سعودیہ کو بلا ضرورت فراہم کیے گئے زائد المیعا داسلحے کی قیمت میں لگالیں۔ دنیا میں جس ملک کی جتنی برآمدات ہوں اس کی کرنسی کی قیمت اتنی ہی مضبوط ہوتی ہے۔ سوائے سعودی عرب کے کہ اس کا جتنا تیل بھی باہر جائے، دجالی سامراج کی طرف سے یہ طے ہے کہ اس کا کوئی تعلق اس کی کرنسی کی قدر سے نہیں ہوگا۔ اندازہ لگائیے مسلمانوں کی دولت کی تلچھٹ سے مسلمانوں کے کشکول میں کتنا آ رہا ہے؟ مسلمانوں کی سادگی اور کاہلی نے انہیں کس طرح بے کس و بے بس بنا رکھا ہے؟ امریکا کے شہروں اور دیہاتوں میں روشنیوں کی چکاچوند ہے جبکہ عالم اسلام میں قحط ہے، غربت ہے، جہالت ہے، بد حالی اور پسماندگی ہے۔ دوسری طرف امریکا کے اپنے تیل کے ذخائر محفوظ ہیں اور وہ عالم اسلام کے تیل کے ذخائر سے بے دھڑک استفادہ کر رہا ہے۔ بات



صرف یہیں تک ہوتی تو کچھ کم قہر ناک نہ تھی، ستم بالائے ستم یہ ہے کہ دجالی استعمار چاہتا ہے مشرقی اور مغربی سعودی عرب کو الگ الگ کر دے۔ مشرق میں تیل کی دولت ہوگی، روحانیت نہیں۔ اور مغرب میں مسلمانوں کے روحانی مراکز ہوں گے، دولت نہ ہوگی۔ اس طرح دجالی ریاست کی تکمیل آسان ہوتی جائے گی اور رجمانی ریاست کا مرکز تقسیم ہو کر کمزور ہوتا جائے گا۔ جب یہ کمزور ہو جائے گا تو مکہ و مدینہ کو ”آزاد شہر“ قرار دینے کا نعرہ بلند کر کے یہاں بھی ”دجال کے ہرکارے“ اپنی آوت جاوت لگالیں گے۔ تبوک سے خیبر تک انہوں نے ہزاروں ہیکٹر زمین خرید کر رکھی ہے، خیبر میں اپنی دوبارہ واپسی کا جشن وہ جنگ خلیج کے بعد منا چکے ہیں، ان مقدس شہروں میں بھی وہ بھیس بدل کر آنا جانا لگائے ہوئے ہیں، اس کے اثرات عرب معاشرے پر کھلم کھلا دیکھے جاسکتے ہیں۔ جب خدا نخواستہ کھلی آزادی مل جائے گی تو ان کی کارستانیاں کیا کچھ ستم نہ ڈھائیں گی، اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حریم شریفین کی طرف پیش قدمی کی اس دجالی مہم کا آغاز ”القدس“ کو آزاد شہر بنانے کا غلغلہ بلند کر کے کیا جا چکا ہے۔ جب ”حرم ثالث“ پر اس بہانے دجالی تسلط تسلیم کروالیا جائے گا تو حرم اول و ثانی، ارض مکہ و مدینہ (حرمہما اللہ تعالیٰ) کی طرف ناپاک نظریں کھل کر اٹھنا شروع ہو جائیں گی۔ یہ ہے مرحلہ وار منصوبہ اور یہ ہے دجل پرستوں کی زہریلی تمنائیں۔

ناپاک آرزوؤں کا علاج:

دجل میں لتھڑی ان ناپاک آرزوؤں کا علاج سہولت پسند ہو جانے والے عرب کے پاس نہیں، اس کا علاج افغانستان کے کہساروں میں بسنے والے ان کالی پگڑی والوں کے پاس ہے جس کے پاس عرب شہزادوں نے پناہ لی ہے اور جہاں سے اٹھنے والا لشکر حریمین سے ظہور کرنے والے اس عرب شہزادے کا ساتھ دے گا جو تبع سنت اور صاحب تدبیر مجاہد ہوگا اور جس کا ساتھ صرف وہی شخص دے سکے گا جس نے شوق شہادت سے سرشار ہو کر جہاد فی سبیل اللہ کے لیے صدق دل سے امیر کی طلب اور اس کا ساتھ دینے کا عزم کیا ہوگا۔ دنیائے اسلام میں سے کسی نے



سائنس و ٹیکنالوجی میں مہارت کو ترقی کا ذریعہ سمجھا، کسی نے اقتصاد و معیشت کی بہتری کا رونا رویا، کسی کو یہ دور میڈیا کی جنگ کا دور نظر آیا، یہ سب کے سب مغرب کا تعاقب کرتے ہوئے ترقی کا راز اس دشمن کے نقش قدم کے تعاقب میں تلاش کرتے رہے جو ان سے پانچ سو سال آگے تھا، جبکہ کہساروں کے ان خدا مستوں نے جہاد کی ٹیکنالوجی، غنیمت کی معیشت اور ایمان و عزت کی جنگ میں دیوانہ وار کود کر ثابت کر دیا کہ ان ساری چیزوں میں ترقی ضمنی اور ثانوی درجے کی چیز ہے۔ کفر کی ہوش ربا ترقی کا علاج کفر شکن جہاد میں ہے۔ اس کے علاوہ ہر تدبیر غلامی کی زنجیریں مزید تنگ تو کرتی ہے، انہیں کاٹنے کے کام نہیں آتی۔

تین اسلامی ملک:

موجودہ عالمی استعمار جو دجالی قوتوں کی اکٹھ کا دوسرا نام ہے، سرزمین افغان میں اس رحمانی لشکر سے منہ کی کھا چکا ہے۔ اسے اچھی طرح اندازہ ہے کہ یہاں سے رسوا کن خالی ہاتھ واپسی کے بعد افغانستان کی غیر معمولی استعداد حرب کے ساتھ پاکستان کی ٹیکنالوجی اور فنی مہارت یکجا ہو گئی تو اگلا معرکہ جس کا نکتہ انفجار ”آرمیگا ڈون“ کی وادی میں پھا ہوگا، اس میں یہ دونوں ملک جنہوں نے ”ہجرت، نصرت اور جہاد“ کی بے مثال نظر پیش کی ہے، اس کے لیے خدائی عذاب ثابت ہوں گے، اس لیے وہ یہاں جانے سے پہلے دجال کے لشکر ”بلیک وائر“ جیسی تنظیموں اور قادیانیت جیسے گروہوں کے ذریعے منافرت اور نفاق کے بیج بودیے جائیں۔ دنیا میں تین اسلامی ملک ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک کی دولت اور روحانی سرپرستی، دوسرے کی فنی مہارت اور ایٹمی طاقت، تیسرے کی دلیرانہ افرادی قوت جمع ہو جائیں تو سات براعظموں کی غیر مسلم طاقتیں مل کر بھی انہیں شکست نہیں دے سکتیں۔ یہ تین ملک بالترتیب سعودی عرب، پاکستان اور افغانستان ہیں۔ دجال کی نمائندہ قوتوں کی کوشش ہے کہ یہاں سے ہزیمت آمیز خروج سے پہلے ہجرت و نصرت کرنے والی ان دو ملتوں (پاکستان و افغان) میں افتراق و انتشار کی زہریلی سوئیاں چبھودی جائیں۔ اس غرض کے لیے دجال کے کارندے پاکستان میں عوامی جگہوں پر بے مقصد دھماکے کر کے انہیں



رحمان کے جانبازوں کے نام تھوپتے ہیں اور دنیا بھر کی متحدہ دجالی قوتوں کو شکست دینے والے مجاہدین کا امیج ان کی نصرت کرنے والے عوام کی نظر میں خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔  
عشق کی بھٹیوں سے:

الغرض! مغرب کی عقل اور مشرق کے عشق کا معرکہ زوروں پر ہے۔ مغرب دجالی ریاست کو کامیاب دیکھنا چاہتا ہے اور مشرق کی طرف سے آنے والے کالے جھنڈوں والے جانباز رحمانی ریاست کی تعمیر نو چاہتے ہیں۔ عقل کی معراج کے سامنے مسلمانوں کو تقویٰ کی معراج چاہیے۔ تقویٰ سے عشق الہی جنم لیتا ہے اور جس دن مسلمان عشق الہی میں دیوانے ہو جائیں گے اس دن عشق کے متوالے، عقل والوں کی بڑھکائی ہوئی آگ میں کود کر لازوال کردار ادا کریں گے۔

یہ بات طے ہے کہ جس دن معرکہ عشق و عقل اپنے عروج پر پہنچے گا اس دن عقل کو، اس کی برتری ماننے والوں کو اور اس سے مرعوب ہونے والوں کو کُلّی شکست ہو جائے گی۔ صرف یہ طے ہونا باقی ہے کہ عقل پرستی کے لشکر میں کون کون ہوگا اور انہیں کتنے دنوں کی مہلت مزید ملے گی؟ اور عشق کے گھائل کون کون ہوں گے اور انہیں عشق کی کتنی بھٹیوں سے گزرنے کے بعد معشوق حقیقی کا وصال یا پھر روئے زمین پر اس کی خلافت نصیب ہوگی؟؟؟





## فتنہ دجال سے بچنے کی تدابیر

یہ تدابیر دجال 1 میں بیان کی جا چکی ہیں۔ یہاں ان کا خلاصہ دہرایا جاتا ہے کہ فتنوں کے دور میں ہر مسلمان کا لائحہ عمل اور دجال پر اس کتابی سلسلے کا حاصل وصول ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا، دنیا میں کوئی فتنہ دجال کے فتنے سے بڑا نہیں ہوا اور اللہ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا، اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے، اور میں آخری نبی ہوں اور تم بہترین امت (اس لیے) وہ ضرور تمہارے ہی اندر نکلے گا۔“ (ابن ماجہ، ابوداؤد وغیرہ)

اس عظیم فتنے سے بچنے کے لیے قرآن و سنت اور نصوص شریعت کی عصری تطبیق سے اخذ کردہ روحانی و عملی تدابیر ملاحظہ فرمائیں:

### روحانی تدابیر:

- 1- ہر قسم کے گناہوں سے سچی توبہ اور نیک اعمال کی پابندی۔
- 2- اللہ تعالیٰ پر یقین اور اس سے تعلق کو مضبوط کرنا اور دین کے لیے فدایت (قربان ہونے) اور فنایت (مر مٹنے) کا جذبہ پیدا کرنا۔
- 3- آخری زمانے کے فتنوں اور حادثات کے بارے میں جاننا اور ان سے بچنے کے لیے نبوی ہدایات سیکھنا اور ان پر عمل کرنا۔
- 4- دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فتنوں کا شکار ہونے سے بچائے اور حق کی مدد کے وقت باطل کے ساتھ کھڑے ہونے کی بدبختی اور اس کے وبال و عذاب سے محفوظ رکھے۔ اس دعا کا اہتمام کرنا:



”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ وَمَا بَطَنَ، اللَّهُمَّ ارِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ، وَارِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ.“

5- ان تمام گروہوں اور نت نئی پیدا شدہ جماعتوں سے علیحدہ رہنا جو علمائے حق اور مشائخ عظام کے متفقہ اور معروف طریقے کے خلاف ہیں اور اپنی جہالت یا خود پسندی کی وجہ سے کسی نہ کسی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

6- امریکا اور دیگر مغربی ممالک کے گناہوں بھرے شہروں کے بجائے حرمین شریفین، ارضِ شام، بیت المقدس وغیرہ میں رہنے کی کوشش کرنا، خونی معرکوں میں زمین کے یہ خطے مؤمنوں کی جائے پناہ ہیں اور دجال ان میں داخل نہ ہو سکے گا۔ ایسا ممکن نہ ہو تو اپنے شہروں میں رہتے ہوئے جید علمائے کرام کے حلقوں سے جڑے رہنا۔

7- پابندی سے تسبیح و تحمید اور تہلیل و تکبیر (آسانی کے لیے تیسرا اور چوتھا کلمہ کہہ لیں) کی عادت ڈالی جائے۔ دجال کے فتنے کے عروج کے دنوں میں جب وہ مخالفین پر غذائی پابندی لگائے گا، ان دنوں ذکر و تسبیح غذا کا کام دے گی، لہذا ہر مسلمان صبح و شام مسنون تسبیحات (درود شریف، تیسرا (یا چوتھا) کلمہ اور استغفار کی عادت ڈالے۔ ابھی سے تہجد کی عادت ڈالیں۔)

8- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمانوں پر اُٹھائے جانے اور خروجِ دجال کے بعد واپس زمین پر آ کر دجال اور اس کے پیروکار یہودیوں کا خاتمہ کرنے (جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تکلیفیں دیں) پر یقین رکھے کہ یہ اُمت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

9- جب حضرت مہدی کا ظہور ہو اور علمائے کرام ان کو صحیح احادیث میں بیان کردہ علامات کے مطابق پائیں تو ہر مسلمان ان کی بیعت میں جلدی کرے۔ باطل پرست اور گمراہ و بے دین لوگ دجالی قوتوں کے جن نمائندوں کو فرضی روحانی شخصیات لے کر (مہدی موعود یا مسیح موعود) اور ان کی تشہیر کتے ہیں، ان سے دور رہنا اور ان کے خلاف کلمہ حق کہنے والے علمائے حق کا ساتھ دینا۔

10- جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت کرنا، اس کی ابتدائی اور آخری دس آیات کو حفظ کر لینا



اور صبح شام ان کو دہرانا، ایک مشہور حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ دجال کے فتنے سے جو محفوظ رہنا چاہتا ہے، اس کو چاہیے کہ سورہ کہف کی ابتدائی یا آخری دس آیتوں کی تلاوت کرے۔ ان میں کچھ ایسی تاثیر اور برکت ہے کہ جب ساری دنیا دجال کی دھوکا بازیوں اور شعبدہ بازیوں سے متاثر ہو کر نعوذ باللہ اس کی خدائی تک تسلیم کر چکی ہوگی، اس سورت یا ان آیات کی تلاوت کرنے والا اللہ کی طرف سے خصوصی حصار میں ہوگا اور یہ دجالی فتنہ اس کے دل و دماغ کو متاثر نہ کر سکے گا، لہذا ہر مسلمان پوری سورہ کہف یا کم از کم شروع یا آخر کی دس آیتوں کو زبانی یاد کرے اور ان کا ورد کرتا رہے۔

عملی تدابیر:

1- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ملکوتی اخلاق پھیلانا:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تین صفات ہیں جنہیں اپنانے والے ہی مستقبل قریب میں برپا ہونے والے عظیم رحمانی انقلاب کے لیے کارآمد عنصر ثابت ہو سکیں گے:

**پہلی صفت:** صحابہ کرام کے دل باطنی بیماریوں اور روحانی آلائشوں یعنی تکبر، حسد، ریا، لالچ، بخل، بغض وغیرہ سے بالکل پاک و صاف اور خالص و مخلص تھے، لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ سچے اللہ والے، تتبع سنت بزرگ کی خدمت میں اپنے آپ کو پامال کرے اور ان کی اصلاحی تربیت کے ذریعے ان مہلک روحانی بیماریوں سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

**دوسری صفت:** وہ علم کے اعتبار سے اس عالم امکان میں علمیت اور حقیقت شناسی کی آخری حدوں تک پہنچ گئے تھے جہاں تک ان سے پہلے انبیاء کو چھوڑ کر نہ کوئی انسان پہنچ سکا اور نہ آئندہ پہنچ سکتا ہے، لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ روحانی اور رحمانی علم کی جستجو کرے۔ یہ علم اللہ والوں کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور اس علم کے بغیر کائنات اور اس میں موجود اشیاء و حوادث کی حقیقت سمجھ نہیں آ سکتی۔

**تیسری صفت:** وہ روئے زمین پر سب سے کم تکلف کے حامل بننے میں کامیاب ہو گئے۔ ہر مسلمان بے تکلفی، سادگی اور جفاکشی اختیار کرے۔ مغرب کی ایجاد کردہ طرح طرح کی سہولیات اور عیش و عشرت کے اسباب سے سختی کے ساتھ بچیں۔ ہر طرح کے حالات میں رہنے، کھانے، پینے



اور پہننے کی عادت ڈالیں۔ (تیز قدموں سے) پیدل چلنے، تیراکی کرنے، گھڑ سواری، نشانہ بازی اور ورزشوں کے ذریعے خود کو چاق و چوبند رکھنے کا اہتمام کریں۔

## 2- مال و جان سے جہاد فی سبیل اللہ:

جہاد اسلام کو چوٹی پر لے جانے والی واحد سبیل (راستہ) اور مسلمانوں کی ترقی کا واحد ضامن ہے۔ دجال کے کارندے یہودیوں کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کے اندر از خود پیدا شدہ عزمِ جہاد کا رُخ پھیر کر انہیں بے مقصد اور سطحی علمی تحقیق، فنون و صنعت میں مغرب کے تعاقب، سائنس و ٹیکنالوجی کے حصول کی خواہش میں مغرب کے ازکار رفتہ نظریات کی پیروی اور معیشت و اقتصادی کی بہتری میں حلال و حرام کی تفریق کے بغیر مالی صلاحیتوں کو بڑھانے میں مشغول کر کے جہاد کے ذریعے حاصل ہونے والی بے مثال، تیز رفتار اور ہوش ربا ترقی سے محروم اور غافل کر دیں اور جہاد کی توہین و تنقیص، انکار و تردید حتیٰ کہ جہاد سے پیٹھ پھیر کر دوسری چیزوں میں فلاح و کامیابی اور نجات تلاش کرنے والے بنا کر اللہ تعالیٰ کے غضب و انتقام کا شکار بنادیں۔ جہاد وہ عمل ہے جس سے یہودیت کی جان نکلتی ہے۔ لہذا مسلمانوں کی بقا و فلاح اس میں ہے کہ اپنی نئی نسل میں جذبہ جہاد کی روح پھونک کر اس دنیا سے جائیں اور اپنے اہل و عیال اور متعلقین کا اللہ کے راستے میں جان و مال قربان کرنے کا ذہن بنائیں۔ جذبہ جہاد اور شوقِ شہادت میں فنایت کے بغیر مسلمانوں کی بقا و ترقی کا تصور پہلے تھا، نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔

## 3- فتنہ مال و اولاد سے حفاظت:

فتنہ دجال دراصل ہے ہی مال کی محبت اور مادیت پرستی کا فتنہ، اس لیے ضروری ہے کہ ہر مسلمان حلال و حرام کا علم حاصل کرے۔ ہر طرح کے حرام سے بالکل اجتناب کرے۔ صرف اور صرف حلال مال کمائیں اور پھر اس میں سے خود بھی فی سبیل اللہ خرچ کریں اور بچوں سے بھی اللہ کے راستے میں خرچ کروا کر ان کی عادت ڈالیں۔ اولاد کی دینی تربیت کریں اور ان کی محبت کو دینی کاموں اور جہاد فی سبیل اللہ میں رکاوٹ نہ بننے دیں۔



#### 4- فتنہ جنس سے حفاظت:

- (1)..... مرد اور عورت کا مکمل طور پر علیحدہ علیحدہ ماحول میں رہنا جو شرعی پردے کے ذریعے ہی ممکن ہے۔
- (2)..... عورتوں کو زیادہ سے زیادہ شرعی مراعات دینا اور ان کی مخصوص ذمہ داریوں کے علاوہ دیگر ذمہ داریوں سے انہیں سبکدوش کرنا، جو ان کی فطرت اور شریعت کے خلاف ہیں۔
- (3)..... بالغ ہونے کے بعد مردوں اور عورتوں کی شادی میں دیر نہ کرنا۔
- (4)..... نکاح کو زیادہ سے زیادہ آسان بنانا اور فسخ نکاح کو زیادہ سے زیادہ منضبط بنانا۔
- (5)..... کسی بھی عمر میں جنسی و نفسیاتی محرومی کو کم سے کم واقع ہونے دینا، لہذا بڑی عمروں کے مردوں اور عورتوں کو بھی پاکیزہ گھریلو زندگی گزارنے کے لیے نکاح ثانی کی آسانی فراہم کرنا۔
- (6)..... کثرت نکاح اور کثرت اولاد کو رواج دینا، ورنہ اُمت سکڑتے سکڑتے دجالی فتنے کے آگے سرنگوں ہو جائے گی۔
- (7)..... مردوں کی ایک سے زیادہ شادی۔ دوسری شادی ترجیحاً بیوہ، مطلقہ، خلع یافتہ یا بے سہارا عورت سے کی جائے۔
- (8)..... بیوہ و مطلقہ عورتوں کی جلد شادی۔
- (9)..... شادی کو خرچ کے اعتبار سے آسان تر بنانا اور نکاح ثانی اور بیوہ و مطلقہ سے شادی پر ہر طرح کی معاشرتی پابندیوں کا خاتمہ کرنا۔
- (10)..... معاشرے میں آسان و مسنون نکاح کی ہمت افزائی کرنا اور مشکل نکاح سے (جس سے غیر شرعی رسومات اور فضول خرچی پر مشتمل رواج ہوتے ہیں) ناپسندیدگی کا اظہار کرنا۔
- (11)..... ماہر اور تجربہ کار دایوں کی زیر نگرانی گھر میں ولادت کا انتظام کرنا اور زچگی کے آپریشن سے حتی الوسع اجتناب کرنا۔

#### 5- فتنہ غذا سے حفاظت:



فتنہ دجال اکبر کے سامنے سب سے زیادہ آسان شکار حلال و طیب کے بجائے حرام مال اور خبیث غذا سے پروردہ جسم ہوتا ہے، لہذا جن چیزوں کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے ان سے اپنے آپ کو سختی سے بچایا جائے۔ حرام لقمہ، حرام گھونٹ اور حرام لباس سے خود کو آلودہ نہ ہونے دیا جائے۔ مصنوعی طور پر Cross-Pollination اور Hybridization کے ذریعے پیدا کردہ غذاؤں نیز ڈبہ بند غذائی اشیاء اور جینیاتی و کیمیاوی طور پر تیار کردہ غذاؤں سے سختی سے پرہیز کیا جائے۔ اُمت مسلمہ اپنے علاقوں میں فطری اور قدرتی غذا کے حصول کے لیے زراعت، باغبانی، شجرکاری اور حیوانات کی قدرتی افزائش نسل پر توجہ دے تاکہ کیمیاوی اجزاء سے پاک اجناس، پھل، گوشت اور دودھ حاصل کر کے ان مضر اثرات سے بچ سکے جو یہودی سرمایہ داروں کی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ذریعے ان قدرتی چیزوں کو رفتہ رفتہ مصنوعی بنا کر انسانوں میں انجیکٹ کیے جا رہے ہیں۔

## 6- فتنہ میڈیا سے حفاظت:

دجالی قوتوں کا سب سے اہم ہتھیار ”دجل“ ہے یعنی جھوٹ اور مکر و فریب۔ جھوٹا پروپیگنڈہ، جھوٹی افواہیں، جھوٹی الزامات، جھوٹے دعوے، جھوٹا رعب، جھوٹی دھمکیاں۔ مصدقہ جھوٹی خبریں جو غلط کو صحیح بتائیں اور مبینہ جھوٹی رپورٹیں جو سچ کو جھوٹ میں چھپائیں۔ اعلیٰ عہدوں پر فائز باوقار شخصیات کے نکار انہ جھوٹ میں ملفوف بیانات، جادو بیان اینکر پرسن کے ذریعے پھیلانے گئے زہریلے خیالات و نظریات..... یہ سب کچھ اور اس جیسا اور بہت کچھ دجالی کے ہر کاروں کے مخصوص حربے ہیں۔ اس دور کے انسانوں پر لازم ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کے فتنے سے خود کو بچائیں۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ (صبح شام) سورہ کہف کی ابتدائی و آخری آیات پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ انہیں حق و باطل میں اور اصل و دجل میں تمیز کی صلاحیت عطا کرے۔

2- اس دعا کے ساتھ ہر طرح کے گناہوں سے بچیں اور ظاہر و باطن میں تقویٰ کا اہتمام کریں کہ اس کی برکت سے اہل ایمان کو ”فرقان“ عطا ہوتا ہے یعنی ایسی فہم و فراست جس سے صحیح اور غلط، سچ اور جھوٹ میں فرق کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔



3- میڈیا پر انحصار کرنے کے بجائے حقیقتِ حال معلوم کرنے کے نجی طریقے استعمال میں لائے جائیں، مثلاً: جو صاحبِ ایمان دجالی قوتوں کے خلاف کام کر رہے ہیں یا میدانِ جہاد میں برسرِ پیکار ہیں، ان سے ربط ضبط رکھا جائے۔ ان سے زمینی حقائق معلوم کیے جائیں۔ علمائے حق کی خدمت میں آمد و رفت رکھی جائے اور صالحین وقت کے حلقے میں سینہ بہ سینہ چلنے والی خبروں سے مطلع رہا جائے۔

4- اگر جدید میڈیا سے خبریں سننی ہی پڑ جائیں تو ان کی رو میں بہہ جانے کے بجائے ان کا تجزیہ کیا جائے۔ جن اسلامی ممالک، دینی افراد، نظریاتی تعلیمات، جہادی تحریکات یا دینی اداروں کے متعلق افواہی خبریں فراہم کی جا رہی ہیں، ان سے تحقیق کی جائے۔ اگر تضاد یا تعارض دکھائی دے تو اہل علم و صلاح کی بات پر اعتماد کیا جائے نہ کہ جھوٹی خبریں بیچ کر دجل پھیلانے والوں کے اصرار پر۔

5- دین و مذہب اور ملک و ملت کے مفاد کے خلاف کسی بات کو آگے نہ پھیلا یا جائے۔ کسی نیک نیت شخصیت یا ادارے، تحریک و تنظیم کے خلاف مہم میں شریک ہونے بننے کے بجائے خیر کی بات پھیلائی جائے اور حسنِ ظن پر مبنی تبصرہ دو ٹوک انداز میں بیان کیا جائے۔ افواہوں کا آسان شکار بننے کے بجائے مؤمنانہ فراست کا اظہار کیا جائے۔

7- فتنہ شیطانی سے حفاظت:

شیطان نے جنت سے نکالے جانے کے وقت قسم کھائی تھی کہ وہ آدم کی اولاد کو گمراہ کرنے کا ہر وہ جتن کرے گا جس کے ذریعے وہ اسے جنت میں داخلے سے روک سکے اور اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑے گا۔ شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار چونکہ دجال ہے، اس لیے شیطان کی پوجا اور دجال کی جھوٹی خدائی کو تسلیم کرنا دونوں ہم معنی باتیں ہیں۔ ان دونوں چیزوں یعنی شیطانییت اور دجالیت کی تعظیم و تشہیر کے لیے آج کل کچھ شیطانی علامات اور دجالی نشانات دنیا بھر میں باقاعدہ منصوبے کے تحت پھیلائے جا رہے ہیں اور ان کو فروغ دے کر عنقریب ظہور کرنے والے ”یک



چشم شیطان“ سے لوگوں کو مانوس کیا جا رہا ہے۔ اپنے گرد و پیش میں پھیلی ہوئی ان علامات کو پہچاننا اور ان کی نحوست سے خود کو اور دوسروں کو بچانا اور ان کے پیچھے چھپے خفیہ شیطانی پیغام کو مسترد کر کے رحمان کے مبارک پیغامات پھیلانا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ ان علامات میں سب سے مشہور اکلوتی آنکھ ہے۔ جو دجال کی معیوب اور قابل نفرت پہچان ہے لیکن دجال کے ہر کارے اسے طاقت کا سرچشمہ بتا کر دنیا بھر کے لوگوں کو اس سے مانوس اور مرعوب کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اہرام مصر جیسی تکونی علامات یا عمارات، سانپ، آگ (شیطان آگ سے بنا ہے) شیطان کے سینک، کھوپڑی اور دو ہڈیاں، دو عمودی ستون (یعنی خیر کے مقابلے میں شر کی قوت) فرش پر چوکور سیاہ اور سفید خانے (یعنی روشنی کے مقابلے میں تاریکی کا اظہار) 666 کا عدد، گانوں اور پاپ میوزک کے شیطانی بول اور فلموں کے وہ مناظر جن میں شیطانی علامات اور نشانات کی تشہیر کی جاتی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ دو شیطانی کاموں سے بچنے کی کوشش جو شیطان کی پوجا کرنے والوں اور دجالی کی راہ ہموار کرنے والوں کا سب سے آزمودہ گرہن ہیں: (1) فحاشی یعنی جنسی بے راہ روی، جس کی کوئی انتہا نہیں اور یہ انسان کو حیوانیت (کتے، بلی) کی سطح تک لے جاتی ہے۔ یعنی ”اسفل السافلین“ تک جہاں وہ بآسانی دجال کا غلام اور شیطان کا پجاری بن جاتا ہے۔ (2) جادو گر: شیطان کو خوش کر کے دنیاوی فوائد (دولت، شہرت، جنسی تسکین) لوٹنے اور مافوق الفطرت شیطانی قوتوں سے یہ مدد حاصل کرنے کے لیے آج کل جادو کو سائنٹفک طریقے سے فروغ دینے کے لیے شیطان کے چیلے جدید ترین انداز اختیار کر رہے ہیں۔ اس شیطانی جال سے بچے جس میں پھنسنے والا ایمان سے ہاتھ دھو کر دھوکے اور سراب میں پڑا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے موت کے سکرات آن گھیرتے ہیں۔



# سوالیات و جوابات



# بائبل کی پیش گوئیاں، مسجد اقصیٰ یا ہیکل سلیمانی، عیسائی حضرات کا ایک بے تکا سوال

السلام علیکم!

ہم چند دوست مل کر مفتی صاحب کو یہ خط لکھ رہی ہیں۔ ہم ایک مشنری اسکول میں پڑھتی ہیں جس کو ایک سسٹر چلاتی ہیں۔ ہم سب آپ کا کالم بہت شوق سے پڑھتی ہیں اور اس سے رہنمائی اور آگہی حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتی ہیں۔ ہمارا خط لکھنے کا مقصد چند ایک سوالات کرنا اور کچھ باتوں کے بارے میں رہنمائی حاصل کرنا ہے۔ اُمید ہے آپ تسلی بخش جواب دیں گے۔ گزارش ہے کہ آسان اردو میں جواب دیجیے گا۔

(1) پہلا سوال آپ کے قسط وار کالم ”مہدویات“ کے بارے میں ہے جس کالم میں آپ نے ”حضرت دانیال“ کا قصہ بتایا تھا۔ اس کالم میں کچھ پیش گوئیاں بھی بتائی گئی تھیں۔ اس میں جو آپ نے 2300 سال بعد ایک ریاست کے قیام کا بتایا تھا وہ سمجھ میں تو آ گیا تھا لیکن آپ نے 333 سال نکالے تھے وہ بات صحیح سمجھ میں نہیں آئی۔ اس بات کا اسکندر اعظم کے ایشیا فتح کرنے سے کیا تعلق ہے؟ کیا یہ یونان کا اسکندر اعظم ہے؟

(2) اسرائیلی جو بیت المقدس کو منہدم کرنا چاہتے ہیں اس بارے میں کیا احادیث میں ذکر ہے؟ کیا واقعی مسجد اقصیٰ منہدم ہو جائے گی اور اس کی جگہ تیسرا ہیکل سلیمانی تعمیر ہوگا؟

(3) تیسرا سوال آپ کے کالم ”زیر پوائنٹ“ سے متعلق ہے۔ اس میں ایک جگہ آپ نے ذکر کیا تھا کہ یہودیوں نے جوزمین کے قدرتی نظام کے ساتھ چھیڑ خانی شروع کر رکھی ہے اس سے



زمین کی کشش ختم ہو جائے گی اور زمین رک جائے گی۔ اس کے بعد زمین متضاد سمت میں گھومنا شروع ہو جائے گی۔ جس کی وجہ سے سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ جب کہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول اور پھر اس کے بعد ان کی وفات کے کافی عرصہ بعد سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور تب تو بہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ کیا جب دجال کے خروج سے پہلے سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو کیا تب ہی تو بہ کا دروازہ بند ہو جائے گا؟ کیا سورج دوبار مغرب سے طلوع ہوگا؟

(4) چوتھا سوال ہم یہ کرنا چاہیں گے کہ کیا قرآن کریم کا نسخہ کسی صحابی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے؟ یا پھر جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا تب وحی کو بلوا کر قرآن کی آیات لکھواتے تھے تو کیا وہ کوئی چیز جس پر یہ آیات لکھی گئی ہوں اب موجود ہیں؟ یہ سوال ہم سے اکثر عیسائی لڑکیاں پوچھتی ہیں ہم ان کو جواب تو دے دیتے ہیں لیکن وہ مانتی نہیں۔ اور اوپر کیا گیا سوال دہراتی ہیں؟ اس سوال سے ہم اپنی بھی معلومات میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ہم ان عیسائی لڑکیوں کو اپنے دین کی تبلیغ کر سکتے ہیں؟ اصل بات کچھ اس طرح سے ہے کہ ہماری جماعت کی ایک عیسائی لڑکی چھٹیوں میں عیسائیت کی طرف کچھ زیادہ ہی مائل ہو گئی تھی۔ چھٹیوں کے بعد جب وہ اسکول واپس آئیں تو وہ پہلے سے کافی حد تک بدل چکی تھی حتیٰ کہ اس نے گانا گانے تک چھوڑ دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے جماعت کی باقی عیسائی لڑکیوں کو بھی تبلیغ شروع کر دی۔ اس نے ہم سے بھی کچھ سوالات کیے۔ ہمارے مذہب سے متعلق اور کافی دنوں تک لگی رہی۔ ہم نے اس کے سوالات کے جوابات بھی دیے اور ساتھ میں ہم نے بھی اس سے کچھ باتیں پوچھیں۔ اس کو یہ بھی کہا کہ انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے متعلق پیش گوئیاں ابھی بھی موجود ہیں لیکن وہ اس سے انکار کرتی۔ ہم لوگوں نے آپس میں بہت بحث کی لیکن وہ نہ مانی۔ تب ہم نے یہ سوچ کر کہ یہ بحث لا حاصل ہے اور اس سے تبلیغ کا مقصد پورا نہیں ہو رہا تو ہم نے اس سے دین کے بارے میں بات کافی حد تک کم کر دی۔ ہم خود بھی اس کو اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں لیکن اس کے لیے صحیح طریقہ کیا ہے؟ وہ ہم آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں؟ ویسے اگر اخلاق کے لحاظ سے دیکھا جائے تو وہ بہت اچھی ہے لیکن



وہ صرف کفر و شرک میں مبتلا ہے۔ وہ فرقے کے لحاظ سے ”پروٹسٹنٹ“ ہے۔ پلیز! آپ ہمیں یہ ضرور بتائیں کہ ہم اس کو اللہ کی وحدانیت اور اسلام کے حق ہونے کا یقین کیسے دلائیں؟

(5) ہمارے اسکول میں صبح اسمبلی کے وقت ”پی ٹی“ یعنی ورزش کروائی جاتی ہے۔ پہلے تو یہ ”پی ٹی“ بغیر میوزک کے ہوتی تھی لیکن ایک دو سال پہلے ”پی ٹی“ ایک انگریزی گانے پر شروع کرادی گئی اور ”پی ٹی“ بھی پہلے سے مختلف ہوگئی جو کہ ڈانس سے مشابہت رکھتی تھی۔ ہم لوگ پہلے تو یہ ”پی ٹی“ کرتے رہے لیکن اب جبکہ ہمارے ذہن دین کی طرف تھوڑا مائل ہوئے تو ہم نے سوچا اس طرح کی پی ٹی کرنا بھی ایک گناہ ہی ہے۔ ہم مسلمان دوستوں سے پہلے اسی عیسائی لڑکی نے یہ ”پی ٹی“ کرنا چھوڑی تو ہمیں بھی حوصلہ ملا اور ہم نے چھوڑ دی۔ جب چند ٹیچرز نے یہ دیکھا اور ہم سے دریافت کیا کہ ہم ”پی ٹی“ کیوں نہیں کرتے تو ہم نے کہہ دیا کہ یہ ”پی ٹی“ نہیں بلکہ ڈانس ہے اور ہمیں اس طرح کی پی ٹی پسند نہیں۔ ہم نے پرنسپل سے بھی بات کی تو وہ ہمیں سمجھاتی رہیں کہ اس میں کوئی خرابی نہیں۔ انسان کو تنگ نظر نہیں ہونا چاہیے۔ یہاں تک تو بات ٹھیک تھی لیکن اس کے بعد جب ہماری اسلامیات کی ٹیچر نے بھی ہم سے ”پی ٹی“ کرنے کو کہا تو ہم پریشان ہو گئے کہ اب کیا کریں؟ ہم نے اسلامیات کی ٹیچر سے اس موضوع پر بات کی کہ یہ پی ٹی نہیں بلکہ ڈانس ہے اور وہ بھی میوزک کے ساتھ۔ تو مس نے کہا: یہ اسکول کے اصولوں میں شامل ہے اور آپ کو یہ ضرور کرنا پڑے گی۔ مس نے مزید کہا اسلام اتنی پابندیاں نہیں لگاتا اور میوزک کے بارے میں اسلامیات کی استانی نے کہا آپ خود دیکھیں جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر تشریف لے گئے تو بچیوں نے دف بجا کر اور گیت گا کر ان کا استقبال کیا۔ یہ بات سن کر پہلے تو ہم اپنے ذہنوں پر زور ڈالتے رہے کہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر کب دف بجایا گیا تھا؟ جب ہم نے مس کو اصل واقعہ اور میوزک کی ممانعت کے بارے میں بتایا تو انہوں نے ہماری بات ماننے سے ہی انکار کر دیا اور مزید کہا: ڈھول کا جو میٹیریل ہے وہ دف والے میٹریل جیسا ہی ہوتا ہے۔ مس نے یہ بھی کہا: پی ٹی وغیرہ کرنے سے کوئی آپ لوگ عیسائی نہیں ہو جائیں



گے؟ مذہب تو دل کے اندر ہوتا ہے اس کو ظاہر نہیں کیا جاتا۔ خیر! کافی دیر بحث کے بعد مس نے ہماری بات ماننے سے انکار کر دیا اور ہم دوستوں کو ”نافرمان بردار“ کا خطاب دے دیا گیا۔ کیونکہ مس کے کہنے کے مطابق سب مسلمان لڑکیاں تو یہ کرتی ہیں لیکن ہم نے یہ پی ٹی نہ کر کے ٹیچرز کا حکم نہیں مانا۔

اب آپ ہی بتائیں کہ ہم ایسی صورت حال میں کیا کریں؟ کیا واقعی ہم یہ سب نہ کر کے اپنے اساتذہ کی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں؟ ہم نے صرف آپ کو ہی اس لیے خط لکھا کیونکہ ہم آپ کو اپنا بڑا اور ہمدرد سمجھ کر آپ سے مشورہ مانگنا چاہتے ہیں۔ برائے مہربانی ان سوالوں کے تسلی بخش جواب دے کر ہماری رہنمائی فرمائیں کیونکہ ہم بہت پریشان ہیں۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ آخر میں یہ کہیں گے کہ آپ اس عیسائی لڑکی کے لیے ہدایت کی دُعا کیجیے گا۔

والسلام..... کچھ پریشان مسلمان بچیاں

سب سے پہلے تو مجھے اس بات کے اظہار کی اجازت دیجیے کہ آپ اور آپ کی صالحات مومنات ساتھیوں کا خط میرے لیے بڑی خوشگوار حیرت اور مسرت کا باعث بنا۔ ایک عیسائی مشنری اسکول میں پڑھنے والی بچیاں اپنے دین سے اس قدر گہرا تعلق، اس کی درست معلومات کا اتنا شوق، اس کے تمام احکامات پر عمل کا اس قدر جذبہ اور اس کے بارے میں شعور و واقفیت اور آگہی حاصل کرنے کے لیے اتنی کوشش کر سکتی ہیں، یہ بات میرے لیے اس قدر خوشی اور اطمینان کا باعث ہے کہ میں اس کے اظہار پر مجبور ہوں۔ آپ جس ماحول میں زیر تعلیم ہیں وہاں اپنے کردار، اپنی نشست و برخاست اور صحیح اسلامی تہذیبی و اخلاقی تصویر پیش کر کے جس قدر تبلیغ کر سکتی ہیں شاید کسی اور ذریعہ سے ممکن نہ ہو۔ آپ خود ایک ”رول ماڈل“ ہوں۔ آپ کے Actions اور Deeds ہی تبلیغ کا سب سے مؤثر ذریعہ ہیں۔ آپ نے مشہور محاورہ سن رکھا ہوگا: Action Speak louder then words ”عمل الفاظ سے زیادہ بلند آہنگ ہوتا ہے۔“ جب آپ دین کی ہر چیز پر عمل پیرا ہوں گی تو یہ چیز دوسروں کے لیے اولاً تو باعث تجسس ہوگی اور یہی تجسس



ان کو آپ کے قریب لائے گا..... سوالات کی صورت میں۔ پھر آپ کو بھرپور تبلیغ کا موقع ملے گا۔ الحمد للہ! آپ کے خط کی سطر سطر سے جن دینی جذبات اور مذہبی غیرت و حمیت کا اظہار ہو رہا ہے اس نعمتِ عظمیٰ پر آپ اللہ کا جس قدر شکر ادا کریں، کم ہے۔ یہ اسلام کی حقانیت اور سچائی کی دلیل ہے کہ مشنری ادارے جو عیسائیت کی ترویج اور فروغ کے لیے بنائے گئے ہیں وہاں آپ جیسی نیک صالحات پہنچ کر ان کے وسائل کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کریں۔ آپ کو علم ہوگا کہ میں اپنے نام آنے والی بے شمار ڈاک میں سے کچھ کا جواب تحریر کر پاتا ہوں گا مگر آپ کے خط نے مجھے جواب پر مجبور کر دیا ہے۔ دل سے دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہو اور آپ کی تائید و نصرت کے غیبی اسباب مہیا فرمائے۔ اب آپ اپنے سوالات کا جواب سن لیجیے۔

(1) اس کا ذکر احادیث میں نہیں، البتہ شدت پسند یہودی رہنماؤں نے اپنی قوم کو یہ باور کرایا ہے کہ ایسا کیے بغیر ”مسیحا“ نہیں آئے گا۔ جبکہ یہ ایسی فضول بات ہے کہ اعتدال پسند یہودی بھی اسے نہیں مانتے۔ ان کا کہنا ہے کہ مسیحا جب آئے گا، تب وہ ہمیں ذلت سے نجات دلائے گا، اسرائیلی ریاست قائم کرے گا اور ہیکل تعمیر کرے گا۔ ہمیں اس کے آنے سے پہلے فلسطین کے باشندوں پر اتنا ظلم کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ لیکن شدت پسند یہودی نہ تورات کی پیش گوئیاں ماننے پر تیار ہیں نہ اپنے ہی قوم کے معتدل مزاج لوگوں کی بات سننے پر..... اللہ کا فضل ہے کہ ان کا مقابلہ فلسطینی مسلمانوں جیسے کھرے مجاہدین سے ہے جو انتہائی نامساعد حالات کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک یہودیوں کے خلاف ڈٹے رہیں گے اور اسرائیلیوں کے لیے میدان خالی نہیں چھوڑیں گے..... ان کی قربانیوں کی بدولت مسجد اقصیٰ قائم و دائم رہے گی اور خوش نصیب مجاہد مسلمان مشکل ترین حالات میں بھی یہود کے سارے منصوبوں کو ناکام بناتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(2) مضمون میں بات کچھ مبہم رہ گئی ہے۔ اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ حضرت دانیال علیہ السلام نے نفرت کی ریاست (یعنی اسرائیل) کے قیام کی تاریخ بتاتے ہوئے فرمایا تھا: ”پھر میں



نے دو مقدس غیبی آوازوں کو یہ کہتے سنا: ”یہ معاملہ کب تک اسی طرح چلے گا کہ میزبان اور مقدس مقام کو قدموں تلے روند دیا جائے؟“ اس پر دوسری آواز نے جواب دیا: ”دو ہزار تین سو دنوں تک کے لیے۔ پھر مقدس مقام پاک صاف کر دیا جائے گا۔“ اس سے معلوم ہوا کہ نفرت کی ریاست 2300 دنوں بعد قائم ہوگی۔ (دانیال: ب: 8، آیت: 13، 14) ایک پیش گوئی میں ہے کہ یہ 45 دنوں بعد ختم ہو جائے گی۔ (دانیال: ب: 12، آیت: 8-13) اب ان 2300 سال کا آغاز کب سے ہوگا اور یہ 45 دنوں میں کیسے ختم ہوگی؟ شارحین کے مطابق ان 2300 سال کا آغاز یونانی بادشاہ اسکندر (الیکزینڈر) کے ایشیا یعنی ایران پر حملے سے ہوتا ہے۔ یہ حملہ 333 قبل مسیح میں ہوا۔ اس کو 2300 سال 1967ء میں پورے ہوں گے۔ (2300-333=1967) اسرائیل اگرچہ قائم 1948ء میں ہوا لیکن اس نے القدس پر قبضہ 1967ء میں کیا۔ 1967ء کے 45 سال بعد (تورات کی ایک آیت کے مطابق کلام الہی میں دن سے مراد سال ہوتے ہیں) یعنی 2012ء میں اسرائیل ریاست کا خاتمہ..... یا خاتمے کا آغاز..... ہو جائے گا۔ اس کی تفصیل ڈاکٹر عبدالرحمن الحوالی کی کتاب یوم الغضب، ترجمہ: رضی الدین سید میں دیکھی جاسکتی ہے۔

(3) یوں لگتا ہے کہ یہودی اس مداخلت اور کائنات کی تسخیر کی فضول کوششوں سے دو اثرات رونما ہوں گے:

- (1) زمین کی گردش میں گڑبڑ سے دن رات کے بننے میں تین دن کے لیے فرق آجائے گا۔ پہلا دن ایک سال، دوسرا ایک مہینے اور تیسرا ہفتے ہو جائے گا۔ یہ دجال کے خروج کے وقت ہوگا۔
- (2) زمین کی محوری گردش رک جائے گی پھر متضاد سمت میں گھومے گی۔ ایسا ایک دن کے لیے ہوگا پھر اس کے بعد یہ گردش معمول کے مطابق ہو جائے گی۔ یہ دجال کی ہلاکت کے بعد قرب قیامت میں ہوگا اور اس کے بعد توبہ کے دروازے بند ہو جائیں گے۔ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں جن کی ممکنہ سائنسی وجوہ عالمی سطح پر کیے جانے والے وہ تجربات ہیں جو یہودی سرمائے کے بل بوتے پر پوری دنیا کے سائنس دان یہودی سائنس دانوں کی سربراہی میں کر رہے



ہیں۔ یہ ان علوم کی روشنی میں ایک امکانی توجیہ ہے جن تک آج کی دنیا پہنچ سکی ہے، کوئی حتمی تحقیقی یا آخری رائے نہیں۔ حقیقت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

مولانا اسماعیل ریحان صاحب نے بھی بندہ سے یہ سوال کیا تھا۔ اس لیے بندہ اس کی کچھ مزید تشریح ضروری سمجھتا ہے۔ پہلے تو یہ ملحوظ رہے کہ ہر چیز کا اصل سبب تو اللہ رب العزت کا حکم ہے۔ ظاہری سبب کوئی بھی چیز ہو سکتی ہے۔ دجال کے خروج سے پہلے زمین کی گردش تھم کر تین دن کے لیے سست ہو جائے گی۔ پہلا دن سال، دوسرا مہینے اور تیسرا ہفتے کے برابر ہو جائے گا۔ دجال کے خاتمے کے بعد قیامت کے قریب زمین کی گردش ذرا دیر کو رک کر پھر مخالف سمت میں شروع ہو جائے گی۔ ایک دن کے لیے سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ معمول کے مطابق پھر مشرق سے طلوع ہوگا۔ ان دو واقعات کا حقیقی سبب تو خالق کائنات کا امر ہوگا۔ ظاہری سبب یہودی سائنس دانوں کی سربراہی میں تسخیر کائنات کے لیے کیے جانے والے وہ تجربات ہیں جو فطری نظام میں مداخلت کر کے اسے اپنے تابع بنانے کے لیے کیے جا رہے ہیں۔ کوئی بعید نہیں کہ خروج دجال سے پہلے زمین کا تھم جانا ان کا ایک فوری اثر ہو اور ہلاکت دجال کے بعد زمین کا اُلٹی سمت گردش کرنا ان کا دوسرا اثر ہو جو ذرا دیر سے ظاہر ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

اس مضمون میں جو کچھ لکھا گیا یہ محض امکانی توجیہ ہے۔ ناقص سمجھ کا ناقص اظہار ہے۔ حقیقت اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ہمارا مقصد صرف ”تذکیر“ ہے یعنی برادران اسلام کو علامات قیامت کے تذکرے کے ذریعے قیامت کی یاد دلانا اور آخرت کی تیاری کی ترغیب دینا۔ آپ کا شکریہ کہ اس طرف توجہ دلائی۔

(4) ہاں! دنیا میں جتنے بھی قرآن کریم ہیں وہ صحابہ کے ہاتھوں کے لکھے ہوئے نسخے کی کاپی ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا لکھا ہوا نسخہ استنبول، ترکی کے میوزیم (توپ کا پے) میں محفوظ ہے۔ عیسائیوں کی بد قسمتی ہے کہ انجیل کا ایک بھی نسخہ اصل عبرانی زبان میں محفوظ نہیں (خود عبرانی زبان



ہی محفوظ نہیں)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لکھوایا ہوا تو رہنے ہی دیں۔ لیکن مسلمانوں سے وہ یہ فضول سوال کرتے رہتے ہیں جو آپ سے کیا گیا۔ کچھ عرصہ قبل ایک عیسائی پادری مسلمان ہوا تھا۔ اس نے بتایا کہ میرے مسلمان ہونے کا سبب یہ ہوا کہ میں نے ایک مسلمان عالم سے مناظرے کے دوران سوال کیا کہ جو قرآن مجید آج موجود ہے وہ تو نسخہ عثمانی ہے یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے لکھوا کر پورے عالم اسلام میں بھجوا دیا۔ قرآن کریم کا نسخہ محمد یہ کہاں ہے؟ پادری کہتا ہے بظاہر یہ سوال بڑا معقول ہے کہ موجودہ قرآن عثمانی مصحف، محمدی مصحف نہیں..... لیکن حقیقت میں اتنا فضول ہے کہ مجھے ساری رات اس پر بے چینی رہی۔ بالآخر میں نے اسلام قبول کر لیا۔ یہ سوال ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ تاج کمپنی جو نسخہ چھاپتی ہے، یہ تو نسخہ تاجیہ ہے، نسخہ عثمانیہ نہیں۔ جب کوئی شخص کوئی کتاب لکھے پھر اسے شائع کروادے جو بعینہ اس کی لکھی ہوئی تحریر کے مطابق ہو تو اس شائع شدہ کتاب کو اسی شخص کی تصنیف کہا جاتا ہے۔ یہ کوئی عقل مند نہیں کہتا کہ اس کی کتاب صرف وہ ہے جو اس نے خود لکھی یا لکھوائی۔ بالکل یہی صورت حال قرآن کریم کی ہے۔ عیسائی حضرات کے پاس تو انجیل کی اصل زبان کا پوری دنیا میں ایک بھی عبرانی نسخہ نہیں۔ ”عیسوی نسخہ“ کا ان سے کیا مطالبہ کیا جائے؟ اصل نسخہ تو دور کی بات ہے، اصل زبان کا..... ایک بھی نسخہ..... پوری دنیا میں..... کہیں بھی..... کسی میوزیم میں بھی موجود نہیں۔ مسلمانوں کی کتاب کی اصل زبان بھی محفوظ ہے، ابتدائے اسلام کے لکھے ہوئے نسخے بھی محفوظ ہیں۔ یہ نسخے آج کے موجودہ نسخوں سے..... اور آج کے اور ساری دنیا کے قرآن کریم ایک دوسرے سے حرف بہ حرف ملتے ہیں۔ یہ اس کے اصلی اور حقیقی ہونے کی ایسی دلیل ہے کہ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ جبکہ دوسری طرف عیسائی حضرات کے ہاں صورت حال یہ ہے کہ خود اس میں بھی اختلاف ہے کہ انجیل میں موجود چار مختلف کتابوں میں سے اصل انجیل کون سی ہے؟ اور وہ کس زبان میں نازل ہوئی تھی؟ دنیا بھر میں انجیل کے ترجمے چل رہے ہیں اور ہر ترجمہ دوسری زبان کے ترجمے سے کافی کچھ مختلف ہے، لیکن کون سا ترجمہ اصل کے زیادہ مطابق یا اس سے قریب ہے، اسے چیک کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں،



کیونکہ اصل نسخہ تو دور کی بات ہے، اصل زبان کا ایک بھی نسخہ پوری دنیا میں..... کہیں بھی..... کسی عجائب گھر میں بھی موجود نہیں۔

آپ کو انجیل میں موجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق پیش گوئیوں کی کاپی بھیجی جا رہی ہے۔ اس کی مدد سے آپ اپنی دوست کو اسلام کی دعوت بھی دے سکتی ہیں اور جو کلاس فیلوز آپ سے قرآن کریم سے متعلق منفی سوالات کرتی ہیں ان کا جواب بھی اسی کے ذریعے ممکن ہے۔ غیر مسلموں کے سامنے اسلام کے تعارف کے لیے حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب کی کتاب ”اسلام کیا ہے؟“ بہت مفید ہے۔ حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم کی کتاب ”بائبل سے قرآن تک“ اور ”عیسائیت کیا ہے؟“ نیز معروف نو مسلم دانشور ”علامہ اسد لیو پولڈ کی ”روڈ ٹو مکہ“ بھی لا جواب کتابیں ہیں۔ مؤخر الذکر کا اردو ترجمہ ”طوفان سے ساحل تک“ کے نام سے چھپ چکا ہے۔

(5) آپ ہرگز اس ڈانس نمائی ٹی میں حصہ نہ لیں۔ یہ اساتذہ کی نافرمانی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری کا تقاضا ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت استقامت کے ساتھ کریں۔ رقص اور موسیقی دونوں شیطانی کام ہیں۔ یہ شیطان کے خاص ہتھیار ہیں۔ ان کے ذریعے سے وہ دل میں نفاق کے بیج بوتا اور بے حیائی کے کاموں کا شوق پیدا کرواتا ہے۔ ہمارے رحمانی مذہب میں رقص اور موسیقی کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو بچیوں نے دف بجا کر آپ کا استقبال کیا تھا۔ اب جب حضور پاک علیہ السلام نے دف کی اجازت دی اور ڈھول کو شیطان کی آواز قرار دیا تو دف اور ڈھول کو ایک جیسا کہنے والے کتنی بڑی جہالت کا شکار ہیں؟ اگر انسان مذہب کی باتوں کو اپنی ناقص عقل سے طرح طرح کے سوالات کر کے جانچتا رہے گا تو نبوت کی ضرورت کیا رہ جاتی ہے؟ جو بات ہمارے مذہب میں طے ہوگئی بس وہ حرفِ آخر ہے۔ کسی کو یہ حق نہیں کہ من مانی خواہشات پورا کرنے کے لیے پوچھتا پھرے کہ ایسا کیوں ہے اور ایسا کیوں نہیں؟



اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ مذہب دل میں بھی ہوتا ہے اور سر سے پاؤں تک ہر عضو پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ وہ اور لوگ ہوں گے جو اپنے مذہب کو دل میں چھپا کر رکھتے ہیں اور جسم پر ظاہر کرنے سے شرماتے ہیں۔ انہوں نے اپنا مذہب بدل دیا ہے اور اب ہم کو بھی اس بد نصیبی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔

دل سے دُعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کو بھی اور ہم سب کو بھی نیک ہدایت نصیب فرمائے۔ ایمان و اسلام کی محبت اور اس پر عمل، اس کی تبلیغ کا شوق ہمارے رگ و پے میں، ریشے ریشے میں اُتار دے۔ آمین



# مصلحت یا غیرت، کلوننگ یا شعا عیس، سو سال بعد

محترم مفتی محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں گزشتہ سات ساڑھے سات سال سے آپ کا قاری ہوں۔ آپ کے مضامین ”اقصیٰ کی پکار“، ”بولتے نقشے“ وغیرہ میرے لیے باعثِ توجہ رہے ہیں۔ آج میں چند نکات پر اپنے اشکالات کی وضاحت چاہتا ہوں۔

(1)..... آپ کی کتاب ”عالمی یہودی تنظیمیں“ میں صفحہ 53 پر لکھا ہے: ”سوجدت پسند پوری دل سوزی اور مکمل خیر خواہی سے مسلمان نوجوانوں کو تحمل و برداشت اور وسعت نظری و رواداری کی تلقین کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو حکمت عملی سیکھنے اور صلح حدیبیہ والا نرم رویہ اپنانے کی تربیت دیتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمان دشمن کے زیرِ نگیں علاقے ”مکہ مکرمہ“ میں جارہے تھے جبکہ دورِ حاضر میں دشمن چڑھائی کر کے مسلم ممالک کو روندنے آ نکلا ہے۔“

جناب مفتی صاحب! آج سے سات سال تین ماہ قبل ”عزت مآب جناب پرویز مشرف صاحب“ نے بھی کفر و اسلام کے معرکہ میں صلح حدیبیہ کا حوالہ دیا تھا اور کہا تھا اس موقع پر ضرورت حکمت سے کام لینے کی ہے۔ حدیبیہ کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بہت جذباتی ہو رہے تھے۔

یہ بات بھی صحیح ہے کہ مسلمان اس وقت کفار سے تعداد میں کم تھے، یہ بھی صحیح ہے کہ وہ لڑنے کے ارادے سے نہیں بلکہ عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تھے، ان کے پاس ہتھیار بھی



نا کافی تھے۔ وہ اپنے بیس کمپ سے تقریباً 400 کلومیٹر دور تھے۔ ان کی کوئی دفاعی لائن نہ تھی۔ ان کو کمک کا پہنچنا تقریباً ناممکنات میں سے تھا۔ وہ مشکل حالات میں پلٹ کر کسی دفاعی حصار میں پناہ بھی نہیں لے سکتے تھے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ صلح حدیبیہ کا تذکرہ بیعت رضوان کے بغیر مکمل ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ وہ بیعت ہے جس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ اس بیعت سے ان تمام دعوؤں، تجزیوں اور اندیشوں سے قلعی اُتر جاتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ چونکہ حالات مسلمانوں کے موافق نہ تھے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے وقت اور حالات دیکھتے ہوئے ”حکمت“ سے کام لیتے ہوئے کفار کے تمام مطالبے مانتے ہوئے صلح کر لی۔

مسلمانوں نے صلح حدیبیہ اس لیے نہیں کی کہ حالات مسلمانوں کے لیے سازگار نہ تھے اور وقت کو ٹالنے کے لیے مجبوراً انہیں صلح کرنا پڑی۔ صلح حدیبیہ محض اللہ کی وحی کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مسلمانوں کے لیے فتح مبین قرار دیا۔ باقی یہ سوال کہ سورہ فتح تو صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی۔ وحی متلو کی طرح وحی غیر متلو پر ایمان رکھنے والوں کے لیے اس طرح کے اعتراضات کچھ معنی نہیں رکھتے۔ ”حضرت پرویز مشرف“ کی حکمت قطعاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حکمت کو صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الہی کی روشنی میں ویٹو کیا۔

مفتی صاحب کی کتاب سے لیے گئے مندرجہ بالا اقتباس سے بھی مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ جیسے صلح حدیبیہ اس لیے ہوئی کیونکہ مسلمان دشمن کے زیر نگیں علاقے میں جا رہے تھے۔ مؤذبانہ عرض ہے کہ میری اصلاح فرمادیجیے اور دل کے تردد کو دور کر لیجیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا اگر آئندہ بھی کسی صلح سے مسلمانوں کی فتح مبین اور اسلام کا غلبہ یقینی ہو تو فبھا ہمیں بلا وجہ خون بہانے کا شوق نہیں ہے (اپنا بھی اور دشمنوں کا بھی) ورنہ ہمارا راستہ تو بدر و حنین، غزوہ بنو نظیر، غزوہ بنو قینقاع، بنو قریظہ و خیبر سے ہوتا ہوا قادسیہ، نہاوند اور یرموک سے گزرتا ہے۔ ہمارا راستہ سومنات سے گزرتا ہے نہ کہ پلٹن میدان سے۔



(2)..... مفتی کے سلسلہ ”دجالیات“ سے متعلق ضربِ مومن 19 تا 26 ذی الحجہ 1429ھ میں مضمون چھپا ہے: ”دجال کہاں ہے؟“ اس کے ابتدائی پیرا گراف میں لکھا ہے: ”دجال کچھ مواقع پر کچھ عرصے کے لیے اس قابل ہوگا کہ لوگوں کو ہلاک اور پھر زندہ کر سکے اور یہ اس معمولی علم کی بدولت ہوگا وہ اسے کس طرح کرے گا غالباً کلوننگ کے ذریعے۔“

میری ناقص رائے میں یہ اندازہ صحیح محسوس نہیں ہوتا۔ کلوننگ تو آج کل ہی کافی شہرت پا چکی ہے۔ دجال کچھ مواقع پر نہیں بلکہ ایک عظیم انسان کو قتل کرے گا۔ پھر اسے دوبارہ زندہ کر دے گا۔ (نعوذ باللہ) پھر جب دوبارہ اسی شخص کو مارنا چاہے گا تو اس پر قادر نہ ہوگا۔ وہ جو مسلمان کو دوبارہ زندہ کرے گا تو کچھ اس انداز سے ہوگا کہ پہلے یہ کام کسی نے کیا ہوگا۔ اسی کو تو مثال بنا کر وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ کلوننگ کے ذریعے ایک جاندار خلیہ لے کر جو جاندار پیدا کیا جاتا ہے وہ ہو بہو پہلے کی ہم شکل ہوتا ہے لیکن یہ وہی پہلا جاندار نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ ایک بچے کی شکل میں ہوتا ہے۔ جو وقت کے ساتھ پروان چڑھے گا اور بڑا ہو کر ہو بہو اپنے سابقہ جاندار کی نقل ہوگا جبکہ دجال جس شخص کو مارے گا اسی کو زندہ کرے گا۔ وہ بچہ نہیں ہوگا، اسی عمر کا وہی شخص ہوگا اور ببانگِ دہل کہے گا کہ اب تو مجھے تیرے دجال ہونے کا یقین اور بھی پختہ ہو گیا۔ اپنے اس خیال میں اصلاح کا طالب ہوں۔

(3)..... اسی مضمون کے آخر میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے جس میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے سفر کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ ایک جزیرہ پر ان کی ملاقات جساسہ اور دجال سے ہوئی۔ دجال زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج سے سو سال بعد ہم میں سے کوئی نہیں ہوگا۔ (حدیث کے صحیح الفاظ مجھے یاد نہیں ہیں۔ مفہوم تقریباً یہی ہے) یعنی اس وقت روئے زمین پر جو انسان بستے تھے، 100 سال بعد یعنی 110ھ تک ان میں سب کا انتقال ہو گیا۔ اسی بنا پر علما کا ایک بڑا طبقہ حضرت خضر علیہ السلام کی حیاتِ دنیا کی نفی کرتا ہے کہ اگر اس وقت بھی حضرت خضر علیہ السلام زندہ تھے تو بھی 100 سال بعد وہ بھی



وفات پاگئے اور اب زندہ نہیں ہیں۔ ان دو احادیث کا ظاہری تعارض تردد میں ڈالتا ہے۔ آپ سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ مناسب تطبیق فرما کر ظاہری اشکال کو دور کر لیجیے۔

دوسری بات یہ کہ دجال یقیناً ایک انسان ہی ہے، جن نہیں ہے۔ کیونکہ جنوں میں سب سے بڑا شدید شیطان ہے۔ اس میں بھی یہ طاقت نہیں کہ زبردستی کسی کو گناہ پر آمادہ کر لے۔ دجال انتہائی ذہین اور سائنسی علوم میں کمال مہارت رکھتا ہوگا۔ وہ اگر کسی گنہگار جزیرہ پر قید ہے تو وہ یہ علوم کہاں سے سیکھے گا؟ نیز اس دنیا پر رہتے ہوئے کیا اس کی عمر میں اضافہ ہوگا؟ اب تک تو وہ ہزاروں سال کا بوڑھا ہو چکا ہوگا؟

(4)..... گزشتہ کچھ مضامین میں ”حضرت مہدی“ کے ظہور کی علامت یہ بتائی تھی کہ اسی سال ماہ رمضان میں چاند گرہن اور سورج گرہن ایک ہی مہینہ میں ہوں گے۔ 1424ھ میں ایسا ہی ہو بھی چکا ہے مگر اہم بات یہ کہ اس سال چاند گرہن درمیان مہینہ نہیں بلکہ شروع مہینہ میں ہوگا۔ یہ بات تو ایک اسکول کا طالب علم بھی جانتا ہے کہ سورج گرہن ہمیشہ قمری مہینہ کی آخری تاریخوں 28 یا 29 تاریخ کو ہوتا ہے جبکہ چاند گرہن ہمیشہ وسط مہینہ یعنی 13 یا 14 یا 15 تاریخ کو ہوتا ہے اور اس کی وجہ چاند اور زمین کی مخصوص حرکات ہیں۔ پہلی تاریخ کو چاند گرہن ہونا خلافِ عادت ہوگا۔ مجھے خلافِ عادت کسی واقعے کے ہونے سے انکار نہیں ہے۔ قیامت کے قریب بے شمار خلافِ عادت واقعات ہوں گے مگر جو بات میرے ذہن میں ہے وہ ہے کہ پہلی تاریخ کے چاند کے چاند گرہن کا مشاہدہ کیسے کیا جائے گا؟ پہلی تاریخ کا چاند نہایت باریک ہوتا ہے۔ بعض اوقات نظر بھی نہیں آتا، بہت کم وقت کے لیے اُفق پر رہتا ہے۔ ایسے میں اگر اس پر گہن ہو بھی رہا ہو تو عام آدمی کے لیے اس کا مشاہدہ تقریباً ناممکن ہے۔ ایسا ہی محسوس ہوگا کہ کسی وجہ سے آج چاند نظر نہیں آیا۔ کسی کا ذہن ماسوائے سائنس دانوں کے گرہن کی طرف نہیں جائے گا۔ لہذا یہ کھلی ہوئی نشانی محسوس نہیں ہوتی۔ نیز یہ چاند گرہن ہر سال پہلے سے جیسے ابھی سے یہ بتا دیا گیا ہے کہ 2009ء میں دو سورج گرہن اور چار چاند گرہن ہوں گے، انہی میں سے ہوگا یا یہ بالکل حساب



سے ہٹ کر ہوگا۔

امید کرتا ہوں آپ جوابات دے کر میرے اشکالات کو دور کریں گے۔

والسلام..... ڈاکٹر محمد عارف، حیدر آباد

جواب:

یاد آوری، رہنمائی اور صلاح و اصلاح کا از حد شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے اور آپ کو اپنی، اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت نصیب فرمائے۔ آمین

(1)..... اس جملے میں جدت پسندوں سے مراد وہ اسکالر تھے جنہوں نے مشرف صاحب کو وہ

تقریر تیار کر کے دی تھی جس میں انہوں نے مشہور زمانہ اس فاسد تاویل سے کام لے کر اپنے ناجائز افعال کو سند جواز فراہم کرنے کی کوشش کی تھی۔ آپ کی بات بالکل بجا اور درست ہے۔ بندہ کے اس جملے کا مقصد ہرگز نام نہاد حکمت پسندی اور بزدلی بنام مصلحت کوشی کی کسی بھی درجے میں حمایت نہ

تھا، بلکہ وہی تھا جس کی تفصیل آپ نے کی اور اجمال میں نے بیان کیا، لیکن مبہم جملے کی شکل میں۔ صاف بات یہ ہے کہ صلح حدیبیہ ہوئی اس لیے تھی کہ مسلمانوں کے سپہ سالار اعلیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

نے ایک مسلمان (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے انتقام کے لیے 14 سو مسلمانوں سے موت تک

لڑنے کا عہد لے لیا تھا۔ اس غیرت اور ایمانی اخوت کے بے مثال مظاہرے نے کفار کو مجبور کیا کہ وہ

آ کر صلح کی بات چیت کریں۔ آج ہم نے ایمانی غیرت کو ایک طرف رکھ کر خود صلح حدیبیہ کی ہی ایسی

تشریح شروع کر دی ہے جو ہماری بزدلی اور بے ایمانی کو سند فراہم کر سکے۔ اس سے بڑی بد نصیبی کی

بات کیا ہوگی؟ کتاب کے اگلے ایڈیشن میں اس تحریر کے ابہام کو دور کر دیا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

(2)..... اس جملے کو یوں کر دینا چاہیے..... ”غالباً کلوننگ کی کسی ترقی یافتہ شکل کے

ذریعے۔“ اور واقعہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ دجال کی طاقت کی سائنسی توجیہ ہے کیونکہ اس

دارالاسباب میں اس کو جو طاقت ملے گی وہ بالکلیہ مافوق الفطرت نہ ہوگی بلکہ فطری قوتوں پر

غیر معمولی تحقیق کے ذریعے حاصل ہوگی جسے عام لوگ کرشمہ قدرت سمجھ کر یہودی سائنس دانوں



کے اس شعبہ باز کو خدا مان لیں گے جیسا کہ آپ نے لکھا ہے: ”دجال سائنسی علوم میں کمال مہارت رکھتا ہے۔“ اگلے مضامین میں راقم یہ بات کہہ چکا ہے کہ برمودا ٹرائی اینگل میں کارفرما شعاعوں کو یہودی سائنس دانوں نے کسی حد تک محفوظ کر لیا ہے۔ مکمل طور پر محفوظ کرنے کو اور حسب منشا استعمال کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ ان شعاعوں کے ذریعے محیر العقول کام پلک جھپکتے میں کیے جاسکتے ہیں اور عنقریب دنیا دجال کے ظہور سے قبل ہی جھوٹی خدائی کے یہ تماشے دیکھے گی۔

(3)..... ان احادیث میں تعارض نہیں اس لیے کہ یہ عام بنی نوع انسان کی بات ہو رہی ہے جو اس وقت زندہ تھے۔ اس کے بعد بھی عموماً سو سال بعد زمین پر وہ انسان نہیں رہتے جو آج زندہ ہیں۔ ان کی جگہ نئی مخلوق لے لیتی ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام جیسا ”پیکر خیر“ اور دجال علیہ اللعنة جیسا ”سراپائے شر“ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

دجال گمنام جزیرے میں بند ہے، اسے یہ علوم سیکھنے کی ضرورت نہیں، کچھ تو اس کی صلاحیتیں بے مثال ہوں گی (اگرچہ صرف شر میں ہی استعمال ہوں گی) اور کچھ یہودی سائنس دان اپنی تمام ایجادات اس کے قدموں میں لا ڈالیں گے تاکہ وہ ان کی عالمی حکومت قائم کر سکے۔ جہاں تک اس کی عمر کی بات ہے..... یا تو زمان و موسم اس پر اثر انداز نہیں یا پھر اللہ تعالیٰ نے اس فتنے کو بنایا ہی ایسا ہے کہ مدتیں گزرنے کے باوجود وہ شر کے کاموں کو نکتہ عروج تک پہنچانے کے لیے ایسا ہی چوکس و بیدار ہوگا جیسا کہ کوئی جوان العمر ہوتا ہے۔

(4)..... یہ حساب سے بالکل ہٹ کر ہوگا۔ اس کے وقت کو سائنس دان پہلے سے متعین نہیں کر سکتے۔ غالباً باریک ہونے کے باوجود اس کا عام اور کھلا احساس ہی اس کی انفرادیت ہوگا۔  
واللہ أعلم بما ہو کائن فی کائناتہ۔



# جنگِ ہند کی ترغیب، جہاد کی عملی تدبیر، امیر کی تلاش

محترم مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

فلسطین اور اقصیٰ کے موضوع پر آپ کے مضامین ایک عرصے سے میرے زیرِ مطالعہ رہے ہیں۔ میں یہ سب کچھ پڑھتا تھا اور سوچتا تھا کہ اقصیٰ کا مرثیہ تو سنایا جا رہا ہے، مگر مجھ جیسا عامی اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہے؟ اس سلسلے میں کوئی گائیڈ لائن نہیں تھی۔ آپ کی کتاب ”دجال“ کے شائع ہونے کے بعد یہ کمی دور ہو گئی۔ اس میں میرے جیسے شخص کے کرنے کے لیے بہت مواد ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے خیر دے اور آپ آئندہ بھی ہماری رہنمائی کا کام سرانجام دیتے رہیں۔

(1)..... میں سوچتا ہوں کہ اقصیٰ کے راستے میں ”ہند“ پڑتا ہے۔ فلسطین اور بیت المقدس میں

آخری بڑے معرکے سے پہلے روایات کے مطابق ایک بڑی اور فیصلہ کن ”ہند“ میں ہوگی جس میں مسلمان ہندوستان کو فتح کریں گے۔ اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا۔ مسلمان ہندوستان کے بادشاہوں کو باندھ کر جب واپس پلٹیں گے تو دریائے اردن کے کنارے حضرت مہدی اپنے چار ساتھیوں کے ہمراہ یہود اور موجودہ نصاریٰ کے ساتھ ایک انتہائی خوفناک جنگ میں مصروف ہوں گے۔ یہ لشکر حضرت مہدی اور ان کے ساتھیوں کا معاون ہوگا، چونکہ ہمارے خطے کو اس ”جنگِ ہند“ سے براہِ راست تعلق ہے، اس لیے میرا خیال ہے کہ اقصیٰ کے ساتھ ساتھ ”جنگِ ہند“ کے موضوع پر بھی لوگوں کو بیدار کرنے کے مضامین لکھے جائیں، کیونکہ بہر حال ”جنگِ ہند“ ”ہر مجرون“ کے مقابلے میں زیادہ قریب ہے اور ہم اس میں طوعاً یا کرہاً ملوث ہوں گے لہذا اس کی تیاری اور قلب کو گرم کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔

(2)..... دوسری بات یہ کہ عملی جہاد کی عام آدمی کے لیے کیا صورت ہے؟ ہر آدمی کیا کر سکتا



ہے۔ اس کا تعین امیر جماعت کرتا ہے۔ اس وقت ہمارے لیے جہاد فی سبیل اللہ کا امیر کون ہے؟ میں جہاد کی تیاری کس طرح سے کروں؟ نماز، تسبیح و تحمید، ذکر اللہ اور حرام سے اجتناب کے علاوہ میں کیا عملی اقدامات کر سکتا ہوں؟ واضح نہیں ہیں۔ ڈاکٹروں کا جو وفد غزہ کے لیے گیا تھا میرے اندازے کے عین مطابق کچھ نہ کر سکا۔ مصری حکومت نے اسے غزہ جانے ہی نہ دیا۔ میرے خیال میں اس وقت مسلمانوں میں جہاد کی جو داخلی رکاوٹ ہے اُسے دور کرنا پہلے مرحلے میں ضروری ہے، مگر اس کی صورت کیونکر ہو سکتی ہے؟

(3)..... روایات میں ہے کہ قرب قیامت میں مسلمان اور عیسائی مل کر ایک جنگ لڑیں گے، اُس میں انہیں کامیابی ہوگی۔ مسلمان کہیں گے کہ یہ کامیابی ہماری وجہ سے ہوئی اور عیسائی اس کا کریڈٹ خود لینے کی کوشش کریں گے۔ بعد میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جنگ شروع ہو جائے گی۔ میں کوئی عالم تو نہیں ہوں۔ بس ایسے ہی ذہن میں خیال آتا ہے کہ شاید یہ جنگ کمیونزم (روس) کے خلاف افغانستان کی سرزمین پر لڑی جا چکی ہے جو درحقیقت کفر کے خلاف جہاد تھا، مگر امریکا نے ڈیڑھ دو برس کی خاموشی کے بعد جب دیکھا کہ افغان مجاہدین تنہا کامیابی سے یہ جنگ لڑ رہے ہیں تو اپنے مفاد کی خاطر محض اسلحے کی صورت میں مدد کی جب کہ اس کا کوئی فوجی لڑنے نہیں آیا۔ بعد میں عیسائی اب اس فتح کا کریڈٹ لیتے ہیں کہ ہم نے ویتنام کا بدلہ لے لیا۔ میں اپنی اس رائے کی تصحیح چاہتا ہوں۔ اگر واقعی روس کے خلاف جنگ وہی جنگ ہے جس کا ذکر روایات میں ہے تو پھر آخری معرکہ کا میدان سچ چکا ہے۔ ایسے میں ایک امیر جماعت اور قائد کا متلاشی ہوں جو میری اور مجھ جیسے ہزاروں عام مسلمانوں کی رہنمائی کرے اور بتاتا رہے کہ ہر اگلے مرحلے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ اُمید ہے کہ آپ میری موثر رہنمائی فرمائیں گے۔

ڈاکٹر محمد عارف، حیدر آباد

جناب ڈاکٹر صاحب!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

1- جب جذبہ جہاد ایک مومن کے دل کو شوق شہادت سے گرمانے لگتا ہے تو پھر شرق و غرب



کی تفریق کے بغیر اسے تو میدانِ کارزار میں ہی چین آتا ہے، چاہے وہ ہند میں سچے یا ہر مجددوں میں۔ دراصل اسلام کے آغاز میں عرب سے غیرت مند مجاہدین نے ایک بیٹی کی پکار پر آ کر سندھ اور ہند کی سرزمین میں اسلام پھیلا یا تھا۔ اب آخری دور میں ”اقصیٰ کی پکار“ پر ہند سے بلند بخت اور خوش نصیب جہادی جماعت لبیک کہتے ہوئے عرب جائے گی اور فلسطین کے ”معركة المعارك“ میں امیر المجاہدین حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حصہ لے گی۔ اس لیے آپ فلسطین کی بات کریں یا ہند کی، عراق کی یا کشمیر کی، ان شاء اللہ سعادت مند روحیں جب جہاد فی سبیل اللہ کی آواز پر لبیک کہیں گی تو ان کے لیے زمان و مکان اور جغرافیہ و زبان کا فرق کبھی آڑے نہیں آئے گا۔ ویسے جہادِ ہند کے ابتدائی تجرباتی معرکے جو سرزمین کشمیر پر لڑے جا رہے ہیں ان ہی کے حوالے سے احقر کے متعدد مضامین الحمد للہ اس موضوع کے حوالے سے اپنا حصہ ڈال چکے ہیں۔ اور جہادِ افغان پر لکھے گئے مضامین سے تو پوری کتاب ترتیب پاسکتی ہے۔

2- یہ رکاوٹیں اب بڑھتی ہی جائیں گی اور صاحبِ عزیمت مسلمانوں کا امتحان سخت سے سخت تر ہوتا چلا جائے گا۔ بالآخر جو لوگ سچے عقیدے، پاکیزہ زندگی اور جہاد کے راستے میں آنے والی ہر مشقت برداشت کرنے پر ڈٹے رہیں گے، انہیں (یا ان کی نسبی و روحانی نسل کو) اللہ تعالیٰ اس لشکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے گا جس کے ہاتھوں تیسری عالمی جنگ میں کامیابی کے بعد عالمگیر سطح پر ”خلافتِ الہیہ“ قائم ہوگی۔ ہمارے کرنے کا کام یہ ہے کہ عالمی امیر کے ظہور سے قبل مقامی صالح امیر کی تلاش کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے اپنی ذاتی ذمہ داریاں ادا کریں اور ہم میں سے ہر ایک اجتماعی کاموں میں اپنا حصہ ڈالے۔ اپنی زبان سے اصلاحِ نفس اور قتال فی سبیل اللہ کی دعوت کو زندہ رکھے۔ اٹھتے بیٹھتے ان کا تذکرہ کرے۔ مجاہدین کے حق میں ذہن ہموار کرے۔ جو کچھ بھی آمدنی ہو اس کا کچھ نہ کچھ فیصد راہِ خدا میں دینے کی عادت ڈالے۔ اپنے بچوں اور گھر والوں سے بھی یہ عادت ڈلوائے۔ ملنے جلنے والوں کو بھی اس کی ترغیب دے۔ جہاد بالمال کے فریضے کو زندہ رکھے تاکہ چراغ کی روشنی بھی جلتی رہے اور اس کے



عالمی دجالی ریاست، ابتدا سے انتہا تک

لیے درکار ایندھن بھی کم نہ ہو۔ اور جب جہاد بالنفس کا موقع آئے تو ہم اپنی حقیر جان کو اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے استعمال کرتے ہوئے کسی کی ملامت کی پرواہ کریں نہ کسی کے دباؤ یا رعب سے اسے چھوڑیں۔

3- روس کے خلاف جنگ یہ جنگ نہ تھی..... لیکن..... آخری معرکے کا میدان دریائے اردن کے مغربی کنارے سے تھوڑا آگے ”آرمیگاڈون“ کی وادی میں سبنا شروع ہو چکا ہے۔ اس کے لیے وہی خوش نصیب جاسکیں گے جنہوں نے دل کی گہرائیوں سے، رات کی تنہائیوں میں، اللہ رب العزت کے حضور ایک سچے اور ہدایت یافتہ قائد کا ساتھ دینے کے لیے اس کا ساتھ مل جانے کی دعا کی ہو اور پھر اپنی زبان کو حرام گوئی سے، اپنے پیٹ کو حرام خوری سے اور شرم گاہ کو حرام کاری سے بچائے رکھا ہو۔ جہاد کی لگن رکھنے اور قائد کی تڑپ رکھنے والوں کی آہ سحر گاہی کی بدولت اللہ تعالیٰ ایک متبع سنت، بیدار مغز اور شجاع و دلیر قائد کو امت مسلمہ کا نجات دہندہ بنا کر بھیجیں گے۔ جب تک قدرت کی طرف سے وہ ہدایت یافتہ امیر نہیں آتا تب تک مسلمانوں کو مقامی متبع سنت امیر کی قیادت میں مال و جان سے جہاد بھی کرتے رہنا چاہیے اور عمومی امیر کی تلاش بھی جاری رکھنا چاہیے۔ جہاد کسی بھی حال میں ساقط نہیں ہے اور امیر کے ملنے تک اسے چھوڑ بیٹھنے والوں کو امیر کے ظہور کے وقت اسے جاری رکھنے کی توفیق نہ ملے گی۔ وہ تو دنیا کے فتنوں میں پھنس چکے ہوں گے۔



## پچیس سوالات ایک تجویز

محترم جناب مفتی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے اس خط کا مقصد اپنے ذہن میں پائے جانے والے کچھ اشکالات کے متعلق رہنمائی حاصل کرنا ہے جبکہ چند ایک باتوں کی وضاحت بھی مطلوب ہے۔ علاوہ ازیں میں کچھ تجاویز بھی دے رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ اشکالات اور تجاویز غیر اہم ہوں، لیکن جو مناسب معلوم ہوں تو ”دجال“ نامی کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں افادہ عام کے لیے انہیں شامل اشاعت کیا جاسکتا ہے۔

(1)..... ”مہدویات“ کی پہلی قسط میں آپ نے پہلے پیرا گراف میں حضرت مہدی کے

بارے میں لکھا ہے: ”وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ عام انسانوں کی طرح پیدا ہوں گے۔“

کیا احادیث میں اُن کے وقتِ پیدائش کی علامات کے متعلق بھی کوئی روایت ملتی ہے؟ یہ

آپ نے کس بنیاد پر لکھا ہے؟ بالفرض اگر ہم مان بھی لیں کہ وہ اسی سن ہجری یعنی 1429ھ میں ہی

پیدا ہو گئے ہوں تو پھر اُن کے ظہور کا سال 1469ھ بنتا ہے جو نصف صدی کے بعد آتا ہے جبکہ

آپ نے لکھا ہے کہ صدی کے مجدد ہونے کی رُو سے نصف صدی سے پہلے پہلے اُن کا ظہور ہوگا۔

(2)..... آپ نے مزید فرمایا ہے: ”مہدی ان کا نام نہیں، لقب ہے بمعنی ”ہدایت یافتہ۔“

یعنی اُمت کو ان کے دور میں جن اُمور کی ضرورت ہوگی اور جو چیزیں اس کی کامیابی اور برتری کے

لیے ضروری ہوں گی اور پوری روئے زمین کے مسلمان بے تحاشا قربانیاں دینے کے باوجود محض

ان چند چیزوں کے نہ ہونے کی وجہ سے کامیاب نہ ہو رہے ہوں گے، [اُمت کو کامیابی اور برتری



کے لیے کن چیزوں اور اُمور کی ضرورت ہوگی؟ [حضرت مہدی کو قدرتی طور پر ان کا ادراک ہوگا۔]  
[کیا قرآن و حدیث میں مسلمانوں کے ہر مسئلے کا حل موجود نہیں ہے؟ اور کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ پوری دنیا کے تمام مجاہدین ان تمام صفات سے عاری ہیں جن کی بدولت وہ کامیابی حاصل کر سکیں؟] اور وہ ان کوتاہیوں کی تلافی اور ان چند صفات کو بآسانی اپنا کراؤمت کے لیے مثالی کردار ادا کریں گے اور وہ کچھ چند سالوں میں کر لیں گے جو صدیوں سے مسلمانوں سے بن نہ پڑ رہا ہوگا۔  
[کیا اس تحریر اور اس حدیث شریف میں تضاد نہیں ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری اُمت میں سے ایک جماعت قیامت تک مسلسل حق پر قیام کرتی رہے گی (اور) غالب رہے گی۔“]

(3)..... حضرت مہدی کو حرمین میں تلاش کرنے والے سات علماء میں سے علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے ہاتھ پر 310 سے کچھ افراد نے بیعت کر رکھی ہوگی یا سب سات علماء کے ہاتھ پر مجموعی طور پر 310 سے کچھ اور افراد نے بیعت کر رکھی ہوگی؟ کیونکہ آپ نے ایک جگہ تحریر فرمایا ہے: ”حتیٰ کہ وہ سات علماء جو دنیا کے مختلف حصوں (ممکنہ طور پر پاکستان و افغانستان، ازبکستان، ترکی، شام، مراکش، الجزائر، سوڈان) سے حضرت مہدی کی تلاش میں آئے ہوں گے اور ہر ایک کے ہاتھ پر تین سو دس سے کچھ اور افراد نے بیعت کر رکھی ہوگی۔“ جبکہ آگے ایک پیرا گراف میں لکھا ہے: ”اسی طرح یہ سات علماء بھی ان کی جستجو میں بے چین و بے تاب ہوں گے۔ ان کے ساتھ موجود تین سو کے لگ بھگ افراد بھی دنیا بھر سے ان کی تلاش میں حرمین پہنچ چکے ہوں گے۔“

(4)..... ”1940ء میں ایک امریکی سائنسدان نکولا ٹیسلا نے ”Deathray“ ایجاد کرنے

کا اعلان کیا۔“ یہ ”Deathray“ کیا ہے؟

(5)..... ”جب حضرت مہدی کی یورپی عیسائیوں سے جنگ ہوگی، اس میں حضرت کے

ساتھ بارہ ہزار کے قریب مجاہد ہوں گے۔“

کیا خراسان کے لشکر کے افراد بھی اس لشکر میں شامل ہوں گے یا ان کی تعداد علیحدہ ہوگی؟



(6)..... ”متحدہ یورپی فوج کا 9 لاکھ 60 ہزار کا لشکر یورپ کے دروازہ قسطنطنیہ (استنبول) سے گزر کر شام کی سرزمین پر آیا ہوگا۔“

اس فقرے میں شام کی موجودہ جغرافیائی حدود بیان کی گئی ہیں یا وہ حدود جو اسلام کے ابتدائی زمانے میں تھیں؟ اگر وہی تھیں تو اُس زمانے کے ملک شام میں کون کون سے ممالک یا علاقے شامل تھے؟

(7)..... ”جب تم دیکھو کہ خراسان کی جانب سے سیاہ جھنڈے نکل آئے تو اس لشکر میں شامل ہو جاؤ، چاہے تمہیں اس کے لیے برف پر گھسٹ کر (کراٹنگ کر کے) کیوں نہ جانا پڑے، کہ اس لشکر میں اللہ کے آخری خلیفہ مہدی ہوں گے۔“

اس حدیث شریف میں سیاہ جھنڈوں کا جو ذکر کیا گیا ہے وہ حقیقتاً سیاہ ہوں گے یا محاورتا؟ یعنی کیا اس میں سیاہ جھنڈوں سے مراد کالی پگڑیوں کو لیا گیا ہے یا حقیقتاً سیاہ جھنڈے؟

(8)..... آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ظہورِ مہدی کے آٹھویں سال دجال ظاہر ہوگا اور اسی سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ مشہور حدیث شریف کے مطابق جب دجال نکلے گا تو زمین پر چالیس دن رہے گا۔ پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا ایک مہینے کے برابر اور تیسرا ہفتے کے برابر ہوگا۔ بقیہ 37 دن عام دنوں کے برابر ہوں گے۔

پوچھنا یہ ہے کہ کیا احادیث میں اس کی تعیین ملتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خروجِ دجال کے پہلے دن نازل ہوں گے، دوسرے دن، تیسرے دن یا بقیہ 37 دنوں میں سے کسی دن؟

(9)..... سورج کا اپنے غروب کے مقام سے طلوع ہونا، دجال کا ظہور اور زمین کے جانور کا نمودار ہونا۔ کیا یہ تینوں واقعات حدیث شریف میں بیان کردہ ترتیب کے مطابق نمودار ہوں گے یا ظہورِ دجال سے پہلے سورج اپنے غروب کے مقام سے طلوع ہوگا یا ظہورِ دجال سے پہلے زمین کا جانور نمودار ہوگا؟

(10)..... ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا: ”کیا تم نے کسی



ایسے شہر کے متعلق سنا ہے جس کے ایک جانب خشکی اور دوسری جانب سمندر ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا: ”جی ہاں! یا رسول اللہ!“ فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ بنی اسحاق کے 70 ہزار افراد اس شہر کے لوگوں سے جہاد نہ کر لیں۔“

اس حدیث شریف میں کس شہر کا تذکرہ کیا گیا ہے؟

(11)..... ”جب تم دیکھو کہ خراسان کی جانب سے سیاہ جھنڈے نکل آئے تو اس لشکر میں شامل ہو جاؤ، چاہے تمہیں اس کے لیے برف پر گھسٹ کر (کرا لنگ کر کے) کیوں نہ جانا پڑے، کہ اس لشکر میں اللہ کے آخری خلیفہ مہدی ہوں گے۔“

اس جملے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مہدی کا ظہور خراسان کے لشکر میں ہوگا، جبکہ پہلے آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مہدی کا ظہور بیت اللہ شریف میں ہوگا؟ اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا خراسان کی جانب سے نکلنے والا لشکر حضرت مہدی سے مدینے میں جا کر مل جائے گا یا یہ لشکر ہندوؤں اور ارتدادی فکر کے شکار نام نہاد مسلم حکمرانوں کے خلاف ہندوستان میں ہی جہاد کرے گا؟

(12)..... ”فجر کی نماز کی پابندی نہیں ہو رہی (یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا وقت ہے) یا عصر کی جماعت کا اہتمام نہیں (یہ یہودیوں کے کٹی خاتمے کا وقت ہے)۔“

اگر ہم موجودہ زمانے کو دیکھیں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فجر کی نماز میں اتنے نمازی نہیں ہوتے جتنے کہ نماز جمعہ میں ہوتے ہیں اور عصر کی جماعت کا اہتمام بھی نہیں ہو رہا، بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کفار کی محنت رنگ لارہی ہے اور لوگ دین سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ تو کیا اس سے یہ سمجھنا چاہیے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے پہلے ہی وہ تمام مسلمان ختم ہو جائیں گے جو نماز جیسے فرض کی پابندی نہیں کرتے یا تمام لوگ نماز کی ادائیگی کا اہتمام کرنے لگیں گے؟

(13)..... حضرت مہدی کے لشکر کے جن تین گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے یعنی بھاگ جانے والا ایک تہائی لشکر، شہید ہونے والا ایک تہائی لشکر اور فتح حاصل کرنے والا ایک تہائی لشکر، کیا ان تین گروہوں اور حضرت کے مقابلے میں آنے والے نام نہاد مسلمانوں کے علاوہ بھی مسلمانوں



میں سے لوگ ہوں گے جو غیر جانبدار رہے ہوں اور جنہوں نے جنگ میں حصہ ہی نہ لیا ہو؟ ان کے بارے میں احادیث میں کوئی وضاحت ہے کہ ان کا کیا حشر ہوگا؟ کیا ان کا شمار کفار میں ہوگا یا وہ مؤمنوں میں شمار کیے جائیں گے؟

(14)..... ”احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے زمانے میں نام نہاد مسلمانوں کا ایک طبقہ اور ہوگا جو حضرت کا ساتھ چھوڑ کر بھاگنے والوں سے بھی زیادہ بد بخت ہوگا۔ وہ اسلام کا دعوے دار ہونے کے باوجود حضرت کے مخالفین میں سے ہوگا اور اسے اللہ تعالیٰ ساری دنیا کی آنکھوں کے سامنے دردناک عذاب میں گرفتار کرے گا۔ وہ زندہ جسموں کے ساتھ زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو آج کل کے سب سے بڑے فتنے یعنی ”فکری ارتداد“ کا شکار ہو چکے ہوں گے اور ان کا سربراہ ”عبداللہ سفیانی“ نامی شخص ہوگا۔“

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:

”تو جناب من! شراب و زنا کو حلال اور سود و جوئے کو جائز سمجھنے والے اور سنت نبوی کو حقیر جاننے والے وہ بدنصیب روشن خیال ہوں گے جو حضرت مہدی کی تلوار کا شکار ہوں گے۔ یہی فکری ارتداد کا انجام ہے۔ یہ لوگ جانوروں کی طرح ذبح کیے جائیں گے۔ آج کل خنجر سے ذبح کی خبریں بہت آتی ہیں۔ حضرت مہدی ان کے سردار سفیان نامی شخص کو ایک چٹان پر بکری کی طرح ذبح کر دیں گے۔“

اس سے پہلے ایک جگہ ان سے حاصل ہونے والے مالِ غنیمت کا بھی تذکرہ ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ لوگ زندہ جسموں کے ساتھ زمین میں دھنسا دیے جائیں گے تو مسلمان ان کے ساتھ بغیر جنگ کیے ان کا مال، مالِ غنیمت کے طور پر کیسے حاصل کریں گے؟ اور وہ لوگ جانوروں کے جیسے کس طرح ذبح کیے جائیں گے؟

ان دونوں پیرا گراف میں تضاد کیوں ہے؟

(15)..... ”خراسان پاکستان اور افغانستان کے چند علاقوں پر مشتمل علاقے کا قدیم



جغرافیائی نام ہے۔“

اس میں پاکستان کے کون کون سے علاقے اور افغانستان کے کون کون سے علاقے شامل ہیں؟

(16)..... ”حضرت دانیال علیہ السلام کی اس پیش گوئی کے جس حصے سے ہمیں دلچسپی ہے وہ یہ ہے: ”شمالی بادشاہ کی جانب سے فوجیں تیار کی جائیں گی اور وہ محترم قلعے کو ناپاک کر دیں گی۔ پھر وہ روزانہ کی قربانیوں کو چھین لیں گی اور وہاں نفرت کی ریاست قائم کریں گی۔“

”اور افواج اس کی مدد کریں گی اور وہ محکم مقدس کو ناپاک اور دائمی قربانی کو موقوف کریں گے اور اجاڑنے والی مکروہ چیز نصب کریں گے۔ اور وہ عہد مقدس کے خلاف شرارت کرنے والوں کو برگشتہ کرے گا لیکن اپنے خدا کو پہچاننے والے تقویت پا کر کچھ کر دکھائیں گے۔“ (تورات: ص 846..... دانیال: ب 11، آیت: 31-32)

ان دو فقروں سے تو یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ اسرائیلی افواج مسجد اقصیٰ پر قابض ہو جائیں گی۔ کیا واقعی ایسا ہی ہوگا اور کیا حضرت مہدی علیہ السلام اس کے بعد ظاہر ہوں گے؟ یا پیش گوئی کے اس حصے میں بھی یہود و نصاریٰ نے تحریف کر دی ہے؟

(17)..... حدیث شریف میں جو ”ماوراء النہر“ سے ”حارث حراث“ (کسان) کے چلنے کا تذکرہ کیا گیا ہے تو یہ علاقہ کہاں واقع ہے؟ اور اس میں کون کون سے ممالک آتے ہیں؟ کیا خراسان کو ہی ”ماوراء النہر“ کہتے ہیں یا یہ کوئی اور علاقہ ہے؟

(18)..... ”حضرت مہدی کے ساتھی وہی ہوں گے جو آخری وقت تک ساری دنیا کی مخالفت و ملامت کی پروا کیے بغیر جہاد کی بابرکت سنت پر ڈٹے رہیں گے۔“

خدارا! احساس کیجیے کیا موجودہ حالات کے تناظر میں جہاد کے ساتھ ”سنت“ کا لفظ استعمال کرنا درست ہے یا اس پر ”فرض“ کا اطلاق ہوتا ہے؟

(19)..... نفرت کی ریاست کے 23 سو سال بعد قیام کے متعلق جو پیش گوئی ہے تو ان



سالوں کا شمار سکندر اعظم کے ایشیا فتح کرنے سے ہی کیوں ہوتا ہے؟ اور شارحین اس کی کیا توجیہ بیان کرتے ہیں؟

(20)..... ”مسیحیات“ کی پہلی قسط ”مسیحا کا انتظار“ میں ہے: ”دجال حضرت مہدی اور ان کے ساتھ موجود فاتحین یورپ و عیسائیت مجاہدین کو سخت مشقت میں ڈال چکا ہوگا؟“

یہاں صرف فاتحین یورپ و عیسائیت ہی کیوں؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت مہدی خروج دجال سے پہلے صرف عیسائیوں سے جنگ کریں گے اور یہودیوں کے ساتھ ان کا کوئی معرکہ نہیں ہوگا؟ کیا عیسائیوں کے ساتھ ہونے والی ان جنگوں میں یہودی عیسائیوں کا ساتھ نہیں دیں گے؟

(21)..... ”مسیحیات“ کی دوسری قسط ”بیچ کی کڑی“ میں لکھا ہے: ”وہ آخری بار اردن کے علاقے میں ”افیق“ نامی گھاٹی پر نمودار ہوگا۔ مسلمانوں اور دجال کے لشکر کے درمیان جنگ ہوگی اور جب مسلمان نماز فجر کے لیے اٹھیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے سامنے نازل ہو جائیں گے۔“

جبکہ ”مسیحیات“ کی تیسری قسط ”قیامت کب آئے گی؟“ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ٹھیک اس وقت خاص طور پر مسیح ابن مریم کو بھیجے گا کہ جب دجال ایک نوجوان کو مار کر زندہ کرنے کا تماشا دکھا رہا ہوگا۔ جبکہ اسی قسط میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جانب مشرق میں سفید مینارے (یاد مشق کے مشرقی دروازہ پر سفید پل) کے پاس نازل ہوں گے۔

”دجالیات“ کی دوسری قسط ”دجال کا شخصی خاکہ“ میں ہے کہ مسلمان شام کے ”جبل دخان“ کی طرف بھاگ جائیں گے۔ وہاں فجر کی نماز کے وقت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے موضع نزول کی ان روایات میں اختلاف کیوں ہے؟

(22)..... ”دجال کے ساتھ اصفہان کے ستر ہزار یہودی ہوں گے جو ایرانی چادریں

اوڑھے ہوئے ہوں گے۔“



کیا ایران میں اتنے بڑی تعداد میں یہودی آباد ہیں؟ یا ایرانی لوگ یہودیت قبول کر لیں گے؟ یا پھر یہاں 70 ہزار سے عربی محاورے کے مطابق کثیر تعداد مراد لی گئی ہے؟

(23)..... زیرو پوائنٹ میں آپ نے لکھا ہے: ”حدیث شریف میں آتا ہے تین واقعات ایسے نمودار ہوں گے جو ایک دوسرے کے بعد رونما ہوں گے اور پھر فارغ وقت والوں کے پاس بھی وقت نہ رہے گا۔“ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب یہ تین باتیں رونما ہوں گی تو پھر کسی ایسے شخص کا ایمان لانا اس کو فائدہ نہ دے گا جس نے پہلے ایمان قبول نہیں کیا تھا یا اس نے اپنے ایمان سے کوئی خیر کام نہیں کیا تھا: (1) جب سورج اپنے غروب ہونے کے مقام سے طلوع ہونا شروع کر دے گا۔ (2) دجال نمودار ہوگا۔ (3) اور زمین کا جانور نمودار ہوگا۔“ (صحیح مسلم)

اس حدیث شریف سے ظاہر ہو رہا ہے کہ خروج دجال کے ساتھ ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا جبکہ ”قارئین کی نشست“ میں ”پیش گوئیاں، ہیكل سلیمانی، عیسائی حضرات کا ایک بے ٹکا سوال“ کے عنوان کے تحت آپ نے وضاحت کی ہے کہ دجال کی ہلاکت کے بعد قرب قیامت میں زمین کی محوری گردش رُک جائے گی پھر متضاد سمت میں گھومے گی۔ اس کے بعد توبہ کے دروازے بند ہو جائیں گے۔ (یعنی دجال کی ہلاکت کے بعد) ان دونوں باتوں میں تضاد کیوں ہے؟

(24)..... ”کفر کا زور ٹوڑ رہا ہے نہ کفریات کا غلبہ ختم ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ محض کسی جبری اور اہل قائد کا نہ ہونا ہے۔“

کیا اس فقرے سے قائد مجاہدین امیر المؤمنین مولانا محمد عمر مجاہد دامت برکاتہم اور طالبان کی جہاد کے لیے اور مہاجر مجاہدین کے لیے دی گئی عظیم الشان قربانیوں کو زک نہیں پہنچ رہی؟ کیا یہ فقرہ یہ تاثر نہیں دے رہا کہ موجودہ زمانے میں بھی کوئی اہل قائد مجاہدین کو میسر نہیں؟

(25)..... ”ان کو یقین تھا کہ اگر شکست ہوئی تو سلطان ان کو چھوڑ کر بھاگے گا نہیں۔ اگر فتح ہوئی تو اس کے فوائد سلطان خود ہر گز نہیں سمیٹے گا، بلکہ یہ سارے ثمرات و نتائج اسلام کی جھولی میں جائیں گے۔ اگر آج کی قیادت اپنے کارکنوں کو یہ یقین دلا دے تو خدا کی قسم! کایا پلٹنے میں اتنے



ہی دن لگیں گے جتنے قائد کو اپنی بے نفسی اور اسلام کے لیے فتائیت ثابت کرنے میں لگتے ہیں۔“  
اس فقرے سے بھی یہ تاثر ملتا ہے کہ دنیا بھر میں جاری جہادی تحریکوں اور طالبان کی قیادت اپنے مقصد میں مخلص نہیں ہے حالانکہ امیر المؤمنین مولا محمد عمر مجاہد دامت برکاتہم نے صرف ایک مہاجر مجاہد کو کفار کے حوالے نہ کرنے کے لیے پوری سلطنت چھوڑ دی۔ آپ کی رائے کے مطابق مجاہدین کی ناکامی کی وجہ ان کی قیادت میں خلوص کا فقدان ہے جبکہ میری ناقص رائے کے مطابق جب تک مسلمان کفار کے لیے استعمال ہوتے رہیں گے (چاہے وہ مسلم ممالک کے حکمران ہوں یا عوام الناس) اس وقت تک فتح کا تصور بھی محال ہے۔ میرے اپنے مشاہدے کے مطابق افغان مجاہدین کو پہنچنے والے نقصانات میں سے 90 فیصد سے بھی زیادہ حصہ ان نام نہاد پاکستانی اور افغانی مسلمانوں کا ہے جو طالبان کے خلاف جاسوسی کرتے ہیں اور شمالی اتحاد کے وہ مسلمان فوجی جو نیٹو افواج کی حفاظت کرتے ہیں۔ اگر یہ کفار نما مسلمان بیچ سے ہٹ جائیں اور لشکرِ کفار کی اعانت نہ کریں تو نیٹو افواج افغانستان میں ایک ہفتے کے اندر اندر شکست سے دوچار ہو کر اپنا پورا یا بستر لیٹنے پر مجبور ہو جائیں گی۔

آخر میں عرض ہے کہ آپ نے اپنے مضمون میں بہت گاڑھی اُردو اور مشکل اصطلاحات استعمال کی ہیں جسے عام پڑھا لکھا آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ خاص کر صوبہ سرحد اور بلوچستان کے باشندے تو سمجھنے میں اور بھی مشکل محسوس کرتے ہیں، اس لیے اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان مضامین کی کتابی شکل میں اس طرح تسہیل کر لیں کہ خیالات کی روانی میں بھی فرق نہ آئے اور عام قاری بھی اس سے استفادہ کر سکے۔ نہیں تو کم از کم کتاب کے آخر میں ”بچوں کا اسلام“ کی طرح فرہنگ دے سکتے ہیں تاکہ کم پڑھے لکھے افراد بھی فرہنگ میں معنی دیکھ کر مفہوم سے مستفید ہو سکیں۔

والسلام

خلیل الرحمن، ٹانک

الجواب:



1- آپ اس جملے کا مطلب نہیں سمجھے۔ یہ جملہ ایک مخصوص طبقے کے اس نظریے کی تردید کے لیے تھا جس کے مطابق حضرت مہدی آج سے صدیوں پہلے پیدا ہو چکے تھے پھر کسی غار میں پوشیدہ ہو گئے اور پھر قرب قیامت میں ظہور کریں گے۔ اس جملے کو یوں بنا دینا چاہیے: ”وہ پیدا ہو کر روپوش نہیں ہوئے بلکہ عام انسانوں کی طرح پیدا ہوں گے۔“ باقی ان کے وقتِ ظہور کی بڑی علامات دنیا بھر کے مسلمانوں کے گرد گھیرا تنگ ہوئے جانا اور چند ایک مسلمانوں کا کفر کے خلاف ڈٹے رہنا اور اُمت کی فکر رکھنے والے دردمند مسلمانوں کا بارگاہِ الہی میں کسی قائدِ جری کے ظہور کی دعائیں درداور لگن سے مانگنا ہے۔ جب فتنہ اتنا بڑھ جائے کہ عام قائدینِ جہاد اور مصلحینِ وقت علماء کے بس میں نہ رہے اور سب مل کر کسی تتبع سنت قوی التأثير روحانی و جہادی شخصیت کی دل کی گہرائیوں سے تمنا کرنے لگیں تب ان کا ظہور ہوگا۔ واللہ اعلم۔

2- اس تحریر اور حدیث شریف میں تضاد نہیں، توافق و تائید ہے۔ مسلمانوں کی جو جماعت حق کی خاطر قتال کرتی رہے گی حضرت مہدی اس کے امیر ہوں گے اور یہ جماعت جو قربانیاں دے رہی ہوگی، وہ ان کو نتیجہ خیز بنا کر فتح و نصرت سے سرفراز ہو کر خلافتِ اسلامیہ قائم کریں گے۔ ان کے ظہور سے پہلے مسلمانوں کو جس کامل درجے کی اتباع شریعت، اتحاد و اتفاق اور دلوں کی حسد و بغض، کینہ و عناد سے مکمل تطہیر کی ضرورت ہوگی، وہ حضرت مہدی کی اصلاح و تربیت اور صحبت و تاثیر کے ذریعے حاصل ہو جائے گی۔ یہ وہ چند چیزیں ہیں جن کی عملاً کمی آپ کے ظہور سے پہلے ہر مسلمان محسوس کر رہا ہے۔ باقی نظریاتی طور پر دین مکمل ہے، بس اسے مکمل طور پر اپنانے کی ضرورت ہے۔

2- غالب امکان علیحدہ علیحدہ سات علماء کے ہاتھ پر مخلصین کی بیعتِ جہاد اور استقامت حتی الموت کا ہے۔ دنیا میں جہاں جہاں اصلاح و جہاد کی تحریکیں چل رہی ہیں، جو اہل علم و صلاح ان کی قیادت کر رہے ہیں اور جو مجاہد و مریدان کے ساتھ ڈٹے ہوئے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ یہ سعادت عطا کرے گا کہ بالآخر ان کی طاقت، صلاحیت اور قربانیوں کی برسات جمع ہو کر جس پر نالے میں



اکٹھی ہو کر بہے گی، وہ حضرت مہدی کے قدموں پر گر رہا ہوگا۔

4- یہ موت کی شعا عیں ہیں۔ دراصل برمواد ڈرائی اینگل میں جو تیز ترین مقناطیسی شعا عیں کارفرما ہیں، یہودی سائنس دان ان کو جمع کرنے اور حسب منشا استعمال کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ یہ شعا عیں اگر کسی انسان کے بس میں آ جائیں تو ان سے حیرت انگیز کام لیے جاسکتے ہیں جن کو محولہ بالا مضمون میں بیان کیا جا چکا ہے۔ یہودیت کے چوٹی کے دماغ اس روئے زمین پر ان شعا عوں کی طاقت کو سب سے مؤثر ترین اور مہلک ترین ٹیکنالوجی سمجھتے ہیں۔ حتیٰ کہ دجال کے خروج کے اعلان کو انہوں نے ان کے حصول پر موقوف کر رکھا ہے۔ وہ اس کے حصول میں جزوی طور پر کامیاب ہو چکے ہیں اور جس دن وہ اس میں خاطر خواہ کامیابیاں حاصل کر لیں گے، دجال کے خروج اور بزعم خود دنیا پر بے تاج بادشاہی اور ناقابل چیلنج اقتدار کا اعلان کر دیا جائے گا۔

5- ظاہر تو یہی ہے کہ یہ افراد اس لشکر کا اہم ترین عنصر ہوں گے۔

6- اس زمانے میں شام کی حدود میں آج کے چار ملک شامل تھے: (1) موجودہ شام (2) اردن (3) فلسطین (4) لبنان۔ آخری زمانے کے اہم ترین واقعات اسی خطے میں پیش آئیں گے جو ان چار ملکوں پر مشتمل ہے۔

7- اصل تو یہ ہے کہ ہر لفظ سے اس کا حقیقی معنی مراد لیا جائے، جب تک مجازی معنی کا قرینہ نہ ہو حقیقی معنی ہی مراد ہوگا۔ سیاہ جھنڈے کا حقیقی معنی تو سیاہ علم ہی ہے، کالی پگڑیاں اضافی شعار یا ثانوی مماثل علامت ہو سکتی ہیں۔

8- احادیث میں آتا ہے کہ جب دجال اپنے عروج کی آخری حد پر ہوگا اور مسلمانوں کو فلسطین کی ایک گھاٹی ”آئین“ میں محصور کر کے ان پر آخری وار کی سوچ رہا ہوگا، ان دنوں ایک رات مسلمان آپس میں یہ طے کریں گے کہ صبح ”فتح یا شہادت“ کے لیے آخری حملہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی وصیتیں ایک دوسرے کو لکھوا کر موت پر بیعت کریں گے اور اپنا اضافی سامان ملکیت سے نکال کر ”زندگی یا موت“ کی جنگ لڑنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ ان کی اس جانبازی کی



برکت سے اس دن صبح فجر میں حضرت عیسیٰ مسیح اللہ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کو تسلی دیں گے اور انہیں ساتھ لے کر جہاد شروع کریں گے۔ دجال انہیں دیکھ کر بھاگے گا اور نمک کی طرح پگھلے گا۔ بالآخر بے مثال ذلت اور رسوائی کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا پہلا دن فتنہ دجال کا آخری دن ہوگا یعنی چالیسواں روز۔ واللہ اعلم بالصواب۔

9-..... یہ دو چیزیں فتنہ دجال بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اور قیامت کے قریب کے آخری دنوں کی ہیں۔ اس لیے ان کو ”علاماتِ قریبہ“ کہا جاتا ہے۔

10- یہ موجودہ استنبول کا نام ہے جو ایشیا و یورپ کا سنگم ہے۔ یورپی یونین یہیں سے ارضِ اسلام یعنی جزیرۃ العرب اور حجاز و شام وغیرہ کا رخ کرے گی۔ اس شہر کو ساتویں ہجری میں عثمانی حکمران سلطان محمد فاتح نے فتح کر کے خود کو نبوی بشارت کا حقدار ٹھہرایا تھا اور اب آخری وقت میں اسلام و کفر کے اس سنگم پر دوبارہ معرکہ عظیم لڑا جائے گا۔

11- یہ سوال اکثر لوگ کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس لشکر میں اللہ کے خلیفہ مہدی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسی لشکر کے امیر ہوں گے اور یہ لشکر انہی کے حکم سے انہی کا ساتھ دینے کے لیے جا رہا ہوگا۔ اگرچہ وہ خود اس میں اس وقت نہیں ہوں گے لیکن یہ لشکر جا کر جب ان سے بیعت کرے گا تو ان کی اصل طاقت یہی لشکر ہوگا۔ اسی میں کی ایک جماعت ہند کے متکبر حکمرانوں کے دماغ سے پاکستان کو فتح کرنے کا سودا نکال باہر کرے گی اور یہی لشکر ”عالمی طاغوتی تکنون“ (امریکا، برطانیہ، اسرائیل) اور اس کے ہمنواؤں سے پوری انسانیت کی طرف سے انتقام لے گا۔ ان شاء اللہ!

12- عام لوگ تو ان نمازوں میں بہت زیادہ سستی کر رہے ہوں گے اور خواص مجاہدین ان کی پوری پابندی کرنے کی برکت سے راہِ راست پر قائم رہتے ہوئے جہاد کا علم بلند رکھیں گے۔

13- اس وقت جو لوگ اس جہادِ عظیم سے لاتعلق رہیں گے وہ وہی لوگ ہوں گے جو موجودہ



میڈیا کی فراہم کردہ معلومات کو حرفِ آخر سمجھنے کی بنا پر فتنہ دجال کا شکار ہو چکے ہوں گے۔ زمین پر اس وقت کا عظیم ترین جہاد ہو رہا ہوگا اور وہ جادو بیان ”اینکر پرسن“ کے جھانسنے میں آ کر اس کے قائل نہ ہوں گے یا قائل ہوتے ہوئے بھی اس پر عامل نہ ہوں گے۔ ان کا حکم وہی ہوگا جو فتنہ دجال اور دجالی پروپیگنڈے کا شکار ہو کر جہاد کو دہشت گردی سمجھنے والوں کا ہے۔ یعنی وہ اگر فریضہ جہاد کے نظریاتی طور پر منکر ہوں گے تو ایمان سے محروم ہوں گے اور عملی طور پر تارک ہوں گے تو سخت گنہگار ہوں گے۔

14- اس گروہ کا ہر اول دستہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ سے لڑنے جائے گا، وہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا، جو پیچھے رہ جائیں گے وہ حضرت اور ان کے مجاہدین کے ہاتھوں اپنے سربراہ سمیت قتل ہوں گے اور ان کا مال غنیمت تبرک کی طرح تقسیم ہوگا۔

15- جغرافیائی طور پر تو پورا افغانستان بشمول پاکستان کا صوبہ سرحد اور قبائلی علاقے نیز وسط ایشیا کے ممالک اس میں آئے ہیں۔ باقی گرد و پیش یعنی بقیہ ملکوں، صوبوں اور شہروں سے بھی خوش نصیب افراد اس میں شریک ہوں گے۔

16- مسجد اقصیٰ میں نمازوں کا موقوف ہونا شدید جنگ کی بنا پر بھی ہو سکتا ہے اور اسرائیلی افواج کی طرف سے عارضی بندش کی بنا پر بھی۔ بہر حال یہ القدس پر تسلط کے لیے جاری دجالی مہم کا نکتہ عروج ہوگا اور اسی ”فلپش پوائنٹ“ سے کرۂ ارض تنور کی طرح گرم ہو کر تیسری اور شدید ترین جنگ عظیم کا نظارہ کرے گا۔

17- ”ماوراء النہر“ کا لفظ دو لفظوں پر مشتمل ہے۔ ”ماوراء“ کے معنی پیچھے اور ”النہر“ دریا کو کہتے ہیں۔ ”ماوراء النہر“ کا معنی ہوا: دریا کے پیچھے۔ اس دریا سے دریائے آمو مراد ہے جس کے اُری طرف افغانستان اور پرلی طرف تین ممالک متصل ہیں۔ تاجکستان، ازبکستان، ترکمانستان۔ ان تین کے ساتھ وسط ایشیا کے بقیہ ممالک کرغیزستان، قازقستان اور آذربائیجان، چیچنیا، جارجیا اس نہر سے متصل نہیں لیکن نہر کے پار ہی واقع ہیں۔ خراسان کا اطلاق دریائے آمو کے اس طرف واقع



افغانستان پر بھی ہوتا اور اُس طرف واقع ان وسط ایشیائی ممالک پر بھی ہوتا ہے۔

18- جہاد اسلام کی اہم عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حکم پر عمل کر کے دکھایا ہے۔ اس اعتبار سے یہ ”فرض“ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے لازم کیا ہے اور اس اعتبار سے اسے ”سنت“ کہا جاتا ہے کہ یہ نبی علیہ السلام کا مبارک طریقہ ہے۔ دونوں لفظ اپنی جگہ درست ہیں۔ سنت کہنے کا مطلب ”فرضیت کا انکار“ نہیں، بلکہ اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منسوب کر کے اس کی حیثیت کو مقدس و متبرک ثابت کرنا ہے۔ ”دجال“ نامی کتابی سلسلے کا لفظ لفظ اس پر گواہ ہے۔

19- اس وقت دنیا میں مختلف کیلنڈر رائج تھے۔ اس تاریخ کے آغاز کے لیے جس کیلنڈر کے ساتھ موافقت بیٹھتی، وہ سکندر اعظم کی فتح کے دن سے شروع ہونے والا کیلنڈر ہے۔

20- یہودیوں نے ہمیشہ دیوار کے پیچھے سے دوسروں کے کندھے پر بندوق رکھ کر لڑا ہے۔ عیسائیوں کے جذبات برا بیچتے کر کے انہیں مسلمانوں سے لڑوانا اور دنیا کو صلیبی جنگوں کا تحفہ دینا یہودیت کی قدیم انسانیت کش روایت ہے۔ آخر زمانے میں بھی ایسا ہوگا کہ وہ عیسائیت کو متحد کر کے مغربی دنیا کو مسلمانوں کے مقابلے میں لائے گی اور جب مسلمانوں کے ہاتھوں عیسائیت نڈھال ہو کر ادھ موٹی ہو جائے گی اور خود مسلمان بھی تھکے ماندے اور جنگ کی تباہ کاریوں سے متاثر ہو چکے ہوں گے تب یہودی موقع غنیمت جان کر دجال کے خروج کا اعلان کر دیں گے اور اس کی قیادت میں پوری دنیا پر حکومت کا خواب آنکھوں میں سجائے میدان میں آجائیں گے۔ اس وقت مسلمان سخت مشقت میں ہوں گے اور یہودیوں کے ساتھ ”آرمی گاڈون“ کی وادی میں ”معرکہ عظیم“ برپا کریں گے۔ اس سے پہلے یہودیوں کے ساتھ جھڑپیں تو چلتی رہیں گی مگر زوردار معرکہ اس کے بعد ہی ہوگا۔

21- ان روایات میں اختلاف نہیں، تعبیر کا فرق ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی جانب سفید مینارے کے پاس نازل ہوں گے اور پھر وہاں موجود مجاہدین کے ساتھ ”افیق“ نامی



گھاٹی کی طرف روانہ ہوں گے جہاں دجال نے مجاہدین کو محصور کر رکھا ہوگا۔ ان دنوں دجال کی جادو آمیز سائنسی ٹیکنالوجی عروج پر ہوگی اور وہ لوگوں کو مار کر زندہ کرنے کے شعبہ دے دکھا کر اپنی خدائی تسلیم کروانے کی آخری کوششوں میں مصروف ہوگا۔ الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی جگہ متعین ہے البتہ نزول کے وقت آگے پیچھے متعدد واقعات ہو رہے ہوں گے۔ کسی حدیث میں ایک کو بیان کیا گیا ہے کسی میں دوسرے کو۔

22- ہاں! ایران میں اصفہان کے قریب ”یہودیہ“ نامی علاقے میں بڑی تعداد میں اصلی اور کٹر قسم کے یہودی آباد ہیں۔ یہ وہ یہودی ہیں جو فلسطین سے اس وقت جلا وطن ہو کر یہاں آئے تھے جب ان کی شامت اعمال کے نتیجے میں ان پر عراق کے بادشاہ ”بخت نصر“ کی شکل میں عذاب مسلط ہوا۔ یہ لوگ یہاں کے بڑے تاجر شمار ہوتے ہیں اور ایرانی معاشرے میں ان کا اچھا خاصا اثر رسوخ ہے۔ پچھلے دنوں انہوں نے اسرائیل کے قومی دن کے موقع پر اسرائیل کے حق میں زبردست اجتماع کیا جس کی تصویر ہم نے اخبار میں چھاپی تھی۔ یہ لوگ نسلی اعتبار سے خالص یہودی ہیں۔ ان میں غیر یہودیوں کے خون کی آمیزش نہیں ہوئی اور جو جتنا خالص اور متعصب یہودی ہوگا وہ دجال کے اتنا ہی قریب ہوگا۔

23- توبہ کا دروازہ اس دنیا کے بالکل آخری دنوں میں (اینڈ آف ٹائم) بند ہوگا۔ خروج دجال اس سے پہلے کا واقعہ ہے۔ متذکرہ بالا سوال کا جواب اسی کتاب میں تفصیل سے دیا گیا ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ تسلی ہو جائے گی۔

24- اس فقرے کا مقصد عالمی سطح پر ایسے قائد کی ضرورت اور جب وہ ظاہر ہو جائے تو اس کی مکمل اطاعت کی ترغیب دلانا ہے جو اپنی ہمت و جرات سے کفر کا زور ختم کر کے پورے کرہ ارض پر خلافت اسلامیہ قائم کرے گا۔ اس کا مطلب ان لوگوں کی قربانیوں کا انکار ہرگز نہیں جو اس کے ظہور سے پہلے حکم الہی کو زندہ کرنے کے لیے عظیم ترین قربانیاں پیش کر رہے ہوں گے۔ آپ انہی سطروں سے آگے کی چند سطریں پڑھ لیتے تو آپ کو یہ غلط فہمی نہ ہوتی۔ پوری کتاب میں جا بجا جن لوگوں کی



قربانیوں کو سلام پیش کیا گیا ہے، ان سے صرف نظر کرتے ہوئے ایک مبہم جملے کو سیاق و سباق سے کاٹ کر کسی اور معنی میں لینا قرین انصاف نہیں۔

25- نہیں ہرگز نہیں! اس تاثر کی نفی پوری کتاب کر رہی ہے اور پوری کتاب اس چیز کی گواہی دے رہی ہے کہ کالے جھنڈے والے وہ خوش نصیب لوگ جو آخر زمانے کے متبع سنت اور جری و شجاع قائد کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے، یہ وہی لوگ..... یا ان بلند مرتبہ لوگوں کی باقیات..... ہوں گے جنہوں نے آج تنہا، بے سروسامانی کے عالم میں پوری دنیا کی ان چالیس سے زیادہ حکومتوں کا بے جگری سے سامنا کیا ہے جو طاغوتِ اعظم کی چھتری تلے اللہ کے نور کو مٹانے آئی تھیں۔ اور نہ صرف سامنا کیا ہے بلکہ عقل و جرات اور تدبیر و شجاعت کا ایسا بے مثال مظاہرہ کیا ہے جس نے دنیا کی تاریخ بدل ڈالی ہے۔ ان خدامست بوریا نشینوں نے نام نہاد ماہرین کے تمام اندازے غلط کر دکھائے ہیں، اور دنیا کو قربانی و ایثار کے ایسے ایمان افروز اور روح پرور نظارے دکھائے ہیں کہ اہل ایمان کے مرجھائے ہوئے دل پھر سے کھل اُٹھے ہیں، ان کے حوصلوں کو تازہ و لولہ اور ایمانی جوش نصیب ہوا ہے اور پورے عالمِ اسلام کو ہی نہیں، پورے عالمِ انسانیت کو سامراجی استعمار کے چنگل سے نکلنے کی کرن دکھائی دینے لگی ہے۔ یہ دنیا کے وہ عظیم اور سعادت مند لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ایمانی غیرت اور حکمت و بصیرت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے دور کی یاد تازہ کر دی ہے اور قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے کردار کی وہ جھلک دنیا پرستوں اور کم حوصلہ لوگوں کے سامنے پیش کی ہے جس نے کتابوں میں مذکور ایمانی کیفیات اور تاریخ میں نصرتِ الہی پر مشتمل فتوحات کو عملی صورت میں مجسم کر کے آنکھوں کے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ باقی جہاں تک کچھ مسلمانوں کا کفار کے لیے استعمال ہونے کی بات ہے تو یہ بجائے خود ایک تاریخی المیہ ہے۔ جہاد ایسا فریضہ ہے جو غیروں کے ظلم و ستم اور اپنوں کے جور و جفا کے باوجود ہر حال میں جاری و ساری رکھنا لازم ہے۔ یہ ایک جہدِ مسلسل ہے، عملِ پیہم ہے، وفا و ایثار کا لازوال اظہار ہے۔ قربانی اور خلوص کی لافانی مثال ہے۔ اس کا جھنڈا جب تک بلند ہے، مسلمانوں کے سر بلند ہونے کی ضمانت باقی ہے، لہذا ہم سب



نے مل کر اسے جھنڈے کو اس وقت بلند رکھنا ہے جب تک اسلام اور مسلمان سر بلند نہیں ہو جاتے۔  
 جہاں تک اردو کے گاڑھے پن کی بات ہے تو کتاب کے نئے ایڈیشن میں چن چن کر مشکل الفاظ  
 کی جگہ آسان الفاظ رکھے گئے ہیں۔ گویا باقاعدہ تمام مضامین کی تسہیل کی گئی ہے۔ اگر آپ یا دوسرے  
 قارئین اب بھی مشکل محسوس کریں تو ایسے الفاظ کی نشاندہی فرمائیں۔ ان کے متبادل پر غور کر لیا جائے  
 گا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔





# مغرب کی گھڑی ہوئی فرضی شخصیات اور دجال

محترم مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ سے ایک سوال کرنا تھا۔ آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ دجال سپر مین یا ٹرمینیٹر قسم کا آدمی ہوگا۔ یہ تو مغربی دنیا کی تخلیق کردہ فرضی قسم کی مخلوقات ہیں جبکہ دجال تو پہلے سے پیدا شدہ ایک حقیقی مخلوق ہے۔ ان دونوں کا باہمی کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ اُمید ہے تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں گے۔

**الجواب:** دجال میں کچھ غیر معمولی قوتیں اور صلاحیتیں تو قدرتی طور پر ہوں گی کہ اسے اللہ نے پیدا ہی انسانوں کی آزمائش کے لیے کیا ہے اور کچھ صلاحیتیں اس میں مغرب کی تجربہ گاہوں میں مصروف کار فتنہ دماغ یہودی سائنس دانوں کی ان ایجادات کی بدولت ہوں گی جن کی مدد سے وہ اسے ”بادشاہِ عالم“ کی حیثیت سے کامیاب بنانے کے لیے دن رات کوشش کر رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ قدرتی صلاحیتوں اور مصنوعی پیوند کاریوں کے امتزاج سے اس کو ناقابلِ تسخیر بنانے کی کوشش کی جائے گی، مگر بالآخر مجاہدینِ اسلام کے لازوال جذبے اور پُر خلوص قربانیوں کی بدولت قومِ یہود کا سودی سرمایہ اور ان کے تھنک ٹینکس کا سازشی دماغ سب دھرا رہ جائے گا اور فتح ان اللہ والوں کی ہوگی جو بے سروسامان ہونے کے باوجود مغرب کی محیر العقول ترقی سے مرعوب ہونے اور ان کے سامنے جھکنے سے انکار کر کے دستیاب وسائل کو استعمال کرتے ہوئے محض اللہ رب العزت کے بھروسے پر شیطان اور اس کے کارندوں کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیں گے۔ واللہ اعلم

باقی یہ بات یاد رہے کہ سپر مین اور ٹرمینیٹر وغیرہ جیسی فرضی تخلیقات دجال کے خروج سے پہلے



انسانی ذہنوں کو ہموار کرنے اور اس کی شیطانی طاقت کے سامنے جھک کر مرعوب ہو جانے کے لیے گھڑی جاتی ہیں۔ اہل اسلام کو چاہیے کہ توحید باری تعالیٰ کا سبق بار بار دہراتے رہیں تاکہ اللہ رب العالمین کی ازلی وادبی صفات ان کے ذہن میں ایسی راسخ ہوں کہ پھر کوئی ان کو خوفزدہ یا مرعوب کر سکے، نہ کسی کی جھوٹی خدائی ان کو دھوکا دے سکے۔





## کاؤنٹ ڈاؤن

محترم مولوی شیر محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اللہ تعالیٰ زورِ قلم اور زیادہ کرے۔ پچھلے دنوں ایک کتابچہ بعنوان ”مسجد اقصیٰ، ڈیڑھ ارب مسلمانوں کا مسئلہ“ نظر سے گزرا جسے جناب حامد کمال الدین نے تصنیف کیا ہے۔ انہوں نے اس موضوع کا حق ادا کرنے کی پوری کوشش کی۔ مذکورہ کتابچے میں صفحہ نمبر 54, 53 میں مسجد اقصیٰ کی تولیت اور ملکیت کے یہودی دعویٰ کا مذہبی نکتہ نظر سے جواب دیا گیا ہے، مگر یہاں سے میرے ذہن میں ایک الجھن پیدا ہوئی جس کی وضاحت کے لیے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں۔ میرا سوال دو حصوں میں ہے۔ پہلا حصہ اس اقتباس سے متعلق ہے جو درج ذیل ہے:

”ارض مقدس پر یہود کے ’آبائی حق‘ کے ضمن میں یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے، جو کہ اپنی جگہ بے انتہا اہم ہے، کہ آج دنیا میں جو یہودی پائے جاتے ہیں ان میں ”بنی اسرائیل“ کے یہود ایک نہایت چھوٹی اقلیت جانے جاتے ہیں اور قیادت کے منصب پر بھی قریب قریب کہیں فائز نہیں۔ آج کے یہود کی اکثریت اشکنازی Ashkenazi کہلاتی ہے جن کے آباء خز Khazarians ہیں۔ انہی کو ”کوکیشین“ Caucasians بھی کہتے ہیں (قوقاز سے نسبت کے باعث)۔ یہ نیلی آنکھوں اور سنہرے بالوں والی گوری اقوام ہیں جو کبھی بحیرہ خزر کے مغربی جانب خطہ قوقاز میں آباد تھیں اور کوئی دسویں اور گیارھویں صدی عیسوی (چوتھی اور پانچویں صدی ہجری) میں جا کر داخلِ یہودیت ہوئیں، بعد ازاں یہ ہنگری، پولینڈ اور ماسکو میں جا کر بیٹھیں اور پھر رفتہ رفتہ پورے یورپ میں پھیل گئیں اور ہر جگہ میڈیا، معیشت اور سیاست کے جوڑ توڑ پر اجارہ قائم کر لینے کی حیرت



انگریز استعداد دکھانے لگیں۔

ان کو کوئی ایسی شیطانی قوت حاصل تھی کہ جہاں گئے وہیں پر پتلیاں نچانے لگے۔ علاوہ ازیں دنیا کے ملحد ترین مفکر اور فلسفی انہی نے پیدا کیے۔ چونکہ یہ اقوام زیادہ تر اور خاصا طویل عرصہ پولینڈ میں رہی تھیں اس لیے کسی وقت Poland of Jews بول کر بھی یہ سب کی سب اقوام مراد لے لی جاتی ہیں۔ بہر حال یہودیوں کے اندر نسلی طور پر یہ بالکل ایک نیا عنصر ہے۔ یہودیت پر آج یہی گوری اقوام حاوی ہیں۔ دنیا کے اندر پائے جانے والے آج کے یہودیوں میں 80 فیصد یہود، اشکنازی (گورے یہودی) ہیں اور یہود کی باقی سب کی سب اجناس ملا کر صرف 20 فیصد۔ باقی دنیا کی طرح بنی یعقوب علیہ السلام بھی جو کہ تاریخی طور پر اصل یہود ہیں، انہی اشکنازی (غیر بنی اسرائیلی) یہودیوں کے محکوم ہیں۔ اکثریت بھی یہود کے اندر آج انہی کی ہے اور زور اور اقتدار بھی۔ اسرائیلی قیادت ہو یا امریکا اور یورپ میں بیٹھی ہوئی یہودی لابیوں ”بنی اسرائیل“ کا یہودی کہیں خال خال ہی ان کے مابین نظر آئے گا۔

یہاں سے یہ معاملہ اور بھی دلچسپ ہو جاتا ہے۔ ”گورے یہودیوں“ (جو کہ آج ان میں کی اکثریت ہے) کا ابراہیم علیہ السلام کے نطفہ سے دور نزدیک کا کوئی تعلق نہیں، ”سامی“ نسل سے ان کا کوئی واسطہ نہیں مگر ”سامی“ نسلیت کی سب ٹھیکیداری اور ”سامیت“ کے جملہ حقوق یورپ اور امریکا میں انہی کے نام محفوظ ہیں! کوئی ان یہود کے خلاف ایک لفظ تو بولے ”سام دشمنی“ Semitism-Anti کے الزامات کی لٹھ لے کر یہ اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں، حتیٰ کہ کسی وقت عدالت کے کٹھروں میں کھڑا کر لیتے ہیں۔ ہاروڈ ایسی جامعات سے لوگوں کو اس بنا پر خارج کروا دینے کے واقعات ہوئے ہیں۔ کسی کو ان کی حقیقت بیان کرنا ہی ہو تو بہت گھما پھرا کر بات کہنا ہوتی ہے تاکہ Semitism-Anti کے ”خطرناک“ دائرے میں نہ آنے پائے۔

آج کے دور کی سب سے بڑی جعل سازی اور نوسر بازی شاید اسی کو کہا جائے گا۔ پولینڈ، بلغاریا، ہنگری اور آسٹریا سے آئی ہوئی، تل ابیب کے عریاں ساحلوں پر پھرتی نیلی آنکھوں اور



سنہرے بالوں والی بکینی پوش گوریاں، جو ثقافتی ہی نہیں نسلی لحاظ سے بھی قطعی اور یقینی طور پر یورپ ہی کا پھیلاؤ ہیں اور یورپ ہی کی تلچھٹ، آج بیت المقدس پر ابراہیم علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے نسب کا حق مانگ رہی ہیں! اور ان کے اس ”آبائی حق“ کے لیے یہاں صدیوں سے آباد، ابراہیم کے طریقے پر اقصیٰ میں خدا کی عبادت کرنے والوں کو، مسجد خالی کرنے کے نوٹس دیے جا رہے ہیں۔ کیونکہ سرزمین مقدس پر ”کنعانیوں“ کا نہیں ”اولادِ ابراہیم“ کا حق ہے!!!“

اسے پڑھ کر مندرجہ ذیل سوال ذہن میں آتے ہیں۔

(1) یہ تمام چکر اور نسلی تقسیم (اسرائیلی اور غیر اسرائیلی) کیا معاملہ ہے؟ ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں کہ یہود بس یہود ہی ہوتے ہیں اور وہ ہمارے حق پر قابض ہیں اور یہ دنیا کی ارزل ترین قوم ہے جو اللہ کے غضب کی منتظر ہے۔ جیسا کہ احادیث میں ہے۔

(2) اسرائیلی اور غیر اسرائیلی یہودی کا پڑھ کر ذہن میں یہ آتا ہے کہ چونکہ فلسطین پر اصلی بنی اسرائیلی یہودی قابض نہیں بلکہ کوئی اور قوم جو بعد میں یہودی بنی، قابض ہے۔ یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ یہودی اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کرتے کیونکہ وہ صرف یہودی مال سے پیدا ہونے والے بچے کو ہی یہودی مانتے ہیں نہ کہ بذریعہ تبلیغ یہودی ہونے والے کو۔ تو وہ تمام احادیث نبوی جن میں یہودیوں پر آخری وقت میں نازل ہونے والے غضب کا ذکر ہے۔ ان غیر بنی اسرائیلی یہودیوں پر کیسے ان کا اطلاق ہو سکتا ہے؟

(3) اس اقتباس کو پڑھ کر یہ بھی ذہن میں آتا ہے کہ اصلی بنی اسرائیلی تو خود محکوم ہیں کسی اشکنازی یہودیوں کے۔ تو وہ تو خود قابلِ رحم ہیں۔ چہ جائیکہ ان کو قابض اور مغضوب گردانا جائے۔

(4) آج کل انٹرنیٹ پر تمام بڑی بڑی ویب سائٹس پر 21 دسمبر 2012ء کا کاؤنٹ ڈاؤن چل رہا ہے۔ کوئی اسے کسی ”جین مذہب“ میں ذکر کردہ Doms Day کہہ رہا ہے۔ تو بہت سے عیسائی حضرات اس سال کو Rapture کا سال کہہ رہے ہیں اور کچھ لوگ 2012ء کو 7 سالوں کے مجموعے یعنی 2012ء تا 2019ء کا آغاز سمجھ رہے ہیں۔ وہ ان 7 سالوں کو Jublie



Years کہتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ ان کا مسیح انہیں سات سالوں میں سے کسی سال آئے گا۔ کیا ان سب اندازوں کا مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب کی کتاب ”دجال“ میں ذکر کردہ دانیال علیہ السلام کے بیان کے ساتھ کوئی تعلق ہے جس میں ”نفرت کی ریاست“ کا اختتام..... یا..... اختتام کا آغاز 2012ء بتایا گیا ہے۔ اس کی رو سے حضرت مہدی کا وقت موعود بھی یہی ہو سکتا ہے۔ واضح رہے کہ اس وقت یورپ اور امریکا میں روزمرہ کے استعمال کی گئی اشیاء 2012ء کی پرنٹڈ تاریخ کے ساتھ فروخت کے نئے ریکارڈ قائم کر رہی ہیں۔ والسلام..... دانیال خالد، پشاور

جواب:

(1) ہر قوم کی طرح یہود میں بھی نسلی طبقات پائے جاتے ہیں بلکہ دوسری قوموں کی بہ نسبت کچھ زیادہ ہی پائے جاتے ہیں۔ یہ دوسری قوموں کو تو کمتر سمجھتے ہیں۔ آپس میں بھی ایک دوسرے پر نسلی تفاخر جتانے میں جاہلانہ تعصب کا بدترین مظاہرہ کرتے ہیں۔ بہر کیف! اس نسلی تعصب کے باوجود دونوں فلسطینی مسلمانوں سے زمین چھین کر انہیں ارض مقدس سے جلا وطن کر کے ان کی جگہ پر خود آباد ہو رہے ہیں اور یہاں کے اصلی باشندوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔ دونوں دجال کونجات دہندہ سمجھ کر اس کی آمد کے لیے راہ ہموار کر رہے ہیں اور اس کے لیے مسجد اقصیٰ کے انہدام کو ضروری سمجھتے ہیں۔ تمام جرائم میں یہ تمام نسلی طبقات برابر کے شریک ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی جو لعنت اور غضب یہود نامی قوم کے لیے مخصوص ہے، اس میں ان سب کا متوازن حصہ ہے۔

(2) یہودی ان کو اپنے نسلی تعصب کی بنا پر اگرچہ یہودی تسلیم نہ کریں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو ہر وہ شخص جو کسی مغضوب قوم کے ساتھ کھڑا ہو گا وہ بھی غضب کا مستحق ہو گا۔ آج یہ درجہ دوم کے یہودی اسرائیلی آبادی میں اضافے کا ذریعہ نہ بنیں اور فلسطینی مسلمانوں کی قبضہ کی ہوئی زمینیں چھوڑ دیں تو اصل قابض یہودی چند دن بھی فلسطینی مجاہدین کے سامنے نہ ٹھہر سکیں۔ لعنت شدہ قوم کو تقویت پہنچانے والا بھی ملعون ہے۔

(3) یہ لوگ اصل غاصبوں کے آلہ کار ہیں اور فلسطینی مسلمانوں کی بار بار تنبیہ کے باوجود اور



ان پر اپنی آنکھوں سے ظلم ہوتا دیکھنے کے باوجود یہ ظالموں کی طاقت میں اضافے اور ان کی مدد سے باز نہیں آتے۔ اس لیے جو حکم ان کے آقاؤں کا ہے وہی ان کا بھی ہے۔

(4) اصل بات یہ ہے کہ ہر مسلمان تمام گناہوں سے سچی توبہ کر کے اپنے آپ کو دین کی سربلندی کے لیے وقف کر دے۔ باقی یہ بات کہ کس سن میں کیا ہوگا؟ اسے عالم الغیب اور قادر مطلق پر چھوڑ دے۔ جن لوگوں کو اس تاریخ سے دلچسپی ہے، کیا انہوں نے اس تاریخ کو کسی اعتبار سے اہمیت دینے کے بعد قبر اور آخرت کی تیاری کی کوئی فکر کی؟ ظاہر ہے کہ نہیں کی۔ یہ حماقت ہے یا عقل مندی؟ یہ شریعت و سنت پر فدائیت ہے یا فتنہ زدگی؟ فتنے میں مبتلا ہونے کی علامت یہ ہے کہ انسان غیر مقصدی چیزوں کی کھوج لگائے اور مقصدی چیزوں کو سامنے ہوتے ہوئے بھی نظر انداز کیے رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم اور قلب سلیم عطا فرمائے۔ آمین





## تضاد یا غلطی؟

محترم مولوی شیر محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب کی تالیف کردہ کتاب ”دجال۔ کون؟ کب؟ کہاں؟“ نظر سے گزری۔ الحمد للہ! یہ کوشش قابل قدر ہے۔ پڑھ کر یہ معلوم ہوا کہ دنیا اپنی رنگینیوں کے ساتھ کس طرف جا رہی ہے اور ہم کہاں کھڑے ہیں؟ ان شاء اللہ یہ کتاب ہر پڑھنے والے کو متاثر کرے گی اور اللہ تعالیٰ، دجال کے شر سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اور ایمان پر خاتمہ عطا فرمائے۔ آمین

مفتی صاحب کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ کتاب میں صفحہ نمبر 87 اور 88 پر بادشاہ نبیو شانے زار کے خواب کی تشریح، جو حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمائی تھی کا ذکر کیا ہے، اس میں تھوڑا سا تضاد نظر آ رہا ہے جیسا کہ صفحہ نمبر 88 پر ہے۔ ”کیونکہ دنیا میں ایسی ریاست نہیں جو 2300 دنوں کے بعد قائم ہوئی اور محض 45 دن قائم رہنے کے بعد ختم ہوگئی ہو۔“ (1290-1235=45) یہاں جو حساب لگایا گیا ہے وہ صحیح نہیں۔ کیونکہ اگر 1290 سے 1235 کاٹ دیے جائیں تو 45 نہیں بلکہ 55 رہ جاتے ہیں۔ (1290-1235=55)

آگے چلیں تو لکھا ہے: ”چنانچہ نفرت کی ریاست کا قیام 333 قبل مسیح کے 2300 سال بعد ہوگا۔ (2300-333) اور یہ دجال اور گستاخ یہودیوں کے کلی خاتمے پر ختم ہوگا۔ پھر بعض محققین کا کہنا ہے کہ (1967+45=2012) کے فارمولے سے نفرت کی اس گنہگار مملکت کا اختتام یا اختتام کے آغاز کا زمانہ 2012ء کے آس پاس بنتا ہے۔ یہاں پر جو یہ فارمولا لکھا گیا ہے وہ غلط ہے کیونکہ میرے اندازے سے جو پچپن سال بنتے ہیں، اگر وہ 1967ء میں جمع کیے جائیں تو یہ



2020 بنتا ہے۔ (1967+55=2022)

نفرت کی یہ ریاست جون 1967ء میں قائم کی گئی ہے۔ اگر اس میں 55 جمع کیے جائیں تو یہ جون 2022 بنتا ہے۔ اگر یہ اس تاریخ پر اسلامی کلینڈر کے حساب سے دیکھا جائے تو یہ تاریخ کچھ اس طرح بنتی ہے: ”عیسوی: 11-06-2022۔ ہجری: 10-11-1443۔

اگر اس اسلامی تاریخ کو حدیث نبوی کی رو سے دیکھا جائے تو مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے حضرت مہدی کی عمر ظہور کے وقت تقریباً 40 سال ہوگی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کی شروعات میں ایک مجدد پیدا فرماتے ہیں جو اسلام کی قوت کا باعث بنتا ہے۔ ان احادیث سے یہ دو باتیں سامنے آتی ہیں۔

(1) حضرت مہدی کی عمر 40 سال ہوگی۔ (2) مجدد کی پیدائش صدی کی شروعات میں ہونی چاہیے۔ یہ دونوں باتیں 2022ء میں بظاہر پوری ہوتی نظر آتی ہیں نہ کہ 2012ء میں، کیونکہ 2012ء میں ہجری سال 1433ھ بنتا ہے۔

اس گفتگو سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ نفرت کی ریاست اسرائیل کے خاتمے کا آغاز ٹھیک 55 سال بعد جون 2022ء میں شروع ہوگا۔ اس کے بعد عنقریب ہی حضرت مہدی ظاہر ہوں گے۔ یہاں پر ایک اور حدیث مبارکہ کو بیان کرنا مناسب سمجھوں گا جو ”تیسری جنگ عظیم اور دجال“ میں صفحہ نمبر 60 پر ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے: ”واقعات کی ترتیب یہ ہے کہ آواز رمضان میں ہوگی اور معرکہ شوال میں ہوگا اور ذی قعدہ میں عرب قبائل بغاوت کر دیں گے۔ رہا محرم کا مہینہ تو محرم کا ابتدائی حصہ میری اُمت کے لیے آزمائش ہے اور محرم کا آخری حصہ میری اُمت کے لیے نجات ہے۔“

اگر آپ اس حدیث پر غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ یہاں جو حدیث مبارکہ میں پیش گوئیاں کی گئی ہیں: (1) آواز رمضان میں ہوگی (یہ تاریخ بنتی ہے): 1443-09-15ھ.....

18-04-2022ء۔



(2) معرکہ شوال میں ہوگا: 10-10-1143 ھ ..... 13-05-2022 ء

(3) ذی قعدہ میں عرب قبائل بغاوت کریں گے: 10-11-1143 ھ ..... 10-11-1143 ھ

11-06-2022 ء

(4) ذی الحجہ میں حاجیوں کو لوٹا جائے گا: 15-12-1443 ھ ..... 16-07-2022 ء

(5) حضرت مہدی کا ظہور: 10-01-1444 ھ ..... 09-08-2022 ء

(6) جہاد کی شروعات: 21-01-1444 ھ ..... 20-08-2022 ء

(7) محرم کا ابتدائی حصہ میری اُمت کے لیے آزمائش ہے یعنی محرم کی ابتدا میں جب حضرت مہدی ظاہر ہوں گے تو ان کی بیعت کرنا اور ان کے لشکر میں شامل ہونا ایک بڑی آزمائش ہے۔

(8) ”اس کا آخری حصہ میری اُمت کے لیے نجات ہے۔“ یعنی 21 محرم کو حضرت مہدی جہاد کا آغاز کریں گے اپنی کمان کے نیچے۔ اکیس محرم الحرام کو اگر کیلنڈر کے حساب سے دیکھیں تو یہ عیسوی تاریخ 20 اگست 2022 بنتا ہے۔ یہاں پر یہ بات غور طلب ہے کہ 20 اگست وہ تاریخ ہے جس دن مسجد اقصیٰ میں آتشزدگی کا ہولناک واقعہ پیش آیا تھا۔

اس ساری گفتگو سے یہ باتیں اخذ ہوتی ہیں: (1) نفرت کی ریاست 55 سال قائم رہے گی۔ (2) نفرت کی ریاست جون 1967ء میں قائم ہوئی اور پچپن سال بعد جون 2022 مطابق 5 ذی قعدہ 1443 ھ میں اس کے خاتمے کا آغاز ہوگا۔ (3) ظہور مہدی، محرم 1444ء مطابق اگست 2022ء میں ہوگا۔ (4) حضرت مہدی کے کمان کے نیچے کفار کے خلاف جہاد کی شروعات محرم 21، 1444 ھ مطابق 20 اگست 2022ء کو ہوگی۔ یاد رہے کہ 20 اگست وہ تاریخ ہے جس دن مسجد اقصیٰ کو 1969ء میں یہودیوں نے نذر آتش کیا تھا۔

حضرت مفتی صاحب سے التماس ہے کہ کتاب میں یہ تصحیح فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے

خیر عطا فرمائیں۔ آمین

والسلام..... کلیم اللہ میمن، خیر پور میرس



اعداد لکھنے میں کمپوزر کی غلطی کی وجہ سے یہ تضاد نظر آ رہا ہے۔ اصل میں یوں ہے:

1290-1335۔ اس صورت میں 45 سال ہی باقی بچتے ہیں نہ کہ پچپن۔ یہ غلطی صرف اعداد لکھنے ہی میں ہوئی ہے ورنہ اس سے پہلے کی عبارت دیکھنے سے کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔ کتاب کے نئے ایڈیشن میں اس غلطی کی اصلاح کی جا چکی ہے۔ آپ کا اور ان تمام قارئین کا شکریہ جنہوں نے اس طرف توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت نصیب فرمائے، اپنے اور اپنی مرضیات اور نبی علیہ السلام کی ہدایات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔





## اے خدا! محفوظ فرما فتنہ دجال سے

امتحان لینا نہ یارب بندہ بدحال سے  
اے خدا! محفوظ فرما فتنہ دجال سے

کیوں نہ اس کے شر سے بچنے کی دعا کرتے غلام!  
جب پناہ آقا ﷺ نے مانگی فتنہ دجال سے

اُس برائی سے رہیں گے دہر میں محفوظ وہ  
جو مزین خود کو فرمائیں گے نیک اعمال سے

اس لیے صہیونیوں نے کی ہیں سب تیاریاں  
شاد ہونا چاہتے ہیں اس کے استقبال سے

ایک مغضوب علیہم، دوسرا ہے ضالین  
شاد ہے عیسائیت صہیونیت کے مال سے

آج دنیا کو بنانا چاہتے ہیں بریغمال  
کل تلک دنیا میں تھے جو ہر طرف پامال سے

اہل حق سے مسجد اقصیٰ کی یہ فریاد ہے  
اب کریں آزاد مجھ کو قبضہ دجال سے

گلشن سرکار ﷺ کی تزمین کیجے عمر بھر  
مال سے اعمال سے افعال سے اقوال سے

عالمی دجالی ریاست، ابتدا سے انتہا تک

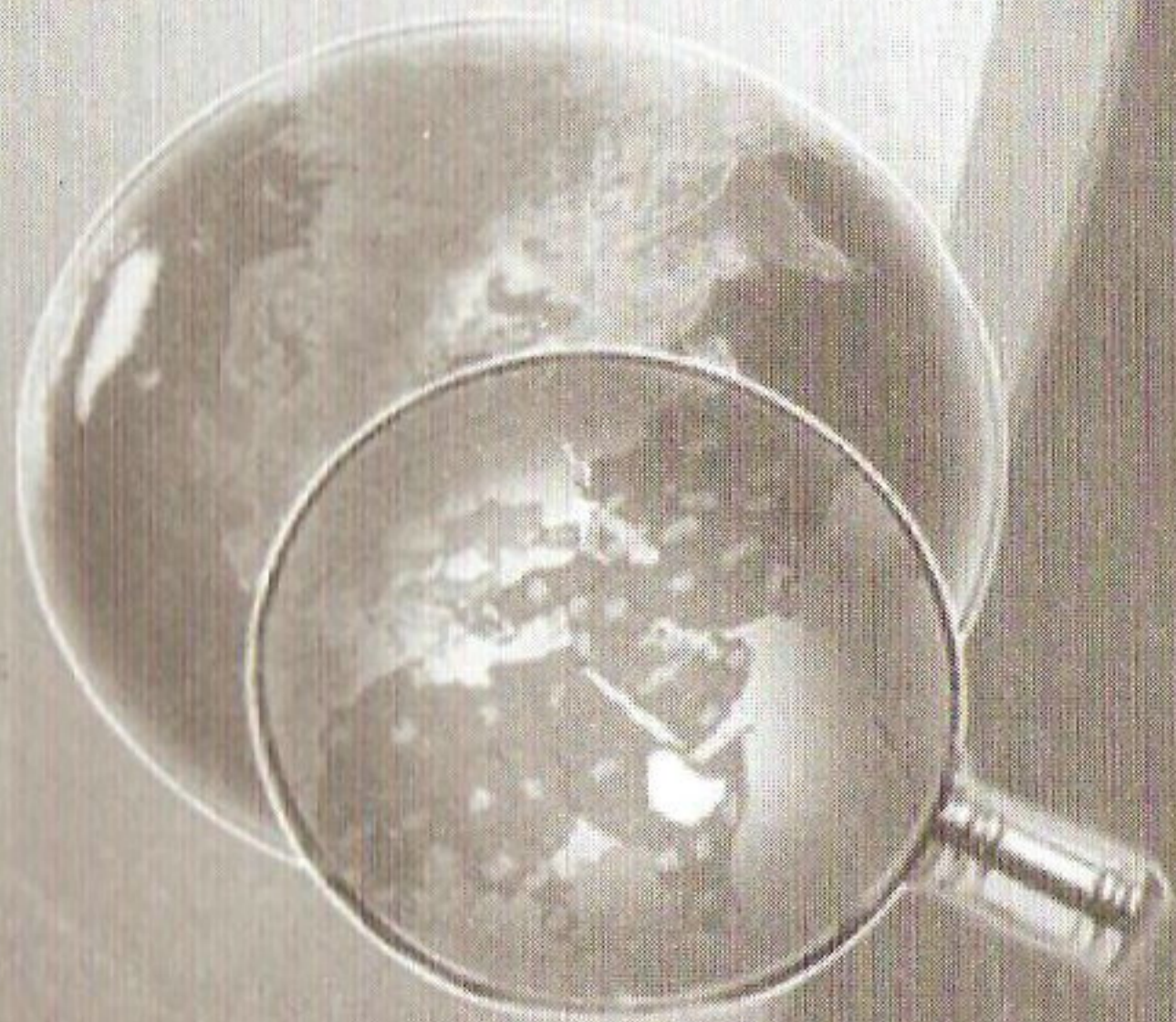
بولبابہ کے لبالب جام نے کی لب کشائی  
قوم کو واقف کیا دجالیت کے جال سے

کرگسوں کی مردہ خوری پر لگیں گی قدغنیں  
اس لیے خائف ہیں وہ شاہین کے اقبال سے  
آثر جونپوری

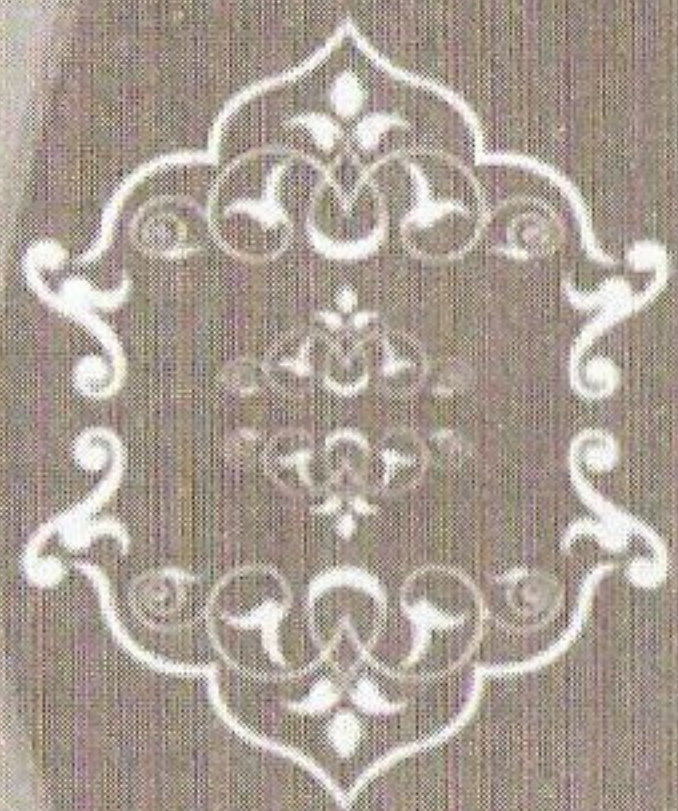




# اُمّتِ مسلمہ کے نام



مفتی ابوالحسن علی Nadwi



ملنے کے پتے

پاکستان کے تمام مشہور کتب خانوں سے دستیاب ہے

رابطہ: 0313-9264214



نظر ثانی شدایدیشن

# آداب فتویٰ نویسی



فتویٰ نویسی کے رہنما اصول و آداب، شامیہ کا تعارف  
اور اُس کی کتابیات و شخصیات کے تذکرے کے ساتھ

مفتی ابوبکر شامی رضوی



ملنے کے پتے

پاکستان کے تمام مشہور کتب خانوں سے دستیاب ہے

رابطہ: 0313-9264214



# مالِ کبریا کی تحفہ

مفتی ابوبشیر شاہ قاسمی

السعید  
0313-9264214

ملنے کے پتے

پاکستان کے تمام مشہور کتب خانوں سے دستیاب ہے

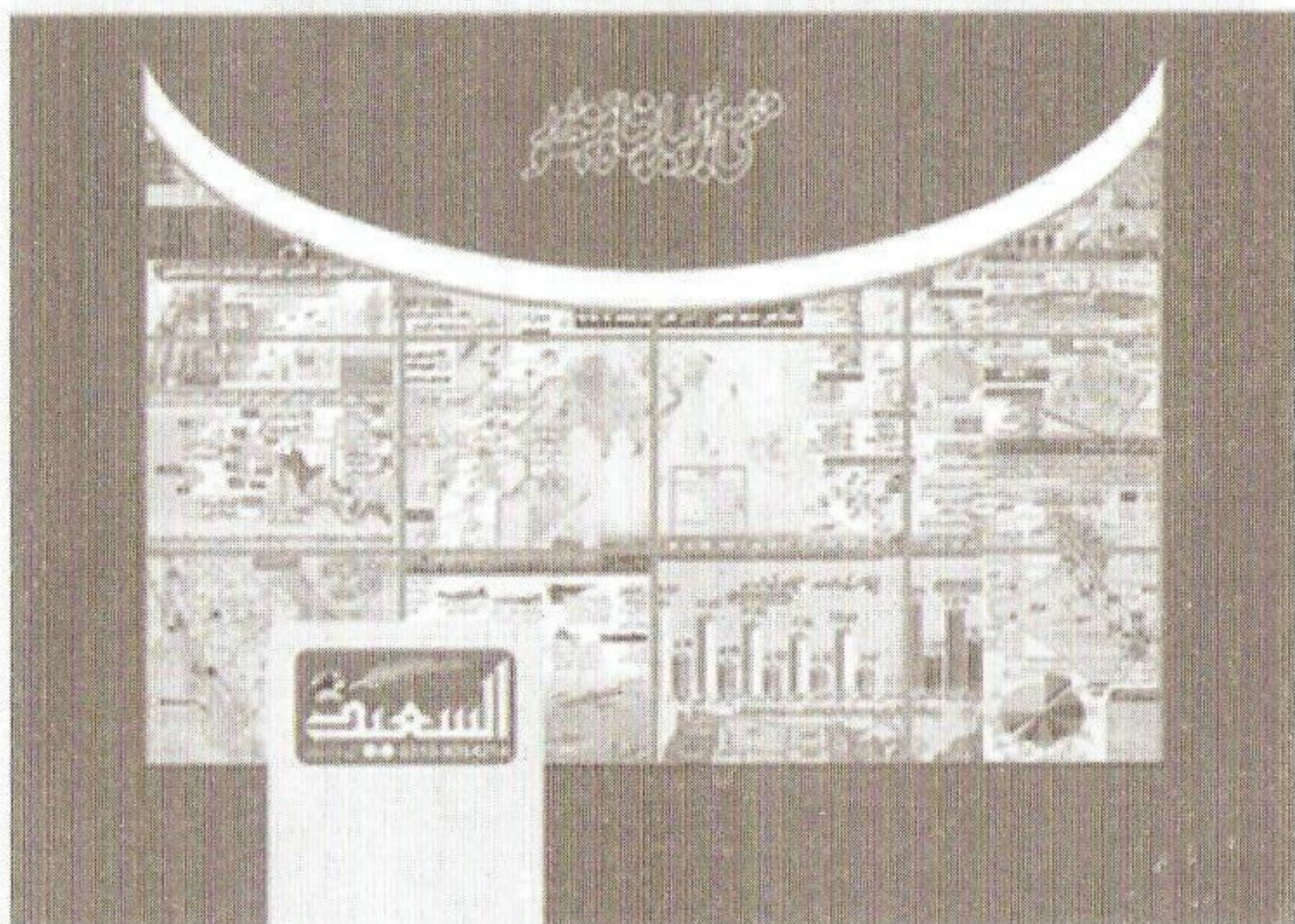
رابطہ: 0313-9264214



فنون و روایات



# جولہ فتنہ

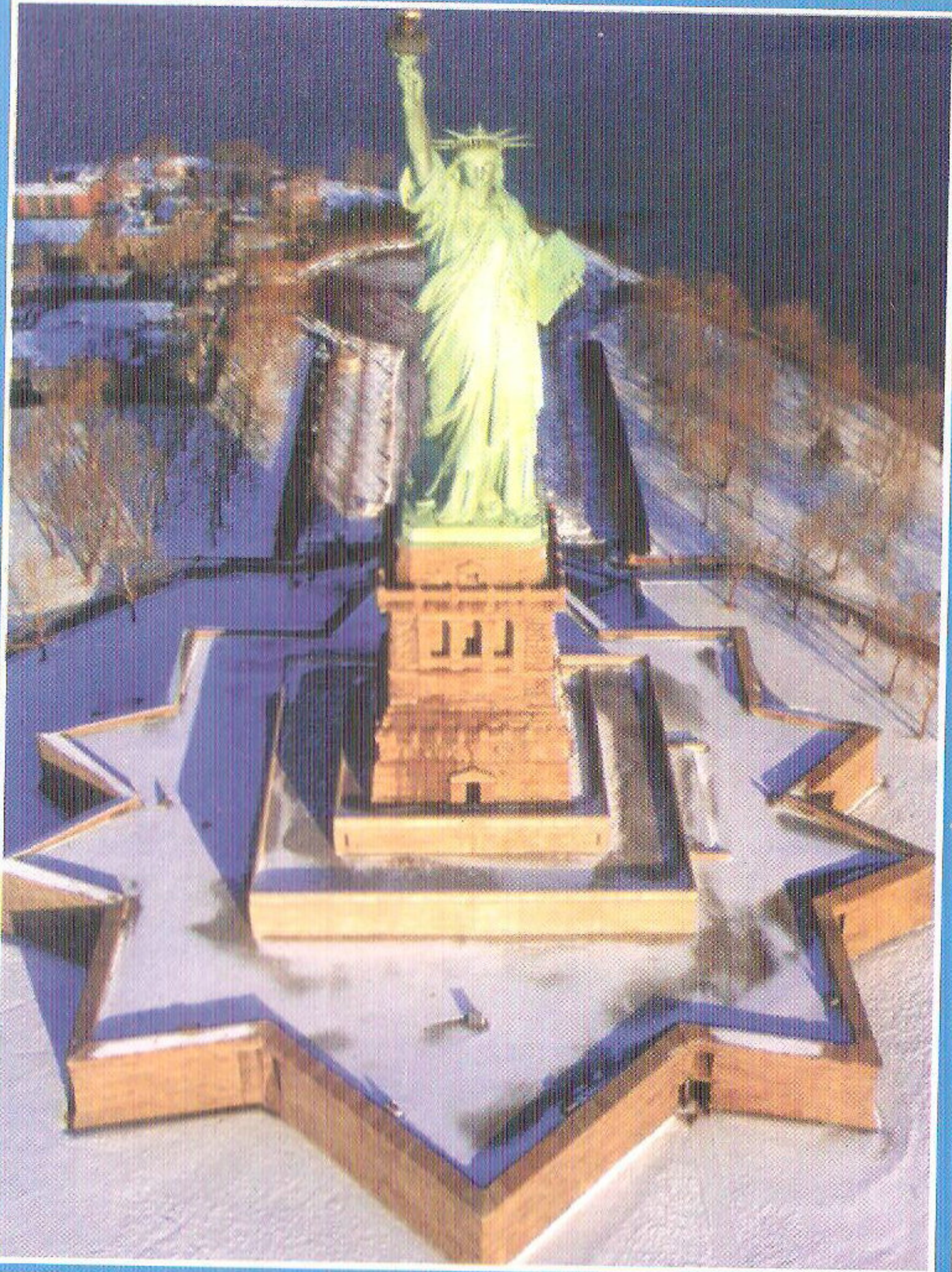


ملنے کے پتے

پاکستان کے تمام مشہور کتب خانوں سے دستیاب ہے

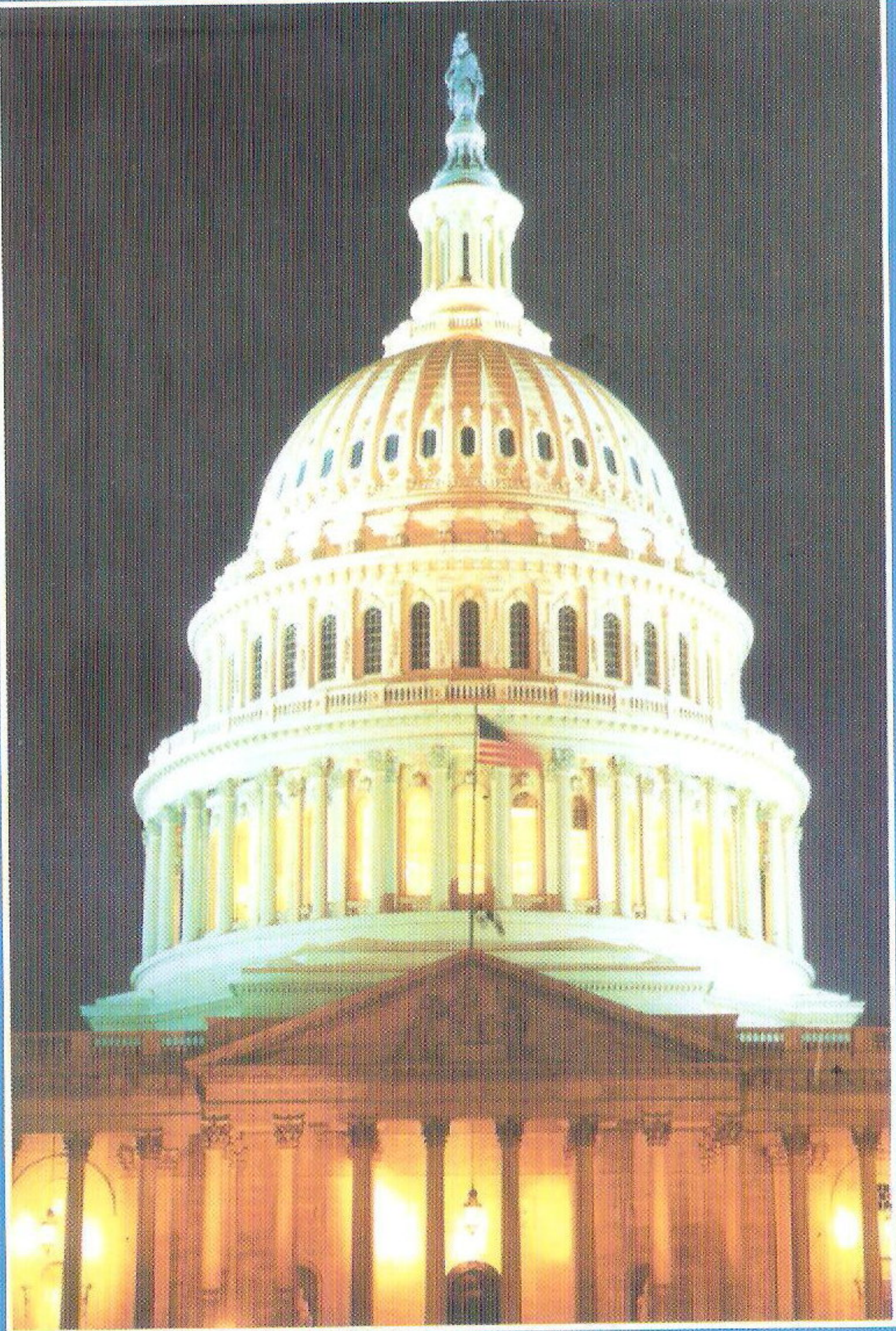
رابطہ: 0313-9264214





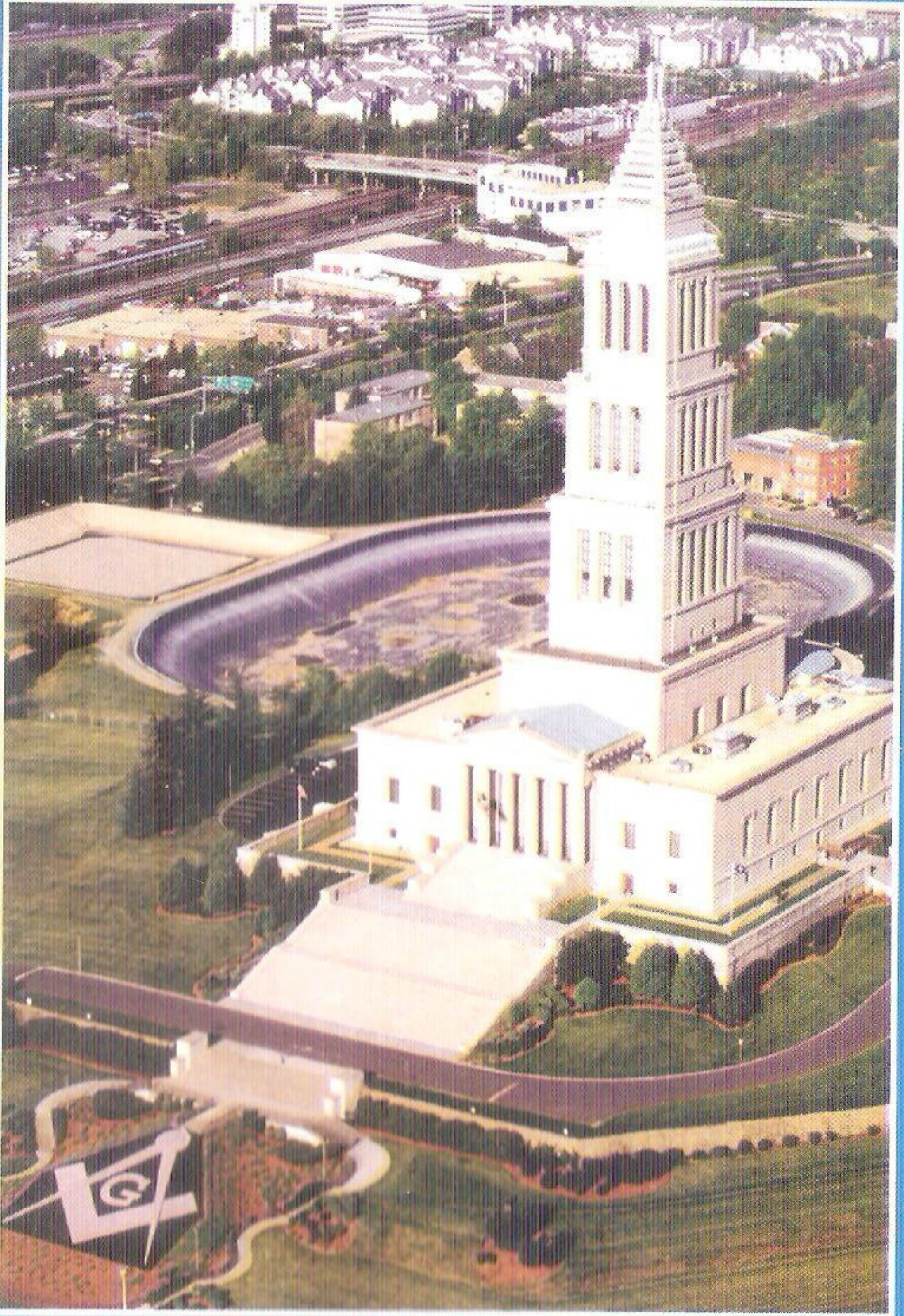
امریکا کا مجسمہ آزادی۔ جس کے ڈیزائن اور تعمیر میں فری میسن کی دجالی علامات انتہائی نمایاں ہیں۔ یہ مجسمہ آزادی برطانویوں سے آزادی کی یادگار نہیں، خدا سے آزادی کی یادگار ہے۔ 5 اگست 1884ء کو نیویارک میں فری میسنز کے گرینڈ ماسٹر ویلم رے بروڈی نے اس عمارت کا سنگ بنیاد فری میسنری کی مکمل رسوم و روایات کے ساتھ رکھا۔ مجسمہ کی تعمیر بھی ایک فری میسن فریڈرک آگسٹے بارتھولڈی کا کارنامہ قرار دیا جاتا ہے۔ آج بھی مجسمہ آزادی کی یادگاری لوح پر اسکوائر اور کمپاس کا معروف میسونک نشان لاکھوں سیاہوں کو مجسمہ کی تخلیق اور تنصیب میں فری میسنری کے کردار سے آگاہ کرتا ہے۔ لوح یادگار پہ گرینڈ لاج، گرینڈ ماسٹر اور ڈپٹی گرینڈ ماسٹر کے نام صاف طور پر درج ہیں۔





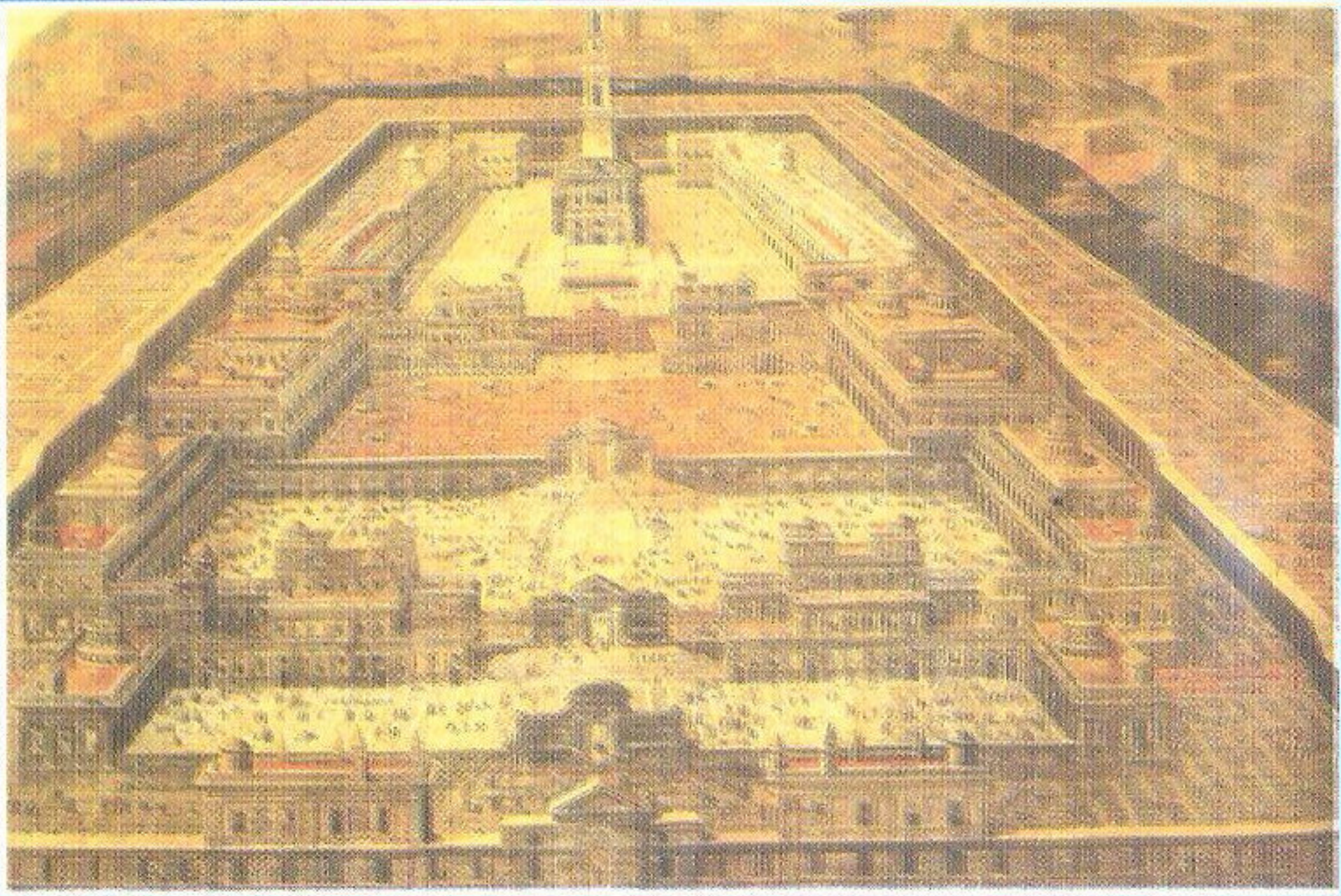
وائٹ ہاؤس: واشنگٹن ڈی سی کی کپٹل بلڈنگ امریکا کی ایک علامتی عمارت ہے۔ اس کی تعمیر اور اس کا ڈیزائن دجال کی تنظیم فری میسن نے کیا تھا۔ یہاں موجود خفیہ دجالی حکومت کی زیر نگرانی وہ فیصلے کیے جاتے ہیں جو کرۂ ارض پر دجال کی جھوٹی خدائی کی راہ ہموار کر سکیں۔





جارج واشنگٹن کے نام سے موسوم یادگاری مشنری عمارت۔ جس کا انتساب امریکا کے پہلے صدر جارج واشنگٹن کی طرف 12 مئی 1932ء میں کیا گیا۔ اس عمارت میں دجال کی نمائندہ تنظیم فری مسنری کی مختلف علامتیں جا بجا پائی جاتی ہیں اور اسے فری مسنری کے ”آزاد عوامی و مذہبی اور مرتب حکومت“ کے تصور کی علامت کے طور پر جانا اور مانا جاتا ہے جو اس امر کی علامت ہے کہ امریکا دجال کی حقیقی ریاست کے قیام سے پہلے عبوری دجالی ریاست ہے۔



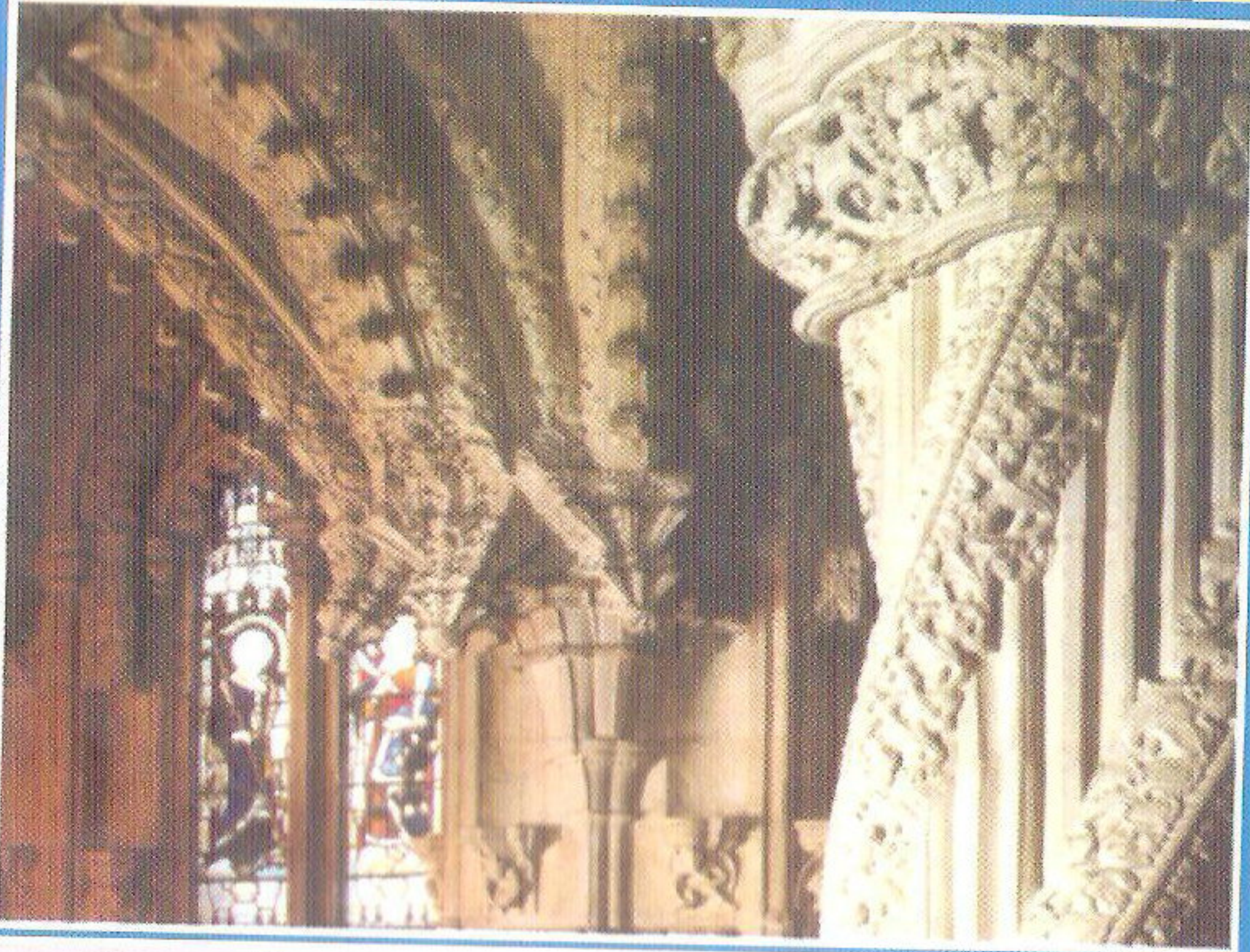


ہیکل سلیمانی کے مختلف تصوراتی خاکے معروف ہیں۔ اوپر دیا گیا ماڈل سب سے مکمل اور جامع تصور کیا جاتا ہے۔ یہودی تصورات کے مطابق یہ برائی کے نمائندے ”دجال اکبر“ کا قصر صدارت ہوگا جہاں بیٹھ کر وہ ساری دنیا پر راج کرے گا۔



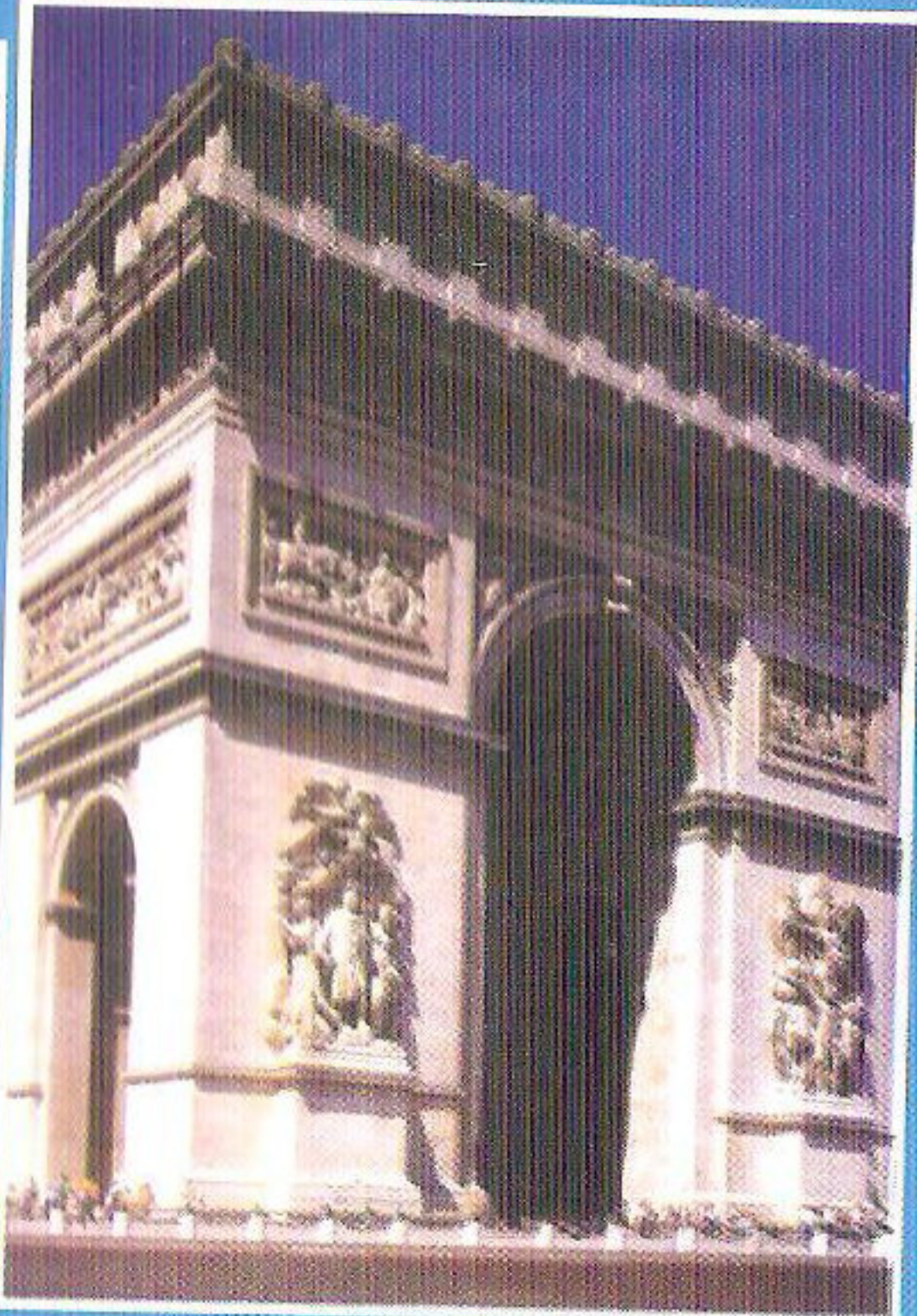
جادو ٹونا، سفلی عملیات، ستاروں کی چالوں پر یقین رکھنا اور ان کی مدد سے زائچے تیار کر کے ناجائز عملیات کرنا سخت ترین گناہ ہے۔ ان کاموں کے ذریعے درحقیقت یہودی جادوئی علم ”قبالہ“ کے طلسماتی چکر کو باقاعدہ منصوبے کے تحت دنیا بھر میں فروغ دیا جا رہا ہے۔ تصویر میں اس کی عکاسی کی گئی ہے۔





یروشلم میں 15 ویں صدی سے روز لین چپیل، نائٹس ٹیمپلر اور جدید فری میسنری کا مضبوط تعلق ہے۔ دی گئی تصویر یروشلم (القدس) میں واقع نائٹس ٹیمپلر کے ایک چرچ کی ہے۔ یہ ساری نیم مذہبی اور نیم شیطانی خفیہ تنظیمیں غیر انسانی رسومات اور سفلیات کے ذریعے دنیا پر تسلط کا خواب صدیوں سے دیکھ رہی ہیں۔

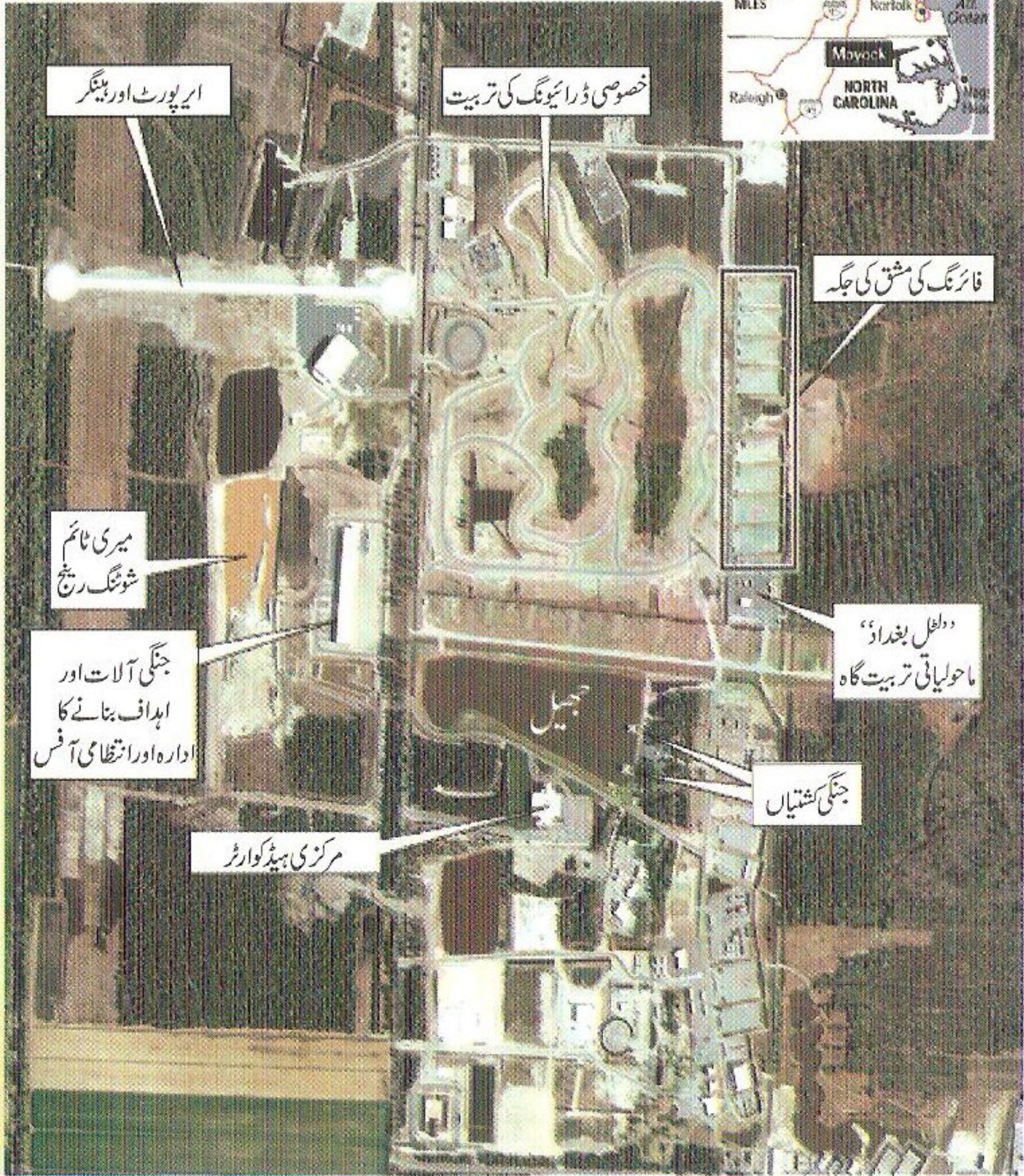
پیرس: فری میسن کی تعمیر کردہ ایک یادگار۔ یہ دنیا کے مختلف شہروں میں موجود ان مراکز میں سے ایک ہے جہاں جادو ٹونے اور شیطان کی پوجا کے نام پر دجال کے کارندے جمع ہو کر دجالی ریاست کی تعمیر، تشکیل اور تنظیم کے لیے سر جوڑ کر بیٹھتے ہیں۔ فتنوں کے اس زمانے میں شیطان کی پوجا فریقہ کے پسماندہ ممالک سے لے کر یورپ کے ترقی یافتہ شہروں میں یکساں طور پر ہو رہی ہے۔ پاکستان میں بھی ”جادو گھر“ بنتے جا رہے ہیں اور جادو سیکھنے سکھانے اور کرنے کروانے کا دھند اوروں پر ہے۔ افسوس اور تعجب کی بات یہ ہے کہ اس میں عام جاہل افراد اتنے ملوث نہیں جتنے پڑھے لکھے اور جدید تعلیم یافتہ افراد اس کا شکار ہیں۔





## بلیک واٹر: دجالی لشکر کا ہراول دستہ

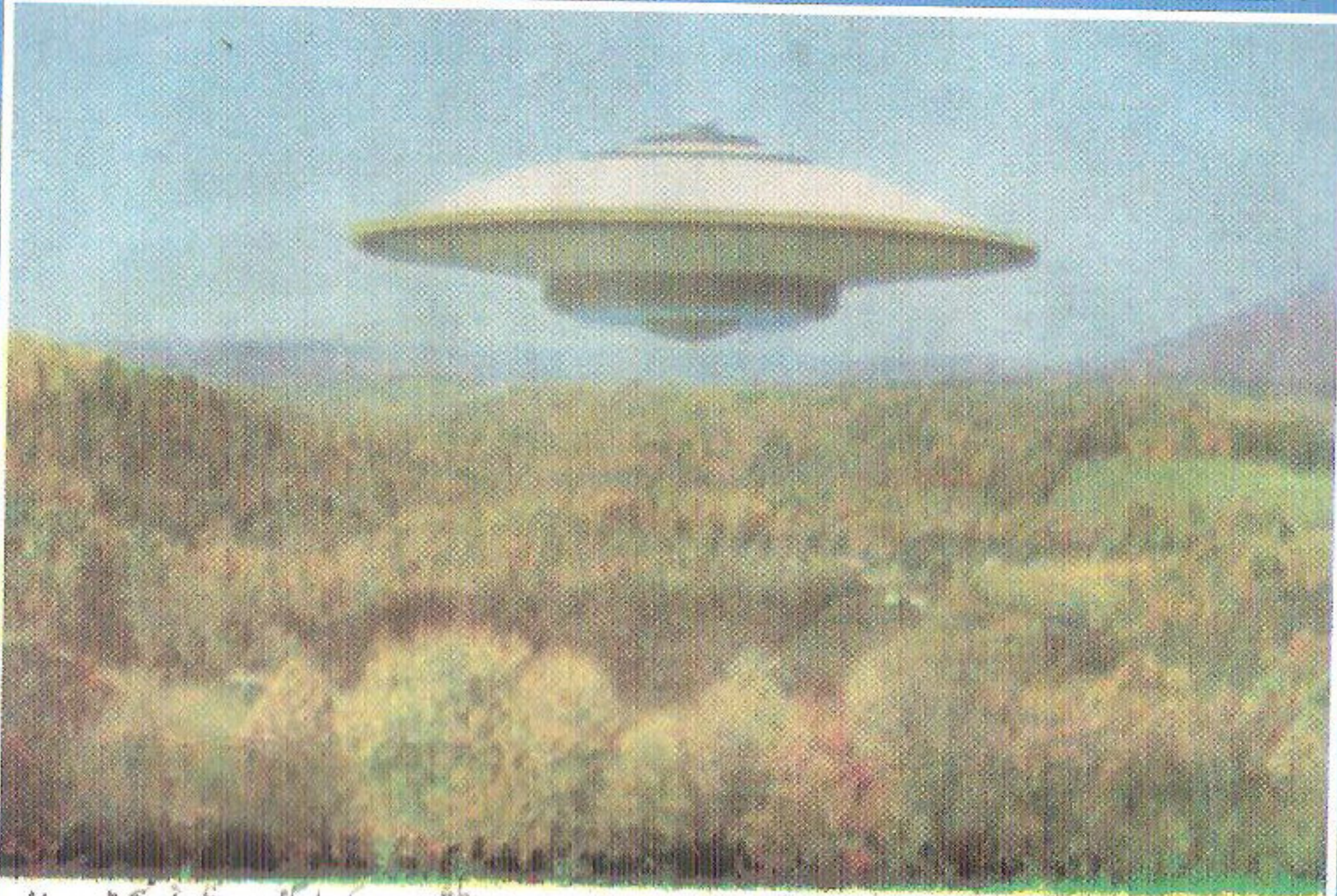
- 45 شوٹنگ ہاؤس ◀ 4 میزائل فائرنگ ریجن  
3 چھلانگیں مارنے کی جگہ ◀ 2 بحری جہازوں کے ہینگر ◀ 2 دن وے  
جہازوں کے ہینگر ◀ 25 کلاسیں ◀ جمنائیم، ڈائننگ ہال ◀ رہائش



”بلیک واٹر“ جیسی دہشت گرد تنظیمیں جو فری میسن کا عسکری ونگ ہیں، دراصل دجال کا ہراول دستہ ہیں۔ تصویر میں امریکی ریاست ورجینیا میں واقع اس کا مرکز دکھایا گیا ہے جہاں دجال کے لشکر کو انسانیت کے خلاف تیار کیے گئے منصوبوں کی تکمیل کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس طرح کے شیطانی مراکز کی تصاویر، رحمان کے جانبازوں کا ایمان اور غیرت جھنجھوڑنے کا ذریعہ ہیں کہ وہ کب دنیا پرستی اور نفس پرستی سے تائب ہو کر اس متقی اور مجاہد رحمانی لشکر کا حصہ بنتے ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے لشکر کو تباہ کرے گا۔



## اڑن طشتریاں: خلائی مخلوق کی سواریاں یا دجالی قوتوں کی کارستانیاں



وقت ان اڑن طشتریوں کی لی گئی موبائل فونج میں صاف دیکھا جا رہا ہے کہ ان یو ایف اوز نے ایک دائرہ بنایا ہے۔ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ یو ایف اوز کائنات میں کسی دوسرے سیارے کی مخلوق ہیں جو زمین پر معلومات کے لیے اپنے مشن بھیجتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ اڑن طشتریاں یا یو ایف اوز کی رفتار اتنی تیز ہوتی ہے کہ جب تک یہ چند لمحہ تھمے نہیں۔ انہیں نہیں دیکھا جاسکتا۔ یو ایف اوز پر کئی فلمیں بھی بن چکی ہیں پاکستان میں ان اڑن طشتریوں کی آمد ایک نئی اور اچھے کی بات ہے لیکن یہ کیوں ہو رہا ہے اس کا جواب کوئی نہیں دے سکتا تاہم ابھی تک ان طشتریوں کی وجہ سے کسی مالی و جانی نقصان یا لوگوں کے غائب ہونے کی اطلاعات نہیں ملی ہیں۔ (نیٹ شیوز)

لاہور: اڑن طشتری یا انگریزی میں یو ایف او کہلائے جانے والے گول شکل کے جہاز کہاں سے آتے ہیں اور کہاں جاتے ہیں، کئی عشروں سے ایک معمہ بنے ہوئے ہیں۔ یہ اڑن طشتریاں امریکہ میں پچاس کی دہائی سے نظر آرہی ہیں لیکن اب یہ پاکستان میں گوادرا اور لاہور میں بھی پکھی گئی ہیں۔ گوادرا میں موبائل فون سے بنائی گئی ویڈیو میں واضح طور پر اس اڑن طشتری کو دکھایا گیا ہے۔ اس سال مارچ میں نظر آنے والی یہ اڑن طشتری گوادرا کے ساحل پر چند لمحوں تک گھومتی رہیں اور پھر غائب ہو گئیں دنیا کی سیر کو نکلنے والی یہ اڑن طشتریاں پاکستان میں ہر ایک کی توجہ کا مرکز بن رہی ہیں۔ ایک ماہ قبل یہ اڑن طشتریاں یا یو ایف اوز لاہور کے آسمان پر بھی نمودار ہوئیں رات کے

روزنامہ ”آج کل“ (اکتوبر 2009ء) میں شائع میں ہونے والی ایک خبر کا عکس جس سے پتا چلتا ہے کہ پاکستان کے کچھ علاقوں میں دجالی قوتوں کو خصوصی دلچسپی ہے۔ گوادرا میں دجالی استعمار کی دلچسپی کی وجہ تو سب کو معلوم ہیں، لاہور میں ان کے پُراسرار گشت کی وجوہات کو عام لوگ سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں لیکن زیر نظر کتاب میں لاہور کے ایک نوجوان کی آپ بیتی اور اس میں بیان کیے گئے انکشافات پر مصنف کی تحقیق کو دیکھا جائے تو ”اسرائیل سے قادیان تک“ پھیلے اس مکروہ منصوبے کو سمجھنا مشکل نہیں رہتا۔



2

### Ceremony of Opening the Lodge in the Second Degree.

**A**FTER requesting all below the rank of a F. C. to retire,\* the W. M. gives one h...h, which is followed by the S. and J. Wars.

W. M.—Brethren, assist me to open the Lodge in the Second Degree. (*All rise.*)

W. M.—Bro. J. W., what is the first care of every F. C. Freemason?

J. W.—To see that the Lodge is properly Tyled.

W. M.—(*To J. W.*) Direct that duty to be done.

J. W.—Bro. I. G., see that the Lodge is properly Tyled.

(*I. G. gives three h...s, and being answered by the Tyler, he takes the s...p and*

\* NOTE.—It is usually considered that a Lodge cannot be opened direct in the Second or Third Degree. So the W. M. can never go wrong in requesting B. A.s. to retire.

1

### The Complete Workings OF Craft Freemasonry

BEING  
A PRACTICAL GUIDE TO THE THREE  
DEGREES IN BLUE MASONRY

ACCORDING TO SOUND USAGE

INCLUDING THE

"LECTURES OF THE THREE DEGREES"

WITH ILLUSTRATIONS OF  
THE THREE TRACING BOARDS

AND "THE INSTALLATION CEREMONY"

WITH THE ADDRESSES TO THE OFFICERS

Copyright. All Rights Reserved

PRIVATELY PRINTED FOR A. LEWIS

13 PATERNOSTER ROW  
LONDON, 1925

آج سے تقریباً ایک صدی قبل 1925ء میں لندن سے نجی طور پر شائع والی ایک خفیہ کتاب جو اتفاقاً طور پر مصنف کے ہاتھ لگی۔ اس میں دجالی تنظیم کے کارندوں کے لیے کوڈ ورڈ میں ہدایات اور دستور العمل دیا گیا ہے۔ ان من گھڑت اور شیطانی رسومات کا مقابلہ تعلق مع اللہ، اتباع سنت اور جہاد فی سبیل اللہ ہی کے ذریعے کیا جاتا ہے۔



اصفہان: ایران کے مشہور شہر اصفہان میں یہودیوں نے ایک مذہبی اجتماع کے دوران اسرائیل کے جھنڈے سجائے ہوئے ہیں۔ اس شہر میں قدیم زمانے سے فلسطین سے جلاوطن ہو کر آئے ہوئے کٹر یہودی رہتے ہیں جن کے جلو میں دجال خروج کرے گا۔



# سائے اور کرنیں

فتنہ زدہ معاصر دور میں تاریکی کے سائے گہرے ہوتے چلے جا رہے ہیں اور روشنی کی کرنیں گہرے بادلوں کے پیچھے چھپتی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق کم ہوتا جا رہا ہے اور دنیا کی محبت اور یہاں کی فانی لذتوں کی چاہت غالب آتی جا رہی ہے۔ کبھی آپ نے سوچا ایسا کیوں ہے؟  
ایسا اس لیے ہے کہ:

☆..... دلوں کے بند دروازوں پر دستک دے کر انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کی محبت کی چاشنی سے سرشار روحانیت کی طرف پھیر کر لانے کی کوششیں کم ہو گئی ہیں اور دولت، شہرت اور مادی تسکین کی ہوس چار سو پھیل رہی ہے۔

☆..... شیطانی علامات ہر طرف پھیل گئی ہیں۔ دجالی نشانات چار سو گردش کر رہے ہیں۔ شیطان پرستی پر مبنی بول زبان زدِ عام ہو رہے ہیں اور شیطان کی پوجا پر مشتمل مبہم اور خفیہ کاموں سے سادہ لوح خلق خدا کو مانوس کیا جا رہا ہے۔

☆..... مسلمانوں کے پاس اب تک ان کی ”الہامی کتاب“ اصل حالت میں موجود ہے۔ لہذا وہ سو خرابیوں کے باوجود اپنی اصل اور بنیاد سے چمٹے ہوئے ہیں۔ اس پر وہ قوتیں حسد اور بغض کے مارے ان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑی ہوئی ہیں جو انہیں اپنی طرح کبڑا دیکھنا چاہتی ہیں۔ ان کی شدید خواہش ہے کہ یہ اسلام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں تو انہیں تشکیک کے مرض میں ایسا مبتلا کر دیا جائے کہ یہ مسلمان بھی نہ رہیں۔ اس لیے ”فکری ارتداد“ کو عام کیا جا رہا ہے۔ اسلام کے مسلمہ احکامات پر بے معنی بحث و تنقید کے ذریعے انہیں مشکوک بنایا جا رہا ہے تاکہ (خدا نخواستہ) ایمان کا آخری سرا بھی ہاتھ سے جاتا رہے۔

☆..... جھوٹ، سچ سے زیادہ قابل اعتماد ہوتا جا رہا ہے اور سچ کی حیثیت ناقابل اعتماد حقیقت کی ہوتی جا رہی ہے۔ قابل نفرت قول و فعل مانوس ہوتے جا رہے ہیں اور جو چیزیں عقیدت کا محور ہونی چاہئیں وہ اجنبی اور اوپری ہوتی جا رہی ہیں۔ حرام خوراک، حرام پوشاک اور حرام اشیا کی کثرت ہو رہی ہے اور حلال کی طلب رکھنے والوں کی طرح خود حلال اشیا بھی کم ہو رہی ہیں۔ جب یہ سب کچھ آپ اپنے گرد و پیش ہوتا دیکھ رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے حق و باطل میں جاری کشمکش عروج پر پہنچا چاہتی ہے۔ ایسی صورت میں ہم اور آپ کہاں کھڑے ہیں؟ ہر شخص کو اس لمحے کے بارے میں سوچنا چاہیے جب وہ براہ راست اللہ رب العالمین، احکم الحاکمین کے سامنے کھڑا ہوگا اور اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا کہ رحمان کے جانباز جب شیطان کے چیلوں سے مصروف جنگ تھے تو اس وقت تم نے کیا کردار ادا کیا تھا؟؟؟

تاریکی کے سائے یقیناً چھٹ جائیں گے۔ ان کے مقدر میں یہی لکھا ہے۔ روشنی کی کرنیں آفتاب بن کر رہیں گی۔ یہ ازل سے طے شدہ ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ جو اس کائناتی تقدیر اور تقدیری تقسیم میں حق کے سرفروشنوں کے ساتھ ہو جائیں۔ اس کتاب کا حاصل اور خلاصۃ الکلام یہی ہے۔

ایم ایم سعید  
مدیر



0313-9264214 ●●● کلپیو پاکستان

0321-2050003, 0313-9266138



# حقائق

کون؟ کہاں؟ کب؟



دجالیان

مسیحیان

یہودیان

احادیث کی عصری تطبیق، دعوت فکر اور عمل  
سنسنی خیز معلومات، تہلکہ خیز انکشافات



تالیف  
مفتی البرہان شاہ صاحب



# وہاں

کون؟ کہاں؟ کب؟

احادیث کی عصری تطبیق، دعوتِ فکر، لائحہ عمل و تدابیر

مہدویات

مسیحیات

دجالیات

مفتی ابوالسبب شاہ منصوٰ

الفلاح کراچی

0321-5728310

# دجال

حضرت مہدی، حضرت مسیح علیہما السلام اور دجال اکبر کے متعلق

مستند تحقیق، عصری تطبیق، دفاعی و اقدامی تدابیر

جملہ حقوق طباعت محفوظ ہیں

کتاب..... دجال کون ہے؟  
مصنف..... مفتی ابولبابہ شاہ منصور  
تعداد..... گیارہ سو  
طبع اول..... 1430ھ - 2009م  
ناشر..... الفلاح کراچی

تقسیم کنندہ: ادارۃ الانور، کراچی

|   |  |
|---|--|
| مکتبہ عمرو بن العاص، اردو بازار، لاہور  | مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار، لاہور |
| مکتبہ فریدیہ 7-ب اسلام آباد             | ممتاز، کتب خانہ، پشاور                 |
| مکتبہ العارفی، جامعہ امدادیہ، فیصل آباد | بیت الکتب، گلشن اقبال، کراچی           |

اسٹاکسٹ : مکتبۃ العصر، کراچی

0322-2111134



## فہرست

| صفحہ | عنوان                    |
|------|--------------------------|
| 09   | انتساب                   |
| 10   | مقدمہ: اکابر کے سائے تلے |
|      | پہلا باب: مہدویات        |
| 17   | حضرت مہدی کے نام ایک خط  |
| 18   | ابتدائی تین باتیں        |
| 26   | دم مست قلندر             |
| 33   | کامیابی کا راز           |
| 38   | تین خوش نصیب طبقے        |
| 44   | اب بھی وقت ہے            |
| 53   | جب لاو چلے گا بنجارا     |
| 59   | دو دھاری تلوار           |
| 65   | کوئی ابھام سا ابھام ہے!  |

- 70..... گرہن دو چاند
- 74..... مہلت کا اختتام
- 83..... غفلت زبانی نہیں

## دوسرا باب: مسیحیات

- 93..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وصیت اُمت محمدیہ کے نام
- 96..... مسیحا کا انتظار
- 98..... مسلمانہ عقیدہ
- 99..... معجزات کی حکمت
- 100..... راہ و وفا کے راہی
- 101..... آخری معرکے کا میدان
- 105..... بیچ کی کڑی
- 108..... مسیحیات سے متعلق دس سوالات
- 108..... (1) آپ ہی کیوں؟
- 109..... (2) آپ کی پہچان کیسے ہوگی؟
- 110..... (3) آپ کے ساتھی کون ہوں گے؟
- 112..... (4) آپ کا کیا مشن ہوگا؟
- 113..... (5) مخصوص وقت
- 114..... (6) مدت قیام
- 115..... (7) آپ کہاں نازل ہوں گے؟
- 115..... (8) عالمی خلافت کے قیام کے بعد کے حالات



- 116..... (9) انتقال اور وفات ❁
- 117..... (10) آپ کے بعد ❁
- 119..... ایک اہم سوال کا جواب

### تیسرا باب: دجالیات

- 123..... جھوٹے خدا کی تین نشانیاں
- 124..... دجال کا نام اور اس کا معنی

### پہلا سوال: دجال کون ہے؟

- 129..... (1) سامری جادوگر ❁
- 129..... (2) حیرم آبیف ❁
- 134..... دجال کا شخصی خاکہ
- 134..... (3) امریکا ❁
- 142..... تین ضمنی سوالات
- 142..... (1) دجالی مذہب
- 146..... (2) دجال کے ساتھی
- 148..... دجال کے ظہور سے قبل فریب کی دو ممکنہ صورتیں
- 149..... پہلی صورت ❁
- 150..... دوسری صورت ❁
- 150..... فتنہ دجال سے بچنے کے دو ذرائع
- 152..... بیداری کا وقت
- 152..... (3) دجال کی طاقت
- 155..... دولت اور خزانے ❁

- 157..... پانی اور غذا..... ❁
- 160..... قدرتی وسائل..... ❁
- 163..... دوا اور علاج..... ❁
- 163..... دجال کی سواری..... ❁
- 164..... جنت اور دوزخ..... ❁
- 165..... شیطانوں کی اعانت..... ❁
- 165..... انسانی آبادی پر اختیار..... ❁

### دوسرا سوال: دجال کہاں ہے؟

- 173..... دجال کے تین سوال.....
- 174..... (1) بیسان کا باغ.....
- 174..... (2) بحیرہ طبریہ کا پانی.....
- 175..... (3) زُغر کا چشمہ.....
- 175..... دجال کے جاسوس.....
- 176..... 1- ڈیٹا انفارمیشن.....
- 179..... 2- نگران کمرے.....
- 180..... 3- چینل اور کمپیوٹر.....
- 181..... 4- سفری ٹکٹ.....
- 181..... 5- رقوم کی منتقلی.....
- 182..... دجال کا مقام.....

### تیسرا سوال: دجال کب برآمد ہوگا؟

- 210..... کرنا کیا چاہیے؟.....



|              |  |
|--------------|--|
| 212.....     | روحانی تدابیر                          |
| 212.....     | پہلی ہدایت                             |
| 213.....     | دوسری ہدایت                            |
| 214.....     | تیسری ہدایت                            |
| 215.....     | چوتھی ہدایت                            |
| 217.....     | پانچویں ہدایت                          |
| 217.....     | چھٹی ہدایت                             |
| 218.....     | ساتویں ہدایت                           |
| 221.....     | آٹھویں ہدایت                           |
| 221.....     | تزویریاتی تدابیر                       |
| 222.....     | پہلی تدبیر: اتباع صحابہ                |
| 225.....     | دوسری تدبیر: جہاد                      |
| 228.....     | تیسری تدبیر: فتنہ مال و اولاد سے حفاظت |
| 230.....     | چوتھی تدبیر: فتنہ جنس سے حفاظت         |
| 233.....     | پانچویں تدبیر: فتنہ غذا سے حفاظت       |
| 236.....     | آخری بات                               |
| 239.....     | کتابیات                                |
| 248-241..... | تصاویر اور نقشے                        |

## انتساب

ان اہل ایمان کے نام  
جو دجالی فتنہ کے ہمنواؤں کے غیر معمولی اقتدار  
..... نیز.....

قدرتی قوانین و وسائل پر ان کے ہمہ گیر عالمی قبضے کے باوجود  
ان کے سامنے سر جھکانے پر تیار نہیں  
اور

ایمانی زندگی کے ساتھ جینا اور اسی پر مرنا چاہتے ہیں

اللهم اجعلنا منهم! برحمتك يا أرحم الراحمين.



## مقدمہ

## اکابر کے سائے تلے

خوبی یا خامی:

یوں تو یہ کتاب ”دجال“ کے متعلق ہے مگر ”دجالیات“ کا عنوان اس کے بالکل آخر میں ہے۔ کتاب کی ابتدا میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا اور اس کے بعد سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کا تذکرہ ہے۔ ”مہدویات“ اور ”مسیحیات“ سے گزرنے کے بعد ہی ”دجالیات“ کا ذکر آپ کو دیکھنے کو ملے گا۔

یہ اس وجہ سے کہ دجال کے تذکرے سے پہلے اس کے خاتمے کے لیے مبعوث کی جانے والی روحانی شخصیات کا تذکرہ ہو جانا چاہیے۔ شرکی طاقتوں کا تذکرہ ہو اور اس کے خاتمے کے لیے خیر کی قوتوں کا ذکر خیر نہ ہو تو یہ مزاج شریعت کے خلاف ہے۔ لہذا قاری کو اصل عنوان (دجالیات) تک پہنچنے کے لیے دو تمہیدی عنوانات ”مہدویات اور مسیحیات“ کے مطالعے سے فراغت تک انتظار کرنا ہوگا اور ”مسیح الہدی“ کے مطالعے کے بعد یہی وہ ”مسیح الصلاۃ“ کو پڑھ سکے گا۔ بعض کتابوں کے سرورق یا فہرست میں کچھ عنوانات پر کشش

انداز میں ہوتے ہیں لیکن متن میں ان کا تذکرہ نہیں ہوتا یا ایسی گرم بازاری نہیں ہوتی جتنی ان کی خبر گرم تھی۔ اس کے برعکس کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ متن میں ”اضافیات“ کا وسیع و عریض کھاتہ کافی کھلے ہاتھوں سے کھول لیا جاتا ہے لیکن سرورق میں ان کا ذکر نہ نادر۔ زیر نظر کتاب اسی دوسری قسم سے تعلق رکھتی ہے۔ کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ خوبی ہے یا خامی؟ لیکن یہ عرض ضرور ہے کہ اندازِ تالیف کی خامیوں پر کبھی مقصد تالیف کی اہمیت پردہ ڈال دیا کرتی ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ انداز سے قطع نظر کر لیں۔ مقصد کو پیش نظر رکھیں۔ ان شاء اللہ! کتاب کی مقصدیت آپ کو مایوس نہیں کرے گی۔

تقدیم و تاخیر:

یہ تو ایک بات ہوئی۔ دوسری یہ کہ اگرچہ زمانی تسلسل کے لحاظ سے واقعات کی ترتیب کچھ اس طرح بنتی ہے کہ پہلے حضرت مہدی کا ظہور ہوگا، پھر دجال کا خروج ہوگا اور پھر اس فتنہ عظیم کے خاتمے کے لیے حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ لیکن کتابی ترتیب میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر پہلے اور دجال کا بعد میں ہے۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ رحمانی قوتوں کے نمائندوں کا ذکر اکٹھے ہو جائے اور پھر شیطانی طاقتوں کا تذکرہ اس کے بعد آجائے۔ پھر جو چاہے جس صف میں شامل ہو یا جس فہرست میں نام لکھوانا پسند کرے۔ یہ نصیب کی بات ہے۔

ابہام اور الجھنیں:

آخری اور تیسری بات یہ ہے کہ علاماتِ قیامت کے ابہام میں جو ابہام درابہام پوشیدہ ہے، وہ بجائے خود ایک قیامت ہے۔ ان علامات کی عصری تطبیق میں جو پیچیدگیاں پیش آتی ہیں اور قوی ترین قرآن پر قائم اندازے جس طرح عین وقت پر وقوعی حقائق سے دور..... بہت دور..... پیچیدہ الجھنوں میں گھرے دکھائی دیتے ہیں، ان کی بنا پر یہ موضوع



جتنا دلچسپ ہے، زمانے کے حالات پر اس کی تطبیق اتنا ہی کٹھن اور حوصلہ شکن کام ہے۔ احتیاط کا دامن تھامتے ہوئے اور اکابر کی تشریحات کے سائے تلے پناہ لیتے ہوئے جو کچھ اس عاجز سے ہوسکا، پیش خدمت ہے۔ حتی الامکان اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ احادیث کی عصری تطبیق کے شوق میں کہیں فرامین نبوی کو کھینچ تان کر کوئی مخصوص مفہوم نہ پہنایا جائے نہ مخصوص حالات کے مطابق بزور ڈھالا جائے۔ صرف وہی بات کہی جائے جو اب صاف صاف سمجھ میں آتی ہے اور اس پر بھی اصرار نہ کیا جائے۔

..... جانے یا اللہ!

یہاں یہ سوال ضرور اٹھے گا کہ اس موضوع پر جو ”ماحضر“ جمع کیا گیا ہے، یہ اس سے قبل پیش خدمت کرنے میں کیا مانع تھا؟ اگر ہم آخری زمانہ سے قریب ہیں اور آخری زمانوں کے فتوؤں کی اتنی ہی اہمیت ہے تو پھر آج تک اس موضوع سے صرف نظر کی کیا حکمت تھی؟ یہ مصلحت تھی یا مدہ انت؟ دریدہ دانستہ چشم پوشی تھی یا ناواقفیت؟ یہ سوال بذات خود معقول اور بر محل ہے اور اس کا جواب کتاب کے پہلے مضمون میں مفصل و مدلل ہے۔ ہم عاجز انسانوں سے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ الحمد للہ ہم کر گذرے۔ آگے رب کی باتیں وہی جانے۔ منکوں کے پاس اللہ سے منت و زاری اور بندوں سے خیر خواہی کے علاوہ دھرا ہی کیا ہے؟؟؟

اتفاق میں اختلاف:

یہاں یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ اس وقت دنیا میں موجود تین بڑے آسمانی مذاہب (اسلام، یہودیت، عیسائیت) کے ماننے والے، جو دنیا کی غالب اکثریت بھی ہیں، ایک ہستی کا انتظار کر رہے ہیں جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگی اور انسانیت کے لیے نجات دہندہ ثابت ہوگی۔ ہر آسمانی ملت میں اس ”مسح موعود“ کا وعدہ کیا گیا ہے..... لیکن

اس اجمالی اتفاق کے بعد تینوں ملتوں میں اس کی تفصیل میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

اہل اسلام حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے آسمان سے نزول کے منتظر ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔ صلیب توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے (یعنی دنیا میں صلیب کی عبادت موقوف اور اس پلید جانور کا گوشت کھانا بند کر دیا جائے گا) نیکی ختم کر دیں گے۔ اور دنیا بھر میں عادلانہ اسلامی شریعت قائم کریں گے۔

عیسائی حضرات بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے منتظر ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہونے کے تین دن بعد آسمان پر لے جائے گئے اور پھر آخر زمانہ میں نازل ہو کر غیر عیسائیوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ اس دوران عیسائی حضرات آسمان کے بالا خانوں میں بیٹھ کر غیر عیسائی انسانیت کے خاتمے کا مشاہدہ کریں گے۔ جبکہ مسلمانوں کے نزدیک سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ پاک صحیح سالم آسمان پر لے گئے۔ یہودی ان کا بال بیکا نہیں کر سکے۔ پھر آپ نازل ہو کر یہودیوں کا خاتمہ کریں گے۔ اور یہودیوں کے ساتھ وہ عیسائی جو ”صہیونی عیسائی“ بن کر یہودیوں کے مددگار تھے، ان کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور بقیہ رحمدل و ہمدرد عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام لے آئیں گے۔

یہودی جس شخصیت کا انتظار کر رہے ہیں وہ حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد سے ”القائم المنتظر“ ہے اور یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اس کی بدولت تمام دنیا پر حکومت کریں گے۔ ”مسیا“ (یعنی مسیح الدجال، مسیح الشر والصلالۃ) کی آمد پر عالمی یہودی ریاست قائم ہو جائے گی۔ تمام غیر یہودی، یہودیوں کی اطاعت قبول کر لیں گے اور یہودی ان میں سے صرف اتنے افراد کو زندہ چھوڑیں گے جتنوں کی وہ اپنی خدمت کے لیے ضرورت محسوس کریں گے۔



## آخری معرکہ:

ان تینوں امتوں کے نظریات میں یہ بات بھی قدر مشترک ہے کہ ”مسیحا“ کے ذریعے انسانیت کو نجات ملنے سے پہلے کرۂ ارض پر ایک زبردست اور تباہ کن جنگ برپا ہوگی۔ اس معرکہ عظیم میں جسے ”ام المارک“ یعنی جنگوں کی ماں کہا جاتا ہے، میں کم از کم دو تہائی انسانی آبادی ملیا میٹ ہو جائے گی۔ زندہ بچ جانے والے ایک تہائی لوگ اس دنیا پر بلا شرکت غیرے حکومت کرے گی۔ اب وہ ایک تہائی قوم کون ہوگی؟ اور دنیا پر کس نظریے کے تحت حکمرانی کرے گی؟ اس کا فیصلہ ہونا باقی ہے اور یہ فیصلہ فلسطین کے قریب ”ہرمجدون“ کی وادی میں ہوگا جسے اہل مغرب ”آرمیگا ڈون“ کہتے ہیں۔ عیسائی اور یہودی دونوں اس فیصلہ کن معرکہ کی زبردست تیاری کر رہے ہیں..... صحیح یہ ہے کہ کرچکے ہیں..... اور صرف ایک قیامت خیز دھماکے کے منتظر ہیں جو (معاذ اللہ) ”گنبد صحرہ“ کے انہدام پر ہوگا کیونکہ ان کے (فرسودہ نظریات اور من گھڑت مذہبی داستانوں کے مطابق) ہیکل کی مسمار شدہ عمارت ”گنبد صحرہ“ کے نیچے ہے۔ جب گنبد کی بنیادیں اکھڑ کر ہیکل کے آثار برآمد ہوں گے تو ”مسیا“ نکل آئے گا اور اس کی آمد پر وہ قتل عظیم برپا ہوگا جس کے بعد غیر یہودی و عیسائی انسانیت (خصوصاً اہل اسلام) کا خاتمہ ہو جائے گا اور اہل مغرب (یہودی یا عیسائی) بلا شرکت غیرے اس کرۂ ارض کے حکمران ہوں گے۔

## واحد راہ نجات:

اس اعتبار سے آج کی دنیا تیسری جنگ عظیم کے دہانے پر کھڑی ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب مغرب و مشرق اس جنگ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔ فرق اتنا ہے کہ اہل مغرب نے اس کی تیاری کر رکھی ہے۔ وہ لوگ خود کو مادیت پسند کہلاتے ہیں اور غیبی حقائق و پیش گوئیوں کے قائل نہیں سمجھتے جاتے..... لیکن انہوں نے درپردہ خود کو تورات و

انجیل اور تالمود کی تحریف شدہ پیش گوئیوں کے مطابق خود کو تیار کر لیا ہے..... جبکہ اہل مشرق آتش فشاں کے دہانے پر کھڑے ہو کر بھی اس ہولناک انفجار سے بے خبر ہیں جس کی ان کے نبی پاک الصادق المصدق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اور ان کی وہی گئی اطلاعات حرف بہ حرف پورا ہوتے ہوئے مکمل ہونے کے قریب پہنچ چکی ہیں۔ یہ کتاب اہل اسلام کی خدمت میں دہائی ہے، فریاد ہے، منت و زاری اور عاجزانہ التجا ہے۔ مغرب سے اٹھنے والا طوفان عنقریب ہم پر چڑھ دوڑنے والا ہے۔ ہمیں اپنے نجات دہندہ قائدین حضرت مہدی و حضرت مسیح علیہما السلام کی معیت میں ایمان راسخ و عمل صالح اپناتے ہوئے جہاد یعنی قتال فی سبیل اللہ کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔ یہی واحد، پہلی اور آخری متعین راہ نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کی فکر نصیب فرمائیں اور قیامت سے پہلے جو قیامت ہماری منتظر ہیں، ان سے سرخروئی کے ساتھ گزرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین



## پہلا باب

# مہدویات

حضرت مہدی کون ہوں گے؟

حضرت مہدی کے ساتھی کون ہوں گے؟

حضرت مہدی کی جدوجہد کس نوعیت کی ہوگی؟

حضرت مہدی کب، کہاں اور کس طرح ظاہر ہوں گے؟

حضرت حارث و منصور کا کردار کیا ہوگا؟

مغرب کی عظیم الشان مادی طاقت کے خلاف آپ کیونکر کامیاب ہوں گے؟

## حضرت مہدی کے نام ایک خط

دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے مہتمم حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے۔ نقشبندیہ خاندان کے اکابر میں سے تھے۔ آخر عمر میں ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ آئے۔ وہیں اُن کی وفات بھی ہوئی اور وہیں قبر بھی ہے۔ آپ کو آخر زمانہ میں علامات قیامت کے ظہور خصوصاً حضرت مہدی کی قیادت میں عالمی ایمانی جدوجہد سے خصوصی دلچسپی تھی۔ حضرت مہدی کا ظہور مکہ مکرمہ میں ہونا تھا۔ دوسری طرف انہیں یہ حدیث معلوم تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعیبی خاندان کو فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ کی کنجیاں سپرد کی ہیں۔ اور بیت اللہ چونکہ قیامت تک باقی رہے گا اس لیے مکہ میں چاہے سارے خاندان اُجڑ جائیں، شعیبی کا خاندان قیامت تک باقی رہے گا۔

چنانچہ مولانا رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ کی جب آخری عمر ہوئی اور انہیں شدید اشتیاق تھا کہ حضرت مہدی کے ہاتھ پر بیعت اور ان کی قیادت میں جہاد نصیب ہو جائے، تو ان کو عجیب ترکیب سوچھی کہ جب یہ خاندان قیامت تک باقی رہے گا تو لامحالہ ظہور مہدی کے زمانہ میں بھی موجود رہے گا۔ جب حضرت مہدی کا ظہور ہوگا اور وہ کعبۃ اللہ کی دیوار سے ٹیک لگائے مسلمانوں کو بیعت کریں گے تب کعبۃ اللہ کی کنجیاں شعیبی خاندان کے کسی فرد کے ہاتھ میں ہوں گی۔ چنانچہ اسی کے پیش نظر انہوں نے ایک حائل شریف اور ایک تلوار لی اور ایک خط حضرت مہدی کے نام لکھا۔ اس خط کا مضمون یہ ہے: ”فقیر رفیع الدین دیوبندی مکہ معظمہ میں حاضر ہے اور آپ جہاد کی ترتیب کر رہے ہیں۔ ایسے مجاہدین آپ کے ساتھ ہیں جن کو وہ اجر ملے گا جو غزوہ بدر کے مجاہدین کو ملا تھا۔ سورفیع الدین کی طرف سے یہ حائل تو آپ کے لیے ہدیہ ہے اور یہ تلوار کسی مجاہد کو دے دیجیے کہ وہ میری طرف سے جنگ میں شریک ہو جائے اور مجھے بھی وہ اجر مل جائے۔“ اور یہ تینوں چیزیں شعیبی کے خاندان والوں کے سپرد کیں اور ان سے کہا کہ تمہارا خاندان قیامت تک رہے گا۔ یہ حضرت مہدی کے لیے امانت ہے۔ جب تمہارا انتقال ہو تو تم اپنے قائم مقام کو وصیت کر دینا اور ان سے کہہ دینا کہ وہ اپنے قائم مقام کو وصیت کرے اور ہر ایک یہ وصیت کرتا جائے یہاں تک یہ امانت حضرت مہدی تک پہنچ جائے۔“ (خطبات حکیم الاسلام: ج 2، ص 98)



## ابتدائی تین باتیں

حضرت مہدی کے حوالے سے تین باتیں سمجھنا بہت اہم ہیں: (1) حضرت مہدی کون ہوں گے؟ (2) ظہور کے بعد کیا کریں گے؟ (3) کب ظاہر ہوں گے؟ ان کو اگر سمجھ لیا جائے تو اس موضوع سے متعلق بہت سی غلط فہمیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ آج تک اس حوالے سے جو گمراہیاں پھیلائی گئیں یا جو غفلت برتی گئی، ان کی گنجائش بھی نہیں رہتی۔

پہلی بات: حضرت مہدی کون ہوں گے؟

سب سے پہلا سوال یہ ہے حضرت مہدی کون ہوں گے؟ اس سوال کا جواب دو طرح سے دیا جاسکتا ہے۔

### 1- حضرت مہدی کا غائبانہ تعارف:

حضرت کا غائبانہ تعارف تو متعین ہے کہ وہ حسی سادات میں سے ہوں گے۔ ان کا نام نامی محمد یا احمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ مہدویات کے محقق علامہ سید برزنجی فرماتے ہیں مجھے ان کی والدہ کے نام کے بارے میں کوئی صحیح روایت نہیں ملی البتہ بعض حضرات نے والدہ کا نام ”آمنہ“ تحریر کیا ہے۔ مہدی ان کا نام نہیں، لقب ہے۔ بمعنی ہدایت یافتہ۔ یعنی

اُمت کو ان کے دور میں جن امور کی ضرورت ہوگی اور جو چیزیں اس کی کامیابی اور برتری کے لیے ضروری ہوں گی اور پوری روئے زمین کے مسلمان بے تحاشا قربانیاں دینے کے باوجود محض ان چند چیزوں کے نہ ہونے کی وجہ سے کامیاب نہ ہو رہے ہوں گے، حضرت مہدی کو قدرتی طور پر ان کا ادراک ہوگا اور وہ ان کوتاہیوں کی تلافی اور ان چند مطلوبہ صفات کو باسانی اپنا کر اُمت کے لیے مثالی کردار ادا کریں گے۔ اور وہ کچھ چند سالوں میں کر لیں گے جو صدیوں سے مسلمانوں سے بن نہ پڑ رہا ہوگا؟ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ عام انسانوں کی طرح پیدا ہوں گے۔ 40 سال کی عمر میں اُمت مسلمہ ان کو اپنا قائد بنائے گی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے کفر کے برپا کردہ مظالم کے خلاف وہ عظیم جہاد شروع کرے گی جس کا اختتام عالمی خلافت اسلامیہ کے قیام پر ہوگا۔ یہ تو ان کا سیدھا سادہ تعارف ہے جو اکثر احادیث میں موجود ہے۔

## 2- حضرت مہدی کا حاضرانہ تعارف:

جہاں تک بات حاضرانہ تعارف کی ہے تو اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ یاد رکھنی چاہیے کہ وہ شخص سچا مہدی کبھی ہو ہی نہیں سکتا جو مہدی ہونے کا دعویٰ کرے۔ دعوائے مہدویت اور حقیقی مہدویت میں آگ اور پانی کا تضاد ہے۔ اس کے کئی دلائل ہیں۔ چونکہ جھوٹے مدعی ہر دور میں فتنہ پھیلاتے رہے ہیں..... ہمارے زمانے میں بھی اس روحانی منصب پر فائز ہو کر دنیوی مفادات بٹورنے والوں کی کمی نہیں لہذا ہم جھوٹے مدعیوں کے فتنے کی تردید میں چند مضبوط دلائل پیش کرنے کی کوشش کریں گے:

(1) ”مہدویت“ ایک روحانی منصب ہے اور میرے شیخ و مرشد، محبوب العلماء والصلیٰ، حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم اکابر کا ایک مقول نقل فرمایا کرتے ہیں: ”تصوف کے میدان میں مدعی کی سزا پھانسی ہے۔“ پھر بات یہ ہے کہ حسنی



سادات کو ظہور مہدی کا انعام ملا ہی اس لیے ہے کہ وہ اپنے جائز دعوے اور حق سے دستبردار ہو گئے تھے تو اب سچے مہدی کے لیے دعوے کے ذریعے یہ عظیم منصب حاصل کرنے کی کیا گنجائش رہ گئی ہے؟ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نواسہ رسول سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ عظیم ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے تھے اور محض مسلمانوں میں اتفاق اور صلح کی خاطر اپنا یہ حق چھوڑ دیا۔ اس کے بدلے آخر زمانے میں جب امت کو اتفاق و اتحاد کی ضرورت ہوگی تو اللہ پاک انہی کی اولاد میں سے ایک مجاہد لیڈر عالمی سطح پر خلافت کے قیام کے لیے منتخب فرمائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون یہی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کوئی چیز چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو یا اس کی اولاد کو اس سے بہتر چیز عنایت فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ محد و علاقے میں خلافت چھوڑنے کے بدلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کو عالمی خلافت کا انعام ملے گا۔ آپ کے حسی ہونے کی دوسری وجہ علمائے کرام نے یہ لکھی ہے جس طرح حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے بہت سے انبیائے کرام آئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں اللہ تعالیٰ نے صرف ایک نبی بھیجے جو ”خاتم الانبیاء“ تھے۔ اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نسل سے بہت سے اولیاء آئے جبکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ایک ہی بہت بڑے ولی آئیں گے جو ”خاتم الاولیاء“ ہوں گے۔ (دیکھیے: ملا علی قاری کی مرقاۃ المفاتیح: 10/147 اور مولانا دریس کاندھلوی کی التعلیق الصیح: 6/197)

(2) مہدویت کا از خود دعویٰ کرنے والے کے جھوٹے ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت مہدی تو حدیث شریف کی بیان کردہ واضح علامت اور سچے اللہ والوں کے طریقے کے مطابق امامت و عہدہ اور منصب قبول کرنے سے جتنا ان سے بن پڑے گا، گریز کریں گے، حتیٰ کہ وہ سات علماء جو دنیا کے مختلف حصوں (پاکستان و افغانستان، ترکی، شام،

مراکش، الجزائر، ازبکستان، سوڈان) سے حضرت مہدی کی تلاش میں آئے ہوں گے اور ہر ایک کے ہاتھ پر تین سو دس سے کچھ اوپر افراد نے بیعت کر رکھی ہوگی اور یہ سب مل کر شدت سے اس شخص کو تلاش کر رہے ہوں گے جس کے ہاتھ پر بیعت سے اُمت میں اتحاد و اتفاق ہوگا، مرکزی قیادت نصیب ہوگی، فتنوں کا خاتمہ ہوگا، یورپ کے صلیبوں اور امریکا و اسرائیل کے یہودیوں کی سازشیں دم توڑ دیں گی اور حکومت الہیہ قائم ہوگی، یہ سب اہل علم و صلاح بھی ہوں گے اور اپنی اپنی جماعت سے موت تک جہاد کی بیعت بھی لیے ہوئے ہوں گے (اے اہل اسلام! علم دین، تصوف شرعی اور جہاد فی سبیل اللہ کے حاملین و داعیوں سے تم کہاں ورغلا لیے جاتے ہو؟) یہ ساتوں حضرات مل کر حضرت مہدی کو حرمین میں تلاش کریں گے۔ جب حضرت مہدی تک پہنچ جائیں گے اور ان میں تمام علامتیں پائیں گے تو تصدیق کے لیے ان سے پوچھیں گے: ”آپ فلاں بن فلاں ہیں؟“ حضرت مہدی ان کو خوبصورتی سے ٹالتے ہوئے کہیں گے: ”میں تو ایک انصاری ہوں۔“ یعنی اللہ کے دین کی مدد کرنے والا! اور یہ کہہ کر مکہ مکرمہ سے چھپ کر مدینہ منورہ چلے جائیں گے۔ یہ حضرات آپ کو تلاش کرتے کرتے مدینہ شریف پہنچ جائیں گے۔ حضرت مہدی امامت کا عہدہ دیے جانے سے بچنے کے لیے ان سے چھپ کر پھر مکہ مکرمہ آجائیں گے۔ یہ علمائے کرام بے تاب ہوں گے کہ ہم نے دنیا بھر میں جہاد کیا۔ اصلاحی کوششیں کیں۔ جان، مال، عزت آبرو کی بے حساب قربانیاں دیں۔ منزل پھر بھی ہاتھ آ کے نہیں دے رہی۔ کفر کا زور ٹوٹ رہا ہے نہ کفریات کا غلبہ ختم ہو رہا ہے اور اس کی وجہ محض کسی جبری اور اہل قائد کا نہ ہونا ہے۔ اُمت کو جس قائد کی ضرورت ہے، جس میں عقل و سوجھ بوجھ بھی ہو، جرأت و شجاعت بھی اور قدرت کی طرف سے ہدایت و نصرت بھی، اس کے قریب پہنچ کر بھی ہم پھر محروم رہ گئے۔ یہ آپ کو کھوجتے کھوجتے پھر حرم کی آپہنچیں گے۔ اس طرح تین چکر حرمین کے درمیان لگیں



گے۔ آخر کار یہ علماء تیسری مرتبہ حضرت مہدی کو حجر اسود کے پاس جا لیں گے۔ آپ کعبہ کے ساتھ چمٹ کر، چہرہ کعبہ کی دیوار پر گر گرتے ہوئے اُمت کی حالت پر رورہے ہوں گے۔ یہ علماء آپ کو پہلے خدا کا واسطہ دے کر کہیں گے کہ اگر آپ نے بیعت کے لیے ہاتھ نہ بڑھایا تو جتنی اُمت مظلومیت کی حالت میں ماری جا رہی ہے، اس سب کا گناہ آپ کے سر پر ہوگا۔ اس پر حضرت مہدی مجبور ہو کر مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان بیٹھ کر ان سے کہیں گے کہ آؤ! پھر آخری فتح تک اکٹھے جینے مرنے کا عہد کرتے ہیں۔ امیر اور مامور کے اس عہد کو شریعت کی اصطلاح میں ”بیعت“ کہتے ہیں۔ چنانچہ وہ ان علمائے کرام سے شریعت کی اتباع اور مرتے دم تک جہاد پر بیعت لیں گے۔ اس ہجرت اور جہاد کے نتیجے میں عالمی سطح پر خلافت اسلامیہ قائم ہو جائے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرما کر جہاد کا عمل جاری کیا تھا۔ حضرت مہدی مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ ہجرت مکسوس فرما کر جہاد کی سنت کو پھر سے زندہ فرمائیں گے اور مسلمانوں کی امیدوں، تمناؤں اور خوابوں کو تعبیر مل جائے گی۔

(3) ایک اور دلیل جو حُب جاہ کے مریضوں کی طرف سے مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کو جھوٹا ثابت کرتی ہے، یہ ہے کہ ظہور سے پہلے خود حضرت مہدی اپنے مقام سے ناواقف ہوں گے۔ ان کی اپنی صلاحیتیں خود ان پر مخفی ہوں گی اور وہ ایک عام آدمی کی زندگی گزار رہے ہوں گے..... بھلا وہ کیسے مہدی ہونے کا دعویٰ کر سکیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے: عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْمَهْدِيُّ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ يُصْلِحُهُ اللَّهُ فِي لَيْلَةٍ". (ابن ماجہ، باب خروج المہدی: ۳۱۰/۴ و مسند احمد ۱/۶۱) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہدی ہم اہل بیت میں سے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں ان کو یہ صلاحیت عطا فرمادے گا۔

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالغنی دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "أَيُّ يُصْلِحُهُ اللَّهُ فِي لَيْلَةٍ أَيْ يُصْلِحُهُ لِلْمَارَةِ وَالْخَلَافَةِ بَغَاءَةً وَبَغْتَةً". (انجاس الحاجۃ علی ہامن ابن ماجہ) یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں اچانک ان کو مارت اور خلافت کی یہ صلاحیت عطا فرما دے گا۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: "أَيُّ يَتَوَبُّ عَلَيْهِ وَيُوقِّفُهُ وَيُلْهِمُهُ وَيُرْشِدُهُ بَعْدَ أَنْ يَكُنْ كَذَلِكَ". (انہایۃ فی الفتن والملاحم ۳۱/۱) یعنی اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و توفیق سے سرفراز فرما کر پہلے انہیں (حقیقت کا) الہام کریں گے اور اس مقام سے آشنا کریں گے، جس سے وہ پہلے ناواقف تھے۔

حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: "ایک عمیق حقیقت اس سے حل ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں پر بعض ضعیف الایمان قلوب میں یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ جب حضرت مہدی ایسی کھلی ہوئی شہرت رکھتے ہیں تو پھر ان کا تعارف عوام و خواص میں کیسے مخفی رہ سکتا ہے؟ اس لیے مصائب و آلام کے وقت ان کے ظہور کا انتظار معقول معلوم نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اس لفظ (یصلحہ اللہ فی لیلۃ) نے یہ حل کر دیا کہ یہ صفات خواہ کتنے ہی اشخاص میں کیوں نہ ہوں، لیکن ان کے وہ باطنی تصرفات اور روحانیت مشیت الہیہ کے ماتحت اوجھل رکھی جائے گی۔ یہاں تک کہ جب ان کے ظہور کا وقت آئے گا، تو ایک ہی شب کے اندر اندران کی اندرونی خصوصیات منظر عام پر آ جائیں گی۔ گویا یہ بھی ایک کرشمہ قدرت ہوگا کہ ان کے ظہور کے وقت سے قبل کوئی شخصیت ان کو پہچان نہ سکے گی اور جب وقت آئے گا، تو قدرت الہیہ شب بھر میں وہ تمام صلاحیتیں ان میں پیدا کر دے گی جن کے بعد ان کا مہدی ہونا خود ان پر اور تمام دنیا پر بھی منکشف ہو جائے گا۔

(ترجمان السنۃ: ۴/۴۰۴)

اس ساری تفصیل سے جو مستند کتابوں میں مذکور ہے (اس وقت بندہ کے سامنے دو درجن کے قریب کتابیں موجود ہیں جن کی فہرست اس کتاب کے آخر میں ہے) معلوم ہوا



کہ مہدی ہونا جہادی اور عسکری قیادت کے ساتھ ساتھ ایک طرح سے روحانی منصب ہے اور روحانیت کے مقام پر فائز لوگ منصب کا دعویٰ نہیں کیا کرتے۔ لہٰذا ان کی کارکردگی اور صلاحیت ایسی ہوتی ہے کہ لوگ عہدوں اور مناصب کو از خود ان پر صدقے واری کرتے ہیں۔ پھر مہدی کی مسند پھولوں کی تیج نہیں، کانٹوں بھرا تاج ہے۔ اس میں یوں نہیں ہوگا کہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کر کے کوئی صاحب مسند نشین ہو جائیں، نذرانے وصول فرماتے رہیں اور اُمت کے مسائل حل کرنے اور اس کی کشتی کو منجھار سے نکالنے کے لیے قربانی دینے کے بجائے خود ایک نیا مسئلہ بن کر صدر نشین ہو جائیں۔ مہدی ہونے کا مطلب پوری دنیائے کفر کی مخالفت، اس سے ٹکراؤ، جان پر کھیل کر مظلوم مسلمانوں کی امداد، آگ کے دریا سے گزر کر فتح کا حصول اور خون کا سمندر پار کر کے ”خلافت الہیہ علیٰ منہاج النبوۃ“ کا قیام ہے۔ اب فرمائیے کہ اس میں دعویٰ کی گنجائش کتنی ہے اور عمل و کردار کی سچائی کتنی ضروری ہے؟ مرزا قادیانی کی طرح کے مردودوں اور گورشاہی قسم کے پاجیوں کا یہاں کیا گزر ہے؟

یہاں یہ بات خصوصیت سے ملحوظ رہے کہ حضرت مہدی جس طرح کعبے کے پردوں سے چٹ کر دیوار کعبہ پر منہ رگڑتے ہوئے اُمت کی بد حالی پر رورہے ہوں گے، اسی طرح یہ سات علماء بھی ان کی جستجو میں بے چین و بے تاب ہوں گے۔ ان کے ساتھ موجود تین سو افراد بھی دنیا بھر سے ان کی تلاش میں حرمین پہنچ چکے ہوں گے اور اپنا سب کچھ امیر کے ایک اشارے پر لانے کے لیے تڑپ رہے ہوں گے۔ اُمت مسلمہ کے لیے امیر اور مامور کی یہ تڑپ اور کڑھن وہ چیز ہے جس پر اللہ تعالیٰ اُمت کی خدمت کا کام لیتے، مشکل چیزوں کو آسان کرتے اور صحیح وقت پر صحیح چیز کی غیبی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ پس جسے حضرت مہدی کے متعلق معلومات کا شوق ہے، اسے پہلے تو اپنی حالت سدھارنی چاہیے، حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے اور پھر اپنے بجائے اسلام کے لیے سوچنا چاہیے۔ اُمت مسلمہ کی بگڑی بنانے میں علماء، مشائخ اور مجاہدین کا ہاتھ بٹانا چاہیے۔ اپنے جان، مال، وسائل میں مسلمانوں کے لیے وافر حصہ رکھنا چاہیے۔ ایسے ہی لوگ یا ان

کی نسلیں اس مبارک لشکر میں شامل ہو سکتی ہیں۔ محض اندازے، قیاسات، تخیلات اور عمل کے بغیر حسبِ منشا نتائج کی اُمید یا قربانی کے بغیر نرے جذبات کسی کام کے نہیں۔

ان دو جوابوں کے بعد بعض قارئین کی نظر میں پہلا سوال ختم ہو گیا ہوگا لیکن درحقیقت یہیں سے یہ سوال ایک نئے پہلو سے سر اٹھاتا ہے۔ حضرت مہدی کون ہوں گے؟ اس سوال پر اب تک جو بات ہوئی ہے وہ کتابی یا علمی اور ذہنی ہے۔ لیکن کیا محض اس سے تشفی ہو جاتی ہے؟ اس تخیلاتی تعارف کو عصری تطبیق کی شکل دیے بغیر بات پوری ہو جائے گی؟ یہ عاجز سمجھتا ہے کہ بات کو یہیں تک لا کر چھوڑنے سے گمراہ اور نفس پرست قسم کے لوگوں کو موقع مل جاتا ہے کہ وہ جہاں چاہیں تطبیق کرتے پھریں اور جسے چاہیں مہدی مان کر اس کے لیے بہائی گئی جھوٹی روحانیت اور نفسیاتی مراعات کی گزگامیں ہاتھ دھوتے رہیں..... ہمارے ہاں چونکہ طبیعتیں اور دماغِ فتنہ زدہ ہیں اس لیے جھوٹے مدعیوں کے پیچھے چلنے والے بہت ہیں اور سچے مہدی کی طلب رکھنے والے کم ہیں۔ کیونکہ جو یہ طلب رکھے گا اسے اس کے تقاضے بھی پورے کرنے پڑیں گے اور نا آسودہ حسرتوں اور تشنہ تمناؤں کے مارے ہوئے آج کے مسلمانوں کے لیے یہی وہ چیز ہے جس سے ہماری جان جاتی ہے۔ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی طرح اس کی علامات کو بھی کسی قدر مبہم رکھا ہے۔ ان کی صحیح تعین کسی کے بس کی بات نہیں۔ بہت سے محققین کے اندازے بھی غیر واقعی ثابت ہوئے ہیں۔ البتہ حتمی تعین اور مکمل ابہام کے درمیان محض امکانی تطبیق اور ممکنہ مصداق کی حد تک بات کی جائے، اس کی صحت پر اصرار نہ کیا جائے، نہ اس کی بنیاد پر شریعت کے خلاف یا اکابرین کے مشرب سے ہٹ کر کوئی تاویل کی جائے اور علمائے کرام و مشائخِ عظام کی توجیہات و تنبیہات کو قبول کر لینے کے لیے تیار رہا جائے تو زبان کھولنا شاید ممنوع نہ ہوگا، خصوصاً اس لیے کہ مقصد صرف اور صرف عامۃ المسلمین کو اصلاح نفس اور جدو جہد و جہاد کی دعوت دینا ہو۔ تو آئیے! ایک نظر ذرا اس پہلو پر ڈالتے ہیں۔ وبالله التوفیق، وهو العاصم من الشرور والفتن۔



## دم مست قلندر

دوسری بات: حضرت مہدی کون ہوں گے؟

حضرت مہدی کون ہوں گے؟ یہ سوال جتنا اہم ہے اتنا ہی اہم یہ ہے کہ ان کے ساتھ چلنے والے کون ہوں گے؟ امیر کی پہچان جتنا لازمی ہے اتنا ہی لازمی یہ بھی ہے کہ اس کے مامور اور اس کے گرد موجود جماعت کی پہچان ہوتا کہ حضرت مہدی کو کوئی پاسکے یا نہ پاسکے، ان صفات کو تو پا جائے جو موت سے قبل موت کی تیاری میں کام آسکتی ہیں۔

قارئین محترم! احادیث میں دو اشارے ایسے ملتے ہیں جن سے آخری زمانے کے کامیاب قائد اور اس کے خوش نصیب کارکن دونوں کی کسی قدر پہچان ہو جاتی ہے اور آدمی کو حق و باطل میں فرق کرنے، حق کے لیے قربانی دینے اور باطل کے خلاف ڈٹ جانے کا حوصلہ مل جاتا ہے۔ یہ دونوں احادیث بندہ کے سامنے عربی میں باحوالہ موجود ہیں۔ حوالہ مسلم شریف اور مشکوٰۃ شریف کا ہے۔ لیکن اگر ہم عربی عبارت کی طرف گئے تو یہ تحقیقی مضمون بن جائے گا جبکہ بندہ تحقیق کا اہل نہیں۔ تحقیق کے لیے ہمیشہ اپنے اکابر کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اللہ پاک نے ہمارے اکابر علمائے دیوبند کو جس علم اور تقویٰ سے نوازا، وہ راسخ ہے اور

جو فہم و بصیرت عطا کی، وہ کامل ہے ہماری خوش نصیبی یہ ہے کہ ان سے پوچھ پوچھ کر چلتے رہیں اور ان کی تقلید میں احتیاط اور نجات کو مضمر سمجھیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اپنے والد حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی لکھی ہوئی جس معرکہ آلا کتاب کی تحقیق و تلخیص کی ہے اور اس کے آخر میں ”فہرست علامات قیامت“ کے عنوان کے تحت تیسری علامت یوں تحریر ہے: ”نزول عیسیٰ تک اس اُمت میں ایک جماعت حق کے لیے برسرِ پیکار رہے گی جو اپنے مخالفین کی پروا نہ کرے گی۔ اس جماعت کے آخری امیر امام مہدی ہوں گے۔“ (ص: 142) اس میں آخری جملہ (اس جماعت کے آخری امیر امام مہدی ہوں گے) بہت اہم ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے حضرت مہدی نہ کسی غیر جہادی جماعت کے امیر ہوں گے نہ کسی اور قسم کے فکری یا تنظیمی گروہ کے، وہ جہادی جماعتوں کے آخری امیر ہوں گے۔ اہل حق کی تمام جہادی جماعتیں اور ان کے ذمہ دار اپنی اپنی جماعتوں کو ان کے ہاتھ میں دے کر ان کے ساتھ ضم ہو جائیں گے اور دنیا بھر میں الگ الگ جو کوششیں ہو رہی ہیں، وہ حضرت مہدی کے جھنڈے تلے جب اکٹھی ہوں گی تو مجاہدین کی بے مثال قربانیاں اور حضرت مہدی کی ذہن اور جرات مند قیادت مل کر مسلمانوں کو وہ گمشدہ چابی واپس دلوادے گی جو عرصہ ہوا گم ہو گئی ہے اور فتح و نصرت اور ترقی و کامیابی کی گاڑی کے چاروں نائر (علم، تقویٰ، دعوت، جہاد) موجود ہونے کے باوجود چل کے نہیں دے رہی۔

اب مامورین اور کارکنوں کی پہچان کی طرف آئیے۔ مسئلہ ہی بالکل صاف ہو جائے گا۔ دنیا میں اس وقت مسلمانوں کے تین مخالفین ہیں: یہود و ہنود (مشرکین)، عیسائی۔ حضرت مہدی کی جنگ عیسائیوں (یورپی یونین) سے ہوگی۔ ہندوؤں اور ارتدادی فکر کے شکار نام نہاد مسلم حکمرانوں کو حضرت مہدی کی طرف سے ہندوستان کے لیے تشکیل کردہ جانناز



شکست دے کر اور بیڑیاں لگوا کر گرفتار کر کے لائیں گے۔ یہود اور ان کے سربراہ الدجال الاعظم کے خاتمے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ اس کی ایک حکمت تو یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بے تحاشا ستایا۔ جان لینے کی کوشش کی۔ آپ کے حواریوں نے آپ کے گرد جانیں دے کر آپ کی حفاظت نہ کی۔ انہی یہود نے مشرکین کے ساتھ مل کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت ستایا۔ جان لینے کے درپے ہو گئے۔ آپ کے صحابہ نے آپ کے گرد اپنے جسموں کی دیوار کھڑی کر دی۔ مہاجر صحابہ تو نکلے ہی کشتیاں جلا کر تھے لیکن انصار کا حال بھی یہ تھا کہ جب تک ایک بھی زندہ تھا، ممکن نہ تھا کہ اس پر سے گزرے بغیر کوئی آپ تک پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس وفا اور فدائیت پر امت محمدیہ کو یہ انعام دیں گے کہ جس طرح اس امت کے شروع کے لوگوں نے اپنے پیغمبر کے ساتھ مل کر ”یہودِ مدینہ“ کے خاتمے کا کارنامہ انجام دیا، اسی طرح اس امت کے آخری لوگ ”یہودِ عالم“ کے کلی خاتمے کے لیے بھی دوبارہ بحیثیت امتی آئے ہوئے پچھلے پیغمبر سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی بن کر سابقین کی یاد تازہ کریں گے۔

دوسری وجہ یہ کہ دجال کو غیر معمولی سائنسی طاقتیں حاصل ہوں گی۔ مغرب میں مصروف کار تمام دنیا کے ذہن ترین دماغ جو کچھ ایجاد کر رہے ہیں، یہ دراصل دجال کے ظہور کے لیے میدان ہموار کر رہے ہیں۔ یہ اپنی ساری ٹیکنالوجی اس کے دامن میں ایسے ہی ڈال دیں گے جیسے کہ اہل حق میں سے خوش نصیب لوگ حضرت مہدی کا ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہونے پر اپنا سب کچھ ان کے پلڑے میں ڈال دیں گے۔ امریکا اور دنیا بھر سے کھنچ کر امریکا آئے ہوئے ذہن دماغوں کی ایجادات کہاں تک جا پہنچیں گی؟ اس کا اندازہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث سے لگایا جاسکتا ہے جس میں سائنس کے بل بوتے پر دجال کی غیر معمولی ”شعبہ بازیوں“ بیان کی گئی ہیں۔ ایک تازہ

ترین ایجاد سن لیجیے۔ ”برمودا اثرائی اینگل“ نامی مقناطیس ٹکون میں جو لہریں کارفرما ہیں انہیں محفوظ کر لیا گیا ہے۔ ان کو اگر کسی انسان، جہاز یا کسی بھی دیوہیکل چیز پر ڈالا جائے تو وہ ویسے ہی غائب ہو جائے گی جیسے برمودا کے ٹکون میں سالم ہوائی اور بحری جہاز غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ چیز حاصل ہونے کے بعد محفوظ ہو چکی ہے۔ غنقریب جب حالات کی بھیجی میں جنگ کی آگ مزید گرم ہوگی تو اس ایجاد کا استعمال مادہ پرستوں کی آنکھوں کو خیرہ کر ڈالے گا اور وہ ارضی خداؤں کی جھوٹی خدائی کے پہلے سے زیادہ قائل ہو جائیں گے جبکہ خدا مست ملنگوں کو اس کی ویسی ہی پروانہ ہوگی جیسا کہ سابقہ حدیث میں بیان ہوا ہے اور جیسا کہ آج دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ دجال اعظم کو حاصل اس طرح کی غیر معمولی سائنسی قوتوں کے مقابلے کے لیے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو غیر معمولی معجزانہ قوتیں دی گئی ہیں۔

جب حضرت مہدی کی یورپی عیسائیوں سے جنگ ہوگی اس میں حضرت کے ساتھ بارہ ہزار کے قریب مجاہد ہوں گے:

”بارہ ہزار کی تعداد کو کسی کی بنا پر شکست نہیں دی جاسکتی۔“ (حدیث شریف)

دوسری طرف متحدہ یورپی فوج میں نو لاکھ ساٹھ ہزار کا نمڈی دل ہوگا۔ بارہ جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے اسی ہزار سورما ہوں گے۔  $(9,60,000 = 80 \times 12)$ ۔ یہ لوگ یورپ کے دروازہ قسطنطنیہ (استنبول) سے گزر کر شام کی سرزمین پر آئے ہوئے ہوں گے۔ گویا ظاہر میں دونوں فریقوں میں کوئی جوڑ ہی نہ ہوگا۔ اس پر ”یورپین کولیشن“ حضرت مہدی اور ان کے رفقاء پر رحم کھا کر ایک پیش کش کرے گی۔ ایک آسان سامطالہ رکھے گی کہ یہ پورا کردو، ہم واپس چلے جاتے ہیں۔ تم صرف اتنا کرو: ”تم نے ہمارے جو آدمی قید کیے تھے اور وہ ہمارا مذہب چھوڑ کر تمہارا مذہب اپنا چکے ہیں، اب تمہارے ساتھ مل کر ہم سے



لڑنے کے لیے آئے ہیں، تم ہمارے اور ان کے درمیان سے ہٹ جاؤ، ہم صرف ان سے لڑنے کے لیے آئے ہیں۔ تم سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔“

آپ نے غور فرمایا: چند گوری چمڑی والے یورپی جنگی قیدی مسلمانوں کا حسن سلوک دیکھ کر مسلمان ہو چکے ہیں۔ وہ آبائی مسلمان نہیں، نو مسلم ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے جادو گروں کی طرح ان کا ایمان اتنا کامل ہو چکا ہے کہ بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ شامل ہو کر ساڑھے نو لاکھ سے ٹکرانے کے لیے تیار ہیں۔ ان چند نو مسلم افراد کی حوالگی پر دنیا کی ترقی یافتہ ترین متحدہ قوتوں کا لشکر واپس جانے پر تیار ہے اور چند ہزار ٹوٹے پھوٹے مجاہدین کی جاں بخشی اس سے مشروط ہے جنہیں موت سامنے نظر آرہی ہے..... لیکن ان چند کامل الایمان جہادیوں کا جواب سنئے:

”اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وہ اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن چکے ہیں۔ ہم انہیں کسی صورت میں اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔“

اللہ اکبر! بتائیے یہ جرات اس وقت روئے زمین پر موجود کس طبقے میں ہے؟ کون ہے جو ایک سپر پاور نہیں، تمام سپر پاورز، تمام پارٹنرز، تمام نان پارٹنرز کو ٹکا سا جواب دے سکتے ہیں کہ ملک جاتا ہے تو جائے، حکومت چھنتی ہے تو سو بار چھنے، ہم کسی مسلمان کو کفار کے حوالے کرنے کی بے غیرتی کبھی نہیں کر سکتے۔ وہ اور ہوں گے جو چند ڈالروں کے عوض اہل بیت کو بیچتے ہیں اور پھر ماں کی گالی کھاتے ہیں۔

بتائیے! پہچان میں کوئی مشکل رہ گئی ہے؟ کوئی سمجھ کر بھی نہ سمجھے تو اس کی مرضی..... ورنہ کوئی حجاب، کوئی رکاوٹ، کوئی حائل نہیں۔

”جب تم دیکھو کہ خراسان کی جانب سے سیاہ جھنڈے نکل آئے تو اس لشکر میں شامل ہو جاؤ، چاہے تمہیں اس کے لیے برف پر گھسٹ کر (کراٹنگ کر کے) کیوں نہ جانا

پڑے، کہ اس لشکر میں اللہ کے آخری خلیفہ مہدی ہوں گے۔“  
یہاں پہنچ کر پہلا سوال کافی حد تک حل ہو چکا ہے۔ غائبانہ تعارف سے حاضرانہ تعارف تک کا مسئلہ کافی سنسنی خیز ہوتا ہے۔ اس میں بہت لوگ یا تو نہایت جلدی کرتے ہیں اور جھوٹے مدعیوں کو سچا سمجھنے لگتے ہیں (ایک جھوٹے مدعی شہباز کاذب کی حال ہی میں گرفتاری کے بعد فیصل آباد سینٹرل جیل میں اس کے چیلوں نے پیش گوئیاں جھوٹی ثابت ہونے پر ٹھکانی لگائی ہے) اور کچھ لوگ اس کے نہایت دور دراز اور طویل المیعاد ہونے کے قائل ہیں۔ دراصل صحیح تعین تو ممکن ہی نہیں، نہ اس مسئلے کی نہ اس جیسے دیگر مسائل کی، لیکن مکمل ابہام بھی قابل قدر روش نہیں۔ حتمی انجام اور حتمی تعین کے درمیان کا راستہ مختاط اور محفوظ رویہ ہے۔ حدیث شریف میں ایک اور جملے کی کچھ وضاحت کے بعد ہم آگے چلیں گے۔ فرمان نبوی ہے: ”نزول عیسیٰ تک اس زمین میں ایک جماعت حق کے لیے برسرِ پیکار رہے گی جو اپنے مخالفین کی پروا نہ کرے گی۔“

اس میں جماعت حق کی دو مخصوص صفات بیان کی گئی ہیں: (1) جہاد اور مسلسل جہاد۔ (2) مخالفین کی پروا نہ کرنا۔ آج کون سی سرزمین ہے جہاں جہاد نامی فریضہ مٹ جانے کے بعد زندہ ہوا اور مسلسل زندہ ہے۔ دنیا میں جہاد کی کوئی قسم نہ ہوگی جو یہاں نہ لڑی گئی ہو۔ منکرین، ملحدین، باغین، مرتدین اور اب متحدہ کافرین کے خلاف غرضیکہ ہر نوع کا جہاد یہاں ہوا اور ہو رہا ہے۔ مخالفین کی پروا نہ کرنا (قراری دا، ہش ششی نشہ: سب ٹھیک ہے۔ کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں) یہ کس کا تکیہ کلام اور مخصوص مزاج ہے؟ نیوز ویک کی تازہ رپورٹ ہے:

”طالبان جس قسم کی RESILIENCE اور FEROCITY کا مظاہرہ کر رہے ہیں، اس سے واشنگٹن اور نیٹو تنظیم کے دوسرے دارالحکومتوں میں خطرے کی



گھنٹیاں بجنا شروع ہو گئی ہیں اور SOUL SEARCHING کا ایک نیا دور جنم لے رہا ہے کہ ایک نسبتاً RAGTAG بغاوت نے کس طرح دنیا کی طاقتور ترین افواج کو اپنے قریب تک آنے سے روکا ہوا ہے۔“

سبحان اللہ! ایک طرف ایک ایسی بکھری ہوئی منتشر اور ٹوٹی پھوٹی بے وسائل جماعت ہے جن کا اپنا ملک بھی اس کے خلاف ہے۔ دوسری طرف 143 ایسے ممالک ہیں جن میں سے کوئی ایک بھی دنیا کے کسی ملک کو دھمکی دے تو اس کے اوسان خطا ہو جائیں..... لیکن نتیجہ کیا ہے؟ جو آج سے سات آٹھ سال پہلے تھا کہ فضائی حملوں سے ابتدا ہو کر واپس فضائی حملوں پر بات چلی گئی ہے۔ قریب آنا تو دور کی بات ہے، زمین پر آنے کی جرات کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ 43 ممالک ”ایساف“ میں شامل ملکوں کو اچھی طرح گننے کے بعد سامنے آئے ہیں۔ مادی طاقت کے لحاظ سے تو امریکا اکیلا ہی کافی تھا۔ کسی کو گھر بیٹھے آنکھیں ہی دکھا دے تو اس کا کام ہو جاتا ہے۔ فون کر دے تو کندھے کے بیج ہی بھول جاتے ہیں۔ اس سے اکیلے بن نہ پڑا تو ”اجمعوا امرکم وشرکاءکم“ کے تحت اس نے نیٹو کو پکارا۔ 26 ممالک دوڑے چلے آئے۔ جبکہ دنیا فتح کرنے کے لیے ان میں سے دس بھی کافی تھے..... لیکن بات پھر بھی نہ بنی۔ غیر منظم اور غیر تربیت یافتہ جنگجو پھر بھی بھاری پڑنے لگے تو نان نیٹو ممالک کو ملا لیا گیا۔ دس مزید پارٹنرز کے آنے سے بات 36 تک جا پہنچی۔ اب تو زمین کے علاوہ کسی اور سیارے کو روندنا بھی ممکن تھا..... لیکن معلوم ہوا کہ افغان قوم جب سے مسلمان ہوئی، چیزے دیگر است۔ چنانچہ سات کے قریب نان نیٹو اور نان پارٹنر بھی آ پہنچے۔ ان میں ”بی مینڈ کی کو بھی زکام ہوا“ کے مصداق سنگاپور جیسے ناک کے چپٹے بھی شامل ہیں اور نیوزی لینڈ جیسے دور دراز واقع جن کا طالبان سے کوئی سروکار نہیں، بھی موجود ہیں۔ ان 43 ممالک کے بعد خود اپنا ملک افغانستان بھی خلاف ہے۔ حضرت طاہرات کے

قلیل لشکر کا جالوت کے متحدہ لشکر سے مقابلے کے بعد، بدر اور احزاب کے بعد، ایوبی کی صلیبی جنگوں کے بعد، کیا انسانی تاریخ میں کسی نے ایسا منظر دیکھا ہوگا کہ ایک طرف تو 44 ممالک اور دوسری طرف کوئی ملک نہیں، فوج نہیں، منظم طاقت نہیں، بکھری ہوئی ”لاہوت لامکان“ میں رہنے والی جماعت جس کا کوئی فرد سرعام اپنی شناخت بھی نہیں کروا سکتا..... لیکن اس کی خود اعتمادی کا حال یہ ہے کہ پوری دنیا کی خوفناک ترین عسکری طاقتوں کی اسے ذرا برابر پروا نہیں۔ ”دم مست قلندر“ کا نعرہ لگاتے تو بہت سے لوگ ہیں لیکن نبھایا اسے کسی نے ہی ہے۔



## کامیابی کا راز

دوسرا سوال: حضرت مہدی کی جدوجہد کیا ہوگی اور کس طرح ہوگی؟

حضرت مہدی کے متعلق دوسرا اہم سوال یہ ہے کہ ظہور کے بعد ان کے جدوجہد کی نوعیت کیا ہوگی اور جو کچھ کریں گے وہ ان کے لیے کیونکر ممکن ہوگا؟ بیعت جہاد کے بعد قیام خلافت تک انہیں دنیا بھر کی ترقی یافتہ ترین طاقتوں سے جس قیامت خیز معرکہ آرائی کا سامنا ہوگا، اس کی گرمی سے وہ کیونکر سرخرو ہو کر نکلیں گے؟ جبکہ آج کی دنیا میں سیاسی، فکری، معاشی، عسکری غرض ہر سطح پر طاغوتی طاقتیں ناقابل شکست طور پر غالب نظر آ رہی ہیں۔ زمین پر اور سمندروں میں ان کی حکمرانی ہے۔ فضا اور خلا میں ان کی برتری کا شور ہے۔ بظاہر ایسی کوئی صورت مستقبل قریب میں دور دور تک نظر نہیں آتی کہ مسلمان اس غلبے کے طلسم کو توڑ سکیں گے؟ ایک ایک ملٹی نیشنل کمپنی کا بجٹ کئی مسلم ملکوں سے زیادہ ہے۔ ایک ایک تھنک ٹینک ایسا ہے کہ اکیلا ہی مغرب کو سو سال کی منصوبہ بندی کر کے دے رہا ہے۔ اتحاد بھی ان میں ایسا ہے کہ امریکا اور روس آپس میں روایتی دشمنی اور بعد اثمر قین کا عملی مصداق ہوتے ہوئے بھی پاکستان کی مخالفت میں بغیر کسی کی ترغیب کے خود بخود فطرتاً اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

پھر دوسروں کا تو کہنا ہی کیا، ان کا اتحاد تو وجود میں ہی ”دہشت گردی“ کے خاتمے اور ”عالمی حکومت“ کے قیام کے لیے آیا ہے۔ دنیا بھر کی معیاری ترین یونیورسٹیاں مغرب میں ہیں۔ امریکا میں 5758 یونیورسٹیاں ہیں۔ جبکہ پوری مسلم دنیا کے 57 ملکوں میں یونیورسٹیوں کی مجموعی تعداد صرف 500 ہے اور پورے عالم اسلام میں ایک بھی یونیورسٹی ایسی نہیں جسے دنیا کی ٹاپ 500 یونیورسٹیوں میں شمار کیا جاسکتا ہو۔ مغربی حکومتیں پوری مسلم دنیا کے ذہین ترین دماغوں اور اعلیٰ ترین ہنرمندوں کو پرکشش مراعات کے عوض کھینچ کر اپنے ظلم میں جکڑ لیتی ہیں اور پھر وہ ہمیشہ وہیں کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ مسلمانوں کے ہاتھ فقط نا اہل، مفاد پرست اور حب الوطنی سے عاری کچرا مال ہی موجودہ نیوروکریسی کی شکل میں باقی رہ جاتا ہے۔ مسلمانوں میں نظم و ضبط، تعلیم و تربیت، اعلیٰ اخلاقیات، بلند نظری، اجتماعیت، صبر و تقویٰ..... غرضیکہ ہر وہ چیز جو کسی انسانی گروہ کو قوم اور فتح گر کو فاتح بناتی ہے، ہر اس چیز کی ایک ایک کر کے کمی پائی جاتی ہے۔ مسلمانوں کی ذہانت کا لوہا تو آج بھی دنیا بنتی ہے مگر یہی ذہانت اور بے مثال صلاحیت مغرب کے آنگن میں روشنی پھیلانے کے علاوہ کسی کام آکے نہیں دے رہی؟؟؟ جوں جوں وقت آگے بڑھ رہا ہے، ہر صبح مغرب کی کسی نئی انوکھی ترقی کی نوید اور ہر شام مسلمانوں کی مزید بد حالی کی خبریں لا رہی ہے۔ اس صورت حال میں کیا ہم یہ تسلیم کر لیں کہ حضرت مہدی کسی ”ماوراء الفطرت“ قوت کے مالک ہوں گے کہ ان تمام مادی قوتوں کو طبعی قوانین سے ہٹ کر شکست دینا ان کے لیے ممکن ہوگا؟ کیا محض خلاف عادت ظاہر ہونے والی کرامتوں سے وہ ان تمام سائنسی ایجادات کو پامال کر ڈالیں گے جن کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں مل رہی یا اس میں ان کی اور ان کے ساتھیوں کی فکری، عملی اور عسکری جدوجہد کا عمل دخل بھی ہوگا؟ اور اگر ہوگا تو اچانک یہ کایا کیسے پلٹ جائے گی کہ مغرب کے حق میں رُخ کر کے چلنے والی ہوائیں مشرق کے مظلوموں کے لیے بادری کی



نوید بن جائیں گی؟؟؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ دنیا کے کفر کے اس فتنہ خیز نعلے کا توڑ حضرت مہدی کی بے لوث اور اہل قیادت اور مسلمانوں کی بکھری ہوئی صلاحیت اور منتشر جدوجہد دونوں مل کر کریں گی۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت مہدی کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ محیر العقول کرامات کو بھی ظاہر فرمائے گا لیکن ان کی جو سب سے بڑی کرامت ہوگی وہ یہ کہ جب وہ اپنے ساتھیوں کو گناہوں سے سچی توبہ کروا کر مٹی ہوئی سنتوں کو زندہ کریں گے تو اس کی برکت سے ان کے تمام ساتھیوں کو یکسوئی اور یک فکری نصیب ہو جائے گی۔ ان سب کی سوچ ایک، فکر ہی نہیں، انداز فکر بھی ایک اور طرز عمل بھی ایک ہوگا۔ ان کے دل سے حسد و بغض، کینہ و عناد نکل جائے گا۔ باہمی اختلافات اور امیر کی نافرمانی کی نحوست سے آزاد ہو جائیں گے۔ وہ جینے مرنے میں حضرت مہدی کی کامل اطاعت کریں گے اور موت کو سامنے دیکھ کر بھی منہ نہیں موڑیں گے۔ موت سے مراد طبعی موت ہی نہیں ہوتی، طبیعت کی موت بھی ہوتی ہے یعنی آج کل بہت سے لوگ قربانیاں دے رہے ہیں۔ موت کو خوشی خوشی گلے لگا رہے ہیں لیکن بات جب نفس کی موت کی آتی ہے تو وہ اس پر ویسا غلبہ نہیں پاسکتے جیسا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرتے ہوئے اس نبوی تربیت کا مثالی مظاہرہ کیا تھا۔ حضرت مہدی کی بے نفسی اور اجتماعی مقصد کے حصول کی لگن اور اس لگن میں فنایت اس قدر واضح ہوگی کہ تمام روئے ارض کے صالح مسلمان اپنے آپ کو مٹا کر اپنا سب کچھ ان کو سونپ دیں گے اور ان پر ویسا اعتماد کریں گے جیسا کہ سلطان صلاح الدین ایوبی پر اس دور کے مسلمانوں نے کیا تھا۔ تاریخ کے طلبہ پر یہ بات مخفی نہیں ہونی چاہیے کہ پورے یورپ کی صلیبی افواج کے اتحاد کے مقابلے میں سلطان کی اپنی فوج (مصر و شام کی فوج) کچھ اتنی زیادہ تھی البتہ مختلف علاقوں سے آئے ہوئے مجاہد قبائل جب ان کو دیکھتے

کہ وہ میدان جنگ میں گھوڑے پر سوار ایک جانب سے دوسری جانب تک یوں چکر لگا رہے ہیں جیسے اکلوتے بچے کی ماں اس کی تلاش میں بولائی بولائی پھرتی ہے۔ آنکھوں میں آنسو ہیں اور زبان پر ایک ہی نعرہ ہے: ”یا للہ اسلام، یا للہ اسلام!“ ”اے مسلمانو! اسلام کی مدد کرو۔ اے مسلمانو! اسلام کی خبر لو۔“ تو یہ قبائل جو اپنی عصبیت، سرکشی اور انفرادی مزاج میں مشہور تھے، سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر سلطان کے ساتھ جینے مرنے کا عہد کر لیتے تھے اور تاریخ گواہ ہے کہ سلطان کے پاس خرچ نہ ہوتا تو اپنے خرچ پر، اپنے اسلحے سے، اپنے جی جان سے میدان میں ڈٹے رہتے تھے اور سلطان کا ساتھ چھوڑ کر جانے کو کفر و ارتداد سے زیادہ سخت عار والی بات سمجھتے تھے۔ ان کو یقین تھا کہ اگر شکست ہوئی تو سلطان ان کو چھوڑ کر بھاگے گا نہیں اور اگر فتح ہوئی تو اس کے فوائد سلطان خود ہرگز نہیں سمیٹے گا بلکہ یہ سارے ثمرات و نتائج اسلام کی جھولی میں جائیں گے۔ اگر آج کی قیادت اپنے کارکنوں کو یہ یقین دلادے تو خدا کی قسم! کیا پلٹنے میں اتنے ہی دن لگیں گے جتنے قائد کو اپنی بے نفسی اور اسلام کے لیے فدائیت و وفائیت ثابت کرنے میں لگتے ہیں۔

حضرت مہدی کی کامیابی کا راز یہی ہوگا کہ وہ بیعت سے پہلے ہی قیادت کی اس ممتاز صفت کو ثابت کر دیں گے (اس کی تفصیل پہلے گزری ہے) تب دنیا بھر میں بکھرے ہوئے قابل و لائق علماء، طلبہ (یا طالبان)، مجاہدین، انجینئرز، ڈاکٹر، پروفیسر، سائنس دان، سرمایہ دار، انتظام کے ماہر، عسکریت سے واقف..... غرضیکہ مختلف مہارتوں کے حامل افراد اپنا سب کچھ اسلام کی خاطر ان کے قدموں میں لا ڈالیں گے اور دل سے ان کی کامل اطاعت کرتے ہوئے اپنے آپ کی، اپنی انا کی، اپنی خواہشات اور مزاجوں کی انفرادیت کی مکمل نفی کر ڈالیں گے۔ یہ وہ یادگار منظر اور وہ مبارک روحانی کیفیت ہوگی جو بدر سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورے کے دوران آسمان نے دیکھی تھی، جس نے ”ہطین“



کے معرکے سے قبل ایوبی کی آنکھیں ٹھنڈی کی تھیں اور جسے ناٹو اور نان نیٹو ممالک کا اتحاد آج آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور جسے دنیا ایک بار پھر بالآخر آخری معرکے سے قبل دیکھے گی اور جب دیکھے گی تو سارے اسٹائل اور ہیروشپ، ساری چوکرٹیاں، اُڑن کھولیاں، ساری پروازیں بھول جائے گی۔

”افغانستان اور پاکستانی قبائلی علاقوں میں لڑائی کے شدت اختیار کرنے کے بعد عالمی تجزیہ نگاروں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کو آٹھ سال گزرنے کے بعد اب یہ واضح ہو رہا ہے کہ جنگ دراصل اتحادی نہیں بلکہ القاعدہ اور طالبان جیت رہے ہیں۔ اسی تناظر میں یورپ کے کئی اعلیٰ عہدیداروں نے القاعدہ کے ساتھ امن معاہدوں کے لیے راہ ہموار کرنا شروع کر دی ہے۔ ناروے کے دارالحکومت اوسلو سے شائع ہونے والے مقامی اخبار ”ڈاگس اوین“ نے لکھا ہے کہ ناروے شاید اب مسلم گروپوں سے اپنے تعلقات بہتر بنانے کی پالیسی پر عمل کر رہا ہے۔ اخبار کا مزید لکھنا ہے کہ جب نائب وزیر خارجہ سے اس بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ دہشت گردی کے خلاف جنگ سے پیچھے ہٹ رہے ہیں تو ان کا کہنا تھا کہ دراصل دوستوں کے ساتھ تو امن اور مذاکرات چلتے ہی رہتے ہیں مگر حقیقی امن کے لیے ان لوگوں کے ساتھ بھی امن مذاکرات ہونے چاہئیں جنہیں آپ اپنا دشمن قرار دیتے ہیں۔ نائب وزیر خارجہ رائے موئڈ یوہانسن کا کہنا تھا کہ وہ اس معاملے میں تنہا نہیں ہیں بلکہ دیگر یورپی ممالک بھی یہ خواہش رکھتے ہیں۔ واضح رہے کہ اس سے کچھ ہی قبل سوئزرلینڈ بھی اس خواہش کا اظہار کر چکا ہے کہ وہ القاعدہ اور اسامہ بن لادن سے مذاکرات اور امن معاہدہ کرنا چاہتا ہے اور اس سلسلے میں کسی بھی ابتدائی اقدامات کے لیے بالکل تیار ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ امریکا کی واپسی کے بعد انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنے۔“

## تین خوش نصیب طبقے

چند سال قبل بندہ ایک مجلس میں کچھ نوجوانوں سے گفتگو کر رہا تھا۔ بات عالم اسلام کے حالات اور مسلمانوں کو درپیش ہمہ جہت معرکہ آرائی کے حوالے سے ان کے کردار کی طرف مڑ گئی۔ ایک صاحب لائق سے بیٹھے تھے۔ نوجوان مایوسی کی باتیں کرتے، امکانات کے فقدان کا شکوہ کرتے اور میں انہیں حوصلہ دلاتا کہ سفر ایک ہزار میل کا ہو تو پھر بھی شروع ایک قدم سے ہی ہوتا ہے۔ اتنے میں ان بڑے صاحب سے نہ رہا گیا۔ بندہ سے مخاطب ہو کر بولے:

”مولانا صاحب! آپ بچوں کو ویسے ہی درغلارہے ہیں۔ سیدھے سادھے مان کیوں نہیں لیتے کہ آپ سورہ فیل پڑھ کر پھونکنے سے میدان نہیں مار سکتے۔ مغرب بہت آگے جا چکا ہے۔ آپ کے تصور سے بھی بہت آگے۔“

”آپ مغرب کو جتنا آگے دیکھ رہے ہیں، ہم اس کو اس سے بھی بہت آگے دیکھ رہے ہیں، موجودہ زمانے کے معلوماتی انسانوں کے تصور سے بھی آگے، کافی آگے جاتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ جب تک مغرب کی مصنوعی طاقت، فطری قوتوں سے آگے (بظاہر نہ



کہ حقیقت میں) نہ جائے گی، آخری معرکہ ہی برپا نہ ہوگا۔ اور آخری معرکہ کو سورہ فیل والے ہی جیتیں گے بشرطیکہ ان کو سورہ کہف بھی یاد ہو۔“

محترم موصوف تو ہکا بکا ہو کر بندہ کی شکل دیکھنے لگے کہ یہ کیسا جبر لوگھاؤ قسم کا آدمی ہے، بات کو کہاں سے کہاں پھیر دیتا ہے؟ ان کو تو کچھ نہ سوچھی البتہ جن نو جوانوں سے گفتگو چل رہی تھی، ان میں سے ایک بولا:

“جناب شاہ صاحب! لگتا تو یہی ہے اگر حضرت مہدی بھی آجائیں تو ان کو حالات سدھارنے میں بہت عرصہ لگے گا۔“

”نہ میرے عزیزنا! چند سال بھی نہ لگیں گے۔ اس لیے کہ مغرب کی چکاچوند جو آپ کو نظر آرہی ہے، اس میں مسلمانوں کا خون پسینہ شامل ہے تو یہ چراغ جل رہے ہیں۔ اب مغرب اپنی اس کامیابی کے پیچھے مسلم دنیا کے قابل ترین دماغوں اور محنتی ترین باکمال ہنرمندوں کی موجودگی کا اعتراف کرے یا نہ کرے بلکہ ان کی محنت پر بھی اپنا ٹریڈ مارک لگا لے..... لیکن ایک دنیا جانتی ہے کہ مسلمان اپنی قیادت کی طرف سے حوصلہ افزائی اور اعتراف و تحسین نہ ہونے کی وجہ سے مغرب کی چاند گاڑی کو اپنی صلاحیتوں سے ایندھن دے رہے ہیں۔ گوروں میں اتنے جینکس نہیں پیدا ہوتے جتنے ہم میں..... ہم سے مراد عالم اسلام اور بالخصوص پاکستان ہے..... پیدا ہوتے ہیں۔ جب اجتماعیت کی پُر خلوص آواز لگے گی اور قیادت کا بے لوث پن سامنے آئے گا تو یہ سب دوڑے دوڑے آئیں گے تب آپ گرمی بازار دیکھیے گا۔“

”لیکن آپ تو ایک مضمون میں کہہ رہے تھے کہ دنیا میں اس وقت مختلف علوم و فنون میں خصوصاً جینیاتی اور عسکری سائنس میں یہودیوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ان کے نوبل انعام یافتہ سائنس دانوں کی کھیپ ہے جو ان کو دجال کی قیادت میں دنیا پر غلبہ دلانے اور

موت پر بھی قابو پانے کے لیے کام کر رہی ہے۔“

”یہ بات آپ نے خوب اٹھائی ہے۔ دنیا کی تاریخ کو یکسر تبدیل کر دینے والی ہر ایجاد کے پیچھے یہودی ہیں۔ مثلاً: مائیکرو پروسیسنگ چپ“ کے پیچھے سیٹل۔ نیوکلیر چین ری ایکٹر کے پیچھے لیو۔ آپٹیکل فائبر کیبل کے پیچھے پیٹر۔ ٹریفک لائٹ کے پیچھے چارلیس ایڈلر۔ اسٹین لیس اسٹیل کے پیچھے ہینوسٹرس۔ ویڈیو ٹیپ کے پیچھے چارلس کنسبرگ..... یہودی نے مائنڈ کنٹرول ٹیکنالوجی حاصل کی ہے جس سے وہ انسانی ذہنوں کو اپنی مرضی کے مطابق پھیرنے کی صلاحیت کسی قدر حاصل کر چکے ہیں۔ یہ دجال کا سب سے بڑا ہتھیار ہوگا۔ اس کا نام ایم کے الٹرا ہے۔ سی آئی اے جیسے ادارے کے ڈائریکٹر سیلن فیلڈ نے 1977ء میں سرعام تسلیم کیا تھا کہ لاکھوں ڈالرز جادو ٹونے، نفسیات اور روحانیت کے مطالعہ پر خرچ کیے گئے ہیں۔ موسیقی کی دھنوں میں ”بیک ٹریکنگ“ کے ذریعے یہودہ شیطانی پیغامات (مثلاً: Kil your Mum Deat) ریورس ٹریک میں چھپا کر پوری دنیا میں نشر کیے جا رہے ہیں۔ 1940ء میں ایک امریکی یہودی سائنس دان کولائیسلا نے (موت کی شعاعیں) Deat Ithray ایجاد کرنے کا اعلان کیا۔ 1987ء سے یہودی سائنس دانوں کی سربراہی میں زمین کی قدرتی گردش کو متاثر کر کے ”زمین کی نبض“ سے چھیڑ چھاڑ کی کوششیں شروع ہیں حتیٰ کہ زمین کا مقناطیسی میدان ختم ہو جائے گا اور اس کی گردش ختم کر حدیث شریف میں بیان کردہ ظہور دجال کی علامات کے مطابق سست ہو جائے گی۔ ایک دن ایک سال کے برابر، پھر ایک دن ایک ماہ کے برابر، پھر ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا۔ آکسفورڈ کی پروفیسر سوس گرین فیلڈ نے کہا ہے کہ انسانی دماغ کی پوری میموری کمپیوٹر میں فیڈ کرنا ممکن ہو چکا ہے۔ اس پروفیسر صاحب نے اگلے مرحلے کا انکشاف نہیں کیا۔ وہ ہم جیسے فقیر کیے دیتے ہیں۔ اگلا عمل اس کا عکس ہوگا یعنی کسی کمپیوٹر کی میموری کسی انسانی ذہن میں اپ لوڈ کر دی جائے گی



تاکہ سپر مین (الذجال الاعظم) کا راستہ ہموار ہو جائے گا جو وقتی طور پر غیر فانی لگے گا۔ یہودی سائنس دانوں نے انسانی جینیاتی کوڈ پڑھ لیا ہے۔ یہ تین ارب حروف کا امتزاج ہے۔ مذکورہ کامیابی کو انسانی تاریخ کی سب سے بڑی کامیابی قرار دیا گیا ہے۔ یہ سب محیر العقول قسم کی ایجادات اپنی جگہ..... لیکن جب حضرت مہدی آئیں گے تو صالح اور قابل مسلمانوں کے علاوہ (لگتا ہے) دو قسم کے طبقے ان کے ساتھ شامل ہو جائیں گے:

(1) ایک تو وہ یہودی جو آج کل کی متعصب سیاسی یہودیت یعنی صہیونیت سے

بیزار ہیں۔ (صہیونیت سے مراد سیاسی اسرائیلیت ہے۔ اس لیے صہیونی ہر وہ شخص ہے جو اسرائیل کا حامی ہو، چاہے وہ غیر یہودی ہو یا غیر اسرائیلی) ان کے خیال میں جب یہودی ریاست کا قیام اور یہودیت کا عالمی غلبہ ”مسیحا“ کی قیادت میں ہوگا، وہی یہود کو تاریخی ذلت سے نجات دلائے گا، تو اسرائیل کے قیام کے لیے لاکھوں فلسطینیوں کو گھر سے بے گھر در بدر کرنے اور اس کے استحکام کے لیے ہزاروں کو قتل کرنے اور کرتے رہنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ کیوں نہ ہم مسیحا کا کام اس کے ذمہ چھوڑ دیں اور اس مقصد کے لیے اپنے یہودیوں کو نہ مروائیں جو وہ مسیحا کی آمد سے پہلے حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ یہ معتدل فرقہ ”حیدی“ کہلاتا ہے۔ یہ اس کا قدیم نام ہے۔ ان کا جدید نام ہیریڈی ہے۔ یہ انتہائی قدیم مذہبی یہودی ہیں جن کے اصل مراکز نیویارک اور لندن ہیں۔ ان کو یقین ہے کہ صہیونی تحریک نے جو اسرائیل قائم کیا ہے وہ درحقیقت ”نفرت کی ریاست“ کا وہ خطہ ہے جس میں تورات کی پیش گوئی کے مطابق یہودی آخری زمانے (اینڈ آف ٹائم) میں آکر زمانے میں اکٹھے ہوں گے اور اللہ کے غضب و انتقام کا شکار ہو کر نابود ہو جائیں گے۔

ربائی ہرش ان کا مشہور مذہبی رہنما ہے۔ عرفات کی فلسطینی اتھارٹی میں یہودی معاملات کا جو وزیر رکھا گیا تھا وہ اسی طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔ مشہور فلسفی اور ماہر لسانیات نوم

چومسکی بھی اگرچہ اس فرقے سے نہیں لیکن وہ اس نظریے کو تسلیم کرتے ہیں۔ وہ بھی ”غیر صہیونی“ یہودی ہیں۔ یعنی وہ مذہبی طور پر اس بات کے قائل نہیں لیکن غیر مذہبی سیاسی طور پر اس نکتہ نظر کو تسلیم کرتے ہیں۔ برطانیہ میں مختلف مواقع پر اس فرقے کے لوگ فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم کے خلاف اپنا ردِ عمل ریکارڈ کرواتے رہتے ہیں۔ حضرت مہدی جب ظاہر ہوں گے اور یہودیوں کے گم کردہ مقدس آثار قدیمہ یعنی تابوتِ سکینہ، عصائے موسوی، الواحِ تورات کے ٹکڑے، ماندہ بنی اسرائیل، من و سلوئی کے مخصوص برتن، تخت داؤدی (یہ گم شدہ نہیں، ملکہ برطانیہ کی کرسی میں نصب ہے) کو برآمد کر لیں گے تو یہ معتدل مزاج یہودی اپنی انصاف پسندی کی بنا پر حضرت پر ایمان لے آئیں گے۔ ان کو یقین ہو جائے گا کہ ہمارے بڑوں نے اپنے گناہوں اور بد اعمالیوں کی نحوست سے جس چیز کو گم کیا، اس کو دریافت کرنے والا ہی آخری مسیحا (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا پیروکار اور سچے مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا ساتھی ہے۔ تابوتِ سکینہ کو دیکھ کر چند یہودیوں کے ایمان لانے کا ذکر حدیث شریف میں ہے البتہ ان کی اس مذکورہ بالا فرقے پر تطبیق بندہ کی خیالی کاوش ہے۔ یہ یہودی اپنے ساتھ جو سرمایہ اور ٹیکنالوجی لے کر مسلمانوں سے آلیں گے، اس سے مسلمانوں کی مادی طاقت بھی ”کسی حد تک“ بہتر ہو جائے گی۔

چند سال کی بات بندہ نے اس لیے کی ہے کہ حضرت مہدی اپنے ظہور کے بعد (جو چالیس سال کی عمر میں ہوگا) سات سال تک دنیا کی تین بڑی کفریہ طاقتوں میں سے دو کے خلاف جہاد فرمائیں گے۔ ہندوؤں اور عیسائیوں کے خلاف شاندار فتح حاصل کریں گے۔ اب پیچھے صرف یہودی رہ جائیں گے۔ آٹھویں سال دجال ظاہر ہوگا اور فتنہ یہود عروج پر پہنچ جائے گا جو درحقیقت شیطانی طاقتوں کا فتنہ ہے۔ اسی سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ نواں سال دجال کے قتل اور ”شر کے گھر“ اسرائیل کے خاتمے کے بعد مستحکم



ترین عالمی اسلامی خلافت کے قیام اور استحکام کا ہوگا۔ 49 سال کی عمر میں حضرت مہدی انتقال کر جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی نماز جنازہ پڑھ کر بیت المقدس میں ان کو دفن فرمائیں گے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام 38 سال تک زمین پر رہیں گے۔ اس طرح حضرت مہدی ظہور کے بعد زمین پر کل نو سال رہیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے حضرت مہدی سات سال اور وفات مہدی کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اڑتیس سال دنیا میں رہیں گے۔ بیچ کے دو سال دونوں قائدین اکٹھے گزاریں گے۔

(2) اس تفصیل کے بعد اب ہم اس دوسری قوت کا تذکرہ کرنے کے قابل ہو گئے ہیں جو اپنی ٹیکنالوجی اور سرمائے سے مسلمانوں کو درکار مادی طاقت کی کمی پوری کرے گی۔ یعنی وہ خوش نصیب عیسائی حضرات جو رحم دل ہیں اور انسانیت کی خدمت اخلاص سے کرتے ہیں۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسلمانوں کی جہادی جماعت میں نزول کے بعد ان کو بھی ”دہشت گردی کا طعنہ“ دینے کے بجائے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ انہیں یہ سعادت ان کی روایتی رحم دلی اور انصاف پسندی کے سبب ملے گی۔ یہ لوگ یورپ اور امریکا کی حیران کن سائنسی طاقت میں سے ”کچھ حصہ“ لے کر مسلمانوں سے آلیں گے۔ اوپر بندہ نے یہودیوں کے ذکر میں ”کسی حد تک“ اور عیسائی حضرات کے ذکر میں ”کچھ حصہ“ کا لفظ جان بوجھ کر استعمال کیا ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ مسلمانوں کی کامیابی کی اصل ٹیکنالوجی باطن میں بغض و حسد کے خاتمے اور ظاہر میں تقویٰ و جہاد کے اپنانے میں ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہوگا کہ مسلمان بھی سائنس و ٹیکنالوجی اور عسکری و معاشی وسائل میں اس حد تک پہنچ جائیں گے کہ کفر کے غلبے کو مادی طاقت کے ذریعے ختم کریں۔ نہ میرے محترم بھائیو! ایسا نہیں ہوگا۔ غزوات البتہ ہمیشہ غیر مساوی طاقتوں کے درمیان لڑے گئے ہیں۔ اللہ والوں اور شیطانی قوتوں میں ظاہر از بین آسمان کا فرق رہا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو حق اور باطل کی ترقی اور فتح کے پیمانے تو ایک جیسے ہو جائیں گے۔ اللہ کی نصرت اور قدرت کا مالہ کا مسلمانوں کے حق میں ظہور کا وقت پھر کب آئے گا؟

## اب بھی وقت ہے!

کچھ باتیں فقیر لوگ اپنی موج میں کہہ دیتے ہیں۔ ابھی سننے والے ہی سوچ رہے ہوتے ہیں کہ اس کا مطلب کیا ہے اور سوس کیا ہے؟ کہ اتنے میں ان کی تصدیق کھلی آنکھوں سامنے آجاتی ہے۔ پچھلے مضمون میں بندہ کے قلم سے یہ جملہ نکل گئے تھے: ”1987ء سے زمین کی قدرتی گردش کو متاثر کر کے ”زمین کی نبض“ سے چھیڑ چھاڑ کی کوششیں شروع ہیں حتیٰ کہ زمین کا مقناطیسی میدان ختم ہو جائے گا اور اس کی گردش تھم کر حدیث شریف میں بیان کردہ ظہور دجال کی علامات کے مطابق ست ہو جائے گی۔ ایک دن ایک سال کے برابر، پھر ایک دن ایک ماہ کے برابر، پھر ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا۔“

یہ جملہ بندہ نے کس تناظر میں کہے تھے؟ پہلے اسے سمجھ لیں تو آگے چلتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے: ”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک پہاڑ اپنے مرکز سے ہٹ نہ جائیں گے۔“ اس طرح حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے قریب سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ جب یہ نشانی ظاہر ہو جائے تو توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد کوئی



ایمان لائے یا توبہ کرنا چاہے تو مقبول نہ ہوگی۔ جب ہم فلکیات پڑھتے پڑھاتے تھے اور اکثر قارئین کے علم میں ہوگا کہ جامعۃ الرشید میں اس علم پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ ہمارے شعبہ فلکیات کی تحقیقات کو دنیا کے مسلم وغیر مسلم کے نامور ماہرین فلکیات قدر کی نظر سے دیکھتے اور سو فیصد قابل اعتماد سمجھتے ہیں۔ فلکیات میں جب قبلہ رکھنے کی بحث آتی ہے تو عام لوگ ”قطب نما“ کو استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ ہمارے ہاں اسے قابل اعتماد ذریعہ نہیں سمجھا جاتا۔ اس لیے کہ قطبین کے پاس موجود مقناطیسی لہروں کا دیوپیکل ذخیرہ اپنا مقام بدلتا رہتا ہے جس سے قطب نما کی سوئی متاثر ہوتی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: احسن الفتاویٰ، ج: 2، ص: 347) بعض لوگ تو ”قبلہ نما“ استعمال کرتے ہیں جبکہ یہ ”قطب نما“ سے بھی زیادہ مخدوش ذریعہ ہے۔ اس میں دس سے بارہ درجے کا نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ لہذا عوام کو چاہیے کہ مساجد کا قبلہ رکھتے وقت یا جانچ کر واتے وقت مستند علماء سے رابطہ کریں۔ خود سے اس فن کے شناور بننے کا دعویٰ نہ کریں جس کی ابجد سے بھی عام لوگ واقف نہیں ہوتے۔

یہ تو ایک بات ہوئی۔ دوسری بات یہ کہ قیامت کے قریب سورج مغرب سے طلوع ہوگا؟ اس کی فلکیاتی توجیہ کرتے ہوئے دماغ چکرا جاتا تھا۔ زمین تو ویسے ہی ”چکراتی گولہ“ ہے لیکن جب آپ طلبہ کو اس چکراہٹ کی تشریح سمجھانا شروع کرتے ہیں تو تھوڑی دیر کے لیے دماغ چکرا کھا کے رہ جاتا ہے۔ اس کی آسان تشریح سوچتے سوچتے اور اس بارے میں ارضیاتی سائنس کا مطالعہ کرتے کرتے وہ بات ہاتھ لگی جو پچھلے کالم میں برسیل مذکرہ آگئی تھی اور جس کی تصدیق اس چونکا دینے والی خبر سے ہو رہی ہے جو اسی ہفتے سرخیوں کے ساتھ پوری دنیا کے بایسوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہی ہے لیکن افسوس کہ اس کے پس پردہ مقاصد پر کم ہی لوگ توجہ دیں گے۔ اب پہلے ایک نظر اس خبر اور اس میں مذکورہ اس تجربے کے

مقاصد اور متوقع خطرات پر، پھر ان شاء اللہ وہ نتائج جن سے حدیث شریف کی پیش گوئی پوری ہوتی نظر آتی ہے۔ یہ خبر 11 ستمبر 2008ء بروز جمعرات ملک کے تمام قومی اخبارات میں چھپی ہے:

”نیوکلیائی ریسرچ کے یورپی ادارے سرن کے زیر اہتمام دنیا میں طبعیات کا سب سے طاقت ور تجربہ شروع ہو گیا ہے جس کا مقصد کائنات کی تخلیق کا راز جاننا ہے۔ دنیا میں طبعیات کا سب سے طاقت ور تجربہ جس کے بارے میں تین دہائیاں قبل سوچا گیا تھا [تصدیق ملاحظہ ہو۔ ہندہ نے اپنے مضمون میں 1987ء لکھا تھا] 27 کلومیٹر لمبی سرنگ میں ذرات کی پہلی بیم یا شعاع چھوڑ دی گئی ہے۔ پانچ ارب پاؤنڈ لاگت سے تیار ہونے والی اس مشین میں ذرات کو دہشت ناک طاقت سے آپس میں ٹکرایا جائے گا تاکہ نئی طبعیات میں تباہی کی علامتوں کو آشکارا کیا جاسکے۔ اس تجربے کا بنیادی مقصد کائنات میں بگ بینک سے چند ثانیے بعد کے حالات کو از سر نو تخلیق کرنا ہے۔ فرانس اور سوئٹزرلینڈ کی سرحد کے نیچے کھودی گئی اس بہت بڑی سرنگ میں ایک ہزار سلنڈر کی شکل کے مقناطیسوں کو ساتھ ساتھ رکھا گیا ہے، ان ہی مقناطیسی سلنڈروں سے پروٹون ذرات کی ایک لکیر پیدا ہوگی جو ستائیس کلومیٹر تک دائرے کی شکل میں بنائی گئی سرنگ میں گھومے گی۔ سرنگ میں پروٹون ذرات کے ٹکرانے سے دو لکیریں پیدا ہوں گی جنہیں اس مشین کے اندر روشنی کی رفتار سے مخالف سمت میں سفر کرایا جائے گا، اس طرح ایک سیکنڈ میں یہ لکیریں گیارہ ہزار جست مکمل کریں گی۔ بی بی سی کے مطابق سائنس دان کائنات کے وجود میں آنے کی تھیوری بگ بینک کے حالات کو جاننے کے لیے جو تجربہ کر رہے ہیں، اس کے حوالے سے کچھ ناقدین نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اس تجربے کے نتیجے میں کہیں وہ کیفیت پیدا نہ ہو جائے جسے بلیک ہول کہتے ہیں۔ بلیک ہول اس وقت خطرناک ہوتا ہے جب اس کی زندگی اور توانائی کافی زیادہ ہو۔



پھر اس میں چیزوں کو اپنی جانب کھینچ سکنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔“

خبر کے آخر میں سائنس دانوں نے جو خدشات ظاہر کیے ہیں، حقیقت میں بات اس سے آگے کی ہے۔ کائنات کو تسخیر کرنے کا جو منصوبہ ”یہودی بگ برادرز“ نے بنایا ہے، یہ تجربہ اس کا حصہ ہے۔ اس میں جو 80 سائنس دان (بشمول دو پاکستانیوں کے جو تالی بجانے پر اکتفا کر رہے تھے) شریک ہیں، ان کی اکثریت یہودی ہے۔ اس پر جو دس ارب ڈالر سرمایہ خرچ ہوا ہے وہ یہود کا کمایا ہوا سود ہے۔ یہ دراصل کرنا کیا چاہتے ہیں؟ یہ جھوٹے زمینی خدا (متح کا زب، الدجال الاکبر) کے ظہور سے قبل زمین کو اتنا مخر کر لینا چاہتے ہیں کہ اس کی گردش، اس سے پیدا ہونے والے موسم، بارشیں، ہوائیں، فصلیں، پانی، نباتات، جمادات و جنگلات..... غرض ہر چیز پر انہیں کنٹرول حاصل ہو جائے تاکہ زمین پر اسے زندہ رہنے دیں جو دجال کو خدا مانے اور جو اس کی جھوٹی خدائی کو دھتکار دے اس پر زمین تنگ کر دی جائے۔ یہ درحقیقت اس ابلیسی مشن کی تکمیل ہے جس کے مطابق دجال جس کو چاہے گا غذا دے گا، جن کو چاہے گا فاقے کرائے گا۔ (دنیا میں غذائی مواد تیار کرنے والی تمام بڑی کمپنیاں خالص یہودی ملکیت ہیں) جس کی زمین میں چاہے گا فصلیں اگیں گی جس کی چاہے گا بارش بھی روک دے گا۔ (بیج پیمنٹ ہوں گے اور بارشیں مصنوعی ہوں گی۔ قدرتی بارش کے عمل کو کسی حد تک متاثر کرنے کا ایک مظاہرہ بیجنگ کے حالیہ اولمپک گیمز 2008ء میں ہو چکا ہے)

یہ تو اس منصوبے کے مقاصد ہیں۔ اس کے نتائج کیا ہوں گے؟ وقت تھم جائے گا اور دجال کے خروج کی شرط مکمل ہو جائے گی۔ مشہور حدیث شریف کے مطابق جب دجال نکلے گا تو زمین پر چالیس دن رہے گا۔ پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا ایک مہینے کے برابر اور تیسرا ہفتے کے برابر ہوگا۔ بقیہ سترتیس دن عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ اس طرح اس

کے دنیا میں ٹھہرنے کی کل مدت ایک سال دو مہینے اور چودہ دن کے برابر بنتی ہے۔ بعض محدثین نے فرمایا تھا کہ یہ دن حقیقت میں لمبے نہ ہوں گے۔ پریشانی کے باعث لوگوں کو طویل معلوم ہوں گے۔ لیکن علامہ نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ اکثر علمائے حدیث کے نزدیک حدیث سے اس کا ظاہری معنی ہی مراد ہے یعنی یہ دن فی الواقع اتنے لمبے ہوں گے جتنا کہ حدیث شریف میں ذکر ہے۔ اس بات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کھلی دلیل ہے کہ باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ پہلے تین دن عام دنوں سے الگ قسم کے ہوں گے۔ نیز دجال کا فتنہ ایسا نہیں کہ اس سے پیدا ہونے والی پریشانی تین دن میں ختم ہو جائے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ ان علماء اور محدثین کرام کو بہترین جزائے خیر دے جنہوں نے حدیث شریف کو ہم تک اصل شکل میں پہنچایا اور اس کا جو معنی بھی قرین قیاس ہو سکتا تھا، وہ بیان کیا۔ کچھ معنی ایسے تھے جو گزشتہ دور میں سمجھ نہیں آ سکتے تھے لیکن آج ان کو سمجھنا آسان ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ کیسے؟

سمجھا جاتا تھا کہ زمین کی گردش اپنے محور میں ہر صدی کے دوران 1.4 ملی سیکنڈ سست ہو رہی ہے۔ اس گردش کے سبب دن رات بنتے ہیں لیکن جدید تحقیقات کے نتیجے میں سائنس دانوں نے دریافت کیا ہے کہ رفتار میں یہ کمی بعض اوقات تیزی سے مزید گرتی ہے اور اس کے تین بڑے اسباب ہیں:

(1) مختلف سیاروں کی کشش ثقل اس رفتار میں کمی لانے کا سبب بنتی ہے کیونکہ وہ زمین کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔

(2) گردش کی رفتار کو سست کرنے کے عمل میں کرہ ارض کا اپنا کردار بھی ہے۔ یہ کردار ہواؤں میں تبدیلی کے نتیجے میں ابھرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فوری گردش میں سستی لانے کا 90 فیصد عمل ہواؤں کی تبدیلی ہی کرتی ہے۔ اگر ہوا کی رفتار بڑھ جاتی ہے تو کرہ ارض کی



رفقارست ہو جاتی ہے۔

(3) تیسرا اور اہم سبب Haarp نامی ادارہ ہے۔ یہودی سرمایے سے یہودی سائنس دانوں کی زیر نگرانی چلنے والا یہ ادارہ موسموں کے انداز میں تبدیلی، زمین کی محوری گردش میں سستی لانے، نیز کرۂ ارض میں زلزلوں میں اضافے کا بھی ذمہ دار ہے۔ Haarp ایک پروجیکٹ ہے۔ اس کا معنی ہے: ”ہائی فریکوئنسی ایکٹو آرورل ریسرچ پروجیکٹ“۔ 1987-92ء کے دوران اس ادارے کے سائنس دانوں نے ایک ایسا ہتھیار پینٹ کرایا جو زمین کے آیونی کرہ یا مقناطیسی کرہ کے کسی حصہ کو تبدیل کر سکتا ہے۔ 11 اگست 1987ء کو رجسٹر ہونے والے اس عسکری ہتھیار کو مشہور یہودی سائنس دان برنارڈ جے ایسٹ لنڈ نے ایجاد کیا تھا۔ 1994ء میں امریکی محکمہ دفاع کے سب سے بڑے ملٹری کنٹریکٹر ”ای ای سسٹمز“ نے یہ ہتھیار خریدا اور دنیا میں سب سے بڑا آیونی ہیڈ تعمیر کرنے کا ٹھیکہ لیا۔ یہ ہتھیار ماحولیاتی دباؤ پیدا کر کے کرۂ ارض کی فطری قوتوں میں رد و بدل اور زلزلوں کی شدت میں اضافہ لا سکتا ہے۔ یہ رد و بدل دجالی مشن کی تکمیل اور دجال کے ظہور کو قریب لانے کی کوشش ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ گزشتہ چند سالوں سے زمین کے موسم میں غیر معمولی تبدیلیاں آرہی ہیں۔ یہودی سائنس دان ماحول (فضا) میں کس طرح دباؤ پیدا کرتے ہیں اور کیا وہ واقعی فضا میں دباؤ پیدا کر لیتے ہیں؟ اس کا جواب ہے کہ وہ فضا کو آیونائز یا ڈی آیونائز کر کے دباؤ پیدا کر لیتے ہیں۔ 1958ء میں وائٹ ہاؤس کے مشیر موسمیات، کیپٹن ہاروڈ ڈی اورویل نے کہا تھا کہ محکمہ دفاع جائزہ لے رہا ہے کہ وہ طریقے تلاش کیے جائیں جن کے ذریعے زمین اور آسمان میں آنے والی تبدیلیوں کو استعمال کر کے موسموں پر اثر انداز ہوا جاسکے۔ مثلاً: کسی مخصوص حصے میں فضا کو ایک الیکٹرونک بیم کے ذریعے آیونائز یا ڈی آیونائز کیا جاسکے۔ یہ 1958ء کی بات ہے اور اب 2008ء ہے۔ یہودی سائنس دانوں

کی زمین کے قدرتی نظام سے چھیڑ چھاڑ اور اسے اپنے قبضے میں لینے کی کوشش بہت آگے جا چکی ہے اور شاید وہ وقت دور نہیں جب وہ کوئی ایسی حرکت کریں گے کہ ہماری زمین کی قدرتی گردش کسی ”بگ بینگ“ کے نتیجے میں شدید متاثر ہو۔ وقت کچھ دیر کے لیے ختم جائے اور پھر کچھ دیر بعد اپنی اصلی حالت پر آئے۔ مثلاً تین دن بعد جن میں سے پہلا دن بہت لمبا (سال کے برابر) دوسرا کچھ کم (مہینے کے برابر) اور تیسرا اور کم (ہفتے کے برابر) ہو۔ اس اجمال کی تفصیل تھوڑی سی تشریح چاہتی ہے۔ آئیے! اس پر ایک نظر ڈالیں۔

ہماری زمین ایک دیوبیکل مقناطیس ہے جو گردش کے مختلف درجوں کے ساتھ مقناطیسی میدان تخلیق کرتی ہے۔ زمین جس قدر تیزی سے گردش کرتی ہے اسی قدر طاقت ور اور کثیف مقناطیسی میدان بنتا ہے۔ ایک اور قوت بھی ہے جو زمین کی گردش سے براہ راست تعلق رکھتی ہے اور یہ ”زمین کی گمک کا تواتر“ ہے۔ یہ تواتر بنیادی گمک کا تواتر یا Schumann cavity Resonance کہلاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسے ”زمین کی نبض“ بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس کی شناخت 1899ء میں ہوئی تھی۔ تب سے 1980ء کے عشرہ کے درمیان تک زمین کی نبض 7.8 ہرٹز یا 7 سائیکل فی سیکنڈ تھی لیکن 1986-87ء کے بعد جب سے کرۂ ارض کی فضا سے برنارڈ جے ایسٹ لنڈ کے ایجاد کردہ آلات سے چھیڑ چھاڑ شروع کی گئی ہے، نبض کی رفتار میں تیزی آ گئی ہے۔ 1995ء کے آخر تک ایک اندازے کے مطابق یہ 8.6 ہرٹز تھی اور اب سنا ہے کہ یہ 10 کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اس میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ مذکورہ بالا تجربے اور اس جیسے مزید تجربوں سے اس میں تیزی سے اضافہ ہوگا۔ غالب امکان ہے کہ جب زمین کی گمک 13 سائیکلز فی سیکنڈ تک پہنچے گی تو ایک ایسا وقت آئے گا کہ مقناطیسی فیلڈ زیرو کے قریب ہو جائے گا۔

Awakening to Zero point نامی تہلکہ خیز سائنسی انکشافات پر مبنی کتاب کا



مصنف کریگ بریڈن اس وقت کو ”زیرو پوائنٹ“ کہتا ہے جب زمین کا مقناطیسی میدان بالکل ختم ہو جائے گا کیونکہ ہمارے سیارے کی گردش رک جائے گی۔

دجال کے خاتمے کے بعد جب حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو جائیں گے اور دنیا آخری وقت کے قریب پہنچ جائے گی تو زمین کچھ لحوں کے لیے اپنی محوری گردش روک دے گی اور پھر مخالف سمت میں اپنے محور پر گھومے گی تو سورج ایک دن کے لیے مغرب سے طلوع ہوگا، پھر اس کے بعد گردش اپنے معمول پر آجائے گی اور سب معمول سورج مشرق سے طلوع ہوگا۔

عین ممکن ہے کہ اس کا ظاہری سبب بھی کائنات کے فطری نظام میں یہودی غیر فطری مداخلت کی وہ کوشش ہو جو وہ ظہور دجال سے پہلے اس کے استقبال کے لیے کرتے رہے۔ اس کے کچھ اثرات تو زمین کی گردش قائم کر تین دن تک متاثر ہو جانے سے ظاہر ہوئے اور کچھ اثرات دجال کی ہلاکت کے بعد قیامت سے ذرا پہلے ظاہر ہوں۔ یہ محض ایک امکانی توجیہ ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ہر چیز کا حقیقی سبب اللہ رب العزت کا حکم ہے۔ وہ قادر مطلق کسی ظاہری سبب کا محتاج نہیں..... اور اگر کوئی چیز اس کے حقیقی حکم کا ظاہری سبب بن جائے تو یہ اس کی ”امر لگن“ کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ نہ کوئی چیز اس کے قبضہ قدرت سے باہر ہے اور نہ کوئی طاقت اس کی منشا کے خلاف کچھ کر سکتی ہے۔ اوپر جو کچھ لکھا گیا وہ یہ ناقص سمجھ کا ناقص اظہار ہے۔ حقیقت تو اللہ بہتر جانتا ہے۔ یہاں اس ساری تفصیل کا مقصد ایک یاد دہانی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے: تین واقعات ایسے نمودار ہوں گے جو ایک دوسرے کے بعد رونما ہوں گے اور پھر فارغ وقت والوں کے پاس بھی وقت نہ رہے گا۔ ”اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب یہ تین باتیں رونما ہوں گی تو پھر کسی ایسے شخص کا ایمان لانا اس کو فائدہ نہ دے گا جس نے پہلے ایمان قبول نہیں کیا تھا یا پھر اس نے اپنے

ایمان سے کوئی خیر کا کام نہیں کیا تھا۔ جب سورج اپنے غروب ہونے کے مقام سے طلوع ہونا شروع کر دے گا، دجال نمودار ہوگا اور زمین کا جانور نمودار ہوگا۔“ (صحیح مسلم) اسی وقت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے: ”جس روز تمہارے رب کی بعض مخصوص نشانیاں نمودار ہوں گی تو پھر کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو اور جس نے اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی ہو۔“ (القرآن) جب یہ نشانیاں نمودار ہو جائیں گی تو پھر توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ گویا کہ ہمارے پاس اب بھی وقت ہے۔ آئندہ نہیں معلوم کہ یہ وقت ہمارے ہاتھ میں رہتا ہے یا یہود کی چھیڑ چھاڑ سے ختم جاتا ہے۔ اے میرے بھائیو! اس رمضان کو سچی توبہ کا رمضان بنالو۔ اس مرتبہ کے روزوں کو حقیقی تقویٰ کا ذریعہ بنالو۔ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے جان مال لگانے، عزت آبرو لانے کا عزم کرلو..... ورنہ کسے معلوم کہ مہلت ختم ہو جائے..... خاتمے کی ابتدا ہو جائے اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں۔



## جب لاد چلے گا بنجارا

حضرت مہدی کی معاون تین قوتیں:

اب ہم اصل سوال کی طرف پھر لوٹتے ہیں: ہم نے مانا کہ حضرت مہدی کے ساتھ تین طرح کی قوتیں ہو جائیں گی: (1) صالح اور قابل مسلمان (2) نیک بخت یہودی، ان کا سرمایہ اور علم۔ (3) سعادت مند عیسائی اور ان کا تجربہ و ٹیکنالوجی۔ پھر خود حضرت مہدی کی قابلیت، ذہانت، جرأت اور ان کے ساتھ غیبی ہدایت (یعنی ہر موقع پر درست فیصلے کی صلاحیت) بھی ہوگی..... لیکن اس سب کے باوجود سات سال کے قلیل عرصے میں آخر کس طرح وہ طاقت کے ان پہاڑوں کو جگہ سے ہلاکیں گے جو گزشتہ دو تین سو سالوں میں مغرب نے تھپی لگا کر کھڑے کیے ہیں؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ظاہر میں سنت کی کامل اتباع اور باطن میں رب تعالیٰ سے کامل تعلق کی برکت سے اللہ پاک ان کی جدوجہد اور جہاد و قتال میں ایسی برکت عطا فرمائے گا کہ کائنات میں کارفرما غیبی قوتیں ان کے ساتھ ہو جائیں گی۔ مغرب کی دجالی طاقت محض مادہ پرستی پر مبنی ہے۔ مادہ، اللہ کی نظر میں پست اور حقیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پروا نہیں کہ وہ حقیر اور نفیس پرست لوگوں کو یہ حقیر چیز دے دے۔ اس کے مقابلے

میں حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلند مرتبہ روحانی شخصیات ہوں گی۔ ان کو غیر معمولی کراماتی اور معجزاتی طاقت دی جائے گی۔

☆..... ”دنیا کے ختم ہو جانے کا وقت قریب ہے۔ اس لیے میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت، قرآن کریم کے احکام پر عمل، باطل کو ختم کرنے اور سنتوں کو زندہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔“ (بیعت کے بعد حضرت مہدی کے پہلے خطبے سے اقتباس)

☆..... ”حضرت مہدی کو اللہ تعالیٰ ایک رات میں صلاح (کے بلند مقام) تک پہنچا دیں گے۔“ (حدیث شریف)

☆..... ”حضرت مہدی کے خلاف نکلنے والا لشکر جس کا سربراہ سفیانی نام کا شخص ہوگا، زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔“

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا: کیا تم نے کسی ایسے شہر کے متعلق سنا ہے جس کے ایک جانب خشکی اور دوسری جانب سمندر ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ بنی اسحاق کے ستر ہزار افراد اس شہر کے لوگوں سے جہاد نہ کر لیں۔ چنانچہ مجاہدین جب وہاں پڑاؤ کریں گے تو نہ اسلحہ سے لڑیں گے اور نہ تیر پھینکنے کی نوبت آئے گی، صرف ایک مرتبہ ”لا الہ الا اللہ واللہ اکبر“ کہنے سے شہر پناہ کا ایک حصہ گر جائے گا۔“

ایک اہم نکتہ:

اس روایت میں ایک لفظ ”سبعون ألفاً من بنی اسحق“ آیا ہے یعنی بنو اسحاق میں سے ستر ہزار مجاہدین۔ اس کے بارے میں بعض محدثین کی رائے یہ ہے کہ دراصل یہاں ”بنی اسمعیل“ مراد ہیں، تاہم مسلم شریف کے تمام نسخوں میں ”من بنی اسحق“



بنی وارد ہے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”قال القاضي: كذا هو في جميع أصول صحيح مسلم ”من بنى إسحق“ قال: قال بعضهم: المعروف المحفوظ ”من بنى إسماعيل“ وهو الذي يدل عليه الحديث و سياقه؛ لأنه إنما أراد العرب، وهذه المدينة هي القسطنطينية.“ (نووی علی هامش مسلم: ۳۹۶/۴)

ترجمہ: ”قاضی عیاض نے کہا ہے: ”من بنی إسحق“ کا لفظ ہی مسلم کے تمام نسخوں میں آیا ہے، البتہ مشہور و مستند بات یہ ہے کہ مراد ”بنی إسماعيل“ ہوں چونکہ اس معنی پر حدیث کی دلالت بھی ہے اور سیاق حدیث کا منشا بھی یہی ہے چونکہ ان سے مراد عرب ہیں اور مدینہ سے مراد قسطنطنیہ ہے۔“

بنی اسماعیل کے لیے بنی اسحاق کا لفظ لانے کی ایک تاویل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام بنی اسماعیل کے چچا ہیں، اور ”عم الرجل صنو أبيه“ (چچا والد کے قائم مقام ہوتا ہے) کے قانون کے مطابق چچا کی طرف نسبت بھی درست ہے۔

بعض محققین کا کہنا ہے کہ اگر حدیث کو اس کے ظاہری معنی پر ہی رکھیں تو بنی اسحاق سے مراد وہ افراد ہوں گے جو اس زمانہ میں مسلمان ہو کر لشکر مہدی میں شامل ہو جائیں گے جیسا کہ بعض روایات میں آتا ہے۔

اور بعض کا کہنا ہے کہ یہاں بنو اسحاق ہی درست ہے اور اس سے مراد پٹھان ہیں کہ مؤرخین کے ایک طبقہ کے مطابق نسلی طور پر یہ اہل کتاب ہیں اور طالبان کی شکل میں حضرت مہدی کے ساتھ ہوں گے۔

ایک اہم وضاحت:

پھر یہ دیکھیے کہ حدیث شریف میں وضاحت ہے: ”نه اسلمه سے لڑیں گے نہ تیر پھینکنے

کی نوبت آئے گی۔“ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان اپنے طور پر جو بہترین وسائل دستیاب ہوں، انہیں حاصل کریں اور غلبہ دین کے لیے قربانیاں دیں اور دیتے رہیں، آگے ایک وقت پر اللہ پاک خود ہی غیب سے کوئی صورت پیدا فرمائیں گے۔

یہ بات اس وقت اور بھی زیادہ واضح ہو جاتی ہے جب ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد کے واقعات کا جائزہ لیتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس دن فجر کی نماز میں نازل ہوں گے، اس دن فجر کے بعد وہ دجال اور اس کی یہودی فوج (امریکن و اسرائیل آرمی) کے خلاف جہاد شروع کریں گے۔ دجال ان کو دیکھتے ہی چوڑیاں بھرتا ہوا فرار ہوگا۔ اس کی ساری شیطانی اور مادی طاقتیں سلب ہو جائیں گی اور شام تک ہر پتھر پکار کر مجاہدین سے کہے گا: ”اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہے۔ اسے آکر ختم کر دے۔“ اب بتائیے! جب دجال ان کو دیکھتے ہی گھٹنا شروع ہو جائے گا۔ (شاید وہ سکس ملین ڈالر مین یا ٹرمینیر کی طرح جزوی طور پر دھات پر مشتمل انسان ہوگا) فتنہ پرداز یہودی، مجاہدین کے ہاتھوں شام تک برباد ہو جائیں گے تو ایک دن میں کون سی سائنس و ٹیکنالوجی ہوگی جو اہل حق کو حاصل ہو جائے گی؟

اگر آپ اس امر کی تصریح چاہتے ہیں کہ تقویٰ اور جہاد کے بل بوتے پر فیسی قوتیں کمزور و ناتواں مسلمانوں کے ہمراہ ہوں گی اور باطل کی مادی طاقت کو پکھلا ڈالیں گی، لہذا ہمیں مادی طاقت حسب حیثیت حاصل تو کرنا چاہیے لیکن اس سے ڈرنا یا اس کو حرف آخر نہیں سمجھنا چاہیے..... تو اس کی وضاحت بھی مل سکتی ہے۔ ”علامات قیامت“ (مصنفہ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب) میں الدر المنثور کے حوالے سے یہ حدیث موجود ہے:

”عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ پس لوگوں کی آنکھوں اور ٹانگوں کے درمیان سے تاریکی ہٹ جائے گی (یعنی اتنی روشنی ہو جائے گی کہ لوگ ٹانگوں تک دیکھ سکیں) اس



وقت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم پر ایک زرہ ہوگی۔ پس لوگ ان سے پوچھیں گے آپ کون ہیں؟ وہ فرمائیں گے: میں عیسیٰ ابن مریم اللہ کا بندہ اور رسول ہوں اور اس کی (پیدا کردہ) جان اور اس کا کلمہ ہوں (یعنی باپ کے بغیر محض اس کے کلمہ ”کن“ سے پیدا ہوا ہوں) تم تین صورتوں میں سے ایک کو اختیار کرلو: (1) اللہ دجال اور اس کی فوجوں پر بڑا عذاب آسمان سے نازل کر دے۔ (2) ان کو زمین میں دھنسا دے..... یا (3) ان کے اوپر شہارے اسلحہ مسلط کر دے اور ان کے ہتھیاروں کو تم سے روک دے۔“ مسلمان کہیں گے: ”اے اللہ کے رسول! یہ (آخری) صورت ہمارے لیے اور ہمارے قلوب کے لیے زیادہ طمانیت کا باعث ہے۔ چنانچہ اس روز تم بہت کھانے پینے والے (اور) ذیل و ذول والے یہودی کو (بھی) دیکھو گے کہ بیٹ کی وجہ سے اس کا ہاتھ تلوار نہ اٹھا سکے گا۔ پس مسلمان (پہاڑ سے) اتر کر ان کے اوپر مسلط ہو جائیں گے اور دجال جب (عیسیٰ) ابن مریم کو دیکھے گا تو سیسہ کی طرح پگھلنے لگے گا حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام اسے جالیں گے اور قتل کر دیں گے۔“

اب بتائیے! جب نتیجہ ہی تقویٰ اور جہاد مسلسل کی برکت سے دشمن کے ہتھیار ناکارہ ہونے اور مسلمانوں کی طویل جدوجہد کے بعد انہیں یہود پر مسلط کیے جانے پر موقوف ہے تو پھر اس بات پر افسوس کا کیا فائدہ کہ دشمن کے پاس یہ ہے اور وہ ہے۔ اور اس پر دل جلانے سے کیا حاصل کہ ہمارے پاس یہ نہیں اور وہ نہیں۔ ہمیں اس بات پر کبھی پریشان نہیں ہونا چاہیے کہ فلاں کمپیوٹر انڈسٹرم ہمارے پاس نہیں یا ہم اتنے فٹ اونچی اڑان نہیں بھر سکتے۔ ہمیں اپنے طور پر جائز ذرائع سے دستیاب وسائل کو لے کر کام جاری رکھنا چاہیے اور بس! مادی طاقت سے مرعوب ہونے کی ضرورت ہے نہ اس پر فکرمند ہونے کی کہ ہم ان کے برابر آئے بغیر کس طرح ان پر غلبہ پائیں گے؟ ہاں اس پر ضرور فکرمند ہونا چاہیے کہ فجر کی نماز کی پابندی نہیں ہو رہی (یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا وقت ہے)

یاعصر کی جماعت کا اہتمام نہیں (یہ یہودیوں کے کئی خاتمے کا وقت ہے) تقویٰ عمل میں ہے نہ اخلاق اور برتاؤ میں (حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے ساتھی رات کو مصلے اور دن کو گھوڑے پر سوار ہوں گے۔ ہم میں رات کو عابد شب زندہ دار اور دن کے وقت شہسوار کتنے ہیں؟) جہاد کو حرام یا دہشت گردی کہنے والوں کے پروپیگنڈے سے کوئی متاثر تو نہیں ہو گیا؟ (حضرت مہدی کے ساتھی وہی ہوں گے جو آخری وقت تک ساری دنیا کی مخالفت و ملامت کی پروا کیے بغیر جہاد کی بابرکت سنت پر ڈٹے رہیں گے) جہاد کی جسمانی، ذہنی، نظریاتی، عسکری تربیت سے تو کوئی غافل نہیں (حضرت مہدی کے ساتھ وہ لوگ نہیں چل سکیں گے جنہیں جان و مال، عیش و آرام، گھربار، بیوی بچوں کی محبت راہِ خدا میں جانے سے روکتی ہوگی)

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے ایک جماعت قیامت تک مسلسل حق پر قیال کرتی رہے گی (اور) غالب رہے گی۔ فرمایا: پھر (ان میں) عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو ان کا امیر کہے گا: آئیے! ہمیں نماز پڑھائیے! وہ کہیں گے: نہیں! بلکہ تم میں سے بعض لوگ بعض پر امیر ہیں (چنانچہ امتی آگے بڑھ کر سابقہ نبی کو نماز پڑھائے گا تا کہ ختم نبوت کا مسئلہ واضح ہو جائے) اس امت کی عند اللہ عزت و اکرام کی وجہ سے۔“

ایمان والوں کو چاہیے کہ خود کو اس وقت کے لیے ذہنی و جسمانی طور پر تیار کر لیں جب جہاد ہی ایمان کا معیار ہوگا۔ حضرت مہدی کے ساتھ وہی جا پائے گا جس نے پہلے سے جہاد کی تیاری کر رکھی ہوگی..... عین وقت پر تو جب، بخار الاد چلے گا، سب ٹھانڈھ پڑا رہ جائے گا۔



## دودھاری تلوار

تیسری بات: حضرت مہدی کب ظاہر ہوں گے؟

تیسرا سوال کہ حضرت مہدی کب ظاہر ہوں گے؟ اتنا اہم نہیں جتنا نازک ہے۔ یہ ایسی دودھاری تلوار ہے کہ ذرا سی پھسل کہیں سے کہیں پہنچا سکتی ہے۔ پہلے تو قرآن کریم کی ہدایات ملاحظہ فرمائیے۔ یہ اگرچہ قیامت کے متعلق ہیں لیکن بندہ ایک سے زائد مرتبہ عرض کر چکا ہے کہ علامات قیامت بھی قیامت کی طرح مبہم اور پیچیدہ ہیں۔ ان میں علامتی زبان استعمال کی گئی ہے اور اس موضوع کا سارا مزا ہی اس تجسس میں ہے جو اس ابہام اور ذومعنی علامتی لغت سے پیدا ہوتا ہے۔

سورہ بنی اسرائیل میں ہے: ”قل عسیٰ ان یکون قریباً“ ”(اے نبی!) کہہ دیجیے عین ممکن ہے کہ وہ وقت بالکل ہی قریب آ گیا ہو!“ (آیت: ۵۱) بالکل اسی طرح کی ایک بات سورہ المعارج میں بھی وارد ہوئی ہے: ”انہم یرونہ بعیداً و نراہ قریباً“ ”یہ لوگ اسے دور سمجھ رہے ہیں جبکہ ہم اسے بالکل قریب دیکھ رہے ہیں۔!“ (آیت: ۶، ۷) قرآن حکیم میں متعدد بار آیا ہے: ”قل ان ادری اقرب ام بعید ما توعدون“

”(اے نبی!) کہہ دیجیے کہ میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ قریب آچکی ہے یا ابھی دور ہے!“ (سورۃ الانبیاء: 109) ”قل ان ادری اقرب ما توعدون ام یجعل لہ ربی املا۔“ ”اور (اے نبی!) کہہ دیجیے کہ میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے وہ عنقریب پیش آنے والی ہے یا ابھی میرا رب اس کے ضمن میں کچھ تاخیر فرمائے گا!“ (سورۃ الجن: 25)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صاحب نے پوچھا: ”قیامت کب آئے گی؟“ آپ نے فرمایا: ”تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟“ بالکل یہی بات اس سوال کے متعلق کہی جاسکتی ہے۔ مہدویات کے موضوع کا سب سے سنسنی خیز اور تجسس آمیز سوال یہی ہے۔ اس کا جواب بھی یہی ہے کہ ہم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ کیونکہ جس طرح حضرت مہدی کا ساتھ دینے والے بمطابق حدیث شریف روئے ارض کے صالح ترین مسلمان ہوں گے اور ان کی فضیلت اصحاب بدر والی ہے، اسی طرح ان کا ساتھ چھوڑ کر بھاگنے والوں کے لیے وعید بھی اتنی ہی سخت ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

”اس پر (یعنی مسلمانوں کو کافروں کے حوالے نہ کرنے پر) جنگ شروع ہو جائے گی اور مسلمان تین گروہوں میں بٹ جائیں گے: (1) ایک تہائی لشکر تو میدان جنگ سے بھاگ جائے گا، ان کی توبہ اللہ تعالیٰ کبھی قبول نہیں فرمائیں گے۔ (2) ایک تہائی لشکر شہید ہو جائے گا، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل الشہداء ہوں گے۔ (3) ایک تہائی لشکر کو فتح نصیب ہوگی، یہ آئندہ کسی فتنے میں مبتلا نہ ہو سکیں گے۔“ (مسلم شریف)

حضرت کا ساتھ چھوڑ کر بھاگنے والے کون ہوں گے؟ جنہوں نے شرک و بدعت کو دین سمجھ رکھا ہے۔ جنہوں نے اپنے منہ یا شرم گاہ کو حرام سے آشنا کر رکھا ہے۔ جن کے دلوں میں حسد، بغض اور کینہ ہے۔ زبان پر غیبت، تہمت اور جھوٹ ہے۔ آنکھ میں خیانت، حرص



اور ہوس ہے۔ ہاتھ میں بخل، کرپشن اور فراڈ ہے۔ منکرات سے تو بہ نہیں کی اور دنیا سے منکرات کے کلی خاتمے کے لیے جہاد کرنے والوں میں شامل ہونے کا شوق ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حضرت کو عین میدان جنگ میں اکیلا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

تو میرے بھائیو! اہم یہ نہیں کہ حضرت مہدی کب ظاہر ہوں گے؟ اہم یہ ہے کہ اگر وہ ظاہر ہو گئے تو ہم میں سے کس نے اس کے لیے کتنی تیاری کی ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب وہ ظاہر ہوں تو ہم کسی ایسے فتنے کا شکار ہوں کہ ان کا ساتھ دینے کی بجائے پیٹھ دکھادیں یا ان کے مقابلے میں اُتر آئیں۔ جی ہاں! کچھ بدنصیب نام نہاد مسلمان سب سے پہلے ان کی مخالفت میں خم ٹھونک کر نکلیں گے اور دردناک طریقے سے برباد ہوں گے۔ احادیث سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے زمانے میں نام نہاد مسلمانوں کا ایک طبقہ اور ہوگا جو حضرت کا ساتھ چھوڑ کر بھاگنے والوں سے بھی زیادہ بد بخت ہوگا۔ وہ اسلام کا دعوے دار ہونے کے باوجود حضرت کے مخالفین میں سے ہوگا اور اسے اللہ تعالیٰ ساری دنیا کی آنکھوں کے سامنے دردناک عذاب میں گرفتار کرے گا۔ وہ زندہ جسموں کے ساتھ زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو آج کل کے سب سے بڑے فتنے یعنی ”فکری ارتداد“ کا شکار ہو چکے ہوں گے اور ان کا سربراہ ”عبداللہ سفیانی“ نامی شخص ہوگا۔

یہ سفیانی کون ہوگا؟ یہ یہودیوں کا تیار کردہ ایک مسلم لیڈر ہوگا جس کو عالمی میڈیا مسلمانوں کے ہیرو اور قائد کے طور پر پیش کرے گا۔ بعض جنگلوں میں وہ مغرب کے خلاف فاتحانہ کردار ادا کرنے کا ڈرامہ رچائے گا اور پھر جب مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کر لے گا تو اصل روپ میں ظاہر ہو جائے گا۔ نعیم بن حماد کی ”کتاب الفتن“ میں ہے کہ اس کا نام عبداللہ ہوگا اور اس کا خروج مغربی شام میں ”اندر“ نامی جگہ سے ہوگا۔ یہ لفظ اصل میں ”عین دُور“ ہے یعنی دور کا چشمہ۔ بگز کر اندر ہو گیا۔ ”اندر“ اس وقت شمالی اسرائیل کے

ضلع ”الناصرہ“ کا ایک قصبہ ہے جس پر اسرائیل نے 24 مئی 1948ء میں قبضہ کر لیا تھا۔ بعض روایات سے پتا چلتا ہے یہ شروع میں مسلمانوں کا ہمدرد اور خیر خواہ ہوگا، بعد میں اس کا دل بدل جائے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے باطل قوتیں مسلمانوں کی جعلی قیادت کے لیے تیار کریں گی جیسا کہ آکسفورڈ اور کیمبرج کے طلسم خانوں میں ہوتا ہے اور جب وہ مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کر لے گا تو اصل پلان پر عمل شروع کر کے حضرت مہدی کے خلاف صف آرا ہو جائے گا۔ اس کی سوچ و فکر کا خلاصہ ”فکری ارتداد“ ہے۔

فکری ارتداد یہ ہے کہ اسلام کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہ سمجھا جائے۔ شرعی تعلیمات کو حرف آخر نہ مانا جائے۔ ان میں اتنے شکوک و شبہات اور وسوسے پیدا کیے جائیں کہ شراب اور زنا جیسی قطعی حرام چیزوں کو بھی پروپیگنڈے کے زور پر حلال قرار دلویا جائے۔

☆..... ”اس دن وہ شخص سب سے بڑا محروم ہوگا جو بنو کلب کے مال غنیمت سے محروم رہا (یعنی ہر صاحب ایمان مجاہد اس مال غنیمت میں سے کچھ نہ کچھ ضرور لے) اگرچہ اونٹ کو باندھنے کی رسی ہی کیوں نہ ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ لوگ ان کے اموال کو غنیمت اور بچوں کو ان کے مسلمان ہونے کے باوجود کیسے قیدی بنالیں گے؟ فرمایا: ”وہ شراب اور زنا کو حلال سمجھنے کی وجہ سے کافر قرار دیے جائیں گے۔“

☆..... ”سفینی زمین میں فساد برپا کیے ہوئے ہوگا حتیٰ کہ ایک عورت سے دن کے وقت دمشق کی جامع مسجد میں شراب کی ایک مجلس میں بدکاری کی جائے گی۔ اسی طرح ایک عورت سفینی کی ران پر آکر بیٹھ جائے گی جبکہ وہ جامع دمشق کی محراب میں بیٹھا ہوگا۔ اس وقت ایک غیرت مند مسلمان سے مسجد کی یہ بے حرمتی اور یہ کریمہ منظر دیکھنا نہ جائے گا اور وہ کھڑا ہو کر کہے گا کہ افسوس ہے تم پر، ایمان لانے کے بعد کفر کرتے ہو؟ یہ ناجائز ہے۔“



سفینیٰ کو حق کی یہ بات کڑوی لگے گی اور وہ اس کو کلمہ حق کہنے کی پاداش میں موت کے گھاٹ اتار دے گا اور صرف اسی کو نہیں بلکہ جس نے بھی اس کی تائید کی ہوگی اس کو بھی قتل کر دے گا۔“

یہ ہے وہ ”فکری ارتداد“ یہ ہے اللہ کے احکام (حدود اللہ کی پامالی) جو آج کے ”تھنک ٹینکس“ کا برپا کردہ وہ عظیم ترین فتنہ ہے۔ اس سے جو سو سے جنم لیتے ہیں ان کی بنا پر آدمی صبح کو مسلمان ہوتا ہے، شام کو کافر۔ شام کو مسلمان ہوتا ہے تو صبح کو کافر۔ اس فتنے کی ایک جھلک دیکھنی ہو تو حضرت علامہ ذوراء جاوید احمد غامدی اور ان کے تیار کردہ لا جواب قسم کے باکمال فتنہ پردازوں کے پروگراموں میں دیکھ لیجیے۔ جہاں سیدھے سادھے نوجوانوں سے یہ سوال ہوتے ہیں: خدا کا وجود ہے بھی یا نہیں؟ حدود کی تعریف کیا ہے اور یہ تعریف کس نے کی ہے؟ چہرے کے پردے کا تکلف کس نے جاری کیا؟ وغیرہ وغیرہ۔ ان لوگوں کی بد نصیبی یہ ہے کہ ان کے پروگراموں کی فہرست دیکھ لیجیے۔ ایک بھی تعمیری عنوان نہیں ملے گا۔ اصلاحی موضوعات سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ ان کا سارا زور تشکیک پھیلانے اور وسوسہ پیدا کرنے پر ہے۔ کوئی دنیا دار مسلمان دین کی طرف آجائے، اس کی ان کو کوئی فکر نہیں۔ سارا زور اس پر ہے کہ جو بچے کچھے مسلمان دین پر ٹوٹا پھوٹا عمل کر رہے ہیں، وہ کسی طرح سے آزاد خیال ہو جائیں؟ طہارت کے مسائل نہ جاننے والوں کو علمی کلامی مباحث میں الجھانے کا آخر اور کیا مطلب ہو سکتا ہے؟

تو جناب من! شراب و زنا کو حلال اور سود و جوئے کو جائز سمجھنے والے اور سنت نبوی کو حقیر جاننے والے وہ بدنصیب مخلوق ہوں گے جو حضرت مہدی کی تلوار کا شکار ہوں گے۔ یہی فکری ارتداد کا انجام ہے۔ یہ لوگ جانوروں کی طرح ذبح کیے جائیں گے۔ آج کل خنجر سے ذبح کی خبریں بہت آتی ہیں۔

”حضرت مہدی ان کے سردار سفیان نامی شخص کو ایک چٹان پر بکری کی طرح ذبح کر دیں گے۔“

جو لوگ فتنے کا شکار ہو چکے ہوں وہ ظالم کے لیے رحم اور مظلوم کے لیے سنگ دل ہوتے ہیں۔

اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ ارتدادی فتنے کا کمال یہ ہے کہ ان فتنہ باز پروفیسروں اور اسکالروں کے مذاکرے اور مباحثے سننے والے لوگ کفریہ کاموں اور کفریہ نظریات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کفریہ کام تو پھر بھی توجہ دلانے سے سمجھ آ جاتے ہیں، کفر کے نظریات کا کاٹنا لاکھ سمجھاؤ، دل سے نہیں نکلتا۔ اس لیے میرے بھائیو! اللہ کے واسطے اپنے ایمان کی حفاظت کرو۔ اس کا طریقہ یہی ہے کہ ایمان والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ انہی کی صحبت میں بیٹھو۔ انہی کی روش اختیار کرو۔ ایمان کے ڈاکو بڑے چال باز ہوتے ہیں۔ دایاں دکھا کر بایاں مارتے ہیں۔ خبر بھی نہیں ہوتی کہ متاع عزیز لوٹ لیتے ہیں۔ پروگرام ختم نہیں ہو چکا ہوتا کہ ایمان ٹھکانے لگ چکا ہوتا ہے۔ خدا کے لیے خود پر رحم کرو۔ کہیں موت کے وقت کلمہ کی دولت ہاتھ سے نہ جاتی رہے۔

حضرت مہدی کب ظاہر ہوں گے؟ حضرت چونکہ اس صدی کے مجدد ہوں گے جس میں وہ ظاہر ہوں گے اس لیے اتنی بات تو طے ہے کہ وہ کسی اسلامی صدی کے شروع میں ظاہر ہوں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پیدا شروع میں ہوں اور ظاہر نصف صدی سے پہلے ہوں۔ عرب کے محاورے میں نصف سے پہلے تک کو ”شروع“ کہا جاتا ہے۔ اب وہ یہ صدی ہوگی یا اگلی؟ اللہ ہی کو بہتر معلوم ہے۔ ہمیں وہ دور دیکھنا نصیب ہو گا یا ہماری اگلی تین نسلوں کو ان کا زمانہ ملے گا؟ عالم الغیب کے علاوہ کسی کو اس کا علم نہیں۔ اتنی بات ہے کہ کفر کا غلبہ جہاں تک پہنچ چکا ہے اور مسلمان جتنے طویل عرصے سے مظلومیت کا شکار ہیں اور قربانیوں کے باوجود پے چلے جا رہے ہیں، یہ کچھ اور ہی بتاتا ہے۔



## کوئی ابہام سا ابہام ہے!

حضرت مہدی کب ظاہر ہوں گے؟

احادیث مبارک میں ظہور مہدی کی جتنی علامات بیان کی گئی ہیں، ان میں سے کچھ میں گفتگو علامتہ واستعارہ ہے۔ کچھ علامتیں بالکل واضح ہیں لیکن ان کے حقیقی ظہور سے قبل ان کے وقت ظہور کے بارے میں کچھ کہنا بہت مشکل ہے۔ ذیل میں ان دونوں اقسام میں سے کچھ نمایاں اور اکثر احادیث میں مشترکہ طور پر مذکورہ علامات کو ذکر کیا جاتا ہے۔

☆..... ایک علامت یہ بتائی گئی ہے کہ آسمان سے فلک شگاف ندا آئے گی جو امام مجاہد کے ظہور کی منادی کرے گی۔ اس علامت کا حقیقی مصداق تو بالکل واضح ہے لیکن اوّل تو یہ ان کے ظہور کے بعد ہوگی جبکہ ہم قبل ظہور امام ان کے زمانہ ظہور کے اندازہ لگانے کی فکر میں ہیں۔ دوسرے ممکن ہے اس میں بھی علامتی گفتگو کی گئی ہو۔ یعنی یہ صدا ڈنکے کی چوٹ پر آسمان سے آئے گی ضرور، لیکن آج کل کون سی جگہ ایسی ہے جس میں سیٹلائٹ سسٹم سے وابستہ جدید ذرائع ابلاغ موجود نہیں یا کون شخص ہے جس کی ان ذرائع تک رسائی نہیں؟ حضرت کا خانہ کعبہ میں ظہور اور اس کا رد عمل تازہ بہ تازہ خبر کی صورت میں مصنوعی سیارے

لحہ بہ لہجہ نشر کریں گے اور آسمان سے سنسنی خیز اطلاعات کے گنگل بھیجیں گے۔

☆..... ایک علامت یہ ہے کہ آپ صدی کے مجدد ہوں گے۔ صدی کے مجدد کا اس کے شروع میں آنا ضروری نہیں، وسط سے پہلے پہلے آنے والے کو اسی صدی کا مجدد مانا جائے گا۔ اب خدا جانے کہ وہ یہی ہر آشوب صدی ہے جس میں کوئی ستم نہیں جو مسلمانوں پر ڈھایا نہ گیا ہو اور کوئی قربانی نہیں جو مسلمان زعماء و مجاہدین نے نہ دی ہو اور اگر یہ صدی نہیں تو کیا ہم تسلیم کر لیں کہ اتنی زبردست قربانیوں کے باوجود بھی کفر ہم پر مزید کئی صدیوں تک بے دھڑک حکمرانی کرے گا؟؟؟

”حجاج نے کہا، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چاہے دنیا کے لیے صرف ایک دن باقی ہو، اللہ تعالیٰ ہم میں سے ایک آدمی کو بھیجے گا جو دنیا کو انصاف سے بھر دے گا جس طرح یہ ظلم و ستم اور نا انصافی سے بھری ہوگی۔“ (مسند احمد، اقتباس: 20-20)

☆..... ایک علامت یہ ہے کہ فرات دریا سے پانی ہٹ جائے گا اور اس میں سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔ دجلہ اور فرات دونوں ترکی سے نکلتے ہیں اور عراق سے گزرتے ہوئے خلیج عرب میں گرتے ہیں۔ ترکی نے فرات پر متعدد ڈیم بنائے ہیں جن میں سے ”اتاترک ڈیم“ دنیا کے بڑے ڈیموں میں سے ایک ہے۔ اس کی وسعت 816 مربع کلومیٹر ہے۔ خلافت عثمانیہ کے بعد ترکی میں فری میسن اقتدار میں رہے ہیں۔ اگر ترکی چاہے تو فرات کا پانی عراق سے باسانی روک سکتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی دنیا آنکھوں سے دیکھے گی کہ سونے کا پہاڑ ظاہر ہوتے ہی دنیا اس پر ٹوٹ پڑے گی اور سو میں سے ننانوے اس لالچ میں مارے جائیں گے کہ شاید میں بھی وہ خوش نصیب ہوں جو اس سونے کا مالک بنے گا۔

☆..... ایک مشہور علامت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ زمین



اس لشکر کو نگل جائے گی جو حضرت سے لڑنے کے لیے نکلے گا۔ اس کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زمین یک لخت پھٹ جائے گی اور اس بدنصیب فوج کو دیکھتے ہی دیکھتے لقمہ بنالے گی جو مسلمان ہونے کی دعویدار ہو کر بھی مسلمان کے نجات دہندہ قائد سے لڑنے نکلے گی۔ یہ بھی امکان ہے کہ یہ لشکر جب شام سے آئے گا (شام کے لفظ میں لبنان اور فلسطین..... موجودہ اسرائیل..... کے علاوہ اردن بھی شامل ہے، جہاں کافی عرصے سے حریمین کا ایک غدار خاندان حکمران ہے جس کی ملائیں امریکن یہودی یا برطانوی عیسائی ہوتی ہیں اور مسلمان حکمرانوں کو لبھانے کے فن میں طاق ہوتی ہیں) اور اس کی مدد وہ امریکی افواج کریں گی جو ارضِ حریمین میں چھاؤنیاں بنا کر لمحہ موعود کے انتظار میں بیٹھی ہیں تو فریقین میں جدید آلات حرب کے استعمال سے زمین میں بھاری بھر کم گولے بڑے بڑے گڑھے چھوڑ جائیں گے۔ اسی گڑھوں اور مہیب کھڈوں سے داغدار زمین جب الصادق المصدق صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی گئی تو آپ نے بلا توقف اس کی حقیقت کے قریب ترین شاندار منظر کشی فرمائی۔

ان احادیث سے ایک بات یہ سامنے آئی کہ حضرت الامام کو مسلمانوں کی طرف سے فوری اور عالمی پذیرائی نہیں ملے گی۔ اس لیے کہ صاحب اختیار حکمران وقت، اصلاح کی علمبردار روحانی ہستیوں کو اپنے اثر و رسوخ کے لیے ہمیشہ سے خطرہ سمجھتے چلے آئے ہیں۔ ”اور ہم نے کسی بستی میں ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا:

جو چیز تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کے قائل نہیں۔“ (النساء: 34)

حضرت مہدی نہ رسول ہیں اور نہ نبی، وہ تو مصلح اور مجاہد ہیں..... لیکن امراء کا و طیرہ رہا ہے کہ شیعہ حق کے مشعل برداروں کی تضحیک و تحقیر کریں چاہے وہ جس حیثیت میں ہوں۔ اس مرتبہ تو ان کو کچھ ایسے علمائے سوء کا سہارا بھی حاصل ہوگا جو دنیا پرستی میں منہمک ہو چکے ہیں اور صاحبانِ اقتدار سے قرب نے ان کو حق گوئی سے روک رکھا ہے یا وہ بدعات کے

مرتکب اور عیش پرستی کے عادی ہیں۔ سنت کا اتباع اور جہاد و قتال ان کے نزدیک گنوار طالبان کا کام ہے۔ جو دنیا کے پسماندہ ترین خطے ”خراسان“ سے آئیں گے جو پاکستان اور افغانستان کے چند علاقوں پر مشتمل علاقے کا قدیم جغرافیائی نام ہے۔ ان علماء کے لیے علمائے یہودی کی مثال صادق آتی ہے کہ وہ دل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح پہچان کر بھی زبان سے اس کا اظہار اور تصدیق کے بجائے مخالفت کرتے تھے۔

☆..... ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس سال ذی الحجہ میں منیٰ میں خون ریزی ہوگی لیکن یہ بہت قریب کی علامت ہے، اس لیے کہ اس ذی الحجہ کے فوراً بعد محرم میں عاشورہ کی رات حضرت کے ہاتھ پر بیعت جہاد ہوگی۔ اس لیے یہ قریب ترین علامت ہماری بحث سے خارج ہے۔

☆..... ایک علامت یہ بھی ہے کہ ایک خلیفہ کے انتقال پر شدید اختلاف ہوگا۔ اس اختلاف کی نوعیت بظاہر یہ لگتی ہے کہ سعودی تخت پر اتحادی افواج اپنی مرضی کا آدمی بٹھانا چاہیں گی جبکہ اہل اسلام کسی ایسے شخص کو پسند کرتے ہوں گے جس کے نظریات اتحادیوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتے ہوں گے۔ مہدویات پر نظر رکھنے والے کچھ حضرات اس کا مصداق شاہ فہد کو سمجھتے تھے لیکن جب اس کا انتقال ہوا اور شاہ عبداللہ کی جانشینی کا عمل بخیر خوبی انجام پا گیا تو ان کے اندازوں کو زبردست دھچکا لگا لیکن اندازے تو اندازے ہوتے ہیں۔ کچھ حضرات کے نزدیک شاہ عبداللہ کے انتقال پر اس طرح کی صورت حال کا اندیشہ نسبتاً زیادہ ہے۔

اب ہم دوسری قسم کی علامت کی طرف آتے ہیں جو نہایت قطعیت کے ساتھ اس لمحہ موعود کی طرف اشارہ کرتی ہے لیکن مسئلہ یہاں یہ ہے کہ ہم اس علامت کی قطعیت کے باوجود قبل از وقت اسے دریافت نہیں کر سکتے۔ یہ وہی علامت ہے جس نے چند سال قبل عوام کو گہرے تجسس میں مبتلا کرنے والے پیغامات سننے کا موقع پیدا کیا تھا لیکن اس میں فنی



طور پر ایک اہم فلکیاتی نکتے سے توجہ ہٹ جانے کے باعث یہ سنسنی خیزی واقعیت کی سان پر نہ چڑھ سکی۔ بندہ اس سے قبل ”دو چاند دو گرہن“ کے عنوان سے مختصر طور پر لکھ چکا ہے کہ اصل پیش گوئی یوں ہے کہ حضرت مہدی کے ماہِ محرم میں ظہور سے قبل ماہِ رمضان میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگے گا۔ اب اس میں انوکھا پن محض اتنا نہیں کہ دونوں کو ایک ماہ میں اکٹھے گرہن لگے گا۔ نہیں! ایسا ہرگز نہیں۔ یہ تو پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ اصل انوکھی باتیں دو ہیں اور دونوں فلکیات کے قوانین کے اعتبار سے عام طور پر ممکن نہیں۔ ان کا عدم امکان ہی ان کو محیر العقول علامت بناتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ فلکیات کی رو سے چاند گرہن ہمیشہ اسلامی مہینے کے وسط میں اور سورج گرہن آخر میں ہوتا ہے جبکہ اس مرتبہ چاند گرہن شروع میں اور سورج گرہن وسط میں ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک مہینے میں دو مرتبہ چاند گرہن نہیں ہوتا۔ اس سال ایک رمضان میں دو مرتبہ چاند گرہن لگے گا۔ یہ واضح ترین علامت ہوگی کہ تین ماہ بعد محرم میں حضرت مہدی کا ظہور ہونے والا ہے۔ اب اسے افراط و تفریط کے علاوہ کیا کہا جائے کہ کچھ لوگ تو ان علامتوں کے بغیر راہ چلتے شعبدہ بازوں کو مہدی جیسی مقدس شخصیت مان لیتے ہیں اور کچھ لوگ ان واضح علامات کے بعد بھی حضرت کو ماننے سے ویسے ہی انکار کریں گے جیسا کہ یہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لینے کے بعد بھی بوجہ ایمان لاکر نہ دیتے تھے بلکہ مخالفت پر کمر باندھ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رسوا ہو گئے۔

آج کل کسی بھی فلکیاتی ویب سائٹ پر آپ مستقبل میں کسی بھی لمحے چاند سورج کی حرکات اور گرہن کا شیڈول دیکھ سکتے ہیں لیکن یہ دونوں انوکھی علامتیں چونکہ ہیں ہی خلاف معمول، اس لیے کوئی ماہر فلکیات دان بھی ان کا وقت بتانے سے قاصر ہے۔ آخری رمضان سے پہلے اور ان کے وقوع سے پہلے وقت کی تعیین ممکن نہیں۔ اس حوالے سے درج ذیل مضمون میں کافی کچھ تفصیل کی گئی ہے:

## دو گرہن دو چاند

”آج کل موبائل فونوں پر ایک میسج چل رہا ہے جس کا خلاصہ کچھ یہ ہے: ”قیامت کی آخری نشانی۔ آسمان میں دو چاند نظر آئیں گے۔ بی بی سی پر بھی بتایا گیا ہے کہ 27 اگست کو دو چاند نظر آئیں گے۔ یہی حضرت امام مہدی کے ظاہر ہونے کا وقت ہے۔ قرآن پاک میں ہے جب قیامت کی آخری نشانی نظر آجائے گی اس کے بعد توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اس پیغام کو جتنا ہو سکے دوسروں تک پہنچائیں۔“

اس میسج پر تبصرہ تو ہم بعد میں کریں گے پہلے حضرت مہدی کے ظہور کی علامات میں سے جس علامت کی طرف اس پیغام میں مبہم، ناقص اور غلط اشارہ کیا گیا ہے، اس کی وضاحت ہو جائے۔ احادیث کی جستجو کی جائے تو 30 علامات ایسی ملتی ہیں جو حضرت مہدی کے ظہور سے پہلے کائنات میں ظاہر ہوں گی اور دنیا کو متوجہ کریں گی کہ مسلمانوں کی مصیبتوں کے خاتمے (اگرچہ یہ اچھا وقت آگ اور خون کے دریا سے گزرنے کا حوصلہ رکھنے والوں کے لیے آئے گا) اور کفر کی اُمیدوں پر پانی پھرنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ ان میں سے ایک چیز ایسی ہے جو دنیا کی پیدائش سے آج تک نہیں ہوئی اور ایک مرتبہ کے بعد آئندہ بھی نہیں ہوگی کیونکہ کائنات میں کارفرما قوانین کے مطابق یہ ممکن ہی نہیں۔

علم الفلکیات کی رو سے یہ ایک طے شدہ اور مسلمہ قانون ہے کہ چاند گرہن ہمیشہ قمری مہینے کے وسط اور سورج گرہن ہمیشہ مہینے کے آخر میں ہی ممکن ہے۔ یہ مسئلہ فلکیات کا بالکل ابتدائی اور عام سا مسئلہ ہے۔ اس کی وجہ اس فن کے مبتدی بھی جانتے اور بآسانی سمجھا سکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں چاند گرہن ہمیشہ اسلامی تاریخ کے حساب سے 13، 14، 15 اور سورج گرہن ہمیشہ 27، 28، 29 کو ہوگا۔ اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ اللہ پاک نے فلکی نظام ہی کچھ ایسا رکھا ہے۔ البتہ حضرت مہدی کے ہاتھ پر جس سال کے محرم



میں عاشورہ کی رات کو حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت جہاد و خلافت ہوگی اور اس محرم سے پہلے ذی الحجہ میں منیٰ میں سخت خوریزی ہوگی اس سال رمضان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے چاند گرہن 13، 14، 15 رمضان کے بجائے یکم رمضان المبارک کی رات کو ہوگا اور سورج گرہن 27، 28، 29 رمضان کے بجائے 15 رمضان المبارک کو ہوگا۔ یہ دونوں باتیں نہ ممکن ہیں اور نہ تخلیق کائنات سے آج تک ہوئی ہیں لیکن قانون سے ہٹ کر پیش آنے والی چیزوں کی علامت بھی عام قوانین سے ہٹ کر ہوتی ہے۔

1423ء بمطابق 2002ء کے رمضان میں چاند اور سورج گرہن دونوں کے اکٹھے گرہن ہونے کا واقعہ پیش آیا تھا..... (اس موقع پر بحث و تحقیق اور تبصروں و تجزیوں پر مشتمل کئی مضامین آئے لیکن اس عاجز کی زبان اور قلم خاموش رہے۔ وجہ چار شمارے پہلے عرض کی جا چکی ہے۔ اور زیر نظر ضمنی مضمون اس وعدے کی تکمیل کا ان شاء اللہ آغاز ہے جو اس کالم میں ہوا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ عنوان کچھ اور ہوا اور بات کچھ اور)..... لیکن اس کی نوعیت یہ تھی کہ دونوں گرہن عام قانون کے مطابق اپنے اپنے وقت پر ہوئے تھے یعنی چاند گرہن ماہ رمضان کے وسط میں اور سورج گرہن مبینے کے آخر میں۔ رصدگاہوں کا ریکارڈ دیکھا جائے تو ایسا 2002ء سے پہلے اور کئی مرتبہ ہو چکا ہے۔ اس موقع پر درج بالا بیج کی طرح کے جو سنسنی خیز مضامین شائع ہوئے تھے، ان میں یہ تکنیکی غلطی ہو گئی تھی کہ چاند و سورج کے اکٹھے گرہن کو وہ علامت لیا گیا تھا جو اکٹھے ہونے کے علاوہ اپنے وقت سے پہلے ہونے سے مشروط تھی۔ بلکہ احادیث مبارکہ کو دیکھا جائے تو چاند و سورج دونوں کے اکٹھے گرہن ہونے کے ساتھ یہ بھی ہوگا کہ چاند کا گرہن ایک مبینے میں دو مرتبہ ہوگا۔ ایک تو یکم رمضان کو اور دوسرے ماہ رمضان کے بیچ میں کسی اور دن۔ حدیث شریف میں یہ تصریح نہیں کہ دوسرا گرہن حسب معمول 13، 14، 15 کو ہوگا یا وہ بھی معمول سے ہٹ کر کسی اور تاریخ میں

ہوگا۔ یاد رہے کہ ایک قمری مہینے میں دو چاند گرہن یا دو سورج گرہن نہیں ہو سکتے البتہ شمسی مہینے میں ہو سکتے ہیں جب کہ 2003ء کے جولائی میں ہوا کہ یکم اور 31 جولائی کو دو سورج گرہن ہوئے۔ گویا یہ دوسری نشانی بھی خلاف معمول ہوگی۔ آج کل جو حضرات حج کے موقع پر حضرت مہدی کی جستجو میں ہوتے ہیں انہیں حج سے پہلے ایسے رمضان کی جستجو کرنی چاہیے..... لیکن مشکل یہ ہے کہ چاند سورج کی آئندہ کئی سو سال کی سینکڑ سینکڑ کی حرکت کا حساب بنانے والے فلکیاتی قواعد اور ویب سائٹس اس موقع پر اس لیے کوئی مدد نہیں کر سکتیں کہ یہ دونوں گرہن خلاف معمول ہوں گے اور فلکیات کا فن ان کا سراغ پانے سے عاجز ہے۔ اس لیے جو حضرات ”فلکیات“ یا ”مہدویات“ سے مناسبت رکھتے ہیں وہ اس طرح کی متعین پیش گوئیوں اور غیر ثقہ پیغامات کو اہمیت نہیں دیتے۔

اب اس ناقابل اعتبار منہج کی طرف واپس آتے ہیں جو گزشتہ چند دنوں سے غیر ثقہ ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے سنسنی پھیلا رہا ہے۔ اتنا تو آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ 27 اگست کو نہ رمضان ہے نہ دونوں گرہن نہ دو چاند گرہن..... لہذا یہ منہج راہِ عمل سے فرار کے خواہش مندوں کے لیے وقتی تسکین و تفریح تو ہو سکتا ہے، حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اب اس کی حقیقت سمجھیے۔ 27 اگست 2003ء کو مرغ 50 ہزار سالہ تاریخ میں پہلی بار زمین کے انتہائی قریب اور خوب روشن تھا۔ اس کو بعض ناواقف مہربانوں نے چاند سمجھ لیا اور اب ہر سال اگست میں مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے لیے کچھ شرارت پسند ایسا منہج سب کو بھیجتے ہیں اور تحقیق کے بغیر سادہ لوح مسلمان اسے آگے چلا دیتے ہیں۔ اس لیے بندہ ہمیشہ اپنے احباب کو تائید کرتا ہے کہ ہمیشہ جید علمائے کرام کی صحبت اختیار کریں اور صرف مستند کتابیں پڑھا کریں۔ ہمارے اکابر کو اللہ تعالیٰ نے علمِ راسخ کے ساتھ عقلِ کامل عطا فرمائی تھی۔ انہی پر اعتماد کریں اور انہی کے قدموں میں پڑے رہنے میں اپنی نجات سمجھیں۔



حضرت مہدی کے ظہور کے لیے ماہ و سن کی تعیین درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کی طرح علاماتِ قیامت کو بھی مبہم رکھا ہے..... تاکہ غفلت میں پڑے ہوئے مسلمان زندگی کے ہر دن کو آخری دن اور ہر رات کو قیامت کی رات سمجھ کر بد عملی اور بے عملی سے توبہ کر لیں اور اپنی تخلیق کے مقصد کو پورا کرنے میں جُت جائیں۔“

☆.....☆.....☆

نتیجہ کیا نکلا؟ اہم علامتوں پر گفتگو کے بعد بھی ظہورِ مہدی کے وقت کے متعلق ابہام باقی ہے۔ اگر ہم تو رات کی طرف جائیں تو وہاں ایک ایسی پیش گوئی ملتی ہے جس سے کچھ محققین نے وقت موعود کا اندازہ لگانے کی کوشش کی ہے۔

## مہلت کا اختتام

حضرت دانیال علیہ السلام (اللہ کی رحمت اور سلامتی ان پر ہو) بنی اسرائیل کے مقدس پیغمبر تھے۔ جب یہود کی بد اعمالیوں کی پہلی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے بخت نصر بادشاہ کو ان پر مسلط کیا اور اس نے عراق سے آ کر یروشلم کو تاراج کر ڈالا۔ ہیکل سلیمانی کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ تورات کے نسخے جلا ڈالے۔ یہود کا قتل عام کیا۔ شہر کو برباد ویران کیا۔ باقی ماندہ بچے کچھے یہودیوں کو غلام بنا کر اپنے ساتھ بابل لے گیا۔ تو جس زمانے میں یہود وہاں غلاموں کی زندگی گزار رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کھاتے ہوئے اس عذاب سے نجات کے لیے ان میں پھر سے انبیاء بھیجنے شروع کیے۔ انہی انبیاء میں سے ایک حضرت دانیال علیہ السلام تھے۔ حضرت دانیال علیہ السلام اپنی شخصیت و کردار میں سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام سے گہری مماثلت رکھتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے ان دونوں پیغمبروں کو آغاز میں غلام بنالیا گیا تھا اور پھر ایک اجنبی ملک میں اجنبی و مظلوم شخص کی حیثیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کی جسمانی پرورش اور روحانی تربیت کی حتیٰ کہ وہ پیغمبر بننے کے ساتھ دنیاوی اعتبار سے بھی بڑے عہدوں تک پہنچے۔ دونوں کو اللہ



تعالیٰ نے خوابوں کی تعبیر کا خصوصی علم عطا کیا تھا۔ وہ مشکل حالات میں بھی لوگوں کو خدائے واحد کی طرف بلاتے۔ جبر و ظلم کے ماحول میں کلمہ حق بلا خوف و جھجک کہتے رہے۔ دونوں پرفتنہ پردازوں نے تہمت لگائی جس کی نوعیت الگ الگ تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کی پاکیزگی اور پاکدامنی ایسے دلائل سے ظاہر فرمائی کہ دشمن بھی انکار نہ کر سکے اور معافی مانگنے پر مجبور ہو گئے۔

بخت نصر کے بعد ”نیبوشانے زار“ بادشاہ ہوا۔ اس نے ایک خواب دیکھا۔ جس کا مطلب سمجھنے میں وہ اتنا الجھا کہ پریشان ہو کر رہ گیا۔ اس نے ملک کے تمام مشہور نجومیوں، جادوگروں، کاهنوں اور مستقبل کا حال بتانے والے کو جمع کیا اور خواب کی تعبیر پوچھی۔ جب علم کا بے جادوئی کرنے والے سب عاجز آ گئے تو کسی نے اسے بنی اسرائیل کے دانشمند اور صاحب فہم نوجوان دانیال کی اطلاع دی۔ اس نے ان کو بلا بھیجا۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ ان پر یہ علم مزید کھولا جائے اور اس خواب کی صحیح تعبیر انہیں سمجھا دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول کر لی اور انہیں خواب کا صحیح مطلب القا کر دیا گیا۔

نیبوشانے زار کے اس خواب میں اس وقت کے بادشاہ سے لے کر قیامت تک آنے والے مختلف ادوار، حکومتوں اور بادشاہوں کے متعلق جو پیش گوئیاں کی گئی ہیں، وہ حیرت انگیز طور پر درست ثابت ہوئی ہیں۔ ماسوائے ان چند باتوں کے جن میں یہودی اور عیسائی حضرات نے تحریف کر دی ہے اور اسے توڑ مروڑ کر کہیں اور منطبق کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ حضرت دانیال علیہ السلام کے کلام میں آخری نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق واضح پیش گوئی ہے اور یہ کہ ایک ابدی پیغام اور ہمیشہ قائم رہنے والا دین ظاہر ہوگا۔ اہل کتاب کی بدنصیبی کہ وہ حقیقت کا انکار اس وقت کرتے ہیں جب وہ ان کے سامنے

واضح ہو جاتی ہے۔ سر دست ہمارا موضوع اس خواب میں سے عددی پیش گوئیوں پر مشتمل وہ حصہ ہے جو ہر دور میں بحث و تحقیق کا موضوع رہا ہے اور اب تو ان کے دن اُفق سے ورے نہیں، اُرے دکھائی دیتے ہیں۔

اب آگے چلنے سے پہلے ایک واقعہ یہ بیان کرتے چلیں جسے ابن اسحاق، ابن ابی شیبہ، امام بیہقی، ابن ابی الدین اور دیگر محدثین نے بیان کیا ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں:

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ”طستور“ نامی شہر فتح ہوا تو فاتح فوج میں

شامل صحابہ و تابعین نے وہاں حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار دریافت کیا۔ آپ کا جسم مبارک ایک تابوت میں بالکل اصل حالت میں بغیر کسی قسم کی تبدیلی و تغیر کے موجود تھا۔ ان کے سر پر کپڑے کا ایک خط تھا جس پر اجنبی زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ دریافت کنندہ جماعت میں جن تابعین کے نام ہیں ان میں ابو العالیہ اور معترف بن مالک مشہور ہیں۔ یہ حضرات یہ تحریر لے کر سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے مشہور صحابی حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ (جو پہلے اہل کتاب یہود میں سے تھے اور سچا اسلام لے آئے تھے۔ اللہ ان سے راضی ہو) سے یہ تحریر پڑھ کر عربی میں ترجمہ کرنے کی درخواست کی۔ حضرت ابو العالیہ تابعی فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ شدہ تحریر کو پڑھنے والا پہلا شخص میں تھا۔ اس میں درج تھا: ”تمہاری تمام تاریخ اور معاملات، تمہاری تقریر کی سحر آفرینی اور بہت کچھ جو ابھی واقع ہونے والا ہے۔“ (ابن کثیر: البدایہ والنہایہ ج 1، ص 42-40، بیہقی: دلائل النبوت ج 1، ص 381، ابن ابی شیبہ: المصنف 4-7، الکرمی: شفاء الصدور جمال حبیب ایڈیشن صفحہ 336)

تورات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیت المقدس میں فاتحانہ داخلے کا بھی تذکرہ ہے۔ مثلاً: ”زکریا“ کی سورت میں یہ آیت دی ہوئی ہے:



”اے صہیون کی بیٹی! خوشی سے چلاؤ۔ اے یروشلم کی بیٹی! مسرت سے چیخو۔ دیکھو! تمہارا بادشاہ آرہا ہے۔ وہ عادل ہے اور گدھے پر سوار ہے۔ نچریا گدھی کے بچے پر۔ میں یوفریم سے گاڑی کو اور یروشلم سے گھوڑے کو علیحدہ کر دوں گا۔ جنگ کے پرتوڑ دیے جائیں گے۔ اس کی حکمرانی سمندر اور دریا سے زمین کے کنارے تک ہوگی۔“

یہ الفاظ واضح ہیں لیکن عیسائی اسے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے یروشلم میں تنہا مسافر کی حیثیت سے داخلے کو مراد لیتے ہیں۔ اونٹنی کے لفظ کو انہوں نے اسی لیے گدھے سے تبدیل کیا ہے۔ یہ ان حضرات کی دیدہ دانستہ پیدا کردہ غلط فہمی ہے، اس لیے کہ بے شک مذکورہ پیش گوئیوں میں ”اسلامی فتوحات“ اور ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ“ کا نام نہیں دیا گیا۔ فارسیوں اور رومیوں میں سے کوئی بھی حکمران ایسا نہیں گزرا کہ جس نے فارس کے ساحل سے بحر متوسط اور بحیرہ طبریہ سے عدن تک مکمل قبضے میں لیا ہو۔ یہ حقیقت صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر صادق آتی ہے۔

اب ہم اصل واقعے کی طرف لوٹتے ہیں۔ بادشاہ نے حضرت دانیال علیہ السلام کو بلا بھیجا۔ جب یہ اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: ”میں نے تیرے بارے میں سنا ہے کہ اہلوں کی روح تجھ میں ہے اور نور اور دانش اور کمال حکمت تجھ میں ہیں۔ حکیم اور نجومی میرے حضور حاضر کیے گئے تاکہ اس نوشتہ کو پڑھیں اور اس کا مطلب مجھ سے بیان کریں لیکن وہ اس کا مطلب بیان نہیں کر سکے اور میں نے تیرے بارے میں سنا ہے کہ تو تعبیر اور حل مشکلات پر قادر ہے۔ پس اگر تو اس نوشتہ کو پڑھے اور اس کا مطلب مجھ سے بیان کرے تو ارغوانی خلعت پائے گا اور تیری گردن میں زرین طوق پہنایا جائے گا اور تو مملکت میں تیسرے درجہ کا حاکم ہوگا۔“ تب دانیال علیہ السلام نے بادشاہ کو جواب دیا: ”تیرا انعام تیرے ہی پاس رہے اور اپنا صلہ کسی دوسرے کو دے تو بھی میں بادشاہ کے لیے اس نوشتہ کو

پڑھوں گا اور اس کا مطلب اُس سے بیان کروں گا۔“ (سورہ دانیال: پ 5، آیت 13-18)

اس کے بعد بادشاہ نے خواب سنایا اور حضرت نے اس کی تعبیر بتائی۔ اس میں دنیا کی تاریخ کے مختلف ادوار اور مختلف حکومتوں کے آغاز و انجام کے متعلق پیش گوئیاں ہیں۔ اس میں سے جس پیش گوئی کا ہمارے دور اور ہمارے زمانے میں ہزاروں سال بعد ایک خاص حکومت کے قیام کے متعلق ہے اس کا نام انہوں نے ”نفرت کی ریاست“ اور ”گناہوں کی مملکت“ رکھا ہے۔ اس ریاست کے قیام سے دنیا کے انجام کا آغاز ہوگا اور اس میں گناہوں کی بھرمار سے یہ آغاز اپنے انجام کی طرف بڑھے گا اور یہی وقت دو مقدس روحانی شخصیتوں (جناب مہدی اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام) اور دو بڑے فتنوں (الدجال الاکبر اور یاجوج و ماجوج) کے ظہور کا ہوگا۔

حضرت دانیال علیہ السلام کی اس پیش گوئی کے جس حصے سے ہمیں دلچسپی ہے وہ یہ ہے: ”شمالی بادشاہ کی جانب سے فوجیں تیار کی جائیں گی اور وہ محترم قلعے کو ناپاک کر دیں گی۔ پھر وہ روزانہ کی قربانیوں کو چھین لیں گی اور وہاں نفرت کی ریاست قائم کریں گی۔“ اس عبارت میں محترم قلعے کو ناپاک کرنے سے مسجد اقصیٰ پر یہودی قبضہ اور وہاں خنزیر کے سموں کے ساتھ شراب نوشی مراد ہے۔ روزانہ کی قربانیاں چھیننے سے نمازوں پر پابندی کی طرف اشارہ ہے۔ قربانی سے عبادت مراد ہے کیونکہ نماز روز ہوتی ہے جبکہ قربانی روز نہیں ہوتی۔ نفرت کی ریاست جو القدس (یروشلم) پر قبضہ کر کے یہاں ”گناہگار مملکت“ قائم کرے گی، اس سے موجودہ اسرائیلی ریاست مراد ہے۔ یہ ریاست قائم کیسے ہوگی؟ اور اس کے کر قوت کیا ہوں گے؟ ملاحظہ فرمائیے:

”اور افواج اس کی مدد کریں گی اور وہ محکم مقدس کو ناپاک اور دائمی قربانی کو موقوف



کریں گے اور اجاڑنے والی مکروہ چیز نصب کریں گے۔ اور وہ عہد مقدس کے خلاف شرارت کرنے والوں کو برگشتہ کرے گا لیکن اپنے خدا کو پہچاننے والے تقویت پا کر کچھ کر دکھائیں گے۔“ (تورات: ص 846..... دانیال: ب 11، آیت: 32-31)

نفرت کی ریاست کی مدد کرنے والی افواج امریکا اور برطانیہ ہیں۔ اُجاڑنے والی مکروہ چیز کی تنصیب سے مسجد اقصیٰ کی جگہ دجال کے قصر صدارت کا قیام ہے۔ شرارت کرنے والوں کو برگشتہ کرنے سے مراد عیسائی دنیا کو ورغلا کر صہیونی مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کرنا ہے۔ اپنے خدا کو پہچاننے والوں کے کچھ کرنے سے فلسطینی فدائین کی بے مثال مزاحمت کی طرف اشارہ ہے اور یہ ان کی خدا پرستی اور خدا کے ہاں مقبولیت کی واضح خوش خبری ہے جو ان مظلوموں کے زخموں کا مرہم ہے۔

یہ ریاست کب قائم ہوگی؟ یہ ہماری اس بحث کا اہم ترین سوال ہے۔ حضرت دانیال علیہ السلام فرماتے ہیں:

پھر میں نے دو مقدس غیبی آوازوں کو کہتے سنا: ”یہ معاملہ کب تک اسی طرح چلے گا کہ میزبان اور مقدس مقام کو قدموں تلے روند دیا جائے؟“ پر دوسری آواز نے جواب دیا: ”دو ہزار تین سو دنوں تک کے لیے۔ پھر یہ مقدس مقام پاک صاف کر دیا جائے گا۔“ (تورات: ص ۸۴۶..... دانیال: ب ۸ آیت: ۱۳، ۱۴) اس پیش گوئی سے معلوم ہوا کہ نفرت کی ریاست 2300 سال بعد قائم ہوگی۔ کس لمحے سے 2300 سال بعد؟؟؟ یہ ہم آگے چل کر بتائیں گے۔ پہلے آخری پیش گوئی جس سے پتا چلتا ہے کہ یہ ریاست 45 دن بعد ختم ہو جائے گی۔

حضرت دانیال علیہ السلام فرماتے ہیں: ”اگرچہ کہ میں نے فرشتوں کی یہ بات سن لی مگر میں اسے سمجھ نہیں سکا۔ چنانچہ میں نے اللہ سے دعا کی: اے اللہ! کھیل کس طرح ختم

ہوگا؟ اللہ نے جواب دیا: دانیال اپنے کام سے کام رکھو۔ الفاظ پر قفل چڑھا دیے گئے ہیں اور معاملات پر مہر لگا دی گئی ہے۔ اب آخری وقت آنے پر سارا دراز فاش ہوگا جس دن کہ قربانیاں چھین لی جائیں گی اور نفرت کی ریاست قائم کر دی جائے گی۔ اس کے بعد سے ایک ہزار 2 سو 90 دن باقی رہ جائیں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ایک ہزار 3 سو 35 کے اختتام تک پہنچ جائیں گے۔ لیکن (اے دانیال) تم اپنا کام دنیا کے اختتام تک کرتے رہو۔ تمہیں آرام دیا جائے گا۔“ (تورات: ص 847، ب 12، آیت 8، 13)

عیسائی اور یہودی شارحین یہاں پہنچ کر سخت تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں، انہیں سمجھ نہیں آتا کہ اس میں وقت کا جو تعین کیا گیا، اس سے کیا مراد لیا جائے؟ کیونکہ دنیا میں ایسی ریاست نہیں جو 2300 دنوں کے بعد قائم ہوئی ہو اور محض 45 دن قائم رہنے کے بعد ختم ہو گئی ہو۔ (45=1235-1290)

مگر وہ تورات ہی سے مدد لے لیں اور آئینہ دیکھنے سے نہ ڈریں تو تورات میں دنوں سے مراد سال لیا جاتا ہے۔ مثلاً حزقیل میں ہے: ”میں نے تمہارے لیے ایک دن کو ایک سال کے برابر کر دیا ہے۔“ لہذا اس آیت میں 45 دنوں سے مراد 45 سال ہیں۔ اب پیش گوئی کے مطابق اس ریاست کا قیام 2300 سال بعد ہوگا۔ تورات و انجیل کے شارحین کے مطابق ان سالوں کا آغاز سکندر اعظم کے ایشیا فتح کرنے سے ہوتا ہے جو 333 قبل مسیح میں ہوا۔ چنانچہ نفرت کی ریاست (Abomination Of Desolation) کا قیام 333 قبل مسیح کے 2300 سال بعد ہوگا (1967=333-2300) یعنی 1967ء میں۔ یہی وہ سال ہے جس میں اسرائیلی افواج القدس میں داخل ہوئیں اور مسجد اقصیٰ کی ہولناک آتشزدگی کا واقعہ پیش آیا۔ اسرائیل اگرچہ 1948ء میں بنا لیکن القدس (یروشلم) جب تک رسائی یہود کا اصل مقصد ہے، وہ 1967ء میں اسرائیلوں کے قبضے میں گیا۔ اب اگر یہ



ریاست اپنے قیام کے 45 سال بعد تباہ و برباد ہوتی ہے اور اس کی بربادی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی کی افواج کے ہاتھوں ہوگی اور دجال اور گستاخ یہودیوں کے کلی خاتمے پر ہوگی تو پھر بعض محققین کا کہنا ہے کہ (1967+45=2012ء) کے فارمولے سے نفرت کی اس گنہگار مملکت کا اختتام..... یا اختتام کے آغاز..... کا زمانہ 2012ء کے آس پاس بنتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

”وہ پوچھتے ہیں: یہ سب کب ہوگا؟ کہہ دیجیے: شاید یہ عنقریب ہی ہو جائے۔“

عالم عرب کے مشہور حق گو عالم ڈاکٹر سفر بن عبدالرحمن الحوالی جنہیں حق گوئی کی پاداش میں متعدد مرتبہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑی ہیں، ان کا کہنا ہے: ”یہ کوئی حتمی سال نہیں ہے۔ ہاں! اگر یہودی حضرات ہم سے شرط لگانا چاہیں جیسے کہ اہل قریش نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شرط لگائی تھی تو ہم بلا کسی تردد کے کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی شرط ہم سے ہار جائیں گے۔“ (یوم الغضب: ترجمہ رضی الدین سید، ص: 174)

یہودیہ شرط ہاریں یا نہ، ان کا ارضِ فلسطین ہارنا اور آخری بربادی کا شکار ہونا یقینی ہے۔ اور تورات کے مطابق مبارک ہیں وہ لوگ جو تقویٰ اور جہاد پر کار بند رہتے ہوئے مظلوموں کا ساتھ دل، زبان یا ہاتھ سے دیتے ہیں، ان کے لیے تنہائیوں میں روتے اور دُعائیں کرتے ہیں، ان کے لیے نیک جذبات رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ حشر کے متنبی ہیں۔

نفرت کی ریاست کے خاتمے پر اہل حق خوشی کے ترانے پڑھیں گے، یروشلم پاک صاف ہو جائے گا۔ تمام اہل زمین اور آسمانی مخلوقات یہ کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں گی:

”الحمد للہ! نجات، عظمت، عزت اور خوف سب کے لیے ہم خدا کے سزاوار ہیں جو

ہمارا رب ہے۔ اس کے فیصلے درست ہیں کیونکہ اس نے اس طوائف کو سزا دی جس نے اپنی بدکاری سے روئے زمین کو بھردیا تھا۔ اس نے اللہ کے بندوں کا خون بہایا تھا اور اللہ نے اس سے اس کا انتقام لے لیا۔“

روئے زمین کو ظلم سے بھرنے والا امریکا ہے اور اللہ کی سزاؤں سے مراد ہوا، طوفان، زلزلے اور طاعون (ایڈز) ہیں جو امریکا کو ہر طرف سے گھیر لیں گے۔ عالمی شر کے خاتمے کے بعد عالمی خیر کا وقت آئے گا اور خدا اپنے ان وفادار بندوں کو انعام دے گا جو حق کی فتح پر عاجزی کے ساتھ اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔

”کیونکہ پھر میں لوگوں کے لیے ایک پاکیزہ زبان دوں گا جو اللہ کا نام پکاریں گے اور جو کندھے سے کندھا ملا کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔“

یہاں پہنچ کر عیسائی و یہودی محققین گنگ ہو جاتے ہیں کہ اگر آخری فتح ان کی ہوئی تو پھر کندھے سے کندھا ملا کر حمد کے گیت وہ کس طرح گائیں گے؟ یہ ان کا تجاہل عارفانہ اور اللہ کی آیات میں معنوی تحریف ہے۔ پوری دنیا خصوصاً عیسائی اور یہودی اچھی طرح واقف ہیں کہ اسلام کے علاوہ دنیا میں کوئی مذہب نہیں جس میں عبادت گزار ”بنیان مرصوص“ کی مانند، کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں اور ان کی زبان پر پاکیزہ تکبیرات اور حمد کا ترانہ (سورہ فاتحہ) جاری ہوتا ہے۔



## غفلت زيبا نہيں

حضرت حارث و حضرت منصور:

حضرت مہدی کا تذکرہ مکمل نہ ہوگا جب تک حضرت حارث اور حضرت منصور کا ذکر نہ ہو۔ ابو داؤد و شریف کی حدیث ہے:

ہلال ابن عمرو سے روایت ہے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک شخص ماوراء النہر سے چلے گا۔ اسے حارث اثر (کسان) کہا جاتا ہوگا۔ اس کے لشکر کے اگلے حصہ (مقدمہ الحیش) پر مامور شخص کا نام منصور ہوگا جو آل محمد کے لیے (خلافت کے مسئلہ میں) راہ ہموار کرے گا یا مضبوط کرے گا جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش نے ٹھکانا دیا تھا، سو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس لشکر کی مدد و تائید کرے، یا یہ فرمایا کہ (ہر مسلمان پر واجب ہوگا کہ وہ) اس شخص کی اطاعت کرے۔“ (ابو داؤد: 3739)

بندہ کو آج سے تقریباً سولہ سترہ سال پہلے ایک بابا جی ملے۔ وہ اس غرض سے تشریف لائے تھے کہ ان کے ”حارث الحراثت“ ہونے کی تصدیق کی جائے اور اس تصدیق

پردار الافتاء کی مہر ثبت کر دی جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ حدیث شریف میں جس شخص کو حارث الحراث کہا گیا ہے، آخر اس کا امکان تو ہے کہ وہ میں ہوں۔ تو آپ حضرات اس عاجزانہ تجویز پر مہر تصدیق ثبت فرمائیں تاکہ ایک اہم خلا پُر ہو۔ ان کے پاس کاغذات کا جو پلندہ تھا اس میں دنیا جہاں کے دستخط، تصدیقات اور مہریں تھیں۔ ان کے پاس موجود قسمائے تصدیقات دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ انہیں مہروں کے نمونے جمع کرنے کا شوق ہے، جیسا کہ کچھ لوگوں کو نکٹ، سکے یا ماچس کی ڈبیا وغیرہ جمع کر کے گینتربک آف دی ورلڈ ریکارڈ میں نام لکھوانے یا اور کسی طرح کا اعزاز پانے کا شوق ہوتا ہے۔ ایسا میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آج تک مہدویت کا دعویٰ کرنے والے تو بہت سے کذاب سامنے آئے۔ یہ سارے کذاب شیطان صفت ہوتے تھے یا نفس پرست، جاہ پرست اور مال پرست۔ حضرت مہدی کے ساتھی ہونے کا دعویٰ کرنے والا پہلی بار سامنے آیا تھا اور وہ تھا بھی ایسا مرنبان مرنج، بھولی بھالی اور معصوم دے ضرر شخصیت کہ اس پر غصہ کے بجائے اس سے شغل کرنے اور لطف لینے کا دل چاہتا تھا۔ بندہ نے ان سے عرض کی کہ یہ روحانی مناصب کچھ کر کے دکھانے والوں کے لیے ہیں۔ ان میں ایسا نہیں ہوتا کہ پہلے کسی کو مقدس شخصیت بنا کر ان پر فائز کر دیا جائے اور پھر اس سے درخواست کی جائے کہ وہ اب ہماری تجویز اور تایید کی لاج رکھنے کے لیے نذرانے کی وصولیوں کے علاوہ بھی کچھ کر کے دکھایا کرے..... لیکن ان کا بس یہی اصرار تھا کہ پہلے کسی شخص کو (بلکہ بالعمین انہی کو) حارث مان لیا جائے پھر بات آگے بڑھے گی۔ بابا جی مزاج کے برے نہ تھے۔ بس ان کے دماغ میں کسی طرح یہ سودا سما گیا تھا۔ بندہ نے ان کو شام تک اپنے ساتھ رکھا اور جب دارالافتاء کا وقت ختم ہو گیا تو انہیں اپنے ساتھ ”فقیری تھلے“ پر لے گیا۔ بندہ کی مسجد کے ساتھ ایک تھلہ تھا جس کا نام یار لوگوں نے ”فقیری تھلہ“ رکھ چھوڑا تھا۔ مغرب سے عشاء تک وہاں صرف پڑھائی ہوتی تھی اور عشاء



کے بعد طعام وکلام اور فقیری نشستیں۔ یہاں ہم نے باباجی کو خوب جانچا پرکھا۔ ٹول ٹول کر دیکھا۔ دل اس پر تھا کہ اگر یہ کسی فتنے کا آغاز ہے تو ان کے پاس موجود تصدیق نامے اور کاغذات کا پلندہ غائب کر دیا جائے اور اگر محض بے ضرر قسم کے شخص کو ایک شوق چڑھ گیا ہے اور آگے چل کر ایسا کوئی خطرہ نہیں تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ خوب چھان پھٹک کے بعد یہی سامنے آیا کہ باباجی نہ تو کوئی بات اچھی طرح کر سکتے ہیں نہ تعلیم یافتہ ہیں۔ نہ دستخط اور مہروں کے نقش جمع کرنے سے آگے کا کوئی منصوبہ ہے۔ ظاہر میں جتنے معصوم نظر آتے ہیں حقیقت میں اس سے بھی زیادہ بھولے ہیں۔ اس لیے ایک دو روز مہمانی کے بعد رخصت کر دیا۔ بوقت رخصتی ان کو شکوہ تھا کہ تم ساری بات کرتے ہو لیکن اپنا دستخط اور مہر نہیں دیتے۔ بتائیے! ایسا شخص بھی حارث الحراثت ہو سکتا ہے جسے یہ بھی خبر نہ ہو کہ ہم ان کے پاس موجود بقیہ تصدیقی ذخیرے کو ٹھکانے لگانا چاہتے ہیں اور وہ ہم سے ہماری تصدیق نہ ملنے پر شکوہ کر رہا ہے۔

حارث اور منصور دو لقب ہیں۔ دو ذمہ داریاں ہیں۔ دو عظیم خدمات ہیں، جو یہ حضرات دین اسلام کی سر بلندی کے لیے انجام دیں گے۔ جب حضرت مہدی سات علماء کے مجبور کرنے پر امارت قبول کرتے ہوئے اصلاح و جہاد پر بیعت لیں گے تو پہلے پہل انہیں دنیائے کفر سے زیادہ اپنے ان لوگوں سے خطرہ ہوگا جو غفلت، دنیا پرستی، فتنہ مادیت میں مبتلا ہو جانے یا احادیث کی عصر حاضر پر تطبیق نہ کر سکنے کی وجہ سے انہیں اصلاحی و جہادی قائد ماننے سے انکار کر دیں گے۔ اس وقت سے پہلے حضرت مہدی کی کوئی جماعت، کوئی تحریک یا تنظیم وغیرہ کچھ نہیں ہوگی۔ ایک ریکاوٹنبا، غریب و مسافر شخص جس کے ساتھ چند علماء اور ان علماء کے مقلد چند جانناز ہوں گے۔ اسے غیروں کے علاوہ اپنوں کی بھی شدید مخالفت کا سامنا ہوگا۔ اس کو جس نصرت اور اعانت کی ضرورت ہوگی اس کے لیے اللہ تعالیٰ دو افراد

کو توفیق دے گا کہ ایک ان کی مالی کفالت و خبر گیری کرے گا اور دوسرا ان کے لیے عسکری کمک و رسد کا انتظام کرے گا۔ پہلے کو حدیث شریف میں ”حارث“ یعنی کسان کہا گیا ہے کہ وہ زراعت وغیرہ کے ذریعے کسانوں کی طرح محنت کرے گا اور دولت کما کر حضرت کی خدمت میں پیش کر کے انفاق فی سبیل اللہ کا وہ عمل زندہ کرے گا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی پیاری سنت ہے۔ دوسرے کو ”منصور“ یعنی وہ شخص جس کی غیبی مدد کی جائے، کا علامتی نام دیا گیا ہے۔ وہ عسکری امور کا ماہر جو قابل اور دلیر سالار ہوگا اور حضرت مہدی کے دشمنوں کو روندنا ہوا اور حضرت مہدی کے لشکر کی راہ ہموار کرتا ہوا بڑھتا چلا جائے گا اور قدرت کی غیبی مدد کی بدولت اس کا اور اس کے ساتھ مجاہدین کا راستہ کوئی نہ روک سکے گا۔ اس کی مثال اگر سمجھنا چاہیں تو آج کے دور میں عالم کفر کو مطلوب دو اہم شخصیات میں سے ایک نے طاغوت سے برسرِ پیکار لشکر اسلام کی عسکری مدد کی ہے، ان کو پناہ فراہم کی ہے اور دوسرا اللہ کے لیے کمائے گئے اموال میں سے اللہ کے سپاہیوں پر اللہ کے لیے خرچ کر رہا ہے۔ حدیث شریف کا بعینہ مصداق یہ دو شخصیتیں ہوں یا نہ ہوں، لیکن بمطابق حدیث اس طرح کی شخصیات کی مدد کرنا امت کے ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ ان شخصیات کو تصدیقی دستخط اور مہروں سے نہیں، ان کے کارناموں اور دین کے لیے دی گئی قربانیوں سے پہچانا جاتا ہے۔

حضرت حارث و حضرت منصور یعنی جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کے فریضے کو ادا کرنے کے لیے اپنا تن من و دھن لگانے والی یہ مبارک شخصیات جو حضرت مہدی کا دست راست ہوں گی، کے علاوہ احادیث میں ان سات علماء کا تذکرہ بھی حضرت مہدی کے تذکرے کے ضمن میں آتا ہے جنہوں نے تین سو سے کچھ اوپر افراد سے دین اسلام کی خاطر جینے مرنے کی بیعت لے رکھی ہوگی اور وہ کرۂ ارض کے مختلف حصوں میں غلبہ دین کی



کوششوں کی قیادت کر رہے ہوں گے اور پھر آخر کار حضرت مہدی کی تلاش میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ حرمین جا پہنچیں گے۔ یہ لوگ اُمت کو اپنی طرف نہیں بلائیں گے، بلکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور غلبہ حق کے لیے اصلاح و جہاد کی دعوت دے رہے ہوں گے..... لیکن مسئلہ یہاں بھی وہی آ جاتا ہے کہ ان کے ساتھ بھی وہی چل سکے گا جو اپنے دل کو غیر اللہ سے اور اپنے عمل کو شریعت کی مخالفت سے پاک صاف کر کے فدائیت و فناءیت حاصل کر چکا ہوگا۔ حضرت مہدی کے ساتھی بہت تھوڑے لیکن اصحاب بدر کی طرح بہت منتخب لوگ ہوں گے۔ ان کی قلیل ترین تعداد کو دیکھ کر ہی عام مسلمان کہیں گے کہ یہ تو دہشت گرد دیوانوں کا ٹولہ ہے۔ پوری دنیا کی فوج کے خلاف لڑ کر خود کشی کا شوق پورا کرنے چلا ہے۔ یہ تو شریعت کی سکھائی ہوئی حکمت کے خلاف چل رہا ہے۔ یہ تو خود بھی مرے گا اور ہمیں بھی ”پتھروں کے دور“ میں پہنچا کر چھوڑے گا۔

سومہدی موعود کی اس دنیا میں تشریف آوری لاچار اور بے یار و مددگار مساکین کی اعانت کے لیے ہوگی جو بمشکل اپنی زندگی کے لاشے کو کاندھا دیے ہوئے ہوں گے۔ اپنے گرد و پیش کی پراگندگی سے بے پروا اپنے ایمانوں کو سینوں سے لگائے نہیں جانتے کہ رہنمائی کے لیے کدھر کا رخ کریں۔ ”اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔“ یہ وہ حقیقت ہے جو قرآن میں بار بار دہرائی گئی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ دنیا کے کمزور ترین ہی سب سے پہلے آگے بڑھ کر نور ہدایت کو سینوں سے لگاتے ہیں اور ابدی نجات پاتے ہیں۔ ہمیشہ کی طرح، یہ غریب و عاجز ہی ہیں جو حضرت مہدی سے وفاداری اور اطاعت شعاری کی بیعت کریں گے۔ ہٹا چکا ہٹ اور بغیر کسی لالچ یا دلیل کے۔ یہ ان جذبات و احساسات کا نہایت تلاطم خیز پُر جوش ظہور ثانی ہوگا جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اولین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں موجزن کر دیے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث

تصدیق کرتی ہے کہ حضرت مہدی بھی اُمت میں عقیدت و محبت کے نفیس احساسات اجاگر کر دیں گے۔ جس کے مقدر میں ہدایت پانا لکھا ہے وہ آپ کی پُرکشش اور دلربا شخصیت پر فریفتہ ہو جائے گا۔ عقل و عشق کے یہی دورا ہے جس جہاں حق شناس دل شکی مزاج پر سبقت لے جاتا ہے اور فہم و فراست کسی کام نہیں آتی۔ کیونکہ علم و دانش اگر کسی کام آ سکتا ہے تو ابوجہل و ابولہب ایمان لانے والوں میں آگے ہوتے۔ کیونکہ وہ ایک وجہ غیر معمولی آدمی تھے اور اپنی فطری ذہانت اور سمجھ بوجھ کی وجہ سے عزت و احترام والے تھے، لیکن وہ حق کی طلب نہ ہونے کے باعث پڑے رہ گئے اور جشی و رومی دنیا و آخرت کی عزت پا گئے۔ الغرض..... خلاصہ یہ کہ حضرت مہدی کے ظہور سے پہلے یہ دو شخصیات ان کے لیے راہ ہموار کر رہی ہوں گی اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے اپنے قائد کے ساتھ مل کر وفاداری اور جان بازی کی شاندار روایات کو تازہ کر کے اسلام اور مسلمانوں کے غلبہ کی نوید ثابت ہوں گی۔ اس ضمیمے کے بعد یہ موضوع تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ آخر میں چند باتیں عرض کرنی ہیں:

(1) بعض حضرات کو اشکال ہے کہ یہ بحث چھیڑنے کا کیا فائدہ؟ بندہ کو بھی عرصے تک یہی تردد تھا..... لیکن اس کا جواب اس سلسلہ مضامین کے آغاز میں عرض کیا جا چکا ہے کہ اس سے ان شاء اللہ نقصان کوئی نہیں البتہ فائدے کی اُمید ضرور ہے۔ نقصان تو ان شاء اللہ اس لیے نہیں کہ جھوٹے مدعیوں کی علامات کھول کر مکرر سہرر بیان کی گئی ہیں، یہ مضامین پڑھنے والے ان شاء اللہ ایسے کسی کاذب کے چکر میں نہیں آئیں گے بلکہ اس کی بیخ کنی میں کردار ادا کریں گے اور افادیت کا پہلو اس طرح ہے کہ اگر حضرت مہدی کا زمانہ قریب ہی ہو تو اُمت مسلمہ کے صالح اور فہیم افراد اس کے لیے خود کو تیار کر لیں گے، مجاہدین کی حوصلہ افزائی ہوگی، مایوس لوگوں کو تقویت ملی گی۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو اس تذکرے کا پہلا اور آخری



مقصد اصلاح ذات اور اقامت شریعت کی جدوجہد ہے۔ اگر کوئی مسلمان اس میں لگ جاتا ہے تو چاہے وہ حضرت مہدی کا زمانہ پالے..... یا نہ پاسکے لیکن ان کے ساتھیوں کے لیے میدان ہموار کر جائے، اس سے بڑھ کر اور سعادت کیا ہو سکتی ہے؟ مولانا روم مشنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ صوفیاء لوگوں سے کہتے ہیں: ”موت قریب ہے، تیاری کر لو“، فلسفی کہتا ہے: ”ساتھ ستر سال سے پہلے مرنا نہیں، جلدی کی کیا ضرورت ہے؟“ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی ہمدرد شخص کسی مسافر سے کہے: آگے راستے میں پانی نہیں، مشکیزہ ساتھ لے لو۔ دوسرا کہتا ہے: اضافی بوجھ اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ پانی آگے مل جائے گا۔ اب احتیاط کس میں ہے؟ اسی میں کہ موت کو قریب سمجھا جائے۔ پانی کا مشکیزہ ساتھ رکھ لیا جائے۔ اگر زندگی نے مہلت دی اور تازہ پانی آگے مل گیا تو اسے استعمال کر لیں گے ورنہ پیاسے تو نہ مریں گے۔ بالکل اسی طرح اگر حضرت مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کا تذکرہ جب احادیث میں اتنے اہتمام سے کیا گیا ہے کہ سننے والوں کو لگتا تھا کہ ان کا ظہور بہت ہی قریب ہے، جبکہ ان پیش گوئیوں کو یہاں ہوئے آج چودہ سو انتیس سال ہو چکے ہیں..... تو قیامت کی علامات بعیدہ کے ظہور کے بعد ان حضرات کا اہتمام سے تذکرہ کیوں نہ کیا جائے، جبکہ علامت متوسطہ بھی ظاہر ہونے لگی ہیں اور علامات قریبہ سامنے دکھائی دے رہی ہیں۔ ان علامات کے تذکرے سے قبر و آخرت یاد آتی ہے، دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔ اصلاح کی فکر پیدا ہوتی ہے اور ان نیک شخصیات کی طلب سے اور ان کا ساتھ دینے کے جذبے سے ایک خاص قسم کی کیفیت اور فیض ملتا ہے جو دوسری چیزوں میں نہیں، اس لیے کہ ہر عمل، ہر سنت اور شریعت کے ہر پھول کا رنگ اور خوشبو دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔

(2) ہم لوگ اس وقت نہایت غلطی کرتے ہیں جب سمجھتے ہیں کہ حضرت مہدی

حضرت مسیح و دجال کا تذکرہ محض رجائیت پسند ملّا کرتے ہیں۔ ہم میں سے اکثر نہیں جانتے کہ امریکی بہت مذہبی لوگ ہیں۔ وہ ہم سے زیادہ ”مسیح“ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ متعدد یہودی شدت سے کسی نجات دہندہ کے منتظر ہیں۔ 1967ء سے پہلے وہ یہ دعا کرتے تھے: ”اے خدا! یہ سال یروشلم میں۔“ 67ء میں مسجد اقصیٰ پر قبضے کے بعد اب ان کے ہونٹوں پر یہ الفاظ ہوتے ہیں: ”اے خدا! میجا جلد آجائے۔“ عیسائیوں خصوصاً امریکی و برطانوی عیسائیوں میں ”مسیح آرہے ہیں۔“ کا نعرہ عام ہے۔ اس حوالے سے ان کا تجسس نہایت شدید ہے۔ یہودی، عیسائی اور مسلمان تینوں کسی مسیحا کے انتظار میں ہیں۔ مسلمان اور عیسائی تو حضرت مسیح علیہ السلام کے انتظار میں (جن کے ساتھ حضرت مہدی کا لشکر ہوگا) اور یہودی ”مخالف مسیح“ (Anti Christ) یعنی دجال اکبر کے انتظار میں ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہود اور عیسائی اس کے لیے تیاری کر رہے ہیں۔ میدان ہموار کر رہے ہیں جبکہ ان کی مذہبی پیش گوئیوں میں تحریف ہو کر کچھ کا کچھ بنا لیا گیا ہے۔ صرف مسلمانوں کے پاس سچے نبی کا سچا کلام بلا تغیر و تبدل موجود ہے لیکن وہ اس سے بے فکر ہیں، بے سدھ ہیں اور جگانے والوں پر ناراض ہیں کہ کیوں نیند خراب کرتے ہو؟ ابھی تو دتی بہت دور ہے۔

(3) پاکستان کے حکمرانوں نے قیام پاکستان سے آج تک اللہ تعالیٰ سے اتنی بد عہدیاں کی ہیں کہ یہ تگ و پھل کی طرح پراپنے وجود کا جواز کھو چکا ہے۔ نفاذ اسلام کے وعدے سے انحراف اور ہمہ قسم نفاق کو فروغ دینے تک کوئی چیز ایسی نہیں جس میں کوئی کسر چھوڑی گئی ہو، لیکن یہاں کے عوام کا پُر خلوص ایمان اور دین سے بے لوث تعلق کے علاوہ کچھ کام ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ مخلص اور دردمند پاکستانیوں سے (اور افغانوں) سے لے گا۔ اس بنا پر یہ ملک آج تک جیسا تیسا باقی ہے اور چل رہا ہے۔ ہمیں اپنی نجات سے اور بقا کے اس واحد سہارے کے تذکرے سے غفلت کسی طرح زبیا نہیں ہے۔



آخری بات یہ کہ بندہ نے یہ سب کچھ خود سے نہیں لکھا۔ ذخیرہ احادیث میں سے جو روایات ہمارے اکابر نے اپنی کتابوں میں لی ہیں، ان کی عصری تطبیق کی کوشش کی ہے۔ اگر یہ درست ہے تو اللہ رب العالمین کی طرف سے ہے اور اکابر کی برکات ہیں۔ بندہ تو محض ناقل ہے۔ اور اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو بندہ کی کج فہمی ہے۔ اللہ سے توبہ اور اس کے مقبول بندوں سے اصلاح کا طالب ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت اور اپنے اکابرین سے مضبوط تعلق نصیب فرمائے۔ حق کی پہچان اور اہل حق کی نصرت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## دوسرا باب

# مسیحیات

سچے اور جھوٹے وعدوں کی کشمکش

سچے اور جھوٹے مدعیوں کا تعارف

دس سوالات، دس جوابات، ابہام کی تشریح، الجھنوں کی سلجھن

سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کے ہاتھوں مغربی دجالیت کی پامالی کی روداد



## حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وصیت اُمت محمدیہ کے نام

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "يُنْزَلُ عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قِيدُو الصَّلِيبِ، وَيَقْتُلُ الْخِزْيَرِ، وَيَضَعُ الْحِزْيَةَ، وَيُهْلِكُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي زَمَانِهِ الدَّجَالَ، وَتَقُومُ الْكَلِمَةُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ." قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "أَفَلَا تَرَوْنِي شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ كَادَتْ أَنْ تَلْتَقِيَ تَرْفُوتَايَ مِنَ الْكِبَرِ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا أَمُوتَ حَتَّى أَلْقَاهُ، وَأُحَدِّثَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَصْدِقَنِي، فَإِنْ أَنَا مِتُّ قَبْلَ أَنْ أَلْقَاهُ وَلَقَيْتُمُوهُ بَعْدِي، فَأَقْرَأُوا عَلَيْهِ مِنِّي السَّلَامَ." (السنن للدانئ: ٢٤٢ رقم ٦٩١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ کو منسوخ فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں دجال کو ہلاک فرمائیں گے۔ اللہ کا بول بالا ہوگا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کیا تم مجھے نہیں دیکھتے ہو کہ میں بالکل بوڑھا ہو چکا ہوں؟ میری ہنسی کی ہڈیاں بڑھاپے کے سبب مل جانے کے قریب ہیں۔ میری یہ تمنا ہے کہ میری موت اس وقت تک نہ آئے جب تک کہ میں آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے مل نہ لوں اور میں ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سناؤں اور آپ میری تصدیق کریں۔ اگر میں آپ کی ملاقات سے پہلے مر جاؤں اور تمہاری ان سے ملاقات ہو جائے تو آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو میرا سلام عرض کرنا۔"

## مسیح کا معنی

مسیح میم کی زبر، سین کے نیچے زیر اور آخر میں حا۔ یہ لفظ عیسیٰ بن مریم علیہا السلام اور دجال دونوں پر بولا جاتا ہے، لیکن جب اس سے مراد دجال ہو تو مسیح کے ساتھ دجال کا لفظ ضرور آتا ہے، یعنی ”مسیح دجال“۔ لہذا عیسیٰ علیہ السلام ”مسیح الہدیٰ“ اور دجال ”مسیح الضالہ“ ہے۔

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نام ”مسیح“ کیوں رکھا گیا؟ اہل علم نے اس کی کئی وجوہات بیان کی ہیں:

- (1)..... مسیح کے معنی چھونے کے ہیں۔ آپ کو مسیح اس لیے کہا گیا کہ آپ جس بھی مصیبت زدہ کو چھوتے تھے وہ اللہ کے اذن سے صحت یاب ہو جاتا تھا۔
- (2)..... آپ نے دعوت الی اللہ کا کام کرتے ہوئے زمین میں سیاحت کی اس لیے مسیح کہا گیا۔

ان دو اقوال کی بنیاد پر مسیح بمعنی ماح (اسم فاعل) یعنی چھونے والا یا سیاحت کرنے

والا ہوگا۔



(3)..... ان کے پاؤں پورے زمین پر لگتے تھے، تلووں میں خلا نہیں تھا اس لیے

مسح کہا گیا۔

(4)..... چونکہ انہیں برکت کے ساتھ مسح کیا گیا یا گناہوں سے پاک کیا گیا، اس

لیے وہ بابرکت تھے۔

ان دو اقوال مطابق مسح بمعنی مسح (اسم مفعول) کے ہوگا۔

ناموں کی ان وجوہات میں کوئی تضاد نہیں۔ اس قسم کے تمام فضائل ہی اُن میں جمع

تھے لہذا تمام وجوہات اپنی جگہ درست ہیں۔

جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسح کہتے ہیں، دجال اکبر کو بھی مسح دجال کہا جاتا

ہے۔ دجال اکبر کا نام مسح کیوں رکھا گیا؟ اس کے بارے میں بہت سارے اقوال ہیں مگر

سب سے زیادہ واضح قول یہ ہے کہ دجال کو مسح کہنے کی وجہ یہ ہے اس کی ایک آنکھ اور ابرو

نہیں ہے۔ ابن فارس کہتے ہیں: مسح وہ ہے جس کے چہرے کے دو حصوں میں سے ایک

حصہ مٹا ہوا ہو، اس میں نہ آنکھ ہو اور نہ ہی ابرو۔ اسی لیے دجال کو مسح کہا گیا ہے۔ پھر انہوں

نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے

استدلال کیا ہے: ”وَأَنَّ الدَّجَالَ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ، عَلَيْهَا ظَفْرَةٌ غَلِيظَةٌ.“ ”بلاشبہ دجال

مٹی ہوئی آنکھ والا ہے جس پر ایک غلیظہ مسنا خونہ (پھلتی) ہے۔“

## مسیحا کا انتظار

علامات قیامت کا جب بھی تذکرہ ہوگا تو حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر لازماً آئے گا۔ کیونکہ خود قرآن کریم میں ارشاد ہے: ”اور وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی (نشانیوں میں سے) ایک نشانی ہیں۔“ حضرت مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے وہ سچے پیغمبر تھے جنہیں یہود کی آخری تنبیہ کے لیے بھیجا گیا تھا۔ یہود نے آپ سے پہلے بہت سے انبیاء کی تکذیب کی، انہیں ستایا، گستاخی کی، بہت سوں کو شہید بھی کیا۔ دوسرے جلاوطنی کی سزا، یہکل سلیمانی کی بربادی اور یروشلم کی تباہی کے باوجود وہ مان کر نہ دیے۔ اللہ تعالیٰ نے اب بنی اسرائیل میں سے آخری نبی ان کے پاس بھیجا کہ اس کی پیروی کریں۔ یہ ان کے دین کی تجدید کریں گے۔ یہود کی تحریفات کو ختم کر کے اصل دین کو اس کی اصلی شکل میں ظاہر کریں گے اور یہود کے لیے سچے مسیحا ثابت ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے دن سے ہی اللہ تعالیٰ نے سچے پیغمبر ہونے کی متعدد علامات کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ بغیر باپ کے کنواری مقدس مریم کے لطن سے پیدا ہوئے۔ آپ ماں کی گود میں ہی باقیں کرنے لگے تھے۔ بچپن سے ہی بہت نیک صالح تھے۔ آپ کی من موہنی شخصیت اور پاکیزہ کردار سب کو



گرویدہ کر لیتا تھا۔ سوائے یہود کے کہ ان کی بدبختی نے ان کو کہیں کا نہ چھوڑا۔ ان کے احبار (علمائے سوء) اور رہبان (جعلی پیر) نے اپنی روایتی دنیا پرستی، دین پیماری، سنگ دلی اور ہٹ دھرمی دکھاتے ہوئے جناب مسیح علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا۔ ان کی مقدس و مطہر ماں پر بہتان عظیم لگایا۔ ان کو طرح طرح سے ستایا۔ ان کے ماننے والوں کا مذاق اڑایا۔ اپنا تمام تر علم و فضل آپ کی دعوت کی مخالفت کرنے، معترضانہ اشکالات اٹھانے اور آپ کی شخصیت کے خلاف منفی پروپیگنڈا کرنے پر خرچ کیا۔..... حتیٰ کہ حاکمان وقت کو آپ کے خلاف ورغلا کر جھوٹے الزامات کے تحت آپ کے قتل کا حکم جاری کر دیا۔ غرضیکہ ”آخری تنبیہ“ کو ”آخری مہلت“ سمجھنے کے بجائے مسلسل ”آخری غلطی“ پر اصرار کرتے رہے۔ بالآخر جب ان کی نفس پرستی اور شیطنیت آخری حد کو پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے جناب مسیح کے حوالے سے ایک اور معجزہ ظاہر فرمایا جو انسانی تاریخ کا عجیب واقعہ ہے۔ آپ کو بحفاظت زندہ سلامت آسمانوں پر اٹھالیا گیا۔ یہود اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔ آپ کا بال بھی بیکانہ کر سکے۔ اس کے بعد ایک آخری اور عظیم معجزہ پھر ظاہر ہوگا کہ بدی کا محور اور سراپا شر ”الذجال الکبر“ جو اپنی مصنوعی اور فرضی خدائی کا مظاہرہ کر کے پورے روئے زمین پر انسانی بغاوت کا سب سے عظیم مظاہرہ کرتے ہوئے کل کائنات کی تسخیر کا ناپاک ارادہ لے کر دندنارہا ہوگا اور حضرت مہدی اور ان کے ساتھ موجود فاتحین یورپ و عیسائیت مجاہدین کو سخت مشقت میں ڈال چکا ہوگا، اس کو قتل کرنے اور زمین سے تمام دجالی قوتوں (یہود اور ان کے ہمنواؤں) کا خاتمہ کرنے کے لیے حضرت مسیح علیہ السلام کے حوالے سے ایک بار پھر غیر معمولی واقعے کا ظہور ہوگا۔ آپ کو آسمان سے زمین پر بھیجا جائے گا اور ایسی غیر معمولی قوتیں عطا کی جائیں گی جو رحمانی ہوں گی اور دجال کی شیطانی قوتوں سے سامنا ہوتے ہی ان کو پکھلا کر خاک کر چھوڑیں گی۔ یہ روئے ارض پر دجل و فریب کے علمبرداروں کا آخری

دن ہوگا۔

زیر نظر مضمون میں ہم سیدنا مسیح علیہ السلام کے حوالے سے ان اہم پہلوؤں کا تذکرہ کریں گے جن کا عصر حاضر میں جینے والے مسلمانوں کا جاننا ضروری ہے۔ سچے وعدوں اور جھوٹے دعوؤں کے درمیان کشمکش میں گھرے برادران اسلام کو حق و باطل کی عظیم معرکہ آرائی کے دوران حق پر استقامت اور باطل کے خلاف مقاومت کے لیے ضروری ہے کہ کچی حدیثوں کو بیان کیا جائے اور جھوٹے کذابوں کے دجل سے بچا جائے۔ ہماری یہ تحریر دس سوالات یا یوں کہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حوالے سے دس عنوانات پر مشتمل ہے جو ان شاء اللہ اس پوری بحث کا جامع خلاصہ ہوں گے..... لیکن یہ سوالات یا عنوانات بعد میں..... اس سے قبل چند باتوں کو سامنے رکھنے سے بہت سی الجھنیں حل ہو سکتی ہیں۔

مسلمہ عقیدہ:

(1) اللہ کے محبوب پیغمبر سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمانوں پر اٹھایا جانا اور قرب قیامت میں دوبارہ زمین پر نازل ہونا اہل اسلام کا مسلمہ عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ ماضی بعید میں جمیہ اور بعض معتزلہ اور ماضی قریب میں سرسید اور مرزا قادیانی اور حال میں چند گمراہ اسکالر کے علاوہ کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ لہذا اس عقیدے پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کا انکار کفر تک لے جانے والی گمراہی ہے۔ جنہوں نے اس کا انکار کیا وہ معتزلہ کی طرح عقل پرست تھے یا مرزا قادیانی کی طرح نفس پرست (کہ خود کو مسیح قرار دلوانا چاہتے تھے) یا یہودیت زدہ جدید یوں کی طرح زر پرست کہ جہاد کے انکار کے لیے (حضرت مسیح علیہ السلام امام المجاہدین ہوں گے) حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کا انکار کر بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ بد بختی کی ہر شکل سے محفوظ فرمائے۔



## معجزات کی حکمت:

(2) سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو مختلف قسم کے سچے معجزات دیے گئے تھے مثلاً: خطرناک بیماریوں میں مبتلا بیماروں کو اچھا اور مردوں کو زندہ کرنا، مٹی کے بنے پرندوں میں پھونک مارنے سے ان کا زندہ ہو کر پرواز کر جانا، مادرزاد اندھوں کی بینائی لوٹا دینا، وغیرہ وغیرہ۔ بعض حضرات نے اس کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ اس دور میں یونان کے اطباء کے ہاتھوں فن طب عروج پر پہنچ چکا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے میں آپ کو وہ یدِ شفا عطا فرمایا کہ جس تک ماہرین طب کی سوچ بھی نہیں پہنچ سکتی۔ یہ حکمت اپنی جگہ حقیقت ہے۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رکھیے کہ حضرت کے ان معجزات کا تعلق ایک اور نکتے سے بھی ہے۔ یہود بری طرح سے مادیت پرستی کا شکار تھے۔ یعنی دنیا کی محبت اور لذتوں کی شہوت کے آگے اللہ اور یومِ آخرت کو بھول چکے تھے۔ حرص و ہوس نے ان کی نظریں غیبی حقائق سے ہٹا دی تھیں اور وہ سفلی خواہشات کے غلام ہو کر حلال و حرام کی تمیز بھلا بیٹھے تھے۔ معمولی مفادات کی بنا پر اللہ کی کتاب میں تحریف سے بھی نہیں چوکتے تھے۔ یہی چیز دجال کے فتنے کا خلاصہ ہوگی یعنی خدا بیزاری اور مادیت پرستی۔ فانی روشنیوں کی چکا چوند کے سامنے جنت کی نعمتوں کو بھلا دینا اور وقتی لذتوں اور عارضی مفادات کے بدلے جہنم کا دائمی عذاب خریدنے پر تیار ہو جانا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے روحانی معجزات سے یہود کی اس عقلیت پسندی اور مادیت پرستی پر ضرب لگائی اور انہیں احساس دلایا کہ اللہ کی طاقت تمام مادی طاقتوں سے بالا و برتر ہے۔ زمینی قوتوں کا غلام ہو کر آسمان والے کو بھلا دینا بدترین حماقت ہے۔ آپ نے دینی روحانی قوتوں کے اظہار سے مادیت پرستوں کو سبق دیا کہ سب کچھ صرف وہ ہی نہیں جو آنکھوں سے نظر آتا ہے، اس سے آگے جہاں اور بھی ہیں۔ یہود نے آپ کی بات نہ مانی بلکہ آج تک اسی مرض میں مبتلا ہیں اور ان کا سربراہ اعظم، مسیح

کاذب، دجال اکبر چونکہ مادیت پرستی (جو کہ آج کل مغرب کا نظریہ حیات ہے) کا سب سے بڑا علمبردار ہوگا اور اس کی صفوں میں یہودی پیش پیش ہوں گے اس لیے اللہ تعالیٰ آپ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا کہ اپنی روحانی قوتوں سے دجال کی شیطانی اور یہودی سائنسی قوتوں کو ایک نظر میں پامال کر ڈالیں۔ چنانچہ دجال آپ کو دیکھتے ہی یوں پگھلنا شروع ہو جائے گا۔ جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے یا چربے دھوپ میں گلتی ہے۔ آپ کی سانس جس کا سر تک پہنچے گی اسی وقت مرجائے گا اور جہاں تک آپ کی نظر جائے گی وہاں تک آپ کا سانس پہنچے گا۔ یہود جس پتھر یا درخت کے پیچھے چھپیں گے وہی ان کے خلاف مجبری کرے گا۔ اس طرح اللہ کے سچے پیغمبر کے ہاتھوں اس کائنات کا سب سے جھوٹا شخص اور سب سے فریبی اور مکار گروہ اپنے انجام کو پہنچے گا۔

راہ وفا کے راہی:

(3) عیسائی حضرات نے (اللہ ان کو نیک ہدایت دے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت تو بہت کی لیکن محبت کی کٹھن راہوں پر چلتے ہوئے جب امتحان عشق میں سرخروئی کا مرحلہ آیا تو سچی محبت کے دو تقاضے فراموش کر گئے: (1) ایک تو مکمل اطاعت اور جاٹاری۔ (2) دوسرے محبوب کے دشمنوں سے نفرت اور بیزاری۔ لہذا ان کا مسئلہ یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کے بجائے ان کو خدا بنالیا اور آپ کے دشمنوں سے جہاد کے بجائے ان سے دوستی گانٹھ لی۔ دنیا میں ایسی قوم نہ ہوگی جو اپنے پیغمبر کے ساتھ مل کر جان دینے والوں سے تو نفرت اور جنگ کرے جبکہ پیغمبر کی جان لینے کی کوشش کرنے والوں کی حمایت میں اتنی آگے چلی جائے کہ ان کی ”گنہگار ریاست“ کا دفاعی حصار بن جائے۔ ستم ظریفی ہے کہ عیسائی حضرات باوجود اس عقل و دانش کے جس نے مغرب کی محیر العقول مادی ترقی کو پروان چڑھایا، یہی کچھ کر رہے ہیں۔ مسلمان ان کے پیغمبر حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ



ایک جان و یک قالب ہو کر آخری دور کا عظیم ترین جہاد کریں گے اور یہود مسیح مخالف دجال اکبر کے ساتھ مل کر ان کے پیغمبر کے خلاف ہولناک جنگ لڑیں گے۔ اس کے باوجود عیسائیوں کی نفرت مسلمانوں سے ہے جو سوائے محبت اور ادب کے ان کے پیغمبر کا تذکرہ نہیں کرتے اور ان کی محبت و حمایت یہود سے ہے جو تمام انبیاء کی طرح عیسائیوں کے مسیح پیغمبر کے بھی گستاخ اور بزعم خود قاتل ہیں۔

آخری معرکے کا میدان:

(4) حضرت مسیح علیہ السلام کا انتظار دنیا کے تینوں بڑے مذاہب کر رہے ہیں۔ اسلام، یہودیت اور عیسائیت۔ تینوں میں کسی مسیح کے منتظر کی پیش گوئی ہے جو نجات دہندہ کے طور پر سامنے آئے گا۔ فرق اتنا ہے کہ یہود مسیح کا ذب کو صادق سمجھ کر رہنما مانتے ہیں اور مسلمان و عیسائی مسیح صادق کے منتظر ہیں..... لیکن ہم نے جو فرق اہمیت کے ساتھ ذکر کرنا ہے وہ یہ کہ عصر حاضر کے یہود اور عیسائی نہایت شدت سے مسیحائے غائب کے ظہور کے متمنی ہیں۔ اہل مغرب کی اکثریت لامذہب یا بے دین ہونے کا عنوان رکھتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ اس حوالے سے نہایت پر جوش، متحس اور سرگرم ہیں۔ امریکا میں تقریباً 80 ہزار بنیاد پرست پادری موجود ہیں جن میں سے بہت سے پادری ایک ہزار کرپچن ریڈیو اسٹیشنوں سے تقریر نشر کرتے ہیں اور ان کے ایک سو کرپچن ٹیلی ویژن اسٹیشن بھی ہیں۔ ان میں ایک خاصی بڑی تعداد Dispensationalism کی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام کی عنقریب آمد اور عظیم ترین جنگ پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کی تعداد برابر بڑھ رہی ہے۔ بڑی اور با اثر تعلیم گاہیں جو Dispensationalist عقیدے کی تعلیم دیتی ہیں، ان میں دی بائبل انسٹی ٹیوٹ آف شکاگو، فلاڈیلفیا کالج آف بائبل، دی بائبل انسٹی ٹیوٹ آف لاس اینجلس اور ان جیسے تقریباً دو سو کالج اور انسٹی ٹیوٹ شامل ہیں۔ 1998ء میں بائبل اسکولوں کے طلبہ کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ ان میں 80 سے 90 فیصد اساتذہ

اور ان کے طالب علم بھی Dispensationalist ہیں۔ یہی بائبل کالج کے گریجویٹ یہاں سے نکل کر پادری بنیں گے اور اپنے عقائد کی تبلیغ چرچ میں کریں گے یا اپنا الگ بائبل اسکول کھول لیں گے اور ان میں تعلیم دیں گے۔ یہ لوگ اس عقیدے پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ ایک خوفناک تباہی آنے کو ہے لیکن انہیں ایک پل کی بھی تکلیف نہیں ہوگی کیونکہ انہیں پہلے ہی نجات (Rapture) مل چکی ہوگی۔ اس عقیدے کے مقلد اپنے مسلک میں شدید بنیاد پرست ہیں اور اس وقت امریکی باشندوں کی تقریباً ایک چوتھائی تعداد اس کی ماننے والی ہے۔ اس تنظیم کو مالی امداد فراہم کرنے والے بڑے بڑے اور مشہور ثروت مند امریکی ہیں۔ یہ تحریک بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اس کا مقصد ایک بلین ڈالر جمع کرنا ہے تاکہ کرہ ارض کے ہر فرد تک مسیح کا پیغام پہنچا دیں۔ سولہ ہزار مسیحی پادری جن کی تعداد میں ہر روز ایک کا اضافہ ہو رہا ہے، سالانہ دو بلین ڈالر کے بجٹ سے مستفید ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کل وقتی مبلغ دو کروڑ افراد تک اپنا پیغام پہنچاتے ہیں اور آدھے بلین ڈالر سے زیادہ عطیات اکٹھا کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کا اثر امریکی عوام کے ہر طبقے پر ہے۔ امریکا کی مشہور سیاسی اور بین الاقوامی شخصیت اس سے متاثر نظر آتی ہیں۔ حتیٰ کہ رونا لڈر گیگن سے لے کر بش جونیر تک کے عجیب و غریب بیانات سامنے آتے رہے ہیں جن کی توثیق نہ ہو چکی ہوتی تو یقین بھی نہ آتا کہ ایسے جدت پسند ایسی قدمت پسندی پر مشتمل بات کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً: صدر ریگن نے پادری جم بیکر سے 1981ء میں بات چیت کرتے ہوئے کہا تھا:

”ذرا سوچیے! کم سے کم بیس کروڑ سپاہی بلاد مشرق سے ہوں گے اور کروڑوں مغرب سے ہوں گے۔ سلطنت روما (یعنی مغربی یورپ) کی تجدید نو کے بعد پھر عیسیٰ مسیح ان پر حملہ کریں گے جنہوں نے ان کے شہر یروشلم کو غارت کیا ہے۔ اس کے بعد وہ ان فوجوں پر حملہ کریں گے جو آرمیگاڈون کی وادی میں اکٹھا ہوگی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یروشلم سے دو سو میل تک اتنا خون بہے گا کہ وہ زمین سے گھوڑوں کی باگ کے برابر ہوگا۔ یہ ساری وادی



جنگی سامان اور جانوروں اور انسانوں کے زندہ جسموں کے اور خون سے بھر جائے گی۔ ایسی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ انسان دوسرے انسان کے ساتھ ایسے غیر انسانی عمل کا تصور بھی نہیں کر سکتا لیکن اس دن خدا انسانی فطرت کو یہ اجازت دے دے گا کہ اپنے آپ کو پوری طرح ظاہر کر دے۔ دنیا کے سارے شہر لندن، پیرس، ٹوکیو، نیویارک، لاس اینجلس، شکاگو، سب صفحہ ہستی سے نابود ہو جائیں گے۔“

مشہور امریکی مصنفہ گریس ہال سیل اپنی معرکہ الآراء کتاب جس کا ترجمہ ”امریکا کی عالم اسلام پر یلغار کیوں؟“ کے نام سے بندہ کے مضامین اور مصنف کے تعارف کے ساتھ شائع ہو چکا ہے، لکھتی ہیں:

”امریکا میں آٹھ سال تک ایک ایسا صدر بھی (رونا لڈرگین) رہا ہے جسے یقین تھا کہ وہ وقت کے خاتمے پر (قرب قیامت کے دنوں میں) زندہ ہے بلکہ یہ آس لگائے بیٹھا تھا کہ یہ واقعہ اس کے انتظامی زمانے میں ہی پیش آئے گا۔“

صدر بش نے ایک مرتبہ صدا لگائی: ”مجھے براہ راست خدا سے ہدایات ملتی ہیں۔“ ایک مرتبہ ایک فضائی سفر کے دوران صدر صاحب موصوف نے جو بنیاد پرستوں کے خلاف مہم میں پیش پیش ہیں، طیارے میں ہی ایک دعائیہ تقریب منعقد کی جس میں محترمہ کونڈولیزا رائس صلابہ نے فضائی دعا گزاروں کو کٹر مذہبی رسومات کے مطابق سروس فراہم کی۔

یہ تو دو مشہور امریکی صدر کی کارگذاریاں تھیں۔ دیگر امریکیوں کی ذہنیت سے آگاہی کیسے آئیے مذکورہ بالا مصنفہ کی تحریر سے مزید کچھ اقتباسات دیکھتے ہیں:

☆..... ”ریورنڈ کلائڈ لوٹ ایک پٹنی کوشل پادری ہیں۔ انہوں نے بائبل کی ایک عبارت کی اس طرح تفسیر کی ہے کہ یہودیوں کے تیسرے ہیکل کی تعمیر لازمی طور پر یروشلم میں مسیح کی دوسری بار آمد سے پہلے ہوگی۔ کلائڈ سرخ تیل یا کنواری گائے کو جو بالکل بے داغ ہو ذبح کرنے کے لیے کہتے ہیں جس کے بعد آئندہ ہیکل کی تعمیر کی رسم پوری ہوگی۔ اس

کی خاطر قدیم اسلامی عبادت گاہوں (مسجد اقصیٰ اور گنبد صحرا) کو مسمار کر دینا ہو گا۔ لوٹ کو یقین ہے کہ خدا کی شراکت سے یہ کام مناسب وقت میں ہو جائے گا۔“ (نیویارک ٹائمز

27 دسمبر 1998ء)

☆....”1998ء کے اواخر میں ایک اسرائیلی خبرنامہ، ویب سائٹ پر دیکھا گیا جس میں کہا گیا کہ اس کا مقصد مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو آزاد کرانا اور ان کی جگہ ایک یہودی ہیکل کی تعمیر ہے۔ خبرنامے میں لکھا ہے کہ اس ہیکل کی تعمیر کا نہایت موزوں وقت آ گیا ہے۔ خبرنامے میں اسرائیلی حکومت سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ ملحدانہ اسلامی قبضے کو مسجد کی جگہ سے ختم کرائے۔ تیسرے ہیکل کی تعمیر بہت قریب ہے۔“

☆.... اسرائیل کو اپنے آخری عظیم تاریخی ڈرامے میں اسٹیج کی مکمل تیاری کے لیے بس ایک واقعہ ہونا باقی ہے۔ یہ ہے اس کی قدیمی زمین پر عبادت کے لیے ایک قدیمی عبادت گاہ کی از سر نو تعمیر۔ حضرت موسیٰ کے فرامین کی رو سے ایک ہی جگہ ہے جہاں اس عبادت گاہ کو تعمیر کیا جانا ہے۔ یہ ہے ماؤنٹ موریا (Mount Moriah)۔ وہی جگہ جہاں اس سے پہلے کی عبادت گاہیں تعمیر کی گئی تھیں یعنی عین مسجد اقصیٰ اور گنبد معراج پر۔“

الغرض! قصہ مختصر! مغرب اپنی مادیت پرستی کے باوجود اس قدر انتہا پسند ہے کہ شدت سے ”مسیحا“ کا انتظار کر رہا ہے۔ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ مقدس باپ کے آنے کے بعد انہیں آسمان پر اٹھالیا جائے گا جہاں سے وہ آخری ہولناک جنگ کا مظاہرہ بالا خانوں (Sgrand Stand Seats) میں بیٹھ کر کریں گے۔

جبکہ دوسری طرف مسلمان مذہب پسند ہونے کے باوجود اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیش گوئیوں پر ایسے متوجہ نہیں ہیں جیسا کہ دورِ حاضر میں ان پیش گوئیوں کے آثار قریب دیکھ کر چوکنا اور متوجہ ہونا چاہیے۔ حضرت مسیح کا ساتھ جن لوگوں نے دینا ہے، ”مسیحا کے انتظار“ سے ان کی غفلت سمجھ میں نہ آنے والی بات ہے۔



## بیچ کی کڑی

قیامت کی علامات دو قسم کی ہیں: (1) علامات بعیدہ یعنی وہ علامات جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں یا ان کے زمانے کے بعد لیکن آج سے کافی پہلے ظاہر ہو چکی ہیں اور ان کے اور قیامت کے درمیان نسبتاً زیادہ فاصلہ ہے۔ (2) علامات متوسطہ: وہ علامتیں جو ظاہر ہو گئی ہیں مگر ابھی انتہا کو نہیں پہنچیں۔ جب یہ عروج کو پہنچیں گی تو تیسری قسم کی علامات کی ابتدا ہو جائے گی۔ (3) علامات قریبہ: یہ علامات قیامت کے بالکل قریب کی ہیں۔ ایک دوسرے کے بعد پے در پے ظاہر ہوں گی اور جب یہ سب (کل دس کے قریب ہیں) ظاہر ہو چکیں گی تو کسی بھی وقت قیامت اچانک آ جائے گی۔

پہلی اور تیسری قسم کی علامات کا تعلق کائنات میں ہونے والے واقعات سے ہے جبکہ بیچ کی دوسری قسم کا تعلق انسانوں کے اعمال سے ہے۔ مثلاً: پہلی قسم میں یہ علامات آتی ہیں: آخری نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور وفات، شق القمر کا واقعہ، فتنہ تاتار وغیرہ۔ دوسری قسم وہ گناہ اور بد اعمالیاں ہیں جن میں انسان مبتلا ہو کر جائز و ناجائز کو بھلا دیں گے۔ برائیوں کا اتنا چلن ہوگا کہ مساجد و مدارس بھی موسیقی کی غیر ضروری موہائل

گھٹیوں اور دائیں بائیں سے گانے بجانے کی آوازوں سے متاثر ہوں گے۔ یہ ستر سے کچھ اوپر گناہ ہیں جو احادیث شریفہ میں تفصیل سے مذکور ہیں۔ تیسری قسم کا تعلق عجیب و غریب کائناتی واقعات سے ہے۔ یہ دس ہیں اور ان میں سے پانچ کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک ہے اور پانچ کا آپ کے نزول کے بعد سے۔ ان آخری پانچ کو علامات قربیٰ یا کبریٰ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے بعد قیامت بس یوں پٹا ہو جائے گی جیسے حاملہ اونٹنی کے آخری دن کہ نہ جانے کب بچہ جن دے۔ پہلی پانچ علامات تک دنیا پر خیر کا غلبہ ہوگا اور آخری پانچ شر کے کھلی غلبہ تک ہوں گی۔ بالآخر سب انسان چاہے خیر کے عامل ہوں یا شر پر کار بند، آخری حساب کے لیے پیش ہو جائیں گے۔

ان پانچ پانچ علامات سے پہلے یہ سمجھیے کہ حضرت مہدی علامات متوسطہ اور علامات قریبہ کے درمیان کی کڑی ہوں گے یعنی جب دنیا پر ہمہ گیر شر اور ظلم غالب ہو کر دائمی اور حتمی غلبہ کے قریب ہوگا اور اہل حق سخت آزمائش میں ہوں گے تو اہل حق کی قیادت کے لیے حضرت مہدی کا ظہور ہوگا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات علامات قریبہ اور علامات قربیٰ کی درمیانی کڑی ہوگی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں پوری دنیا میں اسلام کا نفاذ ہوگا، پھر ان کی وفات کے بعد حالات بدلنے شروع ہو جائیں گے حتیٰ کہ روئے زمین پر شریر ترین لوگ رہ جائیں گے جو سڑکوں پر کھلم کھلا گدھوں کی طرح بدکاری سے بھی نہیں شرمائیں گے۔

پانچ ”علامات قریبہ“ یہ ہیں: ظہور مہدی، خروج دجال، نزول مسیح، ہر مجدون (Armegadon) نامی عالمگیر جنگ جو اسرائیل کا خاتمہ کرے گی اور یا جوج ماجوج..... پانچ ”علامات قربیٰ“ یہ ہیں: (1) نصف یعنی زمین میں دھنس جانے کے تین واقعات۔ ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں۔ (2) کائنات میں ہر طرف پھیلا



ہو ادھواں (3) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (4) زمین سے ایک عجیب الخلق جانور کا نکلنا جو لوگوں سے باتیں کرے گا اور انہیں آخری مرتبہ بد اعمالیوں کے برے انجام سے ڈرائے گا۔ (5) یمن سے ظاہر ہونے والی آگ جو لوگوں کو ہنکا کر شام کی طرف لے جائے گی۔

جب حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام علامات قیامت میں سے آخری اقسام کی بیچ کی کڑی ہیں اور حضرت مہدی کا ظہور اس وقت ہوگا جب زمین گناہوں سے اور عالم اسلام کفر کے ظلم و جبر سے بھر جائے گا، مسلمان اپنی قیادتوں سے تنگ و نالاں ہوں گے اور کسی نجات دہندہ قائد کا شدت اور بے چینی سے انتظار کر رہے ہوں گے اور اس جبر کے عالم میں بھی کفر کی پیش قدمی کے سامنے اپنی جہادی مزاحمت جاری رکھیں گے حتیٰ کہ پوری دنیا میں تھوڑا سا کلکڑا رہ جائے گا جو ان کی پناہ گاہ ہوگا..... جب یہ سب کچھ ”اینڈ آف ٹائم“ کے آثار میں سے ہے تو پھر اس دور میں جینے والے مسلمانوں کو ایک رات بھی تو بہ کیے بغیر بستر پر جانا اور ایک صبح بھی جہاد اور مجاہدین کی اعانت کی نیت کے بغیر گھر سے نکلنا روا نہیں۔ ان تحریروں کا خلاصہ اور حاصل یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک توفیق عطا فرمائے۔

اس تمہید کے بعد ہم حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق چند اہم باتیں ذکر کرتے ہیں جو اس موضوع کو واضح اور صاف کر دیں گی ان شاء اللہ! اس میں ہم نے یہ روش اپنائی ہے کہ خود سے کچھ کہنے کے بجائے دس سوال اٹھائیں گے اور جواب میں حدیث شریف کا ترجمہ مکمل نقل کر دیں گے تاکہ دلچسپی کا عنصر بھی پیدا ہو اور موضوع کی ثقاہت بھی قائم رہے۔ حوالے کے لیے ہم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کی کتاب ”علامات قیامت“ سے مدد لیں گے۔ ذیل میں دی گئی احادیث کا ترجمہ مذکورہ کتاب سے بعینہ لیا گیا ہے۔

## مسیحیات سے متعلق دس سوال

(1) آپ ہی کیوں؟

مسیحیات کے حوالے سے سب سے پہلا سوال ذہن میں یہ جنم لیتا ہے کہ یہود اور دجال کے قتل کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہی انتخاب کیوں کیا؟ اور کیا وجہ ہے کہ انہی کو یہ کام سپرد فرمایا گیا؟ حدیث شریف ہمیں بتاتی ہے:

”حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کی پیروی کرنے والے کم اور تکذیب کرنے والے زیادہ ہیں تو اس کی شکایت اللہ تعالیٰ سے کی۔ اللہ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ میں تم کو (اپنے وقت مقررہ پر طبعی موت سے) وفات دوں گا (پس جب تمہارے لیے طبعی موت مقرر ہے تو ظاہر ہے کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں پھانسی وغیرہ پر جان دینے سے محفوظ رہو گے اور (فی الحال) میں تم کو اپنے (عالم بالا) کی طرف اٹھائے لیتا ہوں اور جس کو میں اپنے پاس اٹھا دوں وہ مردہ نہیں۔ اور میں اس کے بعد تم کو کانے دجال پر بھیجوں گا اور تم اس کو قتل کرو گے (آگے فرماتے ہیں کہ) یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی تصدیق کرتی ہے جس میں آپ نے فرمایا



ہے: ”ایسی امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ؟“  
(الدرالمثور، بحوالہ ابن جریر)

## (2) آپ کی پہچان کیسے ہوگی؟

بہت سے لوگ مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے کرتے دنیا کو ضلالت سے نکالنے کے بجائے گمراہی میں دھکیل کر چلے گئے۔ اہل حق مسلمان سچے مسیح کو کیسے پہچانیں گے؟ زبان نبوت جواب دیتی ہے: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور ان کے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں، اور وہ نازل ہوں گے جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ ان کا قد و قامت میانہ اور رنگ سرخ و سفید ہوگا۔ ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑوں میں ہوں گے۔ سر کے بال اگرچہ بھیکے نہ ہوں تب بھی (چمک اور صفائی کی وجہ سے) ایسے ہوں گے کہ گویا ان سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اسلام کی خاطر کفار سے قتال کریں گے۔ پس صلیب توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ لینا بند کر دیں گے۔ اور اللہ ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا تمام مذاہب کو ختم کر دے گا اور (انہی کے ہاتھوں) مسیح دجال کو ہلاک کرے گا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہ کر وفات پائیں گے، اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ (ابوداؤد، ابن ابی شیبہ، مسند احمد، صحیح ابن حبان، ابن جریر) صحیح بخاری کی ایک حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مزید علامات بیان فرمائی گئی ہیں: ”رجل آدم کا حسن ما انت راء، من آدم الرجل سبط الشعولہ لمة کا حسن ما انت راء من اللہم تضرب لمتہ بین منکیبہ یقطر راسہ ماء ربعة احمر کانما خرج من دیماس“ عیسیٰ علیہ السلام نہایت حسین گندی رنگ کے ہوں گے۔ بال بہت گھنگھریالے نہیں ہوں گے۔ بالوں کی لمبائی شانوں تک ہوگی۔ سر سے پانی ٹپکتا ہوگا۔ معتدل جسم و قامت کے ہوں گے۔ سرخی مائل رنگ ہوگا۔ جیسے

ابھی حمام سے (غسل کر کے) آئے ہوں۔

(3) آپ کے ساتھی کون ہوں گے؟

آپ علیہ السلام کن لوگوں کے درمیان نازل ہوں گے؟ کس وقت اور کس کیفیت میں نازل ہوں گے؟ جن خوش نصیب لوگوں میں آپ اتریں گے وہ کن صفات کی بنا پر اس عظیم سعادت کے مستحق ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس پیغمبر کی رفاقت ان کو نصیب ہوگی؟ لسان نبوت ہمیں آگاہ فرماتی ہے:

☆..... ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمت میں ایک جماعت (قرب) قیامت تک حق کے لیے سر بلندی کے ساتھ برسرِ پرکار رہے گی۔ فرمایا: پس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو اس جماعت کا امیر ان سے کہے گا: ”آئیے! نماز پڑھائیے“ آپ فرمائیں گے نہیں! اللہ نے اس اُمت کو اعزاز بخشا ہے اس لیے تم (ہی) میں سے بعض بعض کے امیر ہیں۔ (مسلم و احمد)

☆..... ”وہ آخری بار اُردن کے علاقے میں ”افیق“ نامی گھائی پر نمودار ہوگا۔ اس وقت جو شخص بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوگا اُردن کے علاقے میں موجود ہوگا۔ (مسلمانوں اور دجال کے لشکر کے درمیان جنگ ہوگی جس میں) وہ ایک تہائی مسلمانوں کو قتل کر دے گا۔ ایک تہائی کو شکست دے کر بھگا دے گا اور ایک تہائی کو باقی چھوڑے گا۔ رات ہو جائے گی تو بعض مومنین بعض سے کہیں گے کہ تمہیں اپنے رب کی خوشنودی کے لیے اپنے (شہید) بھائیوں سے جا ملنے (شہید ہو جانے) میں اب کس چیز کا انتظار ہے؟ جس کے پاس کھانے کی کوئی چیز زائد ہو وہ اپنے (مسلمان) بھائی کو دے دے۔ تم فجر ہوتے ہی (عام معمول کی بہ نسبت) جلدی نماز پڑھ لینا، پھر دشمن کے مقابلہ پر روانہ ہو جانا۔



پس جب یہ لوگ نماز کے لیے اٹھیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام ان کے سامنے نازل ہوں گے اور نماز ان کے ساتھ پڑھیں گے۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ (باتھ سے) اشارہ کرتے ہوئے فرمائیں گے: میرے اور دشمن خدا (دجال) کے درمیان سے ہٹ جاؤ (تاکہ مجھے دیکھ لے) ابو حازم (جو اس حدیث کے راویوں میں سے ایک ہیں) کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دجال (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی) ایسا کھٹلے گا جیسے دھوپ میں چکنائی پکھلتی ہے اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ (ایسا کھٹلے گا) جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے اور اللہ دجال اور اس کے لشکر پر مسلمانوں کو مسلط کر دے گا چنانچہ وہ ان سب کو قتل کر دیں گے۔ حتیٰ کہ شجر و حجر بھی پکاریں گے کہ اے اللہ کے بندے! اے رحمن کے بندے! اے مسلمان! یہ یہودی ہے۔ اسے قتل کر دے۔ غرض اللہ تعالیٰ ان سب کو فنا کر دے گا اور مسلمان فتح یاب ہوں گے۔ پس مسلمان صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ بند کر دیں گے۔“

☆..... ”اب عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ پس لوگوں کی آنکھوں اور ناٹگوں کے درمیان سے تاریکی ہٹ جائے گی (یعنی اتنی روشنی ہو جائے گی کہ لوگ ناٹگوں تک دیکھ سکیں گے) اس وقت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم پر ایک زرہ ہوگی، پس لوگ ان سے پوچھیں گے آپ کون ہیں؟ وہ فرمائیں گے: ”میں عیسیٰ ابن مریم اللہ کا بندہ اور رسول ہوں اور اس کی (پیدا کردہ) جان اور اس کا کلمہ ہوں (یعنی باپ کے بغیر محض اس کے کلمہ ”کن“ سے پیدا ہوا ہوں) تم تین صورتوں میں سے ایک کو اختیار کر لو کہ (1) اللہ دجال اور اس کی فوجوں پر بڑا عذاب آسمان سے نازل کر دے۔ (2) ان کو زمین میں دھنسا دے۔ (3) ان کے اوپر تمہارے اسلحہ کو مسلط کر دے اور ان کے ہتھیاروں کو تم سے روک دے۔ مسلمان کہیں گے: ”اے اللہ کے رسول! یہ (آخری) صورت ہمارے لیے اور ہمارے قلوب کے لیے زیادہ

طمانیت کا باعث ہے چنانچہ اس روز تم بہت کھانے پینے والے (اور) ذیل وڈول والے یہودی کو (بھی) دیکھو گے کہ بیت کی وجہ سے اس کا ہاتھ تلوار نہ اٹھاسکے گا۔ پس مسلمان (پہاڑ سے) اتر کر ان کے اوپر مسلط ہو جائیں گے اور دجال جب (عیسیٰ) ابن مریم کو دیکھے گا تو سیسہ (یا رانگ) کی طرح پگھلنے لگے گا۔ حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام اسے جالیں گے اور قتل کر دیں گے۔“

(4) آپ کا مشن کیا ہوگا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کن کاموں کے لیے تشریف لائیں گے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک پیغمبر کی حیثیت سے نہیں آئیں گے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی یا پیغمبر نہیں آئے گا۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ البتہ ان کی آمد اس لیے ہوگی: ”عیسیٰ ابن مریم محض میری امت کے ایک منصف حکمران ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو ہلاک کریں گے اور جزیہ ختم کریں گے۔“ (ابن ماجہ، کتاب الفتن، 4077، اقتباس: 20-58)

منصف حکمران سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مشن اسلام کی حکمرانی کو پوری دنیا پر قائم کرنا ہوگا۔ خنزیر کو ہلاک کرنے اور صلیب کو توڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ صلیب کی عبادت کرتے ہیں وہ اس کی عبادت چھوڑ دیں گے اور جو خنزیر کھاتے ہیں وہ اسے کھانا چھوڑ دیں گے۔ دراصل ان دو لفظوں میں دو اہم حقیقتوں کا اظہار کیا گیا ہے۔ عیسائیت نے یہودیت کی سازش سے جناب مسیح علیہ السلام کے دین میں جو بے اصل چیزیں داخل نہیں ان میں سے عقائد میں سب سے زیادہ وہ عقیدہ ہے جسے صلیب ظاہر کرتی ہے اور اعمال میں زیادہ برا عمل خنزیر کھانا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام موجودہ تحریف شدہ عیسائیت کی تنسیخ اور دنیا سے اس کا خاتمہ کرنے کے لیے علامتی طور پر صلیب توڑیں گے اور خنزیر کھانے پر پابندی عائد



کردیں گے۔ جو اس بات کی علامت ہوگی کہ دنیا میں اب حکمران صرف اسلامی احکام کی ہے۔ آپ کے ہاتھوں اس محل کی تکمیل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور معجزہ اور آپ کی صداقت کی ایک اور دلیل ہوگی کہ خود عیسائیت (آج کل کا عالم مغرب) کے مقدس پیغمبر آخر اسلام کی حقانیت کو ثابت اور عملاً نافذ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل حق کی خوشخبری اور باطل پرستی کی قلع قمع کے لیے یہ چیز مقدر کر دی ہے اور ضرور ہو کر رہے گی۔ اس حدیث کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ اس میں کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ کر جزیہ (ٹیکس) ختم کر دیں گے۔ اگر آپ دنیا پر ایک نظر ڈالیں تو ہر ملک نے اپنی رعایا پر ٹیکس عائد کر رکھا ہے چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ممالک کو مغرب، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے ذریعے مجبور کرتا ہے کہ یہ ٹیکس نافذ کرے۔ کیونکہ یہ ایک عالمی حکومت کا حصہ ہے اور الجسارہ کا ایک طریقہ ہے جس کے ذریعے ہر فرد کی جاسوسی (اس کے کوائف سے آگاہی) ممکن ہے۔ کرہ ارض پر بسنے والے ہر شخص کے کوائف کا علم ٹیکس کے نظام کے تحت ہی حاصل کرنا ممکن ہے۔ یہ سب کچھ مسیح مخالف ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ٹیکس کے خلاف ہوں گے اور اسے ختم کر دیں گے۔ یوں ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ٹیکس نظام دجال کا نظام ہے۔

(5) مخصوص وقت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک خاص وقت میں ظاہر ہوں گے۔ اس کی حکمت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ ٹھیک اس وقت خاص طور پر مسیح ابن مریم کو بھیجے گا کہ جب دجال ایک نوجوان کو مار کر زندہ کرنے کا تماشا دکھا رہا ہوگا۔ کسی اور وقت کیوں نہیں؟ اس لیے کہ زندگی اور موت پر یہ اختیار ایک ایسی بات ہوگی جو لوگوں نے اپنی زندگیوں میں نہیں دیکھی ہوگی اور لوگوں کے گروہ کے گروہ یہ سمجھتے ہوئے کہ دجال ان کا خدا ہے منحرف ہو جائیں گے (اس کا

مذہب قبول کر لیں گے) بہ الفاظ دیگر سائنسی ترقی اپنے عروج پر ہوگی۔ دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی کی حیثیت سے اور اللہ کے حکم سے یہ معجزے (مردوں کو زندہ کرنا) دکھا چکے ہیں۔ وہ یہ معجزہ دوبارہ دکھا سکتے ہیں۔ یہ ایک مقابلہ معجزاتی قوتوں کا سائنسی قوتوں سے ہوگا اور معجزاتی قوتیں فتح پائیں گی اور اس دفعہ پھر اللہ تعالیٰ اپنے ماننے والوں کو بھٹکنے اور دجال کو اپنا خدا ماننے کی گمراہی سے بچالے گا۔

### (6) مدت قیام:

زمین پر نزول اور خاتمے کے بعد آپ علیہ السلام کتنا عرصہ یہاں رہیں گے؟ عالمی خلافت اسلامیہ کے قیام کے بعد آپ کا مسلمانوں کے ساتھ رہن سہن اور بود و باش کیسی ہوگی؟ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

☆..... ”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں (نازل ہونے کے اکیس سال بعد) نکاح کریں گے اور (نکاح کے بعد) دنیا میں انیس سال قیام فرمائیں گے۔ (اس طرح دنیا میں قیام کی کل مدت چالیس سال ہو جائے گی جیسا کہ پیچھے صحیح احادیث میں گزرا ہے) (فتح الباری، بحوالہ نعیم بن حماد)

☆..... روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ جذام کے وفد سے فرمایا: ”شعیب علیہ السلام کی قوم اور موسیٰ علیہ السلام کی سسرال کا (یعنی تمہارا آنا مبارک ہو۔ اور قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک مسیح علیہ السلام تمہاری قوم میں نکاح نہ کریں اور ان کی اولاد پیدا نہ ہو۔“

قبیلہ جذام قوم شعیب ہی کی ایک شاخ ہے اور قوم شعیب کا حضرت موسیٰ کی سسرال ہونا قرآن حکیم (سورۃ قصص: آیت) سے ثابت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا



کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہونے کے بعد قبیلہ جذام کی کسی خاتون سے نکاح فرمائیں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔ اس طرح اس قبیلہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سسرال ہونے کا شرف بھی حاصل ہو جائے گا۔  
(7) موضع نزول:

آپ علیہ السلام کہاں نازل ہوں گے؟

حضرت ادس بن ادس اشقی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم دمشق کی جانب مشرق میں سفید مینارے کے پاس نازل ہوں گے۔  
(الدر المنثور بحوالہ طبرانی، کنز العمال، ابن عساکر وغیرہ)

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام دمشق کے مشرقی دروازہ پر سفید پل کے پاس اس طرح نازل ہوں گے کہ ان کو ایک بادل نے اٹھا رکھا ہوگا وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوئے ہوں گے، ان کے جسم پر دو ملائم کپڑے ہوں گے جن میں سے ایک کو تہ بند بنا کر باندھا ہوا ہوگا، دوسرے چادر کے طور پر اوڑھ رکھا ہوگا جب سر جھائیں گے تو اس سے چاندی کے موتی (کی طرح پانی کے قطرے) نچکیں گے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ص: 218، ج: 1)

(8) عالمی خلافت کے قیام کے بعد کے حالات:

(6) آپ کے دور کے حالات کیا ہوں گے؟ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کے آخر میں ارشاد ہے: ”اور عیسیٰ ابن مریم نازل ہو کر اس (دجال) کو قتل کریں گے۔ اس کے بعد لوگ چالیس سال تک زندگی سے اس طرح لطف اندوز ہوں گے کہ نہ کوئی مرے گا، نہ کوئی بیمار ہوگا (جانور بھی کسی کو نہ مالی نقصان پہنچائیں گے نہ جانی حتیٰ کہ آدمی اپنی بکریوں اور جانوروں سے کہے گا: جاؤ گھاس وغیرہ چرو۔) یعنی چرنے کے لیے انہیں

بغیر چرواہے کے بھیج دے گا) اور وہ بکری دو کھیتوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے کھیت کا ایک خوشہ بھی نہ کھائے گی (بلکہ صرف گھاس اور وہ چیزیں کھائے گی جو جانوروں ہی کے لیے ہیں تاکہ زراعت کا نقصان نہ ہو) اور سانپ اور بچھو کسی کو گزند نہ پہنچائیں گے۔ اور درندے گھروں کے دروازوں پر (بھی) کسی کو ایذا نہ دیں گے اور آدمی زمین میں ہل چلائے بغیر ہی ایک مد گندم بوئے گا تو اس سے سات سود (گندم) پیدا ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح علیہ السلام کے نزول کے بعد زندگی بڑی خوشگوار ہوگی، بادلوں کو بارش برسانے اور زمین کو نباتات اگانے کی اجازت مل جائے گی حتیٰ کہ اگر تم اپنا بیج ٹھوس اور چکنے پتھر میں بھی بوؤ گے تو اُگ آئے گا اور (امن و امان کا) یہ حال ہوگا کہ آدمی شیر کے پاس سے گزرے گا تو شیر نقصان نہ پہنچائے گا اور سانپ پر پاؤں رکھ دے گا تو وہ گزند نہ پہنچائے گا۔ (لوگوں کے مابین) نہ بخل ہوگا نہ حسد اور نہ کینہ۔ (کنز العمال بحوالہ ابو نعیم)

### (9) انتقال اور وفات:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے خیال ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی تو کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے برابر دفن کی جاؤں؟“ آپ نے فرمایا: ”وہ جگہ تمہیں کیسے مل سکتی ہے؟ وہاں میری ابو بکر کی، عمر کی اور عیسیٰ بن مریم کی قبر کے علاوہ کسی کی جگہ نہیں ہے۔“

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تورات میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صفات لکھی ہوئی ہیں اور (یہ کہ) عیسیٰ ابن مریم ان کے پاس دفن کیے جائیں گے۔ (ترمذی، الدرامثور)



حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی حدیث موقوف میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کیا جائے گا۔ نیز انہی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ”عیسیٰ ابن مریم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور فیتوں کے ساتھ دفن کیا جائے گا پس عیسیٰ علیہ السلام کی قبر چوتھی ہوگی۔“ (رواہ البخاری فی تاریخہ و الطبرانی کسافی الدر المنثور)

(10) آپ کے بعد:

آپ کے بعد مسلمانوں پر اور اس دنیا پر کیا بیٹے گی؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور چالیس سال (دنیا میں) رہیں گے۔ لوگوں میں کتاب اللہ اور میری سنت کے مطابق عمل کریں گے اور ان کی موت کے بعد لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق (قبیلہ) بنی تمیم کے ایک شخص کو آپ کا خلیفہ مقرر کریں گے جس کا نام مقعدہ ہوگا۔ مقعدہ کی موت کے بعد لوگوں پر تیس سال گزرنے نہ پائیں گے کہ قرآن پاک لوگوں کے سینوں اور ان کے مصاحف سے اٹھالیا جائے گا۔ بعض روایات حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قیامت بہت جلد آجائے گی اور مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم ایک سو بیس سال ضرور لگیں گے اس سے دونوں روایتوں میں تضاد کا شبہ ہوتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگرچہ ایک سو بیس سال کی مدت ہو مگر یہ ایک سو بیس سال نہایت سرعت سے گزر جائیں گے۔ حتیٰ کہ ایک سال ایک مہینہ کے برابر اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کی برابر اور ایک ہفتہ ایک دن کی برابر ایک دن ایک گھنٹہ کی برابر معلوم ہوگا۔ اوقات میں شدید بے برکتی کی پیش گوئی مسند احمد کی ایک حدیث مرفوع میں صراحتاً موجود ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

روایات کے مجموعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قیامت تک کم از کم ایک سو بیس سال ضرور لگیں گے مثلاً: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اثر میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد قیامت سے پہلے ایک سو تیس برس تک عرب لوگ شرک و بت پرستی میں مبتلا رہیں گے؟؟؟ اور فتح الباری میں تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ آفتاب کے مغرب سے طلوع کے بعد لوگ دنیا میں ایک سو بیس سال تک رہیں گے پھر قیامت آئے گی۔



## ایک اہم سوال کا جواب

مہدویات اور مسیحیات کے ضمن میں آپ نے جن جنگوں یا واقعات کا تذکرہ پڑھا، اس میں قدیم ہتھیاروں، قدیم ماحول اور قدیم اسباب جنگ کا تذکرہ ہے۔ کیا یہ علامتی زبان ہے یا حقیقی؟ گفتگو استعارے میں کی گئی ہے یا جدید دنیا واپس قدامت کی طرف لوٹ جائے گی۔ کوئی عالمی ایٹمی جنگ اسے واپس صدیاں پیچھے لے جائے گی۔ اگر ایسا ہے تو حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے دور سے پہلے ایک اور عالمی جنگ کیونکر ہوگی۔ تیسری جنگ عظیم تو انہی کے دور میں ہوئی ہے۔ الغرض یہ سوال بہت اہم ہے کہ آیا حضرت مہدی کے دور میں زمانہ دوبارہ اپنی قدیم روش پر آجائے گا یا یہ تمام سائنسی ایجادات آپ کے ظہور کے وقت موجود ہوں گی؟ چنانچہ اس سلسلے میں فقیہ العصر مفتی یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ سے ایک اہم سوال اور اس کا جواب نقل کیا جاتا ہے۔

سوال: روزنامہ جنگ میں آپ کا مضمون ”علامات قیامت“ پڑھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ہر مسئلے کا حل اطمینان بخش طور پر اور قرآن وحدیث کے حوالے سے دیا کرتے ہیں۔ یہ مضمون بھی آپ کی علمیت اور تحقیق کا مظہر ہے۔ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ

پورا مضمون پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کفار اور عیسائیوں سے جو معرکے ہوں گے ان میں گھوڑوں، تلواروں، تیرکمان وغیرہ کا استعمال ہوگا۔ فوجیں قدیم زمانہ کی طرح میدان جنگ میں آمنے سامنے ہو کر لڑیں گی۔

آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مہدی قسطنطنیہ (Istanbul) سے نو گھڑ سواروں کو دجال کا پتا معلوم کرنے کے لیے شام بھیجیں گے۔ گویا اس زمانے میں ہوائی جہاز دست یاب نہ ہوں گے۔ پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو ایک نیزے سے ہلاک کریں گے اور یا جوج ماجوج کی قوم بھی جب فساد برپا کرنے آئے گی تو اس کے پاس تیرکمان ہوں گے؟ یعنی وہ اسٹین گن (Stan gun)، رائفل (Rifle)، حائل (Pistol) اور تباہ خیز بموں (Explosive Bombs) کا زمانہ نہ ہوگا۔ زمین پر انسان کے وجود میں آنے کے بعد سے سائنس برابر ترقی ہی کر رہی ہے اور قیامت کے آنے تک تو اس میں قیامت خیز ترقی ہو چکی ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ کے حکم سے چند خاص آدمیوں کے ہمراہ یا جوج ماجوج کی قوم سے بچنے کے لیے کوہ طور کے قلعہ میں پناہ گزین ہوں گے یعنی دنیا کے باقی اربوں انسانوں کو جو سب مسلمان ہو چکے ہوں گے یا جوج ماجوج کے رحم و کرم پر چھوڑ جائیں گے۔ اتنے انسان تو تھا ہرے اس قلعہ میں بھی نہیں سما سکتے۔ میں نے کسی کتاب میں یہ دُعا پڑھی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ دجال سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو بتائی تھی۔ مجھے یاد نہیں رہی۔ مندرجہ بالا باتوں کی وضاحت کے علاوہ وہ دُعا بھی تحریر فرمادیں تو عنایت ہوگی۔

جواب: انسانی تمدن کے ڈھانچے بدلتے رہتے ہیں۔ آج ذرائع مواصلات (Communication system) اور آلات جنگ (War weapons) کی جو ترقی



یافتہ شکل ہمارے سامنے ہے، آج سے ڈیڑھ دو صدی پہلے اگر کوئی شخص اس کو بیان کرتا تو لوگوں کو اس پر ”جنون“ کا شبہ ہوتا۔ اب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سائنسی ترقی اسی رفتار سے آگے بڑھتی رہے گی یا خودکشی کر کے انسانی تمدن کو پھرتیر و کمان کی طرف لوٹا دے گی؟

ظاہر ہے کہ اگر یہ دوسری صورت پیش آئے جس کا خطرہ ہر وقت موجود ہے اور جس سے سائنس دان خود بھی لرزہ بر اندام ہیں تو ان احادیث طیبہ میں کوئی اشکال باقی نہیں رہ جاتا جن میں حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔

فتنہ دجال سے حفاظت کے لیے سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھنے کا حکم ہے۔ کم از کم اس کی پہلی اور پچھلی دس دس آیتیں تو ہر مسلمان کو پڑھتے رہنا چاہیے۔ ایک دُعا حدیث شریف میں یہ تلقین کی گئی ہے: ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ. اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَآْثِمِ وَالْمَغْرَمِ.“ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: 1/ 268-269)

بعض اہل قلم حضرات نے حضرت مہدی کے معرکوں کے متعلق واردان سامان جنگ کی جدید تعبیرات بھی کی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جدید ایجادات کو بھی فتوحات میں استعمال فرمائیں گے۔ تاہم یہ محض اندازے ہی ہیں۔ وَاللَّهِ أَغْلِيْمُ بِمَا هُوَ كَائِنُ الْبَشَرَةِ۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم فتنے اور اس کے ظہور سے پہلے ظاہر ہونے والی ذیلی فتنوں کے جراثیم سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔ ہمیں اور ہماری آل اولاد و متعلقین کو اس شیطانی فتنے کے خلاف برسرِ پیکار رحمانی افواج کے ہر اول دستے میں شامل فرمائے۔ اس خواہش کو ہماری دلی آرزو اور قلبی تمنا میں تبدیل فرمادے تاکہ ہم اس راستے کی مشکلات کو کنسی خوشی اور مردانہ وارجہیل کر مقررین کے زمرے میں شامل ہو جائیں۔ آمین یا رب العالمین۔

## تیسرا باب

# دجالیات

☆..... دجال کون ہے؟

☆..... دجال کہاں ہے؟

☆..... دجال کب برآمد ہوگا؟

☆..... دجال کی دعوت، دجالی فتنہ کی نوعیت و حقیقت

☆..... دجال کے پیروکار، دجالی قوتوں کا تعارف

☆..... دجال سے بچنے کے لیے روحانی و تزویراتی تدابیر



## جھوٹے خدا کی تین نشانیاں

”جب سے اللہ نے ذریت آدم کو پیدا کیا، دنیا میں کوئی فتنہ دجال کے فتنے سے بڑا نہیں ہوا اور اللہ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں آخری نبی ہوں اور تم بہترین امت (اس لیے) وہ لامحالہ تمہارے ہی اندر نکلے گا۔ اگر وہ میری موجودگی (زندگی) میں نکلا تو ہر مسلمان کی طرف سے اس کا مقابلہ کرنے والا میں ہوں، اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنا دفاع خود کرے گا۔ اور اللہ ہر مسلمان کا محافظ و نگہبان ہوگا۔ وہ شام و عراق کے درمیان ایک راستہ پر نمودار ہوگا، پس وہ دائیں بائیں (ہر طرف) فساد پھیلانے گا۔ اے اللہ کے بندو! تم اس وقت ثابت قدم رہنا۔ میں تمہارے سامنے اس کی وہ علامات بیان کیے دیتا ہوں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کیں۔ وہ سب سے پہلے تو یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، پھر یہ دعویٰ کرے گا کہ میں تمہارا رب ہوں (مگر اسے دیکھنے والے کو پہلی ہی نظر میں ایسی تین چیزیں نظر آجائیں گی جن سے اس کے دعوے کی تکذیب کی جاسکتی ہے: (1) ایک تو یہ کہ وہ آنکھوں سے نظر آ رہا ہوگا) حالانکہ تم اپنے رب کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے (تو اس کا نظر آنا ہی اس بات کی دلیل ہوگا کہ وہ رب نہیں) اور (2) دوسری یہ کہ وہ کانا ہوگا، حالانکہ تمہارا رب کانا نہیں، (3) تیسری یہ کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”کافر“ لکھا ہوگا جو ہر مؤمن پر بھلے گا، خواہ وہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔“

## دجال کا نام اور اس کا معنی

یہودی اپنے اس نجات دہندہ کا آخری معلوم نام یسئیل، یوہیل یا ہیکل بتاتے ہیں جو ہماری اسلامی اصطلاح میں ”طاغوت“ اور بتوں کا نام ہے۔ اور اس کا لقب ان کے ہاں مسیح یا مسیا ہے۔

دجال کا اصل نام معلوم نہیں..... احادیث میں آیا جو نہیں..... یہ اپنے لقب سے مشہور ہے۔ ہمارے ہاں اس کا لقب ”دجال“ مشہور ہے اور یہ لفظ اس کی پہچان اور علامت بن گیا ہے۔

دجال کا مادہ ”د، ج، ل“ ہے۔ دجال کا لفظ فعال کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ دجال کا معنی ہے ڈھانپ لینا، لپیٹ لینا۔ دجال اس لیے کہا گیا کیونکہ اس نے حق کو باطل سے ڈھانپ دیا ہے یا اس لیے کہ اس نے اپنے جھوٹ، ملمع سازی اور تلبیس کے ذریعے سے اپنے کفر کو لوگوں سے چھپا لیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ چونکہ وہ اپنی فوجوں سے زمین کو ڈھانپ لے گا، اس لیے اسے دجال کہا گیا ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ وہی دجال اکبر بہت بڑے بڑے فتنوں والا ہے جو ان فتنوں کے ذریعے سے اپنے کفر کو ملمع سازی کے



ساتھ پیش کرے گا اور اللہ کے بندوں کو شکوک و شبہات میں ڈال دے گا۔

”دجال“ عربی زبان میں جعلاز، ملع ساز اور فریب کار کو بھی کہتے ہیں۔ ”دجل“ کسی نقلی چیز پر سونے کا پانی چڑھانے کو کہتے ہیں۔ دجال کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ جھوٹ اور فریب اس کی شخصیت کا نمایاں ترین وصف ہوگا۔ وہ ظاہر کچھ کرے گا اندر کچھ ہوگا۔ اس کے تمام دعوے، منصوبے، سرگرمیاں اور پروگرام ایک ہی محور کے گرد گردش کریں گے اور وہ ہے: دجل اور فریب۔ اس کے ہر فعل پر دھوکا دہی اور غلط بیانی کا سایہ ہوگا۔ اس کی کوئی چیز، کوئی عمل، کوئی قول، اس شیطانی عادت کے اثر سے خالی نہ ہوگا۔

اس کا ایک معنی ایسی مرہم یا لپ جس کی تہہ جلد پر بچھا کر بدنمائی چھپائی جاتی ہے۔ آپ اس تعریف کو سامنے رکھیں اور ان خوشنما الفاظ کو دیکھیں جنہیں مغربی میڈیا (جو دجال کی پہلی عالمی پریس کانفرنس سے لے کر اس کے عالمی وقتی اقتدار تک اس کی نمائندگی کا فرض انجام دے گا) نے وضع کر رکھا ہے اور ان کے سہارے اپنی خونخواری، سنگ دلی اور قتل و غارتگری کو چھپا رکھا ہے۔ مثلاً: انسانی حقوق، اشتراکیت، جمہوریت، معاشی خوشحالی، معاشرتی مساوات، فلاح و بہبود کی خاطر خاندانی منصوبہ بندی، فنون لطیفہ، قانون و دستور..... یہ سب الفاظ محض نعرے ہیں۔ ان کے پیچھے صرف سراپ ہے۔

دجال اکبر کا نام مسیح کیوں رکھا گیا؟ اس کے بارے میں بہت سارے اقوال ہیں مگر سب سے زیادہ واضح قول یہ ہے کہ دجال کو مسیح کہنے کی وجہ یہ ہے اس کی ایک آنکھ اور ابرو نہیں ہے۔ ابن فارس کہتے ہیں: مسیح وہ ہے جس کے چہرے کے دو حصوں میں سے ایک حصہ مٹا ہوا ہو، اس میں نہ آنکھ ہو اور نہ ہی ابرو۔ اسی لیے دجال کو مسیح کہا گیا ہے۔ پھر انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے: ”وَإِنَّ الدَّجَالَ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ، عَلَيْهَا ظَفْرَةُ غِلْظَةٍ.“ ”بلاشبہ دجال

مٹی ہوئی آنکھ والا ہے جس پر ایک غلیظ بھدّہ اسانا خونہ (پھلتی) ہے۔“  
 ہمارے ہاں مسیح کا لفظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ اس کی  
 وجہ اور مسیح صادق اور مسیح کاذب کا فرق ہم مسیحیات کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔



## دجال کون ہے؟

(1) دجال کون ہے؟ (2) کہاں ہے؟ (3) کب برآمد ہوگا؟

فتنہ دجال کا آغاز تو یقیناً ہو چکا ہے۔ اس کا سربراہ اعظم کون ہوگا؟ اس کا نکتہ عروج کون سالحد ہوگا؟ اور ہم اس لمحے سے کتنی دور ہیں یا ہم دجال کے عہد میں ہی جی رہے ہیں؟

یہ وہ تین سوال ہیں جو ہر اس ذہن میں گردش کرتے ہیں جو دنیا کو صرف دنیا تک اور مادیت تک محدود نہیں سمجھتا، آخرت پر یقین اور روحانیت اور مادیت کے درمیان ہونے والی زبردست کشمکش پر نظر رکھتا ہے اور یہ بھی یقین رکھتا ہے کہ روز قیامت اس سے ضرور اس حوالے سے سوال کیا جائے گا کہ ایمان و مادیت کے اس عظیم معرکے میں اس نے اپنا وزن کس پلڑے میں ڈالا تھا اور اس حوالے سے اس کا رویہ اور کردار کیا تھا؟

بندہ اس حوالے سے عرصہ دراز تک مطالعہ، جستجو اور تفتیشی کاوشوں میں لگا رہا لیکن ایک ادھ مرتبہ ہلکا سا مبہم قسم کا ذکر کرنے کے علاوہ کبھی اس موضوع کو براہ راست نہیں چھیڑا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ان علمی شخصیات کو جو اس موضوع پر اُمت کو بہترین

معلومات سے آگاہ رکھتے اور بروقت نصیحتیں کرتے رہتے ہیں۔ ان حضرات کے نام بندہ کی کتاب ”عالمی یہودی تنظیمیں“ کے مقدمے میں دیے گئے ہیں اور اس کتاب کے آخر میں ان کی تصنیف کردہ معلوماتی کتابوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ عالم عرب میں سعودی عرب کے ڈاکٹر عبدالرحمن الحوالی اور مصر کے استاذ محمد امین جمال الدین نے اس حوالے سے بہت شاندار کام کیا ہے۔ ڈاکٹر الحوالی کی کتابوں کا ترجمہ رضی الدین سید نے اور استاد الامین کی کتابوں کا ترجمہ پروفیسر خورشید عالم، قرآن کالج لاہور نے کیا ہے۔ ہمارے بزرگوں میں سے مولانا مناظر احسن گیلانی نے ”دجالی فتنہ کے نمایاں خدوخال“ اور مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے ”معرکہ ایمان و مادیت“ میں دجال کی شخصیت اور فتنے کی نوعیت پر سورہ کہف کی روشنی میں مفصل اور محقق گفتگو کی ہے جو لائق دید ہے۔ معاصرین میں رضی الدین سید (ازراہ کرم وہ یہ تحریر پڑھیں تو اپنا فون نمبر اس نمبر پر بھجوادیں: 0300-282253) اور ذکی الدین شرفی (کراچی) کے علاوہ اسرار عالم (بھارت) نے بہت کچھ لکھا ہے (مؤخر الذکر کا کام اگرچہ سب سے وقیع اور مفصل ہے لیکن وہ کچھ جگہوں پر راہ اعتدال سے ہٹ گئے ہیں اور اپنے قلم کو بیکنے اور اپنی فکر کو جمہور کی تاویل و تفسیر، تشریح و توضیح سے انحراف سے بچانے کے لیے مثلاً تفسیری ذخیرہ اور فقہ اسلامی پر ان کے غیر مناسب تبصرے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے۔) مولانا عاصم عمر اور آصف مجید نقشبندی نے حضرت مہدی اور فتنہ دجال کی عصری تطبیق میں کافی کاوش کی ہے۔ حال ہی میں کامران رعد کی ”فری میسنری اور دجال“ نامی شاندار کتاب تخلیقات لاہور سے چھپ کر سامنے آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کی محنتیں قبول فرمائے۔ باعثِ تعجب یہ ہے کہ اتنی متعدد کاوشوں کے باوجود اور اتنی متنوع آوازیں گلنے کے باوجود عوام و خواص میں اس حوالے سے خاص فکر و تشویش اور تیاری و دفاع کے آثار دور تک دکھائی نہیں دیتے۔ دراصل جب تک خواص اس



پر بھر پور توجہ نہیں دیں گے، عوام کہاں اس کی زحمت گوارا کریں گے کہ اس عالمگیر فتنے سے آگاہی حاصل کریں اور اس سے حفاظت کے تقاضوں کو سمجھیں؟ زیر نظر تحریر کا مقصد تجسس پھیلانا نہیں، حفاظت ایمان کی دعوت کو آگے بڑھانا اور شیطانی فتنوں سے اپنی، اپنے متعلقین اور اہل اسلام کے تحفظ کی طرف متوجہ کرنا ہے، واللہ ولی التوفیق۔

دجال کون ہے؟ اس حوالے سے مختلف باتیں کی جاتی رہی ہیں۔ بعض تو اتنی معصکہ خیز ہیں کہ بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ ہم ان سے صرف نظر کرتے ہوئے یہاں تین مشہور اقوال ذکر کر کے ان پر تبصرہ کرتے ہوئے چلیں گے۔

## دجال کون ہے؟

### (1) سامری جادوگر:

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل کو گمراہ کر کے شرک میں مبتلا کرنے والا سامری درحقیقت دجال تھا۔ دجال کو عالم اشیاء میں تصرف کا جو بھر پور اختیار دیا گیا ہے اس کے تحت سونے سے بنائے گئے پچھڑے کو متحرک، جاندار اور آواز لگانے والا بنادینا کچھ بھی بعید نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے اتنا زبردست جرم سرزد ہونے کے باوجود اسے جانے دیا اور جو بنی اسرائیل اس کے درغلانے پر شرک میں مبتلا ہوئے تھے، ان کی توبہ یہ یہ طے ہوئی کہ ان کو قتل کیا جائے۔ آپ نے سامری سے فرمایا: ”وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تَخْلَفُهُ“ ”بے شک تیرے لیے ایک وقت مقرر ہے جس سے تو آگے پیچھے نہ ہو سکے گا۔“ یہ اس لیے کہ سامری کو اگر اس وقت قتل کیا جاتا تو وہ نہ مرنے، دجال جو مسیح کا ذب ہے، کی موت تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر لکھی ہوئی ہے جو مسیح صادق ہیں۔ جب سامری سے کہا گیا: ”فَاذْهَبْ، فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ“

ان تقول لامساس“ ”چلا جا، تیری یہ سزا ہے کہ زندگی بھر کہے گا مجھے نہ چھوؤ۔“ تو دجال المسمی بہ سامری مجروح حالت میں وہاں سے غائب ہو گیا اور اب کہیں روپوش ہے۔

یہ رائے حال ہی میں دجالیات کے حوالے سے شہرت پانے والے مصنف جناب اسرار عالم کی ہے۔ اس کی تائید میں کوئی قول بندہ کو نہیں ملا اور سامری جادوگر کے بارے میں جو تفصیلات کتب تفسیر و تاریخ میں وارد ہوئی ہیں وہ دجال پر منطبق ہوتی دکھائی نہیں دیتیں۔ مثلاً: وہ ایک چشم نہ تھا۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا نہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کہیں قید نہیں کیا تھا جبکہ دجال بیڑیوں میں مقید ہے۔ سامری کو تاحیات سزا دی گئی تھی کہ وہ ہر آنے والے سے یہ کہتا تھا: ”مجھے مت چھوؤ۔“ دجال ایسا نہ کہے گا۔ وہ تو ساری دنیا کو اپنے قریب کرنے کی فکر میں ہوگا۔ پھر اگر سامری ہی دجال ہوتا تو حدیث شریف میں کہیں کوئی اشارہ ملنا چاہیے تھا۔ دجال کے متعلق حدیث شریف میں تفصیلی علامات ہیں لیکن کہیں یہ ذکر نہیں کہ وہ ہزاروں سال پہلے والا سامری تھا۔

## (2) حیرم آبیف:

بعض اہل علم کی رائے ہے کہ اس سے حیرم آبیف (یا سحر آصف) مراد ہے۔ یہ سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں ہیکل سلیمانی کے نو بڑے معماروں (ماسٹر میسنرز) کا سربراہ (گریڈ ماسٹر) تھا اور جنات سے تعلق رکھتا تھا۔ یہودی مذہبی داستانوں کے مطابق اس کو (معاذ اللہ) فرشتوں نے کائنات کی تعمیر کے جادوئی راز بتا دیے تھے۔ اس سے وہ راز لینے کے لیے اسے قتل کر دیا گیا۔ یہودی بد قسمتی دیکھیے کہ وہ اللہ کے سچے پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام سے اپنی نسبت کرتے ہیں لیکن ان کی اطاعت نہیں کرتے۔ ان پر جادو کے جھوٹے بہتان لگاتے ہیں جب کہ دوسری طرف وہ حیرم آبیف کو دیوتا (الوہی شخصیت) تصور کرتے ہیں۔ ان کے مطابق قرآن شریف میں جو یہ مذکور ہے: ”اور (ہم



نے) جنوں کو اس (سلیمان) کا تابع فرمان بنادیا جن میں ہر قسم کے معمار اور غوطہ خور تھے۔“ ان معمار جنوں میں حیرم آبیف بھی تھا۔ نیز آیت قرآنی ”اور ہم نے آزمایا سلیمان کو اور ڈال دیا اس کی کرسی پر ایک جسم.....“ سے یہی حیرم آبیف مراد ہے جس نے منہ مخ شدہ یہودی روایات کے مطابق سلیمانی انگٹھی چرائی تھی اور تخت سلیمانی پر قابض ہو گیا تھا۔ اس اسرائیلی روایات کو ہمارے مفسرین نے نقل کیا ہے اور اس پر سخت تردید کی ہے۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ یہ روایت بیان کرتے ہیں جو ابن کثیر رحمہ اللہ کے مطابق یہودی علماء سے لی گئی ہے:

”حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ بیت المقدس اس طرح تعمیر کریں کہ لوہے کی کوئی آواز سننے میں نہ آئے۔ انہوں نے بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ تب انہوں نے ایک جن کے بارے میں سنا جس کا نام سحر ایا آصف تھا۔ وہ اس تکنیک سے آگاہ تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے آصف کو بلایا۔ اس نے ہیرے کے ساتھ پتھروں کو کاٹنے کا عمل دکھایا۔ اس طریقہ سے شرط پوری ہو گئی۔ چنانچہ ہیکل سلیمانی یا بیت المقدس تعمیر ہو گیا۔ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام غسل کے لیے جا رہے تھے۔ انہوں نے اپنی انگٹھی آصف کے حوالے کی۔ یہ انگٹھی بہت مقدس اور سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کی مہر تھی (ایک اور روایت کے مطابق سلیمان علیہ السلام نے یہ انگٹھی اپنی ایک بیوی کو دی جس سے آصف نے لے لی۔) آصف نے یہ انگٹھی سمندر میں پھینک دی اور خود سلیمان علیہ السلام کا روپ دھار لیا۔ اپنا چہرہ اور وضع قطع تبدیل کر لی۔ اس طرح آصف نے سلیمان علیہ السلام کی سلطنت اور تخت چھین لیا۔ آصف نے سلیمان علیہ السلام کی ہر چیز پر اختیار حاصل کر لیا سوائے بیویوں کے۔ اب اس نے ایسی بہت سی چیزیں کرنا شروع کر دیں جو اچھی نہیں تھیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک صحابی تھے جس طرح عمر رضی اللہ عنہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ ان کو شبہ ہو گیا کہ سلیمان علیہ السلام کے روپ میں آصف ہے۔ چنانچہ انہوں نے آصف کا امتحان لیا۔ ساتھی نے آصف سے ایک سوال پوچھا جس کا جواب اس نے تورات کی تعلیمات کے خلاف دیا۔ اب سب لوگوں کو اندازہ ہو گیا کہ یہ شخص سلیمان علیہ السلام پیغمبر نہیں۔ انجام کار حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی سلطنت بھی واپس لے لی اور آصف کو گرفتار کر لیا۔“ (تفسیر ابن کثیر۔ ج: 4، ص: 400)

یہودی چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سچے پیروکار اور ماننے والے نہیں تھے انہوں نے اس داستان میں کئی توہین آمیز واقعات شامل کر دیے ہیں۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اہل کتاب (یہودیوں) کا ایک گروہ اس بات پر ایمان نہیں رکھتا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں۔ اس لیے زیادہ امکان یہی ہے کہ ایسے لوگوں نے یہ داستانیں وضع کر لی ہوں۔“

الغرض حیرم آبیف نامی انسانی جن یا جناتی انسان یہودی محرف داستانوں کے مطابق ”کائنات کا گرینڈ آرکیٹ“ تھا۔ اسے مقدس بیکل کے کلس پر لے جایا گیا۔ اس کی ایک آنکھ خراب تھی۔ اس پر مرتے وقت تشدد کیا گیا جس سے اس کا حلیہ بگڑ گیا۔ یہود کے نزدیک ”G“ کا حرفی اشارہ God کی طرف نہیں، یہ The Grand Architect Of The Univers کا مخفف ہے۔

یہود اس کو اپنا دیوتا اور مسیحا خیال کرتے ہیں اور کلوننگ کے ذریعے اس کو دوبارہ زندہ کرنے کی امید پر سائنسی تجربات کیے جا رہے ہیں۔ فری مین کی تیسری ڈگری کی تقریب (یہ آخری ڈگری ہے جو غیر یہود کو دی جاتی ہے) میں یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ ”ما آت..... نیب..... سین..... آ، ما، آت، با، آ.....“ یہ قدیم مصری زبان ہے۔ اس کا معنی ہے:



”عظیم ہے فری میسنری کا مستند ماسٹر، عظیم ہے فری میسنری کا جذبہ۔“ اس میں ”سینئر ماسٹر“ سے یہی نیم انسان نیم جن قسم کا بد عقیدہ و بد عمل شخص مراد ہے۔ یہودی چونکہ اس مردہ کو زندہ کر کے اٹھانے کی فکر میں ہیں لہذا وہ ماسٹر مین بنانے کی تقریب کو Raise ”اٹھانے“ کی تقریب کہتے ہیں، بنانے کی تقریب نہیں کہتے۔ یہود کو اپنے ماسٹر اور کائنات کے گرینڈ آرکیٹکٹ کی لغش کو جینٹل سائنس میں مہارت کے ذریعے اٹھانے کی امید ہے۔

یہ رائے یہودی مخصوص مذہبی روایات کے مطابق تو درست ہو سکتی ہے..... مگر فی الحقیقت کسی طرح صحیح نہیں۔ اس لیے کہ حدیث شریف کے مطابق دجال مردہ نہیں، زندہ ہے۔ اس کی لغش کسی سائنسی عمل سے زندہ نہیں ہوگی، البتہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا، اس کے جتنا قسم کے زندہ وجود کو دنیا میں فساد پھیلانے کے لیے رہائی مل جائے گی۔ کسی مفسر، محدث، مؤرخ یا محقق نے آج تک یہ بات نہیں کہی کہ دجال بیگل سلیمانی کے معماروں میں شامل تھا پھر اسے مار دیا گیا اور پھر اسے یہودی زندہ کریں گے۔ جہاں تک بات یہودی مذہبی داستانوں کی ہے تو ان کا کہنا ہی کیا؟ یہود کی بربادی کا سبب یہی گھڑن تو قصے کہانیاں ہی تو ہیں۔

## دجال کا شخصی خاکہ

### (3) امریکا:

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ امریکا دجال ہے۔ کیونکہ دجال کی ایک آنکھ ہوگی اور امریکا کی بھی ایک آنکھ ہے۔ اس کی مادیت کی آنکھ کھلی جبکہ روحانیت کی آنکھ چوپٹ ہے۔ وہ مسلمانوں کو ایک آنکھ سے اور غیر مسلموں کو دوسری سے دیکھتا ہے۔ اس کو اپنے فائدے کی چیز نظر آتی ہے، دوسرے کے نقصان سے اسے کوئی سروکار نہیں۔ اس کی کرنسی پر ایک آنکھ بنی ہوئی ہے..... دجالی آنکھ..... جو شیطانیں تکون کے اوپر پر اسرار علامات کے بیچ میں ہے۔ اس کی سرزمین پر دجالی تہذیب جنم لے چکی ہے۔ پروان چڑھ رہی ہے اور مادی طاقتوں پر غیر معمولی اقتدار کی بدولت وہ ”نیورلڈ آرڈر“ کے ذریعے دنیا میں دجالی نظام برپا کرنا چاہتا ہے۔ اس کے ایک صدر (جو جوتا کھا کر رخصت ہوا) کا بیان ریکارڈ پر ہے: ”مجھے خدا کی طرف سے براہ راست ہدایات ملتی ہیں۔“ یہ تو دعوائے نبوت کے مترادف ہے اور دجال پہلے ایسا ہی دعویٰ کرے گا۔ صدر صاحب موصوف یہ بھی فرما چکے ہیں: ”ہم تمہیں پتھروں کے دور میں بھیج دیں گے۔“ یہ فرعونؑی لہجہ تو دعوائے خدائی کے ہم معنی ہے اور دجال آخر میں



خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ دجالیہ دراصل جھوٹی خدائی کا دوسرا نام ہے..... وغیرہ وغیرہ۔

جو حضرات اس رائے کو اہمیت دیتے ہیں وہ دو طرح کے ہیں: (1) کچھ تو احادیث کا علم نہ ہونے اور غلط فہمی کی بنا پر ایسا سمجھتے ہیں۔ ان کے پیش نظر کوئی غلط مقصد نہیں۔ یہ لوگ معذور ہیں۔ (2) کچھ جان بوجھ کر کسی خاص مقصد (مثلاً یہودیت کی خدمت اور مسلمانوں کو دجالی فتنے سے بے خبر رکھ کر دجال کی راہ ہموار کرنے) کے لیے ایسا کرتے ہیں۔ یہ خود دجال ہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ الدجال الاکبر سے پہلے تمیں چھوٹے دجال نکلیں گے۔ ایک حدیث میں تو ستر سے کچھ اوپر دجالوں کا ذکر ہے۔ دونوں باتیں اور دونوں اعداد اپنی جگہ درست ہیں۔ کچھ دجال بی کیٹگری کے ہوں گے کچھ ہی کیٹگری کے۔ پہلے تمیں ہوں گے۔ دوسری قسم ستر سے کچھ اوپر ہوگی۔ احادیث کو جس نے سرسری نظر سے بھی دیکھا ہے اسے یقین ہے کہ دجال کوئی ملک نہیں، ایک متعین شخص ہے جس کو انسانوں کی آزمائش کے لیے غیر معمولی صلاحیت اور طاقتیں دی گئی ہیں لیکن وہ ان کو ہمیشہ غلط مقاصد کے لیے استعمال کرے گا۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ دجال اور دجالیہ پر اپنی مشہور کتاب ”معرکہ ایمان و مادیت“ کے صفحہ 135 پر فرماتے ہیں:

”جن احادیث میں دجال کا ذکر آیا ہے اور اس کے اوصاف و علامات بیان کیے گئے ہیں، وہ تو اتر معنوی کی حد تک پہنچ چکی ہیں، ان میں اس بات کی صاف وضاحت ہے کہ وہ ایک معین شخص ہوگا جس کے کچھ معین صفات ہوں گے۔ وہ ایک خاص اور معین زمانہ میں ظاہر ہوگا (جس کی صحیح تاریخ اور وقت سے ہم کو آگاہ نہیں کیا گیا ہے) نیز ایک معین قوم میں ظاہر ہوگا جو یہود ہیں۔ اس لیے ان تمام وضاحتوں کی موجودگی میں نہ اس کے انکار کی گنجائش ہے نہ ضرورت۔ احادیث میں اس کا بھی تعین کر دیا گیا ہے کہ وہ فلسطین میں ظاہر ہوگا اور وہاں اس کو عروج و غلبہ حاصل ہوگا۔ درحقیقت فلسطین وہ آخری اسٹیج ہے جہاں

ایمان و مادیت اور حق و باطل کی یہ کشمکش جاری ہے اور منظر عام پر آنے والی ہے۔ ایک طرف اخلاقی اور قانونی حقوق رکھنے والی قوم ہے جن کا سب سے بڑا ہتھیار اور سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ دین اور دعوت الی اللہ کے حامل ہیں اور انسانیت کی فلاح اور مساوات کے داعی ہیں۔ دوسری طرف وہ قوم ہے جو ایک خاص نسل اور خون کے تقدس و برتری کی قائل ہے اور پورے عالم اور انسانیت کے سارے وسائل کو اس نسل اور عنصر کے اقتدار و سیادت کے اندر لے آنا چاہتی ہے اور فنی صلاحیتوں اور علوم طبعیہ کے وسائل و ذرائع کا بہت بڑا ذخیرہ اس کو حاصل ہے۔ انسانیت کے اس حقیقی اور فیصلہ کن معرکے کے آثار مشرق عربی اور مشرق اسلامی کے افق پر اب ظاہر ہو چکے ہیں اور حالات و واقعات وہ مناسب فضا اور ماحول تیار کر رہے ہیں جس میں یہ کہانی اپنے سچے کرداروں کے ساتھ دہرائی جائے گی۔“

اس عبارت کو غور سے پڑھا جائے تو مضمون کے شروع میں دیے گئے تینوں سوالات کے جوابات آ جاتے ہیں (دجال کون ہے؟ کہاں ہے؟ کب برآمد ہوگا؟) لیکن ہم ان تینوں کی تشریح نہیں کرتے۔ فی الحال ہم پہلے سوال پر چل رہے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ اگرچہ امریکا کی دجالی خصوصیات میں شک نہیں لیکن وہ دجال نہیں، البتہ امریکا کی تہذیب جو اسرائیر مادیت پرستی پر قائم ہے، دجالی تہذیب ضرور ہے۔ بلکہ دجال اپنے ظہور کے بعد جو کام دنیا میں کرے گا، امریکی استعمار یہود کے ورغلانے سے (دجال کو سچا نجات دھندہ سمجھ کر) اس کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ دجال کو حقیقی آسمانی خدائی کے مقابلے میں فرضی زمینی خدائی کے لیے جو وسائل درکار ہیں، امریکا بلکہ پورا مغرب انہیں مہیا کرنے کے لیے دن رات سائنسی تحقیقات میں لگا ہوا ہے اور یہودی سائنس دانوں کے ساتھ مل کر نت نئی محیر العقول چیزیں ایجاد کر کے اس کی عالمی حکومت کی بنیادیں مضبوط



کرنے میں اپنا سارا زور صرف کر رہا ہے۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود امریکا دجال نہیں۔ کیونکہ دجال کسی ملک یا حکومت کا نام نہیں، ایک متعین شخص کا نام ہے۔ آئیے! ذرا ایک نظر ان احادیث پر جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ الدجال الاکبر (مسح کاذب) ایک مخصوص حلیر رکھنے والا انسان ہوگا:

☆..... ”وہ (الدجال، مسح کاذب) ایک نوجوان مرد ہوگا۔ اس کے بال چھوٹے اور گھٹکھریالے ہوں گے اور وہ ایک آنکھ سے نابینا (کانا) ہوگا۔“ (صحیح مسلم، 7015)

☆..... رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ وہ کعبے کا طواف کر رہے ہیں کہ اس دوران انہیں دجال دکھایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ بھاری بھر کم جسم، سرخ رنگت، گھٹکھریالے بال اور ایک آنکھ سے نابینا ہے۔ اس کی آنکھ لٹکے ہوئے انگور کے دانے جیسی ہے۔“ (صحیح بخاری، 9.242)

☆..... ”اس کی پیشانی پر لفظ کافر لکھا ہوگا اور ہر اہل ایمان چاہے خواندہ ہوگا یا ناخواندہ وہ اس لفظ کو پڑھ سکے گا۔“ (مسند احمد 3-368/367)

مذکورہ بالا احادیث صراحت کے ساتھ المسح الدجال کے خدوخال اور شخصیت پیش کرتی ہیں، ان کے مطابق: الدجال ایک نوجوان ہوگا۔ وہ نومند اور بھاری بھر کم ہوگا۔ اس کا رنگ سرخ ہوگا۔ اس کے بال گھٹکھریالے اور بہت چھوٹے (کٹے ہوئے) ہوں گے۔ اس کی دونوں آنکھوں میں عیب ہوگا۔ وہ ایک آنکھ سے اندھا ہوگا۔ اس کی دوسری آنکھ اس طرح ہوگی جیسے انگور کا ٹکٹا ہوا دانہ۔ اس کی پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ”کافر“ لکھا ہوگا (نیو کے جوینک خلیج کی جنگ اور کوسوو کی جنگ میں استعمال ہوئے ان پر لفظ Kofr لکھا ہوا تھا) ہر ایمان والا چاہے پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ..... لیکن وہ ”کافر“ کا لفظ اس کی پیشانی پر لکھا پڑھ لیس گے، جبکہ کافر آکسفورڈ گریجویٹ ہو یا ہارورڈ کا ماسٹر، وہ یہ لفظ

نہیں پڑھ سکیں گے۔ اسے ایمان کی برکت اور کفر و نفاق کی نحوست کے علاوہ اور کیا نام دیں؟ جو جتنا زیادہ عصری تعلیم یافتہ ہوگا وہ اتنا ہی اس کے چنگل میں پھنسے گا۔ کیونکہ عصری تعلیم عقلیت پسندی سکھاتی ہے۔ جو جتنا سیدھا سادہ و اجبی دینی تعلیم والا مومن ہوگا وہ اس سے اتنا ہی محفوظ رہے گا کیونکہ دینی تعلیم عقلیت کے پار دیکھنے کی صلاحیت پیدا کرتی اور روحانیت سکھاتی ہے۔ اب یہ لفظ تجریدی انداز میں لکھا ہوگا یا قابل ادراک انداز میں؟ اس کو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمیں اس تجسس میں پڑنے کے بجائے اس کی فکر کرنی چاہیے کہ ہم اس کے فتنے سے محفوظ رہیں اور وہ ہمارا ایمان گدلا نہ سکے۔ اس کا طریقہ ہمارے سچے خیر خواہ، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے اور اس سلسلے کے آخری مضمون میں اس کی تفصیل آ رہی ہے۔

بات دور ہوتی چلی گئی۔ بحث یہ ہو رہی تھی کہ دجال کسی ملک یا تہذیب کا نام نہیں۔ یقینی طور پر ایک انسان کا نام ہے جو کچھ اضافی صلاحیتوں اور حیوانی جہتوں کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی آزمائش کے لیے عام انسانوں کی سمجھ میں نہ آنے والی کچھ قوتیں عطا کی ہوں گی جن کی بنا پر وہ اس کے دھوکے میں آجائیں گے۔ ان کو آیات و احادیث کے ذریعے یقین دلایا گیا ہوگا کہ یہ جھوٹا خدا ہے۔ سراپا شر ہے۔ اس کے شعبہ دے دیکھ کر ایمان خراب نہ کرو لیکن وہ ایمان کی کمزوری، اہل علم سے دوری اور مغرب کی مادہ پرست اور شہوت پرست تہذیب سے متاثر ہونے کی بنا پر اس دھوکا باز کی جھوٹی دلیلوں کے سحر میں آجائیں گے۔

”جب سے اللہ نے ذریتِ آدم کو پیدا کیا، دنیا میں کوئی فتنہ دجال کے فتنے سے بڑا نہیں ہوا اور اللہ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں آخری نبی ہوں اور تم بہترین امت (اس لیے) وہ الاحمال تمہارے ہی اندر نکلے گا۔ اگر



وہ میری موجودگی (زندگی) میں نکلا تو ہر مسلمان کی طرف سے اس کا مقابلہ کرنے والا میں ہوں، اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنا دفاع خود کرے گا۔ اور اللہ ہر مسلمان کا محافظ و نگہبان ہوگا۔ وہ شام و عراق کے درمیان ایک راستہ پر نمودار ہوگا، پس وہ دائیں بائیں (ہر طرف) فساد پھیلانے لگا، اے اللہ کے بندو! تم اس وقت ثابت قدم رہنا۔ میں تمہارے سامنے اس کی وہ علامات بیان کیے دیتا ہوں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کیں۔ وہ سب سے پہلے تو یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، پھر یہ دعویٰ کرے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، (مگر اسے دیکھنے والے کو پہلی ہی نظر میں ایسی تین چیزیں نظر آجائیں گی جن سے اس کے دعوے کی تکذیب کی جاسکتی ہے۔ (1) ایک تو یہ کہ وہ آنکھوں سے نظر آ رہا ہوگا) حالانکہ تم اپنے رب کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے (تو اس کا نظر آنا ہی اس بات کی دلیل ہوگا کہ وہ رب نہیں) اور (2) دوسری یہ کہ وہ کانا ہوگا، حالانکہ تمہارا رب کانا نہیں، (3) تیسری یہ کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”کافر“ لکھا ہوگا جو ہر مومن پڑھ لے گا، خواہ وہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔“

یہ تو سیدھی سادی بات ہوئی کہ دجال جناتی قوتوں کا حامل ایک نیم انسانی نیم جناتی قسم کی آزمائشی مخلوق ہے۔

”پس مسلمان شام کے ”جبل دخان“ کی طرف بھاگ جائیں گے۔ اور دجال وہاں آکر ان کا محاصرہ کر لے گا۔ یہ محاصرہ بہت سخت ہوگا اور ان کو سخت مشقت میں ڈال دے گا۔ پھر فجر کے وقت عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ وہ مسلمانوں سے کہیں گے: ”اس خبیث کذاب کی طرف نکلنے سے تمہارے لیے کیا چیز مانع ہے؟ مسلمان کہیں گے کہ یہ شخص جن ہے لہذا اس کا مقابلہ مشکل ہے۔“

شارحین حدیث کافر مانا ہے کہ دجال کی شعبدہ بازی اور مسمریزم وغیرہ کو دیکھ کر

شاید بعض مسلمانوں کو اس کے جن ہونے کا گمان ہو یا ممکن ہے مسلمان یہ بات بطور تشبیہ کے کہیں کہ اس کی حرکتیں اور ایذا رسانیاں جنات کی طرح ہیں۔

اگر بالفرض دورِ حاضر میں یہودی سائنس دانوں کی ہوشربا ایجادات اور محیر العقول تجربوں کے تناظر میں دجالی شخصیت کو دیکھنا چاہیں تو دجال کی تصویر کچھ یوں بنتی دکھائی دیتی ہے: ایک ایسا آدمی جو مختلف شعبوں میں محیر العقول مہارت کا حامل ہو۔ جو سپر مین قسم کا آدمی ہے۔ جو بیک وقت انجینئر، ڈاکٹر، سائنس دان، سیاست دان، شاعر، مقرر سب کچھ ہے۔ جس کے لیے ناممکن کوئی چیز نہیں۔ ہر چیز کو وہ اپنی دسترس میں لے سکتا ہے۔ اگر جدیدیت سے متاثر کوئی شخص پوچھے: آخر یہ کیسے ممکن ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آج کل یہ پوری طرح ممکن ہو چکا ہے کہ ایک انسانی دماغ کی پوری میموری، کمپیوٹر میں فیڈ کر دی جائے۔ آکسفورڈ کی پروفیسر گرین فیلڈ نے آج سے دس سال پہلے سائنس دانوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا: ”اب ہم اس قابل ہیں کہ ایک انسان کی پوری یادداشت (میموری) کو کمپیوٹر پر ڈاؤن لوڈ کر لیں جو تقریباً 100 ٹریلین خلیوں (Cells) پر مشتمل ہوتی ہے اور جن میں 100 بلین خلیے گفتگو کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔“ (وی رچرڈ ڈمبلے، لیکچر بی بی سی 1، یکم دسمبر 1999ء) ذرا سوچئے! آج دس سال بعد وہ اس منصوبے میں کہاں تک پہنچ گئے ہوں گے؟

ایک طاقت ور ممکنہ حقیقت جس کا انکشاف ڈاکٹر سوسن نے نہیں کیا، یہ ہے کہ عمل معکوس (Reverse Action) زیادہ آسان ہے۔ عمل معکوس یہ ہے کہ میموری کسی کمپیوٹر سے انسانی ذہن کو اپ لوڈ کی جائے۔ اس صلاحیت کے ساتھ کانٹ چھانٹ، حذف کرنے اور مہارتوں کو نمایاں کرنے کی قوت بھی آتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک پی ایچ ڈی انجینئر نگ رکھنے والے آدمی یا کسی ممتاز انجینئر کی یادداشت (میموری) کے ساتھ ایک



بہترین سرجن اور سائنس دان کی یادداشت بھی اپ لوڈ کر دی جائے تو ایک سپر مین کی تخلیق کا راستہ ہموار ہو جائے گا۔ ایک ایسا آدمی جو سب شعبوں میں مہارت رکھتا ہوگا۔ بہترین انجینئر، سائنس دان، سرجن، سیاست دان، عالم، مقرر، شاعر، منصوبہ ساز، مینجمنٹ کا ماہر..... نیو ورلڈ آرڈر کا مثالی آدمی..... بنی داؤد کا عالمی بادشاہ، الدجال الاکبر، الملعون الاعظم۔

مغرب کی تجربہ گاہوں میں اس پردن رات کام جاری ہے۔ آپ ذرا تصور کریں انسان کی شخصیت اس کی یادداشت ہی تو ہوتی ہے۔ اگر یہ یادداشت کسی سے چرائی جائے تو وہ..... وہ نہیں رہے گا جو وہ تھا۔ اسی طرح اگر ایک فرد کی یادداشت دوسرے فرد کو منتقل کر دی جائے تو وہ..... وہ شخص بن جائے گا جس کی یادداشت چرائی گئی تھی۔ اس طریقے سے میموری کو زندہ رکھ کر انسان کو جامع مانع اور دائمی بنایا جاسکتا ہے۔ دجال وقتی طور پر غیر فانی لگے گا۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں اتنا حقیر، پست اور ذلیل ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کو اور اس زمانے کے اہل ایمان مقربین کو اس کی کچھ پروا نہ ہوگی۔ جیسا کہ یہودی سائنس دانوں کو فرضی سپر مین بنانے کے وسائل مہیا ہونے کی اللہ رب العالمین کو کوئی پروا نہیں۔ سائنس کے میدان میں ان کی ساری تر ت پھرت کے باوجود ان پر ذلت و خواری کی مہر ان کو راستہ نہیں دے رہی ہے۔

## تین ضمنی سوالات

دجال کون ہے؟ کے ضمن میں چند ذیلی سوالات جنم لیتے ہیں۔ ان کو حل کیے بغیر دوسرے سوال کی طرف جانا قبل از وقت ہوگا۔ وہ ذیلی سوالات کچھ یوں ہو سکتے ہیں:

(1) دجال کس چیز کی دعوت دے گا یا دوسرے لفظوں میں اس کے فتنے کی نوعیت کیا ہوگی؟

(2) دجال کے پیروکار کون لوگ ہوں گے؟

(3) اس کو کون کون سی غیر معمولی قوتیں حاصل ہوں گی؟ اور کس بل بوتے پر

حاصل ہوں گی؟

ذیل میں ہم ان تین عنوانات سے متعلق ماحضر احتیاط کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کریں گے:

(1) دجالی مذہب:

دجال ایک نئے مذہب کی دعوت دے گا۔ ایک ایسے نئے اور جھوٹے مذہب کی

جس میں پہلے وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر خدائی کا۔ اس بد بخت کا سب سے بڑا فتنہ یہی



ہوگا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے جتنا کچھ نوازا اس سے خیر کا کام لینے کے بجائے شر کا وہ عظیم طوفان برپا کرے گا کہ حدیث شریف میں آتا ہے: ”حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت قائم ہونے تک دجال کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں۔“

یہ مذہب فری میسنری کا خفیہ مذہب ہوگا۔ یہ ان نظریات پر مشتمل ہوگا جسے دجال کی پیشگی تنظیم فری میسن نے ایجاد کیا اور اسے پھر آہستہ آہستہ دنیا نے قبول کر لیا۔ مثلاً: مغربی جمہوریت جو فری میسنری کے ”برادرز اور ماسٹرز“ کو برسرِ اقتدار لانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ جدید نظامِ تعلیم جو انسانیت کی خدمت کے بجائے شکم پرستی اور نفس پروری سکھاتا ہے۔ مغربی نظامِ معیشت جو سود، جوئے، غرر و ضرر اور بے حساب منافع خوری پر مشتمل ہے۔ ٹیکس کے نظام کا کلی رواج اور زکوٰۃ و صدقات کے نظام کا انہدام، یعنی وہ نظام جس میں حکومتیں دینے کے بجائے لینے کا مزاج بنا لیتی اور اپنے ہی عوام کو لوٹی کھسوٹی ہیں۔ مغربی تہذیب جو اباحت اور عقلیت پرستی پر مشتمل ہے یعنی وحی کی رہنمائی میں جائز و ناجائز کی تعیین کے بجائے عقل اور شہوت کی بنیاد پر درست و نادرست کی تعیین..... وغیرہ وغیرہ۔

فری میسنری پر کام کرنے والے تقریباً تمام ہی محققین (بشمول عیسائی و لاندہب صحافیوں کے) اس بات پر متفق ہیں کہ یہ وہ اکلوتی خفیہ تنظیم ہے جو مذہب کا نام لیے بغیر اپنے نظریات، رسومات اور اصطلاحات میں ایک مکمل مذہب کی شکل رکھتی ہے۔ فری میسنری جس نئے عالمی نظام کی نقیب ہے وہ درحقیقت ایک ”عالمی مذہب“ ہے اور افسوس ہے کہ وہ روحانی نہیں شیطانی مذہب ہے۔ جو تحریف شدہ یہودیت اور نفس و شیطان پرستی کا ملغوبہ ہے۔ ایک نظر ذیل کے اقتباس پر ڈالے جو فری میسنری کے اصلی ہدف ”عالمی حکومت“ کے قیام کے خاکے سے لیا گیا ہے:

”صرف ایک مذہب کی اجازت دی جائے گی اور وہ ایک عالمی سرکاری کلیسا کی

شکل میں ہوگا جو 1920ء سے وجود میں آچکا ہے۔ شیطیت، ابلیسیت اور جادوگری کو ایک عالمی حکومت کا نصاب سمجھا جائے گا۔ [بتائیے! یہ کسی آسمانی مذہب کے پیروکاروں کی تعلیمات ہو سکتی ہیں] کوئی نجی یا چرچ اسکول نہیں ہوگا۔ تمام مسیحی گرجے پہلے ہی سے زیر و زبر کیے جا چکے ہیں۔ چنانچہ مسیحیت ایک عالمی حکومت میں قصہ پارینہ ہوگی۔ ایک ایسی صورت حال تشکیل دینے کے لیے جن میں فرد کی آزادی کا کوئی تصور نہ ہو، کسی قسم کی جمہوریت، اقتدارِ اعلیٰ اور انسانی حقوق کی اجازت نہیں ہوگی۔ قومی تفاخر اور نسلی شناخت ختم کر دی جائیں گی اور عبوری دور میں ان کا ذکر بھی قابلِ تعزیر ہوگا۔

ہر شخص کے ذہن میں یہ عقیدہ راسخ کر دیا جائے گا کہ وہ (مرد یا عورت) ایک عالمی حکومت کی مخلوق ہے اور اس کے اوپر ایک شناختی نمبر لگا دیا جائے گا۔ یہ شناختی نمبر برسرِ بلجیم کے نیو کمپیوٹر میں محفوظ ہوگا اور عالمی حکومت کی کسی بھی ایجنسی کی فوری دسترس میں ہوگا۔ سی آئی اے، ایف بی آئی، ریاستی اور مقامی پولیس ایجنسیوں، آئی آر ایس، فیما، سوشل سیکورٹی وغیرہ کی ماسٹر فائلیں وسیع کر کے ان میں لوگوں کے کوائف کا اندراج امریکا میں تمام شہریوں کے ذاتی ریکارڈ کے انداز میں کیا جائے گا۔“

فری میسنری اپنی خفیہ تقریبات میں (جن کا کچھ ذکر ”عالمی یہودی تنظیمیں“ میں آچکا ہے) جو اصطلاحات استعمال کرتی ہے، مثلاً: مقدس دستور (تورات یا تالمود)، مقدس شاہی محراب، مقدس درخت (اکیشا)، مقدس قربانی، مقدس علم (جیومیٹری)، ہیکل سلیمانی کے نو معمار (ماسٹر میسنرز)، ذی وقار معمارِ اعلیٰ (گرینڈ ماسٹر) بارہ سردار، سردانا بزرگ، داؤد کی نسل سے عنقریب آنے والا عالمی بادشاہ (دجال اکبر) وغیرہ..... یہ سب اصطلاحات اور ان کے علاوہ نامانوس الفاظ مثلاً میکینی، جاہلِ آن، جہلون وغیرہ یہ سب اس امر کی واضح علامت ہیں کہ جو تنظیم یہ تقریبات منعقد کرتے وقت جس چیز کو خفیہ رکھنا چاہتی ہے وہ شیطانی مذہب کی



علمبردار ہے۔ وہ اپنے آپ کو ظاہر تو فلاحی و سماجی تنظیم کی حیثیت سے کرتی ہے لیکن درحقیقت وہ ایک مستقل خفیہ مذہب رکھتی ہے اور یہ تو ہر ایک سمجھتا ہے کہ رحمانی چیزیں خفیہ رکھنے کے لیے نہیں ہوتیں، چھپا چھپا کر تو شیطانی کام کیے جاتے ہیں۔

درج ذیل سطور میں کچھ سوالات ہیں جو فری میسن کا رکن بننے والے ایک امیدوار سے کیے گئے اور ساتھ ہی اس کے جوابات ہیں۔ یہ مکالمہ فری میسن کی ابتدا میں 1730ء میں منعقد ہونے والی ماسٹر میسن کی حلف برداری کی ایک تقریب سے تعلق رکھتا ہے:

سوال: جب تم عمارت کے وسط میں پہنچے تو تم نے کیا دیکھا؟  
جواب: حرف G کی مشابہت۔

سوال: G کا حرف کس بات کی نشاندہی کرتا ہے؟  
جواب: اس سستی کا جو تم سے بڑی ہے۔

سوال: مجھ سے بڑا کون ہے؟ میں ایک آزاد اور مستند میسن ہوں۔ ماسٹر آف لاج ہوں۔

جواب: کائنات کا موجد اور سب سے بڑا معمار یا ”وہ“ جو مقدس معبد [ہیکل سلیمانی] کے کلس کی چوٹی پر لے جایا گیا۔

یہاں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ فری میسن کی اصطلاح میں حرف G محض خدا کے لیے نہیں بلکہ ”اس“ کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے جو مقدس معبد یا ہیکل کے کلس کی چوٹی پر پہنچایا گیا۔ اور یہی وہ نام نہاد دیوتا اور الوہی شخصیت ہے جس کی بد نصیب یہود عبادت کرتے ہیں۔ فری میسنری برادری کے ریکارڈ پر نظر ڈالی جائے تو یہ شخص یا جن ”حیرم آبریف“ ہے جو ہیکل سلیمانی کے نو بڑے معماروں (ماسٹر میسنز) کا سربراہ (گرینڈ ماسٹر) تھا۔ ”عالمی یہودی تنظیمیں“ میں اس کا تفصیلی تذکرہ آچکا ہے۔

دجال ظاہر ہوگا تب بھی اس کو عام لوگ نہیں پہچان پائیں گے جس طرح کے یہودیوں کے فریب کا شکار لوگ ان کے ایجنٹ بن کر بھی ان کے شیطانی مذہب کو سمجھ نہیں پاتے۔ دجال جب ظاہر ہوگا تو وہ دجال ہونے کا دعویٰ نہیں کرے گا اور نہ ہی نئے مذہب کا داعی ہوگا۔ وہ جدیدیت کا علمبردار اور انسانیت کا دعویدار بن کر نمودار ہوگا اور یہود اپنے اس جھوٹے مسیحا کو بہت بڑا دردمند اور انسانیت کے خیر خواہ کے روپ میں پیش کریں گے۔ تبھی تو لوگ اس پر اعتماد کریں گے کیونکہ ان کو دجالی مذہب کی اصطلاحات پر اعتماد کرنا سکھایا گیا ہوگا۔ لوگ مجبور ہو کر نہیں، متاثر ہو کر اس کی طرف بڑھیں گے۔ فری میسنری کے پلیٹ فارم سے ٹھیک یہی کچھ ہو رہا ہے۔ لوگ اس تنظیم کو اور اس کے ذیلی اداروں (روٹری کلب، لائسنز کلب، شرانزز، مغربی این جی اوز) میں ”مذہب سے بالاتر ہو کر“ انسانیت کی خدمت کے لیے شامل ہوتے ہیں۔ اور پھر انہیں وہ ”روحانی اطمینان“ ملے یا نہ ملے جس کا انہیں جھانا دیا گیا تھا، ایک نئے شیطانی مذہب کی آغوش ضرور مل جاتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو دجال کی خبر سن لے وہ اس سے دور رہے۔ اللہ کی قسم! آدمی اپنے آپ کو مؤمن سمجھ کر [یہ لفظ انتہائی قابل غور ہے: راقم] اس کے پاس آئے گا اور پھر اس کے پیدا کردہ شبہات میں اس کی پیروی کرے گا۔“ (سنن ابی داؤد، روایت عمران بن حسین رضی اللہ عنہ)

## (2) دجال کے ساتھی:

”دجال کے پیروکاروں کی اکثریت یہودی اور عورتیں ہوں گی۔“ (مسند احمد)

اب یہاں اشکال ہو سکتا ہے کہ یہودیوں کی تعداد تو بہت کم ہے۔ ان کے بل بوتے پر وہ عالمی نظام، عالمی حکومت اور عالمی مذہب کے قیام کی کوشش کیسے کرے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہودی دھوکا دے کر اپنے ساتھ صہیونیوں کو ملا لیں گے۔ صہیونی ہر اس شخص کو کہتے



ہیں جو یہودی ہو یا نہ، لیکن یہودی مقاصد (مثلاً عالمی دجالی ریاست کے قیام) کی تکمیل میں یہود کا آلہ کار بن جائے۔ یہودیوں کے فریب کا شکار وہ عیسائی، ہندو اور مسلمان ہوں گے جو دجال کے فتنے سے خود کو محفوظ نہیں رکھ سکیں گے اور اس کے پھندے میں پھنس جائیں گے۔ امریکا اور یورپی ممالک یہود کے شکنجے میں کسے ہوئے ہیں۔ وہ یہودیوں سے زیادہ اسرائیل کے حامی ہیں اور اس کی حمایت کو اپنے لیے باعث برکت سمجھتے ہیں۔ یہود کے دھوکہ و فریب اور مکرو و دجل کا کمال دیکھیے کہ عیسائی مذہب میں جو پیش گوئیاں جناب مسیح صادق حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے حوالے سے وارد ہوئی ہیں، یہودی ان کو دجال پر منطبق کرتے ہیں اور پھر عیسائیوں کو دھوکا یہ دیتے ہیں کہ ہم مسیح موعود کا انتظار کر رہے ہیں اور مسلمان مسیح مخالف (Anti christ) ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اور عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کا اور یہود دجال اکبر کے منتظر ہیں جس کو حضرت مسیح علیہ السلام مسلمان مجاہدین اور خوش نصیب نو مسلم عیسائیوں کی مدد سے قتل کریں گے۔ یہود تو عیسائیوں کے اور ان کے مقدس پیغمبر کے دشمن ہیں۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ستایا، تنگ کیا اور بالآخر ان کے قتل کا منصوبہ بنایا جبکہ مسلمان آج بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتہائی احترام کرتے ہیں اور اس سے پہلے بھی کرتے تھے اور آئندہ بھی ان کے ساتھ مل کر ان کے دشمنوں سے جہادِ عظیم کریں گے۔ کیا دنیا میں عیسائیوں جیسی سادہ قوم بھی ہوگی جو اپنے پیغمبر کے قاتلوں سے تو دوستی اور تعلق رکھے اور جوان کے (اور اپنے، مشترکہ) پیغمبر سے بے پایاں محبت رکھتی ہوگی، اس سے نفرت اور دشمنی رکھے؟

بھارت کی اسرائیل سے دوستی کسی سے مخفی نہیں۔ کچھ عرصہ قبل جب امریکی خلائی شٹل ”کولمبیا“ زمین کے مدار میں داخل ہوتے ہی برباد ہو گئی تو راز کھلا کہ اس میں چار امریکی، تین اسرائیلی جبکہ ایک بھارتی خاتون خلا باز سوار تھے۔ ابلسی مشن پر گئی یہ ”مثلاً“

فضا کی تسخیر کے بعد خلائی تسخیر کا ارادہ رکھتی تھی۔ پاکستان کے ایٹمی بم ایجاد کر لینے کے بعد اسے زبردست لانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اب خلائی جنگ میں بھارت کو اتنی برتری دلائی جائے کہ پاکستان خدا نخواستہ اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دے۔ وہ تو خدا کا کرنا کہ بھارت کی مکھی یہود کے گندگی کے ڈھیر پر نہ بیٹھ سکی۔ ڈھیر ہی دھک سے اڑ گیا۔

رہ گئے دجالی مسلمان، تو یہ وہ بدنصیب ہوں گے جو ”فکری ارتداد“ کا شکار ہوں گے۔ (اس گروہ کے سرخیل وہ تمام اسکالرز، ڈاکٹرز، پروفیسرز اور نام نہاد دانش ور ہوں گے جو دین کا حلیہ بگاڑنے میں پیش پیش رہے۔) جو مال و اولاد کے فتنے میں پھنس چکے ہوں گے۔ جو حرام خوری و حرام کاری سے توبہ نہیں کریں گے۔ جنہیں عیش پرستی اور لذت کوٹی راہ خدا میں اٹھنے سے روک لے گی اور جو دجال کی شعبدہ بازیوں سے بچانے والے اہل حق کی پکار کو ”پسماندہ ملائیت“ کہہ کر ٹھکرا دیں گے اور پھر دجال کے ساتھ دنیا و آخرت کی رسوائی میٹیں گے۔

### دجال اکبر کے ظہور سے قبل فریب کی دو ممکنہ صورتیں

اگر یہ سوال کیا جائے کہ یہ لوگ عقل و فہم اور دین و ایمان رکھتے ہوئے کیونکر دجال کی پیروکاری پر راضی ہو جائیں گے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا کو اس نظر سے دیکھ رہے ہوں گے جس نظر سے مغربی میڈیا ان کو دکھاتا ہے۔ مغربی میڈیا دجال کو ان کا سب سے بڑا خیر خواہ ثابت کرے گا۔ بد اعمالیوں کی نحوست کے باعث مسلمانوں کی ایمانی بصیرت ختم ہو چکی ہوگی۔ یہ عصر حاضر کو ان احادیث کی روشنی میں نہیں جانچ پارہے ہوں گے جن میں دجال، دجالیات اور فتنہ دجال (مال و دولت، حسن، طاقت، ٹیکنالوجی) کی حقیقت سے مسلمانوں کو وضاحت کے ساتھ، تاکید کے ساتھ اور اہمیت کے ساتھ آگاہ کیا گیا ہے۔ پھر حدیث شریف میں آتا ہے کہ بعض لوگ کہیں گے ہم جانتے ہیں یہ دجال ہی



ہے مگر ہم اس کے پاس موجود سہولیات سے استفادہ کر رہے ہیں۔ ہم اس کے مذہب پر نہیں۔ حدیث میں ہے کہ ان کا حشر بھی دجالیوں کے ساتھ ہوگا۔ فتنہ دجال اکبر اور ظہور دجال اکبر روئے ارض پر برپا ہونے والے اس سب سے بڑے معرکے کے نام ہیں جہاں فریب ہی فریب اور دھوکا ہی دھوکا ہے۔ فتنہ دجال اکبر درحقیقت فریب کا فتنہ ہوگا۔ یہ فریب دراصل فریب نظر ہوگا۔ مثلاً مستقبل میں گلوبل ویلج کا پریذیڈنٹ دجال اکبر سر اپا فتنہ ہوگا لیکن عام لوگوں کو نجات دہندہ نظر آئے گا۔ یہ بات درست نہیں کہ جب دجال اکبر ظاہر ہوگا تو مسلمان اسے دیکھتے ہی پہچان لیں گے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو یہود و نصاریٰ اور کفار کی اربوں کی تعداد اس کی گرویدہ ہو کر اس کے پیچھے پیچھے چلنے اور اس کی ایک آواز پر جان دینے کو تیار ہو جائے گی۔ ان حالات میں مسلمانوں کی بھی کثیر آبادی جو برائے نام مسلمان ہوگی اور دراصل وہ ان لوگوں پر مشتمل ہوگی جو اس کے ظہور سے قبل ہی ”فسطاط نفاق“ (نفاق کے خیمے) میں داخل ہو چکی ہوگی، اس کے پیچھے لبیک کہہ کر چل پڑے گی بلکہ اس کے جھنڈے تلے لڑنے اور جان دینے کو آمادہ ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں جو اس کی اس ظاہری خوش نما صورت و سیرت کے باوجود یہ جان لیں گے کہ اس متاثر کن صورت و سیرت کے پیچھے چھپا شخص عیسیٰ ابن مریم نہیں بلکہ ”دجال اکبر“ ہے، وہی اصلاً اہل ایمان ہوں گے۔ ڈاکٹر اسرار عالم کہتے ہیں کہ عین ممکن ہے کہ ابلیس دجال اکبر کے ظہور کے لیے ایک عظیم مکر کا بھی سہارا لے۔ اس مکر و فریب کی دو ممکنہ صورتیں ہو سکتی ہیں: پہلی صورت:

روئے ارض پر ”دجال اکبر“ کو ظاہر کرنے سے قبل کسی اچھے شخص کو جو روئے ارض پر مظلوموں کی دادرسی کے لیے اٹھا ہو، پروپیگنڈے کے ذریعے دجال اکبر قرار دیا جائے اور اسے روئے ارض پر خوب بدنام (Demonise) کرنے کے بعد اس کے قلع قمع کے لیے

اصلی دجال اکبر کو ”عیسیٰ ابن مریم مسیح“ بنا کر ظاہر کیا جائے جو روئے ارض پر متاثر کن صورت و سیرت لے کر آئے اور خود کو ”مسیح“ کی طرح پیش کرے۔  
دوسری صورت:

اس کی دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کسی شخص کو بے انتہا ظلم کرنے پر ابھارا جائے اور اس سے روئے ارض پر واقعی ظالم کی طرح برتاؤ کرایا جائے اور نوبت ایسی آجائے کہ لوگ اس کے ظلم سے پناہ کے طلب گار ہوں اور انہیں کہیں پناہ نہ ملے اور ٹھیک اس وقت وہ اصلی ”دجال اکبر“ کو اس ظلم کے خاتمے کے لیے ”مسیح“ بنا کر ظاہر کیا جائے اور لوگ اسے سچا ”مسیح“ اور نجات دہندہ سمجھنے لگیں۔

فتنہ دجال سے بچنے کے دو ذرائع:

”فتنہ دجال اکبر“ کوئی معمولی فتنہ نہیں۔ نہ ہی ظہور دجال کوئی معمولی ظہور ہے۔ یہ ایک ایسی آزمائش ہوگی جس کی روئے ارض پر کوئی نظیر نہیں۔ اس کے فتنے ایسے ہمہ گیر اور ہیبت ناک ہوں گے اور پوری انسانیت اس طرح پے در پے ذہنی، فکری، سیاسی، معاشی اور عسکری حملوں سے بے دم بنادی جائے گی جس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یہ ایک ایسی گھڑی ہوگی جب دوسروں کی توبات ہی جدا ہے خود انسان اپنے آپ پر اعتماد کرنا چھوڑ دے گا۔ معرکہ دجال اکبر دراصل معرکہ قتل عظیم (War of Megadeath) ہے۔ اس تناظر میں ”دجال اکبر“ کے اس شدید فتنے سے بچنے اور اسے ناکام بنانے کے دو ہی راستے باقی رہتے ہیں:

(1) ایسے مقامات اور مواقع سے بچنا جہاں ہلاکت ”قتل عظیم“ کی شکل لے سکتی

ہے۔ مثلاً: رہائش کے اعتبار سے از حد مرکز رہائشی علاقوں (High Concentration

Residences) سے دور رہنا۔ ان دنوں میں اہل ایمان کو بڑے شہروں سے اجتناب کرنا اور

دیہاتوں پہاڑوں کی طرف نکلنا مفید ہوگا۔ شہروں میں ویسے بھی فتنے کے زیادہ اور نیکیوں کا



ماحول کم ہی ہوتا ہے۔ اور دجالیت نیکیوں سے دور گناہوں کی ولدل میں جنم لیتی ہے۔  
 (2) جہاد کے لیے دل سے تیار ہو جانا اور یہ طے کر لینا کہ قبل اس کے کہ کوئی ہماری  
 جان لے ہم اپنی جان فدا کر کے ابدی حیات پالیں۔ دوسرے لفظوں میں ناگزیر قتل عظیم کو  
 بے بسی کی موت کے بجائے ”پسندیدہ شہادت“ کی صورت میں تبدیل کر دینا۔ یہ ایمان  
 والوں کی فتح عظیم اور دجال و ابلیسی قوتوں کی واضح ناکامی ہوگی۔

## بیداری کا وقت

### (3) دجال کی طاقت:

دجال کی معاون قوتوں اور اس کے پاس موجود شیطان طاقتوں سے آگاہی ہمیں درج ذیل احادیث سے ملتی ہے:

حدیث شریف میں آتا ہے:

☆..... ”دجال کے ساتھ اصفہان کے ستر ہزار یہودی ہوں گے جو ایرانی چادریں اوڑھے ہوئے ہوں گے۔“ (صحیح المسلم: 7034، روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

☆..... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے متعلق کہا: ”اس کے پاس آگ اور پانی ہوں گے۔ (جو) آگ (نظر آئے گی وہ) ٹھنڈا پانی ہوگا اور (جو) پانی (نظر آئے گا وہ) آگ (ہوگی)۔“ (صحیح البخاری: روایت حذیفہ رضی اللہ عنہ)۔“

☆..... ”اس (دجال) کے پاس روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کا دریا ہوگا (مطلب یہ کہ اس کے پاس پانی اور غذا وافر مقدار میں ہوں گے)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ان باتوں کے لیے وہ نہایت حقیر ہے لیکن اللہ اسے اس کی اجازت دے گا (تاکہ لوگوں کو آزمایا



جاسکے کہ وہ اللہ پر یقین رکھتے ہیں یا دجال پر)۔“ (صحیح البخاری: جلد 9، صفحہ 244، روایت المغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ)

☆..... ”اور پھر دجال اپنے ساتھ ایک دریا اور آگ لے کر آئے گا۔ جو اس کی آگ میں پڑے گا اس کو یقیناً اس کا صلہ ملے گا اور اس کا بوجھ کم کر دیا جائے گا۔ لیکن جو اس کے دریا میں اترے گا اس کا بوجھ برقرار رہے گا اور اس کا صلہ اس سے چھین لیا جائے گا۔“ (سنن ابوداؤد: 4232)

☆..... ہم نے پوچھا: ”اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! وہ اس زمین پر کتنی تیزی سے چلے گا۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس طرح ہوا بالوں کو اڑالے جاتی ہے۔“ (صحیح المسلم: 7015، روایت نواس ابن سمعان رضی اللہ عنہ)

☆..... ”وہ (دجال) ایک گدھے پر سوار ہوگا۔ اس (گدھے) کے کانوں کے درمیان چالیس ہاتھوں کا فاصلہ ہوگا۔“ (مسند احمد: جلد 3، صفحہ 367-368)

☆..... ”اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ شیاطین کو بھیجے گا جو لوگوں کے ساتھ باتیں کریں گے۔“ (مسند احمد: جلد 3، 367-368، اقتباس: 51-20)

☆..... ”وہ ایک بدو سے کہے گا۔ اگر میں تمہارے باپ اور ماں کو تمہارے لیے دوبارہ زندہ کروں تو تم کیا کہو گے؟ کیا تم شہادت دو گے کہ میں تمہارا خدا ہوں۔ بدو کہے گا: ہاں! چنانچہ دو شیاطین اس بدو کے ماں اور باپ کے روپ میں اس کے سامنے آجائیں گے اور کہیں گے: ہمارے بیٹے اس کا حکم مانو، یہ تمہارا خدا ہے۔“ (ابن ماجہ: کتاب الفتن 4077، اقتباس: 58-20)

”الدجال آئے گا لیکن اس کے لیے مدینہ میں داخل ہونا ممنوع ہوگا۔ وہ مدینہ کے مضافات میں کسی بنجر (شورزدہ) علاقے میں خیمہ زن ہوگا۔ اس دن بہترین آدمی یا بہترین

لوگوں میں سے ایک اس کے پاس آئے گا اور کہے گا: میں تصدیق کرتا ہوں کہ تم وہی دجال ہو جس کا حلیہ ہمیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا۔ الدجال لوگوں سے کہے گا: اگر میں اسے قتل کر دوں اور پھر زندہ کر دوں تو کیا تمہیں میرے دعویٰ میں کوئی شبہ رہے گا۔ وہ کہیں گے: نہیں! پھر الدجال اسے قتل کر دے گا اور پھر اسے دوبارہ زندہ کر دے گا۔ وہ آدمی کہے گا: اب میں تمہاری حقیقت کو پہلے سے زیادہ بہتر جان گیا ہوں۔ الدجال کہے گا: میں اسے قتل کرنا چاہتا ہوں لیکن ایسا نہیں ہو سکتا۔“ (صحیح البخاری 3.106-، روایت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ)

ان احادیث کی روشنی میں دجال کی قوتوں کو ایک ایک کر کے دیکھتے ہیں:

- (1)..... اس کا قبضہ تمام زندگی بخش وسائل مثلاً پانی، آگ اور غذا پر ہوگا۔
- (2)..... اس کے پاس بے تحاشا دولت اور زمین کے خزانے ہوں گے۔
- (3)..... اس کی دسترس تمام قدرتی وسائل پر ہوگی۔ مثلاً بارش، فصلیں، قحط اور خشک سالی وغیرہ۔

(4)..... وہ زمین پر اس طرح چلے گا جیسے ہوا بادلوں کو اڑالے جاتی ہے۔ اس کے گدھے (سواری) کے کانوں کے درمیان 40 ہاتھوں کا فاصلہ ہوگا۔

(5)..... وہ ایک نقلی جنت اور دوزخ اپنے ساتھ لائے گا۔

(6)..... اس کی اعانت و مدد شیطین کریں گے۔ وہ مردہ لوگوں کی شکل میں بھی ظاہر ہوں گے اور لوگوں سے گفتگو کریں گے۔

(7)..... وہ زندگی اور موت پہ (ظاہری طور پر) قدرت رکھے گا۔

(8)..... زندگی اور موت پر اس کا اختیار محدود ہوگا کیونکہ وہ اس مومن کو دوبارہ نہیں

مار سکے گا۔



اب آئیے! اس موضوع کی سب سے اہم بحث شروع کرتے ہیں یعنی حدیث شریف میں بیان کردہ دجال کی قوتوں کو عصر حاضر کے تناظر میں تطبیق کی اپنی سی کوشش۔ آج سے پہلے حدیث شریف میں بیان کردہ اکثر حقائق پر ایمان بالغیب کے علاوہ چارہ نہ تھا۔ مگر جوں جوں ہم دجال کے دور کی طرف بڑھ رہے ہیں یہ حقائق عالم غیب سے اُتر کر عالم شہود کا حصہ بنتی جا رہی ہیں۔ دجال مادی قوتوں پر دسترس رکھتا ہوگا اور سائنس مادہ میں پوشیدہ قوتوں کو جاننے اور کام میں لانے کا دوسرا نام ہے لہذا یہودی سرمایہ داروں کے پیسے اور یہودی سائنس دانوں کی محنت سے سائنسی ایجادات جیسے جیسے آگے بڑھ رہی ہیں، دجال کی قوتوں کو سمجھنا آسان ہوتا جا رہا ہے۔ آئیے! دجال کی قوتوں کو ایک ایک کر کے عصر حاضر کے تناظر میں دیکھتے ہیں:

دولت اور خزانے:

یہ تو بہت سے لوگ جانتے ہیں کہ دنیا کی معیشت کو دو ادارے ”ورلڈ بینک“ اور ”آئی ایم ایف“ (انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ) چلا رہے ہیں۔ یہ بھی لوگوں کو معلوم ہے کہ ان کو عالمی معیشت کی نبض کہا جاتا ہے اور دنیا کی معیشت کا انحصار ان دونوں اداروں پر مانا جاتا ہے۔ یہ بھی سب جانتے ہیں کہ یہ ادارے کس طرح مقروض ملکوں پر باؤ ڈال کر وسائل پر تصرف اور مقاصد پر اپنی اجارہ داری قائم کرتے ہیں..... لیکن یہ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ دنیا کے چلانے والے ان اداروں کو کون چلاتا ہے؟ ان کو ”انٹرنیشنل بینکرز“ کا گروپ چلاتا ہے اور اس گروپ کو فری میسنری کے ”بگ برادرز“ چلاتے ہیں جو دجال کے عالمی اقتدار کی راہ ہموار کرنے کے لیے دنیا کی معیشت کو قابو میں رکھنے کے لیے سرگرم ہیں۔ کچھ عرصے پہلے ایک کتاب چھپی تھی: ”کارپوریشنز کی حکومت“ یہ ایک امریکی جوڑے نے لکھی ہے جو بیرون امریکا ملٹی نیشنل کمپنیوں کی انسانیت سوز کارروائیوں کو قریب سے دیکھتے رہے اور

آخر کار اس بات پر مجبور ہوئے کہ نوکری چھوڑ چھاڑ کر امریکا واپس جائیں اور اپنے ہم وطنوں کو ”نادیدہ قوتوں“ کی کارستانیوں سے آگاہ کریں۔ انہوں نے کرنسی نوٹ کے متعلق لکھا کہ آہستہ آہستہ یہ بھی ختم ہو جائے گا۔ اس کی جگہ کریڈٹ کارڈ نے لے لی ہے۔ پھر کریڈٹ کارڈ بھی ختم ہو جائے گا لوگ کمپیوٹر کے ذریعے اعداد و شمار برابر سراہ کرین گے اور بس! ہاتھ میں کچھ بھی نہ ہوگا۔ بندہ ایک عرصے تک اس جادوئی طلسم کے بارے میں سوچتا رہا کہ اگر نمبروں کا کھیل ہی اشیاء و خدمات کے حصول کا ذریعہ بن جائے گا تو پھر یہ دنیا آسان ہوگی یا مشکل؟ نیز اس سے یہود کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں جو کرنسی کے پیچھے سونے کے خاتمے سے لے کر اشاک اپکچنج میں سود اور جوئے کی ترویج تک ہر چیز میں ملوث ہیں۔

تفکر اور مطالعہ جاری تھا کہ ”ماسٹرز“ کا بنایا ہوا یہ منصوبہ ہاتھ لگا۔ آپ بھی سوچیے اور غور کیجیے کہ علمائے کرام جب غیر شرعی معاملات کے خطرناک نتائج یا مسلم دشمن طاقتوں کی پالیسی سے آگاہ کریں اور اس کو نہ مانا جائے تو آنے والی دنیا کا منظر نامہ کیا ہوگا:

”سینٹرل بینک، بینک آف انٹرنیشنل سیٹلمنٹ اور ورلڈ بینک“ کام کرنے کے مجاز نہیں ہوں گے۔ پرائیویٹ بینک غیر قانونی ہوں گے۔ بینک آف انٹرنیشنل سیٹلمنٹ (BIS) منظر میں غالب ہیں۔ پرائیویٹ بینک، ”بڑے دس بینکوں“ کی تیاری میں تحلیل ہو رہے ہیں۔ یہ بڑے بینک دنیا بھر میں بینکاری پر BIS اور آئی ایم ایف کی رہنمائی میں کنٹرول کریں گے۔ اجرتوں کے تنازعات کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ نہ ہی انحراف کی اجازت دی جائے گی۔ جو بھی قانون توڑے گا اسے سزائے موت دے دی جائے گی۔

طبقہ اشرافیہ کے علاوہ کسی کے ہاتھوں میں نقدی یا سکے نہیں دیے جائیں گے۔ تمام لین دین صرف اور صرف کریڈٹ کارڈ کے ذریعے ہوگا (اور آخر کار اسے مائیکرو چپ پلانٹیشن کے ذریعے کیا جائے گا) ”قانون توڑنے والوں“ کے کریڈٹ کارڈ معطل کر دیے



جائیں گے۔ جب ایسے لوگ خریداری کے لیے جائیں گے تو انہیں پتا چلے گا کہ ان کا کارڈ بلیک لسٹ کر دیا گیا ہے۔ وہ خریداری یا خدمات حاصل نہیں کر سکیں گے۔ پرانے سکوں سے تجارت کو غیر معمولی جرم قرار دیا جائے گا اور اس کی سزا موت ہوگی۔ ایسے قانون شکن عناصر جو خود کو مخصوص مدت کے دوران پولیس کے حوالے کرنے میں ناکام رہیں ان کی جگہ سزائے قید بھگتنے کے لیے ان کے کسی گھر والے کو پکڑ لیا جائے گا۔“

ان دونوں پیرگرافوں کے آخر میں ”قتل کی سزا“ کا تذکرہ پوری تاکید اور اہتمام سے ہے۔ تو میرے بھائیو! جب یہود کے چنگل میں پھنس کر بھی آخر کار قتل ہونا یا غلام بن کر رہنا ہے تو مرنے سے پہلے مرنے کا اختیار خود کیوں نہ استعمال کر لیں؟؟؟ اس اختیار کے استعمال کی ایک ہی صورت ہے یعنی پورے عزم اور حوصلہ کے ساتھ شریعت پر استقامت، غیر شرعی اور حرام چیزوں سے ”کلی اجتناب“ اور زبان و قلم، جان و مال کا انفاق فی سبیل اللہ۔

پانی اور غذا:

آپ آج کل دیکھ رہے ہوں گے کہ قسم قسم مصنوعي غذائیں قدرتی غذاؤں کی جگہ لے رہی ہیں۔ سکٹ چاکلیٹ، آئس کریم، مکھن، اچار چٹنی اور جام و مربہ کی خیر تھی، کوئلہ، ڈرنک اور مصنوعي مشروبات نے تو ایسا میدان مارا ہے کہ گاؤں دیہاتوں میں لوگ دودھ، لسی، سکیمین، ٹھنڈائی اور تخم ملنگا تک بھول گئے ہیں۔ قدرتی دودھ دیہات میں بھی کسی قسمت والے کو ملتا ہے۔ البتہ مصنوعي دودھ بیسیوں اقسام اور ذائقے کا ہر وقت ہر جگہ دستیاب ہے۔ اب تو شہد اور دودھ کے بعد ہر قسم کے کھانے بھی ٹن پیک میں آنا شروع ہو گئے ہیں۔ دہنی جیسے شہروں میں تو قدرتی ذبیحہ پر ایک طرح کی پابندی لگ گئی ہے۔ تمام تر غذائیں مصنوعي اور کیمیاوی مادوں سے لبریز ہیں۔ ذرا تصور کیجیے! ایسے شہر کے سہولت پسند باشندوں کا کیا بنے گا جو ایک آدمی کی غذا کا بندوبست نہیں رکھتے اور تمام تر انحصار یہودی ملٹی

نیشنل کمپنیوں پر کر رہے ہیں۔ جانور مصنوعی نسل کشی کے ذریعے پیدا کیے جا رہے ہیں۔ فصلیں مصنوعی بیجوں اور کھادوں سے اُگائی جا رہی ہیں۔ جہاں امریکی بیج لگ جائے وہاں کوئی دوسرا بیج چل ہی نہیں سکتا۔ آپ کو ہر مرتبہ کمپنی سے بیج خریدنا پڑے گا ورنہ آپ کی زمین میں دھول اُڑے گی۔ پانی کا تو کہنا ہی کیا، دریاؤں اور چشموں کا معدنیات اور جڑی بوٹیوں کی تاثیر والا صاف قدرتی پانی تو پیتا ہی وہ ہے جس کے پاس منزل و اثر خریدنے کی سکت نہیں۔ شہروں میں تو فیشن ہو گیا ہے کہ لوگ کہیں ملنے بھی جائیں تو منزل و اثر کی بوتل ہاتھ میں اٹھاتے پھرتے ہیں۔ ان کے خیال میں یہ ”اسٹینس“ کی علامت ہے جبکہ یہ دجالی قوتوں کی سیاست اور طاقت کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہے۔ اس کا اندازہ دنیا کو اس وقت ہو گا جب انسان کے گلے سے پیٹ میں اُترنے والی ہر چیز مصنوعی ہو جائے گی اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ہاتھ میں ہوگی جو بھاری رشوت، دباؤ اور شیطانی ہتھکنڈوں کے ذریعے مقامی صنعتوں کو تباہ کرنے کے لیے قدرتی دیسی خوراک کی فروخت پر پابندی لگوا دیں گی اور پھر دجال اس کو پانی کا ایک قطرہ یا پکی پکائی روٹی کا ایک ٹکڑا بھی نہیں دے گا جو اس کے شیطانی مطالبات نہیں مانے گا۔ پانی اور غذا کو مصنوعی بنانے کی دجالی مہم اس لیے جاری ہے کہ مصنوعی چیز صانع کے ہاتھ میں ہوتی ہے وہ جس کو چاہے بیچے نہ بیچے، دے نہ دے، جبکہ قدرتی چیز قدرت کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو کہ پھول اور کانٹوں کا یکساں خیال رکھتی ہے۔ شہر تو شہر ہیں اب تو دیہاتوں میں بھی یہ حال ہے کہ وائر سپلائی کی اسکیمنس اور ٹینک، پائپ، پن چکیاں وغیرہ این جی اوز لگا کر دے رہی ہیں جو آگے چل کر اس پر اجارہ داری قائم کریں گی۔ اور اس طرح شہروں میں تو پانی اور خوراک کے ذخیرے تو ہوں گے ہی ”عالمی انتظامیہ“ کے ہاتھ میں، دیہات میں بھی قدرتی پانی کسی عام آدمی کے بس میں نہ ہوگا۔ مستقبل میں پانی کے مسئلہ پر دنیا بھر میں ہونے والی جنگوں کے متعلق تو آپ پڑھتے اور



سننے ہی رہتے ہیں، یہ دراصل آگے چل کر دجالی قوتوں کی طرف سے پیدا کیے جانے والے مصنوعی بحران کی مشق ہے۔

مرے کی بات یہ کہ قدرتی پانی کو مضر صحت جبکہ منرل واٹر کو صحت کے لیے مفید بتایا جاتا ہے۔ حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ منرل واٹر کے ذریعے اربوں ڈالر کمانے کے ساتھ ساتھ ہماری نسل کو ”زنخا“ بنایا جا رہا ہے۔ [اس لفظ کا مطلب کسی پنجابی بھائی سے پوچھ لیں] ہمارے ایک محترم دوست نے جب دیکھا کہ لوگ غیر معیاری پانی بیچ رہے ہیں تو انہوں نے منرل واٹر بنانے کی کمپنی قائم کی۔ ان کا ارادہ تھا معیاری کام کریں گے، چاہے کم نفع ملے۔ جب وہ پلانٹ لگا چکے اور تمام تجربات مکمل کرنے کے بعد حکومتی نمائندہ اس کی منظوری دینے آیا تو ان کے کام اور لگن کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا لیکن..... اس کا سوال تھا کہ آپ اس میں ”وہ“ قطرے ملاتے ہیں یا نہیں؟ ان کو تعجب ہوا کہ کون سے قطرے پانی میں ملائے جاسکتے ہیں؟ کہانی کچھ یوں سامنے آئی کہ انسان کے تولیدی مادے میں دو طرح کے جراثیم ہوتے ہیں۔ ایک کو ”ایکس کروموسومز“ اور دوسرے کو ”وائی کروموسومز“ کا نام دیا گیا ہے۔ پہلا زیادہ ہو تو اللہ کے حکم سے مذکر اور دوسرا زیادہ ہو تو نومولود مَوْنِث پیدا ہوتا ہے۔ دوسری قسم کے قطرے بغیر پانی کی فروخت کا لائسنس نہیں دیا جاتا۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ ہمارے ڈاکٹر ز اور ماہرین اس بات کی تصدیق کریں گے یا ناواقفیت اور دباؤ ان کے آڑے آئے گا لیکن بندہ اس کا کیا کرے کہ میں نے ان دوست کا پلانٹ خود دیکھا اور ان کی بے بسی کی داستان ان کے دفتر میں بیٹھ کر خود سنی۔ اس کو کیسے جھٹلا دوں؟ کیا محض مجھے یہ کہانی سنانے کے لیے انہوں نے اپنا لگا لگا پلانٹ ٹھپ کر دیا ہوگا؟

اس طرح کی کہانیاں دنیا کے کئی حصوں میں جنم لے رہی ہیں۔ دنیا بھر کے انسان پینے کے پانی کے بحران کے ناخوشگوار پہلوؤں سے سمجھوتہ کر رہے ہیں۔ ورلڈ بینک کی پشت

پناہی میں بین الاقوامی سطح پر غذا اور پانی فراہم کرنے والی مٹھی بھر کمپنیوں نے انسانی ہمدردی کے نام پر پانی کو اشیائے صرف میں شامل کر کے منافع خوری شروع کر دی ہے۔ یہ کمپنیاں کھلے عام ورلڈ بینک اور اقوام متحدہ میں اپنا غلبہ رکھتی ہیں۔ انہوں نے گزشتہ سال مارچ 2005ء میں ہالینڈ کے دارالحکومت ہیگ میں منعقدہ ورلڈ واٹر فورم کو اسپانسر کیا تھا۔ جس میں قدرتی پانی کے بارے میں مختلف بیماریاں پھیلنے کا منفی پروپیگنڈا اور مصنوعی پانی کو خریدنے کی اہمیت پیدا کرنے کے لیے نت نئے طریقے سوچے گئے اور اربوں ڈالر کی مالیت پر مشتمل منصوبے منظور کیے گئے جسے مختلف یہودی کمپنیاں مل کر اسپانسر کریں گی۔

قدرتی وسائل:

یعنی بارش، فصلیں، موسم اور اس کے اثرات قحط، خشک سالی وغیرہ۔ آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ کرۂ ارض کے موسم میں واضح تبدیلیاں آرہی ہیں اور موسم سنگین تباہی سے دوچار ہو رہے ہیں۔ دنیا بھر میں اس حوالے سے مضامین اور سائنسی فیچرز شائع ہو رہے ہیں۔ مجموعی درجہ حرارت میں اضافے سے طوفان، سیلاب اور بارشوں کی شرح غیر معمولی طور پر متغیر ہو گئی ہے۔ اگرچہ اس کو فطری عمل قرار دیا جا رہا ہے لیکن درحقیقت یہ تسخیر کائنات کے لیے کی جانے والی ان شیطانی سائنسی تجربات کا نتیجہ اور موسموں کو قابو میں رکھنے کی کوششوں کا شاخسانہ ہے جو مغرب میں جگہ جگہ موجود یہودی سائنس دان حضرت داؤد کی نسل سے عالمی بادشاہ کے عالمی غلبے کی خاطر کر رہے ہیں۔ کرۂ ارض کا اپنا دفاعی نظام ہے جو اسے سورج کی مہلک شعاعوں اور مختلف ستاروں اور سیاروں سے آنے والی تابکار لہروں کو انسانوں تک نہیں پہنچنے دیتا۔ ان خطرناک شعاعوں کو ”الٹرا وائیٹ ریڈ“ کہتے ہیں۔ یہ نظام قدرتی ہے اور اسے ہمارے خالق و مالک اللہ رب العالمین نے وضع کیا ہے۔ اس کے مقابلے میں 88-1886ء میں ایک امریکی ویہودی سائنسدان نیکولا ٹیسلا نے اے سی



Alternative Current پاور (بجلی) کا نظام اور اس کی ترسیل کا نظام ایجاد کیا۔ فی سیکنڈ 60 ارتعاشات (ہرٹز) کی اسے بجلی کے پاور گرڈز زمین پر پھیل جائیں تو کرہ ارض اپنی معمول کی فریکوئنسی 8-7 ہرٹز کی بجائے ایک مختلف رفتار سے اچھلنے لگے گا اور اس سے خارج ہونے والی ریڈیائی لہریں آبیونی کرہ کی فضا اور موسم کو لازمی طور پر تبدیل کر دیں گی۔ آبیونی کرے کو گرم کرنے کے لیے ناروے میں قطب شمال کے نزدیک تجربات کیے جا رہے ہیں۔ اس سے موسموں میں حسب منشا تبدیلی آ جائے گی۔ اس منصوبے کا اظہار مختلف پیرایوں میں مختلف یہودی اتھارٹیوں کی طرف سے ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً: 1958ء میں وہائٹ ہاؤس کے مشیر موسمیات نے بتایا کہ محکمہ دفاع ایسے ذرائع کا جائزہ لے رہا ہے جو زمین اور بالائی فضا میں برقی ذرات کو موسم پر اثر انداز کرنے کے لیے استعمال کیے جاسکیں۔

1987-92ء کے دوران ”ایٹ لنڈ“ آرکو پاور ٹیکنالوجیز انکارپوریٹڈ (APTI) کے سائنس دانوں نے ایک ایسا آلہ پیٹنٹ کرایا جو زمین کے آبیونی کرہ یا مقناطیسی کرہ کے کسی حصہ کو تبدیل کر سکتا ہے۔ اگست 1987ء کو رجسٹر ہونے والے اس عسکری ہتھیار کو یہودی سائنس دان برنارڈ جے ایٹ لنڈ نے ایجاد کیا تھا۔ بالآخر 2001ء کو اس سسٹم کے مکمل طور پر زیر عمل لانے کا مجوزہ سال قرار دیا گیا۔

اس پروجیکٹ کے اہداف یہ ہیں:

- (1) انسانی ذہن کا عمل درہم برہم کرنا۔
- (2) کرہ ارض کے تمام ذرائع مواصلات کو منجمد کرنا۔
- (3) بڑے علاقے میں موسم تبدیل کرنا۔
- (4) وائلنڈ لائف کی نقل مکانی کے انداز میں مداخلت کرنا (وائلنڈ لائف کے

ہر پروگرام میں انمیل مائیکرو چنگ واضح دیکھی جاتی ہے۔ یہ جنگلی حیات کی تسخیر کے منصوبے کا ایک حصہ ہے۔)

(5) انسانی صحت کو منفی انداز میں تبدیل کرنا۔ مختلف قسم کی دواؤں، قطرے، ویکسین وغیرہ کا جبری استعمال اس کی ایک شکل ہے۔

(6) زمینی فضا کی بالائی سطح پر غیر فطری اثرات مرتب کرنا۔

1958ء میں وہائٹ ہاؤس کے مشیر موسمیات، کیپٹن ہاورڈ ٹی اور ویل نے کہا تھا کہ محکمہ دفاع جائزہ لے رہا ہے وہ طریقے تلاش کیے جائیں جن کے ذریعے زمین اور آسمان میں آنے والی تبدیلیوں کو استعمال کر کے موسموں پر اثر انداز ہوا جاسکے۔ مثلاً کسی مخصوص حصے میں فضا کو ایک الیکٹرانک بیم کے ذریعے آئیونائز یا ڈی آئیونائز کیا جاسکے۔

امریکی سائنس دانوں نے ایک ادارہ قائم کیا ہے جو موسموں میں تبہیلی سے براہ راست تعلق رکھتا ہے۔ یہ ادارہ نہ صرف موسموں میں تغیر کا ذمہ دار ہے بلکہ سکر ارض میں زلزلوں اور طوفانوں کے اضافے کا بھی ذمہ دار ہے۔ اس پروجیکٹ کا نام Haarp یعنی ”ہائی فریکوئنسی آکٹیو آرول ریسرچ پروجیکٹ“ ہے۔ اس کے تحت 1960ء کے عشرے سے یہ تجربات ہو رہے ہیں کہ راکٹوں اور مصنوعی سیاروں کے ذریعے بادلوں پر کیمیائی مادے (ہیریم پاؤڈر وغیرہ) چھڑکے جائیں جس سے مصنوعی بارش کی جاسکے۔ یہ ساری کوششیں قدرتی وسائل کو قبضے میں لینے کی ہیں تاکہ دجال جسے چاہے بارش سے نوازے جسے چاہے قحط سالی میں مبتلا کر دے۔ جس سے وہ خوش ہو اس کی زمین میں سہریالی لہرائے اور جس سے بگڑ جائے وہاں خاک اڑے۔ لہذا مسلمانوں کو قدرتی غذاؤں اور قدرتی خوراک کو استعمال کرنا اور فروغ دینا چاہیے۔ یہ ہم سب کے لیے بیدار ہوتے کا وقت ہے کہ ہم قدرتی خوراک (مسنون اور فطری خوراک) استعمال کریں اور مصنوعی اشیاء سے خود



کو بچائیں جو آگے چل کر دجالی غذائیں بننے والی ہیں۔

دوا اور علاج:

پانی اور خوراک پر مکمل قابو پانے کا مرحلہ تو ابھی کچھ دور ہے لیکن دوا تو مکمل طور پر ملٹی نیشنل کمپنیوں کے قابو میں آ چکی ہے۔ انہوں نے مختلف ممالک میں ایسے قوانین منظور کروالیے ہیں کہ دیسی طریقہ علاج اگرچہ آسان اور سستا ہو لیکن ممنوع ہے۔ ان عالمی کمپنیوں کے کارندے مقامی طریقہ علاج (نیز مقامی دوا ساز کمپنیوں) کے خلاف ایسا پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ دنیا آہستہ آہستہ ان سے متنفر ہو کر ان کمپنیوں کے چنگل میں پھنس گئی ہے۔ قدرتی جڑی بوٹیوں پر مشتمل علاج پر آہستہ آہستہ مکمل پابندی لگ جائے گی اور دنیا مکمل طور پر یہودی ملٹی نیشنل دوا ساز کمپنیوں کے زرخے میں آ جائے گی۔ یہ جب چاہیں کسی ملک کے مریضوں کو سسکتا تڑپتا چھوڑ کر ان کے مرنے کا تماشا دیکھیں گے۔ یہ دراصل اس عالمی حکومت کا نقشہ ہے جس کے مطابق:

”تمام ضروری اور غیر ضروری ادویاتی مصنوعات، ڈاکٹروں، ڈینٹسٹوں اور ہیلتھ کیئر ورکروں کو سینٹرل کمپیوٹر ڈیٹا بینک میں رجسٹر کیا جائے گا اور کوئی دوائی یا علاج اس وقت تک تجویز نہیں کیا جاسکے گا جب تک ہر شہر، قصبہ یا گاؤں کا ذمہ دار ریجنل کنٹرولر اس کی تحریری اجازت نہیں دے گا۔“

دجال کی سواری:

وہ ایسی رفتار کے ساتھ کرے گا جو بادلوں کو اڑالے جانے والی ہوا کی ہوتی ہے۔ ایسے جہاز ایجاد ہو چکے ہیں جو ہوا سے کئی گنا تیز رفتاری کے ساتھ پرواز کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ سواری ہوائی جہاز جیٹ یا کنکورڈ یا سپر سونک قسم کی سواری ہوگی۔ ایک خلائی شٹل پینتالیس منٹ میں پوری زمین کے گرد چکر لگالیتی ہے۔ پراسرار اژدن طشتریوں کا ذکر بھی

سننے میں آتا رہتا ہے۔ یہ سب دجال کی سواری کی ممکنہ شکلیں ہیں جو ہمیں بتا رہی ہیں کہ دجال کا وقت اب دور نہیں۔ اس کے گدھے کے کانوں کے درمیان 40 ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ کسی طیارے کے پروں کے درمیان تقریباً اتنا ہی فاصلہ ہوتا ہے۔ حال ہی میں اسرائیلی ماہرین نے ہیرون (Heron) نامی ایک طیارہ ایجاد کیا ہے جو اسرائیل کے Palmahim نامی ایئر پورٹ پر کھڑا ہے۔ یہ طیارہ سازی کی جدید ترین ٹیکنالوجی کے تحت تیار کیے گئے۔ اس طیارے کی پہلی پرواز 14 جولائی 2006ء کو کی گئی جبکہ اسے منظر عام پر ایک سال بعد جون 2007ء کو لایا گیا۔ اس کی بلند ترین پرواز 9 ہزار میٹر (30 ہزار فٹ) ہے جبکہ یہ 30 گھنٹے تک مسلسل 225 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے۔ اس کے دونوں پروں کے درمیان 16.6 میٹر کا فاصلہ ہے جو 85 فٹ بنتے ہیں۔ قارئین! حدیث شریف میں بیان کردہ مقدار ”چالیس ہاتھ“ اور اس طیارے کے پروں کے درمیانی فاصلہ ”85 فٹ“ کے درمیان مناسبت کو ملحوظ نظر رکھیں۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ اس کی دم پر دو اُبھار بالکل گدھے کے کانوں کی طرح اُبھرے ہوئے ہیں۔ انہیں جس زاویے سے بھی دیکھا جائے گدھے کے دو کانوں کی تشبیہ صاف دکھائی دیتی ہے۔ ممکن ہے اسرائیل کی یہ ٹیکنالوجی مزید ترقی کرے۔ اسی طیارے کی رفتار اور صلاحیت پرواز میں مزید اضافہ ہو اور اس کا آئندہ ماڈل حدیث شریف میں بیان کردہ نشانیوں کے عین مطابق ہو جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جنت اور دوزخ:

یورپ یا امریکا سے باہر رہنے والوں سے مغرب کے بارے میں پوچھیے وہ اسے جنت قرار دیتے ہیں۔ وہ اپنے ملکوں کو جہنم کہتے ہیں۔ دجال کے پاس کچھ اس طرح کی صورت ہوگی جن میں تمام سہولتیں اور آسانیاں ہوں گی اور وہ اسے جنت کہے گا۔ ایسے



علاقے جہاں دنیاوی عیش و آرام نہیں ہوں گے انہیں جہنم کہا جائے گا۔  
شیطانوں کی اعانت:

ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سب سے بہتر و افضل تھے۔ کسی انسان کی تمام تر خوبیاں ان میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جمع تھیں اور ان خوبیوں کی علامت ”مہر نبوت“ کی صورت میں ان کے کندھوں کے درمیان پائی جاتی تھی۔ بُرے انسانوں کی تمام خرابیاں دجال میں جمع ہوں گی اور اس کے چہرے سے عیاں ہوں گی۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”کافر“ لکھا ہوگا۔ اس کی ایک آنکھ اس کی ناقص شخصیت کی علامت ہوگی۔ فرشتوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی، اس کے برعکس دجال کی مدد شیاطین کریں گے۔ یہ مسلمانوں کے لیے ایک عظیم آزمائش ہوگی کہ کیا وہ الدجال پہ ایمان لے آتے ہیں یا اللہ پہ ایمان میں استقامت دکھاتے ہیں۔  
انسانی آبادی پہ اختیار:

جب سے انسان نے جھوٹ بولنے کا گناہ شروع کیا ہے، انسانی تاریخ میں خاندانی منصوبہ بندی کے فوائد بیان کرنے سے بڑا جھوٹ شاید نہیں بولا گیا۔ مغرب نے کرہ ارض کے وسائل چوس لیے، ان پر سانپ بن کر بیٹھ گیا اور پھر اپنا جرم چھپانے کے لیے دنیا سے کہتا ہے وسائل کم ہیں، آبادی نہ بڑھاؤ، بچے کم پیدا کرو..... حالانکہ آج بھی زمین کے خزانے اس قدر ہیں کہ کئی گنا زیادہ انسانی آبادی کے لیے کافی ہیں۔ پاکستان کو لے لیجیے۔ صرف سندھ کے معدنی ذخائر اور صرف پنجاب کی زرخیز ترین اور مثالی نہری نظام پورے پاکستان کے لیے کافی ہیں اور صرف پاکستان و سعودی عرب کے وسائل پورے عالم اسلام کی کفالت کر سکتے ہیں۔ لیکن غضب ہے کہ ان وسائل کو استعمال کر کے مفلوک الحال دنیا کے کام آنے کے بجائے یورپی کمپنیاں ان پر قبضہ جمارہی ہیں اور مسلمانوں کی نئی نسل کو پیدائش سے پہلے

گلا گھونٹ کر مارنے کا ظلم عظیم کر رہی ہیں۔ جب ڈنمارک، ہالینڈ وغیرہ میں ڈیری مصنوعات زیادہ ہوتی ہیں تو انہیں غریب ملکوں کو سستا بیچنے یا قحط زدہ ملکوں کو بطور امداد دینے کے بجائے سمندر میں ڈبو دیا جاتا ہے۔ اس سنگدلی کو کیا نام دیا جائے؟ دنیا میں فی ایکڑ پیداوار پہلے سے چار گنا زیادہ ہو رہی ہے، سال ہی میں تین فصلیں بھی حاصل کی جا رہی ہیں، لیکن محض غیر یہودی آبادی کم کرنے کے لیے وسائل کی کمی کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔

اب دجالی قوتوں کے زندگی موت پر اختیار کی طرف واپس آتے ہیں۔ زندگی کا مطلب کسی جسم میں روح کی موجودی ہے۔ جب یہ روح نکال لی جاتی ہے جسم کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ ہم اس حالت کو ”موت“ کہتے ہیں۔ روح پہ غالب آنا ممکن نہیں کیونکہ روح کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ”اور یہ تم سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دو کہ روح تو میرے رب کا حکم ہے اور تمہیں اس کے بارے میں بہت معمولی علم دیا گیا ہے۔“ (القرآن) دجال کچھ مواقع پر (کچھ عرصہ کے لیے) اس قابل ہوگا کہ لوگوں کو ہلاک اور پھر زندہ کر سکے اور یہ اس معمولی علم کی بدولت ہوگا۔ وہ اسے کس طرح کرے گا؟ غالباً کلوننگ کے ذریعے۔ سائنس دانوں نے انسانی جینیاتی کوڈ پڑھ لیا ہے۔ فی الحال اس سائنسی پیش رفت کو جینیاتی امراض کے علاج کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے لیکن جب اسے باقاعدہ پلیٹ فارم مل گیا اور لوگوں نے اسے قبول کر لیا تو پھر ”ہیومن جینوم“ کا قانون بالجبر نافذ کر دیا جائے گا۔ اس کا مطلب ایک مکمل جینیاتی ترہ کنٹرول ہے۔ اس کے تحت شادی کرنا غیر قانونی قرار دے دیا جائے گا۔ اس طرح کی خاندانی زندگی نہیں ہوگی جس طرح آج کل ہے۔ بچوں کو ان کے ماں باپ سے چھوٹی عمر میں علیحدہ کر دیا جائے گا۔ ریاستی املاک کی طرح وارڈز میں ان کی پرورش ہوگی۔ اس طرح کا ایک تجربہ مشرقی جرمنی میں کیا گیا تھا۔ بچوں کو ان والدین سے الگ کر دیا جاتا تھا جنہیں ریاست وفادار نہیں سمجھتی تھی۔ خواتین



کو آزادی نسواں کی تحریکوں کے ذریعے ذلیل کر دیا جائے گا۔ جنسی آزادی لازم ہوگی۔ خواتین کا بیس سال کی عمر تک ایک مرتبہ بھی جنسی عمل سے نہ گزرنا سخت ترین سزا کا موجب ہوگا۔ خود اسقاطِ حمل سے گزرنا سکھایا جائے گا اور دو بچوں کے بعد خواتین اس کو اپنا معمول بنالیں گی۔ ہر عورت کے بارے میں یہ معلومات عالمی حکومت کے علاقائی کمپیوٹر میں درج ہوں گی۔ اگر کوئی عورت دو بچوں کو جنم دینے کے بعد بھی حمل سے گزرے تو اسے زبردستی اسقاطِ حمل کے کلینک میں لے جایا جائے گا اور اسے آئندہ کے لیے بانجھ کر دیا جائے گا۔

جب دجالی قوتیں برتھ کنٹرول پر مکمل عبور حاصل کر لیں گی تو دنیا کا نقشہ کچھ ہوں گا:

”ایک عالمی حکومت اور ون یونٹ مانیٹری سسٹم، مستقل غیر منتخب موروثی چند افراد کی حکومت کے تحت ہوگا جس کے ارکان قرون وسطیٰ کے سرداری نظام کی شکل میں اپنی محدود تعداد میں سے خود کو منتخب کریں گے۔ اس ایک عالمی وجود میں آبادی محدود ہوگی اور فی خاندان بچوں کی تعداد پر پابندی ہوگی۔ وباؤں، جنگوں اور قحط کے ذریعے آبادی پر کنٹرول کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ صرف ایک ارب نفوس رہ جائیں جو حکمران [یہ طبقہ یہود کے علاوہ کون ہو سکتا ہے؟] طبقہ کے لیے کارآمد ہوں اور ان علاقوں میں ہوں گے جن کا تختی اور وضاحت سے تعین کیا جائے گا اور یہاں وہ دنیا کی مجموعی آبادی کی حیثیت سے رہیں گے۔“

(ڈاکٹر جان کولین کی کتاب Conspirators Hierarchy سے ماخوذ)

اے میرے بھائیو! بیدار ہونے کا وقت ہے۔ شریعت کے احکام سمجھ میں نہ بھی آئیں انہیں ماننے کی عادت ڈالو۔ مغربی پروپیگنڈہ بازوں کی خلافِ شرع باتوں کا جواب سمجھ میں نہ بھی آئے پھر بھی ان پر یقین نہ کرو۔ مسلمانوں کی نسل کشی کے لیے خاندانی منصوبہ بندی جیسی ایک نہیں کئی مہمیں چل رہی ہیں۔ ایک ایک کو کیا بیان کریں۔ جو چیز خلافِ شریعت ہے، اسے چھوڑ دو..... ورنہ دنیا بھر میں پھیلے ”برادز اور ماسٹرز“ اپنے ہدف

”عالمی دجالی حکومت“ تک پہنچ جائیں گے اور ہم نجانے کس گروہ میں ہوں گے اور کس انجام سے دوچار ہوں گے؟؟؟



## دجال کہاں ہے؟

یہودیت کی ایک مذہبی دستاویز میں لکھا ہے: ”مسح (یعنی الدجال) کی روح اس جگہ جہاں وہ قید ہے، رویا کرتی ہے اور یہودیوں کے احوال پر غمگین رہتی ہے اور بار بار ان ملائکہ سے جو اسے قید کیے ہوئے ہیں پوچھتی ہے کہ اسے کب نکلنے کی اجازت ملے گی؟“

یہودی ”مسح دجال“، یعنی ”دجال اکبر“ کے جسے وہ مسح داؤد کہتے ہیں، کے موجودہ مقام رہائش یا موجودہ پناہ گاہ کو ظاہر نہیں کرتے۔ یا تو ابلیس نے انہیں بھی اس کا علم واضح اور متعین نہیں دیا ہے یا اگر دیا ہے تو یہودی اکابر اسے بے حد خفیہ راز کی طرح رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کی خفیہ ترین بحثوں میں اس تعلق سے جو بات کہی جاتی ہے وہ نہایت معنی خیز ہونے کے ساتھ ساتھ پُر اسرار بھی ہے۔ ان کی ایک مذہبی دستاویز مشنی (Mishnah) میں ایک نصیحت ہے:

”ممنوع درجوں“ کی بات تین لوگوں کے مابین بھی نہ کی جائے۔ براشیت (تکوین) کی بات دو لوگوں کے درمیان بھی نہ ہو؛ اور ”مرکہ“ کی بات تو کوئی شخص تنہا بھی نہ کرے الا یہ کہ وہ خود ”شیخ“ ہو اور اسے اپنے علم کا علم ہو۔“

یہ ہر اسراریت اور رازداری کی کوششیں اپنی جگہ..... لیکن سچی بات یہ ہے کہ یہود کو دجال کے مقام کا صحیح علم ہے نہ اس تک ان کی حقیقت رسائی ہے۔ آج تک جتنے روحانی یہودی (جادوگر، سفلی عامل) گزرے ہیں مثلاً: سبتائی زیوی، اسرائیل بن ایلی زربعل شیم وغیرہ..... نہ یہ اپنے جادو، شیطانی علم اور خبیث جنات سے رابطے کے ذریعے دجال کا ٹھکانا معلوم کر سکے ہیں، نہ ان کے احبار اور بہان (علماء اور پیر) کو اس کا کچھ علم ہے اور نہ ہی ان کے سائنس دان اور خلا نور داس کی کوئی خبر لاسکے ہیں۔ اللہ پاک نے اپنی سچی کتاب اور سچی نبوت کے ذریعے جو اور جتنا علم مسلمانوں کو دیا ہے، اس کے علاوہ سب غلط ہے۔ یہود کے خواص اس حوالے سے ایک دوسرے کو جس رازداری کی تلقین کرتے ہیں وہ یہودی عوام کے سامنے درحقیقت اپنی جہالت پر پردہ ڈالنے کی کوشش ہے۔

جب یہودیوں کی بات یقینی طور پر غلط ہے تو صحیح بات کیا ہے؟

جن امور کا تعلق غیبات یا ماوراء الطبیعیات سے ہوتا ہے اس میں ہمارے پاس واحد ذریعہ معلومات وحی ہے۔ انسانیت کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں کہ جن چیزوں کو مشاہدے اور ذاتی تحقیق سے دریافت نہیں کر سکتی ان کے بارے میں ایسے ذریعے پر اعتماد کرے جو مستند بھی ہو اور تسلی بخش بھی۔ اور یہ ذریعہ عقل نہیں، وحی ہے۔ وحی کے نور کے بغیر عقل گمراہ ہے اور گمراہی تک لے جانے والی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہستی ہیں جنہیں زمانہ جاہلیت کے شدید دشمن رکھنے والے مخالفین نے بھی ”الصادق الامین“ کا لقب دیا۔ آپ نے زندگی بھر کبھی بھی کسی طرح کا جھوٹ نہیں بولا۔ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی اطلاعات سے زیادہ مستند ذریعہ معلومات انسانوں کے پاس کوئی اور نہیں۔ آئیے! دنیا کی سب سے سچی اور سب سے زیادہ قابل اطمینان زبان سے پوچھتے ہیں کہ ”دجال کہاں ہے؟“ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ خود اسی حدیث شریف میں جس میں



دجال کے موجودہ مقام کا تذکرہ ہے، ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کی تصدیق آپ کی حیات مبارکہ میں ہوگئی تھی جس پر آپ نے خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا:

”جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو وہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا: ”تمام لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ رہیں۔ پھر فرمایا: جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟“ لوگوں نے کہا: ”اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں نے تمہیں نہ تو کسی چیز کا شوق دلانے کے لیے جمع کیا ہے اور نہ کسی چیز سے ڈرانے دھمکانے کے لیے اکٹھا کیا ہے بلکہ میں نے تمہیں یہ بتانے کے لیے جمع کیا ہے کہ تمہیں داری پہلے عیسائی تھا۔ وہ آیا۔ اس نے بیعت کی اور اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس نے مجھے ایسا واقعہ سنایا جو ان باتوں سے تعلق رکھتا ہے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں بتایا کرتا ہوں۔“

اس نے مجھے بتایا کہ وہ لُحْم اور جذام قبیلہ کے تھے آدمیوں کے ہمراہ ایک بحری جہاز میں سمندر کے سفر پر روانہ ہوا۔ سمندر کی لہریں مہینہ بھر انہیں ادھر ادھر دھکیلتی رہیں یہاں تک کہ وہ ایک جزیرے میں پہنچ گئے۔ اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ وہ ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے۔ جب وہ جزیرے میں داخل ہوئے تو ان کو ایک جانور ملا جس کے جسم پر بہت سے بال تھے۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے انہیں اس کے آگے پیچھے کا کچھ پتا نہ چل رہا تھا۔ انہوں نے کہا: تیرا ناس ہو تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ میں جسامہ ہوں۔ انہوں نے پوچھا: ”یہ جسامہ کیا چیز ہے؟“ اس نے کہا: ”اے لوگو! خانقاہ میں موجود اس آدمی کی طرف جاؤ وہ تمہاری خبریں سننے کا بڑے تجسس سے انتظار کر رہا ہے۔“ بیان کرنے والا بتاتا ہے کہ جب اس نے آدمی کا ہم سے ذکر کیا تو ہمیں خوف لاحق ہوا کہ یہ جانور شیطان نہ ہو۔ پھر ہم تیزی سے چلے اور خانقاہ میں داخل ہو گئے۔ وہاں ہم نے بھاری

بھرم قدم کا ٹھکا ایک آدمی دیکھا جس کے گھٹنوں سے ٹخنوں تک بندھی ایک لوہے کی زنجیر تھی اور اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے تھے۔ ہم نے پوچھا: ”تیرا ناس ہو تو کیا چیز ہے؟“ اس نے کہا: ”میرا پتا تمہیں جلد چل جائے گا۔ یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟“ ہم نے کہا کہ ہم عرب سے آئے ہیں۔ ہم جہاز میں سوار ہوئے۔ سمندر میں طوفان آ گیا، ہمیں بھر لہریں ہمیں دھکیلتی رہیں۔ یہاں تک کہ اس جزیرے کے کنارے لے آئیں۔ ہم کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے۔ یہاں ہمیں ایک جانور ملا جس کے بدن پر بہت بال تھے۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے آگے پیچھے کا کچھ پتا نہیں چل رہا تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا: ”تیرا ناس ہو تو کیا چیز ہے؟“ اس نے کہا: ”میں جسامہ ہوں۔“ ہم نے پوچھا: ”یہ جسامہ کیا چیز ہے؟“ اس نے کہا: ”خانقاہ میں موجود اس آدمی کی طرف جاؤ۔ وہ تمہاری خبریں سننے کا بہت شوق سے انتظار کر رہا ہے۔ ہم تیزی سے تمہاری طرف آئے۔ اس ڈر سے کہ کہیں یہ شیطان نہ ہو۔“

اس نے کہا: ”مجھے بیسان کے نخلستان کا حال بتاؤ۔“ ہم نے کہا کہ اس نخلستان کے بارے میں کون سی بات پوچھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: ”میں جانا چاہتا ہوں کہ کیا اس کے درختوں پر پھل آتے ہیں یا نہیں؟“ ہم نے کہا: ”ہاں!“ اس نے کہا: ”مجھے طبریہ کی جھیل کے بارے میں بتاؤ۔ ہم نے پوچھا: ”اس کی کون سی بات جانا چاہتے ہو؟“ اس نے کہا: ”کیا اس میں پانی ہے؟“ ہم نے کہا: ”ہاں! اس میں بہت پانی ہے۔“ وہ بولا: ”اس کا پانی بہت جلد ختم ہو جائے گا۔“ پھر اس نے کہا: ”مجھے زغر کے چشمہ کے بارے میں بتاؤ۔“ ہم نے پوچھا: ”کون سی بات معلوم کرنا چاہتے ہو؟“ زنجیر میں جکڑے آدمی نے کہا: ”کیا چشمہ میں پانی ہے اور لوگ اس پانی سے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں؟“ ہم نے کہا: ”اس میں بہت پانی ہے اور شہر کے رہنے والے اس سے کھیتوں کی آبیاری کرتے ہیں۔“ پھر اس نے



پوچھا: ”مجھے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتاؤ۔ اس نے کیا کیا ہے؟“ ہم نے کہا: ”وہ مکہ سے نکل کر یثرب (مدینہ) میں آ گئے ہیں۔“ اس نے پوچھا: ”کیا عربوں نے اس کے ساتھ جنگ کی؟“ ہم نے کہا: ”ہاں!“ اس نے پوچھا: ”اس نے ان کے ساتھ کیا کیا؟“ ہم نے بتایا کہ ”وہ ارد گرد کے عربوں پر غالب آ چکے ہیں اور انہوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی ہے۔“ اس پر اس نے کہا: ”کیا واقعی ایسا ہو چکا ہے؟“ ہم نے کہا: ”ہاں!“ اس پر اس نے کہا: ”ان کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ اس کی اطاعت قبول کر لیں۔ اب میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں دجال ہوں۔ مجھے عنقریب خروج کی اجازت مل جائے گی۔“ (صحیح مسلم حدیث: 7208، روایت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا)

اس حدیث شریف سے اتنا معلوم ہو گیا کہ دجال کسی اور سیارے میں نہیں، نہ ماوراء الارض کسی طبقے میں ہے، نہ لاہوت لامکان میں ہے۔ وہ اسی زمین پر کسی جزیرے میں مقید ہے۔ اب قبل اس کے کہ ہم یہ سوال چھیڑیں کہ وہ جزیرہ کہاں ہے؟ مذکورہ بالا حدیث شریف میں مذکورہ دجال کے تین سوالات پر غور کرتے ہیں۔ کیونکہ باہر سے آنے والے آدمی سے خصوصیت کے ساتھ ان تین سوالات کا مطلب یہ ہے کہ ان میں کوئی خاص بات پوشیدہ ہے۔ ان سے دجال کا کوئی خاص تعلق ہے۔ وہ تین سوالات یہ ہیں:

### دجال کے تین سوالات

(1) بیسان میں واقع کھجوروں کے باغ میں پھل آتے ہیں یا نہیں؟

(2) طبریہ کی جھیل میں پانی ہے یا نہیں؟

(3) دُغر کے چشمہ کے لوگ کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں یا نہیں؟

ہم ان تین سوالات پر غور کرتے ہیں کہ تا کہ خروج دجال اور ان کے درمیان کے تعلق کو سمجھ سکیں۔ اس کے بعد حدیث شریف میں مذکور ایک خاص نکتے پر سوچیں گے یعنی

جزیرے میں موجود اس شخصیت کے کردار پر جسے ”الجسارہ“ کا نام دیا گیا ہے۔

### (1) بیسان کا باغ:

بیسان فلسطین میں ایک جگہ کا نام ہے۔ اسے سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مشہور کمانڈر صحابی حضرت شرییل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا۔ 1924ء میں خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد جب جزیرۃ العرب کے حصے بخرے ہوئے تو یہ اردن کا حصہ بن گیا۔ 1948ء تک یہ اسلامی ملک اردن کا حصہ تھا۔ مئی 1948ء میں اسرائیل نے بیسان سمیت اردگرد کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور تاحال یہ اسرائیل کے قبضہ میں ہے جو دجالی ریاست ہے۔ یہ علاقہ قدیم زمانے میں کھجوروں کے باغات کے لیے مشہور تھا جس کی تصدیق صحابی رسول نے کی..... لیکن اب یہاں پھل نہیں پیدا ہوتا۔ مشہور مؤرخ اور سیاح علامہ یاقوت حموی اپنی شہرہ آفاق کتاب ”معجم البلدان“ میں فرماتے ہیں کہ میں کئی مرتبہ بیسان گیا ہوں لیکن مجھے وہاں صرف دو پرانے کھجوروں کے باغ ہی نظر آئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں کے باغ پہلے پھل دیتے تھے۔ 626ھ تک جو علامہ حموی کی تاریخ وفات ہے، ان درختوں نے پھل دینا بند کر دیا تھا۔ اللہ اکبر! یہ دجال کی اس بات کی تصدیق ہے کہ ”وہ زمانہ قریب ہے جب ان درختوں پر پھل نہیں آئیں گے۔“ گویا دجال کے خروج کی تین بڑی علامتوں میں سے ایک علامت پوری ہو گئی ہے۔

### (2) بحیرہ طبریہ کا پانی:

دجال کا دوسرا سوال یہ تھا کہ بحیرہ طبریہ کا پانی خشک ہو چکا ہے یا نہیں؟ گویا اس پانی کے خشک ہونے کا دجال کے خروج سے ضرور کوئی تعلق ہے۔ بحیرہ طبریہ اسرائیل کے شمال مشرق میں اردن کی سرحد کے قریب واقع ہے۔ اس کی لمبائی 23 کلومیٹر اور زیادہ سے زیادہ چوڑائی 13 کلومیٹر ہے۔ اور انتہائی گہرائی 157 فٹ ہے۔ اس کا کل رقبہ 166 مربع کلومیٹر



ہے۔ اس پر اس وقت اسرائیل کا قبضہ ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کا پانی بھی بغیر کسی ظاہری وجہ کے رفتہ رفتہ خشک ہوتا جا رہا ہے۔ اسرائیلی حکومت خلیج عقبہ سے پانی کی پائپ لائنوں کے ذریعے یہاں پانی پہنچاتی ہے۔ لیکن بحیرہ طبریہ کا پانی میٹھا اور سمندر کا پانی کڑوا ہے۔ اس لیے اسے میٹھا کرنے کے لیے بڑے بڑے پلانٹ نصب کرنے پڑے ہیں جس سے بڑے پیمانے پر اخراجات آتے ہیں۔ بحیرہ طبریہ کے خشک ساحلوں کی تصویریں کئی سال پہلے ان کالموں کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں۔ اس کا خشک ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ دجال کی زبانی اس کے خروج کی زبانی دوسری علامت بھی پوری ہو چکی ہے۔

### (3) زُغْر کا چشمہ:

دجال کا تیسرا سوال..... جو درحقیقت اس کو خروج کی اجازت ملنے کا وقت قریب آنے کی تیسری علامت ہے..... زُغْر کے چشمے کے بارے میں تھا۔ زُغْر دراصل حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی کا نام ہے۔ آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں۔ ”ربہ“ اور ”زُغْر“۔ بڑی صاحبزادی کو انتقال کے بعد جس جگہ دفنایا گیا وہاں قریب ہی ایک چشمہ تھا جس کا نام ”عین ربہ“ پڑ گیا۔ عربی میں چشمے کو ”عَیْنُ“ کہتے ہیں۔ چھوٹی صاحبزادی کے انتقال پر انہیں بھی ایک چشمے کے قریب دفن کیا گیا تو اس کا نام ”عَیْنُ زُغْر“ (زُغْر کا چشمہ) پڑ گیا۔ یہ جگہ بھی اسرائیل ہی میں بحر مردار (Dead Sea) کے مشرق میں ہے۔ دجال کی تفتیش اور تجسس کے عین مطابق یہ تیسری جگہ بھی اسرائیل میں واقع ہے اور اس کا پانی پوری طرح خشک ہوتے ہی اسے خروج کی اجازت مل جائے گی۔

### دجال کے جاسوس:

حدیث شریف میں دجال کے ان تین سوالوں کے علاوہ ایک اور نکتہ قابل ذکر ہے۔ صحابی نے فرمایا: ”جزیرے میں ہمیں ایک عجیب و غریب مخلوق ملی جس کے بدن پر

بہت بال تھے۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے آگے پیچھے کا پتا نہیں چل رہا تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا: تیرا ناس ہو۔ تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا میں جاسوس ہوں۔“

”جاسوس“ جاسوسی کرنے والے (جاسوس یا جاسوسہ) کو کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس جزیرے پر دجال کے علاوہ جو واحد جاندار موجود تھا وہ جاسوسی پر متعین ایک عجیب و غریب مخلوق تھی۔ اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ جاسوسی اور اطلاعات کا حصول دجال کا اہم ترین حربہ ہوگا۔ اطلاعات کا حصول نگرانی اور خفیہ اطلاعات کا حصول خفیہ نگرانی سے ہوتا ہے۔ دجال دنیا بھر میں اپنے کلی اقتدار کے قیام و استحکام کے لیے خفیہ نگرانی کا جال بچھائے گا اور زمین پر موجود کسی تنفس کو اپنی اکلوتی آنکھ کے دائرے سے باہر نہ جانے دے گا۔ اس کے لیے کچھ ایسی چیزیں ابھی سے شروع ہو گئی ہیں جو دجال کے اس ہمہ گیر گرفت اور جابرانہ جکڑ بندی کی راہ ہموار کر رہی ہیں۔ مثلاً:

### 1- ڈیٹا انفارمیشن:

کچھ عرصے سے پوری دنیا میں ہر ذی روح کے کوائف جمع کرنے کا ایک نظام متعارف ہو رہا ہے جو دھیرے دھیرے اپنا دائرہ کار بڑھا رہا ہے۔ بظاہر اس کا عنوان متاثر کن ہے۔ مثلاً: ملکی سلامتی کے لیے وطن کے اصل باشندوں کے کوائف جمع کرنا۔ چنانچہ روئے زمین پر بسنے والے اکثر بنی آدم کے نام، پتے، تصویریں، انگلیوں کے نشانات کسی نہ کسی عنوان سے کہیں نہ کہیں محفوظ کیے جا چکے ہیں۔ کسی فرد کے بارے میں مکمل معلومات انگلی کی ایک حرکت سے اسکرین پر لائی جاسکتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ملکی سلامتی کے لیے ضروری ہے..... لیکن اس کا کیا جائے کہ ملکی سلامتی کے لیے اربوں روپے خرچ کر کے جمع کیا جانے والا یہ مواد بلجیم کے دارالحکومت برسلز بھیج دیا جاتا ہے اور ہر فرد کو نیٹو کی زیر نگرانی کام کرنے والے ایک ماسٹر کمپیوٹر کی تکمیل ڈال دی جاتی ہے۔ نادر ایسے ادارے اسی لیے وجود



میں لائے گئے ہیں کہ کچھ سالوں بعد تک کوئی بھی فرد خفیہ نگران کاروں سے چھپا نہ رہ سکے۔ وہ جہاں جائے ناویدہ آنکھوں کی خفیہ نگرانی کے حصار میں رہے۔ مختلف افراد کے بارے میں معلومات اور اطلاعات مہیا کرنے کے لیے ڈیٹا کمپنیاں وجود میں آ گئی ہیں جو مختلف اشیاء کے گاہکوں یا استعمال کنندگان کے نام پتے، فون نمبر، ای میل ایڈریس فراہم کرتی ہیں۔ اپنے کاروبار کو فروغ دینے کے خواہشمند بزنس مین ان سروے کمپنیوں کی جانب سے مہیا کی گئی معلومات پر انحصار کرتے ہیں۔ اسے ”کنزیومر سروے“ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ہیلتھ سروے اور دیگر سروے ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے نتیجے میں حاصل ہونے والی معلومات بھی براہ راست برسرِ پہنچ جاتی ہیں۔ آپ کی نظروں سے کئی مرتبہ اس قسم کے سروے فارم گذرے ہوں گے جنہیں آپ نے معمول کی کارروائی سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہوگا۔ ”برادری“ بھی چاہتی ہے۔ عوام کو استعمال کرنے کا جدید طریقہ یہی ہے۔ انہیں یہ چیز نارمل اور معمول کے مطابق محسوس ہو۔

جب ایک فرد کسی بڑے اسٹور مثلاً ایسڈا، ٹیسکو یا سینز بری میں شاپنگ کے لیے جاتا ہے تو اسے لائٹنی کارڈ پیش کیا جاتا ہے جو آپ کو ڈسکاؤنٹ دلاتا ہے۔ اس لائٹنی کارڈ میں خریدار کے بارے میں معلومات درج ہوتی ہیں۔ مثلاً اس کا ایڈریس، فون نمبر، وہ شاپنگ جو اس نے کر رکھی ہے اور وہ برانڈز جو اسے پسند ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اسٹور میں نصب کیمرے خریدار کی ہر حرکت محفوظ کرتے رہتے ہیں۔ ان کیمروں کے ذریعے خریدار کی نقل و حرکت اور دلچسپی کا بھی پتا چلتا رہتا ہے۔ کون سی مصنوعات اس نے فوراً اٹھالیں اور کن مصنوعات کے بارے میں وہ متذبذب رہا؟ اور کن کو اس نے ناپسند کر کے متبادل کی طرف ہاتھ بڑھایا؟ بالآخر ان کارڈز میں درج معلومات بھی سپر کمپیوٹر میں محفوظ کرنے کے لیے روانہ کر دی جاتی ہیں۔ مغرب کے نگران کاروں کے پاس شرق کے باسیوں کا ڈیٹا جمع کرنے کا

ایک ذریعہ ”این جی اوز“ ہیں۔ یقین نہ آئے تو شاہد حمید کی کہانی سن لیجیے۔

”شاہد حمید“ جذبہ حب الوطنی سے سرشار ایک نوجوان تھا جو پاکستان کے لیے کچھ کرنا چاہتا تھا۔ اس شوق کی تکمیل کے لیے وہ اکاؤنٹس کی حیثیت سے اپنی طویل ملازمت کو خیر باد کہہ کے ایک این جی اوز میں شامل ہو گیا۔ اس کا کام شہروں کے مضافات میں رہنے والے ایسے ہر فرد کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنا تھا جو کم از کم دس افراد پر اثر انداز ہو سکے۔ یہ معلومات متعلقہ فرد کے مرتبہ تعلیم، مذہب، اولاد اور دلچسپیوں پر مشتمل تھیں۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ مذکورہ معلومات غریب لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لیے ضروری ہیں وہ دن رات جوش و جذبہ کے ساتھ کام کرتا رہا۔ اسے قطعاً علم نہیں تھا کہ وہ ایک ایسا Data اکٹھا کرنے کے لیے استعمال ہو رہا ہے جو ایک عالمی حکومت کے TSP کے لیے سپر کمپیوٹر کو فیڈ کیا جائے گا۔ TSP سے مراد Total Surveillance Program (مکمل نگرانی) ہے۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ جتنی معلومات ارسال کر رہا ہے اسے این جی اوز کے ڈائریکٹرز خاموشی سے وصول کیے جا رہے ہیں جبکہ عملدرآمد کے لیے کچھ نہیں کیا جا رہا۔ یہ صورت حال جاری رہی، یہاں تک کہ اس نے بار بار استفسار کیا کہ ان معلومات کا استعمال کیا ہوگا؟ اس اسرار کو سمجھنے کے لیے بار بار کوشش کے باوجود ناکام ہونے پر وہ دل برداشتہ ہو کر واپس اپنی پرانی ملازمت میں آ گیا۔ خوش قسمتی سے اس کا پاس ان معاملات کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ چنانچہ اس نے خندہ پیشانی کے ساتھ اسے واپس ملازمت میں لے لیا۔ اسے معلوم ہوا کہ ”برادری“ کے لوگ نہ صرف این جی اوز کے ذریعے ضروری معلومات اکٹھی کرتے ہیں بلکہ پرسنل ڈیٹا ڈسک چوری کر کے بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ اس کی ایک مثال نرسوں کے ریکارڈ کی چوری جسے روزنامہ جنگ کے رپورٹر نے درج ذیل رپورٹ میں آشکارا کیا لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہ رہی تھی:



”اسلام آباد (جنگ رپورٹر) باوثوق ذرائع کے مطابق پاکستان نرسنگ کونسل ہیڈ کوارٹرز سے ایک ہارڈ ڈسک اور کمپیوٹر ریم چوری ہو گئی ہے جس میں ہزاروں نرسوں کا ڈیٹا موجود ہے۔ بتایا گیا ہے کہ پاکستان نرسنگ کونسل کی ایگزیکٹو کمیٹی کا ایک اجلاس مسز فیض عالم کی سربراہی میں ہوا۔ جس نے اسلام آباد پولیس کو اس چوری کی مزید تفتیش کرنے سے روک دیا ہے۔“ حیرت ہے کہ پولیس کو اس چوری کی تفتیش سے آخر کیوں روک دیا گیا؟

(روزنامہ جنگ لندن، منگل، 29 اگست، 2000ء)

یہ کام عورتوں میں دلچسپی رکھنے والے کسی جنونی کا نہیں۔ یہ مکمل سازش ہے 1998-99ء میں ایک امریکی کمپنی پاکستان کی سڑکوں/گلیوں کی پیمائش ایک ایک انچ کے حساب لے رہی تھی۔ اس کمپنی نے اپنا کام مکمل کیا۔ اپنا سامان باندھا اور پرواز کر گئی۔ پاکستان میں کسی سرکاری یا غیر سرکاری فرد نے ان سے یہ پوچھنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ اتنی باریک پیمائش کا مقصد کیا ہے؟

کینیڈا لائٹری ایک اور دام ہے جسے تیسری دنیا سے ڈینا اکٹھا کرنے کے لیے فری میسنری استعمال کرتی ہے۔ ممکنہ طور پر فنکر پرنٹس بھی حاصل کیے جاتے ہیں۔ ہر سال اس لائٹری میں تین ملک شامل کیے جاتے ہیں۔ صرف 70 ہزار (ان میں سے کسی ایک کا بھی نام منظر عام پر نہیں آتا..... لیکن یہ وہ خوش نصیب ہیں جنہیں اپنی ارض موعودہ، مواقع کی سرزمین، فری میسنوں کی سرزمین، کینیڈا آف امریکا کی شہریت ملے گی۔

2- گگراں کیمرے:

دنیا بھر میں گگرائی کا ”فریضہ“ انجام دینے والے کیمرے جا بجا نصب ہو گئے ہیں اور تیزی سے ہر جگہ پھیل رہے ہیں۔ کراچی میں بڑی شاہراہوں کے علاوہ حبیب چورنگی جیسی جگہ میں بھی کیمروں سے لدا ہوا بلند و بالا ٹاور نصب ہے جسے دیکھ کر اپنے ملک کی

”تیز رفتار ترقی“ پر شک آتا ہے۔

عام طور پر کیمروں کی موجودگی کا جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اس طرح جرائم سے تحفظ، لوگوں کی جان و مال کی حفاظت اور شاہراہوں پر تیز رفتار ڈرائیونگ روکتے ہیں مدد ملتی ہے لیکن اصل مقصد ”نگرانی“ ہے اور اس مقصد کے لیے کرہ ارض کے ارد گرد درجنوں سیٹلائٹس (مصنوعی سیارے) ہیں۔ یہ سیٹلائٹ اپنے کیمروں کے ذریعے زمین کے ایک ایک مربع گز کی واضح ترین تصویر حاصل کر کے کھوئی ہوئی سوئی بھی تلاش کر لیتے ہیں لیکن وہ ابھی تک گھروں کے اندر ہونے والی سرگرمیاں نہیں دیکھ سکتے۔ چھتوں کے نیچے ہونے والی سرگرمیوں کے بارے میں جاننے کے لیے انہیں سروے انفارمیشن پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ جن کا ذکر ابھی گزرا۔ آپ کے گھر سے نکلنے اور واپس آنے تک آپ پر نظر رکھی جاتی ہے۔ گلیوں میں نصب کیمروں، دکانوں، بسوں، ریل گاڑیوں میں نصب کیمروں کے ذریعے آپ کی نقل و حرکت پر نظر رکھی جاتی ہے۔ ٹرانسپورٹ کیمرے تو نہایت حساس اور مٹن کے سائز کے ہوتے ہیں۔ برادری کے ”بگ برادر“ آپ کو ہر جگہ دیکھ رہے ہیں۔

### 3۔ چینل اور کمپیوٹر:

جب آپ واپس گھر آ جاتے ہیں تو سیٹلائٹ چینل سبسکرپشن اور Pay as you watch کے ذریعے ”انہیں“ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کون سے چینلز میں دلچسپی رکھتے ہیں؟ آپ کے ٹیلی فون ریکارڈ کے ذریعے ”وہ“ آپ کے خاندان اور دوستوں کے بارے میں بھی جانتے ہیں۔ آپ کے کمپیوٹر کے ذریعے انہیں علم ہے کہ آپ کون سی ویب سائٹس وزٹ کرتے ہیں۔ کون سی ای میل آپ کو ملتی ہے اور آپ کے کمپیوٹر لنکس کیسے ہیں؟ کچھ کلیدی لفظ Key Words ہیں جو مشکوک ہیں۔ انہیں کیوئی کیشن سسٹم (مواصلاتی نظام) میں فیڈ کر دیا گیا ہے، مثلاً: اُسامہ بن لادن۔ آپ انہیں آن لائن لکھیں یا ادا کریں۔



خصوصی نگرانی از خود آپ کو اپنے فوکس میں لے لیتی ہے۔ آپ چاہے فون پر ہوں، ای میل کریں یا کوئی ویب سائٹ وزٹ کر لیں۔ آپ کی جاسوسی شروع ہو جائے گی۔ یہ ہے جسامہ.....

#### 4- سفری ٹکٹ:

آج کل ٹکٹ بنوانے کے لیے ذاتی معلومات دینی پڑتی ہیں۔ فون نمبر لکھوانا پڑتا ہے۔ اندرون ملک پروازوں کے لیے بھی شناختی کارڈ لازمی ہوتا جا رہا ہے۔ عمرہ یا حج پر جانا اور بیرون ملک سفر کرنا تو اپنے آپ کو ہر لمحے نا دیدہ اکلوتی آنکھ کے آلہ کاروں کی نگرانی میں دینے کا مترادف ہے۔ یہ دراصل باشندگان کرہ ارض کے گرد ہمہ وقت نگرانی کا حصار سخت کرنے کی طرف پیش رفت ہے۔

#### 5- رقوم کی منتقلی:

دجالی قوتوں نے سرمایہ کی منتقلی پر کس قدر گہری نظر رکھی ہوئی ہے، اس کا اندازہ اس سے کریں کہ بیرون ملک سے کوئی شخص کسی فرد یا ادارے کو رقم بھیجنا چاہے تو یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک نیویارک سے اس کی کلیئرنس نہ ہو جائے۔ اندرون ملک رقوم بھجوانے کے لیے بھی بیسیوں سوالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نہ صرف عوام کی زندگی تنگ ہوتی جا رہی ہے بلکہ اس کے گرد دجال کی جاسوس طاقتوں کا گھیرا بھی تنگ ہو رہا ہے۔

## دجال کا مقام

اب اہم اصل سوال کی طرف لوٹتے ہیں۔ دجال اکبر کہاں ہے؟ کس جگہ روپوش ہے؟ اگر اسی زمین پر ہے جس کا چپہ چپہ چھان مارا جا چکا ہے، جس کا ذرہ ذرہ سیٹلائٹ کی نگرانی میں ہے، تو اس کا انکشاف کیوں نہیں ہوتا؟ اس تک پہنچا کیوں نہیں جاسکتا؟

یہودی علماء (احبار و رہبان) ”دجال اکبر“ کے موجودہ مسکن کے حوالے سے نہایت تضاد بیانی کا شکار ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ دجال اکبر ”قن“ یا ”قنم“ میں ہے۔ ”قنم“ کے معنی کبھی چڑیا کا گھونسلا کرتے ہیں۔ کبھی لکڑی کا تابوت اور کبھی پہاڑ کا غار۔ کبھی اس کا قید خانہ، ماوراء الارض طبقات میں بتاتے ہیں، کبھی زمین کے قریب سیاروں میں، کبھی خلا کے نامعلوم مقام میں..... اسے وہ ”جبل“ یا ”زبل“ کہتے ہیں۔ ان کے مطابق یہ مسیح الدجال کی موجودہ رہائش گاہ ہے۔ جہاں ان کا نجات دہندہ اس وقت رہتا ہے۔ یہی رہائش گاہ اس کے ظہور کے وقت روئے ارض پر آ کر یروشلم میں قائم ہو جائے گی۔ یہود کے بددیانت علمائے سوء کے مطابق اصل ہیکل اور قربان گاہ بھی وہیں ہے جہاں مسیح الدجال روپوش ہے۔ مسیح کا آنا دراصل اس ہیکل اور روئے زمین پر قائم کرنے کے لیے ہوگا۔ یہ



سب اپنی جہالت پر پردہ ڈالنے کی کوشش اور ٹامک ٹوئیاں ہیں۔ سچی بات وہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادی ہے کہ وہ اسی زمین پر ہے۔ مشرق کی جانب میں ہے۔ ایک جزیرے میں ہے۔ فرشتوں کی قید میں ہے اور وقت سے پہلے ساری دنیا کے سیٹلائٹ مل کر اسے تلاش کر سکتے ہیں نہ پوری دنیا کے یہودی مل کر اسے چھڑوا سکتے ہیں۔

یہ بات مکمل طور پر صحیح نہیں کہ سیٹلائٹ کے ذریعے زمین کے چپے چپے کو چھان مارا گیا ہے اور خشکی و سمندر کی مکمل سکینگ ہو چکی ہے۔ ابھی حال ہی میں خبر آئی تھی کہ برازیل کے جنگلوں میں ایسے وحشی قبیلے کا انکشاف ہوا ہے جہاں جدید دور کے انسان کے قدم آج تک نہیں پہنچے۔ لہذا یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ دنیا میں اب بھی بہت دشوار گزار جگہیں ہیں جہاں ”نادیدہ آنکھ“ اب تک نہیں پہنچ سکی۔

ابلیسی سمندر اور شیطانی تکون:

حدیث شریف میں آتا ہے:

(یہ واقعہ سنانے کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصا منبر پر مار کر فرمایا: ”یہ ہے طیبہ۔ یہ ہے طیبہ [یعنی مدینہ منورہ]۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تم کو یہی بتایا کرتا تھا۔ جان لو کہ دجال شام کے سمندر (بحیرہ روم) میں ہے یا یمن کے سمندر (بحر عرب) میں ہے۔ نہیں! وہ مشرق میں ہے! مشرق میں! اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔“ (صحیح مسلم: حدیث 7208)

اب جزیرۃ العرب سے مشرق کی جانب دیکھا جائے تو دو جگہیں ایسی ہیں جنہیں مغرب کے عیسائیوں کے ہاں بھی ”شیطانی سمندر“، ”شیطانی جزیرے“ یا ”جہنم کا دروازہ“ کہا جاتا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ دونوں کا آخری سرا امریکا سے جاملتا ہے۔

(۱) مشرق بعید میں بحر الکاہل کے ویران اور غیر آباد جزائر آتے ہیں..... ان کے

ارد گرد کے گہرے اور خوفناک پانیوں کا نام ہی ”شیطانی سمندر“ (Devils Sea) ہے۔ یہ جنوب مشرقی جاپان، آویجیاتی یونین اور جزائر ماریانہ کے قریب ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہاں کوئی بھی اسلامی ملک نہیں پھر اسے ”شیطانی سمندر“ کا عالمی نام کس نے دیا؟ مسلمان ایسی نکتہ طرازی کریں تو سمجھ میں آتی ہے، غیر مسلموں نے اسے کیوں ابلیسی ٹھکانہ قرار دیا؟

یہاں یہ بات بھی مد نظر رہے کہ مشرق کی جانب واقع سمندر میں امریکا کی ایک سمندری ریاست بھی موجود ہے۔ امریکا کی پچاس ریاستیں ہیں جب کہ اس کے پرچم پر موجود پچاس ستاروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان میں سے اڑتالیس تو اکٹھی ہیں۔ دو ذرا فاصلے سے ہیں:

(۱) الاسکا۔ اس کے اور امریکا کے بیچ میں کینیڈا حائل ہے۔ یہ 1867ء تک روس کے پاس تھی۔ اس کے اور روس کے بیچ میں صرف درہ بیرنگ نامی تنگ سمندری گذرگاہ ہے۔ جو 170 ڈگری شمالاً جنوباً واقع ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے یہ شمالی امریکا کی حدود میں آتی تھی اور امریکی براعظم میں ایشیائی روس کی موجودگی امریکیوں کو نہایت کھلتی تھی۔

امریکا کے سترہویں صدر اینڈریو جانسن کی زندگی میں سب سے بڑی کامیابی یہ تھی کہ انہوں نے 18 اکتوبر 1867ء کو الاسکا کا 5 لاکھ 86 ہزار مربع میل پر پھیلا ہوا برفستان زار روس الیگزینڈر دوم (1881ء-1855ء) سے سات ملین ڈالر کی مالیت کے برابر ہونے کے بدلے خرید کر امریکی وجود کو روسی داغ سے پاک کر لیا۔ اس طرح الاسکا اپنے وسیع رقبے اور قیمتی معدنیات کے ساتھ انچاسویں ریاست کی حیثیت سے شرف بہ امریکا ہوا۔

(۲) جزیرہ ہوائی جس کا صدر مقام ”ہونولولو“ ہے۔ اس کا رقبہ گیارہ ہزار مربع میل ہے۔ یہ 1898ء میں پچاسویں ریاست کے طور پر امریکا میں شامل ہوا۔ بحر الکاہل کے بیچ میں ہے اور بحر الکاہل وہی سمندر ہے جس کا ایک مقام ”ماریانہ ٹرنچ“ دنیا کی گہری ترین جگہ



ہے، جس کی تہہ میں خوفناک آتش فشاں ہیں، جس میں زیر آب زلزلے آتے رہتے ہیں..... اور..... جس کا ایک حصہ ”شیطانی سمندر“ کے نام سے مشہور ہے۔

(2) اور پھر..... بحر الکامل کے پار امریکا ہے۔ امریکا کے قریب سمندر میں ایسا تکنونی خطہ ہے جس کے متعلق عجیب و غریب قصے کہانیاں مشہور ہیں۔ ان میں حقیقت کم اور افسانہ زیادہ ہے۔ حقیقت اتنی ہے کہ یہ ”شیطانی ٹکون“ ہے۔ ”ٹکون“ سے آپ کے ذہن میں کیا بات آتی ہے۔ ٹکون کہاں استعمال ہوتی ہے؟ کس فرتے کا مخصوص نشان ہے؟

کس ملک کے نوٹ پر اہرام نما ٹکون چھپی ہوئی ہے؟ ”برمودا ٹرائی اینگل“ آج کی ترقی یافتہ سائنس کے لیے بھی ایک معنی ہے۔ جدید ترین طیاروں اور بحری جہازوں کے آلات اس خطے میں داخل ہوتے ہی بے کار ہو جاتے ہیں۔ قریب پہنچتے ہی متاثر ہونے لگتے ہیں۔ اس کے اندر اللہ پاک کسی کو اپنی قدرت سے لے جائے تاکہ وہ دنیا والوں کو آگاہ کر سکے تو اس کی خصوصیت ہے۔ عام آدمی کے بس کی بات نہیں۔ زمین چونکہ گول ہے اس لیے اگر دجال کے مقام کو مبہم رکھنے کے لیے مشرق کی طرف اشارہ کیا جائے جو کہ آگے جا کر بہر حال (زمین کے گول ہونے کی وجہ سے) مغرب تک پہنچے گا تو یہ درج بالا حدیث شریف کی ایک ممکنہ تاویل ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس سے زیادہ قوی تاویل وہ ہے جو ایک مصری محقق عیسیٰ داؤد نے اپنی کتاب ”مٹلٹ برمودا“ میں کی ہے کہ پہلے دجال بحر الکامل کے ان ویران جزائر میں قید تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اسے بیڑیوں سے تور ہائی مل گئی۔ وہ زنجیروں سے آزاد ہو گیا ہے اور اپنے خروج کی راہ ہموار کر رہا ہے، لیکن اسے ابھی خروج کی اجازت نہیں ملی لہذا وہ ”شیطانی سمندر“ سے ”شیطانی ٹکون“ تک رابطے میں ہے جس کے قریب شیطانی تہذیب پروان چڑھ کر نکتہ عروج کو پہنچنے ہی والی ہے۔

بحر شیطان سے مٹلٹ شیطان تک: بحر الکامل کے شیطانی سمندر اور بحر اوقیانوس کی

”شیطانی تکنون“ میں کئی خصوصیات کے اعتبار سے مماثلت پائی جاتی ہے جو یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ ان دونوں میں کوئی ایسا تعلق ضرور ہے جو دنیا کی نظر سے پوشیدہ ہے اور یہ تعلق لازماً شیطانی ہے، رحمانی یا انسانی نہیں۔ مثلاً:

(1) دنیا میں یہ دونوں ایسی جگہیں ہیں جہاں قطب نما کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ دونوں میں متعدد ہوائی اور بحری جہاز غائب ہو چکے ہیں۔ بحر شیطان میں کم اور مثلث شیطان (برمودا) میں زیادہ۔ انتہائی تعجب خیز بات یہ ہے کہ ان دونوں جگہوں کے درمیان ایسے جہازوں کو سفر کرتے دیکھا گیا ہے جو بہت پہلے غائب ہو چکے تھے۔

(2) دونوں کے اندر ایسی مقناطیسی کشش یا برقی لہریں یا لیزر شعاعیں قسم کی چیز موجود ہے جو ہماری بجلی سے ہزار گنا طاقتور ہے۔ یہ انتہائی طاقتور لہریں ہوائی یا بحری جہازوں کو توڑ مروڑ کر نکل کر ان کا نام و نشان مٹا دیتی ہیں۔

(3) دونوں کے درمیان اُژن طشتریاں اُڑتی دیکھی گئی ہیں جنہیں امریکی میڈیا کی مخصوص ”ناویدہ طاقتیں“ خلائی مخلوق کی سواری قرار دیتی ہیں جبکہ وہ دجال کی تیز رفتار سواری بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے: ”دجال کے گدھے کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا اور اس گدھے کا ایک قدم تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا اور وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر سمندر میں ایسے گھس جائے گا جیسے تم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چھوٹی نالی میں گھس جاتے ہو۔“ (کتاب الفتن، نعیم بن حماد۔ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تین دن کی مسافت ایک قدم پر تقسیم کی جائے تو تقریباً 82 کلومیٹر فی سیکنڈ بنتے ہیں۔ اُژن طشتریاں جہاں انتہائی تیز رفتار ہوتی ہیں وہاں وہ فضا کی طرح سمندر کی گہرائی میں بھی گھس کر سفر کر لیتی ہیں نیز اپنا حجم چھوٹا یا بڑا کرنے اور فضا میں ٹھہر جانے یا زمین میں



کہیں بھی اتر جانے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ امریکا کا یہودی میڈیا ان کے متعلق سامنے آنے والے حقائق چھپاتا رہتا ہے۔ کچھ ماہرین نے انہیں منظر عام پر لانے کی کوشش کی تو انہیں قتل کر دیا گیا۔ یہ موضوع تفصیل چاہتا ہے۔ اس پر ان شاء اللہ الگ سے لکھا جائے گا۔

(4) دونوں جگہوں کو خواص و عوام قدیم زمانے سے شیطان کی طرف نسبت کرتے ہیں اور یہاں ایسی قوتوں کی کارستانیوں کے قائل ہیں جو انسانیت کی ہمدرد نہیں، خوفناک، پُراسرار اور جان لیوا ہیں..... لیکن ان کے گرواسرار کے ایسے پردے آویزاں کر دیے گئے ہیں کہ بال کی کھال اُتارنے والے مغربی میڈیا اور چیونٹی کے بلوں میں گہرے فٹ کر کے ان کی طرز زندگی پر تحقیق کرنے والے مغربی سائنس دان مہربہ لب ہیں بلکہ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ ان دونوں جگہوں کے درمیان سفر کرتی نظر آنے والی اُژن طشتریوں کی حقیقت تک پہنچنے والے دو سائنس دانوں ڈاکٹر مورلیس صیب اور ڈاکٹر جیس ای میکڈونلڈ کو ہلاک کر دیا گیا اور ان کی ہلاکت کو خود کشی کا نام دے کر اس راز کو دنیا سے چھپانے اور دفن کرنے کی کوشش کی گئی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دجال کی قید گاہ کے بارے میں تین جگہوں کا نام لیا۔ دو کی نفی کی اور ایک کی تائید کی کہ دجال وہاں مقید ہے۔ ان تینوں میں سمندر کا نام آتا ہے۔ اس کی تشریح ایک دوسری حدیث سے ہوتی ہے کہ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”ابلیس اپنا تخت سمندر پر لگاتا ہے۔ لوگوں کو فتنے میں ڈالنے کے لیے اپنا لشکر روانہ کرتا ہے۔ جو اس کے لشکر میں سب سے زیادہ فتنہ پرور ہوتا ہے وہ ابلیس کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔“ مسلم شریف کے شارح علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ابلیس کا مرکز ہے یعنی ابلیس کا مرکز سمندر میں ہے۔

اس سے ہمیں دجال کے مقام کو سمجھنے میں کچھ مدد ملتی ہے۔ وہ اس طرح کہ دجال ابلیس کے ترکش کا سب سے کارآمد اور زہر میں بجھا ہوا تیر ہے۔ اللہ کی سچی خدائی کے مقابلے میں جھوٹی خدائی قائم کرنے کے لیے ابلیس کا سب سے اہم ہتھیار اور کارآمد حربہ جال ہے۔ ان دونوں کی باہمی ملاقات اور شیطانی قوتوں کی دجال کے ساتھ بھرپور امداد احادیث سے ثابت ہے۔ کیا عجب کہ ابلیس کے مرکز میں ہی دجال مقید ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسے شیطانی سمندر اور شیطانی جزائر میں مقناطیسی کشش پیدا کر کے عام انسانوں سے مخفی کر رکھا ہو۔

### دجالی شعبدوں کی دو تشریحات:

احادیث میں دجال کو دیے گئے جن محیر العقول شعبدوں کا ذکر آتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ ان کا تعلق بھی انہی مقناطیسی لہروں یا لیزر شعاعوں سے ہے۔ ان شعاعوں کے ذریعے وہ کام کیے جاسکتے ہیں جن کو دیکھ کر کمزور ایمان اور ناقص علم والے تو جھوٹے خدا کو سچا ماننے میں دیر نہیں کریں گے۔ یہ کام دو طرح کے ہو سکتے ہیں:

(1) بعض میں تو حقیقت وہ ہوگی جو دکھائی دے رہی ہے۔ یعنی ان شعاعوں کو کسی انسان یا انسانوں کے مجمع پر ڈالا جائے تو وہ پکھل کر غائب ہو جائے گا۔ کھیتوں پر ڈالا جائے تو سرسبز کھیت جل کر راکھ ہو جائیں گے اور بنجر کھیت لہلہانے لگیں۔ مادرزاد اندھے کی بینائی لوٹا دینا، لاعلاج امراض کا علاج کر دینا، جاندار کو مار ڈالنا یا غائب کر دینا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کچھ ان شعاعوں کے ذریعے پلک جھپکتے میں ممکن ہوگا۔

(2) دوسری قسم وہ ہے جس میں نظر بندی ہے۔ حقیقت وہ نہیں ہوگی جو نظر آ رہی ہے۔ مثلاً: کثیر المنزلہ عمارتوں، دیوہیکل جہازوں کو غائب کر دینا۔ سمندر کی تہہ میں یا زمین کی گہرائی میں موجود پلیٹوں کو ہلا کر زلزلہ پیدا کرنا۔ زندہ انسان کو دو ٹکڑے کرنا اور پھر زندہ



کر دینا۔

یہودی سائنس دانوں نے ان شعاعوں کو جو ان دوشیطانی جزائر میں پائی جاتی ہیں، محفوظ کرنے اور حسب منشا استعمال کرنے میں ابتدائی کامیابی حاصل کر لی ہے۔ یہ اس قدر طاقتور ذریعہ توانائی ہے کہ موجودہ سائنس کی تمام ایجادات اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتیں۔ ہوائی جہاز کو تو چھوڑیں، اگر اس کو کار میں استعمال کیا جائے تو وہ مروجہ روایتی توانائی سے چلنے والی کاروں سے لاکھوں گنا..... ہزاروں نہیں لاکھوں گنا..... تیز رفتاری سے چلے گی۔ وہال جس قسم کی اڑن طشتریوں پر سواری کرے گا اس میں یہی توانائی استعمال ہوگی۔ اس کی حیرت انگیز شعبہ بازیوں کی پشت پر یہی توانائی کار فرما ہوگی اور کمزور ایمان والوں کو گمراہ کر چھوڑے گی۔ آج کل یہود آخری معرکے کی تیاری کر رہے ہیں اور دنیا کا ذہن بنا رہے ہیں کہ ”نجات دہندہ“ کی آمد قریب ہے۔ عنقریب جیسے ہی وہ اس پر حسب منشا کنٹرول حاصل کریں گے، انسانیت کے خلاف فیصلہ کن جنگ کا بانگ دہل اعلان کر دیں گے۔ ان کے خیال میں یہ ناقابل شکست ٹیکنالوجی ہے جو وہال کی ”عالمی حکومت“ کے قیام میں حائل ہر رکاوٹ کو بہالے جائے گی۔..... بلکہ وہ تو اس سے بھی آگے کی سوچ رہے ہیں کہ یہ لیزر ٹیکنالوجی ان کو موت پر قابو دلوادے گی کیونکہ موت ان کے لیے یقینی طور پر جہنم کا دروازہ ہے..... اور سنئے! حقیقت یہ ہے کہ وہ اس سے بھی آگے کی سوچ رہے ہیں کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، اللہ رب العزت کو قتل کر کے زمین و آسمان کی بادشاہت اپنے نام کر لیں۔ لیکن ان کی غلطی یہ ہے کہ وہ اس موقع پر بھول جاتے ہیں کہ سب طاقتوں کے اوپر ایک طاقت موجود ہے۔ شیطانی مادی طاقتوں کی جہاں انتہا ہوتی ہے، وہاں رحمانی روحانی طاقت کی ابتدا ہوتی ہے۔ اللہ کو اپنی مخلوق سے محبت ہے خصوصاً اسے سجدہ کرنے اور اس کی خاطر جان دینے والے بے لوث جانثاروں سے اسے عشق ہے۔ وہ ان کی قربانیوں کو رائیگاں نہیں جانے

دے گا۔ وہ ان شعاعوں کے مقابلے میں مجاہدین کے امیر حضرت مسیح علیہ السلام کو ایسی شعاعوں کی طاقت دے گا کہ جہاں تک ان کی نظر جائے گی کافر مرتے جائیں گے اور دنیا کو برمودا کی شعاعوں کا شعبہ دکھانے والا دجال تو ان کو دیکھتے ہی پھٹنے لگے گا۔ اور اس کے ساتھ موجود یہودیوں کو قلیل تعداد اور بے سروسامان مجاہدین ہر پتھر اور درخت کے پتھروں سے پکڑ پکڑ کر برآمد کر لیں گے اور جن جن کو ختم کریں گے۔ یہودیت، شیطنیت اور دجالیات ہمیشہ اس حقیقت کو بھول جاتی ہے۔ اس کو مادی طاقت کا زعم رہتا ہے اور دنیا بھی ان کی طاقت سے مرعوب ہو کر خدائی احکام اور جہاد فی سبیل اللہ سے منہ موڑ لیتی ہے۔ یہ انسانیت کی بد قسمتی ہے۔ جو حشر ہوش ربا یہودی اور اس کی ہم نوا صیہونی طاقت کا افغانستان میں ہو رہا ہے۔ وہی حشر دجال کی ”نا قابل شکست ٹیکنالوجی“ کا آرمی گاڈون کے میدان میں ”افیق“ کی کھائی میں ہوگا۔

دجالی شعبدوں کو ناکام بنانے کا طریقہ:

- نصوٰر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابن صیاد سے فرمایا تھا: ”اِحْسَا! لَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ“  
یعنی مردود تو اپنی اوقات سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ ابن صیاد جیسا دجال اصغر ہو یا یہودیوں کا میسجائے منتظر دجال اکبر، دونوں کو رب تعالیٰ ایک حد سے آگے کی نہ طاقت دیں گے نہ اپنی مخلوق کے لیے اسے ایک حد کے بعد آزمائش بنائیں گے۔ دجال کی یہ شعاعیں اس مسلمان کے آگے قطعاً بریکار ہوں گی اور اس کو نہ نقصان پہنچا سکیں گی نہ اس کی نظر بندی کر سکیں گی جو:
- (1) سورہ کہف کی (یا اس کی ابتدائی یا آخری دس آیات کی) تلاوت کرے گا۔
  - (2) تسبیح و تہمید اور تکبیر و تہلیل (تیسرا اور چوتھا کلمہ) کا ورد کرے گا۔ (3) اور جو دجال کے منہ پر تھوک کر اس کے خلاف علم جہاد بلند کرے گا۔ جہاد وہ بے مثال ٹیکنالوجی ہے جو یہود کی صدیوں کی محنت سے حاصل کردہ سائنسی ٹیکنالوجی کو ایک بلے میں بہا کر لے جائے گی



اور ان کے پلے سوائے ذلت و رسوائی کے کچھ نہ چھوڑے گی۔ جب تمام دنیا نے امریکا سے شکست کھالی تھی تو طالبان نے جہاد کی بدولت اسے اس کی اوقات یاد دلادی۔ عنقریب جب تمام روشن خیال دنیا دجال کو خدا تسلیم کر چکی ہوگی کہ خراسان کے کالے جھنڈے والے اس کی جھوٹی خدائی کا پردہ چاک کر ڈالیں گے۔ کاش! مسلمان اس دن کی تیاری ابھی سے کریں۔ تقویٰ اور جہاد۔ تقویٰ اور جہاد۔ تقویٰ اور جہاد..... اے اہل اسلام! تقویٰ اور جہاد۔ ان دو چیزوں کو دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔

بات یہ ہے:

دجال کہاں ہے؟ یہ سوال اسرار و رموز کے دیز پر دے کے پیچھے چھپا تھا۔ اب جیسے جیسے اس کے ظہور کا وقت قریب آرہا ہے، ایسا لگتا ہے اللہ تعالیٰ ابلیسی اور دجالی قوتوں کے ٹھکانے کو کچھ کچھ نہ آشکارا کرنا چاہتے ہیں۔ بہر حال اس کا معلوم ہو یا نا معلوم، واضح ہو یا مبہم، معلوم ہو کر بھی نا معلوم رہے یا بالکل مجہول رہے، بات یہ ہے جس چیز کو حدیث شریف میں جتنا بتایا گیا ہے، اس سے زیادہ جاننے میں یقیناً ہمارا فائدہ نہ تھا اس لیے اسے مبہم رکھا گیا۔ ہمیں اس ابہام کی تشریح کے پیچھے پڑنے کے بجائے اس مقصد پر نظر رکھنی چاہیے جو ابہام کا منشا تھا۔ یعنی دجال کے مسکن کی تعیین کے بجائے دجالی فتنے کے مقابلے کی تیاری۔ آج اگر ہمیں اس کا مسکن معلوم بھی ہو جائے تو نہ کوئی قبل از وقت اسے قتل کر سکتا ہے نہ اس جزیرے تک پہنچ سکتا ہے، البتہ جب دجال نکلے گا اور پوری دنیا میں دندنائے گا تو جس نے اس کے مقابلے کے لیے دنیا کی محبت سے جان چھڑا کر موت کی تیاری نہ کی ہوگی، حرام چھوڑ کر حلال کی پابندی نہ کی ہوگی، سورہ کہف اور ذکر و تسبیح کی عادت نہ ڈالی ہوگی، اللہ کی ملاقات کا شوق دل میں پیدا نہ کیا ہوگا اور جہاد سے غافل رہا ہوگا، وہ اس کے فتنے کا شکار ہونے سے نہ بچ سکے گا۔ فتنے کا مرکز معلوم ہونا اتنا اہم نہیں جتنا فتنے کا شکار ہونے سے بچنے

کی تیاری کرنا اور فتنے سے بچنا اتنا قابلِ قدر نہیں جتنا اس کے خاتمے کے لیے فیصلہ کن جدوجہد کا عزم کرنا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان و استقامت کا اعلیٰ درجہ اور جدوجہد و جہاد کا لازوال جذبہ نصیب فرمائے۔ آمین۔



## دجال کب برآمد ہوگا؟

اس بحث کا تیسرا اور آخری سوال..... جو پہلے دو سوالوں سے زیادہ نازک، تحقیق طلب اور حتمی جواب سے بعید ترین ہے..... یہ ہے کہ دجال کب نکلے گا؟ اسے زنجیروں سے آزادی تو شاید مل چکی ہے، قید سے رہائی کب ملے گی؟ اور دجال کا راستہ ہموار ہونے، اسٹج تیار ہونے اور دجالی قوتوں کی مادی ترقی کے نکتہ عروج پر پہنچنے کے بعد وہ کون سا لمحہ ہے جب وہ خروج کر کے دنیا کو تاریخ انسانی کی سب سے بڑی آزمائش سے دوچار کرے گا؟

ہمیں قرآن مجید سے اس طرح کے سوالات کے دو جواب ملتے ہیں: چنانچہ پہلا جواب تو وہی ہے جو سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 51 میں وارد ہوا ہے: "قُلْ عَسَىٰ اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْنًا۔"

ترجمہ: "اے نبی! کہہ دیجیے کہ عین ممکن ہے کہ وہ (المحرموعود) بالکل ہی قریب آ گیا ہو۔"

بالکل اسی طرح کی ایک بات سورۃ المعارج میں بھی وارد ہوئی ہے: "اِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ

بَعِيْدًا وَّاَنزَاهُ قَرِيْنًا۔"

یعنی ”یہ لوگ اسے دور سمجھ رہے ہیں، جبکہ ہم اسے بالکل قریب دیکھ رہے ہیں۔“  
(آیات: 6-7)

اور دوسرا وہ عمومی جواب ہے جو قرآن مجید میں متعدد بار آیا ہے یعنی: ”وَإِنْ أَدْرَى  
أَقْرَبُ أَمْ بَعِيدُ مَا تُوعَدُونَ“

یعنی ”(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجیے کہ میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا تم سے  
وعدہ کیا جا رہا ہے وہ قریب آچکی ہے یا ابھی دور ہے۔“ (سورۃ الانبیاء: 109)

”قُلْ إِنْ أَدْرَى أَقْرَبُ مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا“

یعنی اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجیے کہ میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا وعدہ تم  
سے کیا جا رہا ہے وہ غفیر پیش آنے والی ہے یا ابھی میرا رب اس کے ضمن میں کچھ تاخیر  
فرمائے گا۔“ (سورۃ الجن: 25)

خلاصہ یہ کہ اللہ رب العزت نے جن خاص حکمتوں کے تحت قیامت کا علم کسی کو نہیں  
دیا، اسے سو فیصد مبہم رکھا ہے، اسی طرح علامات قیامت کے ظہور کے وقت کی حتمی تعیین بھی  
ناممکن ہی جیسی ہے۔ البتہ بعض قرآن و شواہد کی بنا پر ہمارے اکابر یا اس موضوع سے دلچسپی  
رکھنے والے اہل علم نے اب تک جو کچھ فرمایا ہے، ذیل میں ہم اسے بلا تبہ نقل کرتے ہیں:

(1)..... برصغیر کے مشہور عالم دین اور دجالیات سے خصوصی دلچسپی رکھنے والے

اور اس پر مفصل کتاب کے مؤلف حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی اپنی معرکہ الآرا  
کتاب ”دجالی فتنہ کے نمایاں خدوخال“ کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

”مغرب کا جدید تمدن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ”المسح الدجال“ کے خروج کی  
زمین تیار کر رہا ہے، کیونکہ اپنی اقتداری قوتوں سے وہی کام یورپ کی اس نشاۃ جدیدہ میں  
بھی لیا جا رہا ہے، جس میں ”المسح الدجال“ اپنی اقتداری قوتوں کو استعمال کرے گا۔ خدا



بیزاری یا خدا کے انکار کو ہر دلعزیز بنانے کی راہ یورپ صاف کر رہا ہے یا کر چکا ہے لیکن بجائے خدا کے خود اپنی خدائی کے اعلان کی جرأت اس میں ابھی پیدا نہیں ہوئی ہے۔ مسیح الدجال اسی قصے کی تکمیل کر دے گا۔ کچھ بھی ہو، صحیح اور صاف سچی تلی بات جس میں خواہ مخواہ نبوت کے الفاظ میں کھینچ تان اور رریک تاویلوں کی ضرورت نہیں ہوتی یہی ہے کہ ”مسیح الدجال“ کے خروج کا دعویٰ تو قبل از وقت ہے، مگر ”مسیح الدجال“ جس فتنے میں دنیا کو مبتلا کرے گا، اس فتنے کے ظہور کی ابتدا کسی نہ کسی رنگ میں مان لینا چاہیے کہ ہو چکی ہے۔ دوسرے لفظوں میں چاہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ دجال آیا ہونہ آیا ہو، لیکن ”دجالیات“ کی آگ یقیناً بھڑک چکی۔ آخر حدیثوں میں یہ بھی تو آیا ہے کہ ”مسیح الدجال“ سے پہلے ”دجالہ“ کا ظہور ہوگا۔ بعض روایتوں میں ان کی تعداد تیس اور بعضوں میں ستر، چھہتر تک بتائی گئی ہے۔ ”دجال“ سے پہلے ان ”دجالہ“ کی طرف ”دجالیات“ کا انتساب بلاوجہ نہیں کیا گیا ہے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ”مسیح الدجال“ جس فتنے کو پیدا کرے گا کچھ اسی قسم کے فتنوں میں اس سے پہلے ہونے والے ”دجالہ“ دنیا کو مبتلا کریں گے۔“ (ص: 24، 25)

(2)..... مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سورہ کہف اور دجال سے اس کے خصوصی تعلق پر لکھی گئی کتاب ”معرکہ ایمان و مادیت“ میں رقم طراز ہیں:

”عہد آخر میں یہودیوں نے (مختلف اسباب کی بنا پر جن میں بعض ان کے نسلی خصائص سے تعلق رکھتے ہیں، بعض تعلیم و تربیت سے، بعض سیاسی مقاصد اور قومی منصوبوں سے) علم و فن اور ایجادات و اختراعات کے میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انہوں نے ایک طرح سے تہذیب جدید پر پورا کنٹرول کر لیا اور ادب و تعلیم، سیاست و فلسفہ، تجارت و صحافت اور قومی رہنمائی کے سارے وسائل ان کے ہاتھ میں آ گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

انہوں نے مغربی تہذیب (جو مغربی ماحول میں پیدا ہوئی) کے ایک اہم ترین عنصر کی حیثیت حاصل کر لی۔ جدید تغیرات کا جائزہ لینے سے ہمیں اندازہ ہوگا کہ بین الاقوامی یہودیت کا اثر و رسوخ مغربی معاشرہ میں کس قدر بڑھ چکا ہے؟ اب یہ تہذیب اپنے تمام سرمایہ علم و فن کے ساتھ اپنے منفی انجام کی طرف بڑھ رہی ہے اور تخریب و فساد اور تلمیس و دجل کے آخری نقطہ پر ہے اور یہ سب ان یہودیوں کے ہاتھوں ہو رہا ہے جن کو اہل مغرب نے سر آنکھوں پر بٹھایا اور ان کے دور رس خفیہ مقاصد، انتقامی طبیعت اور تخریبی مزاج سے غافل و بے پرواہ ہو کر ان کی جڑوں کو اپنے ملکوں میں خوب پھیلنے اور گہرا ہونے کا موقع دیا اور ان کے لیے ایسی سہولتیں اور مواقع فراہم کیے جو طویل صدیوں سے ان کے خواب و خیال میں بھی نہ آ سکے ہوں گے۔ یہ انسانیت کا سب سے بڑا ابتلی ہے اور نہ صرف عربوں کے لیے (جو ان کو بھگت رہے ہیں اور نہ صرف اس محدود رقبہ کے لیے جہاں موت و زیست کی یہ کشمکش برپا ہے) بلکہ ساری دنیا کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔“ (ص: 10، 11)

(3)..... عالم عرب کے مشہور عالم، داعی اور محقق شیخ سفر عبدالرحمن الحوالی اپنی

کتاب ”یوم الغضب“ میں کہتے ہیں:

”رہا آخری مشکل سوال کہ غضب والا دن کب نازل ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ”ویرانے کی گندگی“ کو کب تباہ کرے گا؟ بیت المقدس کی زنجیریں کب کٹیں گی؟ اس کا جواب ہم نے ضمناً پہلے ہی دے دیا ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ دانیال نے کرب اور کشائش کے درمیان 45 برس کا تعین کیا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ دانیال کی نشاندہی کے مطابق پلید ریاست 1967ء میں قائم ہوئی [یعنی اسرائیل کا بیت المقدس پر قبضہ 1967ء میں ہوا۔ راقم] تو اس صورت میں اس کا خاتمہ..... یا اس کے خاتمہ کا آغاز..... (1967+45) 2012ء میں ہوگا۔ اس سال اس کے وقوع کی توقع ہے، لیکن جب تک واقعات تصدیق نہیں کرتے ہم



کوئی قطعی بات نہیں کہہ سکتے۔“ (ص: 122)

(4).....جامعہ ازہر کے استاد، اور مہدویات کے مشہور مہتری محقق، الاستاذ امین محمد جمال الدین اپنی معرکہ الآرا کتاب ”ہرمجدون“ (آرمیگاڈون) کے صفحہ 33 پر رقم طراز ہیں:

”نعم بن حماد نے روایت کی ہے کہ کعب نے کہا: ”ظہور مہدی کی علامت مغرب سے آنے والے جھنڈے ہیں جن کی قیادت کندۃ (کینیڈا) کا ایک لنگڑا آدمی کرے گا۔“

مجھے گمان تک نہ تھا کہ امریکی ایک لنگڑے کا انتخاب کر کے اسے کمانڈر انچیف کے منصب پر فائز کریں گے بلکہ میں اپنے دل ہی دل میں سمجھتا تھا کہ اعرج کے لفظ سے مراد ایک کمزور شخص ہے جس کی رائے میں کوئی وزن نہ ہوگا۔ میرے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ دنیا کی فوج کا سپہ سالار ایک لنگڑے کو بنانا روا سمجھیں گے۔ بدشگون کی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ فوج اپنے قائد کی طرح عاجز و درماندہ ہوگی۔ جب میں نے دیکھا کہ کینیڈا سے تعلق رکھنے والا جنرل رچرڈ مائرز بیساکھیوں پر چل کر آ رہا ہے تاکہ وہ امریکی عوام کے سامنے افغانستان کے خلاف بری، بحری اور فضائی آپریشن کا اعلان کرے تو میرے منہ سے نکل گیا۔

اللہ اکبر! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے سچ فرمایا ہے۔

اتحادی فوج کے جھنڈوں (صلیبی جھنڈوں) کا کینیڈا کے لنگڑے جرنیل کی زیر قیادت خروج کشت و خون کے آغاز کی علامت ہے اور جی و قیوم کی قسم! یہی ظہور مہدی کی علامت ہے۔ اگر ہم لنگڑے امریکی کمانڈر انچیف پر حیران ہو رہے ہیں تو ہمیں ایک اور عبارت پر بھی حیران ہونا چاہیے جس کو نعم بن حماد نے ہی روایت کیا ہے۔ اس میں اسی لنگڑے کا وصف بیان ہوا کہ پھر لنگڑا کینیڈین خوبصورت بیچ لگا کر ظاہر ہوگا۔ جب تو لنگڑے کو خوبصورت فوجی وردی، تمغوں اور تیجوں میں دیکھے گا تو بے ساختہ تیرے منہ سے نکلے گا:

سبحان اللہ! واقعی مہدی کا ظہور قریب تر ہے کیونکہ کینیڈین لنگڑا جرنیل ظاہر ہو چکا ہے۔“

تھوڑا آگے چل کر صفحہ 36 پر وہ کہتے ہیں:

”1400ھ کی دہائیوں (دو یا تین دہائیوں) میں مہدی امین کا خروج ہوگا۔ وہ ساری دنیا سے جنگ کرے گا۔ سب گمراہ اور اللہ کے غضب کے مارے اس کے خلاف اکٹھے ہو جائیں گے اور ان کے ساتھ وہ لوگ بھی جو اسراء اور معراج کے ملک میں نفاق کی حد کمال تک پہنچے ہوئے ہیں۔ یہ سب مجددون نامی پہاڑ کے قریب جمع ہوں گے۔ ساری دنیا کی مکار اور بدکار ملکہ جس کا نام امریکا ہے، اس کے مقابلہ کے لیے نکلے گی۔ اس دن وہ پوری دنیا کو گمراہی اور کفر کی طرف ورغلائے گی۔ اس زمانہ میں دنیا کے یہودی اوج کمال تک پہنچے ہوں گے۔ بیت المقدس اور پاک شہران کے قبضے میں ہوگا۔ بروجر اور فضا سے سب ممالک آدھمکیں گے سوائے ان ممالک کے جہاں خوفناک برف پڑتی ہے یا خوفناک گرمی پڑتی ہے۔ مہدی دیکھے گا کہ پوری دنیا بُری بُری سازشیں بنا کر اس کے خلاف صف آرا ہے اور وہ دیکھے گا کہ اللہ کی تدبیر سب سے زیادہ کارگر ہوگی۔ وہ دیکھے گا کہ پوری کائنات اللہ کی ہے اور سب نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ساری دنیا بمنزلہ ایک درخت کے ہے جس کی جڑیں اور شاخیں اسی اللہ کی ملکیت ہیں..... اور ان پر انتہائی کرہناک تیر پھینکے گا اور زمین و آسمان اور سمندر کو ان پر جلا کر رکھ کر ڈالے گا۔ آسمان سے آفتیں برسیں گی۔ زمین والے سب کافروں پر لعنت بھیجیں گے اور اللہ تعالیٰ ہر کفر کو مٹانے کی اجازت دے دے گا۔“

(5)..... برصغیر کی ایک مشہور بزرگ شخصیت جن کی علامات قیامت کے بارے میں مظلوم پیش گوئیاں معرکہ الآراء رہی ہیں یعنی مولانا نعمت اللہ شاہ المعروف (شاہ ولی نعمت) اپنی پیش گوئیوں میں فرماتے ہیں:

— ایسے مسلم رہبر بھی ہوں گے جو درپردہ مسلمانوں کے دشمنوں کے دوست ہوں



گے اور اپنے فاجرانہ عہد و پیمان کے مطابق ان کی امداد کریں گے۔

پھر ماہِ محرم میں مسلمانوں کے ہاتھ میں تلوار آ جائے گی۔ اس وقت مسلمان جارحانہ

اقدام شروع کر دیں گے۔ اس کے بعد پورے ملک ہندوستان میں شورش برپا ہو جائے گی۔

اس وقت مسلمان جہاد کا مصمم ارادہ کرے گا۔

ساتھ ہی ساتھ اللہ کا ایک حبیب جو اللہ کی طرف سے صاحبِ قرآن کا درجہ

رکھے گا، اللہ کی مدد سے اپنی تلوارِ نیام سے نکال کر اقدام کرے گا۔

سرحد کے بہادر غازیوں سے زمینِ مرقد کی طرح ہلنے لگے گی جو اپنے مقصد میں

کامیابی کے لیے پروانہ دار آئیں گے۔ یہ چیونٹیوں، مکوڑوں کی طرح راتوں رات غلبہ کریں

گے اور حق بات یہ ہے کہ قومِ افغان برابر فتح یاب ہو جائے گی۔

افغانی و دکنی اور ایرانی مل کر ہندوستان، مردانہ وار فتح کر لیں گے۔

دینِ اسلام کے تمام بدخواہ مارے جائیں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اپنا لطف

نازل فرمائے گا۔

خدا کے فضل و کرم سے قومِ مسلمان خوش ہو جائے گی اور پورا ہندوستان ہندوانہ

رسوم سے پاک ہو جائے گا۔

ہندوستان کی طرح یورپ کی قسمت خراب ہو جائے گی اور تیسری جنگِ عظیم پھر

چھڑ جائے گی۔

جن الفوں کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں سے ایک الف (امریکا) بد لگام

گھوڑے کی طرح الف یعنی سیدھا ہو کر شریکِ جنگ ہوگا اور روس الفِ مغربانہ یعنی

انگلستان پر حملہ کر دے گا۔

شکست خوردہ جیم یعنی جرمنی روس کے ساتھ شریک ہو کر اور جہنمی اسلحہ آتش فشاں

تیار کر کے ہمراہ لائے گا

- الف یعنی انگلستان ایسے مٹیں گے کہ ان کا ایک لفظ بھی صفحہ ہستی پر بجز تاریخوں میں ان کی یاد کے اور ان کے کچھ باقی نہ رہے گا۔

- غیب سے سزا ملے گی، گنہگار نام پائے گا اور پھر کبھی عیسائی طرز سر نہ اٹھائے گا۔

- بے ایمان ساری دنیا کو خراب کر دیں گے۔ آخر کار ہمیشہ کے لیے جہنمی آگ کا نذرانہ ہو جائیں گے۔ وہ راز بستہ ہیں جو میں نے کہا ہے اور موتیوں کی طرح پرو دیا ہے۔ تیری نصرت و کامیابی کے لیے ایک اسناد غیبی کا کام دے گا۔

اگر تو جلدی چاہتا ہے اور فتح چاہتا ہے تو خدا کے لیے احکام الہی کی پیروی کر۔ جب آئندہ کان زھوقا کا سال شروع ہوگا تو حضرت مہدی اپنے مہدویانہ عہدہ پر جلوہ افروز ہوں گے۔

”نعت خاموش ہو جاؤ! اور خدا کے رازوں کو آشکارا مت کرو۔“ کنت کنزاً (745 ہجری) میں نے یہ اشعار لکھے ہیں۔“

(6)..... صدر دارالعلوم کراچی حضرت مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی دامت برکاتہم ماہنامہ ”البلاغ“ میں شائع شدہ اپنے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں:

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقبل کے بارے میں بشارتیں اور ان کی تطبیقی صورت حال کے بارے میں رہنمائی فرمائیں۔

جواب: اس سلسلہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگی خبریں دی ہیں ان کی رُو سے اگر دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ پوری دنیا کی سیاست، جغرافیہ اور حالات میں جو تبدیلیاں بڑی تیزی سے رونما ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں، یہ سب اس دور کی طرف دنیا کو لے جا رہی ہیں جو حضرت مہدی کے ظہور سے سامنے آنے والا ہے اور یہ سارا



میدان اس کے لیے تیار ہو رہا ہے۔ اور روایت سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت مہدی کے زمانے میں مسلمانوں میں اختلاف عروج پر پہنچا ہوا ہوگا تو اختلاف کا خاتمہ ویں کریں گے اور دوبارہ خلافت اسلامیہ قائم ہوگی۔ جس کے سربراہ حضرت مہدی ہوں گے بظاہر وہ وقت اب زیادہ دور نظر نہیں آتا۔

سوال: حضرت مہدی کے ظہور کے پہلو بہ پہلو دجال کا ظاہر ہونا بھی آتا ہے؟

جواب: وہ پوری اُمت کے لیے آزمائش کا وقت ہوگا۔ بس اتنی بات ہے کہ اسلام کی ذلت کا وقت نہیں ہوگا اس لیے کہ مسلمان ایک امیر کے جھنڈے کے نیچے متحد ہوں گے اور حق ان کے سامنے کھلا ہوا ہوگا۔ حضرت مہدی کا قول حق ہوگا اور ان کے خلاف جو ہوگا وہ باطل ہوگا۔ اُس مشکل میں وہ دوچار نہیں ہوں گے جس مشکل میں اب ہم رہتے ہیں کہ کس بات کو ہم صحیح کہیں کس کو غلط کہیں۔ ٹھیک ہے، جانیں بہت جائیں گی، قربانیاں بہت دی جائیں گی لیکن کش مکش نہیں ہوگی، ذلت نہیں ہوگی، مسلمان کی موت ہوگی تو عزت کی موت ہوگی۔ (البلاغ: ج 6، شمارہ 11، جنوری 2004ء)

یہ تو اس سلسلہ میں حضرت کانٹرو یو تھا۔ آپ کا ایک مضمون ”انبیاء کی سرزمین میں چند روز“ بھی ”البلاغ“ میں قسط وار شائع ہوا ہے، اس کی پانچویں قسط میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

”اردن میں جن جن تاریخی مقامات پر جانا ہوا اکثر جگہ اسرائیل کے مقبوضات بھی ساتھ ہی نظر آئے جو انہوں نے مسلمانوں سے چھینے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ہماری شامتِ اعمال کا نتیجہ ہے۔ دل جو شامتِ اعمال سے پہلے ہی زخمی ہے، ان مناظر کو چشمِ خود دیکھ دیکھ کر اور بھی چوٹ پر چوٹ کھاتا رہا، لیکن پوری دنیا جس تیزی سے بدل رہی ہے اور جس طرح بدل رہی ہے، خصوصاً شرقِ اوسط (Middle East) میں تقریباً ساٹھ سال سے جو انقلابات رونما ہو رہے ہیں، انہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ علامات کی

روشنی میں دیکھا جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ دنیا اب بہت تیزی سے قیامت کی طرف رواں دواں ہے۔

اردن اور شام کے اس سفر میں قدم قدم پر نظر آتا رہا کہ یہ حضرت مہدی کے ظہور اور دجال سے ان کی ہونے والی جنگ کا میدان تیار ہو رہا ہے۔ اور اسی جنگ کے دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے فوراً بعد ان کے ہاتھوں دجال کے قتل اور ساتھ ہی یہودیوں کے قتل عام کا جو واقعہ ہونے والا ہے اس کی تیاری میں خود یہودی..... نادانستہ ہی کبھی..... پیش پیش ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کافی پہلے ”بخت نصر“ بادشاہ نے جب یہودیوں پر ضرب کاری لگائی تو یہ تتر بتر ہو کر پوری دنیا میں ذلت کے ساتھ بکھر گئے تھے۔ اب سے تقریباً ساٹھ سال پہلے تک ان کا یہی حال تھا۔ اب ہزاروں سال بعد ان کا پوری دنیا سے کھینچ کھینچ کر فلسطین میں آ کر..... دوسرے لفظوں میں اپنے مقتل میں آ کر جمع ہو جانا..... یہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے لشکر کا کام آسان کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ورنہ بقول حضرت والد ماجد (مفتی محمد شفیع صاحب) رحمہ اللہ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو پوری دنیا میں کہاں کہاں تلاش کرتے پھرتے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہودی دجال کو اپنا پیشوا مانتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ اُس کی آمد کے اُسی مقام پر منتظر ہیں جہاں پہنچ کر اُس کا قتل ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگی خبر کے مطابق مقدر ہو چکا ہے۔

ہمارے ایک میزبان حسن یوسف جن کا ذکر پہلے بھی کئی بار آچکا ہے۔ یہ اصل باشندے فلسطین کے ہیں۔ وہاں سے ہجرت کر کے تقریباً 30، 25 سال سے عمان ہی میں مقیم ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اب سے کئی برس پہلے وہ تبلیغ کے سلسلہ میں فلسطین گئے تو وہاں



کے ایک شہر ”لُد“ بھی جانا ہوا، جو بیت المقدس کے قریب ہے۔ وہاں ایک بڑا گیٹ دیکھا جو ”بَابُ اللُدِّ“ (لُد کے دروازہ) کہلاتا ہے۔ اُس پر اسرائیلی انتظامیہ نے لکھا ہے: ”هنا يخرجُ ملكُ السلام“ ”سلامتی کا بادشاہ (دجال) یہاں ظاہر ہوگا۔“

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث دیکھیے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی تفصیلات ارشاد فرمائی ہیں۔ یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح سندوں کے ساتھ آئی ہے اور اسے تین صحابہ کرام اور ایک اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا و عنہم) نے روایت کیا ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”فَيُطْلَبُ حَتَّى يُدْرِكَ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ.“ (صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ و مسند احمد)

ترجمہ: ”پس عیسیٰ (علیہ السلام) دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اُسے ”بَابُ اللُدِّ“ (لُد کے دروازے) پر چالیں گے اور قتل کر دیں گے۔“

ہمارے ایک اور میزبان جناب علی حسن احمد البیاری جو ”إربد (Irbid)“ کے معروف تاجر ہیں اور تبلیغی کام سے بھی وابستہ ہیں۔ ہمارا ”عمان“ سے ”إربد“ کا سفر اُن ہی کی گاڑی میں ہوا تھا۔ ان کے والد بھی اصل باشندے فلسطین کے تھے، بلکہ خاص شہر ”لُد“ ہی کے رہنے والے تھے۔ 1948ء میں ہجرت کر کے یہاں آ گئے تھے۔ یہیں 1951ء میں علی حسن احمد البیاری صاحب پیدا ہوئے۔ انہوں نے آج سیاحت سے وابستگی پر اپنی عالیشان کوٹھی میں ضیافت کا اہتمام کیا تھا۔ اس پر لطف مجلس میں انہوں نے اپنا یہ واقعہ سنایا کہ 1980ء میں یہ دس روز اپنے آبائی وطن ”لُد“ میں جا کر رہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہاں ”بَابُ اللُدِّ“ ہی کے مقام پر ایک کنواں ہے۔ یہودی شہری انتظامیہ نے وہاں سے ایک سڑک گزارنے کے لیے اس کنویں کو ختم کرنا چاہا، مگر بلڈوزروں اور طرح طرح کی مشینوں

سے بھی اس کنویں کو ختم نہ کیا جاسکا۔ مجبوراً سڑک وہاں سے ہٹا کر گذارنی پڑی۔ وہاں اب یہ لکھا ہوا تھا کہ ”ہذا مکاؤ تاریخی“ (یعنی ایک تاریخی مقام ہے)۔

ان ہی علی حسن بیاری صاحب نے بتایا کہ ان کے ایک ماموں زاد بھائی بھی جو ”علامات قیامت“ کی تحقیق و جستجو میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں، لُڈ گئے تھے۔ وہاں انہوں نے ایک محل دیکھا جو اسرائیلی انتظامیہ نے اپنے ”مسلک السلام“ (دجال) کے لیے بنایا ہے۔“

(7)..... علامات قیامت، آخری زمانے کے فتنوں اور ان کی عصری تطبیق رکھنے والے ایک اور صاحب بصیرت عالم حضرت مولانا عاصم عمر فاضل دارالعلوم دیوبند اپنی مقبول عام کتاب ”تیسری جنگ عظیم اور دجال“ میں فرماتے ہیں:

”جہاں تک تعلق وسائل پر قبضے کا ہے تو اگر آج سے پچاس سال پہلے جنگوں کے بارے میں یہ کہا جاتا کہ یہ دنیا کے وسائل پر قبضہ کرنے کے لیے ہیں، تو کسی حد تک درست تھا لیکن اس دور میں ان جنگوں کو تیل اور معدنی وسائل کی جنگ کہنا، اس لیے درست نہیں کہ امریکا پر حکمرانی کرنے والی اصل قوتیں اب تیل اور دیگر دولت کے مرحلے سے بہت آگے جا چکی ہیں۔ اب ان کے سامنے آخری ہدف ہے اور وہ اپنی چودہ سو سالہ جنگ کے آخری مرحلے میں داخل ہو چکی ہیں۔“ (ص: 23)

مولانا موصوف ”صدائے امت“ میں ”طلسم کشائی“ کے نام سے برمودا ٹکون پر لکھے گئے کالم میں فرماتے ہیں:

”یہ فتنہ دجال ہے جس کو یاد کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم رونے لگتے تھے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنے فکر مند رہتے کہ مدینہ منورہ میں ایک لڑکے (ابن صیاد) کی پیدائش کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی جس میں دجال کی نشانیاں پائی جاتی تھیں تو آپ صلی اللہ



علیہ وسلم خود اس کے گھر تشریف لے جاتے اور چھپ چھپ کر اس کے بارے میں تحقیقات کرتے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سچا ماننے والی امت اپنے گرد و پیش کے تمام خطرات سے بے نیاز، نامعلوم سمتوں میں بھٹکتی پھر رہی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اُژن طشتریوں اور برمودا مکون کے واقعات کی بھٹک لگتے ہی سنجیدگی سے اس موضوع کی طرف توجہ کرتے، لیکن یوں ہے کہ دجال کے نکلنے کا وقت قریب ہے کہ علماء نے بھی اس کا تذکرہ منبر و محراب سے کرنا چھوڑ دیا ہے۔“

(8)..... دجالیات کے مشہور محقق ڈاکٹر اسرار عالم نے اپنی کتاب دجال کی تینوں

جلدوں پر تقریباً ایک جیسا حاشیہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:

”بیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی تک آتے آتے واضح طور پر محسوس ہونے لگا ہے کہ یہ اُمت تاریخ انسانی کے اس مرحلے میں داخل ہو چکی ہے جس کی خبر دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ”عنقریب تو میں تم پر ٹوٹ پڑنے کے لیے بلاوا دیں گی جیسے بھوکے (جانور) کھانے پر ٹوٹ پڑنے کے لیے بلاوا دیتے ہیں۔“ (ابوداؤد و بیہقی) اس اندوہناک صورتحال سے زیادہ کرب کی بات یہ ہے کہ اُمت مسلمہ..... جو دنیا کی وہ واحد گروہ ہے جسے ماضی، حال اور مستقبل کا کافی علم (مساکن و ماسو کائن) دیا گیا..... آج حیران اور ناواقف راہ بھٹک رہی ہے اور دنیا کی تاریکیوں سے روشنی کی بھیک مانگ رہی ہے۔ چودہ صدیوں بعد اب آثار قیامت کے ظاہر ہونے کی رفتار تیز ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے گویا کوئی ہارٹوٹ جائے اور یکے بعد دیگرے دانے گرنے لگیں۔“ (دیکھیے: دجال نامی کتاب کی جلد اول، دوم و سوم کا مقدمہ)

موصوف کی کتاب ”فتنۃ دجال اکبر“ کے مقدمے میں بھی بعینہ یہی الفاظ درج ہیں۔ واضح ہو کہ موصوف اپنی ان کتابوں میں کئی جگہ جمہور کے مسلک اعتدال سے ہٹ گئے

ہیں۔ لیکن ان کے درِ دِل اور موضوع پر نظر اور گرفت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی اصلاح اور اُمت کی فلاح کے لیے بہترین کام کی توفیق دے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف اپنی ایک اور کتاب ”معرکہ دجال اکبر“ کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

”صورتحال کی نزاکت بڑھتی جا رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اُمت کی ذمہ داریاں بھی۔ صورت حال کی نزاکت اس کی متقاضی ہے کہ اس کتاب کے محتویات سے اُمت کا ہر خاص و عام زیادہ سے زیادہ اور جلد سے جلد واقف ہو جائے، لہذا اُمید کی جاتی ہے کہ قارئین اور بالخصوص اہل ہم حسب استطاعت اسے عام کرنے کی سعی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔“ [ص: 6]

(9)..... کامران رعد اپنی کتاب ”فری میسنری اور دجال“ کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

”میں نے یہ تحقیقی کام اخلاص نیت کے ساتھ اس سازش کو مسلمانوں کے سامنے لانے کے مقصد سے کیا ہے جو 1095ء میں شروع ہوئی۔ اس سازش نے انسانی زندگی کے ہر اس شعبے کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے جس پہ خدائی قوانین کا اطلاق ہونا چاہیے۔ یہ منصوبہ ایک مہلک زہریلے گروہ نے تیار کیا جو نائٹس کے روپ میں ابھرا اور اپنے منصوبہ پر اب اس طرح عمل پیرا ہے جس طرح ”خاکی وردی والے لوگ“ مستعد ہوتے ہیں۔ ان کا مقصد لوگوں کو خدا کے راستے سے منحرف کر کے شیطان کے غیر انسانی راستے پر گامزن کرنا ہے تاکہ انہیں ٹھیک وہ موزوں حالات میسر آجائیں جن میں مسیح الکذاب، الدجال کی آمد ممکن ہو سکے۔ وہ وقت زیادہ دور نہیں ہے کہ جب ہم کچھ کر سکنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ ہم نیو ورلڈ آرڈر کے شکنجے میں بُری طرح جکڑے جائیں گے جو ہماری طرف عیاری اور خاموشی سے مسلسل بڑھتا چلا آ رہا ہے۔“ (ص: 7، 8)



(10)..... مولوی محمود بن مولانا سلیمان بارڈولی مدرس جامع اسلامیہ ڈابھیل،

بھارت اپنی کتاب ”ظہور مہدی: کب؟ کہاں؟ کیسے؟“ میں فرماتے ہیں:

”احادیث میں بہت ہی تاکید کے ساتھ حضرت مہدی کی تشریف آوری اور اس کے بعد امت مسلمہ کے عروج و ترقی کی یقینی خبریں دی گئی ہیں..... لیکن ساتھ ہی کس وقت، کس سال، کس ماہ میں آپ کا ظہور ہوگا اس کی تعیین نہیں کی گئی۔ ہاں! احادیث سے جس زمانہ میں آپ کا ظہور ہونے والا ہے اس وقت کے امت مسلمہ کے احوال کا کافی حد تک اندازہ ہو سکتا ہے، جس سے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ اب ظہور کا زمانہ قریب ہے۔“ (ص: 73)

(11)..... آخر زمانہ کے فتنوں کے حوالے سے امت کو مسلسل دعوت دینے والے

ایک اور دردمند اور صاحب دل مسلمان ذکی الدین شرفی مشہور امریکی مصنفہ گریس ہال سیل کی کتاب کے ترجمے میں دیباچہ میں لکھتے ہیں:

”اب بات صدیوں، سالوں یا دہائیوں کی نہیں، دنوں اور مہینوں کی رہ گئی ہے۔ اللہ کے لیے جاگیے اور آنکھیں کھول کر حالات کو دیکھیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی رہنمائی فرمائے اور عالم اسلام اور ملت اسلامیہ کا حامی و ناصر ہو۔“ (ص: 3)

(12)..... ڈاکٹر اسرار احمد اپنے بیانات پر مشتمل کتاب ”سابقہ اور موجودہ مسلمان

امتوں کا ماضی، حال اور مستقبل اور مسلمانان پاکستان کی خصوصی ذمہ داری“ کے مقدمے میں کہتے ہیں:

”بین الاقوامی حالات جس تیزی کے ساتھ تبدیل ہو رہے ہیں اور تاریخ جس برق رفتاری سے کروٹیں بدلنے لگی ہے، اس کے پیش نظر ملک و ملت کا درد رکھنے والا ہر شخص یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ امت مسلمہ اور اسلام کا مستقبل کیا ہوگا؟ بادی النظر میں تو یہی دیکھائی دیتا ہے کہ اسلام مخالف تمام قوتیں اب واحد سپر پاور امریکا جسے ایک اعتبار سے ”سپریم پاور“

کہنا بھی غلط نہ ہوگا، کے جھنڈے تلے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف متحد ہو چکی ہیں اور ستم ظریفی یہ کہ قوت و طاقت کے نشے میں سرشار اس سپر پاور کے سر پر ”یہودی“ سوار ہے جس کی مسلمان دشمنی محتاج بیان نہیں۔ اس تناظر میں صاف نظر آتا ہے کہ امت کا مستقبل نہایت تاریک ہے اور شدید اندیشہ ہے کہ دجالی فتنے کا یہ سیلاب مسلمانوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائے گا۔“ (ص: 3)

اسی کتاب میں آگے چل کر اپنے تاثرات کا خلاصہ یوں بیان کرتے ہیں:

”حال ہی میں ایک اور کامیابی انہیں خلیج کی جنگ کے بعد حاصل ہوئی ہے اور وہ یہ کہ فلسطینیوں سمیت تمام عرب ممالک نے اسرائیل کو اس حد تک تو تسلیم کر ہی لیا کہ اس کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اب ظاہر ہے کہ ان کی آخری منزل مقصود ”دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا!“ کی مصداق کامل بن چکی ہے اور وہ ہے عظیم تر اسرائیل کا قیام اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر نو۔ اس آخری منزل تک پہنچنے کے لیے یہود کا سازشی ذہن ایسی تدابیر اختیار کرے گا کہ ”مسلم فنڈ منغلزم“ کا ہوا دکھا کر مغرب کی عیسائی دنیا کو مسلمانوں خصوصاً عربوں سے لڑوا دے۔ چنانچہ یہی سلسلہ ”ملاحم“ کا اصل پس منظر ہوگا اور اس کے ضمن میں جب اسرائیلی یہودی دیکھیں گے کہ حضرت مہدی کی قیادت میں مسلمانوں کا پلڑا بھاری ہونے لگا ہے تو کوئی اسرائیلی لیڈر ”آنا المسیح“ کا نعرہ لگا کر میدان میں کود جائے گا۔ چنانچہ یہی ”المسیح الذجال“ ہوگا جس کے ہاتھوں مسلمانوں کو شدید ہزیمت اٹھانی پڑے گی اور ایک بار تو عظیم تر اسرائیل قائم ہو ہی جائے گا۔ یہ دوسری بات ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ اصل حضرت مسیح علیہ السلام کو بھیج کر یہودیوں کا قلع قمع کر دے گا اور وہی عظیم تر اسرائیل ان کا عظیم تر قبرستان بن جائے گا۔ وَمَا ذَلِكْ عَلَى اللَّهِ بَعِزٌ!!!“ (ص: 130)



ان درجن بھر حوالوں میں جو بات مشترک ہے وہ یہ کہ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے عرب و عجم کے اہل علم اب اس وقت کو کچھ زیادہ دور نہیں سمجھتے۔ ان سب کا وجدان، شعور اور ادراک یہ کہتا ہے کہ امت کو اس مشکل وقت کے لیے خود کو تیار کر لینا چاہیے جو انتہائی خوفناک فتنوں کو اپنے جلو میں لے کر عنقریب ان پر آپڑنے والا ہے۔ ایک آفت کا حتمی وقت معلوم ہو تو اس کی تیاری اتنی مشکل نہیں جتنا کہ اس چیز کی جو قریب آ کر دور چلی جائے اور پھر دور رہ کر قریب دکھائی دے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے قلوب کو خیر کی قبولیت کی صلاحیت دے اور اسے حق کے دفاع و غلبے کے لیے جان مال لانے کی توفیق عام عطا کرے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

## کرنا کیا چاہیے؟

یہاں پہنچ کر انسان کا ایمان اور ضمیر اس سے پوچھتا ہے: ”اب کرنا کیا چاہیے؟“

ہمارے سب سے بڑے اور سچے خیر خواہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سچی احادیث میں ہمیں اس خطرناک دور کے حوالے سے کچھ نصیحتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

ہمارے لیے ان سے بڑھ کر تو کوئی چیز ڈھال یا حصار نہیں ہو سکتی۔ ہم پہلے ان روحانی تدابیر کو ذکر کریں گے۔ اس کے بعد ان کی عصر حاضر پر تطبیق کرتے ہوئے کچھ تزویراتی تدابیر پیش کریں گے۔ فتنہ دجال سے ان دو قسم کی تدابیر کے بغیر نہیں بچا سکتا۔ لیکن ان تدابیر کے تذکرے سے پہلے ان کا خلاصہ سمجھ لیجیے تو بہتر ہوگا۔ فتنہ دجال اکبر کے تین مختلف مرحلے ہیں: شدید، اشد اور ناقابل تحمل اشد۔ امت مسلمہ اس وقت پہلے مرحلے (شدید) میں داخل ہو چکی ہے۔ دوسرے و تیسرے مرحلے (اشد اور ناقابل تحمل اشد) کا اسے عنقریب سامنا ہے۔ ان تمام مراحل سے سرخروئی کے ساتھ نمٹنے اور پوری بنی نوع آدم کو نجات و کامیابی سے ہمکنار کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے ”جہاد فی سبیل اللہ“..... جہاد سے مراد اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قتال فی سبیل اللہ ہے۔ اس کے علاوہ کوئی تدبیر، کوئی منصوبہ، کوئی



حیلہ کار گر نہیں ہو سکتا۔ باقی سب چیزیں تعلیم و تبلیغ، سیاست، تحریک، علم و ٹیکنالوجی اس کے تابع اور ماتحت ہوں تو خیر ہی خیر ہیں..... لیکن اس سے لاقلمی اور کنارہ کشی کی قیمت پر تو یہ سب غیر مؤثر ہیں۔ آج تک مسلمانوں کی ترقی و کامیابی کا راز یہی رہا ہے اور آئندہ بھی اللہ کا قانون تبدیل نہیں ہو سکتا۔ عصر حاضر کے مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ مغرب کی حیران کن مادی ترقی کا مقابلہ اتنی ہی مادی طاقت حاصل کر کے کرنا چاہتے ہیں..... جبکہ یہ ممکن نہیں ہے۔ اس میدان میں مغرب ہم سے اتنا آگے ہے کہ اس کا تعاقب کھیلوں میں ممکن نہیں، زندگی کی عملی حقیقتوں میں ایسا کہاں ممکن ہوگا؟ پچھلے اولمپک گیمز (بیجنگ، چین) میں پاکستان زور لگا کر بھی ایک تمغہ نہیں جیت سکا۔ پورا عالم اسلام مل کر بھی لاطینی امریکا کے ایک چھوٹے سے ملک ”جریکا“ جتنے تمغے نہیں جیت سکا۔ دبئی کی ایک شہزادی کو جوڈو کرائے کا شوق چرایا لیکن جب پہلا ہی مقابلہ جنوبی کی چیمنپئن سے پڑا تو یہ شوق مہنگا پڑا۔ تو جب کھیلوں میں یہ حال ہے حضور! تو آپ رہتے کس دنیا میں ہیں کہ مغرب سے متھالینے چلے ہیں..... البتہ میدان میں پنچر لڑانے کا مقابلہ ہو تو مغرب ہم سے نہیں نکل سکتا۔ جس طرح عالم اسلام کے تیس چالیس ملک مل کر ایک چھوٹے سے امریکن ملک سے نہیں جیت سکتے، اسی طرح ”عظیم ترین امریکا“ چالیس ملکوں کو ساتھ لے کر نہتے طالبان کے آگے بے بس ہے۔ اے مسلمانو! اللہ کے لیے سوچو! آنکھوں سے دیکھنے کے بعد کیا باقی رہ جاتا ہے۔ اب تو سمجھ لو! اب تو مان لو! دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں میں سے تعلیم و ٹیکنالوجی کے بل بوتے پر کسی ایک کا مقابلہ تم نہ کر سکتے لیکن جہاد کے مبارک عمل کی بدولت دنیا کے پسماندہ ترین ملک کے غیر منظم مجاہدین نے دنیا کے تمام سپر پاورز اور منی سپر پاورز کو وقت ڈالا ہوا ہے۔ یہ کیا کرشمہ ہے؟ ترقی کا یہ کیسا کارآمد گڑ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سکھا کر گئے ہیں۔ ذیل میں ذکر کی جانے والی ساری تدبیریں اسی ایک نکتے کے گرد گھومتی ہیں۔

## روحانی تدابیر

اللہ تعالیٰ جو بیماری نازل کرتا ہے، اس کا علاج بھی بتاتا ہے۔ احادیث میں جس طرح آخر زمانے کے فتنوں اور خوریز معرکوں کی تفصیل بیان ہوئی ہے اسی طرح ان سے نجات کی راہوں کی بھی اتنی دقیق تفصیل ہے کہ کوئی چیز کوئی تدبیر باقی نہیں چھوڑی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے ہر آنے والے فتنے اور واقعے کے بارے میں معلومات چھوڑی ہیں۔ لیکن جس طرح آخری زمانے کے فتنوں اور ان میں ہونے والی ہلاکتوں کے بارے میں احادیث اور آثار غیر معروف ہیں، اسی طرح وہ آثار جن میں ایسی نبوی ہدایات اور قیمتی نصیحتیں ہیں جو نجات کی راہوں پر روشنی ڈالتی ہیں، غیر معروف ہیں اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ ہمیں اس موقع پر اکابر علمائے اہل حق کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ وہ ہمیں ان سے آگاہ کرتے اور مطلع رکھتے ہیں۔ ان کی یہ کوشش نہ ہو تو ہماری جہالت اور بے حسی ہمیں لے ڈوبے۔

راہ نجات کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات راستے کے روشن نشانات ہیں جن کی روشنی میں انسان آنے والے فتنوں کی تاریکیوں میں منزل تلاش کر سکتا اور مہلک و خون ریز معرکوں میں نجات حاصل کر سکتا ہے۔ ذیل میں احادیث سے مستنبط شدہ وہ ہدایات درج کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان پر عمل کی توفیق دے اور ہمیں چھوٹے بڑے ظاہری اور باطنی ہر طرح کے فتنوں سے بچائے۔ آمین۔

پہلی ہدایت:

آخری زمانہ کے فتنوں اور حادثات کے بارے میں جاننا اور ان سے بچنے کے لیے نبوی ہدایات سیکھنا اور ان پر عمل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ پر



یقین کو مضبوط کیا جائے، اپنے رب کے ساتھ مضبوط بنیادوں پر تعلقات استوار کیے جائیں، دین کے لیے فدایت اور فنایت کا جذبہ پیدا کیا جائے اور فتنوں کے حوالے سے حدیث شریف میں بیان کی جانے والی نصیحتوں اور آخری تدبیر سمجھ کر ان پر سختی سے عمل کیا جائے۔ کیونکہ فتنے کسی کو بھی متاثر کیے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ جو ان کو پہلے سے جانتا ہوگا بچ جائے گا اور جس کا ایمان قوی ہوگا اور اللہ پر یقین پختہ ہوگا وہ کامیاب ہو جائے گا۔

دوسری ہدایت:

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے فتنوں کا شکار ہونے سے بچائے اور حق کی مدد کے وقت باطل والوں کے ساتھ کھڑے ہونے کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فتنوں کے درمیان سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہوگا جو چھپا رہے اور پاک و صاف رہے۔ اگر سامنے آئے تو کوئی اسے پہچان نہ سکے اور اگر سامنے نہ ہو تو کوئی اس کا حال احوال نہ پوچھے۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ بد نصیب وہ خطیب ہوگا جو بلند آواز سے فصیح و بلیغ خطبہ دے گا اور وہ سوار ہوگا جو سواری کو تیز دوڑنے پر مجبور کرے گا۔ ان فتنوں کے شر سے وہی نجات پائے گا جو سمندر میں ڈوبنے والے کی طرح خلوص سے دعا مانگے گا۔“

لہذا ہر صاحب ایمان پر اولاً تو یہ لازم ہے کہ دل کو باطنی گندگیوں سے پاک کرے اور اسے ریاکاری، غرور و تکبر اور حسد جیسے امراض سے صاف کرے۔ یہ بیماریاں دلوں کو مُردہ کر دیتی ہیں اور ایسے لوگ فتنوں کے دوران استقامت نہیں دکھاتے۔ نمود و نمائش کی چاہت اور شرف و جاہ کی تمنا، یہ سراسر بد نصیبی اور تباہی کا باعث ہے۔ پھر اس کے بعد اسے چاہیے کہ گزرگرا کر خلوص کے ساتھ ایسے دل سے دعا مانگے جو درد میں ڈوبا ہوا ہو۔ ایسی دعا جو

سمندر میں ڈوبنے والا مانگتا ہے۔ یہ دعا اس کے دل و دماغ سے بلکہ اس کے ہر ہر عضو اور ہر بال کی جڑ سے نکل رہی ہو۔ یہی دعا وہ ڈھال ہے جو فتنوں میں کام آئے گی۔ یہ دعائیں پابندی کے ساتھ مانگنا چاہیے جیسا کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمت کو سکھانے کے لیے مختلف فتنوں سے بچنے کے لیے ان کا نام لے کر دعا مانگا کرتے تھے۔

تیسری ہدایت:

ان تمام گروہوں اور نئی پیدا شدہ جماعتوں سے علیحدہ رہنا جو علمائے حق اور مشائخ عظام کے متفقہ اور معروف طریقے کے خلاف ہیں اور اپنی جہالت یا خود پسندی کی وجہ سے کسی نہ کسی طرح کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ”ایک وقت آئے گا کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بھیڑ بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑ کی چوٹی اور بارش کے مقامات پر چلا جائے گا تاکہ وہ اپنے دین کو لے کر فتنوں سے بھاگ جائے۔“ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن حجر نے اپنی مشہور تصنیف ”فتح الباری“ میں لکھا ہے: ”سلف صالحین میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ فتنوں کے زمانے میں صاحب ایمان آدمی عام لوگوں سے کنارہ کش ہو کر علیحدگی اختیار کرے یا نہ؟ بعض حضرات ایمان بچانے کے لیے گوشہ نشینی یا پہاڑوں میں نکل جانے کی اجازت دیتے ہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ شہروں میں رہ کر فتنوں کے خلاف ڈٹ جانا چاہیے..... لیکن یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب فتنہ عام نہ ہو، لیکن اگر فتنہ عام ہو جائے تو پھر فتنہ زدہ لوگوں سے علیحدگی اور تنہائی کو ترجیح دی گئی ہے۔“ یعنی قابلِ برداشت حالات میں تو انسان کو معاشرے کے درمیان ہی رہنا چاہیے اور ان کے خلاف آواز بلند کرنی چاہیے..... البتہ جب فتنوں کا ایسا زور ہو کہ اپنا ایمان بچانا مشکل ہو جائے تو پھر عذاب الہی آنے سے پہلے گناہوں بھرے معاشرے سے



الگ ہو جانا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے عبد اللہ بن عمرو! اگر تو ادنیٰ درجہ کے لوگوں کے درمیان رہ گیا تو پھر کیا کرے گا؟ یہ وہ لوگ ہوں گے (اس کا جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے سنئے) جنہوں نے اپنے عہد و بیان اور امانتوں کو ضائع کر دیا، پھر وہ ایسے ہو گئے۔“ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے اپنی انگلیوں کو آپس میں پیوست کر لیا۔ انہوں نے پوچھا: ”ایسے وقت میرے لیے کیا حکم ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عام لوگوں کو چھوڑ کر خاص لوگوں کے ساتھ مل جانا۔“

ہمارے زمانہ میں عہد و بیان کا کوئی خیال نہیں رکھتا۔ لوگ وعدے کر کے صاف مکر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ یہ کوئی قرآن وحدیث تھوڑا ہی ہے۔ امانتوں کا کوئی خیال نہیں رکھتا۔ خیانت اور کرپشن عام ہے اور سوائے ان کے جن پر اللہ کی رحمت ہے، سب کے ضمیر بگڑ چکے ہیں۔ یہ خرابیاں مزید بڑھتی جائیں گی اور غفیر ایک ایسا وقت آئے گا کہ عوام میں رہنا اپنی آخرت کو برباد کرنے کے مترادف ہوگا۔ اللہ والے خواص (علماء و مشائخ، اصلاحي حلقے، مدارس و خانقاہ) کی صحبت کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔

چوتھی ہدایت:

جب حضرت مہدی کا ظہور ہو تو ان کے خلاف نکلنے والے لشکر میں کوئی صاحب ایمان ہرگز شامل نہ ہو، بلکہ حضرت مہدی کی بیعت میں (جب ان کو احادیث میں بیان کردہ علامات کے مطابق پائے) جلدی کرے۔

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ جو بدنصیب لشکر حضرت مہدی کے ساتھ لڑنے کے لیے پہلے بھیجا جائے گا وہ کفار کانہیں، مسلمانوں کا لشکر ہوگا۔ ان میں سے کچھ تو ایسے ہوں گے جن

کولڑائی پر مجبور کیا ہوگا لیکن کچھ ارادنا سوچ سمجھ کر لڑنے کے لیے آئیں گے۔ یہ وہ نام نہاد مسلمان ہوں گے جو ”فکری ارتداد“ کا شکار ہو چکے ہوں گے اور ان کو حضرت مہدی کے رفقاء دہشت گرد، شدت پسند، بنیاد پرست وغیرہ نظر آ رہے ہوں گے۔ ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ پھر ان کا حشر اپنی اپنی نیتوں کے مطابق ہوگا۔ ہر مسلمان اس کی احتیاط کرے کہ اس کا خاتمہ اس منحوس طریقے سے نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”پناہ لینے والا [یعنی حضرت مہدی] بیت اللہ میں پناہ لے گا، اس کی طرف فوج بھیجی جائے گی۔ جب وہ بیابان (کھلے میدان) میں پہنچے گی تو زمین میں دھنس جائے گی۔“

حضرت مہدی کی مخالفت کے بجائے جب ان کے ظہور کا اعلان ہو اور ان میں سچے مہدی کی علامات پائی جائیں جو پیچھے بیان ہو چکی ہیں تو ان کے ہاتھ پر جہاد کی بیعت میں سبقت لے جانے کی کوشش کی جائے۔ اس زمانے میں ہر مسلمان پر واجب ہوگا کہ حضرت مہدی کے حلقہ مجاہدین میں شامل ہو کر اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اللہ کے راستے میں اپنی جان و مال پیش کرے۔ حضرت مہدی کی پہچان کا ایک ذریعہ تو وہ علامات ہیں جو احادیث میں بیان ہوئیں۔ دوسرا ذریعہ امیر جہاد کی حقیقی طلب ہے۔ اس کی برکت سے بھی اللہ مدد کرے گا، دل میں خیر کا القاء کرے گا اور سچے مہدی اور ان کے اعوان و انصار کی پہچان ہو جائے گی ورنہ جن کو طلب نہ ہوگی وہ علامات دیکھ کر بھی ان کا ساتھ نہ دیں گے بلکہ گھروں میں بیٹھے علماء، طالبان اور مجاہدین پر تبصرے کرتے رہیں گے۔ اسلام کی سر بلندی کے لیے امیر جہاد کی حقیقی طلب اور جستجو آخری زمانے کے لوگوں کے لیے سعادت کی علامت اور آخرت کا سرمایہ ثابت ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب تم اسے دیکھو تو اس کی بیعت کرو، خواہ



تمہیں برف پر سے گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے، کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔“  
پانچویں ہدایت:

امریکا اور مغربی ممالک کے گناہوں بھرے شہروں کے بجائے حرمین، ارض شام، بیت المقدس وغیرہ میں رہنے کی امرکافی حد تک کوشش کرنا۔ خونی معرکوں میں زمین کے یہ خطے اہل ایمان کی جائے پناہ ہیں۔ دجال ان میں داخل نہ ہو سکے گا۔

نعم بن حماد نے کتاب الفتن میں روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک دجال چار مسجدوں، مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد طور سینا اور مسجد اقصیٰ کے سوا ہر گھاٹ پر پہنچے گا۔“  
چھٹی ہدایت:

پابندی سے تسبیح و تحمید اور تہلیل و تکبیر کی عادت ڈالی جائے۔ جس کو ذکر کی لذت سے آشنائی ہوگی، ان کو ذکر سے ایسی حلاوت نصیب ہوگی کہ کھانے پینے سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ دجال کے فتنے کے عروج کے دنوں میں جب وہ مخالفین پر غذائی پابندیاں لگائے گا، ان دنوں ذکر و تسبیح غذا کا کام دے گی لہذا ہر مسلمان صبح شام مسنون تسبیحات (درود شریف، تیسرا یا چوتھا کلمہ اور استغفار) کی عادت ڈالے اور سورۃ کہف کی ابتدائی یا آخری دس آیتیں یاد کر کے ان کے ورد کا معمول بنائے۔ دجال کے فتنوں کے دنوں میں یہ چیز نہایت برکت والی اور روحانی دوا کے ساتھ جسمانی غذا بھی ثابت ہوگی۔

ایک عظیم الشان حدیث میں جسے ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے روایت کیا ہے، اس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سکھاتے ہیں کہ دجال کے زمانہ میں ہم بھوک اور پیاس کا کیسے سامنا کریں؟ روای کہتا ہے پوچھا گیا: ”اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) ان دنوں کون سی چیز لوگوں کے لیے حیات بخش ہوگی؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: ”تسبیح (سبحان اللہ کہنا)، تہمید (الحمد للہ کہنا)، تکبیر (اللہ اکبر کہنا) کھانے پینے کی جگہ ان کے اندر سرایت کر جائے گی۔“

یہ حدیث لوگوں کو ذہن نشین کر لینی چاہیے اور اسے اپنے عمل کی بنیاد بنانا چاہیے۔ دجال کے زمانہ میں اس حدیث سے بھوک اور پیاس کے فتنے کا سامنا کیا جاسکتا ہے۔ پس اللہ کے ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت میں لگے رہیں۔ ابھی سے ”قیام اللیل“ (رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے اور ذکر و وظائف) کی عادت ڈالیں۔ دجال کے زمانہ میں یہ عادت ایسے خوش نصیبوں کے لیے آب حیات ثابت ہوگی۔

ساتویں ہدایت:

سورہ کہف کی تلاوت۔

ایک مشہور حدیث جو ابو داؤد، مسلم، ترمذی، نسائی، احمد، بیہقی وغیرہ جیسے عظیم محدثین کی کتابوں میں پائی جاتی ہے، میں بیان کیا گیا ہے کہ دجال کے فتنے سے جو محفوظ رہنا چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ سورہ کہف کی ابتدائی یا آخری دس آیتوں کی تلاوت کرے۔ اس کی تلاوت دجال کے فتنے میں مبتلا ہونے سے بچا لیتی ہے۔ اس میں کچھ ایسی تاثیر اور برکت ہے کہ جب ساری دنیا دجال کی دھوکا بازیوں اور شعبدہ طراز یوں سے متاثر ہو کر اس کی خدائی تک تسلیم کر چکی ہوگی، اس سورت کی تلاوت کرنے والا اللہ کی طرف سے خصوصی حصار میں ہوگا اور یہ دجالی فتنہ اس کے دل و دماغ کو متاثر نہ کر سکے گا۔ مستند روایتوں میں یہ بھی ہے کہ جو بندہ جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھتا ہے وہ اگلے جمعہ تک نور اور روشنی میں رہتا ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اس جمعہ سے آئندہ جمعہ تک اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ یہ بھی ہے کہ سورہ کہف جس گھر میں پڑھی جاتی ہے، اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ دجالیات کے محقق مولانا مناظر احسن گیلانی صاحب اپنی کتاب ”فتنہ دجال کے نمایاں خدو خال“ میں فرماتے ہیں: ”مسلمانوں کا عام دستور بھی ہے کہ ان میں متقی اور



پر ہیزگار لوگ ہر جمعہ کو سورہ کہف ضرور تلاوت کرتے ہیں۔ مسجدوں میں اسی لیے اس سورت کے متعدد نسخوں کے رکھنے کا عام رواج ہے۔ صاحب خیر لوگوں کو یہ بھی کرنا چاہیے۔ سورہ یٰسین کی طرح سورہ کہف کے مستند نسخے بھی چھپوا کر مساجد میں رکھوائے جائیں۔“ (ص: 15)

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب سورہ کہف اور دجال کے تعلق پر لکھی جانے والی اپنی تحقیقی کتاب ”معرکہ ایمان و مادیت“ میں فرماتے ہیں: ”جمعہ کے روز جن سورتوں کے پڑھنے کا شروع سے میرا معمول ہے، ان میں سورہ کہف بھی شامل ہے۔ حدیث نبوی کے مطالعہ کے دوران مجھے علم ہوا کہ اس روز سورہ کہف پڑھنے اور اس کو یاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس کو دجال سے حفاظت کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ کیا اس سورہ میں واقعی ایسے معانی و حقائق اور ایسی تنبیہیں یا تدبیریں ہیں جو اس فتنہ سے بچا سکتی ہیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بار بار پناہ مانگی ہے اور اپنی امت کو بھی اس سے پناہ مانگنے کی سخت تاکید فرمائی ہے، اور جو وہ سب سے بڑا آخری فتنہ ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے: ”مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَالِ۔“ (آدم کی پیدائش سے قیامت تک دجال سے بڑا کوئی واقعہ نہیں ہے۔) میں نے سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جو کتاب اللہ اور اس کے اسرار و علوم سے سب سے زیادہ واقف تھے) قرآن کی ساری سورتوں میں آخر اسی سورہ کا انتخاب کیوں فرمایا ہے؟ مجھے محسوس ہوا کہ میرا دل اس راز تک پہنچنے کے لیے بے تاب ہے۔ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ اس خصوصیت کا سبب کیا ہے اور اس حفاظت اور بچاؤ کا جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، سورہ سے کیا معنوی تعلق ہے؟ قرآن مجید میں چھوٹی بڑی (قصار مفصل اور طوال مفصل) ہر طرح کی سورتیں موجود تھیں۔ کیا وجہ ہے کہ ان سب کو چھوڑ کر اس سورہ کا انتخاب کیا گیا اور یہ زبردست خاصیت اسی سورہ میں رکھی گئی۔

مجملاً مجھے اس کا یقین ہو گیا کہ یہ سورہ قرآن کی ضروری منفرد سورہ ہے جس میں عہد آخر کے ان تمام فتنوں سے بچاؤ کا سب سے زیادہ سامان ہے جس کا سب سے بڑا علمبردار دجال ہوگا۔ اس میں اس تریاق کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے جو دجال کے پیدا کردہ زہریلے اثرات کا توڑ کر سکتا ہے اور اس کے بیمار کو مکمل طور پر شفا یاب کر سکتا ہے۔ اگر کوئی اس سورہ سے پورا تعلق پیدا کر لے اور اس کے معانی کو اپنے دل و جان میں اُتار لے (جس کا راستہ اس سورہ کا حفظ اور کثرت تلاوت ہے) تو وہ اس عظیم اور قیامت خیز فتنہ سے محفوظ رہے گا اور اس کے جال میں ہرگز گرفتار نہ ہوگا۔

اس سورہ میں ایسی رہنمائی، واضح اشارے بلکہ ایسی مثالیں اور تصویریں موجود ہیں جو ہر عہد میں اور ہر جگہ دجال کو نامزد کر سکتی ہیں اور اس بنیاد سے آگاہ کر سکتی ہیں جس پر اس فتنہ اور اس کی دعوت و تحریک قائم ہے۔ مزید برآں یہ کہ یہ سورہ ذہن و دماغ کو اس فتنہ کے مقابلہ کے لیے تیار کرتی ہے۔ اس کے خلاف بغاوت پر اُکساتی ہے۔ اس میں ایک ایسی روح اور اسپرٹ ہے جو دجالیات اور اس کے علمبرداروں کے طرز فکر اور طریقہ زندگی کی بڑی وضاحت اور قوت کے ساتھ نفی کرتی ہے اور اس پر سخت ضرب لگاتی ہے۔“

لہذا اہل ایمان کو چاہیے کہ یا تو پوری سورہ کہف حفظ کر لیں یا کم از کم اس کی پہلی دس یا آخری دس آیات یاد کر لیں تاکہ دجال کے خروج کے وقت ان کی تلاوت ہر ایک کے لیے ممکن ہو۔ ان آیات میں ایسی قدرتی تاثیر ہے کہ ایسے لوگوں کو دجال کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ اور دجالی فتنے کے ظہور سے پہلے ان آیات کے ورد کا فائدہ یہ ہوگا کہ دجالی قوتوں کے منفی پروپیگنڈے کا اثر انسان کے دل و دماغ اور ایمان و عمل پر کم سے کم ہوگا۔ ابن خزیمہ کا قول ہے: ”میں نے ابو الحسن الطنفسی کو کہتے سنا فرما رہے تھے، میں نے عبدالرحمن المحاربی کو کہتے سنا ہے کہ: ”اس حدیث کو [یعنی جس میں جمعہ کے دن سورہ کہف



پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے [ہر استاد کے تربیتی نصاب میں شامل کرنا چاہیے تاکہ وہ مکتب کے تمام بچوں کو سکھادے۔“ اندازہ کیجیے اتنے زمانہ پہلے ہمارے اکابر کو فتنوں سے بچنے کا اس قدر اہتمام تھا۔ آج ہم فتنوں کے کھنور میں پھنسے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں اور مزید عظیم فتنے ہمارے سر پر کھڑے ہیں..... ہمیں تو ان چیزوں کا بہت اہتمام کرنا چاہیے۔ بالفرض اگر حقیقی عظیم فتنے ہمارے دور میں ظاہر نہ ہوئے تو چھوٹے دجالوں کے جھوٹے پروپیگنڈے اور میڈیا وار سے تو ان آیات کی برکت ہمیں ضرور محفوظ رکھے گی۔

آٹھویں ہدایت:

عراق میں دریائے فرات کا پانی رکنے سے اس کی تہہ سے جو سونا برآمد ہوگا، اس کی لالچ کوئی مسلمان نہ کرے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ”قرب ہے کہ فرات سونے کے پہاڑ سے پیچھے ہٹ جائے۔ چنانچہ جو بھی اس وقت موجود ہو اس میں سے کچھ بھی نہ لے۔“ ایک اور روایت میں ہے: ”اس پہاڑ پر مسلمان ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوں گے تو سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے اور ان میں سے ہر آدمی کہے گا: ہو سکتا ہے کہ میں بچ جاؤں!“

لہذا ہر مسلمان حرص و ہوس اور طمع و لالچ کے بجائے انفاق فی سبیل اللہ کا مزاج بنائے اور لینے اور لوٹنے کے بجائے دینے اور لٹانے کی عادت ڈالے..... ورنہ دنیاوی حرص کہیں کا نہ چھوڑے گی۔

## تزویراتی تدابیر

روحانی تدابیر کے بعد اب ہم ظاہری اسباب کے تحت کی جانے والی عملی تدابیر کی طرف آتے ہیں۔ فتنہ دجال اکبر اور دجالی نظام کا مقابلہ کرنے کی تدابیر اور حضرت مہدی

و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا استقبال کرنے کے لیے کی جانے والی تیاری کے بنیادی خطوط کار درج ذیل ہوں گے:

- (1) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین جیسے ملکوتی اخلاق پھیلانا
- (2) جہاد کو نقطہ کمال پر لے جانا یعنی جہاد کو علمی و عملی، داخلی و خارجی اعتبار سے عمیق تر اور وسیع تر کرنا۔

(3) مال اور اولاد کے فتنہ میں پڑنے سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرنا

(4) جنسی بے راہ روی کو ممکنہ حد تک کم سے کم کرنے کے لیے پوری کوشش صرف کرنا

(5) غذا، لباس اور رہائش کو قدرتی، فطری اور مسنون سطح پر لے جانا

ان پانچ تدابیر کو اختیار کیے بغیر نہ دجالی میکازم سے بچا جاسکتا ہے نہ اس کو توڑا جاسکتا ہے اور نہ اس کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ جو شخص ان پانچ میں سے کسی ایک چیز پر عمل سے محروم ہے وہ اتنا ہی دجالی میکازم کا شکار یا شریک کار ہے اور جو مؤمن فرد، معاشرہ، تنظیم، تحریک اور حکومت دجالی میکازم کا جتنا شکار یا شریک کار ہے، اس کی بحیثیت مؤمن ختم ہو جانے کے اندیشے اسی قدر زیادہ ہیں۔ سورۃ البقرہ میں مذکور حضرت طالوت کی جالوت کے ساتھ جنگ کے واقعہ کی عمدہ مثال سامنے رکھ لیجیے۔ بنی اسرائیل کے لشکر کے کم حوصلہ اور بے صبرے سپاہیوں کی طرح دجالی نظام کے بہتے دریا سے جو جتنا پانی پیے گا اس کے اندر دجال سے لڑنے کی طاقت اسی قدر کم ہو جائے گی اور جو جتنا تقویٰ و طہارت اختیار کر کے عیش پرستی سے دور رہے گا اس پر دجالی حربے اتنے ہی کم اثر انداز ہوں گے۔

پہلی تدبیر: اتباع صحابہ:

نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے ارض پر ایک عظیم الشان فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی اصلاح پر مشتمل بے مثال انقلاب برپا کیا۔ اور وہ انقلاب تھا



”سنت اللہ“ کو ”سنت نبوی“ کی شکل میں روئے ارض پر عمل جاری، ساری اور نافذ کر دینا۔  
حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین روئے ارض کے وہ اعلیٰ ترین،  
ارفع ترین اور جامع ترین اشخاص ہیں جو روئے ارض پر برپا ہونے والے اس عظیم الشان  
فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی رحمانی انقلاب کے شاہکار نمونہ، اس کے دست و بازو اور اس کی بے  
مثال نشانی تھے۔ روئے ارض پر برپا اس عظیم الشان انقلاب کا جو نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ  
تعالیٰ علیہم اجمعین نے پیش کیا وہ یہود اور ان کے برپا کردہ دجالی نظام کے مقابلہ اور اس پر فتح  
پانے کے لیے ہمارے پاس موجود ”واحد حل“ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تین صفات ایسی  
ہیں جنہیں اپنانے والے ہی مستقبل قریب میں برپا ہونے والے عظیم رحمانی انقلاب کے  
لیے کارآمد عنصر ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ تینوں صفات ایک روایت میں بیان کی گئی ہیں۔ ان  
کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین دلوں کی پاکیزگی، علم کی حقیقت اور تکلف سے  
اجتناب میں تمام امت سے زیادہ بلند مقام پر تھے۔ ان تینوں صفات کی تفصیل کچھ یوں ہے:

(1) اَبْرَہَہَا قُلُوبًا (صحابہ کرام کے دل ”بَر“ کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ گئے تھے)

”بَر“ سے مراد ہے انسانی دل کا خالص و مخلص حالت و صورت میں آ جانا، باطنی بیماریوں اور  
روحانی آلائشوں سے بالکل پاک صاف ہو جانا۔ ”آدمیت“ کا ایسی حالت کو بازیافت  
کر لینا جو ہر طرح کی آلودگی اور خرابی سے پاک ہو۔

(2) اَعَمَّ قُہَا عِلْمًا (وہ علم کے اعتبار سے اس عالم امکان میں علمیت اور حقیقت  
شناسی کی آخری گہرائیوں تک پہنچ گئے تھے۔) علم کی حقیقت حاصل کرنے، اور کائنات یعنی  
آفاق و انفس کی حقیقت کو جان لینے کے اعتبار سے عالم امکان میں جو آخری درجہ ہو سکتا  
ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس تک پہنچ گئے تھے۔ وہ اس علمی مقام اور بلند روحانی مرتبے  
تک پہنچ گئے تھے جہاں تک ان سے پہلے انبیاء کو چھوڑ کر نہ کوئی انسان پہنچ سکا اور نہ آئندہ پہنچ

سکتا ہے۔ یاد رکھیے! اصل علم اشیاء کی حقیقت کا علم ہے۔ یہ علم سائنسی لیبارٹریوں میں پیشاب اور خون کے تجزیے، چوہے اور مینڈک پر تجربات سے نہیں، نور معرفت سے حاصل ہوتا ہے اور یہ چیز صفہ کے چوتھے پر بنی تھی۔ لہذا جو مزاج نبوی سے جتنا قریب ہوگا اسے کائنات اور اس میں موجود اشیاء و عناصر کی حقیقت کا علم اتنا ہی زیادہ نصیب ہوگا۔ مغرب کے مادہ پرست سائنس دانوں کو اس کی ہوا بھی نہیں لگی۔

(3) اَفْلَهَا تَكْلَفًا (وہ روئے ارض پر کم ترین تکلف کے حامل بننے میں کامیاب ہو گئے۔) اس سے مراد ہے کہ صحابہ کرام اس نکتہ کو پا گئے کہ روئے ارض پر مقصد ربانی کی تکمیل کرنے، نہایت آسانی سے یہاں کی آزمائشوں اور ابتلا سے گزرنے اور ابلیس اور دجال اکبر کے مکر و کید کو ناکام کرنے کے لیے ”بہترین راہ“ یہ ہے کہ انسان حلال میں تکلف نہ کرے اور حرام میں ملوث نہ ہو۔ ایسا اس وقت ہوگا جب وہ اپنی انفرادی و اجتماعی سہولیات و تعیشات کو کم سے کم سطح پر لے آئے۔ سہولیات کا عادی نہ بنے، جفاکشی اختیار کرے۔ عیش پرست نہ ہو، سخت جان اور ایثار و قربانی کا عادی ہو۔

الغرض..... فتنہ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کی اہل ایک ایسی ”صالح اُمت“ بننے کے لیے..... جو ایک جانب اپنی توانائیوں کو یکسو کر کے غلبہ اسلام کی ایسی طلب گار اور سراپا طلب بن جائے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر حضرت مہدی علیہ السلام جیسی قیادت پیدا کریں اور اس کی حضرت عیسیٰ ابن مریم سے نصرت کریں..... اور دوسری جانب وہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو اپنے قائد کی طرح قبول اور جذب کر سکے..... لازم ہے کہ اُمت مسلمہ ان تین صفات کو پھر سے زندہ کر کے صحابہ کرام جیسے فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی اصلاح و ارتقا کو پھر سے حاصل کرے۔ اس کے بغیر نہ عروج پر پہنچی ہوئی مغربی مادیت کا مقابلہ ہو سکتا ہے نہ اس کے سحر انگیز سلطنت کی مرعوبیت سے نکلا جاسکتا ہے۔



لہذا فقہ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لیے لازم ہے کہ اہل ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مبارک سنت پر عمل کرتے ہوئے:

☆..... اپنے دل و دماغ اور زبان و عمل کی مکمل اصلاح کی فکر کریں۔ ظاہر کو سنت کے مطابق بنانے اور باطن کو نفس کی خباثتوں سے پاک کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ یہ دولت مدارس اور خانقاہوں میں علمائے کرام اور مشائخ عظام کی صحبت کی برکت سے ملتی ہے۔ کسی سچے اللہ والے متبع سنت بزرگ کی خدمت میں اپنے آپ کو پامال کیے بغیر انسان کے اندر کا اندھیرا ختم نہیں ہوتا اور مرتے دم تک اسے نفس کی گندگیوں اور باطن کی آلائشوں سے نجات نصیب نہیں ہوتی۔

☆..... روحانی اور رحمانی علم کی جستجو کریں۔ یہ علم سچے اللہ والوں کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور اس علم کے بغیر کائنات اور اس میں موجود اشیاء کی حقیقت سمجھ نہیں آ سکتی۔

☆..... بے تکلفی، سادگی اور جفاکشی اختیار کریں۔ مغرب کی ایجاد کردہ طرح طرح کی سہولیات اور تہذیبات سے سختی کے ساتھ بچیں۔ صحرا، پہاڑ، وادی، بن بستہ علاقوں اور تپتے صحراؤں میں ہر طرح کے حالات میں رہنے، کھانے، پینے اور پہننے کی عادت ڈالیں۔ تیرنے، گھڑ سواری کرنے، پہاڑوں پر چڑھنے اور ورزشوں کے ذریعے خود کو چاق و چوبند رکھنے کا اہتمام کریں۔ تہہ خانوں اور غاروں میں رہنے سے نہ کترائیں۔

مغرب کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کو صحابیانہ صفات سے عاری کر کے گناہوں، سہولت پسندی اور عیش پرستی میں مبتلا کیا جائے۔ ملٹی نیشنل کمپنیاں ہمیں طرح طرح کی راحتوں، لذتوں اور تہذیبات میں مبتلا کرنے کے لیے نئی ایجادات کی تشہیر کرتی ہیں۔ دگنا پیسہ بھی کماتی ہیں اور دجال کے خارش زدہ ٹوٹیاں کرنے کے مرحلے پر بھی تیزی سے عمل کر رہی ہیں۔ انسان اپنے جسم کو راحت پہنچانے کے لیے کہاں تک جاسکتا ہے؟ کتنا گر سکتا ہے؟ کتنی

فضول خرچی کر سکتا ہے؟ روح سے توجہ ہٹا کر نفس کے پھندوں میں کتنا گرفتار ہو سکتا ہے؟ ان چیزوں کا جتنا تصور کیا جاسکتا ہے، ملٹی نیشنل کمپنیوں نے اس سے آگے کی لذت پرستیوں کو باقاعدہ منصوبے کے تحت حقیقت کی شکل دے رکھی ہے اور وہ دنیا کو بالخصوص اہل اسلام کو کابل، ست، آرام پسند اور عیش پرست اور اتنا لذت کوش بنانا چاہتے ہیں کہ وہ فارمی مرغیوں کی طرح کسی کام کے نہ رہیں۔ دجال اور دجالی فتنوں کا مقابلہ نہ کر سکیں اور یہود کی منزل آسان ہو جائے۔ آپ سڑکوں کے کنارے لگے بڑے بڑے اشتہارات پر نظر ڈالیے، اشیائے تعیش سے بھرے ہوئے شاپنگ مالز میں چمکدار دکانیں اور چمچاتے شوکیس ملاحظہ کیجیے۔ مراعات یافتہ طبقوں کی لذتوں، شہوتوں اور نوابی نخروں چونچلوں کو کبھی دیکھیے۔ دجالی فتنے میں ملوث ہونے کے آثار ہر جگہ واضح نظر آئیں گے۔ ان سے بچ کر سادہ، جفاکش اور بے تکلف زندگی گزارنے والا ہی اپنی صحت، ایمان اور آخرت کو بچا سکے گا۔

دوسری تدبیر، جہاد:

جہاد اسلام کو چوٹی پر لے جانے والی واحد سبیل اور مسلمانوں کی ترقی کا واحد ضامن ہے۔ یہود اس حقیقت کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ یہود کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کے اندر از خود پیدا شدہ عزم جہاد کا رخ پھیر کر انہیں غیر حقیقی میدان کار فراہم کر دیا جائے۔ یہ میدان کار بظاہر حقیقی اور مفید لیکن درحقیقت فرضی اور قطعاً غیر مفید ہو۔ ریگولر ہو، سیکولر قطعاً نہ ہو۔ یہ Megalothymia مغربی اصطلاح میں تعمیری ہو تو تخریبی نہ ہو۔ یعنی اس کے نتیجے میں امت مسلمہ اپنی مرضی سے ہنسی خوشی فکری اور علمی بحث و مباحث و تبادلہ خیال کرنے لگے۔ اس کو عظیم کار خیر تصور کرے۔ عصری تعلیمی ترقی کے لیے کوشاں ہو جائے۔ مسنون اعمال کو زندگی کا جز بنانے کے بجائے اسلام کو مغربی تہذیب سے زیادہ سودمند اور کارآمد ثابت کرنے کی کوشش میں لگی رہے۔ علمی اداروں، تحقیقی، صنعتی اور فنی اداروں کے قیام کی



طرف متوجہ ہو جائے اور علمی، تحقیقی، صنعتی، فنی اور مالی صلاحیتوں کے بڑھانے میں ایسی مشغول ہو جائے اور ان میدانوں میں مغرب کی ترقی تک پہنچنے اور اس سے آگے نکلنے میں اتنی مستغرق ہو جائے کہ اسے جہاد کے ذریعے حاصل ہونے والی بے مثال، تیز رفتار اور ہوش ربا ترقی کا خیال ہی نہ رہے۔ وہ مغرب کا پیچھا کرتے کرتے سرگرداں پھرے اور اللہ رب العالمین نے اس کو مغرب کی ہوش ربا ترقی اور حیران کن مادی طاقت پر غلبے کا جو بے بہا نسخہ دیا ہے اس سے غافل رہے، اس کی تنقیص کرے، تردید کا ارتکاب کرے حتیٰ کہ ”فرار من الزحف“ یا ”تولسی الادبار“ [جہاد سے پیٹھ پھیر کر دوسری چیزوں میں فلاح و نجات تلاش کرنا] کی مرتکب ہو کر اللہ تعالیٰ کے غضب و انتقام کا شکار ہو جائے۔

یاد رکھیے! بے مقصد اور سطحی علمی تحقیق، سائنس و ٹیکنالوجی میں پیش رفت وغیرہ یہ سارے امور یہودیت کی اصطلاح میں ”تعمیری“ ہیں۔ ان سے بلا واسطہ اور بالواسطہ یہودیت کو استحکام نصیب ہوتا ہے اور اس کے خطرے کم ہوتے ہیں یا اگر خطرے پیدا ہوں بھی تو یہودیت اس کے کنٹرول پر پوری طرح قادر ہے۔ لہذا وہ اس کے لیے عالم اسلام کو مشاورت، تکنیکی معاونت اور فنڈ فراہم کرنے پر بھی تیار ہوں گے۔ نام نہاد اسلامک انسٹیٹیوٹ اور ریسرچ سینٹرز کا قیام ان کے لیے نہایت اطمینان کا باعث ہے۔ البتہ جہاد کا نام لینے والوں کا وہ دانہ پانی بند کرنے سے کم کسی چیز پر اکتفا نہیں کریں گے۔ یہودیت کے نزدیک ”تخریبی امور“ سے مراد جہاد ہے۔ جہاد وہ عمل ہے جس سے یہودیت بدحواس ہو جاتی ہے۔ قوم یہود کے حواس اس سے مختل ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تعمیری امور کو کنٹرول کرنے کے لیے ان کے پاس میکا نزم ہے۔ جہاد کو کنٹرول کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی میکا نزم نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ دشمن کو over kill کریں۔ لیکن وہ جانتے ہیں کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے، یہ ان کے بس کی چیز نہیں، مجاہدین ان کے لیے ہمیشہ مشکل بلکہ

ناممکن ہدف ثابت ہوئے ہیں۔ نیز بے تحاشا جان لینا ان کے مسائل میں اضافہ کرتا ہے کی نہیں..... جبکہ مسلمانوں کو جدید ٹیکنالوجی کے حصول میں مصروف کر کے خود اونچی چوٹی پر کھڑے ہو کر ان کی بے بسی کا تماشا دیکھنا ان کے لیے نہایت فرحت بخش عمل ہے۔ ان کو پتا ہے کہ وہ اس میدان میں اتنے آگے ہیں کہ ساری مسلمان حکومتیں مل کر بھی ان کے پائے کا ایک تعلیمی ادارہ بنا سکی ہیں نہ ان کے تیار کردہ سائنس دانوں جیسے سائنس دان تیار کر سکتی ہیں۔ لہذا اس میدان میں ہماری کچھوے کی چال والی ترقی سے انہیں کوئی خطرہ نہیں۔ البتہ یہود اور یہودیت زدہ مغربی دنیا جذبہ جہاد اور شوق شہادت کا کوئی متبادل نہیں رکھتی۔ یہ چیز رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو بخشی ہے۔ اور اس کا کوئی توڑ یہودی سائنس دانوں اور مغربی تھنک ٹینکس کے پاس نہیں۔ لہذا مسلمانوں کی بقا و فلاح اس میں ہے کہ اپنی نئی نسل میں جذبہ جہاد کی روح پھونک کر اس دنیا سے جائیں۔ فلسفہ جہاد کو ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دیں اور ان کا ایسا ذہن بنادیں کہ وہ اس پر کسی قسم کے سمجھوتے کو خارج از مکان قرار دیں، نیز ہر مسلمان اپنے متعلقین اور اپنے نوجوانوں کے دل و دماغ میں یہ بات راسخ کر دے کہ جہاد کے علاوہ کسی اور چیز..... چاہے وہ جدید تعلیم ہو یا ٹیکنالوجی..... کمپیوٹر سائنس ہو یا خلائی تسخیر..... گلے میں ٹائی باندھنا ہو یا کمر میں پینٹ کسنا..... کسی چیز کو اپنی ترقی و کامیابی کا ذریعہ نہ سمجھیں۔ جذبہ جہاد اور شوق شہادت میں فنایت کے بغیر مسلمانوں کی بقا و ترقی کا تصور پہلے تھانہ آئندہ ہو سکتا ہے۔

تیسری تدبیر: فتنہ مال و اولاد سے حفاظت:

فتنہ دجال اکبر کے پانچ ستونوں میں سے ایک ستون ”فتنہ مال و اولاد“ ہے بلکہ فتنہ دجال دراصل ہے ہی مال اور مادیت کا فتنہ۔ اس فتنہ کے نتیجے میں پہلے پہل ”نظام رزق حلال“ منہدم ہوتا ہے پھر ”نظام زکوٰۃ“ کا انہدام شروع ہو جاتا ہے اور آخر میں



”نظام انفاق فی سبیل اللہ“ ہی کلی طور پر منہدم ہو جاتا ہے۔ ان نظاموں کے انہدام سے مال اور رزق طیب نہیں رہتا، ضبیث ہو جاتا ہے اور ضبیث رزق سے پلنے والے اجسام دجالی فتنہ کا آسان ہدف اور مرغوب شکار ہوں گے۔

”فتنہ مال واولاد“ سے خود کو نکالے بغیر اہل ایمان کا فتنہ دجال اکبر سے نکلتا محال ہے۔ فتنہ دجال اکبر سے نکلنے یا اس سے بچنے کی اولین شرط ہے ”نظام انفاق کا قیام“ اور ”نظام ربا (سود) کا انہدام“ اس کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان حلال و حرام کا علم حاصل کریں۔ ہر طرح کے حرام سے کلی اجتناب کا اہتمام کریں۔ صرف اور صرف حلال مال کمائیں اور پھر اس میں سے اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی عادت ڈالیں اور بچوں کو اس کی عادت ڈالوانے کے لیے ان کے ہاتھ سے بھی فی سبیل اللہ خرچ کروایا کریں۔ بچوں کے دل میں حلال کی اہمیت اور حرام سے نفرت پیدا کریں۔ رزق کمانے کے دوران..... چاہے ملازمت ہو یا کاروبار..... شریعت کے احکام پر سختی سے عمل کیا جائے تاکہ حلال طیب حاصل ہو اور جسم و جان میں جو کچھ جائے، خیر اور نیکی کی رغبت اور توفیق کا سبب بنے۔ کسب حلال کے شرعی احکام اصولی ہوں یا فروعی، داخلی ہوں یا خارجی، ان کا بھرپور اہتمام کیا جائے۔ مثلاً ایک فرعی یا خارجی حکم یہ ہے کہ جمعہ کی پہلی اذان سے لے کر جمعہ کی نماز کے ختم ہونے تک تمام مسلمان خرید و فروخت موقوف کر دیں اور اللہ کی یاد کے لیے مسجد چل پڑیں۔ ایسا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آبادیوں میں جمعہ کا دن (چوبیس گھنٹے) پوری طرح چھٹی کا ہو۔ جمعہ کے دن پہلی اذان تک سارا شہر مسجد میں داخل ہو جائے تاکہ دوسری اذان سے لے کر نماز ختم ہونے تک مسلمان سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بارگاہ الہی میں حاضر ہوں۔ اس طرح وہ اللہ کی نظر میں مقبول ہو جائیں گے اور ان یہود کا مقابلہ کر کے ان پر غالب ہو سکیں گے جو یہودیوں کے مقدس دن ہفتے کے دن دنیاوی کاموں میں مشغول ہو کر اللہ کے غضب کا شکار ہوئے۔

چوتھی تدبیر: فتنہ جنس سے حفاظت:

فتنہ دجال اکبر کے پانچ عناصر میں سے ایک اہم عنصر ”فتنہ جنس“ ہے۔ دجالی نظام کو دنیا پر غالب کرنے والوں کی کوشش ہے کہ پورے روئے ارض پر جنس کے فطری اور بابرکت نظام یعنی ”نظام ازدواج“ کو درہم برہم کر دیا جائے۔ اس کے بعد روئے ارض پر فطری تولید کے نظام کو درہم برہم کر دینا آسان ہو جائے گا۔

فتنہ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کی اہم ترین تدبیر ”سنت نکاح“ کا قیام اور اکمال ہے یعنی نکاح کی سنت کو درجہ کمال تک پہنچانا۔ مرد و عورت کے حلال ملاپ کو رواج دینا اور آسان بنانا۔ حرام پر سزا دینا اور اسے مشکل تر بنانا۔ آج کل تقریب نکاح کے حوالے سے کی جانے والی رسومات کی بنا پر حلال مشکل ہے اور حرام آسان۔ ہم جسے مسنون نکاح کہتے ہیں، وہ نکاح تو ہے لیکن ”مسنون“ نہیں۔ اس میں اتنی رسومات، اسراف اور ریاکاری شامل ہو گئی ہے کہ نام تو ”نکاح مسنون“ اور ”ولیمہ مسنونہ“ کا ہوتا ہے لیکن ان تقریبات میں اکثر کام غیر شرعی اور خلاف سنت ہوتے ہیں جس سے نکاح مشکل اور فحاشی (زنا) آسان ہوتی جا رہی ہے۔

”استکمال سنت نکاح“ کی کوشش کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

(1) ہمہ جہت جنسی علیحدگی یعنی مرد و عورت کا مکمل طور پر علیحدہ علیحدہ ماحول میں رہنا جو شرعی پردے کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

(2) عورتوں کو زیادہ سے زیادہ شرعی مراعات دینا اور ان کی مخصوص ذمہ داریوں کے علاوہ دیگر ذمہ داریوں سے انہیں سبکدوش کرنا جو ان کی فطرت اور شریعت کے خلاف ہے۔

(3) نکاح کو زیادہ سے زیادہ آسان اور فتح نکاح کو زیادہ سے زیادہ منضبط



بنانا۔

(4) کسی بھی عمر میں جنسی و نفسیاتی محرومی کو کم سے کم واقع ہونے دینا لہذا بڑی عمروں کے مردوں اور عورتوں کو بھی پاکیزہ گھریلو زندگی گزارنے کے لیے نکاح ثانی کی آسانی فراہم کرنا۔

(5) کثرت نکاح اور کثرت اولاد کو رواج دینا۔ ایک سے زیادہ نکاح اور دو سے زیادہ بچوں کو خوبی اور قابل تعریف بات بنانا۔ ایک نکاح اور دو بچوں پر اکتفا کی ہمت شکنی کرنا۔ ورنہ امت سکڑتے سکڑتے دجالی فتنے کے آگے سرنگوں ہو جائے گی۔  
”بتکمیل سنت نکاح“ کے یہ وہ عنوانات تھے جن کو اسلام نے قائم کیا۔ دجال کے زمانے کی قرب کی ایک علامت یہ ہے کہ ان میں سے بیشتر آج درہم برہم ہو چکے ہیں۔ اس کی ناگزیر ضرورت ہے کہ ان تمام امور کو از سر نو نافذ العمل بنایا جائے۔

فتنہ دجال اکبر سے بچنے کے اقدامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر قسم کے حرام جنسی عمل اور حرام تولید سے معاشرے کو پاک کیا جائے۔ حرام جنس اور حرام تولید سے فتنہ دجال اکبر کے زمانے میں فرد اور معاشرے کو بچانا تقریباً محال ہوتا جائے گا۔ اس سے بچنے کی واحد صورت یہ ہے کہ حلال جنس اور حلال تولید کی صورتوں اور سہولتوں کو آسان سے آسان تر بنانا اور زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا۔ اس کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں جن کو صالح مرد اور خواتین کو زیادہ سے زیادہ قبول اور رائج کرنا ہوگا:

☆.....بالغ ہونے کے بعد مردوں اور عورتوں کی شادی میں دیر نہ کرنا

☆.....مردوں کی ایک سے زیادہ شادی

☆.....بیوگان و مطلقہ خواتین کی فوراً شادی

☆.....مردوں اور عورتوں کی شادی کو خرچ کے اعتبار سے آسان تر بنانا اور ہر

طرح کی معاشرتی پابندیوں کا خاتمہ کرنا

☆..... معاشرے میں آسان نکاح کی ہمت افزائی کرنا اور مشکل نکاح سے ناپسندیدگی کا اظہار کرنا حتیٰ کہ اس کا بائیکاٹ کرنا۔

جو لوگ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رائج غیر شرعی شادی کی رسوم کو جاری رکھیں یا محض نمائش کے لیے آسان اور مسنون نکاح کریں اور درپردہ اسی رائج الوقت رسومات اور فضول خرچی سے بھرپور شادی کو جاری رکھیں، ان کا سخت بائیکاٹ کیا جائے۔ ایسے لوگوں کی مجلس نکاح میں شرکت کرنا اور راہ و رسم رکھنا ایسا ہی ہوگا جیسے ”مسجد ضرار“ میں نماز پڑھنا۔ فتنہ دجال اکبر کے مقابلے اور جنسی بے راہ روی کے خاتمے کے لیے لازم ہے کہ شرعی طور پر سنت نکاح کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے اور یہ اسی وقت ہوگا جب عقد نکاح کی تقریب کو رسومات، منکرات اور لغویات سے بالکل پاک کیا جائے۔ اس کے نتیجے میں بیہودہ رسوم کا خاتمہ ہوگا، نکاح پر کم سے کم خرچ ہوگا، حرام جنسی ملاپ کا سد باب ہوگا اور مسنون نکاح کے عمل کو زندہ کرنے سے پاکیزہ معاشرہ وجود میں آئے گا۔

فتنہ دجال اکبر سے مقابلہ کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ زچگی یا توان اداروں اور ہاسٹلوں میں کرائی جائے جہاں اللہ کے دین کے مطابق زچگی ہوتی ہے۔ میچا کے روپ میں منڈلاتے بھیڑیے نما ڈاکٹر اور ڈاکٹر نیاں فیس اور کمیشن کی لالچ میں فطری تولید کو روک کر غیر ضروری آپریشن پر زور دیتے اور امت مسلمہ کی ماؤں کو تولیدی صلاحیت سے بتدریج محروم کرتے ہیں۔ چونکہ اندیشہ اسی بات کا ہے کہ اکثر جگہوں میں ایسا ہی ہوتا ہے، اس لیے امت میں اس کا اہتمام ہو کہ زچگی ماہر اور تجربہ کار روایوں کی زیر نگرانی گھروں میں ہو۔ زچگی کے لیے Caeserion آپریشن سے حتیٰ الوسع اجتناب کیا جائے۔ اولاد کے حصول کے لیے تغیر خلق کے تمام راستوں سے کلی اجتناب کیا جائے۔ اولاد کے



حصول کے لیے غیر فطری طریقوں کا استعمال قطعاً قطعاً نہ کیا جائے مثلاً: مادہ منویہ کو منجمد طور پر محفوظ رکھنا، مصنوعی طور پر منی کا رحم میں ڈالنا، ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ افزائش کرنا، رحم کا عاریتاً استعمال کرنا اور کرانا۔

فتنہ دجال اکبر کے مقابلے کے لیے لازمی ہے کہ اہل ایمان خالص اور مخلص بنیں۔ حلال نسب اور حلال رزق کے علاوہ کسی چیز کو رواج نہ پانے دیں اور روئے ارض پر برسرِ پیکار دجالی افواج کے مقابلے میں اللہ کا سپاہی بننے کی تیاری کریں۔

پانچویں تدبیر: فتنہ غذا سے حفاظت:

فتنہ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے والی مؤثر تدابیر میں سے غذائی تدابیر بہت اہمیت کی حامل ہیں اور اس کے برخلاف فتنہ دجال اکبر کے روز بروز بڑھتے طوفان کے مقابلے میں اہل ایمان کو کمزور سے کمزور تر حتیٰ کہ بالکل بے بس کر دینے بلکہ آلہ کار بنادینے والی چیز غذائی سطح پر حرام سے چشم پوشی اور حلال سے انحراف ہے۔

فتنہ دجال اکبر سے بچنے اور اپنے اہل و عیال کو بچانے کی سب سے مؤثر تدبیر طیب و حلال طریقے سے حاصل کردہ غذا سے جسم کی پرورش ہے۔ فتنہ دجال اکبر کے سامنے سب سے زیادہ اور آسان شکار (Soft Target) حلال و طیب کے بجائے حرام و خبیث مال اور غذا سے پروردہ جسم ہوتا ہے۔ لہذا وہ چیزیں جنہیں قرآن اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے ان سے اپنے آپ کو سختی سے بچایا جائے۔ اپنے جسم میں حرام لقمہ یا حرام گھونٹ داخل نہ ہونے دیا جائے۔ نہ حرام لباس سے خود کو آلودہ کیا جائے۔ نیز مصنوعی طور پر Cross-Pollination اور Hybridization کے ذریعہ پیدا کردہ غذاؤں سے بچا جائے۔ مصنوعی غذا میں تیار کرنے والی یہودی کمپنیاں آہستہ آہستہ پوری دنیا کی خوراک کو دجال کے قبضے میں

دینے کے لیے رفتہ رفتہ آگے بڑھ رہی ہیں۔ یہ دراصل دجال کی مصنوعی خدائی کو منوانے کے لیے ذخیرہ خوراک کے داروغہ کا کردار ادا کر رہی ہیں۔ ذہبہ بند خدائی اشیاء قدرت کی غذاؤں سے زیادہ قابل اطمینان سمجھی جاتی ہیں اور منفرد مقام کی حامل ہیں۔ کچھ اسلامی شہروں مثلاً دہلی، دوحہ وغیرہ کا تو انحصار ہی ان پر ہے۔ یہ قابل اطمینان نہیں، انتہائی تشویش ناک امر ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو دشمن کے ہاتھ میں گروی رکھنے کے مترادف ہے۔ مصنوعی طور پر پیدا کردہ غذاؤں سے زیادہ فساد آلودہ وہ غذا ہیں جو جینیاتی طور پر پیدا کردہ ہیں۔ اس کے علاوہ کیمیائی طور پر تیار کردہ غذاؤں سے بھی بچا جائے۔ فتنہ دجال اکبر سے بچنے کے لیے ان سب طرح کی غذاؤں سے کلی اجتناب لازمی ہے۔

امت مسلمہ اپنے علاقوں میں فطری اور قدرتی غذا کے حصول کے لیے زراعت و شجر کاری پر توجہ دے۔ پیڑ پودوں بالخصوص پھل دار پیڑوں کے لگانے، گھاس کی افزائش پر خصوصی دھیان دے۔ اسی طرح جنگلات کی کٹائی کو حتی الوسع روکا جائے بلکہ جنگلات لگائے جائیں۔ امت مسلمہ مصنوعی طریقہ تولید سے جانور پیدا کرنے کے بجائے قدرتی افزائشی نسل پر توجہ دے۔ اونٹنیوں، گایوں، بھیڑوں اور بکریوں کی افزائش پر خصوصی دھیان دے۔ مصنوعی طریقے سے پیدا شدہ مویشی اور ان کے بیچ عنقریب ان یورپی کمپنیوں کی مرضی کے کلی طور پر تابع ہوں گے جو نباتات کی طرح حیوانات کو بھی اپنے قبضے میں لینے کے لیے نئے تجربات کر رہی ہیں۔



یہ وہ تدابیر ہیں جو فتنہ دجال سے حفاظت اور اس کے خلاف جدوجہد کے لیے کارآمد و مؤثر ہیں۔ ان کی فہرست قرآن و حدیث پر گہرے غور و فکر کے ذریعے ترتیب دی



گئی ہے۔ جو مسلمان چاہتا ہے کہ اس عظیم فتنہ کے خلاف برسرِ پیکار عظیم المرتبت لوگوں کی صف میں شامل ہو جائے، اسے چاہیے کہ ان کو اپنا لے۔ اپنی زندگی میں داخل کر لے اور ان پر سختی سے کاربند ہو کر اپنے اہل و عیال سے بھی ان کی پابندی کروائے۔ دوسرے مسلمانوں میں بھی اس کی دعوت چلاتا رہے۔ فتنہ دجال سے خدا تعالیٰ کو جتنی نفرت ہے، اس فتنے کے خلاف کسی طرح کی جدوجہد کرنے والے اللہ رب العالمین کے ہاں اتنے ہی مقبول، اس کی رحمت کے مستحق اور قابلِ اجر و ثواب ہیں۔

## آخری بات

یہاں چونکہ کتاب کا بھی اختتام ہے اور کتاب کے پیغام کا بھی۔ لہذا یہاں ہم اپنی بات کا پھر سے خلاصہ کرنا چاہیں گے۔ فتنہ دجال سے مردانہ وار دفاع اور اس کے خلاف جارحانہ اقدام کے لیے کی جانے والی تدابیر کے آغاز میں عرض کیا تھا کہ یہ ساری تدابیر صرف ایک نکتے کے گرد گھومتی ہیں اور وہ ہے..... جہاد..... جہاد..... مالی جہاد، زبانی جہاد، قلمی جہاد اور عسکری جہاد۔ یعنی اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قتال فی سبیل اللہ! اللہ کے راستے میں قتل ہونا اور قتل کرنا۔ زبانی اور قلمی جہاد اس وقت جہاد ہوگا جب قتال کے موضوع پر لکھا اور بولا جائے۔ مجسموں بھرے جو ہڑ پردوائی چھڑکنے کی ترغیب کو قلمی جہاد کہنا حماقت کی چوٹی پر چڑھ کر اوندھے منہ لڑھکنے والی بات ہے۔ اب آخر میں ہم فتنہ دجال سے بچنے کے دو طریقے احادیث کی روشنی میں بیان کر کے اپنے پیغام کا خلاصہ کرنے میں قارئین کی مدد کرتے ہیں۔

فتنہ دجال سے بچنے کے دو طریقے:

فتنہ دجال کے زمانے میں جو مسلمان زندہ ہوں گے اور تاریخ انسانی کے اس عظیم



اور ہولناک فتنے کا سامنا کریں گے، ان کو ہمارے اور آپ کے، ہماری انسانیت کے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہدایات دی ہیں۔ ایک حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کو دجال سے علانیہ بغاوت کرتے ہوئے اس کے خلاف اپنی تمام طاقت صرف کرنے کا حکم فرمایا۔ ارشاد ہے: ”تم میں سے جس کسی کے سامنے دجال آجائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کے منہ پر تھوک دے اور سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے“ (طبرانی، حاکم)

دجال جیسی عظیم طاقت کے منہ پر تھوکنا کتنے مضبوط ایمان اور جرات کا متقاضی ہوگا؟ اس کا اندازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کس کو ہو سکتا ہے؟ اس لیے آپ نے اس کے انتقام سے بچنے کی ڈھال اور حصار اپنے اُمتی کو بتاتے ہوئے فرمایا کہ سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھنے میں ایسی تاثیر ہے کہ دجال کا کوئی وار اس صاحب ایمان پر کارگر نہ ہوگا۔

ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے جو کوئی دجال کے آنے کی خبر سنے تو اس سے دور بھاگ جائے۔ اللہ کی قسم! ایک شخص اس کے پاس آئے گا..... وہ خود کو مؤمن سمجھ رہا ہوگا۔ [لیکن اس کے من گھڑت دلائل اور شعبدوں سے متاثر ہو کر] اس کی پیروی شروع کر دے گا۔“ (ابوداؤد، طبرانی)

ان دو احادیث کو ملا کر پڑھنے سے معلوم ہوا کہ فتنہ دجال سے بچنے کے دو طریقے ہیں: (1) ایک یہ کہ اللہ پر توکل کر کے پورے عزم اور حوصلے کے ساتھ دجال سے کھل کر اور علانیہ بغاوت کی جائے۔ اس کے سامنے اس کے منہ پر تھوک دیا جائے اور کمر کسر کر اس فتنہ کے خلاف میدان میں اُتر لیا جائے۔ جنت اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کے لیے بنائی ہے۔

نعیم بن حماد کی روایت ہے: ”جو لوگ دجال کے یا اس کے لوگوں کے ہاتھوں شہید

ہوں گے، ان کی قبریں تاریک اندھیری راتوں میں چمک رہی ہوں گی۔“ ایک اور روایت ہے ان کا شمار افضل ترین شہداء میں کیا جائے گا۔

(2) جو ایسا نہیں کر سکتا وہ دجال کے زیر قبضہ ملکوں اور دجالی حکومتوں کے زیر اثر علاقوں سے ہجرت کر جائے۔ دیہاتوں، پہاڑوں اور جدید دنیا کی شیطانی مہلتوں سے ہٹ کر ان علاقوں کی طرف نکل جائے جہاں دجال کی جھوٹی خدائی کا بول بالا نہ ہو۔ اپنے گھر، وطن، کاروبار اور عیش و آرام کو اللہ کی خاطر چھوڑنے والا ہی اللہ کی رحمت اور مغفرت کا مستحق ہوگا۔ ان چیزوں کی محبت میں ان شہروں میں پڑا رہنے والا جہاں دجال کی خدائی تسلیم کی جاتی ہو، اپنے ایمان کی حفاظت نہ کر سکے گا۔

الغرض جہاد یا ہجرت..... ہجرت یا جہاد..... یہ دو ہی چیزیں ہیں جو اس فتنہ آخر الزماں سے حفاظت کی ضامن ہیں۔ ان کے بغیر تو مغربی میڈیا کے روندتے ہوئے بنا سستی لوگ جو پہلے سے ارتدادی فکر کا شکار ہوں گے، اس فتنے کے آلہ کار یا اس کے شکار تو بن سکتے ہیں، اس سے بچ نہیں سکتے۔



## کتابیات

حضرت مہدی، حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی جدوجہد اور فتنہ، دجال کو سمجھنے کے لیے کارآمد کتابیں

### مہدویات:

|  |   |
|--|---|
| کتاب الفتن و الملاحم                     | علامہ عماد الدین ابن کثیر                 |
| کتاب الفتن                               | علامہ نعیم بن حماد                        |
| الاشاعة لا شرائط الساعة                  | سید محمد بن رسول البرزنجی                 |
| کتاب البرهان فی علامات مہدی آخر الزمان   | شیخ علی حقی ہندی                          |
| لقول المختصر فی علامات المہدی المنتظر    | علامہ ابن حجر عسکری                       |
| اختلاف امت اور شرائط مستقیم              | مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید            |
| حضرت امام مہدی                           | علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید             |
| عقیدہ ظہور مہدی<br>(احادیث کی روشنی میں) | حضرت مفتی نظام الدین شامزی<br>شہید        |
| اسلام میں امام مہدی کا تصور              | پروفیسر محمد یوسف خان<br>مولانا ظفر اقبال |
| ظہور مہدی                                | مولانا محمود بن مولانا سلیمان             |
| ظہور مہدی ایک اٹل حقیقت                  | مولانا منیر قمر                           |

### مسیحیات:

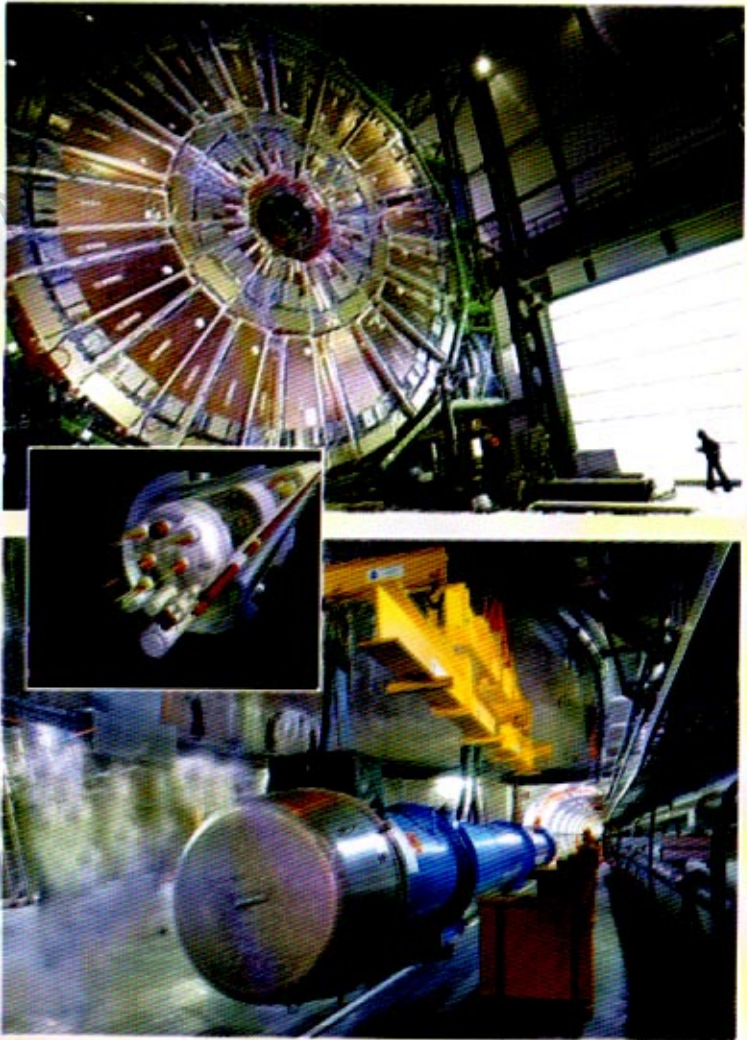
|                            |   |
|----------------------------|---|
| علامات قیامت               | حضرت شاہ رفیع الدین صاحب                            |
| علامات قیامت اور نزول مسیح | مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی                        |
| قیامت سے پہلے کیا ہوگا؟    | مختلف مصنفین کی تحریرات کا مجموعہ<br>المیزان، لاہور |

## دجالیات:

|  |   |  |
|--|---|--|
| دجال                                     | امام ابن کثیر (ترجمہ: محمد طیب طاہر)                  | کتاب سرائے، لاہور                            |
| دجالی فتنہ کے نمایاں خدوخال              | مولانا سید مناظر احسن گیلانی                          | المیزان، لاہور                               |
| معرکہ ایمان و مادیت                      | مولانا سید ابوالحسن علی ندوی                          | مجلس نشریات اسلام، کراچی                     |
| تیسری جنگ عظیم اور دجال                  | مولانا عاصم عمر                                       | البحر، پبلیکیشن، کراچی                       |
| دجال (تین جلدیں)                         | اسرار عالم  | ادارہ تحقیقات، لاہور                         |
| فتنہ دجال اکبر                           | اسرار عالم  | دارالعلم، نئی دہلی                           |
| معرکہ دجال اکبر                          | اسرار عالم  | دارالعلم، نئی دہلی                           |
| ہر مجدد (اردو ترجمہ)                     | ترجمہ: پرو فیسر خورشید عالم<br>تالیف: محمد جمال الدین | صفہ پبلشر، لاہور                             |
| فری میسنری اور دجال                      | کامران رعد  | تخلیقات، علی پلازہ، لاہور                    |
| خونفاک جدید صلیبی جنگ<br>(اردو ترجمہ)    | مصنفہ: گرلیس ہال سیل<br>مترجم: رضی الدین سید          | انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف<br>اسلامک ریسرچ کراچی |
| رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی<br>پیش گوئیاں | محمد ذکی الدین شرفی                                   | 0332-3728179                                 |
| معرکہ عظیم                               | رضی الدین سید   | 0300-2397571<br>021-450039<br>021-4407821    |
| عالمی حالات اور قیامت کی نشانیاں         | ترجمہ: رضی الدین سید                                  |  |
| کرۃ ارض کے آخری ایام                     | ترجمہ: رضی الدین سید                                  |  |
| جب صور پھونکا جائے گا                    | مترجم: رضی الدین سید                                  |  |



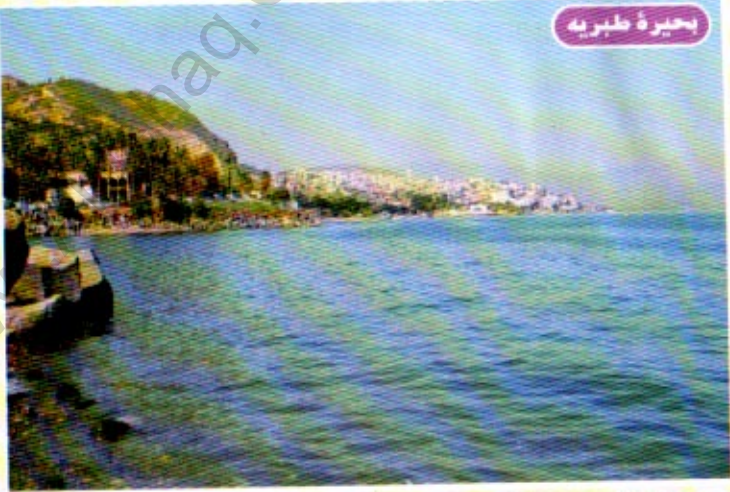




یہودی سائنس دانوں کی سربراہی میں کیا گیا انسانی تاریخ کا سب سے طاقتور تجربہ جسے دجالی روایت کے مطابق ”کائنات کے راز“ جاننے کا نام دیا گیا ہے جبکہ یہ درحقیقت تسخیر کائنات کے دجالی منصوبے کا اہم حصہ ہے۔ تصویر میں پانچ ارب پاؤنڈ کی خطیر لاگت سے تیار ہونے والی وہ مشین نظر آ رہی ہے جس کے ذریعے سے کیا جانے والا دہشت ناک تجربہ دجال کے ظہور کی ایک خاص علامت کا ذریعہ بنے گا۔ تفصیل کتاب میں ہے۔



## بحیرہ طبریہ



اردن اور اسرائیل کی سرحد پر واقع بحیرہ طبریہ جو آہستہ آہستہ خشک ہوتا جا رہا ہے۔ یہ وہی بحیرہ ہے جس کا دجال کے خروج کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

## بیسان کے باغ



بیسان فلسطین کا ایک علاقہ جس پر 1948ء میں اسرائیل نے قبضہ کر لیا۔ یہاں کھجوروں کے باغ پہلے پھل دیتے تھے۔ اب نہیں دیتے۔ ان باغوں کا خشک ہونا دجال کے خروج کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔

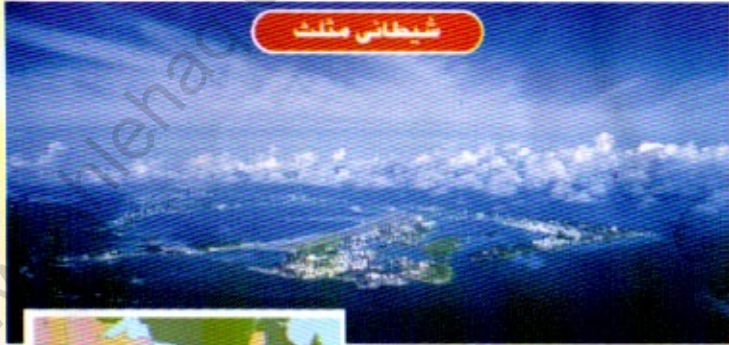




دجال ایسی رفتار کے ساتھ سفر کرے گا جو بادلوں کو اڑا لے جانے والی ہوا کی ہوتی ہے۔ ایسے جہاز کافی پہلے ایجاد ہو چکے ہیں جو آواز سے کئی گنا تیز رفتاری کے ساتھ پرواز کرتے ہیں۔ ایک خلائی شٹل بیٹائلس منٹ میں پوری زمین کے گرد چکر لگاتی ہے۔ پُر اسرار اُڑن طشتریوں کا ذکر بھی سننے میں آتا رہتا ہے۔ یہ سب دجال کی سواری کی ممکنہ شکلیں ہیں جو ہمیں بتا رہی ہیں کہ دجال کا وقت اب دور نہیں۔ اس کے گدھے کے کانوں کے درمیان 40 ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ کسی طیارے کے پروں کے درمیان تقریباً اتنا ہی فاصلہ ہوتا ہے۔ حال ہی میں اسرائیلی ماہرین نے ہیرون (Heron) نامی ایک طیارہ ایجاد کیا ہے جو اسرائیل کے Palmahim نامی ایئر پورٹ پر کھڑا ہے۔ اس کے پچھلے حصے پر دو ابھار ہیں جو گدھے کے کانوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔

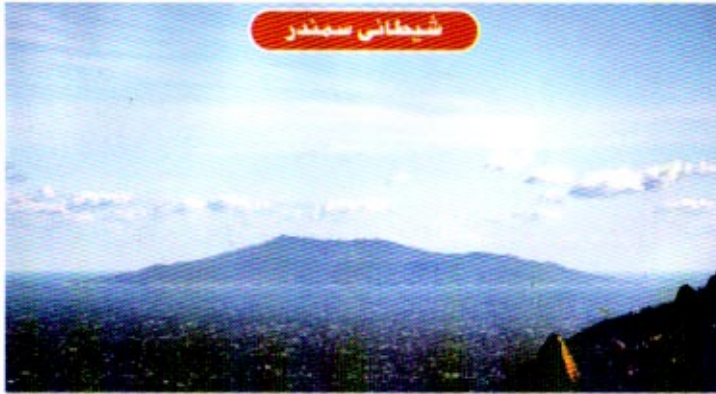


### شیطانی مثلث

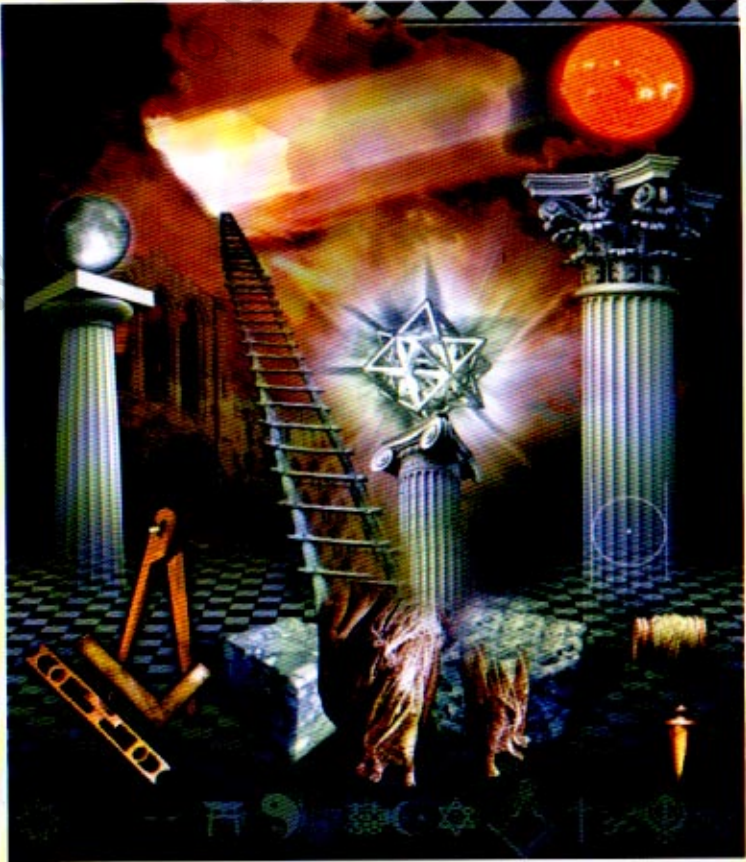


برمودا ٹکون: بحر اوقیانوس میں واقع پراسرار مثلث خطہ جس کے بارے میں طرح طرح کی باتیں سننے میں آتی رہتی ہیں لیکن شیطان، دجال اور یہودی قائم کردہ تگونی غلاف کے پار جھانکنے کی کوئی کوشش نہیں کرتا۔

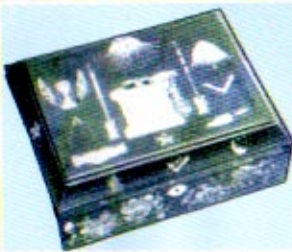
### شیطانی سمندر



مشرق بعید میں بحر اکامل کے ویران اور غیر آباد جزائر آتے ہیں۔ ان کے ارد گرد کے گہرے اور خوفناک پانیوں کا نام ہی "شیطانی سمندر" (Devils Sea) ہے۔ شیطانی سمندر اور شیطانی ٹکون میں خاص مناسبت ہے جو کتاب میں بیان کی گئی ہے۔



فری مین کی فرضی داستانوں اور جھوٹی حکایتوں کی علامتی تعبیر پر مشتمل بناوٹی تصاویر جو بلاوجہ کازعرب اور وہی عقائد کا اظہار کرتی ہیں۔



اس گمشدہ صندوق کی خیالی تصویر جس میں یہودیوں کے مقدس تحریکات محفوظ ہیں۔ یہودیوں کے خیال کے مطابق اس کو دجال ہر آئندہ کرے گا اور ان تحریکات کی مدد سے دنیا پر حکومت کرے گا۔





ایک فری مین ہال کا وہ کمرہ جہاں دجالی فوج میں شامل ہونے والے رگروٹ سے وفاداری اور رازداری کا حلف لیا جاتا ہے۔



دجال کی راہ ہموار کرنے والے بدنام زمانہ خفیہ تنظیم فری مین کی تقریب حلف برداری کے دوران استعمال ہونے والی چادو کی اشیاء۔

وزیر مین کے فقیہ اشارات

سیکٹوں والے دیوانے (شیطان) کے لیے ہاتھ کا اشارہ فری میسن کی خصوصی علامت ہے۔ مل کٹمن اور جارج بش مصدق فری میسن ہیں جس کا ثبوت تصویر میں نظر آ رہا ہے۔



کسی زمانے میں پاکستان میں  
وچالی عظیم فری مین اپنے اصلی  
نام کے ساتھ سرگرم تھی۔ فری  
مین ان راء اپنڈی کے ممبر شپ  
فارم کالکس آپ کو کچھ ہے جیسا۔

وجہاں کی تعمیر فری مین کے مختلف تنظیمات و علامات اور تحفظ







# ہرمجدون

## Armageddon

### ایک ہولناک بین الاقوامی جنگ

abbaniyah

Fallujah

Miqdadiyah

Ba'qubah

Khadmain

Azamiyah

Mandali

Mahmadiyah

Musayyib

Sawayran

Hillah

تالیف

الاستاذ امین محمد جمال الدین

شعبہ دعوت و ثقافت، دعوت اسلامی کالج، جامعہ الازہر

اردو ترجمہ

پروفیسر خورشید عالم

صُفْرَ پبلشرز





بِسلسلہ: اُمتِ مسلمہ کی عمر اور قربِ ظہورِ مہدی

ہر مجدون (Armageddon) بین الاقوامی جنگ

# آخری انتباہ — اے اُمتِ مسلمہ ہر تحریکِ حق

تالیف:

الاستاذ امین محمد جمال الدین

شعبہ دعوت و ثقافت، دعوتِ اسلامی کالج، جامعہ الازہر

اردو ترجمہ:

پروفیسر خورشید عالم

قرآن کالج، لاہور



ضفہ پبلشرز

۱۹۔ اے ایبٹ روڈ، لاہور فون: ۶۳۰۷۲۶۹

نام کتاب..... ہر مجدون

ایک ہولناک بین الاقوامی جنگ

تعداد..... 1000

تاریخ اشاعت..... جولائی 2003ء

ناشر..... غازی محمد وقاص

مطبع..... جی ڈی ایس پرنٹرز

A19 ایبٹ روڈ لاہور۔ فون: 6307269

قیمت..... 60 روپے

**ملنے کے پتے:**

صفہ پبلشرز: عطی بلڈنگ A19 ایبٹ روڈ، لاہور۔

ادارہ تخلیقات: 4 مزنگ روڈ، لاہور۔

نعمانی کتب خانہ: حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

قرآن اکیڈمی: K-36 ماڈل ٹاؤن، لاہور۔



## ترتیب

- ★ مقدمہ ..... 5
- ★ بیان کا پیش لفظ ..... 7
- ★ پہلا بیان: خوں ریز معرکہ کی ابتداء اور اس کی چنگاری ..... 19
- ★ دوسرا بیان: خونچکاں معرکوں اور تیسری عالم گیر جنگ  
کے آغاز کے بارے میں ..... 27
- ★ تیسرا بیان: پہلی عالمی جنگ سے لے کر ظہور مہدی تک ..... 35
- ★ چوتھا بیان: صدام حسین — پہلا سفیانی ..... 43
- ★ پانچواں بیان: عالمی جنگ (ARMAGEDDON) ..... 55
- ★ اہم بیان: امریکہ اور یورپ میں رہنے والے مسلمانوں سے اپیل ..... 67
- ★ چھٹا بیان: مہدی امین محمد بن عبداللہ ..... 69
- ★ ساتواں بیان: آخری زمانے کے واقعات کی ترتیب کے بارے میں ..... 83
- ★ آٹھواں بیان: پس چہ باید کرد؟ ..... 99

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مقدمہ

حمد و شکر کا سزاوار (معلوم و نامعلوم) جہانوں کا وہ پالنہار ہے جس نے اپنی عظیم کتاب میں فرمایا ہے:

﴿فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۖ فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّى لَهُمْ إِذَا جَاءَ تُهْمُ ذُنُوبِهِمْ﴾ (محمد: ۱۸)

”پس وہ صرف آخری فیصلہ کی گھڑی کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ اچانک ان کے سامنے آ جائے، سو اس کی نشانیاں تو آ چکیں، جب وہ گھڑی خود آئے گی تو اس وقت ان کا سمجھ بوجھ سے کام لینا ان کو کیا فائدہ دے گا؟“

دروود و سلام ہونیوں کے سردار، گزشتہ اور آئندہ نسلوں کے آقا، متقیوں کے امام ہمارے آقا اور حبیب محمد بن عبد اللہ پر اور برکتیں نازل ہوں ان کی آل اولاد پر اور ان لوگوں پر جنہوں نے ان کی راہ اختیار کی اور قیامت تک ان کی ہدایت کی پیروی کی۔

امَّا بَعْدُ :

اے اُمت مسلمہ! اے اُمت قرآن! اے اُمت محمد ﷺ۔ یہ ایک ہنگامی اپیل

ہے اور آخری بیان ہے۔

ہنگامی اپیل اس لئے کہ واقعات پے بہ پے تیزی سے رونما ہو رہے ہیں۔ دیوانہ وار مہم چلائی جا رہی ہے اور اُمت مسلمہ کو ختم کرنے کی نیت باندھی جا چکی ہے۔

یہ ایک آخری بیان ہے۔ نئی صلیبی جنگوں کا طبل بج چکا ہے۔ اس کے جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ وہ باز نہیں آ رہے، بھاگے بھاگے آ رہے ہیں اور اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لئے کمر بستہ ہیں۔

نہ معلوم میری یہ پکار آپ تک پہنچ بھی پائے گی یا تباہ کن بموں، جان لیوا میزائلوں،



اور ہمہ گیر تباہی کے ان ہتھیاروں کی آواز تلے دب جائے گی جو تیسری عالمگیر جنگ (Armageddon) کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔

خداوندِ حق و قیوم کی قسم! نہ جانے ان لوگوں کی آوازیں کدھر گئیں جنہوں نے میری کتاب ”اُمتِ مسلمہ کی عمر اور ظہور مہدی کا قرب“ کو آڑے ہاتھوں لیا اور اس آواز کی تردید کی جو ہم نے اُمت کو عالمی جنگ (Armageddon) اور ظہور مہدی کے قرب کے بارے میں دی تھی۔ ان کی آوازیں کیا ہوئیں! آیا وہ بیٹھ گئیں یا ندامت کے آنسوؤں نے ان کو گھونٹ دیا۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ واقعات تسلسل کے ساتھ تیزی سے رو پڑ رہے ہیں اور عالمی جنگ کے طبل کی ضربیں بے ہنگم اور تیز تیز زیر و بم کے ساتھ بلند ہو رہی ہیں۔ مگر یہ وقت نہ تو اختلاف کا ہے نہ ہی عتاب کا۔ آج مجھ پر اور ساری اُمتِ مسلمہ پر واجب ہے کہ ہم آپس کے اختلافات بھلا کر متحد ہو جائیں اور ایک دوسرے کو وہی بات کہیں جو سیدنا یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی:

﴿لَا تَنزِبْ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾ (یوسف: ۹۲)

”آج کے دن تم پر کوئی سرزنش نہیں! اللہ تمہارا قصور بخش دے، اور وہ تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔“

اچھا لگتا ہے کہ میں طرفہ بن العبد البکری کے معلقہ کا یہ شعر پڑھوں:

”زمانہ تیرے لئے ان چیزوں سے پردہ اٹھا دے گا جن سے تو ناواقف تھا اور

تیرے پاس خبریں لے کر وہ آئے گا جسے تو نے تیار کر کے نہیں بھیجا تھا۔“

اول و آخر حمد و شکر کا سر اوار اللہ ہے۔

امین جمال الدین

## بیان کا پیش لفظ

میں سچ کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے درخواست ہے کہ وہ سچ کہنے کی توفیق دے اور اسے قبول فرمائے۔

میں نے اپنی کتاب ”اُمت مسلمہ کی عمر اور ظہور مہدی کا قرب“ میں تنبیہ کے طور پر ساری کی ساری اُمت مسلمہ سے اپیل کی جس میں علماء، امراء، حکام اور سلاطین، انشا پرداز، دانشور، سیاست دان اور فوجی قائدین، عام اور خاص مرد اور عورتیں، چھوٹے بڑے سب مسلمان شامل ہیں۔

بطور تنبیہ یہ چیخ و پکار اس لئے ہے کہ مسلمان غفلت سے جاگ پڑیں اور نیند سے بیدار ہو جائیں اور یہ جان لیں کہ وہ خاتمہ کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں اور ایک جنگ بلکہ کئی وحشیانہ احقانہ ہمہ گیر جنگوں کے دروازوں پر دستک دے رہے ہیں۔

ایسی بھیانک اور تاریک جنگیں اور حد نظر تک پھیلے ہوئے ایسے فتنے جو سمندر کی موجوں کی مانند موجزن ہیں، کوئی بھی ان کے تھپڑوں سے بچ نہ سکے گا۔ وہ شام اور مصر کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے، عراق کا عرق نکال دیں گے اور جزیرہ عرب کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے زور زور سے چوٹیں لگائیں گے۔ جو کچھ میں نے اس کتاب میں لکھا ہے اس کے باعث مجھے پکا یقین ہے کہ جنگوں، خون خرابے اور فتنوں کے آغاز اور ہمارے درمیان اتنا ہی فاصلہ رہ گیا ہے جتنا دو کمانوں میں ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی قریب تر۔ اور باتوں کے علاوہ میں نے اس کتاب میں بیان کیا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کو بھی نجات دہندہ جنگ یعنی Armageddon کی قربت کا یقین ہے، جیسا کہ ان کی کتاب مقدس انجیل میں مذکور ہے، بلکہ ان میں سے بعض لوگوں نے اپنے اصل متون پر اعتبار کرتے ہوئے وقت کی حد بندی بھی کر دی ہے۔ یہودیوں کو اس جنگ کی



توقع ۱۹۹۸ء میں تھی جبکہ عیسائیوں نے ۲۰۰۱ء کے موسم خزاں میں اس کے وقوع کا حساب لگا رکھا تھا۔

ہم مسلمان یہ کہتے ہیں، ہو سکتا ہے کہ معاملہ یونہی ہو جیسا کہ وہ کہہ رہے ہیں کیونکہ تھوڑی بہت تقدیم و تاخیر ہو ہی جاتی ہے مگر زیادہ دیر نہیں لگے گی۔

دنیا کی عمر کی نسبت لفظ قلیل کا اندازہ منٹوں اور گھنٹوں سے نہیں کیا جاسکتا، اس کے قیاس کی اکائی مہینے اور سال ہیں کیونکہ دنیا کی عمر کئی ہزار سال ہے۔

اہل کتاب نے نجومیوں کی طرح وقت کی حد بندی نہیں کی۔ وہ اس علم پر بھروسہ کر رہے ہیں جو ان کی کتابوں میں موجود ہے، جیسا کہ سفر دانیال میں وارد ہے: ”پھر میں نے ایک پاک انسان (Saint) کو گفتگو کرتے سنا۔ دوسرے پاک انسان نے گفتگو کرنے والی قابل احترام شخصیت سے پوچھا: جہاں تک روزمرہ کی دائمی قربانیوں اور ارض مقدس اور میزبان لشکر کے پاؤں تلے روندے جانے کا تعلق ہے، خواب کو پورا ہونے میں کتنا وقت لگے گا؟ اس نے کہا: ۲۳۰۰ رات دن، پھر کہیں جا کر ارض مقدس پاک صاف ہوگی۔“ (اصحاح: ۸: ۳-۱۲)

اور کیتھولک اشاعت میں ہے: ”۲۳۰۰ رات دن، پھر کہیں جا کر ارض مقدس کو حقوق دوبارہ ملیں گے۔“ اس قسم کی عبارتوں اور ان جیسی دوسری کتابوں پر اعتماد کرتے ہوئے اہل کتاب کے علماء نے ان جنگوں اور خون خرابے کی تاریخوں کا استنباط کیا ہے اور زمانے کے تعین کی کوشش کی ہے۔

جب میں نے دنیا کے خاتمہ کی قربت میں ان سے اتفاق کیا اور وقت کی واضح حد بندی میں ان سے اختلاف کیا تو میں نے کاہن یا نجومی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی ان لوگوں کی پیروی میں ان کے دلائل کو جوں کا توں نقل کر دیا۔ ان کے اپنے دلائل اور مآخذ ہیں اور ہمارے اپنے دلائل اور مآخذ۔

ہم نے یہود و نصاریٰ کے اس قول کو درخور اعتنا سمجھا ہے جو اس بات سے ہم آہنگ ہے جسے ہم نے اپنی کتاب میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس بارے میں

کھڑی ہیں اور نو شیر وان بڑے جھنڈے تلے لشکر کی صفوں کو ہانک رہا ہے۔ ہاں۔ موتوں کے اسباب تیار ہو گئے ہیں اور عنقریب اربوں کی تعداد میں وہ ہمارے سامنے آ کھڑی ہوں گی۔ اس زمانے کا نو شیر وان (بش: Bush) صلیبی اور مغربی جھنڈے تلے اپنے لشکر کو ہانک رہا ہے۔ یہ ساری تیاری اس لئے ہے کہ مشرق و مغرب میں لشکر جمع ہوں۔ ساری دنیا کے لشکر اس لئے جمع ہو رہے ہیں تاکہ جلد ہونے والے معرکہ اور خونخوار جنگ میں ان کی آپس میں مڈ بھڑ ہو۔ یہ مختلف اطراف میں پھیلنے والے اژدہا کا معرکہ (Dragon War) ہو گا۔ یہ اتحادیوں کی تباہ کن شدید ایٹمی جنگ ہو گی۔ تیسری عالمی جنگ اور ملحمہ عظمیٰ (Armageddon)۔

پس اے اُمت مسلمہ اے قرآن کو ماننے والو! اے اُمت محمد ﷺ! یہ ایک ہنگامی اپیل اور تمہارے لئے آخری اعلان ہے۔ اپنی مذکورہ کتاب میں جس ملحمہ عظمیٰ اور فتنہ و فساد کا ذکر میں نے اختصار کے ساتھ کیا تھا اس کتاب میں ان کو تفصیل سے بیان کروں گا۔

میں وہ عجیب و غریب اور حیرت انگیز آثار پیش کروں گا جن سے میں حال ہی میں پڑھی جانے والی کتابوں کے ذریعہ آشنا ہوا ہوں۔ چونکہ میں نے ان آثار کو ان کے اصل مآخذ کے حوالہ سے نقل کیا ہے اس لئے دروغ بردن راوی۔ اگر مجھے ان پر اعتماد نہ ہوتا تو میں انہیں پیش ہی نہ کرتا مگر جو بات میں نے پہلے ثابت کی ہے اس کے ساتھ ان آثار و علامات کی اجمالی موافقت موجودہ حقائق کے ساتھ ان کی ہم آہنگی اور جس طریقے سے یہ کتابیں مجھ تک پہنچی ہیں ان سب نے مل کر مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں ان میں بیان کردہ عجیب و غریب نشانات کا ذکر کروں تاکہ سب کو فائدہ ہو اور ساتھ ساتھ اُمت کے لئے تبلیغ کا فریضہ بھی ادا ہو۔ اللہ توفیق دینے والا ہے۔

اب میں ان کتابوں کے نام بیان کروں گا۔ ان کتابوں کے لئے مجھے کوئی کوشش یا جستجو نہیں کرنی پڑی۔ یہ تو بس بعض عربی اور مصری چاہنے والوں کی طرف سے بطور ہدیہ ملی ہیں۔ ان کتابوں میں سے اہم کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:



(۱) الفتن ☆☆: أبو عبد الله نعيم بن حماد (متوفی: ۲۲۹ھ / ۸۴۴م) 'المكتبة التجارية مكة المكرمة

(۲) ألقول المختصر في علامات المهدي المنتظر: أبو العباس أحمد بن محمد بن حجر المكي الهيثمي (متوفی: ۹۷۴ھ / ۱۵۶۷م) 'مكتبة القرآن - مصر'  
مكتبة الساعی - السعودية

(۳) الإشاعة لأشراط الساعة ☆: الإمام البرزنجی (متوفی: ۱۱۰۳ھ / ۱۳۹۲م) 'مكتبة و مطبعة المشهد الحسينی-

(۴) المهدي المنتظر على الأبواب: محمد عيسى داود 'طبعة أولى سنة ۱۹۹۷،  
عربية للطباعة والنشر-

(۵) أسرار الساعة وهجوم الغرب: فهد سالم 'طبعة أولى سنة ۱۹۹۸م، مكتبة  
مدبولی الصغير-

(۶) حُمى سنة ۲۰۰۰: عبدالعزيز مصطفى كامل 'طبعة أولى سنة ۱۹۹۹م  
(۷) يوم الغضب: د سفر بن عبد الرحمن الحوالی 'طبعة أولى سنة ۱۴۲۱ھ  
۲۰۰۱م 'السعودية-

(۸) البيان النبوی لدبار إسرائيل: د فاروق احمد الدسوقي 'طبعة أولى سنة  
۱۹۹۸م 'الإسكندرية-

(۹) المسيح المنتظر ونهاية العالم: عبد الوهاب عبد السلام طويلة 'طبعة أولى  
۱۹۹۹م 'دار السلام للطباعة والنشر-

☆☆ ہم چاہتے ہیں کہ خاص طور پر کتاب الفتن کے مولف امام ابو عبد اللہ نعيم بن حماد کا تذکرہ کریں۔ اس کتاب میں انہوں نے فتنوں کے بارے میں اور آخری زمانہ کے خوزیز معرکہ کے بارے میں احادیث کا زبردست مجموعہ اکٹھا کر دیا ہے جو کسی اور کتاب میں نہیں مل سکتا۔ ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نعيم بن حماد کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے۔ وہ بہت بڑے امام اور امام بخاری کے تیسرے طبقہ سے تعلق رکھنے والے استاد ہیں کیونکہ انہوں نے بخاری کے لئے بڑے بڑے تبع تابعین سے روایت کی ہے۔ (دیکھئے مقدمہ فتح الباری، شیوخ البخاری، ص ۷۹)

(۱۰) هل ينتهى العالم عام ۲۰۰۰ : د سليمان المدنى ' طبعة أولى سنة ۱۹۹۶م ' المنارة، بيروت، دمشق۔

(۱۱) نهاية إسرائيل فى القرآن الكريم : محمد ابراهيم مصطفى ' طبعة أولى سنة ۱۹۹۷م

(۱۲) تنبؤات نوستر داموس (نقد و تحليل) : محمد سلامة جبر ' طبعة أولى سنة ۱۹۹۷م ' مكتبة الصحوة الكويت

**نوٹ :** میں نے ایک ستارہ کا نشان بعض کتابوں پر اس لئے ڈالا ہے کہ پتہ چل جائے کہ یہ نئی تصانیف نہیں ہیں بلکہ سلف صالحین کی تصانیف سے متعلق ہیں۔ ہم نے یہاں سلف صالحین کی ان تمام کتابوں کا ذکر نہیں کیا جنہوں نے ہمارے موضوع پر گفتگو کی ہے۔ مثلاً امام ابن کثیر کی کتاب الفتن، امام سیوطی کی کتاب العرف الوردی فی اخبار المہدی اور امام سیوطی کی کتاب یار سالہ جس کا نام الکشف عن مجاورۃ هذه الأمة الألف وغیرہ کا ذکر نہیں کیا۔ میں نے انہی کتابوں پر اکتفا کیا ہے جو میں نے حال ہی میں پڑھی ہیں۔ ان میں سے بعض میں میں نے حیرت انگیز اور عجیب و غریب نشانات پائے ہیں جو ہماری بیان کردہ حقیقت سے لگا کھاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ نشانات کا تذکرہ میں اس بیان (اعلان) میں کروں گا۔

اعلان (بیان) سے پہلے ہم تین باتوں کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں : پہلی بات نبوی احادیث و آثار سے متعلق ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ یہ احادیث و آثار صرف حدیث کی مشہور و معروف کتابوں مثلاً صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسند احمد، سنن ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ تک محدود نہیں ہیں۔ حدیث کی بہت سی غیر معروف کتابیں بھی ہیں جیسا کہ صحیح ابی عوانہ، معجم طبرانی، سنن ابی سعید، تاریخ ابن عساکر، مصنف ابن ابی شیبہ، معجم ابن المقرئ، ابی نعیم کی حلیۃ الاولیاء، نعیم بن حماد کی کتاب الفتن اور اس کے علاوہ دیگر بیسیوں تصانیف جن کا علم علوم حدیث کے ماہرین کے سوا اور کسی کو نہیں۔



یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ کئی غیر مطبوعہ نادر مخطوطے ہیں جن میں مشہور و غیر معروف کتابوں میں مذکور معروف حدیثوں سے کئی گنا زیادہ حدیثیں موجود ہیں۔ یہ مخطوطے دنیا جہاں کی لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔ ہاتھ کے لکھے ہوئے یہ نسخے کچھ تو عراق میں بغداد کے المكتبة الكبرى میں موجود ہیں کچھ ترکی میں استنبول کے دارالکتب خانہ میں اور کچھ طنجہ کے مكتبة التراث اور رباط کے مكتبة دار الكتب القديمة میں ہیں اور کچھ دمشق کی جامع اموی کے مكتبة بحرة الشام میں پائے جاتے ہیں۔ بہت سے نادر اسلامی مخطوطات و بیڑکان کے مكتبة البابا (پوپ کی لائبریری) میں بھی موجود ہیں۔

دوسری بات بھی پہلی سے متعلق ہے۔ فتنوں اور خونریز معرکہ کے بارے میں احادیث و آثار کو محض چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حفظ کیا ہے مثلاً حذیفہ بن الیمان ابو ہریرہؓ عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص۔ حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والا کوئی ایسا واقعہ نہیں چھوڑا جس کی تفصیل انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو نہ بتائی ہو۔

بخاری اور مسلم نے حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی اور منبر پر چڑھ گئے۔ انہوں نے خطبہ ارشاد فرمایا، یہاں تک کہ ظہر ہوگئی۔ پھر آپؐ منبر سے اترے اور ظہر پڑھی۔ پھر منبر پر چڑھ گئے اور خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا۔ آپؐ منبر سے اترے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر چڑھ گئے اور خطبہ ارشاد فرمایا، یہاں تک کہ مغرب کا وقت آ گیا۔ انہوں نے جو ہوا اور جو ہونے والا ہے سب کے بارے میں ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہمیں بتایا اور حفظ کرایا۔ (احمد اور مسلم نے یہی روایت ابو زید عمرو بن الخطاب انصاریؓ کی سند سے بیان کی ہے)

ایک روایت ہے جس کی صحت متفق علیہ ہے۔ الفاظ امام بخاری کے ہیں۔ انہوں نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا ہے کہ ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا جس میں

انہوں نے قیامت تک ہونے والی کوئی چیز ذکر کئے بغیر نہ چھوڑی۔ کچھ لوگوں نے اسے پہچان لیا اور کچھ نہ پہچان سکے۔ جو علامت یا واقعہ میں بھول گیا ہوتا، اسے دیکھ کر پہچان جاتا، جیسا کہ ایک آدمی کسی ایسے شخص کو دیکھ کر جو اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا ہو پہچان جاتا ہے۔“

باوجودیکہ یہ خبر عام تھی کہ نبی کریم ﷺ نے فتنوں اور گھمسان کی جنگ کے بارے میں گزرے ہوئے اور آنے والے سب واقعات اپنے صحابہ کو بتادیئے تھے، مگر یہ واقعات زیادہ سے زیادہ دو تین صحابہ کو یاد رہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حذیفہؓ بن الیمان کا قول ہے کہ ”بخدا مجھے معلوم نہیں کہ صحابہ کرامؓ کو یہ واقعات فراموش کرا دیئے گئے یا وہ خود اپنے آپ کو بھولا ہوا ظاہر کرتے رہے۔ بخدا نبی کریم ﷺ نے دنیا کے خاتمہ تک فتنہ کے ہر اس قائد کا ذکر کیا جس کے پیروکاروں کی تعداد تین سو یا اس سے زائد ہو۔ آپ نے اس کا اس کے باپ کا اور اس کے قبیلہ کا نام بتا دیا (سنن ابی داؤد)۔ شاید رسول اللہ ﷺ کے اکثر صحابہ کو فتنوں اور کشت و خون کے واقعات کو فراموش کرانا ایک بہت بڑی حکمت کے تحت تھا تا کہ بہت سے صحابہ کرامؓ کی طرف سے احادیث روایت کرنے کے باعث کہیں آنے والے فتنوں کے بارے میں عام چرچا نہ ہو جائے۔ واقعات کا تعلق چونکہ آنے والے زمانہ سے تھا اور مخصوص لوگوں اور ان کے میلانات اور رجحانات کا تذکرہ تھا اس لئے علیم و حکیم اللہ کی مشیت کا تقاضا تھا کہ اس کا علم پہلے اور بعد میں آنے والے چند لوگوں تک محدود رہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان لوگوں کو نہ جاننے والوں پر فضیلت حاصل تھی۔ یہ تو اپنے بندوں کے درمیان اللہ کی تقسیم ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو رزق تقسیم کرتی ہے۔

حضرت حذیفہؓ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا، اس ڈر سے کہ کہیں وہ مجھے آنے لے۔

یہ شر جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنا حضرت حذیفہؓ کو محبوب



تھا، آنے والا فتنہ اور خون خرابہ ہی تو تھا۔ اسی لئے جن واقعات کو دوسرے یاد نہ رکھ سکے، انہوں نے یاد رکھ لیا اور انہی کی مانند حضرت ابو ہریرہؓ نے بھی جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے دعا کی تھی کہ وہ جو بات ان سے سنیں، بھولنے نہ پائیں۔ ان دونوں سے قریب تر حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص بھی تھے۔ وہ حدیثوں کو مدون کر کے لکھ لیا کرتے تھے، چنانچہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیثیں یاد رہ گئیں جو اوروں کو یاد نہ رہ سکیں۔

لیکن ان آثار اور احادیثِ فتن کی نوعیت کیا ہے جو حضرت حذیفہؓ کو حفظ تھیں؟ یہ وہ آثار ہیں جن میں فتنوں، ان کے ٹکراؤ اور ان کے تقریبی اوقات کی تفصیل ملتی ہے اور ان تمام لوگوں کے اپنے اور ان کے آباء و اجداد کے نام بھی ملتے ہیں جن کا کسی نہ کسی طرح ان فتنوں میں دخل ہے۔

ان میں چھوٹے موٹے معمولی فتنہ پردازوں اور ان کے ساتھیوں کا قطعاً کوئی ذکر نہ ہوگا۔ جیسا کہ حضرت حذیفہؓ نے مذکورہ حدیث میں کہا ہے، صرف ان بڑے بڑے قائدین کا ذکر ہوگا جو تین سو افراد یا اس سے اوپر پر اثر انداز ہوئے ہوں گے۔ ان بڑے بڑے فساد یوں کا ذکر ہوگا جو لوگوں کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ چنانچہ حجاج بن یوسف، بنو امیہ کے دیگر امراء اور سفیانی (صدام حسین) اور عہدِ قدیم و جدید کے متعدد رؤساء، امراء اور سلاطین کا ذکر یا تو واضح طور پر یا اشارۃً موجود ہے۔ اللہ نے چاہا تو ان آثار کی عبارات میں ہم یہ حقیقت دیکھ لیں گے۔

تیسری بات پہلے دونوں نکتوں پر مبنی ہے۔ مشہور یہودی ماہرِ فلکیات نجومی میچل نو سٹرڈاموس کا زمانہ سولہویں صدی عیسوی ہے۔ وہ ۱۵۵۹ء میں فوت ہوا۔ اس نے آنے والے واقعات کے بارے میں پیشین گوئی کے طور پر رباعیات لکھی ہیں۔ جن واقعات کی اس نے خبر دی وہ ہو بھوٹھیک اسی طرح رونما ہوئے۔ اس نے اپنی رباعیات میں پہلی اور دوسری عالمگیر جنگوں کی خبر دی جو حقیقت میں انہی تاریخوں کو ہوئیں جن کا تعین اس نے کیا تھا۔ اسی طرح اس نے انقلابِ فرانس اور نام لے کر بعض

ڈکٹیٹروں کی خبر دی جن میں ہٹلر اور ہینرلین شامل تھے۔ اس نے تیسری عالمگیر جنگ کے چھڑنے کی پیشین گوئی کی ہے جو اس صدی کے آغاز میں ہوگی۔ یہ ایٹمی ہوگی اور تباہ کن ہوگی۔ اور یہ کہ اس صدی میں جراثیمی جنگ ہوگی۔ اس کے الفاظ میں ”ایک خوفناک جنگ کی علامت جو مغرب میں تیار ہوگی اور اگلے برس ایک بھیانک طاعون جو انوں‘ بوڑھوں اور مویشیوں کے ریوڑوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔“۔ انتر اکس نامی ایک خبیث جرثومہ جس کے کچھ کیس حال ہی میں امریکہ میں ظاہر ہوئے ہیں‘ نوع بشر پر اور مویشیوں کے گلہ پر بھی حملہ آور ہوگا۔ اسی طرح اس نے ایک ربانی نوجوان (مہدی علیہ السلام) کے جزیرہ عرب سے ظہور کی پیشین گوئی کی ہے۔

امریکہ اور یورپ میں رہنے والے اکثر لوگ اس نجومی نو سٹر ڈاموس کی پیشین گوئیوں کی توثیق کرتے ہیں بلکہ وہاں کے سیاست دان اپنی سیاسی اور فوجی قراردادوں میں ان پر اعتماد کرتے ہیں۔

یہ نجومی دراصل ایک طیب ہے۔ اس کی باتیں کاہنوں جیسی نہیں ہیں۔ اسے تو صرف ان اسلامی مخطوطات سے آگاہی ملی ہے جو اسے اپنے یہودی آباء و اجداد سے رشتہ میں ملے ہیں۔ اس کا ذکر اس نے اپنی رباعیات کے مقدمہ میں کیا ہے۔ اس کے اجداد مسجد اقصیٰ کی لائبریری کے لائبریرین تھے‘ چنانچہ یہ اسلامی ورثہ ان کے ہاتھ لگا اور اس کی پیشین گوئیوں کا سب سے بڑا سرچشمہ بنا۔ یہ یہود و نصاریٰ کے اس ورثہ کے علاوہ ہے جو تغیر و تبدل سے محفوظ رہا۔

اسی بنا پر جب ہمیں معلوم ہوا کہ اس نے اپنی رباعیات کو قرون (صدیوں) کا نام دیا ہے تو ہم حیران ہو گئے‘ کیونکہ ہم نے حضرت عمرؓ بن الخطاب سے مروی بخاری کی حدیث کا تذکرہ پہلے کر دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک ایک صدی میں قیامت تک پیش آنے والے واقعات کی ہمیں خبر دے دی ہے۔

ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ جو کچھ نو سٹر ڈاموس نے بیان کیا ہے وہ ہمارا ہی ٹوٹا ہوا ورثہ ہے۔ وہ ہمارے ہاتھ سے گر پڑا تو انہوں نے اٹھا لیا۔ ہم اس سے بے خبر ہو گئے تو



انہوں نے اسے پہچان لیا۔

علاوہ ازیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اعلان (بیان) شروع کرنے سے پہلے ہم دو باتوں کا ذکر کریں جن کا تعلق اس بڑے حادثہ سے ہے جو امریکہ میں حال ہی میں ہوا ہے۔ میری مراد اس آگ سے ہے جو نیویارک کے عالمی تجارتی مرکز کے دیوہیکل ٹاور میں بھڑک اٹھی جبکہ دوسری جڑواں عمارت بھی ایک بھیانک حملہ کے نتیجہ میں آہستہ آہستہ ڈھس گئی۔ اسی دوران مینا گون میں وزارت دفاع کی عمارت کو آگ لگ گئی اور اس مضبوط قلعہ کی ہیبت اور ان کے صدر کا دبہ بھی جاتا رہا۔ اس حادثہ نے جنگ کی آگ کو مشتعل کر دیا ہے، جس کی چنگاری عنقریب بھڑک اٹھے گی۔

پہلی بات اس خواب سے عبارت ہے جو ایک عورت نے دیکھا اور جسے استاد سلامہ جبر نے اپنی کتاب ”تنبؤات نسترداموس نقد و تحلیل“ (نسٹرڈاموس کی پیشین گوئیاں، تنقید و تجزیہ) میں بیان کیا ہے۔ یہ کتاب چار برس پہلے یعنی ۱۹۹۷ء میں زیورطج سے آراستہ ہوئی۔ اس کے صفحہ ۱۹ پر مؤلف کہتا ہے:

”چار سال پہلے ایک فاضل بہن نے خواب میں ایک کھلی کتاب دیکھی اور یہ عبارت پڑھی: یورپ میں ایک بہت ہی لمبا چوڑا ٹاور ہے اور آگ کچھ دیر بعد اس کی بائیں جانب کو نکل لے گی جبکہ دائیں جانب ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑے گی۔ جب یہ حادثہ ہو گا تو یورپ کے اعضاء مضحل ہو جائیں گے اور عنقریب قیامت کا دن آجائے گا۔“

کتاب کی عبارت یہاں تک ہے۔ میں اس پر تبصرہ نہیں کروں گا کیونکہ بات واضح ہے اور قرب قیامت کے متعلق جو ہم کہہ رہے ہیں اس سے ہم آہنگ ہے۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ نبوت کی بشارتیں تو ختم ہو چکی ہیں، صرف روئے صادقہ رہ گئے ہیں جو مومن آخری زمانہ میں کثرت سے دیکھیں گے۔ میری رائے میں یہ عجیب و غریب خواب قابل ذکر ہے۔

دوسری بات وہ ہے جس کا ذکر نسٹرڈاموس نے اپنی ایک رباعی میں کیا ہے۔

اس کا ماخذ ہمیں معلوم ہے۔ وہ کہتا ہے: ”نئی صدی کے سال ستمبر ۲۰۰۱ء میں آسمان سے موت کا عظیم فرشتہ اترے گا۔ ۳۵° درجہ حرارت سے فضا مشتعل ہوگی۔ آگ بہت بڑے نئے شہر (نیو یارک) سے قریب ہوگی۔ ایک ہولناک انہدام ہوگا۔ افراتفری کے نتیجے میں دو جڑواں عمارتیں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ قلعہ کے گرنے کے دوران بہت بڑا قلعہ بھی گر جائے گا۔ اور تیسری بڑی عالمگیر جنگ شروع ہو جائے گی جبکہ بڑا شہر جل جائے گا۔“ کتاب کی عبارت یہاں تک ہے۔ بریکٹ کے اندر میرے الفاظ ہیں۔

دیکھئے کس حد تک جڑواں ٹاور پارہ پارہ ہو گئے اور ریاست کے صدر اعظم پر کس قدر شگستگی اور گھبراہٹ طاری ہوئی جبکہ پیناگون کا قلعہ جل اٹھا اور منہدم ہو گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی ہماری دلیل ہے اور ہم نے لکھ دیا ہے کہ یہ تیسری عالمگیر جنگ کا آغاز ہے۔

کیا نیا بڑا شہر (نیو یارک) جل جائے گا؟ خدا بہتر جانتا ہے۔

مشیت ایزدی یہی تھی کہ میں اُمت کے لئے آخری اعلان یا اعلانات سے پہلے ان باتوں کا ذکر کروں۔ میں حتی المقدور ان کی ایسی جھلکیاں دکھاؤں گا جو مناسب حال بھی ہوں گی اور کتاب کے موضوع کا ساتھ بھی دیں گی۔ یہ سب اس لئے کہ کشت و خون دروازوں پر دستک دے رہا ہے۔

(نصر بن سيار نے درج ذیل اشعار اموی خلیفہ مروان بن محمد کو لکھ کر بھیجے)

- (۱) میں راکھ کے نیچے آگ کی چنگاریاں دیکھ رہا ہوں، یہ چنگاریاں بھڑکا چاہتی ہیں۔
  - (۲) آگ تو لکڑیوں سے جلائی جاتی ہے مگر جنگ کا آغاز باتوں باتوں سے ہوتا ہے۔
  - (۳) میں ازراہ تعجب پوچھ رہا ہوں آیا بنو امیہ سو رہے ہیں یا جاگ رہے ہیں۔
  - (۴) اگر وہ اس وقت تک سو رہے ہیں تو ان سے کہہ دو اٹھو! جاگنے کا سما آ گیا ہے۔
- ہم بیان (اعلان) شروع کریں گے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو!



## پہلا بیان

خونریز معرکہ کی ابتداء اور اس کی چنگاری

- عراق کا کویت پر حملہ (خوشحالی کا فتنہ)
- حاکم کویت کا امریکہ کی طرف فرار اور رومیوں سے فریاد رسی (پہلا خونریز معرکہ)
- اتحادی فوج کی عراق پر ضرب کاری اور اس کا محاصرہ (عالمی جنگ کا پہلا راؤنڈ)

## بیان کی تفصیل

اللہ ہی سے مدد کا طالب ہوں

پہلے خونریز معرکہ کا مطلب یہ نہیں کہ اس کا آغاز ہو گیا ہے یا وہ چھڑ گیا ہے، مراد صرف یہ ہے کہ اس کا سٹیج تیار ہو گیا ہے، تانا بانا بنا جا چکا ہے اور اس کی چنگاری نظر آرہی ہے۔ یہ بیان (اعلان) پہلے خوفناک معرکہ کے بارے میں ہے۔ جہاں تک اس کے آغاز کا تعلق ہے اس کا تذکرہ ہم ان شاء اللہ بعد میں آنے والے بیان میں کریں گے۔

۱۹۹۰ء میں سفیانی مسلک کا پیر و کار صدام حسین دولت کے خزانوں کے لالچ میں کویت پر چڑھ دوڑا۔ امیر کویت (الافض: چپٹی ناک والا) امریکہ (روم) کی طرف بھاگ گیا اور ان سے مدد طلب کی۔ اتحادی فوج (الجماعہ) آئی اور اس نے عراق پر ضرب لگائی۔ پھر جب وہ ”صدام العراق“ (عراق کو جھٹکا دینے والا) اور اس کی حکومت کو ختم نہ کر سکے اور عراقی عوام کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے میں ناکام ہو گئے تو انہوں نے عراق کا محاصرہ کر لیا۔ یہی ہے فتنة السراء (خوشحالی کا فتنہ) اور حرج و قیوم کی قسم یہ خونریز معرکوں میں سے پہلا معرکہ ہے اور یہ تیسری عالمی جنگ ملحمہ عظمیٰ (Armageddon) کا پہلا راؤنڈ ہے۔

آپ کے پیش خدمت ان احادیث و آثار کی عبارتیں ہیں جو ہمارے قول کو ثابت کرتی ہیں۔

## عراق کی کویت پر چڑھائی (فتنة السراء: خوشحالی کا فتنہ)

(۱) سنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی سند سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے یہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فتنوں کا خوب ذکر کیا یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا: چھپنے والا فتنہ جس کے بعد سیاہ فتنہ اٹھے گا اور خونچکاں معرکے ہوں گے اہل بیت میں سے ایک فاسق و فاجر آدمی کے ہاتھوں پیا ہو گا۔ کیا خیال ہے آیا وہ آدمی وہ ہے جس نے کویت پر چڑھائی کی یا وہ جس نے اہل روم (امریکیوں) سے مدد مانگی اور ان کو (اسلامی) ممالک تک ہانک لایا۔<sup>(۱)</sup>

پھر خوشحالی کا فتنہ اٹھے گا۔ اس کا دھواں میرے قدموں کے نیچے میرے اہل بیت میں سے ایک شخص اٹھائے گا۔ وہ سمجھے گا کہ وہ میرے خاندان سے ہے حالانکہ وہ میرے خاندان میں سے نہیں ہے۔<sup>(۲)</sup>

فتنة السراء (خوشحالی کا فتنہ) کے بارے میں میں نے صرف حدیث کو بطور شاہد پیش کیا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہے کہ اس کے بعد تاریک اور سیاہ فتنہ پیا ہو گا۔ اس سے مراد وہ جنگیں اور خونخشاں معرکے ہیں جن کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ واقعات ہوں تو دجال کا انتظار کرنا۔ وہ آج یا کل ضرور ظاہر ہو گا۔ یعنی اس سیاہ فتنے کے بعد مسیح دجال کا ظہور ہو گا۔

یہ چڑھائی اور اس فتنہ کا آغاز خوشحالی (دولت و ثروت کے خزانوں اور پٹرول) کے حصول کے لئے ہوا۔ اسی کاوش نے مسلمانوں کے لئے فتنہ کا دروازہ کھولا اور اسی (۱) صحیح۔ روایت ابی داؤد (۴۰۷۷) مسند احمد (۱۳۳:۲)۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا اور امام ذہبی ان سے متفق ہیں۔ خانہ نشینی خوشحالی اور تاریک فتنے کی تفصیل ہماری کتاب القول المبين فی الاشرار الصغرى لیوم الدين (صفحہ ۱۱۳ تا ۱۰۸) میں موجود ہے۔

(۲) دونوں کے دونوں فتنوں کا سبب ہیں۔ میری رائے میں خوشحالی کے فتنے میں جس شخص کا ذکر ہے اس سے مراد امیر کویت ہے جو رومیوں (امریکیوں) کو ہماری سرزمین تک کھینچ لایا۔ رہاسفینی مسلک کا صدام اس کا ذکر تیسرے بیان میں ہو گا۔ اس بارے میں بہت سے آثار ہم مناسب مقام پر ذکر کریں گے۔ اس طرح سب آثار آپس میں ہم آہنگ ہو جائیں گے۔



فتنہ کے سبب ہمارے ممالک میں رومیوں کی آمد کا آغاز ہوا اور اس کے آخر میں خون خرابہ ہوگا۔

(۲) استاد محمد عیسیٰ داؤد نے اپنی کتاب ”المہدی المنتظر علی الابواب فی بعض المخطوطات الاسلامیة الموجودة فی دار الکتابخانہ بترکیا تحت مسمی مصنف او تصنیف“ ۳۶۲۳ تراث المدینة المنورة (ترکی کے کتاب خانہ میں موجود مصنف یا تصنیف کے عنوان کے تحت اسلامی مخطوطات کی روشنی میں مہدی منتظر کے ظہور کا قرب، مدینہ منورہ کا ورثہ) میں ایک مدنی عالم کی عجیب و غریب روایت بیان کی گئی ہے۔ یہ عالم تیسری صدی ہجری میں مدینہ منورہ میں رہا کرتے تھے۔ ان کا نام کلدۃ بن برکہ مدنی ہے۔ اس مخطوطہ کا عنوان ہے: ”أسمی المسالک لایام المہدی الملک لكل الدنیا بامر اللہ المالک (اللہ کے حکم سے ساری دنیا کے بادشاہ مہدی کے ایام میں بلند ترین مسلک)۔

اس عجیب و غریب مخطوطہ کی عبارت یوں ہے:

ایک ایسے ملک میں جنگ جو دُم کی جڑ سے بھی چھوٹا ہے۔ اس جنگ کے لئے دنیا جہان کے لوگ جمع ہو جائیں گے۔ اس ملک کے امیر نے اپنا جھنڈا دُور دراز کے مغربی ساحلوں سے آنے والی بری قیادت کے سپرد کر دیا۔ آخری زمانہ کا آغاز ہو گیا۔ وہ قیادت اس ملک کے لئے ساری دنیا سے فریاد کر کے لوگوں کو جمع کر لے گی اور بادشاہ کا تاج و تخت لوٹا دے گی۔ آخری زمانہ کے ابتدائی معرکوں میں عراق تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔ دُم کی جڑ سے چھوٹے ملک کا امیر مہدی کے لشکر کے خلاف صف آرا ہوگا۔ اس ملک کی بربادی کا وقت دوبارہ قریب آ جائے گا کیونکہ اس کا امیر فساد کی جڑ ہے..... مہدی اس کے قتل کا..... اور دُم اپنے جسم کی طرف لوٹ آئے گی.....<sup>(۱)</sup>

یہ عبارت عجیب و غریب اور پُر جوش ہونے کے باوصف کسی خاص تبصرہ کی محتاج نہیں۔ سب نے اس جنگ کا مشاہدہ کیا ہے کہ ایک ایسے ملک میں جنگ ہوئی جو پیٹھ

(۱) مذکورہ کتاب، صفحہ ۱۳۲: جہاں جہاں جگہ خالی ہے وہاں مخطوطہ میں عبارت کرم خوردہ ہے۔

کے نچلے حصہ میں ابھرنے والی ہڈی سے بھی چھوٹا ہے اور جس کو دم کی جڑ کہا گیا ہے۔ اس سے مراد کویت ہے جس کا رقبہ سعودی عرب، مصر، عراق اور دیگر ممالک کی نسبت واقعی اتنا ہی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ ساری دنیا والے (اتحادی لشکر یا جمہور) اس جنگ کی خاطر اکٹھے ہو گئے (۳۷ ملک) اور چپٹی ناک والے اس کے امیر نے اپنا جھنڈا دور دراز کے مغربی ساحلوں سے آنے والی بری قیادت (امریکہ) کے حوالہ کیا اور اپنی مرضی سے خوشی خوشی دستبردار ہو گیا۔ انہوں نے واقعی اس کا تاج و تخت لوٹا دیا اور یہ سب کچھ عراق پر ضرب لگانے اور آخری زمانہ کے معرکوں کے آغاز میں اسے برباد کرنے کے بعد ممکن ہوا اور اس لئے ہوا کہ نسیم یتیم کے دسترخوان پر ویسے کے لئے وقت نکال سکیں۔ کیا سفیانی صدام پھر سے مخالفین کے لئے لے گا؟ پھر سے کویت پر چڑھائی کرے گا اور اسے برباد کرے گا اور آسمانی سزا کے طور پر پھر سے آگ بھڑکائے گا جیسا کہ اس نے پہلی دفعہ بھڑکائی تھی؟ یہ سزا اس قوم کے لئے ہے جنہوں نے سرکشی اور بغاوت کی، خود بگڑے اور دوسروں کو بگاڑا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی۔ ان کا امیر فساد کی جڑ تھا اسی لئے مہدی نے اس کے قتل کا حکم دیا۔

اللہ بہتر جانتا ہے، عبارت سے تو یہی ثابت ہوتا ہے۔ بہر حال عراق کا کویت پر حملہ ہی فتنۃ السراء (خوشحالی کا فتنہ) ہے اور یہ فتنہ تاریک فتنہ کی راہ ہموار کرے گا یا اس مغربی فتنہ کی راہ جو رومیوں (مغرب) کے ہمارے ممالک میں پہنچنے کے ساتھ ہی عالمی جنگ (Armageddon) کی تیاری کے لئے شروع ہوگا اور اس کے بعد ملحمۃ العظمیٰ (بڑا خونریز معرکہ) ہوگا۔

(۳) اسی سابقہ ماخذ کے ایک اور مخطوطہ میں جو تیسری صدی ہجری کے شامی تابعی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، ایک پیرا گراف کی عبارت یوں ہے: ”شام کے عراقی حصہ میں ایک جابر آدمی ہے..... اور..... سفیانی ہے اس کی ایک آنکھ قدرے سست ہے، نام اس کا صدام ہے۔ جو بھی اس کی مخالفت کرتا ہے وہ اس سے ٹکرا جاتا ہے۔ ساری دنیا اس کے لئے ایک چھوٹے سے ”کوت“ (کویت) میں جمع ہو گئی۔ وہ



کویت میں ایک فریب خوردہ انسان کی حیثیت سے داخل ہوا۔ سفیانی کی بھلائی اسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ وہ خیر بھی ہے اور شر بھی۔ تباہی ہو اس کے لئے جس نے مہدی امین سے خیانت کی“۔<sup>(۱)</sup>

اس عبارت میں عراق کے جابر حاکم کا ٹھیک ٹھیک نام بھی موجود ہے اور اوصاف بھی۔ وہ سفیانی ہے۔ اس کے مزید اوصاف اس کے بارے میں ایک خاص اعلان میں بیان کئے جائیں گے۔ اسی عبارت میں ہے کہ وہ ایک فریب خوردہ شخص کی حیثیت میں کویت میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ ایسا مکر اور دھوکہ ہوا کہ اس نے چڑھائی کر دینی۔ رومیوں نے اس بات کو اپنے اقدامات کا بہانہ بنایا اور بناتے رہیں گے۔ صدام سفیانی نمبر ایک ہے۔ مسخ شدہ سفیانی نمبر دو اس کا بیٹا ہے جو اپنے باپ کی شہ پر کام کرتا ہے۔ ہم ان شاء اللہ اس بات کو بیان کر دیں گے۔ سفیانی مسلک اختیار کرنے والا صدام خیر بھی ہے اور شر بھی۔ جب مہدی کا ظہور ہوگا تو خیر کا پہلو جاتا رہے گا اور وہ سراپا شر بن جائے گا۔ مہدی سے جنگ لڑے گا، چنانچہ وہ اس کے قتل کا حکم دے کر لوگوں کو اس کے شر سے نجات دلانے گا۔

حاکم کویت کا امریکہ کی طرف فرار اور رومیوں (امریکیوں) سے فریاد رسی (معرکوں میں سے پہلا معرکہ)

نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”مصر (یعنی ملک) میں بنی امیہ کا چھٹی ناک والا ایک شخص ہوگا۔ وہ سلطان کی حیثیت سے حکومت سنبھالے گا۔ اس کی سلطنت پر غلبہ ہو جائے گا یا وہ اس سے چھین لی جائے گی۔ پھر وہ روم کی طرف بھاگ جائے گا اور رومیوں کو ساتھ لے کر مسلمانوں پر چڑھائی کرے گا تو یہ پہلا خونریز معرکہ ہوگا۔“<sup>(۲)</sup>

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص سے روایت ہے کہ ”جب تم مصر میں جابروں

(۱) مذکورہ ماخذ صفحہ ۳۱۶

(۲) نعیم بن حماد نے کتاب الفتن صفحہ ۲۹۱، ۲۹۴ پر روایت کیا ہے۔ پہلی روایت کے راوی ابی ذرؓ ہیں اور دوسری کے عبداللہ بن عمروؓ بن العاص۔ رویانی نے بھی اپنی سند میں اسے ابوذرؓ سے روایت کیا ہے۔

کی اولاد میں سے کسی مسلمان کو دیکھو یا اس کے بارے میں سنو کہ اس کی سلطنت مغلوب ہو گئی ہے پھر وہ روم کی طرف بھاگ گیا ہے تو یہ پہلا خونریز معرکہ ہوگا۔ وہ اہل اسلام کے مقابلہ میں رومیوں کو لے آئے گا۔“ امیر کویت پر کیا بیتی جب سفیانی صدام کی فوج کے ہاتھوں چند ماہ کے لئے اس کی حکومت چھین گئی۔ وہ اور تو کچھ نہ کر سکا، بس پیچھے ہٹ گیا اور چھپ گیا۔ اور ڈر کے مارے روم (امریکہ) کی طرف فرار ہو گیا اور ان سے مدد کی بھیک مانگنے لگا اور ان کی طاقت اور قوت سے مدد چاہنے لگا تاکہ وہ اس پر ترس کھا کر اس کی وہ حکومت لوٹا دیں جو چھین چکی تھی۔ اس طرح اس نے فتنة السراء (خوشحالی کے فتنہ) کا دھواں اٹھایا۔ کاش وہ باغی کو روکنے کے لئے مسلمانوں سے مدد مانگتا۔ یہ اس کے حق میں بہتر ہوتا۔

چپٹی ناک والے اموی کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ اس طرح مغرب کی یلغار کا دروازہ کھول رہا ہے اور اوجھے مغربی فتنہ کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ یہ پہلے خونریز معرکہ کا وقت ہے اور اس کی چنگاری کی ابتداء ہے۔ سوائے اُمت محمد ﷺ! تجھے اللہ کا واسطہ بار دیگر تجھے اللہ کا واسطہ!

عراق پر اتحادی فوج کی ضرب، پھر اس کا محاصرہ (عالمی جنگ کا پہلا راؤنڈ)

تیسری عالمی جنگ (Armageddon) کے دو بلکہ کئی راؤنڈ ہیں۔ پہلا راؤنڈ اتحادی فوج (الجماعہ) کی عراق پر ضرب ہے۔ ۳۷ حکومتیں مل کر عراق پر ضرب لگائیں گی۔ پھر کیا ہوگا؟

وہ عراق کو شکست نہ دے پائے۔ اس کی حکومت باقی ہے۔ ڈھیر سا راخون بہنے کے باوجود صدر کے ساتھ عوام کی محبت میں اضافہ ہوا ہے۔ صدام اور اس کی حکومت کو ختم کرنے اور عراق کے عوام کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے کے مقاصد میں اتحادی ناکام رہے ہیں۔ جی و قیوم کی قسم! تیسری عالمگیر جنگ کے پہلے راؤنڈ میں یہ عراق کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ یہ جنگ ہر قسم کے حاصل شدہ ہتھیاروں سے عراق پر ضرب لگانے سے ختم نہیں ہوئی بلکہ اُس وقت سے لے کر اب تک یہ رسوا کن محاصرہ اور روزمرہ کی



احتمقانہ غارت گری جاری ہے۔ نہ وہ عراقی عوام کو بھکانے میں کامیاب ہو سکے اور نہ ہی حکومت اور قیادت کے غرور و نخوت کو توڑ سکے۔

جان لیں کہ یہ مسلسل محاصرہ عالمی جنگ کے دوسرے راؤنڈ تک جاری رہے گا۔ اس جنگ کی آگ بھڑکانے میں اپنی طاقت اور قوت سے عراق بھی اپنا کردار ادا کرتا رہے گا۔ اس بارے میں نصوص آپ کے پیش خدمت ہیں:

(۱) نعیم بن حماد نے ”الفتن“ (صفحہ ۲۹۶) میں کعبؓ سے روایت کی ہے۔ وہ روم کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہتے ہیں: تم ان سے مصالحت کرو گے، پھر تم ان پر چڑھ دوڑو گے اور وہ اہل کوفہ ہوں گے۔ پھر تم اسے ایسے مانجھ دے گے جیسے چمڑے کو مانجھا جاتا ہے۔ ایک دوسری حدیث (ص ۲۶۸) میں نعیم نے حکیم بن عمیرؓ سے روایت کی ہے: پھر رومی تمہیں صلح (معاہدہ) کا پیغام بھیجیں گے اور اس صلح میں کوفہ کو ایسا رگڑا جائے گا جیسے چمڑا رگڑا جاتا ہے، وہ اس لئے کہ وہ مسلمانوں کی مدد سے کنارہ کش ہو گئے۔

اللہ بہتر جانتا ہے آیا ان کے دست کش ہونے کے ساتھ کوئی اور واقعہ بھی ہوگا جو ان پر حملے کو جواز فراہم کرے گا اور تم ان کے خلاف رومیوں سے مدد طلب کرو گے۔

(۲) مسلم نے جابر بن عبد اللہ کی روایت بیان کی ہے کہ ان کا قول ہے:

قریب ہے کہ اہل عراق کے لئے نہ غلہ وصول کیا جائے اور نہ درہم۔ ہم نے پوچھا: یہ کیسے ہوگا؟ انہوں نے کہا: یہ عجمیوں کی جانب سے ہوگا۔ وہ وصولی روک دیں گے۔ پھر فرمایا کہ قریب ہے کہ اہل شام کے لئے نہ دینار وصول کیا جائے اور نہ اناج۔ ہم نے پوچھا: یہ کیسے ہوگا؟ انہوں نے کہا: یہ رومیوں کی جانب سے ہوگا۔ پھر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر کہنے لگے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ آخر میں میری امت میں سے ایک خلیفہ ہوگا جو لپ بھر بھر کر مال بانٹے گا اور اسے گنے کا نہیں۔<sup>(۱)</sup>

(۱) کتاب الفتن، صحیح مسلم۔ جابر کی روایت جسے امام احمد نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے۔ قصیر اہل عراق کا یہاں نہ ہے اور المدی اہل شام کا۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ راوی نے کہا: میں نے ابو نصرہ اور ابوالعلاء سے پوچھا کہ کیا تمہاری رائے میں اس سے مراد خلیفہ عمر بن عبد العزیز ہیں؟ تو وہ کہنے لگے: نہیں اس سے مراد مہدی ہیں۔

عراق کے محاصرہ کے بعد شام (فلسطین) کے محاصرہ کی باری ہے۔ ہو سکتا ہے یہ محاصرہ سیر یا لبنان تک پھیل جائے، اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ پھر مہدی کا ظہور ہوگا یعنی وہی خلیفہ جو مالِ لپ بھر بھر کر دے گا اور گنے گا بھی نہیں۔ یہ سب اس وقت ہوگا جب وہ بہت ہی تھوڑا عرصہ گزر جائے گا جس میں ہم جی رہے ہیں۔

رہا اس بات کا ثبوت کہ تیسری عالمگیر جنگ کے کئی راؤنڈ ہوں گے تو نعیم بن حماد نے کتاب الفتن (ص ۱۷۸) میں خالد بن معدان کی سند سے روایت کیا ہے: سفیانی جماعت (جم غفیر) کو دو مرتبہ شکست دے گا، پھر ہلاک ہو جائے گا۔

یہ نیا اتحاد جسے امریکہ نے نیویارک اور واشنگٹن میں پیش آنے والی تباہی کے رد عمل کے طور پر قائم کیا ہے، لازمی طور پر عراق پر دوسری مرتبہ ضرب لگائے گا۔ افغانستان پر یلغار کے ختم ہونے کے بعد ایسا ہوگا اور دلیل اس کی یہ ہوگی کہ دہشت گردوں کا تعاقب کرنے کے لئے اور دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ اس مرتبہ بھی اتحاد کو پہلے کی طرح شکست اٹھانی پڑے گی اور اس کے مقاصد پورے نہ ہوں گے۔ بس یہیں سے صورت حال بگڑ جائے گی اور آپس میں ٹکراؤ کا دائرہ وسیع ہو جائے گا، یہاں تک کہ پورے علاقہ کو ایسے رگڑا جائے گا جیسا کہ چمڑے کو رگڑا جاتا ہے۔ یہ آخری راؤنڈ تاریخ کی شدید ترین جنگ ہوگی۔

یہ رہی پہلے بیان کی تفصیل اور اب آپ کے لئے حاضر ہے دوسرا بیان!



## دوسرا بیان

خونچکاں معرکوں اور تیسری عالمگیر جنگ کے آغاز کے بارے میں

- کالے جھنڈے والوں کا ظہور (افغانستان میں تحریک طالبان)
  - مغربی ممالک کا اپنے جھنڈے لے کر کالے جھنڈے والوں کو مارنے آنا (دہشت گردی پر ضرب)
  - مغربی فوج کا نہر سوئز کو عبور کرنا۔ اس فوج کا لنکٹر اکمانڈر انجیف (صلیبی جنگیں)
- اے امت مسلمہ!

مغربی فوج نئے صلیبی حملہ کے لئے حرکت میں آ چکی ہے۔ اس کے قائد بش (Bush) نے صاف صاف الفاظ میں اس کا اعلان کر دیا ہے۔ اس اعلان پر مسلمانوں کے غیظ و غضب سے مجبور ہو کر اس نے اپنے الفاظ تو واپس لے لئے ہیں مگر اس نے اپنی فوج کو پسپا نہیں کیا۔ اس نے جس بات کو دل میں چھپا رکھا ہے وہ ابھی تک دل ہی میں ہے: ﴿قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۖ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ﴾ (آل عمران: ۱۱۸) ”ان کی دشمنی تو ان کی باتوں ہی سے ظاہر ہے لیکن جو کچھ ان کے دلوں میں چھپا ہے وہ اس سے بھی بڑھ کر ہے“۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔

صلیبی لشکر تھوڑے سے وقت میں مشرق کی طرف رواں دواں ہے۔ انہوں نے اس کے اغراض و مقاصد کو پہلے سے تیار کر رکھا ہے تاکہ قریب ترین فرصت میں اسے عملی جامہ پہنا دیں۔ بہانہ یہ بنایا ہے کہ وہ دہشت گردی کے اڈے افغانستان کو نشانہ بنائیں گے۔ کس قدر بودا بہانہ ہے اور ڈپلومیسی کے اعتبار سے کس قدر بدنام زمانہ جواز ہے۔ اس کی اصل غرض و غایت یہ ہے کہ ساری دنیا پر ان کا تسلط ہو جائے اور ہر اس شخص کو ختم کر دیا جائے جو عیسائی نہ ہو خواہ وہ کمیونسٹ ہو، ہندو ہو، بدھ مت کا ماننے والا ہو یا مسلمان ہو۔ ان کے نزدیک یہ سب بدکار ہیں اور عیسائی عقیدہ کی رو سے لازم ہے کہ بدکاروں کا خاتمہ کر کے روئے زمین کو ان سے نجات دلائی جائے یہاں تک کہ ”رب“ کے نزول کے لئے راہ ہموار ہو جائے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ رب آسمان سے

زمین پر اتر کر حکومت کرے گا جس کے بعد وہ ”خوشحالی کے ہزار سال“ گزاریں گے۔  
 وگرنہ اتنے بھاری لشکر کی آمد کا کیا مطلب؟ فوجی ماہرین کے قول کے مطابق یہ لشکر تو  
 آدھی دنیا پر حملہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ وقت ان کے نجات دہندہ  
 مسیح کی آمد کا وقت ہے۔ اسی لئے انہوں نے لشکر جبار اکٹھا کیا ہے۔ صلیبی لشکر کینیڈا  
 کے لنگڑے سپہ سالار کے جھنڈے تلے بدکاروں کے خاتمہ کے لئے حرکت میں آچکا  
 ہے۔ عالمی جنگ (Armageddon) میں ہمارے ساتھ اتحاد کر کے کمیونسٹوں کو ختم  
 کیا جائے گا اور اس جنگ کی انتہا ملحمہ کبریٰ میں ہمارے ساتھ غداری پر ہوگی۔

صلیبی لشکر نے پل نہر سویز کو عبور کر لیا ہے۔ انہوں نے کالے جھنڈے والوں  
 (طالبان کی قیادت میں افغانستان) کو مارنے کے لئے سارے علاقے کو مرکز بنا لیا  
 ہے۔ وہ ہرگز ہرگز اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹیں گے جب تک ایک عظیم مڈ بھیڑ  
 سخت ترین اور بدترین عالمی جنگ کے لئے مشرق و مغرب کی فوجیں جمع نہ ہو جائیں گی  
 کیونکہ مشرق کے کمیونسٹ (چین اور روس) شیعہ (ایران) اور مخلوط (شیعہ سنی) عراق  
 کبھی بھی اس بات کو پسند نہیں کریں گے کہ رومی صلیبی فوج ان کا محاصرہ کرے رکھے اور  
 ان کے لئے خطرے کا باعث بنے اور بد معاش غنڈے کی طرح خرمستیاں کرتی رہے۔  
 کسی کو مارے تو کسی کو دھمکائے۔

یہیں سے جھگڑے کی ابتدا ہوگی اور وہ جنگ چھڑ جائے گی جس کے لئے اتنے  
 عرصہ سے صلیبی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ان کے پس پشت یہود ہیں جو نصاریٰ کی طرح  
 نجات دہندہ کی آمد کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ دونوں میں صرف تفصیلات کا فرق ہے۔ اس  
 لئے اس تطہیری جنگ میں ان دونوں کی حیثیت اُمت واحدہ اور ملت واحدہ کی سی ہے۔  
 ہمارا خیال ہے کہ جنگ چھڑنے کا وقت ہی قریب نہیں آیا بلکہ وہ دروازوں پر دستک  
 دے رہی ہے۔ یقینی طور پر اس کا وقت کائنات کے مالک اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

آپ کے لئے حاضر ہیں وہ احادیث و آثار جن میں سیاہ جھنڈے والوں کی  
 صفات، مغربی جھنڈوں اور ان کے لنگڑے سپہ سالار کا تذکرہ ہے۔ بڑا ہی ہیجان خیز اور  
 عجیب و غریب بیان درج ذیل ہے!



## سیاہ جھنڈے والوں (افغانستان میں طالبان) کا ظہور

درحقیقت افغانستان میں سیاہ پگڑیوں اور سفید اور قابل الثقافت لباس والے طالبان کی تحریک کا ظہور اس بات کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ کشت و خون اور جنگ و جدال کا آغاز ہونے والا ہے۔ اس سلسلہ میں آثار (وہ احادیث جو کسی صحابی تک پہنچتی ہوں) مروی ہیں جن کو ہم اللہ کے حکم سے تھوڑی دیر بعد بیان کریں گے، جن میں اس قوم کا وصف موجود ہے جو سیاہ جھنڈوں (یعنی سیاہ پگڑیوں) والے ہیں اور دیکھنے میں عجیب و غریب سفید لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں اور وہ سیاہ جھنڈوں والے ایرانی شیعوں کے ماسوا ہیں۔ بنی عباس کے ایرانی شیعوں کے بعد ان کا ظہور ہوگا۔ افغانستان کے سیاہ جھنڈوں والے طالبان سنی ہیں، شیعہ نہیں، بلکہ وہ سب سے پہلے مہدی علیہ السلام کی مدد کریں گے جب ان کا ظہور ہوگا۔ وہ مضبوط اور طاقتور لوگ ہیں۔ اگر ان کا سامنا پہاڑ سے ہو جائے تو وہ اسے گرا دیں اور ریزہ ریزہ کر دیں۔

۱۹۹۶ء کے لگ بھگ طالبان کا ظہور ہوا۔ آثار ہمیں بتاتے ہیں کہ ان کے ظہور

کے آغاز اور مہدی کے ظہور کے درمیان ۷۲ مہینوں (چھ برس) کا فرق ہے۔

ان کی تعریف اور ان کے خروج کے بارے میں آثار پیش خدمت ہیں۔

(۱) نعیم بن حماد نے محمد بن الحنفیہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ ان کا قول ہے:

”بنو عباس کا سیاہ جھنڈا نکلے گا، پھر خراسان سے دوسرا سیاہ جھنڈا نکلے گا۔ ان کی

ٹوپیاں سیاہ ہوں گی اور لباس سفید..... یہاں تک کہ انہوں نے کہا: اس کے خروج اور

حکومت مہدی کو سپرد کئے جانے کے درمیان ۷۲ مہینے ہوں گے۔“ (۱)

(۱) یہ اثر واضح کرتا ہے کہ خراسان (افغانستان) کے آخری سیاہ جھنڈے بنو عباس کے ایرانی شیعوں کے

سیاہ جھنڈوں سے ماسوا ہیں۔ سیاہ پگڑیوں اور سفید لباس والے طالبان کا ظہور ان آثار کو بیجا ثابت

کرتا ہے اور اس شبہ کا ازالہ کرتا ہے جس کا شکار وہ آدمی ہو سکتا ہے جو سمجھتا ہے کہ شیعوں کے سیاہ

جھنڈے ظہور کے وقت مہدی کی مدد کریں گے، کیونکہ شیعہ سنیوں کے بدترین دشمن ہیں جو مہدی اور

سفینیانی کی جنگ کے بعد مہدی کے خلاف لڑنے والوں کا ہر اول دستہ ہوں گے۔ (دیکھئے

(۲) نعیم نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی سند سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مشرق کی طرف سے آنے والے ہو شیار لوگوں کے متعلق سنو جن کے لباس کو لوگ حیرت کی نظروں سے دیکھیں تو سمجھ لو کہ قیامت کی گھڑی تم پر سایہ فگن ہے“۔<sup>(۱)</sup>

یہ اثر ان کی پوری پوری تعریف بیان کرتا ہے۔ طالبان کے کپڑے واقعی تعجب انگیز ہیں۔ آئے بھی وہ مشرق (افغانستان) سے ہیں اور ان کا ظہور خونریز معرکوں اور قرب قیامت کا پیش خیمہ ہے۔

(۳) ابو عبد اللہ نعیم بن حماد نے روایت کی ہے کہ (امام) زہری نے کہا: ”کالے جھنڈے مشرق سے نکلیں گے۔ ان کی قیادت ایسے لوگ کر رہے ہوں گے جو ان بختی اونٹوں کی مانند ہوں گے جن پر جھول ڈالا گیا ہو۔ ان کے بال بہت زیادہ ہوں گے۔ نسباؤہ دیہاتوں کے باسی ہوں گے۔ ان کے نام تعظیمی اور علامتی ہوں گے۔“<sup>(۲)</sup>

یہ بھی ان کی چند صفات ہیں: وہ دراز قد اور جھول ڈالے اونٹوں (ایسے اونٹ جن کو حفاظت کے لئے ڈھانپا گیا ہو) کی طرح بارعب ہوں گے۔ سر اور داڑھیوں کے بال انہوں نے آزاد چھوڑے ہوں گے۔ وہ ان بستیوں سے منسوب ہوں گے جہاں سے وہ آئے ہیں۔ ان کے نام کنایوں میں ہوں گے (جیسے عبدالسلام ضعیف، وکیل احمد متوکل، نور علی، عبدالحی مطمئن اور بسم اللہ خان)۔

رہی یہ بات کہ خونریز معرکوں کے آغاز کے لئے مغرب کی فوجیں ان کی طرف کب اور کیسے آئیں گی، اس کی تفصیل اگلے بیان میں ہے۔

کالے جھنڈے والوں کو مارنے کے لئے مغرب کی فوج کی اپنے جھنڈوں سمیت آمد (دہشت گردی پر ضرب) حقیقی فتنہ اور مغرب کی کھلم کھلا جارحیت صرف کالے جھنڈے والوں (طالبان) کے ظہور کے بعد وقوع پذیر ہوئی۔ ان کے باہمی اختلاف کو مغرب وسیلہ بنا کر اور موقع

(۱) نعیم بن حماد کی کتاب الفتن، ص ۱۲۱۔

(۲) نعیم بن حماد کی کتاب الفتن، ص ۱۲۱۔



کو غنیمت سمجھ کر شکار پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے ان کو قلمہ تر جانا اور موقع کو غنیمت سمجھا۔ ہائے افسوس! درحقیقت اختلاف برائی ہے، جھگڑانا کامی ہے اور قوت کا ضیاع ہے۔ جب سرخ اور جابر روسی لشکر نے چڑھائی کی تو افغان مجاہدین نے اسے شکست سے دو چار کیا۔ ان کی ناک کو خاک آلود کیا اور ان کو ذلیل کیا۔ لیکن جو نہی مجاہدین کے مختلف گروہوں کے درمیان اختلاف نے سرایت کیا تو دشمن ان کو لپچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔ واقعی اختلاف سراسر برائی ہے۔

مغرب کی فوجیں اور صلیبی لشکر اپنے ساز و سامان، تباہ کن جنگی جہازوں، انتہائی جدید ہوائی جہازوں، دیوہیکل طیارہ بردار جہازوں، بموں، میزائلوں اور ہمہ گیر تباہی کے ہتھیاروں کے ساتھ اترتے ہوئے آئے۔ بہانہ ان کا یہ تھا کہ وہ طالبان اور دہشت گردوں کے اڈوں کو ضرب لگانے آئے ہیں۔ وہ بار بار اعلان کر رہے ہیں کہ جنگ لمبی ہوگی اور ان کی یلغار دس برس تک جاری رہے گی۔ کیا دہشت گردی کے ٹھکانوں کو ختم کرنے کے لئے دس برس کی ضرورت ہے؟

میں نہیں سمجھتا کہ اتنے بھاری بھر کم لشکر کو اتنے تباہ کن اسلحہ کے ساتھ پورے افغانستان کا تیا پانچا کرنے اور اسے مکمل طور پر تباہ و برباد کرنے کے لئے دس دنوں بلکہ دس گھنٹوں سے زیادہ کی ضرورت ہو۔ اگر ایسا ہے تو معاملہ واضح ہے اور ہدف کا اعلان ہو چکا ہے۔ یہ کُل عالم پر قبضہ جمانے کے لئے ایک طویل صلیبی جنگ ہے۔

حاضر ہیں وہ آثار جو مغرب کی آمد پر روشنی ڈالتے ہیں!

(۱) نعیم بن حماد نے رجا بن ابی سلمہ سے اور اس نے قبیہ بن ابی زہب سے روایت کی کہ وہ بیت المقدس میں ضمانت طلب کرنے آیا تو میں نے اسے پوچھا: شاید کہ تم مغرب سے ڈرتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں تو، ان کا فتنہ اس وقت تک نہیں پھیلے گا جب تک کالے جھنڈے نہ نکلیں گے۔ جب وہ نکل آئیں تو پھر مغرب کے شر سے ڈرنا۔<sup>(۱)</sup>

کالے جھنڈے والوں کے ظہور کے ساتھ ہی مغرب کے فتنہ یعنی مغرب کی جنگوں

کا واقعی آغاز ہو چکا ہے۔ وہ کب نکلے اگلی حدیث اس کی وضاحت کرتی ہے۔  
 نعیم بن حماد نے روایت کی ہے کہ امام زہری نے کہا: ”جب کالے جھنڈوں میں  
 باہمی اختلاف ہوگا تو ان کی طرف زرد رنگ کے جھنڈے آئیں گے۔“ (۱)  
 واقعی ان میں اختلاف پیدا ہو گیا اور دونوں لڑنے والے فریق ایک دوسرے کو قتل  
 کرنے لگے، یعنی طالبان اور شمالی اتحاد۔ پھر ان کی طرف صلیبی مغرب کے زرد جھنڈے  
 آ گئے۔ کاش وہ سبق یاد کر لیتے اور متحد ہو جاتے، خواہ وقتی طور پر ہی سہی۔  
 لیکن آثار ہمیں بتاتے ہیں کہ مغربی فوج ان پر قابو نہیں پاسکے گی اور عنقریب  
 کالے جھنڈے مہدی اور اس کی مدد کا جواز بن جائیں گے۔ مغرب سے فوج آئی اور  
 اس نے اپنے لنگڑے قائد کے حکم سے مصر کا پل عبور کیا۔ آگے آنے والا بیان اس کی  
 وضاحت کرے گا۔

### مغرب کی افواج کا نہر سوین کو عبور کرنا اور لنگڑا سپہ سالار

آدمی جب کئی سو سالوں سے کتابوں میں محفوظ ان آثار کو پڑھتا ہے تو بالکل  
 حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔ ان میں ان باتوں کا تذکرہ ہے جو صرف ہمارے زمانہ میں  
 آشکار ہوئی ہیں، لیکن جب ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ آثار نبی معصوم ﷺ کا ارشاد ہیں یا  
 ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول ہیں جنہوں نے یہ قول نبی ﷺ کے کلام سے اخذ کیا ہے  
 تو حیرانگی جاتی رہتی ہے۔ عراق اور شام کے محاصرہ کے بارے میں آثار کس قدر تعجب  
 انگیز ہیں اور کس قدر عجیب و غریب ہیں وہ آثار جو ان دنوں ظاہر ہونے والے واقعات  
 کے بارے میں وارد ہوئے ہیں۔ آپ کیا تفسیر کریں گے نبی کریم ﷺ کے اس اشارہ  
 کی کہ: وہ لوگ دراز قد اور بھاری بھر کم جتنے والے ہیں۔ سر اور داڑھی کے بال آزاد  
 چھوڑتے ہیں، سفید قمیصیں پہنتے ہیں۔ کس قدر عجیب و غریب اور حیرت انگیز ترتیب  
 ہے۔ پھر وہ مشرق (افغانستان) سے نکلیں گے اور ان میں باہمی اختلاف پیدا ہوگا تو

(۱) الفتن (ص ۱۶۰): اس اثر کا باقی حصہ ان شاء اللہ عنقریب بیان ہوگا۔ یہاں میں نے اسے اس  
 اثر کے لئے بطور شہد پیش کیا ہے جو زیر بحث ہے۔



مغرب جنگوں اور خونریز معرکوں کے آغاز کے لئے آدھمکے گا۔ وہ مغربی فوج جو افغانیوں پر ضرب لگانے کے لئے مصر کا پل (نہر سوین) عبور کرے گی، کیا چیز ہے؟ سب سے بڑھ کر حیرت انگیز بات ان کے سپہ سالار کی تعریف ہے کہ وہ لنگڑا ہوگا۔ پھر ہم اس متحدہ فوج کے کمانڈران چیف کو دیکھتے ہیں کہ وہ میسا کھیوں کے سہارے چل کر ڈاکس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور افغانستان میں کالے جھنڈے والوں پر اتحادی لشکر کی ضرب کاری کے بارے میں بیان دیتا ہے۔ سبحان اللہ!

کچھ آثار اس بارے میں حاضر ہیں۔

(۱) نعیم بن حماد نے روایت کی ہے کہ امام زہری نے کہا: جب کالے جھنڈوں کا باہمی اختلاف ہو جائے گا تو ان کی طرف زرد رنگ کے جھنڈے آئیں گے۔ وہ اہل مصر کے پل پر جمع ہوں گے۔ اہل مشرق اور اہل مغرب سات..... تک آپس میں لڑیں گے، پھر اہل مشرق پیٹھ دکھا کر بھاگ جائیں گے یہاں تک کہ..... (۱)

مغربی لشکر جو افغانستان پر ضرب لگانے کے بہانے مصر کا پل (نہر سوین) عبور کر کے یلغار کرتے ہوئے نکلے گا، وہ وہاں کچھ دیر ٹھہر جائے گا یہاں تک کہ مشرقی فوج اکٹھی ہو جائے گی اور دونوں کے درمیان کشیدگی بڑھ جائے گی اور تیسری عالمگیر جنگ چھڑ جائے گی اور نہ معلوم سات روز یا سات برس جاری رہے گی مگر میں سات دنوں کو ترجیح دیتا ہوں کیونکہ میں نے ان آثار میں جو نعیم بن حماد نے ”ارطاة بن منذر“ سے روایت کئے ہیں، ایسے ہی پایا ہے۔ (الفتن: ص ۱۶۳)

o لنگڑا کمانڈر انچیف رچرڈ مائرز (Richard Myres)\*

(۲) نعیم بن حماد نے روایت کی ہے کہ کعب نے کہا: ظہور مہدی کی علامت مغرب سے آنے والے جھنڈے ہیں جن کی قیادت کندہ (کینیڈا) کا ایک لنگڑا آدمی کرے گا۔ (۲)

مجھے گمان تک نہ تھا کہ امریکی ایک لنگڑے کا انتخاب کر کے اسے کمانڈر انچیف

(۱) الفتن (ص ۱۶۰): یہ اثر نامکمل ہے۔ میں نے بطور شاہد اس کے ایک حصہ پر اکتفا کیا ہے۔

(۲) الفتن (۲۰۵)

کے منصب پر فائز کریں گے، بلکہ میں اپنے دل ہی دل میں سمجھتا تھا کہ اعرج کے لفظ سے مراد ایک کمزور شخص ہے جس کی رائے میں کوئی وزن نہ ہوگا۔ میرے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ دنیا کی فوج کا سپہ سالار ایک لنگڑے کو بنانا روا سمجھیں گے۔ بدشگونی کے طور پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ فوج اپنے قائد کی طرح عاجز و درماندہ ہوگی۔ جب میں نے دیکھا کہ جنرل رچرڈ مارز میسا کھیوں پر چل کر آ رہا ہے تاکہ وہ امریکی عوام کے سامنے افغانستان کے خلاف بری، بحری اور فضائی آپریشن کا اعلان کرے تو میرے منہ سے نکل گیا، اللہ اکبر! اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے سچ فرمایا ہے۔

اتحادی فوج کے جھنڈوں (صلیبی جھنڈوں) کا کینیڈا کے لنگڑے کی زیر قیادت خروج کشت و خون کے آغاز کی علامت ہے اور جی و قیوم کی قسم یہی ظہور مہدی کی علامت ہے۔ اگر ہم لنگڑے امریکی کمانڈر انچیف پر حیران ہو رہے ہیں تو ہمیں ایک اور عبارت پر بھی حیران ہونا چاہئے جس کو نعیم نے ہی روایت کیا ہے۔ (ص ۱۷۴) اسی لنگڑے کا وصف بیان ہوا کہ پھر لنگڑا کینیڈین خوبصورت بیچ لگا کر ظاہر ہوگا۔ جب تو لنگڑے کو خوبصورت فوجی وردی، تمغوں اور بیجوں میں دیکھے گا تو بے ساختہ تیرے منہ سے نکلے گا سبحان اللہ! واقعی مہدی کا ظہور قریب تر ہے کیونکہ کینیڈین لنگڑا جرنیل ظاہر ہو چکا ہے۔



## تیسرا بیان

پہلی عالمی جنگ سے لے کر ظہورِ مہدی تک

ترکی میں استنبول کے کتاب خانہ کے تیسری صدی ہجری کے ایک نایاب مخطوطہ میں ایک کیا ب اثر مروی ہے۔ ”کویت پر عراق کا حملہ“ کے بیان میں پہلے اس کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے۔ یہ اثر حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے، پہلے وہ اسے چھپایا کرتے تھے۔ کتاب ”المہدی المنتظر علی الابواب“ کے مصنف نے اس کی جو نص بیان کی ہے وہ پیش خدمت ہے۔

آخری زمانہ کی جنگ آفاقی جنگ ہوگی۔ ان دو عظیم جنگوں کے بعد تیسری جنگ جس میں بہت سے لوگ مر گئے۔ پہلی کی آگ اس نے بھڑکائی جس کی کنیت ”بہت بڑا سردار“ تھی اور دنیا اسے ہٹلر کے نام سے پکارتی ہے..... اس روایت کو ابو ہریرہؓ ابن عباسؓ اور علیؓ بن ابی طالب نے بیان کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہؓ اسے روایت کرنے سے ڈرتے تھے، لیکن جب انہیں موت کا احساس ہوا تو اس بات سے خوف زدہ ہوئے کہ کہیں علم چھپا نہ رہے، چنانچہ انہوں نے اپنے ارد گرد بیٹھے لوگوں سے کہا: ”ایک خبر ہے جس کے ذریعہ سے مجھے پتہ چلا کہ آخری زمانہ کی جنگوں میں کیا کچھ ہوگا“۔ لوگوں نے کہا: ہمیں بتا دیجئے، ڈرنے کی کوئی بات نہیں (کچھ مضائقہ نہیں)۔ تو وہ کہنے لگے:

”۱۳۰۰ھ کے عشروں میں (عشروں کے بعد عشرے آئیں گے) اور ان عشروں کو ملاتے چلے جاؤ، روم کے بادشاہ کی رائے میں ساری دنیا کی جنگ ہونا لازمی ہوگا۔ پس اللہ کی مشیت بھی یہی ہوگی کہ جنگ ہو۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا، ایک عشرے یا دو عشرے کی بات ہوگی کہ ایک آدمی جرمن نامی ملک پر مسلط ہوگا جس کا نام ہر (Der Feuhrer) ہوگا۔ وہ دنیا پر حکومت کرنے کا ارادہ کرے گا۔ وہ برف اور خیر

کثیر کے ممالک میں ہر کسی سے جنگ کرے گا۔ جنگ کی آگ کے کئی سال بعد وہ اللہ کے غضب کا نشانہ بنے گا۔ روس یا روش کے سردار (بڑے) اسے قتل کر دیں گے۔<sup>(۱)</sup> ”۱۳۰۰ ہجری کی دہائیوں میں (پانچ یا چھ شمار کر لو) مصر پر ایک آدمی حکومت کرے گا جس کی کنیت ناصر ہوگی۔ عرب اسے (عربوں کا ہیرو) کے نام سے پکاریں گے۔ اللہ اسے کئی جنگوں میں ذلیل و خوار کرے گا اور اس کی مدد نہیں کرے گا۔ اور اللہ کو منظور ہوگا کہ اس کے پسندیدہ ترین مہینے میں مصر کو فتح ہو تو یہ فتح ہو جائے گی۔ بیت اللہ اور عربوں کا رب مصر کو ایک گندمی رنگ کے سادا (سادات) نامی شخص کے ذریعہ خوش کرے گا۔ اس کا باپ اس سے بڑھ کر نور والا (انور) تھا لیکن وہ بلد حزیں (یروشلم) کی مسجد اقصیٰ کے چوروں سے مصالحت کرے گا۔“

شام کے علاقہ عراق میں ایک جابر حاکم ہوگا..... اور..... سفیانی۔ اس کی ایک آنکھ میں تھوڑا سا فتور ہوگا۔ اس کا نام صدام ہے اور وہ اپنے ہر مخالف سے ٹکرائے گا۔ ساری دنیا اس کے خلاف چھوٹے سے کوت (کویت) میں جمع ہوگی۔ وہ فریب خوردہ اس میں داخل ہوگا۔ سفیانی کا بھلا صرف اسلام میں ہوگا۔ وہ خیر بھی ہوگا اور شر بھی۔ تباہی ہو اس کے لئے جو مہدی امین سے خیانت کرے۔

۱۴۰۰ھ کی دہائیوں (دو یا تین دہائیوں) میں مہدی امین کا خروج ہوگا۔ وہ ساری دنیا سے جنگ کرے گا۔ سب گمراہ اور اللہ کے غضب کے مارے اس کے خلاف اکٹھے ہو جائیں گے اور ان کے ساتھ وہ لوگ بھی جو اسراء اور معراج کے ملک میں نفاق کی حد کمال تک پہنچے ہوئے ہیں۔ یہ سب مجددون نامی پہاڑ کے قریب جمع ہوں گے۔ ساری دنیا کی مکار اور بدکار ملکہ جس کا نام امریکہ ہے اس کے مقابلہ کے لئے نکلے گی۔ اس دن وہ پوری دنیا کو گمراہی اور کفر کی طرف ورغلائے گی۔ اس زمانہ میں دنیا کے یہودی اوج کمال تک پہنچے ہوں گے۔ بیت المقدس اور پاک شہر ان کے قبضے میں ہو

(۱) المہدی المنتظر علی الابواب (ص ۱۲۲۰) میں یاد دلاتا چلوں کہ ایسی باتوں میں جو ہماری شریعت سے ٹکراتی نہ ہوں اسرائیلی روایت میں کوئی حرج نہیں۔



گا۔ بروجر اور فضا سے سب ممالک آدمکیں گے سوائے ان ممالک کے جہاں خوفناک برف پڑتی ہے یا خوفناک گرمی پڑتی ہے۔ مہدی دیکھے گا کہ پوری دنیا بری بری سازشیں بنا کر اس کے خلاف صف آرا ہے اور وہ دیکھے گا کہ اللہ کی تدبیر سب سے زیادہ کارگر ہوگی۔ وہ دیکھے گا کہ پوری کائنات اللہ کی ہے اور سب نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ساری دنیا بمنزلہ ایک درخت کے ہے جس کی جڑیں اور شاخیں اسی اللہ کی ملکیت ہیں۔..... اور ان پر انتہائی کرناک تیر پھینکے گا اور زمین و آسمان اور سمندر کو ان پر جلا کر راکھ کر ڈالے گا۔ آسمان سے آفتیں برسیں گی۔ زمین والے سب کافروں پر لعنت بھیجیں گے اور اللہ تعالیٰ ہر کفر کو مٹانے کی اجازت دے دے گا۔<sup>(۱)</sup>

## بیان کی تفصیل

یہ اثر (روایت جو صحابی تک پہنچتی ہو) ان عجیب و غریب آثار میں سے ہے جسے ایک عظیم صحابی ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے۔ ”بیان کے پیش لفظ“ میں میں کہہ چکا ہوں کہ میں عنقریب بعض عجیب و غریب ایسے آثار بیان کروں گا جو اصل مآخذ اور راویوں کی طرف منسوب ہوں گے۔ ان کے جھوٹ سچ کے ذمہ دار راوی ہوں گے اور اگر وہ مجھے قابل قبول نہ ہوتے تو میں ان کو بیان ہی نہ کرتا۔ اور میں یاد دلاتا چلوں کہ حضرت ابو ہریرہؓ صحابہؓ میں حدیث رسول کے سب سے بڑے حافظ تھے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے ان کے حق میں اس بارے میں دعا فرمائی تھی۔ جیسا کہ صحیح بخاری کے باب العلم میں یہ معروف حدیث ہے۔ ابو ہریرہؓ نے کہا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے دو قسم کی احادیث (یا احادیث کے دو برتن) یاد کی ہیں۔ ان میں سے ایک کو تو میں نے پھیلا دیا ہے، اگر دوسری کو پھیلاؤں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے۔

ابن حجر نے ”فتح الباری“ میں لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ امراء اور سلاطین اور ان کے آباء و اجداد کے نام بھی جانتے تھے۔ ابو ہریرہؓ نے اس علم کو چھپائے رکھا، پھر اسے اپنی وفات سے پہلے بیان کیا، اس ڈر سے کہ کہیں علم کو چھپا کر گنہگار نہ ہو جائیں۔

(۱) مذکورہ کتاب: جس ۲۱۶۔ نطوں کی جگہ مخطوط میں مٹی ہوئی ہے۔

ہوسکتا ہے کہ مذکورہ اثر اسی علم کا جزو ہو جسے انہوں نے موت سے پہلے بیان کیا۔  
 ہو سکتا ہے کہ نوسٹر ڈاموس اس قسم کے آثار سے علم حاصل کرتا ہو جو دنیا میں محفوظ بہت  
 سے مخطوطات میں مدون ہیں۔ ان میں سے بعض کی طرف میں نے پہلے اشارہ کر دیا ہے۔  
 یہ عبارت جو میں نے پیش کی ہے اس میں آپ پہلی دوسری اور آنے والی تیسری  
 جنگ عظیم کا تذکرہ دیکھ رہے ہیں۔ ان کے اوقات کا تعین بھی ہے اور مشہور و معروف  
 لوگوں مثلاً ہٹلر، ناصر، انور السادات اور صدام حسین کے نام بھی ہیں۔ اس میں کوئی شک  
 نہیں کہ ان میں سے ہر ایک واقعات عالم کے دھارے پر اثر انداز ہوا ہے اور اس نے  
 اپنی چھاپ ڈالی ہے۔

آپ اس عبارت میں جنگوں، کشت و خون اور حادثات کے اوقات کا اندازاً  
 تعین بھی دیکھ رہے ہیں۔

پہلی عالمی جنگ کا زمانہ (۱۳۰۰ھ کے عشروں میں ہے اور عشروں کو ملاتے رہو)  
 یعنی ۱۳۰۰ھ کے بعد کئی مبہم عشرے ہیں۔ ایک عقد دس برس کا ہوتا ہے اور حقیقتاً عالمی  
 جنگ ۱۹۱۴ء یعنی تقریباً ۱۳۳۲ھ میں ہوئی۔ مذکورہ بالا مبہم عشرے تین عشرے اور دو  
 برس بنتے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کا زمانہ (زیادہ عرصہ نہ گزرے گا۔ عشرہ اور عشرہ  
 گزرے گا) تو ایک آدمی جرمن نامی ملک پر مسلط ہو جائے گا۔ اس کا نام ہر  
 (Feuhrer) ہوگا۔ وہ ساری دنیا پر قبضہ کرنا چاہے گا اور سب سے لڑے گا۔

اور حقیقت میں بیس سال گزرنے کے بعد (دو عشرے، عشرہ اور عشرہ) جنگ چھڑ  
 گئی، اس کی آگ کو (Der Feuhrer) نے روشن کیا۔ لوگ اسے جرمنی میں ہٹلر  
 کے نام سے پکارتے ہیں۔

پھر تیسری عالمی جنگ اور اس کا زمانہ (۱۴۰۰ھ، دو یا تین عشرے اور ملالو) یعنی  
 مستقبل کی جنگ ۱۴۲۰ھ اور ۱۴۳۰ھ کے درمیان ہوگی۔ اب ہم ۱۴۲۲ھ میں ہیں۔  
 اس کا مطلب یہ ہوا کہ جنگ کسی لمحہ چھڑا چاہتی ہے۔

اثر کا متن بیان کرتا ہے کہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم ہوگی، جبکہ تیسری جنگ جو



دروازوں تک پہنچ چکی ہے، آفاقی ہوگی اور ساری دنیا اس میں ملوث ہو جائے گی، یعنی وہ سابقہ جنگوں سے شدید تر اور عظیم تر ہوگی۔ اور متن سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں صرف وہ ریاستیں ملوث نہ ہوں گی جہاں بھیا نک برف پڑتی ہے، جیسا کہ سیکنڈے نیویا کے ممالک اور اسی طرح وہ ممالک جہاں بھیا نک گرمی پڑتی ہے، جیسا کہ براعظم افریقہ کے جنوبی ممالک۔ پھر متن واقعات کے تسلسل کو بیان کرتا چلا جاتا ہے اور عنقریب ہونے والی آفاقی جنگ کے بعد ظہور مہدی کا تذکرہ کرتا ہے کہ وہ کیسے گمراہ اور غضب کے مارے رومی لشکر کو جمع کریں گے۔ اس لشکر کا وصف اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں بیان کیا ہے جس کا ذکر ہم ایک خاص بیان میں مناسب مقام پر کریں گے۔ وہ ہمارے مقابلہ میں خفیہ طور پر روم کے بادشاہوں کو اکٹھا کریں گے، پس وہ اسی (۸۰) جھنڈوں تلے ہم پر یلغار کریں گے۔ ہر جھنڈے تلے ۱۲ ہزار فوجی ہوں گے۔ یہ تعداد (تقریباً ۹۶۰,۰۰۰ سپاہی) تھوڑی معلوم ہوتی ہے، لیکن یورپ کی تمام ریاستوں سے ان کو جمع کرنے میں خاصا وقت لگے گا۔ یہ جان کر تعجب جاتا رہتا ہے کہ آفاقی جنگ اکثر لڑنے والوں بلکہ اکثر لوگوں کا کام تمام کر دے گی۔ وہ اس سے زیادہ فوج جمع نہ کر سکیں گی اور زانی و بدکار امریکہ کی زیر قیادت مسلمانوں پر حملہ کریں گے۔ ان کو پتہ چلے گا کہ مہدی کا ظہور ہو چکا ہے۔ پس وہ ملحمہ کبریٰ میں ان کے خلاف لڑیں گے۔ اللہ ان کو فتح عطا فرمائے گا اور اللہ ان پر بڑی ہی کرب ناک تیر اندازی کرے گا اور ان پر زمین و آسمان اور سمندر کو جلا کر راکھ کر دے گا۔ اللہ کی جنگ سب سے بڑھ کر سخت اور اس کا عذاب بھی سب سے بڑھ کر سخت ہوتا ہے۔

متن نے (عربوں کے ہیرو) ناصر کا ذکر کیا ہے جس نے مصر میں ۱۹۵۲ء (تقریباً ۱۳۷۰ھ) میں حکومت کی۔ متن کی عبارت ہے: ۱۳۰۰ھ کے بعد پانچ اور چھ عشرے شمار کرو (۱۳۶۰ھ) ہو سکتا ہے کہ متن میں کوئی لفظ مفقود ہو یا مٹا ہوا ہو اور وہ لفظ ہے (یاسات) اس طرح بات واقعہ کے ساتھ ہم آہنگ ہو جاتی ہے، وگرنہ اثر میں مذکور تمام اوقات حقیقی واقعات سے مطابقت رکھتے ہیں۔

متن میں مذکور ہے کہ وہ دو جنگوں (۱۹۵۶ء، ۱۹۶۷ء) میں ناکام ہوگا۔ اس کو اللہ کی مدد حاصل نہ تھی مگر اس نے مغرب کے مفادات کے خلاف عربوں کو خوش رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ عرب اس سے محبت کرتے تھے جبکہ غیر اس سے ناراض تھے۔

اسی طرح یہ عجیب و غریب متن مرحوم صدر ”الاسمر السادا“ (گندمی رنگ کا سادا) ابن انورؒ کا ذکر کرتا ہے۔ یہ اس بات کی طرف لطیف اشارہ ہے کہ وہ گندمی رنگ کا ”سادات“ ہے جس کا باپ اس سے بڑھ کر نور والا (انور) ہے۔ وہ محمد بن انور السادات ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کامیابی بر لایا۔ مشیت الہی یہی تھی کہ اسے ایسی فتح حاصل ہو جس سے مصر کا سرخسر سے اونچا ہو۔ عرب اس وقت اللہ کا وہ محبوب ترین مہینہ گزار رہے تھے جس میں قرآن نازل ہوا۔ فتح مکمل تھی مگر گندمی رنگ کے سادا (سادات) نے مسجد اقصیٰ کے چوروں سے مصالحت کر لی اور وہ چور بلد حزیں (یروشلم) کے یہودی ہیں۔ اسی طرح متن میں عراق کے جبار حاکم صدام کا تذکرہ ہے۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ وہ سفیانی ہے اور وہ کویت پر حملہ کرے گا۔ اس کے لئے ہم الگ سے خاص بیان دیں گے۔ اس متن میں انہی لوگوں کا ذکر ہے جن کا ذکر میں کر چکا ہوں۔ اشعیاء کی اصل کتاب میں تورات کی ایک نص میرے ہاتھ لگی جس میں زیادہ تفصیلات ہیں۔ میں بغیر تبصرہ کے اسے پیش کرتا ہوں۔ ویڈیو کان کے نسخہ کے مطابق نص یوں ہے: (۱)

”وہ سیناء کی طرف آئے اور انہوں نے مصر کے حاکم سے جنگ کی جو ان کے مقابلہ میں شکست کھا گیا۔ ہر قسم کی خیانت اسرائیل کی مدد کی خاطر ایک دھوکہ تھا..... گندمی رنگ کا ایک بادشاہ آیا۔ اس کا سر بالوں سے عاری تھا۔ اس کے پاس شیر اور عقاب تھے۔ وہ اسرائیل کے خلاف کامیاب رہا اور ان سے دوستی کے بارے میں گفتگو کرنے لگا۔ سب مصریوں میں امن و سلامتی پھیل گئی لیکن گندمی رنگ کا بادشاہ شہید ہو گیا۔“

(۱) المہدی المنتظر علی الابواب (ص ۱۲۲۰) میں یاد دلاتا چلوں کہ ایسی باتوں میں جو ہماری شریعت سے ٹکراتی نہ ہوں اسرائیلی روایت میں کوئی حرج نہیں۔



”ایک بادشاہ حکمران ہوا جس کا نام امسی کے قریب قریب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس نے یہودیوں سے بے وفائی کی اور ان سے سنجیدگی سے اچھی اچھی باتیں کیں۔ ان کو جنگ سے ڈرایا اور جنگ پر مہر لگا دی۔ مشرق و مغرب کو راضی کر لیا۔ اس کے گارڈ نے اسے دھوکے سے قتل کر دیا اور وہ بدکار تاجر تھے۔“

”ایک آدمی بادشاہ بنا۔ لوہا اس کی قوت تھی۔ اس نے یہودیوں سے اور مشرقی و مغربی ممالک سے سنجیدہ گفتگو کی اور اپنی پوری فوج کو ان کے خلاف جمع کر لیا اور سیناء کے راستے اسرائیل کے دل پر حملہ کیا۔ جھوٹے نے اپنے منہ کو لگام دی..... اسرائیل پر کراہیت اور حسرت و یاس چھا گئی اور سارے یروشلم میں بہت بڑی برائی نے ڈیرہ جمالیا۔“

عبارت واضح ہے۔ میں اس پر حاشیہ آرائی نہیں کروں گا، کیونکہ وہ ہمارا ورثہ نہیں۔ میں نے اسے محض اس لئے بیان کیا ہے کہ اس میں ان واقعات کی تفصیل ہے جو اس بیان کے آغاز میں اسلامی اثر میں وارد ہوا ہے۔ یہ تیسرا بیان ہے اور اب ہم آتے ہیں چوتھے بیان کی طرف۔

---

## چوتھا بیان

صدام حسین - پہلا سفیانی

### بیان کا پیش لفظ

پہلے میری خواہش تھی کہ میں فتنوں کے بارے میں احادیث کو زمان و مکان اور اشخاص سے متعلق موجودہ واقعات پر چسپاں کرنے کے کام میں کود کر اپنے آپ کو مشکل میں نہ پھنساؤں۔ زیادہ سے زیادہ میں یہی کہتا تھا کہ توقع ہے کہ ایسا ہو یا ہو سکتا ہے کہ ایسا ہو یا اس سے ملتے جلتے الفاظ استعمال کرتا تھا۔ اس کے باوجود میں بچکانہ شور و شغب سے محفوظ نہ رہ سکا۔ جب میں یہ کہتا کہ عیسائی عالمی جنگ کا تعین ۲۰۰۱ء کے موسم خزاں میں کرتے ہیں، اور ہمارے نزدیک معاملہ یوں بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ وہ کہہ رہے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ تھوڑی تقدیم و تاخیر ہو جائے، اللہ بہتر جانتا ہے، تو ہنگامہ آرائی کرنے والے کہتے کہ یہ حد بندی کر رہا ہے (نشان دہی کر رہا ہے)

وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ نشان دہی نہیں، کیونکہ میں تو یہی کہتا تھا کہ اللہ بہتر جانتا ہے ہو سکتا ہے کہ ایسا ہو یا تھوڑی بہت تقدیم و تاخیر ہو جائے۔ یہ طے شدہ بات ہے کہ قلیل سے مراد یہاں دُنیوی زندگی کی نسبت سا لہا سال ہیں نہ کہ منٹ اور گھنٹے۔ کیا میری یہ بات نشان دہی ”حد بندی“ کہلاتی ہے؟ یہ صرف شور شرابہ ہے اور بس۔ جب میں نے پوچھا اور کہا کیا ملک فہدی وہ خلیفہ ہے جس کی موت ..... اللہ اس کی عمر دراز کرے ..... ظہورِ مہدی کی علامت ہے؟ اللہ بہتر جانتا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ یہ ہو بہو ایک شخص کی نشاندہی کر رہا ہے۔ اور زیب داستان کے لئے یہ بھی بڑھا دیا کہ یہ سرکاری عالم ہے، کیونکہ یہ بادشاہ کی لمبی زندگی کا متمنی ہے۔ نہ معلوم اگر ہم اس کی موت کی تمنا کریں تو انہیں اچھا لگے گا؟ نہ معلوم آیا ہم گدھے پر سوار ہوں یا اس کے ساتھ ساتھ



چلیں؟ یا اسے ندی میں پھینک دیں اور اس سے خلاصی پالیں؟

میں نے اپنی کتاب ”اُمت مسلمہ کی عمر“ میں ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں ”توقع ہے کہ ایسا ہو جائے“ ہو سکتا ہے کہ ایسا ہو جائے“ شاید کہ ایسا ہو جائے“ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟“ یہ سب الفاظ میں نے آخری زمانہ کے فتنہ و فساد اور کشت و خون والی احادیث میں وارد متوقع امور کے بارے میں اپنی رائے کی تعبیر کے لئے استعمال کئے ہیں۔

میری خواہش تھی کہ واقعات پر احادیث کے چسپاں کرنے کے کام میں نہ الجھوں۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ یہ ناجائز ہے۔ ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ ظن غالب کی بنا پر تو اللہ کی قسم اٹھانا بھی جائز ہے۔ میں تو صرف بحث مباحثہ کا سد باب کرنا چاہتا تھا اور ایسے فتنہ پردازوں کی گمراہیوں سے بچنا چاہتا تھا جن کا دائرہ علم وسیع نہیں اور علم و دانش میں جن کے قدم ابھی جم نہیں پائے۔ لیکن ہائے افسوس میری یہ خواہش پوری نہ ہوئی۔ لیکن اب جبکہ تمام لوگ جنگوں اور کشت و خون کی توقع کر رہے ہیں اور ان کی وجوہات پے بہ پے سرعت کے ساتھ جمع ہو رہی ہیں اور قریب ہے کہ وہ دروازوں پر دستک دینے لگیں مجھے اس بات میں کوئی عار محسوس نہیں ہوتی کہ جو کچھ میں جانتا ہوں اس کا تذکرہ کروں اور احادیث کو واقعات پر منطبق کروں۔ بلکہ میں تو اس بات پر قسم کھا سکتا ہوں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اب کوئی حیا کا نقاب اٹھا کر بحث و مباحثہ یا شور شرابے کی جرأت کر سکتا ہے۔ ایسا کام صرف وہی کر سکتا ہے جو شہرت حاصل کر کے کچھ پیسے کمانا چاہتا ہو۔ کیونکہ معاملہ بہت ہی سنجیدہ ہو چکا ہے۔ اب ہلڑ بازی کا وقت نہیں رہا۔ بحث مباحثے اور لڑائی جھگڑے کی بجائے حصول علم کے لئے دل کا اطمینان ضروری ہے۔ یہ بحث مباحثہ اور لڑائی جھگڑا جس قوم میں درآتا ہے وہ قوم ہلاک ہو جاتی ہے۔ پس میں ایک اثر روایت کروں گا جو احادیث کو واقعات پر منطبق کرنے کے جواز پر روشنی ڈالتا ہے، بلکہ ظن غالب کی بناء پر ہر قسم کو جائز قرار دیتا ہے۔ صحیح مسلم (کتاب النفن، باب ذکر ابن صیاد) میں محمد بن المنکدر سے مروی ہے کہ ”میں نے جابر بن عبد اللہ کو اس بات پر اللہ کی قسم کھاتے دیکھا ہے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ میں نے پوچھا: آپ اللہ کی قسم کھاتے

ہیں؟ انہوں نے کہا میں نے عمرؓ کو اس بات پر قسم کھاتے سنا ہے اور وہ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، نبی کریم ﷺ نے اسے برا نہیں سمجھا۔“

اس بات کے باوصف کہ نبی کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے، اور آپ کی وفات تک ”ابن صیاد“ کے بارے میں آپ کو وحی نہیں کی گئی تھی، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں علماء سے روایت کی ہے کہ ابن صیاد ایک یہودی غلام تھا، دجال تھا، کاہن تھا، مدینے میں رہتا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کو گمان تھا کہ وہ مسیح دجال ہے لیکن اس کے بارے میں کوئی قطعی بات آپ نے نہیں فرمائی، یہاں تک کہ جب عمر فاروقؓ نے اسے قتل کرنا چاہا تو نبی ﷺ نے انہیں منع کر دیا، کیونکہ آپ کو اس کی حقیقت احوال معلوم نہ تھی کہ آیا وہ دجال ہے یا نہیں؟ ان سب باتوں کے باوصف حضرت عمرؓ اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے کہ ابن صیاد ہی مسیح دجال ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں منع نہ فرمایا۔ اسی طرح جابر بن عبد اللہ، ابن عمرؓ اور دوسرے لوگ قسم کھاتے تھے، وہ ظن غالب کی بنا پر قسم کھاتے تھے اور احادیث کو واقعات پر منطبق کرتے تھے اور کوئی بھی ان کی بات کو برا نہیں سمجھتا تھا۔ ان نعمتوں کے لئے حمد و شکر کا سزاوار اللہ ہے جو اس نے عطا کیں۔

اسی اعتبار سے میں کہتا ہوں کہ عراق کا موجودہ حاکم صدام حسین ہی وہ شخص ہے جس کا لقب نبی کریم ﷺ کی احادیث میں سفیانی بیان ہوا ہے۔ سفیانی وہ ہے جس کا نسب خالد بن یزید بن ابی سفیان تک پہنچتا ہو۔ وہ بنو امیہ سے تعلق رکھتا ہے، اس کی ماں اور ماموں قبیلہ کلب سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ قبیلہ دجلہ کے شمال میں آباد تھا۔ سب جانتے ہیں کہ صدام دجلہ کے شمال میں ”تکریت“ کے صوبے کا رہنے والا ہے۔

لیکن کس نے مجھے یہ کہنے پر آمادہ کیا؟

بہت سے قرائن ایسے ہیں جو مل جل کر میرے نزدیک حقیقت یا قریب قریب حقیقت کا روپ دھار گئے۔ اگر مجھے یقین نہ ہوتا تو میں اس طرح اس معاملہ میں نہ الجھتا، لیکن بہر حال یہ بات میرے لئے ہرگز ضرر کا باعث نہیں۔ یہ اسی طرح کی بات



ہے جیسی بات حضرت عمرؓ نے، جن کو خدا کی طرف سے الہام ہوتا تھا، کہی یا جیسی جابرؓ نے کہی جو حدیث کے عالم تھے۔ انہوں نے کہا: ”قسم بخدا! ابن صیاد ہی دجال ہے۔“ تو ابن صیاد کے دجال ہونے یا نہ ہونے سے نہ عمرؓ کو ضرر پہنچا اور نہ جابرؓ کو۔

میں کہتا ہوں کہ اس بات پر جو مجھ سے پہلے بھی کہی جا چکی ہے، مجھے بہت سے ایسے قرائن نے آمادہ کیا جو اپنی تعداد کے اعتبار سے علم ظنی کو مفید بنانے سے عاجز نہیں ہیں اور جو ایسی باتوں پر قسم کو رد اقرار دیتے ہیں۔ یہ قرائن درج ذیل ہیں:

پہلا قرینہ: ہم نے اپنی اس کتاب اور سابقہ کتابوں میں قرار دیا ہے کہ ہم آخری زمانہ کے خون خرابے سے قریب تر ہیں۔ اسی بات کو دوسرے بہت سے لوگوں نے بھی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ بلکہ اپنی اس کتاب میں ہم نے اس بات کا اضافہ کیا ہے کہ یہ خون خرابہ افغانستان پر رومیوں کے حملہ سے حقیقت میں شروع ہو چکا ہے اور اس کے بعد عراق اور دوسروں کی باری ہے اور یہ سب کچھ ایک وسعت پذیر (بڑی) طرح کھینچا جانے والا (لفظ ارہاب (دہشت گردی) کے بہانے سے کیا جا رہا ہے۔

امت کے علماء اور ائمہ کے نزدیک یہ طے پا چکا ہے کہ خون خرابوں میں مسلمانوں کے قائد مہدی ہوں گے جن کا ظہور آنے والی عالمی جنگ (Armageddon) کے دوران ہوگا۔ یعنی اس سے تھوڑی دیر پہلے یا بعد یا درمیان میں۔ ائمہ اسلام کے نزدیک تو اتر سے یہ بات طے پا چکی ہے کہ مہدی کا ظہور اس وقت ہوگا اور ان کے ظہور کی ابتداء اور ان کے کام کی شہرت اس بات سے ہوگی کہ ”سفیانی“ ان سے لڑنے کے لئے اپنا لشکر بھیجے گا تو سفیانی کا لشکر زمین میں دھنس جائے گا۔ اس کی تفصیل میں ان شاء اللہ ”ترتیب الاعداء“ کے عنوان کے تحت بیان میں دوں گا۔

اگر مہدی کا ظہور ہونے ہی والا ہے تو سفیانی واقعی موجود ہے، کیونکہ مہدی کے ساتھ اس کے کئی معاملات وابستہ ہیں۔ یہ ہے پہلا قرینہ۔

دوسرا قرینہ: رہا دوسرا قرینہ تو یہ وہ اثر ہے جسے میں نے اپنی کتاب کے تیسرے بیان کے آغاز میں روایت کیا ہے۔ یہ اثر واضح طور پر کہتا ہے کہ شام کے

علاقہ عراق میں ایک جابر شخص ہوگا..... اور وہ نبأ سفیانی ہوگا۔ اس کی ایک آنکھ میں تھوڑا سا فتور ہوگا۔ نام اس کا صدام ہوگا جو ہر اُس آدمی سے ٹکرائے گا جو اس کی مخالفت کرے گا۔ دنیا چھوٹے سے کوت (کویت) میں اس کے خلاف اکٹھی ہوگی۔ وہ فریب خوردہ ہو کر اس میں داخل ہوگا۔ سفیانی کی بھلائی اسلام میں ہوگی۔ وہ خیر بھی ہے اور شر بھی! تباہی ہو اس کے لئے جو مہدی امین سے بے وفائی کرے! یہ اثر قطعی طور پر بیان کرتا ہے کہ عراق کے جابر حکمران کا نام صدام ہوگا اور وہ ہر اُس شخص سے ٹکرائے گا جو اس کی مخالفت کرے گا۔ اور اس کا وہ وصف بیان کیا گیا ہے جو اس میں واقعی موجود ہے یعنی آنکھ کا فتور یا بھنوں کا گرنا اور وہ واقعی ایسا ہے اور اس کا وصف بیان ہوا ہے کہ وہ نبأ سفیانی ہے۔

اسی طرح اثر بتاتا ہے کہ وہ کویت میں داخل ہوگا اور دنیا اس کے خلاف جمع ہو گی۔ واقعی اس کے خلاف ۳۷ ممالک کی فوجیں جمع ہوئیں۔ اس کا ایک وصف یہ ہے کہ وہ خیر بھی ہے اور شر بھی۔ وہ اسلام کے سنی مسلک کے مطابق گفتگو کرتا ہے نہ کہ شیعہ مسلک کے مطابق۔ لیکن نہ ہی وہ درست راستہ پر ہے اور نہ ہی صحیح سنت پر چلتا ہے۔ عبارت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ وہ مہدی امین سے خیانت کرے گا، یعنی اس سے لڑے گا، حالانکہ اس کے لئے مناسب یہی تھا کہ وہ اس کی مدد کرے، کیونکہ وہ دونوں سنی ہوں گے، لیکن وہ سب سے پہلے ان کے خلاف بغاوت کرے گا اور یہی مطلب ہے اس کی خیانت کا۔

بعض روایات میں ہے کہ سفیانی میں خیر بھی ہے اور شر بھی۔ یعنی جب مہدی کا ظہور ہوگا تو سفیانی کے دل سے ساری کی ساری خیر نکل جائے گی اور وہ سراپا شر ہو جائے گا۔

تیسرا قرینہ: کچھ باتیں ان آثار میں مروی ہیں جو سفیانی اور حال ہی میں حقیقت کا روپ دھارنے والے عراق کے واقعات کے درمیان رابطہ قائم کرتی ہیں۔ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ سفیانی اور مہدی ہم عصر ہوں گے، بلکہ ان کے درمیان کئی



واقعات ہوں گے۔ یہ اس بات کا ایک اور قرینہ ہے کہ عراق کا حاکم صدام ہی مذکورہ سفیانی ہے۔ سفیانی کے بارے میں وہ امور جو صدام پرفٹ بیٹھتے ہیں، درج ذیل ہیں:

### (۱) سفیانی اور محاصرہ کا باہمی ربط

شیخ بخاری نعیم بن حماد نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی سند سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: جب سفیانی کا ظہور ہوگا تو اس مصیبت سے صرف وہی نجات پائے گا جو محاصرے میں صبر سے کام لے گا۔

اس سے پہلے میں نے عراق کے محاصرہ کے بارے میں مسلم میں مروی حدیث بیان کی ہے اور یہ بتا دیا ہے کہ اس کے بعد شام کا محاصرہ ہوگا اور پھر مہدی کا ظہور جبکہ عراق کا عالمی محاصرہ ۱۹۹۰ء میں صدام حسین کے زمانہ میں ہوا۔ اور مذکورہ اثر بھی محاصرہ اور سفیانی کے درمیان ربط قائم کرتا ہے۔ تو مجھے بہت سے دوسرے قرائن کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ عراق کا صدام ہی سفیانی ہے۔

### (۲) دریائے فرات کا رخ موڑ کر اس کے کنارے پر باہل شہر کی تعمیر:

نعیم نے ہی روایت کی ہے (حدیث نمبر ۹۷۱) کہ سفیانی دریائے فرات کا رخ موڑ دے گا۔ اور حقیقت میں ایسے ہی ہوا ہے اور ۶۰ کلومیٹر کی لمبائی تک دریا کی نئی گزر گاہ کی کھدائی کا کام مکمل ہو گیا ہے اور دریا کا رخ انغوار (پست زمین) کے علاقہ سے مڑ چکا ہے، چنانچہ وہ خشک ہو گیا ہے۔ نئی گزر گاہ کا افتتاح ۱۹۹۳ء میں ہوا۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے اور سب جانتے ہیں کہ یہ کام صدام نے کیا ہے۔

نہ معلوم صدام نے یہ کام اس لئے سرانجام دیا ہے کہ اسے جلدی سے سونے کا وہ پہاڑ مل جائے جس سے دریائے فرات پردہ ہٹا دے گا۔ جیسا کہ صحیحین میں رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے۔ اسی طرح میں پوچھتا ہوں کہ عراق کے محاصرے سے عجیبوں کی حقیقی غرض و غایت کیا ہے؟ اور روزمرہ کی ان چڑھائیوں اور حملوں کا کیا سبب ہے جو امریکہ اور برطانیہ کے جاسوس طیارے عراق کے اوپر کر رہے ہیں؟

وہ اب بھی گاہے گاہے کچھ گولہ باری کرتے رہتے ہیں جو نہ ٹھکانوں پر لگتی ہے اور

نہ ہی دشمن کا خون بہاتی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ملمع کاری اور دھوکہ ہے تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ یہ سب پروازیں محض دیکھ بھال اور سرزنش کے لئے ہیں۔ یہ میں نہیں جانتا کہ آیا ان کا اس سونے کے پہاڑ سے کوئی تعلق ہے جس کی خبر نبی معصوم ﷺ نے دی ہے۔ رہی بات شہر بابل کی تعمیر کی تو اثر نمبر (۵۶۸) میں ہے: ”جب فرات کے کنارے شہر تعمیر کیا جائے گا..... یہاں تک کہ تم نازل ہونے والی ذلت کو روک نہ پاؤ گے جب دونوں دریاؤں کے درمیان سرزمین عراق کے ایک الگ تھلگ ٹکڑے میں ایک شہر تعمیر کیا جائے گا ایک سیاہ فتنہ تمہیں آ لے گا۔“

اثر نمبر ۵۶۷ میں ہے: ”مشرق کے دریاؤں میں سے ایک دریا پر دوشہر تعمیر کئے جائیں گے جن کو دریا دو حصوں میں بانٹ رہا ہوگا جس میں تمام سرکش اور جابر اکٹھے ہو جائیں گے۔“ حقیقت میں شہر بابل کی تعمیر یا تجدید کا کام مکمل ہو چکا ہے اور ۱۹۸۷ء میں اس کا افتتاح بھی ہو چکا ہے۔

### (۳) صدام کے پیدائشی سفیانی اوصاف

یہ محض اتفاق بھی ہو سکتا ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان یا بہت سے آدمیوں کے درمیان اوصاف کی ہم آہنگی ہو۔ لیکن جب ہم بہت سے قرائن کو پیش نظر رکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ سفیانی کی تعریف اور ہیبت کے بارے میں وارد ہونے والے آثار صدام پر پورے اترتے ہیں۔ کیا یہ محض اتفاق ہے کہ مذکورہ اثر میں اس کے نام صدام میں بھی مطابقت پائی جاتی ہے۔

وہ اوصاف جو آثار میں وارد ہیں اور سفیانی اور صدام میں مشترک ہیں:

☆ بڑی کھوپڑی والا (بڑے سروالا۔ اور وہ واقعی ایسا ہے)۔

☆ اس کے چہرے پر چپک کے نشانات (نقطے اور داغ)

☆ اس کی ایک آنکھ میں سفید نقطہ اور تھوڑا سا فتور

☆ اس کا رنگ زردی مائل سفید ہے۔

☆ گھنگریالے بال



☆ کلائیوں اور پنڈلیوں کا پتلا پن (جس نے اسے دیکھا ہے اس نے مجھے بتایا ہے کہ اس کی کلائیاں پتلی اور بٹی ہوئی ہیں)۔

نعم بن حماد نے سفیانی کے وصف میں چند ایک آثار روایت کئے ہیں جو درج ذیل ہیں: ”سفیانی خالد بن یزید بن ابی سفیان کی اولاد میں سے ہوگا، بڑے سرو والا آدمی، اس کے چہرے پر چچک کے نشانات ہوں گے اور اس کی آنکھ میں سفید نقطہ“۔ (اثر نمبر ۸۱۲، کتاب الفتن)

”سفیانی گھنگریا لے بالوں والا سفید رنگ کا آدمی ہوگا“۔ (اثر نمبر ۸۱۴)

ابو سفیان کی اولاد میں سے ایک آدمی خشک وادی میں سرخ جھنڈے لے کر نکلے گا جس کی کلائیاں اور پنڈلیاں پتلی ہوں گی اور گردن لمبی ہوگی۔ رنگ میں گہری زردی اور اس پر عبادت کا نشان ہوگا۔“ (اثر نمبر ۸۱۵)

(۴) سفیانی مشترکہ لشکر کو دو دفعہ شکست دے گا

نعم بن حماد سے روایت ہے کہ خالد بن معدان نے کہا: ”سفیانی“ الجماعۃ“ کو دو دفعہ شکست دے گا، پھر ہلاک ہو جائے گا“۔ (اثر نمبر ۸۵۸)

متعین معنوں کے لحاظ سے لفظ الجماعۃ کی کئی طریقوں سے تشریح ہو سکتی ہے۔ آیا اس سے مراد اہل السنۃ والجماعۃ ہے یا اس سے مراد روم اور مغرب کا وہ لشکر ہے جو اسے عراق میں مارنے کے لئے جمع ہوا؟ پہلے معنی کے مطابق الجماعۃ سے مراد اہل السنۃ والجماعۃ کی حکومت ہے۔ یہ معنی بالکل ناقابل قبول ہیں۔ وجہ معمولی سی ہے، کیونکہ آخری زمانہ میں مہدی کے ظہور سے پہلے میری کتابوں عمر الامۃ، القول المبین و رد السہام میں مذکور احادیث کے متن کے مطابق نہ تو مسلمانوں کی کوئی جماعت ہوگی اور نہ ان کا کوئی امام ہوگا۔

وہ کون سی ”جماعت“ ہوگی جسے سفیانی شکست دے گا؟

اس صورت میں اس جماعت سے مراد جسے سفیانی شکست دے گا، قطعی طور پر عالمی اتحاد کا وہ مشترکہ لشکر ہے جو عراق اور اس کے سفیانی قائد صدام پر ضرب لگانے

کے لئے ۱۹۹۰ء میں اکٹھا ہوا۔ جن آثار کو میں پہلے بیان کر چکا ہوں وہ اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ ساری دنیا اس کے خلاف چھوٹے سے کوت (کویت) میں جمع ہوگی اور وہ اس میں فریب خوردہ بن کر داخل ہوگا۔

### کیا سفیانی اس جنگ میں کامیاب رہا؟

جواب ہے ہاں! کیونکہ اتحادی فوج (الجماعۃ) جس نے اس کے خلاف ساری دنیا کے ۳۷ ممالک کو اکٹھا کیا، عراق کے نظام حکومت کو گرانے، اس کے حاکم کو قتل کرنے اور اس کے عوام کو جھکانے کا ہدف پورا نہ کر سکی۔ جنگ ختم ہو گئی مگر نظام حکومت چلتا رہا اور صدام کی عوامی مقبولیت آسمان کو چھونے لگی۔ وہاں کے عوام قتل و غارت کے باوجود ابھی تک نعرے لگا رہے ہیں: ”اے صدام! تم پر جان قربان ہو اللہ سب سے بڑا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، امریکہ اللہ کا دشمن ہے“۔ اگر الجماعۃ نے اپنا ہدف پورا نہیں کیا اور اگر صدام چٹان کی مانند ان کے سامنے ڈٹا رہا تو کیا اسے فتح تصور نہیں کیا جائے گا؟ سفیانی نے واقعی الجماعۃ کو ایک دفعہ شکست دے دی۔ اثر سے ظاہر ہوتا ہے کہ الجماعۃ اس پر دوسری مرتبہ بھی ضرب لگائے گی اور امریکیوں نے کئی مرتبہ دہشت گردی کے خاتمہ کا عذر پیش کر کے اس بات کا صاف صاف اظہار کیا ہے اور وہ اس مرتبہ بھی اپنے اغراض و مقاصد کو حاصل کرنے میں اسی طرح ناکام ہوں گے جیسے پہلی مرتبہ ناکام ہوئے۔ وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

یہ بات میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ عراق کے محاصرہ کا مطلب شکست نہیں۔ نبی کریم ﷺ مکہ میں شعب ابی طالب میں تین برس محصور رہے مگر ان کو شکست نہ ہوئی۔ اس مثال اور تشبیہ میں ایک خط فاصل ہے۔ عنقریب مسیح دجال مہدی اور ان کے ساتھیوں کا چالیس دن تک محاصرہ کر کے ان کو بھیج دے گا۔ سب جانتے ہیں کہ مہدی کے شامل حال اللہ کی مدد ہے اور اس کا کوئی جھنڈا سرنگوں نہیں ہوگا، کیونکہ جنگوں کے نتائج کا اندازہ ان کے خاتمہ سے لگایا جاتا ہے اور اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ باہم لڑنے والوں کے اغراض و مقاصد کہاں تک پورے ہوئے ہیں۔



اور بھی بہت سے قرائن<sup>(۱)</sup> ہیں، لیکن ہم نے جو بیان کر دیا اسی پر اکتفا کرتے ہیں، کیونکہ اس بیان میں ہم اللہ کے حکم سے جن باتوں کا اعلان کرنا چاہتے تھے ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ اور اگلے بیان کی طرف منتقل ہونے سے پہلے ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ مروی آثار و سفینیوں کو ثابت کرتے ہیں۔ دوسرا سفینی پہلے سفینی کا بیٹا ہے اور اپنے باپ کے نقش قدم پر کام کرتا ہے، یعنی حکم چلاتا ہے۔ باپ کی وفات کے بعد لوگوں کے ساتھ اس کا رویہ اس جیسا ہوگا، بلکہ وہ باپ سے بھی بدتر ہوگا۔ اس کا وصف یہ بیان ہوا ہے کہ وہ مسخ شدہ (بگڑا ہوا) ہے۔

نعیم بن حماد کی کتاب الفتن میں ہے: ”مسخ شدہ شکل والے سفینی دوم کے عہد میں شام میں ایک دھماکہ ہوگا، ساری قوم سمجھے گی کہ بربادی ان سے قریب تر آگئی ہے۔“ (حدیث نمبر ۶۳۶)

عجیب بات یہ ہے کہ صدام کا بڑا بیٹا معذور ہے اور اس کی شکل بگڑی ہوئی ہے۔

(۱) ان قرائن میں سے جن کو میں بہت اہمیت دیتا ہوں اور جن پر میں فخر کرتا ہوں وہ قرینہ ہے جس کی خبر مجھے ”البحرۃ“ کے فاضل مسلمان نے دی۔ میں اسے نہیں جانتا اور وہ مجھے نہیں جانتا۔ میری کتاب ”عمر الامۃ“ کے چھپنے کے چند ماہ بعد اس نے میرے ساتھ ٹیلی فون کے ذریعہ رابطہ قائم کیا اور یہ کہتے ہوئے مجھے بشارت دی کہ اس نے اللہ کے رسول ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ وہ مسکرا کر اسے کتاب ”عمر امۃ الاسلام و قرب ظهور المہدی علیہ السلام“ عنایت فرما رہے ہیں۔ آدمی نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ یہ خواب اس نے کتاب چھپنے سے ۹۰ دن پہلے دیکھا اور اسے اپنے دوست کو بتایا۔ جب کتاب طبع ہوئی اور بازاروں میں آگئی تو وہ آدمی یہ کتاب اس کے پاس لایا تو اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ یہ وہی کتاب ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے اسے خواب میں عنایت فرمائی۔ اس نے کچھ ایسی باتیں کہیں جن کو سن کر مجھے خوشی ہوئی لیکن میں انہیں اپنے سینے میں محفوظ کر رہا ہوں اور میں خواب کو بطور شاہد ذکر کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ یعنی یہ کتاب اور قرب قیامت کے بارے میں اس کے بیان کردہ دلائل اللہ کے حکم سے سچے ہیں اور اللہ کے رسول کے بارے میں سچا خواب ان کی شہادت دیتا ہے۔ بے شک آخری زمانہ میں مؤمنین کثرت سے خواب دیکھیں گے یا ان کو دکھائے جائیں گے۔

کیا وہ اسے اپنے بعد جانشینی کے لئے تیار کر رہا ہے؟ وہ اسی کے طریقے اور جارحانہ سیاست اپنائے گا اور اس کے نقش قدم پر چلے گا۔ کیا وہ وہی تو نہیں جو مہدی کی طرف اس لشکر کو بھیجے گا جو زمین میں دھنس جائے گا۔ یا یہ واقعہ اس کے باپ سفیانی اول کے عہد میں ہوگا؟

وقت قریب ہے اور آنے والے ایام راز سے پردہ اٹھا دیں گے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں تمام ظاہری اور باطنی فتنوں سے محفوظ رکھے اور نجات دلائے۔

---



## پانچواں بیان (انتباہ)

### عالمی جنگ (Armageddon)

تو کیا جانے ہر مجددون (Armageddon) کیا ہے!

☆ بے شک یہ بہت بڑی جنگ ہے، تباہ کن ایٹمی جنگ۔

☆ بے شک یہ بہت بڑا سٹریٹجک (تزویری) مقابلہ ہے۔

☆ بے شک یہ اتحادی عالمی جنگ ہے جس کا انتظار آج ساری روئے زمین کے رہنے والے کر رہے ہیں۔

☆ بے شک یہ دینی اور سیاسی ٹکراؤ ہے۔

☆ بے شک یہ نئی صلیبی جنگ ہے۔

☆ یہ دیومالائی اژدہ کی جنگ (Dragon War) ہے جس کے کئی پہلو ہوں گے۔

☆ بے شک یہ تاریخ کی سخت ترین اور درشت ترین جنگ ہے۔

☆ بے شک یہ خاتمے کی ابتداء ہے۔

☆ بے شک یہ ایک ایسی جنگ ہے جس سے پہلے مشکوک سلامتی پھیل جائے گی اور لوگ کہنے لگیں گے امن اور سلامتی نازل ہو گئی ہے۔

☆ بے شک یہ ہر مجددون (Armageddon) ہے۔

### تیسری عالمی جنگ ہر مجددون (Armageddon)

یہ عبرانی لفظ دو مقطعوں (syllables) سے بنا ہے۔ ”ھر“ بمعنی پہاڑ و

”مجیدو“، فلسطین کی ایک وادی کا نام ہے۔ اس کا مطلب ہوا مجیدو کا پہاڑ۔

یہ لفظ معمولی ہونے کے باوجود بہت ہی وسیع معانی کا حامل ہے۔ یہ عیسائی

دانشوروں خاص طور پر امریکہ کے لیڈروں کے دماغوں پر چھایا ہوا ہے اور امریکہ اور مسیحی مغرب کی سیاست کا بنیادی محرک اور ذہن ساز ہے۔

میں نے اپنی کتاب ”عمر اُمۃ الاسلام“ میں ہر مجددون کے بارے میں ان کے لیڈروں، عالموں اور دانشوروں کے کچھ اقوال نقل کئے ہیں۔ جو چاہتا ہو ان کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ لیکن میں یہاں اس لفظ ہر مجددون کے بارے میں اس قوم کے ہر گروہ کی ایک عبارت بیان کروں گا۔

امریکہ کے سابقہ صدر رونلڈ ریگن (Ronald Regon) کا قول ہے:  
 ”یہ ٹھیک ٹھیک وہی پہاڑ ہے جو تیسری عالمی جنگ ہر مجددون (Armageddon) دیکھے گا۔“

عیسائی اصول پرستوں کا لیڈر جیری فولویل (Gerry Foloyal) کہتا ہے:  
 ”ہر مجددون (Armageddon) ایک حقیقت ہے اور یہ حقیقت مرکبہ ہے، لیکن اللہ کا شکر ہے کہ یہ ایک خاتمہ عام ہوگا۔“

امریکی ادیب گریس ہالسل (Grace Halcel) اپنی کتاب ”النبوءة والسیاسة“ میں لکھتی ہے: ”عیسائی ہونے کے اعتبار سے ہمارا ایمان ہے کہ ہر مجددون (Armageddon) نامی معرکہ کے ساتھ ہی تاریخ انسانیت کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس معرکہ کا معراج یہ ہوگا کہ مسیح لوٹ کر آئیں گے اور تمام مُردوں اور زندوں پر ایک طرح حکومت کریں گے۔“

یہ سب اقوال گریس ہالسل (Grace Halcel) کی کتاب ”النبوءة والسیاسة“ (پیشین گوئی اور سیاست) اور کتاب ”در امانہایة الزمن“ (زمانے کے خاتمہ کا ڈرامہ) مصنفہ اورل روبرٹسن (Oral Robitson) اور کتاب ”نہایة اعظم کرة ارضیة“ (سب سے بڑے کرۂ ارضی کا خاتمہ) مصنفہ ہال لینڈسی (Hall Lyndsi) امریکہ میں مشہور ان آخری دونوں کتابوں کے مصنفوں نے فرض کر لیا ہے کہ ۲۰۰۰ء یا اس کے قریب کرۂ ارضی کا خاتمہ ہو جائے گا۔



کیا آپ جانتے ہیں کہ عیسائی مغرب کے قائدین، علماء، دانشور اور بہت سے عوام الناس ہر مجدون کے لفظ کی طرف خاص توجہ کیوں دیتے ہیں اور اس کا راز کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ انجیل میں کئی ایک مقامات پر مذکور ہے۔ اور انجیل ان کی کتاب مقدس ہے باوجودیکہ اس میں تغیر و تبدل ہو چکا ہے۔ چنانچہ مقدس معنی کا حامل ان کے یہاں یہ ایک مقدس لفظ ہے اسی لئے وہ اس کی طرف خاص توجہ دیتے ہیں۔

سفر الرؤیا (Revelation of Jesus Christ) میں ہے (۱۶/۱۶):

”شیطانِ ارواح نے ساری دنیا کا لشکر ایک ایسی جگہ جمع کیا جس کا نام ”ہر مجدون“ ہے (صفحہ ۳۸۸۔ ناشر۔ دارالثقافتہ)

یہ ان کے عوام الناس، دانشوروں اور علماء کا عقیدہ ہے اور یہی ہر مجدون میں ان کی دلچسپی کا راز ہے۔ رہے لیڈر اور فوجی، وہ ایک اور وجہ سے ہر مجدون میں دلچسپی لینے لگے ہیں۔ گریس ہالسل نے اپنی مذکورہ کتاب (ص ۴۰) میں اس سے پردہ اٹھایا ہے۔ وہ کہتی ہیں: ”فوجی خاص طور پر پرانے جنگجو اس علاقہ کو فوجی اہمیت والا منور چہ سمجھتے ہیں جس پر قبضہ کر کے کوئی بھی فوجی قائد حملہ آوروں کا پیچھا کر سکتا ہے۔“

میرا یہ خیال ہے کہ اس مذکورہ سبب نے اس راز سے پردہ ہٹا دیا ہے کہ مغرب نے کیوں معاہدہ بالفور (Balfour) کے مطابق سرزمین فلسطین میں یہودیوں کے پاؤں جمائے اور وہ کیوں اس کے دفاع کے لئے مرے جا رہے ہیں، کیونکہ یہ نوخیز حکومت جس کی خواہشات ان کی خواہشات سے لگا کھاتی ہیں، ان کے لئے بمنزلہ ایک فوجی اڈے کے ہے جہاں سے ہر مجدون (Armageddon) کی جنگ لڑی جائے گی، کیونکہ وہ حتمی ٹکراؤ کے آنے والے مرحلے کے لئے پلان بنا رہے ہیں۔

تعجب ہے کہ ایک طرف تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ اہل کتاب کے اقوال میں ہم آہنگی ہے اور وہ متفقہ طور پر ہر مجدون کو ایک عقیدہ سمجھتے ہیں اور اس حقیقت کے منتظر ہیں۔ دوسری طرف بہت سے مسلمان اس کے بارے میں بالکل بے خبر ہیں، بلکہ الٹا اس کے لئے لیتے ہیں جو ان کو آنے والے خطرات سے آگاہ کرنے کی کوشش کرتا ہے

اور انسان ہر اُس چیز کا دشمن ہوتا ہے جس سے وہ نا آشنا ہو۔

سب عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح ہی ربّ مخلص (نجات دہندہ ربّ) ہے (Jesus is the Christ) اور وہ لازمی طور پر آخری زمانہ میں ہر مجدون (Armageddon) کی بھینک ایٹمی جنگ کے شروع ہوتے ہی آسمان سے اتر کر آئے گا تاکہ اپنے پیروکاروں کو پکڑ کر بادلوں کے اوپر لے جائے جہاں وہ شدید جنگ کی ہولناکیاں نہ دیکھ سکیں گے، بلکہ وہ ان کے قول کے مطابق بادلوں کے اوپر بالکونی میں رہیں گے، تاکہ جنگ بدکاروں کے خاتمے یا بالفاظِ دیگر دہشت گردی کو زائل کرنے سے فراغت حاصل کر لے۔

خداوند مسیح ان سے کہے گا: میں بھی عنقریب آؤں گا اور تمہاری دست گیری کروں گا، تمہاری کمریں بندھی رہیں اور تمہارے چراغ جلتے رہیں اور تم ان آدمیوں کی مانند بنو جو اپنے مالک کی راہ دیکھتے ہوں کہ وہ شادی میں سے کب لوٹے گا تاکہ جب وہ آ کر دروازہ کھٹکھٹائے تو فوراً اس کے لئے کھول دیں۔ مبارک ہیں وہ نوکر جن کا مالک آ کر انہیں جاگتا پائے.....“ (لوقا ۱۲: ۳۵-۳۷)

۵) لئے وہ ہر مجدون (Armageddon) کی راہ تک رہے ہیں اور مسیح کی آمد کی جلدی مچا رہے ہیں۔ اور گا گا کر کہتے ہیں ”آئیے اے مسیح! ہمارے محبوب یسوع! آمین! تشریف لائیے“۔ آپ جانتے ہیں کہ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ اس وقت ہرگز نہیں آئیں گے جب تک ہر مجدون (Armageddon) کے معرکہ میں زمین دوسری قوموں اور بدکاروں کو ختم کر کے ان کی راہ ہموار نہیں کر دے گی۔

یہیں سے اس لفظ میں چھپے ہوئے خطرے سے وارننگ کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے جس کے لئے ہر مجدون سے متعلق ایک خاص بیان دینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔  
معنی کی وضاحت:

بعض لوگوں کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے۔ اللہ انہیں بھی معاف فرمائے اور ہمیں بھی۔ ہم کہتے ہیں کہ ہر مجدون (Armageddon) کے بارے میں گفتگو سے



ہمارا مقصد لفظ اور کلمہ کی وضاحت نہیں بلکہ اس کے مدلول اور معنی کی وضاحت ہے کیونکہ یہ کلمہ بہت سے معانی کا حامل ہے۔ اگر کچھ مسلمان معنوں سے غافل ہو کر لفظ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور مغز کو چھوڑ کر تھلکے میں مصروف ہیں اور صرف ہر مجددون کے لفظ پر اعتراض کر رہے ہیں کہ یہ لفظ سنت میں وارد نہیں ہوا اور وہ آنکھیں اور دل بند کئے ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رکھی ہیں تاکہ اس ”بدعت“ کے بارے میں کچھ سن نہ پائیں، ان کی حالت پر ترس کھاتے ہوئے میں تو یہی کہوں گا، لفظ کو چھوڑو اس کے معنی سمجھنے کی کوشش کرو۔ یہ ایک تباہ کن ایٹمی اتحادی جنگ ہے جو بہت ہی قریب ہے۔ تم اس کو تیسری عالمگیر جنگ کا نام دے سکتے ہو، لیکن یہ بات پیش نگاہ رہے کہ اہل کتاب جو اس جنگ کا شعلہ بھڑکائیں گے اسے ہر مجددون (Armageddon) کا نام دیتے ہیں۔ یہ بدعتی عجمی نام ہے۔

کیا خیال ہے اس طرح ہم اس مشکل کا حل نکال لیں گے؟ اور اس بڑی فکر کا ازالہ کر لیں گے جو ہر مجددون کے نام کے باعث تمہارے سینے پر سوار ہے؟ کیا ہر مجددون ہی ملحمہ کبریٰ (بڑا خونریز معرکہ) ہے؟

جواب ہے: بالکل نہیں!

ملحمہ کبریٰ ہر مجددون کے بعد واقع ہوگا۔ ہم درج ذیل باتوں سے ہر مجددون کو میتر کر سکتے ہیں:

- ..... یہ اتحادی عالمی جنگ ہوگی جس میں زمین کے زیادہ تر باسی شریک ہوں گے۔
- ..... اس معرکہ کا بڑا میدان فلسطین کی مجید وادی ہوگی۔
- ..... یہ تباہ کن ایٹمی جنگ ہوگی جو ہمہ گیر تباہی کے سڑیٹیک ہتھیار ختم کر دے گی۔
- ..... یہ ملحمہ کبریٰ کی تمہید ہوگی کیونکہ روم (امریکا اور یورپ) مشرق کے کمیونسٹ اور شیعہ ممالک (چین، روس، ایران اور ان کے ساتھیوں) کو ختم کرنے کے لئے مسلمانوں سے مدد طلب کریں گے اور وہ مقصد کو پورا کر لیں گے۔ پھر وہ اپنی تلواریں اور دانت تیز کر لیں گے تاکہ ملحمہ کبریٰ میں وہ مسلمانوں کا کام تمام کر

دیں۔ ملحمہ کبریٰ کی امتیازی خصوصیات درج ذیل ہیں:

..... یہ ہر مجددون (Armageddon) کے کچھ ماہ بعد واقع ہوگی۔

..... یہ سوریا کے کافی اندر یا دمشق کے قریب دابق نامی بستی میں ہوگی۔

..... اس میں مسلمانوں کے قائد متفقہ طور پر مہدی علیہ السلام ہوں گے۔

..... یہ جنگ گھوڑوں اور تلواروں سے ہوگی۔

..... یہ چار روز جاری رہے گی۔

..... مہدی کی قیادت میں آخر کار مسلمانوں کو فتح ہوگی۔

ہم کہتے ہیں کہ دو جنگیں عنقریب ہوں گی۔ ہر مجددون (Armageddon) اور ملحمہ کبریٰ۔

پہلی جنگ میں رومی اور مسلمان اپنے دشمنوں پر یا جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ رومیوں کے دشمنوں پر فتح یاب ہوں گے۔ دشمن سے مراد مشرقی کیونسٹ اور شیعہ کیمپ ہے۔ دوسری جنگ یعنی ملحمہ کبریٰ میں مسلمانوں کو رومیوں کے خلاف فتح ہوگی۔

ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ دونوں جنگیں دراصل ایک ہی جنگ ہے جس کے کئی راؤنڈ ہوں گے، کیونکہ رومی ہمارے اور اپنے فتح یاب ہونے کے بعد اپنے ملکوں کی طرف لوٹ جائیں گے مگر ان کی نیت ہمارے ساتھ عہد شکنی کی ہوگی، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”ان کی نیت میں غداری ہوگی“، پس یہ ایک ہی لمبی جنگ ہوگی جس کے دو یا کئی راؤنڈ ہوں گے۔ اس کا آغاز عراق پر ضرب لگانے سے ہوگا اور خاتمہ ملحمہ کبریٰ پر ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ اسی لئے وہ صرف ہر مجددون کا ذکر کرتے ہیں اور ملحمہ کبریٰ کا ذکر نہیں کرتے، مگر یہ ایک ہی طویل جنگ ہوگی جو آخری مرحلہ میں ملحمہ کبریٰ کی صورت اختیار کر لے گی۔

رومیوں کے قائد بُش (Bush) کے قول کو بھی انہی معنوں پر محمول کیا جائے گا۔ اس نے کہا ”بے شک یہ صلیبی جنگ ہے۔ یہ ایک طویل جنگ ہوگی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ دس برس تک جاری رہے“۔



اگلے نکتہ کی طرف منتقل ہونے سے پہلے ہم نبی کریم ﷺ کی اس حدیث کا ذکر کریں گے جس پر اس جنگ کو سمجھنے کے لئے بنیادی طور پر ہمیں اعتماد ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں ”رومی عنقریب تم سے پر امن مصالحت کریں گے، پھر تم اور رومی مل کر ان کے دشمن پر چڑھائی کرو گے۔ تمہیں کامیابی ہوگی اور تم مال غنیمت لے کر صحیح سلامت لوٹو گے۔ پھر تم ٹیلوں والی ایک چراگاہ میں قیام کرو گے۔ رومیوں کا ایک آدمی کھڑا ہو کر صلیب بلند کرے گا اور کہے گا ”صلیب غالب آگئی“ پھر مسلمانوں کا ایک آدمی کھڑا ہو کر اسے قتل کر دے گا۔ پھر رومی غداری کریں گے اور خونریز معرکے ہوں گے۔ پھر وہ تمہارے خلاف اسی جھنڈوں تلے جمع ہوں گے۔ ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار فوج ہوگی۔“ (۱)

### ضرب افغانستان ہر مجد و ن (Armageddon) کا ایندھن:

کس طرح دونوں لشکر جمع ہوں گے اور کس طرح مشرقی اور مغربی کیمپ ایک دوسرے کے سامنے ہو کر ہر مجد و ن کی جنگ میں متوقع ٹکراؤ کے لئے جمع ہوں گے؟ کیا افغانستان پر امریکہ کا حملہ جنگ کا ایندھن بن کر اس کی چنگاری کو بھڑکائے گا؟ میرا قول ہے کہ امریکہ اور برطانیہ (صلیبی روم) کی افغانستان میں دہشت گردی کے ٹھکانوں کو نشانہ بنانے کے بہانے نقل و حرکت ایک کھلم کھلا شرمناک طریقہ ہے جو ہر مجد و ن کی جنگ کی طرف لپکنے کے لئے پہلے سے باندھی گئی نیت کو بے نقاب کرتا ہے، وگرنہ افغانستان میں اسلام یعنی دہشت گردی پر حملہ کرنے کے لئے اتنی بھاری بھر کم امریکی فوج کی ضرورت چند گھنٹوں یا زیادہ سے زیادہ چند دنوں کے لئے ہو سکتی ہے، لیکن جب وہ دس برسوں کا ذکر کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ یہاں کافی دیر تک رہنے کے لئے آئے ہیں۔

(۱) یہ صحیح حدیث ہے جسے احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ذی حمر سے روایت کیا ہے اور البانی نے احادیث مشکاة (۵۴۳۳) کی تحقیق کے سلسلہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ٹیلوں والی چراگاہ لبنان میں ہے۔ حدیث کی شرح میری کتاب عمر الامۃ اور القول المبین میں گزر چکی ہے۔

اس موقع پر مشرق و مغرب ایک دوسرے کو دھمکیاں اور وارننگ دیں گے، پھر ہر مجددون کی جنگ ہوگی۔ بہر حال معرکے کا بڑا میدان اسرائیل (ہر مجددون) کے اندر ہوگا جسے امریکی اور یورپی مغربی فوج اپنا مرکز بنائے گی۔

بہر حال سینار یو خواہ کوئی بھی ہو، رومی مسلمانوں سے مدد طلب کریں گے، ان سے مصالحت کریں گے اور اس بات پر اتفاق کریں گے کہ دشمن سے جنگ میں وہ ان کے ساتھ شریک ہوں، اور مسلمانوں کے پاس ایک ایسی جنگ میں شریک ہونے پر رضامندی کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہوگا جس میں ان کا کوئی عمل دخل نہ ہوگا، لیکن Might is Right (جس کی لاٹھی اس کی بھینس)۔

رومی مسلمانوں کو جنگوں میں شریک کرنے پر کیوں اصرار کر رہے ہیں، جیسا کہ انہوں نے ۱۹۹۰ء میں عراق پر حملہ کرتے وقت کیا اور جیسا کہ وہ ان دنوں افغانستان پر حملہ کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔

جواب واضح ہے۔ وہ ان کو زمینی حملے میں ہر اول دستے کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان کی جانوں کا نقصان دوسروں سے بڑھ کر ہو۔ میں جنگ چھڑنے کی کیفیت کے بارے میں ممکنہ سینار یو بیان کر کے اس کی مشقت مول نہیں لینا چاہتا کیونکہ نہ تو میں ماہر سیاست دان ہوں نہ فوجی تجزیہ نگار۔ پھر جو زیادتی امریکہ کے ساتھ واشنگٹن اور نیویارک میں حال ہی میں ہوئی ہے وہ تمام توقعات سے بالاتر ہے اور ہمیں سینار یو کے تصور میں وسعت پیدا کرنے سے روک دیا ہے۔ ہو سکتا ہے جنگ کی چنگاری کسی ایسے سبب سے بھڑک اٹھے جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ ہو۔ یہ سب ممکنہ صورتیں ہیں، لیکن ایک بات ثابت شدہ ہے کہ عالمی جنگ ”ہر مجددون“، قریب تر ہوگئی ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مشرق وسطیٰ میں رومی صلیبی فوج کی آمد اور افغانستان پر حملہ ہی ”ہر مجددون“ کا ایندھن بنے گا اور اس کی چنگاری بھڑکائے گا۔

مفہوم کی اصلاح:

بعض اہل علم کی رائے ہے کہ جس عالمی اتحاد نے ۱۹۹۰ء میں عراق پر حملہ کیا وہی



وہ اس لئے آئے ہیں کہ ایک پر حملہ کریں اور دوسرے کا محاصرہ کریں۔ عموماً یہ بات مشرقی کمپ کو قطعی طور پر اچھی نہیں لگے گی لیکن انہوں نے تو برملا اس بات کا اعلان کر دیا ہوگا۔ یہیں سے مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک سیناریو پیدا ہو جائے گا، یہاں تک کہ ہر مجددون کی جنگ واقع ہوگی۔ دونوں کمپ ایک دوسرے کے سامنے آ جائیں گے اور دونوں لشکر بلکہ کئی لشکر ایک دوسرے سے الجھ پڑیں گے۔

(۱) امریکہ اور برطانیہ اس بہانے عراق پر حملہ آور ہوں گے کہ اس نے دوبارہ ایٹم بم بنانا شروع کر دیا ہے یا وہ امریکہ یا یورپ یا اسرائیل پر بطور دہشت گردی جراثیمی ہتھیاروں سے حملہ میں ملوث ہوگا۔ یا..... یا..... عراق روس اور چین کے اشارے سے اس بات کی تردید کرے گا۔ اسرائیل پر میزائل داغے گا۔ کشیدگی بڑھ جائے گی۔ لشکروں کو بھرتی کیا جائے گا۔ امریکہ اتحادی فوج کے ساتھ اسرائیل کو مرکز بنائے گا کیونکہ وہ اس کا پکا فوجی ٹھکانہ ہے۔ روسی اور چینی مشرقی فوج اور ان کے اتحادی خیمہ زن ہو کر اسرائیل کی طرف بڑھنا شروع کریں گے۔ ان کی ٹڈبھیڑ وہاں وادی مجیدو میں ہوگی۔ اس طرح عالمی جنگ ہوگی جس کا مرکز ہر مجددون ہوگا اور پورا علاقہ اس کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ یہ ایک متوقع امکان ہے۔

(۲) چین اور روس امریکہ اور برطانوی فوج سے مطالبہ کریں گے کہ وہ اپنے ممالک کی طرف لوٹ جائیں کیونکہ علاقہ میں ان کا قیام طول پکڑ گیا ہے اور حد سے گزر گیا ہے اور جس مقصد کے لئے وہ آئے تھے وہ بودا ثابت ہوا ہے۔ خاص طور پر بحر متوسط، بحیرہ ہند اور خلیج عربی میں ان کا دائمی وجود چین اور روس کے لئے اندیشوں کا سبب بنے گا اور ان کی سلامتی کے لئے ایک خطرہ ثابت ہوگا اور خلیج کے پٹرول ایشیا اور بحر قزوین (Caspian Sea) کے بارے میں ان کی خواہشات کی راہ میں رکاوٹ بنے گا۔ چنانچہ روسی افواج (امریکہ، برطانیہ اور یورپ کے اتحادی) ان کے مطالبہ کو رد کر دیں گے اور قیام پر اصرار کریں گے کیونکہ وہ تو اس بات کا اعلان کر چکے ہوں گے اور انہوں نے اقوام متحدہ کی منظوری بھی لے لی ہوگی۔

(مسلمانوں سے) مصالحت کرے گا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث میں مذکور ہے: ”عنقریب رومی تمہارے ساتھ صلح کریں گے اور پھر چڑھائی کریں گے.....“ چنانچہ کویت کی آزادی ہی ہرمجدون (Armageddon) ہے اور اب ہم ظہور مہدی کے منتظر ہیں۔

اگرچہ اس بات کا احتمال ہے مگر میں اسے خارج از امکان سمجھتا ہوں۔ واقعات نے مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر اس رائے کو جھٹلادیا ہے۔  
(۱) کسی مسلمان ملک اور اس کے لشکر کو ”عدو“ نہیں کہا جاسکتا، ان کے لئے باغی یا غلام یا اس جیسے دوسرے الفاظ استعمال ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اس حدیث کو عراق پر حملہ کے اوپر چسپاں نہیں کیا جاسکتا۔  
(۲) یہ جنگ ہرمجدون (فلسطین) میں واقع نہیں ہوئی۔

سوم: حدیث کے مطابق اس کے بعد رومیوں سے بدعہدی سرزد نہیں ہوئی حالانکہ اس جنگ کو ہوئے گیارہ برس گزر گئے ہیں۔

چنانچہ اتحادی فوج کا عراق پر حملہ ہرمجدون نہیں اور نہ ہی اس سے مراد وہ چڑھائی ہے جس کا حدیث میں ”فتغزون“ کی تعبیر سے ذکر ہو رہا ہے۔ ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ حقیقی ہرمجدون (Armageddon) میں ہونے والے واقعات کا یہ معمولی سا ٹریلر ہے۔ یہ اس کا ابتدائی مرحلہ اور ایک راؤنڈ ہے۔

کیا ہرمجدون کی جنگ میں یہودیوں کا خاتمہ ہو جائے گا؟ اور بیت المقدس کب فتح ہوگا؟

عنقریب زیادہ تر یہودی ہرمجدون کی جنگ میں مرجائیں گے اور ان کی دو تہائی آبادی فنا ہو جائے گی جیسا کہ زکریا کی کتاب میں وارد ہے (۸:۱۳) اور حرقی ایل کی کتاب (۱۲:۳۹) کی عبارت یوں ہے: ”اور سات مہینوں تک بنی اسرائیل مردوں کو دفن کرتے رہیں گے تاکہ زمین صاف کریں۔“ چنانچہ جنگ انہی کی سرزمین میں ہوگی جیسے انہوں نے سب سے پہلے اس کی آگ کو بھڑکایا بالکل اسی طرح وہ سب سے پہلے اس کی تپش کو تاپیں گے۔ انجیل کی عبارت کہتی ہے: ”شیطانی ارواح نے ہرمجدون میں



ساری دنیا کے لشکر کو جمع کر لیا۔“ میں نہیں سمجھتا کہ یہودیوں کی ارواح کے علاوہ بھی خبیث شیطانی ارواح ہو سکتی ہیں۔ ان پر مسلسل لعنت برسی رہے۔

اس بنا پر میں کہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ زبردست حملہ جس نے نیویارک اور واشنگٹن کی عمارتوں کو تباہ کرنے سے پہلے امریکہ کے شرف و کرامت کو تباہ کر دیا، شیطانی ارواح والے یہودیوں کی سازش ہو، تا کہ وہ جنگ کے لئے ساری دنیا کے لشکر کو جمع کر لیں۔ اور واقعی لشکروں کی نقل و حرکت شروع ہو چکی ہے۔ اگر جنگ چھڑ گئی تو دو تہائی یہودی جنگ اور اس کے اسباب کی وجہ سے مارے جائیں گے۔ پھر نزول عیسیٰ کے بعد آخری یہودی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ وہ دجال کو قتل کریں گے اور ان کے ستر ہزار پیروکار یہودیوں کو شکست دیں گے۔ انہوں نے لمبی چادریں (غزے یا چادر) اوڑھ رکھی ہوں گی۔ وہ پتھروں اور درختوں کے پیچھے چھپتے پھریں گے۔ وہ پتھر اور درخت گویا کہ ان کی بدبو کو برداشت نہ کرتے ہوئے پکاریں گے: اے مسلم! اے اللہ کے بندے! یہ رہا یہودی میرے پیچھے آؤ اسے قتل کرو!

وہ پوچھیں گے کہ وہ کب ہوگی؟

کہہ دیجئے ممکن ہے کہ وہ قریب ہی ہو!

شیخ سفر الحوالی اپنی کتاب ”یوم الغضب“ میں کہتے ہیں:

رہا آخری مشکل سوال کہ غضب والا دن کب نازل ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ”ویرانے کی گندگی“ کو کب تباہ کرے گا؟ بیت المقدس کی زنجیریں کب کشیں گی؟ اس کا جواب ہم نے ضمناً پہلے ہی دے دیا ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ دانیال نے کرب اور کشائش کے درمیان ۲۵ برس کا تعین کیا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ دانیال کی نشان دہی کے مطابق پلید ریاست ۱۹۶۷ء میں قائم ہوئی تو اس صورت میں اس کا خاتمہ یا اس کے خاتمہ کا آغاز ۲۰۱۲ء (۲۵+۱۹۶۷) میں ہوگا۔ اس سال اس کے وقوع کی توقع ہے، لیکن جب تک واقعات تصدیق نہیں کرتے ہم کوئی قطعی بات نہیں کہہ سکتے۔ (صفحہ ۱۲۲)

یہ ان کی رائے ہے۔ میرا میلان اس طرف ہے کہ پہلے قول پر اعتبار کروں۔ یعنی

۲۰۱۲ء خاتمہ کا سال ہے نہ کہ خاتمہ کے آغاز کا۔ کیونکہ معاملہ اس سے بھی زیادہ قریب نظر آ رہا ہے، لیکن اللہ بہتر جانتا ہے، کیونکہ اسرائیلی حکومت کے خاتمہ کا آغاز جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں مہدی اور ان کے ساتھیوں کے ہاتھوں ہوگا۔ پھر ”ویرانے کی گندگی“ کا خاتمہ روح اللہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے ہاتھوں ہوگا جب وہ دجال کے پیروکار ستر ہزار یہودیوں کو قتل کر دیں گے۔

وضاحت کے طور پر میں کہتا ہوں کہ ۲۰۱۲ء اور خاتمہ یا خاتمے کے آغاز کے درمیان مہدی کے عرصہ حیات جتنا فرق ہے۔ یہ اثر صبح کے مطابق ساتھ یا آٹھ یا نو سال ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ ۲۰۱۲ء خاتمہ کا آغاز ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مہدی کا ظہور ۲۰۱۲ء کے قریب قریب ہوگا، یعنی ابھی اس کے سامنے تقریباً دس برس اور ہوں گے۔ یہ بالکل خارج از امکان ہے، کیونکہ ہر مجدون کی جنگ جس کے دوران مہدی کا ظہور ہوگا دروازوں پر دستک دے رہی ہے۔ لیکن اگر ہم یہ کہیں کہ خاتمہ مذکورہ سن میں ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس سے تھوڑی دیر پہلے عیسیٰ کا نزول ہوگا کیونکہ خاتمہ تو انہی کے ہاتھ سے ہوتا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ مہدی کا ظہور حضرت عیسیٰ سے کم از کم سات برس پہلے ہوگا۔ یعنی مہدی کا ظہور آج سے دو برس یا زیادہ سے زیادہ تین برس بعد ہوگا اور اسی قول کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ اللہ توفیق دینے والا ہے۔



## اہم بیان

امریکہ اور یورپ میں رہنے والے مسلمانوں سے اپیل اپنے ملک اور وطن کی طرف چلے آؤ۔ اپنا بوریا بستر باندھ لو، ارادوں کو پختہ کر لو۔ لوٹتے ہوئے توبہ کرتے ہوئے اور اپنے رب کی حمد و ثنا کرتے ہوئے کوچ کر جاؤ۔ تم وہاں پر ہڈ امن اور خوشحال زندگی گزار رہے تھے آج وہاں خوف و ایدہ کی فضا ہے اور کل وہاں جو رہ جائے گا قتل و غارت کا شکار ہوگا۔

ہاں! قتل و فنا۔ اسی بات سے تمہارے محبوب و معصوم پیغمبر ﷺ نے آگاہ کیا ہے اور ہم اس خطرناک اور اہم بیان میں تبلیغ کا فرض ادا کر رہے ہیں۔

امام بخاری کے شیخ نعیم بن حتماد نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ”جو عرب باقی رہ جائیں گے رومی اُن پر لپک پڑیں گے اور اُن کو قتل کر دیں گے یہاں تک کہ روم کی سر زمین میں کوئی عرب مرد عورت یا بچہ قتل ہوئے بغیر باقی نہ بچے گا۔“ (۱)

محبوب نبی ﷺ کے اس قول کی طرف دھیان دو: ”نہ عربی مرد نہ عربی عورت اور نہ عربی بچہ۔“ آپؐ نے مسلم اور مسلمہ نہیں کہا۔ آپؐ نے صرف عربی اور عربیہ کہا ہے کیونکہ رومی تو ان پر لپکیں گے جن کا عربی ناک نقشہ ہوگا، خواہ وہ عیسائی کیوں نہ ہو اور نماز بھی نہ پڑھتا ہو، وہ بغیر تمیز کے ہر ایک کو قتل کر دیں گے۔ سلسلہ کلام نفی میں ہے اور اسم نکرہ استعمال ہوا ہے جو عمومیت کا فائدہ دیتا ہے، یعنی ان کے ممالک میں جو بھی رہ گیا اور اپنے وطن کو نہ لوٹا بالکل بچ نہ پائے گا۔ چنانچہ ملحمہ کبریٰ کا معرکہ ہر مجددون (Armageddon) کے بعد ہوا ہوگا، یہاں تک کہ سرزمین روم (امریکہ اور یورپ) میں عربوں کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ آج انہوں نے اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ لیا ہے اور امریکہ کے خونچکاں حادثہ کے بعد اس کا مزہ بھی چکھ لیا ہے۔ سو اے عقل والو! عبرت حاصل کرو۔

## چھٹا بیان

مہدی امین محمد بن عبد اللہ

خلاصہ: مہدی کے بارے میں حدیث میں نے اپنی کتاب ”اُمتِ مسلمہ کی عمر“ کے تیسرے باب میں تفصیلاً بیان کر دی ہے۔ اب الحمد للہ اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔

وہاں ہم نے ذکر کیا ہے کہ آخری زمانہ کے فتنہ و فساد اور کشت و خون میں مہدی مسلمانوں کا خلیفہ راشد ہوگا اور اس کا ظہور قیامت کی چھوٹی بڑی علامتوں کے درمیان حلقہ وصل سمجھا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ظہور بڑی علامتوں کے ظہور کے آغاز کے بعد ہوگا، کیونکہ مسیح الدجال کا خروج بڑی علامتوں میں سے پہلی علامت ہوگی اور یہ مہدی کے ظہور کے چھ برس بعد ہوگا۔

صحیح حدیث میں ہے کہ ملحمہ اور قطن ظنیہ کی فتح کے درمیان چھ سال کا فرق ہوگا اور دجال کا خروج ساتویں سال ہوگا۔<sup>(۱)</sup>

اس کا نام وہی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کا نام ہے اور اس کے باپ کا نام وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے باپ کا ہے، یعنی مہدی محمد بن عبد اللہ۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس کا ظہور عالمی جنگ ہر مجددون کے بعد یا اس سے تھوڑا سا پہلے یا اس کے دوران ہوگا اور اس کا ظہور سعودی عرب کے بادشاہ کی وفات کے بعد ہوگا (اور ہم نے یہ کہا ہے کہ ہو سکتا ہے وہ ملک فہد ہو) بادشاہت کے بارے میں اختلاف اور قتال ہوگا تو مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں کعبہ کے نزدیک مہدی کے ہاتھ پر بیعت ہوگی اور ان کے ظہور کی یقینی علامت یہ ہوگی کہ وہ بدقسمت لشکر زمین میں دھنس جائے گا جسے سفیانی (صدام حسین) مہدی کے ظاہر ہوتے ہی ان کے خاتمہ کے لئے بھیجے گا۔ صحیح بخاری اور مسلم کی متفقہ احادیث میں ایسے ہی روایت ہوا ہے۔

(۱) صحیح حدیث ہے۔ اسے احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور نعیم بن حماد نے عبد اللہ بن بسر سے روایت کیا ہے۔



پھر ہم نے مہدی کی جنگوں کا تذکرہ کیا ہے جن کی ترتیب حسب ذیل ہے۔ سفیانی کے دوسرے لشکر کو کلب (بنو کلب) کی جنگ میں شکست دینے کے بعد:

(۱) وہ (مہدی) جزیرہ عرب اور تمام عرب ممالک کو فتح کر لے گا۔

(۲) وہ فارس (شیعہ ایران) پر حملہ آور ہوگا۔

(۳) یہودیوں کو شکست دے کر بیت المقدس کو فتح کر لے گا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ فتح ملحمہ کبریٰ سے پہلے ہو یا بعد میں۔

(۴) وہ اہل روم (مسیحی امریکا اور یورپ) کو ملحمہ کبریٰ میں شکست دے گا۔

(۵) وہ خوز (خوزستان) اور کرمان (چین اور روس) پر حملہ آور ہوگا۔

(۶) وہ ہندوستان پر حملہ کرے گا۔ اس حملہ کا ذکر میں نے پہلے نہیں کیا اور یہ آخری حملہ ہو گا جس سے مسلمان عیسائی کے نزول سے پہلے فارغ ہو جائیں گے۔

اللہ انہیں فتح سے نوازے گا یہاں تک کہ وہ ان کے بادشاہوں کو زنجیروں میں جکڑ کر لے آئیں گے اور ان کے گناہ معاف فرمائیں گے، پھر وہ اپنے ملک کی طرف چلے جائیں گے، پھر وہ ابن مریم کو شام میں پائیں گے۔<sup>(۱)</sup>

☆ وہ سیکولر ترکی (قسطینیہ) پر حملہ آور ہوگا اور اسے بغیر ہتھیاروں کے تکبیر اور لا الہ الا اللہ کا نعرہ لگاتے ہوئے فتح کر لے گا۔

☆ پھر روم پر حملہ کرے گا اور ویٹیکاں کو فتح کرے گا۔ غالباً حضرت عیسیٰ اس حملہ میں ان کے ساتھ شریک ہوں گے کیونکہ یہ وہی جنگ ہے جس میں انجیل و تورات اصلی حالت میں تروتازہ بغیر کسی تغیر و تبدل کے نکالی جائیں گی۔

کتاب میں جو ہم نے بیان کیا ہے یہ اس کا سرسری خلاصہ ہے۔ مہدی کی جنگوں میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ وہ مشرق و مغرب میں ساری دنیا سے جنگ کرے گا۔ وہ

(۱) کتاب الفتن . باب غزوة الهند (ص ۲۵۲) شاید یہ فوج کا ایک دستہ ہوگا جسے مہدی ہندوستان کی طرف بھیجیں گے اور خود شام میں رہیں گے، کیونکہ عیسیٰ بن مریم ان کے یہاں اس وقت نازل ہوں گے جب وہ فجر کی نماز پڑھ رہے ہوں گے۔ پھر کامیاب دستہ ان کی طرف لوٹ آئے گا اور وہ اس بات کی نشاندہی کر دیں گے کہ ابن مریم واقعی نازل ہو چکے ہیں۔

تمام ممالک سے جنگ کرے گا اور شہنشاہیت خواہ وہ لادینی کمیونزم کی شکل میں ہو یا صلیبی عیسائیت کی شکل میں یا مسلم نمائیکولر حکومت کی شکل میں، سب کو کچل ڈالے گا۔ مہدی کے جھنڈے سفید اور زرد ہوں گے، ان پر اسمِ اعظم ”اللہ“ لکھا ہوگا۔ اس جھنڈے کو کوئی بھی شکست نہ دے سکے گا جس پر لکھا ہوگا ”الْبَيْعَةُ لِلّٰهِ“ (بیعت اللہ کے لئے ہے)۔

بیان کی افادیت کی تکمیل کے لئے ہم یہاں ان باتوں کا اضافہ کریں گے جن کا ذکر ہم نہیں کر سکے ہیں۔

### مہدی کا وصف اور مہدی نام کی وجہ تسمیہ:

مہدی محمد بن عبد اللہ لگ بھگ چالیس برس کا جوان ہوگا۔ رنگ اس کا گندمی ہوگا۔ اس کی ناک لمبی، اس کا بانسہ باریک اور درمیان میں خم دار اور اونچی ہوگی۔ دیکھنے میں خوبصورت لگے گا۔ پیشانی روشن اور کشادہ، آنکھیں شرمیلی، دانت چمک دار، داڑھی گھنی اور رخسار پر خال (تل) ہوگا جسے عام لوگ ”حسنہ“ (mole) کہتے ہیں۔ اس کا چہرہ روشن اور تاباں ستارے کی طرح ہوگا۔ وہ مائل بہ طول درمیانے قد کا اور ہلکے جسم والا ہے۔ اس کی زبان میں لکنت ہے۔ جب بات رک جاتی ہے تو وہ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ران پر مارتا ہے اور پھر روانی سے بات کرنے لگتا ہے۔ بہت سی کتابوں میں یہ آثار مروی ہیں۔ ان کی عبارتوں کو بیان کر کے طول دینے کی چنداں ضرورت نہیں، کیونکہ ضروری اعلانات مختصر ہوتے ہیں۔

مہدی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ اُن دیکھی بات کی طرف رہنمائی کرے گا اور جیسا کہ ہم نے ابھی ابھی بیان کیا ہے کہ اصل تورات و انجیل کو نکالے گا۔

### ظہورِ مہدی کے قرب کی علامات اور اس کی بیعت کی کیفیت:

ظہورِ مہدی کی یقینی علامت یہ ہے کہ وہ لشکر جسے سفیانی بھیجے گا زمین میں دھنس جائے گا، لیکن کچھ واقعات ایسے ہیں جو ظہورِ مہدی سے پہلے رونما ہوں گے اور وہ اس



کے ظہور کے انتہائی قریب ہونے کی علامت ہوں گے۔

علاوہ ازیں سعودی عرب کے بادشاہ کی وفات اور وہاں بادشاہت کے لئے جنگ جس کا تذکرہ ہم نے پہلے کر دیا ہے، اور اسی طرح ہر مجددون کی جنگ کا چھڑ جانا ظہورِ مہدی کے قرب کی دو علامتیں ہیں۔

ان کے ظہور کے قرب کی کچھ اور علامتیں درج ذیل ہیں:

(۱) مغربی لشکر کے جھنڈوں کا خروج جن کی قیادت ایک لنگڑا کر رہا ہوگا: نعیم نے کعب سے روایت کی ہے کہ ”خروجِ مہدی کی علامت وہ جھنڈے ہیں جو مغرب سے نکلیں گے جن کی قیادت کندہ (کینیڈا) کے لنگڑے کے ہاتھ میں ہوگی۔“ (۱)

ہم نے دیکھ لیا کہ امریکی اور یورپی اتحادی لشکر کے مغربی جھنڈے نکل چکے ہیں اور ان کا کمانڈر انچیف خوبصورت بیچوں والا لنگڑا Richard Myres ہے۔

(۲) دریائے فرات کا سونے کے پہاڑ سے پردہ ہٹانا اور لوگوں کا اس پر ایک دوسرے سے لڑنا: صحیح بخاری میں ہے کہ قریب ہے کہ فرات سونے کے پہاڑ کو کھول دے۔ (۲)

حافظ ابن حجر نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ ایسا ظہورِ مہدی کے وقت ہو گا۔ ایسا عالمی جنگ کے دوران ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ دریا کی پسپائی (اس کے پانی کا اتار) ایٹمی بمباری کے نتیجے میں ہو، تا کہ جلدی سے خزانے نکال لئے جائیں یا یہ پسپائی ان ہندوں کے بند کرنے کی وجہ سے ہو جن کی تعمیر کا ذمہ واقعی ترکی نے لے رکھا ہے اور آخری بند ”ابلیسو“ ہے جو ممکن ہے دریائے فرات کا پانی بالکل روک دے اور دریا پیچھے ہٹ جائے۔ بصیرت والے کے لئے کل آیا ہی چاہتا ہے۔

(۳) رمضان کے عجیب و غریب واقعات اور شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں شدید فتنوں کا ظہور: مہدی کا ظہور محرم میں ہوگا اور اس کے ظہور سے قبل رمضان میں آسمان پر عجیب و غریب امور اور واضح علامتیں ظاہر ہو جائیں گی۔ ایک لرزہ طاری ہوگا

(۱) کتاب الفتن، باب آخر من علامات المہدی فی خروجه، ص ۲۰۵۔

(۲) بخاری، کتاب الفتن، جلد ۱۳، ص ۸۱۔

اور لوگ بڑی بھیانک آواز سنیں گے۔ ایک دم دارستارہ طلوع ہو کر آسمان کو روشن کر دے گا، سورج اور چاند گھبرا جائیں گے۔ اگر یہ سب کچھ رمضان میں ہوا تو شوال میں شور شرابہ ہوگا۔ ذی قعدہ میں قبائل کی باہم کھینچا تانی اور اسلامی ممالک کے درمیان اختلافات پیدا ہو جائیں گے۔ ذی الحجہ میں حاجیوں کی لوٹ مار اور موسم حج میں مسلمان قبائل اور اقوام کا باہمی جنگ و جدال ہوگا یہاں تک کہ جمرہ عقبہ پر خون بہے گا، یعنی منی میں عید الاضحیٰ کے ایام میں ایسا ہوگا۔ جب یہ واقعات ہو گئے تو مہدی کا ظہور ہو گا اور عاشورہ کے دن محرم کے مہینہ میں اس کے ہاتھ پر بیعت ہوگی۔

اس سلسلہ میں کچھ آثار کا ذکر کروں گا جو بہت زیادہ ہیں:

نعیم بن حنظلہ نے سند کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”رمضان میں آسمان پر چمکتے ستون کی طرح ایک علامت ظاہر ہوگی، شوال میں بلائیں ہوں گی اور ذی قعدہ میں ہلاکت، ذی الحجہ میں حاجیوں کو لوٹ لیا جائے گا۔ محرم کا مہینہ، کیا بات ہے محرم کے مہینہ کی!“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان میں ایک آواز سنائی دے گی، شوال میں شور شرابہ ہوگا اور ذی قعدہ میں قبائل کی باہمی کشمکش۔ اس سال حاجیوں کو لوٹ لیا جائے گا اور منی میں بڑا کشت و خون ہوگا، بہت سے لوگ قتل ہو جائیں گے، وہاں اس وقت خوزریزی ہوگی جبکہ وہ جمرہ عقبہ میں ہوں گے۔“

اور آپؐ نے فرمایا: ”اگر رمضان میں چیخ سنائی دے گی تو شوال میں شور شرابہ ہو گا۔“ ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ چیخ کیسی ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: ”۱۵/رمضان المبارک جمعہ کی رات کو ایک دھماکہ ہوگا جو سونے والوں کو بیدار کر دے گا، کھڑے ہونے والوں کو بٹھا دے گا، شریف زادیاں اپنی خلوت گاہوں سے جمعہ کی رات کو نکل آئیں گی۔ اس سال زلزلے بہت آئیں گے۔ جب تم جمعہ کے دن فجر کی نماز پڑھ لو تو اپنے گھروں میں داخل ہو کر دروازے اور کھڑکیاں بند کر لینا، اپنی چادریں اوڑھ لینا، اپنے کان بند کر لینا اور جب تمہیں چیخ کا احساس ہو تو اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا اور یہ پڑھنا ”سبحان القدوس“ (پاک ہے وہ جو نقائص سے



منزہ ہے) سبحان القُدُّوس، رَبُّنَا الْقُدُّوس (ہمارا رب جو نقائص سے منزہ ہے) جو ایسا کرے گا نجات پا جائے گا اور جو ایسا نہیں کرے گا ہلاک ہو جائے گا۔

یہ آخری اثر (روایت جو صحابی تک پہنچتی ہو) عبد اللہ بن مسعود کی روایت ہے وہ ہمیں سکھاتے ہیں کہ اتنے بڑے دھماکہ کی آواز سن کر ہم کیا کریں۔ کیا خیال ہے اس دھماکہ کی وجہ کیا ہے؟ آیا وہ ایٹمی دھماکہ ہے یا وہ ٹوٹے ہوئے ستاروں کے زمین سے ٹکرانے کی آواز ہے یا اور کچھ ہے؟ اللہ بہتر جانتا ہے۔

محمد بن علی کا قول ہے کہ ”ہمارے مہدی کی دو نشانیاں ہیں جو زمین و آسمان کی تخلیق سے لے کر آج تک نظر نہیں آئیں۔ رمضان کی پہلی رات چاند کو گرہن لگے گا اور پندرہ رمضان کو سورج گرہن لگے گا۔ جب سے اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ایسا نہیں ہوا۔“ (دارقطنی نے سنن میں اس کی تخریج کی ہے)۔

### مہدی کی بیعت کس طرح مکمل ہوگی؟

مہدی ایک مرد صالح ہوگا، اس لئے امامت کو ناپسند کرے گا اور ریاست سے کنارہ کش ہوگا۔ اللہ جی و قیوم کی قسم! یہ آخری چیز ہے جس کی خواہش نیکوکاروں کے ذہن میں پیدا ہوتی ہے۔ ریاست کی اپنی چمک ہے مگر مہدی اس سے کنارہ کش ہوگا، بلکہ اسے ناپسند کرے گا، لیکن اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں اس کی اصلاح کر دے گا اور اس کو قدرت عطا کرے گا کہ وہ ایک بڑے کام کے لئے، اُمت جس کی منتظر ہے، خلافت کی بیعت کو قبول کر لے۔ یہ بڑا کام شدید ترین باہمی مسلسل جنگیں ہیں۔ اگر مہدی امارت سے بے رغبت تھا تو اس کا موقف درست تھا، کیونکہ جو نبی وہ امارت کی ذمہ داریوں کو اپنے سر لے گا اسے اپنی خلافت کے چند سالوں میں تقریباً دس جنگوں کے خطرات میں کودنا پڑے گا، اس کے بعد کہیں جا کر اپنے رب سے ملاقات کرے گا، یعنی اس کی مدتِ خلافت جنگوں سے لبریز ہوگی۔ اس میں اسے نہ راحت کا موقع ملے گا نہ مصالحت کا۔

رمضان سے لے کر محرم تک ہونے والے اضطراب، شور و شغب اور فتنوں کے

بعد اس کی بیعت جیسا کہ میں بتا چکا ہوں، محرم میں ہوگی۔ وہ یوں کہ علماء کی ایک جماعت اس کی تلاش میں ہوگی اور ایک طویل جستجو کے بعد وہ اسے موسم حج میں کعبہ کے نزدیک پالیں گے۔ وہ اس سے مطالبہ کریں گے کہ وہ بیٹھ کر ان سے بیعت لے، وہ انکار کرے گا اور بھاگ کر مدینہ چلا جائے گا، وہ اسے وہاں تلاش کریں گے، وہ دوبارہ بھاگ کر مکہ آ جائے گا، وہ اسے کعبہ کے نزدیک پائیں گے اور اسے حکم دیں گے، اور اسے قبول بیعت پر مجبور کریں گے، کیونکہ وہ علماء ہوں گے جو اس کی وہ صفت جانتے ہوں گے جو اللہ کے رسول ﷺ نے بیان کی ہے۔ مہدی لاچار ہو کر رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان بیٹھ جائیں گے اور ہاتھ پھیلا کر بڑے کام کے لئے بیعت لیں گے۔

ہم اس اثر کا متن بیان کرتے ہیں جسے نعیم بن حماد نے اس بارے میں روایت کیا ہے۔ انہوں نے عبد اللہ بن مسعودؓ کی سند سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: ”جب راستے بند ہو جائیں گے اور فتنوں کا دور دورہ ہوگا تو مختلف اطراف سے سات عالم نکلیں گے۔ انہوں نے ملاقات کے لئے وقت کا تعین نہیں کیا ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ پر ۳۱۰ سے کچھ زیادہ آدمی بیعت کریں گے۔ وہ مکہ میں جمع ہوں گے جہاں ساتوں کی ملاقات ہوگی اور ایک دوسرے سے پوچھیں گے کیسے آنا ہوا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم اس آدمی کی تلاش میں آئے ہیں جس کے ہاتھوں فتنوں کو فرو ہونا چاہئے اور جس کے ہاتھ پر قسطنطنیہ فتح ہوگا۔ ہمیں اس کا حلیہ اس کا نام اور اس کے ماں باپ کا نام معلوم ہے۔ ساتوں کا اس بات پر اتفاق ہو جائے گا اور وہ اسے تلاش کریں گے اور مکہ میں پالیں گے۔ وہ اس سے پوچھیں گے: تو فلاں کا بیٹا فلاں ہے؟ وہ کہے گا: ”میں تو انصاری ہوں۔“ وہ ان سے بچ نکلے گا۔ وہ اس کا تذکرہ جاننے والے تجربہ کار لوگوں سے کریں گے۔ انہیں بتایا جائے گا یہ شخص وہی ہے جس کی تم تلاش میں ہو۔ وہ مدینہ جا چکا ہوگا۔ وہ اسے مدینہ میں تلاش کریں گے۔ وہ ان سے منہ موڑ کر مکہ واپس چلا جائے گا۔ وہ اسے مکہ میں تلاش کریں گے اور اسے پالیں گے۔ وہ اس سے پوچھیں گے کہ



تو فلاں بن فلاں اور تیری ماں فلاں بنت فلاں ہے؟ اور تجھ میں یہ یہ علامتیں ہیں۔ تو ایک مرتبہ ہم سے بچ نکلا۔ ہاتھ پھیلاؤ ہم تمہاری بیعت کریں۔ وہ کہے گا میں تمہارا مطلوبہ شخص نہیں ہوں، میں فلاں بن فلاں انصاری ہوں۔ یہاں تک کہ وہ پھر بچ نکلے گا۔ وہ اسے مدینہ میں تلاش کریں گے اور وہ ان سے اعراض کر کے مکہ لوٹ جائے گا۔ وہ اسے مکہ میں رکن یمانی (حجر اسود) کے قریب جالیں گے اور کہیں گے: ہمارا گناہ تم پر ہوگا اور ہمارا خون تیری گردن پر اگر تم بیعت کے لئے ہاتھ نہ پھیلاؤ گے۔ سفینیانی کا لشکر ہماری تلاش میں نکل پڑا ہے۔ تب وہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان بیٹھ کر اپنا ہاتھ بڑھائے گا۔ اس کے ہاتھ پر بیعت ہوگی اور اللہ اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے گا۔ وہ ایسی قوم کو لے کر روانہ ہوگا جو دن کو شیر معلوم ہوتے ہیں اور رات کو گوشہ نشین زاہد“۔<sup>(۱)</sup>

ایک اور روایت میں ہے ”اہل بدر جتنے لوگ (۳۱۰ سے کچھ اوپر) اس کی بیعت کریں گے“۔ غالباً یہ روایت مذکورہ روایت سے بڑھ کر صحیح ہے جس میں ہے کہ ہر آدمی کے ہاتھ پر ۳۱۰ سے کچھ زیادہ بیعت کریں گے۔ کیونکہ اس کا سلسلہ روایت وسیع ہے (اسے نعیم حاکم اور طبرانی نے الاوسط میں ام سلمہؓ سے روایت کیا ہے) مہدی کی بیعت کرنے والے سات علماء کے علاوہ بہت سے جاننے والے اور انتظار کرنے والے بھی اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اور سب کی تعداد ملا کر اہل بدر جتنی (۳۱۰ سے کچھ زیادہ) ہو جائے گی“۔

ایک اور روایت میں ہے ”..... وہ اس کے پاس آئیں گے جبکہ وہ کعبہ کے ساتھ اپنا منہ لگائے رو رہا ہوگا“۔ حدیث کے راوی حضرت عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں: ”گویا کہ میں اس کے آنسوؤں کو دیکھ رہا ہوں“۔ ایک اور روایت میں ہے: ”اس کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے ہوں گے“۔

وہ مسلمانوں کے حالات پر رو رہا ہوگا اور خاص طور پر ان فتنوں کے باعث جن میں وہ الجھے ہوں گے، اور جمرہ عقبہ پر بہنے والے خون کی تصویر بھی اس کے ذہن پر ثبت

ہوگی، اس کے تصورات کے درپے ہوگی اور اس کی نیندیں حرام کر رہی ہوگی۔ وہ حیران ہوگا کہ کیا کرے۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہوگا۔ اس نے اپنی آنکھوں کو آنسوؤں کے حوالے کر دیا ہوگا اور وہ ٹپ ٹپ کر رہے ہوں گے۔ اس کے سینہ میں رنج و الم کا ایک طوفان اٹھا ہوگا اس لئے اس کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے ہوں گے۔ لیکن اس کا دل اللہ تعالیٰ سے لگا ہوگا اور پُر امید ہوگا کہ بلا ٹلنے والی ہے۔ اسی لئے تو وہ کعبہ کے ساتھ جما ہوا تھا اور اس کے پردوں کی جھالروں کے ساتھ چمٹا ہوا تھا اور پلک پلک کر رو رہا تھا، گویا کہ وہ اپنی سسکیوں کے ساتھ یہ شعر پڑھ رہا تھا:

”اے باری تعالیٰ! تیرے گھر کے پردے تیری سلامتی کے حصول کا ذریعہ ہیں اور میں پناہ مانگتے ہوئے ان کے ساتھ چپک گیا ہوں۔“

لیکن شروع شروع میں مہدی نے ان علماء کی درخواست کو قبول کیوں نہ کیا جو اس سے قبول بیعت کا مطالبہ کر رہے تھے، بلکہ وہ گوشہ تنہائی اور سکونِ دل کو ترجیح دیتے ہوئے ان سے جان چھڑا کر بھاگ گیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کام بہت اہم اور پُر خطر تھا، انسان اس کی ذمہ داری کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا تھا، خاص طور پر وہ رہنمائی جس سے اللہ نے اسے ایک رات نوازا، اسے ابھی تک نہیں ملی تھی۔ اسی لئے اس نے بہانے بنائے اور بار بار فرار کو ترجیح دی، بلکہ ان سے فرار ہونے کے لئے ان کو مجبوراً دھوکہ دیتا رہا۔ اللہ نے اس کی یہ خامیاں معاف فرما دیں۔ اس کو ہدایت دی اور ایک رات اس کی اصلاح کر کے ان تمام اوقات کی تلافی کر دی جن میں وہ غیچہ دے کر نکل جاتا تھا۔ اللہ نے اس کے دل کو مضبوط کیا اور اپنا نور اُس میں ڈالا، اس کا دل نور سے لبریز ہو کر چھلکنے لگا یہاں تک کہ اس فیض کی اس کے چہرے پر بارش ہونے لگی اور وہ یوں دکنے لگا جیسے چمکدار ستارہ جس کے مدار سے کوئی انسان نکل نہیں سکتا۔ شدہ شدہ وہ ستارہ سورج بن جائے گا جس کی طرف سب اجرام فلکی کھینچے چلے آئیں گے اور اچھوتے اور انتہائی پختہ نظام کے تحت اس کے مدار میں گردش کرنے لگیں گے۔



## مہدی کا خطبہ

نعیم ہی نے روایت کی ہے کہ مہدی کا ظہور عشاء کے وقت مکہ میں کعبہ کے پڑوس میں ہوگا۔ نماز پڑھنے کے بعد وہ اونچی آواز سے اعلان کرے گا اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد کہے گا:

”اے لوگو! میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، تم نے اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ اس نے انبیاء کو بھیج کر اور کتاب کو نازل کر کے حجت قائم کر دی ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ کسی شے کو اس کا شریک مت ٹھہراؤ اور اس کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر مداومت کرو۔ جس چیز کو قرآن نے زندگی بخشی ہے اسے زندہ کرو اور جس چیز کو قرآن نے ختم کیا ہے اسے ختم کر دو۔ ہدایت کے معاون اور تقویٰ کے مددگار بن جاؤ، کیونکہ دنیا کی ہلاکت اور زوال کا وقت آ گیا ہے اور اس نے الوداع کا اعلان کر دیا ہے۔ میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلاتا ہوں اور اس کی کتاب پر عمل کرنے، باطل کا خاتمہ کرنے اور سنت کو زندہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔“

اس وقت تین سو دس (۳۱۰) سے کچھ زیادہ لوگ اس کی بیعت کریں گے۔ یہ ان سات علماء کے علاوہ ہوں گے جو پہلے بیعت کر چکے ہوں گے۔ اور جب عراق کا سفیانی وہ لشکر بھیجے گا جو زمین میں دھنس جائے گا، اس کے پاس عراق کے مردوں کی ٹولیاں، شام کے ابدال (صالحین) اور مصر کے شرفاء بیعت کرنے کے لئے آئیں گے، کیونکہ وہ اس کے ظہور کی صداقت کی یقینی علامت دیکھ چکے ہوں گے۔ روایات کے مطابق اس کے لئے کم از کم ۱۲ ہزار اور زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار لوگ جمع ہوں گے۔ وہ ان کو لے کر نکلے گا۔ اس کے آگے آگے اس کی دہشت پھیلتی جائے گی۔ جس دشمن سے اس کی مدد بھیڑ ہوگی اللہ کے حکم سے وہ اسے شکست دے گا۔ ان کا مولو ہوگا ”اِمِثْ اِمِثْ“ (تو مار ڈال، تو مار ڈال)۔

۱۴۰۰ھ میں حرم کا حادثہ اور مہدی کا ظہور

عجیب بات ہے کہ ۱۴۰۰ھ (مطابق ۱۹۸۱ء) میں حرم میں گھسنے کے حادثہ کا ذکر

نبی ﷺ کی حدیثوں میں آیا ہے اور اس بات کا ذکر بھی ہے کہ اس حادثہ کا حقیقی مہدی کے ظہور کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

۱۴۰۰ھ کو محرم کے آغاز میں ہتھیار بند لوگوں کی ایک جماعت محمد بن عبد اللہ خطانی نامی آدمی کی قیادت میں حرم کی میں گھس گئی جبکہ لوگ نماز فجر ادا کر رہے تھے۔ انہوں نے دروازے بند کر دیئے۔ جونہی امام نے نماز ختم کی تو ایک پکارنے والا پکارنے لگا: ”اللہ اکبر“ مہدی کا ظہور ہو چکا ہے۔“ پھر وہ مسجد میں لاؤڈ سپیکر سے اعلان کرنے لگے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ یہی وہ مہدی ہے جس کی شان میں احادیث وارد ہوئی ہیں۔ وہ اپنے تئیں سمجھ رہے تھے کہ اس تواتر سے روئے صالحہ دیکھی گئی ہیں کہ ان کا ظن یقین میں بدل گیا ہے۔ پھر انہوں نے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ دیکھتے ہی دیکھتے حرم شریف کے اندر گولیوں کا تبادلہ ہونے لگا اور ہوائی جہازوں کی گونج سے کان پھٹنے لگے اور ان میناروں پر گولہ باری ہونے لگی جن میں ان مسلح لوگوں نے پناہ لے رکھی تھی۔ کئی روز تک یہ گولہ باری اور شدید معرکے جاری رہے جس سے بلداہلین (امن والا شہر) لرز اٹھا یہاں تک کہ تنظیم کا لیڈر قتل ہو گیا اور اس کی جماعت نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس مزاحیہ ڈرامے کے بعد جو دین کے نام پر کھیلایا گیا، فتنہ فرو ہو گیا۔ ان سرکشوں سے خطرناک قسم کی شرعی غلطی سرزد ہوئی جو اس دین اور سید المرسلین کی سنت سے ان کی ناواقفیت ظاہر کرتی ہے۔

ان بہت سی غلطیوں میں سے جو ان سے سرزد ہوئیں، ایک یہ ہے کہ انہوں نے اس امن والے حرم میں ہتھیار اٹھائے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”جو کوئی اس کی حدود میں داخل ہو اوہ امن و حفاظت میں آ گیا۔“ (آل عمران: ۹۷) چنانچہ پر امن لوگوں کو کسی طریقے سے ڈرانا یا خوف زدہ کرنا سب سے بُرا اور بڑا گناہ ہے۔ پھر حقیقی مہدی کا ظہور اور اس کی بیعت اس لئے ہوگی کہ وہ پہلے سے موجود فتنہ کی آگ کو ٹھنڈا کرے نہ کہ اس لئے کہ وہ سوئے ہوئے فتنے کو پھر سے جگا دے۔ آثار صاف صاف بتاتے ہیں کہ جس سال مہدی کا ظہور ہوگا لوگ بغیر امام کے مل جل کر حج کریں



گے اور ایک دوسرے سے تعارف کریں گے (حاکم نے مستدرک میں اور نعیم بن حماد نے اسے روایت کیا ہے)

وہ بغیر امام کے اکٹھے حج کریں گے اور عرفات میں وقوف کریں گے، کیونکہ امام جو وقت کا خلیفہ (سعودی عرب کا بادشاہ) ہوگا مرچکا ہوگا۔ لوگوں پر کوئی حاکم نہ ہوگا تو شیطان ان کو کتوں کی طرح پکڑ لے گا اور ان کو جنگ و جدال اور کھینچا تانی پر اُکسائے گا، واقعی خون بہہ نکلیں گے۔ پھر مہدی کے ہاتھ پر وہ علماء بیعت کریں گے جو جانتے ہوں گے کہ مہدی کا ظہور اور بطور خلیفہ اس کے بارے میں اعلان شرعاً جائز ہے، کیونکہ اس وقت لوگوں کا کوئی امام نہ ہوگا اور وہ حکومت کے لئے جنگ و جدال کے باعث انارکی کی حالت میں ہوں گے۔ اگر لوگوں کا امام (حاکم یا بادشاہ) موجود ہو تو اس کے خلاف خروج (بغاوت) اور کسی دوسرے کی بیعت اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ مسلمان رہے اور نماز پڑھتا رہے، خواہ وہ ظالم ہی کیوں نہ ہو اس کے خلاف خروج ناجائز ہے۔

علاوہ ازیں حقیقی مہدی کا ظہور رمضان، شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے فتنوں کے بعد محرم میں ہوگا۔ اور یہ واقعات حرم میں قحطانی کے ظہور سے پہلے رونما نہیں ہوئے۔ یہ پتہ چلنے کے بعد کہ قحطانی جس نے بیت اللہ کی پناہ لی اور وہاں دھرنادے کر بیٹھ گیا، کا معاملہ کیا تھا، ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کی حدیث میں موجود ہے۔ ہم بارگاہِ کتبہ میں کہ جس چیز نے ان کو اس مشکل میں پھنسا یا وہ ان کی آیاتِ قرآنی کے علاوہ آثارِ نبوی سے عدم واقفیت تھی۔ میں بیان کروں گا کہ اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا تو ایک طرف رہا انہوں نے حرم کی پناہ میں آنے والوں کو نہ صرف خوفزدہ کیا بلکہ ان کو خطرے کی زد میں لے آئے۔ نعیم بن حماد نے اپنی عظیم کتاب الفتن، باب الحسف بجیش السفیانی (سفیانی کے لشکر کا زمین میں دھنس جانا، ص ۲۰۲) میں مجاہد سے تتبع سے روایت کی ہے ”ایک پناہ لینے والا مکہ میں پناہ لے گا، پھر اسے قتل کر دیا جائے گا“ پھر لوگ کچھ دیر انتظار کریں گے، پھر دوسرا پناہ لینے والا پناہ لے گا۔ اگر تم

اس کا زمانہ پاؤ تو اس سے مت لڑنا، اس کا مخالف لشکر زمین میں دھنس جائے گا۔“  
یہ نادر اثر واضح کرتا ہے کہ وہ آدمی جس نے بیت اللہ کا دامن تھاما اور وہاں دھرنا  
دے کر بیٹھ گیا اور لوگوں میں اس کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا، قتل کر دیا جائے گا۔  
پھر ایک عرصہ کے بعد حقیقی مہدی کا ظہور ہوگا۔ وہ بھی بیت اللہ کی پناہ لے گا، مگر وہ  
معصوم اور مدد یافتہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس لشکر کو جو اسے نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے گا،  
زمین میں دھنسا دے گا۔

اور لفظ برہۃ من الذہر (زمانہ کا ایک حصہ) طویل سالوں کی تعبیر کے لئے  
استعمال ہوتا ہے۔ جہاں تک لفظ ”ہنیۃ“ یا ”ہنیۃ“ کا تعلق ہے ڈکشنریوں میں اس کا  
مطلب ”تھوڑا عرصہ“ بیان ہوا ہے۔

پہلے پناہ طلب کرنے والے قحطانی کے قتل اور دوسرے معصوم پناہ طلب کرنے  
والے مہدی کے ظہور کے درمیان کتنا عرصہ ہوگا؟ اب تک ۲۲ ہجری سالوں (تقریباً ۲۱  
عیسوی سالوں) سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ اور حرج و قیوم کی قسم! میں مذکورہ عرصہ کو  
ان سالوں سے زیادہ نہیں تصور کرتا۔ یہ مدت ختم ہونے والی ہے۔

یہ ہے آخری بیان (انتباہ) اس بیان میں میں نے ان باتوں کا ذکر کیا ہے جن کا  
میں ”امت مسلمہ کی عمر“ میں ذکر نہ کر سکا۔ اللہ کے حکم سے اتنا ہی کافی ہے۔ اگر میں اس  
بیان کو ان باتوں کے ساتھ ملا دوں جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں تو آپ کو اس اہم  
موضوع کے سلسلہ میں دوسرے مآخذ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں رہے  
گی۔ حمد و شکر کا سزاوار ہے وہ اللہ جو زبردست اور خوب جاننے والا ہے۔



## ساتواں بیان

### آخری زمانے کے واقعات کی ترتیب کے بارے میں

عام لوگوں کی آخری زمانے کے واقعات کی ترتیب کے بارے میں قطعی عدم واقفیت کا ذکر ہی کیا، بہت سے اہل علم بھی اس بارے میں غلطی کا شکار ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض تو یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی یہودیوں سے لڑائی جس میں یہودی پتھروں اور درختوں کے پیچھے چھپتے پھریں گے، ظہورِ مہدی سے پہلے ہوگی اور بعض کا عقیدہ ہے کہ قیامت کی بڑی علامتوں میں سے پہلی علامت سورج کا مغرب سے طلوع ہے نہ کہ مسیح الدجال کا خروج۔ اور میں نے بعض بڑے داعیوں کو انٹرویو کے دوران یہ اعلان کرتے سنا ہے کہ قسطنطنیہ کی فتح ایک نوجوان محمد الفاتح کے ہاتھوں مکمل ہو چکی ہے اور یہ کبھی بھی دوبارہ فتح نہیں ہوگا اور ایک داعی کا تو یہ کہنا ہے کہ روم (اٹلی کے دار الحکومت) کی فتح ثقافتی ہوگی نہ کہ عسکری۔ کوئی ظہورِ مہدی کا منکر ہے اور کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ دجال کا خروج ہو چکا ہے اور اس سے مراد ٹیلی ویژن ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ برمودہ (Bermuda Grass) میں ہے اور اڑن طشتریاں اڑاتا ہے اور حیرت انگیز کام کرتا ہے۔ ایسے بہت سے اقوال ہیں جن میں لوگ الجھے ہوئے ہیں اور اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں باوجودیکہ یہ لوگ سب کے سب اہل علم و فضل ہیں لیکن صرف نیک نیتی ہی کافی نہیں ہوتی۔

ہم اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس بیان میں ہم آخری زمانہ کے واقعات کو ثابت کریں گے اور ایک مختصر بیان کے چند اوراق میں واضح طور پر ان واقعات کو زمانی ترتیب سے بیان کریں گے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہمارے لئے مفید بنادے کیونکہ فتنے یکے بعد دیگرے پیاہور ہے ہیں اور واقعات تیزی سے رونما ہو رہے ہیں۔ مصیبتوں کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا رہا ہے سینوں میں دکھوں کی گھٹن محسوس ہو رہی ہے۔ اگر اللہ نے کسی مصیبت

زده کو اس بیان کی وجہ سے روشنی دکھا دی اور اس کے لئے نجات کی راہ کھول دی تو وہ نیک دعاؤں اور تمنائوں میں بخل نہیں کرے گا اور اس کی دعا ہمیں لگ جائے گی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ظاہری اور باطنی فتنوں سے محفوظ رکھے۔ پیش خدمت ہیں دنیا کی عمر کے آخری حصہ کے واقعات جو ٹھیک ٹھیک زمانی ترتیب کے ساتھ مرتب ہیں۔ جہاں ضروری ہوا ہم ان واقعات پر ہلکی پھلکی حاشیہ آرائی کریں گے جو ہم کہنا چاہتے ہیں اس میں اللہ ہماری مدد کرے۔

### پہلا واقعہ: عراق کی کویت پر چڑھائی اور اس کے اسباب

یہ واقعہ ۱۹۹۰ء میں ہوا کیونکہ عراق کا صدام کویت کے جابر کے پٹرول کے لئے لپچایا۔ یہ دوسرا روم (عیسائی اور صلیبی مغرب) کی طرف فرار ہو گیا اور ان کو مسلمانوں پر چڑھا دیا (خوشحالی کا فتنہ)۔ انہوں نے عراق پر ضرب لگائی اور تیسری عالمگیر جنگ (پہلا خونریز معرکہ) کے پہلے راؤنڈ میں سرزمین عرب کو مرکز بنالیا۔

### دوسرا واقعہ: عراق کا محاصرہ

یہ اقتصادی اور سیاسی محاصرہ ہے جس میں بہت سے عراقیوں کو پس زنداں بھیج دیا گیا۔ عراق کے حملہ سے لے کر آج تک یہ محاصرہ جاری ہے اور اُفق پر اس کے اٹھائے جانے کے آثار دکھائی نہیں دیتے۔ یہ عجیبوں کا محاصرہ ہے۔ عربوں کے سوا سب لوگ عجمی ہیں۔ درحقیقت اس میں تمام عجمی حکومتیں شریک ہوں گی۔

### تیسرا واقعہ: شام کا محاصرہ

درحقیقت فلسطین کا محاصرہ مسجد اقصیٰ کی تحریک کے ساتھ ستمبر ۲۰۰۰ء میں شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔ شام میں فلسطین، سیریا، اردن اور لبنان کا علاقہ ہے۔ آیا رومیوں کا محاصرہ پھیل کر سیریا اور لبنان کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا؟ ایسا ہو سکتا ہے اور خاص طور پر امریکہ اس کے لئے راہ ہموار کر رہا ہے۔ ان ممالک میں جو دہشت گردی کی پشت پناہی کرتے ہیں اس نے ان دونوں ملکوں کو سرفہرست رکھا ہوا ہے۔ یہ



محاصرہ اہل روم کا محاصرہ ہے، کیونکہ اسے سرانجام دینے والا امر یکہ ہے اور اس کا فوجی اڈا اسرائیل ہے۔ اور یہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق رومیوں کی جانب سے محاصرہ ہے۔ آپ کی اطلاع کے لئے یہ محاصرہ اور فلسطین کی تحریک بیداری جاری رہے گی اور مسلمانوں کی یہ جماعت بیت المقدس اور اس کے اڑوس پڑوس دروازوں پر لڑتی رہے گی یہاں تک کہ مہدی کا ظہور ہو جائے۔

الہنیۃ او الہنیۃ (تھوڑی دیر):

صحیح مسلم کی کتاب الفتن میں وہ صحیح حدیث مذکور ہے جس کا ذکر میں اس کتاب کے پہلے حصے میں بیان کر چکا ہوں۔ صادق و مصدوق حبیب خدا محمد ﷺ نے عراق کے محاصرہ کے بعد شام کے محاصرہ کی خبر دی جس کے بعد تھوڑا سا سکون ہو گا اور پھر مہدی کا ظہور ہو گا۔ الہنیۃ والہنیۃ کا اطلاق زمانے کے تھوڑے سے عرصہ پر ہوتا ہے جبکہ البرہۃ کا اطلاق لمبے عرصے پر ہوتا ہے۔ الہنیۃ سالوں کی اکائی تک بڑھ سکتا ہے جبکہ البرہۃ کا عرصہ سالوں کی اکائی تک یا دہائی تک بڑھ سکتا ہے۔

ہم اب اسی الہنیۃ (تھوڑے عرصہ) میں جی رہے ہیں۔ یہ عرصہ شام (فلسطین) کے محاصرے سے شروع ہو کر ظہور مہدی پر ختم ہو جائے گا۔

چوتھا واقعہ: سیاہ جھنڈے والوں (طالبان) کا ظہور

طالبان کی تحریک سیاہ جھنڈوں یعنی سیاہ پگڑیوں، سفید قمیصوں اور ایسے لباس کے ساتھ شروع ہوئی جس کی ہیئت لوگوں کو حیرت زدہ کر دیتی ہے۔ یہ ۱۹۹۶ء عیسوی میں شروع ہوئی اور اسے سنت اور آثار میں چھوٹے سیاہ جھنڈوں کا نام دیا گیا ہے۔ یہ جھنڈے ان بڑے سیاہ جھنڈوں سے الگ ہیں جو بنو عباس (شیعہ ایران) کے تھے اور وہ افغانستان میں طالبان کے سیاہ جھنڈوں سے ایک عرصہ پہلے نکل چکے ہیں۔ آثار نبوی میں یہی جھنڈے مراد ہیں۔ ان میں سے بعض آثار میں اس عرصہ کی نشاندہی کی گئی ہے جو سیاہ جھنڈے والوں کے خروج اور مہدی کے ظہور کے درمیان ہو گا۔ یہ ۷۲ ماہ کا عرصہ ہے جو تقریباً چھ برس بنتا ہے۔ اگر یہ آثار صحیح ہیں تو صرف چند مہینوں کا عرصہ باقی

رہ گیا ہے۔ اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ سیاہ جھنڈے والے سب سے پہلے مہدی کے مددگار ہوں گے اور اس کی حکومت کی راہ ہموار کریں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: ”مشرق سے لوگ نکلیں گے اور وہ مہدی کے اقتدار کی راہ ہموار کریں گے“ (ابن ماجہ الطبرانی وغیرہما)

”خراسان (افغانستان) سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے اور ان کو کوئی چیز نہیں روک سکے گی یہاں تک کہ وہ ایلیا (بیت المقدس) میں پہنچ جائیں گے“ (احمد، ترمذی اور نعیم بن حماد نے ابو ہریرہؓ سے اسے روایت کیا ہے۔ ابن کثیر کا قول ہے کہ یہ سیاہ جھنڈے مہدی کے ہمراہ آئیں گے)

”جب تم دیکھو کہ خراسان سے سیاہ جھنڈے آرہے ہیں تو ان کی طرف آنا خواہ تمہیں برف پر سے چوڑوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑے کیونکہ ان جھنڈوں کے ساتھ خلیفہ مہدی ہوں گے“ (احمد، نعیم بن حماد نے حاکم اور ابو نعیم نے ثوبان سے روایت کی ہے، اسے حاکم نے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے اس کی تائید کی ہے، اور مصطفیٰ العدوی نے الصحيح المسند من احادیث الفتن والملاحم میں اسے صحیح قرار دیا ہے)۔

پانچواں واقعہ: افغانستان (کالے جھنڈے والوں) پر حملہ کے لئے مغربی جھنڈوں کی آمد:

یہ واقعہ ابھی حال ہی میں (۲۰۰۱ء اوائل اکتوبر میں) ہوا ہے۔ آثار کے مطابق مغربی (امریکی، برطانوی اور یورپی اتحاد) جھنڈوں کی آمد کا سبب کالے جھنڈے والوں کے باہمی اختلافات ہیں۔ چنانچہ مغربی جھنڈے ان پر حملہ کرنے آئیں گے، لیکن جس مقصد کا کھلے بندوں اظہار نہیں کیا گیا وہ مقصد مشرقی کمیونسٹ اور شیعی ممالک سے شروع ہو کر مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک تک سارے علاقہ پر قبضہ جمانا ہے۔

مغربی جھنڈوں کا قائد اتحادی فوج کالنگٹر اکیڈمین کمانڈران چیف رچرڈ مائرس (Richard Myres) ہوگا۔ یہ بھی ظہورِ مہدی کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ یہ آخری واقعہ ہے جو آج تک رونما ہوا ہے اور اس کے بعد میں آنے والے متوقع واقعات کی ترتیب زمینی یوں ہے:



## چھٹا واقعہ: تیسری عالمگیر جنگ ہر مجدوں (Armageddon)

یہ دوسرا وڈ ہوگا جس کے لئے اب مشرق و مغرب حرکت کر رہا ہے۔ چنانچہ فوجوں کو جمع کیا جا رہا ہے اور لشکروں کو بڑے بڑے جھنڈوں تلے بانکا جا رہا ہے۔ رومی مغرب تو اب بالکل تیار ہے۔ رہا کمیونسٹ مشرق اور گمراہ شیعہ وہ چھوٹی سے چھوٹی چنگاری کے باعث حرکت کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ عنقریب مسلمان رومی مغرب سے مصالحت کی طرف مائل ہوں گے اور ان کو مشرق کے دونوں حصوں (کمیونسٹ اور شیعہ) کے خلاف اتحاد میں شمولیت پر مجبور کیا جائے گا، مسوائے عراق کے جس کی دوستی اور اتحاد کا رخ مشرق کی طرف ہوگا۔ عنقریب تباہ کن ایٹمی جنگ ہوگی جو تباہ و برباد کر کے رکھ دے گی اور مغربی رومی اور اسلامی کیمپ کو فتح ہوگی۔

### ساتواں واقعہ: دریائے فرات کا سونے کے پہاڑ سے پیچھے ہٹنا

ہو سکتا ہے کہ ایسا ہر مجدوں کے ضمن میں عراق پر ایٹمی حملے کی وجہ سے ہو۔ اس کا امکان بہت زیادہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ پانی کی جنگ کے باعث ہو جو لشکروں کے درمیان لڑی جائے گی، جیسا کہ نعیم بن حتماد نے کتاب الفتن میں اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ کشت و خون کے ایام میں رومی ہر پانی کے ساحل پر فوجی پڑاؤ ڈال دیں گے۔ (باب مابقی من الاعماق، ص ۳۰۲)

ہو سکتا ہے کہ دریا کی پسپائی سیکولر ترکی کی مجرمانہ انتقامی کارروائی کا نتیجہ ہو جو خلافت اسلامیہ کا مرکز ہونے کے بعد تدریجاً کفر اور لادینیت کی دلدل میں پھنس گیا ہے۔ سبحان اللہ اب ترکی میں بیسیوں بند ہیں اور آخری بند کا نام ”ابلیسو کا بند“ ہے جو دریائے فرات کا پانی عراق سے بالکل روک سکتا ہے۔ چنانچہ دریا سونے کے پہاڑ سے پیچھے ہٹ جائے گا۔ یہ احتمال بھی زوردار ہے اور توقع میں پہلے احتمالات سے کم نہیں۔

اس سونے کے قریب مت جانا: ہمارے محبوب محمد ﷺ ہمیں اس بات کی تعلیم دیتے ہیں کہ ہم سونے کے اس پہاڑ سے دُور ہی رہیں، کیونکہ اس کے قریب سخت جنگ ہوگی اور گھمسان کا رن پڑے گا۔ سو میں سے نانوے آدمی قتل ہو جائیں گے اور جو اس

وقت موجود ہو وہ اس سے پرے ہٹ جائے اور اس میں سے کوئی چیز نہ لے۔ وہ اصلی سونا ہوگا۔ وہ کالا سونا یعنی پٹرول نہیں ہوگا، جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے، اس کا معمولی سائب یہ ہے کہ پٹرول تو دنیا کی بہت سی ریاستوں میں زمین کی گہرائی میں موجود ہے۔ وہ کسی دریا کے پیچھے ہٹنے سے ننگا نہیں ہو جاتا۔ سونے کا پہاڑ تو صرف دریائے فرات کا امتیاز ہے۔

### آٹھواں واقعہ: سعودی عرب کے خلیفہ کی موت

جو بھی ملک اور حکومت میں دوسرے کا جانشین ہوتا ہے خلیفہ کہلاتا ہے۔ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ وہ ”ملک فہد“ ہی ہو۔ اگر اللہ نے چاہا تو اس کی عمر لمبی ہوگی اور اگر اس نے نہ چاہا تو ایسا نہیں ہوگا، کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہوگا جسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ میرا خیال ہے کہ میں اس (بحث) سے فارغ ہو چکا ہوں۔

ملک کے لئے لڑائی ہوگی اور آل سعود کے تین آدمیوں کا آپس میں قیادت پر اختلاف ہوگا۔ استاد محمد حسنین ہیکل نے ایک الگ فصل باندھی ہے جس کا عنوان ہے: ”نظرة على الأوضاع في السعودية“۔ (سعودی عرب کے حالات پر ایک نظر) یہ فصل اس کی بیش بہا کتاب ”المقالات اليابانية“ (جاپانی مقالات) کا حصہ ہے۔ اس میں اس نے ملک فہد کے اُن سکے بھائیوں (سدیری بھائی۔ ان کی ماں قبیلہ سدیر سے تعلق رکھتی تھی) کی طرف اشارہ کیا ہے جو حکومت کی آس میں ہیں اور اس پر نظریں جمائے بیٹھے ہیں اور وہ یہ ہیں: امیر سلطان کمانڈر ان چیف اور وزیر دفاع، امیر سلمان اور سویتلا بھائی ولی عہد عبداللہ جو بد و ماں کا بیٹا ہے اور حرس الوطنی کا چیف ہے۔

وہاں کے سیاسی حالات کا جائزہ لینے کے بعد وہ کہتا ہے: یہ سب باتیں اس کی شاہد ہیں کہ وہاں حالات پریشان کن ہیں۔ اور اگر ہم ان میں اس فضا کا بھی اضافہ کر دیں جو سعودی عرب کے ارد گرد خلیج کی پوری پٹی پر چھائی ہوئی ہے، تو پتہ چلتا ہے کہ خطرہ خاص اہمیت کے حامل کسی ایک ملک کو نہیں بلکہ پورا علاقہ اس کی پلیٹ میں ہے اور اس انتظار میں ہے کہ خطرہ کب زائل ہوگا۔ چنانچہ مسلمانوں اور پوری دنیا کے لئے یہ حیات



بخش ملک انتہائی حساس سطح پر پُر اضطراب دن گزار رہا ہے۔ (ص ۱۶۲)

ساتویں اور آٹھویں واقعہ کی ترتیب کے بارے میں میں یقینی بات نہیں کہہ سکتا، ان میں تقدیم و تاخیر کا امکان ہے۔ میں قطعی بات نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی میرے مآخذ اس سلسلہ میں میری معاونت کر رہے ہیں، مگر جو ترتیب میں نے بیان کی ہے اس پر مجھے اطمینان سا ہے۔

### نواں واقعہ: رمضان نشانیوں

موجودہ وقت میں جبکہ لوگ گھبراہٹ اور بے چینی کی حالت میں ہیں، خلیفہ کی موت کے بعد اختلاف پنپ رہا ہے اور فتنوں کی آگ بھڑک رہی ہے۔ ناگہانی طور پر رمضان میں عجیب و غریب علامتیں ظاہر ہوں گی۔ ہم ان کا تذکرہ بغیر ترتیب کے کریں گے۔ ان میں سے جو بھی پہلے ظاہر ہوگئی اس کے بعد اوپر تلے دوسری، تیسری اور چوتھی نشانی تیزی سے ظاہر ہوتی جائے گی، اس طرح کہ جوں ہی رمضان ختم ہوگا لوگ بڑے بڑے واقعات کی توقع کر رہے ہوں گے۔ اس وقت حالت بھی یہی ہے۔ ان کی متوقع ترتیب درج ذیل ہے:

☆ رمضان کے آغاز میں چاند گھنا جائے گا پھر!

☆ دم دار ستارہ ظاہر ہوگا، وہ زمین سے قریب ہوگا، اس کی روشنی سے آسمان یوں دمک اٹھے گا گویا کہ اس میں روشنی کا ستون (پول) رکھا ہوا ہے۔ (کہا جاتا ہے کہ اس دم دار ستارے کے زمین سے قریب ہونے کی وجہ سے کئی طبعی حادثات ہوں گے۔ سمندری مد اور طوفانوں کی وجہ سے زمین کے بعض ٹکڑے پانی میں ڈوب جائیں گے۔ امریکہ میں نیویارک اور فلوریڈا بھی ان ٹکڑوں میں شامل ہیں۔ یہ بات کس قدر درست ہے اللہ بہتر جانتا ہے۔ عجائب کے اس زمانہ میں یہ ناممکن نہیں پھر!)

☆ پھر ایک دھماکہ بھیاںک آواز کے ساتھ سنا جائے گا۔ سب لوگ اسے سن پائیں گے جس کی وجہ سے بہت بڑی بلا آسمان سے نازل ہو کر لوگوں کو نشانہ بنائے گی۔ یہ

واقعہ ۱۵ رمضان جمعہ کی رات کو ہوگا۔

☆ ۱۵ رمضان کو سورج گھنا جائے گا۔

معلوم ہوتا ہے کہ دونوں آخری واقعات ایک ہی دن ہوں گے، یا ان میں سے ایک یعنی دھماکہ اور بھیا نک آواز رات کو ہوگی اور سورج گرہن قطعی طور پر دن کے وقت ہوگا، لیکن پہلا واقعہ کون سا ہوگا اس کا مجھے یقینی علم نہیں۔

دسواں واقعہ: شور شرابے، فتنہ و فساد، اضطرابات اور فتنوں کا شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں وقوع

جب رمضان میں عجیب و غریب آسمانی علامتیں ظاہر ہوں تو پھر فتنوں کا مت پوچھ۔ ان کے دروازے کھل جائیں گے۔ بروجر میں افراتفری پھیل جائے گی۔ اُمت مسلمہ پر فتنے اس طرح ٹوٹ پڑیں گے کہ کوئی بھی ان کے تھپیڑوں سے بچ نہ سکے گا۔ شوال میں شور و شغب ہوگا۔ یہ جنگوں کا اور قبائل کا لڑائی کے لئے ایک دوسرے کی طرف بڑھنے کا شور ہوگا (ملک ایک دوسرے کے درپے ہو جائیں گے) پھر ذی قعدہ میں قبائل کی باہمی کشمکش شروع ہوگی۔ بعض مسلمان ملکوں میں اختلافات پیدا ہو جائیں گے اور ان کے درمیان مسلح تصادم شروع ہو جائے گا۔ پھر اس سال لوگ بغیر امام کے حج ادا کریں گے اور ذی الحجہ کے موسم حج میں ایک دوسرے سے الجھ پڑیں گے اور جنگ و جدال کریں گے اور جمرہ عقبہ پر پاکیزہ خون بہہ نکلے گا۔

گیارہواں واقعہ: محرم کے مہینے میں مہدی کا ظہور

اس کا ظہور مکہ میں مسجد حرام کے قریب ہوگا۔ یہ اس غل غپاڑے اور فتنوں کے فوراً بعد ہوگا جن کا ذکر ابھی ہو چکا ہے۔ اس کے اوصاف کو پہچاننے والا علماء کا ایک گروہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کرے گا، تاکہ اس کے ہاتھوں فتنہ ٹھنڈا پڑ جائے اور خون ریزی رک جائے۔

بارہواں واقعہ: دھسنے والا لشکر اور ظہور مہدی کا چرچا

مہدی سے لڑنے کے لئے سفیانی اپنا لشکر شام سے مکہ کی طرف بھیجے گا۔ آغاز ہی سے اس کی خواہش دفن ہو جائے گی۔ یہ بدقسمت لشکر مدینہ منورہ سے گزر کر مکہ کا رخ کرے گا۔ جب وہ مدینہ کے بیابان کے برابر میں پہنچے گا تو اللہ اس فریب خوردہ لشکر کو



زمین میں دھنسا دے گا۔ کوئی بھی نہ بچ پائے گا سوائے اس شخص کے جو اُس عادثہ کی خبر لوگوں کو دے گا۔ یہاں سے لوگوں میں مہدی کے ظہور کا چرچا ہوگا۔ جو بھی اس کی بیعت اور نصرت کے قابل ہوگا وہ ہر کوئی کھدرے سے اس کے پاس آئے گا۔ چنانچہ اس کی حمایت میں ۱۲ یا ۱۵ ہزار آدمی اکٹھے ہو جائیں گے۔ وہ اس کے دفاع میں لڑیں گے (وہ زیادہ تر سیاہ جھنڈوں والے ہوں گے) عراق کی ٹولیاں، شام کے صالحین (ابدال) اور مصر کے شرفاء بھی اس کے پاس پہنچیں گے۔

### تیرھواں واقعہ: بنو کلب کا واقعہ

جس لشکر کو سفیانی نے بھیجا اس کے دھنسنے کی علامت سے سفیانی عبرت نہیں پکڑے گا، بلکہ بنی کلب میں اپنے ننھیال سے مدد مانگے گا اور مہدی کی طرف ایک اور لشکر بھیجے گا۔ وہ اسے بری طرح شکست دے گا اور بہت سا مال غنیمت حاصل کرے گا۔ اس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: ”نا مراد ہے وہ جو بنو کلب کی مال غنیمت کے وقت موجود نہ ہو۔“

### چودھواں واقعہ: مہدی جزیرہ عرب کو فتح کر لے گا

مہدی سعودی عرب، یمن، متحدہ عرب امارات، کویت، قطر اور عمان کے طول و عرض میں اقتدار کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لے گا اور حکومت کی ذمہ داریاں سنبھال لے گا۔

### پندرھواں واقعہ: فارس (ایران) کی فتح

شیعہ اہل سنت سے بغض رکھتے ہیں، بلکہ ان کو کافر گردانتے ہیں۔ چنانچہ وہ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ ان کو شکست دی جائے۔ مہدی اُن پر چڑھائی کرے گا اور ایران کو فتح کر لے گا۔

سولہواں واقعہ: یہودیوں کی شکست، بیت المقدس کی فتح اور مقبوضہ مسجد اقصیٰ کی آزادی  
یہ بنو اسرائیل کی حکومت کا خاتمہ ہے نہ کہ یہودیوں کا خاتمہ۔ ان میں سے کچھ

بچے کھچے لوگ اور گروہ اپنے مخلص حکمران دجال کا انتظار کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ستر ہزار اس کے پیچھے ہو لیں گے۔ ابھی ان کی بیخ کنی کا وقت نہ ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ میرے بھائی دین کے داعی اس بات سے آگاہ رہیں کہ مہدی کے ہاتھوں بنو اسرائیل کی حکومت کا خاتمہ اور باقی ماندہ یہودیوں کا قتل صرف عیسیٰ کے نزول اور ان کے ہاتھوں دجال کے قتل کے بعد ہی ہوگا۔

### ستر ہواں واقعہ: ملحمہ کبریٰ

رومی اپنے آستی جھنڈوں سمیت آئیں گے اور ان کے لشکر کے ارکان کی تعداد ایک ملین (ہند سے الفاظ کے مطابق نہیں ۹۶۰,۰۰۰) ہوگی۔ ہرمجدون (Armageddon) سے فارغ ہونے اور اپنے اپنے ملکوں کو لوٹنے کے بعد انہوں نے بے وفائی اور عہد شکنی کی نیت باندھ لی ہوگی، اپنے ملک کی طرف واپسی اور ملحمہ کبریٰ کے لئے ان کی آمد کے درمیان تھوڑا سا عرصہ ہوگا۔ کہا گیا ہے کہ اس کی مدت عورت کے حمل کی طرح نو ماہ ہوگی۔ مہدی اپنے لشکر کے ساتھ ان کو تیار ملے گا۔ اس کا فوجی مرکز غوطہ دمشق ہوگا۔

جنگ کی چکی دمشق کے قریب اعماق اور وابق میں چلے گی، وہ دمشق جس پر وہ دہشت گردی کا الزام لگاتے رہے ہوں گے اور جسے انہوں نے دہشت گرد ملکوں میں سرفہرست رکھا ہوگا۔ یہی وہ ان کے گمان کردہ دہشت گرد ہوں گے جو ان کو ایسا سبق سکھائیں گے جسے وہ بھول نہ پائیں۔ اگرچہ دنیا کو باقی عمر میں سبق کو یاد کرنے یا بھلانے کی کوئی فرصت ہی نہ ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ رومیوں کے پاس نہ انتقام لینے کا موقع ہوگا اور نہ اپنا اعتماد بحال کرنے کی فرصت۔ مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمان مہدی امین کی قیادت میں رومیوں (امریکہ اور یورپ) کو بدترین شکست سے دوچار کریں گے اور ان سب کو تہ تیغ کر دیں گے، یہاں تک کہ اونٹوں کی مہاریں خون تک پہنچ جائیں گی یا اس میں بالکل ڈوب جائیں گی۔

چار دن تک گھمسان کی جنگ ہوگی۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے۔ یہ جنگ تلواروں اور گھوڑوں سے لڑی جائے گی۔ فوجی اہمیت والی ہمہ گیر تباہی کا اسلحہ یا تو



تباہ کر دیا جائے گا یا اگر استعمال کے لئے موجود بھی ہو تو کسی وجہ سے بے کار ہو جائے گا۔  
 وگرنہ ایک ہی قطب کے رہنے والے امریکہ، اس کے حواری برطانیہ، عظمیٰ اور یورپ کے  
 دوسرے ممالک کو کیا پڑی ہے کہ وہ خشکی کے راستے نقل و حرکت کی تکلیف برداشت کر  
 کے شام (سیریا) میں مسلمانوں سے لڑیں۔ یہ بات ان کے لئے آسان بھی ہے اور وہ  
 اس کے عادی بھی ہیں کہ وہ دُور سے ہیر و شمایا ناگاساکی یا عراق اور افغانستان کی  
 طرح شام پر عام بم یا ایٹم بم برسائیں، مگر یہ خشکی کی جنگ ہوگی اور عام معمولی  
 ہتھیاروں کے ساتھ آمنے سامنے ٹکراؤ ہوگا۔

### اٹھارھواں واقعہ: روس، چین اور ہندوستان پر حملہ

وہ خوز اور کرمان کے قبیلوں سے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس فوجی دستے میں  
 مہدی شرکت نہیں کریں گے، کیونکہ جب وہ اس مہم سے فراغت کے بعد لوٹیں گے تو وہ  
 دیکھیں گے کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہو چکے ہیں۔ مہدی اس دستے کو ملحمہ  
 کبریٰ کے بعد بھیجے گا۔ ان کو وہاں فتح حاصل کرنے میں کافی وقت لگ جائے گا۔ جب  
 وہ لوٹیں گے تو ان کے ہمراہ واجپائی اور اس جیسے دوسرے لیڈروں کو زنجیروں میں کھینچ  
 کر لایا جائے گا۔ روح اللہ عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر ان کی خوشی کی تکمیل ہو جائے گی۔

### انیسواں واقعہ: فتح قسطنطنیہ (ترکی)

قسطنطنیہ یا آستانہ یا استنبول خلافت کے مرکز ترکی کا دار الحکومت ہے جس پر ستر  
 ہزار بنو اسحاق (اہل کتاب جو آخری زمانے میں حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہوں گے)  
 قسطنطنیہ کو لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے فتح کر لیں گے۔ شہر کی فصیل  
 گر جائے گی اور وہ اس میں داخل ہو جائیں گے۔ (صحیح مسلم)۔ سبحان اللہ یہ فتح خروج  
 دجال سے فوری پہلے ہوگی، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ یعنی یہ واقعہ ابھی  
 تک نہیں ہوا۔ مجھے امید ہے کہ دین کے نام پر بات کرنے والے ایسے معاملات کے  
 متعلق بات نہ کریں جن کا ان کو علم ہی نہیں۔ عنقریب مسلمان قسطنطنیہ کو اسی طرح دوبارہ

فتح کر لیں گے جیسا کہ انہوں نے پہلی مرتبہ فتح کیا تھا۔

### بیسواں واقعہ: مسیح الدجال کا ظہور

جو نبی مسلمان قسطِ ظنیہ کو فتح کر لیں گے دجال غصے میں بیچ و تاب کھاتا ہوا نکلے گا، غصہ اس بات کا کہ مسلمان مسلسل حیرت انگیز فتوحات حاصل کرتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ زمین میں چالیس روز تک شرارتیں کرتا رہے گا۔ ایک دن درازی میں ایک برس کی مانند ہوگا، دوسرا دن مہینے کی مانند ہوگا اور تیسرا دن پورے ہفتے کی مانند ہوگا اور باقی ایام ہمارے دنوں کی مانند ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ ہمیں ان طویل دنوں کے درمیان میں نمازوں کا صحیح اندازہ لگانا چاہئے، یعنی پہلے روز سال بھر کی نماز، دوسرے روز مہینے بھر کی نماز پڑھیں اور اسی طرح باقی ایام کا اندازہ لگا کر نماز ادا کرتے رہیں۔

### اکیسواں واقعہ: عیسیٰ کا نزول، دجال کا قتل اور یاجوج ماجوج کا ظہور

مسیح دجال کی زندگی کے آخری روز عیسیٰ کا نزول ہوگا۔ وہ دجال کا تعاقب کریں گے۔ وہ اسے فلسطین میں باب لد (لد کا دروازہ) پر چالیں گے اور اپنے نیزے سے قتل کر دیں گے۔ اس کے ستر ہزار یہودی پیروکار پتھروں اور درختوں کے پیچھے چھپتے پھریں گے۔ مسلمان ان کو مہدی کی قیادت اور عیسیٰ کی نگہداشت میں قتل کر دیں گے۔ اس طرح زمین الحمد للہ نجاست اور خباثت سے پاک ہو جائے گی۔ پھر جلد ہی یاجوج اور ماجوج کا خروج ہوگا۔ وہ سب کے سب عیسیٰ کی بد دعا سے مرجائیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ کی دعا سے سمندر کا ایک پرندہ آئے گا، وہ مردوں کو وہاں پھینک دے گا جہاں اللہ کا حکم ہوگا اور زمین ان کی بدبو سے صاف ہو جائے گی۔

### بائیسواں واقعہ: رومیہ (اٹلی) کی فتح

اس کے بعد مسلمان اٹلی کے دار الحکومت رومیہ کی فتح کا قصد کریں گے اور وٹیکان میں داخل ہو جائیں گے۔

### تیسواں واقعہ: مہدی اور ان کے بعد عیسیٰ کی وفات

نزولِ عیسیٰ کے بعد مہدی زیادہ دیر زندہ نہیں رہیں گے۔ زیادہ سے زیادہ برس دو



برس زندہ رہیں گے پھر وہ وفات پا جائیں گے۔ مسلمان ان کے بعد عیسیٰؑ کی زیر نگہداشت ایک اور آدمی یعنی قحطانی کو خلیفہ بنالیں گے۔ وہ مہدی کا سا چلن اختیار کرے گا۔ وہ مہدی سے کم نہ ہوگا بلکہ فضیلت اور خیر میں اس کے برابر ہوگا۔ پھر عیسیٰؑ مہدی سے چند سال (پانچ یا چھ سال) بعد وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

### چوبیسواں واقعہ: کعبہ کی بربادی اور قیامت کی بڑی نشانیوں کا آغاز

چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی کعبہ پر مسلط ہو جائے گا۔ وہ کعبہ کو برباد کر دے گا اور اس کا ایک ایک پتھر اکھاڑ پھینکے گا، پھر تھوڑی دیر بعد سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور صفا کے شگاف سے ایک دیو ہیکل چوپایہ نکلے گا جو لوگوں سے بات کرے گا اور ان کو طور طریقے سکھائے گا۔ چنانچہ مؤمنوں کے چہرے روشن جبکہ کافروں کے چہرے تاریک ہو جائیں گے۔ پھر آسمان پر سفید دھواں ظاہر ہوگا جو مسلمانوں کے لئے رحمت اور کافروں کے لئے قہمت ثابت ہوگا۔ پھر شام کی جانب سے نرم ہوا چلے گی جو تمام مؤمنوں کی روح قبض کر لے گی اور کافروں کے سوا کوئی بھی نہیں بچے گا۔ پھر تین گہن لگیں گے، مشرق میں، مغرب میں اور سرزمین عرب میں۔ پھر یمن کی جانب سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو حشر کے میدان میں اکٹھا کرے گی۔ پھر قیامت آجائے گی۔ ساری کائنات فنا ہو جائے گی اور اپنی اصل حالت یعنی دھند (nebula) اور بھاپ کی شکل کی طرف لوٹ جائے گی۔

یہ آخری زمانے کے واقعات کی ترتیب کے سلسلہ کا آخری بیان ہے۔ ہم نے دنیا کی عمر کے آخری عرصہ کے واقعات کی وضاحت کر دی ہے۔ ان کا آغاز کویت پر عراق کے حملہ یعنی فتنۃ السراء (خوشحالی کا زمانہ) سے ہوگا۔ اس کے بعد تاریک فتنہ یعنی خون خرابے، جنگ و جدال اور شور و شغب کا فتنہ بپا ہوگا جو حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے ساتھ ختم ہو جائے گا، کیونکہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے گی۔ زمین کے سینے سے خیر و برکت نکلے گی، دشمنی اور کینہ پروری اٹھ جائے گی، ہر بخار میں مبتلا کا بخار اتر جائے گا،

یہاں تک کہ بچہ اپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں ڈالے گا اور وہ اسے کچھ نہ کہے گا اور ایک بچی اس شیر کو ضرر پہنچا سکے گی جو اسے ضرر پہنچائے گا۔ لوگ امن و چین اور پیار و محبت سے رہیں گے۔ پھر قیامت کی بڑی علامتیں ظاہر ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سلامت رکھے۔ آمین

## انتباہ

اُمّتِ مسلمہ کو آخری وارننگ دینے سے پہلے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آخری زمانے کے واقعات کا ثبوت اور ان کی ترتیب کا تسلسل بہت ہی اہم ہے۔ یہ باتیں ہم نے انکل پچو اور بغیر سوچے سمجھے نہیں کی ہیں، بلکہ خونیں معرکوں اور فتنوں کے بارے میں تمام احادیث و آثار کا جامع اور سیر حاصل مطالعہ کیا ہے۔ میں اللہ سے تو درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری تقصیروں اور لغزشوں کو معاف فرمائے اور ساتھ ہی ساتھ دین کے نام پر گفتگو کرنے والوں سے امید رکھتا ہوں کہ وہ فتنہ و فساد اور خونیں معرکوں کے بارے میں احادیث کا دقت نظر سے مطالعہ کریں، ان کے احکام کو سمجھیں اور بعض حادثات کا انکار کر کے یا واقعات کی ترتیب و تاریخ کو خلط ملط کر کے معاملات کو مت الجھائیں اور نہ ہی اس آدمی کی روش اپنائیں جو مثال کے طور پر ظہور مہدی یا عالمی جنگ ہر مجدون (Armageddon) کا منکر ہے یا قسطنطنیہ اور رومیہ کی فتح کا انکار کرتا ہے یا اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ ان یہودیوں سے مسلمانوں کی لڑائی جن کے بارے میں شجر و حجر بول بول کر بتائیں گے، ظہور مہدی سے پہلے ہوگی یا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مغرب سے سورج کا طلوع قیامت کی سب سے پہلی بڑی نشانی ہے نہ کہ مسیح دجال کا خروج۔ اس قسم کی فضول باتوں اور خلط بحث کا شکوہ ہم اللہ سے کرتے ہیں۔ معاملہ کافی سنجیدہ ہے۔ کسی قسم کا شبہ اور خلط بحث بہت زیادہ نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ کیا بنے گا اگر مہدی کا ظہور ہو گیا اور لوگ اس کا انکار کرتے رہے۔ اس طرح تو وہ کفر کے مرتکب ہوں گے۔ کیا بنے گا اگر دجال کا خروج ہو گیا اور کہنے والے کہتے رہے کہ سب سے پہلی نشانی تو سورج کا مغرب سے نکلنا ہے؟ ہو سکتا ہے کہ اصلی فتنوں کے علاوہ ہم بہت سے



دوسرے فتنوں کا شکار ہو جائیں۔ مزید جھنجھٹ کی ہمیں کیا ضرورت ہے۔ سب سے خطرناک شبہ اور الجھن تو وہ ہے جسے بعض حقیقت سے نا آشنا لوگ پیدا کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ اسلامی خلافت کو لازمی طور پر مہدی سے پہلے ظاہر ہونا چاہئے۔ اپنی کتاب عمر الامۃ (اُمت مسلمہ کی عمر) اور القول المبین میں میں نے ان کو مسکت جواب دیا ہے۔ یہ جواب احادیث، علماء کے اقوال، عقل و نقل، منطق اور دلیل پر مبنی ہے جس سے اس شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ مہدی سے پہلے خلافت کا وجود نہیں۔

واقعات کی ترتیب کے سلسلہ کا یہ آخری بیان ہے۔ ہم نے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ مذکورہ واقعات کے بارے میں احادیث کی طرف صرف اشارہ کر دیا جائے اور ان کے متن کو بیان نہ کیا جائے، تاکہ بات لمبی نہ ہو جائے اور کتاب اپنے مقصد سے ہٹ نہ جائے۔ جہاں تک ممکن ہوا ہم نے اس مقصد کو پیش نظر رکھا ہے۔ ان تمام احادیث کا اس کتاب میں یا ”اُمت مسلمہ کی عمر“ اور ”القوم المبین“ نامی کتابوں میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

حمد و شکر کا سزاوار ہے وہ جو ساری کائنات کا رب ہے۔

## آٹھواں بیان پس چہ باید کرد؟

### نجات کے قریبی سفینے

جو آدمی ان آنے والے گونگے اور بہرے، گھٹا ٹوپ، تیرہ و تاریک فتنوں کا علم رکھتا ہے جو عراق کو ایسا رگڑا دیں گے جیسے چمڑے کو زمین پر پٹکا اور رگڑا جاتا ہے، جو شام کو ایسے ادھیڑ اور بکھیر کر رکھ دیں گے جیسے بالوں کو ادھیڑا اور بکھیرا جاتا ہے، جو مصر کو ایسے ریزہ ریزہ کر دیں گے جیسے خشک اور سوکھی مینگنی کو ریزہ ریزہ کیا جاتا ہے یا جیسے روٹی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے شرید (شوربہ) میں ڈالا جاتا ہے، جو جزیرہ عرب کو اپنے ہاتھوں اور ٹانگوں سے چوٹیں لگائیں گے لیکن یہ پتہ نہ چلے گا کہ چوٹیں کون لگا رہا ہے اور تھپڑ کون مار رہا ہے، جو آدمی یہ سمجھتا ہے کہ یہ فتنے رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق آ کر رہیں گے اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ پوچھے کہ کیا کوئی نجات کی راہ بھی ہے؟ کیا ان سے بچنے کا راستہ بھی ہے؟

ہمارا جواب یہ ہے کہ جو اللہ بیماری نازل کرتا ہے وہ اس کا علاج بھی بتاتا ہے۔ جس نے اسے جاننا ہوتا ہے وہ جان لیتا ہے اور جو نہیں جاننا چاہتا وہ جاہل رہتا ہے۔ کیونکہ احادیث اور آثار میں جس طرح فتنوں اور کشت و خون کی تفصیل بیان ہوتی ہے اسی طرح ان سے نجات کی راہوں کی بھی اتنی دقیق تفصیل ہے کہ کوئی چھوٹا بڑا واقعہ چھوٹا نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ہمارے لئے ہر آنے جانے والے واقعے کے بارے میں معلومات چھوڑی ہیں۔ ان معلومات کو جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جاننا تھا جان لیا اور جو نہ جاننا چاہتے تھے انہوں نے نہ جانا۔ جاننے والوں میں جنہوں نے ان معلومات کو یاد کرنا تھا انہوں نے یاد کر لیا اور جنہوں نے بھولنا تھا انہوں نے بھلا دیا اور جنہوں نے یاد رکھا وہ کم بلکہ نایاب تھے۔ جنہوں نے بھلایا انہوں نے ایک بڑی حکمت کے تحت



انہیں بھلایا، یہ حکمت اللہ کی قضا ہے اور اس کی قضا پر اس کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ جس طرح آخری زمانے کے فتنوں اور کشت و خون کے بارے میں احادیث اور آثار غیر معروف ہیں اور ان مخطوطات اور کتابوں میں ثبت ہیں جن کا حصول آسان نہیں (یہ بات میں پیچھے ہٹا چکا ہوں) بعینہ اسی طرح وہ آثار جن میں ایسی نبوی ہدایات اور قیمتی نصیحتیں ہیں جو نجات کی راہوں پر روشنی ڈالتی ہیں، غیر معروف ہیں۔ اسی لئے وہ قدیم و جدید دور میں لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو خاص طور پر ان کا علم عطا کیا تاکہ وقت آنے پر وہ ان کو نشر کر سکیں۔

واقعات و حادثات کی تفصیل بیان کرنے کے بعد ہم اس مختصر بیان میں نجات کی اُن راہوں پر روشنی ڈالیں گے جن کا پتہ ہمیں سنت رسول ﷺ سے چلتا ہے۔ پہلے ہم ان مشہور احادیث و آثار کو بیان کریں گے جن کی تخریج صحیحین اور مشہور سنن و مسانید نے کی ہے، جیسے صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسند احمد، سنن ابی داؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ وغیرہ۔ پھر ہم ان آثار کا ذکر کریں گے جو مخفی اور غیر مشہور ہیں، لیکن سند کے اعتبار سے ان آثار کی صحت اور ضعف کے بارے میں ہم شدت نہیں برتیں گے، کیونکہ یہ تو صرف نصیحتیں اور ارشادات ہیں جن کا شمار ان فضائلِ اعمال سے ہے جن کو قبول کرنے کے بارے میں علماء نے تسابُل سے کام لیا ہے، خواہ ان کی سند ضعیف ہی کیوں نہ ہو۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ ان کا ضعف نہ تو اتنا زیادہ ہے اور نہ وہ موضوع شمار ہوتے ہیں۔

پیش خدمت ہیں راہِ نجات کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی ہدایات۔ یہ راستے کے روشن نشانات ہیں جن کی روشنی میں انسان آنے والے فتنوں کی تاریکیوں میں منزل تلاش کر سکتا ہے اور مہلک و خون ریز معرکوں کے بیابانوں میں نجات حاصل کر سکتا ہے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں چھوٹے بڑے ہلاک کر دینے والے اور گمراہ کر دینے والے ظاہری اور باطنی فتنوں سے بچائے۔ آمین!

پہلی ہدایت

عراق سے، اس کی سرزمین سے، اس کے عوام سے اور سونے کے پہاڑ سے دُور

رہنا۔ صحیح بخاری اور مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جبکہ آپ قبلہ رو تھے: ”خبردار! فتنہ یہاں ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔“

مشرق سے یہاں عراق اس کی سرزمین اور وہاں کے لوگ مراد ہیں۔ صحیح مسلم نے اس حدیث میں سالم بن عبد اللہ بن عمر کے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: ”اے اہل عراق! تم چھوٹے چھوٹے گناہوں کے بارے میں سوال کرتے ہو اور بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرتے ہو!“ اور ابو داؤد نے انسؓ کی روایت بیان کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”لوگ شہر بنائیں گے ان میں سے ایک شہر کا نام بصرہ یا بصیرہ ہوگا اگر تمہارا اس کے آس پاس سے گزر ہو یا تم اس میں داخل ہو تو اس کی شور زمین سے، کلاء کے بازار سے، اور اس کے امراء کے دروازوں سے بچنا اور اس کے مضافات میں رہنا، کیونکہ وہاں لوگ زمین میں دھنس جائیں گے ان پر پتھر برسائے جائیں گے ان کو جھٹکے لگیں گے وہ وہاں رات بسر کریں گے تو صبح ان کی شکل بندروں اور سوروں میں مسخ ہو جائے گی۔“

اور ثعلبی کی روایت ہے: ”..... دنیا جہان کے جابر وہاں اکٹھے ہوں گے۔“ (دیکھئے امام قرطبی کی کتاب التذکرۃ، باب الفتن) رہی بات سونے کے پہاڑ کی جو عراق میں دریائے فرات کے پیچھے ہٹنے سے برہنہ ہو جائے گا تو اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: ”قریب ہے کہ فرات سونے کے پہاڑ سے پیچھے ہٹ جائے چنانچہ جو بھی اس وقت موجود ہو اس میں سے کچھ بھی نہ لے۔“ بخاری نے کتاب الفتن میں اس روایت کو حضرت ابو ہریرہؓ کی سند سے بیان کیا ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے: ”اس پہاڑ پر مسلمان ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوں گے تو سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے اور ان میں سے ہر آدمی کہے گا، ہو سکتا ہے کہ میں بچ جاؤں!“

”اے عبد اللہ عراق سے بچنا، بارِ دگر بچنا، وہ نفاق کی سرزمین ہے وہاں کے سونے کے پہاڑ سے دور رہنا!“ یہ ہے پہلی ہدایت۔



دوسری ہدایت: دھنسنے والے لشکر میں شامل نہ ہونا، اگر ہو سکے تو مہدی کی بیعت میں جلدی کرنا جو بدنصیب لشکر مہدی کے ساتھ لڑنے کے لئے بھیجا جائے گا وہ مسلمانوں کا لشکر ہوگا۔ ان میں سے کچھ تو ایسے ہوں گے جن کو لڑائی پر مجبور کیا گیا ہوگا لیکن کچھ اراداً علی وجہ البصیرت لڑنے کے لئے آئیں گے۔ ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، پھر ان کا حشر اپنی اپنی نیتوں کے مطابق ہوگا۔ تیرا خاتمہ منحوس طریقے سے نہیں ہونا چاہئے کہ تو دھنس کر مر جائے خواہ تجھے تیری نیت کے مطابق ہی کیوں نہ اٹھایا جائے۔ پھر مہدی کی بیعت میں جلدی کرنا۔ تجھے اس کی صفات اور اس کے ظہور کی علامات تو پہلے سے ہی معلوم ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: ”پناہ لینے والا بیت اللہ میں پناہ لے گا، اس کی طرف فوج بھیجی جائے گی، جب وہ بیابان (کھلے میدان) میں پہنچے گی تو زمین میں دھنس جائے گی۔“ (بخاری و مسلم وغیرہ نے اس روایت کو اُم سلمہؓ اور عائشہؓ سے روایت کیا ہے۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

آپ ﷺ فرماتے ہیں: ”..... جب تم اسے دیکھو تو اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف پر سے گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے، کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔“ (احمد اور حاکم نے اسے ثوبان سے روایت کیا ہے اور بخاری اور مسلم کی شروط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے موافقت کی ہے۔ مصطفیٰ عدوی نے اس صحیح المسند میں اسے صحیح گردانا ہے۔)

تیسری ہدایت: اس مرحلہ کے احکام سیکھ اور اسے اپنے رب کی جانب سے یقین جان آخری زمانہ کے حادثات کے بارے میں احکام سیکھنا تجھ پر واجب ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ تو اللہ پر یقین کو مضبوط کرے اور اپنے رب کے ساتھ تعلقات استوار کرے، کیونکہ فتنے کسی کو بھی تھپڑ مارے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ جو ان کو پہلے سے جانتا ہوگا بچ جائے گا اور جس کا ایمان قوی ہوگا اور اللہ پر پختہ یقین ہوگا وہ کامیاب ہو جائے گا۔ نعیم بن حنظلہ نے اپنے سلسلہ سند کے ساتھ ابو ثعلبہ شہنی سے روایت کی ہے کہ: ”اس طویل و عریض دنیا کی بشارت ہو جو تمہارا ایمان کھا جائے گی۔ تم میں سے جو اپنے رب

پر یقین رکھے گا اس کے پاس فتنہ سفید اور روشن حالت میں آئے گا اور جو اپنے رب کے بارے میں متشکک ہوگا تو اس کے پاس فتنہ تیرہ و تاریک حالت میں آئے گا پھر اللہ کو اس کی پرواہ نہ ہوگی کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔

چوتھی ہدایت: اگر ہو سکے تو حجاز یا شام یا بیت المقدس یا جبل طور پر نکلے رہنا

خونین معرکوں میں جائے پناہ شام ہے، دجال کے خلاف جائے پناہ مکہ اور مدینہ اور شام یا ساحلی علاقے ہیں۔

نعیم بن حماد نے ”الفتن“ میں ضمہ بن حبیب سے روایت کی ہے کہ: ”جڑ کاٹ دینے والے فتنہ میں سب سے بڑھ کر نجات پانے والے ساحلی علاقوں یا حجاز کے لوگ ہوں گے۔“

انہوں نے ایسے سلسلہ سند کے ساتھ کثیر بن مرہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: ”اسلام کے گھر کا محفوظ ترین حصہ شام ہے۔“ اور زیادہ واضح الفاظ میں شام کی تخصیص درج ذیل اثر میں بیان ہوئی ہے:

”خون ریز معرکوں میں مسلمانوں کی جائے پناہ ایک شہر ہے جس کا نام دمشق ہے۔“

نعیم بن حماد نے اپنے سلسلہ سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”بے شک دجال چار مسجدوں، مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد طور سینا اور مسجد اقصیٰ کے سوا ہر گھاٹ پر پہنچے گا۔“

پانچویں ہدایت: جب تم رمضان میں آسمانی علامتوں یعنی دم دار ستارے کو دیکھو اور خوفناک بھیاں آواز سنو تو تسبیح و تہلیل کا سہارا لو اور اپنے گھر والوں کے لئے کھانے پینے کی چیزیں تیار کر لو

ظہور مہدی سے پہلے رمضان کے مہینہ میں آسمان پر کچھ نشانیاں ظاہر ہوں گی جن کا ذکر میں نے چھٹے بیان ”المہدی“ میں ”ظہور مہدی کے قرب کی علامات“ کے عنوان کے تحت کر دیا ہے۔ ان میں سے بعض تو خوفناک اور بھیاں ہوں گی، جیسے دھماکہ اور بھیاں آواز جو زمین کے ساتھ ٹوٹے ہوئے ستاروں کے ٹکراؤ سے بھی پیدا ہو سکتی ہے، کیونکہ جب یہ فضا کے غلاف (quater layer) سے ٹکراتے ہیں تو ایک مہیب آواز پیدا



کرتے ہیں یا ہو سکتا ہے کہ یہ آواز ایٹم بم کے پھٹنے یا کسی اور وجہ سے آئے۔

آسمان سے نازل ہونے والے اس خوف سے بچنے کا راستہ آثار نے ہمارے لئے واضح کر دیا ہے۔ اللہ حی و قیوم کی قسم! بادلوں کی گھن گرج دلوں میں خوف بھر دیتی ہے حالانکہ اس کا مقابلہ رمضان میں ہونے والے اس دھماکہ سے کیا ہی نہیں جاسکتا۔ مذکورہ بیان میں جو اثر مروی ہے اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جب ہم اس دھماکے اور اس کی علامات کو محسوس کریں تو ہم اپنے گھروں میں داخل ہو کر دروازے اور کھڑکیاں بند کر لیں اور اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر پڑھیں سُبْحَانَ الْقُدُّوسِ . رَبَّنَا الْقُدُّوسِ (یعنی میں اللہ کی عیوب و نقائص سے پاکیزگی بیان کرتا ہوں)

اس وقت ہم یقینی طور پر جان جائیں گے کہ فتنوں کا واقعی آغاز ہو چکا ہے اور مہدی کے ظہور میں صرف تین ماہ باقی رہ گئے ہیں، پھر ہم اپنے گھر والوں کے لئے اتنی کھانے پینے کی چیزیں تیار کر لیں گے جو فتنوں اور بحرانوں سے پُر ایک لمبی مدت کے لئے کافی ہوں گی۔

نعیم بن حماد نے اپنے سلسلہ روایت میں کثیر بن مرہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا: ”رمضان کے حادثات کی نشانی آسمانی علامت ہے۔ اس کے بعد لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ اگر تو وہ زمانہ پائے تو جس قدر ہو سکے بہت سی کھانے پینے کی چیزیں جمع کر لینا۔“

اور انہوں نے خالد بن معدان کی سند سے روایت کی ہے: ”جو اس زمانہ کو پائے وہ اپنے گھر والوں کے لئے سال بھر کی خوراک تیار کر لے۔“

چھٹی ہدایت: ان تمام گروہوں سے علیحدہ رہنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ”ایک وقت آئے گا کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بھیڑ بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑ کی چوٹی اور بارش کے مقامات پر چلا جائے گا تاکہ وہ اپنے دین کو لے کر فتنوں سے بھاگ جائے۔“ (۱)

(۱) صحیح بخاری: ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت، کتاب الفتن، فتح الباری ۴۰/۱۳۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے ابن حجر نے ”فتح الباری“ میں لکھا ہے: ”سلف صالحین“ میں ”عزالت“ کے بارے میں اختلاف پاتا جاتا ہے..... یہ اس صورت میں ہے جب فتنہ عام نہ ہو، لیکن اگر فتنہ عام ہو جائے تو پھر عزالت کو ترجیح دی گئی ہے۔

بخاری میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی طویل حدیث بیان ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا:..... میں نے پوچھا: اگر میری زندگی میں یہ حالات پیدا ہو جائیں تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ ہو جانا“۔ میں نے پوچھا: اگر ان کی نہ جماعت ہو نہ امام؟ آپ نے فرمایا: ”ان تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جانا خواہ تمہیں درخت کی جڑ کو کاٹ کر کھانا پڑے یہاں تک کہ موت تمہیں اسی حالت میں آئے۔“<sup>(۱)</sup>

اور بخاری ہی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے: ”عنقریب ایسے فتنے پیا ہوں گے جن میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا“ جو ان سے دو چار ہوگا وہ اس کے درپے ہو جائیں گے، پس جسے جائے پناہ ملے وہ ضرور پناہ لے لے۔“<sup>(۲)</sup>

دوسری حدیث جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بخاری نے اسے ایک باب کے تحت بیان کیا ہے جس کا عنوان ہے ”اگر مسلمان ادنیٰ درجہ کے لوگوں کے درمیان رہ گیا“۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ لفظ ”حُثَالَة“ اس حدیث سے لیا گیا ہے جس کو طبری نے حضرت ابو ہریرہ کی سند سے بیان کیا ہے اور ابن حبان نے جسے صحیح قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے عبد اللہ بن عمرو! اگر تو ادنیٰ درجہ کے لوگوں کے درمیان رہ گیا تو پھر تو کیا کرے گا؟ وہ لوگ تو ایسے ہیں جنہوں نے اپنے عہد و پیمان اور امانتوں کو ضائع کر دیا، پھر وہ ایسے ہو گئے“ اؤ آپ نے اپنی انگلیوں کو آپس میں پیوست کر لیا۔ انہوں نے پوچھا: میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ نے

(۲) صحیح بخاری: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت، کتاب الفتن ۳۵/۱۳

(۳) صحیح بخاری: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت، کتاب الفتن ۳۰/۱۳



فرمایا: ”عام لوگوں کو چھوڑ کر خاص لوگوں کے ساتھ مل جانا“۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس زمانہ میں عہد و پیمان برباد ہو گئے ہیں، امانتیں ضائع ہو گئی ہیں اور سوائے ان کے جن پر اللہ کی رحمت ہے، سب کے ضمیر بگڑ چکے ہیں۔

ساتویں ہدایت: تجھ پر لازم ہے کہ پاکیزگی اور پوشیدگی اختیار کرے

اور ڈوبنے والے کی طرح دعا مانگے

نعم بن حماد نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”فتنوں کے درمیان سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہوگا جو چھپا رہے اور پاک و صاف رہے، اگر سامنے آئے تو کوئی اسے پہچان نہ سکے اور اگر سامنے نہ ہو تو کوئی اس کا حال احوال نہ پوچھے۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ بدنصیب وہ خطیب ہوگا جو بلند آواز سے فصیح و بلیغ خطبہ دے گا اور وہ سوار ہوگا جو سواری کو تیز دوڑنے پر مجبور کرے گا۔ ان فتنوں کے شر سے وہی نجات پائے گا جو سمندر میں ڈوبنے والے کی طرح خلوص سے دعا مانگے گا۔“ (۱)

تجھ پر واجب ہے کہ دل کی تطہیر کرے اور اسے ریاکاری، غرور و کبر یا ئی اور حسد جیسی امراض سے صاف کرے۔ یہ بیماریاں دلوں کو مُردہ کر دیتی ہیں۔ چنانچہ وہ فتنوں کے دوران استقامت نہیں دکھاتے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں سلامت رکھے۔

رہی نمود و نمائش کی چاہت اور شرف و جاہ کی تمنا، یہ سراسر بدنصیبی اور تباہی کا باعث ہے۔ اور گڑگڑا کر خلوص کے ساتھ ایسے دل سے دعا مانگ جو زبان کے ساتھ قطعی ہم آہنگ ہو۔ ایسی دعا جو سمندر میں ڈوبنے والا مانگتا ہے۔ یہ دعا اس کے دل و دماغ سے بلکہ اس کے ہر عضو اور سرمو سے نکلتی ہے، اور کیسے نہ نکلے، کیونکہ ڈوبنے والا تنکے کا سہارا لینے سے گریز نہیں کرتا۔ بخدا یہی وہ دعا ہے جو فتنوں میں کام آئے گی۔ ابھی سے پابندی کے ساتھ مانگنا شروع کر دے۔

آٹھویں ہدایت: مسیح دجال کے قصے کو جان، تاکہ اس کی وجہ سے تو آزمائش میں نہ ڈالا جائے، پابندی سے تسبیح و تحمید اور تہلیل و تکبیر میں مشغول ہو جا، تو اس کے کھانے پینے سے بے نیاز ہو جائے گا

ایک عظیم الشان حدیث میں، جسے ابوامامہؓ نے ہمارے لئے روایت کیا ہے، اللہ کے رسول ﷺ ہمیں سکھاتے ہیں کہ دجال کے زمانہ میں ہم بھوک اور پیاس کا کیسے سامنا کریں۔ راوی کہتا ہے: ..... پوچھا گیا اے اللہ کے رسول! ان دنوں کون سی چیز لوگوں کے لئے حیات بخش ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا: ”تسبیح (سبحان اللہ کہنا) تحمید (الحمد للہ کہنا) تکبیر (اللہ اکبر کہنا) کھانے اور پینے کی جگہ ان کے اندر سرایت کر جائے گی۔“ (۱) کس قدر عظیم ہے یہ حدیث! لوگوں کو اسے ذہن نشین کرنا چاہئے اور اسے اپنے عمل کی بنیاد بنانا چاہئے۔ دجال کے زمانہ میں اس حدیث سے بھوک اور پیاس کے فتنے کا سامنا کیا جاسکتا ہے۔ پس اللہ کے ذکر اور قرآن کریم کی تلاوت میں لگے رہیں۔ ابھی سے فراخی کے زمانہ میں قیام اللیل کی عادت ڈالیں، تنگی کے زمانہ میں یہ بات تمہاری معاون ہوگی۔

ہدایات میں سے ایک ہدایت یہ بھی ہے کہ آپؐ پر واجب ہے کہ یا تو پوری سورہ کہف حفظ کر لیں یا کم از کم اس کی پہلی دس یا آخری دس آیات یاد کر لیں، تاکہ تم دجال کے خروج کے وقت ان کی تلاوت کر سکو۔ اس صورت میں وہ آپؐ کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اور جب آپؐ اُس کو دیکھیں اُس پر تھوکیں، کیونکہ وہ شیطان ہے اور اس کے مقابلہ میں سورہ کہف کی ابتدائی یا انتہائی آیات تلاوت کریں، آپؐ کو اس سے نجات مل جائے گی۔

(۱) صحیح حدیث ہے جسے ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے ابوامامہؓ سے روایت کیا ہے اور وہ البانی کے سلسلہ احادیث صحیحہ میں حدیث نمبر ۲۳۵۸ ہے۔ ابن خزیمہ کا قول ہے: میں نے ابوالحسن الطنفسی کو کہتے سنا ہے کہ میں نے عبدالرحمن المحاربی کو کہتے سنا ہے کہ اس حدیث کو استاد کے حوالہ کرنا چاہئے تاکہ وہ کتب کے بچوں کو سکھا دے۔



# ہر مجدوں

## Armageddon

تو کیا جانے ہر مجدوں (Armageddon) کیا ہے!

☆ بے شک یہ بہت بڑی جنگ ہے، تباہ کن ایٹمی جنگ۔

☆ بے شک یہ بہت بڑا سٹریٹجک (تزویری) مقابلہ ہے۔

☆ بے شک یہ اتحادی عالمی جنگ ہے جس کا انتظار آج ساری روئے زمین کے رہنے

والے کر رہے ہیں۔

☆ بے شک یہ دینی اور سیاسی ٹکراؤ ہے۔

☆ بے شک یہ نئی صلیبی جنگ ہے۔

☆ یہ دیومالائی اژدہ کی جنگ (Dragon War) ہے جس کے کئی پہلو

ہوں گے۔

☆ بے شک یہ تاریخ کی سخت ترین اور درشت ترین جنگ ہے۔

☆ بے شک یہ خاتمے کی ابتداء ہے۔

☆ بے شک یہ ایک ایسی جنگ ہے جس سے پہلے مشکوک سلامتی پھیل جائے گی اور لوگ

کہنے لگیں گے امن اور سلامتی نازل ہو گئی ہے۔

☆ بے شک یہ ہر مجدوں (Armageddon) ہے۔

تیسری عالمی جنگ ہر مجدوں (Armageddon)

یہ عبرانی لفظ دو مقطعوں (syllables) سے بنا ہے۔ ”ہر“ بمعنی پہاڑ و

”مجیدو“ فلسطین کی ایک وادی کا نام ہے۔ اس کا مطلب ہوا مجیدو کا پہاڑ۔



# امام مہدی کے دوست و دشمن



مؤلف: مولانا عامر عمر





# اعلان

”تیسری جنگ“ تنظیم اور دجال جبکہ دوسری کتاب ”برمودا تکون اور دجال“ ہے۔  
آپ کے ہاتھوں میں یہ تیسری کتاب ہے۔

## امام مہدی کے دوست و دشمن

جلسا ساز بھائیوں سے درخواست ہے کہ خدا کا خوف کریں اور اس قدر  
اخلاقی بددیانتی کا ارتکاب نہ کریں۔

اسی طرح بعض لوگ ہماری کتابوں کو بغیر اجازت کے چھاپ رہے ہیں۔ اسی پر اس نہیں بلکہ یہ  
حضرات مولانا عاصم عمر کو قتل کرانے اور گرفتار کرانے کی دھمکیاں بھی دیتے ہیں، انکو بھی تنبیہ کی جاتی  
ہے کہ وہ ایسا نہ کریں۔

مذکورہ دونوں طرح کے حضرات کو ہم اچھی طرح جانتے ہیں، اگرچہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ  
بہت خفیہ رہ کر کام کر رہے ہیں۔

کتب فروش حضرات سے بھی درخواست ہے کہ ایسے خائن لوگوں کے ساتھ تعاون نہ کریں۔  
اور ہماری کتب کے حوالے سے انکے ساتھ کوئی معاملہ نہ کریں۔

## نوٹ

ادارے نے قارئین کے پرزور اسرار پر اس دفعہ اس کتاب کے دو ایڈیشن شائع کیے ہیں  
ایک اعلیٰ پتھر پر جس کی رعایتی قیمت 125/- روپے اور دوسرا لوکل پتھر پر جس کی رعایتی قیمت 100/- روپے ہے

منجانب ادارہ الحجۃ پبلیکیشن



# امام مہدی کے دوست و دشمن

تالیف

مولانا عاصم عمر

ناشر

الہجرہ پبلیکیشن کراچی

alhijrahpublication@yahoo.com

موبائل: 0312-2117879

محمد ظاہر  
اسلامی کتب خانہ  
0300-5066124

## حملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

اس کتاب کے بارے میں "الہجرہ پبلیکیشن" کی تحریری اجازت  
 کے بغیر کسی شخص کے بغیر اس کتاب کے بارے میں کسی خلاف کا پی رائٹ ایکٹ  
 کے تحت سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔

امام محمدی کے دوست و دشمن

مولانا محمد

الہجرہ پبلیکیشن

مئی 2010ء

کتاب کا نام

رقم

ناشر

طبع اول

## ملنے کے پتے

اسلامی کتب خانہ نزد جامعہ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔ فون: 021-34927159

مکتبہ فاروقیہ نزد جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی، کراچی۔ فون: 021-34594114

ادارۃ الانور، دوکان نمبر 2، بنوری ٹاؤن، کراچی۔ فون: 021-34914596۔ موبائل: 0332-2204487

مکتبہ انعمیہ، دوکان نمبر 24، قاسم سینٹر، اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32216814۔ موبائل: 0345-2151205

ادارہ تحقیقات، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 0333-4380927

قرآن نحل، اقبال مارکیٹ، کمپنی چوک، راولپنڈی۔ موبائل: 0321-5123698

اسلامی کتب گھر خیابان سرسید راولپنڈی۔ فون: 051-4847585۔ موبائل: 0300-5065172

قاری طلحہ محمود ہمدانی ملت ٹاؤن فیصل آباد۔ موبائل: 0321-6633744

لائسنسی اسٹیشنرز کالج روڈ کیمپل ایبٹ آباد۔ موبائل: 0334-5571296

المستاز کتب خانہ، قصہ خوانی، پشاور۔ موبائل: 0300-5945640





- 11 ————— انتساب ○  
 12 ————— پیش لفظ ○  
 15 ————— حال سے مستقبل تک (از: مفتی ابوبہ شمسو رمدہ عین)

### پہلا باب

- 18 ————— فتنوں کا بیان، فتنوں سے غفلت... آخر کیوں؟ ○  
 21 ————— دنیا کا فتنہ ○  
 22 ————— جادوگرئی سے ڈرو ○  
 23 ————— صحابہ رضی اللہ عنہم کا دنیا کے فتنے سے ڈرنا ○  
 26 ————— دین سے دنیا کمانا ○  
 26 ————— مال حلال کے کم ہو جانے کی پیشن گوئی ○  
 26 ————— گانے بجانے کا فتنہ ○  
 27 ————— فتنہ نساء ○  
 29 ————— عورتوں کے سرکش ہو جانے اور جوانوں کے فاسق ہو جانے کا بیان ○  
 31 ————— عورتوں کے بڑے آپریشن کی پیشن گوئی ○  
 32 ————— قلم کا عام ہو جانا ○  
 32 ————— آثارِ قدیمہ دیکھنے کی ممانعت ○  
 34 ————— کافروں اور اللہ کے نافرمانوں کے ساتھ رہنے کی ممانعت ○  
 35 ————— ”لیس منا“ کا معنی ○  
 36 ————— قتل کا حکم دینے والے کے بارے میں ○  
 37 ————— مسلمان کے قتل پر مدد کرنے والا ○  
 ————— گرم پتھروں کی طرح فتنے ○

- 41 ..... قومیت اور وطنیت کا فتنہ، قومیت اور اسلام ○
- 42 ..... وطنیت بمقابلہ اسلام ○
- 44 ..... سیدنا نوح علیہ السلام کو وطن چھوڑ کر کشتی میں بیٹھنے کا حکم ہوا اور یہ دعا سکھلائی ○
- 46 ..... کیا وطن نسبت ایمان ہے؟ ○
- 46 ..... جہاد کیا ہے؟ ○
- 48 ..... ایمان اور نفاق ○
- 48 ..... نفاق کی نشانیاں ○
- 49 ..... نفاق کی ایک علامت..... نہ جہاد کیا، نہ جہاد کی تیاری ○
- 50 ..... کسی مسلمان کو کافر یا منافق کہنا ○
- 52 ..... عالم اسلام کے ناسور..... منافقین ○
- 53 ..... اپنے بارے میں نفاق سے ڈریئے ○
- 56 ..... مؤمن و منافق کا گناہ ○
- 58 ..... منافقین قرآن کی نظر میں ○
- 59 ..... کافر حکمرانوں سے ملاقاتیں ○
- 59 ..... جہاد کے خلاف بولنے میں احتیاط کیجئے ○
- 60 ..... کافروں کو دوست بنانے والوں کے لئے دردناک عذاب ○
- 60 ..... منافقین کافروں کو دوست کیوں بناتے ہیں ○
- 61 ..... کافروں کو دوست بنانے والے انہی جیسے ہیں ○
- 63 ..... مسلمانوں کے قاتل، بتوں کے پجاریوں کو دوست بنانے والے ○
- 63 ..... منافق سب کو اپنی طرح بنانا چاہتے ہیں ○
- 65 ..... اللہ پر توکل اور منافقین ○
- 65 ..... منافقین مسلمانوں سے الگ ہیں ○
- 65 ..... جہاد کا مذاق اڑانے والے منافق ہیں ○
- 66 ..... جہاد کے ذکر پر منافقین کا رد عمل ○
- 66 ..... اتحادی کافروں سے منافقین کی قسمیں وعدے ○
- 67 ..... خوش نما باتوں سے دھوکہ نہ کھائیئے ○



- 68 ○ جادو کا فتنہ
- 70 ○ علماء حق پر جادو کرنا
- 70 ○ دلوں میں پھوٹ ڈالنا
- 70 ○ ذہنوں کو قابو میں کرنا
- 71 ○ میاں بیوی میں تفریق
- 72 ○ جادو کی اقسام
- 72 ○ بڑے یہودی جادوگر
- 76 ○ راک فیلرز..... بے تاج بادشاہ
- 82 ○ نیلسن راک فیلر..... اقوام متحدہ کا بانی
- 82 ○ لارنس راک فیلر
- 83 ○ ڈیوڈ راک فیلر..... بڑا تاجر بڑا جادوگر
- 86 ○ جے راک فیلر..... عراق و افغانستان میں بے گناہ مسلمانوں کا قاتل
- 86 ○ گوانٹانامو بے، بگرام اور ابوغریب جیل میں وحشیانہ تشدد
- 86 ○ ”مہذب لوگ“ کا لے کر قوت
- 88 ○ خاندانی منصوبہ بندی یا غیر یہودی اقوام کی نسل کشی
- 89 ○ ایک سوال
- 90 ○ روتھ شیلڈ (Rothschild) خاندان
- 92 ○ یہودی شخصیات سے متعلق ایک وضاحت
- 93 ○ اسماعیلی فرقہ اور آغا خان فیملی
- 93 ○ اسماعیلیوں کے عقائد
- 94 ○ آغا خان کا نیا قرآن
- 94 ○ اسماعیلیوں میں تقسیم..... بوہری اور نزاری
- 94 ○ ٹارگٹ کلنگ کا ماہر..... حسن بن صباح
- 96 ○ اسماعیلیوں کی ہندوستان آمد
- 96 ○ دوسرا دور
- 97 ○ اسماعیلیوں کے خدا..... آغا خان

- 98 \_\_\_\_\_ آغا علی شاہ آغا خان دوم (1831-1885) ○
- 98 \_\_\_\_\_ سر سلطان محمد شاہ آغا خام سوم ○
- 99 \_\_\_\_\_ کریم الحسنی آغا خان چہارم ○
- 100 \_\_\_\_\_ حسن بن صباح اور آغا خان ○
- 102 \_\_\_\_\_ جادوگر سائنسدان ○
- 105 \_\_\_\_\_ رحمانی نظام بمقابلہ شیطانی نظام ○
- 106 \_\_\_\_\_ شیطان اولاد میں شریک ہو جاتا ہے ○
- 107 \_\_\_\_\_ مسلمان کے دفاع کا رحمانی نظام اور اسکو نقصان پہنچانے کی کوششیں ○
- 107 \_\_\_\_\_ احادیث میں مرغ کی اہمیت ○
- 110 \_\_\_\_\_ مساجد کے ساتھ لیٹرین ○
- 112 \_\_\_\_\_ جنات اچک لینگے..... رحمانی حصار میں آجائیے! ○
- 114 \_\_\_\_\_ کیا موجودہ فتنوں میں خاموش رہنا چاہئے؟ ○
- 118 \_\_\_\_\_ تلوار توڑ دینے کا حکم کیوں دیا گیا؟ ○
- 121 \_\_\_\_\_ کیا یہ مسلمانوں کے آپس کی لڑائی ہے؟ ○
- 123 \_\_\_\_\_ کیا حق و باطل واضح نہیں؟ ○
- 123 \_\_\_\_\_ تمام فتنوں کا بہترین حل ○
- 124 \_\_\_\_\_ حکم جہاد ○
- 124 \_\_\_\_\_ جہاد چھوڑ کر کسی اور کام میں مشغول ہونا ○

### دوسرا باب

- 128 \_\_\_\_\_ تاریخ اسلام اور راہِ وفا کے مسافر ○
- 130 \_\_\_\_\_ غالب رہنے کا مطلب ○
- 131 \_\_\_\_\_ اسلاف کی یادیں ○
- 135 \_\_\_\_\_ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ..... حق گوئی و بے باکی ○
- 137 \_\_\_\_\_ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (۸۰ھ - ۱۵۰ھ بمطابق ۶۹۹ء - ۷۶۷ء) ○
- 138 \_\_\_\_\_ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ ○
- 139 \_\_\_\_\_ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ..... جیل میں تشدد ○



- 140 — امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے نکلا
- 142 — امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
- 142 — امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور فتنہ خلق قرآن
- 145 — امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ اکھاڑ دو
- 147 — ماضی ہمارا آئینہ ہے
- 149 — شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
- 149 — شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حق گوئی
- 152 — صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۳۸ء - ۱۱۹۳ء)
- 155 — جنگِ حطین..... فیصلہ کن جنگ
- 155 — مکہ و مدینہ پر بری نظر رکھنے والے کا انجام
- 156 — فتح بیت المقدس
- 157 — اتحادی افواج اور شیر اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ

### تیسرا باب

- 160 — امام مہدی
- 162 — امام مہدی کے خروج کی چند نشانیاں
- 163 — امام مہدی کا خروج کہاں سے ہوگا
- 164 — امام مہدی کی مدت
- 165 — حضرت مہدی کے دوست
- 165 — امام مہدی سے متعلق چند سوالات
- 170 — امام مہدی کی حمایت میں مشرق سے آنے والے کالے جھنڈے
- 170 — ان کالے جھنڈوں کے بارے میں علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
- 170 — مشرق سے اٹھنے والے کالے جھنڈوں کے بارے میں مستند روایات
- 173 — افغانستان کی موجودہ صورت حال
- 174 — اہلِ عدن (یمن)..... اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے والے
- 176 — عراق جنگ
- 176 — امریکی طریقہ کار اور چند عبرتیں

- 177 \_\_\_\_\_ مجلس اعلیٰ برائے اسلامی انقلاب فی عراق المعروف تنظیم بدر
- 177 \_\_\_\_\_ عراق سے سینوں کا خاتمہ
- 178 \_\_\_\_\_ کیا یہ فرقہ وارانہ فسادات تھے
- 179 \_\_\_\_\_ بلیک وائر ان ایکشن
- 180 \_\_\_\_\_ بلیک وائر کا طریقہ کار
- 181 \_\_\_\_\_ پاکستان میں بلیک وائر کے اہداف
- 182 \_\_\_\_\_ حفاظتی تدابیر
- 183 \_\_\_\_\_ کیا واقعی ایسا وقت آنے والا ہے
- 183 \_\_\_\_\_ غافلوں کا انجام
- 185 \_\_\_\_\_ بغداد کی تباہی اور وزیر ابن علقمی کا گھناؤنا کردار
- 185 \_\_\_\_\_ خلیفہ وقت گھوڑوں کے سموں تلے
- 186 \_\_\_\_\_ آج کے ابن علقمی
- 187 \_\_\_\_\_ دوست و دشمن کو پہچانیئے
- 190 \_\_\_\_\_ پاکستانی کون ہیں؟
- 190 \_\_\_\_\_ ہندوستانی مسلمان کس کے ساتھ جہاد کریں گے؟
- 192 \_\_\_\_\_ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ
- 193 \_\_\_\_\_ شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ
- 195 \_\_\_\_\_ پاکستان اور علماء حق
- 200 \_\_\_\_\_ جہاد کا وقت کب آئے گا؟ امام مہدی کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے؟
- 202 \_\_\_\_\_ ناگزیر جنگ کی تیاری کیجئے
- 205 \_\_\_\_\_ دوست کون دشمن کون؟
- 207 \_\_\_\_\_ حوالہ جات ماخذ و مصادر
- 218 \_\_\_\_\_ حضرت مہدی پر لکھی گئی کتابیں





## انتساب

امام وقت

غازی عبدالرشید شہید رحمۃ اللہ علیہ

اور

ان غیرت مند طالبات کے نام،

جنہوں نے مردوں کی

جانب سے قربانی دے کر

دینی غیرت کے معنی کی لاج رکھی اور اہل حق کی

تاریخ کو شرمندہ ہونے سے بچا لیا۔



## پیش لفظ

الحمد لله الذى انزل على عبده الكتاب ولم يجعل له عوجا . والصلوة

والسلام على محمد نبينا وحبينا صلى الله عليه وسلم

ایک ہندوستانی مسلمان سے طویل گفتگو کے بعد اس موضوع پر لکھنے کا ارادہ بنا۔ گفتگو کی بنیاد راقم کی کتاب ”برمودا تکون اور دجال“ میں لکھی گئی ہندوستان کے حوالے سے چند باتیں تھیں۔ راقم نے اس کتاب میں لکھا تھا کہ جو پاکستانی بھارت کے دورے پر جاتے ہیں واپس آ کر بھارت کی تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہیں۔ حالانکہ چند دن کے دورے میں وہ ہندو ذہنیت کو سمجھ نہیں سکتے۔

اس کتاب میں غزوہ ہند اور فتح ہند سے متعلق لکھی گئی باتیں بھی انکو پسند نہیں آئیں۔ انکی ناراضگی میں بنیادی عنصر وطنیت کی محبت تھا۔

چنانچہ بندے نے انکو وطنیت اور اسلام کے موضوع پر اسلامی نقطہ نظر سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن اس بارے میں انکو بنیادی باتوں کا بھی علم نہیں تھا لہذا وہ اس بات کو نہیں سمجھ سکے۔ چنانچہ ابتدائی طور پر انکو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ اسلام میں محبت و نفرت اور دوستی و دشمنی کا کیا معیار ہے؟ اسلام میں اسکی کتنی اہمیت ہے؟ اور اس کے بغیر ایک مسلمان کا ایمان کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اور اگر دو معیار ایک دوسرے کے مقابل آجائیں یعنی ایک طرف اسلام اور دوسری جانب کوئی بھی محبت (والدین، اولاد، قبیلے، قوم اور وطن) ہو تو اسلام کے مقابلے ان میں سے کسی چیز کو اختیار کرنا ایمان کو خطرے میں ڈال دے گا۔

اسلام کے اس بنیادی تصور (الحب لله والبغض لله محبت بھی اللہ کے لئے اور نفرت بھی اللہ کے لئے) سے عام طور پر ہر جگہ غفلت پائی جاتی ہے، حتیٰ کہ بہت سے دیندار لوگ بھی اسلام کے مقابلے میں خاندان، قبیلے اور وطن کو ترجیح دیتے ہیں اور وہ اسکو گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ یہ مسئلہ اہلسنت والجماعت کے عقیدے کا مسئلہ ہے۔ جسکو ائمہ حضرات نے عقیدے کی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ اور سلف صالحین نے اس عقیدے کی خاطر، کوڑے کھائے، جیلیں



کاٹیں اور جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ جس دل میں اللہ کی محبت ہوگی اس دل میں اللہ کے دوستوں کی محبت ہوگی، اور اللہ کے دشمنوں کی نفرت ہوگی۔ جس طرح ایمان اور کفر ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک دل میں اللہ کی محبت اور اللہ کے دشمنوں کی محبت جمع نہیں ہو سکتیں۔ یہی معاملہ اللہ کے دوستوں سے محبت کا ہے۔

وطن پر اگر اسلام کو ترجیح نہیں دینگے تو امام مہدی کے ساتھ کس طرح شامل ہو سکتے ہیں۔ مسلم ممالک کی حکومتیں یا بھارت اگر امام مہدی کے مخالف عالمی اتحاد میں ہوئے تو ایسی صورت میں مسلمان کیا کریں گے؟ وطنیت کے بت کو توڑ دینگے یا اسلام کو چھوڑ دینگے؟ ان میں سے صرف ایک ہی کو اختیار کیا جاسکے گا۔

ان حالات کے پیش نظر، اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہوئے اس موضوع پر لکھنے کا ارادہ کیا۔ چونکہ فتن اور امام مہدی سے متعلق مواد پہلے سے جمع تھا، لہذا اس موضوع کی مناسبت سے اس کو بھی اس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔

”امام مہدی کے دوست و دشمن“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

کتاب کے حوالے سے بندے کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اسکو ضخامت سے بچایا جائے، لہذا فتن کی ان احادیث کو نقل کیا جاتا ہے جن کا مسلم معاشرے کو سامنا ہوتا ہے۔ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔

**1** فتنوں کا بیان..... اس میں مختلف یہودی جادوئی شخصیات کے بارے میں مختصر بیان کیا گیا ہے۔ لیکن جو بات سمجھنا مقصد ہے اسکے لئے انشاء اللہ یہ کافی ہے۔ اس باب میں فتنوں سے متعلق ایک بحث ہے اگر سرسری طور پر ان احادیث کا مطالعہ کریں گے تو تضاد نظر آئے گا۔ لہذا مختلف احادیث کو سامنے رکھئے گا تا کہ بات سمجھنے میں آسانی رہے۔

**2** راہِ حق کے مسافر..... یہ موضوع بہت وسیع ہے۔ تاریخ اسلام ان اللہ والوں کے کارناموں سے بھری پڑی ہے، جنکے تذکرے اہل ایمان کے لئے اطمینانِ قلب اور ثابت قدمی کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

اس باب میں اسلاف کا تذکرہ کرتے ہوئے بعض جگہ قلم، اپنوں سے اپنائیت کے ناطے شکوہ کننا ہوا ہے، اگر الفاظ کے انتخاب میں غلطی ہوئی ہو تو طالب علم سمجھ کر درگزر فرمائیے گا، لیکن یہ اپنوں کی محبت ہی ہے جسکی وجہ سے قلم جذبات کی رو میں بہہ گیا ہے۔ انکو ٹارگیٹ کلنگ میں اس طرح نشانہ بنایا جا رہا ہے جیسے شکاری اپنے شکار کو چن چن کر نشانہ بناتے ہیں۔

**3** تیسرا باب ..... امام مہدی سے متعلق ہے، اس میں مختصر چند بحثیں ہیں۔

کتاب میں جو احادیث نقل کی گئی ہیں انکی تحقیق بھی لکھی گئی ہے۔ اور جو علماء کی رائے ہے اسکو رائے کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ لہذا قارئین صرف انہی احادیث کو قابلِ حجت مانیں جو صحت کے اعتبار سے حجت بن سکتی ہیں۔ اور جو رائے ہے اسکو رائے کے طور پر ہی بیان کریں۔ بندے کو اپنی کم علمی کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہے۔ لہذا کتاب میں جو بھی غلطی ہو وہ اسی کے ذمہ ڈالی جائے اور اگر مطلع کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دینگے۔

یہ کتاب سو فیصد اللہ تبارک و تعالیٰ کی مدد کے نتیجے میں آپ کے ہاتھوں میں پہنچی ہے۔ ورنہ اپنا حال یہ ہے کہ انکی مدد کے بغیر ایک لفظ بھی لکھنا ممکن نہیں جو دوست احباب اس سلسلے میں تعاون کرتے رہے اللہ تعالیٰ انکو تمام فتنوں سے محفوظ فرما کر اپنے مقررین میں شامل فرمائیں، اور ایمانی پیاس کے اس دور میں شہادت کے جام سے سیراب فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو اہل ایمان کے لئے نفع کا ذریعہ بنادیں، اور حق کے لئے دلوں کو کھول دیں۔ آمین

آخر میں میں محترم مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب کا انتہائی ممنون ہوں کہ حضرت نے اپنی قیمتی نصیحتوں سے نوازا۔ جو بندے کے بہت کام آئیں، بندے کی یہی کوشش ہے کہ قلم اسلاف کی راہ اعتدال سے نہ ہٹے۔ لہذا اساتذہ کرام سے درخواست ہے کہ راقم کو طالب علم سمجھتے ہوئے غلطیوں کی اصلاح فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

اس گنہگار کو آپکی دعاؤں کی ضرورت جتنی اس وقت ہے شاید کبھی نہ تھی، سو اللہ کی رضا کے لئے اپنی دعاؤں میں شامل رکھئے، خصوصاً وہ اللہ والے جو محاذ پر ہوں، اور تہجد میں اٹھنے والے، کہ اللہ تعالیٰ حق والوں کے ساتھ شامل فرمادیں، انہی کے ساتھ شہادت دیں اور انہی کے ساتھ قیامت کے دن اٹھائیں۔ آمین

آپ کی دعاؤں کا محتاج  
عاصم عمر





## حال سے مستقبل تک

از: مفتی ابولبابہ شاہ منصور مدظلہ العالی

”مہدویات“ بڑا نازک موضوع ہے، اس پر کام کرنے والے حضرات اکابر کے طریق اعتدال اور تقلید مسلک جمہور اہل سنت والجماعت سے انحراف کریں تو خطرناک غلطیوں اور مغالطوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔ میں ذیل میں ایسی چند غلطیوں کا تذکرہ کرنے کی جسارت کروں گا۔ پھر زیر نظر کتاب کی طرف واپس آ کر کچھ عرض کروں گا۔

اکثر حضرات تو اس موضوع سے لاتعلق ہیں وہ اس کی نزاکت اور پل صراط جیسی دودھاری آزمائش کے پیش نظر اس کو موضوع سخن ہی نہیں بناتے۔ نہ اس پر کبھی بولتے ہیں نہ کچھ لکھتے ہیں۔ وہ عافیت اسی میں سمجھتے ہیں کہ ”در دریا منافع بے شمار است..... گر سلامت خواہی بر کنار است“ ظاہر ہے کہ اس سے حق اس غبار تلے چھپ جاتا ہے جو جہل کے علمبرداروں کی اڑائی گئی گرد سے وجود پاتا ہے اور اس کا نقصان اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اچانک کسی جھوٹے مدعی کے دعویٰ اور دعوت کی کامیابی کی خبر آتی ہے۔ لوگ موضوع کی حقانیت سے ناواقف ہونے کے سبب کذابوں کے ورغلانے میں فوراً آ جاتے ہیں اور نتیجہ کے طور پر تارتخ میں ایک اور سانحے کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

کچھ حضرات اس موضوع کو بیان کرتے ہیں، قلم اٹھاتے ہیں اور گفتگو بھی دور پار رہتے ہوئے کرتے ہیں، لیکن اس موضوع کو خالص نظریاتی طور پر پیش کرتے ہیں۔ یعنی اسے آسمان اور زمین کے مابین معلق کر کے محض تصوراتی طور پر بیان کرتے ہیں، زمینی حقائق یا عصری تطبیقات سے اتنا دور رکھتے ہیں کہ قاری یا سامع اسے صدیوں دور کا ایک تصوراتی واقعہ سمجھ کر یوں نظر انداز کر دیتا ہے، جیسے اس کو یا اس کی اگلی نسلوں کو اس سے واسطہ ہی نہیں، نہ اسے اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے نہ اپنے متعلقین کو زمانے کے ان فتنوں سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے جو ایمان کو گھن لگانے والے اور عمل کو برباد کر کے چاٹ جانے والے ہیں۔

بعض ماہر القادری قسم کے اسکالر اس موضوع پر تحقیق کا اعلان کر دیتے ہیں اور جب دنیا ان کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے تو وہ اپنی طویل تحقیق کا نتیجہ یہ بتلاتے ہیں کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ

کا دور کم از کم چھ سو سال دور ہے۔ پہلا سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ مدت کی تعیین جب حدیث شریف میں نہیں کی گئی تو کوئی دوسرا کیسے کر سکتا ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ مسلمانوں پر زوال کا جو جاں نسل دور آیا ہوا ہے اور کفر کو جو ہمہ گیر عروج نصیب ہوا ہے، اس کا خاتمہ لگتا نہیں کہ کسی عظیم اور عالمی سطح کے قائد کے بغیر ہو سکے۔ بظاہر وہ حضرت مہدی ہی ہوں گے۔ ان سے پہلے کسی اور کے ہاتھوں اتنا بڑا کارنامہ ممکن دکھائی نہیں دیتا۔ اب مسلمان سقوط خلافت ۱۹۲۴ء سے ایک سو سال پہلے سے مصائب اور مظالم کا شکار ہیں۔ سقوط خلافت کے سو سال گزرنے پر تو ان کی پسپائی اور پستی کی حد ہی نہیں رہی۔ یہ دو سو سال ہو گئے۔ خلافت کے اضمحلال سے سقوط تک اور سقوط سے آج تک۔ اس کے بعد کیا ہم یہ مان لیں کہ مزید چھ سو سال تک ہم اتنی زبردست قربانیوں کے باوجود اتنی مشقت اور ذلت کا شکار رہیں گے اور کفر کی باری (انگ) آٹھ سو سال تک جاری رہے گی۔ مسلمان یونہی دنیا بھر میں، ہر سطح پر، ہر میدان میں، سب کچھ ہونے کے باوجود، کچھ بھی نہیں ہونگے۔ نہیں! بخدا نہیں! تاریخ اسلام اور احادیث ائمتین پر نظر رکھنے والا شخص جو انقلاب احوال کی الہی سنت پر نظر رکھتا ہو، یعنی ایام اللہ اور آلاء اللہ کا مطالعہ کرتا ہو، انباء الرسل سے اسے ادنیٰ مناسبت ہو، وہ اس کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ یہ تو دشمن کی زبان ہے اور اسی کے کارندوں کو زیب دیتی ہے۔ کچھ لوگ اس موضوع کو چھیڑ لیتے ہیں تو اس کے ہر پہلو کی تاویل، تشریح، توضیح اور تفسیر کو اپنے ذمہ لازم سمجھ لیتے ہیں، اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ”ابھمو ما ابھمہ اللہ“ کے قانون کے تحت اس کی جتنی بھی وضاحت کی جائے، اس میں کسی درجہ میں بھی ابہام ضرور رہے گا، حتیٰ کہ مولانا بدر عالم میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق تو خود حضرت مہدی کو بھی ایک عرصہ تک پتا نہ ہوگا کہ وہی مہدی آخر الزماں ہیں، اور جب کسی نہ کسی درجے میں ابہام رہے گا تو ہر چیز کی لازمی وضاحت کس طرح ضرور ہو سکتی ہے، بلکہ درست ہی نہیں ہو سکتی۔ اس طرح کے حضرات کی بے احتیاطیوں اور جلد بازیوں نے جہاں ایک طرف محتاط طبع اہل علم کو اس موضوع سے فاصلہ رکھنے اور زبان و قلم پر لانے سے احتیاط برتنے پر مجبور کیا، وہیں اس کا یہ بھی اثر ہوا کہ عوام میں مایوسی، بددلی اور بے اعتمادی پیدا ہوئی۔ اب وہ حق کو بھی شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

مولانا عاصم عمر صاحب حفظہ اللہ وبارک فی علمہ و عمرہ ان علماء میں ہیں جنہوں نے کانٹوں سے دامن بچا کر اس خارزار پر چلنے کی کوشش کی۔ اس عاجز کی ناقص معلومات کی حد تک ”احادیث ائمتین“ پر عرب و عجم کے جن حضرات نے کام کیا ہے، مولانا کا کام ان میں سے اس حوالے سے ممتاز اور لائق تحسین ہے کہ انہوں نے شروح احادیث سے پھوٹنے والی روشنی سے



حال اور مستقبل کی طرف جانے والے راستے کو محتاط نظر سے دور تک دیکھنے، جانچنے، پرکھنے اور قارئین کو آگاہ رکھنے اور آگاہی دیتے رہنے کی کوشش کی ہے۔ کہیں کھل کر اور کہیں دبے لفظوں میں زمانہ حاضر کے فتنوں اور ان فتنوں کے فہم کے حوالے سے پیدا ہونے والے فتنوں سے آگاہ کیا ہے۔ معاصر مصنفین میں فتنہ دجال کو یہود سے اور امریکا اور یورپ سے جہاں یہود کا ظاہری تسلط ہے، جوڑ کر بیان کرنے والے تو کچھ نہ کچھ ہیں، لیکن بات جب افغانستان، پاکستان یا ہندوستان کی آتی ہے تو قلت علم، قلت فراست یا قلت جرأت کے سبب زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔ مولانا صاحب کی پہلی کتاب ”تیسری جنگ عظیم اور دجال“ نے اس سکوت کا پردہ چاک کیا اور اس کے بعد سے وہ مسلسل اس موضوع پر قابل قدر کام کر رہے ہیں۔ ان کے کام میں قدیم مآخذ سے استنباط و استدلال بھی ہے اور جدید ترین مخفی معلومات کا انکشاف اور ان سے بھرپور استفادہ بھی ہے۔ یہ امتزاج، جامعیت اور سلیقہ کی دلیل ہے۔ یہ عاجز دل سے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طبیعت، مزاج و مذاق اور زبان و قلم پر سلامتی کا عنصر غالب رکھے۔ انہیں طبع سلیم، قلب سلیم اور لسان صادق عطا فرمائے۔ ان کی عرق ریز کاوشوں اور دل آویز تحریرات سے امت مسلمہ کو نفع پہنچائے۔ فتنوں کے اس دور میں انہوں نے جس کانٹوں بھری وادی سے گزر کر مسلم امہ کو فتن زمانہ سے آگاہ رکھنے کا جو بیڑہ اٹھایا ہے، اللہ تعالیٰ اس میں انہیں کامیاب کرے۔

آخر میں ایک گزارش مصنف سے ہے اور ایک قارئین سے۔ مصنف سے گزارش یہ ہے کہ اعتماد و احتیاط و تعلق مع الاکابر اور تقلید سلف کا دامن نہ چھوڑیں۔ اسی میں سلامتی، کام کی مقبولیت اور برکت و نافعیت ہے۔

اہل علم اور قارئین سے گزارش ہے کہ انسان جب کسی اچھوتے موضوع پر کام کرتا ہے جو بذات خود نازک بھی ہو تو اس سے غلطیوں کا احتمال دو چند ہو جاتا ہے۔ جب تک کسی کا نظریہ درست ہو، وہ توجہ دلانے سے اصلاح کا وعدہ کرتا ہو تو تمام اہل علم کو چاہیے کہ اس کی حسنات قبول کریں، حوصلہ افزائی فرمائیں، اس کی لغزشوں پر اسے توجہ دلائیں اور جب تک کسی کے کام پر خیر غالب ہو اس کی تردید، تنقیص یا مجمع عام میں تنقید سے گریز کریں۔ بلکہ اس کے کام کی اصلاح کر کے اسے اجتماعیت اور قبولیت عامہ کی شکل دینے کی کوشش کریں۔ فتنوں کے اس دور میں یہ امت کی بہترین خدمت ہوگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) ہدایت دینے والی ذات اللہ ہی کی ہے اور ہم سب اللہ کی ہدایت کے محتاج ہیں۔ عیوب سے پاک ذات صرف اسی کی ہے اور ہم سب اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

## فتنوں کا بیان

فتنوں سے غفلت... آخر کیوں؟

مدتِ دراز سے عالمِ اسلام طرح طرح کے فتنوں کا شکار چلا آ رہا ہے۔ یہ فتنے بیرونی بھی ہیں اور اندرونی بھی۔ ان فتنوں میں ایسے فتنے بھی رہے جنکا اثر مسلمانوں کے عقائد پر ہوا، اور کچھ فتنے ایسے بھی تھے جنکا اثر اعمال پر ہوا۔ کچھ فتنوں نے ظاہری جسموں کو متاثر کیا تو کچھ مسلمانوں کے دلوں پر حملہ آور ہوئے اور دل میں بزدلی، بخل اور بغض و حسد بھر کے رکھ دیا۔

بعض فتنے ایسے تھے جنھوں نے ہمارے معاشرتی نظام کو تہہ و بالا کرنے کی کوشش کی۔ کچھ فتنے گھروں سے خیر و برکت لوٹ کر لے گئے تو کچھ نے اہل خانہ کے دلوں میں تفریق پیدا کی۔ باپ و بیٹا ایک دوسرے کے لئے اجنبی بن گئے.... ماں بیٹی کے درمیان وہ الفت و محبت باقی نہ رہی۔ کچھ فتنے علماء پر برسے تو کچھ کا ہدف مسلمان تاجر بنے۔ یہ فتنے ابلیس اور اسکے شیاطین (خواہ انسانوں میں سے ہوں یا جنات میں سے) نے انتھک محنت کر کے مسلمانوں میں پھیلائے۔ جسکے اثرات مسلمانوں کی اپنی قوتِ مدافعت (Resistance) کے اعتبار سے ہوئے۔

ہم ان فتنوں کو سازشوں کے نام سے جانتے ہیں، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مختلف فتنوں کے نام سے بیان فرمایا ہے، مسلمانوں کے خلاف ہونے والی سازشوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ مسلمانوں کو جو نقصانات اٹھانے پڑے اس کی ضربوں سے ابھی تک امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے درد کی ٹیسیں اٹھتی ہیں، ان فتنوں یا سازشوں نے امت کے انگ انگ اور جوڑ جوڑ پر ایسی چوٹیں ماری ہیں کہ جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو پھوڑے کی طرح نہ دکھ رہا ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام فتنوں کو بیان کیا اور کھول کھول کر بیان کیا۔ فتنے کا نام بتایا۔ فتنہ پھیلانے والے کا نام اور اسکے باپ کے نام تک سے اپنی امت کو آگاہ کیا۔ کس فتنے میں کیا لائحہ اختیار کیا جانا چاہئے اسکو بھی تفصیل سے بیان فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سلف صالحین نے ان فتنوں کے بارے میں مستقل تصنیفات کیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ



نے صحیح مسلم میں اور دیگر تمام محدثین نے، کتاب الفتن کو مستقلاً بیان کیا ہے۔ علماء امت ہر دور میں مسلمانوں کو خطرات و تهدیات (Threats) سے، احادیث کی روشنی میں آگاہ کرتے رہے تاکہ مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل مرتب کریں۔

مشہور محدث علامہ یعنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحذر من ذلك ويعلم به قبل وقوعه وذلك من دلالات النبوة صلى الله عليه وسلم وقد حدث النبي صلى الله عليه وسلم أمته على المبادرة بالأعمال الصالحة قبل الانشغال عنها بما يحدث من الفتن الشاغلة والمتراكمة المتكاثره، فقال صلى الله عليه وسلم بادروا بالأعمال فتنا الحديث.....

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان فتنوں سے ہوشیار کرتے تھے، اور انکے رونما ہونے سے پہلے انکا علم رکھتے تھے، اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل میں سے ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غافل کر دینے والے، پے در پے آنے والے اور ایک سے بڑھ کر ایک فتنوں کے ظاہر ہونے سے پہلے، اپنی امت کو نیک اعمال کرنے میں سبقت کرنے پر ابھارا ہے۔

موجودہ دور میں فتنے ایسے برس رہے ہیں جیسے آسمان سے بارش برستی ہے۔ تاریک فتنے..... گھٹا ٹوپ اندھیری رات کے مانند کہ ہاتھ بھی نہ بھٹائی دے..... فتنے ہی فتنے ہیں..... فتنہ مال کو لے لیجئے..... اس فتنے نے لوگوں کو اپنی پلیٹ میں ایسا لیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر مال ہی کو معبود بنالیا گیا ہے..... عوام تو عوام، بہت سے دین داروں کا بھی یہی خیال ہے کہ کثرت مال زندگی کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا زندہ رہنے کے لئے سانس..... جھوٹ کا فتنہ ہے کہ اللہ کی پناہ..... لوگ اس جھوٹ کی پلیٹ میں ایسے آئے کہ باطل کو حق مان بیٹھے اور حق کو باطل..... فتنہ نساء ہے، جسکے تھپڑوں نے بند کواڑوں کو بھی جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے..... دھیرے دھیرے دلوں سے فحاشی کی نفرت نکلتی جا رہی ہے..... مسلمان اپنی آنکھوں سے فحاشی ہوتے دیکھ رہے ہیں، لیکن انکا ایمان جوش نہیں مارتا کہ بے حیائی و فحاشی پھیلانے والوں کو بہالے جائے۔

ان سب فتنوں سے بڑھ کر فتنہ دجال ہے۔ سلف صالحین کے مقابلے ہم لوگ تاریخ انسانیت کے اس بھیانک ترین فتنے سے قریب ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اب بھی اگر ان فتنوں کو بیان کرنے کا وقت نہیں آیا تو پھر کب آئے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو لوگوں تک پہنچانے کا اگر یہ وقت نہیں تو پھر کونسا وقت ہوگا؟ اب جبکہ امت گردن تک فتنوں میں ڈوب چکی ہے اگر اب بھی انکو نور نبوت کی کشتی میں نہ بٹھایا گیا تو قیامت کے دن کس سے سوال کیا جائیگا؟ تاریک

راتوں میں بھٹکتی..... ٹامک ٹوئیاں مارتی..... حیران و سرگرداں اس امت کو، اگر اب بھی علماء حق نے انگلی نہ پکڑائی تو پھر کون انکو راہ دکھائے گا؟ کیا وہ مستشرقین جو علماء کا روپ دھار کر گھات لگائے بیٹھے ہیں؟ یا وہ جنکی مجلسوں میں شیاطین حاضر ہوتے ہیں؟ یا وہ جنکی زبانوں میں جادو ہے؟ حالانکہ ان سب کا مقصد اس امت کو راہ حق سے انھوا کر لینا ہے۔

امت کو صحیح راہ دکھانا، قافلہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو راہزنوں سے بچانا علماء حق پر فرض ہے۔ وہی اس لائق ہیں کہ اس موضوع پر قلم اٹھائیں اور صحراء کا سکوت توڑیں۔ حالات اس بات کا تقاضا کر رہے ہیں کہ لوگوں کو بتایا جائے کہ، ڈرڈر کر..... چھپ چھپ کر..... سسک سسک کر بچنے سے..... زندگی کی سانسیں دراز نہیں ہو جاتیں اور حق کو بیان کرنے یا دجال کو دجال کہنے سے، لکھی ہوئی سانسوں کو دنیا کی کوئی طاقت کم نہیں کر سکتی..... جو راحت و پریشانی مقدر میں لکھی جا چکی سو لکھی جا چکی، اسکو ساری اتحادی افواج مل کر بھی نہیں بدل سکتیں..... کامیابی اسی میں ہے کہ بندے کا سب کچھ اپنے آقا کے لئے ہو جائے۔ محبت ہو یا نفرت..... آسائش ہو یا آزمائش، سب اللہ کی خاطر ہو۔

یاد رکھنا چاہئے کہ اس جدید ٹیکنالوجی کے دور میں بھی سارے اختیارات صرف اور صرف اسی رب کے پاس ہیں، جسکی بادشاہت میں نہ امریکہ شریک ہو سکا اور نہ کانا دجال شریک ہو سکے گا۔ موت و حیات کا اختیار نہ سی آئی اے (C.I.A) کو دیا گیا ہے اور نہ بلیک وائر کائنات کے رب سے یہ اختیار چھین سکتی ہے..... دنیا کی آزمائشیں اور امتحانات، یہ سب وقتی ہیں... اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی قربانیوں سے غافل نہیں ہیں... ظالموں کی رسی لمبی ہوتی دیکھ کر کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ وہ عرش و کرسی کے بادشاہ کو عاجز کر سکتے ہیں... اللہ تعالیٰ ہی طاقتور ہیں اور بہت حکمت والے ہیں۔ دنیا دار الامتحان ہے... دارالفتن ہے... یہاں وہی بچ سکتا ہے جو فتنوں سے بچ کر چلتا ہو جیسے وہ شخص جو کسی پر خار پگڈنڈی پر چلا جاتا ہو، جسکے دونوں جانب کانٹوں بھری جھاڑیاں ہیں..... جن میں فتنے گھات لگائے بیٹھے ہیں... خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ان جھاڑیوں سے بچتے بچاتے... منزل کی جانب رواں دواں ہیں... سفر بھی جاری رکھنا ہے اور دامن کو بھی بچانا ہے مبادا کانٹوں میں الجھ ہی نہ جائے... اس خوف سے بیٹھا بھی نہیں جاسکتا کہ کانٹے دامن پکڑ لیں گے... منزل پہ پہنچنا بھی ضروری ہے... سو چلتے رہئے... لیکن گھات لگائے فتنوں کے بارے میں جان کر۔

یہاں ان فتنوں کو بیان کرنے کی کوشش کریں گے جنکا سامنا آج عالم اسلام کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں میں ہم سب کو ڈھانپ لیں اور ہر قسم کے فتنوں اور انکے اسباب سے ہماری حفاظت فرما کر، ہاتھ پکڑ کر ہمیں منزل پر پہنچا دیں۔ آمین



## دنیا کا فتنہ

فتنہ دنیا ہے کہ لوگوں کی رگ رگ میں اس طرح سرایت کر چکا ہے کہ قبرستان جا کر بھی آخرت کا خیال نہیں آتا..... جس دنیا کو اللہ تعالیٰ نے بار بار دھوکہ کہا اسکو اب اٹل حقیقت سمجھا جا رہا ہے، دنیا حاصل ہو جانے کی امید میں سالہا سال محنت و مشقت، لیکن پلک جھپکتے ہی شروع ہونے والی اخروی زندگی کے لئے کوئی تیاری نہیں۔ دنیا کی محبت کا اندازہ کیجئے، اگر کسی کو کہا جائے کہ ہم تمہیں ایک ایسا عمل بتائیں جسکو کر کے پلک جھپکتے ہی آپ جنت کی وسعتوں میں پہنچ جائیں گے، اور اپنے محبوب حقیقی کے دیدار سے سرفراز ہو جائیں گے، کتنے مسلمان ہونگے جو محبوب حقیقی سے ملاقات کرنا چاہیں گے؟ ہمیں خود اپنے آپ سے سوال کرنا چاہئے، آنکھیں بند کر کے اپنے دل کو ٹٹولنے کہ جس ذات سے سب سے زیادہ محبت کا دعویٰ اس سے ملاقات میں کیا چیز مانع ہے؟ دل میں انکی ملاقات کا کتنا شوق ہے؟ کتنی نمازوں میں ان سے ملاقات کی دعا کرتے ہیں؟ جبکہ اگر کوئی دنیا کی ترقی، دنیا کی دولت حاصل کرنے کا راستہ، بتائے تو پھر بے قراری دیکھنے اسکے لئے ہم کیا جتن نہیں کریں گے۔ یہ دنیا کی محبت اور اس پر ایمان نہیں تو اور کیا ہے؟

عن ابی موسیٰ الاشعری أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من احب دنياہ اضر بآخرته ومن احب آخرته اضر بدنياه فآثروا ما يبقی علی ما یفنی (رواہ الحاکم وقال صحیح . ووافقه الذہبی فی التلخیص)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا، اور جس نے اپنی آخرت سے محبت کی اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا، لہذا تم فناء ہونے والی پر باقی رہنے والی کو ترجیح دو۔ (اسکو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں روایت کیا ہے اور اسکو صحیح کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا احب الله عبدا حماه الدنيا كما يحمي احدكم مريضه الماء (رواه الحاکم وصححه علی شرط الشيخين ووافقه الذہبی

رحمة اللہ علیہ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اسکو دنیا سے اس طرح بچاتے ہیں جیسے تم اپنے مریض کو پانی سے بچاتے ہو۔ (حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو روایت کیا ہے اور شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی توثیق کی ہے)

قال عمر و بن العاص رضی اللہ عنہ: ما بعد ہدیکم من ہدی نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان ازہد الناس فی الدنیا وانتم ارجب الناس فیہا (اخرجہ الامام احمد بسند صحیح)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا طرز زندگی تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز زندگی سے کس قدر جدا ہے، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں دنیا سے سب سے زیادہ بچنے والے تھے اور تم اس دنیا میں سب سے زیادہ دلچسپی لینے والے ہو۔  
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے زیادہ نماز، روزہ اور جہاد کرنے والے ہو، حالانکہ وہ تم سے بہتر تھے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا: وہ تمہارے مقابلے دنیا سے زیادہ بچنے والے اور آخرت میں زیادہ رغبت رکھنے والے تھے۔ (جامع العلوم والحکم ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)

جادوگرنی سے ڈرو

قال مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اتقوا السحارة فانہا تسحر قلوب العلماء یعنی الدنیا (ذم الدنیا لابن ابی الدنیا)

ترجمہ: حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم جادوگرنی سے ڈرو کیونکہ یہ علماء کے دلوں پر جادو کر دیتی ہے۔ اس جادوگرنی سے انکی مراد دنیا ہے۔

مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھ سے عبداللہ رازی نے فرمایا: اگر آپ کو اس بات میں خوشی محسوس ہو کہ آپ عبادت کی حلاوت پالیں اور اس حلاوت کی انتہا تک پہنچ جائیں، تو اپنے اور اپنی خواہشات کے درمیان ایک لوہے کی دیوار بنا لیجئے۔ (ذم الدنیا لابن ابی الدنیا)

قال سفیان، قال عیسیٰ بن مریم: کما لا یستقیم النار والماء فی اناء کذلک لا یستقیم حب الآخرة والدنیا فی قلب المؤمن (ایضاً)

ترجمہ: سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا: جس طرح



آگ اور پانی ایک برتن میں جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح آخرت کی محبت اور دنیا مومن کے دل میں نہیں بٹھہر سکتیں۔

عن سهل أبى الاسد قال كان يقال مثل الذى يريد ان يجمع له الآخرة والدينا مثل عبد له ربان لا يدري ايهما رضى (ايضاً)

ترجمہ: حضرت سہل ابو اسد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ مشہور ہے کہ اس شخص کی مثال جو آخرت اور دنیا جمع کرنا چاہتا ہے اس غلام جیسی ہے جسکے دو آقا ہوں، اسکو پتہ نہیں کہ دونوں میں سے کون راضی ہوا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے دنیا سے محبت کی اور اس دنیا کے ملنے سے اسکو خوشی ہوئی تو اسکے دل سے آخرت کا خوف نکل جائے گا، اور جو شخص علم میں ترقی کرے اور دنیا کی حرص میں بھی اضافہ ہو تو ایسا شخص اللہ کے نزدیک زیادہ نفرت والا اور اللہ سے زیادہ دور ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

وقال وهب رحمة الله عليه انما الدنيا والآخرة كرجل له امرأتان ان ارضى احدهما اسخط الاخرى (جامع العلوم والحکم ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)  
حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دنیا اور آخرت کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص کی دو بیویاں ہوں، اگر ایک کو راضی کرے تو دوسری ناراض ہو جائے۔ (مع العلوم والحکم ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)

ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسلاف میں سے کسی نے دنیا اور دنیا داروں کے بارے میں کیا خوب کہا ہے: وما هي الا جيفة مستحيلة عليها كلاب همهن اجتذابها فان تجتنبها كنت سلماً وان تجتذبها نازعتك كلابها (جامع العلوم والحکم ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: یہ دنیا کیا ہے؟ ایک پرانی بدبو چھوڑتی مردار لاش، جس پر کتے جھپٹ رہے ہیں، اگر آپ اس سے دور رہتے ہیں تو محفوظ اور اگر آپ بھی اس چھینا جھپٹی میں شریک ہوتے ہیں تو اس پر جھپٹنے والے کتے آپ سے لڑ پڑیں گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا دنیا کے فتنے سے ڈرنا  
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس

تھے، انھوں نے پانی پینے کے لئے مانگا، کسی نے انکو پانی اور شہد لا کر دیدیا، جب آپ رضی اللہ عنہ نے اسکو منھ کے قریب کیا تو اتاروئے کہ اپنے اصحاب کو بھی رلا دیا۔ پھر صحابہ تو چپ ہو گئے لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نہیں چپے۔ پھر دوبارہ پانی منھ کے قریب کیا اور پھر رونے لگے۔ اتاروئے کہ صحابہ سمجھ کہ انکو ہم نہیں سنبھال سکتے۔ پھر انھوں نے اپنی آنکھوں کو پونچھا۔ صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ کو کس بات نے رلایا؟ فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ سے کسی چیز کو دور فرما رہے ہیں۔ حالانکہ میں نے کسی کو آپ کے قریب نہیں دیکھا۔ سو میں نے پوچھ لیا، اے رسول اللہ! آپ خود سے کس چیز کو دور فرما رہے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دنیا تھی جو میرے سامنے آگئی تھی۔ میں نے اس سے کہا جا مجھ سے دور ہو جا۔ وہ پھر لوٹ آئی اور کہا کہ بیشک آپ مجھ سے بچ گئے لیکن آپ کے بعد والا ہرگز مجھ سے نہیں بچ پائے گا۔ (ذم الدین لابن ابی الدنیا)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ افطاری کے لئے دسترخوان پر تشریف فرما تھے، دسترخوان پر قسم قسم کی کھانے کی چیزیں رکھی ہوئیں تھیں۔ بیٹھے بیٹھے رونے لگے، اور دسترخوان سے اٹھ کر چلے گئے۔

دنیا سے بے رغبتی اور اسکی مذمت میں احادیث و آثار میں بہت کچھ بیان کیا گیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد سلف صالحین کے ہاں زہد کی کتنی اہمیت رہی ہے اسکا اندازہ اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں سے کیا جاسکتا ہے۔ الزہد پر مشہور کتابیں یہ ہیں:

- 1 الزہد ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ
- 2 الزہد الکبیر للشیخ رحمۃ اللہ علیہ
- 3 الزہد ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ
- 4 الزہد ابن سری رحمۃ اللہ علیہ
- 5 الزہد ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ
- 6 الزہد ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ
- 7 الزہد احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
- 8 الزہد ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ
- 9 الزہد اسد ابن موسیٰ
- 10 الزہد لہنا در رحمۃ اللہ علیہ
- 11 الزہد لکیر رحمۃ اللہ علیہ
- 12 الزہد ورقائق خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
- 13 الزہد والرعب والعبادة ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
- 14 الزہد وصف الزاہدین ابن اعرابی رحمۃ اللہ علیہ
- 15 الفوائد والزہد ورقائق والمرانی جعفر الخلدی رحمۃ اللہ علیہ
- 16 ذم الدنیا ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ



یہ دنیا کی محبت ہی ہے جو انسان کو آخرت سے غافل کر دیتی ہے۔ چنانچہ قرآن و احادیث میں اس دنیا سے بچنے کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ درحقیقت آج دنیا کی محبت ہی ہمارے دلوں میں گھر کئے بیٹھی ہے جس کی وجہ سے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی حیثیت سمندر کے جھاگ کے برابر ہو کر رہ گئی ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس دنیا کی بے رغبتی اپنے اندر پیدا کریں۔ اسکی لذتوں میں ڈوبنے کے بجائے لذتوں سے کنارہ کشی اختیار کریں۔ ختم ہو جانے والی، کسی بھی لمحے ساتھ چھوڑ دینے والی، بے وفادار دنیا میں دل لگانے کے بجائے، ابدی، نہ ختم ہونے والی اور وفاء کرنے والی آخرت کے غم سے دل کو آباد کر لیں۔

اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی کا مطالعہ کیجئے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو رزقِ حلال وافر مقدار میں عطا فرمایا ہے تب بھی ان صحابہ کو دیکھئے جن کو اللہ تعالیٰ نے خوب مال و دولت سے نوازا لیکن اس دنیا کے بارے میں انکی عملی زندگی کیسی تھی۔ آج کل لوگ ان صحابہ کی مثال دیدیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ صحابہ کے پاس بھی تو بہت پیسہ تھا۔ لیکن یہ حضرات صحابہ کی عمومی زندگی بھول جاتے ہیں۔ ہمارے مالداروں اور صحابہ میں یہ فرق تھا جیسے وہ دو شخص، جنکے پاس پیسہ ہو، دونوں کے گھر میں کھانے پینے کی تمام چیزیں موجود ہوں، عمدہ سے عمدہ لباس انکو میسر ہو، لیکن ایک کے گھر میں کسی عزیز کا انتقال ہو گیا ہو، یا کوئی غم ہو جو اسکے دل کو اندر ہی اندر پکھلا رہا ہو۔

جبکہ دوسرے کے گھر میں کوئی غم نہ ہو، آپ بتائیے پہلا والا گھر میں غم کے ہوتے ہوئے دنیاوی آسائشوں سے کس طرح لطف اندوز ہو سکتا ہے، بیشک آپ اسکے لئے دنیا بھر کے کھانے اکٹھے کر دیں لیکن اس غم کے ہوتے ہوئے ایک نوالہ بھی اسکے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ صحابہ کے پاس بے شک سب کچھ تھا، لیکن انکے دلوں میں آخرت کا غم اتنا شدید تھا کہ ناسور بن گیا تھا۔ جبکہ ہماری مثال دوسرے شخص کی سی ہے، دنیا بھی موجود لیکن دل آخرت کے غم سے خالی۔

لہذا اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے، مالدار صحابہ رضی اللہ عنہم کی مثال دینا بالکل زیادتی ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، جیسے مالدار صحابہ کی سیرت اٹھا کر دیکھئے، کہ سب کچھ ہوتے ہوئے کس غم میں زندگی گذاری ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسی ہزار درہم ایک دن میں صدقہ کر دیتی ہیں اور شام کو افطار کے لئے کچھ بھی بچا کر نہیں رکھتیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیٹے کی دعوت اس لئے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں کہ دسترخوان پر دو قسم کے کھانے جمع تھے۔

دین سے دنیا کمانا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدين یلبسون للناس جلود الضان  
من اللین السنتھم احلة من السكر وقلوبھم قلوب الذناب یقول اللہ ابی  
تغتروں؟ ام علی تجتروں؟ فبی حلفت لابعث علی اؤلیک منهم فتنۃ تدع  
الحلیم منهم حیرانا (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا آخری زمانے میں ایسے لوگ نکلیں گے جو دین کے ذریعے دنیا کمائیں گے۔ یہ لوگوں  
کو دکھانے کے لئے زاہدوں کا لباس اوڑھے ہوں گے۔ انکی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی اور دل  
بھیڑپوں کے دل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کیا مجھے ہی دھوکہ دیتے ہو؟ یا میرے اوپر ہی  
جرات کرتے ہو؟ میرے جلال کی قسم ان لوگوں پر انہی میں سے ایسا فتنہ مسلط کروں گا کہ انکے اہل  
عقل و خرد بھی حیران رہ جائیں گے۔

فائدہ..... علماء نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ جو لوگ دین کو دنیا بنانے، دولت  
کمانے اور عزت و جاہ حاصل کرنے کا ذریعہ بنالیں انکے لئے یہ وعید ہے۔ اسکے علاوہ بھی کئی  
احادیث ہیں جس میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ بعض جگہ خصوصاً علم دین حاصل کرنے والوں  
کے بارے میں وعید آئی ہے جو اسکو دنیا کمانے کے لئے حاصل کریں۔

مالِ حلال کے کم ہو جانے کی پیشن گوئی

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ تمہیں تین چیزوں سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ  
ہوگی: حلال کمائی سے حاصل کیا ہوا درہم، یا ایسا بھائی جس سے انسیت رکھے یا کوئی سنت جس پر وہ  
عمل کرے۔“ (طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الاوسط“ میں اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ”الحلیۃ“ میں روایت کیا ہے)

گانے بجانے کا فتنہ

گانے بجانے والے.... سور اور بندر بن جائیں گے:

لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونها بغیر اسمھا یعزف علی رؤوسھم بالمعازف  
والمغنیات، یخسف اللہ بہم الارض، ویجعل منهم القردة والخنازیر (رواہ الامام



احمد، وابن ابی شیبہ، ابن حبان فی صحیحہ، والطبرانی والبیہقی۔ ورواہ البخاری فی "التاریخ الکبیر"۔  
ترجمہ: میری امت کے کچھ لوگ ضرور شراب پیئیں گے، وہ اس (شراب) کو شراب کے علاوہ کوئی اور نام دینگے، انکے سروں پر آلات موسیقی اور گانے والیاں گائیں گی، بجائیں گی۔ اللہ تعالیٰ انکو زمین میں دھنسا دینگے، اور انکو بندر اور خنزیر بنا دینگے۔ (مسند احمد، ابن ابی شیبہ، صحیح ابن حبان، تاریخ کبیر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

عن ابی امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
قال: تبیت طائفة من امتی علی اکل وشرب، ولہو ولعب، ثم یصبحون قردة  
وخنازیر، ولیصیبنہم خسف وقذف، ویبعث علی احياء من احيائہم ریح  
فتنسفہم کما نسفت من کان قبلہم باستحلالہم الخمر و ضربہم  
بالدفوف، واتخاذہم القینات (رواہ الامام احمد وسعید بن منصور)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے  
ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ کھانے پینے اور لہو و لعب میں رات  
بسر کریں گے۔ پھر صبح کے وقت بندر اور خنزیر ہو جائیں گے۔ اور وہ دھنسیں گے اور پھینکے جائیں  
گے، پھر انکے زندوں پر ہوا بھیجی جائے گی جو انکو اس طرح اکھاڑ پھینکے گی جیسے ان سے پہلے والوں  
کو اکھاڑ پھینکا تھا، (یہ عذاب) انکے شراب کو حلال کر لینے اور ڈھول طبلے اور گانے بجانے کے  
آلات بنانے کی وجہ سے۔

### فتنہ نساء

عن اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال "ما  
ترکت بعدی فتنۃ أضر علی الرجال من النساء" (صحیح البخاری المکنز ۵۰۹۶)  
ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی  
ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے اپنے بعد ایسا کوئی فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں پر  
عورتوں (کے فتنے) سے زیادہ نقصان دہ ہو۔"

فائدہ..... ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں "بیشک عورتوں کا  
فتنہ تمام فتنوں میں سب سے بڑا ہے۔"..... اس حدیث کی صحت پر قرآن کریم کی آیت بھی شاہد  
ہے۔ "زین للناس حب الشهوات من النساء والبنین" الاية شہوتوں کی محبت لوگوں کے

لئے سجاد کی گئی ہے۔ یعنی عورتیں اور بیٹے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عورت کو تمام شہوتوں پر مقدم رکھا ہے۔..... سو مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو مضبوط رکھیں۔ اور عورتوں کے فتنے سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رہیں۔ (شرح ابن بطل)

عن سعيد بن المسيب رحمة الله عليه يقول ما أيسر الشيطان من شئى الا اتاه من قبل النساء. (شعب الایمان للبيهقي)

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیطان جب بھی (گمراہ کرنے سے) کسی سے مایوس ہوا تو اسکے پاس عورت کی جانب سے آیا۔ اسکے بعد سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”میری ایک آنکھ (ضعیف العمری کی وجہ سے) کی بینائی ختم ہو گئی ہے اور دوسری بھی ختم ہونے والی ہے، لیکن مجھے اپنے بارے میں عورت سے زیادہ کسی چیز کا خوف نہیں ہے۔ اس وقت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چوراسی (84) سال تھی۔

موجودہ دور میں شیطانی قوتوں نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ مرد و زن کے اختلاط کو عام کیا جائے۔ مسلمان عورتوں کو یہود و نصاریٰ کی عورتوں کے نقش قدم پر چلانے کے لئے ابلیس نے ان گنت جال بچھائے ہیں۔ ان جالوں کو خوبصورت نعروں، اشتہاروں اور دجل و فریب سے ایسا مزین کر کے دکھایا ہے کہ ماؤں بہنوں کو اس جال کی طرف جانے سے روکنے والے اپنے دشمن، سماج کے دشمن، ترقی و استحکام کے دشمن، آزادی و مساوات کے دشمن حتیٰ کہ اسلام اور دین کے بھی دشمن نظر آتے ہیں۔ جو بھیڑیے انکی تاک میں گھات لگائے بیٹھے ہیں وہ انکے نزدیک امن کے پیامبر، حقوق کے علمبردار، مسیحائے نسواں ٹھہرے۔ شرم و حیا، عفت و پاکدامنی گزرے وقتوں کی بات ہوئی.... اب تو جو اس متعفن دنیا سے جتنا نوچ لے وہی معزز، وہی دانشور، وہی لیڈر بنا۔ لہذا قوم کی بیٹیاں بھی اسی مردہ لاش کے پیچھے بھاگ رہی ہیں... اس بھگدڑ میں باپ کا اڑھایا حیا کا دوپٹہ، کہاں گرا اور کتنے مردوں کے پیروں تلے کچلا گیا..... کچھ خبر نہیں... بس ایک دوڑ ہے..... مردوں سے آگے نکل جانے کی دوڑ..... حالانکہ یہ نادان نہیں جانتیں کہ یہ صرف نعرہ ہے۔ جو مردوں نے عورت ذات کا استحصال (Exploitation) کرنے کے لئے ایجاد کیا ہے۔ حقیقت سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔ انھوں نے عورت ذات کو عزت کی زندگی سے نکال کر سڑکوں، فٹ پاتھوں اور دفاتروں میں مزدور بنا کر ذلیل کیا ہے۔ یہ جاہلی تہذیب کے بھیڑیے ہیں جو اپنے شکار کو صرف ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں۔

امریکہ و یورپ کو لے لیجئے۔ پالیسی ساز کون ہیں؟ فیصلے کن کے ہاتھ میں ہیں؟ مردوں



کے یا عورتوں کے؟ عورتوں سے دفتروں اور سرکوں پر مزدوری کرا کے دنیا کی کسی قوم نے ترقی نہیں کی۔ یہودیوں کی چاکری کر کے کوئی قوم کامیاب نہیں ہوئی۔ مزدور بھرتی ہوئے اور مزدور ہی فارغ کر دئے گئے۔ یورپ کے صنعتی انقلاب سے اب تک کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔

مسلمان بہنوں کو سوچنا چاہئے کہ کامیابی وہ نہیں جو ابلیس اور اسکے لوگ دکھا رہے ہیں۔ کامیابی وہ ہے جسکو اللہ اور اسکے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ انکے لئے یہود و نصاریٰ کی فاحشہ عورتیں رول ماڈل نہیں ہونی چاہئیں بلکہ امہات المؤمنین ہی اس لائق ہیں کہ عورت ذات انکو رول ماڈل بنائے۔ اسی میں عزت ہے اسی میں کامیابی۔ اسی میں مرد کی برابری ہے اور اسی میں معاشرے کی تعمیر و ترقی پنہاں ہے۔

عورتوں کے سرکش ہو جانے اور جوانوں کے فاسق ہو جانے کا بیان

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :  
کیف بکم ایہا الناس اذا طغی نساکم وفسق فتیانکم؟ قالوا یا رسول اللہ ! ان  
هذا لکانن؟ قال نعم و اشد منه. (مسند ابو یعلیٰ. طبرانی فی الاوسط)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہاری عورتیں سرکش ہو جائیں گی اور تمہارے جوان فاسق۔ لوگوں نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول یہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

عن رجل من الصحابة قال : سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
يقول : ليت شعری كيف امتی بعدی حين تبختر رجالهم وتمرح  
نساہم؟ ولیت شعری حين یصیرون صنفین : صنفان صبی نحورہم فی سبیل  
اللہ و صنفان لا لغير اللہ (رواہ ابن عساکر فی "تاریخہ")

ترجمہ: ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: کاش! مجھے اپنے بعد اپنی امت کی حالت کا علم ہوتا کہ جب انکے مرد تکبرانہ چال چلیں گے اور انکی عورتیں ناز و انداز سے چلیں گی؟ اور کاش مجھے انکا حال معلوم ہوتا کہ جب وہ دو قسم کے ہو جائیں گے: ایک قسم ان لوگوں کی جو اپنی گردنیں جہاد میں بچھائے ہونگے (شہادت کے لئے: رافق) اور دوسرے وہ لوگ جو غیر اللہ کے لئے عمل کرتے ہونگے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
صنفان من أهل النار لم أرهما: قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها  
الناس ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤوسهن كأسنمة البخت  
المائلة لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها فان ريحها ليوجد من مسيرة كذا  
و كذا (صحیح مسلم، مسند احمد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
جہنمیوں کی دو قسموں کو میں نے نہیں دیکھا۔ ایک وہ لوگ جنکے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح  
کوڑے تھے ان سے لوگوں کو مارتے ہونگے، اور وہ عورتیں جو کپڑے پہنے ہوں گی (لیکن اسکے  
باوجود) برہنہ ہوں گی، (مردوں کو اپنی طرف) مائل کرتی ہوں گی اور خود مائل ہوتی ہوں گی۔ انکے سر جھکی  
ہوئی اونٹنی کے کوبانوں کی طرح ہونگے۔ یہ جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو  
سوگنھ سکیں گی۔ بیشک جنت کی خوشبو اتنی دور کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔

یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے جس میں آپ نے بعد میں  
آنے والے حالات کی خبر دی ہے۔ اس حدیث میں عورتوں کے فیشن کی خبر دی گئی ہے۔ عورتیں  
ایسے کپڑے پہنیں گی جس سے ستر پوشی نہیں ہوگی۔ انکا بناؤ سنگھار، زیبائش و آرائش صرف اسلئے  
ہوگی کہ غیر مردانگی جانب مائل ہوں۔ عورتیں سر کے بالوں کو اوپر کی جانب اکٹھا کر کے جوڑا  
باندھیں گی جو اونٹنی کے کوبان کی طرح اٹھے ہونگے۔ سنا ہے آج کل نئی دلہنوں کو بیوٹی پارلر والے  
اسی طرح تیار کرتے ہیں کہ انکے سرو اونٹنی کے کوبان کے مانند لگتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے۔

رخ زیبا پلستر در پلستر      عجب کوبان سا باندھا ہے سر سے  
ٹھک کر رہ گئی ہے والدہ بھی      دلہن آئی ہے بیوٹی پارلر سے

چونکہ ہمارا ”پڑھا لکھا معاشرہ“ اپنی عقلیں ہالی وڈ اور بالی وڈ والوں کے پاس گروی رکھ چکا  
ہے، سو جیسا بھارتی فلموں میں دیکھا اسی کی نقالی شروع کر دی اور اس پرفیشن کا ٹھپہ لگا کر جائز  
کر لیا۔ حالانکہ کتنے پڑھے لکھے ہیں جنکو یہ علم ہے کہ بالی وڈ یا ممبئی اور دہلی والوں کے فیشن کون  
ڈیزائن کرتا ہے۔ یہ تمام کے تمام کٹر نہ ہی یہودی ہیں۔ جو اس امت سے ہر وہ کام کرانا چاہتے  
ہیں جس سے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ لہذا یہ ایسے ہی فیشن نکالتے ہیں  
جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ناراض ہو اور انکار ب (ابلیس) خوش ہو۔ بنیادی طور پر اس  
جاہلی تہذیب کے فیشن کے خالق یہودی ہی ہیں جو آکسفورڈ، کیسبرج اور ہارورڈ جیسے تعلیمی اداروں



سے فارغ ہیں۔

عورتوں کے بڑے آپریشن کی پیشن گوئی

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ اَنہ قال لتؤخذن المرأة فلیبقرن بطنھا ثم

لیؤخذن ما فی الرحم فلینبذن مخافة الولد (رواہ ابن ابی شیبہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: ضرور عورت کو پکڑا جائے گا، پھر اس کا پیٹ چاک کیا جائے گا، اسکے بعد جو کچھ رحم میں ہوگا اسکو لے لیا جائے گا، لڑکا ہونے کے خوف سے اسکو نکال پھینکا جائے گا۔

فائدہ..... بچے کی پیدائش کے وقت خواتین کا بڑا آپریشن کرنا عالمی ادارہ صحت کی خصوصی ہدایات کا حصہ ہے۔ ملک بھر میں پھیلی این جی اوز کی زندگی کا مقصد ہی یہ ہے کہ کسی طرح امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹا دیا جائے۔ این جی اوز کی جانب سے چلائے جانے والے اسپتالوں کے قصے عجیب و غریب ہیں۔ باطل قوتیں یہ کوشش کر رہی ہیں مسلمانوں کے بچے کم سے کم پیدا ہوں۔ ان کم کے بارے میں بھی انکی کوشش یہ ہے کہ لڑکے پیدا نہ ہوں۔ اسکے لئے غذاؤں اور مشروبات کے اندر انھوں نے مختلف کیمیکل ملائے ہیں۔ جیسا کہ منرل واٹر کے بارے میں، محترم مفتی ابولبابہ شاہ صاحب (اللہ انکی حفاظت فرمائے۔ آمین) نے، اپنی کتاب ”دجال، کون، کب کہاں“ میں لکھا ہے کہ منرل واٹر میں ایسے کیمیائی اجزاء ملائے جاتے ہیں جنکے سبب لڑکیوں کی پیدائش کی شرح زیادہ ہوتی ہے۔ کوئی بھی منرل واٹر کی فیکٹری لگائے، اسکے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ قطرے ضرور پانی میں ملائے گا۔ اسکے بغیر اسکو فیکٹری کی اجازت نہیں ملے گی۔

یورپ و امریکہ میں کامیابی سے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے بعد، یہودیوں کا زور عالم اسلام کی آبادی کو کنٹرول کرنے کی جانب ہے۔ اسکے لئے بے شمار طریقے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ ابتدائی کوششوں میں یہ ہے کہ عوام کو میڈیا کے ذریعے ڈبہ بند غذاؤں اور مشروبات کی طرف لایا جائے۔ ان میں پیپسی، کوکا کولا اور منرل واٹر سر فہرست ہے۔

غذائیت سے بھرپور اشیاء سے لوگوں کو ہٹا کر، برگر، پیزا (Pizza) اور دیگر فاسٹ فوڈ کا عادی بنایا جائے۔ ان چیزوں کے استعمال سے پیٹ تو ضرور بھرا ہوا محسوس ہوتا ہے لیکن انسان کی قوت تولید کمزور ہوتی جاتی ہے۔ اسکا اندازہ آپ جہاں چاہیں کر سکتے ہیں۔ آپ ایک فاسٹ فوڈ کھانے والے کو دیکھئے، دوسری جانب قدرتی غذاؤں کے استعمال کرنے والے کو دیکھئے۔ دیکھنے

میں فاسٹ فوڈ کھانے والا پھولا ہوا نظر آئے گا۔ لیکن دونوں کی اندرونی طاقت میں کوئی موازنہ نہیں ہوگا۔ اس ابتدائی کام کے بعد ان عالمی شیطانی اداروں نے میڈیا ہی کے ذریعے، اس بات کی محنت کی ہے کہ لڑکیوں کے دلوں میں شادی کی نفرت پیدا کی جائے۔ دیر سے شادی کرنا، شادی کے ”جھنجھٹ“ میں جلدی نہ پھنسا، آزاد زندگی جینا، ان سب باتوں کا مقصد اسکے علاوہ کچھ نہیں کہ مسلمانوں کو فطرت سے ہٹا کر غیر فطری راستوں پر ڈال دیا جائے۔ ایک بار جب پٹری تبدیل ہوگئی تو پھر سارا نظام ہی الٹ جاتا ہے۔ دیر سے شادی کرنے کے بہت سارے نقصانات ہیں جنکو آپ معاشرے کی خراب صورت حال میں مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

نسلوں کی تباہی کا اس سے اگلا مرحلہ یہ ہے کہ شادی ہو جائے تو پہلے سے ہی شیطانی میڈیا نے لوگوں کی ذہن سازی کر دی ہے کہ زیادہ بچے ہونگے تو رزق کم ہو جائے گا۔ لہذا بچے دو ہی اچھے کے نعرے کو ایسا ذہنوں میں بٹھا دیا گیا ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ اب اسکو قبول کر چکا ہے، اگر کوئی نہ مانے تو اسکے لئے راک فیلر نے عالمی ادارہ صحت کے ذریعے متعدد انتظامات کئے ہیں۔ مختلف این جی اوز نے ڈاکٹرز کو ہدایت کر رکھی ہیں کہ بچے کی پیدائش بڑے آپریشن (Cesarean Birth) سے کی جائے، چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ کس بے دردی سے بڑے آپریشن کئے جا رہے ہیں۔ ان سب کوششوں میں سب سے خطرناک کوشش، پولیو کے قطرے پلانے کے ذریعے ہے۔ جس نسل کو یہ قطرے پلائے جا رہے ہیں اس کا اللہ ہی حافظ ہے۔ (پولیو کے بارے میں تفصیل راقم نے ”برمودا تکون اور دجال“ میں لکھی ہے۔)

قلم کا عام ہو جانا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قیامت سے پہلے جان پہچان والے لوگوں کو سلام کرنا، تجارت کا عام ہو جانا، یہاں تک کہ عورت کاروبار میں اپنے شوہر کی مدد کرے گی، رشتہ داریوں کا ٹوٹ جانا، اور قلم کا عام ہو جانا، جھوٹی گواہی کا عام ہونا، اور حق کی گواہی کو چھپانا ہے۔ (مسند احمد، مستدرک حاکم، حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی توثیق کی ہے۔)

آثارِ قدیمہ دیکھنے کی ممانعت

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تدخلوا علیٰ ہؤلاء المعذبین الا ان تکنوا باکین فان لم



تکو نوا بکین فلا تدخلو اعلیہم لا یصیبکم ما اصابہم (متفق علیہ)  
ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان لوگوں کے علاقے میں داخل نہ ہو جن پر عذاب نازل کیا گیا، الا یہ کہ تم روتے رہو، اور اگر رو گے نہیں تو مت داخل ہو، کہیں تمہیں بھی وہ کچھ نہ پہنچ جائے جو انکو پہنچا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قوم شمود (حجر) کے علاقے میں آئے، اور اسکے کنویں سے پانی بھرا، اس پانی سے آٹا گوندھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پانی بھرا گیا تھا اسکو بہانے کا حکم فرمایا اور آٹا (جو اس پانی میں گوندھا گیا تھا) اونٹ کو کھلانے کا حکم فرمایا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ اس کنویں سے پانی بھریں، جس سے (صالح علیہ السلام کی) اونٹنی پانی پیتی تھی۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو بکثہ انماری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوہ تبوک میں لوگ اصحاب حجر (پتھروں والے) کی جگہ دیکھنے دوڑے چلے جاتے تھے۔ اس کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو لوگوں کو آواز دی گئی الصلاۃ جامعة حضرت ابو بکثہ انماری رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کو پکڑے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ تم لوگ ایسے لوگوں کے پاس جاتے ہو جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا؟ یہ سن کر ایک شخص نے آواز لگائی ”یا رسول اللہ ہم ان اصحاب حجر پر برا تعجب کرتے ہیں؟“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں تمہیں ان سے بھی زیادہ تعجب کی خبر نہیں دیتا؟ تم ہی میں کا ایک شخص تمہیں، تم سے پہلے والوں کی خبر دیتا ہے اور جو تمہارے بعد ہونے والا ہے اسکی بھی۔ لہذا (دین اسلام پر) ثابت قدم رہو اور سیدھے رہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے عذاب کی کچھ پروا نہ کریں گے۔ اور مستقبل میں ایسے لوگ ہوں گے جو کسی چیز سے اپنا دفاع نہیں کریں گے۔“ (مسند احمد، ج: ۱۸۵۱۲)

فائدہ..... لوگوں کو جاہلی تہذیب کی طرف راغب کرنے کے لئے آثارِ قدیمہ کے نام پر جو مہم شروع کی گئی ہے اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر راضی ہونے کے بعد، فراعنہ، موہنجو داڑو، ہڑپا، راجہ داہر، رنجیت سنگھ سے محبت کرنا اور ان پر فخر کرنا، اسلام لانے کے بعد جاہلیت کی طرف لوٹ جانا ہے۔ دشمنانِ اسلام ان کاموں کے لئے کھر بوں ڈال کر کے فنڈ بلا وجہ جاری نہیں کرتے۔ وہ اسکا نتیجہ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس طرف

لانے کے بعد اسلام سے انکار شتہ کس قدر رہ جائے گا۔ میوزیم میں آرٹ کے نام پر بھی شیطانی تہذیبوں کی محبت ذہنوں میں بٹھائی جاتی ہے۔

کافروں اور اللہ کے نافرمانوں کے ساتھ رہنے کی ممانعت

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا بري من كل مسلم يقيم بين اظهر المشركين، قالوا يا رسول الله لم؟ قال: لا تراءى ناراهما (رواه ابو داؤد والترمذی بسند صحيح)..... ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہائش رکھے۔ صحابہ نے دریافت فرمایا: اے اللہ کے رسول کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان اور مشرک ایک دوسرے کی آگ نہ دیکھیں۔

فائدہ..... آگ دیکھنے سے مراد گھروں کا دور دور ہونا ہے۔ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے ملک میں رہنے والے مسلمانوں کو ہجرت پر ابھارا ہے کہ انکو کافروں کے ملک میں نہیں رہنا چاہئے۔

عن جریر بن عبد الله البجلي، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من اقام مع المشركين فقد برئت منه الذمة (رواه الطبرانی رقم ۲۲۶۱ والبيهقي ۱۷۵۲۸) ترجمہ: حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مشرکین کے ساتھ رہائش اختیار کی وہ ذمہ سے بری ہے۔

عن سمرة بن جندب رضى الله عنه اما بعد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جامع المشرك وسكن معه فانه مثله (رواه ابو داؤد بسند صحيح رقم ۲۷۸۷، والطبرانی ۷۰۲۳، والديلمی ۵۷۵۶)

ترجمہ: حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کافر کے ساتھ اختلاط کیا اور کافروں کے ملک میں سکونت اختیار کی بیشک وہ انہی جیسا ہے۔ فائدہ..... علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ عون المعبود میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں: ایسا شخص بعض وجوہ کی بناء پر کافروں جیسا ہے۔ کیونکہ اللہ کے دشمن کی جانب متوجہ ہونا اور اس کو دوست بنانا لازمی طور پر اس مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے دور کر دے گا اور جو اللہ تعالیٰ سے دور ہو جائے اس کو شیطان دوست بنا لیتا ہے۔ اور اسکو کفر کی جانب لے جاتا ہے۔ علامہ زحشری نے فرمایا: یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے کیونکہ دوست کی دوستی اور دشمن کی دوستی دونوں ایک دوسرے



کی ضد ہیں، اس حدیث میں دل کو ان اللہ کے دشمنوں ساتھ ہونے سے روکنا ہے۔ اور ان کے ساتھ اختلاط اور معاشرت اختیار کرنے سے روکنا ہے۔ (عون المعبود)

عن سمرة بن جندب رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: لا تساكنوا المشركين ولا تجمعوهم فمن ساكنهم او جماعهم فليس منا. (رواه الحاكم وصححه على شرط البخارى. وقال الذهبى رحمة الله عليه على شرط البخارى و مسلم ورواه الطبرانى، والبيهقى، والترمذى)

ترجمہ: حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کافروں کے ساتھ سکونت اختیار نہ کرو اور نہ ان کے ساتھ اختلاط کرو، جو جس نے ان کے ساتھ سکونت اختیار کی یا ان کے ساتھ اختلاط کیا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے اور اسکو بخاری کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ نیز اسکو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، بیہقی، اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے)

”لیس منا“ کا معنی

شیخ الاسلام حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ”معارف مدنی“ میں لیس منا کے معنی یوں بیان فرمائے ہیں: ”یعنی وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ تکلم و خطاب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لیس منا وعید کا ایسا جملہ تھا جو ان موقعوں پر آپ استعمال فرماتے جہاں صریح و قطعی کفر کی جگہ کفر سے کوئی بہت ہی قریب اور اسلامی زندگی سے بہت ہی بعید حالت کا بتلانا مقصود ہوتا تھا، عام معاصی و فسوق سے یہ حالت زیادہ سخت اور کفر قطعی سے کم ہوتی تھی۔..... پس کچھ ضروری نہیں ہے کہ لیس منا کے یہ معنی کئے جائیں کہ لیس علیٰ ہدینا یا ظاہری منطوق کو چھوڑ کر کوئی اور تاویل کی جائے یا نفی کو نفی کمال پر محمول کیا جائے۔ صاحب شریعت نے جن کاموں کے لئے جو احکام دئے ہیں اور جو الفاظ استعمال کئے ہیں حق نہیں کہ تاویل توجیہ کر کے ان کے لغوی مفہوم کا زور و اثر گھٹانے کی کوشش کریں، ایسی کوششیں جنہوں نے کیں انھوں نے مسلمانوں کو اسلام یا ایمان کی عملی زندگی سے محروم کر دیا۔ یہ جو آج تمام عالم اسلام میں دو تہائی مسلمان عملاً ایک قلمرو میں مرجی و جہمی زندگی بسر کر رہے ہیں اگرچہ اعتقاداً اہل سنت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔“ (معارف حضرت مدنی ص: ۴۵)

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں:

”یہ کیا بات ہے کہ ایک شخص کتنا ہی فاسق و فاجر ہو لیکن اگر چند نزاعی عقائد میں ہمارا ہم داستان ہوتا ہے تو ہم اس کو دنیا کی سب سے بہتر مخلوق یقین کرتے ہیں؟ اور ایک شخص کتنا ہی صاحب عمل و صلاح ہو لیکن چند اخلاقی جزئیات عقائد میں ہم سے متفق نہیں تو پھر اس سے زیادہ شرالبریہ ہماری نظروں میں کوئی اور نہیں ہوتا؟“ (ایضاً)

آخر میں فرماتے ہیں: ”لیس منا کے صاف معنی یہ ہیں کہ ہم میں سے نہیں یعنی مسلمانوں میں سے نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کی کسی جماعت پر بطور جنگ و قتال کے ہتھیار اٹھانا ایک ایسا فعل ہے جس کے کرنے کے بعد انسان مسلمانوں میں شمار ہونے کے قابل نہیں رہتا۔“ (ایضاً)

نوٹ: کافروں کے ملک میں رہنے سے متعلق فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی کتابوں میں تفصیلی بحثیں کی ہیں۔ لیکن آج مسلمان اس معاملے میں بھی احتیاط نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ**۔ (المائدہ)۔ ترجمہ: نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، اور گناہ اور سرکشی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔

حضرت عمرو سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ولیمہ پر مدعو کیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب اس کے گھر گئے تو گانے کی آواز سنی، چنانچہ گھر میں داخل نہیں ہوئے۔ میزبان نے کہا: کیا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ”جو جیسے لوگوں کے ساتھ رہا وہ انہی میں شمار ہوگا، اور جو جیسے لوگوں کے عمل پر راضی ہوا وہ انہی میں شریک ہوگا۔“ (مسند ابی یعلیٰ)

قتل کا حکم دینے والے کے بارے میں

عن رجل من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قسمت النار سبعين جزءا للامر تسعة وستين وللقاتل جزءا (رواه احمد ح: ۲۳۷۲۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے فرمایا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کی آگ کو ستر حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ انہتر (۶۹) حصے قتل کا حکم دینے والے کے



لئے اور ایک حصہ قاتل کے لئے ہے۔“

مسلمان کے قتل پر مدد کرنے والا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من اعان علی قتل مؤمن بشطر کلمۃ لقی اللہ عز وجل مکتوب بین عینیہ آیس من رحمۃ اللہ (سنن ابن ماجہ ۲۷۱۸) السنن الکبریٰ للبیہقی (۱۶۲۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے کلمے کے ایک جز سے بھی کسی مسلمان کے قتل میں مدد کی وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا ”اللہ کی رحمت سے مایوس“۔

فائدہ..... یہ حال اس شخص کا ہے جس نے کلمے کے ایک جز سے مسلمان کے قاتل کی مدد کی یعنی پورا جملہ ”اسکو قتل کرو“ نہیں کہا۔ بلکہ صرف اتنا کہا ”اسکو قتل کرو“۔ سو ایسے شخص کے بارے میں یہ وعید ہے۔ پھر مشرف، حامد کرزئی، نوری المالکی اور جلال طالبانی جیسے لوگوں کا کیا بنے گا جنہوں نے لاکھوں مسلمانوں کے قتل میں امریکہ کی مدد کی۔ ہم برسائے کے لئے طیاروں کو ہوائی اڈے دیئے۔ کروڑ میزائل مارنے کے لئے انکے بحری بیڑوں کو اپنا سمندر دیا۔ کلمہ گو مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے اٹھاؤں ہزار پروازیں سرزمین پاکستان سے کی گئیں۔ کتنوں کی زبانیں ان قاتلوں کے حق میں چلیں، کتنے قلم مسلمان مقتولین کے خلاف زہرا لگتے رہے اور اگل رہے ہیں۔ کاش! کوئی تو ہوتا جو مقتولین کے قاتلوں کے قتل کے فتوے بھی صادر کرتا۔ کوئی تو ہوتا جو

امریکیوں اور انکے معاونین سے قصاص کا مطالبہ کرتا۔ ایسا لگتا ہے کہ سب قاتل کے ساتھ ہیں۔ بیان بازی کا کیا ہے وہ تو مشرف اور اسکا ٹولہ بھی کرتا رہا۔ مسلمان کو قتل کرنے والے کافروں کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے۔ ان کافروں کا ساتھ دینے والوں کے بارے میں کتاب و سنت کا کیا حکم ہے؟ کسی کو پروا نہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ سب اندرون خانہ میری قوم کے قاتلوں کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ حکومتیں انہی (قاتلوں) کے اشارہ ابرو سے بنتی بگڑتی ہیں۔ انہی کے لبوں کی جنبش سے عہدے بانٹے جاتے ہیں۔ ظاہری مخالفت، تبصرے اور نعرے ہیں۔ چہرے مختلف ہیں لیکن مدعا سب کا ایک ہے وہ یہ کہ قاتل جو چاہے کرتا رہے لیکن مقتولین کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اسکے خلاف کوئی عملی قدم اٹھائیں..... اس سے اسلام بدنام ہو جائے گا۔ یورپ و امریکہ میں پھیلتا اسلام جو عنقریب وائٹ ہاؤس اور ٹین ڈاؤن اسٹریٹ کو بھی اپنی لپیٹ میں لینے والا تھا، رک

جائے گا۔ اہل مغرب اسلام سے متنفر ہو جائیں گے۔ ہمارے لئے لندن و واشنگٹن کے دورے مشکل ہو جائیں گے۔ سو قاتل کرتار ہے زبان سے اسکو برا بھلا کہو ورنہ دل سے بھی برا جان لو تو بھی امت محمدیہ سے خارج نہیں ہو گے۔ لیکن مقتولین کے حق میں عملاً کچھ کرنا یہ ”حکمت و مصلحت“ کے خلاف ہے۔

یا اللہ یا ربنا انا نشکو الیک ضعف قوتنا و قلة حيلتنا و هو اننا علی الناس. نحن غرباء یا رب العرش العظیم (یا اللہ! یا رب! ہم اپنی کمزوری، قلت تدبیر اور کم مائیگی کا، تجھ ہی سے شکوئی کرتے ہیں۔ اے عرش عظیم کے رب! ہم غرباء ہیں تیرے سوا ہمارا کوئی نہیں! اغشنا اغشنا اغشنا یا مغیث۔

مسلمان کے قتل میں مدد تو بہت بڑی بات ہے آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس جگہ کھڑے ہونے سے بھی منع فرمایا جہاں ظلماً کسی مسلمان کو قتل کیا جائے، کہ اللہ کی ناراضگی اس جگہ پر آئے تو اور لوگ بھی اسکی لپیٹ میں نہ آجائیں۔

حضرت خرشہ ابن حارثہ رضی اللہ عنہ جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں ان سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی مقتول کے پاس موجود نہ ہو ممکن ہے اسکو ظلماً قتل کیا گیا ہو جسکے نتیجے میں اللہ کی ناراضگی آئے اور تم بھی اسکی لپیٹ میں آ جاؤ۔ (طبرانی)

### گرم پتھروں کی طرح فتنے

و عن حذیفة رضى الله عنه قال: اتتكم الفتن ترمى بالنشف، ثم اتتكم ترمى بالرصف، ثم اتتكم سوداء مظلمة. (رواه ابو نعيم فى الحلیة). حسن

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم پر فتنے آئیں گے جو تم پر ہلکے کا لے پتھر پھینکیں گے۔ پھر تم پر فتنے آئیں گے جو گرم پتھر پھینکیں گے پھر تم پر ایسے فتنے آئیں گے جو تار یک سیاہ ہوں گے۔

فائدہ..... اسکا یہ مطلب ہے کہ پہلے فتنے قدرے ہلکے ہوں گے جو جسم اور دین پر کم اثر انداز ہوں گے۔ اسکے بعد آنے والے فتنے پہلے والوں سے زیادہ سخت ہوں گے جو جسم اور دین پر زیادہ اثر کریں گے۔ پھر اسکے بعد تار یک سیاہ فتنے ہوں گے جن میں حق و باطل کی پہچان بہت مشکل ہوگی۔ لوگ ظاہر دیکھ کر اور افواہیں سن کر باطل کو حق سمجھنے لگیں گے۔

و عن عامر بن واثلة قال قال حذیفة رضى الله عنه: تكون ثلاث فتن الرابعة



تسوقہم الی الدجال التی ترمی بالنشف والتی ترمی بالرضف والمظلمة التی تموج کموج البحر (مصنف ابن ابی شیبہ) حسن

ترجمہ: حضرت عامر ابن واثلہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین فتنے ہونگے۔ چوتھا فتنہ ان (لوگوں) کو دجال تک لے جائے گا (وہ تین فتنے یہ ہیں) وہ فتنہ جو ہلکے پتھر پھینکے گا۔ (دوسرا) وہ فتنہ جو گرم پتھر پھینکے گا۔ (تیسرا) سیاہ تاریک فتنہ جو سمندر کی موجوں کی طرح موجیں مارے گا۔

فائدہ..... اس روایت سے بھی ہم اپنے اس دور کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم کس دور سے گزر رہے ہیں۔ ان تین فتنوں کے بعد جو چوتھا فتنہ ہوگا وہ دجال کے آنے تک چلے گا۔ یہ چوتھا فتنہ کون سا ہوگا۔ ایک دوسری حدیث میں اس چوتھے فتنے کا بھی ذکر آیا ہے۔ یہ حدیث مسند احمد سنن ابوداؤد اور مستدرک حاکم رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

عن عمیر بن ہانی قال سمعت عبد الله بن عمر يقول كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم قعودا فذكر الفتن فأكثر ذكرها حتى ذكر فتنة الاحلاس فقال قائل وما فتنة الاحلاس يا رسول الله؟ قال هي حرب وهرب ثم فتنة السراء دخنها من تحت قدمي رجل يزعم انه مني وليس مني انما اوليائي المتقون ثم يصطليح الناس على رجل كورك على ضلع ثم فتنة الدهيماء لا تدع احدا من هذه الامة الا لطمته لطمه فاذا قيل انقضت تمادت يصبح الرجل مؤمنا ويمسى كافرا حتى يصير الناس الى فسطاطين فسطاط ايمان لانفاق فيه وفسطاط نفاق لا ايمان فيه فاذا كان ذاكم فانتظروا الدجال من يومه او من غده (مسند احمد ۶۱۶۸ سنن

ابی داؤد. مستدرک حاکم) قال صحيح الاسناد واقره الذهبير حمة الله عليه  
ترجمہ: ”حضرت عمیر رحمۃ اللہ علیہ بن ہانی نے فرمایا میں نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کو بیان فرمایا اور انکو تفصیل سے بیان فرمایا۔ یہاں تک کہ احلاس کے فتنے کو بیان کیا۔ کسی نے پوچھا یہ احلاس کا فتنہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”یہ فتنہ فرار، گھربار اور مال کے لٹ جانے کا ہوگا۔ پھر خوشحالی و آسودگی کا فتنہ ہوگا۔ اس کا دھواں ایسے شخص کے قدموں کے نیچے سے نکلے گا جو یہ گمان کرتا ہوگا کہ وہ مجھ میں سے ہے حالانکہ وہ مجھ سے نہیں۔ بلاشبہ میرے اولیاء تو متقین ہیں، پھر لوگ ایک نا اہل شخص پر متفق ہو جائیں گے۔ پھر تاریک فتنہ ہوگا۔ یہ فتنہ ایسا ہوگا

کہ امت کا کوئی فرد نہیں بچے گا جسکے پیڑھے اسکو نہ لگیں۔ جب بھی کہا جائیگا کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا تو وہ لمبا ہو جائے گا۔ ان فتنوں میں آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ لوگ اسی حالت پر رہیں گے یہاں تک کہ دو خیموں میں بٹ جائیں گے ایک ایمان والوں کا خیمہ جس میں بالکل نفاق نہیں ہوگا، دوسرا نفاق والوں کا خیمہ جس میں بالکل ایمان نہیں ہوگا۔ تو جب تم لوگ اس طرح تقسیم ہو جاؤ تو بس دجال کا انتظار کرنا کہ آج آئے یا کل آئے۔‘ (ابوداؤد، مستدرک حاکم، مسند احمد)

نوٹ: علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو السلسلۃ الصحیحۃ

(نمبر ۹۷۴) میں صحیح کہا ہے۔

فائدہ..... چنانچہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ چوتھا فتنہ بھی فتنہ دہیما ہوگا۔ اس فتنے میں دجال کی دجالیت کے اثرات ہونگے۔ سچ کو جھوٹ، جھوٹ کو سچ بنا دیا جائے گا۔ حق کو باطل اور باطل کو حق دکھلایا جائیگا۔ مسیحا کو دجال، دجال کو مسیحا ثابت کیا جائے گا۔ مجاہد کو دہشت گرد، اور دہشت گرد کو امن و سلامتی کا پیامبر بنا کر پیش کیا جائے گا۔ جن کے دلوں میں وہن (دنیا کی محبت اور موت کا خوف) ہوگا وہ اس راستے کو اختیار کریں گے جہاں انکا جان و مال خطرے میں نہ پڑے۔ نفسانی خواہشات پر آنچ نہ آئے، چنانچہ جو دجالی قوتیں دکھائیں گی یہ اسی کو حق تسلیم کریں گے۔ جبکہ وہ لوگ جو ہر قیمت پر اپنے رب کو راضی کرنے کا فیصلہ کر چکے ہونگے..... دنیا کی ہر دولت لٹا کر آخرت کے خزانوں کا سودا دل میں سما چکے ہونگے..... راہ حق میں آنے والی مشکلات و مصائب..... بہوں، میزائلوں اور طیاروں کی گھن گرج انکے دلوں پر اتنی برسی ہوگی کہ دل کے کونے کونے سے نفاق کا ذرہ ذرہ اس طرح اڑ گیا ہوگا کہ بس دل میں ایمان ہی جگمگاتا ہوگا..... ایسے لوگوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ اپنے نور سے بھر دینگے جسکے ذریعے یہ گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں بھی، باطل کو اس طرح پہچان رہے ہونگے جیسے نصف النہار کے سورج کی روشنی میں چیزوں کو پہچانا جاتا ہے۔ دھیرے دھیرے لوگ الگ ہوتے جائیں گے۔ خالص ایمان والے..... جن میں ذرہ برابر نفاق نہ ہوگا۔ خالص نفاق والے جن میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ باطل قوتوں کے خوف..... لالچ..... کاروباری مصلحتیں..... نوکری چھین جانے کا ڈر..... گرفتار ہو جانے کا اندیشہ..... دنیا کی لمبی چوڑی امیدیں..... ان تمام چیزوں نے لوگوں کے دلوں سے ایمان کو اس طرح نچوڑ لیا ہوگا کہ ایک قطرہ ایمان بھی دل میں باقی نہ بچا ہوگا۔





## قومیت اور وطنیت کا فتنہ

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پر اس فتنے نے انتہائی مہلک ضرب لگائی ہے۔ اسکے اثرات بالکل ایسے ہیں جیسے ایک زندہ آدمی کے تمام اعضاء کاٹ کر الگ الگ کر دیے جائیں، ہاتھ الگ پڑے ہوں، پیر الگ، ٹانگیں الگ ہوں دھڑ الگ، سینہ کہیں پڑا ہو تو سر کہیں۔ قومیت و وطنیت کے فتنے نے امت وحدت کی یہی حالت کی ہے۔

### قومیت اور اسلام

دورِ جاہلیت میں دوستی اور دشمنی کا معیار قبائلی عصبیت ہوا کرتی تھی۔ مختلف قبیلوں میں اتحاد و مخالفت کی بنیاد پر معاشرتی تعلقات استوار ہوتے۔ قبیلے کے کسی بھی فرد کی کسی سے لڑائی ہو جاتی تو وہ تمام قبیلے کی لڑائی تصور کی جاتی۔ اتحادی قبیلے پر بھی اس قبیلے کی مدد کو آنا ضروری ہوتا، اس بات سے کسی کو کچھ سروکار نہ ہوتا کہ کون ظالم ہے کون مظلوم۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے کے بعد تمام بتوں کی نفی کی اور مشرکین عرب نے جتنے بھی بت بنا رکھے تھے لا الہ کے ایک ہی وار میں سب کو مسمار کر کے رکھ دیا۔ آقائے دو جہاں، امام انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تصورات کو باطل قرار دیا اور تعلقات کی بنیاد کو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر استوار کیا۔ قبیلے، قوم اور وطنیت کے بتوں کو پاش پاش کیا۔ جس نے کلمہ پڑھ لیا وہ بھائی قرار پایا۔ اسکے دکھ درد میں شریک ہونا، اس کا خیال رکھنا حتیٰ کہ اس کے لئے جان تک دیدینے کا اعلان کیا گیا، جبکہ سکے خوئی رشتے دار جنھوں نے اس کلمہ کا انکار کیا وہ دشمن قرار پائے۔ کلمہ توحید نے ان سب کے دلوں میں ایسی جگہ بنائی کہ ہر ایک کا مرنا جینا اسی کلمے کی خاطر ہو گیا۔ جو اس کلمے کا ہوا وہ انکا ہوا اور جس نے اسکا انکار کیا وہ انکا دشمن بنا۔ انکی محبت اس کلمے کے لئے تھی اور نفرت بھی اسی کی خاطر۔ دوستی بھی اسی کے لئے اور دشمنیاں بھی اسی کی بنیاد پر قائم ہوئیں۔ کوئی روم سے آیا تھا تو کوئی فارس سے لیکن کلمہ پڑھ لینے کے بعد سب ایک جان ہو گئے۔

وہ عرب جو پہلے قوموں اور قبیلوں کی آواز پر جنگ و جدل کیا کرتے تھے اب انکا غرہ یہی کلمہ تھا۔ اسی کی خاطر جنگ تھی اسی کی خاطر صلح۔ جو اس کلمے کی خاطر جان دے گیا زبان نبوت

سے اسکے لئے بشارتوں کا اعلان ہوا اور جس نے اس کلمے کے علاوہ کسی تعصب کی بنیاد پر جان دی وہ ناکام قرار پایا۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ میں ایسے واقعات ملتے ہیں کہ بعض افراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرب قومیت کی بنیاد پر جہاد میں شریک ہوئے اور مارے گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو جہنمی قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کو صرف وہی لوگ پسند ہیں جن کا سب کچھ یہی کلمہ ہو۔ اسکے علاوہ تمام تعلقات عصبيت و جاہليت ہیں۔ قتل و قتل معيوب چیز ہے لیکن اس کلمہ کی سر بلندی اور دین کے نفاذ کی خاطر ہو تو اس عمل پر فرشتے بھی سلام بھیجتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی اداؤں کی قسمیں کھاتے ہیں، انکے بارے میں درجات کی بلندی کے اعلانات کئے جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اپنی قوم، قبیلے یا وطن کی نیت سے جنگ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ عصبيت اور جاہليت ہے۔ اور اس پر جان دینے والا جاہليت کی موت مرتا ہے۔

### وطنيت بمقابلہ اسلام

دشمنان اسلام نے امت مسلمہ کو خلافت سے محروم کر کے پچاس سے زائد ملکوں میں بکھیر کر رکھ دیا اور ہر ریاست پر اپنے کٹھ پتلی حکمران بٹھا دیئے۔ یہ حکمران یہودی ماؤں کی گودوں میں پلے بڑھے، اسلام کی نفرت دلوں میں لئے جوان ہوئے۔ اور ساری عمر یہودیت کے وفادار رہے۔ انھوں نے اپنی عوام کو وہی درس دیا جو انکی یہودی ماؤں نے انکو گھٹی میں پلایا تھا۔ چنانچہ اپنے اپنے ملکوں میں انھوں نے اسلامی تصور کے بجائے وطنيت اور قوميت کا تصور دیا۔ وطنيت کے بت نے مسلمانوں کو اپنے سحر میں کچھ اس طرح جکڑا کہ دارالحرب میں رہنے والے مسلمان بھی کافروں کے ملک سے وفاداری کا حلف اٹھانے لگے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کے مقابلے وہ اس کافر ملک کی جانب سے لڑنے لگے اور اسکو کوئی گناہ بھی تصور نہیں کرتے۔ حالانکہ بغیر شرعی ضرورت کے انکے لئے دارالحرب میں رہنا ہی جائز نہیں۔

اس طرح دشمنان اسلام نے وطنيت کا بت بنا کر امت وحدت کو جو مشرق سے مغرب تک ایک اسلامی لڑی میں پروئی ہوئی تھی، بکھیر کر رکھ دیا۔ شرعی مسائل جنگی بنیاد اسلام اور کفر کے بنیادی تصور پر قائم تھی اب وطنيت پر ہونے لگی۔ ان مسائل کو بالکل ہی فراموش کر دیا گیا جو دنیا کے ہر حصے میں بسنے والے مسلمان کو امت محمدیہ کا حصہ قرار دیتے تھے۔ بلکہ اب اسکو امت کا حصہ بنانے کے بجائے کسی دوسرے وطن کا باشندہ قرار دے کر کافروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا۔



اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ملک کے مسلمانوں پر اگر کوئی تکلیف آئی تو انکے پڑوس کے مسلمان اپنے ہنگاموں میں مست رہے۔ کسی مسلم ملک پر کافروں نے چڑھائی کی تو باقی مسلمان سوئے رہے۔ قرآن و سنت کے مطابق یہ جملہ تمام دنیا کے مسلمانوں پر حملہ تھا لیکن ان حکمرانوں نے جس نئی شریعت کو اپنی عوام کے لئے رائج کیا تھا اسکے مطابق یہ ایک دوسرے ملک کے مسلمانوں کا مسئلہ تھا اور انکے زمینی حقائق اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ اپنے بھائیوں کی مدد کے بارے میں سوچتے۔

اس طرح یہود و نصاریٰ ایک کے بعد ایک مسلم ملک پر اپنی حاکمیت قائم کرتے گئے۔ مسلمانوں کے وسائل، علمی درسگاہیں، اور اعلیٰ ذہنوں پر قابض ہوتے رہے۔ بالآخر وہ دن بھی آپہنچا کہ جب اللہ کے دشمن، یہود نے پچاس سے زائد مسلم ملکوں کے ہوتے ہوئے ۱۹۶۷ء میں قبلہ اول پر قبضہ کر لیا۔ قبلہ اول پر قبضے سے بھی عالم اسلام بیدار نہ ہوا۔ اس موقع پر اگرچہ بعض عرب ملکوں نے عرب قومیت کا بت اٹھا کر اسرائیل کے ساتھ جنگ کی لیکن انکے بت انکے کچھ کام نہ آ سکے۔

بات قبلہ اول تک ہی محدود نہ رہی بلکہ یہود و نصاریٰ، حرمین شریفین مکہ اور مدینہ کے ارد گرد بھی پہنچ گئے۔ جس سر زمین سے انکو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکالنے کا حکم دیا تھا ۱۴۰۰ سال بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن پھر اس زمین پر آچکے تھے اور تمام لاؤ اشکر ساتھ لائے تھے۔ اسکو اسلام دشمن قوتوں کی محنت کہا جائے یا اپنی سستی کہ وطنیت کا نعرہ لگا کر بھی مسلمان خود کو مسلمان سمجھتا ہے۔ حالانکہ اسلام اور وطنیت اسی طرح ہیں جس طرح اسلام اور لات و منات کے بت۔ وطنیت ایک بت ہے جسکو عالمی فتنہ گروں نے تراشا ہے۔

دین صرف اور صرف اسلام ہے۔ اول و آخر اسلام۔ دین حنیف کا مزاج اتنا حساس ہے کہ یہ اپنے ماننے والوں سے سو فیصد خالص ہونے کا مطالبہ کرتا ہے۔ ملاوٹ (شرک) کا معمولی سا شائبہ بھی اسکے مزاج کو گوارا نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے اعلان فرمادیا: یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السلم كافة ولا تتبعوا خطوات الشیطان۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور (کچھ اسلام اور کچھ دیگر بتوں کو دل میں بسا کر) شیطان کے راستوں کی پیروی نہ کرو۔

چنانچہ اسلام اگر یہ حکم دے کہ جس وطن میں رہے ہو اسکے مقابلے میں مسلمانوں کی مدد کرو تو وطن کو چھوڑ کر مسلمانوں کی مدد کی جائے گی۔ اسلام اگر یہ حکم دے کہ جس وطن میں رہتے ہو

اسکو چھوڑ کر چلے جاؤ تو اس حکم کو بجالانا واجب ہوگا۔ ایسا نہیں ہو سکتا کی اسلام کو بھی مانتے رہیں اور دل میں وطنیت کا بت بھی سجائے رکھیں۔ اسلام ہندومت، عیسائیت یا یہودیت نہیں، یہ دین حنیف ہے جو صرف اور صرف اپنے ماننے والوں کو اپنا دیکھنا چاہتا ہے۔ جن دلوں میں اسکے علاوہ کسی بھی بت کی محبت ہو وہ دل رد کر دیا جائے گا۔ چنانچہ انبیاء کی تاریخ شاہد ہے کہ جب انکی قوم نے انکو رد کیا تو اللہ تعالیٰ نے انکو ہجرت کا حکم فرمایا۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے سب سے پہلے وطن کا نعرہ نہیں لگایا۔ بلکہ دین کو مقدم رکھا۔ اور وطن چھوڑ کر چلے گئے۔

وطن کو چھوڑنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ انسان جہاں پلا بڑھا ہوتا ہے، جن گلیوں میں کھیلتا کودتا ہے اسکی محبت دل میں فطری بات ہے۔ اس کو چھوڑ کر کہیں اور جا کر آباد ہونا انتہائی مشکل کام ہے۔ لیکن یہ محبت ایسی ہی ہے جیسے مال و دولت اور عزیز واقارب کی محبت۔ جس طرح مال و دولت کے لئے یہ نعرہ نہیں لگایا جاسکتا کہ سب سے پہلے مال و دولت بعد میں اسلام، اسی طرح وطنیت کا نعرہ لگانے کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

سیدنا نوح علیہ السلام کو وطن چھوڑ کر کشتی میں بیٹھنے کا حکم ہوا اور یہ دعا سکھائی

فقل الحمد لله الذی نجنا من القوم الظلمین وقل رب انزلنی منزلاً مبارکاً وانت خیر المنزلین۔

ترجمہ: تو آپ کہتے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات دی۔ اور کہتے اے ہمارے رب ہمیں برکت والی جگہ میں اتاریئے اور آپ سب سے بہتر اتارنے والے ہیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو توڑنے کے بعد اعلان کیا: وقل انی ذاہب الی ربی سیہدین..... اور کہا بیشک میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں وہ میری رہنمائی فرمائے گا۔ انکے علاوہ حضرت لوط علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، اصحاب کہف ان سب کو اپنا دین بچانے کے لئے اپنے وطن سے ہجرت کرنی پڑی۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ چھوڑ کر چلے جانے کا حکم دیدیا گیا۔ اور اعلان کر دیا گیا کہ جو وطن کے مقابلے اسلام کو اختیار کرے گا وہی مسلمان سمجھا جائے گا اسکے بغیر ایمان قبول نہیں کیا جائے گا۔

اس کے برخلاف اللہ کے دشمنوں نے ہمیشہ وطنیت کو اللہ والوں کے خلاف اہم ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ کبھی لوگوں کو وطنیت پر ابھار کر حق والوں کی مخالفت پر اکٹھا کیا تو کبھی اللہ



والوں کو اپنے ملک سے نکال دینے کی دھمکی دیتے رہے۔

وقال الذین کفروا لرسلمہم لنخرجنکم من ارضنا او لنعودن فی ملتنا  
ترجمہ: اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم تمہیں اپنی سرزمین سے ضرور نکال کر رہیں  
گے یا ضرور تم ہماری ملت میں واپس لوٹ آؤ گے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کو انکی قوم کے سرداروں نے کہا: قال الملائذین استکبروا  
من قومہ لنخرجنک یا شعیب والذین امنوا معک من قریننا او لنعودن فی ملتنا  
ترجمہ: انکی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا اے شعیب! ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ ایمان  
لانے والوں کو ضرور اپنی بستی سے نکال کر رہیں گے یا ضرور تم ہماری ملت میں واپس لوٹ آؤ گے۔  
حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت کے جواب میں انکی قوم نے کہا: وماکان جواب قومہ الا ان  
قالوا اخر جوہم من قریتکم انہم اناس ینطہرون

ترجمہ: اور ان (لوط) کی قوم کا جواب یہی تھا کہ کہنے لگے انکو اپنی بستی سے نکال دو بیشک یہ  
بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھی کفار نے یہی حربہ استعمال کرنا  
چاہا: واذ یمکربک الذین کفروا لیشتوک او یقتلوک او یخرجوک  
ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الممکین۔

ترجمہ: اور جب آپ کے خلاف کافر سازش کر رہے تھے تاکہ آپ کو گرفتار کر لیں یا قتل  
کر دیں یا آپ کو نکال دیں اور وہ سازش کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیر فرما رہے تھے اور اللہ  
ہی بہتر تدبیر کرنے والے ہیں۔

اہل عقل کے لئے اس میں بڑی نصیحت ہے کہ مکہ مکرمہ جیسا مقدس شہر جہاں بیت اللہ ہے،  
جو تمام مسلمانان عالم کا مرکز ہے، اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس شہر سے کتنی محبت تھی جبکہ  
اظہار بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن اس سب کے باوجود اسکو چھوڑ کر چلے جانے کا حکم  
دیدیا گیا۔ اور فتح مکہ کے بعد بھی کسی مہاجر کو یہ اجازت نہیں دی گئی کہ وہ مکہ میں مستقل سکونت  
اختیار کر سکیں۔ کسی مسلمان نے مکہ مکرمہ کے فضائل، اسکی جغرافیائی اور تاریخی اہمیت کو بیان نہیں کیا  
بلکہ سب نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ہرجبت، عقیدت اور خواہش کو قربان کر دیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اصول و ضوابط بنائے ہیں انہی کی روشنی  
میں ہمیں اپنے عقائد، معاملات اور تعلقات استوار کرنے ہونگے۔ ان اصول و ضوابط سے ہٹ

کرنہ کوئی عقیدت قابل قبول ہے اور نہ محبت۔ پھر بھی اگر کوئی اسلام کے مقابلے ان چیزوں کو دل میں بسائے رکھے تو وہ طاغوت کی پوجا کرتا ہے۔ اگر کوئی اس طاغوت کی خاطر جنگ کرتا ہے تو وہ جاہلیت (گمراہی) ہے۔ جہاد صرف وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کی سر بلندی کے لئے ہو۔

کیا وطن کی محبت ایمان ہے؟

لوگوں میں وطن کے حوالے سے جو یہ مشہور ہے کہ حدیث میں آیا ہے وطن کی محبت ایمان ہے (حب الوطن من الایمان) یہ موضوع ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”المصنوع فی معرفة الحدیث الموضوع“ میں فرمایا: لا اصل له عند الحفاظ یعنی حفاظ حدیث کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ امام صفائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ”الموضوعات للصفائی“ میں موضوع کہا ہے۔

جاننے کے باوجود اس کو حدیث کے طور پر بیان کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر بہتان ہے، جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان گڑھا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

جہاد کیا ہے؟

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور سوال کیا ”یا رسول اللہ ما القتال فی سبیل اللہ فان احدنا یقاتل غضبا، ویقاتل حمیة فرفع الیہ رأسہ فقال من قاتل لتکون کلمة اللہ فی العلیا فهو فی سبیل اللہ (متفق علیہ)

ترجمہ: اے رسول اللہ! اللہ کے راستے میں قتال کس کو کہتے ہیں؟ کیونکہ ہم میں سے کوئی کسی ذاتی غصے کی وجہ سے قتال کرتا ہے، اور کوئی کسی (قومی، وطنی، لسانی) غیرت کی وجہ سے قتال کرتا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک سائل کی طرف اٹھایا اور فرمایا: جس نے اس لئے قتال کیا کہ اللہ کا کلمہ (دین) بلند ہو تو وہ اللہ کے راستے میں قتال کرنے والا ہے۔

دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ومن قاتل تحت رأیة عمیة او یغضب لعصبة او یدعو الی عصبة او ینصر عصبة فقتل فقتله جاهلیة (مسلم شریف) ترجمہ: اور جس نے ایسے جھنڈے کے تحت قتال کیا جس کا مقصد واضح نہ ہو، یا کسی (قومی، لسانی یا خاندانی) عصبیت کی بنا پر غصہ ہو، یا کسی تعصب کی طرف لوگوں کو بلائے اور کسی تعصب کی بنیاد پر مدد کرے اور قتل ہو جائے تو یہ معصیت (گمراہی) کی موت مرا۔

اس حدیث شریف سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں جن سے پچنا ضروری ہے:



1..... جو ایسی جنگ لڑے جس کا مقصد واضح نہ ہو۔ یا اسکو یہ علم نہ ہو کہ وہ کیوں اور کس کے لئے جنگ کر رہا ہے۔

2..... کسی بھی قسم کا تعصب، مثلاً قومی، لسانی، وطنی، خاندانی، ان میں سے کسی کی بنیاد پر غصہ ہونا۔

3..... مذکورہ چیزوں میں سے کسی کی جانب لوگوں کو دعوت دینا یا جماعت بنانا۔

4..... ان تعصبات کی بناء پر کسی کی مدد کرنا۔

اگر کوئی بھی مسلمان مذکورہ حالتوں میں سے کسی حالت میں مارا گیا تو اسکی موت اللہ کی نافرمانی کی حالت میں ہوگی۔

آج کل لوگ مختلف تعصبات کی بناء پر لڑائیاں لڑتے ہیں اور اسکو جہاد کا نام دیتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ جہاد صرف وہ ہے جو اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے لڑا جائے۔ اس مقصد کے لئے جان دینے والے شہید کہلائیں گے۔ ورنہ یوں تو ہندو بھی مجاہدین کشمیر کے مقابلے مارے جانے والے فوجیوں کو شہید کہتے ہیں۔



## ایمان اور نفاق

عن علی رضی اللہ عنہ قال ”ان الایمان یدو لمظۃ بیضاء فی القلب، فکلما زاد الایمان عظاماً زاد ذلک البیاض، فاذا استکمل الایمان ابیض القلب کلہ، وان النفاق یدو لمظۃ فی القلب، فکلما زاد النفاق عظاماً زاد ذلک سوادا، فاذا استکمل النفاق اسود القلب کلہ، وایم اللہ، لو شققتہ عن قلب مؤمن لو جدتموہ ابیض ولو شققتہ عن قلب منافق لو جدتموہ اسود“ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان رقم ۳۸. وابن المبارک فی الزہد رقم ۱۴۴۰. وابن ابی شیبۃ رقم ۳۰۳۲).

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”بیشک دل میں ایمان تھوڑی سی سفیدی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، پھر جیسے جیسے ایمان مضبوط ہوتا ہے اس سفیدی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، اس طرح جب ایمان کامل ہو جاتا ہے تو دل مکمل سفید ہو جاتا ہے، اور بیشک نفاق بھی دل میں تھوڑا سا ظاہر ہوتا ہے، پھر جیسے جیسے نفاق بڑھتا ہے دل کی سیاہی میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے، سو جب نفاق مکمل ہو جاتا ہے تو سارا کاسارا دل سیاہ کالا ہو جاتا ہے، اللہ کی قسم اگر تم مؤمن کا دل چاک کر کے دیکھو تو اسکو سفید پاؤ گے، اور اگر منافق کا دل چیر کر دیکھو تو کالا پاؤ گے۔“

## نفاق کی نشانیاں

عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : اربع من کن فیہ فہو کان منافقا خالصا ومن کانت فیہ خصلۃ منہن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعہا : اذا اتمن خان ، واذا حدث کذب ، واذا عاہد غدر ، واذا خاصم فجر ( متفق علیہ . بخاری باب علامۃ النفاق )

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار چیزیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے۔ اور جس میں ان (چار) میں سے ایک ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے۔ یہاں تک کہ اس کو چھوڑ



دے۔ جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بولے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو عہد شکنی کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالم گلوچ پر اتر آئے۔ (متفق علیہ)

فائدہ..... بندے کا اپنے رب کے ساتھ اگر معاملہ ایسا ہو تو پھر کیا؟ اللہ سے کیا گیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا عہد۔ اگر کوئی مسلمان اس عہد کی خلاف ورزی کرے تو اسکو کیا کہا جائے گا؟ اللہ تعالیٰ نے جو انسانوں سے عہد لیا ”الست برکم“ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ اللہ کے علاوہ امریکہ اور آئی ایم ایف کو رب ماننے لگے تو اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ اللہ کے علاوہ غیر اللہ کو حاکم تسلیم کر لیا جائے، غیر اللہ سے خوف کھایا جائے، یہ وہ تمام باتیں ہیں جن کے بارے میں بندہ اپنے رب سے عہد کرتا ہے۔

نفاق کی ایک علامت..... نہ جہاد کیا نہ جہاد کی تیاری

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مات ولم یغز ولم یحدث بہ نفسه مات علی شعبۃ من نفاق (اخرجه مسلم رقم ۱۹۱۰، واحمد ۸۸۵۲، ابو داؤد ۲۵۰۲، بخاری فی ”التاریخ الکبیر، والنسائی ۳۰۹۷، والحاکم ۲۲۱۸، والبیہقی ۱۷۷۲۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اس حال میں مر گیا کہ نہ جہاد کیا، اور نہ جہاد کے لئے خود کو تیار کیا، وہ نفاق کی ایک خصلت پر مرا۔ فائدہ..... شارح مسلم شریف، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اسکی تشریح میں فرماتے ہیں:

(مات علی شعبۃ من نفاق): والمراد ان من فعل هذا فقد اشبه المنافقین المتخلفین عن الجہاد فی هذا الوصف فان ترک الجہاد احد شعب النفاق. (شرح النووی علی مسلم، باب ذم من مات ولم یغز ولم یحدث نفسه)

ترجمہ: اور اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے ایسا کیا، تحقیق کہ وہ اس وصف میں، ان منافقین کی طرح ہو گیا جو جہاد سے پیچھے رہتے تھے، کیونکہ جہاد چھوڑنا نفاق کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ حاشیۃ السندھی علی سنن النسائی میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: قوله (ولم یحدث نفسه) قيل بأن یقول فی نفسه یا لیتنی کنت غازیاً. او المراد ولم ینو الجہاد و علامته اعداد الآلات قال تعالیٰ ولو ارادوا الخروج

ترجمہ: (اور نہ خود کو جہاد کے لئے تیار کیا)۔۔۔ اس کے معنی یہ کئے گئے ہیں کہ وہ اپنے دل میں یوں کہے کاش! میں غازی ہوتا۔ یا اس سے یہ مراد ہے کہ اس نے جہاد کی نیت بھی نہ کی۔ اور اس نیت کرنے کی نشانی سامانِ جہاد کا تیار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اگر وہ (جہاد میں) نکلنے کا ارادہ رکھتے تو کچھ ساز و سامان تیار کرتے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ”مرقات“ میں فرماتے ہیں: والمعنی لم یعزم علی الجہاد ولم یقل یا لیتنی کنت مجاہدا وقیل معناه لم یرد الخروج وعلامته فی الظاہر اعداد آلہ قال تعالیٰ ولو ارادوا الخروج لأعدوا له عدة ویؤید قوله (مات علی شعبۃ من نفاق) ای نوع من انواع النفاق أى من مات علیٰ هذا فقد اشبه المنافقین المتخلفین عن الجہاد ومن تشبه بقوم فهو منهم وقیل هذا کان مخصوصا بزمانہ والاظہر أنه عام . (مرقات المفاتیح، باب ذم من مات ولم یغزو ولم یحدث نفسه)

ترجمہ: اس کے معنی یہ ہیں کہ جہاد کا عزم نہیں کیا اور نہ یہ کہا کہ کاش! میں مجاہد ہوتا، اس کے معنی میں یہ بھی کہا گیا کہ جہاد میں نکلنے کا ارادہ نہیں کیا، اور اس ارادے کی ظاہری پہچان یہ ہے کہ جہاد کا ساز و سامان تیار کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”اور اگر وہ (منافقین) جہاد میں نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اس کے لئے کچھ تو ساز و سامان تیار کرتے۔“ اس بات کی تائید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی کرتا ہے: (نفاق کی قسموں میں سے ایک قسم پر مرا) یعنی جو اس حالت میں مرا وہ ان منافقین کے مشابہ ہو گیا جو جہاد سے پیچھے رہا کرتے تھے۔ اور جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے ساتھ خاص تھا۔ جبکہ زیادہ واضح بات یہ ہے کہ یہ حکم عام ہے۔

کسی مسلمان کو کافر یا منافق کہنا

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا قال للآخر كافر فقد كفر أحدهما كان الذي قال له كافر فقد صدق وإن لم يكن كما قال له فقد باء الذي قال له بالكفر (رواه البخاري في الأدب المفرد. وقال البانير حمة الله عليه صحيح)



ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی (مسلمان) نے دوسرے (مسلمان) کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہے۔ جس کو کافر کہا گیا اگر وہ واقعی کافر ہے، تو یہ کہنے والا سچا ہے، لیکن اگر وہ ایسا نہیں ہے، تو اس کہنے والے پر یہ کفر لوٹے گا۔ (اسکو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الادب المفرد میں روایت کیا ہے۔ اور علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو صحیح کہا ہے)

فائدہ..... مطلب یہ ہے کہ جسکو کافر کہا گیا اگر اس میں کوئی ایسی چیز پائی گئی جس سے کوئی بھی مسلمان دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، جتنو تو اقص ایمان (ایمان توڑ دینے والی) کہا جاتا ہے، پھر تو اس کہنے والے پر کوئی جرم نہیں۔ لیکن اگر اس شخص سے ایسا کوئی قول یا فعل سرزد نہیں ہوا، جو اس کو دین اسلام سے خارج کر دے، تو پھر اس کہنے والے نے بہت بڑا ظلم کیا، اور یہ کہا یعنی اس کا گناہ اور وبال اس کے اوپر پلٹ کر آئے گا۔ واللہ اعلم

اسی طرح کسی مسلمان کو بغیر ثبوت کے منافق کہنے کا حکم ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک حاکم نے اپنے کسی سپاہی کو منافق کہہ دیا۔ امیر المؤمنین نے اس کے خلاف عدالت بٹھادی۔ جب ثابت ہو گیا کہ جسکو منافق کہا گیا ہے وہ منافق نہیں ہے بلکہ حاکم نے بغیر ثبوت کے اسکو منافق کہا تھا، تو امیر المؤمنین نے اس حاکم کو کوڑے لگوانے کا حکم صادر فرمایا۔ لیکن پھر اس سپاہی نے معاف کر دیا۔

چنانچہ اس بارے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ صرف شک کی بنیاد پر کسی کے بارے میں کوئی ایسی بات کہنا جس کا وبال خود اپنے اوپر پڑے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی آجائے، بہت نقصان کی بات ہے۔ دین کی سر بلندی کے لئے کام کرنے والوں کو ہر معاملے میں شریعت کا خیال رکھنا چاہئے۔ اللہ کے حکم پر نہ تو غصے کو غالب آنے دیا جائے، نہ انتقام کو اور نہ کسی ذاتی خواہش کو۔ اللہ کے لئے سب کچھ قربان کر دینے والوں کی ہر ادا، اللہ کی رضا کے تابع ہونی چاہئے۔ خصوصاً ذمہ دار حضرات اپنے مامورین کے سامنے کوئی ایسی بات نہ کہیں۔ کیونکہ مامورین اس بات کو ہر مجلس میں بیان کریں گے۔ اس سے فتنے پھیلیں گے۔ دین کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ایسے نازک معاملات صرف ذمہ داران کی حد تک رہنے چاہئیں۔ ضروری نہیں کہ ہر سچ بات سب کو بتائی جائے۔ لوگوں کے ذہنوں میں اتنا ہی ڈال لیتے جتنا وہ ہضم کر سکیں۔ الولاء والبراء کی جن بحثوں کی مبادیات کا بھی عوام کو علم نہیں، اس کے مطابق فوراً احکامات صادر کریں گے تو لوگ رد کر دیں گے۔ نیز دشمنوں کی تعداد میں اضافہ کرنا نہ تو دانشمندی ہے اور نہ ہی بہادری۔

مجاہدین کو تحریک بالاکوٹ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ انگریزوں نے سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ”وہابی“ ہونے کا پروپیگنڈہ کر کے اس تحریک کی کمر توڑ دی تھی۔ لہذا آج آپ کے خلاف امریکہ تکفیری اور خارجی کا پروپیگنڈہ کر رہا ہے۔ آپ کو چاہیے کہ علماء حق کو اعتماد میں لیں تاکہ وہ اس سازش کو توڑ سکیں، نیز آپ کو اس بارے میں پاکستانی مسلمانوں کے حالات و مزاج کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی بے احتیاطی کی وجہ سے جہاد کو نقصان پہنچے۔ اللہ ہم سب کو اہل سنت والجماعت کے راستہ سے چمٹا رہنے والا بنائے اور ہماری ذات سے دین کے معاملے میں خیر پیدا فرمائے اور ہر قسم کی فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ (آمین)

### عالم اسلام کے ناسور..... منافقین

جعفر ابن حیان کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اب کوئی نفاق (منافق) نہیں ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ میں نفاق سے پاک ہوں تو یہ میرے لئے زمین بھرے سونے سے زیادہ محبوب ہے۔ (صفة النفاق و ذم المنافقین للفریابی)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو یہ سمجھایا کہ نفاق صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ منافقین آج بھی موجود ہیں۔ متاخرین میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ نفاق ہر زمانے میں موجود اور زندہ ہے، اور منافقین کا وجود کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں۔ انکے نزدیک نفاق کی دو قسمیں ہیں۔ نفاق اعتقادی دوسرا نفاق عمل اور نفاق اخلاق۔ نفاق اعتقادی اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے ساتھ خاص تھا لیکن نفاق عمل و اخلاق اب بھی موجود ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس وقت نفاق بکثرت موجود ہے۔ چنانچہ الفوز لاکبیر میں منافقین کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا: ”اگر آپ منافقوں کو دیکھنا چاہتے ہیں تو حکومتی لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھنے والوں کو دیکھ لیں کہ کس طرح اللہ کی مرضی پر امراء کی مرضی کو ترجیح دیتے ہیں“۔ (الفوز لاکبیر)

نفاق قیامت تک باقی رہے گا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی دلیل ہے جو پیچھے گزر چکی۔ جس میں یہ ذکر ہے کہ دجال سے کچھ پہلے لوگ دو خیموں میں تقسیم ہو جائیں گے۔



ایک خالص ایمان والوں کا خیمہ دوسرا خالص نفاق والوں کا خیمہ۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا نفاق اب بھی موجود ہے؟ آپ نے فرمایا ”لو خرجوا من اذقة البصرة لاستوحشتهم فيها“ کہ اگر منافقین بصرہ کی گلیوں سے نکل جائیں تو تمہارا یہاں دل بھی نہ لگے۔ (صفة النفاق و ذم المنافقين للفريابي)

اپنے بارے میں نفاق سے ڈریئے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں مستقل باب باندھا ہے جس کا نام ہے ”باب خوف المؤمن من ان يحبط عمله وهو لا يشعر“ (مومن کا اپنے اعمال ضائع ہونے کا خوف کرنا کہ اس کو احساس بھی نہ ہو)۔ اس باب کی تشریح میں حاشیہ سندھی میں محدث ابوالحسن سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”ای خوفه من ان يكون منافقا (یعنی مومن کا اپنے بارے میں اس بات کا خوف کرنا کہ کہیں وہ منافق نہ ہو گیا ہو)۔“

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کے تحت یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابی ملیکۃ قال ادرکت ثلاثین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلہم یخاف النفاق علی نفسه ما منهم احد یقول انه علی ایمان جبریل ومیکائیل۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا۔ وہ سب اپنے بارے میں نفاق کا خوف کرتے تھے۔ ان میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو یہ کہتا ہو کہ وہ جبرائیل و میکائیل کے ایمان جیسا ایمان رکھتا ہے۔“

معنی ابن زبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس مسجد میں حسن بصری کو اللہ کی قسم کھاتے سنا کہ کوئی مومن ایسا نہیں گذرا جو (اپنے بارے میں) نفاق سے نہ ڈرتا ہو اور کوئی منافق ایسا نہیں گذرا جو اپنے بارے میں نفاق سے مطمئن و مامون نہ ہو۔ اور وہ فرماتے تھے کہ جو (اپنے بارے میں) نفاق سے نہیں ڈرا وہ منافق ہے۔ (صفة النفاق و ذم المنافقين للفريابي)

ایوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مومن کی صبح یا شام اس کے بغیر نہیں گذرتی کہ وہ اپنے بارے میں منافق ہونے کا خوف نہ کرتا ہو۔ (حوالہ مذکورہ)

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے منافقین زیادہ شری یا آج کے: عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ

قال ان المنافقين اليوم شر منهم على عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم كانوا یومئذ یسرون والیوم یجہرون (الصحيح البخاری ۷۱۱۳)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیشک آج کے منافقین، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے منافقین سے زیادہ شری ہیں۔ وہ اس دور میں (اپنا نفاق) چھپاتے تھے، اور آج (منافقین) اپنا نفاق ظاہر کرتے ہیں۔

فائدہ..... اگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اس دور کے منافقین کی حالت دیکھ لیتے جنکا نفاق اتنا واضح ہے کہ زبانوں سے رال کی طرح ٹپکتا رہتا ہے، تو کیا فرماتے؟ یہ قرآن پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اس میں بیان کی گئی حدود انکو، جاہلیت، وحشت، درندگی اور انسانیت کی توہین نظر آتی ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حمى مؤمنا من منافق اراه قال بعث اللہ ملکاً یحمی لحمہ یوم القیامۃ من نار جہنم (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مؤمن کو منافق سے بچایا (راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجیں گے جو اسکے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔

قال عمر رضی اللہ عنہ: ما اخاف علیکم احد رجلین: رجل مؤمن قد تبین ایمانہ، ورجل کافر قد تبین کفرہ ولكن اخاف علیکم منافقا یتعوذ بالایمان ویعمل غیرہ (صفة النفاق و ذم المنافقین للفریابی)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہارے بارے میں دو لوگوں میں سے کسی ایک سے بھی نہیں ڈرتا، ایک مؤمن آدمی جس کا ایمان واضح ہو چکا ہو، دوسرا کافر جس کا کفر واضح ہو چکا ہو، البتہ میں تمہارے بارے میں اس منافق سے ڈرتا ہوں جو ایمان کو آڑ بناتا ہے اور عمل اسکے منافی کرتا ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ جو نقصان اسلام کو منافقوں نے پہنچایا ہے، وہ یہود و نصاریٰ اور ہندو مل کر بھی نہیں پہنچا سکے۔ آج عالم اسلام پر یہود و ہنود کی بالادستی صرف اور صرف انہی منافقین کی بدولت ہے۔ ہر ملک میں یہودیوں نے ایسے منافق بٹھار رکھے ہیں، جو بات تو ہماری زبان میں کرتے ہیں لیکن انکے دل اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ ہیں۔ عالم اسلام کے بیش قیمت وسائل کو کوڑیوں کے داموں بیچ کر صرف اپنے اقتدار کو دوام دیتے



ہیں، امت مسلمہ کو گلی گلی، شہر شہر اور دنیا کے ہر حصے میں ذلیل کرانے کی ذمہ داری انہی نے اٹھا رکھی ہے۔ انھوں نے مسلمانوں کی آزادی، عزت نفس، ایمانی غیرت اور دینی حمیت کو نگلوں کے بدلے نیلام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر منافقین کے حال کو بہت کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ قرآن میں غور کریں اور اللہ کے دشمنوں سے خود کو بچائیں۔

انکو پہچانیئے یہ کون ہیں، جو اللہ پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اللہ کے احکامات انکو اچھے نہیں لگتے؟ یہ کون ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول مانتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو دوست بناتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن قادیانیوں کو برابر کے حقوق دینے کے مطالبے کرتے ہیں؟ یہ کون ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اس کتاب پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، لیکن اس کتاب میں موجود اسلامی سزاؤں کو، کھلے عام وحشت، جاہلیت اور درندگی کا نام دیتے ہیں؟

خدا را! اب حق و سچ کہنے کا وقت ہے... اگر کہنے کی طاقت نہیں تو کھلے دل سے سن تو لیجئے۔ آخر کب تک اپنی جماعت اور اپنے چاہنے والے کے پیچھے صرف اسلئے بھاگتے رہیں گے کہ آپ کے دل میں، انکی عقیدت کا مندر بنا ہوا ہے..... یہ اپنائیت جو اسلام کے مقابلے میں آجائے کہیں ہمیں لے ہی نہ ڈوبے..... یہ اپنائیت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے مقابلے میں آجائے تو پھر کیا ہوگا؟ آپ کس کی لاج رکھیں گے، دل میں سچے مندر کی یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی؟ دل سے پوچھئے..... دل کے بند درپچوں کو کھول کر..... اس دل سے سوال کیجئے..... اللہ نہ کرے، اگر ایسا وقت آجائے کہ ایک طرف امام مہدی کا لشکر ہو اور دوسری جانب وہ، جس سے آپ کو انتہائی عقیدت و محبت ہے، تو آپ کس کو چھوڑ دیں گے اور کس کو اختیار کر لیں گے؟ کس سے راضی ہونگے اور کس سے ناراض ہو جائیں گے؟

ان صحابہ کو یاد کیجئے جن سے محبت کا دعویٰ ہے..... میدان جنگ ہے..... اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، کافروں کی کھوپڑیاں نیزے کی انیوں پر اچھالی جا رہی ہیں..... شمع نبوت کے پروانے..... عشق نبی میں سب کچھ قربان کر دینے کے لئے نکل آئے ہیں..... بیٹے کے سامنے اسکا باپ آجاتا ہے..... اب ایک طرف باپ اور دوسری جانب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کہ جو بھی کافروں کی طرف سے لڑے اسکی گردن مار دو..... آپ خود سے سوال کیجئے..... اپنا ایمان جانچنے کے لئے..... اٹھی ہوئی تلوار کے سامنے وہ ہے جس سے آپ کو سب سے زیادہ محبت ہے..... ناراض نہ ہوئیے..... دل کو، جھنجھوڑ کے پوچھئے..... میں بھی خود سے پوچھتا ہوں..... کہ اے نفاق میں

لت پت دل! اس وقت تیرا کیا رد عمل ہوگا جب تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے مقابلے میں کوئی ایسا کھڑا ہوگا، جس کو تو پوجا کی حد تک چاہتا ہے؟ اے میرے دو غلے دل! جان کیوں چراتا ہے بتا تو سہی..... تجھے اللہ ہی سب سے محبوب ہیں یا تیرے اندر واقعی ضم کدے آباد ہیں؟

میں جو سر بسجود ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا  
تیرا دل تو ہے ضم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

مؤمن و منافق کا گناہ

عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ قال المؤمن یرى ذنوبه كأنه قاعد تحت جبل يخاف ان يقع عليه وان الفاجر یرى ذنوبه كذاب مرّ علیٰ انفه فقال به هلكذا. (صحیح بخاری، رقم: ۲۳۰۸)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا ”مؤمن اپنے گناہ کو پہاڑ کے برابر سمجھتا ہے، ڈرتا ہے کہ کہیں یہ (گناہ کا پہاڑ) اسکے اوپر گر ہی نہ جائے، اور فاجر (منافق) اپنے گناہ کو اس طرح (بے اعتنائی سے) ٹال دیتا ہے، جیسے کبھی کو جو اسکی ناک کے پاس سے گزرے۔ (بخاری شریف)

فائدہ..... مؤمن سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو وہ توبہ و استغفار کرتا رہتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے۔ جبکہ فاجر و منافق گناہ کے بعد کہتے ہیں ہم نے کون سا گناہ کر لیا جو آسمان ٹوٹ پڑے۔ قرآن کریم نے بھی منافقین کی اس بری عادت کو بیان کیا ہے۔ ”وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْتَغْفِرُوا لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوُوا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ“۔

ترجمہ: اور جب ان (منافقین) سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ کے رسول تمہارے لئے استغفار کر دیں، تو مذاق سے سروں سے اشارے کرتے ہیں، اور آپ انکو دیکھیں گے کہ وہ تکبر کرتے ہوئے رکستے ہیں۔

منافقین یہ سمجھتے تھے کہ انھوں نے تو کوئی گناہ کیا ہی نہیں، جو انکے لئے استغفار کی جائے۔ یہ انکا جہل، خوش فہمی اور انتہائی غفلت تھی کہ انھیں اپنے ایمان کے تباہ ہو جانے کا احساس بھی نہ تھا۔ اس دور میں بھی کتنے ہی ایسے مل جائیں گے جو اللہ سے جنگ کرنے کے باوجود بھی دعوے کرتے ہیں کہ وہ تو پکے سچے مسلمان ہیں انکے لئے بیت اللہ کے دروازے کھلتے ہیں۔

قسم اس ذات کی جو بیت اللہ کے طواف کرنے والوں کے دلوں سے واقف ہے! وہ شخص



کیسے مؤمن ہو سکتا ہے جو اسلامی احکامات کا مذاق اڑائے، گمراہی کی سرپرستی کرے، اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے مل کر بے گناہ مسلمانوں کا خون بہائے۔

نفاق کے بارے میں صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے خوف کا یہ عالم تھا تو ہم سیاہ کار کس زمرے میں آتے ہیں۔ جو کفر کی بالادستی بھی قبول کر لیتے ہیں، نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بھی بھرے پیڑوں برداشت کر جاتے ہیں، امت کی بیٹیوں کو زندہ بھسم کر دیا جائے، یا کافر اٹھا کر بیجا نین ہمارے ایمان پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسلام کے بدترین دشمنوں کے اتحادی بن جائیں اور کلمہ گو مسلمانوں کی بستیاں کی بستیاں اجاڑ دیں ہم کچے سچے مسلمان ہی رہتے ہیں۔ کبھی اپنے بارے میں نفاق کا خوف تو کیا ہم تو دوسروں کو نفاق کے سرٹیفیکٹ جاری کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہم انکو بھی منافق کہہ ڈالتے ہیں جو ایسے وقت میں اسلام کی آبرو بچائے ہوئے ہیں جب لوگوں کی اکثریت اسکو لٹتا ہوا دیکھ کر خاموش ہے اور بہت سے لوٹنے والوں کے اتحادی ہیں۔

بلکہ ہمارا تو اپنے بارے میں ایسا پختہ یقین ہے کہ ہم ایمان کی اعلیٰ چوٹی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمارا ایمان اس درجے کا ہے کہ نفاق قریب بھی نہیں پھٹک سکتا۔ اس قدر خوش فہمی اور بے خونی، گویا اللہ سے ملے ہو گیا ہو کہ ہمیں جنت میں داخل کر کے ہی رہے گا۔ آخر کوئی چھوٹا موٹا کام تو نہیں کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا ہے۔ لہذا جہنم کی آگ کی کیا مجال جو ہمارے قریب بھی آجائے۔ اس رویہ کی کیا وجہ ہے؟ نفاق سے بے خونی، تمام بد اعمالیوں کے باوجود اللہ سے لمبی چوڑی امیدیں، کفر کے سودی نظام کے تحت زندگی گزارنے، جھوٹ، حرام کمائی، طاغوت کی پوجا، کفر کی قوت کے سامنے سر جھکانا، جہاد فرض عین ہونے کے باوجود جہاد کا انکار، تاویلین، بہانے حتیٰ کہ جہاد کرنے والوں کو گالیاں، بددعا کیں، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے لئے نرم گوشہ اور ہمدردی، جو چاہیں کرتے رہیں، دل میں کوئی خوف نہیں آتا بلکہ ایک سجدہ میں تمام گناہ معاف ہو جانے کا یقین؟

کیا ہمارا ایمان اور رحمت کی امید صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سے اعلیٰ درجے کی ہے؟ کیا ہمارے سجدوں میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ طاقت ہے؟ ہماری تسبیحات، استغفار اور توبہ کیا اس عاشق سے زیادہ موثر ہیں جو شب زفاف میں نئی نویلی دلہن کو چھوڑ کر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان جہاد میں جا پہنچا اور شہید ہو گیا۔ جسکو فرشتوں نے غسل کرایا؟ غسل الملائکہ اپنے بارے میں نفاق سے اتنا ڈرتے، کہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں چلاتے پھرتے تھے ”نافق

حنظلة نافق حنظلة“ حنظله منافق ہو گیا حنظله منافق ہو گیا۔

لیکن آج کے مسلمان ہیں کہ بے خوف، گناہوں پر جری، جو خواہش ہوئی پوری کی، آخرت پر دنیا کو ترجیح، خواہشات پر دین قربان، گناہوں پر دوام، اور ایک استغفار میں سارے گناہ صاف۔ یہ نعوذ باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو کیا بناؤ الا؟ یہ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے۔ برہمن کا ہندو ازم نہیں، کہ سارا سال جو چاہا کیا اور لنگا کے ایک ہی غوطے میں یوں پاک ہو گئے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے جنم لیا ہو۔

اس رویہ کی ایک وجہ شاید یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ عرصہ دراز سے میٹھے میٹھے فضائل سن کر شوگر کا مریض ہو گیا ہے۔ وعیدیں سننے والے بہت کم ہیں۔ کوئی حاذق حکیم ہو جو وعیدوں کے کڑوے شربت سے پھولے ہوئے نفس کی حالت درست کرے۔ معاشرے میں عام ہوتی بیماریوں کا علاج کرے۔ نفس پر ایسی ضربیں لگائے کہ اسکی چولیں ہل کر رہ جائیں۔ اس نفس کو اس کی اوقات کا پتہ چلے۔ پھر کہیں جا کر دل میں خوف پیدا ہوگا۔

### منافقین قرآن کی نظر میں

ومن الناس من يقول امنا بالله وباليوم الآخر وما هم بمؤمنين. (البقرة)  
ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر، حالانکہ وہ ایمان نہیں لائے۔

يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مَا يٰ خٰدِعُونَ الْاِنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ. فِی قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ. (البقرة)  
ترجمہ: وہ (منافقین) اللہ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں، اور وہ خود کو ہی دھوکہ دیتے ہیں اور وہ سمجھتے نہیں۔ انکے دلوں میں مرض ہے سو اللہ نے انکا مرض اور زیادہ کر دیا، اور انکے لئے دردناک عذاب ہے بسبب اسکے جو وہ تکذیب کرتے ہیں۔

فائدہ..... منافقین خود کو ہی دھوکہ دیتے ہیں اگرچہ انھیں اسکا احساس نہیں ہوتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نفاق انسان کے دل میں داخل ہو جاتا ہے اور اسکو احساس بھی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اس روایت میں ہے: حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا ”ابو درداء رضی اللہ عنہ جب کسی ایسی میت کو دیکھتے جو اچھی حالت میں فوت ہوئی ہوتی، تو کہتے ”اس کو مبارک ہو، کاش! اسکی جگہ میں مر گیا ہوتا“۔ ان سے ام درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟“



انہوں نے جواب دیا ”بیوقوف کیا تمہیں علم ہے کہ (ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ) آدمی صبح کے وقت مؤمن ہوگا اور شام کو منافق ہو جائے گا؟“ ام درداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا ”اسکا ایمان سلب ہو جائے گا اور اسکو احساس تک نہ ہوگا۔ (اسلئے) میں نماز اور روزوں میں باقی رہنے کے بجائے ایسی (اچھی) موت کی زیادہ تمنا کرتا ہوں۔“ (صفة النفاق و ذم المنافقين للفريابي)

کافر حکمرانوں سے ملاقاتیں

واذا لقوا الذين امنوا قالوا امنا واذا خلوا الى شيطنتهم قالوا انما معكم ايماننا نحن مستهزءون (البقرة)..... ترجمہ: اور وہ (منافقین) جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے، اور جب تنہائی میں اپنے (کافر) شیاطین سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں، بلاشبہ ہم تو (ان مسلمانوں) سے مذاق کرتے ہیں۔

فائدہ..... عالم اسلام کا مقتدر طبقہ مسلم عوام کے سامنے کچھ اس طرح کے بیانات دیتا ہے: ”ہم امریکہ کو من مانی نہیں کرنے دیں گے“..... ”ہم بیت المقدس کی آزادی کے لئے پرامن کوششیں جاری رکھیں گے“..... ”ہم اپنی سرزمین اپنے افغان بھائیوں کے خلاف استعمال نہیں ہونے دیں گے“..... ہم بھارت کو اپنے دریاؤں پر ڈیم نہیں بنانے دیں گے“..... ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اجازت نہیں دیں گے“..... ”امریکہ کو ڈرون حملوں کی اجازت نہیں دیں گے“..... ”ہم مسلمان ہیں“..... ”اپنے ملک میں غیر ملکی افواج ہرگز برداشت نہیں کر سکتے“..... ”کشمیریوں کے خون سے کسی کو سودا نہیں کرنے دیں گے“..... ”ہم پکے سچے مسلمان ہیں“.....

لیکن جب یہی طبقہ بھارت یا امریکہ کے شیطانوں سے ملاقات کرتا ہے تو یوں کہتا ہے ”ہم تو آپ کے ساتھ ہیں، ہماری قوم بیوقوف، ناسمجھ اور جذباتی ہے، لہذا انکو بیوقوف بنانے کے لئے ایسے بیانات دیدیتے ہیں“.....

جہاد کے خلاف بولنے میں احتیاط کیجئے

وليعلم الذين نافقوا وقيل لهم تعالوا قاتلوا فى سبيل الله او ادفعوا قالو لو نعلم قتالا لاتبعنكم هم للكفر يومئذ اقرب منهم للإيمان يقولون بافواهم ما ليس فى قلوبهم والله اعلم بما يكتمون. الذين قالوا لاخوانهم وقعدوا الواطعون اما قتلوا قتلوا فادراء واع انفسكم الموت ان كنتم صدقین (آل عمران ۱۶۷، ۱۶۸)

ترجمہ: اور تاکہ جان لے انکو جو منافق ہو گئے، اور ان سے کہا گیا آؤ! قتال کرو اللہ کے

راستے میں یا دفاع کرو، کہنے لگے اگر ہمیں قتال کا علم ہوتا تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے، وہ (منافقین) اس دن ایمان کے مقابلے کفر کے زیادہ قریب تھے، اپنی منہ سے ایسی بات کرتے ہیں جو انکے دلوں میں نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں، جنہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا اور (جہاد سے) بیٹھے رہے، اگر یہ (مجاہدین) ہماری بات مان لیتے (یعنی قتال کے لئے نہ جاتے) تو قتل نہ کئے جاتے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے اگر تم سچے ہو تو اپنے آپ سے موت کو روک کر دکھاؤ۔

فائدہ..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ منافقین قتال نہ ہونے کا امکان ظاہر کر کے راستے سے واپس لوٹ آئے۔ لیکن آج کے دور میں تو لوگ کفار سے قتال ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں اسکے باوجود قتال کے لئے مجاہدین کے ساتھ نہ نکلتے ہیں اور نہ ہی انکی مدد کرتے ہیں۔

کافروں کو دوست بنانے والوں کے لئے دردناک عذاب

بشر المنافقين بان لهم عذابا الیما. الذین یتخذون الکافرین اؤلیاء من دون المؤمنین یتبغون عندهم العزة فان العزة لله جمیعا. (النساء ۱۳۹)  
ترجمہ: (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) منافقوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے، جو مسلمانوں کے علاوہ کافروں کو دوست بناتے ہیں، کیا یہ ان کافروں کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں، سو عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لئے ہے۔

الذین یتربصون بکم فان کان لکم فتح من الله قالوا الم نکم معکم وان کان للکفرین نصیب قالوا الم نستحوذ علیکم ونمنعکم من المؤمنین. (النساء ۱۴۱)  
ترجمہ: جو لوگ تمہارے انجام کار کا انتظار کرتے ہیں، پھر اگر تمہیں اللہ کی جانب سے فتح مل جائے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھی نہیں، اور اگر کافروں کو تھوڑا سا غلبہ مل جائے تو (کافروں سے) کہتے ہیں کیا ہم (مسلمان) تم پر غالب نہ آنے لگے تھے، اور کیا ہم نے تمہیں مسلمانوں کے ہاتھوں سے نہیں بچایا تھا۔

منافقین کافروں کو دوست کیوں بناتے ہیں

فتری الذین فی قلوبہم مرض یسارعون فیہم بقولون نخشی ان تصیبا  
دائرة فعسی الله ان یاتی بالفتح او امر من عنده فیصبحوا علی ما اسروا فی  
انفسہم ندمین (المائدہ ۵۲)



ترجمہ: تو آپ ان لوگوں کو دیکھیں گے جن کے دلوں میں مرض ہے، ان کافروں کے پاس دوڑے چلے جاتے ہیں، کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم پر آفت نہ آجائے، تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ فتح دیدیں، یا اپنی جانب سے فیصلہ فرمادیں جسکے نتیجے میں وہ (منافقین) شرمندہ ہو جائیں اس بات پر جس کو وہ اپنے دلوں میں چھپاتے تھے۔

فائدہ..... علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”یہ منافقین کے بارے میں اطلاع ہے کہ یہود و نصاریٰ کو دوست بناتے تھے اور اہل ایمان کو دھوکہ دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم ڈرتے ہیں کہ یہود یا نصاریٰ یا مشرکین کی آفت ہم پر نہ ٹوٹ پڑے۔“ (تفسیر طبری) کافروں کے پاس اسلئے جاتے ہیں کہ کافروں کی طرف سے کوئی مصیبت ان پر نہ ٹوٹ پڑے۔ اگر کافروں کا ساتھ نہیں دینگے تو وہ ناراض ہو جائیں گے۔

کافروں کو دوست بنانے والے انہی جیسے ہیں

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ عقیدۃ الطحاوی میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے: ونحب اهل العدل والامانة ونبغض اهل الجور والخيانة۔ ترجمہ: اور ہم (یعنی اہل سنت والجماعت) انصاف کرنے والوں اور امانت داروں سے محبت کرتے ہیں اور ظالموں اور خائنوں سے بغض رکھتے ہیں۔ (عقیدۃ الطحاوی) ارشادِ ربانی ہے: یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا الیہود والنصارى اولیاء بعضہم

اولیاء بعض . ومن یتولہم منکم فانه منہم (المائدہ ۵۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو ان کو دوست بنائے گا بیشک وہ انہی میں سے ہوگا۔

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیریوں فرماتے ہیں: اور جس نے مسلمانوں کے مقابلے میں یہود و نصاریٰ کو دوست بنایا تو بلاشبہ وہ انہی میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے انہیں دوست بنایا اور مسلمانوں کے مقابلے میں انکی مدد کی تو وہ انہی (یہود و نصاریٰ) کے دین والوں اور ملت والوں میں شمار ہوگا۔ کیونکہ کوئی بھی کسی کو دوست بناتا ہے تو وہ اپنے دوست اور اسکے دین کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جس دین سے اسکا دوست راضی ہوتا ہے وہ اسکے ساتھ ہوتا ہے۔ تو جب یہ (مسلمان) اپنے (یہودی یا عیسائی یا کسی بھی کافر) دوست اور اسکے دین سے راضی ہے تو جو اسکے دوست اور اسکے دوست کے دین کا دشمن ہوگا یہ بھی اس کا مخالف ہوگا۔ اس طرح اسکا اور اسکے دوست کافر کا ایک ہی حکم

ہو گیا، پھر یہ حکم ترک مولاۃ قیامت تک باقی ہے۔ (تفسیر طبری، ج: ۶، ص: ۲۷۷)  
ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا  
اور ان کے فیصلے سے زیادہ اچھا فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جس نے یہود و نصاریٰ کو دوست بنایا وہ انہی  
میں سے ہے۔ سو جب نص قرآنی سے یہود و نصاریٰ کے دوست انہی میں سے ہیں تو ان دوستوں  
کا حکم بھی ان یہود و نصاریٰ جیسا ہی ہوگا۔ (احکام اہل الذمۃ)

اسکے علاوہ بہت ساری آیات ہیں جن میں مسلمانوں کو اس بات سے روکا گیا ہے کہ وہ کفار  
کو دوست بنائیں۔ حتیٰ کے والدین تک سے روک دیا گیا اگر وہ ایمان کے مقابلے کفر کو پسند کرتے  
ہوں۔ ارشاد ہے: یا ایہا الذین امنوا لاتتخذوا آباءکم و اخوانکم اولیاء ان  
استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولہم منکم فائتک ہم الظالمون..... ترجمہ: اے  
ایمان والو اپنے والدین اور بہن بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان کے مقابلے کفر کو پسند  
کرتے ہوں۔ تم میں سے جو انہیں دوست بنائے گا تو وہی ہیں جو حد سے بڑھنے والے ہیں۔

امام ابو بکر بھصام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مسلمانوں کو اس بات سے روکا  
گیا ہے کہ وہ کافروں کو دوست بنائیں، یا انکی مدد کریں، یا ان سے مدد لیں یا اپنے معاملات انکے  
سپر د کریں۔ نیز یہ حکم ہے کہ کافروں سے برأت اور تعظیم و اکرام چھوڑنا واجب ہے۔ خواہ وہ کافر  
اپنے ماں باپ ہوں یا اسکے بھائی بہن، البتہ کافر والدین کے ساتھ احسان اور اچھی طرح رہنے کا حکم  
ہے۔ اس (ترک مولاۃ) کا مسلمانوں کو حکم اسلئے کیا گیا ہے تاکہ وہ منافقین سے الگ ہو  
جائیں کیونکہ منافقین کی پہچان یہ ہے کہ وہ کافروں کو دوست بناتے ہیں اور جب ان سے ملتے ہیں تو  
انکے لئے عزت و تعظیم کا اظہار کرتے ہیں۔ اور وقتی تعلق کا اظہار کرتے ہیں۔ (احکام القرآن للجصاص،  
ج: ۴، ص: ۲۷۸)

دوسری جگہ کافروں کو دوست بنانے سے متعلق ارشادِ باری ہے:

لَا یَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ  
فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاتُوا وَيَحْذَرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ وَالْإِلَٰهَ  
الْمُصِيرَ. (آل عمران: ۲۸)

ترجمہ: مؤمن کافروں کو دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے علاوہ۔ اور جس نے ایسا کیا تو اللہ  
تعالیٰ سے اس کا کوئی تعلق نہیں الایہ تم اندیشہ کرتے ہو کسی بات کا ان سے اور اللہ تمہیں اپنے آپ  
سے خبردار کرتے ہیں۔



امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ”ای من ولایتہ شیی من الاشیاء بل هو منسلخ عنہ بکل حال (فتح القدیر) یعنی اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ مکمل خارج ہو چکا۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فقد بری من اللہ وبری اللہ منہ بارتدادہ عن دینہ ودخولہ فی الکفر . جس نے ایسا کیا تو وہ اللہ سے بری اور اللہ اس سے بری ہے۔ اسکے دین سے پھر جانے اور کفر میں داخل ہو جانے کی وجہ سے۔ (تفسیر طبری)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تفسیر روح المعانی میں من دون المؤمنین کی تشریح یوں کی ہے ”یا اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ مسلمانوں کی دوستی کے اصل حقدار مسلمان ہی ہیں اور مسلمانوں کی دوستی متضاد ہے کافروں کی دوستی کے..... اس میں اشارہ ہے کہ کافروں کی دوستی مسلمانوں کی دوستی کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔“ (روح المعانی)

مسلمانوں کے قاتل، بتوں کے پجاریوں کو دوست بنانے والے  
عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینخرج فی آخر الزمان قوم احداث الاسنان سفهاء الاحلام فیقولون من خیر البریۃ یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیۃ یدعون اهل الاوثان ویقتلون اهل الاسلام فمن لقیهم فلیقتلهم فان فی قتلهم اجرا لمن قتلهم یوم القیامۃ .  
(بخاری کتاب المناقب حدیث ۳۶۱۱۔ و کتاب فضائل القرآن ۵۰۵۔ و کتاب استنباط المردین ۶۹۳۰، و رواہ ابو عمر الدانی ۲۸۰۔)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانے میں کچھ لوگ آئیں گے جو کم عمر، کم عقل ہوں گے۔ وہ سنت کے بات کریں گے۔ دین سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جیسے تیرکمان سے نکل جاتا ہے۔ بتوں کے پجاریوں کو بلائیں گے اور اہل اسلام کو قتل کریں گے۔ سو جو ان کو پالے ان کو قتل کرے کیونکہ ان کے قتل میں قتل کرنے والے کے لئے قیامت تک اجر ہے۔

منافق سب کو اپنی طرح بنانا چاہتے ہیں

فما لکم فی المنافقین فتنین واللہ ارکسہم بما کسبوا التریدون ان تہدوا ومن اضل اللہ فلن تجد لہ سبیل (النساء ۸۸)

ترجمہ: تمہیں کیا ہوا کہ منافقین کے بارے میں دو گروہ ہوئے جاتے ہو، حالانکہ اللہ نے انکو لوٹا دیا ہے سبب انکے کہ تو تو توں کے، تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اس کو ہدایت پے لے آؤ جس کو اللہ نے گمراہ کر دیا ہو، اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو آپ اس کے لئے ہرگز راستہ نہیں پائیں گے۔

ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء فلا تتخذوا منهم اولياء حتى يهاجروا فى سبيل الله فان تولوا فخذوهم واقتلوهم حيث وجدتموهم ولا تتخذوا منهم ولوا ولا نصيرا (النساء ۸۹)

ترجمہ: ان (منافقین) کی دلی خواہش ہے کہ تم بھی کفر کر بیٹھو جیسے انھوں نے کفر کیا، سو تم برابر ہو جاؤ، لہذا تم ان کو دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ اللہ کے راستے میں ہجرت نہ کر آئیں، پس اگر وہ باز نہ آئیں، تو ان کو پکڑو، اور جہاں پاؤ ان کو قتل کرو، اور انکو دوست اور مددگار نہ بناؤ۔

فائدہ..... امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ آیت ایسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو کلمہ گو تھے لیکن مسلمانوں کے مقابلے کفار مکہ کی مدد کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ یہ لوگ مکہ سے آئے۔ مسلمانوں سے انکا سامنا ہو گیا۔ کچھ مسلمانوں نے کہا کہ ان خبیثوں کی جانب چلو اور انکو قتل کر دو کیونکہ یہ ہمارے مقابلے ہمارے دشمنوں کی مدد کرتے ہیں۔ یہ سن کر کچھ مسلمانوں نے کہا کہ کیا تم ایسے لوگوں کو قتل کر دو گے جو تمہاری طرح کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ کیا صرف اس وجہ سے انکی جان و مال کو حلال کر لو گے کہ انہوں نے ہجرت نہیں کی اور اپنے گھر یا رکنہیں چھوڑا؟

اس طرح اہل ایمان ان لوگوں کے بارے میں دورائے ہو گئے۔ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں سے کسی کو کچھ نہیں کہا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی، جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فیصلہ فرما دیا کہ یہ منافق ہیں۔ اگر یہ باز نہیں آتے تو جہاں پاؤ انکو قتل کرو۔ یہ شری لوگ ہیں۔ انکی دلی خواہش ہے کہ تم بھی انکی طرح کفر کر بیٹھو۔ (تفسیر طبری)

ان منافقین کی دلی خواہش ہے کہ سچے مسلمان بھی ان جیسے ہو جائیں۔ کوئی ”ماڈریٹ“ تو کوئی ”روشن خیال“ کوئی ”عقلیت پسند (Rationalist)“ ہے۔ ان سب کی کوشش ہے کہ ان منافقین کا دین پھیلا یا جائے۔ جو انکا دین پھیلانے اس کی بڑی قدر رکھتی ہے۔ اس کوئی وی چینلز پر بلایا جاتا ہے۔ لیکن جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی جانب لوگوں کو بلائے، جس میں جہاد بھی ہو، وہ ناقابل برداشت ہے۔ اس وقت انکا صبر بھی ختم ہو جاتا ہے اور تحمل بھی۔ رواداری اور برداشت قریب بھی نہیں آتی۔



## اللہ پر توکل اور منافقین

اذ يقول المنافقون والذين في قلوبهم مرض غر هؤلاء دينهم ومن يتوكل على الله فان الله عزيز حكيم (انفال ۴۹)

ترجمہ: جب منافقین کہہ رہے تھے اور وہ بھی جنکے دلوں میں مرض ہے، کہ ان (مسلمانوں) کو تو انکے دین نے مست بنا دیا ہے، جو بھی اللہ پر بھروسہ کرے بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔  
فائدہ..... طالبان کی پسپائی کے وقت کے اخبارات اٹھا کر دیکھئے، لکھنے والے طالبان کے بارے میں کیا کیا لکھتے تھے۔ یہ امریکہ سے لڑنے چلے تھے۔ مدرسوں کے ”ملا“، جنھیں دنیا کا کچھ پتہ نہیں، یہ وقت کی ”مہذب، ترقی یافتہ اور جدید ٹیکنالوجی کی مالک قوت“ کا مقابلہ کریں گے۔ وہ کہتے تھے، ”یہ کیسا اسلام ہے، ان طالبان نے اسلام کی غلط تشریح کی ہے، انکو پتہ ہی نہیں کہ اسلام میں کتنی چلک ہے، یہ امریکہ سے کیسے لڑ سکتے ہیں۔“ لیکن ان منافقوں کو معلوم نہیں کہ جو تیاری کرنے کے بعد اللہ پر بھروسہ کر کے میدان میں نکلتے ہوں، دنیا کی ساری طاقتیں انکے پیروں کی ٹھوک پر ہوتی ہیں۔ آج وہی امریکہ ہے جس کی خدائی سے ہمارے حکمران اس قوم کو ڈراتے تھے، وہی امریکی کمانڈوز، امریکی میرینز،... انکی کھوپڑیاں ہیں جو ان ملاؤں کی ٹھوکروں پر لڑھکتی پھرتی ہیں۔ اس وحشی، ابلیسی اور مرتخ پر کمندیں ڈالنے والی تہذیب کے درندوں کی لاشیں کئی کئی دن گدھ نوچتے رہتے ہیں، اٹھانے والے ابھی اب اٹھاتے تھک چکے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت زبردست اور حکمت والے ہیں۔ لیکن جنکے دلوں میں کھوٹ ہے وہ اب بھی نہیں سمجھیں گے۔

## منافقین مسلمانوں سے الگ ہیں

ويحلفون بالله انهم لمنكم وما هم منكم ولكنهم قوم يفرقون (التوبہ ۵۶)  
ترجمہ: اور وہ (منافقین) اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ وہ تمہاری جماعت کے لوگ ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ یہ الگ قوم ہیں۔

## جہاد کا مذاق اڑانے والے منافق ہیں

ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل ابالله وآياته ورسوله كنتم تستهزءون (التوبہ ۶۵)

ترجمہ: اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہیں گے کہ ہم ویسے ہی مذاق کر رہے تھے۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کو کہہ دیجئے کیا تم اللہ، اسکی آیات اور اسکے رسول کا مذاق اڑاتے ہو۔

ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے جا رہے تھے۔ کچھ منافقین بھی ساتھ تھے۔ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے واہ جی واہ! اس آدمی (محمد) کو دیکھو یہ شام کے محلات و قلعے فتح کرنے چلا ہے۔ اس بات کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ بات کہی ہے۔ منافقوں نے کہا ہم تو ایسے ہی ہنسی مذاق میں کہہ رہے تھے۔ آج کے منافقین بھی مجاہدین کا مذاق اڑاتے ہیں اور ایسی ہی باتیں کہتے ہیں ”ان مولویوں کو دیکھو! یہ دہلی فتح کرینگے..... لال قلعے پر اسلام کا جھنڈا گاڑھیں گے..... انکو دیکھو! یہ واشنگٹن فتح کرنے نکلے ہیں۔“

### جہاد کے ذکر پر منافقین کا ردِ عمل

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نَزَلَتْ سُورَةٌ فَإِذَا نَزَلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذَكَرَ فِيهَا الْقِتَالَ رَأَيْتَ الَّذِينَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ (محمد ۲۰)

ترجمہ: اور ایمان والے کہتے ہیں کہ کوئی سورت کیوں نہیں اترتی، پھر جب کوئی صاف مطلب والی سورت اتاری گئی جس میں قتال کا ذکر ہے، تو آپ ان لوگوں کو دیکھیں گے جن کے دلوں میں مرض ہے، آپ کو ایسے دیکھیں گے جیسے ان پر غشی طاری ہو موت کی، سوانکے لئے بہتر ہے۔ (اطاعت و فرمان برداری)

فائدہ..... امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ سورت جس میں قتال کا ذکر ہو وہ سورۃ محکمۃ ہے۔ اور یہ جہادی سورتیں منافقین پر سارے قرآن میں سب سے سخت ہیں۔ (تفسیر طبری) ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ اپنے اندر جھانک جھانک کر دیکھتا رہے کہ کوئی ایسی بیماری اس میں سرایت تو نہیں کر گئی جسکو قرآن نے منافقین کی علامت کے طور پر بیان کیا ہے؟ سوچیں! کہیں جہاد و قتال سن کر یہی حالت تو نہیں ہو جاتی؟

افلا يتندبرون القرآن ام علىٰ قلوب اقفالها (محمد ۲۲)

ترجمہ: کیا وہ (منافقین) قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے، یا انکے دلوں پر تالے پڑے ہیں۔

اتحادی کافروں سے منافقین کی قسمیں وعدے

الم تر الى الذين نافقوا يقولون لاخوانهم الذين كفروا من اهل الكتاب



لئن اخرجتم لئنخرجن معکم ولا نطیع فیکم احدا ایدا وان قوتلتم لننصرنکم  
واللہ یشہد انہم لکذبون (الحشر ۱۱) لئن اخرجوا لا یخرجون معہم ولئن  
قوتلوا لا ینصرونہم ولئن نصر وہم لیولن الادیار ثم لا ینصرون (الحشر ۱۲)

ترجمہ: (اے نبی) کیا آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا کہ اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں  
سے کہتے ہیں، اگر تم جلا وطن کئے گئے تو اللہ کی قسم ہم بھی تمہارے ساتھ وطن چھوڑ دیں گے، اور  
تمہارے بارے میں ہم کبھی بھی کسی کی بات نہیں مانیں گے، اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو بخدا ہم  
تمہاری مدد کریں گے، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ (منافقین) جھوٹ بول رہے ہیں۔ اگر اہل  
کتاب کافروں کو جلا وطن کیا گیا تو یہ ان کے ساتھ وطن نہیں چھوڑیں گے، اور اگر ان سے جنگ کی گئی  
تو یہ انکی مدد نہیں کریں گے، اور بفرض محال اگر مدد کی بھی تو پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہونگے، پھر  
انکی مدد نہیں کی جائے گی۔

خوش نما باتوں سے دھوکہ نہ کھائیے

واذا رأیتہم تعجبک اجسامہم وان یقولوا تسمع لقلولہم کانہم خشب  
مسندۃ (المنافقون ۴)

ترجمہ: جب آپ انھیں دیکھیں تو ان کے جسم آ پکو خوشنما معلوم ہوں، وہ جب باتیں کرنے  
لگیں تو آپ انکی باتوں پر کان لگالیں، گویا کہ یہ لکڑیاں ہیں سہارے سے لگائی ہوئی۔

یا ایہا النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم وما وہم جہنم وبئس  
المصیر (التحریم ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! کافروں اور منافقین سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو اور انکا ٹھکانہ  
جہنم ہے اور کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔



## جادو کا فتنہ

روئے زمین پر جاری اس خیر و شر کے معرکے میں شرکی تمام قوتیں، خیر کو مٹا کر، شر کے غلبے کے لئے کوشاں رہی ہیں۔ اس معرکے میں ابلیس کو اسکے تمام شیاطین (جنات، شیاطین انسان، بشمول منافقین) کی مدد حاصل رہی ہے۔ شرکی قوتیں ہر طرح کے مادی اسباب کے ساتھ ساتھ شیطانی حربے بھی استعمال کرتی رہی ہیں۔ ان شیطانی حربوں میں جادو کو بڑے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔

جیسا کہ قرآن کریم کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے دشمن یہود نے، اللہ کی تعلیمات کے بجائے ابلیس کی تعلیمات کو ترجیح دی ہے۔ چنانچہ خیر کا علم چھوڑ کر انھوں نے شیطانی علم حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سَلِيمٍ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ (البقرة)** ترجمہ: وہ یہود اس چیز کے پیچھے پڑے جو شیاطین، سلیمان کی بادشاہت میں پڑھتے تھے۔ اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا، لوگوں کو سحر سکھاتے تھے۔

یہود نے اس جادو کو سیکھا اور ہر دور میں خیر کی قوتوں کو اس کے ذریعے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر آج تک، یہ سلسلہ جاری ہے۔ ان اللہ کے دشمنوں نے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کو قتل کر کے ختم کرنا چاہا، وہیں اپنے جادو کے ذریعے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوئے۔

ایک یہودی لبید ابن اعصم نے، اپنی بہنوں کے ساتھ مل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً چھ ماہ سخت تکلیف میں رہے۔ اس واقعہ کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مسلم رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ علیہ، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

بخاری شریف کی روایت ہے:

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



سحر حتی کان یری أنه یاتی النساء ولا یتبیہن قال سفیان ہذا اشد ما یكون من السحر اذا کان کذا فقال ”یا عائشة اعلمت أن اللہ قد افتانی فیما استفتیتہ فیہ اتانی رجلان فقعد احدهما عند رأسی والآخر عند رجلی فقال الذی عند رأسی لآخر مابال الرجل قال مطبوب قال ومن طبه قال لبید بن اعصم رجل من بنی زریق حلیف لیهود کان منافقا قال وفیم قال فی مشط و مشاقہ قال وابن قال فی جف طلعة ذکر تحت رعوقة فی بئر ذروان“ قالت فأتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم البئر حتی استخرجه فقال ”ہذا البئر التی اربتها وکان ما تھا نقاعة الحناء، وکان نخلها رؤوس الشیاطین“ قال فاستخرج قالت فقلت افلا ای تنشرت فقال ”اما واللہ فقد شفانی واکره ان اثیر علی احد من الناس شرا“ (الصحيح البخاری، باب السحر)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا گیا۔ (اتناخت جادو تھا) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا لگتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے پاس آئے ہیں، حالانکہ آتے نہیں تھے (راوی سفیان کہتے ہیں کہ یہ صورت حال سخت ترین جادو میں ہوتی ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اے عائشہ! کیا تمہیں علم ہے کہ جس مسئلے میں، میں اللہ تعالیٰ سے سوال کر رہا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے باخبر کر دیا ہے۔ رات خواب میں میرے پاس دو شخص آئے۔ ایک میرے سر کی جانب اور دوسرا میرے پیروں کی جانب بیٹھ گیا۔ میرے سر کی طرف جو بیٹھا ہوا تھا اس نے پیر کی طرف والے سے کہا ”ان کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے کہا، جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا، انکو کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے بتایا لبید ابن اعصم نے، جس کا تعلق بنی زریق قبیلے سے ہے، منافق ہے اور یہود کا حلیف ہے۔ پہلے نے پوچھا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ اس نے کہا سر کے بالوں اور گنگھی میں۔ پہلے نے پوچھا کہاں رکھا ہے؟ دوسرا بولا بنو ذروان کے کنویں میں، پتھر کی چٹان تلے، تر کھجور کے درخت کی چھال میں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں پر آئے اس کو نکال لیا۔ پھر فرمایا ”یہ وہی کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا تھا گویا اس کا پانی ایسا تھا جیسے مہندی کا گدلا پانی۔ اور وہاں کھجور کے درخت شیطانوں کے سر کے مانند تھے۔“ میں نے کہا بھی کہ یا رسول اللہ ان سے بدلہ لینا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے توشہاد دیدی اور میں لوگوں میں برائی پھیلانا پسند نہیں کرتا۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر اب تک یہودی اس جادو کو مسلمانوں کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کرتے آ رہے ہیں۔ وہ اسکو مسلمانوں کے خلاف انفرادی سطح پر بھی استعمال کرتے رہے ہیں اور اجتماعی یعنی امت کی سطح پر بھی۔

علماء حق پر جادو کرنا

ہندو اور یہودی دونوں علماء حق پر جادو کرتے ہیں۔ تاکہ ان کو جسمانی یا ذہنی طور پر مفلوج کر دیا جائے۔ ہمارے بزرگوں میں سے کئی بزرگوں پر دین دشمنوں کی جانب سے سحر کیا گیا ہے۔ ساحروں کی یلغار اور جرأت اتنی بڑھتی جا رہی ہے کہ علماء پر انکی مساجد میں آکر جادو کا حملہ کیا جا رہا ہے۔ کراچی میں ہمارے ایک محترم مفتی صاحب کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آچکا ہے۔ مفتی صاحب اپنی مسجد میں ذکر میں مشغول تھے کہ ایک اجنبی آیا اور مفتی صاحب کے سامنے آکر بیٹھ گیا، سب سے پہلے اس اجنبی نے پوری مسجد کی نظر بندی کر دی، پھر مفتی صاحب کو انکا نام اور مسجد کا نام بتایا اور کہا کہ میں بغداد سے آیا ہوں، اس نے اپنی باطنی تصرف سے مفتی صاحب کے دل پر حملہ کیا اور کہا کہ میں (نعوذ باللہ) تمہارا نبی ہوں اور تمہیں نوازنے کے لئے آیا ہوں، مفتی صاحب نے درود شریف کا ورد شروع کیا لیکن اس جادوگر نے بری طرح مفتی صاحب کے دل پر حملہ کیا تھا، وہ خود کو یہ ثابت کر رہا تھا کہ میں تمہیں نوازنے کے لئے آیا ہوں، کافی دیر تک مفتی صاحب کے دل کی کیفیت عجیب و غریب رہی۔ مفتی صاحب مسلسل درود شریف کا ذکر فرما رہے لیکن دل کی وہ کیفیت نہیں تھی جو عام حالت میں ذکر کرتے وقت ہوتی تھی، صاف محسوس ہوتا تھا کہ یہ شخص اپنے جادو سے باطنی طور پر حملہ جاری رکھے ہوئے ہے۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ تین دن تک رہا اور تین دن تک مسلسل تصرف قلبی کے ذریعے انکے عقیدے کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اسکی حقیقت کا پتہ چلا تو پتہ چلا کہ وہ اسرائیل سے آیا تھا۔ اسکے سحر کے اثرات مفتی صاحب کے گھر میں بھی ہوئے، حتیٰ کہ اس ظالم نے اس سودے پر بھی سحر کیا ہوا تھا جو دکان سے خرید کر لاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرمائیں۔

دلوں میں پھوٹ ڈالنا..... جادو سے دلوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوششیں۔

ذہنوں کو قابو میں کرنا..... شہروں میں اس وقت جادو کے حوالے سے بہت بری صورت حال ہے۔ کراچی، اسلام آباد، لاہور کوئٹہ، پشاور وغیرہ میں جادو سیکھے سکھانے اور رشتہ داروں پر کرنے کا عمل بہت زیادہ ہے۔ کراچی میں ایک ڈاکٹر ہے جو جادو سکھانے کی ایک کلاس کے پندرہ ہزار



روپے فیس لے رہا ہے۔ یہ کلاسیں بڑے بڑے ہوٹلوں میں منعقد ہوتی ہیں۔ پہلے موسیقی سنائی جاتی ہے، پھر حاضرین کو مراقبہ (Meditation) میں لیجا یا جاتا ہے، اسکے بعد کسی کے بھی ذہن کو اپنے قابو میں کرنے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے۔ یہ خالص شیطانی عمل ہے، موسیقی کے ذریعے شیطین آتے ہیں اور پھر یہ شیطین انکے لئے کام کرتے ہیں۔

شیطانی اثرات کے ذریعے مسلمانوں کے گھروں میں بے برکتی: مختلف نشانات، مثلاً ستارے، لہر کا نشان، سانپ سیڑھی، کتے، سورا اور گائے کے کارٹون وغیرہ پر جادو کر کے مسلمانوں کے گھروں میں داخل کر دیتے ہیں۔

میاں بیوی میں تفریق..... اسکے لئے یہود و ہنود مستقل سفلیات سے کام لے رہے ہیں۔



## جادو کی اقسام

جادو کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جو صرف تخیل، شعبہ بازی اور نظر بندی سے تعلق رکھتی ہے۔ اس میں حقیقت کچھ نہیں ہوتی۔ جبکہ دوسری قسم وہ ہے جو حقیقت سے تعلق رکھتی ہے، احناف، شوافع اور حنابلہ کی رائے کے مطابق اسکے اثرات انسانی جسم میں ظاہر ہوتے ہیں۔ بڑے یہودی جادوگر

یہودیوں کے ہاں روحانیت سے متعلق علوم کو ”کبالہ“ (Kabbalah) کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ روحانیت وہ نہیں جس کا تصور اسلام میں ہے۔ یہودیوں کی روحانیت کا بڑا حصہ شیطانیات، سفلیات اور جادو سے متعلق ہے۔ کبالہ وہ علم ہے جس میں انسانی ذہن کو قبضے میں کرنے کے تمام طریقے سکھائے جاتے ہیں۔ جادو کے ذریعے، کیمیا کے ذریعے، برقیاتی لہروں (Electronic Waves) کے ذریعے، ہپنازم اور ٹیلی پیٹھی کے ذریعے۔

کبالہ کی حقیقت یہودی مذہبی پیشواؤں ہی کو معلوم ہے۔ دیگر قوموں سے اس کو چھپانے کے لئے انھوں نے اس علم کے کئی اور ہم نام، دنیا میں متعارف کرائے ہیں۔ مثلاً ”قبکہ“ ”قبالہ“ وغیرہ۔ ان میں سے کونسا حقیقت ہے اس کا جاننا خاصا مشکل کام ہے۔

یہودیوں میں ایک سے بڑا ایک جادوگر رہا ہے۔ انھوں نے اس شیطانی عمل کے ذریعے مسلمانوں کے اندر مختلف فتنے پھیلائے ہیں اور طرح طرح سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اس تفصیل کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان ان یلغاروں سے قرآن و سنت کی روشنی میں اپنی حفاظت کے بندوبست کریں تاکہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن نامراد ہوں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ذہنی غلامی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ہم لوگ دنیا میں رونما ہونے والے حادثات و واقعات کو صرف اسی نظر سے دیکھتے ہیں جس نظر سے اسلام دشمن قوتیں ہمیں دکھانا چاہتی ہیں، جسکی وجہ سے ان حادثات سے عبرت پکڑنے کے بجائے ہم الٹے فکری گمراہی کا شکار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ذیل میں جن افراد کا تذکرہ کیا جا رہا ہے یہ سب وہ ہیں جو ظاہراً کچھ اور تھے جبکہ حقیقت میں کچھ اور۔ ہمیں چاہئے کہ دین کے دشمنوں سے ہوشیار



رہیں خواہ وہ کہیں بھی چھپے ہوں۔ ان پر اسرار شخصیات میں چند نام یہ ہیں:

**1** ابوعیسیٰ اصفہانی..... یہ آٹھویں صدی عیسوی کے اوائل میں تھا۔ یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ خلافت بنو امیہ کے دور میں مسلمانوں کی باہمی خون ریزی اسی کے باطنی تصرفات کا نتیجہ تھی۔

**2** ابراہیم ابوالعافہ..... یہ اندلس کے ایک متمول گھرانے کا فرد تھا۔ اسکی پیدائش ۱۲۴۰ء میں ہوئی۔ ۱۲۷۸ء میں بیت المقدس سے واپس آ کر اس نے اپنے مسیح ہونے کا اعلان کیا۔ یہ اس قدر باطنی قوتوں کا مالک تھا کہ اس نے اپنے جادو کے زور سے، عیسائیوں کے سب سے بڑے روحانی پیشوا، پوپ نکولس سوم کو تصرف قلبی سے یہودی بنانے کی کوشش کی۔ پوپ نکولس کو جب اسکی سازش کا علم ہوا تو اس نے اس پر، اپنے فتوے کے ذریعے لعنت کی اور اسے موت کی سزا کا حکم سنایا۔ قبل اسکے کہ ابراہیم ابوالعافہ کو پھانسی ہوتی پوپ نکولس خود تیسرے دن مر گیا۔ بعد میں عیسائی عدالت نے اسکو زندہ نذر آتش کرنا چاہا تو اس نے سزا دینے والے پورے عملے کو بشمول ججوں کے محو کر دیا۔ وہ اسے سزا دینے میں ناکام رہے۔

**3** عاشر لیملن..... یہ سولہویں صدی میں اپنے باطنی تصرفات سے خلافت عثمانیہ کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اسکا دعویٰ تھا کہ وہ مسلمانوں کا خاتمہ کر کے بیت المقدس واپس دلوائے گا۔

**4** سباتائی زیوی (1626-1676)..... سباتائی زیوی (Sabbatai Zevi) ۱۲۶۱ء میں سمرنا (موجودہ ازمیر) (ترکی) میں، ایک تاجر خاندان میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ یورپ کی دو بڑی تاجر تنظیموں کا نمائندہ تھا۔ یہ خود بھی کامیاب تاجر تھا۔ عربی اور عبرانی زبان کا بڑا عالم تھا۔ نیز یہ کبالہ (Kabbalah) کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ یہودی اسکو بڑا زاہد و عابد تصور کرتے۔ ۱۲۶۸ء میں اس نے اپنے نبی (مسیح) ہونے کا دعویٰ کیا۔ اسکی شہرت اس وقت دنیا میں پھیل گئی جب مصر جا کر اس نے پولینڈ کی ایک خانہ بدوش، یہودی فاحشہ عورت سے شادی کر لی۔ اس خبر نے تمام دنیا کے یہودیوں میں کہرام مچا دیا۔ کسی عابد و زاہد یہودی عالم کا، خانہ بدوش فاحشہ یہودن سے شادی کرنا یہودیوں کے ہاں انکے مسیح کی نشانی تھی۔ چنانچہ وہ ”مسیح“ جسکا انھیں انتظار تھا، فاحشہ یہودن سے شادی کر چکا تھا۔ اس لڑکی کا دعویٰ تھا کہ اس کے ساتھ ”مسیح“ کے علاوہ کوئی اور شادی نہیں کر سکتا۔ لہذا خدا نے اسکو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ مسیح کے آنے تک جس سے چاہے جنسی تعلق قائم کرتی رہی۔ (موسوعۃ الیہود و الیہودیہ، از عبدالوہاب المسیری) (اللہ کی لعنت ہو اس مسیح دجال پر جسکی بیوی ایک زانیہ فاحشہ ہوگی)

سباتائی زیوی نے یہودیوں کو تمام مذہبی قیدوں سے آزاد کر دیا اور تمام شریعت کو ختم کرنے

کا اعلان کیا۔ سباتائی زوی یہودی تاریخ کا ایسا نام ہے، جس نے یہودیت کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکا اور ایک نئی تحریک، جو تمام مذہبی قید و پابندیوں سے آزاد تھی، کی بنیاد ڈالی۔ دور جدید کی صیہونی تحریک جسکو تھیوڈر ہرزل (1860-1904) نے قائم کیا درحقیقت اسکی بنیاد سباتائی نے ہی رکھ دی تھی۔ خود ہرزل سباتائی کا عقیدت مند تھا۔

**5** یعقوب فرینک 1726-1791..... یعقوب فرینک (Jacob Frank) کی پیدائش ۱۷۲۶ء میں یوکرین میں ہوئی۔ یہ بھی غیر معمولی روحانی قوتوں کا مالک تھا۔ یوکرین سے ترک وطن کر کے ترکی آگیا اور ”دوئمہ“ کا رکن بن گیا۔ دوئمہ یہودی روحانی قوتوں کے اکابرین کی وہ جماعت ہے جو جادوئی تصرفات کے ذریعے خلافت عثمانیہ کو توڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔ یہی روحانی اکابرین تھے جو انیسویں صدی کے اواخر میں خلیفہ عبدالحمید ثانی کے پاس فلسطین کی خریداری کا سودا کرنے کے لئے گئے تھے۔ اس وفد کا سربراہ قرہ صوہ آفندی تھا۔ یہ آفندی ننگ ملت، ننگ دین، اتاترک مصطفیٰ کمال پاشا کا مربی تھا۔ اور یہی آفندی تھا جو خلیفہ کے پاس خلافت کے خاتمے کا پروانہ لے کر گیا تھا۔

یعقوب فرینک وہ یہودی ہے جس نے عالم یہودیت کے لئے جھنسی آزادی کو بنیادی دینی شعار قرار دیا۔ اس نے مجازی جھنسی صورت میں، خدا کو پانے کا طریقہ بتایا۔ اس نے خدا کے قرب اور اس تک ترقی کا راستہ یہ بتلایا کہ انسان جتنا پستیوں میں گرے گا، جتنا شریعت کے دامن کو تار تار کرے گا اتنا ہی خدا کا مقرب ہوتا جائے گا۔ (موسوۃ الیہود و الیہودیت)

**6** سعید ارمنی..... اس کو تاریخ میں سرد کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ عالمگیر اور نگزیب رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں تھا۔ اسکو باطنی تصرفات کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ ۱۶۵۹ء میں اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو موت کی سزا دیدی۔

**7** اسرائیل بن الی زر (1700-1760)..... اسکو بعل شیم توو (Baal Shem Tov) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہ یہودیوں کی روحانی تحریک حید ازم (Hasidism) کا بانی ہے۔ اسکی پیدائش ۱۷۰۰ء میں یوکرین میں ہوئی۔ یہ بے پناہ ماطی قوتوں کا مالک تھا۔ چھو کر سخت بیماروں کو اچھا کر دیا کرتا، پانی پر چلتا، نگاہیں ڈال کر درختوں اور جنگلوں کو آگ لگا کر جھلسا دیتا۔ جادو کے ذریعے غیر معمولی کام کر دیا کرتا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ وہ براہ راست خدا سے رابطے میں ہے۔ اور اسکی سفارش عذاب میں پڑے یہودیوں کو نجات دلاتی ہے۔ اسکی ساری کوششیں خلافت عثمانیہ کو اپنے جادوئی تصرفات سے ختم کرنے کے لئے تھیں۔ نیز یہود کو بھی اس



نے بہت فائدہ پہنچایا۔ جبکہ اسکے مخالفین اس پر عورتوں کا رسیا اور شہوتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اسکے قصے جو تو اتر کی حد تک مشہور ہیں، ان میں یہ بھی ہے کہ ایک بار ایک نوجوان لڑکی اسکے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ اسکے لئے دعا کر رہا تھا۔ دعا کرتے ہوئے ہی یہ لڑکی حاملہ ہو گئی۔ (موسوعۃ الیہود والیہودیہ، ج: ۱۴، ص: ۴۸۹)

یاد رہے کہ یہ تحریک کوئی معمولی تحریک نہیں بلکہ اس تحریک نے پوری یہودیت کو اپنی پلیٹ میں لیا اور آج بھی بڑی تعداد میں یہودی اس پر عمل پیرا ہیں۔ یہ شراب کا شوقین اور دیگر نشہ آور ادویات کا عادی تھا۔ (ایضاً)

**8** زیوی حرش کلشر..... زیوی حرش کلشر (Zevi Hirsch Kalischer) کی پیدائش ۱۷۹۵ء میں ہوئی۔ یہ پولینڈ نژاد تھا اور جرمنی میں ظاہر ہوا۔ صیہون کی واپسی کے لئے مغرب کی تمام یہودی اور غیر یہودی قوتوں کو یکجا کرنے میں اسکے جادوئی تصرفات کا سب سے زیادہ دخل ہے۔ مشہور یہودی سرمایہ دار منر ایمشل روتھ شلیڈ (۱۷۸۳ء-۱۸۴۳ء) (Meyer Amschel Rothschild) کو بھی اسی نے اس مشن میں لگایا۔ خلافت عثمانیہ کے خلاف تمام باطنی قوتوں کو جمع کرنا اس کا کارنامہ ہے۔ اسی نے یہودیوں کو یہ ماڈرن تصور دیا کہ ”مسیح“ کی آمد کے لئے خود ہمیں ہی راہ ہموار کرنی ہوگی۔

انکے علاوہ متعدد مشہور یہودی جادوگر تاریخ میں ملتے ہیں جو اس درجے تک پہنچے کہ انھوں نے اپنے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اپنے جادوئی تصرفات کو عالم اسلام کے خلاف استعمال کرتے رہے۔



## راک فیلرز..... بے تاج بادشاہ

راک فیلرز (Rocke Fellers) خاندان ظاہر آپسٹ جبکہ اصلاً یہودی اور مسلکاً شیطان کے پجاری (Satanists) ہیں۔ یہ خاندان ان پانچ کبالہ خاندانوں میں سے ہے جو یہود کے مطابق دجال کی آمد کے وقت اسکے مشیر خاص ہونگے۔ راک فیلرز ہماری اس معلومات سے بھری دنیا میں ہونے کے باوجود، انتہائی پر اسرار، اور پردے کے پیچھے رہ کر اس دنیا کی سیاسی، اقتصادی، عسکری، فلاحی اور مذہبی دنیا کی ڈوریں ہلا رہا ہے۔ ان کی زندگی کا ایک حصہ وہ ہے جس کو لوگ تھوڑا بہت جانتے ہیں، یہ تجارت، بینکاری، فلاحی، ثقافتی تعلیم و صحت اور سائنسی تحقیق سے متعلق ہے، جبکہ ان سب کاموں کی آڑ میں یہودی روحانی (شیطانی) منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانا، دنیا سے اسلام کا خاتمہ کر کے شیطان کے نئے مذہب ”نیورلڈ آرڈر“ کو دنیا میں نافذ کرنا اور ”مسیح موعود“ (کانے دجال) کی آمد کے لئے راہ ہموار کرنا ہے۔ نیز باطنی علوم (Mysticism) سے یہود مخالف قوتوں کو تباہ کرنا، ہالی وڈ، عالمی میڈیا اور جادو کے ذریعے دنیا کو اپنی سوچ میں رنگنا۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے راستے سے دنیا کی دولت کو اپنے قبضے میں کرنا۔

مختصر الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ خاندان کٹر صیہونی اور دجالی مشن کے لئے خود کو وقف کئے ہوئے ہے۔ دنیا کے سیاسی اسٹیج پر جو ڈرامے آپ مختلف ملکوں میں ہوتے دیکھ رہے ہیں، اسکے پیچھے امریکی حکومت کا ہاتھ دکھائی دیتا ہے۔ لیکن راک فیلرز وہ نام ہے جنکے اشارہ ابرو پر امریکہ کی حکومتیں بنتی اور بگڑتی ہیں۔ کوئی بھی صدر اس وقت تک عزت سے وائٹ ہاؤس میں رہ سکتا ہے جب تک انکے لکھے ڈرامے میں، انکی ہدایات کے مطابق اوادکاری کرتا رہے۔ لیکن اگر کسی نے ذرا اپنی مرضی سے ڈرامے میں تبدیلی کرنی چاہی، تو پھر ایسے لوگوں کے انجام سے امریکی تاریخ کے اوراق، سرخ و سیاہ نظر آتے ہیں۔ اسکی بڑی واضح مثال سابق امریکی صدر، ابراہیم لنکن (قتل ۱۵ اپریل ۱۸۶۵ء) اور صدر جان ایف کینیڈی (قتل ۲۲ نومبر ۱۹۶۳ء) کا قتل ہے۔ جان ایف کینیڈی کے بھائی اور اسکے بیٹے کو بھی قتل کر دیا گیا۔ اسکا کچھ احساس سابق صدر بل کلنٹن کو بھی ہے کہ کس طرح وائٹ ہاؤس کے مالکوں نے کلنٹن کی رنگ رلیوں کو دنیا کے سامنے



کھول کر رکھ دیا تھا۔

اس خاندان کو آپ اس دنیا کا بے تاج بادشاہ کہہ سکتے ہیں۔ آپ کو شاید یہ مبالغہ لگے کیونکہ انکے بارے میں لوگوں کو زیادہ معلومات نہیں ہیں۔ لیکن جو عالمی ادارے اس وقت دنیا کو کنٹرول کئے ہوئے ہیں، یہ ان سب اداروں کے مالک ہیں۔ جی ہاں! یہ لفظ بندے نے درست استعمال کیا ہے۔ سربراہ، چیئرمین، ڈائریکٹر، یا اس جیسے اور الفاظ انکی بے تاج بادشاہت کا مفہوم نہیں ادا کر سکتے۔ یہ خاندان آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے مالکوں میں سے ہیں، اقوام متحدہ انکے گھر میں بنائی گئی۔ امریکہ اور ساری دنیا کو کنٹرول کرنے والی ”کاونسل آن فارن ریلیشن (C.F.R.)“ کے بانی یہ ہیں۔ امریکی خفیہ ادارے، سی آئی اے، میڈیا بشمول ہالی وڈ سے لیکر تمام امریکی اداروں پر سی ایف آر (C.F.R.) یعنی کاونسل برائے خارجہ تعلقات کا کنٹرول ہوتا ہے، نام کے اعتبار سے یہ اگرچہ خارجہ تعلقات سے متعلق ہے لیکن یہی وہ ادارہ ہے جو تمام امریکہ کو چلاتا ہے۔ امریکی صدر سے لیکر خفیہ اداروں تک میں اسکے ممبران جاتے ہیں۔ صدر کسی بھی پارٹی کا ہوسا ایف آر کا ممبر ہونا ضروری ہے۔

اسی طرح جدید ٹیکنالوجی کے مالک راک فیلرز ہیں۔ جانوروں پر تحقیقات، جراثیمی اور وبائی امراض (خصوصاً ایڈز) پھیلانے کے طریقے، خاندانی منصوبہ بندی، نیشنل جغرافیک، عالمی ادارہ صحت (W.H.O.)، اور خلائی تحقیقاتی ادارے ”ناسا“ وغیرہ میں راک فیلر انتہائی مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔ ان اداروں کو انکی جانب سے بڑی رقم فراہم کی جاتی ہے۔ خلائی، عسکری، اور جینیاتی (Genetic) میدانوں میں جدید ٹیکنالوجی انہی کی تجربہ گاہوں سے نکل کر، انہی کی فیکٹریوں میں تیار ہو کر امریکی حکومت کو بیچی جاتی ہے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ جب ہم کسی ٹیکنالوجی، مثلاً ڈرون طیارے، یا بینک وغیرہ کے بارے میں یہ سنتے ہیں کہ یہ امریکی ہیں تو اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ حکومت امریکہ کی ملکیت ہیں۔ بلکہ یہ ان یہودیوں کی ملکیت ہیں جو وہاں کے چپے چپے کے مالک ہیں۔ حتیٰ کہ راک فیلر پر لکھنے والوں نے یہاں تک لکھا ہے کہ پورا جنوبی امریکہ انکی ملکیت ہے۔ جبکہ امریکی حکومت و عوام انکے قرضوں میں گردن تک دھنسی ہوئی ہے۔ اسی طرح اگر کسی بینک کا نام نیشنل بینک، یا فیڈرل ریزرو بینک دیکھیں تو ضروری نہیں کہ وہ اس ملک کا ہی ہو، یا وفاق کا ہو۔ یہودی اسی طرح ناموں کے ذریعے دھوکہ دیتے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے خفیہ دفاتر کے نام مسجدوں کے نام تک پے رکھ لیتے ہیں۔

دنیا کی بڑی اسلحہ ساز فیکٹری کے مالک راک فیلرز ہیں، جنگ عظیم اول (-1914) اور جنگ عظیم دوم (1939-1945) دونوں میں اتحادیوں کو تیل اور اسلحہ اسی خاندان کی کمپنیوں نے فراہم کیا۔ ویت نام کی جنگ امریکہ کو لڑوانے والا یہی خاندان تھا، حالانکہ اسکے بعد ہونے والی رپورٹوں کے نتائج تقریباً ایسے ہی تھے جیسے عراق کی جنگ کے بعد خفیہ رپورٹوں کے نتائج تھے۔ دنیا پریشان ہے کہ آخر وہ کون سی اتنی بڑی قوت ہے جس نے سی آئی اے کو غلط اطلاعات فراہم کر دیں اور پھر تمام دنیا کو ان جھوٹی معلومات کی بنیاد پر عراق پر حملے کے لئے تیار بھی کر لیا۔ حالانکہ انکا اپنے بارے میں دعویٰ ہے کہ وہ اپنے سیٹلائٹ کے ذریعے سب کچھ دیکھ لیا کرتے ہیں۔ لوگ ہش کولن طعن کرتے ہیں، لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ امریکی صدر دنیا کا کمزور ترین صدر ہوتا ہے جسکے اپنے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہوتا، بلکہ اسکا تو اپنے بیڈروم پر بھی مکمل حق نہیں ہوتا کیونکہ وہ بھی یہودیوں کی آنکھوں (خفیہ کیمروں) کے سامنے ہوتا ہے۔

وسط ایشیائی ریاستوں کے غیور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے، روس کے اندر کمیونسٹ انقلاب کے لئے رقم فراہم کرنے والا ڈیوڈ راک فیلر تھا (اسکا ذکر آگے آئے گا)۔

ماڈرن دنیا کی پسند و ناپسند، رہن سہن، اٹھنا بیٹھنا، کھانے پینے کا انداز، غرض مکمل طرز زندگی (Life Style) کیسی ہوگی، اسکا فیصلہ، اس خاندان کی لڑکیاں کرتی ہیں۔ جی ہاں۔ ہالی وڈ کو چلانے والی اسی خاندان کی لڑکیاں ہیں۔ (مذکورہ تمام حوالے فرڈیننڈ لنڈ برگ کی کتاب "The Rockefeller Syndrome" سے لئے گئے ہیں)

اس خاندان کی خاصیت یہ ہے کہ یہ پردے کے پیچھے رہ کر امریکہ کو استعمال کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس خاندان کی لڑکیوں کی بھی ایسی تربیت کی جاتی ہے کہ وہ کہتی ہیں ہم عام زندگی گزارتی ہیں تاکہ میڈیا کی نظروں سے بچ سکیں اور اگر ہمیں کالج وغیرہ سے واپسی میں کبھی اپنی کار کا انتظار کرنا پڑ جائے تو کسی آڑ میں کھڑی ہوتی ہیں۔

دجال کی میڈیا کا کمال دیکھئے کہ ٹیکس چوروں کو انسان دوست اور فلاحی کام کر نیوالا (Philanthropist) بتایا جاتا ہے۔ پاکستان کے درآمد شدہ (Imported) وزیر اعظم، شوکت عزیز، پچیس سال اس خاندان کے ملازم رہے ہیں۔

افغانستان پر امریکی حملہ اور قبضہ اس تمام آپریشن کی نگرانی اسی خاندان کا ایک بائیس سالہ نوجوان کر رہا تھا۔ طالبان کی پسپائی کے بعد سب سے پہلے کابل آنے والا یہی نوجوان تھا، جو اپنے ذاتی طیارے سے وہاں پہنچا۔ اس نے مشرقی زبانوں میں ماسٹر کیا ہوا ہے۔ لیکن ایک بات



پھر یاد رہے کہ راک فیلر کا یہ عروج انکی ذاتی محنت سے زیادہ انکو، الویناتی، شیطانی فرقے اور فریمیسن کی تمام شاخوں کے تعاون کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ سرکردہ یہودیوں کا مشن ایک ہے جبکہ میدان کار آپس میں تقسیم ہیں۔ چنانچہ ہر میدان والے اپنی جگہ کام کرتے ہوئے دوسروں کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی فلم ایکٹر، مصنف، شاعر یا ادیب دجالی مشن کے لئے مخلص ہے، تو دنیا بھر کی یہودی خفیہ شاخیں انکے ساتھ تعاون کریں گی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے کوئی مصنف یا ادیب دنیا کے افق پر چھا جائے گا۔

اس بات کو آپ یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جس طرح خیر کی قوتوں کے ساتھ دنیا بھر کی خیر کی قوتیں ہوتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو پسند فرماتے ہیں تو اسکا اعلان فرشتوں میں کرتے ہیں، تمام فرشتے اس شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر یہ فرشتے دنیا میں اعلان کرتے ہیں کہ آسمان والے فلاں شخص سے محبت کرتے ہیں دنیا والو تم بھی اس سے محبت کرو۔ اس طرح اہل حق کے دلوں میں اس بندے کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ تمام رحمانی قوتیں اسکی حمایت و مدد کے لئے یکجا ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح ابلیس جس سے راضی ہو جاتا ہے تو اس سے محبت کا اعلان اپنے خاص چیلوں میں کرتا ہے۔ وہ اس اعلان کو آگے بڑھاتے ہیں اور پھر تمام شیاطین جن وانس اس آدمی کی حمایت میں ہو جاتے ہیں۔ یہ باتیں ہمیں شاید بہت عجیب لگ رہی ہوں، کیونکہ ہمارا المیہ یہ ہے کہ پے در پے یلغاروں کے باوجود ہم یہ بات ہی ماننے کے لئے تیار نہیں کہ دنیا میں ہمارا کوئی دشمن بھی ہے۔ ہمارا عقیدہ ایسا ہو گیا ہے کہ یہود و ہندو اور عیسائی سب ہمارے بھائی۔ ہمیں احساس نہیں کہ ہمارا مقابلہ ایسے دشمن سے ہے، جو دن رات اس کوشش میں لگا ہوا ہے کہ ہمیں ہمارے دین سے پھیر دے۔

کثیر القومی کمپنیوں (Multi National) کے بارے میں ایک اور بات دیکھنے میں آتی ہے کہ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے مشہور یہودی خاندانوں کی کمپنیاں ایک دوسرے میں ضم (Merge) ہوتی جا رہی ہیں۔ تجارتی دنیا میں اگرچہ یہ ایک کاروباری مسئلہ ہے لیکن جو چیز قابل توجہ ہے وہ یہ کہ یہ لوگ بے تاج بادشاہ ہونے کے باوجود آپس کے تعلقات میں ضابطے کے پابند ہیں۔ نیز دجال کے لئے راہ ہموار کرنے کے مشن میں تسلسل کے ساتھ ہر ایک لگا ہوا ہے۔

مثلاً روتھ شیلڈ خاندان کو آپ لے لیجئے، یہ لوگ یورپ، آسٹریلیا پر قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ بے پی مارگن بھی عالمی بینکاروں میں کسی سے کم نہیں۔ لیکن مشن کے حوالے سے ان سب میں اتفاق اور یکسوئی پائی جاتی ہے۔ حالانکہ پیسہ کمانے کی یہودی فطرت اس بات کا تقاضا کرتی

ہے کہ یہ آپس میں دست و گریباں ہونے چاہئیں۔ خصوصاً ایسے وقت میں جب ایک کمپنی دوسری کمپنی کو خریدنا چاہتی ہے اور وہ کمپنی بیچنے کی خواہش نہیں رکھتی۔ پھر بھی کوئی تیسری قوت درمیان میں آتی ہے اور بڑے بڑے معاملات، اتفاق، رائے سے حل ہو جاتے ہیں۔ شاید اسی بات سے بعض محققین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان سب کے پیچھے انکا گریڈ ماسٹر (دجال) موجود ہے جو تمام صورت حال کی نگرانی کر رہا ہے۔ اور انکو اپنے منصوبے کے مطابق چلا رہا ہے۔

راک فیلر خاندان کا اصل پہلو وہ ہے جو انکی مذہبی وابستگی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں بڑا کردار اس خاندان کی ماں، جان ڈی راک فیلر جونیر کی بیوی Abby Aldrich Rockefeller کا ہے۔ بچپن سے ہی بچوں کی تربیت، خالص مذہبی بنیادوں پر کی گئی۔ انکو یہودی ہونے کی حیثیت سے دنیا کی تمام اقوام سے اعلیٰ ہونے کا تصور ذہنوں میں بٹھایا گیا۔ بچپن سے ہی گھر میں صبح دعائیہ تقریب ہوتی ہے۔ ہر بچے کا اس میں شریک ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی بچہ شریک نہ ہو، یا تاخیر کر دے تو اس پر جرمانہ ہوتا ہے، جو اسے اپنے جیب خرچ سے بھرنا پڑتا ہے۔ ان بچوں کو اسرائیل کی حفاظت اور وسیع تر اسرائیل کے قیام کی اہمیت بچپن سے ہی سمجھا دی جاتی ہے۔

چنانچہ راک فیلر فیملی امریکہ میں ایسی بہت سی تنظیموں کو فنڈ فراہم کرتی ہے جو انکے مسیح موعود کا نئے دجال (Anti-Christ) کی آمد کے حوالے سے عوام میں کام کر رہی ہیں۔ شیطان کی پوجا کرنے والی جماعت (Sanatist) کے منصوبہ سازوں میں شامل ہیں۔ راک فیلر پر لکھنے والے انگریز مصنفین نے صیہونی خفیہ تنظیم، نورانیین (Illuminati) کے ساتھ انکے گہرے تعلقات کا بھی ذکر کیا ہے۔ درحقیقت یہ خاندان ان پانچ کبالہ خاندانوں سے تعلق رکھتا ہے جو (انکے خیال کے مطابق) دجال سے براہ راست رابطے میں رہتے ہوئے اور اسکے احکامات کے مطابق دنیا کی سیاسی بساط سے کھیلتے ہوئے۔ چنانچہ نورانیین، کبالہ، فریمیسن کی تمام شاخیں اور دیگر خفیہ صیہونی تنظیمیں ان سب کی سرپرستی راک فیلر وغیرہ کرتے ہیں۔

جان ڈی راک فیلر: راک فیلرز خاندان کا جد امجد جان ڈی راک فیلر، John D. Rockefeller ۱۸۳۹ء میں نیویارک میں پیدا ہوا۔ سولہ سال کی عمر میں یہ منشی لگ گیا۔ ۱۸۶۲ء میں اس نے تیل کا کاروبار شروع کیا۔ اور اسٹینڈرڈ آئل کمپنی (Standard Oil Company) بنائی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک منشی، امریکہ بھر کی نوے فیصد آئل ریفائنری کا مالک بن بیٹھا۔



ظاہر نظر سے دیکھیں تو اسکو جان راک فیلر کی محنت، لگن، ذہانت اور قسمت کہا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر حقیقت کی نظر سے دیکھیں تو معاملہ کچھ اور ہی نظر آتا ہے۔ اس ترقی میں، دھولس، دھاندلی، بے ایمانی، رشوت ناجائز کمیشن، حکومت میں یہودی اثر و رسوخ اور سب سے بڑھ کر یہودی سازشی عناصر (جو کہ یہ خود سب سے بڑے ہیں) کا بہت بڑا کردار ہے۔ ان میں سے کچھ بدعنوانی اور ناجائز کمیشن کے معاملات عوام کے سامنے بھی آئے، لیکن راک فیلر آئے دن ترقی ہی کرتا چلا گیا۔

جان ڈی راک فیلر مستقبل میں جن دجالی منصوبوں کو پروان چڑھانا چاہتا تھا، اسکے لئے اس نے چار خیراتی (درحقیقت ڈکیتی کے) ادارے قائم کئے۔ جن میں سے راک فیلر فاؤنڈیشن اور راک فیلر انسٹی ٹیوٹ برائے میڈیکل ریسرچ (موجودہ راک فیلر یونیورسٹی) مشہور ہیں۔

راک فیلر فاؤنڈیشن صرف ایسے مقاصد کے لئے فنڈ فراہم کرتی ہے جو دجالی منصوبوں سے متعلق ہوتے ہیں۔ اسی طرح راک فیلر یونیورسٹی میں انہی شعبوں میں تحقیق کی جاتی ہے جو آئندہ چل کر دجال کے کام آسکے۔ اس طرح خیراتی اداروں کی آڑ میں اس خاندان نے دنیا بھر میں اپنے بچوں کو مضبوط کیا۔ نیز اپنی بے شمار مالی دولت کو ٹیکس سے مستثنیٰ بھی کر لیا۔ انکی دولت کا اندازہ آپ اس سے کر سکتے ہیں، کہ تمام دنیا کا سونا اس وقت آئی ایم ایف اور عالمی بینک کے قبضے میں ہے۔ اور جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ یہ دونوں ادارے انہی کے ہیں۔ چنانچہ 1981 میں امریکی صدر رونالڈ ریگن نے یہ جاننے کی کوشش کی کہ حکومت امریکہ کے خزانے میں کتنا سونا پڑا ہے، تو اسے یہ جان کر بڑی حیرت ہوئی اور آپکو بھی ہونی چاہئے، کہ امریکی خزانہ سونے سے خالی تھا۔ امریکہ کا اگر یہ حال ہے تو دیگر ممالک کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔

جان ڈی راک فیلر ۲۳ مئی ۱۹۳۷ء کو فلوریڈا (امریکہ) میں موت کے منہ میں چلا گیا۔

جان ڈی راک فیلر جونیر (John D. Rockefeller, junior-1960-1874)

یہ جان ڈی راک فیلر کا بیٹا تھا۔ اس نے نیویارک میں، اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر کے لئے زمین چندے میں دی۔ اسکے پانچ بیٹے تھے:

1..... جان ڈی راک فیلر سوم (1906-1978)

2..... نیلسن راک فیلر (1908-1979)

3..... لارنس ایس راک فیلر (1910)

4..... ون تھراپ راک فیلر (1912-1973)

ان پانچوں نے الگ الگ شعبوں میں یہودیت کی خدمت کی۔ جان ڈی راک فیلر سوم نے آرٹ کا میدان سنبھالا۔ اس آرٹ نے مسلمان معاشرے میں جو تباہی مچائی ہے اسکے اثرات آپ زندگی کے ہر شعبے میں دیکھ سکتے ہیں۔ کس طرح مسلم معاشرہ غیر اسلامی رنگ میں رنگتا جا رہا ہے۔ آرٹس کی دنیا کے بارے میں مزید معلومات درکار ہوں تو نیشنل کالج آف آرٹس سے مل سکتی ہیں۔ یا وہ این جی اوز جو آرٹ کے شعبوں میں کام کر رہی ہیں۔ بظاہر معصوم سے نام والا یہ میدان درحقیقت کسی بھی معاشرے کی چولیس ہلا دینے کے لئے یہودی ماہرین نے اختیار کیا ہے۔

### نیلسن راک فیلر..... اقوام متحدہ کا بانی

نیلسن راک فیلر نے سیاست کا میدان چنا۔ اس میدان میں ایسے کارنامے انجام دے گیا کہ امریکی اور بین الاقوامی سیاست کو یہودیوں کی لوٹڈی بنا گیا۔ یہ کام اس نے ۱۹۲۱ء میں ”سی ایف آر (C.F.R.)“ قائم کر کے کیا۔ اسکے علاوہ اقوام متحدہ کے قیام میں اس کا بنیادی کردار تھا۔ اقوام متحدہ اسکے گھر میں بیٹھ کر بنی۔ اسی نے اقوام متحدہ کے دفاتر کے لئے نیویارک میں جگہ دی۔

نیلسن راک فیلر نے امریکی حکومت میں مختلف شعبوں میں سیکریٹری اور مشیر کے طور پر کام کیا۔ جہاں بیٹھ کر حکومتوں سے کھیلنا آسان ہوتا ہے۔ اس نے اپنے لئے اہم شعبوں کو چنا۔ آرٹ کی سرپرستی کی۔ اسقاط حمل (Abortion) کا بل لانے والوں میں اس کا دماغ شامل تھا۔ ڈاکٹر ہنری کیسنجر نے جس میٹنگ میں دنیا کی آبادی کم کرنے کے منصوبے بنائے، نیلسن ایسے تمام منصوبوں کا روح رواں تھا۔

۱۹۶۶ء میں ریپبلکن پارٹی کے ٹکٹ پر ریاست نیویارک کا گورنر بنا۔ ۱۹۷۴ء میں اسکو امریکہ کے نائب صدر کے طور پر منتخب کر لیا گیا۔ ۱۹۷۹ء میں نیویارک میں اس کا انتقال ہوا۔

### لارنس راک فیلر

لارنس ایلس راک فیلر ۱۹۱۰ء میں نیویارک میں پیدا ہوا۔ اس نے قدرتی وسائل اور میڈیکل ریسرچ کے شعبے کو اختیار کیا۔ ایسے نئے تجارتی میدانوں میں سرمایہ کاری کو فروغ دیا جنکی بنیاد جدید ٹیکنالوجی پر تھی۔ اس نے ”جزیرہ سینٹ جان“ میں، امریکی حکومت کو پانچ ہزار ایکڑ زمین چندے میں دی۔



جب ہم نیشنل پارک، نیشنل میوزیم، آرٹ اینڈ کلچرل سینٹر جیسے نام سننے میں تو اکثریت کو ان کے نام سے ہی اکتاہٹ ہوتی ہے۔ لوگوں کی اکثریت ان شعبوں میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتی۔ فریمینس اور دیگر صیہونی تنظیمیں، ایسی ہی جگہوں سے دجالی حکومت کے خاکوں میں حقیقت کا رنگ بھر رہی ہوتی ہیں۔ یہ جگہیں وہ نیوکلیئر ریکٹر ہیں جہاں ثقافتی یلغار کے ایٹم بم تیار کئے جاتے ہیں، اور پھر ساری دنیا کے ذہنوں اور جسموں پر دجال کے کارندے حکومت کرتے ہیں۔ مثلاً میوزیم کو لے لیجئے۔ ثقافتی ورثے کے نام پر کہیں فراعنہ کی تہذیب کا تقدس ذہنوں میں بٹھایا جا رہا ہوگا، تو کہیں ہڑپا اور موہنجوداڑو کی جاہلی تہذیب سے لوگوں کو متاثر کیا جا رہا ہوگا۔

ون تھراپ راک فیلر: یہ ۱۹۶۷ تا ۱۹۷۱ ریاستہائے امریکا کا گورنر رہا۔ لیکن بعض خود سر عادتوں کی بدولت یا پھر یوں کہہ لیجئے خفیہ منصوبوں میں کچھ رکاوٹ پیدا کرتا، ون تھراپ اس خاندان کو ایک آنکھ نہیں بھایا۔

ڈیوڈ راک فیلر..... بڑا تاجر بڑا جادوگر

بادشاہ گر، ڈیوڈ راک فیلر جس نے مختلف امریکی صدور کی جانب سے انتہائی اہم عہدوں کی پیشکش ٹھکرائی اور پس پردہ رہ کر صیہونیت کے خفیہ منصوبوں کے لئے خود کو وقف کیا۔ ۱۹۱۵ء میں نیویارک میں پیدا ہوا، ہارورڈ اور شکاگو یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ بہت جلد ڈیوڈ راک فیلر عالمی بینکر بن گیا۔ ۱۹۶۱ء میں چیزمین ہٹن بینک کا صدر بن گیا۔ اسکوسی ایف آر (C.F.R) کا چیئرمین بھی منتخب کیا گیا۔ ڈیوڈ کوئی سرکاری عہدہ نہ رکھنے کے باوجود امریکہ کی جانب سے انتہائی اہم دورے کرتا جن میں وہ امریکہ کی جانب سے دنیا کے مختلف ممالک کے لئے نئے پروگرام لے کر جاتا۔

دی راک فیلر سنڈرم (The Rockefeller Syndrome) کا مصنف فرڈیننڈ لنڈ برگ لکھتا ہے: ”ڈیوڈ جب بین الاقوامی دورے پر نکلتا ہے تو اسکے ملاقاتیوں اور دیگر معاملات کی فہرست ایک کتاب کے برابر ہوتی ہے۔ وہ جب کسی ملک کا دورہ کرتا ہے تو ملک کا سربراہ اس سے اس طرح ملتا ہے جیسے وہ کسی ملک کا سربراہ ہو۔ اور اسی طرح اسکی ملاقاتوں کا شیڈول طے پاتا ہے۔“ ڈیوڈ راک فیلر اپنے دوروں میں اپنے ساتھ ترقی یافتہ ملکوں کے سابق صدور اور وزراء اعظم کو بھی لے کر جاتا ہے۔

مصنف آگے لکھتا ہے ”وہ ہر سال اپنے گھر پر کئی ممالک کے وزرائے خزانہ، اعلیٰ سرکاری

حکام، ورلڈ بینک، آئی ایم ایف اور اقوام متحدہ کے حکام کی میزبانی کرتا ہے..... اور وہ اپنے گھر نیویارک میں ملکوں کے سربراہوں کے ساتھ تفریح کرتا ہے بسا اوقات انکورات بھی اپنے گھر ہی ٹھہراتا ہے۔“

فرڈیننڈ مزید لکھتا ہے ”ڈیوڈ اس پوزیشن میں ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی حصہ کی معلومات ایک منٹ میں لے سکتا ہے۔“

ڈیوڈ خود کہتا ہے ”میں نہیں سمجھتا کہ میرے کام سے زیادہ فائدہ مند کوئی کام ہوگا۔ بینک ہر کسی کے ساتھ معاملہ رکھتا ہے، دنیا کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو بینک سے تعلق نہ رکھتا ہو، (دی راک فیلر سنڈرم مصنف فرڈیننڈ لنڈ برگ)

لنڈ برگ نے لکھا ہے ”ویت نام کی جنگ کے پیچھے سو فیصد ڈیوڈ راک فیلر اور اسکے بھائیوں کا ہاتھ تھا۔“

عراق اور افغانستان پر حملہ کرانے میں اسی یہودی خاندان کا ہاتھ ہے۔ یہ بے راک فیلر چہارم ہے۔ اسکا تذکرہ آگے آئے گا۔ جس طرح ویت نام کی جنگ جنوب مشرق ایشیا پر یہودیوں کا کنٹرول کرنے کے لئے لڑائی گئی اسی طرح عراق کی جنگ اسرائیل کے راستے کی رکاوٹ ختم کرنے اور جزیرۃ العرب پر یہودیوں کا قبضہ کرنے کے لئے کی گئی ہے۔

ورلڈ ٹریڈ سینٹر، ڈیوڈ راک فیلر نے بنوایا تھا۔ ڈیوڈ خود آرکیٹیکٹ ہے۔ آرکیٹیکچر (تعمیرات) کی دنیا میں اس نے ایسے ڈیزائن متعارف کرائے جو قدیم یہودی ثقافت کی نشانی ہیں۔ گھروں کے اندر فرش، دیواروں پر چھ اور آٹھ کونے والا ستارہ، سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی سیڑھیاں، شیطان کا سینگ (Long Horn) شیلڈ اور اسکے طرح کے بہت سارے ڈیزائن اور نشانات ہیں جو فنِ تعمیر میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

اسٹینڈرڈ آئل، چیز مین ہٹن بینک، نیشنل سٹی بینک، یونائیٹڈ اسٹیٹ ٹرسٹ کمپنی، Equitable Life and Mutual of New York، جیسے نامور ادارے انکے ہاتھ میں ہیں۔ ڈاکٹر ہنری کیسنجر کے پیچھے راک فیلر زتھے۔

ڈیوڈ راک فیلر کی مذہب سے وابستگی کے بارے میں، فرڈیننڈ لنڈ برگ لکھتا ہے: ”وہ خدا کے انتہائی قریب ہے جتنا کہ پاپ یا کنٹر بری کا آرک بشپ۔“

لنڈ برگ کا یہ تبصرہ اس خاندان کے افراد کی مذہب سے وابستگی کا اندازہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہود کے ہاں اس درجے کا مذہبی ہونے کا مطلب ہے کہ وہ کبالہ کا علم بھی رکھتے ہیں۔



اس خاندان کو اتنی تفصیل سے بیان کرنے کا اصل مقصد انکا یہی خفیہ جادوئی کردار ہے۔ مسلمان تاجروں کے لئے اس میں بڑی عبرت ہے کہ اللہ کے دشمن کس طرح دین حق کو مٹانے کے لئے نسل در نسل ہر میدان میں محنت کر رہے ہیں۔ جبکہ ہمارے تاجر حضرات صرف اسلئے مجاہدین کا ساتھ نہیں دیتے کہ انکا کاروبار خطرے میں پڑ جائے گا۔ حالانکہ جتنا مقدر میں لکھا جا چکا اسکو دنیا کی کوئی طاقت کم نہیں کر سکتی۔

ڈیوڈ راک فیلر نے اپنی خودنوشت ۲۰۰۲ء میں شائع کی۔ اس میں وہ لکھتا ہے:

"They claim we wield over American political and economic institutions. Some even believe we are part of a secret cabal working against the best interests of the United States, characterizing my family and me as "internationalists" and of conspiring with others around the world to build a more integrated global political and economic structure - one world, if you will. If that's the charge, I stand guilty, and I am proud of it." (Memoirs by David Rockefeller .P:405)

ترجمہ: لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم (راک فیلر خاندان) امریکہ کے سیاسی اور اقتصادی اداروں پر قابض ہیں۔ بعض لوگوں کو اس بات کا بھی یقین ہے کہ ہم "خفیہ کبالہ" کا حصہ ہیں، جو امریکہ کے مفادات کے خلاف کام کر رہا ہے، مجھے اور میرے خاندان کو "بین الاقوامیت کا حامی" تصور کرتے ہیں۔ نیز وہ یہ بھی تصور کرتے ہیں کہ ہم دنیا میں اوروں کے ساتھ مل کر، ایک ایسا بین الاقوامی، سیاسی اور اقتصادی ڈھانچہ کھڑا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو (موجودہ سے) زیادہ مکمل ہوگا۔ اگر یہی الزام ہے تو میں مجرم ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے۔"

ڈیوڈ راک فیلر جو نیئر

یہ ۱۹۴۱ء میں پیدا ہوا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اپنے باپ ڈیوڈ راک فیلر (سینئر) کی جگہ لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ دنیا میں اس وقت جتنے اہم مسائل ہیں، یہ ان سب کے پیچھے متحرک ہے۔ عالمی (یہودی) سیکورٹی، اسلحہ کنٹرول، بین الاقوامی تعلقات، اقتصادی ترقی (یہودی مفادات کے مطابق) تجارت اور معاشیات کے میدانوں میں پردے کے پیچھے رہ

کر سیاسی کھیلوں کو استعمال کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔

جے راک فیلر..... عراق و افغانستان میں بے گناہ مسلمانوں کا قاتل

جے راک فیلر ۱۸ جون ۱۹۳۷ء میں پیدا ہوا۔ یہ جان ڈی راک فیلر جوئیر کا پوتا اور جان ڈی راک فیلر سوم کا بیٹا ہے۔ جبکہ ڈیوڈ راک فیلر کا بھتیجا ہے۔ ۱۹۸۵ء سے سینٹ کامبر ہے۔ مغربی ورجینیا کا گورنر رہ چکا ہے۔ یہ سینٹ کی انٹیلی جنس کمیٹی کا چیئر مین بھی رہا۔ (جنوری ۲۰۰۹ء کو ریٹائر ہو چکا ہے)۔ عراق پر حملے کے لئے بش انتظامیہ اور پینا گون کو بھڑکانے والا یہی شخص ہے۔ سی آئی اے سے لیکر میڈیا تک میں، اپنے خاندانی قبضے کی بدولت، صدام حسین کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کیا۔

۲۰۰۲ء میں اس نے مشرق وسطیٰ کا دورہ کیا اور وہاں مختلف ممالک کے سربراہان، سے عراق پر امریکی حملے کے بارے میں اپنی ذاتی رائے پر بحث و مباحثہ کیا، اسی سال اس نے صدام حسین کے وسیع تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں (Weapons of Mass Destruction) کے خلاف اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ امریکی سینٹ میں خطاب کرتے ہوئے اس نے کہا کہ عراق کے تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں سے خطرہ بہت قریب آچکا ہے۔ ہم انتظار نہیں کر سکتے۔

اس نے ایک ٹی وی انٹرویو میں کہا: ”میں نے جنوری ۲۰۰۲ میں سعودی عرب، اردن اور شام کا دورہ کیا تھا۔ وہاں کے سربراہان سے میں نے کہا کہ یہ میری ذاتی رائے ہے کہ صدر بش عراق پر حملے کے لئے اپنا ذہن بنا چکے ہیں۔ یہ فیصلہ 9/11 کے فوراً بعد کیا جا چکا تھا۔“

گوانتانامو بے، گبرام اور ابو غریب جیل میں وحشیانہ تشدد

گوانتانامو بے، گبرام اور ابو غریب جیل میں دورانِ حراست مجاہدین اور عام مسلمانوں پر جو وحشیانہ تشدد کیا گیا وہ جے راک فیلر کے کہنے پر ہوا۔ سابق نائب صدر ڈک چینی بھی اس میں ملوث ہے۔ لیکن سی آئی اے نے، تشدد کے نئے طریقے کے بارے میں صرف دو لوگوں کو بریف کیا جن میں ایک یہ جے راک فیلر بھی تھا۔ تشدد کے ان مناظر کی ویڈیو سی آئی اے نے بنا کیں تھیں، جو ضائع کر دی گئیں۔ اسکے لئے جب تحقیقاتی کمیٹی بنائی گئی تو جے راک فیلر نے اس کمیٹی کو ختم کر دیا اس نے کہا ”یہ انٹیلی جنس کمیٹی کی ذمہ داری ہے۔“

”مہذب لوگ“ کا لے کر توت

بیسویں صدی عیسوی میں، دنیا کو جن اقتصادی بحرانوں کا سامنا کرنا پڑا وہ راک فیلر اور



دیگر چند یہودی خاندانوں کی سوچی سمجھی منصوبہ بندی تھی۔ تاکہ دنیا کے بڑے ممالک کو اپنے سامنے مجبور کر کے یہود مخالف قوتوں کے خلاف عالمی جنگ کا (انسانی) ایندھن مہیا کرنے پر مجبور کر سکیں۔ پہلی جنگ عظیم کا مقصد اسکے علاوہ کچھ نہ تھا کہ خلافت عثمانیہ توڑ کر ایک عالمی یہودی حکومت قائم کی جائے تاکہ دجال کی عالمی حکومت کے لئے ایک ماڈل تیار کیا جاسکے۔

اس خاندان کے بارے میں پڑھ کر آپ شاید سوچ رہے ہوں گے، کہ دنیا کا کونسا شعبہ ہے جو اس خاندان کے قبضے سے باہر ہے؟ یقیناً بہت سارے معاملات میں یہ براہ راست شریک نہیں، لیکن مکمل ان سے علیحدہ بھی نہیں ہیں۔ کیونکہ دیگر معاملات جن خاندانوں کے قبضے میں ہیں، ان میں اس خاندان کی لڑکیوں کی شادیاں ہوئی ہیں۔ مثلاً جے پی مورگن (J.P Morgan)، روتھ شیلڈ وغیرہ۔

دنیا میں جتنے ناپاک کام ہیں، یا ہر وہ کام جس سے بنی آدم کی تذلیل ہوتی ہے، یہ خاندان ایسے تمام کاموں کا موجد ہے۔ البتہ تعلیم یافتہ طبقہ کو دھوکہ دینے کے لئے، ان غلیظ کاموں پر خوبصورت لیبل لگا دیا جاتا ہے، کہیں میڈیکل ریسرچ کے نام پر، کہیں سائنس و ٹیکنالوجی کے نام پر، کبھی وائلڈ لائف اور لائیو اسٹاک تو کبھی انسانیت کے نام پر چلنے والی این جی اوز کے روپ میں۔ دنیا بھر کے مردہ خانوں سے بچوں اور عورتوں کے اعضاء کاٹ کر ان کی خفیہ تجربہ گاہوں میں پہنچائے جاتے ہیں۔ جہاں انسان کے ہر حصے پر مختلف تجربات کئے جاتے ہیں۔ اس کوشش کا مقصد یہ ہے کہ اگر تیسری جنگ عظیم میں، یہودی نسل ختم ہو جائے تو یہودی چیز کے ذریعے، یہود کی نسل کی از سر نو تخلیق کی جاسکے۔ یہ کام اکثر فلاحی ادارے کرتے ہیں، جنکو یہ خاندان مختلف ناموں سے اربوں ڈالر سالانہ امداد دیتا ہے۔ جراثیمی ہتھیار بنا کر، آفت زدہ علاقوں میں انکا تجربہ کیا جاتا ہے۔ انہی کی سرپرستی میں عریانیٹ کو انڈسٹری کا درجہ دیا گیا ہے۔

انکی خفیہ تجربہ گاہوں میں جراثیمی ہتھیار (مختلف بیماریوں کے جراثیم اکٹھے کر کے بم کی شکل دی گئی ہے) تیار کئے گئے ہیں۔ افریقہ اور دیگر ممالک میں ان جراثیموں کو پھیلا دیا جاتا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ اس بیماری کو ختم کرنے کے لئے اپنی ہی دواساز فیئریوں میں اسکی دوائی تیار رکھی جاتی ہے۔ دوسری جانب ڈاکٹروں کے ذریعے انہی کی کمپنی کی دوائی لکھ دی جاتی ہے۔ دنیا میں پھیلی کئی خطرناک بیماریوں کے بارے میں سائنسدان اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ امراض قدرتی طور پر نہیں بلکہ انکے جراثیم کسی لیبارٹری میں تیار کئے گئے تھے۔ ان میں ایڈز کا وائرس H.I.V قابل ذکر ہے۔

امریکہ کے اندر، ایف بی آئی اور سی آئی اے امریکی بچوں کو اغوا کر کے شیطان کے پجاریوں کے پاس پہنچاتی ہے جن کو انکی مذہبی تقریب میں شیطان کو خوش کرنے کے لئے ذبح کیا جاتا ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی یا غیر یہودی اقوام کی نسل کشی

دجال کی آمد سے پہلے پہلے راک فیلرز کی یہ کوشش ہے کہ دنیا میں موجود غیر یہودی اقوام کی آبادی کو کم سے کم کر دیا جائے تاکہ مستقبل میں کوئی بھی مزاحمت دشواری کا باعث نہ بنے۔ اسکے لئے خاندانی منصوبہ بندی کے نام پر انسانیت کا قتل جس بہیمانہ انداز میں جاری ہے، اسکا اصل چہرہ اگر عوام کو دکھایا جائے، تو لوگ یہودیوں اور خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام چلانے والوں کو چوراہوں پر لٹکا دیں۔ لیکن یہ دجالی میڈیا کا کمال ہے کہ وہ صرف ان مسائل کو اجاگر کرتا ہے جس میں دجالی قوتوں کی رضا ہوتی ہے یا پھر انکے مفادات پر کوئی حرف نہیں آتا۔ چنانچہ حق گوئی کا دعویٰ کرنے والے کالم نگار، ٹی وی پر آنے والے دانشور سب کچھ جاننے کے باوجود، قوم کی نسل کشی اپنی آنکھوں سے ہوتا دیکھ کر خاموش رہنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ زبان کھولنے کی صورت میں انکے آقا ان سے ناراض ہو جائیں گے اور یورپ و امریکہ کے دروازے انکے لئے بند کر دئے جائیں گے، بلکہ انکے اپنے ملک کی زمین بھی انکے لئے تنگ ہو جائے گی۔

نسلِ انسانی کو تباہ کرنے کے لئے دنیا میں جتنے پروگرام چل رہے ہیں انکے منصوبہ ساز راک فیلرز ہیں۔ یہ خاندانِ تربیتی بنیادوں پر دنیا کی حکومتوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنے ملکوں میں اس پالیسی کو بزورِ قوت نافذ کریں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ وہ طبقہ ہے جو دنیا سے خیر کا خاتمہ کر کے مکمل شر (ابلیس) کا مذہب نافذ کرنا چاہتا ہے۔ ایک ایسی دنیا جہاں لوگ ابلیس کی پوجا کریں..... ہر وہ کام کیا جائے، جس سے انسانیت کی تذلیل ہو..... اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اترے..... ابلیس خوش ہوتا رہے۔

گیری ایلن (Gary Allen)، راک فیلر کے مقاصد کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے

“The Rockefeller game plan is to use population, energy, food, and financial controls as a method of people control which will lead, steadily and deliberately, into the Great Merger, a one-world government .

ترجمہ: راک فیلر کا منصوبہ، آبادی، توانائی، اور معاشی کنٹرول کو، لوگوں کو کنٹرول کرنے کے



لئے، بطور ہتھیار استعمال کرنا ہے۔ جو تسلسل اور سوچے سمجھے منصوبے کے ساتھ ایک عظیم انفمام، یعنی ایک عالمی حکومت کی طرف جائے گا۔

اس خاندان نے خلافتِ عثمانیہ توڑنے سے لے کر فلسطین میں یہودی ریاست کے قیام تک میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ عرب حکمرانوں کو اپنے سحر میں جکڑ کر، بیت المقدس پر قبضہ کرایا۔ انھوں نے بونیا کے مسلمانوں کے خون سے ہولی پھیلی، عراق میں درندگی کی نئی تاریخ رقم کی۔ ابو غریب جیل میں انسانیت کو رسوا کر کے، اہلیست کو خوش کرنے والے یہی تھے۔ افغانستان میں دنیا کا ہر اسلحہ طالبان پر استعمال کیا۔ معصوم بچوں..... عورتوں اور بوڑھوں پر نئے نئے بموں کے تجربات کئے۔ اللہ کے دیوں کو، گوانتا نامو بے کے پنجروں میں انہی کے حکم سے ذلیل کیا جاتا رہا..... قرآن کی بے حرمتی انہی خبیث، بد باطن اور شیطان کے پجاریوں کے حکم پر کی گئی۔ میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اخبارات میں مہم انہی کعب بن اشرف کی اولاد کے اشاروں پر کی جاتی ہے۔

### ایک سوال

یہاں ایک بات ذہن میں آسکتی ہے۔ کہ اگر یہ لوگ اتنے ہی طاقتور ہیں تو امریکہ کے صدر کیوں نہیں بنتے؟ اس کا اصل جواب تو قرآن کریم میں موجود ہے۔ ضربت علیہم الذلۃ این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ و حبل من الناس۔ الا یہ کہ اللہ سے عہد اور لوگوں سے عہد کے ساتھ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہودیوں کو اپنے مٹ جانے کا خوف ہے، جو، یہودی نفسیات سے تعلق رکھتا ہے یہ تاریخی تفصیل چاہتا ہے، جس کا یہاں موقع نہیں۔ جبکہ آسان سا جواب یہ ہے کہ جو بادشاہ گری کا مزا جانتے ہوں، وہ بادشاہ بننا پسند نہیں کرتے۔ نیز چونکہ ان کا اصل کام سازشوں کے ذریعے اپنے ناپاک منصوبوں کو پروان چڑھانا ہوتا ہے سو یہ بھی اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ سامنے آنے کے بجائے کسی کو ڈھال بنا کر اپنا کام چلاتے رہیں۔ ان میں سے اگر کبھی کوئی فرد سامنے آنا چاہے تو خود انہی کو لوگ اسکو ”سبق“ سکھا دیتے ہیں، حتیٰ کہ اپنے ہی بندے کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ البتہ ۱۹۹۲ء سے یہودیوں نے سامنے آنا شروع کیا ہے۔ یہی انکی تباہی و بربادی کا آغاز ہے۔

## روتھ شیلڈ (Rothschild) خاندان

نوٹ: یہ لفظ روتھ شیلڈ ہے، یہ جرمن زبان کا لفظ ہے، جسکے معنی سرخ ڈھال کے ہیں۔ جرمنی میں سرخ کو Rot اور ڈھال کو Schild کہتے ہیں، اس طرح یہ لفظ روتھ شیلڈ ہے۔ لفظ Schild کے معنی Sign یعنی نشان کے بھی ہیں۔ لیکن یہاں اسکے ڈھال والے معنی مراد ہیں۔ کیونکہ یہودی سلیمان علیہ السلام کی ڈھال کو قوت کی علامت کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہ یہودی خاندان بھی کبالہ گروپ سے تعلق رکھتا ہے۔ انھوں نے یورپ اور آسٹریلیا کو اپنے قبضے میں کیا ہوا ہے۔ اس خاندان کا جد امجد ”میسرا بئشل باعوز“ ۱۷۳۳ء میں فرینکفرٹ جرمنی میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ لوگوں کو سود پر قرضے دیتا تھا۔ اسکے گھر کے دروازے پر ایک سرخ رنگ کا داؤدوی ستارہ (چھ کونوں والا) لٹکا ہوا تھا۔ اسکے پانچ بیٹے تھے جو پورے یورپ میں پھیل گئے اور بینک کے کاروبار پر قابض ہو گئے۔

1. Amschel Mayer Rothschild
2. Salomon Mayer Rothschild
3. Nathan Mayer Rothschild
4. Kalmann (Carl) Mayer Rothschild
5. Jacob (James) Mayer Rothschild

یہی وہ شخص ہے جس نے ۱۷۷۰ء میں یہودی خفیہ تنظیم الویناتی (Illuminati) کے قیام کا منصوبہ بنایا اور اسکے لئے ایڈم وائیزت کو اعتماد میں لیا۔

راک فیلر اور روتھ شیلڈ جیسے لوگوں کے نزدیک بڑی بڑی حکومتوں کی کیا حیثیت ہے اسکا اندازہ اس مکالمے سے لگایا جاسکتا ہے جو ۱۸۱۱ء میں ناتھن میسر روتھ شیلڈ اور بعد میں ہونے والے امریکی صدر، انڈریو جیکسن کے درمیان ہوا۔ امریکہ میں روتھ شیلڈ کے بینک آف یونائیٹڈ اسٹیٹس کی تجدید کا بل امریکی کانگریس نے مسترد کر دیا تھا۔ اس وقت یہ مکالمہ ہوا:

“Either the application for renewal of the charter is granted, or the United States will find itself involved in



a most disastrous war.”

ترجمہ: یا تو چارٹر کے تجدیدی درخواست منظور کی جائے گی یا امریکہ خود کو بہت تباہ کن جنگ میں ملوث پائے گا۔ اسکے جواب میں انڈریو جیکسن نے کہا:

“You are a den of thieves vipers, and I intend to rout you out, and by the Eternal God, I will rout you out.”

ترجمہ: تم سانپوں اور چوروں کی آماجگاہ ہو، اور میرا ارادہ تمہیں نکال باہر پھینکنے کا ہے۔ قسم ہے ابدی خدا کی! میں تمہیں نکال باہر کروں گا۔ روتھ شیلڈ نے جواب دیا:

“Teach those impudent Americans a lesson. Bring them back to colonial status.”

ترجمہ: ان بے شرم امریکیوں کو سبق سکھا دو، ان کو نوآبادیاتی دور میں واپس لے آؤ۔  
 ناتھن روتھ شیلڈ نے جو کہا اس کو عملی شکل بھی دی۔ اس نے ۱۸۱۲ء میں برطانیہ کے ذریعے امریکہ پر جنگ مسلط کرادی۔ واضح رہے کہ امریکہ سے پہلے برطانیہ یہودیوں کا سب سے بڑا مرکز رہا ہے۔ انقلاب فرانس خالص یہودی انقلاب تھا۔ جس کا روح رواں الویناتی کا ایڈم وائیزت تھا۔ جبکہ سارا خرچہ روتھ شیلڈ نے اٹھایا۔ Sir Walter Scott نے ”دی لائف آف نیپولین“ میں واضح طور پر یہ بات لکھی ہے۔

غیر یہود اقوام کی بیٹیوں کو گھروں سے کھینچ کر اہلیسی تہذیب کے جبروں میں پھنسانے والے یہودی اپنی بیٹیوں کو کیوں گھروں میں قید کر کے رکھتے ہیں۔ آزادی نسواں کی تحریکوں کے لئے اربوں کے فنڈ جاری کرنے والے اپنے گھر کی عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق کیوں نہیں دیتے۔ مسلم ممالک میں سانپ بچھڑوں کے مانند ریگتی این جی اوز، اپنے آقاؤں سے یہ مطالبہ کیوں نہیں کرتیں کہ اپنی بیویوں کو بھی اسی طرح سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر چھوڑ دینے جس طرح آپ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں۔ روتھ شیلڈ نے اپنے بیٹوں کے لئے جو زندگی کا لائحہ عمل مرتب کیا اس میں ایک اصول یہ تھا:

Only male members of the family were allowed to participate in the family business (It is important to note that Mayer Amschel Rothschild also has five daughters, (The History of the House of Rothschild By Andy and Daryl)

ترجمہ: گھرانے کے صرف مرد حضرات کو خاندانی کاروبار میں شریک ہونے کی اجازت دی

گئی تھی۔ یہ قابلِ توجہ ہے کہ میسر ایٹشل روتھ شیلڈ کی پانچ بیٹیاں بھی تھیں۔

۱۹۸۰ء میں انھوں نے دنیا بھر کے قومی اداروں کی نجکاری (Privatization) کے لئے حکومتوں پر زور ڈالنا شروع کیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے برطانیہ جیسے ملکوں کی بڑی بڑی کمپنیوں کو خرید لیا۔

۱۹۹۵ء میں سابق اٹاک انرجی سائنسدان، ڈاکٹر کٹی لٹل (Kitty Little) نے دعویٰ کیا کہ ”روتھ شیلڈ دنیا کی 80 فی صد یورینیم کی سپلائی پر قابض ہیں جس کی وجہ سے نیوکلر توانائی پر انکی اجارہ داری قائم ہے۔“

### یہودی شخصیات سے متعلق ایک وضاحت

آپ جتنی بھی یہودی شخصیات کی زندگی کا مطالعہ کریں گے، ہر ایک کو پڑھ کر یوں محسوس ہوگا، گویا یہودیت کے لئے سب سے زیادہ خدمات اسی کی ہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے؟

اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ یہودیوں نے اپنی زندگی کا ایک مقصد بنایا ہے، اور اسکے لئے نسل در نسل قربانیاں بھی دیتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ کام ساری دنیا میں منظم انداز میں کیا جاتا رہا ہے۔ تمام دنیا کو مختلف خطوں میں تقسیم کر کے ذمہ داریاں بانٹی گئی ہیں۔ لیکن یہ سب ایک تنظیم کے تحت کیا جاتا رہا ہے۔ ان میں کچھ وہ ہوتے ہیں جو منصوبہ سازی کرتے ہیں، کچھ اس کو عملی شکل دینے کے لئے طریقہ کار وضع کرتے ہیں، کچھ وہ ہوتے ہیں جو منظر عام پر آ کر اس منصوبے کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔ چنانچہ ہم پڑھتے ہیں کہ یہودیت کے لئے سب سے اہم خدمات، الو میناتی کے بانی، ایڈم وائیزت نے انجام دیں۔ راک فیلر کے بارے میں پڑھتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ سارا کام اسی خاندان نے کیا ہے۔ یہی معاملہ روتھ شیلڈ اور دیگر یہودی خاندانوں کا ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ ایک منصوبے میں بہت سارے سرکردہ یہودی، علیحدہ علیحدہ خدمات انجام دیتے ہیں۔





## اسماعیلی فرقہ اور آغا خان فیملی

اسماعیلی..... اسماعیلی فرقہ باطنی فرقوں میں سے ہے، جنہوں نے ظاہراً اسلام کا نام لیا اور باطن میں کافر ہی رہے۔ مثلاً، نصیری، اسماعیلی، قرامطہ، قادیانی، بہائی وغیرہ  
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے باطنیوں کے رد میں ”فضائح الباطنیۃ“ کے نام سے مستقل کتاب لکھی ہے۔ ان کے مذہب کے بارے میں لکھا ہے ”ظاہر مذہبہم الرفض و باطنہم الکفر المحض“

اسماعیلیوں کے عقائد

جیسا کہ انکے بارے میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہود کے ساتھ یہود، اور نصاریٰ کے ساتھ نصاریٰ ہو جاتے ہیں۔ آج بھی آغا خانیوں کا یہی حال ہے۔ حسن بن صباح کے بعد ۵۵۹ھ میں اسکے ایک جانشین، حسن بن محمد ثانی نے پچھلی تمام شریعت کو منسوخ کرنے کا اعلان کیا، قیامت اور دنیا فنا ہو جانے کا اعلان کیا، اور کہا جو اس کی دعوت پر لبیک کہدے گا وہ زندہ اٹھایا جائے گا اور جو لبیک نہیں کہے گا ہمیشہ کے لئے فنا ہو جائے گا۔ اس دن کو ”عید قیام“ کا نام دیا گیا۔ اس دن سے آج تک اسماعیلیوں نے خود کو تمام شرعی احکامات سے آزاد کیا ہوا ہے۔ نماز، روزہ، حج سب معاف۔ صرف اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اپنے ”معبود“ آغا خان کو پیش کر دیں تو یہی ہر عمل اور گناہ کا کفارہ ہے۔ ”اس معبود“ کی محبت و معرفت ہی نجات کا ذریعہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ و افضل مانتے ہیں۔ انکے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اللہ تعالیٰ کا نور حلول کر گیا ہے سو وہ بھی اللہ ہی ہیں۔

اسماعیلیوں کے نزدیک انکے سارے امام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوتار ہیں، اسلئے جو حیثیت (اللہ کی روح کا حلول کر جانا) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے وہی انکے تمام اماموں کی ہے۔ اس طرح یہ آغا خان کو بھی خدا کا درجہ دیتے ہیں۔ اور آغا خان بھی اس پر راضی ہے۔

ڈاکٹر محمد کامل حسین، آغا خان سوم کے ساتھ اپنی یادداشت میں لکھتے ہیں:

”میں اکثر ان سے فلسفیانہ بحثیں کرتا رہتا تھا، خصوصاً اسماعیلی عقیدے کی ترقی کے بارے

میں، مجھے یہ جان کر سخت حیرانی ہوئی کہ وہ ان تمام باتوں کے بارے میں اچھی طرح معلومات رکھتے ہیں، ایک دن میں نے ان سے ایک سوال کی اجازت مانگی، جس پر انکو غصہ آ جاتا تھا جب انھوں نے غصہ نہ کرنے کا وعدہ کیا تو میں نے پوچھا: مجھے آپ کی ذہانت و فطانت نے حیرت میں ڈال دیا ہے، اس سب کے باوجود آپ ان (اسماعیلیوں) کو اس بات کی اجازت کیسے دیدیتے ہیں کہ یہ آپکو معبود پکاریں۔“

آغا خان یہ سن کر تھقبے مار کر رہے۔ اتنا ہنسے کہ آنکھوں سے پانی جاری ہو گیا۔ مجھ سے پوچھا کہ ”آپ اس سوال کا جواب چاہتے ہیں! ہندوستان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو گائے کی پوجا کرتے ہیں، تو کیا میں گائے سے بہتر نہیں ہوں۔“

### آغا خان کا نیا قرآن

یہ آغا خان سوم، سر سلطان محمد شاہ تھا، جس نے ۳۰ جولائی ۱۸۹۹ء کو تنزانیہ کے شہر Zanzibar میں ایک فرمان جاری کیا، جس میں کہا ”خلیفہ عثمان (رضی اللہ عنہ) نے قرآن کے بعض حصے حذف کر دئے تھے۔ میں اصل قرآن لکھنا شروع کروں تو اس میں چھ سال لگیں گے، پھر میں تمہارے لئے یہ بھیجوں گا، پھر تم دیکھنا کہ عثمان نے قرآن سے کیا حذف کیا تھا“ (مجلد الراصد العدد التاسع)

### اسماعیلیوں میں تقسیم..... بوہری اور نزاری

مصر میں فاطمی (شیعہ) حکومت کے فرمانروا مستنصر باللہ فاطمی (۴۲۷ھ تا ۴۸۸ھ مطابق ۱۰۳۵ء تا ۱۰۹۵ء) نے اپنا جانشین اپنے بڑے بیٹے نزار کو بنایا تھا۔ لیکن مستنصر کے مرنے کے بعد اس کے وزیر افضل بن بدر جمالی نے مستنصر کے چھوٹے بیٹے اور اپنے بھانجے، مستعلی کو امام بنادیا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ جمالی نے نزار اور اسکے بیٹے کو قتل کرادیا۔ اسماعیلی فرقے کے بہت سے مبلغوں اور پیروکاروں نے مستعلی کی امامت کو تسلیم نہیں کیا، جن میں سب سے مشہور نام حسن بن صباح کا ہے، حسن بن صباح نزاری تھا۔ یہ بدستور نزار اور اسکے بیٹے کی امامت کا مطالبہ کرتے رہے۔ اس طرح اسماعیلی دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک مستعلی، جبکہ دوسرے نزاری کہلائے جانے لگے، بوہریوں کا تعلق اسماعیلی مستعلی سے ہے جبکہ آغا خانیوں کا تعلق اسماعیلی نزاری سے ہے۔

### ٹارگٹ کلنگ کا ماہر..... حسن بن صباح

حسن بن صباح (۴۳۰ھ تا ۵۱۸ھ مطابق ۱۰۳۸ء تا ۱۱۲۴ء) ایرانی، اسماعیلی شیعہ تھا۔ اس



نے ایران کے شمال مغربی علاقوں میں آکر مختلف قلعوں پر قبضہ کر لیا اور اپنے جادو سے بیوقوف لوگوں کو اپنا مرید بنانا شروع کر دیا۔ اس نے اپنا مرکز ایران کے شہر قزوین کے قریب ”قلعۃ الموت“ میں بنایا۔ اسکے ”حشاشین“ (Assassins) مسلمانوں کو قتل کرنے میں مشہور رہے ہیں۔ انکا کام مسلمانوں کی سیاسی اور دینی قیادت کو قتل کرنا تھا۔ انھوں نے بڑی تعداد میں علماء اور مجاہدین قیادت کو قتل کیا۔ کئی مرتبہ سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی قتل کرنے کی کوشش کی۔ صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے خلاف صلیبیوں کی مدد کرتے رہے۔ حاجیوں کو لوٹ کر قتل کر دیتے تھے۔ لیکن نعرہ یہی لگاتے رہے کہ ہم یکے سچے مسلمان ہیں۔

حسن بن صباح نے قلعہ ”الموت“ میں، اپنی جنت بنا رکھی تھی۔ جہاں حسین دوشیزائیں تھیں جنکو وہ حوریں کہتا تھا، اور اپنے مریدوں کی خدمات کے عوض انکو پیش کرتا تھا۔ مریدوں کو ہر وقت اپنے سحر (Hypnotism) اور حشیش کے نشے میں ڈبوئے رکھتا تھا۔

علامہ ابو الفرج ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: جب حسن بن صباح کے پاس امیر کا قاصد پہنچا اور اسے تسلیم کرنے کا پیغام دیا تو حسن بن صباح نے اپنے ایک ”مرید“ کو بلایا اور حکم دیا کہ خود کو قتل کر لو۔ اس نے اسی وقت خنجر نکالا اور شہ رگ کاٹ ڈالی اور تڑپ تڑپ کر جان دیدی۔ اسکے بعد دوسرے کو حکم دیا کہ قلعے کی فصیل سے نیچے چھلانگ مارو۔ اس نے فوراً نیچے چھلانگ ماری۔ پھر وہ قاصد کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ اپنے امیر کو جا کر کہو کہ میرے پاس ایسے بیس ہزار جانا باز ہیں۔ یہی میرا جواب ہے۔ (المنتظم فی تاریخ الملوک، ج: ۷، ص: ۶۴)

یہاں یہ بات یاد دلاتے چلیں کہ مجاہدین کی جانب سے دنیا بھر میں فدائی کارروائی کرنے والوں کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ یہ لوگ فدائی کو مصنوعی جنت میں رکھتے ہیں اور جنت کا ٹکٹ دے کر اس کو فدائی کارروائی کے لئے بھیجتے ہیں، یہ پروپیگنڈہ میڈیا میں موجود کسی باطنی کی شر انگیزی ہے جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر جان لٹانے والوں کو ان بد بختوں پر قیاس کرتا ہے جو حسن بن صباح کی حشیش کے نشے میں دھت ہو کر اپنی جانیں ضائع کیا کرتے تھے۔

حسن بن صباح اپنے بارے میں یکا سچا مؤمن ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا میں مسلمان ہوں اور جس دین پر میں ہوں یہی دین برحق ہے۔ (لَعَنَہُ اللہُ الْمُنَافِقِینَ)

محمد حامد الناصر نے ”الجهاد والتجدید“ میں لکھا ہے: انکا کام صلیبیوں کی مدد کرنا تھا۔ انھوں نے ان لوگوں کو قتل کیا جو صلیبی لشکر پر بہت بھاری تھے۔

۵۵۲ھ میں انھوں نے نیشاپور (ایران) کے علاقے میں حاجیوں کے قافلے پر حملہ کیا اور

تمام حاجیوں کو قتل کر کے انکا مال و اسباب لوٹ کر لے گئے۔ اس قافلے میں علماء، صلحاء اور اولیاء اللہ موجود تھے، اسلام کے دشمنوں نے کسی کا خیال نہ کیا۔ جب صبح ہوئی تو ایک شیعہ آیا، مقتولین اور زخمیوں کے درمیان کھڑا ہو کر آوازیں لگانے لگا ”اے مسلمانو! ملحدین جا چکے ہیں، اگر کسی کو پیاس لگی ہو تو میں پانی پلاؤنگا۔ یہ سن کر کوئی زخمی سراٹھاتا تو یہ لعنتی اسکو جا کر قتل کر دیتا۔ اس طرح جو کچھ بچے تھے اس نے شہید کر دئے۔ (اکامل فی التاریخ ابن اثیر)

حسن بن صباح کے پیروکار اصفہان اور قزوین کے گرد و نواح میں تھے۔

### اسماعیلیوں کی ہندوستان آمد

اسماعیلی فرقے کا پہلا مبلغ برصغیر میں چوتھی صدی ہجری کے اوائل میں آیا۔ اور حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے پہلی اسماعیلی ریاست سندھ میں قائم کر لی۔ اس کا نام حلیم بن شیبان تھا۔ حلیم کے بعد اسماعیلی حکومت کا حاکم حمید نامی اسماعیلی بنا۔ اسکو سلطان سبکتگین (محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد) نے ملتان کی جنگ میں شکست دی اور اسکو قتل کر دیا۔ اسکے بعد اسکا پوتا، ابو الفتح داؤد قرامطی حاکم بنا۔ جب سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (دور سلطنت ۹۹۸ء تا ۱۰۳۰ء) نے گمراہ فرقوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا تو داؤد قرامطی نے محمود غزنوی سے معاہدہ کر لیا۔ لیکن درپردہ سلطان کے خلاف ہندوستان کے ہندو راجاؤں کے ساتھ ساز باز کرتا رہا۔ بالآخر سلطان نے تنگ آ کر ۴۰ھ میں اس پر چڑھائی کی اور اسکو ایک قلعے میں قید کر دیا۔ ہندوستان سے فارغ ہو کر سلطان نے اس پہلی اسماعیلی ریاست کا مکمل خاتمہ کر دیا۔ انکے دارالحکومت کو تباہ کر دیا۔ اس وقت یہ لوگ بھاگ کر گجرات (بھارت) چلے گئے۔ وہاں یمن، مصر اور بحرین سے آئے اسماعیلی پہلے سے موجود تھے۔ گجرات جا کر یہ بوہری بن گئے۔

### دوسرا دور

اس کے بعد انکی ہندوستان آمد کا بڑا سلسلہ تیرھویں صدی عیسوی میں اس وقت شروع ہوا جب ہلاکو خان نے ۱۲۵۶ء میں حسن بن صباح کے قلعہ الموت اور ایران میں دیگر قلعوں کو تباہ کر دیا۔ ایران سے بھاگ کر یہ لوگ برصغیر میں آ کر آباد ہونے لگے۔ یہ سلسلہ سولھویں صدی عیسوی تک مسلسل چلتا رہا۔ ایران سے انتشار کے بعد اسماعیلیوں کا امام اسلام شاہ بنا تو اس نے اپنے فرقے کے لئے کوئی ایسی زمین تلاش کی جہاں رہ کر وہ خود کو منظم کر سکیں۔ اسکی نظر مغربی ہندوستان (پاکستان) پر پڑی۔ چنانچہ اس نے پنجاب، ملتان، سندھ، کشمیر اور کراچی کے ساحلی علاقوں پر



توجہ مرکوز کی۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت یہ علاقے مسلمانوں کی حکومت کے مرکز دہلی سے دور دراز تھے، جہاں انکے لئے خفیہ طور پر اپنا کام کرنا آسان تھا۔

اس نے اپنے مشہور مبلغوں کو ہندوستان بھیجا۔ جن میں پیر صدر الدین اور پیر شمس الدین تبریزی پہلے آئے۔ پیر صدر الدین انتہائی مکار و ذہین آدمی تھا۔ اس نے ہندی زبان سیکھی اور اپنا نام بھی ہندوستانیوں کی طرح رکھ لیا۔ سندھ کے شہر کوٹری کو اس نے اپنا مرکز بنایا۔ اس نے ہندی میں ”دس اوتار“ نامی کتاب لکھی، جس میں لکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، اللہ کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہیں۔ ہندو اس کے خوب معتقد ہوئے۔ ۸۱۹ھ مطابق ۱۴۱۶ء میں پنجاب میں انتقال ہوا۔ اسلام شاہ کے بعد انکا نام غریب مرزا بنا۔ سولھویں صدی عیسوی میں انھوں نے اپنا مرکز ایران سے ہندوستان منتقل کر دیا۔ لیکن اس کے بعد کی تاریخ خاموش ہے۔ نہ انکے مبلغوں کا کچھ پتہ چلتا ہے اور نہ کسی امام کا۔ لگتا ہے یہ لوگ اپنی حقیقت چھپا کر، خفیہ طور پر مسلمانوں کے اندر اپنا کام کرتے رہے۔ اس لمبے عرصے پر وہ خفا میں رہنے کے بعد، انیسویں صدی عیسوی میں آغا خان اول کی صورت میں انکا وجود سامنے آتا ہے۔

### اسماعیلیوں کے خدا..... آغا خان

یہودی خاندانوں میں یہ خاندان بھی روحانی، جادوئی اور کبالہ فیملی سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ اصفہانی یہودی ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ اپنا شجرہ نسب یہ بیان کرتے ہیں:

علی، حسن، حسین، سجاد، باقر، صادق، اسماعیل، محمد احمد، تقی، ذکی، مہدی، قائم، منصور، معز، عزیز، حاکم، ظاہر، مستنصر، نزار، مستعلی، امیر، قاسم، آغا خان اول، آغا خان دوم، آغا خان سوم، آغا خان چہارم، حسن علی شاہ آغا خان اول (1800-1881)

آغا خان اول کے باپ کا نام شاہ خلیل اللہ علی تھا۔ اسکو ۱۸۱۷ء میں ایران میں قتل کر دیا گیا۔ اس پر اسماعیلیوں نے ایران بھر میں فسادات شروع کر دیئے۔ آغا خان اول ایران میں کرمان صوبے کا گورنر تھا۔ اس نے ۱۸۴۰ء میں بغاوت کردی اور پورے ایران پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ حکومت نے اسکو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ انگریزوں کی مداخلت پر اسکو رہا کیا گیا۔ جیل سے واپس آ کر اس نے اپنے مریدوں کو اکٹھا کیا اور قندھار (افغانستان) آ کر مسلمانوں کے خلاف، انگریزوں کے ساتھ ہو گیا یہاں سے فارغ ہو کر کراچی آیا۔ یہاں کراچی کے ساحل پر قبضہ کرنے کے لئے انگریز، مسلمانوں سے جنگ کر رہے تھے۔ یہ انگریزوں

کی طرف سے لڑا۔ ان خدمات کے بدلے انگریزوں نے اس کی بھرپور مالی امداد کی اور ممبئی میں اس کو مرکز بنا کر دیا۔ ممبئی پہنچ کر آغا خان کے لئے خود اسماعیلی زعماء نے پریشانی کھڑی کر دی۔ انھوں نے اسکی امامت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ ہمارے (یعنی علی بن طالب رضی اللہ عنہ کے) نسب سے نہیں ہے۔ (یہ غور کرنے کی بات ہے کہ اسماعیلی فرقے کے زعماء نے آغا خان کے علوی ہونے کا انکار کیا تھا۔) یہ مسئلہ انگریز کی عدالت میں گیا، انگریزوں نے اسکی مکمل حمایت کی اور آغا خان کے نسب پر ”حقانیت“ کی مہر لگا دی کہ یہ نزاری، ہیں اور انکا شجرہ علی بن طالب سے ہی جا کر ملتا ہے۔ چنانچہ انکو مکمل مذہبی آزادی دی گئی۔ (مجلہ الرصد العدد التاسع)

اس نے صوبہ سرحد اور قبائل کو کنٹرول کرنے میں بھی انگریزوں کی مدد کی۔ چونکہ بظاہر یہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے لہذا یہ تحریک آزادی میں مسلمانوں کی صفوں میں داخل ہوئے اور بہت کم عرصے میں مسلمانوں کے سیاہ سفید کے مالک بن گئے۔

### آغا علی شاہ آغا خان دوم (1831-1885)

آغا خان اول کے بعد اسکا بیٹا آغا علی شاہ آغا خان دوم (1831-1885) تھا۔ اس نے باپ کے مشن کو آگے بڑھایا اور مسلم معاشرے کو کھوکھلا کرنے کا کام جاری رکھا۔ انکا طریقہ کار یہودیوں والا ہے۔ حکومتی ڈھانچے کو خرید کر اسکو اپنے لئے استعمال کرنا۔

### سر سلطان محمد شاہ آغا خام سوم

اسکے بعد اسمعیلیوں کا امام آغا خان سوم سلطان محمد شاہ بنا۔ اسکی عمر اس وقت صرف سات سال تھی۔ اسکی ماں شمس الملک کا تعلق خاندان فجر سے تھا۔ آغا خام سوم ۲ نومبر ۱۸۷۷ء کو کراچی میں پیدا ہوا۔ متحدہ ہندوستان میں آل انڈیا مسلم لیگ کا پہلا صدر بنا۔ اس سے بھی زیادہ اسکی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ۱۹۳۰ء میں اس کو لیگ آف نیشن کا صدر منتخب کیا گیا۔ ملکہ برطانیہ وکٹوریہ کی جانب سے اسکو کئی خطاب دیئے گئے۔ جب اس نے برطانیہ کا دورہ کیا تو اس کو گیارہ توپوں کی سلامی دی گئی۔

اسماعیلیت کو اصل ترقی اسی کے دور میں نصیب ہوئی۔ تحریک آزادی میں اس نے مسلمانوں کی قیادت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ ۱۹۳۰ء میں گول میز کانفرنس کے لئے، ہندوستان کے تمام طبقات کی جانب سے متفقہ طور پر نمائندہ تسلیم کیا گیا۔

فلسطین کی آزادی سے متعلق گول میز کانفرنس میں، جو شرائط حکومت برطانیہ نے رکھی



تھیں، اسکو عربوں نے رد کر دیا تھا۔ چنانچہ مئی، ۱۹۳۹ء میں برطانیہ نے عربوں کو راضی کرنے کے لئے آغا خان سوم کی خدمات حاصل کیں۔ ساتھ ساتھ مسلمانوں کی سادگی بھی دیکھئے کہ اسی عرصے میں فلسطینی مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان جو کشمکش جاری تھی، مسلمانوں کے ساتھ نا انصافیاں ہو رہی تھیں۔ تب مسلمانان ہند نے حکومت برطانیہ کو اس بارے میں اپنی تشویش سے آگاہ کیا اور مطالبہ کیا کہ ایک تحقیقی کمیٹی بنا کر فلسطین بھیجی جائے، جو اس بات کا جائزہ لے کہ فریقین (مسلمان اور یہودی) میں سے کس کی غلطی ہے۔ کس کا موقف انصاف پر مبنی ہے۔ اس کمیٹی کے ساتھ ہمارا (مسلمانوں کا) نمائندہ آغا خان سوم ہوگا۔

مع سادگی اپنوں کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

تقسیم کے بعد یہ خاندان کراچی آ گیا۔ ۱۱ جولائی ۱۹۵۷ء کو آغا خان سوم کا انتقال ہوا۔ اسکی وصیت کے مطابق اسکو مصر کے قدیم شہر اسوان (Aswan) میں دفن کیا گیا۔ اسکی اس وصیت کی وجہ اسکے علاوہ اور کچھ سمجھ میں نہیں آسکتی کہ اسوان فراعنہ کے دور میں اہم شہر سمجھا جاتا تھا۔ یہاں پرفرعونوں کے دور میں بڑے بڑے مندر تھے۔ آغا خان سوم نے خلاف دستور اپنے بیٹے کے بجائے اپنے پوتے کو اسماعیلی فرقے کا امام بنایا۔ یہ نیا امام آغا خان چہارم پرنس کریم ہے۔

کریم الحسینی آغا خان چہارم

کریم الحسینی آغا خان چہارم ۱۹۳۶ء میں جنیوا (سوئٹزرلینڈ) میں پیدا ہوا۔ اس نے دو شادیاں کی ہوئی ہیں۔ پہلی شادی ایک برطانیہ کی ماڈل (پیسوں کے عوض جسم کی نمائش کرنے والی) سالی کروکر پول (Sally Croker-Poole) سے کی۔ یہ بھارتی فوج کے ایک کرنل کی بیٹی ہے۔ شادی کے بعد اسکا نام شہزادی سلیمہ رکھا گیا۔ ۱۹۹۸ء میں دوسری شادی جرمنی کی شہزادی گبریل زونینجن سے کی۔ بعد میں اس کا نام شہزادی ”اینارا“ رکھا گیا۔ اس نے بعد میں آغا خان کو طلاق دیدی۔

جدید تعلیم سے آراستہ اسماعیلیوں کی حماقت، فکری پسماندگی اور گمراہی کا تصور اسی سے کیا جاسکتا ہے کہ انکے حاضر امام کی اہلیہ ایک جسم کی نمائش کرنے والی عورت بنی۔ اس کی امامت کو مزید سند عطا کرنے کے لئے ۱۹۵۷ء میں ملکہ برطانیہ نے اسکو ”ہائی نیس (Highness)“ کا خطاب دیا۔ پرنس کریم آغا خان کے بیٹے پرنس حسین آغا خان نے بھی ۱۶ ستمبر ۲۰۰۶ء کو ایک امریکن کرسٹن جے وائٹ سے شادی کی ہے۔

آج کے اسماعیلیوں (آغا خانیوں) کا جھنڈا دیکھئے۔ یہ سبز رنگ کا ہے جسکو ایک سرخ لکیر ایک کونے سے دوسرے کونے تک کاٹ رہی ہے۔ اس سے پہلے اسماعیلیوں کا جھنڈا سبز رنگ کا تھا۔ حسن بن صباح نے جب قلعہ الموت پر قبضہ کیا تو اس پر بھی سبز جھنڈا لہرایا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ سرخ جھنڈا اس وقت لہرایا جائے گا جب ہمارے غائب امام ظاہر ہوں گے۔ حسن بن صباح کی جنت ”قلعہ الموت“ کو جب ہلا کو خان نے (۱۲۵۶ء) میں تباہ کیا تو اسکے بعد اسماعیلیوں نے اپنے اماموں کے مزار پر سرخ اور سبز دو جھنڈے لہرائے۔ انیسویں صدی میں آکر ان دونوں (سرخ و سبز) جھنڈوں کو ایک کر دیا گیا اور یہ اسماعیلیوں کا جھنڈا قرار پایا، جس کو وہ ”میرا جھنڈا (My Flag)“ کہتے ہیں۔

اس خاندان کو یہاں بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ظاہراً پر امن سمجھے جانے والے، اندرون خانہ کس طرح برصغیر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کام کرتے رہے ہیں۔ آج بھی خاموشی کے ساتھ، پاکستان کے مسلمانوں کے دین و ایمان پر ڈاکا ڈالنا چاہتے ہیں۔ نیز چونکہ آغا خان خاندان کا ہمارے اس خطے سے تعلق ہے لہذا ضروری ہے کہ ہم ماضی کا آئینہ سامنے رکھ کر اپنا حال دیکھیں اور اپنی صفوں میں گھسے ہوئے ”آج کے آغا خان“ تلاش کریں۔

حسن بن صباح کا انداز قاتلانہ تھا۔ جبکہ آغا خانی ظاہراً بہت پر امن شہری جبکہ اندرون خانہ ان کا نظام انتہائی خفیہ ہے۔ حسن بن صباح کے حشاشین کی طرح ان میں ایک خفیہ گروہ ہے جو اسی طرح قتل کی وارداتیں کرتا ہے جس طرح حشاشین کیا کرتے تھے۔ اسکے علاوہ کسی بھی قاتل گروہ کو اپنے لئے استعمال کرنا، اپنے مفادات کی حفاظت کے لئے انھیں آگے رکھنا انکے لئے مشکل کام نہیں ہے۔ پاکستان کے سیاسی، اقتصادی اور عسکری میدانوں میں آغا خان کی مداخلت اگرچہ پر امن انداز میں ہے لیکن اس میں دھونس دھاندلی اور لالچ بھی شامل ہے۔ آغا خان فاؤنڈیشن کے کام کرنے کا انداز بالکل وہی ہے جو راک فیلر فاؤنڈیشن کا ہے۔ امداد، لالچ، میڈیا اور خوف کے ذریعے کسی بھی ملک کے اداروں کے سربراہوں کو اپنے قبضے میں رکھنا۔ اسکی بڑی واضح مثال پاکستان کے تعلیمی نظام کو آغا خان فاؤنڈیشن کے تحت دینے کی کوشش ہے۔ وہ کوئی قوتیں ہے جو اداروں میں بیٹھ کر آغا خان کے لئے کام کر رہی ہیں۔ سابق اسپیکر قومی اسمبلی میاں محمد سومرونے کس بنا پر قوم کی ہزاروں ایکڑ زمین آغا خان فاؤنڈیشن کو مفت میں دیدی۔ اسکے عوض انکو کیا ملا؟ پرنس کریم آغا خان پاکستان آتا ہے تو اس سے ملنے والوں میں ملک کے سربراہان سے لے کر فوج کے جرنیل تک ہوتے ہیں۔ اس خاندان کی پراسراریت، خفیہ کارنامے، اور یہود کے ہاں اہمیت



کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ، برطانوی وزارتِ خارجہ اپنی خفیہ فائلیں ہر پچاس سال بعد عام (Declassify) کر دیتی ہے۔ لیکن وسطی ایشیا، افغانستان اور شمال مغربی ایشیا کی وہ خفیہ فائلیں جو آغا خان خاندان کے خفیہ کارناموں سے متعلق ہیں، انکو مزید ایک سو پچاس سال تک عام نہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

افغانستان میں اس وقت بھی آغا خان نے بڑے بڑے منصوبے شروع کر رکھے ہیں۔ ۲۰۰۲ء میں آغا خان نے افغانستان کے لئے پچھتر ملین ڈالر (\$75 million) کی امداد دی، جو کسی بھی فرد کی جانب سے ملنے والی امداد کی سب سے بڑی رقم ہے۔ افغانستان میں کام کرنے والا موبائل نیٹ ورک ”روشن“ بھی آغا خان کا ہے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ گلگت و بلتستان کو خاموشی سے الگ صوبے کی حیثیت دیدینا کیا آغا خان اسٹیٹ کے خاکے میں رنگ بھرنا نہیں ہے۔ اس آغا خان اسٹیٹ کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ کوہستان اور گلگت کے سنی ہیں۔ اصل مسئلہ گلگت کے سنی ہیں یہ ہر دور میں پاکستان کے وفادار رہے ہیں، لیکن انکو چھیڑنے کی صورت میں، کوہستان والے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور شاہراہِ ریشم بند کر دیتے ہیں۔ اس طرح آغا خان اسٹیٹ کی راہ میں (موجودہ) شاہراہِ ریشم بھی مسئلہ بنتی ہے۔

ان تمام مسئلوں سے نمٹنے کے لئے آغا خان نے بہت تیزی کے ساتھ دو عملی اقدام کئے ہیں۔ پہلا یہ کہ ناران سے براستہ بابوسرٹاپ چلاس تک سڑک کی تعمیر، اسکے بعد یہ خطرہ ختم ہو جائے گا کہ کوہستانی شاہراہِ ریشم بند کر دیں، ناران سے چلاس شاہراہ کی تعمیر پاکستانی حکومت نے دفاعی نقطہ نظر سے کرائی ہے، شاید ایسا ہی ہو، لیکن جہاں حکمران طبقہ نشے میں دھت، اسلام دشمن قوتوں کی سبائی خواب گاہوں میں مدھوش پڑا ہو، وہ اگر ہزار سڑکیں اور ہوائی اڈے بھی تعمیر کر لیں تو ان پر دشمن کی فوج اور طیارے اتر کر تے ہیں، اسکے علاوہ کوہستان یوں بھی بھاشا ڈیم کی تعمیر سے خالی ہو جائے گا۔

## جادوگر سائنسدان

تاریخ میں جتنے مشہور یہودی سائنسدان، فلسفی، ادیب، مفکر اور دانشور گزرے ہیں ان میں سے اکثر روحانی پیشوا اور جادو کے ماہر تھے۔ اس کو مسلمانوں کی سادگی ہی کہا جائے یا کچھ اور کہ جب، البرٹ آئنسٹائن، اسحاق نیوٹن یا چارلس ڈارون اور لارڈ میکالے کا نام لیا جاتا ہے تو وہ اس سے صرف ایک سائنسدان، فلسفی اور مفکر مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ انکی زندگی کا صرف ایک پہلو ہے۔ جبکہ انکی اصل زندگی وہ ہے جو انھوں نے ایک جادوگر یا روحانی شخصیت کے طور پر گزاری۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ انکی سائنسی کاوشوں میں اس طلسماتی دنیا کا بڑا دخل ہے جہاں انھوں نے ابلیس و شیاطین کے ساتھ مل کر کام کیا۔ راقم نے ”برمودا تکلون اور دجال“ میں محمد عیسیٰ داؤد کے حوالے سے یہ بات لکھی تھی کہ البرٹ آئنسٹائن کی سائنسی تحقیقات میں دجال تعاون کرتا رہا ہے۔ محمد عیسیٰ داؤد کے اس خیال کی بنیاد انکے اس نظریے پر قائم ہے کہ موجودہ جدید ٹیکنالوجی کا علم، یہودی سائنسدانوں سے پہلے ابلیس، دجال اور انکے جنات کو تھا۔

بندے کے پاس اس حوالے سے کوئی اور دلیل نہیں تھی۔ لیکن الحمد للہ اب اس کی ایک دلیل ملی ہے جس کو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجموع الفتاویٰ میں بیان کیا ہے۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس بحث میں یہ بیان فرما رہے ہیں کہ شیطان کس طرح لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ شیخ اور مرید کو کس طرح دھوکہ میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ لوگ جب اللہ کے علاوہ کسی بندے کو حاجت روا ماننے لگتے ہیں تو شیطان اس کے سامنے اس بزرگ کی شکل میں آ جاتا ہے اور اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے۔ اس طرح یہ آدمی سمجھتا ہے کہ میری حاجت واقعی میرے شیخ نے پوری کی ہے۔ اسی طرح جب کوئی مرید دور سے اپنے شیخ کو پکارتا ہے تو شیطان اس کی آواز کو شیخ تک پہنچا دیتا ہے، اگر شیخ متبع شریعت نہیں ہے تو وہ اس کو پہچان نہیں پاتا اور جواب دیدیتا ہے۔ اس جواب کو شیطان اس مرید تک پہنچا دیتا ہے۔ اس طرح مرید دھوکے میں پڑ جاتا ہے اور سمجھ بیٹھتا ہے کہ میرے شیخ دور سے ہی میری حاجت روائی کر دیتے ہیں۔

اس طرح کا ایک واقعہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، جو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو خود



ایک شیخ نے سنایا جنکے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا: ”ان شیخ نے بتایا کہ جنات نے مجھے ایک سفید چمکدار کوئی چیز دکھائی، جو پانی اور شیشے کی طرح کی تھی۔ مجھے جس چیز کی خبر وہ دینا چاہتے اس (سفید چیز) میں تصویری شکل میں دکھادیتے، چنانچہ لوگوں نے اسکے ذریعے خبریں دیں، اور وہ جنات مجھ تک میرے مریدین کی بات پہنچا دیتے جو مجھ سے مدد مانگتے۔“ (مجموع الفتاویٰ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ)

اس واقعے میں دو چیزیں قابل غور ہیں۔ ایک یہ کہ سفید چمکیلی چیز جو پانی اور شیشے کی طرح تھی۔ اس کو آپ باسانی ٹی وی اور کمپیوٹر مانیٹر کی اسکرین کہہ سکتے ہیں۔ ٹی وی اسکرین میں کرنٹ دیں اس میں اگر کوئی سنگل نہ ہوں تو یہ سفید چمکدار، پانی اور شیشہ کی طرح ہی لگتی ہے۔ نئی ایل سی ڈی اسکرین میں یہ اور زیادہ واضح ہوتا ہے۔

جنات اس کے اندر تصویری شکل میں خبریں دکھاتے۔ دوسری چیز مریدین کی آواز شیخ تک پہنچانا۔ یہ ریڈیو ہی کی طرح کوئی چیز ہوگی۔

جنات کی دنیاوی کاموں میں مہارت کو قرآن کریم نے بھی بیان کیا گیا ہے۔: **يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِبٍ وَتَمَثَائِيلُ وَجِفَانُ كَالْجَوَابِ وَقُدُورُ رَاسِيَاتٍ (سورة سبا آیت ۱۳)**  
ترجمہ: وہ (جنات) سلیمان علیہ السلام کے لئے بڑی بلند و بالا تعمیرات، تجسمے، حوضوں جیسے بڑے بڑے برتن بناتے، اور جی ہوئی دیگیچیاں جیسا وہ چاہتے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ آئنسٹائن، نیوٹن، ڈارون اور لارڈ میکالے کے سحر میں اس بری طرح جکڑا ہوا ہے کہ وہ انکے خلاف کوئی بات سننا گوارہ ہی نہیں کرتا خواہ انکو کتنے ہی دلائل دیدیئے جائیں۔ نیز ایک بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ ٹیکنالوجی کے اعتبار سے صرف موجودہ دور ہی ترقی یافتہ ہے، پہلی قومیں ترقی یافتہ نہیں تھیں۔ امم سابقہ بھی اپنے دور میں ٹیکنالوجی کی معراج پر پہنچتی رہی ہیں۔ البتہ بنیادی سائنس ہر ایک کی مختلف رہی ہے۔ مثلاً موجودہ سائنس تیز رفتار سفر کے لئے ہوائی جہاز کو اپنی بڑی کامیابی قرار دیتی ہے۔ لیکن ماضی میں بعض قومیں ہم سے زیادہ تیز رفتاری سے زمین کے فاصلے طے کرتی رہی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ انگوٹیاؤں کی ضرورت نہیں تھی۔ بلکہ یہی کام انھوں نے زمین کی کشش ثقل (Gravitation) ختم کر کے کیا، جو ہماری اس سائنس کی پہنچ سے ابھی تک باہر ہے، اور انتہائی ماڈرن ٹیکنالوجی ہے۔ مصر کے فرعون نے بڑی بڑی چٹانیں بغیر کسی مشینری کے ہوا میں اٹھا لیتے تھے، جبکہ ہم اسکے لئے بڑی بڑی دیو ہیکل مشینری کے محتاج ہیں۔ لہذا یہ کوئی اتنی حیرت کی بات نہیں ہے کہ یہودی سائنسدانوں کو انکی ایجادات میں جنات و شیاطین تعاون کرتے رہے ہوں۔

جبکہ یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ اسحاق نیوٹن (Issac Newton) ڈیوڈ ریکارڈو (David Ricardo) کارل مارکس (Karl Marx) فرائڈ (Freud) یونگ (Jung) صرف سائنسدان نہیں بلکہ کٹر یہودی روحانی شخصیتیں تھیں جو قبالہ (یہودیوں کا جادوئی علم) کا علم بھی رکھتی تھیں۔ ان کے علاوہ کوپرنیکس (N.Copernicus) کیپلر (Keplar) گیلیلو (Galileo) بیکن (Bacon) دیکارٹے (Descartes) والٹیر (Voltaire) روسو (Rousseau) ایبٹ سیس (Abbot seiyes) ڈانتن (Danton) ٹالسٹائی (Tolstoy) یہ تقریباً سب فری میسن اور قبالہ (کبالہ) کے ماہر تھے۔





## رحمانی نظام بمقابلہ شیطانی نظام

مسلمانوں کے خلاف بے شمار شیاطین کام کرتے ہیں۔ ہر شیطان کا کام اور ذمہ داری الگ الگ ہے۔ اسکے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی حفاظت کے لئے اپنے فرشتوں کے ذریعے رحمانی نظام قائم کیا ہوا ہے۔ لیکن یہ رحمانی نظام انتہائی حساس نوعیت کا ہے۔ اسکی حساسیت کا اندازہ نماز میں نمازی کے آگے سے نہ گزرنے کے حکم سے لگا سکتے ہیں۔ نمازی نماز پڑھ رہا ہے، اسکے آگے سے اگر کوئی گزر گیا تو نماز پر کیا فرق پڑے گا؟ حالانکہ نماز پڑھنے والا اسی طرح نماز پڑھ رہا ہے؟ لیکن حدیث میں، نمازی کے آگے سے گزرنے کے بارے میں کتنی سخت ممانعت آئی ہے۔

یہ روحانی نظام پاکی و طہارت، صدق و وفا، اخلاص و للہیت اور تعلق مع اللہ پر قائم ہے۔ جوں جوں یہ تعلق کمزور ہوگا، مسلمان کا رحمانی دفاعی نظام بھی کمزور ہوتا چلا جائے گا۔

دشمنان اسلام نے ہمارے اس رحمانی نظام کو گہرائی سے پڑھا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ انکو اللہ کی رحمتوں سے دور کرنے کے لئے کن کن چیزوں سے روکنا ہے اور کن راہوں پر ڈالنا ہے۔ ان اللہ کے دشمنوں نے روحانی نظام میں ایسا فساد برپا کیا ہے کہ رحمت کی جگہیں بھی انکی شیطانی حرکات سے محفوظ نہیں ہیں۔ عام استعمال کی چیزوں کو بھی فساد زدہ کر کے مسلمانوں کو پیش کر رہے ہیں۔ تعلیم جدید، سائنس و ٹیکنالوجی اور ادب تک میں زہریلی اثرات واضح محسوس کئے جاسکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان تمام باتوں کے بارے میں آگاہ فرمایا جو اس رحمانی نظام سے متعلق ہیں۔ کن اعمال کو اختیار کر کے اور کن باتوں سے خود کو بچا کر، ہم شیاطین و جنات اور جادو سے اپنا دفاع کر سکتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تدخل الملائكة بیتا فیہ کلب ولا صورة تماثیل (متفق علیہ)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس گھر میں فرشتے نہیں داخل ہوتے جس میں کتا اور جاندار کی تصویر ہو۔

مستدرک حاکم کی روایت میں جنبی (ناپاک آدمی) کا بھی ذکر ہے۔ جبکہ ابوداؤد کی روایت میں گھنٹی کا بھی ذکر ہے۔

حدیث میں بیان کردہ اس رحمانی نظام کو سامنے رکھئے اور آج مسلمانوں کے گھروں کا جائزہ لیجئے۔ تصاویر سے تو پہلے ہی گھر بھرے ہوئے تھے، اب تو خنزیر اور کتوں کے کارٹونز نے ایسا قبضہ کیا ہے کہ بچے ہر وقت اپنے آغوش میں ہی چھپائے پھرتے ہیں۔ ہندوؤں کی طرح گھروں کے دروازوں پر گھنٹیاں ٹانگ دی گئی ہیں۔ یہ وہ گھنٹیاں ہیں جو دستک والی گھنٹی (Door Bell) کے علاوہ ہیں یہ گھنٹیاں چھت سے لٹکی ہوتی ہیں جنکو ہاتھ سے بجایا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی فرشتہ اگر دروازے تک آجاتا ہو، تو وہ بھی دور سے ہی بھاگ جائے۔

چنانچہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم خود کو، اپنے بچوں اور اپنے گھروں کو کس طرح جادو، جنات اور شیاطین سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ کوئی بھی کام شروع کرتے وقت، گھر میں داخل ہوتے وقت، صبح شام یا سفر پر نکلتے وقت مسنون دعائیں سکھلائی ہیں، تاکہ ہمارے ارد گرد رحمانی دفاعی نظام مضبوط رہے۔ رات کو سونے کی دعا، بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا، بازار میں داخل ہونے کی دعا، یہ تمام دعائیں احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ آپ ان دعاؤں میں ہی غور کریں تو آپ کو علم ہو جائے گا کہ شیاطین کہاں کہاں ہوتے ہیں اور ان سے کس طرح اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔ اللہ کا دشمن شیطان تو اتنا بھی گوارا نہیں کرتا کہ کسی مسلمان کا کھانا صحیح حالت میں اس کے پیٹ میں چلا جائے۔ اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو اس میں بھی وہ شریک ہو جاتا ہے۔ اور اس کھانے کو خراب کر دیتا ہے۔

شیطان اولاد میں شریک ہو جاتا ہے

اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو شیطان انسان کے ساتھ اسکی اولاد میں بھی شریک ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

عن ابی ہریرہ قرضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان یشار کہم الشیطان فی اولادہم قیل و کائن ذلک یا رسول اللہ؟ قال نعم قال و کیف نعرف اولادنا من اولادہم قال: بقلة الحياء وقلة الرحمة (رواہ الدیلمی، بحوالہ جمع الجوامع للسیوطی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا



لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ انکی اولادوں میں انکے ساتھ شیاطین شریک ہونگے۔ پوچھا گیا، یا رسول اللہ کیا ایسا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔ کسی نے پوچھا، ہم اپنی اور ان (شیاطین) کی اولاد کے درمیان کیسے تمیز کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قلتِ حیاء اور قلتِ رحم کے ذریعے۔

یہ روحانی نظام ہی ہے کہ ایک انسان کی نظر دوسرے انسان کے جسم پر اثر انداز ہو جاتی ہے۔ اچھا بھلا، صحت مند انسان کسی کے دیکھنے اور تعریف کر دینے سے، چلتے چلتے گر جاتا ہے۔ کسی کی نظر لگ جانے سے صاف ستھرے چہرے پر کالے دھبے پڑ جاتے ہیں۔ اچھے بھلے صحت مند نوجوان کے اعضاء شل ہو جاتے ہیں۔

اسلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تعلیم دی کہ کوئی نعمت ملے تو اس پر ماشاء اللہ لا توة الا باللہ کہنا چاہئے۔ نظر لگنے کے بارے میں متعدد احادیث آئی ہیں۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العین حق ونہی عن الوشم (صحیح بخاری باب العین حق)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر کا لگنا حق ہے اور جسم گودنے (Tattooing) سے منع فرمایا۔

مسلمان کے دفاع کا رحمانی نظام اور اسکو نقصان پہنچانے کی کوششیں انسانیت کے دشمنوں نے اس بات پر سخت محنت کی ہے کہ انسان کو قدرت کے فطری نظام سے ہٹا کر فطرت کے خلاف بنائے گئے، شیطانی نظام کے تابع کر دیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے پہلے یہ تجربات یورپ میں کئے اور اہل یورپ کو فطری طرزِ زندگی سے ہٹا کر مکمل شیطانی طرزِ زندگی کا اسیر بنا دیا۔ فطرت کے خلاف زندگی گزارنے کا جو نقصان بنی نوع انسان کو ہوا ہے، اس کے لئے یورپ و امریکی معاشرے کا مطالعہ عبرت کے لئے کافی ہے۔ جبکہ ہمارا معاشرہ بھی ان رستوں پر بے لگام گھوڑے کی طرح دوڑا چلا جا رہا ہے۔ وہی تمام حربے اور نعرے عالمِ اسلام کے خلاف استعمال کئے جا رہے ہیں۔ ان کی انتھک محنتیں اس بات پر صرف ہو رہی ہیں کہ مسلمانوں کو رحمانی نظام سے دور کر دیا جائے، تاکہ ان پر شیطانی حملے زیادہ کارگر ہو سکیں۔

احادیث میں مرغ کی اہمیت

یہاں سمجھنے کے لئے بہت آسان سی مثال دیئے دیتے ہیں۔ پہلے دیسی مرغ ہر گھر میں ہوا

کرتے تھے۔ جو کہ وقتِ سحر سے لیکر شام تک وقتاً فوقتاً بانگ (اذان) دیتے رہتے تھے۔ دیسی مرغ کے جہاں ظاہری فائدے ہیں، وہیں روحانی فائدے بھی ہیں۔ لیکن ”تہذیبِ جدید“ کے راستوں پر قدم رکھنے کے بعد، انسان اپنے ظاہری اور باطنی نفع و نقصان سے اس طرح غافل ہو جاتا ہے جیسے، وہ انسان جس پر جنات نے قبضہ کر لیا ہو۔ نہ اپنی سوچ باقی رہتی ہے، نہ اپنی پسند و ناپسند، چاہتے نہ چاہتے ہوئے بھی وہ وہی اختیار کرتا ہو جو یہ ”تہذیب“ چاہتی ہے۔ اسکی سیکڑوں مثالیں ہمارے معاشرے میں موجود ہیں۔ لیکن صرف مرغ کی مثال پر اکتفا کرتے ہیں۔

مرغ (دیسی گھر والا) کے بارے میں متعدد احادیث آئی ہیں، جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغ (دیسی، گھر والے) کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔

1.....عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا سمعتم صياح الديكة فاستلوا الله من فضله فانها رأت ملكاً واذا سمعتم نهيق الحمار فتعوذوا بالله من الشيطان فانه رای شیطانا (متفق علیہ۔ اخرجه البخاری فی : کتاب بدء الخلق)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مرغ کے (بانگ کی) آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے فضل مانگو۔ کیونکہ اس مرغ نے فرشتے کو دیکھا ہے۔ اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے، اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہو، کیونکہ گدھے نے شیطان کو دیکھا ہے۔ (متفق علیہ)

فائدہ.....قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”مرغ کی بانگ کے وقت فرشتے ہوتے ہیں جو دعا کرنے والے کی دعا کے ساتھ آمین کہتے ہیں، اسکے لئے استغفار کرتے ہیں، اور اسکے اخلاص اور خشوع کی گواہی دیتے ہیں۔ اس لئے اس وقت کو دعا کے لئے مستحب کہا گیا ہے۔“

2.....قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ”لا تسبوا الديك فانه يوقظ للصلاة“ (مسند احمد۔ ابو داؤد۔ باب ما جاء في الديك والبهايم) قال الباني رحمه الله عليه : صحيح

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرغے کو برا بھلا نہ کہو۔ کیونکہ وہ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے۔

3.....عن عبيدة الزني قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يستحب الديك الابيض ويامر باتخاذہ ويقول: انه يؤذن للصلاة، ويوقظ النائم، ويطرده



الجن بصياحه (اتحاف الخيرة المهرة للبوصيري. المطالب العالية لابن حجر عسقلاني رحمه الله عليه)

ترجمہ: حضرت عبیدہ یزنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید مرغ کو پسند فرماتے تھے، اور نماز کے اوقات اور بیدار ہونے کے لئے اسکو رکھتے تھے، اور فرماتے تھے، یہ مرغ نماز کی اذان دیتا ہے، سو توں کو (نماز کے لئے) جگاتا ہے، اور اپنی بانگ سے جنات کو دور کرتا ہے۔

فائدہ..... یہ آخری روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس مفہوم کی روایتیں مختلف طرق سے، مختلف الفاظ کے ساتھ آئی ہیں۔ جن میں یہ ذکر ہے کہ سفید مرغ گھر میں ہو تو اس گھر میں شیطان اور جادو قریب نہیں آتے۔ بعض محدثین نے ایسی روایات کو ضعیف اور بعض کو موضوع کہا ہے۔ جبکہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ ”الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعه“ میں اسی طرح کی ایک حدیث ”الديك الابيض الافرق حبيبي“ (سفید مرغ، جس کی کلفی شاخ شاخ ہو، وہ میرا دوست ہے) کے بارے میں فرماتے ہیں:

”قال ابن حجر لم يتبين لي الحكم بالوضع قلت وقد روى من طرق بالفاظ مختلفة واكثرها لفظ الديك الكبير الابيض فيكون الحديث ضعيفا لا موضوعا (الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعه ج: ۱ ص: ۱۷۲)“

ترجمہ: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے بارے میں وضع کا حکم مجھ پر واضح نہیں ہے۔ میں (امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ متعدد طرق سے روایت کی گئی ہے۔ اکثر روایات میں ”بڑے سفید مرغ“ کے الفاظ آئے ہیں۔ لہذا حدیث ضعیف ہوئی نہ کہ موضوع۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مرغ کے فضائل کے بارے میں ”الوديك في فضل الديك“ کے نام سے کتابچہ لکھا ہے۔ حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مرغ کے فضائل پر ایک کتابچہ لکھا ہے۔ (بحوالہ كشف الظنون)

نوٹ: حدیث میں بیان کئے گئے مرغ سے کیا صرف دیسی مرغ مراد ہے یا فارسی بھی اسکا مصداق ہوگا۔ کیونکہ مرغ کو جن خصوصیات کی بناء پر پسند فرمایا گیا ہے وہ صرف دیسی مرغ میں پائی جاتی ہیں۔ فارسی مرغ نہ تو سحری کے وقت اذان دیتے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بیدار کرنا تو دور کی بات وہ خود ہر وقت بے ہوشی کے عالم میں ہوتے ہیں۔ اس فرق کو وہ حضرات اچھی طرح سمجھ سکتے

ہیں جو دیسی اور فارمی کے بارے میں اچھی معلومات رکھتے ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ ہمیں ایک انتہائی قیمتی چیز (دیسی مرغ) سے ہٹا کر فارمی مرغ پر لگا دیا گیا ہے۔ فارمی مرغ کی غذا، کیمیکل بھرے انجکشن اور مختلف دوائیاں ہیں۔ قدرتی نظام کے مقابلے، مصنوعی نظام کے ذریعے فارمی مرغ تیار کئے جاتے ہیں۔ جہاں تک ان دونوں میں لذت اور تاثیر کا تعلق ہے تو یہ فرق بھی بہت واضح ہے۔

گھر میں مرغ ہوگا اور جتنی بار بانگ دیگا اتنی ہی بار تمام سننے والے اللہ تعالیٰ سے فضل و کرم مانگیں گے۔ فرشتے کے آنے کا علم ہوگا۔ اور بہت سارے فوائد ہیں جن سے ”تہذیب جدید“ نے مسلمانوں کو محروم کر دیا ہے۔

ہم نے مرغ کی مثال آسانی سے سمجھنے کے لئے دی ہے۔ ورنہ رحمانی نظام کو تباہ کرنے اور مسلمانوں کا رابطہ فرشتوں سے کاٹنے کے لئے، دین کے دشمنوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے ہمارے اوپر یلغار کی ہے۔ اس دور میں کتنی ہی چیزیں آپ ایسی دیکھیں گے، جن میں مسلمانوں کو مبتلا کر دیا گیا ہے، اگر غور کریں گے تو اس کا کوئی فائدہ (دنیاوی بھی) نظر نہیں آئے گا۔ لیکن لوگ اس کو اختیار کئے ہونگے۔ نہ وہ اسکی حقیقت کو جانتے ہیں اور نہ انھیں اس بات کا علم ہے کہ اس کام کے کرنے سے وہ اپنا کتنا بڑا نقصان کر رہے ہیں۔ سب سے زیادہ محنت اور خرابی غذائی اشیاء میں کی گئی ہے۔ چنانچہ کھانے پینے کی چیزوں میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ خصوصاً وہ مصنوعات جنکو میڈیا کے ذریعے بہت جلد مشہور کر دیا جائے۔

جیسا کہ بتایا گیا کہ دشمنانِ اسلام نے ہمارے دفاعی نظام پر حملہ کیا ہے جسکے نتیجے میں ہمارے معاشرے میں ایسا خود کار نظام وجود میں آچکا ہے کہ دنیا جہاں کے شیاطین کی ہر قسم ہمارے گھروں اور گلی محلوں میں موجود رہتی ہے۔ جو کچھ کی باقی تھی وہ رہائشی کمرے سے متصل لیٹرین (Attach Bath) نے پوری کر دی ہے، جہاں شیاطین کے لشکر کے لشکر رہتے ہیں۔ یہی حال مساجد کے ساتھ عوامی لیٹرین کا ہے، جسکی جانب علماء کرام کو توجہ مبذول کرنی چاہئے۔

### مساجد کے ساتھ لیٹرین

مساجد کے اندر لیٹرین بنانے کا جو رواج عام ہوا ہے، اس میں چند باتیں توجہ طلب ہیں:

- 1..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں مسجد میں پیاز وغیرہ کھا کر آنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ اسکے کھانے سے، منہ سے بد بو آتی ہے۔ جبکہ پیشاب خانے یا لیٹرین سے جو بد بو نکلتی ہے،



اسکو فرشتے کس طرح برداشت کرتے ہونگے۔

2..... پیشاب خانے اور لیٹرین نجاست کی جگہ ہیں۔ ہر گندی جگہ ابلیس اور اسکی ذریت کا ٹھکانہ ہوتی ہے۔ مسجد میں بھی اگر انکے ٹھکانے بنادیئے جائیں تو بیچارے مسلمان کہاں جائیں گے۔

3..... بعض مساجد کے پیشاب خانے سے اٹھنے والی سڑاند، اس قدر سخت ہوتی ہے کہ آدمی مسجد میں داخل ہوتے وقت دعا کے لئے منہ کھولتا ہے تو دعا پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بڑے بڑے شہروں تک میں بندے نے ایسی صاف مسجدیں دیکھی ہیں، کہ داخل ہوتے ہی، پیشاب کی سڑاند کا جھونکا منہ سے ٹکراتا ہے۔ اس سے نمازیوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔

4..... کیا کوئی افسر اپنے دفتر میں عوامی لیٹرین بنوانا پسند کریگا؟ اس گندے کام کے لئے کیا اللہ کا گھر ہی رہ گیا ہے کہ جس راہ چلتے کا دل کرے، مسجد کا پتہ پوچھتے اور غلاظت نکال کر چلتا بنے۔

5..... آپ کو یہ جملہ کیسا لگے گا اگر کوئی کہے ”پاخانہ کرنا ہے“ اسکو کہا جائے ”فلاں صاحب (مثلاً) ایس پی صاحب، محترم وزیر، عزت مآب، صدر صاحب (کے گھر میں کر آؤ“۔ یا پھر کہیں لکھا ہوا دیکھیں ”مسجد/لیٹرین“۔

6..... اکثر مساجد میں پیشاب خانے وضو خانے سے متصل ہوتے ہیں جہاں سے تعفن کے جھونکے وضو خانے میں آرہے ہوتے ہیں۔ وضو میں حاضر ہونے والے فرشتوں پر کیا ہتیتی ہوگی۔

7..... بدبو کی جگہ پر فرشتے زیادہ ہونگے یا شیاطین؟

8..... آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب مجبوری کے تحت اجازت دی گئی ہے۔ سو اس مجبوری کو مسجد سے دس پندرہ میٹر دور نہیں لے جایا جاسکتا؟ نیز علماء نے صرف اجازت دی ہے واجب نہیں کہا۔

9..... اگر اتنی ہی مجبوری ہے تو کسی تجارتی مرکز، کسی سرکاری دفتری کسی اور اہم جگہ نمازیوں کے لئے لیٹرین بنوائی جاسکتی ہے۔

10..... یہ کم علم جواز اور عدم جواز کی بات نہیں کر رہا، بلکہ مسجد کے تقدس، اسلام کے روحانی نظام اور شیاطین سے حفاظت کے پیش نظر اس جانب توجہ دلائی ہے۔

مسلمانوں کے رحمانی نظام کو تباہ کرنے کی ایک اور مثال جمعہ کا دن ہے۔ جمعے کے دن کی چھٹی ختم کرنا اور اس دن، جمعے کی نماز سے پہلے، لوگوں کو بازاروں اور دفتروں میں مصروف رکھنا، اتنا بڑا نقصان ہے کہ مسلمان ساری دنیا کی دولت بھی کمالیں تو ایک جمعے کے روحانی نقصان کی تلافی نہیں کر سکتے۔

جنات اچک لیٹگے..... رحمانی حصار میں آجائیے!

ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنے گھر اور خصوصاً اپنے بچوں پر بہت توجہ دینی ہوگی۔ کیونکہ فتنوں نے یلغار ہر طرف سے کی ہے۔ یہ یلغار بچوں کے اسکولوں میں بھی ہے جہاں انکو کارٹون بنانا اور رکھنا، جسم پر نقش و نگار (Tattoo) وغیرہ سکھایا جاتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اہل محلہ کو ساتھ لے کر اسکول کے ذمہ داران سے ملاقات کریں اور اسلام کے رحمانی نظام کے بارے میں انکو آگاہ کریں۔ یہ کوئی عقلمندی نہیں ہے کہ اسکول والوں کو مہنگی فینیس بھی دیں اور اپنے بچوں پر شیاطین و جنات بھی مسلط کرائیں۔ اسکے خلاف ہمیں ہر جگہ اور ہر مجلس میں دوستوں رشتے داروں کی ذہن سازی کرنی چاہئے۔ اور لوگوں کو اسکی مخالفت کرنے کی ترغیب دینی چاہئے۔ اسی طرح بچوں کے کپڑوں پر کارٹون کا مسئلہ ہے۔ ہمیں اسکی بھی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے۔

اسکے نقصانات ہر گھر میں دیکھے جاسکتے ہیں، گھر گھر جادو اور جنات کی شکایات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اپنے اور اپنے بچوں کے ارد گرد رحمانی دفاعی نظام قائم کرنے کے لئے مسنون دعاؤں کا اہتمام کیجئے۔ نیک اعمال (جن میں جہاد ان سب کی چوٹی ہے) رزقِ حلال اور ہر وقت با وضو رہنے کی کوشش کیجئے۔ رحمانی نظام کے ہوتے ہوئے شیطانی حملے ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ شیاطین فرشتوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے۔ جہاد کی تیاری (گھوڑا، اسلحہ وغیرہ) سے بھی شیطانی قوتیں دور بھاگتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندوں کو دیکھ کر بھی شیاطین بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ لہذا ایسے اللہ کے نیک بندوں سے تعلق قائم کیجئے جنکے عقائد قرآن و سنت کے مطابق ہوں۔

گھروں سے تصاویر، موسیقی، گانے بجانے گھنٹیاں اور ہر وہ چیز جس سے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے، نکال پھینکیں۔ کیونکہ موسیقی کی ہر دھن کے ساتھ الگ الگ جنات (شیطان) ہوتے ہیں۔ ہر مسلمان کو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ ہر وقت حالتِ جنگ میں ہے۔ اسکا دشمن کھلا دشمن ہے جو ہر وقت آپکے غافل ہونے کی تاک میں رہتا ہے۔ ہمیں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ اس دور میں ان چیزوں سے کیسے بچا جاسکتا ہے۔ یہ جملہ ایمان کی کمزوری، آخرت پر یقین نہ ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ جس کی زندگی کا مقصد آخرت سنوارنا ہو وہ ہر حال میں اسکو بچانے کی فکر کرتا ہے، کبھی ہتھیار نہیں ڈالتا۔ دشمن بھی اپنے کام میں لگا ہے آپ بھی لگے رہئے اللہ کی مدد سے آپ کامیاب ہو جائیں گے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ شیاطین و جنات کا زور انہی پر چلتا ہے جو اسکو دوست بناتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ابلیس نے خود اللہ تعالیٰ کو کہا تھا کہ میں سب انسانوں کو اغواء



کر لو نگا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انہ لیس له سلطان علی الذین امنوا و علی ربہم یتوکلون انما سلطانہ علی الذین یتولونہ والذین ہم بہ مشرکون (النحل ۱۰۰)  
ترجمہ: بیشک اس (شیطان) کا کوئی زور نہیں ہے ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور اپنے رب پر ہی وہ بھروسہ کرتے ہیں۔ بلاشبہ اس کا زور انہی پر چلتا ہے جو اس کو دوست بناتے ہیں اور جو اس کو شریک بنانے والے ہیں۔

لہذا ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت، نمازوں کی پابندی، قرآن کریم کی تلاوت، حرام مال سے اجتناب، گانے بجانے سے دوری اور ذکر و اذکار میں مشغول رہنا چاہئے۔ اگر کوئی پریشانی ہو بھی تو پیشہ ور پیروں کے بجائے ایسے علماء کے پاس جائیے جو شریعت کا علم رکھتے ہوں اور قرآن و سنت کی روشنی میں آپ کی رہنمائی کر سکیں۔ نیز اللہ کے نیک بندوں کو ان جادو گروں کی بھی خبر لینی چاہئے جنہوں نے عام مسلمان کی زندگی عذاب بنادی ہے، جو ہمارے علماء پر مسلسل یلغاریں کر رہے ہیں۔ پہلے علماء سے دریافت کریں کہ شریعت میں ان جادو گروں کا کیا حکم ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائیں، اور دشمنوں کو نیست و نابود فرمائیں۔ آمین



## کیا موجودہ فتنوں میں خاموش رہنا چاہئے؟

دورِ حاضر میں عالمِ اسلام کو جس قسم کی صورتِ حال کا سامنا ہے۔ ایسے حالات میں ایک مسلمان کو کیا کرنا چاہئے؟ کسی کا ساتھ دینا چاہئے یا خاموش بیٹھ کر رہنا چاہئے؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ فتنوں کا دور ہے اور فتنوں کے وقت میں کسی کا ساتھ نہیں دینا چاہئے بلکہ خاموش رہنا چاہئے؟

اس سوال کا جواب جاننے سے پہلے ہمیں یہ جان لینا چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دور کے فتنوں کو الگ الگ بیان فرمایا ہے۔ ہر فتنے کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے بچنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ہر فتنے سے ایک ہی طریقہ سے بچا جائے گا، یا پھر ایک فتنے سے بچنے کے لئے دوسرے فتنے کی تدبیر اختیار کر کے بچا جاسکے گا۔

آسانی سے سمجھنے کے لئے یہاں ہم مختلف احادیث نقل کر رہے ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف فتنوں کو بیان فرمایا اور ان میں کیا معاملہ اختیار کرنا ہے وہ بھی بیان فرمایا:

1..... عن ابی ذر: قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انت إذا كانت علیک امرأ یؤخرون الصلاة عن وقتها او یمیتون الصلاة عن وقتها قال: قلت فماتامرنی؟ قال: صل الصلاة لوقتها فان ادرکتہم فمعہم فصل فانہا لک نافلة (اخرجه مسلم فی صحیحہ)

ترجمہ: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارے اوپر ایسے حکمران ہوں گے جو نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کر کے ادا کریں گے یا نمازوں کو برباد کر کے ادا کریں گے اس کے وقت سے ہٹا کر۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے پوچھا: آپ مجھے ایسے وقت میں کیا حکم کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نمازوں کو ان کے وقت میں ادا کرنا۔ اور اگر ان حکمرانوں کے ساتھ پڑھنی پڑے تو پڑھ لینا وہ تمہاری نفل نماز ہو جائے گی۔ (مسلم شریف)

فائدہ..... اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے وقت کو برباد کرنے کے فتنے



کے بارے میں آگاہ کیا۔ اسکا حل بھی بتایا۔ اب یہاں اگر کوئی یہ کہے کہ یہ فتنہ ہے اور فتنے میں گھر میں دبک کر بیٹھ جانا چاہئے تو کیا یہ صحیح ہوگا؟ نہیں بلکہ علاج بھی وہی کیا جائے گا جو زبان نبوت سے بیان ہوا۔ چنانچہ بنو امیہ کے دور میں یہ پشمن گوئی پوری ہوئی۔ خصوصاً حجاج بن یوسف کے وقت میں۔ جن علماء حضرات نے اسکے خلاف خروج کیا اسکی ایک وجہ نمازوں کے وقت کو ضائع کرنا بھی بیان کی تھی۔

**2.....** عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس فی الفتن رجل آخز بعنان فرسه أو قال برسن فرسه خلف أعداء اللہ یخیفهم ویخیفونہ أو رجل معتزل فی بادیتہ یودی حق اللہ الذی علیہ . (هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه . ووافقه الذہبی رحمۃ اللہ علیہ) (المستدرک علی الصحیحین)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فتنوں کے دور میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام یا فرمایا اپنے گھوڑے کی ٹکیل پکڑے اللہ کے دشمنوں کے پیچھے ہو، وہ اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ کرتا ہو اور وہ اس کو ڈراتے ہوں، یا وہ شخص جو اپنی چراگاہ میں گوشہ نشین ہو جائے، اس پر جو اللہ کا حق (زکوٰۃ وغیرہ) ہے اس کو ادا کرتا ہو۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

فائدہ..... اس حدیث میں فتنوں ہی کے وقت میں جہاد کرنے والے کو سب سے افضل بتایا گیا ہے۔

**3.....** عن ابی سعید بن الخدری رضی اللہ عنہ أنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یو شک أن یکون خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال ومواقع القطر یفر بدینہ من الفتن . (بخاری شریف، ج: ۱، ص: ۱۵). (مصنف ابن ابی شیبہ، ج: ۷، ص: ۴۲۸) (مسند ابی یعلیٰ، ج: ۲، ص: ۲۷۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا وقت قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور (دور دراز کے) بارانی علاقوں میں دین کو بچانے کی خاطر فتنوں سے بھاگ جائے۔

فائدہ..... اس حدیث کے الفاظ اگرچہ عام ہیں۔ لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت

نے اس پر اس وقت بھی عمل کیا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں اختلافات شدت اختیار کر گئے۔ چنانچہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ چھوڑ کر دور دیہات میں چلے گئے۔

یہ حدیث ایسے دور کو بھی بیان کر رہی ہے جس میں ہر قسم کا فتنہ ہوگا۔ ان فتنوں سے وہی بچ پائے گا جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ جائے گا۔ کیونکہ گھر میں خود کو بند کر لینے سے بھی ان فتنوں سے نہیں بچا جاسکے گا۔ فتنے گھر میں گھس کر حملہ آور ہونگے۔

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ ”التمہید لما فی المؤطا من المعانی والاسانید“ میں فرماتے ہیں: ”بل اراد بقولہ یفر بدینہ من الفتن جمیع انواع الفتن“ (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں لفظ ”الفتن“ جمع کا لفظ ہے جس سے مراد ہر قسم کے فتنے ہیں)۔

انہی فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ سودی نظام کے دنیا پر مسلط ہو جانے کا ہے، جسکو سود والی حدیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ جس وقت حرام خوری عام ہو جائے۔ لوگوں کا کاروبار بھی عالمی سودی مالیاتی نظام کے تحت چل رہا ہو۔ لوگوں کے ساتھ معاشرت اختیار کرنے کی صورت میں مسلمان حرام کھانے سے نہ بچ سکتا ہو۔ ایسے وقت میں حرام سے بچنے کے لئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ جائے اور وہاں حلال روزی یعنی بکریوں کی آمدنی سے کھائے۔ ایسے وقت میں اگر کوئی گھر ہی میں رہے تو وہاں اسی سودی مالی نظام کے تحت کمائی گئی آمدنی سے کھائے گا۔ سو جو کھائے گا وہ سود یا اسکا غبار کھائے گا۔

شرح بخاری ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ ”فتح الباری“ میں فرماتے ہیں: ”اس فتنے کے وقت میں بہترین مال بکریاں ہوں گی۔ کیونکہ انکو لے کر جو لوگوں سے دور چلا جائے گا وہ انہی بکریوں کا گوشت کھائے گا، انکا دودھ پئے گا، اور اسکے اون کا لباس پہنے گا۔ جبکہ یہ بکریاں پہاڑوں پر گھاس کھائیں گی، اور پانی پیئیں گی، یہ فائدے بکریوں کے علاوہ کسی اور میں نہیں پائے جاتے۔ اسی لئے فرمایا: پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلا جائے۔ کیونکہ یہ چوٹیاں دشمن سے پناہ لینے والے کو دفاع فراہم کرتی ہیں“۔ (فتح الباری ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ)

**4**..... عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بین یدی الساعة فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل فیہا مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا القاعد فیہا خیر من القائم والماشی فیہا خیر من الساعی فکسروا قسیکم وقطعوا و اتارکم واضربوا



سیوفکم بالحجارة فان دخل - یعنی - علیٰ احد منکم - فلیکن کنخیر ابنی

آدم“ (اخرجه ابو داؤد بسند صحیح، واحمد، وابن ماجہ والحاکم والبیہقی)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے فتنے ہونگے جو تاریک رات کے ٹکڑوں کے مانند ہونگے، ان میں آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا، اور شام کو مومن ہوگا، صبح کو کافر ہو جائے گا، ان فتنوں کے وقت، بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، لہذا تم (اس وقت) اپنی کمانون کو توڑ دینا، اور کمانون کی تانوں کو کاٹ دینا، اور اپنی تلواروں کو پتھروں پر مارنا (کند کر دینا)۔ پھر اگر تمہارے پاس کوئی آئے تو آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے اچھے بیٹے کی طرح ہو جانا۔ (ہائیل کی طرح جو قتل ہو گیا تھا)۔

فائدہ..... اس حدیث میں ایسے وقت کو بیان کیا گیا ہے کہ جب لڑنے والی دونوں جماعتیں اہل حق کی ہوں۔ ایسے وقت میں کسی کے خلاف ہتھیار نہیں چلانا چاہئے۔ نیز یہ حکم اس وقت بھی ہوگا جب کسی مسلمان کو اہل حق کے خلاف لڑنے کا حکم دیا جائے۔

5 عن بن مسعود قال اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن مسلمة سیفا فقال: قاتل به المشرکین ما قاتلوکم فاذا قتل المسلمون فأت بہذا احداف اضرب به حتی ینشلم وینقطع ثم ارجع الی بیتک فکن حلسا من أحلاس بیتک حتی یأتیک ید خاطئة او منیة قاضیة (کنز العمال اخرجہ ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو تلوار دی۔ اور کہا اس تلوار سے مشرکین سے قتال کرنا۔ جب تک وہ قتال کرتے رہیں۔ پھر جب مسلمان آپس میں لڑنے لگیں تو اس تلوار کو واحد پہاڑ کے پاس لانا اور اس پر مار مار کر اسکو کند کر دینا اور توڑ دینا، پھر گھر واپس آنا اور گھر سے ہی چپکے رہنا۔ یہاں تک کہ کوئی وار یا موت تمہیں پہنچ جائے۔ جبکہ ابوداؤد ہی کی دوسری روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں ”قالوا فما تأمرنا قال کونوا أحلاس بیوتکم“..... صحابہ نے پوچھا، یا رسول اللہ! ایسے وقت میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”گھروں سے چپک جانا۔ یعنی گھر سے باہر نہیں نکلنا۔“

اوپر بیان کی گئی احادیث میں سے حدیث نمبر ۴۳، ۵۴ کا مصداق صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے، مشاجرات صحابہ کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اس فتنے کے

وقت میں ان تمام معاملات میں علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں، سعد بن ابی وقاص، اسامہ بن زید اور عبد اللہ بن عمر بن خطاب، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سعید بن زید رضی اللہ عنہ، صہیب بن سنان رومی، مغیرہ بن شعبہ، عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح، سعید بن العاص، زید بن ثابت، عبد اللہ بن مغفل، عبد اللہ بن سلام، رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ (دیکھئے سیر اعلام النبلاء، للذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور الاصابہ، ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ)

جبکہ بعض صحابہ مدینہ منورہ چھوڑ کر دروازے کے گاؤں میں چلے گئے تھے۔ ان میں، یہودی سردار کعب بن اشرف کو قتل کرنے والے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ اور مسلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ دونوں حضرات ”ربذہ“ (مدینہ منورہ سے جنوب مشرق میں ۱۰۰ کلومیٹر ایک گاؤں) چلے گئے تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن یمان نے فرمایا: میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جس کو فتنہ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وہ محمد بن مسلمہ ہیں۔ (اسد الغابہ)

امام طاووس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”ہم ربذہ آئے، وہاں ایک خیمہ نصب دیکھا۔ اس میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تھے، ہم نے ان سے دریافت کیا، انھوں نے فرمایا ”ہم انکے شہروں کی کسی چیز میں شرکت نہیں کریں گے، یہاں تک کہ معاملہ واضح ہو جائے۔“ (ایضاً)

حضرت مسلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف کے وقت میں جب واپس آئے تو حجاج نے کہا، آپ تو (ہجرت سے) ایڑیوں کے بل پلٹ گئے اور دیہات میں جا کر بس گئے؟ مسلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، نہیں میں پلٹا نہیں تھا۔ بلکہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی۔ (صحیح بخاری)

تلوار توڑ دینے کا حکم کیوں دیا گیا؟

نیز یہ دیکھنا چاہئے کہ تلوار توڑ دینے کا حکم کیوں دیا گیا؟ اسلئے کہ تلوار اعلیٰ کلمۃ اللہ اور مسلمانوں کے جان و مال کے تحفظ کے لئے اٹھانے میں اللہ کی رضا ہے۔ لیکن اگر ایسا دور آجائے جب ایک سپاہی یا مجاہد اس تلوار سے وہ کام کرنا پڑے جس سے اللہ کی ناراضگی آئے تو اس کو چلانے سے بہتر ہے کہ اسکو توڑ دے۔ اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے چلنے کے بجائے یہ تلوار اللہ کے دین کے خلاف چلنے لگے، اللہ کے دین کی خاطر لڑنے والوں کے خلاف چلانے کے لئے کہا جائے، یا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی حفاظت کے لئے چلانے کو کہا



جائے تو ظاہر ہے ایسی تلوار چلانے کے فضائل تو دور کی بات ایمان سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا۔ لہذا ایسی جنگ میں شریک ہونے سے بہتر ہے کہ اس تلوار کو توڑ دے۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوگا کہ ایک شخص سپاہی ہے، اس کا ذریعہ معاش ہی مالِ غنیمت ہے یا بیت المال سے ملنے والا وظیفہ، سو اب وہ کہاں سے کھائے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب بھی دیا۔ فرمایا: بکریاں لے کر پہاڑوں میں نکل جائے اور حلال رزق کھائے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب دو مسلمان تلوار لے کر ایک دوسرے کے مقابلے میں آجائیں تو قاتل و مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ قاتل کا جہنمی ہونا تو سمجھ میں آتا ہے مقتول کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بھی اپنے مسلمان بھائی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ (مشفق علیہ)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ”مرقات“ میں اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

اس حدیث کا مصداق مسلمانوں کے درمیان وہ جنگ ہے جو، کسی عصبیت، حمیت اور جاہلیت کی بنا پر ہو، جیسا کہ دو علاقوں کے مسلمانوں کے مابین، دو قبیلوں کے مابین، اور اس جنگ میں کوئی شرعی پہلو نہ ہو جسکی وجہ سے ان میں سے کوئی بھی فریق شریعت کی بالادستی کے لئے نکلا ہو، اور اس حدیث کو مسلمانوں کے مابین ہر قسم کی لڑائی مثلاً قضیہ صفین وغیرہ پر محمول کرنا درست نہیں ہے۔ (مرقات المفاتیح)

اگر ایک طرف امریکہ کے لئے لڑنے والا عراقی فوجی ہو اور دوسری جانب مجاہد فی سبیل اللہ تو کیا نعوذ باللہ قاتل و مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے؟ اسی طرح طالبان اور حامد کرزی کی فوج آمنے سامنے ہو؟ ہر گز نہیں۔

خلاصہ بحث..... مذکورہ تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جنگ میں کسی کا ساتھ نہ دینے کا حکم فرمایا اس سے مراد یہ جنگ نہیں جس میں ایک طرف تمام کفریہ طاقتیں ہیں اور دوسری جانب اللہ کے دین کی سر بلندی اور مسلمانوں کی جان و مال کے تحفظ کے لئے لڑنے والے طالبان اور مجاہدین ہیں۔

بلکہ اس جنگ سے مراد وہ ہے جسکو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا: یعنی وطنیت، قومیت، لسانیت اور کسی بھی عصبیت کی بنیاد پر لڑی جانے والی جنگ۔ یعنی تلواریں توڑنے کا حکم

امریکہ کی خاطر مجاہدین سے جنگ کرنے والوں کے لئے ہے۔ اگر انکو مجاہدین کے خلاف لڑنے کے لئے مجبور کیا جائے تو وہ اسلحہ چھوڑ کر گھروں میں بیٹھ جائیں، اگر گھر میں بھی مجبور کئے جانے کا خطرہ ہے تو پھر ایسے پہاڑوں میں بھاگ جائیں جہاں اس گناہ پر انکو کوئی مجبور نہ کر سکے۔ یہی حکم بھارتی فوج میں موجود مسلمانوں کے لئے ہے۔ بلکہ ہر مسلمان کے لئے یہ حکم عام ہے۔ کہ اسلام کی سربلندی کے لئے لڑنے والوں کے مقابلے جنگ نہیں کی جائے گی۔

ستكون فتنة صماء بكماء عمياء من اشرف لها استشرفت له واشراف اللسان فيه كوقوع السيف. (اخرجه ابو داؤد رقم ۴۲۶۴. والطبرانی فی الاوسط رقم ۸۷۱۷) ترجمہ: غنقریب ایسا فتنہ ہوگا، جو بہرہ، گونگا، اندھا ہوگا۔ جو اسکے قریب آیا یہ اسکو کھینچ لے گا، اس فتنے میں زبان کا کھولنا ایسا ہوگا جیسے تلوار چلانا۔

فائدہ..... ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، یہ ایسا فتنہ ہوگا کہ اس میں حق و باطل کی تمیز نہیں ہوگی، اور نہ نصیحت و خیر خواہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بات کو سنا جائے گا۔ (بحوالہ عون المعبود)

اس حدیث میں جو فتنہ ہے اس میں زبان کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ شاید اس کا مصداق وہ جنگ ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین ہوئی۔ اس میں خاموش رہنے کا حکم فرمایا گیا۔ دونوں میں سے کسی کے بارے میں برائی نہ کی جائے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ فتنے کے وقت میں کوئی ایسی بات نہ کہی جائے جس سے فتنہ اور زیادہ بھڑکے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوسرے احتمال کو زیادہ مناسب کہا ہے۔ جبکہ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے احتمال کو زیادہ رائج بتایا ہے۔

موجودہ دور میں اسکی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ میڈیا نے لوگوں کو ایسا اندھا، بہرہ اور گونگا (ہیٹا ناز) کر دیا ہے کہ جو میڈیا کہہ رہا ہوتا ہے لوگ اسکے علاوہ نہ کچھ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔ سوات کی ایک جعلی ویڈیو دکھا کر میڈیا نے لوگوں کو ایسا اندھا اور بہرہ کیا، کہ اکثریت اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ اسلامی سزاؤں کے خلاف زبان درازی کرتی رہی، اور اپنا ایمان تباہ کرتی رہی، نہ کوئی حق سن رہا تھا نہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اسکی ایک اور بڑی واضح مثال لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا مسئلہ ہے۔ حکومت نے اس مسئلے کو اس انداز میں عوام کے سامنے پیش کیا کہ لوگ اندھے، بہرے اور گونگے ہو گئے۔ اس فتنے میں اس بری طرح پھنسے کہ حق کے مخالف ہو گئے۔ اس وقت جو لوگوں کی زبانیں چلیں الامان



الحفیظ۔ حتیٰ کہ بہت سی زبانیں معصوم طالبات کے قتل کا سبب بنیں۔ لہذا ایسے فتنے میں جب لوگوں نے باطل کو حق سمجھ لیا ہو اور ساری زبانیں حق کے خلاف چل رہی ہوں، اور باطل کی تقویت کا سبب بن رہی ہوں، اس وقت زبان کو کھولنا ایسا ہے جیسے ہتھیار چلانا۔ آپ اس وقت کو یاد کیجئے کہ لوگ کس طرح اندھے، بہرے اور گونگے ہو گئے تھے، سب کی زبانوں پر صرف وہی بات تھی جو مشرف کے دربار شاہی سے بیان کی جاتی تھی۔ آج بھی عوام کے جتنے بھی اعتراض جہاد و مجاہدین کے بارے میں ہیں یہ سب اسی دجالی میڈیا نے ذہنوں میں انڈیلے ہیں، اور واقعی لوگوں کو ہینا ٹائز (اندھا، بہرہ، گونگا) کیا ہوا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

نیز اس بحث سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ ہر فتنہ دوسرے سے مختلف ہے اسی طرح ہر ایک کا علاج وہی ہوگا جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ (واللہ اعلم)

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض فتنوں کے بارے میں اگرچہ یہ فرمایا کہ تم گھر میں بیٹھے رہنا کسی کا ساتھ نہ دینا۔ اپنی تلوار کند کر دینا اور کمان توڑ دینا۔

اس حدیث سے مراد وہی صورت حال ہے جس کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

کیا یہ مسلمانوں کے آپس کی لڑائی ہے؟

اگر کوئی ان مذکورہ احادیث کو آڑ بنا کر، موجودہ دور میں ایسا کرنا چاہے تو یہ ہرگز درست نہیں۔ مثلاً عراق والے کہیں کہ عراق میں مسلمان مسلمان سے لڑ رہا ہے، لہذا یہ فتنہ ہے اور فتنے میں کسی کا ساتھ نہیں دینا چاہئے، یا افغانستان والے کہیں طالبان بھی مسلمان اور کرزئی اور اسکی فوج بھی مسلمان لہذا یہ جہاد نہیں ہے یہ فتنہ ہے۔ ایسا سوچنا صریح طور پر قرآن و احادیث کی من مانی تشریح کرنا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے واضح طور پر کافروں کی جانب سے لڑنے والوں کو وہی حکم بیان فرمایا ہے جو کافروں کا ہے۔ محدثین اور فقہاء نے ایسے لوگوں کے بارے میں انتہائی سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔

آج جو جنگ جاری ہے یہ جنگ کفر و اسلام کے مابین ہے۔ ہر ذی شعور جانتا ہے کہ امریکہ اور اسکا اتحاد مسلمانوں سے کیا چاہتا ہے۔

لہذا ایسے وقت میں اگر کوئی مسلمان، انفرادی طور پر یا جماعت و حکومت کی شکل میں امریکہ کا ساتھ دے رہا ہے اور انکے ساتھ مل کر مسلمانوں سے جنگ کر رہا ہے تو کیا اس کو مسلمانوں کے

مابین جنگ کہا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ ایسے لوگ اگر اپنے سروں پر قرآن کریم بھی اٹھائے پھر میں تو انکو وہی حکم ہے جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔

عراق میں نوری الماکی اور اسکی رافضی پولیس امریکہ کا ہراول دستہ بنی، جس نے امریکیوں کے ساتھ مل کر امریکیوں سے بڑھ کر سنی مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے۔ انکا قتل عام کیا، کلمہ گو بہنوں اور بیٹیوں کو درندگی کا نشانہ بنایا، نمازیوں کے اوپر مسجدوں کی چھتوں کو گرا دیا گیا، املاک لوٹ لی گئیں۔ عالم عرب کے علماء حق نے امریکیوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر کیا۔ مجاہدین نے جہاد کا آغاز کیا۔ چونکہ نوری الماکی کی فوج امریکہ کا ہراول دستہ ہے لہذا پہلے ٹکراؤ انہی سے ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی اسکو یہ کہے کہ یہ مسلمانوں کی آپس کی جنگ ہے اس میں کسی کا ساتھ نہیں دینا چاہئے، تو یہ بات کس طرح درست ہو سکتی ہے؟ بلکہ شریعت کی رو سے ان کی سزا امریکی کافروں سے بھی زیادہ سخت ہے۔

یہی معاملہ افغانستان میں حامد کرزئی اور اسکی مرتد ملیشیا کا ہے جنھوں نے اللہ کی سر زمین سے اللہ کا نظام مٹا کر دجال کے لشکر کو وہاں لا بٹھایا۔ اسکے بعد طالبان نے امریکہ کے خلاف جہاد کا آغاز کر دیا۔ کیا اسکو مسلمانوں کی آپس کی جنگ کہا جائے گا؟ وہ مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں جو اللہ کے دین پر راضی نہ ہوئے اور امریکہ کے دین پر راضی ہیں۔ نیز یہ کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں لہذا جو حکم امریکیوں کا ہے وہی انکا بھی ہے خواہ وہ نماز پڑھتے ہوں یا لمبی لمبی داڑھیاں رکھتے ہوں۔ قرآن کریم کی واضح آیات اس بارے میں موجود ہیں۔

اسی طرح اگر بھارت میں کوئی مسلمان جماعت، بھارتی فوج کے ساتھ ملکر مجاہدین سے جنگ کرتی ہے، تو اسکا حکم بھی ہندو کافروں جیسا ہی ہوگا۔ اسکو مسلمانوں کی آپس کی جنگ نہیں کہا جائے گا بلکہ یہ کہا جائے گا کہ ایک طرف اہل حق ہیں دوسری جانب اسلام کے دشمن کفار اور انکے بھائی منافق، جو کافروں کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

اس بات کو عقل بھی تسلیم نہیں کرتی کہ مسلمانوں کے مابین ہونے والی ہر قسم کی جنگ کو فتنہ کہہ دیا جائے اور تلواریں کمائیں توڑ کر اس سے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔ اگر ایسا ہوتا، تو یہودی اس کا خوب فائدہ اٹھاتے۔ وہ مسلمانوں جیسے نام رکھتے اور سارے عالم اسلام پر حملہ آور ہو کر مسلمانوں کے بچے بچے کو قتل کرتے رہتے، (نعوذ باللہ) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر حملہ کرتے اور یہ حدیثیں بڑے بڑے بیوروں پر لکھ کر اپنے ساتھ لے کر چلتے، اگر کوئی مسلمان ان سے مزاحمت کرتا تو اسکو یہ حدیث سناتے کہ جب مسلمان آپس میں لڑیں تو کسی کا ساتھ نہ دو۔ اس



طرح خود تو مسلمانوں کو نیست و نابود کرتے رہتے اور اپنے خلاف اٹھنے والوں کو حدیثیں سنا کر بیٹھا دیا کرتے۔ بلکہ یہ خدمت انکی جانب سے سرکاری علماء و مشائخ انجام دیتے۔

کیا حق و باطل واضح نہیں؟

بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا، کون حق ہے اور کون باطل؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں کے بھید اور کھوٹ کو جاننے والے ہیں۔ ہم جیسے سیاہ کار جو سینے میں ایک ایسا دل لئے پھرتے ہیں، جو نفاق میں لت پت ہے، اسکے باوجود ہمیں بال کے برابر بھی اس جنگ کے بارے میں شک و ابہام نہیں ہے، کہ امریکہ اور اسکے اتحادی مسلمانوں اور عالم اسلام سے کیا چاہتے ہیں؟ آئندہ انکے کیا ارادے ہیں؟ پاکستان کے بارے میں انکی کیا سوچ ہے؟ یہاں کون کون سے طبقات اور مکاتب فکر انکے ساتھ کھڑے ہونگے؟ کون بلیک وائر کی صفوں میں کھڑا ہوگا اور کون دیوانے پاکستان اور اسلام کے دفاع کے لئے سروں کی فصلیں کٹوا رہے ہونگے؟ کراچی، لاہور، پشاور، کوئٹہ میں مسلمانوں کے محلوں پر حملہ کرنے امریکیوں کے ساتھ کون آئیں گے؟ اور کون اپنے مسلمان بھائی بہنوں کی خاطر گلیوں میں خون میں نہاتے، نہلاتے، تڑپتے تڑپاتے جام شہادت نوش کر رہے ہونگے۔ اس جنگ سے زیادہ واضح جنگ اور کرب ہوگی؟ اگر اس جنگ میں بھی ابہام ہے تو پھر امام مہدی کے وقت میں کیا ہوگا جب انکے مقابلے میں سفیانی کا لشکر ہوگا جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہوگا بلکہ کسی وقت میں مساجد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہوگا؟ اسکے ساتھ یقیناً سرکاری علماء و مشائخ بھی ہونگے جو سروں پر قرآن اٹھائے، سیدنا حضرت مہدی کو ”دہشت گرد، شری پسند، امیر المؤمنین کا باغی“ اور نہ جانے کیا کیا کہتے ہونگے۔

تمام فتنوں کا بہترین حل

قرآن و احادیث سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ فتنے جس قسم کے بھی ہوں، ان کا بہترین حل اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرنا ہے۔ کیونکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت حق کی خاطر قیامت تک قتال کرتی رہے گی۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

عن عمران بن حصین قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تزال طائفة من امتي يقاتلون على الحق ظاهرين على من ناوهم حتى يقاتل آخرهم المسيح الدجال. (رواه ابو داؤد بسند صحيح)

ترجمہ: میری امت کی ایک جماعت حق کے دفاع کے لئے قتال کرتی رہے گی، جس نے

ان سے دشمنی کی یہ اس پر غالب رہیں گے، یہاں تک کہ ان (مجاہدین) کی آخری جماعت دجال سے قتال کرے گی۔

لہذا جیسا بھی پر فتن دور ہو، ان سے بچنے کا بہترین حل قتال فی سبیل اللہ ہے۔ اس میں فتنوں سے نجات کے ساتھ ساتھ، درجات کی بلندی بھی ہے۔ جو پہاڑوں میں بھاگ جانے والے سے زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ تاریخ انسانی کے خطرناک فتنے، فتنہ دجال کے وقت بھی وہی مجاہدین سب سے افضل ہونگے جو میدان قتال میں ڈٹے ہونگے۔

### حکم جہاد

لہذا اس دور میں کافروں کے خلاف پرچم جہاد بلند کرنا ہر مسلمان پر اسی طرح فرض ہے جیسے نماز۔ ہر ایک کو اس جنگ میں شریک ہونا ہوگا۔ خواہ خود جہاد میں نکلے یا مال سے مجاہدین کی مدد کرے یا لوگوں کو انکی مدد و نصرت پر تیار کرے۔ جو گھر میں بیٹھا رہا وہ عند اللہ سخت مجرم ہوگا۔ ایسے شخص کو پاکستان کی آنے والی نسلیں بھی معاف نہیں کریں گی۔ کیونکہ انھوں نے امریکہ کو پاکستان پر حملہ آور ہوتا ہوا دیکھ کر بھی اپنے دین اسلام کے دفاع کے لئے کچھ نہ کیا اور ہاتھ پے ہاتھ دھرے، اسی انتظار میں رہے کہ سرکاری مفتی یا درباری علماء و مشائخ جہاد کا اعلان کریں، پھر جا کر یہ جہاد کریں۔

### جہاد چھوڑ کر کسی اور کام میں مشغول ہونا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أنا رسول الرحمة وأنا رسول الملحمة ان اللہ بعثنی بالجہاد ولم یبعثنی بالزرع (الحکم الجدیدة بالاذاعة ابن رجب حنبلیہ رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں رسول رحمت ہوں اور میں گھمسان کی جنگوں والا نبی ہوں۔ بلاشبہ اللہ نے مجھے جہاد دیکر بھیجا ہے اور مجھے کھیتی باڑی دے کر نہیں بھیجا۔

وخرج البغوی فی معجمہ ”ان اللہ بعثنی بالہدیٰ و دین الحق ولم یجعلنی زراعا ولا تاجرا ولا سخابا بالاسواق وجعل رزقی تحت ظل رمحی“

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نے مجھے ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے۔ اور مجھے نہ تو کھیتی باڑی کرنے والا بنا کر بھیجا اور نہ تاجراور نہ بازاروں میں آوازیں لگانے والا۔ اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھ دیا گیا ہے۔



ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی جنہوں نے جہاد چھوڑ دیا اور دولت کمانے میں مصروف ہو گئے۔ انکے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ۔ کہ خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو پہلے جہاد میں لگے ہوئے تھے۔ پھر کچھ وقت ملا تو کہنے لگے کہ اب اپنی زمینوں کی بھی ذرا دیکھ بھال کر لیں۔ اس پر تنبیہ آئی کہ جہاد چھوڑنا تمہاری ہلاکت ہے۔ (الحکم الجدیۃ بالاذاعۃ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)

ابوداؤد کی روایت ہے اذا تسایعتم بالعینۃ واتبعتم اذنان البقر وترکتہم الجہاد سلط اللہ علیکم ذللاً لا ینزعہ اللہ من رقابکم حتیٰ تراجعوا دینکم ترجمہ: جب تم عینہ (ایک قسم کی بچ) کا کاروبار کرنے لگو گے اور گائیوں کی دموں کے پیچھے ہولو گے، اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دیگے جو اللہ تمہاری گردن سے اس وقت تک نہیں دور کریں گے جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہیں لوٹ آتے۔

فائدہ..... اسکا مطلب یہ ہے کہ جب تم حرام کاروبار میں لگ جاؤ گے اور جہاد چھوڑ کر کھیتی باڑی میں مشغول ہو جاؤ گے، جہاد چھوڑنے کے نتیجے میں کافر تم پر غالب آ جائیں گے اور تم پر ذلت مسلط ہو جائے گی، یہ ذلت اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک پھر جہاد کی طرف نہ لوٹ آؤ۔ ایسا ہر دور میں دیکھا جاسکتا ہے۔ کافر مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ پھر جب مسلمان جہاد کا علم بلند کرتے ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی مدد سے، کافروں پر رعب طاری ہو جاتا ہے۔ پھر وہی کافر جو کل تک مسلمانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح مسلتے تھے، خود کو خدا کا درجہ دیتے تھے، جہاد کی برکت سے اللہ تعالیٰ انکے غرور کو خاک میں ملا دیتے ہیں، ذلیل و خوار ہو کر اور اپنی طاقت کا جنازہ اٹھا کر جاتے ہیں۔

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”مسلمان جب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں) شام آئے۔ ان سے ”الحولۃ“ کی کھیتی کا تذکرہ کسی نے کیا چنانچہ انہوں نے اسکی کاشت کی۔ یہ خبر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے قاصد بھیجا۔ جب قاصد شام پہنچا تو کھیتی پک کر تیار ہو چکی تھی۔

اس قاصد نے آکر تمام کھیتی کو آگ لگا دی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکو لکھ کر بھیجا: ان اللہ

جعل ارزاق هذه الامة فی السنة رماحها وتحت أرجحتها۔ (خرجہ اسد ابن موسیٰ)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے اس امت کا رزق نیزے کی نوک اور اسکے نچلے حصے میں رکھا

ہے۔ (الحکم الجدیۃ بالاذاعة ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)..... اور بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھ کر بھیجا کہ جس نے کھیتی باڑی کی اور گائیوں کی دموں کے پیچھے لگا اور اسی پر راضی ہو گیا اور مستقل اسی کو اختیار کر لیا میں اس پر جزیہ عائد کر دوں گا۔ (الحکم الجدیۃ بالاذاعة ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)..... اور کسی سے کہا گیا کہ آپ اپنے بال بچوں کے لئے زراعت کیوں نہیں اختیار کر لیتے؟ انھوں نے جواب دیا ”اللہ کی قسم ہم کسان بن کر اس دنیا میں نہیں آئے بلکہ ہم اس لئے آئے ہیں کہ (جہاد کے اندر) کافر کسانوں کو قتل کر کے انکی زراعت میں سے کھائیں۔“ (الحکم الجدیۃ بالاذاعة ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)

حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ یہ احادیث و آثار نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ایک مؤمن کی مکمل حالت یہ ہے کہ اسکا مشغلہ ہی اللہ کی اطاعت اور جہاد فی سبیل اللہ ہو۔ جو اللہ کی اطاعت میں مشغول ہو جائے اسکے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ لے لیتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث ہے ”جس نے دنیا کی فکر کو اپنا غم بنالیا اللہ تعالیٰ اسکے تمام امور خراب کر دیں گے اور فقر کو اسکی آنکھوں کے سامنے کر دیں گے۔ اور دنیا تو اسکو اتنی ہی ملے گی جتنی لکھی جا چکی۔ اور جسکی نیت آخرت کی ہوگی اور اسکے معاملے کو آسان فرما دیں گے۔ اور اسکے دل میں غنا پیدا فرما دیں گے اور دنیا خود چل کر اسکے پاس آئے گی۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

ان آثار کا یہ مطلب ہے کہ مجاہدین کو جہاد چھوڑ کر کھیتی باڑی یا کاروبار میں نہیں مشغول ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس سے جہاد کمزور ہوگا۔ رہا رزق کا مسئلہ تو اللہ تعالیٰ اسی جہاد کے ذریعے مجاہدین کو پاک و حلال رزق عطا فرمائیں گے۔ نیز عام مسلمان کو بھی کھیتی باڑی یا کاروبار میں پھنس کر جہاد سے دور نہیں رہنا چاہئے۔ کیونکہ جہاد چھوڑنے میں تمام مسلمانوں کا نقصان ہے۔ جیسا کہ آج صورت حال ہے۔ مسلمانوں کے تمام وسائل پر یہود و ہندو کا قبضہ ہے۔ تمام مسلم ممالک کی عوام کو انھوں نے اپنے سودی نظام میں جکڑ رکھا ہے۔ مسلمان دنیا کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور دنیا ہاتھ آ کے نہیں دیتی۔ ہر آنے والے دن کاروبار اور کھیتی کے لئے بری خبر لاتا ہے۔ یہ اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک اپنا حق حاصل کرنے کے لئے امریکہ اور عالمی اداروں سے جہاد نہ کریں۔ وہ اپنی بات طاقت کے زور پر منواتے ہیں۔ سو ہمیں بھی جہاد کی قوت کے ذریعے اپنے دین، اپنے وسائل اور اپنے لوگوں کی عزت کا دفاع کرنا ہوگا۔ ہم جہاد کرینگے تو اللہ ان ہندوؤں اور یہودیوں کے سونے اور ہیروں سے بھرے محلات ہمارے قدموں میں ڈال دیں گے۔ پھر ہمارے وسائل کو کوئی



اوپر پونے لوٹ کر بھاگ نہیں پائے گا۔ نہ کوئی جارج سورلیس ہوگا جو اپنا پیسہ نکال کر لیجائے اور دو دن میں کئی مسلم ممالک کی معیشت کی چولیس ہلا جائے۔ اس وقت کا آپ تصور کریں جب عالمی بینکرز راک فیلرز، روتھ شیلڈ، جے پی مارگن جیسے یہودیوں کی تمام دولت مجاہدین کو مال غنیمت میں ملے گی تمام دنیا کا سونا جوان سود خوروں نے اپنے قبضے میں کیا ہوا ہے عام مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ جبکہ جہاد کے بغیر یہی ہوتا رہے گا کہ یہ خیر امت اپنے بچوں کے منہ سے لقمہ چھین کر ان سود خوروں کو سود ہی ادا کرتی رہے گی اور سود ادا کرتے کرتے ہی اس دنیا سے رخصت ہو جائے گی۔ تاجر اپنی محنت کی کمائی ان کو دیتا ہے، کسان خون پسینہ بہاتا ہے لیکن..... اپنے بچوں کا پیٹ بھی نہیں بھر پاتا۔



## تاریخ اسلام اور راہِ وفا کے مسافر

ستیزہ کار رہا ہے ازل تا امروز  
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف، یہودی سازشیں یقیناً بہت خطرناک تھیں۔ دنیا کا کوئی اور مذہب اس کا ایک حصہ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ عیسائیت کو ہی لے لیجئے کہ سینٹ پال کے ایک خواب نے ہی ساری عیسائیت کا وجود جڑوں سے اکھاڑ پھینکا تھا۔ جبکہ عالم اسلام کے خلاف ہونے والی سازشیں، انتہائی مہلک و تباہ کن تھیں۔ تہہ در تہہ، پراسراریت کے دبیز پردوں میں چھپی، دجل و فریب کے لبادے اوڑھے، معصومیت کا غارہ چہرے پر سجائے، مسلسل دین حنیف کے وجود پر یلغار کرتی آرہی ہیں۔ انکی وسعت و گہرائی کا اندازہ اس موضوع پر لکھی جانے والی ضخیم کتابوں سے لگایا جاسکتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں دشمنان اسلام نے نسل در نسل محنت کی ہے..... اپنے شیطانی مشن کے لئے دن رات ایک کئے ہیں..... لیکن انکی زندگی..... غداری، مکاری، عہد شکنی اور دھوکہ دہی سے بھری پڑی ہے..... انکی قربانیوں نے یہودی دنیا کو بیشک بہت کامیابیاں دلائی ہوں، لیکن..... انکے کردار کی کمزوری..... اخلاق کی پستی..... اور شیطانی مشن نے انکی تاریخ کو اتنا متعفن کیا ہے کہ ساری دنیا اسکی بدبو سے کراہت محسوس کر رہی ہے۔

جبکہ انکے مقابلے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام..... عہد و وفا..... امانت و صداقت اور وفا شعار کی ایسی حسین تاریخ رقم کر کے گئے، جس پر صرف مسلمان ہی نہیں ساری انسانیت فخر کر سکتی ہے۔ انکے کردار کی بلندی..... اعلیٰ اخلاق..... اور انسانیت کی فلاح و کامیابی کے مشن نے انکی سیرت کو ایسا معطر کیا ہے کہ محسوس کرنے والے آج بھی اسکی خوشبوئیں محسوس کرتے ہیں۔ جہاں تک کامیابی و ناکامی کا تعلق ہے تو اس میں بھی اولیاء اللہ (اللہ کے دوست) اولیاء الشیطان پر غالب ہی رہے ہیں۔ اگرچہ وقتی کامیابی اولیاء الشیطان کو حاصل ہوتی رہی، لیکن وہ اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہے۔



اس دین کا صحیح حالت میں باقی رہنا، اس کے حق و سچ ہونے کی دلیل ہے۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس دین کو اسکی اصل حالت پر باقی رکھنے کے انتظامات فرمائے۔ اسلام دشمن قوتوں کی جانب سے ہونے والی یلغاروں سے دفاع کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہاد کے فریضے کو قیامت تک باقی رکھنے کا انتظام فرمایا۔ وقت کے ساتھ اس دین پر پڑنے والے غبار کو صاف کر کے، اس کا چہرہ نکھارنے کے لئے، یہ انتظام فرمایا کہ ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد ہو جو اس دین کو شرک و بدعات اور رسومات و خرافات سے پاک کر کے اسی حالت پر لوٹا دے، جس پر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر گئے تھے۔

اس دین کو اسی اصل حالت پر باقی رکھنے کے لئے ہر دور میں ایک ایسی جماعت موجود رہے گی، جو اس حق کے لئے اپنی جانیں دینے سے بھی دریغ نہیں کریگی۔ حق کو پہچانے کے لئے انکو جان دینی پڑے تو دیدیں گے اور جان دیکر مسلمانوں کو یہ بتا دیں گے کہ حق کیا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے: عن جابر بن عبد اللہ یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیامة قال فینزل عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فیقول امیرہم تعال صل بنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ هذه الامة (صحیح مسلم باب نزول عیسیٰ بن مریم حاکما)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت کی ایک جماعت حق کی خاطر قتال کرتی رہے گی، قیامت تک غالب رہے گی۔ فرمایا پھر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تشریف لائیں گے، مسلمانوں کے امیر کہیں گے آئیے! آپ ہمیں نماز پڑھائیے۔ عیسیٰ بن مریم فرمائیں گے۔ نہیں۔ تم ایک دوسرے پر امیر ہو، اس امت پر اللہ کے شرف کے طور پر۔

عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین علی من ناواہم حتی یقاتل آخرہم المسیح الدجال۔ (ابو داؤد، مسند احمد، مستدرک حاکم وقال صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه، وافقہ الذہبی فی تلخیصہ)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی ایک جماعت حق کی خاطر قتال کرتی رہے گی، جو اسکی مخالفت کریگا اس پر

غالب آئے گی، یہاں تک کہ اس جماعت کے آخری لوگ دجال سے قتال کریں گے۔

عن بن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: اذا هلك اهل الشام فلا خير في امتي. ولا تزال طائفة من امتي يقاتلون على الحق ظاهرين لا يسألون من خالفهم او خذلان من خذلهم حتى ياتي امر الله. الحديث (كنز العمال ۸۳۲۳۳. ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہل شام ہلاک ہو جائیں تو پھر میرے امت میں خیر نہیں ہے۔ اور میری امت کی ایک جماعت حق کی خاطر قتال کرتی رہے گی، غالب رہے گی، وہ مخالفت کرنے والے کی پروا نہیں کریں گے، اور نہ کسی چھوڑنے والے کے چھوڑنے کی پروا کریں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے اور وہ اسی حالت میں ہوں گے۔

غالب رہنے کا مطلب

ان احادیث میں قیامت تک قتال کرنے والی جماعت کے بارے میں زبان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پیش گوئی کی گئی ہے وہ اپنے مخالفین پر غالب رہے گی۔

کیا اس غالب رہنے سے مراد ظاہری غالب رہنا ہے۔ یعنی قتال کے اندر فاتح ہونا؟ یا کچھ اور؟

اس غالب رہنے سے مراد یہ ہے کہ وہ جس حق کی خاطر قتال کریں گے اس حق کو ہر حال میں بچا جائیں گے۔ ممکن ہے اس میں انکو ظاہری فتح بھی مل جائے۔ لیکن اگر ظاہری طور پر قتال کے میدان میں فاتح نہ بن سکیں بلکہ سارے کے سارے شہید ہو جائیں اس صورت میں بھی اپنے دشمن پر غالب رہیں گے۔ جس حق کے لئے اٹھے تھے اس کو حق ثابت کر جائیں گے۔ انکے دشمن انکے ہوتے ہوئے باطل کو حق نہیں بنا سکتے۔ جس طرح دیگر ادیان کے ساتھ ہوا۔ یہ دیوانے باطل کے طوفانوں کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو جائیں گے۔ اور طوفانوں کا رخ موڑ دیں گے۔ کبھی بچ بھی سکتے ہیں اور ڈوب بھی جائیں تب بھی حق تک اس طوفان کو پہنچنے نہیں دیں گے۔ ایسے ہی دیوانوں کے بارے میں شاعر نے کہا ہے:

ہم کیسے تیرا ک رہے ہیں پوچھو ساحل والوں سے

خود تو ڈوب گئے لیکن رخ موڑ دیا طوفانوں کا

چنانچہ آپ دیکھیں گے یہ دیوانے تاریخ اسلام کے افق پر جگہ جگہ جھللاتے ستاروں کے



مانند چمک رہے ہیں۔ اور ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے کے مصداق آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ ایسے ہی نفوسِ قدسیہ سے تاریخِ اسلام کو رونق ملی ہے جو اپنے خونِ جگر سے اس مبارک درخت کی آبیاری کرتے رہے ہیں۔ مسلم معاشرے میں خرابیوں کے باوجود، اسلام کا اصل چہرہ، صاف و شفاف ہے۔ بچے درپے حملوں، اندرونی و بیرونی یلغاروں اور اسلام کا لبادہ اوڑھے منافقوں کی منافقت کے باوجود، چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی، چودھویں کے چاند کے مانند دمک رہا ہے۔

### اسلاف کی یادیں

اس وقت جب کہ کڑا کے کی سردی ہڈیوں تک میں گھس رہی ہے..... مصلحت کی چادر ہی نہیں کمبل اوڑھنے کے باوجود، جسم پر کپکپی طاری ہے..... آنے والا ہوا کا ہر جھونکا، رگوں میں رینگتے لہو کی رفتار کو اور ہلکا کر دیتا ہے..... ارد گرد کا مانوس ماحول کتنا اجنبی لگنے لگا ہے کہ کوئی مانوس آواز سنائی ہی نہیں دیتی..... کبھی اپنوں کی آوازیں آتی بھی ہیں تو تہہ در تہہ مصلحتوں کے غلاف میں لپٹی کہ مفہوم بھی سمجھنا مشکل ہوتا ہے.....

ایسے وقت میں جی چاہتا ہے کہ دلوں کو اسلاف کی یادوں سے ہی گرمایا جائے..... کچھ تذکرے ماضی کے ہی سہی، مبادا سست پڑتا دور ان خون کہیں منجمد ہی نہ ہو جائے..... آج ان نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ ہو جائے جو اندھیری راتوں میں، اپنی خواہشات، آرزوئیں، تمنائیں اور اربابوں کے چراغِ جلا کر قافلہٴ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کرتے رہے..... آندھیاں چلیں اور چراغِ عثمانی لگے تو..... انھوں نے اپنا لہو اس میں جلانا شروع کر دیا..... اس کی لو کو دم نہیں ہونے دیا..... قطرہ قطرہ لہو، اس میں نچوڑتے رہے..... یہاں تک کہ خونِ جگر بھی ان چراغوں کی نظر کر گئے.....

ان پاک ہستیوں کا ذکر، جنکے تذکرے اہل دل کی دنیا میں ولولے پیدا کرتے ہیں..... شاید آج پھر ان کی روشن تاریخ پڑھ کر ان عزیمت کے راستوں پر قدم رکھ لیں..... اور وہ جو سہم سہمے..... دُکے دُکے..... گھٹی گھٹی سانس لے کر جی رہے ہیں..... انھیں یاد آ جائے کہ انکے اسلاف کی زندگی کیسے گذری ہے۔ باطل کے ساتھ انکا کیا معاملہ رہا ہے۔ یہ تذکرے انکے لئے بھی ہیں جو عزیمت کے راستوں پر قدم رکھ چکے..... لیکن مڑ کر دیکھتے ہیں تو سوا دامت کہیں اور ہی کھڑے نظر آتے ہیں..... انکے حوصلوں کو تقویت ملے..... راہِ حق کے مسافروں کو معلوم ہو کہ

عزیمت کے راستوں پر چلنے والوں کی تاریخ کیسی تابندہ ہے..... کہ انہی سے اندھیر و تاریکی، روشنی کی کرنیں ادھار مانگتی رہی ہے..... غلاموں کو حریت کا سبق انہی مکتبوں سے ملتا ہے..... اور حریت پسندوں کو نہ جھکنے کے حوصلے انہی نفوسِ قدسیہ سے ملے ہیں.....

یہ بزرگ ہستیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہیں جنہوں نے ایک وتہا... دنیا کی تمام شیطانی قوتوں کا بیک وقت مقابلہ کیا اور دینِ حنیف کو اسی حال پر قائم رکھا جس پر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو چھوڑ کر گئے تھے..... نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے باطل کے سامنے نہ جھکنے کی کچھ ایسی ریت ڈالی کہ عاشقانِ رسول نے پھر کبھی اس مسئلے میں عقل و خرد کی سن کر ہی نہ دی..... چنانچہ کوئی صرف ایک فقہی مسئلے کی خاطر کوڑوں کی ضربوں پر رکھا گیا..... تو کسی نے حکمرانِ وقت کے خلاف خروج کرنے والوں کی مدد کر کے قید و زندان کی صعوبتوں کو اپنے لئے پسند کیا..... اور اسی قید سے جنت کی وسعتوں کی جانب محو پرواز ہوئے..... کسی نے امت کے عقیدے کی حفاظت کے لئے چڑی ادھڑوائی..... تو کوئی نوک خنجر پے رقص کرتا بلند یوں کی جانب پرواز کر گیا..... کسی کو انگارہ ہوتی، سلگتی سلاخوں میں پرویا گیا تو کسی کو تانبے اور لوہے کے خول میں زندہ پیوست کر دیا گیا..... کوئی شہروں سے اٹھا اور پہاڑوں، ندی نالوں اور وادیوں کو اپنے خون سے رنگا رنگ کر گیا..... ایک شیخ اپنے تمام مریدوں..... کل سرمایہ حیات..... کو لیکر دنیا کی اس طاقت کی سامنے جا کھڑا ہوا جسکی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا..... مرید بھی کیسے..... کہ انکے بغیر برصغیر علمی یتیم ہی رہ جاتا..... خانقاہوں اور مدارس سے اٹھے اور میدانِ جہاد میں نکلے تو رن کانپ اٹھا..... فضاؤں کی سائیس رک گئیں..... عالم سکتے میں آ گیا..... کہ اگر یہ جماعت ہی شہید ہو گئی تو برصغیر میں دین کون پڑھائے گا..... تفسیر و حدیث..... فتاویٰ و فقہ..... کون سکھائے گا..... کسی نے ایک مہمان کی خاطر تخت و تاج..... امارت و سلطنت کو لات مار کر، سنگلاخ پہاڑوں میں آبلہ پانی کو ترجیح دی..... تو کسی نے شہزادگی کی زندگی کو چھوڑ کر..... ”غربت“ کو اختیار کیا.....

ان نفوسِ قدسیہ کے شعبے اور میدانِ کار بلاشبہ الگ الگ رہے لیکن ایک بات ان سب میں مشترک پائیں گے..... وہ ہے..... حق کو بیان کرنے یا حق پر عمل کرنے میں کسی ڈر و خوف کی پروا نہ کرنا، باطل کو باطل کہنے میں کسی مصلحت کو قریب نہیں بچھکنے دینا..... اپنی خواہشات خواہ دینی ہوں یا دنیاوی..... ان پر اللہ کی رضا کو ترجیح دینا..... اللہ کی رضا اگر ساری ساری رات حدیث پڑھانے میں تھی تو آنکھ چھپکائے بغیر قال اللہ قال الرسول سے ابلیس و شیاطین کے دلوں پر چر کے لگاتے رہے..... اور اگر اللہ کی رضا مسندِ درس چھوڑ کر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے،



زہر پینے، یا تختہ دار کو چوم لینے میں ہوئی تو بڑھ کر اس رضا کے حصول میں کوشاں ہو گئے.....  
فقہ پڑھاتے رہے..... قرآن و سنت سے مسائل کا استنباط کرتے رہے..... لیکن اس فقہ کو کتابوں  
تک محدود نہیں رکھا بلکہ جسم کی کھال اتروا کر..... ان مسائل پر عمل کرنے کا طریقہ اپنے مقلدین کو  
سمجھا گئے.....

اہل اللہ تھے کہ خلق خدا اللہ آتی تھی..... ویران دلوں کو ذکر اللہ سے آباد کرتے..... دل کے  
نہا خانوں میں چھپی دنیا کی محبت کو ایسا کھرچ کر پھینکتے کہ بندہ فکر آخرت میں ہی ڈوبا رہتا..... سینوں  
کو بتوں (غیر اللہ) کی محبت سے پاک کر کے ان میں توحید کی امانت بھرتے، جس سے بندہ صرف  
اپنے رب ہی کا ہو رہتا۔ محبت کے سمندر میں محبوب حقیقی سے ملاقات کا شوق کچھ اس طرح موجیں  
مارتا کہ وصال کی طلب میں محبوب کے دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہی چلے جاتے۔

ان خانقاہوں میں بیٹھنے والوں کی جرأت و بہادری اس درجے کی ہوتی کہ حکمران وقت ہل  
کر رہ جاتے..... حکمرانوں کو خیر کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے میں، کبھی مصلحت کو حکمتِ عملی کی  
چادر نہیں اوڑھائی۔ بلکہ شانِ بے نیازی کیساتھ حق کو بیان کرتے رہے۔

طوفان یہاں تھم جاتے ہیں کہسار یہاں دب جاتے ہیں  
اس کاغذ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں

اہل عزیمت کا تذکرہ اس لئے بھی بر محل ہے کہ حضرت مہدی کے دوست وہی جواں ہمت  
بن پائیں گے جو عزیمت کے پر خارا اور برف سے اٹے راستوں کے راہی ہوں گے۔ دین حق کے  
لئے انھوں نے اپنے اپنے میدانوں میں انگاروں پر چل کر دین کا حق ادا کیا ہوگا..... حضرت  
مہدی کو پالینے اور قافلہ حق میں شامل ہو جانے کی تڑپ میں نہ جانے کتنے خون کے دریا اور  
آنسوؤں کے سمندر عبور کئے ہوں گے.....

اسلاف کی تاریخ پڑھیے اور اپنے اس موجودہ دور کو دیکھیے۔ فتنوں، سازشوں اور دشمن کی  
بلغاروں کی شدت دیکھیے..... کہ بڑے بڑے مضبوط ستون جڑوں سے اکھڑے چلے جاتے  
ہیں..... عام چرانوں کی کیا بساط..... اس بلا کا طوفان ہے کہ روشنی کے مینارے بھی کسی بڑھیا کے  
ٹٹماتے چراغ لگنے لگے ہیں..... نوآزمودا اور اناڑی ملاحوں کا کیا ذکر..... جہان دیدہ اور دنیا بھر کا  
تجربہ رکھنے والے ملاح بھی چپو چھوڑ کر طوفان کے تھم جانے کا انتظار کر رہے ہیں.....

ایسے وقت میں کچھ دیوانے ہیں جنھوں نے عزم کیا ہے کہ اس طوفان کے سینے پر سوار ہو کر  
منزل پر پہنچا جائے گا..... جنھوں نے اس بات سے انکار کر دیا ہے کہ شمعِ نبوت تک کسی سرکش

طوفان کو پہنچنے دیا جائے..... انکے سینوں میں ابھرتا طوفان باطل کے ہر طوفان سے ٹکرا کر ان کا رخ موڑنے کا ارادہ کر چکا ہے، خواہ انکو ڈوبنا پڑے.....

اہل حق کے قافلے کے یہ اللہ والے..... شمع اسلام کی حفاظت کے لئے، رات بھر اس کی لو میں اپنی آہیں اور سسکیاں جلا رہے ہیں..... اندھیرے جب بڑھنے لگتے ہیں..... تاریکیاں گہری ہو جاتی ہیں تو یہ اپنی خواہشات و تمنائیں اس کی نظر کر کے اسکی لو کو بڑھاتے ہیں۔ آج اس امت کی لغت میں، غیرت و حمیت، صدق و وفا اور ایثار و قربانی جیسے الفاظ، انہی کے دم سے باقی ہیں۔

یہ سب کچھ کمسنی کی عمر میں..... یا عہد شباب میں..... یا ڈھلتی جوانی میں..... کس کے لئے؟ کوئی کہاں سے آیا کوئی کہاں سے..... نہ علاقہ ایک نہ زبان..... صرف اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے..... اس امت کی عظمت رفتہ واپس دلانے کے لئے..... اسلام کے دشمنوں سے مسلمانوں کا دفاع کرنے کے لئے..... لہذا ہمیں سوچنا ہوگا کہ انکے ساتھ ہمارا رویہ کیسا ہے؟ ہمیں سوچنا ہوگا کہ اب تک ہم انکے ساتھ رہے یا انکے دشمنوں کے ساتھ..... انکو خوشی پہنچائی یا زخم ہی دیتے رہے۔

ہمیں چاہئے کہ ماضی کے نفوس قدسیہ کی طرح دلوں میں انکی عظمت پیدا کریں..... تاریکی کے سمندروں میں ڈوبے رہنے کے بجائے، ان سے اجالے قرض مانگیں..... ہمت جواب دے گئی ہے تو، حوصلے ادھار لے لیں۔ وسوسوں، شکوک و شبہات اور بے یقینی کی گھٹاؤں نے آگھیرا ہے تو، یقین محکم اور ایمانی بصیرت ان سے حاصل کر لیں..... اگر قوی مضحل ہو گئے اور عزم معدوم تو ان سینوں سے سینے ملا لیجئے، جن میں عزم مصمم، عمل پیہم اور کوندتی چمکتی، بجلیاں بھری ہیں۔





## حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ.....حق گوئی و بے باکی

آئین جوان مرداں حق گوئی و بے باکی  
اللہ کے شیروں کو بھاتی نہیں روباہی

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ، ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں۔ چنانچہ جب کبھی کسی کام سے آپ کی والدہ گھر سے باہر جاتیں تو ام المؤمنین آپ کو اپنی گود میں لے کر بھلاتی رہتیں۔ اور اپنا دودھ بھی دیتیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کو باہر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس بھیج دیتیں۔ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم آپ کو گود میں اٹھاتے اور آپ کے لئے دعا کرتے۔

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو گود میں لیا اور آپ کے لئے دعا کی: اللھم فقہہ فی الدین وحبہ الی الناس (اے اللہ! اس (بچے) کو دین کی سمجھ عطا فرما دے اور انھیں لوگوں کا محبوب بنا دیجئے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۴، ص: ۵۶۵)

یہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کی دعائیں اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پرورش کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو علم کے خزانے، فصاحت و بلاغت، حق گوئی و بیباکی اور دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائی۔ آپ نے معاشرے میں پیدا ہونے والی خرابیوں کو محسوس کیا۔ نفاق، جو مسلم سوسائٹی کو گھٹن کی طرح چاٹ جاتا ہے، اسکو کھول کر بیان کیا۔ اپنے مواعظ میں منافقین پر تابڑ توڑ حملے کرتے، حق کہنے میں کسی خوف کو خاطر میں نہ لاتے۔ حجاج بن یوسف جیسے سفاک کے سامنے بغیر کسی لگی لپٹی کے، حق بات کہتے۔ ایک موقع پر فرمایا ”خدا کی شان اس امت پر کیسے کیسے منافق غالب آگئے ہیں، جو پرلے درجے کے خود غرض ہیں۔

اہل زمانہ پر تبصرہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

”ہائے افسوس! لوگوں کو امیدوں اور خیالی منصوبوں نے غارت کیا۔ زبانی باتیں ہیں عمل کا نام و نشان نہیں۔ علم ہے مگر (اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے) صبر نہیں ایمان ہے مگر یقین

سے خالی، آدمی بہت نظر آتے ہیں مگر دماغ نایاب، آنے جانے والوں کا شور ہے مگر ایک بندہ خدا ایسا نظر نہیں آتا جس سے دل لگے، لوگ داخل ہوئے اور نکل گئے، انھوں نے سب کچھ جان لیا پھر مکر گئے، انھوں نے پہلے حرام کیا پھر اسی کو حلال کر لیا، تمہارا دین کیا ہے؟ زبان کا ایک چٹخارہ۔ اگر پوچھا جاتا ہے کہ کیا تم روزِ حساب پر ایمان رکھتے ہو؟ تو جواب ملتا ہے کہ ہاں ہاں۔ زمانہ آج پھر کسی حسن بصری کا منتظر ہے۔ جو منافقین اور ان میں چھپے نفاق کی نشاندہی کر سکے۔ حرم میں طواف کرتے، بیت اللہ کے اندر گھستے، اور پکا سچا مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے نفاق سے بھرے دلوں کو کوئی کہہ سکے کہ اے منافقو! تمہارا نفاق تمہارے تمام اعمال پر غالب ہے خواہ تم ساری عمر بیت اللہ کے خلاف سے چمٹے رہو۔ تم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر انکے دشمنوں کی مدد کی ہے۔





## امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸۰ھ - ۱۵۰ھ بمطابق ۶۹۹ء - ۷۶۷ء)

تھے تو آباء وہ تمہارے مگر تم کیا ہو

ہاتھ پے ہاتھ رکھے منتظرِ فردا ہو

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ یہیں تعلیم حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ملاقات کا شرف بخشا۔ ان صحابہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن ابی اوفی، سہل بن سعد الساعدی، ابو الطفیل رضی اللہ عنہ، عامر بن واکد رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔ اعد ذکر نعمان لنا أن ذکره

هو المسک ما کر رتہ یتضوع

ترجمہ: ہمارے سامنے نعمان ابن ثابت (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کا ذکر بار بار کیجئے۔ کیونکہ انکا تذکرہ مشک ہے کہ جتنا ہلاؤ اتنی ہی مہک دیتا ہے۔

علمی مرتبہ..... حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کان ابو حنیفۃ افقہ اهل الارض فی زمانہ (ابوحنیفہ اپنے زمانے میں روئے زمین پر سب سے بڑے فقیہ تھے۔)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں لکھتے ہیں ”واما الفقه والتدقیق فی الرأی وغوامضہ فالیہ المنتہی والناس علیہ عبال فی ذلک (سیر اعلام النبلاء)..... ترجمہ: جہاں تک تعلق فقہ، وقت رائے اور اسکی باریکیوں کا ہے تو بس ان پر انتہا ہے۔ اور لوگ اس سلسلے میں انکے عیال ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھا ہے ”قال حفص بن غیاث ”کلام ابی حنیفۃ اذق من الشعر لا یعیبه الا جاهل (سیر اعلام النبلاء)

ترجمہ: حفص بن غیاث نے فرمایا ”ابوحنیفہ کا کلام بال سے زیادہ باریک ہے کوئی جاہل ہی

اس میں عیب جوئی کر سکتا ہے۔“ (ایضاً)

جریر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے مغیرہ نے کہا کہ ابو حنیفہ کی مجلس میں بیٹھا کرو فقیہ بن جاؤ گے۔  
اگر ابراہیم نخعی زندہ ہوتے تو وہ بھی انکی مجلس میں بیٹھتے۔ (ایضاً)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے سات ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا۔ ہر رات ایک رکعت میں ختم قرآن کیا کرتے تھے۔

چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے رہے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے یہ روایت کیا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ رات کو نوافل پڑھتے تھے اور ہر رات ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ اتنا روتے تھے کہ انکے پڑوسیوں کو ان پر ترس آتا تھا۔ آپ کی وفات اس جگہ ہوئی جہاں ستر ہزار مرتبہ آپ نے قرآن ختم کیا تھا۔ جنازہ میں اتنا ہجوم تھا کہ چھ مرتبہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ (البدایہ والنہایہ)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ گواہی دیتے ہیں وکان معدودا فی الأجواد الأسخياء،  
والأولياء الأذکياء، والتهجد وکثرة التلاوة وقيام الليل (تاریخ الإسلام للذہبی  
زحمة الله علیہ: ۹ ص: ۳۰۶)

آخر میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ”أخبار أبي حنيفة رضي الله عنه ومناقبه لا  
يتملها هذا التاريخ“۔ (یہ تاریخ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حالات و مناقب کی متحمل نہیں ہو سکتی)  
امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام، آپ کا زہد و تقویٰ، مشتبہات سے احتیاط اپنی مثال آپ  
ہے۔ آپ کی احتیاط کا اندازہ اس واقعے سے لگایا جاسکتا ہے۔

ایک مرتبہ کوفہ میں کسی عورت کی بکری گم ہو گئی۔ اس کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ لہذا امام صاحب  
نے اس وقت تک بکری کا گوشت نہیں کھایا جب تک اس بکری کا علم نہیں ہو گیا کہ وہ بکری مر چکی  
لتیے۔ اس اندیشے سے کہ پتہ نہیں وہ بکری کسی نے کاٹ کر بازار میں نہ بیچ دی ہو۔  
اندازہ لگائیے! کوئی انسان صرف شبہ کی بنیاد پر کتنے دن گوشت کھانے سے رکھا رہ سکتا ہے۔ ہفتہ یا  
مہینہ یا پھر بہت ہوا تو چند مہینے؟

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سات سال تک بکری کا گوشت نہیں کھایا۔ سات سال بعد  
جب علم ہو گیا کہ وہ بکری مر چکی ہے تب گوشت کھانا شروع کیا۔ ایک طرف آپ کے علمی



کارنا مے اور دوسری جانب حق گوئی، استغناء، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، جہاد فی سبیل اللہ اور حکمرانوں کے ساتھ کیسا رویہ رہا۔ خلیفہ ابو جعفر منصور آپ کو قاضی القضاۃ بنانے کی بار بار پیش کش کرتا رہا۔ لیکن آپ نے اس کو کبھی قبول نہیں کیا۔ اسکے ہدیے آپ قبول نہیں کرتے تھے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ..... جیل میں تشدد

ایک دن منصور نے قسم کھائی کہ آپ کو عہدہ قبول کرنا پڑے گا۔ اسکے جواب میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قسم کھائی کہ میں عہدہ قبول نہیں کروں گا۔ منصور کے دربان نے کہا۔ ذرا دیکھو تو امیر المؤمنین قسم کھا رہے ہیں اور آپ بھی قسم کھاتے ہیں۔ جواب دیا ”امیر المؤمنین اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنے میں مجھ سے زیادہ قادر ہیں“۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی)

چنانچہ منصور نے جیل میں ڈالنے کا حکم دیدیا۔ اور جیل سے جنازہ نکلا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ منصور نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پولیس افر حید طوسی کے حوالے کر دیا تھا۔ حید طوسی نے کہا ”امیر المؤمنین جس شخص کو بھی میرے حوالے کرتے ہیں تو مجھے حکم دیتے ہیں کہ میں اسکو قتل کر دوں، یا تھ پیر کاٹ دوں یا تشدد کروں۔“

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی متانت سے جواب دیا ”جو تمہیں حکم ہوا ہے اسکو جلدی کر

ڈالو“ (ایضاً)

فقیر ابو عبد اللہ الصمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جیل میں سخت تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور جیل ہی میں انتقال کر گئے“۔ (ایضاً)

ہشام بن عبد الملک کے دور میں خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ، سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے، زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے ہشام کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت و بہادری دیکھئے۔ کھلے عام حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ کی حمایت کرتے تھے۔ آپ نے انکی خدمت میں دس ہزار درہم بھیجے اور حاضر نہ ہو سکے پر معذرت کی۔ انکے بعد بنی حسن میں سے حضرت محمد زوالنفس الذکیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں اور انکے بھائی ابراہیم بن عبد اللہ نے کوفہ میں منصور کے خلاف جہاد کا علم بلند کیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں محمد زوالنفس الذکیہ کی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ میں ابراہیم بن عبد اللہ کی حمایت کی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ رقم بھی انکی خدمت میں بھیجی۔ منصور کے فوجی افر حسن بن قطیبہ کو ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا مقابلہ کرنے سے روک دیا۔ چنانچہ اس نے خلیفہ

سے معذرت کر دی۔ منصور نے امام صاحب کے خلاف جو انتقامی کارروائی کی اسکا اصل سبب یہی تھا۔ اس نے بہانہ عہدے سے انکار کو بنایا۔ آپ پر جیل میں سخت تشدد کیا گیا۔ پھر زہر دیا گیا اور جنازہ جیل سے نکلا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے نکلا کہنا بہت آسان ہے لیکن ذرا سوچئے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے نکلا۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”توفی شہیداً“ یعنی شہادت کی موت پائی... جنکے بارے میں علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”لو وزن علم الامام ابی حنیفۃ بعلم اہل زمانہ لرجح علیہم“ کہ اگر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علم ایک پلڑے میں اور انکے دور کے تمام لوگوں کا علم دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے، تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا پلڑا بھاری ہوگا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج: ۶، ص: ۴۰۳)

وہی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جنکے ہم نام لیوا ہیں..... ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم انکی تقلید کرتے ہیں..... انکے مناقب..... انکے فضائل اور انکے مسائل پڑھتے پڑھاتے ساری زندگی گزر جاتی ہے۔ پر کاش کبھی سوچا تو ہوتا آخر کیا چیز تھی..... کیا دردتھا..... کیسی کڑھن تھی کہ بڑھاپے میں حلقہ مریداں کے بجائے قید تنہائی کو اختیار کیا..... آپ نے کیا فقہ پڑھا تھا جس نے کسی تاویل یا فقہی جزیے کا سہارا نہیں لیا اور آخری عمر شاگردوں کے جلو میں گزارنے کے بجائے، زندان کی بھٹی میں جھونک گئے..... مسند درس کی اہمیت بھی مصلحت و حکمت کا لبادہ اوڑھ کر سامنے آئی ہوگی اور سمجھانے کی کوشش کی ہوگی کہ خلیفہ وقت کے خلاف خروج کو کس طرح جائز قرار دیتے ہیں، یا یہ مسلمانوں کی آپس کی لڑائی ہے آپ فقہ پڑھاتے رہئے اور خاموش ہو جائیے، عہدہ قبول کرنے میں کیا حرج ہے..... وہ بھی اسلامی خلافت کا عہدہ قضاء..... لیکن ثابت (نعمان ابن ثابت) کے فرزند کے قدم ثابت ہی رہے۔ ایک بار جو ”نہ“ نکلی..... سو نکلی..... جان سے گذر گئے لیکن ”نہ“ کو ”ہاں“ میں تبدیل نہ کیا جاسکا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ آپ کا یہ رویہ ایسے دور میں تھا جو خیر القرون میں شمار ہوتا ہے۔ خلافت قائم ہے۔ ہر طرف اسلام کا بول بالا ہے۔ اسلامی حدود، جاری و ساری ہیں۔ مسلمانوں کی جان و مال، عزت آبرو کو کافروں سے خطرہ نہیں ہے..... اور خلیفہ بھی آج کے حکمرانوں سے کروڑوں درجہ اچھا، جس نے نہ اقامت صلوٰۃ کو معطل کیا ہے نہ اقامت جہاد کو..... تصور کیجئے اگر



امام صاحب کو علم ہو جائے کہ انکے نام لیوا کافروں کی غلامی میں رہتے ہیں..... انکے فقہ سے یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کی اطاعت کے جواز نکالتے ہیں..... پھر اس پر فخر بھی کرتے ہیں کہ وہ بڑی دین کی خدمت کر رہے ہیں، قیامت کے دن اگر ہمارا گریبان پکڑ لیا تو کیا ہوگا؟ جس امام کو قرونِ اولیٰ کے حکمران باطل نظر آئے اور انکے خلاف جہاد کرنے والوں کا عملی ساتھ دیا، اگر انکو پتہ چلے کہ انکی تقلید کرنے والے، ہندوستان میں ہندوؤں کی غلامی پر راضی ہیں، انکی تقلید کرنے والے (دارالحرب) امریکہ و برطانیہ میں رہائش اختیار کرتے ہیں اور جہاد نہیں کرتے، اور وہ بھی ہیں جنہوں نے طواغیت کو اپنا امیر تسلیم کیا ہے اور انکے خلاف خروج کو ناجائز کہتے ہیں۔ اللہ کے دشمنوں کی مدد کرنے والوں کے حق میں امام صاحب کے فقہ سے دلائل لاتے ہیں۔

اے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرنے والو! کبھی سوچا ہے کہ قیامت میں ان نفوس قدسیہ کا کس طرح سامنا کرو گے۔ امریکہ کی اطاعت پر راضی ہونا..... اسلام کے خلاف چھیڑی گئی جنگ میں اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی صف میں کھڑا ہونا..... کیا تاویلات کا سہارا لے کر ایسے شخص سے بحث کی جاسکے گی جنکے فقہی اسرار و رموز کی دنیا معترف ہے۔

پھر ایک بار پڑھیے..... اور دل کی آنکھیں کھول کر پڑھیے..... امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے نکلا..... کوڑے کھائے اور سخت اذیتیں سہہ سہہ کر اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے۔

زمین و آسمان کی وسعتوں کے برابر اللہ کی رحمتیں ہوں نعمان ابن ثابت، ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جنہوں نے اپنی زندگی قربان کر کے شریعت کی آبرو کی حفاظت کی۔ آمین۔



## امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

تمہارے عزم سے ملتے ہیں حوصلے ہم کو

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۴ھ مطابق ۸۰۷ء میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ ولادت سے پہلے آپ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ والدہ نے انتہائی ہمت اور حوصلہ مندی سے پرورش کی۔ بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کیا۔ علوم دینیہ میں انھوں نے حدیث کی طرف خصوصی توجہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی قوت حافظہ عطا فرمایا تھا۔ آپ کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔ فقہ میں اللہ تعالیٰ نے اتنا بلند مقام عطا کیا کہ آج تک عالم اسلام میں آپ کا فقہ زندہ ہے۔ حدیث میں آپ کی ”مسند احمد بن حنبل“ ایک عظیم کاوش ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۵۰ھ-۲۰۴ھ مطابق ۷۶۷ء-۸۲۰ء) نے فرمایا ”خروجت من بغداد وما خلفت بها اتقى وافقه من بن حنبل (میں نے اس حالت میں بغداد چھوڑا ہے کہ وہاں احمد بن حنبل سے بڑا نہ کوئی متقی ہے اور نہ فقیہ۔

مسند درس پے بیٹھے تو طالبان حدیث پر وانوں کی طرح آپ کے ارد گرد جمع ہونے لگے۔ آپ کے درس میں سامعین کی تعداد پانچ پانچ ہزار ہوتی تھی۔

خودداری میں اپنی مثال آپ تھے۔ کبھی خلفاء اور حکمران وقت کا کوئی عطیہ قبول نہیں کیا۔ تواضع و انکساری اتنی کہ یحییٰ ابن معین (۱۵۸ھ-۲۴۳ھ مطابق ۷۷۵-۸۴۸) جیسے امام گواہی

دیتے ہیں:

”ما رأیت مثل احمد بن حنبل صحبتہ خمسین سنة ما افتخر علینا بشی مما کان فیہ من الصلاح والخیر (میں نے احمد ابن حنبل جیسا شخص نہیں دیکھا میں ان کے ساتھ پچاس سال رہا، انھوں نے ہمارے سامنے کبھی اپنی صلاحیتوں اور محاسن پر فخر نہیں کیا)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور فتنہ خلق قرآن

خليفة مامون الرشيد (دور خلافت ۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ مطابق ۸۱۳ء-۸۳۳ء) یونانی فلسفے اور عقلیت سے مرعوب تھا۔ اسکے دور میں معتزلی طبقہ فکر نے بڑی تقویت پائی۔ معتزلہ کو اس وقت کا



روشن خیال طبقہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ لوگ ہر چیز کو عقل پر پرکھنے کے عادی تھے۔ (یاد رہے کہ موجودہ دور کے ماڈرن اسلام کے علمبردار مبلغین، کالم نگار اور جدید جامعات کے پروفیسر حضرات آج کے معتزلی ہیں جو دینِ محکم کو عقل پر پرکھنے کے بعد تسلیم کرتے ہیں اور اگر کوئی حدیث یا حکم انکی چھوٹی سی عقل میں نہ آئے تو یہ اسکو رد کر دیتے ہیں)۔

معتزلہ نے نئے نئے اختلافات کے ذریعے امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا۔ اسلام دشمن طاقتیں عام سے مسئلے کو عوام کے سامنے اس طرح پیش کرتیں جیسے اسلام میں سب سے اہم مسئلہ یہی ہے۔ یہ علمی اور فلسفیانہ بحثوں کو کفر و ایمان کا مسئلہ بنا دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے بارے میں ایسے ایسے اعتراضات لوگوں کے ذہنوں میں ڈالتے، کہ لوگ پریشان ہو جاتے۔

اسی طرح ایک مسئلہ انھوں نے یہ اٹھایا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ معتزلہ قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل تھے۔ انکو حکومتِ وقت کی سرپرستی حاصل تھی۔ جبکہ انکے مقابلے میں محدثین و فقہاء کا گروہ تھا جو اہل سنت و الجماعت کی نمائندگی کر رہا تھا۔ اہل سنت قرآن کے غیر مخلوق یعنی اسکے کلام الہی ہونے کے قائل ہیں۔ سازشی عناصر کا اصل مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے دلوں سے قرآن کی عظمت و اہمیت اور اسکا مرتبہ و مقام نکال دیں تاکہ یہ امت ہدایت کے سرچشمے سے ہی کٹ کر رہ جائے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت اس فتنے کے دور رس اثرات دیکھ رہی تھی۔ چنانچہ حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرنے کے لئے، صحابہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سب کچھ قربان کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

مامون نے خلقِ قرآن کے مسئلے کو بہت اہمیت دی اور ۲۱۸ھ میں والی بغداد اسحاق بن ابراہیم کے نام ایک تفصیلی فرمان بھیجا۔ اس میں محدثین کی شدید مذمت اور تحقیر کی گئی تھی۔ انکو خلقِ قرآن کے عقیدے سے اختلاف کرنے کی وجہ سے، توحید میں ناقص، مردود الشہادۃ اور شر پسند قرار دیا گیا تھا (آج کے معتزلہ باطل کے سامنے نہ جھکنے والوں کو شر پسند اور دہشت گرد کہتے ہیں)۔ حاکم کو حکم کیا گیا کہ جو لوگ اس مسئلے کے قائل نہ ہوں انکو انکے عہدوں سے معزول کر دیا جائے۔ اسکے بعد مامون نے اور سختی کی اور سرکاری اہلکاروں اور اہل علم کے لئے بھی اس مسئلے میں معتزلیوں کی حمایت کو لازمی قرار دیا گیا۔ اسحاق نے بڑے بڑے علماء کو جمع کیا اور ان سے اس مسئلے پر گفتگو کی۔ اس نے یہ گفتگو لکھوا کر مامون کو بھیج دی۔ مامون یہ سب پڑھ کر سخت طیش میں آیا اور ان علماء میں سے، بشر بن الولید اور ابراہیم ابن المہدی کے قتل کا حکم دیدیا۔ جبکہ باقی کے بارے میں لکھا کہ جو اپنی رائے سے رجوع نہ کرے اسکو پابجولاں، اس کے پاس بھیج دیا

جائے۔ ان کل علماء کی تعداد تیس تھی۔ لیکن ان میں سے صرف چار اپنی رائے پر قائم رہے۔ یہ چار حضرات، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ، قواریری اور محمد رحمۃ اللہ علیہ بن نوح تھے۔ ان چار میں سے بھی، سجادہ دوسرے دن اور قواریری تیسرے دن اپنے موقف سے دستبردار ہو گئے۔ جبکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن نوح رحمۃ اللہ علیہ آخر تک اپنی رائے پر قائم رہے۔ چنانچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ بن نوح کو، تھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر مامون کے پاس طرسوس (موجودہ ترکی کا شہر) روانہ کر دیا گیا۔ شاید تھکڑیاں اور بیڑیاں ایسی ہی مبارک کلانیاں چومنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ انیس دوسرے مقامات کے علماء بھی تھے۔ ابھی یہ حضرات راستے میں ہی تھے کہ مامون کی موت کی خبر ملی۔ چنانچہ ان تمام حضرات کو حاکم بغداد کے پاس بغداد واپس روانہ کر دیا گیا۔ راستے میں محمد بن نوح رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ مامون کے بعد معتصم خلیفہ بنا۔ مامون نے اپنے جانشین کو خلق قرآن کے مسئلے میں خاص وصیت کی تھی کہ وہ اس کی تعلیمات پر عمل کرے۔ چنانچہ معتصم کے سامنے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو مناظرے کے لئے لایا گیا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مناظرے کے لئے لایا گیا تو چار چار بیڑیاں انکے پاؤں میں پڑی ہوئی تھیں۔ تین دن تک مناظرہ ہوا لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقیدے سے پیچھے نہیں ہٹے۔ حاکم بغداد نے دھمکیاں دیں کہ اگر تم نے بات نہیں مانی تو سخت اذیت دی جائے گی اور ایسی جگہ ڈال دیا جائے گا جہاں بھی سورج بھی نہیں آئے گا۔

جنکے دلوں میں آخرت کے سودے سمائے ہوں، جنکے سینے نورِ نبوت سے روشن ہوں، انکے لئے دنیا چھین لینے کی دھمکی یا سورج کو ترس جانے کا خوف کوئی معنی نہیں رکھتا۔ لہذا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کسی دھمکی سے مرعوب نہ ہوئے۔ بھرے دربار میں سرکاری علماء و مشائخ کے ساتھ مناظرہ کرتے رہے۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہی جواب ہوتا کہ جو تم کہہ رہے ہو اس پر قرآن و سنت سے کوئی دلیل لاؤ تو میں قائل ہو جاؤں گا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت و بیباکی نے خلیفہ معتصم کو بھی ہلا کر رکھ دیا اور وہ آپ کے معاملے میں نرم پڑنے لگا۔ اس نے امام صاحب سے کہا کہ اگر آپ میرے پیش رو کے ہاتھ نہ لگتے تو میں آپ کو بالکل نہیں چھیڑتا۔ لیکن درباری علماء و مشائخ اسکو غیرت دلاتے رہے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ معتصم اپنے بھائی مامون کے مسلک سے ہٹ گیا ہے۔



سرکاری علماء مشائخ کی بھی مجبوری تھی کہ انکے پیٹ کا ایندھن وہی سرمایہ بنتا تھا، جو اس مسئلے میں حکومت کی حمایت کرنے کے بدلے انکے حصے میں آتا۔ انھیں قرآن و سنت سے بھلا کیا غرض تھی، انکے سامنے صرف ایک مقصد تھا۔ خواہشات کو پروان چڑھانا، دنیا کی لذتوں سے لطف اندوز ہونا، حکومتی عہدوں کے مزے لوٹنا اور سرکاری دربار سے ملنے والے درہم و دینار سے اپنے گھر کی تجوریوں کے منہ بھرتے رہنا۔ انھیں اس بات سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ تاریخ انکے بارے میں کیا کہے گی، آنے والی نسلیں انکو کس طرح یاد کریں گی، اور آخرت میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ کس حال میں کھڑے ہونگے، آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں کے ساتھ یاد دہنوں کے ساتھ؟

آخر تیسرے روز معتمد نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا ”اللہ تم پر رحم کرے میری بات مان لو میں تمہیں آزاد کر دوں گا“۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہی جواب دیا کہ قرآن و سنت سے کوئی دلیل لاؤ۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ اکھاڑ دو

اس پر معتمد سخت غصے میں آگیا اور جلا دو حکم دیا کہ انکے ہاتھ اکھیڑ دو۔ جلا دے دو کوڑے لگائے اور پھر اسکی جگہ تازہ دم جلا دے لے لی۔ اس طرح ہر جلا پوری قوت سے دو کوڑے لگاتا اور پیچھے ہٹ جاتا۔ انیس کوڑوں کے بعد معتمد پھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا ”کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو، بخدا مجھے تمہارا بہت خیال ہے۔“

جو اللہ کو اپنا رب مان لیتے ہیں اور پھر اس پر رحم جاتے ہیں، ایسے اہل عزیمت کے لئے آسمانوں سے رحمت کے فرشتے اترتے ہیں، جو انکے دل کو تسلی دیتے رہتے ہیں اور حق پر ثابت قدم رکھتے ہیں۔ آج بھی اللہ تعالیٰ کی یہ سنت قائم ہے۔ آج بھی دنیا بھر کی جیلیں ایسے ہی اللہ والوں سے بھر دی گئی ہیں جنہوں نے باطل کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا ہے۔ اگر ظالم کے سامنے کوئی نہ کھڑا ہوا کرتا تو ہر ظالم، فاتح بنا کرتا۔ ہر جابر کا میاب و کامران ہو جایا کرتا۔ اور ہر کمزور شکست سے دوچار ہوتا اور اپنا عقیدہ، نظریہ اور نصب العین چھوڑ کر جابر و ظالم کے دین میں داخل ہو جایا کرتا۔

انیس کوڑے کھانے کے باوجود، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عزم و حوصلے میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہی جواب دیا جو پہلے دیتے رہے تھے۔ معتمد نے پھر

کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ اسکے بعد امام صاحب کے ہوش جاتے رہے۔  
ان کوڑوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایسے کوڑے تھے کہ اگر صرف ایک کوڑا ہاتھی کو  
پڑتا تو وہ چیخ مار کر بھاگتا۔

امام صاحب روزے سے تھے کسی نے کہا کہ آپکو جان بچانے کے لئے اس عقیدے کا  
اقرار کر لینے کی گنجائش ہے۔ لیکن انھوں نے اسکی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ لوگوں نے انکو سمجھانا چاہا  
اور اپنے بچاؤ کی حدیثیں سنائیں انھوں نے جواب دیا کہ پھر حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی  
حدیث کا کیا جواب ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ پہلے بعض لوگ ایسے تھے جنکے سر پر آرا رکھ کر چلا  
دیا جاتا تھا، پھر بھی وہ اپنے دین سے نہیں ہٹتے تھے۔

ایک مرتبہ اسی دور آزمائش میں کسی نے پوچھا: حضرت آپکو یہ سب کرتے ہوئے ڈرنہیں  
لگتا۔ فرمایا ڈرے تو وہ جسکے دل میں مرض ہو۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دو سال چار مہینے جیل میں رکھا گیا۔ اور ۳۳ یا ۳۴ کوڑے لگائے  
گئے۔ علامہ سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ دعوت و عزیمت میں لکھتے ہیں:

”امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی بے نظیر ثابت قدمی اور استقامت سے یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے ختم  
ہو گیا، اور مسلمان ایک بڑے دینی خطرے سے محفوظ ہو گئے۔ جن لوگوں نے اس دینی ابتلاء میں  
حکومتِ وقت کا ساتھ دیا اور موقعِ پرستی اور مصلحت شناسی سے کام لیا تھا، وہ لوگوں کی نگاہوں سے  
گر گئے، اور انکا دینی و علمی اعتبار جاتا رہا، اسکے بالمقابل امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی شان دوبالا  
ہو گئی، انکی محبت اہل سنت اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کا شعار اور علامت بن گئی، انکے ایک معاصر  
قتیبہ کا مقولہ ہے: ”اذا رأیت الرجل يحب احمد بن حنبل فاعلم انه صاحب سنة  
(جب تم کسی کو دیکھو کہ اسکو احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے محبت ہے تو سمجھ لو کہ وہ سنت کا متبع ہے۔)  
ایک دوسرے عالم احمد بن ابراہیم الدورقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ”جس کو تم احمد بن حنبل کا  
ذکر برائی سے کرتے سنو اسکے اسلام کو مشکوک نظر سے دیکھو“۔ (تاریخ دعوت و عزیمت حصہ اول ص: ۱۰۰)

امام صاحب ۷۷ سال کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول بروز جمعہ ۲۴ھ مطابق ۸۵۵ء کو اپنے معبود  
حقیقی سے جا ملے۔ انتقال کی خبر ملتے ہی سارا شہر اٹھ آیا۔ کسی کے جنازے پر لوگوں کا ایسا ہجوم اس  
سے پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ نمازِ جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار  
عورتیں بتائی جاتی ہے۔

عزیمت کی اس تاریخ کو وہ سوداگر کبھی نہیں سمجھ سکتے جنکے رگ و ریشے میں ”فائدہ“ سرایت



کر گیا ہے۔ جو دین کی ہر چیز کو بھی دنیاوی نفع و نقصان کی کسوٹی پر پرکھ کر اس کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ انھیں یہ سب ”جذباتیت، عجلت پسندی، حکمت و مصلحت کے خلاف اور کوتاہ اندیشی نظر آئے گی۔“

ماضی ہمارا آئینہ ہے

فتنہ خلقِ قرآن کے مسئلے میں حکومت کا ساتھ دینے والوں کو سرکاری حلقوں میں خوب سراہا گیا ہوگا، انکی ذہانت، صداقت و دیانت اعتدال پسندی اور روشن خیالی کے خوب قصیدے پڑھے گئے ہونگے۔ دربارِ شاہی سے انکے بارے میں، محب وطن، ملک و ملت کے ہمدرد، امن کے پیامبر اور مصلح ہونے کے فرمان جاری کئے گئے ہونگے..... لیکن کیا یہ تمام القاب و اعزازات دنیا کی کسی تاریخ میں موجود ہیں۔ خدا جانے وہ ردی کی ٹوکری بھی کس کوڑے دان کا مقدر بنی ہوگی جس میں ان سرکاری فرامین کو پھینکا گیا ہوگا۔ حکومتِ وقت کی سرپرستی کے باوجود امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سرکاری علماء و مشائخ کو کس طور پر یاد رکھا۔ حکومت کی جانب سے عطا کی گئی عزت کے باوجود، مسلمانوں نے انکو کیا مقام دیا۔ کتنے ہیں جو آج انکے نام سے بھی واقف ہیں۔ جبکہ انکے مقابلے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، جسکو حکومتِ وقت نے، شر پسند، فتنہ پرور اور فسادی کہا تھا، اللہ تعالیٰ نے انکو کیسی عزت بخشی۔ امت نے صدیاں گزرنے کے باوجود بھی انکو اپنے دل کے درپچوں میں عزت سے جگہ دی ہوئی ہے۔ جو بھی نام لیتا ہے ساتھ میں رحمتیں بھیجتا ہے۔

یہی تاریخ کا سبق ہے۔ لیکن تاریخ سے عبرت حاصل کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ ماضی کی تاریخ کو وہ ماضی کی طرح ذہن سے گزار دیتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ انکے حال (Present) میں بھی ویسی ہی تاریخ لکھی جا رہی ہے۔ اسکی وجہ شاید یہ ہو کہ لوگ اپنے دور میں ہونے والے واقعات و حادثات کو اس نظر سے نہیں دیکھتے جس نظر سے تاریخ دیکھتی ہے۔ وہ اسکو بہت محدود دائرے میں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ کوئی جماعت کے دائرے میں رہ کر، کوئی مسلک کے دائرے میں رہ کر، کوئی وطن کے دائرے میں قید ہو کر۔

اسی طرح اپنے دور میں وہ حکومت کے کہنے پر جس کی مخالفت کر رہے ہوتے ہیں، اسکو بھی حکومت کی نظر سے ہی دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کرنے والوں نے انکو بھی، حکومت کے باغی، امیر المؤمنین کی اطاعت نہ کرنے والے، امت میں انتشار پھیلانے والے اور حکمت و مصلحت کو نہ سمجھنے والے کے طور پر دیکھا ہوگا۔

معمر کہ خیر و شر میں حالات و واقعات ایک جیسے ہی ہوتے ہیں، چیلنجز اور تحدیات کے نام الگ اور جدا ہو سکتے ہیں، انکے مقابلے میں کھڑی ہونے والی شخصیات اور انکا میدان کار جدا جدا ہو سکتا ہے لیکن بنیادی مسئلہ ایک ہی ہوتا ہے۔ البتہ لوگ صرف ماضی کے ابطال و شہسواروں کی قدر کرتے ہیں اور حال کو بھول جاتے ہیں۔

اللہ کی رحمتیں ہوں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر اور انکے نقش قدم پر چلنے والوں پر، جو انہی عزیمت کی راہوں پر آبلہ پائی کرتے ہوئے منزل کی جانب رواں دواں ہیں۔ جب تک اس روئے زمین پر حق و باطل کا معرکہ جاری ہے اس وقت تک یہ تاریخ دہرائی جاتی رہے گی۔ باطل جس شکل میں بھی آئے گا حق کی جانب سے کوئی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کھڑا ہو جائے گا۔

فرعون پاکستان پر ویز مشرف نے ہر گمراہی کی سرپرستی کی۔ ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ باطل کھل کر گمراہی پھیلانے اور حق کی صف سے کوئی اسکے خلاف کھڑا نہ ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو معرکہ حق و باطل کی تاریخ ادھوری رہ جاتی۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس تاریخ کو مکمل کرنے کے لئے پرویز مشرف کے مقابلے حق کے امام، شہید ماں باپ کے غازی بیٹے، غازی عبدالرشید شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بھیج دیا تاکہ اہل حق کو کوئی طعنہ نہ دے سکے کہ ماضی کی تاریخ پر فخر کرنے والو تمہارا حال کیا ہے؟

غازی عبدالرشید شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اور جامعہ حفصہ کی طالبات کی قربانی دے کر در حقیقت اس طبقے کی تاریخ کو شرمندہ ہونے سے بچالیا، جنکے مزاج میں ہر باطل کے سامنے کھڑا ہو جانا ہے۔ یا اللہ! بے شمار رحمتیں نازل فرمائے غازی شہید رحمۃ اللہ علیہ پر اور ان غیر مت مند طالبات پر جنہوں نے مردوں کی جانب سے قربانی دیکر دینی غیرت کے معنی کی لاج رکھ لی۔





## شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ

ہو جسکی فقری میں بوئے اسد الہی

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۴۵۷ھ میں گیلان میں ہوئی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد تشریف لائے۔ یہیں دینی علوم حاصل کئے، وقت کے نامور علماء کی صحبت میں رہے۔ ظاہری و باطنی علوم سے فارغ ہونے کے بعد خلق خدا کے روحانی امراض کا علاج شروع کیا۔ کیا عوام کیا حکام حتیٰ کہ بڑے بڑے علماء، آپ کی مجالس میں شریک ہو کر دل کی دنیا کو آباد کرتے۔

حضرت شیخ جیلان رحمۃ اللہ علیہ، تواضع و انکساری کے پیکر تھے۔ غریبوں اور فقراء کے پاس بیٹھتے۔ انکے کپڑوں کو صاف کرتے، جوں نکالتے، اسکے برخلاف کسی مالدار یا راکان سلطنت میں سے کسی کی تعظیم کے لئے کبھی کھڑے نہ ہوتے۔ خلیفہ کی آمد ہوتی تو قصداً گھر میں تشریف لیجاتے۔ جب خلیفہ آکر بیٹھ جاتا تب باہر تشریف لاتے تاکہ اسکے لئے تعظیماً کھڑا نہ ہونا پڑے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کی کثرت پر مؤرخین کا اتفاق ہے۔ اللہ سے خصوصی تعلق، خلق خدا پر شفقت، سخاوت اور مہمان نوازی آپ کی عادات میں گھل گئی تھی۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حق گوئی

جسکے دل اللہ کے لئے خالص ہو گئے ہوں اور آخرت کے وعدوں پر یقین محکم ہو، وہ حاکمان وقت و سلاطین کی ناراضگی کی پروا نہیں کیا کرتے۔ جس دل میں قبر کی تاریکیوں اور تنہائیوں کا خوف ڈیرے ڈالے ہو، انکو زندان کی تاریکیاں اور تنہائیاں کبھی نہیں ڈرا سکتیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی حق کو بیان کرنے میں کسی خوف کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ چنانچہ درباری علماء و مشائخ اور حکمرانوں کی خوشنودی کے لئے فتوے جاری کرنے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

”اے علم و عمل میں خیانت کرنے والو! تم کو ان سے کیا نسبت؟ اے اللہ اور اسکے رسول

کے دشمنو! اے بندگانِ خدا کے ڈاکوؤ! تم کھلے ظلم اور کھلے نفاق میں مبتلا ہو، یہ نفاق کب تک رہے گا۔ اے عالمو! اور اے زاہدو! بادشاہ و سلاطین کے لئے کب تک منافق بنے رہو گے؟ کہ ان سے دنیا کا زوال اور اسکی شہوت و لذت لیتے رہو، تم اور اکثر بادشاہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے مال اور اسکے بندوں کے متعلق ظالم اور خائن بنے ہوئے ہو۔ بار الہی! منافقوں کی شوکت توڑ دے اور انکو ذلیل فرما انکو توبہ کی توفیق دے اور ظالموں کا قلع قمع فرما، اور زمین کو ان سے پاک کر دے، یا انکی اصلاح فرما“ (بحوالہ تاریخ دعوت و عزیمت حصہ اول)

ایک دوسرے موقع پر اسی طبقہ کے ایک فرد کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”تجھے شرم نہیں آتی کہ تیری حرص نے تجھے ظالموں کی خدمت گاری اور حرام خوری پر آمادہ کر دیا۔ تو کب تک حرام کھاتا اور دنیا کے ان ظالم بادشاہوں کا خدمت گار بنا رہے گا؟ جنکی خدمت میں لگا ہوا ہے انکی بادشاہت عنقریب مٹ جائے گی اور تجھے حق تعالیٰ کی خدمت میں آنا پڑے گا جس کی ذات کو کبھی زوال نہیں۔ (ایضاً)

لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر انسانوں سے ہی امیدیں باندھ لی ہیں اور کافروں سے ایسے ڈرتے ہیں جیسے اللہ سے ڈرنا چاہئے بلکہ اس بھی زیادہ۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں فرمایا یہ سب معبودانِ باطلہ ہیں۔

”آج تو اعتماد کر رہا ہے اپنے نفس پر، مخلوق پر، اپنے دیناروں پر، اپنے درہموں پر، اپنی خرید و فروخت پر اور اپنے شہر کے حاکم پر، ہر چیز جس پر کہ تو اعتماد کرے وہ تیرا معبود ہے، اور وہ شخص جس سے تو خوف کرے یا توقع رکھے وہ تیرا معبود ہے اور ہر وہ شخص جس پر نفع و نقصان کے متعلق تیری نظر پڑے اور تو یوں سمجھے کہ حق تعالیٰ ہی اسکے ہاتھوں اس کا جاری کرنے والا ہے، تو وہ تیرا معبود ہے۔“ (حوالہ مذکورہ)

اے بندگانِ خدا! پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں غور کیجئے اور پھر اپنا جائزہ لیجئے کہ ہم نے کتنے معبود بنا رکھے ہیں؟ اللہ کو چھوڑ کر امریکہ اور یہودی عالمی اداروں کو رازق مانتے ہیں، کافروں کے کہنے پر شریعت کے محکم احکامات کو ممنوع قرار دیدیتے ہیں، بستیوں پر بم برس جانے کے خوف سے اپنے مسلمان بھائی بہنوں کو کافروں کو بیچ ڈالتے ہیں... قرآن کی آیات کو چھپا دیتے ہیں کہ اس سے امریکہ ناراض ہو کر ہمارا رزق بند کر دیگا یا ہمیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائیگا، اپنے گھر بچانے کے لئے دوسرے کلمہ گو مسلمانوں کے بچوں، عورتوں اور بوڑھوں پر بمباری کراتے ہیں..... ظلم پر ظلم کہ ان قاتلوں کی مدد کرتے ہیں اور



قاتلوں کے دشمنوں (مجاہدین) کے خلاف اپنی زبانیں اور قلم استعمال کرتے ہیں؟ سوچئے یہ کیسا اسلام ہے؟ یہ کیسا ایمان ہے؟ غور کیجئے! ہم ایمان کی کوئی حد پر کھڑے ہیں؟ کبھی بتوں کی پوجا سے فرصت ملے تو گن کر تو دیکھئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے ساتھ جنکو شریک بنایا ہے، انکی تعداد کہاں تک پہنچی؟ ہر چیز کا معبود الگ بنا رکھا ہے، موت و حیات کا امریکہ، نقد زر و مال کا آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک، رزق کا اقوام متحدہ اور اب پانی کا بھارت..... وطنیت..... قومیت..... لسانیت..... خواہشات کا بت؟ ہزار بت ہیں جماعت کی آستینوں میں



## صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱۳۸ء - ۱۱۹۳ء)

حکمرانوں کے لئے عیش و سرمستی کی زندگی گزارنا، اپنی سلطنت کی بقاء کے لئے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کرنا کونسا مشکل کام رہا ہے۔ قوم کے پیٹ کاٹ کر اپنے خزانوں کے منہ بھرنا دنیا کے طلبگاروں کی عادت رہی ہے۔ عوام کی زندگی کو خزاں رسیدہ کر کے اپنی زندگی میں بہار کے رنگ بھرنا انکا شوق ہوتا ہے۔ اپنی نفسانی خواہشات کو شریعت کا غلاف اوڑھ دینا اور خود غرضی و اناء پرستی کو مقدس آئین کا درجہ دینا انکے لئے آسان کام رہا ہے۔

لیکن اس دین کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کو چنتے ہیں انکی شان اوروں سے نرالی ہی ہوتی ہے، انکی عادات اطوار دوسروں سے ممتاز ہوا کرتی ہیں۔ تاریخ اسلام کے افق پر یہی درخشاں ستارے ہیں، جو اندھیری رات کے مسافروں کو منزل کی جانب رہنمائی فراہم کر رہے ہیں۔ جنھوں نے اپنی جدوجہد، ایثار و قربانی اور خوفِ آخرت کی بدولت ہر دور میں مسلمانوں کی لاج رکھی ہے۔ خود لٹ پٹ کر، جسم و جان لہو لہو کر کے، دلی ناتواں کرچی کرچی کروا کر، امت کی تسکین کا سامان کرتے رہے، مسلمانوں کو خوشیاں دلانے کے لئے تمام دنیا جہاں کا غم اپنے دل میں اتار لیا، کہ اگر یہ غم پہاڑوں پر ڈال دیا جائے تو وہ بھی شدتِ کرب سے کونکہ بن جائیں۔

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ اسلام کا وہ ہیرا ہیں جنکا نام سنتے ہی ایمان والوں کا ایمان جوش مارنے لگتا ہے۔ بیت المقدس کی آزادی عالم اسلام کے بچے بچے کا خواب رہی ہے۔ آپ ہی وہ اللہ کے ولی ہیں جنھوں نے قبلہ اول کو کافروں کے قبضے سے آزاد کرایا۔ پہلی بار اسکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتح کیا گیا۔ اسکے بعد حکمرانوں کی بے جہتتی، اور امت کی جہاد سے دوری کی وجہ سے ۴۹۲ھ مطابق ۱۰۹۹ء میں کافروں نے دوبارہ اس پر قبضہ کر لیا۔ بیت المقدس کا مسلمانوں کے ہاتھ سے چھن جانا عالم اسلام کے لئے بہت بڑا دھچکا تھا۔ اس سے مسلمانوں میں کم ہمتی اور مایوسی پھیل گئی۔

دوسری جانب صلیبی جنگجوؤں کے حوصلے اتنے بلند تھے کہ انھوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ



پر چڑھائی کا ارادہ کر لیا۔ روضۂ اطہر سے متعلق گستاخانہ اور توہین آمیز کلمات اور ارادوں کا اظہار کیا۔ ایسے وقت میں عالم اسلام کو کسی مجاہد کی ضرورت تھی جو میدانِ جہاد میں نکل کر صلیبی سیلاب کے راستے میں بند باندھ سکے۔ ایک ایسا قائد جو عوام الناس کے جذبات کی ترجمانی کرتا ہو، ارض مقدس اور مکہ و مدینہ کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے کا جذبہ رکھتا ہو۔ ایک ایسا مجاہد، جو جہاد کو عبادت سمجھ کر کرے اور اسی کو اپنی زندگی کا حاصل بنالے۔

صلیبیوں کے خلاف جہاد کا آغاز عماد الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ اور اپنے مقبوضات صلیبیوں سے واپس لینا شروع کئے۔ اللہ تعالیٰ نے انکو ۵۴۲ھ میں شہادت کا جام عطا فرمایا۔

انکے بعد انکے بیٹے نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جہاد کو آگے بڑھایا۔ نور الدین زنگی عالم، زاہد و عابد تھے۔ انکے اندر جذبہ جہاد کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ بیت المقدس کی آزادی انکا مشن تھی اور اسکو وہ اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

۵۵۸ھ میں بقیعہ کے معرکے میں عیسائیوں کے اچانک حملہ کر دینے کی وجہ سے شکست ہو گئی تو قسم کھائی کہ جب تک اسلام کا بدلہ نہ لے لوں گا تب تک چھت کے نیچے نہیں آؤں گا۔ چنانچہ بڑے جوش و جذبے کے ساتھ جوابی حملے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ علماء و صلحاء کو بھی حالات لکھ بھیجے جس میں کافروں کے مظالم بیان کئے گئے تھے۔ علماء حق نے رور و کر یہ واقعات مسلمانوں کو سنائے جس سے لوگوں میں جہاد کی لہر دوڑ گئی۔

تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں علماء حق نے مجاہدین کا ساتھ دیا ہے، خود جہاد کے میدانوں میں اللہ کے سپاہی کے طور پر لڑتے رہے ہیں، اور اگر کبھی نہ جاسکے تب بھی انکے دل میدانِ جہاد ہی میں انکے رہتے اور عام مسلمانوں کو مجاہدین کی حمایت و نصرت پر ابھارتے رہتے تھے۔

علماء حق کی ترغیب سے لوگ دیوانہ وار نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کی مدد کو پہنچنے لگے۔ سلطان نے اپنی قسم پوری کی اور عیسائیوں کے متحدہ لشکر کو شکست دی۔ اللہ تعالیٰ نے انکو بڑی فتوحات سے نوازا۔ پچاس سے زیادہ شہر کافروں کے قبضے سے چھڑائے۔ لیکن فتح بیت المقدس کسی اور کے نصیب میں لکھی جا چکی تھی۔ چنانچہ فلسطین کے تمام علاقے صلیبیوں سے پاک کرنے کے بعد ۵۶۹ھ مطابق ۱۱۷۴ء میں منزلِ حقیقی کی جانب محو سفر ہوئے۔

انکے بعد یہ ذمہ داری انکے سپہ سالار سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے کاندھوں پر آ پڑی۔ سلطان کو دیکھنے والے کہتے کہ شاید انکو پیدا ہی اس کام کے لئے کیا گیا ہے کہ اللہ انکے ذریعے دین اسلام کو مضبوط و مستحکم کرے اور بیت المقدس آزاد کرائے۔ سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے بیت المقدس

کی آزادی کو دل کا روگ بنالیا تھا جو انکو کسی پل چمین سے نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔ عیش و آرام، دنیا کی لذتیں، ذاتی خواہشات، سلطان ابوبی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے یہ سب بے معنی ہو کر رہ گئی تھیں۔ جہاد ہی انکا عیش، جہاد ہی انکا آرام تھا۔ یہی خواہش یہی تمنا اور اسی سے مستقبل کی امیدیں قائم تھیں۔

قاضی ابن شداد، جو کہ سلطان صلاح الدین ابوبی رحمۃ اللہ علیہ کے معتمد خاص رہے، لکھتے ہیں: ”جہاد کی محبت اور جہاد کا شوق انکے رگ و ریشہ میں سما گیا تھا، اور انکے قلب و دماغ پر چھا گیا تھا، یہی انکا موضوع گفتگو تھا، اسی کا ساز و سامان تیار کرتے رہتے تھے، اور اسکے اسباب و وسائل پر غور کرتے، اس مطلب کے آدمیوں کی انکو تلاش رہتی، اسی کا ذکر کرنے والے اور اسی کی ترغیب دینے والے کی جانب وہ توجہ کرتے، اسی جہاد فی سبیل اللہ کی خاطر انھوں نے اپنی اولاد، اہل خاندان اور وطن کو خیر باد کہا اور سب کی مفارقت گوارا کی۔ اور ایک خیمے کی زندگی پر قناعت کی، جس کو ہوائیں ہلا سکتی تھیں۔ قسم کھائی جاسکتی ہے کہ جہاد کا سلسلہ شروع کرنے کے بعد انھوں نے ایک پیسہ بھی جہاد و مجاہدین کی امداد و اعانت کے علاوہ کسی مصرف میں خرچ کیا ہو“ (بحوالہ تاریخ دعوت و عزیمت حصہ اول)

دوسری جگہ قاضی شداد لکھتے ہیں: ”میدان جنگ میں انکی کیفیت ایک ایسی غمزہ ماں کی سی ہوتی تھی جس نے اپنے اکلوتے بچے کا داغ اٹھایا ہے اور ایک صف سے دوسری صف تک گھوڑے پر دوڑتے پھرتے اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے، خود ساری فوج میں گشت کرتے اور پکارتے پھرتے ”یا للہ اسلام اسلام کی مدد کرو! آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے۔ (الینا)





## جنگِ حطین..... فیصلہ کن جنگ

مل نہ سکتے تھے جو جنگ میں اڑ جاتے تھے  
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے  
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے  
بتق کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

یہ جنگِ حطین تھی جو ۵۸۳ھ مطابق ۱۱۸۱ء کو ہوئی۔ بیت المقدس کی فتح و شکست کا انحصار اسی جنگ پر تھا۔ چنانچہ صلیبی لشکر اپنا سب کچھ اس جنگ میں جھونک چکا تھا۔ سلطان نے جہاد کی ترغیب دے دے کر مجاہدین میں جوش و ولولہ کا آتش فشاں بھڑکا دیا تھا۔ اللہ کے دوستوں کے بازوؤں میں بجلیاں نہند رہی تھیں، جو کسی بھی لمحے اللہ کے دشمنوں پر گرنے کے لئے بے تاب ہو رہی تھیں۔ ہر مجاہد ہمت و شہادت کے جذبات سے سرشار، اپنے قبلۂ اول کو صلیبیوں کے پنجے سے چھڑانے کا آرزو مند تھا۔ مجاہدین نے یہ جنگ اس طرح لڑی گویا اسکے بعد انکے لئے زندگی بے معنی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ مجاہدین کامیاب ہوئے۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ذلیل و خوار ہوئے۔ بہان والوں کے دل ٹھنڈے ہوئے اور منافقین کے کلیجے پھٹ گئے۔

میدانِ جنگ کا عجیب سماں تھا۔ ایک ایک مجاہد تیس تیس صلیبی فوجیوں کو گرفتار کر کے لیجاتا تھا، جنکو اس نے خود میدانِ جنگ میں گرفتار کیا تھا۔ بڑے بڑے صلیبی کمانڈر گرفتار ہوئے۔ بادشاہ یروشلم ”گائی“ بھی گرفتار ہوا۔

### نظر رکھنے والے کا انجام

مکہ و مدینہ پر برکی پھیلنے کا ارادہ کرنے والا، والی کرک ربیجی نالڈ، آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے ساتھ کچھ قیدی بن کر کھڑا تھا۔ اسکا غرور و تکبر خاک میں مل چکا تھا۔

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ یروشلم کو اپنے پاس بٹھایا۔ اسے پیاسا دیکھ کر، ٹھنڈے پانی کا پیالہ پینے کو دیا۔ بادشاہ نے پانی پی کر ربیجی نالڈ کو دیدیا۔ اس پر سلطان رحمۃ اللہ علیہ ناراض ہو گئے اور بادشاہ گائی کو کہا ”اسکو پانی میں نے نہیں دیا ہے۔ روٹی اور نمک

جسے دیا جاتا ہے وہ محفوظ سمجھا جاتا ہے لیکن یہ شخص میرے انتقام سے نہیں بچ سکتا۔“  
یہ کہہ کر سلطان دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ربیجی نالڈ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا ”سن میں نے تجھے قتل کرنے کی قسم دے کر دمرتہ کھائی تھی۔ ایک مرتبہ تب، جب تو نے مکہ اور مدینہ کے مقدس شہروں پر حملہ کرنا چاہا تھا، دوسری مرتبہ اس وقت جب تو نے دھوکہ دے گا بازی سے حاجیوں کے قافلے پر حملہ کیا تھا، دیکھ میں اب تیری بے ادبی اور توہین کا انتقام لیتا ہوں۔“ یہ کہہ کر سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے تلوار نکالی اور ربیجی نالڈ کو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اپنی قسم پوری کی۔

### فتح بیت المقدس

حطین کی فتح کے چند مہینے بعد اللہ تعالیٰ نے وہ دن بھی مسلمانوں کو دکھایا جب بیت المقدس دوبارہ مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ پہلی مرتبہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق کے دور میں بھی بیت المقدس جہاد ہی کے ذریعے فتح ہوا تھا۔ پھر جب امت جہاد سے غافل ہوئی تو کافروں نے دوبارہ اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ اسکے بعد بیت المقدس نوے (۹۰) سال کافروں کے قبضے میں رہا۔ یہ نوے سال وہ ہیں جب انفرادی طور پر امت مسلمہ میں وقت کے بڑے بڑے محدث، مشہور فقیہ، اولیاء اللہ موجود رہے۔ علمی اور تحقیقی اعتبار سے، تاریخ اسلام کا یہ سنہری دور تھا۔ حجت الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ زنجیری رحمۃ اللہ علیہ، ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ بن عربی، ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ، اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم الشان شخصیات اس دور میں رہی تھیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ کفر و فتنے کا زور توڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قتل کا حکم فرمایا ہے۔ اسی راستے کو اختیار کر کے کفر کا زور ٹوٹ سکتا ہے۔ جس راستے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پسند کیا، اور نبی آخر الزماں اسی راستے کو اپنی امت کے لئے چھوڑ کر گئے، اور فرما گئے کہ اگر تم نے اس راستے کو چھوڑ دیا تو تم پر ذلت مسلط ہو جائے گی، یہ ذلت اس وقت تک مسلط رہے گی جب تک کہ تم پھر اس جہاد کی طرف لوٹ نہیں آتے۔

اب اگر امت جہاد کے راستے کو چھوڑ کر، کسی اور طریقے سے اس ذلت کو ہٹانا چاہے تو کبھی بھی نہیں ہٹا سکتی۔ کیونکہ مسلمانوں کے لئے کامیابی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے احکامات بجالانے میں ہے۔ جس وقت جو حکم ہو وہی کرنا ہے۔ اللہ کی رضا پر سر کو جھکا دینا ہی دین ہے۔ اسکے علاوہ سب شیطان کے دھوکے ہیں خواہ الفاظ کے بہیر پھیر، عقلی دلائل، اور قادیانی طرز کے اعتراضات لوگوں کو کتنے ہی اچھے کیوں نہ لگیں۔ دین وہ ہے جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے



لئے چھوڑ کر گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی عملی زندگی اس پر شاہد ہے۔ اور علماء حق نے اس پر چل کر ہمیں راستہ دکھایا ہے۔ چنانچہ سلطان صلاح الدین ایوبی، رحمۃ اللہ علیہ دین کی اس اٹل حقیقت کو سمجھتے تھے کہ کفر کا زور توڑنے کے لئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے میدانِ بدر میں نکلے پھر وہاں جا کر اللہ سے فتح کی دعائیں کیں۔ سو سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے بیت المقدس کی آزادی کے لئے قتال کو ضروری سمجھا پھر اسکے بعد علماء حق سے دعاؤں کی درخواست کی۔

۲۷ رجب ۵۸۳ھ کو سلطان بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ بیت المقدس میں نوے (۹۰) برس بعد جمعہ کی نماز ہوئی۔ دور دراز کے علاقوں سے علماء اور عوام تکبیر کی صدائیں بلند کرتے ہوئے بیت المقدس کا رخ کر رہے تھے۔

ان لوگوں کی خوشی کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جنکے دلوں میں اسلام کی سر بلندی کی تمنائیں انگڑائیاں لیتی ہیں، جنکی آنکھیں اسلام اور مسلمانوں کو کافروں کی حاکمیت سے آزاد دیکھنے کے لئے ترس رہی ہیں۔ ورنہ وہ لوگ جنھیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ اسلام غالب ہے یا مغلوب، مسلمان حاکم ہیں یا محکوم، انکے لئے یہ سب باتیں بے معنی ہیں۔ انکے لئے صرف دو وقت پیٹ کا بھر لینا ہی زندگی ہے۔ خواہ انکے اوپر ہندو حکمرانی کریں یا یہودی۔

اتحادی افواج اور شیرِ اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ دوسری جانب بیت المقدس کی فتح کی خبر عالم کفر پر بجلی بن کر گری، اس خبر نے انکے اندر انتقام کی آگ بھڑکادی، تمام یورپ مرنے مارنے پر تیار ہو گیا۔ یورپ کے تمام مشہور بادشاہ، شہزادے، سپہ سالار اور جنگجو میدان میں نکل آئے تھے۔ قیصر (Caesar)، فریڈرک (Frederick)، رچرڈ شیر دل (Richard the Lion-Hearted 1157-1199) شاہانِ انگلستان، فرانس، صقلیہ، آسٹریا، ڈیوک اور نائٹ سب اتحادی تھے اور انکے مقابلے میں تنہا سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ اپنے چند حلیفوں کے ساتھ عالم اسلام کی جنگ لڑ رہے تھے۔ پانچ سال مسلسل خونریز جنگیں چلتی رہیں۔ اتحادی افواج بیت المقدس پر قبضہ کرنے کی سر توڑ کوشش کرتی رہیں۔ لیکن اللہ کی مدد کے سہارے سلطان رحمۃ اللہ علیہ انکا مقابلہ کرتے رہے۔ تھک کر چور ہو جانے کے باوجود آرام کا خیال دل میں نہیں آیا۔ اپنی جان بچانے..... اقتدار کے مزے لوٹنے..... اہل خانہ کے ساتھ زندگی کا لطف اٹھانے کی خاطر ایمانی غیرت و حمیت کا سودا نہیں کیا۔ نہ یہ خوف کھایا کہ اگر ان اتحادی افواج کے سامنے نہیں جھکے تو یہ

مسلمانوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گی۔ بلکہ بے خوف ہو کر تمام عالم اسلام کی جانب سے قبلہ اول کے دفاع کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

آج لوگ کسی صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی تمنا کرتے ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ کسی سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین کو بھیج دیں تو اسکی قدر نہیں کرتے۔ بلکہ انھیں وقت کے صلاح الدین ایوبی نظر ہی نہیں آتے..... القدس کی آزادی کے لئے، جو راستہ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا، آج انکے روحانی جانشین اسی راستے پر چل کر القدس تک پہنچنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔

یاد رکھنا چاہئے کہ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ صرف القدس فتح کرنے والے کا نام نہیں۔ یہ ایک جذبہ ہے..... ایک عزم ہے..... ایک تڑپ ہے..... عشق و سرمستی کی وہ انتہا ہے جہاں عقل کو داخلے کی اجازت نہیں..... فتح و شکست کا اس سے کوئی تعلق نہیں..... جو لوگ مجاہدین کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ فتح و شکست کو دیکھ کر کرتے ہیں، وہ عقلیت پسند (Rationalists) ہیں، عشق کی انکو ہوا بھی نہیں لگی اور نہ ہی وہ شریعت کے اسرار و رموز سے واقف ہیں۔

یاد کیجئے! سیدنا حضرت نوح علیہ السلام نو سو سال دعوت دیتے رہے لیکن نتیجہ کیا رہا؟ نعوذ باللہ کیا آپکا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ناکام ہو گئے؟ کیا وہ حق پر نہیں تھے؟

درحقیقت عشق و محبت نفع و نقصان کو دیکھ کر نہیں کی جاتی، انجام سے بے پروا ہو کر صرف حکم بجالایا جاتا ہے۔ حکم اگر اکلوتے بیٹے کی گردن پر چھری پھیر دینے کا ہے تو فوری تعمیل کی جاتی ہے، عقل نہیں دوڑائی جاتی کہ چھری چلے گی یا نہیں؟ گردن کٹے گی یا نہیں؟ لمبی تاریخ ہے..... اسکو اہل دل ہی سمجھ سکتے ہیں جنکے دلوں میں ایمان گھر کر گیا ہے۔

چنانچہ یہ امت ہر دور میں صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے راستے پر چلنے والے پیدا کرتی رہی۔ کبھی سلطان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ (فاتح قسطنطنیہ 1481-1432) کی شکل میں، کبھی اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ (1707-1618) کی شکل میں، کبھی سراج الدولہ رحمۃ اللہ علیہ (1799-1749) کی شکل میں تو کبھی سلطان ٹیپو شہید رحمۃ اللہ علیہ (شہادت ۱۷۹۹ء) کی صورت میں، کبھی سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ (1831-1786) کی شکل میں، کبھی میدان شامی کے شہسواروں کی صورت میں۔ صرف غور و فکر کی کمی ہے۔ ورنہ آج بھی یہ امت بانجھ نہیں ہوئی۔ جہاد افغانستان کی ابتداء سے اب تک مختلف خطوں میں امت کی ماؤں نے کیسے کیسے ہیرے اس دین کے لئے جہاد کے میدانوں میں قربان کر دیئے۔ تاریخ لکھی جائے گی، تب تسلیم



کیا جائے گا۔ کیونکہ لوگ، اپنے دور کی شخصیات کے ناقد رہے واقع ہوئے ہیں۔ وہ صرف ماضی کے صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جانتے ہیں جبکہ انکا حال ان کی نظروں سے اوجھل رہتا ہے۔ ایک سوال یہ بھی ہے کہ اگر اس دور میں سلطان صلاح الدین ابوہریرہ رحمۃ اللہ علیہ آجائیں تو ہم میں سے کتنے انکا ساتھ دیں گے؟ اتحادی افواج کے مقابلے انکا اتحادی کتنے مسلمان بن جائیں گے؟ حکومت وقت کی ناراضگی، سازشیں فتنے اور ذاتی الجھنوں کے ہوتے ہوئے ایسے کتنے دیوانے ہونگے جو سب کچھ چھوڑ کر بیت المقدس فتح کرنے کے لئے کسی ابوہریرہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چلے جائیں گے؟



## امام مہدی

حضرت امام مہدی کا نسب، حلیہ اور بیعت سے متعلق تفصیلی گفتگو ”تیسری جنگِ عظیم اور دجال“ میں گزر چکی ہے۔ کچھ تفصیل ”برمودا ٹکون اور دجال“ میں بیان کی گئی ہے۔ یہاں اس بحث سے متعلق مختصراً چند باتیں عرض کریں گے۔ معتزلی فکر کے حامل لوگ امام مہدی کی آمد کے منکر ہیں۔ تو اتر معنوی کی حد تک پہنچی احادیث کو رد کر کے یہ لوگ صرف اس ہٹ دھرمی پر قائم ہیں کہ مہدی کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ پوری امت کے چودہ سو سالہ مفسرین، محدثین، فقہاء اور علماء ایک طرف، جن سب کا عقیدہ امام مہدی کی آمد کا ہے، اور یہ حضرات ایک طرف کہ ماننے کا نام ہی نہیں لیتے۔ جبکہ اہل سنت والجماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ مہدی آخر الزماں آخری دور میں تشریف لائیں گے۔ کفار اور منافقین سے قتال کر کے روئے زمین پر خلافتِ اسلامیہ قائم کریں گے جو نبوت کے طریقے پر قائم ہوگی۔ ان دشمنانِ اسلام میں وہ نام نہاد مسلمان حکمران طبقہ بھی شامل ہوگا جو اپنے اپنے ملکوں میں اسلامی نظام کے دشمن ہیں۔ اسلامی نظام نافذ ہونے سے انھیں اپنے ہاتھ کٹ جانے، انکی عورتوں کو سنگسار کئے جانے اور انکی اولادوں کو ناحق قتلِ مسلم کے جرم میں پھانسی پے چڑھ جانے کا خطرہ ہے۔

اہل سنت والجماعت میں، حضرت مہدی اور دجال کی آمد کو تسلیم کرنے کے باوجود انکے متعلق لوگوں کی اپنی اپنی آراء ہیں۔ کچھ لوگ اس موضوع کو اہمیت دیتے ہیں اور کچھ اہمیت دینے کے بالکل مخالف ہیں۔ یعنی اگر فتنوں، حضرت مہدی اور دجال کو بالکل بیان نہ کیا جائے تو بعض لوگوں کے نزدیک اچھا ہے۔ لیکن اگر اس موضوع کو بیان کرنا یا لکھنا شروع کریں تو وہ اسکو کچھ اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ ان میں سے کچھ لوگ امام مہدی کے بیان کی اس لئے مخالفت کرتے ہیں کہ اس سے امت میں سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے۔ عملیت پسندی کم ہوتی ہے۔ لوگ خود کچھ کرنے کے بجائے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر، امام مہدی کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اب جو کچھ کریں گے مہدی ہی آ کر کریں گے۔

حضرت مہدی کے تذکرے سے اگر ایسا تاثر ملتا ہے کہ لوگ عمل سے دور ہو جائیں تو یقیناً



ایسے تذکرے سے تذکرہ نہ ہونا بہتر ہے۔ لیکن اگر اس موضوع پر لکھنے والے کا مقصد، امت کو بیدار کرنا، ان میں جذبہ جہاد اور کفار سے ٹکرانے کے حوصلے پیدا کرنا، مایوسی و ناامیدی سے نکال کر امید و یقین کی شمعیں روشن کرنا ہو تو اس کی اس وقت اشد ضرورت ہے۔ اسکی مخالفت کرنا سمجھ سے بالاتر ہے۔ نیز اس دور میں اگر کوئی اس موضوع کو بیان کر رہا ہے تو کوئی نیا کام نہیں کر رہا بلکہ ہر دور میں سلف صالحین اس موضوع پر لکھتے رہے ہیں۔ اور اپنے اپنے وقت کے حساب سے تطبیق بھی دیتے رہے ہیں۔

کانپتا ہے دل ترا اندیشہ طوفان سے کیوں

ایک خطرناک طوفان جس قوم کے دروازے پر دستک دے رہا ہو، پھری ہوئی لہریں اپنے ساتھ سب کچھ بہالے جانے کے لئے موجیں مار رہی ہوں، ایسی قوم اگر احتیاطی تدابیر کرنے کے بجائے، طوفان کے امکان کو ہی رد کرنے لگے، تو انکے انجام کے بارے میں کس کو شک ہو سکتا ہے۔ ایسے وقت میں جب عالم اسلام اور خصوصاً مسلمانان پاکستان انتہائی نازک موڑ پر کھڑے ہوئے ہیں، اگر لوگوں کو ان حالات کی نزاکت سے آگاہ کرنا، جذباتیت اور مبالغہ آرائی ہے تو پھر امت کو جگانے کا مناسب وقت اور طریقہ کیا ہوگا؟ کیا طوفان کے آثار دیکھ کر اسکی آمد کا انکار کر دینے سے طوفان ٹل جائے گا..... یا گھروں کی دہلیز پر پہنچی سونامی کی لہریں، صرف اسلئے واپس پلٹ جائیں گی کہ ہم نے کوئی تیاری نہیں کی تھی..... یا ہم سو رہے تھے؟ ہمیں یہ حقیقت تسلیم کر لینی چاہئے کہ ہم خطرات کا ادراک کر کے ان سے اجتماعی مقابلے کے بجائے، فرداً فرداً مٹ جانے کے عادی ہوتے جا رہے ہیں۔ ہر ایک جانتا ہے کہ اہل حق کے ساتھ کیا ہونے والا ہے لیکن ہم اپنی سستی، کم ہمتی اور کاہلی کو تاویلات کا لباس اوڑھا کر، خواب و خیال کی دنیا میں مگن رہنا چاہتے ہیں۔

کانپتا ہے دل ترا اندیشہ طوفان سے کیوں

ناخدا تو بحر تو کشتی بھی تو ساحل بھی تو

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ فتن، دجال اور حضرت مہدی کے بیان کو اہمیت دی جائے یا نہیں تو اس میں اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موضوع کو بہت اہمیت دی ہے۔ اپنے پیارے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بار بار یاد دہانی کراتے رہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد، تابعین، تبع تابعین، مفسرین، محدثین فقہاء اور ہر دور کے علماء اس موضوع پر تصنیفات لکھتے رہے ہیں۔ یہ ایک طویل فہرست ہے، جسکو کتاب کے آخر میں درج کیا گیا ہے۔

## امام مہدی کے خروج کی چند نشانیاں

عن بن سیرین قال لا يخرج المهدي حتى يقتل من كل تسعة تسعة (رواه نعيم بن حماد في الفتن) قال احمد بن شعبان: ليس فيه باس.

ترجمہ: حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مہدی اس وقت تک نہیں نکلیں گے جب تک ہر نو میں سے سات قتل نہ کر دیئے جائیں۔

عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضى الله عنهما أنه رأى بنياناً على أبي قبيس فقال يا مجاهد اذا رأيت بيوت مكة قد ظهرت على اخاشبها وجرى الماء في طرفها فخذ حذرک (ابن حجر في الفتح وعزاه الفاكهي في كتاب مكة)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انھوں نے جبل ابی قبیس پر عمارت دیکھی تو فرمایا اے مجاہد جب تم دیکھو کہ مکہ کے دونوں پہاڑوں (جبل ابی قبیس اور جبل قعیقان) پر گھر ظاہر ہو گئے ہیں اور پانی اسکے راستوں میں جاری ہو گیا ہے تو ہوشیار ہو جانا۔  
فائدہ..... جبل ابی قبیس صفاء کے اوپر والا پہاڑ ہے۔ جہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کئے تھے۔ اس پہاڑی پر شاہان آل سعود کا محل بنا ہوا ہے۔ جبکہ جبل قعیقان اسکے سامنے والا پہاڑ ہے۔ ایک قول کے مطابق الاشبان سے مراد جبل ابی قبیس اور جبل احمر ہیں۔ (معجم البلدان)

عن يعلى بن عطاء عن ابيه قال كنت آخذاً بلجام دابة عبد الله بن عمرو فقال: اذا رأيت مكة قد بعجت كظائم ورأيت البناء يعلو رؤوس الجبال فاعلم أن الامر قد اظلك (مصنف ابن أبي شيبة)

ترجمہ: حضرت یعلیٰ بن عطاء نے اپنے والد سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا، میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی سواری کی لگام تھامے ہوا تھا، انھوں نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ مکہ میں پانی کی نہریں (پائپ لائن) کھود دی گئی ہیں اور عمارتیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر بلند ہو رہی ہیں تو جان لینا کہ قیامت کا معاملہ قریب آپہنچا۔



فائدہ..... مکہ مکرمہ میں پائپ لائن کے ذریعے ہر جگہ پانی بھی پہنچا دیا گیا ہے۔ اور عمارتیں بھی مکہ مکرمہ کے تمام پہاڑوں پر تعمیر کر دی گئی ہیں۔

امام مہدی کا خروج کہاں سے ہوگا

جیسا کہ صحیح روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مہدی کا ظہور بیت اللہ میں ہوگا۔ یعنی بحیثیت مہدی آخر الزماں، آپ سے بیعت حرم شریف میں کی جائے گی۔ لیکن خروج سے متعلق صحیح احادیث میں صراحت نہیں ہے۔ البتہ سلف صالحین نے بعض احادیث سے یہ مطلب نکالا ہے کہ حضرت مہدی کا خروج (بیت اللہ میں بیعت لئے جانے سے پہلے) بلادِ مشرق میں ہوگا۔ یہ حدیث یقتتل عند کنز کم ثلثة کلهم ابن خلیفة (تمہارے خزانے کے پاس تین گروہ جنگ کریں گے یہ تینوں خلیفہ کے بیٹے ہونگے) والی حدیث ہے۔

چنانچہ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات کی بنیاد پر فرمایا: ویكون ظهوره من بلاد المشرق لا من سرداب سامرا كما يزعمه جهلة الافضة..... یعنی حضرت مہدی کا ظہور بلادِ مشرق سے ہوگا نہ کہ سامرا کی غار سے جیسا جاہل روافض گمان کئے بیٹھے ہیں کہ وہ اس غار میں موجود ہیں۔ یہ آخری زمانے میں انکے نکلنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ انکی ہدیانہ کیفیت اور انتہائی مایوسی ہے۔

اسی صفحہ پر آگے فرماتے ہیں ”ویؤیدہ بناس من اهل المشرق ینصرونہ و یقیمون سلطانہ و یشدون ارکانہ و تكون رأیاتہم سوداء ایضا..... لان رایۃ رسول اللہؐ کانت سوداء یقال لہ العقاب..... والمقصود أن المہدی الممدوح الموعود بوجودہ فی آخر الزمان یكون اصلہ خروجه وظهورہ من ناحیۃ المشرق ویباع لہ عند البیت کما دل علی ذلک نص الاحادیث (النتاہ فی الفتن والملاحم، ج: ۱، ص: ۵۶، ۵۵)

ترجمہ: ”اہلِ مشرق انکی تائید و حمایت کریں گے۔ انکی سلطنت قائم کریں گے اور اسکو مستحکم کریں گے۔ ان (اہلِ مشرق) کے جھنڈے بھی کالے ہونگے..... کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بھی کالا تھا جسکو ”العقاب“ کہا جاتا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ مہدی ممدوح آخر الزماں کا اصلی خروج و ظہور بلادِ مشرق سے ہوگا اور بیعت بیت اللہ میں لی جائے گی۔ نص احادیث اس پر شاہد ہیں۔“ (النتاہ فی الفتن والملاحم)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ نعیم ابن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کئی آثار اپنی ”الفتن“ میں روایت کئے ہیں جن میں امام مہدی کے خراسان اور کوفہ میں موجود ہونے کا ذکر ملتا ہے، لیکن سند کے اعتبار سے یہ کمزور ہیں۔

### امام مہدی کی مدت

امام مہدی کتنا عرصہ حکومت کریں گے۔ اسکے بارے میں صحیح احادیث میں سات سال یا نو سال کی مدت بیان کی گئی ہے۔

**1..... لا تقوم الساعة حتى يملك رجل من اهل بيتي أجلى أقنى يملأ الارض عدلا كما ملئت قبله ظلما يكون سبع سنين** (مسند احمد۔ اسنادہ صحیح علی شرط مسلم دون قوله يكون سبع سنين)

ترجمہ: قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص حکومت نہ کرے۔ (وہ) چوڑی پیشانی والا، کھڑی ناک والا ہوگا۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا۔ جیسے وہ پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ وہ سات سال رہے گا۔

**2..... متدرک حاکم کی روایت کے الفاظ ہیں ”ويعطى المال صحاحا وتكثر الماشية وتعظم الامة يعيش سبعا او ثمانيا یعنی حججا (حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی توثیق کی ہے)**

اس حدیث میں سات یا نو سال امام مہدی کے رہنے کی مدت بیان کی گئی ہے۔

**3..... يكون في امتي المهدي ان قصر فسبع والا فثمان والا فتسع** (رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجاله ثقات۔ مجمع الزوائد)

میری امت میں مہدی ہوگا۔ اگر کم (مدت رہے تو) سات سال ورنہ آٹھ، ورنہ نو سال۔

**4..... ان في امتي المهدي يخرج. يعيش خمسا او سبعا او تسعا** (رواہ الترمذی قال البانی حسن)

بیشک میری امت میں مہدی ہوں گے۔ وہ پانچ سال جنیں گے۔ یا سات یا نو۔

**5..... يكون في امتي المهدي ان قصر فسبع والا فتسع** (ابن ماجہ والحاکم۔ قال البانی حسن)

میری امت میں مہدی ہوں گے۔ اگر کم تو سات سال ورنہ نو سال۔

**6..... يكون اختلاف عند موت خليفة..... ويلقى الاسلام بجرانه الى الارض**



فیعیثون بذلک سبع سنین او قال تسع سنین (رواہ الطبرانی فی الاوسط و رجالہ رجال الصحیح، مجمع الزوائد) مسند ابی یعلیٰ ۲۹۳۰

خليفة کی موت کے وقت اختلاف ہوگا..... اور اسلام روئے زمین پر مضبوط و مستحکم ہو جائے گا۔ چنانچہ لوگ اسی حالت پر سات سال رہیں گے یا نو سال فرمایا۔

### حضرت مہدی کے دوست

محمد ابن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ایک آدمی نے ان سے مہدی کے بارے میں سوال کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ یہی بات پھر اپنے ہاتھ سے ساتھ کا ہندسہ بنایا پھر فرمایا ”وہ آخری زمانے میں نکلیں گے جب آدمی اللہ اللہ کہے گا تو قتل کر دیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ انکے ساتھ ایسے لوگوں کو جمع کر دیں گے جو بادل کے ٹکڑوں کے مانند علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انکے دلوں میں الفت پیدا فرمادینگے۔ وہ کسی کو اجنبی نہیں سمجھیں گے اور نہ کسی پر اترائیں گے۔ ان میں اصحاب بدر کی تعداد کے برابر لوگ شامل ہوں گے۔ نہ ان سے پہلے والے ان پر سبقت لے جائیں گے اور نہ انکے بعد والے انکو پہنچ سکیں گے، اور وہ حضرت طاہر کے ان ساتھیوں کی تعداد میں ہوں گے جنہوں نے انکے ساتھ نہر عبور کی تھی۔“ ابو الطفیل نے کہا ابن حنفیہ نے کہا کیا آپ انکو چاہتے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ (اس کو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے اتفاق کیا ہے۔)

### امام مہدی سے متعلق چند سوالات

امام مہدی اور دجال سے متعلق احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرنے کے بعد قاری کے ذہن میں کچھ سوالات پیدا ہوئے ہیں۔ مثلاً

1..... صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضرت مہدی کے دور میں مسلمان بہت خوشحال ہوں گے۔ وہ لوگوں کو لپ بھر بھر کے مال تقسیم کریں گے۔ جبکہ صحیح حدیث میں یہ بھی موجود ہے کہ دجال کے وقت تمام دنیا کے وسائل دجال کے قبضے میں ہوں گے۔ جو اسکی بات مان لے گا اسکو اپنی جنت عطا کرے گا اور جو اسکی بات نہیں مانے گا اسکو جہنم میں ڈال دیگا۔ اپنے دشمنوں کی کھیتوں، مویشیوں اور اموال کو تباہ کر دیگا۔ بارشیں روک دیگا۔ زمینیں بخر ہو جائیں گی۔ بظاہر ان دونوں باتوں میں تضاد نظر آتا ہے۔

**2**..... جو لوگ امام مہدی کو پہلی بار دیکھ کر پہچان لینگے۔ ظاہری حلیہ دیکھ کر پہچانیں گے۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ یہ لوگ حضرت مہدی سے انکا نام و نسب دریافت کریں گے۔ یہاں اگر ظاہری حلیہ سے مراد حضرت مہدی کا وہ حلیہ ہے جسکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تو ایسا ظاہری حلیہ بہت سے لوگوں کا ہوتا ہے۔ مثلاً ستواں ناک، چوڑی پیشانی وغیرہ۔ جہاں لاکھوں کا مجمع ہو وہاں اس حلیہ کے لوگ کافی سارے ہونگے۔ بعض علماء جنکا تعلق جہاد کے میدانوں سے ہے انکی یہ رائے ہے کہ حضرت مہدی ان (بیعت پر اصرار کرنے والوں) کے ساتھ جہاد کے میدانوں میں رہے ہونگے اور یہ حضرات انکو پرانے مجاہد کے طور پر پہچانتے ہونگے۔ البتہ پہلے انکے مہدی ہونے کا علم کسی کو نہیں ہوگا؟ جب مجاہدین کو سخت حالات پیش آئیں گے اور انکی قیادت پے در پے شہید ہو جائے گی یہاں تک کہ انفس الذکیہ بھی شہادت کا جام نوش فرمائیں گے۔ ایسے وقت میں وہ علماء حق جو جہاد کے میدانوں سے وابستہ ہونگے، اللہ تعالیٰ انکی توجہ انکے ایک پرانے ساتھی کی جانب مبذول کر دیں گے کہ اب انکو امیر بناؤ۔ پہلے پہل حضرت مہدی اپنے ہاشمی ہونے کا انکار کریں گے لیکن بعد میں ان علماء یا مجاہدین کو یقین ہو جائے گا کہ یہی مہدی آخر الزماں ہیں۔ چنانچہ انکو بیعت کے لئے تیار کر لیں؟

**جواب 1**..... امام مہدی کے دور میں فراخی اور دجال کے وقت میں تنگی والی احادیث پڑھ کر بظاہر تضاد (Contradiction) لگتا ہے۔ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

صحیح احادیث میں حضرت مہدی کے وقت خوشحالی کا دور سات سال یا آٹھ سال یا نو سال آیا ہے۔ اور اسکے بعد پریشانی کا دور شروع ہو جائے گا۔

مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے جسکا ایک حصہ یہ ہے ”فیکون كذلك سبع سنين او ثمان سنين او تسع سنين ثم لاخير في العيش بعده (مسند احمد)

طبرانی کی روایت ہے وبقسم الاموال ويلقى الاسلام بجرانه الى الارض فيعيشون بذلك سبع سنين امام مہدی اموال تقسیم کریں گے اور اسلام مضبوط و مستحکم ہو جائیگا۔ مسلمان اس حالت میں سات سال رہیں گے۔ (علامہ بی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جالہ رجال الصحیح)

اس خوشحالی کے دور کی ابتداء کب سے ہوگی؟ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی جیش الخف عنہا والی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ سفیانی کو شکست دینے کے بعد اسلام اور مسلمانوں کی خوشحالی کا دور شروع ہو جائے گا۔

عن أم سلمة رضي الله عنه قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول



یکون اختلاف عند موت خلیفۃ فیخرج رجل من بنی ہاشم فیأتی مکة فیستخرجہ الناس من بیتہ وهو کارہ فیبا یعونہ بین الرکن والمقام فیجہز الیہ جیش من الشام حتی اذا کانوا بالبیداء خسف بہم فیأتیہ عصاب العراق وأبدال الشام و ینشأ رجل بالشام وأخوالہ کلب فیجہز الیہ جیشا فیہز مہم اللہ فتکون الدائرة علیہم فذلک یوم کلب الخائب من خاب من غنیمۃ کلب فیستفتح الكنوز ویقسم الأموال ویلقی الاسلام بجرانہ الی الأرض فیعیش بذلک سبع سنین أو قال تسع سنین (المجمع الأوسط، ج ۲: ص ۳۵، مسند أبی یعلیٰ: ۶۹۳۰، ابن حبان: ۶۷۵۷، المعجم الکبیر: ۹۳۱، ابن حبان: ۶۷۵۷)

ترجمہ: ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہوگا خاندان بنی ہاشم کا ایک شخص (اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھے خلیفہ نہ بنا دیں) مدینہ سے مکہ چلا جائیگا لوگ (اسے پہچان کر کہ یہی مہدی آخر الزماں ہیں) گھر سے باہر نکال لائیں گے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان انکے نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے ہاتھ پر بیعت خلافت کریں گے۔ (اس کی بیعت خلافت کی خبر سن کر) شام سے ایک لشکر ان سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوگا چنانچہ یہ لشکر جب بیداء میں پہنچے گا تو دھنسا دیا جائیگا۔ اسکے بعد ان کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال حاضر ہوں گے۔ پھر ایک شخص شام سے نکلے گا جسکی نیپال قبیلہ کلب میں ہوگی وہ اپنا لشکر ان (بنی ہاشم کے اس شخص) کے خلاف مقابلے کے لئے روانہ کریگا اللہ تعالیٰ اس لشکر کو شکست دیگا جسکے نتیجے میں ان پر آفت آئیگی۔ یہی ”کلب“ کی جنگ ہے۔ وہ شخص خسارہ میں رہے گا جو ”کلب“ کی غنیمت سے محروم رہا۔ پھر وہ (مہدی) خزانوں کو کھول دینگے اور مال تقسیم کریں گے اور اسلام دنیا میں مستحکم ہو جائے گا وہ اس طرح سات یا نو سال رہیں گے۔ اس روایت کو طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے اور اسکے تمام راوی صحیح ہیں۔ (مجمع الزوائد، ج ۷: ص ۳۱۵)

جبکہ دجال کے دنیا میں رہنے کی مدت چالیس دن ہوگی جو کہ ایک سال دو مہینے اور تقریباً چودہ دن کے برابر ہوں گے۔ دجال کا یہی عرصہ مسلمانوں پر انتہائی آزمائش کا ہوگا۔ نیز دجال کے خروج سے تین سال پہلے سے آزمائشوں کا آغاز ہو جائے گا۔ ان احادیث کی روشنی میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ امام مہدی اپنے ابتدائی دنوں میں ہی بڑی بڑی فتوحات کر لیں گے۔ جسکے بعد مسلمانوں کے لئے خوشحالی کا دور شروع ہو جائے گا۔ یہ دور پانچ سے نو سال تک ہو سکتا ہے۔ پھر اسکے بعد مشکلات کی ابتداء ہوگی۔ مسلمان اور منافق الگ الگ ہونے شروع ہو جائیں گے۔ صحیح حدیث

میں یہی آیا ہے کہ دجال کے آنے سے پہلے مسلمان اور منافقین الگ الگ ہو جائیں گے۔ یصبر الناس فی فسطاطین فسطاط ایمان لا نفاق فیہ فسطاط نفاق لا ایمان فیہ۔

یہاں ایک اور سوال ذہن میں آ سکتا ہے۔ وہ یہ کہ امام مہدی کے دور میں گھمسان کی جنگیں ہوگی یہاں تک کہ وہ جنگ بھی ہوگی جسکو حدیث میں الملحمة الکبریٰ کہا گیا ہے جس میں ۹۹ فیصد مسلمان شہید ہو جائیں گے۔ جنگوں کے ہوتے ہوئے مسلمان کس طرح خوشحال اور پر امن زندگی گزار سکتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح حدیث کے مطابق سفیانی کے لشکر کو شکست دینے کے بعد مسلمانوں کی خوشحالی کا دور شروع ہو جائے گا۔ جبکہ ملحمۃ الکبریٰ دجال کے آنے سے ایک سال پہلے ہوگی۔ اس ملحمۃ الکبریٰ کے علاوہ اس عرصے میں اگر جنگیں ہوں تو وہ امن و امان یا خوشحالی کے منافی نہیں ہیں۔ فاتح تو میں جنگیں لڑنے کے ساتھ ساتھ اپنے علاقوں میں امن و امان اور خوشحالی کو بآسانی برقرار رکھ لیتی ہیں۔ تاریخ میں اسکی بڑی واضح مثال امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں موجود ہے۔ آپ کے دور میں جنگوں پہ جنگیں لڑی جاتی رہیں اسکے ساتھ ساتھ اسلام اور مسلمان مضبوط بھی رہے اور خوشحال بھی۔

ایک سوال یہ ذہن میں آتا ہے کہ یہ جنگ تو سرزمینِ حجاز و شام میں ہوگی۔ چنانچہ اسکے نتیجے میں زیادہ سے زیادہ ارضِ حجاز یا عرب ممالک میں حضرت مہدی اسلامی خلافت قائم کر پائیں گے۔ جبکہ ایران، افغانستان، پاکستان، ہندوستان وغیرہ کی کیا صورت حال ہوگی۔ کیا ان جگہوں کے مسلمان بھی اسلامی خلافت کے سائے میں خوشحالی کی زندگی گزاریں گے؟

اس کا جواب ان احادیث میں ملتا ہے جو ان خطوں کی فتوحات سے متعلق آئی ہیں۔ مثلاً مشرق (خراسان) سے امام مہدی کی حمایت میں اٹھنے والے کالے جھنڈوں والی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ علاقے مجاہدین کے قبضے میں ہونگے۔ رہا ہندوستان تو ہندوستان کی فتح کی بشارت بھی حدیث نبوی میں موجود ہے۔ مجاہدین کا لشکر ہندوستان کو بھی امام مہدی کی خلافت میں لائے گا اور وہاں بھی مسلمان ایسی ہی خوشحالی زندگی گزاریں گے۔

امام مہدی کے بارے میں اگرچہ حدیث میں عرب کے علاقے کی وضاحت آئی ہے۔ لیکن محدثین نے عجم کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ امام مہدی سے متعلق ایک حدیث ہے ”لا تذهب الدنيا حتی یملک العرب رجل من اهل بیتي یواطی اسمہ اسمی“ کی تفسیر میں ”تحفة بالذال“ میں ہے:



”علاء علیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں عجم کو بیان نہیں کیا لیکن اس سے وہ بھی مراد ہیں۔ کیونکہ جب وہ (حضرت مہدی) عرب ممالک پر حکومت کریں گے اور تمام مسلمانوں کا مقصد و نصب العین ایک ہوگا نیز وہ سب متحد بھی ہونگے تو تمام قوموں پر غالب آجائیں گے۔ اس بات کی تائید امام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی کر رہی ہے جس میں یہ ہے کہ وہ (مہدی) مسلمانوں میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نافذ کریں گے اور اسلام روئے زمین پر مستحکم و مضبوط ہو جائے گا۔ وہ سات سال رہیں گے۔“

”ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف عرب کا ذکر اسلئے کیا ہو کہ اس وقت وہ غلبے میں ہوں یا انکے مسلمانوں میں محترم و معزز ہونے کی وجہ سے اس کا ذکر کیا ہو۔ یا اختصار کی وجہ سے صرف عرب کو ذکر کیا جبکہ مراد اس سے عرب و عجم دونوں ہیں۔ لیکن زیادہ واضح بات یہ ہے کہ عرب کا ذکر اسلئے کیا ہے کہ عجم انکی اطاعت کرتے ہیں۔“ (تحفۃ الاحوذی ج: ۶ ص: ۴۰۲)

جواب 2..... دوسرا سوال جو حضرت مہدی کے خراسان یا جہاد کے میدانوں میں ہونے سے متعلق ہے، اسکے بارے میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول اوپر نقل کیا گیا ہے نیز نعیم ابن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے الفتن میں بھی چند آثار نقل کئے ہیں جن سے حضرت مہدی کے جہاد کے میدان میں ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ جہاں تک معاصر مجاہدین علماء کی اس رائے کا تعلق ہے کہ بیعت لینے والے حضرات حضرت مہدی کو بحیثیت پرانے مجاہد کے پہچانتے ہونگے، یہ ان علماء کی رائے ہے۔ اگرچہ اس رائے کی تائید حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی کر رہا ہے۔

اتنی بات ضرور سمجھ میں آتی ہے کہ امام مہدی کو وہی علماء حق تلاش کریں گے جو قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے دین کو دنیا میں غالب کرنے کے نظریے پر ایمان رکھتے ہونگے، یہ علماء حق قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے اللہ کے دشمنوں کو شکست دینے کے خواہشمند ہونگے۔



## امام مہدی کی حمایت میں مشرق سے آنے والے کالے جھنڈے

اس بارے میں متعدد روایات احادیث کی کتابوں میں آئی ہیں۔ جبکہ آثار کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں ضعیف بھی ہیں اور صحیح احادیث بھی موجود ہیں۔ اسکے باوجود بعض لوگ اسکا انکار کرتے ہیں۔ انکا انکار محض لاعلمی، ضد یا کسی تعصب کی بنیاد پر ہے۔ یہی وہ طبقہ جو امام مہدی کا بھی انکار کرتا ہے۔ انکے پاس نہ کوئی علمی دلیل ہے۔ بلکہ اصول احادیث کو ایک طرف رکھ کر یہ بس اس پر بضد ہیں کہ مہدی کے بارے میں تمام احادیث ضعیف ہیں۔

جو لوگ ضد پر آجائیں اور ”میں نہ مانوں“ کی رٹ لگائے رکھیں تو آپ انکو کیسے سمجھا سکتے ہیں؟ انکار کرنے والے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی آمد کا بھی انکار کرتے ہیں۔ نیز دجال کی آمد کے منکر بھی اس دور میں موجود ہیں۔

ان کالے جھنڈوں کے بارے میں علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”یہ کالے جھنڈے وہ ہونگے جو حضرت مہدی کے ساتھ ہونگے..... حضرت مہدی کے اپنے جھنڈے بھی کالے ہونگے.... کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بھی کالا تھا۔ جسکو عقاب کہا جاتا تھا۔ اسکو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بن ولید نے مشرقی دمشق میں ”ثنیہ“ نامی مقام پر نصب کیا ہوا تھا۔ اس جگہ کو ابھی تک ثنیہ العقاب کہا جاتا ہے۔ یہ جھنڈا روم و عرب کے کافروں پر عذاب تھا۔“ (النبایہ فی الفتن والملاحم ج: ۱ ص: ۱۷۰)

مشرق سے اٹھنے والے کالے جھنڈوں کے بارے میں مستند روایات

1..... عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یقتل عند کنزکم ثلاثۃ کلہم ابن خلیفۃ ثم لا یصیر الی واحد منهم. ثم تطلع رأیات سود قبل المشرق فیقاتلونکم قتلاً لم یقاتلہ قوم ثم ذکر شیئاً فقال اذا رأیتموہ فبایعوہ ولو حبواً علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المہدی ہذا حدیث صحیح علی



شرط الشيخين وقال الذهبي رحمة الله عليه: على شرط البخاري ومسلم (المستدرک علی الصحيحین للحاکم مع تعلیقات الذهبی فی التلخیص ج: ۴، ص: ۵۱۰)  
ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے خزانے پر تین آدمی جنگ کریں گے۔ تینوں خلیفہ کے بیٹے ہونگے۔ پھر یہ (خزانہ) ان میں سے کسی کے ہاتھ نہیں لگے گا۔ پھر کالے جھنڈے مشرق سے ظاہر ہونگے۔ وہ تم سے ایسے جنگ کریں گے کہ کسی قوم نے ایسی جنگ نہیں کی ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بیان فرمایا۔ پھر فرمایا: جب تم انکو دیکھو تو انکے ہاتھ پر بیعت کر لینا خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔ کیونکہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہونگے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی توثیق کی ہے۔ اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو اپنی سند سے روایت کیا ہے اور کہا ہے ”ہذا اسناد قوی صحیح“ (النهاية في الفتن)

علامہ بصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”ہذا اسناد صحیح رجالہ ثقات“  
علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ”حدیث صحیح المعنی دون قولہ: ”فانہ خلیفۃ اللہ المہدی“۔ واسنادہ حسن۔ (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوئۃ)

2..... عن ابن مسعود رضي الله عنه قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ قال يحيى قوم من ههنا و اشارة بيده نحو المشرق اصحاب رايات سود يسألون الحق فلا يعطونه مرتين او ثلاثا فيقاتلون فينصرون فيعطون ما سألوا فلا يقبلونه حتى يدفعوها الى رجل من اهل بيتي فيملأها عدلا كما ملئوها ظلما فمن ادرك ذلك منكم لياتهم ولو حبوا على الثلج (رواه ابو عمرو الداني)

قال ابو عبد الله محمد حسن محمد حسن الشافعي صحيح. ورواه ابن ماجه، رحمة الله عليه  
ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قوم یہاں سے آئے گی اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا۔ کالے جھنڈوں والے ہونگے۔ حق (امارت) کا سوال کریں گے۔ چنانچہ وہ (عرب کے حکمران) نہیں دیں گے۔ دو مرتبہ یا تین مرتبہ۔ سو وہ قتل کریں گے۔

پس انکی مدد کی جائے گی۔ اسکے بعد وہ (عرب) ان کو امارت دیں گے۔ کالے جھنڈوں والے اب اسکو قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے اک شخص کو امارت دیدیں گے۔ پس وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا جیسا کہ وہ پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ سو تم میں سے جو انکو پالے ضرور انکے ساتھ آجائے خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔ (اسکو ابو عمرو الدانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور محقق ابو عبد اللہ محمد حسن محمد حسن الشافعی نے اسکو صحیح کہا ہے۔)

**3**..... عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذ اقبل فتية من بنی ہاشم فلما راہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اغرو رقت عیناہ وتغیر لونه قال فقلت ما نزال نری فی وجہک شیا نکرہہ فقال ان اہل بیت اختار اللہ لنا الآخرة علی الدنيا وان اہل بیتی سيقلقون بعدی بلاء وتشریدا وتطريدا حتی یأتی قوم من قبل المشرق معهم رأیات سود فیسالون الحق فلا یعطونه فیقاتلون فینصرون فیعطون ما سألوا فلا یقبلونه حتی یدفعوها الی رجل من اہل بیتی فیملؤھا قسطا کما ملؤھا جورا فمن ادرك ذلک منکم فلیأتھم ولو حبوا علی الشلج (اخرجه ابن ابی شیبہ (۳۷۷۷)، نعیم بن حماد فی الفتن، ابن ماجہ (۲۰۸۲)، ابو نعیم (۲۷۷)۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، کہ بنو ہاشم کے کچھ نوجوان آئے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دیکھا تو آپ کی چشم مبارک سرخ ہو گئیں اور چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے دریافت کیا، ہم آپ کے چہرے پر نا پسندیدگی کی آثار دیکھ رہے ہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک ہم اہل بیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مقابلے آخرت کو پسند فرمایا ہے، اور میرے اہل بیت کو میرے بعد تکالیف اور جلا وطنی کا سامنا ہوگا، یہاں تک کہ مشرق کی جانب سے کچھ لوگ آئیں گے، جنکے ساتھ کالے جھنڈے ہونگے، تو وہ حق کا سوال کریں گے۔ وہ (بنو ہاشم) ان (کالے جھنڈے والوں) کو نہیں دیں گے، چنانچہ وہ قتال کریں گے اور انکی مدد کی جائے گی، پھر یہ انکو وہ کچھ دیں گے جسکا انھوں نے سوال کیا تھا لیکن اب وہ اسکو قبول نہیں کریں گے، یہاں تک کہ اس کو وہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو دیدیں گے۔ پس وہ زمین کو عدل سے ایسے بھر دے گا جیسے ظلم سے بھری ہوئی تھی، سو تم میں سے جو ان (کالے جھنڈوں) کو پالے انکے ساتھ ہو جائے خواہ اسکو برف پر گھٹنوں



کے بل چل کر آنا پڑے۔

علامہ بوسیری رحمۃ اللہ علیہ ”زوائد ۱۴۴۱“ میں فرماتے کہ اس سند میں یزید ابن ابی زیاد کوئی مختلف فیہ ہیں۔ لیکن اس میں زیاد ابن ابی زیاد منفرد نہیں ہیں بلکہ اس حدیث کو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں عمرو بن القیس عن الحکم عن ابراہیم کے طریق سے روایت کیا ہے۔ علامہ بوسیری رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک حاکم کی جس روایت کی جانب اشارہ کیا ہے اسکو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے موضوع کہا ہے۔ لیکن شیخ احمد الغماری نے ”ابراز الوہم المکنون“ میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اور انکے بھائی عبد اللہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے جواب میں کہتے ہیں: ”یہ حدیث موضوع نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی ایسے راوی نہیں ہیں جو کذاب یا وضاع ہوں۔ نیز جبکہ اسکے اور طرق بھی موجود ہیں۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اسی طریق سے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے جسکو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے۔ (بحوالہ العرف الوردی فی اخبار المہدی مع تحقیق شیخ ابویعلی البیضاوی)

4..... عن الزهري قال تقبل الرايات السود من المشرق يقو دهم رجال كالبخت المجللة أصحاب شعور أنسابهم القرى وأسمائهم الكنى يفتحون مدينة دمشق ترفع عنهم الرحمة ثلاث ساعات. (رواه نعيم بن حماد في الفتن عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده، ج: ۱، ص: ۲۰۶)

ترجمہ: امام زہری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کالے جھنڈے مشرق سے آئیں گے جنکی قیادت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی جو جھول پہنی خراسانی اونٹنیوں کے مانند ہونگے بالوں والے ہونگے، انکے نسب دیہاتی ہونگے اور انکے نام کنیت (سے مشہور) ہونگے، وہ دمشق شہر کو فتح کریں گے تین گھنٹے رحمت ان سے دور رہے گی۔

نوٹ: اسکو نعيم ابن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده کی سند سے روایت کیا ہے۔

افغانستان کی موجودہ صورت حال

اللہ تعالیٰ نے امریکہ کے مقابلے طالبان کو بڑی کامیابیوں سے نوازا ہے۔ طاقت کے نشے میں چور امریکی بے سرو سامان طالبان ملاؤں کے سامنے اب بے بس نظر آ رہے ہیں۔ نورستان سے سرحدی چوکیاں خالی کر دی گئی ہیں۔

دوسری جانب پاکستان کے ساتھ مل کر امریکہ اس ہاری ہوئی جنگ کو جیتنا چاہتا ہے۔ پاکستان میں موجود امریکی لابی، امریکیوں کو یہ یقین دلانے میں کامیاب ہو چکی ہے کہ پاکستانی فوج نے جس طرح سوات و قبائل میں کامیابی حاصل کی ہے اسی طرح افغانستان میں بھی امریکہ کو یہ جنگ جیت کر دے سکتی ہے۔ چنانچہ ایک طرف پاکستان میں بعض طالبان ذمہ داران کی گرفتاری اور دوسری جانب پاکستانی فوج کے سربراہ کو امریکہ بلا کر انتہائی اعزاز و اکرام سے نوازا، مستقبل کی صورت حال کو واضح کر رہا ہے۔

امریکہ اپنے مسلمان نماد دوستوں کے ساتھ مل کر امیر المؤمنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ کے مقابلے میں کچھ ایسے طالبان کو اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے جو اسلامی امارت کے مشن سے دستبردار ہو کر جمہوری سیٹ اپ میں شامل ہو سکیں۔ اسکے لئے یقیناً بہت محنت ہو رہی ہے۔ لیکن اللہ کی رضا کی خاطر جہاد کرنے والوں کو ایسی باتوں سے ہوشیار تو ضرور رہنا چاہیے البتہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر طالبان قیادت کے اہم کمانڈر جہاد چھوڑ کر امریکی منصوبے پر راضی ہو جاتے ہیں تو کیا جہاد بند ہو جائے گا؟ کیا حق مخصوص ذمہ داران کے ساتھ خاص ہے کہ اگر یہ جہاد کریں گے تو جہاد حق ہے اور جہاد چھوڑ کر جمہوری نظام میں شامل ہو جائیں گے تو جمہوریت حق بن جائے گی؟

ایسا ہرگز نہیں ہے۔ افغانستان میں جو لوگ اسلامی نظام کی واپسی کے لئے لڑ رہے ہیں، وہ اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک فتح نہ مل جائے یا وہ شہادت کا جام پی کر اپنے رب کے پاس پہنچ جائیں۔ اور جو حق کا راستہ چھوڑ کر باطل کے ساتھ جا ملیں گے وہ اللہ کے دین کو نقصان نہیں پہنچا سکتے، بلکہ وہ خود کو ہی نقصان پہنچائیں گے۔ جہاں تک فتح و شکست کا تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے کہ کب اہل حق کو فتح ملے گی۔ لیکن جو بات ہمارے لئے اہم ہے وہ یہ ہے کہ ہم ہر حال میں حق والوں کا ساتھ دیتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ فتح قریب ہے۔

اہلِ عدن (یمن)..... اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے والے

عن بن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
: یخرج من عدن ابین اثنا عشر الف ینصرون اللہ ورسولہ ہم خیر من بینی و بینہم  
(مسند احمد بن حنبل) وقال الہیثمی رواہ ابو یعلیٰ والطبرانی ورجالہما رجال



الصحيح غير منذر الافطس وهو ثقة (مجمع الزوائد) وقال الباني رحمة الله عليه في "السلسلة الصحيحة" صحيح.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عدن ابنین سے بارہ ہزار افراد نکلیں گے جو اللہ اور اس کے رسول کی مدد کریں گے۔ وہ میرے اور ان کے مابین سب میں بہتر ہوں گے۔

نوٹ: علامہ پیشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسکے تمام راوی صحیح ہے البتہ منذر الافطس ثقہ ہیں۔ اور علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے "السلسلة الصحيحة" میں اس کو صحیح کہا ہے۔

فائدہ..... عدن ابنین جنوبی یمن کا ساحلی شہر ہے۔ آج کل عدن (Aden) کے نام سے مشہور ہے۔ اہل یمن کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا بھی کی ہے۔

افغانستان و عراق کے بعد امریکہ یمن میں بھی آپریشن کا آغاز کرنا چاہتا ہے۔ آپ دیکھئے کہ ان جگہوں پر یہودی امریکی فوج کو بھیج رہے ہیں جن کے بارے میں احادیث میں یہ ذکر ہے کہ ان جگہوں سے حضرت مہدی کی حمایت میں مجاہدین آئیں گے۔



## عراق جنگ

عن ابی الزاعراء قال ذكر الدجال عند عبد الله بن مسعود فقال يفترق الناس عند خروجه ثلاث فرق فرقة تتبعه (وفرقة تلحق باهلها منابت الشيخ) وفرقة تأخذ شرط هذا الفرات يقاتلهم ويقاتلونه حتى يقتلون بغربي الشام فيبعثون طليعة فيهم فرس أشقر أو أبلق فيقتلون فلا يرجع منهم أحد هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه. (متدرک علی الصحیحین، ج: ۴، ص: ۶۴۱)

ترجمہ: حضرت ابو زاعراء فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے دجال کا ذکر ہوا تو فرمانے لگے کہ دجال کے وقت لوگ تین جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک جماعت اس کے ساتھ ہو جائے گی، (اور ایک جماعت گھاس اگنے کی جگہ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ شامل ہو جائے گی) اور ایک جماعت اس فرات کے کنارے ڈٹ جائے گی۔ دجال ان سے جنگ کرے گا اور یہ دجال سے جنگ کریں گے۔ (لڑتے لڑتے آگے بڑھتے جائیں گے) یہاں تک کہ مغربی شام میں جنگ کریں گے۔ پھر (ریکی کے لئے) ایک دستہ بھیجیں گے جس میں چتکبرے یا بھورے رنگ کے گھوڑے ہوں گے، یہ (وہاں) جنگ کریں گے۔ چنانچہ ان میں سے کوئی بھی واپس نہیں آئے گا۔

نوٹ: یہ حدیث راقم نے ”تیسری جنگ عظیم اور دجال“ میں نقل کی تھی۔ وہاں متن میں غلطی تھی جسکی وجہ سے ترجمہ بھی غلط کیا گیا تھا۔ اسکو یہاں متن و ترجمے میں قوسین میں درست کیا گیا ہے۔ تمام حضرات اسکو درست فرمائیں۔

امریکی طریقہ کار اور چند عبرتیں

امریکہ جہاں بھی اپنی عسکری مہم کا آغاز کرتا ہے اس سے پہلے اس ملک میں ایسے طبقات کو تلاش کرتا ہے جو اسکے لئے کام کر سکیں۔ عام طور پر وہاں کی اقلیت انکے لئے زیادہ کارآمد اور بعض وجوہات کی بناء پر آسانی سے استعمال کے قابل ہوتی ہے۔ چنانچہ ان طبقات کو بڑے بڑے فنڈ جاری کئے جاتے ہیں اور ان قوتوں کو مضبوط کیا جاتا ہے۔ عراق میں صدام حسین کا تختہ الٹنے کے



لئے عراق کی اقلیت (روافض) کو مضبوط کیا گیا۔ امریکہ نے شیعہ سنی اختلاف کا خوب فائدہ اٹھایا اور اہل تشیع سے کچھ معاہدے کرنے کے بعد انکو مکمل طور پر اپنے لئے استعمال کیا۔ اہل تشیع عراق پر اپنے سیاسی اقتدار کی جنگ میں یہ بالکل بھول گئے کہ وہ امریکہ کا ساتھ دیکر کتنی بڑی غلطی کر رہے ہیں۔ لیکن تاریخی تعصب اور اقتدار کا نشہ انسان کو ایسا اندھا کر دیتا ہے کہ اسے کرسی کے سوا کچھ نظر نہیں آ رہا ہوتا۔

### مجلس اعلیٰ برائے اسلامی انقلاب فی عراق المعروف تنظیم بدر

اسکو آیت اللہ محمد باقر حکیم نے ایران میں قائم کیا تھا۔ محمد باقر حکیم صدام حسین کی فوج میں تھا لیکن ۱۹۸۰ء کی عراق ایران جنگ میں عراق سے بھاگ کر ایران چلا گیا تھا۔ ایران میں محمد باقر حکیم ایرانی انٹیلی جینس ایجنسی کے تعاون سے ٹریننگ کیمپ چلا رہا تھا تاکہ عراق میں روافض کو منظم کیا جاسکے۔ عراق پر امریکی قبضے کے بعد امریکی فوج نے انکو ایک معاہدے کے تحت عراق میں داخل ہونے کی اجازت دیدی تھی۔ امریکہ نے انکو عراقی امن فوج میں ضم کر دیا۔ جہاں یہ حکومت کے اعلیٰ عہدوں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہاں تک کہ انکو وزارت داخلہ بھی مل گئی۔

وزارت داخلہ حاصل کرنے کے بعد انھوں نے ایک تنظیم بنائی جسکا کام سنی علماء کو قتل کرنا، ائمہ، مساجد، ڈاکٹر اور تاجر حضرات وغیرہ کو اغوا کرنا، عقوبت خانوں میں تشدد کر کے مارنا، پھر کسی دور دراز کے علاقے میں لاش پھینک کر چلے جانا۔ پولیس اور دیگر حکومتی شعبوں میں سنیوں کو مجاہدین کا حامی کہہ کر گرفتار کر لیا جاتا۔ ان سابق عراقی فوجی افسروں کو ٹارگٹ کلنگ میں قتل کر دیا جاتا جو عراق ایران جنگ میں پیش پیش رہے تھے۔

### عراق سے سنیوں کا خاتمہ

یہ ایسا کڑوا سچ ہے جو اب ہمیں تسلیم کر ہی لینا چاہئے کہ یہودی اور دیگر اسلام دشمن قوتیں اہل سنت اور اہل تشیع کو الگ الگ حیثیت میں دیکھتی ہیں۔ یوں تو تمام تاریخ اسلام اس پر شاہد ہے لیکن عراق کے اندر جو کچھ امریکیوں نے کرایا اس نے ہر ایک کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ یہ مکمل منصوبہ تھا جسکے تحت عراق کی سنی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کیا جانا تھا۔ امریکہ کو اس میں ایران کی مکمل حمایت حاصل تھی چنانچہ ایران سے آیت اللہ محمد باقر حکیم کو اس مسلح رضا کاروں کے ساتھ عراق بھیجا گیا۔

اس منصوبے کے تحت سنی آبادی پر جہازوں، ہیلی کاپٹروں سے بمباری کر کے بستیوں کو اجاڑ دیا گیا اور بچ جانے والوں کو نقل مکانی پر مجبور کیا گیا۔ بلیک وائر کے ساتھ محمد باقر حکیم کے مسلح

غندوں کے ذریعے سنیوں کے محلوں پر حملے کئے جاتے اور آبادی کی آبادیوں کو اس طرح ملیا میٹ کر دیا جاتا کہ پیچھے رونے والے بھی باقی نہ بچتے۔ بغداد، فلوجہ، تلعفر، موصل، سمار، رمادی، اور بصرہ میں صحافیوں نے ایسا قتل عام دیکھا کہ غیر مسلم بھی اسکو برداشت نہ کر سکے۔ چنانچہ امریکی صحافی اسٹیفن نے روانض کے جرائم سے پردہ اٹھایا۔ اسکا یہ کالم نیویارک ٹائمز میں شائع ہوا۔ اس نے اپنے کالم میں عراق میں تعینات برطانوی اعلیٰ حکام پر الزام عائد کیا کہ انھوں نے شیعہ گروہوں کو عراقی پولیس میں داخل کیا ہے۔ اسکے کالم کے چار دن بعد اسکی لاش سڑک پر پڑی پائی گئی۔

سنیوں کا یہ قتل عام اس قدر بڑے پیمانے پر تھا کہ وہ لوگ بھی چیخ پڑے جو شیعہ سنی اختلاف پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ ہدیہ علماء اسلام کے ترجمان نے اسکو سنیوں کا قتل عام قرار دیا۔ حتیٰ کہ عراقی صدر جلال طالبانی اور کردستان صوبے کے صدر مسعود بارزانی نے اس وقت کے وزیر اعظم ابراہیم جعفری سے مطالبہ کیا کہ عرب سنیوں کے خلاف جرائم کو روکا جائے۔ ابو غریب جیل کے ظلم کی کچھ داستانیں آپ نے سن رکھی ہیں لیکن عراق سنی اگر محمد باقر حکیم کے لوگوں کے ہاتھ گرفتار ہو جاتا تو وہ تنہا کرتا کاش اسے امریکی لیجاتے۔

بلیک واٹر نے مختلف رافضی گروہوں کو کرائے پر لیا اور انکے ذریعے یہ سب کچھ کیا گیا۔ چونکہ انکو سنیوں کے ایک ایک گھر کی معلومات تھیں لہذا انھوں نے منظم انداز میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا۔ ان دشمنان اسلام کی اخلاقی پستی دیکھنے، صرف فلوجہ شہر کے اندر ۱۴۹ سنی خواتین کی عزتیں مسجد میں لاکر تارتار کی گئیں۔ اس کے علاوہ مساجد، مدارس، سنیوں کے بڑے بڑے تجارتی مراکز اور فیکٹریاں سب کچھ تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ جمعے کے دن نمازیوں سے بھری مسجدوں کی چھتیں بارود لگا کر نمازیوں کے اوپر گرا دی گئیں۔ عقوبت خانوں میں بند کر کے انکو ٹوٹے ہوئے شیشوں پر چلایا جاتا، ڈرل مشینوں سے جسموں میں سوراخ کئے جاتے۔

کیا یہ فرقہ وارانہ فسادات تھے

عام طور پر لوگ ایسی لڑائیوں کو فرقہ وارانہ فساد کہہ کر نظر انداز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ عراق میں جو کچھ ہوا یہ فرقہ وارانہ فساد نہیں تھا بلکہ باقاعدہ جنگ تھی جو امریکی پیسے اور اسلحے کے ذریعے عراق کے سنیوں پر مسلط کر دی گئی تھی۔ منظم انداز میں انکا وجود مٹانے کے لئے لشکر کے لشکر سنی آبادیوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔ ایک گروہ جو آپ کو دشمن سمجھتا ہے، مسلح ہو کر آپکا وجود ہی مٹا دینا چاہتا ہے لیکن آپ ہیں کہ بس یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ فرقہ وارانہ فساد کی سازش ہے۔



## بلیک واٹر ان ایکشن

بلیک واٹر کے بارے میں بندہ اپنی کتاب ”برمودا ٹکون اور دجال“ میں بیان کر چکا ہے۔ یہاں اسکے طریقہ کار اور اہداف کے بارے میں بات کرینگے۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ بلیک واٹر ایک نجی فوج ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امریکہ کی مضبوط فوج کے ہوتے ہوئے ایک نجی فوج کی کیوں ضرورت پڑی؟ پھر ریاست کے اندر ریاست قائم کرنے کی اجازت دینی والی قوت کونسی ہے؟ امریکی حکومت نے انکو امریکی فوج سے زیادہ اختیارات کس کے دباؤ میں آ کر دیئے؟ کیا ایرک پرنس ہی اصل مالک ہے یا پس پردہ کوئی خفیہ، لیکن انتہائی طاقتور شخص موجود ہے؟ آپ شاید سوچ رہے ہوں ڈک چینئی؟ ہرگز نہیں۔ ڈک چینئی صرف فرنٹ مین تھا۔ ڈوریں کہیں اور سے ہلائی جا رہی ہیں۔

وہ جو بھی ہو لیکن اتنا واضح ہے کہ اسکے سامنے امریکی قانون، آئین اور پینٹاگون یہ سب کوڑا کرکٹ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ بلیک واٹر کا قیام پہلا تجربہ ہو ایک ایسی فوج کا جو حکومتوں سے آزاد ”ایک فرد“ کی زیر کمان ہو، جو دنیا کے تمام قانون و قاعدوں سے بالاتر ہو کر صرف اپنے گریڈ ماسٹر کے احکامات کی پابند ہو۔

دوسری جانب پاکستان میں بلیک واٹر کو آنے کی اجازت دینا نئے عالمی منظر نامے کو اور واضح کر رہا ہے۔ سیاسی تجزیہ نگار جس تناظر میں عالمی سیاسی صورت حال کو دیکھ رہے ہیں اور تجزیہ کر رہے ہیں وہ شاید سچی ہے۔ اگر ہم تمام معاملات کا گہرائی سے مطالعہ کریں، تو ہر بڑے مسئلے کے پیچھے انتہائی خفیہ ہاتھ نظر آئیں گے۔ مثال کے طور پر عراق پر امریکی حملے کو سچی نظر سے دیکھیں تو ہماری نظر سابق صدر جارج ڈبلیو بش پر جا کر رک جائے گی۔ اس کو مزید گہرائی سے دیکھیں گے تو ہمیں بش کے پیچھے ڈک چینئی جیسی باثر شخصیات کھڑی نظر آئیں گی جنہوں نے اس منصوبے کو تکمیل تک پہنچانے میں بش سے زیادہ کردار ادا کیا۔ بلکہ یوں کہا جائے تو بہتر ہوگا کہ بش کو ایک مہرے کے طور پر استعمال کیا۔ لیکن اس سے زیادہ مزید گہرائی میں جائیں تو ڈک چینئی

کے پیچھے راک فیلرز نظر آئیں گے عراق کے خلاف اصل فتنہ گری انہی کی ہے۔ لیکن جب آپ راک فیلرز، روتھ شیلڈ یا مختصر ایوں کہہ لیجئے تمام سرکردہ یہودی قوتوں کا مطالعہ کریں تو آپ محسوس کریں گے کہ ان سب کے پیچھے ”ایک فرد“ ہے جو ان سب سے طاقتور ہے، اور یہ تمام یہودی قوتیں اسکو اپنا بڑا مان کر چل رہی ہیں، ایسا ایک بار نہیں ہوا بلکہ تاریخ یہودیوں میں ایسا کنی بار ہو چکا ہے۔ خصوصاً یہودیوں کی اپنی صفوں میں، تجارت اور سیاست میں پیدا ہونے والے بحرانوں میں۔

چنانچہ بعض محققین یقین کی حد تک اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ وہ ”خفیہ فرد“ کا نادجال ہے جو پردے کے پیچھے رہ کر ان سب کو چلا رہا ہے۔

یہ خفیہ ہاتھ پاکستان میں کئی مرتبہ حرکت میں آیا ہے۔ خصوصاً پرویز مشرف کے اقتدار پر قبضہ کرنے سے لے کر اب تک۔ آپ دیکھیں گے کہ جب پاکستان کے اندر امریکہ مخالف قوتیں (جو پاکستان کو امریکی جنگ سے باہر نکالنا چاہتی ہیں) کچھ متحرک ہوتی ہیں اور معاملات امریکی اور بھارتی لابی کی پکڑ سے باہر جانے لگتے ہیں تو فوراً کچھ نادیدہ قوتیں درمیان میں آکر سب پہلے جیسا کر دیتی ہیں، اور پھر سب کچھ امریکی مرضی کے مطابق ہونے لگتا ہے۔ ظاہراً مہرے سامنے نظر آتے ہیں، لیکن وہ صرف مہرے ہی ہیں۔

### بلیک واٹر کا طریقہ کار

کسی بھی ملک میں اپنا ہدف متعین کرنے کے بعد بلیک واٹر اس ملک میں اپنے دشمن کے دشمن سے رابطہ کرتی ہے۔ انکو ہر طرح کی امداد دیکر اپنے دشمن کے خلاف انکو منظم کرتی ہے۔ دشمن کے تمام طبقات کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ انکی آبادیاں کہاں کہاں زیادہ ہیں، تجارتی مراکز کہاں واقع ہیں، حکومتی اداروں میں انکے دشمن کن کن جگہوں پر ہیں، یہاں تک کہ گھروں کی معلومات کہ کس گھر میں کتنے افراد ہیں، حفاظت کے کیا انتظامات ہیں، اسلحہ ہے یا نہیں؟

پاکستان میں یہ تمام معلومات بلیک واٹر جمع کر چکے ہیں، جسکا سب سے بڑا ذریعہ مشرف کا قائم کردہ ”نادرا“ ہے۔ اسکے علاوہ بینکوں سے اکاؤنٹ کی تفصیل حاصل کی جا چکی ہیں۔ مثال کے طور پر لاہور کے ایک بڑے بینک میں دن دھاڑے بلیک واٹر آئے اور مرغ نیجر کے تمام عملے کو ایک طرف کھڑے ہو جانے کا حکم دیا، انکے افراد بینک کے کمپیوٹر پر بیٹھے اور تمام ریکارڈ اپنے ساتھ کاپی کر کے لے گئے۔



یہ صرف ایک واقعہ نہیں بلکہ پاکستان بھر میں ایسے واقعات تسلسل سے ہو رہے ہیں۔ اسلام آباد جیسے شہر میں پولیس والوں کو سڑک پر لٹا کر سب کے سامنے مارنا، ناکوں پر کھڑے فوجیوں کو گالیاں دینا، کسی گاڑی کے آگے نکل جانے کی صورت میں اسکو روک کر پٹائی کرنا، جام میں پھنس جانے پر گاڑی سے نکل کر اسلحہ سے عوام کو دہشت زدہ کرنا، بڑے بڑے کنٹینر کراچی سے لاہور اور لاہور سے بذریعہ موٹر وے اسلام آباد بغیر چیک کئے پہنچنا، جدید امریکی اسلحہ پنجاب، کراچی، گلگت اور سرحد کے مختلف شہروں میں اپنے دشمن کے دشمن طبقے کو تقسیم کرنا، وطن عزیز میں روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ لیکن ”کہیں اوپر“ سے حکم یہ آیا ہے کہ اب میڈیا پر کوئی خبر نہیں لگنی چاہئے۔ وزیر داخلہ کا بیان اخبارات کی زینت بنا کہ پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کرانے کے لئے پیہہ اور اسلحہ تقسیم کیا جا چکا ہے۔ یہ تقسیم کرنے والے کون ہیں اور تقسیم کس کو کیا گیا، یہ بتانے کی اجازت نہیں ہے۔

پاکستان میں بلیک واٹر کے اہداف  
انکو ہم درجات میں تقسیم کر سکتے ہیں:

- 1..... وہ علماء جو امریکہ کے خلاف جہاد کی کھلے عام دعوت دیتے ہیں۔
- 2..... پاکستان میں موجود وہ طالبان اور مجاہدین جو براہ راست القاعدہ کے ساتھ منسلک ہیں۔
- یاد رہے کہ بلیک واٹر صرف پشاور شہر میں اب تک ایسے دس سے زیادہ مجاہدین کو گھر پہ چھاپہ مار کر شہید کر چکے ہیں۔
- 3..... وہ مجاہدین جو طالبان سے تعلق رکھتے ہیں اور انکے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔
- 4..... وہ علماء حق جنکا تعلق اس ملتبہ فکر سے ہے جنہوں نے ہر دور میں غیر ملکی حملہ آوروں کے سامنے جھکنے کے بجائے انکے خلاف جہاد کا اعلان کیا۔ جنکا شجرہ نسب شمالی کے مجاہدین سے جا کر ملتا ہے۔ اندیشہ ہے (اللہ کرے اندیشہ غلط ہو) کے اس طبقہ کا قتل عام کیا جائیگا۔ خصوصاً کراچی میں۔
- 5..... فوج اور خفیہ اداروں میں وہ افراد جو طالبان کو ابھی بھی تزویری گہرائی (Stretagic Depth) کے طور پر دیکھتے ہیں۔
- 6..... وہ تاجر جو دینی جذبہ رکھتے ہیں۔

انکے اہداف پڑھ کر پریشان نہ ہوئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دفاع آپ پر فرض کیا ہے، ان اسلام دشمنوں سے لڑنے کی تیاری کیجئے۔ اور پاکستان کے ہر شہر کو ان کا فلوچہ بنا دیجئے۔

## حفاظتی تدابیر

موجودہ حالات اور آئے دن کی ٹارگٹ کلنگ خود آنے والے حالات کی داستان بیان کر رہی ہے۔ خصوصاً کراچی میں رستہ چلتے بچے سے بھی آپ پوچھیں کہ کراچی میں کیا ہونے والا ہے تو وہ بھی آپ کو صاف صاف بتا دیگا۔

جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے  
اگر آپ اپنی عزت، دولت، گھر بار بیوی بچوں، ملک اور سب سے بڑھ کر اپنا دین بچانا چاہتے ہیں تو حملہ آور دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو تیار کر لیجئے۔ اگر آپ اپنے گلی محلوں کو فلوچہ، تلغفر، بغداد اور مادی بنتا نہیں دیکھنا چاہتے تو ابھی سے بیدار ہو جائیے۔ ورنہ یاد رکھیے لکھنے والے کا قلم ان مناظر کو لکھنے سے عاجز آ جائے گا۔ پاکستانی مسلمانوں کے خلاف کفار کی نفرت عراقی مسلمانوں سے زیادہ ہے۔ جی ہاں اہل بوسنیا سے بھی زیادہ۔

باتیں بہت ہیں لیکن یہ وقت عمل کا ہے.... اگر آپ کو اپنے ملک سے پیار ہے..... اپنے دین سے پیار ہے... اپنا کاروبار جو آپ نے دن رات کی محنت کر کے کھڑا کیا ہے..... بیوی بچے جو آپ کا کل سرمایہ حیات ہیں..... ان سب کے دفاع کے لئے آپ کو خود ہی اٹھنا ہوگا۔ ذیل میں چند آسان تجاویز ہیں جو انکے لئے ہیں جو جینا چاہتے ہیں، اور جو خود کشی کا فیصلہ کر چکے انکو کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔ آپ کے تیاری کرنے سے اللہ تعالیٰ اسلام کے دشمنوں پر رعب بھی ڈالیں گے اور آپ کی مدد بھی فرمائیں گے۔ لیکن اگر آپ تیاری نہیں کریں اور خاموشی سے گھروں میں دبکے بیٹھے رہیں گے تو آنے والے حالات ٹل نہیں جائیں گے۔

1..... سب سے پہلے گھر کے تمام مرد حضرات جہادی تربیت حاصل کریں۔ وہ وقت قریب ہے کہ جب لوگ تمنا کریں گے کہ کاش! انکے گھر میں کوئی تربیت یافتہ مجاہد ہوتا۔

2..... جس طرح کا اسلحہ اکٹھا کر سکتے ہیں کر لیں، اور گھر کے تمام افراد مع خواتین کے اسکو چلانا اور کھولنا جوڑنا سیکھ لیں۔

3..... گلی حملہ کی سطح پر لوگوں کو تیار کریں اور کسی بھی حملہ کی صورت میں اجتماعی لائحہ عمل بنائیں۔ ابتداء میں مشکلات ہوں گی لیکن محنت و لگن ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے۔ مشکل حالات میں افراتفری کے بجائے صبر و سکون کے ساتھ حالات سے نمٹا جائے۔

4..... گھر کے تمام افراد کو بھوک پیاس برداشت کرنے کی عادت ڈلوائیں۔

5..... ایسے علاقے میں رہائش نہ رکھیں جہاں دیندار طبقے کے دشمن رہتے ہوں۔ نیز ان علاقوں



میں بھی نہ رہیں جہاں دشمن آپ کے بارے میں معلومات رکھتا ہو۔

6..... گھریلو اخراجات کم کریں اور پیسہ جمع کر کے اسلحہ خریدیں۔

7..... اپنے اوپر کسی بھی حملے کی صورت میں مزاحمت کا عزم کر لیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں پر عذاب طاری کر دیں گے اور آپ کے لئے بچ نکلنے کے راستے آسان فرما دیں گے۔

8..... گھریلو ساز و سامان کم رکھیں، جتنے ہلکے ہو گئے نقل و حرکت اتنی ہی آسان ہوگی۔ اسلحہ ضرور اپنے ساتھ رکھیں۔ دباؤ میں آنے کی صورت میں رہائش تبدیل کر دیں۔

9..... گھر میں غذائی مواد زیادہ تعداد میں جمع کر کے رکھیں۔ خصوصاً بھنے ہوئے چنے، کھجوریں وغیرہ۔

10..... دنیا کی کسی بھی چیز کو اپنی مجبوری نہ بنائیں۔ مثلاً لذیذ کھانے، ایئر کنڈیشنڈ، آرام پسندی وغیرہ۔ صرف اور صرف اپنا دین بچانے کی فکر کریں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے دل کو خالص کر لیں۔ اور انہی کی ذات سے گڑ گڑا کر عافیت و استقامت مانگتے رہیں۔

کیا واقعی ایسا وقت آنے والا ہے

اگر ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں لگن ہوں اور اپنے ارد گرد کے حالات سے بے خبر ہو جائیں، اپنے محلے پڑوس میں لہراتے ہوئے اسلحہ سے آنکھیں بند کر لیں، اور اپنے خلاف زہر اگلنے نعروں سے کان بند کر لیں تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ پھر ہمیں یوں ہی لگے گا کہ یہ سب باتیں مبالغہ آرائی اور لوگوں کو بلا وجہ ڈرانے کے لئے کی جا رہی ہیں۔ یہاں ہر طرف امن و امان ہے کسی کی جان و مال کو کوئی خطرہ نہیں۔ نہ یہاں امریکہ آئے گا نہ بھارت حملے کی جرأت کریگا۔ نہ بلیک وائٹر کو اتنی ہمت ہے کہ وہ پاکستان جیسے ایٹمی ملک میں یہ سب کر سکیں۔ یقیناً ایسے لوگ ہیں جو آج بھی ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ لیکن یہ آخری درجے کی غفلت ہے۔ اور غفلت کا دوسرا نام تباہی ہے۔

عافلوں کا انجام

اس طبقہ کا انجام اگر دیکھنا ہو تو آئیے تاریخ کے صفحات الٹیں:

یہ ساتویں صدی ہجری (تیسری صدی عیسوی) کا بغداد ہے..... خلافت بنو عباسیہ کا دار الخلافہ بغداد..... شہر بغداد، دنیا کے حسین ترین شہروں میں شمار ہوتا ہے..... دنیا اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ شہر کے گلی کوچوں میں موجود ہے..... بازار کی رونقیں ایسی کہ اہل دنیا کے دل اسکی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں..... تفریح گاہیں ہیں کہ لوگوں کا اثر دام ہے..... مدارس و خانقاہیں

شائقین علم سے کچھا کچھ بھری ہوئی..... تمام عالم اسلام کا مرکز بغداد..... دیکھنے والے کہہ سکتے تھے کہ اسکے شباب پر کبھی زوال نہیں آئے گا.....

بغداد کا ہر طبقہ اپنی اپنی دنیا میں مست تھا، حکمران محلات کی دنیا میں مدہوش..... تاجر بازاروں کے اسیر..... اہل علم علمی مشوگافیوں کا شوق پالے، سب سوئے ہوئے سوائے چند کے..... بلکہ خود فریبی کے نشے میں دھت..... خطرات سے آنکھیں بند کئے بچی کھچی گنتی کی سانسیں پوری کر رہے تھے..... اس وقت..... جب خطرات فصول بغداد کے باہر پڑاؤ ڈال چکے تھے..... ہلاکو خان لشکر جرار لے کر بغداد کا محاصرہ کر چکا تھا لیکن عوام و خواص کی حالت جوں کی توں برقرار تھی..... ایسا بھی نہ تھا کہ یہ آفت اچانک آگئی ہو..... بلکہ فطرت کے اصول کے مطابق بہت پہلے سے انکو بیدار کرنے کا سامان ہو چکا تھا..... ان سے پہلے تاتاری لشکر، سلطنت خوارزم کو تہہ بالا کر کے ملیا میٹ کر چکا تھا..... لیکن خواب و خیال کی دنیا میں رہنے والے خوش تھے کہ ہماری باری نہیں آئے گی..... بغداد کی باری کبھی نہیں آئے گی..... انکے نفس نے اس دعوے پر دلیلیں بھی گرھ دی ہوگی..... کہ یہ دار الخلافہ ہے..... یہ عالم اسلام کا مرکز ہے..... یہاں علم کے پہاڑ بستے ہیں..... ہزاروں کی تعداد میں مساجد ہیں..... بڑی بڑی خانقاہیں ہیں۔

لیکن خواب تو خواب ہی تھے سو چکنا چور ہوئے..... تاتاری بغداد کا محاصرہ کر چکے تھے..... اور غافل تھے کہ نہ جاگنے کی قسم کھا بیٹھے تھے.....

۶۵۶ ہجری (۱۲۵۸ء) محرم کا آخری عشرہ، تاتاری بغداد میں داخل ہوئے..... اور ایسا قتل عام کیا کہ مورخ کا قلم اس ظلم کو زیرِ قسطاس لانے کی ہمت نہیں کر پاتا تھا..... چالیس دن تک مسلمانوں کو قتل عام ہوتا رہا، نہ عورتیں بچیں نہ بچے..... نہ بوڑھوں پر ترس کھایا گیا نہ بیماروں پر..... نہ مساجد میں امان ملی نہ خانقاہیں محفوظ رہیں..... صرف یہود و نصاریٰ کو چھوڑا گیا اور رافضیوں کو۔ جس نے وزیر ابن علقمی کے گھر میں پناہ لے لی اسکو امان مل گئی۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”مقتولین کی تعداد کے بارے میں لوگوں کی مختلف آراء ہیں۔ بعض کہتے ہیں آٹھ لاکھ مسلمانوں کو قتل کیا گیا، بعض نے کہا دس لاکھ اور بعض نے انکی تعداد بیس لاکھ بتائی ہے۔ چالیس دن تک تاتاری قتل و غارت گری کرتے رہے، چالیس دن کے بعد بغداد کی حالت ایسی تھی جیسے چھتیس زمین پر آگ لگی ہوں، شہر ویران تھا..... لاشوں کے ٹیلے تھے..... بارش نے شکلوں کو اور خراب کر دیا تھا، جسکی وجہ سے سارا شہر بدبو سے متعفن تھا..... بچے کچھے لوگ متعدی امراض میں مبتلاء ہو گئے..... ہوائیں چلیں تو ملکِ شام تک اس تباہی کے



اثرات لے کر گئیں..... وہاں بھی بیماریاں پھوٹ پڑیں..... وباء پھیلی..... طاعون پھوٹ پڑا..... بڑی تعداد میں لوگوں کی ہلاکتیں ہوئیں“۔ (البدایہ والنہایہ)

یہ وہی بغداد تھا..... رونقیں..... جگمگاہٹیں..... ہنگامے..... رعنائیاں..... جلوتیں اور خلوتیں..... لیکن اب کچھ بھی نہیں بچا تھا۔

بغداد کی تباہی اور وزیر ابن علقمی کا گھناؤنا کردار

ابن علقمی خلیفہ مستعصم باللہ کا وزیر تھا۔ یہ غالی رافضی تھا جسکے دل میں سنیوں کی نفرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے:

”اسکا مقصد اہل سنت والجماعت کی خلافت کو ختم کر کے، فاطمیوں (شیعوں) کی خلافت قائم کرنا تھا، وہ بغداد سے تمام سنیوں کو مٹانے کا خواہشمند تھا، مساجد و مدارس کو تباہ، اور خلیفہ اور اسکے خاندان کو نیست و نابود کرنا چاہتا تھا۔“ (البدایہ والنہایہ)

چنانچہ اس نے ملا نصیر الدین طوسی (متوفی ۶۷۲ھ مطابق ۱۲۷۳ء)، جو کہ ہلاکو خان کا مشیر خاص اور غالی رافضی تھا، کے ذریعے چنگیز خان و ہلاکو سے رابطہ استوار کیا۔ اور بغداد پر حملے کے لئے تاتاریوں کو اکساتا رہا۔ دھیرے دھیرے خلافت کو کمزور کرنے لگا۔ مسلمانوں کی فوج کی تعداد خلیفہ مستعصر (مستعصم کے والد) کے آخری ایام میں دس لاکھ تھی۔ ابن علقمی نے اسکی تعداد کم کرتے کرتے دس ہزار کر دی۔ خلافت کے تمام راز تاتاریوں کو باقاعدگی سے دیتا رہا۔

جب ہلاکو خان نے بغداد کا محاصرہ کیا تو اسنے خلیفہ مستعصم کو ہلاکو کے پاس جانے پر زور ڈالا۔ چنانچہ خلیفہ سات سو سواروں کو ساتھ لیکر ہلاکو کے پاس روانہ ہوا، جن میں بغداد کے بڑے بڑے علماء، فقہاء، وزراء اور معتمدین شہر شامل تھے۔ جبکہ خود ابن علقمی ان سب سے پہلے مع خاندان کے ہلاکو خان کی پناہ میں پہنچ چکا تھا۔

خلیفہ اور ہلاکو میں مذاکرات ہوئے۔ ایک مرحلے پر ہلاکو مان گیا اور بعض شرائط کے ساتھ واپس جانے پر راضی ہو گیا۔ لیکن عین اس وقت ابن علقمی اور نصیر الدین طوسی نے ہلاکو خان کے کان بھرے اور مذاکرات نا کام کر دیئے۔ (آج بھی ابن علقمی کی اولاد یہی کام کر رہی ہے)

خلیفہ وقت گھوڑوں کے سموں تلے

ابن علقمی نے ہلاکو کو مجبور کیا کہ وہ خلیفہ کو قتل کر دے۔ لیکن ہلاکو خان خلیفہ کا خون بہانے سے ڈر رہا تھا۔ اسکا یہ عقیدہ تھا کہ ایسا کرنے سے آسمان سے اس پر آفت نازل ہو جائے گی۔ اسکا حل

ابن علقمی نے یہ بتایا کہ اسکو چٹائی میں پھیٹ کر اسکے اوپر گھوڑے دوڑا دیئے جائیں۔ اس طرح خلیفہ کا خون زمین پر نہیں گرے گا اور ہلاک آسانی آفت سے بچ جائے گا۔

خلیفہ کے ساتھ ان تمام علماء و فقہاء کے بارے میں بھی ابن علقمی نے قتل کا مشورہ دیا جو خلیفہ کے ساتھ آئے تھے۔ اس غدار نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ خلیفہ کے محل سے عورتوں اور بچوں کو پکڑا تا اور ایک ایک کر کے انکو بکریوں کی طرح ذبح کراتا۔ خلیفہ کے تمام رشتہ داروں کو اسی طرح ذبح کیا گیا۔ اسکی خواہش تھی کہ بغداد میں سنیوں کے مدارس کی جگہ شیعہوں کے مدارس قائم ہوں، مساجد کی جگہ امام باڑے ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکو دنیا میں ہی ذلیل کیا اور نامراد مرا۔ یہ تاریخ پڑھ کر، اہل بغداد کی سستی، کوتاہ اندیشی اور خوش فہمی ابھی تک آپ کی سمجھ میں نہیں آئی ہوگی کہ دشمن کو بغداد کے دروازے پر دیکھ کر بھی کیونکر وہ لوگ دشمن سے جہاد کے لئے تیار نہیں ہوئے؟

اسی طرح آپ نے مسلم ہندوستان کی تاریخ کا مطالعہ بھی کیا ہوگا اور شاید آج تک مغل حکمرانوں کو کوسے ہونگے کہ انکی نااہلی نے اتنی بڑی مسلم سلطنت کو آنکھوں دیکھتے انگریزوں کی غلامی میں دیدیا۔ حکمرانوں کے ساتھ ساتھ آپ اس وقت کی مسلم عوام کو بھی سخت سست کہتے ہونگے کہ دشمن کو سر پر آتا دیکھ کر حکمرانوں سے بغاوت کر کے خود دشمن سے مقابلے کو کیوں نہ نکلے؟ آپکو کیسا لگے گا اگر مورخ ان مذکورہ اقوام میں آپ کا بھی اضافہ کر دے۔ اور لکھ دے کہ مسلمانان پاکستان کیسے تھے جنکے سامنے انکا دشمن انکے شہروں پر قبضے کرتا رہا اور وہ سب کچھ آرام سے برداشت کرتے رہے۔ کیسے دانشور اور اہل علم تھے کہ دشمن سے تیاری کے بجائے اپنی فوج کو ان قوتوں کے خلاف لڑنے پر لگا دیا جو انکے دشمن سے ٹکرا رہے تھے۔

آج کے ابن علقمی

آج ایک نہیں کتنے ابن علقمی ہیں جو ابن علقمی کے خواب کو تعبیر دینے کے لئے دن رات ایک کیئے ہوئے ہیں، کتنے نصیر الدین طوسی ہیں جو ہلاکوائے وقت کے مشیر بنے بیٹھے ہیں، راز پہنچنے والے پاکستان کے سیاہ سفید کے مالک ہیں..... پیغامات اور خصوصی پیغامات لیکر خصوصی ایچی، کبھی تہران جاتے ہیں تو کبھی لندن..... نادرا سے ڈیٹا حاصل کر کے نقشوں پر سرخ نشانات لگائے جا رہے ہیں..... دکانوں..... تجارتی مراکز..... فیکٹریوں اور گلی محلوں کی تفصیل تیار ہو چکی ہے..... کہاں دوست ہیں کہاں دشمن..... کہاں پر امن شہری ہیں اور کہاں دہشت گردوں کے ہم



مسک..... گن شپ ہیلی کاپٹر کہاں کے لئے موزوں ہیں اور نئے ایف 16 کہاں کے لئے بہتر رہیں گے.....

رات جب گہری ہونے لگتی ہے اور اندھیرا ہر چیز کو ڈھا پنے لگتا ہے..... خود فریبی کے شکار سراہوں کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تھک ہار کر چور..... اوندھے منہ، غافل پڑے ہوتے ہیں..... ایسے میں آج کے ابنِ علقمی آج کے ہلا کو کو کیا مشورے دیتے ہیں..... کیا راز بیچتے ہیں اور کب آنے کی دعوت دیتے ہیں.....

دیکھئے اگر آنکھیں ہیں..... سنئے اگر سماعت نے ساتھ نہیں چھوڑا..... محسوس کیجئے اگر حواس باقی ہیں..... یہ تقسیم ہوتا اسلحہ..... منتخب وزارتیں..... مخصوص مدت کے لئے کھلنے والے اسلحہ لائسنس..... اداروں میں اتھل پھل..... نظریاتی پاکستانیوں کو دہشت گردوں کا حامی اور ”پرو طالبان“ کہہ کر سائڈ لگا دیا جانا..... اس آگ کی تپش محسوس کیجئے جس نے ابھی صرف بولٹن مارکیٹ کو خاکستر کیا ہے..... یاد کیجئے ان منظم گروہوں کو جو کراچی میں فیکٹریوں کی فیٹریاں اکھاڑ کر لے گئے..... سنئے ان چیخوں کو جو ابھی فردا فردا اٹھتی ہیں اور پھر ٹریفک کے شور میں کہیں گم ہو جاتی ہیں..... بھول گئے تو فوج کو دوبارہ پڑھ لیجئے.....

لیکن یہ سب انکے لئے ہے جنکو اللہ نے آنکھیں دی ہیں جو دیکھتی ہیں..... کان دیئے ہیں جنکی قوتِ سماعت ختم نہیں ہوئی..... اور احساس ہے کہ ابھی مردہ نہیں ہوا..... وہ جانتے ہیں کہ حالات ہمارے بیان سے بھی زیادہ نازک اور خطرناک ہیں۔ نہ اسلحہ کسی سے پوشیدہ ہے نہ اہل حق کے بارے میں تفصیلی معلومات اکٹھا کیا جانا ڈھکی چھپی بات ہے۔ بلیک واٹر کے ساتھ کون ہیں، اور برطانیہ امریکہ کے ساتھ کس کی خفیہ گٹ جوڑ ہے سب کچھ سامنے ہے۔ لیکن آنکھیں موند کر اپنی ہی موجِ مستی میں کھو جائیں تو کچھ بھی نہیں..... یہ سب جذباتی باتیں ہیں..... لوگوں کو ڈرانے کے لئے..... مبالغہ آرائی ہے..... یہاں کچھ نہیں ہونے والا.....

دوست و دشمن کو پہچانیئے

پاکستان کے مقتدر حلقوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ پاکستان کا دفاع وہی طبقہ کر سکتا ہے جسکو آج امریکہ و بھارت کے کہنے پر دشمن اور غدارانِ وطن کی صف میں شمار کیا جانے لگا ہے۔ جہاد افغانستان سے لیکر طالبان تک اور جہاد کشمیر کے آغاز سے لے کر اب تک، کون سا مکتبِ فکر ہے جو اسلام کے نام پر پاکستان کے دفاع کے لئے مسلسل قربانیاں دیتا آ رہا ہے۔ مشرف نے ہر

میدان میں پاکستان کو نقصان پہنچایا ہے، اس فکری میدان میں بھی جہاں اس نے ان طبقات کو اوپر لانے کی کوشش کی ہے جن کا نہ کوئی نظریہ ہے نہ نصب العین۔ جہاں سے پیسہ مل جائے اسی کے نعرے اسی کے حق میں ریلیاں۔

مستقبل قریب بھی اس حقیقت کو آشکارا کر دیگا کہ بھارتی و امریکی یلغار کے سامنے، سرحدو قبائل، آزاد کشمیر و گلگت، سیالکوٹ تا بہاولنگر، بہاولنگر تا کراچی، مسلمانان پاکستان کی حفاظت کے لئے کون اہل و فاقربانی دینگے۔

لیکن عقلمندی یہی ہے اس وقت کے آنے سے پہلے دوست و دشمن کی پہچان کیجئے، اتنا نہ گریئے کہ کل نظریں ملانے کا حوصلہ بھی نہ رہے۔ میڈیا میں موجود بھارتی و یہودی لابی نے اگرچہ لوگوں کو اندھا و بہرہ کر دیا ہے۔ لیکن آپ حقیقت جانتے ہیں کہ بھارت سے پیسہ کس کو مل رہا ہے، را (RAW) اور سی بی آئی کے خفیہ افسران کراچی و لاہور میں کس کے مہمان بنتے ہیں، دبئی و لندن میں کس کے بچوں کی فیسیں اور اہل خانہ کی شاپنگ کے خرچے وہاں موجود بھارتی سفارت خانہ برداشت کرتا ہے، صرف اس بات کے عوض کہ ان عداروں نے اپنی فوج کا رخ بھارت سے موڑ کر پاکستان کے نظریاتی محافظوں کی جانب پھیر دیا ہے، اور بھارت سے دوستی کی پیٹنگیں بڑھانے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

آپ جانتے ہیں جن کو آپ بھارتی ایجنٹ کہہ رہے ہیں، انکے دلوں میں بھارت کی نفرت اس طرح کوٹ کوٹ کر بھری ہے کہ جہاد چھوڑ کر گھر میں بیٹھنا گوارا کر لیں گے، بھوک سے تڑپ تڑپ کا جان دیدیں گے، لیکن پاکستان کے خلاف بھارت سے ہاتھ نہیں ملائیں گے۔ یہ انکے لئے ناممکنات میں سے ہے۔ ممکن ہے بھارتی ایجنسیوں نے ایسی کوششیں کی ہوں، لیکن بھارت کو اس کا عملی جواب افغانستان میں دیدیا جاتا ہے۔ افغانستان میں بھارتی فوج اور اسکے مفادات پر جو ضربیں لگتی ہیں آپ جانتے ہیں کہ یہ وہی دیوانے ہیں جنکی رگ رگ میں بھارت کی نفرت و دشمنی بھری ہوئی ہے۔ بھارت کے لئے یہی ان کا عملی جواب ہوتا ہے۔

یہ سب وہ باتیں ہیں جو ہر باخبر پاکستانی جانتا ہے، لیکن اس اندھے، بہرے اور گونگے فتنے نے سب کو ہپناٹا نز (مسحور) کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب مجاہدین کشمیر کے بارے میں بھی وہی نظریہ بنایا جا رہا ہے جو بھارتی لابی چاہتی ہے۔ دشمن بھارت ہے، فوج کو اس طرف واپس لانا ہوگا۔ بھارت کا ہاتھ ہمارے گلے تک پہنچ چکا ہے، اگر دیر کی تو برہمن کی انگلیاں شہہ رگ پے سخت ہوتی چلی جائیں گی، اور پاکستان میں بھارت کے نمک خوار یہی تاثر دیتے رہیں گے کہ پنڈت جی



ہمارا گلہ نہیں دبا رہے بلکہ سارنگی و گٹھار پے انگلیاں تھر تھرا رہے ہیں تاکہ امن کی فضاؤں میں سریلے گرم اور مدھر موسیقی کی لہریں بکھر جائیں۔

پاکستان میں موجود اس طبقے کی یہ دیرینہ خواہش رہی ہے کہ سرحدی لکیریں حرف غلط کی طرح مٹا کر مسلمانانِ پاکستان کو بھی گنگا جمنی تہذیب میں ایک غوطہ لگوایا جائے تاکہ بھارت کی طرح یہاں کا چپہ چپہ، قریہ قریہ ”بندے ماترم“ کے نعروں سے گونجنے لگے۔

امریکہ و بھارت کی کوشش ہے کہ پاکستانی فوج قبائل میں الجھی رہی جبکہ پاکستان کے لئے ضروری ہے کہ وہ فوج کو قبائل سے نکال کر مشرقی سرحد پر لگائے۔ میڈیا کے شور شرابے کی پروا نہیں کرنی چاہئے۔ میڈیا ہی کی شرانگیزی کی وجہ سے آج پاکستانی فوج قبائل میں الجھی ہوئی ہے۔ میڈیا قبائل میں حالات کو سنگین بنا کر پیش کرتا ہے گویا طالبان تھوڑی دیر میں اسلام آباد پر قبضہ کرنے والے ہیں۔ یہ ہر قیمت پر یہ چاہتے ہیں کہ فوج قبائل میں ہی پھنسی رہے تاکہ بھارت و امریکہ کے لئے پاکستان کو ترنوالہ بنانے میں آسانی رہے۔ کوئی بھی ایسا شخص جو صحیح معنوں میں پاکستان کا ہمدرد ہے وہ اس بات کی حمایت نہیں کرے گا کہ فوج اپنے ہی لوگوں سے الجھی رہے۔ جتنے لوگ اس آپریشن کی حمایت کر رہے ہیں یہ سب وہ ہیں جو کل تک پاک فوج کے وجود تک کو مٹانے کی باتیں کرتے تھے۔ اب انکو اپنی مراد پوری ہوتی نظر آرہی ہے۔ انکے دودیرینہ دشمن، مجاہدین اور فوج ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ ہر دو صورتوں میں انھیں خوشی ہی خوشی مل رہی ہے۔

جہاں تک فوج کی حمایت میں نکالی جانے والی ریلیوں کا تعلق ہے، تو جان لیجئے یہ فوج کی حمایت میں نہیں بلکہ یہ ریلیاں اس خوشی میں ہیں کہ انکے خوابوں کو تعبیر ملی ہے کہ فوج کو اس طبقے کے ساتھ لڑا دیا گیا ہے۔ یہ ریلیاں انکے دلوں میں چھپی اسی خوشی کا اظہار ہیں۔ آپریشن کی حمایت کرنے والے کچھ وہ ہیں جنکو براہِ راست بھارتی لابی بڑے بڑے فنڈ جاری کر رہی ہے۔ امریکہ و برطانیہ کے دورے، اسلام آباد اور دیگر بڑے شہروں میں پلاٹ، ماہانہ وظائف، حکومتی خرچ پز فائیو اسٹار ہوٹلوں میں علماء مشائخ کانفرنسیں، یہ سب ایک ہی آواز بول رہے ہیں جس سے امریکہ خوش ہو جائے اور پاکستان کے وجود پر زخم در زخم لگتے رہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو میڈیا سامنے لا رہا ہے جو امریکہ و بھارت کی خواہش پوری کرنے میں پیش پیش ہیں۔ جبکہ اس طبقے کی آواز کو دبا دیا گیا میڈیا سے ہی انکو غائب کر دیا گیا جو واقعی پاکستان کے ہمدرد ہیں۔

اللہ کے قانونِ فطرت کے راستے میں نہ آئیے۔ اگر شہدا کا رب مجاہدین ہی کے ہاتھوں

بھارت کو فتح کرانے کا فیصلہ فرما چکے ہیں تو آپ انکا راستہ نہیں روک سکتے۔ اگر روکنا ہے تو اسلام آباد کو راجپی میں بیٹھی اس بھارتی لابی کو لگام ڈالنے جس نے پاکستان کو آج اس نہج پر پہنچایا ہے کہ بھارت کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ انہی غداروں کی بدولت قوم پانی کے قطرے قطرے کی محتاج ہوتی جا رہی ہے۔ حالانکہ پانی کا مسئلہ پاکستان کی بقا سے تعلق رکھتا ہے۔ اس بقا کی خاطر ان لوگوں کے لشکر بنائیے جو قبائل میں آپریشن کا مطالبہ کرتے ہیں، انکو مقبوضہ کشمیر بھیجے آپ کو پتہ لگے گا کہ یہ اس ملک کے ساتھ کتنے مخلص ہیں۔

پاکستانی کون ہیں؟

اگر آپ یہ مانتے ہیں کہ پاکستان کلمہ کے نام پر وجود میں آیا تو پھر اس پاکستان کو آپ سرحدوں میں کیوں محدود کرتے ہیں۔ جب پاکستان کلمے کے نام پر وجود میں آیا تو یہ ہر اس مسلمان کا ملک ہے جو کلمے کے لئے جیتا اور کلمے کے لئے مرتا ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں پیدا ہوا ہو۔ ہر وہ مسلمان پاکستانی ہے جسکی زندگی کا مقصد اس کلمے کی سر بلندی کے لئے کلمے کے دشمنوں سے لڑنا ہے۔ خواہ وہ عرب میں پیدا ہوا یا افریقہ میں..... اس نے دہلی میں آنکھیں کھولی ہوں یا سرینگر میں۔ جبکہ وہ غداران ملت کیونکر پاکستانی ہو سکتے ہیں جو مسلمانوں کو برہمن کی غلامی میں دینے کے آرزو مند ہیں..... جو اس کلمے کی بالادستی کے بجائے اس خطے میں ہندو کی بالادستی قبول کر لینے کی دعوت دے رہے ہیں، جو کھلی آنکھوں قوم کو اجتماعی خود کشی کی جانب دھکیل رہے ہیں۔

ہندوستانی مسلمان کس کے ساتھ جہاد کریں گے؟

اب جبکہ دنیا کے مختلف خطوں میں مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد انگڑائیاں لے رہا ہے۔ اپنی کھوئی ہوئی عظمت، رفتہ واپس لانے کے لئے نوجوانوں میں احساس پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ دنیا بھر میں مجاہدین باطل قوتوں کے سامنے سینہ سپر ہوئے ہیں۔ ایسے وقت میں یہ سوال بہت اہم ہے کہ آبادی کے لحاظ سے ایک بڑی تعداد ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کی ہے، آخر کیا وجہ ہے کہ وہ ابھی تک اس انداز میں جہاد میں شریک نہیں ہو سکے جیسا کہ ہونا چاہئے تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انکا سامنا دنیا کی مکار ترین قوم سے ہے جس نے اپنے مکروہ چہرے پر دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کا نقاب اوڑھ رکھا ہے۔ لیکن ہندوستانی مسلمانوں کو وقت کی نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے خود کو جہاد کے لئے تیار کرنا چاہئے۔ غلامی میں رہتے رہتے



کہیں برہمن کی غلامی کا احساس ہی ختم نہ ہو جائے۔

بہت آسان سا سوال اپنے ہندوستانی مسلمان بھائیوں سے کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ہر مسلمان کی طرح آپ بھی امام مہدی کے منتظر ہو گئے، اگر امام مہدی تشریف لے آئیں تو آپ حضرات کیا کریں گے؟ آپ وطن کا ساتھ دیں گے یا اسلام کا؟ امام مہدی کے ساتھ مل کر بھارتی فوج کا مقابلہ کریں گے یا ”حکمت و مصلحت“ کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں گے؟

اگر امام مہدی کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے تو یہ حکم جہاد اس وقت بھی ہے۔ اور فرض عین ہے۔ لہذا آپ کے لئے ضروری ہے کہ ہندوؤں کے خلاف جہاد میں شرکت کریں۔ مسلمانان ہند کو اپنی آنے والی نسلوں کو مسلمان بنائے رکھنے کے لئے ہندوؤں سے آزادی حاصل کرنی ہی ہوگی۔ ورنہ دھیرے دھیرے ہندو کا زہر بچے بچے کی شریانوں میں خون بن کر دوڑ رہا ہوگا۔ اردو زبان سے مسلمانوں کا رشتہ کاٹ دینے کے بعد انکا اپنے ماضی سے کتنا تعلق رہ جائے گا اسکو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ اپنے منہ سے جتنے چاہیں دعوے کرتے رہیں ”آپ کو ہندوستان میں ہر طرح کی مذہبی آزادی حاصل ہے اور آپ کو مساویانہ حقوق دئے گئے ہیں“، لیکن ہندوستان سے باہر آپ کی حالت زار پر دنیا افسوس کرتی ہے۔ آپ کی پسماندگی کے بارے میں چھپنے والی اکثر رپورٹیں پڑھ کر تو یوں لگتا ہے گویا آپ کو شور بنادیا گیا ہے۔

عالم اسلام کروٹ لے چکا ہے، جہاد کے میدان گرم ہیں، نوجوان سچ دھج کے حوروں کی جانب دوڑے چلے جاتے ہیں..... مائیں جوان بیٹوں کو اللہ کے نام پر قربان کر رہی ہیں..... شجاعت و بہادری کی ایسی تاریخ رقم کی جا رہی ہے جس پر امت بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔ دنیا بھر سے مسلمان جہاد میں شریک ہونے کے لئے ارض جہاد ارض افغان کا رخ کئے جا رہے ہیں لیکن آپ کہاں ہیں؟

برہمن کی عیاری نے یادداشت پر شاید ایسا وار کیا ہے کہ اب جامع مسجد دہلی اور لال قلعے کو دیکھ کر بھی اپنی عظمت رفتہ یاد نہیں آتی..... بابر کی مسجد کے بعد اتنی مساجد شہید ہونے کے باوجود بھی سومنات کو توڑنا ہی بھول بیٹھے..... جس قوم کی عورتوں کو آپ نے عزت دی اور عورت کا مقام عطا کیا آج وہی قوم تمہاری عزتوں کو بھرے بازاروں میں نیلام کرتی پھرتی ہے..... تمہاری کمزوری اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ پہلے دنیا سے چھپ چھپا کر یہ ظلم کرتے تھے لیکن اب خود ساری دنیا کو دکھاتے ہیں..... تمہاری بے بسی کی ویڈیو بنا کر عالمی میڈیا کو دیتے ہیں.....

غلامی اتنی بھی کیا کہ آقا نے مسجد کی تعمیر پر پابندی نہیں لگائی لیکن جب چاہا مساجد میں سور پھینک کر چلے گئے..... دوسجدوں کی اجازت میں اتنے گن کہ دارالحرب اور دارالاسلام کے مسائل ہی بھول بیٹھے۔

آج آپ ہندوستان کو دارالحرب نہیں مانتے جبکہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے اس وقت دارالحرب ہونے کا فتویٰ جاری کیا تھا جب ابھی دہلی کی حکومت پر مسلمان بیٹھے ہوئے تھے۔ عدالتی نظام قاضیوں کے ہاتھ میں تھا، بظاہر ہر طرح کی مذہبی آزادی تھی، عیدین، جمعہ اور اذان پر کوئی پابندی نہ تھی۔ جو وجوہات شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت تحریر فرمائیں انکو پڑھیے اور ہندوستان میں ہندوؤں کے مظالم دیکھئے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

”یہاں رؤساء نصاریٰ (عیسائی افسران) کا حکم بلا غدر اور بے دھڑک جاری ہے اور انکا حکم جاری اور نافذ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ملک داری، انتظامی رعیت، خراج، باج، عشر و مالگذاری، اموال تجارت، ڈاکوؤں اور چوروں کے انتظامی معاملات، مقدمات کا تصفیہ جرائم کی سزاؤں وغیرہ (یعنی سول فوج پولیس دیوانی اور فوجداری معاملات کسٹم اور ڈیوٹی وغیرہ) میں یہ لوگ بطور خود حاکم اور مختار کل ہیں۔ ہندوستانیوں (مسلمانوں) کا انکے بارے میں کوئی دخل نہیں۔ بے شک نماز جمعہ، عیدین، اذان اور ذبیحہ گاؤ جیسے اسلام کے چند احکام میں وہ رکاوٹ نہیں ڈالتے لیکن جو چیز ان سب کی جڑ اور حریت کی بنیاد ہے (یعنی حاکمیت اعلیٰ Command and Control) وہ قطعاً بے حقیقت اور پامال ہے۔ چنانچہ بے تکلف مسجدوں کو مسمار کر دیتے ہیں، عوام کی شہری آزادی ختم ہو چکی ہے۔ انتہاء یہ ہے کہ کوئی مسلمان یا ہندو انکے پاسپورٹ اور پرمٹ کے بغیر اس شہر یا اسکے اطراف و جوانب میں نہیں آسکتا۔ عام مسافروں یا تاجروں کو شہر میں آنے جانے کی اجازت دینا بھی ملکی مفاد یا عوام کی شہری آزادی کی بنا پر نہیں بلکہ خود اپنے نفع کی خاطر ہے۔ اسکے بالمقابل خاص خاص ممتاز اور نمایاں حضرات مثلاً شجاع الملک اور ولایتی بیگم انکی اجازت کے بغیر اس ملک میں داخل نہیں ہو سکتے۔ دہلی سے کلکتہ تک انہی کی عملداری ہے۔ بے شک کچھ دائیں بائیں مثلاً حیدر آباد لکھنؤ رامپور میں چونکہ وہاں کے فرما رواؤں نے اطاعت قبول کر لی ہے براہ راست نصاریٰ کے احکامات جاری نہیں ہوتے (مگر اس سے پورے ملک کے دارالحرب ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا) (علماء ہند کا شاندار ماضی)



آج ہندوستان میں علم کس کا چلتا ہے، مسلمانوں کا یا ہندوؤں کا؟ مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو کو اب تک سیکڑوں بار پامال کیا جا چکا ہے۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے عملی اقدامات نے دشمنان اسلام کو آگ بگولہ کر دیا، دودھ میں چھپکلی اٹا کر دودھ پلا دیا گیا جسکے نتیجے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پینائی جاتی رہی اور برص لاحق ہو گیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مح خواتین خانہ کے دہلی بدر کر دیا گیا، عورتوں تک کو سواری پر سوار ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ مرازمظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو صحابہ سے محبت کی پاداش میں گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔

شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دارالحرب کا فتویٰ صرف کاغذی کاروائی نہ تھی بلکہ اس پر عمل درآمد کے لئے مکمل جنگ کا منصوبہ بنائے پاس تھا۔ جو کچھ انکے قلم سے نکلا اس کے لئے بہت تیزی کے ساتھ عملی اقدامات کئے گئے، شہر شہر جا کر لوگوں کو جہاد کے لیے تیار کیا گیا، جو جہاد پر جانے کیلئے تیار ہوئے انکی جہادی تربیت کی گئی، ہجرت کے لئے مسلمانوں کو تیار کیا گیا، جہاد کے مصارف کے لئے مالی انتظامات کئے، دیگر ممالک سے تعلقات نیز باضابطہ جنگ کے آغاز کے لئے صوبہ سرحد کا انتخاب، اور وہاں تک پیچھے مرکز سے رابطے کا انتظام، رسد ملک کی فراہمی غرض وہ تمام اقدامات کئے گئے جو جنگ کرنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ اسکے لئے سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ امیر مجاہدین اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ انکے مشیر خاص متعین ہوئے۔

پھر دنیا نے دیکھا کہ چٹائیوں پر بیٹھنے والے توپ و تفنگ اٹھائے اپنے علم کی لاج رکھنے کے لئے گھربار، بیوی بچوں، بڑے بڑے دینی حلقوں کو خیر باد کہہ کر گھر سے ہزاروں میل دور صوبہ سرحد کے پہاڑوں میں بسیرا کر رہے تھے۔ قرآن و حدیث کا درس چھوڑ کر آج قرآن و حدیث کے احکامات کو بچانے کے لئے یہ سب نکل کھڑے ہوئے تھے، کیا شیخ الحدیث اور کیا شیخ التفسیر کیا قطب اور کیا ابدال سارے کے سارے اللہ کے منشا کو پورا کرنے کی خاطر گردوغبار میں اٹتے، کیچڑ میں لت پت ہوتے، روکھ سوکھے ٹکڑوں پر گزارا کرتے، فاقے برداشت کرتے ملامت کرنے والوں کی ملامت سنتے طعنہ زنوں کی طعنہ زنی سہتے، حکمتِ عملی اور مصلحت پسندی کا درس دینے والوں کو قرآن و حدیث سے جواب دیتے، غداریاں بے وفائیاں گھربار سے دوری سب کچھ

برداشت کرتے ہوئے بالآخر یہ عظیم شخصیات پر مشتمل قافلہ بالاکوٹ میں اپنی آخری چیز بھی رب کائنات کی منشا و رضا کی خاطر قربان کر گیا۔ اور بعد میں آنے والے مفسرین و محدثین، مصلحین و مرشدین کو بتا گیا کہ ولایت، اللہ حق مجاہدہ کے تقاضے پورے کرنے کا نام ہے، انبیاء کہ وراثت وہ علماء ہیں جو شریعت کے تقاضوں پر اپنا سب کچھ قربان کر دیں۔ شعائر اسلام کو بچانا ہی سب سے بڑی دین کی خدمت ہے خواہ اپنا گھر اپنا مدرسہ، اپنا وطن تک اسکے لئے قربان کرنا پڑے، تم میں بہترین عالم وہی ہو سکتا ہے جو قرآن سے سیکھے اور اس پر ڈٹ جائے۔

یہ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت اور اللہ کے ساتھ خصوصی تعلق ہی تھا کہ اس پیشانی نے کفر کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا جو اپنے محبوب حقیقی کے سامنے جھکتی تھی۔ بالاکوٹ میں شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کے وقت ہر بار دہلی سے بالاکوٹ تک کا نقشہ ذہن میں گھومنے لگتا ہے۔ دہلی کی رونقیں، نمازیوں سے کچھا کچھ بھری مساجد، مدارس میں شائقین علم کا ہجوم، اور دوسری جانب بلند و بالا پہاڑوں میں گھرا بالاکوٹ، کہاں دہلی کا شہزادہ اور کہاں ”ست بنالہ“۔ مجھ جیسا پست ہمت اس راز کو کیونکر سمجھ سکتا ہے کہ حدیث نبوی کا درس دیتے شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ درس حدیث چھوڑ کر سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے ہوئے؟

کبھی مزار قاسمی میں قاسم و محمود رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر کھڑے ہو کر سوچئے گا کہ کس قوت سے ٹکڑا کر چلے تھے، جسکی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ اور خود سے یہ بھی سوال کیجئے گا کہ احاطہ موملوسی سے نکلنے ہوئے باب قاسم پر آخری نظر ڈال کر دل میں جذبات کا طوفان لئے نکلنے والا طالب علم باقی ہے یا دنیا کی جگہ گاہٹوں نے انکو بھی ”مستقبل“ کی فکر کرنے والا بنا دیا؟

میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ ہمارے اسلاف زیادہ سمجھدار تھے جو امت کے ہیروں کو اکٹھا کر کے بالاکوٹ میں لا کر شہید کرا بیٹھے، یا ہم جو اپنی جان بچائے پھرتے ہیں؟ میں اپنے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث کو یہ احساس نہیں تھا کہ انگریزوں کے خلاف انکا فتویٰ انکے لئے کس قدر مشکلات کھڑی کر دے گا، کیا انکو اس بات کا اندازہ تھا کہ انکے اس عمل سے ہندوستان بھر کے مدارس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔ پھر آخر کیا ٹرپ تھی جو دہلی کے عظیم علمی کارنامے انجام دینے والے مدارس کو داؤ پر لگا دیا، خود بھی مصیبتوں میں رہے اور مدارس بھی مسمار کرائے؟

مجھ جیسا کم علم جب اسلاف کی تاریخ پڑھتا ہے اور آج کے حالات دیکھتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے وہ کوئی اور تھے ہم کوئی اور ہیں۔ دل کرتا ہے کہ آگے سفر کے بجائے ماضی کی طرف ہی لوٹ



چلیں..... آئیے ماضی ہی پھر سے واپس لائیں کہ وقت بہت مختصر ہے..... بخشیں چھوڑئیے اور..... اٹھیں کہ اٹھنے کا وقت ہے..... مایوس نہ ہوئیے اور خود کو کمزور بھی نہ سمجھئے..... صومالیہ والوں کو دیکھئے..... بھوکے پیٹ..... تھڑکے..... رگوں کا خون بھی دین کے دشمنوں نے پھوڑ لیا تھا لیکن جب اٹھے تو وقت کے فرعون کے گلے میں رسیاں ڈال کر گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرے..... بھارت کچھ بھی نہیں..... اللہ ہی کی طاقت ہے جس سے ڈرنا چاہئے..... یہ خوفِ غلامی ہے اور کچھ بھی نہیں..... ورنہ ایک پولیس والے کی کیا مجال کے ایک تھری ناٹ تھری ہاتھ میں لے کر محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور انگریز رب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کو یوں ہنکا کر لے جائے جیسے انسان نہیں بکریوں کا ریوڑ ہوں..... یہ صرف جہاد سے دوری کا نتیجہ ہے ورنہ بھارتی فوج بھی آپکے سامنے ٹھہر نہیں سکتی..... کشمیر کے اندر دیکھ لیجئے..... مشرف کے غداری کرنے سے پہلے تک..... مجاہدین نے کس بری طرح بھارتی فوج کو شکست دی تھی۔

جلدی کیجئے۔ جہاد کے میدان پر کار رہے ہیں..... قافلے رواں دواں ہیں..... قطب مینار آپکو آپ کی عظمت کی داستان یاد دلا رہی ہے..... لال قلعے پر لہراتا ترنگا دل کو خون خون کرتا ہے..... اور اسکے سامنے پر شکوہ جامع مسجد کیا ان سب کو دیکھ کر بھی لٹا ہوا ماضی واپس لینے کی تمنا نہیں ہوتی..... یہ سب آپکی وراثت ہے..... اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لئے دنیا میں نہیں بھیجا کہ آپ اللہ کے دشمن ہندوؤں کی غلامی میں زندگی گزاریں..... اٹھنے کا وقت ہے اٹھ جائیے..... اگر خود نہیں اٹھیں گے تو اٹھا دیئے جائیں گے۔ تھوڑا وقت ہے۔ جنگوں کے آغاز سے پہلے خود کو جہاد کے لئے تیار کر لیجئے تاکہ باہر سے آپ کے مجاہدین بھائی اور اندر سے آپ غزوہ ہند میں شریک ہو کر جہنم کی آگ سے چھٹکارا پا سکیں..... اور آقائے دو جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح ہندوستان کے بارے میں بشارت میں شریک ہو سکیں۔

پاکستان اور علماء حق

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل

انتہائی حیرت کی بات ہے کہ جب خطرات سانپ کی طرح پھن پھیلائے سامنے کھڑے ہیں، اس نازک وقت میں اہل حق میں حرارت کے آثار نظر نہیں آرہے۔ حالانکہ یہ وہ طبقہ ہے جو خطرات کی بود و دور سے ہی سوگھ لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لیکن فی الوقت خطرات انکے سروں پر برسا شروع ہو چکے ہیں، لیکن کیا وجہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے۔

کبھی دل کرتا ہے کہ ان بندگانِ خدا کے دروں پر جا کر پوچھیں تو سہی کہ پتھروں کو زبان عطا کرنے والوں پر یہ خاموشی سی کیوں طاری ہے؟ بالاکوٹ کے کوہساروں اور شاملی کے میدانوں کو اپنے لبو سے رونق بخش کر، برصغیر میں آزادی کی بہار لانے والے آج خزاں رسیدہ پتوں کی طرح کیوں بکھرے پڑے ہیں؟ ماضی اور حال کا یہ تضاد طالب علموں کے لئے ناقابل فہم ہے؟

ہمیں خود کو قاسم محمود کی کسوٹی پر پرکھنا چاہئے کہ ہمارے اور اسلاف کے منہج اور طریقہ کار میں کتنا فرق آیا ہے؟ یہ فرق صرف فروعی ہے یا بنیادیں ہی بل چکی ہیں؟ صرف طریقہ کار میں اختلاف ہے یا مقاصد و نصب العین ہی تہہ وبالا ہو گئے ہیں؟ نصب العین پر خود کو مٹانے کی سنت جاری ہے یا خود پر نصب العین کو قربان کیا جا رہا ہے، مٹ جانے کا شوق جو ان ہے یا بچ جانے کی تمنا نے دل میں گھر کر لیا ہے؟ آخری حدیث پڑھاتے وقت جو ”خوئے بغاوت“ بطور سند تقسیم کی جاتی تھی، اسکی جگہ کہیں ”حکمت و مصلحت“ نے تو نہیں لے لی؟ شوقِ بالاکوٹ اور تمنائے شاملی دل کو گرماتی ہے یا لندن و واشنگٹن کی سحر انگیزی نے دین کی خدمت کے ”جدید تقاضے“ سکھائیے ہیں؟

اللہ ان گناہگار آنکھوں کو وہ دن نہ دکھائے کہ جب اس مکتب فکر کے رجال کا قتل عام کیا جائے، انکے مساجد و مدارس کی چھتیں انہی پر گرا دی جائیں۔ کاش ایسا نہ ہو اور سب کچھ اچھا ہی چلتا رہے۔ لیکن نہ جانے کیوں پھر اس سیاہ کار کی آنکھوں کے سامنے، درختوں سے لٹکی اس طبقہ کے مراد ان حرکی لاشیں آ جاتی ہیں، جنکو ۱۸۵۷ء کے بعد، دہلی کی جامع مسجد سے دہلی دروازے تک، درختوں پر اس طرح سجا دیا گیا تھا جیسے، شادی بیاہ میں ہر دیوار اور منڈھیر پر چراغ سجا دیئے جاتے ہیں۔ پھر دل کو تسلی دے لیتا ہوں، کہ وہ پرانے دور کی باتیں تھیں۔ یہ جدید دور ہے۔ ”معلومات“ اور ”آگاہی“ کا دور..... ”ایک آنکھ“ (One Eye) کا دور..... جو..... ہر جگہ ہر کسی کو دیکھ رہی ہے..... لہذا انگریزوں جیسا ظلم آج نہیں کیا جاسکتا..... لیکن پھر ”اپنوں“ کے ساتھ کچھ خوفناک ہو جانے کے اندیشہ سے بے چین ہو جاتا ہوں، پھر اس معلومات اور ”کانی آنکھ“ (جو صرف ایک طرف دیکھتی اور دکھاتی ہے) کے دور کا فلوچہ نیندیں اڑا دیتا ہے..... فلوچہ..... مقتل گاہ..... ایک خاص مکتب فکر کی مقتل گاہ..... جس میں خوئے بغاوت ابھی باقی ہے..... اپنے دین..... اپنے ایمان..... اپنے ملک پر کسی کافر کو قابض ہوتا دیکھ کر جنگی خوئے بغاوت پھر سے بھرک اٹھتی ہے..... یہ سب ایک ہیں..... انکے نام، چہرے، علاقے اور زبانیں ضرور جدا جدا ہیں..... لیکن ان سب کی فطرت میں بغاوت ہے..... انکا ردِ عمل ایک جیسا ہوتا ہے..... تہذیب برطانیہ کی صورت میں آئے، یا امریکہ کی شکل میں..... انکا پیشہ ہی بغاوت ہے.....



حالانکہ مسلمان تو اور بھی ہیں..... جو وسیع النظر..... دوسروں کو برداشت کرنے والے..... دور جدید کی حقیقتوں کے سامنے سر جھکا دینے والے..... لیکن اس مکتب فکر کے اندر ”انتہا پسندی“ ہے..... دنیا کی ”مہذب اقوام“ خود چل کر ان کے دروازے پر تہذیب سکھانے آئی ہیں..... یہ ہیں کہ مرنے مارنے پر تیار..... فساد پھیلاتے..... شر پسند..... انکی تاریخ ہی یہی ہے..... جب ایسا کوئی موقع انکو ملتا ہے..... تو ان کے خانقاہ والے..... مدرسوں والے..... کیا امام..... کیا مؤذن..... کیا تاجر کیا مزدور یہ سب ایک جیسے ہو جاتے ہیں..... کوئی خانقاہ سے اٹھ کر، سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور حاجی امداد اللہ بن جاتا ہے..... اور وقت کے محدث مدرسے چھوڑ کر اپنے پیروں کے پیچھے ہولیتے ہیں.....

پاکستان میں اہل حق کے خلاف عراق والا طریقہ کار استعمال کیا جائے گا۔ علماء حق باطل قوتوں کے نشانے پر ہیں۔ لہذا قبل اسکے کہ چن چن کر ٹارگٹ کلنگ میں نشانہ بنتے رہیں..... اٹھنا ہوگا..... قبل اس کے کہ امریکہ پاکستان میں اپنی مرضی کی جنگ مسلط کرے اہل حق کو اس جارحیت کے خلاف اٹھنا ہوگا۔ عوام کو ساتھ لے کر آنے والے حالات سے نمٹنے کے لئے تیاری ناگزیر ہے۔..... غم اور کچھ نہیں..... صرف اتنا سا ہے کہ یہ آنکھیں، آپکے گلی محلوں اور بستیوں کو فلو جب بنتے دیکھنے کی تاب کہاں سے لائیں گی.....

لہذا نفس بار باز باں بندی کی فضیلت سناتا ہے..... کہ جہاں..... لوگ آرام سے سو رہے ہوں وہاں شور شرابا کرنا، سوتوں کو جگانا..... ”بد تہذیبی“ سمجھی جاتی ہے..... لوگ اس کو اچھا نہیں سمجھتے..... لیکن دل پھر دل ہے، ڈرتا ہے کہیں اپنوں کے ساتھ وہ کچھ نہ ہو جائے جو علماء عراق کے ساتھ ہوا..... آنکھوں کے سامنے پھر وہی منظر گھوم جاتے ہیں..... سرزمین دجلہ و فرات کے مناظر..... اذان کی آوازوں سے گونجتے مینارے، اذان دینے والوں پر گرا دیئے گئے..... سجدے میں پڑے سبحان ربی الاعلیٰ کہتے نمازیوں پر مسجدوں کی چھتیں گرا دی گئیں..... باحیاء عرب بیٹیاں اور بہنیں موت کی تمنا کر کے جنیں یا..... وامعتصما..... یا کسی محمد بن قاسم کے انتظار میں..... پورے محلے کا محاصرہ کر کے تمام عورتوں کو اٹھا کر لے جاتے..... سفید ریش بوڑھوں کو داڑھیاں پکڑ کر سڑکوں پر گھیٹتے..... اور نوجوانوں کو قطاروں میں کھڑا کر کے نشانہ بازی کرتے..... ایلوسی تہذیب کے پجاری..... امریکی فوجی، بلیک وائر اور وہ طبقہ جنکا شجرہ نسب ”ابن علقمی“ سے ملتا ہے..... نشانہ ایک ہی طبقہ بنا..... وہ بھی بہت منظم انداز میں..... کھلم کھلا..... دن کی روشنی میں..... حتیٰ کہ بھرے بازار میں اس طبقے کا کوئی بھی فرد نظر آیا..... جس رافضی نے

چاہا امریکی گن اٹھائی اور سب کے سامنے گولی ماری..... ظلم سا ظلم تھا.....  
دوست شاید محسوس کریں کہ..... صرف فلوچہ ہی کا ذکر بار بار کیوں؟..... کشمیر..... بھارت  
..... افغانستان کو کیوں بھول گئے؟

سب یاد ہیں..... نہ کشمیر بھول سکتے ہیں..... نہ دہلی..... خود اپنا 'آپ' بھلایا جاسکتا ہے  
لیکن سرینگر و دہلی نہیں بھلائے جاسکتے کہ یہ بندے پر قرض ہے..... رہا افغانستان..... اسکے بغیر تو  
سب کچھ ادھورا ہے..... لیکن جو سبق پاکستان میں موجود اہل حق کے لئے فلوچہ میں ہے وہ کسی میں  
نہیں..... فلوچہ میں قتل عام اپنے اندر بے پناہ عبرتیں اور سبق سمیٹے ہوئے ہے..... نیز پاکستان کے  
لئے عراقی پیٹرول رو بہ عمل لایا جائیگا۔ قاتل کون تھے..... قاتلوں کی رہنمائی کرنے والے کون اور  
مقتول کون؟ سسکیاں، آہیں اور چیخیں کس کی گونجتی تھیں..... قہقہہ اور نعرے لگانے والے کون تھے؟  
مختصر یوں کہہ لیجئے کہ فلوچہ اہل پاکستان کی ایسی ویڈیو فلم ہے جو پہلے سے بنالی گئی ہے..... اپنا  
مستقبل دیکھنے کے لئے فلوچہ کی کہانی غور سے پڑھئے..... جس نے فلوچہ کو پڑھ لیا..... اسکے لئے  
مستقبل میں پاکستان میں ہونے والا سب کچھ اس طرح ہوگا گویا وہ فلوچہ ہی کی ویڈیو دیکھ رہا  
ہے..... حملہ آور بھی وہی..... حملے کے نشانے پر بھی وہی..... قاتل بھی فلوچہ جیسے..... اور مقتول بھی  
فلوچہ کی طرح.....

یہ کمزور دل چٹانوں کے دل چاک کرتی ان بہنوں کی چیخوں کو برداشت کرنے کے قابل  
نہیں..... ان بہنوں کی آواز پر تو آج کے محمد بن قاسم 'ابو مصعب زرقاوی' نے لبیک کہا تھا.....  
کیا کوئی ہے جو کراچی سے گلگت اور کشمیر سے قبائل تک، بلیک وائر، امریکی میرین اور انکے کرائے  
کے فوجیوں کے مقابلے، ابو مصعب زرقاوی بن سکے..... کوئی ہے جو تمام مصلحتوں..... خود فریبی  
کی حکمت عملیوں اور خوف کے سایوں سے جان چھڑا کر..... بیک وقت... اسلام کے تمام دشمنوں  
کے مقابلے کے لئے تنہا اٹھ کھڑا ہو..... تب جا کر مسلمانان پاکستان کو بچایا جاسکے گا۔

اہل حق کے لئے ضروری ہے کہ جس انداز میں دشمن ہمیں مٹانے کے منصوبے بنا رہا ہے  
اسی انداز میں اس کو جواب دیا جائے..... بھارت و امریکہ کی منت سماجت کر کے..... زندگی کی  
بھیک مانگ کر یا چند سانسیں قرض لے کر جی لینے کا نام زندگی نہیں ہے۔ ایسی زندگی سے موت  
ہزار درجہ بہتر ہے۔

قبل اسکے کہ امریکہ و بھارت مل کر آپ پر یلغار کر دیں..... اٹھ جائیے اور پاکستان بھر  
کے مسلمانوں میں جذبہ جہاد شعلہ جوالا بنادیتجئے۔ امام مہدی کی دعوت دینے والے لشکر کو مضبوط



کیجئے اور امام مہدی کے دشمنوں کے خلاف متحد ہو جائیئے۔ لوگوں کو سمجھائیئے کہ امر کی جنگ کا ایندھن بننے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اگر اس ابلیسی طاقت کے مقدر میں شکست لکھ چکے ہیں تو ساری دنیا مل کر بھی اسکو طالبان سے نہیں بچا سکتی۔ اگر ساری دنیا کے مسلمان بھی امریکہ کے ساتھ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو مٹا کر ایک نئی قوم لے آئیں گے جو انکے دین کے دشمنوں سے جہاد کرے گی۔ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں ہیں۔

چنانچہ ہمیں آخرت سے ڈرنا چاہئے اور اسلام دشمن طاقتوں کا ساتھ دینے کے بجائے اہل ایمان کے ساتھ نیا اتحاد قائم کر کے امریکہ و بھارت کے خلاف جنگ کی تیاری کرنی چاہئے۔ کامیابی انہی کو ملے گی جو اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لئے لڑیں گے اور جو اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو چھوڑ دیں گے اللہ تعالیٰ انکو چھوڑ دینگے۔ پھر انکی مدد نہیں کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل حق کے ساتھ شامل فرما دیں اور باطل کا ساتھ دینے سے ہماری حفاظت فرمائیں۔ آمین



## جہاد کا وقت کب آئے گا؟

### امام مہدی کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے؟

جہاد کے فرض عین ہونے کی جو شرائط ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہیں ان کے مطابق تمام دنیا کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہے۔ اس فرض کی ادائیگی میں کوئی سستی، کاہلی اور حیلوں بہانوں کی گنجائش نہیں ہے۔ البتہ ابھی وہ شرائط پوری نہیں ہوئیں جو دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم، مرزا غلام احمد قادیانی نے بیان کی ہیں۔ قادیانی شریعت کے مطابق ابھی جہاد فرض نہیں ہوا، اور نہ مستقبل میں فرض ہونے کی امید ہے۔

دشمنانِ اسلام مسلمانوں پر حملہ آور ہیں اور یکے بعد دیگرے مسلم ملکوں کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ لیکن اپنے دفاع کے حوالے سے مسلمان انتہائی غفلت کا شکار ہیں۔ جب لوگوں کو جہاد کی طرف بلایا جاتا ہے کہ آئیے جہاد میں شامل ہو کر اس فرض کو پورا کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر مسلمان ہونے کی حیثیت سے عائد کیا ہے تو جہاد سے بچنے کے لئے لوگ طرح طرح کے حیلے بہانے بناتے ہیں، حالانکہ ان میں کوئی بھی ایسا اعتراض نہیں جسکو قرآن نے نہ بیان کیا ہو اور اس کا جواب نہ دیا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کو دنیا کی محبت اور اس سے وابستہ لمبی چوڑی امیدوں نے ایسا تباہ کیا ہے کہ دنیا چھوٹ جانے کا تصور ہی خوفناک لگتا ہے۔ موت کی یاد تو کجا قبرستان جا کر بھی دل کے کسی گوشے میں اس کا خیال آ کر نہیں دیتا۔ حقیقت کا انکار اور مشکل حالات دیکھ کر آنکھیں بند کر لینے کی عادت اب مزاج کا حصہ بننے لگی ہے۔ چنانچہ آج بھی خود کو ہر طرف سے گھرا ہوا پانے کے باوجود لوگ حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بجائے حقیقت کا ہی انکار کر رہے ہیں۔ انکے نزدیک موجودہ حالات ایسے کوئی غیر معمولی نہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ابھی وہ وقت بہت دور ہے۔ لہذا خواہ مخواہ مسلمانوں کو پریشان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جب امام مہدی آئیں گے تو سارے مسلمان انکے ساتھ مل کر جہاد میں شامل ہو جائیں گے۔ لوگوں میں یہ خیال عام ہے کہ امام مہدی آئیں گے تو انکے ساتھ مل کر جہاد کر لیں گے۔



یہ بات کہتے ہوئے وہ حضرت مہدی کے وقت کے حالات سامنے نہیں رکھتے کہ جب دنیائے کفران مسلمانوں کو مٹانے کا عزم کئے ہوگی جو ساری دنیا سے بغاوت کر کے صرف ”اللہ اللہ“ کے نظام کے لئے سر دھڑکی بازیاں لگا رہے ہونگے، ابلیس کے مذہب ”نیو ورلڈ آرڈر“ سے بغاوت کر کے اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے، آگ کے دریاعبور کر رہے ہونگے۔ تمام کفار اور انکے اتحادی منافقین سب انکے دشمن ہونگے۔ انکو مٹانے کے لئے انکی ہستی کھپاتی بستیوں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا جائے گا، پھول سے مسکراتے بچوں سے انکا بچپن چھین لیا جائے گا، انکی باحیاء بیٹیوں کو زندہ جلادیا جائیگا، انکے بوڑھے باپوں کے سامنے جوان سال بیٹوں کو توپوں کے دھانوں پر رکھ کر اڑا دیا جائیگا..... ہر طرف خون آشام جنگیں ہوگی..... پہاڑوں کا دل چیر دینے والے دھماکے..... زمین دہلا دینے والی گولہ باری.....

جسموں سے خون کے فوارے پھوٹتے ہوں گے..... کھوپڑیاں فضاء میں یوں اڑتی ہوگی گویا روٹی کے گالے... انسانی گوشت کے چیتھڑے جگہ جگہ نیل بوٹوں کی طرح بکھرے پڑے ہوں گے..... دھماکوں کی چنگھاڑ سے زمین کا دل پھٹا جاتا ہوگا... بندوقوں کی نالیوں سے نکلنے والی گولیاں شائیں شائیں کرتی کانوں سے گذر رہی ہوں گی... زخمیوں کی آہ و بکا نے فضاء کی سانسوں کو روک رکھا ہوگا..... نیل کے ساحل سے خاک کا شغرتک جنگ ہی ہوگی۔ ایسے وقت میں کون کس کے ساتھ ہوگا، یہ بڑا اہم سوال ہے؟

اس سب کے ساتھ ساتھ سرکاری علماء و مشائخ جو حضرت مہدی کو نہ جانے کیسے کیسے القاب سے نواز رہے ہونگے، قیمتی پلاٹوں، بیرونی دوروں، تاحیات سرکاری وظائف اور لذت بھرے سرکاری عشائے (Dinner) کے عوض لکھے جانے والے فتاویٰ..... سیدنا مہدی کا ساتھ دینے والوں کے خلاف دجالی پروپیگنڈہ..... یہ تمام باتیں مد نظر رکھیے اور پھر اپنے اس فیصلے کے بارے میں دل سے پوچھئے کہ..... ”جب امام مہدی آئیں گے تو انکے ساتھ جہاد کر لیں گے، ابھی تو جہاد کا وقت بہت دور ہے؟“

امام مہدی کے ساتھ جہاد کرینگے یا نہیں کریں گے اسکا بہت سیدھا سا جواب قرآن نے دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَلَوْ ارَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً** کہ اگر واقعی وہ جہاد میں نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اسکے لئے کچھ ساز و سامان تو تیار کرتے۔ جبکہ ہمارا یہ حال ہے کہ جہاد کی تیاری تک پر راضی نہیں ہیں۔ جب جہاد کی تیاری ہی نہیں ہوگی تو امام مہدی کے ساتھ جہاد میں کیسے شامل ہونگے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت بھی جہاد فرض عین ہے، سو اس وقت جہاد میں شامل ہونے سے کیا چیز روک رہی ہے؟ یہ جہاد کا وقت ہے دشمن سر پہ آکھڑا ہوا ہے۔ لہذا اس وقت جہاد میں شامل ہو جائیے اگر امام مہدی آجائیں تو یہی جہاد کی قیادت میں ادا کیا جائے گا اور اگر نہ بھی آئیں تو ہمیں اپنا فرض تو ادا کرنا ہے جسکے بارے میں ہم سے سوال کیا جائے گا۔

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جہاد نماز روزے کی طرح ایک عبادت ہے۔ کسی بھی عبادت کی توفیق اس وقت ملتی ہے جب دل میں اسکی طلب موجود ہو، اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر اسکو مانگا جائے، اسکے لئے کوشش کی جائے اور اسکی قدر کی جائے۔ سو جہاد بغیر مانگے، بغیر اسکی کوشش کئے اور بغیر تیاری کئے کس طرح مل سکتا ہے۔ جبکہ فضائل کے اعتبار سے یہ سب سے افضل فریضہ ہے، نیز جہاد کی تربیت کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے۔ لہذا پہلے یہ تو سیکھ لیا جائے کہ جہاد کس طرح کیا جاتا ہے۔ اس شخص کو آپ کس طرح سچا مان سکتے ہیں جو یہ کہتا ہو کہ میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں، میری نماز پڑھنی کی نیت ہے، لیکن نہ وہ وضو کرتا ہے نہ نماز کی تیاری کرتا ہے؟

امام مہدی کے ساتھ ہی اگر جہاد کرنا ہے تو اسکی تیاری اور تربیت تو ابھی سے کر لینی چاہئے۔ کیونکہ حضرت مہدی کوئی تاریخ دے کر نہیں آئیں گے کہ میں فلاں تاریخ کو آ رہا ہوں، چنانچہ ہم اس تاریخ سے کچھ پہلے تربیت کر لیں گے۔

### ناگزیر جنگ کی تیاری کیجئے

ان سب باتوں کے علاوہ اصل اور کھری بات یہ ہے کہ ہمیں اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھنا چاہئے کہ اللہ سے ملاقات کا شوق دل میں ہے یا نہیں؟ دنیا کی اتنی لمبی چوڑی امیدیں..... ساز و سامان سے بھرا ہوا گھر..... بڑھاپے تک کے منصوبے، بلکہ مرنے کے بعد بھی پیچھے رہ جانے والوں کے لئے، منصوبہ بندی..... دنیا کی لذتیں..... دسترخوان بھرے ظہرانے اور عشاءیں..... قیمتی ترین ملبوسات..... زندگی بھر کی کمائی، ختم ہو جانے والے اور چھوڑ کر چلے جانے والے گھر کی زیبائش و آرائش کی نظر..... ٹائل کوئی لگانی ہیں..... گھر میں پینٹ کیسا ہونا چاہیے..... گھر کی اندرونی تزئین (Interior Designing) کس سے کرانی ہے..... اس سب کو دیکھ کر تو یوں لگتا ہے کہ ہمارا اللہ سے ملاقات کا کوئی ارادہ ہی نہیں اور اس دنیا سے جانے کا خیال بھی دل سے نہیں گذرا..... یہ سب کفار کریں سو کریں کہ انکا مقصد ہی دنیا ہے..... لیکن امت تو حید..... اگر اس گھر کی تعمیر و تزئین کو نصب العین بنا لے، جس کو چھوڑ کر چلے جانا ہے..... جو کھنڈر بن جانے



والا ہے..... اور جہاں سے جنازہ نکلے..... وہ امت جسکے ہر ہر فرد کو اپنا پیٹ کاٹ کر اسلحہ خرید کر رکھنا چاہئے، ساری دولت فضول خرچیوں پر اڑا دے، یہ کہاں کی عقلمندی و سمجھداری ہے۔

ہوشیار وہی ہے جو مصیبت میں گرفتار ہونے سے پہلے اس سے بچنے کی تدبیریں کر لے..... دانا وہی ہے جو جنگ سے پہلے جنگ کی تیاری کر لے..... مسلمانانِ پاکستان کو مستقبل قریب میں ایک خطرناک جنگ کا سامنا کرنا ہوگا..... حکمران جھوٹی تسلیاں دیتے رہیں یا ایٹمی جنگ سے ڈراتے رہیں، بھارت و امریکہ سے جنگ لڑنا پاکستان کی بقاء کے لئے ناگزیر ہے۔ رہا ایٹمی جنگ کا خوف تو قسطنطنیہ میں سسک سسک کر مرنے سے ایک ہی بار دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کر لینا زیادہ آسان کام ہے۔ بھارت نے پانی روک کر ہمیں قسطنطنیہ میں مارنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ پانی کے بغیر زندگی کیسی گزرے گی اسکا اندازہ اس وقت وہ لوگ نہیں لگا سکتے جنکو ہر وقت پانی میسر رہتا ہے۔ رہے حکمران..... انکو چھوڑیئے اور اپنے ہی بازوؤں پر بھروسہ کیجئے..... کیونکہ اس خطے کا دفاع عام مسلمان ہی کو کرنا ہے۔

وقت بہت مختصر ہے..... خصوصاً گلگت، کراچی اور اہل پنجاب کے لئے..... اپنے محلوں اور شہروں میں موجود مجاہدین کی قدر کیجئے..... وہ وقت قریب ہے کہ جب لوگ تمنا کریں گے کہ کاش! ہمارے گھر میں کوئی ایک مجاہد ہوتا..... اہل محلہ ترسیں گے..... کاش! محلے میں ایک ہی ہوتا جو آج ہمارے گھروں میں گھستے بھیڑیوں کے جبرٹوں میں ہاتھ ڈالنے کی ہمت کرتا..... انکی قدر عراق کے سنیوں سے پوچھئے..... یہ منظر دجلہ و فرات کی سرزمین نے دیکھا ہے..... آپ بھی اس منظر کو اپنی آنکھوں کے سامنے لائیئے..... مسلمانوں کے محلوں کا محاصرہ کر کے سب کچھ لوٹ لیا جاتا..... ساری عمر کی کمائی..... عزت..... جان و مال..... سب کچھ تباہ کر کے چلے جاتے..... صرف پیچھے..... سلگتے کھنڈرات..... چربی جلنے کی بو..... وہ پتھرائی آنکھیں جو زخمی حالت میں زندگی کی آخری سانسیں لے رہی ہوتیں یہ منظر دیکھنے کے لئے آنکوزندہ چھوڑ دیا جاتا..... بچے کے لاشے سے چٹھی مٹا کی لاش..... بوڑھے باپ کے اوپر پڑا جوان بیٹا..... جبکہ بہنوں اور بیٹیوں کی چیخیں ہوتیں کہ دجلہ و فرات بھی نوحہ کنان ہوتے..... سیکڑوں کی آبادی میں کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو امریکہ اور انکے ایجنٹوں کے مقابلے اسلحہ چلانا بھی جانتا ہو۔ پھر آپ کے انہی ”دہشت گردوں“ نے یمن، سعودی عرب شام اور افغانستان سے بہنوں کی چیخوں پر لبیک کہا..... عراق کے عام شہری خود اپنی عزت و جان کی حفاظت کے لئے مجاہدین کو اپنے گھروں اور محلوں میں جگہ دینے لگے..... انکے لئے کھانے وغیرہ کا بندوبست کرتے..... ان سرفروشوں نے ایثار و قربانی کی

وہ مثالیں قائم کیں کہ آج عراق کے مسلمان..... انکی راہوں میں پلکیں بچھاتے ہیں اور ان پر جانیں نچھاور کرتے ہیں.....

لہذا برا وقت آنے سے پہلے مسلمانانِ پاکستان کو ان ”درویشوں“ کی قدر کر لینی چاہئے..... انکے بارے میں آپکی معلومات صفر ہیں..... اگرچہ آپکا یہ خیال ہے کہ آپ انکے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں..... آپکی معلومات کے ذرائع کائنات کے کذاب ہیں جنہوں نے آپکے ذہنوں میں دجالیت بھردی ہے۔ آپ انکو جو نام بھی دیتے رہیں..... دہشت گرد..... جنونی..... انتہا پسند..... ملا..... طالبان..... کہہ لیجئے..... اسلام و پاکستان کے دشمنوں کو اسمبلیوں میں جگہ..... اور قربانی دینے والوں پر سنگ باری.....

تم انصاف کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

وقت سب کھرے کھوٹے کو الگ کر دے گا۔ کس کے دل میں یہاں کے مسلمانوں کا درد ہے اور کون ہیں جو پاکستان کے نام پر اس عوام کو لوٹتے چلے آ رہے ہیں۔





## دوست کون دشمن کون؟

امام مہدی کے ساتھ کون مسلمان ہوں گے اور ان کے دشمنوں کے ساتھ کون ہوں گے؟ اس کا جواب انتہائی آسان بھی ہے اور نہ سمجھنا چاہیے تو بہت مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ماننے والوں سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ صرف اور صرف انہی کے خالص ہو کر رہیں۔ اگر کوئی نواں فیصد ان کا اور ایک فیصد ان کے غیر کا ہوگا تو اس کو قبول نہیں کیا جائیگا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ حکم فرمایا کہ وہ روئے زمین سے تمام نظاموں کا خاتمہ کر کے صرف اللہ کا نظام نافذ کریں۔ تاکہ وہ سو فیصد اللہ کی عبادت کرنے والے بن جائیں۔ وقتاً فوقتاً لا تکتون فتنۃ ویكون الدین کلہ للہ اور ان کافروں سے اس وقت تک قتال کرو جب تک کہ فتنہ ختم نہ ہو جائے اور سارا کاسارا دین اللہ کا نہ ہو جائے۔

حضرت مہدی بھی آکر اسی فریضے کو انجام دیں گے۔ اور قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے سے روئے زمین کو کفر و شرک سے پاک کر کے خلافت اسلامیہ قائم کریں گے۔ حضرت مہدی کے ساتھ وہ تمام اہل حق ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے دین کے تمام احکامات کے سامنے سر جھکاتے ہوں گے۔ انھیں اسلام کے ہر حکم سے محبت ہوگی، راتوں کو مصلوں پر کھڑے ہو کر گڑ گڑانے والے اور دن میں میدانِ جہاد میں داد شجاعت دینے والے، ان کے دلوں میں اللہ کے دوستوں کی محبت ہوگی اور ان کے سینے اللہ کے دشمنوں کی نفرت سے بھرے ہوں گے، مسلمانوں کے قاتلوں پر انکو غصہ آتا ہوگا، ہر حال میں صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرنے والے ہوں گے۔ کبھی ابلیس کے نظام پر راضی نہیں ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال کیا اسکو حلال ماننے ہوں گے اور جن کو حرام کہا انکو حرام مانیں گے، اگر کوئی قوت کے ذریعے اللہ کے احکامات میں رد و بدل کرے گا تو یہ اس سے قتال کرتے ہوں گے، اور جان قربان کر کے حق کو حق ثابت کریں گے اور باطل کو باطل۔

جبکہ ان کے مقابلے میں تمام باطل قوتیں ہوں گی۔ کافروں کے ساتھ وہ نام نہاد مسلمان بھی ہوں گے جو اسلامی نظام سے چڑتے ہیں، جو روئے زمین پر خلافت اسلامیہ کے مخالف ہیں، جنہیں حدود اللہ سے نفرت ہے، جو پردے کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں، جسکو جہاد دہشت گردی

اور اخلاق کے خلاف لگتا ہے۔ جو قتال فی سبیل اللہ کو نہیں مانتے، جنکے دلوں کو دنیا کی محبت اور موت کے خوف نے جکڑ رکھا ہوگا، جنکی خواہشات نے ان پر غلبہ پالیا ہوگا جہاد کے مقابلے گھروں میں بیٹھے رہنے کو پسند کرتے ہوئے، جنکو فتنے (فتنہ مال، فتنہ دنیا، فتنہ نساء، فتنہ اہل واولاد) اپنی پلیٹ میں لے چکے ہوں گے۔

یاد رہے کہ امام مہدی کے خلاف سب سے پہلے اعلان جنگ کرنے والا ایک نام نہاد مسلمان، سفیانی ہوگا۔ یہ اور اسکی فوج اگرچہ خود کو مسلمان سمجھتی ہوگی لیکن حقیقت میں یہ لوگ مرتد ہو چکے ہوں گے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو جس کو پسند کرتا ہوگا اسی کی جانب سے لڑے گا۔ الذین آمنوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلوا اولیاء الشیطان ان کید الشیطان کان ضعیفا

ترجمہ: جو ایمان والے ہیں وہ اللہ کے راستے میں قتال کرتے ہیں اور جنہوں نے کفر کیا وہ طاغوت کے راستے میں قتال کرتے ہیں لہذا تم شیطان کے دوستوں سے قتال کرو، بیشک شیطان کی تدبیر کمزور ہے۔

سوائے ایمان والو! تیاری کیجئے.. خود کو تیار کیجئے..... آرام پسندی چھوڑ کر..... جفاکشی اختیار کیجئے..... آئیے! اللہ تعالیٰ کے دین میں پورے کے پورے داخل ہو جائیے، جس میں جہاد و قتال بھی شامل ہے..... اللہ والوں کے قافلوں کے راہی بن جائیے..... انکے ساتھ کھڑے ہو جائیے..... فراخی و تنگی میں..... خوشی و غم میں..... انکا ساتھ دیجئے..... اگر ہمارے سامنے حضرت مہدی کا ظہور ہو گیا تو اللہ کی مدد سے انکے ساتھ شامل ہو جائیں گے اور ان سے پہلے شہادت مل جائے تو انشاء اللہ قیامت کے دن انکے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر، اپنی کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے مانگیئے، اللہ تعالیٰ دجالی پروپیگنڈے سے حفاظت فرما کر اہل حق کے ساتھ شامل فرمادیں، انکی مدد کرنے والا بنائیں اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرمادیں۔ (آمین)





## حوالہ جات ماخذ و مصادر

- 1 نام کتاب..... تفسیر قرطبی  
مؤلف..... محمد ابن احمد ابن ابی بکر ابن فرح قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ابو عبد اللہ  
ولادت..... ۶۰۰ ہجری وفات..... ۶۷۱ ہجری ناشر..... دار الشعب قاہرہ  
♦♦♦
- 2 نام کتاب..... تفسیر طبری  
مؤلف..... ابو جعفر ابن جریر طبری  
ولادت..... ۲۲۴ ہجری وفات..... ۳۱۰ ہجری ناشر..... مؤسسۃ الرسالۃ بیروت  
♦♦♦
- 3 نام کتاب..... تفسیر روح المعانی  
مؤلف..... شہاب الدین آلوسی  
ولادت..... ۱۲۱۷ ہجری وفات..... ۱۲۷۰ ہجری ناشر..... دار احیاء التراث العربی بیروت  
♦♦♦
- 4 نام کتاب..... صحیح بخاری  
مؤلف..... محمد ابن اسمعیل ابو عبد اللہ البخاری الجعفی رحمۃ اللہ علیہ  
ولادت..... ۱۹۴ ہجری مطابق ۸۱۰ء وفات..... ۲۵۶ ہجری مطابق ۸۷۰ء  
ناشر..... دار ابن کثیر یمامہ بیروت  
♦♦♦
- 5 نام کتاب..... صحیح مسلم  
مؤلف..... مسلم ابن الحجاج ابو الحسین القشیری النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ  
ولادت..... ۲۰۴ مطابق ۸۲۰ء وفات..... ۲۶۱ مطابق ۸۷۵ء  
محقق..... محمد فواد عبد الباقی ناشر..... دار احیاء التراث العربی  
♦♦♦
- 6 نام کتاب..... الآحاد والثنائی  
مؤلف..... احمد بن عمرو بن ضحاک ابو بکر الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت..... ۲۰۶ ہجری وفات..... ۲۸۷ ہجری ناشر..... دارالرایہ ریاض



7 نام کتاب..... سنن ابوداؤد

مؤلف..... سلیمان ابن الاشعث ابوداؤد السجستانی الازدی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت..... ۲۰۲ ہجری وفات..... ۲۷۵ ہجری ناشر..... دارالفکر بیروت



8 نام کتاب..... سنن ابوداؤد

مؤلف..... سلیمان ابن الاشعث ابوداؤد السجستانی الازدی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت..... ۲۰۲ ہجری وفات..... ۲۷۵ ہجری مطابق ۸۸۹ء

ناشر..... دارالفکر بیروت



9 نام کتاب..... سنن ابن ماجہ

مؤلف..... محمد بن یزید ابوعبداللہ القزوینی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت..... ۲۰۷ ہجری وفات..... ۲۷۵ ہجری ناشر..... دارالفکر بیروت



10 نام کتاب..... السنن الکبریٰ

مؤلف..... احمد بن شعیب ابوعبدالرحمن النسائی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت..... ۲۱۵ ہجری وفات..... ۳۰۳ ہجری

ناشر..... دارالکتب العلمیہ بیروت محقق..... عبدالغفار سلیمان البداری، سید کسروی حسن



11 نام کتاب..... الجامع الصحیح سنن الترمذی

مؤلف..... محمد بن عیسیٰ ابوعیسیٰ الترمذی السلمی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت..... ۲۰۹ ہجری مطابق ۸۲۲ء وفات..... ۲۷۹ ہجری مطابق ۸۹۲ء

ناشر..... داراحیاء التراث العربی بیروت



12 نام کتاب..... المجتبى من السنن

مؤلف..... احمد بن شعیب ابوعبدالرحمن النسائی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر..... مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب





13 نام کتاب..... التاريخ الكبير

مؤلف..... محمد بن اسماعیل بن ابراہیم ابو عبد اللہ البخاری الجعفی رحمۃ اللہ علیہ  
ناشر..... دار الفکر بیروت



14 نام کتاب..... الجامع

مؤلف..... معمر ابن راشد الازدی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت..... ۹۵ ہجری وفات..... ۱۵۳ ہجری

ناشر..... المکتب الاسلامی بیروت محقق..... حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی



15 نام کتاب..... الزہد ویلیہ الرقائق

مؤلف..... عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بن واضح المروزی ابو عبد اللہ

ولادت..... ۱۱۸ ہجری وفات..... ۱۸۱ ہجری

ناشر..... دار الکتب العلمیہ بیروت محقق..... حبیب الرحمن اعظمی



16 نام کتاب..... السنن الواردة فی الفتن وغواکبها والساعة واشراطها

مؤلف..... ابو عمرو عثمان ابن سعید المقرئ الدانی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت..... ۳۷۱ ہجری وفات..... ۴۴۴ ہجری

ناشر..... دار العاصمہ ریاض

محقق..... دضاء اللہ بن محمد ادریس المبارکفوری



17 نام کتاب..... المستدرک علی الصحیحین مع تعلیقات الذہبی فی التلخیص

مؤلف..... محمد بن عبد اللہ ابو عبد اللہ حاکم النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت..... ۳۲۱ ہجری وفات..... ۴۰۵ ہجری

تحقیق..... مصطفیٰ عبدالقادر عطا ناشر..... دار الکتب العلمیہ بیروت



18 نام کتاب..... المعجم الاوسط

مؤلف..... ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت..... ۲۶۰ ہجری وفات..... ۳۲۰ ہجری ناشر..... دار الحرمین قاہرہ



19 نام کتاب.....المعجم الکبیر

مؤلف.....ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ  
ولادت.....۲۶۰ ہجری وفات.....۳۶۰ ہجری ناشر.....مکتبۃ العلوم والحکم موصل



20 نام کتاب.....سنن البیہقی الکبریٰ

مؤلف.....احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ ابوبکر البیہقی رحمۃ اللہ علیہ  
ولادت.....۳۸۴ ہجری وفات.....۴۵۸ ہجری ناشر.....مکتبۃ دارالباز مکہ مکرمہ



21 نام کتاب.....الفتن للنعیم ابن حماد

مؤلف.....نعیم ابن حماد المروزی ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ  
وفات.....۲۲۸ ہجری ناشر.....مکتبۃ التوحید قاہرہ  
محقق.....سمیر امین الزہیری



22 نام کتاب.....شعب الایمان

مؤلف.....ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمۃ اللہ علیہ  
ولادت.....۳۸۴ ہجری وفات.....۴۵۸ ہجری ناشر.....دارالکتب العلمیۃ بیروت



23 نام کتاب.....صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان

مؤلف.....محمد ابن حبان ابن احمد ابو حاتم اسمعیل البستی رحمۃ اللہ علیہ  
وفات.....۳۵۴ ہجری ناشر.....مؤسسۃ الرسالہ بیروت



24 نام کتاب.....صحیح ابن خزیمہ

مؤلف.....محمد ابن اسحاق بن خزیمہ ابوبکر السلی النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ  
ولادت.....۲۲۳ ہجری وفات.....۳۱۱ ہجری  
ناشر.....المکتب الاسلامی بیروت  
اسم المحقق.....د۔ محمد مصطفیٰ اعظمی



25 نام کتاب.....فتح الباری شرح صحیح البخاری

مؤلف.....احمد ابن علی ابن حجر ابوالفضل عسقلانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ  
ولادت.....۷۷۳ ہجری مطابق ۱۳۷۲ء وفات.....۸۵۲ ہجری مطابق ۱۴۴۸ء  
ناشر.....دارالمعرفہ بیروت  
محقق.....محمد فواد عبدالباقی محبت الدین الخطیب



26 نام کتاب..... فتح الباری علی شرح البخاری لابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف..... ابن رجب حنبلی

ولادت..... ۷۳۶ ہجری وفات..... ۷۹۵ ہجری

ناشر..... دار ابن جوزی السعودیہ



27 نام کتاب..... الحکم الجدیۃ بالاذاعۃ

مؤلف..... ابن رجب حنبلی



26 نام کتاب..... جامع العلوم والحکم

مؤلف..... ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ



27 نام کتاب..... ذم الدنیا

مؤلف..... ابن ابی الدنیا ولادت..... ۲۰۸ ہجری وفات..... ۲۸۱ ہجری



28 نام کتاب..... کتاب الزہد الکبیر

مؤلف..... ابو بکر احمد ابن الحسین ابن علی بن عبد اللہ ابن موسیٰ البیہقی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت..... ۳۸۴ ہجری وفات..... ۴۵۸ ہجری

ناشر..... مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت محقق..... الشیخ عامر احمد حیدر



29 نام کتاب..... کتاب السنن

مؤلف..... ابو عثمان سعید ابن منصور الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ

وفات..... ۲۲۷ ہجری ناشر..... دار السلفیہ ہندوستان

محقق..... حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی



30 نام کتاب..... مجمع الزوائد و منبع الفوائد

مؤلف..... علی بن ابی بکر البیہقی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت..... ۷۳۵ ہجری وفات..... ۸۰۷ ہجری ناشر..... دار الکتب العربیہ قاہرہ



31 نام کتاب..... مسند ابی یعلیٰ

مؤلف..... احمد بن علی المثنیٰ ابو یعلیٰ الموصلی التمیمی رحمۃ اللہ علیہ  
ولادت..... ۲۱۰ ہجری وفات..... ۳۰۷ ہجری ناشر..... دار المامون للتراث دمشق

♦♦♦

32 نام کتاب..... مسند الامام احمد ابن حنبل  
مؤلف..... احمد ابن حنبل ابو عبد اللہ شیبانی رحمۃ اللہ علیہ  
ولادت..... ۱۶۴ ہجری وفات..... ۲۴۱ ہجری ناشر..... مؤسسة قرطبہ مصر

♦♦♦

33 نام کتاب..... مسند اسحاق بن راہویہ  
مؤلف..... اسحاق ابن ابراہیم ابن مخلد ابن راہویہ الحظلی رحمۃ اللہ علیہ  
ولادت..... ۱۶۱ ہجری وفات..... ۲۳۸ ہجری ناشر..... مکتبہ الایمان مدینہ منورہ

♦♦♦

34 نام کتاب..... البحر الزخار  
مؤلف..... ابو بکر احمد ابن عمرو ابن عبد الخالق البز ار رحمۃ اللہ علیہ  
ولادت..... ۲۱۵ وفات..... ۲۹۲ ہجری  
ناشر..... مؤسسة علوم القرآن بیروت، مکتبہ العلوم والحکم مدینہ منورہ  
محقق..... و محفوظ الرحمن زین اللہ

♦♦♦

35 نام کتاب..... مسند الشامیین  
مؤلف..... سلیمان ابن احمد ابن ایوب ابو القاسم الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ  
ولادت..... ۲۶۰ ہجری وفات..... ۳۶۰ ہجری  
ناشر..... مؤسسة الرسالہ محقق..... حمزہ بن عبد المجید السلفی

♦♦♦

36 نام کتاب..... الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار  
مؤلف..... ابو بکر عبد اللہ ابن محمد ابن ابی شیبہ الکوئی رحمۃ اللہ علیہ  
ولادت..... ۱۵۹ ہجری وفات..... ۲۳۵ ہجری  
ناشر..... مکتبہ الرشدریاض محقق..... حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی

♦♦♦

37 نام کتاب..... موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان  
مؤلف..... علی بن ابی بکر اثیمشی ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ



ولادت..... ۳۵ ھ ہجری وفات..... ۸۰ ھ ہجری  
ناشر..... دارالکتب العلمیہ بیروت محقق..... محمد عبدالرزاق حمزہ

♦♦

38 نام کتاب..... عون المعبود شرح ابوداؤد  
مؤلف..... محمد شمس الحق عظیم آبادی ابوالطیب  
ولادت..... ۱۲۷۳ ھ ہجری مطابق ۱۸۵۷ء وفات..... ۱۳۲۹ ھ ہجری مطابق ۱۹۱۱ء  
ناشر..... دارالکتب العلمیہ

♦♦

39 نام کتاب..... شرح النوووی علی صحیح مسلم  
مؤلف..... ابوزکریا یحییٰ بن شرف بن مری النووی رحمۃ اللہ علیہ  
ولادت..... ۶۳۱ ھ ہجری وفات..... ۶۷۱ ھ ہجری ناشر..... داراحیاء التراث العربی بیروت

♦♦

40 نام کتاب..... شرح السیوطی علی مسلم  
مؤلف..... عبدالرحمن السیوطی رحمۃ اللہ علیہ  
41 نام کتاب..... حاشیۃ السندی علی صحیح البخاری  
مؤلف..... محمد بن عبدالہادی، ابوالحسن نورالدین ٹھٹوی سندھی  
ولادت..... ٹھٹہ سندھ وفات..... ۱۱۳۸ ھ مطابق ۱۷۲۶ء مدینہ منورہ مدفون جنت البقیع

♦♦

42 نام کتاب..... حاشیۃ السندی علی نسائی  
مؤلف..... محمد بن عبدالہادی ٹھٹوی، ابوالحسن نورالدین سندھی  
ناشر..... مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ حلب

♦♦

43 نام کتاب..... شرح صحیح البخاری لابن بطلال  
مؤلف..... ابوالحسن علی بن خلف بن عبدالملک بن بطلال البکری القرطبی  
وفات..... ۴۲۹ ھ ہجری

♦♦

44 نام کتاب..... مرقات المفاتیح  
مؤلف..... ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ  
وفات..... ۱۰۱۴ ھ ہجری مطابق ۱۶۰۶ء

♦♦

45 نام کتاب.....المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع

مؤلف.....ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

محقق.....عبدالفتاح ابو غندہ ناشر.....مکتب المطبوعات الاسلامیہ



46 نام کتاب.....موضوعات الصغانی

مؤلف.....الرضی الصغانی

ولادت.....۵۷۷ ہجری لاہور پاکستان وفات.....بغداد ۶۵۰ مدفن مکہ مکرمہ



47 نام کتاب.....معجم البلدان

مؤلف.....یا قوت ابن عبداللہ الحموی ابو عبداللہ

ولادت.....۵۷۴ ہجری مطابق ۱۱۷۸ء وفات.....۶۲۶ ہجری مطابق ۱۲۲۹ء

ناشر.....دار الفکر بیروت محقق.....مصطفی السقا



48 نام کتاب.....تاریخ بغداد

مؤلف.....احمد بن علی ابوبکر الخطیب بغدادی

ولادت.....۳۹۳ ہجری وفات.....۴۶۳ ہجری ناشر.....دار الکتب العلمیہ بیروت



49 نام کتاب.....تاریخ الطبری

مؤلف.....محمد بن جریر الطبری ابو جعفر

ولادت.....۲۲۲ ہجری وفات.....۳۱۰ ہجری ناشر.....دار الکتب العلمیہ بیروت



49 نام کتاب.....المنتظم فی تاریخ المملوک

مؤلف.....عبدالرحمن بن علی بن محمد بن الجوزی ابوالفرج

ولادت.....۵۰۸ ہجری وفات.....۵۹۷ ہجری ناشر.....دار صادر بیروت



50 نام کتاب.....اکامل فی التاریخ

مؤلف.....عزالدین علیا بن اثیر رحمۃ اللہ علیہ

ولادت.....۵۵۵ ہجری مطابق ۱۱۶۰ء وفات.....۶۳۰ ہجری مطابق ۱۲۳۲ء





51 نام کتاب..... کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال

مؤلف..... علی بن حسام الدین المتقی الہندی

ولادت..... ۸۸۸ ہجری دکن وفات..... ۹۷۵ ہجری

ناشر..... مؤسسہ الرسالہ بیروت ۱۹۸۹ء



52 نام کتاب..... الجہاد والتجدید

مؤلف..... محمد حامد المناصر

53 نام کتاب..... مجموع الفتاوی

مؤلف..... شیخ الاسلام امام تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت..... ۶۶۱ ہجری وفات..... ۷۲۸ ہجری



54 نام کتاب..... اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان

مؤلف..... محمد فواد بن عبد الباقی بن صالح بن محمد

وفات..... ۱۳۸۸ ہجری



55 نام کتاب..... علماء ہند کا شاندار ماضی

مؤلف..... مولانا محمد میاں دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ



56 نام کتاب..... تاریخ دعوت و عزیمت

مؤلف..... مولانا ابوالحسن علی ندوی

ولادت..... ۱۳۳۳ ہجری مطابق ۱۹۱۴ء رائے بریلی اتر پردیش ہند

وفات..... ۱۴۲۰ ہجری مطابق ۱۹۹۹ء



57 نام کتاب..... البدایہ والنہایہ

مؤلف..... حافظ ابوالفداء اسماعیل ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

ولادت..... ۷۰۰ ہجری وفات..... ۷۷۴ ہجری ناشر دار احیاء التراث العربی



58 نام کتاب..... النہایہ فی الفتن والمہاجم

مؤلف..... ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

59 نام کتاب..... المفصل فی احادیث الفتن  
مؤلف..... علی بن نائف الشحوذ

60 نام کتاب..... اتحاف الجماعة بما جاء فی الفتن والملامح واثراط الساعة  
مؤلف..... حمود بن عبد اللہ التویجری وفات..... ۱۴۱۳ ہجری

61 نام کتاب..... احادیث فی الفتن والحوادث  
مؤلف..... محمد بن عبد الوہاب  
ولادت..... ۱۱۱۵ ہجری وفات..... ۱۲۰۶ ہجری  
ناشر..... مطابع الرياض

62 نام کتاب..... الفتن لحنبلی بن اسحاق  
مؤلف..... حنبلی بن اسحاق بن حنبلی الشیبانی وفات..... ۲۷۳ ہجری

63 نام کتاب..... موسوعة اليهود واليهودية  
مؤلف..... عبد الوہاب المسیری

64 نام کتاب..... يهود الدونمة  
مؤلف..... محمد علی قطب ناشر..... دار انصار

65 نام کتاب..... سیر اعلام النبلاء  
مؤلف..... شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ  
ولادت..... ۶۷۳ ہجری وفات..... ۷۴۸ ہجری ناشر..... مؤسسة الرسالة

66 نام کتاب..... احکام القرآن للجصاص  
مؤلف..... ابوبکر جصاص ولادت..... ۳۰۵ ہجری وفات..... ۳۷۰ ہجری

67 نام کتاب..... صفة التفیق و ذم المنفقین  
مؤلف..... ابوبکر الفریابی ولادت..... ۲۰۷ ہجری وفات..... ۳۰۱ ہجری



68 نام کتاب..... ذم الدنیا

مؤلف..... ابن ابی الدنیا

ولادت..... ۲۰۸ ہجری

وفات..... ۲۸۱

♦♦

69 انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا

♦♦

70 انسائیکلو پیڈیا آف انکارٹا

♦♦

71 مجلۃ الراصد العدد التاسع

♦♦

72 The History of the House of Rothschild By Andy and Daryl.

73 The Rockefeller Syndrome by Ferdinand Lundberg.

74 Secret societies and their power in the 20th century By Jan Van Helsing.



## حضرت مہدی پر لکھی گئی کتابیں

- 1) (الأحاديث الواردة في المهدي للحافظ (أبي بكر بن أبي خيثمة النسائي)، المتوفى سنة 279هـ، قال السهيلي في (الروض الأنف) (280/1): الأحدث الواردة في أمر المهدي، وقد جمعها أبو بكر بن أبي خيثمة فأكثر. ١هـ
- 2) كتاب (ذكر المهدي و نعوته و حقيقة مخرجه و ثبوته)، للحافظ أبي نعيم الأصبهاني المتوفى سنة 430هـ، وذكر (ابن طاووس) الشيعي الرافضي المتوفى سنة 664هـ في كتابه (الطرائف في معرفة مذاهب الطوائف) (ص: 179) أنه في نحو ست وعشرين ورقة، ثم سرد في (ص: 183) أبوابه وعناوينه وهي كالآتي: روى في أوله (49) حديثاً تتضمن الإشارة بالمهدي وأنه من ولد طافمة وأنه يملأ الأرض عدلاً، وأنه لا بد من ظهوره، ثم ذكر المهدي ونعوته وخروجه و ثبوته، وروى فيه (42) حديثاً، ثم إعلام النبي - صلى الله عليه وسلم - أن المهدي سيد من سادات الجنة، وروى في (3) أحاديث، ثم ذكر جيشه وصورته، وطول مدته وأيامه، وروى في (11) حديثاً، ثم ..... بالعدل وفي بالمال سخي يحثوه حثوا ولا يعده عدا وروى في (9) أحاديث، ثم البيان عن الروايات الدالة على خروج المهدي وظهوره وروى فيه (4) أحاديث، ثم البيان في أن توطئة أمر المهدي وخلافته وجيشه من قبل المشرق وروى في حديثين.
- ثم ذكر القرية التي يكون منها خروج المهدي وروى في حديثين، ثم ذكر بيان أن من تكرمة الله هذه الأمة أن عيسى بن مريم - صلى الله عليه وسلم - يصلي خلف المهدي وروى فيه (8) أحاديث، ذكر ما يتزل الله عز وجل من الخسف والنكال على الجيش الذين يرمون الحرم تكرمة للمهدي وروى فيه (5) أحاديث، ثم ذكر المهدي وأنه من ولد الحسين وذكر كنيته وموته حين يبعث وذكر فيه (9) أحاديث، ثم ذكر فتح المهدي المدينة الرومية ورد ما سبي من بني إسرائيل



إلى بيت المقدس وروى فى (5) أحاديث، ثم ما يكون فى زمان المهدى من الخصب والأمن والعدل وروى فيه (7) أحاديث، فجملة الأحاديث المذكورة فى كتاب ذكر المهدى ونعوته وحقيقة مخرجه وثبوته المختصة بهذا المعنى المقدم ذكرها (156) حديثا. 1هـ

وقد أكثر من النقل عنه مع إيراد أيراد أسانيد الشيخ المحدث الكنجدى فى كتابه (البيان فى أخبار صاحب الزمان)، وسماه: (مناقب المهدى)

3 (الأربون حديثا فى المهدى) للحافظ أبى نعيم الاصبهاني، وهو الذى لخصه الحافظ السيوطى فى كتابه (العرف الوردى فى أخبار المهدى)، وذكر الشيخ أبو الحسن على بن الحسن الإربلى الشيعى فى كتابه (كشف الغمة فى معرفة الأئمة) (267/3): أنه وقع له أربعون حديثا جمعها الحافظ أحمد بن عبد الله رحمه الله فى أمر المهدى، ثم أوردتها محذوفة الأسانيد

4 (جزء فى المهدى) للحافظ أبى الحسين ابن المنادى الحنبلى المتوفى سنة 336هـ، ذكره الحافظ (ابن حجر) فى (فتح البارى) (عند شرح الحديث رقم: 5944)

5 (قصيدة فى المهدى) ويليهما فصل فى مولده، ونسبه ومسكنه، وما يكون من أمره، للشيخ محمد بن على بن العربى الطائى، شيخ أهل الوحده المطلقة، وهى مطبوعة فى أول (ديوانه)

6 (البيان فى أخبار صاحب الزمان) للشيخ أبى عبد الله محمدم بن يوسف الكنجدى الشافعى المتوفى مقتولا على الرضى سنة 658هـ، وهو ذو نزعة شيعية، وذلك يظهر من تسمية كتابه، (فصاحب الزمان) مما تسمى به الشيعة الرافضة مهديهم المنتظر، وقد صنفه للصاحب تاج الدين محمد بن نصر بن الصلايا العلوى الحسينى، وهو كتاب يروى فيه الأحاديث بأسانيده، طبع فى مطبعة النعمان بالنجف 1960 بتحقيق محمد مهدى الخرسان، ثم فى شركة الكتبى بيروت 1993 بتحقيق الشيخ محمد هادى الأمينى.

7 (عقد الدرر فى أخبار المهدى المنتظر) لبدر الدين يوسف بن يحيى الشافعى المشهور بالزكى أو ابن الزكى المتوفى سنة 685هـ، وهو مطبوع فى مكتبة الخانجى بتحقيق عبدالفتاح الحلوثم مصورا بدار الكتب العلمية.

- 8 (کتاب فی أخبار المہدی) للشیخ بدر الدین الحسن بن محمد القرشی المطلبی النابلسی الحنبلی المتوفی سنة 772ھ ، قال الحافظ ابن حجر فی (الدرر الكامنة) (2/143/1556): رأیت بخطه کتابا جمعه فی أخبار المہدی الذی ینخرج فی آخر الزمان تعب فیہ 1. ھ
- 9 (جزء فی ذکر المہدی) للحافظ عماد الدین ابن کثیر الدمشقی المتوفی سنة 774ھ ، ذکره فی کتابه (النهاية فی الفتن والملاحم) (ص: 26) فقال : أفردت فی ذکر (المہدی) جزأ علی حدة 1. ھ
- 10 (فصل فی أمر الفاطمی وما ینذهب الناس إلیه فی شأنه) للمؤرخ عبدالرحمن بن خلدون المتوفی سنة 808ھ ، وهو فصل کبیر فی الکلام علی أ حادیت (المہدی) وهو من فصول مقدمة تاریخه (العبر و دیوان المبتداء والخیر) ، وذهب فیہ إلی إنکار خروجه ، قال صاحب (عون المعبود) (6/243) قد بالغ الإ مام المؤرخ عبدالرحمن بن خلدون المغربی فی تاریخه فی تضعیف أ حادیت (المہدی) کلها فلم یصب بل أ خطأ . 1 ھ وقدر د علیه ردابلیغا الشیخ أحمد بن الصدیق الغماری فی کتاب سماه : (إبراز الوهم المکنون) یأتی ذکره .
- 11 (تأ لیف یتعلق بالمہدی) للحافظ أبی زرعة العراقی المتوفی سنة 826ھ ، ذکره ابن فهد الفاسی فی کتابه (ذیل التقیید) (1/335)
- 12 (العرف الوردی فی أخبار المہدی) للحافظ جلال الدین السیوطی ، وقد طبع ضمن (الحاوی للفتاوی) ، وهو کتابنا المحقق هذا .
- 13 (تلخیص البیان فی علامات مہدی آخر الزمان) للشیخ أحمد بن سلیمان الرومی الحنفی المشهور بابن کمال باشا المتوفی سنة 940ھ .
- 14 (القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر) للفقیه ابن حجر الہیثمی الشافعی المکی المتوفی سنة 973ھ واختصره حفیده رضی الدین بن عبدالرحمن بن أحمد الہیثمی المتوفی سنة 1014ھ
- وله أيضا فتوی طويلة فی نحو (6) صفحات من القطع الکبیر ، وهی ضمن کتابه (الفتاوی الحدیثیة) (ص: 37) ، رد فیها علی طائفة المتممہدی الجو نفوری ، الذی ظهر بالهند سنة 905ھ



15) تلخیص البیان فی أخبار مہدی الزمان) للشیخ العلامة علی بن حسام المتقی الہندی صاحب کتاب (کنز العمال) المتوفی سنة 975ھ، طبع بدار التبلیغ الإسلامی بقم با یران 1981.

16) (البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان) لہ أيضا، طبع فی دار الصحابة و بمنشورات شركة الرضوان بطهران 1979 بتحقیق: علی اکبر الغفاری، و فی دار الغد الجدید المنصورة 1424ھ بتحقیق أحمد علی سلیمان

17) ولہ (رسالة) فارسیة فی المہدی مرتبة علی أربعة أبواب ذکرہ صاحب کشف الظنون (894/1)

18) (الرد علی من حکم وقضى بأن المہدی الموعود جاء و مضى) للشیخ العلامة علی بن سلطان القاری الحنفی المتوفی 1014ھ

19) و (المشرب الوردی فی مذهب المہدی) للقاری أيضا، طبع فی مطبعة محمد شاهین سنة 1278ھ وقد نقل منها الشیخ محمد بن عبد الرسول البرزنجی فی کتابہ (الإشاعة لأشراط الساعة) فصلا طویلا، وقد ألفها القاری ردا علی بعض الحنفیة الذین زعموا أن (المہدی) سيقلد مذهب أبی حنیفة

20) (مرآة الفکر فی المہدی المنتظر)

21) و (فرائد الفکر فی المہدی المنتظر) کلاهما للشیخ العلامة مرعی بن یوسف الکرمی الحنبلی المتوفی سنة 1033ھ

22) (تنبيه الوسان إلی آخر الزمان) لأحمد النوبی المتوفی سنة 1037ھ

23) (جواب عن سؤال فی المہدی) للعلامة محمد بن إسماعیل الأ میر الصنعانی الیمانی المتوفی سنة 1182ھ، طبع فی مكتبة دار القدس باليمن 1993 بتحقیق مجاهد بن حسن المطحنی، قال الأ میر فی آخره، 'انتهی ما أردنا من جمع الأحادیث القاضیة بخروج المہدی، وأنه من آل محمد -صلى الله علیه وسلم -، وأنه لم یأت تعیین زمنه إلا أنه تقدم أنه قبل خروج الدجال . 1ھ

24) (العرف الوردی فی دلائل المہدی) للشیخ وجیه الدین أبی الفضل عبد الرحمن بن مصطفى العیدروس الحضر می الیمنی نزیل مصر 1192ھ

25) (التوصیح فی تواتر ما جاء فی المنتظر والدجال والمسیح) للعلامة محمد بن

علی الشوکانی الیمانی المتوفی سنة 1250ھ.

26 (الدر المنضود فی ذکر المہدی الموعود) للعلامة صديق حسن خان القنوجي الهندي المتوفی سنة 1307ھ، وهو مخطوط.

27 (القطر الشہدی فی أو صاف المہدی) لشہاب الدین احمد بن احمد الحلواني المصري المتوفی سنة 1308ھ وهي منظومة (لامية

28 (العطر الوردی) وهو شرح علی المنظومة السابقة طبع فی بولاق سنة 1308ھ

29 (عقد الدرر فی شأن المہدی المنتظر) لبعضہم، مخطوط بمکتبة الحرم

30 (الہدایة الندیة للامة الحمديہ فی فضل الذات المہدیة) للشيخ مصطفى البکری

31 (تألیف فی المدھی) للشيخ أبي العلاء إدريس بن محمد العراقي الحسيني المغربي، ذكره الشيخ الکتانی فی (نظم المتناثر) (ص 144)، والشيخ عبد الله

بن الصديق الغماری فی مقدمة كتابه (المہدی المنتظر) (ص 7)

32 (إبراز الوهم المکنون من کلام ابن خلدون) أو (المرشد لمبدي لفساد طعن

ابن خلدون فی أحاديث المہدی) للشيخ أحمد بن محمد بن الصديق الغماری المغربي المتوفی سنة 1380ھ، طبع فی مطبعة الترقی بدمشق 1347، وقد تعقب

فيه کلام المؤرخ ابن خلدون الذي ضعف فيه أحاديث (المہدی)

33 (الجواب المقنع الحرد فالرد علی متن طغی و تجر بد عوی أنه عیسی او

المہدی المنتظر) للشيخ محمد حبيب الله الشنقيطي المتوفی سنة 1363ھ، طبع فی دار الشروق 1981.

34 (تنوير الرجال فی ظهور المہدی والدجال) لرشيد الرشيد، طبع فی مطبعة البلاغة بجلب 1389ھ.

35 (المہدی المنتظر) للشيخ أبي الفضل عبد الله بن محمد بن الصديق الغماری

المغربي، وقد طبع فی دار الطاعة الحديثة بالمغرب.

36 (تحديق النظر فی أخبار المہدی المنتظر) لحمد بن عبدالعزيز بن مانع

النجدي ذكره الشيخ العباد فی رده.

37 (الرد علی من کذب بالأحاديث الصحيحة الواردة فی المہدی)

38 (وعقيدة أهل السنة والأثر فی المہدی المنتظر) كلاهما للشيخ عبدالحسن



بن حمد العباد ، طبعاً بمطابع الرشید بالمدينة المنورة 1402ھ ، وطبع الاول ما  
یضا فی مکتبة السنة مصر 1416ھ

39) (الاحتجاج بالاثار علی من أنکر المهدی المنتظر)

40) (إقامة البرهان فی الرد علی من أنکر خروج المهدی والدجال و نزول  
المسیح آخر الزمان) طبع فی مکتبة المعارف بالرياض 1985 وهو رد علی مقال  
لعبد الکرم الخطیب ، وکلاهما للشیخ حمود بن عبد الله التویجرى المتوفى  
رحمه الله سنة 1413ھ .

41) (مختصر الأخبار المشاعة فی أشرط الساعة وأخبار المهدی) للشیخ  
عبد الله بن سلیمان المشعل ، طبع بمطابع الرياض بالسعودية 1985 .

42) (سید البشر یتحدث عن المهدی المنتظر) لحامد محمود محمد لیمود طبع  
بمطبعة المدنی بالقاهرة

43) (القول الفصل فی المهدی المنتظر) لعبد الله حجاج ، طبع فی دار العلوم  
للطباعة والنشر بالقاهرة

44) (المهدی المنتظر) لإبراهیم مشوخی طبع بمکتبة المنار بالأردن 1983 .

45) (المهدی حقیقة لا خرافة) لحمد بن احمد بن إسماعیل المقدم ، طبع بدار  
الإیمان 1400ء ثم هذبه وزاد فیہ وسماء : (المهدی وفقه أشرط الساعة) ،  
طبع فیالدار العالمية الإسکندرية 1424ھ وهو کتاب قیم نفیس

46) (المهدی المنتظر بین الحقیقة الخرافة) لعبد القادر أحمد عطا ، طبع فی  
دارالعلوم للطباعة بالقاهرة 1400 .

47) (المهدی المنتظر فی المیزان) لعبد المعطی عبدالمقصود ، طبع فی دار نشر  
الثقافة بالإسکندرية .

48) (حقیقة الخبر عن المهدی المنتظر) لصلاح الدین عبدالحمدی الهادی ، طبع  
فی مکتبه تاج بدایر طنطا .

49) (المهدی وأشرط الساعة) للشیخ محمد علی الصابونی ، طبع فی السعودية ،  
بشرکة الشهاب بالجزائر 1990 .

50) (من هو المهدی المنتظر؟) بحمد نور مربو بنجر المکی ، طبع فی مجلس

إحياء كتب التراث الإسلامي بالقاهرة 1993.

51 (الأحاديث الواردة في شأن المهدي في ميزان الجرح والتعديل) للشيخ عبد العليم بن عبد العظيم البستوي، وهي رسالة ماجستير، طبعت في دار ابن حزم 1999 في جزئين، الأول: سماه: (المهدي المنتظر في ضوء الأحاديث والآثار الصحيحة و أقوال العلماء و آراء الفرق المختلفة، والثاني: سماه: (الموسوعة في أحاديث المهدي الضعيفة والموضوعة)، وهو أجمع وأشمل ما صنف في موضوع (المهدي) إلى الآن.

52 (ثلاثة ينتظرهم العالم: الدجال والمسيح والمهدي) لعبد اللطيف عاشور، طبع بدار القرآن بالقاهرة والساعي بالرياض 1986.

53 (حقيقة الخبر عنا المهدي المنتظر من الكتاب والسنة) لصالح الدين عبد الحميد هادي، طبع بمطبعة تاج طنطا بمصر 1980.

54 (المهدي المنتظر ومن ينتظرونه) لعبد الكريم الخطيب، طبع في دار افكر العربي 1980 وهو ممن ينكر خروجه وقد رد عليه الشيخ التويجري.

55 (المهدي المنتظر بين عقيدته الدينية والمضمون السياسي) لحمد فريد حجاب، طبع بالمؤسسة الوطنية بالجزائر 1984.

56 (المهدي في الإسلام منذ أقدم العصور إلى اليوم) لسعد محمد حسن طبع بالقاهرة 1953.

57 (المهدي والمهدوية) طبع بدار المعارف بالقاهرة 1951.

58 (المهدي والمهدوية نظرة في تاريخ العرب السياسي) طبع بمطبعة العاني ببغداد 1957.

59 (عمر أمة الإسلام، وقرب ظهور المهدي عليه السلام)، تأليف أمين محمد جمال الدين، طبع سنة 1996، طبع في المكتبة التوفيقية مصر 1417هـ، وفيه

تكهنات وتخرصات بغير علم، وقد رد عليه الدكتور عبد الحميد هندواوي في كتاب (الإفحام لمن زعم انقضاء عمر أمة الإسلام)

60 (عقيدته ظهور مهدي) از: مفتي نظام الدين شامزئي شهيد

61 (علامات قيامت اور نزول مسيح) از: مفتي محمد شفيع

62 (امام مهدي، شخصيات و كردار) از: مفتي اسد قاسمي سنبهلي





## کیا آپ جاننا چاہیں گے؟

- ✽ ہم فتنوں سے غافل کیوں ہیں؟
- ✽ تمام فتنوں کا بہترین حل کیا ہے؟
- ✽ ایمان اور نفاق کی نشانیاں کیا ہیں؟
- ✽ جادو اور شیطانی اثرات کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟
- ✽ بڑے یہودی جادوگر کون کون ہیں؟
- ✽ مشہور یہودی شخصیات کی کامیابی کا راز کیا ہے؟
- ✽ راہ حق کے مسافروں کیلئے اکابرین نے کیا کردار ادا کیا؟
- ✽ بلیک واٹر کا طریقہ کار کیا ہے؟
- ✽ امام مہدی کے خروج کی نشانیاں کیا ہیں؟
- ✽ جہاد کا وقت کب آئے گا؟
- ✽ امام مہدی کے ساتھ مل کر کون لوگ جہاد کریں گے؟

ناشر

## الہجرہ پبلیکیشن

آپ کی رائے اور مفید مشورے کیلئے: [alhijrahpublication@yahoo.com](mailto:alhijrahpublication@yahoo.com)

خط و کتابت کیلئے: 10875، حیدری جی پی او، کراچی

سانحہ لال مسجد

# ہم پر کیا گزری؟



ام الشہداء محترمہ ام حسان صلیبہ

پرنسپل: جامعہ سیدہ حفصہؓ

اسلام آباد

شعبہ نشر و اشاعت: تحریک طلبہ و طالبات (لال مسجد) اسلام آباد



## جملہ حقوق محفوظ ہیں!

|           |   |                                     |
|-----------|---|-------------------------------------|
| نام کتاب  | : | سانحہ لال مسجد..... ہم پر کیا گزری؟ |
| مصنفہ     | : | محترمہ ام حسان صاحبہ                |
| ناشر      | : | تاریخ لال مسجد پبلیکیشنز            |
| اشاعت اول | : | ۲۸ ستمبر ۲۰۰۶ء                      |
| اشاعت دوم | : | ۶ اکتوبر ۲۰۰۶ء                      |
| اشاعت سوم | : | ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۶ء                     |
| تعداد     | : | ۵۰۰۰                                |

ملنے کا پتہ:- لال مسجد اسلام آباد

0332-5342782



زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے  
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے



# أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ۝ وَالْيَوْمِ السَّعُودِ ۝ وَشَهِيدٍ وَمَشْهُودٍ ۝  
فَقِيلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ۝ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمُ الْوُفُودُ ۝ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ۝  
وَهُمْ عَلَى مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ ۝ وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ  
يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۝ وَاللَّهُ  
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ كَفَرُوا  
فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا  
الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَزَاءٌ ثَجَرِيٌّ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۝ ذَلِكَ الْقَوْمُ الْمَكِيدُونَ ۝ إِنَّ  
بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۝ إِنَّهُمْ هُمُ يُبَدِّلُونَ وَيُعِيدُونَ ۝ وَهُوَ الْعَظِيمُ الْوَدُودُ ۝  
ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ۝ فَعَالٌ لِمَا يُرِيدُ ۝ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ۝  
فِرْعَوْنُ وَثَمُودُ ۝ بِلَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنِّي تَكْنِيهِ ۝ وَاللَّهُ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ  
مُحِيطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ ۝ فِي كُتُبٍ مَحْضُوظَةٍ ۝

اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے

قسم پر جوں والے آسمان کی (۱) اور وعدے کے دن کی (۲) اور گواہ کی اور جس کی گواہی دی گئی (۳)  
فائز ہوں کہانیوں والے (۴) ایجنٹ بھری آگ کی (۵) جب وہ ان پر بیٹھے تھے (۶)  
اور دیکھ رہے تھے جو وہ مومنوں کے ساتھ کر رہے تھے (۷) اور وہ ان سے صرف اس بات کا پیر  
رکھتے تھے کہ وہ غالب اور صاحب تعریف اللہ پر ایمان رکھتے ہیں (۸) وہ جس کی آسمانوں اور  
زمین پر بادشاہت ہے - اور اللہ ہر بات کو دیکھتا تھا (۹) جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن  
عورتوں کو فتنے میں ڈالا پھر تو بد نہ کی انہیں جہنم کا عذاب ہوگا اور انہیں جلانے والا عذاب ہوگا (۱۰)  
جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے تھے ان کے لئے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں  
بہتی ہوں گی - یہی بڑی کامیابی ہے (۱۱) بے شک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے (۱۲) وہی شروع  
کرتا ہے اور دہراتا ہے (۱۳) اور وہی بیٹھے والا محبت کرنے والا ہے (۱۴) صاحب عرش شان  
والا ہے (۱۵) جو چاہے کر گزرنے والا ہے - (۱۶) کیا تجھے انکسروں کی کہانی پہنچی ہے (۱۷)  
فرعون اور ثمود کی؟ (۱۸) نہیں، مگر کافر جھٹلانے میں لگے ہیں (۱۹) اور اللہ نے انہیں باہر سے  
لکیر رکھا ہے (۲۰) نہیں، بلکہ وہ ایک شان والا قرآن ہے (۲۱) جو ایک محفوظ تختی میں ہے (۲۲)

سورۃ بروج (۸۵) مکہ میں نازل ہوئی

وہ عجیب صبح بہار تھی

کہ سحر سے نوحہ گری رہی

مری بستیاں تھیں دھواں دھواں

مرے گھر میں آگ بھری رہی

یہ جو سنگ ریزوں کے ڈھیر ہیں

یہاں موتیوں کی دکان تھی

یہ جو سائبان دھویں کے ہیں

یہاں بادلوں کی اڑان تھی

سبھی بے حسی کے خمار میں

سبھی اپنے حال میں مست تھے

سبھی راہروان رہے عدم

مگر اپنے زعم میں ہست تھے

سو لہو کے جام انڈیل کر

میرے جان فروش چلے گئے

وہ سکوت تھا سرے کدہ

کہ وہ خم بدوش چلے گئے

احمد فراز



بسم اللہ الرحمن الرحیم



حضرت خولہ و حضرت خساء رضی اللہ عنہما کے مجاہدانہ کردار کی یاد تازہ کرنے والی  
..... شجاعت و استقلال کی پیکر ..... حیا و عفت کی امین ..... تاریخ اسلام کے ماتھے کی  
جھومر ..... ام الشہداء محترمہ ام حسان صاحبہ ہماری تاریخ کا ایک انمٹ اور ناقابل فراموش حوالہ  
بن چکی ہیں ..... جامعہ حفصہ کے خلاف آپریشن کے دوران انہوں نے جس بہادری، ہمت  
اور حوصلے کے ساتھ کٹھن دن گزارے انہیں تاریخ کبھی بھی فراموش نہیں کر پائے گی ..... وہ  
شفقت و محبت کا پیکر مجسم اور ہزاروں لاوارث اور بے سہارا بچیوں کی پناہ گاہ اور ان کے لیے  
ٹھنڈی چھاؤں کی مانند ہیں ..... طالبات انہیں اپنائیت اور محبت سے ”آپی جان“ کہہ کر پکارتی  
ہیں ..... مولانا عبداللہ شہید کے اہل عزیمت خاندانے کا فرد ہونے کے ناطے محترمہ ام حسان  
صاحبہ مجاہدے اور قربانی کا استعارہ بن گئی ہیں ..... مولانا عبدالعزیز کی رفاقت نے ان کی شخصیت  
کو اخلاص و للہیت اور تقویٰ و توکل کی صفات سے آراستہ کر دیا ہے .....  
انہوں نے مولانا محمد عبدالعزیز صاحب کے ساتھ مل کر خواتین اسلام اور قوم کی بچیوں

کے لئے باپردہ دینی ماحول، اشاعت دین و احیاء اسلام کیلئے جامعہ سیدہ حفصہ کی بنیاد رکھی .....  
مولانا محمد عبدالعزیز صاحب اور محترمہ ام حسان صاحبہ کے اخلاص، دعاؤں اور شبانہ روز محنتوں کے

اثمنا کہ

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے  
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے



لیکن محترمہ ام حسان صاحبہ اب بھی صبر و رضا اور ایمان و ایقان کی ایک شمع کی مانند روشنی بانٹ رہی ہیں..... ان سے مل کر ایمان کو جلا ملتی ہے..... ان کی باتیں جذبوں کے لیے ہمیز کا کام دیتی ہیں..... اور ان کی آپ بیتی حیران کر دیتی ہے..... اللہ ان کے جذبوں کو سلامت رکھے..... ان کی قربانی کو شرف قبولیت سے نوازے..... اور ان کے بچوں، بچیوں، خاندان اور مدرسے کے نذرانے کو وطن عزیز میں نفاذ اسلام کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

شعبہ نشر و اشاعت

تحریک طلبہ و طالبات

لال مسجد اسلام آباد

”سانحہ لال مسجد..... ہم پر کیا گزری“ سانحہ لال مسجد کے حوالے سے اصل حقائق اور درست معلومات پہلی بار منظر عام پر لانے کی ایک کوشش ہے..... یہ کتابچہ نفاذ اسلام کی جدوجہد کے لیے دعوت فکر اور پیغام عمل بھی ہے..... اس کی نشر و اشاعت ہمارا دینی اور مذہبی فریضہ ہے..... اس سلسلے میں درج ذیل نمبر پر رابطہ کیجیے

برائے رابطہ: 0332-5342782

# ہم پر کیا گزری؟



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سانحہ لال مسجد کے زخم میری روح کی گہرائیوں تک اتر گئے ہیں..... وہ دلخراش مناظر، وہ بے بسی کے لمحات، وہ درد و غم کے قصے..... سوچتی ہوں تو دل سے درد کی ٹیسیں سی اٹھنے لگتی ہیں..... بیان کرنے لگتی ہوں تو کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے..... قلم اٹھاتی ہوں تو ہاتھ لرز جاتے ہیں..... سمجھ نہیں آتی جبر و تشدد اور ظلم و ستم کی داستان کا آغاز کہاں سے کیا جائے؟..... اپنوں کی جفاؤں کا گلہ کیا جائے یا غیروں کے جور و ستم کو ہدف تنقید بنایا جائے؟..... شہدائے لال مسجد کی جرأت و بہادری کو سلام عقیدت پیش کیا جائے یا امت مسلمہ کی بے بسی اور بے بسی کا رونا رویا جائے؟..... غازی بھائی کی عبقری شخصیت کا مرثیہ کہا جائے یا اپنی پھول سی بچیوں کی جدائی پر نوحہ لکھا جائے؟..... لال مسجد کی گولیوں سے چھلنی دیواروں کا تذکرہ کیا جائے یا قرآن کریم کے جلتے ہوئے اوراق کی بات کی جائے؟..... یہ وہ چند سوالات ہیں جنہوں نے عجیب کشمکش میں مبتلا کر رکھا ہے.....

یوں تو میری زندگی اسی دن سے آزمائشوں اور امتحانات کی نذر ہو گئی تھی جس دن سے مجھے مولانا عبداللہ شہیدؒ کے اہل عزیمت خانوادے کا ایک فرد ہونے کا اعزاز حاصل ہوا..... میں



بہت ناز و نعم میں پلی تھی لیکن جس گھر میں آئی یہاں دین کے لیے اپنا سب کچھ بچھا کر دینے کا درس کچھ اس انداز سے ملا کہ حق کی سر بلندی اور دین کی بقا کی خاطر اپنا سب کچھ داؤ پر لگانے کا تہیہ کر لیا..... میرے سامنے مولانا محمد عبداللہ شہید کو گولیوں سے چھلنی کیا گیا..... مولانا عبدالعزیز صاحب کو حق گوئی کی پاداش میں جھوٹے مقدمات میں الجھا کر اشتہاری بنایا گیا..... ہمارے مدرسے پر دو دفعہ پولیس نے یلغار کی..... ہماری سینکڑوں بچیوں کو زخمی کیا گیا..... بدترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا..... چار و چار دیواری کا تقدس پامال کیا گیا..... لیکن حالیہ سانحہ لال مسجد نے تو وہ سارے غم بھلا دیئے..... اف اللہ! میں نے تو کبھی سوچا تک نہیں تھا..... میں نے کیا کسی نے بھی یہ نہیں سوچا ہوگا کہ اسلام کے نام پر آباد ہونے والا شہر کوفہ بن جائے گا اور اس میں کر بلا بپا کر دی جائے گی.....

لال مسجد میں برپا ہونے والی قیامت صغریٰ کی بنیاد بننے والے اسباب و وجوہات کی فہرست بہت طویل ہے لیکن اس کی انتہاء مسجد امیر حمزہ کی شہادت تھی..... کیونکہ کلمہ طیبہ کے نام پر معرض وجود میں آنے والی مملکت خدا میں کلمہ گو مسلمانوں کو بہت ستایا گیا..... وہ کون سا قسم ہے جو اسلام اور مسلمانوں پر پاک سرزمین میں نہ ڈھایا گیا ہو..... اتنا ترک کو آئیڈیل قرار دے کر روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر بے دینی اور بے راہ روی کو فروغ دیا گیا..... نصاب سے قرآنی آیات اور اسلامی تعلیمات کا اخراج کر کے ہماری نئی نسل کو بے دینی کی دلدل میں دھکیلنے کی کوشش کی گئی اس کوشش کو روکنا تو کجا کسی نے اس پر صدائے احتجاج بلند کرنے کی زحمت تک گوارہ نہ کی..... فحاشی اور عریانی کے سیلاب بلا خیز نے نوجوان نسل کے ایمان اور ان کی زندگیاں برباد کر دیں لیکن کسی نے اپنی نئی نسلوں کو بچانے کی فکر اور محنت نہ کی..... عدالتوں میں انصاف بکنے لگا..... رشوت خوری قابل افتخار ٹھہری..... کرپشن با اختیار ہونے کی علامت سمجھی جانے لگی..... غریب ظلم و ستم کی چکی میں بسنے لگے..... میرا تھن ریس کے نام پر شرم و حیا کا جنازہ نکالا گیا.....

..... تحفظ حقوق نسواں بل کے نام پر درپردہ بدکاری کو تحفظ فراہم کیا گیا..... مدارس پر چھاپے مارے گئے..... علمائے کرام کو شہید کیا گیا..... اپنے کندھے پیش کر کے اپنے مسلمان بھائیوں کو شہید کروایا..... ہنستی ہستی بستیوں کو تاخت و تاراج کروادیا..... اپنے شہریوں کو ڈالروں کے عوض بیچتے رہے..... اپنے شہریوں کو اٹھا اٹھا کر غائب کرتے رہے اور ان کے بچے اور ورثاء مارے مارے در بدر کی ٹھوکریں کھاتے رہے..... محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو بے توقیر کر کے قید کر دیا گیا..... مجاہدین پر اللہ کی زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود تنگ کر دی گئی..... پردے کو دقیا نوسی کی علامت باور کروایا گیا..... جہاد کو دہشت گردی قرار دیا گیا..... پھر پاکستان میں شعائر اللہ کی بے حرمتی کا آغاز ہوا..... مساجد جو کعبۃ اللہ کی بیٹیاں اور اللہ کی عظمت کی نشانیاں ہوتی ہیں انہیں شہید کرنے کا سلسلہ شروع ہوا..... اسلام آباد میں یکے بعد دیگرے سات مساجد کو شہید کر دیا گیا..... ہر مسجد کی شہادت ہمارے دلوں پر ایک گہرا زخم اور نشان ثبت کرتی جا رہی تھی..... ہم دیکھتے رہے کہ مساجد کی شہادت کے بعد کچھ دن تک تو اخبارات میں ان کا تذکرہ ہوتا..... پریس کانفرنسیں، قراردادیں، اجلاس اور مشاورتیں ہوتیں..... جلے جلوس نکلتے..... لیکن آہستہ آہستہ ان مساجد کی خبریں اخبارات کے صفحات سے گم ہو جاتیں اور لوگ سب کچھ بھول بھلا کر اپنی مصروفیات اور زندگی کی عیش و عشرت میں لگن ہو جاتے..... اس صورتحال پر ہم اندر ہی اندر کڑھتے رہتے..... سوچتے رہتے کہ اس بے دینی اور بے حیائی و فحاشی کے سیلاب بلاخیز کے سامنے بند باندھنے کی کوئی تو سبیل ہونی چاہیے.....

اس سال کے آغاز میں ہوا یوں کہ پہلے تو ہماری جامعہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اوپر تلے ٹوٹس ملنے لگے..... پھر 80 سے زائد مساجد کی ایک لسٹ منظر عام پر آگئی کہ انہیں العیاذ باللہ شہید کیا جائے گا..... مساجد و مدارس کو سیکورٹی رسک قرار دیا جانے لگا اور اللہ کے گھر ایک ظالم، آمر شخص یعنی پرویز مشرف کی من مانی اور ہٹ دھرمی کی نذر رہونے لگے..... 80 سے زائد



مساجد کی شہادت کے ناپاک منصوبے نے ہماری نیندیں اڑا دیں..... مولانا محمد عبدالعزیز صاحب کو میں نے زندگی میں اتنا دکھی اور فکر مند کبھی نہیں دیکھا تھا جتنا اس موقع پر مولانا کی کیفیت تھی حتیٰ کہ اپنے والد محترم مولانا محمد عبداللہ شہیدؒ کی شہادت جیسے عظیم سانحے کے وقت بھی مولانا اس کیفیت سے دوچار نہیں تھے جو کیفیت مسجد امیر حمزہ کی شہادت کے بعد مولانا پر طاری ہو گئی تھی..... میں نے بھی ابا جان کو اپنی آنکھوں کے سامنے شہید ہوتے ہوئے دیکھا تھا..... میرے سامنے میرے ابا جان حضرت مولانا عبداللہؒ کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا تھا..... آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک عورت اور ایک بیٹی ہونے کے ناطے مولانا محمد عبداللہ شہیدؒ جیسے شفیق اور مہربان ابا جان کی شہادت کا میرے دل و دماغ پر کیا اثر پڑا ہوگا لیکن اس وقت تو چونکہ اس بات کی خوشی اور تسلی بھی تھی کہ چلو اب جی کو شہادت کا رتبہ اور اعزاز مل گیا لیکن مسجد امیر حمزہ کی شہادت کی خبر نے مجھے جتنا دکھ دیا..... مسجد امیر حمزہ کی بکھری ہوئی اینٹیں دیکھ کر میں جس قدر روئی ابا جان کی شہادت پر بھی شاید میں اتنا نہ روئی ہوں گی۔

اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والے وطن عزیز میں اسلامی شعائر اور دینی اقدار و روایات کا جس انداز سے جنازہ نکالا جا رہا تھا مسجد امیر حمزہ کی شہادت اس کی انتہاء تھی..... ہمارے دلوں پر اس سے قبل مسجد امیر حمزہ کی شہادت جیسی چھ قیامتیں گزر چکی تھیں..... ہم اس انتظار میں تھیں کہ کوئی تو ابن قاسم اُٹھے گا جو کعبۃ اللہ کی بیٹیوں کی پاسبانی کا فریضہ سرانجام دے گا..... ہمیں اس بات پر حیرت اور افسوس ہوتا تھا کہ انڈیا کی بابر کی مسجد کی شہادت پر تو پورا عالم اسلام سراپا احتجاج بن جاتا ہے لیکن اسلام آباد کی مسجد ابن عباسؓ سمیت دیگر مساجد کی شہادت، اس کے بلے تلے دبے ہوئے قرآن کریم کے نسخے مسلمانوں کی غیرت ایمانی کو جگانے میں ناکام کیوں ہیں؟..... جس دن مسجد امیر حمزہ شہید ہوئی اس دن میں درد و کرب کی عجیب کیفیت سے گزر رہی تھی..... مجھے رات بھر نیند نہ آئی..... مولانا صاحب کی کیفیت ایسی تھی کہ مجھے

ان پر ترس آنے لگا تھا..... وہ اس رات کے آخری پہر مصلے پر بچکیاں لے لے کر روتے رہے..... یہ یکم محرم الحرام 1428 ہجری بمطابق 21 جنوری 2007ء کی صبح تھی..... میں جونہی مدرسے پہنچی تو کچھ طالبات بھاگی بھاگی میرے پاس آئیں اور بتانے لگیں کہ عالیہ (M.A) اور عالیہ (B.A) کلاس کی کچھ سینئر طالبات نے چند معلمات کے ساتھ مل کر اپنے غم و غصے کے اظہار اور احتجاج ریکارڈ کروانے کے لئے مدرسے سے متصل لائبریری کو احتجاجاً یرغمال بنالیا ہے..... یہ صورتحال میرے لئے بڑی تشویشناک تھی..... میں فوراً ان طالبات کے پاس پہنچی..... جب میں نے انہیں واپس مدرسے آنے کا کہا تو وہ رو پڑیں، ضد پر اتر آئیں اور کہنے لگیں:

”آپی جان! اب خدا را.....! ہمیں آپ گناہ گار اور مجبور نہ کرنا..... اگر آج بھی ہم نے اللہ کے گھر کی شہادت پر کسی ردِ عمل کا اظہار نہ کیا..... تو ہمارے کلیجے درد کی شدت کی وجہ سے پھٹ جائیں گے۔“

میں حیران رہ گئی وہ طالبات جو عام حالات میں میرے سامنے بات تک نہیں کرتی تھیں آج وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھیں..... ان کی بات دینی، شرعی اور عقلی لحاظ سے معقول تھی، میں شش و پنج میں پڑ گئی، مولانا محمد عبدالعزیز صاحب سے رابطہ کیا، انہیں اس صورتِ حال سے آگاہ کیا اور طالبات کا موقف ان کے سامنے بیان کیا تو مولانا صاحب نے کہا:

”میں آج شب استخارہ کرتا رہا لیکن مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ مساجد کی شہادت کا یہ سلسلہ کیونکر روکا جائے، اب ان بچیوں نے اگر یہ اقدام کر ہی لیا ہے تو شاید اللہ کی طرف سے اس میں کوئی خیر مقدر ہو..... تاہم میں اس بارے میں غازی بھائی سے مشورہ کر کے آپ کو بتاتا ہوں۔“

مولانا صاحب، غازی صاحب سے مشورہ کرنے چلے گئے، اتنے میں یہ خبر پھیل گئی، شاید غازی صاحب نے مسئلے کو افہام و تفہیم کے ذریعے حل کرنے کی نیت سے خود ہی انتظامیہ کو اطلاع کر دی، تھوڑی ہی دیر میں ضلعی انتظامیہ کے افسران اور راولپنڈی اسلام آباد کے



علماء کرام تشریف لے آئے اور پھر یوں لگا جیسے کوئی بھونچال آ گیا ہو..... ہماری بچیوں نے علماء کرام اور ضلعی انتظامیہ پر دو ٹوک انداز میں اپنے مطالبات واضح کر دیئے اور دیگر مطالبات سمیت اس مطالبے پر زور دیا گیا کہ.....

”جب تک شہید مساجد کی تعمیر نو نہیں کر دی جاتی اور جن مساجد کی شہادت کی لسٹ تیار کی گئی ہے اسے واپس نہیں لیا جاتا تب تک وہ کسی صورت اپنا احتجاج ختم کرنے کو تیار نہیں۔“.....

طالبات کا یہ مطالبہ بالکل شرعی، آئینی اور برحق تھا اس لئے ہم نے ان کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا کہ ٹھیک ہے یہ بچیاں اپنے مفاد یا ضروریات کی بات تو نہیں کر رہیں، نہ یہ سڑکوں پر نکلی ہیں، بلکہ ایک محفوظ چار دیواری کے اندر بیٹھ کر ایک جائز اور آئینی مطالبہ پیش کر رہی ہیں اس لیے ان کی سرپرستی کی جانی چاہیے..... لیکن بد قسمتی سے ان بچیوں کا یہ جائز اور آئینی مطالبہ تسلیم کرنے کی بجائے الٹا پروپیگنڈے کی آگ بھڑکا دی گئی..... دھمکیوں اور دھونس سے کام لیا جانے لگا..... گولی کی زبان میں بات کرنے کا ڈراوا سنایا جانے لگا..... سات مساجد کو شہید کر کے سات دفعہ رٹ آف اللہ کے چیلنج ہونے پر جن کانوں پر جوں تک نہ رہی تھی انہوں نے رٹ آف گورنمنٹ کی رٹ لگا دی..... سات مساجد جو تقدس کا مرکز تھیں ان کو شہید کر دیا گیا لیکن اتنی صدائے احتجاج بلند نہ ہوئی جتنی لاہریری کے ایٹو پر بلند ہوئی..... ایک چھوٹی سی لاہریری جس کو کوئی تقدس حاصل نہ تھا اور اسے کوئی نقصان بھی نہیں پہنچایا گیا تھا اس میں طالبات کے احتجاجی دھرنے پر آسمان سر پر اٹھالیا گیا..... وزیر مذہبی امور اعجاز الحق جن کے بارے میں ہم آج تک یہ سمجھتے رہے کہ وہ مساجد و مدارس کے خیر خواہ اور دینی معاملات میں مخلص ہیں، انہوں نے عجیب منافقانہ طرز عمل اختیار کیا اور ہماری بچیوں پہ ٹرپل ون بریگیڈ کی یلغار کی دھمکی دی..... ان ساری باتوں نے ہمارے صدمے اور غم و غصے میں اضافہ کر دیا..... پھر اعجاز الحق نے انتہائی شاطرانہ اور مکارانہ چال چلی کہ فوراً کراچی جا کر ہمارے اکابر علماء کرام جنہیں ہم اپنے سروں کا تاج اور

سروں کا سایہ سمجھتے ہیں انہیں اس مسئلے میں ڈال کر انہیں بے توقیر اور متنازعہ بنانے کی کوشش کی..... اعجاز الحق کو یہ ٹاسک سونپا گیا تھا کہ وہ اکابر علماء کرام کے ذریعے احتجاج اور اشتعال واضطراب کی فضا کو ختم کروائیں..... چنانچہ اعجاز الحق کریڈٹ لینے کے لیے اپنی وزارت بچانے کے لیے اس مشن کے لیے سرگرم ہو گئے..... مولانا محمد عبدالعزیز صاحب اور علامہ غازی شہید نے علماء کرام سے انتہائی ادب سے درخواست کی کہ وہ فی الوقت اس معاملے میں نہ پڑیں کیونکہ حکومت ان کی ساکھ برباد کرنے اور ہمیں تنہا کرنے کے لئے دودھاری تلوار سے کام لے رہی ہے اور علماء کرام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے..... مولانا محمد عبدالعزیز صاحب کے بیانات ریکارڈ پر موجود ہیں کہ ہم نے اس دن سے یہ کہنا شروع کیا کہ حکومت کے ساتھ مذاکرات محض ایک ڈھونگ کے سوا اور کچھ نہیں..... مولانا عبدالعزیز صاحب اور علامہ غازی شہید اور تحریک کے طلبہ و طالبات نے کبھی بھی علماء کرام کی گستاخی کی نہ نافرمانی، اور نہ ہی انہوں نے علماء کرام پر عدم اعتماد کا اظہار کیا بلکہ وہی دھوکہ اور فراڈ جو 9 اور 10 جولائی کی ملکی تاریخ میں بدترین ابھورنگ درمیانی شب کے آخری پہر پوری قوم پر حتیٰ کہ ہمارے اکابر کے سامنے بھی آشکارا ہوا..... ہمیں پہلے دن سے صرف اسی بات کا خدشہ تھا کہ اعجاز الحق جیسے دھوکے باز وزراء مذاکرات کی آڑ میں دراصل مساجد کی شہادت کی راہ ہموار کرنا چاہتے ہیں اور ملک میں جاری بے دینی اور فحاشی و عریانی کے ایجنڈے کو مزید آگے بڑھانے کیلئے کوشاں ہیں..... لائبریری کو ریغمال بنائے جانے کے بعد جب مساجد کے تحفظ کی آواز لگ گئی تو ہم نے سوچا کہ اگر آج ہم ان سات مساجد کو دوبارہ تعمیر کروانے میں کامیاب ہو بھی جاتے ہیں تو کل اس ملک کی باقی مساجد کے تحفظ کی ضمانت ہمیں کیسے حاصل ہو سکتی ہے.....؟ کیونکہ ہمارے ساتھ گزشتہ چند برسوں سے انتہائی سنگین مذاق کیا جا رہا ہے..... کبھی حقوق نسواں بل کے نام پر بدکاری کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے تو ہم اس کے خلاف احتجاج کرتے ہیں..... کبھی اپنے مسلمان بھائیوں کا قتل عام کرنے کے لئے اپنا



کندھا پیش کیا جاتا ہے تو ہم اس پر جلوس نکالتے ہیں..... کبھی میرا تھن ریس کے نام پر قوم کی بچیوں کو ننگے سر سرکوں پر دوڑایا جاتا ہے تو ہم اس پر صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں اور دین دشمن ہمارے احتجاج اور جلسوں، جلوسوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ہر رکاوٹ کو عبور کرتے چلے جا رہے ہیں..... آخر ہم کس کس مورچے سے پسپائی اختیار کرتے چلے جائیں گے.....؟ آخر ہم کس کس معاملے پر احتجاج کرتے اور جلوس نکالتے رہیں گے..... بالآخر ہم قرآن و سنت کی روشنی میں اس نتیجے پر پہنچے کہ ان تمام مسائل کی بنیاد اور جڑ تو یہی ہے کہ اسلام کے نام اور کلمے کے نعرے پر قائم ہونے والے اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی محنت اور جدوجہد کی جائے..... وہی جدوجہد جو گزشتہ ساٹھ سال سے علماء کرام اور دین کا درد رکھنے والے کرتے چلے آ رہے تھے..... یہ وہی جدوجہد اور محنت تھی جو کرتے کرتے ہمارے ابا جانؑ نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا تھا اور جس اسلامی نظام کی آواز لگاتے لگاتے مولانا محمد عبدالعزیز کی ڈاڑھی میں چاندی اتر آئی تھی..... لال مسجد سے اسلامی نظام کے نفاذ کی آواز بلند ہونا شروع ہو گئی لیکن عجیب بات یہ ہوئی کہ جوں ہی ”نفاذ اسلام“ کا نعرہ لگا اپنے کیا اور پرائے کیا سب ہم پر برس پڑے..... ہمیں حیرت ہوئی کہ..... یا اللہ! ایک شرعی، آئینی اور اصولی مطالبہ کیوں اتنا بوجرم بن گیا ہے کہ اتنی ہابا کار مچ گئی ہے؟..... وہ حکومت جو ہمارے کسی احتجاج کو خاطر میں نہ لاتی تھی اس ادنیٰ سی کوشش کی وجہ سے اس کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی..... وہ ذرائع ابلاغ جو بے حیائی کے فروغ کو اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے وہ شریعت کے نفاذ کے مطالبات کو نمایاں جگہ دینے پر مجبور ہو گئے۔

نفاذ اسلام کے اس مطالبے اور محنت کی وجہ سے ملک بھر کے عوام میں امید کی ایک کرن پیدا ہوئی..... نوجوانوں کے قافلے سروں پر عمامے سجائے لال مسجد کا رخ کرنے لگے..... خواتین اور مدارس و اسکول کالج کی طالبات جامعہ سیدہ حفصہ کی طالبات کے شانہ بشانہ اٹھ کھڑی ہوئیں..... پھر کیا تھا کہ ہمیں سنگین نتائج کی دھمکیاں دی جانے لگیں..... ہماری مسجد اور مدرسے کا بار بار

محاصرہ کیا جانے لگا..... لیکن الحمد للہ ہر دفعہ انتظامیہ کو منہ کی کھانا پڑتی کیونکہ علماء، طلبہ اور عوام الناس نے مسجد کے تحفظ کیلئے اپنی جانیں نچھاور کرنے کا تہیہ کر رکھا تھا..... لال مسجد جو ہر دور میں دینی تحریکوں کا مرکز رہی ہے ”شریعت یا شہادت“ کے نعرے کے بعد ملک بھر کے ظلم و ستم کی چکی میں پستے ہوئے عوام کی امیدوں کا محور و مرکز بن گئی..... لوگوں نے اپنے مسائل کے حل کیلئے لال مسجد کی طرف رجوع کرنا شروع کر دیا..... الحمد للہ مولانا محمد عبدالعزیز صاحب اور علامہ عبدالرشید غازی شہید نے بہت سے مصیبت زدہ بھائیوں کا درد بانٹا..... بہت سی ستم رسیدہ بہنوں کے زخموں پر مرہم رکھا..... انصاف کی تلاش میں درد کی ٹھوکریں کھانے والوں کو انصاف تک رسائی میں مدد دی..... جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ لال مسجد سے امید اور روشنی کی کرنیں نمودار ہو رہی ہیں تو زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے قافلوں نے لال مسجد آنا شروع کر دیا..... بے شمار جوانوں نے آکر لال مسجد میں ڈیرے ڈال لیے اور اپنی زندگیاں وطن عزیز میں نفاذ اسلام کی محنت کے لئے وقف کر دیں..... استعمار کے ایجنٹ اور اہل باطل بڑی باریک بینی سے اس صورتحال کا جائزہ لے رہے تھے..... انہیں صاف نظر آ رہا تھا کہ پاکستان کے عدالتی نظام پر عدم اعتماد کا اظہار کرنے والے لوگوں نے لال مسجد کو اپنے درد کا درماں سمجھ لیا تو پھر ہمارے لیے کوئی پناہ گاہ باقی نہیں بچے گی..... صاف دکھائی دے رہا تھا کہ ہمارا موجودہ سسٹم جو گزشتہ ساٹھ سال سے عوام کا لہو چوس رہا ہے اور بے بس و بے کس لوگوں کی پیٹھوں پر ظلم و ستم کے تازیانے برسا رہا ہے، لال مسجد سے اسلام کے جس عادلانہ نظام کے نفاذ کی آواز لگائی گئی ہے اس آواز نے اس سسٹم کی چولیس ہلا دی ہیں اور اگر لوگوں کو اس بات کا یقین اور احساس ہو گیا کہ اسلام کے نظام عدل و انصاف میں ہی نجات اور فلاح ہے تو پھر اس سسٹم اور اس کے محافظوں اور اس سے فوائد سمیٹنے والوں کیلئے پاک سرزمین تنگ ہو جائے گی..... اس لئے وہ لوگ اپنے سارے وسائل کو جھونک کر نفاذ اسلام کی آواز کو دبانے کی کوشش کرنے لگے اور ہمارے خلاف پروپیگنڈے میں



مصروف ہو گئے..... رائی کو پہاڑ بنا کر پیش کیا جانے لگا..... چھوٹی چھوٹی چیزوں کو نمایاں کیا جانے لگا..... کبھی مدرسے کی زمین کے غیر قانونی ہونے کی بحث چھیڑ دی جاتی..... کبھی رٹ آف گورنمنٹ کا شوشہ چھوڑ دیا جاتا..... کبھی کوئی اور ہتھکنڈہ آزمایا جاتا..... ہمیں ان چیزوں کی تو کوئی پرواہ نہ تھی لیکن ہمارے ساتھ جو سب سے بڑا ستم ہوا وہ یہ کہ ہمارے اپنوں کے دلوں میں ہمارے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کر دی گئیں..... ہمیں ایجنسیوں کیلئے کام کرنے کے طعنے دیئے گئے..... ہمارے خلاف فضا اس مہارت سے ہموار کی گئی کہ ہمارے اپنے بھی ہمارا ساتھ چھوڑ گئے..... سب جانتے تھے کہ دین کی حفاظت و اشاعت کیلئے ہمارے خاندان کا کردار کیا رہا ہے..... سب کو پتہ تھا کہ ہم اپنے لئے کچھ نہیں مانگ رہے تھے..... مولانا محمد عبدالعزیز صاحب نے تو پوری زندگی درویشی اور فقر کے عالم میں گزاردی تھی..... ہمارے پاس ایسے بہت مواقع آئے تھے جب ہم سودے بازی کرنا چاہتے..... ”کچھ لو اور کچھ دو“ کی پالیسی اختیار کرتے تو اپنے لئے بہت کچھ لے سکتے تھے..... اتنا کچھ کہ جو دوسروں کے تصور سے بھی بالاتر ہے..... لیکن اللہ گواہ ہے کہ ہم نے کبھی اپنے لیے کچھ نہیں لیا..... ہم نے اللہ کیلئے، اللہ کے دین کی سر بلندی کیلئے اپنے تمام مفادات کو حتیٰ کہ اپنی زندگیوں کو داؤ پر لگا دیا اور ہمیشہ عزیمت والا راستہ اپنائے رکھا لیکن سمجھ نہیں آتی کہ ہمیں کیوں تنہا اور بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا؟..... آخر ہمارا جرم کیا تھا؟..... سب ہمارے مطالبات کی تائید کر رہے تھے..... ہماری محنت کو وقت کا اہم ترین تقاضہ قرار دے رہے تھے..... لیکن تان اس بات پر آ کر ٹوٹی تھی کہ لال مسجد والوں کا طریقہ کار غلط ہے..... ہم نے ہمیشہ دست بستہ عرض کی کہ ”نفاذ اسلام اور انسداد فحاشی کی محنت کو اس وقت کی سب سے بڑی اور ضروری محنت تو سمجھی تسلیم کرتے ہیں اور اگر یہ محنت کرنے کا ہمارا طریقہ غلط ہے تو درست طریقہ سے اس محنت کا آغاز کر دیا جائے یا ہمارے سامنے درست طریقے کی نشاندہی کر دی جائے“..... لیکن ایسا کسی نے نہ کیا..... بلکہ ایک بہت بڑا طبقہ ایسا تھا جس نے مخالفت برائے

مخالفت کا وطیرہ اختیار کر لیا..... وکلاء برادری نے ایک دنیوی مسئلے کے لیے مثالی اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کر کے حکومت کو جھکنے پر مجبور کر دیا لیکن ہماری دیندار برادری ایک خالصتاً دینی و شرعی مسئلے پر اتحاد و اتفاق اور یکجہتی کا مظاہرہ نہ کر پائی..... ہم نے نفاذ اسلام کی محنت کی طرف عملی پیش قدمی کرتے ہوئے معاشرے کی تطہیر کے لیے پریشر ڈالنا شروع کیا..... مولانا عبد العزیز صاحب فرمایا تے کہ: ”جب تک معاشرے میں پھیلی ہوئی فحاشی کی گندگی صاف نہیں کر دی جاتی تب تک صالح معاشرے کے وجود میں آنے اور اسلامی انقلاب کے آنے کا کوئی امکان نہیں..... اس لیے مولانا صاحب کو یہ فکر کھائے جاتی تھی کہ ملک اور شہر میں جگہ جگہ فحاشی کے اڈوں میں جن بچیوں پر ظلم ہوتا ہے وہ ہماری اپنی بچیوں کی طرح ہیں اور جن جوانوں کو بے راہ روی کا درس دیا جاتا ہے وہ ہمارے اپنے بچوں کی طرح ہیں“..... اس لئے ہم نے پہلے مرحلے میں سی ڈیز اور فحش مواد کا زہر بانٹنے والوں میں دعوت و تبلیغ کی محنت شروع کی..... ہم نے برائی کے ان سرچشموں کو بند کروانے کا آغاز کیا..... اللہ گواہ ہے کہ ہم نے زبردستی کسی کی نہ دوکان بند کروائی نہ کسی کی سی ڈیز نذر آتش کیں..... ہاں البتہ ایسے بے شمار خوش نصیب تھے جنہوں نے مولانا محمد عبد العزیز صاحب اور تحریک طلباء و طالبات کے نمائندوں کی دعوت سے متاثر ہو کر از خود ہی اس ناجائز و ناپاک کاروبار سے توبہ تائب ہونے کا اعلان اور فیصلہ کیا اور اپنے ہاتھوں وہ گندامواد جلا ڈالا..... سبھی کو معلوم ہے کہ لال مسجد کے باہر ایک صاحب نے اپنی رضا و رغبت سے پندرہ لاکھ روپے مالیت کا فحش مواد نذر آتش کیا..... اسی طرح بہارہ کہو کے ایک آدمی نے اپنی ویڈیو شاپ میں موجود فحش مواد خود نذر آتش کیا تو اسے بھی گرفتار کر لیا گیا اور وہاں سے گزرتے ہوئے ہمارے طلبہ کو بھی گرفتار کر کے ان کے خلاف مقدمات بنادیئے گئے..... فحش مواد کو ختم کرنے کی یہ ہم دراصل وطن عزیز کی نسل نو کے تحفظ کی مہم تھی اور اپنی نوجوان نسل کی صلاحیتوں کو دین و ملت کی خدمت میں لگانے کی کوشش تھی..... اس کوشش پر ہمیں ایوارڈ ملنے چاہیے تھے لیکن الٹا ہمارے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا گیا



اور ہمیں اور ہمارے طلبہ کو جھوٹے مقدمات میں الجھا دیا گیا..... ہمارے بچوں کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیا گیا۔

فحاشی و عریانی کی اس آلودگی کے خاتمے کی مہم کے دوران اسلام آباد میں واقع سیکٹر جی سکس کے مکینوں نے آکر سیکٹر جی سکس میں واقع فحاشی کے ایک اڈے کے بارے میں اپنی بے بسی اور مشکلات سے آگاہ کیا اور بتایا کہ:

”یہ اڈہ بدنام زمانہ نائیکہ شمیم چلا رہی ہے، اس کی وجہ سے ہمارا جینا دو بھر ہو چکا ہے..... ہمارے بچے اور بچیاں بے راہ روی کے سخت خطرے سے دوچار ہیں لیکن انتظامیہ اس کے اثر و رسوخ کی وجہ سے اس نائیکہ پر ہاتھ ڈالنے سے گریزاں ہے آپ اس کا کوئی بندوبست کریں“..... ہماری معلمات ایک دفعہ اس کو اصلاحی دعوت دینے اس کے ڈیرے پر گئیں، اس کو سمجھایا، خوف خدا اور فکر آخرت کا درس دیا مگر وہ باز نہ آئی..... دوبارہ طالبات گئیں اور فیصلہ کن انداز سے اسے گندا دھندہ چھوڑنے کو کہا تو وہ آگے سے اُلجھ پڑی تو طالبات یہ سوچ کر اسے مدرسے لے آئیں کہ مدرسے کے ماحول میں شاید اس کی اصلاح ہو جائے اور جی سکس کے مکین اس کی گندگی نجات حاصل کر لیں..... وہ نائیکہ چند روز ہمارے مدرسے میں رہی..... ہم نے اپنی طرف سے اس کی اچھی خاصی خاطر تواضع کی..... اس کے آرام کا خیال رکھا کیونکہ ہمارا مقصد اس کی اصلاح تھا..... اس نے ایک دن کہا کہ میں اپنے اس گھناؤنے فعل سے توبہ تائب ہونا چاہتی ہوں..... ہم نے کہا بہت اچھا..... پھر اس نے میڈیا کے سامنے توبہ تائب ہونے کا اعلان کیا تو ہم نے اسے چھوڑ دیا..... آنٹی شمیم کے خلاف کارروائی ہمارے احتجاج کا ایک انداز تھا اور یہ بڑا کامیاب رہا..... اگر یہ کارروائی نہ کی جاتی تو ممکن ہے انتظامیہ کے تقار خانے میں ہمارے مطالبات طوطی کی آواز ثابت ہوتے لیکن الحمد للہ اس ایک واقعے کے بعد انتظامیہ نے خود بھی فحاشی کے بے شمار مراکز کو عبدالرشید غازی شہیدؒ کی نشان دہی پر بند کروایا اور آنٹی شمیم قبیل کے بے شمار عناصر از خود

بھی انڈر گراؤنڈ چلے گئے۔

اس کے بعد ہم نے اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھا..... نفاذ شریعت اور انسداد فحاشی کے حوالے سے پرامن طریقے سے اپنا موقف پیش کرنے لگے لیکن ہمیں مختلف حیلے بہانوں سے تنگ کیا جانے لگا..... یوں تو لال مسجد سے وابستہ سینکڑوں علماء و طلباء کو گرفتار کیا گیا لیکن کسی کی گرفتاری پر اتنے شدید رد عمل کا اظہار نہیں کیا گیا لیکن ہماری معلمات اور بچیوں کا انواء ایک اتنا سنگین معاملہ تھا کہ اس وقت غیرت کا تقاضہ یہ تھا کہ اس حادثے پر سخت رد عمل کا اظہار کیا جائے..... چنانچہ معلمات کو چھڑانے کیلئے پولیس اہلکاروں کو ریغمال بنا لیا گیا..... پولیس اہلکار خود ہی گواہی دیں گے کہ ان کے ساتھ کس حسن سلوک کا مظاہرہ کیا گیا..... اور جب ہماری بچیوں کو رہائی ملی تب پولیس اہلکار بھی چھوڑ دیئے گئے.....

اس کے بعد ”تحریک طلباء و طالبات“ بڑے پرامن طریقے سے جاری رہی..... ہماری کوشش یہ تھی کہ اسلام کے نام پر حاصل کی جانے والی مملکت خداداد میں تطہیر کا عمل جاری رہے..... ہم نے بار بار انتظامیہ سے رابطہ کیا کہ فحاشی کے مراکز بند کیے جائیں لیکن انتظامیہ ہمیشہ بے بسی کا اظہار کرتی رہی بالخصوص غیر ملکیتوں کے معاملے میں تو بالکل ہی ہماری انتظامیہ کے پر جلنے لگتے تھے..... ہمیں اس بات پر بہت دکھ ہوتا کہ دینی علوم کے حصول کے لئے آنے والے غیر ملکی مہمانان رسول کیلئے تو ہمارے تمام دروازے بند ہیں اور ہم نے ان بے چاروں کو دھکے دے دے کر نکال دیا جبکہ گندگی اور بے راہ روی پھیلانے والے غیر ملکیتوں پر ہم ہاتھ ڈالتے ہوئے گھبراتے ہیں..... ہمیں طبقہ اشرافیہ (ellite class) سے تعلق رکھنے والی بچیوں کے پیغامات ملنا شروع ہوئے اور نوجوان نسل کی بربادی پر فکر مند درد دل رکھنے والوں نے آگاہ کرنا شروع کیا کہ کس طرح اسلام آباد میں ہوٹلز اینڈ موٹلز اور فارم ہاؤسز میں داد عیش دی جاتی ہے اور ریٹ اور گیسٹ ہاؤسز میں کیا کیا تماشے لگائے جاتے ہیں؟..... سب سے زیادہ سنگین معاملہ مساج سینٹرز کا تھا



..... اگر ان مساجد سنہری میں صرف غیر ملکیتوں کی آمدورفت ہوتی تب بھی انہیں نظر انداز کر دیا جاتا لیکن وہاں تو معاملہ ہی بالکل مختلف تھا..... ہمارے وزراء، اراکین اسمبلی اور بیوروکریٹ ان کے مستقل ”گاؤں“ تھے..... جب ہماری کارروائیوں کی وجہ سے ان لوگوں کے مفادات پر زد پڑی تو انہوں نے لال مسجد کے خلاف فضا ہموار کرنا شروع کر دی اور بالآخر ہماری مسجد، ہماری بچیاں اور ہمارے بچے انہی لوگوں کے بدترین انتقام اور ظلم و بربریت کا نشانہ بنے..... ہم چائیز کو قطعاً اپنے مدرسے میں لانے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے بلکہ ہماری کوشش تھی کہ انتظامیہ جس طرح آئے دن مساجد اور مدارس کے خلاف کریک ڈاؤن کرتی ہے اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے کہ فحاشی کے ان اڈوں کے خلاف کارروائی ہو لیکن ہم نے اپنی طرف سے آخری حد تک کوشش کر دیکھی مگر انتظامیہ کو غیر ملکیتوں کا نام سن کر ہی بخار آ جاتا تھا..... اس لئے انتہائی مجبوراً یہ اقدام اٹھانا پڑا..... ہم نے ان چائیز کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا بلکہ پاک چائیز دوستی اور خیر سگالی کے نام پر انہیں چائیز سفیر کے حوالے کیا..... اس نے ہمارا شکریہ ادا کیا اور لال مسجد کے دوستانہ رویے کی تہہ دل سے تعریف کی..... لیکن وہ طبقہ جو پہلے ہی ہمارے خلاف ادھار کھائے بیٹھا تھا..... اس نے ملک میں امن و امان کی فضا کو خراب کرنے اور خانہ جنگی کروانے کے لئے آپریشن کی راہ ہموار کرنا شروع کر دی اور پھر چند دن بعد رینجرز اور کمانڈوز لال مسجد کا محاصرہ کرنے لگے..... لال مسجد کے ارد گرد کی عمارتوں پر مورچے بننے لگے..... اس پر جب اضطراب اور تشویش کا اظہار کیا گیا تو ہمیں زبانی تسلی دی گئی کہ حکومت آپریشن کا ارادہ نہیں رکھتی اور دوسری طرف سے پورے زور و شور سے آپریشن کی تیاریاں جاری رہیں..... اس سارے عرصے میں ہمیں یہ تلخ تجربہ ہوا کہ حکومت کے کچھ لوگ جھوٹ بولنے اور دھوکے بازی کے عوض ہی شاید تنخواہ وصول کرتے ہیں..... حکومت ہر موقع پر ہمیں دھوکہ دیتی رہی..... کبھی کوئی مذاکرات کے لئے آ جاتا..... جب مذاکرات نتیجہ خیز ہونے لگتے تو ہمیں کہا جاتا ہم تو بے بس اور بے اختیار ہیں..... پھر کسی اور کے

ساتھ مذاکرات کا دور چلتا..... چودھری شجاعت حسین صاحب نے جب مذاکرات کا آغاز کیا تو ہم یہ سمجھے کہ چودھری صاحب کی ایک حیثیت بھی ہے اور وہ قدرے اچھے انسان بھی ہیں شاید وہ مساجد کی تعمیر نو اور ملک سے بے راہ روی کے خاتمے کی کوششوں میں کامیاب ہو جائیں گے..... لیکن انہیں بھی بے بسی کا سامنا کرنا پڑا اور انہوں نے میڈیا کے سامنے اعلان کیا کہ لال مسجد والوں کی طرف سے تو مجھے مکمل تعاون اور مفاہمت پسندانہ رویہ ملا لیکن سی ڈی اے اور بعض نادیدہ قوتوں کی طرف سے مذاکرات کو سبوتاژ کیا گیا۔

مذاکرات کے دوران ایک طرف افہام و تفہیم کی بات کی جاتی تھی اور طاقت استعمال نہ کرنے کی یقین دہانی کروائی جاتی تھی لیکن دوسری طرف آپریشن کی تیاریاں جاری رہیں اور بالآخر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا..... ہم قطعاً تصادم اور تشدد کے حق میں تھے نہ اس کا ارادہ رکھتے تھے..... ہماری چھ ماہ کی پرامن جدوجہد اس بات کی گواہ ہے کہ ہماری تحریک کے دوران کوئی ایک انگلی تک نہیں کٹی، کسی کو کوئی زخم تک نہ آیا..... بلکہ دلچسپ ترین بات یہ ہے کہ تین جولائی کو جب آپریشن کیلئے آنے والی فورسز تیاری کر چکی تھیں مولانا صاحب اس وقت ان کے نام خطوط لکھوا رہے تھے کہ ہماری آپ کے خلاف کوئی جنگ اور دشمنی نہیں..... ہم اس سسٹم کی تبدیلی کی جدوجہد میں مصروف ہیں..... آپ غیروں کے کہنے پر مسجد، قرآن کریم، معصوم بچیوں اور نہتے طلبہ پر گولی ہرگز نہ چلائیں لیکن وہ کہاں باز آنے والے تھے؟

انہوں نے پہلے آنسو گیس کے شیل فائر کیے اور پھر اندھا دھند گولیاں برسنے لگیں..... جب فائرنگ کا آغاز ہوا اس وقت میرے پاس ایک چھوٹی سی بچی کھڑی تھی..... وہ مجھے کہہ رہی تھی کہ مجھے یقین نہیں آرہا کہ ہمارے فوجی بھائی ہم پر گولیاں برسا رہے ہیں..... اللہ کی شان کہ ایک سنسناتی ہوئی گولی آئی اور اسے شدید زخمی کر گئی لیکن اس کے باوجود وہ مسلسل موت و حیات کی کشمکش میں بھی یہی کہتی رہی کہ مجھے اب بھی یقین نہیں آرہا کہ ہمارے فوجی بھائیوں نے



ہم پر گولیاں چلائی ہیں.....

3 جولائی سے لے کر 10 جولائی تک جو کچھ ہوا..... جس طرح ہماری بچیوں اور بچوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے ایسا شاید تاریخ میں کبھی بھی نہیں ہوا ہوگا..... ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہمارے وہ فوجی بھائی جنہیں آج تک ہم اپنا محافظ اور پاسبان سمجھتے رہے ان سے ہمیں کبھی بھی یہ توقع نہیں تھی کہ وہ اس حد تک چلے جائیں گے..... جب ہمارے بچے شہید ہونے لگے تو مولانا محمد عبدالعزیز صاحب مسجد کے احاطے میں گئے وہاں ہر طرف معصوم اور نہتے طلبہ کی لاشیں بکھری پڑی تھیں..... مولانا نے ان مظلوم شہیدوں کے سروں پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا اور بہت دکھی ہو گئے..... مولانا چونکہ بہت ہی رقیق القلب انسان ہیں اور وہ کسی صورت میں خون خرابے کے حق میں نہیں تھے..... اس لئے جب وہ واپس آئے تو انہوں نے مشورے سے یہ طے کیا کہ ہر صورت اس آپریشن کو روک دیا جائے..... چونکہ پہلے سے کچھ سرکاری لوگ مذاکرات کی بات کر رہے تھے اب مولانا صاحب ان کی باتوں اور دھوکوں میں آگئے اور خون خرابے کو روکنے کے لیے مذاکرات کی غرض سے باہر نکل گئے..... میں مولانا کے باہر جانے کے حق میں نہیں تھی..... میں بار بار استخارہ کرتی تو مجھے مولانا کے باہر جانے پر شرح صدر نہ ہوتا..... اس لیے میں ان کی گرفتاری اور شہادت دونوں کے لیے ذہنی طور پر تیار تھی..... مولانا کو کن لوگوں نے کس انداز سے گرفتار کر دیا میں اس تفصیل میں نہیں جاتی بلکہ ”وافوض امری الی اللہ“ ہم اپنا معاملہ اپنے اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔

قصہ مختصر یہ کہ مولانا صاحب کو انتہائی توہین آمیز انداز سے گرفتار کر لیا گیا..... پھر مولانا کی جگہ ہنسائی کر کے ہمیں شدید کرب و اذیت سے دوچار کیا گیا..... مولانا صاحب کے بارے میں یہ تاثر دیا گیا کہ اپنی جان بچانے کیلئے جارہے تھے حالانکہ انہوں نے اگر اپنی جان بچانی ہوتی تو وہ اپنی بوڑھی والدہ کو اندر چھوڑ کر کیسے نکلتے.....؟ اپنے جوان سال بیٹے حسان کو ضرور ساتھ لے

کر جاتے..... اور کچھ نہیں تو کم از کم مولانا اپنی بیماری اسماء کو چھوڑ کر اپنی جان بچانے پر قطعی طور پر تیار نہ ہوتے..... مولانا کی گرفتاری کے بعد ہمیں یہ توقع تھی کہ شاید اب مولانا کی گرفتاری کی قربانی سے آپریشن رُک جائے گا لیکن ظالموں کی لہو کی پیاس اس کے باوجود نہیں بجھی اور انہوں نے اندھا دھند فائرنگ اور آتش و آہن کی بارش برسانے کا سلسلہ جاری رکھا..... کیونکہ ان کا مقصد مولانا اور غازی صاحب کی گرفتاری ہی نہ تھا بلکہ وہ اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے..... امریکی خوشنودی کے حصول..... ڈالروں اور ایف سولہ طیاروں کے لالچ میں اپنے بچے بچیاں ذبح کرنے پر تل گئے تھے.....

وہ سات دن میری زندگی کے ناقابل فراموش دن ہیں جب میں نے اپنے بچوں اور بچیوں کو بھوک اور پیاس کی شدت کی وجہ سے تڑپتے دیکھا..... جب میں اس منظر کو یاد کرتی ہوں تو لرز جاتی ہوں کہ میرے سامنے میری چھوٹی چھوٹی بچیاں خاک و خون میں تڑپ رہی تھیں..... ان کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا..... وہ کھانے کو کچھ مالکتیں تو میرے پاس انہیں دینے کیلئے تسلی کے سوا اور کچھ نہ ہوتا..... جب وہ پانی کا سوال کرتیں تو میں بے بسی سے ہاتھ ملتی رہ جاتی..... سات دن کے وہ سینکڑوں منٹ اور ہزاروں لمحات میں سے ہر ہر لمحہ ہمارے لئے قیامت بن کر گزرا..... آپ نے لوگوں کو گولیاں لگنے کی وجہ سے تو مرتے دیکھا ہوگا..... بیماری کے نتیجے میں دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے دیکھا ہوگا لیکن بھوک اور پیاس کی وجہ سے کسی کو نڈھال اور بے حال ہوتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا ہوگا..... آپ نے جوانوں کے جسموں سے بہنے والے خون کو تو ضرور دیکھا ہوگا لیکن پھولوں اور کیوں جیسے مسلے ہوئے بچے کبھی نہیں دیکھے ہوں گے..... وہ کیا بے بسی کا عالم تھا کہ ہمارا وہ مدرسہ جہاں سینکڑوں لاوارث بچیوں کے لیے کھانا تیار ہوتا تھا اب وہاں ایک روٹی بھی میسر نہ تھی..... ظالموں نے سب سے پہلے بچن پر اندھا دھند بمباری کر کے اسے تباہ و برباد کر دیا پھر بچن کو آگ لگا دی..... پہلے دو دن تو راشن تھا لیکن پھر راشن ختم ہو گیا تو مدرسے کے



احاطے میں بنی ہوئی کینٹین سے کچھ ٹافیاں اور بسکٹ مل گئے اور وہ بچیوں میں تقسیم کیے جانے لگے..... ٹافیوں سے زندہ انسان کا گزرا رہلا کیسے ہوتا پھر نوبت پتے کھانے تک جا پہنچی..... ایک ایسے وقت میں جب پوری پاکستانی قوم مزے مزے کے کھانے اور اللہ کی نعمتیں کھا رہی تھی میری بچیاں پتے کھا کر گزرا رہی تھیں..... ہم خود بھوکے رہ کر جن بچیوں کے کھانے کا بندوبست کرتے تھے ان کو بے بسی سے پتے کھاتے دیکھ کر بہت دکھ ہوتا لیکن جب غزوہ ”ذات الرقاع“ کا خیال آتا جب صحابہ کرام نے پاؤں کے ساتھ چیتھڑے باندھے اور پتے کھائے تھے تو تسلی ہو جاتی کہ چلو ہم اور ہماری بچیاں بچے صحابہ کرام کی سنت زندہ کر رہے ہیں.....

ہماری کوشش تھی کہ بچیاں کسی طرح باہر چلی جائیں..... ہم ترغیب دے دے کر بچیوں کو باہر بھیجنے کی کوشش کرتے لیکن ان کا جواب ہوتا کہ آج ہم قرآن کریم کے جلتے اوراق، گولیوں سے چھلنی مسجد، اپنے مدرسے اور اپنے اساتذہ کرام کو تہناء چھوڑ کر باہر جانے کے لیے قطعی طور پر تیار نہیں..... مجھے وہ منظر کبھی بھی نہیں بھولے گا جب ایک بچی کے والد اسے لینے کے لیے آئے..... وہ اپنی بچی کو اصرار اور تاکید سے حکم دے رہے تھے کہ وہ ان کے ساتھ چلی جائے لیکن وہ بچی بار بار کہہ رہی تھی کہ میں نے باہر نہیں جانا بلکہ یہیں شہید ہونا ہے..... جب اس کے والد نے بہت اصرار کیا تو اس بچی نے عجیب حرکت کی..... وہ اپنے بوڑھے باپ کے قدموں میں بیٹھ گئی..... سامنے ایک سفید ریش شہید کا جسد خاکی رکھا تھا..... وہ بچی اس شہید کی طرف اشارہ کر کے روتے ہوئے کہنے لگی

”ابو جی! آپ کو اس شہید کا واسطہ مجھے آپ ساتھ نہ لے جائیں یہیں چھوڑ جائیں“..... اس پر اس کے والد کو مجبوراً اس بچی کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے.....

میں بڑی مشکل سے بہت سی بچیوں کو ترغیب دے کر جامعہ سیدہ حفصہ سے باہر بھیجنے میں کامیاب ہو گئی..... کیونکہ راشن کی کمی کی وجہ سے زیادہ بچیوں کا اندر رکنا ہمارے لیے بوجھ اور

پریشانی کا باعث بن رہا تھا..... لیکن وہ بچیاں جب یہ کہتیں کہ:

”آپی جان! جن لوگوں نے بڑے استاذ جی جیسی عظیم ہستی کو اتنا ستایا..... اتنا رسوا کرنے کی کوشش کی..... جنہوں نے ہمارے بھائیوں کو دھوکے سے باہر بلا کر جیلوں اور عقوبت خانوں میں ڈالا..... ان کی قمیصیں اتروا کر ان کے ہاتھوں کو پیٹھ پیچھے باندھ دیا ان بھوکے درندوں کے رحم کرم پر آپ ہمیں کیوں باہر جانے کا کہہ رہی ہیں؟“..... تو میں لا جواب اور خاموش ہو جاتی..... ان سات دنوں کے دوران کسی ایک طالبہ نے بھی نہیں کہا کہ:

”ہائے.....! ہم کیوں اندر رہ گئیں؟..... وہ کہا کرتی تھیں ہم یہیں شہید ہو جائیں گی لیکن باہر نہیں جائیں گی..... ہم عزت اور شہادت کی زندگی کو ذلت کی موت پر ترجیح دیتی ہیں“..... لیکن عجیب بات ہے کہ باہر ہمارے بارے میں پروپیگنڈہ ہو رہا تھا کہ ہم نے اندر بچیوں کو ریغمال اور ڈھال بنا رکھا ہے.....

آخر میں دو طرح کی بچیاں ہمارے ساتھ اندر رہ گئی تھیں..... ایک تو وہ بچیاں تھیں جو اپنے والدین کو اللہ و رسول اور شہداء کے واسطے دے دے کر اندر رکنے کی اجازت لینے میں کامیاب ہو گئی تھیں اور دوسری بڑی تعداد ان بے سہارا اور لاوارث بچیوں کی تھی جن کا کوئی والی وارث نہ تھا..... دراصل ہوا یوں تھا کہ زلزلے کے بعد مولانا عبدالعزیز صاحب نے القاسم فاؤنڈیشن کے رضا کاروں کی جوٹیمیں بالاکوٹ اور کشمیر روانہ کی تھیں ان میں اعلان کروایا تھا کہ ”جتنے لاوارث، یتیم اور بے سہارا بچیاں اور بچے ہوں اگر وہ ہمارے ہاں آنا چاہتے ہیں تو ان سب کو لے آنا اور پھر جب وہ لٹے پٹے بچے اور بچیاں ہمارے مدرسے میں آئیں تو مولانا نے مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ واقعہ سنایا جب عید کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یتیم بچے کو اپنے گھر لے آئے تھے اور فرمایا تھا آئندہ کے لیے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا باپ اور سیدہ عائشہ صدیقہ تمہاری ماں ہیں“ مولانا نے اس واقعے کا حوالہ دے کر فرمایا ”آج ہمیں حضور صلی



اللہ علیہ وسلم کی وہ سنت زندہ کرنے کا موقع ملا ہے اس لیے اب ہم ان بچوں کو اپنے بچوں سے زیادہ پیار اور محبت دینے کی کوشش کریں گے..... ہم نے ان لاوارث بچوں کے لیے قیام و طعام، کپڑوں، بستروں اور کھلونوں کا بندوبست کیا..... ان بے شمار بچوں کا سب کچھ جامعہ حفصہ ہی تھا..... وہ زلزلے کے بعد در بدری، یتیمی اور غریب الوطنی کے دکھ ایک دفعہ سہہ چکی تھیں..... اب وہ دوبارہ ان کٹھن مراحل سے گزرنے کا حوصلہ نہیں رکھتی تھیں..... انہوں نے مجھے دو ٹوک انداز سے کہہ دیا تھا ”آپی جان! ہم نے باہر نہیں جانا..... ہم اگر باہر چلی بھی جائیں تو کہاں جائیں گی؟..... ہمیں کس کا سایہ میسر آئے گا؟..... آپ جیسا پیار اور محبتیں ہمیں اور کون دے گا؟“..... میں ان بچیوں کے سامنے بے بس ہو جاتی..... یوں تو میری سینکڑوں بچیوں نے میری گود میں آخری ہجی لی..... اور کلمہ پڑھتے ہوئے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی..... لیکن ایک بچی کی سفر آخرت پر روانگی مجھے کبھی نہیں بھولے گی..... ہوا یوں کہ کسی معلمہ کو کہیں سے کچھ آلو ملے انہوں نے لکڑیاں اکٹھی کر کے انہیں ابا لے کی کوشش کی..... وہ آلو جب کسی حد تک کھانے کے قابل ہو گئے تو مجھے ایک چھوٹی سی بچی سے نے کہا ”آپی جان یہ آلو باہر کسی طالب علم بھائی کو دے آؤں“..... میں نے کہا بیٹا کلمہ پڑھتی ہوئی جاؤ اور اگر باہر مدرسے کے کسی دروازے کے قریب کوئی بھائی ہوں تو یہ آلو انہیں دے آنا..... اس بچی کے باہر نکلنے کے پندرہ بیس منٹ بعد باہر کسی طالب علم کی آواز سنائی دی..... وہ اونچی اونچی آواز سے کہہ رہا تھا ”ام حسان کہاں ہیں؟..... آپی جان کہاں ہیں؟“..... ہم سب نے برقعے تو پہن ہی رکھے تھے..... میں سامنے آئی تو عجیب منظر تھا..... خون میں لت پت میری وہ بچی جسے میں نے آلو دے کر کسی بھوکے بھائی کو دینے بھیجا تھا..... وہ ایک طالب علم نے اس انداز سے اٹھا رکھی تھی کہ وہ لہو لہان تھی..... اس نے وہ بچی میرے حوالے کی..... میں نے اسے اپنی گود میں رکھا..... اور وہ بچی کلمہ پڑھتے پڑھتے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گہری نیند سو گئی..... اس بچی کو لانے والے طالب علم نے بتایا کہ میرے سامنے اس بچی کو ایک

گولہ آکر لگا..... وہ شدید زخمی ہو کر نیچے گری تو میں نے اس سیدھا کر کے لٹایا اور کہا کلمہ پڑھو اس نے جواباً کہا کلمہ تو میں پہلے سے پڑھ رہی ہوں کیونکہ مجھے آپنی جان نے کہا تھا کہ کلمہ پڑھتی ہوئی جاؤ..... لیکن بھائی! آپ یہ بتائیں میں اتنی زیادہ زخمی ہوں اور میرا تنا خون بہہ رہا ہے لیکن مجھے ذرا بھی درد نہیں ہو رہا اس کی کیا وجہ ہے؟..... پھر جب میں نے اس بچی کو اندر لانے کے لیے اٹھایا تو وہ کہنے لگی ”بھائی! مجھے فوراً آپنی جان کے پاس لے جائیں.....“ اور میں دوڑا دوڑا سے آپ کے پاس لے آیا۔

ایک اور ثنیہ نامی بچی کا واقعہ اس سے بھی زیادہ ایمان افروز ہے..... میں جب بچیوں کو ترغیب دیتے ہوئے یہ کہا کرتی تھی کہ ہم لوگ اس وقت آزمائش سے دوچار ہیں..... اور اللہ رب العزت جس سے محبت کرتے ہیں اسے آزمائش میں مبتلا کرتے ہیں..... میری یہ باتیں سن کر درجہ ابتدائی کی ایک ننھی سی طالبہ ثنیہ بار بار کہتی کہ مجھے اس بات پر یقین نہیں آ رہا کہ ہم لوگ اس وقت اللہ کے اتنا قریب ہیں اور اللہ پاک ہم سے اتنا پیار کرتے ہیں..... اگر اللہ پاک ہم سے اتنا ہی پیار کرتے ہوتے تو ہم پر ظلم و ستم کے اتنے پہاڑ کیوں توڑے جاتے؟..... میں اسے سمجھانے کی کوشش کرتی لیکن اسے یقین ہی نہ آتا..... ہوا یوں کہ نماز مغرب کے وقت وہ جامعہ حفصہ کے صحن میں رکھی ہوئی بارش کے پانی سے بھری بالٹیوں میں سے پانی لینے کے لیے گئی..... میں نے اسے کہا بھی کہ ثنیہ میری بیٹی! تیمم کر کے نماز پڑھ لو..... پانی پہلے ہی کم ہے لیکن وہ عجیب سرشاری کے عالم میں آگے بڑھی..... بالٹی میں سے پانی لیا..... وضو کیا..... وہ وضو سے فارغ ہو کر جونہی کھڑی ہوئی اور اپنی ننھی سی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر کلمہ شہادت پڑھنے لگی تو ایک گولی آئی اور اس کی شہ رگ سے پار ہو گئی..... تو وہ بچی خون میں لت پت ہو گئی..... اور گر پڑی..... میں دوڑ کر اسے اٹھانے گئی تو وہ میری طرف دیکھ کر زور سے ہنسی اور کہنے لگی ”آپنی جان! آپ ٹھیک کہتی تھیں..... واقعی اللہ پاک ہم سے بہت پیار کرتے ہیں“ اور پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاموش ہو



گئی۔

ایک دن جب ہمیں کہیں سے تھوڑے سے کچے چاول ملے تو میں نے ٹوٹے ہوئے دروازوں اور کھڑکیوں کی لکڑیاں جمع کر کے بارش کے پانی میں وہ چاول ابا لے اور بچوں کو دے کر کہا کہ ان چاولوں کا پانی خود پی لیں اور چاول زخمی طلبہ کو کھلا دیں..... ایک لڑکا وہ چاول مسجد میں موجود زخمیوں کو دینے چلا..... وہ جونہی باہر نکلا تو اسے ایک گولہ آ کر لگا اس نے کلمہ پڑھا، میں اس کی طرف جانے لگی تو حسان نے مجھے منع کر دیا اور اس نے خود اس کو کلمہ پڑھا کر آخرت کے سفر پر رخصت کر دیا۔

آپریشن کے دوران میرا معمول یہ تھا کہ میں اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر مختلف کمروں میں جاتی..... درسگاہوں میں جاتی..... بچیوں کو تسلی دیتی..... وہ سب ذکر اور مناجات میں مصروف ہوتیں..... ان میں سے اکثر اپنے اللہ کی بارگاہ میں زار و قطار رو رہی ہوتیں..... کچھ اپنی زخمی ساتھیوں کی تیمارداری میں لگی ہوتیں..... جب ظالموں نے آگ کے گولے پھینکنے شروع کیے..... اور تخصص کی درسگاہ اور لائبریری میں آگ لگ گئی اور شعبہ حفظ کی درسگاہوں میں رکھے ہوئے قرآن کریم کے نسخے جلنے لگے تو میری چند باہمت اور عظیم بچیاں بے خطر اس آتش پرویز میں کود پڑیں اور اللہ کی مقدس کتاب کو بچانے کی سعی کرنے لگیں اور پھر وہ کتاب مقدس کے ساتھ خود بھی اس آگ میں جل کر شہید ہو گئیں۔

میں نے ان سات دنوں اپنے اللہ کو بہت قریب سے دیکھا..... ستر ماؤں سے زیادہ مہربان پایا..... وہ غالباً جمعہ کی شب تھی جب میں نے مولانا انعام اللہ صاحب کے نام پیغام بھیجا کہ اللہ پاک آپ کی دعاؤں کو قبول کرتے ہیں آپ آسمانوں سے من و سلوئی اتارنے والے رب سے دعا کریں کہ ان بچیوں کے لیے کھانے اور پانی کا کوئی بندوبست ہو اور زہریلی گیہوں سے نجات کی کوئی سبیل بنے..... اس شب نجانے مولانا انعام اللہ شہیدؒ نے کیسے اللہ کی بارگاہ میں دعا

کی کہ اللہ نے بارش بھیج دی جس سے ہم نے سارے برتن پانی سے بھر لیے..... طوفان ایسا آیا کہ زہریلی گیسوں کا سارا اثر ختم ہو گیا..... اسی شب مسجد کی محراب میں سے شہد کے دو بڑے گیلن ملے..... میں نے شہد کا ویسا ذائقہ زندگی بھر کبھی محسوس نہیں کیا تھا..... یوں تو شہداء کے اجسام سے بھی خوشبو آرہی تھی لیکن اس شہد کی خوشبو اس سے بھی انوکھی تھی..... اس شہد کی خوشبو ایسی عجیب تھی کہ ہم جن برتنوں میں شہد کا شربت بنایا کرتے تھے ان برتنوں سے بھی خوشبو آنے لگتی تھی..... وہ معمہ آج تک میرے لیے لاینحل ہے کہ وہ شہد کہاں سے آیا تھا؟..... شاید ایسے ہی رزق کے بارے میں اللہ نے وعدہ کیا ہو ویرزقہ من حیث لا یحتسب کہ اللہ اپنے پرہیزگار بندوں کو ایسی جگہ سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا..... مجھے بار بار خیال آرہا تھا کہ جو اللہ حضرت مریم علیہا السلام کو بے موسے پھل دے سکتا ہے وہ جامعہ حفصہ کی معصوم اور مظلوم مریہوں کو اپنے خزانوں سے شہد کیوں نہیں دے سکتا؟.....

شہد کے علاوہ بھی ہم نے اللہ تعالیٰ کی نصرت کے عجیب و غریب نظارے کیے..... شہید بچیوں اور بچوں کے جسم سے مہکنے والی خوشبو ہمیں حوصلہ دیتی تھی..... اللہ کی عظمت اور شہادت کی حقانیت آشکارہ ہو رہی تھی..... گولیوں سے زیادہ اذیت زہریلی گیس کی وجہ سے ہوتی تھی..... اس گیس کی وجہ سے دم گھٹنے لگتا تھا..... یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی آدمی کا گلہ دبا رہا ہو..... بچیاں کہتی تھیں ”آپی جان! دعا کریں ہم گولی سے شہید ہو جائیں لیکن اس گیس کی اذیت ہم سے جھیلی نہیں جاتی“..... لیکن اللہ کی شان دیکھیے کہ جس شب گیس زیادہ مقدار میں استعمال کی جاتی اللہ تبارک و تعالیٰ اسی شب بارش بھیج دیتے..... تیز ہوائیں چلنے لگتیں اور اللہ اس گیس کو خود انہی کے اوپر پلٹ دیتے..... ہمارے پاس تو صرف چودہ کلاشکوفیں تھیں اور گولیاں بھی نہ ہونے کے برابر تھیں..... غازی صاحب کی طرف سے سختی سے یہ حکم تھا کہ کوئی فضول فائر نہ کرے بلکہ اکا دکا گولی صرف اس لیے وقفے وقفے سے فائر کر دیا کرو تا کہ انہیں یہ پتہ نہ چلنے پائے کہ ہم نہتے ہیں..... یا



ہمارے پاس اسلحہ کم ہے..... لیکن اللہ کی عجیب شان تھی جب چاروں اطراف سے مسجد و مدرسے پر بھاری ہتھیاروں سے فائرنگ کی جاتی تو فوجیوں کی اپنی گولیاں کراس ہو کر دوسری سمت کے فوجیوں کو لگتیں اور وہ یہ سمجھتے کہ شاید اندر سے فائرنگ اور مزاحمت ہو رہی ہے۔

اس سانحے کے دوران میرے دل پر کتنے گہرے زخم لگے اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟..... آپ بچوں اور بچیوں کا معاملہ رہنے دیجئے میں آپ کو کن الفاظ میں بتاؤں کہ جب مسجد کی مقدس دیواریں اور الماریوں میں رکھے قرآن مجید گولیوں سے چھلنی ہو رہے تھے اس وقت ہمارے جگر کس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے تھے..... اور جب ہمارے سامنے جامعہ سیدہ حفصہ میں مقدس کتابوں اور قرآن کریم کے اوراق جل رہے تھے تو ہم اپنی چادروں اور برقعوں سے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر اس آگ کو بجھانے کی کوشش کر رہے تھیں..... وہاں پر ہر کمرے اور ہر درگاہ میں قرآن کریم کے نسخے تھے..... مقدس کتابیں تھیں..... احادیث مبارکہ کے اوراق تھے اور پاکیزہ فطرت بیٹیاں تھیں..... ہم کیا کیا کرتے؟..... بچیوں اور بچوں کو تسلی دیتے..... قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر فضائل سناتے..... ترغیب دیتے..... ان کا بہتا ہوا خون روکتے..... ان کے گرتے ہوئے آنسو پونچھتے یا جلتے ہوئے قرآن کریم کے اوراق کو لگی آگ بجھاتے..... ہم نے اپنے بچوں اور بچیوں سے زیادہ قرآن کریم کی فکر کی لیکن ہم اپنی پوری کوشش کے باوجود قرآن کریم کی حرمت کی لاج نہ رکھ سکیں..... اس کٹھن مرحلے میں ہمارے لئے سب سے زیادہ اذیت کی بات یہ تھی کہ بہت سے علماء ہمارے ساتھ فون پر بات کرنے کو تیار ہی نہ تھے..... مجھ سے غازی شہیدؒ کی وہ حالت کبھی بھی بھلائی نہ جائے گی جب وہ علماء میں سے ایک ایک کا فون نمبر ملانے کی کوشش کر رہے تھے اور سب کے موبائل آف مل رہے تھے یا پھر وہ ہم مجبوروں اور مظلوموں کی بات سننے کو تیار ہی نہ تھے..... بے چارے غازی صاحب تقریباً آدھا گھنٹہ نمبر ملانے کی کوشش کرتے رہے..... جب کسی کا نمبر بند ملتا یا وہ غازی صاحب کا نام سن کر فون بند کر دیتا تو

غازی صاحب کو ان حضرات کی اس بے مہری پر سخت صدمہ ہوتا۔

غازی صاحب کے حوصلے، ان کی ہمت و بہادری اور ان کی فراست نے مجھے حیران کر دیا..... لیکن ان کا جذبہ اور اخلاص سب سے عجیب اور حیران کر دینے والا تھا..... میں کبھی کبھی ان سے کہتی کہ اپنے بچوں کے بارے میں کوئی وصیت تو کر دیں..... تو وہ جواباً عجیب پر یقین لہجے میں کہا کرتے تھے ”میں اپنے جس رب کی خاطر جان دے رہا ہوں وہ میری اہلیہ اور بچوں کی حفاظت بھی کرے گا اور ان کو پالے گا بھی“

امی جی کا جذبہ ایمانی بھی عجیب تھا..... وہ کہا کرتی تھیں ”دیکھا! میں نے تم لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ مجھے شہادت کی سعادت عطا فرمائیں گے اب مجھے اسی بستر پر شہادت ملے گی..... وہ کہا کرتی تھیں اس گندی دنیا میں رکھا ہی کیا ہے..... جنت میں چلے جائیں گے جہاں کوئی ظالم و جابر نہیں ہوگا“ جو بھی امی جی سے ملتا تھا اور ان کی باتیں سنتا تھا وہ اپنے ایمان میں ترقی محسوس کرتا تھا..... اور میرا حسان عجیب بات کہا کرتا تھا کہ ہم یہ صوم وصال دادا ابو کے ساتھ فطار کریں گے“ اور آخر اللہ نے یہ سعادت اس کا مقدر کر دی کہ وہ اتنی چھوٹی عمر میں اپنے شہید دادا ابو کے پاس پہنچ گیا۔

ویسے تو مولانا کی گرفتاری کے بعد روزانہ ہی غازی صاحب مجھے کہتے رہے کہ ”بھابھی! آپ باہر چلی جائیں لیکن 8 جولائی کو غازی شہید نے ہمیں ضد، اصرار اور منتیں کر کے باہر نکلنے پر مجبور کر دیا..... حسان اور غازی صاحب مجھے بار بار کہتے کہ ہم آپ کو بحیثیت امیر حکم دیتے ہیں کہ آپ باہر چلی جائیں کیونکہ اگر آپ زندہ حالت میں ان ظالموں کے ہاتھ لگ گئیں تو یہ آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غائب کر دیں گے..... بعد کے حالات نے ان کی بات کو سچ ثابت کر دکھایا کیونکہ جن لوگوں نے امی جی کی لاش غائب کر دی ان کے بارے میں آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کہاں تک جاسکتے ہیں..... جب میں اپنی دیگر زخمی بچیوں کو لئے وہاں سے



نکلنے لگی تو اپنا دل، جگر، کلیجہ اور اپنی پچیوں کی لاشیں، کتابیں اور اپنا سب کچھ وہیں چھوڑ آئی..... کوئی ماں ہی میری اس کیفیت کا اندازہ لگا سکتی ہے جب میں اپنے اکلوتے اور لاڈلے جواں سال بیٹے حسان شہید کی پیشانی پر اپنی زندگی کا آخری بوسہ دے رہی تھی اس وقت میرے دل پر کیا گزری ہوگی؟..... لیکن میں نے حسان سے کہا ”بیٹا! میں نے تمہیں آج کے دن کیلئے ہی پالا تھا..... ہمت نہ ہارنا استقامت کا مظاہرہ کرنا..... مسجد کے تقدس، قرآن کریم کی حرمت اور اپنی مظلوم بہنوں اور بھائیوں کے تحفظ کے لئے اگر میرے اللہ نے تمہاری قربانی قبول کر لی تو یہ ہمارے لئے سعادت اور سر بلندی کا ذریعہ ہوگی..... میں نے حسان سے کہا ”بیٹا! سینے پر گولی کھانا..... دیکھنا! ہمیں اپنے اللہ کے سامنے شرمندہ نہ کرنا..... اس بات کا خیال کرنا کہ ہمیں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانا پڑے“

اللہ رب العزت پیغمبروں والا صبر اور حوصلہ کسی اور کو عطا نہیں کیا کرتے اور میں تو ایک عام سی انسان اور عورت ذات ہوں صبر کے فضائل اور اجر کی امیدیں ہی تو جینے کا حوصلہ دیتی ہیں لیکن انسانی فطرت اور بشری تقاضے جن کے باعث ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے کسن بچے حضرت ابراہیم کو گود میں رکھ کر رو پڑتے ہیں تو ہم کون.....؟ مجھے خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ایک شعر بڑی شدت سے یاد آرہا ہے..... انہوں نے فرمایا تھا

صُبْتُ عَلَى مَصَائِبَ لَوْ أَنَّهَا

صُبْتُ عَلَى الْآلِيَامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

ترجمہ: مجھ پر اس قدر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے کہ اگر یہ مصائب و آلام دنوں پر ٹوٹ پڑتے تو وہ درد و غم کی شدت سے راتوں میں بدل جاتے۔

اس وقت بھی میری عجیب حالت ہے..... 3 جولائی سے 10 جولائی تک لال

مسجد اور جامعہ حفصہ میں میں نے جو دلخراش مناظر دیکھے وہ مجھے نہ چین سے جینے دیتے ہیں..... نہ آرام سے سونے دیتے ہیں..... میں جب بھی سامنے کھانا رکھ کر بیٹھتی ہوں تو مجھے اپنی بھوک اور پیاس سے تڑپتی ہوئی بچیاں یاد آنے لگتی ہیں..... ماہ رمضان میں جب افطاری کے لیے دسترخوان لگتا ہے اور اس پر اللہ کی رنگا رنگ نعمتیں بھی ہوتی ہیں تو مجھے امروہ کے وہ پتے یاد آ جاتے ہیں جنہیں کھا کر ہم لوگ گزارہ کرتے رہے..... ہماری مسجد و مدر سے پر سات دن تک آتش و آہن کی بارش اس کثرت اور شدت سے کی گئی کہ مجھے اب بھی یوں لگتا ہے جیسے میری سماعت جواب دے گئی ہو..... مجھے بہت اونچا سنائی دیتا ہے..... جب زلزلے سے متاثرہ بچیاں ہمارے پاس آئی تھیں تو ان کی عجیب حالت تھی وہ آرام سے بیٹھے بیٹھے ”زلزلہ زلزلہ“ کہہ کر چیخنے اور بھاگنے لگ جاتی تھیں مجھے آج ان کی اس کیفیت کا اندازہ ہو رہا ہے کیونکہ کبھی کبھار بیٹھے بیٹھے مجھے یوں لگتا ہے جیسے بھاری ہتھیاروں سے فائرنگ اور بمباری شروع ہو گئی ہو

اے دکھتے ہوئے سورج! یہ گواہی لکھ دے

دل کو زخموں سے بہلنے کی بھی خو آتی ہے

آج بھی عہد گزشتہ کی ہر ایک یاد کے ساتھ

سانس لیتے ہیں تو بارود کی بو آتی ہے

مجھے ان ماؤں، ان والدین اور شہدائے نفاذ اسلام کے ان ورثاء پر بہت رشک آتا ہے

جن کے بچوں نے حق کی سر بلندی اور نفاذ شریعت کیلئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا

..... میرے اللہ کو ان لوگوں پر کتنا پیارا آتا ہو گا جن کے جگر گوشے اس گئے گزرے دور میں بھی نام

خدا پر کٹ مرے..... سیدہ خساءؓ والے جذبے رکھنے والی وہ بلند ہمت مائیں جنہوں نے اپنے

لاڈلوں کے جنازوں پر گل پاشی کر کے ان کا استقبال کیا وہ مائیں یقیناً ہم سب کا مان ہیں

..... ہماری شان اور ہماری آبرو ہیں..... وہ بہنیں جنہوں نے اپنے بانگے سچیلے بھائیوں کی روشن



جہنوں پر بوسے دے کر اللہ سے اجر کی امید رکھتے ہوئے انہیں آخرت کے سفر پر رخصت کیا وہ قابل رشک ہیں..... اللہ ان شہداء کی آخرت سنوار دے..... اور وہ شہداء خود کتنے عظیم لوگ تھے جن کے لبو سے، جن کی باقیات سے، جن کی قبروں کی مٹی سے مسحور کن بہشتی خوشبو مہکتی رہی اور قرآن کریم کی تلاوت کی آوازیں آتی رہیں..... وہ عظیم المرتبت لوگ تھے جنہوں نے اپنے عہد کے کر بلا کی مٹی کو اپنے پاکیزہ لبو سے رنگ دیا..... انہوں نے پوری قوم کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا..... اور پھر ایک بار ات کی صورت فردوس بریں کی جانب چلے گئے..... میں اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ شہیدوں کی اس بارات میں میرا اکلوتا اور لاڈ لایٹا حسان بھی شامل تھا..... حوصلہ افزاء بات یہ ہے کہ ابھی تک جس جس شہید کی ماں اور دیگر اہل خانہ سے میری ملاقات ہوئی میں نے اللہ کے فضل و کرم سے سب کو صابروشا کر پایا..... ہم سب ان قابل فخر شہداء کو سلام

عقیدت اور خراج تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے اہل حق کی لاج رکھ لی

لبو کے قطروں کے بیج بو کر ہزاروں گلشن سجانے والو

نچوڑ کر خون جگر سے اپنے چراغ محفل سجانے والو

تمہاری یادیں بسی ہیں دل میں افق کے اس پار جانے والو

سلام تم پر عظیم رہبرو! سردھڑکی بازی لگانے والو!

سانحہ لال مسجد یقیناً ایک ایسا حادثہ ہے جس نے پوری قوم کو سگووار کر دیا..... کتنی

آنکھیں ہیں جن سے چھم چھم آنسو برستے رہے..... کتنے دل ہیں جو غم کی شدت کی وجہ سے پھٹنے

کے قریب جا پہنچے..... جب عام لوگوں اور مسلمانوں کا یہ حال تھا تو خود سوچئے کہ اس حادثے نے

ہمیں کتنے دکھ دیئے ہوں گے..... ہماری تو تین نسلیں دین کیلئے قربان ہو گئیں..... ہم نے تڑکا تڑکا

جوڑ کر قوم کی بے وسیلہ اور بے سہارا بچیوں کیلئے جو آشیانہ بنایا تھا وہ اجاڑ کر رکھ دیا گیا..... اس

مدرسے کی اینٹ سے اینٹ، بجا دی گئی جس کی ایک ایک اینٹ رکھنے کیلئے ہمیں نجانے کتنے کٹھن

حالات سے گزرنا پڑا..... لیکن اس سب کچھ کے باوجود ہم اللہ کی تقسیم اور اس کی تقدیر پر راضی ہیں..... اور صبر کا دامن تھام کر اس سے اجر کی امید رکھتے ہیں..... اور شہداء کے باقی ورثاء سے بھی صبر و شکر سے کام لینے اور اجر کی امید رکھنے کی درخواست کرتے ہیں۔

اس وقت ایک سوال ہر کسی کے ذہن میں گردش کر رہا ہے کہ کیا ان مظلوم و معصوم جنتی شہزادوں اور ننھی پریوں کا خون رائیگاں چلا جائے گا.....؟..... نہیں..... اللہ کی قسم نہیں..... یہ خون ضرور رنگ لائے گا..... اس خون کے اثرات ضرور مرتب ہوں گے..... اس کے ثمرات ضرور ملیں گے..... لیکن اصل سوال یہ نہیں کہ اس خون کا مستقبل اور اس کے اثرات کیا ہوں گے بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ اس لہو کے نتائج کے حصول کے لیے ہمارا کردار اور طرز عمل کیا ہوگا؟

ان قدسی صفت اور فرشتہ سیرت نو جوانوں کی قربانی کیوں کر رائیگاں جاسکتی ہے جو اپنے سارے خواب، اپنی ساری تمنائیں اور حسرتیں ساتھ لیکر دین پر کٹ مرے..... ان کی قربانی نے فضا سازگار کر دی ہے..... اس وقت ہماری زرخیز مٹی پُر نعم ہے..... اہل حق کی یادگار قربانی نے حق کا بول بالا کر دیا ہے..... اس وقت، وقت ہمیں پکار رہا ہے..... فردوس کے بالا خانوں سے ان شہداء کی روچیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ ”ہمارے پیغام اور ہمارے مشن کو بھلا نہ دینا..... ہم نے جس مقصد کیلئے اپنی جانیں قربان کیں..... اس مقصد کے حصول کیلئے اپنے تن، من اور دھن کی بازی لگا دینا.....“

شہداء نے پکارا ہے تم کو فردوس کے بالا خانوں سے  
ہم راہ و فائیں کٹ آئے تمہیں پیارا بھی تک جانوں سے  
ہمارے خوں کے چھینٹے تم پاؤ بکھرے ہوئے جن راہوں پر  
رکنانہ کبھی ان جگہوں پر بڑھ جانا انہی ویرانوں سے

☆..... اس وقت کا سب سے پہلا تقاضہ تو یہ ہے کہ لوگوں کے قلوب اسلامی نظام کے



پیغام اور آواز کو سننے کیلئے متوجہ ہیں..... لوگ سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں کہ آخر اس ملک کا مستقبل اور مقدر کیا ہے؟..... ایسے میں ہمیں سب سے زیادہ اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ اسلامی نظام کی آواز اور پیغام کو گھر گھر، در در اور ہر ہر فرد تک پہنچایا جائے..... جن علماء کرام کو اللہ تعالیٰ نے منبر و محراب کا وارث بنایا ہے وہ منبر و محراب کے ذریعے وراثت نبوی کی ذمہ داریاں سرانجام دیں..... اہل قلم اپنے قلم کے ذریعے..... اور عام لوگ اپنی اپنی بساط کے مطابق اپنے اپنے حلقہ احباب میں ذہن سازی کی محنت کو سنجیدگی اور لگن سے جاری رکھیں۔

☆..... اس سامنے کے دوران کس کو کیا کرنا چاہیے تھا اور کس نے کیا کیا.....؟..... یہ

ایک ایسا معاملہ ہے جسے اللہ بھی دیکھ رہا تھا اور سب لوگوں کے بھی سامنے ہے اس لئے ہم اس معاملے کو اللہ ہی کے سپرد کرتے ہیں لیکن یاد رہے کہ اب اس بحث کا کوئی فائدہ نہیں کہ فلاں نے یہ کیا اور فلاں نے یوں کیا..... فلاں کو یوں کرنا چاہیے تھا اور فلاں کو ایسا کرنا چاہیے تھا..... بلکہ سب سے زیادہ قابل غور و فکر بات یہ ہے کہ ہر انسان اپنے اپنے گریبان میں جھانک کر سوچے میں نے کیا کیا؟..... مجھے کیا کرنا چاہیے تھا؟..... اور اب میں کیا کر سکتا ہوں؟..... سانپ کے گزر جانے کے بعد لکیر پیٹنے کا فائدہ تو ظاہر ہے کہ کچھ نہیں ہوتا تاہم تاریخ سے سبق سیکھ کر اور اپنی سابقہ کوتاہیوں کا احساس و اعتراف کرتے ہوئے ان کی تلافی کا اہتمام کرنا، انسان کو اللہ اور اللہ کے بندوں کے ہاں سرخرو اور کامران کر دیتا ہے۔

☆..... لال مسجد کے شہداء نے اس لئے قربانی نہیں دی کہ ہم آپس کے لڑائی جھگڑوں

اور ٹوٹو میں میں، میں الجھ جائیں بلکہ ان کی قربانیوں نے تو ڈھیر ساری غلط فہمیوں کا خاتمہ کیا..... پروپیگنڈے کا توڑ کیا..... سانحہ لال مسجد سے قبل جو غلط فہمیاں یا ابہام تھا وہ اب دور ہو چکا..... جن لوگوں کو کل تک لال مسجد کا پیغام سمجھنے میں مشکل پیش آرہی تھی اب ان کیلئے ساری بات کھل کر سامنے آچکی ہے..... اس لیے میں ہزاروں حفاظ شہید طلبہ و طالبات کی جانب سے

دست بستہ گزارش کرتی ہوں کہ:

”اب تو خدارا.....! لال مسجد کے شہداء کے پیغام کو پھیلانے..... اور ان کے مشن کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہو جائیں اور اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں آپس کے اختلافات اور بحث و مباحثے میں ضائع کرنے کی بجائے متفقہ اور مشترکہ طور پر اپنے اصل ہدف پر نگاہ رکھیں اور اپنی منزل مقصود کی طرف سفر کا آغاز کریں انشاء اللہ، اللہ کی مدد و نصرت ہمارے ساتھ ہوگی۔“

☆..... جامعہ سیدہ حفصہ شہید کردی گئی تو کیا، مدرسہ کسی عمارت کا نام تو نہیں ہوتا بلکہ تعلیم و تعلم کا سلسلہ تو درختوں تلے بھی جاری رہ سکتا ہے..... اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ جگہ جگہ، گلی گلی، بستی بستی مدارس قائم کیے جائیں اور جہاں جس کو موقع ملے جہالت و ضلالت کی تاریکیوں کو مٹانے کیلئے وہاں وہ اخلاص کے ساتھ علم کی شمع روشن کرتا چلا جائے کیونکہ

شکوہ ظلمتِ شب سے تو کہیں بہتر تھا  
اپنے حصے کا کوئی چراغ جلاتے جاتے

الحمد للہ اب حضرات اکابر کی سرپرستی اور قیادت میں ”تحریک طلباء و طالبات برائے نفاذ اسلام“ کے پلیٹ فارم سے نئے عزم و حوصلے اور تازہ دم جذبوں و دلولوں کے ساتھ نفاذ شریعت کی محنت کا آغاز ہو چکا ہے..... نفاذ اسلام کی جدوجہد کے لیے بیعت لی جا رہی ہے..... اس مبارک عمل اور محنت میں تمام افراد، مرد و عورتیں شریک ہوں..... ساڑھے چھ لاکھ شہدائے پاکستان کی دعوت اور ہزاروں شہدائے نفاذ اسلام کے مقدس لہو کی خوشبو آپ سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ.....

”اے پاک وطن کے لوگو.....!!! تحریک طلباء و طالبات برائے نفاذ اسلام کا ساتھ دو



## چادر پوشی یا کفن پوشی

بنت بلال قریشی طالبہ جامعہ حفصہ

آخر میں چند طالبات کی آپ بیتیاں اور حالات و تاثرات پیش خدمت ہیں..... یہ صرف دو چادر طالبات کی داستانِ غم ہے ورنہ نجانے کتنی ہی طالبات درد و کرب کے کتنے بھیا نک قصے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھ لے گئیں..... ظلم و بربریت کی کتنی ہی داستانیں جامعہ حفصہ کے بلے تلے دبا دی گئیں..... اپنے مظالم کے ثبوت مٹانے کی سعی لا حاصل کرنے والے نجانے یہ کیوں بھول گئے کہ

قریب ہے یارو! روز محشر چھپے گاشتوں کا خون کیوں کر  
جو چپ رہے گی زبان خنجر لبو پکارے گا آستیں کا

نجانے کتنے خواب سجائے تھے..... کس کس کو بلائیں گے؟..... کتنے جوڑے سلوائیں گے؟..... سینڈل تو پہلے ہی لے کر رکھ لیے تھے..... ہم یہ سوچ سوچ کرفرت محسوس کرتی تھیں کہ بھائی جان کتنے خوش ہوں گے..... ابو سے تحفہ وصول کروں گی..... امی جی کو چادر پوشی کی تقریب میں بلاؤں گی..... سہیلیوں کی دعوت ہوگی..... مگر ہمارے خواب خواب ہی رہے..... اور آنکھ کی پتلی میں کھو کر آنسو بن گئے..... گزشتہ چار سال کے دوران جب بھی ختم بخاری شریف اور چادر پوشی کی تقریب ہوتی تو میں اس حسیں تصور میں کھو جایا کرتی تھی کہ میں کب اس منزل تک پہنچوں گی..... مجھ پر کب اس طرح پھولوں کی پیتیاں نچھاور کی جائیں گی..... اور وہ دن کب آئے گا جب میرے چاروں طرف بھی مبارکبادی کی صدائیں گونج رہی ہوں گی..... لیکن ہائے افسوس! خوشی کا وہ مرحلہ جب آیا تو اپنے ساتھ نجانے کیا کیا قیامتیں لے کر آیا..... میں وہ دن کبھی نہ بھول

پاؤں گی جب جامعہ حفصہ میں چادر پوشی کی جگہ کفن پوشی کی تقریبات منعقد ہوئیں..... جامعہ کے دروہام کو پھول بوٹوں سے سجانے کی بجائے لہو سے غسل دیا گیا..... ہمیں کتابوں کی بجائے لاشوں کے تحفے دیئے گئے..... پھولوں کی بجائے گولیاں برسائی گئیں..... بموں سے اڑے ہوئے بہنوں کے ٹکڑے اکٹھے کرنا پڑے..... ہمارے شفیق استاد محترم مولانا عبدالعزیز صاحب جنہوں نے ہماری چادر پوشی کرنی تھی ان کی اپنی دستار فضیلت ان کے سر سے اتار دی گئی..... اور غازی صاحب..... جو ہماری چھوٹی چھوٹی خوشیوں کا بھی بہت خیال رکھتے تھے..... اور ختم بخاری شریف اور چادر پوشی کی تقریب کے لیے تو اتنا اہتمام کرتے تھے کہ یوں لگا کرتا تھا جیسے اس ایک ہی دن میں ان کے گھر سے ان کی بہت ساری بیٹیوں کی ڈولیاں اٹھنے لگی ہوں..... اس سال کیا تقریب ہوئی کہ غازی صاحب جہاں سٹیج بنوایا کرتے تھے وہاں اپنی بچیوں کی لاشیں اپنے ہاتھوں دفن کر گئے..... سوچتی ہوں اللہ کے اس بندے نے کیا حوصلہ پایا تھا..... یہاں تو باپ اپنی ایک بیٹی کی رخصتی پر نڈھال ہو جایا کرتے ہیں اور غازی صاحب نے تو اپنی بیسیوں بچیوں کے جنازے اٹھائے..... شاید انہیں اتنی ہمت اس لیے ہو گئی کہ انہوں نے بھی اپنی بچیوں کے ساتھ جنت کے سفر پہ جانا تھا ورنہ اللہ کی قسم! ان کے سامنے جو کچھ ہوا وہ اگر کسی اور والد کے سامنے ہوتا تو اس کا کلیجہ پھٹ جاتا..... اور آپی جان جن کی ہستی کی ٹھنڈی میٹھی چھاؤں اور ان کی ممتا کی کشادہ آغوش مجھ ایسی سینکڑوں لڑکیوں کی پناہ تھی انہوں نے ضبط کے کس کمال کا مظاہرہ کیا..... اور میری دوست شازیہ جس نے انعام لینا تھا..... اور صائمہ بتا رہی تھی کہ اس کے چاچو نے اسے ختم بخاری شریف کے موقع پر سونے کے ٹاپس بنوا کر دینے تھے..... مگر بیچاری کرن..... میری دوست جو سال میں صرف ایک بار گھر جاتی تھی کیوں کہ اس کا گھر بہت دور تھا..... اور وہ کسی غریب گھرانے سے تعلق رکھتی تھی..... تین مہینے پہلے اس کا بھائی ملنے آیا اور اس کے لیے لین کا سوٹ لایا ہم لوگوں نے اس کو بہت کہا کہ شادی پر نیا سوٹ مل جائے گا اس کو ابھی پہن لو



لیکن اس نے پہننے کی بجائے اپنے پرانے سے بکس میں سنبھال کر رکھ لیا اور کہنے لگی میں تو یہ سوٹ ختم بخاری اور چادر پوشی والے دن پہنوں گی..... ہمارے شدید اصرار کے باوجود اس نے وہ سوٹ نہ پہنا..... کبھی کبھی وہ بڑے شوق اور چاؤ سے اپنا سوٹ نکالتی اور اس پر ہاتھ پھیرتی جاتی اور اسے دیکھ دیکھ کر محظوظ ہوتی رہتی..... جونہی ختم بخاری شریف کے دن قریب آرہے تھے وہ خوشی سے پھولی نہ سارہی تھی..... شاید اس کے لیے ختم بخاری اور لیلین کے سوٹ کی خوشیاں برابر تھیں.....

ہم لوگ دن رات ایک کر کے حدیث کی بڑی بڑی کتابوں کا نصاب ختم کرنے میں لگی ہوئی تھیں تاکہ جلد از جلد ختم بخاری شریف کی تقریب منعقد کی جاسکے لیکن ہائے کاش ختم بخاری شریف کی بجائے ”ختم جامعہ حفصہ“ کا سانحہ رونما ہو گیا..... خونی آپریشن نے ہماری تمام حسرتوں کا خون کر دیا..... ہمارے سارے خواب ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئے..... ہماری خوشیاں دھری کی دھری رہ گئیں..... گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور بموں کے دھماکوں نے ہماری بہنوں کے جسموں کے چیٹھڑے اڑانے کے ساتھ ساتھ ہمارے تمام منصوبوں کی بھی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں..... جامعہ حفصہ جہاں سے دن رات قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں گونجا کرتی تھیں..... جہاں قہقہوں اور مسکراہٹوں کا بسیرا تھا..... وہاں خوف و ہراس نے ڈیرے ڈال لیے تھے..... ہمیں ہر لمحہ موت قریب آتی نظر آنے لگی۔

یہ خونی آپریشن کا میسران تھا..... ہم پانچ سہیلیاں جامعہ کے ایک کمرے میں دبکی بیٹھی تھیں اور مسلسل وظائف کا ورد کر رہی تھیں..... زندہ بچ جانے کی کوئی امید نظر نہیں آ رہی تھی..... ہم اپنی اپنی کتابیں سمیٹ سمیٹ کر صندوقوں میں رکھ رہی تھیں کہ سلمیٰ کی نظر کرن کے سوٹ پر پڑ گئی..... اس نے کرن کی گردن میں باہیں ڈال کر آخری بار اصرار کیا کہ اب تو اس سوٹ کو پہن لو..... شاید اسے بھی یقین ہو چلا تھا کہ اب ہمارا ختم بخاری نہیں ہوگا..... یا ہم خود ہی نہیں

ہوں گی..... وہ ضدی لڑکی بڑی شرافت سے مان گئی..... مجھے سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ کرن کو نیا جو  
 ڑا پہننے پر مبارک باد دوں یا اس سے لپٹ کر روؤں..... کرن اس سوٹ میں بہت پیاری لگ رہی  
 تھی..... مجھے تو رہ رہ کر خیال آ رہا کہ شاید اس کو میری نظر ہی کھا گئی..... ابھی وہ سوٹ پہنے کچھ ہی  
 دیر گزری تھی کہ نماز کا وقت ہو گیا..... کرن برآمدے میں رکھی ہالٹی میں سے پانی لینے نکلی اور ہم  
 سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئی..... ایک بے رحم گولی نے اس کو ہولہان کر دیا..... کرن کا  
 نیم جان جسم برآمدے میں پڑا تھا..... ہم تین چار دوستوں نے مل کر اسے کمرے کے اندر لایا  
 ..... عجیب بے بسی کا عالم تھا..... نہ تو ہمارے پاس کرن کے زخموں پر رکھنے لیے مرہم تھا نہ اس کو  
 کھلانے کے لیے کچھ..... ماریہ نے اپنے پرس میں سے سکٹ نکالے..... میمونہ نے پانی کا کٹورہ  
 اٹھا کر کرن کے ہونٹوں سے لگایا لیکن اسے اس پانی کی کوئی حاجت نہ رہی تھی..... وہ تو جام  
 شہادت نوش کر گئی تھی..... ہم دیر تک اسے حسرت، افسوس اور رشک بھری نظروں سے دیکھتی رہیں  
 ..... روتی رہیں..... نئے سوٹ میں ملبوس کرن کی مظلومیت اور معصومیت دیکھی نہ جاتی تھی  
 ..... ماریہ نے اپنے صندوق میں سے بڑی سی شال نکالی اور کرن پر پھیلا دی..... آپنی جان ہمیں  
 پہلے ہی کہہ رہی تھیں کہ تم لوگ باہر چلی جاؤ لیکن ہم نے انہیں جواب دیا تھا کہ ہم اپنے مدر سے  
 میں آپ لوگوں کی معیت میں شہادت کو زندگی پر ترجیح دیتی ہیں..... لیکن کرن کی شہادت کے بعد  
 آپنی جان نے دو باجیوں کو ہمارے کمرے میں بھیجا اور ہمیں حکما کہا کہ ہم ان باجیوں کے ساتھ  
 چلی جائیں سو ہم بادل نحو اسٹہ نکل آئیں..... اب بار بار کرن میری آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے  
 ..... جن دنوں ہر مدر سے میں ختم بخاری اور چادر پوشی کی تقریبات ہو رہی تھیں..... مقدر والیوں کو  
 خوشیاں نصیب ہو رہی تھیں..... اور ہم غموں کے ہجوم اور دل کے زخموں سے چور چور حسرت سے  
 سوچا کرتی تھیں کاش! ہماری بھی کرن کی طرح چادر پوشی ہوئی ہوتی۔



## ہم پر کیا بیتی؟ ..... طالبات و معلمات جامعہ حفصہ

لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں آپریشن سائنلس کے دوران موجود جامعہ کی استانیوں اور طالبات نے بتایا کہ کئی طالبات بروقت ہسپتال نہ پہنچنے اور فوری طبی امداد نہ ملنے کی وجہ سے جامِ شہادت نوش کر گئیں..... پولیس اور ایجنسیوں کے اہلکارناکوں اور ہسپتالوں سے زخمی طلبہ و طالبات کو گرفتار کر کے لے جاتے رہے..... ایک قومی اخبار کے نمائندے سے خصوصی گفتگو کرتے ہوئے فاطمہ نامی طالبہ نے بتایا کہ وہ درجہ عالیہ میں پڑھتی ہیں اور راولپنڈی کی رہائشی ہیں..... وہ آٹھ تاریخ تک جامعہ حفصہ میں رہیں..... اس دوران وہ خشک روٹی پانی میں بھگو بھگو کر کھاتی رہیں..... ان کا کہنا ہے کہ وہ بحری کے وقت پانی میں بھیگی روٹی کھا کر دن بھر روزہ رکھ لیتی تھیں اور مغرب کی اذان کے وقت پانی یا روٹی یا کوئی اور چیز جو میسر آتی اس سے افطار کر لیتی..... فاطمہ نے بتایا کہ ہمارے پاس پانی کا جو کچھ ذخیرہ تھا ہم اسے بڑی احتیاط سے استعمال کرتی تھیں..... ہماری کوشش یہ ہوتی تھی کہ ہم پانی زیادہ سے زیادہ بچا کر رکھیں تاکہ بوقتِ ضرورت کسی زخمی یا نڈھال طالبہ کے کام آسکے پھر ایسا ہوا کہ آپریشن کے چوتھے روز جمعہ کی رات کو بہت زوردار اور موسلا دھار بارش ہوئی جس کے پانی کو ہم نے اپنے پاس ذخیرہ کر لیا اور اسے پینے کیلئے استعمال کرنے لگیں..... ہماری بہت سی سہلیاں ہماری آنکھوں کے سامنے خون میں لت پت ہو چکی تھیں ہم بڑی مشکل سے ان تک پہنچ کر انہیں پانی پلاتیں اور ان کے زخموں پر اپنے دوپٹے پھاڑ پھاڑ کر پٹیاں باندھ دیتیں مگر یہ عارضی اور نہایت معمولی طبی امداد ان کے درد اور کرب کو کسی طرح کم نہ کر پاتی چند ایک کو تو شدید فائرنگ کی وجہ سے ہسپتال پہنچانا ممکن نہ ہو سکا اور وہ طبی امداد نہ ملنے اور خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے ہماری آنکھوں کے سامنے دم توڑ گئیں..... فاطمہ نے بتایا کہ آپریشن کے پہلے دن میرے گھر سے میری امی اور بھائی مجھے لینے آئے تو میں نے کہا کہ میں

اپنی دوستوں اور استانیوں کو اس طرح مصیبت میں اکیلا چھوڑ کر ہرگز نہیں جاؤں گی یا تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو سرخرو فرمائے گا یا پھر میں اپنی استانیوں اور دوستوں کے ساتھ یونہی شہید ہو جاؤں گی..... میری والدہ نے مجھے واسطے دیئے..... میری منت سماجت کی..... بھائی نے بھی ہر طرح سمجھانے کی کوشش کی مگر میں نے کہا کہ آپ لوگ گھر چلے جائیں اور ہمارے لئے دعاؤں کا اہتمام کریں..... اس کے بعد امی اور بھائی روتے ہوئے وہاں سے واپس ہو گئے۔

اس دوران کئی طالبات اپنے والدین کے شدید اصرار اور رونے دھونے سے مجبور ہو کر ان کے ساتھ چلی گئیں..... جامعہ حفصہ میں تیسرے دن تک سوطا طالبات کی لاشیں گرچکی تھیں مگر عجیب بات یہ ہے کہ ان لاشوں سے عجیب و غریب قسم کی خوشبوئیں اٹھتی محسوس ہوتی تھیں..... آٹھ تاریخ کو جب شیلنگ کی جارہی تھیں تو ہمارے کمرے میں بھی ہر طرف گیس ہی گیس پھیل گئی تھی ہم باہر بھی نہیں نکل سکتیں تھیں کیونکہ کسی بھی سمت سے گولی آسکتی تھی پھر ایسا ہوا کہ آنکھوں میں شدید جلن اور سانس کے گھٹن کے باعث میرا دماغ ماؤف ہونے لگا اور پھر مجھے پتہ نہ چلا کہ میں کب بے ہوش گئی مجھے جب ہوش آیا تو میں کمپلیکس ہسپتال میں تھی جہاں ہر طرف زخمی اور بے ہوش طالبات پڑیں تھیں..... ہم پانچ طالبات کو شام کے وقت ایک ایمبولنس کے ذریعے حاجی کیمپ پہنچایا گیا جہاں سے پوچھ گچھ کے بعد اگلے دن اپنے والدین کے حوالے کر دیا گیا۔

سنبل نامی ایک طالبہ نے بتایا کہ میں جامعہ حفصہ میں دو سال سے زیر تعلیم ہوں..... ہماری استانیاں خصوصاً آپی جان (ام حسان) تمام طالبات سے بہت شفقت اور محبت سے پیش آتی تھیں..... طالبات استانیوں اور آپی جان (ام حسان) سے اپنے گھر والوں کی طرح محبت کرتی تھیں..... سنبل نے بتایا کہ جب پہلے دن بہت زیادہ شیلنگ ہوئی تو ہم طالبات پانی کی بالٹیاں بھر بھر کر لاتیں اور متاثرہ طالبات کو کپڑے کے ٹکڑے بھگو بھگو کر دیتیں اور نمک تقسیم کرتیں شیلنگ سے متاثرہ اور زخمی طالبات کو ایمبولنسوں کے ذریعے ہسپتال منتقل کیا جاتا تو راستوں میں



ناکوں پر کھڑے پولیس اہلکار ایسولینسوں کو روک کر طالبات کو گرفتار کر لیتے..... اسی طرح ہسپتال سے ٹریٹمنٹ کے بعد باہر نکلنے والی طالبات کو بھی پولیس والے لے گئے۔

جامعہ حفصہ کی ایک استانی ریحانہ نے بتایا کہ جب آپریشن شروع ہوا تو اس دن میں اتفاق سے گھر میں موجود تھی..... مجھے دو پہر ایک بجے کے قریب میری بہن نے فون کر آپریشن شروع ہونے کی اطلاع دی..... میں نے اپنے بچوں کو پڑوس میں چھوڑا اور اپنے شوہر کے ہمراہ جامعہ حفصہ روانہ ہو گئی..... اس وقت بھی فائرنگ کا سلسلہ جاری تھا میں عقبی راستے سے جامعہ میں داخل ہوئی تو اس وقت شدید شیلنگ سے طالبات بے ہوش ہو کر گر رہی تھیں اور استانیاں انہیں اٹھا اٹھا کر ایسولینسوں میں پہنچا رہی تھیں..... میں نے بھی متاثرہ طالبات کو گاڑی میں ڈالا اور دوسری استانیوں کے ہمراہ ہسپتال روانہ ہو گئی..... ہمیں ہسپتال کی بعض خواتین ڈاکٹروں نے کہا کہ سرکاری اہلکار یہاں آنے والی طالبات کو گرفتار کر کے لے جاتے ہیں آپ لوگ برقعے اتار کر چادروں سے نقاب کر لیں تاکہ یہ آپ کو نہ پہچان سکیں..... وہ ہمیں ایک کمرے میں لے گئیں جہاں ہم نے اپنی پہچان تبدیل کی اور چادروں سے نقاب کر لیا ہمارے ساتھ کشمیر کی ایک استانی بھی تھیں جو ہسپتال آتے ہوئے اپنے دو معصوم بچوں کو بھی ساتھ لے آئی تھی..... اس دوران ہسپتال میں موجود ایک زخمی طالبعلم کو جب پولیس اہلکار گرفتار کر کے لے جانے لگے تو اس نے پولیس والوں کے آگے ہاتھ جوڑ لئے کہ خدا کے لئے اس زخمی طالبعلم کو گرفتار نہ کرو..... پولیس والوں نے جب زبردستی لے جانے کی کوشش کی تو اس نے ایک بار پھر ہاتھ جوڑ کر کہا کہ خدا کیلئے میرے دونوں معصوم بچے لے جاؤ مگر زخمی طالبعلم کو گرفتار نہ کرو مگر پولیس نے اس کی ایک نہ سنی اور اس زخمی طالبعلم کو گرفتار کر کے لے گئے..... بعد میں پولیس اہلکار اس استانی کو بھی معصوم بچوں سمیت گرفتار کر کے لے گئے..... میں نے حلیہ بدل لیا تھا..... میرے ساتھ دو طالبات بھی تھیں میں ان دونوں کو اپنے ساتھ لے کر گھر آ گئی جہاں سے انہیں ان کے گھر پہنچا دیا۔

## وصیت نامے

جامعہ حفصہ کی طالبات نے آخری دنوں میں اپنے اہل خانہ کے نام جو وصیت نامے لکھے ان میں سے چند ایک ہی اپنی منزل تک پہنچ سکے ہیں بقیہ ہزاروں وصیت نامے کئی پتنگوں کی طرح ادھر ادھر بکھر گئے..... بلے میں مل کر گندے نالے کی نذر ہو گئے..... طالبات کے بکسوں اور بیگوں میں بلے تلے دب کر رہ گئے..... انہی وصیت ناموں میں سے صرف دو طالبات کے وصیت نامے یہاں درج کیے جا رہے ہیں..... ان وصیت ناموں سے طالبات کے ایمانی جذبات ان کے افکار و نظریات کا اظہار بھی ہوتا ہے اور ایمان و یقین کو جلا بھی ملتی ہے..... یہ وصیت نامے دعوت فکر بھی ہیں اور پیغام عمل بھی

### جامعہ حفصہ کی طالبہ راشدہ کا وصیت نامہ

پیاری امی! قابل احترام ابو جی!

جب آپ لوگ میری یہ تحریر پڑھیں گے، اس وقت میں پتہ نہیں کہاں ہوں گی؟ شاید آسمانوں میں..... شاید معطر فضاؤں میں یا یہیں کہیں آپ کے پاس..... مجھے پتہ ہے کہ اپنی پیاری بیٹی کا وصیت نامہ پڑھنا آپ کے لیے بہت مشکل ہوگا لیکن آپ کے لیے یہ اعزاز کیا کم ہے کہ آپ لوگوں کے مقدر میں یہ خوش نصیبی لکھی تھی کہ آپ شہید حافظہ کے والدین کہلائیں۔

ابو جی! میں آپ کو وصیت کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے میری شادی کے لیے جو پیسے رکھے ہوئے ہیں ان سے امی جی کی آنکھوں کا آپریشن کروائیں اور آپ بھی پلیر اپنے گھنٹوں کا علاج کروائیں اگر پھر بھی کچھ پیسے بچ جائیں تو ان سے بھائی کو دکان کھلا دیں تاکہ گھر کا خرچہ چلا جا سکے۔



امی جی! آپ نے جو میرے جہیز کے جوڑے بنائے ہوئے ہیں وہ غریبوں کو دے دینا..... ان کی بچیوں کا بھی ہمارے اوپر حق ہے اس عمل سے ہمارے سرکار بہت خوش ہوں گے تو میری روح بھی خوش ہوگی۔

بھیا جی! آپ سے میری آخری فرمائش ہے کہ آپ نماز پابندی سے پڑھا کریں اس سے دنیا آخرت میں آپ سرخرو ہوں گے..... انشاء اللہ

پیارے ابو جی! ساری باتیں میں ابھی نہیں کروں گی کیونکہ وقت بہت کم ہے بس اتنی بات کرنا ضروری ہے کہ میں آپ دونوں کی اور بھیا جان کی کوئی خدمت نہیں کر سکی اس لیے آپ مجھے معاف کر دینا اور میں آپ کے حکم کے باوجود گھر واپس نہیں آئی اس پر بھی معاف کر دینا..... یہ جامعہ حفصہ بھی تو میرا گھر ہے نا، جس میں آپ نے خود مجھے داخل کروایا تھا۔

یہاں جو حالات ہیں ان میں ہم بہت پریشان ہیں لیکن پچھتاتے نہیں کیوں کہ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں.....

آخر میں آپ تینوں کو سلام..... آپ لوگ مجھے ضرور معاف کر دینا..... اللہ پاک آپ سب کو خوشیاں دے..... اور پیاری امی جی! پلیز، آپ نے رونا نہیں میرے لیے

فقط والسلام

آپ کی راشدہ (دستخط)

پیاری امی، ابو، اظہر بھائی، مظہر بھائی اور مصباح!

السلام علیکم

میں عرض یہ کرنا چاہتی ہوں کہ آپ کو معلوم ہی ہے کہ موت برحق ہے..... ہر کسی کو آنی ہے، مجھے بھی اور آپ کو بھی آنی ہے تو پھر کیوں نہ ایسا ہو کہ ہم ایک اچھی موت مر جائیں..... اچھی موت شہادت کی موت ہے اور شہادت کی موت جس کو آجائے وہ شخص ہمیشہ کے لیے زندہ ہو جاتا ہے..... یہ ایسی موت ہے کہ شہید قیامت کے دن یہ تمنا کرے گا کہ کاش میں ایک مرتبہ پھر زندہ کر دیا جاؤں اور پھر مجھے دوبارہ شہادت کی موت نصیب ہو جائے..... یہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ آپ آخرت میں فخر محسوس کریں گے کیوں کہ آخرت میں شہید کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ ہوگی اور شہید کے لیے آخرت میں بڑا مقام ہے۔

امی! آپ کو اور ابو کو پتا ہے کہ ہمارا مطالبہ کوئی بہت زیادہ مشکل اور ناجائز نہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں اسلامی نظام نافذ ہو جائے اور اس مقصد کے لیے ہم اپنی جانیں اپنی خوشی سے خود پیش کر رہے ہیں ہمیں کوئی مجبور نہیں کیا جا رہا آپ یہ نہ سمجھنا کہ ہمیں مجبور کیا گیا ہے..... ہمارے بھائی جب اسلامی نظام نہ لا سکے تو ہم نے سوچا کہ ہمیں خود ہی کچھ کرنا ہوگا..... اس لیے میری امی جان، ابو جان، بھائی جان مظہر، بھائی جان اظہر اور میری بہن مصباح! آپ سب سے میں دعاؤں کی گزارش کرتی ہوں..... میری شہادت کے بعد آپ نے رونا بالکل نہیں ہے بلکہ آپ فخر محسوس کریں کہ ہماری بیٹی شہید ہوئی ہے..... کسی کو بھی بین اور نوحہ نہ کرنے دینا..... اس لیے کہ اس سے مردہ جسم کو تکلیف ہوتی ہے..... جنت میٹھی ہوتی ہے ذرا آپ بھی اس کا مزہ چکھ لینا..... مصباح کو بہت بہت سلام..... اور میری بہن! تم ہمیشہ زندگی میں جہاد کرنا سیکھو۔



## تمام رشتہ داروں کے نام

میں اپنے تمام رشتہ داروں سے گزارش کرتی ہوں کہ انسان خطا کا پتلا ہے انسان سے بہت ساری غلطیاں ہوتی ہیں..... اگر میں نے کوئی غلطی کی ہو تو مجھے معاف کر دینا اور اگر میں نے کسی کا قرض دینا ہو تو میری امی یا ابو سے وصول کر لینا..... اگر کسی کے دل میں میرے لیے کوئی بات ہو تو وہ بھی پلیر نکال دینا۔

امی!..... ابو!.....! اگر میں نے کسی طالبہ کا قرض دینا ہو تو آپ اس کو دے دینا اور میری تمام چیزیں کپڑے وغیرہ غریب لوگوں کو دے دینا۔ بڑے بھائی سے گزارش کرتی ہوں کہ آپ حافظ ہیں آپ نے میرے لیے قرآن پاک کا ختم ضرور کرنا ہے اور آپ نے بھی دین کی سربلندی کے لیے اس میدان میں ضرور نکلنا ہے..... اور سب سے گزارش کرتی ہوں کہ وہ نمازوں کا اہتمام کریں اور تسبیحات کا اہتمام کریں..... صبح و شام ایک تسبیح درود شریف کی، ایک تسبیح تیسرے کلمے کی، ایک تسبیح استغفار کی اور ایک تسبیح پہلے کلمے کی پڑھ کر میرے لیے بھی دعا کرنی ہے..... اعمال کا بہت اہتمام کریں کیونکہ یہ اعمال ہی آخرت میں کام آئیں گے۔

میں امی اور مصباح سے گزارش کرتی ہوں کہ آپ نے شرعی پردہ شروع کرنا ہے اس میں چاہے کوئی بھی ناراض ہوتا ہے تو ہو جائے۔ مصباح! آپ نے اپنا قرآن کریم ضرور مکمل کرنا ہے اور میرے (ایصال ثواب کے) لیے ضرور پڑھنا ہے۔

اظہر بھائی! آپ بھی نمازوں کا اہتمام کیا کریں اور امی ابو کا کہنا مانا کریں اور آپ مصباح کو نہ ڈانٹا کریں۔

والسلام

آپ کی بیٹی

سائرہ عبدالکریم دورہ حدیث





## تاریخ کا قرض اور اپنا قرض ادا کیجئے

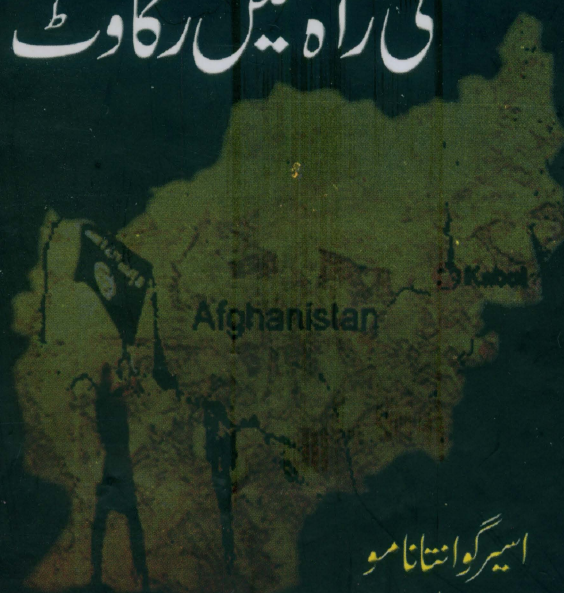
اگر آپ کے پاس سانحہ لال مسجد و جامعہ سیدہ خفصہ..... علامہ عبدالرشید  
غازی شہید کی عہد ساز شخصیت کے حالات و خدمات..... اور شہید طلبہ و  
طالبات کے حوالے سے کسی قسم کی معلومات یا مواد موجود ہو تو فوری طور پر  
ہمیں لکھ بھیجئے یا بذریعہ فون آگاہ کیجئے

تاریخ رقم کرنے والوں کی تاریخ محفوظ کی جا رہی ہے

برائے رابطہ : 0332-5342782

# شکر و جلال

کی راہ میں رکاوٹ



اسیر گوانتنامو

شہید ملا امین اللہ امین اختر



مَیْمَنَتِ شَیْخِ فَارُوقِ رَحْمَتِ اللہِ عَلَیْہِ  
مَیْمَنَتِ شَیْخِ فَارُوقِ رَحْمَتِ اللہِ عَلَیْہِ  
اللہُ عَلَیْ الْکُفَّارِ وَالْمُنَافِقِیْنِ





# شکر و جلال کی علامتیں رکاوٹ

اسیر گوانتا نامو

ملا محمد امین اللہ امین شہید رحمۃ اللہ علیہ

# فہرست

| صفحہ نمبر | عنوانات   |
|-----------|---|
| 11        | پیش لفظ   |
| 13        | طالبان سے پہلے کا افغانستان                                   |
| 17        | طالبان کی ابتدائی کہانی ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی زبانی |
| 21        | فتوحات طالبان   |
| 21        | سپین بولدک کی فتح   |
| 23        | ہلمند کی فتح  |
| 24        | نمروز اور فرہاہ کی فتح  |
| 25        | امیر المؤمنین کی جنگ میں شرکت                                 |
| 26        | شنڈنڈ اور ہرات کی فتح   |
| 27        | بادغیس اور غور کی فتح   |
| 28        | زابل ارزگان غزنی اور وردگ کی فتوحات                           |
| 29        | کابل کی فتح   |
| 31        | جلال آباد کی فتح  |



- 31 صوبہ کنڑ اور لغمان کی فتح
- 31 طالبان کی احمد شاہ مسعود سے جنگ
- 34 مزار شریف کی فتح اور جنرل عبدالملک کی بدعہدی
- 39 جنرل عبدالملک کے محاصرے سے نکلنے کا عجیب واقعہ
- 42 شیعہ مخالفین کی کارستانیاں
- 43 دشت لیلیٰ کا اولین سانحہ
- 44 شمال پر طالبان کا دوسرا حملہ
- 47 شبرغان کی فتح
- 48 سرپل کی فتح
- 49 مزار شریف پر حملہ
- 50 مزار شریف میں آگ اور خون کی لہر
- 53 درہ کیان میں طالبان کا داخلہ
- 53 درہ کیان کا اندرونی منظر
- 54 درہ کیان پر طالبان کا حملہ
- 55 بامیان کی فتح
- 58 بامیان کے بتوں کی تباہی و بربادی
- 60 11 ستمبر کے بعد کے حالات اور امیر المؤمنین
- 62 امیر المؤمنین کا خطاب
- 64 امیر المؤمنین کا امریکی حملے سے پہلے دوسرا خطاب
- 67 افغانستان پر امریکی حملہ
- 69 قندوز کی حالت

- 70 قلعہ جنگی کی داستان
- 72 ملا عمر مجاہد کے ہاتھ پر موت کی بیعت
- 73 پاکستانی اہلکاروں کے چنگل میں
- 78 جنرل پرویز کے سوداگر اور امریکی بیوپاری
- 82 بگرام جیل روانگی اور تشدد کی روداد
- 85 قندھار کا قید خانہ
- 91 امریکی کفار کی سنت رسول ﷺ سے نفرت
- 92 امریکی مظالم اور قیدیوں کی حالت
- 93 امریکی کیمپ میں قیدیوں کے کپڑے
- 94 امریکی کیمپ میں شعائر اسلام کی بے حرمتی
- 96 امریکی کفار کا اذان سے مذاق
- 96 نماز پر سزا اور نماز کی بے حرمتی
- 97 امریکی جیل میں قیدیوں کی حاضری کا طریقہ
- 98 قیدی مریضوں کی حالت امریکی کیمپ میں
- 99 جیل میں لیٹرین کی صفائی
- 99 جیل کا کھانا
- 100 امریکی جیل میں قیدیوں کی عید
- 101 گوانتانامو بے کے قید خانے تک
- 106 گوانتانامو بے کیا ہے؟
- 107 گوانتانامو بے میں کیمپوں کی تعداد
- 107 ایکسپریس کیمپ



- 107 کیمپ ایکسپریس کا منظر
- 108 کیمپ ایکسپریس میں قیدیوں سے برتاؤ
- 109 ایکسپریس کیمپ میں کھانا
- 109 کیمپ میں غسل
- 110 گوانتانامو میں شعائر اسلام کے ساتھ مذاق
- 110 کیمپ میں نماز کے ساتھ مذاق
- 110 قرآن کی بے حرمتی
- 111 کیمپ میں بھوک ہڑتال
- 112 کیمپ ڈیلٹا
- 113 ڈیلٹا ٹو کے دس بلاک
- 113 تفتیش کا طریقہ کار
- 116 گوانتانامو میں غیر ملکی مجاہدین پر مظالم
- 116 زکریا
- 116 فاروق مکی
- 117 ابو محمد یمنی
- 117 سعود الجھنی
- 119 عبدالہادی
- 120 (۱) انڈیا بلاک
- 120 (۲) آسکر بلاک
- 121 (۳) نومبر بلاک
- 121 (۴) رومیو بلاک

- i21 (۵) کیوبک ہلاک
- 121 امریکیوں کے کالے قوانین
- 122 جنگی قیدی اور جینیوا کنونشن
- 125 ڈیلٹا کیمپ میں ورزش
- 125 ڈیلٹا کیمپ میں غسل
- 126 کیمپ میں عمومی سزائیں
- 126 رومیو ہلاک
- 127 رومیو ہلاک میں فوجیوں سے لڑائی
- 127 رومیو میں ارف ٹیم کا طریقہ کار
- 128 احتجاج کا انوکھا طریقہ
- 129 ڈیلٹا کیمپ میں طبی سہولتیں
- 129 کیمپ فور
- 132 کیمپ فور میں امریکیوں کا سلوک اور ہلاکوں کی تلاشی
- 132 کیمپ فور میں صحافیوں کا دورہ اور امریکی جھوٹ
- 133 ایگوانا کیمپ
- 134 گوانتانامو بے میں دینی معمولات
- 135 نو مسلم قیدیوں کی کارگزاریاں
- 135 داؤد
- 135 سیف اللہ
- 136 پاکستانی ساتھیوں کے ساتھ پیش آنے والے واقعات
- 136 ڈاکٹر عیسیٰ کی مختصر آپ بیتی



- 138 حیدر علی سیالکوٹی
- 139 گوانتانامو سے رہائی کا طریقہ کار
- 142 کیوبا میں طوفان
- 143 گوانتانامو سے پاکستان تک کا سفر
- 145 پاکستان کی سرزمین پر قدم
- 145 گوانتانامو سے گرے اڈیالہ جیل میں اسٹکے
- 147 جیل میں قدم اور تشدد بھری فلم
- 147 جیل کے بلاکوں کی دکھ بھری کہانی
- 149 اڈیالہ جیل کا منظر
- 150 طاہر اشرفی کی آمد
- 151 جیل کے معمولات
- 151 اڈیالہ جیل میں علاج
- 152 جیل کا ماحول
- 153 اڈیالہ سے کونینہ اور ہدا جیل
- 156 ہماری رہائی کے بعد گوانتانامو بے کے حالات
- 157 مظالم کی وجوہات
- 158 افغانستان اور فدائی حملے
- 161 جہاد افغانستان کے حالات حاضرہ پر ایک نظر
- 165 شکر یہ کا خط
- 167 کیوبا میں قید اللہ کے شیروں کو سلام
- 170 گوانتانامو کے قیدیوں کے نام
- 184 عربی مجلہ الصمود سے کمانڈر ملا امین اللہ امین شہید کا انٹرویو

## پیش لفظ

گورنر طالبان اسیر گوانتانا مو بے شہید مولوی امین اللہ امین چمن میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اکوڑہ خٹک میں ڈاکٹر شیر علی شاہ کے مدرسہ میں حاصل کی اور تخصص قاضی حمید اللہ جان کے مدرسہ میں کیا۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد چمن میں ہی درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا یہ تحریک طالبان افغانستان کا ابتدائی زمانہ تھا کہ امیر المومنین کی آواز پر جہادی سرگرمیاں شروع کیں۔ جہاد اور شہادت کا شوق اس قدر بلند تھا کہ جب تشکیل کی جاتی تو اس میں جانے کو تیار ہو جاتے بالآخر درس و تدریس کا سلسلہ چھوڑ دیا اور امیر المومنین کی قیادت میں فتوحات کرتے ہوئے جہاد میں شریک رہے۔ اور جہاد کا عظیم فریضہ ادا کرتے ہوئے قید و بند کی صعوبتیں اور زخمی ہونے کی بھی سعادت حاصل ہوئی بالآخر اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کی قیادت میں امارت اسلامیہ افغانستان جیسی نعمت سے نوازا تو طالبان کے گورنر بنائے گئے۔ (صوبہ بادغیس، صوبہ سرپل، صوبہ سمنگان) میں طالبان کے دور حکومت میں خدمات سرانجام دیتے ہوئے۔ بڑے بڑے معرکے سر کیے



جس میں بامیان کے بت توڑنا بھی شامل ہے۔ جب امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے دنیا کی واحد اسلامی امارت کو ختم کرنے کے لئے حملہ کیا تو شہید رحمۃ اللہ علیہ امیر المومنین کے حکم پر اور اس عہد کے ساتھ پیچھے ہٹ گئے کہ ہم نے حکومت چھوڑی ہے۔ مگر جہاد نہیں چھوڑا۔ امارت اسلامیہ کے سکوت کے بعد جہادی سرگرمیوں میں شریک رہے۔ بالآخر منافقوں کی منافقت اور کافروں کی مکارانہ کوششوں کے نتیجے میں گرفتار ہو گئے جس کے بعد ان کو پہلے پاکستانی خفیہ سیلوں میں منتقل کر دیا گیا وہاں سے پھر باگرام جیسے خونی کیمپ سے ہوتے ہوئے کیمپ ایکسرے ڈیٹا کیمپ اور گوانتانامو بے اور امریکیوں کی مختلف جیلوں سے گزر گئے مگر جہاد اور شہادت کا ایسا شوق تھا کہ یہ جیلیں اس میں رکاوٹ نہ ڈال سکیں رہائی کے بعد پھر جہاد شروع کر دیا اور اس میں اتنی محنت اور کوشش اور لگن سے حصہ لیا کہ ان کی شہادت پر امیر المومنین نے فرمایا: ”امین اللہ امین کو امارت نے متعارف نہیں بلکہ شہید رحمۃ اللہ نے امارت کو دنیا بھر میں متعارف کرایا۔“

وہ تو شہید ہو گئے مگر ان کے کام کی وجہ سے پوری دنیا کے طاغوت اور لشکرِ دجال کی کمر ٹوٹ چکی ہے۔ تاریخ نے ثابت کر دیا کہ لشکرِ دجال کی راہ میں رکاوٹ طالبان ہیں۔ آپ نے جان دے کر ثابت کر دیا (کہ تیرا جذبہ تھا سچا اور وہ بدقسمت ہیں جو تیری راہ پر چل نہ چکے)

## طالبان سے پہلے کا افغانستان

11 ستمبر 2001ء کے بعد دنیا کا رخ یکدم تبدیل ہو گیا، اور تمام غیر مسلم قوموں کو ایک بہانہ مل گیا اور یہ بہانہ کئی سال پہلے بنے ہوئے پلان کا حصہ تھا امریکہ اور اس کے حواری کئی سالوں سے افغانستان کے معاملات میں دلچسپی لیتے رہے اور روس کے بعد افغانستان میں اپنے ایجنٹ پیدا کرتے رہے، اور یہ ایجنٹ اس وقت دنیا کے سامنے ظاہر ہوئے جب امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے افغانستان پر چاروں طرف سے حملہ کیا ان لوگوں سے امریکہ کو دو بڑے فوائد حاصل ہوئے ایک روس کو شکست اور دوسرا ایسے لوگوں کی پیداوار جو مستقبل میں امریکہ کو فائدہ پہنچائیں، جب کیمونسٹ کا تختہ الٹ گیا تو مجاہدین افغانستان نے پورے ملک کا کنٹرول سنبھالا ۲۰ بیس سال کی قربانی کے بعد مسلمانان عالم کو اور مسلمانان افغانستان کو آزادی کی نعمت نصیب ہوئی، تو غیر مسلم اقوام نے یہ کوشش شروع کر دی کہ افغانستان میں ان کی من پسند حکومت قائم ہو، اسلام اور مسلمانوں کی آزادی یہود و نصاریٰ کو ایک آنکھ بھی نہ بھائی اور انہوں نے اپنے ایجنٹوں کو استعمال کرنا شروع کیا اور ڈالروں کی بارش کر دی منافقین اور ضمیر فروش لوگوں کے ذریعے اسلامی حکومت بننے میں رکاوٹیں ڈالی گئیں اور اصل مجاہدین و اسلام پسند لوگوں کو ماننے سے انکار کیا گیا اور ملک چھوٹے چھوٹے دھڑوں میں تقسیم ہو گیا اور خانہ جنگی شروع ہو گئی اور کئی سالوں تک یہ جنگ جاری رہی پورے ملک کے حالات ایسے خراب تھے کہ مسلح گروپوں نے اپنے اپنے علاقے میں بد معاشی پھیلانی ہوئی تھی تمام راستوں پر پھانک اور مسلح لوگ ہوتے جو وحشی جانوروں سے بدتر تھے، عام لوگوں کی زندگی مشکل سے مشکل ہوتی جا رہی تھی تین چار بجے کے بعد کوئی شریف آدمی اپنے گھر سے نکل نہیں سکتا تھا ہر پانچ کلومیٹر پر ایک پھانک ہوتا ہر آنے جانے والے سے زبردستی روپے لئے جاتے اور اگر کسی کے پاس روپے نہ ہوتے تو اسے مار پیٹ کا نشانہ بنایا جاتا، اور اسے قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کیا جاتا، بعض اوقات کسی شخص کو زمین پر الٹا لٹا کر اس کی کمر پر جیک لگایا جاتا اور گاڑی کو اوپر اٹھا دیا جاتا ان مظالم سے بچنے کے لئے مظلوم کسی نہ کسی سے



قرض لے کر دیتے، ان دنوں کا واقعہ بہت مشہور ہے، گاڑی میں سوار ایک آدمی سے پھانک والوں نے جب روپوں کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کیا، جب اس کو زیادہ تنگ کیا گیا تو اس آدمی نے کہا کہ میرے منہ پر تھپڑ مارو تو اس فوجی نے اس بے چارے کو خوب مارا بعد میں لوگوں نے اس آدمی کو ملامت کیا کہ تم نے فوجی کو یہ کیوں کہا کہ میرے منہ پر مارو تو اس نے جواب دیا کہ میں نے اسی منہ سے ان لوگوں کے لئے دعائیں کی تھیں کہ اللہ تعالیٰ روس کے مقابلے میں ان مسلمانوں کو فتح دے۔

پورے ملک میں حالات ایسے خراب تھے کہ کوئی عورت گھر سے باہر نہیں نکل سکتی تھی، راستوں سے عورتوں کو اٹھا کر کمانڈر اپنے کیمپوں میں لے جاتے کئی کئی دنوں تک اپنے پاس رکھتے اور اس کی عزت تار تار کی جاتی۔

طالبان کے دور حکومت میں مزار شریف کی فتح کے بعد امر بالمعروف والوں نے ایک عورت کو فحاشی کے الزام میں پکڑا، جب اس سے پوچھا گیا کہ آپ پر فحاشی کا الزام ہے، تو اس نے جواب دیا کہ اگر آپ حضرات نے مجھے گزشتہ چار سالوں کے جرم میں پکڑا ہے تو اس وقت میں اپنی پاک دامن کے بارے میں کچھ نہیں کہوں گی، کیونکہ گزشتہ چار سالوں میں ان تمام علاقوں میں اگر کوئی عورت بھی گھر سے نکلی ہے تو وہ اس الزام سے بری نہیں، اس علاقے میں جب کوئی عورت گھر سے باہر قدم رکھتی تھی تو علاقے کے کمانڈر کا فوجی اسے اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کے انتظار میں ہوتا تھا۔ اس عورت کے ساتھ تین سالہ بیٹا تھا۔ اس عورت نے قاضی کے سامنے اس بات کا اقرار کیا کہ یہ لڑکا میرے خاوند کا نہیں ہے۔ جب اس سے تفصیل پوچھی گئی تو بتایا کہ، میں ایک دفعہ بہت بیمار تھی اور خاوند کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس جا رہی تھی تو راستے میں پھانک والوں نے میرے خاوند کو مارا پیٹا اور مجھے گاڑی میں ڈال کر اپنے کیمپ میں لے گئے اور ایک سال تک اپنے پاس رکھا اور میرے ساتھ دن رات زیادتی کی گئی جس سے میرا یہ بیٹا پیدا ہوا، آپ اس شہر کے قاضی ہیں کیا فتویٰ لگاتے ہو، قاضی جو بہت بڑے عالم بھی تھے، اس عورت کی باتیں سن کر ان کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر اس عورت نے کہنا شروع کیا، ہماری یہ نسل تو خراب ہو گئی ہے۔ لیکن آئندہ نسل کو طعنوں سے بچانے کے لئے آپ کوشش کریں۔

قاضی عطاء اللہ خجنان سالنگ کے ایک عالم کا واقعہ بیان کرتے تھے کہ وہ وزارت تعلیم میں بہت سی عورتیں بھی کام کرتی تھیں اور امارتِ اسلامی سے پہلے سرکاری افسران سے بہت تنگ تھیں، جنسی تجاوزات سے تنگ آ کر وزارت کو درخواست دی کہ افسر ہمیں تنگ کرتے ہیں، اس عالم نے وزارت کی تمام عورتوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کہ تم لوگ موجودہ حکومت (ربانی حکومت) اور کمیونسٹ حکومت میں کیا فرق محسوس کرتی ہو، تو انہوں نے جواب دیا کہ موجودہ حکومت میں کوئی ظلم و فسق نہیں ہے اور سابقہ حکومت میں پھر بھی کچھ نہ کچھ ظلم تھا، موجودہ حکومت میں ہم اکیلی افسر کے کمرے میں نہیں جاسکتیں افسروں کو کسی قانون اور حکومت کا ڈر اور خوف نہیں ہے، نجیب کی حکومت میں ہر محکمہ کسی حد تک قانون کا پابند تھا اس کے بعد اس عالم نے استعفیٰ دے دیا تھا۔ مزار شریف میں ایک عورت دو کمانڈروں کی جنگ کا سبب بنی صلح کرانے کے لئے صدر افغانستان برہان الدین ربانی خود گئے اور عورت سے پوچھا کہ تم کس کمانڈر کے ساتھ جانا پسند کرو گی، عورت نے ایک کو منتخب کیا تو وہ عورت اس کمانڈر کے حوالے کر دی گئی اس جنگ میں دونوں طرف سے چار فوجی ہلاک ہوئے۔ عورت تو عورت لڑ کے بھی اپنے گھروں سے باہر نہیں نکل سکتے تھے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ لڑکوں کے ساتھ شادیاں شروع ہو گئیں اور دونوں اطراف کی رضامندی سے باقاعدہ نکاح ہوتے اور موسیقی کی محفلوں میں لڑکوں سے جنسی زیادتی کی جاتی، غرض تمام لوگوں کا جان و مال، عزت و آبرو ظالموں کے رحم و کرم پر تھا، کمزور اور غریب لوگوں کی عزت جب چاہے لوٹ لی جاتی، لوگ ان مظالم سے تنگ آ کر زندگی سے نجات حاصل کرنے کی کوششیں کرنے لگے۔

کابل میں جب ایک عورت سے زیادتی کی گئی تو اس نے چار منزلہ عمارت سے چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی۔ جو چیز ظالموں کو اچھی لگتی زبردستی چھین لیتے لیکن ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ مزار میں ایک گروپ گلم جم (کسل پینٹنا) کے نام سے منظر عام پر آیا اس گروپ کی کاروائیاں یہ تھیں کہ جس گھر پر حملہ کرتا بال و متاع لوٹ لیتا اور تمام گھر کے افراد کو قتل کر دیتا اس گروپ کا سربراہ میں نے خود مزار شریف میں دیکھا ہے ہر ضلع میں اپنی ہی طرز کی وحشت تھی جلال آباد اور کابل کے درمیان حکمت یار کے دو بڑے کمانڈر قبضہ کئے ہوئے تھے جن میں سے ایک زرواد اور دوسرا چمن تھا سڑک پر ایک جگہ پھانک بنایا گیا تھا اور اس پر



ایک آدمی کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی جو آدمی پھانک والوں کو کچھ نہیں دیتا تو یہ بندہ کتے کی طرح اس کو کاٹتا اور منہ سے کتے کی آواز نکالتا اور اپنے دانتوں سے اس کا گوشت کاٹتا، اس طرح کے واقعات بہت سے ہیں۔ جن کا شمار ناممکن ہے۔ جب مسلح گروپوں کا تصادم ہوتا تو کئی کئی دنوں تک قتل و غارت کا سلسلہ شروع رہتا اس خانہ جنگی میں عام اور بے قصور لوگوں کا بھی جانی و مالی نقصان ہوتا۔ ان تمام حالات کو دنیا خاموش تماشائی بنی دیکھ رہی تھی، اور اقوام متحدہ اور دوسرے انسانی حقوق کے علمبردار اس ظلم اور وحشت پرٹس سے مس نہ ہوئے، عورتوں کے حقوق کے ادارے اور ان کی آزادی کے غمخوار دور سے بیٹھے مزے لے رہے تھے، انگریزوں کی یہ دلی خواہش تھی کہ یہ آگ اور زیادہ ہو جائے اور یہ لوگ ہمیں دعوت دیں کہ ہمارے ملک میں آکر ان حالات پر قابو پائے، اور ہمیں اس ملک کے وسائل لوٹنے کا موقع ملے، اور اس پورے علاقے پر پورا کنٹرول حاصل کیا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ نے ان مظلوم مسلمانوں کی حالت پر رحم کیا جنہوں نے بیس سال تک روس کی لگائی ہوئی آگ کو اپنے خون سے بجھایا، اور قربانیاں دے کر اس وقت کے نام نہاد سپر پاور کو شکست دی اور روس کے نکل جانے کے بعد آپس کی خانہ جنگی نے انہیں بے بس و لاچار کر دیا تھا، اب ظلم کا اندھیرا ختم ہونے لگا، فلک سے نئی سحر طلوع ہوئی اور اپنے ساتھ شریعت اور خلافت کا پیغام لائی، مسلمانان افغانستان کی دعائیں قبول ہوئیں اور انہیں اپنے مصائب و تکالیف کا شرمہ ملا، اللہ کی رحمت کے دروازے کھلنے لگے اور شہداء کے خون سے جلنے والے چراغ چاروں طرف الجہاد، الجہاد کا نور بکھیرنے لگے۔

﴿ام حسبکم ان تدخلوا الجنتہ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم﴾ (پارہ: ۲)

کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تم پر وہ مصیبتیں نہیں آئیں جو تم سے پہلے لوگوں پر آئیں تھیں۔

ان حالات میں اللہ نے ایک ایسی شخصیت کو کھڑا کیا جو اس سے پہلے نہ تو کوئی کمانڈر تھا اور نہ ہی کوئی بڑا عالم، نہ اس کے پاس مال و دولت تھی اور نہ ہی مشہور شخصیت تھی بلکہ ایک انتہائی سادہ مزاج اور عام سا مجاہد اور مدرسے کا طالب علم تھا، نہ کسی کے مشورے پر اٹھا نہ کسی نے اٹھایا نہ کسی نے تعاون کا وعدہ کیا، بلکہ حالات کو دیکھ کر اس کے ایمان اور ضمیر

نے یہ فیصلہ کیا کہ اب خاموش بیٹھنے کا وقت نہیں اور ظلم کو دیکھ کر آنکھیں بند کرنے کا وقت گزر گیا یہ شخص تو کل علی اللہ پر کھڑا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانانِ عالم میں امیر المؤمنین کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ عظیم شخص امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ تھا۔

جب ان کو امیر المؤمنین کا لقب دیا جا رہا تھا تو انہوں نے بارہ سو علماء سے خطاب

کرتے ہوئے اس آیت کا مصداق پوچھا

﴿لَا يَكُفُّ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا سَعًا﴾ (پارہ: ۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نہیں بناتے مکلف کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے خطاب میں تحریکِ طالبان کی ابتداء کے بارے میں

تفصیل بتانا شروع کی۔

## طالبان کی ابتدائی کہانی ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی زبانی

میں نے ایک چھوٹا سا مدرسہ بنایا جس میں میرے ساتھ پندرہ، بیس طلباء تھے میں بھی اس مدرسہ میں پڑھ رہا تھا ایک دن میں پڑھائی میں مصروف تھا کہ میرے ذہن میں ایک خیال آیا میں نے اپنی کتاب بند کر دی اس سے پہلے ایسا خیال میرے ذہن میں اس سے پہلے نہیں آیا تھا میں اٹھا اور ایک ساتھی کو ساتھ لیا کیا یہ آیت لَا يَكُفُّ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا سَعًا سے پہلے کافی نہیں تھی جیسے ہی مجھے یہ خیال آیا میرے پاس کچھ نہ تھا نہ کوئی اسلحہ، نہ کوئی فوج اور نہ مال و دولت تھا تو کیا اس وقت میں اپنے نفس کو غیر مکلف سمجھتا لیکن میں نے محض توکل کیا اور اللہ سے سچا وعدہ کیا کہ میں ضرور یہ کام کروں گا، میں نے کتاب بند کی ساتھی کو ساتھ لیا سنگ سار ایک علاقہ کا نام ہے وہاں میں نے ایک آدمی جس کا نام سرور تھا اور جس کا تعلق قندھار کے علاقے تالقان سے تھا، موٹر سائیکل ادھار لیا اور اپنے ساتھی کو ساتھ بٹھا کر زنگوات گئے زنگوات سے آگے تالقان تک ہم پیدل چلتے رہے راستہ میں خاردار جھاڑیاں اور کانٹے دار شاخوں کی وجہ سے چلنے میں بہت تکلیف محسوس ہو رہی تھی، میں نے راستہ میں ساتھی کو کہا کہ یہ رات یاد رکھنا اس کا اجر ضرور ملے گا۔ صبح ہم نے اپنا کام شروع کیا، ایک مسجد میں گئے وہاں پر سات طلباء سبق پڑھ رہے تھے ہم نے ان کو دائرے کی شکل میں بٹھایا اور ان سے بات



شروع کی کہ اللہ کا دین خفیہ طریقہ سے چل رہا ہے اور فسق و غارت، سڑکوں پر شروع ہے آدمی کو پیسے کے لئے گاڑی سے اتار کر گولی مار دی جاتی ہے، اور ڈر و خوف کی وجہ سے کوئی اسے دفناتا تک نہیں ہمارے یہاں سبق پڑھنے سے یہ مسائل حل ہونے والے نہیں اور زندہ باد اور مردہ باد کے نعرے لگانے سے کچھ نہیں ہوتا، اگر آپ اخلاص کے ساتھ اللہ کے دین کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی یہ پڑھائی رہ جائے گی، مجھ سے کسی نے ایک روپیہ دینے تک کا وعدہ نہیں کیا ہے، چاہے گاؤں والوں نے ہمیں روٹی دی یا نہ دی یہ ان کی مرضی، میرے پاس محض توکل کے سوا کچھ نہیں، اس کام کو ہفتہ، مہینے یا سال نہیں، زندگی کے آخری لمحے تک کرنا ہے، اور تسلی بھی دی دیکھو فاسق فاجر لوگ اللہ کی دشمنی میں دن رات محاذوں پر بیٹھے ہیں، اور انہیں کسی چیز کی پرواہ نہیں کیا ہم اتنے کمزور اور بزدل ہیں کہ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے دین کے پیروکار ہیں، اور ان کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے۔

ولا تهنوا فی ابتغاء القوم ان تكون تالمون فانهم يالمون كما تالمون  
ان لوگوں کا پیچھا کرنے سے ہارے دل ہو کر بیٹھے نہ رہو اگر تمہیں بے آرامی ہوتی ہے تو انہیں بھی تمہاری طرح بے آرامی ہوتی ہے۔

سات طالبان میں سے کسی نے مجھے حوصلہ افزاء جواب نہیں دیا اور وہ نہ ہی فوراً کام کے لئے تیار ہوئے۔ اللہ شاہد ہے سب نے کہا اگر جمعرات والے دن ہم فارغ ہوئے تو کوشش کریں گے، تو کیا میں ان سات طلباء کو مقیس علیہ بنا کر باقی سب کو ان پر قیاس کرتا اور مایوس ہو کر واپس لوٹ جاتا اور اپنی پڑھائی شروع کر دیتا کیا اس وقت یہ آیت (لا یكلف اللہ) میرے لئے کافی نہیں تھی لیکن میں نے اپنے آپ کو اس کا مکلف بنایا اور میں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کرنے کے لئے دوسری مسجد میں گیا اس مسجد میں بھی پانچ چھ طالب تھے میں نے ان کو بھی وہی دعوت دی جو پہلے والے طلباء کو دی تھی تو وہ سب تیار ہو گئے اور انہوں نے مکمل تعاون کا وعدہ کیا اور اسی وقت کام کے لئے تیار ہو گئے یہ بھی اسی امت کے لوگ تھے جس امت کے باقی سب تھے کیا یہ مرد تھے اور باقی سب عورتیں تھیں یا یہ بڑے تھے اور باقی چھوٹے یا یہ کسی اور نسل کے لوگ تھے اور باقی کسی اور نسل کے نہیں ان میں اور

دوسرے لوگوں میں کوئی فرق نہیں تھا میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل محض کا نتیجہ یہ نکالا کہ صبح سے لے کر شام تک 55 بچپن طالبان تیار ہو گئے تو میں نے ان کو کہا کہ تم صبح آ جانا لیکن یہ سب اللہ پر توکل کرنے والے اسی رات ایک بجے سنگسار پہنچ گئے صبح کی نماز میں جب امام نے سلام پھیرا تو ایک آدمی نے امام صاحب سے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے میں نے دیکھا کہ ہمارے اس علاقہ سنگسار میں بہت سے فرشتے آئے اور ان کے ہاتھ بہت ہی نرم و نازک تھے میں نے ان کو کہا کہ اپنا ہاتھ تبرکاً میرے سر پر پھیر دو (جب امیر المؤمنین یہ واقعہ سن رہے تھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے) تو حضرت مولانا احسان شہیدؒ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اس کے بعد امیر المؤمنین نے اپنی گفتگو دوبارہ شروع کی یہی شب و روز تحریک کی ابتداء تھی جب دن کے دس بج گئے تو ہم نے حاجی بشر سے دو گاڑیاں لیں اور ہم سب ان میں بیٹھ کر کشکی (قندھار کا ایک علاقہ) کو چلے گئے آہستہ آہستہ لوگ وہاں جمع ہوتے گئے اور اسلحہ بھی کافی مقدار میں جمع ہو گیا اور کام شروع کر دیا گیا، اللہ شاہد ہے کہ یہ تحریک کی ابتداء تھی اور یہاں تک پہنچنا محض توکل کا ثمرہ تھا میں تمام علماء کرام سے یہی چاہتا ہوں اور مجھے اس آیت (لایکلف اللہ) کا مصداق بتائیں میں علماء کرام سے وہ عذر قبول کروں گا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول ہو اس کے علاوہ میں کوئی عذر قبول نہیں کرتا میں نے یہاں تک بات پہنچادی اور یاد رکھو علماء کرام کے بغیر یہ کام مکمل نہیں ہو سکتا اور اگر علماء کرام نے غفلت سے کام لیا تو یہ کام ضرور خراب ہو جائے گا کیونکہ طالب علم کا کام محاذِ جنگ پر رہنا اور دشمن کا مقابلہ کرنا ہے، قانون نافذ کرنا صرف علماء کرام کا کام ہے اگر یہ کام خراب ہو گیا تو قیامت کے دن میں تمہارا گریبان پکڑوں گا اور ذمہ دار علماء کرام ہوں گے۔ یہ خطاب امیر المؤمنین نے علماء کرام کے ایک مجمع میں کیا اور تحریک اسلامی طالبان کی اصل بنیاد اپنی زبان سے بیان کی۔ جس تحریک کی روشنی تمام عالم اسلام اور عالم کفر نے دیکھ لی اور یہ تحریک تمام کفر کے لئے ایک چیلنج بن گئی، قتل و غارت، ڈاکہ زنی، راہ زنی، لواطت، زنا کاری، سب بند ہو گئے حق دار کو حق ملنے لگا چن بارڈر سے لے کر دریائے آمو تک پورے ملک میں اسلامی قانون نافذ ہو گیا



اور امارت اسلامی وجود میں آگئی افغانستان کے ہر صوبے اور ہر ضلع میں قصاص و حدود کا نفاذ پھیلتا گیا اور تمام مسلمانوں کو اللہ کی طرف سے ایک مرد مجاہد امیر کا تحفہ مل گیا جس کا نام ملا محمد عمر مجاہد ہے اب مرد ہو کہ عورت بچہ ہو یا جوان سب کے چہروں پر اطمینان اور خوشی ظاہر ہونے لگی جب طالبان کسی علاقے کو فتح کرتے تو لوگ ان کے استقبال کے لئے سڑکوں پر نکل آتے اور خوشی سے سفید جھنڈے لہراتے اور گاڑیوں پر پانی پھینکتے یہ تحریک سمندر کی موجوں کی طرح افغانستان کے کونے کونے تک پھیل گئی اس میں رہنے والے ایمان والوں کے جذبات کی حرارت واٹ ہاؤس تک پہنچ گئی اور امریکہ کے ایوانوں کو جلانے لگی اور افغانستان ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک مضبوط قلعہ بن گیا، تقریباً ۴۷ ممالک کے مسلمان ہجرت کر کے امارت اسلامی میں آئے، اور اپنے گھر کو خیر آباد کہہ کر امارت اسلامی پر اپنی جان و مال اور اپنی ہر چیز قربان کر دی کیوبا جیل میں ایک ساتھی مجھے ملا جس کا تعلق کویت سے تھا جو افغانستان سے گرفتار ہوا تھا، ایک دن امریکی جنرل ایک بڑی خوب صورت گاڑی میں جیل کے دورے پر آیا ہم سب اس کی گاڑی دیکھ کر حیران ہوئے اس کویتی ساتھی نے مجھے کہا کہ ہمارے گھر کے نوکر جس گاڑی پر گھر کا سودا لاتے ہیں وہ گاڑی بھی بالکل ایسی ہے جیسی اس جنرل کی ہے، اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جن کے نوکروں کی اتنی مہنگی گاڑیاں ہوں ان کے اپنے استعمال میں کیسی گاڑیاں ہوں گی۔ یہ لوگ ایسی پر آسائش زندگی کو قربان کر کے اللہ کے دین کے لئے وقف ہو گئے اور اپنے اجداد کی تاریخ پھر زندہ کر دی، افغانستان کے پہاڑوں اور صحراؤں میں ان کے اعضاء بکھر گئے اور ان کے خون کی خوشبو سے افغانستان کے خشک صحرا و دشت معطر ہوئے۔ افغانستان میں طالبان کی مقبولیت اتنی زیادہ ہو گئی کہ ہر گھر کی یہ خواہش ہوتی کہ ان کے گھر سے ایک دو طالب علم ہوں جو دین کی تعلیم حاصل کریں۔ جب چار سال بعد مدرسوں کا سروے کیا گیا تو ایک لاکھ سے زائد طلباء مدرسوں میں پڑھ رہے تھے، ہزاروں کی تعداد میں مدرسے بنائے گئے، ہر ضلع میں ایک مدرسہ بنایا گیا جس میں چار سو سے زیادہ طلباء پڑھتے اور ہر گاؤں میں بھی ایک چھوٹا مدرسہ بنایا گیا۔

## فتوحات طالبان

### پسین بولدک کی فتح

سب سے پہلے طالبان قندھار (ڈنڈ ضلع) سے پسین بولدک کی طرف چلے راستے میں کہیں بھی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا، راستے میں جگہ جگہ طالبان کو چھوڑا گیا، باقی طالبان پسین بولدک پہنچے جن کے ساتھ ملا نور الدین ترابی تھے اور امیر المؤمنین راستے میں طالبان کے ساتھ تھے، پاکستانی بارڈر کے قریب ایک بڑی مسجد میں طالبان جمع ہوئے، چمن اور کوئٹہ کے طلباء کو جب معلوم ہوا کہ طالبان بارڈر تک پہنچ گئے ہیں تو وہ بھی جمع ہونے لگے، میں خود اس وقت چمن میں تھا اور ایک مدرسہ (جمعیت المعارف) میں بطور استاد پڑھا رہا تھا، صدر المدرس مولوی عبدالحمید جو بعد میں شبرغان میں شہید ہوئے اور حافظ عبدالظاہر صاحب جو سرپرست مدرسہ تھے ان حضرات کی نگرانی میں ایک اجلاس طلب کیا گیا اور اس میں فیصلہ کیا گیا کہ تمام اساتذہ کرام اور طلباء جمع ہو کر طالبان کے ساتھ تعاون کے لئے جائیں گے حافظ عبدالظاہر صاحب نے دو گاڑیاں کرائے پر لیں اور ہم تمام طلباء و اساتذہ اسی جامع مسجد چلے گئے جس میں طالبان جمع ہو رہے تھے وہاں پہنچ کر ترابی سے ملاقات ہوئی چمن کے دو بڑے علماء کرام پہلے سے وہاں موجود تھے، اسلحہ اور دوسرا ضروری سامان آہستہ آہستہ جمع ہو رہے تھے، اور ساتھی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تعاون کر رہے تھے سب سے زیادہ اسلحہ بارڈر کنٹرول شہید ملا دوست محمد اخوند اور شہید ملا خالق داد اخوند نے دیا ملا عباس اخوند اور طلباء بھی اپنا اسلحہ لائے، اب الحمد للہ تمام طالبان مسلح ہو گئے ابھی تک پسین بولدک میں پھانک والوں کا کنٹرول تھا سب سے پہلے طالبان نے ان کے پاس علماء کرام کا ایک بڑا وفد بھیجا اور انہیں آگاہ کیا کہ یہ پھانک ختم کر دیا جائے اور علاقہ چھوڑ دیا جائے پھانک والوں کے ساتھ چند علماء سوء بھی تھے، جو انہیں پھانک کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے، ان بد بختوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ یہ ہمارا حق ہے اس کے بعد طالبان نے قومی سربراہوں اور عمائدین کا وفد بھیجا تا کہ انہیں سمجھایا جائے انہوں نے اس وفد کو بھی صاف جواب دیا تین دن تک ان کو سمجھانے

کی کوشش کی جاتی رہی مگر وہ بالکل انکاری ہوتے رہے، اور انہوں نے بھی طالبان کے خلاف اتحاد بنانا شروع کر دیا۔ تیسرے دن تک ان لوگوں نے جب طالبان کی بات نہ مانی تو طالبان ایک بڑی گاڑی میں سوار ہوئے جن کی تعداد تقریباً چالیس تھی اور وہ سب مسلح تھے، گاڑی پر ایک بڑی ترپال ڈال دی گئی تاکہ مسلح لوگ باہر سے نظر نہ آئیں۔ مغرب کی طرف سے گاڑی پھانک کی طرف بڑھی دوسری طرف سے بھی طالبان اسی طرف بڑھنے لگے، جب گاڑی پھانک پر پہنچی تو پھانک پر تعینات لوگ سمجھے کہ یہ بھی کوئی عام گاڑی ہے، پھانک کا یہ قانون تھا کہ ڈرائیور خود نیچے اتر کر اس کو پیسے دیتا، اس دن بھی پھانک والے آرام سے بیٹھے رہے اور انتظار کرنے لگے کہ گاڑی والا نیچے اتر کر انہیں پیسے دے گا، اچانک گاڑی سے طالبان اترے اور انہوں نے پھانک والوں پر گنیں تان لیں، بعض نے مزاحمت کی اور آپس میں فائرنگ کا تبادلہ ہونے لگا۔ میں خود اس وقت سپن بولدک سے ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا، بیس، پچیس منٹ بعد آوازیں بلند ہوئیں کہ فائر نہیں کرو، فائر نہیں کرو، کام ختم ہو گیا، بیس پچیس منٹ میں مکمل ضلع فتح ہو گیا اور طالبان کے ہاتھ بہت سا اسلحہ اور غنیمت لگی، کچھ مزاحمت کار مارے گئے اور کچھ کو زندہ گرفتار کر لیا گیا، گرفتار ہونے والوں میں ایک قاضی بھی تھا، طالبان اس کو بازار لے آئے اور سر عام اس کے منہ، ناک اور کان میں پیسوں کے نوٹ دیئے، اور بازار میں گھمایا۔ ایک کمانڈر اپنی گاڑی تک چھوڑ کر قندھار بھاگ گیا، طالبان نے اس کی گاڑی بھی قبضہ میں لی اور صبح قندھار کا رخ کیا، قندھار کی طرف سے منصور نامی کمانڈر اور کمانڈر امیر لاگئی اور اتر پوٹ کی طرف سے کمانڈر فضل ٹینک، بکتر بند، اور بڑا اسلحہ لے کر سپن بولدک کی طرف بڑھے سپن بولدک والوں نے بھی طالبان کے خلاف جنگ کی تیاری شروع کر دی جب تمام اطراف سے طالبان کو مٹانے کے لئے لشکر بھرنے لگے تو لوگ طالبان کو کہہ رہے تھے آپ لوگوں کے دماغ خراب ہیں ان لوگوں کے پاس بھاری اسلحہ اور افراد بھی زیادہ ہیں اور آپ لوگوں کے پاس کچھ نہیں ہے، طالبان ان لوگوں کو جواب دیتے تھے۔

کم من فیئۃ قلیلة غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ

ترجمہ: کتنے ہی تھوڑے گروہ ہیں جو زیادہ پر غالب آجاتے ہیں اللہ کے حکم پر۔ (پارہ: ۲)



اس طرح طالبان اس آیت کا مصداق بن گئے۔ راستے میں تین بڑے کمانڈر جنگ کے لئے نکلے ان کے ساتھ بڑی تعداد میں افرادی قوت ہونے کے ساتھ ساتھ ٹینک اور بھاری اسلحہ بھی تھا، ظہر کے بعد طالبان نے چڑھائی شروع کی قندھار ایئر پورٹ تک طالبان کے سامنے دس منٹ سے زیادہ کوئی کمانڈر نہ ٹھہر سکا، بلکہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر ریگستان کی طرف راہ فرار اختیار کر گئے، طالبان نے ان کا پیچھا کیا اور ان کو گرفتار کر لیا، مغرب کے وقت طالبان ایئر پورٹ میں داخل ہوئے اور ایئر پورٹ پر قبضہ کر لیا، صبح کے وقت گرفتار ہونے والوں میں سے کمانڈر منصور اور کمانڈر بارو کو ٹینک کے پیرل کے ساتھ لٹکا کر پھانسی دے دی، اسی دن طالبان قندھار شہر میں بھی داخل ہو گئے، سب سے پہلے قلعہ جدید، کندو، اور ”قول اردو“ (چھاؤنی) پر قبضہ کیا گیا شہر کے آخر میں باغ پل نامی علاقہ تھا جہاں پر حزب اسلامی کے کمانڈر سرکاتب، نے تھوڑی سی مزاحمت کی اسی دن یہ علاقہ بھی فتح ہو گیا دو تین دن میں یہ سارا علاقہ قبضے میں آ گیا اور کئی بڑے بڑے کمانڈر طالبان سے مل گئے اور اسلحے کی گاڑیاں بھر بھر کر طالبان کے حوالے کر دیں گئیں قندھار کی فتح کے بعد طالبان کی تعداد ہزاروں میں ہو گئی، قندھار کی فتح جب تکمیل کو پہنچی تو طالبان نے ایک طرف کابل کی سڑک پر اور دوسری طرف ہرات کی سڑک پر تشکیلات شروع کر دیں۔

## ہلمند کی فتح

ہلمند تک طالبان کو کسی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا، طالبان ہلمند پہنچے اور گریش میں ایک فوجی چھاؤنی میں قیام کیا، ہلمند صوبے کا مشہور کمانڈر غفار اخوندزادہ جو مشہور کمانڈر نسیم اخوندزادہ کا بھائی تھا، ان کو طالبان نے اسلحہ جمع کروانے کا کہا تو انہوں نے انکار کر دیا بلکہ گچی ضلع میں افراد جمع کرنا شروع کئے اور طالبان کے خلاف جنگ شروع کر دی، تقریباً دو دن تک جنگ ہوتی رہی، اس جنگ میں مخالفین نے بھی طالبان کی طرح اپنے سروں پر کالی پگڑیاں باندھی ہوئیں تھیں، جس سے طالبان کو اپنے ساتھیوں کے پہچانے میں مشکل پیش آرہی تھی، طالبان نے اس کا یہ حل نکالا کہ تمام طالبان نے اپنے بازوؤں پر سفید پٹیاں باندھ لیں، دو دن بعد یہ جگہ بھی فتح ہو گئی، یہاں پر کچھ ساتھی شہید اور زخمی بھی ہوئے، یہ تحریک

طالبان کے پہلے، شہداء و زخمی تھے، اس جنگ کے سر پرست شہید حاجی ملا محمد اخند اور شہید حاجی ملا بور جان اخند تھے، دوسری جنگ بھی صوبہ بلمند کے ضلع نادالی میں ہوئی جو ایک دن میں ہی ختم ہو گئی، طالبان نے دلارام کا رخ کیا جو فراہ صوبے کا مربوط علاقہ ہے، دلارام پہنچ کر طالبان نے مورچے بنا لیے۔

## نمروز اور فراہ کی فتح

اس وقت صوبہ نمروز، صوبہ فراہ، صوبہ شنڈٹ، صوبہ ہرات، صوبہ بادغیس، ان پانچ صوبوں کو حوضہ جنوب، غرب کہتے تھے اور تورن اسماعیل کو ان علاقوں کا سربراہ مانا جاتا تھا، جس نے جو روس دور میں روس کے خلاف جہاد میں حصہ لیا تھا اور ان تمام علاقوں کے لوگ اس کے ساتھ تھے اور روس دور میں جہادی رہبر کی حیثیت سے اس کی بہت قدر کرتے تھے، تورن اسماعیل خان کا تمام فوجی نظام افغانستان میں سب سے زیادہ منظم اور اچھا تھا، اس کے پاس طیارے، توپ خانے، ٹینک اور ہر قسم کے اسلحے کے علاوہ بہت بھاری تعداد میں افرادی قوت بھی تھی گویا کہ اس کے پاس ایک منظم فوج تھی جب تورن اسماعیل نے دیکھا کہ طالبان آگے ہی بڑھتے آرہے ہیں، اور بڑے بڑے کمانڈران سے شکست کھا رہے ہیں تو وہ اپنی تمام قوت کے ساتھ میدان میں آگیا، دونوں فوجوں کا آمنہ سامنا دلارام میں ہوا، تورن اسماعیل کے طیاروں نے طالبان پر بمباری شروع کر دی، طالبان اس وقت طیاروں کی بمباری سے بچنے کے لئے مکمل طور پر تیار نہ تھے، اس وجہ سے طالبان کو کافی نقصان اٹھانا پڑا، طالبان نے جوابی کارروائی شروع کی تو اس کی فوج شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئی، طالبان ضلع فراہ رود تک پہنچ گئے اور وہاں اپنے مورچے بنا لیے، بہت عرصہ تک آمنے سامنے جنگ ہوتی رہی، مخالفین کے طیارے طالبان کے مورچوں پر ہر روز بمباری کرتے، فراہ رود میں ایک بڑا سرکاری ہوٹل تھا کچھ طالبان نے اس کو قرار گاہ (چھاؤنی) بنا لیا دشمن کے جاسوسوں نے اطلاع پر دشمن نے اس ہوٹل پر بمباری کی جس سے ہوٹل کی عمارت گر گئی اور اس میں جو بڑی تعداد میں طالبان شہید و زخمی ہو گئے اسی دن طالبان نے پیش قدمی کی اور صوبہ فراہ پر قبضہ کر لیا، اب طالبان کے قبضے میں صوبہ نمروز، صوبہ فراہ کے ساتھ ساتھ دلارام اور

فراہ رود کے علاقے بھی تھے، طالبان نے یہاں پہنچ کر مورچے بنائے اور چھ ماہ تک جنگ ہوتی رہی، طالبان نے کچھ اور پیش قدمی کی اور خورما کے پہاڑوں میں مورچہ بندی کر لی ان پہاڑوں میں بہت سخت جنگ ہوتی رہی، کبھی طالبان آگے بڑھتے اور کبھی دشمن آگے آجاتا یہ جنگ پورے سال جاری رہی اسی جنگ میں چھ سو طالبان شہید ہوئے ایک دن دشمن نے بڑا حملہ کیا اور طالبان کو پسپا ہو کر دلارام میں آنا پڑا اس کے چند دن بعد طالبان نے جوابی کارروائی کی اور دشمن کو فراہ رود تک دھکیل دیا، دو مہینوں بعد دشمن نے پھر بڑا حملہ کیا اور نمرود فراہ پر قبضہ کر لیا، کچھ دن بعد دلارام بھی طالبان کے ہاتھ سے نکل گیا، تورن اسماعیل کی فوج غرور میں آگے بڑھنے لگی اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ اب قندھار پر بھی قبضہ کر لیں گے، طالبان پیچھے ہٹتے ہٹتے صوبہ ہلمند کے ضلع گریش تک پہنچ گئے، یہاں کے کمانڈر محلی نے جو پہلے طالبان سے مل گیا تھا بغاوت کردی اور یہاں بھی جنگ شروع ہو گئی اس جنگ میں طالبان کے بہت سے ساتھی شہید ہوئے جن میں کمانڈر محمد اخند بھی تھے، یہ جنگ طالبان کے لئے بہت بڑا امتحان تھی، ہر طرف سے حملے شروع تھے اور گلی گلی میں جنگ ہو رہی تھی، یہ دن تحریک طالبان کے سب سے پریشان کن دنوں میں سے تھے۔

### امیر المؤمنین کی جنگ میں شرکت

﴿ثم انزل عليكم من بعد الغم امنة﴾

ترجمہ: پھر اس نے غم کے بعد تم پر امن نازل فرمایا (پارہ ۴)

یہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت تھی کہ اس نے امیر المؤمنین اور ان کے ساتھیوں کو ثابت قدم رکھا، امیر المؤمنین خود میدان جنگ میں آگئے اور خود طالبان کی قیادت سنبھال لی، اس سے طالبان کے حوصلے بلند ہو گئے، اب دشمن پر بڑے حملے کی تیاری شروع ہوئی اگلے ہی دن طالبان نے دشمن پر حملہ کر کے اسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا، شہید ملا محمد اخند کا خون رنگ ایسا دشمن نے تاریخ ساز شکست کھائی، طالبان آگے بڑھتے رہے اور دشمن پیچھے بھاگتا رہا، طالبان نے صرف چھ دنوں میں بہت سے اضلاع فتح کر لئے، دشمن کی جتنی بھی فوج لڑنے آئی تھی اس میں سے آدھی بھی زندہ نہ بچی جب دشمن شکست کھا کر بھاگا تو طالبان نے اس کا



بیچھا کئے رکھا دشمن سڑک چھوڑ کر دشت کی طرف نکلا، ہلمند سے ہرات کا راستہ تقریباً پانچ سو کلومیٹر تھا، اس لئے یہ سفر پیدل طے کرنا ممکن نہ تھا دشمن کے سپاہی جان بچانے کے لئے پشتوں میں بھاگتے رہے طالبان نے گاڑیوں پر ان کا پیچھا کیا اور ان کو قتل کرتے رہے ہرات کی سڑک پر اتنی لاشیں پڑیں تھیں کہ بدبو کی وجہ سے گاڑی کے شیشے بھی نہیں کھولے جاسکتے تھے، قتل کے ساتھ ساتھ دشمن کی بہت بڑی تعداد گرفتار بھی ہوئی۔

## نڈنڈ اور ہرات کی فتح

جب طالبان نے ہلمند فتح کر لیا اور دشمن کو انتہائی سخت شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اس میں مزید مقابلہ کرنے کی سکت باقی نہ رہی تو دشمن نے فراہ اور نمرؤز کو بغیر کسی جنگ و جدل کے طالبان کے حوالے کر دیا اب طالبان نے ہرات جانے میں حکمت عملی سے کام لیا اور خورما کے پہاڑوں سے جانے کے بجائے، ایک اور راستہ اختیار کیا جوزیکو (صوبہ ہرات کا ایک قصبہ) کے پہاڑوں کی طرف سے جاتا تھا، طالبان شندنڈ ایرپورٹ کے پیچھے سے داخل ہوئے اور حملہ کر کے پورے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ یہ ایرپورٹ افغانستان کا دوسرا بڑا ایرپورٹ تھا، طالبان نے شندنڈ کی فوجی چھاؤنی اللہ کے فضل و کرم سے ایک ہی دن میں فتح کر لی، اب دشمن دو حصوں میں تقسیم ہو گیا، ایک حصہ خورما کے پہاڑوں میں پھنس گیا، اور دوسرا حصہ ہرات کی طرف تھا، طالبان درمیان میں پہنچ چکے تھے، اب طالبان نے اپنا رخ شندنڈ کی طرف کیا، شندنڈ اور ہرات کی طرف ایک علاقہ جس کا نام شاہیک تھا، یہاں پر ایک بلند پہاڑوں کے درمیان سے گزرتی تھی دشمن نے راستہ بند کرنے کے لئے اپنے ٹینک چھوٹی بڑی گاڑیاں ایک دوسرے میں گھسیڑ کر ان کو ناکارہ بنا کر راستہ بند کر دیا طالبان نے پہنچے تو راستہ بالکل بند تھا، راستے کو کھولنے میں پورا ایک دن لگ گیا، اسی دوران توران عیسیٰ نے ہرات کے بینکوں سے بہت بڑی رقم لوٹی اور اسلام قلعہ کے راستے سے ایران گئے میں کامیاب ہو گیا۔

﴿ انا فتحنا لك فتحا مبينا ﴾

ہم نے آپ کو کھلم کھلی فتح دے دی۔

یہ شہر (ہرات) خاک اولیاء کے نام سے مسمیٰ ہے، امام جامیؒ، خواجہ عبداللہ انصاریؒ امام رازیؒ اور بہت سارے بڑے بڑے اولیاء کی قبریں اسی علاقے میں ہیں، یہ شہر طالبان کی اقتصادی ترقی میں بہت اہمیت کا حامل تھا، اس صوبہ سے پورے افغانستان سے بیرون مالک تجارت ہوتی تھی اور یہ علاقہ بڑا تجارتی مرکز تھا، جس دن ہرات کی فتح تکمیل کو پہنچی اس کے دو دن بعد امیر المؤمنین خود ہرات آئے اور ملایار محمد اخند کو ہرات کا گورنر مقرر کیا، (جو بعد میں شہید ہوئے) بہت ہی مخلص اور اخلاقی شخصیت کے مالک تھے، ان کی زیر نگرانی کام کرنے والے طالبان ان سے بہت محبت کرتے تھے، اور سب ان سے خوش تھے، اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے (آمین) اور امیر المؤمنین نے ملا معاذ اللہ کو پولیس کا سربراہ مقرر کیا، ملا معاذ اللہ نے پورے ادارے کو اس طرح چلایا کہ لوگ سمجھتے تھے کہ انہوں نے اس سے پہلے بھی کسی اور حکومت میں بہت عرصہ کام کیا ہے، اور کسی دوسری جگہ سے تجربہ حاصل کر چکے ہیں، ایران کی طرف سے اس علاقے میں بہت کوشش کی گئی مگر اللہ کی مدد و نصرت سے ملا معاذ اللہ اخند نے ان کا ہر حربہ ناکام بنا دیا اسی وجہ سے ہرات میں آخر دن تک امن رہا اور کوئی پریشان کن واقعہ پیش نہیں آیا۔

### بادغیس اور غور کی فتح

ہرات کی فتح کے بعد طالبان غور اور بادغیس کی تشکیل پر روانہ ہوئے غور کی طرف تشکیل میں ملا برادر مولوی عبدالمنان خٹّیؒ اور بہت سے طالبان شامل تھے جب طالبان غور کے قریب پہنچے تو وہاں پر دشمن کا خط (ساغر سارک) تھا جب طالبان کی طرف سے جنگ شروع ہو گئی تو انہوں نے اس جگہ کو چھوڑ کر پہاڑوں کا رخ کیا اور وہاں سے ایک وفد بھیجا اور کہا کہ ہم تسلیم ہونے کے لئے تیار ہیں آپ چند ساتھی بھیجو تاکہ وہ ہمارے بڑوں سے بات کریں تو طالبان نے میرے بھائی شمس اللہ اور ملا احمد کو بات کرنے کے لئے بھیجا جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو دشمن نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور میرے بھائی شمس اللہ کو شہید کر دیا اور دوسرے ساتھی کو بعد میں طالبان نے ان پر حملہ کر کے آزاد کروایا۔ تیرہ دن کے اندر اندر غور صوبہ فتح ہو گیا اور ہمارے بھائی شمس اللہ کو وہاں سے نکال کر چین میں دفنایا۔ طالبان کا دوسرا

بادغیس تھا اب طالبان بادغیس کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں ان کو کسی قسم کی ت کا سامنا نہیں کرنا پڑا طالبان ضلع مرغاب، اور ضلع غور ماچ تک پہنچے یہاں سے کا علاقہ شروع ہو گیا، جن کے بڑے کمانڈروں میں جنرل مالک اور کمانڈر الائی تھا، نے یہاں پہنچ کر مورچہ بندی کر لی، یہاں پر طالبان کے مسؤل ملا برادر اخوند اور محمد اخوند تھے، جب کہ جنرل مالک کی فوج میں سب ازبک لوگ تھے، جو پختونوں کو اپنا دشمن سمجھتے تھے، جب طالبان بادغیس پہنچے تو ازبکوں نے پختونوں پر ظلم کرنا شروع کر دیا، سستانے لگے، ازبکوں کا خیال تھا کہ جب طالبان ان کے علاقے پر قبضہ کر لیں گے تو ان ان کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف کام کریں گے، اسی وجہ سے یہاں پر ڈیڑھ سال رپوں میں آمنے سامنے جنگ ہوتی رہی اس جنگ میں بہت سے طالبان شہید و زخمی پھر بھی طالبان نے کئی بار پیش قدمی کی مگر کامیاب نہ ہو سکے ان علاقوں میں بہت دی ہوتی تھی اور برف کی وجہ سے سب راستے بند ہو جاتے تھے اسی وجہ سے گاڑیوں کی ت بھی ختم ہو جاتی تھی، اور ہیلی کاپٹر بھی خراب موسم کی وجہ سے پرواز نہیں کر سکتا تھا، پر موجود طالبان کے لئے ضروری سامان اور خوراک پہنچانا مشکل ہو جاتا، ان تمام کے باوجود طالبان نے ہر قسم کے مصائب و تکالیف کو استقامت سے برداشت کیا اور ٹ کر مقابلہ کرتے رہے اور طالبان نے اس خط کو مضبوط کرتے ہوئے بہت سارے دفاع کے لئے ساتھیوں کے آگے پیچھے رہے اور طالبان کی طرف سے بہت سخت و غ ہو گئی دشمن بھی بہت کوشش کرتا رہا کہ طالبان آگے نہ بڑھیں بہت عرصہ تک یہ خط اس کے بعد طالبان نے کابل کی طرف پیش قدمی شروع کی تا کہ دشمن کا مرکز فتح و سرے علاقوں کو آسانی سے فتح کر سکیں۔

### رزگان غزنی اور وردگ کی فتوحات

طالبان کی دوسری بڑی تشکیل قندھار سے کابل کی سڑک پر کی گئی، سب سے پہلے اہل پٹنہ، یہاں پر کسی قسم کی مزاحمت نہیں ہوئی اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ یہاں پختونوں کی تھی اور اکثر لوگ خانہ بدوش تھے جو موسم کے مطابق نقل مکانی کرتے



تھے، لوگوں نے اپنا اسلحہ طالبان کے حوالے کر دیا، اور لوگوں کی بہت بڑی تعداد طالبان کے ساتھ مل گئی، اس علاقے میں روس دور کے مجاہدین بھی بہت تھے، اور بہت سے جہادی کمانڈروں کا تعلق بھی اسی جگہ سے تھا، ملا موسیٰ کلیم شہید، جو روس دور میں شہید ہوئے، بڑے غیرت مند کمانڈر تھے، ان کی شہادت کے بعد ان کا بھائی ان کا قائم مقام بنا، اسی طرح اس کی شہادت کے بعد ان کے بھائی امیر خان حقانی نے اپنے بھائیوں کی ذمہ داری سنبھالی، طالبان کے زابل پہنچتے ہی امیر خان طالبان کے ساتھ مل گیا، یہاں سے طالبان نے غزنی اور ارزگان کا رخ کیا، ارزگان بغیر کسی جنگ کے طالبان کے قبضہ میں آ گیا، کیونکہ طالبان کے اکثر بڑے کمانڈر اسی علاقے سے تعلق رکھتے تھے، جیسے ملا داد اللہ، ملا سنگریار، عبدالرزاق شہید، ملا فاضل (جواب امر کی جیل گوانتا نامو بے میں قید ہیں) اس کے علاوہ طالبان کی بڑی تعداد اسی علاقہ سے تعلق رکھتی تھی، جب طالبان غزنی پہنچے تو ربانی کا بڑا کمانڈر قاری بابا جنگ کے لئے میدان میں اتر آیا، طالبان کی جوابی کاروائی پر وہ میدان چھوڑ کر بھاگا اور میدان شہر کے علاقے سرہ پل پہنچ کر محاذ بنا لیا یہاں بھی طالبان نے بہت جلد اللہ کے فضل و کرم سے فتح حاصل کر لی اور ضلع میدان تک پہنچ گئے۔

## کابل کی فتح

یہاں سے طالبان نے پیش قدمی شروع کی چار امیاب پہنچ کر مورچے بنا لئے جنگ سے پہلے طالبان نے کوشش کی کہ مذاکرات سے معاملہ طے ہو جائے، اس لئے احمد شاہ مسعود کو مذاکرات کی دعوت دی، طالبان کے وفد اور احمد شاہ کے درمیان مذاکرات میں احمد شاہ مسعود نے بات کو طول دیتے ہوئے کوئی فیصلہ نہیں کیا، اور آئندہ بھی مذاکرات جاری رکھنے کا اعلان کیا، اس کے بعد طالبان کی طرف سے علماء کرام کا ایک وفد جس میں افغانی اور پاکستانی علماء تھے جن میں مولانا الحاج عبدالغنی صاحب بھی شامل تھے مذاکرات کے لئے کابل روانہ ہوئے، وہاں ایک دو دن تک ربانی اور احمد شاہ مسعود ٹال مٹول کرتے رہے اور جان بوجھ کر تاخیر کرتے رہے اور علماء کرام کو ملاقات کے لئے وقت تک نہ دیا، ادھر طالبان مذاکرات کے نتائج کی طرف دیکھ رہے تھے، ادھر احمد شاہ مسعود اور ربانی نے بھرپور عسکری

س جاری رکھی ہوئی تھی، علماء کا وفد ملاقات کا انتظار کر رہا تھا، اسی دوران احمد شاہ مسعود اور  
نے بغیر اعلان کئے طالبان پر حملہ کر دیا میدان شہر اور ان دو صوبوں پر گرفت مضبوط  
نے اور امن قائم کرنے کے بعد طالبان کے لشکر طوفان کی طرح افغانستان دارالحکومت  
کی طرف براستہ ریشمین تنگی رواں دواں ہوا، یہ راستہ بہت بلند خطرناک پہاڑوں سے  
رتا ہے جو مانپھر کے نام سے مشہور ہے اور یہ علاقہ حکمت یار کا مضبوط گڑھ بھی ہے، ان کے  
تین دن سخت جنگ ہوئی اور اس ریشمی تنگی میں اسلام کے عظیم جنرل ملا بور جان رحمۃ اللہ  
بھی شہید ہوئے تین دن کی سخت جنگ کے بعد اللہ تعالیٰ نے دشمن کے دل میں رعب ڈالا  
وہ کابل کی طرف بھاگنے لگا، طالبان نے بھی ان کا پیچھا جاری رکھا اور پلچرخ و داو تو چار تک  
گئے جب کہ دشمن کابل کی حدود میں داخل ہو گیا تھا، یہاں پہنچتے ہی کمانڈر ملا عبدالرزاق  
نے، کابل پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے عصر کے وقت کابل کے چاروں اطراف میں  
بیل روانہ کی ایک تشکیل ملا عبدالقہار شہید کی کمان میں تپہ نادر خان کی طرف اور دوسری  
بیل ملا عبدالسلام راکٹی کی قیادت میں پل محمد خان کی طرف اسی طرح تیسری تشکیل ایئر  
ٹ کی طرف ثانی ملا مشر کی قیادت میں ہوئی جب کہ وہ وہاں پہنچنے سے پہلے ہی شہید  
گئے، اور خود ملا عبدالرزاق اخوند سید اسٹرک پر شہر کی طرف روانہ ہوئے اور عشاء کے وقت  
بازان کابل شہر میں داخل ہوئے اور اہم مقامات پر قبضہ کر لیا طالبان کی یلغار نے مخالفین کو  
تار کر دیا اور کابل کو فتح کر لیا، انافتحا لک فتحا مینا، تو احمد شاہ مسعود اور ان کے حواریوں نے  
گئے میں ہی اپنی خیر سبھی اور بخشیر کی طرف بھاگ گئے۔

ایک بڑی تشکیل چار سیاب سے شہید ملا بور جان اور کمانڈر ملا عبدالرزاق کی کمان  
طالبان کے لشکر صوبہ لوگر کی طرف روانہ ہوئے جب کہ صوبہ لوگر ڈیڑھ سال قبل حکمت یار  
چودہ دن کی شدید جنگ کے بعد فتح ہو چکا تھا جس کا گورنر مولوی عبدالکبیر صاحب کو مقرر  
با گیا تھا، طالبان لوگر سے گزرتے ہوئے کوتل کے راستے سے ازارہ کی طرف روانہ ہوئے  
ستے میں حکمت یار اور احمد شاہ مسعود وغیرہ سے دو تین گھنٹے جنگ ہوئی تو انہوں نے بھاگنا  
روع کر دیا تو طالبان آگے بڑھتے رہے اور دو دن کے عصر کے وقت حصارک کے قریب پہنچ  
ئے، تو طالبان نے حصارک پر بھی حملہ کر دیا اور دو گھنٹے کی بہت سخت جنگ کے بعد اس کو بھی

فتح کر لیا فتح کے بعد طالبان نے رات یہاں گزاری مگر احمد شاہ مسعود کے پیارے طالبان پر بمباری کرتے رہے۔

## جلال آباد کی فتح

اگلی صبح نماز سے پہلے طالبان کے لشکرِ حصارک سے صوبہ نگر ہار کے مرکز جلال آباد کی طرف روانہ ہوئے راستے میں جتنے پھانک تھے طالبان کا نام سن کر ہی بھاگ جاتے کیونکہ طالبان کا مقابلہ کرنے کی ان میں ہمت نہ تھی تقریباً دن کے دس بجے تھے کہ طالبان کے لشکر جرار فاتحانہ طور پر جلال آباد شہر میں داخل ہوئے، شہر سے لوگ طالبان کے استقبال کے لئے نکل آئے اور خوش آمدید کہنے لگے، اور طالبان کی خدمت میں لگ گئے، طالبان شہر میں داخل ہوئے اور پورے شہر میں پھیل گئے تاکہ ہر کام منظم طریقے سے ہو سکے۔

## صوبہ کنڑ اور لغمان کی فتح

نگر ہار کی فتح کے بعد طالبان کے دو لشکروں کی تشکیل ہوئی ایک کی صوبہ نگر ہار کی طرف اور دوسری لغمان کی طرف ان علاقوں میں دشمن نے مزاحمت کی کوشش کی مگر ان کی ہمت جواب دے چکی تھی، وہ طالبان کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے یہ دونوں صوبے فتح ہو گئے، جب یہ علاقے فتح ہو گئے تو طالبان ضلع دولت شنگ کی طرف روانہ ہوئے راستے میں ایک مجاہد جو امریکہ کا رہنے والا تھا شہید ہوا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے آمین، صوبہ لغمان میں کچھ مخالفین کی طرف سے پہاڑوں سے کچھ نہ کچھ حملے ہوتے رہے پھر تھوڑے دن بعد امن قائم ہو گیا۔

## طالبان کی احمد شاہ مسعود سے جنگ

چار اسیاب میں ہر طرف سخت جنگ چھڑ گئی دونوں طرف سے ایک دوسرے کو پسپا کرنے کے لئے زور لگایا جا رہا تھا، کبھی طالبان زور آور حملہ کرتے اور کبھی دشمن پیش قدمی کرتا، احمد شاہ مسعود اپنے تمام تر وسائل کے ساتھ میدانِ جنگ میں اتر آیا اور اس نے تمام شمال کے علاقوں سے افواج طلب کر لیں بلکہ بیرونی ممالک سے بھی امداد (جسے ایران اور



تاجکستان سے کلاب کے راستے) مانگی، طالبان کی طرف سے ملا رحمت اللہ اور ملا مشراخند، ملا محمد ربانی اخند قیادت کر رہے تھے، اس کے علاوہ بڑے بڑے کانڈر محاذ پر موجود تھے۔

طالبان نے احمد شاہ مسعود کا بخشیر تک اس کا پیچھا کیا مگر وہ جنگ میں بہت ہی ماہر و چالاک تھا سڑک چھوڑ کر پہاڑوں کے دروں میں اپنی فوج کو چھپا دیا، طالبان نے درہ سالنگ اور درہ پنج شیر پہنچ کر مورچہ بندی کر لی، ہمارا مرکز اس وقت جبل السراج کے ضلع میں تھا، ایک دن صبح کی نماز کے بعد ملا عبدالمنان حنفی شہید نے مجھ سے کہا کہ چلو درہ سالنگ چلتے ہیں، اور ساتھیوں کے حالات معلوم کرتے ہیں، ہم چند ساتھی ایک گاڑی میں درہ سالنگ کی طرف روانہ ہوئے، شہر کے قریب پہنچ گئے تو ہماری گاڑی پر فائرنگ شروع ہو گئی، ہم بچتے بچاتے آگے بڑھتے رہے، فائرنگ بدستور ہو رہی تھی، ہم نے اپنی گاڑی کو ایک پہاڑی کے ساتھ کھڑا کیا اور پیدل آگے بڑھنے لگے تب دشمن کی طرف سے گولہ باری اور تیز ہو گئی تو، حاجی ملا عبداللہ اخند وزیر دفاع طالبان، شہید ملا دوست محمد اخند حاجی ملا عبدالرزاق اخند اور وزیر داخلہ ملا عبدالرزاق اخند بھی درہ سالنگ پہنچ گئے، وہاں قریب ہی ایک بڑی مسجد تھی جس میں طالبان کی رہائش گاہ تھی رات کے وقت احمد شاہ مسعود کی طرف سے اس مسجد پر حملہ کیا گیا اور بیس پچیس سوئے ہوئے طالبان پر گولہ باری کی، اور پھر مسجد کو آگ لگا دی گئی، تمام طالبان کی لاشیں جل کر راکھ ہو گئیں جب دوسرے طالبان کو اطلاع ملی تو طالبان کے پہنچنے سے پہلے دشمن وہاں سے نکل گیا، چند طالبان نے ایک پل کے نیچے پناہ لی ہوئی تھی جب ہم وہاں پہنچے تو طالبان وہاں سے باہر نکل آئے، ٹھنڈا پانی ان کے کپڑوں سے ٹپک رہا تھا اور وہ سردی سے تھرتھار رہے تھے، اس کے بعد طالبان نے گھر گھر تلاشی شروع کی اور لوگوں کو گرفتار کر لیا اور وہاں پر طالبان کی تعداد میں بھی اضافہ کر دیا گیا تا کہ دوبارہ کسی کو ایسا کام کرنے کی جرأت نہ ہو، جب ہم جبل السراج شہر میں پہنچے تو وہاں حالت بہت خراب تھی اور طالبان پر گور یلا حملے کئے جا رہے تھے، دشمن چھوٹے چھوٹے گروپوں میں طالبان پر حملہ کرتا اور حملے کے بعد غائب ہو جاتا، اس وقت طالبان کو بہت ہی پریشانی کا سامنا تھا، اور طالبان ان دنوں میں بہت مشکل حالات سے گزر رہے تھے، ایک دو دن طالبان دشمن کو ڈھونڈتے رہے، جبکہ دشمن موقع ملتے ہی طالبان پر حملہ کر دیتا، آخر یہ فیصلہ ہوا کہ گھر گھر تلاشی شروع کی جائے،

جب تلاش شروع کی تو معلوم ہوا کہ دشمن نے مکمل تیاری کی ہوئی تھی اور گھروں سے گھروں تک زیر زمین سرنگین بنائی ہوئی تھیں اسی دوران مولوی عبدالمنان حنفیؒ نے ہماری تشکیل جبل السراج سے پل مانک کی طرف کر دی، پل مانک پہنچ کر صبح کے وقت میں سڑک پر کھڑا تھا کہ میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر دوسرے علاقوں کی طرف جا رہے ہیں۔

عورتیں بچے اور بوڑھے گھروں سے نکل کر بھاگ رہے ہیں ہمیں خطرہ محسوس ہوا اور ایسا لگا جیسے دشمن کسی بڑے حملے کی تیاری کر رہا ہوا تھے میں مولوی عبدالمنان حنفیؒ شہیدؒ میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ یہاں پر موجود ساتھیوں کو اپنے ساتھ لے کر کابل کی طرف نکل جاؤ، اور احتیاط سے جانا کیونکہ ہر جگہ طالبان پر حملے شروع ہو گئے ہیں، اور میں جبل السراج جا رہا ہوں وہاں ساتھی بہت مشکل حالات میں ہیں دشمن نے جگہ جگہ راستے کاٹ لئے ہیں لیکن پھر بھی کوشش کروں گا کہ تمام ساتھیوں کو خیریت سے نکال لوں کیونکہ اب وہاں رہنا ناممکن ہے۔

جب میں روانہ ہوا تو راستے میں ملا حاجی خالق داد بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے اور جب ہم قرہ باغ تک پہنچے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے مسلح لوگ سڑکوں پر گھوم رہے ہیں، اور وہ طالبان بھی بالکل نہیں لگ رہے، کیونکہ ان کے چہروں پر نہ تو داڑھی تھی اور نہ سروں پر کالی پگڑی، یہ دیکھ کر ہم سب ساتھی پریشان ہو گئے کہ یہاں پر دشمن کا قبضہ ہو گیا ہے، اسی دوران ملا خالق داد اخوند نے کہا کہ دشمن کو گرفتاری بالکل نہیں دینی بلکہ آخری دم تک مقابلہ کرنا ہے، جب ہم شہر میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ طالبان موجود ہیں اور بالکل خیریت سے ہیں، ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں جو سڑکوں پر اسلحہ کے ساتھ گھوم رہے ہیں، تو انہوں نے بتایا کہ یہ مقامی لوگ ہیں، اور اب یہ طالبان کے ساتھ مل گئے ہیں، ہم نے جب وہاں سے جانے کا ارادہ کیا تو ہمیں قرہ باغ کے دسوال نے بتایا جس راستے سے آپ واپس جانا چاہتے ہیں دشمن نے بند کر دیا ہے اور یہ علاقہ دشمن کے قبضے میں چلا گیا ہے۔

وہیں پر ایک مقامی آدمی کھڑا تھا اس نے کہا کہ میں آپ کو کابل جانے کا ایک اور راستہ بتاتا ہوں پھر ہماری گاڑی خیر خانے کی بڑی سڑک کو چھوڑ کر تنگ راستوں اور گلیوں میں چلنے لگی، تمام ساتھی خوف زدہ تھے کہ نہ جانے آنے والے لمحے میں کیا ہو جائے اور پھر یہ تنگ

گلیاں اور راستے ختم ہونے کو نہیں آخر بہت سی گلیوں سے گزر کر بڑی سڑک پر پہنچ ہی گئے، جو کاپیسا سے کابل کی طرف جاری تھی سڑک پر پہنچتے ہی ہماری ملاقات، کاپیسا کے گورنر سے ہوئی جو اسی سڑک پر کھڑے ساتھیوں کا انتظار کر رہے تھے، جبل السراج میں رہ جانے والے ساتھی دشمن سے لڑتے رہے اور ساتھ ساتھ پیچھے ہٹتے رہے، خیر خانے تک پہنچتے پہنچتے بہت سے ساتھی شہید و زخمی ہو گئے اور بہت سے دشمن نے گرفتار کر لیے باقی بچ جانے والے ساتھی کابل پہنچنے میں کامیاب ہو گئے، اس وقت کابل پولیس کے سربراہ ملا معاذ اللہ تھے، انہوں نے طالبان کا تازہ دم دستہ خیر خانے کی طرف روانہ کیا اور قرہ باغ کے قریب پہنچ کر محاذ بنالیا اور دشمن کو کابل آنے سے روک دیا اس کے کچھ عرصہ بعد طالبان نے دوبارہ دشمن پر چڑھائی شروع کی اور آگے بڑھتے بڑھتے کچھ اور علاقے بھی قبضے میں لے لیے اور بگرام پہنچ کر مستقل مورچہ بندی کر لی اور یہاں پر بڑا محاذ بنالیا جو تحریک کے آخر تک رہا۔

### مزار شریف کی فتح اور جنرل عبدالملک کی بدعہدی

جب طالبان نے کابل کو فتح کیا اور اقوام متحدہ کے دفتر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ لاکھوں افغانیوں کا قاتل اور کیمونسٹوں کا دست راست ڈاکٹر نجیب اللہ اور اس کا بھائی بیٹھا ہوا تھا، طالبان نے دونوں کو گرفتار کر لیا اور کابل میں ٹریفک پولیس کے چبوترے کے ساتھ لٹکا کر پھانسی دے دی پورا دن ان کی لاشیں لٹکیں رہیں پھر طالبان نے ان کے لواحقین کے حوالے کر دیں جو انہیں پکتیا لے گئے، طالبان نے کابل فتح کرنے کے بعد خط کو مضبوط کیا اور شہر کا نظام معمول پر لے آئے تو واپس بادغیس کی طرف روانہ ہو گئے بادغیس کی فتح کے بعد طالبان کا اگلا محاذ غور ماچ تھا یہ علاقہ صوبہ فاریاب کے بالکل قریب ہے، فاریاب میں اکثریت زکوں کی ہے اور پختونوں کی بھی تھوڑی بہت آبادی ہے، اس محاذ پر طالبان کے مخالفین میں سرفہرست ازکوں کا کمانڈر جنرل عبدالملک اور گل محمد پہلوان تھے یہاں بھی بہت عرصہ آمنے سامنے جنگ ہوتی رہی مگر یہ علاقہ فتح نہ ہوا، اسی دوران عبدالملک نے طالبان کے وزیر خارجہ ملا محمد غوث اخوند کو مذاکرات کی دعوت دی اس وقت ہرات کے گورنر ملا عبدالرزاق اخوند بھی تھے جنرل مالک نے طالبان کو پیشکش کی کہ ہم جنگ بند کر دیں اور دونوں



فریق متحد ہو کر عبدالرشید دوستم سے جنگ کریں جب شمال کی تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں گی تو پھر امیر المؤمنین کی قیادت میں حکومت بنائیں گے، اس کے علاوہ اس نے کچھ اور معاہدے بھی کئے طالبان نے اس کی بات تسلیم کی اور جنگ ختم کر دی، اور عبدالملک نے اپنے سر پر سفید پگڑی باندھ لی اور طالبان کے بڑے بڑے کمانڈروں کے ساتھ مل کر تصویریں بھی بنائیں اب طالبان اور ازبکوں نے مل کر فاریاب کا رخ کیا، جنرل مالک نے طالبان کے لئے ایک چھاؤنی مخصوص کی جو شہر کے ایک کونے میں تھی جنرل مالک نے ایک ایسا کھیل کھیلایا کہ طالبان کی سمجھ میں نہ آیا، اور اس نے ایک تیر سے دو شکار کرنے کی کوشش کی جس میں اس کو کسی حد تک کامیابی بھی حاصل ہوئی، فاریاب کی چھاؤنی ایسی جگہ تھی، جہاں سے کوئی بھی بچ کر نہیں نکل سکتا تھا اور ایسا ہی ہوا جب اس نے اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنایا تو اس چھاؤنی سے کوئی بھی زندہ نہ بچ سکا، کسی کو قتل کیا اور کسی کو گرفتار، طالبان آنے والی مصیبت سے بے خبر جنرل مالک کے معاہدے پر یقین کئے ہوئے تھے، اور طالبان کی تشکیلات بھی زیادہ تر انہیں علاقوں میں ہو رہی تھیں، شبرغان سے پہلے ایک مرتبہ سرپل کے قریب طالبان اور دوستم کی فوج کے درمیان بہت سخت جنگ ہوئی طالبان کو اللہ تعالیٰ نے فتح دی تو دوستم وہاں سے پہلی کا پٹر کے ذریعہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور ازبکستان چلا گیا۔

اور تورن اسماعیل جو ہرات کا گورنر اور طالبان کا سخت دشمن تھا ان دنوں میں ایران نے اس کو بھی جنرل مالک کی مدد کے لئے بھیجا تو جنرل مالک نے اپنا اعتماد بڑھانے کے لئے تورن اسماعیل اور اس کے تمام ساتھیوں کو طالبان کے حوالے کر دیا طالبان نے ان سب کو جیل میں ڈال دیا بعد میں تورن اسماعیل جیل سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور ایران چلا گیا۔ طالبان اور جنرل مالک کی فوج شبرغان میں داخل ہوئی اور اگلے دن مزار شریف میں دونوں فاتح بن کر داخل ہوئے جب طالبان مزار شریف میں پہنچ گئے تو تمام علاقوں سے طالبان کی تشکیلات شبرغان میں ہونا شروع ہوئیں طیاروں اور گاڑیوں کے ذریعے طالبان کے قافلے شبرغان شہر کی طرف رواں دواں ہوئے اور دو تین دن میں تقریباً دس ہزار طالبان شبرغان میں جمع ہو گئے، میں اس وقت پاکستانی پارڈر کے قریب ضلع سپن بولدک میں تھا میری تشکیل بھی شبرغان کی طرف کر دی گئی میں نے اسی دن سفر شروع کیا اور ہرات پہنچا ایک

رات ہرات میں قیام کیا اور اگلے دن باغیس کی طرف چل دیا اور ظہر کے وقت باغیس پہنچ گیا، باغیس میں ملا برادر سے ملاقات ہوئی وہ بھی شبرغان جا رہے تھے، امیر المؤمنین نے ان کی تشکیل شبرغان میں کی تاکہ وہاں کے انتظامات کی دیکھ بھال کریں، اب ہم دونوں نے سفر شروع کیا اور شام کے قریب ہم فاریاب پہنچے، فاریاب میں جنرل عبدالملک کا بھائی ہمارے استقبال کے لئے کھڑا تھا، اور ایک مولوی صائب ہماری ترجمانی کر رہے تھے، جنرل عبدالملک کے بھائی نے ہمیں خوش آمدید کہا اور کہا کہ ہم آپ کا ظہر سے انتظار کر رہے ہیں، ہم کو اطلاع مل گئی تھی کہ آپ لوگ آرہے ہیں، وہ ہمیں اپنے ساتھ ایسی جگہ لے گیا جہاں پر اور طالبان بھی موجود تھے، ملا برادر اخوند نے طالبان سے پوچھا کہ یہاں طالبان کا مرکز کس جگہ ہے، انہوں نے جواب دیا یہاں طالبان کا کوئی مرکز نہیں ہے، اور ہمیں بھی یہ بازار کی طرف نہیں جانے دیتے، ملا برادر اخوند بہت تجربہ کار آدمی تھے، انہوں نے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ مجھے یہ سب کچھ مشکوک لگ رہا ہے جب رات ہوئی تو جنرل عبدالملک کا بھائی آیا اور کہنے لگا آپ لوگ بے فکر ہو کر سو جائیں رات کو ہمارے پہرے دار آپ لوگوں کا پہرہ دیں گے، ملا برادر نے جواب دیا ہرگز نہیں ہم اپنا پہرہ خود دیں گے، رات طالبان نے پہرہ دیا، صبح سویرے ہم فاریاب سے شبرغان کی طرف روانہ ہوئے، اور دوپہر کے وقت شبرغان پہنچ گئے وہاں پر ملا عبدالمنان حنفی موجود تھے، انہوں نے ایک بڑی چھاونی کو اپنا مرکز بنایا ہوا تھا ہمیں بھی چھاونی میں اپنے ساتھ لے گئے، نماز پڑھ کر ملا برادر اخوند نے شوریٰ کا اجلاس طلب کیا تمام کمانڈر حضرات جمع ہوئے (مزار شریف میں اس وقت ملا عبدالرزاق اور ملا غوث اخوند اور منصور صاحب بھی تھے) اجلاس میں مشورہ کیا گیا کہ ایک وفد مزار شریف جائے اور ملا عبدالرزاق و ملا غوث اخوند سے موجود حالات پر بات کر کے رات تک شبرغان واپس آجائے تقریباً شام پانچ بجے یہ وفد مزار شریف کی طرف روانہ ہوا جس میں میرے علاوہ پانچ چھ ساتھی تھے جن میں ملا برادر مولوی عبدالمنان حنفی اور مولوی سید محمد باغیس والے شامل تھے۔ ہم مزار شریف کی طرف روانہ ہوئے، اور سب کا ارادہ تھا کہ رات کو شبرغان واپس آنا ہے جس وقت ہم شبرغان سے نکلے تو ہماری گاڑیوں کے ساتھ ازبکوں کا ایک قافلہ بھی جا رہا تھا، ہم نے خیال کیا کہ یہ بھی مزار جا رہا ہے، جب ہم شبرغان کے پہلے پھانک سے گزر گئے

تو ملا برادر اخند کی گاڑی کا ٹائر پتھر ہو گیا، اور ہم سب گاڑی سے نیچے اتر کر کھڑے ہو گئے حنفی صاحب نے ہمیں کہا کہ آپ آہستہ آہستہ آگے جائیں ہم آپ کے پیچھے پہنچ جائیں گے، جب ہم کچھ آگے گئے تو سڑک کے کنارے ازبکوں کا ایک مسلح گروپ نظر آیا ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے یہ لوگ کسی کا انتظار کر رہے ہیں ہم ان کے پاس سے گزر گئے مگر انہوں نے ہم سے کوئی بات نہیں کی اور نہ ہم نے ان سے کچھ پوچھا، جملتان پہنچ کر ہم نے گاڑی کھڑی کی اور دوسرے ساتھیوں کا انتظار کرنے لگے بہت انتظار کے بعد بھی ساتھی نہیں آئے تو بعض ساتھیوں نے کہا کہ ہم مزار چلتے ہیں اور وہاں پہنچ کر ان کا انتظار کریں گے لیکن اکثر ساتھیوں نے اسی جگہ انتظار کرنے پر اصرار کیا ہم اسی انتظار میں تھے کہ شہرغان کی طرف سے گاڑی آتی ہوئی نظر آئی جب یہ گاڑی ہمارے قریب آئی تو معلوم ہوا کہ یہ ہمارے ساتھی نہیں بلکہ کوئی اور بائی فور ہے اور یہ گاڑی ہمارے پاس سے تیزی سے گزر گئی جب یہ گاڑی پلخ کے چوک میں پہنچی تو اس پر فائرنگ شروع ہو گئی ہم سب اپنی اپنی جگہ پر محتاط ہو کر بیٹھ گئے، تقریباً پانچ منٹ تک گولیاں چلتی رہیں اتنے میں ملا برادر اخند اور دوسرے ساتھی بھی پہنچ گئے ہم نے ان سے دیر ہونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا واللہ یعلم واتم لاتعمون۔ ہم نے انہیں سفید گاڑی کے بارے میں بتایا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں اللہ خیر کرے گا۔ ہم نے دوبارہ اپنا سفر شروع کیا تقریباً دو کلومیٹر فاصلہ طے کیا تھا کہ سڑک پر مسلح لوگ کھڑے نظر آئے ہم جلدی سے اپنی گاڑیوں سے اترے اور اسلحہ سنبھال کر مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے ہم سب یہ سمجھے کہ یہ دشمن ہیں اور ہمارے لئے ہی کھڑے ہیں حنفی صاحب گاڑی سے اترے اور بات کرنے کے لئے آگے بڑھنے لگے وہ تمام لوگ پختون تھے اور یہ دولت آباد کا علاقہ تھا اور لوگ سڑک پر کھڑے تھے وہ کمانڈر پہلوان کے آدمی تھے، حنفی صاحب کی بات چیت پہلوان سے ہوئی تو اس نے کہا کہ اگر آپ مزار شریف جا رہے ہیں تو ہرگز نہ جائیں کیونکہ جنرل عبدالملک نے طالبان کو دھوکا دیا ہے اور سارے مزار پر قبضہ کر لیا ہے اور اس وقت تمام طالبان جنرل عبدالملک کی فوج کا مقابلہ کر رہے ہیں مزار شریف جانے والے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر رکھی ہے آپ لوگ آگے بالکل نہ جائیں۔

ساتھیوں نے سمجھا کہ شاید یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں ہم نے کہا کہ ہم ضرور



آگے جائیں گے انہوں نے ہماری بہت منتیں کیں کہ ہم آگے نہ جائیں اور کہا کہ ہم آپ سے مخلص ہیں آپ ہماری بات کا یقین کر لیں پہلوان سڑک کے درمیان کھڑا ہو گیا اور قسمیں کھانے لگا کہ میں ابھی ادھر سے آیا ہوں اور سچ کہہ رہا ہوں وہاں ملا عبدالرزاق اور ملا غوث اخند کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور ہر طرف سے لوگ طالبان کو قتل کر رہے ہیں ہماری بات کا یقین کر لیں جب انہوں نے قسمیں کھائیں اور منتیں کیں تو ساتھیوں نے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے پھر اس مقامی کمانڈر نے کہا آپ لوگ میرے ساتھ چلیں یہاں قریب ایک گاؤں ہے وہاں پختونوں کے کمانڈر اختر اور غوث الدین آپ کی رہنمائی کر سکتے ہیں میں سڑک کے کوئے پر گیا اور اپنا وائرلس سیٹ آن کیا تو کسی ساتھی سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا رات بارہ بجے تک اسی سڑک پر کھڑے رہے نہ کوئی گاڑی گزری اور نہ کوئی اطلاع موصول ہوئی ہم سب ساتھی اختر کمانڈر کے گھر کی طرف روانہ ہوئے تو تقریباً دس منٹ کے سفر کے بعد ہم اس کے گھر پہنچ گئے اس نے بہت گرم جوشی سے ہمارا استقبال کیا اور ہمیں تسلی بھی دی کہ انشاء اللہ ہم آپ لوگوں کی ہر ممکن حفاظت کریں گے رات اسی فکر میں گزر گئی صبح کے وقت ہم نے اپنا وائرلس سیٹ آن کیا کچھ ساتھیوں سے رابطہ ہو گیا تو حالات معلوم ہوئے کہ ہمارے شہر غان سے آنے کے بعد ازبکوں نے طالبان پر حملہ کر دیا تھا طالبان اس علاقہ سے واقف بھی نہیں تھے اور نئی تشکیلات میں آنے والے طالبان کے پاس اسلحہ بھی نہیں تھا دو تین دفعہ طالبان نے ہم سے رابطہ کرنے کی کوشش کی ان کی آوازیں بھی ہمارے وائرلس سیٹ پر آئیں مگر پھر کوئی رابطہ نہ ہو سکا ہم سمجھ گئے کہ معاملہ خراب ہو چکا ہے طالبان ازبکوں کا مقابلہ کرتے رہے مگر عبدالملک کی فوج نے غیر مسلح طالبان کو گرفتار کر لیا اور بہت سے مقابلے میں شہید ہو گئے اور اسی چھاؤنی میں موجود طالبان پریٹینکوں سے حملہ کیا گیا جو طالبان زندہ گرفتار ہوئے ان سب کو بعد میں دشت لیلیٰ کی طرف بھیج دیا گیا اور وہاں پر دودو سو کو کھڑا کر کے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی گئی ہزاروں طالبان کو اسی طرح شہید کر دیا گیا، اور جو باقی بچ گئے ان کو جیل میں بند کر دیا اسی طرح فاریاب میں موجود طالبان کے ساتھ ظلم کی انتہاء کر دی گئی کنوؤں میں طالبان کو ڈال کر اوپر سے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی گئی اور جن طالبان کو جیلوں میں ڈالا گیا وہ بھوک اور پیاس سے شہید ہو گئے۔



### جنرل عبدالمالک کے محاصرے سے نکلنے کا عجیب واقعہ

جب شبرغان پر شمالی اتحاد والوں نے قبضہ کر لیا تو ہم شبرغان سے مزار شریف آ رہے تھے کہ راستہ میں اطلاع ملی کہ عبدالمالک نے غداری کر کے مزار شریف پر قبضہ کر لیا ہے ہزاروں طالبان شہید و گرفتار ہو چکے ہیں، شبرغان اور مزار کے درمیان ایک سو پچیس میل کا فاصلہ ہے جس کے درمیان میں بلخ اور چمتال کے علاقوں میں ہم چھ ساتھی ایسے پھنسے کہ نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا چمتال جو پختونوں کی بستی تھی جب ہم نے دیکھا کہ یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تو ہم قریب ہی بستی میں چلے گئے وہاں پر ہماری ملاقات سابق جہادی کمانڈر اختر لوچک سے ہوئی۔ جو ہمیں اپنے گھر لے گیا رات اُس کے گھر میں گزاری صبح معلوم ہوا کہ سب راستے مخالفین کے قبضے میں ہیں اختر لوچک نے کہا آپ لوگوں کے لئے خطرہ ہے کیونکہ میرا گھر سڑک کے بالکل قریب ہے آپ لوگ کمانڈر غوث الدین کے پاس چلے جائیں جب ہم جانے لگے تو اس نے کہا کہ نہر تک تو گاڑی جاسکتی ہے اس لئے آپ وہاں تک لے جائیں جب ہم نہر پر پہنچے تو ہم نے گاڑی میں سے بڑا مخابرہ بیٹری اور چند دوسری چیزیں نکال لیں اور گاڑی اس کے حوالے کر دی وہاں سے ہم کشتی پر سوار ہو کر نہر کے اس پار پہنچے تو وہاں کمانڈر غوث الدین اور اس کے ساتھ چند دوسرے کمانڈر موجود تھے جو ہمیں اپنے ساتھ لے گئے دوسرے طالبان بھی اس جگہ پہنچ گئے جن کی تعداد تقریباً آٹھ سو تک تھی اس کے بعد جہادی کمانڈر مولانا قاسم جو بعد میں طالبان تحریک میں شہید ہو گئے تھے ان کے قریبی ساتھی عبدالہادی ہمارے پاس آئے اور کہا کہ یہاں بہت ساتھی جمع ہو چکے ہیں اس لئے یہاں بمباری کا خطرہ ہے آپ لوگ یہاں نہ رکیں اور اس نے کمانڈر غوث الدین سے بھی بات کی کہ ان لوگوں کی میں نے دعوت کی ہے اس لئے ان کو میرے ساتھ جانے کی اجازت دے دیں۔

ہم چھ ساتھی تھے مولانا عبدالمنان خفی شہید، عبدالغفار شہید، ملا برادر اخوند، ملا گل محمد اخوند اور راقم الحروف وہ ہمیں ساتھ لے گیا جب ہم وہاں پہنچے تو وہاں قاضی قاسم صاحب بھی

موجود تھے اب وہ ہمیں ایک ایسے گھر میں لے گئے جو بہت پرانا کسی جیل سے کم نہیں تھا ہم نے اس کی صفائی وغیرہ کی اور اس کے بعد مخبرہ آن کر کے مرکز سے رابطہ کیا اور اپنی خیریت بتائی ہم اس گھر میں چالیس دن رہے ہر روز رابطہ کر کے اپنے بارے میں مرکز کو بتاتے رہے، اسی دوران یہ خبر آئی کہ استاد عطاء مزار شریف کا گورنر بن گیا ہے تو مولوی قاسم نے کہا اگر یہ خبر سچی ہے تو اب آپ کا مسئلہ بہت جلدی حل ہو جائے گا کیونکہ استاد عطاء میرے بہت پرانے دوستوں میں سے ہے، پھر قاضی قاسم صاحب مزار شریف روانہ ہو گئے، اور جا کر استاد عطا سے بات کر کے واپس آ گئے جب وہ آئے تو میں ان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ کام ہو گیا ہے، پھر ہم نے مشورہ دیا کہ میں قاضی قاسم کے ساتھ استاد عطاء کے پاس جاتا ہوں اگر میں مطمئن ہو گیا تو بعد میں آپ لوگوں کے پاس قاضی قاسم کو بھیج دوں گا آپ حضرات ان کے ساتھ آ جانا، اور اگر اس نے عداوت کی تو میں اکیلا ہی پکڑا جاؤں گا چنانچہ قاضی قاسم اور راقم مزار کی طرف روانہ ہو گئے جب ہم استاد عطا کے ایک بڑے دفتر میں پہنچے تو وہاں اس کے بڑے بڑے کمانڈر جمع تھے ہم بھی وہاں بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد اس نے سب کمانڈروں کو رخصت کر دیا اور ہمارے پاس بیٹھ گیا، اس کے بھائی کو ہمارے رہبروں نے بتایا کہ یہ استاد عطاء کے خاص ساتھی ہیں کسی خاص کام کے لئے پاکستان جا رہے ہیں۔ اس نے ہماری بہت خدمت کی مگر وہ اور وہاں کے دوسرے کمانڈر بار بار ہماری طرف دیکھتے ہوئے آپس میں کہتے یہ طالبان لگتے ہیں۔ جب رات ہوئی تو انہوں نے طالبان کے خلاف من گھڑت قصے شروع کر دیئے، ہم ان کی باتیں سنتے سنتے سو گئے، جب صبح ہوئی تو دوبارہ سفر شروع کیا درہ سالنگ سے آگے دشمن نے طالبان کے خوف سے پل اور سڑک جگہ جگہ سے توڑی ہوئی تھی اب انہوں نے ہمیں دور بہر دیئے اور اس رہبر کو بھی ہمارے ساتھ بھیج دیا جس کو بشیر سالنگی کے بھائی نے بھیجا تھا کیونکہ وہ پہاڑی راستوں سے بہت اچھی طرح واقف تھا، اور خود واپس چلے گئے۔ اب ہم نے بہت لمبا سفر کرنا تھا پورا دن سفر کرنے کے بعد ہم ایک گھر کے پاس سے گزرے تو ایک ساتھی نے کہا ان سے چائے کا پوچھو، وہ شمالی لوگ تھے مگر ان کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ ہم کون ہیں تو انہوں نے دس لاکھ افغانی کے عوض ایک چپنک چائے اور چند روٹیاں دیں۔



چائے وغیرہ پی کر ہم نے دوبارہ سفر شروع کیا کچھ دیر ہی سفر کیا تھا کہ دشمن کا ایک گروپ آگیا اور اس نے ہم سے پوچھا کہ آپ لوگ جہاں سے آرہے ہو وہاں دشمن کی کیا خبر ہے؟ یعنی طالبان کی کیا خبر ہے؟ تو ہم نے کہا وہ سب کے سب ختم ہو گئے تو وہ چلے گئے، پھر ہم سفر کرتے ہوئے طالبان اور شمالیوں کے خط اول کے درمیان پہنچ گئے وہاں پر موجود شمالی کمانڈر نے ہمیں روک لیا اور ہم سے تحقیق کرنے لگا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو وغیرہ وغیرہ ہمارے رہبروں نے اس کو بتایا کہ یہ استاد عطا کے خاص ساتھی ہیں اور کسی کام کے لئے اس نے ان کو پاکستان بھیجا ہے اور وہ خط اس کو دیئے تو اس نے کہا جاؤ جب ہم جانے لگے تو اس نے پھر ہمیں واپس بلا لیا اور کہنے لگے پہلے میں اپنے بڑے کمانڈروں سے پوچھ لوں پھر جانا تھوڑی دیر بعد کہنے لگا جاؤ۔

جب ہم جانے لگے پھر بلا لیا اسی طرح اس نے ہمیں کئی بار جانے کو کہا اور جب ہم جانے لگتے تو پھر واپس بلا لیتا، آخر اس نے کہا کہ آپ جاسکتے ہیں مگر جلدی جلدی یہاں سے نکل جاؤ۔ ہم نے وہاں سے نکلتے ہی طالبان کے خط کی طرف ایک ساتھی کو روانہ کر دیا تا کہ وہ طالبان کو بتائے کہ ہم کون ہیں، اور خود آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ایک جگہ پر جا کر بیٹھ گئے وہ ساتھی گیا اور اونچی آواز میں کہا کہ گولی نہیں چلانا، جب طالبان کو پتہ چلا کہ کون آیا ہے تو انہوں نے مخبروں میں ایک دوسرے کو بتانا شروع کر دیا تب دشمن کو بھی پتہ چلا کہ ہمارے ہاتھوں سے کون نکل کر گیا ہے، تو اس نے ہمارا پیچھا کیا مگر ہم اپنے مقام تک پہنچ چکے تھے، اس خط کے مؤثر نے ہمیں گاڑی میں بٹھایا اور کابل میں وزیر دفاع کے دفتر لے آئے اتنا لمبا سفر پیدل کرنے سے ہمارا برا حال ہو چکا تھا انہوں نے فوراً ڈاکٹر کو بلا کر ہمارا طبی معائنہ وغیرہ کروایا، اسی دوران کابل ریڈیو کے سربراہ کو بھی معلوم ہو گیا کہ ہم کابل پہنچ گئے ہیں تو وہ بھی ہمارے پاس آئے ہمارا انٹرویو لے کر ریڈیو پر نشر کر دیا اس کے بعد ہم قندھار روانہ ہو گئے قندھار پہنچ کر امیر المؤمنین سے ملاقات کی تو انہوں نے کھانے اور چائے کے بعد ہمیں گھر روانہ کر دیا۔

## شیعہ مخالفین کی کارستانیاں

مزار شریف میں ہزارہ لوگ بھی آباد ہیں جو شیعہ مذہب کے پیروکار ہیں اس کے علاوہ ازبک اور تاجک قوم کے لوگ بھی آباد ہیں یہ سب طالبان پر وحشیوں کی طرح جھپٹ پڑے ہر ہر گلی ہر راستے اور ہر گھر سے طالبان پر گولیوں کی بارش ہونے لگی مزار شریف میں رہنے والی ہر قوم اور ہر قبیلے نے ایک دوسرے سے بڑھ کر طالبان پر ظلم کیا مگر جو ظلم ہزارہ شیعہ نے طالبان پر کیا اس کو لکھتے ہوئے ہاتھ کانپتے ہیں اس ظلم کو کبھی بھلایا نہیں جاسکتا عبدالعلی مزاری مزار شریف میں شیعوں کا بڑا پیشوا تھا طالبان کے ساتھ جنگ کے دوران میدان شہر سے گرفتار ہوا جب اسے ہیلی کاپٹر کے ذریعے قندھار لے جایا جا رہا تھا تو اس نے طالبان پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے اس کو ہیلی کاپٹر میں ہی قتل کر دیا گیا اسکی لاش اس کے آبائی علاقے مزار شریف بھیج دی گئی وہاں اس کے عقیدت مندوں نے اس کی قبر پر ایک خوبصورت مزار بنایا۔

ایرانی حکومت نے اس کی قبر کو قیمتی پتھروں سے مزین کرنا چاہا اور بہت عرصہ تک اس کی تعمیر کا کام ایران کی نگرانی میں ہوتا رہا۔ جب طالبان کے ساتھ دھوکہ ہوا اور عبدالملک کی فوج نے طالبان کا قتل عام شروع کیا تو شیعوں نے بھی طالبان کے خون سے اپنے دل کی آگ بجھانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی دس دس طالبان کو ہاتھ پاؤں سے جکڑ کر خنجر گاڑی کے پیچھے باندھ دیا جاتا اور پورے شہر میں اس وقت تک گھسیٹا جاتا جب تک شہید نہ ہو جاتے اور بہت سے طالبان کو مزاری کی قبر پر لے جا کر مرغیوں کی طرح ذبح کر دیا گیا صرف یہی نہیں بلکہ شہداء کے جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے کوئی بھی کسی طالب کو اپنے گھر میں پناہ دینے کو تیار نہیں تھا جو لوگ طالبان سے ہمدردی رکھتے تھے وہ بھی ان درندوں کے خوف سے ان مظلوموں کی کوئی مدد نہیں کر سکتے تھے سوائے چند پختون گھرانوں کے جو سب کچھ ہونے کے باوجود طالبان کی ہر ممکن مدد کر رہے تھے جب مزار شریف کی زمین طالبان پر تنگ ہو گئی تو بچ جانے والے قندوز کی طرف ہٹتے گئے اور ساتھ ساتھ دشمن کا مقابلہ بھی کرتے گئے طالبان تشریفان کے دروں سے ہوتے ہوئے ریگنک کے راستے بغلان اور قندوز تک

پہنچے اس وقت طالبان کے سرپرستوں میں ملا دوست محمد اخند شہید اور ملا داد اللہ اخند بھی طالبان کے ساتھ تھے جب یہ بچا کچا قافلہ بغلان پہنچا تو وہاں پر حزب اسلامی کا کمانڈر طالبان کے سامنے آگیا اور آگے جانے سے روک دیا جب حکمت یار سے رابطہ کیا تو اس نے حکم دیا کہ طالبان سے اسلحہ لے لو اور سب کو احمد شاہ مسعود کے حوالے کر دو جب اس نے طالبان کے سامنے یہ بات رکھی تو طالبان نے ماننے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ ہمارے بہت سے ساتھی مزار اور شہرغان میں شہید ہو چکے ہیں ہم بھی یہاں شہید ہو جائیں گے مگر اسلحہ تمہارے حوالے نہیں کریں گے اور امیر المؤمنین کی طرف سے بھی یہی حکم تھا جب اس کمانڈر نے طالبان کا جذبہ دیکھا تو اطاعت طالبان کے لئے اپنے دروازے کھول دیئے اور اپنی جان و مال تک طالبان کے کے سامنے پیش کر دیا اور ہر طرح کا تعاون کیا اسی وجہ سے قندوز طالبان کا بڑا مورچہ بن گیا اور ہر طرف سے دشمن قندوز پر حملے کرنے لگے دو طرف سے احمد شاہ مسعود اور دو طرف سے ازبک اور ہزارہ شیعہ قندوز میں داخل ہونے کی کوشش کرتے رہے لیکن وہ اس شہر میں داخل نہ ہو سکے، طالبان کے لئے قندوز شہر سے نکلنے کا کوئی زمینی راستہ نہیں تھا صرف طیاروں کے ذریعے رات کے وقت دوسرے علاقوں سے رابطہ ہوتا۔

## دشت لیلیٰ کا اولین سانحہ

جو لوگ مزار سے پہاڑوں کی طرف گئے دشمن نے ان کا پیچھا کیا اور ان کو شہید کر دیا مولوی احسان اللہ شہید کے ساتھ بہت سے طالبان کو زندہ پکڑ لیا اور سب کو شہید کر دیا اور وہ جگہ جس میں ان کو شہید کیا شادان تنگی کے نام سے مشہور ہے اسی طرح مزار انیر پورٹ کے قریب چالیس طالبان پیاس کی وجہ سے شہید ہو گئے۔

ان طالبان کی چالیس لاشیں برآمد ہوئیں، مہمنہ کی جیل سے طالبان کو نکال کر کنوؤں میں پھینک دیا گیا بعد میں جب طالبان نے یہ علاقہ فتح کیا تو بہت سے کنوؤں سے طالبان شہداء کی ہڈیاں برآمد ہوئیں اور جن طالبان کو شہرغان جیل میں قید کیا گیا تھا ان سب کو دشت لیلیٰ کے صحرا میں لے جا کر گھسیٹتے مارتے اور شہید کر دیتے، یہ علاقہ ریت کا بہت بڑا ریگستانی دشت ہے اس جگہ چار بڑے بڑے کنویں بھی موجود تھے طالبان کو شہید کرتے اور ان



میں ڈالتے جاتے یہاں تک کہ دو دوسو طالبان کو ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا جو طالبان شہرغان میں جنگ کے دوران شہید ہوئے ان کی لاشوں کو بھی اس صحرا میں لا کر پھینک دیا گیا اور جو طالبان مزار میں شہید ہوئے یا جیلوں میں شہید کئے گئے ان سب کی لاشوں کو بھی صحراؤں میں پھینک دیا گیا، المختصر یہ کہ شمال کی ہر گلی ہر گاؤں اور ہر پہاڑ طالبان کے خون سے سرخ ہو گیا اور دشمن نے اتنا قتل عام کیا کہ وہ یہ سمجھنے لگا کہ طالبان ختم ہو گئے ہیں اور تمام دنیا میں یہ تبصرے ہونے شروع ہو گئے کہ تحریک طالبان دم توڑ گئی احمد شاہ مسعود بھی خوش فہمی کا شکار ہو کر اپنی پوری طاقت کے ساتھ کابل پر قبضے کا خواب آنکھوں میں سجائے بگرام پر حملہ آور ہوا لیکن وہ ہزاروں کوششیں کرنے کے باوجود اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ امیر المؤمنین قندھار سے خود بگرام پہنچے اور طالبان کی رہنمائی کرنے لگے طالبان نے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر دشمن کا مقابلہ کیا اور دشمن اپنے زخم چاٹتے چاٹتے گھر لوٹ گیا اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے کہ طالبان کمزور ہیں ایران نے گڑ بڑ کرنے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے ایرانیوں کے دلوں میں طالبان کا ایسا رعب ڈالا کہ ان کو آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی دشمن اپنی مجالس میں تبصرے ہی کرتے رہ گئے کہ طالبان آج گئے کل گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے دشمن کے ارادوں کے برعکس طالبان کے ہر محاذ کا دفاع بچے کھچے طالبان سے کروایا طالبان نے حالات پر کنٹرول حاصل کر لیا۔

### شمال پر طالبان کا دوسرا حملہ

ہرات کی طرف طالبان نے بادغیس صوبے اور ضلع غور ماچ میں اپنے مورچے بنائے ایک سال تک دشمن اس محاذ پر تابڑ توڑ حملے کرتا رہا مگر طالبان نے دشمن کو آگے آنے سے روک رکھا آخر طالبان نے دشمن کو سبق سکھانے کا ارادہ کیا اور بڑے حملے کی تیاری شروع کر دی جس راستے پر پانی ایک دفعہ چلا جائے دوبارہ وہ راستہ پانی کے لئے آسان ہو جاتا ہے طالبان کے تمام کمانڈر یہاں جمع ہوئے جن میں ملا برادر اخوند، ملا فاضل اخوند، ملا داد اللہ اخوند، مولوی عبدالمنان شہید، اور ملا دوست محمد سنگرمل شہید اور دوسرے حضرات شامل تھے طالبان نے غور ماچ کے محاذ سے دشمن پر چڑھائی کرنے کا فیصلہ کیا، اور اگلے دن طالبان

نے دشمن کے مورچوں پر حملہ شروع کر دیئے بہت سخت جنگ ہوئی اور دشمن کو اتنی مار پڑی کہ اس کو پیچھے بھاگنے کے علاوہ کوئی راستہ نظر نہ آیا اور دشمن اپنا سب کچھ چھوڑ کر بھاگ گیا اور ضلع المار کے پہاڑوں میں جا کر مورچے بنا لئے طالبان نے بھی چڑھائی جاری رکھی اور پیچھا کیا یہاں تک کہ المار کے پہاڑوں میں دشمن کو پالیا یہاں بھی سخت جنگ کے بعد دشمن فرار ہو گیا اور بہت سی لاشیں اور سامان چھوڑ کر بھاگ نکلا طالبان نے پیش قدمی جاری رکھی اور دوسری رات فاریاب میں داخل ہو گئے تو طالبان واپس چلے گئے اب جمعہ بازار دشمن کے قبضہ میں چلا گیا ہم تقریباً تین سوساتھی دونوں طرف سے دشمن کے درمیان میں پھنس گئے اب ہمارے آگے بھی دشمن تھا اور پیچھے بھی دشمن واپسی کا راستہ بھی بند ہو گیا تھا تو مغرب کے بعد ہم پر بھی حملہ شروع ہو گئے اور انہوں نے حملے سے پہلے ہی ہر گھر اور ہر گاؤں میں اپنے لوگ چھپا دیئے تھے کہ جب طالبان پر حملہ شروع ہوں تو ہر طرف سے حملے کر کے ان کو بالکل بے بس کر دیا جائے۔

یہ بغاوت اتنی سخت تھی کہ جس کو بھی دیکھا وہ طالبان پر گولیاں برس رہا تھا اور کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ دشمن کون ہے اور دوست کون ہے اب مولوی عبدالمنان حنفی جو ہمارے مسؤل تھے انہوں نے کہا کہ یہاں رہ کر دشمن کا مقابلہ کرنا بہت مشکل ہے اگر ہم مزید یہاں رک گئے تو ہم میں کوئی بھی نہیں بچے گا ہم سب جمعہ بازار کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ طے ہوا کہ راستے میں جو بھی آئے اس کا مقابلہ کریں گے جب جمعہ بازار کی طرف لوٹے تو ہمارے اوپر ہر طرف سے گولیاں چل رہیں تھیں آگے والے ساتھی پیدل جا رہے تھے اور ان کے پیچھے گاڑیاں تھیں آگے والے ساتھی ہم پر ہونے والی فائرنگ کا جواب دے رہے تھے اس طرح یہ قافلہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گیا جب ہم جمعہ بازار پہنچے تو وہاں دشمن نے ہم سے پہلے ہی مورچے بنائے ہوئے تھے انہوں نے چاروں طرف سے ہم پر گولیوں کی بارش کر دی تو طالبان بھی ان کا مقابلہ کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے طالبان کے حملے میں جب دشمن نے تیزی دیکھی تو وہ ڈر گیا اور اس نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا اور طالبان ان کے درمیان سے گزر گئے اور اپنی پرانی جگہ پر جا کر محاذ بنالیا اور دو تین دن بعد طالبان نے دوبارہ چڑھائی کا فیصلہ

کیا اور سورج نکلنے ہی دشمن پر حملے شروع کر دیئے اب طالبان کی قیادت ملا داد اللہ اخند کر رہے تھے اس دن بہت سخت جنگ ہوئی اور طالبان جمعہ بازار تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اب دشمن نے بھی پورا زور لگایا کہ طالبان آگے نہ بڑھیں مگر طالبان نے ایسے زوردار حملے کئے کہ دشمن ان کے سامنے ٹھہر نہ سکا صبح سے شام تک کی اس جنگ میں طالبان تھک کر نڈھال ہو گئے اور اب مزید پیش قدمی نہ کر سکے اور واپس آ کر اپنے پرانے مورچوں میں رک گئے، دوسری طرف رشید دوستم کے طیاروں نے طالبان کے مورچوں پر بمباری شروع کر دی تو طالبان نے اس کا ایک طیارہ مار گرایا، اسی دن یہ خبر ملی کہ ملا داد اللہ اور ملا فاضل اخند زخمی ہو گئے ہیں ابتدائی طبی امداد کے بعد انہیں طیارے کے ذریعے فاریاب سے ہرات بھیجنے کے لئے طیارے میں بٹھایا گیا جب طیارہ فضا میں بلند ہوا تو دوستم کے لڑاکا طیاروں نے اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا اور پائلٹ سے رابطہ کر کے اس کو کہا کہ طیارہ شبرغان ایئر پورٹ پر اتار دو ورنہ اس کو تباہ کر دیا جائے گا پائلٹ نے کہا ٹھیک ہے اب طالبان کا طیارہ آگے تھا اور جیٹ اس کے پیچھے جارہے تھے موقع ملتے ہی طالبان کے پائلٹ نے طیارہ ترکمانستان کی حدود میں داخل کر دیا اس وقت ترکمانستان طالبان کا حامی تھا پائلٹ نے وہاں کے ایئر پورٹ سے رابطہ کیا اور صورت حال بتائی ایئر پورٹ والوں نے دوستم کے طیارے کو خبردار کیا کہ وہ ترکمانستان کی حدود کی خلاف ورزی سے باز رہے ورنہ اسے مار گرایا جائے گا یوں طالبان کا طیارہ اللہ کی مدد سے زخمی طالبان کو لے کر خیر خیریت سے ہرات پہنچ گیا، فاریاب کے محاذ پر اس وقت ملا برادر، ملا عبدالسلام اور مولوی عبدالمنان خٹئی اور ملا دوست محمد اخند طالبان کی قیادت کر رہے تھے اور تین دن بعد ملا فاضل اخند بھی محاذ پر واپس پہنچ گئے اب طالبان نے دوبارہ حملے کی تیاری شروع کی اس دفعہ طالبان نے اپنی حکمت عملی تبدیل کرتے ہوئے دشمن پر وار کرنے کا فیصلہ کیا، دشمن کی فوج جمعہ بازار فیض آباد ضلع میں جمع تھی جس کے مغرب کی طرف پنجتونوں کا ایک علاقہ موسیٰ تھا طالبان نے ایسے طریقے سے کام کیا کہ دشمن کو معلوم نہ ہو سکا کہ طالبان کا رخ کس طرف ہے اور آدھی تشکیل جمعہ بازار کی طرف بھیج دی۔



جب طالبان اپنی اپنی جگہ پر پہنچ گئے تو طالبان نے جمعہ بازار کی طرف سے چڑھائی شروع کی جنگ تیز ہو گئی تو علاقہ موسیٰ والے طالبان نے فیض آباد پر حملے شروع کر دیئے کیونکہ فیض آباد جمعہ بازار کے پیچھے تھا اس لئے دشمن کا دفاع نہ کر سکا اور طالبان نے فیض آباد پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد طالبان نے اپنا رخ جمعہ بازار کی طرف کیا اب جمعہ بازار میں موجود دشمن طالبان کے محاصرے میں آ گیا اب طالبان نے دونوں طرف سے دشمن پر حملہ کیا دشمن میدان چھوڑ کر بھاگنے لگا دشمن کے لئے اس وقت صرف پلچرغ (آستانہ بابا) کی طرف سے بھاگنے کا ایک راستہ تھا وہ بھی پیدل چلنے والوں کے کام آ سکتا تھا گاڑیوں سے اس راستے پر سفر کرنا ممکن نہیں تھا، جمعہ بازار میں دشمن نے عبرت ناک شکست کھائی اور اپنا تمام بڑا اسلحہ اور گاڑیاں چھوڑ کر بھاگ نکلا طالبان نے دشمن کے بہت سے فوجی گرفتار کر لئے اور بہت بڑی تعداد میں قتل کئے طالبان ایک بائی فور گاڑی میں ایک ٹینک کا پیچھا کر رہے تھے کہ ٹینک نے ایک گولہ گاڑی پر دے مارا جس سے گاڑی میں موجود آٹھ طالبان شہید ہوئے اور کچھ زخمی ہو گئے۔ فیض آباد کی طرف سے ملا فاضل اخوند اور جمعہ بازار کی طرف سے ملا برادر اخوند اور مولوی عبدالمنان خٹئی دونوں محاذوں کے درمیان ایک جگہ پر آ کر ملے اور ایک دوسرے کو فتح کی مبارک دی۔

## شبرغان کی فتح

اسی جگہ سب نے فیصلہ کیا کہ ہر ضلع کے لئے ایک امیر مقرر کیا جائے اس کے بعد ہر امیر کو دو دو سو طالبان دے کر چار ضلعوں میں بھیجا گیا تاکہ وہ وہاں اسلحہ جمع کریں اور وہاں کے دوسرے معاملات کو سنبھالیں۔ باقی طالبان دولت آباد، اندخوی کی طرف روانہ ہوئے یہ علاقہ شبرغان کے قریب واقع ہے جہاں پر ترکمن قوم آباد ہے یہاں سے ترکمانستان سے سرحد بھی ملتی ہے اور یہ علاقہ ترکمانستان سے تجارت کا ایک بڑا ذریعہ بھی ہے یہاں قالین بنائے جاتے ہیں اور عورتیں قالین سازی کا کام کرتی ہیں اور اس علاقے کا یہ رواج ہے کہ کوئی اس عورت سے شادی نہیں کرتا جس کو قالین سازی نہ آتی ہو۔ اندخوی میں طالبان کو کسی قسم کی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا، یہاں ساتھیوں نے شیعوں کا ایک کمانڈر گرفتار کیا جو

بامیان سے طالبان کے مقابلے کے لئے فوج لایا تھا ساتھیوں نے اسے ہماری چھاؤنی کے سامنے ایک بڑے درخت کے ساتھ باندھ دیا اور امیر المؤمنین سے رابطہ کیا اور اسے قتل کرنے کی اجازت مانگی تو امیر المؤمنین کی اجازت سے اسے قتل کر دیا، اگلے دن ملازم اور اخند نے امیر المؤمنین سے ابطہ کیا تو انہوں نے کہا اپنی طرف سے احتیاط کرو اور کچھ ساتھی پل چراغ کی طرف بھیج دو کیونکہ وہاں دشمن کی کچھ فوج جمع ہے، صبح کے وقت طالبان شبرغان کی طرف روانہ ہوئے تو دو ستم از بکستان فرار ہو گیا اور اس کے بڑے بڑے کمانڈر بھاگ کر مزار چلے گئے اور وہاں جا کر دوبارہ منظم ہونے لگے، طالبان نے شبرغان میں داخل ہو کر باقی رہ جانے والے مخالفین کو گرفتار کر لیا۔

## سرپل کی فتح

اگلے دن طالبان نے ضلع سرپل کا رخ کیا اس جگہ پر کمانڈر چریک رحیم دیوانہ کا قبضہ تھا طالبان کا خیال تھا کہ وہ مقابلے کے لئے آئے گا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ایسا رعب ڈالا کہ وہ اپنے اسلحہ ڈپو کو آگ لگا کر فرار ہو گیا طالبان نے احتیاطاً پانچ میزائل فائر کئے مگر اس کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ طالبان جب سرپل میں داخل ہوئے تو تمام عورتیں مرد بچے اور بوڑھے خوشی سے گھروں سے باہر نکل آئے اور ان کے ہاتھوں میں سفید جھنڈے تھے سارے لوگ قطاروں میں کھڑے ہو کر طالبان کا استقبال کرنے لگے، یہ طالبان سے محبت کرنے والوں کا حال تھا اور دشمنوں کی یہ حالت تھی کہ جب ان کو پتہ چلا کہ طالبان نے اس سارے علاقے پر قبضہ کر لیا ہے تو انہوں نے غصے میں آ کر بہت ہی عجیب کام کیا ایک نے تو اپنے ہی اسلحہ ڈپو کو آگ لگا دی اور ایک نے اپنی بیوی کو اس لئے قتل کر دیا کہ وہ پتخنون تھی۔

ہم اس کمانڈر کے علاقے سے گزر کر ولایت کے مقام پر پہنچے تو وہاں بھی لوگوں نے ہمارا بہت گرم جوشی سے استقبال کیا ہم نے وہاں جاتے ہی لوگوں سے اسلحہ جمع کرنا شروع کر دیا لوگ خود ہی اپنا اسلحہ لاتے اور ہمیں جمع کرواتے رہے جب حالات معمول پر آ گئے تو کچھ ساتھی وہاں چھوڑ کر اور حاجی عبدالمنان شنڈٹ والے کو گورنر مقرر کر کے ہم واپس شبرغان آ گئے۔

## مزار شریف پر حملہ

ایک رات شبرغان میں گزارنے کے بعد طالبان نے ایک اجلاس بلایا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ اب طالبان مزار شریف کی طرف اپنا رخ کریں حملے سے پہلے ملا فاضل کی قیادت میں کچھ لوگ بلخ بھیجے گئے کہ وہ وہاں کے مقامی لوگوں سے بات چیت کریں، وہاں پر موجود بڑے کمانڈر امیر خان اور حزب اسلامی کے کئی کمانڈروں سے طالبان کی ملاقات ہوئی طالبان کے وہاں پہنچنے سے پہلے گلبدین بھی وہاں موجود تھا مگر جب اسے طالبان کی آمد کی خبر پہنچی تو وہ بھاگ گیا، وہاں کے تمام کمانڈروں نے طالبان کو تعاون کا یقین دلایا، طالبان بلخ سے واپس شبرغان پہنچے اور مزار شریف پر حملے کی تیاری شروع کر دی، ہزاروں کی تعداد میں گاڑیاں مزار کی طرف رواں دواں ہوئیں اور شبرغان ایئر پورٹ پر موجود جیٹ طیارے بھی پرواز بھرنے لگے تقریباً پندرہ کلومیٹر لمبی گاڑیوں کی قطار تھی اور جیٹ طیارے ان کے اوپر پرواز کر رہے تھے، یوں یہ عظیم قافلہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا، بلخ شہر میں طالبان داخل ہوئے اور پورے شہر میں رات گزارنے کے لئے پھیل گئے ہمارے ساتھی ایک مہمان خانے میں چلے گئے اس مہمان خانے میں ایک دن پہلے گلبدین نے رات گزاری تھی اس کے لئے کمرے میں ایک خوبصورت پلنگ تھا مولوی عبدالمنان حنفی اس پلنگ پر سونے لگے تو دیکھا کہ پاس ایک میز پڑی ہے جس پر کچھ کتابیں تھیں اور چند دوسرے کاغذات جن پر گلبدین، احمد شاہ مسعود، جنرل دوستم اور ربانی کے دستخط تھے انہوں نے جو طالبان کے خلاف اتحاد بنایا ہوا تھا اس کی مکمل تصدیق موجود تھی، طالبان نے رات بھی نہیں گزاری تھی کہ خبر آئی کہ مقامی لوگوں نے بلخ اور مزار کے درمیان محاذ بنالیا ہے، صبح نماز کے بعد شوروی کا اجلاس طلب کیا گیا تمام قائدین جمع ہوئے اور فیصلہ ہوا کہ ابھی مزار پر حملہ شروع کیا جائے، شبرغان سے مزار شریف کو تین اطراف سے راستہ جاتا ہے، ایک راستہ قلعہ زینی کے شمال کی طرف سے ہو کر اور دوسرا راستہ قلعہ جنگلی سے جاتا تھا جب کہ تیسرا راستہ قلعہ زینی کے جنوب کی طرف سے مزار کو راستہ جاتا تھا، قلعہ جنگلی کی طرف سے ملا فاضل اخند اور شمال کی طرف سے ملا برادر اخند اور تیسرے راستے سے ہمارے ساتھی مولوی عبدالمنان حنفی کی قیادت میں طالبان نے حملہ شروع



کیا بلخ کا کمانڈر امیر جان بھی ہمارے ساتھ تھا، تقریباً نو دس بجے حملہ شروع ہوا دشمن سب سے مضبوط دفاع قلعہ زینی کے محاذ پر تھا اور اس کے علاوہ یہاں سے گزرنے کا کوئی آسان راستہ نہیں تھا قلعے کی مضبوط دیواروں میں بڑے بڑے مورچے بنے ہوئے تھے اور ان مورچوں پر دشمن نے بھاری اسلحہ اور دور تک مار کرنے والی گنیں نصب کیں ہوئیں تھیں، ہر طرف سے راکٹوں اور بموں کی بارش ہو رہی تھی دشمن نے جب یہ صورت حال دیکھی تو گیس کی پائپ لائن کو دھماکے سے اڑا دیا اور گولہ بارود کی بارش کرنے لگا، مگر طالبان کی یہ حالت تھی کہ کسی قسم کا ڈر یا خوف نہیں تھا طالبان کے حوصلے اتنے بلند تھے کہ کسی کوزخم اور چوٹ کی کوئی پرواہ نہیں تھی، طالبان پیش قدمی کرتے ہوئے قلعہ کے قریب پہنچ گئے مگر قلعے کے اندر جانا مشکل ہو رہا تھا طالبان نے کوشش جاری رکھی اور بھاری اسلحے سے قلعے پر حملہ کیا اور قلعے پر موجود مورچوں پر گولہ باری شروع کر دی تھوڑی دیر میں طالبان کی ایک بائی فور قلعے میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئی گاڑی کے داخل ہوتے ہی ایک گولہ اس کو لگا جس سے گاڑی کو آگ لگ گئی اور تین ساتھی شہید ہو گئے ان کی قربانی سے تمام طالبان کو اندر جانے کا راستہ مل گیا اور یہ مزار کی فتح کا سبب بنی اب دشمن نے قلعے سے بھاگنا شروع کر دیا۔

### مزار شریف میں آگ اور خون کی لہر

کوئی پہاڑوں کی طرف سے بھاگ رہا تھا تو کوئی مزار ائیر پورٹ کی طرف اس وقت ملا دوست محمد اخند دشمن پر تاک تاک کر نشانے لگا رہے تھے اور طالبان ہیلی کاپٹر سے دشمن کی گاڑیوں کو نشانہ بنا رہے تھے آخر دشمن گاڑیاں اور سواریاں چھوڑنے پر مجبور ہو گیا اور سب کچھ چھوڑ کر بھاگنے لگا، جب ہم مزار کے بازار میں داخل ہوئے تو سارا شہر سنسان تھا اور عام لوگ بھی گھروں میں چھپے ہوئے تھے اب طالبان نے چھپے ہوئے دشمن کو قتل کرنا شروع کیا ایک گودام میں دشمن کے بہت سے فوجی چھپے ہوئے تھے طالبان نے ان کو وہاں سے نکال کر قتل کر دیا کچھ فوجی ایک ٹرک میں بھاگ رہے تھے وہ ٹرک بھی طالبان کی بمباری کا نشانہ بنا اور تمام فوجی جل کر کباب بن گئے تمام طالبان پورے شہر میں پھیل گئے اور گھر گھر تلاشی شروع کر دی اور گرفتاریاں شروع کیں، جب ہم مزار میں داخل ہوئے تو پہلے جیل میں گئے

وہاں ہمیں چار پانچ طالبان اور کچھ دوسرے قیدی ملے جو چلنے پھرنے سے قاصر تھے اور ان کی حالت بہت ہی نازک تھی اور جو صحت مند تھے ان کو کچھ دن پہلے ہی اس جیل میں منتقل کیا گیا تھا، ہمارے تمام ساتھی مزار ہوٹل میں جمع ہوئے مزار ہوٹل ربانی حکومت کے وزیر خارجہ محقق کا دفتر تھا (جو ایک شیعہ تھا) جو بہت خوبصورت بنایا گیا تھا یہ بہت بڑی جگہ تھی اس میں ہم نے چھاونی بنائی اس وقت مجھے اس کا بالکل احساس نہیں ہو رہا تھا اور میں سمجھ رہا تھا کہ ابھی ظہر کا وقت ہے جب ساتھیوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ تھوڑی دیر بعد عصر کا وقت ہو جائے گا ہم نے جلدی جلدی ظہر کی نماز ادا کی اس کے بعد ملا فاضل اخند نے اعلان کیا کہ رات کے وقت کسی مکان اور اطاق اور چھاونی میں رہنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ تمام طالبان راستوں سڑکوں اور گلیوں میں سپرہ دیں گے، ہمیں مولوی عبدالمنان حنفی کی قیادت میں مزار شہر کے مشرق کی طرف دروازہ جمہوری پر سپرہ دینے کے لئے بھیج دیا گیا ہمارے کچھ ساتھی سو گئے ہمارے قریب کچھ لاشیں پڑی تھیں ان کی وجہ سے ہمیں بالکل نیند نہیں آئی، صبح سویرے تمام قائدین جمع ہوئے اور ہر گھر کی تلاشی لینے کا فیصلہ کیا تلاشی کا کام شروع ہوا اور ہر گھر سے مشکوک افراد کو نکال کر جمع کرنا شروع کیا اتنے زیادہ لوگ گرفتار ہوئے جب ان کو جمع کیا گیا تو ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے کسی جلے میں لوگ جمع ہیں، یہاں سے سب کو جیل منتقل کر دیا گیا اور پھر ان میں سے جن پر جرم ثابت ہو گیا ان کو قتل کر دیا اور باقی قیدیوں کی تفتیش ہوتی رہی تین دن کے اندر اندر مزار کی ایسی حالت ہو گئی جو بیان سے باہر ہے ہر جگہ لاشوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے خاص کر عبدالعلی مزاری کی قبر شیعوں کی قتل گاہ بن گئی تھی اور حیرتان کے مقام پر جہاں دشمن نے طالبان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر قتل عام کیا تھا، وہاں پر دشمن کے بہت سے سپاہیوں کو قتل کیا گیا، امیر المؤمنین کی طرف سے ایک بار پھر عام معافی کا اعلان کیا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ لوگوں پر رحم کرو اور انتقامی کارروائی کرنے سے گریز کرو اور کسی کو اجازت نہیں کہ کسی کو بغیر جرم قتل کرے تین دن بعد انتظامی امور کے لئے ادارہ بنا دیا گیا، عبدالمنان حنفی کو والی مزار کی ذمہ داری سونپی گئی اور ملا معاذ اللہ شہید کے ساتھیوں میں سے ایک کو پولیس کا سربراہ بنایا گیا اور شہید عبدالرزاق کو کورکمانڈر کا منصب دیا گیا۔ مزار شریف سے طالبان نے تاشقرغان، سمنگان اور پلنخری کی طرف تشکیلات روانہ کیں، جب طالبان تاشقرغان کے

قریب پہنچے تو دشمن کے فوجیوں کی وردیاں تک روڈ پر پڑی تھیں دشمن بھاگتے ہوئے اپنی وردیاں تک چھوڑ گیا تھا یہاں پہاڑوں کے درمیان ایک بہت تنگ درہ تھا دشمن نے ٹینک اور گاڑیوں سے اس درے کو بند کر دیا اور پہاڑوں پر بڑے بڑے مورچے بنائے طالبان نے ایک دفعہ حملہ کیا مگر اندر داخل نہ ہو سکے کیونکہ دشمن کی طرف سے گولہ بارود کی بارش ہو رہی تھی اور بڑی توپوں سے آگے آنے والے طالبان کو نشانہ بنایا جا رہا تھا اس جگہ مولوی عبدالمنان حنفی زخمی ہو گئے اور طالبان کو آگے جانے کا موقع نہیں مل رہا تھا آخر طالبان ہر کوشش کے بعد درے سے پیچھے ہٹ گئے تا شقرغان کے درے میں شدید مزاحمت کے بعد طالبان نے اپنی حکمت عملی تبدیل کی اور درے کے سامنے اپنے مورچے برقرار رکھ کر ایک بڑی تعداد اور پہاڑوں کے بائیں طرف ریگستان سے ہوتے ہوئے ریگنک کے راستے قندوز پہنچے، یہاں پہلے سے طالبان موجود تھے وہاں سے طالبان بغلان پہنچے پھر پلٹ کر سمنگان کے لئے تشکیل کی گئی تا شقرغان میں دشمن مطمئن تھا کہ طالبان شکست کھا کر اپنے مورچوں میں اپنے زخم چاٹ رہے ہیں، اور ان کو یہ خبر نہ ہوئی کہ طالبان ان کے پیچھے پہنچ آئے ہیں، جب پلٹ کر سمنگان میں داخل ہوئے تو دشمن کو مقابلے کا موقع ہی نہ ملا اور دشمن کے بہت سے فوجیوں کو گرفتار کر لیا گیا پھر تا شقرغان کا رخ کیا وہاں بھی دشمن کو کسی قسم کا موقع نہ دیا گیا اور بہت بڑی تعداد گرفتار کر لی گئی اور ایک گھنٹے کے اندر اندر درہ کھول دیا گیا اور گاڑیوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی تا شقرغان، مزار قندوز، بغلان، سمنگان کے بازار کھل گئے اور زندگی معمول پر آ گئی تو طالبان نے اسلحہ جمع کرنا شروع کیا سارے علاقوں سے اسلحہ جمع کر کے ضرورت سے زیادہ اسلحہ قندہار منتقل کر دیا گیا ادھر قندوز کے طالبان نے تتخار پر حملے کی تیاری شروع کر دی اور ایسا زور دار حملہ کیا کہ دشمن مقابلہ نہ کر سکا اور تتخار فتح ہو گیا۔ جب تا شقرغان اور سمنگان فتح ہو گئے تو ملا برادر اخوند نے کہا اب تتخار چلتے ہیں وہاں کچھ علاقے باقی ہیں تتخار پہنچ کر رات گزارنے کے بعد تتخار ایئر پورٹ کی طرف پہاڑوں میں دشمن کو موجود پایا شام تک ان کے ساتھ جنگ ہوتی رہی دشمن نے شکست کھا کر بھاگنا شروع کر دیا ہم نے تاجکستان کے باڈر تک اس کا پیچھا کیا مگر آگے راستہ بند تھا اس لئے ہم واپس لوٹ آئے۔



### درہ کیان میں طالبان کا داخلہ

اب ملا برادر اخوند نے فیصلہ کیا کہ بامیان جانے کی تیاری کرو امیر خان متقی کو مختار کا مہسول بنایا اور تشکیلات ترتیب دے کر پلٹھری کی طرف کوچ کیا یہاں پہنچ کر طالبان نے شہر کے ہر حصہ میں چھاؤنی بنائی اور بامیان پر حملے کی تیاری شروع کردی بامیان کی فتح میں ایک بہت بڑی رکاوٹ درہ کیان تھا۔

یہ درہ اسماعیلی شیعہ کے پیشوا جعفر نادری کے کنٹرول میں تھا جس کو اس نے ایک ریاست کا درجہ دے رکھا تھا تمام شیعہ لوگ اس کا بہت احترام کرتے تھے اور اس کو اپنا خدا و رسول تک سمجھتے تھے اس نے یہاں اپنے قانون بنائے ہوئے تھے اور یہاں کا ہر باسی اس کے قانون کا پابند تھا یہ قوم بہت عرصے سے یہاں آباد تھی ظاہر شاہ کے دور میں یہ قوم بہت مشہور تھی، پلٹھری اور دوشی سے بھی شیعہ لوگ بھاگ کر یہاں آ گئے تھے اور جعفر نادری نے سب کو پناہ دی ہوئی تھی یہ درہ دفاعی لحاظ سے بھی بہت مضبوط سمجھا جاتا تھا خود جعفر نادری کہتا تھا کہ طالبان اگر بارش کی طرح بھی آسمان سے اتریں تو بھی وہ اس درے میں داخل نہیں ہو سکتے، یہ درہ بہت ہی تنگ تھا اور اندر جانے کے راستے پر ٹینک اور توپیں نصب تھیں تمام راستے پر اتنی بارودی سرنگیں بچھائی ہوئی تھیں جیسے زمین پر دانے بکھیر دیئے گئے ہوں۔

### درہ کیان کا اندرونی منظر

درہ کیان کی اہمیت بہت تھی کیونکہ یہ شیعہ مذہب کا ایک مرکز تھا اور تمام شیعہ کمانڈر بھی اس جگہ چھپے ہوئے تھے اس کے علاوہ اس درے میں بہت خوبصورت تعمیرات بھی تھیں ایک اونچے پہاڑ پر ایک باز کا مجسمہ بنایا گیا تھا اس مجسمہ کے اندر ایک بہت بڑا ہال تھا جسے شوروی کی مجالس وغیرہ کے لئے استعمال کیا جاتا تھا پہاڑ کے نیچے سیڑیاں بازار کے دروازے تک جاتیں تھیں اور ساتھ ریل کی پٹری بچھائی گئی تھی جس پر دوڑ بے آٹھ آٹھ آدمی کو لے جاسکتے تھے سیڑیوں کے کنارے خوبصورت پھول اور پودے لگا کر ان کی خوبصورتی میں اضافہ کیا گیا تھا اس درے میں ایک چھوٹا سا چڑیا گھر بھی بنایا گیا تھا جس میں ایک طرف

مختلف اقسام کے پرندے تھے تو دوسری طرف جانوروں کے پنجرے تھے یہاں ایک موسیقی ہال بھی تھا جہاں نادری اپنی روح کی سزا حاصل کرتا تھا اس کے ساتھ ایک عورتوں کا رقص ہال تھا جس میں عورتوں کے رقص کے لباس سجے ہوئے تھے اور دیواروں پر مکمل پردے تھے جن کے نیچے نگلی عورتوں کی تصویریں تھیں اور بعض تصویریں عورت اور مرد کی مباشرت کے وقت کی تھیں جب اس ہال میں رقص شروع ہوتا تو دیواروں پر سے پردے ہٹا دیئے جاتے اسی ہال میں ایک میز تھا جس پر شراب کے خوبصورت پیالے سجے ہوئے تھے اس میز پر ایک سبز کپڑا پڑا ہوا تھا جو میز کے کناروں سے زمین تک لٹکا ہوا تھا اس کپڑے پر توہین کرنے کے لئے کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا میز کے ساتھ ایک کرسی پڑی ہوئی تھی جو نادری کی نشست گاہ تھی اس ہال کے آگے ایک خوبصورت تالاب تھا جس میں چھوٹی چھوٹی دو کشتیاں تیر رہی تھیں اور تالاب کے کنارے پر بھی عورتوں کی نگلی تصویریں بنی ہوئی تھیں، اس درے میں بسنے والے سب مرد غلام اور عورتیں نادری کی کنیزیں تھیں ہر گھر سے ایک مرد اور ایک عورت نادری کی خدمت میں حاضر رہتے لوگوں کے مال اور دولت میں بلکہ ہر قسم کی آمدنی میں نادری کا دسواں حصہ تھا یہاں کے لوگ انتہائی غریب تھے اور ان کی حالتیں بہت خستہ تھیں، (خسرنی الدنیا والاخرہ) کا مصداق یہی لوگ تھے، نادری کا ایک قانون یہ بھی تھا کہ جس لڑکی کی شادی ہوتی اسے پہلی ایک رات نادری کے کمرے میں لا کر چھوڑ دیا جاتا یہاں پہلی رات گزارنے کے بعد دو لہے کے حوالے کر دی جاتی۔

### درہ کیان پر طالبان کا حملہ

اس درے میں داخل ہونے کے لئے دو راستے تھے ایک راستہ پلخمری ڈنڈ غوری اور دوسرا دوشی کی طرف سے جاتا تھا۔ نادری کے فوجیوں نے دونوں راستوں پر بارودی سرنگیں بچھائی ہوئیں تھیں اور اوپر سے اس راستے پر پانی چھوڑ دیا تھا کچھ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ کس جگہ بارودی سرنگ ہے، آخر اللہ پر توکل کرتے ہوئے طالبان نے حملہ شروع کیا جب حملہ شروع کیا اس وقت صبح ہو رہی تھی کہ ملا فاضل کی گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی اور وہ زخمی ہو گئے تو باقی طالبان کا آگے جانا بھی مشکل ہو گیا دوسری طرف سے ہمارے ساتھیوں نے کام

شروع کیا جب ہم سرنگوں کی جگہ پر پہنچ گئے تو مشورہ کیا گیا کہ کیسے اس راستے سے گزرا جائے بعض ساتھی ایسے تیار ہو گئے جنہوں نے کہا کہ ہم اس راستے پر گاڑی تیزی سے لے جائیں گے اگر کوئی مائن وغیرہ ہوا تو ہماری گاڑی سے ٹکرا کر پھٹ جائے گا اور یوں دوسری گاڑیوں کے لئے راستہ بن جائے گا۔

اس کے بعد ایک گاڑی طالبان نے بہت تیز رفتاری سے اس جگہ سے گزار دی اس کے بعد ہمارے ساتھیوں کی گاڑی جس میں آٹھ ساتھی اور ملا احمد اخوند بھی تھے اس راستے سے گزرنے کے لئے چلی مگر اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا یہ گاڑی مائن پر چڑھی اور دھماکے سے اڑ گئی اور اس میں موجود آٹھ طالبان میں سے چار شہید ہو گئے، یوں ایک ایک کر کے گاڑیاں گزرتیں رہیں اور بعض گاڑیاں بارودی سرنگوں پر چڑھیں اس طرح راستہ صاف ہو گیا اور تمام گاڑیاں گزر گئیں جب دشمن نے یہ حالات دیکھے کہ طالبان تمام بارودی سرنگیں پار کر گئے ہیں تو اس پر خوف طاری ہو گیا تو دشمن نے راہ فرار اختیار کرنے میں ہی اپنی خیر سمجھی اور گاڑیاں، ٹینک توپیں اور سب کچھ چھوڑ کر گھوڑوں پر سوار ہو کر سالنگ کے پہاڑ عبور کرتے ہوئے پنج شیر کی طرف بھاگ نکلے اور طالبان درّے میں داخل ہو گئے سب سے پہلے طالبان نے اس باز کو آگ لگائی جو پہاڑ کی چوٹی پر بنا ہوا تھا اور پھر چڑیا گھر کے پرندے آزاد کر دیئے اور غیر شرعی چیزوں کو بھی ختم کر دیا جو اس نے عیش عشرت کے لئے بنائی ہوئیں تھیں، یہاں کی جیل میں تیس طالبان قیدی ملے جن میں سے اکثر پاکستانی تھے، اس درّے سے طالبان کو بہت سی چیزیں غنیمت میں ملیں تقریباً تیس ہزار میکاروف پستول جو صندوقوں میں بند تھے دو میلے، چہل میلے، گاڑیاں، خوراک اور چھوٹے بڑے اسلحے کے علاوہ بہت سی دوسری غنیمت ہاتھ لگی۔ اس کے بعد طالبان نے بامیان پر حملے کی تیاری شروع کر دی۔

### بامیان کی فتح

بامیان کی طرف طالبان کے لئے اب راستہ کھل گیا کیونکہ جعفر نادری جو راستے کی بڑی رکاوٹ تھا وہاں سے فرار ہو چکا تھا اور اس کے پورے علاقے پر اب طالبان کا قبضہ تھا طالبان نے اس سرزمین پر جس پر بہت عرصے سے عیاشی اور بے دینی کا دور دورا تھا دین محمدی



کا لایا ہوا قانون نافذ کیا، بامیان کے راستے پر دو بڑے ضلع تھے تالہ برکک اور دو آب میخ زریں، ان دونوں اضلاع کے لوگوں کے پندرہ سال سے نادری نے راستے بند کئے ہوئے تھے یہ لوگ شیعوں کے محاصرے کی وجہ سے کہیں آجائیں سکتے تھے ان علاقوں میں ضروریات زندگی کی چیزیں بہت مہنگی تھیں، بامیان سے پہلے طالبان ان ضلعوں میں گئے جب ہم تالہ برکک میں داخل ہو گئے تو وہاں کے لوگوں کی خوشی قابل دید تھی اور ایسے لگتا تھا جیسے ان لوگوں نے اس سے پہلے خوشی نام کی کوئی چیز نہیں دیکھی، وہاں کے ایک باسی نے مجھے بتایا کہ یہاں کی عورتیں پندرہ سال سے شیعوں کے خوف سے گھروں میں بند ہیں، پہاڑ کے دامن میں ایک بڑا قبرستان تھا، جس کی ہر قبر پر سفید رنگ کا جھنڈا لگا تھا اس نے بتایا کہ یہ سب نادری کے شہید کئے ہوئے لوگوں کی قبریں ہیں اس کے بعد طالبان دوسرے ضلع میں گئے یہاں بھی تاتار قوم آباد تھی اور ان کے سربراہ مولوی اسلام اور مولوی باز محمد تھے ان لوگوں نے بھی ہمارا بڑا اچھا استقبال کیا رات یہاں گزارنے کے بعد اگلی صبح طالبان بامیان کی طرف روانہ ہوئے اور مولوی اسلام صاحب کو رہبر مقرر کیا گیا بامیان کی طرف دو راستے جاتے تھے ایک عام راستہ جو شکاری درے سے ہو کر جاتا تھا اور دوسرا راستہ بیانی صیفان سے ہو کر بامیان تک جاتا تھا یہ بہت خراب راستہ تھا طالبان نے اسی راستے پر سفر شروع کیا کیونکہ دوسرے راستے پر دشمن نے بڑے بڑے پتھر گرا کر اس کو بند کر دیا تھا، آگے آگے بلڈوزر راستے سے بڑے بڑے پتھر ہٹا کر راستہ بنا رہا تھا اور طالبان پیچھے پیچھے آرہے تھے جب رات ہوئی تو طالبان نے صیفان کے مقام پر قیام کیا صبح چند ساتھی راستہ دیکھنے کے لئے آگے گئے جب ساتھی پہاڑوں کے درمیان سے کم اونچائی والی پہاڑی پر پہنچے تو سامنے دشمن نے مورچے بنائے ہوئے تھے طالبان نے تمام اطراف کا جائزہ لیا اور حملے کا پروگرام بنایا لیکن دشمن نے مورچوں کے قریب مائن چھپائے ہوئے تھے اور گاڑیوں کے راستوں پر بڑے بڑے پتھر گرا کر اس کو بند کیا ہوا تھا اور یہاں سردی بہت ہی سخت تھی۔ اسی دن طالبان نے حملے کے انتظامات مکمل کر لیے اور جب رات ہوئی تو دشمن کے مورچوں کے قریب ہو گئے صبح کی نماز کے بعد طالبان نے دشمن کے مورچوں پر تین اطراف سے پیدل چڑھائی شروع کر دی ایک طرف ملا غلام نبی جہادیار شہید اور دوسری طرف سے مولوی ولی جان صاحب اور

تمام طالبان کی قیادت ملا برادر اخند کر رہے تھے، طالبان نے ایسا زوردار حملہ کیا کہ صبح آٹھ بجے تک دشمن ایک محاذ سے پسپا ہو گیا اور پیچھے جا کر دوسرے پہاڑ پر مورچے بنائے اب طالبان اور دشمن کے درمیان ایک پہاڑ تھا اس پہاڑ کے درمیان ایک درّہ تھا جیسے ہی طالبان کی گاڑی اس درّے کو پار کرتی تو دشمن کے ٹینک اور توپیں اس پر حملہ کر دیتی اس راستے سے گزر کر دشمن کے مورچوں تک پہنچنا بہت مشکل تھا راستے پر بڑے بڑے پتھر گرا کر اور مائن لگا کر اس کو اور مشکل بنا دیا گیا تھا لیکن اللہ پر توکل کرنے والوں کا راستہ کون روک سکتا ہے طالبان نے اللہ کا نام لے کر حملہ شروع کیا اور دشمن کی سوچ سے بڑھ کر اس کو مارا جب دشمن کو مار پڑنا شروع ہوئی تو بھاگ نکلا طالبان نے اس کا پیچھا کیا اور بامیان سے دس کلومیٹر دور تک گئے تو رات ہو گئی پھر سب ساتھیوں نے مشورہ کیا کہ رات کو آگے نہ جایا جائے اور رات اسی جگہ گزاری جائے، (یہ جگہ جو قتل کے نام سے مشہور ہے یعنی پہاڑ کی چوٹی اور یہ چوٹی افغانستان کی سب سے اونچی چوٹیوں میں سے ہے) ہم ابھی اسی جگہ تھے کہ مغرب سے پہلے طیارے کی آواز آئی ہمارے سروں کے بالکل اوپر سے ایک ایرانی طیارہ گزر کر ایران کی طرف چلا گیا بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں بامیان کے بڑے بڑے کمانڈر تھے جو ایران بھاگ گئے تھے، صبح ہم بامیان کی طرف روانہ ہوئے بامیان پہنچ کر تمام طالبان پورے شہر میں پھیل گئے اور تلاشی شروع کر دی اور سب سے پہلے بامیان جیل پہنچے تو جو ساتھی زندہ اور صحت مند تھے باہر روڈ پر کھڑے تھے جن میں سے اکثر پاکستانی تھے جب میں جیل میں داخل ہوا تو سامنے چمن کے ایک ساتھی جمال الدین کی لاش پڑی تھی دشمن نے بامیان سے فرار ہونے سے پہلے سب قیدیوں کو رسی سے باندھ کر شہید کر دیا اور بعد میں گرنیڈ پھینک کر بھاگ گیا تھا، اس بے رحم قوم نے فرار ہونے سے پہلے اپنے دل کی نفرت اور غصہ بے بس قیدیوں کو قتل کر کے نکالا، ہمارے ساتھیوں نے اقوام متحدہ کے دفتر میں اپنی قرار گاہ بنائی، بامیل میں ہزارہ قوم آباد تھی جو سب شیعہ مذہب کے پیروکار تھے اور یہاں بدھ مت مذہب کے دو بڑے بت بھی بنے ہوئے تھے ایک مرد کا اور دوسرا عورت کا مرد کے بت کی لمبائی پچاس گز تھی اور عورت کے بت کی لمبائی تیس گز تھی یہ بت سروخ پہاڑ کو کاٹ کر محراب میں بنائے گئے تھے اور ان کے نیچے بہت سے کمرے بنائے گئے جو خوبصورت نقش و نگار سے سجے ہوئے تھے طالبان

کے آنے سے پہلے اقوام متحدہ نے یہاں ایک بورڈ لگایا ہوا تھا جس پر لکھا ہوا تھا (اس جگہ پاک صاف ہو کر آئیں اور یہاں جھوٹ مت بولیں) شیعوں نے بتوں پر ایک بہت بڑا پردہ لگایا ہوا تھا جس کو ہفتے میں ایک دن اٹھایا جاتا اور ہر آنے والے سے پیسے لیتے جب طالبان وہاں پہنچے تو ملا دوست محمد شہیدؒ نے ٹینک کے چار گولے بڑے بت پر فائر کئے جو بالکل نشانے پر لگے جس کی وجہ سے بت بہت بد صورت لگ رہا تھا، بامیان میں ایرانی اور دوسری غیر ملکی تنظیموں نے بہت کام کیا تھا ایران نے اپنا قونصل خانہ بھی اسی جگہ بنایا ہوا تھا اور دوائیر پورٹ بھی بنا کر دیئے ہوئے تھے اسی طرح اقوام متحدہ نے اپنے دفتر کے ساتھ ساتھ ہسپتال بھی بنا کر دیئے ہوئے تھے جن میں اتنی زیادہ اور ایسی قیمتی ادویات تھیں جو ہم نے اس سے پہلے پورے افغانستان میں نہیں دیکھیں، طالبان نے پورے ضلع میں اسلحہ جمع کرنے کے لئے گروپ روانہ کئے مگر دشمن کے جو فوجی پہاڑوں میں بھاگ گئے تھے موقع ملتے ہی طالبان پر حملے کرنے لگے۔

### بامیان کے بتوں کی تباہی و بربادی

بامیان میں تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ امیر المؤمنین کی طرف سے حکم ہوا کہ ”بتوں کو توڑ دیا جائے جب یہ خبر کافروں کو ہوئی تو پوری دنیا نے شور مچانا شروع کر دیا اور عالم کفر نے طالبان سے رابطے کرنے شروع کر دیئے بعض ممالک کی طرف سے طالبان کو بڑی بڑی پیش کش کی گئیں اگر طالبان بت توڑنے سے باز رہیں تو ان کی ہر طرح سے مالی معاونت کی جائے گی اور جاپان نے طالبان کو پیش کش کی کہ اگر وہ بتوں کو نہ توڑیں تو جاپانی حکومت کی طرف افغانستان کی تمام سڑکیں پکی کی جائیں گی، اسی طرح ہندوستان کی طرف سے بھی بہت شور ہوا کہ اگر طالبان نے بتوں کو توڑا تو یہ ان کے لئے اچھا نہیں ہوگا مگر امیر المؤمنین نے سب پیش کشیں مسترد کر دیں اور سب کو ایک ہی جواب دیا جو سلطان محمود غزنوی نے سومنات کو تباہ کرنے سے پہلے کفار کو دیا تھا (میں اپنے آپ کو تاریخ میں بت شکن کہلوانا چاہتا ہوں نہ کہ بت فروش) اس کے بعد امیر المؤمنین نے کفر کے ان نام نہاد خود ساختہ خداؤں کو فوراً مٹانے کا حکم دے دیا اس حکم کے بعد طالبان نے سات سو کلو انتہائی طاقت ور بارود اور کئی



سومانیوں کے ذریعے بتوں کو پاش پاش کر دیا اس کے بعد امیر المؤمنین نے تمام صوبوں کے گورنروں کو حکم دیا کہ ہر صوبے میں کفارے کے طور پر دو دو گائے ذبح کی جائیں کہ ہم نے بتوں کو توڑنے میں اتنی تاخیر کر دی اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دے میں اس وقت سمگان میں تھا تو ہم نے بھی امیر المؤمنین کے حکم پر دو گائے ذبح کر کے ضلع کے مسکین و غریب لوگوں میں تقسیم کر کے اس عظیم کارِ خیر میں حصہ لیا۔

امیر المؤمنین نے ایک تیر سے دو شکار کئے ایک تو کافروں کے نام نہاد خداؤں کو توڑ کر یہ ثابت کر دیا کہ تمہارے یہ خدا جب اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تو تمہاری کیا کریں گے اور دوسری طرف ہندو جن کی عبادت کرتے ہیں اور جن کو اپنا خدا مانتے ہیں ان کو ذبح کر کے ہندوؤں پر مسلمانوں کی عزت ثابت کر دی۔ جب طالبان اس کام سے فارغ ہوئے تو امیر المؤمنین نے تمام دنیا کے اخباری نمائندوں کو اجازت دی کہ وہ بامیان جا کر کفر کے مصنوعی خداؤں کا حال دیکھ لیں بہت سے صحافی ایک طیارے پر بامیان پہنچے، ان میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو ایسی مذہب سے تعلق رکھتے تھے، جب انہوں نے بتوں کے ٹکڑے دیکھے تو بعض نے رونا شروع کر دیا جب یہ لوگ واپس جانے لگے تو تلاشی کے دوران مولوی عبدالمنان خفّی نے ایک عورت کی جیب سے ٹوٹے ہوئے بت کا ٹکڑا نکالا جو اس نے برکت کے لئے اپنی جیب میں رکھا ہوا تھا، مولوی اسلام کو بامیان کا مسؤل بنایا گیا اور تمام ادارے ترتیب دینے کے بعد ملا برادر اخند اپنے لشکر کے ساتھ واپس آ گئے اور خجانب کے مقام پر آ کر دونوں طرف مورچے بنا لئے ایک بیخ شیر کے راستے پر اور دوسرا کابل مزار کی عمومی سڑک پر اس جگہ طالبان کی احمد شاہ مسعود کے ساتھ بہت سخت جنگ ہوئی اور اس کے فوجی بہت شدید حملے کرتے رہے جب طالبان نے جوابی حملہ کیا تو دشمن نے پیچھے سے راستہ بند کر دیا اور جگہ جگہ جنگ شروع ہو گئی یہاں طالبان کو بہت نقصان ہوا بہت سے طالبان شہید و زخمی ہوئے، جن میں ہمارے قریبی ساتھی محمد قاسم شہید بھی تھے جو بہت ہی اچھے اخلاق والے ساتھی تھے، اور کافی تعداد میں گرفتار کر لئے گئے اور پچاس کے قریب گاڑیاں دشمن کے قبضے میں چلی گئیں باقی طالبان اپنی جگہ پر واپس آ گئے اور تحریک کے آخر تک محاذ اسی جگہ پر رہا، دشمن کے لئے یہ محاذ بہت ہی محفوظ اور مضبوط تھا، اور اس محاذ پر دشمن کو شکست دینے بغیر اس علاقے پر قبضہ ناممکن

تھا طالبان نے دشمن کو ہٹانے کے لئے کئی بار کوشش کی مگر کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور بہت سے ساتھی اس محاذ پر شہید و زخمی ہوئے جن میں ہمارے ایک قریبی ساتھی جہادی مدرسے کے امیر حافظ فیض اللہ بھی شامل تھے، نومبر ۲۰۰۱ کو جب احمد شاہ مسعود ہلاک ہوا تو اس سے ایک دن بعد طالبان نے بہت بڑا حملہ کیا اور اللہ کے فضل سے دشمن کو شکست دی اور دشمن بھاگ گیا۔

## 11 ستمبر کے بعد کے حالات اور امیر المؤمنین

احمد شاہ مسعود کے ہلاک ہونے کے بعد طالبان بہت خوش تھے کیونکہ ایک تو ان کا دشمن ہلاک ہو گیا تھا اور دوسرا مشکل ترین محاذ بھی فتح ہو گیا تھا مگر ان درویشوں کو کیا معلوم تھا کہ اب ان علاقوں میں ان کی آخری فتح کے بعد ان کا مقابلہ ایک ایسے دشمن سے ہونے والا ہے جو اسلام کا سب سے بڑا دشمن ہے جو انتہائی مکار اور بے غیرت بھی ہے اور اس کی ازل سے یہ کوشش رہی ہے کہ اسلام غالب نہ آئے پائے اور مسلمان ہمیشہ ہماری غلامی میں رہیں مگر اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اسلام کو ہی غالب کرے گا، اکتوبر کے حملوں کا الزام ایسے لوگوں پر لگایا گیا جن کے پاس نہ تو کوئی فوج تھی اور نہ جدید اسلحہ اور ایف سولہ، بی باؤن طیارے ان کے پاس ایک ہی طاقت تھی اور وہ ایمان کی طاقت تھی جس سے پوری دنیا کا کفر ڈر رہا تھا، عالم کفر نے طالبان کو بھی آج کے نام نہاد مسلمانوں کی طرح سمجھا جو پیسوں کے لئے اپنا ایمان اور عزت تک بیچ دیتے ہیں اور امیر المؤمنین کو انہوں نے دوسرے نام نہاد مسلمان حکمرانوں کی طرح سمجھ کر آنکھیں دکھانا شروع کیں بش اور بلیئر نے سوچا کہ ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ بھی دوسرے منافق حکمرانوں کی طرح ان کے تلوے چاٹنے شروع کر دیں گے اور ان سے معافیاں مانگنے لگ جائیں گے۔

مگر ان کو کیا معلوم تھا اس کی ماں نے اس کا نام عمر رکھا ہے اور اس کے خون ریز معرکوں اور جسم پر لگنے والے زخموں نے اسے مجاہد کا لقب دیا ہے اس اللہ کے شیر نے سینہ تان کر اور کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کا ہر مطالبہ ماننے سے صاف انکار کر دیا جب دوسرے مسلمان حکمرانوں کو اشارہ کیا تو وہ سب وائٹ ہاؤس کے سامنے قطاروں میں کھڑے

ہو گئے اور بے شرعی اور بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا مکمل تعاون کرنے لگے جب امیر المؤمنین نے تمام دنیا کے مطالبے مسترد کر دیئے تو امریکہ نے اپنے حواریوں کو ساتھ لے کر امارت اسلامی پر حملہ کر دیا تمام عالم کے لوگ دانتوں میں انگلیاں دے کر امریکہ و اتحادیوں کی بمباری کو دیکھتے رہے امریکی طیارے دن رات مسلمانوں پر بارود کی بارش کرتے رہے دو ماہ کی اس بارودی بارش سے ڈیڑھ سو مسجدیں شہید کر دی گئیں ہسپتالوں کو جان بوجھ کر نشانہ بنایا گیا مدارس پر کروڑ گرائے گئے اور تیس ہزار سے زیادہ معصوم لوگوں کو شہید کر دیا گیا بستیوں کی بستیاں صفحہ ہستی سے مٹا دی گئیں امیر المؤمنین نے اجلاس بلایا جس میں سات سو علماء شامل ہوئے سب نے فتویٰ دیا کہ امریکہ کے خلاف جہاد فرض ہو گیا ہے۔

اسی طرح پاکستانی علماء کا ایک وفد امیر المؤمنین سے ملاقات کے لئے قندھار آیا جس میں مولانا حسن جان صاحب، مفتی تقی عثمانی صاحب، مولانا محمد احمد صاحب، اور مولانا سلیم اللہ خان صاحب شامل تھے جب یہ لوگ واپس لوٹے تو شیخ حسن جان صاحب نے تمام سفر کی کارگزاری چمن کے ایک مدرسے میں سنائی کہ ہمارے امیر مولانا تقی عثمانی صاحب تھے اور مشکم بھی وہی تھے جب ہم امیر المؤمنین کی مجلس میں بیٹھ گئے تو ہماری طرف سے سب خاموش تھے امیر المؤمنین نے مجلس کا سکوت توڑا اور دو ٹوک الفاظ میں بولے آپ لوگوں کی یہاں تشریف آوری کا مقصد شیخ اسامہ کا مسئلہ ہے اگر اللہ تعالیٰ کو طالبان کی حکومت منظور ہوئی تو دنیا کی کوئی طاقت اس کو ختم نہیں کر سکتی اور اگر اللہ نے اس کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو کوئی اس کو قائم نہیں رکھ سکتا۔

شیخ حسن جان صاحب نے بتایا کہ یہ شخص (امیر المؤمنین) اسلام کا نمونہ ہے اور عجیب توکل والا آدمی ہے مگر افغانستان کی قوم بد بخت ہے جو ایسے مرد مجاہد کی عطا پر اللہ کا شکر نہیں ادا نہیں کرتی۔ جب امریکہ نے اس کا اعلان کر دیا کہ میں افغانستان پر حملہ کر کے اسے صفحہ ہستی سے مٹا دوں گا اور وہ مکمل تیاری کر کے پہنچ گیا تو امیر المؤمنین نے کئی دفعہ اپنی اسلام پسند قوم کو جس نے روس کو شرم ناک شکست دی تھی خطاب کیا اور ہر بار مجاہدین کو تیار رہنے کا حکم دیا۔



## امیر المؤمنین کا خطاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد السلام علی من اتبع الهدی! امریکہ اور اس کے چند مزدور افغانیوں تمہاری طالبان کے بارے میں بڑی گھٹیا سوچ ہے طالبان کی حکومت ظاہر شاہ کی حکومت کی طرح نہیں جس کا بادشاہ خود روم چلا جائے اور جس کی فوج نے اپنے آپ کو دوسری حکومت کے حوالے کر دیا۔ یہ طالبان کی حکومت ہے جو منظم جہادی گروپوں پر مشتمل ہے اگر ہم سے تمام سرکاری ادارے اور شہر چلے جائیں اور امریکہ اور اس کے دوست ان پر قبضہ کر لیں تو یہ گروپ پہاڑوں اور جنگلوں میں چلے جائیں گے پھر تم لوگوں کا کیا حشر ہوگا یقیناً تمہارا حشر بھی روس کی طرح ہوگا روس دور میں مجاہد روسی فوجوں کا پیچھا کر رہے تھے اب امریکیوں کا پیچھا کریں گے اور جہاں ان کو پائیں گے وہاں ان کو قتل کریں گے۔

اے امریکیو! اور ان کے غلاموں اپنے آپ کو دھوکے میں نہ ڈالو تمہارے اعمال کا نتیجہ بہت سخت ہوگا تم جس جگہ بھی مجاہدین کے ہاتھ لگ گئے تمہیں قتل کر دیا جائے گا اور یاد رکھو تمہیں افغانستان میں سے کچھ حاصل نہیں ہوگا انشاء اللہ یہ بیس سالہ تجربہ ہے یاد رکھو یہاں قابض ہونے کے خواب دیکھنے والے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے اور ان کا حال بھی روس کی طرح ہوگا اے افغانیوں بہت عرصہ بعد یہاں امن آیا ہے اور اسلامی نظام قائم ہوا ہے اور افغانیوں کو خوشی اور سکون نصیب ہوا ہے اس امن کو بد امنی میں تبدیل نہ کرو اور اس اسلامی نظام کو کفری نظام میں تبدیل نہ کرو، اے افغانی امریکیو! تم کو شرم نہیں آتی کہ تم کافروں کا ساتھ دے رہے ہو تم اتنے بے شرم ہو گئے ہو ہمارے لئے روس اور امریکہ میں کیا فرق ہے؟ روس کمیونسٹ کافر تھا وہ افغانستان میں داخل ہوا اور اب امریکہ بھی کافر ہے اور وہ بھی افغانستان میں داخل ہونا چاہتا ہے، مخلوق میں تمہارا کردار کیسا ہوگا، تمہاری حکومت کیسی ہوگی کیا تم افغانستان کی عوام کو نہیں جانتے اور جو لوگ پہلے گزر گئے ان کا کیا کردار تھا۔

انسان میں تھوڑی سی شرم ہونی چاہیے بیس سال سے یہ مخلوق آگ میں جل رہی ہے اور تم لوگ اور کوشش کر رہے ہو کہ یہ لوگ اسی طرح جلتے رہیں اور یہ از سر نو جلنے لگ

جائیں اب پچانوے فیصد اس زمین پر امن و سکون آیا ہے اور قتل و غارت و پھانک شاہی اور ہر قدم پر بادشاہی ختم ہوئی ہے اسی وجہ سے لوگ آرام کی زندگی گزار رہے ہیں تم لوگوں کو صرف اتنی تکلیف ہے کہ تم کو کرسی نہیں ملی اور تمہارے منہ سے حرام کا وہ لقمہ چھین لیا گیا جو پہلے تمہارے منہ میں تھا، کیا یہ مسلمان تم کو نہیں جانتے کہ جھوٹ اور چالپوسی سے کام لے رہے ہو، یہ غیرت مند مسلمان تمہارا جھوٹ سن رہے ہیں اگر ان کا ہاتھ تمہاری گردن تک پہنچے تو تم اپنا حال دیکھو، اور یہ لوگ مسلمان ہیں یہ کسی صورت کفار کی غلامی قبول نہیں کریں گے، اے امریکیو! اس بات کو سمجھ لو کہ تم پر جو حملے ہو رہے ہیں یہ سب تمہارے کرتوتوں کا صلہ ہیں، یہ دہشت گرد کون ہیں اور یہ کیا چاہتے ہیں تم نے کبھی ایسے آدمی کو دیکھا ہے جو بغیر کسی غرض کے اپنے آپ کو آگ میں دھکیل دے تمہیں ان آگ میں جلنے والوں کی غرض کا پتہ لگانا چاہیے تم صرف جھوٹ اور فریب سے کام لے رہے ہو۔

بس دہشت گرد دہشت گرد کی رٹ لگائی ہوئی ہے، یہ سب تمہارے برے اعمال کا نتیجہ ہے جو تم نے لوگوں کو نقصان پہنچایا ہے یہ دہشت گرد پاگل نہیں ہیں ایک پاگل ہوگا یا دو پاگل ہوں گے سب مسلمان تو پاگل نہیں ہو سکتے ساری دنیا تمہارے جھوٹ سے واقف ہے ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہے اگر تم اپنے وسائل پر غور کر رہے ہو تو تمہاری طاقت اور اسلحہ زیادہ سہی مگر میری بھی ایک بات سن لو، اسلحہ انسان کو مار سکتا ہے مگر موت سے بچا نہیں سکتا (یہ الفاظ امیر المؤمنین نے تین دفعہ کہے) اگر اسلحہ انسان کو موت سے بچا سکتا تو تمہارے پاس تو بہت اسلحہ ہے! اکتوبر کو تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ اور یہ جان لو کہ اگر تم نے اپنا یہ رویہ تبدیل نہ کیا تو یہ آگ تمہارے خاتمے تک جلتی رہے گی۔

اے امریکیو! مسلمانوں کا پیچھا چھوڑ دو اور عرب ممالک سے نکل جاؤ اور ان کی حکومتیں ان کے حوالے کر دو اور مسلمانوں کے معاملات میں دخل اندازی مت کرو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تم تو اللہ کی قسم ساری زندگی پریشان رہو گے، پریشان رہو گے، پریشان رہو گے۔ اے افغانیوں تمہارے لئے ضروری ہے کہ امریکہ کا مقصد پورا نہ ہونے دو اپنے دین اور وطن کی طرف دیکھو اگر تمہیں اسلامی قانون کی کوئی پرواہ نہیں ہے تو اسلام بھی کسی کی پرواہ نہیں کرتا، تمہارا قتل ہمارے لئے جائز ہو جائے گا اور تم مردار کہلاؤ گے اگر تم چند دن

کے لئے کرسی پر بیٹھ جاؤ گے تو اس کا کیا فائدہ ہوگا، اور اس کے بعد تمہارا کیا انجام ہوگا؟ اب بھی موقع ہے اللہ سے ڈر جاؤ امریکہ کے جھوٹے وعدوں اور فریب سے دھوکہ نہ کھاؤ، اختیار اور کرسی دینے والی ذات اللہ کی ذات ہے اس ذات کی قسم جس کی قدرت میں تمام اقتدار اور اختیار ہے اگر تمام دنیا جمع ہو جائے تو تم سے ایک ذرہ بھی نہیں چھین سکتی، امریکہ تم لوگوں کا دوست نہیں ہے یہ تمام عالم اسلام کا دشمن ہے، یہ افغانستان کا دشمن ہے اور افغانیوں کا بھی دشمن ہے یہ بے غیرت قوم ہے اور غیرت سے بالکل نالی ہے، اے امریکیو! تم آجاؤ میں بھی دیکھتا ہوں تم کس طرح آتے ہو اور جب تم آ جاؤ گے تم اپنا انجام بھی دیکھو گے۔ (انشاء اللہ)۔

### امیر المؤمنین کا امریکی حملے سے پہلے دوسرا خطاب محترم مسلمانوں اور افغانستان کے غیور لوگو!

اسلام علیہم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! تاریخ میں تیسری دفعہ ہم پر بیرونی جارحیت مسلط ہو رہی ہے آپ لوگ آگاہ ہو جاؤ کہ روس نے ہم پر حملہ کیا تھا کیا یہ اس کی ماں کا حق تھا اس سے پہلے انگریز نے افغانستان پر قابض ہونے کی کوشش کی کیا یہ اس کی ماں کا حق تھا اس وقت اسامہ کہاں تھا اب ہم پر تیسری بار قبضے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ اسامہ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ ان کی اسلام سے ضد اور دشمنی ہے یہ لوگ نہیں چاہتے کہ کسی ملک پر مکمل اسلامی قانون نافذ ہو اور مسلمان اپنے دینی احکامات کے مطابق زندگی گزاریں امریکہ میں جو واقعہ رونما ہوا ہے ہر شخص جانتا ہے کہ یہ ایک منظم پلان کا حصہ ہے ایک مہاجر جس کے پاس وسائل بھی نہ ہوں وہ یہ کام کس طرح کر سکتا ہے امریکہ خود جانتا ہے کہ یہ کس کا کام ہے مگر وہ اس کو ہاتھ نہیں لگاتا اسے تو ایک بہانہ چاہیے تھا ایک مکمل اسلامی حکومت پر حملے کے لئے جس حکومت نے پورے دین کو نافذ کیا ہوا ہے اور جو کفر کے لئے بہت بڑا خطرہ بنی ہوئی ہے اے مسلمانوں آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس بحران سے نکلنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے اپنے رب عظیم پر توکل اور صبر و استقامت سے کام لینا یہی کامیابی کا بڑا ذریعہ ہے امریکہ جو ہم پر کروڑوں میزائل پھینکتا ہے ہم بے غیرتی کا مظاہرہ کر کے اس کے میزائلوں سے نہیں بچ



سکتے، ہر مسلمان نے خود سوچنا ہے کہ وہ اسلام کے لئے کیا کر رہا ہے ان حالات سے خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مرنا ہے یا جینا ہے ان میں سے ایک کام ضرور ہوگا زندگی یا موت کو ہم فراموش نہیں کر سکتے اگر کوئی ایمان کی حالت میں مرتا ہے تو اس سے بڑی بادشاہی اور کوئی نہیں ہو سکتی، موت تو ضرور آئے گی آج نہیں تو کل اب فیصلہ ہم نے خود کرنا ہے کہ کون سی موت بہتر ہے ایمان اور عزت والی یا کفر اور بے غیرتی والی اپنے ذہنوں سے تمام شکوک و شبہات نکال دو اپنے رب پر توکل کرو اور صبر سے کام لو مسلمان کا اللہ پر توکل ہی سب سے بڑا سہارا ہے وانتم الاعلوم ان کنتم مؤمنین صرف یہ اسلام نہیں ہے کہ تم نے یہ کہا، میں مسلمان ہوں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر امتحان ڈالتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کافر اگر مسلمانوں پر حملہ کریں تمہارا کیا کردار ہوگا۔

آپ کا ایمان آپ کو کیا کہتا ہے آرام سے بیٹھ کر نظارہ کرو یا کفار کے ساتھ مل جاؤ یا مجاہدین سے مل جاؤ ایسے حالات پیدا کر کے اللہ تعالیٰ خبیث اور طیب کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہتے ہیں لیمیز الخبیث من الطیب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ نہ امریکہ رہے اور نہ اس کے کروڑ رہیں، روس نے لاکھوں انسانوں کا خون بہایا اور انگریزوں نے بھی قتل عام کیا اللہ تعالیٰ نے ان بڑے بڑے قاتلوں کو ختم کر دیا۔

اے مسلمانو! اگر تم نے قربانی نہ دی اور اپنے دین پر غیرت نہ دکھائی تو تمہارا حشر بھی ان قوموں کی طرح ہوگا جن کو اللہ نے سب کچھ ہوتے ہوئے ذلیل کر دیا اور ان کا ایمان اور غیرت ان سے چھین لی گئی۔ آج وہ تو میں غلامی کی زندگی گزار رہی ہیں آج کسی مسلمان ملک کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے لئے اور اپنی حفاظت کے لئے وسائل جمع کرے، یہ صرف امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا حق ہے۔

اے غیرت مند مسلمانو! جب روس افغانستان میں آیا تھا تو ہم سب نے مل کر اس کے ساتھ جہاد کیا اور اپنے جسموں پر زخم کھائے ہزاروں بچے یتیم ہوئے اور لاکھوں عورتیں بیوہ ہوئیں یہ سب ہم نے اسلام اور دین کے لئے برداشت کیا اب کیا ہو گیا ہے کہ امریکہ اور برطانیہ کافر نہیں کیا ہم پر جو حملہ آور ہیں یہ مسلمان ہیں؟

اے مسلمان بھائیو! دھوکہ مت کھاؤ امریکہ بھی کافر ہے اور جو اس کے ساتھ ہیں

وہ بھی کافر ہیں اپنا ایمان اور اپنی غیرت مد نظر رکھو اور موت سے نہ ڈرو کیونکہ موت تو ایک دن آنی ہی ہے کیونکہ ایمان والی موت آئے اور اگر ایمان والی موت نہ ملی تو ایسی موت پر افسوس ہے تمام دنیا کے مسلمانوں کو ہم یہ پیغام دیتے ہیں کہ وہ افغانستان کے مسلمانوں کی مدد کریں اور ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں اور ان کے ساتھ کھڑے ہو جائیں آج اگر یہ آگ یہاں لگی ہے تو کل تمہارے گھر میں بھی لگ سکتی ہے اس آگ کو بڑھ کر اسی جگہ ہی ختم کر دو، اور یاد رکھو کہ اب ان کی ہلاکت کا وقت قریب آ گیا ہے انشاء اللہ ہمت سے کام لینا ہے اور اسلام پر غیرت دکھانی ہے۔

افغانستان کے لوگوں نے بھی تو جہاد ہی کے ساتھ روس اور اس سے پہلے انگریز کو افغانستان نکالا تھا اس لئے اب ہر مسلمان قربانی کے لئے تیار ہو جائے انشاء اللہ فتح ہماری ہوگی یہ اللہ کا وعدہ ہے و اتم الاعلون ان کنتم مؤمنین اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو اے افغانیو! میں ذرا بھی ان لوگوں سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی مجھے کوئی خوف ہے ہمارا اقتدار بھی خطرے میں ہے اور زندگی بھی میں سب کچھ قربان کر دوں گا مگر اسلام کے خلاف ان سے کوئی معاہدہ نہیں کروں گا مجھے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اگر میں ان بے دین لوگوں سے معاہدہ کر لوں تو میری حکومت عزت اور دنیاوی مال و دولت سب برقرار رہے گا جس طرح دوسرے مسلم ممالک کے حکمرانوں کا ہے لیکن میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا میں سب کچھ چھوڑنے کے لئے تیار ہوں اس دین اسلام کے لئے، آپ لوگ بھی قربانی کے لئے تیار ہو جائیں انشاء اللہ میں اپنی زندگی میں مسلمانوں کے لئے ایسی چیز نہیں چھوڑوں گا جو ان کے لئے شرمندگی کا باعث ہو میں اسلام کے جھنڈے کو نیچے نہیں ہونے دوں گا اگر تم لوگوں نے فرعون کی بات مان لی تو سمجھ لو کہ تم نے مسلمانوں کا جنازہ نکال دیا قرآن آپ کے سامنے موجود ہے لاؤ اس کو دیکھو کہ کیا درس دیتا ہے میں بھی وہی بات کرتا ہوں جو قرآن کہتا ہے، میں کسی کو دھوکہ نہیں دے رہا آخر میں ایک بار پھر کہہ رہا ہوں مسلمانوں دنیا کی فکر مت کرو اور غفلت چھوڑ دو اور بیدار ہو جاؤ جھوٹی خبروں پر یقین مت کرو اپنے ایمان اور اسلام پر ثابت قدم رہو، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کی زندگی اور ایمان کی موت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین و سلام علی من التبع الہدی۔

## افغانستان پر امریکی حملہ

اس وقت حالات بہت گرم تھے تمام دنیا طالبان کی طرف دیکھ رہی تھی کہ یہ بے سرو سامان لوگ وقت کی سپر پاور اور اس کے اتحادیوں کا مقابلہ کس طرح کرتے ہیں، طالبان سروں پر کفن باندھ کر میدانوں میں اتر پڑے ہر مجاہد کے چہرے پر سکون اور اطمینان تھا ایک طرف امریکہ اور اس کے اتحادی اور دوسری طرف شمالی اتحاد جو برسوں سے طالبان کے ساتھ محاذ آرائی میں مصروف تھا اب انہوں نے بھی اپنی منافقت اور دین دشمنی کا کھل کر مظاہرہ کیا ہے، سب سے پہلے فضائی حملے شروع کئے گئے ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو امریکی اتحادی طیاروں سے کابل و قندھار پر بارود کی بارش کی گئی اور ہسپتالوں سکولوں کے علاوہ عام آبادی کو نشانہ بنایا گیا اور اپنے بغض کی آگ کو عام لوگوں کے خون سے بجھاتے رہے اس وقت میں چند دن کے لئے گھر گیا ہوا تھا عشاء کی نماز کے بعد فون پر ایک ساتھی نے حالات بتائے تو فوراً باڈر کی طرف روانہ ہوا لیکن پاکستانی پولیس بنے مجھے باڈر کراس نہیں کرنے دیا تو ہم نے ایک دوسری جگہ سے باڈر کراس کیا میں نے حالات کے بارے میں پولیس کے سربراہ سے بات کی کہ یہ باڈر کا علاقہ ہے اور یہاں بہت سے لوگوں کا سامان اور مال پڑا ہے شری پسندوں کی لوٹ مار سے بچنے کے لئے یہاں اقدامات ضروری ہیں تو انہوں نے کرفیو نافذ کر دیا، تمام رات طیاروں کی بمباری ہوتی رہی اور کروڑ چلتے رہے کوئی طیارہ ایئر پورٹ پر بم برس رہا تھا تو کوئی گھروں پر امیر المؤمنین کے گھر پر بھی دو کروڑ مارے گئے اور طالبان کے چھوٹے چھوٹے بڑے ٹھکانوں پر بم برسائے جاتے رہے جب بمباری طول پکڑ گئی تو شمالی اتحاد کی درخواست پر طالبان اور شمالی اتحاد کے محاذ پر بمباری شروع کی گئی چنانچہ امریکی طیاروں نے تنہا اور بگرام کے محاذوں پر بمباری سے خصوصی آپریشن شروع کیا جب ایف سولہ اور دوسرے جیٹ طیاروں سے خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوئی تو بی باؤن سے بمبوں کی بارش شروع کر دی گئی اب شمالیوں نے بھی طالبان پر حملے کرنے شروع کر دیئے وہ ہر روز چڑھائی کرتے مگر طالبان ان کے سامنے سیمہ پلائی دیوار بنے ہوئے تھے جب بھی دشمن نے طالبان پر چڑھائی کی اور اپنی لاشیں اور اسلحہ تک چھوڑ کر بھاگ گیا مزار شریف شولگرہ کے محاذ پر دو ستم اور



استاد عطا جو مسعود کا معاون تھا انہوں نے طالبان پر پیدل حملے شروع کئے اور ان کے ساتھ امریکی طیارے فضائی حملے کرتے رہے جدید سے جدید بم استعمال کئے گئے اسی طرح دشمن نے کچھ اور گروپ بنائے اور طالبان کے راستے بند کرنے شروع کر دیئے اور ہر صوبے میں اپنی سازشیں تیز کر دیں تو امیر المؤمنین نے حکم دیا کہ شوگرہ کا محاذ چھوڑ دو تو طالبان نے اس محاذ کو چھوڑ کر مزار کی طرف جانا شروع کر دیا ادھر امریکی طیاروں نے قافلوں پر بمباری شروع کر دی جب یہ بمباری تیز ہو گئی اور طالبان کا مزار میں بھی رہنا مشکل ہو گیا تو انہوں نے مزار سے بھی انخلاء شروع کیا جب طالبان تاشقرغان پہنچے تو اس قافلے کو بمباری سے بہت نقصان ہوا اور گاڑیوں کا راستہ بھی بند ہو گیا تو طالبان نے یہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ قندوز کی طرف سفر شروع کیا اور اسی راستے سے قندوز میں داخل ہوئے اور امریکی طیاروں کی بمباری کا مقابلہ کرتے ہوئے رات بارہ بجے یہاں سے بھی انخلاء شروع کیا اور پلٹ خمری پہنچے اب حالت یہ ہو گئی تھی کہ طالبان کی کوئی گاڑی بھی حرکت کرتی تو بمباری کا نشانہ بن جاتی اس وقت، تنخار، اور پل خمری میں طالبان موجود تھے اور پلٹ خمری میں اکثریت شیعہ لوگوں کی تھی کا بل اور پل خمری کا درمیانی راستہ جو بامیان کی طرف سے ہو کر گزرتا تھا بہت خراب اور مشکل تھا جو چھوٹے درہوں پر مشتمل تھا اور دشمن کے لئے بہت آسان تھا کہ جہاں سے چاہے راستہ بند کر دے پلٹ خمری کے طالبان کی یہ ذمہ داری لگائی گئی کہ وہ پلٹ خمری سے بامیان جانے والے راستے کی نگرانی کریں تاکہ دشمن کو کسی قسم کی کارروائی کا موقع نہ مل سکے اور نہ ہی وہ یہ راستہ بند کر سکیں قندوز اور تنخار کے طالبان کا کا بل تک کا راستہ یہی تھا لیکن پلٹ خمری کے طالبان کو بہت سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا ان درہوں میں طالبان پر گھات لگا کر حملے کئے گئے جن میں بہت سے طالبان شہید و زخمی ہوئے اور باقی بچ جانے والے کا بل پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اس کے بعد دشمن نے اس راستے پر قبضہ کر لیا تو جو طالبان قندوز اور تنخار میں رہ گئے تھے ان کے لئے واپس آنے کا راستہ بند ہو گیا اور وہ محاصرے میں آ گئے جو طالبان کا بل پہنچنے ایک دن بعد ہی کا بل کا بھی وہی حال ہوا، بگرام سے دشمن نے کا بل پر قبضہ کر لیا بچے کچے طالبان قندھار پہنچنے لگے اس وقت طالبان کے زیر کنٹرول ہرات اور اس کے قریبی اضلاع کے علاوہ قندھار اور اس کے قریبی اضلاع تھے اور تنخار اور قندوز میں طالبان محاصرے میں تھے۔

## قتدوز کی حالت

قتدوز شہر میں طالبان کی ہر روز جھڑپیں ہوتیں دشمن بار بار پیش قدمی کرتا مگر طالبان اس کو پسپا کر دیتے امریکی طیاروں نے پہلے طالبان کے مورچوں کو نشانہ بنایا مگر جب طالبان پیچھے نہیں ہٹے تو امریکیوں نے بزدلی اور بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قتدوز کی شہری آبادی پر بمباری شروع کر دی تاکہ عوام طالبان کی مخالف ہو جائے کہ طالبان کی وجہ سے ہم پر بمباری ہو رہی ہے، مگر طالبان بھی لوگوں کو اس طرح شہید ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے تھے، جب امریکی طیارہ قتدوز شہر کے اوپر آتا تو طالبان پہاڑوں پر چڑھ کر طیاروں کو اپنی طرف آنے کے اشارے کرتے تاکہ وہ عام لوگوں پر بمباری نہ کرے مگر طیارہ عام لوگوں پر ہی بم برسا کر چلا جاتا اب طالبان کے پاس محاصرے کی وجہ سے اسلحہ اور دوسری اشیاء ختم ہونا شروع ہو گئی سینکڑوں مجاہدین اسی حالت میں پڑے تھے اور دشمن عام آبادی پر بمباری کر کے طالبان کو مجبور کر رہا تھا کہ وہ اسلحہ ڈال دیں دو ہفتے یہ خونی کھیل جاری رہا آخر جنگ آکر دو ستم نے طالبان کو مذاکرات کی دعوت دی جب طالبان نے قائدین سے رابطہ کیا تو علماء کی طرف سے فتویٰ کے ساتھ یہ حکم دیا گیا کہ اگر ایک طالب کی جان بھی بچ سکے تو اسے بچاؤ مشورے کے بعد طالبان کا ایک وفد مزار کی طرف مذاکرات کے لئے روانہ ہوا تو دو ستم نے خود وفد سے بات چیت کی اور بہت سے وعدے اور قسمیں کھائیں کہ اگر آپ جنگ بند کر دیں تو ہم طالبان کو قندھار جانے کا راستہ دے دیں گے، اس طرح جنگ بند ہو گئی اور طالبان اپنی گاڑیوں میں قافلوں کی صورت میں نکلے پہلے قافلے جیسے ہی قتدوز سے نکلے تو امریکی طیاروں نے ان پر بم برسانے شروع کر دیئے اور پورے قافلے کو تباہ و برباد کر دیا اور پورے کے پورے قافلوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا جب کہ ان کے ساتھ ہونے والے دھوکے کی خبر قتدوز میں موجود مجاہدین کو بھی نہ ہوئی اسی طرح جو گروپ بھی قتدوز سے نکلتا اسے بمباری کا نشانہ بنایا جاتا، اس طرح دشمن طالبان کی طاقت کو تقسیم کرنے میں کامیاب ہو گیا اور قتدوز میں رہ جانے والے طالبان آنے والے وقت سے بے خبر تھے اب جو قافلہ شہر سے نکلتا اس سے اسلحہ لے لیا جاتا اور ان کے ہاتھ باندھ کر ان کو کنٹینروں میں ڈال دیا جاتا ایک ایک کنٹینر میں

تین تین سو طالبان کو ڈال دیا گیا جن میں سے بہت سے مزار جاتے ہوئے دم گھٹنے سے راستے میں ہی شہید ہو گئے۔ جب تمام طالبان سے اسلحہ لے لیا گیا تو طالبان کو شہرِ غان جیل کی طرف جب کہ خارجی مجاہدین کو قلعہ جنگلی کی طرف روانہ کر دیا گیا اور مزار شریف جانے والے وفد کو بھی گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کر دیا گیا۔

## قلعہ جنگلی کی داستان

رشید دوستم سے جنگ بندی کا معاہدہ طے ہونے کے بعد طالبان کا ایک قافلہ جس میں عرب اور غیر ملکی مجاہدین شامل تھے رمضان میں قندوز سے مزار کی طرف روانہ ہوا جب یہ قافلہ مزار کے قریب پہنچا تو دوستم کے سپاہیوں نے مطالبہ کیا کہ اسلحہ ہمارے حوالے کر دیا جائے ورنہ قافلے کو آگے نہیں جانے دیا جائے گا اس قافلے کے ذمہ دار حضرات نے قندوز رابطہ کیا اور صورت حال بتائی قندوز سے انہیں کہا گیا کہ آپ لوگ خود صورت حال کے مطابق فیصلہ کرو حالات کو دیکھتے ہوئے طالبان نے اپنا اسلحہ ان کے حوالے کر دیا اب طالبان کی گاڑیوں کو مزار شریف سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر قلعہ جنگلی لے جایا گیا جب یہ قافلہ قلعہ جنگلی پہنچ گیا تو گاڑیوں سے اتار کر ایک ایک کر کے ہر آدمی کی تلاشی لی جاتی اور قطاروں کے اندر بٹھا دیا جاتا اسی دوران ایک عربی مجاہد نے ٹرک سے چھلانگ اگائی اور دوستم کے ایک بڑے کمانڈر پر گرنیڈ حملہ کر دیا خود بھی شہید ہو گیا اور دوستم کے دو کمانڈروں کو بھی مردار کر دیا جس میں ایک اسد اللہ ہزارہ قوم کا بڑا کمانڈر بھی تھا اب مجاہدین کو تہہ خانوں میں بند کر دیا گیا اور اگلے دن دو دو ساتھیوں کو تہہ خانوں کے اوپر لے جاتے اور سخت تلاشی لیتے اور پیسے جوتے گھڑی واسکٹ غرض ہر چیز لے لی جاتی اور ہاتھ باندھ کر قلعے کے میدان میں قطاروں میں بٹھا دیا جاتا تہہ خانے میں دو دروازے تھے وہ جس سے ساتھیوں کو نکالا جا رہا تھا اور دوسرا مشرق کی جانب، تقریباً دس بجے ساتھیوں نے مشرقی دروازہ توڑ کر وہاں موجود فوجیوں پر گرنیڈ حملہ کر دیا ایک فوجی موقع پر ہلاک ہو گیا اور باقی فوجی اس غیر متوقع حملے سے بدحواس ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگے کچھ مجاہدین نے بھاگتے ہوئے فوجیوں کا پیچھا کیا اور ان سے ایک کلاشنکوف اور Img گن چھیننے میں کامیاب ہو گئے اور دوستم کے فوجیوں پر حملے شروع



کر دیئے اور کچھ ہی دیر میں بہت سے فوجیوں کو مردار کر دیا اب جن ساتھیوں کے ہاتھ کھلے ہوئے تھے انہوں نے دوسرے مجاہدین کے ہاتھ کھول دیئے یہ صورت حال دیکھ کر دوستم کے تمام فوجی قلعے سے بھاگ گئے اور اب پورے قلعے اور ایک اسلحہ ڈپو پر مجاہدین کا قبضہ ہو گیا۔

اب دشمن کا اسلحہ اسی پر استعمال ہونے لگا تو دشمن نے ٹینک، مارٹر، توپیں اور ہر قسم کا اسلحہ استعمال کیا مگر اس قلعے میں داخل ہونے میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی دوسرے اور تیسرے دن بھی جنگ ہوتی رہی تو دشمن نے تھک ہار کر امریکی طیاروں سے مدد طلب کی اب طیاروں نے بمباری شروع کی قلعے میں موجود اسلحہ ڈپو نے آگ پکڑ لی جس کے بعد دشمن کا ایک ٹینک قلعے کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا اور مجاہدین پر تاک تاک کر نشانے لگانے لگا، ادھر مجاہدین کے پاس اسلحہ تقریباً ختم ہو گیا تھا اب ساتھی ایک تہہ خانے میں جمع ہو گئے اور بچے کچھے اسلحے سے دشمن کا مقابلہ کرنے لگے جب دشمن کو بھی معلوم ہو گیا کہ اب مجاہدین بہت کم باقی رہ گئے ہیں جو سب کے سب تہہ خانے میں ہیں تو دشمن نے تہہ خانے میں راکٹ کے کئی گولے برسائے اور گرنیڈ پھینکے مگر مجاہدین نے اپنے آپ کو دشمن کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا جب دشمن کا اسلحہ تہہ خانے میں موجود مجاہدین کو مجبور نہ کر سکا تو اس نے تہہ خانے میں زہریلی گیس چھوڑ دی مجاہدین صبر کرتے رہے مگر کب تک آخر بعض ساتھی زہریلی گیس کو برداشت نہ کر سکے اور دروازے سے باہر دوڑ پڑے اور باہر جا کر بے ہوش ہو گئے تو دشمن نے ان کو گرفتار کر لیا جب کہ تہہ خانے میں رہ جانے والے تمام ساتھی زخمی تھے چوتھے روز دشمن نے تہہ خانے میں سخت ٹھنڈا پانی چھوڑ دیا دسمبر کی سردی اور زخموں سے چور بھوکے پیاسے تھکے ہوئے مجاہدین اس پانی میں بھی صبر کرتے رہے پانی کی سطح آہستہ آہستہ بلند ہونا شروع ہو گئی اور زخمی ساتھی زندگی کا ساتھ چھوڑنے لگے اور ان کی لاشیں تیرنے لگیں ساری رات اسی طرح گزر گئی اور صبح دشمن کو کسی قسم کی آواز نہ آئی تو اس نے گرنیڈ پھینکے، آوازیں لگائیں جب اسے یقین ہو گیا تو اس نے تہہ خانے سے پانی نکالا جب پانی نکل گیا تو تہہ خانے میں کچھ شہید اور زخمی پڑے ہوئے تھے زخموں کو گھسیٹ کر باہر نکالا اور ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر امریکہ کے حوالے کر دیا گیا مزار اور قندوز دشمن کے قبضے میں چلے جانے کے بعد تورن اسماعیل نے بھی اپنی کارہایاں شروع کر دیں اور جگہ جگہ سے طالبان کے راستے بند

کر کے ان پر حملے کرنے لگا اور امریکہ نے طالبان پر بارود کی بارش شروع کر دی تو ملا خیر خواہ نے امیر المؤمنین سے رابطہ کر کے حالات بتائے تو امیر المؤمنین نے ہرات چھوڑنے کا حکم ساتھ کچھ دوسری ہدایات بھی دیں ہرات کے سقوط کے بعد اب طالبان جنوبی علاقوں میں آ گئے۔

### ملا عمر مجاہد کے ہاتھ پر موت کی بیعت

جنوبی افغانستان میں طالبان کا کنٹرول قندھار، ہلمند، ارزگان، زابل اور قلات میں رہ گیا۔ یہاں کی عوام بھی طالبان کے ساتھ مکمل تعاون کرتی رہی اور طالبان کے شانہ بشانہ مل کر لڑتے رہے۔ حالانکہ ان علاقوں میں روزانہ دو دو سو فضائی حملے ہوتے تھے اور ان حملوں میں عام گھروں کو ہی نشانہ بنایا جاتا تھا کہ عوام طالبان کی مخالف ہو جائے مگر ان لوگوں نے اپنی جان و مال اور بچوں کے ساتھ ساتھ گھروں تک کی قربانی دے کر بھی طالبان کا ساتھ نہ چھوڑا ان کے ساتھ تعاون کرتے رہے، مگر امریکی طیارے عام گاڑیوں کو ہی نشانہ بناتے رہے ضلع دامان کی ایک بستی پر شدید بمباری کی گئی جس میں لوگ شہید ہوئے ان میں زیادہ تر عورتیں اور بچے ہی تھے جس کی تصدیق بعد میں بی بی سی کے نمائندے رحیم اللہ یوسف زئی نے بھی کی کہ ہلاک ہونے والے سب بچے اور عورتیں ہی تھیں۔

ان تمام حالات کے باوجود وہ لوگ اس بات پر آمادہ نہ ہوئے کہ وہ طالبان کو اپنے علاقوں سے نکال دیں دو ماہ دن تک یہ آگ اور خون کا کھیل جاری رہا تو امیر المؤمنین نے عام لوگوں کی ہلاکتوں کے پیش نظر تمام طالبان سے خطاب کیا اور سب سے شہادت پر بیعت لی اور سب کو ہدایت کی کہ ہر ایک اپنی اپنی جگہ جتنا ہو سکے امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے جہاد جاری رکھیں اور فرمایا کہ اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ حکومت چھوڑ کر جنگوں کو اپنا ٹھکانہ بنائیں تمام کمانڈروں نے وعدہ کیا کہ ہم آخری دم تک جہاد کریں گے اور اپنی طاقت سے بڑھ کر امریکہ کا مقابلہ کریں گے اب امیر المؤمنین کی ہدایات کے مطابق طالبان نے تمام اسلحہ و گولہ بارود پہاڑوں میں منتقل کر دیا اور نئی حکمت عملی پر عمل شروع کرنے لگے میں اس وقت پشین بولدک میں تھا مجھے بھی احکامات موصول ہوئے کہ اپنا اور ساتھیوں کا بندوبست کر لو

اور یہ ضلع چھوڑ دو یہ پوری رات ہم نے اسی ضلع میں گزاری اور صبح ہوتے ہی ریگستان کی طرف نکل گئے۔

یہ پورا دن ریگستان میں گزرا، رات تین بجے ہم نے تمام ساتھیوں کو جمع کیا اور ان سے خطاب کیا۔ میرے معزز ساتھیوں یہ اللہ کا امتحان ہے حکومت آنے جانے والی چیز ہے اس مشکل وقت کو اللہ کی طرف سے آزمائش سمجھ کر برداشت کرنا ہے اور یاد رکھنا ہم نے حکومت چھوڑی ہے جہاد نہیں چھوڑا اور نہ ہی ہم نے کفر سے شکست مانی ہے ہم نے صرف حالات کے مطابق اپنی حکمت عملی تبدیل کی ہے اور شہروں کو چھوڑ کر پہاڑوں کو اپنا محاذ بنایا ہے اس کے بعد سب ساتھیوں نے امیر المؤمنین کی ہدایت کے مطابق شہادت پر بیت کی اس کے بعد ایک ساتھی اٹھا اور طالبان سے مخاطب ہوا ساتھیو! اپنا اپنا اسلحہ اٹھالو اور منتشر ہو جاؤ تمہارے دشمن کو یہ پتہ نہیں لگنا چاہیے کہ تم کون ہو اور موقع ملتے ہی دشمن پر وار کرو اور جب تمہیں امارت کی طرف سے ہدایت ملے تو اس پر عمل کرنا طالبان نے ہر بات پر بلیک کہا اور اپنا اپنا اسلحہ اٹھا کر اپنے اپنے علاقوں کی طرف چل پڑے۔

### پاکستانی اہلکاروں کے چنگل میں

میں سحری کے وقت اپنے گھر پہنچ گیا اور عید کے دوسرے دن تک گھر میں ہی رہا چوتھے روز کسی کام کی وجہ سے چمن جانا پڑا وہاں پہنچ کر میں نے ایک ساتھی کو فون کیا کہ فلاں جگہ پر ہوں تم بھی اسی جگہ آ جاؤ آپ سے بات کرنی ہے میں اس ساتھی کا انتظار کر رہا تھا کہ چند لیویز فورس والے میرے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور ان میں سے ایک مجھ سے مخاطب ہوا ڈی پی او صاحب آپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں آپ کو ہمارے ساتھ ڈی پی او آفس چلنا پڑے گا، میں تھوڑی دیر سوچتا رہا کہ یہ مسلح پولیس والے میرے گھر آئے ہیں کوئی بات ضرور ہے لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ ان پولیس والوں نے نہ مجھے گرفتار کرنے والی حرکت کی اور نہ ہی میرا کوئی ایسا جرم تھا کہ جس سے مجھے کوئی ڈر تھا کہ آنے والے دنوں میں مجھے ڈالروں کے بیچ دیا جائے گا۔ میں نے انہیں کہا آپ لوگ چلیں میں اپنی گاڑی پر آپ کے پیچھے آ رہا ہوں جب میں اپنی گاڑی میں سوار ہوا تو میرے ساتھ دوسرا کاری اہلکار بھی بیٹھ گئے، جب میں



نے ڈی اپنی و آفس کا رخ کیا تو ایک گاڑی میری گاڑی کے آگے اور ایک پیچھے تھی، اسی طرح ڈی پی او آفس تک پہنچنے تک میری گاڑی کو دونوں گاڑیوں کے درمیان رکھا گیا، جب ہم آفس پہنچے تو وہاں پر کچھ اور لوگ بھی موجود تھے مجھے عزت کے ساتھ بٹھایا گیا اور چائے پیش کی گئی اسی دوران ڈی پی او نے کہا آپ کو ہمارے ساتھ آئی ایس آئی کے دفتر تک چلنا ہے، وہاں آپ سے کچھ بات کرنی ہے جب میں دفتر سے باہر آیا تو دروازے پر میرے دو ساتھی گل بادشاہ اور روز خان ملے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا بات ہے اور یہ لوگ آپ کو کہاں لے جا رہے ہیں۔ میں نے ان کو تسلی دی کہ کوئی بات نہیں ہے میں جلدی واپس آؤں گا اور آئی ایس آئی کے دفتر کی طرف روانہ ہو گئے۔ آئی ایس آئی کا سن کر میں کھٹک یہ حال پر ضرور کسی نے میری خبری کر دی ہے اور آئی ایس آئی والوں کو افغانستان پر امریکی حملے کے بعد ٹارگٹ دیا گیا تھا کہ ہمیں دہشت گرد پکڑا کر ڈالو اور ترقی لوگو یا ان دنوں خفیہ ادارے کے افسران نے بہتی گنگنا میں خوب ہاتھ دھوئے جس کے کئی نمونے آگے چل کر آئیں گے۔ میں اور ڈی پی او اپنی اپنی گاڑی میں سوار ہوئے۔ آئی ایس آئی کے دفتر پہنچ کر ہمیں دفتر کے اندر بٹھایا گیا اور ہمارے لئے چائے منگوائی گئی تھوڑی دیر گزری تھی کہ دفتر کے ایک ملازم نے مجھ سے کہا آپ سے ایک بات کرنی ہے آپ ذرا دوسرے کمرے میں تشریف لے آئیں میں وہاں سے اٹھا اور دوسرے کمرے میں جا کر بیٹھ گیا میں انتظار کرتا رہا کہ ابھی کوئی بات کرنے آئے گا کافی دیر گزرنے کے بعد میں اٹھا اور دروازے کو کھولنا چاہا مگر دروازہ نہ کھل سکا دروازے کو باہر سے تالہ لگا ہوا تھا میں سمجھ گیا کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔ اب میرا شک یقین میں بدل گیا کہ پرویز مشرف کے خفیہ اہلکاران درندوں نے مجھے گرفتار کر لیا ہے اور اب شاید میری گرفتاری پر ایمان کے سوداگر اپنے ایمان و ضمیر کو پلیٹ میں رکھ کر امریکہ دہشت گرد اور خزیروں کی اولاد کو پیش کریں گے۔ میں نے دروازے کو پکڑ کر زور زور سے ہلایا اور ان بے ضمیروں کو مخاطب ہوا کہ مجھے کس طرح دھوکے سے یہاں قید کر دیا تم نے بھی آخر مرنے والے اللہ کے سامنے جواب دینا ہے تم نے اے بے غیرتو! یہ دیر تک میں اپنا غضب ان ضمیر فروشوں پر نکالتا رہا لیکن جگہ عزت ناموس دل میں گھر کر لیتی ہے۔ اس لیے میرے اس احتجاج پر کسی نے کان نہ دھرے بالآخر دو تین لاتیں مار کر میں نے دروازے کو ہلا کر رکھ دیا۔

دوپہر کے بعد ایک آدمی نے کھڑکی سے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے کھانا کھانا ہے کہ نہیں میں نے کہا نہیں، ظہر کی نماز اسی کمرے میں ادا کی عصر کے قریب میں نے کھڑکی سے آواز لگائی تو ایک شخص نظر آیا میں نے اس سے کہا کہ میں نے وضو کرنا ہے اس نے کہا کہ صبر کرو تھوڑی دیر بعد دو فوجی اندر آئے اور مجھے اس کمرے سے دوسرے کمرے میں لے گئے۔ اس کمرے میں دو بستر لگے ہوئے تھے اور درمیان میں میز پڑی ہوئی تھی، میز پر جگ اور گلاس پڑا تھا اور ساتھ ہی واش روم تھا میں نے عصر کی نماز ادا کی تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور تین فوجی اندر آئے اور آتے ہی انہوں نے کہا بالکل حرکت نہیں کرنا اور آرام سے بیٹھے رہو اس نے میری تلاشی شروع کر دی اور میرے پاس جو کچھ تھا نکال لیا تلاشی کے دوران وہ باتیں بھی کرتے رہے ایک نے کہا کیا تم مسلمان ہو میں نے اس کی طرف حقارت سے دیکھا اور اس کو جواب دیا۔ الحمد للہ میں مسلمان ہوں لیکن تم جیسا نہیں کہ اپنا ضمیر اور ایمان امریکہ ہاتھوں میں رہن رکھ کر USA کی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈال کر اپنے گردن کو اکڑا کر جگہ جگہ پھرتا رہوں۔ امریکیوں کو ایک انتہائی ہائی ویلیو ٹارگٹ کی صورت تجھ دے کر ڈالر لینے ہیں تو لے لو ایک سچا پکا مسلمان ہوں اور جو کوئی بھی مسلمانوں پر دہشت گردی مسلط کرے گا میں اس کے خلاف آواز بلند کرتا رہوں گا۔ امریکہ کے خلاف جہاد کی بات کرتا رہوں گا چاہے مجھے اپنی جان پیش کرنی پڑی میں پیش کر دوں گا۔ میرے اس جواب پر ان فوجیوں کے سر شرم سے جھک گئے گھبرا کر چلتے بنے لیکن جاتے ہوئے انہوں نے میز سے جگ گلاس بھی اٹھالیا اور کہا کہ اس کی اجازت نہیں ہے کچھ دیر بعد ایک آدمی روٹی لے کر آیا۔

میں نے روٹی کھائی اسی کمرے میں میرے دن پر دن گزرتے رہے میں سوچتا رہا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہو رہا ہے اور یہ لوگ میرے ساتھ مستقبل میں کیا کریں گے۔ میرا تو پاکستانی حکومت سے کوئی معاملہ نہیں اور نہ میں نے پاکستان میں کوئی غیر قانونی کام کیا ہے چند دنوں بعد انہوں نے مجھے ایک لسٹ دی جس میں وہ سامان درج تھا جو انہوں نے مجھ سے تلاشی کے دوران نکال لیا تھا اور ساتھ مجھے کہا کہ تم کچھ ہی دنوں میں چلے جاؤ گے اسی طرح روزانہ وہ مجھے تسلی دیتے کہ آپ بہت جلد یہاں سے چلے جائیں گے مگر کہاں یہ کوئی نہ بتاتا میں سمجھ رہا تھا کہ گھر کا کہہ رہے ہیں مگر ان کا مطلب کچھ اور تھا سات دن بعد کمرے کا

دروازہ کھلا اور ایک آفیسر کمرے میں داخل ہوا اور مجھ سے مخاطب ہوا کہ اب آپ کی ملاقات ایک ایسی شخصیت سے کروائی جائے گی جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں سمجھا کہ کوئی بڑا آفیسر آیا ہوگا، ابھی میں یہی سوچ رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ دوبارہ کھلا اور میری بوڑھی والدہ کمرے میں داخل ہوئیں انہیں دیکھ کر میں واقعی حیران ہو گیا والدہ نے اشک بہاتے ہوئے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا اور انہوں نے بتایا کہ میرا بڑا بھائی اور چچا زاد بھائی بھی آئے ہیں مگر ان کو باہر بیٹھا دیا گیا ہے والدہ صاحبہ سے بات چیت ہوتی رہی وہ کافی پریشان تھیں کیونکہ طالبان کی خبریں سنتی رہتی تھیں میں نے انہیں تسلی دی کہ آپ پریشان نہ ہوں میں انشاء اللہ جلد گھر آ جاؤں گا ہماری اس ملاقات کے دوران وہ افسر بھی کمرے کے ایک کونے میں کھڑا ہماری باتوں کو غور سے سن رہا تھا میں نے والدہ صاحبہ کو تسلی دی اور دعاؤں کی درخواست کی اور انہیں رخصت کر دیا اسی دن تقریباً رات بارہ بجے ایک آفیسر کمرے میں داخل ہوا اور میری واسٹ اٹھا کر اس میں سے وہ سامان والی لسٹ نکال لی اور صبح کے وقت میری تصویریں نکالی گئیں۔ اگلے دن دس بجے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور ایک بڑی عمر کے آدمی کو کمرے کے اندر دھکا دیتے ہوئے دروازہ بند کر دیا گیا وہ آدمی بڑی مشکل سے خود کو سنبھالتے ہوئے میرے قریب پہنچا اس کے بعد چند فوجی کمرے میں داخل ہوئے اور ان میں ایک مجھ سے مخاطب ہوا کیا تم اسے جانتے ہو میں نے نفی میں سر ہلایا تو اس نے جواب دیا تھوڑی دیر میں پہچان لو گے جب وہ لوگ کمرے سے نکل گئے تو ہم نے آپس میں بات چیت شروع کی اور ہمیں ایک دوسرے کے پہچاننے میں دیر لگی وہ حاجی محمد صادق صاحب تھے جو چمن کے رہائشی تھے اسی گفتگو کے دوران انہوں نے اپنی گرفتاری کی داستان سنائی، میں اپنے گھر کے صحن میں چہل قدمی کر رہا تھا کہ ایک دم بہت سے فوجی میرے گھر میں داخل ہوئے اور مجھے گھیسٹ کر باہر لے جانے لگے میرے بچے چیخنے چلانے لگے اور اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے مجھے ان سے چھڑانے کی کوشش کرنے لگے مگر انہوں نے مجھے زبردستی گاڑی میں بٹھایا اور گاڑی تیز رفتاری سے بھگادی میرے بچوں کے رونے کی آوازیں ابھی تک میرے کانوں میں آرہی ہیں۔ اس کے تقریباً چار دن بعد راستے کے وقت انہوں نے دروازہ کھولا ہم سو رہے تھے انہوں نے ہمیں جگایا اس کے بعد دو آفیسر کمرے میں داخل ہوئے ان کے ہاتھ میں کچھ



کاغذات تھے انہوں نے مجھ سے سوالات شروع کئے اور پیدائش سے لے کر آخر تک پوچھا اور ساتھ ساتھ لکھتے رہے دو گھنٹے تک یہ سلسلہ جاری رہا اس کے بعد وہ چلے گئے، صبح ناشتے کے بعد ایک فوجی آیا کہ آپ کو کہیں لے کر جانا ہے تیاری کر لو ہم نے وضو وغیرہ کیا کچھ دیر بعد ہمیں کمرے سے نکالا باہر کالے شیشے والی ایک گاڑی کھڑی تھی ہمیں گاڑی کے باہر کھڑا کر دیا گیا ہتھکڑیاں لاکر ہمیں پہنائی گئیں ایسی ہتھکڑیاں میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھیں اس کے بعد ہمیں گاڑی میں بیٹھا دیا گیا اور ہمارے دونوں طرف ایک ایک فوجی بھی بیٹھ گیا اب گاڑی کوئٹہ کی طرف روانہ ہوئی اور ہماری گاڑی کے پیچھے ایک اور گاڑی بھی تھی جس میں ایک میجر تھا جو ہماری گاڑی کے فرنٹ والے آدمی سے باتیں کر رہا تھا جب ہم کوئٹہ پہنچ گئے تو وائرس پر میجر کی آواز آئی جو ہماری گاڑی کے فرنٹ والے آدمی کے پاس تھی اس نے کہا کہ اپنی کاروائی کرو اتنے میں فرنٹ والے آفسر نے تکتے کے دو غلاف نکالے اور ہماری ٹوپیاں اتار کر یہ غلاف پہنا دیئے پھر پانچ منٹ کے بعد گاڑی رک گئی اور ہمیں گاڑی سے اتار اگیا تو ہمیں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا مجھے دونوں طرف سے پکڑ کر لے جانے لگے چند منٹ کے بعد آواز آئی پاؤں اوپر رکھو آگے سیڑھی ہے سیڑھی پر چڑھنے کے بعد ایک دروازے سے گزارا گیا اور اس کے بعد غلاف اتار دیئے گئے تو میں نے اپنے آپ کو ایک بہت ہی تنگ کمرے میں پایا جس کے دو دروازے تھے ایک لوہے کی سلاخوں کا اور دوسرا لکڑی کا تھا ایک شخص جس کی شکل بہت ہی خبیث تھی اس نے میری تلاشی لینی شروع کر دی وہ اس طرح تلاشی لے رہا تھا جیسے کسی چوک میں ڈاکو کسی کو لوٹ رہے ہوں میری انگوٹھی، گھڑی اور سارا سامان نکال کر اس طرح جیب میں ڈالا، جیسے یہ چیزیں پہلے کبھی دیکھی ہی نہ ہوں پھر مجھے اس کمرے میں بند کر دیا گیا، میں نے کمرے کا جائزہ لیا دیواروں پر ایسے شکنجے لگے ہوئے تھے جن میں بازوؤں کو باندھ کر کھڑا کیا جاتا تھا فرش پر بھی اسی طرح کے دو شکنجے لگے تھے مختصر یہ کہ جب کسی کو اس میں جکڑا جائے تو وہ نہ تو بیٹھ سکتا ہے اور نہ ہی اپنے ہاتھ نیچے کر سکتا ہے یقیناً یہ کمرہ جسمانی ریمانڈ والا تھا تھوڑی دیر کے بعد کسی نے بیرونی دروازہ کھولا اور ایک نیلی آنکھوں والا آدمی مجھ سے سلاخوں والے دروازے کے پاس سے مخاطب، ہوا کیا آپ کا نام امین اللہ ہے؟ میں نے کہا ہاں، تو اس نے پوچھا آپ کی صحت ٹھیک ہے، میں نے کہا الحمد للہ، تو اس نے دروازہ بند کر دیا

تھوڑی دیر بعد جس نے میری تلاش لی تھی وہ میرے لئے کھانا لے کر اندر آیا کھانا کھانے اور نماز پڑھنے کے بعد وہ شخص دوبارہ آیا اور میرے چہرے پر کپڑا پہنایا اور ایک ہاتھ میں ہتھکڑی ڈالی اور بیت الخلاء لے گیا اور کہا کہ پیشاب وغیرہ کر لو اب میرے ایک ہاتھ میں ہتھکڑی تھی جس کا ایک سرا اس کے ہاتھ میں تھا اس نے دروازہ بند کر دیا وضو کر کے میں باہر نکلا تو اسی طرح مجھے واپس کمرے میں لے آیا رات کے وقت جب میں سونے کے لئے بستر کی طرف گیا تو جب میں نے بستر کی حالت دیکھی تو میری نیند اڑ گئی ایسے لگ رہا تھا جیسے اس پر کئی بار پیشاب کیا گیا ہو اس کمرے سے رات کے وقت کسی کو باہر لے جانے کی اجازت نہیں تھی اس لئے جو لوگ مجھ سے پہلے اس کمرے میں رکھے گئے تھے ان سب نے اسی بستر پر ہی پیشاب کر دیا تھا، میں نے ان سے شکایت کی کہ اس بستر سے پیشاب کی بدبو آرہی ہے تو انہوں نے کہا صبر کرو آپ کو نیا بستر دیتے ہیں میں انتظار کرتا رہا کہ شائد وہ بستر لینے گیا ہے مگر وہ واپس نہ آیا اور میری یہ رات کمرے میں چہل قدمی کرتے ہوئے ہی گزر گئی۔

### جنرل پرویز کے سوداگر اور امریکی بیوپاری

صدیوں پرانی باتیں نائن الیون کے بعد یاد آتیں کہ پہلے وقتوں میں انسان بکتے تھے اور انہیں غلام بنا کر رکھا جاتا تھا اور امریکہ میں مقیم لوگ ویڈانڈین تھے۔ کئی ایسے تھے کہ جنہیں بحری جہازوں میں بھر بھر کر امریکہ لاکر آباد کیا لیکن آج وہی غلام قوم سپر پاور کے نشے میں پوری دنیا کے مسلمانوں کو غلامی کے شکنجے میں جکڑنا چاہتی ہے جس میں تقریباً 157 اسلامی ممالک کے حکمران تو سرفہرست ہیں جو امریکی آشیر باد میں اپنا سب کچھ پیش کر دیتے ہیں۔ پاکستان کے ہوائی اڈوں سے امریکی جہازوں سے 57000 بار پروازیں کیں یہ کوئی سواریاں لے جانے والے جہاز نہیں تھے بلکہ امریکی B-52 ایف سولہ جہاز تھے جو کہ بموں سے لوڈ ہو کر جاتے اور نہتے افغان عوام پر بارود کی بارش برسا کر دیکھنے کو مل جائے گی۔ نائن الیون کے بعد گویا افغانستان اور پاکستان انسانوں کی منڈیاں بن گئے جس میں انسان قید کیے جاتے اور پھر جنرل پرویز کے سوداگر پاکستان آئے امریکی بیوپاریوں کو انسانوں کی کھپ مہیا کر کے نہ صرف انسان بلکہ بکے مجاہد مسلمان کو ڈالروں کے عوض فروخت کر کے مسلمان فروشی کا تمعہ

ایک بے غیرت، شرابی جنرل پرویز نے اپنے سینے پر سجایا اور مسلم فروشی والے سینے پر ہاتھ مار کر یہ الفاظ امریکہ جا کر دہراتا رہا کہ ”میں نے 700 کے قریب دہشت گرد امریکہ کے حوالے کیے ہیں۔“ اس اقرار کو اپنی کتاب ”The Line of Fire“ میں لکھ کر بے غیرتی کا ثبوت رہتی دنیا تک چھوڑ دیا۔

آج مجھ سمیت کئی مسلمان اس ظالم جرنیل اور اس کے مسلم فروش گماشتوں کے ظم و ستم کا شکار ہوئے اور دل میں ان ظالموں کو بد دعائیں دیتے رہے۔ میری یہ رات انتہائی اذیت میں گزری۔ تہجد اور فجر کی نماز ادا کی اور پھر سورج کی کرنوں کا انتظار کرنے لگا۔

پھر وہ آدمی صبح کے وقت آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک گلاس چائے تھی اور وہ چائے دے کر چلا گیا اور ظہر تک کمرے میں کوئی نہیں آیا۔ ظہر کے بعد وہی آدمی کھانا لے کر آیا کھانے کے بعد تلاشی لینے والا آدمی آیا اس کے ہاتھ میں سیاہ کپڑا تھا اس نے اندر آتے ہی زور سے کہا اٹھو! میں کھڑا ہوا تو اس نے میرے چہرے پر بوری نما کپڑا ڈال دیا اور میرے ہاتھ پیچھے باندھ کر گاڑی میں لے جا کر بٹھا دیا گاڑی چلی اور پانچ منٹ کا سفر کر کے رک گئی مجھے گاڑی سے نیچے اتارا اور سیڑھیاں چڑھانی شروع کر دیں کسی کمرے میں لے جا کر بٹھا دیا اور چہرے سے خرچہ (بوری نما کپڑا) ہٹا دیا تو میں نے اپنے سامنے تین امریکیوں کو بیٹھے دیکھا جن میں سے دو مرد اور ایک عورت تھی، اور وہ نیلی آنکھوں والا پاکستانی بھی تھا۔ یہ امریکی FBI کی ٹیم تھی جو کہ نائن الیون کے بعد پورے پاکستان میں مسلح فوجیوں کے ساتھ دندناتے پھرتے تھے کیونکہ بعد میں ہمیں معلوم پڑا ایف بی آئی کے ایجنٹ ہماری فائل کو گوانتانامو بھیجتے تھے اور اس فائل اور سوال و جواب کی بنیاد پر وہاں قیدیوں کی تحقیق ہوتی تھی۔ اب ایک امریکی میرے سامنے بیٹھ گیا جس کے ہاتھ میں ایک تیز دھار چاقو بھی تھا اور دوسرا امریکی میرے بائیں اور نیلی آنکھوں والا پاکستانی آفیسر میرے دائیں طرف بیٹھ گیا اب سامنے والا امریکی مخاطب ہوا کہ تم کیسے ہو؟ How are you میں نے اسی کی طرف دیکھا اور پشتو میں کہا کیا کہہ رہے ہو تو پاکستانی آفیسر نے کہا کہ صاحب کہہ رہے ہیں تمہارا کیا حال ہے، میں نے کہا کہ تمہارے سامنے ہوں دیکھ لو پھر اس نے سوالات شروع کئے۔

امریکی: ملا عمر اور اسامہ کہاں ہیں؟



جواب: میں نے کہا تم لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ہم زمین کے ایک ایک فٹ پر ہر چیز کو دیکھ سکتے ہیں تو مجھ سے ان کے بارے میں کیا پوچھتے ہو مجھے تو اپنا علم بھی نہیں کہ میں کہاں ہوں۔

امریکی: تم کام کیا کرتے ہو؟

جواب: ایک مدرسے میں بچوں کو دینی سبق پڑھاتا ہوں۔

امریکی: کیا تم قرآن پڑھاتے ہو؟

جواب: جی ہاں۔

امریکی: تمہارے قرآن میں جہاد کے بارے میں کیا کچھ ہے؟

جواب: کہا پورا قرآن ہی جہاد سے بھرا ہوا ہے۔

امریکی: کیا تم یہ سب کچھ بچوں کو پڑھاتے ہو؟

جواب: ہاں یہ بھی پڑھاتا ہوں۔

تو امریکی غصے سے لال پیلا ٹماڑ کی طرح ہو گیا اور اس کا سرخ چہرہ خنزیر سے بھی بدتر ہو گیا اس نے دوسرے امریکی کو اشارے سے کچھ کہا تو وہ کیمرہ لے کر میرے پیچھے کی طرف گیا اور میرے بندھے ہوئے ہاتھوں کی تصویریں اتارنے لگا اس کے بعد اس نے کیمرہ میرے سامنے کیا اور بولا یہ دیکھو میں نے کیمرے میں دیکھا تو مجھے اپنے ہاتھ بندھے ہوئے نظر آئے اس کے بعد مجھے کمرے کے کونے میں لے گئے اور ایک صفحہ جس پر 35 لکھا ہوا تھا میرے سینے پر لگا کر میری تصویریں اتاریں پھر میرے فنکر پرنٹ لئے گئے فنکر پرنٹ کے دوران میرا ہاتھ تھوڑا سخت تھا امریکی جس کے ہاتھ میں چا تو تھا چیخا جب اس کی انگریزی ختم ہوئی تو پاکستانی بولا ہاتھوں کو ڈھیلا کرو اور جیسا صاحب کہہ رہے ہیں ویسے کرو۔ مجھے اس پاکستانی امریکی غلام پر بڑا غصہ آیا جو کہ امریکی غلامی میں ان کافروں کی خوشامد میں اس قدر بڑھ چڑھ کر پیش پیش تھا کہ امریکی صاحب تحقیق کے بعد اس کے لیے ایک دو شمار کا اضافہ کر کے اس کی ترقی کریں گے۔ دراصل پاکستانی حکمران میں صدر سے چڑا ہی تک امریکی غلامی کو اپنا کر بڑا فخر سمجھتے ہیں۔ عجیب و غریب بات یہ ہے کہ پاکستانی جمہوریت ایک طنز ہے کہ لوگ اسلام سے عاری اس طریقے پر ووٹ ڈال ڈال کر اراکین اسمبلی کو نہیں بلکہ امریکہ کو

منتخب کرتے ہیں۔ ہر حال میں بے بسی میں اس امر کی پاکستانی غلام پر لعن طعن کرتا رہا۔ جب فنکر پرنٹ مکمل ہو گئے تو مجھے گاڑی میں بٹھا کر اسی کمرے لے گئے جس کمرے سے مجھے لے کر آئے تھے جب میں اس کمرے میں پہنچا تو مغرب کا وقت ہونے والا تھا اور میں نے ابھی تک عصر کی نماز بھی نہ پڑھی تھی میں نے سوچا تھا کہ جب ہاتھ کھول دیں گے تو پڑھ لوں گا مگر ہاتھ نہ کھولے گئے میں نے ان سے کہا بھی کہ اے ظالمو! نماز کے لئے تو ہاتھ کھول دو مگر انہوں نے میری ایک نہ سنی اور کہا کہ اسی طرح پڑھ لو آخر میں نے اسی حالت میں نماز شروع کی لیکن جب سجدے میں گیا تو اٹھ نہ سکا بہر حال جیسے پڑھ سکتا تھا اسی طرح نماز مکمل کی پھر مجھے لے جا کر امریکیوں والے کمرے میں بٹھادیا گیا اس کمرے میں تقریباً دو گھنٹے تک بیٹھا رہا اور ایک پاکستانی فوجی نے میرے بندھے ہوئے ہاتھوں کو مسلسل مضبوطی سے پکڑے رکھا دو گھنٹے کے بعد مجھے کمرے سے نکال کر گاڑی میں بٹھایا گیا اب جو کپڑا میرے چہرے پر چڑھایا گیا اس میں چھوٹا سا سوراخ تھا جس میں سے میں نے دیکھا کہ گاڑی میں میرے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا، ہماری گاڑی سے آگے بھی ایک گاڑی تھی جس میں امریکی سوار تھے اور ہماری گاڑی کا ڈرائیور وہی پاکستانی میجر تھا جو امریکیوں کی ترجمانی کر رہا تھا اب گاڑیاں کوئٹہ ایئر پورٹ کی پچھلی طرف سے داخل ہوئیں جب گاڑیاں ایئر پورٹ کے دروازے پر پہنچیں تو دروازے پر ایک فوجی کھڑا تھا میجر نے اس فوجی کو میری طرف اشارہ کر کے کچھ کہا فوجی گاڑی کے قریب آیا اور ہمیں دیکھ کر دروازہ کھول دیا گاڑیاں اندر جا کر رک گئیں میں یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا میجر گاڑی سے اتر گیا اوہم اسی حالت میں ایک گھنٹے تک گاڑی میں ہی بیٹھے رہے ایئر پورٹ کے اندر بہت سے امریکی فوجی مسلح گھوم پھر رہے تھے اور ان کے قریب ایک بڑا اظہارہ بھی کھڑا تھا ایک گھنٹے کے بعد ہم دونوں کو گاڑی سے اتارا گیا تو میں نے دیکھا کہ ہماری گاڑی کے پیچھے ایک اور گاڑی بھی ہے جس میں سے دو اور آدمی اتارے گئے جن کے چہروں پر بھی نقاب تھے اب مجھے تھوڑا سا آگے لے جایا گیا میرے سامنے ایک بہت بڑا خیمہ تھا اور خیمے کے دروازے پر ایک پاکستانی فوجی اور وہی میجر کھڑا تھا جو امریکی فوجیوں کی ترجمانی کر رہا تھا، مجھ سے پہلے آنے والے ساتھی کو اس فوجی نے خیمہ کے اندر دھکا دیا اور وہ ساتھی میری نظروں سے غائب ہو گیا اس کے بعد مجھے خیمے کی

طرف لے گئے اور زور سے خیمے کے اندر دھکا دے دیا میں لڑکھڑاتا ہوا خیمے کے اندر گرنے ہی والا تھا کہ وہاں موجود امریکی فوجی درندوں کی طرح مجھ پر جھپٹ پڑے کسی نے میری گردن دبوچ لی کسی نے میرے بازو مروڑ کر پکڑ لئے اور کوئی ٹانگوں پر چڑھ بیٹھ تو ایک پاکستانی فوجی آگے بڑھا اور میرے ہاتھ کھولنے لگا جب میرا پہلا ہاتھ کھلا تو ایک امریکی فوجی نے مضبوطی سے میرا بازو مروڑ کر میری کمر سے لگا دیا اور دوسرے بازو کے ساتھ بھی اسی طرح کیا گیا اسی دوران میرے بازوؤں کے جوڑوں سے آوازیں نکلیں ایسا لگ رہا تھا کہ میرے بازو ٹوٹ گئے ہیں اس کے بعد مجھے اوپر اٹھا کر زمین پر مارا اور فوجی میرے سر پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا اور میرے منہ پر غلاف چڑھا دیا اور اس پر ٹیپ لگا دی اب مجھے سانس لینے میں بھی تکلیف ہونے لگی اس مشکل حالت میں بھی اللہ کے فضل و کرم سے میرا دل مطمئن تھا اور میری زبان اللہ کا ذکر کر رہی تھی اور یہ خیال آ رہے تھے کہ اگر اس حالت میں موت آگئی تو اللہ مجھ سے راضی ہو جائے گا۔

### بگرام جیل روانگی اور تشدد کی روداد

مجھے محسوس ہوا کہ ان امریکیوں کے ہاتھوں مجھے بچ دیا گیا اور اب لگتا ہے کہ یہ مجھے کسی خفیہ قیدخانے میں رکھیں گے۔ اسی اثناء میں امریکی فوجی آئے اور اس کے بعد مجھے گھسیٹ کر طیارے کی طرف لے جانے لگے اور طیارے میں لے جا کر میری ٹانگیں لمبی کر کے طیارے کے فرش سے باندھ دیں اور ہاتھ پیچھے طیارے کے فرش سے باندھ دیئے کچھ دیر بعد طیارے نے حرکت شروع کی جب طیارہ فضا میں بلند ہوا تو طیارے میں موجود فوجیوں نے حیوانیت کی انتہا کر دی کہ ہمیں لاتوں اور مکوں سے ایسے مار رہے تھے کہ اس طرح تو کوئی جانور کو بھی نہیں مارتا اور ساتھ طالبان، طالبان اور القاعدہ، القاعدہ کی آوازیں لگا رہے تھے پھر طیارہ ایک جگہ رک گیا تو میرے کانوں میں زور زور سے چیخنے اور نعرے لگانے کی آوازیں آنے لگیں کچھ دیر بعد مجھے گھسیٹ کر طیارے سے نیچے لایا گیا جب میرے قدموں نے زمین کو چھوا تو کسی نے میرے گریبان کو پکڑ کر مجھے ہوا میں اٹھایا اور جب میرے پاؤں زمین سے اٹھ گئے تو پھر مجھے زور سے زمین پر دے مارا اور میں بے جان لاش کی طرح



زمین پر گر گیا پھر مجھے زمین پر گھسیٹ کر لے جانے لگے ایسی حالت میں کہ میرے گھٹنے زمین پر رگڑ رہے تھے اور سر نیچے جھکا ہوا تھا، اب مجھے ایک بڑے ہال کے اندر لے جایا گیا اور میری آنکھوں سے کپڑا اتار دیا گیا جب میں نے ہال میں دیکھا تو چاروں طرف خاردار تاریکی ہوئی تھی مجھ کو بھی ایک خاردار باڑ سے گزار کر اندر لے جایا گیا اور انہی تاروں سے بنے پنجرے میں بٹھا دیا گیا میرے علاوہ اس پنجرے میں پندرہ ساتھی اور بھی تھے جو میرے ساتھ کونڈے سے لائے گئے تھے اب ہمیں لائٹوں میں بٹھا دیا گیا اور ایک ایک کر کے لے جانے لگے جب میری باری آئی تو مجھے گھسیٹ کر ایک چھوٹے کمرے میں لے گئے اس کمرے کے درمیان میں سفید رنگ کا ایک دائرہ تھا مجھ کو لے جا کر اس دائرے میں کھڑا کر دیا گیا اور میری چاروں طرف امریکی فوجی ڈنڈے اور گنیں لے کر کھڑے ہو گئے اب ایک امریکی آفیسر جس کے ہاتھ میں پستل تھا مجھ سے مخاطب ہوا لیکن مجھے اس کی کوئی سمجھ نہ آئی تو ایک امریکی فوجی فارسی میں اس کا ترجمہ کرنے لگا۔

امریکی: آفیسر نے مجھ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟

جواب: میں نے جواب دیا امین اللہ۔

امریکی: تمہیں کہاں سے پکڑا گیا ہے؟

جواب: پاکستان سے۔

امریکی: پاکستان سے تمہیں کیوں پکڑا گیا ہے؟

جواب: میں نے کہا مجھے علم نہیں۔

بس اس طرح کے چند سوالات اور پوچھے پھر چیختے ہوئے مجھے کہا اپنے کپڑے اتار دو میں پریشان ہو گیا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں پھر سارے چیختے لگے میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنے کپڑے اتار کر ان کو دے دیئے پھر مجھے ایک وردی دی جس کا پاجامہ اور شرٹ جڑے ہوئے تھے جب میں نے یہ وردی پہن لی تو میرے ہاتھ پلاسٹک کی رسی سے باندھ دیئے اور پاؤں پر بھی ویسی ہی رسی باندھ دی گئی اور پھر اسی پنجرے میں لے جا کر بند کر دیا، اب اس خاردار پنجرے میں میرے علاوہ سات ساتھی اور بھی تھے ہمیں پانچ پانچ فٹ کے فاصلے پر بٹھا دیا اور کہا کہ بات کرنا اور کھڑا ہونا بالکل منع ہے اور ایک فوجی گن کے ساتھ

ہماری نگرانی کرنے لگا اب اگر کسی کو پیشاب وغیرہ کی حاجت ہوتی تو ہم فوجی کو ہاتھ سے اشارہ کرتے تھوڑی دیر بعد دو فوجی آتے اور اس حاجت والے کو پکڑ کر لے جاتے اور لیٹرین کے لئے زمین پر ہی گڑھا بنایا ہوا تھا جس کے گرد کوئی دیوار تھی اور نہ ہی کوئی پردہ غیرہ تھا امریکی ہاتھ کھول کر سامنے کھڑے ہو جاتے اور جب کوئی پیشاب کے لئے بیٹھتا تو گزرنے والے فوجی جن میں مرد و عورتیں سب تھے آوازیں کستے اور طنز کرتے اس وقت ہماری یہ حالت ہوتی تھی کہ ہم کہتے اس سے اچھا تھا کہ ہم مر جاتے اور یہ دن نہ دیکھنا پڑتا کہ کافر مرد تو کیا عورتیں بھی مسلمانوں کا اس طرح مذاق اڑائیں، انہی دنوں میں ایک بوڑھا شخص بھی قید ہو کر ہمارے پنجرے میں آیا جس کو اتنا بھی علم نہیں تھا کہ اس کو کیوں پکڑا گیا ہے اور یہ فوجی کون ہیں ایک دن وہ بوڑھا بابا اپنی جگہ سے اٹھا اور پہرے پر کھڑے فوجی سے مخاطب ہوا ”اے نسوار راکا“ مجھے نسوار دو۔ فوجی ڈرا کہ یہ بوڑھا اپنی جگہ سے کھڑا ہو کر کیا کہہ رہا ہے اب فوجی نے چیخا شروع کر دیا Sit down, Sit down (بیٹھ جاؤ) بوڑھے کو فوجی کی سمجھ نہیں آ رہی تھی اور پنجرے کے باہر بہت سے فوجی جمع ہو گئے تھے اب سب چیخنے لگے بوڑھا بیچارہ کیا کرتا اس کو تو نسوار کی ضرورت تھی جب میں نے محسوس کیا کہ فوجی اندر آ کر اس کو ماریں گے تو میں نے اس کو پشتو میں کہا کہ بابا جی آپ بیٹھ جاؤ یہ آپ کو نسوار نہیں دیں گے بلکہ آپ کو ماریں گے بابا بیچارہ بڑ بڑاتا ہوا بیٹھ گیا، ابھی تک ہم کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ کون سی جگہ ہے۔

امریکی فوجی پیشاب کی بالٹی باہر پھینکنے یا صفائی کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دیتے تھے۔ ایک دن جب فوجیوں نے مجھے جھاڑو دینے کو کہا تو میں جھاڑو لگاتے لگاتے ایک عربی ساتھی کے قریب ہوا تو میں نے پست آواز میں اس سے حال وغیرہ پوچھنے کے بعد اس سے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے تو اس نے بتایا کہ یہ بگرام ہے، بگرام جیل امریکیوں کا پہلا تفتیشی مرکز تھا روزانہ مجھے تفتیشی کمرے میں لے جاتے اور بار بار وہی سوال پوچھتے یہاں قیدیوں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا سخت سردی کے موسم میں ساتھیوں کے سارے کپڑے اتار کر زمین پر لیٹا دیا جاتا جب کہ سردی اتنی سخت تھی کہ سردی کی وجہ سے ہماری بوتل میں پینے کا پانی برف بن جاتا تھا ایک ساتھی کو چار پانچ پانچ فوجی مارتے اور کوشش یہی کی

جاتی کہ اس کو زیادہ سے زیادہ ذلیل کیا جائے اس کے لئے وہ قیدیوں کو ایک دوسرے کے سامنے ننگا کر دیتے اور ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ان کے سامنے بدکاری تک کرتے اور تنگ کرنے کے لئے نماز نہ پڑھنے دیتے اور قرآن ہماری آنکھوں کے سامنے لا کر پھاڑ دیتے اور کبھی لیٹرین میں ڈال دیتے اور کھانے میں خنزیر کا گوشت دیتے تاکہ قیدی کھائے تو حرام کی وجہ سے ان کو تکلیف ہو اور اگر نہ کھائے تو بھوک کی وجہ سے ان کو تکلیف ہو یہاں تک کہ کھانے کے وقت ہاتھ باندھ دیئے جاتے تاکہ یہ کھانا بھی سکون سے نہ کھا سکیں، ہمیں بگرام میں کھڑے ہونے کی اجازت نہ تھی اور فرش انتہائی ٹھنڈا تھا رات کے وقت ہمیں پانی کی ایک بوتل دی جاتی تھی جب صبح ہوتی تو بوتل کا پانی ٹھنڈک کی وجہ سے برف بن جاتا تھا نہ ہم اس کو پی سکتے تھے اور نہ وہ ہم کو تبدیل کر کے دیتے اگر ان سے کوئی کہتا تو اس کو گندی گندی گالیاں دینی شروع کر دیتے اور اس کو سخت سزا ملتی ایک عربی ساتھی شیخ نافع کو ایک دفعہ سزا کے طور پر کھڑا کر دیا گیا بے چارہ چھ گھنٹے تک سردی میں کھڑا رہا آخر بے ہوش ہو کر گر پڑا مگر ان ظالموں نے اس کی سزا کو ختم نہیں کیا اور اس کی سزا جاری رکھی۔

### قندھار کا قید خانہ

ایک رات ہمیں جگایا گیا اور کہا کہ اپنے اپنے بستر ہاتھوں میں اٹھا لو پھر فوجی اندر آئے اور ہمارے چہروں پر سیاہ خریطہ (لمبا بوری نما تھیلا جو منہ پر چڑھایا جاتا) ڈال دیا اور ہمیں قطار میں کھڑا کر کے بازوؤں سے ایک دوسرے کے ساتھ باندھ دیا اور پیدل لے جاتے ہوئے ہمیں ایک دوسری جگہ لے گئے جہاں بیس بیس آدمیوں کے لئے پنجرے بنے ہوئے تھے ان پنجروں کی تاریں بھی خاردار تاروں سے بنی ہوئی تھیں یہاں دن رات کا کچھ پتہ نہیں چلتا تھا کہ خاردار تاروں سے آگے سٹیل کی چادر سے چار دیواری کی ہوئی تھی اور اس پر انتہائی تیز لائیں لگیں ہوئیں تھیں جب ہم سو گئے تو بہت سے فوجی آگئے اور شور کرنے لگے کہ اٹھ جاؤ، اٹھ جاؤ، پھر ہم سب اٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ اب کیا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے سب کو کھڑا ہونے کو کہا گیا اور پھر ایک ایک کو باہر نکالنا شروع کیا اور ایک بڑے کمرے میں لے گئے جب میں کمرے کے دروازے سے داخل ہوا تو دیکھا کہ مجھ سے پہلے آنے والے اس



حال میں گھٹنوں کے بل بیٹھے ہیں کہ ان کے منہ پر کپڑے چڑھے ہوئے ہیں جب میں کمرے میں داخل ہوا تو میرے ہاتھ آگے سے کھول کر پیچھے باندھ دیئے اور پاؤں کو بھی مضبوطی سے باندھ کر مجھے بھی گھٹنوں کے بل بٹھا دیا تقریباً دو تین گھنٹے ہمیں اسی حالت میں رکھا گیا کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور ہمیں کہاں لے جا رہے ہیں پھر ہمیں کھڑا کیا گیا اور ہم سب کے بازوؤں کو ایک ہی تار سے باندھ دیا اور چہرے پر خریطہ چڑھا کر ہمیں چلنے کو کہا گیا ہم اندھیرے میں چل رہے تھے پاؤں میں باریک ادنی موزے تھے ان کی وجہ سے ہم فرش پر چلتے ہوئے فرش کی خستہ حالت تک محسوس کر رہے تھے اب چلتے ہوئے ہماری گردنوں پر تھپڑ بھی پڑنے لگے کچھ فوجی مارتے اور باقی قہقہوں سے ہمارا مذاق اڑاتے مجھ سے پہلے دو ساتھی تھے چلنے کے دوران میرے کانوں میں ایسی آوازیں آنے لگیں جس طرح کسی جانور کو ذبح کرنے کے بعد اگر اس کی گردن کو کاٹ دیا جائے مجھ سے آگے والا ساتھی زور زور سے ذکر کرنے لگا میرے ذہن میں خیال آیا کہ پہلے والے کو ذبح کر دیا گیا ہے اور تیسرا نمبر میرا ہے میری عجیب کیفیت تھی میں نے دل میں استغفار شروع کر دیا تھوڑی دیر اسی حالت میں گزری وہ آوازیں مسلسل آ رہی تھیں پھر ایک دم طیارے کی آواز آنے لگی اور یہ آواز قریب سے قریب ہوتی گئی اور پھر ایک ایک کر کے ہمیں طیارے میں لے جانے لگے جب میری باری آئی تو مجھے دونوں طرف سے پکڑ کر طیارے میں لے گئے اور فرش پر میری ٹانگیں لمبی کر کے بٹھا دیا گیا اور میری ٹانگوں سے زنجیر پلیٹ کر دوسری طرف باندھ دی گئی پھر ایک زنجیر دونوں کندھوں سے پلیٹ کر فرش پر باندھ دی اب ایسے لگ رہا تھا کہ میں انسان نہیں بلکہ کوئی خطرناک درندہ ہوں جس کے ساتھ اس طرح کا سلوک ہو رہا ہے طیارہ حرکت میں آیا اور ہمارا ایک اور تکلیف دہ سفر کا آغاز ہو گیا سارا جسم درد میں ڈوبا ہوا تھا امریکی فوجی ہمارے کانوں میں چیختے رہے اور گندی گالیاں بکتے رہے اور شراب پی کر ہم پر نکلیاں کرتے رہے جو کوئی تکلیف کی وجہ سے فریاد کرتا تو فوجی مکوں اور لالتوں سے اس کو مارنا شروع کر دیتے، بولنے کی اجازت بالکل نہ تھی آخر طیارہ اتر کر رک گیا تو زنجیروں کی آوازیں آنے لگیں ایسے محسوس ہوا جیسے قیدیوں کو نیچے اتار کر زنجیریں کھولی جارہی ہیں پھر میرے قریب کوئی آیا اور میری زنجیریں کھولنے لگا مجھے اوپر اٹھایا گیا اور پھر زور سے کھینچتے ہوئے مجھے

طیارے سے نیچے لے گئے طیارے سے اتارنے کے بعد مجھے زمین پر الٹا لیٹا دیا گیا معلوم نہیں کہ رات کا کون سا وقت تھا زمین سخت ٹھنڈی تھی جس کی وجہ سے میرا جسم بھی ٹھنڈا ہوتا چلا گیا پھر کچھ دیر بعد سارا جسم سن ہو گیا اب صرف میرا دل دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا تقریباً دو گھنٹے بعد مجھے اٹھایا گیا اور کھڑا کر کے چھوڑ دیا گیا میری ٹانگیں سردی کی وجہ سے بالکل کام نہیں کر رہی تھیں میں ایک لاش کی طرح نیچے گر گیا پھر مجھے کھڑا کر کے چھوڑا میں پھر گر گیا فوجی میرے ساتھ یہ کھیل کھیلے رہے اور قہقہے لگاتے رہے آخر مجھے گھیٹ کر لے گئے میرے جسم نے تھوڑی گرمی محسوس کی شاید مجھے کسی خیمے میں داخل کیا گیا پھر اچانک دھڑم سے زمین پر الٹا گرا دیا گیا اور قینچیوں سے میرے کپڑے کاٹنے لگے میں بالکل بے بس تھا اور کوئی چیز دکھائی نہ دے رہی تھی میرے وجود سے سارے کپڑے الگ کر دیئے گئے پھر مجھے اٹھا کر کسی خیمے میں لے گئے اور اسی حالت میں سوالات شروع کئے۔

تمہارا نام کیا ہے؟ کس جگہ سے تعلق ہے اور کہاں پکڑے گئے ہو؟ ملا عمر اور اسامہ کہاں ہیں؟ اس کے بعد منہ سے کپڑا اتارا اور داڑھی کے بال نوچنے لگے اور منہ سے تھوک کا سپیل لیا اور میری تصویریں اور فنکر پرنٹ لینے لگے اس کے بعد پھر منہ پر تھیلا چڑھا دیا اور ایک تیسرے خیمے میں لے گئے پھر نیلے رنگ کی وردی پہنا دی گئی اور گھسیٹے ہوئے زمین پر الٹا الٹا کر میری کمر پر فوجی بیٹھ گئے اب میرے ہاتھوں اور پاؤں سے زنجیریں اتاری جانے لگیں اور اس کے بعد فوجی میری کمر سے اتر گئے اب فوجیوں کے قدموں کی آوازوں سے محسوس ہوا کہ وہ چلے گئے ہیں ایک فوجی کے چیخنے کی آواز آئی میں اپنی جگہ پر لیٹا رہا جب کافی دیر گزر گئی تو میں نے سر اٹھایا اور آنکھوں سے ٹوپی اوپر کی تو میرے سامنے ایک خیمہ تھا اس میں موجود ساتھیوں نے اشارہ کیا کہ اٹھ جاؤ میں اٹھا اور اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے پیچھے دیکھا تو خاردار تاروں کی دیوار تھی اور باہر ایک فوجی گن کے ساتھ کھڑا تھا میں آہستہ آہستہ خیمے کی طرف جانے لگا۔

جب میں خیمے میں داخل ہوا تو وہاں پر تقریباً بیس قیدی تھے میں کسی سے بات کرنے بغیر ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا تو میں نے اپنے ارد گرد دیکھا تو مجھے ایک شخص جانا پہچانا سا لگا جب میں نے غور کیا تو وہ حاجی محمد صادق تھا جو میرے ساتھ پاکستانی جیل میں بھی تھا پھر

میری دوسری طرف بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا آپ امین اللہ ہو؟ میں نے کہا جی ہاں جب میں نے اس شخص کی طرف غور سے دیکھا تو وہ عبدالسلام تھے جو بالکل پہچانے نہیں جا رہے تھے میں نے سلام دعا کے بعد ان سے پوچھا کہ کوئی جگہ ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہ قندھار کا ایئر پورٹ ہے اور کہا کہ فکر مت کرو اور پریشان نہیں ہونا انشاء اللہ خیر والا معاملہ ہوگا۔ جب پہلی رات گزر گئی تو صبح میں نے ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لیا اس کیپ کو اس طرح سے بنایا گیا تھا کہ اس میں تقریباً پندرہ خیمے تھے جو چاروں طرف سے کھلے تھے اور دس دس میٹر کے فاصلے پر خادراتاروں سے دیواریں بنی ہوئی تھیں اور خیموں کے اوپر تریپال کی چھت تھی اور ہر خیمے میں پندرہ سے بیس قیدی رکھے ہوئے تھے اب جو لوگ میرے ساتھ کچھلی رات آئے تھے ان کی تفتیش شروع ہو گئی تفتیش کا طریقہ کچھ اس طرح تھا جس رات ہم قندھار میں آئے تھے تو ہمارے ہاتھ میں ایک پلاسٹک کا کڑا باندھ دیا گیا تھا۔ جس پر ہر قیدی کا نمبر لکھا ہوا تھا میرے کڑے پر 502 لکھا ہوا تھا جب فوجی تفتیش کے لئے لینے آئے تو انہوں نے میرا نمبر پکارا 502 لیکن میں بے فکر بیٹھا رہا کیوں کہ مجھے بالکل معلوم نہیں تھا کہ کیا کرنا ہے پھر ایک ساتھی اٹھا اور اس نے میرے ہاتھ پر بندھے کڑے کو دیکھا اور مجھ سے کہا جاؤ کہ تمہارا نمبر پکار رہے ہیں میں اٹھا اور باہر جا کر کھڑا ہو گیا فوجی میری طرف اشارہ کرتے رہے اور چیختے رہے مگر ان کی باتوں کی مجھے سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی ایک ساتھی نے مجھے کہا کہ وہ کہہ رہے ہیں وہاں جا کر ثالث جاؤ اور باقی تمام قیدی پیچھے جا کر گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ اور اپنے ہاتھ سر پر رکھ لو اب تار کے باہر ایک فوجی گن لے کر میرے سامنے کھڑا ہو گیا باقی فوجی دوسرے قیدیوں کی نگرانی کرنے لگے اور کہا کہ کسی کو کوئی بات اور حرکت کرنے کی اجازت نہیں ہے اب فوجیوں کی دوسری ٹیم آئی اور مجھ سے کہا کہ ہاتھ سر پر رکھو اور حرکت بالکل نہیں کرنا اب وہ دروازہ کھول کر اندر آنے لگے اور سب کے سب میرے اوپر آ کر بیٹھ گئے کسی نے میرا ہاتھ مروڑ کر جھکڑی لگائی اور کسی نے میرے پاؤں کو باندھا اور مجھے گھسیٹ کر مختلف راستوں سے گزارتے ہوئے تفتیشی کمرے میں لے گئے اس کمرے میں ایک موٹا سرخ آدمی فوجی فوردی پہنے ہوئے بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ میں سگریٹ تھا اسی دوران اردو والا مترجم غصے کے ساتھ مجھ سے مخاطب ہوا یہ شخص جو تمہارے سامنے بیٹھا ہے یہ بہت ہی ظالم ہے اس کے



سامنے بالکل جھوٹ نہیں بولنا اس کے ساتھ ہی ایک فوجی نے پٹل میری کنپٹی پر رکھ دیا، اب وہ موٹا آدمی مجھ سے مخاطب ہوا۔

سوال: تمہارا نام کیا ہے؟

جواب: امین اللہ۔

سوال: تمہارا گھر کس جگہ ہے؟

جواب: پاکستان میں۔

سوال: تمہیں کیوں پکڑا گیا؟

جواب: مجھے معلوم نہیں۔

سوال: تم کیا کام کرتے ہو؟

جواب: باڈر سے سامان خرید کر پاکستان میں فروخت کرتا ہوں۔

سوال: کس قسم کا سامان؟

جواب: کمپیوٹر، لیپ ٹاپ وغیرہ۔

سوال: سچ بتاؤ اور اپنے بارے میں سب کچھ بتاؤ؟

جواب: میں پہلے ہی تمہیں سب کچھ بتا چکا ہوں اب میرے پاس کہنے کو کچھ نہیں ہے۔

سوال: کیا تم ملا عمر سے ملے ہو؟

جواب: نہیں۔

سوال: اسامہ کے بارے میں کیا جانتے ہو؟

جواب: اتنا نہیں جانتا جتنا تم جانتے ہو، اور نہ ہی مجھے جاننے کا شوق ہے۔

پھر مترجم نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم سچ مچ کیوں نہیں بتاتے اگر تم ہم سے جھوٹ بولو گے تو یاد رکھو بہت سخت سزا ملے گی۔

جواب: میں ایک کاروباری آدمی ہوں میں ان چیزوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا جس

کے متعلق تم پوچھ رہے ہو اور آپ نے جو کچھ پوچھا میں نے صاف صاف بتا دیا اگر آپ کو میری باتوں پر یقین نہیں ہے، تو تم جو چاہو کرو یہ تمہاری مرضی ہے۔

اس کے بعد امریکی نے فائل بند کردی اور فوجیوں کو آواز لگائی تو دونوں فوجی اندر آئے

اور میرے منہ پر کپڑا چڑھا دیا اور ہاتھ پیچھے باندھ دیئے اور مجھے اٹھا کر تیزی سے ایک طرف لے جانے لگے اور ایک کمرے میں لے جا کر التالٹا دیا اس کے بعد میرے ہاتھ پاؤں کھول کر چلے گئے جب وہ چلے گئے تو میں نے اس جگہ کا جائزہ لیا یہ ایک گودام تھا جس میں خاردار تاروں سے ایک ایک قیدی کے لئے پنجرہ بنایا گیا تھا بعض پنجروں میں قیدی بند تھے اور کچھ خالی تھے اس گودام میں ایک بڑا روشن دان بھی تھا، اور بڑے بڑے بلب لگے ہوئے تھے اور فوجی پہرے دے رہے تھے۔ یہاں ادھر ادھر دیکھنے کی اجازت نہیں تھی جب میں نے ایک طرف دیکھا تو فوجی نے چیخنا Look down, look down شروع کر دیا میں اس کی بات نہیں سمجھ رہا تھا تو اس نے مجھے اشارے سے سمجھایا کہ آنکھیں نیچے کرو، جب رات ہوئی تو فوجیوں نے گودام کی چھت پر پتھر مارنے شروع کر دیئے تاکہ ہم سو نہ سکیں اور اسی طرح ہوا کہ گودام کی چھت لوہے کی بنی ہوئی تھی جس کی وجہ سے بہت شور ہوتا رہا ہم ساری رات بالکل نہ سو سکے صبح ہوئی تو ابھی ہم نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا کہ کچھ فوجی میرے پنجرے کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور اشارے سے کہا کہ وہاں جا کر التالٹ جاؤ جب میں لیٹ گیا تو وہ اندر آئے اور میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر اور منہ پر اسی طرح کپڑا چڑھا کر ایک دوسری جگہ لے جا کر التالٹ دیا اور میرے ہاتھ پاؤں کھول کر منہ سے کپڑا ہٹا دیا جب میں نے اوپر دیکھا تو یہ ایک خیمہ تھا اور اس میں اور بہت سے قیدی موجود تھے جب فوجی چلے گئے تو میں اس جگہ سے اٹھ کر آگے گیا تو سب ساتھی مجھ سے ملنے لگے تو جس سے میرا حوصلہ بڑھ گیا اور میری پریشانی اس وقت اور بھی کم ہو گئی جب میں ایک عربی ساتھی سے ملا جس کا نام فاروق تھا اور وہ بہت بڑا عالم بھی تھا اس نے مجھے بہت حوصلہ دیا۔ یہ سردی کے دن تھے اور رات کے وقت سردی اور بھی زیادہ ہو جاتی تھی اور یہاں یہ حالت تھی کہ جب آدھی رات ہو جاتی تو حاضری ہوتی ہم کو قطاروں میں کھڑا کر دیا جاتا اور کسی کو کبل اور چادر اوڑھنے کی اجازت نہ تھی حاضری ختم ہونے کے بعد جب ساتھی سو جاتے تو پھر فوجی شور کرتے اور چیختے ہوئے ہم کو کھانے کے لئے اٹھاتے اور قطاروں میں کھڑا کر دیتے اب کھانے کا انتظار اور اوپر سے یہ سخت سردی پوری رات اسی حالت میں گزرتی، اس خیمہ میں ایک عربی ساتھی ابو احمد تھا جس کی عمر تقریباً پچاس سال سے بھی زیادہ تھی اور اس کے ساتھ اس کا چندرہ سالہ بیٹا بھی تھا یہ دونوں

باپ بیٹا حافظ تھے، جب اس نے اپنے متعلق بتایا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اس نے بتایا کہ میرا ایک بیٹا تو رابورا میں بمباری سے شہید ہو گیا اور میرا گھر جو جلال آباد میں تھا، جب طالبان کی حکومت ختم ہو گئی تو منافقین میرے گھر میں گھس گئے، اور اس کے بعد وہ بات نہ کر سکا وہ ہر نماز میں منافقین کے لئے بد دعائیں کرتا، ایک دن امریکی فوج آئی اور اس کے بیٹے کو خیمہ سے لے جانے لگے تو اس نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا قرآن کو یاد رکھنا اور وقت ضائع مت کرنا اور اپنی آنکھوں اور زبان کی حفاظت کرنا جب فوجی اس کے بیٹے کو لے گئے تو میں اس کے پاس گیا اور اسے تسلی دی تو اس نے کہا کہ کوئی بات نہیں یہ مصیبتیں تو انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں اور اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام پر اس سے زیادہ امتحانات آئے تھے ہم بھی مسلمان ہیں اگر ہم پر یہ امتحان آیا ہے تو ہم نے اس پر صبر کرنا ہے اور اللہ سے دعا کرنی ہے کہ وہ ہم کو اس میں کامیاب فرمائے۔

اس جیل میں وہ ہمیں ایک خیمہ سے دوسرے میں تبدیل کرتے رہے اور وقت گزرتا رہا پھر ایک دن ہمیں دوسرے خیمہ میں لے گئے تو وہاں کچھ نئے قیدی تھے جن کو ایک رات پہلے ہی ہرات جیل سے لایا گیا تھا ان میں مولوی ولی محمد صاحب بھی تھے، جب میں اس خیمہ میں گیا تو انہوں نے مجھے آواز دی میں نے بھی انہیں پہچان لیا تو میں ان کے قریب گیا انہوں نے مجھے گلے لگا لیا، اس کے بعد ان سے باتیں ہوئیں تو حالات کا پتہ چلا ہرات جیل میں ان کے پاس ریڈیو تھا اور وہ خبریں سنتے رہتے تھے۔ قندھار کے قید خانے تک میری قید کے دو مہینے پورے ہو گئے جو انتہائی کٹھن گزارے۔

### امریکی کفار کی سنت رسول ﷺ سے نفرت

قندھار جیل میں تقریباً چودہ خیمے تھے ہر روز ایک خیمے والے قیدیوں کی داڑھیاں کاٹی جاتی تھیں سب ساتھی بہت پریشان تھے سر کے بال مونچھیں داڑھی سب کچھ کاٹ دیا جاتا جب ساتھی واپس پنجرے میں آتے تو ان کو کوئی پہچان نہیں سکتا تھا کسی کے بال آدھے چھوڑ دیئے جاتے اور کسی کی داڑھی، بعض دفعہ آدھے سر کے بال اور آدھی داڑھی کاٹ کر اس کا مذاق اڑاتے جب میں ان ساتھیوں کو دیکھتا تو اپنی داڑھی کی فکر لگ جاتی، اب میری داڑھی



کے بال جو نیچے گرتے ہیں ان کو اٹھا کر چھپا دیتا کہ جب میری داڑھی کٹ جائے گی تو ان کو کھیل لیا کروں گا۔

ایک صبح دس پندرہ فوجی ہمارے خیمے کے باہر آ کر کھڑے ہو گئے اور ایک عربی بھی جس کو انگلش بھی آتی تھی بلایا اور اس کو کہا کہ ان سب کو کہو کہ کھڑے ہو جائیں تم سب داڑھیاں مونڈھنی ہیں پھر ہمیں ایک قطار میں کھڑا کر کے ہمارے ہاتھ پاؤں باندھ دیے۔ منہ پر تھیلے چڑھا دیئے اس کے بعد ہمیں ایک دوسری جگہ لے گئے پھر ایک ایک کو باہر لے گئے اور داڑھی سر کے بال مونچھیں سب کچھ مونڈھ دیتے مجھ سے پہلے جس کی داڑھی صاف ہو گئی وہ خواست کا رہنے والا تھا اور بہت بڑا عالم بھی تھا جس کی عمر ساٹھ سال سے بھی زیادہ تھی جب مجھے کرسی پر بٹھایا گیا اور میرے منہ سے تھیلا ہٹایا گیا تو میرے سامنے اسی عالم کی سفید داڑھی زمین پر پڑی تھی میں اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا کہ ایک فوجی نے اس پر ہاتھ رکھ دیا اور میری طرف اشارہ کر کے کہنے لگا ابھی تمہاری داڑھی کا بھی یہی حشر ہوگا جب میں نے یہ منظر دیکھا تو اپنی داڑھی بھول گیا اور سوچنے لگا کہ یہ خبیث جانتے ہیں کہ یہ داڑھی مسلمانوں کے نبی ﷺ کی سنت ہے اس لئے یہ آج مسلمانوں کی داڑھیاں پاؤں کے نیچے روند رہے ہیں اور ہمارے دل زخمی کر رہے ہیں۔

جب ہماری داڑھیاں مونڈھ دی گئیں اور ہمیں واپس اپنے خیمے میں لایا گیا تو ہمارے ساتھ والے خیمے میں ملا حاجی صادق اخوند اور ملا عبدالسلام ضعیف تھے وہ ہمیں حوصلہ دینے لگے، یہ تو کچھ بھی نہیں ہے انبیاء علیہم السلام کو کتنی تکلیفیں دی گئیں اور ہماری داڑھیاں تو اللہ کے راستے میں شہید ہوئیں ہیں اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔

اگلے دن ان کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا اور ان کو بھی ہماری طرح بنا دیا گیا اس امر کی کمپ میں ہم دو ماہ رہے ان دو ماہ میں تین بار ہماری داڑھیاں مونڈھی گئیں جب ہم نے ریڈ کر اس سے شکایت کی تو وہ ہنستے ہوئے بولے یہ تو آپ کی صفائی کے لئے ہے۔

مریکی مظالم اور قیدیوں کی حالت

قندھار جیل میں پانی استعمال کرنے کی بالکل اجازت نہیں تھی غسل تو کیا منہ دھونے

کے بال جو نیچے گرتے ہیں ان کو اٹھا کر چھپا دیتا کہ جب میری داڑھی کٹ جائے گی تو ان کو دیکھ لیا کروں گا۔

ایک صبح دس پندرہ فوجی ہمارے خیمے کے باہر آکر کھڑے ہو گئے اور ایک عربی ساتھی جس کو انگلش بھی آتی تھی بلایا اور اس کو کہا کہ ان سب کو کہو کہ کھڑے ہو جائیں تم سب کی داڑھیاں مونڈھنی ہیں پھر ہمیں ایک قطار میں کھڑا کر کے ہمارے ہاتھ پاؤں باندھ دیے اور منہ پر تھیلے چڑھا دیئے اس کے بعد ہمیں ایک دوسری جگہ لے گئے پھر ایک ایک کو باہر لے جاتے اور داڑھی سر کے بال مونچھیں سب کچھ مونڈھ دیتے مجھ سے پہلے جس کی داڑھی صاف کی گئی وہ خواست کار رہنے والا تھا اور بہت بڑا عالم بھی تھا جس کی عمر ساٹھ سال سے بھی زیادہ تھی جب مجھے کرسی پر بٹھایا گیا اور میرے منہ سے تھیلا ہٹایا گیا تو میرے سامنے اسی عالم کی سفید داڑھی زمین پر پڑی تھی میں اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا کہ ایک فوجی نے اس پر پاؤں رکھ دیا اور میری طرف اشارہ کر کے کہنے لگا ابھی تمہاری داڑھی کا بھی یہی حشر ہوگا جب میں نے یہ منظر دیکھا تو اپنی داڑھی بھول گیا اور سوچنے لگا کہ یہ خبیث جانتے ہیں کہ یہ داڑھی مسلمانوں کے نبی ﷺ کی سنت ہے اس لئے یہ آج مسلمانوں کی داڑھیاں پاؤں کے نیچے روند رہے ہیں اور ہمارے دل زخمی کر رہے ہیں۔

جب ہماری داڑھیاں مونڈھ دی گئیں اور ہمیں واپس اپنے خیمے میں لایا گیا تو ہمارے ساتھ والے خیمے میں ملا حاجی صادق اخند اور ملا عبدالسلام ضعیف تھے وہ ہمیں حوصلہ دینے لگے، یہ تو کچھ بھی نہیں ہے انبیاء علیہم السلام کو کتنی تکلیفیں دی گئیں اور ہماری داڑھیاں تو اللہ کے راستے میں شہید ہوئیں ہیں اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔

اگلے دن ان کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا اور ان کو بھی ہماری طرح بنا دیا گیا اس سرکاری کیمپ میں ہم دو ماہ رہے ان دو ماہ میں تین بار ہماری داڑھیاں مونڈھی گئیں جب ہم نے ریڈ کر اس سے شکایت کی تو وہ ہنستے ہوئے بولے یہ تو آپ کی صفائی کے لئے ہے۔

ہماری مظلوم اور قیدیوں کی حالت

قتدار جیل میں پانی استعمال کرنے کی بالکل اجازت نہیں تھی غسل تو کیا منہ دھونے

کی بھی اجازت نہیں تھی، پانی صرف پینے کے لئے ملتا تھا اگر کوئی وضو کرتا یا منہ دھوتا اس کو سخت سزا ملتی۔ ساتھیوں نے ریڈ کراس سے بات کی کہ کافی عرصہ گزر گیا ہے کہ ہم نے غسل وغیرہ نہیں کیا پھر ایک دن جیل میں قیدیوں کا غسل ہو گیا۔ جس کا طریقہ کار یہ تھا کہ ایک خیمے کے سب ساتھیوں کو باندھ کر جیل کے ایک کونے میں لے جاتے اور چار دیواری میں لیجا کر کپڑے اتروا دیتے، کپڑے اتروانے کے بعد سب کو ایک ہی جگہ بٹھا دیتے، صابن اور ایک پانی کی چھوٹی بالٹی سامنے رکھ دیتے ان ساتھیوں کو آپس میں ایک دوسرے سے پردہ بھی نہ کرنے دیتے، تب ساتھی شرم سے آنکھیں بند کر لیتے پھر ایک منٹ غسل کرنے کے لئے ہوتا۔

ایک دفعہ جب فوجی نے کہا کہ غسل شروع کرو تو ایک افغان قیدی نے بالٹی اٹھائی اور جلدی جلدی آدھا پانی سر پر ڈال دیا اور پھر صابن لگانا شروع ہی کر رہا تھا کہ امریکی فوجی نے چیخنا شروع کر دیا، وقت ختم ہو گیا ہے، وقت ختم ہو گیا ہے، اور امریکی فوجی نے آگے بڑھ کر بالٹی کو لات مار کر باقی پانی پانی گرا دیا وہ بیچارہ جسم پر صابن لگائے کھڑا رہا اس کے بعد ایک ایک قیدی کو زمین پر الٹا کر جسم پر لاتوں سے مٹی پھینکنے لگے جب پورے جسم پر اچھی طرح مٹی لگ گئی تو کہا کہ اب ایک ایک قیدی جائے او اپنے کپڑے پہنے، اسی دوران ایک ساتھی نے بلند آواز میں کہا کہ ساتھیوں نگاہیں نیچی رکھو، ہمیں ان وحشیوں نے تین دفعہ اسی گندے طریقے سے غسل کرایا اور ہماری تذلیل کی گئی۔ یہ سب اس لئے کہ ہم مسلمان تھے۔

### امریکی کیمپ میں قیدیوں کے کپڑے

قندھار اور بگرام جیل میں قیدیوں کے کپڑوں کا رنگ گہرا نیلا تھا اور پینٹ اور شرٹ آپس میں جڑے ہوئے تھے، جس کی وجہ سے پیشاب وغیرہ کے لئے بڑی تکلیف ہوتی کیوں کہ اگر کسی نے پیشاب کرنا ہوتا تو پہلے شرٹ پینٹ کے ساتھ جڑی ہوئی تھی اور اس میں بڑے جسم والوں کے لئے اور بھی زیادہ تکلیف تھی کیونکہ سب وردیوں کا ایک ہی سائز تھا، اور جن کی وردی پھٹ جاتی تو ان کو تبدیل بھی نہیں کیا جاتا تھا، میری وردی بھی بہت سی جگہ سے پھٹ گئی تھی تو میں نے کئی بار کہا کہ مجھے وردی تبدیل کرادو مگر انہوں نے نہ کی تو آخر میں نے شیشے کے ایک چھوٹے ٹکڑے سے ایک چادر کو کاٹ کر اس کو پیوند لگا دیا۔



کپڑوں کی جیب پر امریکی جھنڈا لگا ہوا تھا جس کو سب ساتھیوں نے اتار کر ٹیرین میں پھینک دیا، جب گرمیوں کا موسم شروع ہو گیا تو ہمارے کپڑے بھی بدل گئے پہلے پینٹ شرٹ تھی اب نکر اور شرٹ دے دی گئی اور نکر اتنی مختصر کہ اس سے ہمارا ستر بھی نہیں چھپتا تھا اور یہ کپڑے ایسے تھے کہ ہم قید سے زیادہ ان سے پریشان تھے کیونکہ ایک تو یہ بہت باریک تھے دوسرا بہت جلدی پھٹ جاتے تھے جس کی وجہ سے ہمارا ستر بھی نہ چھپ سکتا تھا بہت سے ساتھیوں کے نکر پھٹ گئے تھے اور امریکی کپڑے تبدیل بھی نہیں کرتے تھے پکیتہ کا کے ایک ساتھی کا جب نکر پھٹ گیا تو اس نے ایک چادر سے اپنی شرم گاہ چھپالی ایک دن جب اسے تحقیق کے لئے لے جانے لگے تو ایک فوجی نے وہ چادر کھینچ لی جس سے اس بچارے کی شرم گاہ سامنے ظاہر ہونے لگی تو اسے خیمے کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا جب باقی ساتھیوں نے یہ منظر دیکھا تو شور شروع کر دیا جب انہوں نے دیکھا کہ کام خراب نہ ہو جائے تو اس کی چادر واپس کر دی مگر آگے جا کر پھر چھین لی اور ساتھی کو گھسیٹتے ہوئے لے گئے۔

### امریکی کیمپ میں شعائر اسلام کی بے حرمتی

قندھار جیل میں ہمارے لئے دوسری مشکلات کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑی مشکل شعائر اسلام کی بے حرمتی اور ان کا مذاق تھا ہم کو اور بھی بہت سی سزائیں دی جاتیں تھیں مگر ہمیں ان کی کوئی پرواہ نہ تھی کیونکہ وہ ہمارے جسم تک محدود تھیں۔

جسم پر تکلیف ہوتی تھی لیکن قرآن، نماز، اذان اور شعائر اللہ کے ساتھ مذاق ایک ایسی تکلیف تھی جس کو کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا اور اسی لئے کچھ ساتھی پاگل ہو گئے کہ ہماری آنکھوں کے سامنے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کلام کی بے حرمتی ہوئی اور ہم کچھ نہ کر سکے پھر بھی امریکی فوجی کلام اللہ کی بے حرمتی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے رات دو تین بجے میں پچیس فوجی ایک ایک خیمے کے باہر کھڑے ہو جاتے اور زور زور سے چیخا شروع کر دیتے اور Get up, Get up اٹھ جاؤ، اٹھ جاؤ کے آوازے لگاتے تمام ساتھیوں کو ایک کونے میں منہ دوسری طرف کر کے گھٹنوں کے بل بٹھا دیا جاتا اور ہاتھ سر پر رکھوا دیتے پھر عصب فوجی خیمے کے اندر آ جاتے اور ان کے ساتھ بہت سے کتے بھی ہوتے جو ساتھیوں کی طرف

دوڑتے اور بھونکتے اور فوجی ہمارے سامان کو ادھر ادھر پھینکنا شروع کر دیتے اور قرآن کو جانتے ہوئے کہ یہ ان کی دینی کتاب ہے الٹ پلٹ کر دیکھتے اور ایک طرف پھینک دیتے اور جوتے بھی اسی طرف پھینک دیتے جہاں قرآن پھینکتے تھے۔

ہمارے منہ دوسری طرف ہوتے کتوں کی آوازیں اور فوجیوں کی گالیاں ہمارے کانوں میں آتی تھیں۔ قرآن اور جوتے ایک جگہ ڈھیر کر دیئے جاتے اور کتے ان پر منہ مارتے اور سونگھتے پھر ایک ایک ساتھی کو پیچھے لایا جاتا اور اس کو الٹا لٹا کر اس کی تلاشی لی جاتی اور تلاشی کے دوران کپڑے تک پھاڑ دیئے جاتے اور جسم کے نازک حصوں پر مارتے جب کہ تلاشی کے دوران ایک فوجی قیدی کے چہرے پر پاؤں رکھ کر کھڑا رہتا۔ اسی طرح سب قیدیوں کی تلاشی ہوتی پھر فوجی باہر چلے جاتے تو ساتھی اٹھ کر قرآن اٹھاتے اور ان کو صاف کر کے اپنی جگہ پر رکھ دیتے۔

ایک دن عصر کے وقت ہمارے خیمے کی تلاشی شروع ہوئی تو ہمیں خیمے کے ایک طرف کھڑا کر کے ہمارا منہ دوسری طرف کر دیا گیا جب میں نے پیچھے دیکھا تو فوجی ہمارے سامان کی تلاشی لے رہے تھے اور ایک عورت نے اپنا ایک پاؤں قرآن پر رکھا ہوا تھا اور اس وقت تک اس نے پاؤں قرآن پر رکھے رکھا جب تک تلاشی مکمل نہیں ہوئی۔

ایک قرآن خیمے کی چھت کے ساتھ اونچی جگہ پر رکھا ہوا تھا ایک فوجی نے اسے اتارا اور الٹ پلٹ کر پھینک دیا اور ساتھ ہی ایک قرآن ایک کائٹ پر رکھا ہوا تھا اس کو بھی ایک فوجی نے لات ماری اور قرآن دور جا کر گرا۔ قندھار جیل میں قیدیوں کو پیشاب کے لئے بالٹیاں دی ہوئیں تھیں۔ ہر روز صبح کے وقت ایک فوجی ٹرک آتا اس ٹرک پر ڈرم رکھے ہوئے تھے اور فوجی وہ بالٹیاں اٹھا کر ان ڈرموں میں ڈال دیتے۔

ایک شام دو خیموں کے ساتھیوں کو کیوبا بکھوایا گیا ان ساتھیوں کا سامان ادھر ہی پڑا رہا جس میں قرآن بھی شامل تھے جب پیشاب اٹھانے والا ٹرک آیا تو فوجی خالی خیموں میں داخل ہوئے اور سامان کے ساتھ ساتھ قرآن بھی اٹھا کر پیشاب والے ڈرموں میں پھینک دیئے۔

اس وقت ریڈ کراس کے اہلکار بھی وہاں موجود تھے، تیونس کا ایک ساتھی جس کا نام حمزہ تھا اس نے بہت شور مچایا اور ریڈ کراس والوں کو بلا کر بتایا کہ یہ لوگ ہمارے قرآن کے ساتھ کیا تجھ کر رہے ہیں مگر انہوں نے کہا کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے، جب ریڈ کراس والے چلے گئے تو بہت سے فوجی حمزہ کے خیمے کے باہر آ کر کھڑے ہو گئے اور حمزہ کو بلایا پھر اس کو بہت بری طرح باندھ کر لے گئے اور کئی دن تک اس کو ایک علیحدہ جگہ رکھا گیا اور اس پر تشدد کرتے رہے۔

حمزہ تمام عرب ساتھیوں میں بطل یعنی پہلوان کے نام سے مشہور تھا ایک دن وہ زمین پر بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا اور ساتھ ساتھ زمین پر لکیریں سی لگا رہا تھا اچانک اسے مٹی میں پڑی کوئی چیز محسوس ہوئی اس نے تھوڑی مٹی ہٹائی تو ایک لوہے کا چھوٹا مکڑا ملا جس پر ایک ہیرا منی اور ایک ہتھوڑی بنی ہوئی تھی حمزہ نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ جب میں نے اسے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ کسی روسی فوجی افسر کا بیج ہے۔ حمزہ نے وہ بیج امریکی فوجی کو دیا اور کہا کہ روسیوں کے بیج ابھی تک یہاں پڑے ہیں تمہارا حال بھی انشاء اللہ یہی ہوگا۔

### عمریکی کفار کا اذان سے مذاق

قذافی جیل میں اذان پر بھی ساتھیوں کو سزائیں دی جاتیں جب کوئی ساتھی اذان شروع کرتا تو فوجی گانے گانا شروع کر دیتے اور اذان والے ساتھی کو گالیاں دیتے اور Shut up, Shut up کرتے ہوئے چیختے کہ چپ ہو جاؤ، جب انہوں نے دیکھا کہ یہ اس سے نہیں سکتے تو ایک نیا قانون بنا دیا کہ کسی نے اذان دینی ہے تو پست آواز میں دے جو کوئی بھی ذرا سنی اونچی آواز میں اذان دیتا اس کو سخت سزا دیتے سخت سردی میں دو دو گھنٹے ہاتھ اوپر کروا کر ٹھنڈوں کے بل بٹھا دیتے۔

### نماز پر سزا اور نماز کی بے حرمتی

جب کسی خیمے سے کسی ساتھی کو تحقیق وغیرہ کے لئے لے جانا ہوتا تو وہ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ قیدی نماز پڑھ رہا ہے۔ خیمے کے باہر آ کر زور زور سے چیختے اور نماز ختم کرنے کا کہتے مگر جب جماعت کھڑی ہوتی تو ساتھی نماز نہیں توڑتے تھے اب نماز کے بعد سب ساتھیوں کو یہ اہمیتی کہ انہوں نے فوجیوں کا حکم کیوں نہیں مانا۔



ایک دفعہ فجر کی نماز ہو رہی تھی اور عبدالسلام ضعیف صاحب امام تھے اتنے میں بہت سے فوجی تلاشی کے لئے خیمے کے باہر آ کر کھڑے ہو گئے اور چیختے ہوئے ساتھیوں کو نماز توڑ کر خیمے کے دوسری طرف جانے کا کہا عبدالسلام صاحب نے نماز نہیں توڑی جب انہوں نے دیکھا کہ قیدی ان کی بات نہیں مان رہے تو سب خیمے کے اندر گھس آئے اس وقت ساتھی سجدے میں تھے، فوجیوں نے انہیں سجدے میں سے ہی اٹھا کر ادھر ادھر پھینکا شروع کر دیا اور ایک فوجی امام کے سر پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا اور کافی دیر کھڑا رہا۔

ایک دن مغرب کی نماز میں بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا جب ساتھیوں نے نماز ختم کی تو سب کو سخت سردی میں گھٹنوں کے بل کھڑا کر دیا اور کافی دیر تک ان کو گالیاں دیتے رہے۔

### امریکی جیل میں قیدیوں کی حاضری کا طریقہ

میرے قیدوار جیل میں پہنچنے کے بعد پہلے مہینے روزانہ تین دفعہ حاضری ہوتی تھی رات تقریباً تین بجے تمام قیدیوں کو اٹھا کر انہیں قطاروں میں کھڑا کر دیتے اور سردی میں کانپتے ہوئے قیدیوں کا مذاق اڑاتے اسی طرح ہر رات تین بار ہوتا۔ میرے وہاں جانے کے ایک مہینے بعد پہلے والے فوجی چلے گئے اور ان کی جگہ نئے آنے والے فوجیوں نے کنٹرول سنبھالا تو ان میں ایک فوجی آفیسر جو بہت ہی متعصب اور متکبر تھا اور قیدیوں سے بہت ہی برا سلوک کرتا تھا اس نے نیا قانون بنایا کہ جس وقت میں باہر والے دروازے سے اندر داخل ہو جاؤں تو تمام خیموں کے قیدی اسی وقت قطاروں میں کھڑے ہو جائیں چاہے کوئی نماز پڑھ رہا ہو یا کوئی اور کام (پیشاب وغیرہ) کر رہا ہو اگر کسی نے اس قانون پر عمل نہ کیا تو اسے سخت سزا ملے گی۔

بہر حال جب وہ باہر سے ظاہر ہوتا تو تمام ساتھی قطار میں کھڑے ہو جاتے اور وہ تعیث اندر آ کر فوجیوں سے کہیں لگاتا رہتا اور قیدی قطاروں میں کھڑے رہتے اس کے بعد وہ ہر خیمے کے باہر کھڑا ہو کر قیدیوں کو گھورتا رہتا اور ہر خیمے سے دو تین قیدیوں کو ضرور سزا دیتا۔

اگر کوئی ساتھی پیشاب وغیرہ کے لئے بیٹھا ہوتا تو اسے بھی اٹھنے پر مجبور کیا جاتا، ایک پاکستانی ساتھی نماز پڑھ رہا تھا کہ امریکی خبیث باہر آ گیا تو سب ساتھیوں کو قطاروں میں

کھڑا کر دیا گیا وہ ساتھی ابھی تک نماز میں کھڑا تھا جب اس نے دیکھا تو غصے سے چیخنے لگا جب اس ساتھی نے نماز ختم کی تو اس نے پوچھا کہ تم پہلے قطار میں کیوں نہیں آئے اس ساتھی نے جواب دیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا، تو اس نے کہا جب میں آ جاؤ تو کوئی نماز نہیں، اس کے بعد اس ساتھی کو کئی گھنٹوں تک ہاتھ اوپر کروا کر گھنٹوں کے بل کھڑا کر دیا، ایک دفعہ اس نے ہمارے سامنے کھڑے ہو کر ہم سے پوچھا یہ کون سی جگہ ہے ایک ساتھی نے کہا کہ قندھار ہے کسی نے کہا افغانستان ہے، اس نے کہا نہیں یہ امریکستان ہے۔

### قیدی مریضوں کی حالت امریکی کیمپ میں

صبح کے وقت ڈاکٹروں کی ایک ٹیم آتی اور ڈاکٹر سارے خیموں کے قیدیوں سے پوچھتے کہ تم کو کوئی تکلیف تو نہیں اور چند اقسام کی گولیاں ان کے پاس ہوتیں اگر کوئی ساتھی ان کو اپنی مرض بتاتا تو اس کا پہلا جواب یہ ہوتا کہ Drink water پانی پیو جب ساتھی کہتے کہ میں نے بہت پانی پیا ہے تو وہ کہتے اور پیو، بعد میں بگرام سے لائے ہوئے ساتھیوں کے پاؤں سردی کی وجہ سے سو ج گئے تھے اور وہ اپنے پاؤں پر نہیں چل سکتے تھے ساری رات درد کی وجہ سے جاگتے رہتے تھے، ان سب ساتھیوں کو ایک خیمے میں بند کر دیا گیا اور ان کو ہر وقت نیند کے انجکشن لگائے جاتے انجکشن لگا کر یہ حال کر دیا کہ ایک ساتھی کا تو نیچے والا دھڑ ٹکارا ہو گیا اور وہ اپنی ٹانگوں پر کھڑا بھی نہیں ہو سکتا تھا اسی حالت میں اس کو کیوبا لے جایا گیا، بعض ساتھیوں کو نیند کی گولیاں دی جاتیں ایک فوجی آتا اور دوائی دیتا ایک رات وہ دوائی لے کر نہ آیا تو ساتھی سو گئے رات بارہ بجے وہ فوجی آیا اور سب کو جگا کر قطار میں کھڑا کر دیا اور کہنے لگا کہ اپنی اپنی نیند کی دوائی لے لو، ہلند کا ایک ساتھی بیمار تھا وہ بار بار فوجیوں سے فریاد کر رہا تھا مگر اسے دوائی نہیں دی جا رہی تھی ایک دن اس نے اپنا مرض بڑھا کر بتایا تا کہ اسے ڈپنسری لے جائیں اور اسے دوائی وغیرہ مل سکے جب اسے ڈپنسری لے گئے تو تھوڑی دیر بعد سٹریچر پر ڈال کر واپس لے آئے ایسی حالت میں کہ اس کے سارے کپڑے اتارے ہوئے تھے، اور لا کر گھنٹوں کے بل زمین پر بیٹھا دیا اب سردی بھی سخت تھی تو ایک ساتھی نے اس پر کبل ڈال دیا مگر جو فوجی اس پر پہرہ دے رہا تھا اس نے وہ کبل بھی اتروا دیا۔

## جیل میں لیٹرین کی صفائی

خیموں میں پیشاب وغیرہ کے لئے لوہے کی بالٹیاں دی ہوئیں تھیں۔ صبح کے وقت یو تین ساتھی جن کے پاؤں میں زنجیریں ڈال کر باندھا ہوتا جس کی وجہ سے وہ ایک فٹ سے زیادہ قدم نہیں اٹھا سکتے تھے، ان کے ساتھ بہت زیادہ فوجی ہوتے۔ یہ ساتھی ہر خیمے میں جاتے اور پیشاب کی بالٹیاں اٹھا کر باہر کھڑے ٹرک کے پاس لے جاتے پھر وہاں کھڑے فوجی انہیں اٹھوا کر ڈرموں میں ڈال دیتے۔

امریکی ہم سے یہ کام سزا کے طور پر کرواتے مگر ہم اس سے ایک دوسرے کے حالات معلوم کر لیتے جب یہ ساتھی دوسرے خیموں میں جاتے تو ضروری باتیں ایک دوسرے کو بتا دیتے، ایک دن جب میری باری آئی تو میرے ساتھ تین ساتھی اور بھی تھے ہم تمام خیموں سے بالٹیاں اٹھاتے رہے آخر میں ہمیں بڑے گودام میں لے گئے جہاں چھوٹے چھوٹے پنجروں میں کچھ ساتھی رکھے ہوئے تھے جنہیں ایک دو دن پہلے ہی وہاں لایا گیا تھا جب میں گودام میں داخل ہوا تو ملا خیر اللہ خیر خواہ کو دیکھا ہم نے آپس میں باتیں شروع کر دیں اور فوجی سمجھے کہ ہم بالٹیوں کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں۔ بہر حال اس طرح ہمارے حالات ایک دوسرے تک پہنچ جاتے تھے۔

## جیل کا کھانا

جیل میں دن میں تین دفعہ کھانا ملتا تھا ایک مرتبہ رات تین بجے دوسرا صبح دس بجے اور تیسرا شام پانچ بجے۔ شروع شروع میں دن میں دو دفعہ پکٹ والا کھانا دیتے اور ایک دفعہ آجی روٹی پکٹ والے کھانے میں اکثر گوشت ہوتا جسے ساتھی کھانے سے پرہیز کرتے تھے بعد میں کھانے کی ترتیب تبدیل ہو گئی تو اب صبح کے وقت فوجی کھانا اور شام کے وقت ایک تنہائی روٹی دیتے جو اکثر خشک ہوتی اور اس میں سے باسی ہونے کی تو آ رہی ہوتی۔ ایک دفعہ میں نے فوجی سے شکایت کی کہ روٹی باسی ہے تو اس نے کہا کہ قدھار کے لوگ ہمیں باہر نہیں جانے دیتے ہم پر حملہ کرتے ہیں اس لئے ہم ایک ہفتے کی روٹیاں اکٹھی لے آتے ہیں اس لئے یہ پڑی پڑی خراب ہو جاتی ہیں۔



ساتھی ایک ایک روٹی لے کر اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ جاتے اور پانی کے ساتھ کھاتے، شام کے وقت مکئی کے دانے اور مٹر ہال کر ان کا پانی دیا جاتا۔ پانی کی بوتلیں کاٹ کر گلاس بنائے گئے تھے وہ ان گلاسوں میں تھوڑا تھوڑا پانی ڈال دیتے۔ کبھی کبھی اس پانی کے ساتھ مکئی اور مٹر کے دانے بھی آجاتے تھے۔ جو کھانے والا پیکٹ ہوتا تھا اس میں اکثر اوقات خنزیر کا گوشت ہوتا تھا، جو ساتھی پڑھے لکھے تھے وہ تو پیکٹ کے اوپر سے کھانے کا نام پڑھ لیتے تھے مگر جوان پڑھتے وہ کھول کر کھا جاتے تھے۔ دن میں پانی کی بوتلیں دی جاتیں تھیں جو صرف پینے کے لئے تھا کوئی ساتھی اس سے وضو وغیرہ نہیں کر سکتا تھا اگر کوئی فوجی کسی ساتھی کو اس طرح پانی استعمال کرتے ہوئے دیکھ لیتے تو اسے سخت سزا ملتی۔

### امریکی جیل میں قیدیوں کی عید

جیل میں وقت گزر رہا تھا کہ ذوالحجہ کا مہینہ آپہنچا جیسے جیسے عید نزدیک آرہی تھی مترجم اور ریڈ کر اس والے قیدیوں کو یہ باتیں بتا رہے تھے کہ آپ لوگوں کو عید پر چھوڑ دیا جائے گا عید سے دو دن پہلے ایک مترجم جب آیا اور اس نے بتایا کہ کل یومِ عرفات ہے اگر کسی نے روزہ رکھنا ہے تو اس کے لئے ہم حلال کھانا بنائیں گے۔ عید کے دن بھی آپ سب کو حلال کھانا ملے گا اور دو دن تک آپکو کوئی سزا وغیرہ نہیں ملے گی اور نہ ہی آپ سے کوئی تفتیش وغیرہ ہوگی۔

عید جمعہ کے دن تھی اس لئے ساتھیوں نے فیصلہ کیا کہ ہم عید کی نماز بھی پڑھیں گے ایک یمنی ساتھی نے خطبہ عید دیا اور نماز ادا کی نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعائیں مانگی گئیں۔ سب ساتھیوں کے چہرے آنسوؤں سے تر تھے۔ ہمارے خیمے میں ایک ساتھی جو میران شاہ انگور اڈہ کا رہائشی تھا اس کے خاندان کے سات بندے اسی کیمپ میں بند تھے اس کی عمر ۷۵ سال تھی اور اس کے ساتھ اس کا ایک کم عمر پوتا بھی بند تھا جس کی ابھی داڑھی بھی نہیں آئی تھی عید کے دن وہ بچہ گھر کو یاد کر کے رونے لگا، تمام ساتھی اس کی یہ حالت دیکھ کر بہت پریشان ہوئے اس کا رونا دیکھ کر میراجگر کٹ رہا تھا۔ نماز سے فارغ ہوئے تو تھوڑی دیر بعد ریڈ کر اس والے آگئے ان کے پاس گوشت کی کچی پکائی دیکیں تھیں انہوں نے ایک

بڑے کاسے میں گوشت بھر کر بیس بیس ساتھیوں کو دیا ہر ساتھی کو ایک ایک روٹی بھی دی گئی۔ جب ساتھیوں نے یہ گوشت دیکھا تو بہت خوش ہوئے کیونکہ یہ ان کے علاقائی طریقہ سے پکا ہوا تھا اس لئے سب مطمئن تھے کہ یہ حلال گوشت ہے ساتھی کھانے میں مشغول ہو گئے تو امریکی کیمبرے لے کر ہماری تصویریں بنارہے تھے جس کا مقصود یہ تھا کہ دنیا کو بتائیں کہ ہم قیدیوں کو کیسا کھانا دیتے ہیں، جب کہ حقیقت یہ تھی جب سے میں گرفتار ہوا اس دن سے لے کر آخر دن تک یہ پہلا اور آخری کھانا تھا جس کو ایک مسلمان کھا سکتا ہے۔

### گوانتا موبے کے قید خانے تک

جب عید گزر گئی تو سب ساتھی سوچ رہے تھے کہ کب کیا ہوگا، سب ساتھی بہت تنگ تھے اور گرمی کا موسم بھی سر پر آ پہنچا کیونکہ یہاں لیٹرین اور غسل وغیرہ کا کوئی انتظام بھی نہیں تھا اور جوتین بوتلیں پینے کے پانی کی ملتی تھیں وہ تو بہت ہی کم تھیں، سب ساتھی بہت تنگ آ گئے کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کیوبا کدھر ہے اور وہاں کیا معاملہ ہوگا مگر پھر بھی ہر کوئی اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا، کیونکہ وہاں ہر روز فوجی ہمیں کہتے کہ تمہارے دوسرے ساتھی تو پہنچ گئے اب تمہاری باری ہے اور ساتھ کیوبا کی مشکلات کا ذکر کرتے۔

قیدیوں کی منتقلی ایک دن چھوڑ کر ہوتی تھی جب کسی خیمے کی باری ہوتی تو وہ ساتھی کھانا نہ کھاتے تا کہ طیارے میں کوئی پریشانی وغیرہ نہ ہو اب فوجی آئے اور ہمارے ساتھ والے خیمے کے باہر آ کر کھڑے ہو گئے اور سب قیدیوں کو خیمے کی دوسری طرف کھڑا کر دیا اور اس خیمے سے دو ساتھیوں کو اپنے ساتھ لے گئے اس کے بعد ہمارے خیمے کے باہر آئے اور سب ساتھیوں کو دوسری طرف کھڑا کر دیا، میں بھی اٹھا اور منہ دوسری طرف کر کے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اتنے میں میرے کانوں میں آواز آئی 502 میں نے پیچھے دیکھا اور اٹھ کھڑا ہوا سب ساتھی مجھے حوصلہ دینے لگے اور دعائیں کرنے لگے، میں سب کو دعاؤں کی درخواست کر کے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پیچھے آنے لگا اور میں دل میں سوچ رہا تھا کہ میری آنکھیں آخری بار افغانستان کو دیکھ رہی ہیں۔

جیل کے ارد گرد پہاڑوں پر ایک نظر ڈالی اور امریکی فوجی آئے اُلٹا لیٹنے کو کہا میں اُلٹا لیٹ گیا فوجی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے اور میرے ہاتھ پاؤں باندھنے لگے اور میرے منہ پر خریطہ (لمبا تھیلا) چڑھا کر مجھے لے جانے لگے لیکن اس سے پہلے مجھے ایک کرسی پر بٹھا دیا اور فینچی سے میرے کپڑے کاٹنے لگے چند لمحوں بعد میرے جسم پر کپڑا نام کی کوئی چیز نہیں تھی اس کے بعد ایک فوجی جس کے ہاتھ میں بال کاٹنے والی مشین تھی آگے بڑھا اور میری داڑھی جو پہلے ہی بہت چھوٹی تھی اس کو کاٹنا شروع کر دیا۔

داڑھی کے بعد سر کے بال بھی کاٹ دیئے اور اس کے بعد مجھے اسی حالت میں اٹھا کر ایک دوسرے خیمے میں لے جا کر کھڑا کر دیا اس کے بعد مزید آگے لے گئے اور میرے منہ سے کپڑا ہٹا دیا اور میرے ہاتھ پاؤں کھول دیئے اور مجھے مالٹے رنگ کی وردی دی میں نے جلدی جلدی اس کو پہن لیا اس کے بعد پھر میرے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے گئے اور میری آنکھوں پر ایک چشمہ پہنا دیا جس سے کچھ نظر نہیں آتا تھا اور دونوں کانوں پر بھی بھاری خول چڑھا دیئے اور منہ پر ماسک لگا دیا اس کے علاوہ ہاتھوں پر دستانے پہنا دیئے اب ہماری یہ حالت تھی کہ ہمارے جسم کا کوئی حصہ حرکت نہیں کر سکتا تھا۔

اسی حالت میں ہمیں ایک بند خیمے میں بٹھا دیا تین گھنٹوں تک ہم اسی حالت میں بیٹھے رہے پھر ہمارے بازو مضبوط رسی کے ساتھ باندھ کر ہمیں قطار میں کھڑا کر دیا گیا، کافی دیر بعد بہت سے فوجی آئے اور ہمیں گالیاں دیتے ہوئے طیارے کی طرف لے جانے لگے پھر مجھے دونوں طرف سے پکڑ کر طیارے میں لے گئے اور بٹھا کر میرے پاؤں کو طیارے کے فرش کے ساتھ باندھ دیا اور باقی جسم کو بھی سیٹ کے ساتھ سختی سے باندھ دیا تھوڑی دیر بعد کانوں میں ساتھیوں کی چیخیں آنے لگیں جو ساتھی مریض تھے ان کو پیشاب کی حاجت ہوئی تو انہوں نے بہت کہا کہ ہم نے لیٹرین میں جانا ہے مگر فوجی انہیں لے کر نہیں جا رہے تھے جن ساتھیوں کو پیشاب کے لئے لے جاتے ان کے ساتھ بہت برا سلوک کر رہے تھے، ہر ساتھی کے سامنے ایک فوجی لیزر گن لے کر کھڑا تھا ایک پاکستانی ساتھی نے پیشاب کے لئے بہت آوازیں لگائیں مگر اس کو لیٹرین نہ لے جایا گیا۔ آخر تکلیف کی وجہ سے اس کا مثانہ پھٹ گیا جس کی وجہ سے رہائی تک اس کے پیشاب سے خون آتا رہا، ایک عرب ساتھی کا قندھار میں



بار و کاٹ دیا گیا تھا طیارے میں درد کی وجہ سے وہ بار بار آوازیں لگاتا رہا کئی گھنٹوں تک وہ اسی حالت میں رہا آخر اسے بے ہوشی کا انجکشن لگا کر بے ہوش کر دیا گیا۔

جس ساتھی کو لیٹرین میں لے جاتے اس کی سخت تذلیل کی جاتی اور لیٹرین کے اندر بھی آنکھوں سے عینک نہ اتاری جاتی بس لیٹرین کے اندر لے جا کر کھڑا کر دیتے اور ایک دم کھینچ کر شلوار اتارتے اور کہتے جلدی پیشاب کرو اس تیس گھنٹوں کے سفر میں ہمارے ساتھ جو کچھ ہوا اگر کسی جانور کے ساتھ یہ سب کچھ ہوتا تو وہ بھی کہتا کہ امریکی بہت ظالم ہیں۔

آخر سفر ختم ہو گیا اور طیارہ رک گیا پھر میرے کانوں میں زنجیر کی آوازیں آنے لگیں اب فوجی آئے اور میرے پاؤں اور جسم سے زنجیریں کھول کر مجھے چلاتے ہوئے طیارے سے نیچے اتار کر تلاشی لی اور دوسرے طیارے میں لے جا کر اسی طرح باندھ کر بٹھا دیا گیا اب ہماری یہ حالت کہ درد کی وجہ سے سر پھٹ رہا تھا آخر یہ طیارہ بھی دک گیا جیسے ہی دروازہ کھلا کانوں میں کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آنے لگیں اور ہیلی کاپٹر بھی کہیں قریب اڑ رہا تھا اتنے میں مجھے اوپر اٹھا کر باہر لے جا کر کھڑا کر دیا گیا۔

پھر اچانک ایک فوجی نے میری کمر پر زور سے ایک مکا مارا اور گالیاں دینی شروع کر دیں اب مجھے اوپر اٹھا کر ایک اونچی جگہ سے نیچے گرا دیا پھر اٹھایا اور گھسیٹتے ہوئے لیجا کر ایک ساتھی کے اوپر پھینک دیا وہ ساتھی پہلے ہی درد سے چلا رہا تھا اور مجھے آلتی پالتی مار کر بٹھا دیا۔ ایک ساتھی اسی طرح جس طرح مجھے دوسرے کے اوپر پھینکا تھا میرے اوپر آ کر گرا۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ ایک بس ہے جس میں ہمیں کسی اور جگہ لے جا رہے ہیں اس وقت ہمیں حرکت اور بات کرنے کی بالکل اجازت نہیں تھی جو ساتھی تھوڑی سی بھی حرکت کرتا تو فوجی لاٹوں اور مکوں سے اسے مارنا شروع کر دیتے، تھوڑی دیر بعد بس کھڑی ہو گئی اور اس کا انجن بند ہو گیا اور ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ بس کو کسی کشتی میں کھڑا کر دیا گیا ہے کیونکہ ہم سب ہچکولے کھا رہے تھے پھر دوبارہ بس اسٹارٹ ہوئی اور چلنے لگی پھر تقریباً پندرہ بیس منٹ چلنے کے بعد رک گئی سارے راستے فوجیوں کے پیچھے کی آوازیں کانوں میں آتی رہیں جب بس رک گئی تو ساتھیوں کے نیچے اترنے کا عمل شروع ہوا جب مجھے اٹھا کر نیچے اتارا تو سب سے پہلے گرم ہوا جسم سے ٹکرائی اور کانوں میں کتوں کی آوازیں آنے لگیں اور ہیلی کاپٹر بھی ہمارے

سروں پر اڑ رہا تھا بس سے اتر جانے کے تھوڑی دیر مختلف موڑ کاٹنے کے بعد ہمیں زمین پر گھٹنوں کے بل بٹھا دیا گیا جوں جوں وقت گزر رہا تھا ٹانگوں میں درد بڑھ رہا تھا اور سارا جسم پسینے سے تر ہو گیا تھا۔

دور اور نزدیک سے فوجیوں کے چیخنے کی آواز اب بھی آرہی تھی جو ساتھیوں کو مار رہے تھے اور گالیاں دے رہے تھے بہت سے ساتھی اسی حالت بیٹھے بیٹھے گر کر بے ہوش ہو گئے جو ساتھی درد کی شدت سے آواز نکالتا سر پہ کھڑا فوجی اسے گردن سے پکڑ کر مارنا شروع کر دیتا اور چپ رہنے کا کہتا اس طرح ڈیڑھ دو گھنٹے تک سب کو اسی حالت میں بٹھائے رکھا اب ایک کو لے جانے لگے میں نیم بے ہوشی کی حالت میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں مجھے دونوں بغلوں سے پکڑ کر اٹھایا گیا جب میں کھڑا ہو گیا تو میری گردن کو مضبوطی سے پکڑ کر آگے کی طرف جھکا دیا گیا اور مجھے آگے لے جانے لگے جس وقت ہم کو بس سے اتارا گیا تھا اس وقت دھوپ بہت سخت تھی اور اندھیرا ہو چکا تھا اب مجھے ایک دوسری جگہ لے جا کر کھڑا کر دیا گیا اور بہت سے امریکیوں نے قینچیوں سے میرے کپڑے کاٹنے شروع کر دیئے جب اس کام سے فارغ ہوئے تو میری آنکھوں سے عینک اور کانوں پر لگے خول کے ساتھ ساتھ منہ سے ماسک بھی اتار دیا گیا جب میری آنکھوں نے دیکھنا شروع کیا تو میرے سامنے بہت سے فوجی کھڑے تھے جو مکمل طور پر مسلح تھے، اور انہوں نے لوہے کے ہیلٹ پہنے ہوئے تھے اور باقی تمام جسم پر بھی عجیب قسم کا لباس پہنے ہوئے تھے ایسے لگتا تھا جیسے کوئی روباٹ کھڑا ہو، میرے ہاتھ ابھی تک باندھے ہوئے تھے، ایک فوجی نے میرے ہاتھ میں صابن دیا اور انگریزی میں کچھ کہا ایک دم اوپر سے پانی آنا شروع ہو گیا میں جلدی جلدی اپنے جسم پر صابن ملنے لگا ابھی آدھے جسم پر صابن لگا ہوا تھا کہ اس نے پانی بند کر دیا اور ایک تولیہ میری کمر سے لپیٹ دیا اور پاؤں میں دوبارہ بیڑیاں لگا دیں اور سر نیچے جھکا کر مجھے وہاں سے نکال کر ایک خیمے میں لے گئے اس خیمے میں بہت سے ڈاکٹر مرد اور عورتیں تھیں اب میرے منہ سے تھوک کا اور جسم سے خون کا سیمپل لیا گیا تمام ساتھی زنجیروں میں جکڑے ہوئے بے جان لاش کی طرح سب کچھ برداشت کر رہے تھے، اس نازک اور تکلیف دہ مرحلے کے بعد مجھے ایک اور خیمے میں لے جایا گیا اور میرے منکر پرنٹ اور میری تصویریں لیں گئیں۔ یہاں پر بتاتے چلیں کہ تھوک

ر خون کا سیپل DNA ٹیسٹ کے لیے لیا جاتا تھا اور امریکی خفیہ ایجنسیاں اپنے پاس یہ ٹیمپل محفوظ رکھتے ہیں۔ یہاں یہ بھی واضح کرتے چلیں کہ امریکی FBI یا CIA نے تمام مجاہدین قیدیوں کا ریکارڈ پورے امریکہ کے ایئر پورٹوں پر پھیلا رکھا ہے اور ہر قیدی چاہے وہ شہرغان، کابل، قندھار یا گوانتانامو میں قید رہا ہو ان سب کو امریکی ایجنسیاں Suspect terireset (مشتبہ دہشت گرد) قرار دے چکی ہیں۔ اس DNA کی بدولت قیدی آئندہ کے لیے امریکہ داخل نہیں ہو سکتے لیکن مجاہدین کے ساتھ اللہ کی نصرت ہے وہ اس سے بہتر حل نکال لیتے ہیں۔ اس کے بعد سوالات کا مرحلہ شروع ہوا۔

سب سے پہلا سوال یہ تھا:

سوال: تمہارا نام کیا ہے؟

جواب: میرا نام امین اللہ ہے۔

سوال: کس جگہ کے رہنے والے ہو؟

جواب: چمن پاکستان کا۔

باقی سوال وہی تھے جو قندھار اور بگرام جیل وغیرہ میں پوچھے گئے تھے، اس کے بعد میری کلائی پر سرخ رنگ کی ایک پلاسٹک کی گھڑی باندھ دی گئی فوجیوں نے مجھے کپڑے پہنائے اور مجھے خیمے سے اس حالت میں باہر لے گئے کہ ایک فوجی نے میری گردن کو بالکل نیچے دبا کر رکھا ہوا تھا پھر مجھے ایک چھوٹی گاڑی میں بٹھا دیا اور گاڑی چلنے لگی مختلف دروازوں سے گزرنے کے بعد گاڑی ایک جگہ رک گئی مجھے دو فوجیوں نے گاڑی سے اتارا تو وہاں پر موجود ایک فوجی نے جیب سے چابی نکال کر ایک چھوٹا دروازہ کھولا دونوں فوجیوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑا ہوا تھا مجھے ان فوجیوں کے پاؤں نظر آرہے تھے اس دروازے سے گزرنے کے بعد فوجی نے دروازہ بند کر دیا اب مجھے ایک تنگ گلی میں کھڑا کر دیا کچھ دیر بعد ہمارے سامنے ایک اور دروازہ کھلا جس کو دوسری طرف سے کھولا گیا تھا اب مجھے اندر لے جایا گیا کچھ سیڑھیاں چڑھنے کے بعد لوہے کا فرش شروع ہو گیا میرے دونوں طرف پنجرے تھے اور ان کے درمیان سے گزرتے ہوئے مجھے ایک پنجرے میں داخل کر دیا اور دروازہ بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد دروازے میں موجود سوراخ سے میری کمر کی زنجیر کھولی گئی، اور پھر میرے ہاتھ



وُس کی زنجیروں کو بھی کھول دیا گیا، اور دونوں سوراخوں پر موجود چھوٹی کھڑکیاں بند کر دی گئیں۔

جب فوجی چلے گئے تو میں نے ادھر ادھر دیکھا تو میرے سامنے والے پنجرے میں عبدالرحیم مسلم دوست تھے جو گوانتانامو کی ٹوٹی زنجیریں پشتوں میں کتاب کے مصنف بھی ہیں جو کہ اردو میں بھی چھپ گئی ہے۔ ان کے ساتھ ان کے چھوٹے بھائی استاد بدر الزمان بدر بھی گوانتانامو میں قید تھے ان دونوں بھائیوں نے مل کر گوانتانامو پر کتاب لکھی اور عبدالسلام ضعیف صاحب بھی تھوڑے فاصلے پر موجود تھے۔ ملا عبدالسلام ضعیف صاحب نے بھی گوانتانامو سے رہا ہونے کے بعد قید کے حالات پر کتاب گوانتانامو کی تصویر کے نام سے پشتوں میں لکھی۔ ان دونوں کتابوں میں اور خاص کر عبدالرحیم مسلم دوست اور بدر الزمان بدر کی کتاب میں لشکر طیبہ اور جماعت الدعوة کے حوالے سے کافی تنقید کی گئی۔ میں رہائی کے بعد ان سے پشاور بھی ملنے گیا تھا۔ اس وقت دونوں بھائی ایس آئی اور جماعت الدعوة کی دھمکیوں کا بھی تذکرہ کر رہے تھے۔ یہ کتاب بعد میں اردو میں چھپ کر ہزاروں کی تعداد میں بک چکی ہے۔ ملا عبدالسلام ضعیف صاحب ایک دن پہلے قندھار سے لائے گئے تھے سب ساتھیوں سے سلام دعا کے بعد عبدالسلام ضعیف صاحب نے بتایا کہ یہاں وضو و غسل وغیرہ کے لئے پانی موجود ہے اور قندھار سے کچھ اچھی جگہ ہے امریکی فوجی وقفہ وقفہ سے ساتھیوں کو لارہے تھے میں نے پنجرے کا جائزہ لیا یہ ایک چھوٹی سی جگہ تھی جس کے کونے میں ایک پانی کا نلکا بھی لگا ہوا تھا، اور اس کے ساتھ لیٹرین بھی تھی اور لیٹرین کے ساتھ لوہے کا بیڈ تھا جب ہم بیڈ پر سوتے تو ہمارے پاؤں لیٹرین میں چلے جاتے تھے اور لیٹرین کے اوپر ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی جب ایک دو دن پنجرے میں گزرے تو معلوم ہوا کہ یہ پنجرے ایک کنٹینر میں بنے ہوئے تھے۔

گوانتانامو بے کیا ہے؟

میری معلومات کے مطابق کیوبا کے اس کے علاوہ کچھ اور جزیرے بھی تھے جس میں امریکیوں نے جیل بنائی ہوئی تھی ایک جزیرہ وہ تھا جہاں ہمیں طیارے نے اتارا تھا دوسرا جس میں امریکہ نے جیل بنائی ہوئی تھی ان دونوں کا فاصلہ تقریباً بیس پچیس منٹ کے سفر کے

بر تھا جس جزیرے پر جیل تھی اس کے ارد گرد سمندر تھا اور جیل کے مشرق کی طرف ایک وٹی پہاڑی تھی جو درختوں اور جھاڑیوں سے بھری ہوئی تھی اس پہاڑی کی چوٹی پر امریکیوں نے مورچے بنائے ہوئے تھے اور اکثر اوقات بکتر بند گاڑیاں بھی چوٹی پر نظر آتی تھیں مغرب کی طرف ایک سڑک نظر آتی تھی جہاں سے فوجی بسیں اور گاڑیاں گزرتی رہتی تھیں۔ شمال کی طرف سمندر تھا اور جنوب کی طرف فوجیوں کی رہائش گاہیں تھیں۔

### لوانتا ناموبے میں کیمپوں کی تعداد

میری معلومات اور مشاہدے کے مطابق بہت سے کیمپ تھے جہاں پر قیدیوں کے ساتھ مختلف سلوک ہوتا تھا جن کے بارے میں میں جانتا ہوں یا میں نے دیکھے ہیں۔ وہ درجہ ذیل ہیں۔

|                  |                |
|------------------|----------------|
| (۴) کیمپ فور     | (۱) ایکس کیمپ  |
| (۵) کیمپ فائیو   | (۲) ڈیلٹا کیمپ |
| (۶) ایگوانا کیمپ | (۳) ایکو کیمپ  |

### ایکس کیمپ

قدھار جیل سے جن ساتھیوں کو پہلے پہل گونتانامو منتقل کیا گیا انہیں کیمپ ایکس میں رکھا گیا جہاں ان کے ساتھ انتہائی برا سلوک کیا جاتا تھا ہمیں کیونکہ کیمپ ڈیلٹا میں لے جایا گیا تھا اور اس سے پہلے کیمپ ایکس میں موجود ساتھیوں کو بھی وہاں سے کیمپ ڈیلٹا میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ ہم سے پہلے جانے والے ساتھیوں نے کیمپ ایکس میں تین ماہ گزارے اس لئے آگے جانے سے پہلے کیمپ ایکس کے بارے میں بھی اہم معلومات و واقعات درج کرتا ہوں۔

### ایکس کیمپ کا منظر

اس کیمپ میں چھ بلاک تھے اور ہر بلاک میں چالیس چالیس پنجرے تھے اور اسے لفافہ، براؤ، چارلی، ڈیلٹا، ایکو، فاسٹر کا نام دیا گیا تھا۔

ہر حصے میں چھ چھ قیدی تھے انہیں اسی بلاک کے نام سے مخاطب کر کے پکارا جاتا تھا پنجرے کے دروازے کے نیچے فرش پر بلاک اور پنجرے کا نمبر لکھا ہوا تھا، جب کسی قیدی سے بات کرنی ہوتی تو اس کو اس طرح بلاتے یلفاء چارلی، فایو، شروع کے دنوں میں اس کیمپ میں ساتھیوں کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔

### کیمپ ایکسرے میں قیدیوں سے برتاؤ

ساتھیوں کو آپس میں بات کرنے کی بالکل اجازت نہیں تھی اگر کوئی ساتھی دوسرے ساتھی سے بات کرتا تو امریکی اس کو چیختے ہوئے گندی گندی گالیاں دینی شروع کر دیتے کیمپ میں فوجی کا اپنا قانون تھا ہر پنجرے میں پلاسٹک کی دو بالٹیاں دی ہوئی تھیں جن میں سے ایک میں پینے کا پانی ہوتا اور دوسری پیشاب کے لئے تھی، اسی طرح ہر بلاک کے کونے میں پانی کا نلکا لگا ہوا تھا، جب پانی ختم ہو جاتا تو فوجی اپنی مرضی سے اس میں پانی ڈالتے اور یہ بھی صرف پینے کے لئے تھا وضو و غسل وغیرہ کے لئے اس کو استعمال کرنے کی بالکل اجازت نہیں تھی، شروع شروع میں تو کئی دنوں تک ساتھی تیم سے نماز پڑھتے رہے، جب کسی ساتھی کو پیشاب کی حاجت ہوتی تو اسے چادر وغیرہ سے پردہ تک کرنے کی اجازت نہیں تھی، اس کیمپ میں بعض زنجی ساتھی بھی تھے، جن میں سے کچھ کی ٹانگیں کٹی ہوئی تھیں، ان کو پیشاب کے لئے فوجی باہر لے کر جاتے تھے پنجروں کے ایک طرف پلاسٹک کی بنائی ہوئی لیٹرینیں تھیں، جب کسی ساتھی کو حاجت پیش آتی تو وہ فوجی کو کہتا فوجی وارلٹس سٹ پر اپنے بڑے افسر سے بتاتا تو وہ دو فوجیوں کو بھیجتا جن کے پاس ہتھکڑیاں ہوتیں تو وہ ساتھیوں کو ہاتھ اور پاؤں سے باندھ کر لیٹرین میں لے جاتے، لیٹرین میں ساتھی کا ایک ہاتھ کھول دیا جاتا اور فوجی دروازے سے دیکھتا رہتا۔

ان بالٹیوں کے علاوہ ایک صابن، چپل ٹوتھ پیسٹ، اور پانی کی بوتل پنجرے میں ہوتی تھی۔ جب فوجیوں کی شفٹ تبدیل ہوتی اور نئے فوجی بلاک میں آتے تو ان چیزوں کو دیکھتے اور ساتھیوں کو کہتے صابن کو چپل کے ساتھ رکھو اور پانی کی بوتل کو بالٹی کیساتھ رکھو تھوڑی دیر بعد دوسرا فوجی بے غیرت آتا اور کہتا پانی والی بوتل کو وہاں رکھو اور فلاں چیز کو وہاں



رکھو سارا دن بس یہی کام تھا، اگر کوئی ساتھی لیٹا ہوتا تو اس کو کہتے بیٹھ جاؤ اور اگر بیٹھا ہوتا تو اس کو کہتے دوسری طرف رخ کر کے بیٹھو رات کے وقت جب ساتھی سو جاتے تو فوجی ایک ساتھی کو اٹھاتے اور کہتے اپنے ہاتھ چادر سے باہر نکال کر دکھاؤ اور سر پر بھی چادر نہیں ڈالنا، جب دن ہو جاتا اور گرمی بڑھ جاتی تو دھوپ بالکل پنجرہوں کے اندر آتی اگر کوئی ساتھی دھوپ سے بچنے کے لئے پنجرے کی جالی پر چادر وغیرہ ڈالتا تو فوجی فوراً تروا دیتے اور کہتے اس کی اجازت نہیں ہے۔

### ایکسرے کیمپ میں کھانا

صبح ناشتے میں کچھوے کا ایک انڈا ملتا تھا اور اس کے ساتھ تھوڑا سا دلیہ اور دو عدد ڈبل روٹی بھی دیتے تھے، اس کیمپ میں یہ قانون تھا کہ کھانے کے لئے پانچ منٹ دیے جاتے، وقت ختم ہوتے ہی فوجی چیخا شروع کر دیتے اور کھانا واپس لے لیتے، شام کے وقت ابلے ہوئے چاول اور لوبیہ ملتا تھا اگر چاولوں کو کوئی گننا چاہتا تو بڑی آسانی سے گن سکتا تھا، کیونکہ چاول صرف چند چمچ ہی ہوتے تھے، ساتھی پہلے ہی بھوک کی وجہ سے بہت کمزور ہو چکے تھے یہاں پہنچ کر مزید بیمار ہونے لگے، دن کے وقت جو کھانا ملتا تھا وہ ایک فوجی کے بقول دس سال پرانا تھا۔ یعنی پیکٹوں میں سنور کیا ہوا کھانا جب یہ پیکٹ قیدی کو دیتے تو اس کی گنتی کرتے اور جب خالی پیکٹ واپس لیتے تو بھی ان کی گنتی کرتے اگر کوئی چیز کم ہوتی تو پورے بلاک کی تلاشی لیتے۔

### کیمپ میں غسل

اس کیمپ میں امریکیوں نے انتہائی بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہم کو غسل کے نام پر بہت بے عزت کیا سب کو ہفتے میں ایک بار غسل کے لئے ضرور باہر لے جاتے، قیدیوں کے پنجرہوں سے علیحدہ چار چار غسل خانے بنائے گئے تھے، جن کے دروازوں پر جالی لگی ہوئی تھی پہلے پہل جب کسی بلاک میں قیدیوں کے غسل کا دن ہوتا تو فوجی آتے اور سب کو کپڑے اتارنے کا کہتے جو کوئی مزاحمت کی کوشش کرتا اس کے ساتھ سختی سے پیش آتے،

سب کو اسی حالت میں غسل خانے میں لے جاتے اور دو منٹ غسل کے لئے دیتے ثاور سے پانی آنا شروع ہوتا اور جب دس سیکنڈ رہ جاتے تو فوجی اونچی آواز میں بھوکنا شروع ہو جاتا اور ساتھیوں کو جسم پر لگے صابن کو صاف کرنے کا موقع بھی نہ دیا جاتا اور باہر سے پانی بند کر دیا جاتا، اور اسی حالت میں باندھ کر پنجرے میں بند کر دیا جاتا، ساتھی اس غسل سے بچنے کے لئے مختلف تدابیریں سوچتے رہتے تھے کچھ دنوں بعد ساتھیوں کے پر زور احتجاج کے بعد چھوٹے چھوٹے نکر دے دیئے گئے۔

### گوانتانامو میں شعائر اسلام کے ساتھ مذاق

اس کیپ میں سب سے تکلیف دہ چیز فوجیوں کا قرآن و نماز اور دیگر شعائر اسلام کے ساتھ مذاق و بے حرمتی تھی۔ اس کیپ میں تین بار اذان سکیر پر سنائی جاتی بگلہ دیش کا ایک شخص جو امریکی فوج میں کیپٹن تھا اس نے اذان ریکارڈ کی ہوئی تھی وہ تینوں دفعہ یہی ریکارڈ کی ہوئی اذان چلاتا تھا، جب اذان کی آواز آتی تو امریکی فوجی شور کرنے لگ جاتے اور فحش گانے گانا شروع کر دیتے جب کوئی ساتھی اذان دیتا تو اس کے سامنے کھڑے ہو کر رقص کرتے اور اس کو گالیاں دیتے۔

### کیپ میں نماز کے ساتھ مذاق

نماز کے لئے سر پر کپڑا یا کوئی اور چیز رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ شروع کے دنوں میں تو کھڑے ہو کر نماز بھی پڑھنے کی اجازت نہیں تھی اگر کوئی ساتھی کھڑا ہو کر نماز پڑھتا تو اسے پہلے بیٹھنے کے لئے کہا جاتا اگر وہ نہ بیٹھتا تو بہت سے فوجی ہیلمٹ اور بلٹ پروف جیکٹیں وغیرہ پہن کر آ جاتے (جس کا نام ارف ٹیم تھا) اور قیدی کو نماز کی حالت میں ہی مارنا شروع کر دیتے اور باندھ کر چلے جاتے، اگر کوئی بیٹھ کر نماز پڑھتا کسی اور فوجی کو پتہ چل جاتا تو وہ اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا اور نماز توڑنے پر مجبور کرتا۔

### قرآن کی بے حرمتی

اس کیپ میں جب کسی پنجرے کی تلاشی لی جاتی تو فوجی قرآن کو اٹھاتا اور الٹا

سیدھا کر کے ایک طرف پھینک دیتا۔ جب فوجی کو اس فعل سے منع کرتے تو وہ کہتا میں اپنا کام کر رہا ہوں سیف الاسلام (جو اصل میں سیف الکفر تھا) یہ امریکہ کی طرف سے دینی امور پر مقرر تھا ساتھیوں نے بار بار اس کو بتایا کہ یہ فوجی قرآن کی بے حرمتی کرتے ہیں تو وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا اس بارے میں ہم کچھ نہیں کر سکتے، ایک دفعہ ڈیلٹا بلاک میں ایک ساتھی کو سر سے تولیہ اتارنے کا کہا گیا وہ ساتھی نماز پڑھ رہا تھا اس نے اپنی نماز جاری رکھی تو مارکنائی ٹیم والے آگئے اور اس ساتھی کو مارنا شروع کر دیا اسی دوران ایک فوجی نے قرآن کو پکڑ کر کل لگائی جب ساتھیوں نے یہ دیکھا تو سب ساتھیوں نے سارا سامان پنجرہوں سے باہر پھینک دیا اور بھوک ہڑتال کا اعلان کر دیا۔

### کیمپ میں بھوک ہڑتال

اس واقعہ کے بعد سب ساتھیوں نے فیصلہ کیا کہ ہم امریکیوں کا کھانا نہیں کھائیں گے اور نہ ہی اس کی کوئی اور چیز استعمال کریں گے۔ بلکہ ان سے کوئی بات بھی نہیں کریں گے، یہ واقعہ عصر کے وقت پیش آیا جب رات کا کھانا آیا تو سب ساتھیوں نے کھانا لینے سے انکار کر دیا امریکی سمجھے کہ دن بھوک سے تنگ آکر یہ لوگ کھانا کھانا شروع کر دیں گے۔ اگلی صبح ناشتہ بھی ٹھکرا دیا گیا دن کو بھی یہی صورت حال رہی تین دن اسی طرح گزر گئے اب امریکیوں کے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں تین دن بعد آفیسر بلاکوں میں آئے اور ساتھیوں کو کھانا کھانے پر آمادہ کرنے لگے، امریکیوں کے لئے سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ ساتھی تفتیش کے دوران بالکل بات نہیں کرتے تھے اس وجہ سے ان کا سارا نظام درہم برہم ہو گیا ساتھی کھانا کھانے پر بالکل آمادہ نہیں ہو رہے تھے، اب جب پانچ چھ دن گزرے اور ساتھی بے ہوش ہونے لگے تو جو ساتھی بے ہوش ہو کر گر جاتا اس کو فوجی اٹھا کر ہسپتال لے جاتے اور اس کو بذریعہ نالی خوراک دیتے تقریباً دو ہفتوں تک سب ساتھیوں نے ہڑتال میں حصہ لیا پھر آہستہ آہستہ ساتھی کھانا کھانے لگے کویت کے ایک ساتھی عبدالعزیز سفینہ نے تین مہینے اور دس دن کھانا نہیں کھایا اسے ہسپتال میں نالی سے ہی خوراک دیتے رہے۔

جب امریکیوں نے دیکھا کہ انہوں نے قرآن کے لئے اتنے دن تک کھانا نہیں



سیدھا کر کے ایک طرف پھینک دیتا۔ جب فوجی کو اس فعل سے منع کرتے تو وہ کہتا میں اپنا کام کر رہا ہوں سیف الاسلام (جو اصل میں سیف الکفر تھا) یہ امریکہ کی طرف سے دینی امور پر مقرر تھا ساتھیوں نے بار بار اس کو بتایا کہ یہ فوجی قرآن کی بے حرمتی کرتے ہیں تو وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا اس بارے میں ہم کچھ نہیں کر سکتے، ایک دفعہ ڈیلٹا بلاک میں ایک ساتھی کو سر سے تولیہ اتارنے کا کہا گیا وہ ساتھی نماز پڑھ رہا تھا اس نے اپنی نماز جاری رکھی تو مارکنائی ٹیم والے آگئے اور اس ساتھی کو مارنا شروع کر دیا اسی دوران ایک فوجی نے قرآن کو پکڑ کر رک لگائی جب ساتھیوں نے یہ دیکھا تو سب ساتھیوں نے سارا سامان پنجرہوں سے باہر پھینک دیا اور بھوک ہڑتال کا اعلان کر دیا۔

### کیمپ میں بھوک ہڑتال

اس واقعہ کے بعد سب ساتھیوں نے فیصلہ کیا کہ ہم امریکیوں کا کھانا نہیں کھائیں گے اور نہ ہی اس کی کوئی اور چیز استعمال کریں گے۔ بلکہ ان سے کوئی بات بھی نہیں کریں گے، یہ واقعہ عصر کے وقت پیش آیا جب رات کا کھانا آیا تو سب ساتھیوں نے کھانا لینے سے انکار کر دیا امریکی سمجھے کہ دن بھوک سے تنگ آکر یہ لوگ کھانا کھانا شروع کر دیں گے۔ اگلی صبح ناشتہ بھی ٹھکرا دیا گیا دن کو بھی یہی صورت حال رہی تین دن اسی طرح گزر گئے اب امریکیوں کے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں تین دن بعد آفیسر بلاکوں میں آئے اور ساتھیوں کو کھانا کھانے پر آمادہ کرنے لگے، امریکیوں کے لئے سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ ساتھی تفتیش کے دوران بالکل بات نہیں کرتے تھے اس وجہ سے ان کا سارا نظام درہم برہم ہو گیا ساتھی کھانا کھانے پر بالکل آمادہ نہیں ہو رہے تھے، اب جب پانچ چھ دن گزرے اور ساتھی بے ہوش ہونے لگے تو جو ساتھی بے ہوش ہو کر گر جاتا اس کو فوجی اٹھا کر ہسپتال لے جاتے اور اس کو بذریعہ نالی خوراک دیتے تقریباً دو ہفتوں تک سب ساتھیوں نے ہڑتال میں حصہ لیا پھر آہستہ آہستہ ساتھی کھانا کھانے لگے کویت کے ایک ساتھی عبدالعزیز سفینہ نے تین مہینے اور دس دن کھانا نہیں کھایا اسے ہسپتال میں نالی سے ہی خوراک دیتے رہے۔

جب امریکیوں نے دیکھا کہ انہوں نے قرآن کے لئے اتنے دن تک کھانا نہیں

کھایا اور ہمارا مکمل بائیکاٹ بھی کر رکھا ہے تو نہوں نے ایک قانون بنایا کہ کوئی بھی فوجی قرآن کو ہاتھ نہیں لگائے گا، اس قانون کے بعد ساتھیوں نے کھانا شروع کر دیا، اس ہڑتال سے فوجیوں پر مجاہدین کا بہت رعب بیٹھ گیا کیونکہ وہ تو ہر وقت منہ مارتے ہی رہتے تھے کبھی ٹانی بسکٹ اور کبھی پیپسی برگر جب انہوں نے دیکھا کہ ہفتوں ہفتوں یہ لوگ کھانے کو دیکھتے تک نہیں تو وہ قیدیوں کو کوئی اور ہی مخلوق سمجھنے لگے ہڑتال کے دوران کوئی ساتھی نہ تو غسل کے لئے جاتا تھا اور نہ ہی فوجیوں کا کوئی حکم مانتا تھا، فوجی سرپینٹے رہتے بننے مگر ساتھی ٹس سے مس تک نہیں ہوتے تھے کمپ میں ورزش کے لئے مہینے میں ایک دفعہ سب کو پنجروں سے باہر نکالتے تھے اور ایک ایسی جگہ پر لے جاتے جہاں دو بلاکوں کے درمیان ایک خالی جگہ تھی وہاں جا کر پاؤں کی زنجیر کھول دی جاتی اور ہاتھ بندھے ہی رہتے ایک فوجی ایک طرف کھڑا ہوتا اور دوسرا ادھر ادھر دیکھتا رہتا یہاں بات کرنے کی اجازت بالکل نہیں تھی دائیں بائیں بلاکوں میں بھی ساتھی تھے ہم صرف ان ساتھیوں سے سلام دعا کے لئے جاتے تھے وہ ساتھی بھی دیکھتے رہتے جب ان کی جان پہچان والا کوئی ورزش کے لئے آتا تو فوجیوں سے چھپ کر اس سے باتیں کرنے کی کوشش کرتے۔ دس منٹ ہم یہاں چکر لگاتے رہتے پھر دوبارہ پاؤں میں زنجیریں ڈال کر واپس پنجرے میں لے جاتے۔

### کیمپ ڈیلٹا

یہ وہ کیمپ تھا جس میں مجھے لے جایا گیا تھا اور ایک سرے کیمپ سے بھی قیدیوں کو یہاں لایا گیا تھا ڈیلٹا کیمپ بہت بڑا کیمپ تھا جسے ڈیلٹا ون، ڈیلٹا ٹو، کا نام دیا گیا تھا ڈیلٹا ون میں سترہ بلاک تھے (۱) الفا بلاک (۲) براؤ بلاک (۳) چارلی بلاک (۴) ڈیلٹا بلاک ٹو (۵) ایکو بلاک (۶) فاکسرو بلاک (۷) گلف بلاک (۸) ہوٹل بلاک (۹) انڈیا بلاک۔ یہ سب بلاک ڈیلٹا ون کیمپ میں تھے ان میں سے انڈیا بلاک میں چوبیس کمرے تھے جو بالکل بند تھے جہاں ساتھیوں کو سزا دی جاتی تھی اور ساتھیوں میں انفرادی بلاک کے نام مشہور تھا یہاں ساتھیوں سے سارا سامان لے لیا جاتا اور اے۔ سی فلن کھول دیا جاتا جس کی وجہ سے سخت سردی ہو جاتی تھی، ایک ایک ماہ تک ساتھیوں کو اس بلاک میں رکھا جاتا جب ساتھی ادھر سے

نفلتے تو بالکل مریض ہو جاتے، انڈیا بلاک کے علاوہ یہاں کے سارے بلاک جالیوں والے پنجرے تھے اور سب قیدیوں کو انہی بلاکوں میں رکھا جاتا تھا۔

## ڈیلٹا ٹو کے دس بلاک

(۱) ایکو بلاک (۲) لیما بلاک (۳) مائک بلاک (۴) نومبر بلاک (۵) اوسکر بلاک (۶) پاپا بلاک (۷) کیوبک بلاک (۸) رومیو بلاک (۹) سیارہ بلاک (۱۰) ٹینگو بلاک۔ ان دس بلاکوں میں سے اوسکر بلاک اور نومبر بلاک بھی انفرادی بلاک تھے نومبر بلاک میں چھتیس کمرے تھے اور اوسکر بلاک میں چوبیس کمرے تھے رومیوں بلاک اور کیوبک بلاک میں پنجرہوں کے آگے موٹے شیشے لگے ہوئے تھے یہاں ساتھیوں کے پاس کپڑے بھی نہیں ہوتے تھے اور مزید ظلم یہ کہ سے ایئر کنڈیشن بھی چلا دیا جاتا تھا۔ جس سے سردی کے ساتھ ساتھ شور میں بھی اضافہ ہو جاتا تھا جس کی وجہ سے ساتھیوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ ہر بلاک میں اڑتالیس پنجرے تھے اور ہر پنجرہ 6x6 فٹ کا تھا بلاکوں کے درمیان تاروں کی دیوار تھی جس پر موٹا سبز کپڑا لگا ہوا تھا۔

## تفتیش کا طریقہ کار

قیدیوں کے بلاکوں سے باہر بہت سے تفتیشی کمرے تھے جب کسی قیدی کو بلاک سے تفتیش کے لئے لے جاتے تو ان فوجیوں کے پاس سٹیل کی بیڑیاں ہوتیں تھیں جن کو دیکھ کر ہم سمجھ جاتے کہ فوجی کسی ساتھی کو تفتیش پر لے جانے کے لئے آئے ہیں، سب بے تابی سے دروازوں کے پاس کھڑے ہو جاتے اور دیکھتے کہ تحقیق کے لئے کس کو لے جانے آئے ہیں فوجی آگے بڑھتے بڑھتے مطلوبہ نمبر کے پنجرے کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور دروازے میں موجود ایک چھوٹی کھڑکی کھولی جاتی جس میں سے قیدی اپنے ہاتھ اس کھڑکی سے باہر کرتا تو فوجی دونوں ہاتھوں پر ہتھکڑی لگاتے اس کے بعد اس کی کمر سے زنجیر لپیٹ کر پیچھے کی طرف تالہ لگا دیتے اور پھر ایک زنجیر ہاتھوں سے ہوتی ہوئی پاؤں تک جاتی تھی پاؤں کی جگہ بھی ایک کھڑکی تھی اس سے پاؤں میں بیڑیاں لگائی جاتیں جب ہاتھ پاؤں باندھ دیئے



جاتے تو بلاک کا انچارج تالہ کھولتا فوجی ساتھی کو پکڑ کر باہر نکالتے اور درمیان میں موجود راستے پر کھڑا کر کے تلاشی لی جاتی، تلاشی سر کے بالوں سے شروع ہوتی فوجی سر پر ہاتھ پھیرتا پھر داڑھی میں انگلیاں ڈالتا اور منہ کھولنے کا کہتا پھر بغلوں اور چھاتی سے ہوتے ہوئے نیچے نازک حصوں کی تلاشی لی جاتی آخر میں ربڑ کے جوتے اتروا کر انہیں الٹ پلٹ کر دیکھتے۔

اس سارے کام کے بعد دونوں طرف سے مضبوطی سے پکڑ کر باہر لے جاتے بلاک کا دروازہ بلاک انچارج کھولتا باہر ایک تنگ گلی ہوتی جب بلاک کا دروازہ بند ہو جاتا تو دوسرا دروازہ ایک فوجی باہر سے کھولتا اور پھر ساتھی کو باہر نکالتے اور بلاکوں کے درمیان ایک بڑی سڑک تھی اس سڑک کے بعد بڑا گیٹ تھا جس کی دوسری طرف ایک فوجی بیٹھا ہوتا جو اس گیٹ کو اندر کی طرف سے کھولتا اس گیٹ سے دس قدم بعد ایک اور بڑا گیٹ تھا جسے باہر کی طرف سے کھولا جاتا تھا اس گیٹ سے نکلنے کے بعد تفتیشی بلاک تھے اور سڑک کے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے دروازے تھے جنہیں باہر سے کھولا جاتا تھا ان دروازوں سے گزرنے کے بعد بلاک کا دروازہ تھا اس دروازے کے اندر ایک لمبا راستہ تھا جس کے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے کمرے تھے جن پر نمبر لکھے ہوئے تھے ساتھی کو اس کمرے میں لے جایا جاتا کمرے کے درمیان میں ایک میز ہوتا اور میز کے دونوں طرف کرسیاں ہوتی ایک طرف ساتھی کو بٹھا دیا جاتا اور اس کے پاؤں کی زنجیروں کو زمین پر موجود لوہے سے باندھ دیا جاتا میز کی دوسری طرف تفتیشی آفیسر بیٹھتے تھے کمرے کے ایک کونے کی چھت پر ویڈیو کیمرہ لگا ہوا تھا ایک طرف دیوار میں کالا شیشہ تھا اس شیشے کی دوسری طرف کچھ نظر نہیں آتا تھا اس کمرے میں ساتھیوں سے پوچھ گچھ ہوتی۔ اس کمرے میں قیدی کو اکیلا بٹھا دیتے اور فوجی باہر چلے جاتے دیوار پر موجود کالے شیشے سے تفتیشی آفیسر قیدی کو دیکھ رہے ہوتے اور ساتھ ساتھ چھت پر لگے کیمرے میں فلم بھی بن رہی ہوتی پھر ایک دم فوجی اور تفتیشی آفیسر کمرے میں آ جاتے، اکثر یہ چھ یا سات افراد ہوتے تھے پہلے انگریزی میں بات کرتے جب ساتھی ان کی بات نہ سمجھتے تو مختلف زبانوں کے بارے میں ان سے پوچھا جاتا کہ کس زبان میں بات کرو گے اس سارے عمل سے وہ یہ جاننا چاہتے تھے کہ قیدی کتنی زبانیں جانتا ہے، اگر کوئی ساتھی اردو جاننے والا ہوتا تو اس کے لئے عربی اور اگر فارسی والا ہوتا تو اس کے لئے کسی اور زبان کا

مترجم لایا جاتا اور ساتھی سے بات کرنے کی کوشش کی جاتی اس کے بعد جب انہیں یقین ہو جاتا کہ قیدی اردو کے علاوہ کوئی زبان نہیں سمجھتا تو پھر وہ اردو کا مترجم بلا تے سوالات وہی ہوتے جو قدحار و گرام میں کئے گئے ہوتے۔ مگر یہاں بہت تفصیل کے ساتھ ہوتے، پہلے پہل تفتیش کے دوران کھانے پینے کی اشیاء دی جاتی اور بیٹھے لہجے میں بات کی جاتی پھر آہستہ آہستہ غصے میں آ جاتے اور ہم کو دھمکیاں دیتے کہ تم ہم سے جھوٹ بول رہے ہو۔ جب تک تم سچ سچ نہیں بتاؤ گے اس وقت تک تم اسی جیل میں ہی رہو گے ساتھی پریشان ہو جاتے کہ میں نے تو سب کچھ بتا دیا ہے اب میں کیا کروں، اس طرح ساتھی کو کہا جاتا کہ ہم تمہیں چند دن کا موقع دیتے ہیں سب کچھ سچ سچ بتا دو ورنہ اس کے بعد ساتھی کو اس کے بلاک میں واپس لے جا کر بند کر دیا جاتا سال کے بعد پاکستانی و افغانی ساتھیوں کو مجبور کیا جاتا کہ وہ ہم سے تعاون کریں تعاون سے مقصود وہاں موجود لوگوں کی جاسوسی تھا امریکی ان سے کہتے تم رات دن ادھر رہتے ہو تمہارے ارد گرد والے قیدی کیا باتیں کرتے ہیں مگر ساتھی ان کو یہی جواب دیتے کہ جس طرح میں مسکین بے گناہ ہوں اسی طرح مجھے سب لوگ ہی مسکین نظر آتے ہیں تعاون نہ کرنے پر سزائیں دی جاتی تھیں۔

مجاہدین پر گوانتا نامو بے میں امریکیوں نے جو ظلم و زیادتی کی ہے اس کی تفصیل لکھنے کے لئے ہزاروں صفحات بھی کم ہے لیکن بعض ایسے واقعات جن کو ہر قیدی جانتا تھا جو نہ لکھنا ان قیدیوں کے ساتھ ہماری طرف سے ظلم ہوگا۔ چنانچہ چند مجاہدین قیدیوں کو تذکرہ کرتے چلیں۔

## گوانتانامو میں غیر ملکی مجاہدین پر مظالم

زکریا

ایک ساتھی جس کا تعلق یمن سے تھا امریکیوں کے ظلم کا نشانہ بنتا رہا، اس کو نماز فجر سے پہلے فوجی تفتیشی کمرے میں لے جاتے اور رات گیارہ بجے واپس لاتے جب اس سے ہم پوچھتے تو وہ دن بھر کی کاروائی سناتا اسے لے جا کر فرش پر بٹھا دیتے اور اس کے ہاتھوں کو پاؤں کے ساتھ اس طرح باندھ دیتے کہ نہ وہ بیٹھ سکتا تھا اور نہ ہی کھڑا ہو سکتا اور کمرے میں بیہودہ قسم کا عربی میوزک انتہائی اونچی آواز میں چلا دیتے کہ وہ قیدی کے کانوں کو پھاڑتا اور اس کے سر میں شدید درد ہونے لگتا سارا دن اسی حالت میں گزارتا نہ نماز پڑھنے دیتے اور نہ ہی کھانا کھانے کے لئے دیتے اور پھر رات کو واپس رومیو بلاک میں لا کر بند کر دیتے جو سب بلاکوں میں سخت ترین بلاک تھا۔ جب وہ سونے کی کوشش کرتا تو فوجی دوبارہ آجاتے اور اسی بلاک کے کسی دوسرے پنجرے میں تبدیل کرتے یہ سب اس لئے کہ وہ سونہ سکے، یہ معاملہ اذکر یا کے ساتھ کئی ماہ تک ہوتا رہا مگر وہ (اللہ اس کی ان خبیث کافروں سے حفاظت فرمائے جو ابھی تک وہاں قید میں ہے) ہمیشہ مسکراتا ہی رہتا اور دوسرے ساتھیوں کو بھی حوصلہ دیتا اور صبر کی تلقین کرتا۔

فاروق کی

فاروق نامی ساتھی مکہ مکرمہ کا رہنے والا تھا اس ساتھی کو بھی امریکیوں کی طرف سے سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا اس کو پاکستانی حکومت نے پکڑ کر ڈالروں کے عوض امریکیوں کے حوالے کیا تھا اس کو بھی سونے کا موقع نہیں دیا جاتا تھا اور ہر گھنٹے بعد اس کو ایک پنجرے سے دوسرے پنجرے میں منتقل کر دیا جاتا تھا تا کہ وہ آرام نہ کر سکے، اس ساتھی کو پہلے بہت عرصہ تک انفرادی بلاکوں میں رکھا گیا، جب کئی ماہ تک امریکی اس کا سر جھکانے میں ناکام



رہے تو اسے کیمپ ایکو میں لے گئے جو تمام کیمپوں سے علیحدہ تھا اس کیمپ میں ہر وقت ایک فوجی اس کے سامنے کھڑا رہتا اور دروازے میں موجود کھڑکی سے اس کو دیکھتا رہتا یہ انتہائی ٹھنڈا اور تکلیف دہ کیمپ تھا، اکثر ساتھیوں کو اس کیمپ میں لے جاتے تھے یہاں کھانا بھی دوسرے بلاکوں کی نسبت بہت کم دیا جاتا تھا، سونے کے لئے لوہے کا فرش تھا، کئی کئی ماہ تک کمرے سے باہر نہیں نکالا جاتا تھا جب کوئی اس کیمپ سے واپس آتا تو وہ ذہنی مریض بن چکا ہوتا فاروق بھائی کو اس بلاک میں سات ماہ تک رکھا گیا مگر اللہ کا یہ بندہ اپنے موقف پر قائم رہا اور اس نے اللہ کی طرف سے اس امتحان پر صبر کیا، اور اپنے ایمان کا سودا کرنے کی بجائے ان تکالیف کو ترجیح دی اور آج وہ انہی تکالیف میں زندگی گزار رہا ہے۔

### ابو محمد یمنی

اس ساتھی کو کیمپ ایکسرے سے ہی بہت تنگ کیا گیا یہ بھی پاکستانی حکومت کے مسلم فروشوں اور انسانی سودا گروں کا امریکیوں کے لئے تحفہ تھا، اس کو تفتیش کے دوران مارا پیٹا جاتا ایک بار یہ ساتھی تفتیش سے جب واپس آیا تو اس کی گردن پر ناخنوں کے نشان تھے، اور خون بہہ رہا تھا اور چہرے پر بھی بہت سی جگہ چھوٹی چھوٹی خراشیں تھیں اس نے پنجرے میں داخل ہوتے ہی وضو کیا اور نوافل میں مشغول ہو گیا نماز میں اس کے آنسوؤں نے اور اس کے جسم پر موجود زخموں نے سب قیدیوں کو سارا قصہ سنا دیا مگر اس نے نہ تو ریڈ کر اس سے اور نہ ہی اپنے کسی ساتھی سے کوئی فریاد کی، یہ مجاہد بھائی بھی آخر وقت تک رومیو بلاک میں رہا۔

### سعود الجھنی

یہ ساتھی سعودی عرب کا رہنے والا تھا اس کو مجبور کیا جاتا کہ وہ اقرار کرے کہ اس کا تعلق القاعدہ سے ہے، مگر وہ یہ بات ماننے کو تیار نہیں تھا اس نے سارا قصہ امریکیوں کو بتا دیا تھا مگر امریکی سعودی عرب میں اس کی حیثیت کو دیکھتے ہوئے اس کی بات ماننے کو تیار نہ تھے۔

دو سال سعود نے تفتیش میں بات کرنا بند کر دی امریکیوں نے پہلے سعود کو انفرادی

بلاکوں میں بند کئے رکھا پھر ایکویکمپ اور اس کے بعد رومیو میں بند کر دیا، اس جیل میں شائد ہی کوئی دن یا رات ہو جس میں سعود نے آرام کیا ہو، رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو ساتھیوں نے روزے رکھنے شروع کئے پہلا روزہ تھا سعود اس وقت نومبر بلاک میں تھا جو انفرادی بلاک تھا اور اس میں سردی بہت سخت ہوتی تھی اس میں ساتھی کو بند کر کے اس سے کپڑے وغیرہ لے لئے جاتے تھے، عصر کے وقت فوجی سعود کو لے گئے اور مغرب کے بعد واپس لائے (انفرادی بلاکوں میں باہر دیکھنے کے لئے 2x2 کا ایک شیشہ لگا ہوا تھا یہاں سے ساتھی باہر سے گزرنے والے ساتھی سے دعا سلام کرتے اصل میں یہ شیشہ اس لئے لگایا گیا تھا کہ کمرے میں بند ساتھی کو فوجی ہر وقت دیکھتے رہیں) جب سعود کو واپس لائے تو وہ بہت پریشان تھا اس نے ابھی تک روزہ افطار بھی نہیں کیا تھا ہم نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ آج تفتیش میں نیم برہنہ عورت آئی اور اس نے مجھ سے کہا کہ میں امریکہ کی سب سے گندی عورت ہوں اور اب میں تمہیں بھی گندا کروں گی اور آج کے بعد تمہارا روزہ میرے ساتھ افطار ہوتا رہے گا۔

ہم نے اسے حوصلہ دیا کہ سب تکالیف اور امتحان دین کے لئے ہے اس نے بھی سب ساتھیوں سے دعاؤں کی درخواست کی اگلے دن عصر کے بعد اسے دوبارہ لے گئے تمام ساتھیوں نے اس کے لئے دعائیں کیں جب مغرب کا وقت گزر گیا تو بہت دیر بعد سعود کو واپس لائے اس کے چہرے پر زخم کے نشان تھے جب اس کو کمرے میں داخل کر کے ہاتھ پاؤں کھول دیئے تو ساتھیوں نے اس سے دعا سلام کی کافی دیر تو سعود چپ رہا خود ہم سے مخاطب ہوا اور اپنا قصہ بیان کیا کہ مجھے کمرے میں لے جا کر بٹھا دیا تھوڑی دیر بعد وہی عورت کمرے میں داخل ہوئی تو میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دی تو اس عورت نے چیختے ہوئے مجھے گالیاں دینی شروع کر دیں اور چپ رہنے کا کہتی رہی مگر میں نے اپنی آنکھیں بند کئے رکھیں اور قرآن کی تلاوت جاری رکھی ایک دم اس خبیث نے میرے گریبان پر ہاتھ ڈالا اور میری چھاتی کو پکڑ لیا میں نے فوراً آنکھیں کھول کر اس کے منہ پر تھوک دیا جب اس کے منہ پر میرا تھوک گیا تو وہ چیختے لگی اور اس کے بعد بہت سے فوجی اندر بلوا لئے سب فوجیوں نے مجھے کموں اور لاتوں سے مارنا شروع کر دیا اور وہ عورت بھی میرے منہ پر لاتیں مارنے لگی میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور مجھے کچھ پتہ نہیں

کہ وہ مجھے کب تک مارتے رہے مجھے ہوش آیا تو میں ہسپتال میں ڈاکٹروں کے گھیرے میں تھا اور وہ میرا خون صاف کر رہے تھے خون صاف کرنے کے بعد وہ مجھے واپس لے آئے۔ اس کے ساتھ آخر تک سختی کی جاتی رہی اور ابھی تک وہ ان کا ظلم برداشت کر رہا ہے۔

### عبدالہادی

عبدالہادی کو بھی پاکستانی پولیس نے پکڑ کر انسانیت کے عالمی سمگلروں اور اغواکاروں پاکستانی خفیہ اداروں کے حوالے کیا۔ ان کے ذریعے ڈالروں کے بدلے امریکہ کے حوالے کیا گیا۔ اس کی عمر ۱۸ سال تھی جب اسے گوانتانامو بے لے جایا گیا تو اس کا بھائی عبدالرزاق بھی اس کے ساتھ اسی جیل میں بند تھا اس کو بھی شروع سے ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا امریکی ہر دوسرے تیسرے دن ان دونوں بھائیوں کو تفتیش کے لئے لے جاتے اور ان کو نئے طریقوں سے تشدد کا نشانہ بناتے ایک واقعہ جو عبدالہادی کے ساتھ پیش آیا جس کی وجہ سے پوری جیل میں بھوک ہڑتال کی گئی تحریر کرتا ہوں۔

عبدالہادی کو ایک دن تفتیشی کمرے میں لے جایا گیا تو ایک عورت جس نے انتہائی مختصر لباس پہنا ہوا کمرے میں داخل ہوئی اور میوزک آن کر کے رقص شروع کر دیا عبدالہادی نے آنکھیں بند کر لیں۔ جب دوبارہ آنکھیں کھولیں تو دیکھ کر پریشان ہو گیا کہ عورت کے ہاتھ میں قرآن کریم تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ عبدالہادی اس کی طرف دیکھ رہا ہے تو اس عورت نے قرآن کو اپنے جسم پر ملنا شروع کر دیا عبدالہادی نے آنکھیں پھر بند کر لیں تھوڑی دیر بعد ایک مرد کمرے میں آیا اور سامنے کرسی پر بیٹھ گیا اور عبدالہادی سے مخاطب ہوا تم تعاون کرتے ہو کہ نہیں عبدالہادی چپ رہا۔ اس فوجی آفیسر نے قرآن میز پر رکھا دونوں پاؤں اس پر رکھ کر کرسی سے ٹیک لگادی اور ہاتھ سر پر رکھ لئے عبدالہادی نے اس شیطان خبیث کو بہت کہا کہ ایسا مت کرو جو تم کہو گے میں ماننے کو تیار ہوں کہ میں نے ہی امریکہ پر حملے کئے تھے بلکہ میں ہی القاعدہ کا سربراہ ہوں۔ اس کے لئے تم مجھ سے جہاں چاہو بیان لے لو، مگر قرآن کا اس میں کیا قصور ہے تم اس کے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہو۔



جب اس نے یہ بات مان لی تو اس خبیث نے کہا یہ تو ہم کو معلوم تھا۔ ہمیں تم ان لوگوں کے نام و پتے بتاؤ جو تمہارے ساتھی ہیں۔ یہاں اس جیل میں ہیں یا کسی اور جگہ تب اس نے کہا کہ میں تو پہلے ہی قرآن کو بچانے کے لئے یہ سب کچھ اپنے سر لے رہا ہوں دوسروں کا میں کیا بتاؤ تو اس فوجی نے قرآن کو زور سے کلک لگائی، جس سے قرآن کریم کے اوراق زمین پر بکھر گئے تو اس فوجی نے ان پر رقص کرنا شروع کر دیا۔ جب ہم کو اس کی اطلاع ملی تو سب نے بھوک ہڑتال شروع کر دی ان ساتھیوں کے علاوہ سینکڑوں ساتھیوں کے ساتھ تفتیش کے دوران امریکی بہت زیادتی کرتے تھے۔

جو قیدی امریکیوں کے ساتھ تعاون نہیں کرتے تھے امریکی انہیں طرح طرح سے تکلیفیں دیتے تھے کئی کئی گھنٹے زمین کے ساتھ باندھ کر چھوڑ دیا جاتا نہ کھانا دیا جاتا اور نہ نماز کی اجازت دی جاتی مختلف قسم کا عربی اور انگریزی میوزک اونچی آواز میں لگا دیا جاتا۔ ساتھیوں کو مختلف بلاکوں میں سزا کے لئے لے جایا جاتا تھا جہاں پر قیدی سے سلوک اور وہاں کا ماحول دوسرے بلاکوں سے مختلف ہوتا تھا۔ وہ بلاک مندرجہ ذیل ہیں۔

### (۱) انڈیا بلاک

یہ بلاک چوبیس کمروں پر مشتمل تھا ہر کمرہ 6x6 فٹ کا تھا اس بلاک میں ساتھیوں سے سارا سامان لے کر انہیں کئی کئی ہفتے تک اور بعض دفعہ مہینوں تک رکھا جاتا اور اے سی چلا کر کمروں کو انتہائی ٹھنڈا کر دیا جاتا اور بعض دفعہ اے سی بالکل بند کر دیا جاتا جس سے قیدیوں کا دم گھٹنے لگتا اور گرمی کی وجہ سے بہت بری حالت ہو جاتی، کئی ساتھی گرم سرد ہونے سے بیمار ہو جاتے، یہ بلاک بالکل بند تھا اور دروازے میں ایک شیشہ تھا جس سے فوجی تھوڑی تھوڑی دیر بعد اندر کو دیکھتے رہتے تھے۔

### (۲) آسکر بلاک

یہ بھی انڈیا بلاک کی طرح ہی تھا یہاں بھی تعاون نہ کرنے والوں کو رکھا جاتا تھا اس بلاک میں بھی چوبیس کمرے تھے اور یہ بلاک سخت سردی کی وجہ سے بہت مشہور تھا۔

### (۳) نومبر بلاک

یہ بلاک بھی آسکر اور انڈیا بلاک کی طرح تھا اس میں چھتیس کمرے تھے۔

### (۴) رومیو بلاک

اس بلاک میں جالیوں کے آگے نیچے سے لے کر اوپر تک موٹا شیشہ لگایا گیا تھا یہاں پر ساتھیوں سے سارا سامان لے لیا جاتا حتیٰ کہ کپڑے بھی اتروائے جاتے اور صرف ایک چھوٹی نکر دی جاتی۔

### (۵) کیوبک بلاک

یہ بھی رومیو بلاک کی طرح تھا جب رومیو بلاک بھر جاتا تو اس بلاک میں ساتھیوں کو لاتے تھے، رومیوں اور کیوبک میں اٹھتیس پنجرے تھے۔

### امریکیوں کے کالے قوانین

اس جیل میں قیدیوں کے لئے مختلف قوانین تھے جن کی خلاف ورزی پر سزا دی جاتی تھی وہاں کا ایک اہم قانون یہ تھا کہ ہر فوجی کا ہر حکم ہر وقت ماننا ہے۔ چاہے وہ دن کو رات کہے اور رات کو دن آپ کو اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہوگا اور ہم فوجی سے یہ نہیں پوچھ سکتے کہ ایسا کیوں ہے؟ پنجرے کی سائڈوں پر دھوپ، بارش وغیرہ سے بچنے کے لئے کوئی کپڑا وغیرہ نہیں لگا سکتے۔ دوسرے بلک کے ساتھیوں کے ساتھ بات بھی نہیں کر سکتے۔ تمام پنجرے ایک لائن میں تھے اس لئے اپنی لائن میں تین چار پنجرہ والے اگلے قید ساتھیوں سے بھی بات نہیں کر سکتے تھے۔ غسل کے لئے پنجرے میں سے ضرور نکلتا ہوتا کھانے کے لئے بیس منٹ کا ٹائم تھا ان بیس منٹوں میں آپ نے جلدی کھانا ختم کرنا ہے، اور ہر چیز اسی وقت فوجی کو واپس کرنی ہے اور کھانے کی کوئی چیز پنجرے میں رکھنا جرم تھا اور ہم فوجی کی طرف بھی غور سے دیکھ بھی نہیں سکتے تھے اور پنجرے کی جالیوں وغیرہ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنا بھی منع تھا۔ اسی طرح پنجرے میں ورزش بھی نہیں کر سکتے۔

## جنگی قیدی اور جینیوا کنونشن

جینیوا کنونشن کا جنگی قیدیوں کے بارے میں معاہدے کی دفعات کو اگر دیکھا جائے تو اس مہذب صدی کی مہذب کہلانے والی قوم اپنے بنائے ہوئے قانون کو خود ہی اپنے ہاتھوں سے سبوتاژ کیا۔ اب ان دفعات کا جائزہ لیتے ہیں جن کو گوانتانا مو بے میں توڑ کر امریکا نے اپنے بھیڑیے پن، غیر اخلاقی اور غیر انسانی وجود کو ظاہر کیا۔

دفعہ نمبر 4 دوران جنگ یا بعد تک حربی قوتوں کے شکنجے میں قید کوئی بھی شخص جنگی قیدی کہلائے گا محدود معنوں میں وہ شخص جو منظم طور پر فوج سے تعلق رکھتا ہو۔ وسیع معنوں میں وہ گوریلے اور عام شہری جو دشمن کے خلاف مسلح انداز میں برسرِ پیکار ہوں، جنگی قیدی کے زمرے میں آتے ہیں۔

(اس دفعہ کے مطابق کسی بھی رضا کار ملیشیا مثلاً (طالبان) اور ایسی غیر سرکاری تنظیم مثلاً (القاعدہ) کے قیدیوں کا شمار بھی باقاعدہ جنگی قیدیوں میں ہونا چاہیے لیکن امریکا نے اس کی پرواہ نہ کی)

دفعہ 12-13: جنگی قیدیوں کو تحویل میں رکھنے والی قوت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا ہر طرح سے خیال رکھیں اور جنگی قیدیوں کے ساتھ نرمی اور شائستگی کا رویہ رکھا جانا چاہیے۔

(مار پیٹ اور دورانِ تفتیش ہر قیدی پر تشدد روز کا معمول تھا)

دفعہ 15: اگر جنگی قیدی بیمار یا زخمی ہو تو تحویل میں رکھنے والی طاقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اخراجات پر اس کا علاج کرائے۔

(لیکن گوانتانا مو میں جان بوجھ کر مریضوں اور زخمیوں کی چیڑ پھاڑ اور نامعلوم انجکشن لگانا معمول تھا)

دفعہ 16: علاج اور دیگر امور کے حوالے سے ناروا سلوک نہ رکھا جائے بلکہ اس نوعیت کی تکنیکی اور طبی سہولتیں فراہم کرنا ناگزیر ہو گا جو تحویل میں رکھنے والی قوت اپنے فوجیوں کو فراہم کرتی ہے۔



دفعہ 17: کے تحت قیدیوں سے صرف ان کا نام، عہدہ، نمبر اور تاریخ پیدائش جیسی معلومات لی جاسکتی ہیں اس کے علاوہ ان سے کسی قسم کی معلومات لینے کے لیے دباؤ نہیں ڈالا جاسکتا، اس شق کی امریکا نے تو دھجیاں اڑائیں کیمپ ایکسرے میں قیدیوں کو مختلف خود ساختہ تصویروں کے ذریعے القاعدہ کی تربیت حاصل کرنے اور ان کے ساتھ تعاون کرنے کے الزامات لگائے جاتے ہیں۔

دفعہ 18: اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قیدیوں کو اپنے کپڑوں اور دوسری اشیاء سے محروم کر دیا گیا۔

دفعہ 22: قیدیوں کی صحت کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے رہنے کے لیے صاف اور کشادہ جگہ فراہم کی جانی چاہیے اور انہیں کوٹھریوں میں ہرگز نہیں رکھنا چاہیے۔

(کیمپ ایکسرے میں چڑیا گھر کی طرح پنجروں میں قیدیوں کو رکھا جاتا ہے)

دفعہ 25: اگر ممکن ہو تو ان کی رہائش کے لیے باقاعدہ کوارٹر مہیا کیے جائیں۔

دفعہ 26: جنگی قیدیوں کو مناسب مقدار میں غذا دینی چاہیے۔

دفعہ 27: دیگر بنیادی ضرورتوں میں جنگی قیدیوں کے کپڑوں، جوتوں اور زیر جامہ

کا خیال رکھنا چاہیے۔

(سال کے 12 ماہ مالٹے رنگ کے کپڑے پہننے کو دیئے جاتے جو کہ نماز پڑھتے

وقت دشواری پیدا کر دیتے)

دفعہ 28: جنگی قیدیوں کے ہر کیمپ میں کینٹین ہونی چاہیے۔

دفعہ 34: اس دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مذہبی فرائض کی بجا آوری کے

لیے مناسب سہولیات فراہم نہیں کی گئیں۔

دفعہ 38: اس کو نظر انداز کرتے ہوئے قیدیوں کو جسمانی ورزش سے محروم رکھا گیا۔

دفعہ 41: ہر قیدی کیمپ میں جینیوا کنونشن کا متن، خیمے اور کوئی دوسرا معاہدہ جو

قیدیوں سے سلوک کے حوالے سے ہو، قیدیوں کی سمجھ میں آنے والی زبان میں موجود ہونا

چاہیے تاکہ وہ اپنے لیے بنائے گئے بین الاقوامی قوانین کا مطالعہ کر سکیں۔

دفعہ 70-71: کے تحت قیدیوں کو اپنے اہل خانہ سے رابطوں اور خطوط لکھنے کا حق

حاصل ہے۔ لیکن گوانتانامو بے میں خط لکھنے کا موقع بہت کم فراہم کیا جاتا ہے۔

دفعہ 72: کے خلاف چلتے ہوئے قیدیوں کو کتابوں اور دوسرے تحائف سے محروم رکھا جاتا اور قرآن مجید کی توہین کے بارے تو تفصیلاً گزر چکا ہے۔

دفعہ 118: معاندانہ کارروائیاں ختم ہونے کے بعد جنگی قیدیوں کو رہا کر کے واپس ان کے ملک کو بھیج دیا جائے گا۔ اگر دونوں ملکوں میں پہلے سے ایسا کوئی معاہدہ نہ ہو تو جس ملک کے پاس قیدی موجود ہوں وہ بلا تاخیر خود قیدی رہا کر کے انہیں واپس بھیجے گا۔ اس بارے میں قیدیوں کو مطلع بھی کیا جائے گا، اگر دونوں ملکوں کی سرحدیں ملتی ہوں تو قید کرنے والا ملک انہیں اپنی سرحد تک پہنچائے گا وہاں سے قیدیوں والا ملک اپنے افراد کو سرحد سے آگے لے کر جائے گا۔ اگر سرحدیں نہ ملتی ہوں تو قید کرنے والا ملک قیدیوں کو اپنی سرحد کے اندر کسی مناسب جگہ پر پہنچا دے گا وہاں سے آگے کے اخراجات ان قیدیوں کا اپنا ملک ادا کرے گا۔ دونوں فریق باہمی رضامندی کے ساتھ اخراجات کی تقسیم کی شرح طے کر سکتے ہیں۔

جنیوا کنونشن کی دفعات بہت زیادہ ہیں یہاں پر چند پیش کردی مزید یہ کہ اقوام متحدہ کا کوئی ممبر ملک قیدیوں کی تصاویر نہ دکھانے کا پابند ہے، لیکن امریکا نے نہ صرف کمپ کے قیدیوں کی تصاویر شائع کرائیں بلکہ ان کی فلمیں تک بنا کر ٹیلی ویژن پر چلا دیں۔ ایک دفعہ کے مطابق قیدیوں کو ہتھکڑیاں نہیں لگائی جاسکتیں لیکن کمپ کے کسی قیدی کو جنیوا کنونشن کی ایک بھی سہولت حاصل نہیں، یہاں تک کہ انہیں دیکھنے، سو گھنٹے، سننے اور چھونے کا بنیادی حق تک نہیں مل رہا۔

امریکا کا گوانتانامو کمپ ایک بار پھر ثابت کرتا ہے کہ دنیا کا ہر قانون ہر آئین طاقت کے ماتحت ہے۔ جس کے نزدیک حق اور باطل کا فیصلہ ہی اس کے ہاتھ ہے جو اس کے ہاتھ سے ہاتھ ملا کر چلے گا وہ اونچا کر دیا جائے گا اور جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے گا وہ ختم کر دیا جائے گا۔ لیکن حق کی طاقت نہ نظر آنے والی ہے جس کا ہتھوڑا اگر برس جائے تو بڑی سے بڑی سپر پاور بھی پاش پاش ہو جاتی ہے۔

## ڈیلٹا کیمپ میں ورزش

ڈیلٹا کیمپ میں ہفتے میں دو دفعہ پندرہ منٹ کے لئے پنجرے سے باہر لے جاتے ہر بلاک کے ساتھ 12×12 فٹ کے دو بڑے پنجرے بنائے گئے تھے جن کی چھت بھی جالیوں کی تھی ان پنجرے کے دروازوں میں دو سوراخ تھے ایک ہاتھ کی جگہ اور دوسرا پاؤں کی جگہ ساتھیوں کو پنجرے کے اندر کر کے باہر سے تالہ لگا دیا جاتا تھا اور اس کے بعد ہاتھوں اور پاؤں سے زنجیر کھولی جاتی تھی پندرہ منٹ کے دوران اگر ساتھی دوسرے بلاک والے ساتھیوں سے بات کرتا جو بالکل ساتھ ہی ہوتے تھے تو فوراً اسے باہر نکلنے کا کہتے اگر ساتھی ان کی بات نہ مانتا تو (ارف ٹیم) آتی جس میں آٹھ فوجی آتے جنہوں نے سر اور منہ پر ہیلمنٹ اور ہاتھوں پر مضبوط پلاسٹک کے دستانے ہوتے اور سینے پر بلٹ پروف جیکٹ پہنی ہوتی اسی طرح ٹانگوں پر بھی مضبوط پلاسٹک کے پیڈ پہنے ہوتے اور پھر ساتھی پر سپرے پھینکتے کہ ساتھی بے ہوش ہو جائے یا کم از کم اس کی آنکھوں میں چلا جائے کہ وہ دیکھ نہ سکے۔

اگلے لمحے یہ ٹیم اندر گھس کر قیدی کو مارتی اور قیدی اٹھا کر انفرادی بلاک میں لے جاتے۔ اکثر اوقات فوجی کو بلا وجہ واپس پنجرے میں لے جاتے کہ تمہارا ٹائم ختم ہو گیا ہے حالانکہ ابھی اس کا وقت باقی ہوتا جب قیدی پوچھتا کہ کیوں مجھے وقت سے پہلے نکال رہے ہو تو فوجی کہتے تم نے دوسرے بلاک میں بات کی ہے۔

## ڈیلٹا کیمپ میں غسل

کیمپ ایکسپریس کی نسبت کیمپ ڈیلٹا میں غسل کا اچھا انتظام تھا ہر بلاک کے ساتھ چار چار غسل خانے تھے جو ورزش کی جگہ کے ساتھ ملے ہوئے تھے، ورزش کے بعد سب کو غسل کے لئے لے جاتے اور غسل کے لئے پانچ منٹ دیئے جاتے ہفتے میں دو دفعہ غسل ہوتا تھا بعض فوجی جب دورانِ غسل پانی بند کر دیتے ساتھی واپس پنجرے میں آ کر جسم سے صابن صاف کرتے۔



## کیمپ میں عمومی سزائیں

جب کوئی فوجی کی بات نہیں مانتا تھا تو فوراً اس کی سزا لکھ دی جاتی اس کا سامان لے لیا جاتا اور اسے انفرادی بلاکوں میں منتقل کر دیا جاتا امریکی فوجیوں کی زبانوں پر ہر وقت گالیاں ہوتی جب وہ کسی کو گالی دیتے تو قیدی اس کے منہ پر تھوک دیتا اس کے بعد ارف ٹیم آتی اور اس کو لے جا کر رومیو بلاک میں بند کر دیتی وہاں اس کے کپڑے بھی لے لئے جاتے، اس کیمپ میں امریکیوں نے قیدیوں کے چار درجے بنائے تھے۔ درجہ اولیٰ، درجہ دوم، درجہ سوم، درجہ چہارم۔

درجہ اولیٰ والوں کے پاس دو کمبل، دو تولیے، ٹوتھ پیسٹ برش، صابن اور ایک چادر کے ساتھ پانی پینے کے لئے ایک گلاس ہوتا درجہ دوم والوں کے پاس ایک تولیہ ایک کمبل اور باقی درجہ اولیٰ والا سامان ہوتا تھا درجہ سوم والے قیدیوں کے پاس ایک کمبل اور ایک تولیہ تھا، درجہ چہارم میں بس ایک کمبل ہوتا تھا۔

درجہ اولیٰ والا قیدی اگر کوئی غلطی کرتا یا کسی فوجی کا حکم نہ مانتا تو اس سے درجہ اولیٰ کا سامان لے لیا جاتا اور اسے درجہ دوم میں منتقل کر دیا جاتا اسی طرح درجہ دوم والے درجہ سوم میں اور درجہ سوم والے درجہ چہارم میں منتقل کر دیئے جاتے تھے۔ اگر کسی درجہ والا قیدی ایک مہینے تک تمام قانون کی پاس داری کرتا تو اس کا درجہ پھر اوپر کر دیتے اگر درجہ اولیٰ والا کوئی بڑی غلطی کرتا مثلاً فوجی پر پیشاب یا پانی پھینکتا تو اسے ارف ٹیم والے آتے اور مارنے کے بعد انفرادی بلاک یا رومیو بلاک میں منتقل کر دیتے، اور ایک ماہ تک اسے ادھر ہی رکھتے اگر ایک مہینہ وہ آرام سے گزارتا تو دوبارہ اسے درجہ چہارم میں لے جاتے لیکن وہاں قیدی مجاہدین کی اکثریت نے امریکی درجات کو کبھی خاطر میں نہیں لائے اگر امریکی کوئی زیادتی کرتے تو فوراً انہیں جواب دیتے۔

## رومیو بلاک

جب امریکیوں نے دیکھا کہ ان قیدیوں کو انفرادی بلاک میں اکیلے کمرے میں رکھا جاتا ہے وہاں ذکر و اذکار اور قرآن شریف کی تلاوت میں ان کا وقت اچھا گزرتا ہے اور

یہ اس سزا سے پریشان نہیں ہوتے اور انہوں نے یہ صورت حال دیکھی تو رومیو نام کا ایک بلاک تیار کیا جس میں اٹتالیس پنجرے تھے سائڈوں پر بالکل باریک جالی لگائی گئی تھی جس سے دور سے نظر نہیں آتا تھا جالیوں کے بعد موٹا شیشہ لگا ہوا تھا تا کہ ساتھی فوجیوں پر تھوک یا کوئی اور چیز پھینک نہ سکیں ان بلاکوں میں جو قیدی ہوتے تھے ان کے پاس سوائے چھوٹی نکر اور ایک شرٹ کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔ رات دس بجے کے بعد ہر قیدی کو کبھی کبھار ایک کبل دیا جاتا جو صبح پانچ بجے واپس لے لیا جاتا، کبھی ایئر کنڈیشن آن کر دیتے جس کے شور سے ساتھیوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔

### رومیو بلاک میں فوجیوں سے لڑائی

جب کسی کو اس بلاک میں لایا جاتا اور اس کے کپڑے لے لئے جاتے تو وہ ساتھی قسم اٹھا لیتا کہ ان کا کوئی قانون نہیں مانوں گا اور ہر کام ان کے قانون کے خلاف کروں گا امریکیوں نے اس بلاک کو بنا تو لیا تھا مگر وہاں پر کنٹرول کرنا بہت مشکل تھا۔ اس بلاک میں تمام ساتھیوں نے کچھ قوانین بنا دیئے تھے جس کا نام ibr رکھا (اسلاک، بردارز، رولز) اور باہر آنے والے ساتھی کو اس پر عمل کرنا ہوتا تھا، سب نے فیصلہ کیا کہ جب تک ہمیں مکمل لباس نہیں دیں گے اس وقت تک کوئی پنجرے سے باہر نہیں جائے گا نہ تحقیق اور غسل کے لئے اور نہ ہی انکو پنجرے کی تلاشی کرنے دیں گے امریکیوں کا قانون تھا کہ اگر کوئی غسل پر نہ جائے تو کم از کم پنجرے کی تلاشی کے لئے اسے باہر نکلنا ہوگا اور جو باہر نہیں نکلے گا اس کے ساتھ سختی کی جائے گی اور ارف ٹیم آکر اسے مارے گی اور باہر نکالے گی، کوئی ساتھی بھی باہر نکلنے کو تیار نہیں تھا اس لئے امریکی روزانہ ارف ٹیم لے کر آتے اور جس ساتھی کا غسل ہوتا اسے زبردستی باہر نکالتے۔

### رومیو میں ارف ٹیم کا طریقہ کار

عربی ساتھی اس ٹیم کو شغب کہتے تھے سات یا آٹھ فوجی جنہوں نے سر پر ہیلیمٹ پہن رکھے ہوتے ہاتھوں پر مضبوط دستانے اور چھاتی پر مضبوط پلاسٹک کی جیکٹ اور گھٹنوں پر بھی مضبوط پلاسٹک کے پیڈ چڑھائے ہوتے، سب سے آگے ایک فوجی ہوتا جس کے ہاتھ

میں ایک 3x4 کی پلاسٹک شیٹ ہوتی جیسی پاکستانی پولیس اٹھی چارج کے دوران استعمال کرتی ہے۔ اس سے پیچھے والا فوجی اپنے دونوں ہاتھوں سے اس فوجی کے کندھوں کو پکڑ لیتا، اس کے پیچھے والا اس کے کندھے کو اسی طرح ایک دوسرے کے کندھوں کو پکڑ کر وہ اندر داخل ہوتے، جب یہ ٹیم بلاک میں آتی تو اپنے پاؤں ایک ساتھ زور سے فرش پر مارتی تمام بلاکوں کا فرش لوہے کا تھا اس لئے بہت آواز پیدا ہوتی تھی اور ساتھ ساتھ اونچی آواز سے کچھ پڑھتے بھی جاتے یوں یہ شغب پر یڈ کرتی ہوئی مطلوبہ قیدی کے پنجرے کے باہر آ کر کھڑی ہو جاتی پہلے قیدی سے بات کی جاتی کہ وہ التالیٹ جائے مگر اس بلاک میں قیدی مقابلہ کرتے تھے اور فوجی بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے اکثر جب شغب ٹیم پنجرے کے باہر آ کر کھڑی ہوتی اس میں موجود فوجیوں کی ٹانگیں کانپ رہی ہوتی جب ساتھی لیٹنے سے انکار کر دیتے تو کیمپ کمانڈر دروازے میں موجود چھوٹی کھڑکی کھولتا اور ساتھی پر اسپرے پھینکتا اگر یہ اسپرے جسم کے کسی حصے پر لگتا تو فوراً جلن شروع ہو جاتی اور اگر آنکھوں میں پڑ جاتا تو آنکھیں دوبارہ نہیں کھول سکتے تھے جب تک قیدی کی آنکھوں میں اسپرے نہ جاتا اس وقت تک شغب ٹیم اندر داخل نہیں ہوتی تھی جب ساتھی کی آنکھوں میں اسپرے چلا جاتا تو فوراً ایک فوجی دروازہ کھولتا تو سب فوجی پنجرے میں گھس جاتے اور ساتھی پر مکوں اور لاتوں کی بارش کر دیتے جب ساتھی بے بس ہو جاتا تو اس کے ہاتھ پاؤں پیچھے باندھ کر باہر نکالتے اور بلاک سے باہر لے جا کر ورزش والی جگہ پر رکھ کر اوپر بیٹھ جاتے اور اس کو پانی میں غوطے دیتے اس کے بعد اگر ساتھی کی داڑھی ہوتی تو اسے کاٹ دیتے اور اٹھا کر دوبارہ پنجرے میں لے آتے۔

### احتجاج کا انوکھا طریقہ

جو گروپ بھی رومیو بلاک میں آتا اس کا آفیسر قیدیوں سے آ کر کہتا آپ پلیٹیں مت توڑنا آپ کی بہت مہربانی ہوگی اس بلاک میں ساتھیوں کا ایک قانون یہ بھی تھا کہ جب فوجی کھانا دیں گے تو کھانے کے بعد پلیٹیں واپس نہیں کرنی بلکہ توڑ کر پچھلی کھڑکی سے باہر پھینک دینی ہیں اور باقی آگے موجود چھوٹے سوراخوں سے باہر پھینک دینی ہیں سب ساتھی ایسے ہی کرتے وہاں قیدیوں کو گتے کی پلیٹوں میں کھانا دیا جاتا تھا صبح کا ناشتہ کرنے کے بعد سب



ساتھی پلیٹ کو آدھا کر کے اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے اور سوراخوں سے باہر پھینک دیتے، فوجی جھاڑو لے کر صفائی کرتے جب سارا بلاک صاف ہو جاتا تو ساتھی باقی بچے ہوئے ٹکڑے پھینک دیتے تقریباً ڈھائی سو فٹ لمبا بلاک تھا اور چار فوجی اس میں کام کرتے تھے، جب دوبارہ ساتھی ٹکڑے باہر پھینکتے تو فوجی دوبارہ صفائی شروع کر دیتے ایک گھنٹے سے بھی زیادہ وقت بلاک کی صفائی میں لگتا تھا جیسے ہی وہ صفائی ختم کرتے ساتھی پھر پھینک دیتے، اسی دوران دوپہر کے کھانے کا وقت ہو جاتا اور ساتھی اسی طرح کرتے غرض دن بھر فوجی ان بلاکوں میں جھاڑو ہی لگاتے رہتے کئی دفعہ انہوں نے کھانا بند کیا مگر اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے کیونکہ ساتھی پہلے بھوک ہڑتال میں تجربہ حاصل کر چکے تھے۔

### ڈیلٹا کیمپ میں طبی سہولتیں

اس کیمپ میں جب کوئی بیمار ہوتا تو وہ فوجی کو کہتا فوجی ساتھی کا نام لکھ لیتا جب ڈاکٹر بلاک میں آتا تو وہ لسٹ پر موجود ساتھیوں کے پاس آتا اور انہیں دوائی دیتا جب اور کوئی ساتھی ڈاکٹر سے دوائی وغیرہ مانگتا تھا تو اسے کہا جاتا کہ پہلے لسٹ میں اپنا نام لکھواؤ اگر کوئی ساتھی زیادہ مریض ہوتا تو اسے ہسپتال لے جایا جاتا اکثر قیدی مجاہدین امریکی دوائیں کھانے کے بعد زیادہ مریض ہو جاتے اور بہت کمزور ہو جاتے وہاں پر ہر قیدی کسی نہ کسی مرض میں مبتلا تھا، امریکی طبی عملے میں اکثر نئے ڈاکٹر تھے جو وہاں سیکھنے کے لئے آتے تھے (ایک ساتھی ارشد نے مجھے بتایا جس ڈاکٹر نے اس کی آنکھ کا آپریشن کیا تھا یہ اس کا پہلا تجربہ تھا) اسی طرح ساتھیوں کو ہسپتال میں لے جا کر لٹا دیتے اور ہر آنے والا ڈاکٹر ان پر تجربہ کرتا، تین سالوں کے دوران میں نے ایسا کوئی قیدی نہیں دیکھا جو امریکی علاج کے بعد صحت مند ہوا ہو۔

### کیمپ فور

ڈیلٹا کیمپ میں آٹھ ماہ گزرنے کے بعد ہر بلاک میں سپیکر پر ہر روز شام کو یہ اعلان ہوتا تھا کہ تمام قیدی تحقیق میں بھی اور فوجیوں سے بھی مکمل تعاون کریں جو قیدی بھی تعاون کرے گا اسے کیمپ فور میں منتقل کر دیا جائے گا جہاں سے چند دنوں بعد گھر چلا جائے گا، ہر

شام کو ہر زبان میں یہ اعلان ہوتے تھے، کچھ عرصہ بعد انہوں نے قیدیوں کو کمپ فور میں منتقل کرنا شروع کر دیا ہر اتوار کی شام چند تفتیشی آفیسر بلاک میں آتے اس کے ساتھ مترجم بھی ہوتے جس ساتھی کو کمپ فور لے جانا ہوتا اس سے آکر مبارک دیتے اور کہتے کل تم کو کمپ فور میں منتقل کر دیا جائے گا۔ اس طرح اگلے دن اس ساتھی کو سفید کپڑے پہنائے جاتے اور صرف ہاتھوں کو باندھا جاتا اور پھر کمپ فور میں لے جاتے اب ہم امریکیوں کی بات پر یقین کرنے لگے کہ ہو سکتا ہے کہ کمپ فور کے بعد گھر بھجوا دیں کیونکہ ایک شام ڈیلٹا سے چودہ قیدیوں کو کمپ فور میں لے گئے، اس کے بعد ایک مہینے تک کسی کو تبدیل نہیں کیا گیا سب سمجھنے لگے کہ ان چودہ قیدیوں کو گھر بھجوا دیا گیا ہے، پھر ایک قیدی کو بڑے ہسپتال لے گئے، ہسپتال کا راستہ کمپ فور کے پاس سے گزرتا تھا اس نے ان چودہ قیدیوں کو کمپ کے گراؤنڈ میں گھومتے ہوئے دیکھ لیا۔ اس نے آکر بتایا کہ کسی کو گھر نہیں لے گئے بلکہ سب ادھر ہیں۔

سب ساتھی پریشان ہو گئے کہ سب جھوٹ ہے، تقریباً ان ساتھیوں کو لے جانے کے ڈیڑھ ماہ بعد ایک شام جب میں پاپا بلاک میں تھا ایک تفتیشی آفیسر آیا اس کے ساتھ دو مترجم تھے، ایک اردو اور دوسرا پشتو کا، جب وہ بلاک میں داخل ہوئے اور عبداللہ نامی ساتھی کے پیچھے کے سامنے آکر کھڑے ہوئے جو افغانستان کا تھا اس سے کچھ بات چیت کی اس کے بعد ایک پاکستانی ساتھی ظفر اقبال کے پاس آئے اور اس سے باتیں کرنے لگے۔ اس کے بعد میرے پاس آئے اور میرا نمبر پوچھا پھر پشتو مترجم نے کہا تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ آپ کو کل کمپ فور میں منتقل کیا جائے گا اور وہاں سے پھر تم اپنے گھر چلے جاؤ گے۔ میرے دل میں یہی بات تھی کہ یہ کوئی کھیل ہے جو امریکی ہمارے ساتھ کھیل رہے ہیں۔

بہر حال رات گزر گئی اگلے دن عصر کے وقت چند فوجی کیمبرے وغیرہ لے کر بلاک میں آ گئے سب مجاہد ساتھی ہم تینوں کو سلام دعا کہہ رہے تھے عبداللہ کو سفید کپڑے دیئے گئے اور اسے لے گئے ہم انتظار ہی کرتے رہے کہ ہماری باری بھی آنے والی ہے مگر ہمیں لینے کے لئے کوئی نہ آیا تمام ساتھی ہمیں صبر کرنے کی نصیحت کر رہے تھے اگلا دن اسی طرح گزر گیا تیسرے دن پھر وہی آفیسر بلاک میں آیا اور ہم سے بات کی اس نے کہا کہ ان دنوں ہمارے فوجی فارغ نہیں تھے اس لئے آپ لوگوں کو نہیں لے جاسکے۔

بہر حال کل آپ کو کمپ فور میں تبدیل کر دیا جائے گا اگلے دن عصر سے پہلے پھر وہی کیمرے والے آگئے دو فوجی میرے پنجرے کے باہر آئے اور مجھے سفید کپڑے دیئے میں نے کپڑے تبدیل کئے میرا دوسرا سامان انہوں نے صندوق میں ڈالا اور میرے ہاتھوں میں زنجیر ڈال کر مجھے پنجرے سے باہر نکال کر لے جانے لگے سب ساتھی ہاتھ ہلا کر الوداع کر رہے تھے اور ساتھ میں عربی نظم پڑھ رہے تھے۔

مجھے بلاک سے نکال کر باہر ایک چھوٹی گاڑی میں بٹھا دیا اور پھر گاڑی کی کمپ فور کی طرف چل پڑی کمپ فور ڈیلٹا کے مشرق میں تھا اور ڈیلٹا کمپ کے بعض بلاکوں سے کمپ کی چھت نظر بھی آتی تھی۔ جب میں کمپ فور میں پہنچا تو وہاں پر وہ سارے ساتھی موجود تھے جن کے بارے میں ہم سمجھ رہے تھے کہ انہیں رہا کر دیا گیا ہے سب ساتھیوں سے دعا سلام ہوئی اس کمپ کے ایک کمرے میں دس ساتھیوں کو رکھا جاتا تھا اور کمرے کے اندر دس لوہے کے بیڈ لگائے گئے تھے یہ دوسرے کمپوں سے بالکل مختلف تھا امریکیوں نے اس کمپ میں چار بلاک بنائے تھے اور ہر بلاک میں چار کمرے تھے، اور ہر کمرے میں دس ساتھی رکھے جاتے تھے اور کمرے کے ایک کونے میں لیٹرین تھی۔ دو کمروں کے درمیان جالی لگائی گئی تھی جہاں ایک فوجی بیٹھ کر دونوں کمروں کے قیدیوں پر نظر رکھتا، اس کے سامنے رکھے کمپیوٹرز میں اس کو سب کچھ نظر آ رہا تھا، چاروں بلاکوں کے درمیان ایک گراؤنڈ تھا ہر بلاک کے باہر ایک برآمدہ تھا جہاں پر سب کو روزانہ آدھے گھنٹے کے لئے نکالتے تھے۔ برآمدے میں چھ غسل خانے بھی تھے جب ہم کو کھانے کے لئے نکالتے تو ہم غسل بھی کر لیتے تھے کمپ فور میں شروع کے دنوں میں آدھے گھنٹے کے لئے ہر ایک کمرے کے قیدیوں کو باہر نکالتے تھے پھر ان کو بند کر کے دوسرے کمرے کے ساتھیوں کو نکالتے، کمروں کے دروازے ریموٹ کنٹرول تھے۔ جن کو ایک بڑے ٹاور سے کنٹرول کیا جاتا تھا، اس کمپ میں ساتھیوں کو کھانا وافر مقدار میں دیا جاتا تھا کھانے کے وقت فوجی کھانے کے برتن برآمدے میں رکھ دیتے اور باہر چلے جاتے اس کے بعد ایک کمرے کا دروازہ کھول دیا جاتا برآمدے میں ایک بڑی میز لگائی گئی تھی جس کے ارد گرد بیچ رکھے ہوئے تھے، ساتھی ان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے شروع کے دنوں میں ہی تنگ ہو گیا، کیونکہ کمرے کے اندر سے باہر نظر نہیں آتا تھا ڈیلٹا کمپ میں باہر آنے جانے والے کو



دیکھا جاسکتا تھا مگر یہاں نہ کسی کو دیکھ سکتے تھے اور نہ کسی سے بات کر سکتے تھے، اس کیمپ میں جب کوئی ساتھی غلطی کرتا یا امریکیوں سے تعاون نہیں کرتا تو اسے وہی سرخ کپڑے پہنا کر واپس ڈیلیا کیمپ کے انفرادی بلاکوں میں لے جاتے تھے اور ایک عدد فٹبال کھیلنے کے لئے دیتے ان دس منٹوں میں اگر کوئی گراؤنڈ سے بلاکوں میں بات کرتا تو اسے اسی وقت کمرے میں بند کر دیتے اگر فٹبال باہر چلا جاتا تو سب ساتھیوں کو واپس کمرے میں لے جاتے اور بند کر دیتے، تمام ساتھی گراؤنڈ میں اس مقصد کے لئے جاتے تھے کہ کیمپ فور سے دوسرے بلاکوں کے ساتھیوں سے بات کر سکیں اور ان کا حال معلوم ہو جائے گراؤنڈ سے ہسپتال کو جانے والا راستہ نظر آتا تھا اور کبھی وہاں سے سرخ کپڑوں میں ملبوس ساتھیوں کو ہسپتال لے جایا جاتا تھا جب وہ باہر سے گذرتے تو گراؤنڈ والے سب ساتھی ان سے دعا سلام کرتے اور پیغام وغیرہ دیتے اور اپنے ساتھیوں کا حال بتاتے اور ڈیلیا کیمپ کے ساتھیوں کا حال پوچھتے۔

### کیمپ فور میں امریکیوں کا سلوک اور بلاکوں کی تلاشی

امریکی فوجیوں میں ہر طرح کے فوجی تھے اکثریت ساتھیوں سے ساتھ حد سے زیادہ نفرت کرتے تھے اور ان کی کو ہر حرکت پر نظر رکھتے تھے اور ساتھیوں کو سزا دینے کا بہانہ تلاش کرتے رہتے تھے ساتھی بھی ایسے فوجیوں کے ساتھ سختی سے پیش آتے تھے، کھانے کے لئے جو پلیٹیں ملتی تھیں ان کے ساتھ چچ بھی ہوتی تھی جب پلیٹ واپس لی جاتی تو چچ گئے جاتے اگر کوئی چچ کم ہوتا تو پورے کمرے کی تلاشی ہوتی بعض فوجی خود چچ ادھر ادھر چھپا دیتے اور کمرے والے ساتھیوں سے چچ کا تقاضہ کیا جاتا اور پھر سارے کمرے کی تلاشی لی جاتی سارا سامان الٹ پلٹ کر کے ادھر ادھر پھینک دیا جاتا تقریباً تین مہینوں بعد پوری جیل کی مکمل تلاشی لی جاتی جو ساری رات جاری رہتی بہت فوجی کتوں کے ساتھ آتے اور ایک ایک ساتھی کو غسل خانے میں لے جا کر بند کر دیتے اور پھر اس قیدی کی اور بچرے کی تلاشی لی جاتی۔

### کیمپ فور میں صحافیوں کا دورہ اور امریکی جھوٹ

جب باہر سے صحافی آتے ان کے آنے سے پہلے قیدیوں کو کمروں میں بند کر دیتے تھے اور ساتھیوں کو دھمکی دیتے کہ اگر کسی نے صحافیوں سے بات کرنے کی کوشش کی تو اسے

سرخ کپڑے پہنا کر انفرادی بلاک میں بے جائیں گے جب صحافی کیمپ فور میں پہنچے تو امریکی آفیسر انہیں گراؤنڈ میں لے جاتے اور انہیں تفصیل بتاتے جو سب جھوٹ پر مبنی ہوتی۔ کیمپ فور میں امریکیوں نے ایک کمرہ خالی چھوڑا ہوا تھا جس میں خوبصورت اور آرام دہ بستر لگے ہوئے تھے اور بہت سی کتابوں کے ساتھ ساتھ اور بہت سی چیزیں رکھی ہوئیں تھیں امریکی صحافیوں کو اس کمرے میں لے جاتے صحافی کمرے کی تصویریں اتارتے ان کمروں میں چھت سے نیچے دیواروں میں ایک فٹ چوڑی جالیاں تھیں ساتھی ان جالیوں سے باہر صحافیوں کو آوازیں دیتے کہ جو امریکی بتا رہے ہیں یہ سب جھوٹ ہے یہ تمہیں تصویر کا ایک رخ دکھا رہے ہیں امریکی صحافیوں کو باتوں میں لگانے کی کوشش کرتے اور جلدی جلدی باہر لے جاتے صحافی حضرات ہماری طرف متوجہ ہوتے مگر امریکی انہیں ہمارے ساتھ بات کرنے اور ہماری طرف آنے سے منع کرتے تھے، ایک دن ایک صحافی امریکی آفیسر کا انٹرویو لے رہا تھا اور میں کمرے سے صحافی کو آواز لگا رہا تھا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے باتوں باتوں میں امریکی نے دوسری طرف دیکھا تو صحافی نے مائیکروفون میری طرف کر دیا اور میری آواز ریکارڈ کرنے کی کوشش کی اور ہاتھ سے اشارہ بھی کیا کہ جلدی جلدی بولو جیسے ہی امریکی نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے دوبارہ مائیکروفون اس کی طرف کر کے بات چیت کرنے لگا۔

### ایگوانا کیمپ

کیمپ فور سے آخری دنوں میں امریکیوں نے ہر بلاک سے دو دو ساتھیوں کو کسی دوسرے کیمپ میں لے جانا شروع کر دیا اور چار گھنٹے تک ادھر ہی رکھتے امریکیوں نے بتایا کہ جو لوگ تعاون کریں انہیں بھی وہاں لے جایا جائے گا اور مجھے تو اس جگہ نہیں لے جایا گیا مگر جو قیدی وہاں سے ہو کر واپس آئے انہوں نے بتایا کہ وہاں سمندر کے کنارے خوبصورت جگہ ہے وہاں سب کو آسکریم اور بہترین کھانا وغیرہ دیا جاتا ہے، ایگوانا اور کیمپ فور کی سب سہولتیں صرف اس لئے تھیں کہ اب یہ لوگ گھر جانے والے ہیں تو وہاں جا کر امریکی جیل کی تعریف کریں گے۔

## گوانتا نامو بے میں دینی معمولات

کیپ ایکسپریس سے ہی ساتھیوں نے تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع کر دیا تھا وہاں بہت سے ساتھی عالم دین اور حافظ قرآن تھے، انہوں نے وہاں پر دوسرے ساتھیوں کو تعلیم دینی شروع کی جو ساتھی قرآن پڑھنا نہیں جانتے تھے انہوں نے قرآن سیکھنا شروع کیا اور بعد میں بہت سے ساتھیوں نے دین کا علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن حفظ بھی کیا اسی طرح کسی نے وقت ضائع نہیں کیا اور اپنے آپ کو مشغول رکھا اور ہر ساتھی نماز باجماعت اور تہجد کی پابندی کرتا تھا ہر ساتھی دوسرے کو تہجد کے لئے جگاتا رات تین بجے کے بعد اکثر ساتھی جاگ جاتے تھے، وہاں بلاکوں کا رخ مشرق مغرب کی طرف تھا جس ساتھی کا پنجرہ مشرق کی طرف سب سے آگے ہوتا وہ امامت کرواتا دوسرے ساتھی اپنے اپنے پنجروں میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے، نماز کے بعد ساتھی ذکر و اذکار میں مشغول ہو جاتے نفل نمازوں کا اہتمام بھی رہتا اس طرح کے دینی معمولات میں ہمارا وقت اللہ کی رضا میں گزرتا۔



## نومسلم قیدیوں کی کارگزاریاں

داؤد:

داؤد آسٹریلیا کا رہنے والا تھا اس نے گرفتاری سے کچھ عرصہ پہلے اسلام قبول کیا تھا کیوبا۔ جیل میں امریکی فوجیوں نے دوسرے نومسلم ساتھیوں کی طرح داؤد پر بھی بہت زور لگایا کہ وہ اسلام کو چھوڑ دے مگر وہ آخر وقت تک اسلام پر قائم رہا۔ ایک دن امریکیوں نے سب قیدیوں کو کھانے کے ساتھ مالٹے دیئے مائٹوں کے اوپر ایک چھوٹا سا اسٹیکر چسپاں تھا جس پر دوکان کا نمبر وغیرہ لکھا تھا، داؤد نے سب ساتھیوں کو کہا کہ سب قیدی یہ اسٹیکر مجھے دیں تو ہم نے یہ اسٹیکر اسے دیئے تو داؤد نے اپنے پنجرے کی دیوار پر یہ اسٹیکر لگانا شروع کر دیا جب ہم نے پوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہو تو داؤد نے کہا میں اسٹیکروں سے الجھاد لکھ رہا ہوں جب فوجیوں نے یہ سب دیکھا تو انہوں نے اپنے افسروں کو بلوایا جب وہ سب آگئے تو انہوں نے کیمرے والے کو بھی بلوایا اور اس کی تصویریں اتارنے لگے، اور داؤد کو سبلاک سے لے گئے اور کئی مہینے تک داؤد کا پیٹہ نہیں چلا کہ اسے کہاں لے گئے ہیں۔

سیف اللہ:

یہ برطانیہ کا رہنے والا تھا اس کی زبان تو انگلش ہی تھی مگر وہ امریکیوں سے عربی میں بات کرتا تھا انگلش سے اس کو سخت نفرت تھی امریکی اس کے پنجرے کے سامنے کھڑے ہو کر اسے مجبور کرتے کہ ہم سے انگلش میں بات کرو وہ عربی میں کہتا مجھے انگلش آتی ہے مگر بولوں گا نہیں میں عربی سے محبت کرتا ہوں اور عربی میں ہی بات کروں گا، جب تفتیش کاروں اور امریکی فوجیوں کو اس سے بات کرنی ہوتی تو وہ عربی مترجم بلواتے۔

## پاکستانی ساتھیوں کے ساتھ پیش آنے والے واقعات

### ڈاکٹر عیسیٰ کی مختصر آپ بیتی:

مجھے چودہ پندرہ رمضان المبارک ۲۰۰۱ء کو مزار شریف سے گرفتار کیا گیا جن لوگوں نے مجھے گرفتار کیا انہوں نے مجھے استاد عطاء کے حوالے کر دیا اس نے مجھے ڈاکٹر کا ایک بندل دکھاتے ہوئے کہا ڈاکٹر اتنے ڈالر دے دو اور اپنی جان بچاؤ میں نے صاف انکار کر دیا کہ میرے پاس نہیں ہیں اس کے بعد اس نے مجھے کمانڈر خالق کی جیل میں بند کر دیا گیا میرے جانے سے پہلے اس جیل میں چودہ قیدی تھے جن میں ایک ازبک دو عرب اور باقی پاکستانی تھے اسی دن آسٹریلیا کے ایک قیدی کو بھی وہاں لے آئے، عید کے ایک دن بعد ہمیں امریکیوں کے حوالے کر دیا گیا، انہوں نے ہمیں جانوروں کی طرح باندھ کر ٹرک میں ڈالا اور مزار انیر پورٹ لے گئے انیر پورٹ پر ہمیں ٹرک سے نیچے اتارا گیا تو وہاں فوجیوں نے ہم پر لاتوں اور مکوں کی بارش کر دی اور ہمارے کپڑے اتار کر بہت بری طرح تلاشی لی گئی، اس کے بعد زنجیروں میں جکڑ کر طیارے میں بٹھا دیا گیا، جب طیارہ قندھار انیر پورٹ پر رکا تو یہاں بھی ہمارے ساتھ وہی کچھ ہوا جو مزار میں ہوا تھا۔ پہلے مار کٹائی پھر اسی طرح کپڑے اتار کر تلاشی لی گئی، سخت سردی میں زمین پر الٹا لٹا دیا گیا کافی دیر مارنے اور سزا دینے کے بعد ہمیں ایک کنٹینر میں بند کر دیا اب نہ تو ہمارے جسم پر کپڑے تھے اور نہ ہی کوئی کبل اور چادر جس سے ہم اپنا ستر چھپا سکیں اور سردی سے بچ سکیں اسی حالت میں ہماری ساری رات گزری، سترہ دن ہم وہیں رہے اب نہ تو ہمیں ادھر ادھر دیکھنے کی اجازت تھی اور نہ ہی ایک دوسرے سے بات کرنے کی بلکہ امریکی ہمیں مارنے کے بہانے تلاش کرتے رہتے، ایک دن ایک ساتھی تکلیف سے رونے لگا میں نے اس کو صبر کرنے کو کہا اور حوصلہ دیا، تو ایک امریکی فوجی نے ہمیں دیکھ لیا پھر مجھے باہر نکال کر ایک جگہ لے گئے اور مجھے مارنا شروع کر دیا

اور اتنا مارا کہ میرے ناک و منہ سے خون جاری ہو گیا اس کے بعد مجھے باہر برف پر لٹا دیا اور صبح تک میں اسی جگہ پڑا رہا اس کے بعد ہمیں خیموں میں لے گئے جہاں اور قیدی بھی تھے، ایک دن مجھے خیمے سے لے گئے اور باہر ایک جگہ لے جا کر میرے کپڑے اتار دیئے گئے اس کے بعد میری داڑھی اور سر کے بال کاٹ دیئے گئے اور میرے کانوں اور منہ پر ماسک چڑھا دیا اور میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر مجھے ایک دوسری جگہ لے جا کر بٹھا دیا تقریباً چار گھنٹے اسی حالت میں گزارنے کے بعد مجھے طیارے میں بٹھا دیا گیا اب طیارے کا سفر شروع ہوا اور تقریباً چھبیس گھنٹے کے سفر کے بعد ہم ایک جیل سے دوسری جیل میں پہنچ گئے جیسے ہی طیارہ اُترالو ہماری تلاشی شروع ہو گئی تلاشی کے بعد طیارے سے اٹھا کر ایک بس میں پھینک دیا اور لاٹوں اور مکوں کی بارش میں ہمیں گوانتانامو بے جیل میں پہنچایا گیا اور اسی حالت میں ہماری تصویریں اتاری گئیں کہ جسم پر کوئی کپڑا نہیں تھا، اس کے بعد مجھے پنجرے میں ڈال دیا گیا گوانتانامو جیل میں وقت گزرتا گیا مجھے امریکیوں نے بہت ڈرایا دھمکایا کہ ہمارے ساتھ کام کرو لیکن میں نے انکار کر دیا تفتیش کے دوران اکثر لڑکیاں آتیں جو مجھ سے فحش گوئی کر کے مجھے برائی کی دعوت دیتیں، میں اللہ تعالیٰ سے استقامت کی دعا مانگتا رہتا ایک دن مجھے تفتیش کے کمرے میں لے جایا گیا کمرے میں تین مرد تفتیش کا رتھے اور ایک لڑکی بھی ان کے ساتھ تھی اور ان کے ساتھ ایک فارسی بان مترجم بھی تھا میز پر چھ گلاس شراب کے پڑے تھے انہوں نے مجھ سے بات کرنی شروع کی اسی دوران وہ لڑکی میرے قریب آ کر کھڑی ہو گئی مترجم نے ایک گلاس میری طرف کرتے ہوئے کہا کہ یہ آپ کا ہے اور لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ بھی آپ کی ہے اور اس وقت تک ساتھ رہے گی جب تک آپ کہیں، میں نے انہیں بتایا کہ یہ سب کچھ ہمارے دین میں حرام ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم ہے تو میں نے ان کو گالیاں دیں اور صاف نکار کر دیا تو انہوں نے مجھے سزا کے طور پر اس کمرے میں بند کر دیا اور اسے سی تیز کر کے چلے گئے عصر سے لے کر رات بارہ بجے تک نہ نماز پڑھنے دی اور نہ ہی لیٹرین میں جانے دیا، اس کے بعد مجھے پنجرے میں واپس لے آئے کچھ دنوں بعد دوبارہ تفتیش کے لئے لے گئے اس بار کمرے میں ایک افغانی لڑکی تھی اس نے مجھے بتایا کہ میں کابل کی رہنے والی ہوں تم لوگوں نے عورتوں پر بہت ظلم کیا ہے ان کی آزادی



میں رکاوٹ ڈال کر انہیں گھروں میں بند کر دیا ہے کیا وہ انسان نہیں کیا ان کا کوئی حق نہیں کہ وہ مردوں کی طرح اپنی زندگی کے فیصلے کر سکیں پورے یورپ میں ہر عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی کے فیصلے خود کرے اٹھارہ سال کے بعد ہر لڑکی آزاد ہے جو چاہے کرے جس کے ساتھ چاہے زندگی گزارے وہ بھی مردوں کی طرح ہر کام کر سکتی ہے اس کے بعد اس نے امریکی تفتیش کار کے گلے میں ہاتھ ڈال کر اس کے ساتھ چٹ گئی اور میری طرف دیکھ کر بولی ظالموں تم لوگ عورتوں کی آزادی کے قاتل ہو تم کو جینے کا کوئی حق نہیں ہے، پھر آپس میں چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔ تین سالوں کے دوران مجھے کئی بار مجبور کیا گیا کہ میں ان کے ساتھ تعاون کروں اور اس کے لئے ہر طرح کے طریقے آزمائے گئے۔

### حیدر علی سیالکوٹی:

حیدر علی بھی گوانتانامو بے میں تین سال گزارنے کے بعد میرے ساتھ رہا ہوا اس نے بھی امریکیوں کی قید میں گزارے گئے ایام کو کچھ اس طرح تحریر کیا ہے۔ میں بعینہ اس کے ہاتھوں کی تحریر نقل کر رہا ہوں۔ کیو اب میں مسلمان قیدیوں پر ہوئے ظلم و ستم نے ذہن میں نہ بھولنے والے واقعات چھوڑ دیئے ہیں، مسلمانوں کے دین اسلام سے روگردانی کی وجہ سے آج مسلمان ذلت و رسوائی کی چکی میں رہے ہیں اگر کوئی مسلمان اپنے حقوق اور دین کی حفاظت کے لئے آواز اٹھاتا ہے تو اسے زنجیروں سے باندھ کر جیل میں ڈال دیا جاتا ہے، امت مسلمہ کا درد رکھنے والوں کو طرح طرح سے ظلم کا نشانہ بنایا جاتا ہے، گوانتانامو میں قید ہونے والے مسلمان بھی انہی لوگوں میں سے ہیں جنہیں امت مسلمہ کا درد رکھنے کی سزا دی جا رہی ہے ایک دن میں قندھار جیل میں تھا کہ میری نظر ایک بوڑھے پر پڑی جس کے منہ پر خریطہ (تھیلا) چڑھا ہوا تھا اور ہاتھ پشت پر باندھے ہوئے تھے دو امریکی فوجی گھیسٹے ہوئے اس بوڑھے کو لا رہے تھے ہمارے خیمے کے سامنے والے خیمے میں الٹا لیٹا دیا اور دو فوجی اس کی کمر پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور باقی فوجیوں میں سے ایک فوجی اس بوڑھے کے پاؤں کی زنجیر کھولنے لگا اور دوسرا اس کے ہاتھوں کی زنجیر کھولنے لگا جب دونوں نے زنجیریں کھول لیں تو بوڑھے کو یہ کہتے ہوئے گیٹ سے باہر بھاگ گئے کہ حرکت مت کرنا نہیں تو گولی مار دیں

گے، بوڑھے نے سر اٹھایا تو ایک فوجی جس کے سر اور منہس چہرے میں فرق کرنا بھی بہت مشکل تھا زور سے بھونکا اٹھو خیمے میں جاؤ تو بابا جی نے اٹھنے کی بہت کوشش کی مگر بہت زیادہ عمر ہونے کی وجہ سے ناکام رہا اس بے چارے کی سفید بھونکی آنکھوں پر لنگی ہوئی تھیں وہ بے چارہ بہت مشکل سے اٹھا لیکن نظر کم ہونے کی وجہ سے وہ خیمے تک بھی نہ پہنچ سکا اور راستے میں ہی بیٹھ گیا، اور بچوں کی طرح باتیں کرنے لگا میں کہاں ہوں اور میں یہاں کیوں لایا گیا ہوں جب وہ ہم سے ملا تو میں نے اس کی عمر پوچھی تو اس نے ایک سو پانچ سال بتائی۔ جب امریکی قیدیوں کو سزا دیتے تو وہ بوڑھا بھی سزا سے مستثنیٰ نہیں ہوتا اس کا تو کسی طور پر بھی طالبان اور القاعدہ سے تعلق نہ تھا اور نہ ہی اس نے کبھی القاعدہ کا نام سنا تھا اس کا مسلمان ہونا ہی اس کی قید اور سزا کی وجہ تھی اس کی حالت دیکھ کر سب ساتھیوں کو بہت دکھ ہوتا اور ہمیں اپنی اور دوسرے آزاد مسلمانوں کی بے بسی پر افسوس ہوتا تھا کہ آخر ایک کافر کو جرات کیسے ہوئی کہ وہ بزرگ جس کی داڑھی کا اللہ تعالیٰ بھی حیا کرتا ہے، اور جو اپنی بزرگی کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک بلند مقام رکھتا ہے اُس کے ساتھ یوں اہانت آمیز سلوک کرے، جب ہم کیمپ فور میں تھے تو امریکیوں کی عام عادت یہ تھی کہ جب کوئی قیدی رہا ہوتا تو پہلے اس کو کیمپ فور میں لے کر آتے میرے تین دن گزرنے کے بعد چودہ افغانی قیدی کیمپ فور سے اپنے گھر روانہ ہوئے جس دن یہ سب گھر کی طرف روانہ ہو گئے اسی دن نو اشار جزل آیا اور باقی رہ جانے والے ساتھیوں سے کہنے لگا آپ لوگ پریشان نہ ہوں آپ لوگ بھی بہت جلد اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے اب ہر کوئی ایک دوسرے کو تسلی دینے لگا کہ انشاء اللہ اب تو ہر بھی گھر جانے والے ہیں۔ کیا یہ بھی کبھی سچ ہو سکتا ہے کہ امریکی جو بات کریں اس کو پورا بھی کریں اور جب کہ اس کو پورا کرنے میں کسی مسلمان کا فائدہ بھی ہو، اسی طرح ہمارے ساتھ بھی ہوتا رہا یعنی آج اور کل میں سات آٹھ مہینے گزر گئے۔

### گوانتا نامو سے رہائی کا طریقہ کار

جس قیدی کی رہائی کا وقت قریب ہوتا اس کی تحقیقات شروع ہو جاتیں اور ہر تحقیق میں اس سے یہ سوال ضرور ہوتا کہ رہا ہو کر کیا کام کرو گے، اور اس کی تصویریں لی جاتیں اور

طرح فنگر پرنس اور آواز بھی ریکارڈ کی جاتی اسی طرح جھوٹ معلوم کرنے والی مشین کے ذریعہ ساتھی کی تحقیق کرتے اور کسی نہ کسی طرح یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے کہ اب تک ہم نے جو باتیں ان سے کی ہیں اس میں کوئی جھوٹ تو نہیں تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ اس میں سو فیصد ناکام ہی رہے، جس کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ ایک ساتھی ارزگان کا تھا جب اس کو یہ مشین لگائی اور اس سے پوچھا کہ تم نے کبھی امریکیوں سے جنگ کی ہے اس نے کہا نہیں تو تحقیق کرنے والے نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو تو اس ساتھی نے کہا میں نے جنگ تو نہیں کی بس ایک دن غصے میں آکر میں نے تمہارے جہاز پر گولی چلائی تھی تو اس نے کہا دیکھا ہماری مشین کو معلوم ہو گیا کہ تم نے جھوٹ بولا ہے تو اس ساتھی نے کہا کہ اس وقت تو میں نے سچ بولا تھا جھوٹ تو اب بولا ہے، ایسی تحقیقات کے بعد گھر جانے والے سب ساتھیوں کو ایک کمرے میں جمع کر دیا جاتا اور اس کے بعد انہیں گھر جانے کا انتظار کروا کر واٹنی اذیت دیتے رہتے سات آٹھ مہینے بعد کسی مترجم کو بھیجتے وہ آکر کہتا کہ اب بہت جلد تم لوگ گھر جانے والے ہو اسی طرح کچھ دن بعد ریڈ کراس والے آکر کہتے تم بہت جلد گھر جانے والے ہو پھر امریکی آفیسر آتے اور وہ بھی یہی کہتے یعنی قیدی پر اتنا ذہنی تشدد کیا جاتا کہ وہ گھر جانا تو کیا اپنے گھر والوں کا نام بھی بھول جاتا۔ آٹھ مہینے کے تشدد کے بعد جب میری باری آئی تو مجھے تحقیقاتی کمرے میں لے جا کر کہا کہ تم نے جھوٹ بولا ہے تم نے کہا کہ تم پاکستان میں چمن کے رہنے والے ہو جب کہ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تم یمن کے رہنے والے ہو تو میں نے کہا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا بلکہ تم لوگ جھوٹ بول رہے ہو کیوں کہ میں پشتو بولنے والا ہوں اور ایک عربی پشتو نہیں بول سکتا اور مجھے عربی بھی نہیں آتی تو پھر میں کیسے عربی ہو سکتا ہوں ہاں اگر تم مجھے گھر نہیں بھیجنا چاہتے تو وہ اور بات ہے میں کیا کر سکتا ہوں، اس کے بعد مجھے کمرے میں واپس لے آئے جب دوبارہ مجھے تحقیق کے لئے لے گئے تو کمرے میں دو عورتیں تھیں جن میں سے ایک امریکی اور دوسری افغانی تھی انہوں نے قیدی والی کرسی دور کر کے مجھے زمین پر باندھ دیا اور کہنے لگیں کہ ہم آپ سے معذرت چاہتی ہیں کیونکہ فوجی باہر چلے گئے تو ان میں سے ایک عورت نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اب تحقیق شروع ہو گئی چار گھنٹے تحقیق کے بعد دوسری عورت نے کہا کہ ہم باتوں پر یقین کریں یا تمہارے ریکارڈ پر مجھے واپس اس



کمرے میں لے گئے اب گھر جانے والے گھر چلے گئے لیکن میں اسی کمپ فور میں رہا۔ مغرب کے وقت دوبارہ فوجی آئے اور مجھے اپنے تحقیق والے کمرے میں لے گئے وہاں دو عورتیں کرسی پر بیٹھی ہوئی تھیں جن میں سے ایک امریکی اور دوسری افغانی تھی، انہوں نے قیدی والی کرسی کو دور کر کے مجھے زمین پر باندھ دیا اور کہنے لگیں ہم آپ سے معذرت چاہتی ہیں کیوں کہ کرسی فارغ نہیں ہے چار گھنٹوں تک تحقیق جاری رہی، آخر میں کہنے لگیں کہ آپ کی باتوں سے ایسا لگتا ہے کہ آپ بے گناہ ہیں لیکن لوگ آپ کے بارے میں بہت کچھ کہہ رہے ہیں، اس لئے اب آپ کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ آپ سچ بولیں ورنہ آپ کبھی بھی گھر نہیں جاسکتے، ہم تو آپ کے لئے یہی کر سکتی تھیں باقی آپ کی مرضی، اس کے بعد مجھے کمپ فور میں واپس لے آئے جہاں میرے دوست بھی موجود تھے اسی دوران رہا ہونے والے ساتھیوں کو بس میں بٹھایا اور مجھے ہی چھوڑ دیا، اسی کمرے میں ایک سال گزارا، اب میرے ذہن میں یہ خیال آتا کہ اب ساری زندگی یہی گزارنی پڑے گی، جب بھی تحقیق والے آتے تو کہتے کہ آپ نے گھر جانا ہے تو میں کہتا کہ گھر تو جانا ہے لیکن جھوٹ نہیں بول سکتا، ایک سال گزرنے کے بعد مجھے نیند نہیں آرہی تھی تو میں نے نیند کی گولی کھائی جب میں سو گیا تو رات گیارہ بجے کے قریب ایک فوجی نے آکر مجھے آواز دی، کہ تیار رہو تمہاری تحقیق ہے پھر گاڑی میں بٹھا کر تحقیق والے کمرے میں بٹھا دیا پہلے ایک افغانی عورت آئی جو شکل سے امریکی لگ رہی تھی، تھوڑی دیر بعد ایک امریکی بھی کمرے میں آیا اور مجھ سے پوچھا کہ آپ کو اس وقت کیوں بلایا گیا ہے، میں نے کہا مجھے معلوم نہیں، اس نے کہا کہ میں آپ کو رہا ہو کر گھر جانے کی خوشخبری سناتا ہوں، میں نے کہا تم سے پہلے بھی بہت سے لوگوں نے مجھے یہ جھوٹی خوشخبری سنائی ہے، اس نے کہا کہ میرا نام لاری جانی ہے، اور میں بھی جھوٹ نہیں بولتا آپ بہت جلد گھر جانے والے ہیں، اس کے بعد مجھے ایک مائیک دے کر کہا کہ اس میں دس منٹ تقریر کرو کرزئی اور مشرف کے بارے میں جو کہنا چاہتے ہو کہو، یہ کہ کر وہ کمرے سے باہر چلا گیا میں نے دس منٹ تک اس میں تقریر کی، جب دس منٹ پورے گئے تو وہ لوگ دوبارہ کمرے میں آ گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ کرزئی پاکستانی ISI ہے مشرف اور کرزئی میں کوئی فرق نہیں ہے، اسی طرح کی باتیں کرتے رہے پھر مجھے دوبارہ کمرے میں لے آئے، واپس آنے پر میں

نے ساتھیوں سے رہائی والی بات کی تو انہوں نے تکبیر کا نعرہ لگایا، اگلی صبح پھر پاکستانیوں کی تحقیق شروع ہو گئی، دوسرے دن مجھے بھی تحقیق میں لے گئے اور جھوٹ معلوم کرنے والی جھوٹی مشین لگا کر مجھ سے دس سوال پوچھے، جن میں سے ایک سوال یہ تھا کہ امریکہ کے خلاف لڑے ہو کہ نہیں، میں نے کہا نہیں، پھر پوچھا کبھی ماں باپ کے سامنے جھوٹ بولا ہے؟ میں نے کہا نہیں، تیسرا سوال یہ تھا کہ کبھی قرآن و سنت کے خلاف کام کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں، چوتھا سوال یہ تھا کہ سر پر ٹوپی ہے؟ پانچواں سوال یہ تھا کہ بلب جل رہا ہے؟ چھٹا سوال یہ تھا کہ آپ نے کبھی ان لوگوں کی مدد کی ہے جو امریکہ کے خلاف لڑ رہے ہیں، اسی طرح کے اور بھی بہت سے سوال کئے، اس کے بعد مجھے واپس کمرے میں لے آئے، اسی دن رات کے وقت دوبارہ تحقیق کے لئے لے گئے، اور مجھے کہنے لگے کہ آپ کے دو سوالوں میں غلطی ہے، جن کو مشین پاس نہیں کر رہی، میں نے کہا کون سے، اس نے کہا ماں باپ والا اور دوسرا قرآن و سنت والا، میں نے کہا کہ آپ لوگوں کو میں نے اپنے اوپر گواہ مقرر نہیں کیا یہ میرا مذہبی معاملہ ہے تو غیر مسلم کون ہوتے ہو کہ مجھ سے اس بات پر تحقیق کرتے ہو، انہوں نے ان دونوں سوالوں میں مجھے پھنسانے کی بہت کوشش کی لیکن آخر کار مجھے اپنی جگہ واپس لے آئے دوسرے تیسرے دن بھی یہی تحقیق کرتے رہے، جب ساتھیوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے پاکستانی ساتھی رہا ہو رہے ہیں تو انہوں نے مبارک باد دیتے ہوئے اپنے گھروں کے لئے پیغامات بھیج دیئے اور بعض ساتھیوں نے ٹیلی فون نمبر دیئے ایک عربی ساتھی جو ریاض کا رہنے والا تھا اور بہت کم عمر تھا اس نے بھی مجھے مبارک باد دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت جلد رہائی عطا فرمائے میں بہت عرصہ سے آپ کے لئے دعا کر رہا تھا کیونکہ اگر آپ مزید جیل میں رہے تو بعد میں ضعف کی وجہ سے جہاد کا کام نہیں کر سکو گے، جب کہ میں ابھی بہت چھوٹا ہوں جتنا عرصہ جیل میں گزار چکا ہوں اگر اتنا اور بھی گزاروں تو اس وقت تک میں بھی جوان ہو جاؤں گا اور جہاد کا کام بخوبی سرانجام دوں گا۔

کیوبا میں طوفان

ہم رہائی کی خوشی میں تھے کہ اچانک امریکیوں کے چہرے خوف سے پیلے پڑ گئے

اور بہت پریشان نظر آنے لگے ان دنوں میں سخت ہوا بھی چل رہی تھی امریکی فوجیوں نے بتایا کہ میکسیکو سے ایک طوفان کیوبا کی طرف آرہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ پورے کیوبا کو تباہ و برباد کر دے، امریکیوں نے پوری جیل کے ارد گرد سیاہ پردے بھی لگا دیئے، اور جہاز بھی گشت کرنے لگے، انہوں نے ہمیں تین دن کی خوراک بھی ایک وقت میں دے دی اور ساتھ یہ کہا کہ اگر طوفان کا رخ ہماری طرف ہو گیا تو ہم سب زیر زمین کیمرے میں چلے جائیں گے جو تیار ہو چکا ہے، اور جہاز کے گشت کے بارے میں بتایا کہ ساٹھ کلومیٹر دور سے ہی اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ طوفان کس سمت میں جا رہا ہے، اگر طوفان کا رخ ہماری طرف ہو گیا تو یہ ہمیں وقت سے پہلے اطلاع دے دے گا لیکن ہوا یہ کہ طوفان کیوبا کے بہت دور سے گزر گیا، دو دن تک تیز بارش کے ساتھ بہت تیز ہوا چلتی رہی سمندر کی موجیں پہاڑوں کی طرح بلند نظر آ رہی تھیں، جب وہ سمندر کے کنارے سے ٹکراتیں تو گرد و غبار کی شکیل اختیار کر لیتیں۔

### گوانتانامو سے پاکستان تک کا سفر

اس طوفان کے دو دن بعد سب پاکستانیوں کو ہسپتال لے گئے صرف میں اور ایک پاکستانی ساتھی محمد بنائی کو نہیں لے گئے، ہمارے دل میں یہ خیال آیا کہ ہو سکتا ہے یہ سب گھر چلے جائیں اور ہم یہیں رہیں، دوپہر کے کھانے پر پہلے ان کو واپس لائے، تھوڑی دیر بعد دو گاڑیوں میں ہم دونوں کو بھی ہسپتال لے گئے، ہسپتال میں تین پاکستانی ساتھی اور بھی تھے جن کو ڈیپلٹا کیمرے سے لائے تھے، ان میں ایک انور بھائی تھا، ہم ان سے بھی ملے، تقریباً ایک گھنٹہ بعد ایک ڈاکٹر آیا اور اس نے ہم سے پوچھا تمہیں کوئی خاص تکلیف تو نہیں ہے ہم نے کہا نہیں، اس کے بعد اس نے کچھ ٹیسٹ کئے تو وہاں موجود مترجم نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کرو میں نے کہا مجھے انگلش نہیں آتی تو اس نے کہا آنکھیں اوپر کرو میں نے انکار کر دیا، تو وہ چلے گئے اور عصر کے وقت ہمیں واپس کیمرے فور میں لے آئے، اس کے بعد ہمارے کمرے میں ایک امریکی آیا جس کے ہاتھ میں ایک تھیلا تھا جس میں نئے کپڑے اور بوت وغیرہ تھے اس نے سب کو کپڑے دیئے جب صبح ہوئی تو ان کے نمبر لکھ کر اپنے ساتھ یہ سارا سامان بھی واپس لے گئے، دوسرے دن تمام پاکستانیوں کو علیحدہ علیحدہ کمروں میں بند کر دیا گیا



اور رات کے وقت فوجی بھی کمروں میں آگئے اور ہم کو کپڑے وغیرہ دینے کے بعد یہ کہنے لگے کہ آدھے گھنٹے میں اپنی تیاری مکمل کر لو لیکن قرآن کو اپنے ساتھ نہیں رکھنا یہ تم اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتے، ہم نے کہا کہ یہ کیوں تو انہوں نے کہا کیوں کہ گورنمنٹ کی ملکیت ہے، اسی دوران ایک بس آئی ان کے ساتھ امریکی فوجی، کتے اور کیمروہ مین بھی تھے۔ کیمپ سے نکلنے سے پانچ منٹ پہلے مجھے اور حیدر پاکستانی کو ایک دوسرے کمرے میں بند کر دیا، اور ہم دونوں کو دستاویزات دیں جن پر ہماری تصویریں اور نام و پتہ بھی لکھا ہوا تھا جو دوسرے ساتھیوں سے مختلف تھے، جب ہم نے یہ سب کچھ دیکھا تو ڈر گئے کہ ہمارا معاملہ کچھ گڑبڑ ہے، چند منٹ گزرنے کے بعد ساتھیوں کو کمروں سے نکال کر ایک لائن میں کھڑا کر دیا، تھوڑی دیر بعد ایک بس کیمپ میں داخل ہوئی، تو ایک ایک ساتھی کے ہاتھ باندھ کر بس میں لے گئے، اور ہر ایک کو سیٹ پر بٹھا دیا ہمارے سامنے ایک پردہ لگا ہوا تھا جس کے آگے ان کے آفیسر بیٹھے ہوئے تھے، بس میں بہت سخت گرمی تھی، اور باہر کچھ نظر نہیں آ رہا تھا میرے چند ساتھیوں کی طرف چھوٹے چھوٹے سوراخ تھے، اس کیمپ سے ہمیں ڈیٹا کیپ لایا گیا اور اسی سخت گرمی میں ہمیں دو گھنٹے تک یہاں کھڑا رکھا گیا، دو گھنٹے بعد بس نے حرکت شروع کی سفر کے دوران ہمارے آگے اور پیچھے بہت سی گاڑیاں تھیں، بیس منٹ سفر کے بعد بس کو بڑے بحری جہاز میں سوار کر دیا گیا یہ سفر بھی بیس پچیس منٹ کا تھا اس کے بعد بس ایئر پورٹ کی طرف بڑھنے لگی، بس ایئر پورٹ پر پہنچ کر رک گئی تو ایک ایک کر کے ساتھیوں کو نیچے اتارنے لگے جب میری باری آئی تو میں نے دیکھا کہ ایئر پورٹ پر بہت سے لوگ جمع ہیں جن میں سے اکثر کیمروہ مین تھے جو ہماری تصویریں کھینچ رہے تھے، نیچے اترتے ہی انہوں نے میرے ہاتھ بھی کھول دیئے میں بہت خوش تھا کہ آج کے سفر میں ہمارے ہاتھ کھلے ہوں گے لیکن جہاز میں بیٹھتے ہی فوجی ہمارے ساتھ حیوانوں کی طرح پیش آنے لگے کسی نے ہاتھ باندھنا شروع کر دیا، کسی نے پاؤں اور کوئی آنکھوں پر پٹی لگا رہا تھا، پاؤں زمین کے ساتھ اور کمر کو کرسی کے ساتھ باندھا گیا جس طرح کیوبالے گئے تھے اسی حالت میں واپس لے کر آئے، رات کے وقت سفر شروع ہو گیا، راستے میں میری عینک تھوڑی نیچے ہو گئی تو جہاز میں موجود ڈاکٹر اور فوجی نظر آئے، میرے قریب ایک فوجی کھڑا تھا اس کے پاس گن والی گولیوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا، ایک فوجی کی

نظر مجھ پر پڑی اس نے میری عینک کو اوپر کر کے ٹاسٹ کر دیا، دس گھنٹے سفر کرنے کے بعد ہمیں ایک ایئر پورٹ پر اتارا بہت کوشش کر کے میں نے عینک کے نیچے سے دیکھا تو فوجی کچھ سامان نیچے اتار رہے تھے۔

### پاکستان کی سرزمین پر قدم

تھوڑی دیر بعد جہاز نے دوبارہ سفر شروع کر دیا کئی گھنٹے سفر کے بعد محسوس کیا کہ طیارہ کسی ایئر پورٹ پر اتر رہا ہے، لیکن ہمیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ چکلا لہ ایئر پورٹ ہے، اور ہم اپنے وطن پہنچ چکے ہیں، ہمارے ہاتھ پہلے زنجیروں سے باندھے ہوئے تھے جب ہم پاکستان پہنچ گئے تو پلانک کی رسیوں سے اس قدر سخت باندھے گئے کہ ہمارے ہاتھوں کے ناخن سیاہ ہو گئے، جب آنکھیں کھول دی گئیں، اور طیارہ ایئر پورٹ پر اتر کر رک گیا ایک ساتھی نے فوجی سے پوچھا کون سی جگہ ہے، اس نے جواب دیا I do not know (میں نہیں جانتا) اس کے بعد انہوں نے دروازہ کھولا اور ایک ایک ساتھی کے ہاتھ کھولنے لگے نیچے پاکستانی اہلکار اور بڑے افسر، امریکی سفیر اور دو گاڑیاں کھڑی نظر آئیں امریکی فوجیوں نے ہم میں سے ہر ایک کو ایک پاکستانی افسر کے حوالے کر دیا، پاکستانی ہمیں کہنے لگے وطن واپسی مبارک ہو، ایک گاڑی ہم سے پہلے نکل گئی دوسری گاڑی میں ہمارے ساتھ امریکی سفیر اور ایک پاکستانی فوجی بیٹھ گیا، کچھ آگے چل کر گاڑی ایک عمارت میں داخل ہو گئی، جہاں ہمیں ایک کمرے میں لے گئے، ہم اس انتظار میں تھے کہ پاکستان پہنچ کر ہمیں آزاد کر دیا جائے گا، مگر چار گھنٹے انتظار کے بعد ایک پاکستانی فوجی اور ایک میجر آئے اور ہم سے سوال کرنے لگے، اور ساتھ ساتھ ہماری ویڈیو بنانا شروع کر دی کچھ دیر بعد ہم سب کو ایک قطار میں بٹھایا اور پانی تک نہیں پوچھا، کافی دیر اسی طرح گزر گئی اور ایک میجر آیا اور حالات کا جائزہ لینے کے بعد چلا گیا، پھر ہمارے ہاتھ باندھ کر دو گاڑیوں میں سوار کیا۔

### گوانتانا مو سے گرے اڈیالہ جیل میں اٹکے

گویا ہمارا حال آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا، ایسا ہوا کہ خدا خدا کر کے امریکی گوری اور کالی بلاؤں کے اس جزیرے سے نکلے اور اڈیالہ آ پھنسنے۔ شاید قدرت کو ہمارا ایک

اور امتحان مقصود تھا۔ اپنے وطن کی سرزمین پر پہنچنے کے بعد ہمارے سامنے رہائی کے خیال تھے اسی گوگو کی کیفیت میں ہم سب کسی خوشی کے منتظر تھے۔ اسی دوران چکالہ انٹر بیس پر ISI اور دوسرے حکومتی اہلکاروں نے ہم سے پوچھ گچھ کی اور ہماری ویڈیو وغیرہ بنائی اور دو دو ساتھیوں کو باہر لے جاتے اور ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیتے جب سب ساتھیوں کو ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں تو ہمیں انٹر بیس کے بیرونی دروازے کی طرف لے جایا گیا باہر پنجاب پولیس کی تین پرانی بسیں کھڑی تھیں آٹھ آٹھ نو نو ساتھیوں کو ایک ایک بس میں بٹھایا گیا اس کے بعد بسیں راولپنڈی کی مختلف سڑکوں پر گھومنے لگیں تقریباً بیس منٹ بعد بسیں اڈیالہ جیل کے باہر جا کر کھڑی ہو گئیں اب ہمیں بس سے اتارا گیا اور جیل کے چھوٹے دروازے سے اندر لے جایا گیا بڑے دروازے سے داخل ہونے کے بعد سائیڈ کی دیوار میں ایک اور چھوٹا لوہے کا دروازہ تھا اس دروازے سے داخل ہونے کے بعد ہمیں لائنوں میں بٹھا دیا گیا ہمارے دونوں طرف دو بڑے گیٹ تھے ایک بیرونی گیٹ دوسرا اندرونی گیٹ تھا ہم دونوں بڑے دروازوں کے درمیان بیٹھے تھے دیوار پر ایک طرف بہت سے قیدیوں کی تصویریں لگیں تھیں تھوڑی دیر بعد ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہمارے پاس آئے اس کے ہمراہ بہت سے پولیس والے تھے اس نے ایک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ چیف صاحب ہیں جیل میں جب آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو اس سے بات کریں چیف کا لے رنگ کا دبلا پتلا آدمی تھا اس کے بعد جیل کے اندرونی گیٹ سے ایک چھوٹا دروازہ کھولا گیا اس دروازے سے جھک کر اندر جانا پڑتا تھا ہم سب قیدیوں کو اندر لے جایا گیا جب پہلی بار اڈیالہ جیل کے اندر سے دیکھا تو ایسے لگا کہ جیسے کوئی رہائشی کالونی ہے صاف ستھرا اور مختلف رنگ کے پھولوں اور درختوں سے سجا ہوا ایک چھوٹا سا شہر معلوم ہوتا تھا، ہمیں ایک روڈ پر قطاروں میں بٹھا دیا گیا، ایک پولیس والا ایک بڑا رجسٹر لے کر آیا اور ایک ایک ساتھی کا نام پتہ لکھنے لگا عصر کی نماز ہم نے اسی جگہ پڑی اسی دوران ہم ارد گرد کے ماحول کا جائزہ بھی لیتے رہے ایک طرف بہت سے قیدی جمع تھے جن میں سے اکثر کا لے رنگ کے تھے ہمیں دیکھ کر وہ ہاتھ ہلا رہے تھے تمام قیدی ہماری طرف حیرت زدہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کیونکہ ہم سب کا لباس ایک ہی رنگ کا تھا۔



## جیل میں قدم اور تشدد بھری فلم

گوانتانامو جیل کے تشدد کو بہر حال ہم بھول گئے تھے کیونکہ ہر وقت تشدد کے عادی انسان کو بڑے سے بڑا تشدد کوئی اثر نہیں کرتا اور پھر خاص کر گوانتانامو کے قیدی تو تشدد کی ان بھٹیوں سے ہو کر سخت جان بن گئے تھے۔ پاکستانی جیل میں پولیس اہلکاروں نے ہمارے سامنے ایک فلم چلائی اس کے احوال بتاتے چلیں۔ ابھی چند ساتھیوں کے کوائف لکھنے باقی تھے کہ تین چار پولیس والے چار قیدیوں کو لے کر آئے اور ہمارے سامنے دو قیدیوں نے ان میں سے ایک قیدی کے ہاتھ پاؤں پکڑ کر اس کو الٹا لیٹا کر اس کو مارنا شروع کر دیا قیدی کی چیخیں آسمان سے باتیں کر رہیں تھیں اس کی دل سوز چیخیں ہمارا جگر پھاڑنے لگیں اور پولیس افسر نے اس قیدی کو اونچی آواز میں کہا کہ یہاں تمہاری بدمعاشی نہیں چلے گی جب کہ وہ قیدی چیخ رہا تھا اور معافیاں مانگ رہا تھا کہ میں ایک شریف آدمی ہوں ہم نے سمجھا کہ شاید اس نے کوئی بہت بڑا جرم کیا ہے جسکی وجہ سے اس کو اتنی مار پڑ رہی ہے بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے مارنے کا مقصد ہم پر رعب ڈالنا تھا حقیقت میں اس کا کوئی جرم نہ تھا، ایک گھنٹہ ہم نے وہاں گزارا پھر ہمیں بارک نمبر چار کے کمرہ نمبر چھ میں لے گئے جو دوسری منزل پر واقعہ تھا ہمیں کمرے میں بند کر کے باہر سے تالا لگا دیا گیا، کمرے کے دو دروازے تھے اور اس کی پچھلی سائیڈ پر کھڑکیاں تھیں جہاں سے دوسری برکیں نظر آ رہی تھیں۔

## جیل کے بلاکوں کی دکھ بھری کہانی

جیسے ہی ہم کمرے میں داخل ہوئے گندی مٹی گرد و غبار اور عجیب و غریب بدبو نے ہمارا استقبال کیا۔ کمرے کے دوسرے حصے سے لیٹرین کی سی بدبو آ رہی تھی۔ میں کمرے میں موجود چھوٹے دروازے کی طرف گیا اندر قطار میں پانچ لیٹرینیں تھیں پہلی کا دروازہ کھلا تو میں لیٹرین کا منظر دیکھ کر حیران ہو گیا میری سانس رکنے لگی میں جلدی جلدی واپس لوٹ آیا میرے جسم میں سوئیاں چُب رہی تھیں، کمرے کے درمیان میں بہت سی پھٹی پرانی دریاں پڑی ہوئی تھیں ساتھیوں نے دریاں جھاڑ کر کمرے میں آرام کرنے کی جگہ بنانے کی کوشش شروع

کردی ان کی بدبودار مٹی اور گردوغبار پورے کمرے میں پھیل گئی اس مشکل مرحلے کے بعد جب گردوغبار تھوڑا کم ہوا تو میری نظر کمرے کے کونے میں پڑے ہوئے پانی کے ایک ڈرم پر پڑی میں پانی پینے کی نیت سے ڈرم کی طرف گیا کیا منظر دیکھا کہ آدھا ڈرم پانی اور پانی کے اوپر ایک انچ مٹی کی تہہ جی ہوئی تھی اور اس مٹی میں مجھرا اور کھیاں ایسی حالت میں پڑی تھیں کہ دیکھ کر میری پیاس بھی ختم ہو گئی۔ پینے کے پانی کے لئے ہم نے بہت سے قیدیوں کو آوازیں دیں لیکن سب نے کہا کہ ہمیں آپ سے بات کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے آپ پانی کی بات کرتے ہیں، تھوڑی دیر بعد سفید ٹوپی اور پیلے کپڑے پہنے ہوئے ایک قیدی ہمارے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ کیا بات ہے؟ ہم نے اس کو کہا کہ ہمیں پیاس لگی ہوئی ہے ہمیں پانی لا کر دو تھوڑی دیر بعد وہ غسل کرنے والی پرانی سی بالٹی میں پانی لے کر آیا اور دروازے کے باہر رکھ دی اور ساتھ میں ایک مگہ دیا اور پینے کا کہا پانی، ہم پانی پینے لگے پیاس کا مسئلہ تو تھوڑی دیر کے لئے حل ہو گیا، باہر اندھیرا چھا چکا تھا سب کو انتظار تھا کہ کھانا کب آئے گا اور کب اپنے وطن کی روٹی کا دیدار ہوگا، اتنے میں دروازے پر ایک قیدی آیا اور آواز دیتے ہوئے کہا مولوی صاحب روٹی لے لو، دو ساتھی دروازے کے پاس گئے تو اس نے دروازہ کھول کر کھانا ہمارے حوالے کر دیا ایک ساتھی نے پوچھا کہ کیا پکایا ہے تو اس نے جواب دیا گوشت ہے جناب، ایک ساتھی وہ بالٹی لے کر آیا سب ساتھی بالٹی کے گرد جمع ہو گئے اور سرخ رنگ کے سالن کو غور سے دیکھنے لگے مرچ و مصالحے اوپر ہی تیر رہے تھے ابھی روٹی تو ہم نے دیکھی ہی نہیں تھی سب کو انتظار تھا کہ کب روٹی آئے اور ہم اس کو کھانے کی کوشش کریں، اتنے میں ایک قیدی دروازے پر آکر آوازیں دینے لگا مولویوں اپنی روٹی لے لو، اس کے پاس ایک بڑی بوری تھی جس میں بہت ساری روٹیاں تھیں اس نے ہمیں بوری میں سے ۳۵ روٹیاں نکال کر دیں اب پلیٹ اور گلاس کا مسئلہ پیدا ہو گیا تو کسی قیدی سے یہ چیزیں بھی مل گئیں، ایک ساتھی نے پلیٹ میں سالن ڈالنا شروع کیا پہلی بار جب چمچہ بالٹی میں ڈالا تو چمچے میں صرف سرخ رنگ کا شوربہ ہی آیا دوبارہ اس نے کوشش کی لیکن پھر بھی چمچہ خالی ہی آیا لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ گوشت ہی پکا تھا کیوں کہ جب ہم نے بالٹی کو خالی کر کے دیکھا تو اس میں چند ہڈیاں اور گوشت کے چند ٹکڑے پڑے تھے۔ گوشت تو ہمارے

نصیب میں ہی نہیں تھا اس لئے تو ہماری بالٹی میں نہیں آیا۔ جب ہم نے کھانا شروع کیا تو تین نوالوں سے زیادہ میری ہمت نہ ہوئی کانوں سے دھواں نکلنا شروع ہو گیا اور جو سالن ہم لوگوں نے رات کو کھایا تھا اب اس نے بھی اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا بہت سے ساتھیوں کے پیٹ خراب ہو گئے، اب جس کو دیکھو لیٹرین کی طرف جا رہا ہے تین دن بعد تو یہ حالت ہو گئی کہ سب ساتھی مریض ہو گئے ان تین دنوں میں تو ہم نے اسی پانی سے گزارہ کیا۔

گوانتانامو میں ملنے والے امریکی کپڑے ہمارے جسموں کی زینت بنے ہوئے تھے جو کہ پسینے کی بدبو اور گردوغبار سے آئے ہوئے تھے مگر اب یہ کپڑے ہمارے لئے ایک بڑی تکلیف دو چیز بن گئے کیونکہ پانی ہمارے آنے سے پہلے سے پڑا ہوا تھا نہ تو ہم اس سے غسل کر سکتے اور نہ ہی دھو سکتے، کچھ دن بعد چند قیدیوں نے ہمیں پرانے کپڑے دیے یعنی تین سال بعد جب شلوار قمیض ہمیں میسر آئی تو جلدی جلدی اپنے جسموں کو امریکی پینٹ شرٹ سے آزاد کروایا اور اپنے وطن کا لباس پہن لیا جوں جوں دن گزرتے جا رہے تھے ساتھی بیمار ہوتے جا رہے تھے۔ کہاں کیوبا کا ابلا ہوا کھانا اور کہاں یہ مرچوں سے لت پت شور با ایسا لگ رہا تھا کہ ہمیں وطن کی جیل یہ پیغام دے رہی ہو ادھر کیوں آئے ہو جی آئے ہو تو مزہ چکھو۔ پہلا ہفتہ ہمارا اسی تکلیف سے گزر ہی گیا آخر ساتھیوں نے چیف صاحب کو بلا کر پر زور احتجاج کیا کہ ہمارے معدوں پر رحم کرو، ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے، تمہاری مرچیں ہماری آنتیں کاٹتی ہوئی جسم کی ساری قوت بھی ساتھ لے جاتی ہیں اس نے ہمیں یقین دلایا کہ آپ کے لئے بغیر مرچوں والا سالن لایا جائے گا۔

### اڈیالہ جیل کا منظر

اڈیالہ جیل ایک بڑی وسیع جیل ہے ایک بڑی سڑک کے کنارے بیرکوں کا چھوٹا گیٹ لگا تھا اس گیٹ سے جب اندر داخل ہوں تو دو منزلہ عمارت تھی چار کمرے نیچے کی عمارت میں اور چار کمرے اوپر کی عمارت میں تھے دو بیرکوں کے درمیان میں بڑا صحن تھا جس کے کناروں پر مختلف قسم کے فوارے اور پھول لگے ہوئے تھے بڑی سڑک تمام بارکوں کے باہر سے ہو کر دوبارہ مین گیٹ کی طرف جاتی تھی بیرکوں کے علاوہ جیل میں چھوٹی چکیاں تھیں اور



بیرکوں کے سامنے گول عمارت تھی جسے جیل کے لوگ چکر کہتے تھے چکر کا انچارج اور اندرونی جیل کا بادشاہ چیف صاحب تھا چکر کے تھوڑے فاصلے پر جیل کی مسجد تھی جہاں پانچ وقت اذان و جماعت ہوتی تھی مگر ہمیں وہاں جانے کی اجازت نہیں تھی ہماری بیرک نمبر چار تھی اور کمرہ نمبر چھ تھا اس لئے ہمارا کمرہ چار + چھ کے نام سے مشہور تھا جیل کے ہر کمرے میں بڑا ٹی وی رکھا تھا جس پر دن رات پروگرام چلتے رہتے تھے، SP نے ہمیں بھی ٹی وی رکھنے کی یہ آفر کی مگر تمام ساتھیوں نے اپنے کمرے میں ٹی وی رکھنے سے انکار کر دیا اکثر اوقات ہماری دوسرے قیدیوں کے ساتھ ٹی وی اونچا لگانے پر گڑ بڑ ہو جاتی تھی وہ اپنے کمرے میں ٹی وی اتنا اونچا لگاتے کہ جس سے سب ساتھیوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔

### طاہر اشرفی کی آمد

تقریباً ایک ماہ بعد صبح صبح ایک نمبردار (پرانا قیدی) ہمارے کمرے میں آیا اور کہا مولویوں خوش ہو جاؤ تیاری کر لو آپ لوگوں کو جیل کی عدالت میں لے کر جانا ہے آپ لوگوں کی رہائی کا وقت آ گیا ہے ہم سب حیران ہو گئے کہ ابھی تو دو مہینے باقی ہیں ہم سب ساتھی آپس میں دعا سلام کرنے لگے ہم لوگوں نے وضو کیا ایک نمبردار ہمیں لے کر جیل کے جنوب کی طرف ایک بڑی عمارت میں لے گیا جہاں ایک بڑے حال میں ایک طرف بہت سی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور دوسری طرف اونچی جگہ جج کی کرسی اور اس کے سامنے بڑی میز پڑی تھی، جج کی کرسی کے دائیں بائیں ملزموں کے دو کٹھرے تھے ہم سب ساتھی اس ہال میں بیٹھ کر کسی نامعلوم جج کا انتظار کرنے لگے تقریباً آدھے گھنٹے بعد بہت سے پولیس والے ہال میں داخل ہوئے ان کے پیچھے سفید کپڑوں میں ملبوس ایک بہت ہی موٹا آدمی آ رہا تھا، ہمارے پاس آ کر ہاتھ ملانے لگا سب سے ہاتھ ملانے کے بعد وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا، اس کے بعد تعارف شروع ہوا اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا میرا نام طاہر اشرفی ہے اور میں جامعہ اشرفیہ سے فارغ ہوں اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا مشیر ہوں آپ لوگوں سے ملاقات کی غرض سے آیا ہوں اس کے بعد اس نے کیوبا کے حالات ہم سے پوچھے پھر ہمیں کہنے لگا تم افغانستان کیوں گئے تم لوگوں کی وجہ سے ہمیں بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے، اور تم

لوگوں ہی کی وجہ سے ہمیں دنیا تنقیدی نظروں سے دیکھتی ہے حکومت نے بھی کہا تھا کہ کوئی پاکستانی افغانستان نہ جائے اب ان مولویوں کو آواز دو جنہوں نے تمہیں جہاد کے فتویٰ لیے تھے، ملاقات کے دوران ایک ساتھی نے اشرافی کو کہا کہ میں ڈی ایس پی سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ سب اچھا کیا مطلب ہے ڈی ایس پی کہنے لگا اس کا مطلب ہے کہ سب کام ٹھیک ٹھاک ہیں تقریباً ایک گھنٹے تک ہماری باتیں ہوتیں رہیں اس نے نظم سننے کی فرمائش کی ایک ساتھی نے نظم پڑھ کر سنائی اس کے بعد ہم سے پوچھا کہ آپ لوگوں کو کوئی مشکل وغیرہ تو نہیں۔

### جیل کے معمولات

ساتھیوں نے مجھے کمرے کا امیر بنا دیا اور ہم سب نے صلاح و مشورے کے ساتھ کمرے کا ایک نظم بنایا ایک ساتھی جو عالم بھی تھے اس نے اسلامی عقائد کا درس شروع کیا صبح ناشتے اور مغرب کے بعد درس ہوتا فجر اور ظہر کے بعد فضائل جہاد اور فضائل اعمال کی تعلیم ہوتی عصر کے بعد ساتھی کمرے کے اندر ورزش کرتے جمعرات کو مغرب کے بعد ایک بزم ہوتی جس میں ساتھی مختلف موضوعات پر تقریر کرتے جہادی نظمیں پڑھتے ظہر کی تعلیم کے بعد تجوید قرآن اور حفظ کی کلاس ہوتی غرض کوئی ساتھی بھی فارغ نہیں رہتا تھا، ساتھیوں نے پورے کمرے کو صاف ستھرا رکھا ہوا تھا سب جیل کے قیدی یہ کہتے تھے کہ مولویوں کی طرح اپنے کمرے بناؤ، بلکہ لوگ ہمارا کمرہ دیکھنے کے لئے آتے اور کہتے کہ تمام جیل میں اتنا سکون نہیں آتا جتنا آپ لوگوں کے کمرے میں آتا ہے۔

### اڈیالہ جیل میں علاج

جب ہم کیوبا سے واپس آئے تو کئی قیدی بہت سخت بیمار تھے اڈیالہ میں علاج معالجہ کا کوئی مناسب بندوبست نہ تھا، بار بار ایس پی کو درخواست کی کہ ساتھی مریض ہیں اور بعض کا تو کیوبا میں آپریشن بھی ہوا ہے انہیں علاج اور دوائی کی سخت ضرورت ہے، لیکن اس نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ میں مجبور ہوں کچھ نہیں کر سکتا آخر اس نے ایک ڈاکٹر کو بھجوا دیا دو

قیدی ایک کرسی میز لے کر ہمارے کمرے میں داخل ہوئے پوچھنے پر بتایا کہ ڈاکٹر صاحب آ رہے ہیں میں تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر صاحب آ گئے اس کے ساتھ ایک اور قیدی تھا جس کے ہاتھ میں ایک ڈبہ تھا جو گولیوں سے بھرا ہوا تھا ڈاکٹر نے بلند آواز میں کہا مولویو لائن میں کھڑے ہو جاؤ جو ساتھی مریض تھے وہ لائن میں کھڑے ہو گئے، ڈاکٹر ایک ایک ساتھی کو بلا کر پوچھتا کیا تکلیف ہے ساتھی تکلیف بتاتا تو وہ قیدی کو کہتا کہ اسے فلاں نمبر دو ڈاکٹر نے کسی ساتھی کی نبض تک چیک نہیں کی اور سب کو کہا آپ لوگوں میں تو کوئی بھی مریض نہیں ہے یہ کہتے ہی اپنا چلتا پھرتا ہسپتال اٹھایا اور چلا گیا، پھر ایس پی کو شکایت کی کہ ساتھیوں کو مناسب علاج کی ضرورت ہے، کچھ دن بعد پھر وہی ڈاکٹر آیا اور دوبارہ پہلے کی طرح دوائی کی تقسیم شروع کر دی جب اس نے دو ساتھیوں کو دوائی دی تو ایک ساتھی نے کہا ڈاکٹر صاحب تم نے یہ کیا ڈرامہ بنایا ہوا ہے تمہیں مذاق کے لئے کوئی اور نہیں ملا کم از کم ساتھیوں کی نبض تو چیک کرو ڈاکٹر کہنے لگا دوائی چاہیے کہ نہیں، اس پر ساتھیوں کو بہت غصہ آیا اور ڈاکٹر کو کمرے سے نکال دیا بعد میں پتہ چلا کہ یہ ڈاکٹر قتل کے کیس کا قیدی ہے۔

## جیل کا ماحول

دیکھنے میں تو جیل کا ماحول بڑا صاف ستھرا اور خوبصورت تھا ہفتے میں ایک بار پوری جیل کی صفائی ہوتی لیکن قیدیوں کی حالت اور انتظامیہ کا قیدیوں سے سلوک انتہائی برا تھا، جیل میں بھی کھسے سام جرائم ہوتے تھے چرس و ہیروئن بھی ہر قیدی کو ہر وقت مل سکتی تھی جن قیدیوں کو مشقت کی سزائیں تھیں، ان میں اگر کوئی پیسے والے ہوتے تو آرام سے بیٹھے رہتے انہیں کوئی کچھ کہنے والا نہیں تھا بس مہینے کی پہلی تاریخ کو چکر میں ہزار دو ہزار دے دیتے تھے اور پھر ان کی عیش ہی عیش، اور جو بیچارے غریب تھے انہیں تو اپنے حصے کی بھی مشقت اٹھانی پڑتی اور دوسروں کی بھی جو رشوت دے کر آرام سے بیٹھے رہتے تھے، ہمارے کمرے کے ساتھ کمرہ حوالات تھا جو نئے قیدی آتے تھے ان کو دو تین دن تک اسی کمرے میں رکھتے تھے کمرے کا انچارج نمبر دار تھا جو بہت ہی بد اخلاق آدمی تھا چرس کے کثرت استعمال سے اس کا دماغ خراب ہو گیا تھا، یہ شخص ہر نئے آنے والے قیدی کو مجبور کرتا کہ اسے



پیسے دے اگر کسی کے پاس پیسے نہ ہوتے تو ان کی گھڑیاں اور انگوٹھیاں اتروالیتا تھا اور ان سے جھاڑو لگواتا اور جیل کا ہر کام اس سے کرواتا انہیں اتنا بے عزت کیا جاتا اور سب کے سامنے گندی گالیاں دیتا کہ وہ قیدی پیسے دینے پر مجبور ہو جاتا، اسی طرح جیل میں ہر برائی کھلے عام ہو رہی تھی، اب میرے گھر جانے کا وقت بھی آ گیا ایک دن صبح ایک نمبر دار آیا اور کہا کہ تم میں سے امین اللہ کون ہے اس کے گھر جانے کے احکام آئے ہیں۔

### اڈیالہ سے کوئٹہ اور ہدا جیل

16MPO کے تحت ہم نے تین ماہ اڈیالہ جیل میں گزارے جن سے راولپنڈی ملاقات کے لئے جانا بہت مشکل تھا اس لئے رشتہ داروں نے کوشش کر کے اڈیالہ سے ہدا جیل میں منتقل کروایا، جب یہ کام ہو گیا تو بلوچستان سے پولیس اور ایجنسی کے تین اہلکار اڈیالہ میں پہنچ گئے دن گیارہ بارہ بجے جیل کے نمبر دار نے میرا نام پکارا اور کہا کہ آج آپ نے کوئٹہ جانا ہے جب یہ خبر جیل میں پہنچی تو سب ساتھیوں نے نعرہ تکبیر لگا کر خوشی کا اظہار کیا جیل میں موجود تمام ساتھیوں سے میں نے آخری ملاقات کی اور ان کو حوصلہ دیا اور جہاد اور دین پر استقامت کے فضائل بتاتے ہوئے دعاؤں کے ساتھ ساتھیوں سے اجازت مانگی اور معافۃ کے ساتھ اڈیالہ میں آخری ملاقات ختم ہو گئی، جیل انتظامیہ نے کاغذی کارروائی پوری کرنے کے بعد بلوچستان انتظامیہ کے حوالے کر دیا تو انہوں نے جیل کے اندر ہی ہتھکڑی لگا کر جیل سے باہر نکال کر ایک ٹیکسی میں بٹھایا اور ہم راولپنڈی کی طرف روانہ ہو گئے گاڑی میں بیٹھتے ہی ایک افسر نے کہا کہ یہ آدمی تو بہت شریف لگتا ہے اس کی ہتھکڑی کھول دو جس گاڑی پر ہم نے جانا تھا وہ گاڑی نکل چکی تھی، تو انہوں نے مجھے کہا کہ آج کی رات یہی پرگزارنی ہے صبح کوئٹہ روانہ ہوں گے، انہوں نے پنڈی میں بغداد ہوٹل میں تین بیڈ والا کمرہ لے لیا عصر کی نماز کے بعد وہ مجھے لے کر بلزار چلے گئے تین سال بعد کافی سیر وغیرہ کی اور رات کا کھانا بھی ہم نے مل کر کھایا کھانے کے بعد وہ پھر مجھے ساتھ لے کر سیر کے لئے نکل گئے بازار میں مدرسے کے طلباء نے مجھے پولیس افسران کے درمیان دیکھا تو انہوں نے ان سے پوچھا یہ کون ہے؟ تو پولیس والوں نے جواب دیا یہ بلوچستان کا ایم پی اے ہے اس پر وہ طلباء میرے پیچھے چل پڑے ان افسران نے رات کو پی سی او سے مجھے گھر فون بھی کروایا۔

رات گیارہ بجے کے بعد ہم واپس کمرے میں لوٹے اور گپ شپ کے بعد میں تو سو گیا ان پولیس والوں کی سگرٹ نوشی اور گپ شپ جاری تھی اگلی صبح ناشتے کے بعد ٹرین کا ٹکٹ لیا اور ہم ٹرین میں سوار ہو گئے انہوں نے مجھے شیشے والی سائڈ پر بٹھا دیا ٹرین میں چوبیس گھنٹے کا سفر ہم نے شروع کر دیا سب میں ٹرین لیٹ ہو گئی تھی تو پولیس والوں نے کہا کہ ہم یہاں سے اتر کر کوچ میں چلے جائیں آپ اپنے گھر والوں کو فون کر دیں کہ وہ رات کو سید میں کوئی الگ کمرہ یا جگہ وغیرہ لے لیں میں نے فون کر دیا میرے رشتہ دار کافی تعداد میں کو سید پہنچ گئے، اور انہوں نے ایک مکان خالی کر لیا رات ہم نے کو سید میں گزاری رشتہ داروں سے ملاقات کرنے کے بعد ہم سب نے آرام کیا اور صبح غسل کے بعد مجھے جیل کی طرف لے کر چل پڑے اور جیل کے گیٹ کے قریب مجھے ہتھکڑی لگا دی جب ہم کو سید جیل میں داخل ہوئے تو پولیس والے نے مجھے جیل کے چکر میں لا کر کھڑا کر دیا اور کہا کہ ابھی ہمارا افسر آنے والا ہے تم کو اس کے سامنے پیش ہونا ہے جب وہ آیا میں کمرے میں داخل ہو گیا تو وہ مجھ سے مخاطب ہوا کہ اپنے جوتے اتار دو اور دفتر میں آ جاؤ میں نے کہا کہ یہ کوئی مسجد تو نہیں ہے کہ میں جوتے اتاروں یہ تو ایک پولیس والے کا دفتر ہے یہاں اتارنے کی کیا ضرورت ہے، اس کے بعد ایک افسر نے مجھ سے نام پتہ وغیرہ پوچھا، اور تھوڑی بہت تحقیق کے بعد واپس بھیج دیا اب پولیس والوں نے مجھ سے اور زیادہ بد تمیزی شروع کر دی کہ تم نے ہمارے قانون کی خلاف ورزی کی ہے مجھے لے جا کر چکر میں کھڑا کر دیا وہاں پر چین کے رہنے والے ہمارے قلعہ عبد اللہ کے ایم پی اے حافظ حمد اللہ کا سیکرٹری بھی ایک کیس میں اسی جگہ کھڑا تھا، اس سے حال احوال پوچھا، پولیس والے اس سوچ میں تھے کہ اس کو چکی میں رکھیں یا بیرک میں، وہاں میری ایک ڈاکٹر سے ملاقات ہوئی جو بہت اچھے آدمی تھے اور مجاہدین سے بہت محبت رکھنے والے تھے انہوں نے میرا حال احوال پوچھا اور اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے مجھے بھی ہسپتال میں داخل کر لیا یہاں بہت اچھا ماحول تھا، میرا بہت اچھا وقت گزرا۔ اسی دوران میری ملاقات بسم اللہ کا کڑ سے بھی ہوئی وہ بھی ان دنوں جیل میں بند تھے، اس نے بھی میری بہت خدمت کی بہت سارے تحفہ تحائف کے ساتھ ساتھ گھر کی روٹی بھی کھائی جو میرے لئے بہت عظیم نعمت تھی، کیونکہ گزشتہ تین سالوں میں یہ میری پہلی گھر کی پکائی ہوئی روٹی تھی۔ جس

کمرے میں میں تھا اسی کمرے میں تین آدمی اور بھی تھے میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ ان میں سے ایک تعلیمی بورڈ کے ڈائریکٹر تھے اور دوسرے دو بھی بڑے افسران میں سے تھے جب میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کس کس میں ہیں، تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے اوپر کرپشن کا الزام ہے۔ ہسپتال کے کمرے میں ڈاکٹروں کا رویہ قابل تعریف تھا اور انہیں دیکھ کر پولیس والوں نے بھی اپنا رویہ تبدیل کر لیا چند دن بعد ایک بڑا افسر ملاقات کے لئے آیا اور انہوں نے بتایا کہ آپ بہت جلد گھر جانے والے ہیں، ان کے جانے کے ایک دن بعد مجھے پھر چکر میں لا کر کھڑا کر دیا اور کہا کہ آپ کی تحقیق ہوگی کچھ دیر بعد انجمنی اور پولیس کے چھ افسران ملاقات کے لئے آئے ہر ایک کے ہاتھ میں کاغذ قلم تھا نام پتہ وغیرہ لکھنے کے بعد دوسرے کئی سوال کئے پھر ایک افسر نے مجھ سے کہا کہ کوئی ایسا واقعہ سناؤ جو بہت دلسوز ہو میں نے ایک واقعہ بتایا، اس کے بعد اس نے مجھ سے پوچھا آپ کو کس نے گرفتار کیا تھا میں نے کہا آپ ہی لوگوں نے، تو اس نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا ایک آدمی درخت کاٹ رہا تھا تو اس نے درخت سے پوچھا تم اتنے بڑے ہو اور یہ چھوٹی سی کلہاڑی تمہیں کاٹ رہی ہے تو اس درخت نے عجیب جواب دیا اگر کلہاڑی کے اندر میرا دستہ نہ ہوتا تو یہ مجھے کبھی کاٹ نہ سکتی۔ ایک گھنٹہ سوال و جواب کے بعد مجھے واپس کمرے میں لے آئے، حافظ حمد اللہ کے سیکرٹری جو ایک دن پہلے رہا ہوئے تھے، ایک دن بعد پھر کپڑے لے کر آگئے اور کہنے لگے آج آپ کی رہائی ہے باہر بہت سے لوگ آپ کے رشتہ داروں کے علاوہ بہت طالبان جمع ہیں، پس کپڑے بدل کر خیل سپریڈینٹ کے دفتر میں آیا وہاں پر حاجی آدم خان اور حافظ حمد اللہ اور دوسرے علماء کرام بیٹھے تھے کاغذی کارروائی کے بعد مجھے جیل سے رہا کر دیا گیا جیل کے مین گیٹ سے باہر نکلا تو بہت تعداد میں لوگ جمع تھے جیل سے جلوس کی شکل میں ہم کوئٹہ میں حاجی آدم صاحب کی رہائش گاہ پر چلے گئے اور وہاں سے چن کی طرف روانہ ہوئے مولانا عبدالمنان شہید اور دوسرے علماء مجاہدین کے ہمراہ ہم ایک جلوس کی شکل میں چن پہنچے تو ہر طرف خوش آمدید و مرحبا کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں تمام احباب رشتہ داروں اور ساتھیوں سے ملاقات کے بعد گھر پہنچا تو گھر میں ملاقات و مبارکبادوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔



## ہماری رہائی کے بعد گوانتا نامو بے کے حالات

ہماری رہائی کے بعد خصوصاً 2006 سے اب تک گوانتا نامو بے جیل میں مجاہدین قیدیوں کے ساتھ امریکیوں کا سلوک بہت بدل چکا ہے اب وہاں پر اتنی سختی ہو چکی ہے کہ ابھی ابھی جو ساتھی وہاں سے رہا ہو کر آئے ہیں انہوں نے اپنے قلم سے جو حالات لکھے ہیں اور جو کچھ بتایا ہے اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اب گوانتا نامو میں کس کس طرح تشدد و ظلم ہو رہا ہے، جب ہم وہاں قید میں تھے اس وقت بھی سخت حالات تھے مگر اتنی سختیاں نہیں تھیں اس وقت بھی آپس میں بات کرنے کی اجازت نہیں تھی مگر پھر بھی ساتھی چھپ چھپا کر بات چیت کر لیتے تھے اور حال احوال معلوم کر لیتے تھے اسی طرح نماز کے بارے میں ساتھیوں کے احتجاج کرنے پر بہت سہولت مل گئی تھی یعنی آپ جب چاہے نماز پڑھ سکتے ہیں مگر پھر بھی بہت بار ایسا ہوا کہ جب چاہا جس کو چاہا نماز سے روک دیتے تھے، لیکن اب تو یہ حالات ہیں کسی کو نماز پڑھنے کی اجازت نہیں جب کوئی نماز میں کھڑا ہو تو بہت سے فوجی آ جاتے ہیں اور اس کو گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں اور اونچی اونچی آواز میں گانے گاتے ہیں، اس ساتھی کو جو نماز میں ہو اس کو حکم دیتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بات کرو اگر وہ بات نہیں کرتا تو ارف ٹیم آ جاتی ہے جو اور مارتے مارتے اس کو انفرادی بلاک میں سزا کے لئے بند کر دیتے ہیں اسی طرح اگر کوئی دوسرے قیدی کے ساتھ بات کرتے ہوئے پکڑا جائے تو اس کو بھی بہت سخت سزا ملتی ہے اور پہلے جب ہمیں تحقیق کے لئے لے کر جاتے تو ہمارے کان، ناک اور آنکھیں کھلی ہوتی تھیں، اور اب جب کسی کو پنجرے سے باہر نکالتے ہیں تو پہلے اس کے ہاتھ بری طرح باندھے جاتے ہیں پھر کان، ناک، منہ اور آنکھوں پر بھی پٹیاں باندھ دی جاتی ہیں تاکہ وہ کسی ساتھی سے بات تک نہ کر سکیں۔ اسی طرح کا ایک واقعہ جو 2007 کے شروع میں پیش آیا کہ ایک ساتھی کو تحقیق کے لئے لے جا رہے تھے اس ساتھی نے دوسرے کو سلام کیا تو چار فوجیوں نے اس کو مارنا شروع کر دیا اور اٹھا کر زمین پر دے مارا اور بوٹوں سے اس کے سر کو مسلنے لگے۔ پہلے کبھی کبھی پنجرے کی تلاشی ہوتی اور اب ہر روز تلاشی ہوتی ہے جس میں بہت سے ساتھیوں کے کپڑے بھی اتار لئے جاتے ہیں اور سب ساتھیوں کے سامنے اس کو ذلیل کیا

ہے حتیٰ کہ ان ناپاک صلیبی فوجیوں نے قرآن پاک کو کھول کر اس کے اوراق کی تلاشی لینا شروع کر دی ہے، جس پر جیل میں بہت بڑی ہنگامہ آرائی ہوئی ایک دفعہ کمپ فور میں امریکی تلاشی لینے کے لئے آگئے اور ساتھیوں کے کپڑے اتار کر ان کے پنجرہوں کی تلاشی شروع کر دی اس دوران کچھ فوجیوں نے قرآن پاک کی بھی تلاشی لینا چاہی مگر کچھ ساتھیوں انہیں قرآن پاک کو ہاتھ نہیں لگانے دیا اور ان سے لڑانا شروع کر دیا لڑائی بہت دیر تک چلی رہی امریکیوں نے کہا کہ ہم قرآن پاک کی تلاشی ضرور لیں گے جب کہ ساتھیوں کا کہنا تھا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے ہم ان گندے اور ناپاک کافروں کو کلام اللہ کو ہاتھ نہ دینے دیں گے۔

امریکی فوجیوں نے جب بات نہ مانی اور زبردستی ان سب کی تلاشی لینا چاہی تو پھر فور میدان جنگ بن گیا بارہ نہتے بے سرو سامان دیارِ غیر میں قید مجاہدین نے امریکیوں پر ابول دیا امریکیوں نے اس لڑائی میں بہت زیادہ گیس استعمال کی پھر بھی مجاہدین ان کے میں نہ آئے تو انہوں نے ربڑ والی گولیاں چلائیں جس سے کچھ ساتھی زخمی ہو گئے تو اس بعد فوجیوں نے پریشور والا پانی چھوڑ دیا جس کے سامنے ساتھی بے بس ہو گئے اس جنگ ابتداء بلمند کے مجاہد ساتھی خوک ماما اور مجاہد رحمت اللہ نے کی۔ مجاہد ساتھیوں نے بیویوں سے ڈنڈے چھین لئے اور امریکیوں کی پٹائی شروع کر دی اس جنگ میں امریکی کے تین فوجی اور دو مجاہد شدید زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گئے، اس کے بعد انہوں نے کمپ فور کی بند کر دیا اور بہت سے فوجی آگئے انہوں نے سب ساتھیوں کو الگ الگ باندھ کر بر تشدد کا نشانہ بنایا۔

## لم کی وجوہات

کیوبا میں اب تو مظالم کی انتہاء کر دی گئی ہے اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ وہاں جتنے بھی ہیں سب کے سب مسلمان ہیں (اے مسلمانو! یاد رکھو کہ دنیا کے سب کافر صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے یکے دشمن ہیں)۔ جب تک مسلمان کافروں کی طرح گزارتے رہیں گے تو کافران کے دوست ہیں مگر جب مسلمان مسلمان والی زندگی کی

طرف آئیں گے تو کافران کے دشمن بن جائیں گے جس طرح کیوبا کے قیدیوں کے ساتھ ہو رہا ہے وہ لوگ بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح ہی ہیں مگر انہوں نے کافروں کی زندگی چھوڑ کر مسلمانوں والی زندگی اور اللہ کے رسول ﷺ والی زندگی اپنائی ہے بس اس وجہ سے کافران کو ظلم کا نشانہ بنا رہے ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ جب افغانستان اور عراق میں مجاہدین کی کاروائیوں میں شدت آئی اور ہر طرف امریکی و اتحادی فوجی مردار ہو کر واصل جہنم ہونے لگے اس پر امریکیوں کو بہت غصہ آیا انہوں نے اپنا غصہ ان بے بس اور مظلوم قیدیوں پر نکالنا شروع کر دیا۔ آئے روز قیدیوں پر مظالم ڈھا کر اپنے دلوں کی بڑھاس نکالنی شروع کر دی، بہت سے قیدی مجاہد بھائیوں کو تشدد کے ذریعے شہید کر دیا اور جن تین قیدیوں کے بارے میں یہ خبریں آرہی ہیں کہ انہوں نے کیوبا کی جیل میں خودکشی کر لی ہے لیکن درحقیقت ان کو امریکیوں نے تشدد سے شہید کیا ہے یہ بات ان ساتھی قیدیوں نے مجھے بتائی جو ان مجاہد قیدیوں میں سے دو کے بالکل قریب تھے جن کو امریکی فوجیوں نے شہید کیا ہے ان تمام باتوں کے باوجود امریکی اس بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ ان قیدیوں نے خودکشی کی ہے اگر یہ مان لیا جائے کہ انہوں نے خودکشی کی ہے تو یہ اس بات سے بھی زیادہ خطرناک ہے کہ امریکیوں نے ان کو شہید کیا ہے کیونکہ زندگی جیسی عظیم نعت کو جو لوگ ظلم کی وجہ سے نفرت کرتے ہوئے اس کو ختم کر دیں تو وہ ظلم کیسا ہوگا؟

### افغانستان اور فدائی حملے

فدائی حملے اسلام میں وہ عظیم قربانی ہے جس سے بڑی کوئی قربانی نہیں ہو سکتی، اور اس کو خود کش حملہ نہیں کہنا چاہیے بلکہ اس کا نام استشہادی حملہ ہے جس میں شہادت کی طلب میں دشمن کو سخت ضرب لگانا مقصود ہوتا ہے فلسطینی ماں کی تیرہ سالہ اکلوتی بیٹی نے جب یہودیوں کے ایک ریسٹورنٹ میں فدائی حملہ اس وقت کیا جب وہ شراب و کباب میں مست تھے تو ان کے پرچے اڑ گئے ان کی چیخ و پکار سنتے ہی دل کو ٹھنڈک مل گئی ویشف صدور قوم مؤمنین اس اکیلی مجاہدہ نے اس حملے میں وہ کام کیا جو بہت سے مجاہد بھی نہ کر سکے۔ حماس کی ان عظیم قربانیوں سے بد معاش یہودیوں کا دماغ ٹھیک ہو گیا اور ان کے غرور کو لگام لگ گئی



اس لئے انہوں نے مجاہدین کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے اور مذاکرات کی دعوت دینے لگے۔ شاباش اس ماں پر جس نے کہا کہ اگر میری دوسری بیٹی بھی ہوتی تو اسے بھی اسی طرح قربان کر دیتی اور شاباش ہو اس بیٹی پر جس نے اپنی عنوانِ شباب کی زندگی اللہ کے لئے قربان کر دی۔ استشہادی حملے کے واقعات رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی زندگی سے بھی بہت ملتے ہیں جس پر علماء کرام نے بہت سی کتابیں لکھیں ہیں، ان کی تفصیل کی جگہ یہ نہیں صرف ایک دو مثالیں یہاں ذکر کئے دیتا ہوں مسلم شریف کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ، اس جنت کے لئے جس کی عرض آسمان و زمینوں کے برابر ہے تو عمیر ابن حمامؓ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ جنت جس کی لمبائی و چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے؟ فرمایا ہاں تو عمیرؓ نے کہا واہ واہ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے واہ واہ کیوں کہا؟ تو انہوں نے جواب دیا اے رسول ﷺ اس امید سے کہ میں انہیں میں سے ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم بھی انہی میں سے ہو تو انہوں نے کچھ کھجوریں نکالیں کچھ کھانے کے بعد باقی پھینک دیں اور کہنے لگے اگر میں ان کھجوروں کو ختم ہونے تک زندہ رہا تو یہ بہت لمبی زندگی ہوگی اس لئے انہوں نے باقی کھجوریں پھینک دیں اور دشمن کی صفوں میں گھس کر لڑنا شروع کر دیا اور اس وقت تک لڑتے رہے جب تک شہید نہ ہو گئے اسی طرح مسلم شریف کی ایک اور روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعرؓ نے میدانِ جنگ میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے تو ایک گرد آلود شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا اے ابو موسیٰ آپ نے خود یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہاں تو وہ آدمی اپنے ساتھیوں کے پاس گیا ان سے رخصت لی سلام کیا اور پھر اپنی تلوار کی نیام توڑ دی پھر آگے بڑھے اور لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے، اس سے بڑھ کر فدائی حملوں کی کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ فرق صرف یہ ہے کہ اس زمانے میں بارود نہیں تھا آج کے جدید دور میں بارود نے دشمن کے نقصان اور تباہی کو بڑھا دیا ہے اور فدائی کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے، طالبان بھی اپنے اسلاف کی اتباع کرتے ہوئے اس طرح عظیم قربانی کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے

ہیں اور استشہادی حملوں کے لئے نوجوان قطار در قطار کھڑے نظر آتے ہیں اور اپنے رب کو ملنے کے انتظار میں ہیں ان کو شہادت اس قدر محبوب ہیں جتنی کفار کو زندگی محبوب ہے، ایک فدائی مجاہد سے پوچھا گیا کہ آپ فدائی حملہ کیوں کرنا چاہتے ہیں ویسے جہاد کیوں نہیں کرتے؟ اس نے جواب دیا لڑائی سے دل ٹھنڈا نہیں ہوتا فدائی حملے سے دل خوب ٹھنڈا ہوگا۔ امت مسلمہ کو اس طرح کے جوانوں کی ضرورت ہے جو دین اسلام پر کٹ مرنے کے لئے ہر دم تیار ہوں، ورنہ اللہ کے خاص بندے اور سچے عاشق ہیں جو اللہ کے دین کی نصرت کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پروانوں کی طرح پیش کرتے ہیں۔

### شعر

ای مرغ سحر عشق زیر پروانہ بیا م وز  
گوش سوخته را جان شد آواز نیامد  
این مدعیان در طلبش بخیر اند  
کافر کہ جز شد جز باز نیامد

ومن الناس من يشتري نفسه ابتغاء مرضاة الله

ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی خاطر جان بیچ دیتے ہیں۔ (بقرہ: ۲۰۷)

جان دی دی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ان عظیم قربانیوں کی بدولت آج ہر جگہ دشمن سخت پریشان اور حواس باختہ ہے اللہ ہمارے ان مجاہد بھائیوں کی شہادت قبول فرمائے اور ہم کو بھی ان کے زمرے میں شامل فرمائے۔ آمین۔

اللهم وفقنا للجهاد في سبيلك لا علاء لكلمتك ولا ابتغاء

رضوانك وجعلنا في زمرة الشهداء والصالحين ومقربين آمين ثم

آمین یا رب العالمین۔

## جہاد افغانستان کے حالات حاضرہ پر ایک نظر

جب ۲۰۰۱ میں امارت اسلامیہ کے سقوط کا عظیم حادثہ رونما ہوا تو امریکہ نے بہت غرور کے ساتھ افغانستان میں اپنی فوجیں اتار دیں ان کے غلام بھی فتح کی خوشیاں منا رہے تھے یہ سب بہت خوش تھے اور مسٹر بش بھی اپنے تکبر میں مدہوش تھا اس کو کیا پتہ کہ افغانستان پر قبضہ کرنا تو آسان ہے لیکن اس کو ہضم کرنا بہت مشکل ہے یہ کوئی ترنوالہ نہیں کہ جس کو آرام و سکون سے کھالیا جائے یہ وہ سخت ہڈی ہے جو حلق میں اٹک جاتی ہے اور بغیر آپریشن کے ہرگز نہیں نکلتی مسٹر بش ابتداء میں گول میز کانفرنسیں بہت کرتے تھے اور بہت اونچی آواز اور متکبرانہ انداز سے بولتے تھے لیکن بعد میں اس کی کانفرنسیں بھی کچھ سرد پڑ چکی ہیں، پہلے تو شمالی اتحاد والے بش کو خوش آمدید کہتے تھے اور ان کے بچے بھی خوش آمدید سے استقبال کرتے۔

مسٹر بش نے ڈالر کے وفاداروں کو ڈالر تو بہت دیئے لیکن وہ غریبوں کی بجائے چند کمائندروں کی جیب میں چلے گئے، غریب عوام بھوک سے مر رہی ہے جبکہ کمائندروں نے کابل میں جدید محلات بنانا شروع کئے ہوئے ہیں ان محلات کے باوجود کوئی اطمینان نہیں ہر کمائندہ ڈالر جمع کرنے اور بھاگنے کو سوچ رہا ہے، جبکہ طالبان بھی الحمد للہ کابل تک پہنچ چکے ہیں سچ بات تو یہ ہے کہ اللہ کے ان شیروں کو کوئی نہیں روک سکتا اسی طرح ۲۰۰۶ء میں جب مجاہدین نے ضلع پنجواں پر قبضہ کیا تو ان پر نیٹو کے ۳۷ ممالک کی افواج مل کر بمباری کرتے رہے اور ساتھ ساتھ چیختے رہے کہ اور فوج اور اسلحہ بھیجو جبکہ بقول ان کے طالبان کی تعداد ایک ہزار سے بھی کم تھی پھر بھی نیٹو نے شکست کھائی اور اپنی شکست کو چھپانے کے لئے بے گناہ عوام کے گھروں پر بمباری شروع کر دی جس کی وجہ سے طالبان نے حکمت عملی کی بنا پر کچھ دنوں کے لئے اس علاقے کو خالی کر دیا تا کہ یہ ظالم بچوں اور عورتوں کو مارنا بند کر دیں، کیونکہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے افغانستان کے پہلے حملے میں بھی اسی طرح کیا تھا کہ جب طالبان نے ان کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا تو بے گناہ شہریوں کو مار کر ہی طالبان بتاتے رہے اور طالبان کو علاقہ خالی کرنے پر مجبور کرتے رہے، اب ایک بار پھر موسم گرما آنے پر



عام علاقے طالبان سے بھرے ہوئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت نہیں تو اور کیا ہے، لیکن افسوس اس بات پر کہ میڈیا کی آزاد کانعرہ لگانے والے ذرائع ابلاغ طالبان کی سوکارو دانیوں میں سے صرف دس کو ہی سامنے لاتے ہیں یہ کوئی ملامت کی بات نہیں ان کی خبروں پر تو بٹش اور بیٹر کی نظر ہوتی ہے کیونکہ حقائق کے انکشاف پر سرزنش ہو سکتی ہے اور عتاب بھی آ سکتا ہے آج کل طالبان کا بہت سارے علاقوں پر مستقل قبضہ ہے اور طالبان وہاں تمام تنازعات کے فیصلے خود کرتے ہیں لیکن امریکہ اور اس کے اتحادیوں میں اتنی ہمت بھی نہیں کہ ان علاقوں سے طالبان کا قبضہ ختم کر سکیں، کرزئی نے ضلع ہلمند میں ایک بہت مکار اور چالاک بندے کو بھیجا لیکن جب وہ ہلمند پہنچا تو مجاہدین کی تیز رفتار کاروائیاں دیکھ کر حیران اور پریشان رہ گیا۔ اس کے بعد معلوم ہی نہ ہو سکا کہ موت کے ڈر سے وہ کس غار میں چھپا اور کس طرح واپس کا بل پہنچا، کا بل پہنچ کر اس نے پریس کانفرنس کی جس میں اس نے بہت پست لہجہ میں بادل نا خواستہ طالبان کی قوت کا اقرار کیا۔ وہ طالبان کی قوت سے اس قدر مرعوب تھا کہ کا بل میں گزرنے والے ان چند لمحات کو بھی اپنے لئے غنیمت سمجھتا تھا اور اس نے اس بات کا اقرار کیا کہ اب ان (طالبان) کا مقابلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ الحمد للہ اب تو زابل کے تمام پہاڑوں میں اللہ کے ان شیروں کے مراکز قائم ہیں اور اتحادی افواج اور ان کے ایجنٹوں کو شہروں سے باہر جانے کی ہمت تک نہیں ہوتی، بش اور اس کے صلیبی لشکر کو اپنی فضائی طاقت پر بہت غرور اور ناز تھا اور وہ کہتے تھے کہ ہم زمین پر چار انچ تک کی چیز کو دیکھ سکتے ہیں الحمد للہ آج وہ اتنے اندھے ہو چکے ہیں کہ ان کو طالبان کے بڑے بڑے گروپ بھی نظر نہیں آتے ہیں۔ الحمد للہ اب تو ہر طرف طالبان ہی طالبان ہیں جو اپنی کاروائیوں میں مصروف ہیں بجلی کی سی تیزی سے آتے ہیں کاروائی کرتے اور واپس چلے جاتے ہیں صلیبی پریشان ہیں کہ وہ کس کس کے پیچھے اپنے جہاز روانہ کریں؟ اب تو امریکہ کا ہر غلام یہ شکایت کرتا نظر آتا ہے کہ ہمارا آقا ہماری حفاظت کے لئے کچھ نہیں کرتا، اگر دیکھا جائے تو بیچارے آقا کو بھی ملامت نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ کس کس طالب کے پیچھے B52 بھیجے اور کس کس غلام کی کال پر بلیک کہے، کیونکہ طالبان تو ہر روز کئی حملے کرتے ہیں، یہ جہاز ہے کوئی جن تو نہیں، جناب بش بابا اب ہمارا کیا ہوگا اب تو طالبان مارنے کی بجائے ذبح کرتے ہیں۔ بش کا جواب ہوتا ہے میرے

بچو میں خود بہت پریشان ہوں کہ کیسے اپنی جان بچاؤں کوئی بہانہ ہی نہیں مل رہا، ایک افغانستان تو نہیں عراق بھی تو ہے اب تو ایک نیا محاذ (صومالیہ) بھی کھل گیا ہے انہوں نے بھی میرے حواریوں کو ذبح کرنا شروع کر دیا ہے بس تم اب صبر سے کام لو آخر تم کو ڈالر بھی تو حاصل کرنے ہیں اور اسے حاصل کرنے کے لئے تو جان کی بازی بھی لگانی پڑتی ہے مرنا تو تم سب کا مقدر ہے ہی لیکن اتنا یاد رکھو گولی سے قتل ہو یا چھڑی سے ذبح ہو بھاگنے کی نہ سوچنا، ہمارے پاس ایسے غداروں کی کوئی جگہ نہیں ناراض بھی نہ ہونا آپ کو معلوم نہیں کہ ہماری دوستی اتنی ہی ہوتی ہے جیسی تمہاری وفاداری ہوگی ویسے ہی ہماری بے وفائی۔

بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ سادہ لوح عوام بھی ان سے مایوس ہو گئے ہیں اور یہ ترقی پسند اور تعمیر نو کے خواہشمند یہ سمجھتے تھے کہ دجال اپنے ہاتھ میں جنت لایا ہے اور وہ ہمیں جنت لے جائے گا ان غریبوں کو کیا پتہ تھا کہ جسے وہ اپنا خیر خواہ اور ہمدرد سمجھتے تھے وہ ان کے گھروں میں گھس کر ان کی عزتوں کو راتوں رات پامال کر دیں گے جب یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تو شکایت کے لئے کرزئی کے پاس پہنچے کہ جناب آپ کی تعمیل کرنے والوں نے تو ہمارے گھروں پر چڑھائی کر دی خدا کے لئے ان کو روکو، کرزئی نے سر ہلا کر کہا یہ ہمارے مہمان ہیں اور گھروں میں گھس کر لوٹنا تو ان کی عادت ہے وہ اپنی عادت سے مجبور ہیں اور اگر میں ان کو کچھ کہتا ہوں تو یہ مہمانوں کی بے عزتی ہوگی اور یہ ہماری شان کے خلاف ہے اگر ہم مہمانوں کے ساتھ اس طرح کریں۔ کرزئی نے جب باگرام کے ہوائی اڈے پر امریکی کمان کے جنرل سے یہی بات عرض کی تو جواب ملا کہ آقا کے سامنے غلاموں کی طرح بات کرو، اب تو مہمان صاحب خانہ بنا ہوا ہے اور کہا کہ ہم تو راتوں کو تلاشی لیتے ہیں اور راتوں کی تلاشی میں یہ سب کچھ تو ہوتا ہی ہے۔ کرزئی نے مایوس ہو کر امریکہ کا ٹکٹ لیا اور بڑے آقا کے دربار میں پہنچ گیا سر جھکا کر بڑے ادب سے اجازت مانگی کچھ انتظار کے بعد حکم ہوا آنے دو، شراب و کباب کے بعد باتوں باتوں میں کرزئی نے کہا جناب ایک درخواست عرض کرنی تھی اگر اجازت ہو تو.....؟ اس کے بعد عرض کرنے لگا کہ جناب آپ سرکار کے جنرل صاحبان تو ہماری ایک بات بھی نہیں سنتے چادر اور چادر دیواری کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے میری قوم کے گھروں پر چھاپے مارتے ہیں یہ ہماری ثقافت کے خلاف ہے

بش نے جواب میں کہا آپ کو پتہ نہیں کہ ہمارے فوجی آزاد ماحول کے عادی ہیں جو وہ چاہیں کریں ان کو کوئی نہیں روک سکتا اور اب تو وہ تمہاری قوم ہی نہیں رہی تم تو اب ہماری قوم میں سے ہو تم کو تو اب اس قوم سے غرض ہی نہیں رکھنی چاہیے، کرزئی نے جب یہ بات سنی تو اسے یاد آیا کہ واقعی اس کی قوم تو بدل چکی ہے اپنے آقا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کرزئی واپس لوٹ آیا۔ لیکن کرزئی کی پریشانی میں کوئی کمی نہیں آئی جب اس نے دیکھا کہ اب تو بہت سارے ترقی پسند لوگ بھی ان جانور صفت لوگوں سے تنگ آ چکے ہیں اور طالبان کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں تب اسے اپنی کرسی جاتی ہوئی محسوس ہوئی اور اس کی راتوں کی نیند حرام ہو گئی۔

الحمد للہ طالبان کے پاس اسلحہ کے وہ خزانے ہیں جس کے ذریعہ وہ بیس سال تک ان صلیبی لشکروں کا با آسانی مقابلہ کر سکتے ہیں اور اب تو مجاہدین نے بھی سخت گوریلا جنگ شروع کر دی ہے، اسی لئے جب اتحادی صلیبی افواج اپنے اڈوں سے نکلتی ہیں تو گشت کرتے وقت ان پر طالبان کے حملے کے خوف سے ہی غشی طاری ہو جاتی ہے اور گشت سے واپسی پر جب وہ اپنے اڈوں تک پہنچ جاتے ہیں تو لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہتے ہیں شکر ہے بچ کر آ گئے، بلکہ اب تو ایسی خبریں بھی آنا شروع ہو گئی ہیں کہ طالبان کے حملوں کے ڈر سے بہت سے فوجی گشت پر جانے سے ہی انکار کر دیتے ہیں، بعض تو خود کشی کرتے ہیں اور اپنے افسروں کو بھی مارتے ہیں اور اکثر اعصابی مریض بن گئے ہیں۔



## شکریہ کا خط

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! حضرت سب سے پہلے میں محمود غزنوی اور میرا دوست ابو عبد اللہ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کیونکہ آپ کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ہم سے دین کی خدمت کا معمولی ہی سا کام لیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ آپ اور تمام ساتھیوں کی حفاظت فرمائے اور اللہ ہم سے بھی دین کی سر بلندی کا کام لے اور موت جب آئے تو شہادت کی خوشخبری کے ساتھ آئے۔ آمین یقیناً یہ ایک بہت ہی چھوٹا سا کام تھا لیکن ہم اسے اس طرح سمجھتے ہیں جس طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو ایک چھوٹی چڑیا اس آگ پر اپنی چونچ میں پانی لا کر ڈالتی گئی تو کسی پوچھنے والے نے پوچھا کہ کیا تمہاری اس حقیر بوند سے اتنی بڑی آگ بجھ سکتی ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ اس بوند سے اتنی بڑی آگ کا کچھ نہیں بگڑے گا لیکن کل قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھیں گے تو میں یہ تو کہہ سکوں گی کہ میں آگ لگانے والوں میں شامل نہیں تھی بلکہ آگ بجھانے والوں میں سے تھی۔

تو یہ کام ہماری وہ حقیر بوند ہے جو ہم نے اللہ تعالیٰ کے لئے کیا ہے۔ ہم نے کسی پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ احسان آپ نے ہم پر کیا ہے۔ یقیناً دین ہم سب کا ہے اور ہم سب کو اس کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو دین کے کام میں لگے ہوئے ہیں اور فرعون وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے لکار رہے ہیں آفرین ہے ان ماؤں پر جنہوں نے ایسے جری باہمت نوجوان امت مسلمہ کو دیے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہمارے ساتھ ہے اور انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب امریکہ کے بھی اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے جس طرح روس کے ہوئے تھے اور وہ اپنے زخم چاٹتا ہوا یہاں سے رخصت ہوگا انشاء اللہ۔

جب آپ نے اس کام کے سلسلے میں مجھ سے بات کی تو سچ پوچھیں میں تھوڑا سا پریشان ہو گیا تھا کیونکہ میں نے اس سے پہلے Inpage پر کام بالکل نہیں کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ایک موقع دین کی خدمت کا دیا تھا اس کو ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اپنے دوست ابو عبد اللہ سے بات کی کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ وہ کبھی کبھار Inpage پر کام کرتا رہتا ہے۔ اس نے حامی بھری تب مجھے اطمینان ہوا۔

مجھے جب کام ملا تو بھائی نے کہا کہ اس کو آدھا آدھا کرتے ہیں میں بہت پریشان ہوا کیونکہ مجھے اس کے بارے میں کوئی معلومات نہیں تھیں۔ خیر میں نے اللہ کا نام لے کر اس پر کام شروع کر دیا آپ یقین کریں محض تیس دن میں مجھے Inpage پر کام کرنا آ گیا۔ میں اسے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سمجھتا ہوں یقیناً یہ ایک اچھا کام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی مدد ضرور آتی ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد رکھیں اور اگر کبھی اس طرح کا کوئی کام ہو تو ہمیں اپنا حصہ ڈالنے کا موقع دیں۔ جزاک اللہ۔

باقی کچھ جگہوں میں اردو گرائمر کی کچھ غلطیاں دیکھیں اور اپنے فہم کے مطابق درست کر دیا اور کچھ جگہوں پر عبارت میں بھی کچھ اضافہ کیا۔ اپنی طرف سے میں نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ مسودے میں کوئی خامی نہ ہو مگر انسان غلطی کا پتلا ہے بعض اوقات غیر دانستہ طور پر غلطی ہو ہی جاتی ہے امید ہے آپ معاف فرمائیں گے۔

فقط آپ بھائیوں کی دعاؤں کا محتاج

محمود غزنوی، ابو عبد اللہ

## کیوبا میں قید اللہ کے شیروں کو سلام

لأسد الغاب فی کوبا السلام  
 لیوث حینما و ثبواتنادت  
 تطوف بها الغداة بكل ذعر  
 تخاف تواثبا منها فتدنی  
 وما ضر الکرم اذا علاه  
 الا ایها الاحباب عذراً  
 نری للمسلمین بكل ارض  
 نری فی قدسنا قرداد دعياً  
 نری ما لا یطاق اذا تعطی  
 وسالت دمة فی خد طفل  
 وشیخ مبعء تعبت خطاه  
 هنا قدم و ذاک دم مسراق  
 وشی من بقایا شبه دار  
 اخی ان لم تقم اللہ فیهم  
 فقلاوا: ربنا انا برئنا  
 وانا ربنا لما سمعنا  
 سل الأفغان والشیشان عنهم  
 وسل یوم الکریهة کیف كانت  
 وجلل صار خالحدب فیهم  
 وسلها عن عدوهم المفدی  
 وان عزالتزاور والکلام  
 کلاب الغاب و انجفل النعام  
 وتحرسها الرواح فلاتنام  
 مشا علیها اذا جن الظلام  
 لحسن فیعة منه اللئام  
 فقد طاشت بجعبتی السهام  
 مجازر مالهم فیها قوام  
 یثن بشقله الحرام الحرام  
 بأ عراض القواریرا الطنام  
 جریح لم یجاوزه الفطام  
 ویطویه مع الألم الحمام  
 تلك ید تحیط بها عظام  
 وأنقاض و آیات حطام  
 فحسبك فتية اللہ قاموا  
 وقد خذلنهم العرب الکرام  
 صریخ الدین حق الانتقام  
 سل البوشناق کیف بها أقاموا  
 بسا لنهم وقد ثار الرغام  
 سبی لم یناهزه احتلام  
 وقد لا فتنهم الأسد العظام



على أعقابهم نكعت وولت  
 أيا أحببنا عذرا فانا  
 أيا أحببنا عذرا فانا  
 يلقعنا اذا نصحوا انحذال  
 تعلمنا المذلة كيف ننسى  
 ايا آسادنا فى القلب نار  
 لكم منا الدعاء بظهر غيب  
 لكم منا اللسان وكل حبر  
 لا سدا الله فى كوبا السلام  
 جحا فلهم يعر قلها الزحام  
 ليرهبنا الشباب اذا استقاموا  
 يهد هدنا التغزل والغرام  
 ويصفعنا اذا نمسى انهزام  
 وكيف نجيب ان وقع الملام  
 يزيد لحكم فيها الفسرام  
 من الأبرار ماصلو اوصا موا  
 اذا مالف فى الغمد الحسام  
 وقل لهم اذا عشر السلام

قید و بند کی صعوبتیں کاٹنے والے مجاہدین کو

ایک عرب شاعر کا خراج عقیدت

کیوبا میں قید اللہ کے شیروں کو سلام! کہ مشکل ہے ان سے ملاقات اور گفتگو  
 کلام۔ جب اللہ کے شیر کفر پر ٹوٹے تو کافروں نے ایک دوسرے کو مدد کے لیے پکارا اور  
 منافق تتر بتر ہونے لگے۔ ہر صبح اسلام دشمنوں پر نیا خوف لاتی ہے اور ہر شام کی تاریکی ان کی  
 نیندیں اڑا دیتی ہے۔ دشمنانِ اسلام اللہ کے شیروں کے دوبارہ جہاد کے میدان میں کود پڑنے  
 سے ڈرتے ہیں اور جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو اسلام دشمن اپنی قندیلیں روشن کر کے  
 سر جوڑ کر اسلام کے خلاف مہم جوئی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اچھے کردار اور نیک سیرت  
 مجاہد کو یہ کمینے کافر نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اے دوستو! معذرت! گھمسان کی لڑائی میں مسلمان  
 میرے ترکش کی طرف تیر نہ پہنچا سکے آج مسلمانوں کے ہر خطے میں مسلمانوں ہی کا خون بہہ  
 رہا ہے اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں۔ آج ہندو، مسیحی، یہودی، مقدس کے دعویدار بن بیٹھے  
 ہیں جبکہ مسجد اقصیٰ ان کی خباست اور ناپاکی سے رو رہی ہے۔ یہودی فلسطین میں دندناتے پھر  
 رہے ہیں اور پاکدامن مسلمان خواتین کی بے حرمتی کر رہے ہیں۔ یہودیوں کے مظالم سے  
 بچوں کے آنسو ان کے معصوم رخساروں سے بہہ رہے ہیں۔ لاچار اور کمزور بوڑھے فلسطینی  
 یہودیوں کے مظالم سے تنگ آ کر موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ مسلمانو! فلسطین میں لاشیں

ترپ رہی ہیں، خون بہہ رہا ہے اور زخمی کراہ رہے ہیں۔ وہاں مسلمانوں کے جلتے گھر، تباہ شدہ بلے، ٹوٹی پھوٹی گھریلو اشیاء اور کچھ بقایا جات ہیں۔ مسلمانو! اگر تم اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لیے نہیں اٹھو گے تو فدائی نوجوانوں کی ایک جماعت جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اٹھ کھڑی ہے۔ یہ اسیر مجاہدین کہہ رہے ہیں کہ یا اللہ! ہم ان مسلمانوں اور بالخصوص عرب کے سرداروں سے بے زار ہیں جنہوں نے ہماری مدد نہ کی۔ اے ہمارے رب! جب ہم نے جہاد کی صدا کو سنا تو کافروں سے انتقام کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ان مجاہدین کے پاکیزہ اور جرأت مندانہ کردار کے بارے میں افغان، چیچن اور بوسنیا کے باشندوں سے پوچھو! ہوش اڑا دینے والے خونریز جہادی معرکوں سے ان اسیر مجاہدین کی بہادری اور اسلامی غیرت پوچھو جب کہ ان ایمانی معرکوں میں شریک نابالغ بچے بھی پکار پکار کر مسلمانوں کو جہاد کی طرف بلا رہے تھے۔ ان مجاہدین کے بارے میں ان کے طاقتور دشمن سے پوچھو کہ اللہ کے شیروں نے کیسے ڈٹ کر مقابلہ کیا؟ ان اللہ کے شیروں نے بڑے بڑے لشکروں کے منہ موڑ دیئے اور ان کے چھکے چھڑا دیئے۔ اے مسلمانو! اللہ کے یہاں تمہارا کیا عذر ہوگا؟

جبکہ تم نوجوانوں کو دہشت گردی (جہاد) کا طعنہ دے کر گھروں میں بیٹھنے کی تلقین کرتے ہو۔ اے مسلمانو! آج تم جہاد چھوڑ کر دنیا کی فانی عیش و عشرت، بے ہودہ عشق و مستی اور ہوا و ہوس کی نیند غفلت میں سو رہے ہو۔

جب مسلمانوں کو سر بلندی اور جہاد کی طرف بلایا جاتا ہے تو انہیں دنیا کی عزت چٹ جاتی ہے اور اسی وجہ سے آج مسلمان ہر شام شکست و رسوائی کے تھیرے سہ رہے ہیں۔ مسلمانوں میں ترک جہاد کی ذلت نہ بھلانے والے نشانات چھوڑ رہی ہے۔ مسلمان اپنی شکست و خفت کا جواب کیسے اور کب دیں گے؟

ہمارے نوجوانوں میں سے کس کے دل میں اسلامی غیرت کی آگ ہے؟

جو اپنے اسیر مجاہد بھائیوں کی محبت میں شعلہ زن ہو؟

اے کیوبا میں اسیر مجاہدو! تمہارے لیے ہر غیرت مند مسلمان مرد و عورت ہر وقت دعا گو ہے۔ اے اسیرو! ہماری زبانوں پر تمہاری اسلامی غیرت کے قصے اور ہماری تحریروں میں تمہارے ایمان افروز واقعات ہیں۔

## گوانتا نامو کے قیدیوں کے نام

### افغانستان:

- (1) غلام روحانی، عمر 31 سال، (2) عبدالحق واثق، عمر 35 سال، (3) ملا محمد فضل،
- عمر 39 سال، (4) عبداللہ غلام رسول، عمر 33 سال، (5) ملا نور اللہ نوری، (6) محمد ریاض، عمر
- 37 سال، (7) محمد جان برکزئی، عمر 39 سال، (8) عبدالرؤف العزیز، عمر 25 سال، (9)
- عصمت اللہ، عمر 29 سال، (10) عبدالرحمان، عمر 37 سال، (11) سلیمان درمحمد شاہ، عمر
- 29 سال، (12) حبیب رسول، عمر 51 سال، (13) خان جائن، عمر 24 سال، (14)
- عبدالسلام، عمر 39 سال، (15) محمد غلام، عمر 34 سال، (16) عزت خان، عمر
- 40 سال، (17) یاسر علی مست، عمر 34 سال، (18) غلام خان، عمر 26 سال، (19) محمد علی،
- عمر 32 سال، (20) عزیز خان علی خان، عمر 44 سال، (21) محمد صادق، عمر 93 سال، (22)
- امان اللہ، عمر 33 سال، (23) عبدالغفور، عمر 35 سال، (24) عبدالوحید، عمر 34 سال، (25)
- عبدالنبوغنی، عمر 54 سال، (26) ناصر ملنگ، عمر 34 سال، (27) عبدالرزاق، عمر
- 35 سال، (28) عبدالرحمان، عمر 30 سال، (29) محمد سرگیلانی، عمر 29 سال، (30) عبداللہ،
- عمر 46 سال، (31) عبدالمرتضیٰ رحمان، عمر 30 سال، (32) صاحب جان،
- عمر 29 سال، (33) غفور شاہ جان، عمر 37 سال، (34) محمد رضا محمد، عمر 29 سال، (35)
- صبغت لیار، عمر 25 سال، (36) حضرت سنگین خان، (37) محمد یوسف یعقوب، (38)
- ارمان بقر محمود، عمر 31 سال، (39) جمعہ خان، عمر 38 سال، (40) محمد یوسف یعقوب، (41)
- حمد اللہ فتو، عمر 32 سال، (42) گل محمد عمر 44 سال، (43) سراج الدین مجیب، عمر 64 سال،
- (44) نامعلوم فرد (45) گل زمان، عمر 35 سال، (46) زمان خان، عمر 44 سال، (47)
- زمان خان، عمر 30 سال، (48) حاجی نور اللہ، عمر 35 سال، (49) فیض اللہ رحمان، عمر
- 44 سال، (50) صادق محمود، عمر 54 سال، (51) محمد سلطان، عمر 30 سال، (52) خیر اللہ،
- (53) احسان اللہ، عمر 29 سال، (54) عطاء اللہ آدم گل، عمر 24 سال، (55) داؤد مہین، عمر



27 سال، (56) گل داد، عمر 26 سال، (57) عبدالحنان، عمر 48 سال، (58) محمد شریف، عمر 30 سال، (59) امان اللہ علیکوٹی، عمر 31 سال، (60) نور اللہ، عمر 35 سال، (61) محبت اللہ فنو، عمر 24 سال، (62) محمد ولی، عمر 42 سال، (63) بدر الزمان، عمر 35 سال، (64) عبدالرحیم، عمر 46 سال، (65) قاری حسن اللہ، عمر 29 سال، (66) خیر اللہ، عمر 39 سال، (67) احمد نور، عمر 33 سال، (68) رحمان، عمر 41 سال، (69) عبدالرحمان نورانی، عمر 33 سال، (70) قاری عصمت اللہ، عمر 22 سال، (71) حبیب اللہ نور، عمر 26 سال، (72) نعمت اللہ خان، عمر 48 سال، (73) علی خان، عمر 48 سال، (74) نثار احمد، عمر 26 سال، (75) وزیر بادشاہ، عمر 34 سال، (76) محمد اختر رستم، عمر 26 سال، (77) فاروق محمد نیام، عمر 46 سال، (78) محمد اکبر، عمر 50 سال، (79) گل منتقی، عمر 26 سال، (80) انسان اللہ، عمر 26 سال، (81) ولی بادشاہ، عمر 29 سال، (82) مسجد اللہ فنو، عمر 38 سال، (83) نیاز ولی جان، عمر 44 سال، (84) حامد اللہ، عمر 26 سال، (85) محمد طاہر، عمر 31 سال، (86) محمد مرزا، عمر 42 سال، (87) محمد کبیل، عمر 43 سال، (88) عزیز اللہ، عمر 26 سال، (89) فدی داد، عمر 49 سال، (90) عبدالباقی، عمر 64 سال، (91) حاجی فیض محمد، (92) بسم اللہ، عمر 54 سال، (93) حاذب اللہ، عمر 25 سال، (94) محمد سرور کرزئی، عمر 28 سال، (95) عبدالحمید، عمر 39 سال، (96) عبداللہ حکمت، عمر 34 سال، (97) سید عباس، عمر 24 سال، (98) عارف خان، عمر 38 سال، (99) گل وزیر زالم، عمر 29 سال، (100) محمد فرہاد الدین، عمر 30 سال، (101) عبدالظاہر، عمر 34 سال، (102) عبید اللہ، عمر 26 سال، (103) گل اوال، عمر 43 سال، (104) شمس اللہ، عمر 20 سال، (105) حاجی صاحب روح اللہ، عمر 44 سال، (106) شبر لال، عمر 44 سال، (107) قلندر شاہ، عمر 33 سال، (108) عثمان خان، عمر 45 سال، (109) حاجی محمد یوسف، عمر 39 سال، (110) اسلم نور، عمر 24 سال، (111) عبدالسلام، عمر 31 سال، (112) قادر خان، عمر 37 سال، (113) محمد نبی عماری، عمر 38 سال، (114) نقیب اللہ، عمر 29 سال، (115) محمد رسول شاہ ولی، عمر 28 سال، (116) محمد اختر، عمر 36 سال، (117) امین اللہ، عمر 50 سال، (118) محمد نسیم، عمر 26 سال، (119) محمد اختر، عمر

36 سال، (120) باریق فٹو، عمر 34 سال، (121) عبدالناصر، عمر 25 سال، (122) نصر اللہ،  
 عمر 27 سال، (123) عصمت اللہ، عمر 29 سال، (124) رحمت اللہ، عمر 38 سال، (125)  
 فرہاد الدین بار، عمر 29 سال، (126) عبدالرحیم، عمر 31 سال، (127) زعیم شاہ، عمر  
 23 سال، (128) شوال خان، عمر 43 سال، (129) محمد جواد، عمر 21 سال، (130) تاج  
 محمد، عمر 25 سال، (131) حبیب الرحمان، عمر 24 سال، (132) محمد پیٹا، عمر  
 21 سال، (133) محمد خان، عمر 24 سال، (134) عبدالصمد، عمر 24 سال، (135) اسد  
 اللہ، عمر 18 سال، (136) نقیب اللہ، عمر 18 سال، (137) سردار خان، عمر  
 24 سال، (138) عبدالرزاق، عمر 42 سال، (139) خلیل گل، عمر 43 سال، (140)  
 عبدالقدس، عمر 18 سال، (141) محمد اسماعیل، عمر 22 سال، (142) حاجی نعیم، عمر  
 66 سال، (143) سرور خان، عمر 36 سال، (144) عبدالغنی، عمر 34 سال، (145) جمعہ  
 دین، عمر 33 سال، (146) عبدالرزاق، عمر 67 سال، (147) عبدالغنی، عمر  
 23 سال، (148) شریف اللہ، عمر 26 سال، (149) عامر سعید جان، عمر 26 سال، (150)  
 انور خان، عمر 39 سال، (151) عبدالظہور، عمر 39 سال، (152) عبداللہ خان  
 42 سال، (153) ناصر اللہ، عمر 59 سال، (154) حاجی شہزادہ، عمر 47 سال، (155) حمد  
 اللہ، عمر 33 سال، (156) عبدالغفور عمر 44 سال، (157) محمد قاسم، عمر 29 سال، (158)  
 احمد، عمر 52 سال، (159) محمد نعیم، عمر 44 سال، (160) بسم اللہ، (161) عبدالوہاب، عمر  
 38 سال، (162) عبدالباغی، عمر 38 سال، (163) رحمت اللہ، عمر 25 سال، (164) حفیظ  
 اللہ، عمر 32 سال، (165) بری داد، عمر 53 سال، (166) نصیر اللہ، عمر 26 سال، (167)  
 حاجی بسم اللہ، عمر 27 سال، (168) محمد اختر، (169) امان اللہ، عمر 43 سال، (170) یار  
 کشکو، عمر 43 سال، (171) محمد عارف، عمر 60 سال، (172) بلر موہبی، عمر  
 25 سال، (173) کریم بوستان، عمر 36 سال، (174) عبداللہ وزیر، عمر 27 سال، (175)  
 نصرت یار، عمر 36 سال، (176) قندھاری کاکو، عمر 36 سال، (177) حاجی غالب، عمر  
 43 سال، (178) حاجی وزیر محمد، عمر 63 سال، (179) مہر حسن، عمر 26 سال، (180) شہباز  
 حفیظ اللہ، عمر 60 سال، (181) عبدالمتین، عمر 41 سال، (182) شبیر احمد، عمر

35 سال، (183) محمد یعقوب، عمر 30 سال، (184) محمد مصطفیٰ سہیل، عمر 25 سال، (185) حاجی نصرت خان، عمر 71 سال، (186) نہار شاہ، عمر 33 سال، (187) امین اللہ برپال، عمر 34 سال، (188) احمد فدا، عمر 29 سال، (189) نصیب اللہ، عمر 29 سال، (190) گل چمن، عمر 43 سال، (191) حافظ عبداللہ، عمر 45 سال، (192) عبدالغفار، عمر 48 سال، (193) سعدیہ جان، (194) محمد اختر، عمر 53 سال، (195) نصیر گل، عمر 26 سال، (196) نور حبیب، عمر 38 سال، (197) عبدالرزاق، عمر 48 سال، (198) محمد مکین، عمر 28 سال، (199) عزم اللہ، عمر 24 سال، (200) شرابت، عمر 33 سال، (201) محبوب رحمان، عمر 21 سال، (202) محمد سعید، عمر 29 سال، (203) امان، عمر 49 سال، (204) کاکی خان، عمر 35 سال، (205) مجاہد، عمر 35 سال، (206) محمد طاہر، عمر 53 سال (207) محمد رحیم، (208) حاجی جلیل، (209) حامد اللہ، عمر 43 سال (210) علی شاہ،، عمر 47 سال (211) حکمار، عمر 32 سال (212) یعقوبی،، عمر 40 سال۔ کل افغان قیدی 212

## پاکستان:

(1) عبدالستار، عمر 24 سال (2) عبدالستار نفیسی، عمر 35 سال (3) صاحبزادہ عثمان، عمر 24 سال (4) اقبال ظفر، عمر 27 سال (5) ضیاء اللہ شاہ، عمر 30 سال (6) جمال الدین، عمر 39 سال، (7) محمد اعجاز خان، عمر 29 سال، (8) سید محمد، عمر 37 سال (9) محمد اخلاق شاہ، عمر 25 سال، (10) محمد اسحاق (11) صالح محمد، عمر 24 سال، (12) عیسیٰ خان، عمر 31 سال، (13) اسد اللہ، عمر 25 سال (14) منیر بن نصیر عمر 28 سال، (15) طارق خان، عمر 28 سال، (16) حافظ احسان سعید، (17) عبدالرزاق، عمر 34 سال، (18) محمد اشرف، عمر 26 سال، (19) محمد عرفان، عمر 23 سال، (20) سرفراز احمد، عمر 40 سال، (21) سیف اللہ گنڈی، عمر 27 سال (22) اعجاز احمد خان، عمر 31 سال (23) طارق محمد، عمر 34 سال (24) صلاح الدین ایوبی، عمر 32 سال (25) حافظ لیاقت، عمر 29 سال، (26) علی سید، عمر 29 سال، (27) ایوب حبیب، عمر 32 سال (28) فضل داد، عمر 24 سال، (29) محمد سانگھر، عمر 54 سال، (30) الیاس محمد، عمر 64 سال، (31) حمید اللہ خان، عمر 35 سال، (32) محمد



کاشف خان، عمر 27 سال، (33) محمد ارشد رضا، عمر 26 سال، (34) اقبال خائق، عمر 23 سال، (35) ماجد خان (35) خبات اللہ، عمر 23 سال، (36) عابد رضا، عمر 23 سال، (37) زاہد سلطان، عمر 25 سال، (38) حافظ خلیل الرحمان، (39) محمد اعجاز (40) محمد عنصر، عمر 25 سال، (41) علی احمد، عمر 24 سال، (42) محمد حنیف، عمر 24 سال، (43) عبدالموئی، عمر 37 سال، (44) دلی جمال، عمر 39 سال، (45) محمد رفیق، عمر 26 سال۔ (46) انعام اللہ امین، (47) اسرار الحق، عمر 26 سال، (48) محمد انور، عمر 25 سال، (49) باچا خان، عمر 34 سال، (50) محمد عمر، عمر 20 سال، (51) محمد نعمان، عمر 29 سال، (52) محمد عباس، (53) سنجین اریامان، عمر 22 سال، (54) مجید محمود، عمر 27 سال، (55) علی محمد عمر 54 سال، (56) حافظ قاری سعید اقبال، عمر 28 سال، (57) محمد طلحہ خان، عمر 26 سال، (58) سلطان احمد، عمر 21 سال، (59) ساغر احمد، عمر 31 سال، (60) احمد بشیر، عمر 30 سال، (61) محمد عرفان، عمر 27 سال، (62) عبد الحلیم صدیقی، عمر 38 سال، (63) محمد اکبر، عمر 33 سال، (64) سیف اللہ پراچہ، عمر 58 سال، (65) ابو رحمان، عبدالربان، عمر 37 سال، (66) محمد احمد غلام، عمر 36 سال۔ کل پاکستانی قیدی 66

### سعودی عرب:

(1) یاسر حمیدی، عمر 26 سال (2) محم فہد نصیر، عمر 24 سال (3) مجید عبداللہ، عمر 39 سال (4) عبدالرحمان، عمر 30 سال (5) برہان مجید، عمر 33 سال (6) سعود دیکیل اللہ معلم، عمر 29 سال (7) محمد یحییٰ مومن، عمر 28 سال (8) سالم سلیمان، عمر 37 سال (9) سلطان دیودیر مومن، عمر 30 سال (10) محمد ناجی صحیحی، عمر 38 سال (11) احمد الصالح، عمر 27 سال (12) عبدالحدی باوان الیسیائی، عمر 34 سال (13) یحییٰ شامل السوائل، عمر 27 سال (14) عبدالرزاق محمد ابراہیم، عمر 22 سال (15) خالد سعود ابدال رحمان، عمر 29 سال (16) مسحال محمد راشد، عمر 24 سال (17) یوسف خلیل عبداللہ، عمر 24 سال (18) مش ارشد، عمر 26 سال (19) فہد، عمر 27 سال (20) فہد عبداللہ ابراہیم، عمر 23 سال (21) یاسر طلال، عمر 21 سال (22) ابراہیم دیف اللہ نیان، عمر 40 سال (23) عبدالرحمان

القمان، عمر 32 سال (24) سورور ذخیل اللہ، عمر 22 سال (25) یوسف عبداللہ صالح، عمر 25 سال (26) عبدالعزیز سعد، عمر 26 سال (27) یوسف محمد مبارک، عمر 20 سال (28) سلمان سعد الحذئی، عمر 24 سال (29) بیچاد دتیف اللہ، عمر 34 سال (30) خواز عبدالعزیز، عمر 28 سال (31) سالم عبداللہ، عمر 25 سال (32) ابراہیم اشد برکیال، عمر 25 سال (33) عبدالسلیم، عمر 21 سال (34) مازن صالح سعد، عمر 26 سال (35) خالد سلیمان، عمر 31 سال (36) سعد خاتم، عمر 37 سال (37) مجید عبداللہ حسین، عمر 25 سال (38) علی محمد ناصر، عمر 23 سال (39) مجید محمد، عمر 33 سال (40) فہد صالح سلیمان، عمر 23 سال (41) عبدالرحمان، عمر 25 سال (42) آفاس راہی، عمر 32 سال (43) احمد مبارک، عمر 27 سال (44) زیاد العوی، عمر 31 سال (45) رشید خلافہ، عمر 28 سال (46) مکرام سعید، عمر 30 سال (47) جبار جبران، عمر 31 سال (48) خاتمی صالح علی، عمر 25 سال (49) ابراہیم جی سلمان، عمر 26 سال (50) محمد الرحمان، عمر 31 سال (51) رحمان مرزا ظفر، عمر 27 سال (52) عبدالرحمان تقیہ، عمر 33 سال (53) سید محمد حسین، عمر 28 سال (54) ابراہیم رمزی، عمر 25 سال (55) عبداللہ محمد، عمر 38 سال (56) شال سیاف، عمر 26 سال (57) محمد عبدالرحمان، عمر 29 سال (58) فہد عمر عبدالجید، عمر 30 سال (59) فہد محمد عبداللہ، عمر 22 سال (60) انور النور، عمر 29 سال (61) انور النور، عمر 29 سال (62) سعد الجدان، عمر 33 سال (63) عبدالہادی ابراہیم، عمر 23 سال (64) خالد محمد، عمر 34 سال (65) شاکر عبدالرحیم محمد، عمر 37 سال (66) ابوامر، عمر 28 سال (68) صالح عبدالرسول، عمر 26 سال (69) صالح، عمر 26 سال (70) نیاف عبداللہ ابراہیم، عمر 24 سال (71) عبداللہ الوفی، عمر 39 سال (72) عبدالعزیز عبدالرحمان، عمر 24 سال (73) طارق صالح حسین، عمر 23 سال (74) عبداللہ محمد، عمر 32 سال (75) عبدالرحمان، عمر 26 سال (76) ابراہیم محمد ابراہیم، عمر 24 سال (77) زید محمد، عمر 24 سال (78) بدر الاکبری، عمر 29 سال (79) زید سید فراگ، عمر 27 سال (80) عادل حسین، عمر 32 سال (81) امی بن سید، عمر 25 سال (82) محمد جید، عمر 23 سال (83) خالد حسن حسین، عمر 31 سال (84) احمد محمود، عمر 30 سال (85) عبداللہ، عمر 26 سال (86) محمد عتیق الوحده، عمر

32 سال (87) محمد خالد سعد، عمر 32 سال (88) مجید محمد، عمر 26 سال (89) سعد ابراہیم سعد، عمر 28 سال (90) خالد عبدالرحمان، عمر 36 سال (91) پیام محمد صالح، عمر 28 سال (92) محمد مبارک صالح، عمر 27 سال (93) عبداللہ ابراہیم عمر 39 سال (94) راشد ابہال مصلح، عمر 46 سال (95) سید بیزان اشیک، عمر 25 سال (96) امران باقر محمد، عمر 31 سال (97) الحیز انی عبد، عمر 30 سال (98) جبار الحاتم، عمر 32 سال (99) نیاف فہد مقلقی، عمر 27 سال (100) فاضل شاہ، عمر 26 سال (101) سید محمد، عمر 34 سال (102) خالد مولا، عمر 23 سال (103) صادق احمد، (104) عبدالحاکم، عمر 51 سال (105) ناصر مزید عبداللہ، عمر 35 سال (106) نصراف فہد، عمر 23 سال (107) خالد رشد علی، عمر 30 سال (108) سلطان سیال عمر 32 سال (109) عبدالرحمان حسین، عمر 34 سال (110) عبدالغریال انس، عمر 26 سال (111) رحمان العربی، عمر 32 سال (112) محمد عبداللہ الحر بی، عمر 27 سال (113) عبدالحاکم صالح، عمر 23 سال (114) عبدالحاکم عبدالرحمان، عمر 29 سال (115) منصور محمد علی، عمر 4 سال (116) صالح محمد صالح، عمر 34 سال (117) ابراہیم محمد علی، عمر 23 سال (118) شامہ ابرادی، عمر 30 سال (119) عبد الحمید، عمر 27 سال (120) راشد الود راشد، (121) احمد سالم ظہیر، عمر 33 سال (122) عبداللہ، عمر 31 سال (123) عبدالعزیز کریم سالم، عمر 3 سال (124) جبار سید وزیر، عمر 29 سال (125) محمد مرادی عینی، عمر 37 سال (126) احمد صفی سعودی گل، عمر 31 سال (127) تولیق ناصر احمد، عمر 33 سال (128) علی بن آق حسن محمود، عمر 21 سال - کل قیدی (128)

یمن:

(1) فہد عبداللہ احمد، عمر 24 سال (2) القمان الرحیم، عمر 27 سال (3) حمزہ احمد 29 سال (4) احمد عمر عبداللہ، عمر 34 سال (5) عبد الجاہد محمد عبد العزیز، عمر 28 سال (6) فاروق علی، عمر 22 سال (7) محمد احمد سید، عمر 44 سال (8) عبداللہ محمد، عمر 36 سال (9) ادریس، عمر 27 سال (10) ادریس ابراہیم، عمر 45 سال (11) عبد الوہاب عبداللہ عمر 27 سال (12) علی حمزہ احمد، عمر 37 سال (13) عبدالقادر حسین، عمر 30 سال (14) احمد



محمد، عمر 25 سال (15) عبدالرحمان شبلی، عمر 30 سال (16) عمیدہ نجال حسین، عمر 28 سال (17) محمد رجب صادق، عمر 31 سال (18) علی احمد محمد، عمر 26 سال (19) وقاص محمد علی، عمر 24 سال (20) عبدالصالح، عمر 27 سال (21) محمد عبدالرحمان صالح نصیر، عمر 26 سال (22) مختار بیگی نجی، عمر 32 سال (23) غالب نصیر، عمر 26 سال (24) توفیق شیر محمد، عمر 30 سال (25) صالح احمد حدی، عمر 30 سال (26) سلیم احمد ملک، عمر 36 سال (27) عاصم نہات عبداللہ، عمر 38 سال (28) فیض احمد بیگی، عمر 32 سال (29) الال الجلیل، عمر 30 سال (30) علی حسین عبداللہ، عمر 28 سال (31) خالد الجبار، عمر 38 سال (32) عادل الحج بھید، عمر 37 سال (33) علی بیگی مہدی، عمر 23 سال (34) شرف احمد محمد، عمر (35) ابوبکر ابن علی محمد، عمر 27 سال (36) عبداللہ احمد باوا، عمر 28 سال (37) عیسام احمد، عمر 26 سال (38) محسن محمد محسن، عمر 39 سال (39) محمد احمد علی، عمر 26 سال (40) محمد عمر محمد، عمر 26 سال (41) حسن علی صالح، عمر 25 سال (42) عبدالرحمان ابوسلیمان، عمر 27 سال (43) عبدالرحمان علی، عمر 24 سال (44) عبدالکمال، عمر 27 سال (45) عبدالرزاق محمد، عمر 33 سال (46) سعید احمد عبداللہ، عمر 30 سال (47) خالد قاسم، عمر 30 سال (48) محمد عبداللہ، عمر 30 سال (49) محمد سعید بن سلیم، عمر 31 سال (50) یاسم محمد، عمر 30 سال (51) محمد علی حسین، (52) محمد صالح خاتمی، عمر 30 سال (53) ریاض عتیق علی عبداللہ، (54) فدیال حیان صالح، عمر 37 سال (55) احمد سیلام، عمر 25 سال (56) مصطفیٰ عبدالقوی، عمر 27 سال (57) محمد علی عبداللہ، عمر 26 سال (58) عبدالرحمان، عمر 27 سال (59) عبدالرحمان عمر یال، عمر 30 سال (60) محمد احمد سید، عمر 28 سال (61) صالح محمد، عمر 51 سال (62) خالد محمد صالح، عمر 25 سال (63) سلیمان بیگی حسین، عمر 26 سال (64) محمد ناصر بیگی، عمر 56 سال (65) سلیمان بن اگیل، عمر 31 سال (66) یاسین قاسم محمد، عمر 27 سال (67) عبدالرحمان، عمر 30 سال (68) ولید بن سید، عمر 28 سال (69) فہیم سلیم سید، عمر 29 سال (70) جلال سلام احور، عمر 33 سال (71) انعم سید الشربی، عمر 29 سال (72) محمد ابراہیم الشربی، عمر 36 سال (73) محمد عبداللہ محمود، عمر 40 سال (74) ناصر مکبل ایزانی، عمر 27 سال (75) ناصر ایزانی، عمر 27 سال (76) ظاہر، عمر 26 سال (77) جمال محمد علاوی، (78) عبدالعزیز عبداللہ (79) سید کرم، عمر 37 سال (80) خواز

نعمان عبداللہ، عمر 26 سال (81) محمد احمد علی، عمر 26 سال (82) عیباد عبداللہ، عمر 26 سال (83) محمد حسین، عمر 26 سال (84) فیاد یحییٰ، عمر 29 سال (85) فہیم عبداللہ، عمر 29 سال (86) محمد احمد سلیم، عمر 25 سال (87) عبدالقادر احمد، عمر 29 سال (88) محمد علی سلیم، عمر 25 سال (89) عبدالاحد قادر، عمر 25 سال (90) علی بن علی صالح، عمر 29 سال (91) احمد بن علی، عمر 29 سال (92) احمد علی عبداللہ، عمر 29 سال (93) جمیل احمد سید، عمر 36 سال (94) صالح یعقوب رشید علی، عمر 28 سال (95) بشیر ناصر علی، عمر 26 سال (96) بالہند وار سید، عمر 24 سال (97) مصعب عمر علی، عمر 29 سال (98) عزیز احمد لکھنوی، عمر 29 سال (99) صالح سید، عمر 32 سال (100) محمد ولید ساحر، عمر 27 سال (101) محمد حسین سلیم، عمر 29 سال (102) عمر محمد علی الرحمان، عمر 31 سال (103) یسلاام الاکافلی، عمر 36 سال (104) عبد الاعلیٰ، عمر 31 سال (105) عبدالسلام، عمر 38 سال۔ کل قیدی (105)

### الکھیریا:

(1) بن شایا بلیم، عمر 43 سال (2) شبیر محفظ، عمر 37 سال (3) محمد نیچکی، عمر 38 سال (4) اعتزادار، عمر 35 سال (5) لاکھار بومیدان، عمر 40 سال (6) بود یلا لاج، عمر 41 سال (7) خالد الجزیری، عمر 30 سال (8) امیور حمار، عمر 47 سال (9) عبدالعزیز، عمر 31 سال (10) بوچیتا فچی، عمر 42 سال (11) مصطفیٰ احمد، عمر 47 سال (12) سمیر، عمر 33 سال (13) عبداللہ حسینی، عمر 48 سال (14) بجرال نبیل، عمر 26 سال (15) محمد عبدالقادر، عمر 30 سال (16) محبت سعید احمد سیاب، عمر 29 سال (17) احمد بن صالح باچا، عمر 36 سال (18) عبداللہ فوگیل، عمر 45 سال (19) سادی علی، عمر 39 سال (20) فرحی سیدی، عمر 45 سال (21) حسین رابی، عمر 30 سال (22) عبداللہ راحم، عمر 28 سال، کل قیدی 22

### ازبکستان:

(1) شاہ رخ ہمدانی، عمر 22 سال (2) تربداوچ، عمر 32 سال (3) محمد صادق آدم، عمر 33 سال (4) حمید اللہ علی شیر، عمر 31 سال (5) ابوبکر جمال اودوچ، عمر 32 سال (6) محمد عبداللہ خان، عمر 34 سال۔ کل قیدی (6)

تاجکستان:

- (1) رکن الدین ضیاء وچ، عمر 33 سال (2) محمد ابن فزاوچ، عمر 47 سال (3) نبی یوسف، عمر 42 سال (4) سوبت وکلوچ، عمر 36 سال (5) مروف سلیم وچ، عمر 28 سال (6) عبدالکریم ارگاشیو، عمر 41 سال (7) سید اہدو، عمر 53 سال (8) کمال الدین کاشمیو، عمر 28 سال (9) مویا بھلا ہمو، عمر 25 سال (10) مظہر الدین، عمر 26 سال (11) غفار ہموچ شیرینو، عمر 32 سال (12) جو معہ جان، عمر 28 سال، کل قیدی، 12۔

ترکی:

- (1) مرت کرنز، عمر 24 سال (2) ابراہیم سفید، عمر 25 سال (3) صالح اویار، عمر 25 سال (4) معمونوری مارٹ، عمر 34 سال، کل قیدی، 4۔

مراکش:

- (1) عبداللہ تبارک، عمر 50 سال (2) لاکن اکسرن، عمر 33 سال (3) محمد حسین علی، عمر 39 سال (4) محمد ابراہیم آوز، عمر 26 سال (5) سید بوجیدیا، عمر 35 سال (6) محمد موخان بن، عمر 25 سال (7) یونس عبدالرحمان، عمر 38 سال (8) محمد لالی، عمر 30 سال (9) عبداللطیف ناصر، عمر 41 سال (10) موزوذ محمد، عمر 33 سال (11) اشکوری روان، عمر 34 سال (12) ٹاوک ٹریگول، عمر 28 سال (13) ابراہیم بن شکران، عمر 26 سال (14) احمد رشیدی، عمر 40 سال، کل قیدی 14۔

برطانیہ:

- (1) فیروز علی عباسی، عمر 26 سال (2) شفیق رسول، عمر 33 سال (3) آصف اقبال، عمر 25 سال (4) روہیل احمد، عمر 25 سال (5) جمال ملک، عمر 39 سال (6) رچرڈ زین، عمر 26 سال (7) مارتھن جون، عمر 33 سال، کل قیدی 33۔



کویت:

(1) امین عمر رجب، عمر 38 سال (2) محمد حسن خود، عمر 46 سال (3) فیاض محمد احمد، عمر 30 سال (4) عادل زمیل عبدالحسن، عمر 42 سال (5) سعد موی سعد، عمر 26 سال (6) نصیر جوی، عمر 29 سال (7) خالد عبد اللہ، عمر 30 سال (8) عبد العزیز سیار، عمر 32 سال (9) عبد اللہ صالح، عمر 27 سال (10) عبد اللہ کمیل، عمر 32 سال (11) محمد فیتال، عمر 40 سال (12) خالد عبد اللہ، عمر 29 سال، کل قیدی 12۔

سوڈان:

(1) ابراہیم احمد محمود، عمر 45 سال (2) حامی محمد ولید محمد، عمر 31 سال (3) سمیع محی الدین محمد، عمر 37 سال (4) مجید محمد غزنی، عمر 32 سال (5) نور انعام (6) رچرڈ حسن عدیل، عمر 48 سال (7) رچرڈ عبد الحسن، عمر 40 سال (8) مصطفیٰ ابراہیم مصطفیٰ، عمر 49 سال (9) حسن عادل، عمر 48 سال، کل قیدی 9۔

فرانس:

(1) کنونی امداجب، عمر 29 سال (2) مراد پنجلا، عمر 24 سال (3) خالد ریڈیونی، عمر 38 سال (4) خالد بزز، عمر 34 سال (5) نذیر ساسی، عمر 26 سال (6) یادیل براہیم، (7) حاجی محمد، عمر 44 سال (8) مصطفیٰ خالد، عمر 34 سال (9) مراد، عمر 24 سال (10) خالد ریڈیونی، عمر 38 سال (11) براہیم عادل، عمر 35 سال۔ کل قیدی 11۔

لیبیا:

(1) حامد ابن مفتی، عمر 43 سال (2) عبد الرزاق علی، عمر 35 سال (3) عمر خلیفہ محمد، عمر 34 سال (4) اسماعیل علی فراغ، عمر 37 سال (5) عبد الرؤف، عمر 41 سال (6) عمر عامر، عمر 36 سال (7) ابراہیم زیدان، عمر 29 سال (8) سلیم عبد السلام، عمر 45 سال (9) عبد المنصور، عمر 37 سال (10) سلیم عبد السلام سلطان، عمر 34 سال (11) ابوسفیان ابراہیم، عمر 16 سال، کل تعداد 11۔

تیونس:

- (1) عبداللہ بن محمد، عمر 40 سال (2) ریاض بن محمود طاہر، عمر 39 سال (3) لفظی بن سیوی، عمر 37 سال (4) شرافت فیتالی، عمر 29 سال (5) ہاشم بن علی بن امور، عمر 40 سال (6) عادل بن ابراہیم، عمر 41 سال (7) عادل بن مادیہ، عمر 35 سال (8) عبداللہ سیاف بن، عمر 32 سال (9) ریاض بن صالح، عمر 41 سال، (کل قیدی 9)

مصر:

- (1) محمد سلیم، عمر 39 سال (2) طارق محمد احمد، عمر 48 سال (3) خیال روڈو، عمر 40 سال (4) الاجیزانی عبد، عمر 40 سال، (کل قیدی 4)

روس:

- (1) نسیم وچ، عمر 29 سال (2) رستم اکرامیو، عمر 26 سال (3) ذاکر جان عصم، عمر 32 سال (4) تیمور راوچ، عمر 30 سال (5) منگیز پورا دل، عمر 38 سال (6) گمروا دل، عمر 43 سال (7) المصام رابل وچ، عمر 35 سال (8) اوسلان اتھو وچ، عمر 32 سال (9) عبدالعزیز سالم، عمر 49 سال (10) عبداللہ کفکاس، عمر 22 سال، (کل قیدی 10)

قازقستان:

- (1) عبدالرحیم فریمکو بیو، عمر 23 سال (2) یعقوب ابھانو (3) عبداللہ تھوٹھن شو، عمر 23 سال (کل قیدی 3)

متفرق قیدی:

- (1) محمد احمد نیام، عمر 27 سال ایتھوپیا (2) بشیر امین خلیل، عمر 36 سال، عراق (3) عبداللطیف، عمر 54 سال، یونان (4) رفیق بن بشیر بن جلو، عمر 37 سال، تیونس (5)

عمر احم دکھو کھر، عمر 19 سال، کینیڈا (6) عباس جید رومی، عمر 37 سال، عراق (7) منہال النہال، عمر 43 سال، شام (8) جہاد احمد مصطفیٰ، عمر 34 سال، لبنان (9) عمر بن عبد اللہ، عمر 49 سال، تیونس (10) عبد الحماد حسن خلیل، عمر 44 سال، اردن (11) رحیم عبد الرحیم رساک، عمر 27 سال، شام (12) محمد سلیم متلاک، عمر 32 سال، شام (13) عبد المجید، عمر 27 سال، ایران (14) محمد شعیب محمد، عمر 24 سال، عراق (15) محمد سلیم باری، عمر 41 سال، صومالیہ (16) عادل نوری، عمر 26 سال، چین (17) وہاب المصر خالد، عمر 42 سال، اردن (18) بختیار باماری، عمر 25 سال، ایران (19) حیدر جبار حفیظ، عمر 32 سال، عراق (20) عثمان حسن احمد ابو، عمر 31 سال، اردن (21) اکرام محمد غافل، عمر 30 سال، عراق (22) محمد ابراہیم احمد، عمر 50 سال، آسٹریلیا (23) احمد حسن جمیل، عمر 44 سال، اردن (24) محمد انور کرد، عمر 23 سال، ایران (25) جمال عبد اللہ، عمر 27 سال، یوگنڈا (26) عبد اللہ محمد حسین، عمر 23 سال، صومالیہ (27) احمد تورسن، عمر 35 سال، چین (28) عبد الرزاق، چین (29) صالح عبد الرسول، عمر 24 سال، بحرین (30) شیخ سلمان ابراہیم، عمر 26 سال، بحرین (31) انور حسن، عمر 31 سال، چین (32) عادل احمد، عمر 33 سال، چین (33) عبد اللطیف، عمر 32 سال، بحرین (34) احمد عبد الرحمن، عمر 31 سال، چین (35) محمد حامد الکرنانی، عمر 20 سال، چاڈ (36) موسیٰ زئی زیموری، عمر 27 سال، نیلجیم (37) عباس یوسف، عمر 26 سال، چین (38) اکدر قسیم، عمر 32 سال، چین (39) عبد الحلی، عمر 29 سال، چین (40) حاجی محمد ایوب، عمر 22 سال، چین (41) سعد اللہ خالق، عمر 28 سال، چین (42) عبد الرحمان، عمر 33 سال، چین (43) حاجی اکبر، عمر 32 سال، چین (44) ابو بکر قاسم، عمر 37 سال، چین (45) عبد القادر خان، عمر 26 سال، چین (46) عبد الرحیم دعوت، عمر 31 سال، چین (47) کوکس یسکیل، عمر 38 سال، ترکی (48) عبد اللہ جم عادل، عمر 31 سال، چین (49) عبد اللہ حیات امام، عمر 28 سال، چین (50) میسوت نیلجیم (51) ابراہیم شاف۔



عمر 25 سال، ترکی (52) صالح یار، عمر 25 سال، ترکی (53) عبدالقادر، عمر 46 سال، ترکی  
 (54) معین جمال، عمر 30 سال، متحدہ عرب امارات (55) عبدالناصر کھاتومنی، عمر 24 سال  
 ، شام (56) مومار باداوی، عمر 33 سال، شام (57) پرہت ہوزافا، عمر 35 سال، چین (58)  
 ابدری همان، عمر 32 سال، ڈنمارک (59) احمد عدنان، عمر 29 سال، شام (60) علی حسین،  
 عمر 24 سال، شام (61) عینی الابارانی، عمر 41 سال، بحرین، (61) جاواد جبار، عمر 38 سال،  
 عراق (62) عبدالسید حسن، عمر 30 سال، عراق (63) عبداللہ نعمانی، عمر 26 سال، بحرین  
 (64) ایمان محمد سلمان، عمر 28 سال، اردن (65) محمد مہدی، عمر 26 سال، سوڈن (66)  
 مبارک حسین بن ابول، عمر 28 سال، بنگلہ دیش (67) محمد نگ، عمر، 31 سال، چین (68) محمد  
 ارکن، عمر 41 سال، چین (69) پلاوت، عمر 31 سال، آذربائیجان (70) کامل عبداللہ، عمر  
 41 سال، بحرین (71) محمد شادالحسین، عمر 32 سال، اردن (72) عصیم مترق محمد عمر فلسطین  
 (73) عبداللہ الحمیری، عمر 26 سال، متحدہ عرب امارات۔

## عربی مجلہ الصمود سے کمانڈر ملا امین اللہ امین شہید کا انٹرویو

الصمود۔ جناب عالی ہم پہلے تو آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ رسالہ الصمود کے قارئین کو اپنا تعارف کروادیں۔

کمانڈر امین اللہ = تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور درود و سلام ہو آپ ﷺ پر میرا نام امین اللہ عبدالغفور ہے اور تقریباً میں اپنی زندگی کے 39 برس گزار چکا ہوں، میں نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے رواج کے مطابق قریبی مسجد میں شروع کی اور افغانستان کی روس (سوویت یونین) سے آزادی کے بعد میں پاکستان کی طرف ہجرت کی اور باقی تعلیم پاکستان کے مختلف مدرسوں میں جاری رکھی اور سب سے آخر میں اس مدرسہ میں داخلہ لیا جو کہ علوم کا سرچشمہ ہے۔ میرا انشاء میں واقع ہے جس کی بنیاد مجاہد اعظم حضرت مولانا جلال الدین حقانی نے روس اور افغانستان میں جنگ کے وقت رکھی۔ اس مدرسہ سے ہزاروں طلباء اپنے سروں پر دستار فضیلت سجا کر نکلے۔

اور میں نے مدرسہ سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد قتال کا رخ کیا اور سرخ رپجھ کے خلاف جہاد کی ابتداء کی اور جس وقت امیر المؤمنین نے شہروں سے فساد اور لاقانونیت کو ختم کرنے سے تحریک طالبان کی بنیاد رکھی تو پہلے ہی دن سے میں اس تحریک میں شریک ہو گیا اور درج ذیل ذمہ داریوں کے نبھانے کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔

امارت اسلامیہ افغانستان کے سقوط کے وقت 2001ء میں مجھے قید کر لیا گیا پہلے مجھے باگرام کے قید خانہ میں رکھا گیا۔ پھر قندھار کے قید خانے کے بعد میری قید کی انتہا گوانتا نامو کے قید خانے میں جا کر ہوئی۔

تین سال گزرنے کے بعد 2005ء میں مجھے رہا کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد میں نے صلیبی فوجیوں کے خلاف جہاد شروع کر دیا اور فی الحال مجھے قندھار میں ایک ضروری کام پر مامور کیا گیا ہے۔ جیسا کہ میرا انتخاب امارت اسلامیہ افغانستان کی شوروی کے نمائندے کے طور پر کیا ہے۔

اور وہ واقعات جو وہاں (دورانِ قید) پیش آئے اور جن کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا غنقریب میں ان دردناک واقعات اور حادثات کو اپنے عزیز قارئین کے لئے قلمبند کراؤں گا اور اس کے ساتھ ساتھ میں مختصراً یہ بتاتا چلوں کہ جب مجھے قید کیا گیا تو 15 دن میں امریکی قید خانے میں گزارے جو باگرام میں واقع ہے اور وہ شدید سردیوں اور ٹھنڈی ہواؤں کے دن تھے حتیٰ کہ جب ہمیں پینے کا پانی تقسیم کیا جاتا تو کچھ دیر کے بعد ہی وہ پانی برف بن جاتا تھا۔

اور مزید ٹھنڈی ہواؤں اور ناموافق حالات کے باوجود امریکی فوجی ہمیں مارتے تکلیف دیتے اور گالی گلوچ میں کوئی کسر نہ اٹھائے رکھتے تھے۔ ان کیفیات اور طرح طرح کے تشدد کے علاوہ امریکی وحشی فوجی ہمیں سونے اور کھڑے ہونے کی اجازت بھی نہ دیتے تھے۔ حتیٰ کہ 15 دن ہم نے بیٹھے بیٹھے گزارے۔ اس کے بعد ہمیں قندھار کے قید خانے میں منتقل کیا گیا اور وہاں میں تین مہینے رہا وہاں بھی امریکی قید خانے کی طرح پانی میسر نہ تھا اور نہ ہی نماز کی جگہیں اور تمام وہ ضروریات جن کا انسان محتاج ہوتا ہے ہمیں وہاں میسر نہ تھی۔

چوبیس گھنٹوں میں ہمیں تین دفعہ پانی دیا جاتا تھا اور پانی تقسیم کرنے کے دوران ہمیں اس پینے والے پانی سے چہرہ دھونے کی اجازت نہ دی جاتی تھی۔ بس بارش کے پانی سے ہم اپنے چہروں کو دھوتے تھے۔ اگر ہم میں سے کوئی ایک پینے والے پانی سے چہرے کو دھولیتا تو اس کو سخت سزا دی جاتی تھی۔

اور جسمانی تکلیف کے ساتھ ساتھ ہمیں روحانی ایذا بھی پہنچائی جاتی تھی اور وہ قرآن پاک کا مذاق اڑا کر اور شعائرِ اسلامیہ کی ہماری آنکھوں کے سامنے توہین کر کے یہاں تین ماہ گزارنے کے بعد پہلی دفعہ ہمیں امریکی قید خانے گوانتانامو میں قید خانے میں منتقل کر دیا گیا وہاں تین سال ہم نے ظلم کے ہاتھوں مجبور ہو کر سخت شدت اور تکلیف میں گزارے۔ گویا کہ وہاں فوجی قیدیوں کے ساتھ انسانوں والا سلوک نہیں کرتے۔

المصمود: اگر آپ تفتیش کے دوران جو آپ پر بیٹی سنائیں تو آپ کی نوازش ہوگی۔  
کمانڈر امین اللہ: پہلے دن سے تفتیش شروع ہوئی اور آخری دن تک جاری رہی تفتیش والے



آدمی وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتے رہتے تھے یہاں تک کہ کچھ دن گزرتے تو نئے آدمی تفتیش کے لئے آجاتے تھے اور ہر بار تفتیش کی انتہا مار پیٹ گالی گلوچ اور ہمارا مذاق اڑانے پر ختم ہوتی تھی۔ ہمارے وہاں سے آزادی کے دن تک یہی معاملہ چلتا رہا۔

المصمود: کیا امریکی فوجی تمام قیدیوں کے ساتھ ایسا ہی غیر انسانی سلوک کرتے ہیں یا وہ قیدیوں کے معاملہ میں فرق کرتے ہیں۔

کمانڈر امین اللہ: چینی روسی اور وسطی ایشیاء کے لوگوں کے علاوہ ہر ایک کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا جاتا ہے۔ بس چینی روسی اور وسطی ایشیاء کے قیدیوں کے ساتھ عام قیدیوں کے برعکس معاملہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً چینی قیدی چار نمبر خانے میں رہتے ہیں اور اس خانے میں تمام ضروریات زندگی اور مزید سہولیات بھی میسر ہیں۔

میں نے وہاں ایک مہینہ گزارا اور ایک چینی قیدی جس کا نام عبدالرزاق تھا اس نے مجھے یہ بتایا کہ امریکی ان کو کہتے تھے کہ ایک شرط پر تم کو چھوڑ سکتے ہیں کہ تم اپنی حکومت کے خلاف ہماری مدد کرو لیکن یہ کام کرتے ہوئے اگر تم اپنے شہر میں رہے تو تم کو بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ چینی گورنمنٹ تمہارا تعاقب کرے گی لہذا تم کو زندگی گزارنے کے لئے کسی اور علاقے میں رہائش رکھنی پڑے گی اور ہم تمہارے لئے سفر کے اخراجات اور رہائش مہیا کریں گے جس ملک میں تم چاہو گے۔ یہ خبر پہنچی کہ ایک چینی وفد چینی قیدیوں سے ملاقات کے لئے آ رہا ہے۔ اس خبر کے بعد امریکی اہلکار چینی قیدیوں کے پاس آئے اور کہا عنقریب چینی وفد تم سے ملاقات کے لئے آ رہا ہے لیکن تم ان کا سامنا کرنے سے انکار کر دینا۔ اگر ہم تم پر ان سے ملاقات کرنے پر سختی بھی کریں تو پھر بھی تم بات کرنے سے انکار کر دینا اور جو کچھ تمہارے ساتھ قید خانے میں ہوتا ہے ان کو اس کی خبر نہ دینا ورنہ یہ تمہارے لیے اور تمہارے خاندان والوں کے لئے خطرناک ثابت ہو گا۔ آخر کار جیسا امریکیوں نے کہا تھا قیدیوں نے ویسا ہی کیا جب چینی قیدیوں کو وفد کے سامنے لایا گیا۔ تو انہوں نے وفد سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا اور یہ سب امریکیوں کے خوف اور مار پیٹ کے ڈر سے کیا اور جو معاملہ چینی قیدیوں کے ساتھ کیا بالکل ایسا ہی معاملہ روسی اور وسطی ایشیاء کے قیدیوں کے ساتھ کیا اور انہیں بھی یہ کہا گیا کہ تمہاری جان اسی صورت میں چھوٹ سکتی ہے

کہ تم اپنی حکومت کے خلاف ہماری مدد کرو۔ اس کے بدلے میں ہم تم کو زندگی کے سارے مزے اور جہاں تم چاہو گے نیشنلٹی دیں گے۔

الصمود: جناب عالی وہ دن جو آپ نے امریکی فوجیوں کی قید میں گزارے ان دنوں اور اس زندگی کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے اور آپ کے ساتھ ان کا کیا معاملہ تھا۔

کمانڈر امین اللہ: مختصراً میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ جب ہم قید میں تھے، تو ایک دن اقوام متحدہ کا وفد قیدیوں سے ملنے آیا اور ان میں سے ایک میرے پاس آیا اور وہ عیسائی مبلغ تھا اور اردو جانتا تھا۔ اس نے مجھے کہا، کیا خیال ہے؟ میں نے کہا الحمد للہ خیریت سے ہوں تو وہ جواب سن کر حیران رہ گیا اور کہا۔ کیا وجہ ہے کہ کوئی قیدی بھی شکایت نہیں کرتا۔ جس قیدی سے بھی پوچھتا ہوں اور اپنی حالت پر شکر کرتا ہے۔ اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو تین دن بعد آپ مجھے مردہ پاتے اور اس بری حالت کے باوجود میں آپ کو مطمئن دیکھ رہا ہوں۔

میں نے اس سے کہا کہ ہم نے اپنے وقت کو تقسیم کیا ہوا ہے۔ ایک وقت قرآن کریم کی تلاوت اور اس کو یاد کرنے کے لئے اور ایک وقت تعلیم حدیث کے لئے اور اسلامی احکام کی تعلیم کے لئے ہے۔ پس ہم صبح سے لیکر شام تک قرآن کریم یاد کرنے میں اور دینی احکام سیکھنے میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ ہمارے پاس اپنے بھائیوں اور پڑوسیوں کے ساتھ گفتگو کے لئے کوئی وقت نہیں بچتا اور عصر کے بعد ہمارا عرب بھائی آواز دیتا ہے اور کہتا ہے سیر کریں، اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا تھا کہ ہم اس میں شریک ہو سکیں۔ اس کے باوجود پھر بھی ہم روحانی طور پر مطمئن ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں میں سکون اور اطمینان پیدا کیا ہے۔ کیونکہ ہم اپنے رب پر ایمان لا چکے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کریں گے اور اللہ رب العزت ہمیں اس ظلم اور عذاب پر جو ہم برداشت کر رہے ہیں۔ اجر اور ثواب عطا کریں گے۔ اور ہماری امیدیں تو جنت میں داخل ہونا ہے اور ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ دنیا کی زندگی فانی ہے اور ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے۔

الصمود: جب آپ قید میں تھے اور آپ نے بہت قسم کی تکالیف اور سختیاں برداشت کی اگر آپ اس سے چھٹکارا پاتے تو کیا آپ کا بھی ارادہ تھا کہ ربائی کے بعد عیش و عشرت اور اطمینان والی زندگی کو پسند کریں گے؟

کمانڈر امین اللہ: وہ حالت جو ہم نے وہاں دیکھی اور وقت جو ہم نے گزارا اسے ہم زندگی بھر نہیں بھولیں گے اور ہم سب نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر ہم رہا ہوئے۔ تو ساری زندگی اپنے دشمن کے خلاف جہاد کریں گے۔ مزید یہ کہ جب کبھی طالبان کی کوئی جہادی خبر آتی یا کوئی قیدی جیل میں بیڑیوں میں آتا۔ یا قیدیوں کے درمیان خط کے ذریعہ اشارات ہوتے تو بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے اور امریکی یہ منظر دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے اور میں کہتا ہوں مجاہدین کی حالت وہاں شہید کی طرح ہے کیونکہ شہید جب اللہ کے راستے میں شہید ہوتا ہے اس کی دوبارہ آرزو ہوتی ہے کہ اسے دوبارہ شہید کیا جائے۔ جیسا کہ وہ تمنا کرتا ہے کہ وہ جنگ میں شریک ہو اور دشمن کے ساتھ جہاد کرے۔ اسی طرح قیدیوں کی بھی حالت ہوتی ہے کہ ہر کوئی تمنا کرتا ہے کہ وہ رہائی پا کر میدان جنگ میں چلا جائے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرے۔

المصمود: اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کل جہاد پہلے سے عمدہ طریقے سے جاری ہے اور امیر المؤمنین مجلس شوریٰ کے رکن کے طور پر آپ کو منتخب کیا ہے۔ کیا آپ کا سیاسی امور میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ مسلح جہاد میں حصہ لینے کا ارادہ ہے۔

کمانڈر امین اللہ: الحمد للہ رہائی کے بیس دن بعد میں نے جہاد شروع کیا۔ ہمارا سب سے پہلا کام جہادی امور کو مضبوط کرنا۔ تاکہ ہم سیاسی امور میں شریک ہوں اور اس وقت ہم نے پرانے اور نئے مجاہدین کی ایک تنظیم بنائی اور ہم نے خود عملی جہاد میں حصہ لیا۔

المصمود: جیسا کہ آپ نے ذکر کیا مختلف جنگی میدانوں میں اور آپ کو جنگی امور میں نئے تجربات حاصل ہوتے ہیں، تو آپ کب تک مجاہدین کی تربیت کا اہتمام کرو گے۔

کمانڈر امین اللہ: اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم پرانے مجاہدین نئے مجاہدین کی تربیت کا اہتمام کرتے ہیں تو ہم نے ہزار مجاہدین کی تربیت کی ہے۔ اور یہ مجاہدین اب جنگی امور سے اچھی طرح واقف ہیں اور انہیں جنگ میں قوی مہارت حاصل ہے اور الحمد للہ وہ اب ہمارے دشمنوں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ہمارے آج کے مجاہدین الحمد للہ جدید اسلحہ استعمال کر رہے ہیں جس سے ٹینکوں کو تباہ کیا جاتا ہے اور ہم نے اس جیسا چیزیں افغانستان میں روس کی جنگ کے وقت بھی نہیں دیکھا تھا۔ حالانکہ اس وقت مختلف ممالک مجاہدین کی مختلف اسلحے کے ذریعے مدد کرتے تھے اور ہم ان جدید اسلحے کے ذریعے دشمن کے



جنگی وسائل کو تباہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اگر دشمن جدید اسلحہ اور ٹینک بھی استعمال کرے۔ تو ہم بھی اپنی طاقت کے بقدر دشمن کے جدید ٹینکوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔  
 الصمود: اس میں کوئی شک نہیں کہ سارا عالم کفر طالبان کے خلاف متحد ہو چکا ہے اور اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ مجاہدین کی تعداد میں پہلے سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے آپ کی نظر میں اس کی کیا وجہ ہے؟

کمانڈر امین اللہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکا اور اس کے حلیف مسلمانوں کے خلاف جھوٹے دعوے کرتے ہیں کہ وہ دہشت گرد ہیں اور دنیا میں اس کی تباہی کا باعث ہیں۔ لیکن ان جھوٹے دعوؤں کے باوجود آپ سب کو یہ علم ہو چکا ہے کہ امریکیوں کا ظلم اور اس کی دشمنی اور سختیاں گوانتانامو میں ابو غریب قندھار باگرام وغیرہ میں سب دیکھ چکے ہیں۔ اور مزید ان وحشیانہ ظلموں کے امریکی فوجیں افغانستان، عراق، فلسطین اور اس کے علاوہ معصوم لوگوں کو قتل کرتے ہیں، جہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے جہاز اور جاسوس طیارے بستیوں کو تباہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہزاروں عورتیں، بچے اور بوڑھے ہلاک ہو جاتے ہیں اور مساجد، مدارس اور بستیاں تباہ ہو جاتی ہیں۔ زرعی زمینیں نہریں اور چشمے وغیرہ برباد ہو جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان وحشیانہ ظلموں کی وجہ سے امریکی اور اس کے اتحادی فوجیوں کے حقائق دنیا کے سامنے واضح ہو چکے ہیں۔ فی الواقعہ جیسا کہ اب دنیا والوں کو علم ہو چکا ہے کہ فساد کا سبب اور امن کی بربادی کا سبب امریکی اور اس کے حلیف ہیں۔ اسی وجہ سے لوگوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ ہم حق پر ہیں اور ہماری تائید سب پر واجب ہے، اس وجہ سے لشکر ہمارے ساتھ ہوئے اور ہمارے ساتھ بیت المقدس کے جہاد میں صلیبیوں کے خلاف حصہ لیا۔  
 الصمود: ہم سنتے ہیں اور یہ خبریں شائع ہوتی ہیں کہ تحریک طالبان افغانستان کے مجاہدین کے درمیان اختلافات ہیں اور آپ شورئی کے رکن ہیں ان خبروں کی کیا حقیقت ہے؟

کمانڈر امین اللہ: سب جانتے ہیں کہ ساری دنیا امریکہ کے لئے کام کرتی ہے اور یہ سب خبریں بے بنیاد ہیں۔ ان میں کوئی صداقت نہیں، یہ اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ مسلمانوں میں تفریق پیدا ہو اور میں کہتا ہوں کہ طالبان نے جب ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھ پر بیعت کی تو انہوں نے اس کے ساتھ وفاداری کو اپنے اوپر لازم کیا۔ جب تک یہ جہاد کتاب

اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے منبع پر جاری رہے گا تو وہ ہمیشہ اس جہاد کے پابند رہیں گے اور بے شک ہم نے ان سے شہادت پر بیعت کی ہے اور ابھی تک اس عہد پر باقی ہیں اور ابھی تک ہم نے اس کو عملی طور پر ثابت کیا ہے اور اپنی زندگی کے آخری سانس تک اس عہد پر قائم رہیں گے۔

الصمود: جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ دشمن کے پاس جدید اور بہت سے اسلحہ ہیں جو بعض مجاہدین کی شہادت اور دوسروں کو قید کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ پھر آپ کس طرح ایسے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں جس کے پاس اس طرح کا اسلحہ ہے۔

کمانڈر امین اللہ: ہمارا جہاد قرآن و سنت کی تعلیم کے مطابق آگے جاری رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا کہ اے نبی مومنین کو قاتل پر ابھاریں اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ اس وجہ سے ہم اللہ کی نصرت سے جہاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اسلامی حکومت قائم ہو جائے اگرچہ اس کی وجہ سے ہمارے دوست شہید اور قید ہو جائیں۔

پولیس کے سربراہ علی شاہ پکتیوال نے چند دن پہلے آزادی ریڈیو سے گفتگو کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی کہ ہم نے کابل میں اٹھارہ فاحشہ عورتوں کو پکڑا اور ہم نے ان کو افغانستان سے نکالنے کا ارادہ کیا اور علی شاہ نے تاکید کی ہم عنقریب باقی زنا اور برائی کے اڈوں کو ختم کریں گئیں اور جسم فروش عورتوں کو ان شہروں سے نکال دیا گیا ہے اور اس طرح بعد میں پکتیوال نے وضاحت کی کہ وہ عورتیں جنہیں ہم نے نکال دیا تھا وہ دوبارہ زنا اور فحاشی کے لئے ہمارے شہر میں آئیں ہیں تاکہ ہمارے شہر میں فساد پھیلانے۔

اور کہا جاتا ہے کہ بلاشبہ وہ عورتیں جن کے نکالنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ یہ وہ عورتیں ہیں جو ان ذمہ داروں کو بھتہ دینے سے (تاوان وغیرہ) گریز کرتی ہیں اور وہ عورتیں جو انہیں ان کا حصہ دیتی ہیں۔ وہ کھلے عام آزادی کے ساتھ برائیوں میں مصروف رہتی ہیں۔

اب پڑھنے والوں پر یہ واجب ہے کہ وہ خود فیصلہ کریں کہ کون ہیں جو برائی پھیلاتے ہیں کیا وہ طالبان ہیں یا امریکی حکام کرزئی اور اس کے حلیف؟ کیا شہر میں بے حیائی اور فساد پھیلانے کے وہ ذمہ دار نہیں؟

الصمود: اگر آپ مسلمانوں کو اور ان کے علاوہ کسی کو کوئی نصیحت یا وصیت کرنا چاہیں انشاء اللہ عنقریب الصمود کے ذریعے آپ کا پیغام پہنچا دیا جائے گا۔

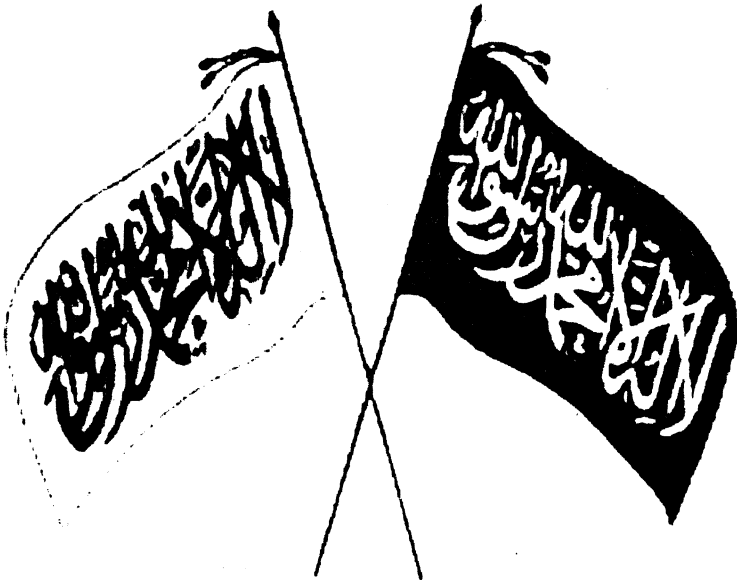
کماؤ راہین اللہ: میں تمام مسلمانوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ تمام کفار مسلمانوں کے خلاف متحد ہو چکے ہیں اور انہوں نے عالم اسلام کے خلاف ایک متحدہ کمیٹی بنائی ہے۔ وہ اب ایک ایک کر کے اسلامی ملکوں میں داخل ہونے لگے ہیں اور ٹیکس لیتے ہیں اور اس کے رہنے والوں پر ظلم کرتے ہیں اور ان کی جائیداد پر قبضہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ افغانستان، فلسطین، اور عراق میں ہوا، اس لئے تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ان مظلوم مسلمانوں سے دشمنی اور عالمی ظلم سے نجات دلائیں اور پھر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق اس ظلم اور سختی کو دور کرنے میں کوشش کرے اور اپنے مظلوم اور مجبور بھائیوں کی ہر جگہ مدد کریں۔ بالخصوص افغانستان اور عراق میں۔ مزید یہ کہ ہم مسلمانوں پر واجب ہے کہ بذات خود جہاد میں حصہ لیں یا مالی طور پر یا زبان سے جہاد کریں یا کسی بھی طریقے سے مجاہدین بھائیوں کی مدد کریں۔ جس کی وہ طاقت رکھتا ہے۔ تاکہ اسلام کا کلمہ بلند ہو اور دین باعزت ہو اور دین اور مسلمانوں کے دشمن شکست کھا جائیں اور میں اپیل کرتا ہوں کہ تمام مسلمانوں سے کہ وہ ہمیں دشمن کے سامنے تنہا نہ چھوڑیں۔ بلکہ ان پر لازم ہے کہ وہ جس طرح سے ہماری مدد کر سکتے ہیں کریں۔ کیونکہ ہم نے اگر دشمن پر غلبہ پالیا تو اللہ کی رحمت سے یہ دن دور نہیں کہ ان کی باری بھی آئیگی؟ غاصب لوگ تمام مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ وہ مسلمان ملکوں میں داخل ہو کر ان پر قبضہ کیے بغیر نہیں چھوڑیں گے اور میں تمام عالم سے کہتا ہوں خصوصاً ان ملکوں سے جنہوں نے امریکیوں کی مدد میں فوج بھیجی ہے کہ وہ اپنی فوج کو افغانستان سے نکالنے کے بارے میں غور و فکر کریں اور ان پر لازم ہے کہ وہ انسانی حقوق کی رعایت کریں اور اپنی فوج کو افغانستان میں رہنے کی اجازت نہ دیں تاکہ افغانستان ان کے لئے قبرستان نہ بن جائے جیسا کہ ان پر لازم ہے کہ وہ مسلم افغانی غیور قوموں پر ظلم نہ کریں اپنے فوجیوں کو معصوم بوڑھوں، عورتوں، اور بچوں کے قتل کی اجازت نہ دیں۔ کیونکہ یہ سب چیزیں ملکی اور انسانی حقوق کے قوانین کے خلاف ہیں اور یہ فوجیں انسانی حقوق کا صرف دعویٰ کرتی ہیں لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ ان کے تمام کام ان کے دعویٰ کے خلاف ہے اور آج میں میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں اگر ان ملکوں نے اپنی فوجوں کو ہمارے ملک سے نہ نکالا تو ہم عقرب اللہ کے حکم سے ان کا قتل شروع کریں گے اور ان کو نکلنے اور بھاگنے پر مجبور کریں گے۔ کیونکہ ہم نے جہاد اور اس ظلم کو ختم کرنے کا ارادہ کیا ہے کیونکہ ہمارا دین ہمیں اس کا حکم کرتا ہے اور اللہ ہمارا معین و مددگار ہے۔



وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ

اور کوئی شخص ایسا ہے کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے۔

(سورۃ البقرہ آیت: 207)



## شکر و جلال کی راہ میں رکاوٹ

ایک ایسی کتاب جس میں طالبان اور امارات اسلامیہ افغانستان کے بارے میں آپ کے دل و دماغ میں پیدا ہونے والے ہر سوال کا جواب اور وہ حقائق جن کی پوری دنیا منتظر تھی گوانتا نامو بے قندھار جیل باگرام جیل کے بارے میں آنکھوں دیکھے حالات اور طالبان کی فتوحات اس کے علاوہ طرز حکومت کے بارے میں مکمل معلومات آپ کو ملے گی۔

## امارت پبلیکیشن

پرائیوٹ مال اور پبلشرز

0333-5981898

abrar\_miskeen@yahoo.com



قادیانی

غداروں کی نشانی

محمد طاہر زق





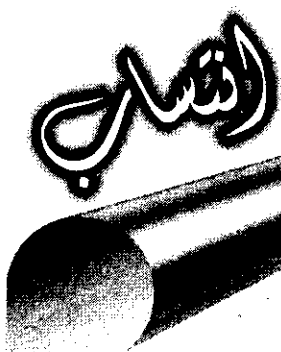
# قادیانی غداروں کی نشاندہی

ترتیب و تحقیق

مُحَرَّر شہر رزاق

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضورِ باغِ روڈ ملتان



ایک ایسا ادیب..... جس کا قلم صفحہ قرطاس پہ چراغاں کرتا ہے۔  
 ایک ایسا صحافی..... جس کا بے باک خامہ..... پھول کو پھول اور خار کو خار کہتا ہے  
 ایک ایسا دانشور..... جو مادیت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں  
 تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی دانش سے ضوفشائیاں کرتا ہے۔  
 ایک ایسا خطیب..... جو کبھی باد صبا کا جھونکا..... کبھی شعلے کی لپک..... اور  
 کبھی رعد کی کڑک ہے۔

ایک ایسا وکیل ناموس رسالت..... جس کا قلم حرمت رسول ﷺ کے دفاع  
 پر مامور ہے اور شاتمان رسول سے نبرد آزما رہنا جس کا منشور ہے۔  
 ایک مجاہد ختم نبوت..... جس کا آہنی قلم مرزا قادیانی کو ایسی پٹھنیاں دیتا  
 ہے..... کہ قادیانیت کا انجر پنجر ٹوٹ جاتا ہے۔

# جناب خورشید گیلانی

کے نام

## حرفِ سپاس

ابتدائے کتاب سے لے کر تکمیل کتاب تک تمام مرحلوں میں میرے محترم دوست جناب محمد فیاض اختر ملک، جناب محمد متین خالد، جناب محمد صدیق شاہ بخاری، جناب سید علمدار حسین شاہ بخاری، جناب طارق اسماعیل ساگر، جناب حافظ شفیق الرحمن، جناب عبدالرؤف رونی، جناب ممتاز اعوان، جناب محمد سلیم ساقی کا تعاون ہر دم مجھے میسر رہا اور ان دوستوں کی جدوجہد اور دعاؤں سے یہ کتاب منصہ شہود پر طلوع ہوئی۔ میں ان تمام دوستوں کا دل کی اتھاہ گرائیوں سے شکر گزار ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور بدست دعا ہوں کہ اللہ پاک انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ (آمین)

میں ممنون ہوں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ، خطیب ختم نبوت حضرت مولانا محمد اجمل خان مدظلہ، فقیہ العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ، نمونہ اسلاف حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، فدائے ختم نبوت حضرت مولانا سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ، جانثار ختم نبوت الحاج محمد نذیر مغل مدظلہ، سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ، پروانہ ختم نبوت جناب ارشاد احمد عارف مدظلہ، میر صحافت ختم نبوت جناب حامد میر مدظلہ، مجاہد ختم نبوت صاحبزادہ طارق محمود مدظلہ، متکلم ختم نبوت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ، محب ختم نبوت جناب جاوید مغل مدظلہ، مجاہد ختم نبوت جناب طارق مغل، مجاہد ختم نبوت جناب جمشید مغل مدظلہ، وکیل ختم نبوت جناب سید محمد کفیل شاہ بخاری مدظلہ، جن کی سرپرستی کا سحاب کرم میرے سر پر چھایا رہا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام بزرگوں کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے۔ (آمین ثم آمین)



## آئینہ مضامین

- 7 مرزا قادیانی۔۔۔ ایک خاندانی غدار۔۔۔ محمد طاہر رزاق
- 15 آؤ! اپنے حصہ کا چراغ جلائیں۔۔۔ الحاج محمد نذیر مغل
- 16 نقاب کشائی۔۔۔ حقیقت آشنائی۔۔۔ حمید اصغر نجید
- 25 ایوان صدر میں قادیانی
- 31 پاکستان میں اسمگلنگ اور منشیات کے تین بڑے اڈے
- ربوہ۔ محمود آباد۔ ناصر آباد۔ ان اڈوں کا آپریشن کلین اپ کب ہوگا؟
- 36 قادیانی تاریخ پاکستان کو مسخ کر رہے ہیں
- 40 بھٹو صاحب نے قادیانیوں کو کیسے غیر مسلم قرار دیا؟
- ربوہ کے نوجوانوں میں بغاوت کی لہریں۔۔۔ مرزا طاہر نوشتہ دیوار
- پڑھ لیں مرزا طاہر نے مباہلہ کا شوشہ نئی نسل کی توجہ
- 60 اصل مسائل سے ہٹانے کے لیے چھوڑا
- 64 آزادی کشمیر کے خلاف قادیانیوں کی سازشیں
- 68 قادیانیوں نے نام نہاد ایوان محمود کو آگ لگا کر تمام خفیہ فائلیں جلا دیں
- 70 ایک قادیانی زندیقہ کو مسلم قبرستان میں دفنانے کی کوشش ناکام
- 71 عجمی اسرائیل
- (پنجاب میں وٹو حکومت تمام قادیانی افسروں کو کلیدی عہدوں پر
- 93 فائز کر رہی ہے)

- 95 امریکی سفارت کار کا پراسرار دورہ ربوہ
- 100 اللہ تعالیٰ پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ مرزا طاہر کی ہرزاسرائی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا فیصلہ متفقہ طور پر کیا تھا۔ سابق سپیکر فاروق علی کے خیالات
- 104 جنگ ستمبر 65۔ قادیانی سازش کے خوفناک خدو خال
- 110 قادیانی اسرائیلی فوج میں
- 118 عاشق حسین بٹالوی کی یادیں
- 122 مرزا طاہر کی بوکھلاہٹ
- 131 قادیانیوں کا کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ میں مسلمانوں کے خلاف مقدمہ
- 135 پاکستان کے راز اسرائیل کیسے پہنچے؟
- 146 قادیانیوں نے مقبوضہ کشمیر کو اپنی آماجگاہ بنانے کا فیصلہ کر لیا
- 151 برطانیہ میں مرزا طاہر احمد کا نیا اسلام آباد
- 161 میں پاکستان سے کیوں بھاگا۔ قادیانیوں کے بھگوڑے پیشوا
- 166 مرزا طاہر کے انکشافات
- 171 سر ظفر اللہ خان کا شرمناک کردار
- 180 نسیم قادیانی کی اقوام متحدہ میں تقریر
- 183 سر ظفر اللہ خان قادیانی کی عرب لڑکی سے شادی کی کہانی
- 188 بی۔ آئی۔ اے قادیانیوں کے شکنجے میں
- 194 قادیانی جنرل پاکستان کا چیف مارشل لائیڈ منسٹر بننے بننے رہ گیا
- تحقیقاتی کمیشن برائے سقوط مشرقی پاکستان کے صدر کے نام
- ایک درخواست کا متن
- 197 مشہور قادیانی شاہ نواز لمیٹڈ کے خاندان پر مرزا طاہر کا عتاب۔
- اس کے بیٹے، اہلیہ اور بیٹی کا قادیانیت سے اخراج
- 203

## مرزا قادیانی..... ایک خاندانی غدار

انگریز غلام ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں پر ”جھوٹی نبوت“ کی کاری ضرب لگانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔۔۔۔۔ منصوبہ مکمل ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ صرف اس شخص کی تلاش تھی۔۔۔۔۔ جسے نبی بنانا تھا۔۔۔۔۔ اور اس سے دعویٰ نبوت کرانا تھا۔۔۔۔۔ انگریز نے ہندوستان سے اپنے چند اہم غداروں کو بلایا۔۔۔۔۔ ایک خفیہ میٹنگ ہوئی۔۔۔۔۔ انگریز نے انہیں جھوٹی نبوت کے سارے منصوبے سے آگاہ کیا۔۔۔۔۔ اور انہیں ترغیب دی کہ ان میں سے کوئی شخص دعویٰ نبوت کرے۔۔۔۔۔ یہ بات سن کر بڑے بڑے غدار کانپ اٹھے۔۔۔۔۔ وہ فرنگی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔ اور کہنے لگے:

”جناب! ہم آپ کے غلام ہیں۔۔۔۔۔ ہم ضمیر فروش ہیں۔۔۔۔۔ ہم ملت فروش ہیں۔۔۔۔۔ ہم غیرت فروش ہیں۔۔۔۔۔ ہم نے اپنی دھرتی ماما کا خون پیا ہے۔۔۔۔۔ ہم نے اپنے وطن کے مجاہدوں کو غلامی کی یہ زنجیریں پہنائی ہیں۔۔۔۔۔ اذیت ناک سزائیں دلوائی ہیں۔۔۔۔۔ ہم نے آپ کو انتہائی ستے فوجی سپاہی بھرتی کے لیے دیے ہیں۔۔۔۔۔ لیکن اس کام کی ہم میں ہمت نہیں۔۔۔۔۔ اس کے تصور سے ہی ہم جیسے بے ضمیر بھی لرز لرز جاتے ہیں۔۔۔۔۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے تحت ختم نبوت پر اپنے غلیظ قدم نہیں رکھ سکتے۔۔۔۔۔ ہم محمد عربی ﷺ کے تاج ختم نبوت کو نوچ نہیں سکتے۔۔۔۔۔ ہم قرآن و حدیث پر تحریف کی قینچی نہیں چلا سکتے۔۔۔۔۔ ہمیں معاف کر دیجئے۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر بڑے بڑے غدار انگریز کے قدموں پہ گر گئے۔

اس صورت حال میں ایک کریمہ الصورت اور کانا شخص سینہ تان کر کھڑا ہوتا ہے اور انگریز سے کہا ہے کہ جناب میں اس کام کے لیے حاضر ہوں۔ جہاں ان غداروں کی غداریوں کی انتہا ہوتی ہے، وہاں سے میری غداریوں کی ابتدا ہوتی ہے۔



اس کے بعد اس کریسمہ صورت شخص نے سر جھکائے غداروں کی طرف پلٹتے ہوئے پھنکار کر کہا ”جناب انگریز صاحب! یہ سب غدار تو ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی نسلی غدار نہیں جبکہ میں ایک پکانسلی اور خاندانی غدار ہوں۔ مجھے غدار کی وراثت میں ملی ہے۔ غدار کی میرے خون میں شامل ہے۔ غدار کی میری گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔ میرا سارا وجود غدار کی کمائی سے پلا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔ میرا باپ مرزا غلام مرتضیٰ ایک تاریخ ساز غدار تھا۔۔۔۔۔۔ میرا بھائی مرزا غلام قادر غداروں کی پیشانی کا جھو مرتھا۔۔۔۔۔۔ ان کے مرنے کے بعد یہ خدمات اب میرے ذمے ہیں۔۔۔۔۔۔ اور میں چوبیس گھنٹے آپ کے اشارہ ابرو پر حاضر ہوں۔“

محترم قارئین! آپ نے پہچانا۔۔۔۔۔۔ یہ کریسمہ صورت اور کانا شخص کون تھا؟ یہ نثر غداروں، مرزا قادیانی تھا۔ مرزا قادیانی، اس کے باپ اور اس کے بھائی نے ملت اسلامیہ کے ساتھ کیا کیا غداریاں کیں۔ بطور نمونہ ثبوت پیش خدمت ہیں:

○ اور میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آگیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سامنے سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا اور عند الضرورت خدمات بجالاتا رہا۔ یہاں تک کہ سرکار انگریز نے اپنی خوشنودی کی چٹھیا سے اس کو معزز کیا اور ہر وقت اپنی عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غم خواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیر خواہوں میں سے سمجھا۔ (نور الحق، حصہ اول، ص ۲۸، مصنفہ مرزا قادیانی)

○ ”پھر جب میرا باپ فوت ہو گیا، تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسے ہی اس کے شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا۔ پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی“ (نور الحق، حصہ اول، ص ۲۸، مصنفہ مرزا قادیانی)

○ ”میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا

والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دو بار انگریزی میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گرiffin صاحب کی ”تاریخ ریسان پنجاب“ میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریز کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تمون کی گزر گاہ پر خضداروں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا“ (کتاب البریہ، اشتہار مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء، ص ۳، مصنفہ مرزا قادیانی)

○ ”سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے“ (مرزا قادیانی کی ایفینڈنٹ گورنر بہادر کے حضور درخواست مندرجہ تبلیغ رسالت، جلد ہفتم، ص ۸-۹-۱۱، مولفہ میر قاسم علی قادیانی)

○ ”ہمارا جاں نثار خاندان سرکار دولت مدار (سلطنت انگلیشیہ) کا خود کاشتہ پودا ہے۔ ہم نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے بھی کبھی دریغ نہیں کیا“ (تبلیغ رسالت، جلد ہفتم مصنفہ مرزا قادیانی)

○ ”مرزا قادیانی کے باپ کے جنم رسید ہونے پر پنجاب کے فائنشل کمشنر نے مرزا قادیانی کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر کے پاس ۱۹ جون ۱۸۷۶ء کو جو مراسلہ بھیجا، اس میں تعزیتی کلمات کے بعد لکھا گیا۔ مضمون پیش خدمت ہے:

”Ghulam Murtaza who was a great well wisher and faithful Chief of Government. In consideration of your family services, I will esteem you with the same respect as that on your loyal father, I will keep in mind the restoration welfare of your family when a

favourable opportunity occurs"

ترجمہ: "مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریز کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا، آپ کے خاندان کی خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم آپ کی بھی اسی طرح عزت کریں گے، جس طرح تمہارے وفادار باپ کی کی جاتی تھی۔ ہم کو اچھے موقع کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا" (المرقوم ۲۹

جنوری ۱۸۷۶ء کتاب البریہ، مصنفہ مرزا قادیانی)

○ - "مرزا صاحب مشفق مہربان دوستان مرزا غلام مرتضیٰ خاں صاحب رئیس قادیان، بصد شوق ملاقات واضح ہو کہ پچاس گھوڑے مع سواران زیر افسری مرزا غلام قادر برائے امداد سرکاری و سرکوبی مفیدان مرسلہ آن مشفق ملاحظہ سے گزرے۔ ہم اس ضروری امداد کا شکریہ ادا کر کے وعدہ کرتے ہیں کہ سرکار انگریزی آپ کی اس وفاداری اور جاں نثاری کو ہرگز فراموش نہ کرے گی۔ آن مشفق اس مرسلہ کو بہر اظہار خدمات سرکار اپنے پاس رکھیں تاکہ آئندہ افسران انگریزی کو آپ کے خاندان کی خدمات کا لحاظ رہے۔ فقط

(الراقم مسٹر جیمس نسبت صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور)

دستخط بحروف انگریزی ۵۷ء مقام گورداسپور

فاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد مرتضیٰ صاحب حضرت صاحب کے والد ماجد تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء کے غدر کے موقع پر اپنی گرہ سے پچاس گھوڑے اور ان کا سارا ساز و سامان مہیا کر کے اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں سے تیار کر کے سرکار کی امداد کے لیے پیش کیے تھے۔

از پیش گاہ (مسٹر جیمس نسبت (صاحب بہادر) ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور

دستخط بحروف انگریزی (مہر دفتر ڈپٹی کمشنر گورداسپور)

عزیز القدر مرزا غلام قادر ولد مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان۔

بمقابلہ باغیاں ناعاقبت اندیش ۵۷ء آں عزیز القدر نے بمقام میر تھل اور ترموں



گھاٹ جو شجاعت اور وفاداری سرکار انگریزی کی طرف سے ہو کر ظاہر کی ہے، اس سے ہم اور افسران ملٹری بدل خوش ہیں۔ ضلع گورداسپور کے رئیسوں میں سے اس موقع پر آپ کے خاندان نے سب سے بڑھ کر وفاداری ظاہر کی ہے۔ آپ کے خاندان کی وفاداری کا سرکار انگریزی کے افسران کو ہمیشہ مشکوری کے ساتھ خیال رہے گا۔ یہ جلدوئے اس وفاداری کے ہم اپنی طرف سے آن عزیز القدر کو یہ سند بطور خوشنودی مزاج عطا فرماتے ہیں۔

المرقوم یکم اگست ۱۸۵۷ء

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا غلام قادر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے جو حضرت صاحب سے چند سال بڑے تھے اور ۱۸۸۳ء میں فوت ہوئے۔

دستخط بحروف انگریزی جنرل نکلسن بہادر

تسور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا قادر خلع مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان

”چونکہ آپ نے اور آپ کے خاندان نے بمقابلہ باغیان بداندیش و مفسدان بدخواہ سرکاری انگریزی غدر ۱۸۵۷ء میں بمقام ترموں گھاٹ و میرتھل وغیرہ نہایت دلہی اور جاں نثاری سے مدد دی ہے۔ اور اپنے آپ کو سرکار انگریزی کا پورا وفادار ثابت کیا ہے اور اپنے طور پر پچاس سوار مع گھوڑوں کے بھی سرکار کی مدد اور مفسدوں کی سرکوبی کے واسطے امداد دیے ہیں۔ اس واسطے حضور اس جناب کی طرف سے بنظر آپ کی وفاداری اور بہادری کے پروانہ ہذا سند آپ کو دے کر لکھا جاتا ہے کہ اس کو اپنے پاس رکھو۔ سرکار انگریزی اور اس کے افسران کو ہمیشہ آپ کی خدمات اور ان حقوق اور جاں نثاری پر جو آپ نے سرکار انگریزی کے واسطے ظاہر کیے ہیں، احسن طور پر توجہ اور خیال رہے گا اور ہم بھی بعد سرکوبی و انتشار مفسدان آپ کے خاندان کی بہتری کے واسطے کوشش کریں گے اور ہم نے مسٹر نیسٹ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کو بھی آپ کی خدمات کی طرف توجہ دلا دی ہے۔ فقط

المرقوم اگست ۱۸۵۷ء

Mirza Ghulam Murtaza Khan.

Chief Of Qadn.

As you rendered great help in enlisting sowars and supplying horses to Government the Mutiny of 1857 and maintained loyalty since begining up-to-date and thereby gained the favour of the Government a khilat worth Rs.200/= is presented you in recognition of good services and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner as conveyed in his No.576, dated 10th August, 1858, this parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Government for your fidelity and repute.

Financial Commissioner

Punjab.

تسور و شجاعت و سنگاه مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان اعافیت باشندہ از آنجہ کہ ہنگام  
مفسدہ ہندوستان موقوفہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار  
دولتدار انگلیشہ در باب نگہداشت و بہرسانی اسپان بخوبی عنصہ ظہور پہنچی اور شروع  
مفسدے سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے۔ اور باعث خوشنودی سرکار ہوا۔  
لہذا تعلق اس خیر خواہی اور خیرگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ سرکار سے آپ کو عطا ہوتا  
ہے۔ اور حسب منشا چھٹی صاحب کشنر بہادر نمبر ۵۷۶ مورخہ ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار

خوشنودی سرکار و نیک نامی وفاداری بنام آپ لکھا جاتا ہے۔

مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

نقل مراسلہ

فنا نسل کشن پنجاب مشفق مہربان

دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظ

مسلمانو! یہ خاندانی غدار----- یہ نسلی غدار----- آج بھی اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف پوری قوتوں سے مصروف ہیں اور یہ لوگ کلیدی اور حساس عہدوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ اور ملک کو تاریک گڑھوں کی طرف لے جا رہے ہیں۔

مسلمانو! ہر قادیانی کا مذہبی عقیدہ ہے۔۔۔۔۔ کہ پاکستان ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔۔ اکھنڈ بھارت بنے گا۔۔۔۔۔ اس لیے ہر قادیانی پاکستان کا غدار ہے۔۔۔۔۔ ہر قادیانی کا وجود پاکستان کے لیے خطرہ ہے۔۔۔۔۔ جب تک پاکستان میں قادیانی موجود ہیں۔۔۔۔۔ پاکستان کو استحکام نہیں مل سکتا۔۔۔۔۔

پاکستان میں امن و سکون قائم نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔

پاکستان میں فرقہ واریت کی جنگ ختم نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔

پاکستان میں اسلامی نظام قائم نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔

پاکستان میں دہشت گردی ختم نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔

پاکستان بیرونی طاقتوں کے ہاتھوں کھلونا بننے سے نہیں بچ سکتا۔۔۔۔۔

کسی گاؤں کے کنوئیں میں کتا مر گیا۔۔۔۔۔ لوگ گاؤں کے مولوی صاحب کے پاس آئے اور سارا ماجرا سنایا۔۔۔۔۔ مولوی صاحب نے لوگوں سے کہا کہ کنوئیں کا سارا پانی نکال دو۔۔۔۔۔ لوگوں نے سارا پانی نکال دیا۔۔۔۔۔ پانی نکالنے کے بعد لوگ دوبارہ مولوی صاحب کے پاس آئے۔۔۔۔۔ اور انہیں بتایا۔۔۔۔۔ کہ ہم نے سارا پانی نکال دیا ہے۔۔۔۔۔ اور کنوئیں میں جو نیا پانی آیا ہے۔۔۔۔۔ اس میں سے یہ پیالہ بھر کر آپ کے لیے لائے ہیں۔۔۔۔۔ کہ سب سے پہلے آپ پانی پیئیں اور اس کے بعد ہمیں پینے کی اجازت دیں۔۔۔۔۔ مولوی صاحب نے



پانی پینے کے لیے پیالہ منہ کے قریب کیا۔۔۔۔۔ تو انہوں نے دیکھا۔۔۔۔۔ کہ پیالے میں کتے کے بال تیر رہے ہیں۔۔۔۔۔ مولوی صاحب نے پیالہ پرے رکھ دیا۔۔۔۔۔ اور لوگوں سے پوچھا ”کیا تم نے کنوئیں کا سارا پانی نہیں نکالا تھا؟“

”سارے پانی نکال کر باہر پھینک دیا تھا؟“ سب نے جواب دیا۔

”کتا کہاں پھینکا تھا“ مولوی صاحب نے پوچھا۔

”کتا تو کنوئیں میں ہی پڑا ہے۔ کتے کے بارے میں تو آپ نے کچھ کہا ہی نہیں تھا“

سادہ لوح لوگوں نے جواب دیا۔

مولوی صاحب ان کی اس سادہ لوحی پر تہج و تاب کھا کر رہ گئے۔۔۔۔۔

عزیز مسلمانو! انگریز جاتے ہوئے پاکستان کے کنوئیں میں ”قادیانیت“ کا کتا پھینک گیا ہے جس سے پورے ملک کی آب و ہوا میں بدبو و تعفن پھیلا ہوا ہے۔۔۔۔۔ ہم بار بار بدبو سے

تک آ کر کنوئیں کا سارا پانی تو بار بار نکالتے ہیں۔۔۔۔۔ لیکن قادیانیت کا کتا نہیں نکالتے۔۔۔۔۔

ہم ہزار جتن کر لیں۔۔۔۔۔ جب تک یہ کتا پاکستان کے کنوئیں سے نہیں نکلے گا۔۔۔۔۔ پاکستان

کی آب و ہوا کبھی صاف نہیں ہوگی۔۔۔۔۔

آؤ مسلمانو! اپنے اتحاد کی قوت سے اس کتے کو کنوئیں سے نکال کر برطانیہ کی گود میں

پھینک دیں۔۔۔۔۔ تاکہ کتا اپنے مالک کے پاس واپس چلا جائے۔۔۔۔۔ اور ہم کتے کی نجاست

سے بچ جائیں۔۔۔۔۔!!!

خاکپائے مجاہدین ختم نبوت

محمد طاہر رزاق

علی ایس سی، ایم اے (تاریخ)

2 مارچ 2000ء

لاہور

## آؤ! اپنے حصہ کا چراغ جلائیں

قادیانی اس مادرِ کیمیتی سے اسلام کی روشنی ختم کر کے کفر کے اندھیروں کو پھیلانے کے شیطانی منصوبے پر بڑی شدت سے عمل پیرا ہیں۔ اس خطرناک صورت حال میں ہر مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے حصہ کا اسلام کا چراغ روشن کرے۔

یہ چراغ کہاں روشن کیے جائیں؟ یہ چراغ اپنے مکانوں میں..... اپنی گلیوں میں..... اپنے محلوں میں..... اپنی بستیوں میں..... اپنے قصبات میں..... اپنے شہروں میں..... اپنے ملکوں..... میں روشن کیے جائیں۔

تاکہ قادیانیت کے اندھیروں میں کسی کا ایمان لٹ نہ سکے۔ کوئی مرتد نہ ہو جائے..... کسی کا ناٹھ رسولِ رحمت ﷺ سے کٹ نہ جائے۔ ورنہ کل ہمیں اللہ کے دربار میں لٹنے والوں کے ایمان کا حساب دینا ہو گا۔

آئیے ہم سب ملکر اپنے اپنے حصے کا چراغ روشن کریں۔ اللہ پاک ہماری دنیا و آخرت روشن کر دے گا۔ (آمین)

خاکپائے مجاہدین ختم نبوت  
الحاج محمد نذیر مغل

## نقاب کشائی-----حقیقت آشنائی

ایک سو صدی نے آنکھیں کھولیں تو پہلے ہی مینے کی نبضیں ڈوبنے سے پہلے مجھے دفتر (نوائے وقت) میں فون آیا حمید اصغر نجید سے ملتا ہے..... جی میں بول رہا ہوں..... نجید صاحب السلام علیکم۔ میں محمد طاہر رزاق..... وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جی طاہر رزاق صاحب..... یہ ابتدائی گفتگو تھی۔ طاہر رزاق فون پر صوتی اعتبار سے میرے لیے نیا نام تھا۔ صحافی ہوں ۵۰ برس سے قلم کی محنت ہی میرا معاش ہے۔ صحافی کا دماغ کمپیوٹر کی طرح ہوتا ہے۔ یادداشت کا متعلقہ نمبر دباوے، بات لوح حافظہ پر ابھر آئے گی..... محمد طاہر رزاق صاحب سے کبھی مجلس تو نہ ہوئی تھی، دو ایک مرتبہ چلتے چلتے علیک سلیک ضرور ہوئی تھی۔ صرف اتنا یاد تھا کہ محمد طاہر رزاق پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے۔ اس نوجوان کو اللہ تعالیٰ نے کوثر و تسنیم سے دھلا ہوا دل عطا کیا ہے جس کا غالب حصہ صرف محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں رچا بسا ہے۔ محمد طاہر رزاق نے ختم نبوت کے حوالے سے متعدد کتابیں بھی لکھی ہیں.....

یہ سب باتیں میرے ذہن کے کمپیوٹر نے یادداشت کی فلاپی میں ڈال دی تھیں۔ چند لمحوں میں یادداشت کی اسی دہگیری نے محمد طاہر رزاق صاحب سے ملاقات کا وقت طے کرنے میں مدد کی اور اسی روز بعد دوپہر ملاقات بھی ہو گئی جو قریباً ۹۰ منٹ پر محیط تھی۔ فرصت کا دامن وسیع ہوتا تو گفتگو پر بخیل ہونے کی تمہت نہ لگتی۔ بہر حال جتنی بات ہوئی، اسے ہی غنیمت جانا اور میں اپنا دامن خاتم النبیین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فدائی (محمد طاہر رزاق) کی باتوں سے اپنے دامن کو اسی



طرح سجاتا رہا جس طرح ہمارے وطن عزیز پاکستان کے ڈیرہ غازی خاں ڈویژن کی نوجوان لڑکیاں اپنی کسی سہیلی کی شادی کا لباس چھوٹے چھوٹے تاروں اور دلاویز رنگوں اور دھاگوں کی میناکاری اور گل کاری سے مزین کرتی ہیں۔

محمد طاہر رزاق صاحب اپنے ساتھ ایک بڑا سا ہنڈ بیگ بھی لائے تھے۔ اس میں ان کی وہ ایک درجن کتابیں تھیں جو انہوں نے گزشتہ عشرہ میں تحریر کی تھیں۔ ایک ایک کتاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی خوشبو سے اس طرح معطر تھی کہ مشک نافہ بھی پانی بھرتا نظر آ رہا تھا۔

محمد طاہر رزاق صاحب کا کمال یہ تھا کہ انہوں نے اپنی ہر کتاب میں رحمت اللعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے حوالے سے ایسے دلائل دیے ہیں کہ ایک طالب علم اپنے لیے سرت بعیرت پالیتا ہے۔ ان کتابوں کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ ان میں جعلی نبوت کا ڈھونگ رچانے والے قادیانیوں کا بھرپور تعاقب کیا اور بقول 'کے چور کو چور کے گھر تک پہنچایا ہے۔

در مضمون کوئی یوں گوندھ لے اے شاد مشکل ہے

سلیقہ انتہا کا چاہیے موتی پرونے میں

محمد طاہر رزاق صاحب کی کتابیں میرے سامنے تھیں۔ ایک ایک کتاب کو دیکھ کر میں اپنے ذہن و خیال کو نئی توانائی و رعنائی کی دولت سے مالا مال کر رہا تھا کہ طاہر رزاق صاحب نے میرے سامنے اپنی زیر طبع کتاب کا مسودہ رکھ دیا اور مجھے اس کتاب کا دیباچہ لکھنے کے لیے کہا۔

نحمدہ و نصلی علی خاتم النبیین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دستار ختم نبوت کا تحفظ اگرچہ پوری ملت اسلامیہ پر فرض ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے اپنے بعض مخصوص بندوں کو اس سعادت سے نوازا ہوا ہے۔ ان میں علماء و اعظم ادیب اور صحافی شامل ہیں۔ تاہم کچھ افراد ایسے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں جیتی جاگتی تصویر بن جاتے ہیں۔ آج کے دور میں معروف قلم کار محترم محمد طاہر رزاق ان میں معتبر نام ہے۔ زیر نظر کتاب "قادیانی غداروں کی نشاندہی" ان کی تازہ ترین تصنیف ہے۔ مجھے اس نادر کتاب کا دیباچہ لکھنے کا فریضہ سونپا گیا ہے۔

میں روایتی کس نفسی کا اظہار کرتے ہوئے یہ تو نہیں کہوں گا کہ میں اس کا اہل نہیں بلکہ میرا یقین کچھ مختلف ہے۔ اور وہ یہ کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ پر قطعی بھروسہ ہے۔ مجھے علم ہے کہ نہیں، میں کچھ لکھ سکتا ہوں کہ نہیں۔ مجھے اس سے کچھ غرض نہیں۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ضرور نوازیں گے۔ رب زدنی علما (اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما) میرا وظیفہ ہے اور جب میں یہ وظیفہ پڑھ کر لکھنا شروع کرتا ہوں تو غیب سے مضامین آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ زیر نظر کتاب جعلی نبوت کا ڈھونگ رچانے والے قادیانیوں کے بارے میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے قلم میں اتنی طاقت اور روانی عطا کریں گے کہ یہ درہ عمر بن جائے گا۔

”قادیانی غداروں کی نشاندہی“ اچھوتا موضوع ہے۔ اور میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ محمد طاہر رزاق صاحب اب اصل موضوع کی طرف آئے ہیں۔ مرض کا علاج بھی اسی وقت ممکن ہے جب مرض کی نشاندہی ہو جائے۔ تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے ۱۹۵۳ء کی تحریک ہو یا سیالکوٹ کے عالم دین اسلم قریشی کا اغواء، اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر اس نابکار سے کام لیا ہے اور میں بطور صحافی فرض کفایہ ادا کرتا ہی رہا ہوں۔ اب یہ نئی کتاب کا مسودہ سامنے آیا ہے تو میرے لیے خیر تلاش کرنے کی عادت کے اعتبار سے سب سے پہلا سوال یہ ابھرا ہے کہ جس شخص نے مجھے اس کتاب کا دیباچہ لکھنے کے لیے کہا ہے، وہ خود کیا ہے۔ میں نے اس شخص (محمد طاہر رزاق صاحب) کے بارے میں سوچا تو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نور بصیرت سے میں نے اسے ممتاز مقام پر فائز پایا۔ اس کے بعد عنوان پر غور کیا تو دینی اعتبار سے اس میں نئی لذت پائی اور میں نے محسوس کیا کہ اس کتاب کا دیباچہ لکھنا میدان حشر میں شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ التفات متوجہ کرنے کے مترادف ہے۔ ان دونوں باتوں کے بعد اب سوال صرف یہ ہے کہ جن غداروں کی نشاندہی کے لیے کہا گیا ہے، وہ غدار کس کے ہیں؟ جواب سیدھا سادا ہے۔ وہ اسلام کے غدار ہیں۔ اسلام کے غدار کیوں ہیں؟ کیونکہ انہوں نے ایوان نبوت میں نقب لگائی ہے۔ یہ ایوان نبوت کیا ہے؟ یہ اللہ کے رسول کا منصب و مرجع ہے۔ یہ اللہ کے رسول کون ہیں؟ اس کا جواب اللہ کے نازل کردہ

قرآن مجید میں ہے۔ وہ جواب کیا ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ ہی ارشاد فرماتے ہیں: محمد رسول اللہ — (محمد اللہ کے رسول ہیں) یعنی یہ بات کسی لمبی چوڑی بحث کے بغیر طے ہو گئی کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب کیا ہے؟ وہ بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خاتم النبیینؐ کہہ کر واضح کر دیا یعنی ان پر انبیاء کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

یہ دو باتیں میں نے قرآن مجید کے حوالے سے عرض کیں۔ اب بطور صحافی میں اللہ کے نبی یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ خود رسول اکرمؐ کا فرمان ہے لا نبی بعدی اس فرمان پر ہر مکتب فکر کے علماء کا اتفاق ہے۔ اس فرمان کا مطلب ہے ”میرے بعد کوئی نبی نہیں“ اس واضح فرمان کے بعد بھی اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو اسے یا تو جھوٹا اور یا فاطر العقل ہی کہا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں رسول اکرمؐ کی ایک اور حدیث کا حوالہ بھی بے جا نہ ہوگا کہ خود رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ ایک عمارت اگرچہ بظاہر مکمل تھی مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ پھر فرمایا وہ اینٹ میں ہوں۔ یہ بات بھی رسول اکرمؐ نے ختم نبوت کے حوالے سے ارشاد فرمائی۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور قیامت تک اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ اس سلسلے میں علماء کرام نے قرآن و حدیث ہی کے حوالے سے بہت کچھ کہا اور لکھا ہے۔ میں نے بطور صحافی خبر کی صرف بڑی بڑی سرخیاں پیش کی ہیں تاکہ ہر قلب سلیم میں جگہ پاسکیں۔

میری معروضات سے یہ بات حتمی طور پر واضح ہو گئی کہ رسول اکرمؐ محمد مصطفیٰ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اتنے واضح حقائق کے باوجود ہندوستان میں غلام احمد قادیانی نامی شخص نے نبی ہونے کا دعویٰ کیوں کیا؟ اس کی اصل وجہ معلوم کرنے کے لیے ہمیں انیسویں صدی کے واقعات پر نظر ڈالنا ہوگی۔ یہ واقعات کیا تھے اور جعلی نبی ہونے کا دعویٰ کرنے والے مرزا غلام احمد نے خود کیا اس سلسلے میں کوئی وضاحت کی ہے؟ تاریخی اعتبار سے یہ وضاحت موجود ہے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا ہے کہ قادیانیت انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے۔ مرزا



غلام احمد کے بیان کے بعد یہ کام اور بھی آسان ہو گیا اور اب صحیح سمت پر قدم اٹھایا جا سکتا ہے۔ مرزائیت جب انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ یہ انگریز کسے کہتے ہیں اور انگریزوں نے یہ پودا کیوں کاشت کیا؟

بیسویں صدی میں ہمارے یہاں برصغیر میں ہندوستان میں برطانیہ میں آباد گوروں کو جو مذہب کے اعتبار سے عیسائی تھے، انگریز کہلاتے تھے۔ یہ لوگ برصغیر کے حکمران تھے۔ ان حکمرانوں کے آباء اجداد نے نہایت عیاری و مکاری سے کوئی تین سو برس قبل مغل حکمران جہانگیر کے دور میں ہندوستان کے ساحلی علاقوں میں تجارت کرنے کی اجازت مانگی تھی۔ جہانگیر ان دنوں اپنی اہلیہ نورجہاں کی زلفوں کا اسیر تھا اور مختلف شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ کاروبار حکومت کی عتاد عملی طور پر اسی ایرانی قتالہ کے ہاتھوں میں تھی۔ جہانگیر درباریوں سے مشورہ کرتا، پھر اہلیہ کی طرف رجوع کرتا اور عام طور پر نورجہاں کا مشورہ نتیجہ خیز ثابت ہوتا۔

المختصر انگریزوں کو ساحلی علاقوں میں تجارت کرنے کی اجازت مل گئی۔ عسروں میں یہ تجارت پھیلتی گئی۔ انگریزوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کا ڈول ڈالا۔ اس تجویز کو بھی مغل فرمانرواؤں نے بے ضرر جان کر قبول کر لیا۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہی فیصلہ سلطنت کے قلب میں خنجر بن کر پیوست ہو گیا۔ اور انگریزوں نے ہندوستان کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر کے مغل سلطنت کو چند شہروں تک محدود کر دیا۔ حتیٰ کہ انیسویں صدی کے وسط میں اپنی باقاعدہ حکومت بھی قائم کر لی۔ اس دوران عوام نے بالخصوص علماء کرام نے بغاوت کر دی۔ یہ دراصل جنگ آزادی تھی جسے ۱۸۵۷ء کے غدر کا نام دیا گیا۔ اس دوران انگریز حکمرانوں نے عوام کا قتل عام کیا۔ خاص کر مسلمانوں کو جن جن کر شہید کیا گیا اور علماء حق کو پکڑ پکڑ کر درختوں سے لٹکا دیا گیا۔ یہ انسانی درندگی کا بدترین دور تھا اور اس نے چنگیز و ہلاکو کی روح کو بھی شرمندہ کر دیا تھا۔ انگریزوں نے اس طرح برصغیر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے لیے راستے کی رکاوٹ مسلمانوں کا وجود تھا۔ اسے ختم کرنے کے لیے اس نے مختلف جتن کیے۔ بالاخر غور و فکر کے بعد ملے کیا کہ مسلمان صرف ختم نبوت کے مسئلے پر متفق ہیں اور وہ محمد مصطفیٰ کا نام آتے ہی اپنا تن من دھن سب کچھ نچھاور کر دیتے ہیں۔

انگریزوں کے لیے اب مسئلہ مسلمانوں کی وحدت کو ختم کرنا تھا۔ یہی وحدت ختم کرنے کے لیے انگریزوں نے مسلمان کے گھر جنم لینے والے ایک شخص غلام احمد کا انتخاب کیا اس کی سرپرستی کی۔ اس نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، پھر وہ مہدی بن گیا اور آخر میں اس نے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اس جھوٹے نبی نے خود اپنی کتاب میں تحریر کیا کہ قادیانیت انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے بار بار اعلان کیا کہ وہ انگریز حکومت کے وفادار ہیں۔ انگریزوں کے خلاف جہاد منسوخ کیا جاتا ہے۔ انگریز اولی الامر ہیں لہذا اس کی اطاعت کی جائے۔ اس اعلان کے ساتھ ساتھ چونکہ انگریز حکومت اس جعلی نبی، اس کے خاندانوں اور ماننے والوں کی مکمل سرپرستی کر رہی تھی۔ اس لیے مرزا غلام احمد نے مرزائیت کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا کہا۔

انگریزوں نے اپنے وفاداروں اور قادیانیت کی تبلیغ کے لیے اخبارات کا رخ کیا۔ وہیلی کے اخبارات جھوٹے نبی کو گھاس ڈالنے کے لیے تیار نہ تھے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد کا تعلق ہی پنجاب سے تھا، پھر پنجاب کے اخبارات پر الفت و محبت کے ڈورے ڈالے گئے۔ اس وقت پنجاب کا سب سے بڑا اخبار زمیندار تھا۔ اس کے مالک اور ایڈیٹر مولانا ظفر علی خان تھے۔ مولانا ظفر علی خان بہت ہی بے باک، نڈر مسلمان شخصیت تھے۔ انہیں کسی لالچ کے ذریعے اپنے شیشے میں نہیں اتارا جاسکتا تھا۔ خوف ان کی چمڑی میں نہیں تھا۔ وہ اس روایت و حکایت کی جیتی جاگتی تصویر تھے کہ اللہ کے خوف کے بعد کسی اور کا خوف کیوں؟ چنانچہ اعلیٰ ترین سطح پر مرزا بشیر الدین کے ایما پر اخبار زمیندار کو زیر عتاب لانے کا منصوبہ بنایا گیا۔ مولانا ظفر علی خان اگرچہ اپنے جذبات و خیالات کے اعتبار سے انگریز دشمن تھے اور جس طرح امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا وظیفہ تھا ”لعنت بر پدر فرنگ“ (انگریز کے باپ پر لعنت) اسی طرح مولانا ظفر علی خان اس وظیفہ کے حدی خواں تھے۔ انگریزوں نے زمیندار اخبار سے بار بار ضمانت مانگی۔ پریس کی مضبوطی کے لیے بھی اقدام کیے گئے لیکن مولانا ظفر علی خان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔

ایک مرتبہ اخبار زمیندار سے بھاری رقم بطور ضمانت طلب کی گئی۔ یہ مولانا

ظفر علی خاں کے بس کی بات نہ تھی۔ وہ لدھیانہ گئے اور مفتی محمد نعیم کی دو منزلی مسجد میں علماء کا اجلاس ہوا۔ مولانا حبیب الرحمن کی تجویز اور دوسرے علماء کی تائید سے اللہ کی رحمت و شفقت سے مزین قرآنی آیات کو تعویذ کی شکل میں شائع کیا گیا اور یہ تجویز دی کہ ایک روپے فی تعویذ کے حساب سے ضلع لدھیانہ اور ضلع جالندھر کے مختلف علاقوں میں فروخت کیا جائے۔ اس عظیم دو منزلی مسجد کے مدرس مولانا کرم الدین کے نواسے علی محمد کو مولانا ظفر علی کا رفیق بنایا گیا۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات گاؤں گاؤں گئے اور جب واپس لاہور پہنچے تو زر ضمانت سے بھی زیادہ رقم مسلمانوں کے عطیات اور تعویذ کی فروخت سے حاصل ہو چکی تھی۔ یہاں یہ ذکر شاید بے محل نہ ہو کہ مولانا ظفر علی خاں کے ساتھی علی محمد راقم الحروف حمید اصغر نجید کے والد تھے۔

مولانا ظفر علی خان کے علاوہ پنجاب میں دوسرا بڑا صحافی آغا شورش کاشمیری تھے۔ خود راقم الحروف کو برس ہا برس آغا شورش کے نائب کے طور پر ہفت روزہ ”چٹان“ میں کام کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ میں نے دیکھا کہ جب بھی مرزائیوں کی کوئی سازش یا بات سامنے آئی تو آغا شورش کاشمیریؒ کا خون کھول اٹھتا۔ میں نے صحافیوں میں عشق رسالتؐ سے معمور اتنا بڑا صحافی کبھی نہ دیکھا تھا۔ چنانچہ انگریزوں اور مرزائیوں کو صحافت کے شعبے میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ یہ درست ہے کہ لاہور کے بعض دوسرے اخبارات طرح دار انداز میں مرزائیوں کے لیے نرم گوشہ رکھتے تھے لیکن وہ اپنی موت آپ مر گئے اور مرزائیوں سے رقم بٹورنے کے باوجود تاج و تخت ختم نبوتؐ کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ مولانا ظفر علی خان اور آغا شورش کاشمیری کے بعد میں نے تیسرا صحافی مجید نظامی کی شکل میں دیکھا۔ مجید نظامی اس وقت عالم اسلام کے سب سے بڑے اور پوری دنیا کے پانچ بڑے صحافیوں میں سے ایک ہیں۔ یہ چودہ پندرہ برس پہلے کی بات ہے کہ مرزائیوں نے سیالکوٹ کے عالم دین مولانا محمد اسلم قریشی کو اغوا کر لیا۔ جب پہلا سال گزرا تو سیالکوٹ میں بہت بڑا جلسہ ہوا۔ سیالکوٹ کے اکابر محترم و مکرم مجید نظامی کو دعوت دینے آئے تھے مگر انہوں نے اپنی کسی ناگزیر پیشگی مصوفیت کی بنا پر معذرت کر دی اور میرا تعارف نہایت خوبصورت الفاظ میں



کراتے ہوئے کہا ”نجید صاحب آجائیں گے“ ان اکابر کو میرے بارے میں کافی کچھ معلوم تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جب وہ لوگ چلے گئے تو محترم مجید نقاشی نے مجھے کہا ”نجید صاحب—گنج وچ کے تقریر کرنی اے“ یہ شاندار اور جاندار الفاظ ہی نہیں تھے بلکہ اس وقت میں نے محترم مجید نقاشی صاحب کی آنکھوں میں جو چمک اور لمبے میں گمن گرج دیکھی وہ میرے لیے آج بھی سرمہ بصیرت اور تریاق القلب ہے۔ مجھے نوائے وقت سے منسلک ہوئے اس وقت (سن ۲۰۰۰ میں) ۳۱ برس ہو گئے ہیں۔ میں نے دیکھا، میں نے محسوس کیا اور میں علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ مجید نقاشی اس دور میں عشق رسالت کے اعتبار سے ممتاز ترین صحافی ہیں۔ ان کی عملی زندگی بھی تقویٰ کی تصویر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت اور ایمان کے ساتھ لمبی عمر عطا کرے۔ سو میں نے پچاس برسوں میں یہ تین عظیم و جلیل صحافی دیکھے جو تحریص و ترغیب سے پاک تھے اور پاک ہیں۔ اس طرح اگرچہ اب انگریز نہیں مگر اس نصف صدی میں بھی قادیانی صحافت میں نقب نہیں لگا سکے۔ بے شک غدار آج بھی موجود ہیں مگر عوام میں ان کی پذیرائی نہیں ہے۔

انگریزوں کے دور میں قادیانیوں کی جو گت بنتی رہی، وہ سب کے سامنے ہے۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی پارلیمنٹ نے بھی متفقہ طور پر قادیانیوں کو کافر اور غیر مسلم قرار دیا۔ یہ ذوالفقار علی بھٹو کا کارنامہ تھا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے پارلیمانی اجلاس میں جب وزیر اعظم بھٹو نے اپنے رفقاء کی رائے طلب کی تو ہر ایک نے اپنے اپنے انداز میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار کیا۔ اس ایوان میں فیصل آباد کے رکن محمد افضل رندھاوا نے جو عام طور پر ”ترقی پسند“ سمجھے جاتے تھے، پوری بلند آواز سے کہا ”سر— اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تو پھر باقی کیا ہے“ ان کی اس تقریر سے مجھے بھی احباب نے مبارک باد دی تھی کیونکہ وہ میری چھوٹی بہن عائشہ رندھاوا سینئر لیکچرار زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے شریک حیات ہیں۔ بہر حال یہ عجیب منظر تھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی جس کے ارکان کی اکثریت کے بارے میں منفی رد عمل پایا جاتا تھا، ختم نبوت کے معاملے میں یک جان تھے اور ہر کوئی عشق رسالت میں دیوانہ بن چکا تھا۔ یہی معاملہ جب پارلیمنٹ میں پیش ہوا تو قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر

احمد کو مکمل آزادی سے کہنے سننے کا موقع دیا گیا اور ایوان میں بیٹھے قادیانی ندامت اور شرمندگی کے پسینے سے شرابور مرزا غلام احمد کی جہلی نبوت کا دفاع نہ کر سکے اور قومی اسمبلی نے اتفاق رائے سے قادیانیوں کو غیر مسلم اور کافر قرار دے دیا۔ جیسا کہ میں نے لکھا یہ بھٹو کا کارنامہ تھا۔ اس کے بعد جنرل ضیاء الحق نے قانون سازی کی اور قادیانیوں کے نئے سربراہ مرزا طاہر احمد کو پاکستان چھوڑ کر لندن کی طرف بھاگنا پڑا۔ اس طرح ”پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خیر تھا“۔

ان تمام حقائق سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے دل میں ایمان کا ذرہ برابر نور موجود ہے وہ اسلام کا غدار نہیں ہو سکتا۔ اب رہ جاتا ہے کہ پھر غدار کون ہے؟ اس سلسلے میں میرا موقف واضح ہے کہ غدار خود قادیانی ہیں۔ وہ اسلام کے غدار ہیں۔ یہ غدار پاکستان کے ہر محکمے میں موجود ہیں۔ جس جس محکمے میں یہ لوگ کام کر رہے ہیں اور جس جس نجی شعبے میں سرگرداں ہیں وہ ڈھکے چھپے نہیں۔ ان کے ساتھی ملازم اور رفقاء کار بتا سکتے ہیں کہ یہ قادیانی ہے۔ اور جو بھی قادیانی ہے وہ بلا استثنیٰ اسلام کا غدار ہے۔ اس لیے ان غداروں کی نشاندہی ہر مسلمان پر فرض ہے۔

میں آخر میں محترم و مکرم طاہر رزاق کو ایک مرتبہ پھر دل کی گہرائیوں سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے تحقیق و تدقیق کے بعد اتنی جلیل الشان کتاب تالیف کی۔ جو انشاء اللہ آخرت میں ان کے لیے بہترین توشہ ثابت ہوگی۔

طالب دعا

حمید اصغر نجید

نیوز ایڈیٹر روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور

۳ مارچ ۲۰۰۰ء

## ایوان صدر میں قادیانی

م۔ ب خالد

ایک صاحب عبد الوحید تھے۔ تعلیم میٹرک تک تھی۔ انہیں وائسرائے ہاؤس دہلی میں چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں نے کلرک بھرتی کروایا تھا۔ برصغیر کی تقسیم کے وقت پاکستان OPT کرنے والا عملہ کراچی پہنچا تو عبد الوحید سب کلرکوں میں سینئر قرار پائے۔ چوہدری صاحب نے جو وزیر خارجہ تھے، اعانت فرمائی اور عبد الوحید گورنر جنرل کے سیکرٹریٹ میں سپرنٹنڈنٹ بنادیے گئے۔

۱۹۵۵ء میں میجر جنرل سکندر مرزا تشریف لائے تو اسٹنٹ سیکرٹری فرخ امین کو، جنہیں قائد اعظم کے پی۔ اے ہونے کا اعزاز حاصل رہا تھا اور بعد میں خواجہ ناظم الدین اور غلام محمد کے منظور نظر رہے تھے۔ ٹرانسفر کر دیا گیا۔ ان کی جگہ عبد الوحید کو اسٹنٹ سیکرٹری بنایا گیا۔ اب کی دفعہ اس کی سفارش چوہدری صاحب نے ہیگ (ہالینڈ) سے کی تھی جہاں وہ بین الاقوامی عدالت کے جج کے عہدہ جلیلہ پر متمکن تھے۔

اگرچہ وحید کا شمار سکندر مرزا کے ذاتی شاف میں ہونے لگا تھا تاہم ضروری تربیت نہ ہونے کے سبب عبد الوحید کی ذمہ داریاں دفتری عملے تک محدود رہیں۔

یہ شخص کٹر قادیانی تھا۔ اسے چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں کی سرپرستی حاصل تھی۔ اس کے علاوہ ایم ایم احمد (ڈپٹی چیئرمین پلاننگ کمیشن) اور بھٹو دور میں ملک گیر شہرت پانے والے اسٹیٹسمنٹ سیکرٹری وقار احمد (جورشتے میں عبد الوحید کے بھانجے تھے) عبد الوحید کے مربی اور نگران کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ عبد الوحید کے ایوان صدر میں موجود ہونے کے سبب قادیانی جماعت کے امیر اور خلیفہ مرزا ناصر احمد ربوہ سے تشریف لاتے تو



عبدالوحید کو میزبانی کا شرف بخشا کرتے اور عبدالوحید ہمیں فخر سے بتایا کرتا۔ فرخ امین نے عبدالوحید کو اس کے مقام پر رکھا ہوا تھا۔ فرخ امین چلا گیا تو عبدالوحید نے پر پرزے نکالے اور خوب نکالے کیونکہ قدرت اللہ شباب طبیعت کی نرمی کی وجہ سے عبدالوحید کو لگام ڈالنے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔

قائد اعظم کے مزار کی تعمیر کا مسئلہ التوا میں چلا آ رہا تھا۔ تعمیر کی غرض سے خطیر رقم ایوان صدر کی تحویل میں تھی۔ عبدالوحید نے اس رقم میں اضافہ کرنے کے بہانے شباب صاحب کو قائل کر کے اس رقم سے مزار کے لیے مختص شدہ سرکاری قطعہ زمین پر دکانیں تعمیر کروائیں جسے شبینہ مارکیٹ کا نام دیا گیا۔

یہ مارکیٹ آدھی رات تک کھلی رہتی تاکہ سارا دن مصروف رہنے والے لوگ رات کو شاپنگ کر سکیں۔ اس مارکیٹ کی تعمیر میں عبدالوحید نے صرف ایک آفس اسسٹنٹ مرزا عبدالرحمن کو اپنے ساتھ رکھا۔ تیسرے کسی شخص کو علم نہ ہونے دیا کہ ٹھیکے دار کون ہے؟ انجنیر کون ہے؟ دکانیں کون الٹ کرتا ہے؟ کرایہ کون وصول کرتا ہے؟ حساب کتاب کون رکھتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ بس ایک عبدالوحید اور دوسرا مرزا عبدالرحمن۔

مرزا عبدالرحمن خود بڑا آزاد خیال مشہور تھا۔ البتہ اس کا والد آنجنابی مولوی عمر دین مشہور قادیانی مبلغ اور قادیانی جماعت کے بانی آنجنابی مرزا غلام احمد کا قریبی دوست تھا۔ گویا قادیانیوں کے مطابق مولوی عمر دین ”صحابی“ کے درجہ پر فائز تھا۔

یہ مارکیٹ خوب چلائی گئی۔ شام کے بعد عبدالوحید اور مرزا عبدالرحمن وہیں اپنا دفتر بھی لگاتے۔ عبدالوحید کے بقول ایک طرف قائد اعظم میموریل فنڈ میں خاطر خواہ اضافہ ہوا تو دوسری طرف سرکاری زمین غیر قانونی تجاویزات سے محفوظ رہی۔

جب دارالحکومت کراچی سے راولپنڈی منتقل ہوا تو عبدالوحید کو راولپنڈی آنا پڑا۔ مگر اس نے مرزا عبدالرحمن کو کراچی شبینہ مارکیٹ میں اپنا نمائندہ بنا کر چھوڑ دیا۔ چند ماہ بعد محسوس ہوا کہ سیٹھ صاحب کے منیجر کے بجائے مرزا قادیانی خود سیٹھ بن بیٹھے ہیں تو عبدالوحید نے مارکیٹ بند کروا کر بلڈوزر چلوادیے۔ عبدالوحید نے نام بھی کمایا اور دام بھی۔ اس کے ساتھ کاروبار کا تجربہ حاصل ہوا اور مونچھوں کو خون بھی لگ گیا۔

ایچھے کاموں کا شوق ہو تو اللہ تعالیٰ اچھے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ نیت بری ہو تو خدا

ڈھیل دیے جاتا ہے تاکہ اتنی ڈھیل اور رسی اتنی دراز ہونے کے بعد مشکیں کسنے کا وقت آئے تو رسی کم نہ پڑ جائے۔

ایوب خان تشریف لاکچے تھے اور مزار قائد کی تعمیر ایوب خاں کی پہلی ترجیحات میں سے تھی۔ ابتدائی مراحل کے بعد تعمیر شروع ہوئی۔

عبدالوحید پہنچ گئے۔ قدرت اللہ شہاب کی خدمت میں عرض کی کہ جناب پی ڈبلیو ڈی اور دوسرے ادارے بڑا گھپلا کرتے ہیں۔ اس لیے میسرمل کی سپلائی ہمیں اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہیے۔ سنگ مرمر مردان اور ملاگوری سے میا ہونا تھا۔ ان جگہوں کے دورے شروع ہو گئے۔ سنگ مرمر کے تاجروں کو خبر ہو گئی۔ وہ لال کرتی میں عبدالوحید کے گھر کا طواف کرنا شروع ہو گئے۔ مزار قائد کی تعمیر کی نگرانی کرنے کے لیے کنسٹنٹ انجینئر کی ضرورت تھی۔ چنانچہ تلاش کرنے سے مطلب کا آدمی مل گیا۔ پی ڈبلیو ڈی سے ریٹائر شدہ سپرنٹنڈنگ انجینئر عبدالرحمن، ان کے لیے ایوان صدر میں اسٹنٹ سیکرٹری بڑی چیز تھی۔ جب بھی عبدالوحید بلاتا، سر کے بل تشریف لاتے اور ادب سے گفتگو کرتے۔ عبدالوحید کو اب بھی ایک عبدالرحمن میسر آ گیا تھا۔ ایوان صدر سے باہر سنگ مرمر کی خریداری میں کسی کو دخل اندازی کی جرات نہ تھی اور نہ ہی حق حاصل تھا۔ عبدالوحید اس سلسلے میں مختار کل تھا۔ البتہ آفس اسٹنٹ مرزا عبدالرحمن توبہ نائب کر کے دوبارہ خدمت پر مامور ہو چکا تھا۔

افران بالا کے لیے اتنی بات ہی وجہ اطمینان تھی کہ مزار کی تعمیر پروگرام کے مطابق جاری ہے۔ گھپلا کس نوعیت کا ہو رہا تھا اور کون کر رہا تھا، انہیں اس سے دلچسپی نہ تھی۔ عبدالوحید نے موقع پا کر مطالبہ کیا کہ چونکہ اس کے فرائض منصبی میں گرفتار اضافہ ہوا ہے۔ لہذا اسے اسٹنٹ سیکرٹری سے ترقی دے کر ڈپٹی سیکرٹری بنا دیا جائے۔ سیکرٹری شہاب صاحب نے کہا، ٹھیک ہے۔ پریذیڈنٹ صاحب کی منظوری کے بعد وزارت خزانہ سے رجوع کیا گیا تاکہ ضابطے کی کارروائی پوری ہو۔ کسی نائب قاصد کو دس پندرہ روپیہ ماہانہ اضافہ کی بات ہوتی تو وزارت خزانہ کے افسران بال کی کھال اتارنا شروع کر دیتے۔ یہ تو صرف ایک افسر کا رتبہ بڑھانا اور اس کی تنخواہ میں چار پانچ سو روپیہ ماہوار کا اضافہ کرنا تھا، ورنہ بس۔ افسر بھی ایوان صدر کا جس سے کسی وقت بھی کام پڑ سکتا تھا۔ لہذا

اعترض کیا کرتا تھا۔

پولیس نوں آکھاں رشوت خور تے فائدہ کیہ

بو تھی ہو جاؤ ہو ر دی ہو ر تے فائدہ کیہ

منظوری آگئی اور عبد الوحید ڈپٹی سیکرٹری بن گیا۔ دریں اثناء عبد الوحید نے اسلام آباد کے سیکرٹری سکس میں جو سب سے پہلے آباد ہوا تھا ایک مکان بنوا لیا۔ راقم کو یہ مکان دیکھنے کا اتفاق ہوا۔

قدرت اللہ شہاب جو اب سیکرٹری وزارت اطلاعات تھے اور ان کی بیگم عفت شہاب بھی ہمراہ تھیں۔ عبد الوحید مکان دیکھنے گئے غسل خانے تو خیر سنگ مرمر کے ہونے ہی تھے۔ کمروں کے فرش اور مکان کی چار دیواری (اندرونی طرف سے) سنگ مرمر کی تھی۔ صرف کمروں کی چھتوں پر پلستر تھا۔ قائد اعظم کے مزار والا مقدس سنگ مرمر۔ بیگم شہاب سے کہے بغیر نہ رہا گیا۔ وحید صاحب کا مکان گھر نہیں بلکہ کسی مغل بادشاہ کا مقبرہ لگتا ہے۔

عبد الوحید بتایا کرتا تھا کہ اپنی تنخواہ میں سے ایک طے شدہ رقم قادیانی جماعت کو ماہوار بھیجنا پڑتی ہے۔ قائد اعظم کے مزار کی بدولت ماہانہ چندے میں یقیناً اضافہ ہوا۔

قائد اعظم میموریل فنڈ سے شبینہ مارکیٹ اور سنگ مرمر کی سپلائی کی ”سردردی“ سے کاروبار کا وسیع تجربہ ہو گیا تھا۔ پریذیڈنٹ کے سیکرٹری اب این اے فاروقی تھے جو خود بھی مرزائی تھے۔ ان سے منظوری لے کر قائد اعظم میموریل فنڈ سے چھ عدد کالے رنگ کی فورڈ پر۔ ٹینکٹ کاریں خرید کر ٹیکسیاں رجسٹر کرائیں جن کی نمبر پلیٹ پر کیو ایم ایف لکھوایا گیا تاکہ ٹریفک پولیس کا عملہ قائد اعظم کے احترام میں ان ٹیکسیوں کا بھی احترام کرے۔ اگر بالفرض پولیس والے اپنی ہوس میں اندھے بھی ہو چکے ہوں تو ان کی آنکھوں کا نور بحال کرنے کے لیے ڈرائیور فوراً وہ کاغذ دکھا دے جس پر لکھا تھا کہ یہ ٹیکسی ایوان صدر سے تعلق رکھتی ہے تاکہ پولیس والا پیچھے ہٹ کر سلام کرے اور اگلے سپاہی کو اشارہ کر دے کہ ”جان دیویں“ بھروسے کے ڈرائیور بھرتی کیے گئے تھے جن سے روزانہ کی وصولی دولت خانہ پر ہوتی تھی۔

حساب کتاب کے لیے اب کی دفعہ عبد الرحمن کو نظر انداز کر کے اپنے پی۔ اے عبد القادر بھٹی اور نائب قاصد سرفراز خان کی خدمات حاصل کی گئیں۔ حق خدمت کے



طور پر انہیں ٹیکسیوں کی آمدن میں سے ماہانہ الاؤنس دیا جاتا۔ یہ مشغلہ ۱۹۶۸ء تک جاری رہا۔ اس دوران سیکرٹری صاحبان کی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ قدرت اللہ شہاب کے بعد تھوڑی مدت کے لیے میاں ریاض الدین اور اعجاز ٹانیک تشریف لائے تھے۔ ان کے بعد این۔ اے فاروقی اور سید فدا حسن تشریف لائے تھے۔ مگر عبد الوحید سب کی آنکھوں میں دھول جھونکنے میں کامیاب رہا نہ کسی کو تو ال شر کو ہی مسجد کے زیر سایہ اس خرابات پر انگلی اٹھانے کی جرات ہو سکی۔

ایوان صدر میں سیکرٹریٹ کے عملے نے عبد الوحید کے بارے میں کھسر پھسر کرنی شروع کر دی تو بات عبد الوحید تک پہنچی۔ آدمی ہشیار تھا۔ وقت پر گڑبڑ بھانپ کر تدارک کر لیتا تھا۔ سید فدا حسن کے پاس گیا کہ جناب ایوان صدر میں غریب عملے کو ان کی لمبی خدمات کے عوض صوبائی حکومت سے تھوڑی تھوڑی سرکاری اراضی دلوائی جائے۔ فدا حسن نے کہا ٹھیک ہے۔ گورنر موسیٰ کے نام چٹھی لکھ لاؤ۔ چٹھی لکھ کر لے گئے۔ دس بارہ چڑاسیوں کے لیے ساڑھے بارہ ایکڑ (آدھا مربع) اور فہرست کے اخیر میں خود اپنا نام اور اس کے آگے صرف سوائیکٹر یعنی چار مربع زرعی اراضی۔

چٹھی روانہ ہوئی۔ گورنر موسیٰ کے شاف نے دیکھا تو ان کے منہ میں بھی پانی بھر آیا اور نام شامل ہوئے ضلع میانوالی کی تحصیل بھکر میں اراضی الاٹ ہو گئی۔

جن چڑاسیوں کے نام گئے تھے۔ وہ عبد الوحید کی غریب پروری پر عیش عیش کر اٹھے۔ جن کے نام رہ گئے تھے۔ ان میں سے دو چار جو زیادہ بولتے تھے۔ ان کو سمجھایا گیا کہ دیکھو! اگلے سال پھر نام بھجوانے ہیں۔ تم کام اچھا کرتے رہو۔ وہ اچھا کام کرنے کا مطلب سمجھ گئے اور خاموش ہو گئے۔

۱۹۶۸ء کے وسط میں سید فدا حسن تبدیل ہو گئے۔ ان کی جگہ عبد القیوم تشریف لے آئے۔ یہ حضرت بالکل ہی دوسری قسم کے تھے۔ آتے ہی ٹیکسیوں کا کاروبار بند کروایا اور حساب کتاب طلب کر لیا۔ ابھی ہفتہ عشرہ بھی نہ گزرا تھا کہ عبد الوحید کو بوریا بستر پلینے کا حکم مل گیا۔

اگرچہ اس وقت تک آر سی ڈی کے لیے میری سلیکشن ہو چکی تھی اور ایوان صدر سے رخصت ہونے کے لیے پریذیڈنٹ صاحب کی اجازت کا منتظر تھا۔ تاہم عبد القیوم

صاحب نے مجھے عبد الوحید سے چارج لینے کو کہا۔ عبد الوحید نے اپنے ذاتی کاغذات اور سامان سمیٹنے کے لیے قیوم صاحب سے دودن کی مہلت مانگی جو مل گئی۔ آخری دن تھا۔ شام کے بعد رات شروع ہو گئی۔ عبد الوحید اپنے پی۔ اے عبد القادر بھٹی اور نائب قاصد سرفراز کی مدد سے ”پھولا پھالی“ میں مصروف رہا اور وقفہ وقفہ سے پیشانی سے پسینہ پونچھتا رہا میں بھی انتظار میں بیٹھا تھا کہ میں رات نو بجے کھانا کھانے اپنے گھر، جو ایوان صدر کی حدود کے اندر تھا چلا گیا۔ واپس آیا تو عبد الوحید کاغذات کا ڈھیر لگائے انہیں جلانے میں مشغول تھا۔ راکھ تار ہی تھی کہ بوری بھر کاغذ جلائے جا چکے ہیں۔

میں نے اپنے کمرے میں آکر ٹیلیفون پر عبد القیوم صاحب کو اطلاع دینے کی کوشش کی، مگر وہ گھر پر نہ تھے۔ رات گیارہ بجے چارج لیا۔ صبح قیوم صاحب کو پتہ چلا تو سچ پا ہو گئے اور لگے مجھ پر برسے۔ ان کا غصہ بجا تھا مگر میں بے گناہ تھا۔ ریکارڈ جل چکا تھا اور عبد الوحید جا چکا تھا۔ کچھ عرصہ وہ چھٹی پر رہا پھر اس کی پوسٹنگ سی ڈی اے میں جہاں این۔ اے فاروقی چیئر مین تھے۔ بطور ایڈمن آفیسر ہو گئی۔ میں ایوان صدر کو چھوڑ کر آر۔ سی۔ ڈی میں تہران چلا گیا۔ ایران سے واپسی پر میری تقرری وزارت تعلیم میں ہو گئی۔ ایوان صدر کے پرانے دوستوں سے معلوم ہوا کہ عبد الوحید کے خلاف انکوائری ہوئی تھی۔ جس کے نتیجے میں اسے جبری ریٹائر کر کے آدھی پنشن بحق سرکار ضبط کر لی گئی تھی۔ اس تمام کارروائی کا کریڈٹ عبد القیوم کو جاتا ہے۔ اگرچہ جرائم کے مقابلے میں سزا بہت کم تھی، ممکن ہے بلکہ یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ ایم۔ ایم احمد، وقار احمد، این اے فاروقی اور دوسرے قادیانی افسروں نے مک مکا کی پوری کوشش کی ہوگی۔ اپنے خلاف بیشتر کاغذی شہادتیں وہ پہلے ہی ایوان صدر سے نکلنے وقت تلف کر چکا تھا۔ تاہم مکافات عمل سے کون بچا ہے، جو عبد الوحید بچ جاتا۔

(”ایوان صدر میں بارہ سال“، ص ۱۹۰ تا ۱۹۷)



## پاکستان میں اسمگلنگ اور منشیات کے تین بڑے اڈے

ربوہ ---- محمود آباد ---- ناصر آباد

ان اڈوں کا آپریشن کلین اپ کب ہوگا؟

محمد حنیف ندیم

افیون قادیانیوں کے پیشوا (جھوٹے نبی) مرزا قادیانی کی ”سنت“ ہے۔ اس لیے اس کا رکھنا، فروخت کرنا، خود استعمال کرنا یا دوسروں کو استعمال کرانا، قادیانیوں کے نزدیک کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ مرزا قادیانی جو چیزیں ہر وقت اپنے ساتھ صندوق میں رکھتا تھا، ان میں افیون بھی شامل ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کالز کا مرزا بشیر احمد سیرت المہدی، حصہ سوم، ص ۲۸۴ پر یہ روایت نقل کرتا ہے:

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مفصلہ ذیل ادویات حضرت موعود (مرزا قادیانی) اپنے صندوق میں رکھتے تھے اور انہی کو زیادہ استعمال کرتے تھے۔ انگریزی ادویہ میں سے کونین، اسٹن سیرپ، فولاد، ارگٹ، وائٹیم اپی کاک، کوکا اور کولا کے مرکبات، سپرٹ ایمنیا، بید منک، اسٹرنس وائن آف کاڈلور آئل، کلوروڈین، کاکل



پل، سلفیورک ایئرڈ ایروینک، سکاٹس اسٹیشن رکھا کرتے تھے اور یونانی میں سے مشک، عنبر، کافور، ہینگ، جدوار اور ایک مرکب جو خود تیار کیا تھا یعنی تریاق الہی رکھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ افیون میں عجیب و غریب فوائد ہیں۔ اسی لیے اسے حکماء نے تریاق کا نام دیا ہے۔“

مرزا قادیانی کا دوسرا الزام مرزا محمود دکنی ہے:

”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے تریاق الہی دوا خدا کی ہدایت کے تحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول کو حضور ۶ ماہ سے زائد عرصہ تک دیتے رہے اور خود بھی دوا فوہما مختلف امراض کے دوران استعمال کرتے رہے۔“

(الفضل، جلد ۱، نمبر ۱۶، بحوالہ علم طب مسیح موعود، الموسوم بہ طبی نسخہ جات،

ص ۷۴)

ہیروئن افیون کی مگزی ہوئی شکل کا نام ہے۔ اس لیے افیون چونکہ مرزا قادیانی کی ”سنت“ ہے اس لیے قادیانیوں کے نزدیک اس کا کاروبار کوئی معیوب بات نہیں اور جب معیوب بات نہیں تو بیرون ملک اسمگل کرنے سے خواہ ملک کا نقصان ہی کیوں نہ ہو، وہ مرزا قادیانی کی اس ”سنت“ پر عمل کرنے سے ہرگز ہرگز باز نہیں آسکتے۔

حکومت نے سراب گوٹھ میں ”آپریشن کلین اپ“ کیا۔ بتایا جاتا ہے کہ وہاں اسلحے اور منشیات کا مرکز تھا۔ ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے کہ آپریشن کیوں کیا گیا، کیا جانا چاہیے تھا یا نہیں، اس لیے کہ ہمارے کوئی سیاسی عزائم نہیں اور نہ ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئی سیاسی جماعت ہے۔ البتہ ہم یہ ضرور کہیں گے کہ حکمران طبقہ کو سراب گوٹھ میں تو اسلحہ بھی نظر آگیا، منشیات بھی دیکھ لیں۔ اسمگل شدہ اشیاء بھی نظر آگئیں۔ ان کو تخریب کاری کے تین بڑے مرکز، اسلحے اور ہیروئن و افیون کی تین اہم منڈیاں ربوہ، محمود آباد اور ناصر آباد کیوں نظر نہیں آتیں؟

گزشتہ سال ابو نعیمی میں چار قادیانیوں کو ہیروئن کے الزام میں تین تین سال قید کی سزا ہوئی تھی۔ ان کا تعلق ربوہ سے تھا۔ ثبوت کے لیے روزنامہ جنگ کو سنہ کی خبر ملاحظہ ہو: ”کسوال (نامہ نگار) گزشتہ دنوں ربوہ کے چار قادیانیوں کو ابو نعیمی میں ہیروئن

اسمگل کر کے فروخت کرنے کے جرم میں تین تین سال قید با مشقت کی سزا سنائی گئی ہے۔  
تفصیلات کے مطابق فیکٹری ایریا ربوہ کے قادیانی زاہد منیر، طاہر منیر، طارق احمد اور مسرور  
احمد کو ابولہسی میں پاکستان سے ہیروئن اسمگل کرنے کے الزام میں گرفتار کر کے مذکورہ سزا  
سنائی گئی۔ جب کہ اس گروہ میں شامل بشیر احمد اور اس کی بیوی گرفتاری سے بچنے میں  
کامیاب ہو کر خفیہ طور پر پاکستان فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔“

کراچی کے اخبارات میں ۲۵ اپریل ۸۵ء کو ایک خبر شائع ہوئی۔

”۱۴ اپریل کو پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن کے ایک جہاز کے کراچی سے دہلی  
پہنچنے پر ایک کنٹینر سے جس میں چاول لدا ہوا تھا، ایک ٹن ہیروئن برآمد کر لی۔ یہ چاول  
پاکستان رائس ایکسپورٹ کارپوریشن نے دہلی کی ایک فرم وارسم کو برآمد کیا تھا۔“

پاکستان رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کے جس شعبہ نے یہ چاول برآمد کیا، اس  
شعبہ کا منیجر حمزہ بن عبدالقادر، پروکیورمنٹ منیجر ایس۔ کے۔ ملک اور فنانس منیجر عبدالغنی تھا  
اور یہ تینوں یکے قادیانی ہیں۔۔۔۔۔ جہاں تک ربوہ، محمود آباد اور ناصر آباد میں اسلحہ کی بھرمار  
کا تعلق ہے، تو ایک اطلاع کے مطابق کراچی سے وہاں دھڑا دھڑا اسلحہ پہنچ رہا ہے اور مبینہ  
طور پر این ایل سی کے ٹرک بھی استعمال ہو رہے ہیں۔ اور وہ اسلحہ اندرون سندھ منتقل ہو  
رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ڈاکو بھی اسلحہ استعمال کر رہے ہیں۔

قادیانی پیشوا مرزا طاہر نے ۸۲ء میں ایک جمعہ کو تقریر کرتے ہوئے انتہائی پر جلال  
انداز میں کہا تھا کہ:

”ساری دنیا کی ساری طاقتیں بھی مل جائیں ان خزانوں کو اربوں سے ضرب دے  
لیں تب بھی اس روپیہ کو (جو قادیانی جٹ کی صورت میں تیار کرتے ہیں) شکست نہیں دے  
سکتیں۔ تب بھی یہ روپیہ جیتے گا اس کے مقدر میں شکست نہیں۔“

(الفضل، ربوہ ۱۲ جولائی ۱۹۸۲ء، بحوالہ الفضل، ۲۱ جولائی ۸۲ء)

قادیانیوں کے پاس واقعی روپے کی کمی نہیں۔ اس لیے کہ مسلمانوں کی طاقت کو  
کمزور کرنے اور ان کے باہمی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے مسلمان دشمن طاقتوں نے اپنی  
تجوریوں کے منہ کھول رکھے ہیں۔ مغربی سرمایہ داروں، یہودی سینٹھوں اور ہندو  
ساہوکاروں کی نظر عنایت ان پر جاری ہے۔ تنہا قادیانی اپنے سرمائے سے کچھ نہیں کر سکتے۔

کیونکہ ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔ یہ غیر ملکی سرمایہ ہے۔ جو مرزا طاہر کی زبان سے بول رہا ہے۔ اسی بنا پر آج سے ایک سال پہلے مرزا طاہر نے اپنے پیروکاروں کو یہ لائن دی تھی کہ:

”صوبہ سندھ میں افغانستان جیسے حالات پیدا ہو جائیں گے۔“

اس لائن کے بعد صوبہ سندھ خصوصاً کراچی کے حالات خراب ہوئے اور یہاں تک خراب ہوئے کہ فوج کو متعین کرنا پڑا۔ آج اندرون سندھ اور کراچی میں فوج متعین ہے۔ فوج خود ملوث نہیں ہوئی بلکہ ایک سازش کے تحت فوج کو ملوث کرنے کے حالات پیدا کیے گئے۔ اب جبکہ فوج ملوث ہو چکی ہے، قادیانی بغلیں بجا رہے ہیں۔ ان کی بانجھیں کھلی ہوئی ہیں اور وہ ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کر رہے ہیں اور یہ تاثر دے رہے ہیں کہ ہمارے مرزا طاہر نے جو یہ پیش گوئی کی تھی ”صوبہ سندھ میں افغانستان جیسے حالات پیدا ہو جائیں گے“ اب پوری ہوتی نظر آرہی ہے۔

کراچی اور حیدرآباد میں جو واقعات رونما ہوئے، ان پر ہر محب وطن پاکستانی خون کے آنسو رو رہا ہے جس کا ثبوت ان بیانات سے ملتا ہے جو روزانہ اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ملک کی کوئی بھی سیاسی جماعت، تنظیم یا ادارہ ایسا نہیں ہو گا جس نے ان واقعات پر اظہار افسوس نہ کیا ہو۔ قادیانی تنظیم ہی وہ واحد تنظیم ہے، جو چپ سادھے ہوئے ہے۔۔۔۔۔ ایسا کیوں ہے؟ اس لیے کہ جب مسلمان آپس میں لڑیں گے تو اس کا فائدہ ہر دشمن دین گروہ اور تنظیم کو پہنچے گا۔ چونکہ قادیانیوں میں اسلام اور مسلم دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، اس لیے وہ ان حالات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ بھی اطلاعات ملی ہیں کہ ہنگاموں کے دوران خدام الاحمدیہ (قادیانیوں کی مسلح تنظیم) کے نوجوان اپنے گھروں سے غائب رہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ جو شریند ایک آبادی سے دوسری آبادی میں جا کر حملے کر رہے تھے، مکانات کو جلا رہے تھے، بوڑھوں، عورتوں اور معصوم بچوں کا بھی جنہیں خیال نہیں آیا، وہ شریند قادیانیوں کی اسی مسلح فورس کے نوجوان تھے۔

اس کے علاوہ بہت سے علاقوں سے قادیانی ہنگاموں سے قبل ہی گھربار چھوڑ کر محفوظ مقامات پر منتقل ہو گئے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہر قادیانی کو مرزا قادیانی کی طرح (شیطانی)



الہام ہونے لگے ہیں کہ انہیں آنے والے خطرات اور ہنگاموں کا علم ہو گیا؟ اور وہ مکانات چھوڑ کر محفوظ مقامات پر چلے گئے۔

در اصل ان کا پروگرام تھا کہ ایسا کرنا ہے اس وجہ سے وہ خود تو چلے گئے اور اپنی مسلح فورس کو شہر کراچی کا امن تباہ کرنے پر مامور کر گئے۔۔۔۔۔ حالیہ ہنگاموں کا ایک افسوس ناک پہلو یہ بھی ہے کہ کراچی کے ایک علاقہ میں ایک مسجد کی بے حرمتی بھی کی گئی جو آگ سے بری طرح متاثر ہوئی۔ مشہور محقق ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری کی لائبریری، جس میں قرآن پاک کے نادر نسخے اور دینی کتب کا ایک نادر ذخیرہ تھا، آگ لگائی گئی۔ مسلمان خواہ کتنا ہی گیا گزرا کیوں نہ ہو، اللہ کے گھر اور قرآن پاک کی بے حرمتی ہرگز نہیں کر سکتا۔ ایسا ہی کر سکتا ہے جس کے دل میں کفر ہو، نفاق ہو، مسلم دشمنی ہو، اسلام سے نفرت ہو اور وہ صرف قادیانی ہی ہو سکتے ہیں۔

(ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی، جلد ۵، شمارہ ۳۱، جنوری ۱۹۸۷ء)

## قادیانی تاریخ پاکستان کو مسخ کر رہے ہیں

تحریر: م۔ ب

برطانوی سامراج کے سائے تلے پروان چڑھنے والی تحریک قادیانیت ملت اسلامیہ کے خلاف ایک کھلی سازش تھی۔ برطانیہ کو قدرتی طور پر اس تحریک سے ہمدردی تھی اور اس کی اعانت کو وہ واجب سمجھتا تھا کیونکہ قادیانیت نہ صرف اسلام کی فکری ترقی اور اس کے غلبہ کی راہ میں ایک سنگ گراں تھی بلکہ اس نے سامراج کی مدد کو وظیفہ جان اور جزو ایمان قرار دے ڈالا تھا۔ ایسی سامراج و یسود نواز تحریک جس کا ضمیر ہی اسلام و ملک دشمنی پر قائم ہو اس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ مسلمانوں کی تحریک حریت میں کوئی مثبت کردار ادا کرے گی، امید موہوم سے کم نہیں۔ یہ بات قادیانی تحریک کے اپنے مفاد میں تھی کہ وہ سامراج کی حلقہ مجوش بن کر برطانوی سامراج کی کھلی مدد سے مسلمانوں کو مرتد بنا کر اپنی ایک الگ جماعت تشکیل دے اور ملت اسلامیہ کو مسلسل شکست و ریخت سے دوچار کرے۔

قادیانیوں نے تاریخ کے ہر دور میں مسلمانوں کے اجتماعی مفادات کے خلاف سازش کی ہے۔ یہ تحریک خلافت ہو یا تحریک موالات۔ گول میز کانفرنس کے دوران سر فضل حسین نے سر ظفر اللہ کو مسلمان نمائندہ کے طور پر وفد میں شامل کرایا تاکہ وہ لندن میں بیٹھ کر برطانوی آقاؤں کے اشارے پر قائد اعظم کی سرگرمیوں کا توڑ کرے اور کانفرنس میں بحث کے دوران ان کا منہ بند کرے اور ان کو دود و جواب دے اور یہ ثابت کر دے کہ وہ مسلمان ہند کے نمائندہ نہیں۔ سر فضل حسین نے اپنے ایک خط میں اس امر کا انکشاف کیا ہے۔ گول میز کانفرنس میں انگریز کے کارندوں کی سازشوں سے تنگ آکر حضرت قائد اعظم

لندن میں قیام پذیر ہو گئے اور ہندوستانی سیاست میں عملی دخل کم کر دیا۔ ۱۹۳۳ء میں قائد اعظم لندن میں پریکٹس کر رہے تھے کہ ان کو ہندوستان کے مسلم زعماء کے خطوط و پیغامات ملے کہ آپ واپس ہندوستان آجائیں اور اس عظیم خلا کو پورا کریں جو آپ کے لندن رہنے کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے۔

(ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی، اقبال کے آخری دو سال)

قادیان کے سازشی عناصر نے قیام پاکستان کے بعد تاریخ کو شرمناک طور پر مسخ کرنے کی مہم کا آغاز کر دیا اور یہ ثابت کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیے کہ وہ پاکستان کے قیام کے پرزور حامی تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے یہ افسانہ تراشا کہ جب قائد اعظم لندن میں قیام پذیر ہوئے اس وقت مرزا محمود نے لندن مشن کے سابقہ انچارج عبدالرحیم درو کو فروری ۱۹۳۲ء میں دوبارہ لندن بھیجا کہ وہ قائد اعظم سے ملیں اور انہیں ہندوستان آنے پر مجبور کریں۔ اس سلسلے میں قائد اعظم کی ایک تقریر کا حوالہ دیا جاتا ہے جو آپ نے چھ اپریل ۱۹۳۳ء کو عید الاضحیٰ کے موقع پر کی، جس کا عنوان ”مستقبل کا ہندوستان“ تھا۔ صدر جلسہ برطانوی سیاست دان اور ممبر پارلیمنٹ سر سٹورٹ سنڈیمان تھا۔ اس تقریر کے آغاز میں آپ نے فرمایا کہ لندن مشن کے انچارج کی ”پرزور ترغیب کے باعث ان کے لیے کوئی راہ باقی نہ رہی کہ وہ لندن مشن میں ایک تقریر کریں۔ اس تقریر میں آپ نے چرچل کے بعض سیاسی نظریات پر بحث کی۔ دوران تقریر بعض لوگوں نے شور ڈالنے اور بد امنی پھیلانے کی کوشش کی، جس پر قابو پایا گیا۔ اس واقعہ کی آڑ میں قادیانی، تحریک آزادی کا کریڈٹ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس تقریر سے یہ کہیں ثابت نہیں کہ قادیانی مشنری درو نے قائد اعظم کو ہندوستان آنے پر مجبور کیا اور نہ ہی یہ واقعہ اس طور پر قادیانی لٹریچر میں ۱۹۳۳ء سے ۱۹۴۷ء تک تحریر ہوا۔ قائد اعظم اپنی مرضی و منشاء کے مالک تھے۔ آپ کو لیاقت علی خان نے مجبور کیا کہ آپ ہندوستان آکر مسلمانوں کی قیادت کریں اور مسلمانوں نے آپ کا ہر موجودگی میں آپ کو مسلم لیگ کی سیادت کا اہل قرار دیا اور اپنا ارادہ بدلنے پر مجبور کیا۔ قادیانی جو کہ گول میز کانفرنس سے قبل اور ان کے درمیان اور پھر بعد میں مسلم لیگ اور قائد اعظم کی سیاست کے سخت مخالف تھے۔ آپ کو واپس آنے کی کیسے دعوت دے سکتے تھے؟ آپ جب ۱۹۳۴ء میں ہندوستان تشریف لائے



اور مرکزی اسمبلی کے انتخاب میں بلا مقابلہ منتخب ہوئے تو اس وقت قادیانی کانگریس سے محبت کی پینٹیں بڑھا رہے تھے۔ اگر قادیانی مشنری کے کہنے پر آپ ہندوستان تشریف لائے تو مرزا محمود نے آپ سے کیا تعاون کیا۔ اس کا کوئی ایک خطبہ بھی ایسا ہے جس میں اس نے کہا ہو کہ درد کو اس نے حکم دیا کہ قائد اعظم کی خدمت میں واپس آنے کو کہے؟ کیا مرزا محمود اور اس کے حواریوں نے اس زمانے ۱۹۳۲ء، ۱۹۳۵ء میں مسلمانوں کی کسی تحریک میں کوئی عملی حصہ لیا اور مسلم لیگ کی حمایت میں کوئی عملی قدم اٹھایا؟ قائد اعظم کی تقریر کو بنیاد بنا کر ایک انوکھی بات پیش کرنا اور تاریخی حقائق کو مسخ کر کے اپنی پاکستان دوستی کا راگ الاپنا ایک شرمناک جسارت ہے۔ تاریخ کے طلباء اور مسلمانوں کو ان قادیانی خرافات کا ٹوٹ لینا چاہیے اور تاریخی ریکارڈ کی درستی کے لیے اعلیٰ سطح پر اقدامات کرنے چاہئیں ورنہ چند سالوں بعد قادیانی اس بات کو اپنے کھاتے میں ڈال لیں گے۔ تاریخ آزادی میں حصہ لینے والے سیاسی زعماء، میاں ممتاز دولتانہ، سردار شوکت حیات، مولانا ظفر احمد انصاری، مولانا عبدالستار نیازی جیسے اکابر کو چاہیے کہ ان امور کی تصحیح فرمائیں اور قادیانیوں کے غلط دعوؤں اور فریب کاریوں کا پردہ چاک کریں۔ شریف الحجاب، سید شریف الدین پیرزادہ، ڈاکٹر حسن رضوی عسکری صاحب بھی قلم اٹھائیں تو یہ ایک خدمت ہوگی۔

ہماری معلومات کے مطابق یہ تاریخی مسخ کاری سب سے پہلے لارنس آف قادیان ولی اللہ شاہ نے کی۔ ۱۹۴۹ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر لاہور میں تقریر کرتے ہوئے اس نے قادیانیوں کا قیام پاکستان میں نام نہاد رول بتایا اور اس واقعے کا ذکر کیا جو سراسر دھوکہ دہی پر مبنی ہے۔ اس کے بعد سر ظفر اللہ نے اسے اپنی تصانیف کی زینت بنایا اور مولف تاریخ احمدیت نے اسے اپنے طور پر درج کیا۔ خود درد نے یہ بات ۱۹۵۵ء میں پہلی بار تصنیف کی اور حضرت قائد اعظم کی اس تقریر کو مخصوص قادیانی رنگ دے کر ایک انسانی بات پیش کی جس کا نہ تو قادیان کے سیاسی عقائد سے کچھ تعلق ہے اور نہ ہی مرزا محمود کی اس زمانے کی سیاست سے سروکار مرزا محمود یونیٹ پارٹی کا حامی، مسلم لیگ کا مخالف اور مسلمانوں کی سیاسی تحریکات کا دشمن تھا۔ وہ سر ظفر اللہ کو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر بنانے میں اپنا اثر و رسوخ اور جماعتی وفاداریوں کا سودا کر رہا تھا۔ اسے قائد اعظم کی ذات گرامی سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ حضرت قائد اعظم کی تقریر دنیا کے مقتدر اخبارات جیسے

‘Madras Mail

‘The Statinsas Hindu

‘The Reennis Stand And Went Apnice Calcutta

Pioneer Allahabad وغیرہ میں شائع ہوئی۔ آخر میں ہماری گزارش ہے کہ

تاریخی واقعات کو قادیانی مسخ کاریوں سے بچانے میں کوتاہی نہ کی جائے۔

نمبر ۱۔ (ولی اللہ شاہ، انقلاب عظیم اور بشارات و انداز لاہور، ۱۹۵۰ء)

نمبر ۲۔ ملاحظہ ہو ”الفضل“ یکم جنوری ۱۹۵۵ء

(ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی، جلد ۷، شمارہ ۳)

## بھٹو صاحب نے قادیانیوں کو کیسے

### غیر مسلم قرار دیا

جناب مصطفیٰ صادق، ایڈیٹر روزنامہ وفاق

تحریک ختم نبوت، ایسی عظیم الشان کامیابی سے ہمکنار ہوئی، جس کی مثال تحریک پاکستان اور تحریک نظام مصطفیٰ کے سوا ماضی کی تاریخ میں مشکل ہی سے ملے گی۔ اس تحریک میں نمایاں کردار بلاشبہ عام مسلمانوں اور مختلف مذہبی فرقوں کے نمائندہ اور سرکردہ علماء ہی کا تھا۔ لیکن دینی مزاج رکھنے والے ایسے سیاسی زعماء بھی اس تحریک کے ہراول دستے میں شامل تھے، جن کی فہم و فراست، سیاسی بصیرت اور مسئلہ ختم نبوت سے والہانہ عقیدت ان کے امتیازی وصف کی حیثیت رکھتی تھی۔

علماء کرام اور نواب زادہ نصر اللہ خاں

علماء کرام کی فہرست اتنی طویل ہے کہ ان میں سے چیدہ چیدہ شخصیات کا ذکر بھی کیا جائے تو ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچے گی۔ البتہ سیاسی زعماء میں نواب زادہ نصر اللہ خاں کا نام کسی تکلف کے بغیر سر فہرست شمار کیا جاسکتا ہے۔ بالخصوص اس وجہ سے کہ اس تحریک میں انہوں نے پوری تندہی اور گرم جوشی سے حصہ لیا۔ عام سیاست دانوں کی علماء سے اس نوعیت کی ذہنی مناسبت بھی نہیں رہی، جس کا مظاہرہ نواب زادہ صاحب کے کردار میں..... مسلسل دیکھنے میں آیا۔ اس کے ساتھ ہی اس رائے کے اظہار میں بھی کوئی



مضانہ معلوم نہیں ہوتا کہ تحریک ختم نبوت بلاشبہ مذہبی تحریک تھی، لیکن اس کی کامیابی سے چونکہ اس وقت کی حکمران پارٹی۔۔۔۔۔ جو فی الحقیقت مسٹر بھٹو کا ہی دوسرا نام تھا۔۔۔۔۔ کی شکست کے نتیجے میں مسٹر بھٹو کا سیاسی زوال بھی مقدر سمجھا جاتا تھا، اس لیے اسی پس منظر کے باعث نواب زادہ نصر اللہ خاں اور ان کے ہم مسلک دوسرے سیاسی رہنما تحریک ختم نبوت کی کامیابی سے اور بھی زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔ اس سے بھی زیادہ اہمیت اس امر کو دی جا رہی تھی کہ تحریک ختم نبوت کی ناکامی بھٹو کی آمریت کو اور بھی زیادہ مستحکم بنانے کا سبب بن سکتی تھی۔ اس اندیشے نے دینی اور سیاسی راہنماؤں کو نہ صرف پوری طرح متحد رکھا تھا، بلکہ حصول مقصد کے لیے ہمہ تن مستعد بھی رکھا تھا۔

تحریک ختم نبوت جوں جوں طول پکڑتی جاتی تھی، اس کی اثر انگیزی اور اس کی شدت وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی تھی لیکن اس کے باوجود قائدین تحریک، تحریک کی طوالت کے باعث بالعموم اس اندیشے کا اظہار کیا کرتے تھے کہ تحریک تشدد کی ایسی حدود میں داخل نہ ہو جائے کہ امن عامہ درہم برہم ہو کر رہ جائے اور دوسرے یہ کہ عامہ المسلمین روزمرہ معمولات کے تعطل اور کاروباری بحران کے باعث ایسے مسائل و مصائب سے دوچار ہو کر مایوس اور بد دل نہ ہو جائیں، جس کے نتیجے میں تحریک کو ناکامی سے دوچار ہونا پڑے اور مسٹر بھٹو کی آمریت، کامیابی کے زعم میں، بدترین فاشنزم کا روپ نہ دھار لے۔ ادھر مسٹر بھٹو نے تاخیری حربے کے طور پر یا یوں سمجھئے کہ ختم نبوت کے عوامی مطالبے کو جلسوں اور جلوسوں کی شکل میں آگے بڑھنے سے روکنے کے لیے قومی اسمبلی میں ایک مباحثے کا آغاز کر رکھا تھا، جس میں قادیانی گروہ کے سربراہ مرزا ناصر کو اپنا موقف پیش کرنے کا موقع فراہم کیا گیا تھا۔

## بایکٹ کی مہم

تحریک ہر لحاظ سے شد و مد کے ساتھ جاری تھی۔ اسی دوران قائدین تحریک نے قادیانیوں کے بایکٹ کی مہم شروع کر دی جو دیکھتے ہی دیکھتے ملک کے کونے کونے میں پھیل گئی۔ اس مہم کے باعث فی الواقع تحریک تحفظ ختم نبوت کامیابوں کا سفر دنوں میں طے ہونے لگا۔ مخالفین کے چھکے چھڑا دیے اور ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ تاہم علما اور زعماء بایکٹ

کی مہم کو بھی پرامن رکھنے کے لیے بھرپور جدوجہد کرتے رہے۔ بعض مقامات سے معمولی نوعیت کے جھگڑوں کی اکاد کا وارداتوں کی اطلاعات تو ضرور ملتی رہیں، لیکن بحیثیت مجموعی بائیکاٹ کی مہم بھی پرامن ہی رہی۔ اس مہم نے ایک تو مسٹر بھٹو کو سرکاری سطح پر جوابی کارروائی کے لیے مجبور کر دیا اور دوسرے وہ ذاتی طور پر اس حد تک آتش زیر پا ہوئے کہ بات بات پر بگڑتے اور بے قابو ہو جاتے۔

## وزارت اطلاعات کی جوابی مہم

غیظ و غضب کے اسی عالم میں وزارت اطلاعات کو قادیانیوں کے بائیکاٹ کے خلاف جوابی مہم چلانے کی ہدایات جاری کر دی گئیں۔ چنانچہ چند دنوں کے لیے ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے ایسے بیانات اور مذاکرے نشر اور ٹیلی کاسٹ کیے گئے، جن سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ بائیکاٹ کی یہ مہم اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ اسی طرح اخبارات میں گھڑے گھڑائے بیانات شائع کرانے کا اہتمام بھی کیا گیا اور بعض مذہبی شخصیتوں کو نیشنل سنٹروں میں تقریروں اور خطبات جمعہ کے ذریعے بائیکاٹ کی اس مہم کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔ ان تمام کوششوں کے اثرات تحریک ہی کے حق میں مفید ثابت ہوئے اور نہ صرف حکمران پارٹی کی ذلت و رسوائی میں اضافہ ہوا، بلکہ جس کسی نے ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخباری بیان، کسی جلسے میں تقریر یا خطبہ جمعہ کے ذریعے بائیکاٹ کی اس مہم کے خلاف لب کشائی کی، اسے یا تو اپنے موقف سے دستبرداری کا اعلان کرنا پڑا اور یا پھر اس کے لیے عام مسلمانوں سے معذرت خواہی کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا۔ تحریک کے راہنماؤں اور ہمنواؤں کا پلہ چونکہ بہت بھاری تھا اور اپنے موقف کی صداقت پر یقین بھی ان کا انتہائی اہم سرمایہ تھا، اس لیے نہ تو ان کے عزائم میں کسی فوری کمزوری کا اندیشہ تھا اور نہ ان کی بصیرت عدم توازن اور بے اعتدالی کی زد میں آ سکتی تھی۔ لیکن مخالفین تحریک ہر مرحلے پر اس بری طرح پسپائی کا شکار ہو رہے تھے کہ ان کے کوئی مضمل اور جذبات مشتعل ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ اسمبلی کے اندر اور اسمبلی کے باہر حکمران پارٹی کے وابستگان ایسے نفرت انگیز اور حقارت آمیز بیانات پر اتر آئے جن سے عوام میں بے چینی اور بے قراری تیزی سے بڑھنے لگی۔

## نازک ترین لمحات

یہی وہ وقت تھا، جو قائدین تحریک اور اس کے مخالفین کے درمیان اعصابی جنگ کے نازک ترین لمحات کی حیثیت رکھتا تھا، چنانچہ نواب زادہ نصر اللہ خاں نے یہ منصوبہ پیش کیا کہ قادیانی مسئلے کے بارے میں آخری فیصلے کے اعلان کے لیے کسی تاریخ کا تعین کرایا جائے تاکہ ایک تو تحریک ختم نبوت کی شدت و وسعت بحال رکھی جاسکے اور دوسرے تاریخ کے اعلان کے بعد مسٹر بھٹو کسی نہ کسی فیصلے کے اعلان پر مجبور ہو جائیں گے جو نواب زادہ نصر اللہ خاں کے نزدیک عوامی مطالبات تسلیم کرنے کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتا تھا اور یہ کہ اس طرح مسٹر بھٹو کے لیے فرار کا کوئی راستہ باقی نہ رہے گا۔ نواب زادہ صاحب کے اس منصوبے کے پس منظر میں عوامی مطالبے کی کامیابی سے ہمتار ہونے کی شدید خواہش کے ساتھ ساتھ یہ کوشش بھی شامل تھی کہ امن و امان کو گزند نہ پہنچے پائے۔ جن دنوں نواب زادہ صاحب کا یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچانے کے لیے غور و فکر کیا جا رہا تھا، مسٹر بھٹو سرکاری مصروفیات کے سلسلے میں کوئٹہ میں مقیم تھے۔

## کوئٹہ میں بھٹو سے ملاقات

کوئٹہ کے لیے روانگی سے قبل ٹیلی فون پر ملٹری سیکرٹری کے ذریعے، میں مسٹر بھٹو سے ملاقات کی منظوری حاصل کر چکا تھا۔ کوئٹہ پہنچتے ہی ملٹری سیکرٹری سے رابطہ قائم کر لیا گیا جس کے بعد مجھے مسٹر بھٹو سے ملاقات کے لیے گورنر ہاؤس بلا لیا گیا۔ یہ ملاقات مقررہ وقت سے، جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، کم و بیش ڈیڑھ دو گھنٹے تاخیر سے ہوئی۔

## اعتماد کا ووٹ

میں نے اپنی گفتگو کا آغاز مسٹر بھٹو سے اپنی ذات اور اپنی رائے پر اعتماد کا ووٹ طلب کرنے سے کیا۔ مسٹر بھٹو اگرچہ بے حد سنجیدہ اور غور و فکر کی عمیق گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے تھے، انہیں اس وقت بلوچستان کے مسائل نے پریشان کر رکھا تھا، لیکن انہوں نے بڑے ہی شگفتہ انداز میں اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ”مجھے آپ پر سو



فیصدی اعتماد ہے، اعتماد کہتے ہی اس کو ہیں، جو سو فیصد ہو، اس میں ایک فیصد بھی کمی آجائے تو اسے اعتماد نہیں کہا جاسکتا۔ آخری جملہ انہوں نے انگریزی میں ان الفاظ میں کہا:

"If It Is One Percent Less It Is No Confidence."

## اہم واقعات

اب میں نے صورت حال کی سچینی واضح کرنے کے لیے پہلے تو یہ کہا، صورت حال اس تیزی سے بگڑتی جا رہی ہے کہ میں نے لاہور میں انتظار کیے بغیر ہنگامی طور پر اس حقیقت کے باوجود کوسٹہ میں اس ملاقات کی ضرورت محسوس کی ہے تاکہ حالات کے غلط رخ اختیار کر جانے سے قبل ہی اہم اور ضروری اقدامات کیے جاسکے۔ اس کے بعد چند اہم واقعات کا ذکر کیا۔ ایک کا تعلق قومی اسمبلی میں پیپلز پارٹی کے فیصل آباد سے ایک رکن مسٹر نندھاوا کے بیان سے تھا، جو اخبارات میں شائع ہو چکا تھا، جس میں انہوں نے کہا تھا کہ اخبارات میں مجھ سے منسوب ایک بیان شائع کیا گیا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ میں نے قادیانیوں کے بائیکاٹ کی مخالفت کی ہے، میں نے کوئی ایسا بیان نہیں دیا۔ اس کے ساتھ ہی مسٹر نندھاوا نے اپنے ہاتھ میں ایک تار پکڑ کر فضا میں لہرایا اور کہا کہ مجھ سے منسوب اس غلط بیان کے شائع ہونے پر میرے والد گرامی نے اس تار کے ذریعے میری سرزنش کی ہے کہ یہ تم نے کیا بیان دے دیا۔ اس طرح مسٹر نندھاوا نے اسمبلی کے بھرے اجلاس میں اس بیان سے لا تعلقی کا اعلان کر دیا۔ دوسرا واقعہ صاحبزادہ فیض الحسن کی تقریر سے متعلق تھا۔ جس میں انہوں نے قادیانیوں کے بائیکاٹ کے بارے میں کچھ اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا، جو حاضرین جلسہ کو سخت ناگوار گزرے۔ جس کے سبب صاحبزادہ صاحب کو تقریر ختم کرنا پڑی اور بڑی مشکل سے صفائی پیش کر کے حاضرین جلسہ کے گھیراؤ سے نجات حاصل کی۔ تیسرا واقعہ لاہور کے نیشنل سنٹر میں مولانا محمد بخش مسلم کی تقریر سے متعلق تھا۔ اس تقریر کے بارے میں بھی خود مولانا مسلم صاحب ہی نے اگلے دن اخبارات کے ذریعے اس امر کی تردید کی کہ انہوں نے بائیکاٹ کے خلاف موقف اختیار کیا تھا۔ چوتھا واقعہ بھی اسی نوعیت کا حامل تھا جو راولپنڈی کے ایک عالم دین کے ساتھ پیش آیا۔

## بھٹو کا رد عمل

ان چاروں واقعات سے متعلق اخبارات میں شائع شدہ مواد سند اور ثبوت کے طور پر، میں اپنے ہمراہ لے گیا تھا اور مسٹر بھٹو سے ملاقات کے دوران یہ اخبارات میرے ہاتھ میں تھے، جن کا میں نے ذکر بھی کیا، لیکن مسٹر بھٹو نے ان اخبارات کے مطالعے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اسی طرح ٹیلی ویژن اور ریڈیو سے وزارت اطلاعات کی ”بھرپور“ مساعی کے نتیجے میں انتہائی غیر موثر کوششوں کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ بائیکاٹ کی مہم آپ کے یا بعض دوسرے لوگوں کے نزدیک کتنی ہی غلط کیوں نہ ہو، اس وقت عوام میں قادیانیوں کے خلاف غصے کا جو طوفان اٹھ چکا ہے، اس کے نتیجے میں آپ کی یہ مہم صرف یہی تاثر دے رہی ہے کہ آپ قادیانیوں سے ہمدردی اور ہمنوائی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ مسٹر بھٹو نے بائیکاٹ کے اس مسئلے پر شدید خفگی کا اظہار کرتے ہوئے اسے غیر اسلامی ہی نہیں، غیر انسانی بھی قرار دیا اور کہا کہ یہ سراسر ایک انتظامی مسئلہ ہے اور یہ کہ وزیر اعظم کی حیثیت سے مجھ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ تمام شہریوں کے حقوق کا تحفظ کروں۔ مسٹر بھٹو نے بعض ایسے واقعات کا ذکر انتہائی غضب ناک لہجے میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب کچھ کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے۔

میں نے مسٹر بھٹو کے بیان کردہ ان واقعات کی صحت و عدم صحت پر بحث کرنے کی بجائے ان پر صرف یہی حقیقت واضح کرنے کی کوشش کی کہ غیر یقینی کی اس کیفیت میں عام لوگوں کی بے چینی اور بیزاری بڑھ تو سکتی ہے، کم نہیں ہو سکتی اور یہ ٹی وی، ریڈیو، اخباری بیانات اور مختلف لوگوں کی تقریروں کے ذریعے قادیانیوں کے بائیکاٹ کی مہم کو ناکام بنانے یا ختم کرنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے، وہ جلتی پر تیل کا کام دے رہی ہے۔ قادیانیوں ہی کے نہیں، تحریک کے مخالفین سے بھی عوامی نفرت کا طوفان آخری حدود کو چھو رہا ہے۔ اسے حدود میں رکھنے کے لیے اور صورت حال بے قابو ہونے سے پہلے ضروری ہے کہ جلد از جلد کسی ایسی تاریخ کا اعلان کر دیا جائے جو آپ کی طرف سے اس مسئلے پر آخری فیصلے کے اعلان کی تاریخ ہو۔ صرف اسی طرح صورت حال قابو میں رکھی جاسکتی ہے۔ میں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ بائیکاٹ کے خلاف سرکاری اہتمام میں، جس جس محاذ سے جو جو کوشش

بھی کی جارہی ہے، اسے فوری طور پر ختم کر دیا جائے۔ مولانا انصاری اور بعض دوسرے ارکان اسمبلی سے اپنی گفتگو اور صلاح مشورے کی روشنی میں میں نے مسٹر بھٹو کو یہ بھی بتایا کہ مرزا ناصر قوی اسمبلی میں اپنے موقف کی وضاحت اور ارکان اسمبلی کے سوالوں کے جوابات ۳۱ اگست تک ختم کر لیں گے۔ اس کے چند روز بعد آپ آسانی کے ساتھ آخری فیصلہ کر سکتے ہیں۔

### کامیابی کی علامت

بعض دوسرے مسائل بھی اس ملاقات میں زیر غور آئے، جن پر گفتگو کے لیے مسٹر بھٹو نے اسے ڈی سی کے ذریعے اپنے سیکرٹری مسٹر افضل سعید خان کو طلب کر لیا اور مجھ سے بھی کہا کہ مسٹر افضل سعید خان ریٹ ہاؤس میں مقیم ہیں۔ ان کے پاس جائیں اور یہ باتیں انہیں بھی بتائیں اور یہ تو ان سے ابھی کہہ دیں کہ یہ ریڈیو، ٹی وی پر جو کچھ ہو رہا ہے، اسے فوراً بند کرادیں۔ مسٹر افضل سعید خان کے نام مسٹر بھٹو کے پیغام کو میں اپنی مہم کی کامیابی کی ایک واضح علامت سمجھتا تھا۔ مسٹر بھٹو کا پیغام لے کر مسٹر افضل سعید خان کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا کہ میری اور وزیر اعظم کی باہمی گفتگو کے بعض نکات ان کے علم میں لائے جا چکے ہیں۔ مسٹر افضل سعید خان کے کمرے میں داخل ہوا تو ان کا ردی مسٹر دین محمد دوپہر کا کھانا لگانے میں مصروف تھا۔ مسٹر افضل سعید خان نے مجھے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیا اور حیرت و استعجاب کے عالم میں پوچھا ”کیا کر آئے ہو؟“ آج ان لمحات کی یاد تازہ کرتا ہوں اور اس نسا کے نقوش ابھر کر ذہن میں آتے ہیں تو سوچتا ہوں کہ کتنا ہولناک اور خطرات سے لبریز سماں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حقیقت بیانی اور صاف گوئی کی دولت بے پایاں سے اس حد تک نوازا کہ کسی بھی خوف اور خدشے سے بے نیاز ہو کر ہر وہ بات اس دور کی ہمہ مقتدر شخصیت۔۔۔۔۔ مسٹر بھٹو۔۔۔۔۔ تک پہنچادی، جو بلاشبہ ملت اسلامیہ کے وسیع تر مفاد میں تھی، جو تقاضائے ایمان کی آئینہ دار تھی اور جو امن عامہ کے تحفظ کی ضمانت ثابت ہو سکتی تھی اور یہی نہیں، بلکہ انتظامیہ کے لیے بھی خیر کا پہلا انہی مشوروں پر عمل درآمد میں تھا۔



میرے لیے یہ معلومات اس اعتبار سے پریشانی کا موجب تھیں کہ اس مرحلے پر مولانا یوسف بنوری صاحب سے اعلیٰ سرکاری سطح پر رابطہ تحریک کے مقاصد کے لیے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ اس لیے کہ مسٹر بھٹو، ستمبر کو قومی اسمبلی میں قادیانیوں سے متعلق اپنے فیصلے کا اعلان کرنے والے تھے اور انہی دنوں مولانا یوسف بنوری کے خلاف بے سرو پا اور بے بنیاد الزامات پر مبنی اشتہارات بھی بعض اخبارات میں شائع کرائے گئے تھے، جو اگرچہ کسی نام نہاد انجمن کی طرف سے جاری کیے گئے تھے، لیکن عام احساس یہی تھا کہ یہ کھیل سرکاری اہتمام میں کھیلا جا رہا ہے۔ بعد میں یہ امر پایہ ثبوت کو بھی پہنچ گیا تھا۔

### معلومات کا بوجھ

خیر تو میں نے معلومات کا ”بوجھ“ اٹھایا۔ مولانا مفتی محمود سے رابطہ قائم کیا، جو اسی گورنمنٹ ہوسٹل کے کمرہ نمبر ۴ میں اقامت پذیر تھے۔ اپنی معلومات انہیں منتقل کیں۔ انہوں نے مولانا یوسف بنوری کے ساتھ ساتھ بعض دوسرے علماء کرام سے بھی رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کی، لیکن فوری طور پر صرف مولانا مفتی زین العابدین اور مولانا عبدالرحیم اشرف ہی دستیاب ہو سکے۔ تھوڑی دیر کے بعد مولانا یوسف بنوری بھی تشریف لے آئے۔

### ٹیپ کے انتظامات

ان چاروں بزرگوں کا اجتماع مولانا مفتی محمود کے کمرے میں نماز عصر کے بعد شروع ہونے والا تھا۔ باہمی مشورے کے بعد کمرے سے باہر۔۔۔۔۔ بلکہ کمرے کے عقب میں۔۔۔۔۔ نشست کا اہتمام کیا گیا۔ اس لیے کہ اس دور میں یہ احساس یا اندیشہ بہت عام تھا کہ ہر کمرے میں، بلکہ ہر کمرے کے اندر، ہر ٹیلی فون کے ساتھ ایسے آلات نصب کیے گئے ہیں، جو ہر گفتگو ٹیپ کرنے کے کام آتے ہیں۔ یہ اندیشے صرف گورنمنٹ ہوسٹل تک ہی محدود نہیں تھے، اس قسم کے ”انتظامات“ بعض وفاقی وزراء بھی اکثر کرتے رہتے تھے اور برسیل تذکرہ یہ بھی عرض کر دوں کہ وفاقی وزیر اطلاعات جناب کوثر نیازی عام گفتگو کے دوران ہمیشہ اہتمام کے ساتھ ریڈیو آن (ON) رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ جب اسے بند کرنے کے لیے

## واپسی کا سفر

مسٹر افضل سعید خان کے ساتھ طعام و کلام سے فارغ ہو کر ہوٹل واپس آیا تو اپنے رفیق مسٹر الطاف حسن قریشی کو انتہائی شدید قسم کی تکلیف میں مبتلا پایا۔ ان پر ضعف اور نقاہت کا شدید غلبہ تھا۔ چلنا پھرنا تو درکنار ہنسنگو تک کی سکت سے بھی محروم دکھائی دے رہے تھے۔ ایک طرف اپنی مہم کی کامیابی کی بے پناہ خوشی اور دوسری طرف یہ بے کیفی اور پردیس کا معاملہ بھی شاق گزر رہا تھا۔ ہوائی جہاز کے ذریعے سفر کا خوف بھی مسلط تھا اور اس پر الطاف حسن قریشی کی علالت، چنانچہ بذریعہ ریل واپسی کا فیصلہ ہوا۔ الطاف صاحب کو اس سال کی شدید تکلیف تھی۔

لاہور پہنچنے سے پہلے ہی ریڈیو کے ذریعے یہ خبر ہم سن چکے تھے کہ وزیر اعظم مسٹر بھٹو نے قادیانی مسئلے پر آخری فیصلے کے لیے تاریخ مقرر کرنے کی غرض سے اعلیٰ سطحی اجلاس طلب کر لیا ہے۔ لاہور پہنچنے کے ایک دو دن بعد، ۷ ستمبر کی تاریخ کا تاریخی اعلان بھی سننے کی سعادت حاصل ہو گئی۔ تاریخ کے اس تعین سے قادیانی مسئلے کے حل کی منزل قریب آنے کا یقین پہلے سے بھی پختہ ہو گیا۔ جسے بعد کے مراحل میں نصرت الہی نے سچ کر دکھایا۔

## عجیب و غریب اتفاق

اسے عجیب و غریب اتفاق ہی تصور کرنا چاہیے کہ میں ۵ ستمبر ۷۷ء کو گورنمنٹ ہوٹل (جسے ایم این اے ہوٹل بھی کہا جاتا ہے) کے ایک کمرے میں مقیم تھا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ ریسپور اٹھایا، دوسری طرف جانی پہچانی آواز نہ ہی امور کے سابق وزیر جناب کوثر نیازی کے پرائیویٹ سیکرٹری مسٹر شہزاد کی تھی۔ مسٹر شہزاد نے پوچھا: مولانا صاحب ہیں؟ میں نے جواباً معلوم کیا، کون سے مولانا صاحب کی تلاش ہے۔ مسٹر شہزاد نے میری آواز پہچان لی اور رسمی سلام دعا کے بعد کہا ”سرا مولانا یوسف بنوری صاحب کا آج رات مولانا صاحب (کوثر نیازی صاحب) کے یہاں کھانا ہے اور کل (۶ ستمبر کو) وزیر اعظم صاحب نے مولانا بنوری صاحب کو ملاقات کے لیے وقت دیا ہے“ میں نے مسٹر شہزاد سے تو صرف اتنا کہا کہ میں مولانا بنوری صاحب کو تلاش کر کے ان تک آپ کا پیغام پہنچا دوں گا، لیکن

اصرار کیا گیا تو ہنستے ہوئے بولے ریڈیو کے تمام پروگراموں سے باخبر رہنا چونکہ میری منہجی ذمہ داری ہے، اس لیے ان کا ”آن“ رہنا ہی ضروری ہے، لیکن جب بند کرنے کے لیے اصرار کیا گیا تو نیازی صاحب نے ”سرکاری“ راز فاش کر ہی دیا اور بولے ”بھی آپ کو معلوم نہیں، ہماری گفتگو اسی طرح محفوظ رہ سکتی ہے کہ اسے ریڈیو کی آواز کے ساتھ خلط طح کر دیا جائے۔ اس لیے کہ ”سرکار“ نے ہر کمرے میں، ہر طرح کی گفتگو سے باخبر رہنے کا اہتمام کر رکھا ہے اور بڑے جدید آلات Bugging کے لیے جگہ جگہ نصب کر رکھے ہیں“ خیر یہ بات تو ضمناً نوک قلم پر آگئی۔ مفتی صاحب کے کمرے کے عقب میں مختصر سی نشست میں۔۔۔۔۔ جس میں مولانا یوسف بنوری صاحب نے اس امر کی تصدیق کر دی کہ رات کے کھانے پر انہیں کوثر نیازی صاحب نے مدعو کر رکھا ہے اور کل وزیراعظم سے ملاقات کی ابھی کوئی توثیق نہیں ہوئی۔

اس مجلس میں میری حیثیت تو صرف ایک راوی کی تھی کہ میں نے دعوت اور ملاقات سے متعلق سنی سنائی بات ان حضرات تک پہنچادی اور مجلس کے دوران میں خاموشی کے ساتھ گفتگو سننا رہا، لیکن دل ہی دل میں، میں نے فیصلہ کر لیا کہ کل (۶ ستمبر کو) مسٹر بھٹو سے مولانا بنوری کی ملاقات منسوخ کرانے کی کوئی صورت نکالنا چاہیے۔ اپنی اس سوچ کا ذکر میں نے مولانا عبدالرحیم اشرف سے کر دیا، جنہوں نے میری تائید کی۔ چنانچہ میں نے رات ہی مسٹر بھٹو سے ان کے ملٹری سیکرٹری کے ذریعے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ جس کے لیے اگلے دن (۶ ستمبر) ساڑھے نو بجے صبح کا وقت طے ہو گیا۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، مسٹر بھٹو سے میری جتنی بھی ملاقاتیں ہوئیں، ان میں سے کوئی بھی ملاقات گیارہ بجے سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ یہ پہلی ملاقات تھی، جو ساڑھے نو بجے ہونے والی تھی۔

بے چینی کی رات، بے قراری کے لمحات

رات بھر طبیعت شدید بے چین رہی۔ قومی اسمبلی کی ارکان ہی نہیں، پوری قوم غصہ تھی کہ ۷ ستمبر کو قادیانیوں کے بارے میں کیا اعلان ہونے والا ہے۔ ملک بھر میں مسلح فوجی دستے گشت کر رہے تھے۔ فوج کا یہ گشت اتنا منظم اور اتنا وسیع تھا کہ ایام جنگ کے سوا اس نوعیت کی فوجی نقل و حرکت قیام پاکستان سے لے کر آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔



چنانچہ عام شاہراہوں پر ہی نہیں، تمام اہم قومی تنصیبات اور دور دراز قصبات تک میں فوجی افسر اور جوان تعینات کیے جا چکے تھے۔ سرکاری سطح پر اس قسم کے انتظامات کے باعث یہ اندیشہ بار بار سامنے آتا تھا کہ مسٹر بھٹو، جس فیصلے کا اعلان کرنے والے ہیں، وہ عام مسلمانوں کے مطالبے سے مختلف ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت کو امن عامہ بگڑنے کا خوف لاحق ہے۔ جس کے لیے فوج کو نہ صرف یہ کہ تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے، بلکہ ہر قسم کی صورت حال سے عمدہ براہوں کے لیے بھرپور قسم کی تیاریاں کی جا چکی ہیں۔

میرا قیام مری روڈ پر دوسرے درجے کے ایک ہوٹل میں تھا۔ الطاف حسن قریشی بھی میرے ساتھ مقیم تھے اور مشوروں میں بھی شریک تھے۔ صبح اٹھتے ہی وزیراعظم کے اے ڈی سی کا فون آیا۔ ملاقات کا وقت کنفرم کیا۔ چنانچہ میں ٹھیک ساڑھے نو بجے مسنون دعاؤں کا ورد کرتے ہوئے وزیراعظم ہاؤس میں ملاقات کے لیے مخصوص کمرے میں پہنچ گیا۔ ایک آدھ منٹ کے بعد ہی اے ڈی سی نے کمرے کے دروازے پر اپنے مخصوص فوجی انداز میں ”جناب وزیراعظم“ کے الفاظ کہے، جو ملاقاتی کو مودب انداز میں وزیراعظم کا استقبال کرنے کے لیے کہے جاتے ہیں۔

ہم حکومت چھوڑ رہے ہیں

مسٹر بھٹو سے مصافحہ کرتے ہی کچھ یوں لگا جیسے بے چینی ہی نہیں، مزاج کی برہمی بھی عروج پر ہے۔ سخت غصے کے عالم میں ہیں۔ میری طرف دیکھنے کے بجائے صوفہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بیٹھنے کو کہا اور بولے ”اچھا ہوا“ آپ آگئے ہیں۔ ابھی کچھ اور لوگ بھی آنے والے ہیں اور سب سے پہلے ہماری بیگم سے ملاقات ہوگی۔ ہم حکومت چھوڑ رہے ہیں۔“

میں مسلسل دو سال کی ملاقاتوں میں مسٹر بھٹو کے مزاج سے کچھ نہ کچھ واقف ضرور ہو گیا تھا، لیکن یہ بات ایک تو میرے لیے یکسر خلاف توقع تھی اور یوں بھی اچانک اس قسم کے فیصلے کی اطلاع کوئی معمولی بات نہ تھی، اس لیے فوری طور پر نہ یہ نتیجہ اخذ کرنا ممکن تھا کہ جو کچھ میں سن رہا ہوں، اس میں حقیقی جذبات کا کس حد تک دخل ہے اور بناوٹ یا تصنع کا کتنا حصہ ہے اور نہ ہی جواباً کچھ کہنے کی پوزیشن میں تھا، البتہ کچھ وقت لینے کے لیے میں نے

یہ بات کہی کہ دوسرے لوگوں کے آنے سے پہلے مجھے چند منٹ تنہائی میں ضرور دیں۔ میں بھی آپ سے ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ اتنے میں مسٹر بھٹو دروازے پر نمودار ہوئیں۔ مسٹر بھٹو نے دروازے کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہوئے انگریزی میں Please Wait (ذرا ٹھہریے) کے الفاظ خاصے درشت لہجے میں کہے۔ بیگم بھٹو بھی وزیر اعظم کی طرح سخت مغلوب الغضب معلوم ہوتی تھیں۔ وہ ایک لمحہ توقف کیے بغیر آئے پاؤں واپس چلی گئیں۔ اس کا احساس شاید مسٹر بھٹو کو بھی ہو گیا۔۔۔۔ بعد میں اس کا ثبوت بھی کچھ کچھ مل گیا۔۔۔۔ کہ بیگم بھٹو پہلے ہی سے سخت ذہنی کرب میں مبتلا تھیں اور مسٹر بھٹو دونوں کے لیے اعصابی کشیدگی اور ذہنی تلخی وقتی نہیں تھی، بلکہ گزشتہ چند دنوں سے وہ اسی کیفیت میں مبتلا رہے ہوں گے۔ تاہم مسٹر بھٹو نے، مسٹر بھٹو کی خفگی دور کرنے کے لیے اے ڈی سی کوفون پر حکم دیا کہ وہ بیگم صاحبہ کے پاس جائیں اور انہیں کہیں کہ میں ابھی چند منٹ میں انہیں بلا رہا ہوں۔ ادھر میری طرف دیکھتے ہوئے مسٹر بھٹو نے کہا ”ہاں بتائیے“ میں نے ذرا دھیمے لہجے میں گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا ”جو بھی فیصلہ کرنا ہو، سوچ سمجھ کر ذرا اعتدال سے کام لیتے ہوئے کریں، آپ مجھے سخت رنجیدہ خاطر معلوم ہوتے ہیں۔ میں مسئلے کی نزاکت سے بھی آگاہ ہوں اور آپ کی پوزیشن بھی سمجھتا ہوں۔ لیکن پیشتر اس کے کہ اصل مسئلے پر گفتگو کی جائے، میں آپ سے یہی عرض کروں گا کہ آپ Issue کے کھڑا ہونے سے لے کر اس ضمن میں اب تک جو واقعات رونما ہو چکے ہیں اور آپ کی طرف سے جو بیانات دیے جا چکے ہیں، وہ یکسر نظر انداز کر کے جو بھی فیصلہ کیا گیا، وہ نہ تو ملک اور قوم کے لیے مفید ہو گا اور نہ آپ کے سیاسی مستقبل کے لیے“

باتوں باتوں میں، میں نے ان سے یہ بھی کہہ دیا کہ اس مرحلے پر آپ علماء میں سے کسی بھی عالم دین سے انفرادی طور پر ملاقات ہرگز نہ کریں۔ مسٹر بھٹو خاموشی سے میری بات سن رہے تھے لیکن ان کی پیشانی کے شکن کھلنے کے بجائے بڑھتے ہی جا رہے تھے۔ وہ عام طور پر بیچ دار گفتگو سننے کے عادی نہیں تھے۔ چنانچہ مجھے کھل کر بات کرنے کو کہا۔ جس پر میں نے دل کی بات بڑی صفائی سے کہہ ڈالی۔ میں نے کہا ”آپ نے آج مولانا یوسف بنوری کو ملاقات کے لیے بلایا ہے۔ یہ ملاقات کسی طرح بھی مناسب نہیں ہوگی۔“ مسٹر بھٹو اس وقت اگرچہ اس قسم کی کوئی بات سننے کے موڈ میں نہیں تھے، اس لیے کہ وہ تو بنیادی

مسکے ہی کے بارے میں غیر معمولی تذبذب اور تردد کا شکار تھے اور سخت قسم کے ذہنی عذاب میں مبتلا تھے۔ میری یہ بات ان کے ذہن کے کسی گوشے میں محفوظ ضرور ہو گئی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ چند گھنٹوں پر مشتمل مگر ماکرم گفتگوؤں اور انتہائی تلخ بحثوں کے بعد (جن کا ذکر آگے آتا ہے) اپنے ایک وزیر کی طرف گھورتے ہوئے دیکھا اور کہا ”مولانا یوسف بنوری سے ملاقات کی کیا ضرورت ہے؟“ اور بس۔ میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ ہم مولانا یوسف بنوری کو تو قائل نہیں کر سکے تھے کہ اس مرحلے پر مسٹر بھٹو سے ان کی ملاقات مصلحت کے خلاف ہوگی، اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مولانا بنوری کو اپنی بصیرت پر اعتماد تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ مومن نہ کسی کو دھوکہ دیتا ہے اور نہ کسی کے دھوکے میں آتا ہے، لیکن ہمیں صرف یہ اندیشہ تھا کہ اس آخری مرحلے پر حالات کوئی ایسا رخ اختیار نہ کر لیں کہ خدا نخواستہ مولانا یوسف بنوری جیسی عظیم دینی شخصیت کو، جنہیں اس تحریک میں مرکزی کردار کا مقام حاصل ہو چکا تھا، بلا وجہ کسی تہمت کا نشانہ بننا پڑے۔ خیر، تو اس راستے سے نہ سہی، یہ ضرورت اس طرح پوری ہو گئی کہ مسٹر بھٹو نے خود ہی یہ ملاقات منسوخ کر دی۔

### مسٹر بھٹو کو بلاوا

میں جب مسٹر بھٹو کو اعتدال پسندانہ رویہ اختیار کرنے کا مشورہ دے چکا اور مولانا یوسف بنوری سے مجوزہ ملاقات کا تذکرہ بھی ہو چکا تو مجھ سے استفسار کے بعد مسٹر بھٹو نے اے ڈی سی کے ذریعے مسٹر بھٹو کو ملاقات کے کمرے میں بلا بھیجا۔ میں اور بھٹو آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ مسٹر بھٹو میرے دائیں ہاتھ دو سرے صوفے پر بیٹھ گئیں اور منتظر تھیں کہ گفتگو کا آغاز ہو۔ مسٹر بھٹو اس سے پہلے بھی اگرچہ بعض مواقع پر میرا تعارف کرا چکے تھے، لیکن آج پھر انہوں نے اپنے انتہائی مخلص دوست کی حیثیت سے ایک دو جملوں سے میرے تعارف کی تجدید کی اور اس کے سوا بعد انتہائی تند و تیز لہجے میں اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں مسٹر بھٹو کو بتایا ”میں نے مصطفیٰ صادق کو بتا دیا ہے کہ ہم حکومت چھوڑ رہے ہیں، ہم کسی کو کافر قرار نہیں دے سکتے۔ ایسے فیصلے کرنے سے بہتر ہے کہ ہم حکومت چھوڑ دیں۔ ہم حکومت چھوڑ رہے ہیں۔“ مسٹر بھٹو بولیں ”ایسی حکومت کا کیا مطلب، جس میں دوسروں کی مرضی پر چلنا ہو، دوسروں کے فیصلے ماننا ہوں، یہ ملاکی جیت ہوگی، ہم کسی کو



کافر کیوں قرار دیں؟ مودودی کہتا ہے تو کہے، ملا کہتا ہے تو کہے۔

## غیر معمولی صورت حال

اب میں کچھ کچھ محسوس کر رہا تھا کہ صورت حال فی الواقع بگڑی ہوئی ہے۔ اور معاملات الجھ بھی سکتے ہیں۔ لیکن باہر پوری قوم علماء کے تمام طبقوں کے نمائندوں کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے، جس طرح اس مطالبے کے حق میں یک جان و یک قالب ہو چکی تھی، اور خود اس مطالبے کی حقانیت کے باعث میں پوری طرح ڈانواں ڈول تو نہیں ہوا تھا، لیکن سچی بات یہ تھی کہ اندر ہی اندر کچھ گھبرا سا گیا تھا۔ یہ لمحات بڑے ہی نازک اور انتہائی خطرناک تھے۔ اسی قسم کے جملے رد و بدل کے ساتھ مسز اور مسٹر بھٹو نے ایک بار پھر دہرائے اور میں نے اعتدال پسندی سے کام لینے کی بات کا اعادہ کیا، اتنے میں سات آٹھ منٹ گزر چکے تھے، ماحول کی تغنی بری طرح ڈس رہی تھی۔

## کیا خوب سوچھی!

غصے اور غضب سے آلودہ اس ماحول کو کچھ تبدیل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے خوب بات بھائی۔ میں نے مسز بھٹو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ”کیا آج اس غصے کی وجہ سے ہم چائے سے بھی محروم رہیں گے، ایسا تو پہلے کبھی نہیں ہوا“ ابھی میں جملہ پورا نہیں کر پایا تھا کہ مسز بھٹو نے ایک دو تین بار مسلسل گھنٹی بجائی اور بیرے پر غصہ نکالتے ہوئے اسے خوب ڈانٹا اور چائے مع ضروری لوازمات کا آرڈر دیا۔ بس یوں سمجھئے کہ بیرے کو ڈانٹ ڈپٹ کے بعد مسز بھٹو کے غصے کا طوفان اگر بالکل ختم نہیں گیا تو اس کی رفتار چوتھے گیسر سے تیسرے گیسر میں ضرور آگئی۔ ادھر مسٹر بھٹو نے مجھ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا ”باہر بیرزادہ اور انارنی جنرل بھی آئے بیٹھے ہیں“ (بیرزادہ کا نام انہوں نے کچھ ایسے الفاظ میں لیا، جن کا ذکر مناسب معلوم نہیں ہوتا) میں ان کی ہاں میں ہاں ملانے کے سوا کیا کہہ سکتا تھا، اگرچہ غیبت ہے کہ انہوں نے اپنی تائید میں کچھ کھلوانے کی کوشش نہیں کی ورنہ بعض اوقات وہ یہ بھی کیا کرتے تھے کہ کسی شخص کو اپنے پسندیدہ نام سے پکارتے اور مخاطب سے بھی پوچھتے کہ میں نے اس کا نام ٹھیک رکھا ہے نا؟ لیکن اچھے موڈ اور اچھے ماحول میں ایسی

بات کما کرتے تھے، آج تو موڈ ہی کچھ اور تھا۔ موڈ ہی کیا سارا رنگ ڈھنگ ہی بدلا ہوا تھا لیکن خدا بھلا کرے یچی بختیار کا کہ انہوں نے آتے ہی نضا کا رنگ اور مسٹر بھٹو کی سوچ کا ڈھنگ اگر مکمل نہیں تو بڑی حد تک تبدیل کر کے رکھ دیا۔ کیا خوفناک ماحول تھا اور کتنا عجیب و غریب منظر تھا۔

مسٹر حفیظ پیرزادہ وزیر قانون، اور مسٹر یچی بختیار (انارنی جنرل) اسی مختصر سے کمرہ ملاقات میں داخل ہوئے تو مسٹر بھٹو نے سب سے پہلے مسٹر پیرزادہ سے ذرا تلخ لہجے میں کہا: ”کل ۷ ستمبر ہے، کیا کرنے والے ہو؟ کہاں گیا ہمارا سوشلزم؟“ مسٹر پیرزادہ صورت حال کی سنگینی سے یکسر بے خبر معلوم ہوتے تھے۔ بے ساختہ بولے ”سوشلزم ہماری معیشت ہے۔۔۔۔۔ اسلام ہمارا دین ہے۔“

دھونس اور دبدبے سے دلیل اور اپیل تک

مسٹر بھٹو گرج دار آواز میں بولے ”تمہارا اسلام یہی ہے کہ دوسروں کو کافر قرار دو۔ ہم ایسے فیصلے نہیں کر سکتے۔ ہم ایسی حکومت نہیں کر سکتے۔ ہم نے حکومت چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے“ مسٹر بھٹو بولتے جا رہے تھے ”مکہ مر ہے تمہارا۔۔۔۔۔؟“ ایک دو منٹ کے اندر اندر یا اس سے کم وقفے میں کوثر نیازی بھی شریک مجلس ہو چکے تھے۔ پیرزادہ کی طبیعت اب پہلے کی سی چمک مکھ سے محروم ہو چکی تھی۔ دبے لفظوں میں بولے ”ہمارے لاء سیکرٹری بھی باہر آئے ہوئے ہیں۔ انہیں بھی بلا لیں تو اچھا ہے“ بھٹو نے صرف سر ہلا کر اس کی منظوری دی اور جسٹس محمد افضل چیمہ بھی کمرے میں داخل ہوئے اور گفتگو دھونس اور دبدبے کے بجائے دلیل اور اپیل کا رخ اختیار کر گئی، جیسا کہ پہلے بھی ذکر آچکا ہے۔ اس تبدیلی کا سراہیچی بختیار کے سر تھا۔

یچی بختیار۔۔۔۔۔ مرد جری

یچی بات یہ ہے کہ یچی بختیار کا یہ کارنامہ اتنا عظیم اور اتنا غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے کہ اس کی جتنی بھی تحسین کی جائے، کم ہے۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ مسٹر بھٹو کی پارٹی میں کوئی ایسا مرد جری بھی شامل ہے، جو بلا خوف و خطر اپنا موقف نہ صرف یہ کہ شد و مد

کے ساتھ بیان کر دے، بلکہ استدلال کی قوت سے مسٹر بھٹو جیسے حکمران کو----- عین اس مرحلے پر جب کہ وہ بے یقینی اور مایوسی کی دلدل میں گھٹنے گھٹنے پھنسا ہوا ہو، اور غیظ و غضب کے عالم میں سارے پینترے بھول چکا ہو----- زور استدلال سے صورت حال کا رخ تبدیل کر دے۔ چنانچہ جونہی یکے بعد دیگرے مسٹر بھٹو اور مسز بھٹو نے اپنی رٹی پٹی باتیں دہرائیں اور کہا ”یہ ملاکی جیت ہے۔ لوگ کہیں گے مودودی جیت گیا ہے۔ ہم کون ہیں، کسی کو کافر قرار دینے والے۔ ایسا اعلان کرنے سے بہتر ہے حکومت چھوڑ دی جائے۔ ہم نے حکومت چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ہم مستعفی ہو رہے ہیں۔“۔ یحییٰ بختیار کی ایمان افروز گفتگو ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔ انتہائی موثر اور پرمغز گفتگو۔ ”آپ حکومت چھوڑ رہے ہیں یا آپ سیاست سے بھی دست بردار ہو رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کس ایٹو (Issue) پر مستعفی ہو رہے ہیں۔ کیا آپ پبلک کے سامنے اپنے استعفیٰ کا جواز ثابت کر سکیں گے؟“ کاش میں اسمبلی کی اس کارروائی کا خلاصہ (یحییٰ بختیار نے Summary کے الفاظ استعمال کیے تھے) اپنے ہمراہ لے آتا اور آپ کو بتاتا کہ مرزا ناصر نے کیا کچھ کہا ہے۔ کیا موقف اختیار کیا ہے؟ یہ کون کہتا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلے سے ملابھت جائے گا؟ آپ کو معلوم ہے کہ احمدیت کے بارے میں علامہ اقبال کا کیا موقف ہے؟ ہم اسی موقف کے قائل ہیں۔ اگر کسی کے خیال میں قادیانیوں کو کافر قرار دینا صحیح نہیں ہے تو پھر انہیں قادیانیوں کا یہ نقطہ نظر درست تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہم اور آپ غیر مسلم ہیں۔“

حفیظ پیرزادہ بھی بولے

یحییٰ بختیار کی اس ولولہ انگیز گفتگو کے بعد دوسرے شرکاء مجلس کو بھی زبان کھولنے کا حوصلہ ہوا۔ حفیظ پیرزادہ بولے ”جو کچھ قومی اسمبلی میں ہوا ہے، اس کے بعد تو اسی فیصلے کا اعلان کرنا پڑے گا لیکن آپ اس کے خلاف رائے رکھتے ہیں اور اس فیصلے کو آئینی شکل دینے کے حق میں نہیں ہیں تو اسمبلی کے اندر اور اسمبلی کے باہر میں آپ کے ساتھ ہوں۔“

بٹی کا خط

میں نے بھی یحییٰ بختیار کی گفتگو کے بعد مداخلت کی کچھ منجائش محسوس کی اور مسٹر بھٹو



کو ان کی بیٹی کا ایک خط یاد دلایا جو خود مسٹر بھٹو نے چند دن پہلے سنایا تھا اور جس میں اسمبلی کی کارروائی کے حوالے سے یہ رائے ظاہر کی گئی تھی کہ اس کارروائی سے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ”یا قادیانی غیر مسلم ہیں یا ہم“ مسٹر بھٹو نے اس خط کی تفصیلات کی تصدیق کی لیکن مسز بھٹو خاموش رہیں اور کچھ یوں دم بخود سی ہو گئیں، جیسے لاجواب ہو گئی ہوں۔ شاید اس لیے کہ ان کے سامنے ان کی بیٹی کا موقف بیان کر دیا گیا تھا اور بیٹی بھی وہ جو انہیں بے حد عزیز تھی اور جس کی رائے ان کے نزدیک اہمیت اور وقعت کے اعتبار سے آسانی کے ساتھ نظر انداز نہیں کی جاسکتی تھی۔

### ماحول میں آسودگی

ماحول میں تلخی اور کشیدگی کی بجائے سکون اور آسودگی محسوس کرتے ہوئے میں نے سلسلہ واقعات (Chain Events) کا ذکر کیا۔ خصوصیت کے ساتھ مسٹر بھٹو کے مثبت اور واضح بیان، جن سے عام مسلمانوں کے عقیدہ و ایمان کی تائید کا پہلو نکلتا تھا، اور دوسرے یہ کہ ۷ ستمبر کو اس مسئلے کے بارے میں فیصلے کا اعلان کیا جا چکا ہے، جس کا منطقی تقاضا یہی ہے کہ اپنے عقیدہ و ایمان کی تائید میں صحیح فیصلے کا اعلان کر دیا جائے۔

### ایک اہم گزارش

ایک گزارش میں نے یہ بھی کی کہ وزیراعظم خواہ مخواہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ وہ قادیانیوں کو کافر قرار دینے کی ذمہ داری قبول کر رہے ہیں۔ حالانکہ اسلامی عقیدے کی رو سے قادیانی سلسلہ طور پر، طے شدہ حقیقت کے طور پر پہلے سے غیر مسلم ہیں۔ اس طے شدہ اور تسلیم شدہ حقیقت کو صرف اور صرف آئینی شکل دینے کی ذمہ داری۔۔۔۔۔ جو ایک اہم سعادت کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔۔۔۔۔ قومی اسمبلی قبول کر رہی ہے جس کا اعلان قائد ایوان کی حیثیت سے وزیراعظم کرنے والے ہیں۔ آئینی دفعہ کے اضافے کا یہ فیصلہ قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ ہے۔ پوری قوم کا متفقہ فیصلہ ہے۔ عالم اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے۔ اس لیے یہ غلط فہمی بلا وجہ پیدا ہو رہی ہے کہ مسٹر بھٹو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والے ہیں۔ ہاں البتہ اس کی زبان سے اگر یہ اعلان ہونے والا ہے اور اسے

آئین کا حصہ بنایا جانے والا ہے تو اس سے حکومت کی اور پوری قوم کی ذمہ داری میں ایک اہم اضافہ ہو جاتا ہے کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت کے طور پر تحفظ کا یقین دلائیں۔ یہ ذمہ داری ایک مقدس مذہبی فریضے کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے اور یہ فیصلہ خود قادیانیوں کے لیے بھی مضر ہونے کے بجائے مفید ثابت ہو گا۔ آخر میں، میں نے یہ بھی عرض کر دیا کہ خدا نخواستہ کل آپ اس فیصلے کا اعلان نہیں کرتے تو نظم و نسق بحال رکھنے کے تمام تر انتظامات کے باوجود صورت حال آپ کے قابو میں نہیں رہے گی اور خدا ہی جانتا ہے کہ اس ملک کا حشر کیا ہو گا؟

### یحییٰ بختیار کی تائید

جناب یحییٰ بختیار اگرچہ اپنی بات، وضاحت اور صراحت سے کہہ چکے تھے لیکن میری تائید میں انہوں نے ایک مرتبہ پھر اپنے موقف کا اعادہ کیا اور مسٹر بھٹو پر زور دیا کہ وہ بلاوجہ نہ تو کسی غلط فہمی کا شکار ہوں اور نہ اس بنا پر کسی کمزوری کا مظاہرہ کریں کہ اس فیصلے سے کسی دوسرے گروہ کو تقویت حاصل ہو جائے گی۔ کوثر نیازی اور جسٹس چیمہ نے بھی یحییٰ بختیار کے موقف کی تائید کی لیکن شاید اس لیے کہ دلائل کا اعادہ غیر ضروری تھا۔ ان کی گفتگو بہت مختصر تھی۔ جسٹس چیمہ نے خاص طور پر اس پہلو کی طرف بھی توجہ دلائی کہ اس فیصلے کے اعلان کے بعد امن عامہ کے تحفظ کا بطور خاص خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

### وند سے ملاقات

اس وقت تک گفتگو شروع ہوئے تقریباً اڑھائی گھنٹے گزر چکے تھے اور قومی اسمبلی میں اپوزیشن کا ایک وفد بھی ملاقات کے لیے منتظر تھا۔ چنانچہ مجھے اسی کمرے میں چھوڑ کر مسٹر بھٹو اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ وزیراعظم ہاؤس کے ایک بڑے کمرے میں چلے گئے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، اپوزیشن کے اس وفد میں مفتی محمود، پروفیسر غفور، مولانا نورانی اور جناب مولانا بخش سومرو شامل تھے۔ کم و بیش ایک گھنٹہ یہ ملاقات جاری رہی۔ موضوع گفتگو یہی مسئلہ تھا۔ اس کے بعد اپوزیشن کا وفد واپس چلا گیا اور مجھے بھی دوسرے کمرے میں بلا لیا گیا۔

## معنی خیز گفتگو

مسز بھٹو اپوزیشن کا وفد آنے سے پہلے ہی اپنے کمرے میں جا چکی تھیں لیکن ان کے کمرہ چھوڑنے سے قبل مسز بھٹو نے حفیظ پیرزادہ سے انتہائی معنی خیز انداز میں پہلے تو یہ پوچھا کہ اگر یہی فیصلہ ہونے والا ہے تو ظاہر کو کیا جواب دو گے۔ پیرزادہ نے مسز بھٹو کو اطمینان دلایا کہ آپ یہ بات مجھ پر چھوڑ دیں۔ اس کے بعد کوئی دو سرائام لیے بغیر مسز بھٹو نے یہی سوال پھر دہرایا اور دو دفعہ اور..... اور..... کے الفاظ زبان سے ادا کیے۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ مسز حفیظ پیرزادہ اپنے قائد کا مدعا سمجھ گئے ہیں۔ چنانچہ جواب میں انہوں نے صرف اتنا کہا، بس آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ مسز بھٹو اگرچہ اس بات سے پوری طرح مطمئن تو نہ تھے، لیکن وہ کچھ اور کرنے کی پوزیشن میں بھی نہیں تھے۔ انہوں نے بالآخر کل کر کہہ دیا ”کیا کیا وعدے لوگوں سے کر رکھے تھے، وہ روزانہ یہاں چکر لگاتے ہیں“ حفیظ پیرزادہ یہی بات کہے جا رہے تھے ”آپ ان کی فکر نہ کیجئے۔ آپ مجھ پر چھوڑ دیجئے۔“

## اف بی بے بی

عجیب بے بسی کی کیفیت تھی۔ فیصلہ جس کا اعلان کرنا مقدر ہو چکا تھا، اس پر نہ دل مطمئن تھا نہ یہ ضمیر کی آواز کے مطابق تھا اور بظاہر عقیدہ و ایمان کے نقطہ نظر سے ان کے نزدیک اس کی کچھ ایسی حیثیت بھی نہ تھی۔ پس ایک سیاسی ضرورت، ایک سیاسی مصلحت، حالات کی مجبوری کے سوا اور کوئی وجہ نہ تھی جو اس فیصلے کا موجب بن رہی تھی۔ خیر تو اس فیصلے کے اعلان سے پہلے ابھی خطرہ ہی خطرہ تھا۔ اندیشے ہی اندیشے اور وسوسے ہی وسوسے تھے۔ تاہم اپوزیشن سے گفتگو کے بعد جب مجھے بڑے کمرے میں بلایا گیا تو اب یہی اور غصے کی کیفیت میں نہیں بلکہ افسردہ اور پژمردہ حالت میں دھیمی دھیمی آواز میں بس اتنا کہا ”اچھا مصطفیٰ! لاء سیکرٹری جسٹس چیمہ نے ایک مسودہ تیار کر رکھا ہے۔ آپ اسے پڑھ لیں۔ کل اسے آئین کا ایک حصہ بنادیا جائے گا۔ آپ کے مشوروں کا شکریہ“ اس وقت کم و بیش ڈیڑھ پونے دو کا وقت تھا۔ جمعہ کا دن تھا۔ مسودے کی چٹ میرے ہاتھ میں تھملنے کے بعد مسز بھٹو نے مولانا یوسف بنوریؒ کا ذکر کیا کہ اب انہیں ملنے کی کیا ضرورت ہے اور



ساتھ ہی میری طرف دیکھنے کے بعد کوثر نیازی کی طرف دیکھا۔ ہم دونوں خاموش رہے۔ اس لیے کہ میں تو پہلے ہی اپنی رائے بتا چکا تھا اور اس وقت مولانا کا ذکر کرنے کا مقصد صرف کوثر نیازی کو اطلاع دینا تھا۔

اتنے اہم فیصلے کے بارے میں آخری نتیجے پر پہنچنے کے بعد ایک نیا مسئلہ چھیڑ دیا کہ بالغ رائے دہی کے اصول کے مطابق رائے دہندوں کی عمر کم کیوں نہ کر دی جائے تاکہ طلبہ کو خوش کیا جاسکے۔ جس کے لیے کل ہی آئین میں ترمیم پر غور کرنا چاہیے۔ یہ بات مسٹر بھٹو نے ممکن ہے پہلے سے سوچ رکھی ہو لیکن اس موقع پر بالکل ہی بے محل معلوم ہوتی تھی۔ کہاں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخی فیصلہ اور کہاں دوسروں کی عمر کم کرنے کا معاملہ۔ خیر یہ تو بات کسی بحث کے بغیر ان سنی ہو گئی۔

توشہ آخرت

میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مژدہ لیے وزیر اعظم ہاؤس سے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہوئے اس یقین کے ساتھ نکلا کہ مجھ ایسے حقیر کو اس انتہائی اہم اور مقدس کام میں جو بھی حصہ مل گیا ہے، انشاء اللہ میرے لیے توشہ آخرت ثابت ہو گا۔ واپس ہو ئل میں آیا اور الطاف حسن قریشی کو دن بھر کی روداد کا خلاصہ سنایا۔

ربوہ کے نوجوانوں میں بغاوت کی لہریں

مرزا طاہر نوشتہ دیوار پڑھ لیں

(زاہد عباس سید۔۔۔۔ ایک باغی قادیانی)

مرزا طاہر نے مباہلہ کاشوشہ نئی نسل کی توجہ  
اصل مسائل سے ہٹانے کے لیے چھوڑا

قادیانی جماعت اس وقت عجیب مخمضے کی حالت میں گھری ہوئی ہے۔ مرزا طاہر احمد جو اپنے والد مرزا بشیر الدین محمود کے نقش قدم پر چلے اور جس طرح وہ قادیان سے برقعہ پہن کر نکلے تھے، ایسے ہی مرزا طاہر احمد پاکستان سے برقعہ پہن کر فرار ہوئے۔

جنرل ضیاء الحق ۱۹۷۷ء میں آئے تھے اور مرزا ناصر احمد کے دور ۱۹۸۲ء تک انہوں نے قادیانی جماعت کو کچھ بھی نہیں کہا۔ مرزا ناصر احمد کی وفات کے بعد مرزا طاہر احمد اقتدار پر آئے تو انہوں نے آتے ہی تند و تیز خطبات اور تقاریر کا سلسلہ شروع کر دیا اور جماعت کو ایسا تاثر دینا شروع کیا کہ قادیانی اقتدار کے دن قریب آگئے ہیں۔ انہوں نے پاکستان میں اپنے آخری رمضان کے خطبے میں بڑے جوش سے کہا کہ اے احمد یو اس رمضان کو اپنی دعاؤں سے فیصلہ کن رمضان بنا دو۔

چنانچہ وہ رمضان فیصلہ کن رمضان ثابت ہوا اور اجماع قادیانیت آرڈیننس کے

نتیجہ میں مرزا طاہر احمد ملک سے برقعہ پہن کر فرار ہو گئے۔ ان کی عدم موجودگی سے قادیانیوں کی نئی نسل کے سامنے کئی مسائل اور فکری سوالات کھڑے ہوئے۔ ربوہ کی سامری قیادت سے نئی نسل پہلے ہی متنفر تھی۔ مرزا طاہر کی غیر حاضری سے مقامی قیادت کو زیادہ کھل کھیلنے کا موقع ملا اور نئی نسل کے درمیان ایک واضح خلا پیدا ہو گیا۔ اس خلا کو پر کرنے کے لیے پہلے مرزا طاہر نے "Tenth Friday" کے ایک کشف سے نوجوان نسل کو بہلانے کی کوشش کی لیکن جب کتنے ساون، کتنے موسم بیت گئے تو نوجوانوں میں اپنے عقائد سے بیزاری کی لہر اٹھنے لگی۔ اس لہر کو دبانے کے لیے مرزا طاہر احمد نے پہلے ۳ جولائی ۱۹۸۸ء کے خطبہ میں اجمالاً اور پھر ۱۰ جولائی ۱۹۸۸ء کے خطبہ میں تفصیلاً "مباہلے کا شوشہ چھوڑ کر نئی نسل کی توجہ اصل مسائل سے ہٹانے کی کوشش کی۔ قادیانیوں کی نئی نسل کو یہ بھی باور کرایا گیا کہ مباہلے کا چیلنج دینے سے ٹیسمہ فرائی ڈے (Tenth Friday) کی پیش گوئی پوری ہو گئی ہے۔

مباہلے کے چیلنج پر جس طرح علماء نے لبیک کہا، اس پر مرزا طاہر احمد کی یہ سیاسی چال بھی ناکام ہو گئی اور مباہلے کا گلے پڑا ڈھول مرزا طاہر احمد کو بجانا پڑ گیا۔ ایک طرف علماء نے ان کے اکٹھ نکاتی مباہلے کو بھی قبول کر لیا۔ دوسری طرف احمدیوں کی حقیقت پسند پارٹی میں پھر سے جان پڑ گئی۔ یاد رہے کہ مرزا بشیر الدین محمود کے زمانے میں ان کے نہایت ہی قریبی مرید وقفے وقفے سے ان پر زنا اور بدکاری کے الزام لگا کر جماعت سے الگ ہوتے رہے۔ الگ ہونے والے موکد، حذاب قسمیں کھا کر اپنے بیانات دیتے تھے اور مرزا بشیر الدین کو مباہلے کے لیے بلاتے تھے۔ مگر ہر طرح کی حیلہ سازیاں کرنے کے باوجود مرزا محمود اپنی صفائی کے لیے مباہلہ پر کبھی بھی آمادہ نہ ہوئے۔ تاہم مباہلہ نہ کرنے کے باوجود زندگی کے آخری گیارہ برس فالج زدہ ہو کر بستر مرگ پر پڑے رہے اور گیارہ برس کے طویل عرصہ میں سسک سسک کر مرے۔ قادیانیوں کی حقیقت پسند پارٹی نے اب پھر یہ سوال اٹھایا کہ اگر اسرائیلی فوج میں قادیانیوں کی موجودگی اور عدم موجودگی اور لیاقت علی خان کے قتل کے مسئلوں پر مباہلہ ہو سکتا ہے تو پہلے مرزا طاہر احمد، مرزا رفیع احمد، مرزا مبارک احمد، مرزا حنیف احمد اور مرزا نعیم احمد اپنے والد پر لگنے والے زنا کے الزام کا فیصلہ کریں اور موکد حذاب قسم کھا کر اپنے باپ کی پاکیزگی کی شہادت دیں۔۔۔۔۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد سامری



زندگی اپنی صفائی کے لیے حلیہ قسم کھانے یا مباہلہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوئے تھے اور ان کے بعد ان کے بیٹے کو بھی موکہ، عذاب قسم کھا کر باپ کی صفائی دینے کی ہمت نہیں ہوئی۔ مرزا طاہر احمد کی اکٹھ نکاتی دعوت مباہلہ نے بدکاری کے الزامات کو پھر سے زندہ کر دیا اور اب نئی نسل جو ان الزامات کے قصے سے بے خبر تھی، ایک نئے روحانی صدمے سے دوچار ہے۔

اب قادیانیوں کی نئی نسل کو زیادہ پریشان کن سوالات کا سامنا ہے اور مقامی قادیانی قیادت ان کے سوالوں کے جوابات دینے کو تیار نہیں۔ الٹا پریشان کن سوالات میں گھرے نوجوانوں کو منافق اور مخالف قرار دیا جا رہا ہے۔ مرزا طاہر احمد تک یہ حالات پہنچے تو انہوں نے مورخہ ۸۸-۱۱-۱۸ کے خطبہ میں نئی نسل کو دھمکی دے کر مخاطب کیا۔ ایسے نوجوانوں کو فکری مجزوم قرار دیا اور جماعت کو نصیحت کی کہ ایسے لوگوں کا سوشل بائیکاٹ کریں۔

یہاں اب مباہلہ انسانی حقوق کے دائرے میں آ گیا ہے۔ ایک طرف مرزا طاہر ساری دنیا میں دہائی دے رہے ہیں کہ پاکستان میں قادیانیوں کو بنیادی انسانی حقوق حاصل نہیں۔ دوسری طرف ان کی اپنی یہ حالت ہے کہ خود اپنے نوجوانوں کے سوشل بائیکاٹ کا حکم دے رہے ہیں۔ حکومت کو مرزا طاہر احمد کے مورخہ ۸۸-۱۱-۱۸ کے خطبہ کا نوٹس لینا چاہیے اور یہ خطبہ جو روزنامہ ”الفضل“ ربوہ مورخہ ۸۸-۱۱-۲۸ کی اشاعت میں چھپ بھی چکا ہے، خصوصی طور پر انسانی حقوق کے کمیشن کے سامنے پیش کرنا چاہیے کہ یہ تو اپنی نئی نسل کو انسانی حقوق دینے کے لیے تیار نہیں۔ ہم پر کیا الزام لگاتے ہیں۔

مرزا طاہر احمد نے جنرل ضیاء کی ہلاکت کو اپنے مباہلے کا کرشمہ قرار دیا ہے لیکن خود قادیانیوں کی نوجوان نسل اسے مباہلہ کا نتیجہ ماننے کو تیار نہیں۔ نوجوان قادیانی صاف صاف مانتے ہیں کہ جنرل ضیاء نے مباہلے کو قبول نہیں کیا تھا۔ نیز خود مرزا طاہر احمد اپنے ایک خطبہ میں جنرل ضیاء کو سیاسی حالات بہتر ہونے تک مباہلہ کی رعایت دینے کا اعلان کر چکے تھے۔ ایسی صورت میں مرزا طاہر احمد کا بیان اس اندھے جیسا ہے، جس کے پاؤں کے نیچے شیر آگیا تو وہ کہنے لگا کہ میں شکاری ہوں۔ بعض قادیانی نوجوان تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر یہ مباہلہ ہو گیا ہے تو پھر مولانا ثناء اللہ امرتسری والا مباہلہ تو کہیں زیادہ قوت کے ساتھ ہو گیا تھا۔ غالباً نئی نسل کے ایسے ہی تند و تیز اور حقیقت پسند رویے کو دیکھ کر مرزا طاہر احمد

نے جماعت کو ایسے لوگوں کے سوشل بائیکاٹ کا حکم دے دیا ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت کو بہر حال اپنی اخلاقی اور قانونی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں اور خاص طور پر ربوہ میں قادیانی قیادت کی چیرہ دستیوں کو روکنا چاہیے۔

مرزا طاہر احمد ایک عرصہ تک بھٹو حکومت کے مخالف رہے ہیں اور جنرل ضیاء کے دور میں قادیانیوں کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ایک مبینہ الہام ”کلب یموت علی کلب“ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو پر چسپاں کیا جاتا رہا۔ اس عربی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ”وہ کتا ہے اور کتے کے عدد پر مرے گا۔ کتے کی موت مرے گا“ قطع نظر اس سے کہ حقیقت پسند قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ اس الہام کو مرزا محمود احمد کی موت سے پہلے ان پر چسپاں کر چکے تھے اور بتا چکے تھے کہ وہ اپنی خلافت کے ۵۱ سال پورے کر کے اگلے برس میں داخل ہوں گے اور مرجائیں گے۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا مگر مرزا طاہر احمد نے بھٹو مرحوم کی پھانسی پر خوشیاں منائیں اور مبینہ پیش گوئی کو بھٹو مرحوم پر چسپاں کیا۔ اس سلسلہ میں سر ظفر اللہ خان کا تحریری بیان تو باقاعدہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ ایسی صورت حال میں مرزا طاہر احمد کو بخوبی علم ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو انہیں کوئی ناجائز رعایت نہیں دیں گی اور وہ اسی وجہ سے پھر ایک غلط بازی کھیل رہے ہیں اور یہ تاثر دینے میں مشغول ہیں کہ بے نظیر بھٹو کے آنے سے قادیانیوں کا غلبہ آنے والا ہے۔ غالباً وہ ایسا تاثر دے کر بے نظیر بھٹو کو عوام کی نظروں سے گرانا چاہتے ہیں لیکن پاکستان کے باشعور عوام اب مرزا طاہر احمد کی کسی احمقانہ خواہش کی قیمت پر ملک کو داؤ پر نہیں لگنے دیں گے۔ بے نظیر بھٹو عوام کی امنگوں اور اسلامی قدروں کی پاسداری کا پورا پورا عزم رکھتی ہیں۔ مرزا طاہر احمد اپنی غیر دانشمندانہ عاجلانہ اور احمقانہ پالیسیوں کے باعث اپنی جماعت کو بھی اس مقام تک لائے ہیں اور خود بھی اپنے ہی پیدا کردہ اندرونی اور بیرونی مسائل میں پھنس چکے ہیں۔ اب ان کی ساری جذباتی تقریریں بے سود ہیں۔ ان ہی کی دعاؤں کے نتیجہ میں رمضان کا مہینہ فیصلہ کن بن چکا ہے۔ مرزا طاہر احمد کو نوشتہ دیوار پڑھ لینا چاہیے۔

(ہفت روزہ ”ختم نبوت“ جلد ۷، شمارہ ۳۶)

## آزادی کشمیر کے خلاف قادیانیوں کی سازشیں

حامد میر

بہت کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ وادی کشمیر میں صرف ہندوؤں کی ہی نہیں بلکہ یہودیوں اور قادیانیوں کی بھی گہری دلچسپی ہے۔ گزشتہ ۶۳ سال سے یہودی اور قادیانی مل کر وادی کشمیر میں اپنا اثر و رسوخ قائم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ یہودیوں اور قادیانیوں نے عالمی سطح پر مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں ہمیشہ ہندوستان کی مدد کی ہے۔ چند روز قبل اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں کشمیر قرارداد کو پیش ہونے سے روکنے میں بھی یہودیوں اور قادیانیوں نے ہندوستان کی بھرپور مدد کی اور بعض اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کو قرارداد پیش کرنے سے روکنے میں اہم کردار ادا کیا۔ میں مذہب کی بنیاد پر تعصب اور الزام بازی کو برا سمجھتا ہوں۔ لیکن جس طرح علامہ اقبالؒ جیسا روشن خیال اور آزاد منش شخص بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ قادیانیت دراصل یہودیت کا چربہ ہے اور جس طرح ذوالفقار علی بھٹو جیسا سیکولر شخص بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے پر مجبور ہو گیا، اسی طرح آج بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور وسیع تر ملکی مفاد میں یہودیوں اور قادیانیوں کے بارے میں سچ بولنے پر مجبور ہوں تاہم میں تمام یہودیوں اور تمام قادیانیوں کو برا نہیں سمجھتا۔ میں ان کے عقیدے کو اچھا یا برا نہیں کہوں گا۔ بلکہ یہودیوں اور قادیانیوں میں شامل انتہا پسندوں کی سرگرمیوں کا ذکر کروں گا جو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے نہ صرف کشمیر پر اپنا غلبہ قائم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں بلکہ پاکستان کو بھی اندر ہی اندر سے کمزور کر رہے ہیں۔ کسی بھی مذہب، فرقے یا نظریے کو ماننے والوں میں انتہا پسند ہمیشہ اقلیت میں ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی سرگرمیوں سے اکثریت بھی متاثر ہوتی ہے۔ اس لیے اکثریت کو



اقلیت کے متعلق کڑوے سچ پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا ہو گا۔

۱۸۹۰ء کے اواخر میں قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰؑ نہ صلیب پر فوت ہوئے نہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ بلکہ جب وہ صلیب پر زخمی ہوئے تو ان کے شاگردوں نے انہیں مجروح حالت میں صلیب سے اتار لیا، ان کا علاج کیا۔ جس کے بعد حضرت عیسیٰؑ کشمیر چلے گئے۔ اور وہیں پر ان کی طبعی موت واقع ہوئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس عقیدے کو غلط قرار دیا کہ حضرت عیسیٰؑ قیامت سے پہلے اپنے اصلی جسم غصری کے ساتھ دوبارہ ظاہر ہوں گے۔ مرزا غلام قادیانی نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ ظہور کا مطلب دراصل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی صفات رکھنے والا ایک اور شخص امت محمدیہ میں پیدا ہو گا اور وہ شخص میں ہوں۔ مرزا غلام قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں جماعت احمدیہ قائم کی۔ ۱۹۰۸ء میں مرزا غلام احمد کا انتقال ہو گیا تو مولوی نور الدین جماعت کے خلیفہ اول مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں مولوی نور الدین کے انتقال کے بعد مرزا غلام قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود قادیانی خلیفہ ثانی بنا دیے گئے۔ مرزا بشیر الدین نے بڑی خاموشی کے ساتھ دنیا بھر میں قادیانیوں کو منظم کرنا شروع کیا اور وادی کشمیر پر خصوصی توجہ دی۔ ۳۱ جولائی ۱۹۳۱ء کو سری نگر جیل کے باہر مسلمانوں پر وحشیانہ فائرنگ کے بعد شملہ میں نواب ذوالفقار علی کی کوٹھی پر ایک اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں مرزا بشیر الدین کے علاوہ علامہ اقبال، خواجہ حسن نظامی، مولانا اسماعیل غزنوی، مولانا نور الحق، سید حبیب شاہ اور مولانا عبدالرحیم دردمست متعدد اہم شخصیات نے شرکت کی۔ اجلاس میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی تشکیل دی گئی۔ مرزا بشیر الدین نے کمیٹی کے انتظامات چلانے کی پیشکش کی۔ چنانچہ انہیں کمیٹی کا صدر اور ایک قادیانی مولانا عبدالرحیم کو سیکرٹری بنادیا گیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے میں مسلمان عمائدین کو پتہ چل گیا کہ مرزا بشیر الدین وادی کشمیر میں فلاحی کاموں کے نام پر اپنے ساتھیوں کی مدد کر رہے ہیں اور انہیں منظم کر رہے ہیں۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ”مجلس احرار کو قادیانیوں کے خلاف میدان میں لے آئے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے جگہ جگہ جلسے کیے اور سوال کیا کہ سیاسی سرگرمیوں سے ہمیشہ دور رہنے والے قادیانیوں کو اچانک کیا سوچھی کہ وہ کشمیر کمیٹی کے سب کچھ بن کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کا یہودیوں سے رابطہ ہے‘

یہودی فلسطین پر اور قادیانی کشمیر پر قبضہ چاہتے ہیں۔ آہستہ آہستہ علامہ اقبال بھی مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے خلاف ہو گئے اور انہوں نے مرزا قادیانی کو کشمیر کمیٹی سے الگ کروا دیا۔ اس دوران جماعت احمدیہ بھی دو گروپوں میں تقسیم ہو گئی۔ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی نے مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے مقابلے میں لاہوری جماعت قائم کر لی اور موقف اختیار کیا کہ مرزا غلام قادیانی نبی نہیں بلکہ مجدد اور محدث تھا۔ اس گروپ ہندی کے باعث مرزا بشیر الدین محمود نے سیاسی سرگرمیاں ترک کر دیں اور خاموشی سے اپنی جماعت کو منظم کرتا رہا۔ مشہور کیمونسٹ دانشور عبد اللہ ملک نے اپنی کتاب ”پنجاب کی سیاسی تحریکیں“ میں لکھا ہے کہ ”سامراجیوں کی سازشوں پر نگاہ رکھنے کے لیے قادیانیوں پر نگاہ رکھنا ضروری ہے۔“ ”ہندوستان کے مسلمانوں میں قادیانیوں کے متعلق بڑھتے ہوئے شعور کا نتیجہ تھا کہ قادیانیوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر برطانیہ منتقل کر دیا۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں نے برطانیہ میں بیٹھ کر وادی کشمیر میں جڑیں مضبوط کرنے کی کوشش کی جبکہ دوسری طرف اسرائیل سے یہودیوں کے مختلف وفود نے بھارت آنا شروع کر دیا۔ جن میں اکثر وفود کشمیر کا دورہ ضرور کرتے تھے۔“

۱۹۷۷ء میں اے فیبو قیصر کی انگریزی تصنیف ”حضرت عیسیٰ کشمیر میں فوت ہوئے“ لندن سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں مرزا غلام قادیانی کے اس دعویٰ کو سچا ثابت کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ کشمیر میں فوت ہوئے اور یہ بھی لکھا ہے کہ سری نگر میں حضرت عیسیٰ کا مزار ہے۔ جسے ”روضہ بل“ کہا جاتا ہے۔ کتاب میں دعویٰ کیا گیا کہ حضرت موسیٰ کا مزار بھی کشمیر کی ایک پہاڑی ”نیل ٹوب“ پر واقع ہے۔ جس کے بعد یہودیوں کی کشمیر میں دلچسپی واضح ہو گئی۔ کیونکہ یہودی حضرت موسیٰ کو اپنا نبی مانتے ہیں۔ فیبو قیصر کو یہ کتاب لکھنے کے لیے سری نگر کے ایک قادیانی صاحبزادہ بشارت سلیم بمبئی کے ایم عبدالرزاق ’سوئٹرز لینڈ کے یہودی ایرک وان ڈینی گن‘ نیویارک کے یہودی میگزین ’اسلام آباد پاکستان کے الحاج ایم ایم اے فاروقی اور دیگر افراد نے مدد اور مشاورت فراہم کی۔ اس کتاب سے یہودیوں اور قادیانیوں کی کشمیر میں دلچسپی کی تمام وجوہات سامنے آتی ہیں۔ بعض حلقے یہ بھی جانتے ہیں کہ یورپی ممالک اور امریکہ میں آباد قادیانی اسرائیل کے ساتھ تجارت کرتے ہیں اور اسرائیل قادیانیوں کو پیسہ بھی فراہم کرتا رہا ہے۔ اسرائیل کی کوشش ہے کہ

امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ اور اقوام متحدہ میں موجود یہودی لابی اور قادیانیوں کی مدد سے وادی کشمیر میں اپنا اثر رور سوخ قائم کیا جائے۔ اس سلسلے میں امریکی یہودی سٹیفن سولارز نے چند سال قبل وادی کشمیر کو خود مختار ریاست میں تبدیل کرنے، جموں اور لداخ بھارت کے حوالے اور آزاد کشمیر کو پاکستان کے حوالے کرنے کا منصوبہ پیش کیا تھا لیکن اس فارمولے کو تمام کشمیری تنظیموں نے مسترد کر دیا تھا۔

حال ہی میں یہودیوں اور قادیانیوں کے انٹرنیشنل نیٹ ورک نے بعض اسلامی ممالک کو بھی جنرل اسمبلی میں کشمیر قرارداد کے خلاف استعمال کیا ہے۔ جہاں مسلمانوں کے مقامات مقدسہ موجود ہیں۔ جبکہ ترک وزیراعظم تانسو چیلر نے چند روز قبل اسرائیل کے دورے میں اسحاق شامیر کو یقین دلایا تھا کہ ترکی قرارداد کی حمایت نہیں کرے گا۔ اسی انٹرنیشنل نیٹ ورک میں پاکستان کے کچھ ریٹائرڈ اور حاضر سروس بیوروکریٹ بھی شامل ہیں جو مسئلہ کشمیر کے حوالے سے خارجہ پالیسی پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ اس انٹرنیشنل نیٹ ورک میں کچھ سیاسی شخصیات بھی شامل ہیں جن پر گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ قومی سلامتی کے ذمہ دار ادارے اس پہلو پر بھی غور کریں کہ پاکستان میں بڑھتی ہوئی لسانی اور فرقہ وارانہ کشیدگی کے پیچھے کون ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی شیعہ کسی مسجد یا کوئی سنی کسی امام باڑے پر حملہ کر سکتا ہے؟ نہیں! یہ کام کسی تیسرے کا ہے جو دونوں کو لڑا کر اپنے کام میں مصروف ہے۔ میں قادیانیوں کے خلاف بلا جواز انتقامی کارروائیوں کی نہیں بیوروکریسی اور سیاست میں موجود ان کے اہم کل پر زوں پر نظر رکھنے کی بات کر رہا ہوں۔ قیام پاکستان سے قبل نوابزادہ نصر اللہ خان کا تعلق مجلس احرار سے تھا۔ جس نے یہودیوں اور قادیانیوں کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔ آج وہ وقت پھر آ گیا ہے کہ نوابزادہ نصر اللہ خان ”احزازی انداز“ میں مسئلہ کشمیر اور پاکستان کی سلامتی کے حوالے سے یہودیوں اور قادیانیوں کی سازشیں بے نقاب کریں کیونکہ نوابزادہ صاحب کو بہت کچھ معلوم ہے۔

(شکریہ روزنامہ پاکستان لاہور)





قادیانیوں نے نام نہاد ایوان محمود کو

آگ لگا کر تمام خفیہ فائلیں جلادیں

قادیانی انتظامیہ آگ کے بارے میں غلط تاثر

دے کر اصل حقائق پر پردہ ڈال رہی ہے

ربوہ (نمائندہ خصوصی) ربوہ میں قادیانیوں کے نام نہاد ایوان محمود میں زبردست آگ لگ گئی۔ آگ کی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آگ بجھانے کے لیے سرگودھا، چنیوٹ اور فیصل آباد سے فائر بریگیڈ منگوائے گئے اور قادیانی فورس کے رضا کار بھی ہزاروں کی تعداد میں آگ بجھانے میں مصروف رہے۔ آگ لگنے سے نہ صرف عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا بلکہ اہم اور خفیہ فائلیں بھی جل گئیں۔ جماعت کو یہ خطرہ تھا کہ حکومت کسی وقت بھی چھاپہ مار کر تمام خفیہ فائلوں کو اپنی تحویل میں لے لے گی۔ کیونکہ قادیانی جس جس جگہ میں اہم پوشوں پر متعین ہیں، خصوصاً فوج جیسے اہم جگہ اور بیرون ملک سفارت خانوں میں جو قادیانی متعین ہیں، ان کا تمام ریکارڈ نام نہاد ایوان خلافت میں موجود تھا۔ آگ لگا کر وہ تمام ریکارڈ ضائع کر دیا گیا ہے تاکہ حکومت کو قادیانی افسروں کے بارے میں کوئی ثبوت نہ مل سکے۔ علاوہ ازیں قادیانیوں کے جن اسلام دشمن ممالک کے

ساتھ خفیہ روابط ہیں، خصوصاً اسرائیل کے ساتھ مل کر عرب مسلمانوں کے خلاف جو سازشیں کر رہے ہیں اور یہ کہ اسرائیل سے قادیانوں کو کتنی امداد ملتی ہے، وہ تمام ریکارڈ بھی تلف کر دیا گیا ہے۔ قادیانی انتظامیہ اس آگ کے بارے میں یہ تاثر دے رہی ہے کہ یہ آگ بجلی کی تاروں سے لگی ہے۔ ان کا یہ تاثر مضحکہ خیز ہے۔ اس لیے کہ ایوان خلافت بند نہیں رہتا بلکہ وہاں ہمہ وقتی کارکن کام کرتے ہیں۔ بجلی کی تاریں کاٹ کر آگ پر فوری قابو پایا جاسکتا تھا۔ قادیانی انتظامیہ غلط تاثر دے کر اصل حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے۔

(ہفت روزہ ”ختم نبوت“ جلد ۷، شمارہ ۹)

## ایک قادیانی زندیقہ کو مسلم قبرستان میں

### دفنانے کی کوشش ناکام

علی پور (نمائندہ ختم نبوت) گزشتہ روز علی پور کی نواحی بستی یارودالی میں ایک قادیانی واحد بخش گوپاٹک سیکرٹری یونین کونسل کی اہلیہ جو قادیانی مذہب سے تعلق رکھتی تھی، فوت ہو گئی، علی پور شہر اور اس بستی کے مرزائی اس کو علی پور کے نزدیک جنوئی روڈ پر مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانے کی کوششیں کر رہے تھے کہ اس اثناء میں علی پور کے ہر مکتب فکر کے علماء مولانا مشتاق احمد، مولانا عبدالرحیم، حق نواز ملتانوی اور ہزاروں افراد جو قادیانی قبرستان میں پہنچ گئے اور مرزائیوں سے کہا کہ تم غیر مسلم اقلیت ہو۔ لہذا یہ قادیانی میت مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کر سکتے۔ آخر کار مقامی انتظامیہ کے سربراہ مرزا عبدال بیگ ایس ایچ او اور اسسٹنٹ کمشنر پولیس علی پور فاروق سید نے مداخلت کر کے مرزائیوں کو منع کیا اور کہا کہ خواجہ خواجہ غازی خاں والے حالات پیدا نہ کریں۔ اور انتظامیہ نے ایک ٹرک منگوا کر مدفون میت قادیانی کو لا کر ان کے آبائی گاؤں یارودالی پہنچائی اور وہاں انہوں نے اپنے رقبہ میں قادیانی میت کو دفنایا۔ اس سلسلے میں مقامی تنظیموں کے سربراہ مولانا مشتاق احمد، مولانا عبدالرحیم، مولانا محمد رفیق صدر علماء محاذ مسلم لیگ، مولانا غلام محمد مجلس تحفظ ختم نبوت نے انتظامیہ کے سربراہ مرزا عبدال بیگ اور اسسٹنٹ کمشنر علی پور سید فاروق، ایس پی ضلع مظفر گڑھ کے اس اقدام کو سراہا اور کہا کہ ان مذکورہ افسران نے کمال تدبیر سے اس معاملے کو خوش اسلوبی سے نمٹایا ہے۔

(ہفت روزہ ختم نبوت، جلد ۵، شمارہ ۳۵)



## عجمی اسرائیل

شورش کاشمیری

جب کبھی قادیانی امت کا احتساب کیا گیا۔ گو اس احتساب کی عمر بہت تھوڑی ہے لیکن خود قادیانی مذہب کی عمر زیادہ نہیں۔ مرزا قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا پھر ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی ہونے کا اعلان فرمایا۔ گویا ۱۹۰۳ء میں ان کی نبوت کے ۸۳ سال ہوتے ہیں۔ تو امت نے اپنے اقلیت ہونے کی پناہ لی اور وایلا کیا کہ اسے سوادِ اعظم ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ ہندوستان میں برطانوی عملداری تک تو اپنے لیے کوئی خطرہ محسوس نہ کرتے تھے۔ انہیں مرزا قادیانی کے الہام کی رو سے اپنے خود کاشتہ پودا ہونے کا احساس تھا۔ اور وہ جانتے تھے کہ جس استعمار نے انہیں پیدا کیا، وہی ان کا محافظ و پشتیبان ہے۔ پاکستان بنا تو وہ کوئی اہم اقلیت نہ تھے۔ اہم عنصر ضرور تھے۔ انہوں نے اولاً ہندوستان میں رہنے کی بہتری کو شش کی۔ ریڈ کلف کو اپنا الگ میمورنڈم دیا۔ سر ظفر اللہ خان نے پاکستان کی سرحدی ترجمانی کے علاوہ اس یادداشت کی ترجمانی کی کہ جب اس طرح بات نہ بنی تو وہ قادیان میں تین سو تیرہ درویشوں کو چھوڑ کر پاکستان آگئے۔ پاکستان میں سر ظفر اللہ خان کی وزارت خارجہ ان کے لیے ایک سارا ہو گئی۔ جن لوگوں کو سیاسی اقتدار منتقل ہوا تھا، وہ قادیانیت کے مذہبی پہلو سے ناواقف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ قادیانی ان کے لیے کسی خطرے کا باعث نہیں ہو سکتے بلکہ حکومت سے وفاداری ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ جب پاکستان کی سیاست خواجہ ناظم الدین جسے لوگوں کے ہاتھ میں آگئی اور ان کی کابینہ میں وہ لوگ شامل ہو گئے جو سیاسی نہ تھے بلکہ برطانوی عملداری کے دنوں سے ملازم چلے آ رہے تھے تو قادیانیت اور محفوظ ہو گئی۔ ملک غلام محمد اور اسکندر مرزا نے اس کو مزید تحفظ دیا۔ وہ

سمجھتے تھے کہ قادیانی پاکستان جیسے مذہبی ملک میں ایک ایسی اقلیت ہیں کہ یہ ان کے خلاف کسی سازش یا منصوبہ میں شریک نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ان پر مقتدرین کے شخصی و حزبی تحفظ کا بار ڈالا جاسکتا ہے اور ان پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ اس کے برعکس عام مسلمانوں کا اجتماعی مزاج یہ تھا کہ وہ کسی حالت میں بھی مرزائیت کے ساتھ مصالحت کے لیے تیار نہ تھے۔ غرض پانچ سال کے اندر اندر ۱۹۵۳ء کی تحریک نے قادیانیت کو معنوی اعتبار سے تپک کر دیا۔ مرزائی تبلیغ کے دروازے بند ہو گئے۔ وہ نقاب اتر گئی جو ان کے سیاسی منصوبوں پر مذہب کا پردہ بنی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ بظاہر مرزاناصر نے بھی ("الفضل" ۱۳ مئی ۱۹۷۳ء) دعویٰ کیا ہے کہ وہ دنیا میں ایک کروڑ ہیں اور پاکستان میں چالیس لاکھ۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ مرزائی نہ ایک کروڑ ہیں نہ چالیس لاکھ۔ اگر وہ اس قدر ہیں تو حکومت سے اپنی گنتی کرا لینے کا مطالبہ کیوں نہیں کرتے؟ اور مردم شماری سے گریزاں کیوں ہیں؟

قادیانی امت کا تعاقب پہلی جنگ ۱۸-۱۹۱۴ء کے اختتام تک مذہبی محاذ پر حد درجہ محدود تھا۔ پھر ۱۹۳۲ء تک محاسبہ مذہبی حدود میں پھیلتا گیا۔ چودہری افضل حق علیہ الرحمۃ نے سب سے پہلے ان کی سیاسی روح کا جائزہ لیا۔ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے (۱۹۳۵ء) پنڈت جواہر لال نہرو کے جواب میں مضمون لکھ کر مرزائیت کو اس طرح بے نقاب کیا کہ مسلمانوں میں سیاسی طور پر یہ ذہنی فضا پیدا ہو گئی کہ مرزائیوں سے دوستانہ ہاتھ بڑھانے والا اونچا طبقہ جس کی ذہنیت مغربی افکار کی آزادی سے مرعوب تھی۔ مرزائیت سے چوکنہ ہو گیا اور مسلمانوں کے عمرانی، سیاسی، تہذیبی، تعلیمی ادارے بڑی حد تک ان کے لیے بند ہو گئے۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں سے مخالفت کا حوصلہ نہ رکھتے تھے۔ سر ظفر اللہ خان نے پاکستان بن جانے کے بعد خواجہ ناظم الدین کی مرضی کے خلاف کراچی میں اپنے جلسہ عام کو خطاب کرنا چاہا لیکن عوامی احتجاج کی تاب نہ لا کر نوک دم بھاگ گئے۔

قادیانی بحیثیت جماعت پاکستان آکر اپنے مستقبل کے بارے میں متذبذب تھے۔ لیکن مرزا بشیر الدین محمود (خلیفہ ثانی) اس غلط فہمی کا شکار ہو گئے کہ جو عناصر قادیانیت کے مخالف تھے چونکہ ان کی جماعت تحریک پاکستان میں شامل نہیں ہوئی، لہذا وہ پاکستان کے عوام میں متروک ہو چکے ہیں۔ اب اگر قادیانی اقتدار کی طرف قدم اٹھائیں یا تبلیغ کے لیے بڑھیں تو انہیں روکنے والا کوئی نہیں ہو گا۔ بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانے کا اعلان مرزا محمود

کی اسی غلط فہمی کا نتیجہ تھا۔ لیکن مجلس تحفظ ختم نبوت کا مشترکہ محاذ کہہ لیجئے یا احرار کے ذمہ لگا دیجئے۔ بہر حال ۱۹۵۳ء میں مرزائی چاروں شانے چٹ ہو کر رہ گئے۔ تب سے ان کی حیثیت ایک ایسے طائفہ کی ہے جو بین الاقوامی بساط پر استعماری مرے کی حیثیت سے کام کرتا اور پاکستان میں عالمی طاقتوں کے سامراجی مقاصد کی آبیاری کرتا ہے۔

قادیانی ہمیشہ سے یہ تاثر دیتے چلے آ رہے ہیں کہ انہیں ملائیم کے لوگ مذہب کے واسطے سے مارنا چاہتے اور ان کی مٹھی بھراقلیت کی جان، مال اور آبرو کے دشمن ہیں۔ اس تاثر کے عام دنیا بالخصوص مغربی دنیا میں پھیل جانے کی واحد وجہ یہ ہے کہ جو لوگ ان کا محاسبہ کر رہے اور ان کے لیے خطرہ کی گھنٹی بجاتے ہیں وہ اکثر و بیشتر نہ تو یورپ کی زبانوں سے واقف ہیں۔ نہ ان ممالک میں ان کے تبلیغی مشن ہیں اور ان کے پاس مغربی دنیا سے بات چیت کرنے کے لیے ظفر اللہ خان جیسی کوئی استعماری طاقت ہے اور نہ انہوں نے کبھی مغرب کے لوگوں کو قادیانی مسئلہ سمجھانے کا سوچا ہے۔

پاکستان میں مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ جب تک کوئی خطرہ ان کے سر پر آکر مسلط نہ ہو جائے، وہ اس کا نوٹس نہیں لینے۔ پھر اسلام کے نام پر جتنی عریاں گالی سیاسی حریف کو دی جاتی ہے، خود اسلام کے حریف کو اس طرح چتھاڑا نہیں جاتا۔ بلکہ سرے سے باز پرس ہی نہیں کی جاتی۔ الثانیہ کہہ کر خاموشی اختیار کر لی جاتی اور خاموشی اختیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے کہ فرقہ وارانہ مسئلہ ہے۔

مرزائی امت کے شاطرن حد درجہ عیار ہیں، کوئی شخص اس پر غور نہیں کرتا کہ جب قادیانی ایک مذہبی امت بن کر اپنے سیاسی اقتدار کے لیے سعی و سازش کرتے ہیں تو وہ انہی بنیادوں پر اس امت کے افراد کو اپنے محاسبہ کا حق کیوں نہیں دیتے، جس امت میں نقب لگا کر انہوں نے اپنی جماعت بنائی ہے؟ عجیب بات ہے کہ قادیانی امت کا مذہبی محاسبہ کیا جائے تو وہ سیاسی پناہ تلاش کرتے ہیں۔ سیاسی محاسبہ کریں تو وہ مذہبی اقلیت ہونے کا تحفظ چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ یہ مذاق ناروا ہے کہ ایک ایسی جماعت جو اس کے وجود کو قطع کر کے تیار ہوئی ہے، وہ اصل وجود کو اپنے اعضاء و جوارع کی حفاظت کا حق دینا نہیں چاہتی اور جو عارضہ ان کو قادیانی سرطان کی شکل میں مار دینا چاہتا ہے۔ اس کے علاج سے روکتی ہے۔



حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں سے اپنے الگ ہونے کا اعلان سب سے پہلے خود قادیانیوں نے کیا۔ مرزا غلام احمد کو نہ ماننے والے کافر قرار دیے گئے۔ ان کے بچوں، عورتوں، معصوموں اور بوڑھوں کا جنازہ پڑھنے سے روک دیا گیا۔ انہیں زانیہ عورتوں کی اولاد، کیتوں کے بچے اور ولد الزنا تک کہا گیا۔ مسلمانوں نے تو اس سے بہت دیر بعد محاسبہ شروع کیا اور انہیں اپنے سے خارج قرار دیا۔۔۔۔۔ جب مرزائی خود مسلمانوں سے الگ امت کھاتے ہیں تو پھر انہیں مسلمانوں میں شامل رہنے پر اس وقت اصرار کیوں ہوتا ہے جب مسلمان ان کے الگ کر دینے کا مطالبہ کرتے اور انہیں اقلیت قرار دیتے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ قادیانی مذہبی اور معاشرتی طور پر عقیدتاً مسلمانوں سے الگ رہتے ہیں لیکن سیاستاً ان کا پنڈ نہیں چھوڑتے۔ اس کی واحد وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس طرح وہ مسلمانوں کے حقوق و مناصب پر ہاتھ صاف کرتے اور ان کی ریاست پر حکمران ہونا چاہتے ہیں یا پھر انہیں مٹا کر اپنا سیاسی نقشہ مرتب کرنے کی جدوجہد میں ہیں۔

ایک خطرناک صورت حال جو ہمارے ہاں پیدا ہو چکی ہے۔ یہ ہے کہ ہمارے مغربی زدہ طبقے نے جس کے متعلق علامہ اقبالؒ نے سید سلیمان ندوی کو لکھا تھا کہ میں ڈکٹیٹر بن جاؤں تو سب سے پہلے اس طبقہ کو ہلاک کر دوں۔ ابھی تک نہ قادیانی مذہب کو سمجھنے کی ضرورت محسوس کی ہے کہ وہ خود مذہب سے بیگانہ ہو رہا ہے اور نہ وہ قادیانی امت کے سیاسی عزائم کی مضرتوں سے آگاہ ہے۔ وہ یہی سمجھتا ہے کہ ایک چھوٹی سی اقلیت کو مسلمانوں کے کٹر ملاننگ کر رہے ہیں۔ وہ ان کی چگلی ڈاڑھی دیکھ کر اور ان کے تبلیغی اداروں کی روداد سن کر انہیں مسلمان سمجھتا ہے، کیونکہ اس کے اپنے ظاہری و باطنی وجود سے اسلام خارج ہو چکا ہے۔

ان لوگوں سے بجا طور پر سوال کیا جاسکتا ہے کہ مسلمان ایک وحدت کا نام ہیں اور یہ وحدت ختم نبوت کے تصور سے استوار ہوئی ہے۔ اگر کوئی اس وحدت کو توڑتا ہے اور ختم نبوت کی مرکزیت کو غلطی و بروزی کی آڑ میں اپنی طرف منتقل کرنا چاہتا ہے تو کیا اس کا وجود خطرناک نہیں؟ باغی کون ہے؟ وہ یا محاسب؟ کیا اپنی قومی سرحدوں کی حفاظت کرنا جرم ہے یا مذہبی جارحیت؟ بعض لوگ رواداری کا سبق دیتے ہیں، لیکن وہ رواداری کے معنی نہیں جانتے۔ اگر رواداری کے معنی غیرت، حمیت، عقیدے، مسلک اور اپنے شخصی یا اجتماعی

وجود سے دستبردار ہو جانے کے ہیں تو یہ معافی کہاں ہیں؟ اور کس تحریک، داعی، پیغمبر اور نظام نے بتلائے ہیں۔ قادیانیوں کے باب میں مسلمانوں کا معاملہ ذاتی نہیں، اجتماعی ہے اور اس کے عناصر راجعہ میں غیرت و حمیت، عقیدہ و مسلک شامل ہیں۔

مسلمانوں کا مطالبہ کیا ہے؟ صرف اتنا کہ قادیانی جب مسلمانوں سے الگ ہیں تو وہ مسلمانوں میں رہتے کیوں ہیں۔ ہمارا اعتراض ان کے پاکستان میں رہنے پر نہیں۔ مسلمانوں میں رہنے پر ہے۔ وہ پاکستان میں رہنا چاہتے ہیں تو شوق سے رہیں۔ پھر اس کا فیصلہ وہ خود ہی کر لیں کہ مسلمانوں کے مسلمات کا استعمال ان کی نعل نبوت اور علیحدہ اقلیت کے حسب حال ہو گیا نہیں؟ اس سے مسلمانوں کی دل آزاری تو نہیں ہوتی؟ یہ کہنا کہ پاکستان میں کوئی جماعت یا شخصیت ان کی جان، مال اور آبرو کی دشمن ہے اور انہیں معدوم کرنے کی دوڑ میں لگی ہوئی ہے جیسا کہ آزاد کشمیر اسمبلی کی اس سفارش پر کہ مرزائی خارج از اسلام اور علیحدہ اقلیت ہیں۔ مرزاناصر نے واویلا کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم سر ہتھیلی پر لیے پھرتے ہیں اور وقت آنے پر دنیا دیکھ لے گی کہ جان کیونکر دی جاتی ہے۔۔۔۔۔۔ یہ محض ماروں گھٹنا، پھوٹے آنکھ قسم کی اڑان گھائی ہے۔ پاکستان میں کوئی شخص نہ ان کی جان کا دشمن ہے، نہ مال کا اور نہ آبرو کا۔ اس قسم کی باتیں صرف کینے لوگ کرتے اور کینے لوگ اچھالتے ہیں۔ ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ قادیانی امت ہمارے مطالبہ سے قطع نظر خود اپنے پیغمبر اور خلیفہ کی ہدایت و روایت کے مطابق مسلمانوں سے الگ امت ہے تو پھر وہ سرکاری طور پر الگ کیوں نہیں ہو جاتی؟ اس طرح وہ محمد عربی کی امت میں سے غلام احمد کی امت تیار کرنا چاہتی اور عالمی استعمار کے مرے کی حیثیت سے مسلمانوں کی وحدت کو پاش پاش کر کے اپنے لیے ایک عجبی اسرائیل پیدا کرنے کی متمنی ہے۔

یہ غلط ہے کہ قادیانی مسئلہ Sectarian ہے جیسا کہ پاکستان کی حکومتیں اس ذیل فہمی کا شکار رہی ہیں اور اب تک یہی سمجھتی ہیں کہ قادیانی مسئلہ اپنی پیدائش سے اب تک Political ہے۔ افسوس کہ مسلمانوں نے اس کا نوٹس بہت دیر میں لیا اور اس کی وجہ بھی ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی سیادت جس مغرب زدہ اور اقتضائے اسلام سے معری طبقے کے ہاتھ میں رہی ہے اس نے استعمار کی ہر ضرورت کا ساتھ دیا اور دین سے ہر بغاوت کو نظر انداز کیا ہے اور اس کے ذہن کا پورا کارخانہ ابھی تک اسی نیچ پر قائم ہے۔۔۔۔۔۔ اگر قادیانی

مسئلہ صرف مذہب کا ہو تا تو علماء کا تعاقب کافی تھا۔ قادیانی مسئلہ سیاسی مسئلہ ہے جس نے بتدریج ایک ایسی شکل اختیار کر لی ہے کہ وہ باطنیت، الخوان الصفا اور ہمایوں کی طرح اپنی زمین پیدا کرنے میں منہمک ہے۔ اسی کے سامنے معتزلہ کی تاریخ ہے۔ قادیانی جانتے ہیں کہ کس طرح معتزلہ نے اقتدار حاصل کیا اور کیونکر باطنیہ نے فاطمیہ سلطنت قائم کی۔ وہ ان سب کے تاریخی تجربوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جدید سیاسی منہج پر اقتدار حاصل کرنا چاہتے اور اس زمانہ میں جب کہ انسان عالمی ہو گیا اور سیاست بین الاقوامی ہو گئی ہے، ایک دوسرے پر انحصار کے تحت مغربی استعمار کی بدولت پاکستان کو عجمی اسرائیل میں منتقل کرنا چاہتے اور افریقہ میں جزیرۃ العرب کے خلاف قادیانی اسلام کا استعماری سیل (Sell) بنانا چاہتے ہیں۔ قادیانیوں کا سیاسی روپ اس صورت میں معلوم ہو گا اور سمجھ میں آ سکتا ہے جس صورت میں کہ ہم اس تاریخی ماخذ اور اس کی رفتار سے واقف ہوں۔

مرزا غلام احمد نے انگریزوں کی جماعت میں بہ قول خود پچاس الماریاں لکھیں اور ان کی وفاداری میں نہ صرف قرآن سے جہاد کو منسوخ کیا بلکہ برطانیہ کے ہاتھوں اسلامی حکومتوں کی شکست و ریخت پر چراغاں کیا اور یہی قادیانی امت کی تخلیقی غایت تھی۔ اس غرض ہی سے قادیانی فرقہ وجود میں لایا گیا اور برطانوی استعمار نے گود میں لے کر جو ان کیا۔ اس وقت میرے سامنے وہ کتاب نہیں، مصنف اور کتاب کا نام بھی یاد نہیں آ رہا۔ پاکستان کے ایک بڑے افسر عاریتاً لے گئے۔ پھر اپنی نظربندی کے باعث میں ان سے کتاب واپس نہ لے سکا، اس کتاب میں احمدیت کی افریقہ میں تنگ و پوک جائزہ لیا گیا اور اس کے خد و خال بیان کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب میری یادداشت کے مطابق کیمرج کے ایک پروفیسر نے لکھی اور اس میں بعض عجیب و غریب باتیں تحریر کی ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ پادریوں کی ایک نمائندہ جماعت نے برطانوی وزارت خارجہ سے شکایت کی کہ افریقہ میں مسیحیت کی تبلیغ کے راستہ میں قادیانی مزاحم ہوتے ہیں کیا وجہ ہے کہ ان قادیانیوں کے تمام مشن برطانوی مقبوضات ہی میں ہیں اور وزارت خارجہ ان کی محافظت کرتی ہے۔ وزارت خارجہ نے جواب دیا۔ سلطنت کے مقاصد تبلیغ کے مقاصد سے مختلف ہیں۔ آپ ان کا مذہب کی صداقت سے مقابلہ کیجئے۔ سلطنت کی طاقت سے نہیں۔ امور سلطنت کے مضمرات مختلف ہیں۔ اس راز کی گرہ ایک برطانوی دستاویز ”دی اریول آف برٹش ایسپران انڈیا“



(برطانوی سلطنت کا ہندوستان میں ورود) سے کھلتی ہے۔ ۱۸۵۹ء میں انگلینڈ سے برطانوی مدیروں اور مسیحی رہنماؤں کا ایک وفد اس بات کا جائزہ لینے کے لیے ہندوستان پہنچا کہ ہندوستانی باشندوں میں برطانوی سلطنت سے وفاداری کا بیج کیونکر بویا جاسکتا اور مسلمانوں کو رام کرنے کی صحیح ترکیب کیا ہو سکتی ہے؟ اس زمانہ میں جہاد کی روح مسلمانوں میں خون کی طرح دوڑ رہی تھی اور یہی انگریزوں کے لیے پریشانی کا سبب تھا۔ اس وفد نے ۱۸۷۰ء میں دورپور میں پیش کیں، ایک سیاست دانوں نے، ایک پادریوں نے، محولہ نام کے ساتھ یکجا شائع کی گئیں۔ اس مشترکہ رپورٹ میں درج ہے کہ:

”ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی راہنماؤں کی اندھا دھند پیروی کا ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو اپانالک پرافٹ (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو بہت سے لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو جائیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں سے ایسے کسی شخص کو ترغیب دینا مشکل نظر آتا ہے۔ یہ مسئلہ حل ہو جائے تو پھر ایسے شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں بہ طریق احسن پروان چڑھایا جاسکتا اور کام لیا جاسکتا ہے۔ اب کہ ہم پورے ہندوستان پر قابض ہیں تو ہمیں ہندوستانی عوام اور مسلمان جمہور کی داخلی بے چینی اور باہمی انتشار کو ہوا دینے کے لیے اسی قسم کے عمل کی ضرورت ہے۔“

مرزا غلام احمد اس برطانوی ضرورت ہی کی استعماری پیداوار تھے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اس استعماری پیداوار کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مرزا غلام احمد نے درحقیقت اسلام کے علمی و دینی ذخیرہ میں کوئی ایسا اضافہ نہیں کیا جس کے لیے اصلاح و تجدید کی تاریخ ان کی معترف اور مسلمانوں کی نسل جدید ان کی شکر گزار ہو۔ انہوں نے نہ تو کوئی دینی خدمت انجام دی، جس کا نفع دنیا کے سارے مسلمانوں کو پہنچے نہ وقت کے جدید مسائل میں سے کسی مسئلہ کو حل کیا نہ ان کی تحریک موجودہ انسانی تہذیب کے لیے جو سخت مشکلات اور موت و حیات کی کشمکش سے دوچار ہے، کوئی پیغام رکھتی ہے نہ اس نے یورپ اور ہندوستان کے اندر تبلیغ و اشاعت کا کوئی کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس کی جدوجہد کا تمام تر میدان مسلمانوں کے اندر ہے اور اس کا نتیجہ صرف

ذہنی انتشار اور غیر ضروری کشمکش ہے، جو اس نے اسلامی معاشرے میں پیدا کر دی ہے۔ اسلام کی صحیح تعلیمات سے انحراف اور ان مخلصین و مجاہدین کی، جو ماضی قریب میں اس ملک میں پیدا ہوئے اور اسلام کے عروج اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے اپنا سب کچھ لٹا کر چلے گئے۔ ناقد رے کی سزا خدا نے یہ دی کہ مسلمانوں پر ایک ذہنی طاعون کو مسلط کر دیا اور ایک ایسے شخص کو ان کے درمیان کھڑا کر دیا جو امت میں فساد کا مستقل بیج ہو گیا ہے۔“

(”قادیانیت“ از ابوالحسن علی ندوی، صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

مرزا غلام احمد کی خصوصیت اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ اس نے:

- ۱- مسلمانوں میں اپنی نبوت و مسیحیت کا ڈھونگ رچا کر انتشار، تقسیم اور فساد پیدا کیا۔
  - ۲- جماد کی قرآنی تعلیم کو منسوخ کیا۔
  - ۳- ہندوستانی اقوام میں باہمی فساد کی نیواٹھائی۔
  - ۴- دینی لڑیچہ میں سب دشمن کی بنیاد رکھی۔
  - ۵- برطانوی حکومت کی نسلۂ بعد نسل وفاداری کو مذہبی عقیدہ کی الہامی سند مہیا کی۔
  - ۶- محمد ﷺ کی امت میں سے اپنی امت پیدا کی، جس نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر جان کر مسلمانان عالم کے ابتلاء و مصائب سے لاتعلقی اختیار کی، حتیٰ کہ ان کی شکست و ریخت پر خوشیاں منائیں اور برطانوی فتح و نصرت کو انعامات ایزدی قرار دیا۔
- ان کے فرزند مرزا محمود احمد (خلیفہ ثانی) نے قادیانی امت کو برطانوی خواہشوں کے محور و مرکز پر مستحکم کیا اور اسے ایک ایسی سیاسی تحریک بنا دیا جو برطانوی استعمار کی خدمت گزار اور اپنے حزبی اقتدار کی طلب گار ہو گئی۔ خلیفہ محمود رحلت کر گئے تو ان کے بیٹے خلیفہ ثالث مرزا ناصر نے دادا کے مشن اور باپ کے منصوبے کو ایسی شکل دی کہ آج وہ پاکستان کے لیے ایک سیاسی خطرہ بن چکا ہے۔

خوف طوالت کے پیش نظر ان تفصیلات کا ذکر بے سود ہو گا کہ مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے ۱۸۵۷ء میں مسلمانان پنجاب کے خون سے ہولی کھیل کر انگریزی سرکار کی خوشنودی اور اعتماد حاصل کیا۔ ان کے بڑے بھائی مرزا غلام احمد نے مشہور سفاک جنرل نکلسن کی فوج میں شامل ہو کر ۳۶ نیواں انفنٹری کے باغیوں کو تریمو گھاٹ پر بھون ڈالا۔

ان باغیوں کو صرف گولی ہی سے نہیں اڑایا گیا بلکہ ان کا مثلہ کیا، انہیں درختوں سے باندھ کر اعضاء قطع کیے۔ انہیں چتاؤں میں ڈالا، ان پر ہاتھی پھرائے۔ ان کی ٹانگیں چیر کر رقص بجل کا تماشا دیکھا۔

پس منظر کے طور پر یہ جان لینا ضروری ہے کہ مرزائی امت کا اصل کردار کیا رہا اور اس نے تبلیغ کی آڑ میں برطانوی ملوکیت کے لیے کہاں کہاں جاسوسی کے فرائض انجام دیے۔ بالخصوص مسلمان ملکوں میں ان کے وفود کا مقصد کیا تھا؟ کیا وہ مسلمانوں کو مسلمان بنانے کے لیے جزیرۃ العرب، افغانستان، اور ترکی میں گئے تھے اور اب تک اسی لیے افریقہ و اسرائیل میں موجود ہیں۔

اسرائیل عربوں کے قلب میں ناسور ہے۔ تقریباً تمام مسلمان ریاستوں نے اس کا مقاطعہ کر رکھا ہے۔ پاکستانی مشن وہاں نہیں، لیکن قادیانی مشن وہاں ہے۔ سوال ہے وہ کس پر تبلیغ کرتا ہے، مسلمانوں پر یا یہودیوں پر۔ آج جو چند مسلمان اسرائیل میں رہ گئے ہیں۔ وہ قادیانی مشن کے استحصال کی زد میں ہیں۔ غور کیجئے، جس اسرائیل میں عیسائی مشن قائم نہیں ہو سکتا، وہاں اسلام کے لیے قادیانی مشن لطیفہ نہیں تو کیا ہے؟ اس مشن سے جو کام لیے جا رہے ہیں۔ وہ ڈھکے چھپے نہیں، تمام عالم عرب میں اس کے خلاف احتجاج ہو چکا اور ہو رہا ہے۔ لیکن مشن جوں کا توں قائم ہے۔

۱۔ اس مشن کی معرفت عرب ریاستوں کی جاسوسی ہوتی ہے۔ اس مشن کی وساطت سے حجاز و اردن کی فضائیہ کے پاکستان افسروں سے جو بعض دفعہ قادیانی بھی ہوتے ہیں، وہاں کے راز حاصل کیے جاتے اور اسرائیل کو پہنچائے جاتے ہیں۔

۲۔ اس مشن کی معرفت اسرائیل کے بچے کھجے مسلمان عربوں کو عرب ریاستوں کی جاسوسی کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

۳۔ اس مشن کی معرفت پاکستان کی اندرونی سیاست کے راز لیے جاتے اور اسلام دوستوں سے متعلق مطلوبہ خبریں حاصل کی جاتی ہیں۔

۴۔ اس مشن کی معرفت پاکستان میں عالمی استعمار اور یہودی استحصال کی راہیں قائم کی جاتیں اور سیاسی نقشے درآمد برآمد ہوتے ہیں۔ خود صدر بھٹو پاکستان میں قتل ایبک کی سیاسی مداخلت اور صیونی سرمایہ کی زمانہ انتخاب میں آمد کا انکشاف کر چکے ہیں، اور یہ ایک



حقیقت ہے کہ تل ابیب کا سرمایہ پاکستان کے عام انتخابات میں مقامی مرزائیوں کی معرفت اسی مشن کی وساطت سے آیا تھا اور یجی کے زمانہ میں اکثر وزراء نے خود راقم الحروف سے اس کی روایت کی تھی۔

۵۔ پاکستان کو اس وقت جو خطرہ درپیش ہے۔ اس میں قادیانی امت اور تل ابیب کا گٹھ جو عالمی استعمار کی مخفی خواہشوں کو معرض وجود میں لانے کا ذریعہ (Link) بن چکا ہے۔ پاکستان میں اسلام کے خلاف ۱۹۷۰ء کے جنرل الیکشن میں جو سب سے بڑی ذہنی بغاوت ہوئی، اس کے منتظم قادیانی تھے جو اسرائیل کے حسب ہدایت کام کر رہے تھے۔ یہ کوئی مفروضہ نہیں، کھلی حقیقت ہے اور پیش آمدہ واقعات کا تسلسل اس کی تصدیق کرتا ہے۔۔۔۔۔ پھر یہ کوئی نئی چیز نہیں۔ قادیانی امت شروع ہی سے اس قسم کے مشن قائم کرنے کی عادی ہے۔ مثلاً مرزا محمود نے شاہ سعود اور شریف مکہ کی آویزش کے زمانہ ۱۹۲۱ء میں اپنے ایک مرید میر محمد سعید حیدر آبادی کو مکہ بھیجا۔ وہاں اس نے اونے پونے راز اٹھائے اور آگیا۔۔۔۔۔ اسی طرح ترکی میں دو قادیانی مصطفیٰ صغیر کی ٹیم کے رکن ہو کر گئے۔ ایک ثقہ روایت کے مطابق مصطفیٰ صغیر خود قادیانی تھا اور مصطفیٰ کمال کو قتل کرنے پر مامور ہوا تھا، لیکن قبل از اقدام پکڑا گیا اور موٹ کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

مرزا محمود احمد کے سالے میجر حبیب اللہ شاہ فوج میں ڈاکٹر تھے۔ وہ پہلی جنگ عظیم میں بھرتی ہو کر عراق گئے۔ انگریزوں نے بغداد فتح کیا تو انہیں ابتداً گورنر نامزد کیا۔ ان کے بڑے بھائی ولی اللہ زین العابدین جو قادیان میں امور عامہ کے ناظر رہے۔ عراق میں قادیانی مشن کے انچارج تھے۔ لیکن فیصل نے ان کی سرگرمیوں سے آگاہ ہوتے ہی نکال دیا۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے وہاں ان کے نکلے رہنے پر زور دیا۔ لیکن عراق گورنمنٹ نے ایک نہ مانی۔

غالباً ۱۹۲۶ء میں مولوی جلال الدین شمس کو شام بھیجا گیا۔ وہاں کے حریت پسندوں کو پتہ چلا تو قاتلانہ حملہ کیا۔ آخر تاج الدین الحسن کی کابینہ نے شام بدر کر دیا۔ جلال الدین شمس فلسطین چلا گیا اور ۱۹۲۱ء تک برطانوی انتداب کی حفاظت میں عرب ملکوں میں عالمی استعمار کی خدمت بجالاتا رہا۔ جب تک برطانیہ ہندوستان میں حکمران رہا، اس نے روس کو اپنے لیے خطرہ سمجھا۔ اس غرض سے مختلف لبادوں میں، مختلف مشن، روس، وسط ایشیا کے

اسلامی ممالک میں بھجوائے، بالخصوص ان علاقوں میں جو ہندوستان کی سرحد کے ساتھ آباد تھے اور روس کو وہاں اقتدار حاصل تھا۔ اس غرض سے پنڈت موہن لال، پنڈت من پھول، مولوی فیض محمد، بھائی دیوان سنگھ اور مولوی ربانی کے سفرنامہ کی بعض جھلکیاں عام ہو چکی ہیں۔ مولانا محمد حسین آزاد کے نواسے آغا محمد باقر نے اپنے نانا کے سفر کو اسی نوعیت کی جاسوسی قرار دیا ہے۔ ادھر ۱۹۲۱ء میں مولوی محمد امین قادیانی ایران کے راستہ روس گئے۔ انہیں روس میں داخل ہوتے ہی پکڑ لیا گیا اور دو سال جیل میں رہے لیکن واپس آنے کے کچھ عرصہ بعد مرزا محمود نے ایک اور نوجوان مولوی ظہور حسین کے ساتھ انہیں واپس بھجوا دیا چونکہ پاسپورٹ نہیں تھے۔ اس لیے ایران کے راستہ داخل ہوئے۔ لیکن پکڑ لیے گئے۔ پہلے مولوی محمد امین لوٹے پھر مولوی ظہور حسین قید و بند کے مرحلے گزار کر برطانوی سفیر کی مداخلت سے رہا ہوئے اور واپس آ گئے۔

افغانستان میں نعت اللہ قادیانی کو جولائی ۱۹۲۳ء میں پکڑا گیا۔ اس پر جاسوسی اور ارتداد ثابت ہو گیا تو سنگسار کر دیا گیا۔ فروری ۱۹۶۵ء میں دو اور قادیانی ملا عبد الحلیم اور ملا نور چلی کو اسی جرم میں موٹ کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ افغانستان اور پاکستان میں تعلقات کی کشیدگی کا ایک سبب ابتداً سر ظفر اللہ خان تھے جو ان تین قادیانیوں کے قتل پر افغانی سفیر مقیم برطانیہ کو عذاب خداوندی کی وعید دے چکے تھے اور تب سے افغانستان کے خلاف تھے۔ دوسری وجہ مرزا محمود خود تھے کہ وہ افغانستان کے لیے اور افغانستان ان کے لیے ناقابل قبول تھا۔ افغانستان کا ہر ابتلاء ان کے نزدیک ان کی بددعا کا مظہر تھا۔

برطانوی ہندوستان میں بھی مرزائی امت کا شعار تھا کہ ان کے جو افراد پولیس میں بھرتی ہوتے، وہ عوامی آئی ڈی میں چلے جاتے یا انگریز انہیں چین کرسی آئی ڈی میں لے لیتا۔ جہاں انہیں ہندوؤں، سکھوں، اور مسلمانوں پر کوئی سا ظلم توڑتے ہوئے رتی بھر حیا محسوس نہ ہوتی بلکہ ہر ظلم کو اپنے فرائض کا حصہ سمجھتے۔

پنجاب میں سی آئی ڈی کا محکمہ حکومت کے لیے ریڑھ کی ہڈی رہا۔ اس محکمہ کے مرزائی افسروں نے برطانوی استعمار کی جو خدمات انجام دیں وہ کوئی انگریز افسر بھی انجام نہ دے سکتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ تقریباً ہر اسلامی ملک میں قادیانیوں کے خلاف حکومت اور عوام

دونوں سطح پر ذہنی احتساب موجود ہے، لیکن جہاں قومی آزادی طاقتور ہے اور ان کی آزادی عالمی استعمار کے رخنوں سے محفوظ ہے، وہاں قادیانی مشن نہ کبھی تھے نہ اب ہیں۔ مثلاً مصر، ترکی، افغانستان، شام، حجاز، عراق، شرق اردن، انڈونیشیا وغیرہ میں قادیانی مشن نہیں، ایران ہمارا عزیز ہمسایہ ہے۔ اس کے ساتھ ہمارے روابط یکجائی کے ہیں لیکن قادیانی ادھر کارخ نہیں کرتے۔ کیا وہاں انجام نظر آتا ہے یا عالمی استعمار کو ضرورت نہیں؟

۱۹۵۳ء کی پاکستانی مزاحمت کے بعد بالعموم اور پچھلے تین سالوں میں بالخصوص قادیانی امت نے اپنے سیاسی جھنڈے تبدیل کر لیے ہیں اور اب عالمی استعمار کی جاسوس امت کے طور پر افریشیائی ممالک سے خفیہ معلومات فراہم کر رہے ہیں۔ تل ابیب (حیفا) میں ان کا مشن گرد و پیش کی عرب دنیا کے خلاف جاسوسی کا مرکز ہے۔ اس باب میں دمشق کے ایک مطبوعہ رسالہ ”القادنیہ“ سے ان کے سیاسی خدوخال اور استعماری فرائض و مناصب کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ:

”کسی بھی عرب مسلمان ریاست میں ان کے لیے کوئی جگہ نہیں بلکہ ان کے وجود کی بدولت پاکستان کو عربوں میں ہدف بنایا جاتا ہے۔“

ذیل کا واقعہ رسالہ میں مذکور ہے کہ:

”پہلی جنگ عظیم کے وقت انگریزوں نے ولی اللہ زین العابدین (مرزا محمود

احمد کے سالے) کو سلطنت عثمانیہ میں بھیجا۔ وہاں پانچویں ڈویژن کے کمانڈر جمال پاشا کی معرفت قدس یونیورسٹی (۱۹۱۷ء) میں دینیات کا لیکچرر ہو گیا۔ لیکن جب انگریزی فوجیں دمشق میں داخل ہوئیں تو یہی ولی اللہ اپنا جامہ اتار کر انگریزی لشکر میں آگیا اور عربوں کو ترکوں سے لڑانے بھڑانے کی مہم کا انچارج رہا۔ عراقی اس سے واقف ہو گئے تو بھاگ کر قادیان آگیا اور ناظر امور عامہ بنایا گیا۔“

اب قادیانی امت کی استعماری تکنیک (Strategy) یہ ہے کہ وہ استعمار کے حسب فضا پاکستان کی ضرب تقسیم میں حصہ لے کر سکھوں کے ساتھ پنجاب کو ایک علیحدہ قادیانی ریاست بنانا چاہتی ہے۔ اس غرض سے عالمی استعمار اس کی پشت پناہی کر رہا ہے اور وہ اس کے لیے مختلف ملکوں میں جاسوسی کے فرائض انجام دے رہی ہے۔ اس کی جاسوسی کا



جال و سبوع ہو گیا ہے۔ اس غرض سے اس نے اسرائیل کے گرد و پیش حجاز و اردن میں فضائیہ وغیرہ کی تربیت کے لیے نہ صرف قادیانی پائلٹ بھجوائے بلکہ ان ملکوں میں استعماری کاروبار جاری رکھنے کے لیے ہر سال ڈاکٹروں، انجینئروں اور نرسوں کی ایک بڑی کھیپ جا رہی ہے۔ پاکستان میں کوشش کر کے ان بڑے ہسپتالوں میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ قادیانی لگوائے جا رہے ہیں جہاں ہر سال نرس لڑکیاں بھرتی کی جاتی ہیں، چنانچہ لاہور کے میو ہسپتال کا سپرنٹنڈنٹ جی این جنجوعہ قادیانی مقرر ہوا ہے۔ واضح رہے کہ میو ہسپتال لاہور، پشاور سے لے کر حیدر آباد تک نرسوں کا سب سے بڑا تربیتی مرکز ہے۔ اس پس منظر میں جنجوعہ کے لیے پوری قادیانی مشینری نے زور دے کر یہ جگہ حاصل کی ہے۔

ادھر یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ مرزائی پاکستان بننے پر خوش نہ تھے اور نہ پاکستان بننے کے حق میں تھے۔ مرزا محمود نے پاکستان بننے سے تین ماہ پہلے خطبہ دیا تھا۔ ملاحظہ ہو ”الفصل“ ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء۔

”ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضامند ہوئے ہیں تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ یہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائے۔“

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کے ”الفصل“ میں خلیفہ ثانی کی ایک دوسری تقریر میں درج ہے،

فرماتے ہیں:

”بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیرو

شکر ہو کر رہیں۔“

مرزا صاحب نے قادیان میں رہنے کے بہترے جتن کیے۔ کوشش کی کہ پاپائے روم کے مقدس شروینی گن کا مقام قادیان کو مل جائے۔ لیکن جب کوئی سی نیل منڈھے نہ چڑھی تو ایک انگریز کرنل کی رپورٹ پر حواس باختہ ہو کر کیپٹن عطا اللہ کی معیت میں بھاگ کر لاہور آ گئے۔ میجر جنرل نذیر احمد آپ کے ہم زلف تھے۔ ان کے ساتھ جیپ میں سوار ہو کر نکلنے کا پروگرام تھا، لیکن سکھوں کی مار دھاڑ کے خوف سے قبل از وقت نکل آئے اور چوری چھپے جان بچائی۔ یہاں پہنچ کر مرزا قادیانی نے قادیان میں مراجعت کے رویا اور خواب بیان کرنا شروع کیے اور یہ پروگرام بتایا کہ:

۱۔ تقسیم کی مخالف قوتوں سے گٹھ جوڑ کر کے قادیان کسی نہ کسی طرح حاصل کیا جائے۔

۲۔ کشمیر کے کسی حصے پر اقتدار حاصل کیا جائے۔

۳۔ پاکستان کے کسی علاقے کو قادیانی صوبہ میں تبدیل کیا جائے۔

بظاہر یہ تین مختلف اور شاید ایک نازک حد تک متخالف ”محاذ“ تھے۔ لیکن اصلاً حصول اقتدار کا ایک مربوط سلسلہ تھا جو مرزا محمود احمد کے نہاں خانہ دماغ میں پرورش پا رہا تھا۔

جسٹس منیر نے ۱۹۵۳ء کے واقعات سے متعلق مسلمانوں سے مرزائیوں کی نزاع پر جو رپورٹ لکھی ہے۔ اس کے صفحہ ۱۹۵ پر درج ہے کہ:

”۱۹۳۵ء سے لے کر ۱۹۴۷ء کے آغاز تک احمدیوں کی بعض تحریروں سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ برطانیہ کا جانشین بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ وہ نہ تو ایک ہندو دنیاوی حکومت یعنی ہندوستان کو اپنے لیے پسند کرتے تھے اور نہ پاکستان کو منتخب کر سکتے تھے۔“

”الفضل“ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء ملاحظہ ہو، خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:

”ملکی سیاست میں خلیفہ وقت سے بہتر اور کوئی راہنمائی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس کے شامل حال ہوتی ہے۔“

۳ جون ۱۹۴۰ء کے ”الفضل“ میں:

”نہیں معلوم کب خدا کی طرف سے ہمیں دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔

ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہیے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔“

یہ اس وقت میرزائی امت کے خیالات تھے۔ جب ہٹلر نے برطانیہ کو ہلا ڈالا تھا اور مرزائی و سکھ دونوں پنجاب پر قبضہ کرنے کی تیاری میں تھے۔ اس ضمن میں ماسٹر تارا سنگھ کا مضمون ہفتہ وار اکالی سے مختلف جرائد میں نقل ہو چکا ہے۔ ماسٹر جی نے لکھا تھا کہ برطانیہ نے ہندوستان چھوڑا تو سکھ ریاستوں بالخصوص ہمارا جہ پٹیا لہ کی مدد سے پنجاب میں ہم نے اتنی تیاری کر لی ہے کہ اس کے جانشین ہو سکیں اور سکھوں کا یہ صوبہ سکھوں کی عملداری میں ہو۔

اس سے پہلے ۱۴ فروری ۱۹۲۲ء کے ”الفضل“ میں خلیفہ صاحب کی تقریر ہے:

”ہم احمدی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں“

مزید ملاحظہ ہو:

”اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے، تمہارے راستے

سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔“

(”الفضل“ ۸ جولائی ۱۹۳۵ء)

میرزائیوں نے اپنی جماعت کے ۴۸ برس میں مسلمانوں کی کسی ابتلاء، کسی تحریک، کسی افتاد اور کسی مصیبت میں کبھی حصہ نہیں لیا۔ ہمیشہ مسلمانوں سے الگ تھلگ اور انگریزوں کی مرضی کے تابع رہے۔ لیکن ریاست کشمیر کے مسلمانوں کی ہمدردی کے نام پر انہوں نے جولائی ۱۹۳۱ء میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا کھڑاگ رچایا اور آج تک صرف کشمیر ہی کا ذکر چھیڑتے ہیں۔ کیا مسلمانوں کے مصائب کشمیر کے سوا اور کسی خطہ میں نہ تھے۔ کیا صرف کشمیر کے مسلمان ہی مسلمانان عالم میں ہمدردی کے مستحق تھے اور کیا ریاست کشمیر کی آزادی ہی عالم اسلام کی ویرانیوں کا مسئلہ اول ہے؟ اگر قادیانی کشمیر کے معاملہ میں اسلام اور مسلمانوں کی خاطر مخلص ہوتے تو اس کا اعتراف نہ کرنا بخل ہوتا۔ بلکہ شقاوت کے مصداق۔ لیکن معاملہ دوسرا تھا۔ مرزائی کشمیری مسلمانوں کی سادہ فطرت سے واقف تھے کہ وہ مذہبی سٹہ بازوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ادھر قادیان اور جموں متصل علاقے تھے۔ ادھر میرزائی جس قادیانی ریاست کا خواب دیکھتے تھے، اس کی تعبیر کے لیے جموں و کشمیر حسب حال تھے۔

پاکستان نے اپنی آزادی کے تیسرے مہینے اکتوبر ۱۹۴۷ء میں کشمیر کا مطالبہ کیا تو اس جنگ میں قادیانی امت فی الفور کود پڑی، اس نے فرقان بٹالین کے نام سے ایک پلاٹون تیار کیا جو سیالکوٹ کے نزدیک جموں کے محاذ پر واقع گاؤں ”معراج کے“ میں متعین کی گئی۔ اس نے وہاں کیا خدمات انجام دیں؟ اس کے تذکرہ و افشاء کا محل نہیں، لیکن اس وقت پاکستان کے کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی تھے۔ جن کے متعلق معلوم ہو چکا ہے کہ وہ پاکستان کی فوج کو کشمیر میں استعمال کرنے کے خلاف تھے اور نہ شخصی طور پر لڑائی کے حق میں تھے۔ بلکہ ان کی معرفت بعض معلومات ہندوستان کے کمانڈر انچیف جنرل سر آکن لیک تک پہنچی گئیں۔ قائد اعظم اس وقت سرطان کے مرض میں مبتلا تھے۔ جب انہیں یہ



معلوم ہوا تو ان کا مرض شدید ہو گیا۔

کسی کمانڈر انچیف نے کسی ”آزاد ادارے“ کی ایسی بٹالین پر کبھی صا نہیں کیا، جیسا کہ فرقان بٹالین تھی۔ فرقان بٹالین کو یہ شرف بخشا گیا کہ جنرل گریسی نے بطور کمانڈر انچیف تحسین و ستائش کا خط و پیغام لکھا جو تاریخ احمدیت، جلد ششم مولفہ دوست محمد شاہد کے صفحہ ۶۷۷ پر موجود ہے۔

بات معمولی ہے لیکن عجیب ہے کہ کشمیر کے محاذوں کی جنگ میں قادیان سے ملحق سرحدات کی کمان ہمیشہ مرزائی جرنیلوں کے ہاتھ میں رہی ہے، چونکہ یہ ایک فوجی عمل ہے، لہذا اس کا ذکر مناسب نہیں، لیکن سوال ہے کہ فرقان بٹالین ہو یا اس کے بعد ۱۹۶۵ء کی جنگ جو کشمیر سے شروع کی گئی کہ وہاں محمب اور جوڑیاں کا محاذ چٹھان کوٹ اور قادیان کی طرف تھا۔ ابتدا ان محاذوں کی کمان جنرل اختر ملک اور بریگیڈیر عبدالعلی ملک کے ہاتھ میں تھی جو سگے بھائی ہونے کے علاوہ قادیانیانہ عقیدہ تھے۔ جنرل اختر ملک ترکی میں وفات پا گئے۔ ان کی نعش وہاں سے ربوہ لائی گئی جہاں بہشتی مقبرے سے باہر ہمیشہ کی نیند سو رہے ہیں۔ پنجاب میں پانچویں اور چھٹی جماعت کی تاریخ و جغرافیہ کے نصاب میں ۱۹۶۵ء کی جنگ کا ہیرو جنرل اختر ملک اور بریگیڈیر عبدالعلی کو بتایا گیا اور اول الذکر کی سہ رنگی تصویر شامل کی گئی ہے۔

ایک دوسری تصویر جنرل ابرار حسین کی بھی ہے۔ لیکن ۱۹۶۵ء کی جنگ کو اس طرح محدود کرنا اور صرف جنرل اختر حسین ملک یا بریگیڈیر عبدالعلی کا ذکر کرنا مرزائی امت کا پنجاب میں نئی پود کو ذہنا۔ اپنی طرف منتقل کرنے کا چھکنڈا ہے۔ عزیز بھٹی وغیرہ کو نظر انداز کر کے اور اس وقت کے آتش بجانوں کے سر سے گزر کے جنرل اختر تک کو قومی ہیرو بنانا اور پڑھانا سیاست کی شوفی ہے جو حصول اقتدار کی آئندہ کوششوں میں رنگ و روغن کا کام دے گی۔

بات سے بات نکلتی ہے۔ جنرل اختر ملک کے تذکرے کی رعایت سے اس ضمن کی دو باتیں حافظہ میں اور تازہ ہو گئیں۔

۱۔ نواب کالا باغ نے ۱۹۶۵ء کی جنگ کے واقعات پر گفتگو کرتے ہوئے راقم سے بیان کیا کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری محافظت کی۔ ورنہ صورت حال کے پامال

ہونے کا احتمال تھا۔

۲۔ نواب صاحب نے فرمایا، مرزائی پاکستان میں حصول اقتدار سے مایوس ہو کر قادیان پہنچنے کے لیے مضطرب ہیں۔ وہ بھارت سے مل کر پاکستان سے لڑ کر ہر صورت میں قادیان چاہتے ہیں اور اس غرض سے پاکستان کو بازی پر لگانے سے بھی نہیں چوکتے۔ ایک دن میرے ہاں جنرل اختر حسین ملک آئے اور میرے ملٹری سیکرٹری کرنل محمد شریف سے کہا کہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے پس و پیش کی اور اپنے سیکرٹری سے کہا کہ میں نے جنرل ملک سے اگر ملاقات کی تو صدر ایوب جو مجھ سے پہلے ہی بدظن ہو چکے ہیں اور بدظن ہوں گے اور یہ حسن اتفاق ہے کہ میں بھی اعوان ہوں، جنرل اختر ملک بھی اعوان ہے اور تم (ملٹری سیکرٹری) بھی اعوان ہو۔ صدر ایوب کے کان میں الطاف حسین دُوان نے بات ڈال رکھی ہے کہ اس سے کسی امریکن نے کہا ہے کہ نواب کالا باغ، ایوب خاں کے خلاف اندر خانہ خود صدر بننے کی سازش کر رہا ہے۔

اس وقت تو جنرل ملک لوٹ گئے لیکن چند دن بعد نتھیا گلی میں ملاقات کا موقع پیدا کر لیا۔ کہنے لگے ”میں صدر ایوب کو آمادہ کروں کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کرنے کے لیے بہترین ہے۔ یقین ہے کہ ہم کشمیر حاصل کر پائیں گے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ بیٹھے بٹھائے جنرل کو یہ کیا سوچھی؟ بہر حال میں نے عذر کر دیا کہ میں نہ تو فوجی ایکسپٹ ہوں، نہ مجھے جنگ کے مبادیات کا علم ہے۔ آپ خود ان سے تذکرہ کریں، انہوں نے کہا کہ صدر نہیں مانتا، وہ کہتا ہے کہ اس لڑائی کے بعد بھارت براہ راست پاکستان کی بین الاقوامی سرحدوں پر حملہ کر دے گا۔

میں نے کہا، صدر مجھ سے پہلے ہی بدگمان ہے اور لازماً خیال کرے گا کہ اعوان اس کے خلاف کوئی سازش کر رہے ہیں۔

جنرل اختر ملک مجھ سے جواب پا کر چلے گئے۔ اس اثنا میں سی آئی ڈی کی معرفت مجھے ایک اشتہار ملا جو آزاد کشمیر میں کثرت سے تقسیم کیا گیا تھا اس میں لکھا تھا کہ ”ریاست جموں و کشمیر انشاء اللہ آزاد ہوگی اور اس کی فتح و نصرت احمدیت کے ہاتھوں ہوگی۔“

(پیش گوئی مصلح موعود)

اور میرے لیے یہ ناقابل فہم نہ تھا کہ جنرل اختر ملک اس پیش گوئی کو سچا بنانے کے

لیے دوڑ دھوپ کر رہے ہیں۔

راقم نے نواب کالا باغ کی یہ گفتگو محترم مجید نظامی ایڈیٹر ”نوائے وقت“ کو بیان کی تو انہوں نے تائید کی کہ ان سے بھی نواب صاحب یہی روایت کر چکے ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر جاوید اقبال سے ذکر کیا تو حیران ہوئے۔ فرمایا کہ اس جولائی میں سر ظفر اللہ خان نے مجھے امریکہ میں کہا تھا کہ صدر ایوب کو پیغام دوں کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کے لیے موزوں ہے، پاکستانی فوج ضرور کامیاب ہوگی۔ جہاں تک ہندوستان کے ہاتھوں بین الاقوامی سرحد آلودہ ہونے کا تعلق ہے، ایسی کوئی چیز نہ ہوگی۔ میں نے صدر ایوب سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا۔ مجھ سے کہہ دیا ہے اور کسی سے نہ کہنا۔

صدر ایوب کو سر ظفر اللہ خان نے پیغام دے کر اور جنرل ملک نے خود حاضر ہو کر علاوہ دوسرے زعماء کے یقین دلایا تھا کہ کشمیر پر حملہ کرنے سے بھارت اور پاکستان میں براہ راست جنگ نہ ہوگی۔ لیکن پاکستانی فوجیں جب کشمیر کی طرف بڑھنے لگیں تو پاکستان کی بین الاقوامی سرحدیں ایکایکی بھارتی فوج کے حملہ کا شکار ہو گئیں۔ واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کو ہندوستان کے تابع کرنے اور اس کی جغرافیائی ہیئت کو نئی صورت دینے کے لیے عالمی استعمار کا جو منصوبہ تھا، اس کو پروان چڑھانے کے لیے پاکستان کے بعض پر اسرار لیکن مخفی و معلوم ہاتھ بھی تھے۔ قدرت نے استعماری منصوبہ خاک میں ملا دیا۔ منصوبہ یہ تھا کہ مغربی پاکستان میں پنجاب کو بالواسطہ یا بلاواسطہ شکست ہو تو پاکستان کا عسکری بازو ٹوٹ جائے گا اور مشرقی پاکستان فیضانِ الگ ہو جائے گا۔ پنجاب کی پسائی کے بعد سرحد، بلوچستان اور سندھ بلقان ریاستوں یا عرب ریاستوں کی طرح چھوٹی چھوٹی ریاستیں بن جائیں گی۔

کشمیر اور احمدیت کے بارے میں اس سے پہلے یہ بات سطور بالا میں رہ گئی ہے کہ قادیانی امت نے تحریک کشمیر (قبل از آزادی) اور جنگ کشمیر (بعد از آزادی) میں صرف اس لیے حصہ لیا کہ مرزا بشیر الدین محمود جس قادیانی ریاست کا خواب دیکھتے تھے۔ ان کی نگاہ میں کشمیر ہر لحاظ سے موزوں تھا۔ جماعت احمدیہ کی کشمیر سے دلچسپی کا سبب دوست محمد شاہد نے ”تاریخ احمدیت“ جلد ششم، صفحہ ۳۴۵ تا ۳۷۹ میں مرزا محمود کی روایت سے لکھا ہے کہ:

۱۔ وہاں تقریباً اسی ہزار احمدی ہیں۔



۲۔ وہاں مسیح اول دفن ہیں اور مسیح ثانی (غلام احمد) کے پیروں کی بڑی جماعت آباد ہے۔

۳۔ جس ملک میں دو مسیحوں کا دخل ہو اس ملک کی فرمانروائی کا حق احمدیوں کو پہنچتا ہے۔

۴۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نواب امام الدین کو گورنر بنا کر کشمیر بھیجا تھا تو ان کے ساتھ مرزا غلام احمد کے والد بطور مددگار گئے تھے۔

۵۔ حکیم نور الدین خلیفہ اول مرزا محمود کے استاد اور خسر شاہی حکیم کے طور پر کشمیر میں ملازم رہے تھے۔

ان نکات ہی کو ملحوظ رکھا جائے تو ظاہر ہے کہ قادیانی امت کی کشمیر سے ہمدردی کسی عام انسانی مسئلہ یا عام مسلمانوں کی ہمدردی کے جذبہ سے نہیں تھی بلکہ وہ اپنے شخصی تعلق اور حزبی مفاد کے لیے پورے پاکستان اور تمام مسلمانوں کو استعمال کرتے رہے ہیں۔

بلوچستان کو احمدی ریاست بنانے کا خواب پر اگندہ ہو گیا (اس کے لیے ہم شاہ ایران کے بھی شکر گزار ہیں) ادھر کشمیر سے متعلق ۱۹۳۸ء، ۱۹۶۵ء کی دونوں مہمیں بے نتیجہ رہیں۔ ادھر ۱۹۶۵ء کے بعد برعظیم سے متعلق عالمی استعمار نے کانٹا بدلا۔ قادیانی امت کا اس کے ساتھ بدلنا ایسا ہی تھا۔ جیسے انجن مڑتے ہی گاڑی مڑ جاتی ہے۔ اب پاکستان کو لمیا میٹ کرنے کی استعماری کوششوں میں سے ایک کوشش یہ تھی کہ:

۱۔ مشرقی پاکستان کو الگ کیا جائے۔ قادیان عقلانے وہ سب کچھ کیا جو اس کے لیے ضروری تھا۔ انہوں نے مشرقی پاکستان کے لیے شکایات کو جنم دیا۔ پھر پروان چڑھایا۔ ایم ایم احمد نے حکومت پاکستان کے فنانس سیکرٹری، مالی مشیر اور منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین کی حیثیت سے بنگالیوں کو اتنا بے بس اور بیزار کر دیا کہ وہ علیحدگی کی تحریک میں ڈھل گئے۔ مشرقی پاکستان کے مصیبت زدگان کو سرکاری امداد سے محروم رکھا گیا اور اس کے مسکول ایم ایم احمد تھے۔

۲۔ جب تک مشرقی پاکستان علیحدہ نہ ہو، قادیانیوں کے لیے پاکستان میں اقتدار کا سوال خارج از بحث تھا۔ کیونکہ اکثریت مشرقی پاکستان کی تھی اور شیخ مجیب الرحمن قادیانی امت کی ان حرکات کو بھانپ کر ان سے باخبر ہو گئے تھے۔ وہ ایم ایم احمد کی حرکات پر پبلک میں بیان

دے چکے اور ان کی فوری علیحدگی کے خواہاں تھے۔ اس بیان کے فوراً بعد چودھری ظفر اللہ خان ان سے ملنے ڈھاکہ گئے۔ دوسرے یا تیسرے دن تخیلہ میں ملاقات ہوئی اور آخر وہی ہو اجو مرزائی امت کے ظفر اللہ خاں یا ایم ایم احمد سے ٹکراؤ کا نتیجہ ہو سکتا تھا کہ ایم ایم احمد کو علیحدہ کرنے سے پہلے مجیب الرحمن پاکستان سے ہمیشہ کے لیے علیحدہ ہو گئے۔

۳۔ اب مرزائی تمام تجربوں کو حسب مراد نہ پا کر پاکستان میں عالمی استعمار کا آخری ٹانگ کھیل رہے ہیں۔ انہوں نے امریکہ کے یہودیوں کی طرح ملک کی مالیات و بینکنگ، انشورنس اور انڈسٹری میں اس قسم کا اقتدار حاصل کر لیا ہے کہ انہیں ان کے پس منظر، پیش منظر اور تہ منظر سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔

اب ان کے اقتدار کی راہ میں یہ چیزیں معاون ہو سکتی ہیں اور یہ کسنا جرم نہ ہو گا کہ پاکستان کی فضائیہ اپنے چیف سے لے کر آئندہ جانشینوں کی ایک کڑی تک ان کے ہاتھ میں ہے۔ اسی طرح بری فوج کے دونوں کور کمانڈر (جنرل عبدالعلی اور جنرل عبدالحمید) ان کے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک ڈار بندھی ہوئی ہے۔

۴۔ ملک کی بعض اہم آسامیاں قادیانی لے رہے ہیں۔ مثلاً پنجاب میں ٹیکسٹ بک بورڈ کا چیئرمین غالب احمد قادیانی ہے۔ پنجاب اور بہاولپور کے علاقہ کی انشورنس کارپوریشن کا جنرل منیجر جنجوعہ قادیانی ہے۔ لاہور میو ہسپتال کا میڈیکل سپرنٹنڈنٹ قادیانی ہے۔ غرض ایسے کئی ادارے قادیانی امت کے ہاتھ میں ہیں جہاں اس کے افراد کی بڑی سے بڑی اکثریت معاشی طور پر پرورش پاسکتی اور سیاسی طور پر اقتدار کی راہیں ہموار کرتی ہے۔

۵۔ ابھی تک پریس قادیانی امت کے ہاتھ میں نہیں آسکا، لیکن وزارت اطلاعات و نشریات کی معرفت پریس کو مرہب کر دیا گیا ہے..... اور ملک کے بیشتر ورکنگ جرنلسٹوں میں کرپشن کی نینو رکھ دی گئی ہے۔ جس کی بدولت قادیانیت کے پیش و خم کا مسئلہ خارج از احتساب ہو چکا ہے۔

۶۔ ملک کے بعض اہل قلم اور اہل صحافت کو بالواسطہ اور بلاواسطہ مختلف شکلوں میں معاوضہ دے کر اس قسم کے مضمون لکھوائے جا رہے ہیں۔ جس سے قادیانی امت کے مخالفین ضعیف ہوتے جائیں اور اس انتشار و افتراق کو ہوا ملتی رہے جو ان کے آئندہ اقتدار کی ضروری اساس ہے۔

۷۔ سرحد و بلوچستان کی علیحدگی سے متعلق بالکل انہی خطوط پر قادیانی امت اقدام و کلام کا انبار لگا رہی ہے۔ جن خطوط پر شیخ مجیب الرحمن کو رگیداجا رہا تھا۔ مرزائی امت بظاہر پیپلز پارٹی کے ساتھ ہے لیکن اس کے مختلف نوجوان، مختلف پارٹیوں میں حسب ہدایت شامل ہیں۔ پنجاب نیشنل عوامی پارٹی میں ایک ایسا احمدی نوجوان ”شریک“ ہے جس کا بھائی بڑے دنوں سے کراچی کا ڈپٹی کمشنر ہے اور باپ مرزا غلام احمد کا صحابی، ایک زمانہ میں پبلک کا قانونی مشیر تھا۔ قادیانی امت کا طرز عمل یہ ہے کہ مذہب کے روپ میں سرحد و بلوچستان کی سیاسی فضا کو اتنا مسموم کر دیا جائے کہ علیحدگی کا مطالبہ حقیقت بن جائے۔ جب عالمی استعمار کی خواہش کے مطابق پاکستان جو کبھی مغربی پاکستان تھا، کئی ریاستوں مثلاً پنجونستان، بلوچستان اور سندھ و دیش وغیرہ میں تقسیم ہو تو پنجاب میں حکمران طاقت، یا سکھوں کے ساتھ مشترکہ طاقت کی سربراہی ان کے ہاتھ میں ہو۔

مرزائی سیاست کا نقشہ یہ ہے کہ عالمی استعمار اس پاکستان کو ضرب و تقسیم سے تین چار ریاستوں میں بانٹنے کا ارادہ کر چکا ہے۔ پنجونستان بنے گا، بلوچستان بنے گا، سندھ و دیش بنے گا۔ ان کے اضلاع میں تھوڑا بہت رد و بدل ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ سندھ کا کچھ علاقہ بھارتی راجستھان کو چلا جائے۔ پنجونستان میں پنجاب کے ایک دو اضلاع آجائیں۔ بلوچستان سندھ کے ایک دو اضلاع لے جائے اور پنجاب میں ڈیرہ غازی خاں کے ضلع پر اس کی نگاہ ہو۔ لیکن جتنی جلدی یہ ہو قادیانی اپنے لیے اتنا ہی مفید سمجھتے ہیں۔ قادیانی امت کی اس مہر بازی کا حاصل کلام یہ ہے کہ اپنے اس بلقانی مقدر کے بعد پاکستان ختم ہو جائے گا تو سکھ استعماری شہ اور بھارتی تعاون سے پنجاب پر اپنے اس استحقاق کا دعویٰ کریں گے کہ وہ ان کے گوروؤں کی نگہری ہونے کے باعث ان کا ہے۔ جس طرح یہود نے فلسطین کو اپنے پیغمبروں کے مولد و مسکن و مرقد ہونے کی بنا پر حاصل کیا اور اسرائیل بنا ڈالا۔ اسی طرح پنجاب سکھوں کے لیے ہو گا۔ بعض معلوم وجوہ کے باعث پنجاب اس وقت پنجونستان، سندھ و دیش اور بلوچستان کی ناراضی میں گھرا ہو گا۔ مرزائی امت گوروؤں کی نگہری کے طالبین سے معاف کر کے اپنے ”مذہب النبی“ قادیان کی مراجعت پر خوش ہوگی۔ تب عالمی استعمار کی مداخلت سے ایک نیا پنجاب پیدا ہو گا جو سکھ احمدی ریاست ہو گا اور جس کا پاکستانی وجود ختم ہو جائے گا۔



پاکستان کا اصل خطرہ یہ ہے اور پنجاب اس خوفناک سانحہ کی زد میں ہے، نہ جانے حزب اقتدار اور حزب اختلاف اس بارے میں غور کیوں نہیں کرتیں۔ اس سیاسی مسئلہ کا اس وقت تعاقب نہ کیا گیا اور ایک پولیٹکل خطرہ کے طور پر اس کا محاسبہ نہ کیا گیا تو کیا پاکستان کی آنکھ اس وقت کھلے گی جب طوفان سر سے گزر چکا ہو گا اور پاکستان کی تاریخ استعماری انقلاب کے ہاتھوں الٹ چکی ہو گی۔ تب مورخ یہ لکھیں گے کہ ان علاقوں میں ایک ایسی قوم رہتی تھی۔ جس نے اپنے مسلمان ہونے کی بنیاد پر بر عظیم ہندوستان سے کٹ کے ایک علیحدہ ملک پاکستان بنوایا تھا۔ لیکن اس پر تیسری یا چوتھی دہائی نہ گزری تھی کہ اپنی مجرمانہ غفلتوں اور احمقانہ سرکشیوں سے اس ملک کو خود مٹا ڈالا اور اب وہ ملک و قوم ماضی کی ایک طربناک یاد کا الٹناک تہمتہ ہیں۔

## پنجاب میں وٹو حکومت تمام قادیانی افسروں

### کو کلیدی عہدوں پر فائز کر رہی ہے

عبید اللہ شیخ ایم۔ پی۔ اے

”پنجاب کے حلقہ ۱۱۶ سے صوبائی اسمبلی کے رکن عبید اللہ شیخ صاحب نے ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور کو ایک انٹرویو میں وزیر اعلیٰ منظور وٹو کے قادیانی نواز اقدامات کا انکشاف کیا ہے۔ یہ انٹرویو ”چٹان“ کے ادارہ تحریر کے فاضل رکن جناب حافظ شفیق الرحمن صاحب نے کیا ہے۔ ذیل میں اس کا انتخاب ہدیہ قارئین ہے۔ منظور وٹو کو غیر قادیانی اور خادم اسلام ہونے کا سرٹیفکیٹ عطاء کرنے والے ”زاہدان شب زندہ دار“ اسے ضرور پڑھیں۔“ (ادارہ)

وٹو حکومت کے ساتھ اپوزیشن کی محاذ آرائی اگر سیاسی نوعیت کی ہے تو کیا یہ سیاسی محاذ آرائی مذاکرات کے ذریعے ختم نہیں کی جاسکتی؟

ج: میں یہ بات واضح کر دوں کہ وٹو صاحب کے ساتھ ہمارا تصادم سیاسی نوعیت کا ہی نہیں بلکہ یہ تصادم نظریاتی اور فکری بھی ہے۔ اسے مذاکرات، اعلانات یا بیانات کے ذریعے ختم نہیں کیا جاسکتا۔۔۔ میں اس کی صرف ایک مثال دوں گا کہ آج پنجاب میں وٹو حکومت نے تمام قادیانی افسروں کو کلیدی عہدوں پر فائز کر دیا ہے۔ آپ پنجاب میں صرف لاہور کی مثال لیں کہ یہاں بلدیہ عظمیٰ کے ایڈمنسٹریٹر اے۔ یو سلیم قادیانی ہیں۔ ایل۔ ڈی۔ اے کے ڈی جی قادیانی ہیں۔ پوسٹ ماسٹر جنرل نصیر الدین شیخ قادیانی ہیں۔ واپڈا ٹیلی کمیونیکیشن کے جی۔ ایم قادیانی ہیں۔ چیف منسٹر

ہاؤس میں بیٹھے ہوئے کئی افسران اسی وطن دشمن نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔  
غرضیکہ قادیانی افسروں کو کونوں کھدروں سے چن چن کر سامنے لایا جا رہا ہے اور  
انہیں پبلک ڈیننگ والے اداروں کے اہم مناصب پر مامور کیا جا رہا ہے۔

س آخر صرف لاہور کے ساتھ یہ کرم فرمائی اور حسن سلوک کیوں؟.... کہ اسے  
قادیانیوں کے حوالے کر دیا گیا ہے؟

ج بات صرف لاہور کی نہیں، وہ تو میں نے ایک مثال دی ہے۔ آپ مرکز میں دیکھ لیں  
کہ وزارت خارجہ، وزارت خزانہ اور وزارت داخلہ کو انہوں نے دوہری تہری  
شہریتیں رکھنے والے افسران اور سیکریٹریوں کے حوالے کیا ہوا ہے۔ آپ اپنے  
وزیر خارجہ کے بارے میں کیا کہیں گے۔ کیا وہ اس قابل ہیں کہ کسی بین الاقوامی  
پلیٹ فارم پر پاکستان کی نمائندگی کر سکیں۔ وہ شخص جس کی شراب و شباب سے  
آلودہ راتیں بھارتی سفارت خانوں میں بسر ہوتی رہیں۔ جو بھارتی سفارت کاروں  
کی تالیوں کی گونج میں پاکستان پر دہشت گردی کے الزامات لگاتا رہا۔ میں تو حکومت  
کے اعلیٰ عہدیداروں کی فہرست دیکھ کر کانپ کانپ اٹھتا ہوں کہ اس گشت کا خدا  
حافظ کہ جس کے رکھوالے باغبانوں کے بجائے گل چھین بنے بیٹھے ہوں۔

بلدیاتی اداروں کو توڑ کر لاہور کس کے حوالے کیا گیا؟ اے۔ یو سلیم کے، جو ایک  
قادیانی ہے۔ اب پورا پنجاب اس کے حوالے کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ شنید ہے کہ  
اسے پنجاب لوکل گورنمنٹ کا سیکرٹری بنایا جا رہا ہے جو آج لاہور کی ناگفتنی حالت ہے کل  
پورے پنجاب کی حالت اسی طرح ناگفتہ بہ ہوگی کیونکہ وہ ربوہ ہیڈ کوارٹر کی ہدایات کے  
مطابق تمام صوبے کے تعمیر و ترقی کے منصوبوں کو تاخت و تاراج کریں گے۔۔۔ قادیانیوں  
کے سرپرست اعلیٰ کے طور پر پنجاب میں منظور و نمود موجود ہیں اور مرکزی حکومت تو ہے ہی  
قادیانیوں کے نرغے میں۔

(ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور، ۱۰ جنوری ۱۹۹۴ء)





## امریکی سفارت کار کا 'پراسرار دورہ ربوہ

رپورٹ: اختر خان

مولانا اللہ یار ارشد کے انکشافات

گزشتہ دنوں امریکی قونصلر مقیم لاہور رچرڈ میک کی ربوہ آمد کی خبریں اخبارات کا موضوع خاص بنی رہیں، بلکہ علماء کی جانب سے اس کی مذمت کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ رچرڈ میک ربوہ آئے تو انہوں نے ربوہ کے قریب چنیوٹ میں پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے ایک ایم پی اے کے ہاں رات قیام بھی کیا، باخبر ذرائع کے مطابق انہوں نے چنیوٹ میں اپنے قیام کے دوران جھنگ اور سرگودھا سے تعلق رکھنے والی بعض اہم مذہبی اور سیاسی شخصیات سے ملاقات بھی کی، بعض اطلاعات کے مطابق امریکہ اس وقت پاکستان میں موجودہ حکومت کی اسلام پسندی اور خود انحصاری کی پالیسیوں کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اس لیے اس کی کوشش ہے کہ پاکستان میں مذہبی تصادم کرایا جائے اور اس کے لیے امریکی سرکار نے قادیانیوں کی مدد حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے، کیونکہ ان کے پاس پورے ملک میں ایک منظم ٹیم بھی موجود ہے، جس سے ۱۹۸۳ء میں بھی وہ یہ کام لے چکے ہیں، قادیانی بھی امریکی سرکار کی طرح پاکستان میں شریعت کے نفاذ سے خوفزدہ ہیں، رچرڈ میک صرف ربوہ ہی نہیں آئے بلکہ پورے ملک میں "اپنے دوستوں" سے ملاقاتوں میں مصروف ہیں، امریکی سفارت خانے کے ذرائع کے مطابق رچرڈ میک امریکہ واپس جا رہے ہیں اس لیے اپنے دوستوں سے الوداعی ملاقاتوں میں مصروف ہیں، اس سلسلہ میں بعض حقائق معلوم کرنے کے لیے ہم نے مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما اور مسجد احرار ربوہ کے خطیب مولانا اللہ یار ارشد سے ملاقات کی۔

مولانا اللہ یار راشد نے ۱۹۷۸ء میں جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے درس نظامی کی سند حاصل کی اور ۱۹۷۹ء سے مجلس احرار اسلام سے وابستہ ہیں اور مجلس کے شعبہ تبلیغ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ بھی ہیں اور اب یہی ان کی زندگی کا مشن ہے۔ ۱۹۸۳ء میں ان کا انٹرویو ہفت روزہ ”تکبیر“ میں شائع ہوا تھا، جس میں انہوں نے ایک ملک گیر سازش کا انکشاف کیا تھا، جسے بعد میں حالات نے ۱۰۰ فیصد درست ثابت کر دیا تھا اس لیے اس موقع پر بھی ہم نے ان سے رابطہ کیا۔

مولانا اللہ یار راشد نے بتایا کہ رچرڈ میک کی کی ربوہ آمد کے تین مقاصد ہیں:

- ۱۔ قادیانیوں اور امریکی حکومت کے درمیان بعض اختلافات ختم کر کے قادیانیوں کو دوبارہ امریکی ویزے کے اجراء کی نوید سناتا۔
- ۲۔ قادیانیوں کی مالی امداد کی بحالی اور قادیانیوں کے موجودہ بجٹ کا خسارہ پورا کرنا۔
- ۳۔ پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کرانے کے لیے قادیانیوں کی خدمات حاصل کرنا اور اس کے لیے مالی وسائل مہیا کرنا۔

امریکہ اور قادیانیوں میں اختلافات کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ کچھ عرصہ قبل ایک قادیانی جوڑے (میاں بیوی) نے امریکہ میں ایک بیمہ کمپنی سے ۳۰ لاکھ ڈالر کا بیمہ کرایا اور پریمیم کی پہلی قسط ۶ ہزار امریکی ڈالر ادا کر کے وطن پاکستان آ گئے، یہاں آ کر ربوہ میں ایک حادثہ میں خاتون کی ہلاکت کا ڈرامہ رچایا گیا جس کی باقاعدہ تھانہ ربوہ میں ایف۔ آئی۔ آر درج کرائی گئی، خاتون کے شوہر نے امریکی بیمہ کمپنی کو ۳۰ لاکھ ڈالر کا کلیم بھیج دیا، جس پر بیمہ کمپنی نے اپنے طور پر تحقیقات کرائیں اور بالآخر ثابت ہو گیا کہ خاتون زندہ ہے، جس پر امریکی حکام نے قادیانیوں کے لیے ویزے جاری کرنے پر پابندی لگادی، لہذا اب وہ پابندی ختم کرنے اور تجدید تعلقات کی خاطر امریکی قونصلر کو یہاں آنا پڑا۔

واضح رہے کہ امریکہ قادیانیوں کے لیے سماجی بہبود کے نام پر ہر سال معقول رقم فراہم کرتا ہے، لیکن اس سال تعلقات کی تجدید کی خاطر قادیانیوں کو زیادہ رقم فراہم کی گئی ہے۔ مجلس مشاورت (قادیانیوں کی تنظیم) کا اجلاس جس میں سالانہ بجٹ منظور ہوتا ہے، ماہ اپریل کے آخری ہفتہ میں ربوہ میں منعقد ہوا، بظاہر اس کی کارروائی کھلے عام ایوان محمود میں ہوتی ہے، لیکن اصل کارروائی رات کو قصر خلافت میں ہوتی ہے، جس کے بارے میں

عام قادیانیوں کو بھی علم نہیں ہوتا۔

مولانا اللہ یار ارشد کے مطابق رچرڈ میک کی آمد کا تیسرا اور سب سے اہم مقصد پاکستان میں بڑے پیمانے پر فرقہ وارانہ فسادات کرانے کے لیے منصوبہ بندی تھا، انہوں نے بتایا کہ امریکہ کو اس مقصد کے لیے پاکستان میں قادیانیوں سے بہتر کوئی اور آلہ کار نہیں مل سکتا، ان کی پورے ملک میں شاخیں قائم ہیں۔ ۱۹۸۵ء میں بھی وہ فرقہ وارانہ فسادات کراچے ہیں، اس مقصد کے لیے انہوں نے پہلے ہی ربوہ میں ایک خصوصی سیل قائم کیا ہوا ہے جہاں ”خدام الاحمدیہ“ کے جوانوں کو تخریب کاری کے علاوہ مختلف مذہبی روپ دھارنے کی تربیت دی جاتی ہے، اس مقصد کے لیے بھی رچرڈ میک قادیانیوں کے ”اسکیم خاص“ فنڈ میں ایک بھاری رقم جمع کرا گئے ہیں۔ ”مجلس مشاورت کے اجلاس کے موقع پر مرزا طاہر کا ایک خطبہ (پمفلٹ) تقسیم کیا گیا ہے، اس میں قادیانیوں سے بھی اپیل کی گئی ہے کہ ”اسکیم خاص“ میں زیادہ سے زیادہ فنڈ جمع کرایا جائے، تاہم پمفلٹ میں یہ نہیں بتایا گیا کہ ”اسکیم خاص“ میں جمع ہونے والے کروڑوں روپے خرچ کہاں کیے جائیں گے۔“

مولانا اللہ یار ارشد نے بتایا کہ اگر حکومت پاکستان ربوہ کی جانب توجہ مبذول کرے اور لوگوں کو تحفظ فراہم کرے تو غریب قادیانیوں کی ایک بڑی تعداد مسلمان ہونے کو تیار ہے، لیکن وہ اپنے بڑوں سے خوفزدہ ہیں، کیونکہ قادیانی منحرف ہونے والے قادیانیوں کو یا تو قتل کر دیتے ہیں یا ان کے خلاف حدود آرڈی نینس کے تحت جھوٹا مقدمہ درج کروایا جاتا ہے۔ مثلاً غلام دین عرب زمیندار ولد شنوار نے اسلام قبول کر لیا اور ریڈیٹ مجسٹریٹ ربوہ کی عدالت میں باقاعدہ قبول اسلام اور قادیانیت سے تائب ہونے کا بیان دیا، لیکن کچھ عرصہ بعد قادیانیوں نے اسے لنگر خانے میں قتل کر دیا اور اس واقعہ کو خود کشی کا رنگ دیا گیا۔ ربوہ کی مسلمان آبادی کے مطالبے کے باوجود قتل کا مقدمہ درج نہیں کیا گیا۔ اسی طرح بعض دیگر لوگوں کے مسلمان ہونے کی اطلاعات ملی ہیں، جو خوف سے ربوہ چھوڑ کر کسی دوسرے شہر میں گمنامی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ اگر پولیس اور انتظامیہ قادیانیوں کی مرضی پر نہ چلے تو ایسے افسران پر الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ ان کی لڑکیوں کو چھیڑتے ہیں، وہ اپنی لڑکیوں سے ایسے بیانات دلو اتے ہیں، تاکہ یا تو وہ افسران خود ہی بھاگ جائیں یا ان کی بلیک میلنگ کا شکار بن کر



رہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مولانا اللہ یار ارشد نے ۱۹۸۳ء میں فرقہ وارانہ فسادات کرنے کی قادیانی شازش کا انکشاف کیا تھا، لیکن کسی سرکاری ایجنسی نے اس کانوٹس نہیں لیا، حالانکہ بعد میں وہ درست ثابت ہوئی۔ اس بار پھر مولانا اللہ یار ارشد امریکہ اور قادیانیوں کی ملی بھگت سے تیار ہونے والی فسادات کی سازش بے نقاب کر رہے ہیں، دیکھیں سرکاری ایجنسیاں اس کے سدباب کے لیے کیا اقدامات کرتی ہیں۔

مزید اطلاعات کے مطابق رچرڈ میکی نے ربوہ میں قادیانیوں کے قائم مقام خلیفہ منصور سے ملاقات کے دوران قادیانیوں کے خلیفہ طاہر سے بھی (بیرون ملک) ٹیلی فون پر کافی دیر بات چیت کی، ہمارے ذریعے کے مطابق انہوں نے کچھ دیر کے وقفہ سے دو مرتبہ مرزا طاہر سے بات چیت کی اور ان کی گفتگو کا دورانیہ آدھے گھنٹے سے زائد رہا۔ علماء اور عوام کے شدید احتجاج پر رچرڈ میکی نے ربوہ آمد پر پاکستانی عوام سے معذرت کی، انہوں نے معذرت ربوہ سے ۱۵ کلو میٹر دور قلعہ میں اپنے اعزاز میں دیے گئے ایک عشائیے سے خطاب کرتے ہوئے کی، یہ عشائیہ مسلم لیگی رہنما مرزا یحیٰٰ احمد لالی کی جانب سے دیا گیا تھا، تاہم یہ معلوم نہ ہو سکا کہ رچرڈ میکی دوبارہ اس علاقے میں کیوں آئے ہیں، اگرچہ رچرڈ میکی کے مطابق وہ یہاں صرف معذرت کرنے آئے ہیں کیونکہ ان کے دورہ ربوہ سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے، لیکن رچرڈ میکی اس سوال کا جواب نہ دے سکے کہ انہوں نے لاہور یا اسلام آباد میں پریس کانفرنس یا پریس ریلیز کے ذریعے معذرت کیوں نہ کر لی۔ معلوم ہوا ہے کہ رچرڈ میکی قادیانیوں پر ہونے والے نام نہاد مظالم کی بریفنگ اور قادیانیوں کے خلاف قائم مقدمات کی فہرست بھی اپنے ہمراہ لے گئے ہیں تاکہ انسانی حقوق کی تنظیموں سے ان کے حق میں آواز بلند کرائی جاسکے۔ یہ امر قارئین کے لیے دلچسپی کا باعث ہو گا کہ قادیانیوں کے خلاف اکثر مقدمات قادیانی خود ہی درج کراتے ہیں تاکہ مقدمات کی آڑ میں انہیں امریکہ، انگلینڈ یا کنیڈا میں پناہ حاصل ہو سکے۔ اثر و رسوخ اور پیسے سے مقدمہ درج نہ ہو سکے تو پرانی ایف آئی آر میں تحریف کر کے اس کی فوٹو کاپی سے کام چلا لیا جاتا ہے اور اب تو بعض مسلمان بھی قادیانی بن کر بیرون ملک جا رہے ہیں، اس سے ایک طرف تو قادیانی اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کر کے دنیا بھر کی ہمدردی حاصل کرنے

میں کامیاب ہو جاتے ہیں، دوسری طرف انہیں بیرون ملک قیام کی اجازت با آسانی مل جاتی ہے۔

قادیانیوں نے ہزاروں مسلم خاندانوں کو بے روزگار کرنے کا ایک منصوبہ بنایا ہے، جس پر کام جاری ہے۔ تفصیلات کے مطابق ربوہ میں واقع پہاڑی سلسلے پر پتھر توڑنے والے ہزاروں مسلمان مزدور آباد ہیں۔ جو اپنے مذہبی معاملات میں بھی بہت سخت پابند ہیں۔ قادیانیوں کو یہ گوارا نہیں کہ یہ مسلم آبادی وہاں رہے، چنانچہ ایک طے شدہ منصوبے کے مطابق ایک جانب اخبارات میں اس پہاڑی سلسلے کو خطرناک علاقہ قرار دلوانے کے لیے مضامین شائع کروائے جا رہے ہیں، دوسری جانب اعلیٰ سطحی اثر و رسوخ کے ذریعے اسے خطرناک علاقہ قرار دلوانے کے لیے جدوجہد کی جا رہی ہے، اگر یہ علاقہ خطرناک قرار دے دیا گیا تو نہ صرف حکومت کروڑوں روپے سے محروم ہو جائے گی، بلکہ بلدیہ بھی ۱۰ لاکھ روپے کی سالانہ آمدنی سے ہاتھ دھو بیٹھے گی۔

(”بکیر“ کراچی، ۲۰ جون ۱۹۹۱ء)



# اللہ تعالیٰ پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا

## مرزا طاہر کی ہرزاسرائی

قادیانیت ملت کاناسور اور بقول جناب شورش مرحوم عجم کا اسرائیل ہے۔ علماء کی مساعی، امت کے اتفاق اور ملت کی وحدت اور اہل اسلام کی زبردست قربانی کے صدقے باری تعالیٰ نے پاکستان میں ان کی قانونی حیثیت غیر مسلم بنادی ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے اسلام چھوڑ کر قادیانیت قبول کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے۔

قادیانیت، یہودی لابی کا کھلوتا، انگریز کا جاسوس اور ملت اسلامیہ کاناسور ہے۔ اس کا ہر قدم، اسلام کے خلاف، اس کا ہر سفر قرآن سے بغاوت اور ان کی ہر تدبیر شیطنیت کی تزویر ہے۔

مگر عجیب بات ہے کہ یہ حقیقت ہم ہی نہیں حکومت بھی جانتی ہے اور رعایا بھی، مگر اس کے باوجود قادیانیت کو ملک کے خلاف دشمن سے ساز باز اور تبلیغ کے عنوان سے تخریب کی کھلی اجازت اور سرفری مراعات بھی دی جاتی ہیں۔ اس بات کا علم تب ہو اور ملک و ملت کے افراد کے لیے یہ بات غم و غصہ کا ذریعہ بن گئی جب سینٹ میں حال ہی میں مرزائیوں کے تخریب کارانہ کردار اور ملک دشمنی منصوبہ بندی کے راز سربستہ کھلنے لگے اور حکومت کے بعض کارندوں کی مرزائیت نوازی طشت از بام ہو کر عوام کے سامنے آ گئی۔



۱۰ جولائی کی سینٹ سیکرٹریٹ رپورٹ کے حوالے سے گزارش ہے کہ گزشتہ سال مرزا یوں نے ربوہ کی بجائے لندن میں کانفرنس کا انعقاد اور پھر یہاں سے اس کی مکمل تیاریاں اور حکومت کی اس کے لیے کھلی اجازتیں، سوئٹس جب علماء پر ظاہر ہوئیں تو سینئر مولانا سمیع الحق نے سینٹ میں تحریک التواپیش کردی اور قادیانیوں کی بیرون ملک، ملک دشمنی پر مبنی شادتیں اور سینٹ میں مرزائی لیڈر مرزانا صرکی اس کانفرنس میں کی گئی تقریر کی کیسٹ کا بھی ذکر کر دیا جس میں اس نے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کا اعلان کیا تھا۔ ایسی کانفرنس جو سراسر پاکستان کی نظریے، اعتقاد، ملکی آئین اور استحکام کے خلاف تھی، کے لیے حکومتی محکموں کی مراعات کو ایوان کے استحقاق کو مجروح کرنے کے مترادف قرار دیا اور اس پر حکومتی مراعات کا ثبوت بھی فراہم کر دیا۔ حکومتی پارٹی میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو یہ جرات کر سکتا کہ مراعات کا انکار کر دے اور یہ کہہ دے کہ حکومت نے قادیانی فرقے کو ایسی رعایات نہیں دیں۔ وجہ یہ تھی کہ مولانا سمیع الحق نے تحریک التوا کے ساتھ پی آئی اے کے اس ڈائریکٹو کی نقل بھی منسلک کر دی تھی۔ اس موضوع پر قاضی حسین احمد صاحب، قاضی عبداللطیف صاحب نے بھی خیالات کا اظہار کیا اور یہ بات اس وقت مزید واضح ہو کر قوم اور اہل اسلام کے سامنے آگئی اور سینٹ کے ریکارڈ میں محفوظ ہو گئی جب سینٹ کے چیئرمین غلام اسحاق کی دعوت پر مولانا سمیع الحق نے ایوان میں تقریر کی۔۔۔۔۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا:

جناب چیئرمین! میں اس موضوع پر صرف متاعرض کروں گا کہ یہ کوئی سیکولر نہیں، ایک نظریاتی ملک ہے اور ہم ایک نظریے کا پرچار کرتے چلے آئے ہیں۔ یہاں سے باہر جو بھی دُفود جائیں گے، ہم ان کے نظریات کو دیکھیں گے کہ وہ کس مقصد کے لیے جا رہے ہیں۔ ہم قادیانیوں کو ایک مذہبی فرقہ بالکل تسلیم نہیں کرتے۔ ہم نے بارہا توجہ دلائی ہے کہ یہ ایک سیاسی محاذ ہے جو عالم اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہے۔ ان کی ساری سرگرمیاں سیاسی ہیں اور ان کے کنونشن کے بارے میں جو پچھلے سال ہوا تھا، میں نے پچھلے دنوں آنجناب کی خدمت میں ایک تحریک پیش کی تھی۔ جس میں مرزائی لیڈر مرزانا صرکی ان تقریروں کا حوالہ دیا گیا تھا جو اس نے لندن کے ایک اجتماع میں کی تھیں اور میں مرزانا صرکی تقریر کا کیسٹ بھی لایا تھا اور میں نے گزارش کی تھی کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو اس

کیسٹ کے ایک دو جملے سارے ایوان کو سنا دیے جائیں گے۔ وہ کیسٹ اب بھی میرے پاس موجود ہے اور اس لندن کنونشن میں مرزا ناصر نے کہا کہ:

”اللہ تعالیٰ اس ملک پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو تباہ کر دے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ چند دنوں میں آپ خوشخبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو جائے گا۔“

مولانا سمیع الحق کو شکایت تھی جیسا کہ سینٹ سیکرٹریٹ کی رپورٹنگ کے صفحہ نمبر ۷ پر ان کی تقریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس قدر اہم مسئلہ پر حکومت نے کوئی توجہ نہیں دی۔ نہ انٹیلی جنس نے، نہ ایف آئی اے نے اور نہ ہی وزارت داخلہ نے اس کا کوئی نوٹس لیا۔ پاکستان کے وزیر انصاف جناب اقبال احمد خان صاحب نے اس موقع پر بھی اتنی اہم اور نازک ترین پیش آمدہ صورت حال کو اپنے وزارتی انداز کلام سے ٹرخانا چاہا تو مولانا سمیع الحق نے اس موقع پر بڑے کام کا لطیفہ ارکان سینٹ کو سنا دیا۔ کہنے لگے کہ انہی مرزائیوں نے پاکستان کے بارے میں زہریلا لٹریچر بھی چھاپا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ امریکی صدر کسی ملک گئے، صدر سے ایک شخص کا تعارف کرایا گیا کہ یہ وزیر ریلوے ہے تو وہ بڑا حیران ہوا کہ وزیر ریلوے کیسے ہیں۔ اس ملک میں تو ریلوے ہے ہی نہیں تو انہیں جواب دیا گیا کہ یہ ایسے ہی ہے، جیسے پاکستان میں وزیر انصاف ہے کہ انصاف ہے ہی نہیں اور جناب وزیر انصاف موجود ہیں۔ مولانا سمیع الحق اپنی بات پر زور دے کر کہنے لگے کہ قادیانیت ایک اسلام دشمن سیاسی جماعت ہے۔ اگر اس واقعہ کا سختی سے نوٹس نہ لیا گیا تو اس سے نہ صرف اہل پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام کو شدید نقصانات کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس وقت حیرت کی انتہا نہ رہی جب بعض سرکاری وکیلوں نے قادیانیت کو دی گئی مراعات کو تبلیغی جماعت سے تشبیہ دی۔ ارکان پارلیمنٹ سرپکڑ کر رہ گئے۔ سینیٹر مولانا سمیع الحق نے اس موقع پر بھی حکومت اور ایوان پر مرزائیت کا شرمناک کردار واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ:

بہر حال یہ چیز ثابت شدہ ہے کہ وہ لوگ اقوام متحدہ میں اور دنیا بھر کی لابیوں میں ہمارے خلاف لگے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف لٹریچر پھیلا رہے ہیں اور لٹریچر میں یہاں تک ہے کہ بنیادی حقوق کا قائل ضیاء الحق ہے اور صدر کا عجیب منحوس کارٹون دیا ہے۔ علاوہ ازیں دنیا بھر کے خرافات اس لٹریچر میں بھرے ہوئے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم

ان کو پابند کریں۔ بیرون ملک سازشیں بنانے والوں کو رعایتیں دینا کہاں کا انصاف ہے۔ کل اگر وہاں الذوالفقار تنظیم کا اجلاس ہو، تخریب کا رجحان ہو تو کیا ان کو بھی رعایتیں دی جائیں گی۔ مولانا سمیع الحق نے کہا اسے تبلیغی جماعت سے مشابہت دینا، سراسر ظلم ہے۔ تبلیغی جماعت اسلام اور امن و سلامتی کا پیغام دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ اس جماعت نے دنیا بھر میں اسلام اور پاکستان کا نام روشن کیا ہے۔ مرزائیت اہل اسلام کے لیے شرمناک اور گھناؤنا کردار ادا کر رہی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ایوان بالا میں قادیانیت کا اصل روپ ایک بار پھر ارکان پارلیمنٹ کے سامنے نکھر کر آگیا اور اب ہم نے یہ تفصیل سینٹ سیکرٹریٹ کی رپورٹ سے اخذ کر کے قارئین کے سامنے پیش کر دی تاکہ ملت کے بھی خواہ بیدار رہیں۔

(ہفت روزہ ”ختم نبوت“، کراچی، جلد ۵، شمارہ ۱۵، از: مولانا سمیع الحق)



## قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا

### فیصلہ متفقہ طور پر کیا تھا

## قومی اسمبلی کے سابق سپیکر صاحبزادہ فاروق علی کے خیالات

س: کیا تحریک ختم نبوت کے دوران بھی آپ کو ایسے ہمدرد میسر آئے تھے جو آپ کے کام آئے۔ کہا جاتا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت جو ایک ولولہ انگیز تحریک کے بعد حل ہوا اس تحریک کے دوران بھی اسمبلی کے ارکان کو حکومت نے اپنے ساتھ ملانے یا ان پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ آپ اس وقت قومی اسمبلی کے سپیکر تھے۔ کیا آپ اس کی وضاحت کریں گے؟

ج: صوبوں کی بات کیا تھی، صوبائی وزراء نے کسی اپوزیشن رہنما سے کوئی سودے بازی کی تھی یا نہیں۔ اس کے بارے میں میری معلومات کچھ نہیں۔ جہاں تک مرکزی حکومت کا تعلق ہے، تو اس نے ایسا ہرگز نہیں کیا نہ صرف یہ کہ کسی اپوزیشن رہنما کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ خود اپنی پارٹی کے ارکان اسمبلی پر بھی کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالا۔ پیپلز پارٹی کے دور کا شاید واحد کیس ہے جس کے بارے میں پورے دعوے اور کامل وثوق سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ حکومت نے ممبران اسمبلی پر کوئی دباؤ نہیں ڈالا۔ وہ اپنی سوچ اور رائے کے بارے میں بالکل آزاد تھے۔ البتہ اس بات کی پابندی

ضروری تھی کی ممبران اسمبلی نہ تو تحریک سے متاثر ہوں اور نہ اسمبلی کے اندر اٹھائے جانے والے سوالات سے۔ وہ صرف حالات اور مسائل کو سامنے رکھ کر اپنے ایمان، ضمیر اور ذل و دماغ کے حوالے سے جس نتیجے پر پہنچیں، اس کے مطابق رائے دیں۔

س: جب مسئلہ ختم نبوت اسمبلی میں گیا تو اس بحث کی کارروائی خفیہ کیوں رکھی گئی۔ اجلاس خفیہ کیوں ہوتے رہے۔ کیا حکومت کسی فریق سے سودے بازی نہیں کرنا چاہتی تھی؟

ج: خفیہ اجلاس کا اس لیے فیصلہ کیا گیا کہ بحث اور کارروائی کے دوران کئی ایسے امور بھی پیش ہوں گے یا منظر عام پر آئیں گے، جن سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکتی ہے۔ بحث میں قادیانی فرقے کے رہنماؤں کو بھی بلانا تھا۔ ان کا نقطہ نظر بھی سننا تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ جو کچھ کہتے، اس سے مسلمانوں کو ہرگز اتفاق نہ ہوتا۔ ان کی باتیں بھی منظر عام پر آئیں تو اس سے تحریک کے تشدد کی راہ پر چلنے کا اندیشہ تھا۔ لوگ مشتعل ہو کر نہ جانے کیا کر گزرتے۔ لہذا بہت ہی غور و فکر کے بعد بحث اور کارروائی خفیہ رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس اخفاء سے حکومت کوئی مفاد حاصل نہیں کرنا چاہتی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ ناموس رسالت کا مسئلہ سب سے زیادہ نازک اور حساس مسئلہ ہے۔ مسلمان ناموس رسالت کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ اپنے پیغمبر کی عزت و عظمت کے لیے جان جیسی قیمتی چیز کو بھی آن واحد میں قربان کر دینا ایک مسلمان کے لیے انتہائی معمولی بات ہے۔ حضور رسالت مآب ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ امت کو جو دالمانہ عشق ہے، اس کو زبان و قلم سے بیان کرنا ناممکن ہے۔ چنانچہ کسی بھی خطرناک اور جذباتی صورت حال سے بچنے کے لیے اس کارروائی کو خفیہ رکھنا ہی مناسب تھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ حکومتیں سودے بازیاں نہیں کرتیں یا ہماری حکومت اس سے بے نیاز تھی۔ لیکن کم از کم اس مسئلے پر وہ اس قسم کی بات سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ عام مسائل پر سودے ہوتے بھی ہیں اور ٹوٹتے بھی ہیں۔ بات بنتی بھی ہے اور بگڑ بھی جاتی ہے۔ ہر دو حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے حکومت کے پاس بے شمار وسائل اور ذرائع ہوتے ہیں مگر اس بارے میں کوئی سودے بازی خود حکومت کے حق میں نقصان دہ ہو سکتی تھی۔ اگر کوئی ایسی بات کی جاتی اور اس کی تھوڑی سے بھٹک بھی عوام کے کانوں میں پڑ جاتی تو تحریک

کارخ قادیانیوں سے ہٹ کر حکومت کی طرف مڑ جاتا۔

حکومت نے طے کر لیا تھا کہ وہ اس مسئلے پر غیر جانبدار رہے گی۔ وہ نہ تو تحریک کی حمایت کرے گی اور نہ ہی تحریک سے متاثر ہو کر دوسرے فرقے کو کچلنے کی اجازت دے گی۔ حکومت نے اپنے اس فیصلے کی پابندی کی۔ کسی شہر میں تحریک کو تشدد کی راہ پر نہیں چلنے دیا۔ تحریک کے دوران جہاں جہاں اشتعال کی فضا پیدا ہوئی، وہاں وہاں اقلیتی فرقے کی جان و مال کے تحفظ کا بندوبست کیا گیا۔ بعض مقامات پر حکومتی ذمہ داریاں ادا کرنے کے سلسلے میں تحریک سے متعلق مسلمانوں پر تشدد بھی ہوا لیکن دیدہ دانستہ طور پر کسی ایسی کارروائی کا ارتکاب کم سے کم میرے علم میں نہیں ہے۔ اس خفیہ بحث کا فیصلہ کھلا تھا اور اس فیصلے سے ملت اسلامیہ آج تک مطمئن ہے۔

ہم ان کو نہ بچا سکے

س: بحث کے دوران اقلیتی فرقے کے رہنماؤں کے دلائل کیا تھے.....؟

ج: ہمارے ممبران اسمبلی کا تاثر یہ تھا کہ اس جماعت کے اکثر لوگ پڑھے لکھے ہوتے ہیں۔ ان کے مذہبی پیشوا اپنے موقف کے حق میں وزنی اور حیران کن دلائل دیں گے۔ لیکن جب انہیں بلایا گیا تو یہ تاثر ختم ہو گیا۔ ان کے دلائل بہت ہی مضحکہ خیز اور مایوس کن تھے۔ مرزا ناصر احمد پر دو ماہ تک جرح ہوتی رہی۔ وہ جرح کا سامنا تو کر گئے لیکن اپنا موقف پیش کرنے میں بری طرح ناکام رہے۔ اس بحث کی روشنی میں حکومت اس نتیجے پر پہنچی کہ ربوے کی قادیانی جماعت کے عقائد فی الواقع خطرناک ہیں۔ لیکن قادیانیوں کی لاہوری جماعت ان عقائد کی حامل نہیں اور لاہوری جماعت کو غیر مسلم قرار دینا درست نہ ہو گا۔ ہمارا یہ تاثر مرزا ناصر احمد کا بیان سننے کے بعد قائم ہوا تھا۔ حکومت اپنے طور پر ایک طرح سے طے کر چکی تھی کہ لاہوری مرزائیوں کو بچالیا جائے کیونکہ یہ جماعت مرزا غلام قادیانی کو نبی نہیں مانتی، جس کی بناء پر اسے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے لیکن جب لاہوری جماعت کے معمر رہنما مولوی صدر الدین کو بلایا گیا تو معلوم ہوا کہ

اس خانہ ہمہ آفتاب است

اس فرقے کا ہر گروہ عقائد کا خطرناک گورکھ دھندالے پھرتا ہے۔ صدر الدین کی



جماعت اس سے کہیں زیادہ خطرناک ہے، مولوی صدر الدین نے وہ تاثر ختم کر دیا جو ان کی جماعت کے بارے میں ہمارے دل میں پیدا ہو چکا تھا وہ صرف دو روز جرح کا سامنا کر سکے۔ ان کی گفتگو کی روشنی میں جب ہم نے اپنے ممبران اسمبلی کی رائے معلوم کی تو اکثر ممبران کا کہنا تھا کہ اگر مسلمانوں کے مطالبے کو تسلیم کر کے اس جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا ہے تو لاہوری جماعت پر سب سے پہلے اس فیصلے کا اطلاق ہونا چاہیے۔ اس جماعت کو بچانا بہت خطرناک ہو گا۔ کیونکہ ان کے کتابی عقائد ربوے کے قادیانیوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں۔ ان دونوں فرقوں کے عقائد کا فرق مذہبی کے بجائے سیاسی ہے۔ مذہبی طور پر دونوں ایک ہیں۔ اس طرح ہم نے لاہوری جماعت کو بچانے کی کوشش کی، مگر دلائل ان کے خلاف جا رہے تھے۔ لہذا ہم اسے بچانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مولوی صدر الدین کی دلی خواہش ہے کہ ان کی جماعت کو بھی غیر مسلم قرار دیا جائے کیونکہ ان کے دلائل خود ان کے خلاف تھے۔

س: کیا آپ اسمبلی کے اندر ہونے والی اس کارروائی کے بارے میں کچھ بتانا پسند کریں گے....؟

ج: میں تو بتانا یقیناً پسند کرتا لیکن جب یہ کارروائی ہوئی تھی اس وقت تمام ممبران اسمبلی سے یہ حلف لیا گیا تھا کہ کوئی شخص اس کارروائی کو منظر عام پر نہیں لائے گا۔ اس لیے اس کارروائی سے متعلق کوئی بات بتانا اس حلف کی خلاف ورزی ہو گا جو ہم نے اٹھایا تھا۔

س: کیا یہ کارروائی حمو دار جن کمیشن رپورٹ کی طرح ہمیشہ خفیہ رہے گی.....؟

ج: اگر کوئی منتخب حکومت چاہے تو اس کارروائی کو یا اس کے کسی حصہ کو شائع کر سکے گی لیکن یہ صورت اسی طرح ہوگی کہ جیسے کوئی حکومت آئین میں کسی وقت ترمیم کی مجاز ہوتی ہے۔

س: اس کا مطلب یہ ہے کہ آئین میں اس بات کی گنجائش نہیں۔

ج: جی ہاں آئین میں تو اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس کی اشاعت کے لیے آئین میں ترمیم کی ضرورت پڑے گی اور ترمیم کے بعد ہی اس بحث کو منظر عام پر لانے کی گنجائش پیدا ہوگی۔

س: اس فیصلے یا اس کارروائی کے سلسلے میں اقلیتی فرقے نے اپنے بیرونی ہمدردوں

اور بھی خواہوں کے ذریعے حکومت پر دباؤ ڈالنے کی کوشش تو کی ہوگی.....؟

ج: جی نہیں، بالواسطہ یا بلاواسطہ اس فرقے کے کسی لیڈر نے ایسا نہیں کیا۔ البتہ جماعت کے بڑے لیڈر مسٹر ظفر اللہ خان ذاتی طور پر یو این او کے سیکرٹری جنرل کے پاس پہنچے اور انہوں نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس بارے میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔ کیونکہ پاکستان میں ان کے فرقے کے ساتھ بہت ظلم ہو رہا ہے۔ چونکہ حالات و واقعات ان کے اس بیان کے خلاف تھے، اور پاکستان میں ان کے فرقے کے ساتھ ظلم کی مبینہ کہانی من گھڑت تھی، اس لیے یو این او کے سیکرٹری جنرل یا کسی دوسری بیرونی طاقت نے حکومت پر دباؤ ڈالنے کی جرات ہی نہیں کی۔ کیونکہ حالات کی ظاہری تصویر نہ صرف ان کے بیان کی تردید کرتی تھی، بلکہ اس نقشے پر مسلمان مظلوم نظر آتے تھے۔ ان کی تحریک کو بزور دبانے کی کوششیں جاری تھیں۔ لیڈروں کو گرفتار کیا جا رہا تھا۔ ہزاروں کارکن جیلوں میں تھے اور قادیانیوں کی جان و صورت حال دنیا کے سامنے تھی۔ دوسری طرف پورے عالم اسلام کی خواہش تھی کہ اس فرقے کا اصل مقام متعین کر کے مسلمانوں کے مشغول جذبات کو ٹھنڈا کیا جائے اور تحریک کے نتیجے میں پاکستان کو کسی طرح کا نقصان بھی نہ پہنچے۔ یہ تمام باتیں مسٹر ظفر اللہ کے بیان کے خلاف تھیں۔ آخر دنیا اندھی تو نہیں کہ وہ سچ اور جھوٹ کے درمیان فرق نہ کر سکے۔

س: شنید ہے کہ مفتی محمود مرحوم نے مرزا ناصرہ جرح کی تو آپ نے انہیں جرح کرنے سے روک دیا۔ اگر یہ درست ہے تو آپ کے دعویٰ غیر جانبداری کی کیا حیثیت ہے.....؟

ج: اسمبلی کی جملہ کارروائی ٹیپ ہوتی ہے۔ یہ کارروائی بھی ٹیپ ہوئی تھی۔ اس کا ریکارڈ آج بھی موجود ہے۔ اس ریکارڈ سے میرے بیان کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔ مفتی محمود واحد ایسے ممبر تھے جنہوں نے مرزا ناصر احمد سے چند ایسے سوالات کیے اور انہیں رد کا نہیں کیا۔ مرزا ناصر نے مفتی محمود کے سوالات کا جواب دینے سے انکار کیا لیکن میں نے بحیثیت سپیکر ان پر واضح کیا کہ انہیں نہ صرف مفتی محمود کے سوالات کا جواب دینا ہو گا بلکہ اگر کسی اور ممبر نے سوال کیا تو اس کا جواب دینے کے بھی وہ پابند ہیں۔ حتیٰ کہ وہ چاہیں تو خود بھی کسی ممبر سے سوال کر سکتے ہیں۔ وہ ممبر بھی ان کے سوال کا جواب دے گا۔ ہمیں

انعام و تنہیم کی غرض سے ایک اچھے اور خوشگوار ماحول میں بات کرنی چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو مفتی صاحب مرحوم کو سوال کرنے سے روکا گیا نہ ہی انہوں نے خود زیادہ سوالات کیے۔ کیونکہ براہ راست سوال و جواب کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ سوالات کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس کے چیز زمین اتارنی جنرل یحییٰ بختیار تھے۔ سوالات خود یحییٰ بختیار کرتے تھے۔ یہ بات پہلے ہی طے کر لی گئی تھی کہ اگر کوئی ممبر سوال کرنا چاہے تو وہ اپنا سوال اس کمیٹی کے سامنے پیش کرے۔ کمیٹی کی طرف سے یحییٰ بختیار خود ہی سوال کریں گے۔ مفتی صاحب نے ذاتی حیثیت میں جو سوالات کیے، وہ ضمنی گفتگو سے متعلق تھے۔ ان کی نوعیت باقاعدہ سوالات کی سی نہ تھی۔ کیونکہ سوالات کے لیے جو ضابطہ بنایا گیا تھا مفتی صاحب بھی اس ضابطے کے پابند تھے۔ لہذا مفتی صاحب کو میری طرف سے کچھ کہنے یا نوکے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں تو ویسے ہی ان کا نیاز مند تھا۔

س: مسئلے پر بحث کے دوران سیکولر نظریات کی حامل جماعتوں کے ممبران کا رویہ کیا تھا۔ مسٹر ولی خان اور ان کی جماعت نے کیا رول ادا کیا؟

ج: قومی اسمبلی میں سیکولر یا غیر سیکولر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا۔ پاکستان کی تاریخ میں یا تو ۱۹۷۳ء کا آئین متفقہ طور پر بنایا یا پھر قادیانیوں کے بارے میں فیصلہ بالاتفاق ہوا۔ اس کے سوا متفقہ فیصلے کی کوئی مثال کم از کم میرے علم میں نہیں ہے۔ جہاں تک حکمران پارٹی کا تعلق تو اس نے ہاؤس کے فیصلے کو تسلیم کرنا تھا۔

ویسے بھی ہماری جماعت کا مزاج جمہوری ہے۔ ہم نے کسی حیل و حجت کے بغیر ہاؤس کا فیصلہ تسلیم کر لیا تھا۔ جس روز فیصلہ ہوا، ولی خان سوات میں تھے۔ میں نے ان کو سوات سے بلایا۔ وہ آئے اور انہوں نے بھی فیصلے پر دستخط کر دیے۔

(بہ شکر یہ ”جنگ“ لاہور، جمعہ ایڈیشن) (ہفت روزہ ”لولاک“، جلد ۱۹، شمارہ ۲۱)



## جنگ ستمبر ۶۵، قادیانی سازش

### کے خوفناک خدو خال

پروفیسر مرزا محمد منور (لاہور)

جنگ ستمبر کی ماہیت اور اہمیت نیز نتائج و عواقب کے اعتبار سے ذوالفقار علی بھٹو پر نمایاں ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ مسٹر بھٹو کے بعد سب سے زیادہ بار مسئولیت جنرل اختر ملک پر پڑتا ہے۔ تیسرا نامی اور گرامی نام جناب عزیز احمد کا ہے، مگر بھٹو کے فدائی فرمائیں گے کہ یہ نتائج عموماً ان لوگوں کی تحریروں سے لیے گئے ہیں جو بھٹو کے کئی اور وجوہ سے مخالف تھے۔

دنیا کے کئی بڑے خونی حادثات رونما ہونے کا اصل سبب بالعموم نگاہوں سے اوجھل رہتا ہے۔ تاریخ ہمیں جو کچھ دیتی ہے ضروری نہیں کہ وہی حقیقت واقعہ ہو، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تاریخ کے صفحات پر جو کچھ مرقوم شدہ باقی بچ گیا ہو، وہ اصلیت کے بالکل الٹ ہو۔ ہماری آنکھوں کے سامنے لیاقت علی خان کی شہادت کا واقعہ رونما ہوا۔ آج تک کوئی حقیقی اور سچی روداد قلب بند نہیں ہوئی ابھی کل کی بات ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو نے کھلے بندوں پاکستان کو دو لخت کیا، لیکن کوئی ایسی کتاب جو بھٹو کا اصلی کردار سو فیصد بیان کر دے، موجود نہیں۔ البتہ بھٹو کے مقام کو کیا سے کیا کر کے یوں پیش کر دیا گیا ہے کہ بار جرم دوسروں پر زیادہ پڑے اور بھٹو پر کم، ایسی کئی گمراہ کن کتب بھٹو صاحب نے اپنے دور حکومت میں بڑے بڑے جفاکاری اہل قلم سے لکھوائیں اور لائبریریوں کی زینت بنوائیں۔ یہ تو معاصر

تاریخ کا حال ہے۔ پچاس یا سو سال بعد جو محقق، جو معاصر تحریری شہادتوں پر مبنی تحقیقی مقالے رقم فرمائیں گے۔ وہ داستان کو پورے خلوص کے باوصف کون سارنگ فرمائیں گے؟ اور یہ ظاہر ہے کہ روایتاً معاصر تحریروں کی بڑی وقعت ہوتی ہے، کیا آنکھوں دیکھا حال بیان کرنے والے ڈنڈی نہیں مارتے؟ پھر بعد کے دور کا مورخ کیونکر گمراہ نہ ہوگا۔

میں یہاں سابق وزیر خارجہ پاکستان، میاں ارشد حسین مرحوم کے بیان کا اقتباس پیش کرتا ہوں۔ میاں صاحب فرماتے ہیں:

”میرے خیال میں ۱۹۶۵ء کی جنگ نے ۱۹۷۱ء کی جنگ کو جنم دیا پہلی جنگ،

دوسری جنگ اور اس میں پیدا شدہ المناک نتائج کا اہم سبب ہے۔ کیا اب وقت نہیں آگیا کہ جنگ ۱۹۶۵ء کے اسباب، انتظام و انصرام اور نتائج کے بارے میں بھرپور تحقیقات کرائی جائے؟ ان میں سے بعض افراد جنہیں جنگ میں کلیدی حیثیت حاصل تھی، ہمارے درمیان موجود نہیں، مگر اب بھی ہم میں بہت سے لوگ موجود ہیں، جو اس موضوع پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔ چودہ ہزار پاکستانیوں نے جو شہید یا زخمی ہوئے، آزادی کی قیمت ادا کی۔ ان بہادر پاکستانیوں اور ان کے خاندانوں کی جانب سے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ان حقائق کو جواب تک پردہ راز میں رہے، بے نقاب کریں، ضرورت اس امر کی ہے کہ جنس جنود الرحمن ایک اور تحقیقاتی کمیشن کی سربراہی کریں اور کمیشن کی رپورٹ منظر عام پر آئے، تاشقند کاراز بھی بے نقاب ہو۔“

میاں ارشد صاحب کی یہ تحریر اکتوبر ۱۹۷۷ء میں ایک مراسلے کے طور پر روزنامہ ”پاکستان ٹائمز“ لاہور میں شائع ہوئی تھی۔ ظاہر ہے، اس وقت ابھی جنس جنود الرحمن زندہ و سلامت تھے، لیکن سرکاری منصب سے ریٹائر ہو چکے تھے۔ میاں صاحب کا یہ ارشاد کہ ”جنس جنود الرحمن ایک اور کمیشن کی سربراہی کریں۔“ صاف طور پر بتا رہا ہے کہ جو کمیشن پہلے بٹھایا گیا تھا، اس کے مقاصد محدود تھے۔ ہمیں معلوم ہے کہ تحقیقات کا دائرہ کار زیادہ تر دسمبر ۱۹۷۱ء کے باب میں پاکستانی عساکر اور خصوصاً کمانداران اعلیٰ کی کارکردگی کا جائزہ لینا تھا، اہل سیاست نے کیا کردار ادا کیا تھا؟ اس کمیشن کے دائرہ کار سے باہر تھا، یعنی اصل مجرم صاف بچا لیے گئے۔ سیاسی فیلڈ مارشل اور سیاسی جرنیل گویا سراسر معصوم تھے۔

پھر لطف یہ ہے کہ اس محدود اور معصوم سی انکوائری رپورٹ سے بھی عوام کو عوامی حکومت نے آگاہ نہ کیا۔ بہانہ یہ کہ اہل فوج ناراض ہوں گے۔ بھی فوج کے ناراض ہو جانے کا خطرہ تھا تو پھر انکوائری کا تکلف ہی کیوں کیا تھا؟ اور ویسے فوج کی جو عزت اس عوامی دور میں ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے کی جا رہی تھی، وہ فوج کے بھی سامنے تھی اور عوام بھی اسے دیکھ، پڑھ اور سن رہے تھے۔ مزید برآں یہ کہ خود جسٹس حمود الرحمن مرحوم کے خیال میں اس انکوائری رپورٹ کی اشاعت سے کوئی ایسی شرمندگی فوج کو لاحق نہ ہوتی۔

۱۹۷۶ء کے فروری کا آخری ہفتہ تھا یا شاید مارچ کا پہلا ہفتہ۔ یوم حمید نظامی، جناح ہال میں منایا گیا۔ جسٹس حمود الرحمن صاحب کی صدارت تھی۔ میٹنگ کے بعد دوپہر کا کھانا تھا، جس کے ضمن میں عزیز برادر حامد مجید نے اپنے گھر پر دعوت دے رکھی تھی۔ وہاں جسٹس حمود الرحمن صاحب سے بے تکلف ماحول میں کئی باتیں پوچھی گئیں۔ جن میں ایک یہ بھی تھی کہ اگر انکوائری کمیشن کی رپورٹ شائع ہو جائے تو کیا فوج والے برامائیں گے؟ جسٹس صاحب نے فرمایا: ”اس میں فوج کے خلاف کوئی ایسی خاص چیز نہیں کہ وہ برامائیں یا توہین محسوس کریں“

خیرات تھی میاں ارشد حسین مرحوم کی۔ میاں صاحب اور میں جنوری ۱۹۸۰ء کے آغاز میں وزرائے خارجہ عالم اسلام کی اس میٹنگ میں بطور مبصر شریک تھے، جو افغانستان پر روسی حملے سے پیدا شدہ صورت حال کے بارے میں منعقد ہوئی تھی۔ میاں صاحب مرحوم اور میں لاہور سے چلے بھی اکٹھے، لوٹے بھی اکٹھے اور اسلام آباد میں بھی اکٹھے رہے۔ وہاں ہم دونوں کے لیے کار بھی مشترک تھی۔ اس اشتراکی صورت حال سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا۔ میاں صاحب بڑے شائستہ بزرگ تھے۔ ٹھہر ٹھہر کر بیٹھے بیٹھے انداز میں بات کرتے تھے، جہاں اور بہت سی باتیں ہوئیں۔ وہاں جنگ ۱۹۶۵ء کے ضمن میں بھی گفتگو رہی، بلکہ یہ موضوع کئی بار تبادلہ خیال کی زد میں آیا۔

میاں صاحب مرحوم نے بڑے دکھ کے ساتھ بار بار کہا کہ میں حیران ہوں پاکستان نے ۱۹۶۵ء کی احمقانہ جنگ کیوں چھیڑی؟ یہ ”احمقانہ جنگ“ میاں صاحب کے اپنے الفاظ ہیں، یہ میری تعبیر نہیں۔ میاں صاحب کا ارشاد تھا کہ پاکستان شاہراہ ترقی پر گامزن تھا۔



زرعی شعبے میں کیے جانے والے اقدامات نے پاکستانی اقتصادیات کو نمایاں سہارا دینا شروع کر دیا تھا۔ صنعت و حرفت کے میدان میں بھی ہماری رفتار بڑی تیز تھی، نئے نئے کالج اور یونیورسٹیاں کھل رہی تھیں۔ فوج کی نئے اور جدید انداز میں تعمیر جاری تھی۔ سامان جنگ کے باب میں بھی فقر کا عالم نہ تھا۔ بڑا پچھن کا دور تھا کہ اچانک اگست ۱۹۶۵ء میں جنگ نازل ہو گئی۔ بلکہ ہم نے اپنے اوپر نازل کر لی۔ اس جنگ کے باعث ہمیں وہ دھکا لگا کہ پھر ہم سنبھل نہ سکے۔ ہم آج تک اس دھکے کے اثرات کا نتیجہ بھگت رہے ہیں۔ اس جنگ نے ملکی سیاست کو ضعف پہنچایا۔ خود غرض بنگالی اہل سیاست نے اسی جنگ کے بہانے اپنی بے بسی کا رونا رویا کہ بنگالی یتامی اور مساکین کی طرح چھوڑ دیے گئے تھے۔ ہمارا کون والی وارث تھا، لہذا ہمیں ہمارے استحکام اور بقائے وجود کے لیے خود مختاری دی جائے۔ معاہدہ تاشقند نے کئی فتنوں کو جنم دیا۔ ایک فتنہ کشمیر کیس کا کمزور ہو جانا تھا۔ دوسرا فتنہ مرکزی حکومت کا زوال و قار، تیسرا فتنہ بھٹو خود تھا جس نے یہ احوال خود ہی پیدا کیے اور پھر خود ہی دوسروں کو مجرم بنانے کی بجائے اپنی ذاتی وجاہت شکار کرنے لگ گئے۔ آخر بات مشرقی پاکستان کی علیحدگی تک پہنچی، صنعت و حرفت کی ترقی کا قدم رک گیا۔ فوج کی ابھرتی ہوئی جوان قیادت میجر، کیپٹن اور لیفٹیننٹ کرنل کے درجے کی جوان اور بہادر قیادت میدان شہادت میں ٹوٹ گئی۔ وہ قابل افراد آگے جا کے نہ جانے کس شان کے اعلیٰ قائدین عساکر بنے۔

۶۵ء کی جنگ کا مسئلہ میاں ارشد حسین مرحوم کے لیے تکلیف دہ احساسات کا مصدر و منبع تھا۔ باتوں باتوں میں، میں نے پوچھا میاں صاحب ۱۹۶۵ء کی جنگ کے ارد گرد کا زمانہ وہ تھا، جب آپ دہلی میں پاکستان کے ہائی کمشنر تھے۔ آپ تو سب کچھ دیکھ رہے تھے کہ بھارت کیا رد عمل ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ کیا آپ نے پاکستانی حکومت کو اس کے احمقانہ جنگ کی طرف لے جانے والے احوال کے باب میں کوئی رپورٹ نہ دی؟ میاں صاحب نے بڑے تاسف سے کہا، میری کسی بات کی طرف محکمہ خارجہ پاکستان کے سربراہوں نے کوئی توجہ نہ دی، بلکہ بعد از جنگ جب میں نے ان سے پوچھا کہ بھی میں دہلی میں بیٹھا ہوا صورت حال کا مشاہدہ کر رہا تھا اور آپ کو اس راہ پر چلنے سے روکنے کے لیے مراسلے پر مراسلہ لکھ رہا تھا، تو کیا آپ نے میری، یعنی اس شخص کی بات کو ذرہ بھر وزن عطا نہ فرمایا جو حقیقت واقعہ سے

آپ کو آگاہ کرنے پر پوری طرح قادر تھا۔ اس کے جواب میں پتہ ہے پروفیسر صاحب احمکے خارجہ کے کرتادھر تاحضرات نے کیا ارشاد فرمایا۔ ان کا ارشاد یہ تھا کہ میاں صاحب ہم کشمیر کے ضمن میں اس طرح مصروف تھے کہ ہم نے آپ کے بیگ BAG کم ہی کھولے اور اگر کھولے بھی تو آپ کے مہرزہ لفافے کھولنے کی فرصت نہ ملی۔۔۔۔۔ دیکھا پروفیسر صاحب جس ملک کے ساتھ چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی۔ اس ملک میں اپنے بٹھائے گئے سب سے بڑے سرکاری نمائندے کے مراسلے ہی کھولنے کی تکلیف گوارانہ کی گئی اور یہ وہ بات ہے جس کا میں اخبارات میں کئی بار ذکر کر چکا ہوں۔۔۔۔۔ اور ظاہر ہے میاں ارشد حسین صاحب اس منہی غفلت یا کوتاہی یا دانستہ پہلو تھی کاسب سے بڑا مجرم عزیز احمد صاحب کو قرار دیتے تھے جو اس دور میں پاکستان کے محکمہ خارجہ کے سیکریٹری تھے، ان پر صدر ایوب خاں کو بھرپور اعتماد تھا اور بھٹو صاحب کے تو وہ ہدم و ہمراز تھے۔

اسی سلسلے میں ایک بار یہ بھی فرمایا ”میں آج تک حیران ہوں کہ فیلڈ مارشل صاحب جیسے انتہائی محتاط فرد کس طرح اس اقدام پر آمادہ ہو گئے۔ ایوب خاں جنگجو مزاج کے نہ تھے، وہ ہر قدم پھونک پھونک کر اٹھاتے تھے۔ اس کے باوجود بھٹو صاحب اور جنرل اختر ملک کی سکیم اور تجویز انہوں نے کیونکر مان لی، انہوں نے کیونکر فرض کر لیا کہ کشمیر میں خواہ صورت حال کیسی ہی خطرناک کیوں نہ ہو جائے، حتیٰ کہ کشمیر ہاتھ سے جاتا دکھائی دے تو بھی بھارت کشمیر کو بچانے کے لیے پاکستان پر حملہ نہ کرے گا؟ لیکن بھٹو صاحب نے ”ڈیڈی ڈیڈی“ کہہ کہہ کے کچھ ایسا اعتماد ایوب خاں کے دل میں پیدا کر لیا تھا۔ بھٹو صاحب نے ایوب خاں کو یہ یقین دلایا کہ امریکہ ہمیں اطمینان دلا رہا ہے کہ بھارت بین الاقوامی سرحد عبور نہیں کرے گا، لہذا پاکستان پر بھارتی یورش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ظاہر ہے کہ مسٹر عزیز احمد صاحب نے بھی بھٹو صاحب کی پر زور تائید کی ہوگی، بہت کچھ تحریر میں آچکا ہے، یہاں بات لمبی نہیں کرتا۔“

میاں صاحب مرحوم کے بقول مسٹر عزیز احمد صاحب نے جنرل اختر ملک پر بھی اپنے اعتماد کا اظہار کیا اور بھٹو پر بھی۔ اس طرح جو اعتماد صدر ایوب خاں کو ان دونوں پر تھا، وہ رنگ لایا۔ رہا ملک اختر تو ظاہر ہے کہ اس وقت تک ایوب خاں کے دل میں جنرل اختر کی بڑی قدر تھی اور وہ ان کی ذہانت کے بھی قائل تھے اور شجاعت کے بھی۔۔۔۔۔ میاں

ارشاد حسین صاحب کی رائے میں بھٹو صاحب بہت زیادہ (Ambitious) ہوس پرست تھے، ان کے سر میں جلد از جلد پاکستان کا حاکم اعلیٰ یا بادشاہ بننے کی دھن سمائی تھی، وہ صبر کر ہی نہیں سکتے تھے۔ میاں صاحب کے خیال میں بھٹو صاحب نے بد نیتی سے امریکہ کی ضمانت یا یقین دہانی والی بات گھڑی تھی جس سے عیاں ہے کہ وہ بے خبری میں پاکستان پر بھارتی حملے کا اہتمام کر رہے تھے۔ انہیں امید تھی کہ اچانک بھرپور حملے کے نتیجے میں پاکستانی فوجوں کے پاؤں اکھڑ جاتے، اس طرح ایوب خان کا تخت ڈول جاتا اور بھارتی حکومت کے حسب منشا کوئی معاہدہ بھارت سے کر کے پاکستان کے حکمران بن جاتے، مشرقی پاکستان اس صورت میں بھی بھٹو صاحب کے پاکستان سے الگ ہو جاتا مگر آزاد ملک نہ رہتا، بھارت کا صوبہ بن چکا ہو تا اور یہ ہمارا پاکستان ایک طرح کی بھارتی باج گزار مملکت سے زیادہ کچھ نہ ہوتا۔ ہاں بھٹو صاحب کی ہوس تو پوری ہو جاتی۔ اب قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا تھا کہ جنرل اختر ملک کے رویے کا کیا جواز تھا، کیا وہ بھی امریکی، بھارتی یا بھٹوئی کھیل کھیل رہے تھے یا وہ صرف ایک فتح جو منہ زور کماندار کا کردار ادا کر رہے تھے؟ کیا جنرل اختر ملک کا کردار واقعی ایک محبت وطن کا کردار تھا؟ یا کیا ملک اختر نے بھی بھٹو صاحب یا بھارت سے کوئی معاملہ کر رکھا تھا؟۔۔۔۔۔ آپ کی اس باب میں کیا رائے ہے؟

میاں ارشد حسین نے فرمایا ”جنرل ملک اختر کا بھٹو صاحب کے ساتھ گٹھ جوڑ تھا، مگر دونوں کے مقاصد میں بڑا واضح فرق تھا۔ بھٹو صاحب کی ذات اسیر ہوس تھی۔ وہ امنگ کے ہاتھوں بے تاب تھے۔ انہیں کرسی چاہیے تھی اور جلد ہی، خواہ وہ کسی قیمت پر ملتی، لیکن جنرل اختر ملک کا مسئلہ مذہبی تھا، بلکہ فرقہ وارانہ، مجھے بڑے ثقہ حضرات نے بتایا ہے کہ وہ اپنے مسیح موعود مرزا غلام احمد کے کسی قول کی عملی تعبیر اپنے ہاتھوں رونما ہوتے دیکھنا چاہتے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہیں لکھ رکھا ہے کہ قادیان کبھی میرے نیاز مندوں کے ہاتھ سے نکل بھی جائے تو پھر اچانک ان کی گود میں آپڑے گا، خواہ وہ کسی بھی تدبیر سے آئے۔“

میں نے عرض کیا۔ میاں صاحب یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کے خوابی وجدان پر مبنی کسی قول کو عملاً پورا کر دکھانے کے جوش میں پورے ملک کی تقدیر کو خطرے میں ڈال دیا جائے۔ میاں صاحب بولے، بہر حال ملک اختر کے دل میں تو ”قادیان



کی بستی اچانک تمہاری گود میں آن پڑے گی" کوچ کر دکھانا تھا تاکہ قادیانیت کی حقانیت دنیا بھر پر ثابت ہو سکے۔ میں نے کہا، میاں صاحب مجھ سے کئی قادیانی حضرات نے کشمیر میں جھڑپیں شروع ہونے پر پوچھا کہ "تاتیکہ بغتہ" کا کیا معنی ہے۔ میاں صاحب چونکے اور فرمایا۔ ہاں، بس ایسی ہی عربی عبارت تھی جو مرزا غلام احمد صاحب کی پیش گوئی کا لب لباب تھی اور اسی کی تعبیر عملاً بروئے کار لانے کی خاطر وطن کی تقدیر کو داؤ پر لگادیا گیا تھا۔

میں نے وضاحت کی کہ میاں صاحب قرآن کریم میں ساعت قیامت کے بارے میں کئی بار آیا ہے اور وہ ہے "فتاتیہم بغتہ" (ساعت قیامت ان کو اجن اچیت آن لے گی) ہاں خود مجھ سے بھی ایک سے زیادہ بار پوچھا گیا ہے کہ "تاتیکہ بغتہ" کا معنی کیا ہے اور میں نے یہی عرض کیا ہے کہ مجھ تو اتنا ہی معلوم ہے یہ ساعت قیامت کی طرف اشارہ ہے کہ کسی سان گمان میں بھی نہ ہو گا اور قیامت آن لے گی اور لفظ "تاتیکہ" نہیں، بلکہ "تاتییہم" ہے۔ اب عین ممکن ہے کہ مرزائے قادیان نے "تاتییہم بغتہ" ہی کہا ہو کہ میرے ماننے والوں کو شر قادیان دوبارہ اچانک یوں حاصل ہو جائے گا کہ ان کے سان گمان میں بھی نہ ہو گا اور یاد رکھنے والوں میں سے بعض کے ضعف حافظہ نے اسے "تاتیکہ بغتہ" بنا دیا ہو۔

میں نے میاں صاحب مرحوم کو بتایا کہ جب بمبھب جوڑیاں پر جھڑپیں شروع ہوئیں تو میں آرمی سکول آف ایجوکیشن اپر ٹوپہ، مری میں اپنے ایک عزیز کے یہاں فروکش تھا۔ وہاں مجھ سے ایک جے سی او صاحب نے بھی یہی پوچھا تھا کہ "تاتیکہ بغتہ" کا کیا معنی ہے؟ اس دور میں ایک بزرگوار تھے جو ماڈل ٹاؤن لاہور کے باسی تھے اور محترمی ظہیر الاسلام فاروقی صاحب کے پاس بوقت عشاء کبھی کبھی تشریف لایا کرتے تھے اور تھے قادیانی المذہب، انہوں نے بھی مجھ سے یہی پوچھا تھا کہ "تاتیکہ بغتہ" کا کیا معنی ہے؟

جب میاں صاحب مرحوم نے جنرل اختر ملک کے باب میں بھی یہی کہا کہ جنرل اختر ملک کے سر میں دھن سمائی تھی کہ مرزا غلام احمد صاحب کے فلاں مفہوم کی پیش گوئی کوچ کر دکھائیں تو اگرچہ یہ کلمات میرے لیے نئے نہیں تھے، تاہم میں چونکا ضرور، یا اللہ ایک جرنیل کے درجے کا آدمی اور فقط اپنی جماعت کا بول بالا کرنے کے لیے اپنے ملک اور پندرہ

میں کروڑا اہل ملک کی تقدیر کی بازی لگا دے؟

میاں ارشد حسین مرحوم کی زبانی جنرل اختر ملک کے بارے میں یہ تنقیدی کلمات سن کر مجھے مزید حیرت اس لیے ہوئی کہ میاں صاحب کو قادیانیوں کا ہمدرد سمجھا جاتا تھا، اور یہ تو عیاں ہے کہ ان کے بزرگوار میاں سرفضل حسین اور میاں افضل حسین کے قادیانی فرقے کے سربراہوں اور ان کے افراد خاندان سے نہایت گہرے روابط تھے۔ لوگ تو اس فیملی کو قادیانیوں کا غم خوار جانتے تھے۔ خصوصاً سر ظفر اللہ سے جو قرب ان بزرگوں کو تھا، وہ پنجاب کے اس دور کے سیاسی حلقوں سے قطعاً پوشیدہ نہ تھا۔ پھر حیرت ہے کہ میاں ارشد حسین صاحب پاکستان کی بد بختی اور نکتہ کا بڑا سبب جہاں مسٹر بھٹو کو قرار دیں، وہیں جنرل اختر کو بھی مجرم مانیں اور جنرل اختر کے بارے میں یہ کہہ کر اظہار کرب کریں کہ انہوں نے اپنے مسیح موعود کا کوئی قول سچا کر دکھانے کے لیے بھٹو کا ساتھ دیا اور اس طرح پاکستان کو ایسے جانکاہ حادثے سے دوچار کر دیا جس کے اثرات تاحال پاکستان کے آفاق پر منڈلا رہے ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا مرزا طاہر صاحب نے جن قادیانی جرنیلوں کی پاکستان کے باب میں خدمات کا ذکر کیا، ان میں جنرل اختر ملک، ان کے بھائی جنرل ملک عبدالعلی، جنرل جنجوعہ اور جنرل حمزہ شامل تھے۔ جنرل حمزہ کا خط ”نوائے وقت“ میں جواب آں غزل کے طور پر چھپا، جس میں انہوں نے پہلے تو یہ کہا کہ وہ خود یعنی حمزہ صاحب ہرگز قادیانی جماعت کے فرد نہیں، دوم انہوں نے قادیانی جرنیلوں کی کارکردگی پر اشارتاً کچھ روشنی ڈالی اور وہ روشنی ایسی تھی کہ اسے ملاحظہ کر کے یقیناً حضرت مرزا طاہر صاحب کی دل شکنی ہوئی ہوگی۔ رہا مسٹر عزیز احمد سیکریٹری خارجہ کا معاملہ تو ان کے بارے میں مرحوم میاں صاحب نے اتنا ہی بتایا کہ وہ ایوب خان کے معتقد تھے اور بھٹو صاحب کے بھی۔ اب معلوم نہیں آیا وہ بھٹو صاحب کی امنگ سے ہم آہنگ تھے یا وہ بھی قادیانی مسیح موعود کے کسی قول کو سچ کر دکھانے کے ضمن میں جنرل اختر ملک کے ہم سنگ تھے، یہ خدا ہی جانے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(ہفت روزہ ”زندگی“ لاہور)



## قادیانی اسرائیلی فوج میں

مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تھا کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ اس لیے اس نے اور اس کی جماعت نے اندرون و بیرون ملک ہمیشہ امریکی اور برطانوی سامراج کے مفاد میں کام کیا۔ چنانچہ آج مرزائیوں کے تعلقات اہل اسلام کے روحانی و علمی مراکز مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، بغداد اور قاہرہ کے بجائے واشنگٹن، لندن، قلی ایب سے ہیں۔ اور بین الاقوامی طور پر یہ اسلام کے بجائے یسودونصارئی کے گماشتے ہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، جو اتحاد اسلامی کی علمبردار اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے لیے سرگرم عمل ہے، کی کوششوں سے تمام عالم اسلام مرزائی تحریک سے خبردار ہو کر اسے دائرہ اسلام سے خارج کر چکا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری "امیر مجلس تحفظ ختم نبوت اور ان کے زیر سایہ مبلغین تحفظ ختم نبوت کے تبلیغی وفد نے مرزا غلام احمد کی نبوت، مسیحیت، مہدویت کا لباس اتار کر اسے برطانوی امریکی سماج کے گماشتہ کی حیثیت سے ایشیا، یورپ، افریقہ و عرب ممالک میں کھڑا کر دیا ہے۔ ذیل میں ایک اہم خطرناک اقتباس کا مطالعہ فرمائیے۔

مولانا ظفر احمد انصاری ایم این اے کا اہم انکشاف۔

س: اسرائیلی فوج میں "احمدیوں" کی موجودگی ایک خوفناک انکشاف ہے۔ یودیوں اور "احمدیوں" میں اس تعاون کی کیا تفصیل ہے اور آپ اسے پاکستان کی قومی اسبلی میں کیوں زیر بحث لانا چاہتے ہیں؟



ج: پاکستان مسلم مملکت ہے اور یہودی ہر مسلم حکومت کو نیست و نابود کرنے کا عہد کر چکے ہیں۔ وہ اس کے لیے ہر ذریعے اور واسطے کو استعمال میں لارہے ہیں۔ اور ان کے آلہ کار بننے والوں میں یہ مرزائی یا قادیانی بھی شامل ہیں جو اپنے آپ ”احمدی“ کہتے ہیں۔ اسرائیل یہودی صیہونیت کا ہتھیار ہے۔ جس کے ذریعے یہودی عالم اسلام کو زیر کرنا چاہتے ہیں۔ ۱۹۷۲ء تک اسرائیل میں موجود ”احمدیوں“ کی تعداد چھ سو تھی جن پر اسرائیلی فوج میں ”خدمت“ کے دروازے کھول دیے گئے تھے۔ یہ تفصیل پولیٹیکل سائنس کے یہودی پروفیسر آئی ٹی نعمانی کی کتاب ”اسرائیل اے پرو فائل“ (Israel A Profile) کے صفحہ نمبر ۷۵ پر موجود ہے۔ یہ کتاب پال مال لندن سے ۱۹۷۲ء میں چھپی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کتاب کے ص ۵۴ پر واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ عربوں پر یہ پابندی اب بھی ہے کہ وہ کسی سرحدی گاؤں میں نہیں رہ سکتے اور اسرائیلی فوج میں بھرتی بھی نہیں ہو سکتے۔ اس کتاب کے ص ۷۵ پر یہ بھی موجود ہے کہ یہ ”احمدی“ پاکستان سے ہیں۔ ایک مسلمان بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کے لیے یہ بات یوں بھی انتہائی اضطراب کا موجب ہے کہ ان ”احمدیوں“ کو پاکستانی قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے بھی یہ معاملہ تحریک التواء کے ذریعے پاکستان کے مقتدر ترین ایوان میں زیر بحث لانا چاہتا ہوں۔

س: آپ اس تحریک التواء میں حکومت کی توجہ کن پہلوؤں پر مبذول کرانا چاہتے ہیں؟

ج: میں قوم کو بھی آگاہ کرنا چاہتا ہوں اور حضرات برسرِ اقتدار سے بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہ انہیں بھی معلوم ہے کہ ”احمدی“ دنیا کے کسی خطے میں بھی ہو، اپنے خلیفہ کے حکم پر کام کرتا ہے۔ اس ”خلیفہ“ کا ہیڈ کوارٹر پاکستان کے قصبہ ربوہ میں ہے۔ اگر اسرائیل میں رہنے والے ”احمدیوں“ کو ربوہ سے یہ ہدایت ہے کہ عرب ممالک پر قبضے اور انہیں تاراج کرنے میں اسرائیل کی مدد کریں اور جیسا کہ جنگ ۱۹۶۷ء کے زمانہ کے اخبارات میں آیا کہ اسرائیلی پاکستان کو بھی ختم کرنا چاہتے ہیں اور پاکستان کے خلاف جس دشمنی اور نفرت کا اظہار بابائے اسرائیل بن گوریان نے کیا تھا۔ اس کے پیش نظر کیا یہ اندیشہ صحیح نہ ہوگا کہ اسرائیل، جیسے ”احمدیوں“ کو عربوں کے خلاف استعمال کر رہا ہے؟

انہیں پاکستان کے خلاف آسانی سے استعمال کرے گا جب کہ ”احمدیوں“ کے ”خلیفے“ کا ہیڈ کوارٹر بھی یہیں ہے۔ یہ بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آخرچہ سو ”احمدی“ پاکستان سے اسرائیل کس راستے سے کیسے اور کب پہنچے؟ کیا اب یہ ”احمدی“ پاکستان کی شہریت رکھتے ہیں؟ ان کے پاس دوہری شہریت تو نہیں؟ ان میں سے کتنے پاکستانی پاسپورٹ پر گئے ہیں؟ کیا وہ پاکستانی پاسپورٹ پر تھے اور پھر اسرائیل بھاگ گئے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں ہماری وزارت خارجہ اور پاسپورٹ جاری کرنے والی وزارت داخلہ کو کیا علم ہے اور کیا علم نہیں ہے؟ کیا ان ”احمدیوں“ کی وہاں روک تھام کی جا رہی ہے کیونکہ ان کے پاکستانی کھلانے سے عربوں سے ہمارے تعلقات مجروح ہو سکتے ہیں۔ حکومت پاکستان کو اس صورت حال کی (Clarification) وضاحت کرنا چاہیے۔

س: اسرائیل کے عربوں کے خلاف جو عزائم ہیں تو ایسے ہی ناپاک عزائم ہمارے بارے میں بھی ہیں؟

ج: جی ۱۱ (بیت لمبی سی ”جی“) جس پر میں زور دینا چاہتا ہوں۔ ۱۹۶۷ء میں اسرائیل کی توسیع پسندی اور بیت المقدس پر غاصبانہ قبضے کے بعد پاکستان میں جس طرح کار و عمل پیدا ہوا تھا، اس نے یہودیوں کے دل و دماغ کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ چنانچہ بابائے اسرائیل بن گوریان نے ۱۹۶۷ء میں عرب اسرائیل جنگ کے بعد پیرس کی لوربون یونیورسٹی میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا (جس کی رپورٹ ۹ اگست ۱۹۶۷ء کو صیہونی رسالے ”جیوش کرانیکل“ میں چھپی تھی۔ بابائے اسرائیل نے زور دیتے ہوئے کہا تھا ”عالمی صیہونی تحریک کو پاکستان کے خطرے سے لاپرواہی نہیں برتنی چاہیے اور اب پاکستان اس کا پہلا نشانہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ نظریاتی مملکت ہمارے وجود کے لیے خطرہ ہے۔ سارے پاکستانی یہودیوں سے نفرت کرتے ہیں اور عربوں سے محبت کرتے ہیں۔ عربوں کے لیے یہ محبت ہمارے لیے خود عربوں سے بھی بڑھ کر خطرناک ہے۔ اسی خاطر عالمی صیہونیت کے لیے یہ ضروری ہو چکا ہے کہ اب پاکستان کے خلاف فوری اقدام کیا جائے۔

جہاں تک ہندوستانی سطح مرتفع کے باشندوں کا تعلق ہے وہ ہندو ہیں جن کے دل پوری تاریخ میں، مسلمانوں کے خلاف نفرت سے بھرے ہوئے ہیں۔ لہذا ہندوستان ہمارے لیے پاکستان کے خلاف کام کرنے کا اہم ترین مرکز (فوجی اصطلاح Base استعمال کی

گئی) ہے یہ ضروری ہے کہ ہم اس مرکز کا پورا استعمال کریں اور تمام ڈھکے چھپے اور خفیہ منصوبوں کے ذریعے یہودیوں کے دشمن پاکستانیوں پر ضرب لگائیں اور انہیں پکڑ دیں۔“ مولانا ظفر احمد انصاری نے یہ اقتباس ایک کتاب سے انگلش میں پڑھ کر سنایا۔ پھر سلسلہ کلام جاری رکھا۔ شاید بہت سے لوگوں کو معلوم نہ ہو گا کہ اس کے سوا چار سال بعد دسمبر ۱۹۷۱ء میں اندرونی سازش اور بیرونی جارحیت کے ذریعے ڈھاکہ میں داخل ہونے والی ہندو فوج کا ڈپٹی کمانڈر ایک یہودی تھا۔

اب پاکستان اور عالم اسلام کی حفاظت کے لیے حکومت پاکستان کا اولین فرض ہے کہ مرزائیوں کو فوری طور پر تمام کلیدی اسامیوں سے علیحدہ کیا جائے۔ افواج پاکستان میں مرزائیوں کی بھرتی پر مکمل پابندی لگائی جائے۔

مرزائیوں کے بیرون ملک جانے پر فوری پابندی عائد کی جائے۔ مرزائیوں کی کنتی ہو کر تناسب آبادی کے لحاظ سے اسمبلیوں میں ان کی نشستیں مختص کی جائیں۔  
(ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی، جلد ۵، شمارہ ۴۴)



## عاشق حسین بٹالوی کی یاد میں

خادم حسین

ہفت روزہ ”ندا“ کی اشاعت ۱۲ دسمبر اور ۱۹ دسمبر ۱۹۸۹ء میں جعفر قاسمی کا ایک مضمون چھپا ہے جس میں عاشق حسین بٹالوی کے بارے میں بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ کچھ ادبی، کچھ معاشرتی اور کچھ سیاسی۔۔۔۔۔ جعفر قاسمی صاحب نے بٹالوی صاحب کے ساتھ ایک عرصہ گزارا، ظاہر ہے، ایک آدمی دوسرے آدمی سے متاثر ہوتا ہے تو اس کے بارے میں تعریفی انداز اختیار کرتا ہے۔ مگر بقول شورش ”بعض اوقات خوبصورت چہرے آنکھوں اور خوبصورت الفاظ کانوں کو دھوکا دے جاتے ہیں۔“ قاسمی صاحب کے قلم نے اگر بٹالوی صاحب کے متعلق دھوکا نہیں کھایا اور ان کی تحریر واقعی مبنی بر حقیقت ہے تو پھر اس مضمون میں بیان کردہ واقعات و حالات خود شاہد ہیں کہ بٹالوی صاحب کی زندگی، قول و فعل اور کردار و گفتار کے لحاظ سے بہت سے تضادات کا مجموعہ تھی۔ بٹالوی صاحب کی موت کے بعد اس تجزیے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ مگر آنے والی نسل کو غلط فہمی سے بچانے اور مستقبل کے مورخین کو تاریخی نا انصافی سے دور رکھنے کے لیے متذکرہ بالا مضمون کا مختصر سا جائزہ نذر قارئین ہے۔۔۔۔۔ قاسمی صاحب نے تحریر کیا ہے:

”مذہب کے بارے میں حتی الوسع وہ دل آزاری سے کوسوں دور رہے، بالعموم حافظ کا یہ شعر ان کی رواداری پر صادق آتا ہے۔

مباش درپے آزار و ہرچہ خواہی کن

کہ در شریعت مابز ازیں گنا ہے نیست

اور اس کے ساتھ ہی قاسمی صاحب نے بٹالوی صاحب کی مذہبی آزاری اور

دوسروں کی دل آزاری کے واقعات بھی خود تحریر کیے ہیں:

”مولانا عبد المجید سابق چیف ایڈیٹر ”اسلامی ریویو“ لندن۔ نجی گفتگو میں خیر القرون کی بعض شخصیتوں کے بارے میں غلط کلامی کے مرتکب ہوتے تھے۔ جس کے زیر اثر عاشق صاحب نے ایک بار بی بی سی بش باؤس کی کنٹین میں بعض نامناسب باتیں کیں۔ میں نے ان کی تردید کی اور اس سے روکا جب وہ نہ مانے تو میں نے کہا کہ آج سہ پہر آپ کی بی بی سی پر تقریر ہے۔ آپ یہی خیالات نشر کر دیجئے۔ اس کے بعد کافی دیر تک وہ ساکت و صامت رہے اور بات آگئی ہو گئی۔ بہت بعد کو معلوم ہوا کہ ”سکول آف اورینٹل اینڈ افریکن سٹڈیز“ کی کنٹین میں بھی بعض پاکستانی طلبہ سے تلخ کلامی ہوئی تھی۔ جس کے ایک آدھ دن بعد کسی من چلے نے عاشق صاحب سے کہا کہ ایک پٹھان چمرا لیے آپ کی تلاش میں ہے تو وہ ہفتہ بھر گھر سے باہر نہ نکلے۔

”میں نے جب داڑھی رکھی تو عاشق صاحب کو اچھی نہ لگی۔ کہنے لگے، قاسمی صاحب! کیا آپ بہروپے ہیں؟“ اس سوال کا جواب خاموشی کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا۔“

”ایک بار بیئر سے شوق فرما کر وہ باب سے باہر آ رہے تھے۔ تبلیغی جماعت کے ایک سیاح مبلغ نے انہیں راستے میں روکا اور بڑے ادب سے سلام کیا اور اپنا تعارف کرایا۔ انہیں (جیسا کہ تبلیغی بھائیوں کا دستور ہے) خود کلمہ پڑھ کر سنایا پھر اس کا ترجمہ پیش کیا۔ اور بعد ازاں یہی کچھ عاشق صاحب سے سننے کی خواہش ظاہر کی۔ وہ بھر گئے۔ تبلیغ کرنے آئے ہو؟ وہ سامنے شراب خانہ ہے۔ اس کے اندر کافر انگریزوں کو دعوت اسلام دو۔ ویسے تم نے یہاں آنے پر کتنا روپیہ خرچ کیا؟ اس مسکین نے تفصیل بتائی تو اسے آڑے ہاتھوں لیا۔ تمہیں اس اسراف پر شرم نہ آئی۔ اس رقم سے کسی محتاج کی بیٹی کے ہاتھ پیلے کیے ہوتے۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔ کیا لینے آئے ہو یہاں؟ ہونق! بھاگو، ورنہ.....“

”کسی زمانے میں عاشق بالاولی صاحب بھی بعض مذہبی خیالات سے کھیل کھیلتے تھے۔ تاہم زندگی کے اس آخری دور میں ان میں دین کے ناتے شوخی اور شرارت پہلے جیسی نہ رہی تھی۔“

ایک جگہ قاسمی صاحب رقم طراز ہیں:

”عاشق صاحب مدانت کے بغیر صلح کل مسلک کے حامل تھے۔ وہ کٹر مسلم لیگی بھی

رہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ بعض غیر مسلم لیگی اکابر کا بے حد احترام کرتے تھے۔ علامہ مشرقی کی ذہانت اور دیانت دونوں کے قائل تھے۔ امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری کی جرات اور بے نفسی کے بہت مداح تھے اور جماعت اسلامی کے اکابر میں سے ملک نصر اللہ خاں عزیز کے اعلیٰ صحافیانہ کردار، خوش خلقی اور ظرافت کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔

”پاکستان میں اپنی آخری اقامت کے دوران..... وہ جناب محمد حنیف رامے کی اہلیہ شاہین رامے کی وفات کے بعد اظہار تعزیت کے لیے بطور خاص گئے..... ان کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ..... رامے صاحب دوبارہ پیپلز پارٹی سے وابستہ ہونے والے ہیں..... عاشق صاحب کار و عمل معاندانہ نہ تھا۔ وہ اس معاملے میں بہت وسیع النظر واقع ہوئے تھے۔ کوئی کون سی سیاسی جماعت کو پسند کرتا ہے۔ یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے۔“

دوسری جگہ قاسمی صاحب نے بٹالوی صاحب کی ایسی باتیں بیان کی ہیں جن سے ان کی اس صلح کل مسلک کی خود ہی تردید ہو جاتی ہے۔۔۔۔ لکھتے ہیں:

”یورور کرسی میں چند افراد انہیں ناپسند تھے، بالخصوص مرحوم ایس ایم اکرام اور قدرت اللہ شہاب کو بہت ناپسند کرتے تھے۔ اول الذکر کی علمی وجاہت کے وہ ہرگز قائل نہ تھے اور موخر الذکر سے انہیں گلہ تھا کہ انہوں نے لندن میں پاکستانی سفارت خانے کے ذریعے ان کی (عاشق حسین بٹالوی) کی ایک تعلیمی سکیم چرائی تھی؟“

”مولانا ابوالکلام آزاد سے انہیں خاص کد تھی۔ وہ موقع بے موقع ان کے استہزا سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ انہیں ان سے گلہ تھا کہ وہ پنجاب الاصل پیرزادے ہونے کے باوجود دہلی اور دہلوی ہونے کا تاثر دیتے تھے۔“

”وہ ہند کانگریس کی قیادت سے بھی ٹالاں تھے اور مولانا ابوالکلام آزاد کے تو وہ سخت مخالف تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ مسلم لیگ کو معصوم اور خطاؤں سے مبرا نہیں سمجھتے تھے۔ قائد اعظم کے انتہائی احترام کے باوجود ان کے سیاسی تجزیوں اور فیصلوں کے بارے میں ناخوش تھے۔“

ایک جگہ قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

”ہمارے یہاں سوء ظن کا بہت رواج ہے اور انگریزی محاورے کے بقول ہم نتائج تک چھلانگ لگانے کے خوگر ہیں۔ اپنی پریکٹس کے دوران ان عجاظ صاحب (برادر عاشق حسین



بٹالوی) قادیانیوں کے وکیل رہے ہیں۔ اس سے ان کے عقیدہ کے بارے میں غلط رائے قائم کی گئی حالانکہ اس بٹالوی خاندان کے افراد صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہیں۔

دوسری طرف قاسمی صاحب نے قادیانی اکابر سے عاشق صاحب کے درج ذیل تعلقات کا ذکر کر کے خود ہی اپنی مذکورہ بالا بات کا رد میا کر دیا۔ تحریر کرتے ہیں:

”قیام پاکستان کے فوراً بعد ان کی ملاقات مرزا بشیر الدین محمود سے ہوئی جو قادیان سے لاہور آمد پر انہیں وہاں دیکھ کر بہ تکرار کہنے لگے۔ ”آپ آگئے؟ آپ آگئے؟“ اور بعد کو ایک خصوصی ایلچی کے ہاتھ رقعہ بھیجا اور پانچ سو روپے بطور اعانت پیش کیے۔ یہی رقعہ آگے چل کر سر ظفر اللہ خان کے ساتھ ان کے گھرے دوستانہ مراسم کا سبب بنا۔“

”چودھری ظفر اللہ خان کے ساتھ ان کے خصوصی مراسم تھے۔ یوں تو بٹالہ اور قادیان کے قرب مکانی کے باعث بہت سے اصحاب کے باہمی تعلقات انفرادی یا خاندانی حوالوں سے ممکن رہے ہیں۔ تاہم چودھری سر ظفر اللہ خان کے ساتھ عمیق اور پائیدار وابستگی کی اصل وجہ وہ رقعہ تھا۔ جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ یہ رقعہ عاشق صاحب کو احمد کیونٹی کے تیسرے مذہبی پیشوا مرزا بشیر الدین محمود نے قیام پاکستان کے معاً بعد دورہ لاہور کے موقع پر لکھا تھا۔ عاشق صاحب نے جب اس کا ذکر چودھری صاحب سے کیا تو وہ نہ مانے۔ اس بنا پر کہ ان کے حضرت صاحب بطور معمول ایسے حضرات کو ہمیشہ اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کے ذریعہ خطوط یا پیغامات بھجواتے تھے۔ تاہم جب وہ رقعہ پیش کیا تو چودھری صاحب فرط عقیدت سے آبدیدہ ہو گئے۔ اسے چوما، آنکھوں سے لگایا اور فرمائش کی کہ یہ رقعہ ان کو مرحمت کر دیا جائے۔ عاشق صاحب نے ان کی فرمائش پوری کر دی اور اس طرح ایک لازوال دوستی وجود میں آگئی۔ چودھری صاحب ان کے گرویدہ ہو گئے۔ ایک بار چودھری صاحب بی بی سی آئے۔ ڈائریکٹر جنرل نے ان کا استقبال کیا۔ آنے کے ساتھ ہی انہوں نے بٹالوی صاحب کا پوچھا۔ بس ایک تہلکہ مچ گیا۔ بی بی سی نے بعد ازاں انہیں کبھی نظر انداز نہیں کیا۔

اپنے آخری ایام میں عاشق صاحب، چودھری صاحب کی یادداشتوں کی تدوین، طباعت اور پروف ریڈنگ میں منہمک تھے۔ چودھری صاحب جس زمانے میں عالمی عدالت کے جج تھے اور بعد کو چیف جسٹس بھی رہے، لندن آتے جاتے تھے۔ عاشق صاحب سے

ملاقات کے ہمیشہ متمنی رہتے تھے۔ لیکن عاشق صاحب اپنی دھن کے پکے اور اپنے تحقیق مقصد کی تکمیل کے لیے اپنے مطالبے میں سخت گیر واقع ہوئے تھے۔ چودھری صاحب کا ان سے مطالبہ یہ تھا کہ جب آپ کے پاس پانچ چھ گھنٹے فالتو ہوں تو مجھے ملاقات کا موقع دیں ورنہ نہیں۔

ایک روز خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مجھے عاشق صاحب کا فون آیا کہ چودھری صاحب لندن میں ہیں اور آج میری شرط پوری کر سکتے ہیں۔ وہ مجید نظامی صاحب (موجودہ ایڈیٹر نوائے وقت) کو اور مجھے اس ملاقات میں شریک کرنا چاہتے ہیں۔ مجید نظامی صاحب اس روز لندن سے باہر تھے۔ لہذا عاشق صاحب نے مجھے طلب فرمایا۔ پکاڈلی سرکس کے قریب ایک اعلیٰ درجے کے ریسٹوران میں جس کی اندرونی چھت سنہری تھی، یہ محفل پکا ہوئی۔ پہلے کافی کا دور چلا۔ پھر دوپہر کا کھانا ہوا اور اس کے بعد چائے پی گئی۔ اس دوران بیسیوں سوالات انہوں نے چودھری صاحب سے کیے اور بڑی شرح و وسط کے ساتھ ان کے جوابات حاصل کیے۔ پرانے ہم عصروں میں سے ایک موقع پر علامہ اقبال کے ایک مرحوم ہم عصر، پیر تاج الدین صاحب کا شاید ذکر آیا تو ان کی کثرت روایات کے پیش نظر عاشق صاحب نے انہیں اس دور کے ابو ہریرہ کا خطاب دیا۔ مجھے چودھری صاحب کے رد عمل سے نہایت خوشگوار تعجب ہوا۔ وہ دوستانہ انداز میں لیکن بڑی مضبوطی کے ساتھ برہم ہوئے اور کہنے لگے: ”ایسا ہرگز نہ کہیں کیونکہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک جلیل القدر صحابی کی شان میں گستاخی ہوگی۔“

عاشق صاحب نے فوراً تصحیح کر لی..... اس ملاقات کے چند ہفتے بعد عاشق صاحب بی بی سی آئے اور مجھ سے مخاطب ہوئے بغیر مجھ پر برس پڑے۔ مغلظات سے بھی نوازا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ چکر کیا ہے۔ لب لباب یہ تھا کہ کسی نے چودھری صاحب کو ایک خط لکھا کہ عاشق بٹالوی آپ کی نجی زندگی کے بارے میں ناخوشگوار گپ شپ میں حصہ لیتے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ صحیح تھی کیونکہ وہ نہ صرف چودھری صاحب کے خلاف بلکہ مرزا بشیر الدین محمود کی عیاشی کے قصے بھی مزے لے لے کر بیان کرتے تھے۔ کوئی ان کو اس سے نہیں روک سکتا تھا۔ اس کا مثبت پہلو یہ تھا کہ جو لوگ ان کو قادیانیت نواز سمجھتے تھے۔ ان کا منہ بند کیا جاسکتا تھا۔ کیونکہ جو شخص قادیانیوں کے مذہبی پیشوا کے بارے میں ایسے رویہ کا

حامل ہو، وہ ختم نبوت کا منکر کیوں کر ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔؟“

”وہ ہمیشہ سچائی کے جو یار ہے اور ہمیشہ سچائی کی حمایت کرتے رہے۔“

اس حوالے سے یہاں بٹالوی صاحب کی ایک تاریخی تحریف کا ذکر کرنا بے موقع نہ ہو گا کہ کافی عرصہ قبل جناب عاشق حسین بٹالوی انگلستان سے پاکستان تشریف لائے تو انہیں پنجاب یونیورسٹی میں اقبالؒ پر لیکچر دینے کے لیے مدعو کیا۔ اس وقت انہوں نے تحریک پاکستان پر مختصر آئین لیکچر دیے۔ بٹالوی صاحب نے اپنے دوسرے لیکچر میں مجلس احرار پر الزام لگاتے ہوئے کہا:

”یوں تو احرار مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ میں شامل ہو گئے تھے۔ لیکن انہیں یہ غلط فہمی تھی کہ مسٹر جناح نے بمبئی کے تاجروں اور اودھ کے تعلق داروں سے کئی لاکھ روپے جمع کیے ہیں جو آئندہ الیکشن میں لگی امیدواروں کے کام آئیں گے۔ اس مغالطے میں مبتلا ہو کر چودھری افضل حق اور مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی وغیرہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ اس فنڈ سے کم از کم ایک لاکھ روپیہ پنجاب کے حصہ میں ضرور آئے گا۔ میاں فضل حسین ایسے باخبر آدمی بھی اسی غلط فہمی کا شکار تھے۔

جہاں تک میری یادداشت کا تعلق ہے۔ مسٹر جناح نے اپنی تقریر یا تحریر میں یہ نہیں کہا تھا کہ ان کے پاس لاکھوں کا سرمایہ موجود ہے۔ لاکھوں کا کیا ذکر ان کے پاس تو چند ہزار کی رقم بھی نہ تھی۔ انہوں نے یہ بات واضح کر دی تھی کہ مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے امیدواروں کو اپنے الیکشن کے مصارف خود برداشت کرنا ہوں گے۔

بہر حال جب احرار کو پتہ چلا کہ پارلیمنٹری بورڈ کے پاس کوئی رقم نہیں تو انہوں نے سوچا کہ اگر الیکشن پر اپنی جیب سے خرچ کرنا پڑا تو پھر وہ آئندہ انتخابات میں جناح کا تو سل کیوں اختیار کریں؟ کیا احرار اتنے گئے گزرے ہیں؟ اور کیا پنجاب میں ان کی اتنی ساکھ بھی نہیں کہ وہ مسلم لیگ کے ٹکٹ کے بغیر الیکشن کی جنگ نہ جیت سکیں گے؟ چنانچہ ان خیالات سے متاثر ہو کر انہوں نے مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ سے استعفیٰ دے دیا اور اس طرح مسلم لیگ اور احرار کا عارضی اتحاد ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ اس حادثہ کی تہ میں کوئی اصولی اختلاف نہ تھا۔ صرف تقسیم زر کے بارے میں غلط فہمی تھی۔ (اقبال اور تحریک پاکستان نمبر



اس تاریخی تحریف اور سراسر جھوٹے الزام پر ڈاکٹر صاحب کا مواخذہ کرتے ہوئے ایڈیٹر ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور جناب شورش کاشمیری مرحوم نے لکھا:

”جواب اس کا مدلل بھی ہے اور مسکت بھی، مگر ہم اس ساز کے تاروں کو چھیڑنا نہیں چاہتے کیونکہ۔“

اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں ہمیں زیادہ تعجب خود ڈاکٹر صاحب پر ہے کہ ان کے قلم سے اس قسم کی باتیں اس مرحلہ پر نکل رہی ہیں کہ جواب آں غزل میں خواہ مخواہ سنگینی پیدا ہو جاتی ہے۔“

ڈاکٹر صاحب خود ہی مقدمہ قائم کرتے اور خود ہی شاہد بن جاتے اور پھر خود ہی منصف کہلاتا چاہتے ہیں۔ یہ اصول وقائع نگاری کے خلاف ہے۔ انہیں اپنے دعاوی کے لیے سند شہادت لانا چاہیے۔ صرف ان کا بیان ہی ثقاہت کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ غالباً یہ بات ڈاکٹر صاحب کے نوٹس میں نہیں آئی کہ لوگ ان کی روایتوں کو وادی کے ترازو میں تولتے اور جائز طور پر سرگوشی کرتے ہیں کہ:

”وہ انہی لوگوں کے بارے میں حکایتیں بیان کرنے کی زحمت فرماتے ہیں جو اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں اور ان لوگوں کے بارے میں قلم نہیں اٹھاتے جو زندہ ہیں۔“ بنالوی صاحب کا کوئی راوی یا روایتوں کا کوئی گواہ زندہ بھی ہے؟ انہوں نے اپنے قلم کو سرکوبی کے لیے مرحومین کی قبروں کو منتخب کیا ہے تو کیوں؟ کیا اس لیے کہ ان کی مدافعت کا ماحول نہیں رہا اور کر گسوں کو عقابوں کا نام دینا شیوہ بن چکا ہے؟“

معلوم ہوتا ہے ڈاکٹر صاحب کی نظر سے ”تاریخ احرار“ مصنفہ چودھری افضل حق نہیں گزری؟ یہ واقعہ اس میں من و عن درج ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ”تاریخ احرار“ ص ۱۸۳ء مطبوعہ زمزم بک ایجنسی بیرون موری دروازہ لاہور، پبلیکیشن۔

”جو ہی ہم نے لیگ میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا۔ امراء کے ایوانوں میں زلزلہ آیا۔ امراء نے سوچا کہ مفلسی ہمارے گھر میں کیسے گھسن آئی؟ کوئی تدبیر لڑاؤ کہ احرار، مکھن سے بال کی طرح نکال دیے جائیں۔ سرمایہ دار بے حد ہوشیار تھا۔ احرار کا اخلاص تدبیر سے لاپرواہ رہا۔ مگر تدبیر کیا کرتے؟ جہاں سرمایہ کا سوال ہو وہاں اخلاص کو ہاتھ ڈال دینے ہوتے ہیں۔ پہلے لیگ کا ٹکٹ حاصل کرنے کے لیے پچاس روپے کی رقم مقرر تھی۔ اب

احرار کو لیگ کے ٹکٹ کا خریدار دیکھ کر ارباب لیگ نے رقم ۷۵۰ روپے کر دی تاکہ احرار کا کوئی امیدوار اتنی رقم دے کر ٹکٹ حاصل نہ کر سکے۔ ہم نے ہزار چاہا کہ یہ رقم ڈھائی سو ہی ہو جائے تو مشکل آسان ہو مگر اس میں کامیابی بہت دور دکھائی دی۔ ناچار احرار نے اپنے ٹکٹ پر الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا۔ جب امراء لیگ نے سمجھا کہ اب خطرہ ٹل گیا ہے تو پھر وہی پچاس روپے شرح ٹکٹ ٹھہری۔ غریبوں کا امیروں کے نظام میں گھس آنا آسان نہیں۔ جو اسے کھیل سمجھتے ہیں۔ تجربہ کی تلخی سے بالا خرمنہ بسورتے ہیں۔ جمہوری ادارے جن پر سرمایہ دار قابض ہوں۔ ان میں داخل ہونا بڑا کٹھن کام ہے۔ پھر اس پر قابض ہو کر عوام کے لیے مفید مطلب کا کام چلانا کھیل نہیں۔“

”تاریخ احرار“ کو شائع ہوئے آج پچیس سال ہو چکے ہیں۔ اس اثناء میں کسی شخص نے اس تحریر کی تردید نہیں کی۔ پیر تاج الدین، ماسٹر غلام رسول اور ملک برکت علی سب زندہ تھے۔ اس زمانہ میں سیاسی آب و ہوا کا مزاج نسبتاً جوش و غضب پر تھا۔ لیکن آج اس طویل عرصہ کے بعد ڈاکٹر صاحب کے غیب پر ان حقائق کا انکشاف ہو رہا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ سیاسیات میں احرار کو شکست ہو گئی۔ یہ بھی صحیح ہے کہ احرار کے وجود پر ان لوگوں نے بھی گرد و غبار اڑایا۔ جو کیلے کی ایک پھلی، سگریٹ کے ایک کش اور بستر کی ایک شکن پر فروخت ہو جاتے ہیں۔ اس میں بھی کلام نہیں کہ احرار میں بعض دوسرے درجہ کے لوگ، جو بعد میں اول درجہ کے رہنا ہو گئے۔ کسی لحاظ سے بھی قابل ذکر نہیں۔ لیکن چوہدری افضل حق یا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے بارے میں یہ سوچنا بھی عظیم گناہ ہے کہ وہ جلب منفعت یا حصول زر کے آدمی تھے۔ یہ بکنے والے ہوتے تو ان کے خریدنے والے خود بک بک کر انہیں خریدتے۔ کسی آدمی کے متعلق صحیح شہادت اس کے ساتھی دے سکتے ہیں یا وہ جنہیں ان سے بلا واسطہ مطالعہ کا موقع ملا ہو۔ اس شخص کی شہادت کبھی ثقہ نہیں ہو سکتی جو ان کے عیبوں کی تلاش میں دور تک نکل گیا ہو اور جب اس کے سوز و غم کو کچھ ہاتھ نہ آیا تو افسانے تراشنے میں باک محسوس نہ کیا۔ دشمن کی شہادت، دوست کے بارے میں کبھی مستند نہیں ہو سکتی۔-----“

(ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور، شمارہ نمبر ۱۸، جلد نمبر ۲۰، مورخہ یکم مئی ۱۹۶۷ء)  
جعفر قاسمی صاحب نے عاشق حسین بٹالوی کے تذکرے میں قلم سے موتی بکھیرے

ہیں۔ مگر قاسمی صاحب قبلہ کو ہم سے یقیناً اتفاق ہو گا کہ ایسے مصلحت کو ش لوگ، جن کی اپنی کوئی اٹھان نہیں ہوتی۔ وقت و حالات کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ باہر کچھ۔۔۔۔۔ اندر کچھ۔۔۔۔۔ صبح کچھ۔۔۔۔۔ شام کچھ۔

رقیب روسیاء و عاشق برگشتہ خو ناخوش

مزاج حلقہ زہرہ و شاں یوں بھی ہے اور یوں بھی

قاسمی صاحب ایک طرف تو آپ بنا لوی صاحب کو دوستوں کے ساتھ بات بات پر جھنجھلاہٹ اور بدگمانی کا اظہار کرنے والا، مسلمان اکابر کے استہزا سے لطف اندوز ہونے والا ایک جید صحابیؒ کے نام کو ایک دنیا دار عام انسان پر منطبق کرنے والا۔۔۔۔۔ شراب پی کر اسلام کی تبلیغ کرنے والوں پر برسنے والا اور ان کی بے عزتی کرنے والا، رسول اکرم ﷺ کی نبوت کے دشمنوں کا گہرا دوست اور حب اور کلب کا آدمی بتاتے ہیں۔ اور دوسری طرف آپ عاشق حسین کو حضرت علیؑ کے اس ارشاد کا مصداق ٹھہراتے ہیں کہ:

”جب تک علم کو اپنا کل نہ دو گے وہ تمہیں اپنا جزو نہیں دے گا۔“

اور پھر کہتے ہیں:

عاشق صاحب نے علم کو اپنا کل دے دیا اور علم نے ان کو اپنا جزو عطا کر دیا تھا۔

بجز اس کے کیا کہا جاسکتا ہے۔

اک طرف گیسوئے عذرائے سخن کی رونق

اک طرف جبہ و دستار خدا خیر کرے

(ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان، مئی ۱۹۹۰ء)





## مرزا طاہر کی بوکھلاہٹ

قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد قادیانیت کی ریت کی دیوار کو تیزی سے مگر تادیکھ کر بہت پریشانی اور مایوسی سے دوچار ہے۔ اس کا اظہار اس کی ان روتی پھٹتی فریادوں سے ہوتا ہے جو وہ جمعہ کے دن لندن میں اپنی پریشان حال امت کے سامنے خطبہ جمعہ کے نام سے سرانجام دیتا ہے۔ وہ جمعہ کی ان فریادوں میں اپنے مایوس اور بغاوت پر تلے ہوئے مریدوں کو ڈھارس دینے کی ناکام کوشش کرتا ہے۔ یہ فریاد بڑے اہتمام سے ٹیپ کرا کے ان کی کیسٹیں پاکستان میں قادیانیوں کے ہر گھر میں پہنچانے اور سنوانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اسی قسم کا ایک کیسٹ جو مرزا طاہر کی جمعہ ۱۳ فروری کی فریاد پر مشتمل ہے، آج کل قادیانیوں کو سنوائی جا رہی ہے۔ مرزا طاہر نے اس میں اپنے مریدوں کی حالت پر بڑی ناامیدی اور رنج و غم کا اظہار کیا ہے کہ وہ خطوط میں اور ان کے سامنے بھی اس قسم کے جذبات کا اظہار کرتے ہیں کہ ان کو مرزا غلام احمد کی حکومت ملنے اور فتوحات کی بشارات پر کوئی یقین نہیں رہا۔ اور جس کو بھی قادیانیت کی تبلیغ کے لیے کہا جاتا ہے، وہ صاف انکار کر دیتا ہے۔ اس جمعہ کی فریاد میں مرزا طاہر کی آواز بھی بھرائی ہوئی ہے۔ اور جگہ جگہ ہکلاہٹ بھی واضح ہے۔ (یہ کیسٹ قارئین حضرات دفتر ختم نبوت میں تشریف لا کر سماعت فرما سکتے ہیں)

انہوں نے کہا کہ میں نے تلقین کی تھی کہ ہر قادیانی اتنی شدت سے قادیانیت کی تبلیغ میں لگ جائے کہ ہزاروں کولاکھوں میں بدل کر رکھ دے۔ مگر کسی نے اس پر عمل نہیں کیا۔ قادیانیت نہ پھیلنے سے مایوسی اور بے یقینی پھیل رہی ہے۔ انہوں نے مریدوں سے

سخت شکوہ کیا ہے کہ تم لوگوں کو یقین ہی نہیں تو پھر کرنا ہی کیا ہے۔ قادیانی خطوط میں لکھتے ہیں کہ یہ قصے ہیں، کمائیاں ہیں اور کسی کو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بشارتوں پر یقین نہیں رہا۔ انہوں نے اس امر پر بھی بہت رنج کا اظہار کیا کہ میں نے قادیانیت کی تبلیغ کے مطالبے میں بہت نرمی کر کے کہا تھا کہ سال میں صرف ایک قادیانی ہی مزید بنائے مگر اس کے جواب میں بھی لوگ کہتے ہیں اور خطوط بھی آئے ہیں کہ سال میں ایک قادیانی بنانا بھی ناممکن ہے، اور کہتے ہیں کہ یہ کہہ دینا آسان ہے مگر قادیانی بنانا ناممکن ہے۔ مرزا طاہر نے کہا کہ ایک مشہور قادیانی سے انہوں نے کہا کہ وعدہ کرو کہ سال میں ایک قادیانی بناؤ گے۔ تو اس نے جواب دیا کہ جھوٹا وعدہ نہیں کر سکتا۔ اس جواب پر مرزا طاہر بہت چراغ پا ہوئے اور ٹمپر لوز (Temper Loose) کر گئے اور اس پر اپنے مرید پر برس پڑے کہ تم اپنے بچوں سے سیر پر لے جانے کا وعدہ تو کر سکتے ہو، بیوی کو سینا لے جانے اور شاپنگ کرانے کا وعدہ تو کر سکتے ہو مگر قادیانیت کی تبلیغ کے لیے کہہ دیتے ہو کہ جھوٹا وعدہ نہیں کر سکتا۔ تمہارا ایمان کمزور ہو گیا ہے اور مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی باتوں پر عدم یقینی پیدا ہو گئی ہے۔

انہوں نے پھر کر اپنے ہی قادیانی مریدوں کو خوب مغفلت سنا ئیں کہ یہ لوگ بدتر ہو گئے ہیں اور تضحیک کرنے (یعنی تمسخر اور ٹھٹھا) کرنے لگ گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے پریشان اور بغاوت پر آمادہ مریدوں سے اپیل کی کہ اس بے یقینی، تنقید اور خلیفے کی تضحیک کی بیماری کو چلیں۔ انہوں نے بڑے حسرت ناک لہجے میں کہا کہ بڑے بڑے خلص قادیانی بھی بدک رہے ہیں اور بہت سے تو کہتے ہیں کہ تقدیر ہی ہمارے خلاف ہے اس لیے قادیانیت کیسے پنپ سکتی ہے۔

انہوں نے آگے چل کر کہا کہ قادیانی تحریک کا مقصد تو ساری دنیا کو فتح کرنا ہے۔ مگر اپنے پرانے کوئی بھی ان کے اس دعویٰ پر یقین نہیں کرتے اور انہیں پاگل سمجھتے ہیں۔ انہوں نے ایک پریس کانفرنس کا ذکر کیا کہ جب انہوں نے کہا کہ وہ ساری دنیا کو فتح کر کے اس پر قادیانیت کا جھنڈا گاڑ دیں گے تو پریس کے نمائندے انہیں پاگل سمجھ کر زیر لب مسکرانے لگے۔ مرزا طاہر نے شکوہ کیا کہ پہلے تو ان کے مرید ان بشارتوں پر یقین رکھتے تھے مگر اب ان میں بھی اتنی مایوسی، بددلی اور ایمانی کمزوری پیدا ہو گئی ہے کہ وہ بھی مرزا غلام احمد کی بشارتوں اور فتوحات کی باتوں کو ناممکن سمجھنے لگ گئے ہیں۔ قادیانی گروہ کو مایوسی اور

شکست خوردگی کی دلدل ے نکالنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بڑے زور سے اپنی بھرائی ہوئی اور ہکلاہٹ بھری آواز میں فریادی کہ اپنی ڈسٹری سے ناممکن کا لفظ نکال دو۔

انہوں نے دنیا میں قادیانیت کی تبلیغ پر اپنی جماعت کے رد عمل کی مثال اس بادشاہ سے دی جس نے ایک تالاب بنوایا اور رعایا سے اپیل کی کہ ہر فرد ایک ایک لوٹا دودھ کا اس میں ڈال دے۔ بادشاہ کا خیال تھا اس طرح تالاب دودھ سے بھر جائے گا۔ لیکن ہوا یہ کہ ہر شخص نے سوچا کہ اگر میں اپنا دودھ کالوٹا نہ ڈالوں تو کیا فرق پڑے گا۔ چنانچہ اگلے دن جب بادشاہ تالاب دیکھنے گیا تو وہ بالکل خالی تھا۔ کسی نے بھی اس میں اپنے حصہ کا دودھ نہ ڈالا۔ یہ مثال دینے کے بعد طاہر مرزا نے یاس بھرے لہجے میں قادیانی امت سے شکوہ کیا کہ آج کل وہ قادیانیت کے بچاؤ اور ترقی کے لیے جو بھی اپیل اور کوشش کرتے ہیں، اس کا بھی یہی حشر ہوتا ہے یعنی ان کی شاہانہ امیدوں اور فتوحات کی تمناؤں کے تالاب میں سوائے حسرت و یاس اور ناامیدی کے کچھ میسر نہیں ہوتا۔

قادیانیت کے حسرت ناک انجام کے پیش نظر مرزا طاہر نے اپنے اندھے عقیدت مندوں کو تنبیہ کی کہ اپنا ایمان (مرزا قادیانی) پر مضبوط کرو۔ ان کی بشارتوں پر یقین رکھو۔ فتح اور حکومت ملنے پر ایمان رکھو۔ اگر تنقید اور تضحیک کرو گے، اگر ان باتوں پر عدم یقین ہو گا یا ناممکن خیال کرو گے تو فتح اگلی صدیوں پر جا پڑے گی۔ (قادیانی سربراہ پہلے کہا کرتے تھے کہ ایک صدی پوری ہونے تک ان کی حکومت آجائے گی اور فتوحات ہو جائیں گی۔ چنانچہ اس فتح کی خوشی میں نصرت جہاں جوہلی فنڈ ۱۹۸۶ء میں منانے کا بیٹھی اعلان کر کے کروڑوں روپے کا فنڈ بھی اکٹھا کر لیا گیا مگر فتح کی بجائے صدی کے اختتام سے پہلے ہی قادیانیت چاروں شانے چت ہو کر ساری دنیا میں رسوا ہو گئی اور ان کا نام نداد خلیفہ بادشاہت کی حسرت لیے در بدر ہو کر در در کی خاک چھاننے پر مجبور ہو گیا ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر قادیانیوں کے گرو گھنٹال اس ناکامی اور شکست کی ذمہ داری اپنے اندھے عقیدت مند بدقسمت قادیانیوں کی ایمانی کمزوری اور بے یقینی پر ڈال کر اپنی جان چھڑانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مرزا طاہر نے یہ بھی کہا کہ ان کی جماعت کے خلاف نازیوں کی طرح منظم اور شدید پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے جس سے قادیانی گروہ میں شدید مایوسی، بددلی اور بے یقینی پیدا ہو گئی ہے اور ان کے پرانے اور مخلص مرید بھی ان کے احکامات نہیں



مانتے۔ بلکہ تنقید اور تضحیک کرنے لگ گئے ہیں۔

معزز قارئین! مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کی قوت کے بل بوتے پر اور اپنی شاطرانہ چالوں سے ایک صدی قبل ختم نبوت کی فحشیل میں نقب زنی کی تھی۔ اس کا حسرت ناک انجام آپ کے سامنے ہے۔ الحمد للہ کہ اس سلسلہ میں عالمی تحریک ختم نبوت کو اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت سے فتح حاصل ہو رہی ہے۔ لیکن دشمن اب بھی جگہ جگہ منظم ہو کر اپنے بچاؤ کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اس لیے قارئین خود اور اپنے حلقہ اثر میں تمام مسلمانوں کو بھی تحریک ختم نبوت میں داغے درغے منجھنے حصہ لینے کی تلقین کریں۔ اپنے حلقہ اثر میں قادیانی حضرات کو ہفت روزہ ختم نبوت اور دیگر لٹریچر بہم پہنچائیں۔ ضرورت ہو تو دفتر ختم نبوت میں لائیں۔ ہر طرح کوشش کر کے اس گروہ کو دوبارہ امت محمدیہ کے جھنڈے تلے لانے کے لیے عالمی تحریک ختم نبوت کا ساتھ دے کر شافع محشر ﷺ کے حضور سرخرو ہوں۔

(ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی، جلد ۵، شمارہ ۴۶، از قلم: م۔ ب)

## قادیانیوں کا کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ میں مسلمانوں کے خلاف مقدمہ

تحریر: جسٹس حضرت مولانا محمد تقی عثمانی (جج وفاقی شرعی عدالت پاکستان)

رمضان المبارک کے آغاز کی بات ہے کہ جنوبی افریقہ کے شہر جوہانسبرگ سے مجھے اپنے دوست ابو بکر در اچھیا کا ایک تار موصول ہوا۔ اس تار میں کہا گیا تھا کہ کیپ ٹاؤن کی سپریم کورٹ میں قادیانیوں نے مسلمانوں کے خلاف ایک درخواست دائر کر کے عبوری حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے۔ اس مقدمے میں مسلمانوں کی طرف سے جوابی کارروائی میں مدد دینے کے لیے آپ کی فوری حاضری ضروری ہے۔ تار میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ حکم امتناعی کی توثیق کے لیے ۱۶ اگست کی تاریخ مقرر ہوئی ہے۔ چونکہ پاکستان سے فون یا ٹیلیکس کے ذریعہ جنوبی افریقہ سے رابطہ قائم کرنا ممکن نہیں، اس لیے میں نے تار ہی کے ذریعہ جواب دیا اور مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر آنے کا وعدہ کر لیا۔ کچھ عرصے کے بعد ایک اور ٹیلی گرام سے معلوم ہوا کہ اب حکم امتناعی کی توثیق کی تاریخ بڑھ گئی ہے۔ نیز یہ کہ کیپ ٹاؤن اور جوہانسبرگ کے احباب نے فون پر بار بار مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی، لیکن مجھ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ اس دوسرے تار کے جواب میں احقر نے اپنے پاسپورٹ وغیرہ کی تفصیلات جنوبی افریقہ روانہ کر دیں تاکہ وہاں ویزے کے لیے کوشش کی جاسکے۔

حکم امتناعی کی توثیق کے لیے نئی تاریخ ۹ ستمبر مقرر کی گئی تھی۔ اس دوران معلوم ہوا کہ کیپ ٹاؤن کے بعض مسلمانوں نے حکومت پاکستان، رابطہ عالم اسلامی اور بعض

دوسرے حضرات سے بھی اس مقدمے میں مدد کی درخواست کی ہے۔ مسئلے کی اہمیت ہر مسلمان کے لیے مسلم تھی، اس لیے جس شخص سے اس بارے میں مدد کی فرمائش کی گئی، وہ فوراً جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ جنوبی افریقہ سے سفارتی تعلقات نہ ہونے کے سبب ویزا وہیں سے آسکتا تھا اور ۴ ستمبر تک کسی ایک شخص کا بھی ویزا موصول نہیں ہوا تھا۔ تاریخ کے قریب آنے کی وجہ سے اب پاکستان میں مزید انتظار ممکن نہ تھا اس لیے طے یہ ہوا کہ یہاں سے روانہ ہو کر نیروبی پہنچ جائیں اور وہاں سے فون پر رابطہ قائم کر کے ویزا حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ ۸ افراد کا ایک قافلہ سفر کے لیے تیار ہو گیا۔ ان میں سے احقر نجی دعوت کی بنیاد پر جا رہا تھا۔ ادھر مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا مفتی زین العابدین، حاجی غیاث محمد صاحب سابق انارنی جنرل پاکستان اور ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ بھی جانے کے لیے تیار تھے۔ جبکہ رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے مولانا ظفر احمد انصاری اور (ریٹائرڈ) جنس محمد افضل چیمہ صاحب کو نامزد کیا گیا۔ مولانا ظفر احمد صاحب انصاری نے سفر میں اپنی مدد کے لیے جناب عبدالجید صاحب کو بھی ساتھ لے لیا تھا۔

اس طرح ۵ ستمبر کی شام کو سات بجے نو افراد کا یہ قافلہ پی آئی اے کے طیارے سے نیروبی روانہ ہوا اور راستے میں دوپٹی رکنا ہوا مقامی وقت کے مطابق رات کے ایک بجے نیروبی پہنچا۔ یہاں کینیا میں پاکستانی سفیر بریگیڈیئر اشرف صاحب اپنے عملے کے ساتھ استقبال کے لیے موجود تھے۔ رات کو ہوٹل ملٹن میں قیام ہوا اور اگلا سارا دن جنوبی افریقہ سے فون پر رابطہ قائم کر کے ویزا کے حصول کی کوشش میں صرف ہوا۔ بالآخر شام چار بجے جوہانسبرگ سے ابو بکر در اچھیا صاحب نے فون پر اطلاع دی کہ ویزا کا انتظام ہو گیا ہے اور انشاء اللہ تمام حضرات کو جوہانسبرگ کے ایئرپورٹ پر ویزا مل جائے گا۔

چنانچہ منگل ۷ ستمبر کی صبح کو نو بجے کے ایل ایم کے طیارے کے ذریعہ ہم نیروبی سے روانہ ہوئے اور تقریباً چار گھنٹے کی پرواز کے بعد مقامی وقت کے مطابق ساڑھے بارہ بجے دوپہر جوہانسبرگ کے جان اسٹمس ایئرپورٹ پر اترے۔ یہاں احباب کا ایک بڑا مجمع استقبال کے لیے موجود تھا۔ طے یہ ہوا کہ آج کا دن جوہانسبرگ ہی میں ٹھہر کر مقدمے کی تفصیلات معلوم کی جائیں۔ وائر فال کے مدرسے کے مہتمم مولانا ابراہیم میاں صاحب نے سب



حضرات کے قیام کا انتظام اپنے مدرسہ میں کیا۔ انتہائی مستعدی کے ساتھ مقدمے کے کاغذات کی کاپیاں ہم سب کو فراہم کیں اور عصر کے بعد کچھ مقامی وکلاء کو جمع کر لیا تاکہ وہ اس ملک کے عدالتی طریق کار کے بارے میں ہمیں ضروری معلومات فراہم کر سکیں۔

جنوبی افریقہ کا عدالتی طریق کار ہمارے ملک کے طریق کار سے قدرے مختلف ہے۔ یہاں مدعی مدعا علیہ پر اصل مقدمہ دائر کرنے سے پہلے ہی اپنی شکایت کو مختصراً بصورت درخواست عدالت کے سامنے پیش کر کے کوئی عبوری حکم حاصل کر سکتا ہے۔ اس غرض کے لیے اسے ایک بیان حلفی داخل کرنا پڑتا ہے جس میں وہ مختصراً اپنی شکایت بیان کر کے..... اپنے اس ارادے کا اظہار کرتا ہے کہ میں اس شکایت کی بنیاد پر مدعا علیہ کے خلاف مقدمہ دائر کرنے والا ہوں۔ چونکہ مقدمے کی کارروائی میں دیر لگنے کا امکان ہے اس لیے مجھے اس مدت کے لیے عبوری حکم مطلوب ہے۔ اگر عدالت سمجھے کہ بادی النظر میں مقدمے کی کوئی بنیاد ہے تو وہ فریق ثانی کا موقف سنے بغیر یک طرفہ طور پر بھی عبوری حکم امتناعی جاری کر سکتی ہے لیکن اس کے بعد فریق ثانی سے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنا موقف ظاہر کرنے کے لیے بیان حلفی داخل کرے۔ پھر ایک متعین تاریخ پر دونوں فریقوں کے دلائل سن کر یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اس یک طرفہ حکم امتناعی کو ختم کیا جائے یا اس کی توثیق کی جائے۔ حکم امتناعی کی توثیق یا عدم توثیق کا فیصلہ ہونے کے بعد مدعی کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ ایک معین مدت تک اپنا اصل کیس دائر کرے، جسے یہاں کی اصطلاح میں Action Main کہتے ہیں۔ اس ایکشن کی صورت میں فریقین کے گواہان کی پیشی اور مقدمے کی تفصیلی کارروائی کے بعد مقدمے کا فیصلہ ہوتا ہے جس میں بعض اوقات کئی کئی سال لگ جاتے ہیں۔

کیپ ٹاؤن میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً چھبیس ہزار ہے اور مرزا یوں کی تعداد دو سو سے بھی کم۔ یہاں مرزا یوں نے ”احمدیہ انجمن لاہور“ کی ایک شاخ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نام سے قائم کی ہے۔ اواخر شعبان میں اس انجمن نے کیپ ٹاؤن کے پانچ دینی رہنماؤں کے خلاف درخواست دی کہ وہ ہمارے ارکان کو غیر مسلم قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ وہ ہم کو نہ تو مسجدوں میں عبادت کرنے دیتے ہیں، نہ مسلمانوں کے قبرستان

میں دفن ہونے کی اجازت دیتے ہیں۔ اور ہم چونکہ اس سلسلے میں مدعا علیہم کے خلاف مفصل مقدمہ دائر کرنے والے ہیں، جس کا فیصلہ ہونے میں کافی دیر لگ سکتی ہے۔ اس لیے مدعا علیہم کے خلاف اصل مقدمے کے فیصلے تک عبوری حکم امتناعی جاری کیا جائے۔ اس وقت کے جج نے اپنے قواعد کے مطابق ان کو یک طرفہ طور پر حکم امتناعی دے دیا۔ شروع میں اس حکم امتناعی کی توثیق کے لیے ۶ اگست کی تاریخ مقرر ہوئی۔ بعد میں اسے بڑھا کر ۹ ستمبر کر دیا گیا۔

اس دوران پانچوں مدعا علیہم کی طرف سے مفصل حلفی بیانات تیار کیے گئے اور ماہرین کے طور پر وائٹفال کے حضرت مولانا مفتی ابراہیم سبجاولی اور ڈربن کے ڈاکٹر حبیب الحق ندوی نے بھی حلفی بیانات داخل کیے۔

ان حلفی بیانات میں مرزائیت کی تاریخ، مرزا غلام احمد قادیانی کی حقیقت، اس کے درجہ بدرجہ دعویٰ اور عقیدہ ختم نبوت کی تشریح کی گئی تھی۔ نیز یہ واضح کیا گیا تھا کہ مرزائیوں نے خواہ وہ قادیانی گروپ سے تعلق رکھتے ہوں یا لاہوری گروپ سے، کس طرح عقیدہ ختم نبوت کی کھلم کھلا مخالفت کر کے اپنے آپ کو ملت اسلامیہ سے الگ کر لیا ہے اور دنیائے اسلام نے کس طرح یک زباں ہو کر انہیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

جنوبی افریقہ میں رہتے ہوئے مرزائیت کے بارے میں جو بنیادی معلومات جمع کی جا سکتی تھیں، ان بیانات حلفی میں وہ بڑی حد تک بیان کر دی گئی تھیں۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے موقع پر مسلمانوں کی طرف سے جو بیان حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان و مجلس عمل کے ارشاد پر احقر اور مولانا سمیع الحق صاحب نے بہ تعاون مجلس تحفظ ختم نبوت مرتب کیا تھا اور جو ملت اسلامیہ کا موقف کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ (جسے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے شائع کیا ہے)

اس کا انگریزی ترجمہ احقر کے بڑے بھائی جناب محمد ولی رازی صاحب نے کیا ہے اور وہ مکتبہ دارالعلوم سے --- Quadianism On Trial کے نام سے شائع ہوا ہے۔ دو سال پہلے دورہ افریقہ کے دوران یہ کتاب میں اپنے بعض احباب کو دے کر آیا تھا۔ ان بیانات حلفی کی ترتیب میں اس کتاب سے بھی کافی مدد ملی۔

البتہ مقدمے کی تفصیلات اور یہاں کے عدالتی طریق کار کے پیش نظریہ بات واضح تھی کہ فی الوقت سب سے اہم مسئلہ اس حکم امتناعی کا انخلا ہے جو تین ماہ پیشتر عدالت نے جاری کیا تھا اور جس کی رو سے مسلمانوں پر یہ پابندی عائد ہو گئی تھی کہ وہ مقدمے کے دوران مرزائیوں کو مسجدوں میں نماز پڑھنے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے سے نہیں روک سکتے۔ اس حکم امتناعی کے خلاف جو قانونی نکات اٹھانے ضروری تھے، ان کا ان بیانات حلفی میں ذکر نہیں کیا تھا۔

چنانچہ باہمی مشورے سے جو نکات ذہن میں آئے، وفد کے معزز رکن جناب حاجی غیاث محمد صاحب سابق اٹارنی جنرل پاکستان نے ان کو قلمبند کر کے ٹائپ کرایا۔ صبح آٹھ بجے ہم لوگ جوہانسبرگ سے بذریعہ طیارہ کیپ ٹاؤن کے لیے روانہ ہوئے اور تقریباً دس بجے کیپ ٹاؤن پہنچ گئے۔

ایئرپورٹ پر کیپ ٹاؤن کے علماء و مشائخ، مسلمان جماعتوں کے ذمہ دار حضرات اور عام مسلمانوں کی بڑی تعداد استقبال کے لیے موجود تھی۔

یہاں پہنچ کر مسلمانوں کے وکیل مسٹر اسماعیل محمد ایڈووکیٹ سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ جوہانسبرگ سے یہاں تک ہر شخص ان کی قانونی قابلیت، وکالت میں مہارت اور ذہانت و ذکاوت کے بارے میں رطب اللسان تھا۔ ملاقات کے دوران ہم نے واقعتاً انہیں ایسا ہی پایا۔ اور یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ اس مقدمے سے ان کی دلچسپی صرف پیشہ ورانہ فرائض کی حد تک محدود نہیں، بلکہ وہ ذاتی جذبے اور اپنے ضمیر کی آواز کے تحت اس مقدمے کی پیروی کر رہے ہیں۔

وفد کی طرف سے جو نکات مرتب کیے گئے تھے، جسٹس محمد افضل چیمہ صاحب اور حاجی غیاث محمد صاحب نے اسماعیل محمد صاحب سے ان کی وضاحت بیان کی۔ ان تمام نکات کو انہوں نے دلچسپی اور جذبہ تشکر کے ساتھ سنا اور اپنی بحث میں ان سے نہ صرف پورا فائدہ اٹھایا بلکہ اپنے زور بیان اور موثر انداز مخاطب سے انہیں چار چاند لگا دیے۔

۹ ستمبر کی صبح ساڑھے نو بجے کے قریب مقدمے کی کارروائی شروع ہونا تھی لیکن نو بجے سے ہی کمرہ عدالت کچا کچھ بھر چکا تھا۔ یہاں تک کہ سامعین کی کثرت کی بناء پر کمرہ عدالت تبدیل کرنا پڑا اور ایک بڑے کمرے میں مقدمہ منتقل کیا گیا۔ جگہ بھی کشادہ تھی اور



اوپر سامعین کے لیے ایک وسیع گیلری بھی موجود تھی لیکن مقدمہ کا آغاز ہوتے ہوتے یہ کمرۂ عدالت اور گیلری بھی دونوں پوری طرح بھر گئے اور کہیں کھڑے ہونے کی بھی جگہ نہ رہی۔ اس مقدمے سے مسلمانوں کی دلچسپی کا عالم یہ تھا کہ دو دن تک صبح دس بجے سے شام ساڑھے چار بجے تک کارروائی جاری رہی۔ اور بیسیوں افراد بیٹھنے کی جگہ نہ ہونے کے باوجود پورے عرصے کھڑے رہ کر کارروائی سنتے رہے۔ حد یہ ہے کہ گیلری میں مسلمان خواتین بچوں کو گود میں لیے انتہائی صبر و استقلال کے ساتھ بیٹھی رہیں۔

جج ایک عیسائی عورت تھی۔ مرزائیوں کی طرف سے دو یودی وکیل پیروی کر رہے تھے اور نوجوان مرزائی وکیل ان کی مدد کر رہا تھا۔ مسلمانوں کی طرف سے اصل وکیل اسماعیل محمد ایڈووکیٹ تھے۔ پہلے دن مرزائیوں کے یودی وکیل مسٹر یگ کو حکم امتناعی کی توثیق کے لیے دلائل پیش کرنے تھے۔ لیکن اپنے دلائل پیش کرنے سے پہلے اس نے کھڑے ہو کر یہ درخواست پیش کی کہ اس مقدمہ میں درخواست انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ اب ایک شخص مسٹر یگ کو اس درخواست کے شریک کی حیثیت میں مقدمے کا فریق بنایا جائے۔

اس درخواست کا منشاء دراصل اپنے مقدمے کی ایک قانونی کمزوری کو دور کرنا تھا۔ بات دراصل یہ تھی کہ اصل درخواست چونکہ ایک انجمن کی طرف سے پیش ہوئی تھی جو صرف ایک شخص قانون (Legal Person) کی حیثیت رکھتی تھی اور انسان نہیں تھی، اس لیے وہ نہ بحیثیت انجمن ہنگ عزت کی دعوے دار بن سکتی تھی اور نہ قبرستان میں دفن ہونے اور مسجد میں داخلے کا مطالبہ کر سکتی تھی۔ چنانچہ مسلمانوں کی طرف سے اس درخواست کے خلاف ایک قانونی نکتہ یہ بھی پیش ہونے والا تھا۔

اس ممکنہ قانونی اعتراض کو دور کرنے کے لیے مرزائیوں کی طرف سے یہ درخواست پیش کی گئی تھی تاکہ مسٹر یگ ایک حقیقی شخص کی حیثیت میں مذکورہ درخواست کا حق دار قرار پاسکے۔ اور اگر انجمن کی درخواست مسترد ہو تو کم از کم مسٹر یگ کی درخواست باقی رہ جائے۔

جج نے اس موقع پر مسلمانوں کے وکیل سے پوچھا کہ اس درخواست کے بارے میں آپ کا موقف کیا ہے؟ مسلمانوں کے وکیل نے کہا کہ مقدمے کے اس مرحلے پر درخواست

ہمارے نزدیک سخت قابل اعتراض ہے اس لیے کہ اب تک کی ساری کارروائی انجمن کی درخواست کی بنیاد پر ہوئی ہے اور اس کی جواب دہی کے لیے تیاری کی گئی ہے۔ لہذا اس نئے شخص کو اس مرحلے پر فریق بنانا ہمارے لیے انصاف کے خلاف ہوگا۔ حج نے اس مرحلے پر درخواست کو مسترد کر کے مرزائیوں کے وکیل مسٹر یگ کو دلائل پیش کرنے کے لیے کہا۔

جمعرات ۹ ستمبر کا سارا دن مرزائیوں کے وکیل مسٹر یگ ہی کی بحث میں گزر گیا۔ وہ بار بار ایک ہی بات دہراتا کہ مرزائی چونکہ مسلمان ہیں اور توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اس لیے کسی شخص کو حق نہیں پہنچتا کہ ان کو کافر قرار دے یا ان کو مسجدوں میں داخل ہونے یا قبرستان میں دفن ہونے سے روک سکے۔ حج نے اسے بار بار ٹوکا کہ اس وقت میرے لیے یہ فیصلہ کرنا ناممکن ہے اور نہ یہ میرے فرائض منصبی میں داخل ہے کہ مرزائی مسلمان ہیں یا غیر مسلم؟ اس وقت تو اصل سوال یہ ہے کہ آپ حکم امتناعی کے حق دار ہیں یا نہیں؟ جب خود آپ کے اعتراف کے مطابق سالہا سال سے مسلمان آپ کو غیر مسلم سمجھتے آ رہے ہیں اور خود آپ کے اعتراف کے مطابق سالہا سال سے آپ کا کوئی فرد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہوا تو آج وہ کون سی ہنگامی ضرورت پیش آگئی ہے جس کی بناء پر اچانک آپ نے حکم امتناعی حاصل کرنے کی درخواست دے دی ہے۔

مسٹر یگ اپنی طویل تقریر کے باوجود اس سوال کا کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔ البتہ ایک مرحلے پر اس نے کہا کہ حکم امتناعی کے لیے ہماری ہنگامی ضرورت یہ ہے کہ اگر کیپ ٹاؤن کے علماء و مشائخ کو ہمیں کافر کہنے سے نہ روکا گیا تو ہمارے گھر برباد ہو جائیں گے اور احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان تمام نکاح کے رشتے ٹوٹ جائیں گے۔

اس پر حج نے کہا ”لیکن ریکارڈ پر ایسا کوئی واقعہ موجود نہیں ہے جس سے کسی احمدی کا غیر احمدی سے نکاح کرنا ثابت ہو۔“

یگ نے جواب میں کہا ”جناب اس بات کے ریکارڈ پر ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ کو اس بات کا جوڈیشل نوٹس لینا چاہیے کہ مسلمان مسلمان سے نکاح کرتا ہے اور احمدی چونکہ مسلمان ہیں اس لیے ان کے آپس میں ضرور نکاح ہوئے ہوں گے“ اس پر حج نے برجستہ کہا آپ چاہتے ہیں کہ اس طرح میں آپ کے مسلمان ہونے کا پہلے ہی فیصلہ کر

دوں؟ اور پھر مسلمانوں کے ساتھ آپ کے نکاح کا جوڈیشل نوٹس لوں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میرا جوڈیشل نوٹس تو یہ ہے کہ مسلمان مسلمان سے نکاح کرتا ہے اور احمدی احمدی سے نکاح کرتا ہے۔

غرض اس طرح کی دلچسپ نوک جھونک دن بھر جاری رہی اور شام کو پونے چار بجے کے قریب جب عدالت کا وقت ختم ہونے میں صرف پندرہ منٹ باقی تھے۔ جج نے مسلمانوں کے وکیل اسماعیل محمد صاحب کو دلائل پیش کرنے کی دعوت دی۔ وقت چونکہ مختصر تھا اس لیے انہوں نے تفصیلی دلائل شروع کرنے سے پہلے باقی ماندہ پندرہ منٹ میں اپنے نکات کا نمبر وار خلاصہ بڑے موثر انداز میں بیان کر دیا۔ اور ساتھ ہی اپنے دلائل ایک مفصل تحریر کی شکل میں جج کے حوالے کر دیے اور کہا کہ ان نکات پر مفصل بحث میں کل کروں گا۔ اس پر اس دن عدالت کا اجلاس برخاست ہو گیا۔

اگلے دن اسماعیل محمد صاحب کو اپنے دلائل کا آغاز کرنا تھا لیکن اس سے پہلے مسٹر ینگ نے کھڑے ہو کر دوبارہ اپنی وہی درخواست نظر ثانی کے لیے پیش کی کہ اس مقدمے میں مسٹر ینگ کو فریق بنایا جائے اور یہ درخواست انجمن اشاعت اسلام کے علاوہ مسٹر ینگ کی طرف سے بھی سمجھی جائے۔

جج نے اس درخواست پر غور کو ملتوی کر کے اسماعیل محمد صاحب کو کہا کہ وہ اپنے دلائل شروع کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی تقریر شروع کی اور تمام متعلقہ نکات کو بڑی خوبصورتی، حسن ترتیب اور زور بیان کے ساتھ اپنی تقریر میں سمودیا۔

یہاں اسماعیل محمد صاحب کی پوری تقریر اور اس کے تمام دلائل و نکات کو نقل کرنا ممکن نہیں۔ البتہ اس کے تین اہم نکات کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔

ان کا پہلا نکتہ یہ تھا کہ متعدد قانونی نظائر کی روشنی میں درخواست گزار کو حکم امتناعی کا استحقاق صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے جب بادی النظری طور پر مقدمہ اس کے حق میں ہو اور اس کا کیس سنگین شکوک و اعتراضات سے خالی ہو۔ اس کے برعکس یہاں درخواست گزار کا کیس بادی النظری میں ہی غلط اور سنگین اعتراف سے لبریز ہے۔ بیانات حلفی سے ظاہر ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے مبلغین کو دائرہ اسلام سے خارج اور کافر قرار دیتے ہیں۔ اسی بنیاد پر پاکستان میں جہاں مرزائیت کا ہیڈ



کو آرٹر قائم ہے، قومی اسمبلی اور سینٹ نے ان لوگوں کو صفائی کا پورا موقع دینے اور ضروری تحقیق کے بعد متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم قرار دیا اور اس کے مطابق دستور پاکستان میں ترمیم کی۔ اسی بنیاد پر دنیا بھر کے مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم رابطہ عالم اسلامی نے پورے عالم اسلام کی ۱۴۰ سے زائد سربر آوردہ تنظیموں کے ایک مشترکہ اجلاس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین کو بیک آواز غیر مسلم قرار دیا اور جنوبی افریقہ کے تمام مسلمان انہیں ہمیشہ غیر مسلم قرار دیتے اور ان کے ساتھ غیر مسلموں کا معاملہ کرتے آئے ہیں جس کا اعتراف خود درخواست گزار کے بیان حلفی میں موجود ہے۔

مسلمانوں کے بیانات حلفی میں مرزا صاحب کی کتابوں کے مفصل اقتباسات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ انہوں نے نہ صرف اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا بلکہ اپنے آپ کو حضرت مسیح علیہ السلام سے تمام شان میں بڑھ کر بتایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی اور اپنے آپ کو (معاذ اللہ) نبی کریم ﷺ کا بروز ثانی اور آپ کا ہسر و مظہر اتم بتایا اور پھر انہی بیانات حلفی میں قرآن و حدیث اور ماہرین اسلامی علوم کے واضح حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں کسی بھی قسم کی نبوت کا دعویٰ اب کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔

اس کے برعکس مرزائیوں کے بیان حلفی میں نہ ان کے مسلمان ہونے کی کوئی دلیل بیان کی گئی ہے، نہ اسلامیات کے کسی ماہر کا کوئی بیان ان کی حمایت میں پیش کیا گیا ہے۔ اس لیے بادی النظری طور پر مقدمہ ہر گز ان کے حق میں نہیں ہو سکتا۔

اس کے علاوہ درخواست گزار نے اپنے بیان میں اعتراف کیا ہے کہ وہ ”احمدیہ انجمن لاہور“ کی ایک شاخ ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ”احمدیہ انجمن لاہور“ کے ارکان کو پاکستان کے دستور نے غیر مسلم قرار دے دیا ہے۔ لہذا اس کے ارکان مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کا حق نہیں رکھتے اور لاہور کی انجمن نے اپنی اس پوزیشن کو کبھی وہاں کی کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا۔ اب اسی انجمن کی ایک ذیلی شاخ اپنی اصل انجمن کے بالکل برخلاف پوزیشن کا کیونکر دعویٰ کر سکتی ہے؟ اس لحاظ سے بھی بادی النظری طور پر مقدمہ اس کے حق میں نہیں بلکہ اس کے خلاف ہے۔

دوسرا نکتہ یہ تھا کہ حکم امتناعی کا فیصلہ کرنے کے لیے عدالت کو یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ

توازن سہولت (Balance Of Convenience) کس فریق کے حق میں ہے؟  
 یعنی حکم امتناعی جاری کرنے سے مدعا علیہ کے جیتنے کی صورت میں مدعی کا؟ یہاں صورت  
 حال یہ ہے کہ کیپ ٹاؤن میں مسلمانوں کی تعداد چھپیس ہزار ہے جبکہ مرزائیوں کی تعداد  
 ڈیڑھ دو سو سے زائد نہیں۔ اب اگر ان چھپیس ہزار مسلمانوں کو حکم امتناعی کی ذریعے اس  
 بات کا پابند کیا جائے کہ وہ مرزائیوں کو غیر مسلم سمجھنے کے باوجود اپنی مسجدوں میں عبادت اور  
 اپنے قبرستان میں تدفین کی اجازت دیں تو جب تک اصل مقدمے کا تصفیہ نہ ہو، انہیں  
 اپنے عقیدے، اپنے ضمیر اور اپنے دین کے احکام کے برخلاف ایسے کام پر مجبور ہونا پڑے گا  
 جس سے وہ شدید نفرت کرتے ہیں اور اس سے ان کے مذہبی جذبات کو جو زبردست ٹھیس  
 لگے گی، مقدمہ جیت جانے کے بعد اس کی تلافی کا کوئی راستہ نہیں۔ اس کے برعکس اگر حکم  
 امتناعی جاری نہ کیا جائے تو اس سے مرزائیوں کا کوئی ناقابل تلافی نقصان نہیں ہوگا۔  
 مرزائیوں نے خود اعتراف کیا ہے کہ چودہ سال سے ان کا کوئی مردہ مسلمانوں کے قبرستان  
 میں دفن نہیں ہوا۔ اب اگر مقدمے کے فیصلے تک دو تین سال مزید یہی صورت حال برقرار  
 رہے تو اس سے کوئی ناقابل تلافی نقصان لازم نہیں آتا۔ اس لیے ”توازن سہولت“ کا  
 اصول بھی واضح طور پر مسلمانوں کے حق میں اور مرزائیوں کے خلاف ہے۔

تیسرا نکتہ وہی تھا کہ زیر بحث مقدمے میں درخواست کسی انسان نے نہیں بلکہ ایک  
 انجمن نے پیش کی ہے۔ یہ انجمن نہ مسجد میں داخل ہو سکتی ہے، نہ قبرستان میں تدفین کی اہل  
 ہے۔ اس لیے انجمن کی یہ درخواست ہر لحاظ سے ناقابل سماعت ہے۔ اس موقع پر اسماعیل  
 محمد نے ازراہ تفسیر یہ بھی کہا کہ ”اگر یہ انجمن زمین میں دفن ہو سکتی تو ہم بہت خوش ہوتے  
 لیکن کیا کریں کہ قبرستان میں دفن ہونے کے لیے انسان ہونا ضروری ہے“ اور ساتھ ہی  
 انہوں نے یہ بھی کہا کہ مرزائیوں کے وکیل مسٹر بیگ اپنے مقدمے کی کمزوری سے پوری  
 طرح واقف ہیں اور کل اور آج جو انہوں نے مسٹر بیگ کو فریق بنانے کی درخواست دی  
 ہے وہ ان کی طرف سے واضح اور واضح الفاظ میں اپنی شکست کا اعتراف ہے۔ وہ جانتے  
 ہیں کہ انجمن کی طرف سے یہ درخواست قانونی اعتبار سے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اس  
 لیے اپنے مقدمے کو بالکل آخر وقت میں تباہی سے بچانے کے لیے وہ مسٹر بیگ کو فریق بنانا  
 چاہتے ہیں لیکن اگر اس آخری مرحلے پر ان کی اس درخواست کو منظور کیا گیا تو یہ ہمارے

ساتھ شدید نا انصافی ہوگی۔ ہمارے تمام بیانات انجمن کے دعوے کے جواب میں مرتب کیے گئے ہیں۔ اگر ابتداء میں دعویٰ مسٹر پیک کی طرف سے ہوتا تو ہمارے جوابی بیانات طغی میں اس بات کا لحاظ رکھا جاتا۔ اس لیے گیارہ بج کر انٹھ منٹ پر فریق بنانے کی یہ درخواست کسی بھی لحاظ سے منظور ہونے کے لائق نہیں۔

دوپہر کے بارہ بج رہے تھے اور جمعہ کا وقت ہوا چاہتا تھا۔ جج نے اس موقع پر فریق بنانے کی درخواست کو مسترد کر کے عدالت کو دو بج تک کے لیے برخاست کر دیا۔ جمعہ کے بعد دو بجے اجلاس دوبارہ شروع ہوا تو مرزائیوں کے دوسرے وکیل نے اسماعیل محمد کے جواب میں بحث شروع کی اور تقریباً وہی باتیں دہرائیں جو مسٹر پیک کہہ چکے تھے۔ یہاں تک کہ شام چار بجے جب عدالت کا وقت ختم ہونے لگا تو جج نے فیصلے کے دلائل کو موخر کر کے اپنا مختصر حکم سنایا کہ عدالت کی طرف سے جو حکم امتناعی جاری کیا گیا تھا، وہ واپس لیا جاتا ہے اور مقدمہ کا خرچ بھی درخواست گزار (یعنی مرزائی انجمن) کو دینا ہوگا۔ البتہ اخراجات کا تعین بعد میں کیا جائے گا۔

اس فیصلے کے اعلان کے بعد کمرہ عدالت کا منظر قابل دید تھا۔ تمام مسلمان آپس میں گلے مل کر ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے۔ اسماعیل محمد کی درخواست پر کیپ ٹاؤن کے شیخ نظمہ نے دعا کرائی اور اس طرح یہ مرحلہ بحمد اللہ بخیر و خوبی انجام کو پہنچا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ اس فیصلے کے بعد اکیس دن تک مرزائی صاحبان کو یہ حق ہے کہ وہ اپنا اصل مقدمہ دائر کریں۔ اس مدت کے دوران اگر انہوں نے مقدمہ دائر نہ کیا تو بات بالکل ختم ہو گئی لیکن اگر انہوں نے اس مدت میں اصل مقدمہ دائر کر دیا تو بظاہر یہ کیس طول کھینچے گا۔ اس میں ماہرین کی گواہیوں کی بھی ضرورت پڑے گی اور اس کے فیصلے میں دو تین سال بھی لگ سکتے ہیں لیکن حکم امتناعی کے مسترد ہو جانے کے بعد مقدمے کا طول کھینچنا مسلمانوں کے لیے انشاء اللہ مضر نہیں ہوگا۔

(ہفت روزہ ”لولاک“ فیصل آباد، جلد ۱۹، شمارہ ۲۶، نومبر ۱۹۸۲ء)



## پاکستان کے راز اسرائیل کیسے پہنچے؟

واشنگٹن پوسٹ کی ایک اشاعت میں انکشاف کیا گیا ہے کہ امریکی بحریہ میں اعلیٰ عہدہ پر فائز جو ناٹھن جے پولارڈ کو ۸۵ء میں اسرائیل کے لیے جاسوسی کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ واشنگٹن پوسٹ نے پولارڈ کے مقدمے سے اچھی طرح واقف ایک ذریعے کے حوالے سے بتایا ہے کہ پولارڈ نے اسرائیل کو پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی تمام تفصیلات سے آگاہ کیا ہے اور اسلام آباد کے قریب واقع ایٹمی تنصیبات کی مصنوعی سیاروں کے ذریعے لی گئی تصاویر بھی فراہم کی ہیں۔ اطلاعات کے مطابق پولارڈ نے اسرائیل کو جو معلومات فراہم کی ہیں، ان میں پاکستان کے ایٹمی پروگرام اور پاکستان کو ملنے والی امریکی امداد کی تفصیلات کے علاوہ تیونس میں پی ایل او کے صدر دفتر میں موجود تمام انتظامات شامل ہیں اور ان ہی معلومات کی بنیاد پر اسرائیل نے یکم اکتوبر ۱۹۸۵ء میں تیونس میں پی ایل او کے صدر دفتر کو با آسانی نشانہ بنایا تھا۔ (بحوالہ ”آغاز“ کراچی ۲۶ فروری ۱۹۸۷ء)

یہود مردود کے عالم اسلام خصوصاً پاکستان کے متعلق جو عزائم ہیں، وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ جب اسرائیل نے برادر اسلامی ملک عراق کی ایٹمی تنصیبات پر اچانک حملہ کر کے تباہ کیا تو اس وقت کے اخبارات میں اسرائیل کی یہ دھمکی شائع ہوئی تھی کہ وہ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات بھی تباہ کر دے گا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کے عوام ہر آڑے وقت میں عربوں کے ساتھ رہے ہیں۔ انہوں نے جس قسم کی بھی امداد طلب کی، پاکستان نے کوئی پس و پیش نہیں کی۔ اس لیے پاکستان یہود مردود کی آنکھوں میں خار بن کر

کھٹکتا رہتا ہے۔

یہ ہمارے ملک کی بد قسمتی یا حکمرانوں کی بے حسی ہے کہ جب کوئی ملک دھمکیاں دیتا ہے یا ہمارے وطن عزیز کے بارے میں غلط خیالات کا اظہار کرتا ہے تو واویلا شروع کر دیتے ہیں کہ دیکھو جی فلاں یہ کہہ رہا ہے لیکن ہماری آستینوں میں جو زہریلے سانپ چھپے ہوئے ہیں، ان سے ہم قطعی طور پر غافل ہیں۔ اسی غفلت کا نتیجہ ہے کہ ہمارے ایٹمی پروگرام سے متعلق اہم راز دشمن کے پاس پہنچ چکے ہیں۔

آج سے چند ماہ پہلے قادیانی جماعت کے آنجمنی پیشوا مرزا ناصر نے کہا تھا کہ میرے اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے کئی شاگرد کمبوہ کے ایٹمی پلانٹ میں کام کر رہے ہیں۔ وزارت دفاع اور فوج میں بھی اہم پوسٹوں پر بہت سے قادیانی براہمن ہیں۔ بحریہ کے سربراہ کے متعلق بھی کہا جا رہا ہے کہ وہ قادیانی ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو پاکستان کا کوئی راز، رازہ ہی نہیں سکتا۔ ادھر کوئی منصوبہ بنا، ادھر اسرائیل پہنچ گیا۔ کیونکہ ربوہ اور قل ایب میں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔ وہاں کے ہزاروں قادیانی اسرائیل میں نہ صرف موجود ہیں بلکہ فوج میں بھرتی ہو کر یہودیوں کا حق نمک ادا کر رہے ہیں۔ اس تعلق کے علاوہ قادیانیوں کے پیشوا مرزا قادیانی کے مطابق اسرائیل اور مرزائیوں میں خونی رشتہ قائم ہے۔ وہ خود مغل برلاس تھا۔ لیکن اس نے یہودیوں سے محبت و مودت کا رشتہ استوار کرنے کے لیے کہا کہ وہ نصف فاطمی اور نصف اسرائیلی ہے۔ (یعنی آدھا مسلمان اور آدھا یہودی)۔ حالانکہ وہ پورا یہودی تھا، اس لیے کہ ان کا آلہ کار تھا) اسی خونی رشتہ کی وجہ سے قادیانی یہودیوں کی ملازمت اور ان کی خدمت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس سے بڑی خدمت اور کیا ہو سکتی ہے کہ پاکستان کے راز اسرائیل کے پاس پہنچا دیے گئے ہیں۔

کوئی جاسوس خواہ کتنا ہی تعلیم یافتہ اور اپنے فن میں ماہر کیوں نہ ہو، وہ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسے ایسے افراد میسر نہ آجائیں جو اس ملک کے مخالف اور دشمن ہوں۔ مذکورہ بالا اسرائیلی جاسوس جس نے پاکستان کی ایٹمی تنصیبات سے متعلق تمام معلومات اسرائیل کو فراہم کی ہیں۔ انہیں فراہم کرنے میں ان قادیانی ملازمین کا ہاتھ نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جو بقول آنجمنی مرزا ناصر کے کمبوہ کے ایٹمی پلانٹ اور دوسرے حساس ترین عہدوں پر فائز ہیں اور حکمران ان کو ہر طرف کرنے کے بجائے پال رہے ہیں۔

وہ ہمارا کھاتے ہیں اور ہمارے ہی ملک کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں۔

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ نے مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کی حقیقت کو صرف ایک جملہ میں بیان کر دیا کہ ”قادیانیت یہودیت کا چہرہ ہے“ اسی لیے ڈاکٹر صاحب نے فتنہ قادیانیت کی حقیقت پالینے کے بعد یہ مطالبہ کیا تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس مطالبہ کی بنیاد پر امت مسلمہ نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا جو ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے ذریعے پورا ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۸۳ء میں ایک آرڈیننس کے ذریعے انہیں اسلامی اصطلاحات اور شعائر اسلامی کے استعمال سے روک دیا گیا۔ یہ الگ بات ہے کہ کافر قرار پانے کے بعد بھی ہمارے کچھ مسلمان افسروں کی بے غیرتی یا بے حسی کی وجہ سے وہ اب بھی اپنے آپ کو اصلی مسلمان اور باقی مسلمانوں کو سرکاری مسلمان کہہ رہے ہیں اور اسلامی اصطلاحات و اسلامی شعائر کا استعمال کر رہے ہیں۔ بہر حال ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے قادیانیوں کے متعلق جو کچھ کہا تھا، وہ بالکل صحیح تھا کہ قادیانیت یہودیت کا چہرہ ہے۔

یہودیوں نے ۱۹۰۱ء میں ۲۴ قراردادیں تیار کی تھیں۔ ان قراردادوں میں مندرجہ ذیل قراردادیں غور طلب ہیں۔ ہم یہودی جب مالیات اور صحافت پر چھا جائیں گے تو ہمارے لیے ان کاموں میں بڑی آسانی ہوگی اور ہم اپنی تحریروں اور تصاویر کے ذریعے دنیا میں نسلی منافرت کا پرچار کریں گے۔ انہیں مذہب سے دور کرنے کے لیے عجیب و غریب خبریں چھاپیں گے۔ انہیں قدامت پسند وغیرہ کے نئے نعرے دیں گے۔ احمق بنانے کے لیے طرح طرح کی باتیں بتائیں گے اور ترقی پسند بنانے کے لیے ہر پرانے کام میں روڑے اٹکائیں گے اور جب ہمارے اس بھرپور پراپیگنڈے سے لوگ مذہب و اخلاق سے دور ہوں گے تو انہیں کچھ دوسرے نظریات فراہم کیے جائیں گے اور کسی نہ کسی ازم کا بندہ بنا کر ان کے شیرازوں کو منتشر کر دیا جائے گا۔ کیونکہ ساری دنیا پر حکومت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم انہیں بے دین کر دیں۔ دنیا کے دوسرے مذاہب کے برخلاف اسلام زیادہ سخت جان ہے۔ ویسے ہمارے اجداد نے شروع اسلام کے وقت ہی منافرت کا بیج بویا تھا مگر پھر بھی وہ اب تک اپنی ڈگر پر قائم ہے۔ اس لیے ہمارا پروگرام اس کے لیے خصوصی توجہ چاہتا ہے۔ اس کے لیے ہم نے تجویز کیا ہے کہ ان میں (مسلمانوں میں) چونکہ بلا کا اتحاد



ہے، اس لیے پہلی ضرب اتحاد پر پڑنی چاہیے اور وہ ضرب ہوگی نئے فرقوں کی تشکیل۔

اس کے لیے ہمیں ایڑی چوٹی کا زور لگانا ہو گا اور اپنے تمام وسائل بروئے کار لا کر ان کے اتحاد و یکجہت کو انتشار و بیگانگی میں بدلنا ہو گا۔ ان میں جذبہ جماد ایک خطرناک جذبہ ہے۔ جسے ان کے دل سے نکالنے کے لیے ہمیں اس بات کا سخت پروپیگنڈہ کرنا ہو گا کہ جماد دور جمالت کی یادگار ہے۔ یہ لاشی اور بھینس کا جنگی قانون ہے اور اس کے ماننے والے انسان ہی نہیں ہیں، جو بنی نوع انسان کا خون بہاتے ہیں۔ اگر مسلمانوں میں یہ جذبہ ختم ہو گیا یا صرف دب گیا تو بھی سمجھو کہ پھر دنیا میں یہود حکمرانی کو کوئی چیلنج کرنے والا نہیں رہے گا اور ہمارا کوئی مد مقابل نہ ہو گا لیکن ہمیں لاشی اور بھینس کا فلسفہ صرف انہیں سمجھانا اور اس سے متفر کرنا ہے۔ ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیے کہ یہی قانون ازل سے چلا آرہا ہے اور مستقبل میں بھی یہی اصول رائج رہے گا۔ اس لیے ایک طرف تو ہم انہیں جنگ و جدل سے باز رکھنے کی تلقین کریں اور دوسری طرف اپنی جنگی صلاحیتوں کو بڑھاتے رہیں تاکہ انہیں اپنا محکوم بناسکیں۔ (حوالے کے لیے دیکھئے انٹرنیشنل جیو)

یہ قرارداد اگرچہ ۱۹۰۱ء میں سامنے آئی لیکن عملاً اس سے پہلے کام شروع ہو چکا تھا۔ مسلمانوں میں نئے فرقوں کی تشکیل تھا یہود کا کارنامہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ان کے ساتھ انگریز عیسائی بھی برابر کے شریک تھے۔ چونکہ اس دور میں نہ صرف برصغیر بلکہ پوری دنیا میں انگریزوں کی عملداری تھی، اس لیے حکومت انگریز کی دولت یہودیوں کی، ان دو کے مل بوتے پر مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ایک نئے فرقے، نئی امت اور نئی جماعت کی تشکیل دی اور مذکورہ بالا یہودی قرارداد کے مطابق مرزا قادیانی کا بنیادی اصول یا نئی شریعت یہ تھی کہ اب جماد حرام ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا مشہور شعر ہے

”اب چھوڑ دو جملہ کا اے دوستو خیال

دیں گے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتل

اس نے لکھا ہے کہ میں نے انگریز کی اطاعت اور تردید جماد پر اتنی کتابیں لکھی اور اشتہارات شائع کیے ہیں کہ اگر انہیں یکجا کیا جائے تو ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ مرزا قادیانی کا نشانہ یا ہدف بھی عرب تھے۔ چنانچہ یہ بات بھی اس نے خود لکھی کہ میں نے ایسی کتابیں جو حرمت جماد پر عربی، فارسی اور کئی زبانوں میں تھیں، عرب ممالک میں تقسیم

کیں۔ تاکہ جہاد کا خونِ تصور جو ان کے ذہنوں میں موجود ہے، نکل جائے۔ اسرائیل کا قیام ۱۹۴۸ء میں عمل میں آیا اور مرزا قادیانی نے یہود قرار داد سے بھی پہلے اس نہج پر عربوں میں کام شروع کر دیا تھا اگرچہ اسے کامیابی نہ ہوئی اور اسرائیل کے قیام کے وقت سے ہی مجاہدین فلسطین اور عرب مسلمان یہودیوں سے برسرِ پیکار رہے لیکن اس نے پھر بھی یہودیت نوازی اور اسلام دشمنی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

علامہ ڈاکٹر اقبالؒ نے مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت اور اس کی حرمت جہاد کے فرسودہ اور غیر اسلامی نظریہ پر تبصرہ کرتے ہوئے سچ فرمایا تھا۔

وہ نبوت ہے مسلمان کے لیے برگِ حشیش

جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

الغرض جس اسرائیلی جاسوس نے پاکستان کے اہم راز یہودیوں کو پہنچائے ہیں، ان کے پس پردہ پاکستان کے دشمنوں اور مغربی استعمار اور یہودیوں کے تنخواہ دار ایجنٹوں، جہاد کے منکروں اور خصوصاً مرزائے قادیان کی ذریت کا ہاتھ ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت اول تو تمام محکموں سے ہی قادیانی ملازمین کو نکال باہر کرے ورنہ کم از کم فوج اور دفاعی اہمیت کے حساس اداروں سے فوراً نکالا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو پاکستان کے تمام منصوبے اسرائیل کے پاس پہنچتے رہیں گے۔

(ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی، جلد ۵، شمارہ ۳، از قلم محمد حنیف ندیم)

## قادیانیوں نے مقبوضہ کشمیر کو اپنی

### آماجگاہ بنانے کا فیصلہ کر لیا

حافظ شفیق الرحمن

فارن آفس --- قادیانی فارم

مرزا سلمان بیگ کا تعلق بیگناچیمہ ضلع گوجرانوالہ سے ہے۔ آج سے ۲۱ سال پہلے وہ کنیڈا آئے اور یہیں اپنی دیانت، ریاضت اور محنت سے سیاسی و سماجی اور کاروباری سطح پر مقام بلند حاصل کیا، آج وہ فرینڈز آف کشمیر نامی تنظیم کے روح رواں ہیں اور پاکستان مسلم لیگ کنیڈا کے صدر اور چیف آرگنائزر بھی ہیں۔

گزشتہ دنوں اپنی کم سن بیٹی عائشہ کی تدفین کے سلسلہ میں وہ پاکستان تشریف لائے اور اپنی لخت جگر کو اس کی وصیت کے مطابق وطن عزیز کی پاک مٹی میں اپنی دادای کی قبر کی ہمسائیگی اور قربت دی۔

۵ فروری کو کشمیری عوام کی عظیم جدوجہد سے یکجہتی کے اظہار کے لیے مسلم لیگ ہاؤس میں ایک جلسہ ہوا اور اس عظیم الشان جلسہ سے خطاب کر کے مرزا سلیمان بیگ نے سامعین کے دل موہ لیے اور بتلایا کہ کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی کو قادیانی غیر محسوس انداز میں خفیہ طریق واردات استعمال کر کے ناقابل تلافی نقصان پہنچانے اور سیوا تاثر کرنے کے درپے ہیں۔۔۔ اسی حوالہ سے نمائندہ ”چٹان“ کے ساتھ مرزا سلمان بیگ نے گفتگو کرتے ہوئے مسئلہ کشمیر اور دیگر مسائل پر اظہار خیال کیا۔



س:

کیا بیرونی ممالک میں مقیم روشن خیال پاکستانی بھی عورت کی سربراہی کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے؟

ج:

پہلی بات تو یہ ہے کہ امریکہ اور کینیڈا میں مقیم پاکستانی اپنا تشخص صرف اسلام ہی کو سمجھتے ہیں۔ یہ تو یہودی طرز فکر اور طحہ اندہ سوچ رکھنے والے لوگوں نے بے دین اور دین سے بیزار لوگوں کے لیے ”ترقی پسندی“ اور ”روشن خیالی“ کی نام نہاد اصطلاحوں کو ملک و بلاء کی طرح عام کر رکھا ہے۔ وہ شخص جو اللہ اور اس کے پاک رسول ﷺ کے احکامات اور فرمودات کا تمسخر اڑاتا ہے۔ میرے نزدیک تو وہ انسانیت کے مقام بلند سے گر کر حیوانات کی سطح پر آ جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو میں تو ”روشن خیال درندے“ اور ”ترقی پسند جانور“ سمجھتا ہوں۔ کینیڈا میں مقیم مسلمان محمد اللہ ﷺ کے اور سچے مسلمان ہیں۔ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کے علماء کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ عورت کی سربراہی کے خلاف کسی قسم کی کوئی دینی تحریک شروع نہیں کرتے۔

میرے جیسے پاکستانی عورت کی سربراہی کے اس لیے خلاف ہیں کہ جب کسی اسلامی ریاست کی سربراہ عورت ہوگی تو اسے اپنے فرائض منصبی نبھانے کے لیے یقیناً غیر ملکی حکمرانوں سے روابط بڑھانا پڑیں گے۔ روابط کو مضبوط تر بنانے کے لیے غیر محرم مرد حکمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مذاکرات اور گفت و شنید کرنا پڑے گی۔ آپ صرف اتنا بتا دیجئے کہ کیا قرآن کسی بھی عورت کو یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ کسی غیر محرم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرے۔ قرآن کا تو واضح حکم عورتوں کے لیے یہ ہے کہ وہ اپنی آنکھیں اور نگاہیں جھکا کر رکھیں۔ شاید اسی کو غضب بھر کہتے ہیں۔ اب کسی خاتون حکمران نے قرآن کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آنکھیں نیچی کر کے اور پلکیں جھکا کر مذاکرات کرنے کی کوشش کی تو جہاں اس کی آنکھیں جھکیں، نفسیاتی سطح پر مقابل فریق آپ پر چھا گیا۔ عورت کی سربراہی سے آپ کے معاملات کی حیثیت (passive اور Sub-missive) ہو جاتی ہے اور کوئی عورت غیر محرم مرد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتی ہے تو اسلامی اخلاقیاتی نکتہ نظر سے اس کے اس عمل کو شریفانہ نہیں سمجھا جاتا۔

اب وہ مولانا صاحبان جو ایک نامحرم عورت سے خفیہ مذاکرات کرتے ہوئے بے باکانہ گفتگو کرتے ہیں۔ ان کی عقل پر مجھے ایسے عام مسلمان کو رونا آتا ہے۔ غیر محرم عورت سے تنہائی میں کمرہ میٹنگز کرنے والے مولانا صاحبان صرف نام کے مولانا ہیں۔ میری رائے تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو اسلام کی مبادیات اور اس کی A.B.C (ابجد) کا بھی علم نہیں۔

س: کنیڈا میں مقیم پاکستانی تحریک حریت کشمیر کے حوالے سے اپنے جذبات و احساسات کا کس طرح اظہار کرتے ہیں؟

ج: مقبوضہ کشمیر کے مجاہدین آزادی کی اس دلیرانہ تحریک کا سراجزل ضیاء الحق مرحوم کے سر ہے۔ انہوں نے ہی داخلی و خارجی سطح پر اس تحریک کی اہمیت کو محسوس کروایا تھا یا آج مقبوضہ کشمیر میں چلنے والی تحریک کی کامیابی کا کریڈٹ غیر ممالک، امریکہ، برطانیہ اور کنیڈا میں مقیم پاکستانیوں کو جاتا ہے کہ انہوں نے اس تحریک کے لیے ان ممالک کے جمہوری پارلیمانی اداروں کے ممبران اور اراکین سے انفرادی و اجتماعی ملاقاتیں کر کے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے ممالک کے قانون ساز اور آئین ساز اداروں میں کشمیر کے مسئلہ پر بات کریں۔ خارجی سطح پر سیاسی و سماجی اور مختلف پلیٹ فارموں، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے مسئلہ کشمیر کو ان ممالک میں مقیم پریسی پاکستانیوں نے زندہ رکھا ہے۔ تحریک حریت کشمیر کے یہ بے نام اور گمنام سپاہی اپنی ان عظیم، تاریخ ساز، انٹ اور ناقابل فراموش خدمات کا صلہ کسی سے نہیں مانگتے بلکہ اس کے برعکس وہ اپنی مسلمان بہنوں، بھائیوں اور بیٹیوں کی خاطر ہندو ایجنٹوں اور حکومت کے کسی بھی جارحانہ ہتھکنڈے کو خاطر میں نہیں لاتے۔

س: کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ہمارے سفارت خانے کوئی بھرپور کردار ادا نہیں کرتے؟

ج: تمام سفارت کاروں کی تو میں بات نہیں کرتا۔ ان میں سے کچھ سرگرم عمل رہنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ہوتا یوں ہے کہ ان ممالک میں بے نظیر دور ۱۹۸۸ء سے وزارت خارجہ قادیانی افسروں کو بھیج دیتی ہے۔ یہ قادیانی عملہ گزب کرتا ہے۔ آپ

کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ سر ظفر اللہ کے زمانہ سے وزارت خارجہ قادیانیوں کے نرغے میں رہی ہے۔ موصوف اپنی وزارت خارجہ کے دور میں فارن آفس میں قادیانیوں کی ایسی پیوری لگا گئے کہ اب فارن آفس قادیانیوں کا آفس بن چکا ہے۔ بے شمار افریقی ممالک کے سفارت کار قادیانی مشنری نکتہ نظر سے وہاں تعیناتی پر اصرار کرتے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ، سیکنڈے نیوین ممالک اور کنیڈا کے پاکستانی سفارت خانوں کے کسی نہ کسی کلیدی عہدے پر کوئی نہ کوئی Rigid قادیانی تعینات کر کے ضرور بھیجا جاتا ہے۔ اس معاملہ میں بھی، میں حکومت پاکستان سے اپیل کروں گا کہ وہ سختی سے نوٹس لے اور فارن آفس میں ایک میجر آپریشن کلین اپ کر کے قادیانی افسروں کو فارغ کر کے ربوہ، قادیان، یا قتل ابیب روانہ کر دیا جائے۔ یہاں کنیڈا میں ایک عرصہ تک ڈپٹی ہائی کمشنر احمد کمال رہے۔ موصوف قادیانی ہیں اور یہاں مقیم قادیانیوں کے معاملات میں وہ گہری دلچسپی لیتے تھے۔ ان کے ”جماعت خانوں“ کے اجتماعات میں بھی شریک ہوتے تھے۔

کیا غیر ممالک میں مقیم قادیانی وطن دشمن سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں؟  
میری رائے تو یہ ہے کہ وہ شخص قادیانی ہی نہیں جو پاکستان کا دشمن نہ ہو۔ پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر جتنا بھی نقصان پہنچا وہ قادیانیوں نے پہنچایا۔ بنیادی انسانی حقوق کی پامالی کا رونا روتے ہوئے، وہاں کے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے انہوں نے مظالم کی خود ساختہ کمائیاں سنائیں اور شائع کروائیں۔ ان تمام کا مقصد پاکستان کے چہرے کو مسخ کرنا تھا۔۔۔ وہاں وہ باقاعدہ T.V پروگرامز خرید کر پاکستان کے خلاف محسوس اور غیر محسوس انداز سے پراپیگنڈہ کرتے ہیں۔ ہانگ کانگ کے ٹی وی نشریاتی سلسلے Staz T.V سے مرزا طاہر احمد کے Scrmion جب ٹیلی کاسٹ ہوتے ہیں تو موصوف اپنے ان ٹیلی موصلات بھاشنوں اور مجنوں میں پاکستان کی کردار کشی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ وہ موقع بے موقع، جاوے جاہر پروگرام میں اعلانیہ حکومت پاکستان، علماء کرام اور پاکستان عوام کو رگیدتے ہیں۔ قادیانیوں کا فری مین لاج پورے یورپ، امریکہ اور کنیڈا میں اپنے ”امام“ کی ان نشریات کو Communicate کروانے کا اہتمام و انصرام کرتا ہے۔ اس کے

س:

ج:



لیے وہ سالانہ کروڑوں ڈالرز کا خطرہ سرمایہ صرف کرتے ہیں۔ بر سیمل تذکرہ میں یہاں پر یہ بھی بتاتا چلوں کہ اپریل ۹۳ء میں جب میاں نواز شریف کے خلاف قادیانی سازش کامیاب ہوئی تو ٹوٹو صاحب جو اس سازش کے سرخیل تھے۔ انہوں نے مرکز کے خلاف ہانگ کانگ کے اسی ٹی وی چینل کے پروگرام Hire کرنے کا اعلان کیا تھا تاکہ یہاں کے عوام کو مرزا طاہر کے فرمودات سے مستفید کیا جاسکے۔

س: آپ نے میاں نواز شریف حکومت کے خلاف غلام اسحاق خان کے آمرانہ اقدامات کو قادیانی سازش کیسے قرار دیا ہے؟

ج: میاں نواز کی حکومت کی برطرفی کے موقع پر میاں نواز شریف کے خلاف ان کے اپنے دوستوں کے حلقے میں، پنجاب میں جس شخص نے سب سے پہلے اعلان بغاوت کیا، وہ کون تھا؟ کیا ان صاحب کے خلاف قادیانی ہونے کا الزام عائد نہیں کیا تھا؟ کیا یہ صاحب انکار کر سکتے ہیں کہ ان کے والدین قادیانی نہیں ہیں۔ ”کیا وہ اس بات سے بھی انکار کریں گے کہ ان کے بیوی اور بچے قادیانی نہیں ہیں؟ کیا وہ یہ بتانا پسند کریں گے کہ ان کے بچوں کی شادی جس عمر خان کی اولاد سے ہو رہی ہے، وہ قادیانی نہیں؟ کیا آج L.D.A کا ڈائریکٹر جنرل قادیانی نہیں ہے؟ کیا خالد عمر اور عمر خان قادیانی نہیں؟

آج پنجاب میں افسروں کے تبادلوں کی ہدایات ربوہ ہیڈ کوارٹر سے کیوں آرہی ہیں؟ چیف منسٹر ہاؤس میں مارچ ۱۹۹۳ء سے پہلے، ربوہ سے آنے والی ٹیلی فون کالوں کا دباؤ اتنا زیادہ کیوں نہیں تھا؟ اور آج کیوں ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب آج قادیانیوں کے نرغے میں ہے۔۔۔

سرگودھا روڈ پر آج قادیانیوں کی جرات کا یہ حال ہے کہ انہوں نے ”قادیان“ کے نام سے اپنے گاؤں آباد کر رکھے ہیں۔ اگر آپ کو جی ٹی روڈ پر گوجرانوالہ کی طرف جانے کا اتفاق ہو تو وہاں بھی راستے میں آپ کو اسی نام کا ایک گاؤں دکھائی دے گا۔ جس کا بورڈ میں نے خود اپنی آنکھوں سے گزشتہ دنوں دیکھا ہے، قادیانیوں کے اداروں کی طرف سے شائع ہونے والے جرائد و رسائل کا انداز نگارش اور طرز فکر، ماضی کے گزشتہ ۴۳ سالوں کی بہ نسبت، مسلمانوں کے خلاف آج زیادہ

جارحانہ ہے۔

میاں نوازی برطرفی کے فوری بعد بیرونی ممالک میں، مقیم قادیانیوں نے اپنے اپنے مرکز میں خوشیاں منانے کے لیے جشن چراغاں اور تقاریب کا اہتمام کیوں کیا؟ میاں نواز کو اکتوبر ۱۹۳ء کے جبری انتخابات میں ناکام بنانے کی کوشش کرنے والے معین قریشی کو پاکستان میں اپنے ساتھ لانے والا ایم۔ ایم احمد کون ہے؟ کیا ایم ایم احمد مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے خاندان سے تعلق نہیں رکھتا؟ غلام اسحاق خان کے ایوان صدر کی تمام باگ ڈور قادیانی مافیا کے ہاتھ میں تھی اور غلام اسحاق خان قادیانی مافیا کے ہاتھ میں ایک کٹھ پتلی کا کردار ادا کر رہا تھا۔

آج پنجاب میں کیا ہو رہا ہے؟ آپ کے اپنے شہر لاہور میں کس طرح غیرت مند مسلمان طالب علموں کو، قادیانیوں کے خلاف، تنازعات کی زد میں آکر مر جانے والے مقتولوں کے، جھوٹے قتل کے پرچوں میں ملوث کیا جا رہا ہے؟ اگر پنجاب کی حکومت قادیانیوں کے حصار سے باہر ہے تو وہ علامہ اقبال میڈیکل کالج کے ان بے گناہ طالب علموں پر قائم کیے گئے جھوٹے مقدمات کو ختم کیوں نہیں کرتی؟

مجھے تو خدشہ ہے کہ اے یو سلیم کو ایل۔ ڈی اے کا ڈائریکٹر جنرل بنایا ہی اس لیے گیا ہے تاکہ لاہور کی نئی توسیعی ہاؤسنگ سکیموں اور ٹاؤنوں میں صرف قادیانیوں کو پلاٹ الاٹ کیے جائیں ایل ڈی اے میں اب کون پوچھنے والا ہو گا۔ ڈائریکٹر جنرل قادیانی، وائس چیئرمین قادیانی، یہ تو وہی بات ہوئی کہ۔۔۔ سیاں بھی کو تو ال ڈر کا ہے۔

جن اصحاب کی آپ نے نشاندہی کی ہے وہ تو اپنے قادیانی ہونے کی تردید کرتے ہیں؟ س:  
قادیانیوں کی تردید کا یہ انداز رہا ہے کہ وہ برملا کہتے ہیں کہ ہم قادیانی نہیں ہیں۔ یہ ج:  
تردید جغرافیائی زمینی رشتے کے حوالے سے ہوتی ہے کہ وہ قادیان کے رہنے والے نہیں۔ ان کے پاس قادیان کی شہریت کو ظاہر کرنے والے کوائف اور دستاویزات نہیں ہیں۔ میں نے تو توٹو صاحب کا، وزیر اعلیٰ قرار دیے جانے کے بعد ”نوائے وقت“ میں شائع ہونے والا نعیم مصطفیٰ کا انٹرویو پڑھا تھا۔ نمائندہ ”نوائے وقت“ کے بار بار کے پرزور اصرار کے باوجود انہوں نے مرزا غلام احمد پر لعنت نہیں بھیجی

تھی۔ میں تو اس سلسلہ میں صرف اخباری تردیدی بیانون کا قائل نہیں ہوں۔ جو شخص بھی قادیانی نہیں ہے، اسے کوئی عذر مانع نہیں ہو تاکہ وہ اپنے بارے میں عقیدے کی سطح پر چھائی ہوئی شکوک و شبہات کی دھند کو دور کرنے کے لیے ختم نبوت کے قلعے پر شغون مارنے والے جعلی نبی پر برسرعام لعنت بھیجے۔ ایل ڈی اے، ڈی جی ہو یا وائس چیئرمین یا کوئی اور، اگر ان کا قادیانی مافیہ سے کوئی تعلق نہیں تو وہ آئیں اور بادشاہی مسجد میں آکر، قصبہ شہر اور عوام کے روبرو مرزا غلام احمد پر لعنت بھیجیں اور اپنی اولاد کو بھی ساتھ لائیں۔۔۔ خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے لیے کرائے کے بیان بازوں کے بیانات کافی نہیں ہوں گے۔۔۔ اگر قادیانی مافیہ سے منسلک ”نامزد“ قادیانی افسران اور دیگر شخصیات بادشاہی مسجد میں، اپنی اولاد سمیت آکر مرزا غلام احمد کو لعنتی قرار دے دیں تو میں انہیں اپنی جیب خاص اور ذاتی خرچ سے کنیڈا کے سیاحتی دورے کی دعوت دوں گا۔

س: کنیڈا میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا کیا حال ہے؟

ج: برطانیہ، امریکہ، کنیڈا اور دیگر یورپی ممالک میں قادیانی یہودیوں کے سرمائے کے زور پر مختلف جیلوں بھانوں سے اپنے پیغام کو پھیلانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ بحمد اللہ ان ممالک میں ہمارے جیسے مسلمان بھی موجود ہیں جو شمع ختم نبوت کے پروانے ہیں جو ان کا مکمل طور پر محاسبہ کرتے ہیں۔ یہاں انہوں نے، ٹورانٹو میں مسجد نبوی کے ماڈل پر ۶ ملین ڈالر سے اپنا جماعت خانہ بنا رکھا ہے۔ جسے وہ عام مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے مسجد ہی کا نام دیتے ہیں۔

کنیڈا میں مقبوضہ کشمیر کے کچھ ڈاکٹرز ہیں جو قادیانی ہیں جو یہاں کشمیر کی تحریک آزادی کے حوالے سے ابلاغ عامہ کے ذرائع کو اس پراپیگنڈہ کے ذریعہ گمراہ کرتے ہیں کہ کشمیر کے لوگ صرف آزادی چاہتے ہیں۔ وہ پاکستان کے ساتھ الحاق نہیں چاہتے۔

بھارت کے دوسرے صوبوں اور شہروں سے مسلمانوں جیسے نام رکھنے والی جو بھارتی مخلوق، امریکہ، یورپ اور کنیڈا میں موجود ہے، ان میں سے ۹۰% قادیانی ہیں۔ میں آپ کو یہاں پر یہ بھی حیران کن بات بتاتا چلوں کہ انڈین سول سروس کے ذریعے اسامیوں پر مسلمانوں کے ناموں سے تعینات ہونے والے افسران ۸۸% قادیانی ہیں۔ ان کے نام



چونکہ مسلمانوں کے ناموں سے ملتے جلتے ہیں۔ اس لیے وہ اسلام اور مسلمانوں کے لبادے میں بھارت کے سیکولر اور نیشنلسٹ خیالات کی تبلیغ کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بھارت کے صدر فخر الدین علی احمد بھی اسی فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔

ابھی میں نے انڈی پینڈنٹ کشمیر کی موومنٹ کا ذکر کیا تھا۔ اس موومنٹ کے پرچارک مقبوضہ کشمیر کے قادیانی ہیں اور ان کے پس پشت امریکہ کا ہاتھ ہے۔ قادیانی اس تحریک کے لیے اس لیے سرگرم عمل ہیں کہ ان کے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے یہ بڑبائی تھی کہ کشمیر جب بھی فتح اور آزاد ہو گا وہ قادیانی جرنیلوں کے ہاتھوں فتح اور آزاد ہو گا۔ یہاں پر جملہ معترضہ کے طور پر میں یہ عرض کروں کہ پاکستان میں بھی افواج کے اندر جہاں بھی قادیانی افسران موجود ہیں۔ وہ مسئلہ کشمیر کے حوالے سے ہمیشہ Touchy اور Energetic ہوتے ہیں۔ اس کی واحد وجہ اپنے نام نہاد شیطانی خلیفہ کی پیٹھ کوئی کوپورا کرنے اور سچ کر دکھانے کا جنون ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ قادیانیوں کو یہ تو معلوم ہے کہ برصغیر میں موجود ممالک میں ان کے مذموم عزائم کی کھلے بندوں تکمیل کی رتی بھر بھی گنجائش نہ ہے۔ قادیانی پاکستان کے باغی ہیں۔ خان حبیب اللہ خان سابق والی افغانستان کے مجاہدانہ نعرہ مستانہ کی وجہ سے وہ افغانستان کو بھی اپنا ملجا دماؤی نہیں بنا سکے۔۔۔ بنگلہ دیش میں ان کے خلاف پہلے ہی سے شدید نفرت کا لاوڈ ہک رہا ہے۔۔۔ وسط ایشاء کی نو آزاد مسلم ریاستوں میں جہاد افغانستان کے مثبت اثرات کے تحت قادیانیت کی تبلیغ کے راستے مسدود ہیں۔۔۔ البتہ وہ اس خطے اور منطقے میں کشمیر پر نگاہیں لگائے ہوئے ہیں کہ یہ ملک اگر مکمل طور پر آزاد ہو تو شاید یہ ان کی پناہ گاہ بن سکے۔ اگر کشمیر کا الحاق پاکستان کے ساتھ ہو گیا تو ان کے تمام سہانے سپنے ٹوٹ جائیں گے اور ان کے مذموم ارادے خاک میں مل کر ملیا میٹ ہو جائیں گے۔

کشمیر کے مسئلہ پر قادیانیوں کے فکر مند ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مرزا غلام احمد چونکہ صعود مسیح کے قائل نہ تھے۔ بلکہ وہ نعوذ باللہ مرگ مسیح کے قائل تھے۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ نعوذ باللہ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے۔۔۔ اب قادیانی یہ چاہتے ہیں کہ کشمیر کی تحریک کو ہاتھ میں لے کر ان کے عواقب و نتائج پر وہ حاوی ہو جائیں اور کل کلاں جب مقبوضہ کشمیر

ان کی خواہش کے مطابق مکمل طور پر ایک الگ علیحدہ آزاد ریاست بن جائے تو وہ کسی قبر کی طرف نشاندہی کر کے یہ کہہ سکیں کہ --- یہ دیکھو! --- نعوذ باللہ مرزا کا کناج ثابت ہوا اور کشمیر کی پھاڑیوں میں مسیح کی قبر دریافت ہو گئی۔ قبر کی یہ دریافت مرزا کے "الہام" پر مہر تصدیق کے طور پر پیش کی جائے گی۔

نور انٹو میں خلیفہ منان نامی ایک قادیانی نے کشمیر کے ایشو پر پمفلٹ تقسیم کیے اور یہ پمفلٹ یہاں کی مساجد میں تقسیم کرنے کی بھی کوشش کی۔ وہ تو یہاں مقیم قوم قریشی کی مہربانی سے ان پمفلٹوں کی تقسیم کے عمل کو روک دیا گیا۔ اس کتابچے میں خلیفہ منان نے حکومت پاکستان کو بے نقط سنائی تھیں۔ لب لباب یہ تاثر دینا تھا کہ مقبوضہ کشمیر کی تحریک حریت میں پاکستان بے جا مداخلت کر رہا ہے۔ ستم ظریفی دیکھیے کہ موصوف حکومت پاکستان کے مینشن یافتہ ہیں اور پاکستان کو گالیاں بھی دیتے ہیں اور تمام سہولیات سے فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔۔۔ یہی خلیفہ منان صاحب جو کہ معروف قادیانی ہیں۔ جب بھارت جاتے ہیں تو دہلی میں غاصب کشمیر، قاتل کشمیر مہاراجہ ہری سنگھ کے بیٹے راجہ کرن کی کوٹھی میں معزز مہمان کی حیثیت سے ٹھہرتے ہیں۔ میں سوال کرتا ہوں کہ پاکستان کو گالیاں دینے کی سزا یہی ہے کہ ایسے وطن دشمنوں کو وطن سے دور پنشن کی خطیر رقم باقاعدگی سے ادا کی جاتی رہے؟ ہم سب جانتے ہیں کہ وہ پاکستانی جو ہندوستان کے سیاحتی دورے پر جاتے ہیں، ان کا کشمیر میں داخلہ مکمل طور پر بند ہوتا ہے۔ پاکستانی پاسپورٹ رکھنے والے سیاحوں کو وہ وادی کشمیر کے قریب بھی نہیں پھٹکنے دیتے، ماسوائے قادیانی پاکستانیوں کے۔ وہ قادیانی جو پاکستانی ویزا پر بھارت جاتے ہیں انہیں خصوصی طور پر کشمیر لے جایا جاتا ہے۔ وہاں وہ پاکستانی حکومت کے خلاف نفرت پھیلاتے ہیں اور یہ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ پاکستان تو خود ٹکڑوں میں بٹنے والا ہے۔۔۔ کشمیر پاکستان کے ساتھ اپنا الحاق کر کے گھائے کا سودا کرے گا۔

بیرونی ممالک میں آنے والے اکثر قادیانی یہاں آکر یہی شور مچاتے ہیں کہ پاکستان میں انہیں بنیادی انسانی حقوق کے چارٹر کے مطابق ڈیل نہیں کیا جاتا۔ وہ یہاں کے پریس کے سامنے آکر بیان بازی کرتے ہیں کہ ان کے شہری حقوق تلف اور غصب کیے جا رہے ہیں۔ باوجودیکہ وہ یہاں مکمل طور پر آزاد ہیں۔ وہاں غیر ممالک میں پاکستان کو بدنام کرنے کے لیے خود ساختہ، من گھڑت، جعلی اور خانہ ساز مظالم کی کمائیاں بنا کر بین الاقوامی رائے

عامہ کو پاکستان کے خلاف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پر۔ سلو ترمیم کے نفاذ کے پیچھے بھی ان ممالک میں زیر زمین سیاسی سرگرمیوں میں ملوث قادیانیوں کا ہاتھ کسی نہ کسی گوشے میں ضرور موجود ہے اور آثار و قرائن کی تحقیق اور تجزیہ کے بعد آپ میری اس اطلاع اور رائے کی تصدیق کریں گے۔

امریکہ، یورپ اور کینیڈا میں مقیم قادیانیوں کی وطن دشمن سرگرمیوں کا اندازہ کرنے کا سادہ سا طریقہ کار یہ ہے کہ ان کی سفری دستاویزات، پاسپورٹ وغیرہ چیک کیے جائیں تو پتہ چلے گا کہ ان کے پاسپورٹوں پر اسرائیل اور بھارت کے کئی شہروں کے ویزے جاری ہوں گے۔ صاف ظاہر ہے کہ کسی مسلمان پاکستانی کو اسرائیل جانے کی نہ تو اسرائیل کی طرف سے اجازت ہے اور نہ ہی وہ خود اسرائیل کی زیارت کے لیے بے تاب ہوتے ہیں۔

(ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور۔ ۱۰ مارچ ۱۹۹۴ء)





## برطانیہ میں مرزا طاہر احمد کانیا "اسلام آباد"

تویر قیصر شاہد

۱۹ دسمبر ۱۹۷۹ء "گار جین" (برطانوی روزنامہ) لکھتا ہے "اس سال کے وسط میں جب بین الاقوامی شہرت یافتہ پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبد السلام کو لمبیات میں جوہر کو توڑنے کے نئے اور سستے طریقے دریافت کرنے پر شاک ہوم میں نوبل انعام کی نصف رقم سے نوازا گیا تو ان (عبد السلام) کے روحانی پیشوا مرزا طاہر احمد کے کہنے پر عبد السلام نے سویڈش اخبار نویس البرٹ نیلٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا "میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا غلام ہوں، پھر مسلمان ہوں اور پھر پاکستانی" اس کے بعد ڈاکٹر عبد السلام نے اپنی سیاہ اچکن، سفید پگڑی اور پاؤں کے خم دار کڑھائی دار جوتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "میرا یہ لباس اولاً مرزا قادیانی (غلام احمد) کی مطابعت میں ہے، ثانیاً پاکستانی ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔"

یہی مرزا طاہر احمد، جسے اقلیت قادیانیوں کا چوتھا خلیفہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور جس نے نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبد السلام کو مسلمان پر قادیانی کو ترجیح دینے کا مشورہ دیا، آج کل لندن سے ۶۴ کلومیٹر دور جنوب میں واقع ایک خوبصورت، پر شکوہ اور جدید خطوط پر استوار بستی میں قیام پذیر ہے اور یہی اس کی سازشوں کا مرکز خیال کی جاتی ہے۔ اکیس ایکٹر پر واقع یہ جدید بستی جسے مرزا طاہر احمد نے "اسلام آباد" کا نام دے رکھا ہے، کو دنیا بھر میں بسنے والے قادیانیوں کے نزدیک ربوہ کے بعد دوسرا روحانی مرکز قرار دیتے ہیں۔ ٹل فورڈ کا یہ علاقہ جو کسی زمانے میں لکڑی کی بنی ہوئی بیرکوں پر مشتمل تھا اور جن میں نیوی کے نو آموز کیڈٹ رہائش رکھتے تھے، قادیانیوں کے سربراہ نے ۱۹۸۱ء میں چالیس کروڑ روپے میں خرید کر قادیانیوں کے لیے مختص کر دیا۔ مرزا طاہر احمد جس کا دعویٰ ہے کہ دنیا میں اس کے پیروکاروں کی تعداد دس ملین سے بھی تجاوز کر رہی ہے، نے ٹل فورڈ کے ویران

علاقے کو چند ماہ میں گل و گلزار میں تبدیل کر دیا۔ اس نے کھاتے پیتے قادیانیوں کو ترغیب دی کہ وہ اس علاقے میں مختصر قطعہ اراضی خرید کر رہائش اختیار کریں تاکہ یہاں زیادہ سے زیادہ قادیانی آباد ہو کر، کم از کم برطانیہ میں ایک با اثر طاقت کا موجب بن سکیں، جن کی آواز کو برطانوی باشندے اپنی آواز سمجھیں۔ اس منصوبے پر جلد ہی عمل ہونے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے ٹل فورڈ کا یہ علاقہ قادیانیوں سے بھرنے لگا جہاں اب اڑتیس سو قادیانی گھرانے آباد ہیں۔ ٹل فورڈ میں قادیانیوں، احمدیوں کا یہ مرکز ”اسلام آباد“ اسرائیلی یہودی دانشوروں کی جائے پناہ بھی بن گیا۔ کہا جاتا ہے آج کل مرزائیوں کے اس ”اسلام آباد“ میں ۸۵ کے لگ بھگ یہودی دانشور بھی آباد ہیں، جنہیں مرزا طاہر احمد کی خاص سفارش پر آباد کیا گیا کہ ان کا مرزا قادیانی سے گھرایا رانہ بتایا جاتا ہے۔ قادیانی جنہیں بھٹو کے دور میں ختم نبوت تحریک کے دباؤ پر اقلیت یعنی غیر مسلم قرار دیا گیا، کھل کر اور ہر طرح کے خوف سے آزاد ہو کر ”اسلام آباد“ میں اسلام کے خلاف یہودی دانشوروں کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے ملت اسلامیہ میں مکروہ اور مذموم سازشوں کا جال بچھانے اور انار کی پھیلانے میں مصروف عمل ہیں۔ مرزا طاہر احمد جو ضیاء الحق مرحوم کے دور میں (۱۹۸۴ء میں) ملک دشمن سرگرمیوں سے پردہ اٹھنے پر اور اس خوف سے کہ مسلمانان عالم بالخصوص پاکستانی مسلمان اسے ان سرگرمیوں پر معاف نہیں کریں گے، یہ شخص نہایت خفیہ طریقے سے لندن فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ لندن پہنچنے کے تیسرے دن مرزا طاہر اسرائیل گیا جہاں اس نے بائیس دن قیام کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہی دنوں میڈرڈ (سپین) میں چھ مسلمانوں کا ہیمانہ قتل بھی طاہر احمد کے ایماء پر ہوا کہ انہوں نے میڈرڈ کے معروف اخبار ”مہینش پپیل“ میں احمدیوں اور قادیانیوں کی اس سازش سے پردہ اٹھایا، جس میں قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو مالی اور سماجی مسائل میں الجھا کر ایمان کی دولت سے محروم کرنے کے کئی پروگراموں پر عمل پیرا تھے۔ (”جو رڈن ٹائمز“ مئی ۱۹۸۷ء)

ایشیا ویک جون ۱۹۹۰ء کے مطابق مرزا طاہر احمد نے ۶۱ برس قبل مشرقی پنجاب کے ایک متوسط زمیندار گھرانے میں جنم لیا تھا آج قادیانیوں ہی میں نہیں، دنیا کے ان اکتالیس امراء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کی دولت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ مرزا طاہر احمد نے جس گھر میں آنکھ کھولی، وہاں اس کے علاوہ اس کے اکیس ۲۱ بن بھائی بھی اس قلیل روٹی کو

کھانے والے تھے جو سب کا پیٹ بھرنے سے قاصر تھی۔ اس کے باپ کی نو عدد بیویاں تھیں۔ جنہوں نے اپنے شوہر کو تیرہ بیٹے اور نو بیٹیاں دیں۔ مرزا طاہر احمد جو تعلیمی میدان میں درمیانے درجے کا طالب علم تھا، نے پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کرنے کے بعد لندن کے اور۔ شیل سکولز اینڈ افر۔ ٹکن سٹڈیز میں داخلہ لیا جہاں وہ کئی برس زیر تعلیم رہا لیکن مسلسل ناکام ہوتا رہا۔ بالاخر تنگ آکر انتظامیہ نے اسے اپنے ادارے سے نکال دیا۔ اس کے ہم جماعتوں کا کہنا ہے کہ اس کی تعلیم پر کم اور عورت اور شراب پر زیادہ توجہ رہتی تھی۔ لندن میں سوہو علاقہ جہاں شراب اور عصمت فروش عورتوں کی بھرمار ہے، طاہر صاحب کا پسندیدہ مرکز تھا۔ کئی برس بعد اس کے ایک کلاس فیلو نے جو آج کل ”وال سٹریٹ“ اخبار سے وابستہ ہے، اس سے انٹرویو کے دوران جب یہ پوچھا کہ تم زمانہ طالب علمی میں اتنی کثرت سے شراب کا استعمال کیوں کرتے تھے تو مرزا طاہر احمد نے ہلکا سا قلم لگاتے ہوئے کہا کہ اس لیے کہ یہ ہمارے جد اعلیٰ (مرزا غلام احمد قادیانی) کی سنت ہے اور میں اس سنت سے انحراف کیسے کر سکتا تھا۔ اکٹھ سالہ مرزا طاہر احمد جس کی داڑھی اور سر کے بال سیاہ خضاب کے استعمال سے جامنی رنگ کے ہو رہے ہیں، دنیا کی ہر نعمت اس کے قدموں میں سجدہ ریز ہے، سوائے دین حنیف پر ایمان لانے کے! کسی زمانے میں وہ سکوائش کا اچھا کھلاڑی تھا اور پولو پر انس آف ایڈمبرا کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ ان دنوں اس کی صحت قابل رشک تھی مگر عورت اور شراب کی کثرت نے اس کا چہرہ ہی نہیں، جسم بھی بگاڑ کر رکھ دیا۔ مرزا طاہر احمد جس کا کہنا ہے کہ مجھے نماز کے مقابلے میں باورچی خانے میں بیوی کے لیے کھانا پکانے میں زیادہ سرور ملتا ہے۔ آج کل راتوں کو لندن کے مضافات و عبیلڈن کے ایک پر شکوہ محل میں ٹھٹھا نظر آتا ہے۔ اس نے کئی شادیاں کر رکھی ہیں۔ جن کی اولادوں کی اولادیں بھی جوان ہو چکی ہیں۔ لیکن و عبیلڈن کے محل میں رہائش پذیر آصفہ اس کی محبوب اہلیہ ہے، جس کی دو بیٹیاں ہیں جن کی عمریں اٹھارہ اور بیس سال کے درمیان ہیں، اس کی پوری زندگی کا سرمایہ ہیں۔

لندن کے جنوب سے ۶۳ کلومیٹر دور واقع ”اسلام آباد“ میں مرزا طاہر احمد سال کے سات مہینے جم کر بیٹھتا ہے۔ ہر اگست میں یورپ کے آباد قادیانیوں کا سالانہ میلہ یہاں منعقد ہوتا ہے۔ گزشتہ سال اس میلے میں بیس ہزار قادیانیوں نے شرکت کی۔ یہ میلہ جسے قادیانی



”جج اصغر“ کا نام دیتے ہیں، فقط مرزا طاہر احمد کے چہرے کا دیدار کرتا ہے۔ ”اسلام آباد“ کی اس انگلستانی قادیانی ریاست میں دنیا کا سب سے جدید ترین پریس کام کرتا ہے جسے نیویارک کی فقہ ایونیو کی تاجر برادری کے یہودی چیئرمین ڈیوڈ سلم نے مرزا طاہر احمد کی سالگرہ پر ۱۹۸۵ء میں تحفے میں دیا تھا۔ جسد ملت اسلامیہ کا یہ ناسور دنیا کے ہر اس خطہ میں جہاں اسلام کی برتری کے کچھ آثار نظر آتے ہوں، اپنے ایجنٹ بھیجنا نہیں چھوڑتا۔ واقعہ یہ ہے کہ مالی میں ۱۹۸۳ء میں جن تین ہزار ملاوی بدھوں نے اسلام قبول کیا تھا، ان میں نصف سے زائد کو دوبارہ بدھ بنانے میں طاہر کے ایجنٹوں نے مرکزی کردار ادا کیا۔ اکتوبر ۸۳ء ”وال سٹریٹ“ کے نمائندے اور اپنے دوست کو انٹرویو دیتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے کہا تھا ”ہمیں بھٹو نے اقلیت قرار دیا تو ساتھ ہی اس نے ہمیں یہ یقین بھی دلایا کہ یہ چند روز کی بات ہے، گرد بیٹھ جائے گی تو سارا معاملہ میں تم لوگوں کے حق ہی میں کروں گا۔۔۔۔۔ لیکن بعد ازاں پاکستان کے بعض ملاؤں جن کی رہنمائی مولانا مفتی محمود اور نیازی کر رہے تھے، نے بھٹو کو یہ موقع ہی نہ دیا کہ وہ ہمارا ساتھ دے، حالانکہ دل سے وہ ہمارے ساتھ تھا۔ پھر جب جولائی ۸۷ء میں بھٹو کو زبردستی اقتدار سے محروم کر کے فوجی آمر ضیاء الحق برسر اقتدار آیا تو ہمارا ساری امیدیں خاک میں مل گئیں۔ ضیاء الحق نے ہم پر سب سے زیادہ ظلم ڈھایا۔ اس نے ہمارے مسلمان کھلانے کے حق کو بھی غصب کر لیا کہ اب ہم پاکستان میں مسلمان نہیں کھلا سکتے، نہ لکھ سکتے ہیں۔ اس نے ہماری مساجد کو عبادت گاہیں قرار دے دیا۔ وہاں کلمہ (طیبہ) منادیا گیا تو کیا ہم ان سب چیزوں کو فراموش کر دیں گے؟ ہم بدلے کے لیے کچھ نہ کچھ تو کرتے ہی رہیں گے۔“ پاکستان میں کلیدی عہدوں پر فائز بعض قادیانیوں کو ان کے عہدوں سے ہٹائے جانے کا جواب دیتے ہوئے مرزا احمد طاہر نے کہا ”ہمارے لوگ اگر ان عہدوں پر فائز ہیں تو اپنی ذہانت، قابلیت کی بنیاد پر فائز ہیں۔ (ڈاکٹر) عبدالسلام کی شہرت کو بھی یہ پاکستانی مسلمان چھپتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ (سر ظفر اللہ) بھی ہمارا تھا لیکن بانی پاکستان نے اس پر اعتماد کیا۔ اگر مذہب کی بنیاد پر اکثریتی فرقے پر کوئی اقلیتی ذہن کا آدمی فائز نہیں ہو سکتا تو پھر مانچسٹر کے مسلمان میئر کو بھی ہٹا دینا چاہیے کہ اصول کے تحت تو وہ بھی اکثریتی فرقے عیسائیوں پر حکومت نہیں کر سکتا۔“

مرزا طاہر احمد اس سلسلے کی چوتھی کڑی ہے۔ جسے تخلیق کرنے میں متحدہ ہندوستان پر

قابض برطانوی انگریزوں نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے کام لیا تھا۔ قادیانی اپنی تخلیق کے دن سے عالم اسلام کو کمزور کرنے، اسے زک پہنچانے میں پیش پیش ہیں۔ مسلمان جدھر منہ کرتے ہیں یہ ادھر کو پیٹھ کر لیتے ہیں، بدنام زمانہ مصنف سلمان رشدی نے ”شیطانی آیات“ (Satanic Verses) لکھی تو پوری دنیا کے مسلمانوں میں غصے کی ایک لہر دوڑ گئی جو ابھی تک دبائی نہیں جاسکی۔ برطانوی مسلمانوں نے سلمان رشدی کے خلاف زبردست جلوس نکالے، جلسے منعقد کیے اور اس دل آزار کتاب پر پابندی عائد کرانے کا ہر حربہ استعمال کیا۔ ایرانی رہنما آیت اللہ خمینی کے فتوے نے مسلمانوں کو اور بھی ہمت دلائی۔ عالم اسلام کے بچے بچے نے کتاب اور اس کے مصنف کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنے کا عہد کر ڈالا۔ لیکن یہ مرزا طاہر احمد ہی تھا جس نے سلمان رشدی کے حق میں بیانات دیے، انٹرویو ریکارڈ کروائے اور کہا ”آیت اللہ خمینی کا یہ فتویٰ کہ سلمان رشدی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے، سراسر بے بنیاد اور غیر انسانی رویے کی دلیل ہے۔ یہ مسلمان جنونی (Fanatic) ہیں جو ہر بدلی ہوئی آواز کو دبا دینا چاہتے ہیں۔ رشدی کے مسئلے پر برطانوی مسلمانوں نے مظاہرے کر کے اپنے آپ کو ذلیل کر دیا ہے۔ میں رشدی کو اپنا بھائی کہتا ہوں۔“ برطانوی مسلمانوں کے متفقہ لیڈر شیراعظم، جنہوں نے سلمان رشدی کو روپوش ہونے پر مجبور کر دیا، کی تحریک پر تبصرہ کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے یہ مکروہ بیان کیا ”شیراعظم نے سلمان رشدی کے خلاف مسلمانوں کو ابھار کر مسلمانوں کو بھی ذلیل کیا ہے، خود بھی ذلیل ہوا ہے۔“

مرزا طاہر احمد کے اس مذموم بیان پر برطانوی مسلمانوں نے اپریل ۹۰ء کو ویمبلڈن میں ایک زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا اور طاہر احمد کو گرفتار کرنے کا مطالبہ کیا کہ وہ بھی سلمان رشدی کے کافرانہ عزائم میں برابر کا حصہ دار ہے۔ مرزا طاہر احمد اسی روز اپنے محل کے عقبی دروازے سے بذریعہ کار پہلے ”اسلام آباد“ پھر وہاں سے فرانس بھاگ گیا اور وہاں جا کر ”زیتوگ برگ“ اخبار کے ذریعے اپنے بیان کی تردید جاری کر دی۔

(ہفت روزہ ”رنگی“ لاہور، جلد ۱۱، شمارہ ۱۱)







آرڈیننس یہ تھے کہ اگر یہ خطبہ دے (آرڈیننس کے دوسرے دن جمعہ تھا) تو خطبہ چونکہ ایک اسلامی کام ہے اور صرف اسی بہانہ پر اس کو پکڑا جاسکتا ہے کہ تم خطبہ دے کر مسلمان بنے ہو۔ تشدد پڑھا ہے۔ اس کے نتیجہ میں پکڑا جاسکتا ہے۔ اگر خطبہ دے تو پکڑو اور اگر خطبہ نہ دے تو پھر کوئی بہانہ تلاش کرو۔ اگر ربوہ کی کسی مسجد میں اذان ہو جائے یا اور کوئی بہانہ مل جائے تو تب بھی اس کو پکڑ لو اور آخری آرڈر یہ تھا کہ اگر کوئی بہانہ نہ بھی ملے تو بہانہ تراشو اور پکڑو۔“

”یہ ایک خطرناک سازش تھی اور پھر اس کی اگلی کڑیاں تھیں۔ جن لوگوں کو جھوٹ کی عادت ہو، اور ظلم اور سفاکی کی عادت ہو۔ بقول مرزا طاہر

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت  
دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بند قبا دیکھ  
(ندیم)

جن کو افتراء پر دازی کی عادت ہو وہ کوئی بھی الزام لگا کر، کوئی بھی جھوٹ گھڑ کے پھر خلیفہ کی زندگی پر بھی حملہ کر سکتے ہیں۔ (یعنی قتل کر سکتے ہیں) اور اس صورت میں جماعت کا اٹھ کھڑے ہونا اور اپنے قویٰ سے قابو کھودینا، جذبات سے قابو کھودینا اور دماغی کیفیات سے بھی نظم و ضبط کا کنٹرول کھودینا، ایک طبعی بات تھی۔ ناممکن تھا کہ جماعت ایسی حالت میں کہ ان کو پتہ ہے کہ:

خلیفہ وقت کیلتا۔ ایک معصوم انسان ہے۔ ان باتوں میں ہماری جماعت پڑی نہ پڑ سکتی ہے۔ اس پر جھوٹا الزام لگا کر ایک بدکردار انسان اسے موت کے گھاٹ اتار دے، ناممکن تھا کہ جماعت اسے برداشت کر سکتی۔“

”میرے دل میں بڑے زور سے یہ تحریک ڈالی کہ جس قدر جلد ہو، اس ملک سے تمہارا اٹکنا خلافت کی حفاظت کے لیے ضروری ہے۔“ (خلاصہ بیان مرزا طاہر ۲۸.۱۲.۸۴ بمقام پیرس، فرانس)

ہم نے مرزا طاہر کا یہ بیان قادیانی جماعت کے مبلغ ہادی علی چودھری کی کتاب حصار امن و ایمان و یقین سے لیا ہے۔ اور اس کتاب کو مرزا طاہر کی خوشنودی حاصل ہے۔ چنانچہ مرتب خود لکھتا ہے:

”اس عاجز کو اس اہم اور بنیادی عنوان پر کچھ مواد جمع کرنے کی توفیق ملی ہے۔ جس کو سیدی و مظاہی حضرت خلیفہ المسیح الرابعی..... کی خوشنودی حاصل ہے۔“ (ص ۱، ص ۲) حصار اس دیوار کو کہا جاتا ہے جو چاروں طرف حفاظت کے لیے کھینچی جائے۔ گویا قادیانی خلافت ایک حفاظتی دیوار ہے جو قادیانیوں کی حفاظت کر رہی ہے۔ مصنف کے نزدیک ”مسند خلافت پر متمکن وجود ناقابل تسخیر ہوتا ہے۔“ (ص ۵) اس کے بعد مصنف قادیانی خلافت کو قلعہ اور امن کا نشان قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے:

”پس خلافت وہ قلعہ ہے جس کی فصیلیں خوف کی دسترس سے بلند تر ہیں۔ وہ خود خواہ منافقت کا ہویا عداوت کا، جنگ کا ہویا سیاست کا، کسی گروہ کی طرف سے ہویا بادشاہت کی طرف سے، ہر حال میں خلافت امن کا نشان ہے۔“ (ص ۱۴) بعد ازاں خلافت کو حصار قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے:

”خلافت ایک حصار ہے جو طاغوتی حملوں اور دشمنوں کے شیطانی ارادوں سے جماعت کو محفوظ و مصون رکھتا ہے۔“ (ص ۲۵) مزید لکھتا ہے:

”منصب خلافت جامع جملہ برکات الہیہ ہے جو خلافت سے وابستہ ہو جاتا ہے، ملائکہ اللہ کی حفاظت میں آ جاتا ہے۔ وہ سوتا ہے تو فرشتے اس کے لیے جاگتے رہتے ہیں۔ وہ دشمن سے بے خبر ہوتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دفاع کر رہے ہوتے ہیں“ (ص ۲۷) جو خلیفہ ہوتا ہے، اس کی دعائیں حتمی طور پر قبول ہوتی ہیں۔ چنانچہ مصنف کتاب مرزا محمود کی منصب خلافت (ص ۳۲) نامی کتاب کے حوالے سے یہ عبارت نقل کرتا ہے:

”اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز فرماتا ہے تو اس کی دعاؤں کی مقبولیت بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے“ (ص ۲۷)

مرزا طاہر کے بیان پر ایک نظر

آئیے سب سے پہلے مرزا طاہر کے بیان یا دوسرے لفظوں میں بھاگنے کی وجوہات پر

نظر ڈالتے ہیں۔ مرزا طاہر کے بیان کے اہم نکات یہ ہیں:

- ۱۔ انہوں نے ایسے قانون بنائے کہ وہ اپنا فریضہ انجام نہیں دے سکتے تھے۔
- ۲۔ السلام علیکم کہنے، تشہد پڑھنے، خطبہ دینے پر انہیں گرفتار کیا جاسکتا تھا۔
- ۳۔ تین سال تک انہیں قید میں رکھ سکتے تھے۔
- ۴۔ بہانہ نہ بھی ہوتا مگر فتاری کے لیے بہانہ تراش سکتے تھے۔
- ۵۔ جھوٹا الزام لگا کر کسی ”بدکردار انسان“ سے قتل بھی کرا سکتے تھے۔

مرزا طاہر کے ان انکشافات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا طاہر مندرجہ بالا وجوہات یا خطرات کی وجہ سے ملک سے بھاگنے پر مجبور ہوا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مذکورہ کتاب ”حصار امن“ میں قادیانی مصنف نے ”خلیفہ کی جو صفات بیان کی ہیں“ ان کے مطابق خلیفہ:

- ۱۔ ناقابل تسخیر ہوتا ہے۔
- ۲۔ ایسا قلعہ ہے جس کی دیواریں خوف کی دسترس سے بلند تر ہیں۔
- ۳۔ وہ حصار ہے جو محفوظ و مصون رکھتا ہے۔
- ۴۔ اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو اس کے انتخاب کی توہین ہے وغیرہ وغیرہ۔

جب قادیانیوں کا خلیفہ اتنی غیر معمولی روحانی قوت کا مالک ہوتا ہے تو وہ اپنی روحانی قوت پاکستان میں رہ کر استعمال کر سکتا تھا۔ اول تو اس کو غیر معمولی روحانی قوت کی وجہ سے گرفتار کیا ہی نہیں جاسکتا تھا۔ اگر بالفرض گرفتار کرنے والوں کی روحانی قوت مرزا طاہر کی روحانی قوت کو شکست دے ڈالتی تو جیل کی آہنی سلاخیں مرزا طاہر کی ایک پھونک سے پکھل سکتی تھیں۔ اور اس کی دیواریں ریت کے مادہ کی طرح ایک ٹھوک سے گر سکتی تھیں۔

جیسا کہ میں نے حوالے سے لکھا کہ ہادی علی چودھری کی کتاب کو مرزا طاہر کی خوشنودی کا تمغہ ملا ہوا ہے۔ اس لیے اس میں جو کچھ لکھا ہوا ہے، وہ قادیانیوں کے لیے حجت ہے اور اس پر ایمان لانا قادیانیوں کے لیے فرض ہے۔ اب میرا:

- ۱۔ مرزا طاہر سے
- ۲۔ ہادی علی چودھری، مصنف کتاب سے
- ۳۔ تمام قادیانیوں سے سوال ہے کہ:



جب مرزا طاہر اتنی غیر معمولی روحانی قوت کا مالک تھا، بلکہ (بقول قادیانیوں کے) ہے تو وہ بھاگ کر کیوں گیا اور اگر اس کا بھاگنا درست ہے تو پھر بات واضح ہے کہ اسے خلیفہ اور امام سمجھنا ہی غلط ہے۔ کیونکہ اس نے بھاگ کر اپنے کردار سے ثابت کر دیا کہ اس میں روحانی قوت سرے سے ہے ہی نہیں۔

جہاں تک ہمارا یعنی اہل اسلام کا تعلق ہے تو وہ مرزا قادیانی ہو یا حکیم نور دین بھیروی ہو، مرزا محمود ہو، ناصر ہو یا مرزا طاہر، ان سب کو ملعون، مردود، کافر، مرتد اور زندیق سمجھتے ہیں جبکہ ایسے لوگوں میں روحانیت تو کیا انسانیت بھی نہیں ہوگی۔ البتہ قادیانی حضرات کو یہ بات ضرور سوچنی چاہیے کہ آخر ناسمجھی اور جہالت کی وجہ سے وہ قادیان کی اس رائل فیملی کے ہاتھوں میں کب تک کھلونا بنے رہیں گے۔

(ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی، جلد ۷، شمارہ ۷۳)

## سرفظرا اللہ خان کا شرمناک کردار

یہ بات سلسلہ ہے کہ کسی ملک کی نیک نامی اور بدنامی میں اس ملک کی خارجہ پالیسی کو اولین حیثیت حاصل ہے۔ اور جتنی اس کی خارجہ حکمت عملی کامیاب ہوگی، اتنی ہی اس ملک کی اقتصادی و معاشرتی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کی دفاعی پوزیشن بھی مضبوط ہوگی۔ گویا خارجہ پالیسی کو امور مملکت میں تقریباً تمام شعبوں پر سبقت حاصل ہے۔ آج ہم جب اپنے گرد و پیش اور خطہ عالم پر نظر دوڑاتے ہیں تو وہ ممالک جن کی خارجہ پالیسی اور فارن ڈپلومیسی کامیاب ہے، وہ تو میں اور مملکتیں رو بہ ترقی ہیں۔ لیکن یہ ترقی اور عروج تب ممکن ہے جب اس ملک کے پالیسی ساز انتہائی زیرک، قابل اور عالمی سیاست سے آشنا ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے ملک اور قوم کے ساتھ ان میں انتہائی عقیدت، خلوص اور جذبہ حب الوطنی کی روح موجود ہو۔ اسی دلولے سے سرشار قوتیں ہی قوم کی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچا سکتی ہیں۔

بد قسمتی سے ہمارے ملک میں دوسرے شعبوں کی طرح یہ شعبہ بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ کر سکا اور نہ ہی پچاس سال گزرنے کے باوجود اس کی کارکردگی قابل رشک تو بہت دور کی بات ہے، حوصلہ افزا رہی جو کہ ہماری بد قسمت قوم اور حرماں نصیب ملک کے لیے ایک بہت بڑا لمحہ فکریہ ہے اور اس کی بنیادی وجہ بالکل واضح ہے۔ جو لوگ تحریک پاکستان اور تقسیم برصغیر کے عمل سے واقف ہیں، ان کو یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ ارض پاکستان کے منصفہ شہود پر نمودار ہوتے ہی ایک ایسا شخص اس اہم ترین وزارت پر براجمان ہوا، جو عالمی استعمار کا ایجنٹ، سامراجی قوتوں کا زر خرید غلام اور امت محمدیہ ﷺ کا نہ

صرف دشمن بلکہ مرزائے قادیان کی نبوت کا زبہ کا پر جوش مبلغ اور سرگرم داعی تھا۔ جب اس کے ناپاک ہاتھوں ہماری خارجہ پالیسی کی بنیاد رکھی گئی اور اس کا سنگ افتتاح اس صیہونی گماشتے نے رکھا تو ظاہر ہے

خشت اول چوں نہد معمار کج  
تأثیری رود دیوار کج

کے مصداق وہی ہوا۔ جس کا مشاہدہ ہم گزشتہ کئی برسوں سے کر رہے ہیں۔ ملک تو آزاد ہوا لیکن آزاد خارجہ پالیسی کے لیے آج تک ہم منتظر اور چشم براہ ہیں۔ آنجمنی سر ظفر اللہ خان کو ”یار لوگ“ مانوق الفطرت دماغ والا انسان ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کو ایک نابغہ (Genius) کے طور پر پیش کرنے کی سعی لا حاصل میں مصروف ہیں۔ بعض لوگوں کے خیال میں محمد علی جناحؒ بانی پاکستان کو اس بات پر مجبور کیا گیا تھا کہ وہ سر ظفر اللہ خان کو پاکستان کی اولین وزارت خارجہ کا قلمدان سپرد کر کے اس عظیم اعزاز کا مستحق ٹھہرائے۔ چنانچہ انہوں نے بادل ناخواستہ اس کو اس غیر معمولی عہدے کے لیے نامزد کیا۔ جس کی سزا آج تک ہماری قوم بھگت رہی ہے حالانکہ اس کا شرمناک کردار تقسیم اور باؤنڈری کمیشن کے وقت الم نشرح ہو چکا تھا۔

کشمیر کے بارے میں بانی پاکستان محمد علی جناحؒ نے کہا تھا کہ ”کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے“ کیونکہ پاکستان میں بننے والے تمام دریاؤں کا سرچشمہ کشمیر ہے اور اسے تاریخی اور جغرافیائی اعتبار سے بھی پاکستان کا حصہ ہونا چاہیے۔ لیکن جن دنوں حد بندی کمیشن پاکستان اور بھارت کی حد بندی اور علاقوں کی تعیین میں مصروف تھا، کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے اپنا اپنا موقف پیش کر رہے تھے اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ مسلم لیگ کی طرف سے سر ظفر اللہ خان وکالت کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ انہی دنوں قادیانی جماعت کی طرف سے الگ محضر نامہ کمیشن کو پیش کیا گیا جس میں مرزائیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے مولد قادیان کو وٹیکن شٹی (Vatigen City) قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ قادیانیوں نے ریڈ کلف کمیشن کو اپنا نقشہ بھی پیش کیا، جس میں انہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کیا۔ قادیانی جماعت نے یہ نقشہ ۱۹۴۰ء میں تیار کیا تھا۔ حد بندی کمیشن کو الگ میمورنڈم پیش کرنے کا افسوس ناک پہلو یہ تھا کہ سر ظفر اللہ خان ایک طرف تو مسلم لیگ کی



وکالت کر رہا تھا اور دوسری طرف اس کی جماعت نے الگ محضر نامہ کمیشن کے سامنے رکھا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزائیوں کا یہ مطالبہ تو تسلیم نہیں کیا گیا کہ قادیان کو ویٹیکن شٹی (Vatigen City) قرار دیا جائے۔ البتہ باؤنڈری کمیشن نے مرزائیوں کے محضر نامہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے احمدیوں کو مسلمانوں سے خارج کر کے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم علاقے بھارت میں شامل کر دیے۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ گورداسپور کا ضلع پاکستان کے حصہ میں نہیں آیا بلکہ بھارت کو کشمیر کے لیے راستہ بھی مل گیا۔ جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے۔

چنانچہ سید میر نور احمد سابق ڈائریکٹر تعلقات عامہ اپنی یادداشتوں ”مارشل لاء سے مارشل لاء تک“ میں رقم طراز ہیں:

”لیکن اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ایوارڈ پر ایک مرتبہ دستخط ہونے کے بعد ضلع فیروز پور کے متعلق جن میں سترہ (۱۷) اور انیس (۱۹) اگست کے درمیانی عرصہ میں رد و بدل کیا گیا اور ریڈ کلف سے زمیم شدہ ایوارڈ حاصل کیا گیا۔ کیا ضلع گورداسپور کی تقسیم اس ایوارڈ میں شامل تھی، جس پر ریڈ کلف نے ۸ اگست کو دستخط کیے تھے۔ یا ایوارڈ کے اس حصہ میں بھی ماؤنٹ بیٹن نے نئی زمیم کرائی.... ضلع گورداسپور کے بارے میں ایک اور بات قابل ذکر ہے، اس کے متعلق چودھری ظفر اللہ خان جو مسلم لیگ کی وکالت کر رہے تھے، خود بھی ایک افسوس ناک حرکت کر چکے تھے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کا نقطہ نظر عام مسلمانوں سے (جن کی نمائندگی مسلم لیگ کر رہی تھی) جدا گانہ حیثیت میں پیش کیا۔ چنانچہ معروف مسلم لیگی رہنما میاں امیر الدین نے اس بات کا اعتراف کیا کہ باؤنڈری کمیشن کے موقع پر ظفر اللہ خان کو مسلم لیگ کا وکیل بنانا مسلم لیگ کی بہت بڑی غلطی تھی۔ جن کے ذمہ دار خان لیاقت علی خان اور چودھری محمد علی تھے۔ اس نے پاکستان کی کوئی خدمت نہیں کی، بلکہ پٹھان کوٹ کا علاقہ اس کی سازش کی بنا پر پاکستان کے بجائے ہندوستان میں شامل ہوا“ (بحوالہ قادیانیت کا سیاسی تجزیہ) جملہ معترضہ کے طور پر فارسی کا ایک مشہور شعر مجھے یاد آ رہا ہے کہ

گر بہ میر و سگ وزیر و موش را دیواں کنند  
اس چنیں ارکان دولت ملک را ویراں کنند

پاکستان کی پہلی کابینہ میں بھی کچھ یہی صورت حال تھی۔ سر ڈگلس گریسی آزاد اور خود مختار پاکستان کی فوج کا کمانڈر ان چیف، سردار جوگندر ناتھ منڈل وزیر قانون اور سر ظفر اللہ وزیر خارجہ۔ کیا ایسی کابینہ سے ملک و قوم کی تعمیر و ترقی کی توقع کی جاسکتی تھی؟

ہم کو ان سے وفا کی امید  
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے؟

یہ تو تھی مملکت خداداد پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ کی تقسیم ملک کے وقت شرمناک کردار کی ایک ادنیٰ جھلک۔ ذرا غور فرمائیے کہ کیا ایسا شخص اس اہم عہدے کے قلمدان کا اہل ہے؟ ہرگز نہیں۔ لیکن کیا کیا جائے مشہور مصرعہ ہے

”ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہو گا؟“

کیا اس لیے ہزاروں مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہائی گئیں؟ ہزاروں عیضات کی عصمتیں لٹیں، ہزاروں بچے یتیم ہو گئے، ہزاروں جوانوں نے جام شہادت نوش کیا اور کئی سر پھرے دار و رسن پر جھول گئے۔ ہزاروں سناگ ”اجڑ“ گئے، کتنے بے گناہ تہ تیغ کر دیے گئے۔ کتنوں کے سر نیزوں کی انیوں پر لہرائے گئے، کتنے بچوں کے پیٹ پر پھیوس سے چاک کر دیے گئے اور مسلمان قوم نے یہ تمام مظالم اس لیے خندہ پیشانی سے جھیلے کیونکہ ان کے سامنے ایک مقصد تھا۔ ایک آرزو تھی، ایک دلی تمنا تھی کہ نئی مملکت میں اسلام کا بول بالا ہو گا۔ ہم نہ سہی، ہماری نسلیں اور ہمارے بچے اسلام اور شریعت کی بہاریں دیکھیں گے۔ اگر ان سرفروشوں کو یہ معلوم ہوتا کہ ہماری قربانیوں کا ثمر اس طرح ظہور پذیر ہو گا تو پھر وہ کبھی بھی اتنی بھاری قیمت ادا کرنے پر تیار نہ ہوتے۔

اگر یہ جانتے چن چن کے ہم کو توڑیں گے  
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے

بہر حال یہ تو درمیان میں خن گسترانہ بات آئی۔ اب چودھری کے کاربائے نمایاں کی ایک تصویر دوران وزارت خارجہ قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ دوران وزارت خارجہ آپ نے زیادہ وقت بیرون ملک گزارا اور پارلیمنٹ میں آنے سے کتراتے رہے۔ اس دوران آپ نے پاکستان کے نقطہ نظر سے ہٹ کر اپنے غیر ملکی آقاؤں کے حکم اور اپنی قادیانی جماعت کے زاویہ نگاہ سے خارجہ پالیسی وضع کی۔

وزارت خارجہ سے محب وطن افراد کو نکال کر مخصوص قادیانی وسیع پیمانے پر بھرتی کیے اور اسی طرح غیر ممالک میں وزارت خارجہ کے دفاتر مرزائیت کی تبلیغ اور جاسوسی کے اڈوں میں تبدیل ہو گئے۔ اسلامی ممالک سے روابط اور تعلقات بڑھانے کے بجائے یورپی ممالک بالخصوص امریکہ اور برطانیہ سے تعلقات بڑھائے گئے۔ عرب ممالک کے ساتھ رشتہ اخوت کو مستحکم کرنے کے بجائے انہیں پاکستان سے بدظن کرنے اور پاکستان سے دور کرنے کی پالیسی اختیار کی گئی اور عربوں کی جاسوسی کرنے کے لیے مختلف ممالک میں قادیانی سیل قائم کیے گئے۔ برادر ملک افغانستان اور مصر سے جان بوجھ کر تعلقات کشیدہ کیے گئے جس کا خمیازہ آج تک بھگتا جا رہا ہے۔ پاکستان کے جغرافیائی محل وقوع اور وطن عزیز کے دفاعی نقطہ نظر سے ہمسایہ ملک چین کے بجائے امریکہ جیسے خود غرض ملک کے ساتھ دوستی کی پیچیدگی بڑھائی گئیں۔ مسئلہ کشمیر کو دیدہ دانستہ حل کرنے کے بجائے اور خراب کیا گیا۔ اسی لیے آج تک اس کی سزا ہم بھگت رہے ہیں۔ علاوہ ازیں اپنی جماعت سے وفاداری کا یہ عالم کہ وزیر خارجہ کی حیثیت سے تنخواہ قومی خزانے سے وصول کرتے رہے لیکن اندرون و بیرون ملک کام قادیانی جماعت کے لیے کرتے رہے۔ بحوالہ ”قادیانیت کا سیاسی تجزیہ“۔

سرفخر اللہ خان کے اس گھناؤنے کردار پر ایڈیٹر ”نوائے وقت“ جناب حمید نظامی نے اپنے غیر ملکی دورے سے واپسی پر اپنے اخبار میں ایک ادارتی تحریر کیا کہ بیرون ملک پاکستان کے سفارت خانے تبلیغ مرزائیت کے اڈے اور ان کے جماعتی دفاتر معلوم ہوتے ہیں۔ سرفخر اللہ خان کے دور میں ناقص پالیسی کے باعث ہمیں سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی طور پر ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ چونکہ قادیانی جماعت برطانیہ کی خود کاشتہ اور امریکہ کی لے پالک تھی، اس لیے اس نے پاکستان کو یورپی ممالک کا دست نگر اور امریکہ کا اقتصادی بھکاری بنا دیا۔ اقوام متحدہ میں سب سے زیادہ تعداد اسلامی برادری کی تھی جبکہ پاکستان اسلامی ممالک کی سب سے بڑی مملکت تھا۔ اسلامی ریاستوں کے سرخیل ہونے کی حیثیت سے پاکستان کو اسلامی بلاک کی تشکیل و تنظیم کے سلسلہ میں بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے تھا۔ لیکن سرفخر اللہ خان نے پاکستان کے وزیر خارجہ ہونے کی حیثیت سے اسلامی ملکوں کے ساتھ گہرے مراسم مسلسل روابط اور روایتی گرم جوشی کے برعکس سرد مہری کا رویہ اختیار کیے رکھا۔ انہی اسلامی ممالک سے تعلقات استوار کیے گئے جو امریکہ و برطانیہ کے حاشیہ بردار تھے۔



قادیانی جماعت کے نصب العین کے مطابق اسلام دشمنی اور اسرائیل دوستی ظفر اللہ خان کے جسم میں خون کے ساتھ گردش کرتی تھی۔

گو عربوں کی جاسوسی کے مشن کا آغاز مرزا بشیر الدین کے دور میں شروع ہو گیا تھا، لیکن چودھری ظفر اللہ خان کے دور میں خارجہ وزارت کی آڑ میں قادیانی جماعت کو عربوں کی مخبری اور جاسوسی کا سنہری موقع میسر آیا اور مختلف عرب ممالک کے سفارت خانوں میں قادیانی مہروں کو فٹ کر دیا گیا۔ عربوں کو جب قادیانیوں کے مشکوک کردار اور پراسرار سرگرمیوں کا پتہ چلا تو ان کے نوٹس لینے سے نہ صرف ہمارا قومی وقار مجروح ہوا بلکہ پاکستان کو عربوں میں ہدف تنقید بنایا گیا۔ (قادیانیت کا سیاسی تجزیہ، ص ۷۷) صاحبزادہ طارق محمود، مرتب ”قادیانیت کا سیاسی تجزیہ“ میں ہفت روزہ لولاک، ۷ اپریل ۱۹۷۳ء کے حوالے سے رقم طراز ہیں ”جب عرب نمائندے مسئلہ فلسطین کو یو این او میں پیش کرنا چاہتے تھے تو انہوں نے یو این او میں اپنی قرارداد کے حق میں فضا سازگار کرنے کے لیے دوست ملکوں کے نمائندوں سے ملاقاتیں کیں اور اپنی حمایت پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں وہ چودھری ظفر اللہ خان سے بھی ملے اور ان سے تعاون کی التجا کی۔ ظفر اللہ خان نے انہیں کہا کہ اگر ان کے امام جماعت اور مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ ربوہ، اس بات کی ہدایت کریں گے تو ان کی مدد ضرور کریں گی۔ اس لیے آپ لوگ مجھے کہنے کے بجائے ربوہ میں ہمارے خلیفہ صاحب سے رابطہ قائم کریں۔ بے چارے عرب نمائندوں نے کسی نہ کسی طرح مرزا محمود صاحب سے رابطہ کیا اور ان سے تعاون کی درخواست کی۔ مرزا صاحب نے عرب نمائندوں کو یہاں سے تار دیا کہ ہم نے چودھری ظفر اللہ خان کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ یو این او میں تمہاری امداد کریں۔“ (صفحہ ۷۹)

عرب ڈیلی گیشن نے امریکہ سے قادیانی جماعت کے نام جو تار ارسال کیا، وہ قادیانیوں کے آرگن رسالہ میں شائع ہوا۔ ”لیک سیکس“ ۶ نومبر۔۔۔ عرب ڈیلی گیشن نے امریکہ سے بذریعہ تار حضرت امام جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان کے ڈیلی گیشن چودھری سر ظفر اللہ خان کو مسئلہ فلسطین کے تصفیہ تک یہیں ٹھہرنے کی اجازت دی۔“ (الفضل، ۸ نومبر ۱۹۷۳ء)

سر ظفر اللہ خان کے اس بھیانک کردار پر مرزا غلام نبی جاننا باز لکھتے ہیں:

”یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر چودھری سر ظفر اللہ خان حکومت پاکستان کی طرف سے لیک سیکس گئے تھے، تو پھر عرب ڈیلی گیشن کا تار حکومت پاکستان کے نام آنا چاہیے تھا نہ کہ مرزا بشیر الدین محمود کے نام۔ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ چودھری سر ظفر اللہ خان نے عرب ڈیلی گیشن کو یقین دلایا تھا کہ میں تو اپنے لیڈر مرزا بشیر الدین محمود کے حکم سے یہاں آیا ہوں۔ نیز اس کے حکم سے یہاں مزید ٹھہر سکتا ہوں ورنہ عرب ڈیلی گیشن کو پاکستان گورنمنٹ سے اجازت لینا چاہیے تھی نہ کہ قادیانی خلیفہ سے (بحوالہ قادیانیت کا سیاسی تجزیہ) محولہ بالا کتاب کے صفحہ ۸۲ پر ظفر اللہ خان کے دو مزید کارنامے ملاحظہ ہوں:

”جناب محمد نواز ایم۔ اے بیرون ملک قادیان سازش بے نقاب کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ظفر اللہ خان نے وزارت خارجہ کے کام کو کس طرح چلایا، اس کا اندازہ ذیل کی دو خبروں سے کیجئے۔ پہلی خبر یہ ہے کہ پاکستان کے محکمہ خارجہ کی طرف سے پبلک سروس کمیشن کے صدر مسٹر شاہد سرور دی آج کل انگلستان میں ان امیدواروں سے انٹرویو لے رہے ہیں، جو ہمارے سفارت خانوں میں ملازمت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ خبر پاکستان پہنچی تو یہاں کے اخبارات اور عوام نے شدید غم و غصے کا اظہار کیا۔ لیکن حکومت پاکستان نے اس کی کوئی پروا نہ کی۔ اسی دوران انکشاف ہوا کہ ہمارے محکمہ خارجہ کے جانٹ سیکریٹری خیر سے یہودی ہیں اور محکمہ خارجہ کے ۸۰ فیصد ملازمین غیر ملکی خصوصاً انگریز ہیں۔ ایک انگریزی معاصر کی اطلاع کے مطابق یہودی جانٹ سیکریٹری گریفتھ کوئین تقسیم سے پہلے پنجاب ہائی کورٹ کا ایک رجسٹرار تھا، چونکہ یہ اپنے عہدے کے لحاظ سے ناموزوں انسان تھا، اس لیے اس کو اس سے علیحدہ کر دیا گیا۔

تقسیم ملک کے بعد اس کی قسمت چمکی اور وہ وزارت خارجہ کا جانٹ سیکریٹری بن گیا۔ چونکہ ماتحت افسران نوجوان اور نا تجربہ کار تھے، اس لیے وزارت خارجہ کا سب سے زیادہ قابل اعتماد افسر خیال کیا جانے لگا۔ جب فلسطین میں یہودی عربوں کے خون سے ہولی کھیل رہے تھے تو اس وقت پاکستان کی وزارت خارجہ کے قابل اعتماد افسر صاحب اسرائیل میں چھٹیاں منارہے تھے۔ (گار جین، بحوالہ کوثر، لاہور ۷۲ دسمبر ۱۹۴۹ء) اس خبر کے ساتھ یہ

انکشاف بھی ملاحظہ ہو۔

”ہمارے مصری سفارتی شاف میں دو (۲) نوجوان یہودی لڑکیوں کو ملازم رکھا گیا جس پر مصری عوام اور عربی اخبارات پاکستان سے بہت ناراض ہوئے۔ ان سے پہلے مصر میں پاکستانی سفیر کا پریس اتاشی بھی یہودی تھا۔“ (گار جین، ’جوالہ کوثر‘ لاہور، ۲۷ دسمبر ۱۹۴۹ء)

اسی طرح کے شرمناک واقعات کی ایک لمبی فہرست ہے جس کا یہ مختصر مقالہ متحمل نہیں ہو سکتا۔ البتہ جب ہمارے حکمرانوں نے خواب غفلت سے انگڑائی لی اور کچھ ہوش سنبھالا تو اس وقت پل کے نیچے سے کافی پانی بہہ چکا تھا اور آج تک ہم ان زہریلے اثرات سے جانبر نہ ہو سکے۔ بیرون ملک ہمارے سفارت خانے اور سفراء ملک کے بارے میں کوئی اچھا تاثر قائم نہ کر سکے۔ اس کا اندازہ وقتاً فوقتاً اخباری رپورٹوں اور بیرون ملک پاکستانیوں کے بیانات اور واقعات سے کیا جاسکتا ہے۔ جب تک ان سفارت خانوں کی مکمل نظیر نہیں ہوتی اور ان کی جگہ قابل، نظریہ پاکستان سے مخلص اور دوسرے اہل افراد کا تقرر نہیں ہوگا، قعر مذلت میں ہم یوں ہی پڑے رہیں گے۔ ماضی قریب میں پاکستان کئی بار اہم موقعوں پر خارجی میدان میں رسوائی سے دوچار ہوا اور ہمارے روایتی بااعتماد دوستوں نے بھی ہمیں تنہا چھوڑ دیا تھا۔ اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ سر ظفر اللہ خان کو حکومت پاکستان کی طرف سے وزارت خارجہ کی آرٹس میں مرزائیت کی تبلیغ و ترویج کا ایک زریں موقعہ ہاتھ آیا تھا، چنانچہ اس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔ ”قادیانیت کا سیاسی“ تجزیہ کے فاضل مرتب نے ایشیاء لاہور ۱۷ دسمبر ۱۹۶۲ء کے حوالے سے لکھا ہے ”اس طرح سر ظفر اللہ خان نے اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب کی حیثیت سے جزائر غرب الہند کا دورہ کیا اور اس دورہ میں ٹرینڈاڈ میں مرزا صاحب کا آخر الزمان نبیؑ کی حیثیت سے تعارف کرایا“ فاضل مرتب آگے لکھتے ہیں کہ سر ظفر اللہ کی انہی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ تقریباً ۴۰ ممالک میں قادیانیوں کے ۱۳۲ مشن کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک اسرائیل میں بھی ہے۔ اس کے علاوہ ان ممالک سے ان کے ۱۲۲ اخبارات و رسائل بھی نکلتے ہیں۔ اور ۵۷ کے قریب مدارس کام کر رہے ہیں۔ (۱) ص ۴۸۴ اسی طرح فیصل آباد ہی کے حوالے سے سر ظفر اللہ کا ایک اور



”حکومت ملائیشیا نے پاکستان کے چودھری سر محمد ظفر اللہ خان کی کتاب ”Islams Meaning For Modren Man“ یعنی ”اسلام کا مفہوم دور جدید کے آدمی کے لیے“ کی اپنے ملک میں خرید و فروخت اور درآمد کو ممنوع قرار دیا ہے۔ حکومت کے نزدیک سر ظفر اللہ خان کی یہ کتاب ملائیشیا کے سرکاری مذہب اسلام کے عقائد و نظریے کے منافی ہے۔“ (صفحہ نمبر ۷-۵) آخر میں ہم ارباب بست و کشاد سے پاکستان کے پچاس سال مکمل ہونے پر بجائے اس کے کہ ”گولڈن جوبلی“ کی بیہودہ اور بے فائدہ تقریبات منائی جائیں، اپنی فاش اور عظیم غلطیوں کا ازالہ کرنے کے لیے محاسبہ کرنا چاہیے تاکہ ہم ایک عظیم مسلمان قوم اور اسلامی مملکت کی حیثیت سے اکیسویں صدی میں قدم رکھنے کے قابل ہو جائیں، ورنہ پھر بجائے ترقی و عروج کے تنزل و انحطاط کی طرف ہماری رجعت قمری اسی طرح جاری رہے گی۔ جس کا نتیجہ ہماری مکمل تباہی کی صورت میں دنیا کے سامنے آجائے گا۔ ولا فعلما للہ۔ یہی وقت ہے ہمارے سنبھلنے کا اور ”احساس زیاں“ کے ادراک کا ورنہ بقول حکیم الامت۔

آخر شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ  
مبہدم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا؟  
(ماہنامہ ”الحق“ اکوڑہ خٹک، اگست ۱۹۹۷ء، شمارہ نمبر ۱۳۵)  
(از قلم حافظ محمد ابراہیم فانی مدرس دارالعلوم حقانیہ)



## نسیم قادیانی کی اقوام متحدہ میں تقرری

ابھی یہ مسئلہ ملک میں چل رہا ہے کہ ایک متعصب قادیانی کنور ادریس کو صوبہ سندھ کا چیف سیکرٹری مقرر کر دیا گیا ہے۔ اس مسئلہ پر ملک بھر میں مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے۔ جمعہ کے اجتماعات میں قراردادیں پاس ہو رہی ہیں۔ وفاقی وزیر خان بہادر کی اور وفاقی مشیر مذہبی امور کی یقین دہانی کے باوجود معاملہ جوں کا توں ہے۔ اس سلسلہ میں تھوڑی سی بھی پیش رفت نہیں ہوئی۔ یہ مسئلہ حل طلب تھا کہ اخبارات میں یہ خبر شائع ہو چکی ہے اور اس پر احتجاجی بیانات کا سلسلہ بھی جاری ہے کہ سابق سیکرٹری اطلاعات نسیم قادیانی کو حکومت نے اقوام متحدہ میں پاکستان کا مندوب مقرر کر دیا ہے۔

اس تقرری سے عوام میں یہ بحث چل نکلی ہے کہ جب ایک شخص پاکستان پر یقین ہی نہیں رکھتا، ملک کی وحدت و سالمیت کا اپنے الہامی عقیدے (اکھنڈ بھارت) کی بنا پر مخالف ہے تو وہ اقوام متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی کیا کرے گا؟ بلکہ وہ تو پاکستان سے زیادہ اپنے ارتداد مذہب قادیانیت کا پرچار کرے گا اور اپنے عہدے سے خوب فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گا۔

جب ظفر اللہ آنجہانی ملک کا وزیر خارجہ تھا تو اس نے ملک کو نقصان پہنچانے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا۔ اس نے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تمام پاکستانی سفارت خانے قادیانی جماعت کے دفتر بنا دیے اور وہاں جو ملازم رکھے وہ قادیانی جماعت کے پر زور مبلغ تھے۔ جنہوں نے تنخواہ پاکستان گورنمنٹ سے لی اور کام قادیانی جماعت کا کیا۔

جب کسی شخص کو کوئی اہم منصب سونپا جاتا ہے تو حکومت اس کے نظریات اور

کردار کی چھان پھک کرتی ہے۔ کم از کم یہ بات لازمی دیکھتی ہے کہ یہ شخص پاکستان کی سالمیت پر یقین رکھتا ہے یا نہیں۔ نسیم قادیانی کی تقرری کے لیے حکومت نے اتنی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔ ہمارے خیال میں جس معیار کی بناء پر اسے اس اہم منصب پر پہنچایا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ:

۱۔ نسیم بھٹو مرحوم کے دور میں سیکرٹری اطلاعات رہا۔

۲۔ وہ بھٹو مرحوم اور پیپلز پارٹی کا مداح ہے۔

۳۔ وہ ”سیاسی بنیاد“ پر ملک چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

گویا پیپلز پارٹی کے پیش نظر کسی شخص کے عقائد و نظریات نہیں۔ خواہ مسلمان ہو یا نہ ہو۔ خواہ وہ پاکستان کا دوست ہو یا دشمن، بھٹو مرحوم یا پیپلز پارٹی کا مداح ہو نا چاہیے اور یہی ایک بات ایسی ہے جو نہ صرف پیپلز پارٹی کے لیے نقصان دہ ہے، بلکہ ملک اور عالم اسلام کے مسلمانوں کے لیے بھی سراسر نقصان دہ ہے۔ سانپ پھر سانپ ہوتا ہے۔ خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ نسیم قادیانی بھی ایک سانپ ہے جو اپنے عہدے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی بھی وقت ڈس سکتا ہے۔

پھر پیپلز پارٹی کی یہ بھی بھول ہے کہ قادیانی بھٹو مرحوم اور پیپلز پارٹی کے مداح ہیں۔ بھٹو مرحوم کو پھانسی دلوانے والا وعدہ معاف گواہ مسعود محمود قادیانی تھا۔ جہاں تک مدح کا تعلق ہے پیپلز پارٹی اور اس کے راہنماؤں کے متعلق قادیانیوں کا نظریہ یہ تھا:

”یہ سب شرابی، زانی، منشیات کے اسمگلر، مرتشی، بد عنوان، غاصب، تشدد المزاج، لاف زن، شیخی خورے، سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتوں سے عاری، آزادانہ جنسی تعلقات کے عادی، بد کردار، بڑی بے شرمی اور بے حیائی سے شادیاں رچا کر پھر ان عورتوں کو بازار حسن کی زینت بنا دینے والے، پر مٹ، لائسنس اور ویزا فروش، بحری قزاق، مجرمانہ ذہنوں کے حامل، رسہ گیر، قاتل اور قاتلوں کے پشت پناہ، قوم کی بیٹیوں پر دست درازیاں کرنے والے، ناجائز درآمد و برآمد میں ملوث اور کسٹم ڈیوٹی میں ہیرا پھیری کے ذریعہ خزانہ عامرہ کو نقصان پہنچانے والے بھٹو دور کے وہ مفتیان دین و شرع متین ہیں جنہوں نے ستمبر ۷۷ء میں بھٹو کے انداز کو دوام بخشنے کی غرض سے خدائے جلیل و قدیر کے تمام احکامات اور حضرت خاتم النبیین ﷺ کے ارشادات مطہرہ کو پس پشت پھینک کر ملک



کے..... کلمہ گو احمدیوں کو بزدل سیاست دو اغراض کے لیے ”ناٹ مسلم“ قرار دیا تھا۔

(قادیانی رسالہ ”لاہور“ ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء، ص ۱۳)

یہ پیپلز پارٹی اور اس کے حامیوں کے بارے میں قادیانیوں کی ”شریفانہ زبان“ کا ایک نمونہ ہے۔ اس زبان کے ہوتے ہوئے قادیانیوں کی کسی بھی یقین دہانی یا مدح و توصیف کا اعتبار کرنا سوائے نادانی کے اور کچھ نہیں۔

(ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی، جلد ۷، شمارہ ۴۰، از قلم محمد حنیف ندیم)

## سر ظفر اللہ خاں قادیانی کی عرب

### لڑکی سے شادی کی کہانی

بشری ربانی کے سابق شوہر محمود قزق نے اخبار ”الیوم“ کے نامہ نگار کو ایک بیان میں بتایا کہ ظفر اللہ خاں نے میری منکوحہ بشری ربانی کو کس طرح خرید اور جبراً طلاق دلوائی۔

پہلی ملاقات میں ظفر اللہ خاں نے لڑکی سے پوچھا ”تیرا کیا نام ہے“ لڑکی نے عقیدت و ادب سے ہاتھ چوم کر جواب دیا ”آپ کی کنیز کو بشری ربانی کہتے ہیں۔“

دمشق میں احمدی خانقاہ نے قادیانی خلیفہ کے اعزاز میں ایک جلسہ کیا جو علاج کے لیے ظفر اللہ خاں کے ساتھ یورپ جا رہے تھے۔ میری بیوی بھی اپنی ماں کے ساتھ جلسے میں حاضر تھی تاکہ دوسرے احمدیوں کی طرح ظفر اللہ خاں کا استقبال کرے، اور امیر المومنین کے ہاتھ کو بوسہ دے۔ ظفر اللہ خاں نے خلیفہ سے کچھ سرگوشی کی تو حاضرین نے ”امیر المومنین“ کو بلند آواز سے فرماتے سنا۔ ”یہ تو اس خاندان کے لیے سب سے بڑی عزت ہے۔“ اور سننے والے سمجھ گئے کہ کس شادی کا ذکر ہو رہا ہے۔ پھر ظفر اللہ خاں نے دمشق کے بڑے قادیانی سردار کے کان میں کچھ کہا تو سردار نے اونچی آواز میں جواب دیا۔ اس کا صرف ایک ہی بھائی ہے۔ اب ظفر اللہ خاں نے بھی اونچی آواز میں گفتگو شروع کر دی۔ کہنے لگے کیا اس کا بھائی یہاں دمشق کے پاکستان سفارت خانے میں ملازمت پسند کرے گا اور دوسرے ہی دن میری بیوی کے بھائی محمود ربانی کو سفارت خانے میں عہدہ مل گیا۔





تین دن بعد ظفر اللہ خاں لاہائی (ہالینڈ) جانے کے لیے تیار ہو گئے، جہاں وہ بین الاقوامی عدالت کے جج ہیں۔ جاتے وقت بشریٰ کی ماں اور بھائی کے ہاتھ میں ایک بڑی رقم دیتے ہوئے حاکمانہ انداز سے فرمانے لگے۔

”دیکھو بشریٰ کی طلاق کا معاملہ جلد سے جلد انجام پا جانا چاہیے۔ خرچ کی پروا نہ کرنا۔“

### فریب محبت

میری عقل کچھ کام نہیں دیتی۔ اب تک سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ آخر یہ کیا ہوا اور سمجھ میں آئے بھی کیسے۔ میں نے اپنے وجود سے محبت کی تھی اور حق الیقین تھا کہ بشریٰ بھی مجھے سچے دل سے چاہتی ہے۔ ہم دونوں گھڑیاں گن رہے تھے کہ رخصتی کا دن آئے اور ہم دونوں ایک جان ہو جائیں۔ میں خلیج فارس کے علاقے میں بہت دور تھا۔ مگر بشریٰ کے محبت بھرے خطوں سے ڈھارس بندھی رہتی تھی۔ بشریٰ ہر ہفتے کئی کئی خط لکھتی۔ تصویروں کے تراشے بھیجتی۔ یہ دیکھیے تراشے میں ایک جوڑے کی تصویر ہے جو عروسی لباس پہنے ہوئے ہے اور یہ عبارت تراشے پر خود بشریٰ کے قلم سے لکھی ہے۔ ”اللہ! ہم دونوں کب ایسا ہی جوڑا بنیں گے۔“ یہ دوسرا تراشہ ہے، دو بچے کھڑے ہیں اور بشریٰ نے اس پر لکھا ہے ”خدا ہمیں بھی ایسے ہی بچے دے گا۔“

### قادیانی کیوں ہوا؟

بہت سے خط سنا کر بد نصیب شوہر چپ ہو گیا اور کسی گہرے خیال میں ڈوب گیا۔ پھر قہقہہ اس کے منہ سے پھوٹ پڑا اور اس نے کہا کہ کوئی خیال بھی نہیں کر سکتا تھا کہ بشریٰ کے یہ سب جذبات سراسر فریب تھے اور وہ میرے دل سے صرف کھیل رہی تھی۔ کیا دولت کی طمع اس پر غالب آگئی۔ میں کیونکر مان لوں، اس نے تو مجھے اس وقت قبول کیا تھا، جب میں بالکل فقیر تھا۔ میں قادیانی نہیں تھا، محض بشریٰ کو حاصل کرنے کے لیے میں نے قادیانیت قبول کی۔ بشریٰ اور اس کا خاندان قادیانی بن چکا تھا۔ ظفر اللہ خان قادیانی مذہب کے ایک بڑے رکن ہیں اور میرے دل میں وہم بھی پیدا نہیں ہو سکتا تھا کہ یہی ظفر اللہ میرے دل کو

کچل ڈالیں گے اور قادیانیت کے امام اور امیر المومنین اپنے ایک مرید و معتقد کی زندگی اس بے دردی سے اجاڑ کر رکھ دیں گے۔ بے شک اس قسم کی کوئی بات بھی خیال میں نہیں آ سکتی تھی۔ لیکن فلسطین میں ایک کماؤت ہے۔ ”گھنی داڑھیوں کی آڑ میں کبھی بندر بھی چھپے ملتے ہیں“ اور ظفر اللہ کی داڑھی واقعی عجائبات کو چھپائے ہوئے تھی۔

سب سے بڑا خوش نصیب

محمود قزق نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ۱۹۵۳ء میں، میں نے کتنی کوشش کی کہ لبنان میں کوئی روزگار مل جائے۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ پھر میں شام چلا آیا اور ایک سکول میں مدرس مل گئی۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں اپنی خالہ سے ملنے دمشق آیا اور خالہ کی لڑکی کو دیکھتے ہی دل دے بیٹھا۔ دوسرے دن بشریٰ کے ساتھ سینما گیا۔ فلم میں ہیرو اور ہیروئن کی شادی دکھائی جا رہی تھی۔ بشریٰ میرے کان میں کہنے لگی ”یہ خوشی ہمیں کب نصیب ہوگی۔“

۱۹۵۴ء میں ہمارا نکاح ہو گیا۔ میں پھر خلیج فارس کی ایک ریاست میں چلا گیا تاکہ جلد سے جلد بہت سا روپیہ جمع کر کے لوٹوں اور اپنی دلہن کو رخصت کرا لاؤں۔ بشریٰ کے خط و سمبر کے مینے سے بند ہو گئے۔ آخر ایک خط بہت دنوں کے بعد ملا۔ اس کی عبارت یہ تھی:

”مولانا امیر المومنین دمشق آئے۔ ظفر اللہ خاں بھی تھے۔ کس قدر چاہتی تھی کہ تم بھی یہاں موجود ہوتے اور حضرت امیر المومنین کی زیارت کرتے۔“

طلاق

بشریٰ کے خط نے میرا دماغ اور بھی خراب کر دیا اور میں طرح طرح کے مطلب نکالنے لگا۔ دمشق پہنچتے ہی سیدھا خالہ کے گھر گیا۔ مگر بشریٰ کی انگلی میرے عقد کی انگوٹھی سے خالی تھی۔

میں نے کہا ”انگوٹھی اور چوڑیاں غائب ہیں؟“

بشریٰ: ”میں آزاد ہوں۔ تم میری خالہ کے بیٹے ہو، اس لیے میں تم سے شادی منظور

نہیں کر سکتی۔“

اس کے بھائی محمود نے مجھ سے کہا۔

”بشری تمہیں پسند نہیں کرتی۔ تم طلاق کیوں نہیں دے دیتے؟“

میں بے اختیار چلا اٹھا ”ابھی قاضی کے پاس چلو‘ طلاق نامہ لکھے دیتا ہوں۔“

قاضی نے جب معاملہ سنا تو خفا ہوئے۔ میں تو غصہ سے بے خود ہو ہی رہا تھا۔ کہا گیا

”قاضی صاحب نکاح فرضی تھا اور میں بشری کو طلاق دے چکا ہوں۔“

بعد میں معلوم ہوا کہ ظفر اللہ خان نے ۴۵ ہزار پونڈ میں بشری کو خرید لیا ہے اور میں

ہزار پونڈ میں بشری کے خاندان کے لیے ایک مکان دمشق کے محلہ ”بستان الحجری“ میں مول

لے دیا ہے۔ پھر سنا کہ ظفر اللہ چند روز میں دمشق آرہے ہیں تاکہ بشری سے شادی چھائی

اور میں نے طے کر لیا کہ اس شخص کو قتل کر ڈالوں گا۔ میں نے پستول خرید لیا۔ مگر بشری کے

خاندان نے ظفر اللہ کو خبر کر دی۔ اس پر جلسے کا پروگرام روک دیا گیا اور آدھے گھنٹے کے

اندر ہی ظفر اللہ نکاح کر کے ہوائی جہاز سے بھاگ گئے۔

(بکریہ روزنامہ نوائے پاکستان لاہور)





## پی آئی اے قادیانیوں کے شکنجے میں

محمد طاہر

قومی ایئر لائن میں قادیانی اور ہم خیال افراد کی بھرتی کے لیے وسیع میٹ ورک مصروف عمل ہے۔ ملک بھر کے ہوائی اڈوں پر قادیانی مبلغوں کو خصوصی مراعات اور تبلیغی لڑیچہ کی بلا معاوضہ بیرون ملک ترسیل کی سہولت حاصل ہے پاکستان کا کوئی ادارہ بھی قادیانی ریشہ دوانیوں سے محفوظ نہیں۔ لیکن ”پی آئی اے“ میں ان کی خفیہ سرگرمیاں نقطہ عروج پر ہیں۔ کم لوگ جانتے ہیں کہ قادیانیوں کے مرکز ”ربوہ“ میں تمام قادیانیوں یا قادیانیت کی طرف مائل لوگوں کی فہرستیں موجود ہوتی ہیں۔ جنہیں پاکستان کے مختلف اداروں میں پہلے سے موجود دلابی اور منظم سازشوں کے ذریعے کھپادیا جاتا ہے۔ جہاں ان سے قادیانی مقاصد کی تکمیل کے لیے متعین اہداف پورے کرائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک گمنام سازش کے تحت پی آئی اے میں اوپر سے نیچے تک بے شمار قادیانیوں کو کھپادیا گیا ہے۔ جو ہر روز ایک نئی سازش کے ذریعے اس قومی ادارے کی رگ جاں سے خون نچوڑ رہے ہیں۔

قومی فضائی ادارہ کے موجودہ چیف پائلٹ، پلاننگ اینڈ شیڈولنگ، کیپٹن ایم۔ اے خان ہیں۔ جو نہ صرف مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزا طاہر کے سلسلہ نسب سے قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ ان کے نبی ہونے کا پرچار بھی علی الاعلان کرتے ہیں۔ کیپٹن ایم۔ اے خان کے بقول قومی فضائی ادارے میں تقریباً ۵۵۰ پائلٹوں میں سے ۱۶۰ پائلٹس اعلانیہ قادیانی ہیں۔ کیپٹن ایم۔ اے خان کے ہم زلف کیپٹن بختیار چیف پائلٹ کارپوریٹ سیفٹی کے منصب پر فائز ہیں۔ مزید برآں کیپٹن طاہر (نوکر چیف) کیپٹن سمیع، کیپٹن سعادت اللہ ندیم اور ان کے صاحبزادے عمر، کیپٹن ہمایوں ظفر، کیپٹن آفتاب پنہ، کیپٹن ایم ایم سلیم، کیپٹن

بشارت احمد اور کیپٹن بی ایم احمد کا شمار بھی پی آئی اے کے قادیانی ٹولے میں ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ پی آئی اے کی تین لیڈی پائلٹس میں سے دو یعنی کیپٹن رفعت حنی اور کیپٹن عائشہ رابعہ قادیانی ہیں۔ یہ ہوا باز بین الاقوامی فضائی روٹس پر قومی پرچم بردار جہازوں کو لاتے اور لے جاتے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق کیپٹن ایم اے خان، کیپٹن طاہر اور کیپٹن آفتاب وی آئی پی طیارے کے ذریعے حرمین شریفین تک کا سفر کرتے ہیں۔ یہ ایک حیرت انگیز امر ہے کہ سعودی عرب میں قادیانیوں پر پابندی عائد ہونے کے باعث یہ لوگ سوائے اس کے سعودی عرب جا ہی نہیں سکتے کہ مسلمان کی حیثیت سے اپنا دوسرا پاسپورٹ بھی رکھتے ہیں۔ چنانچہ مصدقہ اطلاعات کے مطابق بیشتر ہوا بازوں نے دوہرے پاسپورٹ بنا رکھے ہیں جس کے تحت وہ عام پروازوں میں خود کو قادیانی ظاہر کرتے ہیں، لیکن سعودی عرب ایسے ممالک میں جہاں ان کے داخلے پر پابندی ہے، وہاں یہ خود کو مسلمان ظاہر کر کے پہنچ جاتے ہیں۔ پی آئی اے میں بھرتی ہونے والے نئے ہوا بازوں کو جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہاں قدم قدم پر ان کا واسطہ قادیانی نیٹ ورک سے وابستہ ہوا بازوں یا انسٹرکٹروں سے پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس مضبوط گروہ کی موجودگی میں کوئی مسلمان ہوا باز کس طرح پی آئی اے میں بھرتی ہو سکتا ہے؟

مزید برآں پی آئی اے کے ڈپٹی منیجنگ ڈائریکٹر فنانس ارشد محمود اور ڈپٹی منیجنگ ڈائریکٹر مارکیٹنگ خورشید انور کے علاوہ کئی ڈائریکٹر اور جنرل منیجر مثلاً ڈائریکٹر انجینئرنگ ایس یو زمان، اسپیشل اسسٹنٹ ٹو منیجنگ ڈائریکٹر سکندر الہی، سیکریٹری پی آئی اے غنفر مشکور اور پی آئی اے ٹریننگ سنٹر کے پرنسپل مسٹر صادق کا تعلق بھی قادیانی نیٹ ورک سے بتایا جاتا ہے۔ پی۔ آئی۔ اے میں قادیانی نیٹ ورک کا سب سے اہم رکن تبسم خالد منہاس ہے۔ یہ کھلے بندوں حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کے باعث پی آئی اے میں نقص امن کا مسئلہ بھی پیدا کرتا رہا ہے۔ اطلاعات کے مطابق یہ قومی فضائی ادارے میں قادیانیوں کا سب سے فعال ایجنٹ ہے۔ خود اس کے والد سندھ کی قادیانی جماعت کے امیر رہے ہیں۔ تبسم منہاس کو پاک فضائیہ سے اپنی مذموم و مشکوک سرگرمیوں کے باعث ملازمت سے نکال دیا گیا تھا۔ مزید برآں تبسم منہاس کو متعلقہ اداروں نے اپنے ریمارکس میں ہر طرح کی سرکاری و نیم سرکاری ملازمت کے لیے نااہل قرار دیا تھا۔ مگر پی آئی اے

میں قادیانیوں کی مضبوط لائنگ اور اجارہ داری کے باعث بالا خرا نہیں پی آئی اے ٹریننگ سینٹر میں پے گروپ پانچ میں انٹرکٹر کی حیثیت سے ملازمت فراہم کر دی اور پھر چند سال کے اندر ہی تمام سینئرز کی حق تلفی کرتے ہوئے انہیں جنرل منیجر ایڈمن سروسز کے با اختیار اور اہم عہدے تک پہنچا دیا گیا یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ قادیانی لابی قومی فضائی ادارے میں اس قدر مستحکم ہے کہ تبسم خالد منہاس کے متعلق انٹر سروسز انٹیلی جنس کے مذکورہ ریمارکس تک کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔

قومی فضائی ادارے میں سب سے زیادہ منافع کمانے والا یہی قادیانی ٹولہ ہے جو مختلف کنٹریکٹ اور ٹھیکوں کے لیے متعلقہ لوگوں کو تحائف کے ذریعے رام کرتا ہے۔ اس سلسلے میں کئی سابقہ اور حالیہ ڈائریکٹرز اور جنرل منیجر اس ٹولے کے تحائف سے مستفید ہوتے رہے ہیں۔ ان میں سابقہ ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن ایم خان، سابق جنرل منیجر کرنل ایس ایچ اے زیدی، ایئر کومڈور انور علی، شاہت حسین اور جنرل سروسز کے دیگر اعلیٰ انتظامی اہلکار شامل ہیں۔ مذکورہ ٹولے میں سے صرف تبسم منہاس کا ہی ذکر کیا جائے تو اس نے ”تحائف کی تکنیک“ سے پی آئی اے کے بے شمار ٹھیکے مختلف افراد اور اداروں کے نام سے اپنے اقربا کے لیے حاصل کیے۔ تبسم منہاس نے بیشتر ٹھیکے بحیثیت منیجر ویلفیئر ایڈمنسٹریشن کی حیثیت سے حاصل کیے۔ ان ٹھیکوں میں سے پی آئی اے کو افرادی سہولت مہیا کرنے والی تنظیم میسرز سپریم سروسز اور میسرز سپر سروسز قابل ذکر ہے۔ ان کنٹریکٹروں کے ذریعے پی آئی اے کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والے ساڑھے تین سے چار ہزار ملازمین کے ”سروسز چارجز“ مذکورہ کمپنیوں کو کم از کم دو سو روپے سے ایک ہزار روپے فی ملازم تک ادا کیے جا رہے ہیں۔ اس طرح صرف ایک ہی مد میں قادیانیوں کی سرپرستی میں چلنے والی تنظیم کو کروڑوں روپے ماہانہ ادائیگی کی جا رہی ہے اور ہزاروں یومیہ ملازمین (جن کا تعلق ان کنٹریکٹریاں کی تنظیموں سے ہونے کے باوجود) جو قومی فضائی ادارے میں خدمات انجام دے رہے ہیں، محض قادیانیوں کے رحم و کرم پر ہیں۔ مذکورہ کمپنیوں کے پروپرائیٹرز بالترتیب عبدالرحمن منہاس اور خرم منہاس ہیں جو تبسم خالد منہاس کے سگے عم زاد ہیں۔ علاوہ ازیں جینی ٹوائسل سروسز مہیا کرنے اور پی آئی اے شاف کو یونیفارم مہیا کرنے کے ٹھیکے بھی منہاس برادران کے پاس ہیں۔ ان مدت سے بھی مذکورہ فرمیں لاکھوں روپے



ماہانہ کارہی ہیں۔ مالی مفادات کے حصول کی یہ مثال محض ایک ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہے۔ دیگر نہ پی آئی اے کے سینکڑوں شعبوں اور ڈویژنوں میں سے کوئی بھی قادیانی دسترس سے باہر نہیں۔

پچھلے دنوں تبسم منہاس نے منیجر ویلفیئر اینڈ کینٹین کی حیثیت سے کینٹینوں کے مختلف معاملات میں کروڑوں روپے کا خورد برد کیا۔ چنانچہ معاملہ منکشف ہونے پر تبسم منہاس کو محض معطل کر دیا گیا لیکن پھر اس پوری انضباطی کارروائی کو محض محکمہ ٹرانسفر تک محدود کر دیا گیا اور اسے انتہائی اہم اور حساس سیکشن ٹیکنیکل گراؤنڈ سپورٹ کے منیجر بنا دیا گیا اور ہنوز اسی عہدے پر براجمان ہے۔

تبسم منہاس اور کینٹین ایم اے خان قادیانیت کی تبلیغ کے حوالے سے بھی بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے مبلغین کی آمد و رفت کے مواقع پر پاکستان بھر کے ہوائی اڈوں پر ان سے وی آئی پی سلوک کیا جاتا ہے۔ قومی فضائی ادارے میں کچھ قادیانی جال کے نتیجے میں قادیانیت کو عالمی تبلیغ کے لیے نہایت ارزاں مواقع میسر آتے ہیں۔ یہ سب کچھ کیونکر ممکن ہوتا ہے؟ اس کا جواب قادیانیت کی خفیہ سرگرمیوں کے باعث دینا نہایت مشکل ہے۔ لیکن مختلف مواقع پر ان کی جو سرگرمیاں بے نقاب ہوتی رہتی ہیں۔ ان سے ان کے بچھائے ہوئے جال کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مثلاً کراچی ایئرپورٹ سے جرمنی جانے والا چار ہزار کلوگرام قادیانی لٹریچر پی آئی اے کے ایک دیانند اروہیجی لینس آفیسر چودھری محمد صدیق نے روک لیا۔ اس طرح نہ صرف قادیانیت کے فروغ پر مشتمل لٹریچر روکا گیا بلکہ پی آئی اے کو ہونے والا لاکھوں روپے کا خسارہ بھی بچایا گیا لیکن اس نیک نام آفیسر کی فرض شناسی اور حب الوطنی کے ”جرم“ میں انہیں قادیانی لابی نے ملازمت سے ہی نکلوا دیا۔ اسی طرح قادیانیوں کی منظم لائنگ کے باعث مذکورہ فرض شناس و بیجی لینس آفیسر کی پرسنل فائل میں پی آئی اے کے اعلیٰ ترین حکام کی جانب سے جاری کی جانے والی کم و بیش دو درجن تعریفی اسناد بھی محض ردی ثابت ہوئیں۔ یہ سب کچھ قادیانی نیٹ ورک کی انتقامی کارروائیوں اور محکمہ کے قادیانی نواز جنرل منیر میاں عبداللہ کی منتقم مزاجی اور ذاتی دشمنی کے باعث ہوا جس کے تحت چودھری محمد صدیق کو سب سے پہلے کراچی سے لاہور بھیجا گیا اور بعد ازاں جبری ریٹائر کر دیا گیا۔

قادیانیت کو تحفظ فراہم کرنے کے سلسلے میں جب تبسم منہاس کی ساری سرگرمیاں بے نقاب ہو گئیں اور پی آئی اے کے مختلف محکمے اس کی بدعنوانیوں کے باعث ہونے والی بدنامی پر اسے تنبیہ کرنے لگے تو تبسم منہاس نے پی آئی اے اسٹاف کالونی کراچی ایئرپورٹ کی مسجد کے پیش امام مولوی یسین کو اپنے دام تزویر میں پھانسا اور اپنی مذموم سرگرمیوں کے لیے نہ صرف ایک محفوظ آڑ حاصل کی بلکہ عام سادہ لوح مسلمانوں میں عالم دین کے حوالے سے پائی جانے والی محبت کو اپنے لیے ایک اخلاقی حمایت کے طور پر بھی استعمال کیا۔

مولوی یسین کو قادیانی لابی نے پی آئی اے ٹریننگ سینٹر میں ایک انسٹرکٹر کی تھکادینے والی ذمہ داریوں سے نجات دلوا کر محض دو وقت کی نمازوں کی امامت کے لیے تقرری دلوا دی۔ جس کے عوض انہیں ماہانہ ۳۵ ہزار سے زائد تنخواہ ادا کی جا رہی ہے۔ قاری یسین صاحب گزشتہ چار برس سے پی آئی اے ٹاؤن شپ میں واقع ایک جامع مسجد کی تعمیر و توسیع کی تکمیل میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں حالانکہ مسجد کی تعمیر کا یہ پروجیکٹ محض ایک سال کا تھا۔ لیکن چار سال کی تاخیر کے باوجود یہ تاحال تکمیل کی منتظر ہے۔ اطلاعات کے مطابق قاری یسین مسجد کے لیے طے کردہ بلڈنگ اینڈ ورکس ڈیپارٹمنٹ کے مجوزہ نقشہ کے خلاف متعلقہ ماہرین کو بے جا مداخلت کے ذریعے الجھا رہے ہیں تاکہ یہ پروجیکٹ مکمل نہ ہو سکے۔ اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ زیر تعمیر مسجد چندے کے حصول کا ایک منافع بخش ذریعہ ہے۔

چنانچہ قادیانی محمد یسین نے ایک ”مصلیٰ اسکیم“ کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے عام مسلمانوں سے بالعموم اور پی آئی اے کے ملازمین سے بالخصوص ۱۴۰۰ روپے فی مصلیٰ (ون پیس اونیکس ماربل) کے لیے چندہ طلب کیا۔ یہ سلسلہ پچھلے چار سال سے تاحال جاری ہے۔ حالانکہ پی آئی اے انتظامیہ نے پچھلے سال ون پیس اونیکس ماربل مصلیٰ اسکیم کا نظام یکسر ختم کر دیا ہے اور مسجد کے پورے فرش کے لیے مالاگوری ماربل کے ٹکڑوں کی خریداری بھی کر لی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود قاری موصوف پرانی اسکیم کے تحت تاحال چندہ جمع کر رہے ہیں۔

اس طرح قادیانی لابی نے اپنی مذموم سرگرمیوں کا نشانہ اب مذہبی رہنماؤں کے

ساتھ ساتھ مقدس جگہوں کو بھی بنا لیا ہے۔ قاری یسین کو اپنے جال میں پھانسنے کے علاوہ اس لابی نے باوید اقبال رندھاوا کو جدہ میں بطور ایڈمن منیجر (اسٹاف نمبر ۳۱۵۵۸) میں تعینات کر دیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق یہ ایک جانے پہچانے قادیانی ہیں۔ اس طرح سعودی عرب میں قادیانیوں کے داخلے پر پابندی کے باوجود قادیانی لابی کے ذریعے ایک منظم سازش کے تحت ان کے سرکردہ لوگوں کو وہاں پہنچا دیا جاتا ہے۔ جہاں یہ آہستہ آہستہ اپنے عقائد خبیثہ کی تبلیغ و ترویج کرتے ہیں۔ کیا یہ معاملہ پاکستان کو درپیش کسی بھی بحران سے زیادہ اہم نہیں؟

(”مکبیر“ ۳۱ مئی ۱۹۹۷ء)





## قادیانی جنرل پاکستان کا چیف مارشل لاء

### ایڈ منسٹریٹر بنتے بنتے رہ گیا

از قلم: محمد حنیف ندیم

جناب بریگیڈیئر رینارڈ عبدالرحمن صدیقی نے اپنے ایک مضمون میں مندرجہ ذیل انکشافات کیے ہیں۔

”۱۶ دسمبر کو سقوط ڈھاکہ کا الیہ پیش آیا۔ ملک دو ٹکٹ ہوا اور پورے ملک پر حسرت و یاس کے سیاہ بادل چھا گئے۔

بظاہر جنرل یحییٰ اپنی جگہ پر جے بیٹھے تھے مگر حقیقت میں ان کے اقتدار کے ایوان کی دیواریں ٹل چکی تھیں۔ ان کے خلاف قوم کے ساتھ ساتھ فوج میں بھی شدید جذبہ پیدا ہو چکا تھا۔ اب سب کی آنکھیں صرف ذوالفقار علی بھٹو پر لگی تھیں کہ وہ واپس وطن آئیں اور قوم کو سہارا دیں۔ خود پاک فوج اور فضائیہ کی اعلیٰ قیادت کا بھی یہی خیال تھا کہ ان حالات میں بھٹو صاحب کے علاوہ اقتدار اعلیٰ کسی اور فرد یا پارٹی کے حوالے کرنے کے متعلق سوچا تک نہیں جاسکتا تھا۔ ان کی وطن واپسی کے لیے ایک خاص طیارے کا بندوبست کیا گیا اور ۲۰ دسمبر کی علی الصباح وہ بخیریت راولپنڈی پہنچ گئے۔

اپنی آمد کے فوراً بعد بھٹو صاحب ایوان صدر پہنچے اور جنرل یحییٰ سے اقتدار کی فوری منتقلی کا مطالبہ کیا۔ بھٹو صاحب کے علاوہ وہاں جو دوسرے افراد موجود تھے ان میں جنرل گل

حسن، ایڑ مارشل رحیم، جنرل عبدالحمید خان (آرمی کے چیف آف اسٹاف اور جنرل یحییٰ کے دست راست) اور مسٹر مصطفیٰ کھر وغیرہ شامل ہیں۔

متحدہ دقتہ شادتوں کے مطابق جب بھٹو صاحب نے جنرل یحییٰ سے استعفیٰ طلب کیا تو موصوف نے پہلے تو سخت برہمی کا اظہار کیا۔ مگر بعد میں جب انہیں یقین ہو گیا کہ بات تمام ہو چکی ہے تو انہوں نے بڑی نرمی اور مصالحت کا انداز اختیار کر کے بھٹو صاحب کو اس شرط پر وزارت عظمیٰ کی پیشکش کی کہ انہیں آئینی صدر کی حیثیت سے رہنے دیا جائے جبکہ کل اختیارات وزیر اعظم کے پاس رہیں جب بھٹو صاحب نے ان کی اس پیشکش کو بھی سختی سے رد کر دیا تو جنرل موصوف نے بحیثیت سی این سی واپس جی ایچ کیو جانے کو کہا اور جب بھٹو صاحب ان کے استعفیٰ پر مصر رہے تو جنرل یحییٰ نے ریٹائرمنٹ کی صورت میں اپنی جگہ جنرل حمید کو سی این سی بنانے کا مشورہ دیا۔ اس پر بھٹو نے سخت برہمی کا اظہار کر کے جواب دیا کہ آپ کی جگہ کون لیتا ہے، کون نہیں لیتا، اس سے قطعی آپ کا کوئی واسطہ نہیں۔ بس آپ گھر تشریف لے جائیں۔

میرے راوی کے مطابق اس کے بعد دونوں میں کچھ تلخ کلامی ہوئی مگر جنرل حمید کی بروقت مداخلت سے بات وہیں ختم ہو گئی۔ ان کا مشورہ یہ تھا کہ پہلے یہ معلوم کریں کہ خود فوج اور اس کے افسر کیا چاہتے ہیں اور اس کا اندازہ وہ خود ان سے مل کر کریں گے۔ چنانچہ راولپنڈی اسٹیشن میں حاضر تمام افسروں کی میٹنگ کا بندوبست کیا گیا۔ پروگرام کے مطابق یہ میٹنگ ہوئی۔ جنرل حمید نے افسروں سے خطاب کیا اور اس کے بعد جو اس میٹنگ کا حشر ہوا، وہ ایک علیحدہ داستان ہے اور سردست اس کی تفصیل کی نہ مگناش ہے، اور نہ ہی موقع۔

بہر حال اس روز (۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء) دوپہر کی خبروں میں ریڈیو پاکستان نے بھٹو صاحب کے بحیثیت چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور صدر مملکت کے تقرر کا اعلان کر دیا اور اس طرح ان کے اقتدار کا وہ سلسلہ جو دو فوجیوں یعنی جنرل اسکندر مرزا اور جنرل ایوب کے توسط سے تیرہ سال پہلے شروع ہوا تھا، اپنے نقطہ عروج کو پہنچ گیا۔ (جنگ کراچی، ص ۳۵، فروری ۱۹۸۹ء)

سب جانتے ہیں کہ جنرل عبدالحمید قادیانی تھا جسے جنرل یحییٰ خان فوج کا کمانڈر انچیف

بنانا چاہتے تھے۔ ہمیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یحییٰ خان کے ارد گرد قادیانیوں نے گھیرا ڈالا ہوا تھا۔ سول میں اس پر مسٹر ایم ایم احمد مسلط تھا۔ یحییٰ خان کو اس پر اتنا اعتماد تھا کہ جب وہ شاہ ایران کی دعوت پر ایک روزہ دورے کے لیے ایران گئے تو مسٹر ایم ایم احمد کو قائم مقام صدر بنا گئے۔ جب وہ کرسی صدارت سنبھالنے کے لیے بذریعہ لفٹ جا رہے تھے تو اسلم قریشی نے غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے زخمی کر دیا اور وہ بجائے منصب صدارت سنبھالنے کے ہسپتال پہنچ گئے اور اس طرح قادیانیوں کا حصول اقتدار کا خواب پورا نہ ہو سکا۔

اسی ایم ایم احمد نے سقوط مشرقی پاکستان میں اہم کردار ادا کیا اور جب پاکستان اس عظیم سانحہ سے دوچار ہو گیا تو قادیانیوں نے باقی ماندہ پاکستان پر اقتدار حاصل کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس کے لیے بھی یحییٰ خان کو استعمال کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ سقوط مشرقی پاکستان کے بعد بھٹو مرحوم کا ملک میں آنا اور یحییٰ خان کا ان سے اصرار کرنا کہ جنرل حید کو سی این سی بنا دو، اس بات کا واضح ثبوت ہے۔ اس وقت فوج میں ۷۱ جنرل قادیانی تھے جو یحییٰ خان پر مسلط تھے۔ اگر جنرل حید کمانڈر انچیف بن جاتے تو ظاہر ہے کہ وہی چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بھی بن جاتے۔ اور پھر ملک میں وہ خون خرابہ ہوتا کہ الامان والحفیظ

ہمارا شروع دن سے ہی یہ موقف تھا کہ قادیانی کوئی مذہبی فرقہ یا جماعت ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک سیاسی ٹولہ ہے جس کے عزائم یہودیوں کی طرح انتہائی خطرناک ہیں۔ اس لیے حکمران طبقہ کو چاہیے کہ وہ اس ٹولہ کی چکنی چڑی باتوں میں نہ آئے اور فوراً ان کو کلیدی عہدوں خاص طور پر فوج جیسے اہم محکمہ سے نکالا جائے۔ موجودہ حالات میں جبکہ پورے ملک میں عصیت اور نفرت کی آگ سلگ رہی ہے، اس ٹولہ کی کلیدی عہدوں سے علیحدگی انتہائی ضروری ہے۔

(ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی، جلد ۷، شمارہ ۳۹)



## تحقیقاتی کمیشن برائے سقوط مشرقی پاکستان

کے صدر کے نام ایک درخواست کا متن

منجانب مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر (امیر چارم مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان)

واجب الاحترام جناب عالی مقام جسٹس حمود الرحمن صاحب صدر تحقیقاتی کمیشن  
برائے سقوط مشرقی پاکستان ۱

جناب عالی

سقوط مشرقی پاکستان صرف پاکستان ہی کے لیے نہیں بلکہ تمام دنیائے اسلام کے لیے  
عظیم المیہ ہے۔ اس سلسلہ میں چند گزارشات پیش خدمت ہیں۔

۱۔ صدر ریجنی ریٹائرڈ جنرلوں کے علاوہ صدر کے مشیر جناب ایم ایم احمد بھی سقوط مشرقی  
پاکستان کے ذمہ دار ہیں۔

۲۔ خصوصاً اس لیے کہ ایم ایم احمد ایسے فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کے نزدیک:

(الف) مرزا غلام احمد کو نبی نہ ماننے والے سب کافر ہیں۔ (ایم ایم احمد نے اپنے فوجی  
عدالت کے بیان میں اس کی تصدیق کی ہے لہذا ان کے نزدیک پاکستان اسلامی ملک نہیں  
ہے)

(ب) ان کے فرقہ کے خلیفہ دوم اور جناب ایم ایم احمد کے تایا جانے فرمایا تھا کہ اگر  
ملک تقسیم ہو گیا تو ہم پھر سے اسے ملانے کی کوشش کریں گے۔

(ج) ان کے فرقہ نے تقسیم ملک کے وقت باؤنڈری کمیشن میں مسلمانوں کے مطالبہ سے علیحدہ میمورنڈم پیش کر کے بقول جنس منیر سخت محضہ پیدا کر دیا۔

(د) ان امور کو جناب جنس محمد منیر نے تسلیم کیا ہے۔ ایم ایم احمد، یحییٰ، بیب مذاکرات میں ان کے ہمراہ رہے۔ مشرقی پاکستان کے رہنماؤں نے ان کے چلن کے باعث ان کی علیحدگی کا مطالبہ کیا۔

صدر یحییٰ کے افواج بحریہ پاکستان کے لیے منظور کردہ دس کروڑ روپے ادا نہ کر سکے۔ اس طرح ایم ایم احمد نے پاکستان کی بحری قوت کو کمزور رکھا۔

ایم ایم احمد جس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کی قادیان (بھارت) کی شاخ نے بنگلہ دیش کی جانب سے بھارت سرکار کو مکمل تعاون کا یقین دلایا جبکہ قادیان میں مقیم ان کے ممبران کو خلیفہ ربوہ ہی مقرر کرتے ہیں اور ان کے مصارف ادا کرتے ہیں۔

جناب والا شان ۱

بحریہ کے بجٹ کے متعلق شہادت کے لیے جناب مظفر داس ایڈمرل کو طلب فرمایا جائے۔ دیگر امور کے متعلق تحریری شہادت موجود ہے جو عند الطلب پیش کی جاسکتی ہے۔

لال حسین اختر فیض باغ لاہور

امیر مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، تعلق روڈ ملتان

دلائل متعلقہ جزو نمبر ۱

سقوط مشرقی پاکستان یحییٰ خان اینڈ کو کی حرکات قبیحہ، فرض ناشناسی، ملک و ملت سے غداری کا نتیجہ ہے۔ جو لوگ یحییٰ خان کے ساتھ شریک کار تھے، ان میں سب سے زیادہ یحییٰ خان کو ایم ایم احمد ہی پر اعتماد تھا اور مسٹر احمد ہی نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا پلان تیار کیا تھا۔

یحییٰ خان کا سب سے زیادہ معتمد

یہ حملہ آپ پر اس وقت کیا گیا جب کہ محترم جناب صدر مملکت آغا محمد یحییٰ خان ملک سے باہر دو روز کے لیے ایران تشریف لے گئے تھے اور صاحبزادہ ایم ایم احمد بطور قائم مقام

صدر کام کر رہے تھے۔

(قادیان کا آرگن، بحوالہ ماہنامہ ”الفرقان“ ربوہ ستمبر ۱۹۷۷ء، ص ۶)

## مشرقی پاکستان کی علیحدگی

قومی اسمبلی کی بساط لپیٹ دینے کے ساتھ ہی مشرقی پاکستان کی قسمت کا فیصلہ ذہنی طور پر کر لیا گیا تھا۔ یہ بات عام طور پر کہی جاتی ہے کہ ایم ایم احمد نے ایک مضبوط رپورٹ تیار کی جس میں اعداد و شمار سے ثابت کیا گیا کہ مشرقی پاکستان کے علیحدہ ہو جانے سے مغربی پاکستان کی حیثیت قائم رہے گی اور اس میں استحکام پیدا ہو گا۔

(اردو ڈائجسٹ، ص ۳۰، فروری ۱۹۷۲ء)

## دلائل متعلقہ جزو نمبر ۲

(الف) ذیلی دفعہ (۱) ایم ایم احمد نے اپنے مبینہ حملہ آور محمد اسلم قریشی کے مقدمہ فوجی عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا ”میرا دادا نبی تھا اور جو شخص اسے نبی نہیں مانتا، وہ کافر ہے“

(مندرجہ ماہنامہ ”الحق“ اکوڑہ خٹک، رمضان ۱۹۱ھ)

(ب) ایم ایم احمد کے والد مرزا بشیر احمد ایم اے نے اپنی کتاب کلمہ الفصل ص ۱۱۰ پر لکھا ہے کہ ”ہر ایک شخص جو موسیٰ کو نبی مانتا ہے، مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو تو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“

(ج) ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکیں۔

(انوار خلافت، ص ۱۰، از بشیر الدین محمود، خلیفہ دوم قادیانی)

(د) مسٹر ظفر اللہ نے بے باکی اور جرات سے کہا کہ بے شک میں نے قائد اعظم کا جنازہ عدا نہیں پڑھا۔ مولانا نے پوچھا کیوں؟ مسٹر ظفر اللہ نے جواب دیا کہ میں اس کو سیاسی لیڈر



سمجھتا تھا۔

حضرت مولانا نے دریافت فرمایا کہ کیا تم مرزا قادیانی کو پیغمبر نہ ماننے والے سارے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہو؟ حالانکہ تم اسی حکومت کے وزیر بھی ہو۔

سر ظفر اللہ نے کہا کہ آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان ملازم سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔ تم کو بھی ایسا سمجھنے کا حق ہے۔

(سر ظفر اللہ خان، بحوالہ مولانا محمد اسحاق، خطیب جامع مسجد ایبٹ آباد، بحوالہ زمیندار، مورخہ ۸ فروری ۱۹۵۰ء، بحوالہ الفلاح پشاور، ۲۸ اگست ۱۹۴۹ء)

جب پاکستان کے تمام اسلامی فرقے مرزائیوں کی نظر میں مسلمان ہی نہیں تو پاکستان اسلامی حکومت بھی نہیں۔

ان کی بعض تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تقسیم کے مخالفت تھے اور کہتے تھے کہ اگر ملک تقسیم ہو گیا تو وہ اسے دوبارہ متحد کرنے کی کوشش کریں گے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت، مرتبہ جسٹس محمد منیر، ص ۲۰۹)

قادیان جماعت احمدیہ کا مرکز ہے۔ جس کی شاخیں ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات کی وجہ سے متعدد احمدیوں کو قادیان مجبوراً چھوڑنا پڑا تھا اور وہ واپس آ کر یہاں بسنے کے لیے بے قرار ہیں۔

(بحوالہ کارروائی قادیان جماعت احمدیہ کا ۵۹ واں اجلاس، مندرجہ الفضل لاہور،

۳۱ دسمبر ۱۹۴۹ء)

ذیل دفعہ ج

اس ضمن میں ایک بہت ناگوار واقعہ کا ذکر کرنے پر مجبور ہوں۔

میرے لیے یہ بات ہمیشہ ناقابل فہم رہی ہے کہ احمدیوں نے علیحدہ نمائندگی کا اہتمام کیوں کیا۔ اگر احمدیوں کو مسلم لیگ کے موقف سے اتفاق نہ ہوتا تو ان کی طرف سے علیحدہ نمائندگی کی ضرورت ایک افسوس ناک امکان کے طور پر سمجھ میں آ سکتی تھی۔ شاید وہ علیحدہ ترجمانی سے مسلمان مسلم لیگ کے موقف کو تقویت پہنچانا چاہتے تھے۔ لیکن اس سلسلہ میں انہوں نے شکر گڑھ کے مختلف حصوں کے لیے حقائق اور اعداد و شمار پیش کیے۔ اس طرح احمدیوں نے یہ پہلو اہم بنادیا کہ نالہ ہمیں اور نالہ بستر کے درمیانی علاقہ میں غیر مسلم اکثریت

آباد ہے اور اس دعویٰ کے لیے دلیل مہیا کر دی کہ نالہ اچھ اور نالہ بھیس کا درمیانی علاقہ از خود بھارت کے حصہ میں آجائے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ علاقہ ہمارے (پاکستان) کے حصہ میں آ گیا ہے لیکن گورداسپور کے احمدیوں نے اس وقت ہمارے لیے سخت محنت پیدا کر دیا۔

(بیان جسٹس محمد منیر، اخبار نوائے وقت لاہور، ۶ جولائی ۱۹۶۳ء)

### دلائل متعلقہ جزو نمبر ۳

بچی، عجیب مذاکرات ۱۷ء میں ایم ایم احمد کی حرکات کے باعث مشرقی پاکستان کے انتہائی ذمہ دار حلقوں نے شکوک و شبہات کا اظہار کیا۔

۲۴ مارچ کو ڈھاکہ میں ایم ایم احمد کی موجودگی پر انتہائی ذمہ دار حلقوں نے شکوک کا اظہار کیا کہ انہوں نے اقتصادی امور کے سیکرٹری، منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین صدر کے اقتصادی امور کے مشیر اور مشرقی پاکستان میں طوفان زدہ افراد کی آباد کاری کی رابطہ کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے ہمیشہ مشرقی پاکستان کو اقتصادی طور پر محروم رکھا۔

(جنگ کراچی، ۲۶ مارچ ۱۷ء، ص ۸، کالم نمبر ۵)

مولانا شاہ احمد نورانی ایم این اے نے عوام پر زور دیا کہ وہ ملک کے اتحاد اور سالمیت کی خاطر مزید قربانیاں دینے کے لیے تیار رہیں اور ملک کو تقسیم کرنے کی تمام سازشوں کو ناکام بنادیں۔

انہوں نے بتایا کہ مشرقی پاکستان کے اخبارات صدر کے اقتصادی مشیر مسٹر ایم ایم احمد کی ڈھاکہ میں موجودگی پر نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود وہ مذاکرات میں صدر کے مشیر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

(روزنامہ مشرق لاہور، ۲۵ مارچ ۱۷ء، صفحہ آخری، کالم نمبر ۲)

### دلائل متعلقہ جزو نمبر ۴

سازش کا پانچواں حصہ ”ہماری بحریہ کو جس قدر نظر انداز کیا گیا“ وہ بڑا ہی تکلیف دہ المیہ ہے۔ بچی خان نے وائس ایڈمرل مظفر حسن کو اختیار دیا تھا کہ وہ ہر سال دس کروڑ

روپے بحریہ کو مضبوط بنانے کے لئے اپنی مرضی سے خرچ کر سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اس کے متعلق پلان تیار کیا گیا مگر آخری وقت پر جناب ایم ایم احمد نے جواب دیا کہ یہ رقم ہم نہیں دے سکتے۔

(اردو ڈائجسٹ، جنوری ۷۷ء، ص ۵۵)

### دلائل بابت جزو نمبر ۵

جناب ایم ایم احمد جس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی قادیان (بھارت) شاخ نے بنگلہ دیش کی حمایت کی اور بھارت سرکار کو مکمل تعاون کا یقین دلایا اور بھارتی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی کی حمایت کے علاوہ مالی امداد دینے کا بھی اعلان کیا گیا۔

(ایڈیٹر کا مضمون، روزنامہ ”جسارت“ کراچی، ۱۳ ستمبر ۷۷ء)

قادیان (بھارت) میں مرزائی جماعت کو مالی امداد پاکستان کے مرزائیوں کی طرف سے دیے جانے کا اعتراف ایم ایم احمد نے فوجی عدالت کے بیان میں کیا ہے نیز یہ کہ قادیان کے نظم و ضبط، نظامت ربوہ ہی کے ماتحت ہیں۔



مشہور قادیانی شاہ نواز لیٹڈ کے خاندان پر

## مرزا طاہر کا عتاب

اس کے بیٹے، الہیہ اور بیٹی کا قادیانیت سے اخراج

از قلم: محمد حنیف ندیم

قادیانیوں کو اگر کوئی مسلمان دعوت دیتا ہے کہ اسلام قبول کر لو، حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن اطہر کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ، مرزا قادیانی کا ناپاک دامن چھوڑ دو اور مسلمان ہو جاؤ تو وہ جھٹ سے مرزا قادیانی کا شعر سنادیتے ہیں کہ۔

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں  
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین

پھر جب انہیں مرزا قادیانی کی گمراہ کن متضاد تحریریں دکھائی جاتی ہیں اور یہ بتایا جاتا ہے کہ ایسے اشعار اور حوالے مرزا قادیانی کی کتابوں سے اس لیے ڈھونڈ ڈھونڈ کر پیش کیے جاتے ہیں تاکہ قادیانی جو مرزا قادیانی اور اس کی راسل فیملی کے جال میں پھنس گئے ہیں، انہیں یہ احساس نہ ہونے پائے کہ وہ مسلمانوں سے الگ کوئی فرقہ یا مذہب ہیں۔ کیونکہ ان میں جس دن یہ احساس پیدا ہو گیا کہ قادیانیت کوئی مذہب یا فرقہ نہیں بلکہ منافقوں کا ایک ٹولہ ہے تو اسی دن قادیانیت پر دو حرف بھیج کر اس سے چھٹکارا حاصل کر لیں گے۔ دوسرا مقصد ان حوالوں سے مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے تاکہ وہ آسانی سے ان کے جال میں پھنس جائیں۔

اگر قادیانی مسلمانوں کا کوئی فرقہ ہو تا تو مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم۔ اے اور دو سرایینا جو اس کا دو سرا گدی نشین ہے، یہ نہ لکھتے کہ مسلمانوں سے رشتے ٹاٹے، لین دین، سلام کلام ناجائز ہے۔ ان کی اقتداء میں ”نماز“ نہ پڑھی جائے۔ ان کے جنازوں حتیٰ کہ معصوم بچوں کے جنازوں میں بھی شریک نہ ہوا جائے۔“

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ میں انگریز سے سر کا خطاب پانے والا مشہور قادیانی چوہدری ظفر اللہ خان اس لیے شریک نہ ہوا کہ وہ مرزا محمود کے فتویٰ کے مطابق ان کو کافر سمجھتا تھا۔

یہ الگ بات ہے کہ مسلمان بھی یہ نہیں چاہتے کہ ان کے جنازوں میں کوئی قادیانی شریک ہو۔ کیونکہ نماز جنازہ مردے کے لیے ایک دعا ہے جبکہ کافر کی دعا لگتی نہیں، رد ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی قادیانی کسی مسلمان کے جنازے میں شریک ہو گیا تو وہ اس مردے کے لیے رحمت و مغفرت کا موجب نہیں، زحمت و عذاب کا سبب بن سکتا ہے۔ اس لیے یہ اچھا ہوا کہ قادیانی خود ہی مسلمانوں سے الگ ہو گئے۔

اب رہی رشتے ٹاٹے کی بات، تو مسلمان یہ بھی نہیں چاہتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں اور گستاخوں سے ان کی رشتہ داری کا تعلق قائم ہو، جبکہ خود ان کے نزدیک بھی مسلمانوں سے رشتہ داری حرام اور ناجائز ہے، چنانچہ اگر کسی قادیانی نے کسی مسلمان سے رشتہ داری کر بھی لی تو اسے جماعت سے خارج کر دیا گیا۔ اس کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

تازہ مثال یہ ہے کہ شاہ نواز لیٹنڈ مرسڈیز کاروں کی مشہور فرم ہے مشہور قادیانی شاہ نواز اس کے مالک ہیں، شاہ نواز خاندان کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ یہ پاکستان کا ایک امیر ترین خاندان ہے، تو غلط نہ ہو گا۔ شاہ نواز صاحب کے صاحبزادے جناب چوہدری محمود نواز صاحب نے اپنی والدہ صاحبہ کے مشورے سے اپنی ہمیشہ محترمہ کا رشتہ کسی مسلمان سے طے کر دیا۔ یہ خبر ربوہ پنچنی تو انہیں ناگوار گزری کہ رشتہ کرنا ہی تھا تو کسی مسلمان سے کیوں کیا؟ اور دوسرے اپنے ”امام“ مرزا طاہر سے مشورہ کیوں نہیں لیا۔ چنانچہ اس بات کی کوشش بھی کی گئی اور دباؤ بھی ڈالا گیا کہ یہ رشتہ نہ ہو سکے لیکن مبینہ طور پر محمود نواز صاحب نے زبان کر کے پھرنے سے انکار کر دیا۔

یہ مرزا طاہر اور رائل فیملی کو مزید شاق گزرا۔ اس عہدِ ولی کے نتیجہ میں قادیانی جماعت نے جناب محمود نواز صاحب، ان کی والدہ اور ان کی ہمشیرہ کو جماعت سے خارج کر دیا اور اس کا باقاعدہ اعلان گزشتہ جمعہ کو انور ہسپتال کے مرزاڑے میں جمعہ کے وقت کیا گیا۔ ایسے بہت سے قادیانی مل جائیں گے جن کی مسلمانوں سے رشتہ داریاں ہیں لیکن رائل فیملی اور مرزا طاہر کا نزلہ شاہ نواز خان پر کیوں مگر؟ یہ ایک طویل داستان ہے، جس کے لیے ہمیں پیچھے کی طرف لوٹنا پڑے گا۔

مرزا احمد بیگ (محترمہ محمدی بیگم کے والد محترم) کسی مقصد کے لیے مرزا قادیانی کے پاس آئے اور اپنا مدعا پیش کیا۔ مرزا نے کہا کہ یہ مدعا تو پورا ہو جائے گا لیکن اس کے لیے آپ کو اپنی لڑکی کا رشتہ میرے ساتھ کرنا ہو گا۔ کوئی غیرت مند باپ اپنی لڑکی کے بارے میں ایسی بات برداشت نہیں کر سکتا۔ مرزا احمد بیگ کی غیرت جاگ اٹھی۔ اس نے کہا کہ کام جائے بھاڑ میں، میں ایسا کام نہیں کر سکتا۔ بعد میں مرزا قادیانی نے کہا کہ خدا نے اس کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ کر دیا ہے۔ اگر یہ رشتہ دوسری جگہ کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کا انجام خطرناک ہو گا۔ یہ ہو گا، اور وہ ہو گا کی خوب دھمکیاں دی گئیں۔ قادیانی نبوت نے خوب پر پرزے نکالے۔ الہامات پہ الہامات دانے۔ عبرت انگیز اور ذلت آمیز موت کی پیش گوئیاں گھڑیں۔

آخری حربہ کے طور پر لالچ بھی دیا لیکن احمد بیگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا امتی تھا۔ وہ مرزا قادیانی کی گیدڑ بھکیوں میں نہ آیا اور مرزا قادیانی کو ٹھیکہ گاد کھا دیا۔ آخر مرزا حسرت و نامرادی کا طوق گردن میں ڈال کر راہی ملک عدم ہو گیا۔

اب آئیے مرزا محمود کے بیٹے مرزا ناصر کی طرف۔ ڈاکٹر طاہرہ نامی ایک لڑکی تھی۔ مرزا ناصر کو وہ کئی بار درشن دے چکی تھی۔ اس کے والد کو اس کے مستقبل کی فکر دامن گیر ہوئی اور اس کے ہاتھ پہلے کرنے کا پروگرام بنایا تو اپنے ”امام“ (ہاں وہی امام جس کا دعویٰ ہے کہ اسے امامت خدا کی طرف سے ملی ہے) کے پاس آیا اور لمبی چوڑی فہرست پیش کی کہ بچی کے ہاتھ پہلے کرنے ہیں۔ میری نگاہ میں یہ رشتے ہیں۔ حضور جو منظور فرمائیں۔ مرزا ناصر نے فہرست لے کر رکھ دی اور کہہ دیا کہ کل آنا، میں اپنے ”رب“ کا عندیہ معلوم کر



چنانچہ وہ اگلے دن آیا تو وہ فہرست اسے تھما دی۔ اس میں سب نام قلمزد کر کے سب سے اوپر اپنا نام لکھ دیا اور کہا، میں نے استخارہ کر کے معلوم کیا ہے کہ یہ رشتہ تیرے لیے انتہائی بابرکت ہو گا۔ فرض رشتہ ہو گیا۔ ربوہ میں مٹھائیاں تقسیم ہو گئیں۔ مرزا ناصر ہنی مون منانے اسلام آباد چلے گئے۔ اسی اثناء میں خطیب ختم نبوت مولانا اللہ وسایا فرشتہ اجل بن کر مرزا ناصر کی کوٹھی کے قریب والی مسجد میں پہنچ گئے۔ خوب گر بے برے۔ تقریر جاری تھی کہ مرزا ناصر پر دل کا دورہ پڑا اور مرزا ناصر یہ جا، وہ جا۔

قصہ مختصر یہ قادیانیوں میں جو مالی لحاظ سے مستحکم اور مضبوط پارٹیاں ہیں، ان پر یہ پابندی ہے کہ وہ اپنے لڑکے لڑکیوں کا رشتہ اپنے ”امام“ سے مشورہ لیے بغیر نہ کریں۔ غریب قادیانیوں پر اس کا اطلاق نہیں۔ پابندی کا مقصد بھی یہی ہے کہ اگر کوئی رشتہ اچھا بھی ہو اور مالدار بھی ہو تو ان کا امام اسے اپنے یا اپنی رائل فیملی کے شہزادوں اور شہزادیوں کے لیے منتخب کر لیتا ہے اور بنیاد اس کی ”استخارہ“ ہی ہوتی ہے۔ قادیانیوں میں یہ چہ گونیاں عام ہو رہی ہیں کہ:

چوہدری محمود نواز چیئر مین شاہ نواز لیٹنڈ نے یہ غلطی کی کہ اپنی ہمیشہ کے رشتے کے لیے مرزا طاہر کی طرف رجوع نہیں کیا۔ دوسری غلطی یہ کی کہ مسلمان کا انتخاب کیا اور چونکہ اس جرم میں اس کی والدہ اور ہمیشہ بھی شریک تھیں اس لیے وہ بھی مجرم قرار پائیں۔ مرزا طاہر نے غصہ یوں نکالا کہ انہیں جماعت سے خارج کر دیا۔

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کا اخراج کیوں عمل میں آیا۔ چوہدری محمود نواز صاحب، ان کی والدہ صاحبہ اور ہمیشہ صاحبہ کو ہم تو یہی مشورہ دیں گے کہ وہ آنکھیں کھولیں۔ قادیانی کی رائل فیملی سے چھٹکارا حاصل کر کے حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں اور مسلم برادری کے فرد بن جائیں۔ اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان کی ہر طرح سے راہنمائی اور امداد کرنے کے لیے تیار ہے، وہ ہمارے پاس آئیں، ہم ان کے سامنے قادیانیت اور مرزا قادیانی کو اس کے اصلی روپ میں دکھانے کے لیے تیار ہیں۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔ جلد ۶، شمارہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۷ء)

# قادیانی عماروں کی نشاندہی

محمد طاہر رانا

- ✽ جن کے ہزاروں آدمی، اسرائیل کی فوج میں بھرتی ہیں۔
- ✽ جنہوں نے افواج پاکستان میں بغاوت کر کے پاکستان میں اقتدار پر قبضہ کرنے کی کئی بار ناپاک جہارت کی۔
- ✽ جنہوں نے سندھ کو سندھودیش بنانے کے تانے بانے بنے..... اور ہندوؤں کے ساتھ مل کر سندھیوں کو علیحدگی پر ابھارا۔
- ✽ جن کا مذہبی عقیدہ ہے کہ بہت جلد اکھنڈ بھارت بنے گا۔
- ✽ جن کے نام نہاد سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام نے وطن عزیز کو ”لعنتی سرزمین“ کہا۔
- ✽ جنہوں نے گستاخ رسول راجپال ملعون کو قتل کرنے والے عظیم مجاہد اسلام غازی علم الدین شہید پر سخت تنقید کی۔
- ✽ جنہوں نے حدودی کمیشن کے سامنے مسلمانوں سے ہٹ کر، قادیان حاصل کرنے کیلئے اپنا الگ میمورنڈم پیش کیا۔ جس کے نتیجے میں گورداسپور بھارت کے قبضے میں چلا گیا اور بھارت کو کشمیر پر قبضہ کرنے کا واحد زمینی راستہ مل گیا۔
- ✽ جنہوں نے پاکستان میں الگ ریاست ریوہ کے نام سے بسائی۔ اور ریوہ میں مسلمانوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا۔ قادیانی خلیفہ ریوہ میں مطلق العنان حکمران ہوتا تھا، جہاں پاکستان کا قانون اثر انداز نہیں ہوتا تھا۔
- ✽ جن کا نام نہاد سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام بھارت کو ہرنئے اسلحے کی تیاری پر مبارکباد پیش کیا کرتا تھا۔
- ✽ جنہوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ضلع گورداسپور بھارت کے حوالے کیا اور گورداسپور کو پاکستان میں شامل سمجھے، وہاں بیٹھے لاکھوں مسلمان موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔

اے مہمانِ وطن! قادیانیوں کے ہاتھوں لوہو اور ض وطن تمہیں اپنے دفاع کیلئے پکار رہی ہے  
خدا را اس کی دلدوز پکار سنیں..... اور اس کے دفاع کیلئے مستعد ہو جائیں !!!



# طاائفہ منصورہ کی صفات

ضروری ہے کہ آپ اس جماعت کی تعداد بڑھائیں



مؤلف: عبدالممنعم مصطفیٰ حلیمہ ابوبصیر الطرطوسی حفظہ اللہ

ترجمہ: عبد اللہ مہاجر السلفی حفظہ اللہ (الکراتشی)

مسلم ورلڈ ویڈیو پریسیسنگ پاکستان

Website: <http://www.muwahideen.tk>



## فہرست

| صفحہ نمبر | موضوع  | نمبر شمار |
|-----------|--|-----------|
| 5         | إهداء  | 1         |
| 6         | مقدمہ  | 2         |
| 10        | طائفہ منصورہ کا وجود   | 3         |
| 14        | ایک شبہ اور اس کا جواب   | 4         |
| 15        | طائفہ منصورہ کی صفات   | 5         |
| 17        | پہلی صفت: بدعات کے بجائے اتباع سنت کا راستہ اختیار کرنا اور کتاب و سنت کے نصوص پر عمل کرنے کے لئے سلف صالحین کے فہم سے راہنمائی حاصل کرنا۔ | 6         |
| 32        | کیا خلف کا طریقہ سلف سے زیادہ درست ہے اس نظریہ کی چھان بین۔  | 7         |
| 42        | دوسری صفت: جہاد فی سبیل اللہ   | 8         |
| 45        | اس صفت سے متفرع ہونے والی دوسری صفات   | 9         |
| 46        | مجاہد طائفہ منصورہ کے وجود کا استمرار  | 10        |
| 48        | جہاد کا جاری و ساری ہونا   | 11        |
| 51        | اس قول کی چھان بین کہ کیا جہاد صرف خلیفہ یا حکمران کی موجودگی میں ہی درست ہوگا؟  | 12        |
| 59        | اسباب قوت کو اختیار کرنا اور ان کے لئے تیاری کرنا  | 13        |
| 61        | جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نیت کا خالص ہونا  | 14        |
| 62        | اللہ تعالیٰ کے حکم پر کھڑے ہونا  | 15        |
| 66        | نہی عن المنکر کو تین اقسام میں تقسیم کرنے کے بارے میں ایک شبہ  | 16        |

|     |   |    |
|-----|---|----|
| 66  | ایک شبہہ اور اس کا جواب   | 17 |
| 74  | طاقفہ منصورہ ایک منظم جماعت کی صورت میں کام کرتی ہے                                   | 18 |
| 76  | استثنائی بیعت کا مشروع ہونا   | 19 |
| 82  | بیعت کا مفہوم اور اس کی مشروعیت کے دلائل  | 20 |
| 102 | تیسری صفت: اللہ کے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے دشمنی رکھتے ہیں               | 21 |
| 106 | موجودہ دور میں پھیلی ہوئی زمانہ جاہلیت کی دوستی کی مختلف صورتیں                       | 22 |
| 107 | جماعت یا گروہ کی بنا پر دوستی   | 23 |
| 109 | کسی بزرگ یا عالم کی ذات کی بنیاد پر دوستی   | 24 |
| 117 | وطنیت کی بنیاد پر دوستی   | 25 |
| 124 | قومیت کی بنا پر دوستی   | 26 |
| 127 | قبیلہ یا خاندان کی بنیاد پر دوستی   | 27 |
| 129 | کسی بادشاہ یا حاکم کی طرف نسبت کی بنیاد پر دوستی یا دشمنی اختیار کرنا                 | 28 |
| 132 | انسانیت کی طرف نسبت کی اساس پر دوستی یا دشمنی اختیار کرنا                             | 29 |
| 133 | کسی مادی مفاد یا مصلحت کی خاطر دوستی یا دشمنی اختیار کرنا                             | 30 |
| 135 | اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوستی اور دشمنی کی تمام صورتوں سے طاقفہ منصورہ کا اظہار<br>براءت | 31 |
| 136 | اہم تنبیہ   | 32 |
| 142 | ولاء اور براء کے بارے میں سید قطب <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کے کلام سے اقتباس     | 33 |
| 149 | چوتھی صفت: اسلام کے تمام احکام پر عمل   | 34 |
| 160 | حالات حاضرہ سے آگاہی  | 35 |

|     |  |    |
|-----|--|----|
| 161 | حالات حاضرہ سے آگاہی کا مشروع ہونا اور اس کی اہمیت   | 36 |
| 167 | حالات حاضرہ سے آگاہی کا حکم  | 37 |
| 172 | پانچویں صفت: میانہ روی اور اعتدال پسندی  | 38 |
| 172 | میانہ روی کے خصائص: 1- بہترین ہونا اور اعتدال پسندی اس میں شامل ہے   | 39 |
| 175 | 2- نبوی منہج پر استقامت اختیار کرنا  | 40 |
| 178 | 3- آسانی پیدا کرنا اور غلو اور تشدد سے اجتناب کرنا   | 41 |
| 189 | چھٹی صفت: علم  | 42 |
| 194 | ساتویں صفت: صبر اور ثابت قدمی  | 43 |
| 207 | مقالہ کے عنوان سے تعلق رکھنے والے مختلف مسائل  | 44 |
| 207 | پہلا مسئلہ: کیا فرقہ ناجیہ ہی طائفہ منصورہ ہے؟   | 45 |
| 212 | دوسرا مسئلہ: طائفہ منصورہ کا وجود کس جگہ پر ہے؟  | 46 |
| 215 | تیسرا مسئلہ: کیا یہ ضروری ہے کہ طائفہ منصورہ صرف ایک ہی جماعت سے ہوگی؟                                       | 47 |
| 216 | چوتھا مسئلہ:   | 48 |
| 216 | پانچواں مسئلہ: موجودہ دور کی کون سے جماعت طائفہ منصورہ سے زیادہ قرب ہے                                       | 49 |
| 217 | چھٹا مسئلہ:  | 50 |
| 217 | نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے خوشخبری کے کلمات جن کی تکمیل<br>إن شاء اللہ طائفہ منصورہ کے ہاتھوں ہوگی | 51 |
| 225 | خاتمہ  | 52 |
| --  | حواشی  | 53 |
| 2   | فہرست  | 54 |



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### اهداء

- ہر اس شخص کے نام جس کی معلومات نے اسے دھوکا دیا..... وہ راہ راست سے بھٹک گیا..... وہ اپنے آپ کو درست راستے پر گامزن سمجھتا ہے..... یا وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ اچھے کام کر رہا ہے۔
- ان لوگوں کے نام..... جماعتوں، گروہوں اور مختلف جھنڈوں نے جن کی محبت ویگا نگت کو تار تار کر دیا..... حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔
- ان لوگوں کے نام جو ہر معاملے میں باطل کو کثرت سے دیکھنا چاہتے ہیں۔
- ان لوگوں کے نام جو اختلافات کا حل چاہتے ہیں اور ایسی جماعت کی صفات کے بارے میں پوچھتے رہتے ہیں جسے کثرت سے ہونا چاہیئے اور وہ خود بھی اس جماعت میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔
- ان لوگوں کے نام جو اپنے آپ میں بڑے پاک باز بنے پھرتے ہیں، اور اپنی طرف سے ایسی صفات ظاہر کرتے ہیں جو ان میں حقیقی طور پر موجود نہیں۔ اپنے تئیں وہ اس خیال باطل میں مبتلا ہیں کہ وہ طائفہ منصورہ ہیں یا ان کا تعلق طائفہ منصورہ سے ہے۔
- طائفہ منصورہ کے ایسے خلوت گزریں، پاک باز اور تقویٰ شعار افراد کے نام جو ہر کہیں اور ہر حال میں حق پر قائم رہیں گے۔
- اس کتاب کو میں ان تمام لوگوں کے نام معنون کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اسے تمام لوگوں کے لئے نفع مند بنائے..... راہ حق سے بھٹکے ہوؤں کے لئے رشد و ہدایت کا سبب بنائے..... بے شک وہ دعاؤں کا سننے والا قریب ہے۔

المؤلف

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### مقدمہ

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له۔ أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ آل

عمران: ۱۰۲

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ النساء: ۱

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيداً ☆ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيماً﴾ الأحزاب: ۷۰-۷۱

اما بعد: فإن أصدق الحديث كتاب الله، وخير الهدي هدي محمد ﷺ، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في النار۔  
اللهم رب جبريل وميكائيل وإسرافيل، فاطر السموات والأرض، عالم الغيب والشهادة، أنت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون، اهدنا لما اختلف فيه من الحق بإذنك، إنك تهدي من تشاء إلى صراط مستقيم۔

حمد وثناء کے بعد: عالم اسلام بہت کثرت کے ساتھ فرقہ بندی، گروہ بندی اور جماعتی انتشار کا شکار ہے۔ ہر فرقہ و گروہ دوسرے سے ہٹ کر اپنے آپ کو بلا شک و شبہ حق پر سمجھتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ اسلام کی

فتح و نصرت کا فریضہ دوسروں سے ہٹ کر صرف اسی کے ہاتھوں سرانجام پانے والا ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس جماعت کا حق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ نبوی منہج اور سلف صالحین کے طریقے کو اختیار کرنے والی ہوتی ہے۔

اس صورت حال نے لوگوں کی زندگی اور ان کے افکار و نظریات پر بڑے منفی اثرات مرتب کئے ہیں۔ ان کے ہاں ہر چیز کے پیمانے بدل گئے۔ ان کی محبت و یگانگت باہم متخارب گروہوں کی شکل میں پارہ پارہ ہو گئی، اور یہ ایسی صورت ہے کہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے سچی محبت کرنے والے دو بھائیوں کے درمیان اختلاف، جھگڑا اور جدائی پیدا ہو گئی۔ اس اختلاف نے ان کے دلوں میں حسد، بغض اور عداوت ڈال دی۔ ہر کسی کے دل میں دوسرے کے خلاف بغض پیدا ہو گیا حتیٰ کہ اگر دو شخص بھی ہوں تو ان میں بھی اختلاف رونما ہو جاتا ہے۔ یہ سب کا سب ان گروہ بندیوں اور فرقہ بندیوں کا کیا دھرا ہے۔ کیونکہ تمام جماعتیں اپنے پیمانے والوں پر باطل قسم کے نظریات ٹھوستی ہیں جن کا دوسری جماعتوں کے نظریات سے ٹکراؤ ہوتا ہے اور یہ باہمی تناقض کا باعث بنتا ہے۔

ان مختلف جماعتوں کے وجود نے عام لوگوں کے ذہن میں تمام جماعتوں کے بارے میں شک و شبہ کا بیج بو دیا۔ حالانکہ جھوٹی جماعتوں کے ساتھ ساتھ سچی جماعتیں اور گروہ بھی موجود ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عام سوچ اور فکر رکھنے والے لوگ جماعتوں اور گروہوں سے اس فرق کے بغیر ہی جدا ہو گئے کہ کون سی جماعت سچی ہونے کی وجہ سے ان کی طرف سے دوستی کی مستحق ہے اور کون سی جماعت جھوٹی ہونے کی وجہ سے ان کی طرف سے براءت کے اظہار کی مستحق ہے۔ یہ لوگ عالم اسلام میں قائم تمام جماعتوں کی نیک نیتی اور خلوص پر شک کرتے ہیں۔ اور اس طرح اہل حق سے بھی لوگوں کا اعتبار اور اعتماد اٹھتا جا رہا ہے۔

زیر نظر کتاب ”صفة الطائفة المنصورة التي يجب ان تكثر سوادها“ میں ہم طائفہ منصورہ کی صفات پر اسی طرح روشنی ڈالیں گے جیسا کہ ان کی صفات قرآن و سنت میں بیان ہوئی ہیں۔ ہر مسلمان



کے لئے ضروری ہے کہ اس کا تعلق اسی جماعت سے ہو، وہ اس جماعت کی تعداد کو بڑھائے اور خلوص کے ساتھ اس کا دفاع کرتا رہے۔ ان شاء اللہ یہ کتاب ہر مسلمان کے لئے ایک ایسی مشعل کا کام دے گی جو کہ راستے کے اندھیرے منور کر دے گی۔ یہ کتاب ایک ایسا پیمانہ ہوگا کہ جس کے ذریعہ سے پہچانا جاسکے گا کہ کونسی جماعت حق پر ہے یا حق سے کتنی قریب یا کتنی دور ہے۔ اس کتاب کے ذریعے یہ بھی پتہ چل سکے گا کہ کس جماعت کے ساتھ تعلق نفع بخش اور کس کے ساتھ تعلق نقصان کا باعث ہو سکتا ہے۔

یہ کتاب ایک عام مسلمان کے لئے حق اور اہل حق کو پہچاننے میں مددگار ثابت ہوگی اس طرح وہ اہل حق کا مددگار بنے، ان کی تعداد کو بڑھانے اور ان کی صفوں میں شامل ہونے کے لئے جلدی کر سکے گا۔ اسی طرح یہ کتاب باطل اور اہل باطل کی پہچان کے لئے بھی مددگار ثابت ہوگی اس طرح مسلمان ایسے لوگوں سے بچ سکیں گے اور ان سے دشمنی کا اظہار کر سکیں گے۔ اور ان سے اسی قدر نفرت کا اظہار کر سکیں گے جس قدر وہ طاائفہ منصورہ کی صفات سے دور یا قریب ہوں گے۔

یہ کتاب ہر اس مسلمان کے لئے انتباہ ہے جو کہ شخصی، قومی یا فعلی اعتبار سے مسلمانوں کے خلاف باطل اور اہل باطل کا مددگار ہے..... اور ان کی تعداد بڑھاتا ہے۔ ایسا شخص گناہ اور ظلم و زیادتی میں باطل اور اہل باطل کا ساجھی ہے، خواہ وہ ایسا جان بوجھ کر کر رہا ہو یا بے خبری میں کر رہا ہو۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث میں مذکور ہے: جس نے کسی قوم کی تعداد کو بڑھایا وہ انہیں میں سے ہے، جو کسی قوم کے کسی عمل کو اچھا سمجھے وہ بھی عمل کرنے والوں کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔ (مسند ابی یعلیٰ، فتح الباری: ۱۳/۳۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

بندہ جس قوم سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں انہیں کا ساتھی بنا دیتے ہیں۔

(أحمد، نسائی، حاکم، صحیح الجامع الصغیر: ۳۰۲۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

کسی قوم کا حلیف بھی انہیں میں سے ہوتا ہے۔ (طبرانی، صحیح الجامع الصغیر: ۳۱۵۶)

نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی تصدیق کتاب اللہ میں اللہ عزوجل کے اس فرمان سے ہوتی ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ جو تم میں سے ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے، یعنی کفر میں وہ انہیں جیسا ہے اور گناہ اور ظلم میں وہ ان کا شریک کا رہے۔ (اگر وہ کافر ہوں گے تو وہ ان کی دوستی اور مدد کی وجہ سے انہیں جیسا کافر ہوگا، اگر وہ کافر کی بجائے فاسق و فاجر اور گناہ گار ہوں گے تو وہ بھی ان کی طرح گناہ گار ہوگا اور اس پر انہیں کا حکم لاگو کیا جائے گا۔)

اس مقالے کو اپنے موضوع کے اعتبار سے حجت قاطعہ بنانے کے لئے میں نے اس بات میں سخت محنت کی ہے کہ کامیاب جماعت کی صفات ویسے ہی بیان کروں جیسے یہ کتاب و سنت میں بیان ہوئی ہیں اور نصوص شریعت اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اس بارے میں میں نے آثار صحابہ اور سلف صالحین کے فہم کا بھی خاص خیال رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق اور قبولیت کا طلبگار ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری طرف صحیح اور سچ بات القاء فرمائے اور مجھے خواہشات کی پیروی کرنے اور ظاہر پوشیدہ غلطیوں سے محفوظ فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے احسان اور فضل و رحمت کے ساتھ ہمیں بھی طائفہ ناجیہ منصورہ میں شامل فرمائے۔ وہ دعاؤں کا سننے والا قریب ہے۔

وصلی اللہ علی محمد النبی الامی، وعلی آلہ وصحبہ وسلم

ابوبصیر

عبدالمنعم مصطفیٰ حلیمہ رحمۃ اللہ علیہ

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### طاائفہ منصورہ کا وجود

قبل اس کے کہ ہم طاائفہ منصورہ کی صفات، اور دوسری جماعتوں کی نسبت اس کی تعداد بڑھانے کی ضرورت کے بارے میں بات شروع کریں، ضروری ہے کہ طاائفہ منصورہ کا وجود اور اس کے وجود کی مشروعت ثابت کر دی جائے۔

تواتر کے ساتھ بہت سے صحیح دلائل اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ طاائفہ منصورہ کا وجود برحق ہے اور اس کا وجود قیامت تک قائم رہے گا۔ یہ جماعت کامیاب ہونے والی اور حق پر قائم رہنے والی ہے۔ قیامت قائم ہونے تک ان کا کوئی مخالف یا فتنہ پرداز انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ ان دلائل میں سے کچھ احادیث صحیح مسلم میں موجود ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، اسے کوئی فتنہ پرداز نقصان نہیں پہنچا سکے گا، اللہ تعالیٰ کا حکم آنے تک وہ اسی حالت میں قائم رہیں گے۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ لوگوں پر غالب رہے گی، اللہ تعالیٰ کا حکم آنے تک ان کا غلبہ اسی طرح قائم رہے گا۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا، اس دین پر مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت قائم ہونے تک قتال کرتی رہے گی۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت کی ایک جماعت قیامت قائم ہونے تک حق پر قتال کرتی رہے گی اور غالب رہے گی۔



سیدنا عمران بن ہانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے سنا معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔ کوئی فتنہ پرداز اور مخالف اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم آنے تک اسے لوگوں پر فوقیت و برتری حاصل رہے گی۔ (مذکورہ تمام احادیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے، اور طائفہ منصورہ والی روایات بخاری و مسلم اور سنن وغیرہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت کی ایک جماعت حق پر قائل کرتی رہے گی۔ اپنے مخالفین پر غالب رہے گی۔ یہاں تک کہ اس جماعت کا آخری فرد دجال کے خلاف لڑائی کرے گا۔ (صحیح سنن ابوداؤد: ۲۱۷۰)

سیدنا سلمہ بن نفیل الکندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اچانک ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں نے گھوڑوں کو بے وقعت کر دیا ہے اور ہتھیار رکھ دیئے ہیں اور کہنے لگے ہیں کہ جنگ ختم ہو چکی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک اس شخص کی طرف کیا اور فرمانے لگے:

یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ ابھی تو لڑائی شروع ہوئی ہے۔ میری امت میں ایک ایسا گروہ ہمیشہ موجود رہے گا جو اللہ تعالیٰ کا وعدہ یعنی قیامت قائم ہونے تک قتال کرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے گا اور انہیں ان لوگوں کے ذریعے سے رزق عطا فرمائے گا۔ اور قیامت تک کے لئے گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و برکت باندھ دی گئی ہے۔ (صحیح سنن النسائی: ۳۳۳۳)

سیدنا معاویہ بن قرة رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت میں ایک ایسی جماعت ہمیشہ موجود رہے گی جو کامیاب ہونے والی ہوگی۔ قیامت قائم ہونے تک کوئی فتنہ پرداز انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (صحیح سنن ابن ماجہ: ۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔ کوئی مخالف اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (صحیح سنن ابن ماجہ: ۷)

سیدنا عمرو بن شعیب اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں:

ایک دفعہ معاویہ رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: تمہارے علماء کدھر ہیں؟ تمہارے علماء کدھر ہیں؟ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ایک جماعت قیامت قائم ہونے تک لوگوں پر غالب رہے گی۔ انہیں اس بات کی کوئی پروا نہیں ہوگی کہ کون ان کی مخالفت کرتا ہے اور کون ان کا حمایتی ہے۔ (صحیح سنن ابن ماجہ: ۹)

سیدنا ابوعبہ الحولانی رضی اللہ عنہ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی تھی بیان کرتے ہیں:

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس دین میں ایک پودا پروان چڑھاتا رہے گا جس سے وہ اپنی اطاعت کا کام لے گا۔ (صحیح سنن ابن ماجہ: ۸)

اس کے علاوہ قرآن و حدیث کے اور بھی بہت سے دلائل ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ طاائفہ منصورہ کا وجود کا وجود اس امت میں قیامت تک پایا جائے گا۔ یہ جماعت حق پر قائم رہے گی، یہ ہمیشہ غالب رہے گی، اس کا کوئی مخالف یافتہ نہ ہوگا اور اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور یہ قیامت تک موجود رہے گی۔

یہ ایک ایسی خوشخبری ہے جس نے زمین میں کمزور سمجھے جانے والے اہل ایمان کے دلوں پر بلاشبہ بڑے خوشگوار اثرات مرتب کئے ہیں۔ کیونکہ اس نے ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح و نصرت کی امید کے دیئے جلائے ہیں۔ انہیں یہ یقین بھی دلایا ہے کہ باطل خواہ کتنا ہی پھیل کیوں نہ جائے بالآخر نیک انجام سچے مومنوں کے لئے ہی ہے۔ اگرچہ یہ کچھ عرصہ بعد ہی کیوں نہ ظاہر ہو۔

اسی طرح اس میں زمین کے ان تمام جھوٹے طاغوتوں کے لئے جو اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جنگ اور دشمنی کھڑی کرتے ہیں بری خبر بھی ہے کہ ان کی جنگ اور ان کی بری تدبیریں ان کے لئے سود

مند ثابت ہونے والی نہیں۔ اور یہ جنگ وجدل انہیں کے خلاف استعمال ہونے والی ہے اور انہیں کے گلے پڑنے والی ہے۔ وہ اسلام کے خلاف کتنی ہی سازشیں کیوں نہ کر لیں بالآخر فتح ونصرت اللہ تعالیٰ کے کلمہ اور لشکر حقہ کے مقدر میں ہے اگرچہ کچھ عرصہ بعد ہی کیوں نہ ہو۔

مختلف ادوار میں ہزاروں سرکشوں اور طاغوتوں نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جنگ وجدل مسلط کی۔ اسلام کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے ہزاروں لشکر سامنے آئے۔ یہ سب لوگ کہاں ہیں..... اللہ تعالیٰ کے راستے سے لوگوں کو روکنے کے لئے یہ جو بے شمار مال خرچ کرتے آئے ہیں اس کا کیا نتیجہ نکلا..... اور یہ بھی دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کا دین کہاں جا پہنچا ہے..... کاش لوگوں کو اس بات کا ادراک ہوتا۔

اسلام کے مخالف تمام لشکر ختم ہو گئے اور تباہ و برباد ہو گئے۔ یہ سب نار جہنم کا ایندھن ہیں اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ دوسری طرف اہل کفر کے نہ چاہنے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کا دین تمام ممالک اور اقوام میں پھل پھول رہا ہے اور پھیلتا ہی چلا جا رہا ہے۔ کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ دست قدرت نے اس دین کی حفاظت و نگہبانی کا ذمہ لیا ہوا ہے؟

اس کا جواب یقیناً ہاں میں ہے۔ کاش ان لوگوں کو اس بات کا علم ہوتا۔  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّأ أَن يُتِمَّ نُورُهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ (التوبة: 32)

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ انکاری مگر اسی بات کا کہ اپنا نور پورا کر دے گو کافر ناخوش رہیں۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ﴾ (الأنفال: 36)

بلاشبک یہ کافر لوگ اپنے مالوں کو اس لئے خرچ رہے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں سو یہ لوگ تو



اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہی رہیں گے، پھر وہ مال ان کے لئے باعث حسرت ہو جائیں گے۔  
پھر مغلوب ہو جائیں گے اور کافر لوگوں کو دوزخ کی طرف جمع کیا جائے گا۔

ایک شبہہ اور اس کا جواب:

یہاں یہ شبہہ پیدا ہو سکتا ہے کہ دو مختلف قسم کی احادیث کے درمیان کس طرح تطبیق دی جائے گی جن میں ایک قسم کی احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قیامت قائم ہونے تک ایک ایسی جماعت باقی رہے گی جو کہ کامیاب ہونے والی ہوگی۔ جبکہ دوسری قسم کی احادیث دلالت کرتی ہیں کہ قیامت قائم ہونے کے وقت جو لوگ موجود ہوں گے وہ بدترین لوگ ہوں گے۔ حتیٰ کہ زمین میں کوئی ایک بھی اللہ تعالیٰ کا نام لیوا باقی نہیں رہے گا۔ (جیسا کہ صحیح مسلم میں مروی حدیث میں ہے: بدترین لوگوں پر قیامت قائم ہوگی، اور فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب کوئی ایک بھی اللہ کا نام لیوا اس زمین پر موجود ہے۔)

اس کا جواب یہ ہے کہ جب قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں پوری ہو جائیں گی اور اس کے ظہور پذیر ہونے کا وقت بالکل قریب آجائے گا تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہوا چلائے گا جو کہ ریشم کی طرح نرم و ملائم ہوگی اس میں کستوری کی خوشبو رچی بسی ہوگی۔ اس ہوا سے ہر اس انسان کی اجل آجائے گی جس کے دل میں رائی کے ذرہ کے برابر بھی ایمان موجود ہوگا۔ پھر دنیا میں بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے اور انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے طائفہ منصورہ والی حدیث میں ”حتیٰ یأتی أمر اللہ“ یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم آنے تک، کے الفاظ ذکر فرمائے ہیں شاید اس سے آپ ﷺ کی یہی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مراد وہ ہوا ہے جو کہ مومنوں کی روحيں قبض کرے گی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یمن کی طرف سے ایک ایسی ہوا چلائے گا جو کہ ریشم سے زیادہ نرم و ملائم ہوگی ہر وہ شخص جس کے دل میں رائی کے ذرہ کے برابر ایمان ہوگا اسے فوت کر دے گی۔ (مسلم)

عبدالرحمن بن شمسۃ لمہری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ان

کے پاس عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ اچانک عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: بدترین لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔ وہ اہل جاہلیت سے بھی بدتر ہونگے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں گے لیکن اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں رد فرما دے گا۔ یہ سبھی اسی حالت میں موجود تھے کہ اچانک عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس میں تشریف لے آئے۔ مسلمہ رضی اللہ عنہا ان سے کہنے لگے کہ سنئے عبداللہ رضی اللہ عنہ کیا فرما رہے ہیں؟ تو عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ زیادہ جانتے ہیں۔ لیکن میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ: میری امت میں ایک ایسی جماعت ہمیشہ موجود رہے گی جو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر قبال کرتی رہے گی، اپنے دشمن پر غالب رہے گی، اس کا کوئی مخالف اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ قیامت آنے تک وہ اس حالت میں موجود رہیں گے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: یہ درست ہے، پھر اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہوا چلائے گا جس میں کستوری کی خوشبو بسی ہوگی، وہ ریشم کی طرح نرم و ملائم ہوگی۔ ہر وہ انسان جس کے دل میں رائی کے ذرہ کے برابر ایمان ہوگا اسے یہ ہوا فوت کر دے گی۔ پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے اور انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ”إلى يوم القيامة“ سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ حق پر قائم رہیں گے یہاں تک کہ قیامت کے قریب بڑی بڑی نشانیوں کے ظہور کے بعد انہیں یہ نرم و ملائم ہوا فوت کر دے گی۔ (مسلم)

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں قائم ہونے تک اور قیامت قائم ہونے کے قریب ترین وقت تک یہ جماعت قائم رہے گی۔ واللہ اعلم (امام نووی شرح مسلم: ۱۳۲/۲)

### طاائفہ منصورہ کی صفات:

طاائفہ منصورہ ہونا کسی فرد واحد یا کسی مخصوص جماعت کے ساتھ خاص نہیں ہے کہ یہ جماعتوں کے ارباب حل و عقد کی خواہشات اور عہدوں کی بندر بانٹ سے متاثر ہو جائے، بلکہ یہ ایک ایسی اللہ والی جماعت ہے جو کہ کتاب و سنت کے دلائل سے ثابت شدہ خصوصیات کے ذریعہ پہچانی جائے گی۔ جو بھی ان صفات کے ساتھ متصف ہوگا، اس کا تعلق اس طاائفہ منصورہ سے ہے جس کے بارے میں غلبہ اور

اللہ تعالیٰ کی نصرت کی بشارت دی گئی ہے۔ اور جو ان صفات سے متصف نہیں ہوگا اس کا طائفہ منصورہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اگرچہ وہ اپنی زبان سے ہزار بار اقرار کرتا رہے کہ میرا تعلق اس طائفہ منصورہ سے ہے۔

طائفہ منصورہ کے ساتھ کسی کے تعلق کے ہونے یا نہ ہونے کا اندازہ صرف نسبت کے دعویٰ سے نہیں لگایا جائے گا۔ بلکہ اس بات سے لگایا جائے گا کہ کون ان صفات سے متصف ہے جو حقیقت میں طائفہ منصورہ کی صفات ہیں۔

طائفہ منصورہ کی طرف فقط نسبت سے اپنے آپ کو اس کا اہل سمجھنے والا ایسا ہے جیسے کوئی کسی دوسرے کے کھانے سے اپنا پیٹ بھر رہا ہو یا کسی دوسرے کے کارنامے اپنے نام لگا رہا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ☆ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ (الصّف: 2-3)

اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

ممکن ہے کہ کوئی شخص طائفہ منصورہ کی صفات میں سے کچھ صفات کے ساتھ متصف ہو یا کسی میں ایک صفت دوسری صفات کی نسبت زیادہ واضح ہو تو اس کے بارے میں اسی قدر کہا جائے گا کہ فلاں شخص میں طائفہ منصورہ کی بعض صفات موجود ہیں۔ اس حوالے سے طائفہ منصورہ سے تعلق رکھنے والے افراد مختلف درجات کے حامل ہیں۔ جو جس قدر مکمل صفات سے متصف ہے وہ اتنا ہی اس جماعت کے قریب ہے۔ اور جو جتنا مکمل صفات سے دور ہے وہ اتنا ہی اس جماعت سے دور ہے۔ طائفہ منصورہ سے دوری یا نزدیکی کا ایمان کے قوی یا ضعیف ہونے کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

قرآن و سنت میں طائفہ منصورہ کی جو اہم ترین اور نمایاں صفات وارد ہوئی ہیں ان کا ہم مندرجہ ذیل نقاط میں بالاختصار تذکرہ کریں گے۔



پہلی صفت: بدعات کے بجائے اتباع سنت کا راستہ اختیار کرنا اور کتاب و سنت کے نصوص پر عمل کرنے کے لئے سلف صالحین (سلف صالحین سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے طریق اور منہج پر چلنے والے تابعین عظام ہیں جو کہ پہلے تین قرون میں گذر چکے ہیں۔ جن کے خیر ہونے کی گواہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی دی جا چکی ہے۔) کے فہم سے راہنمائی حاصل کرنا:

طاائفہ منصورہ کی سب سے نمایاں صفت یہ ہے کہ وہ نبوی منہج یعنی صراط مستقیم پر گامزن ہوگی۔ نفسانی خواہشات کی اتباع اور مشرکین اور اہل بدعت کی طرف سے وضع کردہ گمراہی کے راستے اس جماعت کے لوگوں کی نگاہیں ہدایت سے نہیں پھیر سکتے۔ یہ اپنے دینی اور دنیاوی تمام معاملات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ کی اتباع کرتے ہیں۔ ان کا طریقہ ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا اور بھلائی کے کاموں میں سلف صالحین کی اقتداء کرنا رہا ہے۔ نہ کہ بدعات اور دین میں نئے کاموں کی ترویج۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طاائفہ منصورہ کی جو خصوصیات ذکر کی ہیں ان میں نمایاں ترین یہ ہے کہ وہ ”حق پر رہیں گے“ اور ”اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہنے والے ہوں گے“۔ حق اور اللہ تعالیٰ کا حکم صرف اور صرف سلف صالحین سے منقول کتاب و سنت کی فہم میں مقید ہے۔ یہی صحیح دین ہے جس کی اتباع کرنا فرض ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے اور غیر سبیل المؤمنین کی اتباع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (الأنفال ۱۳)

اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے سو بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کی رسول کی مخالفت کرنے والا ایک کنارے پر ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی شریعت دوسرے کنارے پر ہوگی۔ ایسا شخص کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہیں سکے گا۔ اسے دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کا عذاب پہنچ کر رہے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (النساء: ۱۱۵)

جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول اللہ (ﷺ) کا خلاف اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔

اس آیت کریمہ میں بیان ہونے والی صفت ”المؤمنین“ کے سب سے زیادہ مستحق حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پاک باز ہستیوں کو اپنے نبی کی صحبت، اپنے دین کی نصرت اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کے لئے پسند فرمالیا تھا۔ بعد میں آنے والے لوگوں تک انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے دین منتقل ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے سپرد کی گئی امانت کے امین تھے۔ وہ اس امانت سے سبکدوش ہوئے، صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایسا جہاد کیا جیسا جہاد کرنے کا حق تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ تشریح و توضیح کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سمجھنے والے ہیں۔ کیونکہ انہیں نبی کریم ﷺ کا قرب حاصل رہا ہے۔ اور یہ قرآن حکیم کی آیات کے اسباب نزول سے باخبر ہیں۔ اس لئے جو بھی ان کی مخالفت کرے گا اور ان کے راستے کو چھوڑ کر کسی دوسرے راستے کو اختیار کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس سخت وعید کا مستحق ہے کہ وہ اسے نارجہنم میں داخل کرے گا اور یہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دونوں باتیں آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ جس نے صحیح راستہ واضح ہونے کے بعد رسول ﷺ کی نافرمانی کی اس نے مومنین کے راستے سے انحراف کیا، اور جس نے مومنین کے راستے سے انحراف کیا اس نے صحیح راستہ واضح ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کی۔ مذکورہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مومنین کا اجماع ایک طرح سے حجت ہے کیونکہ اس کی مخالفت سے رسول ﷺ کی مخالفت لازم آتی ہے۔ یوں تو ہر اجماع کے ثبوت کے لئے نص صریح کی

ضرورت ہے لیکن ہر وہ مسئلہ جس میں مومنین کا آپس کا اختلاف ختم ہو کر اجماع قطعی حاصل ہو جائے وہ بھی قابل حجت ہے۔ کیونکہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی نشاندہی موجود ہے۔ اس قسم کے اجماع کا مخالف بھی اسی طرح کفر کا مرتکب ہوگا جس طرح نص صریح کا مخالف کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۴/۳۸)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (یوسف: ۱۰۸)

آپ کہہ دیجئے میری راہ یہی ہے۔ میں اور میرے متبعین اللہ کی طرف بلا رہے ہیں، پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ۔ اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی صفت عام لوگوں کی نسبت زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس لئے وہ تمام لوگوں کی نسبت اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي﴾ میں داخل ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے میں بصیرت، علم اور فقہ میں سب سے بڑھ کر ہیں اس قسم کی صفات کی حامل ہستیاں اس بات کی زیادہ مستحق ہیں کہ بعد میں آنے والے ان کے طریقے، منہج اور مسائل میں ان کی فہم کو اختیار کریں۔ اور متاخرین میں سے جو ان کے فہم اور ان کے طریقے سے روگردانی کرے اس کی طرف التفات نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي﴾ کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو کہ سب سے اچھے طریقے اور ہدایت کے بہترین راستے پر گامزن تھے۔ وہ علم کے چشمے، ایمان کے خزانے اور رحمن کے لشکر تھے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو کوئی طریقہ اختیار کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ فوت شدگان کا طریقہ اختیار کرے۔ کیونکہ زندہ انسان کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ یہ فوت



شدگانِ اصحابِ محمد ﷺ ہی ہو سکتے ہیں جو کہ اس امت میں سب سے بہترین لوگ تھے۔ دل کے سب سے زیادہ صاف، علم میں گہرے اور تکلفات میں پڑنے کے حوالے سے سب سے کم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے چن لیا تھا۔ اس لئے تم ان کی قدر پہچانو، ان کے آثار و اقوال کی اتباع کرو اور حتیٰ الوسع ان کے اخلاق و عادات کو لازم پکڑو۔ کیونکہ یہ سب سیدھے راستے پر تھے۔ (تفسیر البغوی: ۲/۴۵۳)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ﴾ (البقرہ

(۱۳۷)

اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں، اور اگر منہ موڑیں تو وہ صریح اختلاف میں ہیں۔ مذکورہ آیت مبارکہ دو چیزوں پر دلالت کرتی ہے۔ پہلی یہ کہ جو ہدایت نجات اور دنیا و آخرت کی بھلائی کی ضامن ہو سکتی ہے وہ صرف اور صرف نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ و عمل میں مضمر ہے۔ (ایمان اسلام کے اوامرو انوائی کے مجموعے کا نام ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: ایمان کی ستر سے کچھ زائد شاخیں ہیں۔ سلف کے ہاں ایمان اعتقاد، قول اور عمل کا نام ہے۔ اور کم زیادہ ہوتا رہتا ہے۔)

ایمان نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مقید ہے۔ ایمان وہی ہے جیسا ان کا ایمان تھا اور حق وہی ہے جس پر وہ گامزن تھے۔ اگر کوئی ہدایت کا طلبگار ہے اور حق کے ذریعے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسا ایمان تلاش کرے جو نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان تھا۔

اس آیت کریمہ کی دوسری دلالت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی اقتداء فرض ہے اگر ایسا نہ کیا گیا تو یہ مخالفت اور عداوت ہوگی اور دنیا اور آخرت میں عذاب کا باعث ہوگی۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یہودی اکہتر فرقوں میں بٹ گئے۔ ایک جنتی ہوگا اور ستر جہنمی ہونگے۔ عیسائی بہتر فرقوں میں بٹ گئے اکہتر جہنمی ہونگے اور ایک جنتی ہوگا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! میری امت بہتر فرقوں میں بٹ جائے ایک کے علاوہ سبھی جہنمی ہونگے۔ پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہونگے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جماعت کو لازم پکڑنے والے“۔ (صحیح سنن ابن ماجہ ۳۲۲۶)

ترمذی میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک روایت موجود ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل والے بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت بہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک کے سوا سب کے سب جہنمی ہونگے۔ راوی نے پوچھا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہونگے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر چلنے والے ہونگے۔ (صحیح سنن الترمذی ۲۱۲۹)

یہ حدیث مبارکہ گذشتہ حدیث مبارکہ کی وضاحت کرتی ہے۔ کیونکہ پچھلی حدیث مبارکہ میں فرقہ ناجیہ کے لئے ”الجماعة“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جبکہ اس حدیث مبارکہ میں یہ وضاحت موجود ہے کہ ”الجماعة“، یعنی وہ جماعت جسے بکثرت ہونا چاہیئے سے مراد ایسے لوگ ہیں جو دین اور ایمان میں نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ کو اپنانے والے ہیں۔ اگرچہ ان کی تعداد تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ حق کا اندازہ کمیت سے نہیں لگایا جاتا بلکہ اس کے لئے مقیاس نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ کی موافقت اور مطابقت ہے۔

نعیم بن حماد کا قول ہے: اگر جماعت کی حالت بگڑ جائے تو اس طریقہ کو اختیار کرو جس پر بگاڑ سے پہلے جماعت گامزن تھی۔ اگرچہ تم اکیلے ہی کیوں نہ رہ جاؤ تو تم اس وقت اکیلے ہی جماعت ہو گے۔  
أعلام الموقعین میں ابن القیم رحمہ اللہ کا قول ہے: اجماع، حجت اور سواد اعظم سے مراد ایسا عالم دین ہے جو حق پر قائم ہو اگرچہ وہ اکیلا ہی کیوں نہ رہ جائے اور تمام اہل زمین اس کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔  
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کی پہچان حق کی بنا پر ہوتی ہے نہ کہ اس کے اعوان و انصار کی کثرت کی

بنا پر۔ احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حق جب شروع ہوا تھا تو اجنبی تھا۔ اور عنقریب اسی طرح اجنبی ہو جائے گا جس طرح شروع ہوا تھا اس وقت دین پر عمل کرنا آگ کا انگارہ پکڑنے کے مترادف ہوگا۔ غرباء جن کی نبی کریم ﷺ نے تعریف فرمائی ہے سے مراد وہ لوگ ہیں جو برے لوگوں کی کثرت میں تھوڑے سے اچھے لوگ ہونگے۔ اور ان کی بات ماننے والوں کی نسبت ان کی بات نہ ماننے والے زیادہ ہونگے۔ (أحمد، السلسلة الصحيحة: ۱۶۱۹)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

کسی نبی کی اس قدر تصدیق نہیں کی گئی جس قدر میری تصدیق کی گئی۔ بعض انبیاء ایسے بھی تھے جن کی تصدیق ان کی امت میں سے صرف ایک آدمی نے ہی کی (مسلم)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: اے آدم! ہر ہزار میں سے نو سو نانوے آگ کے حصہ کے طور پر نکالو۔ یہ سن کر مارے خوف کے بچے بوڑھوں کی طرح لگیں گے اور اگر کسی عورت کے حمل (ہوتا تو وہ) گر جاتا، لوگ مارے خوف کے وحشت زدہ نظر آئیں گے جیسے کوئی نشہ پی کر وحشت زدہ ہو جاتا ہے۔ وہ نشہ میں نہیں ہونگے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب ہی اس قدر شدید ہوگا۔

اس کی تصدیق کتاب اللہ میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ (یوسف: ۱۰۶)

ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔

اور ارشاد باری ہے:

﴿وَإِنْ تَطَّعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ

إِلَّا يَخْرُصُونَ﴾ (الأنعام: ۱۱۶)

اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے

راہ رو کر دیں وہ محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: گذشتہ ادوار میں بھی اہل سنت کم ہی تھے اور موجودہ دور میں بھی کم ہی ہیں



۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نہ تو دنیا دار لوگوں کا راستہ اپنایا اور نہ اہل بدعت کے راستہ پر چلے بلکہ اپنے رب سے ملاقات تک سنت پر ہی جمے رہے۔ لہذا تم بھی ان کی طرح ہو جاؤ۔

ان تمام اقوال و آثار سے اس اصول کی نفی ہوتی ہے جس پر جمہوریت کی بنیاد ہے اور تمام اقوام اور حکومتیں جس کے نفاذ کے لئے آواز بلند کرتی رہتی ہیں۔ اور وہ اصول ہے ”اکثریت کی رائے کا احترام“۔ یعنی جس طرف اکثر لوگوں کی رائے ہو اسے اختیار کیا جائے اس بات سے قطع نظر کہ جس بات پر اکثر لوگ متفق ہیں وہ حق ہے یا باطل؟ اور آیا وہ کتاب و سنت کے موافق ہے یا مخالف؟

سلف صالحین کی فہم کی اقتداء کے وجوب پر بھی بہت سی احادیث دال ہیں۔ اور یہ کہ عام لوگوں کی بجائے سلف صالحین کے راستہ و طریقہ کو اختیار کیا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر چلنا، پھر ان کے بعد آنے والے یعنی تابعین کے طریقہ پر اور پھر ان کے بعد آنے والے یعنی تابعین کے طریقہ پر چلتے رہنا۔ پھر اس کے بعد جھوٹ عام ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ لوگ بغیر مطالبے کے ہی جھوٹی قسمیں اٹھاتے پھریں گے۔ اور بغیر مطالبے کے جھوٹی گواہیاں دیں گے۔ جماعت کو لازم پکڑو اور فرقہ بندی سے اپنے آپ کو بچا کر رکھو۔ کیونکہ شیطان اکیلے آدمی پر قبضہ جمالیتا ہے اور دو سے دور بھاگتا ہے۔ جو جنت کی خوشبو پانا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ جماعت سے چمٹ جائے۔ (ابن ماجہ، ترمذی، صحیح سنن الترمذی: ۱۷۵۸)

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

تم میرے بعد شدید اختلاف دیکھو گے۔ اس وقت تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑ لینا، اس پر مضبوطی سے جمے رہنا، دین میں نئے پیدا ہونے والے امور سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ (صحیح سنن ابن ماجہ: ۴۰)

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جب فرقہ بندی اور اختلافات بہت شدید ہونگے اور فتنوں کا ظہور ہو رہا ہوگا، تو اس وقت ان سے بچاؤ اور تحفظ صرف اور صرف نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ

کے خلفاء راشدین کی سنت کو اختیار کرنے اور اس کے مخالف ہر طریقے کو چھوڑنے کے ذریعے ہی ممکن ہو سکے گا۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

میں تمہیں ایک روشن راستے پر چھوڑ کر جا رہا ہوں اس راستے کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے۔ میرے بعد جو اس راستے سے منہ موڑے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ تم میں سے جو زندہ رہا وہ عنقریب شدید اختلافات دیکھے گا۔ (اس وقت) میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت میں سے جس کا تمہیں پتہ چلے اس کو لازم پکڑ لینا اور اس پر مضبوطی سے جے رہنا۔ (صحیح سنن ابن ماجہ: ۴۱)

اور فرمایا:

میرے بعد آنے والے یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرتے رہنا۔ (صحیح سنن ابن ماجہ: ۹۷)

اور فرمایا:

بہترین لوگ میرے زمانے کے ہونگے۔ پھر ان کے بعد آنے والے، پھر ان کے بعد آنے والے۔

اور فرمایا:

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر عمل کر کے میری سنت کی حفاظت کرو۔ پھر تابعین اور پھر تبع تابعین کے طریقہ پر چلو۔ پھر اس کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا۔ (ابن ماجہ، السلسلۃ الصحیحہ: ۱۱۱۶)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر اس کے بعد والا زمانہ۔ راوی کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم آپ ﷺ نے تیسرے کا تذکرہ بھی کیا یا نہیں کیا۔ پھر ایسی قومیں پیدا ہونگی جو بغیر مطالبے کے جھوٹی گواہیاں دیں گی۔ اور خیانت کریں گی اس لئے انہیں امین نہیں بنایا جائے گا۔ اور ان میں موٹا پامعام ہو جائے گا۔ (مسلم، صحیح سنن الترمذی:

(۱۸۱۰)

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: پھر ان کے بعد ایسی قوم آئے گی جو موٹے ہونا چاہیں گے اور موٹاپے کو پسند کریں گے۔ (یعنی مختلف انواع اور ذائقوں کے کھانے کھانا پسند کریں گے جو ان میں موٹاپے کا سبب بن جائے گا۔)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قیامت تک احسان کے ساتھ اتباع کرنے والے تابعین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (التوبة: ۱۰۰)

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

اور فرمایا:

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيُغَيِّظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الفتح: ۲۹)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی



جنتو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا نکھوا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ اس کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں سے اللہ نے بخشش اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ﴿وَالَّذِينَ مَعَهُ﴾ سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ (الأنفال: ۷۲)

جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے ان کو پناہ دی اور مدد کی، یہ سب آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

”ہَاجَرُوا“ سے مراد مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور ”نَصَرُوا“ سے مراد انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے اپنی طرف ہجرت کرنے والے انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نصرت و مدد کی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (التوبة: ۱۱۷)

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت پیغمبر کا ساتھ دیا، اس کے بعد کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا۔ پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے۔

اور فرمایا:

﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا  
مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ (الحمدید: ۱۰)

تم میں نے جن لوگوں فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ (دوسروں کے) برابر نہیں، بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کئے۔ ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے۔

اور فرمایا:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ ☆ وَالَّذِينَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِثُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ☆ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾

(الحشر: ۸-۱۰)

(فیء کا مال) ان مہاجر مسکینوں کے لئے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا مندی کے طلبگار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی مدد کرتے ہیں یہی راست باز لوگ ہیں۔ اور (ان کے لئے) جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اور اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں درمہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو

(بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب (اور بامراد) ہے۔ اور (ان کے لئے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب بیشک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔

اور فرمایا:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَنَابَهُمْ فَتَحَا قَرِيْبًا﴾ الفتح: ۱۸

یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حدیبیہ کے دن درخت کے نیچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ان کی تعداد چودہ سو سے زیادہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم)

اور فرمایا:

مجھے امید ہے۔ ان شاء اللہ۔ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہونے والوں میں سے کوئی بھی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کہ خالد بن ولید اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم کے درمیان کسی بات پر ناراضگی تھی۔ ایک دفعہ عبد الرحمن بن عوف کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے برا بھلا کہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے کسی صحابی



کو برا بھلا مت کہا کرو۔ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو ان کے خرچ کئے ہوئے ایک مد (مد: ایک مشہور پیمانہ ہے جس سے اشیاء ماپی جاتی ہیں، اگر درمیانے سائز کی ہتھیلیوں والے آدمی کی ہتھیلیوں سے اس کا اندازہ لگایا جائے تو اس کی مقدار تقریباً دو مٹھی کے برابر ہوتی ہے۔) بلکہ نصف مد تک بھی پہنچ سکتا۔ (متفق علیہ)

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو کہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں صرف اسلام قبول کرنے کے حوالے سے متاخر ہیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے سے منع کر رہے ہیں جو کہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے تھے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرتے رہے اور جہاد کرتے رہے، اس حوالے سے وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے بلند درجے کے حامل ہیں، اگر کوئی صحابی اپنے سے پہلے ایمان لانے والے صحابی کے لئے نازیبا الفاظ استعمال کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پسند نہیں فرماتے اب اگر کوئی امتی صحابہ میں سے کسی کو گالی دے تو اس کے بارے میں آپ تصور کر سکتے ہیں کتنی وعید ہوگی۔ (جیسا کہ روافض ایسا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر ویسا ہی عذاب نازل ہو جس کے وہ مستحق ہیں۔ ان کے دین کی بنیاد ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بغض، انہیں گالی گلوچ دینے اور برا بھلا کہنے پر ہے۔ صحیح مسلم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بارے میں ارشاد فرمایا: ان سے صرف مؤمن ہی محبت کریں گے اور صرف منافق ہی ان سے بغض رکھیں گے، جو ان سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔ ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ انصار سے بغض نہیں رکھ سکتا۔

غور کیجئے! جو صرف انصار سے بغض رکھتا ہے اگر اس کا ایمان محفوظ نہیں تو تمام صحابہ بشمول انصار و مہاجرین اور تمام تابعین سے بغض رکھنے والا، انہیں گالیاں دینے والا، ان کی تکفیر کرنے والا اور انہیں پسند کرنے والوں کی تکفیر کرنے والے کا ایمان کیسے محفوظ رہ سکتا ہے۔ جیسا کہ دین اسلام کی مخالف اور منافق جماعت روافض اثنا عشریہ کا طریقہ ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اپنی ان غلط صفات کی وجہ سے یہ روافض کفر، نفاق اور فتنی ایمان کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ (السلسلۃ الصحیحہ ۲۳۲۰)

اس لئے ہر خاص و عام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں طعن و تشنیع کرنے سے بچنا چاہیئے و

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا تذکرہ ہو رہا ہو تو رکے رہو۔ (طبرانی، صحیح الجامع: ۵۴۵)

یعنی ان کے بارے میں برے طریقے سے جھگڑا کرنے سے رکے رہو اور ان کے بارے میں ایسی کھلی باتیں مت کرو جو ان کی فضیلت اور بلند مرتبے کے لائق نہ ہوں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے: اصحاب محمد ﷺ کو گالی مت دو۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان میں سے کسی کی ایک گھڑی کے لئے صحبت تمہارے چالیس سال کے عمل سے بہتر ہے۔ (اسے احمد وغیرہ نے ذکر کیا ہے، شرح العقیدۃ الطحاویہ کی احادیث کی تخریج میں ناصر الدین اَلْبانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ میرے (مصنف) نزدیک عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ خطاب ان کے زمانے کے ان مسلمانوں کے لئے ہے جنہیں نبی کریم ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے حرمی کے بارے میں اگر تابعین کو اس قدر سخت الفاظ سے مخاطب کیا جاسکتا ہے تو متاخرین خاص طور پر ہمارے اس زمانے کے لوگوں کی کیا کیفیت ہوگی۔)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وہ صحابی جلیل ہیں جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا ”تم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علم کو لازم پکڑو“۔ اسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ (السلسلۃ الصحیحہ ۱۲۳۳)) کا قول ہے: اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد ﷺ کے قلب اطہر کو تمام انسانیت کے دلوں سے بہتر پایا تو انہیں اپنے تقرب کے لئے چن لیا اور اپنے پیغام کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے قلب اطہر کے بعد باقی بندوں کے دلوں کو دیکھا تو آپ ﷺ کے صحابہ کے دلوں کو باقی بندوں کے دلوں سے بہتر پایا۔ اور انہیں اپنے نبی ﷺ کا نائب بنایا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دین پر قتال کرنے والے ہیں۔ جسے مسلمانوں نے اچھا سمجھا ہے وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے اور جسے مسلمانوں نے برا سمجھا ہے وہ اللہ کے ہاں بھی برا ہے۔ (ناصر الدین اَلْبانی نے شرح العقیدۃ الطحاویہ کی تخریج میں اس حدیث کو ”حسن“، ”موقوف“ کہا ہے۔ اس حدیث کو طحاوی اور احمد وغیرہ نے حسن سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ میرے (مصنف) نزدیک اس کی تصدیق انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے بھی ملتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ کا گزر ہوا۔ کسی نے اس کی تعریف کر دی تو تمام لوگ اس کی تعریف کرنے لگے۔ سب لوگ کہنے لگے کہ ہمارے علم کے مطابق یہ آدمی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا تھا۔ تو نبی کریم

ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: واجب ہوگئی۔ اور ایک دوسرے جنازہ کا آپ ﷺ کے پاس سے گذر ہوا تو کسی نے اس کی برائی بیان کر دی۔ تمام لوگ اس کی برائیاں بیان کرنے لگے، لوگ کہنے لگے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے دین میں بدترین آدمی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: واجب ہوگئی۔ عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے کہنے لگے: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں؛ آپ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گذرا اور اس کی تعریف گئی تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا واجب ہوگئی۔ اور دوسرے جنازے کا گذر ہوا اور اس کی برائی بیان کی گئی تو اس کے لئے بھی آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہی الفاظ ہرائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کی تم نے تعریف بیان کی ہے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی بیان کی ہے اس کے لئے جہنم واجب ہوگئی۔ فرشتے آسمان میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں اور تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ (متفق علیہ) استفادہ من احکام الجنازہ از شیخ ناصر الدین البانی)

گذشتہ عبارت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایسا شخص غلطی پر ہے جو بعد میں آنے والے لوگوں کی فہم کو سلف کی فہم پر مقدم کرے اور یہ کہے کہ اگرچہ سلف کا عقیدہ ہر قسم کی غلطیوں سے پاک ہے لیکن بعد میں آنے والے لوگوں کا عقیدہ زیادہ درست ہے۔ اور اس کے لئے وہ اسماء و صفات کے متعلق خلف اور سلف کے باہم تضاد اور جداجدا عقائد کی طرف اشارہ کرے۔ (کہ اس بارے سلف کی نسبت خلف کا عقیدہ زیادہ درست ہے۔) جبکہ اسماء و صفات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کا اسی طرح ایمان ہے جیسا کہ قرآن و سنت میں اس کا ذکر آیا ہے۔ تاویل، تعطیل، تشبیہ اور تمثیل میں سے کسی چیز کے وہ مرتکب نہیں ہوتے۔ دوسری طرف خلف میں سے اکثر لوگوں کو آپ دیکھیں گے کہ تا تار کی دلیلوں اور علم الکلام کے راستے کو اختیار کرنے کی وجہ سے اسماء و صفات میں تعطیل کرتے ہیں اور ان کے ظاہری مفہوم اور شریعت کے مقصد سے ہٹ کر ان کی تاویل کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمان الہی ﴿اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ﴾ کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر غلبہ اور دسترس حاصل کر لی۔ کتاب و سنت سے ثابت اس صفت سے انہوں نے فرار حاصل کیا اور اس بارے میں ایسی تاویل کی جو کہ ان کی اپنی عقلوں اور نفسانی خواہشات کی پیداوار ہے۔

یہاں اس عبارت کے ذکر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ قاری کو اس بات کا ادراک ہو جائے کہ سلف کی نسبت خلف کا عقیدہ زیادہ درست نہیں ہے۔ یہاں ہمارا مقصد خلف کے عقیدہ کی جانچ پرکھ نہیں ہے۔



اسے ہم کسی اور مقام پر کریں گے۔ (دیکھیے ہماری کتاب ”تہذیب شرح العقیدۃ الطحاوی“۔)  
خلف کے عقیدے کو سلف کے عقیدے پر مقدم ماننے والوں کے نظریہ کو ہم یہاں مختلف طریقوں سے غلط اور جھوٹا ثابت کریں گے۔ (کیوں کہ اس بات کا امکان ہے کہ متاخرین کے ہاں ان کا یہ نظریہ ان کا ایک اصولی قاعدہ بن جائے۔ اور وہ اس کی بنیاد پر خلف کی فہم کو سلف کی فہم پر مقدم کرنا اور سلف کے اقوال و آثار کو رد کرنا شروع کر دیں۔ لہذا اس نظریہ کے بطلان سے ہر وہ نظریہ جھوٹا ہو جائے گا جس کی بنیاد اس نظریے پر ہے۔ کیونکہ جس چیز کی بنیاد جھوٹ پر ہو وہ خود بھی جھوٹ ہوتی ہے۔)

پہلی وجہ: اس نظریہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی فضیلت میں وارد ہونے والی نصوص شرعیہ کی تکذیب ہوتی ہے۔ اسی طرح بعد کے زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر چلنے والوں کو اہل بدعت کے مقابلہ میں جو فضیلت اور برتری حاصل ہے اس نظریہ سے اس کی بھی تردید و تکذیب ہوتی ہے۔  
دوسری وجہ: اس نظریہ سے صریحاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے مقام و مرتبہ میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اور ضمناً یہ نظریہ ان کے لئے طعن و تشنیع کا باعث ہے۔ جبکہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دینے سے اور ان کے بارے میں ایسا جھگڑا کرنے سے منع فرمایا ہے جو ان کی فضیلت اور شان و مرتبے کے لائق نہیں ہے۔

تیسری وجہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمارے سلف صالحین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور اس نے اپنی کتاب عزیز میں ان کی تعریف بیان کی ہے۔ ان میں سے اکثر کو ظاہری طور پر جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ (عام لوگوں کے ہاں یہ بات مشہور ہے کہ صحابہ میں جنت کی بشارت پانے والے صرف دس لوگ ہیں۔ جبکہ یہ ایک غلط خیال ہے۔ کیونکہ یہ ان صحیح نصوص کے خلاف ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جنت کی بشارت پانے والے دس کے علاوہ بھی بہت سے صحابہ کرامؓ ہیں۔ دلیل کے طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فرمان کافی ہے۔) یہ خاص اور یکتا فضیلت خلف کے پاس کہاں ہے؟

اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان کے دین و عقیدہ کی درستگی اور سیدھے اور درست راستے پر ان کی استقامت کی وجہ سے راضی ہوا ہے۔ نہ کہ ان کی ذاتوں اور حسب و نسب کی وجہ سے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (الحجرات ۱۳)

اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے، اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے اور قبیلے بنا دیئے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

میرے خاندان کے یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ دوسرے لوگوں کی نسبت میرے زیادہ قریب ہیں۔ جبکہ ہرگز ایسا نہیں۔ تم میں سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہیں جو متقی ہیں۔ وہ کوئی بھی ہوں اور جہاں کہیں بھی ہوں۔ (ابن ابی عاصم نے اسے السنۃ میں ذکر کیا ہے اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔) الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کے دین میں ان نصوص کا توازن سے یہی مفہوم چلا آ رہا ہے۔

اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب وہ دین تھا جس پر وہ قائم تھے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے دین، فہم اور عقائد کی مخالفت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہوگی نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوگا۔ عقلمند مسلمان وہی ہے جو اس کام کا خواہشمند ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہوتا ہے، اور ایسا کام نہیں کرنا چاہتا جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصے کو دعوت دینے والا ہو۔

چوتھی وجہ: نبی کریم ﷺ نے سلف صالحین کی اقتداء کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا۔ اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا۔

اور فرمایا:

میں تمہیں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد تابعین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔

اور فرمایا:

میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے طریقہ کو اختیار کر کے میری سنت کی حفاظت کرنا۔ خلف کے پاس یہ

مقام و مرتبہ کہاں؟ خاص طور پر وہ خلف جو سلف صالحین کی فہم اور انکے طریقہ کی مخالفت کرنے والے ہیں۔

پانچویں وجہ: جو لوگ نزول وحی اور اسباب نزول کے معاصر تھے اور سفر و حضر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھی تھے۔ اور جنہوں نے آپ ﷺ کے پاس بیٹھ کر آپ ﷺ سے بلا واسطہ علم حاصل کیا۔ بلا شک و شبہ یہ لوگ عام لوگوں کی نسبت جنہیں یہ فضیلت و شرف حاصل نہیں ہوا شریعت کے مفہوم کی زیادہ سمجھ بوجھ رکھنے والے ہیں۔

چھٹی وجہ: جیسا کہ پہلے بہت سے دلائل کے ذریعہ یہ بات ثابت کی جا چکی ہے کہ صحابہ کرامؓ سے محبت دین و ایمان کا حصہ ہے اور ان سے عداوت کفر و نفاق کا باعث ہے۔ خلف کے پاس یہ فضیلت و مقام کہاں؟ خاص طور پر وہ لوگ جو سلف کے طریقہ و منہج کی مخالفت کرنے والے ہیں۔

ان تمام وجوہات کی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ خلف کے عقیدے کو سلف سے زیادہ درست کہنا سراسر ظلم ہے اور ان لوگوں کے حق میں زیادتی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور اپنے نبی ﷺ کی مدد و نصرت کے لئے خاص فرما لیا۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ایسا کہنا کسی مسلمان کے لئے جائز اور درست نہیں۔

اس بارے میں ہمارا جو عقیدہ ہے اور ہم اسی پر زندہ رہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ سلف صالحین کا طریقہ ہی سب سے زیادہ درست ہے کیونکہ وہ دین کو سب سے زیادہ سمجھنے والے اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے ہیں۔ خلف کی قدر و قیمت صرف اور صرف سلف کی اقتداء اور ان کے طریقہ اور فہم کو اختیار کرنے کی وجہ سے ہے۔ جس قدر زیادہ مضبوطی سے وہ اس راستے کو اختیار کریں گے ان کی قدر و قیمت اسی قدر زیادہ ہوگی۔ خلف میں سے اگر کوئی سلف صالحین کے عقیدہ اور ایمان پر اعتراض کرنے یا ان کا رویا تعاقب کرنے کے ذریعے ان پر زیادتی کرے گا تو ایسا شخص ان کی قدر و قیمت میں اس قدر کمی کرنے کا مرتکب ہوگا جس قدر اس نے ان پر زیادتی کی ہوگی۔ یہ وہ نمایاں ترین عقیدہ و تصور ہے جس کے ذریعہ سے طاائفہ منصورہ دوسری تمام جماعتوں اور گروہوں سے متمیز ہے۔



بغیر کسی تعصب کے کتاب و سنت کی اتباع کرنا یہ طاغیہ منصورہ کی نمایاں ترین صفت ہے۔ یہ صفت دو طریقوں سے ظاہر ہوتی ہے:

پہلا یہ کہ نبی کریم ﷺ نے طاغیہ منصورہ کے جو مختلف اوصاف ذکر کئے ہیں: مثلاً یہ کہ ”وہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر قتال کرنے والے ہونگے“، ”حق پر قائم رہیں گے“، ”دین انہیں کی وجہ سے قائم رہے گا کیونکہ وہ اس دین پر لوگوں سے قتال کرتے رہیں گے“، ”وہ حق پر قتال کرنے والے ہونگے“، ”یہ جماعت حق پر قائم رہے گی“، غرض یہ اوصاف اور اس قسم کے دوسرے اوصاف مجموعی طور پر اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ یہ جماعت درست دین پر ہوگی جسے اللہ اور اس کا رسول ﷺ پسند کرنے والے ہونگے۔ یہ وہی دین ہے جو کتاب و سنت یعنی ارشادِ ربانی اور فرمانِ رسول ﷺ کی شکل میں آیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ کتاب و سنت کی نصوص کے متعلق سلفِ صالحین کی فہم کا بھی خیال رکھنے والے ہیں۔ جیسا کہ اس بارے میں پہلے بھی تذکرہ ہو چکا ہے۔

دوسرا یہ کہ کتاب و سنت کی مخالفت کبیرہ گناہ ہے، اس کا مرتکب کفر تک بھی پہنچ سکتا ہے اور ملتِ اسلام سے خارج بھی ہو سکتا ہے۔ (کتاب و سنت کی مخالفت: ایک مخالفت ایسی ہے جو اجتہاد کی بنا پر ہوتی ہے۔ ایسا کرنے والا اگر مجتہد ہو تو وہ اجر کا مستحق ہوگا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: اگر حاکم اجتہاد کرے اور درست فیصلہ کر دے تو اس کے لئے دو ہراجر ہے۔ اور اگر اجتہاد کرے اور غلطی کر جائے تو پھر بھی اس کے لئے بہر حال ایک اجر موجود ہے۔

ایک مخالفت ایسی ہے جو گناہ کا باعث ہوتی ہے اگرچہ یہ کفر تک نہیں پہنچاتی۔ مثلاً آدمی اپنی ذاتی کمزوری کی وجہ سے کتاب و سنت کی مخالفت کا مرتکب ہوتا ہے، وہ اسے اچھا نہیں سمجھتا اور نہ ہی حلال جانتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ شرک اکبر سے بچتا رہتا ہے اور ساتھ ہی یہ اعتراف بھی کرتا رہتا ہے کہ وہ غلطی اور کوتاہی کا مرتکب ہو رہا ہے۔

اگر وہ شرک اکبر یا علانیہ طور پر کفر کا مرتکب ہو جائے تو خواہ وہ اسے اچھا اور حلال نہ بھی سمجھتا ہو پھر بھی وہ کفر کا مرتکب ہو رہا ہے۔ کیونکہ کفر تو کفر ہی ہوتا ہے خواہ اسے دل سے حلال سمجھا جائے یا حلال نہ سمجھا جائے۔

ایک مخالف ایسی ہے جو کفر ہے اور دین سے خارج کرنے کا باعث ہے۔ وہ یہ کہ کوئی شخص جانتے بوجھتے ہوئے اور ارادۂ شریعت کی مخالفت کرے اور اسے حلال بھی سمجھتا ہو۔ اسی طرح اگر اس کی مخالفت کا نتیجہ کسی شرعی حکم کے انکار یا تکبر و عناد کی وجہ سے اس سے اعراض کی صورت میں نکلتا ہو، یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کا مذاق اور اس میں تخفیف واقع ہوتی ہو، یا اللہ تعالیٰ کی شریعت سے ناپسندیدگی کا اظہار ہوتا ہو۔ اگر مخالفت ان تمام اسباب کے ساتھ ہو یا

ان میں سے کسی ایک سبب سے ہو تو ایسا کرنے والا صریح کفر کا مرتکب ہوگا اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اگرچہ وہ اس سے پہلے مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ یہ مسئلہ ہم نے مکمل شرعی دلائل کے ساتھ اپنی کتاب ”قواعد التکفیر“ میں ذکر کیا ہے اگر کوئی چاہے تو اس طرف رجوع کر سکتا ہے۔) طائفہ منصورہ اس برائی سے سب سے زیادہ بچنے والی ہے۔ ان کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ جاننے بوجھتے ہوئے اس برائی کا ارتکاب کریں۔ اگر وہ خدا نحو استہ اس مخالفت کا ارتکاب کر بھی لیں تو یہ مخالفت ان کا منج نہیں بن جاتی جس کی وہ اتباع کرتے ہوں یا اس کی طرف دوسرے لوگوں کو دعوت دیتے ہوں۔ انہوں نے اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کا حصول اسی طرح ممکن بنایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہنے والے اور اسکی مدد کرنے والے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہنے اور اس کی مدد کرنے کی نفی کر دیں تو لازمی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ان سے دور ہٹ جائے گی۔ اور ان کا نام بھی پھر طائفہ منصورہ نہیں رہ سکے گا۔

ارشاد باری ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ (سورۃ محمد ۷)

”اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔“

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تم اللہ کے دین کو اختیار کر کے اور اس پر عمل کر کے اس کے دین کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں بھی نبی کریم ﷺ کا ایسا ہی فرمان ہے: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے اوامرو نواہی کا خیال رکھو اللہ تعالیٰ تمہارا خیال رکھے گا۔“ یعنی جب تم اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر کے اور اس کے منع کردہ امور سے رک کر اس کا خیال نہیں رکھو گے تو اللہ تعالیٰ کو بھی تمہارا کوئی خیال نہیں رہے گا کہ وہ تم سے ان آزمائشوں، مشکلات اور مصیبتوں کو ٹال دے جنہیں تم نہیں چاہتے کہ وہ تم پر نازل ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ

فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ

وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ (النساء: ۵۹)

اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول (ﷺ) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ، اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔

امام ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ﴾ میں شرط کے بعد نکرہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دین کے وہ تمام مسائل مراد ہیں جن میں مومنین کا آپس میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ چھوٹے مسائل ہوں یا بڑے، ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔ اگر کتاب اللہ اور سنت نبی کریم ﷺ میں ان مسائل کا حل موجود نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی مومنوں کو ان کی طرف رجوع کرنے کا حکم نہ فرماتے۔ کیونکہ یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ جھگڑے کے وقت اس چیز کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیں جس کے پاس جھگڑے کا حل موجود نہ ہو۔

تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹانے سے مراد اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف رجوع کرنا ہے اور نبی کریم ﷺ کی طرف لوٹانے سے مراد آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ ﷺ کی ذات سے رجوع کرنا ہے اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی سنت سے رجوع کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف فیصلہ لوٹا دینا ایمان کا لازمی جز ہے۔ اگر کوئی اس کا انکار کرے گا تو اس کے ایمان کی نفی لازم آئے گی۔ کیونکہ یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم چیزیں ہیں اور قاعدے کے مطابق لازم کے انکار سے ملزوم کا انکار خود بخود ہو جاتا ہے۔ (أعلام الموقعین: ۱/۴۹-۵۰)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء: ۶۵)

سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی



تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس اور کریم نفس کی قسم اٹھائی ہے کہ کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک تمام امور میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تسلیم نہ کر لے۔ اور پھر بغیر کسی روک ٹوک کے کھلے دل کے ساتھ اس فیصلے کو قبول کرے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱/۵۵۳)

امام ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس مقدسہ کی قسم اٹھائی ہے اور قسم سے پہلے مخلوق کے ایمان کی قطعی طور پر اس وقت تک کے لئے نفی کی ہے جب تک وہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تمام معاملات خواہ وہ اصولی ہوں یا فروعی، تمام احکام شریعت، آخرت کے تمام احکام اور اپنی تمام عادات میں فیصلہ تسلیم نہ کر لیں۔ مزید یہ کہ صرف فیصلہ مان لینے سے ہی ایمان مکمل نہیں ہو جاتا بلکہ سینے کی تنگی کا دور ہونا یعنی اس فیصلے کو کھلے دل کے ساتھ قبول کرنا بھی لازمی شرط ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس فیصلے پر مکمل طور پر رضامندی کا اظہار بھی ہو اور اس کی مخالفت یا اس پر اعتراض کرنے والا نہ ہو۔ (التمیان فی أقسام القرآن: ۲۷۰)

ارشاد ربانی: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ کی تفسیر میں ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ یوں رقمطراز ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویدار ہے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر گامزن نہیں ہے مذکورہ آیت کریمہ اس کے بارے میں یہ فیصلہ کرتی ہے کہ وہ اس وقت تک اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہے جب تک وہ تمام اقوال و افعال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور شریعت کی پیروی نہیں کر لیتا۔ (تفسیر القرآن العظیم: ۱/۳۶۶)

ارشاد ربانی ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

(النور: ۶۳)

سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں ان پر کوئی

زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں زبردست عذاب نہ پہنچے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: میں نے سارے قرآن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا تذکرہ تینتیس مرتبہ پایا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔ ﴿فَلْيُحَذِّرِ الَّذِينَ يَخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور: ۶۳) پھر انہوں نے دوبارہ یہی بات دہرائی اور کہنے لگے فتنہ کیا ہے؟ اس سے مراد شرک ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بھی فرمان کی تردید دل کے ٹیڑھا ہو جانے کا باعث ہے اور دل کا ٹیڑھا ہو جانا ہلاکت کا باعث ہے۔ انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء: ۶۵) انہیں بتایا گیا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں اور سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کو اختیار کر لیتے ہیں۔ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے ایسے لوگوں پر تعجب ہے جنہوں نے حدیث کو سن لیا اور اس کی اسناد اور صحت کو پرکھ لیا پھر بھی وہ اسے چھوڑ کر سفیان رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی رائے اختیار کرتے ہیں۔ ارشاد بانی ہے: ﴿فَلْيُحَذِّرِ الَّذِينَ يَخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور: ۶۳) پھر انہوں نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ فتنہ کیا ہے؟ اس سے مراد کفر ہے۔ ارشاد بانی ہے: ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ تعجب ہے یہ لوگ حدیث چھوڑ دیتے ہیں اور خواہشات کے غلبہ کی وجہ سے رائے پر عمل کرتے ہیں۔ (الصارم المسلول لابن تیمیہ: ۵۶)

ارشاد بانی ہے:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ۷)

”اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حلال وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے اور حرام وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ اور دین وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے واجب قرار دیا ہے۔ مشائخ، بادشاہوں، علماء، امراء، اساتذہ اور تمام مخلوق کے لئے اس دین سے خروج کرنا درست ہے۔

نہیں۔ جس کسی نے بھی کسی بات کا حکم دیا وہ خواہ کوئی بھی ہو اس کے اس حکم کو کتاب و سنت پر پیش کیا جائے گا۔ اگر وہ حکم کتاب و سنت کے موافق ہو تو اسے مان لیا جائے گا ورنہ رد کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ صحیحین میں حدیث موجود ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم موجود نہیں تھا وہ کام رد کر دیا جائے گا۔“ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۸/۲۲)

یعنی اس کے مطابق عمل نہیں کیا جائے گا۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ

كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ (الحجرات: ۲)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے اوپر نہ کرو اور ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

امام ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے بارے میں فرماتے ہیں: اگر نبی کریم ﷺ کی فقط آواز سے اپنی آواز کو بلند کرنے سے اعمال کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے تو آپ ﷺ کے طریقہ و شریعت سے اپنی آراء، عقول اور سیاست وغیرہ کو مقدم کرنے کا کیا انجام ہوگا۔ کیا ان چیزوں کے ذریعہ سے اعمال کا ضائع ہونا زیادہ ممکن نہیں؟ (أعلام الموقعین: ۱/۵۱)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم انہیں تھامے رکھو گے

میرے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔“

اور فرمایا:

”خوش ہو جاؤ کیونکہ اس قرآن کا ایک سر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھوں

میں ہے۔ اسے مضبوطی سے تھامے رکھو تم کبھی ہلاک نہیں ہو گے اور میرے بعد کبھی گمراہ نہیں



ہو گے۔“ (طبرانی، صحیح الجامع الصغیر: ۳۴)

اور فرمایا:

”قرآن قیامت کے دن سفارش کرے گا اور اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔ اسی طرح گمراہوں کے خلاف جھگڑا کرے گا اور اس کی تصدیق کی جائے گی۔ جس نے اسے اپنا راہنما بنالیا یہ جنت کی طرف اس کی راہنمائی کرے گا۔ اور جس نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈالا یہ اسے جہنم کی طرف ہانکے گا۔“ (السلسلۃ الصحیحہ: ۲۰۱۹)

اور فرمایا:

”کتاب اللہ، آسمان سے زمین تک دراز کی گئی اللہ تعالیٰ کی رسی ہے۔“ (السلسلۃ الصحیحہ: ۲۰۲۳)

اور فرمایا:

”ایسا وقت آنے والا ہے کہ کوئی شخص نیکے پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور اس کے سامنے میری حدیث بیان کی جائے تو وہ (حقارت سے) کہے: ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے (وہی ہمیں کافی ہے) جو چیز ہم نے اس میں حلال پائی اسے حلال کر دیا اور جو چیز اس میں حرام پائی اسے حرام کر دیا۔ آگاہ رہو اللہ کے رسول ﷺ کی حرام کردہ اشیاء بھی اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کی مانند ہیں۔“ (صحیح سنن ابن ماجہ: ۱۲)

(نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بالکل درست ہے، کیونکہ ہم موجودہ زمانے میں ایک ایسے گروہ کا مشاہدہ کر رہے ہیں جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں۔ یہ لوگ سنت کو رد کرتے ہیں اور صرف قرآن کو بطور حجت تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہ بات کہتے ہیں کہ ہمارے اور تمہارے لئے حجت صرف اور صرف قرآن ہی ہے، جسے قرآن نے حلال قرار دیا ہم صرف اسے ہی حلال قرار دیں گے اور جسے قرآن نے حرام قرار دیا ہم صرف اسے ہی حرام سمجھیں گے۔ قرآن نے جس چیز کو ثابت کیا ہم صرف اسے ہی مانیں گے، اور جس کی قرآن نے نفی کی ہم اس کی نفی کریں گے۔ ان تمام باتوں کے ذریعے وہ سنت کا رد کر دیتے ہیں۔

ایک دوسرا گروہ گناہ گار اور نافرمان لوگوں کا ہے، جو کہ شریعت کی حدود و قیود کو اپنے لئے بوجھ سمجھتے ہیں۔ وہ اس بات کا آواز بلند کرتے ہیں کہ: ہم صرف قرآن کے حرام کردہ امور کو ہی حرام تصور کریں گے، ایسا درحقیقت وہ فسق و فجور میں

اپنی رغبت کی وجہ سے کہہ رہے ہوتے ہیں۔)

اور فرمایا:

”جس نے میری اطاعت کی دراصل اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور جس نے میری

نافرمانی کی دراصل اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی“ (متفق علیہ)

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی نصوص ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کتاب و سنت کی اتباع کرنا اور ان سے بغیر کسی حیل و حجت یا نصوص کو باہم متعارض کرنے کی بجائے سیدھے طریقے سے کتاب و سنت سے فیصلہ کروانا واجب ہے۔ اور یہ کہ کتاب و سنت کی اتباع ایمان کے لوازمات اور ایمان کی صحت کی شروط میں سے ہے۔

مذکورہ تمام دلائل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ کتاب و سنت کی اتباع اور سلف صالحین کے منہج کے مطابق ان کی فہم یہ طائفہ منصورہ کی نمایاں ترین صفت ہے۔ اسی صفت کی بنا پر یہ جماعت دوسری تمام جماعتوں سے متمیز ہے۔ طائفہ منصورہ کی دوسری تمام صفات اسی صفت (اتباع کتاب و سنت) سے ماخوذ ہیں اور اس کے تابع ہیں اور دوسری تمام صفات میں اس صفت کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

② دوسری صفت: جہاد فی سبیل اللہ:

یہ طائفہ منصورہ کی دوسری صفت ہے۔ اس صفت کی پہچان طائفہ منصورہ کے ساتھ ہے اور طائفہ منصورہ کی پہچان اس صفت کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں آپس میں اس طرح لازم و ملزوم ہیں جس طرح سایہ اور درخت ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ کسی حال میں بھی انہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ناموافق حالات کی وجہ سے طائفہ منصورہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے درمیان جدائی ڈال دی جائے تو اس دوران طائفہ منصورہ کی تمام تر سرگرمیاں اور کوششیں صرف اور صرف ان ناموافق حالات اور مشکلات کو دور کرنے کے لئے صرف ہوتی ہیں جو ان کے اور جہاد فی سبیل اللہ کے درمیان حائل ہوتی ہیں۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد و قتال کا نئے سرے سے آغاز کر سکیں۔

اس جماعت کی پہچان یہ ہے کہ وہ جہاد کے راستے اور میدان ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ اگر ایک راستہ بند

کر دیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں فریضہء جہاد کے احیاء کے لئے نیا راستہ کھول لیتے ہیں۔  
نبی کریم ﷺ نے طاائفہ منصورہ کی جو صفات بیان فرمائی ہیں ان میں جہاد فی سبیل اللہ کی صفت بڑے واضح اور ظاہر انداز میں موجود ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

”میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ کامیاب رہے گی، قیامت قائم ہونے تک انہیں کوئی فتنہ پرداز نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“

اور فرمایا: ”یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا۔ قیامت قائم ہونے تک مسلمانوں کی ایک جماعت اس دین کی سر بلندی کے لئے قتال کرتی رہے گی۔“ اور فرمایا: ”میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت موجود رہے گی جو حق پر قتال کرتی رہے گی۔“ اور فرمایا: ”میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ قائم رہے گی، قیامت قائم ہونے تک انہیں کوئی فتنہ پرداز نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔  
(ان تمام احادیث کی تخریج پیچھے گذر چکی ہے۔)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں طاائفہ منصورہ کی یہ صفت بدرجہ اتم موجود ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾ (المائدہ: ۵۴)

اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے، یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فضل جسے چاہے دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔

یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے ہونگے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی



ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ ابھی بیان کی گئی احادیث میں طاائفہ منصورہ کی جو صفت بیان کی گئی ہے یہ اس کا ظاہری ثبوت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَايْنٍ مِّنْ نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِيشَوْنَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ﴾ آل عمران: ۱۶۶

بہت سے نبیوں کے ہم رکاب ہو کر، بہت سے اللہ والے جہاد کر چکے ہیں، انہیں بھی اللہ کی راہ میں تکلیفیں پہنچیں لیکن نہ تو انہوں نے ہمت ہاری نہ سست رہے اور نہ دبے، اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو (ہی) چاہتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں ”رِيشَوْنَ“ سے مراد طاائفہ منصورہ کے لوگ ہیں جو کمزوری و نامردی کو جانتے تک نہیں۔ یہ اس امت کے بہترین لوگ ہیں جو کہ باعمل علماء اور مجاہدین سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ﴿فَمَا وَهَنُوا﴾ یعنی انہوں نے کمزوری نہیں دکھائی۔ ﴿لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا﴾ میدان جنگ میں زخم کھا کر اور ساتھیوں کو قتل ہوتے ہوئے دیکھ کر انہوں نے کمزوری نہیں دکھائی۔ ﴿وَمَا اسْتَكَانُوا﴾ مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس سے مراد ہے کہ انہوں نے دشمن کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے اور نہ ہی اس کے سامنے جھکے ہیں۔ سدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: وہ دشمن کے سامنے ذلیل نہیں ہوئے۔ عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: انہوں نے لوگوں کے سامنے عاجزی نہیں کی۔ (یعنی لوگوں کے سامنے اپنی بد حالی کا شکوہ نہیں کرتے اور نہ ہی لوگوں سے مدد کے طلبگار ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو لوگ ہمیشہ ظالموں اور غاصبوں کی طرف سے ظلم اور زیادتی پر شکوہ و شکایت کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ اکثر سننے میں آتا ہے۔ یہ لوگ طاائفہ منصورہ کی صفات و عادات سے بہت دور ہیں۔) ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: انہوں نے بزدلی کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ اپنے رب کے حکم، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اپنے دشمن کے خلاف جہاد پر ڈٹے رہے۔ ﴿وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ﴾ (تفسیر ابن کثیر: ۱/۳۶۰)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰۴)

تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف لائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں امت سے مراد اس امت کا وہ خاص گروہ ہے جو کہ امت کے بہترین لوگوں پر مشتمل ہے۔ یہی طاائفہ منصورہ ہے۔ یہ بڑے بڑے امور سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ خاص طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بڑی دلجمعی سے پورا کرتے ہیں۔ ان کی صفات میں نہی عن المنکر کی صفت کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ لوگ بڑی شان و شوکت اور طاقت و قوت کے مالک ہونگے۔ اگرچہ ظالم حکمران سرکاری طور پر اس بات کا اعتراف نہ بھی کریں لیکن ان کے پاس برائی سے روکنے کی طاقت اور اختیار موجود ہوگا۔ جس کی بدولت یہ برائی کو بزور ختم کر سکیں گے۔ کیونکہ نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے کے لئے طاقت و اختیار کا ہونا ضروری ہے۔ بغیر طاقت کے برائی پر قابو پانا مشکل ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں امر بالمعروف یا بھلائی کی دعوت دینے کے لئے اس قدر طاقت و قوت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

سید قطب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زمین میں ایک ایسی باختیار قوت کا قیام اشد ضروری ہے جو بھلائی کی دعوت دے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔ باختیار قوت کے لازمی قیام کا ثبوت اسی قرآنی نص سے ملتا ہے۔ کیونکہ اس میں تین چیزیں بیان کی گئی ہیں، بھلائی کی دعوت دینا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ دعوت کا کام بغیر قوت کے ممکن ہے لیکن امر اور نہی کا فریضہ کوئی باختیار قوت ہی سرانجام دے سکتی ہے۔ (فی ظلال القرآن: ۱/۴۴۴)

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ طاقت و قوت اور اختیار بھی طاائفہ منصورہ کے لازمی خصائص میں سے ہے۔

صفت جہاد فی سبیل اللہ سے منقسم ہونے والی فروعی صفات:

صفت جہاد فی سبیل اللہ کہ جس سے طاائفہ منصورہ متصف ہے سے بہت سی فروعی صفات منقسم ہوتی ہیں جن کا ہم مندرجہ ذیل نقاط میں مختصراً تذکرہ کریں گے۔

① صفت جہاد سے متصف طاائفہ منصورہ کا وجود قیامت قائم ہونے تک ہر زمانے میں برقرار رہے گا۔ کوئی دور اس جماعت کے وجود کے اثر سے خالی نہیں ہوگا۔ اس بات کا ثبوت نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کی ایک جماعت اللہ تعالیٰ کا حکم آنے تک ہمیشہ حق پر غالب رہے گی۔ ایک دوسری روایت میں ہے: میری امت کا ایک گروہ قیامت قائم ہونے تک ہمیشہ حق پر غالب رہے گا۔ ایک دوسری روایت میں ”قیامت کے دن تک کے الفاظ ہیں“۔ ایک دوسری روایت میں ہے: یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے خلاف قتال کرے گا۔ اسی طرح فرمان نبوی ﷺ ہے:

اللہ تعالیٰ اس دین میں ہمیشہ ایک پودا پروان چڑھاتا رہے گا جسے اپنی اطاعت کے کاموں میں مشغول رکھے گا۔ (صحیح سنن ابن ماجہ: ۸)

ان احادیث میں استعمال ہونے والے تمام صیغے استمرار اور ہمیشہ باقی رہنے کی خبر دیتے ہیں۔ یہ تمام احادیث بلا شک و شبہ اس بات کا اطمینان بخشتی ہیں کہ اس امت میں خیر کا وجود ہمیشہ باقی رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت آکر رہے گی اگرچہ کچھ عرصہ بعد ہی کیوں نہ ہو۔ صبح کتنی دور ہی کیوں نہ ہو رات کا اندھیرا ضرور چھٹ کر رہے گا۔

علاوہ ازیں یہ احادیث اس بات کی بھی دلیل ہیں کہ طاغوت کے علمبردار اور ظالم قوتیں مسلم اقوام کو بگاڑنے اور انہیں ان کے دین سے برگشتہ کرنے کے لئے جھوٹے چاہیں کوششیں کر لیں ان کی کوششیں رائیگاں جائیں گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ذمہ داری لی ہے کہ وہ ان اقوام میں سے کچھ لوگوں کو تیار کرتا رہے گا جو کہ اس کی توحید کے علمبردار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے اپنے دین کی حفاظت کا کام لیتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:



﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: ۹)

ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

یہ بھی دین کی حفاظت کی ایک شکل ہے کہ اللہ تعالیٰ مجاہدین کی ایک جماعت ہمیشہ تیار رکھے گا جن سے اپنے دین کی حفاظت کا کام لے گا۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے مروی صحیح حدیث سے ثابت ہے:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر سو سال بعد ایک ایسا فرد پیدا کرے گا جو

دین کی تجدید کا فریضہ سرانجام دے گا۔ (صحیح سنن ابوداؤد: ۳۶۰۶)

اللہ تعالیٰ ہر دور میں اس امت کے اندر ایک ایسا لشکر قائم رکھے گا جو اس دین کی حفاظت اور تجدید کا کام کرتا رہے گا۔

تجدید کا مفہوم یہ ہے کہ وہ تمام بدعات و خرافات اور بیرونی عقائد و نظریات جو اس دین میں شامل کر دیئے گئے ہیں، اور اس دین کی شان و عظمت کے لائق نہیں ہیں، ان کو اس دین سے الگ کیا جائے گا۔ تاکہ یہ دین کسی تحریف سے اس طرح صاف رہے جیسے اللہ تعالیٰ نے اسے محمد ﷺ پر نازل فرمایا تھا۔

یہ تمام باتیں ہر بندہ مومن کو برا بیچتے کرتی ہیں کہ وہ اپنی تنہائی کی عادت کو ختم کر کے ایسے بھائیوں کو تلاش کرے جو ان صفات کے حامل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے نہ چاہنے کے باوجود انہیں اپنے دشمنوں پر غلبہ عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ہر بندہ مومن کو چاہیے کہ اپنے قول و عمل کے ساتھ اس جماعت کو مضبوط کرے، اس جماعت کا فرد بن جائے اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کرے۔

② جہاد قیامت قائم ہونے تک جاری و ساری رہے گا اس کی سرپرستی کرنے والے خواہ نیک لوگ ہوں یا برے لوگ ہوں۔ اسے کسی ظالم کا ظلم اور کسی فتنہ پرداز کی فتنہ پردازی روک نہیں سکے گی۔ اس بات سے قطع نظر کہ مسلمانوں کی قیادت کرنے والا کوئی نیک حکمران موجود ہو یا نہ ہو۔ جیسا کہ موجودہ زمانے میں کیفیت ہے۔ کوئی اس سے خوش ہو یا کسی کو اس سے تکلیف ہوتی ہو۔

یہ کسی کی ذاتی رائے یا نفسانی خواہشات پر مبنی بات نہیں بلکہ شریعت کے دلائل اور مفاہیم سے ثابت شدہ بات ہے۔

شریعت کے ایسے صریح دلائل کہ جن میں کسی ہیر پھیر اور تاویل کی گنجائش نہیں سے یہ بات ثابت ہے کہ جہاد قیامت قائم ہونے تک ہر دور میں جاری رہے گا۔ اگرچہ اسے کرنے والا اکیلا شخص ہی کیوں نہ رہ جائے۔ اور جہاد فی سبیل اللہ کا دروازہ ہر شخص کے لئے کھلا ہے جس کے پاس اس فریضے کو ادا کرنے کی طاقت و قوت موجود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسُكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكْفِ بِأَسَ الدِّينِ كَفَرُوا وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنكِيلًا﴾ (النساء: ۸۴)

تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا رہ، تجھے صرف تیری ذات کی نسبت حکم دیا جاتا ہے، ہاں ایمان والوں کو رغبت دلاتا رہ، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی جنگ کو روک دے اور اللہ تعالیٰ سخت قوت والا ہے اور سزا دینے میں بھی سخت ہے۔

یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ جہاد جاری رہے گا اگرچہ اسے جاری رکھنے والا فرد واحد ہی کیوں نہ ہو۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: زجاج کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو جہاد کرنے کا حکم دیا ہے اگرچہ قتال کرنے والے وہ اکیلے ہی کیوں نہ رہ جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو فتح و مدد کی ضمانت دی ہے۔ ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: آیت کے صرف ظاہری الفاظ ہی اس مفہوم پر دلالت کرتے ہیں ورنہ کہیں بھی اس بات کی خبر موجود نہیں ہے کہ کسی مخصوص مدت کے لئے باقی امت کو چھوڑ کر صرف آپ ﷺ پر جہاد فرض کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ ان الفاظ میں خاص طور آپ ﷺ کو مخاطب کر کے ساری امت کو حکم دیا گیا ہے ﴿فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسُكَ﴾ اس لئے ہر مومن کے لئے جہاد کرنا ضروری ہے خواہ وہ اکیلا ہی کیوں نہ

کرے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: اللہ کی قسم! میں ضرور ان سے قتال کروں گا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فتنہ ارتداد کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا: اگر میرا داہنا ہاتھ بھی میری مخالفت کرے گا تو میں اس کے خلاف بائیں ہاتھ سے قتال کروں گا۔ (تفسیر قرطبی: ۵/۲۹۳)

ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِآلٍ لَهُمُ الْحَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بَبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (التوبة: ۱۱۱)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تو رات میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے، تو تم اپنی اس بیچ پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ، اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

یہ خرید و فروخت بندہ مومن کی تمام زندگی پر محیط ہے۔ اسے کسی مخصوص زمانے میں مقید نہیں کیا جاسکتا۔ جو لوگ فریضہ جہاد کے احیاء کے لئے خلیفۃ المسلمین کی موجودگی کی شرط لگاتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ خلیفۃ المسلمین کی غیر موجودگی کے عرصہ میں اس معاہدے کی منسوخی کا ثبوت پیش کریں۔ یہ عرصہ کئی سالوں پر محیط بھی ہو سکتا ہے اور اس دوران کئی نسلیں گزر جاتی ہیں جیسا کہ موجودہ زمانے کی صورتحال ہے۔

جونسلیں اس فریضہ سے محروم کر دی گئی ہیں ان کو کس حجت اور دلیل کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ تم خلیفہ کی غیر موجودگی کے عرصہ میں جہاد کرنے کے معاہدے سے مستثنیٰ ہو۔ خواہ خلیفہ ایک صدی یا اس سے بھی زائد عرصہ تک نہ پایا جائے تو اس اصول کی رو سے اسلام کا ایک ایسا فریضہ جو طاغیہ منصورہ کی خاص صفت



ہے معطل رہے گا۔

سیدنا سلمہ بن نفیل الکندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اچانک ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوا:

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں نے گھوڑوں کو بے وقعت کر دیا ہے اور ہتھیار رکھ دیئے ہیں اور کہنے لگے ہیں کہ جنگ ختم ہو چکی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک اس شخص کی طرف کیا اور فرمانے لگے: یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ ابھی تو لڑائی شروع ہوئی ہے۔ میری امت میں ایک ایسا گروہ ہمیشہ موجود رہے گا جو اللہ تعالیٰ کا وعدہ یعنی قیامت قائم ہونے تک قتال کرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے گا اور انہیں ان لوگوں کے ذریعے سے رزق عطا فرمائے گا۔ اور قیامت تک کے لئے گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و برکت باندھ دی گئی ہے۔ (صحیح سنن النسائی: ۳۳۳۳)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

میری امت کی ایک جماعت قیامت تک حق پر قتال کرتی رہے گی اور غالب رہے گی۔ (مسلم)

اس حدیث مبارکہ میں لفظ طائفہ استعمال ہوا ہے اور طائفہ کا اطلاق کبھی ایک فرد پر بھی ہوتا ہے اور زیادہ افراد پر بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿إِنْ نَعُفْ عَنْ طَائِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ﴾ (التوبہ: ۶۶)

اگر ہم تم میں سے کچھ لوگوں سے درگزر بھی کر لیں تو کچھ لوگوں کو ان کے جرم کی سنگین سزا بھی دیں گے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: اس آیت مبارکہ میں فرد واحد کے لئے طائفہ کا لفظ استعمال ہوا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جہاد فرد واحد کے ساتھ بھی جاری رہے گا اور اس اکیلے پر ہی طائفہ کا اطلاق ہوگا۔ اگر یہ معاملہ اس قدر حساس ہے تو جہاد جاری رکھنے کے لئے خلیفہ کی شرط کہاں سے آگئی؟

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا۔ اس دین پر قیامت قائم ہونے تک مسلمانوں کی ایک جماعت قتال کرتی رہے گی۔ (مسلم)

اس حدیث مبارکہ میں جماعت کے لئے ”عصابہ“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اور ”عصابہ“ کا اطلاق تین یا اس سے زائد افراد پر ہوتا ہے۔ جب دین کے دفاع کے لئے جہاد صرف تین افراد کے ساتھ جاری رہ سکتا ہے اور بعض احادیث کے مطابق ایک فرد بھی اسے جاری رکھ سکتا ہے تو اسے جاری رکھنے کے لئے خلیفہ کی شرط کہاں سے آگئی؟

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ قیامت تک کے لئے خیر و برکت یعنی اجر و ثواب اور مال غنیمت باندھ دیئے گئے ہیں۔ (مسلم)

خلیفہ خواہ موجود ہو یا نہ ہو یہ خیر موجود رہے گی، اسے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

جب تک جہاد موجود ہے ہجرت ختم نہیں ہوگی۔

(اسے احمد وغیرہ نے روایت کیا، السلسلۃ الصحیحہ ۱۶۷۴۔ اس حدیث کا ظاہری مطلب یہ بنتا ہے کہ جب جہاد بند ہو جائے اس وقت ہجرت ختم ہو جائے گی۔ جبکہ ایک دوسری حدیث میں ہے: جب تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے ہجرت ختم نہیں ہوگی۔ اس حدیث سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ جب تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے جہاد جاری رہے گا اور احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ توبہ کا دروازہ قیامت قائم ہونے تک کھلا رہے گا۔ یعنی جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔)

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

جب تک دشمن سے جہاد ہوتا رہے گا ہجرت ختم نہیں ہوگی۔ (احمد، ابوداؤد، صحیح الجامع: ۷۴۶۹)

اس کے مقابلے میں بھی نبی کریم ﷺ سے صحیح حدیث مروی ہے:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تک توبہ کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا جہاد ختم نہیں ہوگا۔ اور توبہ کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا۔

ان احادیث مبارکہ سے اس بات کی تاکید ہوتی ہے کہ جب تک توبہ کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا جہاد ختم نہیں ہوگا۔ اور توبہ کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا۔ وہ ایسا دن ہوگا جس کے بارے میں قرآن حکیم میں کہا گیا ہے:

﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِىْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾

(الأنعام: ۱۵۸)

کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا۔ یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو۔

چونکہ صحیح دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ جب تک جہاد باقی ہے ہجرت بھی باقی رہے گی، اگر یہ بات فرض کر لی جائے کہ خلیفہ کی غیر موجودگی کے عرصہ میں جہاد منقطع رہے گا تو اس سے ہجرت کا انقطاع بھی لازم آئے گا اور اس کے نتیجہ میں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ توبہ بھی ختم ہو چکی ہے۔ ایسی بات کہنا کسی صورت میں درست نہیں کیونکہ یہ صحیح دلائل اور اجماع امت کے بالکل خلاف ہے۔

قرآن و سنت کے مفہوم سے جو بات ثابت ہوتی ہے اس میں حدیث یہ بات ثابت کرتی ہے کہ مجاہدین جو کہ طائفہ منصورہ کے حقیقی نمائندے ہیں کا وجود قیامت تک باقی رہے گا۔ اگر مجاہدین کا وجود باقی رہے گا تو لازمی بات ہے کہ جہاد بھی باقی رہے گا کیونکہ جہاد ہی سے تو مجاہدین کی پہچان ہے۔ جہاد کا سلسلہ کسی دور میں بھی منقطع نہیں ہوگا۔ اگر کسی طور جہاد میں انقطاع پیدا ہو گیا تو مجاہدین جہاد کی تیاری میں مشغول رہیں گے کیونکہ جہاد کی تربیت جہاد کا حصہ ہے اور جہاد تیاری کے بغیر ممکن نہیں اس لئے جہاد کی تربیت حاصل کرنا بھی جہاد کی طرح واجب ہے۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز واجب کی ادائیگی کے لئے ضروری ہو اس کا اختیار کرنا بھی واجب ہے۔

مسلمان یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد میں مشغول رہتا ہے۔ یا پھر نا موافق حالات میں جہاد کی تیاری میں



مشغول رہتا ہے اس کے پاس تیسرا کوئی اختیار نہیں۔

حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ مسلمانوں کا حکمران اگر کفر صریح کا مرتکب ہو جائے تو امت پر لازم ہو جاتا ہے کہ اس کے خلاف قتال کرے اور اسے معزول کر کے اس کی جگہ کسی دوسرے شخص کو خلیفہ متعین

کرے۔ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الایہ کہ تم ان میں کفر صریح کا ارتکاب دیکھو۔ یہ حکمران اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے

حجت ہیں۔ (متفق علیہ)

یعنی تم اپنے حکمرانوں کے خلاف آواز مت اٹھاؤ۔ صرف اسی صورت میں کہ وہ کفر صریح کے مرتکب ہو جائیں۔ پھر ان سے کسی صورت بھی انماض برتنادرست نہیں۔

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں جو کہ صحیح مسلم میں موجود ہے:

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: کیا ہم اس وقت ان کی مخالفت نہ شروع کر دیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

جواب میں دو مرتبہ ارشاد فرمایا: نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم رکھیں۔

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسلمانوں یا امت مسلمہ پر کسی صورت بھی کافر کی حکمرانی جائز قرار نہیں دی جاسکتی خواہ اس کے لئے کتنی ہی قربانیاں کیوں نہ دینی پڑیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾ (النساء: ۱۲۱)

اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں پر ہرگز راہ نہ دے گا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کسی کافر کو مسلمانوں کی حکمرانی نہیں سونپی جاسکتی۔ اگر

مسلمانوں کا حکمران کفر صریح کا ارتکاب کرے تو اسے معزول کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر وہ

نماز قائم کرنا اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دینا ترک کر دے تو پھر بھی اسے معزول کر دیا

جائے گا۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۲۲۹/۱۲)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر جہاد واقعی خلیفۃ المسلمین کے وجود کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ بعض

لوگوں کا خیال ہے، تو اگر خلیفۃ المسلمین کفر صریح کا ارتکاب کر لے تو پھر اسے معزول کرنے کے لئے اس کے خلاف کیسے جہاد کیا جائے گا؟ کافر خلیفہ کو معزول کرنے کے لئے اس کے خلاف جہاد کے لئے کون کھڑا ہوگا؟ کیا خلیفہ ایسا کرے گا؟ خلیفہ تو خود کافر ہو چکا ہے.... یا امت خلیفہ کی غیر موجودگی کے باوجود جہاد کرے گی؟ ضروری ہے کہ دوسرے راستے کو اختیار کیا جائے کیونکہ یہی درست ہے اور اس سے کسی صورت مفر نہیں۔

گذشتہ عبارات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جو لوگ خلیفہ کی غیر موجودگی کے عرصہ میں جہاد کو بند کر دینے کے دعویدار ہیں خواہ وہ سینکڑوں سال کا عرصہ ہی کیوں نہ ہو ایسے لوگ غلطی پر ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر خلیفہ کی غیر موجودگی کے عرصہ میں کوئی جہاد کا بند دروازہ کھولنا چاہے تو ان لوگوں کی نگاہ میں وہ شخص فتنہ پرداز، گناہ گار اور ہمیشہ کے لئے جہنمی ہے۔ (مثال کے طور پر دیکھئے محمد ابراہیم شقرہ کی کتاب ”ہی السلفیۃ نسبة“ و عقیدۃ و منهجاً“۔ یہ کتاب ناصر الدین البانی اور موجودہ دور کے بہت سے دوسرے سلفی علماء کے ہاں شرف قبولیت حاصل کر چکی ہے۔ مصنف رقمطراز ہیں: خلیفہ وقت کے علاوہ نہ تو کوئی جہاد شروع کر سکتا ہے، نہ اس کا جھنڈا بلند کر سکتا ہے، نہ اس کی اجازت دے سکتا ہے اور نہ ہی اس کی طرف دعوت دے سکتا ہے۔ خواہ کوئی اس سے خوش ہو یا ناخوش، کیونکہ امت کے اتحاد کو پارہ پارہ ہونے سے بچانے کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔

میں نے شیخ علی الحلیمی سے اس کتاب کے بارے میں شیخ البانی کی رائے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بڑے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: شیخ البانی نے اس کتاب کی موافقت کی ہے؟!

حزب التحریر کا بھی یہی نظریہ ہے جو کہ جمہور کی رائے کے بالکل مخالف ہے۔ میں نے اپنی کتاب ”الطریقہ الی استئناف حیاة اسلامیة“ میں ان تمام نظریات کا خوب خوب رد کیا ہے، جو چاہے اسی کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ (یہ نظریہ ایک طرف تو نصوص شریعت اور سلف صالحین سے ثابت شدہ صحیح طریقے کے مخالف ہے اور دوسری طرف اس نظریہ کو تسلیم کرنے سے بہت سی قباحتیں بھی لازم آتی ہیں جن کا اجمالاً ہم یہاں تذکرہ کریں گے۔

① یہ نظریہ ان کے ذہن اور نفسانی خواہشات کی پیداوار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے دین میں ایک نئی چیز سمجھا جائے گا کیونکہ اس کی تائید میں کوئی صحیح حدیث تو دور کی بات کوئی ضعیف روایت بھی

نہیں ملتی۔ دین میں ہر نئی بات بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔

جن علاقوں میں جہاد شروع کیا جا چکا ہوتا ہے ان میں سے کسی علاقے میں اگر بعض مجاہدین کی غلطی کی وجہ سے تمام مجاہدین کو ناپسندیدہ نتائج کا سامنا کرنا پڑ جائے، یا کہیں مجاہدین کو زخم سہنا پڑ جائیں جو کہ ہر میدان جنگ کا حصہ ہیں تو یہ لوگ اپنے اس باطل نظریے کو سچا ثابت کرنے کے لئے اس بات کو سب سے زیادہ قوی دلیل کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

یہ لوگ اگر جہاد کی دعوت دینے والے کسی داعی کو دیکھ لیں تو اسے دعوت دینے سے روکتے ہیں اور لوگوں کو اس کی بات سننے سے منع کرتے ہیں۔ اسے فوراً یہ بات کہتے ہیں کہ کیا تم یہاں بھی وہی حالات پیدا کرنا چاہتے ہو جو فلاں علاقہ میں پیدا ہو گئے؟ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ کیا وہ تباہی کافی نہیں جو فلاں علاقہ میں تمہاری وجہ سے نازل ہوئی؟ کیا تم ان نتائج سے عبرت حاصل نہیں کرتے جو وہاں حاصل ہوئے؟ غرض ہر قسم کی باتیں کر کے وہ انہیں جہاد کے راستہ سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ ایک باطل اور غلط دلیل ہے جس کے ساتھ حجت قائم نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی اس کی بنا پر کوئی حکم لگایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ مجاہدین کی ذاتی غلطیوں اور جہاد کی مشروعیت کے درمیان بہت فرق ہے۔ ایسی غلطیاں جو ہماری ذاتی لغزشوں یا شریعت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہم سے سرزد ہوتی ہیں ان کے اور فریضہء جہاد جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مشروع قرار دیا ہے کے درمیان بہت فرق ہے۔ مجاہدین سے جو غلطیاں سرزد ہوتی ہیں اور خاص طور پر اگر وہ اجتہادی غلطیاں ہوں ان کی بنا پر جہاد کو بند نہیں کیا جاسکتا۔ جہاد کے عمل کو کسی چیز کے ساتھ مشروط کر دینا یا مجاہدین کو گناہ گار یا جہنمی کہنا یہ سب غیر درست افعال ہیں۔

میدان جہاد میں تو بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی غلطیاں ہو گئیں تھیں۔ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ میدان جنگ میں کچھ ایسے لوگوں کو قتل کر دیا جو مسلمان ہو چکے تھے لیکن انہوں نے اپنے اسلام کے اظہار کے لئے درست الفاظ استعمال نہیں کئے جس سے خالد بن



ولید رضی اللہ عنہ کو غلطی لگ گئی۔ یہ ان کی ایک اجتہادی غلطی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے براءت کا اظہار کیا، لیکن جہاد کا عمل موقوف نہیں کیا اور نہ ہی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یا ان کے جہاد سے براءت کا اظہار کیا۔ بلکہ انہیں باطل کے خلاف اللہ تعالیٰ کی تلوار قرار دیا اور بہت سے معرکوں میں انہیں امیر بھی مقرر کیا۔

جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہر کام بغیر کسی غلطی کے ہو۔ مجاہدین بھی غلطیاں نہ کریں اور جہاد بھی بغیر قربانیاں دیئے اور بغیر خون بہائے ہو جائے۔ حقیقت میں یہ لوگ کچھ نہیں کرنا چاہتے۔ نہ جہاد کو کھڑا کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی امت کی نشاۃ ثانیہ کے لئے کوئی کارنامہ سرانجام دینا چاہتے ہیں۔ کیونکہ انسان غلطیوں اور خطاؤں کا پتلا ہے اس لئے بنی نوع انسان کی طرف سے ان کی اس شرط کا پورا کیا جانا محال ہے۔

اس بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: اہل السنۃ والجماعۃ کا اصول ہے کہ ہر نیک و بد (امیر) کے ساتھ ملکر جہاد کیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک فاسق و فاجر سے بھی اپنے دین کی تقویت کا کام لے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسی اقوام سے خدمت دین کا کام لے گا جن کا دین میں کوئی حصہ نہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے فرامین سے یہ بات ثابت ہے۔ اگر حکمران فاسق و فاجر ہوں اور فوج بھی فسق و فجور میں ڈوبی ہوئی ہو تو اس وقت دو صورتوں میں سے ایک ہی صورت ممکن ہوگی۔ پہلی صورت یہ کہ ان کے ساتھ ملکر جہاد نہ کیا جائے، اس صورت میں ان باطل قوتوں کو پاؤں جمانے کا موقع مل جائے گا جو دین و دنیا کے لحاظ سے زیادہ نقصان دہ ہیں۔ دوسری صورت یہ ہوگی کہ فاسق و فاجر حکمرانوں کے ساتھ ملکر جہاد کیا جائے، اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ زیادہ بڑے فاجروں کو سزا اٹھانے کا موقع نہیں ملے گا۔ اور اسلام کے سارے ارکان نہ سہی کم از کم چند ایک کے نفاذ کا ضرور موقع ملے گا۔ اس قسم کے حالات میں یہ دوسری صورت واجب ہوتی ہے۔ یعنی فاسق و فاجر حکمران کے ساتھ ملکر جہاد کیا جائے۔ بلکہ خلفاء راشدین کے بعد تاریخ اسلام میں اکثر غزوات اسی دوسری صورت کے مطابق واقع ہوئے ہیں۔

(فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ: ۵۰۶/۲۸)

② جہاد کے منسوخ ہونے کے دعویدار لوگوں کے نظریہ کا اس طرح بھی رد ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے، یا بعد میں کسی معتبر عالم دین نے اس بارے میں کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ صرف غلام احمد قادیانی ہی ایک ایسا شخص ہے جس نے ہندوستان میں اپنے پیروکاروں کو یہ فتویٰ صادر کیا تھا کہ اسلام میں جہاد منسوخ ہو چکا ہے، اسے جاری رکھنا ناجائز ہے۔ یہ بات اس نے صرف اور صرف اس وقت کے انگریزی استعمار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کہی تھی۔

اسی طرح رافضی شیعہ بھی جہاد کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جہاد صرف اور صرف امام کی موجودگی میں ہی کیا جائے گا۔ اگر امام ہزاروں سال بھی غائب رہے تو پھر بھی جہاد منسوخ ہی رہے گا۔ یہ عقیدہ جب ان کے لئے بہت زیادہ الجھاؤ اور مشکلات کا باعث بنا تو بعد میں وہ ایک دوسرے نظریے پر متفق ہو گئے جس کا نام انہوں نے ”ولایت فقیہ“ رکھا۔ یہ نظریہ امام کی اہلیت اور اس کی ذمہ داریاں متعین کرنے پر مبنی تھا۔

③ جہاد کی منسوخی کے نظریہ کا فائدہ اول و آخر طاغوتی طاقتوں اور استعماری قوتوں کو ہی ہو گا۔ کیونکہ اس سے ان کا اقتدار مضبوط ہوگا اور ان کے مفادات کو تحفظ ملے گا۔ اس کے علاوہ مسلمان طاغوتی طاقتوں کے پیچھے استبداد سے چھٹکارا پانے کے لئے جہاد کے ذریعے جو تحریک چلاتے ہیں وہ سب کچھ رک جائے گا۔

④ اس نظریہ سے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کا گناہ گار ہونا لازم آئے گا۔ جنہوں نے خلیفہ کی غیر موجودگی میں جہاد کیا یا اس کی موجودگی کے عرصہ میں اس کی اجازت کے بغیر جہاد کیا۔ جیسا کہ ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم یا اجازت کے بغیر ہی کفار کے خلاف لڑائی کی اور ان کے قافلوں کو لوٹا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت اس وجہ سے نہیں تھی کیونکہ اس عرصہ میں قریش کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلح ہو چکی تھی، اور ان کے ساتھ دس سال کے لئے جنگ بندی کا معاہدہ بھی ہو چکا تھا۔ جیسا کہ معاہدہ صلح حدیبیہ کی شقیں اس بات کی وضاحت کرتی ہیں۔ سیدنا حسین بن علی اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی صحابہ اور تابعین کا جہاد بھی گناہ تصور

کیا جائے گا کیونکہ ان دنوں ان دنوں میں سے کوئی بھی نہ تو خلیفہ تھا اور نہ حکمران تھا۔ اموی، عباسی اور عثمانی دور کے حکمرانوں نے اپنے اقتدار خلافت سے قبل حصول اقتدار کے لئے جو قتال کیا تھا وہ بھی اس گناہ میں شامل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود کسی معتبر عالم نے یہ نہیں کہا کہ چونکہ انہوں نے خلیفہ کی اجازت کے بغیر جہاد شروع کیا تھا اس لئے ان کا جہاد ناجائز تھا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھیوں کا جہاد جو انہوں نے تاتاریوں وغیرہ کے خلاف لڑا تھا، اور شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا جہاد جو انہوں نے اپنے وقت کے مشرکوں اور بدعتی لوگوں کے خلاف لڑا تھا، جہاد کی منسوخی کے دعویداروں کے ہاں یہ سب مصلحین (نعوذ باللہ) بدعتی، گناہ گار اور جہنمی تصور کئے جائیں گے کیونکہ انہوں نے حکمران وقت کی اجازت کے بغیر ہی جہاد شروع کیا تھا۔

⑤ اس نظریے کی بنا پر مختلف ممالک اور شہروں مثلاً فلسطین، افغانستان اور چیچنیا وغیرہ میں جاری جہادی سرگرمیاں مشکوک ہو جائیں گی۔ اور ایسا ہونا طاعون کی طاقتوں کی طرف سے ظلم و ستم کا سامنا کرنے والی ان اقوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہوگی۔

⑥ اس نظریے کا لازمی طور پر یہ نتیجہ نکلے گا کہ خلیفہ کی غیر موجودگی کے عرصہ میں جہاد متروک ہو جائے گا۔ اس سے امت کا میلان دنیا کی طرف بڑھے گا اور اس پر کمزوری اور ذلت و رسوائی طاری ہو جائے گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

جب تم سودی کاروبار کرو گے، اور بیلوں کی دینیں پکڑ لو گے، کھیتی باڑی کے ساتھ خوش ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت و رسوائی مسلط کر دے گا۔ یہ رسوائی اس وقت تک تم سے دور نہیں کی جائے گی جب تک تم اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف واپس لوٹ نہیں آؤ گے۔

(احمد، ابوداؤد، بیہقی، السلسلۃ الصحیحہ: ۱۱)

یعنی جہاد کی طرف لوٹ نہیں آؤ گے۔ اس حدیث مبارکہ میں جہاد کو دین کہا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:



﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ  
اَقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ  
وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ  
الْفَاسِقِينَ﴾ (التوبة: ۲۴)

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور  
تمہارے کنبے قبیلہ اور تمہارے مکائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور  
وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ کے  
جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں، تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔ اللہ تعالیٰ  
فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

③ جہاد کی تیاری کرتے رہنا اور دشمن کو ڈرانے کے لئے اس کے لئے لازمی وسائل اکٹھے کرتے  
رہنا یہ بھی طاغفہ منصورہ کی ایک لازمی صفت ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ قیامت تک کے لئے جہاد کو  
طاغفہ منصورہ کے ساتھ لازم قرار دے دیا گیا ہے۔ اور جہاد کرنے کے لئے جہاد کی تیاری کرنا ایک  
لازمی امر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ  
اَفْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ﴾ (التوبة: ۴۶)

اگر ان کا ارادہ جہاد کے لئے نکلنے کا ہوتا تو وہ اس سفر کے لئے سامان کی تیاری کر رکھتے لیکن اللہ  
کو ان کا اٹھنا ہی پسند نہ تھا اس لئے انہیں حرکت سے ہی روک دیا اور کہہ دیا گیا کہ تم بیٹھنے  
والوں کے ساتھ بیٹھے ہی رہو۔

قرآن کی اس آیت کریمہ سے بات واضح ہوئی کہ اگر کوئی جہاد کرنا چاہتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں  
نکلنا چاہتا ہے تو اس کے اس دعویٰ کی سچائی کا اندازہ تربیت جہاد کے حصول سے لگایا جائے گا۔ اگر وہ

جہاد کی تیاری میں مشغول ہے تو وہ واقعی جہاد کرنا چاہتا ہے۔ اور اگر کوئی جہاد کی تیاری نہیں کر رہا تو خواہ وہ اپنی زبان سے ہزار بار جہاد پر نکلنے کا ارادہ کرتا رہے اسے جھوٹا تصور کیا جائے گا۔ جہاد کی تیاری جہاد کرنے کے دعویٰ کے سچا یا جھوٹا ہونے کو ماپنے کے لئے ایک پیمانہ ہے۔

جو قوم جہاد کی تیاری نہیں کرتی یا دوسروں کو جہاد کے لئے تیار نہیں کرتی اسے عزت سے جینے کا کوئی حق نہیں۔ کیونکہ جہاد کی تیاری کرنا عزت کا باعث ہے اور اس سے دشمن کے دل پر رعب پیدا ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهَبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾  
 ﴿(الأنفال: ۶۰)﴾

تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت منبر پر تشریف فرما تھے:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾

آگاہ رہو! قوت سے مراد تیر اندازی ہے۔ (مسلم)

(احمد، ابوداؤد، بیہقی، السلسلة الصحيحة: ۱۱)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

جس نے تیر اندازی سیکھی پھر اسے ترک کر دیا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں یا یہ فرمایا کہ اس نے نافرمانی کی۔ (مسلم)

طاغیہ منصورہ کے ہر وقت جہاد کی تیاری میں مشغول رہنے اور دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے ہر وقت وسائل جمع کرتے رہنے کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے فرامین مطہرہ سے ملتی ہے: ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”یہ جماعت ہمیشہ اپنے مخالفین پر غالب رہے گی ان کا کوئی مخالف یافتہ پرداز انہیں نقصان نہیں پہنچا

سکے گا“ حدیث مبارکہ میں ذکر ہونے والی صفت صرف انہیں اہل ایمان میں پائی جاسکتی ہے جو طاقور ہیں اور جہاد کی تیاری میں مشغول رہتے ہیں اور دوسروں سے اس بارے میں حتی الوسع سبقت لے جانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

(۴) خلوص نیت سے جہاد کرنا: طاغفہ منصورہ صرف اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے حصول کے لئے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرتی ہے۔ ان کا جہاد کسی دنیاوی مقصد کے لئے نہیں ہوتا۔ وہ اس لئے جہاد کرتے ہیں تاکہ بندوں کو بندوں کی غلامی سے چھڑا کر اللہ کی غلامی میں دیں اور باطل ادیان کے ظلم و ستم سے نجات دلا کر اسلام کے عدل میں پناہ دیں اور دنیا کی تنگ زندگی سے نجات دلا کر آخرت اور جنت کی وسعتیں عطا کریں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ﴾  
(النساء: ۷۶)

جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا، وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کی راہ میں لڑتے ہیں۔

جہاد فی سبیل اللہ صرف وہی جہاد ہوگا جو زمین میں اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی سر بلندی کے لئے لڑا جائے گا۔ اس کے علاوہ ہر جہاد خواہ اس کا مقصد کچھ بھی ہو اور اس کا جھنڈا کوئی بھی ہو وہ طاغوت کے راستے کا جہاد ہوگا۔

سیدنا ابو موسیٰ الأشعرى رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا: ایک آدمی شہرت کے حصول کے لئے لڑتا ہے، ایک مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے اور ایک اپنے علاقے کے لئے لڑتا ہے۔ ان میں کون اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کر رہا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:



جو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی سر بلندی کے لئے لڑے وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کر رہا ہے۔ (متفق علیہ)

سیدنا ابوامامہ الباہلی بیان کرتے ہیں:

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اگر کوئی آدمی صرف شہرت اور مال غنیمت کے حصول کے لئے جہاد کرے اس کا کیا اجر ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے کچھ بھی اجر نہیں ملے گا۔ اس آدمی نے تین مرتبہ اپنا سوال دہرایا تو آپ ﷺ نے اسے یہی جواب دیا۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ صرف اسی عمل کو قبول فرماتے ہیں جو صرف اس کی رضا مندی کے حصول کے لئے کیا جائے۔ (صحیح سنن النسائی: ۲۹۴۳)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن ایک آدمی دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے اور کہے گا: اے اللہ تعالیٰ! اس آدمی نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ تو نے اسے کیوں قتل کیا؟ تو وہ جواب دے گا کہ میں نے اسے تیرے نام کی بلندی کے لئے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: عزت اور نام کی بلندی تو میرے لئے ہی ہے۔ ایک دوسرا آدمی ایک آدمی کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے گا اور کہے گا: اس نے مجھے قتل کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے سوال کریں گے تو نے اسے کیوں قتل کیا تھا؟ تو وہ آدمی جواب دے گا میں نے اسے فلاں کی عزت اور ناموری کے لئے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: عزت اور ناموری فلاں کے لئے نہیں ہے۔ مقتول کا گناہ قاتل کے سر قہو پ دیا جائے گا۔ (صحیح سنن النسائی: ۳۷۳۲)

جو بات ہم یہاں ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ جو لوگ اسلام کے علاوہ کسی دوسرے جھنڈے کے نیچے قتال کرتے ہیں وہ خواہ وطنیت پرستی کے لئے ہو یا قومیت پرستی کے لئے ہو یا انسانیت پرستی کے لئے، غرض موجودہ دور کا ہر وہ جھنڈا جو غیر اللہ کی عبادت کے لئے اور بندوں کو بندوں کا غلام بنانے کے لئے اٹھایا جائے یہ سب کے سب نہ صرف صریح گمراہی اور خطر عظیم ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ صرف

اس وجہ سے کہ وہ قتال کرتے ہیں انہیں طائفہ منصورہ بھی شمار نہیں کیا جائے گا، نہ ہی ان کے مقتولین کو شہداء کے درجہ پر فائز کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی انہیں جنتی کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نام کی سر بلندی کے بجائے غیروں کے نام کی سر بلندی کے لئے قتال کرتے ہیں۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

جس نے کسی باطل جھنڈے کے نیچے قتال کیا، قبیلہ کی ناراضگی کے ساتھ ناراض ہوتا ہے، عصبيت کی دعوت دیتا ہے اور یا اپنی قوم کی مدد کی خاطر قتال کرتا ہے اس کا قتال جاہلیت کی لڑائی میں سے ہے۔ (مسلم)

طائفہ منصورہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اس بات سے بیزاری کا اظہار کرنے والی ہوتی ہے کہ وہ جاہلیت کے باطل اور گمراہ کن جھنڈوں کے نیچے قتال کرے۔ اپنی شان و منزلت اور مقام و مرتبہ کی وجہ سے انہیں یہی بات زیب دیتی ہے۔

⑤ ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ یا ان لوگوں میں یہ خوبی بھی ہوتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہنے والے، اس کی حدود کی پاسداری کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَتَكُنَّ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰۴)

تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف لائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں۔

مذکورہ آیت کریمہ میں ”امت“ سے مراد باعمل مجاہد علماء ہیں، جو کہ علم، عمل اور جہاد میں اس امت کا افضل ترین طبقہ ہیں۔ اگر طائفہ منصورہ والی احادیث سے یہ لوگ مراد نہیں ہیں تو پھر کون لوگ مراد ہونگے؟

ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: اس سے مراد اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور رواۃ میں سے وہ لوگ بھی مراد ہیں جو علماء بھی ہیں اور مجاہدین بھی ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱/۳۹۸)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ المُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ﴾ (الحج: ۴۱)

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جمادیں تو یہ پوری پابندی سے نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں۔ تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں وارد ہونے والی صفت یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پوری وضاحت کے ساتھ طاائفہ منصورہ والی احادیث میں موجود ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہے گی۔“ اس حدیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مراد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”یہ دین ہمیشہ ان کے ساتھ قائم رہے گا۔“ دین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال کے ذریعہ اس طاائفہ منصورہ اور اس کے مخالفین کی وضاحت فرمائی ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی حدود کی نگہداشت کرنے والا اور انہیں پامال کرنے والا ان دونوں کی مثال ایک قوم کی طرح ہے، جنہوں نے سمندر میں سفر کرنے کے لئے ایک کشتی میں قرعہ اندازی کی۔ قرعہ اندازی کے ذریعہ کچھ لوگوں کے حصہ میں کشتی کا اوپر والا حصہ آیا اور کچھ لوگوں کے حصہ



میں نیچے والا حصہ آیا۔ نیچے والے حصہ میں رہائش پذیر لوگوں کو پینے کا پانی لینے کے لئے اوپر جانا پڑتا جس سے اوپر والوں کو تکلیف ہوتی۔ اوپر والوں نے کہا کہ ہم تمہیں اوپر نہیں آنے دیں گے اس سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ نیچے والوں نے سوچا کہ ہم اپنے نیچے والے حصے میں سوراخ کر لیتے ہیں جس سے ہم سمندر میں سے پانی لے لیا کریں گے اس طرح ہمارے اوپر والوں کو تکلیف نہیں ہوگی۔ ان میں سے ایک آدمی نے کھاڑا پکڑ کر کشتی کے نیچے والے حصہ میں سوراخ کرنا شروع کر دیا۔ اوپر والے ان کے پاس آئے اور پوچھنے لگے! یہ تم کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہمارے اوپر سے پانی لانے کی وجہ سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے جبکہ پانی کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں، اس لئے ہم نے سوچا کہ کشتی کے نیچے سے سوراخ کر لیں۔ اب اگر اوپر والے نیچے والوں کو ایسا کرنے سے نہ روکیں تو تمام کشتی والے ہلاک ہو جائیں گے اور اگر وہ ان کا ہاتھ پکڑ لیں تو وہ خود بھی محفوظ رہیں گے اور تمام اہل کشتی بھی محفوظ رہیں گے۔ (بخاری، السلسلۃ الصحیحہ: ۶۹)

یہی ان لوگوں کی مثال ہے جو جبر و توحیح یا زبان کے ذریعہ اہل منکر کو منکرات سے روکتے رہتے ہیں اور برائیوں سے منع کرتے ہیں۔ وہ ایسا اس لئے کرتے ہیں تاکہ معاشرے اپنے باسیوں سمیت ظلم و ستم اور فسق و فجور کے سمندروں میں غرق نہ ہو جائیں۔ اسی وجہ سے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی حدود کی نگرانی کرنے کی صفت کے حامل ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اسلام جب شروع ہوا تو اجنبی تھا، عنقریب اسی طرح اجنبی ہو جائے گا جس طرح کہ شروع ہوا تھا۔ اس لئے غرباء کے لئے خوشخبری ہے۔ پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کون لوگ ہیں: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب لوگوں کی حالت بگڑ جائے اس وقت جو لوگ اصلاح کا کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ (السلسلۃ الصحیحہ: ۱۲۷۳)

ایک دوسری روایت میں طائفہ منصورہ کی صفت ان الفاظ میں مذکور ہے:

یہ بہت زیادہ برے لوگوں میں تھوڑے سے اچھے لوگ ہونگے۔ ان کی بات ماننے والوں کی نسبت ان کی بات ٹھکرانے والے بہت زیادہ ہونگے۔ (ابن المبارک نے کتاب الزہد میں اسے روایت کیا ہے، السلسلۃ الصحیحہ: ۱۶۱۹)

لیکن یہ تمام باتیں انہیں حق بات کہنے، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے روک نہیں سکیں گی۔ اگرچہ ان کے مقابلہ میں باطل اپنی تمام تر توانائیاں ہی کیوں نہ صرف کر دے۔

جب معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا تو یہ لوگ اصلاح کا کام کرنے والے ہونگے، اس کے لئے خواہ انہیں کوئی بھی قیمت کیوں نہ ادا کرنی پڑے۔ اپنے مخالفین کی کثرت انہیں پریشان نہیں کر سکے گی۔ انہیں اس بات کی کوئی پروا نہیں ہوگی کہ کون ان کا حمایتی ہے اور کون ان کی مخالفت کر رہا ہے۔ ان کا سب سے بڑا مقصد اصلاح کا کام ہوگا اور وہ یہ کہ امت کی کشتی غرق ہونے سے بچ جائے اور سلامتی کے ساتھ کامیابی کے ساحل تک پہنچ جائے۔

یہ لوگ اپنی تحریک کے کسی مرحلے میں کسی دنیاوی فائدے کے لالچ میں یا طاغوت کی نظر کرم کے حصول کے لئے عاجزی اور کمزوری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کفار کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ جیسا کہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر لوگ جو دین اسلام کے داعی کہلواتے ہیں مصلحت کے نام سے ایسا کر گزرتے ہیں، یہ لوگ امت کو دشمن کے سامنے عاجزی اختیار کرنے اور کمزوری کا مظاہرہ کرنے کا درس دیتے ہیں۔ یہ بات بھی کہتے ہیں کہ یہ ان باطل قوتوں کا دور ہے اس لئے ان کے ساتھ صلح صفائی، مفاہمت اور بات چیت کا دروازہ کھلا رکھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ یہ لوگ صرف اور صرف اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے، کفار کے خزانوں سے اپنی تجوریاں بھرنے اور دعوت الی اللہ کے راستے کی تکالیف سے فرار حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

یہاں ایک شبہ اٹھایا جاسکتا ہے، اور وہ یہ کہ نبی عن المنکر کی تین اقسام ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

① ہاتھ سے برائی کو ختم کرنا: یہ صرف اور صرف حکمران یا خلیفہ ہی کر سکتا ہے۔

② زبان سے برائی سے روکنا: یہ فریضہ صرف علماء ہی سرانجام دے سکتے ہیں۔ کوئی دوسرا اس فریضے کو نہ تو خود ادا کر سکتا ہے اور نہ ہی اس بارے میں علماء کے شریک کار ہو سکتا ہے۔

③ دل سے برائی کو برا سمجھنا: تمام لوگ خواہ وہ کمزور ہوں یا طاقتور اس فریضہ کو ادا کر سکتے ہیں۔  
نہی عن المنکر کی اس تقسیم کا کئی طریقوں سے جواب دیا جاسکتا ہے:

① نہی عن المنکر کی یہ تقسیم ایک بدعت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ اس بارے میں نہ تو کتاب و سنت کی کوئی صحیح دلیل موجود ہے اور نہ ہی سلف میں سے کسی کا کوئی معتبر قول ملتا ہے۔ اس بنا پر یہ قول بالکل ناقابل قبول ہے اور اس کی کوئی حیثیت و وقعت نہیں۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

جس نے ہمارے اس دین میں کسی نئے کام کو رواج دیا وہ کام ناقابل قبول ہوگا۔ (متفق علیہ)  
ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم موجود نہیں تھا وہ کام ناقابل قبول ہوگا۔ (متفق علیہ)  
اور فرمایا:

اپنے آپ کو دین میں نئے کاموں سے بچا کر رکھو کیونکہ دین میں ہر نیا کام گمراہی ہے۔ (ابن ابی عاصم نے اسے السنۃ میں ذکر کیا ہے اور شیخ البانی نے صحیح کہا ہے۔) بلا شک و شبہ نہی عن المنکر کی یہ تقسیم ایسی بدعت ہے جس سے ہم سے پہلے ہمارے سلف صالحین واقف نہیں تھے۔

② کتاب و سنت کے دلائل سے اس تقسیم کی مخالفت ثابت ہوتی ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (التوبہ: ۷۱)

مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔



یہ نص عام ہے اور تمام مومنین اور مومنات کو شامل ہے۔ اس نص کے مطابق مومنین میں ہر ایک کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی استطاعت و قدرت اور اپنے خاندان اور قوم میں اپنی حیثیت کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو ادا کرے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن: ۱۶)

پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔

اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی استطاعت سے بڑھ کر تکلیف میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر صاحب استطاعت مسلمان پر واجب ہے۔ عام حالات میں یہ فرض کفایہ ہے لیکن جب اس فریضہ کو ادا کرنے کے لئے کوئی بھی نہ کھڑا ہو تو اس وقت یہ ہر صاحب استطاعت پر فرض عین ہو جاتا ہے۔ اس فریضہ میں علت قدرت کا ہونا ہے، اس لئے یہ فریضہ ہر انسان پر اس کی قدرت کے مطابق واجب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن: ۱۶) (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۶۵/۲۸)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران: ۱۰۴)

تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف لائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے۔

اس آیت مبارکہ کے بارے میں ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: اس آیت کریمہ سے مراد یہ ہے کہ اس امت میں ایک جماعت ہمیشہ اس مقصد کے لئے تیار رہنی جائے، اگرچہ یہ فریضہ امت کے ہر فرد پر حسب استطاعت فرض ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی تم میں سے کوئی برائی دیکھے اسے چاہیے کہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے منع کرے، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو

تو اپنے دل سے برا جانے، یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱/۳۹۸)

نہی عن المنکر کے لئے قوت و استطاعت کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کیونکہ طاقت کی عدم موجودگی میں بندہ اس فریضہ کی ادائیگی کا اس وقت تک مکلف نہیں رہتا جب تک کہ اس کو طاقت و قوت حاصل نہ ہو جائے۔ (نہی عن المنکر کی تین شرطیں ہیں:

- ① آدمی کو اس برائی کا خود بھی علم ہونا چاہیے جس سے وہ روکنا چاہتا ہو کیونکہ کسی چیز سے جہالت کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز اس کے پاس موجود ہی نہیں ہے۔ برائی کا علم رکھنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ دین کے تمام علوم سے بھی باخبر ہو۔
- ② آدمی کے پاس برائی سے منع کرنے کی طاقت موجود ہو۔ کیونکہ کے طاقت کے موجود نہ ہونے سے آدمی اس بات کا مکلف نہیں رہتا۔

③ برائی سے منع کرنے سے کسی بڑی برائی کا ظہور لازم نہ آتا ہو۔ کیونکہ ایک تکلیف دہ چیز کو ہٹانے کے لئے کسی بڑی تکلیف دہ چیز یا اس جیسی تکلیف دہ چیز سے مدد لینا درست نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں ایسا کرنا بے کار ہوگا اور وقت اور طاقت و قوت کا ضیاع ہوگا۔ جبکہ اسلام ان تمام کوتاہیوں سے مبرا ہے۔)

حدیث مبارکہ سے اس بات کی وضاحت ملتی ہے کہ بعض دفعہ برائی کو روکنے کے لئے حکمران کی مدد کے بغیر ایک عام انسان بھی اپنے ہاتھ کی قوت کی استعمال کر سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

جو اپنے مال کی خاطر قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے، جو اپنی جان کو بچانے کے لئے قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنے دین کو بچانے کے لئے قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے۔ (صحیح سنن الترمذی: ۱۱۴۸)

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

جس سے ناحق اس کا مال چھینا گیا، اس نے اسے بچانے کے لئے قتال کیا وہ شہید ہے۔

(۷۶) ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: اگر کسی سے ظالمانہ طریقے سے کوئی چیز چھینی جائے اور وہ اس کے تحفظ کے لئے قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے۔ (صحیح سنن النسائی: ۳۸۱۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے

بتلائیے کہ اگر کوئی میرے پاس آ کر میرے مال کا مطالبہ کرے؟ (تو میں کیا کروں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اسے اپنا مال مت دے۔ وہ کہنے لگا کہ اگر وہ مجھ سے لڑائی کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو بھی اس سے لڑائی کر۔ اس نے پوچھا کہ اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو شہید ہوگا۔ اس نے پوچھا کہ اگر میں اسے قتل کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ جہنمی ہے۔ (مسلم)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بعض اہل علم نے آدمی کو اپنے نفس اور مال کے لئے قتال کرنے کی رخصت دی ہے۔

ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اپنے مال کے لئے قتال کرے گا اگرچہ مال دو درہم ہی کیوں نہ ہو۔ (صحیح سنن الترمذی: ۶۲/۲)

میرا نظریہ یہ ہے کہ قتال اس صورت میں ہوگا جب اس کے علاوہ بچاؤ کی کوئی اور صورت ممکن نہ ہو۔ اگر قتال کے علاوہ کوئی اور سبیل موجود ہو جس کے ذریعہ وہ اپنا حق لے سکتا ہو یا اپنا مال بچا سکتا ہو اور ظالم کے ظلم کو روک سکتا ہو تو اسے حتی الامکان اسی طریقے کو استعمال کرنا چاہیئے اور قتال سے بچنا چاہیئے، کیونکہ قتال کے عواقب و نتائج کسی حوالے سے بھی قابل تعریف نہیں ہو سکتے۔

جیسا کہ مخارق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی حدیث میں ہے:

ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ایک آدمی میرے پاس آ کر مجھ سے میرا مال چھیننا چاہتا ہے تو میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے اللہ تعالیٰ کی یاد دلاؤ۔ وہ کہنے لگا اگر اسے نصیحت نہ آئے تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ارد گرد مسلمانوں سے مدد طلب کرو۔ وہ کہنے لگا اگر میرے ارد گرد کوئی مسلمان نہ ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو حکمران سے اس کے خلاف مدد طلب کر۔ وہ کہنے لگا اگر حکمران میری مدد سے انکار کر دے تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مال کی حفاظت کے لئے قتال کر۔ یا تو آخرت کے شہداء میں شامل ہو جائے گا یا پھر اپنا مال بچالے گا۔ (صحیح سنن النسائی: ۳۸۰۳)



اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حکمران کی مدد طلب ایک اختیاری امر ہے۔ اگر حکمران مدد کرنے سے انکار کر دے، یا اپنا حق خود ہی لینے پر قادر ہو تو اس کے لئے یہ بات جائز ہے کہ وہ اپنا حق لینے کے لئے قتال کر سکتا ہے۔ اور اپنا مال غاصب کے قبضہ سے خود ہی چھڑا سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جس کسی نے کسی دوسرے کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر جھانکا تو گھر والوں کے لئے جائز ہے کہ وہ جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دیں۔ یہ حکمران کی طرف لوٹائے بغیر ہی ہاتھ سے برائی ختم کرنے کی ایک قسم ہے۔

حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ والدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر سزا دیں۔ یہ بھی ہاتھ کے ذریعہ برائی ختم کرنے کی ایک قسم ہے حکمران کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

خاوند کے لئے جائز ہے کہ وہ بدزبانی اور نافرمانی کرنے پر اپنی بیوی کو معمولی سزا دے سکتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاصْرَبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا كَبِيرًا﴾ (النساء: ۳۴)

اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بددماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔

یہ بھی ضرورت کے مطابق ہاتھ سے برائی روکنے کی ایک قسم ہے، جس میں حکمران کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل ہیں جن سے اس تقسیم کی مخالفت ثابت ہوتی ہے۔ ان دلائل سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ہر انسان راعی ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں: تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا۔ (متفق علیہ)

نگہبانی اور یہ مسؤلیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بغیر ممکن نہیں۔

⑤ اگر اس تقسیم کو درست تسلیم کیا جائے تو اس سے خلیفہ کی غیر موجودگی کے عرصہ میں ہاتھ کے ذریعہ نہی عن المنکر کی منسوخی لازم آئے گی۔ جبکہ یہ بات طاائفہ منصورہ کی ان نمایاں ترین صفات کے خلاف ہے جن کا خلیفہ کی موجودگی یا غیر موجودگی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور وہ صفات، جہاد فی سبیل اللہ، دین کی نگہداشت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہیں۔

⑥ صفت جہاد فی سبیل اللہ سے منقسم ہونے والی فروعی صفات میں سے طاائفہ منصورہ کی چھٹی صفت دشمنوں اور مخالفین پر غلبہ حاصل کئے رکھنا ہے۔ اس کا ثبوت نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے ملتا ہے: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ لوگوں پر غالب رہے گی۔ اور فرمایا: اپنے مخالفین پر غالب رہے گی۔ اور فرمایا: کامیاب رہے گی۔

مذکورہ احادیث کا ظاہری مفہوم اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ فتح مندی کی جتنی بھی صورتیں ہو سکتی ہیں ان تمام صورتوں کے ساتھ غلبہ اور فتح مندی انہیں لوگوں کی ہوگی۔ ذاتی طور پر بھی ان لوگوں کو اپنے دشمن کے خلاف غلبہ حاصل ہوگا۔ ان کی دعوت و تحریک بھی دوسری تمام دعوتوں اور تحریک پر غالب ہوگی۔ اسی طرح معنوی طور پر اور ایمان کے لحاظ سے بھی انہیں سب پر غلبہ حاصل ہوگا۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

اس کی مثال آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان میں سے کوئی جیل کی کال کوٹھری میں ظالموں کی طرف سے قسم قسم کی سزائیں جھیل رہا ہوگا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی دعوت کے لحاظ سے دشمن پر غلبہ حاصل کئے ہوئے بھی ہوگا، کیونکہ وہ ان سرکشوں اور ظالموں کے سامنے علی الاعلان اپنی دعوت پیش کر رہا ہوگا اور حق کا اعلان کر رہا ہوگا۔ دشمن کی سزائیں اور تکالیف اسے دعوت حق کا اعلان کرنے سے روک نہیں سکیں گی۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر جب دشمن کی طرف سے ان پر جلاوطنی یا کوئی دوسری سزا عائد کی جاتی ہے تو خوشی اظہار کر کے اور نعرہ تکبیر بلند کر کے دشمن کو غیظ و غضب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں انہیں شہادت کی صورت میں کامیابی کی ایک کرن نظر آتی ہے اور یہی ان کا مقصود حیات ہوتا ہے

۔ جبکہ دشمن کو اس سے سخت کوفت اور اذیت پہنچتی ہے۔

اسی وجہ سے کوڑوں کے جواب میں بلال رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلنے والے احد، احد، کے الفاظ دشمن کے سروں پر ان کے کوڑوں سے بھی زیادہ بھاری اور تکلیف دہ تھے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

کوئی کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ہم ان دو چیزوں کے درمیان موافقت کس طرح پیدا کر سکتے ہیں، کہ ایک طرف تو ہمیں طائفہ منصورہ کے بارے میں مختلف نصوص شریعت سے فتح و غلبہ کی بشارتیں ملتی ہیں جبکہ ظاہری حالات اس کے بالکل خلاف ہیں؟

اس کا جواب ہم مختلف صورتوں سے دے سکتے ہیں:

① اعتراض کرنے والے سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر تم ذرا غور و فکر اور فہم و بصیرت کا مظاہرہ کر کے دنیا میں رونما ہونے والے واقعات کو دیکھو تو تمہیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ طائفہ منصورہ کو مکمل طور پر ایسا غلبہ حاصل ہے کہ جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ غلبہ قیامت تک قائم رہے گا۔

ہم بڑے صریح الفاظ میں اور معذرت خواہانہ انداز کے ساتھ اعتراض کرنے والوں سے یہ کہتے ہیں کہ تم کو طائفہ منصورہ کی جو ناکامی نظر آتی ہے یہ محض تمہاری نظر اور فہم و فراست کا دھوکا ہے ورنہ ان کے غلبہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مطہرہ بالکل سچے ہیں کہ ان کو قیامت تک ہر زمانہ میں کامیابی و غلبہ حاصل رہے گا۔

② لوگوں پر ان کا غلبہ بالکل معدوم نہیں ہوگا، البتہ یہ ممکن ہے کسی علاقے میں یا کسی دور میں ان پر جلا وطنی وغیرہ کا حکم لگ جائے اور ان کی قوت میں کچھ کمی واقع ہو جائے۔ اسی سے نا فہم لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں یہ لوگ بالکل ختم ہو چکے ہیں جبکہ حقیقت اس کے الٹ ہوتی ہے۔

③ طائفہ منصورہ کے بارے میں ہمیشہ غالب رہنے کی جو خوشخبری ہے اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ انہیں کسی مرحلہ میں کوئی تکلیف اور شکست و ہزیمت نہیں پہنچے گی۔ بلکہ تکالیف اور آزمائش کا پہنچنا تو ایک لازمی امر ہے، بعض اوقات کچھ لوگوں کی غلطیوں یا غفلت کی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے، اور بعض



اوقات اللہ تعالیٰ دلوں کو نفاق سے اور صفوں کو منافقین سے صاف کرنے کے لئے آزمائش نازل فرماتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ پہلی طاائفہ منصورہ کے لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) بھی اس سے محفوظ نہیں رہے۔ ان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقُوا أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ (آل عمران: ۱۷۲)

جن لوگوں نے اللہ اور رسول کے حکم کو قبول کیا اس کے بعد کہ انہیں پورے زخم لگ چکے تھے، ان میں سے جنہوں نے نیکی کی اور پرہیزگاری برتی ان کے لئے بہت زیادہ اجر ہے۔  
نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ التَّنْقِ الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (آل عمران: ۱۶۶)

اور تمہیں جو کچھ اس دن پہنچا جس دن دو جماعتوں میں ٹڈ بھڑ ہوئی تھی، وہ سب اللہ کے حکم سے تھا اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ظاہری طور پر جان لے۔

اس طرح جنگ کے بارے میں یہ اللہ تعالیٰ کا قانون پورا ہو گیا کہ جنگ کا پانسہ کبھی ایک فریق کے پلڑے میں ہوتا ہے اور کبھی دوسرے فریق کے پلڑے میں جبکہ انجام کار آخر متقی لوگوں کے لئے ہی ہوتا ہے۔

④ کسی دور میں اگر طاائفہ منصورہ کا غلبہ دب جائے تو یہ صرف وقتی ہوتا ہے، تھوڑے عرصے بعد ہی انہیں دوبارہ ظہور اور اٹھان حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ تاریخ کے مختلف واقعات سے اس کی شہادت ملتی ہے۔

⑤ طاائفہ منصورہ ایک منظم جماعت کی شکل میں کام کرتی ہے۔ اور اس پر ایک ایسا امیر ہوتا ہے جس کی اطاعت کی جاتی ہے۔ مندرجہ ذیل نکات کے ذریعہ اجمالی طور پر ہم اس بات کا ثبوت پیش کریں گے۔

① طاائفہ منصورہ جن ذمہ داریوں کو پورا کر رہی ہوتی ہے جن میں جہاد فی سبیل اللہ بھی شامل

ہے، ان ذمہ داریوں کا پورا کرنا ایک ایسے منظم تنظیمی عمل کے بغیر ممکن نہیں جس میں طاقت و قوت حاصل کرنے کے لئے تمام وسائل و اسباب اختیار کئے گئے ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَانَهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ﴾ (الصّف: ۴)

بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔

ایک فقہی قاعدہ ہے کہ: ہر وہ سبب اور وسیلہ جس کے بغیر واجب کی ادائیگی ممکن نہ ہو اس کا اختیار کرنا بھی واجب ہے۔

جبکہ اکثر لوگ اس قاعدہ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں: یعنی جہاد فی سبیل اللہ سمیت بہت سے شرعی واجبات ضائع کر رہے ہیں۔ اسی طرح قطع تعلقی، انتشار، افتراق اور اختلافات بھی اس قاعدہ کی خلاف ورزی کا باعث ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے خلاف ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ تمہاری اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ تم سب ملکر اس کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ (مسلم)

اور فرمایا:

جماعت کو لازم پکڑو اور تفرقہ سے اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ شیطان اکیلے آدمی پر اپنا تسلط جمالیتا ہے اور وہ دو آدمیوں سے دور بھاگتا ہے۔ جو جنت کی خوشبو پانا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ

جماعت کو لازم پکڑ لے۔ (صحیح سنن الترمذی: ۱۷۵۸)

اور فرمایا:

جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ (صحیح سنن الترمذی: ۱۷۶۰)

اور فرمایا:

جماعت رحمت کا باعث ہے اور فرقہ بندی عذاب کا باعث ہے۔ (اسے ابن ابی عاصم نے السنۃ

میں ذکر کیا ہے اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔)

اس کے علاوہ اور بہت سے دلائل ملتے ہیں جن میں جماعت کو لازم پکڑنے اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی

سے تھامنے کا حکم دیا گیا ہے، اور فرقہ بندی اور اختلافات سے منع کیا گیا ہے

عجیب بات یہ ہے کہ جو لوگ قطع تعلقی کو ترجیح دیتے ہیں اور جماعت کی بجائے علیحدہ رہ کر کام کرنا چاہتے

ہیں، بھلائی کا کوئی کام منظم طریقے سے ہوتا ہوا دیکھ کر (غصے سے) ان کے روٹھے کھڑے ہو جاتے

ہیں، یہ لوگ انہیں دلائل کے ذریعے سے اپنی فرقہ بندی اور قطع تعلقی کو درست ثابت کرتے ہیں۔ اور جو

لوگ ایک جماعت کے ذریعے امت کو ایک نکتے پر جمع کرنا اور نبوی منہج پر چلنا چاہتے ہیں ان کو یہ لوگ

انہیں دلائل کے ذریعے خطا کا ثابت کرتے ہیں۔

ان لوگوں نے شارع صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد سے ہٹ کر نصوص شریعت کے غلط معانی لئے ہیں، اور انہیں ان کے

غیر حقیقی مقام پر رکھا ہے۔

② سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قیال کرتی رہے اور قیامت تک غالب رہے گی۔ جب عیسیٰ علیہ السلام

نازل ہونگے تو اس جماعت کا امیر ان سے کہے گا کہ آئیے ہماری امامت کروائیے، عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں

گے نہیں، تم میں سے بعض بعض کے امیر ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت کے لئے شرف ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے بہت سے مسائل اخذ ہوتے ہیں:

① نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی اس جماعت کے امیر کی موجودگی اور اس کی مشروعیت کا

ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”فیقول أمیرہم“ اور علیہ السلام نے

”إن بعضکم علی بعض أمراء“ کے الفاظ ارشاد فرمائے ہیں۔ یہ بات کسی صورت درست نہیں کہ



صرف آخری زمانہ میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت امیر کی موجودگی کو مشروع سمجھا جائے اور اس سے پہلے زمانہ میں اس کا انکار کر دیا جائے۔

امیر کی موجودگی کے درست ہونے کو پہلا زمانہ چھوڑ کر صرف آخری زمانے میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت پر محمول کرنا درست نہیں۔

طائفہ کی طرف امیر کی نسبت ”امیرہم“ کے الفاظ کے ساتھ ہے۔ اس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ اس امت کی امارت والی صفت دائمی ہے کیونکہ لفظ ”لاتزال“ سے کسی چیز کے استمرار اور درست ہونے کی وضاحت ملتی ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس جماعت میں امارت کا قیام ہمیشہ موجود رہے گا۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مسلمانوں پر بہت سے دور ایسے آئیں گے جب امامت کبریٰ یعنی خلافت کا فقدان ہوگا، اور دوسری طرف طائفہ منصورہ کی امارت کے جاری رہنے کا ثبوت بھی احادیث سے ملتا ہے۔ اس بات سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ خلافت کی غیر موجودگی میں طائفہ منصورہ کی امامت کے صحیح اور درست ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ (کتاب ”العمدة فی اعداد العدة“، شیخ عبدالقادر بن عبد العزیز صفحہ نمبر: ۶۸)

۳) نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: جب تین آدمی سفر کے لئے نکلیں تو اپنے میں ایک کو امیر بنالیں۔ (ابوداؤد، صحیح الجامع: ۵۰۰)

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں جو کہ مسند احمد میں موجود ہے:

تین آدمی جو کسی جنگل میں ہوں، ان کے لئے یہ بات درست نہیں ہے کہ وہ اپنے میں سے کسی ایک کو امیر بنائے بغیر رہیں۔

اگر سفر میں نکلنے والے تین آدمیوں کے لئے تفرقہ اور اختلاف سے بچنے کے لئے امیر کا تعین ضروری ہے تو اس سے بھی بڑے مقصد یعنی جہاد فی سبیل اللہ کے لئے امیر کا تعین بالاولیٰ ضروری ہے تاکہ نبوی منہج پر نئے سرے سے اسلامی زندگی کی ابتدا ہو سکے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: اس بات کا جاننا اشد ضروری ہے کہ لوگوں کے لئے امیر کا

اہتمام دین کے اہم ترین واجبات میں سے ہے۔ بلکہ اس کے بغیر دین و دنیا دونوں کو قائم رکھنا ممکن نہیں۔ انسان کا معاشرتی زندگی کے بغیر گزارہ ممکن نہیں کیونکہ ہر انسان دوسرے کا محتاج ہے۔ مل جل کر رہنے کی صورت میں ایک رئیس کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے کہ: جب تین آدمی سفر کے لئے نکلیں تو اپنے میں سے کسی ایک کو امیر بنالیں۔ مسند احمد کی روایت ہے، سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین آدمی جو کسی جنگل میں ہوں، ان کے لئے یہ بات درست نہیں ہے کہ وہ اپنے میں سے کسی ایک کو امیر بنائے بغیر رہیں۔ نبی کریم ﷺ نے سفر کے ایک چھوٹے سے اجتماع میں جو کہ عارضی مدت کے لئے ہوتا ہے، امیر کی تعیین کو ضروری قرار دے کر متنبہ کیا ہے کہ ہر قسم کے اجتماع کے لئے امیر کا تعین لازمی اور ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو واجب قرار دیا ہے، یہ بھی قوت و اختیار کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی طرح دوسرے تمام واجبات مثلاً جہاد فی سبیل اللہ، عدل و انصاف، حج کی ادائیگی، خطبات جمعہ و عیدین اور مظلوم کی مدد و نصرت ان سب کا قیام امیر کی موجودگی کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے امارت کا قیام ایک دینی تقاضا ہے۔ کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اس کا تقرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۸/۳۹۰، ۳۹۱)

امام شوکانی رحمہ اللہ سفر میں امیر متعین کرنے والی احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اس میں یہ دلیل ہے کہ ہر وہ گروہ جس کی تعداد تین یا اس سے زائد ہو اس کے لئے امیر کا تعین ضروری ہے کیونکہ اس طرح اس اختلاف سے بچاؤ ممکن ہو سکے گا جو کہ ہلاکت کا باعث بننے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ امیر کی عدم موجودگی میں ہر کوئی اپنی رائے اور خواہشات کے مطابق عمل کرے گا جس سے سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔ جبکہ امیر کی موجودگی میں اختلاف بہت کم ہونگے اور سب کی ایک ہی آواز ہوگی۔ اگر سفر یا جنگل میں موجود تین آدمیوں کے لئے امیر کی تعیین ضروری ہے تو یہ شہروں اور بستیوں میں رہنے والے لوگوں کے لئے زیادہ ضروری ہے، جو کہ ظلم و ستم کی روک تھام اور جھگڑوں کا فیصلہ کروانے کے بارے میں زیادہ ضرورت مند ہوتے ہیں۔ (نیل الأوطار: ۸/۲۵۶)

امام الحرمین الجوبینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: اگر حکمران کے بغیر کچھ عرصہ گزر جائے تو اہل ایمان پر ضروری ہے کہ حسب استطاعت اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے جلدی دکھائیں۔ آخر میں وہ کہتے ہیں: اگر لوگ اپنا کوئی حاکم مقرر نہ کریں تو انہیں اس کی کوشش کرتے رہنا چاہیے کیونکہ یہ محال ہے کہ لوگوں کو ایسے کام نہ کرنے کے بارے میں مہلت دی جائے جو کام فساد دور کرنے کا باعث ہو۔ اگر لوگ اس ممکنہ کام کو سرانجام نہ دیں (یعنی کسی کو اپنا حکمران مقرر نہ کریں) تو معاشرے اپنے رہنے والوں سمیت فساد میں غرق ہو جائیں گے۔

بعض علماء کا قول ہے: اگر کسی دور میں حکمران کی غیر موجودگی کو کچھ عرصہ گزر جائے تو ہر بستی اور علاقے کے باسیوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے میں کسی صاحب فہم و فراست شخص کو آگے لائیں جس کے بارے میں انہیں یقین ہو کہ اس کی بات مانی جائے گی۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو کبھی ناموافق حالات کے ظہور کی صورت میں یہ تمام لوگ مٹ جائیں اور تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ (غیاث الاہم فی التلیاۃ الظلم، صفحہ نمبر: ۳۸۷-۳۸۸)

③ خلیفہ کی غیر موجودگی میں یا موجودگی کے دوران اس کی اجازت کے بغیر امیر کی تعیین کے بارے میں موتہ کی لڑائی کے دوران عمل صحابہ رضی اللہ عنہم سے دلیل ملتی ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعین کردہ تمام امراء یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے، تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تعیین اور آپ کے حکم کے بغیر ہی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بالاتفاق اپنا امیر چن لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک جب یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناصر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس فعل کی تعریف کی بلکہ اس دن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ کا لقب بھی عطا فرمایا۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں رقمطراز ہیں: اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دوران جنگ خلیفہ کی اجازت کے بغیر امیر کا تعین جائز اور درست ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس واقعہ سے یہ دلیل ملتی ہے کہ مسلمانوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ خلیفہ کی غیر موجودگی کے عرصہ میں کسی دوسرے شخص کو اس کا قائم مقام بنالیں، جب تک وہ خلیفہ واپس نہ آجائے یا کسی دوسرے کو اس کی جگہ پر متعین نہ کر دیا



جائے۔ (فتح الباری: ۵۸۶/۷)

ابن قدامۃ رحمۃ اللہ علیہ المغنی میں فرماتے ہیں: اگر امام موجود نہ ہو تو جہاد موخر نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اگر جہاد کو موخر کر دیا جائے تو اس کی مصلحت ہی فوت ہو جائے گی۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر خلیفہ کوئی لشکر بھیجے اور اس پر ایک آدمی کو امیر مقرر کرے، وہ امیر اگر فوت ہو جائے یا شہید ہو جائے تو اہل لشکر کے لئے یہ بات جائز ہے کہ وہ کسی اور کو اپنا امیر چن لیں۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے موتہ کی لڑائی کے دوران اس طرح کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقرر کئے گئے ان کے تمام امیر جب یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے تو انہوں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنا امیر مقرر کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف ان کے اس کام کی تعریف کی اور ان کی رائے کو درست قرار دیا، بلکہ اس دن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ کا لقب بھی عطا فرمایا۔ (المغنی: ۱۶۷/۷)

⑤ سنت سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ اگر خلیفہ کی طرف سے مقرر شدہ امیر اس کے احکامات کی خلاف ورزی کرے، اگر خلیفہ کو کسی مجبوری کے تحت اس بارے میں خبردار نہ کیا جاسکتا ہو تو اسے بتائے بغیر ہی اس امیر کو معزول کر کے کسی اور کو اس کی جگہ امیر مقرر کرنا ضروری ہے۔

بہت سے دلائل ہیں جو خلیفہ کی غیر موجودگی میں امارت کے قیام کو درست ثابت کرتے ہیں۔ خلیفہ کی غیر موجودگی آیا سفر وغیرہ کی صورت میں ہو یا بالکل خلیفہ موجود ہی نہ جیسا کہ ہمارے اس زمانے میں صورت حال ہے، یہ دونوں صورتیں برابر ہیں۔ جو اس مسئلہ کے بارے میں دلیل کا طلبگار ہے، اور اپنی خواہشات کی پیروی سے بچ کر حق کا طلبگار ہے اس کے لئے مذکورہ دلائل میں کافی حد تک سیرابی موجود ہے۔

علی بن حسن الحلی کو اپنی کتاب ”لبیعة بین السنة والبدعة“ میں مسئلہ امارت کے بارے میں سخت غلطی لگی ہے۔ کیونکہ انہوں نے خلیفہ کی غیر موجودگی کے عرصہ میں امارت کی شرعی حیثیت کو باطل قرار دیا ہے۔ اس کی تائید کے لئے انہوں نے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ایسے اقوال ذکر کئے ہیں جو کہ حقیقت میں ان کے اقوال نہیں ہیں بلکہ ان کی طرف غلط طریقے سے منسوب کئے گئے ہیں۔ انہوں نے

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر کے مجموع الفتاویٰ 18/28 کے حوالہ سے ایک قول ذکر کیا ہے: کہ اگر اس اتفاق، نسبت اور بیعت کا مقصد تعاون علی الخیر اور تقویٰ کا حصول ہے تو اس چیز کا خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اس لئے ایسے اتفاق کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر اس کا مقصد گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کا تعاون ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اگر کسی اتفاق، اجتماع یا اکٹھا کا مقصد کسی خیر کا حصول ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم میں ہر قسم کی خیر و بھلائی موجود ہے۔ اس لئے کسی قسم کے اتفاق و اتحاد کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور اگر اس کا کوئی برا مقصد ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (کتاب البیعة، صفحہ ۳۶: ہم اس عبارت پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے تھے، اس وجہ سے کہ شاید مؤلف اپنی اس غلطی کا اعتراف کر لے اور اس سے رجوع کر لے۔ لیکن ایک دفعہ کسی تقریب کے موقع پر جبکہ وہاں دوسرے بڑے شیوخ بھی موجود تھے اس سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو اس نے اس بات پر اصرار کیا کہ اس نے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کوئی غلط بات منسوب نہیں کی بلکہ یہ من و عن شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ ہی کی عبارت ہے۔ اس وقت اپنے شدت غضب اور اونچے آواز میں گفتگو کرنے کی وجہ سے اس نے ہمیں بالکل اس بات کا موقع ہی نہ دیا کہ ہم اس کے سامنے اس کی غلطی کی وضاحت کر سکیں۔ میں نے اسے کہا: کہ یہ بات ہمیں قارئین کی عدالت میں پیش کر دینی چاہیے، وہ خود ہی فیصلہ کریں کہ ہم میں سے کس نے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹ باندھا ہے۔ اس واقعہ سے پہلے یہ آدمی میری کتابوں کا بہت بڑا مداح تھا، لیکن اس کے بعد اس نے ہمیں طعن و تشنیع اور گالی گلوچ کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔)

مجموع الفتاویٰ کے مذکورہ حوالہ کے مطابق یہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نہیں ہے۔ اس مقام پر ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے شاگرد کے اپنے استاذ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی نوعیت اور اس کی شرعی حیثیت کو بیان کیا ہے۔ شیخ نے کہیں بھی بیعت یا اتفاق کی طرف اشارہ نہیں کیا۔ شیخ فرماتے ہیں: تلمیذ کے لئے اپنے معلم یا کسی اور شخص کے ساتھ اپنا تعلق جوڑنا یا اس کی طرف نسبت کرنا درست نہیں۔ کسی خاص شخص کے ساتھ اپنے تعلق کو جوڑنا اور اس کی طرف نسبت کرنا، جیسا کہ سوال میں اس کا تذکرہ موجود ہے، ان سب کا تعلق جاہلیت کی گمراہیوں اور مشرکین کی قسموں وغیرہ کے ساتھ ہے جو وہ ایک دوسرے کے ساتھ باندھتے ہیں۔ اگر اس تعلق اور نسبت کا مقصد نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کا تعاون کرنا ہو تو اس

بات کا اللہ تعالیٰ نے اس تعلق کے بغیر ہی حکم دیا ہے۔ اگر اس تعلق اور نسبت کا مقصد گناہ اور ظلم و زیادتی پر ایک دوسرے کا تعاون کرنا ہو تو اس بات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ اگر اس تعلق کا مقصد کسی بھلائی یا خیر کا حصول ہو تو معلمین کی بجائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم میں ہر قسم کی خیر موجود ہے، اور اگر اس کا مقصد کسی شر کا حصول ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اس لئے کسی معلم کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ وہ اپنے تلمیذ سے اس قسم کا تعلق قائم کرے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۸/۱۷-۱۸)

غور کیجئے! جو عبارت ”البیعة“ کے مولف نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر کے لکھی ہے اور جو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی اصل عبارت ہے ان دونوں میں کس قدر فرق ہے۔ مولف نے کس طرح شیخ کی عبارت میں تحریف کی ہے اور اس مسئلہ کے بارے میں اپنے غلط مسلک کی تائید کے لئے لفظ ”البیعة“ کا اضافہ کیا ہے جس کا اصل عبارت سے کوئی تعلق نہیں۔

مذکورہ مؤلف نے اسی کتاب میں ایک اور غلطی بھی کی ہے، انہوں نے سلف صالحین کے بارے میں بغیر علم کے ایسی بات کہی ہے جو کسی صورت درست نہیں۔ مؤلف رقمطراز ہے: اس امت کے اسلاف کا آج کل کے دور میں رواج پذیران بیعتوں کے ساتھ کہاں تعلق تھا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اپنی عقل اور خواہشات کے ذریعے کسی خیر کو حاصل کر لیں۔ چونکہ قرآن، سنت اور سلف صالحین کے طریقے میں ان بیعتوں سے متعلق کوئی دلیل نہیں ملتی اس لئے یہ بدعت شمار ہوگی۔ (کتاب البیعة، صفحہ: ۳۳، مزید دیکھئے صفحہ:

(۳۲، ۳۷، ۳۹)

یہ ایک ظاہری غلطی ہے، کتاب و سنت اور عمل صحابہ کے ذریعے اس کی تردید ہوتی ہے۔ درج ذیل عبارات میں ہم اس کی تفصیل بیان کریں گے۔

**بیعت کا مفہوم:**

کتاب و سنت اور آثار سلف کے دلائل کے ذریعے خلیفہ کے بغیر بیعت کی مشروعیت کا ثبوت پیش کرنے سے پہلے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ بیعت کے معانی اور مفہوم پر کسی قدر روشنی ڈالی جائے۔ تاکہ قاری



پوری طرح ان دلائل سے مستفید ہو سکے جو ہم بیعت کی تائید میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔  
بیعت: یہ ایک معاہدہ، میثاق اور قول و قرار ہوتا ہے۔ جو دو فریقین کے درمیان کسی کام کو پورا کرنے کے لئے باندھا جاتا ہے۔

ابن الاثیر نے النہایۃ میں فرمان نبوی ﷺ: ”أَلَا تَبَايَعُونِي عَلَى الْإِسْلَامِ“ کے تحت ذکر کیا ہے: یہ قول و قرار اور عہد و پیمان سے عبارت ہے۔ (النہایۃ)

ابن منظور نے لسان العرب میں ذکر کیا ہے: ”وَقَدْ تَبَايَعُوا عَلَى الْأَمْرِ“، یعنی انہوں کسی کام پر بیعت کی، اس سے مراد ہے ”اصفقوا علیہ“، یعنی وہ سب اس معاملے پر جمع ہوئے۔ بائع کا معنی ہے اس نے معاہد کیا۔ اس کے بعد انہوں ابن الاثیر کا مذکورہ قول ذکر کیا ہے۔

المعجم الوسيط میں بائعہ مبايعۃ، وبيعاً کا معنی معاہدہ تجارت کیا ہے اور اور بائع فلاناً علی کذا کا معنی قول و قرار اور عہد و پیمان باندھنا کیا ہے۔

عہد کا مفہوم ہے: قسم اٹھانا، امان دینا، ذمہ داری، حفاظت کرنا، حرمت کی حفاظت کرنا، وصیت کرنا وغیرہ۔ عہد کے بارے میں وارد ہونے والی تمام احادیث میں ان معانی کے علاوہ اس کا کوئی دوسرا معنی مراد نہیں لیا گیا۔ (النہایۃ: ۳/۳۲۵)

میثاق کا مفہوم ہے: عہد و پیمان یہ ”وثاق“ سے مفعال کے وزن پر ہے۔ (النہایۃ: ۵/۱۵۱)  
امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے: میثاق ہر اس معاہدہ کو کہتے ہیں، قسم اور عہد و پیمان کے ذریعے جس کی توثیق کی جائے۔ (مفردات امام راغب اصفہانی)

بیعت، عہد اور میثاق ان معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ تو کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت والے کاموں میں بھی کسی عہد و پیمان یا قول و قرار کی ضرورت ہے، یا اس بیعت کی ضرورت ہے جو موجودہ دور میں خلیفہ یا امام المسلمین کے علاوہ کسی کو دی جاتی ہے؟  
درج ذیل میں بڑی تفصیل کے ساتھ ہم اس کا جواب دیں گے:

① قرآن سے اس بات کی دلیل کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے لئے عہد

وپیام لینا جائز ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ، اسلامی زندگی کا نئے سرے سے احیاء اور خلافت راشدہ کا قیام یہ سب اطاعت کی بڑی بڑی اقسام میں سے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ﴾ ☆ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزَاهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاسًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ إِنَّمَا يَبْلُوَكُمْ اللَّهُ بِهِ وَلِيُبَيِّنَ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ﴾ (النحل ۹۱-۹۲)

اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول و قرار کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد مت توڑو، حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن ٹھہرا چکے ہو، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کو بخوبی جان رہا ہے۔ ☆ اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کا تنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا، کہ تم اپنی قسموں کو آپس کے مکر کا باعث ٹھہراؤ، اس لئے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھا چڑھا ہو جائے۔ بات صرف یہی ہے کہ اس عہد سے اللہ تمہیں آزارہا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے لئے قیامت کے دن ہر اس چیز کو کھول کر بیان کر دے گا جس میں تم اختلاف کر رہے تھے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جس بات کا حکم دیا ہے وہ یہ ہے کہ عہد و پیما کو پورا کیا جائے اور پختہ قسموں کی حفاظت کی جائے۔

ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ بریدہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس آیت کی تفسیریوں بیان کی ہے: ﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ﴾ اس سے مراد وہ بیعت ہے جو تم نے اسلام پر کی ہے۔ ﴿وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا﴾ تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی قلت اور مشرکین کی کثرت اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم اسلام پر کی ہوئی اپنی بیعت کو توڑ ڈالو۔ (تفسیر ابن کثیر: ۲/۶۰۵) دیکھئے! مؤلف مذکور نے کس خوبی سے عہد کی تفسیر بیعت کے ساتھ بیان کی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ایسے شاگرد کے بارے میں فرماتے ہیں جو ایک استاذ کی شاگردی اختیار کرتا ہے پھر اسے چھوڑ کر کسی دوسرے استاذ کی شاگردی میں چلا جاتا ہے، اگر تو یہ لوگ زمانہ جاہلیت کی عادات پر قائم ہوں جیسا کہ جاہلیت میں استاذ شاگرد کا حلیف سمجھا جاتا تھا، اس صورت میں ایک استاذ کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف منتقل ہونے والا ظالم، باغی، وعدہ خلاف اور معاہدہ توڑنے والا ہوگا۔ یہ گناہ بھی ہے اور حرام بھی ہے۔ یہ کسی بہت بڑے گناہ کا رخص کے گناہ سے بھی بڑا گناہ کا کام ہے۔ بلکہ ایسا کرنے والا اگر ایک استاذ کو چھوڑ کر کسی دوسرے سے کوئی معاہدہ وغیرہ کر لے تو وہ حرام کا مرتکب ہوگا۔ ایسا کرنا اس کے لئے خنزیر کا گوشت کھانے کے مترادف ہوگا۔ ایسا کرنے والا شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو بھی پورا کرنے والا نہیں ہے، اور نہ ہی وہ اپنے معاہدے کو پورا کرنے والا ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسے کھلاڑی کی مانند ہے جس کے سامنے عہد و پیمان اور معاہدے وغیرہ کی کوئی حیثیت اور وقعت ہی نہیں ہوتی۔ ایسے شخص کا نہ تو کوئی دین ہے اور نہ ہی وہ وعدہ وفا کرنے والا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ طریق کار تھا کہ کوئی آدمی کسی قبیلے کا حلیف بن جاتا تھا۔ جب اسے اس سے زیادہ طاقتور قبیلہ مل جاتا تو یہ پہلے سے عہد شکنی کر کے دوسرے سے معاہدہ کر لیتا، اس کی مثال بھی انہیں لوگوں کی طرح ہے اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ﴿وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا﴾ (النحل ۹۱)

جس نے کسی شخص سے اس شرط پر معاہدہ کیا کہ اس کے دوستوں سے دوستی رکھے گا اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھے گا، ایسا معاہدہ کرنا تاتاریوں کے طریق کار کے مطابق ہوگا جو کہ شیطان کے راستے میں جہاد کرنے والے ہیں۔ ایسے لوگ نہ تو مجاہدین فی سبیل اللہ ہو سکتے ہیں اور نہ مسلمانوں کے لشکری ہو سکتے ہیں، اور نہ ہی یہ درست ہے کہ انہیں مسلمانوں کے سپاہی سمجھا جائے بلکہ یہ شیطان کے سپاہی ہیں۔ البتہ استاذ اپنے شاگرد کو اگر یہ الفاظ کہے تو یہ اس کا احسن اقدام ہوگا: اللہ کے ساتھ کئے ہوئے عہد و پیمان کو لازم پکڑ، اللہ کے دوستوں سے دوستی رکھ اور اللہ کے دشمنوں سے دشمنی رکھ، نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں پر ایک دوسرے سے تعاون مت



کرو، اگر میں حق پر ہوں تو حق کی مدد کرو اور میں باطل پر ہوں تو باطل کی مدد مت کرو۔ جو اس بات کا خیال رکھے گا اس کا تعلق مجاہدین فی سبیل اللہ سے ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو چاہتے ہیں کہ دین سارے کا سارا اللہ کا ہو جائے، اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو سر بلندی حاصل ہو۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۸/۱۹-۲۱)

غور کیجئے! شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اطاعت اور فرمانبرداری کے کاموں کے لئے استاذ اور شاگرد کے آپس میں معاہدہ کرنے کے جواز کو کس طرح ثابت کیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی سر بلندی کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کا حصہ قرار دیا ہے۔ البتہ ہر وہ معاملہ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث ہو اس پر معاہدہ کرنا درست نہیں۔ کیونکہ قاعدہ یہ کہ اللہ کی نافرمانی میں مخلوق میں سے کسی اطاعت نہیں ہو سکتی۔ اللہ کی نافرمانی میں نہ کوئی نذر مانی جائے گی اور نہ ہی نذریا وعدہ پورا کیا جائے گا۔

کسی معاہدہ کے جائز یا ناجائز ہونے کے لئے علت وہ شقیں ہیں جن پر معاہدہ کیا جاتا ہے کوئی بھی معاہدہ بذات خود ناجائز نہیں ہوتا۔ اگر معاہدے کی شقیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کسی کام پر مبنی ہوں تو ایسے معاہدے کو پورا کرنا درست نہیں بلکہ سرے سے ایسا معاہدہ کرنا ہی درست نہیں۔ اگر معاہدے کی شقیں حق پر مبنی ہوں اور اس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہوتی ہو، یہ معاہدہ درست ہوگا اور اسے پورا کرنا ضروری ہوگا۔ خاص طور پر اگر اس معاہدے پر عہد و پیمان بھی باندھ لیا جائے تو اس کی اہمیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ اس معاہدے کو پورا کرنا اس لئے بھی ضروری ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے اور اسے پورا کرنے کی ایک دوسری وجہ یہ ہے کیونکہ اسے پورا کرنے پر عہد و پیمان بھی باندھا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان عہد و پیمان کے وجوب کی اہمیت کو اور زیادہ بڑھا دیتا ہے۔  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾ (الاسراء: ۳۴)

اور وعدے پورے کرو کیونکہ قول و قرار کی باز پرس ہونے والی ہے۔

اور فرمایا:

﴿وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ (البقرہ: ۱۷۷)

جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

اور فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ (المائدہ: ۱)

اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو۔

اللہ تعالیٰ نے عہد و پیمان توڑنے کو منافقین کی صفت قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾ (البقرہ: ۲۷)

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مضبوط عہد کو توڑ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے، انہیں کاٹتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

اور فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ﴾ (الرعد: ۲۵)

اور جو اللہ کے عہد کو اس کی مضبوطی کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جن چیزوں کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے انہیں توڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، ان کے لئے لعنتیں ہیں اور ان کے لئے برا گھر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر عہد و پیمان لینے کے جواز کی دلیل کے طور پر یوسف علیہ السلام کے قصہ میں یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کا واقعہ پیش کیا جاسکتا ہے۔ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے معاہدہ لیا کہ وہ اپنے بھائی کو ضرور واپس بھی لے کر آئیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّى تُؤْتُوا مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَن يُحَاطَ بِكُمْ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ﴾ (یوسف: ۶۶)

یعقوب (علیہ السلام) نے کہا! میں تو اسے ہرگز ہرگز تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک کہ تم اللہ کو بیچ میں رکھ کر مجھے قول و قرار نہ دو کہ تم اسے میرے پاس پہنچا دو گے، سوائے اس صورت کے کہ تم سب گرفتار کر لئے جاؤ۔ جب انہوں نے پکا قول و قرار دے دیا تو انہوں نے کہا کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں اللہ اس پر نگہبان ہے۔

العمدہ کے مصنف رقمطراز ہیں: جب یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے ساتھ اپنے باپ کی طرف سے بھائی کو بھی لے کر آئیں گے، تو باپ نے ان کا اعتبار نہ کیا اور بھائی کو ان کے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا الا یہ کہ وہ ان سے پکا عہد و پیمان باندھیں۔ لوگوں کے درمیان معاملات کے متعلق اس معاہدے کو اللہ تعالیٰ نے (مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ) یعنی اللہ کی طرف سے معاہدہ کہا ہے۔ اس بات سے بھی اس قسم کے معاہدوں کی تاکید ہوتی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو اپنے پاس روک لیا تو بڑے بھائی نے یہ الفاظ کہے تھے جن کا تذکرہ قرآن کریم میں ملتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّا أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُم مَّوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ وَمِن قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ فِي يُوسُفَ فَلَن أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّىٰ يَأْذَنَ لِيَ أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ﴾ (یوسف: ۸۰)

ان میں جو سب سے بڑا تھا اس نے کہا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے والد نے تم سے اللہ کی قسم لے کر پختہ قول قرار لیا ہے اور اس سے پہلے یوسف کے بارے میں تم کوتاہی کر چکے ہو۔ پس میں تو اس سرزمین سے نہ ٹلوں گا جب تک کہ والد صاحب خود مجھے اجازت نہ دیں یا اللہ تعالیٰ میرے اس معاملہ کا فیصلہ کر دے، وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

موسیٰ اور خضر علیہ السلام کے واقعہ میں بھی شرائط کا تذکرہ ملتا ہے۔ ایک شرط خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنا ساتھی



بنانے کے لئے لگائی تھی اور دوسری شرط خود موسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ پر عائد کی تھی۔  
خضر علیہ السلام کی شرط کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ فَإِنْ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ (الکہف: ۷۰)

اس نے کہا اچھا اگر آپ میرے ساتھ ہی چلنے پر اصرار کرتے ہیں تو یاد رہے کسی چیز کی نسبت مجھ سے کچھ نہ پوچھنا جب تک کہ میں خود اس کی نسبت کوئی تذکرہ نہ کروں۔  
موسیٰ علیہ السلام نے جو شرط اپنے آپ پر لگائی تھی اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا﴾ (الکہف: ۷۶)

موسیٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا اگر اب اس کے بعد میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں تو بیشک آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا، یقیناً آپ میری طرف سے (حد) عذر کو پہنچ چکے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کی کتاب الشرائط میں اس مسئلہ کے بارے میں باقاعدہ ایک باب باندھا ہے۔ اس باب کا نام (باب الشروط مع الناس بالقول) لوگوں سے قولی شرطیں طے کرنا رکھا گیا ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے اس باب میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے جو کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ اور خضر علیہ السلام کے واقعہ کے بارے میں فرمایا: پہلی دفعہ بھول کر دوسری دفعہ شرط تھی اور تیسری دفعہ جان بوجھ کر ہوا۔ (حدیث نمبر ۲۷۲۸)

ابن حجر رحمہ اللہ ارشاد باری (إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي) میں مذکور شرط کی طرف اشارہ کرتے ہوئی رقمطراز ہیں: موسیٰ علیہ السلام نے اس شرط کو پورا کیا حالانکہ یہ شرط انہوں نے نہ تو لکھی تھی اور نہ ہی اس پر کوئی گواہ مقرر کیا تھا۔ اس واقعہ سے یہ دلیل بھی ملتی ہے کہ شرط جس بات پر لگائی جائے اس کام کو پورا بھی کر دینا چاہیے۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام جب شرط کو پورا نہ کر سکے تو خضر علیہ السلام نے فوراً کہہ دیا تھا

کہ: (هَذَا فِرَاقٌ بَيْنِي وَبَيْنَكَ) یہ جدائی ہے میرے اور تیرے درمیان، موسیٰ علیہ السلام نے اس کا انکار بھی نہیں کیا تھا۔ (فتح الباری: ۵/۳۲۶)

گذشتہ ذکر ہونے والے تمام دلائل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے کاموں پر آپس میں عہد و پیمان باندھنا اور شرائط طے کرنا جائز ہے۔

عہد و پیمان باندھ لینے سے عبادات کی تاکید اور وجوب بڑھ جاتا ہے اس بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حکمرانوں کی اطاعت کرنا اور ان کی خیر خواہی چاہنا ہر انسان پر واجب ہے، اگرچہ لوگ حکمرانوں سے کوئی عہد و پیمان نہ بھی کریں یا ان کی بیعت نہ بھی کریں۔ ایسا کرنا اسی طرح واجب ہے جس طرح اسلام کے دوسرے ارکان مثلاً نماز پنجگانہ، زکوٰۃ، روزہ اور حج بیت اللہ واجب ہیں۔ البتہ اگر کوئی حکمران کی اطاعت کرنے پر قسم اٹھالے تو اس کے لئے اس وجوب میں اور زیادہ تاکید واقع ہو جائے گی اس کے لئے اس قسم کے خلاف کچھ کرنا کسی صورت حلال نہیں ہوگا۔ قسم خواہ اللہ کے نام کی ہو یا کوئی دوسری قسم جو مسلمان عام طور پر اٹھاتے ہیں اس کی اہمیت برابر ہی ہے۔ حکمرانوں کی اطاعت کرنا اور ان کی خیر خواہی چاہنا تو ویسے ہی اللہ کے حکم کے مطابق واجب ہے اگر اس پر قسم اٹھالی جائے تو پھر اس کے وجوب اور تاکید کا کیا حال ہوگا؟

یہ ویسا ہی ہے جیسا کہ کوئی قسم اٹھالے کہ وہ نماز پنجگانہ ضرور ادا کرے گا، اور رمضان کے روزے ضرور رکھے گا، یا کوئی یہ قسم اٹھالے کہ وہ اپنے اوپر واجب حق کو ضرور پورا کرے گا، اور حق کی ضرور گواہی دے گا۔ ایسا کرنا تو اس پر بغیر قسم اٹھائے ہی واجب اور ضروری ہے، اگر کوئی اس بات کی قسم اٹھالے تو پھر اس کا کیا حال ہوگا؟

جن چیزوں سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے، مثلاً شرک، اللہ کے حکم سے خروج، جھوٹ، شراب نوشی، ظلم، فحاشی، حکمرانوں کو دھوکا دینا یہ سب کچھ حرام کے کام ہیں اگرچہ ان کے نہ کرنے کی قسم

نہ ہی اٹھائی جائے، اگر ان کاموں کے نہ کرنے کے بارے میں قسم اٹھالی جائے تو پھر ان کی حرمت کی کیا کیفیت ہوگی؟

اس لئے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات مثلاً حکمرانوں کی اطاعت، نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی، رمضان کے روزے، امانت کی ادائیگی اور عدل کا قیام کو پورا کرنے کے لئے قسم اٹھالے تو کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اسے اپنی قسم کی مخالفت کرنے کے لئے یا قسم توڑنے کے لئے فتویٰ دے۔ اور نہ ہی اس کے لئے جائز ہے کہ اس بارے میں کسی سے فتویٰ طلب کرے۔ جس کسی نے کسی کو اپنی قسم کی مخالفت کرنے یا قسم توڑنے کے بارے میں فتویٰ دیا، ایسا شخص اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والا ہے، اور اسلام سے ہٹ کر فتویٰ دینے والا ہے۔ اگر اس قسم کے معاہدوں کی یہ کیفیت ہے تو وہ معاہدہ جو حکمرانوں سے ان کی اطاعت کے بارے میں کیا جاتا ہے اور وہ سب سے بڑا معاہدہ ہے جسے پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کی کیا کیفیت ہوگی۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۳۵/۹-۱۱)

سنت نبوی ﷺ اور سلف صالحین کے طریقے سے دلیل:

پچھے ذکر ہونے والے تمام دلائل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خلیفہ کی غیر موجودگی میں کسی دوسرے شخص کو امیر بنالینا جائز ہے۔ اس لحاظ سے ان دلائل کو کسی دوسرے شخص کی بیعت کے جواز پر بھی بطور دلیل پیش کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ امارت کے قیام اور اس کے نتیجے میں کسی نظام اور امن کو کھڑا کرنے کے لئے بیعت لینا اور اطاعت کروانا ایک لازمی امر ہے۔ گذشتہ ذکر ہونے والے دلائل پر ہم آئندہ اوراق میں چند اور دلائل کا اضافہ کریں گے۔

① بیعت عقبی اولیٰ اور ثانیہ:

بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں پر انتہائی کمزوری کے لمحات میں خفیہ طور پر کی گئی تھی۔ مابین بیعت کی دلیل یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کے لئے بیعت کا حصول جائز نہیں جو نہ تو حکمران ہو اور نہ ہی اس کے پاس غلبہ اور اختیار ہو، اس وقت آپ ﷺ کے پاس نہ تو غلبہ و اختیار تھا اور نہ ہی آپ ﷺ کسی باقاعدہ مملکت کے سربراہ تھے۔ اس حوالے سے بیعت عقبی کو ایسے شخص کے لئے بیعت



کے حصول کے جواز پر بطور دلیل پیش کیا جاسکتا ہے جو نہ تو باختیار ہوا اور نہ ہی حکمران ہو۔ جو لوگ یہ بات کہتے ہیں کہ یہ بیعت یا اس قسم کی بیعت کا حصول صرف نبی کریم ﷺ کے لئے خاص تھا، یعنی نبی کریم ﷺ کے اس عمل کی طرح کسی عام فرد کے لئے جو خلیفۃ المسلمین نہ ہو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اعلاء کلمۃ اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے لوگوں سے مدد اور بیعت طلب کرے۔ اس بات کے لئے کسی دلیل کی ضرورت ہے جو اس حکم عام کو خاص کرتی ہو اور وہ دلیل کہاں ہے؟ چونکہ اس بارے میں کوئی دلیل موجود نہیں ہے اور نہ ہی سلف صالحین میں سے کسی کا کوئی قول موجود ہے جو اس حکم عام کو خاص کرتا ہو۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس حکم عام کو خاص کرنا ایک باطل چیز ہے، جو کہ ناقابل قبول ہے، نہ اس کے ساتھ حجت قائم کی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس کی طرف توجہ کی جائے گی۔

کتاب ”البیعة“ کے مصنف نے جو عقلی قیاس پیش کیا ہے کہ اس مسئلہ کی عدم تخصیص کے قائل صریح قسم کی گمراہی میں مبتلا ہیں، یہ قیاس سراسر شدت، سختی اور غلو پر مبنی ہے۔ دلائل و نصوص سے بے خبر انسان ہی ایسی بات کہہ سکتا ہے۔ بلکہ یہ ایک قسم کی گالی ہے جس کا شکار ہمارے سلف صالحین بھی ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے کسی سے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے تخصیص کے بارے میں کہا ہو۔ بلکہ ان سے اس مسئلہ کی عدم تخصیص ثابت ہے اس کی وضاحت اپنے مقام پر ذکر کی جائے گی۔ یہ کوئی ایسا اصولی مسئلہ نہیں کہ جس کے مخالف پر صریح گمراہی کا حکم لگایا جاسکے۔

اس لئے ہم کتاب ”البیعة“ کے مصنف سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس عبارت پر معذرت پیش کرتے ہوئے اپنی غلطی تسلیم کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ تائب ہونگے۔ اس عبارت کو اپنی کتاب سے حذف کر دیں اور کتاب دوبارہ طبع کا اہتمام کریں۔

② نبی کریم ﷺ سے صحیح حدیث سے ثابت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں موجود نہیں ہے اس کا مقرر کرنا غلط بات ہے۔ اگرچہ ایسی سوشرطیں ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ زیادہ درست ہے اور اللہ تعالیٰ کی شرط زیادہ قوی ہے (متفق)

(علیہ)

اس میں یہ دلیل ہے کہ ہر قسم کے ایسے معاہدے اور شرائط جو کہ کتاب و سنت کے مخالف نہ ہوں طے کرنے جائز ہیں، کیونکہ شریعت کا اصول ہے کہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی نذر نہیں مانی جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ کی مخالفت میں کوئی نذر پوری نہیں کی جائے گی۔ اگر کسی شرط سے کوئی شرعی مخالفت لازم نہ آتی ہو تو اسے پورا کیا جائے گا خاص طور پر اگر اس شرط کے پورا کرنے سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کا کوئی کام ہو رہا ہو تو اس وقت اس شرط کو پورا کرنا لازمی اور ضروری ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ مسلمان اپنی شرائط کو پورا کرنے اور ان کا خیال رکھنے کا بڑا اہتمام کرتے ہیں۔

یہ اسلام کے ایفاء عہد پر توجہ کا نتیجہ تھا کہ نبی کریم ﷺ نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ قریش کے ساتھ اپنے کئے ہوئے معاہدے کو پورا کریں اور آپ ﷺ کے ساتھ بدر میں لڑائی کے لئے نہ نکلیں۔ صحیح مسلم میں ہے سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

مجھے بدر میں شریک ہونے سے صرف اس بات نے روکا کہ میں اور میرے والد گرامی مدینہ جانے کے لئے اپنے گھر سے نکلے تو ہمیں کفار قریش نے پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ تم محمد ﷺ کے پاس جانا چاہتے ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم تو صرف مدینہ جانا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام پر ہم سے عہد و پیمان لیا کہ ہم مدینہ جا کر محمد ﷺ کے ساتھ مل کر قریش کے خلاف جہاد میں حصہ نہیں لیں گے۔ ہم نے مدینہ پہنچ کر نبی کریم ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں لڑائی سے واپس لوٹ جاؤ ہم ان کے ساتھ کیا ہوا وعدہ نبھائیں گے اور ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں گے۔

اگر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کسی کافر کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو بھی نبھائے گا خواہ اس کا نتیجہ کائنات کی اعلیٰ ترین ہستی کی معیت میں افضل ترین معرکہ ”بدر“ سے محرومی کی صورت میں بھی کیوں نہ نکلتا ہو۔ تو کیا یہ بالاولیٰ ضروری نہیں ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ

اور دوسرے نیک کاموں کی تکمیل کے لئے کیا ہوا وعدہ اور طے کی ہوئی شرائط پوری کرے جو کہ اس نے اپنی خوشی اور رضامندی سے طے کی ہیں۔

اللہ کے بندے غور کر! کہیں تیری سمجھ بوجھ اور عقل و بصیرت تجھے دھوکے میں مبتلا نہ کر دے۔ نفقہ عہد کو نبی کریم ﷺ نے نفاق کی علامت اور منافقین کی خصلت قرار دیا ہے۔ صحیح مسلم وغیرہ میں مذکور ہے: جس میں چار خصلتیں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس کسی میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ نہ دے۔ (وہ خصلتیں یہ ہیں) جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب معاہدہ کرے تو عہد شکنی کرے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ بکے۔

③ نیک کاموں پر عہد و پیمان باندھنے کی دلیل بخاری کی اس حدیث سے بھی ملتی ہے: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جب ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے مبعوث ہونے کی سرزمین یعنی مکہ پہنچے تو مسجد میں چلے گئے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو تلاش کرنا شروع کر دیا کیونکہ وہ آپ ﷺ کو پہچانتے نہیں تھے۔ اس بارے میں وہ کسی سے پوچھنا بھی نہیں چاہتے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ یہاں پر اجنبی ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ کیا آپ مجھے بتائیں گے نہیں کہ آخر آپ کا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ: اگر آپ مجھے عہد و پیمان دیں کہ آپ میری راہنمائی کریں گے اور اسے راز بھی رکھیں گے تو میں آپ کو بتا سکتا ہوں۔ علی رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے کی حامی بھری تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے وہاں آنے کے مقصد کے بارے میں آگاہ کر دیا۔ علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے یہ تو بالکل حق ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں صبح کے وقت آپ میرے ساتھ تشریف لانا۔ (یہ مکمل واقعہ صحیح بخاری میں موجود ہے، حدیث نمبر 3861، اس میں اس بات کا جواز موجود ہے کہ جس وقت دعوت کا کام اور دعوت دینے والے اسلام دشمن طاقتوں کا ہدف ہوں اس وقت ضرورت کے تحت کوئی بات راز رکھی جاسکتی ہے اور اسے راز رکھنے کے لئے کسی سے مدد بھی طلب کی جاسکتی ہے۔)



ابو ذر، علی رضی اللہ عنہ سے اس بات پر عہد و پیمان باندھ رہے ہیں کہ وہ جسے تلاش کر رہے ہیں اسے تلاش کرنے میں یہ ان کی راہنمائی کریں گے اور وہ جس مقصد کے لئے وہاں آئے ہیں یہ اس مقصد کو راز بھی رکھیں گے۔ علی رضی اللہ عنہ اس بات پر ان سے معاہدہ بھی کرتے ہیں اور ان کی بات بھی مانتے ہیں۔

یہ بات قاری کے علم میں ہونی چاہئے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ ان دنوں نہ تو خلیفہ تھے اور نہ ہی گورنر، حتیٰ کہ وہ مسلمان بھی نہیں تھے۔ اس کے باوجود علی رضی اللہ عنہ ان کی بات تسلیم کر رہے ہیں اور ان سے عہد و پیمان بھی باندھ رہے ہیں۔

④ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق کرنے اور ان کی بیعت کرنے کا قصہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔ اس واقعہ میں ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے عثمان اور علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم دونوں میں سے کون اس معاملہ سے دستبرداری کا اعلان کرتا ہے، تاکہ ہم خلیفہ کے چناؤ کا معاملہ اس کے سپرد کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے اور وہ خود سب سے بہترین انسان کا انتخاب کر لے۔ دونوں بزرگ خاموش رہے تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیا تم یہ معاملہ مجھے سونپتے ہو؟ اللہ تعالیٰ میری مدد کرے تاکہ میں تم میں سے بہترین انسان کے انتخاب کے بارے میں کوتاہی نہ کروں۔

دونوں نے کہا: ہاں۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے دونوں میں سے ایک کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمانے لگے: آپ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریبی رشتہ داری ہے اور میرے علم کے مطابق اسلام قبول کرنے کے لحاظ سے بھی آپ پہلے ہیں۔ میں تم پر اللہ کی قسم ڈالتا ہوں کہ اگر میں تمہیں امیر مقرر کر دوں تو تم ضرور انصاف کرو گے اور اگر میں عثمان رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر دوں تو تم اس کی بات بھی سنو گے اور اس کی اطاعت بھی کرو گے۔ پھر دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے بھی یہی بات کہی۔ جب دونوں سے وعدہ لے چکے تو عثمان سے کہنے لگے آپ اپنا ہاتھ اٹھائیے، اور ان کی بیعت کر لی۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت کی اور ان کے بعد اس گھر کے سب مکین اندر داخل ہوئے اور ان سب نے بیعت کر لی۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے اس کے باوجود انہوں نے عثمان اور علی رضی اللہ عنہ سے عہد و پیمان لیا کہ وہ دونوں خلیفہ کے انتخاب کے سلسلہ میں ان کی بات مانیں گے۔

⑤ عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل نے معرکہ یرموک کے دن جو کام کیا وہ بھی اس بارے میں ایک بہت بڑی دلیل ہے، ابن کثیر رقمطراز ہیں: سیف بن عمر، ابو عثمان غسانی سے بیان کرتے ہیں وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا: عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل نے یرموک کے دن کہا تھا: میں نے بہت سے معرکوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال کیا تھا کیا میں آج تم سے ڈر کر بھاگ جاؤں گا؟ پھر انہوں نے آواز لگائی کہ کون ہے جو موت پر بیعت کرے گا؟ چار سو کے قریب پیدل اور گھڑسوار مسلمانوں نے ان کی بیعت کی جن میں ان کے چچا حارث بن ہشام اور ضرار بن الازور بھی شامل تھے۔ سب نے جم کر لڑائی کی یہاں تک کہ سب کے سب زخمی ہو کر گر پڑے، اور ان میں ایک بڑا گروہ شہید بھی ہو گیا۔ ضرار بن الازور بھی شہید ہونے والوں میں شامل تھے۔ واقندی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ: جب سبھی لوگ زخموں کی وجہ سے گرے پڑے تھے تو ان میں سے کسی نے پانی طلب کیا جب اسے پانی پیش کیا گیا تو ایک دوسرے زخمی نے اس کی طرف دیکھا پہلا زخمی کہنے لگا یہ پانی اس کی طرف لے جاؤ۔ جب اس کے پاس پانی لے جایا گیا تو اس کی طرف کسی اور نے دیکھ کر پانی طلب کیا تو اس نے بھی کہا کہ یہ پانی اس کی طرف لے جاؤ۔ چنانچہ ایک ایک کر کے سبھی پانی ایک دوسرے کی طرف بھیجتے رہے اور سبھی شہید ہو گئے، ان میں سے کسی نے بھی پانی نہ پیا۔ (البدایہ والنہایہ: ۷/۱۱)

عکرمہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک بہت بڑے گروہ کی موجودگی میں یہ کام کیا ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک صحابی نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ اس وقت نہ تو خلیفہ تھے اور نہ ہی گورنر تھے۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا خاموش رہنا اس فعل کے درست ہونے کی دلیل ہے۔

ابن کثیر رقمطراز ہیں: سیف بن عمر نے اس واقعہ کی اسناد اپنے شیوخ تک ذکر کرنے کے بعد کہا کہ یرموک کے دن اس لشکر میں تقریباً ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ جن میں تقریباً ایک سو بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ (البدایہ والنہایہ: ۷/۹)

صحابی رضی اللہ عنہ کے فعل کے درست اور مشروع ہونے پر یہ اجماع صحابہ کی ایک شکل ہے۔

⑥ اسی طرح جو واقعہ جنگ صفین میں پیش آیا، جس وقت علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب نے قیس بن سعید بن عبادہ کو عراق کے لشکر کا امیر بنایا ان کی تعداد تقریباً چالیس ہزار تھی ان سب نے موت پر ان کی بیعت کی (ابن حجر کہتے ہیں: اسے طبری نے صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا ہے، فتح الباری: ۱۴/۶۷) قیس رضی اللہ عنہ ان دنوں نہ تو خلیفہ تھے اور نہ ہی لشکر کے سپہ سالار تھے۔ اس کے باوجود ان کے ہاتھوں پر یہ استثنائی بیعت کی گئی۔

⑦ اہل کوفہ نے یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کے لئے سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ بیعت کرنے والے تقریباً اٹھارہ ہزار افراد تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ: ۸/۱۵۴) جبکہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نہ تو خلیفہ تھے اور نہ ہی سپہ سالار تھے۔

⑧ سنت سے یہ بات ثابت ہے کہ مہدی جس کے ظہور کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے لوگ ان کی بیعت کریں گے اور وہ اسے ناپسند سمجھیں گے۔ یہ ان کے خلیفہ بننے اور حکومت حاصل کرنے سے پہلے کا واقعہ ہوگا۔ یہ اس مسئلہ کے بارے میں ایک قوی ترین دلیل ہے۔

⑨ حجاج بن یوسف اور خلیفہ وقت عبدالملک بن مروان کے خلاف خروج کرنے کے لئے لوگوں نے عبدالرحمن بن الأشعث کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ بصرہ میں موجود تمام فقہاء و قراء، بزرگوں اور جوانوں نے حجاج اور عبدالملک کو سلطنت سے علیحدہ کرنے کے لئے اس بیعت کی موافقت کی۔ ابن الأشعث کی بیعت کرنے والوں میں جبلہ بن زحر، سعید بن جبیر اور شععی رضی اللہ عنہ وغیرہ جیسے کبار علماء بھی شامل تھے۔

اسی طرح اہل بصرہ نے سن بیاسی ہجری میں حجاج بن یوسف کے خلاف قتال کرنے کے لئے عبدالرحمن بن عیاش بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ (البدایۃ والنہایۃ: ۹/۳۸-۳۲)

⑩ لوگوں نے محمد انفس الزکیہ کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ اہل مدینہ نے عباسی خلیفہ ابو جعفر المنصور کے خلاف خروج کرنے کے لئے ان کے ہاتھوں پر سن ۱۴۵ ہجری میں بیعت کی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بیعت کا فتویٰ دیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ: ۱۰/۸۵-۸۶)



(۱۱) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے کے اور خلیفہ واثق کے فسق و فجور اور بدعات کے خلاف خروج کے لئے احمد بن نصر الخزاعی کی بیعت کی گئی۔

ابن کثیر رقمطراز ہیں: پھر سن ۲۳۱ ہجری شروع ہو گیا، اس سال احمد بن نصر الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے، کو قتل کر دیا گیا۔ سن ۲۰۱ ہجری میں خلیفہ مامون کی بغداد سے غیر حاضری کی کے دوران جب فسادی لوگوں کی اکثریت ہو گئی تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قیام کے لئے بہت سے لوگوں نے احمد بن نصر الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں پر بیعت کر لی۔ احمد بن نصر رحمۃ اللہ علیہ صاحب علم و عمل اور مجتہد عالم دین تھے۔ یہ سنت کے امام تھے اور نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے تھے۔ آگے چل کر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: اسی سال کے شعبان کے مہینہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے، بادشاہ کی طرف سے بدعات کے فروغ، دعویٰ خلق قرآن اور اس کے حاشیہ برداروں کے گناہ اور بے حیائی کے کاموں میں مشغولیت کی وجہ سے احمد بن نصر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں پر خفیہ طور پر بیعت کی گئی۔ (البدایہ والنہایہ: ۱۰/۳۱۶-۳۱۷)

ان تمام واقعات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہمارے سلف صالحین بھی اس قسم کی بیعتوں میں مشغول رہے ہیں۔ ایسے کئی واقعات یہاں ذکر کر دیئے گئے ہیں، یہ بہت ظاہر اور واضح مسئلہ نہ معلوم کتاب ”البدیۃ“ کے مؤلف کی نگاہوں سے کس طرح اوجھل رہ گیا؟ جو یہ کہتے ہیں: اس قسم کی استثنائی بیعتوں سے ہمارے سلف صالحین کا کیا تعلق؟

تنبیہ: ہم نے خلیفۃ المسلمین کی غیر موجودگی میں جہاد کے شروع کرنے کے بارے میں جو بات کی ہے اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مسلمانوں کا ہر فرد علیحدہ علیحدہ اپنے جداگانہ طریقوں کے مطابق اس فریضے ادا کرنا شروع کر دے۔ اور اس کے نتیجے میں جو نفع و نقصان ظاہر ہونے والا ہے اس کا وہ ہرگز خیال نہ کرے۔ یہ طریقہ بالکل ناقابل قبول ہے اور اس کے قبول نہ کئے جانے کی چند وجوہات ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

① یہ چیز فرقہ بندی اور تنازعات کا باعث بننے والی ہے۔ جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی ہوا

کھڑ جائے گی، ان میں کمزوری پیدا ہوگی اور ان کے نظام میں خلل واقع ہوگا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے جماعت بندی، تنظیم اور امت کی وحدت کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمام قسم کے اسباب قوت کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور فرقہ بندی، تنازعات اور کمزوری کے تمام اسباب سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ﴾ (الأنفال: ۴۶)

اور اللہ کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے رہو، آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَانَهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ﴾

(الصف: ۴)

بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔

نبی کریم ﷺ سے مروی صحیح حدیث ہے:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جماعت کو لازم پکڑو اور فرقہ بندی سے اپنے آپ کو بچا کر رکھو، کیونکہ اکیلے آدمی پر شیطان اپنا تسلط جما لیتا ہے، اور وہ دو آدمیوں سے دور بھاگتا ہے۔ (حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے۔)

آپس میں مناسب نظم و نسق کا نہ ہونا جہادی جماعتوں کے امن اور سلامتی کے لئے سب سے بڑا خطرہ

ہے اور ان کے اہداف کی طرف ان کے سفر کے راستے میں رکاوٹ بھی ہے۔

② یہ ایسے فتنے کا باعث ہے جو اس فتنے اور برائی سے بھی بڑا ہے جس کے ازالے کے لئے جہاد شروع کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جداگانہ اور علیحدہ علیحدہ طریقوں سے جہاد کرنے کا نتیجہ اکثر اوقات کمزوری اور لامرکزیت کی صورت میں نکلتا ہے۔ جداگانہ طریقوں سے جہاد کرنے سے اکثر اوقات اس بات سے بے خبری رہتی ہے کہ کون سا کام کرنے میں مصلحت ہے اور کون سا کام مصلحت سے خالی ہے، کون سا کام کرنا چاہیئے اور کس کام سے رک جانا بہتر ہے۔ جبکہ جماعتی سطح پر یہ کام کر کے اس قسم کی خامیوں سے بچا جاسکتا ہے۔ کیونکہ جماعت کے تمام معاملات باہمی تعاون، منصوبہ بندی، نظم و ضبط اور مشاورت کے ذریعے طے ہوتے ہیں، اور ہر کام شروع کرنے سے پہلے اس کے نتائج کے بارے میں بھرپور تحقیق اور سوچ بچار کی جاتی ہے۔

③ جہاد کے لوازمات اور شرائط میں یہ بات شامل ہے کہ اس کی ادائیگی کے لئے مناسب قوت لازمی طور پر تیاری کی جائے۔ یہ ایک جماعتی ذمہ داری ہے کہ اس کے حصول کے لئے تمام طاقتیں اور امکانات صرف کر دیئے جائیں۔ جماعت کے اندر رہ کر ہر فرد اپنی طاقت کے مطابق یہ فریضہ سرانجام دے۔ یہ ایک فرد یا چند افراد کے کرنے کا کام نہیں، جب تک اس میں ایک پوری جماعت کی طاقت و قوت اور اس میدان میں کام کرنے والے مجاہدین کی سوچ و فکر اور طاقت و قوت کو شامل نہ کیا جائے یہ کام پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جہاد کی تیاری کا حکم جمع کے صیغے کے ساتھ دیا ہے اور امت کے کسی فرد کو اس سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ (الأنفال: ۶۰)

”تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ﴾ (المائدہ: ۲)



”نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو“۔

سب سے بہترین تقویٰ اور نیکی کا کام جس پر ایک دوسرے سے تعاون کیا سکتا ہے وہ جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی سر بلندی کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ ہر مسلمان پر اپنے وسائل اور طاقت و قوت کے بقدر جہاد کی تیاری کرنا واجب ہے۔ سب سے بہترین وہ ہے جو اپنے مال و جان کے ذریعے جہاد کرتا ہے اور سب سے کم درجے والا وہ ہے جو خیر خواہی اور دعا کے ذریعے اور عزت و آبرو کا دفاع کرنے کے ذریعے مجاہدین کی مدد کرتا ہے۔ فریضہ جہاد سے سستی کا شکار ہونے والے منافقین کی زبانیں جب مجاہدین کی عزت و آبرو کو پامال کر رہی ہوتی ہیں اس وقت ان کی عزت و آبرو کا تحفظ بھی ایک اعلیٰ درجے کا جہاد ہے۔ جو اتنا بھی نہیں کر سکتا کہ مجاہدین کے لئے خلوص کے ساتھ دعا ہی کر دے اس کے پاس سوائے نفاق کے اور کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔

اللہ تعالیٰ منافقین کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَكِنَّ اللَّهَ انْبَعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ﴾ (التوبہ: ۴۶)

اگر ان کا ارادہ جہاد کے لئے نکلنے کا ہوتا تو وہ اس سفر کے لئے سامان کی تیاری کر رکھتے لیکن اللہ کو ان کا اٹھنا پسند ہی نہ تھا اس لئے انہیں حرکت سے ہی روک دیا اور کہہ دیا کہ تم بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے ہی رہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (التوبہ: ۹۱)

ضعیفوں پر اور بیماروں پر اور ان پر جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ بھی نہیں کوئی حرج نہیں

بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کرتے رہیں، ایسے نیک کاروں پر الزام کی کوئی راہ نہیں، اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت و رحمت والا ہے۔

ایسے معذور لوگوں کے لئے کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ خالص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کی خیر خواہی کرنے والے ہوں۔ اور خفیہ طور پر مجاہدین کے خلاف اپنے دلوں میں دشمنی رکھنے والے نہ ہوں اور نہ ہی انہیں دھوکا دینے والے ہوں۔

③ تیسری صفت: وہ اللہ تعالیٰ کے لئے دوستی رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے دشمنی رکھتے ہیں:

طائفہ منصورہ کی نمایاں ترین صفات میں سے یہ صفت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے دوستی رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہی دشمنی رکھتے ہیں۔ مومنوں کے لئے نرم پہلو رکھتے ہیں، آپس میں رحم دل ہیں، کافروں کے لئے ترش رو ہیں اور ان پر سختی کرنے والے ہیں۔ ان کے ہاں دوستی کا معیار صرف اور صرف عقیدہ ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ (الفتح: ۲۹)

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾ (المائدہ: ۵۴)

اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی

ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے، یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فضل جسے چاہے دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔

یہ آیت مبارکہ طاائفہ منصورہ کی تقریباً تمام صفات کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع ان صفات میں شامل ہے جس کا اظہار ارشادِ ربانی (يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ) سے ہوتا ہے۔ یہ صفت صرف اسی کو حاصل ہو سکتی ہے جس میں سنتِ نبوی کی مکمل پیروی کی صفت بدرجہ اتم موجود ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (آل عمران: ۳۱)

کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

اتباع کی صفت اگر بندے میں درجہ کمال تک پہنچ جائے تو اس کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت پایہ تکمیل کو پہنچ جاتی ہے، اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ بھی اس بندے سے کمال کی محبت کرتے ہیں۔ اسی طرح کسی بندہ میں نبی کریم ﷺ کی اتباع کا کمال کے درجہ کو پہنچ جانا اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کے کمال کی دلیل ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں اور اسی طرح دونوں ایک دوسرے کی سچائی کی دلیل بھی ہیں۔

طاائفہ منصورہ کی صفات میں ایک صفت جہاد فی سبیل اللہ بھی ہے۔ وہ حق کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے خوفزدہ نہیں ہونگے۔ اس صفت کا اظہار مذکورہ آیت کریمہ میں (يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ) سے ہوتا ہے۔

طاائفہ منصورہ کی صفات میں ایک صفت ”الولاء والبراء“ یعنی اللہ کے لئے دوستی کرنا اور اللہ کے لئے دشمنی رکھنا بھی ہے۔ یہ دوستی اور دشمنی ایمان اور عقیدے کی نسبت کی بنا پر ہوتی اس صفت کا اظہار مذکورہ آیت میں ﴿إِذْلَةِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی اس صفت کا تذکرہ ایک دوسری آیت میں بھی کیا ہے:



﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ (التوبہ: ۷۱)  
 ”مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور) دوست ہیں۔“

اور فرمایا:

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (آل عمران: ۲۸)  
 ”مومنوں کو چاہئے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔“

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے علاوہ کسی دوسرے سے دوستی لگانے کو نفاق، کفر اور جھوٹ کی علامات قرار دیا ہے۔ غیروں سے دوستی کرنے والے لوگ اگرچہ اپنی زبان سے اس بات کا اقرار نہ بھی کرتے ہوں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا هُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ (المائدہ: ۸۱)  
 اگر انہیں اللہ تعالیٰ پر اور نبی پر اور جو نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان ہوتا تو یہ کفار سے دوستیاں نہ کرتے۔

اور فرمایا:

﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ (المائدہ: ۵۱)  
 ”تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے۔“

اور فرمایا:

﴿أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ﴾ (الکہف: ۱۰۲)  
 کیا کافر یہ خیال کئے بیٹھے ہیں؟ کہ میرے سوا وہ میرے بندوں کو اپنا حمایتی بنالیں گے؟  
 ایسا ہونا بہت محال ہے، اگر ایسا ہو جائے تو وہ اللہ کے بندہ ہونے کی صفت سے نکل کر شیطان اور طاغوت کے بندے ہونے کی صفت میں داخل ہو جائیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ (الأعراف: ۲۷)

ہم نے شیطانوں کو ان ہی لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

اور فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ﴾ (البقرہ: ۲۵۷)

”اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں۔“

اللہ کے لئے دوستی اور اللہ کے لئے دشمنی ایمان کا ایک مضبوط ترین سہارا ہے، یہ صفت صرف کامل ایمان والوں کو ہی حاصل ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

اللہ کے لئے دوستی رکھنا اور اللہ کے لئے دشمنی رکھنا، اسی طرح اللہ کے لئے محبت کرنا اور اس کے لئے بغض رکھنا ایمان کا ایک مضبوط ترین سہارا ہے۔ (احمد، حاکم، طبرانی، صحیح الجامع: ۲۵۳۹)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

جس نے اللہ کے لئے محبت کی، اللہ کے لئے بغض رکھا، اللہ کے لئے عطا کیا اور اللہ کے لئے

روکا اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔ (ابوداؤد، السلسلۃ الصحیحہ: ۳۸۰)

جو بات ہم یہاں ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ طاغفہ منصورہ۔ جو کہ جہاد اور عمل کے لحاظ سے اس امت کا افضل ترین گروہ ہے۔ کی دوستی اور دشمنی صرف اور صرف عقیدے کی بنیاد پر ہوتی ہے، اس کے علاوہ ان کے سامنے دوستی اور دشمنی کا کوئی دوسرا معیار نہیں ہے۔ یہ اسی سے محبت کرنے والے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور اسے پسند فرماتا ہے، اور اسے پسند کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اور اس سے ناراض ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کسی تعلق، رابطے یا زمینی حقائق کا خیال نہیں رکھتے۔ کسی آدمی کی عزت و احترام ان کے ہاں صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ وہ جہد حق سے قریب ہوتا ہے یہ اسی قدر شدت سے اسے چاہتے ہیں، اور جو جہد را اللہ کا نافرمان اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے دور ہوتا ہے وہ اسی قدر ان کی طرف سے دشمنی اور عداوت کا مستحق ہوتا ہے۔ قطع نظر اس بات سے کہ وہ کس رنگ و نسل یا کس وطن سے تعلق رکھنے والا

ہے۔ طائفہ منصورہ کی طرف سے دشمنی اور عداوت کا مستحق صرف وہی شخص ہوتا ہے جو کافر ہو، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دشمن ہو، اور شیطان اور طاغوت قوتوں کا غلام ہو۔ اسلام کی نگاہ میں فضیلت کا معیار رنگ و نسل سے قطع نظر صرف تقویٰ اور عمل صالح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (الحجرات: ۱۳)

اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے اور قبیلے بنا دیئے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یقیناً مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔

اسی معیار پر فضیلت اور برتری قائم ہوتی ہے اور یہی دوستی اور دشمنی کا معیار ہے۔ طائفہ منصورہ دوسروں کے ساتھ تعلق قائم کرنے میں اس معیار کو لازم پکڑے ہوئے ہے۔ جو لوگ عقیدہ و ایمان کے تعلق کی بجائے کسی دوسرے تعلق کی بنیاد پر دوستی و دشمنی کو اختیار کئے ہوئے ہیں وہ بہت بڑے خطرے کی حد کو چھو رہے ہیں۔ اور وہ لوگ طائفہ منصورہ کی صفات و عادات سے بہت دور ہیں اگرچہ وہ زبانی طور پر اس بات کا دعویٰ کرتے رہیں کہ ان کا تعلق طائفہ منصورہ سے ہے۔

زمانہ جاہلیت کی دوستی کی مختلف صورتیں جو اس وقت امت میں عام پھیلی ہوئی ہیں، جن سے بچنا نہایت ضروری ہے:

ضروری ہے کہ موجودہ دور میں پھیلی ہوئی زمانہ جاہلیت کی مختلف صورتوں کی طرف اشارہ کر دیا جائے تاکہ مجرموں کا راستہ واضح ہو جائے اور حق باطل سے متمیز ہو جائے۔ زمانہ جاہلیت کی ان جھوٹی محبتوں نے امت کو مختلف گروہوں میں بانٹ دیا ہے اور مختلف سلسلوں کی طرف منسوب کر دیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ اکثر لوگوں نے ان باطل تعلقات کو دوستی اور دشمنی کا معیار بنا رکھا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بجائے ان تعلقات کی بنا پر آپس میں حقوق و فرائض کی تقسیم کرتے



ہیں۔ جاہلیت کے ان باطل تعلقات کی مختلف صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

① کسی خاص جماعت کے ساتھ نسبت کی بنا پر دوستی اور دشمنی کا معیار مقرر کرنا: مثال کے طور پر کسی جماعت سے تعلق کی بنا پر دوستی اور دشمنی کھڑی کرنا۔ اگر تو اس کا تعلق ان کی جماعت سے ہے تو یہ اس سے محبت بھی کریں گے، اسے اپنے قریب بھی کریں گے اور اس سے تعلق بھی قائم کریں گے۔ جو ان کی جماعت سے تعلق نہیں رکھتا اس سے دشمنی اور عداوت رکھیں گے۔ قطع نظر اس بات سے کہ وہ دینی اعتبار سے اور اخلاق و عادات کے لحاظ سے کیسا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنی جماعت کے صحیح یا غلط فیصلے اور نیک و بد کام میں صرف اس وجہ سے اس کا حامی و ناصر بن کے رہنا کہ یہ موقف اور منشور خاص ہماری جماعت کی طرف سے جاری کیا گیا ہے۔

اگر اس جماعت پر کوئی تنقید کی جائے خواہ وہ درست تنقید ہی کیوں نہ ہو فوراً ان کا رنگ بدل جاتا ہے اور شدت غضب کی وجہ سے یہ تنقید کا رخ فوراً اس کی طرف موڑ دیتے ہیں جو ان کی جماعت پر تنقید کرنے کی جرأت کرتا ہے۔

ان لوگوں کے ہاں ہر چیز پر تنقید کی جاسکتی ہے، ہر چیز قابل گرفت اور قابل درستی ہو سکتی ہے صرف ان کی جماعت، اس جماعت کے اکابرین اور جماعت کے افکار و نظریات اور مبادیات پر تنقید نہیں کی جاسکتی۔ اس جماعتی محبت کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جماعت کی طرف سے جاری ہونے والی تمام تعلیمات و فرامین کو مکمل طور پر صرف اس وجہ سے مان لینا کہ یہ میری جماعت کی طرف سے جاری شدہ ہیں قطع نظر اس بات سے کہ وہ درست ہیں یا غلط، یا حق کے موافق ہیں یا نہیں؟ اور نہ ہی ان فرامین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم جاننے کے لئے انہیں شریعت کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔

اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اپنی جماعت کے احکام و فرامین کو اللہ تعالیٰ کے احکام و فرامین پر مقدم کیا جائے۔ جنہوں نے دوستی اور دشمنی کے لئے جماعتی تعلق کو معیار بنا رکھا ہے ان کا یہ سب سے بڑا جرم ہے جس پر ان کا ضرور مواخذہ کیا جانا چاہیئے۔

ان لوگوں کے ہاں ایک برائی یہ بھی ہے کہ حق کو صرف اسی صورت میں قبول کرتے ہیں اگر ان کی

جماعت کی طرف سے بیان کیا جا رہا ہو۔ اگر کسی دوسرے ذریعے سے حق ان تک پہنچے تو یا تو اسے بالکل قبول نہیں کرتے یا پھر اسے قبولیت کا وہ درجہ نہیں دیتے جو اس صورت میں دینے والے تھے اگر حق ان کی جماعت کے ذریعے سے انہیں حاصل ہوتا۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اگر آپ ان میں سے کسی سے کسی مسئلہ پر بات چیت کر کے دیکھ لیں، باوجودیکہ آپ حق پر ہوں گے لیکن وہ پھر بھی آپ سے اس بارے میں جھگڑا کرے گا اور آپ جس حق پر ہیں وہ اس کی قدر و قیمت کم کرنے کی کوشش کرے گا، لیکن اگر آپ اس سے یہ کہہ دیں کہ بھی جس طریقے کو میں بیان کر رہا ہوں بعینہ تمہاری جماعت کا بھی یہی نظر یہ ہے اور تمہاری جماعت کے اکابرین بھی اس بات کے قائل ہیں، آپ اسے دیکھیں گے کہ وہ فوراً اپنے جھگڑے سے رجوع کر کے آپ کے سامنے اقرار کرے گا کہ واقعی یہ بات صریح حق ہے۔

اگر اس جماعت کے قائدین اور اکابرین سے کوئی بہت بڑی صریح غلطی ہو جائے تو کارکنوں کو آپ دیکھیں گے کہ مختلف قسم کی تاویلیں پیش کر رہے ہیں اور ان کی غلطی کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں گویا کہ کچھ ہوا ہی نہیں۔ جبکہ اس قسم کی یا اس سے بھی چھوٹی غلطی اگر کسی دوسری جماعت یا دوسرے شخص سے ہو جائے تو یہ اسے بالکل معاف نہیں کرتے۔ بلکہ اس کی طرف طعن و تشنیع کے تیر برساتے ہیں، اسے برے القابات سے نوازتے ہیں اور گناہ گار قرار دیتے ہیں۔

یہ سب کی سب جماعت کی بنیاد پر محبت کرنے کی مختلف صورتیں ہیں جو کہ نہایت ہی قابلِ مذمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع بھی فرمایا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں رقمطراز ہیں: اگر ان لوگوں کے اکٹھا ہونے کا مقصد بغیر کسی کمی زیادتی کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی پیروی کرنا ہو، وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے بھی ہوں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر وہ اس میں کسی کمی زیادتی کے مرتکب ہوں، مثلاً تعصب کی وجہ سے اپنے اہل جماعت کا ساتھ دینے والے ہوں خواہ وہ حق پر ہوں یا باطل پر، اور جو ان کی جماعت سے تعلق رکھنے والے نہ ہوں ان سے اعراض برتنے والے ہوں خواہ وہ حق پر ہوں یا باطل پر۔ یہ تفرقہ بندی اور اختلافات کی وہ قسم ہے جس کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ

نے مذمت بیان کی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جماعت کے ساتھ ملنے اور آپس میں الفت و محبت پیدا کرنے کا حکم دیا ہے اور فرقہ بندی اور اختلافات سے منع فرمایا ہے۔ نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کا تعاون کرنے کا حکم دیا ہے اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کا تعاون کرنے سے منع فرمایا ہے۔

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں: جو کسی شخص سے اس شرط پر معاہدہ کرتا ہے اس کے دوستوں سے دوستی رکھے گا اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھے گا، اس کا یہ فعل تا تار یوں جیسا ہوگا جو کہ شیطان کے راستے میں جہاد کرنے والے ہیں۔ ایسے لوگ نہ تو اللہ کے راستے کے مجاہد ہیں اور نہ ہی مسلمانوں کے لشکر سے ان کا کوئی تعلق ہے۔ ایسے لوگوں کو مسلمانوں کے لشکر میں شامل کرنا جائز نہیں بلکہ یہ شیطان کے لشکر ہی ہیں۔

❷ کسی بزرگ یا عالم کی ذات کی بنیاد پر دوستی کرنا، بزرگوں کے ساتھ نسبت کی بنیاد پر دوستی و دشمنی کا معیار مقرر کرنا:

مسلمانوں کے علاقوں میں جھوٹی محبتوں کی جو مختلف صورتیں رواج پذیر ہیں ان میں ایک صورت کسی بزرگ کی ذات کی بنیاد پر محبت کرنا ہے۔ اس کی متعدد صورتیں ہیں:

☆ لوگ کسی بزرگ سے محبت کرتے ہیں اس کی بنیاد پر کسی سے دوستی رکھتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر دشمنی رکھتے ہیں۔ جو اس بزرگ سے محبت کرنے والا اور اس کی بیعت کرنے والا ہو اس سے محبت کرتے ہیں اور جو اس بزرگ کا دشمن ہو اس سے دشمنی رکھتے ہیں، اس بات سے قطع نظر کہ وہ دینی اور اخلاقی لحاظ سے کیسا ہے اور ان میں عملی اعتبار سے کون بہتر ہے۔

☆ ایک صورت یہ ہے کہ تعصب کی بنا پر اس بزرگ کے صحیح یا غلط اقوال کو سینے سے لگائے رکھنا اور صرف اس خاطر ان کا دفاع کرتے رہنا کہ یہ ہمارے بزرگ کی طرف سے جاری کردہ اقوال و افعال ہیں اور انہیں کتاب و سنت کی طرف نہ لوٹانا۔

☆ ایک صورت یہ ہے کہ اس بزرگ کے پیروکار اپنے بزرگ کے بارے میں کسی تنقید یا بزرگ



کے تعاقب کو بالکل پسند نہیں کرتے۔ اگر کوئی کسی مسئلہ یا کسی چھوٹی سی چیز کے بارے میں اس بزرگ پر تنقید کرتا ہے اگرچہ وہ ایسا کرنے میں حق بجانب ہی کیوں نہ ہو، بزرگ کے پیروکاروں کے تاثرات فوراً تبدیل ہو جاتے ہیں اور وہ فوراً تنقید کرنے والے کی زجر و توبیخ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں بزرگ ایک ایسی فافوق الفطرت ہستی ہے جس پر تنقید یا اس کا تعاقب نہیں کیا جاسکتا۔

☆ ایک صورت یہ ہے کہ وہ اپنے بزرگ کے اقوال و فتاویٰ کو انتہا درجے مقدس تصور کرتے ہیں گویا کہ یہ آسمان سے نازل ہونے والے حروف ہوں جن کا مناقشہ یا تردید نہیں کی جاسکتی۔ ان لوگوں کے ہاں ہر شخص کی بات تسلیم بھی کی جاسکتی ہے اور رد بھی کی جاسکتی ہے، سوائے ان کے بزرگ کے اس کی بات صرف تسلیم ہی کی جائے گی اسے رد نہیں کیا جاسکتا۔ اگرچہ وہ زبان سے ایسا نہ بھی کہنے والے ہوں لیکن ان کے اعمال ضرور اس بات کی گواہی دیتے ہیں، اکثر اوقات زبان حال زبان قال سے بھی زیادہ قابل اعتبار ہوتی ہے یعنی قول کا اتنا اعتبار نہیں ہوتا بحقد رعمل کا اعتبار ہوتا ہے۔

☆ ایک صورت یہ ہے کہ شیخ کے قول کو کتاب و سنت پر صرف اس خیال کے تحت مقدم کر دیا جانا کہ عام لوگ کتاب و سنت کو سمجھ نہیں سکتے اور سبھی لوگ فہم و فراست اور علم میں فلاں بزرگ سے کمتر ہیں، اور وہ بزرگ ان تمام لوگوں سے زیادہ کتاب و سنت کا علم رکھنے والے اور اسے سمجھنے والے ہیں۔ یہ لوگ صرف اسی وجہ سے کتاب و سنت کی مخالفت کرتے ہیں کہ ہمارا شیخ کتاب و سنت کو زیادہ جاننے والا ہے اور عام لوگوں کے پاس ان کا اس قدر علم نہیں ہے۔

☆ ایک صورت یہ ہے کہ جب حق امام یا بزرگ کے قول کے مخالف ہو تو حق کو رد کر دیا جائے اور امام یا بزرگ کے قول کو ہی قبول کیا جائے اگرچہ وہ قول باطل اور کتاب و سنت کی صریح نصوص کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

☆ ایک صورت یہ ہے کہ حق صرف اسی صورت میں قبول کیا جائے گا اگر وہ ان کے امام یا شیخ کی طرف سے یا اس کے طریقے کے مطابق ہو، اگر حق کسی دوسرے ذریعے سے ان تک پہنچے تو اسے وہ مقبولیت حاصل نہیں ہوتی جو مقبولیت اسے اس صورت میں ملنے والی تھی اگر وہ ان کے شیخ کے ذریعے

سے ان تک پہنچتا۔

☆ ایک صورت یہ ہے کہ تاویل کے ذریعے اپنے شیخ کی غلطیوں پر ہمیشہ پردہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جبکہ اگر یہی غلطی کسی دوسرے سے سرزد ہو جائے تو اسے گناہ گار اور مجرم قرار دیا جاتا ہے سبھی اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے اور اسے کبھی معاف نہیں کیا جاتا۔ اگر کسی بزرگ یا کسی عام شخص کے بارے میں کوئی غلط بات کہہ دی جائے تو یہ اس سے خوش ہوتے ہیں یا کم از کم انہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ لیکن اگر ان کے شیخ یا بزرگ کے بارے میں ایسی کوئی بات کہہ دی جائے اگرچہ وہ درست ہی کیوں نہ ہو ان کا غصہ فوراً بھڑک اٹھتا ہے اور تھامے نہیں تھمتا۔ ان کی موجودگی میں ایسا ہو جانا ناممکن ہے اور وہ اس کی کبھی اجازت نہیں دیتے۔

ان کے ہاں ان کے اپنے بزرگ کا گوشت (یعنی اس کی غیبت کرنا) زہر ہلاہل سے بھی زیادہ قاتل زہر ہے جبکہ دوسرے اہل علم و فضل بزرگوں کا گوشت (ان کی غیبت کرنا) ان کے ہاں بڑا لذیذ اور مرغوب ہوتا ہے، اسے نوچنے اور کھانے میں ان کے ہاں کوئی مضائقہ نہیں۔

اگر لوگ اپنے بزرگوں اور علماء کے بارے میں اس درجہ تک پہنچ جائیں تو ان پر لازمی طور پر اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان صادق آتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ﴾ (التوبہ: ۳۱)

”ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور رویشوں کو رب بنایا ہے۔“

کیونکہ انہوں نے بھی خطاؤں کے باوجود اپنے علماء کی پیروی کی تھی۔ ان کے علماء نے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کیا اور حلال کردہ چیزوں کو حرام کیا تو اہل کتاب نے ان کی تابعداری کی۔ اور تورات و انجیل میں موجود اللہ تعالیٰ کے احکام و فرامین پر اپنے علماء کے احکام و فرامین کو مقدم کیا تو اللہ تعالیٰ نے وعید کے طور پر قرآن میں یہ حکم نازل فرمایا کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے علماء کی پیروی کی اور انہیں رب تسلیم کر لیا۔

عدی بن الحنفیہ بن حاتم کے بارے میں احادیث میں یہ واقعہ مذکور ہے:

عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وہ اس وقت تک ابھی عیسائی ہی تھے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا:-

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (التوبہ: ۳۱)

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔

عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: ہم ان کی عبادت تو نہیں کرتے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کر دیتے ہیں تو تم بھی انہیں حرام سمجھ لیتے ہو، اور وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر لیتے ہیں تو تم بھی انہیں حلال سمجھ لیتے ہو؟ عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: بالکل ایسا ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہی تو ان کی عبادت ہے۔

ابو البحرزی کا قول ہے: اگرچہ بنی اسرائیل نے اپنے علماء کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھی، اگر وہ انہیں ایسا حکم دے بھی دیتے تو بنی اسرائیل والے کبھی ان کے لئے رکوع و سجود یا قربانی نہ کرتے۔ لیکن انہوں نے انہیں حکم دیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ کو حرام کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو حلال کر دیا تو انہوں نے ان کی بات مان لی یہ بھی ان کی ربوبیت کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔

ربیع بن انس کا قول ہے: میں نے ابو العالیہ سے پوچھا کہ بنی اسرائیل نے اپنے علماء کو اپنا رب بنا لیا، اس کا مفہوم کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ بنی اسرائیل والوں نے کتاب اللہ میں موجود تمام اوامر و انہی کو دیکھ لیا لیکن اس کے باوجود انہوں نے کہا کہ ہم اس بارے میں اپنے علماء سے ذرہ برابر بھی آگے نہیں بڑھیں گے۔ ہم وہی بات مانیں گے جس کا وہ ہمیں حکم دیں گے اور اسی بات سے رکیں گے جس بات سے وہ ہمیں روکیں گے۔ انہوں نے انسانوں سے نصیحت چاہی اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیا۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۷/۶۷)



شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: جسے معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو سمجھنے میں غلطی کر رہا ہے، وہ اس کی غلطی کے باوجود اس کی پیروی کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے روگردانی کرتا ہے اس کا بھی اس شرک میں حصہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے مذمت بیان کی ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۷/۷۱-۷۲)

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: اگر استاذ کی یہ خواہش ہو کہ اس کا شاگرد ہر بات میں اس کی پیروی کرے، جس سے وہ محبت کرتا ہے وہ اسی سے محبت کرے اور جس سے وہ دشمنی رکھتا ہے وہ بھی اسی سے دشمنی رکھے۔ ایسا کرنا حرام ہے۔ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو اس طرح کا حکم دے، اور ایسے حکم کو ماننا بھی جائز نہیں۔ بلکہ امت کو جمع کرنا سنت ہے اور ان میں تفرقہ ڈالنا بدعت ہے۔ دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی پیروی کرنا امت کے درمیان اتفاق کا باعث ہے، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے امت میں افتراق و انتشار پیدا ہوگا۔

جس کسی نے کسی دوسرے سے اس شرط پر معاہدہ کیا کہ وہ اس کے دوست سے دوستی کرے گا اور اس کے مخالفین سے دشمنی رکھے گا، ایسا کرنے والے تاتاریوں کی جنس میں سے ہیں جو کہ شیطان کے راستے میں جہاد کرنے والے ہیں۔ ایسے لوگ نہ تو مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں اور نہ ہی یہ مسلمانوں کے لشکر سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ انہیں مسلمانوں کے لشکر کی کہنا درست نہیں کیونکہ یہ شیطان کے لشکر ہی ہیں۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۹/۲۸-۲۰)

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فرعون اور ابلیس میں سے ہر ایک کا یہی مطالبہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی اتباع و عبادت کی جائے۔ فرعون اور ابلیس میں یہ ظلم انتہا درجے کو پہنچا ہوا تھا۔ تمام انس و جن کے نفوس میں اگر کچھ ایسا ہے تو یہ اسی ظلم کا حصہ ہے۔ کیونکہ ہر انسان اپنے بارے میں ہر ممکن حد تک یہ چاہتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اور اسے سر بلندی حاصل ہو۔ انسانی نفوس سر بلندی اور اختیار کے حصول کی محبت سے لبریز ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ایسے لوگ صرف انہیں سے محبت کرتے ہیں جو کہ ان کی

نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے میں ان کی موافقت کرنے والا ہو۔ اور جو ان کی نفسانی خواہشات کا مخالف ہو یہ اس سے دشمنی رکھنے والے ہوتے ہیں۔ ان کی خواہشات و ارادے ہی ان کے معبود ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا﴾ (الفرقان: ۴۳)

”کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جو اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے۔“

ایسے لوگوں کے ہاں عام لوگوں کی حیثیت وہی ہے جو کافر بادشاہوں کے ہاں ان کی عوام کی حیثیت ہے۔ انہوں نے اپنی رعایا کو ”یال“، ”یاغی“، یعنی میرا دوست اور میرا دشمن، دو گروہوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ جو ان کی موافقت کرنے والا ہے وہ ان کا دوست ہے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اور جو ان کی موافقت نہ کرے وہ ان کا دشمن ہے خواہ وہ متقی پرہیزگار ہی کیوں نہ ہو، یہی فرعون کا حال تھا۔

ایسے حکمرانوں میں سے ہر کوئی اس بات کا خواہش مند ہوتا ہے کہ ہر ممکن حد تک اس کی پیروی کی جائے، لیکن یہ لوگ ابھی تک دعویٰ الوہیت اور خالق کائنات کے انکار کی اس حد تک نہیں پہنچے ہوتے ہیں جس حد تک فرعون جا پہنچا تھا۔ یہ لوگ اگرچہ خالق کائنات کا اقرار کرتے ہیں لیکن پھر بھی اگر کوئی شخص یہ دعوت پیش کرے کہ ایسے لوگوں کی اطاعت چھوڑ کر صرف اللہ کی اطاعت کرو تو یہ اس کے اس طرح دشمن بن جاتے ہیں جیسا کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے دشمنی کی تھی۔ اکثر حکمرانوں کے پاس عقل اور ایمان کی کچھ رتق موجود ہوتی ہے وہ اس حد تک تو نہیں پہنچتے لیکن اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کروانا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر لوگ ان کے جائز فرامین کو مان رہے ہوں تو یہ اس کے ساتھ اس بات کا مطالبہ بھی شروع کر دیتے ہیں کہ ان کے ذاتی اغراض و مقاصد کو بھی مانا جائے خواہ وہ گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام ہی کیوں نہ ہوں۔ جو لوگ ان کی بات مان لیتے ہیں وہ انہیں ان لوگوں کی نسبت زیادہ عزیز ہوتے ہیں جو صرف اللہ کی اطاعت کرنے والے ہوں اور ان کی ناجائز خواہشات کو ماننے سے انکار کر دیں۔ یہ بھی فرعون اور رسولوں کے انکاری تمام لوگوں کے رویے کی ایک قسم ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ:

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: معلمین کو ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ وہ لوگوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیں اور ایسی تعلیمات دیں جو لوگوں کے درمیان دشمنی اور عداوت پیدا کرنے کا باعث ہوں۔ بلکہ انہیں بھائی چارے کی فضا پیدا کر کے نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (المائدہ: ۲)

نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

معلمین میں سے کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی سے اس شرط پر بیعت لے کہ وہ اس کی ہر خواہش کی موافقت کرے گا، اور اسی سے دوستی رکھے گا جس سے اس کی دوستی ہوگی اور اسی سے دشمنی رکھے گا جس سے اس کی دشمنی ہوگی۔ ایسا کرنا تو چنگیز خان اور اس کے بیچ پر چلنے والے دوسرے ظالم بادشاہوں کے طریق کار پر چلنے کے مترادف ہوگا۔ کیونکہ جوان کا حمایتی ہوتا تھا وہ اسے اپنا دوست سمجھتے تھے اور جوان کا مخالف ہوتا تھا وہ ان کا دشمن اور باغی سمجھا جاتا تھا۔

ایسا کرنے والے لوگوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں اور وہی کام کریں جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے۔

اگر دو معلمین کے درمیان، یا دو شاگردوں کے درمیان یا استاذ اور شاگرد کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو جائے تو کسی کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ بغیر حق جانے کسی ایک کی حمایت کرے۔ کسی کی حمایت نہ تو بے علمی میں کرنی چاہیے اور نہ ہی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے ایسا کرنا چاہیے۔ جب حق واضح ہو جائے تو جھوٹے کے خلاف سچے کی حمایت کرنا ضروری ہے۔ سچا خواہ اپنے ساتھیوں میں سے ہو یا کسی دوسرے کے ساتھیوں میں سے اس کی حمایت کی جائے گی اور جھوٹا خواہ اپنے ساتھیوں میں سے ہو یا کسی دوسرے کے ساتھیوں میں سے اس کی مخالفت کی جائے گی۔ ایسا کرنے کا اصل مقصد صرف



یہی ہوگا کہ اللہ واحد کی عبادت کی جائے اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے، حق کی پیروی کی جائے اور انصاف کو قائم کر دیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلَوْا أَوْ تَعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا﴾ (النساء: ۱۳۵)

اے ایمان والو! عدل و انصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور خوشنودیء مولا کے لئے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ، گو وہ خود تمہارے اپنے خلاف ہو یا اپنے ماں باپ کے یا رشتہ دار عزیزوں کے، وہ شخص اگر امیر ہو تو اور فقیر ہو تو دونوں کے ساتھ اللہ کو زیادہ تعلق ہے، اس لئے تم خواہش نفس کے پیچھے لگ کر انصاف نہ چھوڑ دینا اور اگر تم نے کج بیانی یا پہلو تہی کی تو جان لو کہ جو کچھ تم کرو گے اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

جس نے اپنے ساتھی کی طرف میلان اختیار کیا قطع نظر اس بات سے کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا، اس نے جاہلیت کے مطابق فیصلہ کیا اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے سے باہر چلا گیا۔ تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ یکجا ہو کر باطل کے خلاف حق کے حمایتی بن جائیں، ان کے ہاں وہی قابل تعظیم ہو جس کی اللہ تعالیٰ نے عظمت بیان کی ہے، ان کے ہاں اولیت اسی کو حاصل ہو جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اولیت دی ہے، ان کے ہاں رسوا کن وہی ہو جس کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مذمت بیان کی ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم اور مرضی کے مطابق ہونا

چاہیے۔ اپنی خواہشات اور مرضی کے مطابق ایسا کچھ نہیں ہونا چاہیے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۵/۲۸-۱۷)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ ایک دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں: کسی کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ تعریف اور مذمت، محبت اور عداوت، دوستی اور دشمنی اور دعائے رحمت اور لعنت کو ان ناموں کے علاوہ کسی اور نام کے ساتھ جوڑ دے جن ناموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں جوڑا ہے۔ جیسا کہ قبیلوں اور شہروں کے نام،

اور مختلف مشائخ اور اماموں کی طرف منسوب مختلف مذاہب اور مختلف طریقوں کے نام۔  
 مومن خواہ کسی رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والا ہو اس کے ساتھ دوستی کرنا واجب ہے اور کا فر خواہ کسی رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والا ہو اس سے دشمنی رکھنا واجب ہے۔ شیخ کی کلام یہاں ختم ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے اور انہیں اپنی وسیع جنتوں میں داخل فرمائے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۲۷-۲۲۸)

تنبیہ: ضروری ہے کہ ہم علماء کی عزت و احترام اور ان کی درست باتیں تسلیم کرنے کے درمیان اور ان کے ناموں اور مذاہب، سچے اور جھوٹے اقوال پر تعصب کرنے اور ان کی ذات کی بنیاد پر دوستی اور دشمنی قائم کرنے کے درمیان فرق کریں۔

پہلی چیز واجب ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے بندوں کے لئے مشروع قرار دیا ہے اور انہیں ایسا کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ: ایسا شخص ہم میں سے نہیں جس نے ہمارے بڑوں کا احترام نہ کیا، اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا، اور ہمارے عالم کی قدر نہ پہچانی۔ (احمد، صحیح الترغیب: ۹۶)  
 یعنی عالم کی عزت و تکریم نہ کرنے والا اور اسراف اور غلو کے بغیر ان کی مناسب تعریف نہ کرنے والا اس میں شامل ہے۔

دوسری چیز باطل ہے جو کہ انسان کو شرک میں ڈال دینے والی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور اس سے بڑی شد و مد کے ساتھ بچاؤ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ پہلے اس کا تذکرہ گذر چکا ہے۔

یہ تنبیہ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کیونکہ اکثر لوگ جائز دوستی اور ممنوع دوستی دونوں معاملات کے درمیان خط ملط کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ دوستی اور تعریف کرنے میں اسراف اور غلو کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور اسے اس لئے جائز اور درست سمجھتے ہیں کہ علماء کا امت اور بندوں پر احسان ہے اس لئے ان کی تعریف میں غلو کیا جائے گا۔ اس لئے یہ وضاحت اور تنبیہ ذکر کی گئی ہے۔

③ وطن کی محبت یا وطن کی محبت کی بنیاد پر دوستی یا دشمنی اختیار کرنا:

اس سے مراد وطن کی وہ محبت نہیں ہے جو ہر انسان کو اپنی جائے پیدائش ہونے کی وجہ سے اس کی طرف شوق کی صورت میں ہوتی ہے، کیونکہ وطن کی ایسی محبت اور اس کی طرف ایسے شوق کا اظہار تو سنت سے ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ کو جب مشرکین مکہ نے مکہ سے نکال دیا تو اس وقت آپ ﷺ نے مکہ کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا: تو مجھے اللہ تعالیٰ کی زمین میں سب سے زیادہ محبوب ترین ہے۔ اگر تیری قوم والے مجھے یہاں سے نکال نہ دیتے تو میں ہرگز یہاں سے نہ نکلتا۔ وطن کی محبت کا یہ مفہوم جائز اور درست ہے۔ یہاں ہماری مراد ہرگز اس مفہوم سے نہیں ہے بلکہ ہم ایک دوسرے مفہوم کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں جو کہ آج کل تمام ملکوں کے قوانین میں ایک دستور کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ بندوں کے درمیان دوستی اور دشمنی کا معیار اور حقوق و واجبات کی تقسیم اس وطن کی جغرافیائی حدود کی طرف نسبت کی بنیاد پر ہوتی ہے جس کی طرف وہ منسوب ہوتے ہیں۔ دوستی اور دشمنی کے حوالے سے کافر اور مومن اور اہل کفر اور اہل اسلام میں کوئی فرق نہیں ہوتا، جب تک وہ سب ایک وطن کی طرف منسوب ہوتے ہیں سب کے سب دوستی اور دشمنی میں برابر ہوتے ہیں۔

وطنیت کا یہ نظریہ تمام مسلم ممالک میں رائج ہے۔ ان تمام ممالک سے عقیدہ اور دین کی طرف نسبت، تقویٰ، حسن عمل اور حسن اخلاق کی بنیاد پر دوستی اور دشمنی کا معیار ختم ہو چکا ہے۔ اس نظریہ کے ذریعہ مسلمانوں پر ضروری ہو چکا ہے کہ وہ فاسق و فاجر ترین لوگوں سے اسی طرح محبت کریں جس طرح وہ متقی اور نیک ترین لوگوں سے کرتے ہیں۔ اور فاسق و فاجر لوگوں کو وہی حقوق دیں جو متقی اور پرہیزگار لوگوں کو دیتے ہیں۔ جب تک یہ فاسق و فاجر اور متقی و پرہیزگار ایک ہی وطن کے شہری ہیں دوستی اور دشمنی کا یہی معیار رہے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ اس نظریہ سے یہ بات بھی لازم آتی ہے کہ جو شخص اس ملک کی جغرافیائی حدود سے باہر رہتا ہے، یا کسی دوسرے ملک کا باشندہ ہے خواہ وہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ نیک و صالح ہی کیوں نہ ہو اسے ان حقوق اور دوستی کا معمولی سا بھی حصہ نہیں دیا جاسکتا جو اس ملک کا شہری ہونے کی وجہ سے کسی شخص کو مل رہے ہوتے ہیں خواہ وہ سب سے بڑا فاسق و فاجر اور کافر ہی کیوں نہ ہو۔



اکثر ملکوں میں وطن کا یہی مفہوم رائج ہے اور اسی کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے یہ ایک ایسے بت کا روپ دھار چکا ہے جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے۔ دوستی، دشمنی، محبت، عداوت، صلح، جنگ غرض ہر چیز کے لئے وطن کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ وطنیت پرستی کے بعض دعویدار تو اس حد تک دور جا پہنچے ہیں کہ انہوں نے ربوبیت کو صریحاً وطن کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اور قربانی اور عبادت کی بہت سی اقسام انہوں نے وطن کے لئے خاص کر دی ہیں۔

مثال کے طور پر دیکھئے! احمد محرم مصری اپنے وطن مصر کے بارے میں کیا کہتا ہے:

اگر لوگ مجھ سے پوچھیں کہ مصر کی محبت کیا ہے؟ (تو اس کا جواب یہ ہے کہ) مصر میرا خون، دل، میرے جسم کا حصہ اور میرا سیدنہ ہے۔

میں اسی سے خوف کھاتا ہوں اور اسی سے امید رکھتا ہوں، اس کے نقصان سے میں ڈرتا ہوں اور یہی میری امیدوں کا مرکز ہے، یہ نہ تو کوئی راز کی بات ہے اور نہ ہی کوئی انوکھی بات ہے۔ اپنے پرستاروں کے لئے یہی زندگی ہے اور یہی موت ہے، یہی مالدار کی اور یہی فقیر کی ہے، یہی امن ہے اور یہی خوف ہے۔

یہی جاری چشمہ ہے، یہی ناراضگی اور یہی رضا مندی ہے، یہی دین و دنیا ہے، اسی سے لوگ ہیں اور زمانہ ہے۔

ہمارا اسی پر ایمان ہے، ہمیں خواہشات کا غلام کہنے والے سن لے! ہم وطن پر ایمان لائے ہیں اور تیرا انکار کرتے ہیں۔

اسی طرح شوقی کہہ رہا ہے:

اے میرے وطن! میں ناامیدی کے بعد تجھ میں لوٹا ہوں، مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ جوانی کی حالت میں تجھ سے مل رہا ہوں (یعنی میری جوانی لوٹ آئی ہے)

ہر مسافر ایک نہ ایک دن تجھ میں واپس لوٹ ہی آئے گا، اگر اس کے مقدر میں زندگی اور واپس آنا لکھا ہوا ہے۔

اگر مجھے تیری طرف بلایا جاتا تو میں تجھے اپنا دین سمجھتا اور اس پکار پر ضرور لبیک کہتا۔  
اگر میں اپنی زبان سے کلمہ شہادت اور توبہ کے کلمات بولوں تو بیت اللہ سے پہلے تیری طرف  
منہ کرتا ہوں۔

وطن کو اس قدر مقدس اور قابل تعظیم سمجھنا شرک اکبر کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ چیز لوگوں کے عقائد و  
نظریات، اخلاق و عادات اور رویوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اس حوالے سے بعض اوقات لوگ  
اس قدر تساہل ہو جاتے ہیں کہ وہ کہنا شروع کر دیتے ہیں: میں وطن کے لئے جہاد و قتال کرتا ہوں۔  
میں وطن کے لئے مرتا ہوں۔ میں اپنا مال اور بیٹے وطن پر قربان کرتا ہوں۔ میں اپنی ہر چیز وطن کے لئے  
قربان کرتا ہوں۔ وطن اس قدر قیمتی ہے کہ ہماری طرف سے ہر قیمتی اور نفیس چیز کا مستحق ہے۔ وطن کے  
لئے ہر چیز کی قربانی دی جاسکتی ہے۔ وطن سے مقصود صرف وہی جغرافیائی حدود ہوتی ہیں جس کی طرف  
کوئی اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے۔ اگر اس کا وطن امن و سلامتی کے ساتھ ہے تو باقی مسلمان ملکوں کی  
کوئی پرواہ نہیں۔ دوسرے مسلمان ملکوں کی اس کے نزدیک کوئی حیثیت اور وقعت ہی نہیں ہوتی۔ اس  
کے ہاں اہمیت صرف اور صرف اس کے اپنے وطن کی ہی ہے۔ اس کے اپنے وطن کی اللہ تعالیٰ حفاظت  
فرمائے اور مسلمانوں کے باقی ملکوں پر خواہ اللہ تعالیٰ کی لعنت نازل ہو۔

وطن کی تعظیم و تقدیس کا یہ عقیدہ موجودہ دور کے تقریباً تمام عرب ممالک میں ایک دستوری حیثیت کے  
ساتھ موجود ہے۔ کیونکہ ہر ملک کا دستور اپنے ملک کے شہریوں کو صرف اپنے ملک کی حدود کے دفاع کی  
اجازت دیتا ہے۔ اس کے نزدیک دوسرے ممالک کے مسلمان خواہ کتنی بڑی تباہی سے کیوں نہ گذر  
جائیں انہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں کیونکہ ان کے ملک کا دستور انہیں اس ملک کا دفاع کرنے کی اجازت  
نہیں دیتا۔ فلسطین، چیچنیا، افغانستان، کشمیر، فلپائن، اریٹریا، سوڈان اور اس کے علاوہ بہت سے ایسے  
ممالک جو مسلم دشمن قوتوں کی طرف سے صریحاً ظلم و ستم کا سامنا کر رہے ہیں ان کے بارے میں بھی  
تمام مسلم ممالک کا تقریباً یہی موقف ہے۔

وطن، وطنیت اور وطن پرستی کے نام پر ان لوگوں نے مسلمانوں کے علاقوں کو مختلف خطوں میں تقسیم کر دیا

ہے۔ ہر ملک کی حدود جدا جدا ہیں اور دستور مختلف ہیں۔ ہر ملک ایک مختلف قومی ترانے کا حامل ہے جسے صرف اسی ملک کے باشندے یاد کرتے ہیں اور وہی اسے گاتے ہیں۔ وطنیت پرستوں نے اخوت اسلامی کو نکھرے ہوئے چند ملکوں میں تقسیم کر دیا ہے، جو اپنے دلوں میں نفرت کا جذبہ لئے باہم برسر پیکار ہیں۔ یہ سب کچھ امت مسلمہ کو اس کے دشمنوں کی نگاہوں میں کمزور، حقیر اور غیر اہم کرنے کا باعث ہے۔ ہم ایسے عقائد و نظریات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتے ہیں۔

اللجنة الدائمة للبحوث العلمیہ والإفتاء کے فتویٰ نمبر ۱/۵۴۱ میں یہ بات مرقوم ہے: جس کسی نے یہودیوں، عیسائیوں اور تمام کافروں اور مسلمانوں کے درمیان صرف وطن کا ہی فرق رکھا، اگر وہ سبھی ایک ہی ملک کے باشندے ہوں تو ان پر ایک ہی قسم کے احکام لگائے وہ شخص کافر ہے۔

اسلام میں وطنیت کا مفہوم:

اسلام کی نگاہ میں وطن صرف وہی ہے جو اس کے احکام و قوانین کے تابع ہے۔ جو بھی وطن کسی بھی دور میں اسلام کے احکام و قوانین کے تابع ہو جائے وہ اسلام کا وطن ہے۔ یہ وہ وطن ہے جس کی حدود اسلامی عقیدہ پھیلنے کی وجہ سے اطراف عالم میں پھیلتی جاتی ہیں۔ جس علاقے میں اسلام کو غلبہ حاصل ہو وہ اسلام اور مسلمانوں کا وطن بن جاتا ہے۔

ہر وہ انسان: اس میں ذمی بھی شامل ہیں۔ جو اس اسلامی وطن کے احکام و قوانین کے تابع ہو جائے وہ اس ملک کا شہری ہے اور اسے اس ملک کی طرف سے تمام حقوق اور سہولیات فراہم کی جائیں گی۔ اس سب کی تفصیل فقہ الاسلامی کے متعلقہ باب میں موجود ہے۔

جس وطن کی ابھی خصوصیات ذکر کی گئی ہیں وہ شہریت، رنگ اور زبان کے اختلاف کے باوجود دنیا کے ہر مسلمان کا وطن ہے۔ تمام مسلمانوں کو یکساں طور پر اس ملک میں سہولیات اور حقوق ملیں گے۔

یہ وہ وطن ہے جس کے دفاع کے لئے ہر قیمتی سے قیمتی چیز بھی قربان کرنا ضروری ہے۔ اس وطن کو جو خطرہ بھی لاحق ہو خواہ وہ مادی خطرہ ہو یا معنوی خطرہ ان تمام خطرات سے اس وطن کی حفاظت کرنا لازمی ہے خواہ یہ خطرہ داخلی دشمنوں کی طرف سے ہو جیسے دین اسلام سے متنفر تنظیمیں اسلام کے خلاف وار کرتی ہیں



یہ خطرہ کسی خارجی دشمن کی طرف سے ہو جو کہ اس وطن کے امن و سلامتی پر وار کرنا چاہتے ہیں۔ اس وطن اسلامی کی خواہ ایک بالشت زمین کو ہی خطرہ کیوں نہ ہو اس کے دفاع کے لئے بھی کوشش کی جائے گی۔

اگر یہ سوال اٹھایا جائے کہ اس دور کے وہ مسلم ممالک جن پر کفر کی حکمرانی اور قوانین مسلط ہیں ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، اور اس بارے میں مسلمانوں کا کیا موقف ہے؟

اس کا جواب یہ ہے: کفر کے احکام کے نفاذ کی وجہ سے اگرچہ یہ ممالک دارالحرب شمار ہوتے ہیں لیکن ایک طرح سے یہ دارالاسلام بھی ہیں۔ کیونکہ یہ علاقے اصل میں مسلمانوں کے تھے اور ان سے چھینے گئے ہیں۔ اور کفر نے ان پر ناحق اپنا تسلط جمارکھا ہے۔ ان علاقوں کو کفر سے آزاد کروانا اور اسلام کے زیرنگیں لانا ضروری ہے۔ اس کے لئے خواہ کتنی ہی قربانیاں کیوں نہ دینی پڑیں۔ موجودہ دور کی تمام جہادی تنظیموں کا یہی ہدف ہے۔ ہر مخلص مسلمان اللہ کے دین اور حدود اللہ کے بارے میں بڑا غیور ہوتا ہے۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ کا سب سے بلند ترین درجہ ہے۔ یہ جہاد ہر مسلمان پر حسب استطاعت اور غصب شدہ علاقے سے قربت کی نسبت سے واجب اور ضروری ہے۔

اسلام کے نزدیک وطنیت کا یہی مفہوم ہے۔ یہی وہ اسلامی وطن ہے جس کی مدد و نصرت اور اس کا دفاع ضروری ہے۔

اگر یہ سوال اٹھایا جائے کہ مسلمانوں کے علاقوں کے دفاع اور ان کی حرمت اور آزادی کی حفاظت کے لئے اس قدر زیادہ اہتمام کیوں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ: وطن کی حرمت پامال ہونے سے انسان کی دوسری حرمتوں اور حقوق مثلاً دین، مال، عزت اور نفس وغیرہ کے بھی پامال ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ان حرمتوں کی حفاظت کے لئے وطن کی حرمت اور امن و سلامتی کی حفاظت ضروری ہے۔ دین بھی دراصل انہیں حرمتوں کی حفاظت اور دفاع کے لئے ہی آیا ہے۔ انسانی حرمتوں کو پامال ہونے سے بچانے کے لئے وطن ایک محفوظ اور پر امن پناہ گاہ ہے۔ اسی وجہ سے اسلام نے مسلمانوں کے وطنوں کو ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی خطرات

سے محفوظ رکھنے کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ وطن کے امن و سلامتی پر کسی قسم کا حملہ ہی کیوں نہ ہو اور ایسا کرنے والے جو بھی لوگ ہوں ان سے اپنے وطن کو محفوظ کرنے کے لئے اور وطن کا دفاع کرنے کے لئے اپنی قیمتی سے قیمتی چیز بھی کیوں قربان کرنے پڑے اس سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

وطنیت کا غلط مفہوم اس سے بچاؤ لازمی ہے:

موجودہ دور میں خاص طور پر مسلم ممالک میں وطنیت صرف اور صرف حاکم وقت اور طاغوتی نظام کے مفادات کے تحفظ کا نام ہے۔

جو کوئی جس قدر زیادہ حاکم وقت اور طاغوتی نظام کے مفادات کا تحفظ کرنے والا ہوگا وہ اسی قدر زیادہ محب وطن سمجھا جائے گا۔ اور جو جس قدر حاکم وقت اور طاغوتی نظام کا مخالف ہوگا اسے اسی قدر زیادہ وطن کا دشمن تصور کیا جائے گا۔

صرف اسی بنا پر ایسے شخص کو ان تمام معاشرتی اور سیاسی حقوق سے محروم کر دیا جاتا ہے جو اس ملک کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ہر شہری حاصل کر رہا ہوتا ہے۔

اگر آپ کی طرف سے حاکم وقت اور طاغوتی نظام کی سیاست پر معمولی اعتراض یا مخالفت ظاہر ہو تو آپ سے فوراً اس وطن کی شہریت سلب کر لی جائے گی۔ اور شہری ہونے کے معمولی حقوق سے بھی آپ کو محروم کر دیا جائے گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رعایا اور ملک ان حکمرانوں، ان کے خاندانوں اور پارٹیوں کی ذاتی ملکیت ہیں اس لئے آپ کو وطن اور اس کے بلند ترین مفادات کا دشمن قرار دینے میں ذرا بھی تامل سے کام نہیں لیتے ہیں۔

یہ وطنیت کا جھوٹا اور غلط مفہوم ہے۔ یہ بات آپ کو طاغوتی قوتوں کے سامنے کلمہ حق کہنے سے روک نہ دے۔ کیونکہ یہ طاغوتی قوتیں اللہ تعالیٰ کی زمین پر بوجھ ہیں اور لوگوں کے حقوق اور عزتیں پامال کرنے والے ہیں۔

ایک شبہہ اور اس کا جواب:

کوئی کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے: ہم ان تمام باتوں میں کیسے موافقت پیدا کریں گے کہ ایک طرف

وطن کے لئے لڑنا مرنا اور قربانی جائز نہیں اور دوسری طرف یہ بھی ہے کہ اسلام کے وطن اور مسلمانوں کے وطنوں کا دفاع کرنا ایک دینی فریضہ ہے اور ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح یہ حدیث بھی ہے کہ جو اپنے مال اور عزت کے دفاع کی خاطر مارا گیا وہ شہید ہے...!؟

اس کا جواب یہ ہے: یہاں ہر دو معاملات کے درمیان کوئی تعارض نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور اس کی اطاعت میں کسی چیز کے دفاع کے لئے لڑنے اور اس کی طرف معاملہ لوٹائے بغیر کسی دوسرے کے راستے اور اس کی غیرت و حمیت کے لئے لڑنے میں بہت فرق ہے۔

پہلی چیز کو اسلام نے مشروع قرار دیا ہے اور اس کا حکم دیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ قرار دیا ہے۔ جبکہ دوسری چیز ایک غلط طریقہ ہے اور شرک شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اس سے اعمال کا غیر اللہ کی طرف پھیرنا لازم آتا ہے۔ اسی بنا پر کسی آدمی کا یہ کہنا: ہم وطن کے لئے لڑتے ہیں، ہم وطن کے لئے قربانی دیتے ہیں، اور اس طرح کے دوسرے الفاظ جو اس دور میں معروف ہیں یہ سبھی غلط الفاظ ہیں۔ البتہ یہ کہنا درست ہوگا: ہم اللہ کے راستے میں وطن کے دفاع کے لئے لڑتے ہیں، ہم اللہ کے راستے میں وطن کے دفاع اور اس کی عزت و حرمت کی حفاظت کے لئے لڑتے ہیں، یہ درست الفاظ ہیں اور ایسا کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح وطن کی محبت اور اس کی طرف شوق ظاہر کرنے میں جو کہ جائز ہے اور وطن کی طرف نسبت کو دوستی اور دشمنی کا معیار مقرر کرنے کے درمیان بہت فرق ہے۔ ثانی الذکر چیز ناجائز ہے۔ کیونکہ اس سے وطن کو اللہ کے ساتھ شریک کرنا لازم آتا ہے۔ اس کی تفصیل گذشتہ سطور میں گذر چکی ہے۔

④ قومیت کی بنا پر دوستی:

یہ وہ دوستی ہے جو کسی قوم کی طرف نسبت یا قومی روابط کی بنا پر ہوتی ہے۔ قومی روابط مندرجہ ذیل عناصر اور بنیادوں پر استوار ہوتے ہیں: جنس، تاریخ، زبان، مشترکہ مفادات اور زمین۔ اطراف عالم میں مختلف اقوام بکھری ہوئی ہیں، مثلاً: عرب قوم، فرانسیسی قوم اور ترک قوم وغیرہ۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ دوستی کی یہ قسم بھی گذشتہ ذکر ہونے والی دوستی کی اقسام کی طرح ہی ہے۔ کیونکہ اس دوستی سے



بھی دین اور عقیدے کا عنصر مکمل طور پر خارج ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قومیت پرستی اور قوم پرستوں کے نزدیک ایک یہودی، مجوسی، غالی باطنی، شرکیہ اور کفریہ عقائد کے حامل لوگوں اور ایک موحد مسلمان جب یہ ایک ہی قوم کی طرف منسوب ہوں تو ان کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

ایک قوم کا فرد ہونے کی وجہ سے جو سہولیات اور حقوق ایک کافر اور بے دین مشرک کو حاصل ہیں وہ حقوق اور سہولیات کسی متقی پرہیزگار مسلمان کو میسر نہیں آسکتیں جو اس قوم کا فرد نہیں ہے۔

مثال کے طور پر ایک ایسا عرب جو کہ بے دین اور مشرک ہو وہ خواہ کسی بھی دین سے تعلق رکھنے والا ہو اسے عرب قوم کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے جو حقوق اور سہولیات میسر ہیں وہ کسی موحد پاکستانی مسلمان کو میسر نہیں آسکتیں جو کہ عرب قوم کی طرف منسوب نہیں ہے۔

قومیت کا یہ مفہوم جو کہ موجودہ دور میں مشہور ہے اور اسی کے مطابق عمل کیا جاتا ہے یہ صریح کفر ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو واجب اور واجب کردہ اشیاء کو حرام ٹھہراتا ہے۔ اس رابطے کا تعلق بھی زمانہ جاہلیت کے ان تمام روابط اور تعلقات سے ہے جن سے اسلام نے سختی سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (الحجرات: ۱۳)

اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کتبے اور قبیلے بنا دیئے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے: میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو اس آیت کے مطابق عمل کرتا ہو:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾

کیونکہ ہر آدمی دوسرے سے کہتا ہے کہ میں تجھ سے زیادہ باعزت ہوں۔ حالانکہ خوف خدا کے

علاوہ عزت کا کوئی دوسرا معیار نہیں ہو سکتا۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿فَجَعَلَ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ☆ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ﴾ (اقلیم ۳۵-۳۶)

کیا ہم مسلمانوں کو مثل گناہ گاروں کے کر دیں گے۔ تمہیں کیا ہو گیا، کیسے فیصلے کر رہے ہو؟

نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ صحیح حدیث ہے:

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کا کبر و غرور اور آباء و اجداد کے ساتھ فخر کرنے کو ختم کر دیا ہے۔ مومن متقی ہے اور فاسق و فاجر بد بخت ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ لوگوں کو چاہیے کہ وہ قوموں کی بنیاد پر فخر کرنا چھوڑ دیں۔ ایسے لوگ جہنم کا ایندھن ہونگے، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں سیاہ رنگ کے بدبودار حشرات الارض سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ (احمد، صحیح الجامع ۱: ۱۷۸)

اور فرمایا:

جس نے زمانہ جاہلیت کے کسی تعلق کی تمنا کی وہ جہنم کے گروہوں میں سے ہے۔ ایک آدمی کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگرچہ وہ شخص نماز پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو۔ تم اللہ کی طرف اپنی نسبت کرو جس نے تمہارا نام ”مسلمان“، ”مومن“ اور ”اللہ کے بندے“ رکھا ہے۔ (صحیح الترغیب والترہیب: ۵۵۳)

اور فرمایا:

ایسا شخص ہم میں سے نہیں جس نے اپنے آپ کو جاہلیت کی کسی بات کی طرف منسوب کیا۔ (صحیح سنن النسائی: ۱۷۵۶)

اسلام کے علاوہ ہر نسبت زمانہ جاہلیت کی نسبت ہے۔ ہر وہ تعلق جو عقیدہ، دین، عمل صالح اور خشیت الہی کے علاوہ کسی دوسری چیز پر قائم ہو وہ زمانہ جاہلیت کا گندہ تعلق ہے۔ اس تعلق کو ختم کر دینا اور اس سے براءت کا اظہار کرنا ضروری ہے۔

اور فرمایا:

تم میں سے میرے دوست وہ ہیں جو متقی ہیں، وہ جو کوئی بھی ہوں، اور جہاں کہیں کے رہنے والے ہوں۔ (اسے ابن ابی عاصم نے السنۃ میں ذکر کیا ہے اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔) یعنی وہ جس کسی بھی جنسیت اور قومیت کے ہوں، جس کسی جگہ کے رہنے والے ہوں، جس کسی ملک کے شہری ہوں۔ وہ ہمارے پیغمبر اور اہل ایمان کے دوست ہیں۔ یہی لوگ متقی اور نیکوکار ہیں۔ یہی راہ حق ہے اور اس کے علاوہ ہر چیز باطل ہے۔

اور فرمایا:

کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر، اور نہ گورے کو کالے اور نہ کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل ہے، مگر فضیلت صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔ تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ (مسند احمد، یہ حدیث صحیح ہے۔) ہر وہ نفی جس کے بعد استثناء واقع ہوا انتہاء درجے کی قصر اور حصر کا فائدہ دیتی ہے۔ یعنی ایک چیز کو دوسری چیز پر اور دو چیزوں کو آپس میں تقویٰ کے علاوہ کسی دوسری بنیاد پر فضیلت حاصل نہیں۔ یہ حدیث مبارکہ ان تمام فضیلتوں اور روابط کو لغو قرار دیتی ہے جو زمانہ جاہلیت سے بنی نوع انسانیت کے درمیان رواج پذیر ہیں۔ یہ فضیلت خواہ قومیت کی بنا پر ہو یا کسی دوسری بنیاد پر ہو۔ یہ حدیث مبارکہ تمام بنی نوع انسانیت کو ایک ہی صورت میں جمع کرنا چاہتی ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ افضلیت صرف اور صرف تقویٰ اور عمل صالح کی بنیاد پر ہے۔

⑤ کسی قبیلہ یا خاندان کی طرف نسبت کی بنیاد پر دوستی اور دشمنی کا معیار مقرر کرنا:

اس کی صورت یہ ہے کہ قبیلہ یا خاندان والوں کے ہاں دوستی اور دشمنی کا معیار دین اور اخلاق سے قطع نظر صرف اور صرف قبیلہ یا خاندان کی طرف نسبت ہو۔ صرف وہی شخص دوستی اور مدد کا مستحق ہو جو اپنے قبیلہ یا خاندان کی طرف منسوب ہو اور اس قبیلہ کے رسوم و رواج اور قوانین کو اپنانے والا ہو اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اس مدد اور دوستی کا مستحق وہ شخص نہیں ہو سکتا جو اپنے قبیلہ سے تعلق رکھنے والا نہیں ہے خواہ



وہ بہترین مسلمان اور مومن ہی کیوں نہ ہو۔

اس صورت میں قبیلہ اور اس کے قوانین اہل قبیلہ کی نگاہ میں ایک ایسا معبود ہوتا ہے جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جارہی ہوتی ہے۔ کیونکہ قبیلہ کے قوانین جس بات کو لازم ٹھہراتے ہیں اسے تسلیم کیا جاتا ہے اگرچہ وہ شریعت میں حرام ہی کیوں نہ ہو۔ جس بات سے قبیلہ کے قوانین روک دیں اس سے رک جایا جاتا ہے اگرچہ وہ کام شریعت میں واجب ہی کیوں نہ ہو۔ یہ ظاہری شرک و کفر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾ (الأنعام: ۱۳۱)

اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔

یعنی اگر اللہ کی حرام کردہ کو حلال کرنے اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ کو حرام کرنے میں ان کی بات مانو گے تو تم بھی انہیں کی طرح مشرک ہو گے۔

خاندانی اور قبائلی بنیاد پر محبت اور دوستی کے لئے یہ لازمی امر ہے کہ قبیلے کا ہر فرد دوسرے فرد کی صرف اس وجہ سے مدد کرتا ہے کہ وہ میرا ہم قبیلہ ہے، خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا، ظالم ہو یا مظلوم یہ مدد برقرار رہتی ہے۔ بعض قبائل اور خاندانوں میں دوستی اور محبت کی یہ صورت بھی معروف ہے کہ وہ اپنے آباء و اجداد کے کارنامے بڑے فخر یہ انداز سے بیان کرتے رہتے ہیں اس بات سے قطع نظر کہ وہ دین پر قائم بھی تھے یا نہیں۔ بلا شک و شبہ اسلام نے اس بات سے منع کیا ہے اور بڑی سختی سے اس سے بچاؤ کی تلقین کی ہے۔

حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں دو آدمیوں نے اپنا نسب نامہ بیان کیا۔ ایک کہنے لگا: میں فلاں ہوں اور فلاں کا بیٹا ہوں اپنی نوپشتیں گنوانے کے بعد دوسرے کو گالی دے کر کہنے لگا کہ تو کون ہے؟ دوسرا کہنے لگا: میں فلاں ہوں فلاں کا بیٹا اسلام کا بیٹا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ ان دونوں نسب بیان کرنے والوں سے کہہ دو: پہلا شخص جو نو لوگوں کی طرف اپنی

نسبت بیان کرنے والا ہے وہ نولوگ سب کے سب جہنمی ہیں اور تو دسواں بھی ان کے ساتھ جہنمی ہے۔ دوسرا شخص جو دو کی طرف نسبت بیان کرنے والا ہے وہ دونوں جنتی ہیں اور یہ تیسرا بھی ان کے ساتھ جنتی ہے۔ (أحمد، نسائی، طبرانی، صحیح الجامع: ۱۳۹۲)

جو شخص فخر یہ انداز میں اپنا نسب نامہ بیان کرنا چاہتا ہے اور ایسا کرنے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ کار نہیں تو اسے چاہیئے کہ وہ اسلام اور اہل اسلام کی طرف اپنی نسبت بیان کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو اس شخص پر جس نے یہ بات کہی: اگر لوگ قیس اور تمیم کی طرف نسبت کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں تو میرا باپ اسلام ہے اس کے علاوہ میرا کوئی باپ نہیں۔

تنبیہ: اگر کسی قبیلہ یا خاندان کے لوگ آپس میں اس بات پر معاہدہ کر لیں کہ وہ ہمیشہ حق کی ہی مدد کریں گے وہ جہاں کہیں بھی ہو خواہ کسی دوسرے قبیلے میں ہی کیوں نہ ہو۔ اور ہمیشہ جھوٹ کے خلاف جنگ کی جائے گی اگرچہ اپنے اہل قبیلہ بھی اس کی زد میں کیوں نہ آتے ہوں۔ مومن سے دوستی رکھی جائے گی خواہ وہ کسی غیر قبیلہ سے تعلق رکھنے والا کیوں نہ ہو اور کافر ظالم سے دشمنی رکھی جائے گی خواہ اپنا اہل قبیلہ کیوں نہ ہو۔ ہر قسم کے اختلافات اور جھگڑوں کے حل کے لئے صرف کتاب و سنت کو ہی فیصلہ مانا جائے گا۔ ایسے قبیلے سے دوستی رکھنا قابل تعریف ہے اور اس قبیلے کا نظام بھی بڑا قابل تعریف ہے۔ اس قبیلے کے لوگوں کا شمار اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ذکر کردہ مومنین میں ہوگا:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (التوبہ: ۷۱)

مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔

⑥ کسی بادشاہ یا حاکم کی طرف نسبت کی بنیاد پر دوستی اور دشمنی قائم کرنا:

مسلمان ملکوں میں دوستی کی یہ قسم کثرت کے ساتھ رواج پذیر ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ

تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی حاکم کا اطاعت گزار ہوا اور اس سے محبت کا تعلق بھی قائم کرنے والا ہو۔ وہ اس حاکم کے احکامات کو نافذ بھی کرنے والا ہو اس بات سے قطع نظر کہ وہ احکام اللہ کی شریعت کے موافق ہیں یا مخالف۔ اس بادشاہ کے احکام کے نفاذ کے لئے صرف یہی بات کافی ہے کہ وہ احکام اس بادشاہ کی طرف سے جاری کئے گئے ہیں خواہ وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔

بلا شک و شبہ حاکم وقت کی اس طرح کی اطاعت باطل اور شرک کے زمرے میں آئے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾ (الأنعام: ۱۲۱)

اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حکام میں سے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دے اس کی ہرگز اطاعت نہ کرو۔ (سلسلۃ الأحادیث الصحیحہ: ۲۳۲۴)

اور فرمایا:

حاکم وقت جب تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم نہ دے اس کی اطاعت ہر بندہ مسلم پر فرض ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کا حکم دے تو اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ (احمد، ابن ماجہ، السلسلۃ الصحیحہ: ۱۳۹/۲)

اور فرمایا:

میرے بعد ایسے لوگ تمہارے حکمران ہوں گے جو سنت کو ختم کریں گے اور بدعت کو رواج دیں گے۔ نماز کو اس کے وقت مقررہ سے موخر کریں گے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں انہیں پالوں تو کیا کروں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ام عبد کے بیٹے! تو پوچھتا ہے کہ تو کیا کرے؟ جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ (السلسلۃ الصحیحہ: ۵۲)



اس قسم کی دوستی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ہر درست اور غلط بات میں حاکم کی حمایت کی جائے۔ یعنی بادشاہ اگر کبھی غلط اور ظالمانہ فیصلہ کرے تو اس کی اسی طرح مدد اور حمایت کی جائے جس طرح درست اور عادلانہ فیصلہ کرنے پر اس کی حمایت کی جاتی ہو۔ یہ لوگ بادشاہ کے دین، طریقے یا نظریے کی بنیاد پر اس سے محبت نہیں رکھتے بلکہ صرف اور صرف بادشاہ کی ذات اور شخصیت کی بنیاد پر اس سے دوستی رکھتے ہیں۔

اس دوستی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بادشاہ کے حمایتیوں سے دوستی رکھی جائے اگرچہ وہ مشرک اور کافر ہی کیوں نہ ہوں اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھی جائے اگرچہ وہ راسخ العقیدہ مسلمان ہونے کی بنا پر ہماری طرف سے شرعی محبت اور دوستی کے مستحق ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ لوگ صرف بادشاہ کی ذات کو ہی دوستی اور دشمنی کا معیار سمجھتے ہیں۔ ان صفات کی وجہ سے ایسے لوگوں کے بارے میں تاتاریوں کے لشکری ہونے کا خدشہ ہے۔

ان کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: تاتاریوں کا طریقہ یہ تھا کہ جو بھی شخص سلطنت منگول کی طرف سے قتال کرتا اس کی تعظیم کرتے اگرچہ وہ کافر اور اللہ تعالیٰ کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ جو شخص سلطنت منگول کے خلاف ہوتا یا ان سے دشمنی کا اظہار کرتا تو اس کے خلاف قتال کرتے اگرچہ وہ راسخ العقیدہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوتا۔

تاتاریوں کے عام لوگ مسلمانوں کی جان اور مال کو حرام نہیں سمجھتے تھے الا یہ کہ بادشاہ انہیں ایسا کرنے سے منع کر دے۔ وہ مجرد بادشاہ کا حکم سمجھتے ہوئے مسلمانوں کے جان و مال کا خیال رکھتے تھے۔ اسے دینی فریضہ نہیں سمجھتے تھے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۵۰۴/۲۸)

موجودہ دور کی عرب افواج کے حالات پر غور کرنے سے یہی بات سامنے آتی ہے کہ ان کے اوصاف تاتاری افواج کے اوصاف سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہیں۔

ایسے لوگوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان صادق آتا ہے:

آخری زمانے میں ایسے سپاہی ہوں گے جو صبح بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے مستحق ہوں گے اور

شام کو بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سمیٹیں گے۔ (طبرانی، حاکم، صحیح الجامع: ۳۶۶۶)

اس کی وجہ یہ ہے کیونکہ یہ لوگ بندوں پر ظلم کرنے میں طاغوت کے حمایتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ڈرا دھمکا کر طاغوت کا بندہ بنانے کے لئے اس کے آلہ کار ہوتے ہیں۔ امت اسلامیہ کے حالات پر اگر کوئی غور کرے تو اسے یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ امت کو ملنے والی ہر ذلت و رسوائی اور تباہی و بربادی کے پیچھے ایک عرب سپاہی کا ہی ہاتھ ہے۔ لا حول ولا قوۃ إلا باللہ

④ انسانیت کو دوستی اور دشمنی کا معیار بنانا:

دوستی کی اس قسم کا دائرہ دوسری تمام اقسام سے زیادہ وسیع ہے۔ کیونکہ یہ رنگ و نسل، قوم و وطن کے اختلاف کے باوجود تمام بنی نوع انسان کو محیط ہے۔ کیونکہ اس دوستی کا تقاضا ہے کہ آدمی کا فر اور مومن، فاسق و فاجر، اور متقی مسلمان کے درمیان فرق نہ کرے۔ اس کی نگاہ میں سبھی لوگ انسان ہونے کے ناطے دوستی اور محبت کے مستحق ہوں۔ اس بات سے قطع نظر کہ وہ کس دین اور عقیدے کے حامل ہیں۔

محبت کی یہ قسم دین کو نقصان دینے والی ہے اس لئے دین کی حفاظت کی ضرورت کے پیش نظر اسے باطل قرار دینا ضروری ہے۔ کیونکہ اس قسم کی محبت کے دعویداروں کے ہاں سید الکونین محمد الرسول اللہ ﷺ اور کفر کے سردار ابوجہل کے درمیان انسان ہونے کے ناطے کوئی فرق نہیں۔ اس لحاظ سے وہ دونوں ایک جیسی محبت، دوستی اور مدد کے مستحق ہیں۔ (نعوذ باللہ) یہ بات صرف کوئی زندیق کا فرہی کہہ سکتا ہے جسے اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ اس کی موت کس دین پر واقع ہونے والی ہے۔

اس قسم کی محبت کے نقصانات میں سے یہ نقصان بھی ہے کہ اس کے دعویدار جو بھی عمل کرتے ہیں اس میں انسانیت کو اللہ کا شریک بنا دیتے ہیں۔ ایسا شخص جب بھی کوئی رفاہ عامہ کا کام کرتا ہے تو اسے انسانیت کے نام پر کرتا ہے۔ اگر کبھی اپنا مال خرچ کرے تو انسانیت کے نام پر خرچ کرتا ہے۔ اگر قتال کرے تو انسانیت کے نام پر قتال کرتا ہے۔ اگر مر جائے تو انسانیت کے نام پر مرتا ہے۔ غرض جو بھی عمل کرتا ہے اسے انسانیت کے نام پر کرتا ہے۔ انسانوں کے ہاں انسانیت ایک الہ کا روپ دھار چکی ہے جسے وہ اللہ کے علاوہ پوجتے ہیں اور اسی کو دوستی اور دشمنی کا معیار مانتے ہیں۔

⑧ ذاتی مفادات کی بنا پر دوستی اور دشمنی قائم کرنا:

اگرچہ ظاہری طور پر اس قسم کی دوستی اور دشمنی کا کوئی بھی دعویٰ درموجود نہیں ہے لیکن عملی طور پر اس کا مظاہرہ اکثر لوگوں کی طرف سے بلکہ اکثر ملکوں کی طرف سے دیکھنے میں آتا ہے۔ یہ سبھی ذاتی مفادات کی بنیاد پر دوستی اور دشمنی قائم کرتے ہیں۔ جب تک ذاتی اور مادی مفاد پورا ہوتا رہے دوستی قائم رہتی ہے اور جب فائدہ ملنا ختم ہو جائے تو دوستی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ دوستی کرتے ہوئے اس چیز کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا کہ جس سے دوستی کی جارہی ہے وہ شرعی طور پر میری طرف سے دوستی کا مستحق بھی ہے یا نہیں۔ اس قسم کی دوستی کا حامل شخص درہم و دینار کے ساتھ گھومتا رہتا ہے۔ جہاں کہیں سے اسے یہ رقم ملتی ہے اسی طرف پھر جاتا ہے۔ ایسے لوگ چند روپوں کی خاطر جو انہیں بطور تنخواہ ملتے ہیں

طاغوت کے راستے میں قتال کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ کبھی کبھی صرف اپنی ناجائز خواہشات کو پورا کرنے کے لئے دشمنوں سے دوستی بھی کرتے ہیں اور انتہائی ذلیل و رسوا ہو کر ان کی بات بھی مانتے ہیں۔ یہ لوگ صرف اور صرف اپنی ذاتی مصلحت، مفادات اور مال کی منطق بولتے ہیں۔ انہیں صرف اپنا مفاد ہی عزیز ہوتا ہے اگرچہ ایسا کرنے سے پورے ملک اور معاشرے کی عزت اور سلیمیت ہی کیوں نہ داؤ پر لگ جائے۔

ایسے لوگوں کے بارے میں منافق ہونے کا شبہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ انہیں لوگوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللَّهِ قَالُوا أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ وَإِنْ كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحْذِرْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعَكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾ (النساء: ۱۳۱)

پھر اگر تمہیں اللہ فتح دے تو یہ کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھی نہیں اور اگر کافروں کو تھوڑا سا غلبہ مل جائے تو (ان سے) کہتے ہیں کہ ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے اور کیا ہم نے تمہیں مسلمانوں کے ہاتھوں سے نہ بچایا تھا؟ پس قیامت میں خود اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ



کرے گا اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں پر ہرگز راہ نہ دے گا۔

ان لوگوں کے ہاں اہم چیز صرف اور صرف غنیمت کے مال کا حصول ہوتا ہے۔ وہ کہیں مال سے محروم نہ رہ جائیں یہ بات انہیں خلوص کے ساتھ ایک گروہ کا ساتھی بننے سے روکتی ہے۔ وہ دونوں گروہوں کے درمیان اٹکے رہتے ہیں، نہ مکمل طور پر مومنوں کے ساتھی بنتے ہیں اور نہ مکمل طور پر کافروں کے ساتھی بنتے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے مالی مفادات کی خاطر کبھی یہاں اور کبھی وہاں ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں ارشادِ بانی ہے:

﴿مُذَبَذَبِينَ بَيْنَ ذَلِكَ لَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا﴾ (النساء: ۱۲۳)

وہ درمیان میں ہی معلق ڈمگ رہے ہیں، نہ پورے ان کی طرف نہ صحیح طور پر ان کی طرف اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دے تو تو اس کے لئے کوئی راہ نہ پائے گا۔

یہ مرض جس طرح افراد کی سطح پر عام دیکھنے میں ملتا ہے اسی طرح بہت سے ملک اور تنظیمیں بھی اس مرض کا شکار ہیں۔ کتنے ہی ملک اور تنظیمیں ایسی ہیں جو اپنے موہوم مفادات اور مٹھی بھڑا لروں کی خاطر جو انہیں اسلام دشمن ظالم عالمی طاقتوں کی طرف سے ملنے کی امید ہوتی ہے یا اپنے اقتدار کو مضبوط رکھنے کے وعدے پر اپنے بنیادی عقائد و نظریات اور منشور سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم بادل اور تفصیل سے گفتگو کرنا چاہیں تو اس کے لئے بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں۔

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ مشرکین سے موافقت اختیار کرنے کے مسئلہ کے بارے میں رقمطراز ہیں: جو کوئی ظاہری طور پر مشرکین کا دوست بن جائے اگرچہ باطنی طور پر ان کا مخالف ہی کیوں نہ ہو، چونکہ وہ مشرکین کے زیر تسلط نہیں ہے بلکہ وہ ان سے دوستی صرف اور صرف اپنے ذاتی مفادات یا مال اور حکمرانی کے حصول کی خاطر یا اپنے مال کو ان سے محفوظ رکھنے کی خاطر کرتا ہے، ایسا شخص اس صورت میں مرتد تصور کیا جائے گا اور باطنی طور پر مشرکین سے اظہار نفرت اسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ ایسا شخص انہیں لوگوں میں شمار ہوگا جن کے بارے میں ارشادِ بانی ہے:

﴿ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ (النحل: ۱۰۷)

یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔ (مجموعۃ التوحید: ۲۹۶)

ہر وہ دوستی اور دشمنی جو اللہ کے لئے یا اللہ کے نام پر نہ ہو اس سے طاائفہ منصورہ کا اظہار براءت: جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ طاائفہ منصورہ ہر اس دوستی اور دشمنی سے بیزار ہے جو اللہ کے لئے یا اللہ کے نام پر نہ ہو۔ یہ طاائفہ منصورہ کی ایک لازمی صفت ہے۔ یہ صفت ان اہم ترین صفات میں سے ایک ہے جن سے اس جماعت کی پہچان ہوتی ہے۔ ارشادِ بانی ہے:

﴿لَا تَحِدْ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (المجادلہ: ۲۲)

اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں یہ خدائی لشکر ہے، آگاہ رہو بیشک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔

جو لوگ اللہ کے دشمنوں سے صرف اپنے ہم وطن، ہم قوم، ہم قبیلہ اور ہم جماعت ہونے کی بنا پر، یا زمانہ

جاہلیت کے تعلقات میں سے جو کہ صرف پانی اور مٹی کی بنا پر قائم تھے کسی تعلق کی بنا پر دوستی کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو طائفہ منصورہ کہنا تو کجا انہیں مومن بھی نہیں کہا جاسکتا۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَاءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدُّهُ﴾ (الممتحنہ: ۴)

(مسلمانو!) تمہارے لئے ابراہیم میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے بر ملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں۔ ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لئے بغض و عداوت ظاہر ہوگئی۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات اور دلائل ہیں جن سے اس صفت کے طاغیہ منصورہ کے ساتھ لزوم کا ثبوت ملتا ہے۔

تنبیہ: یہ بات سب کے علم میں ہونی چاہیے کہ کفار کو مسلمانوں کی طرف سے سب سے زیادہ قلق، پریشانی اور خطرہ ان کے دوستی اور دشمنی کے معیار سے ہے جو اسلام نے ان کے لئے مقرر کیا ہے، اور انہیں مسلمانوں کی طرف سے دوسرا خطرہ جہاد فی سبیل اللہ سے ہے۔

انہیں مسلمانوں کی طرف سے جو خطرہ ان کے عقیدہ الوداء والبراء اور عقیدہ جہاد فی سبیل اللہ سے ہے وہ ان کی کسی دوسری چیز سے اس قدر خطرہ محسوس نہیں کرتے۔

ہر وہ اسلام جو عقیدہ الوداء والبراء اور عقیدہ جہاد فی سبیل اللہ سے خالی ہے وہ کافر اقوام کو قابل قبول ہے۔ ان کے ہاں یہ جدت پسند اور آزاد اسلام ہے اس لئے اس کے مکمل خوشی اور سہولت کے ساتھ گزارہ ہو سکتا ہے۔

جو بھی جماعت یا تنظیم عقیدہ الوداء والبراء اور جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دے اور ان دونوں کو اپنے منشور



سے باہر نکال دے اس جماعت کو کافر اقوام کی طرف سے ہر قسم کی سہولیات، معاشی آزادی، دوستی اور تقرب میسر آئے گا۔

آپ اسلام کے جن شعائر کو چاہیں زندہ کر لیں یا جن کے مطابق چاہیں عمل کر لیں کفار کی طرف سے آپ پر کوئی قدغن نہیں آپ کو اس کی مکمل آزادی اور حق حاصل ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آپ ہر طرح اپنے آپ کو عقیدہ الولاء والبراء اور جہاد فی سبیل اللہ کے حق میں بولنے اور ان کے احیاء کے لئے کوشش کرنے سے اپنے آپ کو بچا کر رکھیں۔

آپ کو اس بات کا مکمل حق اور آزادی ہوگی کہ آپ کفار کے بحری بیڑوں پر نماز پڑھیں، اسلامی عمامہ پہنیں، اگر چاہیں تو اپنی داڑھی جسد رچا ہوں بڑھالیں، رمضان کے روزے رکھیں، ان کے پاس اس بات کی مکمل تیاری ہوتی ہے کہ وہ آپ کو اسلامی طریقہ کے مطابق تیار شدہ کھانا مہیا کر سکیں۔ لیکن ان کی شرط یہ ہوتی ہے کہ آپ ان سے دوستی کر لیں اور جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیں۔

آپ کو ان کے بحری بیڑوں پر نماز پڑھنے کی مکمل آزادی ہوگی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ جب ان کے بحری بیڑوں سے میزائل چلائے جا رہے ہوں جو کہ مسلمانوں کے گھروں کو منہدم، اور ان کے بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کو شہید کر رہے ہوں تو آپ انہیں ایسا کرنے سے نہ روکیں۔

وہ آپ کو اسلامی طریقہ اور حلال طریقہ سے ذبح شدہ سر بمہر کھانا پیش کریں گے جس پر حلال ذبیحہ کی مہر لگی ہوگی لیکن شرط یہ ہوگی کہ آپ انہیں مسلمانوں کو ذبح کرنے سے مت روکیں۔

انہیں جدت پسند، ڈھیلا ڈھالا، کھلے ذہن کا امریکہ سے درآمد شدہ اسلام پسند ہے۔ ایسا اسلام جو کہ عقیدہ الولاء والبراء اور جہاد فی سبیل اللہ سے مکمل طور پر دستبردار ہو۔

کافر اقوام آپ کی ہر بات سن سکتے ہیں لیکن الولاء والبراء اور جہاد فی سبیل اللہ کے بارے کچھ بھی سننا ان کے لئے ممکن نہیں۔

اگر آپ کی طرف سے عقیدہ الولاء والبراء کا اظہار ہو یا آپ جہاد فی سبیل اللہ کے موضوع پر گفتگو کریں تو آپ کو فی الفور تشدد، متعصب اور بنیاد پرست کے القابات سے نواز دیا جائے گا۔

اسلام کی ساری تاریخ میں کفر کی طرف سے اسلام کے خلاف جاری سرگرمیوں اور پروپیگنڈہ کا مقابلہ جس قدر عقیدہ الولاء والبراء اور جہاد فی سبیل اللہ نے کیا ہے دین کے کسی دوسرے رکن نے اس کا اس قدر شدت سے مقابلہ نہیں کیا۔

جب کبھی کفار کی طرف سے یہ بات اٹھائی جاتی ہے کہ مسلمان بچوں کو پڑھائے جانے والے نصاب تعلیم میں کمی بیشی کی جانی چاہیے یا اس میں تبدیلی اور جدت پیدا کی جانی چاہیے تو اس کا واحد مقصد یہی ہوتا ہے کہ اس تبدیلی کے دوران الولاء والبراء اور جہاد فی سبیل اللہ کے متعلقہ ابواب کو یا تو نصاب تعلیم سے سرے سے خارج ہی کر دیا جائے یا کم از کم اس میں کمی تو ضرور کر دی جائے۔ تاکہ امت سے اللہ کے لئے دوستی اور دشمنی کرنے کا تصور اور جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ نکل جائے۔

موجودہ دور میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کا جو نعرہ بلند کیا جاتا ہے اس کی سوائے اس کے اور کیا حقیقت ہے کہ الولاء والبراء اور جہاد فی سبیل اللہ پر ضرب لگائی جائے۔

یہی وجہ ہے کہ یہ سبھی پورے زور و شور اور اپنی لمبی زبان سے یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ یا تم ہمارے ساتھی بن جاؤ یا ہمارے مخالف ہونے کا اعلان کر دو، تمہارے لئے کوئی درمیانی راستہ نہیں ہے۔ اگر آپ ہمارے ساتھی ہونے کا اعلان نہیں کریں گے تو ہمارے نزدیک آپ دہشت گرد ہیں۔ اور دہشت گردی کے خلاف جاری ہماری اس جنگ کا آپ بھی نشانہ بنیں گے۔

ایسا کیوں ہے؟ یہ لوگ ہمارے عقیدہ، ہمارے دین، عقیدہ الولاء والبراء اور جہاد فی سبیل اللہ سے اس قدر سختی کیوں برتتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم ان کے غلام ہیں اور ہمیں اپنے بہترین دین کے مطابق اپنی مرضی سے دوستی اور دشمنی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

ایسا کیوں ہے کہ تمام اقوام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی خواہشات اور اپنے منصوبوں کے تحفظ اور ان کی تکمیل کے لئے قتال بھی کر سکتے ہیں اور افواج بھی بھرتی کر سکتے ہیں۔ اور ہمیں بطور مسلمان یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ہم اپنے عقائد و نظریات اور بنیادی ارکان جو کہ ہمارا دین حنیف لے کر آیا ہے ان کی تکمیل اور نفاذ کے لئے جہاد و قتال کر سکیں؟

ایسا کیوں ہے کہ ہمارے مخالفین کا جہاد جو کہ شیطان کے راستے میں ہوتا ہے اسے ان کا حق سمجھا جاتا ہے۔ اور مسلمان اگر اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے جہاد کے بارے میں صرف سوچنا ہی چاہے تو اس کی یہ سوچ ہی اس کا جرم بن جاتی ہے جس بنا پر اسے دہشت گرد کا خطاب دے کر اسے روند ڈالا جاتا ہے؟ یہ سب کچھ اس لئے ہے تاکہ جہادی تحریک کمزور ہو جائے اور امت کی قوت مدافعت ہی ختم ہو جائے اور کفار کے لئے مسلمانوں کا مقابلہ کرنا اور ان کے علاقوں کو منہدم کرنا آسان ہو جائے۔ اور دو بدوڑائی سے پہلے مسلمانوں کو فکری اور نظریاتی طور پر بالکل کمزور کر دیا جائے۔ تاکہ اپنی مرضی کے دین کے ساتھ کفار کے لئے گذارہ کرنا آسان ہو جائے جس میں ان کے لئے کوئی روک تھام نہ ہو اور ان پر تھوڑا سا بھی اعتراض نہ کیا جاسکے۔ یہ مسلمانوں سے لڑائی کرتے رہیں اور ان کے علاقوں کو مسمار کرتے رہیں انہیں ایسا کرنے سے بالکل نہ روکا جائے۔

یہ امت اسلامیہ کے عقیدہ و اخلاق اور نظریات کو تباہ کرتے رہیں اور امت کے آخری قلعہ تک کو مسمار کر دیں اور انہیں اس بات سے نہ روکا جائے۔

یہ امت اسلامیہ کے خزانوں کو لوٹتے رہیں اور انہیں اپنے بنکوں اور جیبوں میں ٹھونستے رہیں اور انہیں اس سے بالکل منع کیا جائے۔

تاکہ عقیدہ ولاء والبراء اور جہاد فی سبیل اللہ مسلمانوں کے شعور، اعتقاد اور عملی زندگی سے بالکل خارج ہو جائے، ایسے مردہ جسم کا حامل اسلام جس کے وجود میں ان کی شیطانی خواہشات کی تکمیل کے علاوہ کوئی حرکت نہ ہو ان کی زندگی کی ضمانت ہے۔ یہ لوگ چوپایوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔

کیا مسلمانوں کی عزت و حرمت کے لیٹیرے، اور ان کے عوام اور ملکوں کو پامال کرنے والے صیہونی یہودیوں کے ساتھ صلح جوئی اور امن کے ساتھ رہنے کا تصور کیا جاسکتا ہے؟ یہودیوں کی طرف سے مسلمانوں کی عزت کی پامالی کے بعد ان کے ساتھ صلح صرف اور صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ عقیدہ ولاء والبراء اور جہاد فی سبیل اللہ مسلمانوں کے شعور و وجدان اور عقیدہ سے بالکل ختم ہو جائے۔

اسلام کی ساری تاریخ پر نظر ڈال کر دیکھ لیجئے! امت اسلامیہ کو کسی بھی دور میں جب بھی کوئی نقصان پہنچا



ہے وہ صرف اور صرف عقیدہ ولاء والبراء اور جہاد فی سبیل اللہ سے انحراف کی وجہ سے ہی پہنچا ہے۔  
نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بالکل سچا ثابت ہو چکا ہے:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم سودی کاروبار کرو گے، بیلوں کی دین پکڑ لو گے، بھیتی باڑی کے ساتھ راضی ہو جاؤ گے اور جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت و رسوائی مسلط کر دے گا۔ اس ذلت کو تم سے اس وقت تک دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہ پلٹ آؤ گے۔

اگر صرف جہاد سے انحراف کا نتیجہ اس قدر زیادہ ذلت و رسوائی کی صورت میں نکلنے والا ہے تو اگر اس کے ساتھ عقیدہ ولاء والبراء سے انحراف کو بھی شامل کر دیا جائے تو اس کی ذلت و رسوائی کی کیا کیفیت ہوگی؟ اس صورت میں یہ مرکب رسوائی کی ایک صورت ہوگی جس میں ایک رسوائی دوسری سے بڑھ کر رسوا کن ہوگی۔ یہ دین سے انحراف کی ایک صورت ہے جو انسان کو کفر کے درجہ تک پہنچا دینے والی ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

ایسے خوش فہمی میں مبتلا انسانوں کو پیغام دے دیجئے جو ایسے اسلام کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں جو عقیدہ ولاء والبراء اور جہاد فی سبیل اللہ سے کوسوں دور ہو۔ پھر بھی وہ سمجھتے ہیں کہ وہ درست راہ پر گامزن ہیں اور وہ اچھے اعمال کر رہے ہیں۔ ہم انہیں مکمل وضاحت کے ساتھ، نہایت ہی مشفقانہ اور ناصحانہ انداز سے یہ کہتے ہیں کہ تم ہرگز درست راہ پر نہیں ہو اگرچہ تم جھوٹ موٹ اپنے آپ کو مسلمان کہتے رہو، اپنے نام مسلمانوں والے رکھتے رہو اور مسلمانوں کے علاقوں کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے رہو۔ تمہارے پاس عقیدہ ولاء والبراء ہی نہیں ہے تم کس بنا پر جنت میں داخل ہو گے۔

تم اپنے دین پر نظر ثانی کرو۔ کتاب اللہ کانئے سرے سے مطالعہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور توفیق مانگو۔

یہی وجہ ہے کہ کافر اقوام ہمیشہ سے اس بات کی کوشش کرتی آئی ہیں اور کرتی رہیں گی کہ مسلمانوں سے ان کے عقیدہ ولاء والبراء کو ختم کر کے انہیں دوبارہ پھر جاہلیت کے گندے تعلقات اور بندھنوں میں جکڑ

دیں۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔

کافرا تو ام کی اس کوشش سے مسلمانوں کے درمیان باہمی انتشار، تفرقہ بازی اور کمزوری ہی میں اضافہ ہوگا۔ ان میں سے بعض چیزوں کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ کفار کی ان تمام کوششوں کا مقصد یہی ہے کہ مسلمانوں کو ان کے دین سے اور دوستی اور دشمنی کے اس معیار سے پھیر دیا جائے جس کی اسلام نے ابتدا کی ہے۔

یہ مسلمانوں کی بہت بڑی بد قسمتی ہے کہ کفار اپنے اس مقصد میں بڑی حد تک کامیاب جا رہے ہیں۔ کفار اپنے ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے کمینگی کی آخری حدوں کو چھو لینے میں بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔ جو کوئی ترغیبات اور رقم وغیرہ کے لالچ کے ذریعے ان کا ساتھ نہ دے اسے دھمکی اور ڈراوے کے ذریعے سے رام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی توفیق اور ثابت قدمی کے بغیر ان کے دام تزیور سے بچاؤ ممکن نہیں۔ (یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ تمام اقوام کفر بالعموم اور بالخصوص یہود و نصاریٰ کے ہاں بھی دین اور مسلک ہی دوستی اور دشمنی کا معیار ہے، اگرچہ ظاہری طور پر وہ اس بات کا اظہار نہ بھی کریں۔ دنیا میں رومنا ہونے والا کوئی بھی واقعہ جس کا تعلق مسلمانوں سے ہو اس کے بارے میں یہود و نصاریٰ کا موقف ان کے اس رویے کی چغلی کھاتا ہے۔ نقشہء عالم پر رومنا ہونے والے تمام واقعات پر گہری نظر رکھنے والے ہر شخص پر اس بات کی حقیقت بالکل عیاں ہو جائے گی۔ ماضی میں جو کچھ یونینیا اور ہرزگوینیا میں ہوا اور جو کچھ فلسطین، افغانستان، چینینیا، کشمیر اور دوسرے ایسے بے شمار مسلم ممالک جن میں مسلمانوں کو کفار کی طرف سے مزاحمت کا سامنا ہے میں ہو رہا ہے۔ یہ سب کچھ اس بات کی سچی دلیل ہے کہ یہود و نصاریٰ صرف اور صرف دین کی بنیاد پر دوستی اور دشمنی روا رکھے ہوئے ہیں۔ وہ ویسے ہی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَلَا يَزَالُونَ بُقَاتِلُوْا نَكُمْ حَتَّىٰ يَرْدُوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنْ اَسْتَطَاعُوْا﴾ (البقرہ: ۲۱۷)

یہ لوگ تم سے لڑائی بھڑائی کرتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان سے ہو سکے تو تمہیں تمہارے دین سے مرتد کر دیں۔ اور فرمایا: ﴿وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ﴾ (البقرہ: ۱۰۹)

ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض حسد و بغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں۔

اور فرمایا: ﴿وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾ (البقرة: ۱۲۰)

آپ سے یہود و نصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں۔

محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے وہ فرماتے ہیں: اے میرے بھائیو! اپنے دین کی اصل یعنی کلمہء توحید کو تھامے رکھو۔ یہی تمہارے دین کا اول و آخر ہے اور اسی میں تمہارے دین کے اصول و فروعات ہیں۔ اس کے معانی اور مفہوم کو پہچانو۔ اس سے بھی محبت رکھو اور اس کے پڑھنے والوں سے بھی محبت رکھو۔ انہیں اپنا بھائی سمجھو اگرچہ وہ دور دراز علاقوں میں کیوں نہ رہنے والے ہوں۔ طواغیت کا انکار کرو اور ان کے ساتھ بغض و عداوت رکھو۔ ان کے دوستوں، حمایتیوں اور ان کا انکار نہ کرنے والوں سے بھی بغض رکھو۔ جو شخص طاغوت کے بارے میں یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں مجھ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی ایسا شخص اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر مومن پر طاغوت کا انکار کرنا اور اس سے براءت کا اظہار کرنا فرض ٹھہرایا ہے اگرچہ یہ ان کے بھائی اور بیٹے ہی کیوں نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مسلمان فوت کرنا اور نیکی کاروں کا ساتھ عطا فرمانا۔ (مجموعۃ التوحید، صفحہ: ۱۱۱)

ولاء والبراء کے بارے میں سید قطب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے انتخاب:

صفت ولاء والبراء جس سے طاائفہ منصورہ متصف ہے کے بارے میں اپنی بات ختم کر کے دوسرے صفحے پر منتقل ہونے سے پہلے ہم نے اس بات کو ترجیح دی کہ ”فی ظلال القرآن“ سے سید قطب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا انتخاب پیش کریں۔ وہ فرماتے ہیں: یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک دل میں اللہ پر ایمان کی حقیقت اور اس کے ان دشمنوں کی محبت اکٹھی ہو جائے جنہیں فیصلہ کروانے کے لئے اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے اور وہ منہ پھیر لیتے ہیں اور اعراض کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے بڑے سخت انداز میں یہ تنبیہ ذکر کی گئی ہے کہ وہ مسلمان دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے جو ایسے لوگوں سے دوستی رکھتا ہے جو اپنی زندگی میں قرآن کریم سے فیصلہ کروانا پسند نہیں کرتے۔ یہ دوستی خواہ دلی محبت کی صورت میں ہو یا دشمن کی



مدد کرنے یا اس سے مدد طلب کرنے کی صورت میں ہو اس کا جرم اور سزا برابر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ﴾ (آل عمران: ۲۸)

مومنوں کو چاہیئے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حمایت میں نہیں۔

ایسے شخص کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ قرابت داری کے حوالے سے، نہ نسبت کے حوالے سے، نہ دین اور نہ عقیدے کے حوالے سے۔ یہ اللہ سے دور ہے اور اس کے ہر قسم کے تعلقات اللہ تعالیٰ سے منقطع ہیں۔

اس راستے کا سب سے پہلا اقدام یہ ہے کہ داعی میں جاہلیت کے تصور، منہج اور طور طریقوں سے مکمل طور پر جدائی اختیار کرنے کا شعور بیدار کیا جائے۔ یہ علیحدگی داعی کو جاہلیت سے اس قدر دور کر دے کہ دعوت کے اس سفر کے نصف راستے میں بھی جاہلیت کے ساتھ ملنا اس کے لئے محال ہو۔ تعاون صرف اس صورت میں ممکن ہو کہ اہل جاہلیت مکمل طور پر جاہلیت سے دستبردار ہو کر اسلام کی طرف منتقل ہو جائیں۔

جاہلیت خواہ اپنے اوپر اسلامی لباس پہن لے یا وہ اپنے اسلامی ہونے کا جھقد رشدت سے چاہے دعویٰ کر لے۔ پھر بھی دعوت کے سفر کے دوران اس کے ساتھ نہ تو الحاق ہو سکتا ہے اور نہ اسلام میں جاہلیت کی پیوند کاری کی جاسکتی ہے۔

اس احساس کو ایک داعی کے شعور میں اجاگر کرنا سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسے یہ شعور دلانا کہ وہ ان سے ممتاز شخصیت کا حامل ہے۔ ان کا دین جدا ہے اور اس کا دین جدا ہے۔ ان کا دستور دوسرا ہے اور اس کا دستور دوسرا ہے۔ اسے اس بات کا ذرہ برابر بھی اختیار نہیں کہ ان کے ساتھ ان کے طریقے کے مطابق ایک قدم بھر بھی چل سکے۔ اس کی یہ ذمہ داری ہے کہ یہ اپنے دین کے ہر چھوٹے یا بڑے رکن

سے مدافعت اختیار کئے بغیر اور اسے چھوڑے بغیر انہیں اپنے راستے پر چلانے کی کوشش کرے۔ ورنہ ان سے مکمل طور پر علیحدگی اور جدائی اختیار کر لے۔ ﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾

ہر مسلمان کو اہل کتاب کے ساتھ عفو و درگزر اور حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہیں ان کے ساتھ ایسی دوستی اختیار کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے جس کا نتیجہ ان کی مدد اور نصرت کی صورت میں نکلتا ہو۔ اگر ہم یہ سمجھیں کہ دین کو کفر اور الحاد پر غالب کرنے کے لئے ہمارا اور اہل کتاب کا ایک ہی راستہ ہے تو یہ بہت بڑی غفلت ہے۔

الحاد اور بے دینی کا مقابلہ کرنے کے لئے اسلام اپنے علاوہ کسی دوسری جماعت سے مدد نہیں لے سکتا۔ وہ جماعت خواہ مذہب کا لبادہ ہی کیوں نہ اوڑھے ہوئے ہو۔ کیونکہ تیسرا کوئی راستہ نہیں یا تو دین ہے اور وہ اسلام ہے اور یا پھر لا دین ہے اور وہ اسلام کے علاوہ ہر مذہب ہے۔ لا دینیت میں شامل کچھ مذاہب ایسے ہیں جن کی اصل آسمانی احکام پر مشتمل ہے لیکن بعد میں ان میں تحریف کردی گئی ہے۔ کچھ مذاہب ایسے ہیں جن کی بنیاد بت پرستی پر ہے اور وہ اپنی بت پرستی پر قائم ہیں۔ لا دینی کی ایک صورت الحاد ہے جو کہ تمام ادیان کا منکر ہے۔ یہ مذاہب جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اسی طرح یہ تمام مذاہب اسلام سے مختلف ہیں۔ یہ مذاہب نہ تو اسلام کے حلیف بن سکتے ہیں اور نہ ہی ان سے دوستی کی جاسکتی ہے۔

اسلام ہر مسلمان کو اس بات کا مکلف ٹھہراتا ہے کہ تمام لوگوں کے ساتھ اس کے تعلقات صرف اور صرف عقیدہ کی بنیاد پر ہوں۔ مسلمان کے ذہن میں دوستی اور دشمنی کا تصور بھی صرف اور صرف عقیدہ کی بنیاد پر ہی ہونا چاہیئے۔ مسلمانوں اور اہل کتاب کے درمیان کسی صورت بھی دوستی قائم نہیں ہو سکتی اور نہ ہی ان سے مدد طلب کی جاسکتی ہے اگرچہ کفر اور لا دینیت کا مقابلہ کرنے کی صورت میں دونوں کا ایک ہی مشن کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ ہم میں سے بعض تساہل قسم اور قرآن کا علم نہ رکھنے والے لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ اس صورت میں اہل کتاب سے مدد لی جاسکتی ہے۔ اگر صورت حال اس قدر گھمبیر ہے تو اس صورت میں جبکہ مسلمانوں اور اہل کتاب کے درمیان کوئی مشترکہ مشن بھی نہ ہو ان سے کیونکر مدد لی

جاسکتی ہے۔

جو لوگ دین اسلام کے علمبردار ہیں وہ اس وقت تک صحیح معنوں میں مومن نہیں بن سکتے اور نہ غلبہ اسلام کی اس تحریک کو وہ مکمل کر سکتے ہیں جب تک وہ اسلام اور اسلام کے خلاف علمبردار تمام تحریکوں کے درمیان مکمل جدائی نہ پیدا کر دیں۔

قرآن کے نزول کا مقصد مسلمانوں کو اس اجر و ثواب سے خبردار کرنا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ان سے کفار کے ساتھ معرکہ گرم رکھنے کی صورت میں وعدہ کر رکھا ہے۔ اس کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ایک مسلمان اور ہر اس شخص کے درمیان جدائی ڈال دی جائے جو اپنے آپ کو مسلمانوں کی جماعت کی طرف منسوب نہیں کرتا۔ لیکن یہ جدائی ایسی ہو جس سے مسلمانوں کے عفو و درگزر اور اخلاقی اقدار پر کوئی زد نہ آئے کیونکہ خوش اخلاقی ایک مسلمان کی دائمی صفت ہے۔ البتہ قرآن ایک مومن کے دل سے کفار کے بارے میں الفت و محبت کے اس جذبہ کو ختم کرتا ہے جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور اہل ایمان کے لئے ہونا چاہیئے۔ قرآن ہر مسلمان کے دل میں کفار سے علیحدگی اختیار کرنے کا وہ شعور اور وجدان پیدا کرنا چاہتا ہے جو ہر دور اور ہر علاقے کے مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔

یہاں سے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے راستے جدا ہو جاتے ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ایک مسلمان کے شعور سے یہ بات ختم ہو جائے کہ اس کے اور ہر اس شخص کے درمیان مکمل جدائی ضروری ہے جو کہ منہج اسلام پر چلنے والا نہیں ہے اور اسلام کا علمبردار نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دے اور اسلام کے اہداف و مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش کرے جس کا اولیٰ مقصد زمین میں اس منفرد اور ممتاز نظام کا قیام ہے جو کہ دوسرے تمام نظاموں سے مختلف اور جداگانہ حیثیت کا حامل ہے۔

تمام بنی نوع بشر کو دو بڑے گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک اللہ کا گروہ، دوسرا شیطان کا گروہ۔ اسی طرح اس کائنات میں دو ہی علم ہیں، ایک علم حق اور دوسرا علم باطل۔ اگر تو کوئی آدمی اللہ کے لشکر میں سے ہے تو وہ حق کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہے۔ اور اگر کوئی شیطان کے لشکر میں سے ہے تو وہ باطل



کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہے۔ یہ دونوں گروہ ایک دوسرے سے ممتاز حیثیت رکھتے ہیں نہ تو آپس میں گھل مل سکتے ہیں اور نہ ہی یہ دونوں بالکل ختم ہو کر ایک حیثیت اختیار کر سکتے ہیں۔ ان کے درمیان نہ کوئی تعلق ہے، اور نہ کوئی قرابت داری ہے اور نہ ہی کوئی رشتہ داری ہے۔ یہ سب تعلقات نہ تو ہم جنس، ہم قوم ہونے کی وجہ سے قائم ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ہم وطن ہونے کی وجہ سے۔ یہ سب تعلقات صرف اور صرف عقیدہ کی بنیاد پر ہی قائم ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر مومن کو اس بات سے منع فرماتے ہیں کہ وہ اپنے سے مختلف عقیدہ اور منہج رکھنے والے لوگوں سے دوستی اور مشاورت کا کوئی تعلق قائم کرے۔ ہم ہر دور میں دشمنوں سے دوستی کرنے کے تلخ تجربے سے گذرتے ہیں لیکن پھر بھی نہیں سمجھتے۔ ہر دور میں ہمیں کفار کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف مختلف پردوں میں چھپی ہوئی سازشوں کے بارے میں علم ہوتا ہے لیکن ہم پھر بھی عبرت نہیں پکڑتے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ان کی زبانیں لڑکھڑا جاتی ہیں اور وہ ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جن سے ان کا اندرونی بغض و کینہ ظاہر ہو جاتا ہے، لیکن ہم پھر بھی اپنی اصلاح نہیں کرتے۔ اس تمام کچھ کے باوجود ہم دوبارہ پھر ان کی طرف لوٹ جاتے ہیں اور ان کے لئے اپنے سینے اور دل کھلے رکھتے ہیں۔ اور اپنی زندگی کے سفر میں انہیں اپنا ہم سفر بنا لیتے ہیں۔ ان کے ساتھ دشمنی رکھنا ہمارے لئے روحانی اذیت کا باعث ہوتا ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم اپنی زندگی میں دوستی اور دشمنی کے اسلامی معیار کو بطور منہج نہیں اپناتے۔ اگر ہم اسے اپنالیں تو ہمیں اپنی تاریخ میں کسی صدام کا منہ نہیں دیکھنا پڑے گا جو کہ کبھی ہمارے اسلاف میں موجود تھا۔ اس طرح گھات لگائے بیٹھے ان دشمنوں سے ہم بچ رہیں گے۔

یہ کفار سے دوستی لگانے کا ہی نتیجہ ہے کہ ہم اس سزا کے مستحق ہوتے جا رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے باغیوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ ہمارے دشمنوں نے ہمارے لئے جو جال بچھا رکھے ہیں ہم ان میں پھنستے جا رہے ہیں۔ قرآن کریم نے جس انداز سے صحابہ کرامؓ کی تربیت کی تھی بالکل اسی انداز میں وہ ہماری بھی تربیت کر رہا ہے تاکہ ہم دشمنوں کے مکر و فریب سے بچے رہیں، ان کی تکلیفوں کا مقابلہ کرتے رہیں اور ان کے دلوں میں چھپے ہوئے دشمنی کے جذبہ سے نجات پا جائیں۔ ارشاد باری ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُؤًا مَّا عَنْتُمْ  
قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِن  
كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ﴾ (آل عمران: ۱۱۸)

اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا کسی کو نہ بناؤ۔ (تم تو) نہیں دیکھتے  
دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسراٹھا نہیں رکھتے، وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو، ان  
کی عداوت تو خود ان کی زبان سے بھی ظاہر ہو چکی ہے اور جوان کے سینوں میں پوشیدہ وہ بہت  
زیادہ ہے، ہم نے تمہارے لئے آیتیں بیان کر دیں۔ اگر عقلمند ہو (تو غور کرو)  
ارشاد ربانی ہے:

﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا وَيُدِّيقُ بَعْضُكُم بَأْسَ بَعْضٍ﴾ (الأنعام: ۶۵)

”یا کہ تم کو گروہ گروہ کر کے سب کو بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھادے۔“

ہر علاقے میں بسنے والی مسلمانوں کی جماعت کے لئے مذکورہ آیت میں بیان ہونے والے عذاب سے  
اس وقت تک چھٹکارا ممکن نہیں جب تک مسلمانوں کی جماعت فکری اور شعوری لحاظ سے مکمل طور پر اہل  
جاہلیت سے جدائی نہ اختیار کر لے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کوئی اسلامی حکومت قائم ہو جائے  
اور سبھی مسلمان اس کے ساتھ چٹ جائیں۔

اگر امت مسلمہ کفار سے جدائی اختیار نہیں کرے گی اور ان سے متمیز نہیں ہوگی تو یہ اللہ کے عذاب کی مستحق  
ہو جائے گی۔ عذاب کی یہ صورت ہوگی کہ مسلمان آپس میں مختلف جماعتوں میں بٹ جائیں گے اور  
آپس میں الجھتے رہیں گے، اور اپنوں اور غیروں کے ہاں مسلمان اپنی پہچان کھودیں گے۔ اگر مسلمان  
اپنی اس حالت پر قائم رہیں گے تو بجائے اس کے کہ ان پر اللہ کی مدد نازل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب  
میں گرفتار رہیں گے۔

مسلمان اگر کفار سے جدائی اور دشمنی کا اظہار کریں گے تو اس کے لئے انہیں بڑی قربانیاں دینی پڑیں گی  
اور بڑی مشقت اٹھانی پڑے گی۔ لیکن یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ کفار کی طرف سے ملنے والی

مشقت اور عذاب اس مصیبت سے زیادہ نہیں ہے جو ان سے دوستی کرنے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تفرقہ اور قلق سے حاصل ہونے والی ہوتی ہے۔

رنگ و نسل، زبان و وطن اور اس قسم کی دوسری فضیلتوں میں سے کسی فضیلت اور بڑائی کو اللہ کے ہاں کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف ایک ہی میزان اور کسوٹی ہے جسے پر لوگوں کی اہمیت اور فضیلت کو جانچا اور پرکھا جاتا ہے۔ وہ میزان تقویٰ اور خشیت الہی ہے۔ ارشادِ بانی ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ﴾ (الحجرات: ۱۳)

اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔  
درحقیقت معزز وہی ہے جو اللہ کے ہاں معزز ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے عظیم و خیر ہونے کی وجہ سے اپنے متعین کردہ میزان میں لوگوں کا وزن کرتے رہتے ہیں۔  
ارشادِ بانی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (الحجرات: ۱۳)

”یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔“

اس بنا پر تمام قسم کی فضیلتیں اور خصلتیں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں، صرف ایک ہی اہمیت اور میزان باقی رہے گا اسی میزان اور ترازو میں ساری انسانیت کو تولی اور پرکھا جائے گا۔

اس طرح زمین میں موجود لڑائی جھگڑے کے تمام اسباب ختم ہو جائیں گے اور فضیلت کے وہ تمام جھوٹے معیار بھی ختم ہو جائیں گے جن کے حصول کے لئے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ جنگ کرتے تھے۔ الفت و محبت کا صرف ایک ہی معیار قائم ہو جائے گا وہ معیار یہ ہے کہ سبھی لوگ اللہ کی الوہیت کا اقرار کریں اور یہ تسلیم کریں کہ ان سب کی اصل ایک ہے۔ ایک ہی جھنڈا سر بلند کیا جائے گا جس کا نام تقویٰ ہے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق سر بلند ہوگا۔ سبھی لوگ اسی ایک جھنڈے کے نیچے اکٹھے ہونے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ یہی وہ جھنڈا ہے جسے اسلام نے سر بلند کیا ہے تاکہ وہ انسانیت کو ملک و قوم، رنگ و نسل اور علاقہ وغیرہ کے تعصبات کی مصیبتوں سے



چھٹکارا دلادے۔ یہ تمام عصیتیں زمانہ جاہلیت کی نشانیاں ہیں اور اسی کی طرف بلاتی ہیں۔ یہ سب کچھ خواہ مختلف قسم کے لباسوں میں ملبوس ہو جائے اور اپنے آپ کو مختلف ناموں کے ساتھ موسوم کر لے یہ جاہلیت ہے اور اسلام سے عاری ہے۔

(۴) چوتھی صفت: شمولیت (مکمل اسلام کا احاطہ کرنا):

اس سے مراد یہ ہے کہ طاائفہ منصورہ کی صفات میں ہے کہ وہ بغیر کسی افراط و تفریط اور ایک ہی طرف جھکاؤ کے مکمل اسلام کا احاطہ کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس بات کی انہیں مکمل سمجھ ہوتی ہے کہ اسلام کے کون سے ارکان زیادہ اہمیت کے حامل ہیں اور شرعی مصلحت کے تحت کن ارکان کو مقدم کیا جائے گا اور کن کو مؤخر کیا جائے گا۔ اور جب بہت سے اہمیت والے امور ایک ہی وقت میں جمع ہو جائیں سب سے اہم ترین معاملے کو اس طریقے سے مقدم کیا جائے کہ دوسرے اہم ترین امور کی اہمیت پر کوئی آنچ نہ آئے اس بات کا انہیں مکمل طور پر ادراک ہوتا ہے۔

وہ ایسی جماعت نہیں ہے کہ صرف دعوت و تبلیغ اور وعظ و نصیحت ہی جس کا منہج ہو اور اس کی تمام سرگرمیاں صرف اسی بات پر مرکوز ہوں۔

اسی طرح وہ ایسی جماعت بھی نہیں ہے کہ اس کا منہج صرف جہاد پر قائم ہو اور اس کی تمام کوششیں صرف اسی پر مرکوز ہوں۔

اسی طرح وہ ایسی جماعت بھی نہیں ہے کہ اس کا منہج صرف اور صرف حصول علم اور ترقی فی الدین پر مبنی ہو اور اسے دین کے دوسرے امور کو پورا کرنے یا اس علم کے مطابق عمل کرنے کے بارے میں کوئی خیال تک نہ آئے۔

اسی طرح وہ ایسی جماعت بھی نہیں ہے کہ جس کا منہج صرف اور صرف کثرت عبادت، کثرت ذکر اور تزکیہ نفوس پر مبنی ہو۔

اسی طرح وہ ایسے بھی نہیں ہیں کہ ان کی زندگی کا مقصد عظیم صرف اور صرف سیاسی اور ملکی معاملات میں شمولیت ہو اور وہ دین کے دوسرے تمام امور سے غافل ہوں۔

کوئی خاص جھنڈا ان کی پہچان نہیں ہوتا اور نہ ہی دین کے بقیہ امور کو چھوڑ کر صرف ایک امر پر وہ اسقدر شدت سے زور دیتے ہیں وہ ان کی علامت بن جائے۔ وہ ایسی جماعت ہے جس میں دین کے تمام امور اپنی تمام تر عنایتوں کے ساتھ موجود ہوتے ہیں۔ وہ دین کی حصہ بندیاں نہیں کرتے اور نہ ہی ایک رکن کو دوسرے سے جدا کرتے ہیں۔ اگر آپ ان کی طرف دیکھیں تو آپ کو ان میں اسلام کامل اور اکمل حیثیت سے نظر آئے گا۔

ایک طرف تو وہ دین حق کے داعی ہیں جو اپنے علم وفقہ اور حکمت وموعظہ حسنہ کی بنیاد پر دعوت وتبلیغ کو بہترین طریقے سے انجام دے رہے ہوتے ہیں۔

اور دوسری طرف وہ نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے خوف نہیں کھاتے۔ ایک طرف آپ انہیں دیکھیں گے کہ علم وفقہ کے حصول کے لئے بڑے حریص ہیں وہ یا تو علماء ہیں یا پھر طالب علم، اس کے ساتھ ساتھ وہ معاشرتی معاملات اور امت کے حالات پر مکمل نظر رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ کفار کی طرف سے چلی جانے والے ہر وہ چال جس کا نشانہ اسلام اور اہل اسلام بننے والے ہوتے ہیں وہ اس کا توڑ کرتے ہیں اور دشمنوں کو سبق سکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَكَذَلِكَ نَفْصَلُ الْآيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ﴾ (الأنعام: ۵۵)

اسی طرح ہم آیات کی تفصیل کرتے رہتے ہیں اور تاکہ مجرمین کا طریقہ ظاہر ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ آیات کو تفصیل سے بیان کرنے کا مقصد یہ بیان کر رہے ہیں تاکہ مجرمین کا راستہ واضح ہو جائے تاکہ ان سے جدائی اختیار کی جاسکے اور ان سے بچاؤ اور اجتناب ممکن ہو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی اور دوسروں کی تربیت کا بھی بہت اہتمام کرتے ہیں۔ اس کے لئے وہ ہر قسم کے ایسے وسائل اختیار کرتے ہیں جن کی مشروعیت قرآن وسنت سے ثابت ہوتی ہے۔ وہ رات کے وقت عبادت میں دن کو جہاد فی سبیل اللہ میں مشغول رہتے ہیں۔

یہ تمام خصائل ان کی زندگی کا ایک لازمی خاصہ ہوتے ہیں۔ وہ ان کے درمیان نہ تو فرق کرتے ہیں اور نہ ہی ایک خوبی کو دوسری سے جدا کرتے ہیں۔ اور نہ ہی کسی ایک رکن کی اہمیت بھی ان کے ہاں کم ہوتی ہے۔ وہ ہر عبادت کو اپنے وقت اور مناسبت سے مکمل خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ وہ تمام چیزیں جو وہ اپنے رب کی طرف سے لائے ہیں، ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑا جائے گا۔

﴿وَمَا نَهَاكُمُ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر ۷)

تمام چیزیں جن سے وہ تم کو روک دیں۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب نبی کریم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: ”آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا“، یعنی مکمل قرآن اپنی تمام تعلیمات اور اوامر و نواہی کے ساتھ۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہیں فرمایا کہ ان کا خلق قرآن میں سے سورۃ بقرہ، سورۃ توبہ یا سورۃ انفال پر مشتمل تھا۔

اہل ایمان کے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں کامل اور بہترین نمونہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ

وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ (الاحزاب: ۲۱)

یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی

اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔

طاغیہ منصورہ کی یہ صفت ہے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام امور میں خواہ ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاشرتی، سیاسی، معاشی یا جہادی امور سے ہونی کریم ﷺ سے رہنمائی لیتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کے تمام اقوال و افعال اور امور میں اقتداء اور التزام کے لئے حتی الوسع صرف نبی کریم ﷺ کی سنت کو ہی تلاش کرتے ہیں۔ ان کی خوبی یہ ہے کہ یہ تبع سنت ہیں اور اہل بدعت سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

یہ وہی لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے تعریف بیان فرمائی ہے: ارشاد ربانی ہے:



﴿فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (الاعراف: ۱۵۷)

سوجولوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔

اور فرمایا:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾ (النساء: ۶۹)

اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں۔

اور فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (آل عمران: ۳۱)

کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

جو لوگ دین کو حصول میں بانٹ دیتے ہیں یعنی کچھ کو مان لیتے ہیں اور کچھ کا انکار کر دیتے ہیں یا کچھ حصے پر عمل کر لیتے ہیں اور کچھ کو چھوڑ دیتے ہیں، وہ ان لادین لوگوں کی طرح ہیں جو دین کو سیاست اور دنیاوی امور سے جدا سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بالکل سچ ثابت آتا ہے:

﴿أَفَتُمُنُونُ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا حِزْبٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾ (البقرہ: ۸۵)

کیا بعض احکام پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ تم میں سے جو بھی ایسا کرے، اس کی سزا اس کے سوا کیا ہو کہ دنیا میں رسوائی اور قیامت کے دن سخت عذاب کی مار، اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔

اور ارشاد بانی ہے:

﴿وَيَقُولُونَ نُنْزِلُ بَعْضَ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ (النساء: ۱۵۰-۱۵۱)

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بعض نبیوں پر تو ہمارا ایمان ہے اور بعض پر نہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے اور اس کے بین بین کوئی راہ نکالیں ☆ یقین مانو کہ یہ سب لوگ اصلی کافر ہیں، اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔

اور ارشاد بانی ہے:

﴿وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (المائدہ: ۱۴)

اور جو اپنے آپ کو نصرانی کہتے ہیں ہم نے ان سے بھی عہد و پیمان لیا، انہوں نے بھی اس کا بڑا حصہ فراموش کر دیا جو انہیں نصیحت کی گئی تھی، تو ہم نے بھی ان کے آپس میں بغض و عداوت ڈال دی جو تا قیامت رہے گی۔

مسلمانوں کو یہ تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اگر تم بھی عیسائیوں کی طرح دین کے بعض حصے کو بھلا دو گے، کچھ حصے پر عمل کرو گے اور کچھ کو چھوڑ دو گے تو تمہیں بھی اختلاف و افتراق اور بغض و عداوت کے اس عذاب سے دوچار کیا جائے گا جس عذاب سے عیسائیوں کو دوچار کیا گیا تھا۔

موجودہ دور میں مسلمان ذلت و رسوائی اور افتراق و انتشار کے جس عذاب سے دوچار ہیں اس کا یہی سبب ہے کہ وہ دین اور توحید کا ایک وافر حصہ فراموش کر چکے ہیں۔ اور دین کے کچھ حصے پر عمل کرتے ہیں اور کچھ کو چھوڑ دیتے ہیں۔

مسلمانوں کی طرف سے دین کے کچھ حصے پر عمل کرنا اور کچھ کو چھوڑ دینا اس کے دو بنیادی سبب ہیں: پہلی وجہ: موجودہ دور میں مختلف فقہی مذاہب کا وجود، جو کہ اراداً یا غیر ارادی طور پر دین کو جدا جدا کرنے پر جتے ہوئے ہیں۔ دین کے کچھ احکام کو خاص اہمیت دیتے ہیں اور کچھ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ بات مسلمانوں کے فکر و کردار اور زندگی پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔ خاص طور پر طالب علم اس سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر مسلمانوں میں ایک جماعت ہے جو کہ دعوت و تبلیغ کا خاص اہتمام کرتی ہے اور مبالغہ کی حد تک اسے اہمیت دیتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دین کے دوسرے ارکان بالکل ہی چھوٹ جاتے ہیں۔ اگر اس جماعت کے پیروکاروں کی توجہ دین کے ان چھوڑ دیئے گئے ارکان کی طرف مبذول کروائی جائے تو اس قدر شد و مد کے ساتھ ان ارکان کا غیر اہم ہونا ثابت کریں گے گویا کہ یہ ارکان دین میں شامل ہی نہیں ہیں۔

اسی طرح ایک ایسی جماعت ہے جو روحانی تربیت پر بہت زیادہ زور دیتی ہے۔ اور مبالغہ کی حد تک اس کی اہمیت بیان کرتی ہے۔ اس نظریے کے پیروکار بعض اوقات اس حد تک جا پہنچتے ہیں کہ ان کے ہاں دین سارے کا سارا اس ایک نظریے کے گرد ہی گھومتا ہے۔ ان کے ہاں دین کے باقی ارکان کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہوتی۔ یہ بالکل غلط نظریہ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ لوگ اراداً یا غیر ارادی طور پر دین کے دوسرے ارکان کے بارے میں سستی اور کوتاہی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

دوسری طرف ایک ایسی جماعت ہے جو صرف علم کے حصول، علمی موضوعات کی تحقیق و تخریج اور حفظ پر مبالغہ کی حد تک توجہ دیتی ہے۔ یہ صرف اپنی تحقیق و تخریج میں مگن ہوتے ہیں اور امت کے حالات و واقعات، مشکلات و آلام کی انہیں کوئی پروا نہیں ہوتی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ لوگ بھی دین کے بارے میں اسی کوتاہی کا شکار ہو جاتے ہیں جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ یعنی دین کے بعض امور کو لازم پکڑ لیتے ہیں اور بعض کو چھوڑ دیتے ہیں۔

ایک ایسی جماعت ہے جس کی بنیاد صرف جہاد و قتال پر ہوتی ہے اور وہ مبالغہ کی حد تک صرف اسے ہی



اہمیت دیتے ہیں۔ نتیجتاً وہ دین کے ان ارکان کے بارے میں سستی اور کوتاہی کا شکار ہو جاتے ہیں جو کہ حقیقت میں جہاد کے لوازمات اور اسکی قبولیت اور کامیابی کی شرائط میں سے ہوتے ہیں۔

کچھ لوگ صرف عقیدہ کے گرد ہی گھومتے رہتے ہیں اور اسی کی اہمیت بیان کرتے رہتے ہیں۔ اگر آپ غور سے دیکھیں کہ آخر ان کی اس دعوت کا مقصد کیا ہے تو پتا چلے گا کہ وہ تو صرف توحید کے بعض پہلوؤں کو اپناتے ہیں اور بعض کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر وہ توحید ربوبیت کی دعوت دیں گے تو توحید الوہیت اور توحید اسماء والصفات سے بالکل ہی بے بہرہ ہونگے اور انہیں بے وقعت سمجھیں گے۔ اور بعض اوقات وہ قدیم وجدید منکرین کے رد کے لئے اسماء والصفات کی بحث میں اس قدر مشغول ہو جاتے ہیں کہ توحید ربوبیت اور توحید الوہیت سے بالکل ہی غافل ہو جاتے ہیں حالانکہ توحید کی یہ اقسام بہت زیادہ توجہ اور اہتمام کی طلبگار ہیں۔

وہ توحید الوہیت اور توحید ربوبیت کے بارے میں گفتگو کریں گے تو اس میں بھی وہ صرف بعض پہلوؤں کی طرف توجہ دیں گے اور بعض کو چھوڑ دیں گے۔ توحید الوہیت میں وہ صرف عبادات، قربانی، دعا و استغاثت اور توکل وغیرہ کی طرف ہی توجہ دیں گے، جبکہ تحکیم، شریعت سازی، اطاعت و اتباع اور ولاء والبراء سے بالکل ہی بے بہرہ ہونگے۔

اسی طرح ایسا شخص جب شرک کے نقصانات بیان کرے گا اور اس سے بچاؤ کا درس دے گا تو صرف قبروں سے متعلقہ شرک اور بدعات و خرافات سے متعلقہ شرک کی طرف ہی توجہ دے گا۔ اور ایسا وہ اس تربیت کی بنا پر کرے گا جس طریقے پر اس کی تربیت کی گئی ہے اور اسے وعظ و نصیحت کا جو طریقہ سکھایا گیا ہے۔ اسے اس شرک کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہوگی جو تحکیم، شریعت سازی، اطاعت و اتباع اور ولاء والبراء میں اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے کی صورت میں موجود ہوتا ہے۔ ایسا اس وقت ہوگا جب وہ ذاتی طور پر دانستہ یا نادانستہ طور پر شرک کی اس قسم میں ملوث نہ ہوگا۔

جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ یہ تمام باتیں طاائفہ منصورہ کے منہج کے خلاف ہیں۔ طاائفہ منصورہ تو اسلام کو بغیر کسی افراط و تفریط اور ایک ہی طرف جھکاؤ کے بغیر ہی قبول کرتی ہے۔

دوسری وجہ: دین کے کچھ امور کو مان لینا اور کچھ کو چھوڑ دینا اس کا دوسرا سبب یہ ہے کہ اکثر مسلمانوں کو شیطان نے خفیہ طور پر اپنے جال میں الجھا رکھا ہے۔ جس کی بنا پر وہ انہیں زیادہ اہم کو چھوڑ کر کم اہم کی طرف متوجہ کرواتا ہے اور فرائض کو چھوڑ کر ان کی توجہ نوافل کی طرف مبذول کرواتا ہے۔ دین پر کلی طور عمل کرنے کے بجائے وہ انہیں دین کی جزئیات میں سے کسی جزو میں الجھا دیتا ہے۔ ایک لمبے عرصے کے لئے ان کی یہی کیفیت رہتی ہے۔ بعض اوقات تو یوں ہوتا ہے کہ کسی کی تمام عمر ہی اس حالت میں گزر جاتی ہے کہ وہ دین کے ایک ہی جزو پر ٹھہرا ہوا ہوتا ہے۔ دین کے دوسرے اجزاء اور اطراف کی طرف اس کی کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ اس طرح وہ دین کے کچھ حصے کو مان کر اور کچھ کو چھوڑ کر دانستہ یا غیر دانستہ طور پر ایک غلطی کا مرتکب ہوتا رہتا ہے۔

اسے مثال کے طور پر یوں سمجھ لیجئے کہ اس قسم کا کوئی شخص جس کے لئے شیطان نے اس کے اعمال مزین کئے ہوتے ہیں وہ شعر و شاعری اور ادب و سخن میں ہی اپنی ساری زندگی گزار دیتا ہے، اور اسی کی درس و تدریس میں ایک لمبے عرصے تک مشغول رہتا ہے۔ اس کے مقابلے میں آپ دیکھیں گے کہ اسے معلوم تک نہیں ہوتا کہ لا الہ الا اللہ کا معنی و مفہوم کیا ہے، اس کی شروط، مطالبات اور نواقض کیا ہیں۔

اسی طرح بعض لوگ قرآن کریم کی تلاوت، اس کی آیات میں تدبر، کتب حدیث کی تفہیم و تشریح کو چھوڑ کر شعر و شاعری میں مگن رہتے ہیں۔ حالانکہ اہمیت اور نفع کے لحاظ سے قرآن و سنت کے علوم شعر و شاعری سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ یہ شخص ایسا کر کے اپنی صلاحیتوں اور اپنی عمر کو ضائع ہی کرتا رہتا ہے۔ اس طرح کا کوئی شخص اگر کسی ثقافتی یا فکری سرگرمی میں شریک ہوتا ہے اور اپنی سوچ و فکر کا اظہار کرتا ہے تو اس کی سوچ اور فکر اسلامی سوچ اور فکر کے بالکل متضاد ہوتی ہے۔ یہ سب کا سب اس کی ایک خاص نہج پر حاصل کی گئی تعلیم کا نتیجہ ہے کیونکہ برتن سے وہی چیز چھلکتی ہے جو اس کے اندر موجود ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے وہ خود بھی دکھا اٹھاتا ہے اور دوسروں کو بھی تکلیف میں مبتلا کرتا ہے۔

یہ بھی شیطان کا ایک داؤہی ہے کہ کوئی شخص دین کے صرف ایک مسئلے میں الجھ کر اپنی ساری زندگی گنوا دے اور سارا وقت برباد کر دے اور دین کے دوسرے مسائل کے بارے میں اسے ادنیٰ سی معلومات

بھی نہ ہوں۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کتنے ہی دین کے داعی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی ساری زندگی ایک مخصوص مسئلے یا ایک مخصوص منہج کی ترویج میں گزار دیتے ہیں۔ جب ان کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اچانک انہیں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ انہوں نے تو اپنے نفس کے لئے آگے کچھ بھیجا ہی نہیں۔ امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی مطلق عبادت کرنے والوں کی صفات کے بارے میں رقمطراز ہیں: دوسری نشانی، یہ کہنا کہ: وہ کسی نام وغیرہ کی طرف منسوب نہیں ہوتے، یعنی مختلف اصحاب طرق کی پہچان کے لئے جو نام وغیرہ مشہور ہو چکے ہیں ان میں سے کسی نام کی طرف یہ لوگ منسوب نہیں ہوتے۔ اس کے ساتھ وہ اپنے آپ کو صرف ایک ہی عمل کے ساتھ مقید نہیں کرتے کہ اس عمل کے ساتھ ان کا نام چلے اور یہ ان کے نام کی پہچان بن جائے۔ یہ چیز عبادت کے اندر ایک بہت بڑی مصیبت ہے۔ کیونکہ یہ ایک مقید عبادت ہوگی

جبکہ مطلق عبادت یہ ہے کہ: عبادت گزار عبادت کے حوالے سے کسی مخصوص نام کے ساتھ موسوم نہ ہو اور وہ اختلاف کے باوجود عبادت کی طرف بلانے والے ہر داعی کی آواز پر لبیک کہے۔ اس کا تعلق ہر عبادت گزار مسلمان کے ساتھ ہو اور وہ اس کی محنت میں اس کا شریک کار ہو۔ وہ کسی خاص نشان، اشارہ، نام یا لباس کے ساتھ مقید نہ ہو۔ اور نہ ہی وہ کسی مخصوص بناوٹی راستے پر چلنے والا ہو۔ بلکہ اس کی کیفیت یہ ہو کہ اگر اس سے پوچھا جائے کہ تیرا شیخ کون ہے؟ تو وہ جواب دے: محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر اس سے اس کے طریق کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ کہے: اتباع۔ اگر اس کے لباس کے بارے میں پوچھا جائے تو کہے: تقویٰ کا لباس۔ اگر اس کے مذہب کے بارے میں پوچھا جائے تو کہے: سنت پر عمل۔ اگر اس سے مقصد حیات کے بارے میں پوچھا جائے تو اس کا جواب ہو: رضائے الہی کا حصول۔ اگر اس کی تربیت گاہ اور خانقاہ کے بارے میں پوچھا جائے تو اس کا جواب ہو:

﴿فِي بُيُوتِ أَذْنِ اللَّهِ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ☆

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ۖ﴾ (النور)



ان گھروں میں جن کے بلند کرنے، اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہاں صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

اگر اس سے اس کا نسب پوچھا جائے تو کہے:

جب لوگ قیس اور تمیم کے ساتھ فخر کر رہے ہوں تو میرا باپ اسلام ہی ہے اور اس کے علاوہ میرا کوئی باپ نہیں۔

اس سے اس کے کھانے پینے کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو اس کا جواب ہوتا ہے کہ آپ کا اس سے کیا تعلق؟ اس کے پہننے اور کھانے پینے کا سامان اس کے ساتھ ہی ہوتا ہے، کسی چشمے کا پانی پی کر اور کسی درخت کا پھل کھا کر وہ گذرہ کر لیتا ہے۔ اپنے رب سے ملاقات تک ان کی یہی کیفیت رہتی ہے۔

اے افسوس! اس عاجزی اور سستی کی حالت میں عمر ختم ہوگئی اور اس کے لمحات گزر گئے۔

قوم نے نجات کا دروازہ پالیا ہے لیکن وہ اس اعلیٰ اور ارفع مقصد کے حصول کی طرف بہت آہستگی سے رواں دواں ہیں۔

مطلق عبادت کی صفت کے حامل لوگوں کا یہ نظریہ ہوتا ہے کہ امت پر جس قدر آفات نازل ہوئی ہیں ان سب کا سبب سوائے اور کچھ نہیں کہ امت نے اپنے آپ کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر لیا ہے۔ ہر گروہ اپنے مخصوص نشان کے اندر مقید ہے اور اس کا ایک علیحدہ ہی راستہ ہے اس صورت حال نے مخلوق کے اکثر حصے کو اللہ تعالیٰ سے کاٹ کر رکھ دیا ہے

کسی امام صاحب سے پوچھا گیا کہ: سنت کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: سنت وہ ہے جس کا سنت کے علاوہ کوئی دوسرا نام نہ ہو۔ یعنی اہل سنت کے ہاں نسبت کے لئے سنت کے علاوہ کوئی دوسرا نام نہیں ہوتا۔ بعض لوگ اپنے لئے کسی ایک لباس کو مخصوص کر لیتے ہیں اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا لباس نہیں پہنتے۔ یا کسی ایک جگہ پر بیٹھنا مخصوص کر لیتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی دوسری جگہ پر نہیں بیٹھتے۔ یا کوئی خاص چال ڈھال مخصوص کر لیتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی دوسرے طریقے سے نہیں چلتے۔ یا اپنے لئے کوئی خاص شکل و صورت مخصوص کر لیتے ہیں اور اس کے اندر تبدیلی نہیں کرتے۔ یا اپنے لئے کسی ایک

عبادت کو مخصوص کر لیتے ہیں اور اس کے علاوہ کوئی دوسری عبادت نہیں کرتے اگرچہ وہ اس سے اعلیٰ اور ارفع ہی کیوں نہ ہو۔ یا اپنے لئے کسی ایک بزرگ کو مخصوص کر لیتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف توجہ نہیں دیتے اگرچہ وہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا زیادہ مقرب ہی کیوں نہ ہو۔ ایسے تمام لوگ اپنی زندگی کے اعلیٰ ترین مقصد کے حصول میں ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کی اتباع کے راستے کو چھوڑ کر کسی دوسری منزل کے راہی بن چکے ہوتے ہیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو غلو ت پسند ہوتے ہیں اور خالی دل سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ وہ حصول علم کو اپنے لئے چوری اور ڈاکے کے مترادف سمجھتے ہیں۔ اگر انہیں حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کے بارے میں کہا جائے یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب دلائی جائے تو اسے فضول اور برا کام سمجھتے ہیں۔ اگر اپنے میں سے کسی کو یہ فریضہ سرانجام دیتے ہوئے دیکھ لیں تو اسے اپنے گروہ میں سے نکال دیتے ہیں اور اسے اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور ہیں۔ (مدارج السالکین: ۱۷۴/۳-۱۷۶)

تنبیہ: بعض لوگ دعوت و تبلیغ میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس سے کم اہمیت والے امور اور نفل عبادات کو بالکل چھوڑ دیتے ہیں۔ ان میں سے کسی شخص کی توجہ اگر کسی نفل عبادت کی طرف مبذول کروائی جائے تو فوراً اعتراض کر دیں گے کہ اس وقت زیادہ اہمیت والے امور اور فرائض پر توجہ دینے کی زیادہ ضرورت ہے جبکہ آپ ابھی تک کم اہمیت کے حامل ان امور میں الجھے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ آپ کو بھی اس بات کی دعوت دیں گے کہ آپ بھی نوافل کو چھوڑ کر صرف فرائض کی طرف ہی توجہ دیں۔ شیطان کے جال میں پھنسنے والوں کے لئے یہ بھی ایک شیطانی چال ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بستر مرگ پر حالت نزع میں مبتلا ہیں۔ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ امت کے لئے وصیت کے کچھ کلمات ارشاد فرمادیں۔ لیکن انہوں نے اس حال میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کو نہ چھوڑا، جب انہوں نے اپنے ساتھ ملاقات اور عیادت کے لئے آنے والوں میں ایک شخص کے تہہ بند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکتا ہوا دیکھا تو اسے فوراً بغیر کسی تردد کے کپڑا اوپر اٹھانے کا حکم دیا۔ عمر

فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے تھے اور ان کا دامن گناہوں سے سب سے زیادہ صاف تھا۔

جو بات یہاں پر کہنی چاہیے وہ یہ ہے کہ: اہم ترین امور اور واجبات کو سرانجام دینے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان نوافل کو بالکل ہی چھوڑ دے۔ البتہ ایسا اس وقت ہو سکتا ہے جب فرائض اور نوافل، کم اہمیت والے اور زیادہ اہمیت والے امور ایک ہی وقت میں آپس میں مزاحم ہو جائیں اور ایک وقت میں صرف ایک ہی کام کی انجام دہی ممکن ہو تو اس وقت فقہ اس بات کی متقاضی ہے کہ زیادہ اہمیت والے امور کو کم اہمیت والے اور فرائض کو نوافل پر مقدم کیا جائے اس جگہ یہ ہمارا موضوع نہیں اس قسم کی معلومات قاری کو فقہ اور اصول فقہ کی کتابوں میں مل سکتی ہے۔ ان کی طرف رجوع کر لینا زیادہ بہتر ہے۔

فقہ الواقع: (حالات حاضرہ سے آگاہی)

ہم اس موضوع کو ایک مستقل عنوان کے تحت بیان نہیں کرنا چاہتے تھے۔ لیکن یہ بات اس کے بیان کا سبب بن گئی کہ موجودہ زمانہ میں بہت سے ایسے لوگ ہمارے مشاہدہ میں آئے جو حالات حاضرہ سے آگاہی اور ان کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کو بے فائدہ سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس علم کا حصول عوام الناس تو کجا علماء اور طلاب علم کے لئے بھی ضروری نہیں۔ بعض نے تو اس علم کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے اس قدر مبالغہ کا اظہار کر دیا کہ اس علم کے حصول کو بالکل بے فائدہ اور وقت کا ضیاع سمجھنا شروع کر دیا۔

بعض لوگوں نے بڑے فخریہ انداز سے صراحتاً یہ بات بھی کہی کہ وہ شرعی علوم میں مشغول ہونے کی وجہ سے اخبار تک کا مطالعہ نہیں کرتے اور نہ ہی خبریں وغیرہ سنتے ہیں۔

اس معاملے کی قباحت جس چیزیں اور زیادہ بڑھ جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ اپنے اس نظریے کو سلف صالحین اور سلفی منہج کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس سے بھی دو ہاتھ آگے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو اس علم کی ضرورت اور اہمیت کے قائلین کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ سلفی ہی نہیں کیونکہ یہ سلف صالحین کے منہج سے ہٹ چکے ہیں۔



اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ طاغیہ منصورہ کی صفات اور خصوصیات بیان کرتے ہوئے ضمناً اس شبہ کا بھی جواب دیا جائے تاکہ کتاب و سنت کی نصوص اور سلف صالحین کے عمل کی روشنی میں اس مسئلہ کی درست صورت سامنے آ سکے۔

قبل اس کے کہ ہم اس علم کے حصول کی اہمیت اور اس میں ضروری اور غیر ضروری امور پر روشنی ڈالیں ضروری ہے کہ ہم اس علم کی مشروعیت اور ضرورت کو بیان کر دیں۔

حالات حاضرہ سے آگاہی کی مشروعیت اور اہمیت:

مسلمانوں کے لئے اپنے حالات، اپنے ارد گرد رونما ہونے والے واقعات اور اپنے خلاف جاری کفر کی معاندانہ سرگرمیوں سے آگاہی حاصل کرنا ایسا معاملہ ہے جس کی مشروعیت کا ثبوت کتاب و سنت کے دلائل اور سلف صالحین کے طریقے سے ملتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذَلِكَ نَفْصَلُ الْآيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ﴾ (الأنعام: ۵۵)

اسی طرح ہم آیات کی تفصیل کرتے رہتے ہیں اور تاکہ مجرمین کا طریقہ ظاہر ہو جائے۔

ابن کثیر رقمطراز ہیں: اس آیت کا مفہوم یہ ہے تاکہ رسولوں کی مخالفت کرنے والے مجرموں کا راستہ ظاہر ہو جائے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱۲۱/۲)

تاکہ ہم اسے پہچان کر اس سے علیحدگی اختیار کریں۔ اس سے ہم خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچنے کی تلقین کریں۔ کیونکہ کسی چیز سے ناواقف شخص کے لئے اس چیز کے جال میں پھنسنا زیادہ آسان ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ وہ اچھے کام کر رہا ہے۔

ہر چیز کی قدر و قیمت کی پہچان اس کی ضد سے ہوتی ہے۔ ہمارے سامنے باطل کی قباحت اور اس کے تباہ کن اثرات بحقد رشادت کے ساتھ ظاہر ہونگے ہمیں اسی قدر حق کی قدر و قیمت اور اس کے نفع مند اثرات کا احساس ہوگا۔

سید قطب رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: اس منہج کا صرف یہی تقاضا نہیں ہے کہ خالی حق کو ہی وضاحت سے بیان

کیا جائے تاکہ مومنین صالحین کا راستہ واضح ہو جائے، بلکہ اس منہج کا یہ بھی تقاضا ہے کہ باطل کو بھی کھول کر بیان کر دیا جائے تاکہ گمراہ ہونے والے مجرموں کا راستہ بھی واضح ہو جائے۔ مومنین کے راستے کی وضاحت کے لئے مجرموں کے راستے کی وضاحت ضروری ہے۔

ایمان، نیکی اور اصلاح کی وضاحت کے لئے کفر، برائی اور جرائم کو کھول کر بیان کر دینا ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیات کو تفصیل سے بیان کرنے کے جو اہداف بیان کئے ہیں ان میں ایک ہدف مجرمین کے راستے کو وضاحت سے بیان کرنا بھی ہے۔ کیونکہ مجرمین کے راستے اور ان کے موقف کے بارے میں کوئی اوجھل پن اور شبہ مومنین کے راستے اور ان کے موقف میں اوجھل پن اور شبہ کا باعث ہوگا۔ اس لئے ہر تحریک کے لئے ضروری ہے کہ وہ ابتداء سے ہی مومنین اور مجرمین کے راستوں کا تعین کر لے۔ (فی ظلال القرآن: ۲/۱۱۰۵-۱۱۰۷)

قرآن کریم ایسی آیات سے بھرا ہوا ہے جو کہ منافقین، یہود و نصاریٰ، مشرکین اور بت پرستوں جیسے مجرموں کے راستوں کی وضاحت کرتی ہیں اور ان کی حقیقت حال کھول کر بیان کرتی ہیں۔ یہ آیات ان بری باتوں اور کینے وغیرہ کو بھی ظاہر کرتی ہیں جو مجرم لوگ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ قرآن کے ایک ایسی سورت بھی موجود ہے جس کا نام ہی ”الفاضحة“ (یہ سورۃ التوبہ ہے۔) یعنی عیب ظاہر کر کے رکھ دینے والی رکھ دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس سورۃ مبارکہ میں کثرت کے ساتھ ایسی آیات موجود ہیں جو منافقین کے عیوب ظاہر کرتی ہیں، ان کی حقیقت واضح کرتی ہیں اور ان کی خفیہ سازشوں کو بے نقاب کرتی ہیں۔ یہ سب کا سب فقہ الواقع سے تعلق رکھتا ہے اور اس میں شامل ہے۔

سنت نبوی ﷺ سے بڑے صریح انداز میں اس بات کی وضاحت ملتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے علم کی اس قسم کا بہت زیادہ اہتمام فرمایا تھا۔ ہم دیکھتے ہیں نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ میں سے کمزور لوگوں کو کسی اور طرف جانے کی بجائے صرف حبشہ کی طرف ہی ہجرت کر جانے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ اس بات کی ایک روشن دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے ارد گرد رونما ہونے والے واقعات، ارد گرد بسنے والے بادشاہوں

اور ہم عصر اقوام کے حالات سے پوری طرح واقف تھے۔

آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو فارس یا روم وغیرہ کی طرف کیوں نہ بھیجا اور ان کے لئے صرف حبشہ ہی کو کیوں پسند فرمایا؟

اس کی وضاحت نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے ہوتی ہے: ”وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہو سکتا۔“ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ شاہ حبشہ کے حالات، سیرت اور صفات سے پوری طرح باخبر تھے۔ اور اس بات سے باخبر تھے کہ شاہ حبشہ آپ ﷺ کے اصحاب کے تحفظ کا بھی پورا پورا اہتمام کر سکتا ہے۔

ذرا تصور کیجئے! اگر حبشہ کو اختیار کرنے کے بارے میں آپ ﷺ کا فیصلہ درست نہ ہوتا تو اس کا نتیجہ کس قدر بھیانک نکلتا اور مسلمانوں کو کس قدر ہولناک مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا؟

ہم دیکھتے ہیں کہ دعوت و تبلیغ کے مرحلہ میں نبی کریم ﷺ اس تحریک کو اپنے وقت کے تقاضوں کے مطابق چلاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ اپنی ہجرت کے لئے مدینہ کو پسند فرماتے ہیں۔ مدینہ میں اور اس کے ارد گرد موجود تمام غیر مسلم اقوام اور قبائل سے مناسب طریقے سے میل جول اور معاہدے کرتے ہیں جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو اسے کہا: تو اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جانے والا ہے۔ یہ ہر ملک کے حالات سے آپ کی آگاہی کا نتیجہ ہی تھا کہ آپ ﷺ نے معاذ سے فرمایا تھا: تو انہیں سب سے پہلے جس بات کی طرف بلائے گا وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی ہونی چاہیئے۔

اسی طرح ہمیں نبی کریم ﷺ کے غزوات اور مختلف اقوام، بادشاہوں اور قبائل کی طرف لکھے گئے آپ کے خطوط میں اس علم کی چھاپ بہت نمایاں انداز میں ملتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے باہر سے آنے والے وفود کا جس قدر احسن انداز سے استقبال کیا ہے اور ان کے مراتب اور مقام کے مطابق انہیں جس قدر عزت و اکرام کے ساتھ ٹھہرایا ہے اس سے بھی اس علم کے بارے میں آپ ﷺ کی آگاہی کا ثبوت ملتا ہے۔

اسی طرح حالات حاضرہ سے آگاہی کی اہمیت اور اس کی مشروعیت پر وہ احادیث نبویہ بھی دلالت کرتی



ہیں جن سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں، جب اس کے ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بخار اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے بیدار رہتا ہے۔ مسلمان کو اہل ایمان کے مصائب سے اسی طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح جسم کے دوسرے اعضاء کی تکلیف کو سراسر اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ اگرچہ مسلمانوں کے درمیان علاقوں اور مسافتوں کی دوری ہی کیوں نہ ہو، یا وہ مختلف رنگ و نسل اور زبان سے ہی کیوں نہ تعلق رکھتے ہوں۔ شریعت کے اس مقصد کا حصول اور اس کی عملی تصویر اطراف عالم میں بسنے والے مسلمانوں کے حالات سے آگاہی حاصل کئے بغیر کس طرح ممکن ہے۔

کتنی المناک بات ہے کہ چین اور ہندوستان میں ہمارے مسلمان بھائی کفار کے ظلم و ستم کا شکار ہو جاتے ہیں اور ہمیں اس بارے میں پانچ سال بعد پتہ چلتا ہے۔ اس وجہ سے ہم اپنے بھائیوں کی مدد اور کرنے اور ان کا دفاع کرنے کے فریضہ سے محروم رہ جاتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

ایک مومن کا دوسرے اہل ایمان کے ساتھ ایسا تعلق ہوتا ہے جس طرح سر کا تعلق جسم کے ساتھ ہوتا ہے۔ مومن کو دوسرے اہل ایمان کے مصائب اسی طرح تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں جس طرح سر جسم کے دوسرے اعضاء کی تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ (احمد، صحیح الجامع: ۶۶۵۹)

اور فرمایا:

آپ مومنوں کو آپس کی رحم دلی، محبت اور الفت میں ایک جسم کی طرح پائیں گے، جب اس کا ایک عضو تکلیف میں مبتلا ہو تو اس کی وجہ سے سارا بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور بیمار رہتا ہے۔ (متفق علیہ)

اور فرمایا:

تمام مومن ایک آدمی کی مانند ہیں، جب اس کے سر میں تکلیف ہو تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اگر اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔ (احمد، صحیح الجامع: ۶۶۶۸)

یعنی جب کوئی ایک کسی ظلم و ستم کا شکار ہونے کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہو تو اطراف عالم میں موجود تمام مسلمان انتہائی غیظ و غضب سے اس پر ہونے والے ظلم کا بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اس وقت تک ان کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کے نفس مطمئن ہوتے ہیں جب تک یہ ظالم سے بدلہ لے کر مظلوم کو انصاف نہ دلا دیں۔

اتفاق و اتحاد کے اس شعور کی بیداری حالات حاضرہ سے آگاہی حاصل کئے بغیر کس طرح ممکن ہے۔ کیونکہ حالات حاضرہ سے آگاہی حاصل کرنے کے ذریعے ہی ہمیں مسلمانوں کے حالات اور کفار کی طرف سے ان پر مسلط کی گئی ہلاکت و بربادی کا پتہ چل سکے گا۔ اور ایسے واقعات آج کل کس قدر کثرت سے رونما ہو رہے ہیں؟

ہمارے آج کے دور میں کتنے مسلمان ایسے ہیں جن کی عزتیں پامال کر دی گئیں اور ان کے مقامات مقدسہ سہا کر دیئے گئے، اور عالم اسلام میں موجود ان کے دوسرے بھائی ان کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ اگر کچھ جانتے بھی ہیں تو ان کے دفاع کے لئے کوئی تحریک برپا نہیں کرتے۔ ان کے پاس صرف یہی دلیل ہوتی ہے کہ اس قسم کے امور میں مشغول ہونا ان کے لئے ضروری نہیں یا یہ ان کا موضوع نہیں۔

حالات حاضرہ سے آگاہی کے متعلق سلف صالحین کے طریق سے بھی بہت سے دلائل ملتے ہیں جنہیں ان اوراق میں شمار کرنا ممکن نہیں۔ اہل روم اور اہل فارس کے مابین جنگ کے متعلق صحابہ کرام کا جو موقف ہمارے سامنے موجود ہے وہ گویا سلف صالحین کی طرف سے حالات حاضرہ سے آگاہی حاصل کرنے کے اہتمام کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اس جنگ مشرکین مکہ یہ چاہتے تھے کہ اہل فارس اہل روم پر غالب آجائیں کیونکہ وہ آگ کے پجاری ہونے کی وجہ سے بت پرستی کے زیادہ قریب تھے۔

جبکہ مسلمان یہ چاہتے تھے کہ اہل روم اہل فارس پر غالب آجائیں کیونکہ وہ اہل کتاب ہیں۔ اہل کتاب کا کفر اور دین سے انحراف جس قدر بھی بڑھ جائے لیکن پھر بھی وہ کفر کے لحاظ سے بت پرستوں اور آتش پرستوں سے کم ہی ہوتے ہیں۔ (دیکھئے تفسیر ابن کثیر)

اہل فارس اور اہل روم کے درمیان جاری ہونے والی اس جنگ میں صحابہ کرامؓ نے اس قدر زیادہ دلچسپی کا مظاہر کیا کہ ابوبکر صدیقؓ مشرکین مکہ سے اس پر شرط باندھ لیتے ہیں۔ کیونکہ شرط باندھنا اس وقت تک حرام نہیں تھا۔ کہ چند ہی سالوں میں فارسی رومیوں کے حلیف بن جائیں گے۔ ارشاد بانی ہے: ﴿الْمُ غَلِبَتِ الرُّومُ﴾ فِیْ اَذْنٰی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلِبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ﴿ فِیْ بَضْعِ سِنِیْنٍ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ بَعْدُ وَیَوْمَئِذٍ یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿ بِنَصْرِ اللّٰهِ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ﴾ (الروم: ۵-۱)

الم☆ رومی مغلوب ہو گئے☆ نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے☆ چند سال میں ہی۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اس روز مسلمان شادمان ہوں گے☆ اللہ کی مدد سے، وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اصل غالب اور مہربان وہی ہے۔

صحابہ کرام کی حالات حاضرہ اور اپنے ارد گرد رونما ہونے والے واقعات سے آگاہی پر یہ ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

ہمارے سلف صالحین نے اپنے دور میں رونما ہونے والے گمراہ فرقوں کا جس قدر شدت سے مقابلہ کیا ہے، ان کے عقائد اور شبہات کا رد کیا ہے اور ان کی ضلالت اور گمراہی کو جھٹکا رکھول کر بیان کیا ہے اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حالات حاضرہ پر ہمارے اسلاف کی گرفت کس قدر مضبوط تھی۔ انہیں تمام لوگوں میں سب سے بڑھ کر حالات سے آگاہی ہوتی تھی کیونکہ وہ اس علم کو مقاصد شریعت میں شمار کرتے تھے۔

سیدنا عمر بن الخطابؓ فرمایا کرتے تھے: میں دھوکے باز نہیں ہوں اور ہی کوئی دھوکا باز مجھے دھوکا دے سکتا ہے۔ مسلمان ذہین اور عقلمند ہوتا ہے، وہ ایک ہی سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔ کسی مسلمان کو یہ شعور اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک وہ حالات حاضرہ سے باخبر اور اپنے ارد گرد رونما ہونے والے واقعات سے پوری طرح باخبر نہ ہو۔



اس کا حکم:

حالات حاضرہ سے آگاہی کی مشروعیت اور اہمیت بیان کرنے کے بعد یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا حکم بھی بیان کر دیا جائے کہ کیا اس علم کا حصول واجب ہے یا یہ مندوب ہوگا؟

جواب میں ہم یہ کہیں گے: حالات حاضرہ سے آگاہی کی مختلف صورتیں ہیں۔ کچھ واجب ہیں، کچھ مندوب ہیں، کچھ جائز ہیں اور کچھ گناہ اور حرام ہیں۔

① جس صورت کا حصول واجب ہے: ہر وہ علم جس کا تعلق عقیدہ سے ہے، یا وہ عقیدہ توحید کی سلامتی کے لئے بطور شرط شمار ہوتا ہے اس کا حصول واجب ہے۔ جس طرح موجودہ دور میں لوگوں میں شرک کی بہت سی اقسام رواج پذیر ہیں۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے علاوہ مختلف معبودان باطلہ کو مقرر کیا گیا ہے ان سب سے آگاہی مسلمانوں کے ہر خاص و عام کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ اس بات کا امکان ہے کہ اس آگاہی کے بغیر وہ نادانستہ طور پر شرک اکبر میں مبتلا ہو سکتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ توبہ کے بغیر کے معاف نہیں فرمائیں گے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ حالات حاضرہ سے آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان غیر مسلموں اور اللہ کے باغیوں کے صرف اس وجہ سے دوست اور حمایتی بن جاتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے مددگار ہونے کی وجہ سے ہماری حمایت اور دوستی کے مستحق ہیں۔ بلا شک و شبہ اس خطرے کا توڑ واجب ہے۔ اور ایسا اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجے جانے والے طاغوتوں اور ان کی طرف سے جاری ہونے والی کفریہ اور شرکیہ رسوم و عادات کی حقیقت جانے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ اگر اس حقیقت تک نہ پہنچا جائے تو آدمی طاغوت کو جانے بغیر اس کا انکار کیسے کر سکتا ہے۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ جس چیز کے بغیر واجب کی ادائیگی ممکن نہ ہو اس کا اختیار کرنا بھی واجب ہے۔ ضروری علم کی یہ قسم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بالاولیٰ داخل ہے:

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (محمد: ۱۹)

سو (اے نبی!) آپ یقین کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اور فرمایا:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ (النحل: ۳۶)

ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔

اور طاغوت سے اجتناب اس کی حقیقت، صفات اور اقسام جانے بغیر ممکن ہی نہیں۔

اکثر مسلمانوں کی طرف سے علم کی اس قسم سے سستی کرنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض لوگ اور ان میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو اہل علم سمجھتے ہیں نادانستہ طور پر شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ ان سے سوال کریں تو ان کا یہی جواب ہوگا کہ وہ تو درست عقیدے کے حامل ہیں اور ان کا عقیدہ توحید اس قدر پختہ ہے کہ اس میں شرک کا شائبہ تک نہیں۔ بلکہ وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اپنے آپ کو طائفہ منصورہ تصور کرتے ہیں۔

اسی طرح ہر عام و خاص کی طرف سے جمہوریت کی بحالی کا جو اوایلا کیا جاتا ہے یہ بھی شرک کی ایک قسم ہے کیونکہ اس میں عوام کو اللہ کا شریک بنا دیا جاتا ہے۔ اور شریعت سازی اور قانون سازی جو کہ الوہیت کی بڑی بڑی خصوصیات ہیں میں عوام بھی اللہ تعالیٰ کی شریک ہو جاتی ہے۔

اس سے پہلے یہ لوگ اشتراکیت، قومیت، وطنیت کا نعرہ لگاتے آئے ہیں، یہ بھی موجودہ دور کے بڑے بڑے طاغوت ہیں کیونکہ ان سب کی بنیاد اس نظریے پر ہے کہ دین اللہ کا ہے اور وطن سب کا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وطن اور اہل وطن کے معاملات میں اللہ کا کوئی عمل دخل نہیں۔ موجودہ دور میں بھی ابھی تک ایسے لوگ موجود ہیں جو ان نظریات کے حامی ہیں وہ انہیں کی بنیاد پر دوستی اور دشمنی کرتے ہیں اور بندوں کے درمیان ان کا پرچار بھی کرتے ہیں۔ اس سب کے باوجود وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔

حالات حاضرہ کی آگاہی کے حوالے سے جو چیزیں وجوب میں شامل ہیں ان میں ایک چیز یہ بھی ہے کہ ہر وہ چیز جس کا علم حاصل کرنا واجب کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ واجب کی ادائیگی کے لئے جو چیز ضروری ہو اسے اختیار کرنا بھی واجب ہے۔ جیسا کہ تمام مسلمانوں کے لئے

ایک دوسرے کی مدد کرنا اور ان کی حرمتوں کو پامال کرنے والوں سے ان کا دفاع کرنا واجب ہے۔ یہ وجوب پر اس وقت تک عمل کرنا ممکن نہیں جب تک مسلمانوں کے حالات سے مکمل آگاہی نہ ہو اور اس بات کا پتہ نہ چلے کہ ان کے دشمن کون کون ہیں اور ان کے خلاف کیا کیا تدابیر اختیار کئے ہوئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو وہ خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے دشمن کے حوالے کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

یعنی اگر مسلمان اپنے بھائی کا دفاع کرنے اور اس کی مدد کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو اسے کبھی دشمن کے سپرد نہیں کرتا تا کہ وہ اس پر ظلم و ستم ڈھائے۔ اور فرمایا:

تو اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! (یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ) میں اپنے مظلوم بھائی کی مدد کروں، لیکن میں اپنے ظالم بھائی کی کس طرح مدد کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اسے ظلم کرنے سے روک، یہ تیری اپنے بھائی کی مدد ہوگی۔ (متفق علیہ)

اور فرمایا:

جو اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے جہنم کی آگ کو دور کر دے گا۔ (احمد، ترمذی، صحیح الجامع: ۶۲۶۲)

اور فرمایا:

جس نے کسی مومن کو کسی منافق سے بچایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دے گا جو اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔ (صحیح سنن ابوداؤد: ۴۰۸۶)

اور فرمایا:

ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہوتا ہے، ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہوتا ہے وہ اس



کے ذرائع گذر اوقات کا دفاع کرتا ہے اور اس کی غیر موجودگی میں اس کے اہل و عیال کی حفاظت کرتا ہے۔ (صحیح سنن أبوداؤد: ۴۱۱۰)

اور فرمایا:

جو بھی شخص مسلمان کو اس جگہ پر ذلیل کرتا ہے جہاں اس عزت و حرمت پامال ہو رہی ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اس جگہ ذلیل و رسوا کرتا ہے جہاں وہ بہت قابل عزت بننا چاہتا ہو۔ اور جو کوئی کسی مسلمان کی وہاں پر مدد کرے گا جہاں اس کی عزت و حرمت کو پامال کیا جا رہا ہو اللہ تعالیٰ اس جگہ پر اس کی مدد فرمائے گا جہاں وہ قابل عزت بننا چاہتا ہو۔ (أحمد، أبوداؤد، صحیح الجامع:

(۵۶۹۰)

اس قسم کے بہت سے دلائل ہیں جو کہ ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کی مدد اور اس کی عزت و حرمت کے دفاع کے وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے: ہم اس فریضے کا کس طرح احیاء کر سکتے ہیں اگر ہم مسلمانوں کے حالات اور ان کے خلاف ڈھائے جانے والے مظالم سے بے خبر ہوں، اور ان کی خبریں سننے اور ان کے حالات جاننے کو ہم بے فائدہ اور وقت کے ضیاع کا باعث سمجھتے ہوں۔

حالات حاضرہ سے آگاہی حاصل کرنے کا جو علم ہے اس کے حوالے سے بہت سے ایسے مسائل ہیں جو واجب کے حکم میں داخل ہیں۔ ان میں بعض ایسے ہیں جو ہر خاص و عام پر واجب ہیں، اور بعض ایسے ہیں جو صرف اہل علم کے لئے ضروری ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو فرض کفایہ کے حکم میں ہیں کہ اگر امت کے کچھ لوگ اس کو ادا کر دیں تو باقی لوگوں سے اس کے وجوب کا حکم ساقط ہو جائے گا۔ اس تقسیم کے تحت مسائل کو اگر ہم تفصیل سے ذکر کرنا شروع کر دیں تو بات بہت لمبی ہو جائے گی اور ہم اپنے اصل موضوع اور اس کی غرض و غایت سے بہت دور نکل جائیں گے۔ کیونکہ ہمارا اصل موضوع تو طائفہ منصورہ جس کی تعداد کو بڑھانا ضروری کی صفات ذکر کرنا ہے۔

② جس قسم کے علوم کا حصول مندوب ہے: ہر وہ قسم جس کا تعلق نفع مند دینی علوم سے ہو مثلاً علوم

عسکر یہ، معاشی علوم اور صنعتی علوم وغیرہ جب تک ان کو علوم کو مسلمانوں کے کچھ لوگ حاصل کرتے رہیں اس وقت ان علوم کا حصول باقی لوگوں کے لئے مندوب کے درجے میں ہوگا۔ اگر مسلمانوں میں سے کوئی بھی ان علوم کو حاصل نہ کرے تو تمام مسلمانوں پر اس کا حصول واجب ہوگا اور نہ کرنے کی صورت میں سبھی مجرم ہونگے۔ واللہ اعلم

③ جس قسم کے علوم کا حصول گناہ اور حرام ہے: ایسے تمام امور جو معاشرے والوں کی نگاہ میں حرام ہوں، یا وہ حرام تک پہنچنے کا ذریعہ ہوں، یا اس علم میں مشغولیت کا نقصان اس کے فوائد سے زیادہ ہو۔ اس موضوع کے تحت اس قسم کے بے شمار علوم ہیں۔ خاص طور پر موجودہ دور میں ایسے بے شمار شیطانی جال اور علوم ہیں اور جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے دین سے دور کرنے کا باعث ہیں۔ اس قسم کے تمام علوم اگرچہ ان کا تعلق حالات حاضرہ کی قسم سے ہی کیوں نہ ہو ان کا حصول حرام اور گناہ کا کام ہوگا۔ البتہ اگر ان علوم کے حصول کا مقصد امت کو ان کے نقصانات سے آگاہ کرنا ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن پھر بھی ایک خاص دائرے میں رہ کر یہ علم حاصل کئے جائیں گے تاکہ انسان شیطان کے بچھائے ہوئے جال میں نہ پھنس جائے۔

جس قسم کے علوم کا حصول جائز ہے: گذشتہ ذکر کی گئی تمام اقسام کے علاوہ دوسرے علوم، یعنی وہ علوم جو وجوب، مندوب اور حرام کے حکم سے خارج ہیں وہ تمام جواز کے حکم کے تحت آتے ہیں۔ ان کی بھی اسی طرح بہت سی مثالیں موجود ہیں۔

خلاصہء کلام:

مندرجہ بالا ذکر کی گئی تفصیل کے مطابق حالات حاضرہ سے آگاہی ایک بہت ہی وسیع علم ہے جس کی کچھ اطراف واجب ہیں، کچھ مندوب، کچھ جائز اور کچھ گناہ اور حرام ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس علم کے حصول کو مطلقاً واجب کہنا بھی درست نہیں اور مطلقاً حرام کہنا بھی درست نہیں۔ جبکہ درست طریقہ یہ ہے کہ اس مسئلہ کی تفصیل بیان کی جائے جو واجب ہو اسے واجب سمجھا جائے اور جو حرام ہو اسے حرام سمجھا جائے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔ واللہ اعلم

⑤ پانچویں صفت: میانہ روی اور اعتدال پسندی:

طاائفہ منصورہ جن صفات کی وجہ دوسرے گروہوں سے ممتاز ہوتی ہے ان میں ایک نمایاں ترین صفت ”میانہ روی اور اعتدال پسندی“ بھی ہے۔ وہ اپنے دینی اور دنیاوی تمام امور میں میانہ روی اور اعتدال پسندی کا راستہ اپناتے ہیں۔ نہ غلو اور زیادتی کرتے ہیں، نہ افراط و تفریط کا شکار ہوتے ہیں نہ حد سے تجاوز کرتے ہیں اور نہ ہی ان میں کمی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ (البقرہ: ۱۴۳)

ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو جائیں۔

جب ہم طاائفہ منصورہ کی صفت ”میانہ روی“ کا تذکرہ کرتے ہیں تو اس سے ہماری مراد وہ عادات اور خصائل ہوتے ہیں جو شریعت کی نگاہ میں میانہ روی کے اہم ترین خصائل اور لوازمات ہوتے ہیں۔ یہ خصائل مندرجہ ذیل ہیں:

① بہترین اور عادل ہونا: جیسا کہ بخاری وغیرہ میں ذکر ہونے والی حدیث کے الفاظ ہیں:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو آواز دی جائے گی۔ وہ کہیں گے: اے اللہ میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: اے نوح! کیا تو نے میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ تو وہ جواب دیں گے: جی ہاں۔ ان کی امت سے پوچھا جائے گا: کیا نوح نے تم تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا؟ وہ سبھی کہیں گے: ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے پوچھیں گے: تیری گواہی کون دے گا؟ تو وہ جواب دیں گے: محمد ﷺ اور ان کی امت میری گواہی دیں گے۔ تو محمد ﷺ اور آپ کی امت ان کی گواہی دیں گے۔



اسی بنا پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ (البقرہ: ۱۴۳)

ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو جائیں۔

الوسط سے مراد عدل و انصاف ہے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ رقمطراز ہیں: اس آیت کریمہ میں وسط بہترین ہونے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ: قریش نسب اور گھر کے لحاظ سے اوسط یعنی بہترین ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱/۱۹۶)

ابن قتیبہ رقمطراز ہیں: وسط سے مراد منصف ہونا ہے اور بہترین ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَالَ أَوْسَطُهُمْ﴾ (القلم: ۲۸)

ان میں سے جو بہتر تھا اس نے کہا۔

یعنی ان میں سب سے زیادہ انصاف پسند اور بہترین شخص نے کہا۔

اس امت وسط کے بہترین ہونے کی تاکید اس فرمان الہی سے ہوتی ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ (آل عمران: ۱۱۰)

تم بہترین امت ہو جو لوگ کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ رقمطراز ہیں: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ ”لوگوں میں سب سے زیادہ بہترین“ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ تمام امتوں میں بہترین ہیں اور لوگوں کے لئے سب سے زیادہ فائدہ مند ہیں۔ جیسا کہ ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ (البقرہ: ۱۴۳)

ہم نے تمہیں ایک بہترین امت بنایا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱/۳۹۹)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

تم ستر امتوں کا تمہ ہو، تم ان سب میں سب سے زیادہ بہتر اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان میں سب

سے زیادہ معزز ہو۔ (ابن ماجہ، ترمذی، مشکاۃ المصابیح: ۶۲۸۵)

یہ بہتری اور شرف نسب کی وجہ سے یا کسی خاص جنس سے تعلق کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ اس امت کے کثرت کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صفت سے متصف ہونے کی وجہ سے ہے۔

اور فرمایا:

مجھے وہ فضائل عطا کئے گئے ہیں جو کسی نبی کو عطا نہیں کئے گئے۔ ہم نے پوچھا: اے اللہ کے

رسول وہ کون سے خصائل ہیں: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے

، مجھے زمین کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں، میرا نام احمد رکھا گیا ہے، میرے لئے مٹی کو پاک بنا دیا گیا

ہے اور میری امت کو تمام امتوں سے بہتر بنایا گیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱/۴۰۰، اس سند کے ساتھ

امام احمد اس کے ساتھ منفرد ہیں اور اس کی اسناد حسن ہے۔)

میرا یہ نظریہ ہے: تمام امت محمدیہ میں بہترین اور عادل ہونے کی صفت کے لحاظ سے طائفہ

منصورہ سب سے افضل ہے۔ کیونکہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے رہتے ہیں

، اور دین کی عزت و حرمت کے دفاع کے لئے سب سے بڑھ کر کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس کی

تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

طائفہ منصورہ کے لئے عدل کی صفت کو ثابت کرتے ہوئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ قارئین کی توجہ اس

طرف بھی مبذول کروادوں کہ طائفہ منصورہ کی یہ بھی خصلت ہے کہ وہ تمام لوگوں کو برابر انصاف اور ان

کا جائز مقام مہیا کرتے ہیں اس بات سے قطع نظر وہ دوست ہیں یا دشمن۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بغیر کسی

افراط و تفریط اور ظلم و زیادتی کے نیک کو نیک اور برے کو برا کہتے ہیں وہ کوئی بھی ہو اور کسی بھی قوم سے

کیوں نہ تعلق رکھتا ہو۔

یہ عظمت کی نشانی نہیں ہے کہ صرف خوشی اور صلح کی صورت میں دوسروں سے انصاف کیا جائے بلکہ عظمت یہ ہے ناراضگی اور جنگ کی صورت میں بھی انصاف کیا جائے۔ اور ان کے ساتھ بغیر کسی جھکاؤ کے مکمل انصاف کا سلوک کیا جائے۔ یہ سعادت صرف اہل اسلام کو ہی حاصل ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَايُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾  
(المائدہ: ۸)

اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کر دے، عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

② نبوی منہج یعنی صراط مستقیم پر استقامت:

یہ بھی وسطیت کے خصائص میں سے ایک اہم ترین خصوصیت ہے جن کے ساتھ طاائفہ منصورہ متصف ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ (البقرہ: ۱۴۳)

”ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے۔“

یہ صراط مستقیم پر التزام کی وجہ سے امت وسط شمار ہوتی ہے۔  
سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ ☆ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿(الفاتحہ: ۶-۷)

ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا ☆ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔ ☆



صراطِ مستقیم دو راستوں کے درمیان ایک راستے کا نام ہے۔ ایک راستہ ان لوگوں کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہیں اور یہ یہودی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حقوق اور انبیاء علیہم السلام کے حقوق میں افراط و تفریط کا مظاہرہ کیا ہے۔ دوسرا راستہ گمراہوں کا ہے جنہوں نے تربیب میں غلو کیا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک ناحق بات کہی ہے۔ ان دونوں راستوں کے درمیان صراطِ مستقیم ہے۔

طبری اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں: اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو صفتِ وسط سے متصف کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے وہ دین میں وسطیت یعنی میانہ روی کا راستہ اپناتے ہیں۔ نہ وہ عیسائیوں کی طرح غلو کرتے ہیں جنہوں نے تربیب میں بہت غلو کا مظاہرہ کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ناحق باتیں کیں۔ اور نہ ہی یہ یہودیوں کی طرح دین میں کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں، جنہوں نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا اور اپنے انبیاء کو قتل کیا، اپنے رب پر جھوٹ باندھا اور اس کے ساتھ کفر کیا۔ امت محمدیہ اعتدال اور میانہ روی کا راستہ اپناتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس صفت کے ساتھ متصف کیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میانہ روی والے امور پسندیدہ ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا﴾ (ہود: ۱۱۲)

پس آپ جھے رہیں جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جو آپ کے ساتھ توبہ کر چکے ہیں، خبردار تم حد سے نہ بڑھنا۔

اور فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾ (فصلت: ۳۰)

(واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو۔

اور فرمایا:

﴿أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ﴾ (فصلت: ۶)

”کہ تم سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے سو تم اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو۔

اور فرمایا:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (الأنعام: ۱۵۳)

اور یہ کہ یہ دین میرا سیدھا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکید کی حکم دیا ہے تاکہ تم پر ہیزگاری اختیار کرو۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک دن ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح اپنے سامنے خط کھینچا اور فرمایا: یہ اللہ عزوجل کا راستہ ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دائیں اور بائیں خط کھینچے اور فرمایا یہ شیطان کے راستے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیانی خط پر اپنا دست مبارک رکھا اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ﴾ (الأنعام: ۱۵۳) (اسے ابن ابی عاصم نے السنۃ میں ذکر کیا ہے، اور شیخ البانی اسے التخریج میں صحیح کہا ہے: ۱۶)

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا استقامت کے بارے میں قول ہے: اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے اوامر اور نواہی پر قائم رہو اور لومڑی کی طرح مکاری سے خفیہ طور پر ادھر ادھر مت ہو جاؤ۔  
حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: امت محمدیہ اللہ کے حکم پر ڈٹ گئی، اسی کی اطاعت اور اس کی نافرمانی سے انہوں نے اجتناب کیا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: امت محمدیہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور عبادت پر ڈٹ گئی اور انہوں نے اس سے ذرہ برابر بھی دائیں یا بائیں التفات نہ کیا۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: استقامت ایک بہت ہی جامع کلمہ ہے جو کہ دین کے تمام امور کو شامل ہے۔ اس کا مطلب ہے: سچائی کی حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے اور وعدہ پورا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو جانا۔

استقامت کا تعلق اقوال، افعال، حالات اور نیات سبھی امور کے ساتھ ہے۔ دین میں استقامت کا مطلب یہ ہے کہ اس دین پر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کے حکم کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: استقامت کو لازم پکڑنا شرف کا سب سے اعلیٰ ترین معیار ہے۔ (مدارج السالکین: ۲/۱۰۴-۱۰۵)

طبری رحمۃ اللہ علیہ فرمان الہی: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ میں الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کا معنی ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: تمام مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ صراط مستقیم سے مراد وہ سیدھا اور واضح راستہ ہے جس میں کسی قسم کا ٹیڑھا پن نہ ہو۔ (تفسیر طبری: ۱/۷۳)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: الصِّرَاطَ کی تفسیر میں متقدمین اور متاخرین مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، لیکن خلاصہ کلام کے حوالے سے سبھی اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے مراد اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱/۲۹)

یہ بات پہلے بیان کی جا چکی ہے کہ طاائفہ منصورہ استقامت اور اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کے حوالے سے تمام لوگوں میں سب سے بلند مرتبے پر فائز ہے۔

③ آسانی پیدا کرنا اور دین میں تشدد اور غلو سے اجتناب کرنا:

دین میں آسانی پیدا کرنا اور غلو اور تشدد سے اجتناب کرنا وسطیت یعنی کے میانہ روی کے مفہوم میں شامل ہے، تشدد اور غلو سے اجتناب سے ہی میانہ روی قائم رہے اور اس روگردانی کی صورت میں میانہ روی



ختم ہو جائے گی۔

نبی کریم ﷺ نے دین میں غلو اور تشدد سے منع فرمایا ہے اور اسے ان لوگوں کی خصلت قرار دیا ہے جن کا دین میں کوئی حصہ نہیں۔ مثلاً خوارج اور ان جیسے بہت سے گمراہ فرقے وغیرہ۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

دین میں غلو کرنے سے اپنے آپ کو بچا کر رکھو، تم سے پہلے لوگ دین میں غلو کرنے کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے ہیں۔ (اسے ابن ابی عاصم نے السنۃ میں ذکر کیا ہے، اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔)

ہر وہ چیز جو شریعت سے ثابت نہ ہو وہ غلو شمار کیا جائے گا۔  
اور فرمایا:

دو آدمی میری شفاعت سے محروم رہیں گے، ایک ظالم حکمران اور دوسرا دین میں غلو کرنے والا اور اس سے نکل جانے والا۔ (اسے ابن ابی عاصم نے السنۃ میں ذکر کیا ہے، اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔)

اور فرمایا:

جو اس دین کو مغلوب کرنے کی کوشش کرے گا یہ دین اسے مغلوب کر دے گا۔ (اسے ابن ابی عاصم نے السنۃ میں ذکر کیا ہے، اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔)

اور فرمایا:

درمیانے درجے کی قربانی کی لازم پکڑو، کیونکہ جو اس دین پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا یہ دین اس پر غلبہ حاصل کر لے گا۔ (اسے ابن ابی عاصم نے السنۃ میں ذکر کیا ہے، اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔) درمیانے درجے کی قربانی سے مراد یہ ہے کہ اس میں افراط و تفریط نہ ہو۔

اور فرمایا:

تم میانہ روی کو اپناؤ، تم میانہ روی کو اپناؤ، منزل تک پہنچ جاؤ گے۔ (بخاری)

یعنی غلو اور شدت کی طرف مائل ہونے کی بجائے میانہ روی اور اعتدال کی راہ اپناؤ، تم نجات حاصل کر لو گے اور جنت کے اعلیٰ درجات تک پہنچ جاؤ گے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ تین دفعہ یہ کلمات ارشاد فرمائے: غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے۔  
(مسلم)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو دین میں غلو کرنے والے اور اپنے اقوال و افعال میں حدود اللہ سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ (شرح صحیح مسلم: ۲۲۰/۱۲)

نبی کریم ﷺ تین آدمیوں کے اس گروہ کے بارے میں ارشاد فرمایا جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں اپنی عبادتوں کو بہت کمتر سمجھا تھا اور آگے بڑھنے کی کوشش کی تھی: تم نے یہ بات کہی تھی؟ اللہ کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور تم میں سب سے زیادہ اس کا خوف رکھتا ہوں، اس کے باوجود میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کر لیتا ہوں، رات کو تہجد بھی پڑھتا ہوں اور سو بھی جاتا ہوں، اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (متفق علیہ)

اس حدیث مبارکہ میں وسطیت کے تمام پہلو اور مفاہیم بڑی وضاحت کے ساتھ ذکر کر دیئے گئے ہیں۔ خوارج جو کہ دین میں غلو کرنے والے ہیں اور مسلمانوں کو کفر سے کمتر گناہوں اور شبہ اور ظن کی بنا پر کافر کہنے والے ہیں ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

عنقریب میری امت میں سے ایک ایسا گروہ نکلے گا جو اس قدر قرآن پڑھیں گے کہ تمہیں ان کی قراءت کے مقابلہ میں اپنی قراءت حقیر معلوم ہوگی، اور ان کی نمازوں کے مقابلے میں تمہیں اپنی نمازیں حقیر معلوم ہوں گی، اور ان کے روزوں کے مقابلے میں تمہیں اپنے روزے حقیر معلوم ہوں گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے اور سمجھیں گے کہ یہ ان کے حق میں ہے لیکن وہ ان کے خلاف ہوگا، قرآن ان کے حلق سے تجاوز نہیں کر سکے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیرکمان سے نکل جاتا ہے۔ (مسلم)

اور فرمایا:

وہ (خوارج) اہل اسلام قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں نے ان کو پایا لیا تو انہیں قوم عاد کی طرح قتل کر دوں گا۔ (متفق علیہ)

وہ اہل اسلام کو اس لئے قتل کریں گے کیونکہ وہ ناحق غلو کرتے ہوئے انہیں کافر قرار دیں گے، جبکہ کسی کو کافر قرار دینے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اب اس کا خون اور اس کی حرمت جائز اور حلال ہو چکے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

مسلمان کو کافر قرار دینا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔

نبی کریم ﷺ نے خوارج کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

وہ دین میں اس قدر شدت کا مظاہرہ کریں گے کہ دین سے نکل ہی جائیں گے، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسا کہ تیرکمان سے نکل جاتا ہے۔ (اسے ابن ابی عاصم نے السنۃ میں ذکر کیا ہے، اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔)

اور فرمایا:

تم میں ایک ایسی قوم ہوگی جس قدر عبادت گزار ہونگے کہ لوگوں کو بہت بھلا محسوس ہونگے اور انہیں اپنا آپ بھی بہت بھلا محسوس ہوگا۔ لیکن وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیرکمان سے نکل جاتا ہے۔ (ابو یعلیٰ، السلسلۃ الصحیحہ: ۱۸۹۵)

مسلم بن ابوبکرہ اپنے باپ ابوبکرہ رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں:

ایک دفعہ نماز کی طرف جاتے ہوئے نبی کریم ﷺ کا گدرا ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو سجدہ میں گرا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نماز مکمل کرنے کے بعد واپس لوٹے تو وہ اسی حالت میں سجدے میں پڑا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ ٹھہر گئے اور فرمانے لگے: اسے کون قتل کرے گا؟ ایک آدمی کھڑا ہوا اس نے اپنی تلوار سونت لی اور اسے حرکت دی، پھر کہنے لگا: اے اللہ کے نبی ﷺ میں اس آدمی کو کیسے قتل کر سکتا ہوں جو سجدہ کر رہا ہو اور کلمہء توحید کا اقرار کرنے والا ہو۔ آپ



ﷺ نے دوبارہ فرمایا: اسے کون قتل کرے گا؟ ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اسے میں قتل کروں گا۔ اس نے اپنی تلوار سونت کر اسے حرکت دی تو اس کے ہاتھ کپکپا گئے۔ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں اس آدمی کو کیسے قتل کر سکتا ہوں جو سجدہ کر رہا ہوا رکلمہ ءتوحید کا اقرار کرنے والا ہو۔ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے: اگر تم اسے قتل کر دیتے تو یہ پہلا اور آخری فتنہ ہوتا۔ (احمد، السلسلۃ الصحیحہ: ۲۳۹۵)

اسی طرح کی ایک اور حدیث ہے جسے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے:

ایک دن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! فلاں وادی سے میرا گزر ہوا تو وہاں میں نے ایک آدمی کو بڑے خشوع و خضوع سے نماز پڑھتا ہوا پایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی طرف جاؤ اور اسے قتل کر آؤ۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس آدمی کی طرف گئے جب اسے اسی حالت میں پایا تو اسے قتل کرنا ناپسند جانا، اور نبی کریم ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے۔ نبی کریم ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم جاؤ اور اس آدمی کو قتل کر آؤ۔ عمر رضی اللہ عنہ گئے تو انہوں نے بھی اس شخص کو اسی حالت میں پایا جس حالت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا۔ انہوں نے بھی اسے قتل کرنا ناپسند جانا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اسے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے پایا تو اسے قتل کرنا اچھا نہیں سمجھا۔ نبی کریم ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: تم جاؤ اور اسے قتل کر کے آؤ۔ علی رضی اللہ عنہ گئے لیکن انہیں وہ شخص نہیں ملا۔ علی رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے اور عرض کی کہ مجھے وہ شخص نہیں ملا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مذکورہ شخص اور اس کے ساتھی قرآن پڑھتے ہیں لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ پھر وہ دین میں واپس نہیں لوٹیں گے حتیٰ کہ تیر اپنی کمان میں واپس لوٹ آئے۔ انہیں قتل کر دو۔ یہ مخلوق کے بدترین لوگ ہیں۔ (احمد، السلسلۃ

غور کیجئے! کس طرح ان لوگوں نے دین میں غلو اور تشدد کی بنا پر اپنی دنیا اور آخرت کو برباد کر لیا۔  
دین میں آسانی پیدا کرنے کے مستحب بلکہ واجب ہونے اور بندوں سے تنگی دور کرنے کے بارے میں  
مندرجہ ذیل دلائل ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج: ۷۸)

”اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔“

اور فرمایا:

﴿مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُنِزِلَ عَلَيْكُمْ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (المائدہ: ۶)

اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھر  
پور نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو۔

اور فرمایا:

﴿يَسَّ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ

﴾ (النور: ۶۱)

اندھے پر، لنگڑے پر اور بیمار پر (مطلقاً) کوئی حرج نہیں۔

اور فرمایا:

﴿فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (البقرہ: ۱۷۳)

”پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو، اس پر کوئی گناہ  
نہیں۔“

اور فرمایا:

﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرَرْتُمْ إِلَيْهِ﴾ (الأنعام: ۱۱۹)

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب جانوروں کی تفصیل بتادی ہے جن کو تم پر حرام کیا ہے، مگر وہ بھی جب تم کو سخت ضرورت پڑ جائے تو حلال ہے۔

اور فرمایا:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرہ: ۲۸۶)  
 ”اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔“

اور فرمایا:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرہ: ۱۸۵)  
 ”اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں۔“

اور فرمایا:

﴿وَيُسِّرْكَ لِيُسْرَى﴾ (الاعلیٰ: ۸)  
 ہم آپ کے لئے آسانی پیدا کر دیں گے۔“

اور فرمایا:

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ (الم نشر: ۵-۶)  
 ”پس یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے☆“

اس کے علاوہ اور بہت سی ایسی آیات ہیں جو دین میں آسانی پیدا کرنے کی ترغیب دلاتی ہیں، اور دین میں تشدد اور غلو کرنے سے اجتناب کا حکم دیتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے آسانی پیدا کرنا پسند فرمایا ہے اور مشکل پیدا کرنا مکروہ سمجھا ہے  
 (طبرانی، صحیح الجامع: ۱۷۶۹)۔

اور فرمایا:

لوگوں کو دعوت دو، خوشخبری دو اور نفرت مت پھیلاؤ، آسانی پیدا کرو مشکلات مت کھڑی کرو۔



(مسلم، صحیح الجامع: ۲۴۶)

اور فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے ترش روا اور سختی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھلانے والا اور آسانی پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اور فرمایا:

دین آسان ہے، جو کوئی اس میں مبالغہ آرائی کرتا ہے یہ دین اس پر غلبہ پالیتا ہے۔ دین پر قائم رہو، آپس میں قربت پیدا کرو اور خوشخبری دو۔ (بخاری)

اور فرمایا:

تمہارا بہترین دین آسان ترین دین ہے آپ ﷺ نے دو مرتبہ یہ کلمات ارشاد فرمائے۔ (مسند امام احمد)

اور فرمایا: اگر میں اپنی امت پر گراں نہ سمجھتا تو انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (متفق علیہ)

اور فرمایا:

میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو لمبی نماز پڑھانے کا ارادہ ہوتا ہے۔ لیکن جب میں بچوں کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو ان کی ماؤں کو مشقت میں ڈالنا ناپسند سمجھتا ہوں۔ (بخاری)

اور فرمایا:

تم میں سے بعض امام لوگوں کو متنفر کرنے والے ہیں۔ تم میں سے جو بھی امامت کروائے اسے چاہیے کہ وہ ہلکی پھلکی نماز پڑھائے، کیونکہ اس کے پیچھے بوڑھے، کمزور اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔ (متفق علیہ)

آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو اقوال ملتے ہیں ان میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے: تم تکلفات میں پڑنے اور کسی چیز کی گہرائی میں جانے سے بچو اور عمدہ اور احسن امور کو لازم پکڑو۔

عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ہمیں تکلف سے روکا گیا ہے۔ ایک دفعہ وہ ایک راستے سے گزر رہے تھے تو کسی مکان کے پرنا لے سے ان پر کچھ پانی گر گیا۔ ان کے ساتھ موجود ایک شخص کہنے لگا: اے پرنا لے والے! اس پرنا لے کا پانی پاک تھا یا ناپاک تھا؟ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے پرنا لے والے تو ہمیں مت بتانا اور اس راہ سے گزر گئے۔

ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اس پتھر کے بارے میں پوچھا گیا جسے مجوسی بناتے تھے۔ تو انہوں نے جواب دیا: میں مسلمانوں کے بازار میں جو چیز پاتا ہوں اسے خرید لیتا ہوں اور اس کے بارے میں پوچھ گچھ نہیں کرتا۔

امام شعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: اگر دو معاملات کے درمیان اختلاف پڑ جائے تو ان میں سے آسان ترین معاملہ حق زیادہ قریب ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرة ۱۸۵)

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: اگر تمہارے سامنے دو معاملے پیش آجائیں تو ان دونوں میں آسان ترین اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ ہوگا۔

مجاہد، قتادہ اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا ہے: دو امور میں افضل ترین معاملہ آسانی والا معاملہ ہوگا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرة ۱۸۵) آسانی کی طلب کا یہ مطلب نہیں کہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ مسنون اعمال کو چھوڑنے کا ذریعہ بنا لیا جائے۔ جیسا کہ اکثر بیمار دل والے ایسا ہی کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک طریقہ تھا کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کبھی دو امور کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسان ترین کام کو پسند فرماتے جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مخالف نہ ہوتا۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ مسنون اعمال پر بغیر کسی افراط و تفریط کے عمل کرنے کا نام غلو اور سختی نہیں رکھا جاسکتا۔ جیسا کہ آسانی کی طلب کے زعم میں شریعت کی قیود سے جان چھڑانے والے

بعض لوگ ایسا کرتے ہیں۔

جو لوگ سنت کا التزام کرتے ہیں اور اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کرتے انہیں غالی اور تشدد کہنا یہ الزام ہی بذات خود غلو اور تشدد ہے۔ کیونکہ اس الزام سے اللہ تعالیٰ کی شریعت اور نبی کریم ﷺ کی ذات کا غالی اور تشدد ہونا لازم آتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ پر غلو کا الزام لگاتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ میں کسی نقص اور کمی کا قائل ہے۔ ایسا کہنا صریح کفر اور دین سے نکل جانے کا سبب ہے۔

اس لئے لوگوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اچھی طرح سوچ بچار کے بعد ہی کسی چیز کے بارے میں فیصلہ دیں کسی چیز کے بارے میں فیصلہ دیں کہ یہ غلو ہے یا نہیں ہے۔ کیونکہ کبھی کبھار آدمی ایسا کلمہ کہہ جاتا ہے جس کے کہنے میں وہ کوئی حرج نہیں سمجھتا لیکن وہ کلمہ اسے ستر سال کے عرصہ تک کے لئے جہنم میں پھینکے جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

③ دو بری عادات کے مابین درمیانی راہ: وسطیہ کا ایک یہ بھی مفہوم ہے کہ ایسی دو عادات جو دونوں بری ہوں ان کے درمیان حق اور درست راہ اختیار کی جائے۔ کیونکہ حق بغیر کسی کمی یا زیادتی کے دو باطل چیزوں کی درمیانی راہ کا نام ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ عقیدہ طحاویہ کے متن میں رقمطراز ہیں: آسمان وزمین میں اللہ تعالیٰ کا ایک ہی دین ہے اور وہ دین اسلام ہے۔ دین اسلام نام ہے افراط و تفریط، تشبیہ اور تعطیل، جبر اور قدر اور بے خوفی و ناامیدی کی درمیانی راہ کا۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: سلف میں سے کسی کا قول ہے: اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں شیطان انسان کو دو طریقوں سے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یا تو اس حکم میں زیادتی کے ذریعے یا پھر اس حکم میں کمی کے ذریعے۔ اسے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ کس طریقے کے ذریعے کامیاب ہوتا ہے۔ کمی کے ذریعے یا زیادتی کے ذریعے۔ (مدارج السالکین ۱۰۸/۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت اس پر اسی طرح ایمان رکھتے ہیں



جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے اپنی کتاب میں خبردار کیا ہے۔ وہ تحریف، تعطیل، تکلیف اور تمثیل میں سے کسی گمراہی کے مرتکب نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ امت کے تمام گروہوں میں سے درمیانی راہ پر چلنے والے ہیں جس طرح یہ امت تمام اہم میں درمیانی راستے کی حامل ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کے بارے میں اہل تعطیل یعنی جہمیہ اور اہل تمثیل یعنی مشبہہ کے عقائد کی درمیانی راہ اپنانے والے ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ اللہ تعالیٰ کے افعال کے بارے میں جبریہ اور قدریہ وغیرہ کے عقائد کی درمیانی راہ اپنانے والے ہوتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی وعید کے بارے میں مرجئہ اور قدریہ وعیدیہ گروہ کے عقائد کی درمیانی راہ اپنانے والے ہوتے ہیں۔ ایمان اور دین کے اسماء کے بارے میں حروریہ، معتزلہ، مرجئہ اور جہمیہ کے عقائد کی درمیانی راہ کے حامل ہوتے ہیں۔ اصحاب رسول ﷺ کے بارے میں روافض اور خوارج کے عقائد کی درمیانی راہ کے حامل ہوتے ہیں۔ (شرح العقیدۃ الواسطیہ: ۱۲۳-۱۲۴)

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کا قول پہلے گزر چکا ہے جو کہ اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں: اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو صفت وسط سے متصف کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے وہ دین میں وسطیت یعنی میانہ روی کا راستہ اپناتے ہیں۔ نہ وہ عیسائیوں کی طرح غلو کرتے ہیں جنہوں نے ترہیب میں بہت غلو کا مظاہرہ کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ناحق باتیں کیں۔ اور نہ ہی یہ یہودیوں کی طرح دین میں کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں، جنہوں نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا اور اپنے انبیاء کو قتل کیا، اپنے رب پر جھوٹ باندھا اور اس کے ساتھ کفر کیا۔ امت محمدیہ اعتدال اور میانہ روی کا راستہ اپناتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس صفت کے ساتھ متصف کیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میانہ روی والے امور پسندیدہ ہیں۔ (تفسیر طبری: ۶/۲)

تنبیہ: گذشتہ عبارات سے وحدت الوجود اور حلول کے قائل لوگوں کا بطلان ثابت ہوتا ہے۔ جو کہ دین میں میانہ روی کے نام پر اس عقیدے کو اپنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ اسے حق اور باطل، اور شرعیّت کے ہاں پسندیدہ اور ناپسندیدہ امور کی درمیانی راہ تصور کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے باطل نظریے کو ثابت کرنے کے لئے اور دین میں میانہ روی کے نام پر حق و باطل اور ایمان اور کفر کو آپس میں

ملا دیا ہے۔ اسی طرح وہ جب بھی دین کے کسی مسئلے سے فرار چاہتے ہیں تو اسے دین میں میانہ روی کا نام دیتے ہوئے اس مسئلے سے جان چھڑا لیتے ہیں۔ جب ان سے اس بارے میں پوچھا جائے تو کہتے ہیں: اسلام نے ہمیں میانہ روی اور اعتدال کا حکم دیا ہے اور ہم میانہ روی اور اعتدال کا راستہ اپنانے والے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنَّ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا﴾ (الکہف: ۵)

یہ تہمت بڑی بری ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے وہ نرا جھوٹ بک رہے ہیں۔

اسلام میں اعتدال اور میانہ روی کا اعلان ایک حق کلمہ تھا لیکن انہوں نے اسے جھوٹ کا رنگ دے دیا اور جھوٹ کی ترویج کا ذریعہ بنالیا۔

ان کی یہ میانہ روی دین کی میانہ روی کی نگاہ میں افراط و تفریط اور ظلم و زیادتی کے سوا کچھ نہیں۔ یہ ایسا گناہ ہے جو اس شخص کے گناہ سے بھی بڑا ہے جو علی الاعلان دین میں کمی زیادتی کا مرتکب ہوتا ہے۔

خلاصہء کلام: اسلام میں میانہ روی طائفہ منصورہ کی نمایاں ترین صفات اور خصوصیات میں سے ہے۔ یہی خصوصیت اور صفت اسے دوسری تمام جماعتوں سے ممتاز کرتی ہے۔ کیونکہ اس بات کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ایک طائفہ منصورہ ہو جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ اس دین کو فتح و نصرت اور عزت و غلبہ عطا کرنے والے ہوں لیکن ان کے عقائد و نظریات، عادات و اطوار اور دین کی فہم ایسی ہو کہ وہ میانہ روی اور اعتدال کے راستے سے انحراف کرنے والے ہوں اور تشدد اور غلو کا راستہ اپنانے والے ہوں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ طائفہ منصورہ ایسی ہوگی۔ اور یہ بھی ممکن نہیں کہ وہ ان عادات کے حامل ہوتے ہوئے فتح و نصرت اور کامیابی اور کامرانی کو حاصل کر سکیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل کرے جو افراط و تفریط کے راستے سے ہٹ کر میانہ روی اور اعتدال کی راہ اپنانے والے ہیں۔ (آمین)

⑥ چھٹی صفت: علم

اسی طرح علم بھی طائفہ منصورہ کی ایک اہم ترین صفت ہے۔ یہ اپنے دینی اور معاشی امور کو ہر لحاظ سے جاننے والے ہوتے ہیں۔ کیونکہ گذشتہ ذکر ہونے والی تمام صفات کے لئے ایک لازمی امر یہ بھی ہے کہ وہ علماء بھی ہوں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ طائفہ منصورہ کے تمام افراد علماء ہوں اور تحصیل علم میں نام پیدا کرنے والے ہوں، اور علم اور حصول علم میں وہ سب ایک ہی درجہ پر فائز ہوں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی صف باعمل اور ربانی علماء سے کبھی خالی نہیں ہوتی۔ اس نظریے کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ طائفہ منصورہ کی یہ صفات ہیں کہ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتے ہیں، اور دین ان ہی کی وجہ سے قائم اور غالب ہے، وہ میانہ روی اور اعتدال پسندی کی راہ پر گامزن ہیں، وہ قرآن و سنت کی اتباع کے راستے پر گامزن ہیں، یہ تمام ایسے امور ہیں جسے باعمل علماء اور شریعت کے علم کا وافر حصہ رکھنے والے لوگ ہی لے کر کھڑے ہو سکتے ہیں۔ ورنہ کسی چیز سے بے خبر انسان اسی طرح ہے گویا کہ اس سے وہ چیز گرم ہو چکی ہے اور وہ چیز اسے مل نہیں سکتی۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰۴)

تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف لائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں۔

الائمۃ کی تفسیر میں ضحاک رقمطراز ہیں: صحابہ اور رواۃ میں سے اکابر لوگ اس سے مراد ہیں، یعنی مجاہدین اور علماء۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱/۳۹۸)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ ضروری ہے کہ نیکی کا حکم دینے والے علماء ہوں، تمام لوگ علماء نہیں ہوتے۔ (تفسیر قرطبی: ۴/۱۶۵)

ارشاد ربانی ہے:



﴿وَكَايْنٍ مِّنْ نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رَبِّيْونَ كَثِيْرًا فَمَا وُهِنُوْا لِمَا اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (آل عمران: ۱۴۶)

بہت سے نبیوں کے ہم رکاب ہو کر، بہت سے اللہ والے جہاد کر چکے ہیں، انہیں بھی اللہ کی راہ میں تکلیفیں پہنچیں لیکن نہ تو انہوں نے ہمت ہاری نہ سست رہے اور نہ دبے، اور اللہ صبر کرنے والوں کو (بہی) چاہتا ہے۔

یہ قتال کرنے والی طاہفہ منصورہ کی صفت ہے۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ربیون سے مراد صبر کرنے والے علماء ہیں۔ (تفسیر قرطبی: ۲۳۰/۴)

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر طاہفہ منصورہ کے تمام افراد علماء نہ ہوں تو ان کی صفوں میں چند باعمل علماء ضرور ہونے چاہئیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: دعوت و تبلیغ وغیرہ کے امور جو کہ ہر مومن پر واجب ہیں ان کی ادائیگی کے لئے چند شرائط ہیں جنہیں پورا کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیکی کے امور کو بھی جاننے والا ہو جس کا وہ حکم دینے والا ہے اور برائی کے امور کو بھی جاننے والا ہو جن سے وہ منع کرنے والا ہوتا ہے۔ نیکی کا حکم دینے کے بارے میں نرمی کا برتاؤ کرنے والا ہو اور برائی سے روکنے کے بارے میں نرمی کا برتاؤ کرنے والا ہو۔ نیکی کا حکم دینے کے بارے میں بھی بردباری کا مظاہرہ کرنے والا ہو اور برائی سے روکنے کے بارے میں بھی بردباری کا مظاہرہ کرنے والا ہو۔

ان تمام امور کو شروع کرنے سے پہلے ان کی سمجھ بوجھ اور علم ضروری ہے تاکہ نیکی کی پہچان حاصل کر کے اس اچھا سمجھے اور برائی کی پہچان حاصل کر کے اسے برا سمجھے۔ اس تمام معاملے میں نرمی کا برتاؤ اختیار کرے تاکہ مقصد کو حاصل کرنے کے لئے صحیح ترین راستے پر چل سکے۔ اور حلم اور بردباری کا مظاہرہ اس لئے ہوتا ہے تاکہ اس میدان میں پیش آنے والی مشکلات پر صبر کر سکے۔ کیونکہ اس میدان اکثر و بیشتر مشکلات کا سامنا ہی کرنا پڑتا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۵/۱۶۷)

طاائفہ منصورہ کی اس صفت کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے تاکہ قاری کو اس بات کا ادراک ہو جائے کہ طاائفہ منصورہ کی ذمہ داریوں میں علم کا حصول بھی شامل ہے۔ خاص طور پر ایسا علم جس کا تعلق شہادت توحید کلمہ لا الہ الا اللہ، اس کے مطالبات اور نواقض سے ہے وہ مطلق طور پر تمام علوم سے افضل ترین علم ہے۔ اور حصول علم کی ابتداء ہمیشہ اس علم کے حصول سے کرنی چاہیئے۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (محمد ۱۹) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا علم اس کے معانی کو سمجھنے اور اس کے لوازمات اور نواقض کو جاننے کے ذریعے حاصل ہوگا۔ تاکہ لوازم اور شروط پر اعتقاد، قول اور عمل کے ذریعے عمل کیا جائے اور نواقض اور سے رکا بھی جائے اور ان کا انکار بھی کیا جائے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ (النحل ۳۶)

اور فرمایا:

﴿فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا﴾ (البقرة ۲۵۶)

صحیح مسلم میں حدیث ہے:

جس نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا، اور معبودان باطلہ کا انکار کیا، اس کا مال اور خون حرام ہو گیا اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کیا یا کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اقرار کیا لیکن اس نے معبودان باطلہ کا انکار نہیں کیا اس کا مال اور خون حرام نہیں ہوگا۔ (اس کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ وہ صرف کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے اقرار سے اسلام میں داخل نہیں ہوگا، اور لوازمات اور شروط کے پورا کئے بغیر گواہی کسی کام نہیں آئے گی یہ معاملہ اس طرح نہیں ہے۔ کلمہ توحید کی گواہی انسان کو اسلام میں داخل کر دے گی، اس کے لئے نفع مند بھی ہوگی، اس کی حفاظت بھی کرے گی اور اس کی حرمت کا دفاع بھی کرے گی۔ لیکن اگر اس کے بعد اس نے بغیر کسی شرعی عذر کے نواقض ایمان میں سے کسی ناقض کا ارتکاب کر لیا تو ایک چیز اور اس کی ضد کو ایک ہی دفعہ ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے کا باعث ہوگا۔ ایسی صورت میں کلمہ توحید کی گواہی اس کے کسی کام نہیں آ سکتی۔ الایہ کہ وہ اپنے

اس عمل پر نظر ثانی کرتے ہوئے توبہ کرے اور اس برائی کو چھوڑ دے جو اسے دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا باعث ہے۔ اس مسئلہ کو مکمل تفصیل اور دلائل کے ساتھ ہم نے اپنی کتاب ”قواعد فی التکفیر“ اور ”شروط لا إله إلا الله“ میں ذکر کیا ہے۔)

اس عظیم علم کی افضلیت پر جو دلائل ثابت ہیں ان میں نبی کریم ﷺ سے ثابت صحیح حدیث ہے: آپ ﷺ نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا:

تم ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو کہ اہل کتاب ہیں۔ تم سب سے پہلے انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دینا، اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی طرف بلانا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل کر لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔

سیدنا جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور اس وقت ہم ابھی نو جوان ہی تھے۔ ہم نے قرآن سیکھنے سے پہلے ایمان کی تعلیم حاصل کی تھی، پھر ہم نے قرآن سیکھا تھا جس سے ہمارا ایمان اور زیادہ بڑھ گیا۔ (صحیح سنن ابن ماجہ: ۱۷۰)

اس دلیل سے اس شخص کو غلطی ثابت ہوتی ہے جو اس علم سے بے رغبتی برتتا ہے اور اسے سب سے آخری درجے پر رکھتا ہے۔ اس علم سے بے رغبتی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسا شخص صحابہ کرام اور تابعین جیسا ایمان کا درجہ پیدا کرنے کے لئے محنت کرنے کی بجائے ایمان کے کمزور درجے پر رہنے کو ترجیح دیتا ہے۔ اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری اور جہاد فی سبیل اللہ کی ذمہ داری یہ تمام امور طاائفہ منصورہ سے اس بات کے متقاضی ہیں کہ وہ علم کی طلب اور حصول کا خاص اہتمام کریں۔ تاکہ وہ اپنے کاندھوں پر پڑی ہوئی ان شرعی ذمہ داریوں کو احسن اور مکمل طریقے سے نبھاسکیں۔

خلاصہء کلام: علم کا حصول طاائفہ منصورہ کی خصوصیات میں شامل ہے، خاص طور پر توحید اور اس کے لوازمات کا مکمل طور پر علم ہونا ضروری ہے۔ اس بات کا احتمال ہے کہ طاائفہ منصورہ دین کے کسی مسئلے سے بے خبر ہو، لیکن اس بات کا تو تصور بھی محال ہے کہ طاائفہ منصورہ میں سے کوئی ایک شخص بھی لا



إلا لا اللہ کے مفہوم اور شروط سے بے خبر ہو، اور اس کے باوجود بھی ہم اسے یہ کہتے رہیں کہ یہ طاائفہ منصورہ سے تعلق رکھنے والا ہے۔

⑥ ساتویں صفت: صبر اور ثابت قدمی:

طاائفہ منصورہ کے کندھوں پر ڈالی گئی بڑی بڑی ذمہ داریوں کے پیش نظر یہ کڑی آزمائش کی بھٹی میں ڈالی گئی جماعت ہے۔

طاائفہ منصورہ اور آزمائش ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں جنہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ جب کبھی طاائفہ منصورہ کا ذکر ہوگا آزمائش، بلا، زخموں اور دکھوں کا بھی ساتھ ہی ذکر ہوگا۔ آزمائش اور سختی کے لئے لازمی امر ہے کہ باطل کے طعن و تشنیع کے تیر جسقدر زیادہ ہی کیوں نہ ہوں صبر اور ثابت قدمی کے ساتھ حق پر ڈٹ جایا جائے۔

ہر وہ آزمائش جس کا مقابلہ بے صبری، کم حوصلگی اور تزلزل کے ساتھ کیا جائے اس کا لازمی نتیجہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور دین سے ارتداد کی صورت میں نکلتا ہے۔ ایسی آزمائش اپنے صاحب کے لئے دنیا اور آخرت میں رسوائی کا باعث ہوتی ہے۔ یہ قابل مذمت آزمائش ہے کیونکہ یہ اپنے صاحب کے لئے بدبختی اور ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ جبکہ طاائفہ منصورہ اس قسم کی بری عادات سے سب سے زیادہ دور رہنے والی ہوتی ہے۔

ایسی طاائفہ منصورہ جس کا آزمائش، زخم، تکلیف، درد، خون، صبر اور ثابت قدمی کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو یہ وہ پسندیدہ طاائفہ منصورہ نہیں ہوگی کہ جس کی احادیث میں بہت سی خصوصیات ذکر کی گئی ہیں، اور اسے ایک عظیم ستارے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

ایسے دھوکا کا شکار شخص کی شخصیت کتنی مضحکہ خیز ہوتی ہے جو اپنا نام سلفی اور اثری رکھتا ہے لیکن دوسری طرف وہ ظالم طاغوتوں کا حمایتی ہے، اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسے کبھی بھی کسی آزمائش کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ اپنے بارے میں بڑے واضح انداز سے یہ کہتا ہے: ہم ہی طاائفہ منصورہ ہیں۔ اگر ہم طاائفہ منصورہ نہیں ہیں تو پھر کون ہے جو طاائفہ منصورہ کہلوانے کا حقدار ہو؟

یہ جھوٹی خواہشات ہیں..... جھوٹے خواب و خیال ہیں..... شیطانی پھندے ہیں..... کاش انہیں اس بات کا علم ہوتا۔

طاغیہ منصورہ نیکی اور سخاوت کے ہر میدان کا ہراول دستہ ہیں۔ جہاد و قتال کرنا، کلمہء حق کہنا اور اپنے مخالفین پر غلبہ حاصل کرنا ان کی پہچان ہے۔ وہ اللہ کے دین کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے خوفزدہ نہیں ہوتے۔ یہ سب خصوصیات آزمائش کی بھٹی میں پکنے اور صبر و ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتیں، اس کے لئے خواہ کتنی عظیم قربانیاں ہی کیوں نہ دینی پڑیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾ (المؤمنون: ۱۱۱)

میں نے آج انہیں ان کے اس صبر کا بدلہ دے دیا ہے کہ وہ خاطر خواہ اپنی مراد کو پہنچ چکے ہیں۔ اور فرمایا:

﴿وَأُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا﴾ (القصص: ۵۴)

”یہ اپنے کئے ہوئے صبر کے بدلے دوہرا دوا ہر اجر دیئے جائیں گے۔“

اور فرمایا:

﴿وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا﴾ (الدھر: ۱۲)

”اور انہیں ان کے صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے۔“

اور فرمایا:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ﴾ (البقرہ: ۱۵۵)

اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبر دے دیجئے۔

اللہ تعالیٰ نے صبر، صبر کرنے والوں اور صبر کی تلقین کرنے والوں کی تعریف بیان فرمائی ہے۔ ارشاد ربانی

ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ☆ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ☆ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۖ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ☆﴾ (سورۃ العصر: ۱-۳)

زمانے کی قسم ☆ بیشک (بالیقین) انسان سرتاسر نقصان میں ہے ☆ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور (جنہوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔

اور فرمایا:

﴿وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ﴾ (الاحزاب: ۳۵)

”اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں، اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں۔

اور فرمایا:

﴿وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ﴾ (آل عمران: ۱۴۶)

”اور صبر کرنے والوں کو (ہی) چاہتا ہے۔“

اور فرمایا:

﴿وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ (البقرہ: ۲۴۹)

”اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

اور جسے اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہو جائے اسے ضائع ہونے کا خطرہ نہیں ہے اور نہ ہی اس پر کسی قسم کا کوئی خوف ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد نازل ہوتی ہے۔ فراخی تکلیف کے ساتھ ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ مکہ میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر آزمائشوں کے پہاڑ توڑ دیئے گئے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دشمن کی طرف سے پیش آنے والی مشکلات اور



تکلیفوں کی شکایت کی، اور مطالبہ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے مدد اور نصرت کی دعا فرمائیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے انہیں صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: تم سے پہلے اہل ایمان کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ کسی شخص کو پکڑ لیا جاتا اور زمین میں گڑھا کھود کر اسے اس میں گاڑ دیا جاتا اور سر پر آرا رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے۔ لوہے کی کنگھیوں کے ذریعے اس کے گوشت کو اس کی ہڈیوں سے جدا کر دیا جاتا۔ لیکن یہ سب آزمائشیں اسے اس کے دین سے نہ روک سکتیں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس دین کو ضرور غلبہ نصیب فرمائیں گے۔ جس کے نتیجے میں اس قدر امن ہو جائے گا کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک اکیلا سفر کرے گا لیکن اسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا خوف نہیں ہوگا۔ بھیڑیے بکریوں کی رکھوالی کریں گے۔ لیکن تم اس مدد کا بہت جلدی مطالبہ کر رہے ہو۔ (متفق علیہ)

گذشتہ حدیث کو اس جگہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص طائفہ منصورہ میں شامل ہونا، اور فتح و نصرت اور غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو صبر اور ثابت قدمی کے ساتھ مزین کرے۔ اور اس ثابت قدمی کے انجام کو برداشت کرنے کے لئے بھی اپنے آپ کو تیار کرے خواہ اس کی تکلیف بہت بڑی ہی کیوں نہ ہو۔

طائفہ منصورہ انبیاء کی وارث ہے۔ یہ بات لازمی ہے کہ انبیاء کی دعوت کے دشمن بھی موجود ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری امر ہے کہ انبیاء کی دعوت کے وارث کو انبیاء کی دعوت کے دشمنوں کا سامنا کا بھی کرنا پڑے گا اور انبیاء کے دشمنوں کی طرف سے اس کے ساتھ دشمنی کا اظہار بھی کیا جائے گا۔ ورقہ بن نوفل نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا:

جس کسی نے تیری اس دعوت جیسی دعوت پیش کی ہے اس کے ساتھ دشمنی ہی کی گئی ہے۔

(بخاری)

جو انبیاء کا وارث ہوگا اور انبیاء کے منہج پر چلنے والا ہوگا لازمی بات ہے کہ اسے بھی تمام باطل اقوام کی طرف سے ان آزمائشوں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا جو مشکلات انبیاء نے برداشت کیں تھیں۔

(اکثر لوگ نبی کریم ﷺ کے فرمان: ”علماء انبیاء کے وارث ہیں“ سے غلط مفہوم لیتے ہیں، کیونکہ اس حدیث سے وہ صرف علم کی وراثت مراد لیتے ہیں، قرآن وحدیث کی عبارات کو یاد کرنے پر زور دیتے ہیں اور عمل کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے۔ جبکہ درست بات یہ ہے کہ علماء، علم اور عمل دونوں چیزوں میں انبیاء کے وارث ہیں۔ علماء جہاد اور قربانی میں بھی انبیاء کے وارث ہیں، حق کی دعوت دینے میں بھی انبیاء کے وارث ہیں، مصیبتوں پر صبر کرنے، تقویٰ اور خشیت الہی میں بھی انبیاء کے وارث ہیں، انبیاء کے اخلاق اور ان کی طرف سے جاری ہونے والے ہر عمل کے وارث ہیں۔ یہی اصل اور حقیقی وراثت ہے۔ حدیث کو اسی طرح سمجھنا اور اسے اسی معنی پر محمول کرنا چاہیئے۔)

جو شخص انبیاء کے منہج پر چلنا چاہتا ہے اور اپنے اس دعویٰ میں سچا ہو اور درست راہ پر بھی گامزن ہو، اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی نہ چاہتا ہو اسے کسی آزمائش میں ڈالا جائے یا کوئی اس کا دشمن ہو، یہ ایک مشکل اور ناممکن سا خیال ہے۔ یہ ویسا ہی ہے جیسے کوئی شخص دو متضاد چیزوں کو ایک جگہ اکٹھا کرنا چاہتا ہو۔

جب مدینہ والوں نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں پر بیعت عقبی ثانیہ کرنا چاہی تو اچانک سعد بن زرارہؓ نے انہیں روک دیا، تاکہ وہ انہیں ان کے اس اقدام کے خطرناک پہلوؤں سے آگاہ کر دیں۔ وہ فرمانے لگے: آج ان کو نکالنے کا فیصلہ تمام عرب نے کر لیا ہے۔ ان کی حمایت کی صورت میں تمہارے بہترین لوگوں کو قتل کر دیا جائے گا، اور تلواریں تمہیں کاٹ کھائیں گی۔ اگر تو تم اس پر صبر کرنے والے ہو تو انہیں اپنے ساتھ ملا لو اور اس کا اللہ تعالیٰ تمہیں اجر عطا فرمائیں گے۔ اگر تمہیں ان کی مدد کی صورت میں اپنی جان کا خطرہ ہے اور جان زیادہ پیاری ہے تو انہیں آج ہی چھوڑ دو اور انہیں کھل کر بتا دو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ تمہارا قابل قبول عذر ہوگا۔ (احمد، بیہقی)۔

دین حق کا ساتھ دینے کی صورت میں اس قسم کے مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ امت کے بہترین لوگ قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ اہل حق اور اہل ایمان کے لئے کفار کی تلواریں بے نیام ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جو صحیح معنوں میں انبیاء کا وارث ہے اسے اس بات کے لئے ذہنی طور پر تیار رہنا چاہیئے کہ دعوت الی اللہ اور نبوی منہج پر چلنے کی صورت میں اسے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی طرف سے اس کے لئے بہت زیادہ کمزور فریب کا ظہور متوقع ہے۔

یہ بڑی قابلِ تعجب بات ہے کہ جس بات سے سعد بن زرارہ اور ان کے ساتھی نبی کریم ﷺ کی بیعت کرنے سے پہلے اپنے اسلام لانے کے ابتدائی ایام میں واقف تھے، ہمارے دور کے بڑے بڑے نامور دکتور اور علم کے چشمہ سے سیراب ہونے والے بہت سے ایسے افراد جو ایک لمبے عرصے سے مختلف یونیورسٹیوں میں دینی علوم پڑھا رہے ہیں، وہ اس بارے میں ناصرف شک میں مبتلا ہیں اور اس بارے میں مناظرے کر رہے ہیں بلکہ ان میں سے اکثر تو اس سے واقف ہی نہیں ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا﴾ (البقرة: ۲۱۷)

یہ لوگ تم سے لڑائی بھڑائی کرتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان سے ہو سکے تو تمہیں تمہارے دین سے مرتد کر دیں۔

لیکن:

﴿إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ﴾ (النساء: ۱۰۴)

اگر تمہیں بے آرامی ہوتی ہے تو انہیں بھی تمہاری طرح بے آرامی ہوتی ہے اور تم اللہ تعالیٰ سے وہ امیدیں رکھتے ہو، جو امیدیں انہیں نہیں۔

ہمارے قتل ہونے والے جنتی ہیں اور ان کے مقتولین دوزخی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا والی ہے اور ان کا کوئی بھی والی نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا:

اے اللہ کے رسول اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا: جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس پر سیلاب سے بھی زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آزمائشیں نازل ہوتی ہیں۔ (ابن حبان، السلسلۃ الصحیحہ: ۱۵۸۶)

یعنی آزمائشوں کو برداشت کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لو۔ اگر تو اپنے دعویٰ محبت میں سچا ہے تو



اس کے ثبوت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ مصیبتیں نازل ہوں تو ان پر صبر کیا جائے۔ ورنہ زبانی تو ہر شخص ہی محبت کا دعویٰ کر سکتا ہے اور یہ بہت آسان بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے محبت کرنے والوں، رسول اللہ ﷺ کی سنت، سیرت اور طریقے کی پیروی کرنے والوں کو سب سے زیادہ آزمائشوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (آل عمران: ۳۱)

کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش انبیاء پر نازل ہوتی ہے۔ پھر ان کے بعد درجہ بدرجہ لوگوں پر آزمائش نازل ہوتی ہے۔ ہر آدمی کی آزمائش اس کے دین کے اعتبار سے ہی ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنے دین میں سخت ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوگی، اگر کوئی اپنے دین میں نرم اور سست ہے تو اس کی اسی قدر آزمائش ہوگی۔ مومن پر اس وقت تک آزمائش نازل ہوتی رہتی ہے حتیٰ کہ اس کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور گناہوں سے بالکل صاف ہو چکا ہوتا ہے۔ (ترمذی، السلسلۃ الصحیحہ: ۱۴۳)

اور فرمایا:

سب سے سخت آزمائش انبیاء کی ہوتی ہے، پھر نیک لوگوں کی۔ ان کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ وہ آزمائش سے اس طرح خوش ہوتے تھے جس طرح تم فراخی اور فراوانی سے خوش ہوتے ہو۔ (ترمذی، السلسلۃ الصحیحہ: ۱۴۴)

نبی کریم ﷺ نے اپنے بارے میں ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے لئے جس قدر تکلیف مجھے دی گئی ہے کسی کو بھی نہیں دی گئی۔ (السلسلۃ الصحیحہ: ۲۲۲۲)

اور فرمایا:

جس طرح ہمارے لئے اجر کئی گنا بڑھا دیا گیا ہے اسی طرح ہمارے لئے آزمائش بھی کئی گنا بڑھادی گئی ہے۔ (سلسلۃ الصحیحہ: ۲۰۴۷)

اور فرمایا:

نیک لوگوں پر آزمائشیں نازل ہوتی رہتی ہیں، مومن کو اگر کوئی کاٹنا بھی تو اس کے عوض اس کا ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔ (طبرانی، السلسلۃ الصحیحہ ۱۶۱۰)

اور فرمایا:

جس قدر آزمائشیں زیادہ ہونگی اجر و ثواب بھی اسی قدر بڑھتا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈالتا ہے۔ جو اس آزمائش سے خوش ہو اللہ تعالیٰ بھی اس سے خوش ہوتا ہے، اور جو اس سے ناخوش ہو اللہ تعالیٰ اس سے ناخوش ہوتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، السلسلۃ الصحیحہ: ۱۴۶۶)

اصحاب الاخذود کے قصہ میں ہے:

جب اس ظالم نے دیکھا کہ تمام لوگ اللہ رب العالمین پر ایمان لے آئے ہیں، اور جس چیز کو وہ ناپسند سمجھتا تھا اور جس سے ڈرتا تھا وہی صورت حال پیش آگئی ہے تو اس نے خند قیں کھودنے کا حکم دیا۔ جب وہ کھود دی گئیں تو ان میں زبردست قسم کی آگ بھڑکائی گئی۔ بادشاہ نے حکم دیا: جو شخص اپنے دین سے واپس نہ لوٹے اسے آگ میں ڈالتے جاؤ یا اسے کہو کہ وہ خود ہی آگ میں کود جائے۔ انہوں نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی حتیٰ کہ ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا سا بچہ بھی تھا، اس نے آگ میں کودنے سے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا تو بچہ بول اٹھا: اے ماں! صبر کر کیونکہ تو حق پر ہے۔ (مسلم)

جو لوگ ایک کنارے پر رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، اور لوگوں کی طرف سے پیش آنے والی

آزمائش کو بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح سمجھتے ہیں، اگر ان پر کوئی چھوٹی سی مصیبت اور آزمائش بھی نازل ہو جائے تو وہ بڑے غصے اور نفرت سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاتے ہیں۔ کثرت کے ساتھ چیخ و پکار کرتے ہیں اور حیل و حجب کرتے ہیں کہ اگر یوں ہوتا تو یوں نہ ہوتا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو بھلائی اور ہدایت پر نہیں سمجھتے۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ

انْقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ﴾ (الحج: ۱۱)

بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر (کھڑے) ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر کوئی نفع مل گیا تو وہ دلچسپی لینے لگتے ہیں اور اگر کوئی آفت آگئی تو اسی وقت منہ پھیر لیتے ہیں، انہوں نے دونوں جہان کا نقصان اٹھالیا۔ واقعی یہ کھانا نقصان ہے۔

سیدنا جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں:

ایک دفعہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اس طرح اپنے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک لکیر اس لکیر کے دائیں طرف کھینچی اور ایک لکیر بائیں طرف کھینچی اور فرمایا: یہ شیطان کے راستے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے درمیانی لکیر پر اپنا دست مبارک رکھا اور یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ

ذَلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (الأنعام: ۱۵۳)

(اسے ابن ابی عاصم نے السنۃ میں ذکر کیا ہے، اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔)

ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾ (فصلت: ۳۰)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے:



اس سے ذرہ برابر بھی دائیں بائیں متوجہ نہیں ہوئے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۸/۳۲)

انبیاء میں بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنی دعوت میں کئی سال گزار دیئے لیکن چند لوگوں کے سوا ان پر کوئی ایمان نہیں لایا۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کا واقعہ ذکر فرمایا جو تقریباً ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو تبلیغ کرتے رہے لیکن اس کا نتیجہ یہی نکلا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ﴾ (ہود: ۴۰)

اس کے ساتھ ایمان لانے والے بہت ہی کم تھے۔

بعض انبیاء ایسے بھی تھے جن پر صرف ایک شخص ہی ایمان لایا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انبیاء میں کچھ نبی ایسے بھی تھے جن کی تصدیق ان کی امت میں سے صرف ایک شخص نے ہی کی۔ (مسلم صحیح الجامع: ۱۴۵۸)

لیکن اس سب کے باوجود ان کی کیفیت ہرگز یہ نہیں ہوئی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جلدی مدد کے طلبگار ہوں، یا صراط مستقیم سے ہٹ جائیں، یا لوگوں کو اپنی دعوت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کوئی غلط راستہ اختیار کریں۔ ((معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک ایسا فتنہ ہوگا جب لوگوں کے پاس مال بکثرت ہوگا اور قرآن کی بکثرت تلاوت ہوگی۔ حتیٰ کہ ہر مومن اور منافق، مرد و عورت، بڑا اور چھوٹا سبھی اسے پڑھیں گے۔ آدمی اسے آہستگی سے پڑھے گا لیکن اس کی اتباع نہیں کی جائے گی۔ تو وہ کہے گا: لوگوں نے تو اس کی اتباع نہیں کی اس لئے میں اسے جبری آواز کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ وہ جبری آواز سے پڑھے گا لیکن پھر بھی اس کی بات نہیں مانی جائے گی۔ اس کے بعد وہ مسجد کو اپنا ٹھکانا بنالے گا وہاں بیٹھ کر ایسی کلام ایجاد کرے گا جو نہ تو کتاب اللہ میں ہوگی اور نہ ہی سنت رسول ﷺ میں ہوگی۔ تم اس بات سے خود کو بچا کر رکھو کیونکہ یہ بدعت اور گمراہی ہے۔

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: عنقریب ایسا ہونے والا ہے کہ ایک کہنے والا کہے گا: لوگوں کو کیا ہے کہ میں انہیں قرآن پڑھ کر سنار ہاؤ لیکن یہ میری بات ہی نہیں مان رہے؟ میرا خیال ہے کہ یہ میری اس طرح بات نہیں سنیں گے اس لئے میں ان کے لئے کوئی نئی بات ایجاد کرتا ہوں۔ تم ایسے شخص اور اس کی بدعات سے خود کو بچا کر رکھو۔ کیونکہ بدعت گمراہی ہوتی ہے۔ اس روایت کو ابن ابی وضاح نے اپنی سند کے ساتھ اپنی کتاب ”البدع والنہی عنہا“ میں ذکر کیا ہے۔) وہ ان تمام باتوں سے قطعی طور پر دور تھے۔ بلکہ قربانیوں اور نتیجے کی پرواہ کئے بغیر حق پر جم کر

انہوں نے ایک عمدہ ترین مثال قائم کر دی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی توحید کی طرف بلانے والے، اور اللہ کے سوا ہر جھوٹے معبود سے اجتناب کرنے کی دعوت دینے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ النحل: ۳۶۔ بندوں کو طاغوت کی بندگی سے چھٹکارا دلا کر انہیں اللہ واحد کی بندگی کی طرف لے کر آنا تمام انبیاء کی بنیادی ذمہ داری تھی، انبیاء کے بعد ہر دور میں آنے والے دین کی داعیوں کی بھی یہی ذمہ داری ہے۔ (شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں ”طاغوت“ کا مفہوم ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: طاغوت طغیان مصدر سے فعلوت کے وزن پر ہے۔ اس کا معنی ہے حد سے تجاوز کرنا اور یہ ظلم اور زیادتی کا کام ہے۔ ہر وہ معبود جس کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جارہی ہو اور وہ اس عبادت پر ناپسندیدگی کا اظہار نہ کرے تو وہ طاغوت ہوگا۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے بتوں کو بھی طاغوت ہی کہا ہے۔ صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: بتوں کے پجاریوں کی اتباع کرنے والے بھی طاغوت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں جس کی بات مانی جاتی ہو، ہدایت اور دین حقہ کے راستے سے ہٹ کر جس کی اتباع کی جاتی ہو خواہ کتاب اللہ کے خلاف اس کا کوئی فیصلہ چلتا ہو یا اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف اس کی بات مانی جاتی ہو وہ طاغوت ہے۔ اسی لئے اسے بھی طاغوت کہا گیا ہے جس سے فیصلہ کروانے کے لئے لے جایا گیا لیکن اس نے کتاب اللہ کے خلاف فیصلہ کیا۔ فرعون اور قوم عاد کو بھی طاغوت کہا گیا ہے۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: ہر وہ شخصیت کی جس کی عبادت کر کے، یا اس کی بات مان کر، یا اس کی اطاعت کر کے اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کر جائے وہ طاغوت ہوگا۔ ہر قوم میں جس شخص سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر فیصلہ کروایا جائے، یا اللہ کے علاوہ اس کی عبادت کی جائے، یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ فہم و فراست کے بغیر اس کی اتباع کی جائے وہ اس قوم کا طاغوت ہوگا۔ اگر آپ بین الاقوامی طواغیت اور ان کے ساتھ لوگوں کے تعلق کو پرکھ کر دیکھ لیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کی بندگی کو چھوڑ کر طاغوت کے عبادت گزار بن چکے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اپنا فیصلہ کروانے کی بجائے طاغوت کو اپنا فیصلہ مان چکے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرماں برداری کی بجائے طاغوت کے تابع فرمان ہو چکے ہیں۔

ہم نے طاغوت اور اس کے ساتھ متعلقہ مسائل کے بارے میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جو کہ انٹرنیٹ پر ہماری ویب سائٹ پر نشر کی جا چکی ہے، جو چاہے اس کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔)

حقیقی معبود کون ہے؟ یہ ایک ایسا قضیہ ہے جو کہ امت کے تمام قضایا سے بڑھ کر اہمیت کا حامل ہے۔ تمام

علماء کو مکمل خلوص اور محنت کے ساتھ اس قضیہ کو لے کر کھڑا ہونا چاہیے۔ اس قضیہ کو پنپائے بغیر اور لوگوں کو اس سوال کا درست جواب دیئے بغیر کسی دوسرے قضیہ کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیے۔

ہمارے سلف صالحین اس اہم ترین قضیہ کے بارے میں کسی قسم کی سستی روا نہیں رکھتے تھے۔ اسی کی بنیاد پر دوستی اور دشمنی قائم ہوتی تھی۔ اور اسی کی وجہ سے تلواریں بے نیام ہو جاتی تھیں۔ اسی کے لئے لشکر تیار کئے جاتے تھے اور اسی کی بنا پر صلح اور جنگ کے معاہدے طے کئے جاتے تھے۔ لیکن موجودہ دور میں صورت حال یہ ہے کہ بہت سے ایسے لوگ جو اپنے آپ کو دین حق کے داعی کہتے ہیں بد قسمتی سے وہ اس قضیہ کے بارے میں کوئی اہتمام نہیں کر رہے۔ وہ ظالم طاغوتوں سے نپٹنے سے پہلے دوسرے معاملات میں ہی الجھے ہوئے ہیں۔ قبل اس کے کہ وہ طاغوت سے یہ فیصلہ کروالیں اور اسے اس بات پر متفق کروالیں کہ کون حقیقی معبود ہے، وہ طاغوت کی طرف سے ملنے لگیل والے قلیل راتب پر راضی ہو جاتے ہیں۔ اس بنا پر طاغوت کو مبارک اور قابل تعریف سمجھتے ہیں اور اسے دعوت و تبلیغ کے مشن میں فتح اور کامیابی سمجھتے ہیں۔ (دعوت و تبلیغ میں مگن ان نام نہاد داعیوں کے سامنے مسلمانوں کی ان مصائب اور مشکلات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو وہ ظالم، سرکش اور بے دین کافروں کی طرف سے جھیل رہے ہوتے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ یہ کفار کے خلاف بیان دے کر مسلمانوں کا حوصلہ بڑھاتے لیکن ان لوگوں کا جواب مسلمانوں ہی کے خلاف ہوتا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں: کیا انہوں نے مسلمانوں کو نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دے رکھی؟ انہیں جواب دیا جاتا ہے: ہاں۔ وہ پھر پوچھتے ہیں: کیا انہوں نے ہمیں روزے رکھنے کی اجازت نہیں دے رکھی؟ انہیں ہاں میں جواب دیا جاتا ہے۔ وہ پھر پوچھتے ہیں: کیا انہوں نے ہمیں اپنی عورتوں کو پردہ کرنے کی اجازت نہیں دے رکھی؟ تو اس کا جواب بھی ہاں میں ہی ہوگا۔ وہ کہتے ہیں: اگر یہ سب کچھ ٹھیک ٹھیک چل رہا ہے تو ہم کس بنا پر ان سے دشمنی مول لیں، اور ان سے ان کے معبودوں سے براءت کا اظہار کریں، جس کا نتیجہ یہ نکلے کہ وہ ہمیں نماز پڑھنے سے، روزہ رکھنے سے، ہماری عورتوں کو پردہ کرنے سے اور ہمیں ہر نیکی کا کام کرنے سے روک دیں۔

مجھے یاد ہے کہ میں نے ان دن شیخ سے یہ پوچھا تھا: کیا تمام انبیاء اور رسولوں اور قیامت تک احسان کے ساتھ ان اتباع کرنے والوں کی یہی دعوت نہیں رہی کہ وہ لوگوں کو اللہ واحد کی عبادت اور طاغوت کا انکار کرنے کی دعوت دیں؟ تو ان کا جواب ہاں میں تھا۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ موجودہ دور میں اکثر لوگوں کا معبود کون ہے؟ اللہ تعالیٰ یا طاغوت؟ کس کی اطاعت کی جاتی ہے؟ اللہ کی یا طاغوت کی؟ بندوں کے لئے احکام کون وضع کرتا ہے؟ اللہ یا طاغوت؟ کس کے



لئے دوستی اور دشمنی روا رکھی جاتی ہے؟ اللہ کے لئے یا طاغوت کے لئے؟ کس کے لئے محبت کی جاتی ہے؟ اللہ کے لئے یا طاغوت کے لئے؟ لوگ اپنے قوانین اور دستور کس سے لیتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ سے یا طاغوت سے؟ لوگوں کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات اور جھگڑے حل کے لئے کس کے پاس لے جائے جاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ یا طاغوت کے پاس؟

اگر تو جواب طاغوت ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہی ہوگا، تو اے شیخ صاحب آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ موجودہ دور میں اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ہٹ طاغوت کی عبادت کی طرف رخ موڑ چکے ہیں۔

اگر تو دین صرف اس چیز کا نام ہے کہ نماز روزہ اور اس قسم کی دوسری عبادات اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں اور اس کے علاوہ ہر چیز طاغوت کے لئے ہوگی، تو یہ بالکل غلط نظریہ ہے۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو حق اور باطل کے درمیان جاری یہ معرکہ کبھی برپا نہ ہوتا جو کہ تاریخ انسانی کے ساتھ ہی شروع ہو چکا تھا، موجودہ دور میں بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ ہر دور میں انبیاء اور رسولوں کا اپنے وقت کے طاغوتوں کے ساتھ مقابلہ حق اور باطل کے درمیان جاری اس کشمکش کے لئے بہترین دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ کشمکش نہ ہوتی تو روئے زمین پر کبھی بھی اللہ واحد کی عبادت نہ کی جاسکتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ (البقرہ: ۲۵۱)

اور اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے۔

اور فرمایا: ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهَدَمْتُ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ﴾ (الحج: ۴۰)

اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادت خانے اور گرجے اور مسجدیں اور یہودیوں کے معبد اور وہ مسجدیں بھی ڈھادی جاتیں جہاں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے۔ جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔

شرک اور مشرکین سے بیزاری اور اللہ واحد پر ایمان لانے تک ان سے دشمنی اور عداوت رکھنا، اس بارے میں ہمارے لئے ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَاءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدُّهُ﴾ (الممتحنہ: ۴)

(مسلمانو!) تمہارے لئے حضرت ابراہیم میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جبکہ ان سب نے اپنی قوم

سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں۔ ہم (تمہارے عقائد کے) منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم تم میں ہمیشہ کے لئے بغض و عداوت ظاہر ہو گئی۔

اور فرمایا: ﴿قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ☆ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ الْأَقْدَمُونَ ☆ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ﴾ (الشعراء: ۷۵-۷۷)

آپ نے فرمایا کچھ خبر بھی ہے جنہیں تم پوج رہے ہو؟ ☆ تم اور تمہارے اگلے باپ دادا ☆ وہ سب میرے دشمن ہیں بجز سچے اللہ تعالیٰ کے وہ تمام جہان کا پالنے والا ہے ☆

اور فرمایا: ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ☆ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ﴾ (الزخرف: ۲۶-۲۷)

اور جبکہ ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو ☆ بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی مجھے ہدایت بھی کرے گا۔

اور فرمایا: ﴿أَفْ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ (الأنبياء: ۶۷)

تف ہے تم پر اور ان پر جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو۔ کیا تمہیں اتنی سی عقل بھی نہیں؟

ابراہیم (علیہ السلام) کا طریقہ تھا جس کی اتباع کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ صَدَقَ اللَّهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (آل عمران: ۹۵)

کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے تم سب ابراہیم حنیف کے ملت کی پیروی کرو، جو مشرک نہ تھے۔

بے وقوف انسان ہی ابراہیم (علیہ السلام) کے طریقے سے بے رغبتی اختیار کر سکتا ہے۔ ایسا انسان جس نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ﴾ (البقرہ: ۱۳۰)

دین ابراہیمی سے وہی بے رغبتی کرے گا جو محض بے وقوف ہو، ہم نے تو اسے دنیا میں بھی برگزیدہ کیا تھا اور آخرت میں

بھی وہ نیکو کاروں میں سے ہے۔)

موضوع بحث کے ساتھ تعلق رکھنے والے متفرق مسائل:

- ① پہلا مسئلہ: کیا فرقہ ناجیہ ہی طاغیہ منصورہ ہے یا ان دونوں کے درمیان بعض وجوہات کی بنا پر کوئی فرق پایا جاتا ہے؟

**جواب** ہر قسم کی تعریفات اللہ تعالیٰ کے ہیں، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اس مسئلہ کے بارے میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ کچھ تحقیق کاروں نے تو اس مسئلہ کے بارے میں اپنی ذاتی اغراض کی خاطر بغیر علم کے ہی فتاویٰ جاری کئے ہیں، جس کی بنا پر وہ خود بھی گمراہ ہو گئے اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کر دیا۔ اس وجہ سے اس مسئلہ کا جواب کچھ وضاحت کا طلبگار ہے۔ واللہ المستعان،،،

طاائفہ منصورہ کا ہر فرد فرقہ ناجیہ سے تعلق رکھتا ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ فرقہ ناجیہ کا ہر فرد طاائفہ منصورہ سے تعلق رکھنے والا ہو۔ اس بات کا ثبوت دو چیزوں سے ملتا ہے:

پہلی چیز: نصوص شریعت جو کہ طاائفہ منصورہ اور فرقہ ناجیہ کے درمیان فرق پر دلالت کرتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰۴)

تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف لائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں۔

یہ خطاب پوری امت کو ہے جو کہ فرقہ ناجیہ کی نمائندہ ہے کہ ان میں سے ایک ایسی جماعت مخصوص ہونی چاہیے جو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے کے لئے کھڑی ہو۔

نص قرآنی نے فرقہ ناجیہ جو کہ مجموعی طور پر تمام امت ہے اور طاائفہ منصورہ جو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے والا ایک گروہ ہے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تم میں ایک ایسی جماعت موجود رہنی چاہیے جو نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے روکنے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے دین کے قیام کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے، یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

ضحاك رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: اس سے اکابر صحابہ اور اکابر رواۃ یعنی مجاہدین اور علماء مراد ہیں۔ اس آیت کریمہ سے یہ مراد ہے کہ اس امت میں ایک جماعت ہمیشہ اس مقصد کے لئے تیار رہنی چاہیے۔



یہ خاص الخاص لوگ ہیں۔ یہ بات محال ہے کہ طاائفہ منصورہ کی صفات فرقہ ناجیہ کے تمام افراد میں پائی جائیں، کیونکہ فرقہ ناجیہ میں تمام امت توحید شامل ہے اور پوری امت میں مجبور لوگ بھی ہوتے ہیں اور فاسق و نافرمان بھی ہوتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَايَيْنَ مِّنْ نَّبِيِّ قَاتَلَ مَعَهُ رَبِّيُونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ﴾ (آل عمران: ۱۴۶)

بہت سے نبیوں کے ہم رکاب ہو کر، بہت سے اللہ والے جہاد کر چکے ہیں، انہیں بھی اللہ کی راہ میں تکلیفیں پہنچیں لیکن نہ تو انہوں نے ہمت ہاری نہ سست رہے اور نہ دبے، اور صبر کرنے والوں کو (ہی) چاہتا ہے۔

یہاں ”رہیون“ سے مراد طاائفہ منصورہ کے وہ افضل ترین لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے خوفزدہ نہیں ہوتے۔ جو یہ کہے کہ مذکورہ آیت میں بیان ہونے والے ”رہیون“ سے مراد فرقہ ناجیہ ہے جس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو مسلمان ہو خواہ وہ عورتیں اور بوڑھے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ ایسا کہنے والا ایک صریح غلطی کا مرتکب ہوا ہے اور ایسی غلطی کی توقع ایک مبتدی طالب علم سے بھی نہیں کی جاسکتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (النساء: ۹۵)

اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھ رہنے والے مومن برابر نہیں، اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر

اللہ تعالیٰ نے درجوں میں بہت فضیلت دے رکھی ہے اور یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو خوبی اور اچھائی کا وعدہ دیا ہے، لیکن مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دے رکھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بغیر عذر کے بیٹھ رہنے والے مسلمانوں جو کہ فرقہ ناجیہ میں داخل ہیں کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے جان و مال سے جہاد کرنے والوں جو کہ طائفہ منصورہ میں شامل ہیں کے درمیان فرق رکھا ہے۔ یہ دونوں گروہ جس طرح قیامت کے دن اجر اور درجات میں متفاوت ہونگے اسی طرح اس دنیا میں صفات اور ذمہ داریوں کے لحاظ سے بھی متفاوت ہیں۔ اگرچہ یہ دونوں گروہ عذاب الہی سے نجات کی صفت میں مشترک ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ﴾ لیکن ﴿فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ اس معنی کی حامل بہت سی احادیث پہلے گزر چکی ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ اور فرمایا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ لوگوں پر غالب رہے گی۔ اور فرمایا: یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا۔ اس کے دفاع کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت قتال کرتی رہے گی۔ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ غالب رہے گی۔ ان کا کوئی مخالف انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اس قسم کے اور بہت سے دلائل ہیں جن سے کتب احادیث بھری ہوئی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے فرمان: ”مَنْ أُمْتُ“ میں من تبعیض یعنی کسی چیز کے بعض حصے کی دلالت کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد طائفہ منصورہ ہے جو کہ فرقہ ناجیہ کا ایک حصہ ہے اور فرقہ ناجیہ میں تمام امت توحید شامل ہے۔

دوسری چیز: طائفہ منصورہ اور فرقہ ناجیہ میں سے اگر ہر دو کی صفات کو دیکھا جائے تو نصوص شریعت نے طائفہ منصورہ کی صفات کو فرقہ ناجیہ کی صفات سے ممیز رکھا ہے جو ہمیں اس بات کے کہنے پر آمادہ کرتی ہیں کہ طائفہ منصورہ ایک علیحدہ جماعت ہے جو کہ فرقہ ناجیہ سے جدا گانہ حیثیت رکھتی ہے۔

فرقہ ناجیہ درست عقیدہ اور اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کی حامل جماعت ہے۔ اسی وجہ سے جب نبی کریم ﷺ سے اس جماعت کے تعارف اور اس کی صفات کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

ایسی جماعت جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر گامزن ہو۔

جبکہ ابھی ذکر ہونے والی نصوص کے مطابق طاائفہ منصورہ میں درست عقیدہ اور اللہ اور اس کے رسول کی اتباع سے زائد بھی کچھ صفات ہوتی ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، اپنے مخالفین پر غالب رہیں گے، حق کو لے کھڑے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ اس طرح کی اور بھی بہت سی صفات ہیں جن کا اس مقالہ میں تفصیل سے ذکر ہو چکا ہے۔

فرقہ ناجیہ کے تمام افراد میں ان تمام صفات کا پایا جانا بہت محال ہے، کیونکہ ان میں مختلف عمر، طاقت و قوت اور سوچ و فکر کے حامل لوگ مثلاً بوڑھے، عورتیں، بچے اور عام لوگ بھی ہوتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

طاائفہ منصورہ کا ہر فرد فرقہ ناجیہ میں شمار ہوگا جبکہ فرقہ ناجیہ کا ہر فرد طاائفہ منصورہ میں شمار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ طاائفہ منصورہ کی صفات کا فرقہ ناجیہ کے تمام افراد میں پایا جانا محال ہے۔ اس لئے دونوں گروہوں کے درمیان فرق کیا جانا ضروری ہے۔

اگر دیکھا جائے تو فرقہ ناجیہ میں طاائفہ منصورہ کی حیثیت ایک ہراول دستے کی سی ہے جو کہ اس امت کے اہم ترین امور کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اور امت کی حرمتوں اور حقوق کا دفاع کرنے والی ہے۔ جبکہ طاائفہ منصورہ کے حوالے سے فرقہ ناجیہ کی حیثیت ایک عظیم لشکر کی سی ہے جو کہ اس ہراول دستے کے لئے پختہ کار افراد مہیا کرتا ہے۔

طاائفہ منصورہ اور فرقہ ناجیہ عقیدے کی درستگی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع کی صفات میں مشترک ہوتی ہیں جبکہ باقی تمام صفات میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ جیسا کہ پہلے اس کا



ذکر ہو چکا ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ امت کی اس تقسیم اور ان گروہوں کی صفات کو تفصیل سے بیان کرنے کا آخر کیا مقصد ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے:

پہلی بات یہ کہ: یہ وہی فرق ہے جو خصوص شریعت نے ایک عالم اور جاہل کے درمیان رکھا ہے، اور ایک مجاہد اور پیچھے بیٹھ رہنے والے کے درمیان بیان کیا ہے، اور ان کا جدا جدا اجر و ثواب بیان کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے: تاکہ ہر شخص کی صفات ظاہر ہونے کے بعد اس کی حیثیت کے بارے میں آگاہی حاصل ہو جائے۔ طائفہ منصورہ کی صفات سے خالی شخص جس میں درحقیقت فرقہ ناجیہ کی صفات بھی نہ ہوں اپنے آپ کو طائفہ منصورہ میں شامل نہ کر سکے۔

② دوسرا مسئلہ: طائفہ منصورہ کہاں پائی جاتی ہے؟ کیا کوئی مخصوص جگہ ہے جہاں اس کا ٹھکانا ہو؟ **جواب** تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ طائفہ منصورہ کا کوئی مخصوص ٹھکانا نہیں ہے کہ اس کے علاوہ یہ کسی اور جگہ پائی ہی نہ جاتی ہو۔ بلکہ جہاں کہیں اس کی صفات موجود ہوں گیں وہیں طائفہ منصورہ کا وجود بھی مل جائے گا۔ اس بات کے لئے میں اطراف عالم میں بکھری ہوئی صحابہ کرامؓ کی قبروں سے دلیل نہیں لوں گا جو کہ فریضہ جہاد کی تکمیل کے لئے ان علاقوں میں گئے تھے۔

بلکہ جس بات کا کہنا مقصود ہے وہ یہ کہ شام (شام سے مراد شام کبریٰ ہے جس میں موجودہ شام، فلسطین، لبنان، اردن اور سعودی عرب کے تہوک تک کے علاقے شامل ہیں۔) طائفہ منصورہ کے وجود سے کبھی خالی نہیں ہوگا۔ یہ ان صحیح احادیث اور آثار صحابہ کی وجہ سے ہے جو شام اور اہل شام کی فضیلت میں وارد ہوئے ہیں۔ جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ شام کبھی بھی طائفہ منصورہ کے وجود سے خالی نہیں ہوگا۔

ان میں کچھ دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یہ امت جہاں کہیں چلی جائے ہمیشہ غالب رہے گی۔ قیامت آنے تک ان کا کوئی دشمن نہیں

نقصان نہیں پہنچا سکے گا، وہ شام میں موجود ہوں گے۔

اور فرمایا:

جب اہل شام بگڑ گئے تو تم میں کوئی خیر باقی نہیں رہے گی۔ میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، قیامت قائم ہونے تک ان کا کوئی مخالف انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

اور فرمایا:

اہل مغرب ہمیشہ غالب رہیں گے۔ قیامت قائم ہونے تک ان کا کوئی مخالف انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: اہل مغرب سے اہل شام مراد ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مومنین کا بہترین ٹھکانہ شام میں ہوگا۔

اور فرمایا:

جب جنگیں عام ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ دمشق سے ایک لشکر بھیجے گا جو عرب کے بہترین شہہ سواروں پر مشتمل ہوگا جن کا اسلحہ سب سے بہترین ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ دین کو تقویت پہنچائیں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا: میں نے نیند میں فرشتوں کو دیکھا کہ وہ کتاب کے وسط سے اسے اٹھا کر شام لے گئے ہیں۔ جب فتنے عام ہو جائیں گے تو شام میں ایمان موجود ہوگا۔

سیدنا عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک دفعہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! میرے لئے کسی علاقے کے بارے میں لکھ دیجئے جہاں میں رہائش اختیار کروں۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رہیں گے تو میں آپ کے قرب پر کسی چیز کو ترجیح نہ دیتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: شام کو لازم پکڑ لو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب

شام کی طرف سے ان کی ناپسندیدگی کا مشاہدہ کیا تو فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کیا فرما رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو مجھے تمام علاقوں سے زیادہ پسندیدہ ہے اور میں تجھ میں اپنے بہترین بندوں کو داخل کروں گا۔ معراج کی رات میں نے سفید رنگ کا ایک ستون دیکھا جو کہ موتیوں کا بنا ہوا معلوم ہوتا تھا اسے فرشتوں نے اٹھا رکھا تھا۔ میں نے پوچھا تم نے کیا اٹھا رکھا ہے؟ تو فرشتوں نے کہا: ہم نے اسلام کا ستون اٹھا رکھا ہے۔ اور ہمیں شام میں اس کو گاڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

شام کو لازم پکڑ لو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی تمام زمین میں سے پسند فرما رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے بہترین بندوں کو پسند فرمائیں گے۔

عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غنقریب تم بہت سے لشکر دیکھو گے۔ ایک شام کا لشکر ہوگا، ایک عراق کا لشکر ہوگا، اور ایک یمن کا لشکر ہوگا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کھڑے ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے لئے ان میں سے ایک پسند فرما دیجئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شام کو لازم پکڑو، اگر اسے اختیار نہ کرنا چاہو تو یمن کو اختیار کرو۔ اور ان کو دھوکا دینے والوں سے بچ کر رہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اہل شام کے بارے میں ضمانت دی ہے۔

ربیعہ کہتے ہیں: میں نے ابوہریرہ سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ جس کی ضمانت دے اس کے ضائع ہونے کا کوئی خطرہ نہیں۔ (شام اور اہل شام کے فضائل کے بارے میں جس قدر دلائل ذکر کئے گئے ہیں وہ سبھی امام ربیعہ کی کتاب ”فضائل الشام“ سے اخذ کئے ہیں۔ ناصر الدین البانی نے اس کتاب کی تحقیق کی ہے۔ الحمد للہ مذکورہ تمام احادیث یا تو صحیح کے درجہ کی ہیں یا حسن کے درجہ تک پہنچتی ہیں۔)

یہ اور اس قسم کی تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ شام میں طاغیہ منصورہ کا وجود ہمیشہ موجود



رہے گا۔ اس جماعت کے اثرات اور تعداد شام میں اگرچہ بہت کم ہی کیوں نہ ہو جائیں لیکن یہ کلی طور پر معدوم نہیں ہوگی۔ ظالم طاغوت لاکھ براچاہیں لیکن شام میں خیر کا وجود ہمیشہ باقی رہے گا۔ ان احادیث میں تمام مسلمانوں بالخصوص اہل شام کے لئے ایک بہت بڑی خوشخبری ہے کہ شام میں ظلم و فساد کے سائے جھقند رگہ رے ہی کیوں نہ ہو جائیں اور طاغوت جھقند رشدت سے چاہے اپنے ظالمانہ پنجے جمالے اس کی شان و عظمت اسے ضرور واپس ملے گی۔ فتح اور نصرت کے حصول اور امت اسلام کو بندوں کی غلامی سے آزاد کر کے اللہ واحد کی غلامی میں دینے کے لئے امت کی قیادت ضرور اس کے ہاتھ میں آئے گی۔ یہ بات ان شاء اللہ زیادہ دور نہیں۔

﴿وَيَقُولُونَ مَتَى هُوَ قُلْ عَسَى أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا﴾ (الإسراء: ۵۱)

آپ سے دریافت کریں گے کہ اچھا یہ ہے کب؟ تو آپ جواب دے دیں کہ کیا عجب کہ وہ (ساعت) قریب ہی آن لگی ہو۔

③ تیسرا مسئلہ: کیا یہ ضروری ہے کہ طاائفہ منصورہ ایک ہی جماعت پر مشتمل ہوگی اور اس کی یہ حیثیت ہو کہ جو اس جماعت سے باہر ہوگا اس کا طاائفہ منصورہ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا؟

**جواب:** تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ یہ بات درست ہے کہ طاائفہ منصورہ ایک منظم گروہ کی صورت میں کام کرتی ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ طاائفہ منصورہ کے تمام افراد اس حیثیت میں ایک ہی جماعت اور ایک ہی علاقہ میں جمع ہو جائیں کہ اس جماعت اور علاقہ سے باہر ہر فرد کے بارے میں یہ تصور کیا جائے کہ اس کا تعلق طاائفہ منصورہ سے نہیں ہے۔

اس کا ثبوت جس بات سے ملتا ہے وہ یہ ہے طاائفہ منصورہ کی پہچان کے لئے کچھ صفات مقرر کی گئی ہیں ان کے علاوہ ان کی پہچان کا کوئی ذریعہ نہیں۔ جس کسی میں یہ صفات موجود ہوں گی اس کا تعلق طاائفہ منصورہ سے ہوگا اور طاائفہ منصورہ کا تعلق اس سے ہوگا۔ وہ لوگ اپنا نام طاائفہ منصورہ رکھیں یا نہ رکھیں اور کسی بھی جگہ کے رہنے والے ہوں ان کا تعلق طاائفہ منصورہ سے ہی ہوگا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: اس بات کا احتمال ہے کہ یہ جماعت مختلف اقسام کے مؤمنین کے درمیان

بکھری ہوئی ہے، ان میں کچھ بہادر اللہ کے راستے میں قتال کرنے والے ہیں، کچھ فقہاء ہیں اور کچھ محدثین ہیں، اور کچھ نیکو کاری کی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ ایک ہی جگہ اکٹھے ہوں بلکہ اس بات کا امکان ہے کہ وہ اطراف عالم میں بکھرے ہوئے ہوں۔ (شرح صحیح مسلم: ۱۳/۶۷)

④ چوتھا مسئلہ: کیا یہ ضروری ہے کہ طاائفہ منصورہ کا ہر فرد ہمیشہ اسی جماعت کا فرد رہے گا یا اس بات کا امکان موجود ہے کہ وہ اس جماعت سے نکل بھی سکتا ہے؟

(جواب) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ انبیاء کے علاوہ کوئی شخص معصوم عن الخطا نہیں ہو سکتا۔ اس بات کا امکان ہے کوئی شخص آج طاائفہ منصورہ کی صفات سے متصف ہونے کی وجہ سے طاائفہ منصورہ میں شامل ہو اور کل اس پر ایسے حالات طاری ہو جائیں یا اس میں ایسا انقلاب واقع ہو جائے جو اسے طاائفہ منصورہ کی صفات اور ان کی صفوں سے خارج کر دے۔ معصوم وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ اور ثابت قدم رکھے۔ اس لئے ہم اللہ تعالیٰ سے ثابت قدمی اور حسن خاتمہ کے طلب گار ہیں۔

اسی وجہ سے ہم کہیں گے کہ: جس طرح اطاعت اور نافرمانی کرنے کی وجہ سے انسان کا ایمان کم اور زیادہ ہوتا رہتا ہے، اسی طرح وہ اپنے اندر واقع ہونے والی سوچ اور فکر اور صفات کی مختلف تبدیلیوں کی وجہ سے طاائفہ منصورہ سے دور نزدیک ہوتا رہتا ہے، اور انسان کی یہ کیفیت ہمیشہ جاری رہتی ہے۔

⑤ پانچواں مسئلہ: موجود دور کی جماعتوں میں کون سی جماعت طاائفہ منصورہ کے زیادہ قریب ہے؟ یا کس جماعت پر طاائفہ منصورہ کے نام کا اطلاق ہوتا ہے؟

(جواب) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ موجودہ دور کی وہ جماعت طاائفہ منصورہ کے زیادہ قریب ہوگی اور اس پر طاائفہ منصورہ کے نام کا اطلاق ہو سکتا ہے جو طاائفہ منصورہ کی مذکورہ بالا صفات سے متصف ہونے کا سب سے زیادہ اہتمام کرنے والی ہوگی۔ اس طرح ہم نے اپنے قاری کے ہاتھ میں ایک بہت ہی باریک بین پیمانہ دے دیا ہے جس کے ذریعے وہ

مختلف جماعتوں، افراد اور گروہوں کو پرکھ سکتا ہے، اور طاائفہ منصورہ سے ان کے قریب یا دور ہونے کا اندازہ کر سکتا ہے۔ اور یہ اس مقالہ میں ذکر ہونے والی صفات کو پہچاننے کے ذریعے ممکن ہو سکے گا۔ میرا یہ نظریہ ہے کہ جو جماعت چیچنیا اور افغانستان میں جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے اس کا تعلق طاائفہ منصورہ سے ہے۔ ان شاء اللہ۔

⑥ چھٹا مسئلہ: طاائفہ منصورہ کے ہمیشہ غالب اور کامیاب رہنے اور موجودہ دور میں مسلمانوں کی پسپائی کے حالات کے درمیان ہم کس طرح موافقت پیدا کریں گے؟

**جواب** تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ جو یہ سوال اٹھائے گا ہم اسے یہ جواب دیں گے: ممالک اسلامیہ میں رونما ہونے والے واقعات کا عقل کی گہرائی سے ادراک کیجئے آپ کو موجودہ زمانے میں بلکہ ہر زمانے میں طاائفہ منصورہ کے وجود کا ادراک ہو جائے گا۔ اگر تیری نگاہ تجھے دھوکا دے اور تو صرف مسلمانوں کے حالات کا سیاہ چہرہ ہی دیکھنا چاہے تو ہم یہ کہتے ہوئے تجھے معذور سمجھیں گے: تیری نظر جھوٹی ہے اور تیرے گمان نے تجھے دھوکا دیا ہے جبکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان بالکل سچا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قتال کرتی رہے گی اور قیامت تک غالب رہے گی۔

اصل بات جو یہاں کہنی چاہیے وہ یہ ہے کہ: غلبہ اپنی مختلف انواع اور حجم اور وسعت کے اعتبار سے مختلف ادوار میں اور مختلف مقامات میں کم زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ جس سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ طاائفہ منصورہ کا کوئی وجود یا اثر ہی نہیں ہے۔ جبکہ درحقیقت ایسا شخص تفصیلی طور پر مسلمانوں کے حالات اور دنیا میں رونما ہونے والے واقعات سے بے خبر ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس سے دی جانے والی بشارات جو کہ طاائفہ منصورہ کے ہاتھوں پوری ہو گئی:

① اٹلی کے دارالحکومت روم کی فتح:

ابو قبیل بیان کرتے ہیں: ہم ایک دفعہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سے سوال کیا گیا کہ قسطنطنیہ اور روم میں سے کون سا شہر پہلے فتح ہوگا؟ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک



سر بہر صندوق منگوا یا اور اس میں سے ایک کتاب نکالی۔ کہنے لگے: ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد بیٹھے لکھ رہے تھے، اچانک رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ قسطنطینیہ اور روم میں سے کون سا شہر پہلے فتح کیا جائے گا؟ تو نبی کریم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ہر قل کا شہر یعنی قسطنطینیہ پہلے فتح کیا جائے گا۔ (احمد، دارمی، حاکم، السلسلۃ الصحیحہ: ۴)

ناصر الدین الألبانی رقمطراز ہیں: رومیہ سے مراد روم ہے، معجم البلدان میں اسی طرح مذکور ہے۔ اس سے مراد وہی شہر ہے جو آج کل اٹلی کا دار الحکومت ہے۔

جیسا کہ مشہور ہے کہ اول الذکر شہر کی فتح سلطان محمد الفاتح العثماني کے ہاتھوں نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس سے فتح کی یہ بشارت ملنے کے آٹھ سو سال بعد واقع ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دوسری فتح بھی ضرور واقع ہو کر رہے گی، آپ عنقریب اس کی فتح کی بشارت سنیں گے۔ (السلسلۃ الصحیحہ: ۸/۱)

② قسطنطینیہ کی دوسری مرتبہ فتح:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ رومیوں کا لشکر اعماق یا دابق کے مقام پر پڑاؤ ڈالے گا۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مدینہ کا لشکر نکلے گا جو کہ اس وقت اہل زمین میں سب سے بہترین لشکر ہوگا۔ جب وہ ان کے سامنے صفیں باندھ لیں گے تو رومی کہیں گے کہ تم ہمارے اور ہمیں برا بھلا کہنے والوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ ہم ان سے لڑائی کریں گے۔ تو مسلمان کہیں گے: اللہ کی قسم! ہم تمہارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان سے نہیں ہٹیں گے۔ وہ ان سے قتال کریں گے مسلمانوں کے لشکر کا ایک تہائی حصہ بھاگ جائے گا اللہ تعالیٰ کبھی ان کی توبہ قبول نہیں فرمائیں گے۔ ایک تہائی حصہ شہید ہو جائے گا جو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل ترین شہداء ہوں گے۔ ایک تہائی حصہ فتح یاب ہوگا یہ کبھی بھی فتنہ میں مبتلا نہیں ہوں گے۔ یہ لوگ قسطنطینیہ کو فتح کریں گے اور مال غنیمت آپس میں تقسیم کر لیں گے۔ انہوں نے آرام کی غرض

سے اپنی تلواریں زیتون کے درخت پر لٹکائی ہوئی ہوگی کہ اچانک ان کے درمیان شیطان منادی کرے گا: دجال نے تمہارے پیچھے تمہارے گھروں پر حملہ کر دیا ہے۔ وہ وہاں سے نکل کھڑے ہونگے حالانکہ یہ جھوٹی خبر ہوگی۔ جب وہ شام کے علاقہ میں پہنچیں گے تو اس وقت دجال کا خروج ہوگا۔ وہ اس کے ساتھ قتال کرنے کی تیاری کر رہے ہونگے اور صفیں درست کر رہے ہونگے کہ نماز کا وقت ہو جائے گا۔ اس وقت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا وہ ان لوگوں کی امامت کروائیں گے۔ جب اللہ کا دشمن انہیں دیکھے گا تو اس طرح پگھل جائے گا جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ اگر وہ اسے چھوڑ دیں گے تو وہ ان کے سامنے ہی پگھل کر ہلاک ہو جائے گا لیکن وہ اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کریں گے اور اہل لشکر کو اپنے نیزے پر دجال کا خون لگا ہوا دکھائیں گے۔

حدیث سے مستنبط ہونے والے بعض مسائل:

① مذکورہ حدیث میں قسطنطنیہ کی جس فتح کا ذکر کیا گیا ہے وہ اس فتح کے علاوہ ایک دوسری فتح ہے جو سلطان محمد فاتح کے ہاتھوں رونما ہوئی تھی۔ مذکورہ فتح کے حالات، واقعات اور نتائج کے اعتبار سے یہ ایک دوسری فتح ہے کیونکہ سلطان محمد فاتح کے ہاتھوں واقع ہونے والی فتح میں اس قسم حالات و واقعات پیش نہیں آئے تھے اور نہ ہی اس کے نتائج کچھ اس قسم کے تھے۔

② اس حدیث سے لازمی طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قسطنطنیہ سلطان محمد فاتح کے ہاتھوں فتح ہونے کے بعد ایک مرتبہ پھر دارالاسلام سے دارالکفر میں تبدیل ہو جائے گا۔ اتاترک کی زیر قیادت ترکی میں واقع ہونے والے سیکولر انقلاب کے بعد ایسا ہو بھی چکا ہے۔ کیونکہ اس انقلاب کے ذریعے اتاترک کی پوری کوشش تھی کہ ترکی کو اسلامی ریاست سے ہٹا کر ایک سیکولر ریاست بنا دیا جائے جو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنے والی ہو۔ آج تک وہ اپنی کوششوں میں کامیاب جا رہے ہیں۔

③ روم کے لشکر کا دابق کے مقام پر پہنچنا جو کہ حلب کے قریب ایک مقام ہے۔ رومیوں کے لشکر

کے لئے اس مقام تک پہنچنے کا راستہ ترکی سے ہو کر جاتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا راستہ نہیں کیونکہ حلب ترکی کے قریب واقع ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکی ان دنوں روم کا حلیف ہوگا اور امت اسلامیہ کے خلاف مسلمانوں کے دشمنوں کا ساتھی ہوگا۔ موجودہ دور میں ترکی کی یہی حالت ہے۔

③ مذکورہ حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جزیرہ عرب بالعموم اور مدینہ منورہ بالخصوص مسلمانوں کی دشمن کسی سلطنت یا حکومت کے زیر تسلط نہیں آئے گا۔

⑤ یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ امریکہ اور اس کے حلیف مغربی ممالک اللہ تعالیٰ کے حکم سے عنقریب ضعف اور انتشار کا شکار ہونے والے ہیں، اگرچہ اس میں کچھ عرصہ کے لئے دیر ہی کیوں نہ ہو لیکن ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔ یہ ضعف اور انتشار اس قدر شدید نوعیت کا ہوگا کہ یہ ممالک مدینہ کو اپنے شامی بھائیوں کی حمایت سے باز نہیں رکھ سکیں گے۔ جس کے نتیجے میں قسطنطنیہ نئے سرے سے فتح ہوگا اور مسلمانوں کے ہاتھوں اس کا سقوط ہوگا۔

⑥ اس حدیث سے یہ بات بھی اخذ ہوتی ہے کہ جزیرہ عرب میں امریکی اور مغربی افواج کا اجتماع اور تسلط عنقریب ختم ہونے والا ہے۔ اگرچہ اس میں کچھ عرصہ لگے لیکن ایسا ضرور ہو کر رہے گا اور اب یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے زیادہ دور بھی نہیں ہے۔

④ تمام مسلمان بالعموم اور جزیرہ عرب اور شام کے مسلمان بالخصوص عقیدہ اور دین کی بنیاد پر اکٹھے ہونے والے ہیں۔ یہ باہمی گروہ بندیاں اور جغرافیائی حدود عنقریب اس کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہے گی۔ اس سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ مدینہ کے مسلمان اپنے شامی بھائیوں کے ساتھ مل کر لڑائی کریں گے۔ اور یہ مشرک اور کافر رومیوں کے خلاف ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر قتال کریں گے۔

⑧ شام عیسیٰ علیہ السلام کا مقام نزول ہے، اہل شام فتح اور آزادی کے حصول اور کفار کے خلاف جنگ میں ان کے ساتھی ہونگے۔ اس کا یہ مطلب یہ ہے کہ شام کی شان و شوکت اور عظمت اور اس دین کی مدد کے لئے قائدانہ صلاحیت ضرور واپس لوٹے گی۔ شام میں موجودہ دور کا یہ ظالمانہ نظام صرف ایک سیاہ

بادل ہے جس نے وقتی طور پر شام کی فضا کو ڈھانپا ہوا ہے، یہ عنقریب چھٹنے والا ہے اگرچہ کچھ عرصے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

⑨ نبی کریم ﷺ کا فرمان:

انہوں نے اپنی تلواریں زیتون کے ساتھ لٹکائی ہوئی ہوگی۔ کیا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ موجودہ دور کا ایٹمی اسلحہ اور جنگی ہتھیار ختم ہو جائیں گے اور لوگ دوبارہ سے تیر و تلوار کے دور میں واپس لوٹ جائیں گے یا پھر تلوار سے مطلقاً اسلحہ مراد لیا گیا ہے؟ اللہ اعلم یہ بعض استنباطات اور خوشخبریاں ہیں جو اس حدیث مبارکہ سے اخذ ہوتے ہیں۔

③ یہودیوں سے لڑائی اور ان پر غلبہ کا حصول:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے قتال کریں گے۔ مسلمان جب انہیں قتل کریں گے تو کوئی کسی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپ جائے گا تو پتھر یا درخت پکار کر کہے گا: اے مسلمان! (وہ عربی، ترکی یا کردی کہہ کر نہیں پکارے گا بلکہ صرف مسلم اور موحد کہہ کر پکارے گا۔ حدیث میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ: یہ آزادی موحد مؤمنین کے ہاتھوں پایہ تکمیل تک پہنچے گی نہ کہ بے دین اور زندیق لوگوں کے ہاتھوں۔) اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے ادھر آ اور اسے قتل کر۔ صرف ببول کا درخت (یہی وجہ ہے کہ یہودی آج کل فلسطین کے علاقہ میں اس قسم کے درخت کو کثرت سے کاشت کر رہے ہیں۔) ایسا نہیں کہے گا کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔ (مسلم)

④ غزوہ ہند:

ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کی دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے بچا لیا ہے۔ ایک وہ جماعت جو ہند سے جہاد کرے گی اور دوسری وہ جماعت جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگی۔ (أحمد، النسائی، السلسلۃ



(الصحیحہ: ۱۹۳۴)

مذکورہ حدیث میں کشمیر میں جہاد کرنے والے ہمارے بھائیوں کے لئے ایک عظیم خوشخبری ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے فتح اور ثابت قدمی کے طلبگار ہیں۔

⑤ نبوی منہج پر خلافت راشدہ کا قیام:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے تم میں نبوت باقی رہے گی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو اسے اٹھالیں گے۔ پھر نبوی منہج پر خلافت قائم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہیں گے وہ قائم رہے گی، پھر جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے اسے اٹھالیں گے۔ پھر ایک بدخلق اور سخت ملوکیت ہوگی وہ بھی اس وقت تک قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے اسے اٹھالیں گے۔ پھر ایک جابر قسم کی بادشاہت ہوگی وہ بھی اس وقت تک قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھالیں گے۔ پھر اس کے بعد دوبارہ نبوی منہج پر خلافت راشدہ کا نظام قائم ہوگا۔ اتنا فرما کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ (أحمد، السلسلۃ الصحیحہ: ۵)

بدخلق اور سخت ملوکیت کا دور گزر چکا ہے یہ بنو عباس اور ان کے بعد عثمانیوں کا دور تھا۔ موجودہ دور میں ہم جابر و قاہر بادشاہت کا سامنا کر رہے ہیں۔ یہ بھی اپنی زندگی کے آخری لمحات میں ہے۔ اس کے بعد دوبارہ سے نبوی منہج پر خلافت کا نظام شروع ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ عرصہ کچھ زیادہ دور نہیں۔

⑥ دنیا میں موجود ہر گھر میں اسلام کا داخل ہونا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تمام زمین کو سمیٹ دیا تو میں اس کے مشرق و مغرب کا مشاہدہ کیا۔ میری امت کی سلطنت وہاں تک پہنچے گی جس قدر اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تھا۔ (مسلم، السلسلۃ الصحیحہ: ۲)

اور فرمایا:

یہ دین وہاں تک پہنچے گا جہاں جہاں دن اور رات طلوع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی گھر کو نہیں چھوڑے گا خواہ وہ مٹی کا بنا ہوا ہو یا پتھر کا مگر اس میں اس دین کو ضرور داخل فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ عزت والے کو عزت عطا کریں گے اور ذلت والے ذلیل و رسوا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو عزت عطا فرمائیں گے اور کفر کو ذلیل و رسوا کریں گے۔ (صحیح ابن حبان، السلسلۃ الصحیحہ:

(۳)

دین کی اس قدر وسعت اور پھیلاؤ ابھی تک ممکن تو نہیں ہوا لیکن ان شاء اللہ جلد ہی یہ کام پورا ہونے والا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے ہیں، اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھوں پر رکھ دی گئیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں اور ان خزانوں کو جلد از جلد کھینچ رہے ہو۔ (متفق علیہ)

(۴) زمین پر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول:

وہ صلیب کو توڑ دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے دور میں تمام ادیان اور ملل اور ختم کر دیں گے صرف دین اسلام اور توحید ہی باقی رہے گی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ وہ عنقریب نازل ہونے والے ہیں، جب تم اسے دیکھو تو ان کے نشانات کے ذریعے انہیں پہچان لینا۔ وہ درمیانے قد و قامت کے جوان ہونگے، سرخی مائل سفید رنگ ہوگا، خفیف سے زرد رنگ کے اثرات والا کرتہ زیب تن کئے

ہونگے۔ ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوئے محسوس ہونگے اگرچہ اسے تری نہ بھی پہنچی ہو۔ وہ اسلام پر لوگوں سے قتال کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے۔ (وہ کافروں سے جزیہ قبول نہیں کریں گے، یا تو وہ اسلام قبول کر لیں گے یا ان سے لڑائی کی جائے گی۔)

اللہ تعالیٰ ان کے دور میں تمام ادیان کو ختم کر دیں گے صرف دین اسلام ہی باقی رہے گا۔ وہ دجال کو قتل کر دیں گے۔ زمین میں چالیس سال کا عرصہ زندہ رہیں گے پھر فوت ہونگے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ (صحیح سنن ابوداؤد: ۳۶۳۵)

## خاتمہ

اکثر لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ میرا تعلق کس جماعت یا گروہ سے ہے اور میں کس جماعت کی تعداد کو بڑھا رہا ہوں؟

یہ کتاب اس سوال کا جواب ہے۔ جس جماعت کے ساتھ میرا تعلق ہے اور اس کا میرے ساتھ تعلق ہے، جس کے ساتھ محبت کرنے والوں سے میں محبت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ دشمنی رکھنے والوں سے میں دشمنی رکھتا ہوں، وہ جماعت طاائفہ منصورہ ہے جس کی صفات اس کتاب میں ذکر کی گئی ہیں۔ وہ جماعت جہاں بھی ہو اور وہ جو بھی لوگ ہوں، اگرچہ ان کے ساتھ میرا رابطہ اور جان پہچان نہ بھی ہو پھر بھی میں ان کا حمایتی ہوں۔ ہر گروہ یا جماعت جس قدر طاائفہ منصورہ کی صفات اور عادات سے متصف ہے میں اسی قدر اس سے محبت کرتا ہوں اور جو جماعت ان صفات سے جس قدر دور ہے میں اسی قدر دور ہوتا ہوں۔ وہ جماعت کوئی بھی ہو اور اس کا کوئی بھی نام ہو۔ جب سے میں اس جماعت کے ساتھ ملا ہوں میرا یہی طریقہ اور منہج ہے، مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے عرصے سے اس جماعت کے ساتھ تعلق قائم کئے ہوئے ہوں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔

میں اپنے آپ کو اتنا پاکباز نہیں سمجھتا کہ میں اس بات کا دعویٰ کروں کہ میں طاائفہ منصورہ میں سے ہوں کیونکہ یہ ایک بہت بڑا مقام اور مرتبہ ہے اور میں اس کا دعویٰ کرنے کی اپنے اندر جرأت نہیں پاتا۔ لیکن میں اس خوش فہمی میں ضرور مبتلا ہوں کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں، اور ان کے دوستوں سے محبت کرتا ہوں اور ان کے مخالفین سے دشمنی رکھتا ہوں۔ ان کی ذات اور عزت کا دفاع کرتا ہوں اور ان کے طریقے اور منہج کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ وہ اپنے فضل و رحمت کے ساتھ ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل کر دے۔ اور قیامت کے دن ہمیں بھی انہیں لوگوں کے گروہ میں اٹھائے۔

اے میرے مسلمان بھائی! طاائفہ منصورہ کی صفات تمہارے سامنے ہیں، تمہارے لئے اس کی تعداد کو



بڑھانا ضروری ہے۔ اس جماعت میں شامل ہونے کی کوشش کرو۔ اگر کسی کوتاہی کا شکار ہو جاؤ اور بلند و بالا مقاصد کے حصول سے ہمتیں جواب دے جائیں تو ان کے لئے حسب استطاعت خلوص کے ساتھ دعا کرنے سے کبھی بھی پیچھے نہ ہٹو۔

ان کے خلاف ظالم طاغوتوں کی حمایت کرنے سے اپنے آپ کو سختی کے ساتھ بچا کر رکھو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دانستہ یا نادانستہ طور پر تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہاری دنیا اور آخرت برباد ہو جائے۔ قرآن کریم میں بلعام نامی شخص کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے نکل گیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے علم کی نعمت سے نوازا رکھا تھا۔ اس واقعہ میں عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے بہت سی عبرتیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاتَّبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ﴾ ☆ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلَ عَلَيْهِ يَلْهَثُ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثُ ذَلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿الْأعراف ۱۷۵-۱۷۶﴾

اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنائیے کہ جس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں پھر وہ ان سے بالکل ہی نکل گیا، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں شامل ہو گیا ☆ اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے لگا سو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے، یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو آپ اس حال کو بیان کر دیجئے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں۔

اے میرے مسلمان بھائی! میں تمہیں موجودہ دور کے گمراہ کن فرقوں، خواہشات نفسانی کی پیروی اور بدعات کی ترویج سے روکتا ہوں، ایسا آج کل بہت عام ہے۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ تو ان کے جال میں پھنس کر، قول و فعل سے ان کا حمایتی بن کر، ان کا دفاع کر کے اور ان کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہو کر

خود بھی ہلاک اور گمراہ ہو جائے اور اپنے بعد آنے والی اپنی نسلوں، اپنے ارادت مندوں اور اپنے چاہنے والوں کو بھی ہلاکت اور گمراہی کے گڑھے میں پھینک دے۔

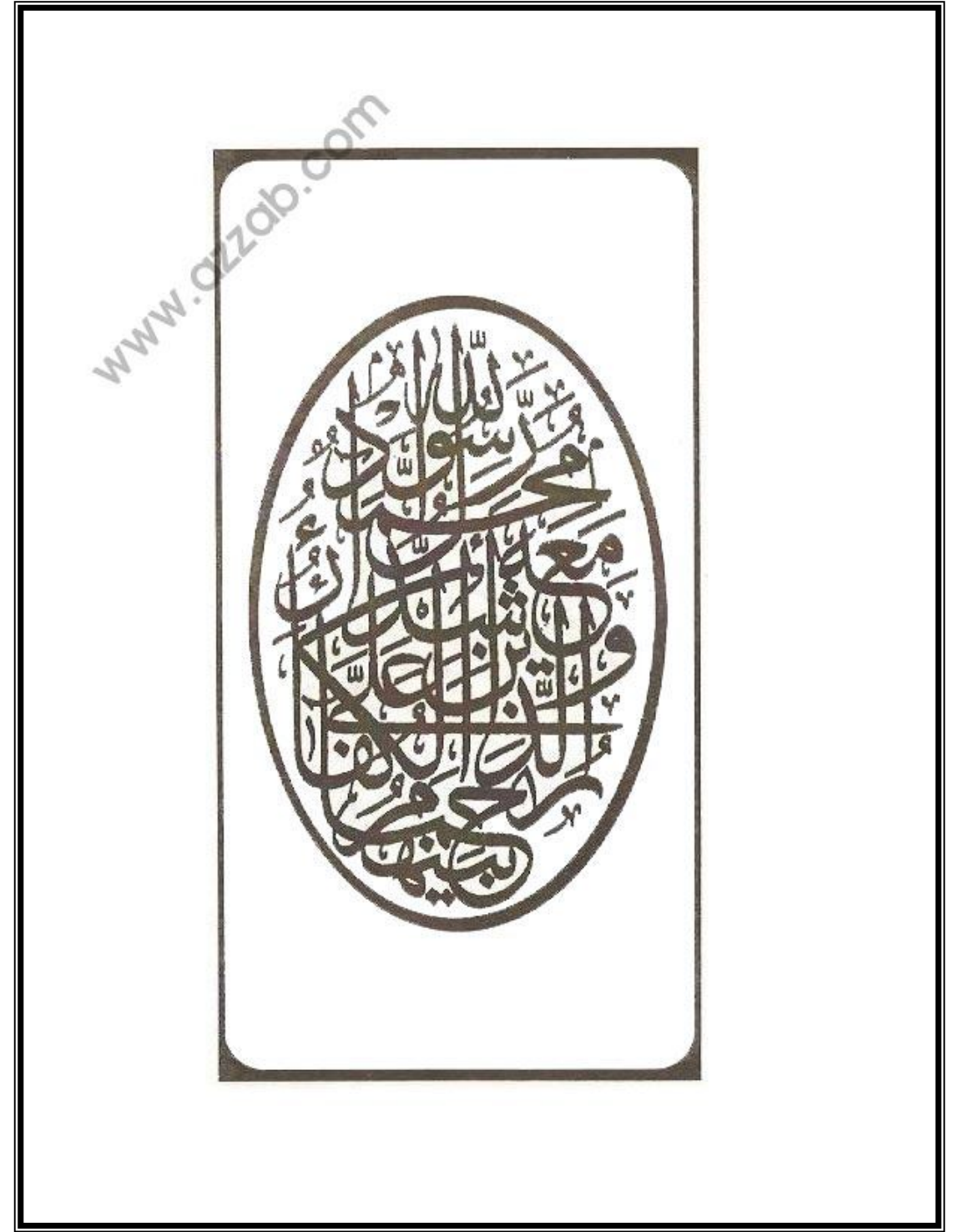
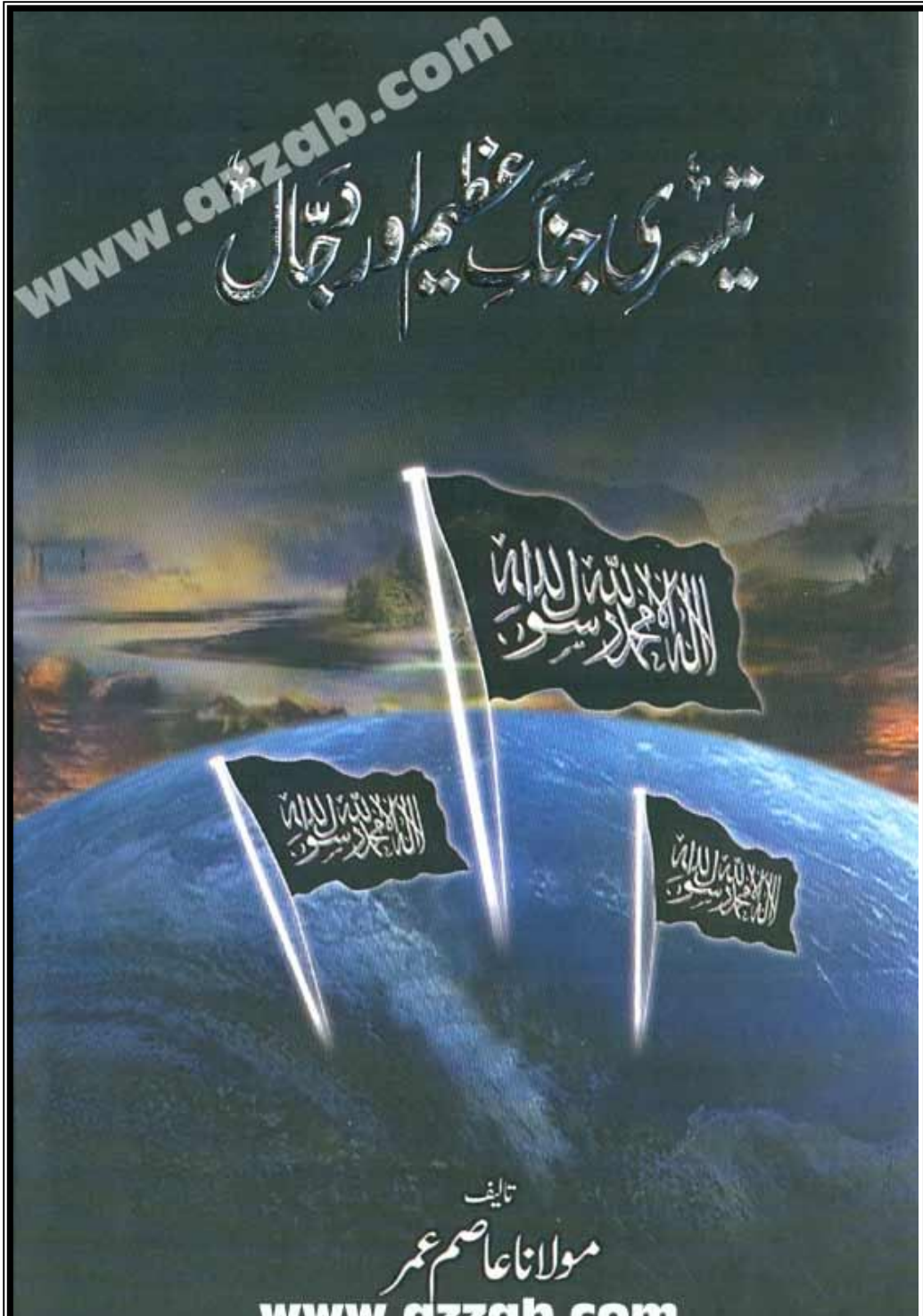
اگر کبھی تجھ سے کسی جماعت یا گروہ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو طائفہ منصورہ کی صفات تمہارے سامنے ہونی چاہئیں جو کہ ایک کسوٹی اور پیمانے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کے ذریعے سے امور کی حقیقت کا ادراک کیا جاسکے گا اور یہ معلوم ہو سکے گا کہ کون سی جماعت طائفہ منصورہ کے کتنا قریب ہے اور آپ کی طرف سے کس قدر تعاون کی مستحق ہے۔ اگر آپ کو اس جماعت میں کوئی بھلائی یا خیر ملے تو وہ آپ کی دوستی، مدد اور تعاون کی مستحق ہے۔ اگر آپ کو اس جماعت میں کوئی خوبی نہ ملے تو آپ کے لئے ضروری ہے کہ اس جماعت سے دشمنی رکھیں اور براءت کا اظہار کر دیں۔ جو چاہے اسے مان لے اور جو اس کا انکار کر دے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں تمام امور میں درست طریقے اور اخلاص سے نوازے۔ اور اپنے فضل اور رحمت سے ہمیں اپنے پسندیدہ اور کامیاب بندوں میں شامل کرے۔ بے شک وہ دعاؤں کا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

مسلم ورلڈ ویڈیو سسٹم پاکستان

<http://www.muwahideen.tk>

Email : [info@muwahideen.tk](mailto:info@muwahideen.tk)



# تیسری جنگ عظیم اور دجال

جدید نظر ثانی اضافہ شدہ ایڈیشن

تالیف  
مولانا عاصم عمر

ناشر

الغازی ویلفیئر ٹرسٹ  
باغ آزاد کشمیر

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

- کتاب کا نام
- تیسری جنگ عظیم اور دجال
- از قلم
- مولانا عاصم عمر
- ناشر
- الغازی ویلفیئر ٹرسٹ باغ آزاد کشمیر
- طبع پنجم
- اکتوبر 2006
- تعداد
- 2200

ملنے کے پتے

- مدرسہ تعلیم القرآن باغ آزاد کشمیر
- ٹی گارڈن ہوٹل بالائی منزل نزد سول ہسپتال شکپاری ماہرہ فون: 0997-531319
- اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید راولپنڈی فون: 051-4847585
- جامعہ خالد بن ولید شمس کالونی کوثرہ موڈ اسلام آباد فون: 051-5465438
- حافظ کتب خانہ نزد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
- مدنی کتب خانہ نزد مدنی مسجد ماہرہ
- لاجانی اسٹیشنرز کالج روڈ کیہال ایبٹ آباد
- جامع مسجد مصطفیٰ ہارون آباد اسٹاپ نزد بابر کاٹھنا شیر شاہ روڈ کراچی فون: 021-2574455
- اسلامی کتب خانہ جامعہ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی فون: 021-4927159
- مکتبہ لدھیانوی اسلام کتب مارکیٹ جامعہ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
- مدنی کتب خانہ تبلیغی مرکز مدنی مسجد کراچی

آپ کی رائے اور مشورے کیلئے

alghaziwelfare@yahoo.com | Alghaziwelfare@hotmail.com



## تقریظ

حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب استاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک  
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين الصطفى اما بعد

محترم و مکرم حضرت مولانا عاصم عمر صاحب (حفظہ اللہ تعالیٰ) کی گرانقدر زرین تالیف  
”تیسری جنگ عظیم اور دجال“ کے اہم چیدہ چیدہ موضوعات کے مطالعہ سے دل و دماغ منور و معطر  
ہوئے ایمانی احساسات میں ایک عجیب حرارت محسوس ہوئی۔ دل سے بے اختیار دعائیں نکلیں۔  
رب العالمین حضرت مولانا عاصم عمر صاحب کی اس عظیم علمی، تحقیقی، محنت و مشقت کو شرف پذیرائی  
عطا فرما کر اس کا صلہ مولانا موصوف کو دارین میں عطا فرمائے۔ اور فرزندانی توحید کو اس پیش بہا،  
روح پرور کتاب سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

آج جبکہ ظلم و استبداد، جبر و ستم، وحشیانہ بربریت کے علمبرداروں اور انسانیت کے  
خونخواروں نے تمام عالم اسلام کو نمرودی آتشکدہ بنادیا ہے۔ محسن انسانیت، رحمۃ اللعالمین ﷺ کی  
امت مرحومہ پر چاروں طرف سے آگ برسا رہے ہیں اور تمام سربراہان مملکت خاموش تماشا بن گئے  
کی طرح یہ انسانیت سوز درندگی دیکھ رہے ہیں۔ ایسے مایوس کن جاگداز ماحول میں مولانا موصوف  
کی یہ مایہ ناز کتاب عامۃ المسلمین کے لئے عموماً اور شیدائیان جہاد اور سرفروشان اسلام کے لئے  
خصوصاً حوصلہ افزائی کا موثر علاج ہے۔

ماشاء اللہ قرآن و سنت اور اقوال سلف و صالحین کی روشنی میں نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
خروج حضرت مہدی اور خروج دجال کے اہم موضوعات کو نہایت ہی دلکش، روح پرور جامع  
تحقیقانہ پیرایہ میں ذکر فرمایا ہے۔ اور موجود دشمنان اسلام کے دجل و فریب کو دجالی فتنوں کے  
تباہی میں سیر حاصل تہروں کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔

## انتساب

ان اسیروں کے نام جنہوں نے دجالی قوتوں کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا  
اور مشرق سے مغرب تک، شمال سے جنوب تک کفر کے تمام زندانوں کو آباد کیا اور آنکھوں دیکھی  
آگ کا انتخاب کر کے، اللہ کی جہنوں کے حقدار بن گئے،۔ اور وہ ہم سب کی دھڑکنوں کے ساتھ  
دھڑکتے ہیں۔

ان ماؤں کے نام جنہوں نے محمد عربی ﷺ کا دین بچانے کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو  
اللہ کے راستے میں پیش کر دیا۔

ان بہنوں کے نام جنکے سہاگوں سے زندانوں میں تکبیر کی صدائیں گونجیں۔ شہداء کے ان  
بچوں کے نام جنہوں نے امت کے بچوں کی خاطر اپنے ”ابو“ کی جدائی برداشت کر کے خود ”یتیمی“  
”کو گلے لگالیا۔“



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## تقریظ

حضرت مولانا فضل محمد صاحب استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

محترم جناب مولانا عاصم صاحب مدظلہ مجاہدین کے جانے پہچانے خطیب اور علمی جہاد میں شریک پر عزم نوجوان مجاہد ہیں۔ انھوں نے حضور اکرم ﷺ کی پیش گوئیوں کو اکٹھا کیا ہے جو حضرت محمد ﷺ نے قیامت تک آنے والے واقعات سے متعلق فرمائی ہیں۔ مولانا نے ان تمام پیش گوئیوں کو بہت ہی اچھے انداز میں جمع کیا ہے اور پھر ان پیش گوئیوں کی روشنی میں موجودہ دنیا اور اس میں رونما ہونے والے واقعات پر گہری نگاہ ڈالی ہے اور پھر امت کے ہر صاحب دل مرد و خواتین اور چھوٹوں بڑوں کے دلوں کو جھنجھوڑا ہے۔ خواب غفلت میں پڑے ہوئے مسلمانوں کو جگانے کی کوشش کی ہے۔ اور انکو میدان جہاد کی طرف آنے کی پوری پوری دعوت دی ہے۔ اور مستقبل کے تمام خطرات سے ان کو آگاہ کیا ہے۔

اس وقت مسلمانوں کو ایسی کتاب کی اشد ضرورت تھی۔ میرے خیال میں یہ کتاب انشاء اللہ تمام مسلمانوں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگی۔ میں نے اس کتاب کے چند مقامات کو سرسری نظر سے دیکھا ہے۔ پیش گوئیوں کا معاملہ بہت نازک ہے۔ کیونکہ اس کو واقعات پر چسپاں کرنا آسان کام نہیں ہے۔ مولانا عاصم صاحب نے پیش گوئیوں کا ایک بڑا ذخیرہ اکٹھا کیا ہے۔ امید ہے کہ مولانا نے اس میں احتیاط سیکام لیا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو ہر خاص و عام کے لئے مفید بنائے اور خود مؤلف کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین یا رب العالمین

فضل محمد بن نور محمد یوسف زئی استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۱۱ ذوالقعدہ ۱۴۲۵ھ

یقیناً مولانا موصوف نے پوری جانفشانی اور عرق ریزی سے ان علمی تحقیقی جواہر پاروں کو حدیث، سیرت و تاریخ کے مستند مصادر و مراجع کے ہزار ہا صفحات سے جمع فرما کر پورے ربط و ضبط کے ساتھ زہد قرطاس فرما کر علمی دنیا کو ایک انمول تحفہ پیش کر دیا ہے۔ آخر میں جہاد کی فضیلت و اہمیت اور مجاہدین کے کارنامہ ہائے نمایاں کو سراہا ہے۔ اور اہل اسلام کو یاس و ناامیدی کے مہلک جراثیم سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس بے لوث، لہجی مساعی جلیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین  
واللہ تعالیٰ من وراء القصد وهو یجزی المحسنین.

کتبہ: شیر علی شاہ خادم طلبہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## گزارشات برائے مطالعہ کتاب

اس موضوع کا حق تو یہ تھا کہ اس پر علماء کبار کی ایک مجلس موجودہ دور کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے تحقیقی کام کرتی، اور حدیثوں کی چھان بھنگ کرتی۔ ہمارے اسلاف نے اس موضوع پر بہت کچھ تحقیق کی ہے، تاہم ضرورت اس بات کی ہے کہ اس مواد کو عوام کے سامنے لایا جائے۔

اس موضوع پر لکھنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ غافل مسلمانوں کو حالات کی نزاکت کا احساس دلایا جائے، مایوس نوجوانوں کے دلوں میں امید کی کرنیں چمکانی جائیں اور ان کو ابھی سے آنے والے حالات کے لئے تیار کیا جائے۔ اسی مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے اس باب میں ان حالات پر کھل کر بحث کی گئی ہے جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ اپنی امت کو بار بار دہرایا کرتے تھے۔

تاہم اسلاف کی اتباع کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ حدیث کو کھینچ تان کر حالات کے موافق نہ ڈھالا جائے بلکہ حدیث کی تشریح میں صرف انہی حالات کو بیان کیا جائے جو اب بالکل واضح ہو چکے ہیں۔

اس کے باوجود یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ضروری نہیں کہ یہ وہی حالات ہوں جو حدیث میں بیان کئے گئے ہیں، بلکہ اس کے علاوہ بھی کچھ اور صورت حال ہو سکتی ہے۔ اور احادیث میں بیان کردہ حالات جو ابھی واضح نہیں ہیں ان کو زیادہ چھیڑ چھاڑ سے گریز کیا گیا ہے۔

کتاب میں بیان کردہ احادیث کے حوالے سے اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ تمام احادیث کی تخریج کی جائے، چنانچہ بہت حد تک اس کو مکمل کیا ہے، اس کے باوجود اگر اہل علم حضرات کسی حدیث کے بارے میں کوئی تحقیق رکھتے ہوں تو براہ کرم ضرور مطلع فرمائیں، تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔ نیز اگر کسی حدیث کی تخریج کہیں اور نہیں مل سکی تو وہاں مرجع کا حوالہ دیا ہے، اس میں مزید تحقیق کرنا علماء حدیث کا کام ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## تقریظ

حضرت مولانا فضل محمد صاحب استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

محترم جناب مولانا عاصم صاحب مدظلہ مجاہدین کے جانے پہچانے خطیب اور عملی جہاد میں شریک پر عزم نوجوان مجاہد ہیں۔ انھوں نے حضور اکرم ﷺ کی پیش گوئیوں کو اکٹھا کیا ہے جو حضرت محمد ﷺ نے قیامت تک آنے والے واقعات سے متعلق فرمائی ہیں۔ مولانا نے ان تمام پیش گوئیوں کو بہت ہی اچھے انداز میں جمع کیا ہے اور پھر ان پیش گوئیوں کی روشنی میں موجودہ دنیا اور اس میں رونما ہونے والے واقعات پر گہری نگاہ ڈالی ہے اور پھر امت کے ہر صاحب دل مرد و خواتین اور چھوٹوں بڑوں کے دلوں کو جھنجھوڑا ہے۔ خواب غفلت میں پڑے ہوئے مسلمانوں کو جگانے کی کوشش کی ہے۔ اور انکو میدان جہاد کی طرف آنے کی پوری پوری دعوت دی ہے۔ اور مستقبل کے تمام خطرات سے ان کو آگاہ کیا ہے۔

اس وقت مسلمانوں کو ایسی کتاب کی اشد ضرورت تھی۔ میرے خیال میں یہ کتاب انشاء اللہ تمام مسلمانوں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگی۔ میں نے اس کتاب کے چند مقامات کو سرسری نظر سے دیکھا ہے۔ پیش گوئیوں کا معاملہ بہت نازک ہے۔ کیونکہ اس کو واقعات پر چسپاں کرنا آسان کام نہیں ہے۔ مولانا عاصم صاحب نے پیش گوئیوں کا ایک بڑا ذخیرہ اکٹھا کیا ہے۔ امید ہے کہ مولانا نے اس میں احتیاط سی کام لیا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو ہر خاص و عام کے لئے مفید بنائے اور خود مؤلف کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین یا رب العالمین

فضل محمد بن نور محمد یوسف زئی استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

الذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ



جس سے صورت حال کافی حد تک واضح ہو جاتی ہے۔ نیز خاص خاص مقامات کے نقشے کتاب میں دئے گئے ہیں تاکہ قارئین نقشوں کے ذریعے مزید آسانی کے ساتھ واقعات کو ذہن نشین کر لیں۔

چونکہ محدثین نے احادیث میں بیان کردہ الفاظ کو صرف ان کے حقیقی معنی میں ہی مراد نہیں لیا ہے بلکہ مجاز کا احتمال بھی وہاں بیان کیا ہے۔ سو اس کتاب میں بھی اسی مسلک کو اختیار کیا گیا ہے۔ خصوصاً ان جگہوں پر تو مجاز ہی کو ترجیح دی ہے جہاں قرآن خود مجاز کی جانب اشارہ کر رہے ہیں۔

دجال کے بیان کا حق یہ ہے کہ اس کو سننے والا اور پڑھنے والا خوف میں مبتلا ہو جائے۔ اس فتنہ کو سن کر خوف میں مبتلا ہونا ایمان کی علامت ہے۔ سو ہم نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ احادیث میں بیان کی جانے والی دجال کی قوت کو موجودہ حالات کی روشنی میں سمجھا جائے تاکہ فتنہ کی اس ہیبت اور ہمہ گیریت کا اندازہ ہو سکے، جس کو آپ ﷺ بار بار بیان فرمایا کرتے تھے۔

اس کتاب کو ضخامت سے بچانے کے لئے بعض جگہ اختصار سے کام لیا گیا ہے، اس لئے مطالعہ کا ذوق رکھنے والے حضرات مزید مطالعہ کے لئے متعلقہ کتابوں سے رجوع کر سکتے ہیں۔ جن کتب سے استفادہ کیا گیا ہے ان کے حوالے کتاب کے آخر میں دیئے ہیں۔

اس مواد کو جمع کرنے اور احادیث کی تخریج میں کچھ انتہائی عزیزوں نے بہت زیادہ تعاون کیا ہے اور انہی کی محنت اور دعاؤں کی وجہ سے یہ مواد آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ لہذا آپ جب بھی اپنے لئے فتنہ دجال سے حفاظت کی دعا کریں تو ہم سب کو ضرور یاد فرمالیا کریں۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس کو تمام ایمان والوں کے لئے نفع کا ذریعہ بنائے اور اپنی بارگاہ میں اس کو قبول فرمائے۔ اور ہم سب کو فتنہ دجال سے بچائے۔ آمین



بعض جگہ ضعیف حدیث کو صرف اس لئے نقل کیا گیا ہے کہ عوام کے سامنے جب مختلف احادیث آئیں تو وہ سمجھ سکیں کہ کون سا بیان مستند ہے۔ کیونکہ ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ اس بارے میں ایک صحیح حدیث اگر کسی سے بیان کی جائے تو وہ اس کے مقابلے میں دوسری حدیث سنا تا ہے۔ جسکی وجہ سے لوگوں کے ذہن میں صورت حال مکمل واضح نہیں ہو پاتی۔

ان احادیث کا مطالعہ کرتے وقت یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ خروج مہدی اور دجال کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے کبھی تو تمام حالات کو مختصر الفاظ میں بیان کیا ہے اور کبھی تفصیل بیان کی اور کبھی بہت زیادہ تفصیل بیان کی ہے۔ جس چیز کے بارے میں صحابہ نے سوال کیا ہے آپ نے بعض مرتبہ اسی کا جواب دینے پر اکتفا فرمایا۔ جس کی وجہ سے بعض مرتبہ احادیث میں تضاد محسوس ہوتا ہے حالانکہ درحقیقت وہاں تضاد نہیں ہوتا۔

آپ ﷺ نے حضرت مہدی کے خروج کے سال کو متعین نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی حضرت مہدی اور دجال کے باب میں واقعات کو ترتیب وار بیان فرمایا ہے۔ اس لئے اپنی طرف سے واقعات کو ترتیب وار بیان کرنا اور پھر اس کو لوگوں کے سامنے اس طرح سنانا گویا نبی کریم ﷺ نے اس کو اسی ترتیب کے ساتھ بیان فرمایا ہے بالکل مناسب نہیں۔

البتہ کچھ نشانیاں آپ ﷺ نے خود اس طرح بیان فرمائیں جن سے بعض واقعات کی ترتیب کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کتاب میں کہیں کوئی ترتیب قائم کی گئی ہے تو وہ صرف ایک امکان ہے لہذا اس کو کسی سے بیان کرتے وقت اس بات کی وضاحت ضرور کر دینی چاہئے۔

اسی طرح جب ہم مختلف لشکروں کے بارے میں حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ تم رومیوں سے جنگ کرو گے اللہ تمہیں فتح دیدیگا پھر تم قسطنطنیہ فتح کرو گے۔ کہیں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا لشکر دمشق میں ہوگا، تم ہندوستان کے خلاف جہاد کرو گے، بیت المقدس میں تمہارا محاصرہ کیا جائے گا، تم فرات کے کنارے قتال کرو گے۔ جب پڑھنے والا یہ دیکھتا ہے کہ یہ لشکر کبھی قسطنطنیہ میں ہے تو کبھی ہندوستان میں جہاد کر رہا ہے، پھر وہ اپنے ذہن سے ان میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

حالانکہ نبی کریم ﷺ نے مختلف مجلسوں میں مختلف لشکروں کے بارے میں ذکر فرمایا ہے۔ ضروری نہیں کہ ساری فتوحات ایک بار میں ہی ہو جائیں، اور ایک ہی لشکر کے ہاتھوں ہو جائیں۔ اس کتاب میں اس صورت حال کو وضاحت کے ساتھ سمجھانے کی ایک ادنیٰ سی کوشش کی گئی ہے



اعت ہے۔ اسی طرح اہل قلم حضرات رسالوں، کتابوں اور پمفلٹ کے ذریعے باطل قوتوں کی سازشوں کو بے نقاب کریں اور عام مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان کتابوں اور پمفلٹوں کو عوام میں خوب پھیلائیں۔ گھروں میں بھی انکی تشہیر کی جائے۔

حق کو بیان کرنے میں کسی کی ناراضگی یا ملامت کی پروا نہیں کرنی چاہئے خواہ سامنے جابر بادشاہ ہو یا کوئی اپنا ہم مسلک یا رشتہ دار۔ عوام تو عوام آجکل خواص بھی بعض دفعہ اس لئے حق کو پسپا جاتے ہیں کہ اس کو بیان کرنے سے انکے ہم مسلک یا حکمران وقت ناراض ہو جائیں گے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ کی ناراضگی تمام بادشاہوں، تمام حکمرانوں اور تمام ہم مسلکوں سے زیادہ سخت ہے۔ ہر مسلمان کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ وہ دجال کے فتنے کا شکار ہو جائے اور اسکو خیر تک نہ ہو باوجود حضرت مہدی کے لشکر میں شامل ہونے یا انکی مدد سے محروم رہ جائے اور لشکر دور نکل چکا ہو۔ یہ عاجز احادیث کے مطالعے اور دنیا کے حالات دیکھنے کے بعد یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہے کہ حضرت مہدی کے خروج کے بعد بھی بہت سے مسلمانوں کو خیر تک نہیں ہوگی کہ جہاد کی قیادت خود حضرت مہدی سنبھال چکے ہیں۔ بلکہ لوگ اس وقت بھی مجاہدین کے جہاد کو اسی نظر سے دیکھ رہے ہوں گے جس نظر سے میڈیا انکو دکھا رہا ہوگا۔ ہر طبقے اور مکتب فکر کی رائے اپنی سوچ کے مطابق ہوگی، سوائے ان لوگوں کے جنکے دل حق کو قبول کرنے میں دیر نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو اس دین کے لئے جینے اور مرنے والا بنادے اور دنیا کے تمام خداؤں کا باغی بنا کر صرف اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ شامل فرمادے۔ خواہ اسکے لئے تن، من، دھن سب کچھ قربان کرنا پڑے۔ آمین

عاصم عمر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## پیش لفظ

طبع پنجم

تمام تعریفیں اس پروردگار کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کے تمام معاملات کو چلاتا ہے اور جو اس نظام کو چلانے میں کسی کا محتاج نہیں۔ اور درود و سلام ہوان نبی آخر الزماں، محمد عربیؐ پر جنکو دنیا میں اسلئے بھیجا گیا کہ وہ تمام دنیا سے جاہلی تہذیبوں کو مٹا کر اسلامی تہذیب کا بول بالا کریں اور جنکے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور نور کی بارشیں ہوں ان پاک ہستیوں پر جنہوں نے اس مشن میں، امام انسانیت، رحمۃ اللعالمینؐ کا ساتھ دیا اور اپنے امام وقائد کے حکم پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ اور رحمتیں نازل ہوں ان علماء حق پر جو اسلام کے اس شجر کو ہر دور میں اپنے خون سے سیراب کرتے رہے، نیز بادشاہ حقیقی کی مدد و نصرت ہو ان مجاہدین پر جو علماء حق کی قیادت میں، اپنے جگر کا لہو جلا کر، فرعونوں کے خوف سے ٹھہرتی امت کو حرارت بخش رہے ہیں اور امت کو عزت سے جینے اور مرنے کا طریقہ سکھلا رہے ہیں۔ اور تباہی و بربادی ہوان تمام لوگوں پر جو اسلام اور مجاہدین اسلام کے خلاف سازشوں میں شریک ہیں۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے طبع چہارم کے بعد طبع پنجم آپکے ہاتھوں میں ہے۔ بہت سے دوستوں نے کتاب کی تشہیر و تقسیم میں دل و جان سے محنت کی ہے۔ اس غریب کے پاس انکے لئے اس سے بہتر کوئی اور کلمہ نہیں کہ سچا خدا ان دوستوں کو جھوٹے اور کانے خدا کے فتنے سے بچا کر اپنے مقرب بندوں میں شامل فرمادے۔ آمین

حالات جس تیزی کے ساتھ تبدیل ہو رہے ہیں اور دجال کے ایجنٹ جس یکسوئی کے ساتھ امت محمدیہؐ پر یلغاریں کر رہے ہیں، ایسے وقت میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ دشمنوں کی مکاریوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جاتا رہے۔ محمد عربیؐ کے وارثوں پر یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی تقریروں میں ان موضوعات پر گفتگو کریں جنکو بیان کرنا ان پر فرض ہے اور بیان نہ کرنا کتمان حق (حق کو چھپانے) کے زمرے میں آتا ہے، جو کہ اللہ کے نزدیک سنگین جرم اور باعث

## فہرست

|    |  |
|----|--|
| ۵  | انتساب   |
| ۶  | تقریظ  |
|    | حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدظلہ العالی    |
|    | استاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک      |
| ۸  | تقریظ  |
|    | حضرت مولانا فضل محمد صاحب مدظلہ العالی             |
|    | استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی   |
| ۹  | گزارشات  |
| ۱۲ | پیش لفظ دوسرا ایڈیشن                               |
| ۱۳ | فہرست  |
| ۲۰ | مقدمہ  |
|    | پہلا باب   |
| ۲۶ | نبی کریم ﷺ کی پیش گوئیوں اور حضرت مہدی کے بیان میں |
| ۲۶ | حضرت مہدی کا نسب                                   |
| ۲۷ | حضرت مہدی سے پہلے دنیا کے حالات                    |
| ۲۷ | مدینہ منورہ سے آگ کا نکلنا                         |
| ۲۸ | سرخ آندھی اور زمین کے دھنس جانے کا عذاب            |
| ۲۹ | کھلی امتوں کی روش اختیار کرنا                      |

|    |  |
|----|--|
| ۳۰ | مساجد کو سجانے کا بیان                         |
| ۳۲ | سود کا عام ہو جانا                             |
| ۳۲ | منافق بھی قرآن پڑھے گا                         |
| ۳۲ | سب سے پہلے خلافت ٹوٹے گی                       |
| ۳۵ | دجال کی آمد کا انکار                           |
| ۳۵ | علماء کے قتل کا بیان                           |
| ۳۷ | فالج کا بیان                                   |
| ۳۷ | وقت کا تیزی سے گزرتا                           |
| ۳۸ | چاند میں اختلاف ہونا                           |
| ۳۸ | جدید ٹیکنالوجی کی پیش گوئی                     |
| ۳۹ | ہر قوم کا حکمران منافق ہوگا                    |
| ۳۹ | پانچ جنگ عظیم                                  |
| ۴۰ | فتنوں کا بیان                                  |
| ۴۱ | فتنوں میں مبتلا ہونے کی پہچان                  |
| ۴۲ | فتنوں کے وقت بہترین شخص                        |
| ۴۳ | دین کو بچانے کے لئے فتنوں سے بھاگ جانے کا بیان |
| ۴۶ | کیا جہاد بند ہو جائے گا؟                       |
| ۴۸ | مسلم ممالک کی اقتصادی ناکہ بندی                |
| ۴۹ | عرب کی بحری ناکہ بندی                          |
| ۵۰ | مدینہ منورہ کا محاصرہ                          |
| ۵۱ | اہل یمن اور اہل شام کے لئے دعا                 |
| ۵۱ | مختلف علاقوں کی خرابی کا بیان                  |
| ۵۵ | عراق پر قبضے کی پیش گوئی                       |
| ۵۵ | شام اور یمن کے بارے میں چند روایات             |
| ۵۶ | دریائے فرات پر جنگ                             |
| ۵۸ | دریائے فرات اور موجودہ صورت حال                |



- ۵۹ • خروج مہدی کی نشانیاں
- ۵۹ • حج کے موقع پر مٹی میں قتل عام
- ۶۱ • رمضان میں آواز کا ہونا
- ۶۳ • خروج مہدی
- ۶۵ • سفیانی کون ہے؟
- ۶۶ • نفس زکیہ کی شہادت
- ۶۸ • آپ ﷺ کی پیشین گوئیاں اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں
- ۶۹ • جنگ عظیم میں مسلمانوں کا ہیڈ کوارٹر
- ۶۹ • حضرت مہدی کی قیادت میں لڑی جانے والی جنگیں
- ۷۰ • رومیوں سے صلح اور جنگ
- ۷۱ • جنگ اعماق (یا دابق) اور اسکے فضائل
- ۷۳ • دابق کا جغرافیہ اور موسم
- ۷۴ • تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں
- ۷۵ • فدائی جنگ..... تاریخ انسانی کی خطرناک ترین جنگ
- ۷۷ • کیا جنگیں صرف تلواروں سے ہونگی؟
- ۷۹ • افغانستان کا بیان
- ۸۶ • عالم عرب کی امارت کا حقدار کون؟
- ۸۶ • مجاہدین بھارت کو فتح کریں گے
- ۹۰ • اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد
- ۹۲ • ہندوستان کے بارے میں پیشین گوئیاں
- ۹۲ • صوبہ سرحد اور قبائل
- ۹۵ • جنگ عظیم میں مسلمانوں کی پناہ گاہ
- ۹۷ • مجاہدین کے نعروں سے وہی کن سنی کا فتح ہوتا
- ۹۸ • کیا اسرائیل تباہ ہو جائے گا؟
- ۱۰۱ • کافروں کے جدید بحری بیڑے۔ مقاصد کیا ہیں؟
- ۱۰۴ • برمودا ٹکون کیا ہے؟

- دوسرا باب
- دجال کا بیان
- ۱۰۶ • دجال کے بارے میں یہودیوں کا نظریہ
- ۱۱۰ • نبوت کا وعید اربش کذاب
- ۱۱۱ • فتنہ دجال احادیث کی روشنی میں
- ۱۱۲ • دجال سے پہلے دنیا کی حالت
- ۱۱۵ • دجال کا حلیہ
- ۱۱۸ • دجال کا فتنہ بہت وسیع ہوگا
- ۱۲۱ • پانی پر جنگ اور دجال
- ۱۲۳ • چشموں کا میٹھا پانی اور عیسے منرل واٹر
- ۱۲۵ • دجال کہاں سے نکلے گا؟
- ۱۲۷ • عراق کے بارے میں ایک حیران کن روایت
- ۱۲۸ • دجال سے تمیم داری کی ملاقات
- ۱۳۰ • دجال کے سوالات اور موجودہ صورت حال
- ۱۳۱ • بیسان کے باغات
- ۱۳۱ • بحیرہ طبریہ تاریخی اور جغرافیائی اہمیت
- ۱۳۱ • بحیرہ طبریہ اور موجودہ صورت حال
- ۱۳۲ • زغر کا چشمہ
- ۱۳۲ • گولان کی پہاڑیوں کی جغرافیائی اہمیت
- ۱۳۳ • دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہوگا
- ۱۳۳ • حدیث نو اس ابن سمعان
- ۱۳۵ • کیا وقت ختم جائے گا؟
- ۱۳۷ • ابن صیاد کا بیان
- ۱۴۰ • کیا ابن صیاد دجال تھا؟
- ۱۴۲ • اولاد آزمائش ہے
- ۱۴۳ • دجال کا معاشی بیج

- دجال کی سواری اور اسکی رفتار ۱۳۵
- دجال کا قتل اور انسانیت کے دشمنوں کا خاتمہ ۱۳۹
- دجال کا دجل و فریب ۱۵۹
- حضرت مہدی کے خلاف ممکنہ اہلیسی سازشیں ۱۶۰
- دجال کے لئے عالمی اداروں کی تیاریاں ۱۶۱
- دجال اور نقدائی مواد ۱۶۲
- کاشت کار بمقابلہ دجال ۱۶۲
- عالمی ادارہ صحت ۱۶۳
- معدنی وسائل ۱۶۸
- دولت کا ارتکاز ۱۶۹
- عالمی بینک اور آئی ایم ایف ۱۷۰
- عالمی ادارہ تجارت W.T.O ۱۷۰
- افراوی وسائل ۱۷۰
- دجال اور عسکری قوت ۱۷۰
- پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور سائنسداں ۱۷۱
- عالمی برادری ۱۷۲
- عالمی امن ۱۷۲
- پاک بھارت دوستی ۱۷۳
- پاک اسرائیل دوستی ۱۷۵
- دجال اور جادو ۱۷۶
- میڈیا کی جنگ ۱۷۶
- موجودہ دور اور صحافیوں کی ذمہ داری ۱۷۷
- ہالی وڈ ۱۷۹
- نجکاری ۱۷۹
- ہینٹا گون ۱۸۲
- وائٹ ہاؤس ۱۸۲

- نیٹو ۱۸۲
- خاندانی منصوبہ بندی ۱۸۳
- ناسا ۱۸۳
- موجودہ حالات اور اسلامی تحریکات ۱۸۳
- جہاد فلسطین ۱۸۵
- جہاد افغانستان ۱۸۸
- جہاد عراق ۱۹۳
- جہاد چینیا ۱۹۳
- جہاد فلپائن ۱۹۵
- جہاد کشمیر ۱۹۵
- لہو ہمارا بھلا نہ دینا ۱۹۷
- نازک حالات اور مسلمانوں کی ذمہ داری ۲۰۱
- خلاصہ واقعات احادیث ۲۰۳
- خروج مہدی سے قریب ترین واقعات ۲۰۳
- جنگ عظیم کے مختلف محاذ ۲۰۴
- عرب کا محاذ ۲۰۵
- ہندوستان کا محاذ ۲۰۶
- دجال کا ذکر قرآن میں ۲۰۶
- فتنہ دجال اور ایمان کی حفاظت ۲۰۷
- فتنہ دجال اور خواتین کی ذمہ داری ۲۱۱
- فہرست حوالہ جات ماخذ و مصادر ۲۱۵



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## مقدمہ

۱ الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

تاریخ عالم میں ایسا بارہا ہوتا رہا ہے کہ اپنے وقت کی طاقتور قومیں کمزور قوموں کو فتح کر کے انکو اپنا غلام بناتی رہی ہیں۔ لیکن جیسے جیسے فاتح قوموں کی طاقت کا سورج ڈھلنا جاتا تھا۔ ویسے ہی غلامی کی زنجیریں بھی ڈھیلی پڑتی جاتی تھیں۔ لیکن دور جدید میں طاقتور قومیں کمزور قوموں کو بغیر انکے علاقے فتح کئے ہی اپنا غلام بنالیتی ہیں، اور یہ غلامی اتنی بدترین ہوتی ہے کہ فاتح قوم کے مٹ جانے کے بعد بھی، جوں کی توں باقی رہتی ہے۔

اگر دیکھا جائے تو جسمانی غلامی اتنی نقصان دہ اور معیوب نہیں جتنی کہ ذہنی غلامی ہے۔ کیونکہ اگر کسی قوم کی فکر اور سوچ آزاد ہو تو وہ کبھی بھی شکست تسلیم نہیں کرتی، اور موقع پاتے ہی خود کو آزاد کرالیا کرتی ہے۔ جبکہ کسی قوم کا ذہنی غلامی میں مبتلا ہو جانا اسکے اندر سے سوچنے تک کی صلاحیت کو ختم کر کے رکھ دیتا ہے۔

ذہنی غلامی کا شکار قومیں نہ تو اپنے ذہن سے سوچتی ہیں اور نہ ہی حالات کو اپنی نظروں سے دیکھتی ہیں بلکہ انکے آقا جس طرف چاہتے ہیں انکی سوچوں کا رخ موڑ دیتے ہیں، پھر اس پر ستم بالائے ستم کہ یہ بے چارے غلام بھی سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم آزاد سوچ کے مالک ہیں۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں مسلمانوں پر نازک سے نازک حالات آئے۔ آقائے مدنی کے وصال کے فوراً بعد اٹھنے والا ارشد کا فتنہ کوئی معمولی فتنہ نہ تھا۔ اگر اسلام کے بجائے دنیا کا کوئی اور مذہب ہوتا تو اس کا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا۔ لیکن اس خطرناک فتنے سے مسلمان رخصت ہو کر نکلا۔

1258 میں فتنہ تاتار درحقیقت ساری دنیا سے مسلمانوں کا وجود مٹا دینے کی سازش تھی۔ تاتاری ایک کے بعد ایک مسلم علاقہ فتح کرتے جاتے تھے، یوں لگتا تھا کہ اس تباہی چاہتے سیلاب کو اب کوئی نہیں روک سکے گا۔ کیونکہ کسی قوم کے لئے اس سے بڑی مایوسی اور خوف کی بات کیا ہوگی کہ اس کے دار الخلافہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے، اور خلیفہ وقت کو چٹائی میں پیٹ کر گھوڑوں کے سموں تلے روند ڈالا جائے۔ لیکن اس سب کے باوجود بھی مسلمانوں نے ہمت نہیں ہاری اور تاتاریوں کے خلاف میدان جہاد میں نکل آئے اور بالآخر انکو شکست دی۔ غرض یہ کہ جب تک مسلمانوں میں خلافت رہی مسلمان کبھی کسی قوم کے ذہنی غلام نہیں بنے۔ بلکہ انکی سوچیں ہمیشہ آزاد رہیں۔ لیکن خلافت ٹوٹنے کے بعد جہاں ایک طرف مسلم علاقوں پر کافر قبضہ کرتے چلے گئے وہیں انکے ذہن بھی کافروں کی غلامی میں جاتے رہے۔ اس غلامی کے اثرات اتنے مؤثر اور دیر پا ثابت ہوئے کہ جسمانی آزادی کے باوجود بھی مسلمان ذہنی طور پر کافر طاقتوں کے غلام ہی رہے۔

ذہنی غلامی کی سب سے بڑی نحوست (Adversity) یہ ہوتی ہے کہ ذہنی طور پر غلام قوم اچھے کو برا، برے کو اچھا، نفع کو نقصان اور نقصان کو نفع، دشمن کو دوست اور دوست کو دشمن سمجھ رہی ہوتی ہے۔

اسی کو علامہ اقبال نے فرمایا:

بھروسہ کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر جسے زیبا

کہیں کہیں آزاد بندے ہے وہی زیبا

اسی ذہنی غلامی کے زہریلی اثرات نے مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھادی کہ اس دور میں اسلامی خلافت کی کوئی ضرورت نہیں، اور اب جمہوریت کا دور ہے۔ اس طرح جمہوریت کو اسلامی خلافت کا نعم البدل (Alternative) قرار دیا گیا۔

اسی ذہنی غلامی نے مسلمانوں کو قرآن و حدیث کے مطابق سوچنے کی صلاحیت سے دور کر کے رکھ دیا کہ وہ حالات کا قرآن و حدیث کی روشنی میں تجزیہ (Analysis) کرتے۔ بلکہ آج اکثر پڑھے لکھے لوگ بھی حالات کو مغربی میڈیا کی نظر سے دیکھ کر تجزیہ کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں نام نہاد دانشور (Intellectuals) اور مفکرین (Thinkers) اور ادیب حضرات اپنے قلم کو انہی راستوں پر دوڑاتے ہوئے نظر آتے ہیں جو خود مغربی مفکرین نے اپنے ہاتھ سے



تحقیقی رپورٹ کے نام پر شائع کراتے ہیں، اور ہمارے نام نہاد دانشور اور مفکرین جن کی تمام دانش اور تمام فکر میڈان یو ایس اے ہوتی ہے، ان تحقیقی رپورٹوں کو پڑھ کر ان کے پیچھے اپنے قلم کو گھسنا شروع کر دیتے ہیں۔

ایسے دانشوروں کے بارے میں ”یہودی پروڈکٹوں میں لکھا ہے کہ“ یہ لوگ ہمارے ہی ذہن سے سوچتے ہیں جو رخ ہم ان کو دیتے ہیں یہ ایسی پرسوچنا شروع کر دیتے ہیں۔“  
جہاں تک تعلق وسائل پر قبضے کا ہے تو اگر آج سے پچاس سال پہلے جنگوں کے بارے میں یہ کہا جاتا کہ یہ دنیا کے وسائل پر قبضہ کرنے کے لئے ہیں، تو کسی حد تک درست تھا، لیکن اس دور میں ان جنگوں کو تیل اور معدنی وسائل کی جنگ کہنا اسلئے درست نہیں کہ امریکہ پر حکمرانی کرنے والی اصل قوتیں اب تیل اور دیگر دولت کے مرحلے سے بہت آگے جا چکی ہیں۔ اب ان کے سامنے آخری ہدف ہے اور وہ اپنی چودہ سو سالہ جنگ کے آخری مرحلے میں داخل ہو چکی ہیں۔

دنیا کے تمام وسائل پر اگرچہ امریکہ کا قبضہ نہیں ہے لیکن ان تمام وسائل پر ان یہودیوں کا قبضہ ہے جنکے قبضے میں امریکہ ہے۔ جبکہ یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آچکی ہے کہ افغانستان و عراق پر چڑھائی کرانے والی وہی قوتیں ہیں، تو پھر ایک ایسی چیز جو پہلے سے ان کے پاس ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے جنگ کرنے کی بھلا ان کو کیا ضرورت پیش آسکتی ہے۔

ہمارے کہنے کا یہ مقصد بالکل نہیں کہ امریکہ کو ان وسائل سے کوئی سروکار نہیں۔ سروکار ہے لیکن ان جنگوں کا پہلا مقصد یہ وسائل نہیں بلکہ پہلا مقصد وہ ہے جو محمد عربی ﷺ نے چودہ سو سال پہلے بیان فرما دیا ہے۔

یہودی کالم نگار جب ان جنگوں کو اقتصادی جنگ کا نام دیتے ہیں تو ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمان ان جنگوں کو مذہبی جنگ نہ سمجھنے لگیں کہ یہ چیز ان کے اندر جذبہ جہاد اور شوق شہادت کو زندہ کر دیتی۔

یہ ٹھیک وہی طریقہ کار ہے جو برہمن بھارت کے اندر مسلمانوں پر مظالم ڈھانے کے بعد ان مسلم شہزادوں کو بی پی کی سیاست کا نام دے کر مسلمانوں کو ٹھنڈا کر دیتا ہے، اور مذہبی تعصب کو سیاست اور ووٹ پالیٹکس کی بھیٹ چڑھا دیتا ہے۔

سوچوں میں اس تبدیلی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مسلمان موجودہ حالات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ ان کی بنیاد مغربی میڈیا کے تجزیے اور تبصرے ہوتے

نمائے ہوتے ہیں۔ اور یہ دانشور انہی راستوں پر اپنے قلم کو دوڑا کر جب منزل تک پہنچتے ہیں تو یہی منزل ہوتی ہے جو مغربی مفکرین پہلے سے طے کر چکے ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ حضرات یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ وہ بہت دور کی کوڑی لائے ہیں۔ موجودہ دور میں آپ اکثر یہی بات دیکھیں گے۔ مثال کے طور پر روس کا افغانستان میں آنا، اور افغان مجاہدین کا جہاد اور فتح، طالبان کی اسلامی حکومت اور امریکہ کا افغانستان پر حملہ، امریکہ کا خلیج میں آنا اور عراق پر قبضہ، اسرائیل کے فلسطینیوں پر مظالم، گیارہ ستمبر کے امریکہ پر حملے اسی طرح کے دیگر واقعات میں ان دانشوروں کے تجزیوں کے نتیجوں کا خلاصہ ایسا ہوگا جس میں مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے بجائے حوصلہ شکنی ہوتی ہوگی، اللہ تعالیٰ کی طاقت کو سپر پاور ثابت کرنے کے بجائے، کسی کافر ملک کو سپر پاور ثابت کیا جائے گا، کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے بس کافروں کی مرضی کے مطابق ہی ہوتا ہے۔

روس کے خلاف افغان جہاد کو مکمل امریکی امداد اور سیاست کی نظر کر کے مسلمانوں کے بڑھتے حوصلوں کو دبانے کی کوشش کی گئی۔ حالانکہ اتنی بھی تحقیق گوارا نہیں کی گئی کہ روس کو شکست امریکی اسلئے سے دی گئی یا آسمان سے اترتے فرشتوں کے ذریعے یہ فتح حاصل کی گئی۔ اگر یہ امریکی مفاد کی جنگ ہوتی، تو اس جنگ سے پھر اللہ رب العزت کو بھلا کیا غرض ہو سکتی تھی، لیکن یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ مکمل افغان جہاد میں مجاہدین کے ساتھ فرشتے آتے رہے، جنکو خود روسی افسروں نے بھی بار بار دیکھا۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس جہاد میں مکمل اللہ کی مدد تھی تو پھر ہمارے کالم نگار حضرات اس جنگ کو مکمل امریکہ کی جھولی میں کیوں ڈال دیتے ہیں؟ کیا صرف اسلئے کہ اس طرح کا مضمون سب سے پہلے کسی امریکی نے لکھا تھا، کہ امریکہ سوویت یونین کو ختم کرنے کے لئے افغان مجاہدین کی مدد کر رہا ہے۔

اسی طرح امریکہ کی عالم اسلام کے خلاف صلیبی جنگ کو مکمل اقتصادیات کی جنگ قرار دیا جا رہا ہے۔ حالانکہ عالم کفر خود اس جنگ کے مذہبی ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔

نام نہاد مسلم دانشوروں کے بقول عراق پر قبضہ تیل کی دولت پر قبضہ کرنے کے لئے کیا گیا جبکہ افغانستان پر قبضہ وسط ایشیاء کے معدنی وسائل (Mineral Resources) پر قبضہ کرنے کے لئے کیا گیا۔

یہ وہی تجزیے ہیں جو خود یہودی اپنے کالم نگاروں کے ذریعے اپنے اخبارات و رسائل میں



نبی کریم ﷺ نے قیامت تک پیش آنے والے واقعات کو کھول کر بیان فرمایا تاکہ مسلمان ان احادیث کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل مرتب کر سکیں۔ آنے والے وقت کے لئے خود کو ابھی سے تیار کریں۔ ایک طے شدہ حقیقت سے نظریں چرانے کے بجائے اس سے مقابلے کی تیاری کریں۔

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو دین کی سمجھ عطا فرمائے اور ہم سب کو دین و دنیا میں کامیابی سے مکنار فرمائے۔ آمین



ہیں۔ ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ آج اکثر بڑے لکھنے والوں کے سوچنے کا انداز مغربی ہے۔ اور لوگ مغرب کی ذہنی غلامی کا شکار ہیں۔

جبکہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جب تک کسی قوم کا اپنے عقیدے اور نظریے یا بنی بنیادوں اور اصولوں سے گہرا تعلق رہے گا وہ قوم اس وقت تک کسی کی ذہنی غلام نہیں بن سکتی۔ دنیا کی کوئی بھی قوم اسی وقت تک اپنا وجود برقرار رکھ سکتی ہے جب تک اس کا اپنے افکار و نظریات، عقیدے اور اصولوں کے ساتھ گہرا تعلق رہتا ہے۔ کسی نظریے اور عقیدے کے بغیر کوئی بھی قوم اس قافلے کی طرح ہوتی ہے جو ڈاکوؤں کے ہاتھوں لٹنے کے بعد، صحراء میں حیران و پریشان بھٹکتا پھر رہا ہو۔ اور ایسے قافلے کی بد نصیبی یہ ہوتی ہے کہ یہ ہر ہزن کو رہبر سمجھ کر اس کے پیچھے چلنا شروع کر دیتا ہے۔ بار بار دھوکہ کھانے کے بعد بھی ان کا یہی خیال ہوتا ہے کہ اس بار انکا سفر صحیح سمت میں ہو رہا ہے۔ اس طرح یہ قافلہ اس وقت تک بھٹکتا ہی رہتا ہے جب تک یہ قافلے والے اس راستے کا پتہ نہیں چلا لیتے جہاں ان کو لوٹا گیا تھا۔

چنانچہ آج بھی ہم اپنی منزل کو پانا چاہتے ہیں اور حالات کو درست انداز میں سمجھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے اصولوں اور بنیادوں کی طرف لوٹنا ہوگا۔ جب تک ہم یہ پتہ نہیں لگا لیتے کہ وجودہ دور کے بارے میں قرآن وحدیث کیا کہتے ہیں، تب تک ہم صورت حال کو بالکل بھی نہیں سمجھ سکتے۔

مسلمانوں کو قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل بنانا ہوگا اور مغربی میڈیا کی نام نہاد تحقیقی رپورٹیں پڑھ کر تجزیے کرنے سے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔ ورنہ قیامت تک ہم حالات کا صحیح اندازہ نہیں کر سکیں گے اور اچانک قیامت ہمارے سروں پر پہنچ جائے گی۔ اگر ہم یوں ہی تجزیے کرتے رہے، تو نہ ہی ماضی کا آئینہ درست تصویر دکھائے گا اور نہ مستقبل کی تصویر واضح ہوگی۔ نہ یورپ کی نشاۃ ثانیہ (The Renaissance) کی وجہ سمجھ پائیں گے، نہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کی حقیقت کا سراغ ملے گا، اور نہ ہی امریکہ اور سوویت یونین کے مابین سرد جنگ کے ڈرامے کی ہوا لگے گی۔ اسی طرح اب امریکہ چین یا بھارت چین دشمنی کی حقیقت تک بھی نہیں پہنچ پائیں گے۔

اس کتاب کو لکھنے کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی احادیث کی روشنی میں حالات کو سمجھا جائے اور پھر مستقبل کی منصوبہ بندی کی جائے۔ جب تک تشخیص (Diagnosis) درست نہیں ہوگی، علاج کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟



حدیث: حضرت ابو احق کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسنؑ کی طرف دیکھ کر کہا میرا بیٹا جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا، سردار ہے۔ غنقریب اس کی پشت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے ہی کے نام پر ہوگا، وہ اخلاق و عادات میں حضور ﷺ کے مشابہ ہوگا، ظاہری شکل و صورت میں آپ ﷺ کے مشابہ نہ ہوگا۔ پھر حضرت علیؑ نے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دینے کا واقعہ بیان فرمایا۔ (ابوداؤد)

حدیث: حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا مہدی میری اولاد میں سے ہونگے، روشن و کشادہ پیشانی اور اونچی ناک والے۔ وہ روئے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دینگے جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی، وہ سات برس تک زمین پر برسر اقتدار رہینگے۔ (ابوداؤد)

فائدہ: حضرت مہدی والد کی طرف سے حضرت حسنؑ کی اولاد میں سے ہونگے اور ماں کی طرف سے حضرت حسینؑ کی اولاد سے ہونگے۔ (شرح ابوداؤد و عون المعبود کتاب المہدی)

### حضرت مہدی سے پہلے دنیا کے حالات اور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئیاں

حدیث: حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے نہیں معلوم کہ میرے یہ رفقاء (صحابہ کرامؓ) بھول گئے ہیں یا (وہ بھولے تو نہیں لیکن کسی وجہ سے وہ) ایسا ظاہر کرتے ہیں کہ وہ بھول گئے ہیں۔ خدا کی قسم رسول کریم ﷺ نے کسی بھی ایسے فتنہ پرداز کو ذکر کرنے سے نہیں چھوڑا تھا جو دنیا کے ختم ہونے تک پیدا ہونے والا ہے، اور جسکے ماننے والوں کی تعداد تین سو یا تین سو سے زیادہ ہوگی۔ آپ ﷺ نے ہر فتنہ پرداز کا ذکر کرتے وقت ہمیں اس کا، اس کے باپ کا اور اس کے قبیلہ تک کا نام بتایا تھا۔ (ابوداؤد)

### مدینہ منورہ سے آگ کا ٹکٹنا

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ”قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ حجاز سے ایک آگ نہ بھڑک اٹھے، جو بصری کے اونٹوں کی گردن روشن کر دے گی۔ (بخاری و مسلم)

فائدہ: اس حدیث میں جس آگ کا ذکر آیا ہے اس آگ کے بارے میں حافظ ابن کثیرؒ اور دیگر مورخین کا کہنا ہے کہ اس آگ کے نمودار ہونے کا حادثہ پیش آچکا ہے۔ یہ آگ جمادی الثانی ۶۵۰ھ جمعہ کے دن مدینہ منورہ کی بعض وادیوں سے نمودار ہوئی اور تقریباً مہینہ تک چلی۔ رادوں نے اس کی کیفیت یہ لکھی ہے کہ اچانک حجاز کی جانب سے وہ آگ نمودار ہوئی اور ایسا

پہلا باب

### نبی کریم ﷺ کی پیش گوئیوں اور حضرت مہدی کے بیان میں

حضرت مہدی کے خروج کے بارے میں اہل سنت و الجماعت کا چودہ سو سالہ یہ نظریہ ہے کہ وہ آخری دور میں تشریف لائینگے۔ اور امت مسلمہ کی قیادت کریں گے۔ اللہ کی زمین پر قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے اللہ کا قانون نافذ کریں گے۔ جسکے نتیجے میں دنیا میں امن و انصاف کا بول بالا ہو جائے گا۔

عقیدہ خروج مہدی کے بارے میں مدلل و مفصل مطالعہ کے لئے حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ کی کتاب ”عقیدہ ظہور مہدی احادیث کی روشنی میں“ کا مطالعہ یقیناً فائدہ مند ثابت ہوگا۔

البتہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ وہ مہدی نہیں ہونگے جنکے بارے میں اہل تشیع نے یہ عقیدہ گھڑ رکھا ہے کہ وہ مہدی حسن عسکری ہیں جو سارا کی پہاڑیوں سے ٹکلیں گے۔ اس بارے میں علماء امت نے بے شمار کتابیں لکھی ہیں جن میں اس نظریہ کو غلط ثابت کیا گیا ہے۔

### حضرت مہدی کا نسب

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ الْمَهْدِيُّ مِنْ عَتَرَتِي مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ. (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول کریم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ”مہدی میرے خاندان میں سے حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہونگے۔“



حاکم ہوگا اور آدمی کا اکرام اس کے شر سے بچنے کے لئے کیا جائے گا اور شراب پی جائے گی (کثرت سے) اور (مرد) ریشم پہنیں گے اور گانے والیاں اور گانے بجانے کے آلات بنائے جائیں گے اور اس امت کے بعد کا طبقہ پہلے لوگوں پر لعنت کرے گا پس اس وقت انتظار کرنا سرخ آندھی کا یا زمین کے دھنس جانے کا یا پھرے مسخ ہو جانے کا۔ (ترمذی شریف ج ۳ ص ۳۹۴-۳۹۵) (الوسط ج ۱ ص ۱۵۰)

فائدہ: اس حدیث میں مالی غنیمت کو اپنی دولت سمجھنے کے بارے میں آیا ہے۔ اس سے مجاہدین کو بہت ہوشیار رہنا چاہئے۔ مالی غنیمت میں بغیر امیر کی اجازت کے کوئی تصرف نہیں کرنا چاہئے۔ پلیس ہر انسان کو اسکی نفسیات کے اعتبار سے ہی گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ سو اس بارے میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو بہت احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ بلکہ بیت المال میں بھی بغیر اجازت کے کوئی دست درازی نہیں کرنی چاہئے۔ اسی طرح مجاہدین شیطان کے دھوکے سے بچ کر اپنے جہاد کو مقبول بنا سکتے ہیں۔ ورنہ کتنے ہی لوگ برس برس تک جہاد کرتے رہتے ہیں لیکن تھوڑی سی مالی خیانت کی وجہ سے اپنا جہاد خراب کر بیٹھتے ہیں۔ اسلئے اس راستے کی نزاکتوں کو ہر ساتھی کو سمجھنا چاہئے۔

شراب اس وقت بھی عام ہے۔ پاکستان اگرچہ ابھی اس سے محفوظ ہے لیکن جس روشن خیالی کی جانب اسکو بھیجا جا رہا ہے تو اسکا حال تیونس اور ترکی جیسا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جہاں مسجد کے باہر شراب کی دکان ہوتی ہے۔

پہلی امتوں کی روش اختیار کرنا

عن ابی سعید بن الخدریؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَتَبْعُنَّ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ. فَشَرُّ أُمَّةٍ بَشَرٌ وَفِرَاقٌ بِلِزَاعٍ حَتَّىٰ لَوْ دَخَلُوا فِي خُجْرٍ حَبَّ لَا تَبْعْتُمُوهُمْ فَلَنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ قَالَ قَمَنْ. (بخاری ج ۳ ص ۱۲۷-۱۲۸ سلم ج ۳ ص ۲۵۴)

ابن حبان ج ۱۵ ص ۱۹۵)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم ضرور پہلے لوگوں کی روش اور طریقہ کی مکمل طور پر اتباع کرو گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ کسی گویہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تو تم بھی اُن کی اتباع میں اُس میں داخل ہو گے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ (پہلے والوں سے مراد) یہود و نصاریٰ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے

معلوم ہوتا تھا کہ کہ آگ کا پورا ایک شہر ہے اور اس میں قلع یا برج اور کنگورے جیسی چیزیں موجود ہیں۔ اس کی لمبائی چار فرسخ اور چوڑائی چار میل تھی۔ آگ کا سلسلہ جس پہاڑ تک پہنچتا اس کو شیشے اور موسوم کی طرح پگھلا دیتا۔ اس کے شعلوں میں بجلی کی کڑک جیسی آواز اور دریا کی موجوں جیسا جوش تھا۔ اور یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے اندر سرخ اور نیلے رنگ کے دریا نکل رہے ہوں۔ وہ آگ اسی کیفیت کے ساتھ مدینہ منورہ تک پہنچی مگر عجیب بات یہ تھی کہ اس کے شعلوں کی طرف سے جو ہوا مدینہ منورہ کی طرف آرہی تھی وہ ٹھنڈی تھی۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس آگ کی پلٹیں مدینہ کے تمام جنگلوں کو روشن کئے ہوئے تھیں، یہاں تک کہ حرم نبوی اور مدینہ کے تمام گھروں میں سورج کی طرح روشنی پھیل گئی تھی، لوگ رات کے وقت اس کی روشنی میں اپنے سارے کام کاج کرتے تھے، بلکہ ان دنوں میں اس علاقے کے اوپر سورج اور چاند کی روشنی ماندہ ہو گئی تھی۔

مکہ مکرمہ کے بعض لوگوں نے یہ شہادت دی کہ وہ اس وقت یمامہ اور بصری میں تھے تو وہ آگ انھوں نے وہاں بھی دیکھی۔

اس آگ کی عجیب خصوصیات میں سے ایک یہ تھی کہ یہ پتھروں کو تو جلا کر کوئلہ کر دیتی تھی لیکن درختوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ کہتے ہیں جنگل میں ایک بہت بڑا پتھر تھا جس کا آدھا حصہ حرم مدینہ کی حدود میں تھا اور آدھا حصہ حرم مدینہ سے باہر تھا۔ آگ نے اس آدھے حصہ کو جلا کر کوئلہ کر دیا جو حرم مدینہ سے باہر تھا لیکن جب آگ اس حصہ تک پہنچی جو حرم میں تھا تو ٹھنڈی پڑ گئی۔ اور پتھر کا وہ آدھا حصہ بالکل محفوظ رہا۔

بصری کے لوگوں نے اس بات کی گواہی دی کہ ہم نے اس رات آگ کی روشنی میں جو حجاز سے ظاہر ہو رہی تھی، بصری کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن دیکھا۔ (النبایہ للبلدایہ ابن کثیر)

سرخ آندھی اور زمین کے دھنس جانے کا عذاب

حدیث: حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جب میری امت پندرہ خصلتوں کا ارتکاب کرے گی تو اُن پر بلائیں نازل ہوں گی۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! وہ کون سے افعال ہوں گے؟ فرمایا جب مالی غنیمت کو اپنی دولت سمجھا جائے گا اور امانت کو غنیمت کی طرح سمجھا جائے اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے اور آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا اور اپنے دوست کے ساتھ احسان کرے گا اور اپنے باپ کے ساتھ بے وفائی کرے گا اور مساجد میں آوازیں بلند کی جائیں گی اور قوم کا سب سے ذلیل آدمی قوم کا



کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں تو انکی مسجدیں بہت زیادہ خوبصورت بنائی جاتی ہیں۔ اور خوبصورت مساجد جہاں کے خروج ہی کے وقت میں بنائی جائیں گی۔

فائدہ: ٹھیک کہتے ہیں کہ غلامی میں قوموں کی سوچیں بھی الٹ جاتی ہیں۔ آج اگر کسی علاقے میں خوبصورت مسجد نہ ہو تو اس علاقے والوں کو یوں سمجھا جاتا ہے جیسے اللہ کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، جبکہ جہاں مسجد خوبصورت بنی ہو ان کو کہا جاتا ہے کہ یہ بڑے دین دار لوگ ہیں، لیکن یہ کسی کو پتہ نہیں کہ اللہ کی نظر میں ان کی کیا حقیقت ہے؟

اگر کوئی اہل دل ان احادیث کا عملی تجربہ کرنا چاہتا ہے تو کچھ دن ان علاقوں کی مسجدوں میں سجدے کر کے دیکھے جہاں مسجدیں کچی اور سادہ ہوتی ہیں، پھر اس کو مسجدوں کی حلاوت کا احساس ہوگا۔

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ وَلَا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رُسْمُهُ يُعْمَرُونَ مَسَاجِدَهُمْ وَهِيَ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ خَرَابٌ شَرُّ أَهْلِ ذَلِكَ الزَّمَنِ عِلْمًا لَهُمْ مِنْهُمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَإِلَيْهِمْ تَعُودُ. (تفسیر قرطبی ج ۲ ص ۲۸۰)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ قریب ہے کہ لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے صرف الفاظ رہ جائیں گے وہ مسجدیں تعمیر کریں گے حالانکہ وہ اللہ کے ذکر سے خالی ہوں گی۔ اس زمانے میں لوگوں میں سب سے بدترین علماء ہوں گے۔ انہی سے فتنے نکلیں گے اور ان ہی میں واپس لوٹیں گے۔

فائدہ ۱: اگرچہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد ایک ارب چالیس کروڑ تک ہے لیکن اسلام کی حالت کیا ہے کہ کسی ایک ملک میں بھی اسلامی نظام نہیں ہے، زبان سے تو سب کلمہ پڑھ رہے ہیں کہ اللہ تیرے سوا کسی کو حاکم نہیں مانتیں گے لیکن عملاً صورت حال یہ ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر سیکڑوں معبود (حاکم) بنارکھے ہیں۔ سجدے میں گر کر اللہ کی برتری کا اعلان کرنے والوں کی تعداد تو بہت ہے پر حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کو انسانوں کے بنائے ہوئے کفریہ جمہوری نظام کے ہاتھوں فروخت کر دیا ہے۔ جو کلمہ مسلمان پڑھتا ہے وہ اس کا اللہ کے ساتھ ایک معاہدہ ہے کہ اب وہ اللہ کے علاوہ ہر قوت کا، ہر نظام کا اور ہر طاغوت کا انکار کریگا اور نہ تو زبان سے اور نہ ہی اپنے عمل سے اس معاہدے کی خلاف ورزی کریگا۔ لیکن آج کے مسلمان اللہ کو بھی راضی رکھنا چاہتے ہیں اور طاغوت کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتے۔ قرآن نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا ذَلِكْ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنَطِعُنْكُمْ فِي بَعْضِ الْأُمُورِ۔ (یہ گراہی) اس

فرمایا تو اور کون ہیں؟ (یعنی وہی ہیں)۔

فائدہ: اس وقت مسلمانوں کے اندر اکثر وہ بیماریاں پائی جاتی ہیں جن میں پہلی انتہی بتلاء تھیں، زنا، شراب، جوا، بے ایمانی، ناحق قتل کرنا، اللہ کی کتاب میں تحریف کرنا، نبی ﷺ کی سیرت و تعلیمات کو مسخ کر کے پیش کرنا، یہودیوں کی طرح دین کی باتوں پر عمل کرنا جو نفس کو اچھی لگتی ہیں اور ان باتوں کو پس پشت ڈال دینا جو نفس پر دشوار ہوں، یتیموں اور یتیموں کا مال کھانا، طاقت ور کے خوف یا مالدار سے پیسہ لینے کے لئے احکامِ الہی میں تحریف و تاویل کرنا وغیرہ۔

### مساجد کو سجانے کا بیان

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَبْنَاهِيَ النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ. (صحیح ابن خزیمہ ج ۲ ص ۲۸۲۔ صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۳۹۳۔)

ترجمہ: حضرت انس ابن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ لوگ مسجدوں (میں آنے اور بنانے) میں ایک دوسرے کو دکھاوانے کرنے لگیں۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ لوگ مسجدوں میں آتے وقت بھی ایسے انداز میں آئیں گے کہ ایک دوسرے کو اپنی دولت و سطوت دکھانا مقصود ہوگا، اور مسجدیں بنانے میں بھی دکھاوا ہوگا۔ ہر علاقے والے ایک دوسرے سے خوبصورت مساجد بنانے کی کوشش کریں گے۔

عَنْ عَلِيٍّ الدَّرْدَاءِ قَالَ إِذَا زُخِرْفْتُمْ مَسَاجِدَكُمْ وَخَلِئْتُمْ مَسَاجِدَكُمْ فَالْذَّمَّارُ عَلَيْكُمْ (رواہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن ابی الدرداء ووقفہ ابن المبارک فی الزهد وابن ابی الدینافی المصاحف عن ابی الدرداء) (کشف الخفاء ج ۱ ص ۹۵)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا جب تم اپنی مساجد کو جانے لگو گے اور اپنے قرآن کو (زیور وغیرہ سے) آراستہ کرنے لگو گے تو تمہارے اوپر ہلاکت ہوگی۔

عَنْ بَنِي عَبَّاسٍ قَالَ مَا كَثُرَتْ ذُنُوبُ قَوْمٍ إِلَّا زُخِرِفَتْ مَسَاجِدُهُمْ وَذُخِرِفَتْ مَسَاجِدُهُمْ إِلَّا عِنْدَ خُرُوجِ الدَّجَالِ. (استنوار فی القطن ج ۳ ص ۸۱۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کسی قوم



چایگا اور ہرج بہت زیادہ ہو جائیگا۔ صحابہ نے پوچھا یہ ہرج کیا ہے؟ فرمایا تمہارے درمیان قتل۔ پھر اسکے بعد ایسا زمانہ آئیگا کہ لوگ قرآن پڑھینگے حالانکہ قرآن انکے حلق سے نہیں اترے گا، پھر ایسا زمانہ آئیگا کہ منافق، کافر اور مشرک مومن سے (دین کے بارے میں) جھگڑا کریں گے۔

فائدہ: اس وقت ہر طرح کے پڑھے لکھے لوگ کثرت سے موجود ہیں، مختلف علوم میں تخصص اور ماسٹر کرایا جا رہا ہے۔ لیکن دین کی سمجھ رکھنے والے خال خال ہی نظر آتے ہیں، جو شان ہمارے اسلاف میں نظر آتی تھی کہ باطل کو ہزار پردوں میں بھی پہچان لیا کرتے تھے اب وہ بات بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔ قرآن کی سمجھ اور قرآن کا علم اہل علم طبقے میں بھی مفقود نظر آتا ہے حالانکہ اور علوم میں انتہائی توجہ صرف کی جاتی ہے۔ معلومات کا سمندر تو بہت نظر آتا ہے لیکن علم کا فقدان ہے۔

منافق اور مشرک قرآن کی آیات کو آڑ بنا کر اہل حق سے بحث و مباحثہ کرتے نظر آتے ہیں اور اپنے باطل اقدامات کو قرآن و سنت سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو عامر اشعریؓ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں جن باتوں کا اپنی امت پر خطرہ محسوس کرتا ہوں ان میں زیادہ خوف والی بات یہ ہے کہ ان کیلئے مال کی زیادتی ہو جائے گی جس کی وجہ سے ایک دوسرے سے حسد کریں گے اور آپس میں لڑیں گے اور ان کیلئے قرآن کا پڑھنا آسان ہو جائے گا۔ چنانچہ اس قرآن کو ہر نیک، فاسق و فاجر اور منافق پڑھے گا اور یہ لوگ فتنے پھیلانے اور اس کی تاویل کی غرض سے اس کے ذریعہ مومن سے جھگڑا کریں گے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی تاویل و تفسیر کو کوئی نہیں جانتا (یعنی وہ آیات جن کا علم صرف اللہ ہی کو ہے) اور جو علم میں پختہ کار ہوں گے وہ بھی (ان آیات کے بارے میں) یوں کہیں گے کہ ہم اس قرآن پر ایمان لائے۔ (الاحادیث الثانی ج ۳ ص ۲۵۳)

فائدہ: مال کی زیادتی اس وقت عام ہے اور عرب ممالک میں مال کی ریل پیل ہے جسکی وجہ سے تمام فتنے جنم لے رہے ہیں۔ قرآن کا پڑھنا آسان ہو گیا کہ اب اسکو مختلف فی وی جیٹلز پر عربی رسم الخط کے ساتھ انگلش رسم الخط میں بھی پیش کیا جا رہا ہے۔ اس طرح اگر کسی کو عربی میں قرآن نہیں پڑھنا آتا تو وہ انگریزی رسم الخط میں پڑھ سکتا ہے۔ ہر فاسق و منافق آج قرآن پڑھتا نظر آتا ہے بلکہ اس میں بغیر علم کے اپنی رائے زنی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ترکی، مصر، تونس اور امارات کے بعد اب ہمارے ملک میں بھی قرآن کی تفسیر وہ لوگ کر رہے ہیں جنکو ذرہ برابر بھی علم نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایک طرف فلموں اور ڈراموں میں کام کرتے ہیں اور امت کو بے حیائی

وجہ سے ہے کہ انھوں نے ان (کافر) لوگوں سے جنھوں نے اللہ کے نازل کردہ (یعنی قرآن) سے نفرت کی، یہ کہا کہ ہم بعض باتوں میں تمہاری پیروی کریں گے۔ (یعنی قرآن کی ساری باتیں نہیں مانیں گے کچھ تمہاری بھی مانیں گے)۔

فائدہ: اس روایت میں علماء سے مراد علماء سوء ہیں۔ علماء سوء کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اگر بنی اسرائیل کے علماء کا حال دیکھنا ہو تو علماء سوء کو دیکھ لو۔ (الفوز الکبیر)

سود کا عام ہو جانا

عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال یأتی علی الناس زمان ینکحون فیہ الرب قال قیل لہ الناس کلہم قال من لم ینکحہ منہم نالہ من غبارہ۔ (ابوداؤد ج ۳ ص ۲۳۳۔ مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۳۔ مسند ابی یعلیٰ ج ۱ ص ۱۰۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اُس میں لوگ سود کھائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ کسی نے پوچھا کیا تمام لوگ (سود کھائیں گے)؟ تو حضرت محمد ﷺ نے فرمایا "ان لوگوں میں سے جو شخص سود نہیں کھائے گا اس کو سود کا کچھ غبار پہنچے گا۔"

فائدہ: یہ حدیث اس دور پر کتنی صادق آتی ہے۔ آج اگر کوئی سود کھانے سے بچا ہوا بھی ہے تو اسکو سود کا غبار ضرور پہنچ رہا ہے۔ اور نام نہاد دانشوروں کے ذریعے سودی کاروبار پر اسلام کا لیبل لگا کر امت کو سود کھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

منافق بھی قرآن پڑھے گا

عن ابی ہریرۃؓ عن رسول اللہ ﷺ قال سبائی علی امتی زمان تکثر فیہ القراء وتقبل الفقہاء ویقتض العلم وتکثر الهرج قالوا وما الهرج یا رسول اللہ قال القتل بینکم ثم یاتی بعد ذلک زمان یقرأ القرآن رجال لا یجاوز تراقيہم ثم یاتی من بعد ذلک زمان یجادل المنافق الکافر المشرک یا اللہ المؤمن بمثل ما یقول هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔ (المسند رک علیٰ الحسنین ج ۳ ص ۵۰۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ ان میں قراء بہت ہونگے اور دین کی سمجھ رکھنے والے کم ہونگے۔ علم اٹھایا



### دجال کی آمد کا انکار

عن ابن عباسؓ عَظَبَ عُمَرُ فَقَالَ إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَكْذِبُونَ بِالرَّجْمِ وَيَكْذِبُونَ بِالْجَالِ وَيَكْذِبُونَ بِعَذَابِ الْقَبْرِ وَيَكْذِبُونَ بِالشَّفَاعَةِ وَيَكْذِبُونَ بِقَوْمٍ يُخْرَجُونَ مِنَ النَّارِ (صحیح الباری ج: ۱۱ ص: ۳۲۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے خطاب نے خطبہ دیا اور یہ بیان فرمایا اس امت میں کچھ ایسے لوگ ہونگے جو رجم (سنگسار) کا انکار کریں گے، عذاب قبر کا انکار کریں گے اور دجال (کی آمد) کا انکار کریں گے اور شفاعت کا انکار کریں گے، اور ان لوگوں (یعنی گنہگار مسلمانوں) کے جہنم سے نکالے جانے کا انکار کریں گے۔

فائدہ: یہودیوں کے مال پر ملنے والی این جی اوز اپنے آقاؤں کے اشاروں پر آئے دن اسلامی قوانین کا مذاق اڑاتی رہتی ہیں اور انکو ختم کرنے کی باتیں کرتی ہیں۔

اس وقت حدود آؤٹینس کی بحث چل رہی ہے اور اس کو اس طرح پیش کیا جا رہا ہے گویا یہ کسی انسان کے بنائے ہوئے قوانین ہیں۔ اسی طرح کئی عرب مفکر ہیں جو رجم اور دیگر اسلامی قوانین کو اس دور میں (نعوذ باللہ) ازکار رفتہ قرار دے چکے ہیں۔

نیز دجال کی آمد کا انکار کرنے والے لوگ بھی موجود ہیں۔ اور آنے والے دنوں میں اس مسئلے کو اختلافی بنا دیا جائے گا۔

### علماء کے قتل کا بیان

قال رسول اللہ ﷺ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى الْعُلَمَاءِ زَمَانٌ يُقْتَلُونَ فِيهِ كَمَا يُقْتَلُ اللَّصُوفُ فَيَأْتِيَتِ الْعُلَمَاءُ يَوْمَئِذٍ تَحَامِقُوا (السنن الواردة في الفتن ج: ۳ ص: ۶۶۱)

ترجمہ: حضرت محمد ﷺ نے فرمایا علماء پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کو ایسے قتل کیا جائے گا جیسے چوروں کو قتل کیا جاتا ہے، تو کاش کہ اس وقت علماء جان بوجھ کر انجان بن جائیں۔

فائدہ: آج کس وحشت و بربریت، بے دردی اور بے حسی کے ساتھ ان عظیم ہستیوں کو قتل کیا جا رہا ہے، جو کائنات کے نظام کو فساد اور ظلم سے پاک کرنے کا درس دیتے ہیں۔ جنگی ساری زندگی انسانیت کی فلاح اور کامیابی کا پرچار کرتے گزر جاتی ہے، اللہ کی زمین کو انسانیت کے دشمنوں سے پاک کرنا ہی جہاد ہوتا ہے، انسانیت حیران ہے، عقل محو تماشا ہے، علم کے

اور بے شری کا درس دیتے ہیں اور دوسری جانب اللہ کی کتاب کی آیات میں رائے زنی کرتے ہیں جس کا علم اللہ نے اپنے پاس رکھا ہے۔  
سب سے پہلے خلافت ٹوٹے گی

عن أبي أمية الباهلي عن رسول الله ﷺ قَالَ لَتَنْتَقِضَنَّ عُرَى الْإِسْلَامِ عُرْوَةُ عُورَةٍ فَكُلَّمَا انْتَقَضَتْ عُورَةٌ تَشَبَّهَتِ النَّاسُ بِالنَّاسِ بِالنَّاسِ فَالْوَلَهُنَّ نَفْسًا الْحَكْمُ وَأَخْرَجَهُنَّ الصَّلَاةُ. (شعب الايمان ج: ۳ ص: ۳۲۶۔ انجم الكبير ج: ۸ ص: ۹۸۔ موارد الاطمان ج: ۱ ص: ۸۷)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ باہلیؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اسلام کی کڑیاں ضرور ایک ایک کر کے ٹوٹیں گی، چنانچہ جب ایک کڑی ٹوٹے گی تو لوگ اسکے بعد والی کڑی کو پکڑ لیں گے۔ ان میں سب سے پہلے جو کڑی ٹوٹے گی وہ اسلامی نظام عدالت کی کڑی ہوگی اور سب سے آخر میں ٹوٹنے والی کڑی نماز کی ہوگی۔

فائدہ: یعنی مسلمان جس چیز کو سب سے پہلے چھوڑینگے وہ اسلامی عدالتی نظام ہوگا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سب سے پہلے ٹوٹنے والی کڑی ”امانت“ کی ہوگی۔ شریعت کی اصطلاح میں لفظ امانت بہت وسیع مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ الْإِيَّةِ  
ترجمہ: بیشک ہم نے ”امانت“ کو زمین و آسمان اور پہاڑوں کو پیش کیا پر انھوں نے اس کا بار اٹھانے سے انکار کر دیا اور وہ اس (اہم ذمہ داری کے بار) سے ڈر گئے اور اس کو انسان نے اٹھالیا۔  
حضرت قتادہؓ نے یہاں امانت کی تفسیر فرمائی ہے۔

الدِّينَ وَالْفَرَائِضَ وَالْحُدُودَ . ۱  
یعنی حقوق، فرائض، اور حدود اللہ یعنی اسلام کے عدالتی نظام سے متعلق احکامات۔ اور یہ سب اسلامی خلافت کے تحت صحیح طور پر انجام پاتے ہیں۔ چنانچہ پہلی چیز جو اس امت سے اٹھے گی وہ خلافت ہوگی جب خلافت اٹھ جائے گی تو اسلامی عدالتی نظام بھی ختم ہو جائے گا اور آخری ٹوٹنے والی کڑی نماز کی ہوگی۔

حاشیہ تفسیر قرطبی ج: ۲۲ ص: ۵۶



### فالج کا بیان

حدیث: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا فالج ضرور پھیلے گا یہاں تک کہ لوگ اسکو طاعون سمجھنے لگیں گے۔ (اسکے تیزی سے پھیلنے کی وجہ سے) (مصنف عبد الرزاق ج: ۳ ص: ۵۹۷)

فائدہ: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ** کہ خشکی اور سمندر میں فساد پیدا ہو گیا لوگوں کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے۔ ممکن ہے انسانیت کے دشمنوں کی جانب سے انسانوں پر ایسے وائرس کے حملے کئے جائیں جو فالج کا سبب بنیں۔ یا پھر ابھی سے لوگوں کو ایسے ٹیکے یا کسی دوائی کے قطرے پلائے جائیں جو آگے چل کر اس بیماری کا سبب بنیں۔ اس وقت ایسی مشینیں بنائی جا چکی ہیں جنکے ذریعے فضاء میں موجود مختلف بیماریوں کے جراثیم اکٹھے کر کے جراثیمی ہتھیار بنائے جا رہے ہیں۔ اور ان سے لوگوں میں بیماریاں پھیلتی ہیں۔

لہذا مسلم ممالک کو عالمی یہودی اداروں کی جانب سے دی جانے والی کسی بھی طبی امداد کو پہلے اپنی تجربہ گاہوں میں ٹیسٹ کرنا ضروری عوام تک پہنچانا چاہئے۔ اور کسی بھی ایسی دوائی یا ویکسین کو قبول نہیں کرنا چاہئے جس پر اس کا فارمولا لکھا ہوا نہ ہو۔

### وقت کا تیزی سے گزرتا

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قیامت نہیں آسکتی جب تک زمانہ آپس میں بہت قریب نہ ہو جائے۔ چنانچہ سال مہینے کے برابر، مہینہ ہفتہ کے برابر اور ہفتہ دن کے برابر اور دن گھنٹہ گھنٹہ کے برابر اور گھنٹہ منٹ کی پتی یا شاخ کے جلنے کی مدت کے برابر ہو جائے گا۔ (ابن حبان ج: ۱۵ ص: ۲۵۶)

فائدہ: وقت میں برکت کا ختم ہو جانا تو اس وقت ہر ایک سمجھ سکتا ہے، کہ کس طرح سے ہفتہ مہینہ اور سال گزر جاتا ہے کہ پتہ ہی نہیں چلتا۔ روحانیت سے غافل انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ وقت میں برکت کے کیا معنی؟ جبکہ پہلے کی طرح اب بھی دن چوبیس گھنٹے کا ہوتا ہے، ہفتہ میں اب بھی سات ہی دن ہوتے ہیں؟ وقت میں برکت کے معنی اگر اب بھی کسی کو سمجھے ہوں تو وہ اپنے دن کے معمولات کو فجر کی نماز کے بعد کر کے دیکھے تو اسکو پتہ چل جائیگا کہ جس کام میں وہ سارا دن صرف کرتا تھا وہی کام اس وقت میں بہت کم عرصے میں ہو جائیگا۔

بینارے خاموش ہیں، دانشور سناٹے میں ہیں، کہ آخر امت کے اس طبقہ سے کسی کو کیا دشمنی ہو سکتی ہے، جو دنیا میں حق اور باطل، خیر اور شر، ظلم اور انصاف کے درمیان طاقت کا توازن رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر یہ طبقہ نہ ہو تو کائنات کا نظام ہی درہم برہم ہو جائے، زمین و فضاء میں طاقت کا توازن بگڑ کر رہ جائے، شر خیر پر غالب آنے لگے اور حق و باطل کے معرکے میں باطل سر چڑھ کر بولنے لگے، انسانیت، اہلیست کی لونڈی بن کر رہ جائے، خباثت کے ہاتھوں شرافت کا دامن تار تار کر دیا جائے۔

علماء امت کے قتل کو ہر ایک اپنے زاویہ نظر سے دیکھتا ہے، پر کاش نبی ﷺ کے وارثوں کے اس قتل کو نبی کی احادیث کی روشنی میں دیکھا جاتا۔ اس وقت جبکہ باطل خیر کے مقابلے میں آخری اور فیصلہ کن جنگ کا اعلان کر چکا ہے، اہلیست ہر طرف کھلے عام ننگا ناچ ناچنا چاہتی ہے، اللہ کی حاکمیت و بالادستی کے تصور کو ختم کر کے دجالیت اور یہودیت کا ورلڈ آرڈر لوگوں سے عملاً اور ذہناً منوانا چاہتی ہے۔ تو بھلا ایلیس کے اشاروں اور مشوروں پر کام کرنے والے، ان حق کے بیناروں اور امید کے جزیروں کو کیونکر برداشت کر سکتے ہیں جنکے ایک اشارے اور قلم کی حرکت پر دجال کے مضبوط ایوانوں میں دراڑیں پڑ سکتی ہیں، یہ نفوس قدسیہ، جو جالی قوتوں کی ”عظیم طاقت“ کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں، اور اس دور میں بھی کلمہ لا الہ الا وہی مفہوم بیان کرنے پر بعد ہیں جسکا اعلان کوہ صفا پر چڑھ کر آج سے چودہ سو سال پہلے کیا گیا تھا، دجال کے مقدمہ انجیش (Advance Force) کو کس طرح ہضم ہو سکتے ہیں۔

علماء حق کے قتل میں براہ راست یہودی خفیہ تحریک فریمسن ملوث ہے۔ ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں کہ بھاڑے کے قاتل کون ناپاک لوگ تھے، لیکن آنے والے دن اس بات کو اور واضح کر دیں گے کہ ان علماء کو راستے سے ہٹائے بغیر فریمسن اپنے منشور کو پاکستان میں آگے نہیں بڑھا سکتی تھی۔

مولانا اعظم طارق شہید، مفتی نظام الدین شامزئی شہید اور مفتی جمیل خان شہید، مولانا نذیر تونسوی شہید اور مفتی عتیق الرحمن شہید (رحمہم اللہ) کی شہادت کے بارے میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ بن خطوط (Lines) پر کام کر رہے تھے وہ عالمی یہودی قوتوں کے لئے ناقابل برداشت ہیں۔ لہذا ان حضرات کی شہادت کو فرقہ وارانہ رنگ دینا خود ان شخصیات کی دینی خدمات کو چھوٹا ثابت کرنا ہے۔ جنکے مشن بڑے ہوتے ہیں انکے دشمن بھی بڑے ہوا کرتے ہیں۔





چار ہا ہے، جبکہ بازو یاران کے گوشت میں پیوست کرنے کے تجربات چل رہے ہیں، اور ممکن ہے کہ یہ بھی ہو چکا ہو۔

فائدہ ۲: جانوروں سے گفتگو: آپ سنتے رہتے ہو گئے کہ مغربی ممالک جانوروں کی بولی سمجھنے اور ان سے گفتگو کرنے کے لئے مسلسل تجربات کر رہے ہیں۔

### ہر قوم کا حکمران منافق ہوگا

عن ابی بکرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتى يسود كل قوم منافقوہم۔ (المجم الاوسط ج: ۴ ص: ۳۵۵)

ترجمہ: حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئیگی جب تک ہر قوم کے حکمران ان (میں) کے منافق نہیں بن جاتے۔

فائدہ: آقائے مدنیؒ نے اس حدیث میں امت کے عمومی مزاج کی نشاندہی کی ہے کہ اسکے اندر بزدلی اور کاپلی پیدا ہو جائے گی جس کے نتیجے میں ان پر منافقین کی حکمرانی ہوگی۔

### پانچ جنگ عظیم

عن عبد اللہ بن عمرو قال ملاحم الناس خمس فبئان قد مضت ثلاث في هذه الامة ملحمة الترك وملحمة الروم وملحمة الدجال ليس بغد الدجال ملحمة۔ (کتاب الفتن، نعیم ابن حجاج ج: ۲ ص: ۵۳۸۔ السنن الواردة فی الفتن)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمروؓ نے فرمایا کہ (دنیا کی ابتداء سے آخر دنیا تک) کل پانچ جنگ عظیم ہیں۔ جن میں سے دو تو (اس امت سے پہلے) گزر چکیں۔ اور تین اس امت میں ہوگی۔ ترک جنگ عظیم اور رومیوں سے جنگ عظیم اور دجال سے جنگ عظیم۔ اور دجال والی جنگ عظیم کے بعد کوئی جنگ عظیم نہ ہوگی۔

(حاشیہ ۱: پہلے ایڈیشن میں یہ لکھا گیا تھا کہ اس امت میں ہونے والی تین جنگ عظیم میں سے دو جنگ عظیم ہو چکی ہیں۔ جسکی وجہ یہ تھی کہ اس روایت کا عربی متن ”السنن الواردة فی الفتن“ سے لیا گیا تھا۔ جو یہ ہے ”ملاحم الناس خمس ملاحم ثنتان قد مضت ثلاث فی هذه الامة ملحمة الدجال وليس بعد الدجال ملحمة“ اس روایت میں اس امت میں ہونے والی جنگوں کی تفصیل نہیں ہے اب یہ تفصیل نعیم ابن حجاجؒ کی ”کتاب الفتن“ میں ملی ہے۔ چنانچہ اس روایت کی روشنی میں یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ پہلی جنگ عظیم (1914-1918) اور دوسری جنگ عظیم (1939-1945) اس حدیث کا مصداق ہیں۔)

### چاند میں اختلاف ہونا

عن ابی ہریرہؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من اقترب الساعۃ انفاخ الأهلۃ وأن یزی الہلال للیلۃ فیقال ہو بن لیلۃین۔ (المجم الصغیر ج: ۲ ص: ۱۱۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی قریبی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پہلی تاریخ کے چاند کو یہ کہا جائیگا کہ یہ دوسری تاریخ کا چاند ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں علماء امت کو بہت غور کرنا چاہئے اور جو صورت حال اس وقت مسلم دنیا میں چاند کے اختلاف کے حوالے سے پیدا ہو چکی ہے اسکو ختم کرنا چاہئے۔

### جدید ٹیکنالوجی کے بارے میں پیشین گوئی

عن ابی سعید بن الخدریؓ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لا تقوم الساعة حتى تکلم السباع والإنس وحتى تکلم الرجل غلبه سوطه وشراک نعلیه وتخبرہ فخذہ بما أخذت اهلہ من بعدہ۔ هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه (مسند رک ج: ۳ ص: ۵۱۵۔ ترمذی ج: ۲ ص: ۲۱۰۸)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی، جب تک درندے آدمیوں سے بات نہ کرنے لگیں، اور آدمی کے چابک کا پھندا اور اس کے جوتے کا تسمہ اس سے بات نہ کرنے لگے، اور انسان کی ران اس کو یہ بتایا کرے کہ اسکی غیر موجودگی میں اسکے گھر والوں نے کیا بات کی ہے اور کیا کام کئے ہیں؟“

فائدہ: درود و سلام ہو محمد ﷺ پر جنہوں نے ہر میدان میں ہماری رہنمائی فرمائی۔ یہ بیان آپکا معجزہ ہی کہا جائے گا کہ ایک ایسے دور میں آپ ﷺ یہ بات بیان فرما رہے ہیں جہاں جدید ٹیکنالوجی کا موجودہ تصور بھی نہیں تھا۔ لیکن الیکٹرونک چپ (Electronic Chip) کا یہ جدید دور چیخ چیخ کر نبی کریم ﷺ کے بیان کی سچائی کو ثابت کر رہا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں ایسی چیزیں تیار کی جا چکی ہیں بلکہ زیر استعمال ہیں۔ یہ چپ کسی کو لگائی جائے تو دور بیٹھا دوسرا شخص اسکی تمام باتیں سن بھی سکتا ہے اور اس کو دیکھ بھی سکتا ہے، اسکے علاوہ اگر اس چپ کو نکال کر اس کا ڈیٹا (چپ) میں موجود مواد (کمپیوٹر وغیرہ) میں ڈاؤن لوڈ کیا جائے تو سب کچھ پتہ چل سکتا ہے کہ اس شخص نے آپ کی غیر موجودگی میں کیا کچھ کیا ہے۔ ابھی اس کو ٹانگ یا بازو پر باندھ کر استعمال کیا



وقت ان میں اپنے دین پر ڈٹ جانے والا اس شخص کے مانند ہوگا جس نے اپنی مٹی میں انگارہ لے لیا ہو۔

عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ قال باءوا بالاعمال فبنا قطع  
الليل المظلم يصبغ الرجل مؤمناً ومُؤمناً أو يُمسي مؤمناً ويصبح كافراً  
يبيع دينه بعرض من الدنيا۔ (مسلم ج: ۱۱ ص: ۱۱۰ صحیح ابن حبان ج: ۱۵ ص: ۹۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اعمال صالحہ میں جلدی کرو قبل اس کے کہ وہ فتنے ظاہر ہو جائیں، جو تاریک رات کے گھڑوں کے مانند ہونگے (ان فتنوں کا اثر یہ ہوگا کہ) آدمی صبح کو ایمان کی حالت میں اٹھے گا اور شام کو کافر بن جائے گا یا شام کو مؤمن ہوگا تو صبح کو کافر اٹھے گا۔ اپنا دین و مذہب دنیا کے تھوڑے سے فائدہ کے لئے بیچ ڈالے گا۔

**فتنوں میں مبتلا ہونے کی پہچان**

عن حذيفة قال تعرض الفتن على القلوب فأي قلب كرهها نكت فيه  
نكتة بيضاء وأى قلب أشربها نكت فيه نكتة سوداء (سنن الواردة في الفتن ج: ۱ ص: ۲۲۷  
متدرک ج: ۳ ص: ۵۱۵)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا فتنے دلوں پر یلغار کرتے ہیں۔ سو جو دل اس (فتنہ) کو برا جانتا ہے تو اس دل میں ایک سفید نکتہ پڑ جاتا ہے۔ اور جو دل اس (فتنہ) میں ڈوب جاتا ہے تو اس (دل) میں ایک کالا نکتہ پڑ جاتا ہے۔

عن حذيفة قال إذا أحب أحدكم أن يعلم أصابته الفتن أم لا فليُنظر فإن  
كان زاي خللاً كان يراه خراً فأصابته الفتن وإن كان يري خراً كان يراه  
حلالاً فقد أصابته. هذا حديث صحيح الإسناد على شرط الشيخين ولم  
يخرجاه۔ (متدرک ج: ۳ ص: ۵۱۵)

ترجمہ: اگر تم میں سے کوئی شخص یہ جاننا چاہتا ہے کہ آیا وہ فتنے میں مبتلا ہوا یا نہیں تو اس کو چاہئے کہ وہ یہ دیکھے کہ کوئی ایسی چیز جس کو پہلے وہ حرام سمجھتا تھا اب اس کو حلال سمجھنے لگا ہے یا کوئی ایسی چیز جس کو پہلے وہ حلال سمجھتا تھا اب اس کو حرام سمجھنے لگا ہے؟

فائدہ: حضرت حذیفہؓ نے فتنے میں مبتلا ہونے کی پہچان بتلا دی۔ کہ اگر پہلے کسی چیز کو حرام سمجھتا تھا لیکن اب اس کو حلال سمجھنے لگا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص فتنے میں مبتلا ہو چکا

فائدہ: اگرچہ مسلمان اپنی سستی اور کاہلی کی وجہ سے ایک ہونے والی حقیقت کے لئے خود کو تیار نہیں کر رہے لیکن کفر اس کا اعلان واضح اور دونوں الفاظ میں کر رہا ہے۔ اگر کوئی اس انتظار میں ہے کہ حضرت مہدیؑ آنے کے بعد جنگ عظیم کا اعلان کریں گے، تو ایسا شخص بس انتظار ہی کرتا رہ جائے گا۔ کیونکہ حضرت مہدیؑ کا خروج ایک ایسے وقت میں ہوگا جب جنگ چھڑ چکی ہوگی۔

**فتنوں کا بیان**

إن أبا هريرة قال قال رسول الله ﷺ ستكون فتن القاعد فيها خير من القانم  
والقائم فيها خير من الماشي والماشي فيها خير من الساعي من تشرف لها  
تستشرفه ومن وجد فيها ملجأ فليجأ به۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب فتنے پیدا ہونگے، ان فتنوں میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا سہی کرنے والے سے بہتر ہوگا، اور جو شخص فتنوں کی طرف جھانکے گا فتنہ اس کو اپنی طرف متوجہ کرے گا، لہذا جو شخص ان فتنوں سے بچنے کے لئے کوئی پناہ گاہ پائے اور ٹھکانہ پائے تو وہیں پناہ لے لے۔

فائدہ: ”چلنے والے سے کھڑے رہنے والا اور کھڑے رہنے والے سے بیٹھ جانے والا“ اس سے مراد اس فتنہ میں کم کوشش کرنا اور کم مبتلا ہونا ہے۔ وہ فتنہ ایسا ہوگا کہ جو جتنی کوشش کرے گا وہ اتنا ہی اس میں ملوث ہوگا۔ یہ فتنہ کی قسم کا ہو سکتا ہے انھی میں سے ایک مال کا فتنہ ہے جس کو آپ ﷺ نے اس امت کے لئے سب سے خطرناک فتنہ قرار دیا ہے۔ اس وقت عالمی سودی نظام کے ہوتے ہوئے جو شخص اس نظام میں زیادہ کمانے کی کوشش کرے گا وہ اتنا ہی خود کو سود میں ڈبو جاتا ہے گا۔ اور جو کم کوشش کریگا وہ کم ملوث ہوگا۔ اس طرح چلنے والے سے کھڑا رہنے والا بہتر ہوگا، اور کھڑے رہنے والے سے بیٹھنے والا بہتر ہوگا۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس بکریاں ہوں وہ بکریاں لے کر پہاڑوں یا بیابانوں میں نکل جائے۔

عن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ يأتي الناس زماناً الصابرون  
فيهم على دينهم كالأبيض على الأحمر۔ قال ابو عيسى هذا حديث غريب من  
هذا الوجه۔ (سنن الترمذی ج: ۳ ص: ۵۲۶)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس



دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو اپنے مال مویشی لے کر پہاڑوں اور بیابانوں میں چلے جائیں گے۔ اور اللہ کی اطاعت کر رہے ہوں گے۔ دوسری قسم کے لوگ صرف اپنا ایمان بچانے کے لئے پہاڑوں میں چلے جائیں گے۔ اور فتنوں کے دور میں ایمان بچانے کے لئے گھر یا رچھوڑ دینا بھی اللہ رب العزت کے نزدیک بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ جبکہ مجاہدین صرف اپنے ایمان کی فکر نہیں کر رہے ہوں گے بلکہ وہ ساری امت کے ایمان کو بچانے کی خاطر اور دجال کے فتنے کا زور توڑنے کی خاطر دجال اور اسکے ایجنٹوں سے قتال کر رہے ہوں گے۔ اپنا گھر، وطن، ماں باپ، بیوی بچے اور مال و دولت غرض سب کچھ امت کا ایمان بچانے کے لئے قربان کر رہے ہوں گے۔ اسلئے زیادہ فضیلت مجاہدین کی ہی ہوگی۔

### دین کو بچانے کے لئے فتنوں سے بھاگ جانے کا بیان

عَنِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الْإِسْلَامَ بَذَا غَرِيباً وَسَيَعُودُ غَرِيباً كَمَا بَدَأَ وَهُوَ يَأْتِي بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْتِي الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا. (صحیح مسلم ج: ۱ ص: ۱۳۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اسلام کی ابتدا اجنبیت کی حالت میں ہوئی تھی اور غریب اسلام دوبارہ اجنبیت کی حالت کی طرف لوٹے گا جیسے کہ ابتدا میں ہوا تھا اور وہ (یعنی اسلام) سمٹ کر دو مسجدوں کے درمیان چلا جائے گا۔ جیسے سانپ اپنے سوراخ کی طرف سمٹتا ہے۔

فائدہ: حدیث میں لفظ غریب کا ترجمہ اجنبی اور غیر مانوس سے کیا گیا ہے۔ جس طرح ابتدائے اسلام میں لوگ اسلام کو اجنبی اور غیر مانوس سمجھتے تھے اسی طرح آج بھی اکثر مسلمان اسلام کے بہت سارے احکامات کو اجنبی سمجھنے لگے ہیں اور ان احکامات کے ساتھ ایسا برتاؤ ہے گویا وہ ان کو جانتے ہی نہیں کہ ان احکامات سے بھی ہمارا وہی تعلق ہے جو نماز روزہ وغیرہ سے ہے۔ کہتے ہیں کہ اب تو اسکا دور ہی نہیں رہا۔ حالانکہ شریعت کا زیادہ بڑا حصہ انہی احکامات (اسلام کا تجارتی اور عدالتی نظام) پر مشتمل ہے۔ اسلئے آج یہی کہا جائے گا کہ اسلام ایک ارب چالیس کروڑ کے ہوتے ہوئے بھی اجنبی بن کر رہ گیا ہے۔

سوان لوگوں کو رحمة للعالمین ﷺ نے مبارک باد دی ہے جو ان جگہوں سے بھاگ جائیں جہاں اسلام اجنبی ہو گیا ہو، اور ایسی جگہ چلے جائیں جہاں اسلام اجنبی نہ بنا ہو، بلکہ وہاں کے لوگ آج بھی اسلام کو اسی طرح پہچانتے ہوں جیسا کہ اس کو پہچاننے کا حق ہے، اور آج بھی انکی زندگی کا

ہے۔ اگر غور کریں تو اپنی اصلاح کے لئے یہ بہت عمدہ نسخہ ہے۔  
فتنوں کے وقت میں بہترین شخص

عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرُ النَّاسِ فِي الْفِتَنِ رَجُلٌ آخَذَ بِعَيْنَانِ قَرِينَتِهِ أَوْ قَالَ بِرَأْسَيْنِ قَرِينَتِهِ خَلْفَ أَعْدَاءِ اللَّهِ يُخَيِّفُهُمْ وَيُخَيِّفُونَهُ أَوْ رَجُلٌ مُتَعَزِّلٌ فِي بَادِيَتِهِ يُؤَدِّي حَقَّ اللَّهِ الَّذِي عَلَيْهِ. هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يَخْرُجَاهُ (المسند رک علیٰ الحسنین ج: ۴ ص: ۵۱۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتنوں کے دور میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام یا فرمایا اپنے گھوڑے کی کیل پکڑے اللہ کے دشمنوں کے پیچھے ہو، وہ اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ کرتا ہو اور وہ اس کو ڈراتے ہوں، یا وہ شخص جو اپنی چراگاہ میں گوشہ نشین ہو جائے، اس پر جو اللہ کا حق (زکات وغیرہ) ہے اس کو ادا کرتا ہو۔

حضرت ام مالک بہز یہ کہتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فتنہ کا ذکر کیا اور اسکو کھول کر بیان کیا۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس فتنہ کے زمانے میں سب سے بہتر کون شخص ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان فتنوں کے زمانے میں سب سے بہتر شخص وہ ہوگا، جو اپنے مویشیوں میں رہے اور انکی زکات ادا کرتا رہے، اور اپنے رب کی بندگی میں مشغول رہے، اور وہ شخص (سب سے بہتر ہوگا) جو اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہو (یعنی ہر وقت جہاد کے لئے تیار ہو) اور دشمنان دین کو خوف زدہ کرتا ہو، اور دشمن اس کو ڈراتے ہوں۔ (ترمذی شریف۔ کتاب الفتن۔ تعلیم ابن حار ج: ۱ ص: ۱۹۰)

فائدہ ۱: ایسے وقت میں بہترین لوگ وہ ہوں گے جو جہاد میں مصروف ہوں گے، وہ دشمن کو خوف زدہ کرتے ہوں گے اور دشمن ان کو ڈراتا ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے جہاد کی بھی تشریح فرمادی کہ یہاں جہاد سے کیا مراد ہے؟

پھر فرمایا: وہ لوگ بہترین ہوں گے جو فتنوں کے وقت اپنے مال مویشیوں کو پہاڑوں اور بیابانوں میں لے کر چلے جائیں گے۔ اس میں اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ ان جگہوں سے دور چلا جائے جہاں دجال تہذیب کا غلبہ ہو۔

فائدہ ۲: مذکورہ حدیث اور کئی دیگر احادیث میں یہ ذکر ہے کہ دجال کے فتنے سے دو قسم کے لوگ محفوظ رہیں گے۔ پہلی قسم مجاہدین جو اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے جہاد کر رہے ہوں گے اور



کی اصلاح کرینگے۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں ان لوگوں کو آپ ﷺ نے مبارک باد دی ہے جو دنیا میں فساد عام ہو جانے کے وقت لوگوں کی اصلاح کرینگے۔ اور لوگوں میں سب سے بڑا فساد یہ ہے کہ وہ اللہ کی سب سے بڑی صفت حاکمیت میں انسانوں کو شریک بنالیں۔ لہذا شریعت کی نظر میں اللہ کی حاکمیت اور قانون کی جانب بلا سب سے بڑی اصلاح کہلائے گی جسکے تحت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا جائے گا۔ یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ اس پر قرآن کی آیت کنتم خیر امۃ الایہ کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی تفسیر گواہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ شَيْءٍ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الْغُرَبَاءُ قِيلَ وَمَنِ الْغُرَبَاءُ قَالَ الْفَرَارُونَ بِدِينِهِمْ يَنْتَعِمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ. (طحاوی الاولیاء المقیم ج: ۱ ص: ۲۵۔ کتاب الزہد الکبیر ج: ۲ ص: ۱۱۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک سب سے محبوب لوگ غرباء ہونگے، پوچھا گیا غرباء کون ہیں؟ فرمایا اپنے دین کو بچانے کے لئے فتنوں سے دور بھاگ جانے والے۔ اللہ تعالیٰ انکو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے ساتھ شامل فرمائے گا۔

عن أبي سعيد الخدري أنه قال قال رسول الله ﷺ يوشك أن يكون خير ما للمسلم غنم يتبع بها شغف الجبال ومواقع القطر يفر بدينه من الفتن. (بخاری شریف ج: ۱ ص: ۱۵) (مصنف ابن ابی شیبہ ج: ۷ ص: ۴۳۸) (مسند ابی یعلیٰ ج: ۲ ص: ۲۷۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایسا وقت قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور (دور دراز کے) بارانی علاقوں میں دین کو بچانے کی خاطر فتنوں سے بھاگ جائے۔

فائدہ: اس حدیث میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایسی جگہوں پر آدمی کا ایمان بچانا مشکل ہو جائے گا جہاں پر جاہلی ابلیسی تہذیب اور اسکا تجارتی نظام عام ہو۔ کیونکہ اگر یہ وہاں رہے گا تو یقیناً اسکو اس سودی نظام کی حمایت کرنی ہوگی یا کم از کم خاموش رہنا پڑیگا۔ اور یہ خاموش رہنا بھی اس پر راضی رہنے جیسا ہے۔

مبارک باد کے مستحق ہیں وہ نوجوان اور بوڑھے جو اس وقت اپنا ایمان بچانے کے لئے اپنا

مقصد وہی ہو جو صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا مقصد تھا۔ وہ نماز روزے کے ساتھ ساتھ اسلام کے دیگر احکامات کو بھی اپنے سینے سے لگائے رکھتے ہوں اور اس میں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا بھی نہ کرتے ہوں۔ اور اس عہد پر اپنی جانیں کمانے کا عزم رکھتے ہوں کہ جس طرح صحابہؓ نے اپنا قیمتی لبو بہا کر اسلام کو اجنبیت کی حالت سے نکالا ہم بھی اس کو اجنبیت کی حالت سے نکال کر اس حالت میں لے آئیے جہاں وہ اجنبی نہیں رہے گا۔

غرباء والی احادیث کی تشریح کرتے ہوئے ابوالحسن حنفی نے المختصر من المختصر میں غریب کے یہی معنی بیان فرمائے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

”الاسلام طرا علی اشیاء لیست من اشکالہ فکان بذلک معہا غریبا کما یقال لمن نزل علی قوم لا یعرفونہ انه غریب بینہم“ (المحصر من المختصر من مشکل الآثار ج: ۲ ص: ۲۶۲)

یعنی اسلام کو ایسے حالات سے سابقہ پڑ جائے جو اس سے کوئی مناسبت نہ رکھتے ہوں، تو اسلام اس صورت میں غریب (اجنبی) ہو جائے گا۔ جیسا کہ اس شخص کے بارے میں کہا جاتا ہے جو ایسے لوگوں کے پاس جا پہنچے جو اس کو نہیں جانتے ہوں، تو وہ آنے والا انکے درمیان غریب (اجنبی) ہوگا۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ بہت سے حضرات اس حدیث کو اپنی سستی اور بزدلی کے لئے آڑ بناتے ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے مقابلہ کی تیاری کرو تو کہتے ہیں کہ اسلام تو ہر دور میں کمزور رہا ہے، اور اس حدیث کو دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ وہ حدیث کے لفظ غریب کو اردو کے غریب کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ جو درست نہیں۔

قال ابو عیاش سمعت جابر بن عبد اللہ یقول قال رسول اللہ ﷺ ان الاسلام بدأ غریباً وسيعود غریباً فطوبی للغرباء قال ومن هم یا رسول اللہ قال الذین یصلحون حین یفسد الناس. (المجم الاوسط ج: ۵ ص: ۱۴۹ و ج: ۸ ص: ۳۰۸)

ترجمہ: حضرت ابو عیاش فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر ابن عبد اللہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی ابتداء اجنبیت کی حالت میں ہوئی تھی اور ایک بار پھر اسلام اسی اجنبیت کی حالت میں چلا جائیگا، سو مبارک باد ہے غرباء کو۔ پوچھا کہ یا رسول اللہؐ غرباء کون ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا وہ لوگ، جو لوگوں کے فساد میں مبتلا ہونے کے وقت ان



ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا یہ دین باقی رہے گا اسکی حفاظت کیلئے مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک قیام کرتی رہے گی۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَزَالُ الْجِهَادُ خُلُوعًا أَخْضَرَ مَا قَطَرَ الْقَطْرُ مِنَ السَّمَاءِ وَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُولُ فِيهِ قُرَاءٌ مِنْهُمْ لَيْسَ هَذَا زَمَانٌ جِهَادٍ فَمَنْ أَذْرَكَ ذَلِكَ الزَّمَانَ فَلَنَعَمَ زَمَانُ الْجِهَادِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاحِدَةً يَقُولُ ذَلِكَ فَقَالَ نَعَمْ مَنْ عَلَيْهِ لُعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (السنن الواردة في الفتن ج ۳ ص ۷۵۱)

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک آسمان سے بارش برتی رہے گی تب تک جہاد تروتازہ رہے گا (یعنی قیامت تک)۔ اور لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب ان میں پڑھے لکھے لوگ بھی یہ کہیں گے کہ یہ جہاد کا دور نہیں ہے۔ لہذا ایسا دور جس کو ملے تو وہ جہاد کا بہترین زمانہ ہوگا۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا کوئی (مسلمان) ایسا کہہ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں (ایسا وہ پڑھے لکھے کہیں گے) جن پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی۔ (السنن الواردة في الفتن ج ۳ ص ۷۵۱)

عن الحسن أَنَّهُ قَالَ سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُولُونَ لَا جِهَادَ فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَجَاهِدُوا فَإِنَّ الْجِهَادَ أَفْضَلُ. (كتاب السنن ج ۲ ص ۱۷۶)

ترجمہ: حضرت ابو جہز الجوزی حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ کہیں گے کہ اب کوئی جہاد نہیں ہے۔ تو جب ایسا دور آجائے تو تم جہاد کرنا۔ کیونکہ وہ افضل جہاد ہوگا۔

حدیث: حضرت ابراہیم سے روایت ہے فرمایا انکے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ لوگ کہتے ہیں (اب) کوئی جہاد نہیں ہے۔ تو انھوں نے فرمایا یہ بات شیطان نے پیش کی ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۵۰۹)

فائدہ: اگرچہ اس حدیث کا مصداق خلافت عثمانیہ ٹوٹنے کے بعد کا دور واضح ہے لیکن اس سے زیادہ واضح دور اور کونسا ہو سکتا جس سے ہم گزر رہے ہیں۔ جاہلوں کا تو کہنا ہی کیا پڑھے لکھے حضرات بھی جہاد کے بارے میں وہی الفاظ استعمال کر رہے ہیں جنکی طرف آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے۔ خصوصاً طالبان کی پسپائی کے بعد تو یوں لگتا ہے جیسے ہوا کا رخ ہی تبدیل ہو گیا ہو۔

گھریا، دھن دولت اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر پہاڑوں کو اپنا ٹیشن بنا چکے ہیں، اور ایک ایسے وقت میں کہ جب اہلیس کے نیوولڈ آرڈر نے ہر مسلمان کو سودی کاروبار میں ملوث کر دیا ہے اور اگر کوئی براہ راست ملوث نہیں تو اسکو اس سودی نظام کی ہوا ضرور لگ رہی ہے، ایک ایسے وقت میں کہ جب امت کے سب سے معزز اور شریعت کے محافظ طبقے، علماء کرام کو غیر شرعی فتاویٰ دیئے پر مجبور کیا جا رہا ہے، وہ جالی تو میں علی الاعلان اپنی حاکمیت اعلیٰ (Sovereignty) کا اعلان کر رہی ہیں، اور صرف اللہ کی حاکمیت کے سامنے سر جھکانے کا وعدہ کرنے والے مسلمان، آج غیر اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کر کے اللہ کے ساتھ کھلا شرک کر رہے ہیں۔ مقررین خاموش ہیں، الا ماشاء اللہ، اہل قلم... سوائے چند کے..... یا تو قلم کے تقدس کو فروخت کر چکے یا پھر باطل کی گیدڑ بھکیوں نے انکے قلم کی سیاہی کو نجد کر کے رکھ دیا ہے۔ قرآن کریم کی ان آیات کا گھلا گھونٹ کر رکھ دیا گیا جو مسلمانوں کو باطل کے سامنے سر اٹھا کر جینا سکھاتی ہیں۔ جس طرف نظر دوڑاؤ مصلحتوں کی چادریں اوڑھے ایسے مسلمان نظر آتے ہیں کہ اگر انکے دور میں دجال آجائے اور اپنی خدائی کا اعلان کر دے تو شاید یہ مصلحت کی چادر سے باہر نکلتا پسند نہ فرمائیں۔ کیونکہ اس وقت بھی دجال کے انجینٹ وہی بات کہہ رہے ہیں کہ یا تو ہماری صفوں میں شامل ہو جاؤ یا پھر ہمارے دشمنوں کی... جبکہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث بھی یہی مطالبہ کر رہی ہیں کہ اے مسلمانو! اب وہ وقت آ گیا ہے کہ اللہ والی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ اب درمیان کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

کیا جہاد بند ہو جائے گا؟

عن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ: الْجِهَادُ ماضٍ مُنْذُ بَعَثَنِي اللَّهُ إِلَى أَنْ يُقَاتِلَ آخِرُ أَتَمَنِ الدِّجَالِ لَا يُبْطِلُهُ جَوْرُ جَانِبٍ وَلَا عَدْلُ عَادِلٍ (ابودود ج ۳ ص ۱۸) کتاب السنن ج ۲ ص ۱۷۶

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے جب سے مجھے بھیجا اس وقت سے جہاد جاری ہے اور (اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ) میری امت کی آخری جماعت دجال کے ساتھ قتال کرے گی۔ اس جہاد کو نہ تو کسی ظالم کا ظلم ختم کر سکے گا اور نہ کسی انصاف کرنے والے کا انصاف۔

عن جابر بن سمرّة عن النبي ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَنْ يَبْرَحَ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عَصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ (مسلم ج ۳ ص ۱۵۳)



رومیوں کی طرف سے۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمایا حضور ﷺ نے فرمایا میری آخری امت میں خلیفہ ہوگا جو مالِ لب بھر بھر کر دے گا۔ اور شمار نہیں کرے گا۔ (مسلم ج ۲: ص ۳۹۵)

حدیث: حضرت ابو صالح تابعیؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ مصر پر بھی پابندیاں لگائی جائیں گی۔ (مسلم شریف)

### عرب کی بحری ناکہ بندی

عَنْ كَعْبٍ قَالَ يُوشِكُ أَنْ يُزَيَّجَ الْبَحْرُ الشَّرْقِيَّ حَتَّى لَا يُجْزِيَ فِيهِ سَفِينَةٌ وَحَتَّى لَا يَسْجُورَ أَهْلُ قَرْيَةٍ إِلَى قَرْيَةٍ إِلَّا فِيكَ عِنْدَ الْمَلَأِجِمِ وَذَلِكَ عِنْدَ خُرُوجِ الْمَهْدِيِّ (السنن الواردة في الفتن)

ترجمہ: حضرت کعب سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ قریب ہے کہ مشرقی سمندر دور ہو جائیگا اور اس میں کوئی کشتی بھی نہ چل سکے گی، چنانچہ ایک بستی والے دوسری بستی میں نہ جاپا سکیں گے اور یہ جنگ عظیم کے وقت میں ہوگا، اور جنگ عظیم حضرت مہدی کے وقت میں ہوگی۔

فائدہ: مشرقی سمندر سے یہاں بحرہ عرب مراد ہے، دور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس تک تو پہنچنا دشوار ہو جائیگا، جسکی وجہ سے وہاں آمد و رفت بند ہو جائیگی۔

آپ ذرا دنیا کا نقشہ اٹھائیں اور امریکن بحری بیڑوں کی موجودہ جگہوں کو دیکھیں، تو یہ روایت بہت آسانی سے آپکی سمجھ میں آجائے گی۔ کراچی کے ساحل سے لے کر صومالیہ تک تمام بحری گزرگاہوں پر عالمی کفر کا قبضہ ہے۔ گیارہ ستمبر کے بعد بحرہ ہند اور بحرہ عرب میں آنے جانے والے جہازوں کی چیکنگ بہت سخت کی جارہی ہے۔ خصوصاً پاکستان سے جانے والے جہازوں کی چیکنگ انتہائی سخت ہوتی ہے۔ آئندہ حالات مزید سخت ہونگے جس کی وجہ سے سمندر کے راستے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا بہت مشکل ہو جائے گا۔

دنیا کے نقشہ پر اگر نظر ڈالی جائے تو تو اس وقت دجالی قوتوں نے مکہ اور مدینہ کی ہر طرف سے ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ تمام سمندری راستوں پر انکا کنٹرول ہے۔ اسی طرح خشکی کی جانب سے بھی ان دونوں شہروں کو مکمل اپنے گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ (دیکھیں نقشہ نمبر ۱)

ایسا محسوس ہوتا ہے گویا دجالی قوتیں حضرت مہدی تک پہنچنے والی رسد و کمک کو ہر طرف سے روکنا چاہتی ہیں۔ اور ان خاص جگہوں پر اپنا کنٹرول چاہتی ہیں جہاں سے انکی حمایت کے لئے مجاہدین آسکتے ہیں۔

سو جہاد کرنے والوں کو کسی کی باتوں یا مخالفتوں اور طعن و تشنیع سے دلبرداشتہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ انکو انکے رسول ﷺ نے پہلے ہی تسلی دیدی ہے کہ ایسے وقت میں جہاد کرنا افضل جہاد ہوگا۔ مجاہدین کو اخلاص اور اللہ کو راضی رکھتے ہوئے اپنے کام میں لگے رہنا چاہئے۔

### مسلم ممالک کی اقتصادی ناکہ بندی

حدیث: حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”وہ وقت قریب ہے کہ عراق والوں کے پاس روپے اور غلہ آنے پر پابندی لگا دی جائے گا۔ ان سے پوچھا گیا کہ یہ پابندی کس کی جانب سے ہوگی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ عجمیوں (Non Arabs) کی جانب سے۔ پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب اہل شام پر بھی یہ پابندی لگا دی جائے گی۔ پوچھا گیا کہ یہ رکاوٹ کس کی جانب سے ہوگی؟ فرمایا اہل روم (مغرب والوں) کی جانب سے۔ پھر فرمایا رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت میں ایک خلیفہ ہوگا جو لوگوں کو مالِ لب بھر بھر کے دیگا اور شمار نہیں کرے گا نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے یقیناً اسلام اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹے گا جس طرح کے ابتداء مدینہ سے ہوئی تھی حتیٰ کہ ایمان صرف مدینہ میں رہ جائے گا پھر آپ نے فرمایا کہ مدینہ سے جب بھی کوئی بے رغبتی کی بنا پر نکل جائے گا تو اللہ اس سے بہتر کو وہاں آباد کر دے گا۔ کچھ لوگ سنیں گے کہ فلاں جگہ پر ارزانی اور باغ و زراعت کی فراوانی ہے تو مدینہ چھوڑ کر وہاں چلے جائیں گے۔ حالانکہ ان کے واسطے مدینہ ہی بہتر تھا کہ وہ اس بات کو جانتے نہیں۔ (مسندک ج ۴ ص ۴۵۶)

فائدہ: ۱: عراق پر پابندی کی پیشین گوئی مکمل ہو چکی ہے۔ سو اے ایمان والو! اب کس بات کا انتظار ہے؟

۲: مدینہ میں کوئی منافق نہیں رہ سکے گا۔ صرف وہی لوگ وہاں رہ جائیں گے جو اللہ کے دین کی خاطر جان دینے کی ہمت رکھتے ہوں گے۔ کیونکہ مسلم شریف میں حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ جب دجال مدینہ کے باہر آئے گا اور اپنا گرز مارے گا تو اس وقت مدینہ کو تین جھٹکے لگیں گے جس سے ڈر کر کمزور ایمان والے، مدینہ سے نکل کر کفار کے ساتھ مل جائیں گے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ تابعی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی خدمت میں تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ قریب ہے وہ وقت جب اہل شام کے پاس نہ دینار لائے جائیں گے اور نہ ہی غلہ۔ ہم نے پوچھا یہ بندش کن لوگوں کی جانب سے ہوگی؟ حضرت جابرؓ نے فرمایا



(Outskirts) علاقوں سے آتے ہیں۔

اہل ایمان کے لئے انتہائی غور و فکر کا مقام ہے۔ (اعوذ باللہ من فتنۃ الدجال)

اہل یمن اور اہل شام کے لئے دعا

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا  
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِنَا قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا  
بَارِكْ لَنَا فِي يَمِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَفِي نَجْدِنَا. فَاطْنَةُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ  
الْوَلَاؤُ لِلْفِتَنِ وَبِهَا يُطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ. (بخاری شریف)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ ہمارے شام  
میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ ہمارے یمن میں برکت عطا فرما لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے نجد  
میں بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ہمارے شام میں برکت عطا فرما اور ہمارے یمن میں  
بھی۔ لوگوں نے پھر کہا ہمارے نجد میں بھی۔ راوی کا کہنا ہے کہ میرا خیال ہے کہ تیسری بار رسول  
ﷺ نے فرمایا کہ وہاں زلزلے آئیں گے اور فتنے ہونگے۔ اور وہاں شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا۔

فائدہ: شام اور یمن کی برکت تو آج بھی صاف نظر آ رہی ہے کہ اللہ نے اس آخری معرکہ  
میں فلسطین، شام اور یمن کے مجاہدین کو جو حصہ عطا کیا ہے وہ آپ کی دعائی کا اثر ہے۔ اس وقت  
دنیا نے کفر کو ہلانے والے شام اور یمن کے جانباز ہی زیادہ ہیں۔ اور خود شیخ اسامہ بن لادن  
(حفظ اللہ) کا تعلق بھی یمن ہی سے ہے۔ نجد کا علاقہ ریاض اور اسکے ارد گرد کا علاقہ ہے۔

مختلف علاقوں کی خرابی کا بیان

عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ ﷺ عُمَرَانُ بَيْتُ الْمَقْدَسِ خَرَابٌ  
يُتْرَبُ وَخَرَابٌ يَثْرَبُ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتُخِ الْقُسْطُطْنِيَّةُ وَفَتْحُ  
الْقُسْطُطْنِيَّةِ خُرُوجُ الدِّجَالِ قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى فَيْحِذٍ مَعَاذٍ أَوْ مَنَكِبِهِ  
وَقَالَ إِنَّ ذَلِكَ لَحَقٌّ كَمَا أَنْكَ هَا هُنَا أَوْ أَنْتَ قَاعِدٌ. (ابوداؤد ج ۳ ص ۱۱۰ مستدرک)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیت المقدس کا  
آباد ہونا مدینہ کی خرابی کا باعث ہوگا۔ اور مدینہ کی خرابی جنگ عظیم کا باعث بنے گی، اور جنگ عظیم فتح  
قسططنیہ کا سبب ہوگی۔ اور فتح قسططنیہ دجال کے نکلنے کا سبب بنے گی۔ حضرت معاذ بن جبل

مدینہ منورہ کا محاصرہ

حدیث: حضرت عبد اللہ ابن عمر فرماتے ہیں عنقریب مدینہ میں مسلمانوں کا محاصرہ کیا جائیگا  
یہاں تک کہ آخری مورچہ سلاح میں ہوگا۔ اور سلاح ایک مقام ہے خیبر کے قریب۔ (مشکوٰۃ باب  
الملاحم۔ رواہ ابوداؤد)

فائدہ: خیبر مدینہ منورہ سے ساٹھ میل دور ہے۔ اس وقت امریکی فوجیں مدینہ سے چند  
کلومیٹر کے فاصلہ پر موجود ہیں۔ (دیکھیں نقشہ ۶)

حدیث: حضرت نجمن ابن ادرع فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (ایک دن) لوگوں  
سے خطاب کیا چنانچہ تین مرتبہ (یہ) فرمایا یوم الخلاص وما یوم الخلاص یوم  
الخلاص وما یوم الخلاص۔ کسی نے پوچھا یہ یوم الخلاص کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا  
دجال آئے گا اور احد کے پہاڑ پر چڑھے گا پھر اپنے دوستوں سے کہے گا کیا اس قصر  
ایضاً (سفید محل) کو دیکھ رہے ہو؟ یہ احمد کی مسجد ہے۔ پھر مدینہ منورہ کی جانب آئے گا تو اس کے  
ہر راستے پر ہاتھ میں لگی تلوار لئے ایک فرشتے کو مقرر پائے گا۔ چنانچہ سبھ الجرف کی جانب آئے گا  
اور اپنے خیمے پر ضرب لگائے گا۔ پھر مدینہ منورہ کو تین جھٹکے لگیں گے۔ جسکے نتیجے میں ہر منافق مرد و  
عورت اور فاسق مرد و عورت مدینہ سے نکل کر اسکے ساتھ چلے جائیں گے۔ اس طرح مدینہ (گناہ  
گاروں سے) پاک ہو جائے گا۔ اور یہی یوم الخلاص (چھٹکارے یا نجات کا دن) ہے۔ یہ  
حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے (مسند رک علیٰ الحسنین ج ۳ ص ۵۸۶)

فائدہ ۱: دجال جب مسجد نبوی کو دیکھے گا تو اس کو قصر ایضاً یعنی سفید محل کہے گا۔ جس وقت  
نبی کریم ﷺ یہ بات بیان فرما رہے ہیں اس وقت مسجد نبوی بالکل سادہ مٹی اور گارے کی بنی ہوئی  
تھی۔ اور اب مسجد نبوی کو اگر دور سے یا کسی اونچی جگہ سے دیکھا جائے تو یہ دیگر عمارتوں کے  
درمیان بالکل کسی محل کے مانند لگتی ہے۔ مسجد نبوی کی ایک تصویر سٹیٹیاٹ سے لی گئی ہے جس میں  
مسجد نبوی بالکل سفید نظر آ رہی ہے۔ نیز ایک دوسری روایت جس میں دجال کے وقت میں مدینہ  
منورہ کے سات دروازوں کا ذکر ہے تو سات دروازوں سے مراد شہر میں داخلے کے سات راستے  
بھی ہو سکتے ہیں۔ اور اس وقت مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے سات بڑے راستے ہیں۔  
(۱) جدہ سے آنے والا (۲) مکہ مکرمہ سے آنے والا (۳) ریحی سے آنے والا۔ (۴) اتر پورٹ سے  
شہر میں آنے والا۔ (۵) تبوک سے آنے والا۔ اور باقی دو راستے وہ ہیں جو مضافاتی



خرابی بھوک اور تلوار کی وجہ سے ہوگی، اور آرمینیا کی خرابی زلزلے اور کڑک سے ہوگی، اور کوفہ کی خرابی دشمن کی وجہ سے ہوگی اور بصرہ کی خرابی ڈوبنے کی وجہ سے ہوگی، اور ابلہ کی خرابی دشمن کی وجہ سے ہوگی، اور رے کی خرابی دہلیم کی وجہ سے ہوگی اور خراسان کی خرابی تبت کی وجہ سے ہوگی اور تبت کی خرابی سندھ کی وجہ سے ہوگی، اور سندھ کی خرابی ہندستان کی وجہ سے ہوگی، اور یمن کی خرابی مڈیوں اور بادشاہ کی وجہ سے ہوگی، اور مکہ کی خرابی حبشہ کی وجہ سے ہوگی، اور مدینہ کی خرابی بھوک کی وجہ سے ہوگی۔

روایت: حضرت کعب فرماتے ہیں جزیرۃ العرب خرابی سے محفوظ رہے گا جب تک کہ آرمینیا خراب نہ ہو جائے۔ اور مصر خرابی سے محفوظ رہے گا جب تک جزیرۃ العرب نہ خراب ہو جائے۔ اور کوفہ خرابی سے محفوظ رہے گا جب تک کہ مصر خراب نہ ہو جائے، اور جنگ عظیم اس وقت تک نہیں چھڑے گی جب تک کوفہ خراب نہ ہو جائے۔ اور دجال اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک کفر کا شہر فتح نہ ہو جائے۔ (متدرک ج: ۳ ص: ۵۰۹)

روایت: حضرت مجاور بن غیلانؒ حضرت عبد اللہ بن صامتؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد عبد اللہ کے ساتھ مسجد سے باہر آئے تو عبد اللہ نے فرمایا ”خطوں میں زیادہ جلد خراب ہونے والے خطے، بصرہ اور مصر ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ان کو کیا چیز خراب کر سکتی ہے حالانکہ وہاں تو بڑے معزز اور مالدار لوگ موجود ہیں۔ تو انھوں نے جواب دیا خونریز قتل عام اور انتہائی بھوک۔ (یہ بات میں ایسے کہہ رہا ہوں) گویا میں بصرہ میں ہوں اور بصرہ گویا بیٹھا ہوا شتر مرغ ہو۔ رہا مصر تو دریائے نیل خشک ہو جائیگا اور یہی مصر کی خرابی کا سبب ہوگا۔ (اسنن الواردة فی الفتن)

حضرت ابو عثمان انہدی کہتے ہیں کہ میں جریر ابن عبد اللہ کے ساتھ قطر میں تھا، تو انھوں نے پوچھا اس بستی کا کیا نام ہے؟ میں نے کہا قطر بل۔ ابو عثمان کہتے ہیں پھر جریر بن عبد اللہ نے ذخیل کی جانب اشارہ کیا (پوچھا اس کا کیا نام ہے) ابو عثمان کہتے ہیں میں نے کہا ذخیل۔ کہتے ہیں پھر انھوں نے دجلہ کی جانب اشارہ کیا۔ میں نے کہا وہ دجلہ ہے۔ وہ کہتے ہیں پھر انھوں نے الصراۃ کی طرف اشارہ کیا میں نے کہا اس کو الصراۃ کہتے ہیں۔ وہ (جریر ابن عبد اللہ) فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دجلہ اور ذخیل اور قطر بل اور الصراۃ کے درمیان ایک شہر بنایا جائے گا، جس میں دنیا کی دولت، خزانے اور دنیا کے جابر لوگ جمع کئے

فرماتے ہیں کہ پھر نبی ﷺ نے معاذ کی ران یا کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ سب اسی طرح حقیقت ہے جس طرح تم یہاں ہو یا بیٹھے ہو۔

فائدہ: شہروں کی خرابی کے حوالے سے جو احادیث آئی ہیں ان میں لفظ ”خراب“ استعمال ہوا ہے۔ جو ہر قسم کے نقصان، مکمل ہو یا جزوی، سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسلئے ہم نے اس کا ترجمہ خراب سے ہی کیا ہے۔ کیونکہ حدیث میں بیان کردہ ہر ملک کا نقصان ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

بیت المقدس کی آبادی سے مراد یہودیوں کا وہاں قوت پکڑنا ہے۔ بیت المقدس پر اسرائیلی قبضہ کے بعد یہودیوں کی ناپاک نظریں مدینہ منورہ پر لگی ہوئی ہیں۔ جنگ خلیج کے وقت امریکی فوجوں کا جزیرۃ العرب میں آنا اور حقیقت وہ اسی منصوبہ کا حصہ ہے جسکی نشاندہی آپ ﷺ نے فرمائی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اہل ایمان یہودیوں کی اس سازش کو سمجھ گئے اور اللہ والوں نے امریکہ کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا اس طرح اس وقت سے شروع ہونے والی کفر و اسلام کی جنگ اب تیزی کے ساتھ فیصلہ کن مرحلہ کی جانب بڑھ رہی ہے۔

عن وهب بن منبه قال الجزيرة آمنة من الخراب حتى يخرّب مضر ولا تكون المملحة الكبرى حتى تخرّب الكوفة فإذا كانت المملحة فتنحط القسطنطينية على يد رجل من بني هاشم وخراب الاندلس وخراب الجزيرة من سنايک. الخيل واختلاف الجيوش فيها وخراب العراق من قبل الجوع والسيف وخراب ارمينية من قبل الرجف والصواعق وخراب الكوفة من قبل العدو وخراب البصرة من قبل الفرق وخراب ابله من قبل العدو وخراب الرعي من قبل الدليلم وخراب خراسان من قبل تبت وخراب تبت من قبل السند وخراب السند من قبل الهند وخراب اليمن من قبل الجراد والسلطان وخراب مكة من قبل الحبشة وخراب المدينة من قبل الجوع. (اسنن الواردة فی الفتن ج: ۳ ص: ۸۸۵)

ترجمہ: حضرت وھب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ جزیرۃ العرب اس وقت تک خراب نہ ہوگا جب تک مصر خراب نہ ہو جائے، اور جنگ عظیم اس وقت تک نہ ہوگی جب تک کوفہ خراب نہ ہو جائے، اور جب جنگ عظیم ہوگی تو قسطنطنیہ بنی ہاشم کے ایک شخص کے ہاتھوں فتح ہوگا۔ اور اندلس اور جزیرۃ العرب کی خرابی گھوڑوں کی ناپوں اور لشکروں کے اختلاف کی وجہ سے ہوگی اور عراق کی



ترجمہ: حضرت کعب سے روایت ہے انھوں نے فرمایا جب تم دیکھو کہ پہلے جھنڈے اسکندریہ میں آچکے ہیں پھر وسط شام میں اتر آئیں، تو اس وقت دمشق کی بستیوں میں سے ایک بستی جس کا نام حرستا ہے، دھنس جائے گی۔

فائدہ: حرستا دمشق سے قریب حمص کے راستے میں ہے۔

### عراق پر قبضے کی پیش گوئی

عن عبد اللہ بن عمرو قال یوشک بنو قنطورا ان ینخرجوکم من ارض العراق فلیت ثم نعوذ قال انت تشہی ذاک قلت اجل قال نعم ویكون لہم سؤلوة من غیش. (کتاب التنبیہ بن حماد ج: ۳ ص: ۶۷۹)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمرو سے روایت ہے کہ وہ وقت قریب ہے جب بنو قنطوراء (اہل مغرب) تمہیں عراق سے نکال دیں۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے پوچھا (کیا عراق سے نکلنے کے بعد) پھر ہم دوبارہ (عراق) واپس آسکیں گے؟ حضرت عبد اللہ نے فرمایا آپ ایسا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا ضرور (میں ایسا چاہتا ہوں) انھوں نے فرمایا ہاں (وہ واپس عراق لوٹ کر آئیں گے)۔ اور ان کے لئے (عراق میں) خوشحالی اور آسودگی کی زندگی ہوگی۔

### شام اور یمن کے بارے میں دیگر روایات

عن عبد السلام بن مسلمة سَمِعَ أَبَا قُبَيْلٍ يَقُولُ إِنَّ صَاحِبَ الْمَغْرِبِ وَبَنِي مَرْوَانَ وَقَضَاعَةَ تَجْتَمِعُ عَلَى الرِّيَابِ السُّودِ فِي بَطْنِ الشَّامِ. (کتاب التنبیہ بن حماد ج: ۳ ص: ۶۷۷)

ترجمہ: حضرت عبد السلام ابن مسلمہ سے روایت ہے انھوں نے ابو قبیل کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مغرب والا، بنی مروان اور قضاعا اندرون شام میں کالے جھنڈوں کے نیچے جمع ہونگے۔

عن كعب قال إن الله تعالى يُمِدُّ أَهْلَ الشَّامِ إِذَا قَاتَلَهُمُ الرُّومُ فِي الْمَلْجَمِ بِقَطِيعَتَيْنِ دَفْعَةً سَبْعِينَ أَلْفًا وَدَفْعَةً ثَمَانِينَ أَلْفًا مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ حَمَائِلَ سُوفِيهِمُ الْمُسَدِّ يَقُولُونَ نَحْنُ عِبَادُ اللَّهِ حَقًّا نَقَاتِلُ أَعْدَاءَ اللَّهِ رَفَعَ اللَّهُ عَنْهُمْ الطَّاعُونَ وَالْأَوْجَاعَ وَالْأَوْصَابَ حَتَّى لَا يَكُونَ بَلَدٌ أَبْرَأَ مِنَ الشَّامِ وَيَكُونَ مَا كَانَ فِي الشَّامِ مِنْ تِلْكَ الْأَوْجَاعِ وَالطَّاعُونَ فِي غَيْرِهَا. (کتاب التنبیہ بن حماد ج: ۳ ص: ۶۷۹)

جائیں گے۔ اہل شہر دھنس جائیں گے، تو یہ شہر لوہے کی کیل سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ زمین میں دھنس جائے والا ہے۔ (تاریخ بغداد ج: ۱ ص: ۳۰)

فائدہ: ذکیل بغداد اور نگریت کے درمیان سارا شہر کے قریب ہے۔

عن اسحاق بن أبي يحيى الكعبي عن الأوزاعي قَالَ إِذَا دَخَلَ أَصْحَابُ الرِّيَابِ الصُّفْرَ مَضَرٌ فَلْيَنْخِرُوا أَهْلَ الشَّامِ أَسْرَابًا تَحْتَ الْأَرْضِ. (السنن الواردة في التنبیہ)

ترجمہ: حضرت ائحق ابن ابی یحییٰ الکعبی حضرت اوزاعی سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ جب پہلے جھنڈوں والے مصر میں داخل ہو جائیں تو اہل شام کو زمین دوز سرنگیں کھود لیں چاہئیں۔

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے انھوں نے مصر والوں سے فرمایا جب تمہارے پاس مغرب سے عبد اللہ ابن عبد الرحمن آئے گا تو تم اور وہ قطرہ سے قتال کرو گے جسکے نتیجے میں تمہارے درمیان ستر ہزار مقتول ہونگے، اور تمہیں سرزمین مصر اور شام کی ایک ایک بستی سے ضرور نکال دیں گے، اور عربی عورت دمشق کے راستے پر بچیوں درہم میں بیچی جائے گی، پھر وہ حمص میں داخل ہونگے وہاں وہ اٹھارہ مہینے ٹھہریں گے، اور وہاں مال و دولت تقسیم کریں گے، نیز وہاں مردوں اور عورتوں کو قتل کریں گے۔ پھر ان کے خلاف ایک شری شخص نکلے گا، تو وہ ان سے جنگ کریگا اور ان کو شکست دیدیگا، یہاں تک کہ ان کو مصر میں داخل کر دیگا۔ (کتاب التنبیہ بن حماد ج: ۱ ص: ۶۷۷)

عن سعيد بن سنان عن الأشياخ قال تَكُونُ بِحِمَصَ صَيْحَةً فَلْيَلْبِثْ أَخَذُكُمْ فِي بَيْتِهِ فَلَا يَخْرُجُ ثَلَاثَ سَاعَاتٍ. (کتاب التنبیہ بن حماد ج: ۱ ص: ۶۷۷)

ترجمہ: سعید بن سنان نے شیوخ سے روایت کی ہے فرمایا (شام کے شہر) حمص میں ایک چیخ ہوگی، سو (اس وقت) ہر ایک اپنے گھر میں رکارہے، تین گھنٹے تک نہ نکلے۔

فائدہ: ان تمام روایات میں واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ مسلمان دشمن کو دیکھ کر خواب غفلت میں نہ پڑے رہیں، اور ایک مسلم ملک کو پٹتا ہوا دیکھ کر دوسرے مسلمان یہ نہ کہیں کہ ہماری باری نہیں آئیگی، بلکہ پہلے سے ہی دشمن کے مقابلے کے لئے تیاری شروع کر دیں۔

عن كعب قال إِذَا رَأَيْتَ الرِّيَابَ الصُّفْرَ نَزَلَتْ الْإِسْكَندَرِيَّةُ ثُمَّ نَزَلُوا سُرَّةَ الشَّامِ فَعِنْدَ ذَلِكَ يُخَسَفُ بَقْرِيَّةٌ مِنْ قُرَى دِمَشْقَ يُقَالُ لَهَا حَرْسَتَا. (کتاب التنبیہ بن حماد ج: ۱ ص: ۶۷۷)





اس مال سے دور رہنے کا حکم فرمایا۔ اس حدیث میں نصحت ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ کے احکامات کو بھلا کر دولت اکھٹی کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا ”قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی، جب تک فرات سے سونے کا پہاڑ نہ نکلے لوگ اس پر جنگ کریں گے اور ہر سو میں سے خناویں مارے جائیں گے ہر ایک بچنے والا یہی سمجھے گا کہ شاید میں ہی اکیلا بچا ہوں۔“ (مسلم ج: ۳ ص: ۲۲۱۹)

فائدہ: دریائے فرات کے کنارے واقع ”فلویہ“ کے لئے اتحادی فوجوں اور مجاہدین کے درمیان خوریز جنگ ہوئی ہے۔ اور جھڑپیں ابھی بھی جاری ہیں۔ البتہ اس بات کا علم نہیں کہ کیا وہاں سونے کے پہاڑ کے بارے میں کافروں کو علم ہے یا نہیں؟ یا پھر یہاں سونے کے پہاڑ سے کچھ اور مراد ہے۔ واللہ اعلم

عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ يَفْتَلِلُ عِنْدَ كُنُوزِكُمْ فَلَا تَهْمُ ابْنُ خَلِيفَةٍ تَمَلًا يَصِيرُ إِلَيَّ وَاحِدٌ مِنْهُمْ ثُمَّ تَطْلُعُ الرِّايَاتُ السَّوْدُومِنْ قَبْلِ الْمَشْرِقِ فَيُفَاتِلُونَكُمْ قِتَالًا لَمْ يُقَاتِلْهُ قَوْمٌ ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايَعُوهُ وَلَوْ حَبْنُوا عَلَى الْفُلُجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ. هذا حديث صحيح على شرط الشيخين (مسند درک ج: ۳ ص: ۵۱۰ - سنن ابن ماجہ ج: ۳ ص: ۱۳۶۷)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تمہارے خزانے کے پاس تین شخص جنگ کریں گے یہ تینوں خلیفہ کے لڑکے ہوں گے پھر بھی یہ خزانہ ان میں سے کسی کی طرف منتقل نہیں ہوگا اسکے بعد مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودار ہوں گے اور وہ تم سے اس شدت کے ساتھ جنگ کریں گے کہ اس سے پہلے کسی قوم نے اس شدت کے ساتھ جنگ نہ کی ہوگی۔ (راوی کہتے ہیں پھر آپ نے کوئی بات فرمائی جو ہم نہ سمجھ سکے) ابن ماجہ کی روایت میں اس جملے کی تصریح ان الفاظ میں ہے ”پھر اللہ کے خلیفہ مہدی کا خروج ہوگا پھر فرمایا کہ جب تم لوگ انہیں دیکھنا تو ان سے بیعت کر لینا اگر چہ اس بیعت کے لئے تمہیں برف پر گھسٹ کر آنا پڑے وہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہوں گے۔ یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

فائدہ: اس خزانے سے مراد یا تو وہی فرات والا خزانہ ہے یا وہ خزانہ ہے جو کعبہ میں دفن ہے اور جس کو حضرت مہدی نکالیں گے۔ یہاں دو فریق پہلے سے اس خزانے کے لئے جنگ کر رہے ہوں گے۔ پھر مشرق سے کالے جھنڈے والے آئیں گے۔ جو اسلام کی طلب میں آئیں گے۔ اس کا

ترجمہ: حضرت کعب سے روایت ہے انھوں نے فرمایا جب رومی جنگ عظیم (ملاحم) میں اہل شام سے جنگ کریں گے تو اللہ تعالیٰ دو لشکروں کے ذریعے ان (اہل شام) کی مدد فرمائے گا، ایک مرتبہ ستر ہزار سے اور دوسری مرتبہ اسی ہزار اہل یمن کے ذریعے، جو اپنی بند تلواریں (یعنی بالکل پیک اسلحہ اس سے مراد نیا اسلحہ ہے) لٹکائے ہوئے آئیں گے۔ وہ کہتے ہوئے کہ ہم آپ کے سچے اللہ کے بندے ہیں۔ ہم اللہ کے دشمنوں سے قتال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے طاعون، ہر قسم کی تکلیف (بیماری وغیرہ) اور تھکاوٹ کو اٹھالیں گے۔ حتیٰ کہ شام سے زیادہ کوئی ملک (ان بیماریوں سے) محفوظ نہیں ہوگا، اور شام میں جو تکالیف اور طاعون ہوگا وہ شام کے علاوہ (مملکتوں) میں بھی ہوگا۔ (یعنی طاعون اور دیگر بیماریاں تمام جگہوں پر ہوں گی لیکن شام میں سب سے کم ہوں گی، اور مجاہدین کو تو اللہ بالکل ہی ان تمام آفتوں سے محفوظ فرمائے گا)۔

اسی روایت میں ہے ”حضرت کعب نے فرمایا مغرب میں بھیڑ کی مدت حمل کے برابر ایک بادشاہ ہوگا جو اہل شام کے مقابلے لئے جہاز تیار کرے گا، چنانچہ جب بھی وہ جہاز تیار کریگا تو اللہ تعالیٰ (ان کو تباہ کرنے کے لئے) تیز ہوا کو بھیج دیگا یہاں تک کہ اللہ ان (جہازوں) کو نکلنے کی اجازت دیدگا تو وہ ”عکاک“ اور ”نہر“ کے درمیان لنگر انداز ہوں گے۔ پھر ہر لشکر دوسرے کی مدد کریگا۔ (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے حضرت کعب سے پوچھا کہ وہ نہر کون سی ہے؟ (جہاں اہل مغرب آکر لنگر انداز ہوں گے) انھوں نے فرمایا دریائے ارنط (یعنی نہر قنص۔ اور مہراقہ) اقرع اور مصیصہ کے درمیان کا علاقہ ہے۔“ (کتاب الفتن نعیم ابن حمار ج: ۳ ص: ۳۶۹)

### دریائے فرات (Euphrates) پر جنگ

عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ يُوسِبُكَ الْفُرَاتُ أَنْ يَخْسِرَ عَنْ كُنُوزِ مَنْ ذَهَبَ فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ. (بخاری ج: ۶ ص: ۲۶۰۵ - سنن الترمذی ج: ۳ ص: ۶۹۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ غنقریب دریائے فرات سے سونے کا خزانہ نکلے گا۔ لہذا جو بھی اس وقت موجود ہو، اس میں سے کچھ نہ لے۔

فائدہ: نبی کریم ﷺ نے مال کو اس امت کے لئے فتنہ قرار دیا ہے۔ فرمایا ان لکھل لکھل فتنہ وان فتنہ امتی المال۔ ہر امت کے لئے کوئی چیز فتنہ رہی ہے اور بیشک میری امت کے لئے فتنہ مال ہے اور فتنے سے دور رہنا ہی فتنے سے بچنے کا سبب ہوتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے



غور و فکر کرتے جو اس وقت ان علاقوں میں رونما ہو رہے ہیں جنگ بارے میں احادیث میں بہت کچھ بیان کیا گیا ہے۔

دریائے فرات کے بارے میں کافی احادیث آئی ہیں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جیسے ہی فرات کے کنارے فوج میں جنگ شروع ہوئی تھی تو ایمان والوں کو فکر لاحق ہونی چاہئے تھی لیکن لگتا یوں ہے کہ مسلمان بھی کفر کی آنکھ (مغربی میڈیا) سے واقعات کو دیکھتے ہیں۔

فرات کے کنارے فوج میں گھمسان کی جنگ بھی لڑی گئی، اور مشرق سے کالے جھنڈے والے بھی وہاں لڑ رہے ہیں اور اس انداز میں لڑ رہے ہیں کہ اس پہلے کوئی نہیں لڑا۔ اگرچہ ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ یہ وہی لشکر ہے جس کا ذکر اوپر والی حدیث میں آیا ہے، ممکن ہے حدیث والا لشکر بعد میں پہنچے۔ البتہ جو دو باتیں ہم نے بیان کی ہیں وہ ساری دنیا جانتی ہے کہ حقیقت ہیں۔ جنگ بھی فرات کے کنارے ہے اور کالے جھنڈے والے القاعدہ کے مجاہدین کی بڑی تعداد جو وہاں لڑ رہی ہے وہ سب وہی عرب مجاہدین ہیں جو طرابلس کی پسپائی کے بعد مشرق (افغانستان) ہی سے عرب ممالک واپس گئے ہیں۔ اب مزید تحقیق کرنا علماء کرام کا کام ہے کہ مسئلہ بہت اہم ہے اور میڈیا پر کفریہ طاقتوں کا قبضہ ہے۔

ایمان والوں سے گزارش یہ ہے کہ حالات کو احادیث کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں، ابھی سے اپنے آپ کو جہاد کے لئے تیار کر لیں، اگر دل میں ایمان ہے اور ایمان ہی کی حالت میں اللہ سے ملنا چاہتے ہیں۔ ورنہ یہ حقیقت ذہن نشین رہے کہ حضرت مہدی آکر کفار سے قتال کریں گے اس وقت تربیت کا موقع نہیں ملے گا، وہی انکے ساتھ چاہئے گا جو پہلے سے جہاد کی تیاری کئے ہوگا۔ ابھی وقت ہے بیدار ہونے کا ورنہ ایمان نہ ہو کہ نامعلوم منزلوں کی جانب سفر جاری رہے اور جب ہوش آئے تو قافلہ چھوٹ چکا ہو۔

**خروج مہدی کی نشانیاں**

**حج کے موقع کے پر مٹی میں قتل عام**

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال قال رسول الله ﷺ في ذي القعدة تجاذب القبائل وتغادر قبيلته الحاج فتكون ملحمة بميني يكثر فيها القتل ويسبل فيها الدماء حتى تسبل دمائهم على عقبة الجمره وحتى يهرّب صاحبهم فيأتي بين الركن والمقام فيبائع وهو كاره يقال له ان ابنت صرنا

بیان آگے آئے گا۔

عن أبي الزعراء قال ذكر الدجال عند عبد الله بن مسعود فقال يفتري الناس عند خروجه ثلاث فرق فرقة تتبعه وفرقة تلحق بأهلها مائة الشيع وفرقة تأخذ شط هذا الفرات يقتلهم ويقاتلون حتى يقتلوا بغرب الشام فيبعثون طليعة فيهم فرس أشقر أو أبلق فيقتلون فلا يرجع منهم أحد. (مسند ابن أبي عمير ج ۳ ص ۲۲۶)

ترجمہ: حضرت ابو زعراء فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود کے سامنے دجال کا ذکر ہوا تو فرمانے لگے کہ دجال کے وقت لوگ تین جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک جماعت اس کے ساتھ ہو جائے گی، اور ایک جماعت گھر کے بڑے کا قائم مقام بن کر اپنے گھروں میں بیٹھ جائے گی اور ایک جماعت اس فرات کے کنارے ڈٹ جائے گی۔ دجال ان سے جنگ کرے گا اور یہ دجال سے جنگ کریں گے۔ (لڑتے لڑتے آگے بڑھتے جائیں گے) یہاں تک کہ مغربی شام میں جنگ کریں گے۔ پھر (ریکی کے لئے) ایک دستہ بھیجیں گے جس میں چنگبرے یا بھورے رنگ کے گھوڑے ہوں گے، یہ (وہاں) جنگ کریں گے۔ چنانچہ ان میں سے کوئی بھی واپس نہیں آئے گا۔

**دریائے فرات اور موجودہ صورت حال**

**دیکھو! قافلہ چھوٹ نہ جائے:**

تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جن کو اس وقت کوئی خاص اہمیت نہیں دی گئی جب وہ رونما ہو رہے تھے، البتہ بعد میں چل کر انکے دور رس اثرات کے بارے میں لوگوں کو علم ہوا۔ اس دور میں بھی ہمارے سامنے دل دہلا دینے والے اور ذہنوں کو جھنجھوڑ دینے والے حادثات رونما ہو رہے ہیں، زمانہ قیامت کی چال چل رہا ہے، واقعات جج جج کر غور و فکر کی دعوت دے رہے ہیں۔ لیکن غفلت کے صحراؤں میں بھٹکنے والے نہ معلوم کب تک بھٹکتے رہیں گے۔ نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ احادیث پر عمل کرنا تو دور کی بات آج اکثر مسلمان ان میں غور کرنے کی بھی تکلیف گوارا نہیں کر رہے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خود کو اس وقت کے لئے تیار کرو جب جہاد ہی ایمان کا معیار ہوگا، جو جہاد سے پیچھے رہے گا اس کا ایمان معتبر نہیں ہوگا، تو کہتے ہیں کہ ابھی وہ وقت بہت دور ہے۔ حالانکہ حقیقت میں وہ اپنی بزدلی اور دنیا کی محبت کی وجہ سے جہاد کی تیاری نہیں کرتے۔ کیونکہ اگر وہ اپنے کہنے میں سچے ہوتے تو کچھ تو تیاری کرتے۔ نیز ان حالات میں تو



اور زمین سے اعلان کرنے والا اعلان کریگا۔ اس (اعلان کرنے والے) نے جھوٹ کہا۔ چنانچہ نیچے والے اعلان کرنے والے لڑائی کریں گے، یہاں تک کہ درختوں کے تنے خون سے سرخ ہو جائیں گے۔ اور اس دن جس کے بارے میں عبد اللہ ابن عمروؓ نے فرمایا یہ لشکر ہے جس کو زینوں والا لشکر (جیش البراذع) کہا جاتا ہے۔ وہ (اپنے گھوڑوں کی) زینوں کو پھاڑ کر ڈھال بنالیں گے۔ چنانچہ جب کافروں اور مسلمانوں کے درمیان لڑائی ہوگی تو اس دن آسمان سے آنے والی آواز کا ساتھ دینے والوں میں سے صرف اہل بدر کی تعداد کے برابر تین سو تیرہ مسلمان بچیں گے۔ اس طرح ان (مسلمانوں) کی مدد کی جائیگی۔ پھر یہ اپنے ساتھی کے پاس آئیں گے۔

حدیث: حضرت علیؓ فرماتے ہیں مدینہ کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ وہ آل بیت کو قتل کریں گے۔ تو مہدی اور مہینس مدینہ سے مکہ بھاگ جائیں گے۔ (منہج کز اعمال ص: ۳۳ ج: ۶)

**رمضان میں آواز کا ہونا**

عن فیروز الدیلمی قال قال رسول اللہ ﷺ یكون فی رمضان صوت قالوا یا رسول اللہ فی اولہ او فی وسطہ او فی آخرہ قال لا بل فی النصف من رمضان إذا كانت ليلة النصف ليلة الجمعة يكون صوت من السماء يصعق له سبعون ألفاً ويصم سبعون ألفاً قالوا یا رسول اللہ فمن الساليم من امتك قال من لزم بيته وتعوذ بالشجود وخهر بالتكبير لله ثم يتبعه صوت آخر فالصوت الأول ويميز جبريل والثاني صوت الشيطان، فالصوت في رمضان والمغممة في شوال ويميز القبائل في ذي القعدة ويغار على الحاج في ذي الحجة والمحرم وأما المحرم أوله بلاء على امتي وآخره فرج لأمتي. الزاحلة بقتبها ينجو عليها المؤمن خير له من دسكرة تغل بمائة ألب. (المجم الكبير ج: ۱۸ ص: ۳۳۲)

ترجمہ: حضرت فیروز دیلمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان میں ایک زبردست آواز آئے گی۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ آواز رمضان کے شروع میں ہوگی، یا درمیان میں یا آخر میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نصف رمضان میں۔ جب نصف رمضان میں جمعہ کی رات ہوگی تو آسمان سے ایک آواز آئے گی، جس سے ستر ہزار لوگ بے ہوش ہو جائیں گے، اور ستر ہزار بھرے ہو جائیں گے۔ صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ تو آپ کی امت میں سے اس آواز سے

عُنُقُكَ يُسَابِغُهُ مِفْلٌ عِلَّةٌ أَهْلٌ يَلْذِي يَرْضَى عَنْهُمْ سَابِغُ السَّمَاءِ وَسَابِغُ الْأَرْضِ. (المصدر: علي المحسن ج: ۳ ص: ۵۴۹)

ترجمہ: حضرت عمرو ابن شعیب نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذی قعدہ کے مہینے میں قبائل کے درمیان کشمکش اور معرکہ فتنی ہوگی چنانچہ حایوں کو لوٹا جائے گا اور مٹی میں جنگ ہوگی۔ بہت زیادہ قتل عام اور خون خرابہ ہوگا یہاں تک کہ عقبہ جمرہ پر بھی خون بہ رہا ہوگا۔ نوبت یہاں تک آئے گی کہ حرم والا (حضرت مہدی) بھی بھاگ جائے گا اور (بھاگ کر) وہ رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان آکھٹے اور انکے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی۔ اگرچہ وہ (حضرت مہدی) اسکو پسند نہیں کر رہے ہوں گے۔ ان سے کہا جائے گا کہ اگر آپ نے بیعت لینے سے انکار کیا تو ہم آپ کی گردن اڑا دیں گے۔ پھر بیعت کریں گے بیعت کرنے والوں کی تعداد اہل بدر کے برابر ہوگی۔ ان (بیعت کرنے والوں) سے زمین و آسمان والے خوش ہوں گے۔

مستدرک کی ہی دوسری روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جب لوگ بھاگے بھاگے حضرت مہدی کے پاس آئیں گے تو اس وقت حضرت مہدی کعبہ سے لپٹے ہوئے رو رہے ہوں گے۔ (حضرت عبد اللہ ابن عمروؓ فرماتے ہیں) گویا میں ان کے آنسو دیکھ رہا ہوں۔ چنانچہ لوگ (حضرت مہدی سے کہیں گے) آئیے ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ وہ (حضرت مہدی) کہیں گے افسوس! تم کتنے ہی معاہدوں کو توڑ چکے ہو، اور کس قدر خون خرابہ کر چکے ہو، اسکے بعد نہ چاہتے ہوئے بھی وہ بیعت کر لیں گے۔ (حضرت عبد اللہ ابن عمروؓ) فرمایا (اے لوگو!) جب تم انھیں پالو تو تم ان کے ہاتھ پر بیعت کر لینا کیونکہ وہ دنیا میں بھی ”مہدی“ ہیں اور آسمان میں بھی ”مہدی“ ہیں۔

فائدہ ۱: اس حدیث میں مٹی میں خون خرابے کا ذکر ہے۔ اتنا بڑا واقعہ اچانک تو رونما نہیں ہوگا بلکہ باطل قوتیں اسکے لئے پہلے سے ہی تیاریاں کر رہی ہوں گی۔

فائدہ ۲: حضرت مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کی تعداد جنگ بدر کے مجاہدین کے برابر یعنی تین سو تیرہ ہوگی۔ نعیم ابن حماد نے کتاب الفتن میں اس کے بارے میں یہ حدیث نقل کی ہے۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ اس سال (حضرت مہدی کے سال) دو اعلان کرنے والے اعلان کریں گے۔ آسمان سے اعلان کرنے والا اعلان کرے گا اے لوگو! تمہارا امیر فلاں شخص ہے۔



### خروج حضرت مہدی

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَيَأْتِي مَكَّةَ فَيَسْتَخْرِجُهُ النَّاسُ مِنْ بَيْتِهِ وَهُوَ كَارِهٌ فَيُسَاسِمُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَيَجْهَزُ إِلَيْهِ جَيْشٌ مِنَ الشَّامِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْبَيْدَاءِ خَسِفَ بِهِمْ فَيَأْتِيهِ غَضَائِبُ الْعِرَاقِ وَأَبْدَالُ الشَّامِ وَيَنْشَأُ رَجُلٌ بِالشَّامِ وَأَخُوهُ كُلُّهُ فَيَجْهَزُ إِلَيْهِ جَيْشًا فَيُهْزِمُهُمُ اللَّهُ فَتَكُونُ الدَّائِرَةُ عَلَيْهِمْ فَذَلِكَ يَوْمُ كَلْبِ الْخَالِطِ مِنَ خُطَابٍ مِنْ غَنِيمَةٍ كُلِّبَ فَيَسْتَفْتِحُ الْكُنُوزَ وَيَقْسِمُ الْأَمْوَالَ وَيُلْقِي لِإِسْلَامٍ بِحَرَابِهِ إِلَى الْأَرْضِ فَيَعِيشُ بِذَلِكَ سِتْعَ سِنِينَ أَوْ قَالَ تِسْعَ سِنِينَ. (المجم لأوسط ج: ۳ ص: ۳۵)

ترجمہ: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہوگا خاندان نبی ہاشم کا ایک شخص (اس خیال سے کہیں لوگ مجھے خلیفہ نہ بنا دیں) مدینہ سے مکہ چلا جائیگا لوگ (اسے پہچان کر کہ یہی مہدی آخر الزماں ہیں) گھر سے باہر نکال لائیں گے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان انکے نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے ہاتھ پر بیعت خلافت کریں گے۔ (اس کی بیعت خلافت کی خبر سن کر) شام سے ایک لشکر ان سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوگا چنانچہ یہ لشکر جب بیداء میں پہنچے گا تو دھنسا دیا جائیگا۔ اسکے بعد ان کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال حاضر ہوں گے۔ پھر ایک شخص شام سے نکلے گا جسکی نیہال قبیلہ کلب میں ہو گی وہ اپنا لشکر ان (بنی ہاشم کے اس شخص) کے خلاف مقابلے کے لئے روانہ کریگا اللہ تعالیٰ اس لشکر کو شکست دیگا جسکے نتیجے میں ان پر آفت آئیگی۔ یہی ”کلب“ کی جنگ ہے۔ وہ شخص خسارہ میں رہے گا جو ”کلب“ کی غنیمت سے محروم رہا۔ پھر وہ (مہدی) خزانوں کو کھول دینگے اور مال تقسیم کریں گے اور اسلام دنیا میں مستحکم ہو جائے گا وہ اس طرح سات یا نو سال رہیں گے۔ اس روایت کو طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے۔ اور اسکے تمام راوی صحیح ہیں۔ (المجم لأوسط ج: ۳ ص: ۳۵)

ابوداؤد کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے ”پھر وہ (مہدی) وفات پا جائیں گے اور لوگ ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ فائدہ: بنی ہاشم کے وہ شخص جن کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی وہ محمد ابن عبد اللہ ہوں گے جو مہدی کے لقب سے مشہور ہوں گے۔

طبرانی کی دوسری روایت میں ہے کہ بیعت کرنے والوں کی تعداد میدان بدر کے صحابہ کے برابر یعنی تین سو تیرہ ہوں گی۔ (المجم لأوسط ج: ۹ ص: ۱۷۶)

محفوظ کون رہیگا؟ فرمایا جو (اس وقت) اپنے گھروں میں رہے اور حدود میں گر کر پناہ مانگے، اور زور زور سے نکمیریں کہے۔ پھر اسکے بعد ایک اور آواز آئیگی۔ پہلی آواز جبریل کی ہوگی اور دوسری آواز شیطان کی ہوگی۔

(واقعات کی ترتیب یہ ہے کہ) آواز رمضان میں ہوگی۔ اور منمخدا شوال میں ہوگی۔ اور ذی قعدہ میں قبائل عرب بغاوت کریں گے اور ذی الحجہ اور محرم میں حاجیوں کو لوٹا جائے گا۔ رہا محرم کا مہینہ تو محرم کا ابتدائی حصہ میری امت کے لئے آزمائش ہے اور اسکا آخری حصہ میری امت کے لئے نجات ہے۔ اس دن وہ سواری مع کھاوے کے جس پر سوار ہو کر مسلمان نجات پائے گا، اس کے لئے ایک لاکھ سے زیادہ قیمت والے اس مکان سے بہتر ہوگی جہاں کھیل و تفریح کا سامان ہوتا ہے۔

فائدہ: اس روایت میں عبد الوہاب بن ضحاک راوی متروک ہیں۔ چنانچہ یہ روایت ضعیف ہے۔ (مجمع الزوائد ج: ۷ ص: ۳۱۰)

ایک دوسری روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے ”اور ستر ہزار (گھبراہٹ کے مارے) راستہ بھٹک جائیں گے، ستر ہزار اندھے ہو جائیں گے ستر ہزار گونگے ہو جائیں گے، ستر ہزار لڑکیوں کی بکارت زائل ہو جائیگی۔ (اسنن الوارود فی الختن)

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان میں آواز ہوگی، اور ذی قعدہ میں قبائل کی بغاوت ہوگی، اور ذی الحجہ میں حاجیوں کو لوٹا جائیگا۔ طبرانی نے اسکو الاوسط میں روایت کیا ہے۔ اس میں شہر ابن حوشب راوی ضعیف ہیں۔ (مجمع الزوائد ج: ۷ ص: ۳۱۰)

حضرت یزید ابن سندی نے حضرت کعب سے روایت کی ہے فرمایا حضرت مہدی کے خروج کی نشانی یہ ہے کہ مغرب کی جانب سے جھنڈے آئیں گے جن پر ہونکندہ کا ایک لنگڑا شخص سربراہ ہوگا، سو جب مغرب والے مصر میں آجائیں تو اس وقت شام والوں کے لئے زمین کا اندرونی حصہ بہتر ہوگا۔ (اسنن الوارود فی الختن)

(آگ کی حرارت Radiation یا گھسان کی جنگ) (حاشیہ: بمعنیہ جنگ کی گھن گرج یا گھسان کی جنگ کو کہتے ہیں۔ اور اسکے معنی آگ کی لپٹ اور حرارت (Heat Radiation) کے بھی ہیں۔ کیونکہ یہ اصل میں ممد النار سے لیا گیا ہے جسکے معنی آگ کی لپٹ یا انگارے کے ہیں۔ (لسان العرب)



ہیں اور تیس ابدال باقی ملکوں میں رہتے ہیں۔ علامہ سیوطیؒ نے مجمع البیوع میں حضرت علیؑ کی یہ روایت نقل کی ہے ”ابدال نے یہ جو درجہ پایا ہے وہ بہت زیادہ نماز روزہ کرنے کی وجہ سے نہیں پایا ہے، اور نہ ان عبادتوں کی وجہ سے ان کو تمام لوگوں سے ممتاز کیا گیا ہے، بلکہ انھوں نے اتنا اعلیٰ درجہ اپنی سخاوت، نفس (دریادلی)، سلامتی دل، اور مسلمانوں کی خیر خواہی رکھنے کی وجہ سے پایا ہے۔

ایک اور حدیث میں حضرت معاذ ابن جبلؓ سے منقول ہے ”جس شخص میں تین صفتیں یعنی رضاء بقضاء (تقدیر پر راضی رہنا)، منوعہ چیزوں سے مکمل بچنا، اور خدا کے دین کی خاطر غصہ کرنا پائی جائیں اس کا شمار ابدال کی جماعت میں ہوتا ہے۔ (بحوالہ مظاہر حق جدید ج: ۵ ص: ۴۳، ۴۴ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

فائدہ ۶: ”عصائب“: عصائب بھی اولیاء اللہ کے ایک گروہ کا نام ہے۔

### سفینی کون ہے

عن عبد اللہ بن القبطیۃ قال دخلت انا والحسن بن علی علیہ السلام فقلنا حدیثی عن جیش الحنفیۃ فقالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول یخرج السفینی بالشام فیسیر الی الکوفۃ فیتبع جیشاً الی المدینۃ فیقابلون ما شاء اللہ حتی یقتل الحبل فی بطن امیہ ویعود غائداً من ولد فاطمۃ او قال من ولد علی بالشام فیتخرجون الیہ فاذا کانوا ببیداء من الارض خبف بهم غیر رجل ینذر الناس (علل بن حاتم ج: ۳ ص: ۴۴۵)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن قبطیہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ میں اور حضرت حسن ابن علیؑ ام المؤمنین ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے، تو حضرت حسنؑ نے فرمایا (اے ام المؤمنین) آپ مجھے دھنس جانے والے لشکر کا حال بیان کیجئے۔ تو ام المؤمنین ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سفینی کا خروج شام (موجودہ دور کا اردن، فلسطین، اسرائیل شام، لبنان۔ راقم) میں ہوگا۔ پھر وہ کوفہ کی جانب روانہ ہوگا تو مدینہ منورہ کی جانب ایک لشکر روانہ کریگا، چنانچہ وہ لوگ وہاں لڑائی کریں گے جب تک اللہ چاہے، حتیٰ کہ ماں کے پیٹ میں موجود بچے کو بھی قتل کر دیا جائے گا، اور (اس انتشار کی صورت میں) حضرت فاطمہؑ کی اولاد میں سے یا فرمایا کہ حضرت علیؑ کی اولاد میں سے ایک پناہ لینے والا حرم شریف میں پناہ لے گا، لہذا (اس کو بچانے کے لئے) وہ لشکر والے اس کی طرف نکلیں گے، تو جب یہ لوگ مقام

فائدہ ۲: حدیث میں لفظ ”مدینہ“ سے مراد اگر مدینہ منورہ ہے تو وفات پانے والا حکمران سعودیہ کا ہی ہوگا جسکے بعد اسکے جانشین پر اختلاف ہوگا۔ اور امیر مہدی مدینہ منورہ سے مکہ آجائینگے (اختلاف سے بچنے کے لئے)۔ اور اگر لفظ مدینہ سے مراد شہر ہے تو پھر کسی اور ملک کا شہر بھی ہو سکتا ہے، جہاں کے حکمران کے مرنے کے بعد اختلاف ہوگا۔

فائدہ ۳: حضرت مہدی کی بیعت کی خبر ملتے ہی ایک لشکر انکے خلاف نکلے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کفار حضرت مہدی کے انتظار میں ہونگے اور اپنے جاسوسوں کے ذریعے حرم شریف کی خبریں رکھتے ہونگے۔ اس روایت میں صرف اتنا ذکر ہے کہ لشکر بھیجنے والے کی تمیہال بنو کلب میں ہوگی۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے توربشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”جب سفینی حضرت مہدی سے اختلاف کرے گا تو انکے خلاف اپنی تمیہال والوں سے مدد طلب کرے گا۔“ (عون المعبود)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت بنو کلب بھی عرب کے کسی ملک پر حکمران ہونگے۔ اور اسلام کے دشمن ہونگے۔

طبرانی کی ہی دوسری روایات میں اس شخص کے بارے میں یہ آیا ہے کہ اس کا تعلق قریش سے ہوگا۔ اور بعض دیگر روایات میں ہے کہ وہ سفینی کے نام سے مشہور ہوگا۔ اس کا ذکر ہم آگے کریں گے۔

ف ۴: بیدار شام میں بھی ہے اور ایک بیدار اردن میں ہے۔ لیکن شارح مسلم امام نوویؒ کے مطابق یہاں بیدار سے مراد مدینہ منورہ والا بیدار ہے۔ جو ذوالحلیفہ کے قریب ہے۔ یہ بیدار (Bayda) مدینہ منورہ سے تقریباً تین سو کلومیٹر کے فاصلے پر اردن کی جانب ہے۔ اور نقشے کے اندر اس بیدار کے مقام پر آتش فشاں (Volcano) دکھایا گیا ہے۔

جب پہلا لشکر بیدار میں دھنس جائے گا تو اسکے بعد حضرت مہدی مجاہدین کو لیکر شام کی طرف جائینگے اور وہاں دوسرے لشکر سے قتال کریں گے اور اس کو شکست دینگے۔ اس جنگ کو ہی حدیث میں جنگ کلب کہا گیا ہے۔ اور اس لشکر کے سردار جو سفینی کے لقب سے مشہور ہوگا اس کو اسرائیل میں بحیرہ طبریہ (Lake of Tiberias) کے قریب قتل کریں گے۔ (بحوالہ الحسن النوارہ فی الشیخ)

فائدہ ۵: ”ابدال“: ابدال اولیاء اللہ کے ایک گروہ کو کہتے ہیں۔ دنیا میں کل ابدال کی تعداد ستر رہتی ہے۔ اس میں سے چالیس ابدال تو شام (سوریا، فلسطین، اردن، لبنان وغیرہ) میں رہتے

حاشیہ ۱: شرح ابوداؤد و عون المعبود



اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں کے اندر عظیم رہنما اور ہیرو بنا کر پیش کیا جائے گا۔ جیسا کہ باطل قوتیں ہمیشہ کیا کرتی ہیں۔ اور جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ اہل مغرب سے جنگ کریگا اور انکو شکست دیدگا۔ تو ممکن ہے اس کا یہ جنگ کرنا بھی ایک قیامہ ہوتا کہ عالم اسلام کے اندر اسکو فاتح اور عظیم رہنما بنا دیا جائے۔

اسکے بعد وہ اپنے اصل روپ میں آئے گا اور مسلمانوں کے خلاف دو لشکر روانہ کریگا ایک لشکر مدینہ منورہ کی جانب اور دوسرا مشرق کی جانب۔ یہ لشکر مدینہ منورہ میں تین دن تک لوٹ مار کریگا پھر یہ لشکر مکہ مکرمہ کی جانب جائیگا جب یہ بیداء کے مقام پر آئیگا تو اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو اس لشکر کو وحشا نے کا حکم دینگے چنانچہ یہ لشکر زمین میں صحن جائیگا۔ اور دوسرا لشکر بغداد کی طرف جائے گا اور یہ لشکر بھی لوٹ مار اور قتل عام کریگا۔ جو اس کی مخالفت کریگا اس کو قتل کر دیا کریگا، حتیٰ کہ حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو بھی قتل کر دیا۔

نعیم ابن حماد کی کتاب الفتن کی بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ سفیانی خراسان کے مجاہدین اور عرب مجاہدین کے خلاف بھی لشکر بھیجے گا۔

### نفس زکیہ کی شہادت

مُجَاهِدٌ قَالَ حَدَّثَنِي فُلَانٌ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ أَنَّهُ الْمَهْدِيُّ لَا يَخْرُجُ حَتَّى تُقْتَلَ النَّفْسُ الزَّكِيَّةُ فَإِذَا قُتِلَتِ النَّفْسُ الزَّكِيَّةُ غَضِبَ عَلَيْهِمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ فَأَتَى النَّاسَ الْمَهْدِيُّ فَزَفَوْهُ كَمَا تَزُفُ الْعُرُوسُ إِلَى زَوْجِهَا لَيْلَةً غُرُوبَهَا وَهُوَ يُسْمَلُ الْأَرْضُ قِسْطًا وَعَدْلًا وَتَخْرُجُ الْأَرْضُ نَبَاتِهَا وَتُمْطَرُ السَّمَاءُ مَطَرَهَا وَتَنْعَمُ أُمَّتِي فِي وِلَايَتِهِ نِعْمَةً لَمْ تَنْعَمْهَا قَطُّ. (مصنف ابن ابی شیبہ ج: ۷ ص: ۵۱۴)

ترجمہ: امام مجاہد فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی نے یہ بیان کیا کہ مہدی اس وقت تک نہیں آئینگے جب تک نفس زکیہ کو قتل نہیں کر دیا جاتا۔ چنانچہ جب نفس زکیہ قتل کر دیے جائیں گے تو زمین و آسمان والے ان قاتلوں پر غضبناک ہونگے، اسکے بعد لوگ حضرت مہدی کے پاس آئیں گے اور انہیں نئی دہن کی طرح منائیں گے جیسے اسکو جلد عروسی میں لے جایا جاتا ہے۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ زمین اپنی پیدوار کو اگا دے گی اور آسمان خوب

حاشیہ ۱: تفسیر قرطبی ج: ۱۳ ص: ۳۱۵

حاشیہ ۲: مستدرک ج: ۳ ص: ۵۶۵

بیدار میں پہنچیں گے تو ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائیگا، سوائے ایک شخص کے جو لوگوں کو ڈرائیگا۔ نعیم ابن حماد نے ”کتاب الفتن“ میں یہ روایت نقل کی ہے ”ہم سے عبد اللہ بن مروان نے بیان کیا، انھوں نے ارطاة سے، ارطاة نے تیج سے تیج نے کعب سے روایت کی ہے کعب نے فرمایا عبد اللہ ابن یزید عورت کی مدت حمل کے برابر حکومت کرے گا، اور وہ الازہرائن الکلبیہ ہے یا الزہری بن الکلبیہ ہے جو سفیانی کے نام سے مشہور ہوگا۔

حضرت کعب سے روایت ہے فرمایا سفیانی کا نام عبد اللہ ہوگا۔ (کتاب الفتن نعیم ابن حماد ج: ۱ ص: ۲۷۹)

کتاب الفتن ہی کی روایت ہے کہ سفیانی کا خروج مغربی شام میں ”اندرا نامی جگہ سے ہوگا (ج: ۱ ص: ۲۷۸)

فائدہ: ”اندرا“ (Indur) اس وقت شمالی اسرائیل کے ضلع الناصره (Nazareth) کا ایک قصبہ ہے۔ اسرائیل نے اس پر ۲۴ مئی ۱۹۴۸ میں قبضہ کر لیا تھا۔

شرح مشکوٰۃ مظاہر حق جدید میں یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سفیانی (جو آخر زمانہ میں شام کے علاقے پر قابض ہوگا) نسلی طور پر خالد ابن یزید ابن معاویہ ابن ابوسفیان اموی کی پشت سے تعلق رکھتا ہوگا۔ وہ بڑے سراور چیچک زدہ چہرے والا ہوگا۔ اس کی آنکھ میں ایک سفید دھبہ ہوگا، دمشق کی طرف اس کا ظہور ہوگا اس کے ساتھ قبیلہ کلب کے لوگوں کی اکثریت ہوگی، لوگوں کا خون بہانا اس کی خاص عادت ہوگی یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو بھی ہلاک کر دیا کرے گا، وہ جب حضرت مہدی کے خروج کی خبر سنے گا تو ان سے جنگ کرنے کے لئے لشکر بھیجے گا۔ (بحوالہ مظاہر حق جدید ج: ۵ ص: ۴۳)

فائدہ: مظاہر حق نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

ان روایات کے علاوہ دیگر روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ سفیانی حضرت مہدی سے کچھ پہلے شام، اردن، فلسطین میں کسی جگہ ہوگا۔ ”فیض القدر“ میں ہے کہ ”ابتداء میں وہ بہت متقی پرہیز گار اور انصاف کرنے والے حکمران کے طور پر سامنے آئیگا حتیٰ کہ شام کے اندر مسجدوں میں اس کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ پھر جب مضبوط ہو جائے گا تو اسکے دل سے ایمان نکل جائے گا اور ظلم اور بد اعمالیوں کا ارتکاب کرے گا“۔

حاشیہ ۱: فیض القدر ج: ۳ ص: ۱۲۸



## جنگ عظیم میں مسلمانوں کا ہیڈ کوارٹر

عن ابی الدرداء أن رسول الله ﷺ قال إن فسطاط المسلمين يوم الملاحمة الكبرى بالغوطه إلى جانب مدينه يقال لها دمشق من خير ملاقين الشام . (سنن ابی داؤد ج: ۳ ص: ۱۱۱ - مستدرک ج: ۳ ص: ۵۳۲ - المغنی لابن قدامة ج: ۹ ص: ۱۶۹)

ترجمہ: حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنگ عظیم کے وقت مسلمانوں کا خیمہ (فیلڈ ہیڈ کوارٹر) شام کے شہروں میں سب سے اچھے شہر دمشق کے قریب ”الغوطہ“ کے مقام پر ہوگا۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

فائدہ: الغوطہ (Al ghutah) شام کے دارالحکومت دمشق سے مشرق میں تقریباً ساڑھے آٹھ کلومیٹر ہے۔ یہاں کا موسم عموماً گرم اور خشک رہتا ہے۔ جولائی میں کم سے کم درجہ حرارت 16.5 ڈگری سینٹی گریڈ اور زیادہ سے زیادہ 40.4 ڈگری رہتا ہے۔ جبکہ جنوری میں کم سے کم درجہ حرارت 9.3 ڈگری اور زیادہ سے زیادہ 16.5 ڈگری رہتا ہے۔ یہاں پانی اور درخت وغیرہ وافر مقدار میں موجود ہیں۔

## حضرت مہدی کی قیادت میں لڑی جانے والی جنگیں

حضرت مہدی کے دور میں لڑی جانے والی جنگوں میں ایک بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ حضرت مہدی کے وقت جنگ عظیم ہوگی۔ یعنی حق اور باطل کا آخری معرکہ ہوگا جس میں دونوں فریقوں میں سے کوئی بھی اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹے گا جب تک اس کی قوت ختم نہ ہو جائے۔ لہذا یہ جنگ عظیم کئی بڑی جنگوں پر مشتمل ہوگی۔ نیز یہ صرف حضرت مہدی کے علاقے تک ہی محدود نہیں ہوگی بلکہ یہ جنگ بیک وقت کئی محاذوں پر چل رہی ہوگی۔ جن میں ایک محاذ تو وہ ہوگا جس پر خود حضرت مہدی کمانڈ کر رہے ہوں گے۔ دوسرا بڑا محاذ فلسطین کا ہوگا، تیسرا عراق کا ہوگا جس کو حدیث میں دریائے فرات والا محاذ کہا گیا ہے۔ ایک اور بڑا محاذ ہندوستان کا ہوگا۔ اس کے علاوہ بھی کئی چھوٹے محاذ ہو سکتے ہیں۔

البتہ ان تمام محاذوں کی مرکزی کمانڈ دمشق کے قریب الغوطہ کے مقام پر حضرت مہدی کے ہاتھ میں ہوگی۔ اور ہر محاذ کے کمانڈر سے حضرت مہدی کا رابطہ ہوگا۔

عسکری امور پر نظر رکھنے والے اس کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ کیونکہ آج بھی مجاہدین اسی طرح دشمن کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں۔ مرکزی کمانڈ کہیں ایک جگہ ہے اور ان کے تحت جگہ جگہ

بمذہب سے گاورانکے دور خلافت میں امت ایسی خوشحال ہوگی کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی گی۔  
فائدہ: نفس زد کیہ کو شہید کر دیا جائیگا۔ ان کا خدا کے ہاں محبوب ہونا اس قدر ہے کہ ان کی شہادت پر زمین آسمان والے غضبناک ہوں گے۔ نیز وہ اہل ایمان کے ہاں بھی بہت مقبول ہوں گے۔

اس روایت میں آپ ﷺ نے اس وقت کے اہل ایمان کو تسلی دی ہے کہ کتنی ہی محبوب ہستی کیوں نہ شہید کر دی جائے اسکی وجہ سے اپنا مشن نہیں چھوڑنا بلکہ منزل کی طرف بڑھتے رہنا۔ کیونکہ بڑی چیزوں کو حاصل کرنے کیلئے قربانیاں بھی بڑی ہی دینی پڑتی ہیں اور اس مشن کیلئے کائنات کا قیمتی ترین لہو بھی زمین پر گر دیا گیا ہے۔ میرے پیارے آقا ﷺ نے اپنا دندان مبارک شہید کر دیا ہے۔ آپ کے پیارے نواسوں کو اسی راہ میں قربان ہونا پڑا ہے۔

مجاہدین کو یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ خواہ کتنی ہی محبوب ہستی آپ سے جدا ہو جائے بہت جلد آپ بھی تو ان کے پاس پہنچنے والے ہیں۔ اور پھر اپنے رب سے ملاقات، حوروں کی محفلیں تو سب مجاہدین ہی کو اچھی لگتی ہیں خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے۔ ہاں البتہ یہ دعا ضرور کرتے رہیں کہ یا اللہ تو اپنے دشمنوں کو اپنے دوستوں پر اب ہٹنے کا موقع نہ دینا۔ (آمین)

## آپ ﷺ کی پیش گوئیاں اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

شاہ مصر کے خواب کی تعبیر جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بیان فرمائی کہ تم پر سات سالہ قحط آئے گا تو اس قحط سے نمٹنے کی منصوبہ بندی کے لیے بھی فرما دیا۔ چنانچہ شاہ مصر نے اس پر عمل کر کے اپنی رعایا کو تباہی سے بچالیا۔ اس امت کے امام محمد عربیؑ چودہ سو سال پہلے خبر دے رہے ہیں کہ دیکھو فلاں فلاں مسلم ممالک پر ایسے حالات آئیں گے لہذا پہلے ہی سے اس کے بارے میں منصوبہ بندی کر کے رکھنا لیکن مسلمان اپنے پیارے نبی ﷺ کی باتوں کو نہیں مانتے۔ بلکہ غفلت کی دنیا کے ہاں تو اسکو تقدیر کا لکھا کہہ کر اپنی نااہلی کا کھلا مظاہرہ کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر آج مغربی میڈیا یہ اعلان کر دے کہ فلاں شہر میں سمندری طوفان آنے والا ہے یا فلاں علاقہ تباہ ہونے والا ہے لہذا چوبیس گھنٹے کے اندر شہر خالی کر دیا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ شہر میں ان کا ایک کتا بھی نظر نہیں آئے گا۔ اور اس وقت اس طرح موت کے خوف سے بھاگیں گے جیسے نکھی ہوئی موت کو بھی ٹال سکتے ہوں۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ آقائے مدنی ﷺ کی احادیث سننے کے بعد بھی مسلمانوں میں کوئی بیداری پیدا نہیں ہو رہی؟





موضع مرفوع یعنی بلند جگہ سے کی گئی ہے۔ لیکن اگر یہاں مرجع کو لفظی معنی میں لینے کے بجائے جگہ کا نام مراد لیا جائے تو عرب کے خطے میں کئی جگہوں کے نام مرجع ہیں جن میں سے تین لبنان میں ہیں۔

اس جنگ کا ذکر حضرت حذیفہؓ والی مفصل حدیث میں بھی آیا ہے جس میں یہ وضاحت ہے کہ یہ جنگ بھی حضرت مہدی کے دور میں ہوگی۔ اور یہ صلح بھی حضرت مہدی کے ساتھ رومی بادشاہ کرے گا۔ لہذا اس حدیث کو حضرت مہدی کے خروج سے پہلے کسی اور جنگ کے لئے ثابت کرنا درست نہیں ہے۔

ف۲: مسلمان اور رومی صلح کریں گے۔ ابھی یہ واضح نہیں کہ عیسائیوں کے کون سے ممالک اس صلح میں شامل ہوں گے۔ لیکن ایک بات ضرور ہے کہ اکثر عیسائی ممالک کی حکومتیں اگر چاہیں تو یہودیوں کے ساتھ یعنی امریکی اتحادی نظر آ رہی ہیں لیکن تمام رومن کی تھوڑے عوام اس میں امریکہ کے ساتھ نہیں ہیں، اور یہی وہ طبقہ ہے جو مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کریگا۔

ف۳: پھر مسلمان اور رومی مل کر اپنے عقب کے دشمن سے لڑیں گے۔ نعیم ابن حمارؓ نے اپنی کتاب ”کتاب الفتن“ میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے جس میں اس عقب کے دشمن کی وضاحت آئی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں ”وتغزون انتم وهم عدواً من وراء القسطنطنیہ“ یعنی قسطنطنیہ کے عقب کی جانب کا دشمن۔ (کتاب الفتن نعیم ابن حمار ج ۳: ۴۳۸)۔ اگر آپ دنیا کے نقشے (گلوب) میں عرب اور اٹلی (روم) کو اپنے سامنے رکھیں تو ان دونوں کا عقب تقریباً امریکہ ہی بنتا ہے۔ واللہ اعلم

مسلمان اور رومی ملکر عقب کے دشمن سے جو جنگ کریں گے تو یہ جنگ کہاں ہوگی؟ اس میں یہ ضروری نہیں کہ جنگ دشمن کی سرزمین پر ہی ہو، بلکہ اُس دور کے جو حالات احادیث میں آئے ہیں ان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ عقب کا دشمن خود اسی خطے میں پہلے سے موجود ہوگا۔

ف۴: جنگ عظیم میں نولاکھ ساٹھ ہزار رومی (اہل مغرب) شریک ہوں گے۔

### جنگ اعماق اور اسکے فضائل

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ يَدَاقِقُ فَإِنْ خَرَجَ إِلَيْهِمْ جَمِيعُ  
مِنَ الْمَدِينَةِ مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ إِذَا تَصَافَوْا قَالَتِ الرُّومُ خَلَوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ  
الَّذِينَ سُبُوا مِنَّا فَقَالُوا الْمُسْلِمُونَ لَا وَاللَّهِ لَا نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا

مجاہدین دشمن پر یلغار کر رہے ہیں۔ لہذا ان باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے آنے والی احادیث کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان جنگوں کا بیان کرتے وقت نبی کریم ﷺ نے کبھی تو پوری کی پوری تاریخ چند الفاظ میں بیان کر دی ہے اور کہیں تھوڑی تفصیل اور کبھی بہت تفصیل بیان کی ہے۔ اسلئے بعض دفعہ واقعات کی ترتیب میں تضاد (Contradiction) محسوس ہوتا ہے حالانکہ حقیقت میں تضاد نہیں ہوتا۔

### رومیوں سے صلح اور جنگ

عَنْ ذِي مَخْبَرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ سَتُصَالِحُونَ الرُّومَ صَلَاحًا  
أَمْنًا، فَتَغْزُونَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوٌّ أَمِنْ وَرَائِكُمْ، فَتَنْصُرُونَ وَتَغْنَمُونَ وَتَسْلَمُونَ ثُمَّ  
تَرْجِعُونَ حَتَّى تَنْزِلُوا بِمَرْجٍ ذِي قُلُوبٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّصْرَانِيَةِ الصَّلِيبَ  
فَيَقُولُ غَلَبَ الصَّلِيبُ، فَيَغْضِبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَذْفُوهُ، فَعِنْدَ ذَلِكَ تَغْدِرُ  
الرُّومُ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ. (مشکوٰۃ باب الملاحم فصل ثانی رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ذی مخر (نجاشی کے بھتیجے) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم اہل روم سے امن کی خاطر صلح کرو گے پھر تم اور وہ اپنے ایک عقب کے دشمن سے جنگ کرو گے پھر تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہیں مال غنیمت حاصل ہوگا اور تمہارا بچاؤ ہو جائیگا پھر واپس لوٹو گے حتیٰ کہ تم سرسبز سطح مرتفع (Plateau) زمین میں اتر جاؤ گے پھر ایک عیسائی صلیب بلند کرے گا اور کہے گا کہ صلیب غالب آگئی پھر مسلمانوں میں سے ایک شخص غضبناک ہو جائیگا اور وہ اس صلیب کو توڑ ڈالے گا جس پر اہل روم عہد و معاہدے کو بالائے طاق رکھ کر جنگ کیلئے متحد ہو جائیں گے اہل ایمان بھی اپنا اسلحہ لیکر انھیں گے اور جنگ کریں گے اور اس جماعت کو اللہ تعالیٰ اعزّٰی شہادت سے سرفراز فرما دیں گے۔

صحیح ابن حبان اور مستدرک کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے ”پھر رومی اپنے بادشاہ سے کہیں گے کہ ہم عرب والوں کے لئے آپ کی جانب سے کافی ہیں، چنانچہ وہ جنگ عظیم کے لئے اکٹھے ہوں گے اور اسی جھنڈوں کے تحت آئیں گے اور ہر جھنڈے کے تحت بارہ ہزار سپاہی ہوں گے۔ (مستدرک صحیح ابن حبان)

ف۱: ”سرسبز سطح مرتفع“ یہ ترجمہ حدیث کے الفاظ موج ذی قلوب کے کیا ہے۔ کیونکہ ابوداؤد کی شرح عون المعبود میں ”مَرْجٍ“ کی تشریح سرسبز وسیع زمین اور ذی قلوب کی تشریح



۱:۔ اعماق اور دابق شام کے شہر حلب کے قریب دو جگہوں کے نام ہیں۔ (شرح مسلم نووی)

## ۲: دابق (اعماق) کا جغرافیہ اور موسم

دابق شام کے شہر حلب سے شمال میں تقریباً پتالیس (45) کلومیٹر کے فاصلہ پر ترکی کی سرحد کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ ترکی کی سرحد یہاں سے تقریباً چودہ کلومیٹر دور ہے۔ اس کے قریب بڑا قصبہ عزاز (A'zaz) ہے۔ اور عقیق (اعماق) بھی دابق کے قریب ہی ہے۔

دابق کا عرض البلد 31 36 شمالی اور طول البلد 16 37 مشرق ہے۔ جولائی کے مہینے میں زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 40.4 ڈگری اور کم سے کم 26 ڈگری سینٹی گریڈ رہتا ہے۔ اور جنوری میں کم سے کم منفی 0.4 ڈگری اور زیادہ سے زیادہ 9.2 ڈگری ہوتا ہے۔ سطح سمندر سے اس علاقے کی اونچائی پچاس میٹر سے کم ہے۔ (دیکھیں نقشہ نمبر ۳)

فائدہ: ۳۔ کفار اپنے قیدی مانگیں گے۔ یہاں قیدیوں سے کون سے قیدی مراد ہیں؟ کیا وہ مسلمان قیدی جن کو کافروں نے گرفتار کیا پھر مجاہدین انکو کافروں کے قبضے سے چھڑا لائے؟ یا پھر وہ کافر قیدی جنکو مجاہدین نے گرفتار کر لیا ہوگا اور کفار اپنے قیدیوں کا مطالبہ کریں گے اور صرف انہیں مجاہدین سے لڑنا چاہیں گے جنہوں نے انکے لوگوں کو گرفتار کر لیا ہوگا؟

مجاہدین کے نزدیک یہاں دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں۔ البتہ اکثر محدثین کے نزدیک یہاں پہلی صورت مراد ہے۔

چنانچہ مسلمانوں کے امیران مسلمانوں کو کافروں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیں گے۔ کیونکہ کسی مسلمان کو کافروں کے حوالے کرنا اسلام میں جائز نہیں۔ ممکن ہے وہاں بھی نام نہاد دانشور یہ کہیں کہ چند لوگوں کی وجہ سے سب کو مروانا کہاں کی عقلندی ہے؟

فائدہ ۴: مذکورہ حدیث میں ہے کہ مسلمانوں کا لشکر ”مدینہ“ سے خروج کریگا۔ مدینہ سے مراد مدینہ منورہ بھی ہو سکتا ہے اور اگر اسکے لفظی معنی مراد میں تو پھر اس سے مراد شام کا شہر دمشق (الغوطہ) بھی ہو سکتا ہے کیونکہ جنگ عظیم میں مسلمانوں کا مرکز دمشق کے قریب الغوطہ کے مقام پر ہوگا۔

نصیم ابن حواد نے اپنی ”کتاب الفتن“ میں اس جنگ کے بارے میں ایک طویل روایت نقل کی ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے: (وہ رومی معاہدہ شکنی کرنے کے بعد متحد ہو کر سمندر کے راستے آئیں گے) ”اور شام (سیریا اور فلسطین لبنان) کے تمام سمندر اور زمینی حصے پر قبضہ کر لیں

فَتَقَاتِلُونَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثَلَاثٌ لَا يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيَقْتُلُ ثُلُثُهُمْ وَهُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَيَفْتَحُ الثَّلَاثُ لَا يَفْتَنُونَ أَبَدًا فَيَفْتَحُونَ قُسْطَنْطِينِيَّةَ فَيَنْتَهِمُ يَفْتَحُونَ الْغَنَانِمَ قَدْ غَلَقُوا سِوَاهُمْ بِالزُّنُونِ إِذْ صَاحَ فِيهِمُ الشَّيْطَانُ إِنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي أَهْلِيكُمْ فَيَخْرُجُونَ وَذَلِكَ بَاطِلٌ فَإِذَا جَاؤُا الشَّامَ خَرَجَ فَيَنْتَهِمُ يَفْتَحُونَ الْقَتَالَ وَيَسُورُونَ الصُّفُوفَ إِذْ أَقِيَمَتِ الصَّلَاةُ فَيَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّهُمْ فَإِذَا رَأَاهُ عَدُوُّ اللَّهِ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَا لَذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللَّهُ تَعَالَى بِيَدِهِ فَيَرْبِهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبِهِ. (مسلم ج ۳ ص ۲۲۲/۲۲۳ ابن حبان ج ۱۵ ص ۲۲۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”قیامت سے پہلے یہ واقعہ ضرور ہو کر رہیگا کہ اہل روم اعماق یا دابق کے مقام پر پہنچ جائیں گے انکی طرف ایک لشکر ”مدینہ“ سے پیش قدمی کریگا جو اس زمانہ کے بہترین لوگوں میں سے ہوگا۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے صف بستہ ہو گئے تو رومی (مسلمانوں سے) کہیں گے تم ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ جو ہمارے لوگوں کو قید کر کے لائے ہیں ہم انہی سے جنگ کریں گے مسلمان کہیں گے نہیں اللہ کی قسم ہم ہرگز تمہارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان سے نہیں ہٹیں گے۔ اس پر تم ان سے جنگ دو گے۔ اب ایک تہائی مسلمان تو بھاگ کھڑے ہو گئے۔ جنگی توبہ اللہ بھی قبول نہ کریگا۔ اور ایک تہائی مسلمان شہید ہو جائیں گے جو اللہ کے نزدیک افضل الشہداء ہو گئے۔ باقی ایک تہائی فتح حاصل کریں گے۔ (لہذا) یہ آئندہ ہر قسم کے فتنے سے محفوظ ہو جائیں گے۔ اسکے بعد یہ لوگ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے (ایک اور روایت میں روم بھی فتح کرنے کا ذکر ہے۔ راقم) اور اپنی تلواریں زمینوں کے درخت پر لٹکا کر ابھی مال غنیمت تقسیم کر رہے ہو گئے کہ شیطان ان میں جج کر یہ آواز لگائے گا کہ مسیح دجال تمہارے پیچھے تمہارے گھروں میں ٹھس گیا ہے۔ یہ سنتے ہی یہ لشکر روانہ ہو جائیگا اور یہ خبر اگر چہ غلط ہوگی لیکن جب یہ لوگ شام پہنچیں گے تو دجال واقعی نکل آئیگا۔ ابھی مسلمان جنگ کی تیاری اور صفیں سیدھی کرنے میں ہی مشغول ہو گئے کہ نماز فجر کی اقامت ہو جائیگی اور فوراً بعد ہی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں گے اور مسلمانوں کے امیر کو انکی (مسلمانوں) امامت کا حکم فرمائیں گے۔ اللہ کا دشمن (دجال) عیسیٰ کو دیکھ کر اس طرح گھٹنے لگے گا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے۔ چنانچہ وہ اگر اسکو چھوڑ بھی دیتے تو وہ اسی طرح گھل کر ہلاک ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ اسکو انہی کے ہاتھ سے قتل کرایگا۔ اور وہ لوگوں کو اس کا خون دکھائیگی جو انکے نیزے میں لگ گیا ہوگا۔



## فدائی جنگ

فَقَالَ إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُومُ حَتَّى لَا يُقَسَّم مِيرَاثٌ وَلَا يُفْرَخَ بَغِيمَةٌ ثُمَّ قَالَ  
بِسْمِهِ هَكَذَا وَنَحَاهَا نَحْوَ الشَّامِ فَقَالَ عَدُوٌّ يَجْمَعُونَ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ وَيَجْمَعُ لَهُمْ  
أَهْلُ الْإِسْلَامِ قُلْتُ الرُّومُ تَعْنِي قَالَ نَعَمْ وَتَكُونُ عِنْدَ ذَاكُمْ الْقِتَالِ رَدَّةً شَدِيدَةً  
فَيُشْطَرِطُ الْمُسْلِمُونَ شَرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتُلُونَ حَتَّى يَحْجُزَ  
بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيءُ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ كُلُّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنِي الشَّرْطَةُ ثُمَّ يَشْتَرِطُ  
الْمُسْلِمُونَ شَرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتُلُونَ حَتَّى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ  
فَيَفِيءُ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ كُلُّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنِي الشَّرْطَةُ ثُمَّ يَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُونَ  
شَرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا فَيَقْتُلُونَ حَتَّى يُمَسُّوا فَيَفِيءُ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ كُلُّ غَيْرُ غَالِبٍ  
وَتَفْنِي الشَّرْطَةُ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ نَهَدَ إِلَيْهِمْ بَقِيَّةَ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَيَجْعَلُ اللَّهُ  
الذُّبْرَةَ عَلَيْهِمْ فَيَقْتُلُونَ مَقْتَلَةً إِمَّا قَالَ لَا يُرَى مِثْلُهَا وَإِمَّا قَالَ لَمْ يَرِ مِثْلُهَا حَتَّى إِنَّ  
الطَّائِرَ لَيَمُرُّ بِجَنَابَتِهِمْ فَمَا يُخْلِفُهُمْ حَتَّى يَخْرُ مِيتًا فَيَتَعَادَى بَنُو الْأَبِ كَانُوا أَمَّا فَلَا  
يَجْذُوْنَهُ بَقِيَّةٌ مِنْهُمْ إِلَّا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ قِيَايَ غَنِيمَةٍ يُفْرَخُ؟ أَوْ أَيْ مِيرَاثٍ يُقَاسَمُ  
فَيَسْمَاهُمْ كَذَلِكَ إِذْ سَمِعُوا بِنَاسٍ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ ذَلِكَ فَجَاءَهُمُ الضَّرِيخُ إِنَّ  
الَّذِينَ جَاءُوا قَدْ خَلَفَهُمْ فِي دَرَارِهِمْ فَيَرَفُضُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ وَيَقْبِلُونَ فَيَنْعَثُونَ عَشْرَةَ  
فَوَارِسَ طَلِيعَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي لَا عَرِفَ أَسْمَاءَهُمْ وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ وَالْوَأْنَ  
خِيُولِهِمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسٍ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ أَوْ مِنْ خَيْرِ فَوَارِسٍ عَلَى ظَهْرِ  
الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ. (مسلم شریف ج ۴ ص ۲۲۲۲ متدرک ج ۴ ص ۵۲۲ منہاجی ج ۹ ص ۲۵۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا ”قیامت قائم ہونے سے پہلے ایسا ضرور ہوگا کہ  
نہ میراث کی تقسیم ہوگی نہ مال غنیمت کی خوشی ہوگی۔ (پھر اسکی تشریح کرتے ہوئے) فرمایا شام کے  
مسلمانوں سے جنگ کرنے کیلئے ایک زبردست دشمن جمع ہو کر آئیگا۔ ان سے جنگ کرنے کے  
لئے مسلمان بھی جمع ہو جائیں گے راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا دشمن سے آپکی مراد روم والے  
ہیں تو عبداللہ بن مسعود نے فرمایا ”ہاں“۔ چنانچہ وہاں زبردست جنگ ہوگی۔ مسلمان اپنی فوج  
سے ایسی جماعت کا انتخاب کر کے دشمن کے مقابلے میں بھیجیں گے جس سے یہ طے کرینگے کہ یا  
جائیں گے یا فتیاب ہو گئے (یعنی فدائی مجاہدین کا دستہ۔ راقم) چنانچہ دونوں میں لڑائی ہوگی۔ حتیٰ

گے، صرف دمشق اور معقن بچیں گے اور بیت المقدس کو تباہ کر دیں گے۔ راوی کہتے ہیں اس پر عبد  
اللہ ابن مسعودؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! دمشق میں کتنے مسلمان آسکتے ہیں؟ راوی کہتے ہیں نبی  
کریم ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے دمشق ہر آنے والے  
مسلمان کے لئے اس طرح وسیع ہو جائے گا جس طرح رحم مادر (وقت کے ساتھ ساتھ) بچے کے  
لئے وسیع ہو جاتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا یا رسول اللہ اور یہ معقن کیا ہے؟ فرمایا شام کا ایک پہاڑ  
ہے جو حمص کے دریائے ”ارنط“ (Orontes) کے کنارے ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے اہل  
وعیال (اس وقت) معقن (یعنی پہاڑ) کے اوپر ہو گئے، اور مسلمان دریائے ارنط کے کنارے  
ہو گئے۔ الحدیث (المعقن نعم ابن حماد ج ۱ ص ۲۱۸)

تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں

نبی کریم ﷺ کی اس پیش گوئی کا مطالعہ کرنے کے بعد اگر شام اور لبنان کا نقشہ اٹھا کر دیکھا  
جائے تو سوئے ہوئے مسلمانوں کو بیدار ہو جانا چاہئے۔ شام کی اس وقت صورت حال یہ ہے کہ  
ایک طرف عراق ہے جہاں کفر کا متحدہ لشکر قابض ہے، مغرب میں لبنان ہے جہاں سے شامی فوج  
کے اخلاء کے بعد طرابلس (Tripoli) سے لیکر گولان کی پہاڑیوں تک اسی لشکر کا قبضہ ہو جائے  
گا۔ حمص کے قریب دریائے ارنط لبنان کی سرحد سے صرف چند کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ البتہ  
دمشق سے معقن یعنی حمص شہر کے مغربی جانب تک جبل لبنان ہے۔

عن عبد اللہ بن عمروؓ قَالَ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى شُهَدَاءُ الْبَحْرِ  
وَشُهَدَاءُ أَعْمَاقِ أَنْطَاكِيَّةٍ وَشُهَدَاءُ الدَّجَالِ (کتاب المعقن نعم ابن حماد ج ۲ ص ۲۹۳)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل شہداء  
بحری جہاد کے شہداء، اعماق انطاکیہ کے شہداء اور دجال کے خلاف لڑتے ہوئے مارے جانے  
والے شہداء ہیں۔

ان جنگوں کے شہداء کے بارے میں ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے ”چنانچہ وہ ایک  
تہائی جو اس جنگ میں شہید ہو گئے ان کا ایک شہید، شہداء بدر کے دس شہیدوں کے برابر  
ہوگا، شہداء بدر کا ایک شہید ستر کی شفاعت کرے گا جبکہ ملازم (ان خطرناک جنگوں) کا شہید سات  
سو کی شفاعت کرے گا۔“ (کتاب المعقن نعم ابن حماد ج ۱ ص ۲۱۹)



یہ پتہ چلتا ہے کہ کم از کم دجال کے تباہی پھیلانے تک جدید جنگ کو یکسر مسترد نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم  
اب رہا یہ سوال کہ اگر اس وقت موجودہ ٹیکنالوجی ہوگی تو رات کو جنگ نہ ہونے کی کیا وجہ  
ہو سکتی ہے؟ ممکن ہے وہاں اس وقت صورت حال ایسی ہو کہ رات کو کاروائیاں نہ کی جاسکیں۔ اسکی  
صورت یہ ہو سکتی ہے کہ رات کو ان علاقوں میں نقل و حرکت کرنا ممکن نہ ہو۔ اور ساری کاروائیاں  
دن کے وقت ہی کی جائیں۔۔۔ کیونکہ رات کو اپنے ٹھکانوں سے نکلنے کی صورت میں مجاہدین فوراً  
پہچان لئے جائیں گے اور ہدف تک پہنچنے سے پہلے ہی گرفتار ہونے کا خطرہ ہوگا۔ اس کے برخلاف  
دن کے وقت سارا شہر سڑکوں پر ہوتا ہے اور ہدف تک با آسانی پہنچا جاسکتا ہے۔ نیز دشمن اپنے  
کمپوں سے دن کو ہی نکلتا ہے۔

ایسا عموماً ان جنگوں میں ہوتا جو شہری علاقوں میں لڑی جاتی ہیں۔ جیسا کہ آج ہم فدائی  
کاروائیاں فلسطین و عراق میں دیکھ رہے ہیں کہ مجاہدین اکثر دن میں ہی کاروائیاں کرتے ہیں۔  
اس وقت دنیا میں جاری کفر و اسلام کے درمیان لڑائی میں دشمن کی موجودہ صورت حال یہ ہے کہ  
جنگ اس کے ہاتھ سے نکل چکی ہے، اور اب یہ اسکے ہاتھ میں نہیں ہے کہ جنگ کب اور کس جگہ کرنی  
ہے بلکہ یہ معاملہ اب مجاہدین کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جہاں اور جس وقت جنگ چھیڑنا چاہتے ہیں  
وہاں کاروائیاں شروع کر دیتے ہیں، اسکے بعد کسی اور علاقے کی طرف نکل جاتے ہیں۔

حضرت مہدی کے دور میں ہونیوالی جنگوں اور ان جنگوں میں مسلمانوں کی قوت کو سامنے  
رکھ کر اگر جدید عسکری انداز میں اس وقت کی صورت حال کو سمجھا جائے تو صورت حال کافی حد تک  
واضح ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اپنی طرف سے یہ حتمی رائے قائم کرنا کہ جنگ تلواروں کی ہی ہوگی اور  
اس رائے کو حدیث کے طور پر بیان کرنا درست نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کے دور میں تیر و تلوار ہی  
کے ذریعے جنگ ہوتی تھی، لہذا اگر آپ ﷺ کسی ایسی چیز کا بیان کرتے جس کو اس دور میں سمجھنا  
ممکن نہ تھا، تو لوگوں کے ذہن اصل مقصد سے ہٹ جاتے اور جو بات آپ ﷺ سمجھانا چاہتے تھے  
لوگوں کا ذہن اس سے ہٹ جاتا۔

ف نمبر ۴:- آخری دن ایک جنگ کا تذکرہ ہے کہ ایسی جنگ کبھی نہ دیکھی گئی ہوگی۔ ہو سکتا  
ہے اس جنگ میں کوئی نئی قسم کے ہتھیار استعمال کئے جائیں جو اس سے پہلے استعمال نہ کئے گئے  
ہو گئے۔ اس بات کی طرف مرنے والوں کی کثرت بھی اشارہ کر رہی ہے۔

کیا جاسکے۔

### ف نمبر ۳: کیا جنگیں صرف تلواروں سے ہوں گی؟

شہ اور اس کی وضاحت:- اس حدیث میں جنگ صرف دن میں ہونے کا ذکر ہے رات کو  
جنگ نہیں ہوگی۔

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ جنگ تیر اور تلواروں کیساتھ پرانے انداز میں ہوگی؟  
کیونکہ رات کو جنگ کا نہ ہونا اسی صورت میں سمجھ میں آتا ہے۔

عوام کے ذہنوں میں یہ بات عام ہے کہ حضرت مہدی کے دور میں جدید ٹیکنالوجی ختم  
ہو جائیگی اور جنگ تیر و تلوار سے لڑی جائے گی۔ غالباً اس خیال کی بنیاد لفظ ”سیف“ ہے جو  
احادیث میں استعمال ہوا ہے۔ سیف کے معنی تلوار کے ہیں۔ لیکن صرف اس کو دلیل بنا کر یہ بات  
حتمی طور پر نہیں کہی جاسکتی کہ حضرت مہدی کے دور میں تلوار سے جنگ ہوگی۔ کیونکہ لفظ سیف  
سے مراد مطلقاً ہتھیار بھی لیا جاسکتا ہے۔ جبکہ اس پر کافی دلائل بھی موجود ہیں۔

۱۔ کئی حدیثوں میں یہ ذکر ہے کہ حضرت مہدی کے دور میں جنگوں میں مرنے والوں کی  
تعداد بہت زیادہ ہوگی۔ دوسرا ذکر اس بات کا ہے کہ جنگ ایسی ہوگی کہ اس سے پہلے اس طرح  
کی جنگ نہیں لڑی گئی ہوگی۔

۲۔ دجال کی سواری والی حدیث جس میں اسکی سواری کی تیز رفتاری کا ذکر ہے۔ یہ بھی اس  
بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہاں گدھے سے مراد کوئی جدید سواری ہو سکتی ہے۔

۳۔ حضرت کعب کی روایت میں کافروں کے ایسے بحری جہازوں کا ذکر ہے کہ اس سے  
پہلے ایسے بحری جہاز سمندر میں نہیں چلے ہو گئے۔

۴۔ حضرت حذیفہ کی مفصل حدیث میں ہے کہ جبکہ اعماق میں اللہ تعالیٰ کافروں پر  
فرات کے اصل سے خراسانی کمانوں کے ذریعے تیر برسائے گا۔ جبکہ اعماق سے دریائے فرات کا  
قریب ترین ساحل پچھتر (75) کلومیٹر ہے۔ اس طرح اس میں بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے  
کہ یہاں کمانوں سے مراد توپ ہو سکتی ہے۔ اسکے علاوہ اس طرح کے کافی اشارات ہیں جن سے

حاشیہ: پہلے ایڈیشن میں اس بحث میں مسند احمد کے حوالے سے یہ لکھا گیا تھا کہ مسند احمد کی روایت میں لڑنے والی  
دلوں جماعتوں کے ختم ہونے کا ذکر ہے۔ اس غلطی کے لئے معذرت خواہ ہیں۔ کیونکہ مسند احمد کی روایت میں بھی  
لڑائی والی ایک جماعت کے ختم ہونے کا ذکر ہے۔ شکر یہ



اس وقت افغانستان میں وہ لشکر منظم ہو رہا ہے۔ باوجود ہر کوشش کے دجالی قوتیں اسکو ختم نہیں کر سکی ہیں بلکہ مجاہدین ان پر تابوتوں جملے کر رہے ہیں۔ عرب مجاہدین (القاہدہ) کا پرچم بھی کاٹے رنگ کا ہے اور انشاء اللہ تمام طوفانوں کا سینہ چیرتا ہوا یہ لشکر بیت المقدس فتح کرے گا۔ واللہ اعلم ایسا لگتا ہے جیسے یہودی ان تمام حدیثوں کو سامنے رکھ کر منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ حالانکہ آقائے مدنی نے یہ احادیث امت مسلمہ کے لیے بیان فرمائیں تھیں کہ ان مشکل حالات میں ان حدیثوں کو سامنے رکھ کر اپنی منصوبہ بندی کرے۔

مبارک باد کے مستحق ہیں وہ جوان جو ان حدیثوں کو سمجھ کر اس وقت افغانستان کے پہاڑوں کو اپنا مرکز بنا رہے ہیں۔ اس حدیث میں ان مجاہدین کے لئے خوشخبری ہے کہ دجالی قوتیں اس خطہ پر آگ برسا کر آگ کے سمندر میں کیوں نہ تبدیل کر دیں لیکن محمد عربی ﷺ کا رب اس لشکر کو ضرور منظم فرمایگا جو تاریخ کے دھاروں کو اور دنیا کے نقشے کو تبدیل کر کے رکھ دے گا۔

یہ حدیث بہار نو کی نوید ہے ان اہل دل کے لئے جو مجاہدین کی شکستہ حالی دیکھ کر مایوسیوں کے صحراؤں میں کھو گئے تھے۔ کہ اب مایوس نہ ہوں بلکہ اس لشکر کا حصہ بن جائیں، فتح جن کا مقدر بنا دی گئی ہے۔ یہ خوشخبری ہے۔ ان بوڑھوں کے لئے جنکے بازو گن نہیں اٹھا سکتے لیکن فاتحین ہندوستان و بیت المقدس کی ضروریات تو پوری کر سکتے ہیں۔ یہ امید کا جزیرہ ہے ان ماؤں بہنوں کے لئے۔ جو مجاہدین کو افغانستان سے پسپا ہوتا دیکھ کر اور شہر خان سے کیوں بے انتقام کی داستانیں سن کر رنج و الم کے سمندر میں غوطہ زن تھیں کہ ابن قاسم و طارق کی بہنو!۔۔۔ اب خوش ہو جاؤ اور ماتم چھوڑو کہ اب ہندوؤں اور یہودیوں کے گھروں میں ماتم شروع ہوا چاہتا ہے۔ اے ماؤں! اب بچوں کو اس آخری معرکہ کے لئے بنا سجا کر روانہ کرو کہ دوہوں کی بارات دہلی و بیت المقدس کی جانب روانہ ہونے والی ہے۔۔۔ شہنائیاں بجنے والی ہیں اور وہ دیکھو۔۔۔ میرے عزیز از جان۔۔۔ جو ہم سے پہلے سروں پر شہادت کا سہرہ سجا کر اپنی دہنوں کیساتھ ہمارے استقبال کی تیاریوں میں لگے ہیں۔ ہاں بہنو! بھائیوں کو دلدہا بنانے کا وقت آ گیا ہے۔ اس خوشی کے موقع پر۔۔۔ چروں پر اداسی نہیں بلکہ مسکرائیں ہونی چاہئیں۔۔۔ کٹھن میں آنسو نہیں بلکہ فتح کی چمک ہونی چاہئے کہ اب ہماری باری ہے۔

یہ اللہ والے دنیا کے فرعونوں کو۔۔۔ قبرستان پر جھنڈے گاڑ کر خوشی کے نعرے لگانے والوں کو۔۔۔ بتائیں گے کہ فتح کیا ہوتی ہے؟ جنگ کس کو کہتے ہیں؟ اور انصاف کس کو کہا جاتا ہے؟

ف ۵: اس جنگ میں فتح کے بعد مجاہدین دو خبریں سنیں گے، پہلی خبر مزید گھسان کی جنگ کی ہوگی اور دوسری خروج دجال کی۔ ظاہر اس روایت کو پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ دجال اس جنگ کے فوراً بعد نکل آئے گا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ آگے آنے والی مسلم شریف کی روایت اور دیگر روایات میں یہ وضاحت ہے کہ خروج دجال روم یعنی بیتین سٹی کی فتح کے بعد ہوگا۔ مذکورہ حدیث میں اجمال ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ پہلی خبر ایک خطرناک جنگ کے بارے میں ہوگی۔ یہ وہ جنگ بھی ہو سکتی ہے جو قسطنطنیہ کی فتح کے لئے لڑی جائے گی۔

فائدہ ۶: اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ جب مسلمان دجال کی خبر سنیں گے تو جو کچھ مال غنیمت وغیرہ انکے پاس ہوگا وہ سب پھینک دیں گے۔ اس بارے میں نعیم ابن حماد نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کی روایت نقل کی جس میں یہ تاکید ہے کہ ”نبی ﷺ نے فرمایا جو تم میں سے اس وقت وہاں ہو تو اپنے پاس سے کچھ بھی نہ چھینکے، اس لئے کہ اس کے بعد والی جنگوں میں یہ ساز و سامان تمہارے لئے قوت ہوگا۔“ (بخاری: ۱۰۳۱)

### افغانستان کا بیان

حدیث: امام زہری کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ کالے جھنڈے خراسان سے نکلیں گے تو جب وہ خراسان کی گھاتی سے اتریں گے تو اسلام کی طلب میں اتریں گے کوئی چیز ان کے آڑے نہیں آئے گی سوائے اہل عجم کے جھنڈوں کے جو مغرب سے آئیں گے۔ (کنز العمال ۱۱/۱۲۲)

فائدہ: یعنی اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کرنے کے علاوہ ان کا کوئی ذاتی مفاد نہ ہوگا لہذا ابلیسی قوتیں کہاں برداشت کریں گی، سوان کے مقابلے کیلئے تمام کفر جمع ہو جائیگا۔ لیکن جیسا کہ آگے آنے والی حدیث میں بتایا گیا ہے کہ کوئی ان کا راستہ نہ روک سکے گا۔

عن ابی ہریرۃؓ مَرْفُوعاً إِذَا أَقْبَلَتِ الرَّايَاتُ السَّوْدُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ فَلَا يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتَّى تَنْصَبَ بِأَلْبَلَاءِ (ترمذی۔ مسند احمد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب کالے جھنڈے مشرق سے نکلیں گے تو ان کو کوئی چیز نہیں روک سکے گی حتیٰ کہ وہ اہلیا (بیت المقدس) میں نصب کر دئے جائیں گے۔

ف ۱: آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں خراسان کی حدود عراق سے ہندوستان تک اور شمال میں دریائے آموتک پھیلی ہوئیں تھیں۔ اس کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے۔

حاشیہ: عجم البلدان۔



امریکی فوجی کے اتنے قریب پہنچ کر ان کے کیمپ کی باز کاٹنے لگا کہ دونوں ایک دوسرے سے صرف دس میٹر کے فاصلے پر تھے، لیکن اس امریکی بہادر کو اتنی ہمت نہ ہوئی کہ اپنی انگلی ٹریگر تک لیجا کر اس مجاہد پر فائر کر دیتا، بلکہ عالم یہ تھا کہ اپنے پاس بیٹھے ہوئے شمالی فوجی کو زبان سے بھی نہیں کہہ پا رہا تھا۔ اس امریکی شیر کی گھٹھی بندھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جی ہاں۔۔۔۔۔ یہ اسی ریوڑ کا شیر تھا جو صرف بے سہاروں اور ہتھوں پر نشانے تانا کرتے ہیں، یہ انھیں فوجیوں کا ساتھی تھا جو عراق میں میری باحیاء اور باپردہ بہنوں پر نشانہ لیکر فائر کر کے خود کو دنیا کا بہادر فوجی سمجھتے ہیں، یہ وہی کاغذی ہیرو ہیں جنکی دھاڑیں اور دھمکیاں ان معصوم بچوں کے لئے ہوتی ہیں جنکے ہاتھ ابھی گن تو کیا پھول بھی اٹھانے کے قابل نہیں ہوئے۔ ابو غریب جیل میں بے بسوں پر بہادری دکھانا تو آسان ہے، فلموں اور اخبارات کے ذریعے ہیرو بننے میں کیا مشکل ہوتی ہے، لیکن اللہ کے شیروں سے مقابلہ کوئی فلمی کہانی نہیں ہوتی یہاں اصلی گولیاں چلتی ہیں جو گلنے کے بعد بہت تکلیف دیتی ہیں۔ اسی طرح جب مجاہدین کسی امریکی قافلے پر حملہ آور ہوتے ہیں تو یہ فوجی یا تو گاڑیوں کے اندر ہی زندہ جل جاتے ہیں یا زخمی ہو کر اپنی فضا کیے کا انتظار کرتے ہیں، ان میں اتنی بھی مردانہ غیرت نہیں ہوتی کہ مردوں سے مقابلہ ہے تو تھوڑا گاڑیوں سے باہر آ کر دودھ ہاتھ کریں۔

عن الزہری قال نُقِلَ الزَّيَادُ السُّودُ مِنَ الْمَشْرِقِ يَقُوذُهُمْ رِجَالُ كَابُخْتِ الْمُجَلَّلَةِ أَصْحَابُ شُعُورٍ أَنْسَابُهُمُ الْقُرَى وَأَسْمَائُهُمُ الْكُنَى يَقْتَبِحُونَ مَدِينَةَ دِمَشْقٍ تُرْفَعُ عَنْهُمْ الرَّحْمَةُ فَلَا تَسَاعِدُ. (کتاب الفتن، نعیم بن حجاج: ۱/۲۰۶)

ترجمہ: امام زہری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کابلے حضرت نے مشرق سے آئیں گے جنکی قیادت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی جو جھول پہنی خراسانی اونٹنیوں کے مانند ہونگے بالوں والے ہونگے، انکے نسب دیہاتی ہونگے اور انکے نام کنیت (سے مشہور) ہونگے، وہ دمشق شہر کو فتح کریں گے تین گھنٹے رحمت ان سے دور رہے گی۔

فائدہ ۱: اس روایت میں مشرق سے آنے والے مجاہدین کی چند نشانیاں بتائی گئی ہیں (۱) انکے لباس ڈھیلے ڈھالے ہونگے (۲) بالوں والے ہونگے (۳) انکے نسب دیہاتی ہونگے (۴) وہ اپنے اصل ناموں کے بجائے کنیت (Surname) سے مشہور ہونگے۔ اہل علم حضرات کو چاہئے کہ وہ ذر نبوت کی روشنی میں ان تمام نشانوں کے حامل افراد کو تلاش کرتے رہیں۔

فائدہ ۲: مذکورہ روایت میں ہے کہ اس لشکر والوں سے تین ساعت کے لئے رحمت کو اٹھالیا

ف ۲: اس حدیث میں جو یہ ذکر ہے کہ اس لشکر کو کوئی نہیں روک سکے گا تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ انکے راستے میں رکاوٹیں نہیں آئیں گی، بلکہ رکاوٹیں تو بہت ہونگی لیکن یہ ساری رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے بیت المقدس تک پہنچیں گے۔

افغانستان میں دجالی قوتیں اپنی تمام تر قوت مجاہدین کے خلاف استعمال کر چکی ہیں اور اب انکے پاس اس سے زیادہ استعمال کرنے کو کچھ اور نہیں بچا، طالبان حکومت پر حملوں کے وقت امریکی طیارے طالبان کے لئے بہت بڑا مسئلہ تھے۔ کیونکہ آسمان کی بلند یوں تک پہنچنے کے لئے انکے پاس کوئی چیز نہیں تھی لیکن طالبان کی پسپائی کے بعد اب ان طیاروں کا کوئی مسئلہ ہی نہیں رہا، اب طالبان امریکی فوج پر ایک سے ایک کاری ضرب لگاتے ہیں انکے کیمپوں پر دھاوا بول کر زندہ امریکیوں کو گرفتار کر لیتے ہیں، انکا مال غنیمت اٹھاتے ہیں اور اس تمام کارروائی کے دوران امریکہ کی ناقابل تسخیر کجی جانی والی فضائی قوت اپنی قوت پر صرف آنسو ہی بہا سکتی ہے اسکے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتی، فرعون وقت کی یہ فضائی طاقت فضاء میں چنگھاڑ رہی ہوتی ہے اور نیچے مجاہدین امریکی سو ماؤں کو جنگ کا مطلب سمجھا رہے ہوتے ہیں۔

ظاہر ہے امریکی طیارے اب ان چند مجاہدین کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ اگر ان پر بمباری کی بھی جائے تو اسکا کوئی فائدہ امریکہ کو نہیں ہوتا بلکہ نقصان ہی ہوتا ہے۔ البتہ جب امریکی ہیلی کاپٹر پہنچ جاتے ہیں اس وقت مجاہدین واپسی شروع کرتے ہیں۔ اور مجاہدین اپنی قوت ایمانی، توکل اور فرشتوں کی مدد کے ساتھ دنیا کی سب سے بڑی مادی قوت کی جدید ٹیکنالوجی کے سامنے سے گذرتے چلے جاتے ہیں۔

اگرچہ ابھی تک مجاہدین کے پاس ہیلی کاپٹر کے لئے کوئی مؤثر توڑ نہیں ہے لیکن انشاء اللہ جلد اسکا بھی انتظام ہو جائیگا۔ لہذا جب مجاہدین فاتح بن کر واپس آتے ہیں تو امریکی ہیلی کاپٹر انکا پیچھا کرتے ہیں لیکن اللہ اپنے ان محبوب بندوں کو فرشتوں کے پروں میں چھپا لیتا ہے اور باوجود صرف چند میٹر اوپر ہونے کے ہیلی کاپٹر مجاہدین کو دیکھ نہیں پاتے۔

مجاہدین اور دجالی فوج کے مورال کی بات کی جائے تو مجاہدین کے حوصلوں کا یہ عالم ہے کہ وہ امریکی کیمپوں پر حملے کر رہے ہیں اور باقاعدہ انکو فتح کرتے ہیں اور مال غنیمت لیکر آتے ہیں، اور اس عزم کے ساتھ جاتے ہیں کہ امریکیوں کو زندہ گرفتار کر کے لائیں گے۔

جبکہ دوسری جانب امریکی سو ماؤں کی حالت یہ ہے کہ ایک حملے کے دوران ایک مجاہد



افغانستان ہی سے یہ مجاہدین اس لشکر کی قیادت کریں۔ اللہ نے اس قوم کو بہت نوازا ہے۔ علامہ ابوالحسن علی ندویؒ نے انکے بارے میں لکھا ہے کہ سوویت یونین کی ستر سالہ بدترین غلامی کے باوجود اپنا ایمان بچانا یہ ترک قوم کا ہی طرہ امتیاز ہے ورنہ کوئی اور قوم ہوتی تو شاید اس غلامی میں اپنا ایمان نہ بچا پاتی۔

عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ اذا رأيتم الرايات السود قد جاءت من قبل خراسان فانثوها فان فيها خليفة الله المهدي (مسند احمد ج ۵ ص: ۲۷۷-۲۷۸ وکنز العمال 264/14 مکتوبہ باب اشراط الساعة فصل ثانی)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب تم دیکھو کالے جھنڈے خراسان کی طرف سے آئے ہیں تو ان میں شامل ہو جانا۔ کیونکہ ان میں اللہ کے خلیفہ مہدی ہونگے۔“

فائدہ:- اللہ کے رسول ﷺ امت کو پہلے ہی حکم فرما رہے ہیں کہ اس لشکر میں شامل ہو جانا۔ آخرت کے بڑے سودے کی خاطر دنیا کے چھوٹے سودے کو قربان کر کے کامیاب تاجر ہونے کا ثبوت دینا، دیکھنا ماں کی ممتا، رفیق حیات کے آنسو یا پھر... جگر کے ٹکڑوں کے چرے... کہیں میرے اور میرے پیارے جانثار صحابہ کی محبت کے راستے میں رکاوٹ بن کر نہ کھڑے ہو جائیں، شہروں کے اجالوں کی چمکا چوندھ کہیں تمہیں پہاڑوں کے اندھیروں میں جانے سے نہ روک دے، گارے اور مٹی کے گھر کو مسمار ہونے سے بچانے کے لئے اپنے آخرت کے محلوں کو تباہ نہ کر لینا، جیل کی کال کوٹھریوں سے ڈر کر دجالی قوتوں کے سامنے سر نہ جھکا دینا، کیونکہ قبر سے بڑی اور خطرناک کال کوٹھری کوئی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کچھ بھی ہو کسی چیز کی پرواہ نہ کرنا اس لشکر میں شامل ہو جانا حتیٰ کہ دوسری حدیث میں فرمایا کہ اگر برف پر گھسٹ کر بھی آنا پڑے تو بھی اس لشکر میں ضرور شامل ہو جانا۔

اس حدیث میں جو یہ ذکر ہے کہ اس میں مہدی ہونگے تو اس سے مراد یہ ہے کہ یہ جماعت حضرت مہدی کی ہی ہوگی، اور عرب پہنچ کر حضرت مہدی کے ساتھ شامل ہو جائے گی، اور اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت مہدی خود بھی اس جماعت میں ہوں، لیکن اس وقت تک لوگوں کو ان کے مہدی ہونے کا علم نہ ہو اور بعد میں حرم شریف پہنچ کر ان کا ظہور ہو۔ واللہ اعلم

ف: ۲: برف پر چلنا بہت مشکل ہوا کرتا ہے جب دن میں سورج پڑتا ہے تو آنکھوں میں یوں

جائیگا۔ یہ اللہ کی طرف سے آزمائش اور امتحان کے طور پر ہوگا تاکہ اللہ اپنے وعدوں پر سچا یقین رکھنے والوں کو پرکھ لے۔

حدیث: عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب کالے جھنڈے مشرق سے اور پیلے جھنڈے مغرب سے آئیں گے حتیٰ کہ انکے مابین مرکز شام یعنی دمشق میں مقابلہ ہوگا تو مصیبت وہیں ہے (کتاب الفتن نعیم ابن حماد)

عن هلال بن عمرو قال سمعت علياً يقول قال النبي ﷺ يخرج رجُلٌ من وراء النهر يُقالُ لَهُ الْحَارِثُ حَرَّاثٌ عَلَى مُقْلَمَتِهِ رَجُلٌ يُقالُ لَهُ مَنْصُورٌ يُوطِيْ أَوْ يُمَكِّنُ لآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنَتْ فَرِيشٌ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَبَ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهُ أَوْ قَالَ إِبْرَاهِيمَ (ابوداؤد ۳۷۹۹)

ترجمہ: ہلال ابن عمروؓ نے فرمایا میں نے حضرت علیؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایک شخص ماوراء النہر سے چلے گا اسے حارث حراثت (کسان) کہا جاتا ہوگا۔ اسے لشکر کے اگلے حصہ (مقدمہ الجیش) پر مامور شخص کا نام منصور ہوگا۔ جو آل محمد کے لئے (خلافت کے مسئلہ میں) راہ ہموار کرے گا یا مضبوط کریگا جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو قریش نے ٹھکانہ نہ دیا تھا، سو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس لشکر کی مدد و تائید کرے، یا یہ فرمایا کہ (ہر مسلمان پر واجب ہوگا کہ وہ) اس شخص کی اطاعت کرے۔

فائدہ:- ماوراء النہر دریائے آمو کے اس پار وسط ایشیائی (Central Asia) ریاستوں کے علاقوں کو کہا جاتا ہے۔ جن میں ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان، آذربائیجان، قازقستان اور قزچینا وغیرہ شامل ہیں یا تو یہ لشکر چیچنا ازبکستان وغیرہ ہی سے حضرت مہدی کی حمایت کیلئے جائے گا یا پھر یہ حارث نامی مجاہد اس لشکر کے ساتھ ہونگے جس کا ذکر گذشتہ خراسان والی حدیث میں آیا ہے۔ واللہ اعلم

واضح رہے کہ اس وقت خراسان (افغانستان) میں دجالی قوتوں سے سرسبز پرکار مجاہدین میں بڑی تعداد ازبک مجاہدین کی بھی ہے جنہوں نے افغانستان میں اب تک امریکہ کے خلاف ہونے والی کاروائیوں میں ایسی ہیمت و شجاعت کا مظاہرہ کیا ہے کہ عرب ساتھی بھی انکی ہیمت و بہادری کی داد دے بغیر نہ رہ سکے۔ نیز طالبان کی پسائی کے وقت تک تمام مہمان مجاہدین کی قیادت بھی امیر المؤمنین (حفظہ اللہ) نے ازبک مجاہدین ہی کو سونپ رکھی تھی۔ یہ بھی امکان ہے کہ



کہ اگر انصاف اور دیانت داری سے فیصلہ کیا جائے کہ اس وقت عالم اسلام اور خصوصاً عالم عرب کی امارت کا حقدار کون ہے؟

### عالم عرب کی امارت کا حقدار کون؟

کون ہے جو اپنی جان دیکر آج اسلام کی کشتی کو اس بھنور سے نکال سکے؟ وہ کون دل والے ہیں جو امت کے درد میں رات دن تڑپتے رہتے ہیں؟ وہ کون دیوانے ہیں جنھوں نے فلسطین کے بچوں کی سکیوں پر، عراق کے بوڑھوں کی فریاد کے لئے، بیت اللہ کی حرمت کی خاطر، کشمیر کی بیٹیوں کی عزت کے لئے، افغان کی غیرت کی خاطر اپنا سب کچھ اسلام پر قربان کر دیا؟ اپنے دلوں میں رونقوں اور ہنگاموں کی چٹا جلا کر انکو امت محمدیہ ﷺ کے درد سے آباد کر لیا؟ اپنی ماؤں اور بہنوں کو خون کے آنسو لاکر تمام امت کی ماؤں بہنوں کے آنسوؤں کو سینے کے لئے پہاڑوں کی جانب نکل کھڑے ہوئے؟ وہ کون تھے جنھوں نے آقائے مدنی ﷺ کے شہر کو آقا کے دشمنوں سے بچانے کی خاطر اپنے شہروں کو چھوڑ دیا؟ اے اہل دانش! ذرا بتاؤ تو سہی وہ کون ہیں جنھوں نے اپنی تمام خوشیوں کو آگ لگا کر امت کے غموں کو اپنے دل میں سمیٹ لیا؟ جنھوں نے اپنی جوانی کے ارمانوں کو جلایا، محبوبوں کا خون کیا، مستقبل کے سپنوں کو قوم کی نظر کر دیا، اپنی خواہشات کو ان چراغوں میں جلا دیا جو اس تاریک دور میں عالم اسلام کیلئے روشنی کی آخری کرن بنے ہوئے ہیں، بھلا سوچو تو سہی وہ کون ہیں؟

کیا عرب حکمران؟ جنگے دلوں میں فلسطینی معصوم بچوں سے زیادہ یہودیوں کی محبت بھری ہے؟ جو عراق کے مجبور بوڑھوں کو گلے لگانے کے بجائے انکے قاتلوں کے گلوں میں صلیب لگاتے ہیں؟ کیا وہ دانشور طبقہ جو ایک کافر کے مرنے پر تو تڑپ اٹھتا ہے لیکن مسلمانوں کی چچیں ان پر کوئی اثر نہیں کرتیں؟ تیری اس سادگی پر کون نہ مر جائے فراز

### مجاہدین بھارت کو فتح کریں گے

عَنْ نَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَخْرَزَهُمَا اللَّهُ مِنَ النَّارِ عَصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعَصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَام (سنن النسائي الج ۶: ص ۳۲)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ (نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام) سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”میری امت کی دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے محفوظ فرمایا ہے۔ ایک وہ

محسوس ہوتا ہے جیسے کسی نے دھکتے انگارے بھر دیئے ہوں اور اگر زیادہ دیر برف میں چلا جائے تو پاؤں چلنے کا خطرہ ہو جاتا ہے اور برف کا جلا آگ کے جلے سے کئی گناہ اذیت ناک ہوتا ہے اس کے باوجود آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کو بچانے کے لئے برف پر بھی چل کر آنا پڑے تو ضرور آنا۔

عن عبد الله قال بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ أَقْبَلَ فِتْيَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَلَمَّا رَأَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ إِعْرَوزَ قَتِّ عَيْنَاهُ وَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ قَالَ فَقُلْتُ مَا نَزَلَ نَرَى فِي وَجْهِكَ شَيْئًا نَكْرَهُهُ فَقَالَ إِنَّ أَهْلَ بَيْتِ إِبْرَاهِيمَ لَنَا الْآخِرَةُ عَلَى الدُّنْيَا وَإِنَّ أَهْلَ بَنِي سُلَيْمٍ بَعْدِي بَلَاءٌ وَتَشْرِيدٌ وَتَطْرِيدٌ حَتَّى يَأْتِيَ قَوْمٌ مِنْ قَبْلِ الْمَشْرِقِ مَعَهُمْ زَايَاتٌ سُودٌ فَيَسْأَلُونَ الْخَيْرَ فَلَا يُعْطَوْنَ فَيَقَاتِلُونَ فَيَنْصُرُونَ فَيُعْطُونَ مَا سَأَلُوا فَلَا يَقْبَلُونَهُ حَتَّى يَذْفَعُوهَا إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَنِي فَيَمْلُؤُهَا قِسْطًا كَمَا مَلَأُهَا جُورًا فَمَنْ أَذْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَاتِيهِمْ وَلَوْ حَبْرًا عَلَى الْقُلُوبِ ۱- (سنن ابن ماجہ ج ۲: ص ۱۳۶۶)

ترجمہ: حضرت عبد اللہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف فرما تھے کہ بنی ہاشم کے کچھ نوجوان آئے۔ جنکو دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور چہرہ کارنگ تبدیل ہو گیا۔ حضرت عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہم آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے اثرات دیکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اہل بیت کے لئے اللہ نے دنیا کے مقابلے آخرت کو پسند کیا ہے۔ اور یقیناً میرے بعد اہل بیت کو آزمائشوں، جلا وطنی اور بے بسی کا سامنا ہوگا۔ یہاں تک کہ مشرق سے کچھ (مجاہدین) لوگ آئیں گے جنکے جھنڈے کالے ہونگے چنانچہ وہ (مجاہدین) امارت کا سوال کریں گے لیکن یہ (بنو ہاشم) انکو امارت نہیں دیں گے، سو وہ جنگ کریں گے اور انکی مدد کی جائیگی (اور وہ مجاہدین جیت جائیں گے) پھر (بنو ہاشم) انکو امارت دیں گے لیکن اب وہ اسکو قبول نہیں کریں گے اور میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو امارت دیدیں گے جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیگا جیسے پہلے وہ نا انصافی سے بھری ہوئی تھی۔ تو تم میں سے جو بھی اس وقت موجود ہو ان (مجاہدین) کے ساتھ شامل ہو جائے خواہ برف پر گھسٹ کر آنا پڑے۔

فائدہ: مجاہدین کی فتح سے پہلے جس امارت کے سوال کا ذکر ہے وہ اس وقت بھی واضح ہے

حاشیہ ۱: وفی اسنادہ یزید بن ابی زیاد وہو یومئذ الحفظ المختلط فی آخر عمرہ وكان یلقب الغلوس (الماہرین ص: ۱۵۰)



(حضرت ابو ہریرہ کی) اس بات پر نبی کریم ﷺ مسکرائے اور منے پھر فرمایا بہت دور بہت دور۔  
(کتاب التین بن حماد ج: ۱ ص: ۴۰۹)

فائدہ: ہندوستان کے خلاف جہاد کی اہمیت کا اندازہ ان احادیث سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان مجاہدین کی فضیلت اس جماعت کے ساتھ بتائی گئی ہے جو عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ملکر دجال سے جہاد کرے گی۔ یہ آپ ﷺ نے غالباً اس لئے فرمایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سارے مجاہدین حضرت مہدی کے ساتھ جہاد کے شوق میں عرب میں جمع ہو جائیں اور ہندوستان سے غافل ہو جائیں۔ حالانکہ ہندوستان سے جہاد بھی اسی مشن کا حصہ ہے جس کے لئے حضرت مہدی جہاد کر رہے ہو گئے جو مجاہدین ہند کی بھی وہی فضیلت بتائی گئی جو دوسری جماعت کی ہوگی۔ پھر ساتھ ساتھ یہ خوشخبری بھی دی گئی کہ ہندوستان فتح کر کے آنے والوں کو یہ ملال بھی نہ رہے کہ انہیں حضرت مہدی یا عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ جہاد کا موقع نہ مل سکا اسلئے فرمایا کہ واپس آ کر وہ عیسیٰ ابن مریم کو پالیں گے۔

ان احادیث میں ہندوستان کا اسلام کے لئے خطرناک ہونا بھی بتایا گیا ہے اور دجال کیساتھ اس کے تحالف (Alliance) کی طرف اشارہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکی فضیلت ایسی ہے جیسے خود دجال سے جنگ کرنے والوں کی۔ نظریاتی اور تاریخی اعتبار سے یہودیوں کا سب سے پکا دوست ہندوستان ہے نیز جنوبی ایشیاء کو کنٹرول کرنے کیلئے ہندوستان کو مضبوط کیا جا رہا ہے۔ اس وقت انکا مکمل زور بھارت کو مضبوط کرنے پر ہے۔ اس کے علاوہ اس خطہ میں وہ جگہ بھی ہے جہاں سے دجال کے خلاف ایک لشکر نکلے گا جو حضرت مہدی کی حمایت کریگا بلکہ انکو مضبوط کریگا۔ اس لئے اس وقت سے پہلے ہی یہودی بھارت کو ناقابل تسخیر (Undefeatable) بنانا چاہتے ہیں اور ہر اس قوت کو ختم کرنا چاہ رہے ہیں جو بھارت کیلئے خطرہ پیدا کر سکے۔

پاکستان پر مسلسل دباؤ اور بھارت کی مکمل حمایت کو اسی تناظر (Perception) میں دیکھنا چاہئے۔ جہاد کشمیر کا خاتمہ، پاکستان میں مجاہدین پر پابندیاں، قبائل اور افغانستان میں مکمل مجاہدین کے گرد گھیراؤ کیا جانا۔ کیا ان سب کو دیکھ کر اب بھی نہیں لگتا کہ ہمارا دشمن ان حدیثوں پر ہم سے پہلے عمل درآمد شروع کر چکا ہے اور ہم ہیں کہ ابھی فرصت ہی نہیں۔

لیکن ان سب حالات کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کی احادیث پر ایمان رکھنے والوں کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے انہیں پہلے سے زیادہ اپنے کام میں جوش و جذبہ اور نئے جنوں کے ساتھ

جماعت جو ہندوستان سے جہاد کرے گی دوسری وہ جماعت جو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگی (نسائی کتاب الجہاد، مسند احمد)

عن ابی ہریرۃ قال وَعَدَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أَدْرَكْتُمُهَا أَنْفِقُوا فِيهَا نَفْسًا وَمَالًا فَإِنْ أَقْتَلْتُمْ كُنْتُمْ مِنْ أَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ أَرَجِعْنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمَخْرُورَ (سنن النسائی الج: ۲ ص: ۴۲۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے ہندوستان سے جہاد کا وعدہ فرمایا (حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ) اگر اس جہاد کو میں نے پایا تو میں اپنی جان و مال اس (جہاد) میں قربان کروں گا، چنانچہ اگر میں شہید ہو گیا تو میں افضل شہداء میں سے ہوں گا، اور اگر واپس آ گیا تو جہنم سے آزاد ابو ہریرہ ہوں گا۔

عن النبی ﷺ قَالَ يَغْزُو قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي الْهِنْدَ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَأْتُوا بِمَلُوكِ الْهِنْدِ مَغْلُوبِينَ فِي السَّلَاسِلِ فَيَغْفِرُ اللَّهُ لَهُمْ ذُنُوبَهُمْ فَيَنْصَرِفُونَ إِلَى الشَّامِ فَيَجِدُونَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالشَّامِ (کتاب التین بن حماد ج: ۱ ص: ۴۱۰)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے کچھ لوگ ہندوستان کے خلاف جنگ کریں گے اللہ انکو فتح عطا فرمائیگا، چنانچہ ہندوستان کے بادشاہوں کو زنجیروں میں جکڑ کر لائیں گے اللہ تعالیٰ انکے گناہوں کو معاف فرمادیگا، پھر وہ شام کی جانب جائیں گے تو شام میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو پائیں گے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا ایک لشکر ہندوستان سے جہاد کریگا جس کو اللہ تعالیٰ فتح دیگا۔ چنانچہ یہ لشکر ہند کے حکمرانوں کو زنجیروں اور جھکڑیوں میں جکڑ کر لائیں گے۔ اللہ اس لشکر کے گناہوں کو معاف فرمادیگا۔ پھر جب یہ لوگ واپس لوٹیں گے تو شام میں ابن مریم کو پائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا اگر میں نے اس جہاد (ہند) کو پایا تو میں اپنی تمام نبی اور پرانی ملکیت فروخت کر دوں گا (اور بیچ کر) ہندوستان سے جہاد کروں گا۔ سو جب اللہ ہمیں فتح دیدے گا اور ہم واپس آئیں گے تو میں (جہنم سے) آزاد ابو ہریرہ ہوں گا اور وہ (ابو ہریرہ) شام آئے گا تو وہاں عیسیٰ ابن مریم کو پائے گا، چنانچہ میں (ابو ہریرہ) ان (عیسیٰ ابن مریم) سے قریب ہونے کے لئے انتہائی بے قرار ہوں گا، میں ان کو خبر دوں گا کہ یا رسول اللہ (عیسیٰ ابن مریم) میں آپ کے ساتھ شامل ہو گیا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ



بھارت کی جانب کھینچی چلی آ رہی ہے۔ اس حدیث میں مسلمانوں کو اور خصوصاً پاکستان کے مسلمانوں کو خوشخبری ہے کہ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ ساری دولت مالی نعمت میں اللہ کی راہ میں قتال کرنے والوں کو ہی ملنے والی ہے۔

فائدہ ۳: یہ لشکر ہندوستان میں دجال کے آنے تک قیام کرے گا۔ کیونکہ دجال کے آنے کے بعد کفر و اسلام کے درمیان دوبارہ جنگوں کو آغاز ہو جائے گا۔

**اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد**

یہاں چند گزارشات مجاہدین سے کرنا ضروری ہے۔ اس وقت دنیا کے مختلف خطوں میں مجاہدین جہاد کر رہے ہیں، کچھ مجاہدین ہندوستان کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں تو کچھ افغانستان میں امریکہ کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ اسی طرح چین، فلپین، عراق اور دیگر خطوں میں مجاہدین مصروف ہیں۔ اگر غزوہ ہندوستان کی حدیث اور خراسان والی حدیث کو سامنے رکھا جائے، تو خراسان کے مجاہدین اور کشمیر اور ہندوستان کے مجاہدین کا آپس میں بہت گہرا تعلق بنتا ہے۔ لہذا ان دونوں مجاہدین کو اس تعلق کو ہر وقت اپنے ذہن میں رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وقتی حالات اور حکمرانوں کی پالیسیوں کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کی مخالفت کرنا شروع کر دیں، اور اس طرح ہماری توانائیاں کافروں کے بجائے آپس میں ہی خرچ ہونا شروع ہو جائیں، ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ جس خطے میں مجاہدین جہاد کر رہے ہیں انکا مقصد کیا ہے؟ اگر جائیں دیئے والوں کا مقصد اسلام کی سر بلندی ہے تو پھر کسی کی باہری امداد کی وجہ سے اس شرعی جہاد کو غیر شرعی نہیں قرار دیا جاسکتا۔ ہاں البتہ اگر کوئی خامی کسی تحریک میں پائی جاتی ہو تو اسے سب مجاہدین کو مل کر ختم کرنا چاہئے، نہ کہ اس کو بنیاد بنا کر اس کے خلاف پروپیگنڈہ۔

اگر ہم صرف اس وجہ سے جہاد کشمیر کو غیر شرعی قرار دینا شروع کر دیں کہ وہاں حکومت کی امداد ہے تو پھر جہاد کے مخالفین کو ہم دنیا میں چلنے والے کسی بھی جہاد کے بارے میں مطمئن نہیں کر سکتے۔ اگر کل تک جہاد کشمیر اس لئے فرض تھا کہ وہاں امت کی بیٹیوں کی عصمت لٹتی تھی، ماؤں کے لال لٹکینوں پر اچھالے جاتے تھے، بہنوں کی چادروں کو پامال کیا جاتا تھا، ایک مسلم سرزمین پر کافر قبضہ کر بیٹھے تھے، تو یہ تمام شرائط آج بھی وہاں موجود ہیں، بلکہ اب تو اس کے خطرات پہلے سے زیادہ بڑھ گئے ہیں، اور 'باہری امداد' بند ہونے کے بعد تو وہ اور زیادہ مظلوم ہو جائیں گے، تو پھر آج جہاد کشمیر کس طرح غیر شرعی ہو سکتا ہے؟

لگ جانا چاہئے۔ یہود و ہنود کے سیاسی پنڈت جو چاہیں اہل حق کو ختم کرنے کے لئے جالمازیان اور امن مذاکرات کی چالیں چلتے رہیں لیکن محمد عربی ﷺ کا رب آسمانوں میں اپنی تدبیریں فرما رہا ہے اور یہود و ہنود کی یہی چالیں ان پر لٹنے والی ہیں جن سے مجاہدین کے لئے نئے راستے کھلنے والے ہیں، صرف اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی استقامت کا امتحان لینا چاہتا ہے۔

فائدہ ۲: نیز ہندوستان کے جہاد میں مال خرچ کرنے کی اتنی فضیلت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرما رہے ہیں کہ میں اس جہاد میں اپنی ساری نئی اور پرانی جائیداد فروخت کر دوں گا۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ مَلِكًا فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ جَيْشًا إِلَى الْهِنْدِ فَيَقْتُلُهَا وَيَأْخُذُ كُنُوزَهَا فَيَجْعَلُهَا حَلِيَّةً لِبَيْتِ الْمَقْدِسِ وَيَقْدِمُوا عَلَى مُلُوكِ الْهِنْدِ مَغْلُوبِينَ يُقِيمُ ذَلِكَ الْجَيْشُ فِي الْهِنْدِ إِلَى خُرُوجِ الدَّجَالِ. (كتاب القس، ص ۳۰۳: ج ۱)

ترجمہ: حضرت کعب نے فرمایا بیت المقدس کا ایک بادشاہ ہندوستان کی جانب ایک لشکر روانہ کریگا۔ چنانچہ وہ لشکر ہندوستان فتح کریگا، اور اس کے خزانے حاصل کریگا۔ تو وہ بادشاہ اس خزانے سے بیت المقدس کو آراستہ کریگا۔ اور وہ (مجاہدین) ہندوستان کے بادشاہوں کو قیدی بنا کر لائیں گے۔ یہ لشکر ہندوستان میں دجال کے آنے تک قیام کریگا۔

فائدہ ۱: جہاد کے مخالفین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ دہلی کے لال قلعے پر اسلام کے جھنڈے گاڑنے کی باتیں دیوانے کے خواب سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ حالانکہ اس روایت میں بھی اور گزشتہ روایات میں بھی آپ نے پڑھا کہ یہ کوئی دیوانے کا خواب نہیں بلکہ وہ حقیقت ہے جس کا نبی آخر الزماں ﷺ نے مجاہدین سے وعدہ فرمایا ہے۔ اور جو وعدہ ہمارے نبی صادق ﷺ نے فرما دیا وہ بھی غلط نہیں ہو سکتا، بھلے ہی بھارت کتنا ہی طاقتور ہو جائے، وہ کتنی ہی عسکری تیاریاں کرتا رہے، رحمۃ اللعالمین ﷺ کا رب وہ دن ضرور لائے گا جب لال قلعے پر اسلام کا پرچم لہرا رہا ہوگا۔

اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ بیت المقدس میں موجود امیر یا حاکم ہندوستان کی جانب لشکر روانہ کریگا۔ اگر ہم تاریخ میں دیکھیں تو ابھی تک ایسا کبھی نہیں ہوا کہ بیت المقدس سے کوئی لشکر ہندوستان فتح کرنے کے لئے آیا ہو۔ چنانچہ یہ پیش گوئی ابھی پوری ہونا باقی ہے۔ بیت المقدس سے آنے والے لشکر میں تمام مجاہدین شامل ہو سکتے ہیں۔ جہاد کشمیر میں قربانیوں کا جو اتنا طویل تسلسل ہے، انشاء اللہ یہ رائیگاں نہیں جائے گا، بلکہ انشاء اللہ یہی سلسلہ اس فتح تک پہنچے گا۔

فائدہ ۳: آج کل بھارت کی معاشی حالت بڑی مستحکم ہوتی جا رہی ہے، اور دنیا کی دولت



## ہندوستان کے بارے میں پیشین گوئیاں

صوبہ سرحد اور قبائل کے بارے میں شاہ نعمت اللہ ولی کی پیشین گوئیاں بھی ہیں جو یقیناً اہل ایمان کے لئے دلی تسلی اور تقویت کا باعث ہوگی۔ ان پیشین گوئیوں کو شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اپنی کتاب ”الاربعین“ میں بھی نقل فرمایا ہے۔ یہ پیشین گوئیاں فارسی میں اشعار کی شکل میں ہیں۔ اگرچہ پیشین گوئیاں کوئی قطعی یقین نہیں دیتیں البتہ ان میں سے کئی اشعار کی احادیث سے بھی تائید ہوتی ہے۔ یہاں ہم انکا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ فرمایا: ”اچانک مسلمانوں کے درمیان ایک شور برپا ہوگا اور اسکے بعد وہ کافروں (بھارت) سے ایک بہادرانہ جنگ کریں گے پھر محرم کا مہینہ آئیگا اور وہ مسلمانوں کے ہاتھ میں تلوار دیدیگا اور وہ مسلح ہوکر جارحانہ اقدام کریں گے پھر حبیب اللہ نامی ایک شخص جو اللہ کی طرف سے صاحب قرآن ہوگا، اللہ کی مدد کیساتھ اپنی تلوار میان سے نکالے گا۔“

”صوبہ سرحد کے بہادر غازیوں کے لشکر سے زمین مرقد کی طرح لرز اٹھے گی لوگ دیوانہ وار جہاد کیلئے آگے بڑھیں گے اور راتوں رات مٹیوں اور چیونٹیوں کی طرح حملہ کریں گے یہاں تک کہ افغانی قوم فتح حاصل کر لے گی۔ جنگل پہاڑ اور دشت و دریا سے قبائل تیزی کے ساتھ ہر طرف سے آتشیں اسلحہ لئے ہوئے سیلاب کے مانند اڑ پڑیں گے۔ پنجاب، دہلی، کشمیر، دکن اور جموں کو اللہ کی غیبی مدد سے فتح کر لیں گے۔ دین اور ایمان کے تمام بدخواہ مارے جائیں گے اور تمام ہندوستان ہندو داند رسوں سے پاک ہو جائیگا۔ ہندوستان کی طرح یورپ کی بھی قسمت خراب ہو جائیگی اور تیسری جنگ عظیم چھڑ جائیگی۔“ یہ جنگ و جدال چند سال تک سمندر اور میدان میں وحشیانہ طور سے جاری رہے گی۔ بے ایمان ساری دنیا کو تباہ کر دیں گے آخر کار ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن بن جائیں گے۔ اچانک موسم حج میں حضرت مہدی خروج فرمائیں گے۔

فائدہ: عقل پاک بھارت مذاکرات پر حیران ہے کہ یہ کیسے مذاکرات ہیں جس میں پاکستان ہی ساری قربانی دے رہا ہے جبکہ بھارت کی مکاری کا یہ عالم ہے کہ پہلے تو وہ مشرقی سرحدوں سے ہی ہمارے ملک میں دہشت گردی کراتا تھا اب جلال آباد اور بولدک میں بھی اس نے دہشت گردی کے اڈے کھول لئے ہیں؟ عقل کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

## صوبہ سرحد اور قبائل

اللہ تعالیٰ جب اپنے دین کو مضبوط کرنے اور کفر پر غالب کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کام کے لئے اس کی رحمت ہر فرد اور ہر قوم کی جانب متوجہ ہوتی ہے۔ جو فرد یا قوم اللہ کی رحمت کو لینے

جس جہاد کی جو فضیلت آپ ﷺ نے بیان فرمائی وہ ایک اہل حقیقت ہے، اور ہمارے ایک دوسرے کو برا کہنے یا اس میں خامیاں نکالنے سے اخلاص کے ساتھ جہاد کرنے والوں کی فضیلت کم نہیں ہو جائے گی، ہاں البتہ ہم خود اپنا ہی نقصان کرینگے کہ جس وقت دنیا کی تمام اسلامی تحریکوں کو متحد کرنے کی ضرورت تھی تو ہم خود ہی ان میں تفریق کی بنیاد ڈال رہے تھے، اس وقت شہداء کے رب کو یہ بات ہرگز پسند نہیں ہوگی کہ جہاد کے راہی پھر وہی غلطیاں دہرانا شروع کر دیں جو ماضی میں ان سے ہوتی رہی ہیں۔

اس وقت اگر حکومت اپنی پالیسی تبدیل کر رہی ہے اور مجاہدین کشمیر بے سروسامانی کے عالم میں دنیا کے ایک بڑے کفر سے برسرِ پیکار ہیں، تو اس نازک وقت میں انھیں اپنے ساتھیوں سے ہمدردی اور دعاؤں کی توقع ہے، نہ کہ طعن و تشنیع اور الزام تراشیوں کی۔ ہم خود کو مجاہد بھی سمجھیں اور اپنے ساتھیوں کے جہاد کو غیر شرعی بھی کہیں تو پھر غیروں میں اور اپنوں میں کیا فرق رہ جائے گا؟

نیز ان دونوں تحریکوں میں فرق کرنا کسی بھی اعتبار سے درست نہیں ہے، کیونکہ ہم جس خطہ میں ہیں وہاں بھارت کو نظر انداز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ابھی تک ہم اپنی ترجیحات ہی متعین نہیں کر سکے، کہ ہمارے جہاد کا مقصد کیا ہے؟ اس وقت خواہ خراسان کا لشکر ہو یا مجاہدین کشمیر کا اس میں شامل اکثر مجاہدین کو پہلے بھارت فتح کرنا پڑیگا اسکے بعد آخری دشمن یہودیوں سے منسلک کے لئے جانا ہے، یہودی اس حقیقت کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں، جسکی وجہ سے انھوں نے بھارت کو انتہائی مضبوط بنانے کا فیصلہ کیا ہے، سو آپ کتنا بھی بھارت سے درگزر کرنا چاہیں اللہ تعالیٰ جلد ایسے حالات پیدا کر دیگا کہ آپ غزوہ ہند والی حدیث کو بھول گئے جس میں اس جہاد کو افضل جہاد قرار دیا گیا ہے؟ مجاہدین کو اس وقت ہر قسم کے تعصب سے بچنا ہے، خواہ وہ لسانی تعصب ہو یا علاقائی، ماضی میں جو خامیاں اور کوتاہیاں ہوتی رہی ہیں ان میں غور کر کے ان سے دامن چھڑانا چاہئے، اور اسلام کو ہر جماعت اور ہر پرچم پر مقدم رکھنا چاہئے۔ بلکہ حالات کو سمجھتے ہوئے سب کو ایک پرچم تلے متحد ہونا چاہئے، اور پرانی رنجشوں، کدورتوں اور اختلافات کو بھلا کر یکسوئی کے ساتھ جہاد کو پروان چڑھانا چاہئے۔ جس جہاد کو قرآن سمجھانا چاہتا ہے اس جہاد کو لیکر آگے بڑھنا ہے، ورنہ خیال رہے کہ اللہ کی ذات بہت بے نیاز ہے، اسکو ایسے بندے پسند ہیں جن میں عاجزی، تواضع، اور اخلاص ہو۔ اور دنیا میں تحریکیں بھی وہی چلتی ہیں جنکا نصب العین واضح ہو۔





امام، اور قافلہ محمدیہ ﷺ کا ساربان اس قوم کو بنادیا گیا۔

ان اللہ والوں کے خلاف اسلام سے بغض رکھنے والوں کی زبانیں کتنی ہی لمبی ہو جائیں، جو ہم نے کہا وہ دو پہر میں چمکتے سورج کی طرح اٹل حقیقت ہے۔ اور عربی کی ایک کہاوت ہے لَسُوْمُ الْخُفَاشِ لَا يَضُرُّ الشَّمْسَ وَغَوَاءُ الْكَلْبِ لَا يُظْلِمُ الْبَدْرَ یعنی سورج کو چمکاؤں کے گالیاں دینے سے اس کو گھن نہیں لگا کرتا، اور چودھویں رات کے چاند پر کتوں کے بھونکنے سے چاند کا نور مائل نہیں پڑ جاتا۔

قوم افغان بھی امت مسلمہ کے لئے سورج اور چاند ہے۔ قندھار کے افق سے نمودار ہونے والے اس چاند نے اندھیری رات کے مسافروں کو راستوں سے روشناس کرایا، اس چاند کی چاندنی نے ایک ارب بیس کروڑ انسانوں کے خاموش سمندر میں مد و جزر پیدا کیا، یہ چاند کل بھی چمکا اور آج بھی ہر اس انسان کے دل میں چمکتا ہے جو نبی ﷺ کے دین سے محبت رکھتا ہے۔ اس چاند کو ابھی بھی گھن نہیں لگا، بلکہ یہ انشاء اللہ کل دہلی کے لال قلعہ پر اپنے نور کی برسات کرتا ہوا، آگرہ کے تاج محل کو، چودھویں کی چاندنی رات میں توحید کا غسل کرائے گا اور اسی چاند و سورج کی کرنوں سے قبلہ اول پر پڑنے والے منحوس سائے ہمیشہ کے لئے چھٹ جائیں گے۔ کفر کے خوف سے ٹھنرتی اس امت کی رگوں میں اس سورج کی کرنوں سے حرارت پیدا ہوگی۔

لہذا خونِ مسلم سے روشن چراغوں کو، دجالی میڈیا کی پھونکوں سے نہیں بجھایا جاسکتا اور کسی کے تسلیم نہ کرنے سے حقیقت تبدیل نہیں ہو جایا کرتی، حقیقت یہی ہے جو آنکھوں سے نظر آرہی ہے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس پر چاہتا ہے ہو جاتا ہے۔

اس قوم کے اندر وہ تمام چیزیں پائی گئیں جو اللہ کے انتخاب کے لئے کافی ہوتی ہیں۔ جن میں غیرت و دینی حمیت ایمانی، اہل قباء کی طرح طہارت، مہمان نوازی، اسلامی شعائر سے بے انتہا محبت، مضبوط معاشرتی نظام، جدید جاہلی تہذیب کے اثرات سے پاک رہنا وغیرہ شامل ہیں۔

غافل لوگ خوش ہوتے ہیں... طالبان ختم ہو گئے، ڈنڈے کے زور پر بننے والی تمہاری اسلامی حکومت مٹ گئی، لیکن اہل دل جانتے ہیں کہ طالبان ختم نہیں ہوئے بلکہ وہ آج بھی ایمان والوں کے دلوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ کسی ایمان والے گھر میں دعا کے لئے اٹھنے والے ہاتھ طالبان کے لئے دعا کئے بغیر گر جاتے ہوں۔ یہ میری جذباتیت یا عقیدت نہیں بلکہ زندہ حقیقت ہے۔ حکومت ختم ہو جانے کے بعد بھی مسلمانوں میں ان کی محبت کا

میں ذرا بھی پس و پیش سے کام لیتی ہے تو یہ رحمت دوسرے علاقے کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔

اس اہم ذمہ داری کو اٹھانے کے لئے اللہ رب العزت کے ہاں کچھ اصول ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ.

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں سے جو دین (جہاد) سے منہ موڑ جائے گا تو اللہ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جن سے اللہ محبت کرتا ہوگا اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہو گئے، وہ مسلمانوں کے لئے بہت نرم اور کافروں کے لئے انتہائی سخت ہو گئے، (ان کی شان یہ ہوگی کہ) وہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے، اور (جہاد کے بارے میں) ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔ اور یہ تو اللہ کا فضل ہے وہ جس پر چاہتا ہے فرماتا ہے۔

خلافتِ عثمانیہ ٹوٹنے کے بعد نصف صدی سے زائد تک اللہ کی رحمت خلافت کے قائم کرنے کے لئے مختلف شخصیات اور مختلف قوموں کی طرف متوجہ ہوتی رہی کہ خلافت قائم کر کے اسلام کو کہیں ٹھکانہ مل جائے۔ یہ رحمت کبھی مسلمانان ہند کی طرف متوجہ ہوئی، تو کبھی پاکستان کی طرف آئی، کبھی مصر کی تاریخی علمی درسگاہوں کا دروازہ کھٹکھٹایا، تو کبھی حجاز کے ہدی خوانوں کے پاس گئی۔ غرض رحمتِ الہی ہر طبقے اور ہر قوم کی جانب متوجہ ہوئی، لیکن تمام وسائل، علمی درسگاہیں، اور جدید حالات سے آگاہی کے باوجود بھی اسلام کو کہیں ٹھکانہ نہ مل سکا۔ اور ایک ہی جواب آیا کہ ان منہ زور آندھیوں میں ہم تو خود کو نہیں سنبھال سکتے۔

پھر اسلام ایک سیدھے سادھے افغانی کے پاس آیا اور کہا کہ نصف صدی بتی مجھے ”غریب“ بنے ہوئے لیکن ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کے ہوتے ہوئے کوئی ٹھکانہ دینے کو تیار نہیں۔ یہ سن کر، افغانی نے اپنی چادر کا ندھے پر سنبھالتے ہوئے کہا ”اگرچہ میرے پاس ان بوسیدہ کپڑوں اور اس چادر کے سوا کچھ نہیں لیکن میں جس حال میں بھی رہوں گا تجھ کو تنہا نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ میری جان میرے جسم کو خیر باد کہ جائے۔“

پھر کیا تھا کائنات کا رب تو بس ایسے ہی سادہ لوگوں اور ایسی ہی سادہ باتوں کو پسند کرتا ہے۔ سو پسند کر لیا۔ پھر ایمان والے بھی ان کو پسند کرنے لگے، اور ایک ارب بیس کروڑ مسلمانوں کا



فائدہ: اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ الملوحة الكبرى (جنگ عظیم) ”حق“ میں ہوگی۔ یہ وہی عقی (یا عماق) ہے جو حلب کے قریب ہے۔

عن عبد الله بن بسر قال قال رسول الله ﷺ بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَفَتْحِ الْقُسْطَنْطِينِيَةِ سِتُّ سَبْعِينَ وَنَحْوُهَا فِي السَّابِعَةِ . (ابن ماجہ ج: ۲ ص: ۱۳۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن بسر سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنگ عظیم اور شہر (قسطنطنیہ) کی فتح میں چھ سال کا عرصہ لگے گا اور ساتویں سال دجال نکلے گا۔

فائدہ: جنگ عظیم اور فتح قسطنطنیہ کے بارے میں دو روایتیں آئی ہیں، ایک میں جنگ عظیم اور فتح قسطنطنیہ کے درمیان چھ مہینے کی مدت کا ذکر ہے اور دوسری روایت میں یہ مدت چھ سال بیان کی گئی ہے۔ سند کے اعتبار سے علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں چھ سال والی روایت کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔

نیز ابوداؤد کی شرح عون المعبود میں ملا علی قاری کا یہ قول نقل کیا گیا ہے ”جنگ عظیم اور خروج دجال میں سات سال زیادہ صحیح ہے بمقابلہ سات مہینے کے یعنی جنگ عظیم اور فتح قسطنطنیہ کے درمیان چھ سال کا عرصہ ہے اور ساتویں سال دجال نکلے گا۔“

قال نافع بن غنيم قال رسول الله ﷺ اتغزون جزيرة العرب فيفتحها الله ثم فارس فيفتحها الله ثم تغزون الروم فيفتحها الله ثم تغزون الدجال فيفتحها الله (مسلم ج: ۳ ص: ۲۲۵)

ترجمہ: حضرت نافع ابن غنیمہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ”تم لوگ (میرے بعد) جزیرۃ العرب میں جنگ کرو گے، سو اللہ تعالیٰ اس کو (تمہارے ہاتھوں) فتح کرائے گا پھر تم فارس کی مملکت سے جنگ کرو گے، تو اللہ تعالیٰ اس کو (بھی) فتح کرائے گا، پھر تم روم کی مملکت سے جنگ کرو گے چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو فتح کرائے گا، اور پھر تم دجال سے جنگ کرو گے اللہ اس پر تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔“

ف: اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے مکمل تاریخ اسلام بیان فرمائی ہے۔ جزیرۃ العرب اور فارس (عراق ایران) حضرت عمرؓ کے دور خلافت تک فتح ہو چکے

حاشیہ فتح الباری ج: ۲ ص: ۲۷۸

حاشیہ عون المعبود ج: ۱ ص: ۲۷۲

عالم ہے کہ جب طالبان امریکیوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے جاتے ہیں، تو جیسے ہی پہلے فائر کی آواز مقامی لوگوں کے گھروں میں پہنچتی ہے تو کوئی ماں یا بہن سب سے پہلے ووڈ کر ہوئے پر چائے کا بڑا دیگچہ چڑھا دیتی ہے، وہ سمجھ جاتی ہے کہ کفر و اسلام کے آخری معرکہ کے سپاہی، جھکے ہارے اسی راستے سے واپس آئیں گے تو وہ اللہ والوں کو چائے پلا کر اپنا بھی نام ان میں لکھوا لے گی۔ یہ کسی ایک گھر کی کہانی نہیں بلکہ حملے کی جگہ سے پیچھے مرکز تک ہر گھر میں اس رات شادی کا سماں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کن معرکہ میں بھی اس قوم کا بڑا حصہ رکھا ہے۔ اور اس وقت جہاد کی میزبانی اس خطے میں پختونوں کے حصہ میں آئی ہے۔ لہذا ان پر دو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اول جہاد کے علم کو بلند رکھنا اور خود کو ان تمام پیاریوں سے دور رکھنا جن سے قلعہ قوم میں متاثر ہو جایا کرتی ہیں۔ اور دوسرا اس علم کے پیچھے چلنے والے تمام قافلے کو متحد و منظم رکھنا۔

انسانی نفسیات کا مطالعہ کرنے والے یہودی دماغ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ پاکستان میں صوبہ سرحد کے مسلمان یہود و ہنود کے عزائم کے راستے میں سب سے بڑی دیوار ہیں۔ لہذا اس دیوار کو گرانے یا کمزور کرنے کے لئے بھارت و اسرائیل کی جانب سے بہت تیزی کے ساتھ کام جاری ہے۔ اسلئے صوبہ سرحد کے اندر مساجد کے کردار کو زیادہ سے زیادہ فعال بنانے کی ضرورت ہے۔

افغان کی غیرت دیں گا ہے یہ علاج

ملا کو اس کے کوہ و دمن سے نکال دو

### جنگ عظیم میں مسلمانوں کی پناہ گاہ

عن مكحول قال قال رسول الله ﷺ لِنَا سِ ثَلَاثَةُ مَعَاqِلَ فَمَعْقِلُهُمْ مِنَ الْمَلْحَمَةِ الْكُبْرَى الْبَيْتُ تَكُونُ بَعْمَقِي أَنْطَاكِيَّةَ دِمَشْقَ وَمَعْقِلُهُم مِنَ الدَّجَالِ بَيْتُ الْمَقْدِسِ وَمَعْقِلُهُم مِنْ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ طُورُ سَيْنَاءَ . (أُسْنُنُ الْوَارِدَةِ فِي الْفَتْحِ - دروہ ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء ج: ۲ ص: ۱۳۶)

ترجمہ: حضرت مکحولؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں (مسلمانوں) کے لئے تین پناہ گاہیں ہیں، جنگ عظیم جو کہ عقی انطاکیہ میں ہوگی، اس میں پناہ گاہ دمشق ہے، دجال کے خلاف پناہ گاہ بیت المقدس ہے اور یاجوج ماجوج کے خلاف پناہ گاہ طور پہاڑ ہے۔



تم نے کسی ایسے شہر کے بارے میں سنا ہے جس کے ایک طرف سمندر اور دوسری طرف جنگل ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ حضرت اٹھن کی اولاد میں سے ستر ہزار آدمی اس شہر کے لوگوں سے جنگ نہیں کر لینگے۔ چنانچہ حضرت اٹھن کی اولاد میں سے وہ لوگ (جنگ کے ارادے سے) اس شہر میں آ بیٹھے، تو اس شہر کے باہر (نواحی علاقے میں) پڑاؤ ڈالینگے۔ (اور شہر کا محاصرہ کر لینگے) لیکن وہ لوگ شہر والوں سے ہتھیاروں کے ذریعے جنگ نہیں کریں گے اور نہ انکی طرف تیر پھینکیں گے بلکہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کا نعرہ بلند کریں گے اور شہر کی دو طرف کی دیواروں میں سے ایک دیوار گر پڑے گی۔ (اس موقع پر) حدیث کے راوی ثور ابن یزید نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے یہاں سمندر کی جانب والی دیوار کہا تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ پھر وہ لوگ دوسری مرتبہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کا نعرہ لگا کر شہر کی دوسری جانب والی دیوار بھی گر پڑے گی۔ اسکے بعد وہ لوگ تیسری مرتبہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کا نعرہ بلند کریں گے تو اسکے لئے شہر میں داخل ہونے کا راستہ کشادہ ہو جائیگا اور وہ شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر وہ مال غنیمت جمع کریں گے، اور اس مال غنیمت کو آپس میں تقسیم کر رہے ہوں گے کہ اچانک یہ آواز آئے گی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ دجال نکل آیا ہے۔ چنانچہ وہ سب کچھ چھوڑ کر (دجال سے لڑنے کے لئے) واپس لوٹ آئیں گے۔ (مسلم)

فائدہ: یہاں جس شہر کا ذکر ہے اس سے مراد وہ شہر ہے جہاں عیسائیوں کا بڑا پایا ہوتا ہے۔ اس وقت عیسائیوں کا پایا اٹلی کے شہر وین کی کنٹی میں ہوتا ہے۔

جن احادیث میں شہروں کے دروازوں اور دیواروں کا ذکر ہے تو دیواروں سے مراد حقیقی دیوار بھی ہو سکتی ہے اور اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ دیوار سے مراد اس شہر کا دفاعی نظام ہو۔ اسی طرح دروازوں سے مراد اس شہر میں داخل ہونے والے راستے بھی ہو سکتے ہیں۔

کیا ان جنگلوں میں اسرائیل تباہ ہو جائے گا؟

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دجال سے پہلے ہونے والی جنگوں میں اس خطہ میں موجود متحدہ دشمنوں کو مکمل طور پر شکست ہو جائے گی؟ اگر مکمل شکست ہوگی تو اسرائیل رہے گا یا ختم ہو جائیگا؟

جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے تو احادیث میں غور کرنے کے بعد یہ بات زیادہ مناسب لگتی ہے کہ اس خطہ میں موجود دشمن مکمل طور پر شکست کھا جائے گا۔ کیونکہ صحیح احادیث میں یہ آیا ہے کہ

تھے۔ جہاں تک روم کی فتح کا تعلق ہے تو رومی سلطنت (Roman empire) 395 عیسوی میں رومن بادشاہ تھیوڈوسس (Theodosius) کے مرنے کے بعد دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی، ایک حصہ مشرقی روم جس کا دار الحکومت قسطنطنیہ (استنبول) بنا۔ رومی سلطنت کا یہ حصہ بازنطینی (Byzantine) سلطنت کے نام سے مشہور ہوا۔ اور دوسرا حصہ مغربی روم جس کا دار الحکومت موجودہ اٹلی کا شہر ”روم“ بنا۔

لہذا اگر حدیث میں فتح روم سے مشرقی حصہ مراد لیا جائے تو یہ خلافت عثمانیہ کے سلطان فاتح محمدؒ کے ہاتھوں 1453 میں فتح ہو چکا ہے۔ اور اگر اس سے مکمل رومی سلطنت کی فتح مراد ہے تو وہ ابھی باقی ہے اور جلد انشاء اللہ مکمل ہوگی۔

ف ۲: اس حدیث مبارک میں نبی کریم ﷺ نے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی کہ یہ فتوحات جنگ کے نتیجے میں ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ مجاہدین کے ذریعے یہ فتوحات کرائے گا۔ لہذا ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا ضروری ہے جو آپ ﷺ نے بیان فرمایا کہ کفر کو شکست جہاد کے ذریعے ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ لہذا کسی کا یہ کہنا کہ کفر نے کبھی انسانوں سے شکست نہیں کھائی تمام تاریخ اسلام کا تو انکار ہے ہی بلکہ اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں، نبی کریم ﷺ کی سیرت اور صحابہ اکرامؓ کی بے شمار جانوں کی قربانی کا بھی مذاق اڑانا ہے۔ سو جس کے دل میں رتی برابر بھی ایمان ہو اس کو ایسے ٹھانڈے جملے کہنے سے پرہیز کرنا چاہئے ورنہ ایمان جانے کا خطرہ ہے۔

مجاہدین کے نعروں سے روم (ویٹی کن شہر Vatican city) کا فتح ہونا

عن ابی ہریرۃؓ اَنَّ النَّبِيَّ اَقَالَ سَمِعْتُمْ بِمَدِينَةِ جَانِبِ مِّنْهَا فِي الْبَرِّ وَجَانِبِ مِّنْهَا فِي الْبَحْرِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَغْزَوْهَا سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ فَإِذَا جَاؤُوهَا نَزَلُوا فَلَمْ يَفَاتِلُوا بِسِلَاحٍ وَلَمْ يُؤْمُوا بِسَهْمٍ قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهِ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ أَحَدُ جَانِبَيْهَا قَالَ تَوَرَّ لَا أَغْلَمَهُ إِلَّا قَالَ الْبَدِي فِي الْبَحْرِ ثُمَّ يَقُولُوا الثَّانِيَةَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهِ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الْآخَرُ ثُمَّ يَقُولُوا الثَّلَاثَةَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهِ أَكْبَرُ فَيُفْرَجُ لَهُمْ فَيَدْخُلُوهَا فَيَغْنَمُوا فَيَغْنَمُوا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْمَغْنَمَ إِذْ جَاءَهُمُ الصَّرِيخُ فَقَالَ إِنْ شِئِيَ الدَّجَالُ قَدْ خَرَجَ فَيَتَرَكُونَ كُلَّ وَرَجْعُونَ (مسلم ج ۴: ص ۲۲۳۸)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ نے (صحابہ سے) پوچھا کیا



کی تصدیق کر رہے ہیں کہ انکا اسرائیل میں آباد ہونا انکی بربادی کا سبب ہے۔ آئے دن کتنے یہودی اسرائیل کی سڑکوں پر کتے بلیوں کی طرح مردار ہوتے نظر آتے ہیں۔ وہ یہودی جو تمام دنیا سے بڑی امیدیں اور بہت تکبر و نخوت کے ساتھ اسرائیل آئے تھے آج انکے خوابوں کی زمین بنی انکے لئے زندہ قبرستان ثابت ہو رہی ہے۔

ان کی کتاب ”یرمیا“ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”درختوں کو کاٹ دو اور یروشلم کے خلاف ایک قلعہ بناؤ۔ یہ وہ شہر ہے جسے سزا دی جائے گی۔ اس کے اندر ظلم بھرا ہوا ہے، جیسے کہ کسی چشمے سے پانی ابل رہا ہو اسی طرح سے اس کے اندر سے ظلم ابل رہا ہے۔ اس میں سے تشدد اور تافریاؤں کی آوازیں آرہی ہیں اور مجھ (خدا) کے سامنے زخموں اور دکھوں کی مسلسل کراہیں آرہی ہیں۔“

”اے صیہون کی بیٹی! لودیکھو شمال کی جانب سے ایک قوم اٹھ رہی ہے۔ اسی طرح زمین کے آخری حصے سے بھی ایک قوم اٹھائی جائے گی۔ ان کے پاس تیر اور کمان ہوں گے۔ یہ لوگ دم سے عاری ہیں۔ ان کی آوازوں میں سمندر کی دھاڑ ہے۔ گھوڑوں پر سوار یہ دوڑ رہے ہیں جیسے کہ وہ تمہارے خلاف لڑنے آرہے ہوں۔“ انکی کتاب زلفیہ نیاہ (Zephaniah) میں ہے:

”تم لوگ خود کو اکٹھا کرو۔ ہاں، اکٹھا کرو خود کو تم لوگ اے اللہ کے ناپسندیدہ انسانو! قتل اسکے کہ اللہ کا فیصلہ آجائے یا دن بھوسے کی طرح گزر جائے یا اللہ کا غضب تم پر نازل ہو جائے یا قتل اسکے کہ اللہ کے غضب کا دن تمہارے سامنے آجائے۔“

اس ناپاک قوم کے بارے میں آخری اقتباس ایزاخیل سے پیش کیا جا رہا ہے تاکہ یہودیوں کی غلامی کرنے والوں کو پتہ لگے کہ انکے آقا کتنے ”معزز“ اور مہذب قوم ہیں۔ ایزاخیل میں ہے:

”تم لوگوں نے میری مقدس چیزوں کو خراب اور میرے بہت سے احکامات کو روندنا ہے۔ تیرے اندر ہی وہ لوگ ہیں جو خون بہانے کے لئے بہانہ ڈھونڈتے ہیں۔ تیرے اندر ہی رہ کر وہ قحبہ خانے (Pub) چلاتے ہیں۔ تیرے اندر ہی ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے باپوں کی شرم و حیا والی جگہوں کو کھولتے ہیں۔ تیرے ہی اندر کے لوگ کھانہ عورتوں سے لطف اٹھاتے ہیں۔ کوئی اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرتا ہے، کوئی اسکی بہن سے بدکاری کرتا ہے، کوئی دوسرا اسکی سالی سے ملوث ہوتا ہے۔ اور کوئی اپنے باپ کی بیٹی (یعنی اپنی بہن کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ وہ سود لیتے ہیں اور بھلتے پھولتے ہیں۔ انکے مذہبی رہنماؤں نے میری ہدایات پر طمع کاری کی ہے۔ وہ

حضرت مہدی کے دور میں مکمل امن و امان اور خوشحالی ہوگی۔ اور یہ اس صورت میں ہی ممکن ہے کہ جب دشمن ان علاقوں سے بھاگ جائے۔ نیز فتح قسطنطنیہ اور فتح روم والی حدیثیں بھی اس بات کی تائید کر رہی ہیں کہ عرب کے خطے میں موجود دشمن شکست کھا جائے گا۔ اب رہا اسرائیل کا مسئلہ تو یہ واضح ہے کہ جب کافروں کی متحدہ فوجوں کو مار پڑ گئی تو اس میں اسرائیل کی قوت بھی ختم ہو جائے گی۔

دجال کے بارے میں آتا ہے کہ وہ کسی بات پر غصہ ہو کر نکلے گا! ممکن ہے جب کفر کو واضح شکست ہو جائے تب دجال غصہ کی حالت میں نکلے اور شکست خوردہ کفر یہ طاقتیں دوبارہ اس کے ساتھ اکٹھا ہو جائیں گی۔ یہاں ہم خود یہودی کتابوں سے مختصر حوالے پیش کر رہے ہیں جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہودیوں کی ناپاکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسرائیل کو تباہ و برباد کر دے گا۔

اگرچہ یہود ان آیات میں تاویل میں کرتے ہیں۔ اسرائیل میں واپسی کے جس دن کا یہودی انتظار کر رہے ہیں اس دن کے بارے میں خود انکی کتابوں میں بڑا عجیب و غریب نقشہ کھینچا ہے۔ لیکن یہودی اپنی فطری چال بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انکو غلط معنی پہننا کارلوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ انکی کتاب ایزاخیل میں ہے:

”پھر اللہ کہتا ہے کہ کیونکہ تم لوگ میرے نزدیک کھولے سکے ثابت ہوئے ہو، اسلئے تمہیں یروشلم میں جمع کروں گا جیسے لوگ سونا، چاندی، ٹن، لوہا اور کانسی کو آگ میں ڈالنے کے لئے جمع کرتے ہیں، اسی طرح میں بھی تمہیں غصے اور غضب کے درمیان جمع کروں گا، اور پھر تمہیں پگھلا دوں گا، میں تم پر اپنے غضب کی آگ بھڑکا دوں گا اور تم اس میں پھل جاؤ گے پھر تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ تمہارے رب نے تمہارے اوپر اپنا غضب نازل کیا ہے۔“ (22: 19-22) انکی کتاب یرمیاہ (Jeremiah) میں اس سے بھی سخت تنبیہ آئی ہے۔

”انکی تباہی اور سزا کے اعلان کے کے بعد، جس کے بعد انکی لاشیں کھلے آسمان تلے ڈال دی جائیں گی، جہاں گدھ اور کیڑے مکوڑے انکو کھا لینگے حتیٰ کہ انکے بادشاہوں اور لیڈروں کی ہڈیاں بھی گل جائیں گی، اور زمین پر کوڑے کرکٹ کی طرح پھیل جائیں گی۔“ (8:3)

یہودی اپنے یروشلم میں جمع ہونے کو اپنی آزادی اور فتح کا دن کہتے ہیں۔ حالانکہ انکی کتابوں کے مطابق یہ دن انکی تباہی اور بربادی کا دن ہوگا۔ اور اسرائیل کے موجودہ حالات بھی اس بات

حاشیہ: حضرت خضہؑ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا دجال کسی بات پر غصہ ہو کر نکلے گا۔

مسند احمد ج ۶ ص ۲۸۳



اس عمل کے ساتھ لوگوں کو غلط ہدایات جاری کرتے ہیں۔ اور انکے لئے میرے نام پر جھوٹ گھڑتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہی خدا کا فرمان ہے۔

حالانکہ اللہ نے کبھی ایسا فرمان جاری نہیں کیا۔ قرآن کریم میں ہے فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ اُولٰٓئِهٖمَا بَعَثْنَا عَلٰیكَمۡ عِبَادًا لَّنَا اُولٰٓئِیۡ بَاسٍ شَدِیۡدٍ فَجَاسُوا۟ خِلٰلَ الدِّیَارِ (اے بنی اسرائیل) تو جب ان دو وعدوں میں سے پہلا وعدہ آئیگا تو ہم تم پر اپنے ایسے جنگجو بندے بھیجیں گے سو وہ بستیوں میں گھس جائیں گے۔ ان جنگجوؤں کی یہی صفات اُس حدیث میں بیان کی گئیں ہیں جو خراسان سے لشکر آئیگا۔ اور کافروں سے قتال کریگا۔

### کافروں کے جدید بحری بیڑے

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ سمندر کے کسی جزیرے میں ایک قوم ہے جو نصرانیت کی علمبردار ہے، ہر سال وہ ایک ہزار جہاز تیار کرتے ہیں، اور (جہاز تیار کرنے کے بعد) کہتے ہیں کہ اللہ چاہے نہ چاہے تم ان جہازوں پر سوار ہو جاؤ، راوی کہتے ہیں کہ جب وہ سمندر میں انکو ڈالتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تیز ہوا بھیجتا ہے جو انکے جہازوں کو تباہ کر دیتی ہے، راوی کہتے ہیں کہ وہ بار بار جہاز بناتے ہیں (اور یہی سلسلہ ہوتا ہے) تو جب اللہ تعالیٰ یہ معاملہ مکمل فرمانا چاہیگا تو ایسے جہاز بنائے جائیں گے کہ اس سے پہلے کبھی سمندر میں ایسے جہاز نہیں چلے ہو گئے، پھر یہ لوگ کہیں گے انشاء اللہ تم سوار ہو جاؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ سوار ہو جائیں گے۔ وہ قسطنطنیہ سے گزریں گے فرمایا کہ قسطنطنیہ والے ان سے خوف زدہ ہو جائیں گے، وہ پوچھیں گے تم کون ہو؟ تو یہ کہیں گے کہ ہم نصرانیت کے علمبردار لوگ ہیں۔

اس قوم کی طرف ہم جارہے ہیں جس نے ہمیں ہمارے اور ہمارے آباؤ اجداد کے ملک سے نکالا ہے، کعب کہتے ہیں کہ قسطنطنیہ والے اپنے جہازوں سے انکی مدد کریں گے، آگے فرمایا کہ پھر یہ ”عکا“ کی بندرگاہ پر آئیں گے اور وہاں کشتیوں کو نکال کر جلا دیں گے، اور کہیں گے یہ ہماری اور ہمارے باپ دادوں کی سرزمین ہے۔ حضرت کعب نے فرمایا اس وقت امیر المؤمنین بیت المقدس میں ہونگے، چنانچہ (امیر) مصر والوں سے، عراق والوں سے اور یمن والوں سے امداد طلب کرنے کے لئے قاصد بھیجیں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ انکا قاصد مصر والوں کا یہ پیغام لیکر آئیگا کہ وہ کہتے

حاشیہ: وی ڈے آف ریتھ (The Day Of Wrath) از ڈاکٹر سرفراز بن عبدالرحمن الحوالی کے اردو ترجمے ”یوم الغضب“ (ایراخیل 19-22)

ہیں کہ ہم تو سمندر والے لوگ ہیں (یعنی ہماری سرحدیں سمندر میں ہیں) اور سمندر سرکش ہے (یعنی طاقت ور دشمن سمندر میں آیا ہوا ہے) سو اہل مصر انکی (امیر کی) مدد نہیں کریں گے، انکا قاصد اہل عراق کا جواب لیکر آئیگا اور کہے گا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم تو سمندر والے ہیں اور سمندر سرکش ہے، لہذا وہ بھی امداد نہیں کریں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ یمن والے اپنی اونٹنیوں پر سوار ہو کر آئیں گے اور انکی مدد کریں گے۔ حضرت کعب نے آگے بیان کیا کہ اس خبر کو چھپایا جائیگا، راوی کہتے ہیں کہ انکا قاصد ”حصص“ (Hims شام کا مشہور شہر) سے گزریگا۔ وہاں صورت حال یہ ہوگی کہ حصص میں موجود عجمی لوگوں نے (یعنی کافروں نے) راہ (راہم) وہاں کے مسلمانوں کو تنگ کر رکھا ہوگا، اس بات کی خبر یہ قاصد مسلمانوں کے امیر کو دیگا، وہ کہیں گے کہ اب ہم کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں، حالانکہ ہر شہر میں مسلمانوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ حصص والوں کی جانب بڑھیں گے۔ چنانچہ ایک تہائی مسلمان شہید ہو جائیں گے، ایک تہائی اونٹنوں کی دم پکڑ کر بیٹھ جائیں گے (یعنی جہاد میں نہیں جائیں گے) اور لوگوں میں شامل ہو جائیں گے، اور ایسی گم نام سرزمین میں مریں گے (جہاں انکی کسی کو خبر بھی نہ ہوگی)۔ آگے فرمایا کہ نہ تو یہ اپنے گھر والوں کے ہی پاس جائیں گے اور نہ ہی جنت دیکھ سکیں گے۔ (اور باقی) ایک تہائی فارغ ہو گئے۔ پھر لبنان کے پہاڑ میں کافروں کا پیچھا کرتے ہوئے خلیج تک پہنچ جائیں گے۔ اور امارت ان ہی کے سپرد ہو جائے گی جو لوگوں کے امیر تھے۔ جہنڈا اٹھانے والا جہنڈا اٹھائیگا، اور جہنڈے کو گاڑ دینگے، اور صبح کی نماز کا وضو کرنے کے لئے پانی کے پاس آئے گا، راوی کہتے ہیں پانی ان سے دور چلا جائیگا۔ وہ اس (پانی) کے پیچھے جائیں گے تو وہ اور دور چلا جائیگا، چنانچہ جب وہ یہ صورت حال دیکھیں گے تو اپنا جہنڈا اٹھا لیں گے اور پانی کا پیچھا کرتے کرتے اس کنارے کو پار کر جائیں گے۔ (وہاں پہنچ کر) پھر جہنڈا گاڑ دینگے، پھر اعلان کریں گے کہ اے لوگو اس خلیج کو پار کر جاؤ۔ کیونکہ اللہ نے تمہارے لئے سمندر کو اسی طرح پھاڑ کر راستہ بنا دیا ہے جیسے بنی اسرائیل کے لئے کیا تھا۔ چنانچہ لوگ سمندر پار کر جائیں گے۔ (اسنن الواردة فی الغتن ج: ۶ ص: ۱۱۳۶)

یہ روایت کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ نعیم ابن حماد نے اپنی ”کتاب الغتن“ میں بھی نقل کی ہے۔

ف: ۱: جب پہلی بار مسلمانوں کے امیر سے پانی دور جائیگا تو وہ وضو کرنے کے لئے اسکے پیچھے جائیں گے پھر دور دور جائیگا پھر پیچھے جائیں گے، اس طرح کافی دور تک پانی کے پیچھے جائیں گے، لیکن کبھی نہیں پائیں گے کہ یہ کیوں دور جا رہا ہے۔ اس طرح جب ایک کنارہ پار کر جائیں گے تو پھر کبھی جائیں گے کہ یہ تو اللہ نے سمندر میں انکے لئے راستہ بنا دیا ہے۔ چنانچہ وہ لوگوں کو بتائیں گے اور تمام لوگ سمندر پار



ہے۔ اپنا ڈاکخانہ اور دو بار برشاپ ہیں۔ اس میں دو نیوکلیئرری ایکٹر بھی ہیں۔ اس میں 80 جنگی طیارے ہر وقت کھڑے رہتے ہیں۔ اور ایک منٹ میں چار طیارے حملے کے لئے پرواز کر سکتے ہیں۔ جہاں تک سمندر کے جزیروں کا تعلق ہے، جہاں کے لوگ نصرانیت کے علمبردار ہیں، تو اس میں اس وقت سر فہرست امریکہ و برطانیہ ہیں۔ ان کے جزیروں میں کتنے ہی جزیرے ایسے ہیں کہ ان کے بارے میں باہر کی دنیا کو ہوا بھی نہیں لگنے دی جاتی۔ اس کے علاوہ بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean) میں کتنے ہی گمنام جزائر ہیں جہاں کفر کی خفیہ سرگرمیاں جاری ہیں اور دنیا والوں کو کچھ پتہ بھی نہیں لگ پاتا۔ اسی طرح کے ایک علاقے کے بارے میں یہاں مختصر بیان کرینگے جو قارئین کے لئے یقیناً دلچسپی کا باعث ہوگا۔

### برمودا ٹنگون (Bermuda Tringle)

یہ علاقہ بحر اوقیانوس میں کیوبا سے پہلے پورٹی ریکو (Porti richo) کے قریب ہے۔ اس کے بار میں آج تک عجیب و غریب باتیں سننے میں آتی رہی ہیں، لیکن باوجود بہت سی تحقیقات کے ابھی تک کوئی بھی تحقیق مکمل طور پر منظر عام پر نہیں لائی گئی ہے۔ اس بات سے ہی اس علاقے کی پراسراریت کا پتہ چلتا ہے۔ اب تک یہاں بے شمار جہاز غائب ہو چکے ہیں، جب ان کا پتہ لگانے کے لئے طیارے اس علاقے کے اوپر پہنچے تو طیارے بھی غائب ہو گئے۔ ہر غائب ہونے والی جہاز کی داستان سننے سے تعلق رکھتی ہے۔

پہلا واقعہ جو باہر کی دنیا کے سامنے آیا وہ 1874 میں غائب ہونے والا پہلا جہاز تھا۔ اس میں موجود تین سو سے زیادہ افراد مع کیپٹن کے لاپتہ ہو گئے اور جہاز بغیر کیپٹن کے بحفاظت ساحل پر پایا گیا۔ ایک مرتبہ جہاز کے تمام مسافر ساحل پر دیوانگی کے عالم میں پائے گئے اور انکا جہاز اس علاقے میں غائب ہو گیا، مسافروں کے بقول جہاز جب اس علاقے میں پہنچا تو ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا پھرا اسکے بعد انھیں کچھ معلوم نہیں کہ وہ کس طرح ساحل پر پہنچے۔ اس طرح ہوائی جہازوں کے ساتھ بھی حیران کن واقعات پیش آتے رہے ہیں۔ ہر واقعہ کے بعد تحقیقاتی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں لیکن کسی بھی کمیٹی کی رپورٹ کو منظر عام پر نہیں آنے دیا گیا۔ بلکہ دنیا کی توجہ حقائق سے ہٹانے کے لئے عالمی دھوکہ بازوں نے افسانہ نگاروں کے ذریعے ایسی دیو مالائی (Mythical) کہانیاں بیان کرائیں کہ دنیا اسکی دیو مالائیت میں ہی گم ہو کر رہ گئی، اور اس طرح ایلٹیس کے جیلوں نے حقائق کو دنیا سے چھپائے رکھا۔

کر جائینگے۔

۲: جنگ خلیج (1991) کے وقت امریکہ اور اسکے اتحادیوں کے بحری بیڑے جس انداز میں دنیا کے سامنے آئے۔ اس سے پہلے ایسے بحری جہاز کبھی سمندر کی پشت پر نظر نہیں آئے تھے۔ البتہ اس بات کا کچھ علم نہیں کہ یہ انکی پہلی کوشش تھی یا اس سے پہلے بھی یہ کفار بحری بیڑے بنانے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور وہ تباہ ہوئے ہوں؟

اہل مغرب میں یہ خوبی ہے کہ وہ ناکامیوں پر دل برداشتہ ہو کر بیٹھ نہیں جاتے بلکہ ان سے سبق حاصل کرتے ہیں اور پھر دوبارہ اپنے مقصد کو پورا کرنے میں جٹ جاتے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان کی ان اچھی عادات کو یوں بیان فرمایا ہے ”مستور و قرشی نے حضرت عمرو ابن العاصؓ کے سامنے فرمایا کہ میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت اس وقت آئے گی جب رومیوں (اہل مغرب) کی اکثریت ہوگی۔ اس پر عمرو ابن العاصؓ نے کہا کہ غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو؟ مستور و قرشی نے کہا میں وہی کہہ رہا ہوں جو میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے۔ پھر حضرت عمرو ابن العاصؓ نے (پھر) کہا کہ اگر تم یہ کہتے ہو تو (یہ بھی سن لو کہ) انھیں میں یہ چار عادات بھی ہیں۔ فتنے کے وقت وہ لوگوں میں سب سے زیادہ بردبار ہوتے ہیں۔ (۲) اور کسی مصیبت کے بعد (دوسروں کے مقابلے) بہت جلد سنبھلنے والے ہوتے ہیں۔ (۳) بھاگ جانے کے بعد سب سے پہلے لوٹ آنے والے ہوتے ہیں۔ (۴) اور وہ مسکینوں، یتیموں اور ضعیفوں کے بہت خیر خواہ ہوتے ہیں۔ اور پانچویں بہترین خوبی ان کی یہ ہے کہ وہ بادشاہوں کے ظلم کو سب سے زیادہ روکنے والے ہوتے ہیں۔ (مسلم ج ۳، ص ۲۲۲۲ / التاریخ الکبیر ج ۸، ص ۱۲)

اس لئے کوئی بعید نہیں کہ وہ کئی سالوں سے بحری بیڑے بنا رہے ہوں اور ہر بار اللہ تعالیٰ انکے بیڑے تباہ کر دیتا ہو۔ چونکہ میڈیا انکے ہاتھ میں ہے لہذا ان کی مرضی کے بغیر کوئی خبر کم ہی باہر آتی ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کے ہاتھوں اس طاقت و رکفر کو تباہ کرانے کا ارادہ کیا تو انکو جزیرۃ العرب میں لے آیا۔ اور عالمی کفر اپنی قوت اور بحری بیڑوں کے ساتھ اترا تا ہوا آیا ہے۔

اس بحری بیڑے میں ابراہیم لیکن نامی جہاز بھی ہے۔ یہ طیارہ بردار (Air Craft Carrier) جہاز ہے۔ یہ پانی پر تیرتا ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ اس جہاز کی لمبائی 1108 فٹ اور چوڑائی 257 فٹ ہے۔ اس میں 5,500 افراد کی رہائش کے لئے کوارٹر بنے ہوئے ہیں۔ جو تین مہینے تک اس میں بغیر کسی باہر کی مدد کے رہ سکتے ہیں۔ اس جہاز کا اپنا ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن





### دجال کا بیان

دجال کے بیان کی اہمیت امت کے اندر کتنی رہی ہے اس بات کا اندازہ آپ یوں لگا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے گھروں میں مائیں جہاں اپنے بچوں کو دیگر اسلامی عقائد اور بنیادی تعلیمات سے آگاہ کرتی رہی ہیں انہی میں سے ایک دجال کا ذکر بھی ہے۔ آپ جب چھوٹے ہو گئے تو بچپن ہی سے اپنی ماؤں کی زبانی دجال کا خوفناک کردار آپکے لاشعور میں بٹھا دیا گیا ہوگا۔ یہ درحقیقت امت مسلمہ کی ماؤں کی وہ تربیت تھی جو بچے کو اسلامی عقائد سے بٹنے نہیں دیتی تھی۔ لیکن اب شاید صورت حال تبدیل ہو رہی ہے اور ”جالی تہذیب“ نے آج کی ماؤں کو اس اہم ذمہ داری سے کافی حد تک غافل کر دیا ہے۔ نیز یہ خروج دجال کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کہ اس وقت لوگ دجال کے ذکر کو بھول جائیں گے۔ لہذا اگر آپ فتنہ دجال سے خود کو اور اپنے گھروالوں کو بچانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ مردوں کے ساتھ ساتھ اپنے گھروں میں دجال کے تذکروں کو عام کیا جائے، تاکہ اسکے آغوش میں تربیت پانے والی نسل کو اپنے سب سے بڑے دشمن سے بچپن ہی سے آگاہی حاصل ہو۔

### دجال کے بارے میں یہودیوں کا نظریہ

دجال کے متعلق احادیث بیان کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دجال کے بارے میں یہودیوں کے نظریات اور انکی (موجودہ تحریف شدہ) کتابوں میں بیان شدہ پیش گوئیاں بیان کی جائیں۔ تاکہ اس وقت جو کچھ امریکہ اور دیگر کفار، یہودیوں کے اشاروں پر کر رہے ہیں اسکا پس منظر اور اصل مقصد سمجھ میں آسکے۔ دجال کے بارے میں یہودیوں کا یہ نظریہ ہے کہ وہ یہودیوں کا بادشاہ ہوگا۔ وہ تمام یہودیوں کو بیت المقدس میں آباد کریگا ساری دنیا پر یہودیوں کی حکومت قائم کریگا۔ دنیا میں پھر کوئی خطرہ یہودیوں کے لئے باقی نہیں رہے گا۔ تمام دہشت گردوں (تمام یہودی مخالف قوتوں) کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اور ہر طرف امن و امان اور انصاف کا دور دورہ ہوگا۔ انکی

اس علاقے کے بارے میں ایک بات مشترک طور پر کی جاتی ہے کہ اکثر اس جگہ پانی کے اندر سے آگ نکلتی اور پھر پانی میں آگ داخل ہوتی ہوئی دیکھی جاتی ہے۔ ایلیسی قوتوں کی خفیہ سرگرمیوں اور عالمی مکاروں کی مکاریوں کا جائزہ لیا جائے تو اس بات کے کافی شواہد ملتے ہیں کہ یہ علاقہ عالمی کفریہ قوتوں کا کوئی خفیہ ٹھکانہ ہے جہاں رہ کر وہ اپنی خفیہ سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ابلیس اپنا تخت سمندر میں بچھاتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ابلیس کا تخت یا اسکا مرکز ایسا علاقہ ہوگا جو کفر کا گڑھ ہو۔ نیز قرآن و حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ ابلیس اپنے ان دوستوں کو جو انسان ہیں، مشورے دیتا ہے۔ حتیٰ کہ جب ضرورت پڑتی ہے تو خود انسان کی شکل میں آکر ان کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ جب بدر میں ابلیس بنو کنانہ کے سردار سُرّاقہ ابن مالک کی شکل میں ابو جہل کے ساتھ موجود تھا اور ابو جہل کو جنگ کرنے کے لئے مسلسل بھڑکار رہا تھا۔

ابلیس کا مرکز سمندر میں کہیں ایسے علاقہ سے قریب ہونا چاہئے جہاں سے اس وقت تمام ابلیسی منصوبے پروان چڑھ رہے ہیں۔ برمودا کنون امریکہ سے قریب ہے اور امریکہ اس وقت عالمی کفر کا مرکز بنا ہوا ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ برمودا کا علاقہ ابلیس کا مرکز ہو اور یہاں سے وہ اپنے شیطانوں جن ہوں یا انسان، سے کارگزاری سننے کے بعد انکو ہدایات دیتا ہو۔ اور دنیا والوں کو اس سے دور رکھنے کے لئے انھوں نے اس علاقے کو دہشت کی علامت بنا دیا ہے۔ اور جو تحقیقات ہوئی بھی ہیں ظاہر ہے وہ بغیر عالمی قوتوں کی مرضی کے باہر نہیں آسکتیں۔

اس بحث کی روشنی میں امریکی صدر بش کا وہ بیان جو اس نے اپنے نبی ہونے کے بارے میں دیا اور کہا کہ مجھے براہ راست خدا سے ہدایات ملتی ہیں، تو کوئی بعید نہیں کہ ابلیس اس کو براہ راست ہدایات دیتا ہو۔ یا پھر دجال اس کو کسی اور جگہ سے براہ راست ہدایات دیتا ہو۔

دجال کا ہم نے اسلئے کہا کہ عیسائیوں کے ایک فرقے کا یہ نظریہ ہے کہ دجال اپنے منظر عام پر آنے سے پہلے اپنے لئے ماحول سازگار کرے گا اور اپنی مخالف قوتوں کو پیچھے رہ کر اپنے ایکٹوں سے ختم کرائے گا۔ برمودا کے بعد ہم پھر حدیث کی طرف آتے ہیں۔

ف ۳: مذکورہ حدیث میں آگے یہ ہے کہ قسطنطنیہ والے انکی مدد کریں گے، موجودہ دور میں دیکھا جائے تو ترکی پر اس طبقے کی حکمرانی ہے جو اپنے دلوں میں مسلمانوں سے زیادہ کفار کی محبت رکھتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مکمل ہی کافروں کے قبضے میں چلا جائے۔



”تقدیر عالم کے بارے میں مسیح دجال کا اعلان ایک عالمگیر پریس کانفرنس سے نشر ہوگا۔ جسے سٹیلائٹ کے ذریعے ٹی وی پر دکھایا جائیگا۔ (ٹی وی پراپریٹیل قیصر بلٹن مسن)

مقدس سرزمین پر یہودیوں کی واپسی کو میں اس طرح دیکھتا ہوں کہ یہ مسیح (دجال) کے دور کی آمد کی نشانی ہے۔ جس میں پوری انسانیت ایک مثالی معاشرہ کے فیض سے لطف اندوز ہوگی۔ (سابقہ سینئر مارک ہیٹ فیلڈ)

(Forcing god's hand) کی مصنفہ گریس ہال سیل کہتی ہیں کہ ”ہمارے گائڈ نے قبۃ الصخر (Tomb stone) اور مسجد اقصیٰ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنا تیسرا ایٹکل وہاں بنائیں گے۔ اسکی تعمیر کا ہمارا منصوبہ تیار ہے، تعمیراتی سامان تک آگیا ہے، اسے ایک خفیہ جگہ رکھا گیا ہے۔ بہت سی دکانیں بھی جس میں اسرائیلی کام کر رہے ہیں وہ یہاں کے لئے تیار اشیاء تیار کر رہے ہیں ایک اسرائیلی، خالص ریشم کا تار بن رہا ہے جس سے علماء یہود کے لباس تیار کئے جائیں گے۔ (ممکن ہے یہ وہی تيجان یا سيجان والی چادریں ہوں جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔ راقم)

وہ آگے لکھتی ہیں ”(ہمارا گائیڈ کہتا ہے) ہاں تو ٹھیک ہے ہم آخری وقت کے قریب آچکے ہیں جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ کئی یہودی مسجد کو بم سے اڑا دیں گے جس سے مسلم دنیا بھڑک اٹھے گی یہ اسرائیل کے ساتھ ایک مقدس جنگ ہوگی یہ بات مسیح (دجال) کو مجبور کرے گی کہ وہ درمیان میں آکر مداخلت کریں۔

۱۹۹۸ کے اواخر میں ایک اسرائیلی خبرنامہ کی ویب سائٹ پر دکھایا گیا۔ جس میں کہا گیا کہ اسکا مقصد مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو آزار کرنا اور ان کی جگہ یہاں کی تعمیر ہے۔ خبرنامہ میں لکھا ہے کہ اس یہاں کی تعمیر کا نہایت مناسب وقت آگیا ہے۔ خبرنامہ میں اسرائیلی حکومت سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ طہرانہ اسلامی قبضے کو مسجد کی جگہ سے ختم کرائے۔ تیسرے یہاں کی تعمیر بہت قریب ہے۔ (بحوالہ Forcing god's hand ترجمہ خوناک جدید صلیبی جنگ)

”میں نے لینڈ اور براؤن (یہودی) کے گھر (اسرائیل) میں قیام کیا۔ ایک دن شام کو دوران گفتگو میں نے کہا کہ عبادت گاہ کی تعمیر کے لئے مسجد اقصیٰ کو تباہ کر دینے سے ایک ہولناک جنگ شروع ہو سکتی ہے۔ تو اس یہودی نے فوراً کہا ”ٹھیک بالکل یہی بات ہے۔

ایسی ہی جنگ ہم چاہتے ہیں کیونکہ ہم اس میں جیتیں گے پھر ہم تمام عربوں کو اسرائیل کی

کتاب ایزاخیل میں لکھا ہے: ”اے صیہون کی بیٹی خوشی سے چلاؤ۔ اے یروشلم کی بیٹی مسرت سے چیخو، دیکھو تمہارا بادشاہ آ رہا ہے۔ وہ عادل ہے اور گدھے پر سوار ہے پتھر یا گدھی کے بچے پر۔ میں یو فریم سے گاڑی کو اور یروشلم سے گھوڑے کو علیحدہ کروں گا۔ جنگ کے پرتو ڈائے جائیں گے، اسکی حکمرانی سمندر اور دریا سے زمین تک ہوگی (ذکر یا 9:9-10)

”اس طرح اسرائیل کی ساری قوموں کو ساری دنیا سے جمع کروں گا، چاہے وہ جہاں کہیں بھی جا رہے ہوں اور انہیں انکی اپنی سرزمین میں جمع کروں گا۔ میں انھیں اس سرزمین میں ایک ہی قوم کی شکل دیدوں گا اسرائیل کی پہاڑی پر جہاں ایک ہی بادشاہ ان پر حکومت کریگا۔“ (ایزاخل 22-21:37)

سابقہ امریکی صدر ریگن نے ۱۹۸۳ میں امریکن اسرائیل پبلک افیئرز کمیٹی (AIPAC) کے ٹام ڈائن سے بات کرتے ہوئے کہا ”آپ کو علم ہے کہ میں آپکے قدیم پیغمبروں سے رجوع کرتا ہوں۔ جنکا حوالہ قدیم صحیفے میں موجود ہے۔ اور آرمیگڈون! کے سلسلے میں پٹشن گویاں اور علامتیں بھی موجود ہیں۔ اور میں یہ سوچ کر حیران ہوتا ہوں کہ کیا ہم ہی وہ نسل ہیں جو آئندہ حالات کو دیکھنے کے لئے زندہ ہیں۔ یقیناً کیجئے (یہ پٹشن گویاں) یقینی طور پر اس زمانے کو بیان کر رہی ہیں جس سے ہم گزر رہے ہیں۔ صدر ریگن نے مبشر چرچ کے جم بیکر سے ۱۹۸۱ میں بات چیت کرتے ہوئے کہا تھا کہ ”ذرا سوچئے کم سے کم میں کروڑ سپاہی بلا دشرق سے ہونگے۔ اور کروڑوں مغرب سے ہونگے سلطنت روم کی تجدید نو کے بعد (یعنی مغربی یورپ) پھر عیسیٰ مسیح (یعنی دجال۔ راقم) ان پر حملہ کریں گے۔ جنھوں نے انکے شہر یروشلم کو غارت کیا ہے۔ اسکے بعد وہ ان فوجوں پر حملہ کریں گے جو میگڈون یا آرمیگڈون کی وادی میں اکٹھی ہوگی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یروشلم تک اتنا خون بہے گا کہ وہ گھوڑوں کی باگ کے برابر ہوگا۔ یہ ساری وادی جنگلی سامان اور جانوروں اور انسانوں کے زندہ جسموں اور خون سے بھر جائیگی۔

پال فنڈ لے کہتا ہے ”ایسی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ انسان دوسرے انسان کے ساتھ ایسے غیر انسانی عمل کا تصور بھی نہیں کر سکتا لیکن اس دن خدا انسانی فطرت کو یہ اجازت دے دے گا کہ اپنے آپکو پوری طرح ظاہر کر دے۔ دنیا کے سارے شہر لندن، بیروس، ٹوکیو، نیویارک، لاس اینجلس، شکاگو سب صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔

حاشیہ ۱: آرمیگڈون لفظ میگڈو سے نکلا ہے۔ یہ جگہ تل ابیب سے ۵۵ میل شمال میں ہے اور بحیرہ طبریہ اور بحر متوسط کے درمیان میں واقع ہے۔ (دیکھیں نقشہ نمبر ۲)



آجائے۔

غرض جو پشٹن گونیاں عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے حوالے سے وارد ہوئی ہیں یہودی انکو دجال کے لئے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس سلسلے میں عیسائیوں کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں کہ ہم مسیح موعود کا انتظار کر رہے ہیں اور مسلمان Anti Christ یعنی مسیح مخالف ہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ مسلمان اور عیسائی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے منتظر ہیں جبکہ یہودی جس کا انتظار کر رہے ہیں وہ دجال ہے جس کو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے۔ اسلئے عیسائی برادری کو موجودہ صورت حال میں مسلمانوں کا ساتھ دینا چاہئے نہ کہ یہودیوں کا۔ کیونکہ یہودی انکے پرانے دشمن ہیں۔

**نبوت کا دعویدار بش کذاب**

یہاں ایمان والوں کی خدمت میں ہم اللہ کے دشمنوں کے عزائم بیان کر رہے ہیں تاکہ انکی سمجھ میں آجائے کہ وہ جس جنگ کو کوئی اہمیت ہی نہیں دے رہے اور جسکو خطوں یا سیاست کا نام دیکر اپنا دامن بچانے کی کوشش کی جا رہی ہے، عالم کفر اس جنگ کو کس نظر سے دیکھ رہا ہے۔ موجودہ امریکی صدر بش نے عراق پر حملے سے پہلے کہا تھا کہ اس جنگ کے بعد انکا مسیح موعود (یعنی دجال) آنے والا ہے۔ اسکے بعد بش نے اسرائیل کا دورہ کیا۔ ماسکوناٹمر کے مطابق اس دورے کے دوران ایک مجلس میں، جس میں سابق فلسطینی وزیر اعظم محمود عباس اور حماس کے لیڈر بھی شریک تھے، بقول محمود عباس بش نے دعوے کئے کہ:

۱۔ میں نے (اپنے حالیہ اقدامات کے لئے) براہ راست خدا سے قوت حاصل کی ہے۔

۲۔ خدا نے مجھے حکم دیا کہ القاعدہ پر ضرب لگاؤ اسلئے میں نے اس پر ضرب لگائی۔ اور مجھے ہدایت کی کہ میں صدام پر ضرب لگاؤں جو میں نے لگائی اور اب میرا پختہ ارادہ ہے کہ میں مشرق وسطیٰ کے مسئلے کو حل کروں اگر تم لوگ (یہودی) میری مدد کرو گے تو میں اقدام کروں گا ورنہ میں آنے والے الیکشن پر توجہ دوں گا۔

بش کا یہ بیان ہر ایمان والے کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے، جو دنیا میں جاری جہادی تحریکوں کو مختلف نام دیکر بدنام کر رہے ہیں یا ان سے خود کو لا تعلق رکھے ہوئے ہیں۔

بش اپنی نبوت کا دعویٰ اکثر کرتا رہتا ہے۔ وہ کہتا ہے I am messenger of God میں خدا کا پیغمبر ہوں۔ بش کا خدا ابلیس یا دجال ہے جو اس کو براہ راست حکم دیتا ہوگا۔ قرآن کریم

سر زمین سے نکال دیئے اور تب ہم اپنی عبادت گاہ کو از سر نو تعمیر کریں گے۔ (خوفناک جدید صلیبی جنگ) دریائے فرات خشک ہو جائے گا: (book of revelation) الہام کی کتاب کے سولویں انکشاف میں ہے۔ دریائے فرات خشک ہو جائیگا اور اس طرح مشرق کے بادشاہوں کو اجازت مل جائیگی کہ اسے پار کر کے اسرائیل پہنچ جائیں۔

امریکی صدر نکسن نے اپنی کتاب وکٹری وڈاؤٹ وار (Victory without war) میں لکھا ہے کہ ۱۹۹۹ تک امریکی پوری دنیا کے حکمران ہونگے اور یہ فتح انہیں بلا جنگ حاصل ہوگی اور پھر امور مملکت مسیح (دجال) سنبھال لینگے گویا مذکورہ سال تک مسیح کے انتظامات مکمل ہو چکے ہونگے اور امریکیوں کی ذمہ داری ان انتظامات مکمل کرنے تک ہے اسکے بعد نظام مملکت مسیح چلائیے۔

”لاکھوں بنیاد پرست (Fundamentalist) عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا اور ابلیس کے درمیان آخری معرکہ انکی زندگی میں ہی شروع ہوگا۔ اور اگر چہ ان میں سے بیشتر کو امید ہے کہ انہیں جنگ کے آغاز سے پہلے ہی اٹھا کر بہشت میں پہنچا دیا جائیگا۔ پھر بھی وہ اس امکان سے خوش نہیں کہ عیسائی ہوتے ہوئے وہ ایک ایسی حکومت کے ہاتھوں غیر مسلح کردئے جائیں گے جو دشمنوں کے ہاتھوں میں بھی جاسکتی ہے۔ اس انداز فکر سے ظاہر ہے کہ بنیاد پرست فوجی تیار یوں کی اتنی پر جوش حمایت کیوں کرتے ہیں وہ اپنے نقطہ نظر سے دو مقاصد پورے کرتے ہیں ایک تو امریکیوں کو انکی تاریخی بنیادوں کے ساتھ جوڑتے ہیں اور دوسرے انکو اس جنگ کے لئے تیار کرتے ہیں جو آئندہ ہوگی اور جسکی پشٹن گونی کی گئی ہے۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ بائبل پر یقین رکھنے والے لاکھوں کرپن اپنے آپ کو اتنی چٹنگی کے ساتھ داؤدی (Davidians) یعنی ٹیکساس کے قدیم باشندوں کے ساتھ کیوں جوڑتے ہیں۔ (ڈیمن تھامسن کی تصنیف The end of time: faith and fear with shadows of millenium، چنگیز لکھتا ہے۔

”عرب دنیا ایک عسلی دشمن دنیا ہے (ویبر اینڈ چنگیز کیا یہ آخری صدی ہے) Is this the last century) میں کسی نجات دہندہ کیلئے عیسائی بھی منتظر ہیں اور یہودی اس معاملے میں سب سے زیادہ بے چین ہیں۔ قیام اسرائیل ۱۹۴۸ اور بیت المقدس پر قبضہ ۱۹۶۷ سے پہلے وہ یہ دعا کرتے تھے اے خدا یہ سال یروشلیم میں۔ جبکہ اب وہ دعا کرتے ہیں اے خدا ہمارا مسیح جلد



صحابہ جس چیز سے ڈرے وہ دجال کا فریب اور دھوکہ تھا، کہ وہ وقت اتنا خطرناک ہوگا کہ صورت حال سمجھ میں نہیں آئیگی گمراہ کرنے والے قاندرین کی بہتات ہوگی۔ پھر پروپیگنڈہ کا یہ عالم ہوگا کہ لہجوں میں سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا کر دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا جائے گا۔ انسانیت کے دشمنوں کو نجات دہندہ اور نجات دہندہ کو دہشت گرد ثابت کیا جائیگا۔

یہی وجہ تھی آپ ﷺ نے فتنہ دجال کو کھول کر بیان فرمایا۔ اس کا حلیہ ناک نقشہ اور ظاہر ہونے کا مقام تک بیان فرمایا۔ لیکن کیا کیا جائے امت کی اس غفلت کو کہ عوام تو عوام خواص نے بھی اس فتنے کا تذکرہ بالکل ہی چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے بار بار یہ کہہ کر بیان فرمایا کہ بار بار تم سے اس لئے بیان کرتا ہوں کہ تم اس کو بھول نہ جاؤ۔ اس کو سمجھو اس میں غور کرو اور اس کو دوسروں تک پہنچاؤ۔

### دجال سے پہلے دنیا کی حالت

عن انس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ: إِنَّ أَمَامَ الدَّجَالِ بَيْنَيْنِ خَدَاعَةً يُكَذِّبُ فِيهِ الصَّادِقُ وَيُصَدِّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ وَيُؤْتِمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ وَيَتَكَلَّمُ الرُّؤْيِيَّةُ مِنَ النَّاسِ قِيلَ وَمَا الرُّؤْيِيَّةُ قَالَ الْفَوَيْسِقُ يَتَكَلَّمُ فِي أَمْرِ الْعَامَةِ. (مسند احمد۔ اسنن الواردة في الفتن)

ترجمہ: حضرت انس ابن مالک سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال کے خروج سے پہلے چند سال دھوکہ دہی کے ہونگے۔ سچے کو جھوٹا بنایا جائیگا اور جھوٹے کو سچا بنایا جائیگا۔ خیانت کرنے والے کو امانت دار بنادیا جائے گا اور امانت دار کو خیانت کرنے والا قرار دیا جائے گا۔ اور ان میں روئے بڑھ بات کریں گے۔ پوچھا گیا روئے بڑھ کون ہیں؟ فرمایا گھٹیا (فاسق و فاجر) لوگ۔ وہ لوگوں کے (ائم) معاملات میں بولا کریں گے۔

فائدہ: اس دور پر یہ حدیث کتنی مکمل صادق آتی ہے۔ نام نہاد ”مہذب دنیا“ کا بیان کردہ وہ جھوٹ جس کو ”بڑھے لکھے لوگ“ بھی سچ مان چکے ہیں، اگر اس جھوٹ پر کتاب لکھی جائے تو شاید لکھنے والا لکھتے لکھتے اپنی قضاء کو پہنچ جائے، لیکن انکے بیان کردہ جھوٹ کی فہرست ختم نہ ہو۔ اور کتنے ہی ایسے ہیں جن کے اوپر مغرب کی ”انصاف پسند“ میڈیا نے اپنی لفاظی اور فریب کی اتنی تہیں جمادی ہیں کہ عام انداز میں ساری عمر بھی کوئی اسکو صاف کرنا چاہے تو صاف نہیں کر سکتا۔

فائدہ ۲: مذکورہ حدیث میں خداعۃ کا لفظ ہے۔ اس کے معنی کم بارش کے بھی ہیں۔ چنانچہ شرح

نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے، وَأَنَّ الشَّيَاطِينَ لِيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ. اور بیشک شیاطین اپنے دوستوں کو حکم دیتے ہیں۔ اس طرح بیش اس وقت دنیا کا سب سے بڑا کذاب (جھوٹ بولنے والا) ہے۔

فری تھاٹ ٹوڈے کے مدیر کا خیال ہے کہ ”صدر بیش جیسا مذہبی صدر ہم پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ وہ ایک مذہبی مشن پر ہیں، اور آپ مذہب کو ان کے عسکریت (Militarism) سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔“ جب بیش کے قاندرین نے اس پر تنقید کی کہ آپ اس جنگ میں خدا کو درمیان میں کیوں گھسیٹ رہے ہیں تو بیش نے کہا ”God is not neutral in this war on terrorism“ کہ خدائے شہادت گردی کی اس جنگ میں غیر جانبدار نہیں ہے۔

ڈیوڈ فرم اپنی کتاب ”دارائنٹ مین“ (The Right Man) میں لکھتا ہے ”اس جنگ نے اس (بیش) کو پکا کروسیڈر (صلیبی جنگجو) بنادیا ہے۔“

بیش کا یہ حال گیارہ مہر کا رد عمل نہیں بلکہ بیش ابتداء ہی سے ایک مذہبی جنونی ہے۔ جس وقت وہ ٹیکساس کا گورنر تھا اس وقت اس نے کہا تھا کہ ”میں اگر تقدیر کے لکھے پر، جو تمام انسانی منصوبوں کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے، یقین نہ رکھتا تو میں کبھی بھی گورنر نہیں بن سکتا تھا۔ بیش پر لکھنے والوں کا کہنا ہے کہ ان کے ہر بیان اور ہر انٹرویو سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک مسینک مشن (دجالی مشن) پر ہیں۔ واضح رہے کہ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کا انتظار کرتے ہیں جبکہ یہودی عیسیٰ علیہ السلام (jesus) کے بجائے مسیحا (Messiah) یعنی دجال کا انتظار کرتے ہیں۔ لہذا بیش بھی یہودیوں کا حق نمک ادا کرتے ہوئے خود کو عیسوی مشن (Jesus/Christ Mission) پر کہنے کے بجائے مسیحی مشن (Messianic Mission) پر کہتا ہے۔

اور الفاظ کا یہ ہیر پھیر کر کے وہ تمام عیسائی برادری کو دھوکہ دے رہا ہے۔

### فتنہ دجال احادیث کی روشنی میں

فتنہ دجال کی ہولناکی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود نبی کریم ﷺ اس فتنے سے پناہ مانگتے تھے اور جب نبی کریم ﷺ صحابہ کے سامنے اس فتنے کا تذکرہ فرماتے تو صحابہ کے چہروں پر خوف کے اثرات نمودار ہو جایا کرتے تھے۔ فتنہ دجال میں وہ کون سی چیز تھی جس نے صحابہ کو ڈرا دیا؟ خوف ناک جنگ یا موت کا خوف؟ ان چیزوں سے صحابہ کبھی ڈرنے والے نہ تھے۔



ہو جائیں گی اور بہت سی ایک دوسرے میں ضم ہو جائیں گی جن جماعتوں کی ڈور فریگیشن کے ہاتھ میں ہے اب وہ ایک ساتھ انکے مشن کے لیے متحرک نظر آئیں گی اور جو آواز یہودی مذہبی پیشواؤں (ربی) سے منہ سے نکلے گی وہی باتیں ان تنظیموں، جماعتوں اور افراد کی زبانوں سے کہی جائیں گی۔

عَنِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ فِي الْحَظِيمِ مَعَ حُذَيْفَةَ فَلَمَّا كَرَّ حَدِيثًا ثُمَّ قَالَ لَتُنْقَضَنَّ عُرَى الْإِسْلَامِ عُرْوَةً وَلَيَكُونَنَّ أَيْمَةُ مُضِلُّونَ وَلَيَخْرُجَنَّ عَلَى أَثَرِ ذَلِكَ الدَّجَالُونَ الثَّلَاثَةَ قُلْتُ يَا أبا عَبْدِ اللَّهِ قَدْ سَمِعْتُ هَذَا الَّذِي تَقُولُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُهُ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَخْرُجُ الدَّجَالُ مِنَ يَهُودِيَّةِ أَصْهَجَانَ... هَذَا صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَخْرُجَاهُ. (مسند رک ج ۳: ۵۷۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا میں حطیم میں حضرت حذیفہؓ کے ساتھ تھا انھوں نے حدیث ذکر کی پھر فرمایا اسلام کی کڑیوں کو ایک ایک کر کے توڑا جائے گا اور گمراہ کرنے والے قائدین ہونگے اور اس کے بعد تین دجال نکلیں گے۔ میں نے پوچھا اے ابو عبداللہ (حذیفہؓ) آپ یہ جو کہہ رہے ہیں کیا آپ نے یہ نبی کریم ﷺ ہی سے سنا ہے؟ انھوں نے جواب دیا جی ہاں، میں نے یہ حضور ﷺ سے سنا ہے اور میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ دجال اصفہان کی یہودیہ نائیستی سے ظاہر ہوگا۔

یہ روایت کافی طویل ہے جس کا کچھ حصہ یہ ہے ”تین چینیں ہوں گی جس کو اہل مشرق و اہل مغرب سنیں گے.... (اے عبداللہ) جب تم دجال کی خبر سنو تو بھاگ جانا، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے (حضرت حذیفہؓ سے) دریافت کیا، اپنے پیچھے والوں (اہل و عیال) کا میں کس طرح کرونگا، حضرت حذیفہؓ نے فرمایا انکو حکم کرنا کہ وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جائیں، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں میں نے پوچھا کہ اگر وہ (گھروالے) یہ سب کچھ چھوڑ کر نہ جائیں؟ فرمایا انکو حکم کرنا کہ وہ ہمیشہ گھروں میں ہی رہیں، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ اگر وہ یہ (بھی) نہ کر سکیں تو پھر؟ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا اے ابن عمرؓ خوف، فتنہ و فساد اور لوٹ مار کا زمانہ ہے۔ حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اے ابو عبداللہ (حذیفہؓ) کیا اس فتنہ و فساد سے کوئی نجات ہے؟ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کیوں نہیں، کوئی ایسا فتنہ و فساد نہیں جس سے نجات نہ ہو۔

فائدہ: آپ ﷺ نے ایک اور حدیث کے اندر اپنی امت کے بارے میں دجال کے علاوہ

ابن ماجہ میں اس کی تشریح یوں کی ہے ”ان سالوں میں بارشیں بہت ہوں گی لیکن پیداوار کم ہوگی۔ تو یہی ان سالوں میں دھوکہ ہے۔“

عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِيَةَ قَالَ قَالَ إِذَا صَارَ النَّاسُ فِي فُسْطَاطَيْنِ فُسْطَاطُ إِيمَانٍ لَا يَفَاقُ فِيهِ فُسْطَاطُ نِفَاقٍ لَا إِيمَانَ فِيهِ فَإِذَا كَانَ ذَاكُمْ فَانْتَظِرُوا الدَّجَالَ مِنْ يَوْمِهِ أَوْ مِنْ غَدِهِ. (ابوداؤد ج ۳: ص ۹۳ مسند رک ج ۳: ص ۵۱۳ کتاب التہنئیں عم ابن جواد)

ترجمہ: حضرت عمیر ابن ہانیؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگ دو خیموں (جماعتوں) میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک اہل ایمان کا خیمہ جس میں بالکل نفاق نہیں ہوگا، دوسرا منافقین کا خیمہ جن میں بالکل ایمان نہیں ہوگا تو جب وہ دونوں اکٹھے ہو جائیں (یعنی اہل ایمان ایک طرف اور منافقین ایک طرف) تو تم دجال کا انتظار کرو کہ آج آئے یا کل آئے۔

فائدہ: اللہ رب العزت کی حکمتیں بہت نرالی ہیں۔ وہ جس سے چاہے کام لے لیتا ہے۔ مسلمان خود تو یہ دونوں خیمے (مومن اور منافق والا) نہ بنا سکے البتہ اللہ نے کفر کے سردار کے ذریعے یہ کام کروادیا۔ یہودیت کے خادم صدر بش نے خود اعلان کر دیا کہ کون ہمارے خیمے میں ہے اور کون ایمان والوں کے خیمے میں رہنا چاہتا ہے۔ کافی بڑی تعداد تو ان دونوں خیموں میں شامل ہو چکی ابھی کچھ باقی ہیں، لیکن محمد ﷺ کا رب یہ کام مکمل فرمائے گا اور ضرور فرمایگا۔ اب بالکل واضح ہو جائے گا کہ کون ایمان والا ہے اور کس کے دل میں ایمان والوں سے زیادہ اللہ کے دشمنوں کی محبت چھپی ہوئی ہے۔ ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے کہ وہ کس خیمے میں ہے یا کس خیمے کی جانب اس کا سفر جاری ہے۔ خاموش تماشاخیوں کی نہ تو ایلیس اور اسکے اتحادیوں کو ضرورت ہے اور نہ ہی محمد عربی ﷺ کے رب کو ان سے کوئی سروکار ہے۔ یہ محرکہ کا فیصلہ کن مرحلہ ہے لہذا کسی ایک طرف تو ہر ایک کو ہونا پڑیگا۔

یہ وہ وقت ہے جس میں ہر فرد ہر تنظیم اور ہر جماعت اسی جانب جھکتی جائے گی جس کے ساتھ اسکو عقیدت و محبت ہوگی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ.

ترجمہ: کیا جن کے دلوں میں کھوٹ ہے وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اللہ انکے (دلوں میں چھپے ہوئے) کینہ کو ظاہر نہیں کریگا۔ (بلکہ اللہ ضرور انکے کینہ و حسد کو ظاہر کرے گا)۔

ہر ملک میں یہود کے ذریعہ چلائی جانے والی جماعتیں اب یہودی مفادات میں ایک زبان





اپنی امت کو کانے کذاب سے نہ ڈرایا ہو۔ سنو! بیشک وہ کاننا ہوگا اور تمہارا رب یقیناً کاننا نہیں ہے، اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کانفرکھا ہوگا۔

عَنِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَعْوَزُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَانَهَا عَيْنَةً طَافِيَةً (بخاری ۶۵۹۰) ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا (دجال) دائیں آنکھ سے کاننا ہوگا، اسکی آنکھ ایسی ہوگی گویا پچکا ہوا انگور۔

عَنْ حَذِيفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدَّجَالُ أَعْوَزُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى جُفَاءً الشَّعْرِ مَعَهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ (مسلم ج ۳: ۲۲۸)

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال بائیں آنکھ سے کاننا ہوگا گھنے اور بکھرے بالوں والا ہوگا، اس کے ساتھ جنت اور آگ ہوگی، بس اسکی آگ (درحقیقت) جنت ہوگی اور اس کی جنت آگ ہوگی۔

فائدہ: دجال کے بالوں کے بارے میں فتح الباری میں ہے کہ اس طرح نظر آتا ہوگا گویا کسی درخت کی شاخیں ہوں۔

مسلم شریف کی دوسری روایت ہے کہ دجال کی ایک آنکھ بیٹھی ہوئی ہوگی (جیسے کسی چیز پر ہاتھ پھیر کر اس کو پچکا دیا جاتا ہے) اور دوسری آنکھ پر مونا دانہ ہوگا (پھیلی ہوگی) اس کی آنکھوں کے درمیان کانفرکھا ہوگا جو ہر مومن خواہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ اسکو پڑھ لے گا۔ (مشکوٰۃ جلد سوم حدیث ۵۲۳۷)

مسند احمد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ دو فرشتے ہونگے جو اس کے ساتھ دو نبیوں کی صورت میں ہونگے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو ان نبیوں کے اور انکے بالوں کے نام بھی بتا سکتا ہوں، ان میں سے ایک اس (دجال) کے دائیں طرف ہوگا اور ایک بائیں طرف۔ یہ آزمائش ہوگی۔ دجال کہے گا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ کیا میں زندہ نہیں کر سکتا؟ کیا میں موت نہیں دے سکتا؟ تو ایک فرشتہ کہے گا کہ تو جھوٹا ہے فرشتے کی اس بات کو دوسرے فرشتے کے علاوہ کوئی اور انسان وغیرہ نہیں سن سکے گا، تو دوسرا فرشتہ پہلے والے سے کہے گا ”تو نے سچ کہا“ اس دوسرے فرشتے کی بات کو سب لوگ سنیں گے اور وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ دجال کو سچا کہہ رہا ہے۔ یہ بھی آزمائش ہوگی۔ (مسند احمد)

جس فتنے کا ذکر کیا ہے وہ گمراہ کرنے والے قائدین ہیں۔ دجال کے وقت انکی کثرت ہوگی اور یہ قائدین دجالی قوتوں کے دباؤ یا لالچ میں آکر خود تو حق سے منہ موڑینگے ہی اپنے ماننے والوں کو بھی حق سے دور کرنے کا سبب بنیں گے۔ حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے دجال کا بیان فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا اس سے پہلے تین سال ہونگے۔ (جسکی تفصیل یہ ہے) پہلے سال آسمان اپنی ایک تہائی بارش روک لے گا، اور زمین اپنی ایک تہائی پیداوار روک لے گی۔ دوسرے سال آسمان اپنی دو تہائی بارش روک لے گا اور زمین بھی اپنی دو تہائی پیداوار روک لے گی۔ اور تیسرے سال آسمان اپنی مکمل بارش روک لے گا اور زمین اپنی پوری پیداوار روک لے گی۔ لہذا کھر والے اور داڑھ والے موسیٰ سب مرجائیں گے۔ (یعنی قحط سالی کی وجہ سے ہر قسم کے موسیٰ ہلاک ہو جائیں گے)۔

فائدہ ۱: پانی کے حوالے سے تازہ خبر یہ ہے کہ اس سال ملک میں خشک سالی اور پانی کی کمی کے باعث حکومت پاکستان نے ربیع کی فصل کے لئے مطلوبہ پانی کا صرف تینتالیس فی صد 43% دینے کا اعلان کیا ہے۔ جبکہ گذشتہ سال یہ پانی 46% تھا۔

فائدہ ۲: مذکورہ روایت میں ہے کہ آسمان بارش روک لے گا اور زمین اپنی پیداوار روک لے گی۔ مسند ائحق ابن راہویہ کی روایت میں ہے کہ قَرَى السَّمَاءُ تُمْطَرُ وَهِيَ لَا تُمْطَرُ وَتَرَى الْأَرْضَ تُنْبِتُ وَهِيَ لَا تُنْبِتُ کہ تم آسمان کو بارش برساتا ہوادیکھو گے حالانکہ وہ بارش نہیں برساتا رہا ہوگا، اور تم زمین کو پیداوار کاٹا ہوادیکھو گے حالانکہ وہ پیداوار نہیں اگا رہی ہوگی۔

اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بارش بھی برسے اور زمین پیداوار بھی اگائے لیکن اس کے باوجود لوگوں کو کوئی فائدہ نہ ہو۔ اور لوگ قحط سالی کا شکار ہو جائیں۔ جدید دور میں اس کی بے شمار صورتیں ہو سکتی ہیں۔ عالمی زراعت کو اپنے قبضے میں کرنے کے لئے جو پالیسیاں یہودی دماغوں نے بنائی ہیں اس کے اثرات اب ہمارے ملک تک پہنچ چکے ہیں۔ اس پر بحث ہم آگے کریں گے۔

### دجال کا حلیہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنْ أَنْزَلَ اللَّهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ إِلَّا إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنْ رَزَقَكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنْ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكُتُوبٌ كَافِرٌ (بخاری شریف ۶۵۹۸)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی نبی ایسے نہیں بھیجے گئے جنہوں نے



باوجود بھی اپنے گھر بار اور مالی فائدہ کے لئے اس کے ساتھ ہو گئے۔

دوسرا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ پڑھنے اور اس کو سمجھ کر عمل کرنے میں فرق ہوتا ہے۔ آج لکھتے ہی مسلمان ہیں جو قرآن کے احکامات کو پڑھتے تو ہیں لیکن عمل سے اس کو نہیں مانتے۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ سودی نظام اللہ سے کھلی جنگ ہے لیکن عملاً اس میں ملوث ہیں۔

دجال کے وقت بھی بہت سے لوگ جو اپنا ایمان ڈال رہے تھے اور دنیاوی حسن کے بدلے بیچ چکے ہو گئے، جنہوں نے ایمان کو چھوڑ کر دنیا کو اختیار کر لیا ہوگا، جنہوں نے اللہ کے نام پر کھانے کے بجائے دجال کی طاقت کے سامنے سر جھکا دیا ہوگا تو وہ اس کا کفر نہیں پڑھ پائیں گے۔ بلکہ اس کو وقت کا مسیحا اور انسانیت کا نجات دہندہ ثابت کر رہے ہوں گے اور اس کیلئے دلائل ڈھونڈ کر لا رہے ہو گئے۔ دجال کے خلاف لڑنے والوں کو گمراہ کہا جا رہا ہوگا۔ پھر بھی انکا اپنے بارے میں یہی دعویٰ ہوگا کہ وہ مسلمان ہیں۔ حالانکہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ یہ سب اسلئے ہوگا کہ انکی بد اعمالیوں اور شقاوت قلبی کے باعث انکی ایمانی بصیرت ختم ہو چکی ہوگی۔

یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ یہ مطلب شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی اور شارح مسلم امام نووی نے بیان فرمایا ہے۔ فتح الباری میں ہے ”فیخلق اللہ للمؤمن الادراک دون تعلم۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ مومن کو بغیر (لکھائی پڑھائی) سکھے ہوئے اس (لکھے ہوئے) کی سمجھ عطا فرما دے گا۔ امام نووی فرماتے ہیں ”فیظہر اللہ المؤمن علیہا ویخفیہا علی من اراد شقاوتہ“۔ تو اللہ تعالیٰ مومن کو اس پر مطلع کر دیئے اور جو شقاوت چاہتا ہو اس پر اس کو کھپائی رکھیں گے۔ (نووی شرح مسلم)

### دجال کا فتنہ بہت وسیع ہوگا

آقائے مدنی صحابہؓ کی جس محفل میں بھی دجال کا بیان فرماتے تھے وہاں صحابہؓ پر خوف طاری ہو جاتا تھا اور صحابہؓ نے لگتے تھے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ آج مسلمان اس کے بارے میں کچھ فکر ہی نہیں کرتے؟

شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ آج لوگ اس فتنے کو اس معنی میں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے جس معنی میں آپ ﷺ نے سمجھایا ہے۔ آج اگر کوئی مسلمان یہ حدیث سنتا ہے کہ دجال کے پاس کھانے کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی، تو اس حدیث کو وہ اس حال میں سنتا ہے کہ اس کا پیٹ بھرا ہوتا ہے اور اس کو پانی کی کوئی طلب نہیں ہوتی۔ لہذا وہ دجال والے حالات کو بھی اپنے بھرے پیٹ اور تر گئے

ف۱:۔ دجال ایک متعین شخص ہوگا کیونکہ احادیث میں واضح طور پر اس بات کو بیان کیا گیا ہے۔ لہذا کسی ملک کو دجال سمجھنا درست نہیں۔ جیسا کہ خوارج، جہمیہ وغیرہ باطل فرقوں کا خیال ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں ”ہذہ الاحادیث التي ذکرها مسلم وغيره في قصة الدجال حجة لاهل السنة في صحة وجود الدجال وانه شخص بعينه۔ (صحیح مسلم بشرح النووی)

ترجمہ: دجال کے واقعہ میں یہ ساری احادیث جن کو امام مسلم وغیرہ نے ذکر کیا ہے دجال کے وجود کے صحیح ہونے پر دلیل ہیں، اور اس بات کی بھی دلیل ہیں کہ دجال ایک شخص معین ہوگا۔ ف۲: اس کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی۔

دجال کی آنکھوں کے بارے میں کئی روایات آئی ہیں۔ کہیں اس کو دائیں آنکھ سے کانا کہا گیا ہے اور کہیں بائیں آنکھ سے۔ اس بارے میں مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہ العالی علامات قیامت اور نزول مسیح میں فرماتے ہیں ”خلاصہ یہ ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی۔ بائیں آنکھ مسوح (بے نور بھی ہوئی اور دائیں آنکھ انکور کی طرح باہر کو نکلی ہوگی)۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی نے طافیہ کی تشریح یوں کی ہے۔ خراجة مثل عين الجمل یعنی دجال کی دائیں آنکھ اونٹ کی آنکھ کی طرح باہر کو نکلی ہوئی ہوگی۔ (فتح الباری ج ۱۳ ص ۳۲۵)

ف۳: اس حدیث میں یہ ہے کہ اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا۔ یہاں اسکے حقیقی معنی مراد ہیں، لہذا یہ خیال درست نہیں کہ اس سے مراد کسی کمپنی کا نام یا کسی ملک کا نشان ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں ”الصحيح الذي عليه المحققون ان الكتابة المذكورة حقيقة جعلها الله علامة قاطعة بكذب الدجال“۔ (شرح مسلم نووی)

ترجمہ: (اس بحث میں) درست بات جس پر محققین کا اتفاق ہے یہ ہے کہ (دجال کی پیشانی پر) مذکورہ (کافر) لکھا ہوا حقیقت میں ہوگا۔ اللہ نے اس کو دجال کے جھوٹ کی ناقابل تردید علامت بنایا ہے۔

ف۴: اس لکھے ہوئے کو ہر مومن پڑھ لے گا۔ پھر سوال یہ ہے کہ جب ہر ایک پڑھ لے گا تو اس کے فتنے میں کوئی کس طرح مبتلا ہو سکتا ہے؟

اس کا ایک جواب تو وہ حدیث ہے جس میں یہ آتا ہے کہ بہت سے لوگ اس کو پہچاننے کے





خوشبو اور پانی کی آواز سنائی دیتی ہے..... آپ بھی اور آپ کے پیارے بھی سب دوڑتے ہوئے باہر جاتے ہیں..... تو سامنے دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ اب مشکل کی گھڑی ٹل گئی..... انسانوں کے اس جنگل میں کوئی مسیحا آہنچا..... آنے والا "مسیحا"..... اعلان کرتا ہے کہ بھوک و پیاس کے مارے ہوئے لوگو! یہ لذیذ خوشبودار کھانے اور یہ ٹھنڈا ٹیٹھا پانی تمہارے ہی لئے ہے..... یہ سنتے ہی آپ اور آپ کے پورے گھر اور شہر میں جیسے آدھی زندگی یوں ہی لوٹ آئی..... مسیحا پھر کہتا ہے..... یہ سب کچھ تمہارے لئے ہی ہے لیکن..... کیا تم اس بات کو مانتے ہو کہ اس کھانے اور پانی کا مالک میں ہوں؟ کیا تم اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہو کہ یہ سب کچھ میرے اختیار میں ہے؟

کھانے اور پانی کی طرف آپ کے بڑھتے ہوئے قدم تھوڑی دیر کے لئے رک گئے، اور آپ کچھ سوچنے لگے، آپ کی یادداشت نے کہا کہ یہ الفاظ کچھ جانے پہچانے لگتے ہیں، اور آپ کو یاد آ گیا کہ یہ "مسیحا" کون ہے؟ لیکن تھی..... آپ کچھ پیچھے سے بچے کے بلکنے کی آوازیں تیز ہونے لگیں، ماں کی چیخیں سنائی دیں آپ دوڑے ہوئے گئے تو آپ کے جگر کا ٹکڑا..... آپ کا بیٹا..... موت و حیات کے درمیان لٹک رہا ہے کہ اگر پانی کا قطرہ مل جائے تو آپ کا بچہ بچھڑنے سے بچ سکتا ہے..... اب ایک طرف بچے ماں اور بیوی کی تھمتیں ہیں..... دوسری طرف ایک سوال کا جواب ہے..... ایک طرف خوشیوں بھر اگھر ہے اور دوسری طرف ماتم کدہ ہے، گویا ایک طرف آگ ہے اور دوسری طرف خوبصورت باغات ہیں..... ذرا بتائیے..... ذہن کے بند درپچوں کو کھول کر سوچئے کیا معاملہ اتنا ہی آسان ہے جتنا آپ سمجھ رہے ہیں؟ شاید نہیں بلکہ یہ فتنہ تاریخ انسانی کا سب سے بھیا تک فتنہ ہے۔

یہ سب پڑھ کر پریشان ہو گئے کیا

ابھی کچھ دیر پہلے تک یہیں تھے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخُصَّيْنِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ فِتْنَةٌ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الدِّجَالِ. هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يَخْرُجْ بِهِ. (متدرک ج: ۳ ص: ۵۷۳)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین کا بیان ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آدم کی پیدائش اور روز قیامت کے درمیان ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہوگا اور وہ دجال کا فتنہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعِ

والی صورت حال پر ہی قیاس کرتا ہے، اور یہ حدیث سنتے وقت اس کی آنکھوں کے سامنے یہ منظر بالکل نہیں آتا کہ وہاں حالت یہ ہوگی کہ دنوں سے نہیں بلکہ ہفتوں سے روٹی کا ایک ٹکڑا بھی دیکھنے کو نہیں ملا ہوگا، بھوک نے بڑوں بڑوں کو غمگین کر دیا ہوگا، پانی نہ ملنے کی وجہ سے حلق میں کانٹے چبھ رہے ہوں گے۔

جب گھر کے اندر آپ قدم رکھیں گے تو نظروں کے سامنے آپ کا وہ لخت جگر ہوگا جس کے ایک اشارے پر آپ اس کی ہر خواہش پوری کر دیا کرتے تھے، اب وہی بچہ آپ کے سامنے ہے، شدت پیاس سے زبان باہر نکلی ہوئی ہے، کئی دن کے فاقے نے گلاب جیسے چہرے سے زندگی کی تمام رونقوں کو چھین لیا ہے، یہ منظر دیکھ کر آپ کا دل تڑپ اٹھتا ہے اور آپ لا چاری و بے بسی کے عالم میں اپنے جگر کے ٹکڑے سے دوسری طرف منہ پھیر لیتے ہیں، دوسری طرف..... حسرتوں کا بت بنی آپ کی ماں..... ہاں..... ماں..... جس نے آپ کو کبھی بھوکے پیٹ نہیں سونے دیا، جو آپ کی پیاس کو آپ کے اشاروں سے سمجھ جاتی تھی، جس نے اپنی تمام خوشیوں اور امانتوں کو آپ کے نام کر دیا..... آج وہی آپ کی ماں..... لگا ہوں میں ہزاروں سوالات لئے جوان بیٹے کی طرف اس امید سے دیکھ رہی ہے کہ شاید آج بیٹا ضرور روٹی کا ایک ٹکڑا کہیں سے لے آیا ہوگا، بیٹا آج ماں کی متا کی خاطر پانی کا ایک قطرہ ضرور کہیں سے لایا ہوگا، آپ کا چہرہ سمجھنے والی ماں آج بھی بیٹے کے چہرے پر لکھے جواب کو پڑھ لیتی ہے اور ماں کی آنکھوں سے جوان بیٹے کی بے بسی پراشکوں کے قطرے گرتے ہیں، تو آپ کا کیچہ منہ کو آنے لگتا ہے، آپ اندر ہی اندر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہے ہیں، آپ پھر دوسری طرف منہ موڑتے ہیں، شاید اس کونے میں کوئی نہ ہو، لیکن وہاں..... آپ کی شریک سفر ہے..... جس نے ہر امتحان کی گھڑی میں آپ کو حوصلہ دیا، لیکن..... آج اس کے ہونٹ سوکھ چکے ہیں، ضبط کا سمندر اندر ہی اندر موجیں مار رہا ہے، اور یکا یک اپنے چاند کو دیکھ کر دل میں چھپے اشکوں کے سمندر میں طوفان پیدا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کی محبت اپنے ہی اشکوں میں گھلنے لگی..... اب آخر آپ بھی تو انسان ہیں..... آپ کے سینے میں بھی تو گوشت کا ٹکڑا ہی دھڑکتا ہے..... آخر تک اناء (Ego) کے خول میں خود کو چھپا سکتے تھے..... اب جبکہ تمام مادی سہارے ٹوٹ گئے، امیدوں کے تمام پتھر ہاتھوں سے چھوٹ گئے..... تو آپ کی آنکھوں نے بھی رخساروں کو نم کرنا شروع کر دیا..... ایک طرف..... بلکہ معصوم بچہ..... ماں کی متا..... بیوی کی محبت..... ان سب کے غموں نے آپ کے دل کو راگ کی طرح کچھلا دیا..... اور کوئی پھایا رکھنے والا بھی میسر نہیں..... اور کیسے ہو کہ ہر گھر..... اور ہر در میں یہی منظر ہے..... ایسے وقت میں باہر سے کھانے کی





ذخیرے (Reservoir) ہیں۔ (۱) برفانی پہاڑ جس کے ذخائر 28 ملین کیوبک کلومیٹر ہیں۔  
(۲) زیر زمین پانی کے ذخائر جو 8 ملین کیوبک کلومیٹر ہیں۔

اس طرح دنیا میں موجود پینے کے پانی کی بڑی مقدار برف ہوتی ہے جو پگھل کر مختلف دریاؤں کے ذریعے انسانوں تک پہنچتی ہے۔ جبکہ زیر زمین پانی اس کے مقابلے کم ہوتا ہے۔ برف کے ذخیروں کے انٹارکٹیکا اور گرین لینڈ میں زیادہ ہیں۔ اور ان دونوں جگہوں پر کسی مسلم ملک کا کوئی حق نہیں ہے۔ اب رہے زیر زمین پانی کے ذخائر تو اس میں بھی دو قسم کے علاقے ہوتے ہیں۔ ایک ہموار (Plain) علاقے دوسرے پہاڑی علاقے۔ ہموار علاقوں میں شہروں میں پینے کے پانی پر قبضہ کرنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ شہروں میں پانی کا تمام انحصار کسی جھیل یا سرکاری ٹیوب ویل سے پائپ لائن کے ذریعے آنے والے پانی پر ہوتا ہے۔ لہذا شہری لوگ پانی کے لئے مکمل طور پر وہاں کی انتظامیہ کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ دجال کا قتلہ شہروں میں زیادہ سخت ہوگا اور شہروں کی اکثر آبادی اس فتنے میں مبتلا ہو جائے گی۔ البتہ دیہی علاقوں کے پانی پر قبضے کے لئے دجالی قوتیں اپنی تمام توانائیاں لگا دیں گی۔

مستقبل میں دنیا میں پانی پر جنگوں کی افواہیں آپ سنتے ہی رہتے ہیں۔ اسرائیل کا اردن فلسطین، لبنان اور شام کے ساتھ، ترکی کا عراق کے ساتھ اور بھارت کا پاکستان اور بنگلہ دیش کے ساتھ پانی کے بارے میں تنازع زندگی اور موت کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہودیوں، دونوں کی ہی یہ فطرت ہے کہ وہ صرف خود جینے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ پڑوسی کو مٹا کر جینے کے نظریے پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت کی طرح اسرائیل نے بھی پہلے ہی ہجیرہ طبریہ کا رخ مکمل اپنی طرف کر لیا ہے، اور مسلمانوں کو پانی سے محروم کر کے اپنے صحرائوں میں اس کو گراتا ہے۔ اسکی تفصیل آگے آرہی ہے۔

عالم اسلام میں بننے والے دریاؤں پر اگر دجالی قوتیں ڈیم بنادیں اور ان ڈیموں پر ان قوتوں کا کنٹرول ہو جائے تو دریاؤں کا پانی بند کر کے پورے کے پورے ملک کو صحراء میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ جب دریا بند ہو جائیگا تو زیر زمین پانی بہت نیچے چلا جائیگا اور ایک وقت آئے گا کہ لوگوں کے پاس پینے کا پانی بھی نہیں ہوگا، اور وہ قطرے قطرے کے محتاج ہو جائیگا۔ شام، اردن اور فلسطین کے پانی کی صورت حال ہم آگے بیان کریں گے۔ یہاں ہم عراق، مصر، اور پاکستان کا ذکر کرتے ہیں۔

يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَخْيَاوِ الْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ (صحیح مسلم ج: ۱ ص: ۴۱۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جب تم میں سے کوئی (اپنی نماز میں) تشہد پڑھ کر فارغ ہو جائے تو اللہ سے چار چیزوں کی پناہ مانگے۔ جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، موت وحیات کے فتنے اور مسیح دجال کے شر سے۔“ (مسلم شریف ج: ۱ ص: ۴۱۲)

فائدہ: نبی کریم ﷺ اپنے پیارے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کس قدر دجال سے بچانے کی فکر کرتے تھے کہ ان کو نماز میں درود شریف کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے اس میں یہ دعا سکھلا رہے ہیں۔

عن حذیفۃ قال اِنِّیْ سَمِعْتُهُ یَقُوْلُ اِنَّ مَعَ الدَّجَالِ اِذَا خَرَجَ مَاءٌ وَنَارٌ فَاَمَّا الَّذِیْ یَسْرِی النَّاسُ اَنْهَا السَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ وَاَمَّا الَّذِیْ یَرِی النَّاسُ اَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ فَتَارٌ تُخْرِقُ فَمَنْ اَذْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقْعْ فِی الَّذِیْ یَرِی اَنْهَا نَارٌ فَانَّهُ عَذَابٌ بَارِدٌ (بخاری ج: ۳ ص: ۱۲۴۳)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دجال اپنے ساتھ پانی اور آگ لے کر نکلے گا۔ جس کو لوگ پانی سمجھیں گے حقیقت میں وہ جھلسا دینے والی آگ ہوگی۔ اور جس کو آگ خیال کریں گے وہ حقیقت میں ٹھنڈا پانی ہوگا۔ سو تم میں سے جو شخص دجال کو پائے تو وہ اپنے آپ کو اس چیز میں ڈالے جس کو اپنی آنکھوں سے آگ دیکھتا ہے۔ اس لئے کہ وہ حقیقت میں ٹھنڈا اور ٹھنڈا پانی ہے۔

فائدہ: ایک دوسری حدیث میں دجال کے ساتھ روٹیوں اور گوشت کے پہاڑ کا ذکر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو اس کے سامنے بھک جائیگا اسکے لئے دولت اور غذائی اشیاء کی فراوانی ہو جائے گی اور جو اس کے نظام کو نہیں مانے گا اس پر ہر قسم کی پابندی لگا کر ان پر آگ برسا دیگا۔ جیسا کہ ہم نے کہا کہ دجال کے آنے سے پہلے اس کا قتلہ شروع ہو جائیگا۔ افغانستان اور عراق پر آگ کی بارش اور جن لوگوں نے ابلیسی قوتوں کی بات مان لی ان پر ڈالروں کی بارش کی جارہی ہے۔

### پانی پر جنگ اور دجال

جہاں تک پانی کا ذکر ہے ممکن ہے کہ ابھی لوگوں کی سمجھ میں نہ آئے کہ پانی کے بارے میں دجال کی کیا جنگ ہو سکتی ہے۔ پانی ہر جگہ مل جاتا ہے؟ اس کو سمجھنے کیلئے اس وقت دنیا میں پانی کی صورت حال کو سمجھنا ہوگا۔ دنیا میں پینے کے پانی (Potable Water) کے دو بڑے



میں کچھ محنت نہیں ہو رہی، بلکہ اس وقت ان کا سارا زور پہاڑی علاقوں کے پانی کو کنٹرول کرنے پر ہے۔ آپ نے تاریخ میں پڑھا ہوگا بلکہ صحرائی اور پہاڑی علاقوں میں دیکھا بھی ہوگا کہ آپ کو آبادیاں ان جگہوں پر نظر آئیں گی، جہاں پانی کے قدرتی ذخائر مثلاً دریا، چشمے یا رافانی تالے بہتے تھے۔ پہلے لوگ سڑک اور بازار کو دیکھ کر کسی جگہ آباد نہیں ہوتے تھے بلکہ ان جگہوں پر آباد ہوتے تھے جہاں پانی موجود ہو خواہ اس کے لئے انھیں پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر ہی کیوں نہ آباد ہونا پڑا ہو۔ لیکن آج پہاڑی علاقوں میں بھی یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ لوگ ان جگہوں پر آباد ہونے کو ترجیح دیتے ہیں جہاں انسانوں کی بھیڑ بھاڑ زیادہ ہو۔ اب گھر بنانے کے حوالے سے انکی پہلی ترجیح قدرتی پانی کے ذخیرے نہیں ہوتے بلکہ ان کا انحصار پانی کی ان ٹنکیوں پر ہوتا ہے جو مختلف ممالک کے فنڈ سے ان علاقوں میں بنائی جا رہی ہیں۔

یہی وہ سوچ کی تبدیلی ہے جو عالمی یہودی ادارے پہاڑی لوگوں میں لانا چاہتے ہیں، تاکہ یہ لوگ ان قدرتی پانی کے ذخیروں پر انحصار کرنا چھوڑ دیں جس پر کسی کا قبضہ کرنا انتہائی مشکل ہے۔ سوچوں کے اس انقلاب کے لئے پہاڑی علاقوں میں مغرب کے فنڈ سے چلنے والی این جی اوڑ کی جانب سے جو محنت ہو رہی ہے اس کا مشاہدہ آپ کو پہاڑی علاقوں میں جا کر ہو سکتا ہے۔

اس تمام محنت کا خلاصہ یہ ہے کہ دروازے کے پہاڑی علاقوں میں جدید جاہلی تہذیب کے اثرات پہنچا دئے جائیں۔ اسکے لئے عالمی یہودی اداروں کا خصوصی فنڈ ہے جو سیاحت فلاحی کاموں، تعلیم نسواں اور علاقائی ثقافت کے فروغ کے نام پر دیا جاتا ہے۔ دروازے کے پہاڑی علاقوں میں سڑک اور بجلی کی فراہمی بھی آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی خصوصی ہدایات کا حصہ ہوتی ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں موجود چشموں کے پانی کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ شروع کیا جا چکا ہے کہ اس پانی کو پینے سے بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ اس طرح وہ پہاڑوں میں رہنے والوں کو بڑی بوٹیوں سے بھر پور پانی سے محروم کر کے نیسلے (Nestle) کی بوتلوں میں بند پرانے پانی کا عادی بنانا چاہتے ہیں۔ جو مکمل یہودیوں کا ہے۔

سال 2003 کو تازہ پانی کا عالمی سال قرار دیا گیا ہے۔ (اور ان کے ہاں تازہ پانی کی تعریف یہ ہے کہ وہ پانی جو کثیر القوی کمپنیوں کے ذرائع سے حاصل کیا جائے)۔ اسکے تحت انتہائی زور و شور سے اس بات کا پروپیگنڈہ کیا گیا کہ دنیا سے پینے کا پانی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ نیسلے منرل واٹر کا بڑھتا استعمال اسی پروپیگنڈے کا اثر ہے۔ تعجب ہے ان پڑھے لکھے لوگوں کی عقلوں پر جو

عراق: عراق میں دو بڑے دریا دجلہ (Tigris) اور فرات بہتے ہیں، اور دونوں ہی ترکی سے آتے ہیں۔ دریائے فرات پر ترکی نے اتاترک ڈیم بنایا ہے جو دنیا کے بڑے ڈیموں میں سے ایک ہے۔ جس کے پانی ذخیرہ کرنے کی جگہ (Reservoir) 816 مربع کلومیٹر ہے۔ اس کو بھرنے کے لئے دریائے فرات کو برسات کے موسم میں ایک مہینے تک مکمل اس میں گرانہا ہوگا۔ یعنی ترکی اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے ایک مہینے تک فرات کے پانی کو عراق نہیں جانے دے گا۔ اسلامی حوالے سے ترکی حکومت کی صورت حال سب کے سامنے ہے۔ اور حالات یہ بتا رہے ہیں کہ مستقبل میں ان کا مزید جھکاؤ عالمی دجالی اتحاد کی طرف ہوگا۔

مصر: مصر کا سب سے بڑا دریا دریائے نیل (Nile) ہے، لیکن یہ بھی وکٹوریہ جھیل (ویکٹوریا سینٹرل افریقہ) سے آتا ہے۔ دریائے روائڈ اور دریائے نیل کے پانی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

پاکستان: پاکستان کے اکثر بڑے دریا بھارت سے آتے ہیں۔ اور بھارت ان پر ڈیم بنارہا ہے۔ دریائے چناب پر بنگیہار ڈیم بھارت مکمل کر چکا ہے۔ اسی طرح دریائے نیلم پر بھی کشن گرگا ڈیم بنایا جا رہا ہے۔ اس طرح بھارت پاکستان کا پانی روک کر ہماری زمینوں کو صحراء میں تبدیل کرنا اور ہمیں پیاس کی مار مارنا چاہتا ہے۔

بھارت: بھارت نے بنگلہ دیش کی جانب بننے والے دریاؤں پر ڈیم بنا کر جو حالت بنگلہ دیش کی کی ہے، اس سے ہمیں بھارت کے عزائم سمجھنے میں کوئی خوش فہمی نہیں ہونی چاہئے۔ اس بات کو سمجھنے کے بعد اب یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ دجال شہروں کے علاوہ دیہاتوں کے پانی پر کس طرح قبضہ کر لے گا۔ جب بارشیں بند ہو جائیں گی (جیسا کہ حدیث میں آیا ہے) دریا سوکھ جائیں گے تو ظاہر ہے زمین کے نیچے موجود پانی کے ذخائر ختم ہو جائیں گے۔

**چشموں کا میٹھا پانی یا نیسلے منرل واٹر؟**

اب رہا یہ سوال کہ دجال پہاڑی علاقوں کے بے شمار چشموں اور تالوں کو کس طرح اپنے کنٹرول میں کر سکتا ہے؟

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ دجال کا فتنہ پہاڑوں میں کم ہوگا، اور جو پہاڑ جدید جاہلی تہذیب سے بالکل پاک ہونگے وہاں اس کا فتنہ نہیں ہوگا۔ لہذا پہاڑی علاقے کے لوگ پانی کے حوالے سے کم پریشان ہونگے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان تو توں کی جانب سے پہاڑی علاقوں



پہاڑی علاقوں میں صاف شفاف چشموں کا پانی چھوڑ کر وہاں بھی بوتلوں میں بند کرنا پانی استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ چشموں کا پانی صرف پانی ہی نہیں بلکہ اس میں پیٹ کے امراض سے شفاء بھی ہے۔ اسکے جواب میں کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ چشموں کا پانی نقصان دہ ہے۔ جب پوچھا جاتا ہے کہ کون سے ڈاکٹر؟ تو کہتے ہیں عالمی ادارہ صحت (W.H.O) کے ڈاکٹر۔ اب مجھ جیسے کم علم کو پتہ نہیں کہ W.H.O کس چیز کا مخفف (Abbreviation) ہے؟ World Hebrew Organization (عالمی یہودی تنظیم) یا پھر World Health Organization (عالمی ادارہ صحت کا مخفف ہے)؟ کاش یہ لوگ ان کے بارے میں ذرا بھی غور کر لیتے کہ یہ W.H.O کے ڈاکٹر ہر اس چیز کے بارے میں اعلان کرتے ہیں جو یہودی سرمایہ داروں کے مفاد میں ہو۔

مذکورہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کے بیٹھے پانی کے ذخائر پر کنٹرول کرنے کے لئے اس وقت عالمی مالیاتی ادارے اور این جی اوڈز مستقل گلے ہوئے ہیں اور مختلف حیلے بہانوں سے ان کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

### دجال کہاں سے نکلے گا؟

عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ يَتَّبِعُ الدَّجَالَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ يَهُودٍ أَصْبَهَانَ عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ (صحیح مسلم ج: ۳ ص: ۲۲۶)

حضرت اسحاق ابن عبد اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ میں نے انس بن مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیرو کار ہو گئے، جنکے جسموں پر سبز رنگ کی چادریں (یا جے) ہو گئے۔

قائدہ: جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے کہ اسرائیل کے اندر ریشم سے ایک خاص قسم کا لباس تیار کیا جا رہا ہے جو انکے مذہبی پیشوا دجال کے آنے پر پہنیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں اس وقت بیٹھی ہوئی رو رہی تھی آپ ﷺ نے رونے کا سبب پوچھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ دجال یاد آ گیا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو میں تمہاری طرف سے کافی ہوں اور اگر دجال میرے بعد نکلا (تو پھر بھی تمہیں خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ اسکا جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ کانٹا ہوگا اور) تمہارا رب کانٹا نہیں ہے وہ اصفہان کے



کہ اگر اس دور میں دجال آجائے تو یہ خاندان دجال کے بہت قریبی لوگوں میں شامل ہوگا۔ اسکے علاوہ اور بھی بہت سی شخصیات ہیں جو اصفہانی یہودی ہیں اور اس وقت عالم اسلام کے معاملات میں بہت اثر و رسوخ رکھتی ہیں۔

### عراق کے بارے میں ایک حیران کن روایت

هَيْثَمُ بْنُ مَالِكٍ الطَّنَاسِيُّ رَفَعَ الْحَدِيثَ قَالَ يَلِي الدَّجَالَ بِالْعِرَاقِ سِتْنِينَ يُحْمَلُ فِيهَا عَذْلُهُ وَتَشْرَابُ النَّاسُ إِلَيْهِ فَيَضَعُدُ يَوْمَ الْمَبْرِ فَيَخْطُبُ بِهَا ثُمَّ يَقْبَلُ عَلَيْهِمْ فَيَقُولُ لَهُمْ مَا آتَى لَكُمْ أَنْ تَعْرِفُوا رَبَّكُمْ فَيَقُولُ لَهُ قَائِلٌ وَمَنْ رَبُّنَا فَيَقُولُ أَنَا فَيُنْكَرُ مِنْكَرًا مِنَ النَّاسِ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ قَوْلَهُ فَيَأْخُذُهُ فَيَقْتُلُهُ ۚ

نعم ابن حماد نے ”کتاب الثمن“ میں یہ روایت نقل کی ہے۔ ہثم ابن مالک الطنسی مرفوعاً

روایت کرتے ہیں فرمایا دجال (اپنی خدائی کے اعلان سے پہلے) دو سال تک عراق پر حکومت کریگا، جس میں اس کے انصاف کی تعریف کی جائے گی، اور لوگ اس کی طرف کھینچے چلے آئیں گے۔ پھر وہ ایک دن منبر پر چڑھے گا اور عراق کے بارے میں تقریر کرے گا (کہ میں نے یہاں عدل و انصاف قائم کر دیا ہے۔) پھر لوگوں کے سامنے آئے گا اور ان سے کہے گا۔ کیا اب وقت آ نہیں گیا کہ تم اپنے رب کو پہچان لو؟ اس پر ایک شخص کہے گا، اور ہمارا رب کون ہے؟ تو دجال کہے گا۔ میں۔ یہ سن کر ایک اللہ کا بندہ اس کے اس دعوے کو جھٹلائے گا۔ چنانچہ دجال اس کو پکڑ کر قتل کر دے گا۔ (کتاب الثمن نعم ابن حماد ج: ۲ ص: ۵۳۹)

عن عمران بن حصين قال قال رسول الله ﷺ مَنْ سَمِعَ بِالْجَالِ فَلْيَنْتَ عِنْدَهُ فَوَاللَّهِ إِنْ الرَّجُلَ لَيَأْتِيَهُ وَهُوَ يَخْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهُ مِمَّا يَنْتَعِبُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ. (ابوداؤد ۳۷۶۲)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دجال کے آنے کی خبر سنے اسکو چاہئے کہ وہ اس سے دور رہے۔ اللہ کی قسم آدمی دجال کے پاس آئیگا اور وہ اپنے آپکو کو مؤمن سمجھتا ہوگا لیکن پھر بھی اسکی اطاعت قبول کر لے گا۔ کیونکہ جو چیزیں اس (دجال) کو دی گئی ہیں وہ ان سے شبہات میں پڑ جائیگا۔

حاشیہ: اس روایت میں ابوبکر بن ابی مریم راوی ضعیف ہیں۔ (مجمع الزوائد)۔  
(کتاب الثمن نعم ابن حماد ج: ۲ ص: ۵۳۹)

ایک مقام یہودیہ سے نکلے گا۔ (علامات قیامت اور نزول مسیح حدیث نمبر ۳۳)

حضرت عمرو ابن حریث حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال روئے زمین کے ایک ایسے حصہ سے نکلے گا جو مشرق میں واقع ہے اور جس کو خراسان کہا جاتا ہے، اسکے ساتھ لوگوں کے کتنے ہی گروہ ہونگے اور ان (میں سے ایک گروہ کے) لوگوں کے چہرے تہہ بہ تہہ پھولی ہوئی ڈھال کے مانند ہونگے۔ (ترمذی)

فائدہ: دجال کے ساتھ ایک گروہ ایسا ہوگا جسکے چہرے پھولی ہوئی ڈھال کے مانند ہونگے کیا واقعی انکے چہرے ایسے ہونگے یا پھر انھوں نے اپنے چہروں پر کوئی ایسی چیز پہن رکھی ہوگی جس سے وہ اس طرح نظر آ رہے ہونگے؟ واللہ اعلم

فائدہ ۲: خراسان:۔ اس حدیث میں خراسان کو دجال کے نکلنے کی جگہ بتایا گیا ہے۔ دجال کا خروج پہلی روایت میں اصفہان اور اس روایت میں خراسان سے بتایا گیا ہے۔ اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ اصفہان ایران کا ایک صوبہ ہے اور ایران بھی پہلے خراسان میں شامل تھا۔

خراسان کے بارے میں اس لشکر کا بیان گذر چکا ہے جو امام مہدی کی حمایت کے لئے آئیگا۔ لہذا حضرت مہدی کے لشکر کے آثار اگر ہم پورے خراسان میں تلاش کریں تو وہ افغانستان کے اس خطہ میں نظر آتے ہیں جہاں اس وقت بختون آبادی زیادہ ہے۔ لہذا قرآن کو دیکھتے ہوئے یہی کہا جائے گا کہ حضرت مہدی کی حمایت کرنے والا لشکر خراسان کے اس حصہ سے جائے گا جہاں اس وقت طالبان تحریک کا زور ہے۔ البتہ وہ روایت جس میں دجال کے نکلنے کی جگہ عراق اور شام کے درمیانی علاقے کو بتایا گیا ہے، اس میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے۔ اس کی تطبیق یہ ہو سکتی ہے کہ اسکا خروج تو اصفہان سے ہی ہوگا، البتہ اسکی شہرت اور خدائی کا دعویٰ عراق میں ہوگا، اسلئے اس کو بھی خروج کہہ دیا گیا ہے۔

یہاں دجال کے نکلنے کا مقام اصفہان میں یہودیہ نامی جگہ بتایا گیا ہے۔ سخت نصر نے جب بیت المقدس پر حملہ کیا تو بہت سے یہودی اصفہان کے اس علاقے میں آکر آباد ہو گئے تھے، چنانچہ اس علاقہ کا نام یہودیہ پڑ گیا۔ یہودیوں کے اندر اصفہانی یہودیوں کا ایک خاص مقام ہے۔ انکی اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے جس میں آتا ہے کہ دجال کے ساتھ ستر ہزار اصفہانی یہودی ہونگے۔ پرنس کریم آغا خان فیلی کا تعلق بھی اصفہان سے ہے۔ اور اس خاندان نے برصغیر میں جو خدمات اپنی قوم کے لئے انجام دی ہیں اور دے رہے ہیں وہ اس پائے کی ہیں



نے کہا کہ ہم عرب کے لوگ ہیں (اس کے بعد تمیم داری نے اپنے بحری سفر طوفان جزیرہ میں داخل ہونے جسامتے کی تفصیل دہرائی) اس نے پوچھا کیا یمن کی بحجروں کے درختوں پر پھل آتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں اس نے کہا وہ زمانہ قریب ہے جب ان درختوں پر پھل نہیں آئیں گے۔ پھر اس نے پوچھا تخمیر طبرہ میں پانی ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا ہاں اس میں بہت پانی ہے۔ اس نے کہا کہ عنقریب اس کا پانی خشک ہو جائے گا۔ پھر اس نے پوچھا ذغر کے چشمے کا کیا حال ہے اس چشمے میں پانی ہے اور کیا اس کے قریب کے لوگ اس پانی سے کاشت کاری کرتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں۔ پھر اس نے پوچھا امیوں (ناخواندہ لوگوں) کے نبی کے بارے میں بتاؤ کہ اس نے کیا کیا؟

ہم نے کہا کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔ اس نے پوچھا کہ کیا عربوں نے اس سے جنگ کی ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا انہوں نے عربوں سے کیا معاملہ کیا؟ ہم نے اس کو تمام واقعات بتائے۔ جو لوگ عربوں میں عزیز تھے ان پر آپ نے غلبہ حاصل کر لیا اور انہوں نے اطاعت قبول کر لی۔ اس نے کہا کہ ان کے حق میں اطاعت کرنا ہی بہتر ہے۔ اب تمہیں میں اپنا حال بتاتا ہوں میں مسیح ہوں عنقریب مجھ کو نکلنے کا حکم دیا جائے گا۔ میں باہر نکلوں گا اور زمین پر سفر کروں گا یہاں تک کہ کوئی آبادی ایسی نہ چھوڑوں گا جہاں میں داخل نہ ہوں۔ چالیس راتیں برابر گشت میں رہوں گا۔ لیکن مکہ اور مدینہ میں نہ جاؤں گا وہاں جانے سے مجھ کو منع کیا گیا ہے۔ جب میں ان میں سے کسی میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو ایک فرشتہ تلوار لئے ہوئے مجھے روکے گا ان شہروں کے ہر راستے پر فرشتے مقرر رہوں گے۔

یہ واقعہ سننے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنا عصا منبر پر مار کر فرمایا۔ یہ ہے طیبہ۔ یہ ہے طیبہ یعنی المدینہ۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا آگاہ رہو میں تم کو یہی نہیں بتایا کرتا تھا۔ ہوشیار رہو کہ دجال دریائے شام میں ہے یا دریائے یمن میں ہے نہیں بلکہ وہ مشرق کے طرف ہے۔ وہ مشرق کی طرف ہے۔ وہ مشرق کی طرف ہے۔ (مسلم 5235)

فائدہ: آپ ﷺ نے حضرت تمیم داری کا واقعہ سننے کے بعد پہلے فرمایا کہ دجال دریائے شام میں ہے یا دریائے یمن میں ہے، پھر اسکے بعد اس خیال کو رد کیا اور تین مرتبہ فرمایا کہ وہ مشرق کی طرف ہے۔ اس کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ پہلے جب آپ نے فرمایا تو وحی کے ذریعے آپ کو بتا دیا گیا کہ وہ مشرق میں ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے اس بات کو تین مرتبہ

فائدہ: دجال کا فتنہ، مال، حسن، قوت، غرض تمام چیزوں کا ہوگا۔ اور دنیا اپنی تمام تر خوبصورتیوں کے ساتھ شہروں میں ہوتی ہے۔ شہروں سے جو جگہ جتنی دور دراز ہوگی وہاں اس کا فتنہ اتنا ہی کم ہوگا۔ اس بات کی طرف ام حرام کی حدیث میں بھی اشارہ ہے۔ فرمایا لوگ دجال سے اتنا بھاگیں گے کہ پہاڑوں میں چلے جائیں گے۔

### دجال سے تمیم داری کی ملاقات

حضرت فاطمہ بنت قیسؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے ایک منادی کو یہ اعلان کرتے ہوئے سنا کہ الصلوٰۃ جامدہ (یعنی نماز تیار ہے۔ راقم) چنانچہ میں مسجد گئی اور حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں عورتوں کی اس صف میں تھی جو مردوں کے بالکل پیچھے تھی۔ جب حضور ﷺ نے نماز مکمل کی تو مسکراتے ہوئے منبر پر تشریف لائے اور فرمایا ہر شخص اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہے۔ پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں جمع فرمایا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے تمہیں کسی بات کی ترغیب (Invoke) یا ڈرانے کے لئے جمع نہیں کیا۔ میں نے تمہیں صرف اس لئے جمع کیا ہے کہ (تمہیں یہ واقعہ سناؤں) تمیم داری ایک نصرانی شخص تھے وہ میرے پاس آئے اور اسلام پر بیعت کی اور مسلمان ہو گئے اور مجھے ایک بات بتائی جو اس خبر کے مطابق ہے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے خبر دی کہ وہ بنو حزام کے ۳۰ آدمیوں کے ہمراہ ایک بحری جہاز میں سوار ہوئے۔ انہیں ایک مہینے تک سمندر کی موجیں دھکیلتی رہیں (یعنی سمندری طوفان) پھر وہ سمندر میں ایک جزیرے تک پہنچے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ تو وہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر بیٹھ کر جزیرے کے اندر داخل ہوئے، تو انہیں وہاں ایک عجیب سی مخلوق ملی جو مونے اور گھنے بالوں والی تھی۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے اگلے اور پیچھے حصے کو وہ نہیں پہچان سکے تو انہوں نے کہا کہ تو ہلاک ہو! تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں جسامہ ہوں ہم نے کہا کہ جسامہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ تم لوگ گرے میں اس شخص کے پاس چلو جو تمہاری خبر کے بارے میں بہت بے چین ہے۔ جب اس نے ہمارا نام لیا تو ہم گھبرا گئے کہیں وہ شخص شیطان نہ ہو ہم جلدی جلدی گرے تک پہنچے وہاں اندر ایک بہت بڑا انسان دیکھا ایسا خوف ناک انسان ہماری نظروں سے نہیں گزرا تھا وہ بہت مضبوط بندھا ہوا تھا اس کے ہاتھ کندھوں تک اور گھٹنے ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے۔ ہم نے پوچھا تو ہلاک ہو تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ جب تم نے مجھے پالیا ہے اور تمہیں معلوم ہو گیا ہے تو تم مجھے بتاؤ تم لوگ کون ہو؟ ہم



### بحیرہ طبریہ کی تاریخی اور جغرافیائی اہمیت

دجال کا دوسرا سوال بحیرہ طبریہ سے متعلق تھا۔ بحیرہ طبریہ پر بھی اس وقت اسرائیل کا قبضہ ہے۔ اس کو انگلش میں Sea of Galilee یا Lake of Tiberias اور عبرانی میں "یام کینرِت" (Yam Kinneret) کہتے ہیں۔ (بحوالہ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا)۔

بحیرہ طبریہ کے ارد گرد نو شہر آباد ہیں۔ جن میں ایک شہر طبریہ بھی ہے۔ جو یہودیوں کے چار مقدس شہروں میں سے ایک ہے۔ یہ شہر ایک تاریخی بس منظر رکھتا ہے۔ سن 70 عیسوی میں جب رومی بادشاہ ٹیٹس (Titus) نے بیت المقدس کو برباد کیا تو یہودی مذہبی پیشواؤں کی ایک اعلیٰ سطحی عدالت بلائی گئی۔ آگے چل کر ان فیصلوں کی رو سے تیسری اور پانچویں صدی عیسوی کے دوران یہودیوں کی مذہبی اور شہری قوانین کی کتاب تالمود (Talmud) مرتب کی گئی۔ 1200 عیسوی میں یہودیوں کو (اپنے کالے کرو توتوں کی وجہ سے۔ راقم) طبریہ سے بھاگنا پڑا۔ پھر دوبارہ 1800 میں یہاں آکر آباد ہوئے۔ اس وقت یہ شہر پر فضا سیاحتی مقام ہے۔ (بحوالہ انسائیکلو پیڈیا آف انگلینڈ 2005)۔

پہلی مرتبہ اس کو حضرت شریحیل بن حسنہ نے فتح کیا پھر اہل شہر نے معاہدے کی خلاف ورزی کی تو حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں اس کو حضرت عمرو بن العاصؓ نے فتح کیا تھا۔

مجمہ البلدان میں لکھا ہے کہ یہاں ایک بہت قدیم عمارت ہے جس کو مکمل سلیمانی کہا جاتا ہے۔ اس کے درمیان سے پانی نکلتا ہے..... یہاں گرم پانی کے چشمے ہیں۔ بیسان اور غور کے درمیان ایک گرم پانی کا چشمہ ہے جو سلیمان علیہ السلام کے نام سے مشہور ہے اس چشمے کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں ہر مرض سے شفاء ہے۔ اور بحیرہ طبریہ کے درمیان میں ایک کٹاؤ دار چٹان ہے جس کے اوپر ایک اور چٹان چڑھی ہوئی ہے جو دیکھنے والے کو دور سے نظر آتی ہے۔ اس علاقے والوں کا اس کے بارے میں یہ خیال ہے کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر ہے۔ (مجمہ البلدان ج ۳: ص ۱۸)

### بحیرہ طبریہ اور موجودہ صورت حال

بحیرہ طبریہ شمال مشرق اسرائیل میں اردن کی سرحد کے قریب ہے۔ اس وقت بھی اس میں ٹیٹھ پانی موجود ہے۔ اس وقت اس کی لمبائی شمال سے جنوب 23 کلومیٹر ہے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ چوڑائی شمال کی جانب ہے جو 13 کلومیٹر ہے۔ اس کی انتہائی گہرائی 157 فٹ ہے۔ اس کا

فرمایا۔ چونکہ آپ ﷺ نے اس بات کو اسی حد تک رکھا اور دجال کے علاقے کی مزید وضاحت نہیں فرمائی، اسلئے اس بحث کو یہیں ختم کرتے ہیں۔

### دجال کے سوالات اور موجودہ صورت حال

دجال نے لوگوں سے بیسان کی کھجوروں کے بارغ، دُغر کے چشمے اور بحیرہ طبریہ اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھا۔ ان سوالوں میں آپ غور کریں تو چار میں سے تین سوال پانی سے متعلق ہیں۔ نیز ان جگہوں سے دجال کا یقیناً کوئی تعلق ہے۔

### بیسان (Baysan) کے باغات

بیسان پہلے فلسطین کے اندر تھا، حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں اس کو حضرت شریحیل بن حسنہ اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے فتح کیا تھا

پھر بیسان 1948 سے پہلے اردن کا حصہ تھا۔ مئی 1948 میں اسرائیل نے بیسان شہر سمیت ضلع بیسان کے آنتیس چھوٹے بڑے دیہاتوں پر قبضہ کر لیا۔ اور اب یہ اسرائیل کے قبضہ میں ہے (دیکھیں بیسان نقشہ نمبر ۲ میں)

جہاں تک بیسان میں کھجوروں کے باغات کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں مشہور مؤرخ ابو عبد اللہ حموی (وفات ۲۲۶ ہجری) معجم البلدان میں لکھتے ہیں کہ بیسان اپنی کھجوروں کی وجہ سے مشہور تھا۔ میں وہاں کی مرتبہ گیا ہوں لیکن مجھے وہاں صرف دو پرانے کھجوروں کے بارغ ہی نظر آئے۔

اور اس وقت بھی بیسان کھجوروں کے لئے مشہور نہیں ہے۔ بلکہ اس وقت مغربی کنارے کا شہر "اریخہ" (Jericho) کھجوروں کے لئے مشہور ہے۔ اگرچہ بیسان کا کچھ علاقہ ابھی بھی اردن میں ہے جو کہ اردن کے غور (Ghor) شہر کے علاقے میں ہے۔ اور غور کے علاقے میں اس وقت گندم اور ہزریاں وغیرہ ہوتی ہیں۔ نیز اردن کی زراعت کا مستقبل بھی کچھ اچھا نہیں ہے۔

اردن کا انھار دریاے یرموک کے پانی پر ہے۔ اردن دریاے یرموک کے پانی کو اپنے "مشرقی غور کینال اریکیشن پراجیکٹ" کے لئے غور شہر کے قریب لایا ہے۔ اردن کی زمینوں کو غور کے اسی پراجیکٹ کے ذریعے سیراب کیا جاتا ہے۔ جبکہ دریاے یرموک گولان کے پہاڑی سلسلے سے آتا ہے۔



سوالوں کی حقیقت میں غور کریں تو ان سوالوں کا تعلق گولان کی پہاڑیوں سے ہے۔ نیز ان احادیث کو بھی سامنے رکھیں جو دمشق، بحیرہ طبرہ بیت المقدس اور ایشیاء کی گھاٹی سے متعلق ہیں تو اس میں بھی گولان کی پہاڑیوں کی اہمیت صاف واضح ہے۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا جو آرمیڈن (جنگ عظیم) کا نظریہ ہے کہ یہ آرمیڈن میگڈ کے میدان میں ہوگی، وہ میگڈ کا میدان بھی بحیرہ طبرہ سے مغرب میں واقع ہے۔ ایشیاء کی گھاٹی جہاں دجال آخر میں مسلمانوں کا محاصرہ کرے گا وہ بھی بحیرہ طبرہ کے جنوب میں ہے۔ اس طرح یہ تمام علاقہ گولان کی پہاڑیوں کے بالکل نیچے واقع ہے۔ اسی طرح اسرائیل و فلسطین اور اسرائیل و شام کے علاقوں کے بارے میں اختلاف کی خبروں پر غور کریں تو بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی کہ عالمی کفر کن باتوں کو سامنے رکھ کر اپنی منصوبہ سازی کر رہا ہے؟ اور فلسطینیوں کو ختم کرنے کے لئے سارا کفر اسرائیل کا ساتھ کیوں دیتا ہے؟

**دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہوگا**

قال رسول الله ﷺ مَا مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيُذْخِلُهُ الدَّجَالُ إِلَّا الْحَرَمَيْنِ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ وَانَّهُ لَيْسَ بَلَدٌ إِلَّا سَيُذْخِلُهُ رُعْبُ الْمَسِيحِ إِلَّا الْمَدِينَةَ عَلَى كُلِّ نَقَبٍ مِنْ أَنْقَابِهَا يَوْمَئِذٍ مَلَكَانِ يَذْبَانِ عَنْهَا رُعْبُ الْمَسِيحِ (المسند رک علی الحسین ج ۳ ص ۵۸۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شہر ایسا نہیں جہاں دجال داخل نہ ہو، سوائے حرمین شریفین مکہ اور مدینہ کے، اور کوئی شہر ایسا نہیں جہاں مسیح (دجال) کا رعب نہ پہنچ جائے سوائے مدینہ کے، اسکے ہر راستے پر اس دن دو فرشتے ہو گئے جو مسیح (دجال) کے رعب کو مدینہ میں داخل ہونے سے روک رہے ہوں گے۔

جابر بن عبد اللہ یقول أَخْبَرْتَنِي أُمُّ شَرِيكٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَيُفِرُّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَالِ فِي الْجِبَالِ قَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّ الْعَرَبَ يَوْمَئِذٍ قَالَتْ هُمْ قَلِيلٌ ۚ

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ام شریک نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ لوگ دجال کے فتنے سے بچنے کے لئے پہاڑوں میں بھاگ جائیں گے۔ ام شریک نے پوچھا یا رسول اللہ! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا

حاشیہ ۱: ہذا حدیث حسن صحیح غریب (تحفۃ الاحوذی) (سلم ج ۳ ص ۲۲۶)

کل رقبہ 166 مربع کلومیٹر (166 sk km) ہے۔ اس وقت اس میں مختلف قسم کی مچھلیاں پائی جاتی ہیں۔ (دیکھیں نقشہ نمبر ۲ بحیرہ طبرہ)

اس وقت بحیرہ طبرہ اسرائیل کے لئے بیٹھے پانی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ جبکہ بحیرہ طبرہ کے پانی کا بڑا ذریعہ دریائے اردن ہے۔ جو گولان کی پہاڑیوں کے سلسلہ جبل اشخ سے آتا ہے۔

**زغر کا چشمہ:** دجال کا تیسرا سوال زغر کے چشمے کے بارے میں تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو ہلاک کرنے کا فیصلہ فرمایا تو حضرت لوط علیہ السلام کو سدوم (Sodom) کی بستی سے نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام اپنے ساتھ اپنی دو صاحبزادیوں کو لے کر نکل گئے۔ ایک کا نام ”ربہ“ اور دوسری کا نام زغر تھا۔ بڑی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو اس کو ایک چشمے کے پاس دفن کیا۔ لہذا اس چشمے کا نام ”عین ربہ“ پڑ گیا۔ پھر دوسری بیٹی زغر کا انتقال ہوا تو اس کو بھی ایک چشمے کے قریب دفن کر دیا۔ اس طرح یہ چشمہ ”عین زغر“ کے نام سے مشہور ہوا۔ (معجم البلدان ج ۳ ص ۲۶)

ابو عبد اللہ حموی نے معجم البلدان میں عین زغر کو بحر مردار (Dead Sea) (اسرائیل) کے مشرقی جانب بتایا ہے۔ (معجم البلدان)

بائبل کے مطابق قوم لوط پر عذاب کے بعد حضرت لوط علیہ السلام جس بستی میں گئے اس کو ”زور“ (Zoar) کہا گیا ہے۔ جو اس وقت بحر مردار کے مشرقی جانب اردن کے علاقے میں الصانی کے نام سے ہے۔ (دی ہارپکولس ٹلس) (دیکھیں نقشہ نمبر ۳ بحر مردار)

**گولان کی پہاڑیوں کی جغرافیائی اہمیت**

1967 کی جنگ میں اسرائیل نے شام سے گولان کی پہاڑیاں چھین لی تھیں۔ جبل اشخ (Mount Hermon) گولان کے پہاڑی سلسلے کی سب سے اونچی چوٹی ہے جہاں سے ایک طرف بیت المقدس اور دوسری جانب دمشق بالکل اس کے نیچے نظر آتا ہے۔ اس کی اونچائی 9232 فٹ ہے۔ جبل اشخ پر اس وقت لبنان، شام اور اسرائیل کا قبضہ ہے۔ اور کچھ علاقہ اقوام متحدہ کا غیر فوجی علاقہ ہے۔ پانی کے اعتبار سے جبل اشخ کھلا علاقہ ہے۔ اسی طرح جغرافیائی لحاظ سے بھی اور پانی کے لحاظ سے بھی یہ پہاڑی سلسلہ اس خطے کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ (دیکھیں نقشہ نمبر ۵ گولان۔ اور دیکھیں بیت المقدس کے لئے نقشہ نمبر ۲)

اب آپ دجال کی جانب سے میسان، بحیرہ طبرہ اور زغر کے متعلق پوچھے جانے والے



بھر کر کھانے کی وجہ سے) انکی کوہائیں اٹھی ہوئی ہوگی، اور تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہونگے، اور انکے پیر (زیادہ کھانے کی وجہ سے) پھلے ہوئے ہونگے۔ پھر دجال ایک اور قوم کے پاس آئیگا اور انکو دعوت دیگا تو وہ انکی دعوت کا انکار کر دیں گے۔ چنانچہ دجال انکے پاس سے (ناراض ہو کر) واپس چلا جائیگا۔ جسکے نتیجے میں وہ لوگ قحط کا شکار ہو جائیں گے، اور انکے مال و دولت میں سے کوئی چیز بھی انکے پاس نہ بچے گی۔ (دجال) ایک بنجر زمین کے پاس سے گذریگا اور اسکو حکم دے گا کہ وہ اپنے خزانے نکال دے چنانچہ زمین کے خزانے (نکل کر) اس طرح اسکے پیچھے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سردار کے پیچھے چلا کرتی ہیں۔ پھر وہ ایک کڑیل جوان کو بلائیگا اور انکو ار سے وار کر کے اس کے دو ٹکڑے کر دیگا دونوں ٹکڑے اتنی دور جا کر گرے گئے جتنا دور ہدف پر مارا جانے والا تیر جا کر گرتا ہے۔ پھر دجال اس (مقتول) جوان کو پکارے گا تو وہ اٹھ کر اسکے پاس آ جائیگا یہ سلسلہ چل ہی رہا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ عسی علیہ السلام کو بھیج دیگا۔ (مسلم)

مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ دجال اس نو جوان پر پہلے بہت تشدد کرے گا۔ کمر اور پیٹ پر بہت پٹائی کریگا۔ پھر پوچھے گا کہ اب مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ کہے گا تو دجال ہے پھر دجال اس کو ٹانگوں کے درمیان سے آ رہے سے چیرنے کا حکم دے گا اور اس کو درمیان سے چیر دیا جائے گا۔ پھر (دجال) اس کو جوڑ کر پوچھے گا کہ اب مانتا ہے مجھ کو؟ وہ کہے گا اب تو مجھے اور یقین ہو گیا (کہ تو دجال ہے) پھر وہ نو جوان کہے گا کہ لوگو! میرے بعد کسی کے ساتھ یہ ایسا نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے بعد دجال اس جوان کو ذبح کرنے کیلئے پکڑے گا۔ چنانچہ اسکی پوری گردن کو (اللہ کی جانب سے) تانبے (Copper) کا بنا دیا جائے گا۔ لہذا دجال اس پر قابو نہیں پاسکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر دجال اسکو ہاتھوں اور پیروں سے پکڑ کر پھینکے گا لوگ سمجھیں گے کہ اسکو آگ میں پھینکا ہے حالانکہ اسکو جنت میں ڈالا گیا ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس نو جوان کی شہادت رب العالمین کے ہاں لوگوں میں افضل شہادت ہوگی۔

ف: کیا وقت قہم جائے گا؟

وقت کا قہم جانا یہ اس کے جادو کا اثر ہوگا یا جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے وہ ایسا کریگا۔ کیونکہ جب صحابہ نے یہ پوچھا کہ یا رسول اللہ اس صورت میں ہم نمازیں کتنی پڑھیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وقت کا اندازہ کر کے نمازیں پڑھتے رہنا۔ وقت کی رفتار کو روکنے کے سلسلے میں دجالی طاقتیں مسلسل کوششیں کر رہی ہیں۔ آپ نے سنا ہوگا کہ نائم مشین کے نام سے ایسا نظام بنانے کی

وہ تھوڑے ہونگے۔

فائدہ: جس وقت نبی کریم ﷺ قندہ دجال کا بیان فرما رہے تھے اور اس کے غلط دعووں کا ذکر کر رہے تھے تو ام شریک نے جو سوال کیا ان کا مطلب یہ تھا کہ عرب تو حق پر جان دینے والے لوگ ہیں اور وہ ہر باطل کے خلاف جہاد کرتے ہیں پھر انکے ہوتے ہوئے دجال یہ سب کچھ کس طرح کر سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جو جواب دیا اسکا مطلب بھی یہی ہے کہ ام شریک وہ عرب اس وقت بہت تھوڑے ہونگے، جنگی شان جہاد کرنا ہوگی۔ ورنہ تعداد کے اعتبار سے تو عرب بہت ہونگے لیکن وہ عرب جنکا تم سوال کر رہی ہو وہ کم ہونگے۔

حدیث نو اس ابن سمعان

حضرت نو اس ابن سمعان فرماتے ہیں ایک دن حضور ﷺ نے دجال کے بارے میں بیان فرمایا۔ بیان کرتے وقت آپ کی آواز کبھی ہلکی ہوتی تھی کبھی بلند ہو جاتی تھی کہ (ایسا انداز بیان تھا کہ) ہم کو ایسا گمان ہوا کہ دجال کھجوروں کے باغ میں ہو۔ پھر جب ہم شام کو آپ کی خدمت میں آئے تو ہمارے چہروں پر اثرات دیکھتے ہوئے فرمایا کیا ہوا؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ آپ نے دجال کا بیان کیا، آپ کی آواز کبھی بلند ہوتی تھی اور کبھی پست ہوتی تھی، چنانچہ ہمیں یوں گمان ہوا گویا دجال کھجور کے باغ میں ہو۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ میرے سامنے آیا تو میں تمہاری طرف سے کافی ہونگا، اور اگر وہ میرے بعد نکلا تو تم میں سے ہر ایک اپنا ذمہ دار ہوگا۔ اور اللہ ہر مسلمان کا ٹمبھان ہے۔ وہ (دجال) کڑیل جوان ہوگا، اسکی آنکھ پچی ہوئی ہوگی، وہ عبدالعزیٰ ابن قطن کی طرح ہوگا۔ تم میں سے جو بھی اسکو پائے تو اس پر سورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ وہ اس راستے سے آئے گا جو عراق اور شام کے درمیان ہے۔ وہ دائیں بائیں فساد پھیلائیگا۔ اے اللہ کے بندو! (اسکے مقابلے میں) ثابت قدم رہنا۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ وہ دنیا میں کتنے دن رہیگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا چالیس دن۔ (پہلا) ایک دن ایک سال کے برابر دوسرا دن ایک مہینے کے برابر تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر اور باقی دن عام دنوں کی طرح ہونگے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ اسکے سفر کی رفتار کیا ہوگی؟ فرمایا اس بادل کی رفتار کی طرح جسکو ہوا اڑا لیتی ہے۔ چنانچہ وہ ایک قوم کے پاس آئیگا اور انکو (اپنے آپ کو خدا ماننے کی) دعوت دیگا۔ تو وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اسکی بات مان لیں گے۔ لہذا دجال (ان سے خوش ہو کر) آسمان کو حکم کریگا جسکے نتیجے میں بارش ہوگی۔ اور زمین کو حکم کریگا تو وہ پیداوار لگائے گی۔ سو جب شام کو انکے مویشی واپس آئیں گے تو (پیٹ



ہونگے۔ اور دجال جگہ جگہ جا کر انکی نگرانی کر رہا ہوگا۔ دجال کے مالی نظام اور زرعی نظام پر ہم آگے چل کر بات کریں گے۔

### ابن صیاد کا بیان

دجال کے باب میں ابن صیاد کا مختصر بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ابن صیاد ایک یہودی تھا جو مدینہ منورہ میں رہتا تھا۔ اس کا اصل نام ”صاف“ تھا۔ وہ جادو اور شعبہ بازی کا بہت بڑا ماہر تھا۔ ابن صیاد کے اندر وہ نشانیاں بہت حد تک پائی جاتی تھیں جو دجال کے اندر ہونگی، یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ خود بھی ابن صیاد کے بارے میں بہت فکر مند رہتے تھے اور انکی حقیقت جاننے کے لئے کئی مرتبہ چھپ کر بھی انکی گفتگو سننے کی کوشش کی۔ البتہ آپ ﷺ نے آخر تک اس بارے میں کوئی واضح بات بیان نہیں فرمائی کہ ابن صیاد ہی دجال ہے یا نہیں؟ اس طرح صحابہ میں بھی کچھ اکابر صحابہ ابن صیاد ہی کو دجال کہتے تھے۔ یہاں چند احادیث اس حوالے سے نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) حضرت عمر فاروقؓ صحابہؓ کی ایک جماعت میں شامل ہو کر نبی کریم ﷺ کے ساتھ ابن صیاد کے پاس گئے، اور انھوں نے اس کو (یہودیوں کے ایک محلہ) بنو مغالہ میں کھیلنے ہوئے پایا، وہ اس وقت بالغ ہونے کی عمر کے قریب تھا، ابن صیاد ان سب کی آمد سے بے خبر (اپنے کھیل میں مشغول) رہا۔ یہاں تک کہ رسول ﷺ نے اس کی پشت پر اپنا ہاتھ مارا، (اور جب وہ متوجہ ہوا تو) آپ ﷺ نے اس سے سوال کیا کہ کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ابن صیاد نے (یہ سن کر بڑی غصیلی نظروں سے) آپ ﷺ کی طرف دیکھا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم امیوں یعنی ناخواندہ لوگوں کے رسول ہو، اور پھر اس نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں؟ آپ ﷺ نے اس کو (پکڑ لیا اور) خوب زور سے بھیچا، اور فرمایا میں خدا پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ یہ بتا کہ تو کیا دیکھتا ہے، یعنی غیب کی چیزوں میں سے تجھے کیا نظر آتا ہے؟ اس نے جواب دیا کبھی تو میرے پاس گچی خبر آتی ہے اور کبھی جھوٹی۔ رسول ﷺ نے (اس کی یہ بات سن کر) فرمایا تیرا معاملہ گڈ نہ ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تیرے لئے اپنے دل میں ایک بات چھپائی ہے، اور جو بات آپ ﷺ نے اپنے دل میں چھپائی تھی وہ یہ آیت یوم تاتی السماء بدخان مبین تھی، اس نے جواب دیا وہ پوشیدہ بات (جو تمہارے دل میں ہے) دُخ ہے۔ آپ ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا دور ہٹ۔ تو اپنی

کوشش کی جارہی ہے جسکے ذریعے انسان کو گزرے وقت میں پہنچا دیا جائے گا، وہ درحقیقت تو موجودہ وقت میں ہوگا لیکن اس مبین کے ذریعے اسکو ایسا لگے گا کہ وہ ابھی گزرے وقت میں ہے۔ اس کی واضح صورت جلد دنیا کے سامنے لائی جاسکتی ہے۔

ف۲: صحابیؓ کا دجال کی رفتار اور دنیا میں ٹھہرنے کی مدت کے بارے میں سوال انکی عسکری سوچ کا پتہ دیتا ہے۔ صحابیؓ کے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم کو دجال سے کتنے دن جنگ کرنی ہوگی۔ چونکہ جنگ میں نقل و حرکت (Movement) انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہے اسلئے صحابیؓ نے پوچھا کہ اس کی رفتار کیا ہوگی؟

ف۳: پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا ایک مہینے کے برابر، تیسرا ہفتہ کے برابر، باقی سینتیس (۳۷) دن عام دنوں کے برابر ہونگے۔ اس طرح دجال کے دنیا میں ٹھہرنے کی مدت ایک سال دو مہینے اور چودہ دن کے برابر بنتی ہے۔ ایک دن ایک سال کے برابر ہو جائے گا۔ بعض شارحین نے دن کے لمبا ہونے کا مطلب یہ لکھا ہے کہ پریشانی کے باعث دن لمبا لگے گا۔

شارح مسلم امام نوویؒ نے اس کا جواب یوں دیا ہے ”قال العلماء هذا الحديث على ظاهره..... يدل عليه قوله ﷺ وصائر ايامه كما يامكم الخ

یعنی علماء حدیث نے فرمایا یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے، اور یہ تین دن اتنے ہی لمبے ہونگے جتنا کہ حدیث میں ذکر ہے۔ اس بات پر نبی ﷺ کا یہ قول دلیل ہے کہ باقی تمام دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہونگے نیز صحابہ کا یہ سوال کرنا کہ یا رسول اللہ وہ دن جو سال کے برابر ہوگا اس میں ہمارے لئے ایک دن کی نماز ہی کافی ہوگی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا نہیں بلکہ اندازہ کر کے نمازیں ادا کرتے رہنا۔“ (شرح مسلم نووی)

ف۴: یہاں دائیں بائیں فساد پھیلانے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ جہاں ہوگا وہاں تو فساد ہوگا ہی اسکے دائیں بائیں اسکے ایجنٹ فساد پھیلا رہے ہونگے۔ جیسا کہ اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کمانڈر انچیف خاص خاص جگہوں پر جاتا ہے اور باقی جگہ اپنے ماتحتوں کو بھیجتا ہے۔ ہماری اس بات پر دلیل وہ روایات ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ دجال کو جب ایک نوجوان کے بارے میں اطلاع ملے گی کہ وہ اس کو برا بھلا کہتا ہے، تو دجال اپنے لوگوں کو پیغام بھیجے گا کہ اس نوجوان کو میرے پاس لے آؤ۔ یہ روایت نعیم ابن حماد نے کتاب الفتن میں نقل کی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دجال کے علاوہ بھی اس کے لوگ اہل ایمان کے خلاف جنگ میں مصروف



آپ ﷺ اس کا انکار کرتے) (بخاری و مسلم)

حضرت نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر فرماتے تھے کہ خدا کی قسم مجھ کو اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ اس روایت کو ابو داؤد نے اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں نقل کیا ہے۔ (بحوالہ مظاہر حق جدید)

حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول ﷺ نے فرمایا دجال کے والدین تیس سال اس حالت میں گزارینگے کہ انکے لڑکا نہیں ہوگا پھر ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو بڑے دانتوں والا ہوگا۔ (بعض حضرات نے کہا ہے کہ وہ دانتوں والا پیدا ہوگا)۔ وہ بہت کم فائدہ پہنچانے والا ہوگا۔ یعنی جس طرح اور لڑکے گھر کے کام کاج میں فائدہ پہنچاتے ہیں وہ کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا اس کی دونوں آنکھیں سوئیں گی لیکن اس کا دل نہیں سوئے گا اس کے بعد رسول کریم ﷺ نے ہمارے سامنے اس کے ماں باپ کا حال بیان کیا اور فرمایا اس کا باپ غیر معمولی لمبا اور کم گوشت والا ہوگا یعنی دبلا ہوگا۔ اسکی ناک مرغ جیسے جانور کی چونچ کی طرح (لمبی اور پتلی) ہوگی۔ اور اس کی ماں موٹی چوڑی اور لمبے ہاتھ والی ہوگی، ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے مدینہ کے یہودیوں میں ایک (عجیب و غریب) لڑکے کی موجودگی کے بارے میں سنا تو میں اور زبیر ابن العوامؓ (اسکو دیکھنے چلے گئے) جب ہم اس لڑکے کے والدین کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بالکل اسی طرح کے ہیں (جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے ہم سے ان کا حال بیان کیا تھا) ہم نے ان دونوں سے پوچھا کہ کیا تمہارے کوئی لڑکا ہے انھوں نے بتایا ہم نے تیس سال اس حالت میں گزارے کہ ہمارے کوئی لڑکا نہیں تھا پھر ہمارے ہاں ایک کا نالڑکا پیدا ہوا جو بڑے دانتوں والا اور بہت کم فائدہ پہنچانے والا ہے اسکی آنکھیں سوتی ہیں لیکن اس کا دل نہیں سوتا، ابو بکرؓ کہتے ہیں ہم دونوں (انکی یہ بات سن کر) وہاں سے چل دئے اور پھر ہماری نظر اچانک اس لڑکے (یعنی ابن صیاد) پر پڑی جو دوپ میں چادر اوڑھے پڑا تھا اور اس (چادر) میں گنگناہٹ کی ایک ایسی آواز آرہی تھی جو سمجھ میں نہیں آتی تھی (ہم نے وہاں کھڑے ہو کر وہاں کوئی بات کی ہوگی یا کچھ اور کہا ہوگا) اس نے سر سے چادر ہٹا کر ہم سے پوچھا کہ تم نے کیا کہا ہے ہم نے (حیرت سے کہا) کہ (ہم تو سمجھے کہ تو سوراہے) کیا تو نے ہماری بات سن لی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ (ترمذی)

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میرا اور ابن صیاد کا مکہ کے سفر میں ساتھ

اوقات سے آگے ہرگز نہیں بڑھ سکے گا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے (صورت حال دیکھ کر) عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں؟ رسول ﷺ نے فرمایا لکن صیاد اگر وہی دجال ہے (جس کے آخری زمانہ میں نکلنے کی اطلاع دی گئی ہے) تو پھر تم اس کو نہیں مار سکتے، اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو پھر اس کو مارنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ (ایک اور دن) رسول کریم ﷺ کعبہ کے ان درختوں کے پاس تشریف لے گئے جہاں ابن صیاد تھا، اس وقت آپ ﷺ کے ہمراہ ابی ابن کعبؓ انصاری بھی تھے رسول کریم ﷺ وہاں پہنچ کر کعبہ کی شاخوں کے پیچھے چھپنے لگے، تاکہ ابن صیاد کو پتہ چلنے سے پہلے آپ ﷺ کچھ باتیں سن لیں، اس وقت ابن صیاد چادر میں لپٹا ہوا لیٹا تھا، اور اندر سے کچھ گنگنانے کی آواز آرہی تھی، اتنے میں ابن صیاد کی ماں نے آپ ﷺ کو شاخوں میں چھپا ہوا دیکھ لیا، اور کہا ارے صاف (یہ اس کا اصل نام تھا)۔ یہ محمد آئے ہیں۔ ابن صیاد نے (یہ سن کر) گنگنانا بند کر دیا، (یہ دیکھ کر) آپ ﷺ نے (صحابہ سے) فرمایا اگر اسکی ماں اسکو نہ ٹوکتی (یعنی گنگنانے دیتی) تو (آج) وہ اپنی حقیقت ظاہر کر دیتا۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ (اس واقعہ کے بعد) جب آپ ﷺ (خطبہ دینے کے لئے لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے تو اللہ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے، پھر دجال کا بیان کیا فرمایا کہ میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں، اور نوح کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، اور نوح نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے، لیکن میں دجال کے بارے میں ایک ایسی بات تم کو بتاتا ہوں جو اس سے پہلے کسی اور نبی نے نہیں بتائی، سو تم جان لو دجال کا نا ہوگا اور یقیناً اللہ تعالیٰ کا نا نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک دن (راستے میں) میری ملاقات ابن صیاد سے ہوئی، اس وقت اسکی آنکھ سوجی ہوئی تھی، میں نے پوچھا تیری آنکھ میں یہ ورم کب سے ہے؟ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کہا آنکھ تیرے سر میں ہے اور تجھے ہی معلوم نہیں؟ اس نے کہا اگر خدا چاہے تو اس آنکھ کو تیری لاشی میں پیدا کر دے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ (اسکے بعد ابن صیاد نے اپنی ناک سے اتنی زور سے آواز نکالی جو گدھے کی آواز کے مانند تھی)۔ (مسلم شریف)

حضرت محمد ابن منکدرؓ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر ابن عبداللہؓ کو دیکھا وہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ اللہ کی قسم کھا رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر فاروقؓ کو سنا وہ حضور ﷺ کے سامنے قسم کھاتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے، اور نبی کریم ﷺ نے اس سے انکار نہیں فرمایا (یعنی اگر یہ بات درست نہ ہوتی تو



میں برائیاں سمجھوں گا۔ یعنی میں دجال ہونا پسند کروں گا۔ تو ابن صیاد کو اسلام سے اسی وقت خارج ہو گیا تھا۔ جہاں تک تعلق اسکے مکہ اور مدینہ میں داخل ہونے کا ہے تو مسلم شریف کے شارح امام نووی فرماتے ہیں۔

وامّا اظہارہ الاسلام وحجہ وجہادہ واقلاعه عما کان علیہ فلیس بصریح فیہ انہ غیر الدجال. (شرح مسلم نووی)

ترجمہ: جہاں تک سوال اس کے اسلام کے اظہار، حج، جہاد اور اپنی تکلیف کی حالت سے چھڑکا حاصل کرنے کا ہے تو اس سب میں یہ صراحت تو نہیں ہے کہ وہ دجال کے علاوہ کوئی اور تھا۔ اکابر صحابہ میں حضرت عمر فاروق، حضرت ابو ذر غفاری، حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت جابر ابن عبداللہ اور کئی اکابر صحابہ ابن صیاد کے دجال ہونے کے قائل تھے۔

امام بخاری نے بھی ابن صیاد کے بارے میں ترجیح کا مسلک اختیار کیا ہے اور حضرت جابرؓ نے جو حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے اس کو بیان کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے، اور تمیم داری والے واقعہ میں قاطمہ بنت قیس والی حدیث کو نہیں لیا ہے۔ (فتح الباری ج ۱۳: ص ۳۲۸)

البتہ جو حضرات ابن صیاد کو دجال نہیں مانتے انکی دلیل حضرت تمیم داری والی حدیث ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں یہ ساری بحث کرنے کے بعد فرماتے ہیں ”تمیم داری والی حدیث اور ابن صیاد کے دجال ہونے والی احادیث کے درمیان تطبیق پیدا کرنے کے لئے زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ جس کو تمیم داری نے بندھا ہوا دیکھا وہ دجال ہی تھا اور ابن صیاد شیطان تھا جو اس تمام عرصہ میں دجال کی شکل و صورت میں اصفہان چلے جانے (غائب ہونے) تک موجود رہا، چنانچہ وہاں جا کر اپنے دوست کے ساتھ اس وقت تک کے لئے روپوش ہو گیا جب تک اللہ تعالیٰ اس کو نکلنے کی طاقت نہیں دیتا۔ (فتح الباری ج ۱۳: ص ۳۲۸)

نیز ابن حجرؒ اس کی دلیل میں یہ روایت نقل کرتے ہیں جس کو ابو نعیم نے تاریخ اصفہان میں نقل کیا ہے۔ حسان بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا کہ جب ہم نے اصفہان فتح کیا تو ہمارے لشکر اور یہودیہ نامی بستی کے درمیان ایک فرخ کا فاصلہ تھا۔ چنانچہ ہم یہودیہ جاتے تھے اور وہاں سے راشن وغیرہ لاتے تھے۔ ایک دن میں وہاں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہودی ناچ رہے ہیں اور ڈھول بجا رہے ہیں۔ ان یہودیوں میں میرا ایک دوست تھا میں نے اس سے ان ناچنے لگانے والوں کے بارے میں پوچھا۔ تو اس نے بتایا کہ ہمارا وہ بادشاہ جس

ہو گیا اس نے مجھ سے اپنی اس تکلیف کا حال بیان کیا جو لوگوں سے اسکو پہنچتی تھی وہ کہنے لگا کہ لوگ مجھ کو دجال کہتے ہیں۔ ابوسعیدؓ کیا تم نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ دجال کے اولاد نہیں ہوگی، جبکہ میرے اولاد ہے، کیا حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ دجال کا فرعون کا جبکہ میں مسلمان ہوں۔ کیا یہ آپ کا ارشاد نہیں ہے کہ دجال مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہو سکے گا؟ جبکہ میں مدینہ سے آ رہا ہوں اور مکہ جا رہا ہوں، ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ ابن صیاد نے آخری بات مجھ سے یہ کہی کہ یاد رکھو خدا کی قسم میں دجال کی پیدائش کا وقت جانتا ہوں اور اس کا مکان جانتا ہوں، (وہ کہاں پیدا ہوگا) اور یہ بھی جانتا ہوں وہ (اس وقت) کہاں ہے اور اسکے ماں باپ کو بھی جانتا ہوں، ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ میں (ابن صیاد کی یہ باتیں سن کر) شبہ میں پڑ گیا میں نے کہا تو ہمیشہ کے لئے ہلاک ہو، ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ اس وقت موجود لوگوں میں سے کسی نے ابن صیاد سے کہا کہ کیا تجھ کو یہ اچھا معلوم ہوگا کہ تو خود ہی دجال ہو ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ اس نے (یہ سن کر) کہا کہ ہاں۔ اگر (لوگوں کو گمراہ کرنے فریب میں ڈالنے اور شعبہ بازی وغیرہ کی) وہ تمام چیزیں مجھے دیدی جائیں جو دجال میں ہیں تو میں برانہ سمجھوں (مسلم) حضرت جابر ابن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ابن صیاد واقعہ حرہ کے موقع پر غائب ہو گیا اور پھر کبھی واپس نہیں آیا۔ (ابوداؤد سنن صحیح)

کیا ابن صیاد دجال تھا؟

جیسا کہ بتایا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں کبھی کوئی حتمی بات نہیں بیان فرمائی، صحابہ کرامؓ کی طرح بعد کے علماء میں بھی اس بارے میں اختلاف ہی رہا۔ جو حضرات ابن صیاد کے دجال ہونے کا انکار کرتے ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ دجال کا فرعون ہوگا، مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا اور اس کے اولاد نہیں ہوگی۔

جبکہ جو حضرات ابن صیاد ہی کے مسیح دجال ہونے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس کے اندر وہ تمام نشانیاں موجود تھیں جو آپ ﷺ نے دجال میں بیان فرمائیں حتیٰ کہ اس کے ماں باپ بھی ویسے ہی تھے جو آپ ﷺ نے انکے بارے میں بیان فرمایا۔ نیز ابن صیاد کا حضرت ابوسعیدؓ کو یہ کہنا کہ میں دجال کی پیدائش کا وقت اور اس کی جگہ کو جانتا ہوں۔ ابن صیاد کو دجال کہنے والے، ابن صیاد کی اس دلیل (اس کا مسلمان ہونا اور مکہ مدینہ میں جانا) کا جواب یہ دیتے ہیں، کہ جب ابن صیاد سے حضرت ابوسعید خدریؓ کے ہمسفر لوگوں میں سے کسی نے یہ پوچھا کہ کیا تو یہ بات پسند کرے گا کہ تو دجال ہو؟ تو اس نے کہا کہ اگر وہ چیزیں جو دجال کو دی گئی ہیں مجھے دیدی جائیں تو



مسلمان اس سے کہیں گے تو اللہ سے ڈر یہ تو مصیبت ہے۔ اس پر وہ انکی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اور اس (دجال) کی طرف نکل جائے گا۔ سو جب یہ ایمان والا اسکو غور سے دیکھے گا تو اسکے خلاف گمراہی، کفر اور جھوٹ کی گواہی دے گا، یہ سن کر کان (دجال حقارت سے) کہے گا، اسکو دیکھو جس کو میں نے پیدا کیا، اور ہدایت دی یہی مجھے برا بھلا کہہ رہا ہے، (لوگو) تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں اسکو قتل کر دوں پھر زندہ کر دوں تو کیا تم پھر بھی میرے بارے میں شک کرو گے؟ تو لوگ کہیں گے نہیں۔ اسکے بعد دجال اس (نوجوان) پر ایک وار کریگا جسکے نتیجے میں اسکے دو ٹکڑے ہو جائیں گے، پھر اسکو دوسری ضرب لگائے گا تو وہ زندہ ہو جائے گا۔ اسکے بعد اس ایمان والے کے ایمان میں اور اضافہ ہو جائے گا، اور وہ دجال کے خلاف کفر اور جھوٹ کی گواہی دے گا، اور اس نوجوان کے علاوہ دجال کو کسی اور کو مار کر زندہ کرنے کی قدرت نہیں ہوگی، پھر دجال کہے گا کہ اسکو دیکھو میں نے اسکو قتل کیا پھر زندہ کر دیا، (پھر بھی) یہ مجھے برا بھلا کہتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ کانے (دجال) کے پاس ایک پتھری (یا کوئی خاص کانٹے والی چیز) ہوگی، وہ اس مسلمان کو کانٹا چاہے گا تو تانا اسکے اور چھری کے درمیان حائل ہو جائے گا، اور چھری اس مسلمان پر اثر نہیں کرے گی، چنانچہ کانامومن کو پکڑ کر اٹھائے گا اور کہے گا اسکو آگ میں ڈال دو تو اسکو اسی قحط زدہ زمین میں ڈال دیا جائے گا جسکو وہ (دجال) آگ سمجھتا ہوگا، حالانکہ وہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، چنانچہ وہ مومن جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ (السنن والارودۃ فی المثنیٰ ج ۲ ص: ۱۱۷۸)

ف: ۱: کچھ نماز پڑھنے والے بھی اپنے بال بچوں کی وجہ سے دجال کا ساتھ دینے پر مجبور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو آزمائش و امتحان قرار دیا ہے۔ اور اصول یہ ہے کہ امتحان کے لئے پہلے سے تیاری کی جاتی ہے، لہذا وہ دین دار حضرات جو ایمان کی حالت میں اپنے رب سے ملاقات کرنے کے خواہاں ہیں، انکو چاہئے کہ وہ ابھی سے اس بات کی مشق کریں کہ اللہ کے لئے اپنے بچوں کو چھوڑ سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ اس راستے میں جانے کا ارادہ کریں جس راستے کے بارے میں عام خیال یہ ہو کہ وہاں جاکر واپس نہیں آتے، یا وہاں جو جاتا ہے مرنے پر جاتا ہے۔ خود بھی بار بار یہ مشق کریں اور بیوی اور بچوں کو بھی اس کے لئے وقتی طور پر تیار کریں۔ اس طرح پورا گھر آنے والے امتحان کے لئے بالکل تیار ہو جائے گا اور اللہ کی مدد سے دجال کے وقت اپنا دین بچانے کے لئے وہ ہر قربانی دینے کو تیار ہوگا۔

ف: ۲: دجال کا کفر دیکھ کر بہت سے لوگ خاموش تماشا بنے ہو گئے، ایک نوجوان یہ سب برداشت نہیں کر پائے گا اور دجال کے خلاف بغاوت کرے گا۔ مصلحت پسند اور تادم نہاد دانشور اس

کے ذریعے ہم عربوں پر فتح حاصل کریں گے، آنے والا ہے۔ اس کی یہ بات سن کر میں نے وہ رات اسی کے پاس ایک اونچی جگہ پر گزاری۔ چنانچہ جب سورج طلوع ہوا، تو ہمارے لشکر کی جانب سے غبار اٹھا، میں نے دیکھا کہ ایک آدمی ہے جس کے جسم پر پیمان (ایک خوشبودار پودا) کی قباحتی، اور یہودی لوگ مانچ گارہے تھے۔ جب میں نے اس مرد کو دیکھا تو وہ ابن صیاد تھا۔ پھر وہ یہودی بستی میں داخل ہو گیا، اور ابھی واپس نہیں آیا۔ (بحوالہ فتح الباری ج ۱۳ ص: ۱۳۷)

اس بحث کو اس بات پر ختم کرتے ہیں کہ چونکہ نبی کریم ﷺ نے آخر تک اس بارے میں کوئی حتمی بیان نہیں فرمایا لہذا اصل مسئلہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اس طرح کے راز چھپانے میں اس کی بڑی حکمتیں ہوتی ہیں جو تمام جہانوں کے لئے خیر کا باعث ہوتی ہیں۔

اولاد آزمائش ہے

حدیث: حضرت عمرانؑ ابن حدیرابی مجاز سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جب دجال آئے گا تو لوگ تین جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے ایک جماعت اس سے قتال کرے گی، ایک جماعت (میدان جہاد سے) بھاگ جائے گی اور ایک جماعت اسکے ساتھ شامل ہو جائے گی۔ چنانچہ جو شخص اس کے خلاف چالیس راتیں پہاڑ کی چوٹیوں میں ڈٹا رہا، اسکو (اللہ کی جانب سے) رزق ملتا رہے گا۔ اور جو نماز پڑھنے والے اسکی حمایت کریں گے یہ اکثر وہ لوگ ہونگے جو بال بچوں والے ہونگے، وہ کہیں گے ہم اچھی طرح اس (دجال) کی گمراہی کے بارے میں جانتے ہیں لیکن ہم (اس سے بچنے کے لئے یا لڑنے کے لئے) اپنے گھر بار کو نہیں چھوڑ سکتے۔ سو جس نے ایسا کیا وہ بھی اسی کے ساتھ (شامل) ہوگا۔ اور اس (دجال) کے لئے دو زمینوں کو تابع کر دیا جائے گا، ایک بدترین قحط کا شکار زمین، (جس کو) وہ کہے گا کہ یہ جہنم ہے۔ اور دوسری سرسبز و شاداب زمین۔ وہ کہے گا کہ یہ جنت ہے۔ ایمان والوں کو (اللہ کی جانب سے) آزمایا جائے گا۔ بالآخر ایک مسلمان کہے گا اللہ کی قسم اس صورت حال کو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ میں اسکے خلاف بغاوت کرتا ہوں جو خود کو یہ سمجھتا ہے کہ وہ میرا رب ہے۔ اگر وہ (حقیقتاً) میرا رب ہے تو میں اس پر غالب نہیں آ سکتا، (ہاں البتہ) میں جس حالت میں ہوں اس سے نجات پا لوں گا۔ (یعنی یہ سب کچھ دیکھ کر مجھے جو کوفت ہو رہی ہے جان دیکر اس سے نجات مل جائیگی)۔ چنانچہ

حاشیہ: فتح اصفہان حضرت عمرؓ کے دور میں ہوئی جبکہ واقعہ تفریبا اسکے چالیس سال بعد ہوا؟ اس کا جواب ابن حجرؒ نے یہ دیا ہے کہ حسان کے والد نے جو ابن صیاد کو یہودی بستی میں داخلہ ہوتے ہوئے دیکھا وہ فتح اصفہان کے بعد کی بات ہے نہ کہ فتح اصفہان کے وقت کی۔



دونوں چوٹیں (یا دونوں کواڑ) پکڑ کر کھڑے ہو گئے، اور فرمایا اسماء کیا ہوا؟ تو اسماء نے فرمایا، یا رسول اللہ آپ نے تو دجال کا ذکر کر کے ہمارے دل ہی نکال دیے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ میرے ہوتے تو نکل آیا تو میں اس کے لئے رکاوٹ ہونگا، ورنہ میرا رب ہر مومن کے لئے نگہبان ہوگا۔ پھر اسماء نے پوچھا یا رسول اللہ! واللہ ہم آنا گوندھتے ہیں تو اس وقت تک روٹی نہیں پکاتے جب تک بھوک نہ لگے تو اس وقت اہل ایمان کی حالت کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا انکے لئے وہی تسبیح و تحمید کافی ہوگی جو آسمان والوں کو کافی ہوتی ہے۔ (کتاب الفتن، نعیم ابن حجاج ج ۲: ص ۵۳۵)۔

یہ روایت کچھ الفاظ کے فرق سے امام احمد نے بھی روایت کی ہے۔ اس میں یہ بھی اضافہ ہے ”آپ ﷺ نے فرمایا جو میری مجلس میں حاضر ہوا اور جس نے میری بات سنی تو تم میں سے موجود لوگوں کو چاہئے کہ وہ (ان باتوں کو) ان لوگوں تک پہنچادیں جو اس مجلس میں موجود نہیں تھے۔

ف: دجال کا ذکر جس صحابی نے بھی سنا ان پر خوف کا عالم طاری ہو گیا۔ اس بیان کا حق یہ ہے کہ سننے والے کے روگٹنے کھڑے ہو جائیں۔ اور اس بیان کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے۔

حضرت حذیفہؓ نے دجال کے بارے میں روایت نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اسکو اسلئے بار بار بیان کرتا ہوں کہ تم اس میں غور کرو، سمجھو اور باخبر رہو اس پر عمل کرو۔ اور اس کو ان لوگوں سے بیان کرو جو تمہارے بعد ہیں لہذا ہر ایک دوسرے سے بیان کرے اس لئے کہ اسکا فتنہ سخت ترین فتنہ ہے۔ (اسنن الواردۃ فی الفتن)

### دجال کی سواری اور اس کی رفتار

حدیث: حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں ”فرمایا دجال کے گدھے (سواری) کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا، اور اسکا ایک قدم تین دن کے سفر کے برابر (تقریباً بیاسی 82 کلومیٹر فی سیکنڈ)۔ اس طرح اسکی رفتار 295200 کلومیٹر فی گھنٹہ ہوگی)۔ وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر سمندر میں اس طرح داخل ہو جائیگا جیسے تم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر پانی کی چھوٹی ٹالی میں گھس جاتے ہو (اور پار نکل جاتے ہو)۔ وہ کہے گا کہ میں تمام جہانوں کا رب ہوں، اور یہ سورج میرے حکم سے چلتا ہے۔ تو کیا تم چاہتے ہو کہ میں اسکو روک دوں؟ چنانچہ سورج رک جائیگا۔ یہاں تک کہ ایک دن مہینے اور ہفتے کے برابر ہو جائیگا۔ (اسکی تفصیل دوسری حدیث میں آئی ہے۔ راقم) اور کہے گا کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس کو چلا دوں، تو لوگ کہیں گے ہاں۔ چنانچہ دن گھٹنے کے برابر ہو جائیگا۔ اور اس کے پاس ایک عورت آئے گی اور

کو سمجھائیں گے کہ تم ایسا نہ کرو بلکہ حقیقت پسندی سے کام لو، لیکن جن کے دلوں کا تعلق عرش الہی سے جڑ جائے وہ پھر دیوانے بن جاتے ہیں، اور ہر طاغوت سے بغاوت ہی ان کا مذہب قرار پاتی ہے، سو یہ جوان بھی دجال کے کفر کو سر عام لٹکا رہے گا۔

### دجال کا معاشی منہج

عن غنیم بن غنیم البیہی قال یخروج الدجال فیبعہ ناس یقولون نحن نشہد أنه کافر وانما تبعہ لنا کل من طعمہ ونزعی من الشجر فاذا نزل غضب اللہ نزل علیہم جمیعاً۔ (کتاب الفتن، نعیم ابن حجاج ج ۲: ص ۵۳۶)

ترجمہ: حضرت عبید بن عیر البیہی فرماتے ہیں دجال نکلے گا تو کچھ ایسے لوگ اسکے ساتھ شامل ہو جائیں گے جو یہ کہتے ہو گئے ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ (دجال) کافر ہے۔ بس ہم تو اسکے اتحادی اسلئے بنے ہیں کہ اسکے کھانے میں سے کھائیں اور اسکے درختوں (باغات) میں اپنے مویشی چرائیں، چنانچہ جب اللہ کا غضب نازل ہوگا تو ان سب پر نازل ہوگا۔

فائدہ: آج مسلمان ان حدیثوں میں غور نہیں کرتے، اگر غور کریں تو ساری صورت حال واضح ہو جائے گی۔ کیا آج بھی ایسا نہیں ہو رہا کہ باوجود باطل کو پہچاننے کے مسلمان مالی فائدہ حاصل کرنے کے لئے باطل کا ساتھ دے رہے ہیں، اس کی حمایت کر رہے ہیں یا پھر خاموشی تماشا بنے ہوئے ہیں۔

حدیث: حضرت شہر ابن حوشبؓ نے اسماء بنت یزید انصاریہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے آپ نے دجال کا بیان فرمایا اور فرمایا ”اس کے فتنے میں سب سے خطرناک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی کے پاس آئے گا اور کہے گا کیا خیال ہے اگر میں تیری (مری ہوئی) اونٹنی زندہ کر دوں تو کیا تو نہیں مانے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ دیہاتی کہے گا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے بعد شیاطین اس کے اونٹ جیسا بنا دیں گے، اس سے بھی بہتر جس طرح وہ دودھ والی تھی، اور پیٹ بھرا ہوا تھا۔ (اسی طرح) دجال ایک ایسے شخص کے پاس آئے گا جسکے باپ اور بھائی مر گئے ہوں گے، ان سے کہے گا کہ کیا خیال ہے اگر میں تیرے باپ اور بھائی کو زندہ کر دوں تو، تو پھر بھی نہیں پہچانے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ تو وہ کہے گا کیوں نہیں۔ چنانچہ شیاطین اسکے باپ اور بھائی کی شکل میں آجائیں گے۔ یہ بیان کر کے آپ ﷺ باہر کسی کام سے تشریف لے گئے۔ پھر کچھ دیر بعد آئے تو لوگ اس واقعہ سے رنجیدہ تھے آپ ﷺ دروازے کی



اور (مسلمانوں کو حالات سے) خبردار کرنے والا ایک شخص (یعنی مسلمان جاسوس یا قاصد) اس جماعت کے پاس آئے گا جنہوں نے قسطنطنیہ فتح کیا ہوگا، اور جن کے ساتھ بیت المقدس کے مسلمانوں کو محبت ہوگی (یعنی تعلقات ان کے آپس میں اچھے ہونگے اور غالباً یہ جماعت ابھی روم فتح کر کے واپس دمشق میں پہنچی ہوگی۔ راقم) وہ (قاصد) کہے گا دجال تمہارے قریب پہنچنے والا ہے۔ تو وہ (فاحشین) کہیں گے کہ تشریف رکھیں ہم اس (دجال) سے جنگ کرنا چاہتے ہیں (تم بھی ہمارے ساتھ ہی چلنا)۔ تو (قاصد) کہے گا کہ (نہیں) بلکہ میں اوروں کو بھی دجال کی خبر دینے جا رہا ہوں۔ (اس قاصد کی غالباً یہی ذمہ داری ہوگی۔ راقم) چنانچہ جب یہ واپس ہوگا تو دجال اس کو پکڑ لے گا اور کہے گا کہ (دیکھو) یہ وہی ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ میں اس کو قابو نہیں کر سکتا۔

لو اس کو خطرناک انداز سے قتل کر دو۔ چنانچہ اس (قاصد) کو آروں سے چیر دیا جائے گا۔ پھر دجال (لوگوں سے) کہے گا کہ اگر میں اس کو تمہارے سامنے زندہ کر دوں تو کیا تم جان جاؤ گے کہ میں تمہارا رب ہوں؟

لوگ کہیں گے ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے کہ آپ ہمارے رب ہیں۔ (البتہ) مزید یقین چاہتے ہیں۔ (لہذا دجال اس کو زندہ کر دے گا) تو وہ اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جائے گا اللہ تعالیٰ دجال کو اس کے علاوہ کسی اور پر یہ قدرت نہیں دے گا کہ وہ اس کو مار کر زندہ کر دے۔ پھر دجال (اس قاصد سے) کہے گا کہ کیا میں نے تجھے مار کر زندہ نہیں کیا؟ لہذا میں تیرا رب ہوں۔ اس پر وہ (قاصد) کہے گا اب تو مجھے اور زیادہ یقین ہو گیا کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس کو نبی کریم ﷺ نے (حدیث کے ذریعے) بشارت دی تھی کہ تو مجھے قتل کرے گا پھر اللہ کے حکم سے زندہ کرے گا۔ (اور حدیث کے ہی ذریعے مجھ تک یہ بات بھی پہنچی تھی کہ) اللہ میرے علاوہ تیرے لئے کسی اور کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا۔ پھر اس ڈرانے والے (قاصد) کی کھال پر تانے کی چادر چڑھا دی جائے گی، جس کی وجہ سے دجال کا کوئی ہتھیار اس پر اثر نہیں کرے گا نہ تو کھوار کا وار نہ چھری اور نہ ہی پتھر کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ چنانچہ دجال کہے گا کہ اس کو میری جہنم میں ڈال دو۔ اور اللہ تعالیٰ اس (آگ کے) پہاڑ کو اس ڈرانے والے (قاصد) کے لئے سر سبز باغ بنا دینگے (لیکن دیکھنے والے یہی سمجھیں گے کہ یہ آگ میں ڈالا گیا ہے) اس لئے لوگ شک کریں گے۔ (پھر دجال) جلدی سے بیت المقدس کی جانب جائے گا تو جب وہ انبیاء کی گھاٹی پر چڑھے گا (تو اس کا سایہ مسلمانوں پر پڑے گا)۔ (جس کی وجہ سے مسلمانوں کو اس کے آنے کا پتہ لگ

کہے گی کہ یا رب میرے بیٹے اور اور میرے شوہر کو زندہ کر دو۔ چنانچہ (شیاطین اسکے بیٹے اور شوہر کی شکل میں آجائیں گے) وہ عورت شیطان سے گلے لگے گی اور شیطان سے کلاخ (زنا) کرے گی۔ اور لوگوں کے گھر شیاطین سے بھرے ہوئے ہونگے۔ اس (دجال) کے پاس وہ بھاتی لوگ آئیں گے اور کہیں گے اے رب ہمارے لئے ہمارے اونٹوں اور بکریوں کو زندہ کر دے چنانچہ دجال شیاطین کو انکے اونٹوں اور بکریوں کی شکل میں دیہاتیوں کو دے دیگا، یہ جانور ٹھیک اسی عمر اور صحت میں ہونگے جیسے وہ ان سے (مر کر) الگ ہوئے تھے۔ (اس پر) وہ گاؤں والے کہیں گے کہ اگر یہ ہمارا رب نہ ہوتا تو ہمارے مرے ہوئے اونٹ اور بکریوں کو ہرگز زندہ نہیں کر پاتا۔ اور دجال کے ساتھ شور بے اور بڑی والے گوشت کا پہاڑ ہوگا۔ جو گرم ہوگا اور ٹھنڈا نہیں ہوگا۔ اور جاری نہر ہوگی، اور ایک پہاڑ باغات (مراد چل) اور بھری کا ہوگا، اور ایک پہاڑ آگ اور دھوئیں کا ہوگا، وہ کہے گا کہ یہ میری جنت ہے اور یہ میری جہنم ہے۔ اور یہ میرا کھانا ہے اور یہ بیٹے کی چیزیں ہیں۔ اور حضرت یسوع علیہ السلام اس کے ساتھ ساتھ ہونگے جو لوگوں کو ڈرا رہے ہونگے کہ یہ جھوٹا مسیح (دجال) ہے اللہ اس پر لعنت کرے اس سے بچو۔ اللہ تعالیٰ حضرت یسوع کو بہت پھرتی اور اور تیزی دینگے جس تک دجال نہیں پہنچ پائے گا۔ سو جب دجال کہے گا کہ میں سارے جہانوں کا رب ہوں تو لوگ اس کو کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے۔ اس پر حضرت یسوع کہیں گے لوگوں نے سچ کہا۔

اس کے بعد حضرت یسوع مکہ کی طرف آئیں گے وہاں وہ ایک بڑی ہستی کو پائیں گے تو پوچھیں گے آپ کون ہیں؟ یہ دجال آپ تک پہنچ چکا ہے۔ تو وہ (بڑی ہستی) جواب دینگے میں میکائیل ہوں اللہ نے مجھے دجال کو اپنے حرم سے دور رکھنے کے لئے بھیجا ہے۔ پھر حضرت یسوع مدینہ کی طرف آئیں گے وہاں (بھی) ایک عظیم شخصیت کو پائیں گے۔ چنانچہ وہ پوچھیں گے کہ آپ کون ہیں؟ تو وہ (عظیم شخصیت) کہیں گے کہ میں جبریل ہوں اللہ نے مجھے اسلئے بھیجا ہے کہ میں دجال کو رسول اللہ ﷺ کے حرم سے دور رکھوں۔ (اس کے بعد) دجال مکہ کی طرف آئے گا۔ سو جب میکائیل کو دیکھے گا تو پیٹھ دکھا کر بھاگے گا۔ اور حرم شریف میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ البتہ زور دار چیخ مارے گا جس کے نتیجے میں ہر منافق مرد عورت مکہ سے نکل کر اس کے پاس آجائیں گے۔ اس کے بعد دجال مدینہ کی طرف آئے گا۔ سو جب جبریل کو دیکھے گا تو بھاگ کھڑا ہوگا۔ لیکن (وہاں بھی) زوردار چیخ نکالے گا جس کو سن کر ہر منافق مرد عورت مدینہ سے نکل کر اس کے پاس چلا جائے گا۔





سے قتال کرو گے، یہاں تک کہ تم میں سے (اس جنگ میں) بچ جانے والے دریائے اردن پر دجال سے قتال کریں گے۔ (اس جنگ میں) تم مشرقی جانب ہو گے، اور وہ (دجال اور اس کے لوگ) مغربی جانب۔

فائدہ: مشرکین سے مراد اگر یہاں ہندو ہیں تو یہ وہی جنگ ہے جس میں مجاہدین ہندوستان پر چڑھائی کریں گے اور واپس آئیں گے تو عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام کو پائیں گے۔

### دجال کا قتل اور انسانیت کے دشمنوں کا خاتمہ

حدیث: حضرت مجمع بن جاریہ انصاریؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم دجال کو لد (Lydda / Lod) کے دروازہ پر قتل کریں گے (مسند احمد و ترمذی)

فائدہ: لد تل ایب سے جنوب مشرق میں 18 کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ اس شہر کی آبادی 1999 کے سروے کے مطابق 61,100 ہے۔ (دیکھیں نقشہ نمبر ۲ لد)

یہاں اسرائیل نے دنیا کا جدید ترین سیکورٹی سے لیس انرپورٹ بنایا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں سے وہ بذریعہ طیارہ فرار ہونا چاہے اور اسی انرپورٹ پر قتل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دشمن اور یہودیوں کے خدا کا نئے دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کرائے گا۔ تاکہ ساری دنیا کو پتہ چل جائے کہ انسانیت کے ناسوروں کو ختم کرنے کے لئے ان کو جسم سے کاٹ کر الگ کرنا ضروری ہوتا ہے، اور یہ عمل جہاد ہی کے ذریعے ہوتا ہے۔

عن ابی ہریرۃؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْيَهُودَ فَيَقْتُلُوْهُمْ الْمُسْلِمُوْنَ حَتّٰی يُخْتَبِیَ الْيَهُودُ مِنْ وَّرَآءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُوْلُ الْحَجَرُ اَوْ الشَّجَرُ يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِيْ فَتَعَالَ فَا قْتُلْهُ اِلَّا الْغُرْقُلُ فَانَّهُ مِنْ شَجَرَةِ الْيَهُودِ. (مسلم شریف ج ۴ ص ۲۳۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے جنگ نہ کر لیں۔ چنانچہ (اس لڑائی میں) مسلمان (تمام) یہودیوں کو قتل کریں گے، یہاں تک کہ یہودی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپ جائیں گے تو پتھر و درخت یوں کہے گا "اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! ادھر آ میرے پیچھے یہودی چھپا بیٹھا ہے اس کو مار ڈال۔ مگر غرق نہیں کہے گا۔ کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔

فائدہ: یہودیوں کے خلاف اللہ تعالیٰ بے جان چیزوں کو بھی زبان عطا فرمادے گا اور وہ بھی

جائے گا) تو مسلمان اس سے جنگ کے لئے اپنی کمانوں کو تیار کریں گے (یعنی جو بھی اسلحہ دور مار کرنے والا ان کے پاس ہوگا۔ راقم) (یہ دن اتنا سخت ہوگا کہ) اس دن سب سے طاقتور وہ مسلمان سمجھا جائے گا جو بھوک اور کمزوری کی وجہ سے تھوڑا سا (آرام کے لئے) ٹھہر جائے یا پیٹھ جائے (یعنی طاقت ور سے طاقت ور بھی ایسا کرے گا)۔ اور مسلمان یہ اعلان سنیں گے اے لوگو! تمہارے پاس مدد آ پہونچی۔ (یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام)۔ (کتاب الفتن نعیم ابن حمار ج ۲ ص ۲۳۳)

ف: سواری کی یہ رفتار ہم نے ایک قدم (ایک قدم ایک سینکڑ ہوا) میں تین دن کا سفر طے کرنے سے لی ہے۔ تین دن کا شرعی سفر اڑتالیس میل ہے۔ جو درمیانہ قول کے مطابق بیاسی کلومیٹر بنتا ہے۔ یعنی بیاسی کلومیٹر فی سینکڑ کی رفتار سے وہ سفر کریگا۔

ف: افیق (Afiaq) ایک پہاڑی راستہ کا نام ہے جہاں دریائے اردن (Jordan River) بحرہ طبریہ میں سے نکلتا ہے اس علاقے پر اسرائیل نے 1967 کی جنگ میں قبضہ کر لیا تھا۔ افیق کا دوسرا نام انٹی پاتریس (Anti Patris) بھی ہے۔ (دیکھیں نقشہ نمبر ۲)

بائبل کے مطابق افیق وہ جگہ ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام نے بپتسمہ (Baptism) لیا تھا۔ اور اس وقت بھی یہاں بپتسمہ کے لئے بڑی تعداد میں لوگ آتے ہیں۔ (انسا یگلو پڑیا آف برنایکا)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَذْنُ حِمَارٍ الذَّجَالُ تُظِلُّ سَبْعِينَ اَلْفًا  
(کتاب الفتن نعیم ابن حمار ج ۲ ص ۵۳۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ دجال کے گدھے کے کانوں کے سائے میں ستر ہزار افراد آجائیں گے۔ (کتاب الفتن نعیم ابن حمار ج ۲ ص ۵۳۸)

حدیث: حضرت کعب فرماتے ہیں کہ جب دجال اردن میں آئے گا تو وہ طور پہاڑ، عابور پہاڑ اور یودی پہاڑ کو بلائے گا یہاں تک کہ یہ تینوں پہاڑ آپس میں اس طرح ٹکرائیں گے جیسے دو تیل یا دو مینڈھے آپس میں سیگ کراتے ہیں۔ (کتاب الفتن نعیم ابن حمار ج ۲ ص ۵۳۷)

عَنْ نَهْشَكِ بْنِ صَرِيْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَتُقَاتِلَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰی تُقَاتِلَ قَبِيْلَتَكُمْ عَلٰی نَهْرِ الْاَزْدِ الدَّجَالِ اَنْتُمْ شَرْقِيَّةٌ وَهُمْ غَرْبِيَّةٌ.  
(الاصابة ج ۶ ص ۴۷۶)

ترجمہ: حضرت نہیکؓ ابن صریمؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ضرور مشرکین



کے دھنسنے کی خبر سنا بیٹھے تو وہ (یہ خبر سن کر) گھبرائے گا نہیں، اسکے بعد قریش قحط علیہ کی جانب آگے بڑھینگے تو سفیانی رومیوں کے سردار کو یہ پیغام بھیجے گا کہ ان (مسلمانوں) کو میری طرف بڑے میدان میں بھیج دو، حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ وہ (رومی سردار) انکو سفیانی کے پاس بھیج دیگا، لہذا سفیانی انکو دمشق کے دروازے پر پھانسی دیدیگا پھر حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ صورت حال یہاں تک پہنچ جائے گی کہ سفیانی ایک عورت کے ساتھ دمشق کی مسجد میں مجلس مجلس گھومے گا، اور جب وہ (سفیانی) محراب میں بیٹھا ہوگا تو وہ عورت اسکی ران کے پاس آئیگی اور اس پر بیٹھ جائیگی چنانچہ ایک مسلمان کھڑا ہوگا اور کہے گا، تم ہلاک ہو۔ تم ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ یہ تو جائز نہیں ہے۔ اس پر سفیانی کھڑا ہوگا اور مسجد دمشق میں ہی اس مسلمان کی گردن اڑا دیگا، اور ہر اس شخص کو قتل کر دیگا جو اس بات میں اس سے اختلاف کریگا۔ (یہ واقعات حضرت مہدی کے ظہور سے پہلے ہونگے۔ راقم) اس کے بعد اس وقت آسمان سے ایک آواز لگانے والا آواز لگے گا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جابر لوگوں، منافقوں اور انکے اتحادیوں اور ہمنواؤں کا وقت ختم کر دیا ہے اور تمہارے اوپر محمد ﷺ کی امت کے بہترین شخص کو امیر مقرر کیا ہے۔ لہذا مکہ پہنچ کر اسکے ساتھ شامل ہو جاؤ، وہ مہدی ہیں اور انکا نام احمد ابن عبد اللہ ہے حضرت حذیفہؓ نے فرمایا اس پر عمران بن حصین خزاعی کھڑے ہوئے اور پوچھا اے رسول اللہ ہم اس (سفیانی) کو کس طرح پہچانیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ بنی اسرائیل کے قبیلہ کنانہ کی اولاد میں سے ہوگا اسکے جسم پر دو قطنی چادریں ہوں گی، اسکے چہرے کا رنگ چمکدار ستارے کے مانند ہوگا اسکے داہنے گال پر کالا تل ہوگا۔ وہ چالیس سال کے درمیان ہوگا۔ (حضرت مہدی سے بیعت کے لئے) شام سے ابدال والیاء نکلیں گے اور مصر سے معزز افراد (دینی اعتبار سے)، اور مشرق سے قابل آئینگی یہاں تک کہ مکہ پہنچیں گے، اسکے بعد زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان انکے ہاتھ پر بیعت کرینگے پھر شام کی طرف کوچ کریں گے، جبریل علیہ السلام ان کے ہر اول دست پر مامور ہونگے اور میکائیل علیہ السلام پچھلے حصے پر ہونگے، زمین و آسمان والے، چرند و پرند، اور سمندر میں مچھلیاں ان سے خوش ہونگی، انکے دور حکومت میں پانی کی کثرت ہو جائیگی، نہریں وسیع ہو جائیں گی، زمین اپنی پیداوار دوگنی کر دیگی اور خزانے نکال دیگی، چنانچہ وہ شام آئیں گے اور سفیانی کو اس درخت کے نیچے قتل کریں گے جسکی شاخیں بحیرہ طبریہ (Tiberias) کی طرف ہیں، (اسکے بعد) وہ قبیلہ کلب کو قتل کریں گے، حضرت حذیفہؓ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جنگ کلب کے دن غیبت سے محروم رہا وہ نقصان میں رہا، خواہ اونٹ کی ٹیکل ہی کیوں نہ ملے، حضرت حذیفہؓ نے دریافت کیا

انکے خلاف گواہی دینگے۔ یہودیوں کا شر اور فتنہ صرف انسانیت کے لئے ہی نقصان دہ نہیں ہے بلکہ انکی ناپاک حرکتوں کے اثرات بے جان چیزوں پر بھی پڑے ہیں۔ صنعتی انقلاب کے نام پر ماحولیات (Environment) کو خراب کر کے جنگلات کے جنگلات تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ اللہ کی دشمن اس قوم نے جس طرح دنیا کو جنگوں کی بھٹی میں جھونکا ہے اسکے اثرات سے زمین کا ذرہ ذرہ متاثر ہوا ہے۔

اسرائیل نے جب سے گولان کی پہاڑیوں پر قبضہ کیا ہے اسی وقت سے وہاں غرقہ کے درخت لگانے شروع کئے ہیں۔ اور اس کے علاوہ بھی یہودی اس درخت کو جگہ جگہ لگاتے ہیں۔ ممکن ہے اس درخت کے ساتھ انکی کوئی خاص نسبت ہو۔

حضرت حذیفہؓ کی مفصل حدیث

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زوراء میں جنگ ہوگی، صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ زوراء کیا ہے؟ فرمایا مشرق کی جانب ایک شہر ہے، جو نہروں کے درمیان ہے، اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر مخلوق اور میری امت کے جابر لوگ وہاں رہتے ہیں، ان پر چار قسم کا عذاب مسلط کیا جائیگا، اسلحہ کا (مراد جنگیں ہے۔ راقم) دھنس جانے کا، پتھروں کا اور شکنجوں کا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب سوڈان والے نکلیں گے اور عرب سے باہر آنے کا مطالبہ کریں گے یہاں تک کہ وہ (عرب) بیت المقدس یا اردن پہنچ جائیں گے۔ اسی دوران اچانک تین سو ساٹھ سواروں کے ساتھ سفیانی نکل آئیگا، یہاں تک کہ وہ دمشق آئیگا۔ اس کا کوئی مہینہ ایسا نہیں گذریگا جس میں بنی کلب کے تیس ہزار افراد اسکے ہاتھ پر بیعت نہ کریں، سفیانی ایک لشکر عراق بھیجے گا جسکے نتیجے میں زوراء میں ایک لاکھ افراد قتل کئے جائیں گے۔ اسکے فوراً بعد وہ کوفہ کی جانب تیزی سے بڑھینگے اور اسکو لوٹینگے۔ اسی دوران مشرق سے ایک سواری (دابہ) نکلے گی جسکو بنو نمیر کا شعیب ابن صالح نامی شخص چلا رہا ہوگا، چنانچہ یہ (شعیب ابن صالح) سفیانی کے لشکر سے کوفہ کے قیدیوں کو چھڑا لے گا، اور سفیانی کی فوج کو قتل کریگا، سفیانی کے لشکر کا ایک دستہ مدینہ کی جانب نکلے گا اور وہاں تین دن تک لوٹ مار کریگا، اسکے بعد یہ لشکر مکہ کی جانب چلے گا اور جب مکہ سے پہلے بیداء پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ جبریل کو بھیجے گا اور کہے گا کہ جبریل انکو عذاب دو چنانچہ جبریل علیہ السلام اپنے پیر سے ایک ٹھوکہ مارینگے جسکے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اس لشکر کو زمین میں دھنسا دیگا، سوائے دو آدمیوں کے ان میں سے کوئی بھی نہیں بچے گا، یہ دونوں سفیانی کے پاس آئیں گے اور لشکر



ہوگی۔ تم انکا اس طرح قتل عام کرو گے کہ گھوڑے خون میں داخل ہو جائیں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ ان پر غضب ناک ہوگا، چنانچہ جسم میں پارا تر جانے والے نیزے سے مارے گا اور کانٹے والی تلوار سے ضرب لگائے گا، اور فرات کے ساحل سے ان پر خراسانی کمان سے تیر برسایگا، چنانچہ وہ (خراسان والے) اس دشمن سے چالیس صبح (دن) سخت جنگ کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ مشرق والوں کی مدد فرمائے گا، چنانچہ ان (کافروں) میں سے نواکھ نساوے ہزار قتل ہو جائیں گے، اور باقی کا ان کی قبروں سے پتہ لگے گا (کہ کل کتنے مردار ہوئے)۔ (دوسری جانب جو مشرق کے مسلمانوں کا حماز ہوگا وہاں) پھر آواز لگانے والا مشرق میں آواز لگائے گا اے لوگو! شام میں داخل ہو جاؤ کیونکہ وہ مسلمانوں کی پناہ گاہ ہے اور تمہارے امام بھی وہیں ہیں، حضرت حذیفہؓ نے فرمایا اس دن مسلمان کا بہترین مال وہ سواریاں ہوں گی جن پر سوار ہو کر وہ شام کی طرف جائیں گے، اور وہ منجر ہو گئے جن پر روانہ ہو گئے اور (وہ مسلمان حضرت مہدی کے پاس اعماق) شام پہنچ جائیں گے۔ تمہارے امام یمن والوں کو پیغام بھیجیں گے کہ میری مدد کرو، تو ستر ہزار یعنی عدن کی جوان اونٹنیوں پر سوار ہو کر، اپنی بند تلواریں لٹکائے آئیں گے اور کہیں گے ہم اللہ کے سچے بندے ہیں، نہ تو انعام کے طلبگار ہیں اور نہ روزی کی تلاش میں آئے ہیں، (بلکہ صرف اسلام کی سر بلندی کے لئے آئے ہیں) یہاں تک کہ عمق انطاکیہ میں حضرت مہدی کے پاس آئیں گے (یمن والوں کو یہ پیغام جنگ شروع ہونے سے پہلے بھیجا جائے گا۔ راقم)۔ وہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ملکر رومیوں سے گھمسان کی جنگ کریں گے، چنانچہ تیس ہزار مسلمان شہید ہو جائیں گے۔ کوئی رومی اس روزیہ (آواز) نہیں سن سکے گا۔ (یہ وہ آواز ہے جو مشرق والوں میں لگائی جائے گی جس کا ذکر اوپر گذرا ہے)۔ اور تم قدم با قدم چلو گے، تو تم اس وقت اللہ تعالیٰ کے بہترین بندوں میں سے ہو گے، اس دن نہ تم میں کوئی زانی ہوگا اور نہ مال غنیمت میں خیانت کرنے والا اور نہ کوئی چور ہوگا، حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے ہمیں بتایا کہ بنی آدم میں ایسا کوئی فرد نہیں جس سے کوئی غلطی سرزد نہ ہوئی ہو، سوائے یحییٰ ابن زکریا علیہ السلام کے۔ کیونکہ انھوں نے کوئی غلطی نہیں کی۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ توبہ کرنے سے اللہ تمہیں گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے صاف کپڑا میل سے پاک ہو جاتا ہے۔ (یعنی اگر کسی نے پہلے گناہ کیا بھی تھا تو توبہ کرنے کے بعد بالکل صاف ہو چکا ہے)۔ روم کے علاقے میں تم جس قلعے سے بھی گذرو گے اور تکبیر کہو گے تو اسکی دیوار گر جائیگی، چنانچہ تم ان سے جنگ کرو گے (اور جنگ جیت جاؤ گے) یہاں تک کہ تم کفر کے شہر قسطنطنیہ میں داخل ہو جاؤ گے۔ پھر تم چار تکبیریں لگاؤ گے جسکے نتیجے میں اسکی دیوار

یا رسول اللہ! ان (سفیانی لشکر) سے قتال کس طرح جائز ہوگا حالانکہ وہ موعود ہو گئے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا اے حذیفہ اس وقت وہ ارتداد کی حالت میں ہوں گے، انکا گمان یہ ہوگا کہ شراب حلال ہے، وہ نماز نہیں پڑھتے ہوں گے۔ حضرت مہدی اپنے ہمراہ ایمان والوں کو لے کر روانہ ہو گئے اور دمشق پہنچیں گے، پھر اللہ انکی طرف ایک رومی کو (مع لشکر کے) بھیجے گا، یہ ہرقن (جو آپ ﷺ کے دور میں روم کا بادشاہ تھا) کی پانچویں نسل میں سے ہوگا، اس کا نام ”ظہارہ“ ہوگا۔ وہ بڑا جنگجو ہوگا، سو تم ان سے سات سال کے لئے صلح کرو گے (لیکن رومی یہ صلح پہلے ہی توڑ دیں گے۔ جیسا کہ گذر چکا ہے۔ راقم) چنانچہ تم اور وہ اپنے عقب کے دشمن سے جنگ کرو گے اور فاتح بن کر غنیمت حاصل کرو گے، اسکے بعد تم سرسبز سطح مرتفع میں آؤ گے۔ اسی دوران ایک رومی اٹھے گا اور کہے گا کہ صلیب غالب آئی ہے۔ (یعنی یہ فتح صلیب کی وجہ سے ہوئی ہے)۔ (یہ سن کر) ایک مسلمان صلیب کی طرف بڑھے گا اور صلیب کو توڑ دیگا، اور کہے گا، اللہ ہی غلبہ دینے والا ہے۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت رومی دھوکہ کریں گے، اور وہ دھوکے کے ہی زیادہ لائق تھے۔ تو (مسلمانوں کی) وہ جماعت شہید ہو جائیگی، ان میں سے کوئی بھی نہ بچے گا، اس وقت وہ تمہارے خلاف جنگ کرنے کے لئے عورت کی مدت حمل کے برابر تیاری کریں گے (پھر مکمل تیاری کرنے کے بعد) وہ آٹھ جھنڈوں میں تمہارے خلاف نکلیں گی، ہر جھنڈے کے تحت بارہ ہزار سپاہی ہوں گے، یہاں تک کہ وہ انطاکیہ کے قریب عمق (اعماق) نامی مقام پر پہنچ جائیں گے، حیرہ اور شام کا ہر نصرانی صلیب بلند کریگا اور کہے گا کہ سنو! جو کوئی بھی نصرانی زمین پر موجود ہے وہ آج نصرانیت کی مدد کرے، اب تمہارے امام مسلمانوں کو لیکر دمشق سے کوچ کریں گے، اور بلطاکہ کے عمق (اعماق) علاقے میں آئیں گے، پھر تمہارے امام شام والوں کے پاس پیغام بھیجیں گے کہ میری مدد کرو، اور مشرق والوں کی جانب پیغام بھیجیں گے کہ ہمارے پاس ایسا دشمن آیا ہے جسکے ستر ہزار سپاہی انکی روشنی آسمان تک جاتی ہے، حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اعماق کے شہداء اور دجال کے خلاف شہداء میری امت کے افضل الشہداء ہوں گے، لو ہالو ہے سے نکرائے گا (یعنی تلواریں ٹوٹ کر گریں گی) یہاں تک کہ ایک مسلمان کافر کو لوہے کی تیغ سے مارے گا اور اسکو پھاڑ دیگا اور دو ٹکڑے کر دیگا، باوجود اسکے کہ اس کافر کے جسم پر زرہ

حاشیہ۔ اسناد احمد کی روایت میں اسی ۸۰ جھنڈوں کا ذکر ہے۔ دونوں روایات میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ تمام کفار کل آٹھ جھنڈوں میں ہوں گے اور پھر ان میں سے ہر ایک کے تحت مزید جھنڈے ہوں گے اس طرح مل کر اسی جھنڈے ہوں گے۔ واللہ اعلم



ہی اس شہر (روم) کے مالک ہو، سو مجھے اجازت دو کہ میں ان (اپنے لوگوں) کے پاس جاؤں اور انکو (اسلام کی) دعوت دوں، اسلئے کہ (نہ ماننے کی صورت میں) عذاب انکے سروں پر منزل لا رہا ہے، چنانچہ یہ (راہب) جایگا اور شہر کے مرکز میں پہنچ کر زور دار آواز لگایگا اے روم والو! تمہارے پاس اسطیل ابن ابراہیم کی اولاد آئی ہے جنکا ذکر تورات و انجیل میں موجود ہے، انکا نبی سرخ اونٹنی والا تھا، لہذا انکی دعوت پر لبیک کہو اور انکی اطاعت کرلو، (یہ سن کر شہر والے غصے میں) اس راہب کی طرف دوڑینگے اور اسکو قتل کر دیں گے، اسکے فوراً بعد اللہ تعالیٰ آسمان سے ایسی آگ بھیجے گا جو لوہے کے ستون کے مانند ہوگی۔ یہاں تک کہ یہ آگ مرکز شہر تک پہنچ جائیگی، پھر امیر المؤمنین کھڑے ہونگے اور کہیں گے کہ لوگو! راہب کو شہید کر دیا گیا ہے، حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ راہب تنہا ہی ایک جماعت کو بھیجے گا (اپنی شہادت سے پہلے۔ ترتیب شاید یہ ہو کہ جب وہ شہر جا کر دعوت دیگا تو ایک جماعت اس کی بات مان کر شہر سے باہر مسلمانوں کے پاس آجائیگی، اور باقی اسکو شہید کر دیں گے، پھر امیر المؤمنین جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہونگے، واللہ اعلم راقم) (گزشتہ بیان کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا) پھر مسلمان چار کنبیرے لگائیں گے، جسکے نتیجے میں شہر کی دیوار گر جائیگی۔ اس شہر کا نام روم اسلئے رکھا گیا ہے کہ یہ لوگوں سے اس طرح بھرا ہوا ہے جیسے دانوں سے بھرا ہوا انار ہوتا ہے، (جب دیوار گر جائیگی مسلمان شہر میں داخل ہو جائیں گے) تو پھر چھ لاکھ کافروں کو قتل کریں گے، اور وہاں سے بیت المقدس کے زیورات اور تابوت نکالیں گے اس تابوت میں سکینہ (Ark of the Covenant) ہوگا، بنی اسرائیل کا دست خوان ہوگا، موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور (توریت کی) تختیاں ہوں گی، سلیمان علیہ السلام کا منبر ہوگا، اور ”سن“ کی دیویریاں ہوں گی جو بنی اسرائیل پر اترتا تھا (وہ من جو سلویٰ کے ساتھ اترتا تھا) یہ من دودھ سے بھی زیادہ سفید ہوگا، حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ یہ سب کچھ وہاں کیسے پہنچا؟ وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل نے سرکشی کی اور انبیاء کو قتل کیا تو اللہ نے سخت نعر کو بھیجا اور اس نے بیت المقدس میں ستر ہزار (بنی اسرائیل) کو قتل کیا، پھر اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور فارس کے بادشاہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ بنی اسرائیل کی طرف جائے اور انکو تخت نصر سے نجات دلانے چنانچہ اس نے انکو چھڑایا اور بیت المقدس میں واپس لا کر آباد کیا، (آگے) فرمایا اس طرح وہ بیت المقدس میں چالیس سال تک اسکی اطاعت میں زندگی گزارتے رہے، اسکے بعد وہ دوبارہ وہی حرکت کرنے لگے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَإِنْ عُثِرْنَا عَدُوًّا** یعنی

گر جائیگی، حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قسطنطنیہ اور روم کو ضرور تباہ کریگا، پھر تم اس میں داخل ہو جاؤ گے، تم وہاں چار لاکھ کافروں کو قتل کرو گے۔ اور وہاں سے سونے اور جواہرات کا بڑا خزانہ نکالو گے، تم دارالبلاط میں قیام کرو گے، پوچھا گیا یا رسول اللہ یہ دار البلاط کیا ہے؟ فرمایا بادشاہ کا محل۔ اسکے بعد تم وہاں ایک سال رہو گے وہاں مسجد میں تعمیر کرو گے، پھر وہاں سے کوچ کرو گے اور ایک شہر میں آؤ گے جسکو ”قد دما ریہ“ کہا جاتا ہے، تو ابھی تم خزانے تقسیم کر رہے ہو گے کہ سنو گے کہ اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے کہ دجال تمہاری غیر موجودگی میں ملک شام میں تمہارے گھروں میں گھس گیا ہے، لہذا تم واپس آؤ گے، حالانکہ یہ خبر جھوٹ ہوگی، سو تم بیسان کی کھجوروں کی رسی سے اور لبنان کے پہاڑ کی لکڑی سے کشتیاں بناؤ گے، پھر تم ایک شہر جسکا نام ”عکا“ Akko (یہ حیفا کے قریب اسرائیل کا ساحلی شہر ہے۔ دیکھیں نقشہ عکا) ہے وہاں سے ایک ہزار کشتیوں میں سوار ہو گے، (اسکے علاوہ) پانچ سو کشتیاں ساحل اردن سے ہونگیں، اس دن تمہارے چار لشکر ہونگے، ایک مشرق والوں کا، دوسرا مغرب کے مسلمانوں کا، تیسرا شام والوں کا، چوتھا اہل حجاز کا، (تم اتنے متحد ہو گے) گویا کہ تم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے آپس کی بغض و عداوت کو ختم کر دیگا، چنانچہ تم (جہازوں میں سوار ہو کر) ”عکا“ سے ”روم“ کی طرف چلو گے، ہو اتمہارے اس طرح تابع کر دی جائیگی جیسے سلیمان ابن داؤد علیہما السلام کے لئے کی گئی تھی، (اس طرح) تم روم پہنچ جاؤ گے، جب تم شہر روم کے باہر پڑاؤ کئے ہو گے تو رومیوں کا ایک بڑا راہب جو صاحب کتاب بھی ہوگا (غالباً یہ یسین کا پاپ ہوگا) تمہارے پاس آئیگا، اور پوچھے گا، کہ تمہارا امیر کہاں ہے؟ اسکو بتایا جائیگا کہ یہ ہیں۔ چنانچہ (وہ راہب) اسکے پاس بیٹھ جائیگا، اور ان سے اللہ تعالیٰ کی صفت، فرشتوں کی صفت، جنت و جہنم کی صفت اور آدم علیہ السلام اور انبیاء کی صفت کے بارے میں سوال کرتے کرتے موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام تک پہنچ جائیگا، (امیر المؤمنین کے جواب سن کر) وہ راہب کہے گا، کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا (مسلمانوں کا) دین اللہ اور نبیوں والا دین ہے۔ وہ (اللہ) اس دین کے علاوہ کسی اور دین سے راضی نہیں ہوا۔ وہ (راہب مزید) سوال کریگا کہ کیا جنت والے کھاتے اور پیتے بھی ہیں؟ وہ (امیر المؤمنین) جواب دینگے، ہاں۔ یہ سن کر راہب کچھ دیر کے لئے سجدے میں گر جائیگا۔ اسکے بعد کہے گا اسکے علاوہ میرا کوئی دین نہیں ہے، اور یہی موسیٰ کا دین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکو موسیٰ اور عیسیٰ پر اتارا، نیز تمہارے نبی کی صفت ہمارے ہاں انجیل بر قلیط میں اس طرح ہیں کہ وہ (نبی ﷺ) سرخ اونٹنی والے ہونگے، اور تم



ایسا لگ رہا ہوگا کہ) سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں، اس پر حضرت ابو ہریرہؓ نے دریافت کیا، یا رسول اللہ اگر میں انکے پاس جاؤں تو کیا ان سے گلے مل لوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! انکی یہ آمد پہلی آمد کی طرح نہیں ہوگی (کہ جس میں وہ بہت نرم مزاج تھے بلکہ) تم ان سے اس ہیئت کے عالم میں ملو گے جیسے موت کی ہیئت ہوتی ہے، لوگوں کو جنت میں درجات کی خوشخبری دینگے، اب امیر المؤمنین ان سے کہیں گے کہ آگے بڑھو اور لوگوں کو نماز پڑھائیے، تو ان سے عیسیٰ فرمائینگے کہ نماز کی اقامت آپ کے لئے ہوئی ہے (سو آپ ہی نماز پڑھائیے) اس طرح عیسیٰ انکے پیچھے نماز پڑھینگے، حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ امت کا میاب ہوگئی جسکے شروع میں، میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ ہیں۔ (پھر) فرمایا دجال آئیگا اسکے پاس پانی کے ذخائر اور پھل فروٹ ہونگے، آسمان کو حکم دیگا کہ برس تو وہ برس پڑیگا، زمین کو حکم دیگا کہ (اپنی پیداوار) اگا تو وہ اگا دے گی، اسکے پاس ٹرید کا پہاڑ ہوگا (اس سے مرد تیار کھانا ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے جس طرح آج ڈبہ پیک تیار کھانا بازار میں دستیاب ہے اسی طرح ہو۔ راقم) جس میں بھی کا چشمہ ہوگا (یا بڑی نالی ہوگی۔ اس میں بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صرف پہاڑ نہیں ہوگا بلکہ اس میں گھی بھی ہوگا۔ یعنی تیار شدہ کھانا ہوگا، راقم)۔ اسکا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی کے پاس سے گزریگا جسکے والدین مر چکے ہونگے، تو وہ (دجال اس دیہاتی سے) کہے گا کیا خیال ہے اگر میں تیرے والدین کو (زندہ کر کے) اٹھا دوں تو کیا تو میرے رب ہونے کی گواہی دیگا؟ فرمایا کہ وہ (دیہاتی کہے گا کہ کیوں نہیں۔ فرمایا اب دجال دوشیطانوں سے کہے گا) کہ اسکے ماں باپ کی شکل اسکے سامنے بنا کر پیش کر دو (چنانچہ وہ دونوں تبدیل ہو جائینگے ایک اسکے باپ کی شکل میں اور دوسرا اسکی ماں کی شکل میں۔ پھر وہ دونوں کہیں گے اے بیٹے اس کے ساتھ ہو جا یہ تیرا رب ہے۔ وہ (دجال) تمام دنیا میں گھومے گا سوائے مکہ، مدینہ اور بیت المقدس کے۔ اسکے بعد عیسیٰ ابن مریم اسکو فلسطین کے لڈ (Lydd) نامی شہر میں قتل کریں گے۔ (اس وقت لد اسرائیل میں ہے)۔ (اسنن الوارۃ فی المغنن ج: ۵ ص: ۱۱۰)

نوٹ: یہ روایت مزید باقی ہے اور یا جوج ماجوج سے لیکر قیامت تک کی علامات اس میں بیان کی گئی ہیں لیکن چونکہ ہمارا موضوع دجال تک ہے اسلئے اسی پر اکتفا کیا ہے۔  
ف: یہ مکمل روایت ایک جگہ اگر چہ کہیں اور نہیں مل سکی البتہ اسکے مختلف حصے نعم ابن حماد نے ”کتاب المغنن“ میں نقل کئے ہیں۔

(اے بنی اسرائیل) اگر تم دوبارہ جرائم کرو گے تو ہم بھی دوبارہ تم کو دردناک سزا دیں گے۔ سو انھوں نے دوبارہ گناہ کئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رومی بادشاہ ٹیٹس (Titus) کو مسلط کر دیا جس نے انکو قیدی بنایا اور بیت المقدس کو (70 قبل مسیح میں) تباہ و برباد کر کے تابوت خزانے وغیرہ ساتھ لے گیا، اس طرح مسلمان وہی خزانے نکالینگے اور اسکو بیت المقدس میں واپس لے آئینگے۔ اسکے بعد مسلمان کوچ کریں گے اور ”قاطع“ نامی شہر پہنچیں گے، یہ شہر اس سمندر کے کنارے ہے جس میں کشتیاں نہیں چلتی ہیں۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ اس میں کشتیاں کیوں نہیں چلتی ہیں؟ فرمایا کیونکہ اس میں گہرائی نہیں ہے، اور یہ جو سمندر میں موجیں دیکھتے ہو اللہ نے انکو انسانوں کے لئے نفع حاصل کرنے کا سبب بنایا ہے، سمندروں میں گہرائیاں (اور موجیں) ہوتی ہیں چنانچہ انہی گہرائیوں کی وجہ سے جہاز چلتے ہیں، حضرت حذیفہؓ نے فرمایا اس بات پر حضرت عبداللہ ابن سلام نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا، تو ریت میں اس شہر کی تفصیل (یہ ہے) اسکی لمبائی ہزار میل، اور انجیل میں اسکا نام ”فرع“ یا ”قرع“ ہے، اور اسکی لمبائی (انجیل کے مطابق) ہزار میل اور چوڑائی پانچ سو میل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اسکے تین سو ساٹھ دروازے ہیں ہر دروازے سے ایک لاکھ جنگجو نکلیں گے، مسلمان وہاں چار نکلیں گے لگا بیٹھے تو اسکی دیوار (یا اس وقت جو بھی حفاظتی انتظام ہوگا۔ راقم) گر جائیگی، اس طرح مسلمان جو کچھ وہاں ہوگا سب غنیمت بنا لینگے، پھر تم وہاں سات سال رہو گے، پھر تم وہاں سے بیت المقدس واپس آؤ گے تو تمہیں خبر ملے گی کہ اصفہان میں یہودیہ نامی جگہ میں دجال نکل آیا ہے، اسکی ایک آنکھ ایسی ہوگی جیسے خون اس پر جم گیا ہو (دوسری روایت میں اسکو پھٹکی کہا گیا ہے) اور دوسری اس طرح ہوگی جیسے گویا ہو ہی نہ، (یعنی جیسے ہاتھ پھیر کر پچکا دیا گیا ہو)۔ وہ ہوا میں ہی پرندوں کو (پکڑ کر) کھائے گا۔ اسکی جانب سے تین زوردار جھٹکیں ہوں گی جس کو مشرق و مغرب والے سب سنیں گے، وہ دم کئے گدھے (یا اس ڈیزائن کا طیارہ۔ راقم واللہ اعلم) پر سوار ہوگا جسکے دونوں کانوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس گز ہوگا، اسکے دونوں کانوں کے نیچے ستر ہزار افراد آجائینگے (کفار اس وقت بڑے سے برا مسافر بردار طیارہ بنانے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ راقم) ستر ہزار یہودی دجال کے پیچھے ہونگے جن کے جسموں پر تہجانی چادریں ہوں گی (تہجانی چادریں بھی طیلسان کی طرح ہنر چادر کو کہتے ہیں)۔ چنانچہ جمعہ کے دن صبح کی نماز کے وقت جب نماز کی اقامت ہو چکی ہوگی تو جیسے ہی مہدی متوجہ ہونگے تو عیسیٰ ابن مریم کو پائینگے کہ وہ آسمان سے تشریف لائے ہیں، انکے جسم پر دو کپڑے ہونگے، انکے (بال اتنے چمک دار ہونگے کہ



## دجال کا دجل و فریب

جیسا کہ بتایا گیا کہ دجال کا دجل و فریب ہمہ جہت (Multi dimension) ہوگا۔ جھوٹ، فریب، افواہیں اور پروپیگنڈہ اتنا زیادہ ہوگا کہ بڑے بڑے لوگ اس کے بارے میں شک و شبہ میں پڑ جائیں گے کہ یہ مسیحا ہے یا دجال؟

عام طور پر عوام کے ذہن میں یہ ہے کہ دجال صرف اپنے مکروہ چہرے کے ساتھ دنیا کے سامنے آجائے گا۔ اگر معاملہ اتنا سادہ ہوتا تو پھر کسی کو ڈرنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے مکروہ چہرے کے باوجود اس کے کارنامے دنیا کے سامنے اس طرح پیش کئے جائیں گے کہ لوگ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ اگر یہ وہی دجال ہوتا تو ایسے اچھے کام ہرگز نہیں کرتا۔ اس کے قتل کو شمار کرنا تو مشکل ہے البتہ احادیث کی روشنی میں یہاں مختصر خاکہ پیش کیا جاتا ہے کہ اس کا طریقہ کار کس نوعیت کا ہو سکتا ہے؟

۱۔ دجال کی آمد سے پہلے سالوں سے دنیا میں خوں ریز جنگیں اور انسانیت کا قتل عام ہو رہا ہوگا۔ بے روزگاری، مہنگائی، معاشرتی نا انصافیوں کا دور دورا ہوگا۔ گھروں کا امن و سکون ختم ہو چکا ہوگا۔ ہر طرف برائی کا بول بالا ہوگا۔ اچھائی کہیں کہیں نظر آئے گی۔ لوگ ایسے شخص کی بھی تعریف کریں گے جو نیا دس فیصد برائیوں میں ملوث ہوگا اور ایک فیصد اچھا کام کرتا ہوگا۔ لوگ عام قاتلین سے مایوس ہو کر کسی ایسے نجات دہندہ کی تلاش میں ہونگے جو اللہ کی طرف سے بھیجا جائے گا۔

۲۔ اب اس کے چیلے میڈیا یا کسی اور ذریعے سے ایک لیڈر کو انسانیت کا نجات دہندہ بنا کر پیش کریں گے اور ثابت کر دیں گے کہ اس نے بے روزگاروں کو روزگار دیا ہے، قحط زدہ علاقوں میں کھانے پینے کا سامان پہنچایا ہے، مختلف ممالک کے درمیان جاری نفرت و عداوت کو ختم کر کے ان کو محبت و بھائی چارگی کے راستوں پر ڈال دیا ہے، دنیا سے شر پسندوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ گھر گھر انصاف پہنچا دیا گیا، اور اب دنیا کی تمام قوموں کو ایک نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس طرح وہ اپنی خدائی کے اعلان سے پہلے دنیا والوں کی ہمدردیاں حاصل کرے گا۔ ظاہر ہے اگر کوئی شخص اس دور میں اتنے عظیم کارنامے انجام دے گیا تو مغربی میڈیا پر ایمان لانے والی دنیا اس کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جائے گی اور اس طرح لوگوں کی ہمدردیاں اس کے ساتھ ہو جائیں گی۔

۳۔ پھر دجال پہلے لوگوں کے ذہن میں یہ بات ڈالے گا کہ یہ سب کچھ میں اپنی طرف سے

ف ۲: اس حدیث میں زوراء میں جنگ ہونے کا بیان ہے۔ لغت میں زوراء بغداد کو کہا گیا ہے یہ نہروں (دجلہ و فرات) کے درمیان واقع ہے۔ تاریخی اعتبار سے دو صدیوں کے درمیان کا علاقہ وہ تمام علاقہ ہے، جو اس وقت ترکی سے لیکر شام ہوتا ہوا مصر تک جاتا ہے۔ یعنی فرات اور دجلہ کے درمیان کا مکمل علاقہ جسکو انگلش میں میسوپوٹیمیا (Mesopotamia) کہتے ہیں۔ میسوپوٹیمیا اصل میں یونانی لفظ ہے جسکے معنی ”دو دریاؤں کے درمیان“ ہے۔ عراق کو بھی اسی وجہ سے میسوپوٹیمیا کہا گیا ہے کہ دجلہ و فرات کا زیادہ حصہ عراق سے ہی گذرتا ہے۔ (بحوالہ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا)

فائدہ ۳: مشرق سے ایک دابہ کے نکلنے کا ذکر ہے، اس کا ترجمہ ہم نے سواری سے کیا ہے۔ اس کو ہونیم کے شعیب ابن صالح نامی شخص چلا رہے ہونگے۔ ممکن ہے یہ خراسان سے آنے والے لشکر کا حصہ ہوں۔

ف ۴: حضرت مہدی کو جب اعماق کے موقع پر تین جگہوں سے مدد آئے گی۔ شام سے، مشرق سے مراد خراسان اور یمن سے۔ حالانکہ ان کے علاوہ بھی کتنے مسلم ممالک ہیں لیکن آپ غور کریں حضرت مہدی کو مدد انہی جگہوں سے آرہی ہے جہاں اس وقت بھی مجاہدین اللہ کے راستے میں جہاد میں مصروف ہیں۔

ف ۵: اس روایت میں رومیوں سے صلح ٹوٹنے کے بعد عقیق میں جنگ کا ذکر ہے۔ اس سے مراد اعماق ہی ہے۔ اس میں یہ ذکر ہے کہ اللہ کافروں پر ان خراسانی کمانوں کے ذریعے تیر برسایگا جو ساحل فرات پر ہونگی، آپ اگر نقشے میں دیکھیں تو اعماق سے دریائے فرات کا قریب ترین ساحل بھی بحیرہ اسد بنتا ہے۔ (دیکھیں نقشہ بحیرہ اسد)۔ اور یہاں سے اعماق کا فاصلہ پچھتر (75) کلومیٹر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خراسان سے آنے والی کمانوں سے مراد تو پ یا مار مار رہی ہو سکتی ہے۔ اور یہ وہی خراسان کا لشکر ہوگا جس کے بارے میں فرات کے کنارے جنگ کرنے کا ذکر ہے۔

ف ۶: اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ فتح روم کے لئے بحری جہاد کیا جائے گا۔

ف ۷: مجاہدین روم کا وہ شہر جہاں انکا بڑا راہب ہوتا ہے فتح کرنے کے بعد ”قاطع“ شہر فتح کریں گے اور وہاں سات سال تک رہیں گے۔ یعنی چھ سال رہیں گے اور ساتویں سال دجال آئے گا۔



قدم پر چلا کرتے ہیں۔ اگر کسی نے اپنے قائد سے پوچھا کہ فلاں شخص ہیں، انکا آج کل بڑا نام ہے اور سنا ہے بڑے اللہ والے ہیں بڑی انکی قربانیاں ہیں تو حضرت آپ کی انکے بارے میں کیا رائے ہے؟

اب جو رائے اس شخصیت کے بارے میں حضرت دینگے انکے تمام حلقے میں اسی کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر حضرت نے فرمایا سرکار کا آدمی ہے تو اب خواہ وہ شخصیت وقت کی ابدال کیوں نہ ہو، بھلے ہی فرشتے انکی راہوں میں پر بچھاتے ہوں لیکن حضرت کے فتوے کے بعد انکا پورا حلقہ اسکو سرکار کا ایجنٹ کہتا رہے گا۔

یہ وہ بیماری ہے جو سب سے زیادہ اس طبقے میں ہے جسکے تمام افراد کے ہاتھ میں حق کا علم ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ ہر ایک کا علم ایک دوسرے سے مختلف ہے اور باوجود اسکے کہ سب کا تعلق ایک ہی مسلک سے ہے پھر بھی ہر ایک کا دعویٰ یہ ہے کہ بس اسکا علم ہی حق کا علم ہے۔ کاش! اگر یہ اپنی اناؤں کے علم کو سرنگوں کر لیتے تو خدا کی قسم حق کا علم انہیں کے ہاتھوں دنیا پر لہا رہا ہوتا۔ کاش! اگر یہ اپنے دل و دماغ اور افکار و نظریات کی محدود (Finite) سرحدوں کو لامحدود (Infinite) کر دیتے تو آج مجروح و مہر اور صحراء و غلاء انکے نعروں سے گونج رہی ہوتیں۔ ایک دوسرے پر دشمن کا ایجنٹ ہونے کا فتویٰ لگانے کے بجائے اسلام کے دشمنوں پر توجہ دیتے تو انکی صفوں سے کیا تمام جگہوں سے دشمن کے ایجنٹوں کا خاتمہ ہو چکا ہوتا۔ دجال کے ان خطرناک دجل و فریب کو ذہن میں رکھ کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ جیسی عظیم ہستیاں رو پڑتی تھیں بہادر سے بہادر صحابہؓ رونے لگتے تھے۔

یہ انکا خوف آخرت تھا ورنہ انکے لئے کیا پریشانی ہو سکتی تھی جو اللہ کی جانب سے ہدایت یافتہ ہوں اور جنگی رہنمائی نور الہی سے کی جاتی ہو۔ فکر کا مقام تو ہم گناہگاروں کے لئے ہے لیکن افسوس ہم کبھی غور کرنے کی بھی تکلیف نہیں کرتے اور اس طرح مطمئن ہیں جیسے کوئی فتنہ ہے ہی نہیں۔

### دجال کے لئے عالمی اداروں کی تیاریاں

دجال اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک امتحان و آزمائش ہوگا تاکہ ایمان والوں کو پرکھا جائے کہ وہ اللہ کے وعدوں پر کتنا یقین رکھتے ہیں۔ سو جو اس امتحان میں کامیاب ہو جائے گا اس کے لئے اللہ نے بہت زیادہ درجات رکھے ہیں۔ اس لئے دجال کو ہر قسم کے وسائل دئے گئے ہونگے۔ جن میں شیطانی وسائل سے لیکر تمام انسانی و مادی وسائل شامل ہوں گے۔ دور جدید کی ایجادات

نہیں کر رہا بلکہ یہ سب کرنے کے لئے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ یعنی وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ ۴۔ پھر آخر میں وہ اپنی خدائی کا اعلان کرے گا۔ (اللہ ہر مسلمان کو اس کا نے ملعون کے فتنے سے بچائے۔ آمین)

### حضرت مہدی کے خلاف ممکنہ ابلیسی سازشیں

یہ ابلیس کا پرانا طریقہ کار ہے کہ وہ حق کو مشتبہ (Suspected) بنانے کے لیے اپنے پیدا کئے ایجنٹوں کو حق کے دعوے کیساتھ میدان میں اتارتا ہے۔ نیز حق کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ابلیس کی انتہائی کوشش ہوگی کہ وہ حضرت مہدی کی آمد سے پہلے چند نفلی مہدی کھڑے کرے تاکہ کچھ انکے ساتھ جا کر حق سے دور ہو جائیں اور جب اصلی مہدی آئیں تو لوگ خود بخود مذہب (Dilema) کا شکار ہو جائیں کہ پتہ نہیں یہ بھی اصلی ہیں یا نہیں؟ گمراہ کر نیوالے قائدین کی حدیث میں آپ ﷺ نے اس چیز کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اسکے لئے ابلیس کی کوششیں کچھ یوں ہو سکتی ہیں: ۱۔ جھوٹے مہدی کے دعویداروں کو کھڑا کیا جاسکتا ہے۔ جس میں حضرت مہدی کی صفات بیان کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جائے۔ یہ جھوٹے دعویدار ایک سے زیادہ ہونگے اور ظاہر ہے کہ اس مہدی کو علم، خوبصورت شکل و صورت اور بہت مضبوط حلقہ مریداں کے ساتھ منظر عام پر لایا جائے گا اور بڑے بڑے جے جے والے اس جھوٹے مہدی کو سچا ثابت کر رہے ہونگے۔

۲۔ دوسرا طریقہ ابلیسی قوتوں کی جانب سے یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اصل مہدی کے انتظار میں ہوں اور انکو اپنے ایجنٹوں اور پروپیگنڈے کے ذریعہ جھوٹا (نعوذ باللہ) ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ اسکے لیے وہ ہر ممکن فکر کے اہل الرائے حضرات کی خدمات حاصل کرنا چاہینگے جیسا کہ اس دور میں بھی ہم دیکھتے ہیں۔ اس بات کو شائد اس طرح نہ سمجھا جاسکے۔ ایک مثال سے بات سمجھ میں آسکتی ہے۔

جب کوئی شخصیت موجود ہوتی ہے تو اسکے حامی بھی ہوتے ہیں اور مخالفین بھی۔ آپ کسی بھی مسلک کے قائد کو لے لیں خود اسی کے ہم مسلکوں میں سے اسکے جانثار بھی ملیں گے اور تنقید کر نیوالے بھی۔ بلکہ اسکو کفر کا ایجنٹ تک کہتے ہوں گے۔ ہر مسلک کے لوگ اپنے قائد کے نقشے

حاشیہ ۱۔ ابن ماجہ نے حضرت ابوامامہ باہلی سے دجال کے نبوت کے دعوے کی روایت نقل کی ہے اس طرح اس کے ساتھ لوگوں کی مذہبی ہمدردیاں بھی شامل ہو جائیں گی۔



کرنا ہو تو نیا بیج خریدنا پڑیگا۔ اس کے ساتھ دوائی بھی اسی کمپنی کی اس پر کام کرے گی۔ اور اگر کسی اور کمپنی کا اسپرے کیا تو فصل تباہ ہو جائے گی۔ نیز اس بیج سے تیار شدہ فصل غذا کے بجائے بیماری ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ قحط زدہ افریقی ممالک نے ان بیجوں سے تیار شدہ امریکی غذائی امداد لینے سے انکار کر دیا اور زیمبیا کے صدر نے یہاں تک کہا کہ ”اپنے لوگوں کو دینے سے قبل ہمیں اسکی جانچ ضرور کرنی ہے، ہم زہریلی خوراک کھانے پر بھوک سے مرنے کو ترجیح دیجئے۔“

دیکھنے میں تو یہ قانون بڑا سادہ نظر آتا ہے لیکن معاملہ جسکی لاشی اسکی بھینس والا ہے۔ اس قانون کا سہارا لے کر عالمی یہودی کمپنیوں نے دنیا کی تجارت پر کنٹرول کے بعد اب تمام دنیا کی پیداوار پر قبضے کے لئے یہ قانون بنایا ہے۔ تاکہ کل اگر کوئی انکی بات ماننے سے انکار کرے تو اس کو اناج کے دانے دانے کے لئے محتاج بنادیا جائے۔

پینٹ بل کے ذریعے اس طرح دھیرے دھیرے وہ ہماری پیداوار پر قبضہ کرتے جا رہے ہیں۔ جلد ہی وہ تمام دنیا کی پیداوار پر مکمل کنٹرول کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری اس بات کو سمجھنے کے لئے آپ نئی زرعی پالیسیوں کا مطالعہ کیجئے یا پھر پنجاب کے کسانوں سے تفصیل دریافت کریں تو بات آسانی سمجھ میں آجائگی۔ دھیرے دھیرے ملک کے اندر غذائی مواد گندم چاول وغیرہ کی کاشت کی مسلسل حوصلہ شکنی کر کے اسکی کاشت کو کم کر دیا جا رہا ہے۔ کیا یہ المیہ نہیں کہ ہم ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود گندم اور چینی درآمد کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں؟ آخر کیوں؟ اس سال صرف راجن پور ضلع میں گندم کی پیداوار ہدف سے لاکھوں من کم ہوگی۔ یہ حال صرف ایک ضلع کا نہیں بلکہ تمام ملک میں یہی صورت حال ہے۔ جسکی وجہ سے اس سال پاکستان کو پندرہ لاکھ ٹن گندم درآمد (Import) کرنی پڑی ہے۔ کیا یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ یہ سب کس کے کہنے پر کیا جا رہا ہے؟ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے کہنے پر؟ لیکن دانشور تو کہتے ہیں کہ وہ ہمارے بہت ہمدرد ہیں ہمارے بچوں کو گھر گھر جا کر پولیو کے قنڈے پلاتے ہیں تو آخر وہ ہمیں قحط زدہ کیوں بنانا چاہتے ہیں؟

غذائی مواد کو اپنے قبضے میں کرنے کے علاوہ یہودیوں کا تخریبی کام یہ ہے کہ جراثیمی ہتھیاروں (Biological Weapons) کے ذریعے وہ کسی بھی فصل کو تباہ کرنے کی صلاحیت بنا رہے ہیں اور کچھ بنا چکے ہیں۔

اور جو لوگ دجال کی بات مان لیں گے انکی فصلیں ہری بھری ہو جائیں گی۔ ممکن ہے دجال ان کو اس وقت پانی اور اسپرے دیدے تو ظاہر ہے ان کی فصلیں ہری بھری ہو جائیں گی۔

سائنسی تجربات و تحقیقات کے پس پردہ حقائق کا اگر ہم پیچہ لگائیں تو یہ بات باآسانی سمجھ میں آ جاتی ہے کہ یہ تمام کوششیں اسی ایلیسی مشن کو پورا کرنے کیلئے کی جا رہی ہیں۔ یہاں ہم عالمی اداروں کی تیاریوں کا مختصر خاکہ پیش کریں گے تاکہ حالات کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

### دجال اور غذائی مواد

دجال کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ اسکے پاس بڑی تعداد میں غذائی مواد ہوگا۔ جس کو چاہے گا کھانا دے گا اور جس کو چاہے گا فاقے کرائے گا۔ دنیا میں اس وقت غذائی اشیاء بنانی والی سب سے بڑی کمپنی نیسٹل (Nestle) ہے۔ جو یہودیوں کی ملکیت ہے۔ اور اسکا مشن تمام دنیا کے غذائی مواد کو اپنے قبضہ میں کرنا ہے۔

یہ کمپنی اس وقت غذائی مواد، شروبات (Beverages)، چاکلیٹ، تمام مٹھائیاں، کافی، پاؤڈر دودھ، بچوں کا دودھ، پانی، آئس کریم، تمام قسم کا غلہ، چٹنیاں، سوپ غرض کھانے پینے کی کوئی چیز ایسی نہیں جو یہ کمپنی نہ بنا رہی ہو۔ اور یہ مادی دنیا کھانے پینے کی اشیاء میں نیسٹل کی محتاج ہے۔

### کاشت کار بمقابلہ دجال

جو لوگ دجال کی غذائی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں گے دجال ان سے ناراض ہو کر واپس چلا جائے گا اور پھر ان کی کھیتیاں سوکھ جائیں گی۔ اس بات کو کاشتکار حضرات آج کے دور میں بہت اسی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ اس سے پہلے ایک لفظ کا مطلب سمجھتے چلیں۔ پینٹ (Patent) یہ ایک قانون ہے جو مالک کی حق ملکیت کو ثابت کرتا ہے۔ نئی عالمی زرعی پالیسی، جس کو کسانوں کی ترقی و خوشحالی میں انقلاب کا نام دیا جا رہا ہے دراصل ان کے ہاتھ سے اناج کا ایک ایک دانہ تک چھین لینے کی سازش ہے۔

غذائی مواد کے بیجوں (seeds) کو پینٹ کے ذریعے یہودی کمپنیاں کسی بیج کو Patent کر لیں تو پھر گو یا وہ ان کی ملکیت ہو گیا۔ مثلاً پاکستانی چاول کو وہ کسی نام سے پینٹ کر لیں تو ہمارا ہر کسان اس کمپنی سے باستی کا بیج خریدنے کا پابند ہوگا اگر وہ اپنا بیج بنائے گا تو اس پر جرمانہ اور جیل کی ہوا کھانی پڑے گی۔ چونکہ یہ بیج مصنوعی طور پر جینیاتی (Genetic) طریقے سے تیار کیا جاتا ہے اسلئے یہ بیج ایک سال ہی پیداوار آگے گا۔ آئندہ سال پھر اگر باستی کاشت چاہیے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی تفصیل جاننے کے لئے ان پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔



عالمی ادارہ صحت کی باتوں کو میڈیا کے ذریعے اس طرح پیش کیا جاتا ہے جیسے یہ کوئی آسمان سے اتری وحی ہو کہ اس کی بات غلط ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن کیا آپ نہیں جانتے WHO کیا ہے؟ اسکے کرتا دھرتا کون ہیں؟ اسکو فنڈ کہاں سے ملتا ہے؟ اور اسکا بنیادی مقصد انسانیت کی خدمت ہے یا کچھ اور؟

یہاں ہم اتنا کہیں گے کہ یہ ادارہ سو فیصد یہودی ادارہ ہے۔ جس کا کام ان تمام چیزوں کی ایجاد ہے جو ایلیسی مشن میں یہودیوں کے لیے مدگار ثابت ہوں، خواہ وہ تخریبی (Destructive) ایجاد ہو یا تعمیری (Constructive)۔ یہاں بحث کو مختصر کرتے ہوئے صرف چند چیزوں کی طرف اشارہ کریں گے کہ WHO یہودی مفادات کے لیے کس طرح راہ ہموار کرتا ہے۔

قدرتی غذائی اشیاء اللہ نے انسانوں کی ضرورت کے لیے پیدا فرمائیں اور ہر خطہ میں ان کے مزاج موسم اور جغرافیہ کے اعتبار سے مختلف قسم کے پھل فروٹ اور سبزیاں اگائیں۔ یہ تمام چیزیں اس ملک کے باشندوں کی ملکیت تھیں اور وہ پیٹ بھرنے میں کسی کے محتاج نہیں تھے۔ اپنا اگاتے تھے اور اپنا کھاتے تھے۔ لیکن اللہ کی دشمن قوم یہود سے یہ برداشت نہ ہوا اور انہوں نے ان وسائل کو اپنے ہاتھ میں لینے کا پروگرام بنالیا۔ (بالکل اسی طرح جیسے اللہ کے نازل کردہ من و سلوکی پر راضی نہ ہوئے تھے بلکہ معیشت کو اپنے کنٹرول میں لینے کے لئے انہوں نے سبزیوں اور دالوں کی اللہ سے فرمائش کی تھی تاکہ ذخیرہ اندوزی کر کے اپنی شری فطرت کا مظاہرہ کر سکیں)۔

اس کے لئے انھوں نے عالمی ادارہ صحت سے ایسے حکم نامے جاری کرائے جن میں قدرتی کھانے پینے کی چیزوں کو صحت کے لئے نقصان دہ قرار دیا گیا۔ جس کی وجہ سے دنیا دھیرے دھیرے قدرتی کھانے پینے کی چیزوں سے دور ہوتی چلی گئی اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کی تیار کردہ غذائی اشیاء کا محتاج بن گئی۔ حالانکہ ملٹی نیشنل کمپنیاں جو کھانے پینے کی چیزیں تیار کرتی ہیں ان میں اکثر خراب اور غیر معیاری چیزیں استعمال کی جاتی ہیں۔ خصوصاً ترقی پذیر ممالک (Developing Countries) کے لئے تو وہ کسی قانون کی پاسداری بھی نہیں کرتے۔

1997 میں سعودی وزارت تجارت نے امریکی ہڈن فوڈ کمپنی پر جراثیم (Bacteria) سے متاثرہ گوشت کی فراہمی کا الزام لگاتے ہوئے اسکو بلیک لسٹ کر دیا تھا۔ اس کے بعد مقتطہ حکومت نے بھی امریکہ سمیت تمام ممالک سے گوشت کی درآمد (Import) پر پابندی عائد

آپ ﷺ نے جو کچھ بیان کیا وہ ہر حال میں پورا ہو کر رہیگا خواہ ظاہری حالات ابھی اسکے مطابق ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن اب تو حالات بھی نبی ﷺ کی احادیث کے مطابق ہوتے چلے جا رہے ہیں لہذا اب بھی ان خطرات سے غافل رہنا کہاں کی غفلندی اور کہاں کا دین ہے؟

دجال کے پاس گرم گوشت کا پہاڑ ہوگا

نعم ابن حماد کی کتاب ”کتاب الفتن“ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود کی روایت میں گذرا ومعہ جبل من مرق وعواق اللحم حار لا یبرد کہ دجال کے پاس شوربے یا پختی کا پہاڑ ہوگا، اور ایک پہاڑ اس گوشت کا جو ہڈی پر سے اتار کر کھایا جاتا ہے۔ یہ گرم ہوگا اور ٹھنڈا نہیں ہوگا۔ اس وقت دنیا میں کھانے پینے کی چیزوں کو مختلف مراحل سے گزار کر محفوظ رکھنے کے لئے چھٹا کر کھایا جاتا ہے۔ ذریعے مستقل ایک عالمی ادارہ قائم ہے۔ جو فوڈ پروسیسنگ اینڈ پریزرویشن (Food Processing And Preservation) کے نام سے 1809 سے کام کر رہا ہے۔ اس ادارے کا کام کھانے پینے کی چیزوں کو جدید سے جدید طریقے سے ذخیرہ کرنے پر تحقیق کرنا ہے۔ اس حوالے سے یہ ادارہ اب تک بہت سے مختلف طریقے ایجاد کر چکا ہے جن کا مشاہدہ آپ بازاروں میں روز کرتے رہتے ہیں۔

انہیں طریقوں میں سے بعض طریقے ایسے ہیں جن میں کھانوں کو ایک خاص درجہ حرارت پر گرم رکھ کر محفوظ کیا جاتا ہے۔ جن میں، سوپ، چٹنیاں، سبزیاں، گوشت، مچھلی اور ڈیری سے متعلق اشیاء شامل ہیں۔ لہذا آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ وہ گوشت گرم ہوگا اور پھر یہ فرمانا ”ٹھنڈا نہیں ہوگا“۔ اپنے اندر بڑی گہرائی لئے ہوئے ہے۔

عالمی ادارہ صحت (W.H.O)

ڈاکٹری انتہائی معزز اور قابل قدر پیشہ ہے ہسپتالوں میں آپ نے لکھا دیکھا ہوگا من احیا ہا فکانما احیا الناس جمیعاً (جس نے ایک انسان کی جان بچائی گویا اس نے ساری انسانیت کی جان بچائی)۔ لیکن اس پیشہ کی مثال بھی تلوار کے مانند ہے کہ تلوار اگر اللہ والوں کے ہاتھ میں ہو تو تمام انسانیت کے لئے رحمت کا کام دیتی ہے اور انسانیت کو تمام موزی امراض (انسانیت کے دشمنوں) سے بچاتی ہے لیکن اگر یہی تلوار بے دین اور اللہ کے دشمنوں کے ہاتھ میں چلی جائے تو انسانیت کی تباہی کا باعث بنتی ہے۔ ڈاکٹری کے پیشہ کے ساتھ بھی آج یہی معاملہ ہے۔

حاشیہ ۱ عراق اللحم اس گوشت کو کہا جاتا ہے جو ہڈی پر لگا ہوتا ہے اور اس کو دانتوں کے ذریعے چھٹا کر کھایا جاتا ہے



مغرب کی تجربہ گاہوں میں انسانی کلوننگ کے حوالے سے مختلف تجربات کئے جا رہے ہیں۔ اور ان میں سب سے خطرناک کوشش ایک ایسا انسان بنانے کی ہے جو طاقت کے اعتبار سے ناقابل شکست، اور ذہانت میں اپنا ثانی نہ رکھتا ہو۔ اسکے لئے بنیادی کردار نیشیل جیٹرا لک ادا کرتا ہے جسکا کام جانوروں پر تحقیق ہے۔ بظاہر عام تفریحی نظر آنے والا یہ ادارہ ایسا نہیں جیسا نظر آتا ہے۔ اسکے اصل مقاصد جینیاتی انسان اور ایک نئی قسم کی مخلوق ایجاد کرنے کی کوشش ہے۔ نیشیل جیٹرا لک کے تمام اخراجات یہودی برداشت کرتے ہیں۔

انہی عالمی طبی اداروں کے کہنے پر انکے فنڈ پر چلنے والی این جی اوز مسلم ممالک میں نسل کشی کر رہی ہیں۔ سب کی آنکھوں کے سامنے انہی کے ہاتھوں سے مسلمانوں کی نسلوں کو تباہ کرایا جا رہا ہے۔ انکی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی گودوں کو سونا کرایا جا رہا ہے پھر بھی قوم جان بوجھ کر بھرمناہ خاموشی اور غفلت برت رہی ہے۔

منصوبہ بندی کی ہم جس گھناؤنے انداز میں چلائی جا رہی ہے، اس کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہے کہ زنا کاری و فحاشی کے راستے کی ساری رکاوٹوں کو ختم کر دیا جائے۔

کیا قوم کو کچھ احساس ہے کہ یہودی اداروں کے فنڈ سے قوم کی نئی نسل کو نفسیاتی طور پر مفلوج کرنے کی سازش کی جا رہی ہے؟ قوم اتنی سادہ کیوں ہو گئی کہ اتنا بھی غور نہیں کرتی کہ اس قوم کے دشمن کبھی ہمارا بھلا نہیں سوچ سکتے۔

جن یہودی سرمایہ داروں نے ہمارے ملک کی معیشت کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا، گندم چاول اور گھی کی قیمتوں کو آسمان پر پہنچا کر قوم کے بچوں کے منہ سے نوالہ تک چھین لیا، عام دوائیوں پر آئی ایم ایف اور عالمی بینک نے اتنے ٹیکس لگوا دیے کہ ایک غریب آدمی ان دوائیوں کے مقابلے موت کو پسند کرنے لگا، گلی گلی انٹرنیٹ کیفے کھول کر قوم کے کمسنوں کو فحاشی میں مبتلا کر کے، ذہنی اور جسمانی طور پر مفلوج (Paralytic) کر دیا گیا، وہ عالمی یہودی ادارے ہماری قوم کے اتنے ہمدرد ہو گئے کہ انہیں اس قوم کی نئی نسل کی فکر لگ گئی۔ آخر کیوں؟

اس وقت اللہ کے دشمنوں کے ذریعے انسانوں پر اور خصوصاً تیسری دنیا کے لوگوں پر جو تجربات کئے جا رہے ہیں انکی تفصیل پر ہر انسانیت کے دشمنوں کی ذہنیت کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کس طرح سے انسانوں کے خلاف کام کر رہے ہیں جسکے نتیجے میں آج انسان طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہے۔ نام نہاد مہذب دنیا کے شر سے نہ تو فضاء محفوظ ہے، نہ سمندر اور نہ ہی

کروی۔ (بحوالہ ڈان 24 دسمبر 2004) یہودی ملٹی نیشنل کمپنیاں اسٹیل کے کارخانے لگا کر اس سے دولت کماتا چاہتی تھیں لہذا اس مال کے لئے منڈیوں کی تلاش کی گئی جہاں انکا تیار کردہ مال کھپ سکے۔ اسکے لئے بھی عالمی اداروں کی خدمات حاصل کی گئیں اور حکم نامہ جاری کر لیا گیا کہ مٹی کے برتنوں میں کھانا نقصان دہ ہے۔ پھر کیا تھا جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے ان کی بات ماننا فرض کا درجہ رکھتا تھا بغیر اس کی حقیقت میں غور کئے ہوئے کہ اسکے پس پردہ اصل حقائق کیا ہیں؟

اس طرح انھوں نے گھروں سے مٹی کے برتنوں کا استعمال چھڑوا دیا۔ پھر طرفہ تماشایہ یہ کہ جن مٹی کے برتنوں کو نقصان دہ اور از کار رفتہ (Old Fashioned) کہہ کر دیس نکالا دیا گیا تھا اب وہی مٹی کے برتن فائبرسٹار ہوٹلوں میں بیوٹج چکے ہیں اور ان میں کھانے کا اپنا ہی ایک مزایا بتایا جاتا ہے۔

لوگوں کے ذہن چونکہ مغربی میڈیا کے زہریلی اثرات سے بری طرح متاثر ہیں لہذا جو اہل مغرب کہتے ہیں بغیر غور و فکر کئے ہوئے اس کو تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ خدا را آپنے اپنی جس عقل کو بی بی سی اور سی این این کے پاس گروی رکھ دیا ہے ان سے واپس لے لیجئے ورنہ اس کو بھی کسی دن ٹرن پیک کر کے اور سیلے کا لیبل لگا کر عالمی مارکیٹ میں بیچ دیا جائے گا۔

عقل کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد عالمی ادارہ صحت نے دجال کے لیے بہت سے معاملات میں راہ ہموار کی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر کسی کا اونٹ مر گیا ہو گا تو دجال اس کے اونٹ کی طرح بنا دے گا اور یہ واقعہ وہ ایک دیہاتی کو دکھلایگا۔ یہ جادو بھی ہو سکتا ہے اور جینیاتی کلوننگ Genetic Cloning کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے۔

اگرچہ حدیث میں یہ ذکر ہے کہ دجال کے حکم سے شیاطین دیہاتی کے ماں باپ کی شکل میں آجائینگے، اسکے باوجود کلوننگ کے عمل کو اس کی وجہ سے رو نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ شیطان کا لفظ قرآن وحدیث میں انسانوں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ قرآن میں ہے وکذلک جعلنا لک ل نسی عدوا شیاطین الانس والجن الایہ ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے ایک دشمن بنایا انسان شیطان میں سے اور جن شیطان میں سے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو ذر! کیا تم نے انسان اور جن شیطان سے اللہ کی پناہ مانگی؟ حضرت ابو ذرؓ نے پوچھا۔ کیا شیطان انسانوں میں سے بھی ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں بلکہ انسان شیطان کا شر جن شیطان سے زیادہ ہوتا ہے۔

حاشیہ ۱: تفسیر قرطبی



یہودیوں کا بالواسطہ یا بلاواسطہ (Directly or Indirectly) کنٹرول ہے۔

### دولت کا ارتکاز

حدیث میں آپ نے پڑھا کہ دجال کے پاس دولت کے بے شمار خزانے ہونگے۔ چنانچہ یہودی دنیا کی تمام دولت کو اپنے قبضے میں کر رہے ہیں۔ دنیا سے گولڈ اسٹینڈرڈ کا خاتمہ کر کے موٹا اپنے قبضے میں لیکر دنیا کے ہاتھوں میں رنگ برنگی کاغذ کے ٹکڑے (نوٹ کرنسی وغیرہ) تھما دیئے گئے ہیں جن کو یہودی غلامی میں جکڑی دنیا نوٹ یا دولت سمجھتی ہے (یہ خوش فہمی جلد دور ہو جائیگی) بلکہ اب تو وہ نوٹ بھی ان سے چھینے جا رہے ہیں اور پلاسٹک کے کارڈ تھمائے جا رہے ہیں۔ ناوان پلاسٹک کارڈ (کریڈٹ کارڈ) ہاتھ میں پکڑ کر خود کو کروڑ پتی اور ارب پتی سمجھتا ہے۔ کمپیوٹر کے کی بورڈ پر بیٹھ کر اپنی انگلیوں کے اشاروں سے کروڑوں اور عربوں روپے کا حساب کتاب کرنے والا اس دن کیا کرے گا جب اپنی انگلیوں سے کی بورڈ کو پیٹتے پیٹتے تھک جائے گا لیکن اس کے آن لائن اکاؤنٹ کا کہیں کوئی پیسہ سرائیں ہوگا۔

پہلے تو یہودیوں نے بڑی بڑی کمپنیوں کو اپنے قبضہ میں لیا اب وہ نچلی سطح پر آ کر ہر شہر میں اپنے بڑے بڑے شاؤنگ پلازے بنا رہے ہیں۔ جہاں 25 پیسے کی ٹانی سے لیکر لاکھوں روپے تک کا سامان دستیاب ہوتا ہے۔ اس طرح اب وہ دنیا کی ہر چھٹی دولت بھی اپنے ہاتھوں میں لینا چاہتے ہیں۔ عالمی بینک اور آئی ایم ایف: ان دونوں اداروں نے ابھی تک دنیا کی دولت کو اس انداز میں لوٹا ہے کہ لٹنے والی قوموں کے نام نہاد دانشور، ان اداروں کو قوموں کا حسن ثابت کرتے رہے ہیں۔ یہ دونوں سو فیصد یہودی ادارے ہیں۔ چونکہ مقصد مالی نظام کے ذریعے ساری دنیا کے، سیاسی، سماجی، عسکری، تجارتی، تعلیمی اور پانی کے نظام کو کنٹرول کرنا ہے۔

اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ ان دونوں اداروں نے ساری دنیا کو اس وقت اپنا غلام بنایا ہوا ہے۔ اور مختلف ممالک میں تعمیر و ترقی (یا قوموں کو غلام بنانے) کے پروگرام نہیں طے پاتے ہیں۔ اس مالی نظام کے ذریعے ان اداروں نے مختلف مسلم ممالک کو کتنی ہی مرتبہ گھٹنے جھکنے پر مجبور کیا ہے۔ اگر دجال کے مالی فتنے کو کوئی اچھی طرح سمجھنا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ عالمی بینک اور آئی ایم ایف کے قرضے جاری کرنے کے طریقوں اور ان قرضوں کی ادائیگی کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔

زمین۔ قدرتی غذائی اشیاء کا استعمال طاقت کے زور پر ختم کرا کے انگریزی ادویات سے تیار شدہ گندم اور دیگر اشیاء تیار کرانی جا رہی ہیں جو بجائے غذا کے بیماری ہیں جراثیمی ہتھیاروں کے ذریعے پانی کے ذخائر کو تباہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہر نقصان مقامات پر پوسن کے درخت (وہ درخت جس سے بہار کے موسم میں روئی کی طرح ایک چیز نکلتی ہے) لگا کر وہاں کی فضاء کو پوسن سے زہر آلود کر کے لوگوں کو دوسے کی بیماری میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ پانی کے زیر زمین ذخائر ختم کرنے کے لئے پوسن کے درخت لگائے گئے ہیں۔ اگر پتہ لگایا جائے کہ یہ کس ملک سے اور کس کے پیسوں پر درآمد کر کے لگوائے جاتے ہیں اور پھر کس کی نگرانی میں انکی دیکھ بھال کی جاتی ہے تو سب کچھ کھل کر سامنے آجائے گا کہ نام نہاد این جی اوز کس قدر ملک و ملت دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان سب چیزوں کا دجال سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ ان چیزوں کا دجال سے بہت گہرا تعلق ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایمان والے دجال سے قتال کریں گے جبکہ یہودی اور فاسق و فاجر لوگوں کی اکثریت اس کیساتھ ہوگی۔

لہذا دجال کے اس حریف مسلمانوں کو گناہوں کی طرف لگانا چاہتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ نیک سے نیک مسلمان کو بھی اگر مشکوک کھانا کھلایا جائے تو اس کے اثرات سب سے پہلے اس کے دل پر پڑتے ہیں۔ چنانچہ عالمی اداروں نے اس کی مکمل کوشش کی ہے۔ ملکی نیشنل کمپنیوں کی تیار کردہ مصنوعی کھانے پینے کی اشیاء میں وہ کیمیکل شامل ہوتے ہیں جو انسانی جسم میں داخل ہو کر انسان کو فحاشی و عریانی کی طرف مائل کرتے ہیں۔ نیز ان کی قوت باہ کو متاثر کرتے ہیں۔ خصوصاً بچوں کے اعصابی نظام (Nervous System) کو بری طرح متاثر کرتے ہیں۔

اس وقت مسلمان ڈاکٹر حضرات پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ امت کو ان تمام خطرات سے آگاہ کریں، جو امت کو اس وقت عالمی کفر کی جانب سے درپیش ہیں۔ اگرچہ یہ وقت ایسا ہے کہ جب حق کہنے پر آگ اور جھوٹ کے آگے سر جھکانے پر ڈالر برس رہے ہیں۔ لیکن اگر کسی کو نبی کریم ﷺ کی حدیث پر مکمل یقین ہے کہ دجال کے وقت میں جو اسکی آگ ہوگی وہ حقیقت میں ٹھنڈا بیٹھا پانی ہوگا۔ تو ڈاکٹر حضرات کو وہی اختیار کرنا چاہئے جو ان کے لئے فائدہ مند ہو۔

### معدنی وسائل

جہاں تک دنیا کے معدنی وسائل کا تعلق ہے اس وقت دنیا کے تمام معدنی وسائل پر



میں مزید تجربات جاری ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ خطرناک جراثیمی ہتھیار (Biological Weapons) ہیں، جس کی تیاری میں ”بڈس“ (Biological Integrated Detection System) نامی مشین استعمال ہوتی ہے۔ انکی کوشش ایک ایسا جراثیمی ہتھیار بنانے کی ہے جو خاص افراد پر اثر کرے۔ یعنی اگر وہ اپنی کسی مخالف قوم، قبیلے یا نسل کو ختم کرنا چاہیں، جبکہ اس علاقے میں انکے ایجنٹ بھی رہتے ہوں، تو یہ ہتھیار صرف انکے دشمنوں پر ہی اثر کریں اور انکے دوست بچ جائیں۔

دوسری جانب یہودیوں کی مکمل کوشش یہ ہے کہ ہر اس قوت کو غیر مسلح (Disarmed) کر دیا جائے جہاں سے ذرا بھی وصال کی مخالفت کا امکان موجود ہو۔ افغانستان اور عراق کا یہی جرم تھا۔

### پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور سائنس دان

یہودی نفسیات کا مطالعہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ یہودی دو قسم کے لوگوں کو کبھی معاف نہیں کرتے۔ ایک اپنے دشمنوں کو اور دوسرے اپنے محسنوں کو۔ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے بانی ڈاکٹر عبدالقدیر خان یہودیوں کے نزدیک وہ شخص ہیں جنہوں نے پاکستان جیسے مسلم ملک کے لئے ایٹم بم بنا کر براہ راست یہودیت کے منصوبوں کے راستے میں بہت بڑی دیوار کھڑی کر دی تھی۔ یہ ایسی دیوار تھی کہ اسکو ڈھائے بغیر یہودی کبھی بھی اپنے عالمی منصوبوں کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتے تھے، لہذا یہ ناممکن تھا کہ وہ ڈاکٹر خان کے اس ناقابل معافی ”جرم“ کو نظر انداز کر دیتے، سو ڈاکٹر قدیر کو اس جرم کی سزا دینے کے منصوبہ پر 1990ء ہی سے عمل شروع کر دیا گیا، اور اسکے لئے وہ جسکو استعمال کر سکتے تھے اسکو استعمال کیا۔

2000 میں سی آئی اے کے ڈپٹی چیف نے دورہ بھارت کے دوران بھارتی ایٹمی سائنسدان اور موجودہ صدر ڈاکٹر عبدالکلام سے کہا تھا کہ آپ کا نام تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائیگا لیکن پاکستانی ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر اے کیو خان کو گولی کوچوں میں رسوا ہونا پڑیگا۔

اس بحث میں پڑے بغیر کہ ایٹمی ٹیکنالوجی کی منتقلی کی حقیقت کیا ہے اگر اس وقت یہودیوں کی تیاریوں اور پاکستان کے بارے میں امریکہ بھارت اور اسرائیل کے گٹھ جوڑ کا مطالعہ کیا جائے تو صورت حال بالکل واضح ہو جاتی ہے، کہ پاکستان کے خلاف تاریخ کی بھیانک سازش اپنے آخری دور میں داخل ہو چکی ہے۔ یہ سازاؤ رامہ خود یہودیوں اور انکے ایجنٹوں کا پیدا کردہ ہے۔ اچانک ایٹمی ٹیکنالوجی کی منتقلی کے مسئلہ پر خاموشی چھا چکی ہے، اور خواہوں کی جنت میں رہنے کے

### عالمی ادارہ تجارت W.T.O

#### ڈبلیو ٹی او (World Trade Organization)

دنیا کی بچی بچی تجارت و معیشت پر ڈاکٹر ڈالنے کے لئے عالمی ڈاکوں کا ایک گینگ بنایا گیا، جسکا کام دنیا کے اندر پھیلی چھوٹی صنعتوں (Small Industries) کو قوت کے ذریعے تباہ کر کے، ان میں گئے لاکھوں مزدوروں کو بے روزگار کر کے، غریبوں کے منہ سے آخری نوالہ تک چھین کر، ان کو سسک سسک کر مرنے پر مجبور کرنا تھا، پھر اس گینگ کو ”تہذیب و شائستگی“ کا لبادہ اوڑھا کر اس کو ”ڈبلیو ٹی او“ کا نام دیدیا گیا۔

یہ اتنا سنگ دل اور بے رحم ادارہ ہے، جس کے ظلم کے اثرات غریبوں، مرض سے بلکتے بیماروں اور کمزور انسانوں پر پڑنے والے ہیں۔ کیونکہ اسکا سب سے زیادہ اثر زراعت، صحت اور تعلیم پر پڑتا ہے۔

ڈبلیو ٹی او نے پاکستان پر اپنے اثرات دکھانے شروع کر دیے ہیں، اور سب سے پہلے ٹیکسٹائل کی صنعت متاثر ہونا شروع ہوئی ہے۔ اور برآمدات میں کمی واقع ہونا شروع ہو گئی ہے۔ پاکستان میں 27 لاکھ ایکڑ رقبہ پر ہونے والی گنے کی فصل کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہے گی، کیونکہ زیادہ گنا پیدا کرنے والے ممالک کی جانب سے عالمی مارکیٹ میں کم قیمت پر چینی فراہم کی جائیگی۔ جسکی وجہ سے پاکستان کی 77 شوگر ملیں بند ہو جائیں گی جس کے نتیجے میں ہزاروں مزدور بے روزگار ہو جائیں گے۔

#### افراد کی وسائل (Human Resources)

دیگر وسائل کے ساتھ ساتھ یہودیوں نے اپنے دشمنوں کے افرادی وسائل کو بھی مظلوم کر دیا ہے یا اپنے ملک میں بلا کر انکو اپنے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

وہ علماء ہوں یا دانشور، یہودی ان میں سے ہر ایسے افراد پر نظر رکھتے ہیں جو ذہنی صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ جس دماغ کو وہ خرید نہیں سکتے انکی کوشش اسکو تباہ کرنے کی ہوتی ہے اس وقت میں علماء حق کا قتل عام اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

#### وصال اور عسکری قوت

دنیا کا خطرناک سے خطرناک ہتھیار اس وقت یہودیوں کے پاس موجود ہے اور اس میدان



ہیکل سلیمانی کی تعمیر میں کوئی قوت رکاوٹ نہ ہو۔ اسی امن کو حاصل کرنے کے لئے افغانستان کو خون کے سمندر میں ڈبو دیا گیا اور اسی امن کی تلاش میں عراق کے معصوم بچوں کی زندگیاں کو چھین لیا گیا۔ یہی امن مشن ہے جس کا رخ اب پاکستان کی جانب ہوا ہے اور ہمیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ ہم خود کو بھارت کے سامنے جھک کر اپنی غیرت اور مستقبل کا فیصلہ برہمن پر چھوڑ دیں۔

اب یہ بات سمجھ میں آ جانی چاہئے کہ صرف مسلم ممالک کو ہی غیر مسلح کیوں کیا جا رہا ہے جبکہ بھارت کو ہر طرح سے مسلح کیا جا رہا ہے۔ اسلئے کہ بھارت کا مسلح ہونا عالمی امن کے لئے ضروری ہے اور پاکستان کا مسلح رہنا عالمی امن کے لئے خطرہ ہے۔ اسکے علاوہ بہت ساری اصطلاحات ہیں جو یہودی خاص معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً انسانی حقوق، عالمی سلامتی، دہشت گردی، انصاف، آزادی نسواں وغیرہ۔ انکو سمجھنے کے لئے ہمیں یہودیوں کے منصوبوں کو سمجھنا ہوگا ورنہ قیامت تک ہم امن و سلامتی اور اس جیسی اصطلاحات کا رونا روتے رہینگے۔

جب تک ہم ان یہودی اصطلاحات کو نہیں سمجھیں گے اس وقت تک ہماری سمجھ میں یہ نہیں آسکے گا کہ امریکہ اور دیگر یہود نو از قوتیں اپنے پاس مہلک ہتھیاروں کے ڈھیر لگائے جا رہی ہیں اور مسلم ممالک سے سب کچھ چھینا جا رہا ہے۔ مشرقی تیور کو آزاد کرایا جاتا ہے جبکہ فلسطین و کشمیر میں ظالموں کی مدد کی جاتی ہے۔ ایک یہودی کے مرنے پر دنیا جیج پڑتی ہے اور امت مسلمہ کے خون سے دریا سرخ کر دئے جاتے ہیں تو کسی کو انسانی حقوق یاد نہیں آتے۔ یہودیوں کی اس مکاری کی جانب قرآن کریم نے اشارہ فرمایا ہے:

”یا ایہا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرونا“

ترجمہ: اے ایمان والو! راعنا نہ کہا کرو اور انظرونا کہا کرو۔

### پاک بھارت دوستی

اس وقت یہودی قوتوں کا سارا زور جنوبی ایشیاء کی جانب ہے۔ چونکہ صیہونی طاقتیں جانتی ہیں کہ عالم اسلام میں عراق کے بعد اب پاکستان ہی کے پاس عسکری قوت ہے۔ پھر پاکستان میں موجود جذبہ جہاد جو اگلے نزدیک انٹیم بم سے زیادہ خطرناک ہے جو آگے چل کر اس لشکر کا حصہ بن سکتا ہے، جو دجال کے خلاف حضرت مہدی کی حمایت کیلئے خراسان سے نکلے گا۔

ان سب باتوں کو ذہن میں رکھ کر دجالی قوتوں نے سب سے پہلے پاکستان کے نظریاتی اور جغرافیائی دفاعی طالبان کو ختم کیا اور اب پاکستان سے بھارت کی دوستی کرا کر اور مسئلہ کشمیر کو بھارت

عادی لوگ خوش ہو گئے ہیں، کہ طوفان کا خطرہ ٹل چکا ہے۔

بھارت کے ساتھ یک طرفہ دوستی سے لیکر سائنسدانوں کی ڈی بریفنگ اور ٹی ٹی ٹی تک اس سب کا مقصد یہی ہے کہ پاکستان کو مکمل طور پر غیر مسلح کر دیا جائے اور ایک بارگی حملہ کر کے اکھنڈ بھارت کے خواب کو پورا کیا جائے تاکہ اس خطہ سے مکمل دجال مخالف قوتوں کا خاتمہ ہو سکے۔ قرآن کریم نے کافروں کی اس چال سے مسلمانوں کو ہوشیار کیا ہے۔ ارشاد ہے وَذُ الذِّینَ کَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَیْكُمْ مِیلَةً وَاحِدَةً تَرْجَمَہ: اور کافروں کی یہ دلی خواہش ہے کہ وہ تمہیں تمہارے اسلحہ اور (جنگی) سامان سے غافل کر دیں سو (جب تم غیر مسلح ہو) تم پر ایک بارگی حملہ آور ہو جائیں۔

ایک جملہ بش کی زبان سے آپ نے بار بار سنا ہوگا کہ ”لیبیا اپنے خطرناک ہتھیار تلف کر کے عالمی برادری میں شامل ہو گیا ہے۔ اور اب امن عالم کو لاحق خطرات میں سے ایک خطرہ کم ہو گیا ہے۔ یعنی کسی دجال مخالف قوت کا غیر مسلح ہو جانا گویا اسکا عالمی برادری میں شامل ہو جانا ہے۔ اور پھر یہ عالمی برادری کیا ہے اس سے کوئی عالمی برادری مراد ہے اور اسکی تعریف اسکے نزدیک کیا ہے؟ دراصل یہ وہ عجیب و غریب یہودی اصطلاحات ہیں جو یہودی آئے دن اپنی طرف سے گڑھتے رہتے ہیں۔ جنکے وہ خاص معنی مراد لیتے ہیں جبکہ نادان دنیا انکو غلط فہمی میں استعمال کر رہی ہوتی ہے۔

### عالمی برادری

اس سے مراد یہودی برادری یا اسکی حلیف قوتیں ہیں۔ یہود مخالف قوتیں عالمی برادری نہیں بلکہ وہ انسانی برادری سے خارج ہیں، جو کہ انسانیت کے لئے خطرہ ہیں جسکو دوسرے الفاظ میں بین الاقوامی تهدیات یا (International threats) کہا جاتا ہے۔ چنانچہ جب عالمی میڈیا کی جانب سے یہ کہا جاتا ہے کہ افغانستان اور عراق کی صورت حال پر عالمی برادری کو تشویش ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان جگہوں پر یہودی مفادات کو خطرہ ہے۔ لہذا یہودی برادری کو اس پر تشویش ہے۔

### عالمی امن

اس سے مراد ایک ایسی دنیا جہاں یہودیوں کے عالمی منصوبے وسیع تر اسرائیل کے قیام اور

حاشیہ ۱۔ کفری عسکری تیاریوں کے بارے میں دیکھیں اسلام اور انیسویں صدی کا چیلنج۔ مصنف اسرار عالم دہلی



بنادیا جائے۔ کشمیری مجاہدین کو پاکستان سے بدظن کر دیا جائے، کشمیر میں پھنسی بھارتی فوج کو فارغ کیا جائے پاکستانی فوج کو غیر مسلح کر دیا جائے۔ یہی برہمن کی خواہش ہے۔

کہتے ہیں اس خطے کو پر امن بنانے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے..... کیا خوب دلیل ہے..... بھارت کو فالکن راڈار، جدید طیارے، بحری بیڑے اور ہمارے ہاتھ میں ایک کلاشکوف بھی گوارہ نہیں۔ بھارت باڈ لگائے..... لائن آف کنٹرول پر کیمرے، سینسر (Sensor) اور الارمنگ سسٹم نصب کرے..... اور ہم اپنا دفاعی بجٹ بھی کم کر دیں۔

اس نازک صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے ملک و ملت کا دفاع کرنے والے اداروں کو ہر حال میں ملکی دفاع کو مضبوط کرنا چاہئے اور دشمن اور دوست کا تعین اپنے ملکی مفاد کو سامنے رکھ کر کرنا چاہئے نہ کہ کسی اور کے مفاد کو سامنے رکھ کر۔ اسلئے کہ بہادر اور غیور قومیں اپنے رب پر اور اپنے بازوئے شمشیر زن پر ہی بھروسہ کیا کرتی ہیں۔ یہی دنیا میں خود کو منوانے کا اصول ہے اور یہی قانون فطرت ہے۔ علامہ اقبال نے فرمایا۔

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے

شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

### پاک اسرائیل دوستی

ملک کا روشن خیال طبقہ (درحقیقت تاریک خیال طبقہ) کہتا ہے کہ جب عرب ممالک نے اسرائیل کو تسلیم کر لیا تو ہم کیوں فلسطین کے درد میں مرے جاتے ہیں کہ اسرائیل کو دشمن بنائے رکھیں۔ یہ وہ طبقہ ہے جس نے ہر دور میں ملک و ملت کی پیشانی پر ذلت کی کالک ملی ہے۔ ڈالروں کی منڈی میں اپنی غیرت، عزت، ضمیر اور وقار نیلام کرنے والا یہ ٹولا ساری قوم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بھی ان جیسے ہو جائیں۔

ہائے افسوس..... انکی مثال ایسی ہے جیسے کسی مردار کو بہت سارے گدھل کر نوچ رہے ہوں اور شاہین کا کوئی بھوکا بچہ شاہین سے کہے..... ہم کو بھی وہ گوشت کھلاؤ..... وہ سارے پرندے بھی تو اس گوشت کو کھا رہے ہیں تو شاہین.... اپنے بچے سے یہی کہے گا۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

کی مرضی سے حل کرنا پاکستان پر دباؤ ڈالا جائیگا کہ اب آپ کو ایٹم بم کی کوئی ضرورت نہیں لہذا اب اپنی اقتصادی (Economical) حالت بہتر بنانے پر توجہ دیں اور ملک کو غیر عسکری (Demilitarize) کر کے اپنی افواج بھی ختم کریں۔

اس منصوبے پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے۔ برہمن کا دیرینہ خواب اکھنڈ بھارت اب ایک خوبصورت چمک کی شکل میں سامنے آ رہا ہے۔ واجپائی کی جانب سے مشترکہ کرنسی اور ایڈوائی کی جانب سے کنفیڈریشن کی پیش کش اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ نیز پاکستان میں رہ کر برہمن سے محبت کرنے والی این جی اوز، اور ہندو بننے کے نکلزوں پر پلٹنے والے غدار و وطن وہ دانشور جنہوں نے اپنا قبیلہ و کعبہ بھارت کو بنالیا ہے، وہ اس سازش میں پیش پیش ہیں۔

ہمارا حکمران طبقہ بہت خوش ہے کہ ہماری خارجہ پالیسی کی وجہ سے مسئلہ کشمیر اب توجہ کا مرکز Flash Point بن چکا ہے اور امریکہ اس پر بہت توجہ دے رہا ہے۔ لیکن وہ یہ بھول رہے ہیں کہ امریکہ کا توجہ دینا ہماری خارجہ پالیسی کا نتیجہ نہیں بلکہ یہود و ہنود کی خارجہ پالیسی کا نتیجہ ہے مسئلہ کشمیر ہمارے مفادات سامنے رکھ کر حل نہیں کرایا جائیگا بلکہ یہود و ہنود کے مشترکہ مفاد کے تحت اس مسئلہ کو حل کرایا جائیگا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عراق و افغانستان کے بعد اب صیہونیت (Zionism) کے منصوبوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ایٹم بم، اور جذبہ جہاد سے آراستہ پاکستان ہے۔ جس کو وہ ہر قیمت پر اپنے راستے سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ تاریخ اس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ حالیہ مثال عراق کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ پہلے اسکو غیر عسکری کیا گیا اسکے بعد اس کو اپنے قبضے میں لے لیا گیا۔

ہم لالو پر شاد یاد کو بلا کر استقبال کریں یا ناپٹے گانے والے بھانڈوں کو قوم کا نمائندہ بنا کر بھارت بھیجیں، برہمن کے منہ میں رام رام آنے کا صاف مطلب یہی ہے کہ لالہ جی کی بغل میں چھری بھی چھپی ہوئی ہے۔ اسکی واضح دلیل بھارت کا روس سے طیارے، دار بحری بیڑا خریدنا، پولینڈ سے ہتھیاروں کی خرید، اسرائیل سے جدید راڈار سسٹم اور اب امریکہ سے ایف سولہ کی بات کرنا، امریکہ اور اسرائیل کا بھارت کو پاکستان کا ایٹمی پروگرام جام کرنے کے آلات فراہم کرنا ہے۔

بھارتی میڈیا اور عالمی میڈیا کی جانب سے دونوں ملکوں کے درمیان پیار و محبت کا راگ الاپنے کا اس کے سوا کوئی اور مقصد نہیں کہ ہمارے جوانوں کو بھارتی ادکاراؤں کی زلفوں کا اسیر



کر ثابت کر دیتے ہیں۔

مثلاً اگر وہ آج یہ خبر دیں کہ پورا آسٹریلیا سمندر میں ڈوب گیا ہے تو اس میڈیا پر ایمان رکھنے والی بیچاری دنیا کے لئے ماننے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہوگا۔

عالمی میڈیا دجال کی خبر اور اسکی خدائی کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچائے گی۔ اور اسکو اس طرح بیان کرے گی جیسے ساری دنیا اسکی خدائی کو تسلیم کر چکی ہو، اور ہر طرف امن و امان اور خوشحالی کا دور شروع ہو گیا ہو۔ نیز جیسا کہ مسٹن کا قول پیچھے نقل کیا گیا کہ دجال کی خبر عالمی پریس کانفرنس کے ذریعے نشر کی جائے گی جسکو تمام دنیا میں سٹیلائٹ کے ذریعے دیکھا جاسکے گا۔

اسکے لئے وہ دو طرح کے انتظامات کر رہے ہیں ایک تو ہر جگہ بجلی پہنچانا، تاکہ ہر جگہ ٹی وی پہنچ جائے، اور دوسرا ٹیلی مواصلاتی نظام (ٹیلی فون، موبائل، انٹرنیٹ وغیرہ) کو انتہائی آسان اور سستا کرنا، تاکہ تمام دنیا ایک عالمی گاؤں (Global village) میں تبدیل ہو جائے۔ اور ہر خبر دنیا کے اکثر انسانوں تک فوراً پہنچ سکے۔ اسی لئے اب دور دراز کے علاقوں میں ٹیلی فون لائن دیجائے گی بلکہ وائرلیس نظام کو جلد متعارف کرایا جائے گا۔ اسی طرح اہم خبریں یا بریکنگ نیوز (Breaking News) ہیں جو کسی بھی واقعہ کو فوراً دنیا میں پھیلادیتی ہیں۔

ٹیلی فون، موبائل اور ٹیلی ویژن وغیرہ اگر عوام استعمال کرنا چھوڑ دیں تو یہ عالمی یہودی قوتوں کی ایسی مجبوری ہے کہ وہ پھر ان چیزوں کو مفت تقسیم کرینگے اور استعمال کرنے پر انعامی اسکیموں کا اعلان کیا جائے گا۔

### موجودہ دور اور صحافیوں کی ذمہ داری

جیسا کہ بتایا گیا کہ دجال کے فتنے میں حقیقت سے زیادہ جھوٹ اور فریب ہوگا۔ اور اس کو پھیلانے کا بڑا ذریعہ میڈیا ہے۔ لہذا ہر وہ صحافی جو خود کو محمد عربی ﷺ کا غلام سمجھتا ہے، اور فتنہ دجال سے محفوظ رہنا چاہتا ہے، اس کو ہر حال میں دجالی قوتوں کے جھوٹ و فریب کے خلاف اپنا قلم اور اپنی زبان استعمال کرنی چاہئے۔ تمام دنیا کی کفریہ میڈیا اسلام کے خلاف زہر اگل رہی ہے، اور اپنے باطل نظام کو امن و انصاف کا نظام ثابت کرنا چاہتی ہے، تو کیا مسلمان صحافی برادری صرف اس لئے اپنے دین اور مذہب کا مذاق برداشت کرے گی کہ اگر اس نے قلم اٹھایا تو اس کی نوکری چلی جائے گی؟

حاشیہ ۱۔ ان کے کروت جانے کیلئے ملاحظہ ہو مغربی میڈیا کا اسلامی ہم

یہ سن کر شاید بہت یقیناً سمجھ جائیگا اور بھوکا رہ کر مرنا تو گوارہ کر لے گا لیکن کبھی مردار کو نہیں کھائے گا۔ کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ اس کی پرواز اسکی شان اور اسکا وقار ہے۔ اس کو اس بات کا شعور ہے کہ میری پرواز ہی میری زندگی ہے۔ لیکن جن نادانوں کو اڑنا ہی نہ آتا ہو، جنکی سوچ کی پرواز وائٹ ہاؤس کے گنبد کے ارد گرد ہی چکر کاٹی ہو، وہ بھلا آسمان کی بلندیوں اور پہاڑوں کی چٹانوں کی اہمیت کو کیا سمجھیں گے، جنکے پروں کو اقتصادیات و معاشیات کی قیمتی سے کاٹ کر قوت پر باز سے محروم کر دیا گیا ہو، تو وہ گدھوں کو مردار میں منہ مارتا دیکھ کر خود بھی ان میں شامل ہو جائینگے کہ انکے نزدیک پیٹ بھر جانے کا نام ہی کامیاب زندگی ہے۔ جنکی آنکھوں پر ڈالر کی دجالی آنکھ (جو ڈالر پر بنی ہوتی ہے) لگ گئی ہو، جنکے ضمیر گرین کارڈ کی منڈی میں نیلام ہو چکے ہوں، جنکا طواف کفر کے ایوانوں میں ہوتا ہو، جو چند کھوٹے سکوں کے عوض اپنے وطن کو دشمنوں کے حوالے کر دیتے ہوں، بھلا وہ نادان کیا جانیں کہ اسرائیل کو تسلیم کرنے میں کیا نقصان ہے؟ پھر انکو کیا پتہ ہوگا کہ پاکستان کس چیز کا نام ہے؟

### دجال اور جادو

دجال کے پاس تمام شیطانی اور جادوئی قوتیں ہونگی۔ جادو کو ابھی سے ایک نئے انداز میں متعارف کرایا جا رہا ہے۔ بڑے شہروں میں باقاعدہ جادو کے ایجنٹ شو منعقد کرائے جا رہے ہیں۔

### میڈیا کی جنگ

مغربی میڈیا کے بارے میں خلیفہ عبدالحمید ثانی نے فرمایا تھا۔ یہ ذریات الشیطان (شیطان کی اولاد) ہیں۔ اور واقعی درست فرمایا تھا۔ اس وقت اگر وہ ہوتے تو اسکو دجال کی آنکھ اور آواز کا نام دیتے۔

دجال عربی کے دجل سے نکلا ہے۔ دجل کے معنی ڈھانپ لینے کے ہیں۔ دجال کے معنی بہت زیادہ ڈھانپ لینے والا۔ دجال کو دجال اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے جھوٹ اور فریب کے ذریعے حقیقت کو ڈھانپ لے گا۔ وہ اپنے دجل و فریب سے بڑے بڑے لوگوں کو بہکا دے گا۔ اور لوگ دیکھتے ہی دیکھتے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

مغربی میڈیا کا کردار بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ جس حقیقت کو یہ دنیا کی نظروں سے چھپانا چاہتے ہیں اس پر شکوک و شبہات کی اتنی چادریں چڑھا دیتے ہیں کہ لوگ اسکی تہ تک پہنچ ہی نہیں پاتے۔ جبکہ جس بات کو یہ ثابت کرنا چاہیں اس کو جھوٹ کے ہزاروں خوبصورت غلافوں میں لپیٹ



اور آئینہ میل مانتا ہے۔ سوائے اہل قلم! دجالی قوتیں اس میڈیا کی پھونکوں سے شمع اسلام کو بجھا دینا چاہتی ہیں، آپ اس کے امین ہیں، اس کو بچانے کے لئے اپنے قلم کی حرارت سے اس کو بھڑکائے رکھنا، اور جب قلم کی سیاہی ختم ہونے لگے تو اپنے لہو سے اس کو جلانے رکھنا، کیونکہ اس پر تمہارا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کسی اور کا۔ نیز جب باطل، باطل ہونے کے باوجود اپنے مشن پر ڈٹا ہوا ہے تو تم تو حق والے ہو تم کو تو اور بہادری کے ساتھ ڈٹے رہنا چاہئے۔ کہ تمہارے رب نے تمہارے لئے اس دنیا سے بہت بہتر دنیا بنا رکھی ہے جو ان کو نہیں ملنے والی جو اس دنیا پر ہی راضی ہو چکے ہیں۔

ہالی ووڈ

اس کو ایلینسٹ کا گڑھ کہا جائے تو بہتر ہوگا۔ دجالی نظام کی راہ ہموار کرنے میں اس کا بہت بڑا کردار رہا ہے۔ ایک ایسی چیز جس کا وجود ہی دنیا میں نہ ہو، یہ اس کو حقیقت بنا کر پیش کرنے میں اور ماڈرن طبقے کے ذہن میں بٹھانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ یہود کے بنائے گئے منصوبوں کیلئے یہ رائے عامہ (Public Opinion) ہموار کرتا ہے۔ افسوس کہ نام نہاد روشن خیال طبقہ چند طوائفوں کے اشاروں پر ناچ رہا ہے اور پھر بھی خود کو وسیع النظر (Broad Minded) سمجھ رہا ہے حالانکہ انکی عقل تو کب کی ہالی ووڈ کی منڈی میں نیلام ہو چکی ہے۔

نچکاری (Privatization)

بڑی کمپنیوں کو اپنی ملکیت میں لینا اور ملک کے بڑے بڑے فیکٹری مالکان کو مزدور بنا لینے کا خوبصورت نام نچکاری ہے۔ یہ دولت کے ارتکاز کا ہی ایک حصہ ہے۔ بین الاقوامی یہودی کمپنیاں کسی بھی ملک کے انتہائی قیمتی اور فائدہ مند ادارے کو کوڑیوں کے بھاد خرید لیتی ہیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے کل کے مالک آج کے مزدور بن جاتے ہیں۔

حبیب بینک آغا خان کو بیچ دیا گیا ہے۔ اس کے 52% شیئرز صرف 22 ارب روپے میں فروخت کر دیے گئے۔ جب کہ صرف حبیب بینک پلازہ اس سے زیادہ مالیت کا ہے۔ قومی بینکوں اور دیگر اداروں کی نچکاری کی مجبوری کیا ہے اس کو آگے بیان کیا جائے گا۔

دجال کے فریب نے اس نچکاری کے عمل کو اس طرح پیش کیا ہے کہ جیسے اس کے بعد قوم کی قسمت بدل جائے گی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ نچکاری کے لئے سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ قومی خزانے پر بوجھ اداروں کی نچکاری کرنے سے انکی کارکردگی بہتر ہوگی۔ لیکن جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ حبیب بینک جیسے فائدہ دینے والے ادارے کی نچکاری کیوں کر دی گئی اور اسکے

کیا اس کا مطلب وہی ہے جو دجال آکر کہے گا کہ میری بات مانو ورنہ رزق بند کر دوں گا؟ اگر ایک لکھنے والے کا قلم حق لکھنے کی پاداش میں توڑ دیا جائے باطل کا خوف اسکے قلم کی رگوں میں دوڑنے والی سیاہی کو منجمد کرنے لگے تو ایسے وقت میں حق لکھنے والے اپنے جگر کے ہولو سیاہی اور انگلیوں کو قلم بنا کر اپنا فرض ادا کیا کرتے ہیں۔

متاع لوح و قلم چھن گئی تو کیا غم ہے

کہ خون دل میں ڈوبی ہیں انگلیاں میں نے

اور اگر باطل کے خوف سے اس کا قلم لرز نے لگے اور دولت کا لالچ تھکس (Sanctity) کو پامال کرنے لگے تو پھر اسکو اپنا قلم توڑ کر جنگوں اور بیابانوں میں نکل جانا چاہئے تاکہ اس کا قلم اسکے ضمیر کے خلاف کچھ لکھنے کے جرم میں ملوث نہ ہو پائے، اور دجال کو مسیحا اور مسیحا کو دجال لکھنے سے بچ سکے۔ یہ جنگ نہ تو کسی تنظیم کی ہے، نہ کسی ایک ملک کی، اور نہ ہی کسی ایک طبقے کی۔ بلکہ یہ جنگ محمد عربی ﷺ کے غلاموں اور ایلینس کے غلاموں کے درمیان ہے۔ اور کسی ایک شعبے میں نہیں اس وقت ہر شعبہ میں یہ جنگ جاری ہے۔ لہذا ایلینس کے غلام تو وہی کر رہے ہیں جو وہ ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں، لیکن کیا حسن انسانیت ﷺ کے غلام، کعب بن اشرف کی اولاد کو، اپنے پیارے نبی کے دین میں گستاخی کرتے ہوئے دیکھ کر خاموش رہ پائیں گے؟

جب کعب بن اشرف یہودی اور دیگر اسلام دشمن شاعر رحمۃ اللعالمین ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتے تو آپ ﷺ کی جانب سے شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابتؓ اشعار میں جواب دیا کرتے تھے۔

اگر چہ اس وقت ہر شعبہ کی طرح صحافت میں بھی حق پر جیسے رہنے والے کم ہی نظر آتے ہیں لیکن وہ کم نہیں ہیں انکے ساتھ ہزاروں نہیں لاکھوں مظلوموں، شہداء کے وارثوں اور انون جوانوں کی دعائیں ہیں جن کی دعائیں اللہ کبھی رد نہیں کرتا۔ ایمان والے جب ان کالم نگاروں کے کالم پڑھتے ہیں، جو آج بھی حضرت حسان ابن ثابتؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کعب بن اشرف یہودی کی اولاد کو جواب دے رہے ہیں، تو دل کی گہرائیوں سے ان کے لئے یہی دعائیں نکلتی ہیں کہ یا اللہ تو ان کو ہمیشہ حق پر استقامت دینا اور ظالموں کے شر سے ان کی حفاظت فرما نا۔

ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ اپنے نظریات اور اصول بیچ کر جسم خاکی کو بچانے والے تاریخ کا سیاہ باب بنے، اور جو اپنی جان دیکر اپنے اصول و نظریات بچا گئے آج بھی قوم کا بچہ بچہ ان کو ہیرو





صرف چند ہاتھوں تک۔ قومی کمپنیاں چند سال میں ہی تجارت کے اس سمندر میں بڑی مچھلیوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ عوام کو وہ کچھ نصیب ہوتا ہے جو ہانکا نگ اور سنگا پور کے بازاروں میں نظر آتا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ حکومتی حلقوں کی جانب سے مسلسل اس بات کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے کہ ہم آئی ایم ایف سے آزاد ہو گئے ہیں، زر مبادلہ کے ذخائر 12.2 بلین ڈالر ہو گئے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مہنگائی، بے روزگاری اور غربت میں اضافہ ہوا ہے۔

اقتصادی اور معاشی امور پر نظر رکھنے والے حضرات ان بیانات کی حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ہزاروں نہیں لاکھوں گھروں کا چولہا بند کر آئی ایم ایف سے چھٹکارا حاصل کیا گیا ہے۔ آئی ایم ایف نے شرف قبولیت اس لئے بخشا ہے کہ ہماری حکومت نے اس کی ان تمام شرائط پر بغیر کسی چوں چوں کے عمل درآمد کیا ہے جن پر آج تک کوئی سیاسی حکومت بھی عمل درآمد نہیں کر سکی تھی۔

آئی ایم ایف کی ان شرائط میں بجٹ کا خسارہ کم کرنا، مختلف ٹیکس لگانا اور بڑھانا، بجلی اور گیس کی قیمتوں کو مارکیٹ ریٹ کے برابر لانا، پیٹرول کی قیمتیں ہر دو ہفتے میں مارکیٹ کے مطابق رکھنا، درآمدات پر ایکسائز ڈیوٹی کو کم اور سادہ کرنا، قومی ملکیت میں بڑے بڑے بینکوں کی نجکاری اور واپڈ، ریلوے، اور ٹیلی آئی اے کو خود کفیل بنانا قابل ذکر ہیں۔

ان شرائط کو پورا کرنے سے اشیاء کی قیمتیں بڑھیں اور غربت میں اضافہ ہوا۔ نیز ان تمام شرائط کا فائدہ غیر ملکی کمپنیوں اور عالمی اداروں کو ہوا جس کی وجہ سے ملکی سرمایہ کار اور صنعت کار کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ٹیکسٹائل کی صنعت مسلسل خسارے کی طرف جا رہی ہے۔

اب بھی اگر ہماری بات کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو وہ امریکی عوام کی موجودہ صورت حال جا کر دیکھے، ہانگ کانگ کے مقامی لوگوں کے حالات کا مطالعہ کرے، اور اگر کوئی صرف امریکی دانشوروں کی ہی باتوں کو قابل اعتبار سمجھتا ہے تو اسے مشہور امریکی صنعت کار اور فورڈ آٹو موبائل کمپنی کے بانی ہنری فورڈ (1863-1947) کی کتاب ”دی انٹرپرائز جیوز“ یا اس کا اردو ترجمہ ”عالمی یہودی فتنہ گر“ کا مطالعہ کرنا چاہئے جو اس نے یہودی سرمایہ داروں پر لکھی ہے جس میں اس ڈرامے کی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے اور اس سوال کا بھی جواب دیا گیا ہے کہ کبھی تجارتی عالمی منڈی اتہین میں نظر آئی، کبھی لندن، کبھی ٹوکیو تو کبھی نیو یارک۔ اسکے بجائے اگر ملکی سرمایہ کاروں کی حوصلہ افزائی کی جائے، عالمی تجارتی معاہدوں کا سہارا لے کر ملکی کمپنیاں ان

بعد پی آئی اے، پی ٹی سی ایل اور واپڈ پر بیرونی ترقیوں کی نظریں کیوں لگی ہوئی ہیں تو اسکے جواب میں خاموشی اختیار کر لی جاتی ہے۔

نیز یہ سوال بھی اہم ہے کہ ایک ایسا ادارہ جسکو حکومت چلاتی ہے تو وہ نقصان کرتا ہے اور اسی کو اگر یہودی کمپنی خرید لے تو وہ اسکو فائدہ دینے لگتا ہے اسکا مطلب عوام کیا سمجھے؟ کیا حکومت میں اتنی طاقت اور صلاحیت نہیں کہ جو اقدامات غیر ملکی کمپنی اٹھاتی ہے وہ حکومت خود اٹھائے؟

اس نجکاری کی تاریخ کا اگر مطالعہ کیا جائے تو ایک بات وہاں مشترک نظر آئے گی کہ ہر ملک کے قومی اداروں کو خریدنے والی ہمیشہ کثیر القومی (Multi National) کمپنیاں رہی ہیں۔ بیرونی سرمایہ کاری کے نام پر باہر سے آنے والی یہ کمپنیاں کسی بھی ملک پر دیکھتے ہی دیکھتے چھا جاتی ہیں۔ اس کے بعد بڑے شہروں میں ظاہری خوبصورتی کو میڈیا کے ذریعے اس طرح بنا کر پیش کیا جاتا ہے کہ بیرونی سرمایہ کاروں کے آنے کے بعد ملک کی قسمت بدل گئی ہے۔ لیکن اس دجل و فریب کی حقیقت اس وقت سامنے آتی ہے جب یہودی اس ملک کو استعمال کرنے کے بعد کسی اور ملک کا رخ کر رہے ہوتے ہیں، اور پیچھے وہ گند چھوڑ جاتے ہیں جو کسی سیلاب کے بعد ساحل پر رہ جاتا ہے۔

یہودیوں نے اس سرمایہ کاری اور بینکنگ کی ابتدا جرمنی سے کی۔ اسکے بعد برطانیہ کو مرکز بنایا برطانیہ کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے بعد دوسری جنگ عظیم کی ابتداء سے ہی یہودی سرمایہ کار نیو یارک کا رخ کرنا شروع ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے امریکہ دنیا کا تجارتی مرکز بن گیا۔ اب آپ ذرا تحقیق کریں کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ یہودی اب دھیرے دھیرے امریکہ کے بجائے کسی اور ملک کا رخ کر رہے ہیں؟

اگر اس نجکاری اور بیرونی سرمایہ کاری سے مقامی لوگوں کی قسمت بدل جایا کرتی تو اتہین والے دیگر ممالک سے کیوں پیچھے رہ گئے، امریکہ برطانیہ سے آگے کس طرح نکل گیا، اور اب امریکی ڈالر یورو کے مقابلے کیوں گرتا جا رہا ہے۔ نیز ایسا کیوں ہوتا ہے کہ کبھی عالمی منڈی اتہین ہوتا ہے، کبھی برطانیہ، کبھی جاپان، کبھی امریکہ تو کبھی کوریا؟

یہ وہ ڈرامہ ہے جسکے بارے میں خود یہودی پروڈیوٹرز میں لکھا ہے کہ ”ہمارے ان منصوبوں کو دنیا نہیں سمجھ سکے گی اور جب تک سمجھے گی ہم اپنا کام کر چکے ہونگے۔“ دنیا کے مختلف ممالک اس نجکاری اور بیرونی سرمایہ کاری کے لئے استعمال ہوتے رہے ہیں لیکن یہ اٹل حقیقت ہے کہ یہودی جس ملک کا بھی رخ کرتے ہیں اس ملک میں پیسے کی ریل پیل تو ضرور ہوتی ہے لیکن

کے حقوق پر جوڈا کے ڈال رہی ہیں، ان کا سہ باب کیا جائے عالمی ادارہ تجارت کے خونی پتے سے انکی جان چھڑائی جائے تو اللہ نے اس قوم کو آج بھی وہی صلاحیت عطا کی ہے کہ دنیا کی منڈیوں میں ہر جگہ میڈان پاکستان نظر آ رہا ہوگا۔ تاجر حضرات ان حقائق کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔

### پینٹاگون (Pentagon)

دجال کا عبوری عسکری ہیڈ کوارٹر (Interim military head quarter) جی ہاں..... دجال کی آمد کے لئے عسکری تیاریاں یہیں سے ہوتی ہیں۔ اسکے لفظی معنی اگرچہ پانچ کونے کے ہیں۔ لیکن توریت کے مطابق پینٹاگون حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہرباؤں کا نام ہے (بحوالہ ”دجال“ مصنف اسرار عالم دہلی)

یہودی دنیا میں اپنی اسی طرح کی حکومت چاہتے ہیں جس طرح سلیمان علیہ السلام کی تھی (اس لئے قوت کی علامات وہ وہیں سے لیتے ہیں) پینٹاگون میں موجود عسکری ماہرین کی اکثریت یہود پر مشتمل ہے خواہ وہ کسی بھی روپ میں ہوں اور دیگر بھی انکے مکمل آلہ کار ہیں۔ یہ وہ عسکری ماہرین ہیں جو دجال کی آمد کے وقت اسکے عسکری حلقے کے خاص لوگوں میں سے ہونگے۔ جن میں اصفہانی یہودیوں کا ایک خاص مقام ہے۔ اس وقت خواہ وہ کہیں بھی اور کوئی بھی مذہب اختیار کئے ہوں۔

### وائٹ ہاؤس White House

یہ بھی ایک اصطلاحی (Terminological) لفظ ہے جسکے معنی اس عبارت کے ہیں ہاں دجال کی آمد سے پہلے یہودی مذہبی پیشوا (رہبر) رہتے ہوں۔ (بحوالہ ”دجال“ مصنف اسرار عالم) یہ مذہبی پیشوا دجال کے آنے کے بعد اسکے مشیر خاص ہونگے۔ یہاں یہ واضح رہے کہ اس وقت دنیا کے مختلف خطوں میں موجود یہودی مختلف مذاہب اختیار کئے ہوئے ہیں اور اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے اپنا یہودی ہونا چھپاتے ہیں۔

### نیٹو (NATO)

سرد جنگ کے بعد اصولاً اسکو ختم ہو جانا چاہے تھا کیونکہ سرد جنگ کے ڈرامے کے بعد اسکی کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن دنیا کی بساط پر مہرے بچھانے والوں کے سامنے ابھی اور اہم مقاصد حاصل کرنا باقی تھے جسکی وجہ سے نہ صرف نیٹو کو زندہ رکھا گیا بلکہ اس میں توسیع بھی کی گئی۔ کیونکہ اب جو معرکہ شروع ہونے والا ہے اس میں بہت ساری ذمہ داریاں نیٹو کے سپرد کی جائیں گی۔





میں مسلمانوں کے ساتھ اللہ کی طرف سے فرشتے آیا کرتے ہیں تو کیا وہ اس دور میں کے ذریعے انہی آسانی قوتوں کو دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ ان سے مقابلے کا کوئی طریقہ سوچا جاسکے؟ ویسے بھی یہودی حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہما السلام کو اپنا پرانا دشمن سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس ادارے کے بہت سے خفیہ مشن ہیں، جنکو دنیا کی نظروں سے اوجھل رکھا رکھا جاتا ہے۔

### موجودہ حالات اور اسلامی تحریکات

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دنیا سے ظلم و فساد کو ختم کرنے اور امن و امان قائم کرنے کے لئے جہاد کو فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے

وَلَوْ لَا دَفَعَ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ .

ترجمہ: اور اگر اللہ بعض (شری) لوگوں کو بعض (اچھے) لوگوں کے ذریعے ختم نہ کراتا تو تمام دنیا میں فساد پھیل جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ تمام جہانوں پر بڑا کرم فرمانے والا ہے۔ (اس لئے اللہ نے ایمان والوں کو جہاد کا حکم دیا تاکہ اس کے ذریعے دنیا میں فساد پھیلانے والوں کو روکا جاسکے۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قتال کے فریضہ کو جاری فرمانے میں تمام جہانوں کا فائدہ بیان کیا ہے۔ قتال کا قیامت تک جاری رکھنا اللہ کی مصلحتوں میں سے ایک مصلحت ہے جس میں صرف مسلمانوں کا فائدہ قرآن نے بیان نہیں کیا بلکہ تمام جہانوں کا فائدہ بتایا ہے۔ یعنی انسان تو انسان جہاد جاری رکھنے میں چرند و پرند حتیٰ کہ پیڑ پودوں اور دیگر بے جان چیزوں کا بھی نفع ہے۔

لہذا اللہ تعالیٰ اس فریضہ کو قیامت تک جاری رکھے گا، اور اس کی ادائیگی میں وہ کسی قوم یا فرد کا انتظار بھی نہیں کرے گا، بلکہ ایک خطے کے مسلمان اگر اس فریضہ کی ادائیگی میں سستی کریں گے تو وہ کسی اور خطے والوں سے اس ذمہ داری کو پورا کرائے گا۔ چنانچہ ارشاد ہے

إِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبَدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ

اگر تم جہاد سے منہ پھیر لو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا۔ نبی کریم ﷺ نے بھی بار بار اپنی امت کو جہاد کے قیامت تک جاری رہنے کی خبر دی ہے تاکہ امت سستی اور غفلت کا شکار ہو کر اس اہم فریضے سے غافل نہ ہو جائے۔

چنانچہ جہاد کے فرض ہونے سے آج تک اہل حق نے ہر دور میں قتال کے فریضے کو انجام

نیوکل ایک اسلام دشمن عسکری ادارے کا نام ہے جس کا مقصد کل بھی اہلسی مشن کی حفاظت تھا اور آج بھی اس کا مقصد یہی ہے۔

### خاندانی منصوبہ بندی (Family Planing)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَكَذَلِكَ زَيْنٌ لِّكَيْسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَتَلَ أَوْلَادَهُمْ شُرَكَائِهِمْ لِيُزْوَئَهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ .

ترجمہ: اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کے سامنے ان کے اتحادیوں نے، انکی اولاد کو (ان کے ہاتھوں) قتل کرنے کے عمل کو خوبصورت بنا کر پیش کیا تاکہ (اس طرح انہی کے ہاتھوں انکی نسل کو ختم کر کے) وہ ان کو تباہ کر دیں، اور ان کو ان کے دین کے بارے میں شبہ میں ڈال دیں۔

مشرک عیسائیوں کو ان کے اتحادی یہودیوں نے خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعے خود انہی کے ہاتھوں انکی نسلوں کو تباہ کرایا، اور اب جو صورت حال یورپ کی ہو چکی ہے وہ انتہائی خراب ہے۔ اس کے بعد یہی طریقہ کار یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف اختیار کیا ہے۔ اور اسکے لئے عالمی اداروں کی جانب سے ہر سال اربوں ڈالر خرچ کئے جاتے ہیں، اور اس وقت نسل کشی کے اتنے طریقے ایجاد ہو چکے ہیں کہ انکو شمار کرنا بھی دشوار ہے۔

### ناسا (NASA)

یہی وہ ادارہ ہے جس نے زمین سے نکل کر خلاؤں میں دجانی قوتوں کی بالادستی قائم کی ہے۔ اس وقت خلاؤں میں موجود سیٹلائٹ کے ذریعے وہ دنیا پر نظر رکھے ہوئے ہیں، اور انکے جنگی طیارے، میزائل، ایٹم بم سب کچھ انھیں سیٹلائٹ کے ذریعے گائیڈ کئے جاتے ہیں۔ حال ہی میں انھوں نے انفراریڈ (Infrared) دوربین خلا میں بھیجی ہے۔ انفراریڈ دوربین کے ذریعے ہر اس چیز کو دیکھا جاسکتا ہے جس میں حرارت ہوتی ہے۔ خواہ وہ چیز عام آنکھ سے غائب رہتی ہو۔

اس کا بظاہر مقصد تو یہی بتایا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے خلا میں موجود گمنام جگہوں کو تلاش کرنے میں مدد ملے گی، لیکن عالمی عسکری تیاریوں کی روشنی میں اگر اس کو دیکھا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اسکے ذریعے وہ ان قوتوں کو دیکھنا چاہتے ہیں جو عام آنکھ سے نظر نہیں آتیں۔ یہودیوں کا ہر کام اہلسی کو خوش کرنے اور تقدیر کے خلاف ہوتا ہے۔ انکو معلوم ہے کہ جہاد





(Whirlpool) میں اسکو پھنسا کر رکھا گیا۔ اس تحریک میں دنیا کے تمام تجربات کئے لیکن مظلوم مظلوم تر ہوتے گئے اور غاصب بدترین غاصب بنتے چلے گئے۔ فلسطینیوں نے کوئی دور نہ چھوڑا جہاں انصاف کی فریاد نہ کی ہو لیکن ہر جگہ سے ایک ہی جواب ملا کہ اس دنیا میں کمزوروں کو انصاف نہیں ظلم ملا کرتا ہے..... جنکے بازوؤں میں فیصلے کرانے کی قوت ختم ہو جائے پھر انکے فیصلے غاصب قوم میں ہی کیا کرتی ہیں۔

فلسطینیوں نے تمام تجربات کے بعد اس راستے کا انتخاب کیا جہاں فیصلوں کیلئے بھیک نہیں مانگی جاتی..... جہاں انصاف کے لیے ظالموں کی زنجیریں نہیں کھٹ کھٹائی جاتیں بلکہ اپنے فیصلے سناے جاتے ہیں۔

تحریک فلسطین نے جب سے اسلامی رنگ اختیار کیا ہے اس وقت سے یہودی جیسی مکار قوم کے ہوش ٹھکانے آ گئے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے اللہ نے یہ اصول بتائے ہیں کہ عزت وقار حاصل کرنے کے لیے قرآن و سنت کے مطابق جہاد ہونا چاہئے۔ اسکے بغیر اگر قوم پرستی یا علاقہ پرستی کی جنگ لڑی جائیگی تو اس میں مسلمانوں کو عزت و نہیں مل سکتی۔ یہ اصول ہمیں تمام اسلامی تحریکات میں اپنے اثرات دکھانا نظر آتا ہے۔ وہ تحریک فلسطین ہو یا تحریک کشمیر یا چیچنیا۔ اس اسلامی تحریک نے دنیا کی مکار ترین قوم کے تمام منصوبوں پر پانی پھیرنا شروع کر دیا ہے۔ باوجود اس حقیقت کے کہ دنیا کا جدید ترین سیکورٹی سسٹم یہودیوں کے پاس موجود ہے، پھر بھی مجاہدین اسرائیل کے قلب میں گھس کر یہودیوں کو واصل جہنم کر رہے ہیں۔

وہ صیہونی منصوبے جنکا راستہ تمام عرب قومیت مل کر بھی نہ روک سکی..... تیل کی دولت سے مالا مال حکومتیں جن یہودیوں کا کچھ نہ بگاڑ سکیں..... وہ بازیاں جو عرب کے سیاسی بازی گر، کیپ ڈیوڈ اور اسلوش میں یہودی مکاری و عیاری کے سامنے ہار بیٹھے..... ان جہاد کے شیدائیوں کی چند سالہ محنت نے اس بازی کو الٹ کر رکھ دیا ہے۔

اس جہاد سے قبل تمام مہرے یہودیوں کے ہاتھ میں تھے وہ جس طرح چاہتے کھیل کا نقشہ بدلتے رہتے، لیکن ان نوجوانوں اور غیرت مند بہنوں کی قربانیوں کی بدولت اب بازی مجاہدین کے ہاتھ میں ہے۔

عالم اسلام کیلئے یہ بڑی عبرت کا مقام ہے کہ ایک طرف غیر جہادی کوششیں (جہاد کے علاوہ تمام کوششیں) تھیں تو یہودی کس تیزی کے ساتھ اپنے وسیع تر اسرائیل کے منصوبے پر عمل پیرا تھے

دیا ہے۔ میدان بدر سے چلنے والے اس قافلے نے ایران کی آگ کے شعلوں کو ٹھنڈا کیا، افریقہ کے جنگلات میں بکیر کی صدائیں لگائیں، اندلس کے سبزہ زاروں کو توحید کے سجدوں سے رونق دیں۔ بخشش۔ سندھ کے صحراؤں میں پسپائی انسانیت کو غلامی سے نکالا، ہندوستان کی سرزمین کو غم تو حید سے آشنا کیا، مٹلیٹ کے مرکز قسطنطنیہ کو اللہ کی وحدانیت کا پرستار بنایا، وحشت و درندگی اور ظلم و بربریت کے عادی یورپ کے لوگوں کو انسانیت کا سبق پڑھایا۔

اس طرح یہ قافلہ ہر دور میں مختلف خطوں کا سفر کرتے ہوئے دنیا میں خیر اور شر کے درمیان توازن قائم کئے رہا۔ امام شافعیؒ کے داغستان سے چیچنیا تک، سید احمد شہیدؒ کے رائے بریلی سے بالا کوٹ تک اور شافعیؒ سے کشمیر تک کا سفر کرتا ہوا، افغانستان میں آکر پھر ایک نئی اور بھرپور شکل میں نمودار ہوا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس جہاد نے وہی کارنامہ انجام دکھایا کہ مسلمانوں پر واضح ہو گیا کہ غالب آتے ہوئے شر کو جہاد ہی کے ذریعے مٹایا جاسکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ عالمی کفر یہ قوتیں جنکا بظاہر سپہ سالار امریکہ ہے اب بغیر کسی کی لعنت ملامت کی پروا کئے اپنا کام شروع کر چکی ہیں۔ اور آخری دہشت گرد (دجال کے راستے کی ہر رکاوٹ) کے خاتمہ تک جنگ جاری رکھنے کا عزم رکھتی ہیں۔ صلیبی جنگ کے بارے میں امریکی صدر بش کی زبان سے جو کچھ دنیا نے سنا وہ اس کا کوئی جذباتی بیان نہیں تھا، بلکہ بش نے جو کچھ کہا حقیقت میں ایسا ہی ہے کہ خیر اور شر کے درمیان آخری معرکہ کا آغاز ہو چکا ہے۔

لہذا انکا سب سے پہلا ہدف اسلامی تحریکات ہیں۔ البتہ بش کے خدا (ایلیس یا دجال) نے بش سے اس جنگ کے بارے میں جو وعدہ کیا ہے یہ وہی وعدہ ہے جو جنگ بدر سے پہلے ابو جہل سے اس کے خدا (ایلیس) نے کیا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور اس کو مسلمانوں کے خلاف فتح کا یقین دلایا تھا۔ اس وقت بھی بش کا خدا (ایلیس) اپنی تمام ذریت کے ساتھ میدان میں کیوں نہ آجائے محمد عربیؐ کا رب مجاہدین کے ساتھ فرشتوں کی فوج کو بھیج رہا ہے۔ سو کامیابی اہل ایمان کا مقدر ہے، جو ہر حال میں ان کو مل کر رہے گی۔ اس مناسبت سے یہاں ہم دنیا میں جاری اسلامی تحریکات پر انتہائی مختصر بات کرتے ہیں۔

### جہاد فلسطین

اس تحریک نے اپنی تاریخ میں بہت سے اتار چڑھاؤ دیکھے ہیں۔ مختلف نعروں اور مختلف نظریات کی چھاپ اس پر پڑتی رہی۔ معاہدوں، کانفرنسوں اور مذاکرات کے گرداب



## جہاد افغانستان

جہاد افغانستان نے دیکھتے ہی دیکھتے عالم اسلام میں زندگی کی ایک نئی لہر پیدا کر دی۔ جب اللہ سے محبت کرنے والوں نے روئے زمین پر اللہ کا نظام نافذ کر دیا تو کفر کی تمام سازشیں مکڑی کے جالے کی طرح ثابت ہوئیں۔

طالبان کی تحریک نے رات کے مسافروں کو صبح کی نوید سنائی، سردی میں ٹھہرتے لوگوں کو اپنے لہو سے حرارت بخشی، اہل علم کے دلوں کے بحر اکاہل کو موجوں سے آشنا کیا، ظلم و جبر کے صحراؤں میں بھٹکنے والوں کو، افغانستان کی اہمیت سے آگاہ کیا، بزدلی اور بے غیرتی کو تقدیر کا نام دینے والوں کو، تقدیر کا مطلب سمجھایا۔

طالبان کی بے بہا قربانیوں کی بدولت شاہین بچوں کو بال و پر ملے، عقابانی روح ان میں بیدار ہوئی، شیر خواروں نے خود کو پہچانا، پھر تاریکیاں چھٹنے لگیں، صحراؤں کو افغانستان میں تبدیل کیا جانے لگا، خاموش سمندر بھر پڑے، مظلوموں نے اٹھ کر ظالموں کے ہاتھ پکڑ لئے، فرعونوں سے بغاوت کی گئی، عشق نے آتش نمرود کو پسند کیا... اور آج... آج دنیا کے مختلف خطوں میں ظلم کے خلاف جہاد زور و شور سے جاری ہے۔

جہاد سے بغض رکھنے والے جو چاہیں کہیں لیکن یہ تاریخی حقیقت بن چکی کہ خلافت عثمانیہ ٹوٹنے کے بعد جہاد افغانستان سے پہلے تک لاشوں کا بازار لگا تو صرف اہل ایمان کا، پناہ گزین بنے تو صرف محمد عربی ﷺ کے غلام بنے، چادریں نیلام ہوئیں تو صرف اس امت کی بیٹیوں کی، بچے صرف ہمارے یتیم ہوئے، ماؤں کی گودیں صرف اس قوم کی سونی ہوئیں، بیوائیں صرف ایمان والی ہوئیں۔

جبکہ جہاد افغانستان کے بعد صورت حال تبدیل ہوئی، اور اب اگر کسی دن ہمارے گھروں میں چولہا نہیں جلتا تو روٹی قاتلوں کو بھی نصیب نہیں ہوتی، ماتم ہمارے گھروں میں ہوتے ہیں تو چراغاں ہم انکے گھروں میں بھی نہیں ہونے دیتے، گھر ہمارے جلتے ہیں تو گھر جلانے والے خود بھی جلتے ہیں۔ اگر پریشان ہم ہوتے ہیں تو سکون سے انکو بھی نہیں بیٹھنے دیتے، اگر برفانی راتوں میں ہم نہیں سو پاتے تو نیند ان سے بھی کوسوں دور رہتی ہے، اگر ہم سے ہمارے گھر چھوٹ گئے تو گھر دیکھنا انکو بھی نصیب نہیں ہوگا، حساب دوطرفہ ہے کہیں وہ آگے کہیں ہم پیچھے۔ اور ہم انشاء اللہ ان کا چھپچھاپی کرتے رہینگے۔ اور کامیاب ہم ہی ہونگے کہ ہم اپنے رب سے ان چیزوں کی امیدیں

اور تمام دنیا سے یہودی اسرائیل پہنچ رہے تھے۔ جبکہ ہماری حالت یہ تھی کہ اپنا گھر ہونے کا باوجود پناہ گزین کمپ ہمارا مقدر بن گئے تھے۔ اور اب جب سے جہادی کاروائیوں کا آغاز ہوا ہے تو بازی مکمل الٹ دی گئی ہے۔ اب ہم جو پناہ گزین بنائے گئے تھے، نئی امیدوں اور انگلیوں کیساتھ گھروں کو لوٹ رہے ہیں اور وہ جو وسیع تر اسرائیل بنا رہے تھے اب دوبارہ اختلاء پر مجبور ہو گئے ہیں۔ وہ جس جگہ کو اپنی آخری پناہ گاہ خیال کرتے تھے اور ساری دنیا سے اٹھ اٹھ کر اسرائیل میں جمع ہو رہے تھے، کہ وہاں عالمی یہودی حکومت قائم کرینگے وہی سرزمین انکا زندہ قبرستان بن رہی ہے اور یہ تو آغاز ہے اس دن کا جب اللہ کا غضب نازل ہوگا۔ اس دن کیا عالم ہوگا جب کہیں بھی انکو پناہ نہ ملے گی؟

یہ ایک کھلی حقیقت ہے اور اس میں تمام مسلمانوں کے لئے بڑی عبرت اور سبق ہے کہ جہاد میں آج بھی اللہ نے وہی قوت رکھی ہے کہ دنیا کے طاقتور ترین دشمن کی نیندیں حرام کی جاسکتی ہیں۔ وہ یہودی جو دنیا کی سیاسی بساط پر اپنی مرضی کی چالیں چلتے ہیں آج فدائی کاروائیوں نے انکے دماغوں کو ماؤف کر کے رکھ دیا ہے کہ کوئی چال اب سمجھ میں نہیں آتی کبھی امن مذاکرات کا ڈول ڈالتے ہیں تو کبھی متبوضہ علاقوں سے فوج واپس بلانے کی بات کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جہاد میں یہی تاثیر رکھی ہے کہ اگر جہاد جاری رکھا جائے تو تمام مشکلات ختم ہو جایا کرتی ہیں پریشانیاں، راحت و آرام میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور منزل سامنے نظر آنے لگتی ہے۔ موجودہ حالات کے تناظر میں جہاد فلسطین تمام تحریکات کے لئے ایک معیار اور پیمانے کی حیثیت رکھتا ہے اور اس سے تمام اسلامی تحریکات کو بہت کچھ سیکھنے کی ضرورت ہے۔ جہاد فلسطین کی اہمیت اس وجہ سے اور بڑھ جاتی ہے کہ یہ وہ محاذ ہے جہاں یہ فیصلہ ہونا ہے کہ اس دنیا میں خیر اور شر، حق و باطل اور نیکی اور بدی میں سے کون باقی رہے گا؟ کفر و اسلام کے درمیان آخری اور فیصلہ کن جنگ اسی محاذ پر لڑی جائے گی۔ اس تحریک کی کامیابی و ناکامی کے اثرات براہ راست ان دجالی منصوبوں پر پڑتے ہیں جو اسکے ایجنٹوں نے بنائے ہوئے ہیں۔ اس لئے تمام عالم اسلام کو اور ہر اہل ایمان کو ان مجاہدین کی جیسے بھی ہمدرد کرنی چاہئے۔

ہم سلام پیش کرتے ہیں ان جوانوں کو جو اللہ کے حکم کو پورا کرتے ہوئے اسکے دشمنوں کے لئے دردناک عذاب بنے ہوئے ہیں۔



کہ جسوں کو بچانے کی۔

اسلئے طالبان نے اپنے عقیدے کو بچانے کے لئے اپنی حکومت قربان کی، اپنے گھر بار کو جلوانا گوارا کیا، اپنے سکھ چین کو آگ لگائی، پر اپنے عقیدے کا سودا کرنا گوارا نہ کیا، نظر اپنی تمام تر قوت استعمال کرنے کے باوجود طالبان کو انکے نظریہ اور عقیدے سے ایک باشت بھی نہ ہٹا سکا۔ اسکے باوجود بھی اگر کوئی یہ کہے کہ جہاد کا کوئی فائدہ نہیں، طالبان شکست کھا گئے تو یہ اسکی قرآن و سنت سے دوری ہی ہو سکتی ہے۔

طالبان کا افغانستان تمام اسلامی تحریکات کیلئے اس ماں کی طرح تھا جسکی ضرورت گھر میں ہر وقت محسوس کی جاتی ہے۔ اولاد چھوٹی ہو تب بھی ماں گھر کا مرکز ہوا کرتی ہے اور اولاد جوان ہو جائے تب بھی ماں کی حیثیت بنیادی ہوا کرتی ہے۔ گھر کے تمام افراد میں باہمی تعلقات قائم رکھنا اور گھر کو جوڑے رکھنا ماں کا کام ہوتا ہے۔

ابلیسی قوتیں امارت اسلامی کی اس حیثیت سے واقف تھیں اور یہ ”ماں“ اپنی اولاد کی آئیوالی زندگی میں کیا کردار ادا کر سکتی تھی، انکو حالات کے چھیڑوں سے کس طرح پناہ فراہم کر سکتی تھی، اس سب کو یہودی اور انکے حلیف اچھی طرح جانتے تھے۔ پر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قرآن پر ایمان رکھنے والے قرآن کی اس ریاست کی اہمیت کو نہ سمجھ سکے۔ کاش مسعود طالبان کا راستہ نہ روکتا تو اس وقت دنیا کا نقشہ کچھ اور ہی ہوتا۔

احمد شاہ مسعود نے عالمی فتنہ گروں کیلئے جو کارنامہ انجام دیا ہے وہ یقیناً اسکے لیے نوبل انعام کا حقدار ہے۔ اگر مسعود کو نوبل انعام نہیں دیا گیا تو یہ اسکی روح کیساتھ بہت بڑی زیادتی ہوگی اس وقت اگر علامہ اقبال ہوتے تو ضرور یہ شعر کہتے:

چاک کردی شاہ تا جبک (احمد شاہ مسعود) نے خلافت کی

قبا سادگی اپنوں کی دیکھ غیروں کی عیاری بھی دیکھ

موجودہ افغانستان تحریک آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں دن بدن تیز ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس تحریک کا مضبوط ہونا دنیا کی تمام اسلامی تحریکات کا مضبوط ہونا ہے۔ کیونکہ اللہ نے اس زمین کو اللہ والوں کا مرکز بنایا ہے اور تمام تحریکات کے نمائندے اسی مشرب سے پانی پیتے ہیں۔ تمام تحریکات کے سوتے اسی جیشے سے چھوٹے ہیں۔

افغانستان میں امریکہ کے خلاف حالیہ کاروائیاں اللہ والوں کے دلوں میں امید کی نئی دنیا آباد

رکھتے ہیں جو کافروں کو نہیں ملنے والیں۔

اسی جذبے کے ساتھ اس وقت تمام دنیا میں جاری اسلامی تحریکات عالم کفر کے خلاف اعلان جہاد کر چکی ہیں۔ اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ مجاہدین کے پاس کفر کے مقابلے وسائل نہ ہونے کے برابر ہیں۔ لیکن یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں۔ کیونکہ اہل ایمان کی ہر دور میں یہی حالت رہی ہے اور وہ تو اللہ کی مدد کے مہر و سے پر میدان میں نکلتے ہیں۔

کفر یہ طاقتیں اس حقیقت کو بہت اچھی طرح سمجھتی ہیں۔ اسلئے عالمی کفر و جال کی آمد سے پہلے ہر اس قوت کو کچل دینا چاہتا ہے جو اس کے راستے میں ذرہ برابر بھی پریشانی کھڑی کر سکتی ہے۔ روس کو شکست دینے کے بعد طالبان نے ابلیسی منصوبوں کو خاک میں ملاتے ہوئے اسلامی نظام نافذ کر کے عالم اسلام کے لئے ایک نمونہ پیش کر دیا کہ آج چودہ سو سال بعد بھی اس اسلام کی وہی شان ہے بشرطیکہ جذبے سچے اور حوصلے جوان ہوں۔

تحریک طالبان کی اہمیت اور قدر و قیمت کا صحیح اندازہ اس وقت تک نہیں لگایا جاسکتا جب تک کہ خلافت کی اہمیت اور یہود کے حالات پر گہری نظر نہ ہو۔ نیز طالبان کو کچھ بغیر ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر طالبان کے خلاف زبانیں چلانے والے طالبان کے اس عظیم الشان کارنامے اسکی اہمیت کو اس وقت تک نہیں سمجھ سکتے جب تک وہ اپنی آنکھوں سے دجالی میڈیا کی عینک اتار کر قرآن وحدیث کی نظر سے اس تحریک کو نہ دیکھیں۔

افسوس خلافت کے دشمن اس تحریک کو صحیح معنی میں سمجھ گئے لیکن ایمان کا دعویٰ کرنے والے اس تحریک کو اس طرح نہ سمجھ سکے جس طرح اسکو سمجھنے کا حق تھا۔ افغانستان میں قرآن کی حکومت کے ختم ہونے کے بعد انکے خلاف چلنے والی زبانیں اور تیز ہو گئیں، جتنی خوشی ابلیسی قوتوں کو ہوئی (اور ہوئی بھی چاہئے تھی) وہیں خوشی منانے والوں میں بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جنکا اپنے بارے میں یہ گمان ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔

بہت سے لوگ اس لئے خوش ہوئے کہ ان کی پیشن گوئیاں درست ثابت ہوئیں کہ جہاد سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہاں بغیر تفصیل میں جائے ہوئے صرف اتنا عرض کرنے کو جی چاہتا ہے کہ یہ حضرات یہی نہ سمجھ سکے کہ اللہ اپنے بندوں سے کیا چاہتا ہے؟ اللہ اپنے بندوں سے یہ چاہتا ہے کہ اس کے نام لیا ہوا ہر حال میں اللہ کی وحدانیت اور حاکمیت کے عقیدے پر قائم رہیں، خواہ اس کے لئے انکی جان لے لی جائے۔ حق اور باطل کے درمیان یہ جنگ عقیدے کو بچانے کی جنگ ہے نہ



یہ دعوت ہے ان اہل علم کیلئے جو حقیقی معنی میں انبیاء کے وارث ہیں، مجاہدین میں درس کیلئے اور تعلیم و تعلم کے لئے اس لشکر میں شامل ہو جائیں، جو نبی کریم ﷺ کی احادیث کا مصداق ہے، اور جسکے حق ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ نیز جہاں کوئی اختلاف اور جماعت بندی بھی نہیں ہے۔ یہ دعوت ہے امت کی ماؤں کیلئے کہ تمہارے بچوں کو تمہاری دعاؤں کی ضرورت ہے.... تمہاری حوصلہ افزائی اور تائید کی ضرورت ہے..... یہ فریاد ہے۔ ان بہنوں سے جو بھائیوں کو سرخرو دیکھنا چاہتی ہیں، کہ بھائیوں کو اس لشکر کا سپاہی بنانے میں اپنا کردار ادا کریں..... دنیا داری سے نکل کر دعوت جہاد کو عام کریں..... اور اس لشکر کو مضبوط کریں جو آنے والے حالات میں تمہاری عصمتوں کا محافظ ہے، برے حالات سے پہلے بھائیوں کو اپنی عزتوں کی حفاظت کرنے کا طریقہ سکھائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ کل بھائی کو ندامت کی موت سے دوچار ہونا پڑا۔

یہ دعوت ہے ہر اس شخص کے لیے جو خود کو محب وطن سمجھتا ہے کہ اس لشکر کو مضبوط کر دے کہ کل برہمن کے ناپاک ارادوں کے راستے میں یہ دیوار بن کر کھڑے ہو جائیں۔

اور یہ دعوت ہے ان دوستوں کے لئے جو مختلف حالات سے دل برداشتہ ہو کر گھروں میں بیٹھ گئے.... کہ وہ اپنے ان شہید ساتھیوں کو یاد کریں..... جنکے ساتھ کبھی وقت گزارا تھا.... ان لکھوں کو یاد کریں جب رب کی رضا پانے کے لئے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کو راستہ بدلنے پر مجبور کر دیا تھا.... کیا وہ خیے اور خند قیں آپ بھلا سکتے ہیں... جہاں آپ نے اپنی زندگی کے سب سے خوبصورت لمحات بتائے تھے؟ کیا کبھی آپ کو جہاد کا وہ پہلا دن یاد نہیں آتا جب سودائے عشق میں قدم رکھا تھا؟

ضرور یاد آتا ہوگا، ایمان کی وہ حلاوت آج بھی دل کے کسی گوشے میں محسوس ہوتی ہوگی، جو کبھی بر فانی راتوں میں پہرے کے وقت محسوس ہوتی تھی، یقیناً جب آپ عراق و افغانستان میں کاروائیوں کی خبریں سنتے ہو گئے تو آپ کے دل میں سویا ہوا سمندر اچانک سرکش ہو جاتا ہوگا۔

غلطیوں کی وجہ سے افراد سے تو ناراض آپ ہو سکتے ہیں لیکن جہاد سے کیسے ناراض ہو گئے۔ جو ساتھی اس وقت موجود ہیں ان سے بے شک ہزار گلے شکوے ہو سکتے ہیں، اور جب ساتھ ہوتے ہیں تو ہو ہی جاتے ہیں، لیکن شہید ساتھیوں اور اسیر دوستوں کو یاد کر کے آپ ضرور تڑپ اٹھتے ہو گئے۔

اگر ان گلے شکوؤں کی وجہ سے جہاد چھوڑنا جائز ہوتا تو سب سے پہلے طالبان جہاد چھوڑ کر

کر رہی ہیں۔ ان کامیابیوں کو دیکھ کر ایمان والوں کے دلوں میں جذبات کی بجلیاں بھر گئیں اور یہ بجلیاں مسلسل باطل پر برسنے کے لیے بیتاب نظر آ رہی ہیں۔ افغانستان پاکستان ہندوستان اور تمام جنوبی ایشیاء اور جنوب مشرقی ایشیاء کے مسلمانوں کو اپنا لائحہ عمل اس خطے کو سامنے رکھ کر بنانا چاہئے۔ اس خطے میں موجود تمام مجاہدین کو مضبوط کرنا چاہئے۔ اس وقت جہاں کہیں مجاہدین کام کر رہے ہیں اسکو جاری رکھتے ہوئے اپنی ریزرو (Reserve) قوت افغانستان میں ہی لگانی چاہئے۔

اس خطے میں جتنا طاقتور دشمن موجود ہے ویسے ہی اللہ کی مدد بھی آ رہی ہے۔ افغانستان میں اب تک دجالی فوجوں کو جو نقصان اٹھانا پڑا ہے اگر وہ دنیا کے سامنے لایا جائے تو فتح کے نشے میں چور امریکیوں کا سارا نشہ اتر جائے گا لیکن وہ کتنا ہی جج کو چھپائیں غریب وہ دنیا کے سامنے آنے والا ہے اور دنیا دیکھے گی کہ فلموں اور افسانوں میں اپنی شجاعت و بہادری کی داستانیں بیان کرنے والی قوم کے لوٹے کتنے بہادر ہیں اور اللہ کے شیروں کے مقابلے میں ان میں کتنا دم خم ہے۔ لوگ کہتے ہیں امریکہ کو روس کی طرح افغانستان سے بھاگنا پڑیگا جبکہ دوست کہتے ہیں کہ امریکہ کو بھاگنا نہیں پڑیگا۔ کیونکہ یہ آخری معرکہ ہے، یہ حق و باطل کے درمیان موت و حیات کی جنگ ہے، لہذا روس کو تو بھاگنا نصیب بھی ہو گیا تھا لیکن امریکہ کو بھاگنا بھی نصیب نہیں ہوگا۔ نیز اللہ والے بھی اس بار ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتے کہ امریکہ کو بھاگنے کا موقع دیا جائے۔ چشم فلک دیکھے گا کہ افغانستان امریکی قبرستان بنے گا۔ یہاں امریکہ جتنا شکست کھاتا جائے گا مزید فوج بھیجتا جائے گا۔

سواں فیصلہ کن معرکہ کی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہر اہل ایمان پر اس لشکر کی مدد فرض ہے جو مسلمان اپنے درجات بلند کرنا چاہتا ہے، جسکے دل میں یہ خواہش ہے کہ وہ ان فضائل کو حاصل کرے، جو خراسان کے لشکر کے بارے میں آئے ہیں، تو وہ اس لشکر میں شامل ہو جائے اور ہم دعوت دیتے ہیں ان ایمان والوں کو جو اپنا ایمان بچانا چاہتے ہیں، کہ وہ اس لشکر کا حصہ بن جائیں (جانی مالی) اور وہ اہل تقویٰ جنکو اپنا ایمان شہروں میں خطرے میں نظر آتا ہے وہ انھیں اور ان قافلوں میں شامل ہو جائیں خواہ پانی پلانے کی ہی ذمہ داری کیوں نہ مل جائے۔

... یہ دعوت ہے انکے لئے جو دجال کے فتنے سے دور رہنے والی حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں کہ شہر تو فتنہ دجال کے مرکز ہو گئے، اور امن و عافیت پہاڑوں میں ہی ہوگا۔ لہذا ابھی وقت ہے کہ ان فتنوں سے نکل کر اپنے ایمان کو بچایا جائے۔



شام، جنوب میں سعودی عرب، جنوب مشرق میں خطّ فارس اور مغرب میں اردن ہے۔ اس طرح جغرافیائی لحاظ سے آئندہ آنے والے حالات میں عراق مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

عراق میں موجود مجاہدین آنے والے وقت میں مکہ مکرمہ سے لیکر بیت المقدس تک اور خراسان سے لے کر القوط اور اعماق تک سپلائی کا کام کریں گے۔ اور دشمن کی سپلائی اور قافلوں کے لیے مستقل عذاب الہی بنے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ویکیدون کیداً واکید کیداً (وہ کافر اپنی چالیں چلتے ہیں اور میں (اللہ) اپنی تدبیریں کرتا ہوں)۔

عراق کی تازہ صورتحال نے غفلت کی نیند میں پڑے عربوں کو بیدار کر کے رکھ دیا ہے، اب وہاں کھلے عام منبر و محراب سے جہاد کی صدا کہیں بلند ہو رہی ہیں۔ عوام کے جذبہ جہاد کو اب شاید شہنشاہیت کی زنجیریں زیادہ عرصہ تک نہیں روک سکیں گی۔ عرب عوام کے جذبات اور اللہ والوں کی تکبیروں سے اب عرب شہنشاہیت کے قلعے زمین بوس ہوا چاہتے ہیں۔ اللہ کے محبوب بندوں کا لہو عمل مکافات بن کر بہت جلد انکو اپنی گرفت میں لینے والا ہے۔

عرب دنیا کی بدلتی صورت حال کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جامعہ ازہر جیسے اداروں کے اساتذہ اب وہ باتیں علی الاعلان کر رہے ہیں، جو انکی زبانوں سے نکلنا ناممکنات میں سے سمجھا جاتا تھا۔

جامعہ ازہر کے ایک محقق ایک مشہور ٹی وی چینل پر اعلان کرتے ہیں کہ یہودیوں سے نمٹنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ انہیں جہاں پاؤ قتل کرو۔ سوال کرنے والا پوچھتا ہے یا شیخ کیا اس سے آپ کی مراد حقیقت میں قتل کرنا ہے؟ (گو یا وہ کہنا چاہ رہا تھا کہ آپ کو پتہ ہے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟) جواب میں اعتماد بھری آواز آتی ہے۔ جی ہاں

### جہاد و چینیا

انتہائی منظم اسلامی تحریک جس نے ماسکو تک کو غیر محفوظ بنا دیا ہے یہاں بسنے والے لوگوں کا تعلق اس قوم سے ہے جنہوں نے ایک زمانے تک اسلامی پرچم کو بلند رکھا اور دنیا کے تین براعظموں ایشیا افریقہ اور یورپ پر اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا۔ چین مجاہدین کا تعلق ترک قوم سے ہے جسکے مختلف قبائل تمام وسط ایشیائی ریاستوں (Central Asia) میں پھیلے ہوئے ہیں۔ غیرت و حمیت اور ہمت و بہادری کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ کمیونسٹ انقلاب نے ان پر بدترین مظالم ڈھائے 70 سال تک اپنا غلام بنائے رکھا۔ اور کسی کو مسلمان نام تک

چلے جاتے کہ ان کے ساتھ اچھا نہیں ہوا۔ اگر جہاد اس وجہ سے چھوڑا جاتا تو عرب ساتھی کبھی بھی جہاد کا نام نہ لیتے۔

سوائے ایمان والوں شکوے شکایتیں تو چلتی ہی رہتی ہیں اور پھر جنت میں سب ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہو گئے۔ اس لئے جہاد کے قافلے رواں دواں ہیں یہ نہ رکتے ہیں اور نہ انتظار کرتے ہیں۔ لہذا خیال رہے کہیں قافلے دور نہ نکل جائیں۔

مبارک ہو ہر اس مسلمان کو جو جتنا حصہ ڈال کر کامیاب ہو جائے..... اپنی جان و مال اپنا سب کچھ... کداسکے بعد پھر کچھ اور نہیں ہے۔

اور ہم مبارک باد دیتے ہیں ان جوانوں کو جو افغانستان میں پہنچ کر تاریخ اسلام کی عظیم الشان جنگ میں شریک ہو چکے ہیں اور ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ سب کو اس قافلے کا سپاہی بنادے۔ آمین

### جہاد عراق

یہ ایسی تحریک ہے جہاں صورت حال بہت تیزی کے ساتھ تبدیل ہو رہی ہے اور اس میں شریک مجاہدین امریکی فوجیوں سے زیادہ جنگوں کا تجربہ رکھتے ہیں۔ یہ مجاہدین طالبان کی پسپائی کے بعد گھروں کو دلوں میں یہ حسرت لئے ہوئے لوٹے تھے کہ دشمن سے دو بدو مقابلہ نہ ہو سکا، لیکن اب اللہ نے انکی تمنائوں کو پورا کر دیا ہے اور انکے رب کی جانب سے حکم آیا ہے کہ گھر جا کر آرام نہیں کرنا ابھی چھٹی نہیں ہوئی ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

محبّ عشق کے انداز نرالے دیکھے

اسکو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

جیسا کہ پیچھے نعیم ابن حماد کی روایت میں گذرا دجال اپنی خدائی کے اعلان سے پہلے دو سال عراق پر حکومت کرے گا۔ اس روایت کو پڑھ کر ہی عراق کے حماز کی نزاکت اور اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ نیز وہ احادیث جو فرات اور بقیہ عراق کے بارے میں آئی ہیں وہ بھی مسلمانوں کو بہت کچھ غور و فکر کی دعوت دے رہی ہیں۔

عراق کی اس اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام اہلیسی قوتیں متحد ہو کر سب سے پہلے عراق پر قابض ہوئی ہیں۔ عراق کے مشرق میں اصفہان (ایران) ہے، شمال میں ترکی، شمال مغرب میں





یہودیوں کے عالمی منصوبوں کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے اسی طرح اس خطے میں جب تک جہاد کشمیر جاری ہے یہودی اپنا عالمی منصوبہ کبھی بھی پورا نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اب یہودیت کے راستے کی آخری رکاوٹ جذبہ جہاد اور ایٹم بم سے مسلح پاکستان ہے۔ اور ان کے گمان کے مطابق جذبہ جہاد اور ایٹم بم کو پاکستان سے ختم کرنے کے لئے جہاد کشمیر کو ختم کرنا یہودیوں کی مجبوری ہے۔

ابلیسی قوتیں جہاد کشمیر کی اس اہمیت سے بخوبی واقف تھیں کہ اس جہاد کی بدولت نہ صرف یہاں بلکہ دنیا بھر میں جہاد کی فضا عام ہو رہی ہے اور اگر یہی سلسلہ چلتا رہا تو آنے والی نسل جہاد کی تکبیروں میں پرورش پائیگی۔ لہذا کسی اور تحریک سے پہلے عالم کفر نے اس تحریک سے نمٹنے کی ٹھان رکھی ہے۔

دنیا کی مظلوم ترین قوموں میں سے ایک کشمیری قوم ہے جس کے ساتھ ہر دور میں اس نوعیت کا ظلم کیا گیا جو تاریخ عالم میں کسی کے ساتھ نہ کیا گیا ہوگا۔ ایک ایسی قوم کہ کبھی اسکی لاشوں پر تجارتی محلات تعمیر کئے گئے تو کبھی زندوں کو ہی بھیڑ بکریوں کی طرح انسانیت کی منڈی میں فروخت کر دیا گیا۔ اور وہ بھی جانوروں سے سستے داموں پر۔

اللہ جب کسی قوم کا انتخاب کرتا ہے تو اسکو زمین کی پستیوں سے نکال کر آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دیا کرتا ہے۔ اس قوم کو بھی اللہ نے جہاد کے لئے منتخب فرمایا اور تیسرہ نگاروں کے تبصرے، انسانی نفسیات کے ماہرین کی تحقیقات، دانشوروں اور فلسفیوں کے فلسفے اس قوم کے بارے میں اس وقت غلط ثابت ہو گئے جب اس قوم نے جہاد کے پرچم کو بلند کیا، انسانی نفسیات کے ماہر یہ دیکھ کر حیران و پریشان تھے کہ کیا یہ وہی کشمیری قوم ہے جسکو ایک سپاہی ایک ڈنڈے کے ساتھ بکریوں کے ربوڑ کی طرح اکیلا ہٹکا کر لیجا کر لے گیا تھا، جسکے زندہ افراد کو جانوروں کی طرح نیلام کر دیا گیا تھا، عقلیں دنگ رہ گئیں، تجزیے غلط ثابت ہوئے۔۔۔ جب اس قوم نے جہاد کا نعرہ لگا کر اللہ کی رضا کی خاطر اپنی جانوں کو اس راستے میں پیش کرنا شروع کیا۔

تمام دنیا میں جاری اسلامی تحریکات کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ قربانیوں کے اعتبار سے جہاد افغانستان کے بعد سب سے زیادہ قربانیاں کشمیری دے رہے ہیں۔ چودہ سال تک اپنی زمین پر گور یلا جنگ لڑنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔

جہاد کشمیر جس نے صرف برہمن کی ہی نہیں بلکہ یہودیوں کی نیندیں بھی حرام کر دیں، ان

نہیں رکھنے دیا گیا۔ ان حالات میں ایمان بچانے والی (بقول مولانا ابوالحسن علی مدنی) یہ ترک قوم ہی تھی جنہوں نے اس مشکل دور میں نسل در نسل ایمان کو بچائے رکھا۔ اس وقت واوی فرغانہ ازبکستان (ظہیر الدین بابر کی جائے پیدائش) میں بھی اسلامی نظام کی تحریک چل رہی ہے۔ یہود کو خطرہ ہے کہ اگر چین کی تحریک کامیاب ہوگئی تو تمام وسط ایشیاء میں اسلامی تحریکات پھوٹ پڑ سکتی ہیں۔ جسکے بعد روس کا بچا ہوا وجود بھی باقی نہیں رہ سکے گا۔

یہ خطہ تمام قسم کے وسائل سے مالا مال ہے معدنی وسائل میں گیس اور یورینیم جیسی دولت یہاں بڑی تعداد میں موجود ہے۔ اسکے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس خطے کو افرادی قوت اور زر خیز زمینوں سے بھی مالا مال فرمایا ہے۔ یہی وہ علاقے ہیں جہاں امام بخاریؒ اور امام ترمذیؒ جیسے محدثین اور عالم اسلام کے بڑے بڑے فقہاء اور صوفیاء پیدا ہوئے، جنگی بدولت ہم آج درس و تدریس کی دولت سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ ان تمام علاقوں کو ماوراء النہر (دریا آمو کے پار کے علاقے) کہا جاتا ہے۔ اہل علم اس نام سے اچھی طرح واقف ہیں۔

### جہاد فلپائن

ایک ایسا خطہ جہاں یہودی عزائم کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ جہاں بیٹھ کر وہ تمام جنوب مشرقی ایشیاء پر اپنا کنٹرول جمائے ہوئے تھے۔ تحریک فلپائن انکے عزائم کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ بن کر کھڑی ہے۔ یہ ایسا خطہ ہے جہاں بڑے بڑے یہودی آکر اپنا مشن پورا کرتے ہیں۔ لیکن جہاد فلپائن نے اگر انکے منصوبوں کو مکمل ختم نہیں کیا تو انکو بہت حد تک خراب ضرور کر دیا ہے۔

لہذا یہ بھی ابلیسی قوتوں کی نظر میں چھپتا ہوا کانٹا ہے۔ کیونکہ یہ تحریک مکمل اسلامی رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ اور انکی قیادت بھی علماء حق کر رہے ہیں۔ فلپائن ویتنام انڈونیشیاء ملیشیاء ان تمام خطوں میں دین کار حجاجان بہت پایا جاتا ہے۔ یہودی ساہوکاروں نے ان کے وسائل پر ڈاکہ مار کر دولت اکٹھی کی ہے اور ان علاقوں کو بے بسا نہ رکھا ہے۔ لیکن اب جہاد کی کرنوں نے اس خطے میں بسنے والے مسلمانوں کے دلوں کو ایک نئی روشنی سے آشنا کر دیا ہے اور صورت حال تیزی کے ساتھ اسلام کے حق میں جارہی ہے۔

### جہاد کشمیر

جہاد کشمیر اور جہاد فلسطین میں بہت حد تک یکسانیت پائی جاتی ہے۔ جس طرح جہاد فلسطین



عقیدے پر آخر تک ڈٹا رہا وہی کامیاب اور فاتح کہلاتا ہے۔ انکے سامنے اسلام کی تاریخ ہے جس میں انھوں نے پڑھا ہے کہ دنیا کا گھٹیا سے گھٹیا مورخ بھی میر جعفر اور میر صادق کو کامیاب نہیں کہتا، بلکہ دنیا انہی کو کامیاب کہتی ہے جو اپنے جسموں کو تو منا گئے، لیکن اپنے نظریے اور عقیدے کو بچا گئے، جسے تو عقیدے پر اور جان نکلی تو بھی اپنے عقیدے پر۔ یہ کوئی سیاسی جنگ نہیں، بلکہ شریعت نے اسی لئے اس کو جہاد کہا ہے۔

طاغوتی قوتیں ہم سے اس لئے لڑتی ہیں کہ ہم اللہ کی بالادستی کا خیال دل سے نکال کر انکے ولڈ آرڈر کے سامنے سر جھکا لیں۔ جبکہ ہمارا اصرار ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس کشاکش میں اگر ہماری جان بھی چلی جاتی ہے تو اس حال میں جاتی ہے کہ ہم اپنے عقیدے پر قائم ہوتے ہیں، جبکہ باطل ہم سے اسلئے لڑا تھا کہ وہ ہم کو ہمارے عقیدے سے ہٹا دے۔ سوائے عقل والوں ذرا بتاؤ تو سہی اگر مجاہدین کسی خطے میں لڑتے لڑتے شہید ہو جائیں تو انصاف سے فیصلہ کرو کہ فاتح کون بنا؟ ہم یا ہمارا دشمن؟ لہذا مجاہدین کشمیر بھی انشاء اللہ فاتح ہی بننا پسند کریں گے۔

وہ تو اپنے نظریے اور عقیدے پر جانیں قربان کر کے فاتح بن جائیں گے، لیکن کل تاریخ کیا لکھے گی کہ یہ عہد و بیان تو کسی اور نے بھی کئے تھے، سفر میں ساتھ رہنے کے وعدے کرنے والے تو کوئی اور بھی تھے، چراغوں میں ابو جلا نے کی قسمیں تو اوروں نے بھی کھائیں تھیں، تاریخ کے سامنے کیا عذر پیش کیا جائے گا؟ حالات ناموافق تھے؟ حکومت کی پالیسی تبدیل ہو گئی تھی؟ لیکن مورخ کے قلم کو حرکت کرنے سے بھلا کس نے روکا ہے، وہ تو تاریخ کے سینے میں اپنے خنجر سے یہ ضرور تحریر کر جائے گا، کہ شہداء کشمیر سے عہد وفا کرتے وقت حالات کے موافق و ناموافق ہونے کی تو بات نہیں ہوتی تھی، عشق کی راہوں پر قدم رکھتے وقت ایسی تو کوئی شرط نہیں تھی، کیونکہ عشق شرطوں پر نہیں کیا جاتا۔

میں جب اس کشمیری بوڑھے کے بارے میں سوچتا ہوں، جواب سے پہلے بھی دو مرتبہ اپنوں کی بے وفائی دیکھ چکا ہے، تو پریشان ہو جاتا ہوں کہ اس کے دل سے کیا آہ نکلتی ہوگی، میں جب ان ساتھیوں کے بارے میں سوچتا ہوں، جو سخت بر فانی راتوں میں ڈوڈہ کے پہاڑوں میں چلتے ہوئے، پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے، کہ قافلے کہاں ہیں، تو انکی نظر میں کسی کی کیا اہمیت رہتی ہوگی؟ کل روز محشر جب جہوں کے کہساروں، اور وادی کے سبززاروں سے شہداء اٹھ کر آئیں گے تو ان سے کس طرح نظریں ملائی جائیں گی؟

گنت اور دل دہلا دینے والی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ اس قوم کی قربانیوں کو بہت قریب سے دیکھنے والے جانتے ہیں کہ قربانیوں کے کتنے ہی میدانوں میں اس قوم نے بہت سوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اسکے علاوہ یہ تحریک بے بہا قربانیوں کے باوجود ہمدردی اور مدد کی اس لئے بھی زیادہ مستحق ہے کہ یہ دنیا کی سب سے زیادہ مظلوم تحریک ہے۔ انکے ساتھ جو کچھ ہوتا رہا ہے اور اب ہونے والا ہے شاید اس طرح کسی اور تحریک کے ساتھ نہیں ہوا۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ دشمنان اسلام اس تحریک کو بہت گہرائی کے ساتھ سمجھے اور بہت تیزی کے ساتھ اسکے خلاف حرکت میں آئے، لیکن اپنے آج تک اس تحریک کو سمجھ ہی نہ سکے۔ ہزاروں شہداء کا خون بھی انکے سامنے موجود تحفظات کی دھند کو صاف نہ کر سکا۔

اس وقت جو مسائل و خطرات جہاد کشمیر کو درپیش ہیں وہ غیردلوں کی سازشوں سے زیادہ اپنوں کی لاپرواہی اور اسکا ساتھ نہ دینے کی وجہ سے ہیں۔ اس نا اتفاقی کا ہی تو یہ نتیجہ ہے کہ آج بھارت اپنی دیرینہ خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے ہمیں مذاکرات کے بھور میں الجھا رہا ہے، بیٹیوں کی چادریں بننے کے ہاتھوں فروخت کی جا رہی ہیں، اور سب ہیں کہ جو تمنا ہیں.... ہر طرف موت کا ستانا ہے.... بے بسی اور بے ضمیری کا راج ہے۔

### لہو ہمارا بھلا نہ دینا

پاکستان کے غیور مجاہدین نے اپنے کشمیری مجاہدین سے کچھ عہد و بیان کئے تھے، کہ خون کے آخری قطرے تک جہاد کو جاری رکھا جائیگا، آخری سانس تک میدان کو گرم رکھا جائے گا، ہاتھ شل ہو جائیں... پاؤں میں پھالے پڑ جائیں لیکن... منزل کی جانب سفر جاری رکھا جائے گا، جن چراغوں کو سرخ لہو سے روشن کیا گیا ہے، انکی لو کو کبھی مدھم نہیں ہونے دیا جائے گا۔

کشمیری ابھی بھی اپنے عہد پر قائم ہیں، آبلہ پا ہیں پھر بھی عزم سفر جوان ہے، روشنی کی دشمن آندھیوں نے ان چراغوں پر یلغار کرنی شروع کر دی ہے، پھر بھی انکو بجھنے نہیں دیا گیا ہے۔ کشمیری تو اپنا عہد نبھا رہے ہیں، اور انڈس کے ان نوجوانوں کی طرح آخری سانس تک ڈٹے رہیں گے، جو امیر غرناطہ عبداللہ کی کم ہمتی اور بزدلی کے باوجود آخری مجاہد تک اسلام اور اپنے ملک کی حفاظت کرتے رہے، اور اپنے رب کی بارگاہ میں سرخرو ہوئے۔

کشمیری مجاہدین بھی آخری سانس تک اس عہد کو نبھاتے رہیں گے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جہاد میں کامیابی صرف علاقہ فتح کرنے کا نام نہیں، بلکہ یہ تو عقیدے کی جنگ ہے، جو اپنے



وہ خون شہداء جس سے وادی کے چنار رنگین ہوئے، امت کی بیٹیوں کی وہ چھینیں جس نے کشمیر کی خاموش فضاؤں کو بوجھل بنادیا، دریائے جہلم میں بہتی بہنوں کی برہنہ لاشیں، بیٹے کی راہیں نکتی بوڑھی ماں کی پھرائی آنکھیں، مصائب والہ کے پچاس سال جس سے وادی جنت ظہیر جہنم میں تبدیل ہو گئی، یہ سب اس لئے برداشت کیا کہ ایک دن برہمن کے کفر سے نجات ملے گی۔ روزِ محشر کوئی ان کے خلاف کیا عذر تراشے گا جب کہ امام المجاہدین، محسن انسانیت، محمد عربی ﷺ بھی انکے ساتھ ہونگے۔

مجھے اس بات کی کوئی پریشانی نہیں کہ عشق کی راہوں پر چلنے والوں کا کیا بنے گا، ہم انکے حوصلوں کے بارے میں جانتے ہیں۔ اگر انکے لئے ایک راستہ بند ہوا تو وہ نئے راستے تلاش کر لینگے، اور جو بھی ہو راہِ وفا میں چلتے رہنا ہی کامیابی کہلاتی ہے، تھک کر بیٹھ جانا خواہ کتنے ہی خوبصورت سراب کے قریب ہو، ناکامی ہی کہلاتا ہے۔ سوان دیوانوں کے حوالے سے ہم بہت پر امید ہیں۔

اسلئے جہادِ کشمیر سے محبت کرنے والوں کو دل برداشتہ اور افسردہ نہیں ہونا چاہئے، شہداء کے خون سے تجارت کرنے والے ہر دور میں موجود رہے ہیں، میدانِ جہاد میں چنگاریاں بھڑکاتے گھوڑوں کی ٹاپوں کو، سیاست کے میدان میں گرانے کی کوششیں بھی کوئی نئی نہیں ہیں، آسمان کی بلند یوں میں اڑنے والے عقابوں، اور بلند چٹانوں میں نشین بنانے والوں کو خوبصورت گنبدوں کا اسیر بنانے کا درس دینے والے بھی پرانی تاریخ رکھتے ہیں، سو آج جو کچھ جہادِ کشمیر کے ساتھ ہوتا نظر آرہا ہے، نہ تو یہ مجاہدین کی آواز ہے اور نہ ہی ان کشمیریوں کے جذبات ہیں جنکے گھروں تک برہمن کا ظلم پہنچا ہے۔ وہ اپنے مقصد کے حاصل ہونے تک نہ تو ہانپنے اور نہ ہی شکست تسلیم کریں گے۔ لہذا ڈھل چھیل کے کنارے خوبصورت ہوٹلوں سے لے کر دہلی کے نرم و گداز بستروں تک اور کٹھنڈوسے لے کر وائٹ ہاؤس تک جتنے چاہیں خفیہ مذاکرات کئے جائیں انکے ذریعے جہادِ کشمیر کو بند نہیں کرایا جاسکتا۔

اگرچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان حالات میں مجاہدین کو بے انتہا پریشانیوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑیگا، لیکن اس کے بعد خدایک اپنے نئے جہنم کے ساتھ ایک نئے انداز میں اپنے پیروں پر کھڑی نظر آئے گی۔ جب مجاہدین اپنی بے وفائیاں دیکھیں گے تو پھر ممکن ہے ”اپنوں“ کی طرف دیکھنا چھوڑ دیں اور تحریک میں عسکری انقلابی تبدیلیاں لے آئیں۔ ایسا ہونا قطعاً ناممکن

نہیں کیونکہ تحریکوں میں ایسے مراحل آیا ہی کرتے ہیں، لیکن ان مراحل کے بعد تحریکوں میں نکھار اور اجلا پن پیدا ہو جاتا ہے۔

چنانچہ مجاہدین ہمت نہیں ہارینگے۔ ہاں البتہ ان سے وعدے کرنے والوں کو ضرور سوچنا چاہئے، کہ ہر ایک سے اس کے وعدے کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ لوگوں کے انفرادی گناہ تو معاف بھی ہو چاہا کرتے ہیں لیکن کبھی قوموں کے اجتماعی گناہ بھی معاف ہوئے ہیں؟ اگر بھول گئے ہو تو تم تو صاحبِ قرآن ہو، اسکی تاریخ اٹھا کر دیکھ لینا، قوم کے اجتماعی گناہ اللہ معاف نہیں کیا کرتا۔ آخرت میں تو نینتوں کے اعتبار سے فیصلہ ہوتا ہے وہ ہو کر رہے گا، اس جرم کا عذاب دنیا میں ہی آ جاتا ہے، اور سب پر آتا ہے وہاں یہ نہیں دیکھا جاتا فیصلہ کس نے کیا تھا بلکہ دیکھا یہ جاتا ہے کس نے کیا کیا تھا؟

جہادِ کشمیر صرف کشمیریوں کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ ہندوستان کے پچیس کروڑ مسلمانوں اور چودہ کروڑ پاکستانیوں کی امن و سلامتی اور بقاء کا ضامن ہے۔ بھارت کی اگر جہادِ کشمیر سے جان چھوٹ جاتی ہے تو اسکے بعد اسکے ناپاک عزائم کے راستے میں کوئی اور چیز رکاوٹ نہیں ہے۔

ہفت روزہ بکیر کے شمارہ ۲۵ نومبر تا یکم دسمبر ۲۰۰۳ میں جارج فریڈمین کے حوالے سے ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ ڈاکٹر فریڈمین ”اسٹریٹور گلوبل انٹیلی جنس“ نامی ایک پرائیویٹ کمپنی کا سربراہ ہے۔

فریڈمین نے نیشنل پبلک ریڈیو کو ایک انٹرویو میں پاکستان کے خلاف بکواس کی ہے جس میں اس نے کہا ”امریکہ آئندہ موسمِ بہار تک شمال مغربی پاکستان پر حملہ کر دیگا، اور اگر پاکستان اس حملے کی تاب نہ لاسکا تو امریکہ اور بھارت مل کر پاکستان پر قبضہ کر لینگے۔“

فریڈمین نے اپنی کتاب ”امریکا زیکرٹ وار“ اور اپنے مختلف انٹرویوز میں دعویٰ کیا ہے کہ پاکستان پر حملہ امریکہ کی ضرورت ہے، کیونکہ القاعدہ کی کمانڈ پوسٹ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں منتقل ہو چکی ہے، اور دہشت گردی کے خلاف جنگ جیتنے کے لئے اس کمانڈ پوسٹ کا تباہ کیا جانا ضروری ہے۔ جارج فریڈمین کے خیال میں امریکہ کو پاکستان پر حملہ بہت سہلے کر دینا چاہئے تھا، لیکن چونکہ اس حملے کے لئے اس علاقے میں امریکہ کے پاس کافی فوج موجود نہیں ہے اس لئے حملہ آئندہ موسمِ بہار تک مؤخر کر دیا گیا ہے۔ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں فریڈمین نے پیشوا گون کے ایک ترجمان کا بھی حوالہ دیا جس نے غلطی سے امریکی پلان میڈیا کو بتادیا تھا، تاہم



انسانی کوتاہ کن انجام سے ہمکنار کر دے اور انسان کو اللہ کی نظر میں گرا دے کہ یہ انسان تیری دی ہوئی ذمہ داری کو نہ نبھاسکا۔

ابلیس کے اس مشن میں ابلیس کے دیرینہ حلیف، اللہ کے دشمن اور انسانیت کے مجرم یہودی سب سے بڑھ چڑھ کر لگے ہوئے ہیں۔ انکے ساتھ ابلیس کے تمام چیلے جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے بھرپور طریقے سے ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اب انھوں نے صاف صاف کہنا شروع کر دیا ہے کہ انکی جنگ مشن کے مکمل ہونے تک جاری رہے گی مقاصد کے حصول تک وہ لڑتے رہیں گے۔

یہ وہ جملہ ہے جو آپ بش اور دیگر کفر کے سرداروں کی زبان سے بار بار سن رہے ہیں۔ ہم سوئے ہوئے مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ اے غفلت کے صحراؤں میں بھٹکنے والو! خطرات کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لینے والو! وہ کونسا مشن ہے جو ابھی تک مکمل نہیں ہوا؟ مشن اگر طالبان تھے تو وہ انکے مطابق چائے، مشن اگر القاعدہ تھی تو وہ (ان کے بقول) ٹوٹ چکی، مشن اگر عراق کی عسکری قوت تھی تو وہ بھی ختم ہو چکی، لیکن بش ابھی بھی کہتا ہے کہ مشن پورا ہونے تک جنگ جاری رہے گی۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ مشن آگے کوئی اور ہے..... کفر کے سردار اس مشن کو مکمل کرنا چاہتا ہیں۔

بش ایک ایسے ملک کا صدر ہے جو یہودیوں کا غلام ہے جس صدر کا بیڈروم بھی یہودیوں کی نظروں سے محفوظ نہیں رہتا۔ اس کا تعلق عیسائیوں کے فرقے WASP سے ہے۔ جنکی بنیاد ہی اسرائیلی ریاست کا قیام ہے جنکا نظریہ یہ ہے کہ انکی زندگی یہودیوں کی مرہون منت ہے۔ دنیا سے اگر یہودی ختم ہو گئے تو دنیا ختم ہو جائے گی لہذا یہودیت کی حفاظت بش کی قوم اپنا مذہبی فریضہ سمجھتی ہے اس قوم کی حفاظت جس پر کتے، بلی سانپ اور بچھو بھی لعنت بھیجتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُکْفِرُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنَاتِ وَالْهُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنَہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتَابِ اُولٰٓئِکَ یُلْعَنُہُمْ اللّٰہُ وَیُلْعَنُہُمُ النَّاسُ۔

ترجمہ: بیشک جو لوگ ہمارے نازل کردہ واضح دلائل اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اسکے کہ ہم نے اس کو لوگوں کے لئے کتاب میں کھول کر بیان کیا ہے، تو ان پر اللہ کی لعنت اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔ جس طرح دجال کے آلہ کار مشن کے مکمل ہونے تک پیچھے ہٹنے کا ارادہ نہیں رکھتے اسی طرح اللہ کے مجاہد بھی اپنے مشن کی تکمیل تک میدان میں ڈلے رہیں گے۔ اور جس دن کا یہودی انتظار کر رہے ہیں کہ جب ان کا خدا دجال آئے گا تو ساری دنیا میں انکی

بعد میں امریکن میڈیا نے پیٹھا گون کی مدد کرتے ہوئے اس پلان کو میڈیا میں زیادہ نہیں اچھالا۔ (ہفت روزہ بکیر)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کافروں کی دشمنی اور ناپاک ارادوں سے آگاہ فرمایا: اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْ دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْکُمْ خَبْرًا۔ وَذُوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَکْبَرُ۔ قَدْ بَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے علاوہ (غیروں) کو رازدار نہ بناؤ۔ وہ (کافر) تمہیں دھوکہ دے کر برباد کرنے میں کوئی کسر نہ رہیں گے، انکی دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ تمہیں مشکل میں ڈال دیں، (یہ حقیقت ہے کوئی مفروضہ نہیں کیونکہ) انکی باتوں سے (تمہارے بارے میں) انکا بغض ظاہر ہو چکا ہے اور (اس کے علاوہ) جو انکے دلوں میں چھپا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ ہم نے تمہارے لئے نشانیاں واضح کر دی ہیں اگر تم کو کچھ عقل ہو تو (حقیقت کو سمجھو)۔

اسلام دشمنوں کا بغض اللہ تعالیٰ انکی زبانوں سے اس لئے ہی ظاہر کراتا ہے تاکہ ملک و ملت سے محبت کرنے والے اپنے دشمنوں سے ہوشیار رہیں۔ خوش فہمی کی جنت میں رہنے والے اس طرح کے بیان کو پڑھ کر یہی کہیں گے کہ یہ حقیقت کے خلاف ہے، اور امریکہ پاکستان کا اسٹریٹجک پارٹنر ہے۔

لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں ایمان کی کرنیں زندہ ہیں، جو مساجد و مدارس کو بچانا چاہتے ہیں، جو اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی عصمتوں کے پاسان ہیں، اور وہ لوگ جنکی رگ و پے میں وطن عزیز کی محبت گہرائیوں تک اتری ہوئی ہے اور جو اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیتے ہیں، انکو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ ملک و ملت کی حفاظت کے معاملے میں ذرہ برابر سستی اور کاٹلی کا مظاہرہ کریں۔

### نازک حالات اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

حضرت مہدی سے متعلق احادیث کو پڑھنے کے اور دجال کے بارے میں احادیث کو سمجھنے کے بعد اب یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے کہ اس وقت دنیا کے اسٹیج پر جو کچھ ہو رہا ہے یہ حق و باطل کے درمیان جنگ کا آخری معرکہ ہے۔ اب ابلیس کی ساری محنت و توانائیاں اس بات پر لگی ہوئی ہیں کہ ساری دنیا میں اسکی حکومت قائم ہو جائے تاکہ (اپنے گمان کے مطابق) تاریخ



اے محمد عربیؐ کے غلامو! ایمان بچانے کے لئے جان گنوا دینا، جان بچانے کی خاطر ایمان نہ گنونا، اس لشکر کی مدد کرو جس طرح بھی کر سکتے ہو۔ اور خود کو بھی تیار کرو کہ حضرت مہدی کے ساتھ وہی تو ہونگے جن کو جنگ لڑنی آتی ہوگی اور جنگ بھی کیسی المصلحۃ الکبریٰ (خطرناک جنگ عظیم)۔۔۔۔۔ اپنے کانوں کو ڈیزی کز اور کروڑ کی چنگھاڑ کا عادی بنالو، تاکہ کل جہنم کی چنگھاڑ سے بچ سکو (لہم فیہا زفیر و شہیق) یہ کسی ایک جماعت کا لشکر نہیں یہ سب کا لشکر ہے۔ ہر کلمہ پڑھنے والے پر اسکی مدد کرنا فرض ہے، یہ تمہارے بچے ہیں تمام آپسی اختلافات کو بھلا کر، ذاتی اناؤں کی دیواروں کو سار کر کے، سب کے متحد ہونے کا وقت آ گیا ہے، فرشتے تمہاری نصرت کے لئے تیار کھڑے ہوئے ہیں تمہاری حوری بن سنور کر تمہاری راہیں تک رہی ہیں، تم سے پہلے شہادت پانے والے تمہیں خوشخبری سنارہے ہیں (لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون) کہ نہ تو ان کو خوف ہوگا اور نہ کسی بات کا ملال ہوگا۔

### خلاصہ واقعات احادیث

چونکہ آپؐ نے حضرت مہدی اور دجال سے متعلق واقعات کو ترتیب وار بیان نہیں فرمایا، اسلئے ترتیب کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ آپؐ نے حضرت مہدی کے خروج والے سال کچھ نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ لیکن یہاں پھر یاد دلادیں کہ واقعات کی ترتیب حتمی نہیں ہے۔

### خروج مہدی سے قریب ترین واقعات

حضرت مہدی کا خروج ذی الحجہ (ج) کے مہینے میں ہوگا۔ اس سے پہلے نفس زکیہ کو شہید کر دیا جائے گا۔ عرب کے کسی ملک کے بادشاہ کی موت اور اس پر اختلاف ہوگا۔ رمضان میں خوفناک آواز آئے گی۔ ذی قعدہ (ذی الحجہ سے پہلے آتا ہے) کے مہینے میں عرب قبائل میں انتشار ہوگا جسکے نتیجے میں لڑائیاں ہوں گی۔ حج کے موقع پر حاجیوں کو لوٹا جائے گا اور حاجیوں کا قتل عام ہوگا۔ شام (یعنی اردن، اسرائیل، سیریا میں سے کہیں) میں سفیانی اقتدار میں آئے گا اور ایمان والوں پر مظالم ڈھائے گا، دریائے فرات پر جنگ ہو رہی ہوگی۔

### جنگ عظیم کے مختلف محاذ

غزوہ ہند اور ردیوں سے جنگ والی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مہدی کے خروج

عالمی حکومت قائم اور کرے گا، درحقیقت یہ وہ دن ہوگا جو یہودیوں کی بربادی کا آخری دن ہوگا جہاں ان کو پتھر اور درخت بھی پناہ نہیں دیں گے۔

اللہ کے مشن کو مکمل کرنے کے لئے تمام دنیا میں ایمان والے اللہ کے دشمنوں سے قتال کر رہے ہیں۔ مشن ایک ہے محاذ مختلف ہیں جنگ ایک ہے خطے تقسیم ہیں۔ دشمن ایک ہے چہرے الگ الگ ہیں، یہ جہاد کرتے رہے، کر رہے ہیں اور فتح یا شہادت تک کرتے رہیں گے۔ نہ دشمن کی قوت انکے عزائم کو کمزور کر سکتی ہے اور نہ انہوں کی بے وفائیاں انکے قدموں کو ڈگمگا سکتی ہیں۔ یہ عزم و ہمت کی وہ چٹانیں ہیں جن سے ٹکرا کر روس کا سرخ سمندر اپنا سر پھوڑ چکا ہے، یہ جذبول اور حوصلوں کے وہ طوفان ہیں۔

جن سے نکلنے والی بجلیوں نے دجالی قوتوں کے عسکری اور اقتصادی غرور (ولڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹاگون) کی علامات کو زمین بوس کر کے رکھ دیا ہے، یہ اللہ کے دشمنوں کے لیے ایک مکافات عمل ہیں جو سزا دینے پر آئیں تو ایلم بم کا انتظار نہیں کرتے بلکہ اپنے جسموں کو بم بنا کر اللہ کے دشمنوں کو اڑا دیا کرتے ہیں، ہاں بھلا اب یہ دشمن کی قوت سے کس طرح مرعوب ہو سکتے ہیں، اب تو رحمانی امداد انکی آنکھوں کے سامنے آتی ہے، یہ بھلا مایوسیوں کا شکار کیوں ہونے لگے کہ اب تو قوم کے بزرگ انکے سروں پر ہاتھ رکھنے لگے ہیں، ان دیوانوں کو اب کم ہمت بنا سکتا ہے جنگی مامیں انکے ساتھ جانے کی فرمائش کرتی ہوں، ہاں، اب تو ہمیں بھی بھائیوں کی شہادت پر جشن مناتی ہیں، انکے مشن میں انکا ہاتھ بٹاتی ہیں، اب تو ان جوانوں کے حوصلے پہلے سے زیادہ بلند ہو چکے ہیں کہ آقائے مدنیؐ کی بشارتوں کو لوٹنے کا وقت آ گیا ہے۔ اس وقت طرح طرح کی مشکلات اور تکالیف کے باوجود اللہ کے مشن کو پورا کرنے کے لئے اللہ کے سپاہی افغانستان، کشمیر، فلسطین، عراق، فلپائن، انڈیا اور دیگر محاذوں پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ اور ہر ایمان والے کو اپنے عمل سے دعوت دے رہیں کہ اے مقصد ربانی کو بھول کر دنیا کے ہنگاموں میں گم ہو جانے والو! خود کو تاویلوں، علتوں اور مصلحتوں میں الجھا لینے والو! اے دنیا کے فانی حسن کے پیچھے بھاگنے والے جوانو! آؤ ہم تمہیں اس حسن کے بارے میں بتاتے ہیں جس کو سن کر دلہانہی نوبلی دکن کو جگہ عروسی میں چھوڑ کر چلے جایا کرتے ہیں۔ اے دنیا کے نشے میں خود کو ڈبوئے والو! ادھر آؤ ہم تمہیں ایسا نشہ پلاتے ہیں کہ جنت میں جا کر بھی جس (شہادت) کا نشہ نہیں اترتا۔ اے خود کو تجارت میں ڈبو دینے والو! اس تجارت کی طرف آؤ جس میں صرف فائدہ ہی فائدہ ہوا کرتا ہے، اے حکمرانو! جہاد کی راہوں کے راہی بن جاؤ پھر دنیا کی بادشاہتیں تمہارے قدموں میں ہوں گی۔



عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

### ہندوستان کا محاذ

دوسری جانب ہندوستان والے محاذ پر مجاہدین ہندوؤں سے جنگ کر رہے ہونگے، حدیث میں اس محاذ کی زیادہ تفصیل نہیں آئی ہے۔ البتہ اس محاذ پر موجود دشمن کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ محاذ بھی انتہائی خطرناک ہوگا۔ ابتدا میں مسلمانوں کو بہت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑیگا، پھر مجاہدین ہندوؤں کو شکست دیتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائینگے اور اس طرح پورے ہندوستان پر اسلام کا پرچم لہرا دیں گے، ہندوؤں کے بڑے بڑے لیڈروں اور جرنیلوں کو زندہ گرفتار کر کے لائینگے، جب واپس آئینگے تو خبر ملے گی کہ عیسیٰ ابن مریم تشریف لائچکے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مجاہدین کی قیادت کریں گے اور دجالی فوج سے قتال کریں گے۔ اللہ کا دشمن دجال ملعون سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر بھاگے گا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال ملعون کو لہر پر قتل کر دیں گے۔ پھر صلیب توڑ دیں گے۔ اور خنزیر قتل کر دیں گے۔ پھر یاجوج ماجوج آئیں گے اور ہر طرف تباہی پھیلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمائے گا کہ میرے بندوں کو لے کر طور کے پہاڑ پر چلے جاؤ۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لیکر کوہ طور پر چلے جائیں گے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک پھوڑا پیدا کر دے گا۔ اس طرح وہ سب مرجائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش سے ساری جگہ کو صاف کر دے گا۔ ان گھمسان کی جنگوں کے بعد تمام عالم میں اسلامی حکومت قائم ہو جائے گی۔ ہر طرف امن و امان ہوگا۔ کوئی پریشان حال نہ ہوگا، کسی کو کسی سے کوئی تکلیف نہیں ہوگی، زمین اپنے خزانے باہر نکال دیگی، آسمان سے بارش برے گی۔ اس طرح چالیس سال تک یہی سلسلہ چلتا رہے گا۔ پھر دھیرے دھیرے دنیا سے ایمان والے اٹھنے شروع ہو جائیں گے اور جب قیامت آئے گی تو صرف کافروں پر آئے گی۔

### دجال کا ذکر قرآن کریم میں

دجال کے بارے میں یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ اگر اس کا قتل اتنا زیادہ اہم ہے تو اس کو قرآن نے کیوں نہیں بیان کیا؟ اس کے بارے میں علماء کرام نے مختلف جوابات لکھے ہیں۔ بخاری شریف کی شرح فتح الباری میں علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: ”اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ دجال کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں کیا گیا ہے۔“

کے وقت کافروں اور مسلمانوں کے درمیان ہونے والی جنگوں کے دو بڑے محاذ ہونگے۔ پہلا محاذ عرب کی ساری سرزمین ہوگی جہاں مختلف جگہوں پر مجاہدین اور کفار میں جنگ ہو رہی ہوگی جن میں خاص طور پر فلسطین، عراق اور شام قابل ذکر ہیں، اس محاذ پر حضرت مہدی کا ہیڈ کوارٹر دمشق کے قریب الفوطہ میں ہوگا جہاں سے وہ تمام مجاہدین کی کمانڈ کریں گے۔ جبکہ دوسرا محاذ ہندوستان کا ہوگا۔ حدیث میں اس محاذ کے مرکز کا ذکر نہیں ہے۔

### عرب کا محاذ

عرب والے محاذ کی ترتیب احادیث کی روشنی میں کچھ یوں بنتی ہے۔ حضرت مہدی کے خروج کی خبر ملتے ہی انکے خلاف ایک لشکر آئے گا۔ جو بیداء میں دھنس جائے گا۔

یہ خبر سن کر شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء حضرت مہدی کے ساتھ مل کر قتال کرنے کے لئے اس لشکر میں آکر شامل ہو جائیں گے۔ پھر ایک قریشی جو سفیانی کے لقب سے مشہور ہوگا اس کے لشکر سے حضرت مہدی جنگ کریں گے۔ یہ جنگ کلب ہوگی۔ اس میں مسلمان فاتح ہونگے۔

پھر حضرت مہدی دمشق کے قریب الفوطہ کے علاقے میں پہونچ کر اپنا مرکزی ہیڈ کوارٹر بنائیں گے۔ یمن اور خراسان سے مجاہدین کے لشکر بھی آئیں گے۔ رومی عیسائی مسلمانوں کے ساتھ امن معاہدہ کریں گے۔ پھر یہ دونوں مل کر اپنے عقب کے مشترکہ دشمن سے جنگ کریں گے اور فاتح ہونگے۔

پھر عیسائی معاہدہ شکنی کریں گے اور تمام کافر پھر اکٹھے ہو کر آئیں گے اور اعماق (دابق) میں اتریں گے۔ اور مسلمانوں سے اپنے مطلوبہ افراد مانگیں گے۔ پھر اعماق میں گھمسان کی جنگ ہوگی۔ اس جنگ میں اللہ مجاہدین کو فتح دیگا۔ اسکے بعد روم کی طرف جائیں گے۔ فتح کر لیں گے۔ یہاں دجال کے نکلنے کی خبر سنیں گے۔ لہذا وہاں سے واپس آئیں گے۔

دجال اپنے مخالف ملکوں میں تباہی پھیلائے گا۔ یہ عرصہ مسلمانوں پر بہت آزمائشوں اور پریشانیوں کا ہوگا۔ ایک تہائی مسلمان جہاد چھوڑ کر دنیا داری میں پڑ جائیں گے۔ ایک تہائی دجال سے لڑتے ہوئے شہید ہو جائیں گے۔ باقی ایک تہائی دجال کے سخت محاصرہ میں ہونگے۔ اور وقتاً فوقتاً دجال کے لشکر پر حملے کر رہے ہونگے۔ پھر جب فیصلہ کن حملے کی تیاری کر رہے ہونگے تو

حاشیہ ۱۔ ضروری نہیں کہ جس لشکر نے قسطنطنیہ فتح کیا ہو وہی روم کی طرف جائے۔ (بلکہ یہ لشکر دوسرا بھی ہو سکتا ہے) اور دیکھیں شی (اٹلی کا شہر جہاں پاپ جان پال ہوتا ہے)۔



یہ اللہ کا قانون ہے اور اللہ کے قانون کبھی تبدیل نہیں ہوتے۔ آپ نے ان تمام احادیث کو سچا۔ تمام احادیث میں حضرت مہدی اور سیدنا عیسیٰ ابن مریمؑ کی آمد کا مقصد واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ کفار کے خلاف مجاہدین کی قیادت کریں گے۔ اس لئے ہر مسلمان کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے اور ایمان بچانے کے لئے اپنے دل میں جذبہ جہاد اور شوق شہادت پیدا کر کے اسکی عملی تیاری کرنی چاہئے۔ جہاد کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہادی تربیت کا حکم فرمایا ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ ابھی تو حضرت مہدی کا دور بہت دور ہے لہذا بعد میں جہاد کی تربیت حاصل کر لینگے تو اس بارے میں قرآن کریم نے ایک اصول بیان فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَاَعَدَّوْا لَهُ غَدَّةً

ترجمہ: اگر (وہ منافقین جہاد میں) نکلنا چاہتے تو جہاد کے لئے سامان (وغیرہ) تو اکٹھا کرتے۔ جیسا کہ پیچھے بتایا گیا کہ مسلمانوں کو بہکانے کے لئے ابلیسی قوتوں کی جانب سے جھوٹے مہدی کو منظر عام پر لایا جاسکتا ہے۔ لہذا آقائے مدنی ﷺ نے جو نشانیاں حضرت مہدی کی بیان فرمائی ہیں ان کو ذہن نشین رکھنا چاہئے۔ اس کے علاوہ چند باتیں اور ہیں جن پر عمل کر کے فتنوں سے بچنے میں انشاء اللہ مدد ملے گی:

۱۔ چونکہ دجال کے دور میں حقیقت اتنی نہیں ہوگی جتنی کہ افواہیں اور پروپیگنڈہ ہوگا۔ اور اس پروپیگنڈہ کو پھیلانے کا سب سے مؤثر ذریعہ جدید ذرائع ابلاغ (اخبار، ریڈیو، ٹی وی وغیرہ) ہیں۔ لہذا جدید کیونیکیشن (ٹیلی فون، موبائل، انٹرنیٹ وغیرہ) اور دیگر جدید سہولیات کا خود کو محتاج نہ بنائیں بلکہ ابھی سے ایسی عادت بنالیں کہ اگر کل یہ سارا نظام آپ کو چھوڑنا پڑے تو اس صورت میں آپ کیا کریں گے؟ لہذا اس پر کم سے کم اعتماد ہی دنیا و آخرت کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا۔

۲۔ اگر دجالی مغربی میڈیا کو شیش تو اس وقت ذکر واذکار کرتے رہنا چاہئے۔

۳۔ زبان کا فتنہ: اس دور میں دجالی قوتوں کی کوشش ہوگی کہ وہ حق اور اہل حق کے خلاف اتنا پروپیگنڈہ کریں کہ اسکے زور میں حق دب کر رہ جائے۔ اس لئے اگر آپ کوئی غیر مغربی میڈیا کی جانب سے سنتے ہیں تو اپنے موبائل سے یا زبانی اس وقت تک کسی اور کو نہ بتائیں جب تک کہ صورت حال واضح نہ ہو جائے۔ اس طرح آپ دجالی قوتوں کے پروپیگنڈے کے اثر کو اگر بالکل ختم نہیں تو اس کا زور ضرور توڑ دیں گے۔ قرآن کریم نے کافروں کی اس کوشش کو یوں بیان فرمایا ہے:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ .

یوم یاتئ بعض آیات ربک لا ینفع نفساً ایمانہا  
ترجمہ: جس دن آپ کے رب کی بعض نشانیاں آئیں گی تو کسی کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا۔ ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں گی تو ایسے شخص کا ایمان لانا جو پہلے ایمان نہیں لایا تھا، اس کو فائدہ نہ دیگا، (وہ تین چیزیں یہ ہیں) دجال، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے نکلنا۔ امام ترمذیؒ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ اور تفسیر بغوی میں ہے کہ دجال کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ اور وہ آیت یہ ہے:

لَخَلِقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ

(آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا انسان کے پیدا کرنے سے بڑا ہے) یہاں الناس سے مراد دجال ہے۔ (فتح الباری ج: ۱۳ ص: ۹۲)۔

اس کے علاوہ ابوداؤد کی شرح عون المعبود میں یہ ذکر ہے: ”اللہ تعالیٰ کا یہ قول لیسندہ باسماء شدیداً (تا کہ ان کو سخت عذاب سے ڈرائے) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لفظ باس کو شدت کے ساتھ اور اپنی جانب سے قرار دیا ہے۔ لہذا اس کے رب ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کے فتنے اور قوت کی وجہ سے یہ کہنا مناسب ہے کہ اس آیت سے مراد دجال ہو“۔

### فتنہ دجال اور ایمان کی حفاظت

یہ شہادت گمہ الفت میں قدم رکھنا ہے

لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

تاریک فتنوں کے مہیب سائے دن بدن انسانیت کو اپنی گرفت میں لئے چلے جا رہے ہیں، ایمان والوں کے لئے یہ انتہائی آزمائش کی گھڑی ہے۔ کفر کی جانب سے ادھر یا ادھر کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ یہ ہر مسلمان کو سمجھ لینا چاہئے کہ اس امتحان گاہ میں گزرے بغیر جنت و جہنم کا فیصلہ نہیں ہو سکتا قرآن میں ارشاد باری ہے:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهِدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰدِقِيْنَ .

ترجمہ: (اے مسلمانو!) کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یوں ہی جنت میں داخل کر دئے جاؤ گے۔ بالکل ابھی تو اللہ نے یہ ظاہر ہی نہیں کیا کہ تم میں جہاد کرنے والا کون ہے اور ثابت قدم رہنے والا کون؟

حاشیہ: لہذا اس آیت میں دجال کا بھی ذکر ہے۔ کیونکہ نبی کریمؐ کی حدیث قرآن کریم کی تفسیر ہے۔



قتلہ و جال سے بچنے کے لئے نبی کریم ﷺ نے سورہ کہف کی جن ابتدائی آیات کا حکم فرمایا آپ ان کا مضمون پڑھ کر دیکھیں تو ان آیات میں مندرجہ ذیل باتیں بیان کی گئی ہیں:

۱۔ اللہ کی حمد و ثناء کے بعد قرآن کریم کا حق و سچ نبی کریم ﷺ پر نازل ہونا۔

الحمد لله الذي الایہ

۲۔ اللہ کی نافرمانی کرنے والوں کو دنیا و آخرت میں پیش آنے والے انتہائی سخت آفات و مصائب سے ڈرانا۔ لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا

۳۔ ہر حال میں اللہ کی فرمانبرداری کرنے والوں کو دائمی راحت و آرام کی بشارت۔

وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ . الایہ

۴۔ اور ان لوگوں کو بھی سخت حالات سے ڈرانا جو اللہ تعالیٰ کا بیٹا رکھنے کا نظریہ رکھتے ہیں۔

وَيُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا

۵۔ دنیا کی رونقوں کی ناپائیداری بتا کر زہد و تقویٰ (Self denial) اختیار کرنے کی ترغیب دینا۔

وَأَنَّا لَجْعَلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا

۶۔ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کر کے اس سے بڑے واقعات کے لئے ذہن کو تیار کرنا۔ ام حسب ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من اياتنا عجبا

۷۔ اصحاب کہف کی دعا

رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَبْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا میں حق

کے مشتبہ ہو جانے کے وقت دو چیزیں اللہ سے مانگنے کی تعلیم۔

(۱) اے ہمارے رب ہم کو خاص اپنی جانب سے استقامت عطا فرما (۲) اور ہمارے معاملے (بتوں سے بغاوت اور سچ دین کے بارے) میں ہماری رہنمائی فرما۔

لہذا ان آیات کو روز تلاوت کر کے ان پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ اور انکو زبانی بھی یاد کرنا چاہئے۔

۷۔ تقویٰ: موجودہ وقت میں تقویٰ اختیار کرنا انتہائی ضروری ہے۔ ان اعمال کا خود کو پابند

حاشیہ ۱۔ اور جال کے دور سے سخت حالات تاریخ انسانی میں کوئی نہیں ہیں۔

ترجمہ: اور کافروں نے (لوگوں سے) کہا اس قرآن کو نہ سنو اور (جب مسلمان اس کو پڑھیں یا دعوت دیں تو) اس کے مقابلے میں (زور و شور سے) لغو باتیں کرو (کس قرآن کو کوئی سن نہ سکے، اور سچ بات لوگوں تک نہ پہنچ سکے اور) تاکہ تم غالب آ جاؤ۔

۴۔ جب کسی مسئلے کو دجالی قوتوں کی جانب سے مشتبه بنا دیا جائے اور صحیح اور غلط کا فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے، تو اس وقت ایمان والوں کے لئے جدید مادی وسائل کے ذریعے معلومات کے بجائے اللہ ہی کی طرف رجوع کرنے میں خیر ہوگی۔ کیونکہ حالات کو دجال کی آنکھ سے دیکھنے والے اور اللہ کے نور سے دیکھنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ -

تو کیا وہ شخص جس کے سینے کو اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو تو وہ اپنے رب کے نور پر ہے۔ (دوسرے جیسا ہو سکتا ہے)

۵۔ دل کی اسکرین کو صاف کریں: عقل و خرد رکھنے والے مسلمان بھائی جب مغربی میڈیا کی حقیقت کو سمجھ جائیں اور انکے ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر کی اسکرین پر حالات کی تصویر دھندلانے لگے، تو اس وقت انکے لئے، کہیں دائیں بائیں دیکھنے کے بجائے، اپنے سینے میں موجود چھوٹی سی اسکرین کو صاف کرنا ہی زیادہ بہتر ہوگا، اور پھر وہ دیکھیں گے کہ صاف ہونے کے بعد یہ ننھی سی اسکرین وہ مناظر دکھائے گی جو آپ ساری عمر جدید سے جدید ٹیکنالوجی استعمال کر کے بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ارشاد باری ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا .

ترجمہ: اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو اللہ تمہیں ”فرقان“ عطا کر دے گا۔

یہ فرقان ہی وہ اسکرین ہے جس کے ذریعے عام آنکھ سے نہ نظر آنے والی چیزیں بھی نظر آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ بندے کا تعلق ملاء اعلیٰ (رحماتی قوتوں) سے جڑ جاتا ہے جہاں دنیا کے انتظامی معاملات طے پاتے ہیں، اور جہاں حقیقی الہی پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بصیرت عطا کر دیتا ہے، پھر وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

۶۔ سورہ کہف کی ابتدائی آیات

حاشیہ ۱۔ تفصیل کیلئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی کتاب حجتہ اللہ البالغہ دیکھیں۔





خلافتِ عثمانیہ ٹوٹنے (1923) کے بعد سے اب تک اگر تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ اسلامی معاشرتی نظام اور تہذیب و تمدن کی حفاظت ہمارے گھر وں کے ذریعے ہی کی گئی ہے۔ اور مسلم معاشرے کو ابھی تک ٹوٹ پھوٹ سے بچایا ہوا ہے۔ کتنے ہی مسلم خطوں میں ایسا بھی ہوا کہ مسلمانوں کے پاس اس آخری قلعے کے علاوہ کچھ بھی نہ بچا حتیٰ کہ مسجدیں اور مدرسے بھی کافروں کے قبضے میں چلے گئے، لیکن ان قلعوں میں موجود اسلامی فوج نے ہمت نہیں ہاری اور اپنے محاذ پر ڈٹی رہی۔

اسلام کے ان قلعوں میں جو فوج ہے وہ مسلم خواتین کی فوج ہے، جس نے اسلام کے لئے وہ عظیم الشان کارنامے انجام دیئے ہیں، جس نے اسلام دشمنوں کی ہزار سالہ محنت کے آگے ابھی تک بند باندھا ہوا ہے۔ اس وقت جن حالات کا مسلمانوں کو سامنا ہے یہ تاریخ انسانیت کے سب سے بھیانک حالات ہیں۔ لہذا ان حالات میں مسلمان خواتین کی ذمہ داری بھی پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ ایمان والی ماؤں بہنوں کو اس وقت پہلے سے زیادہ محنت، لگن، کڑھن، جوصلے اور جذبے سے اپنی ذمہ داری کو ادا کرنا ہوگا۔

دشمنان اسلام آپ کے مقابلے میں مسلسل اسی سال سے شکست کھاتے چلے آ رہے ہیں۔ لہذا ان شکستوں سے وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ وہ اس فوج سے مقابلے کے ذریعے نہیں جیت سکتے۔ بلکہ اس فوج کو شکست دینے کے لئے دشمن نے اب یہ حکمت عملی اختیار کی ہے کہ مسلمانوں کے گھروں میں موجود اس اسلامی فوج کو اس کی ذمہ داریوں سے غافل کر دیا جائے۔ اس کے لئے وہ بہت سارے خوبصورت نعروں کے ساتھ ہمدرد دوست کی شکل میں آپ کے سامنے آ رہا ہے۔

لہذا میری ماؤں اور بہنو! وقت کی نزاکت اور دشمن کی مکاری و عیاری کو سمجھتے ہوئے آپ کو ان کا مقابلہ کرنا ہے اور کبھی بھی اپنی ذمہ داری سے غافل نہیں ہونا ہے۔ مسلمان مردوں کی فوج، جو اپنی ذمہ داریوں سے جان چراہی ہے، ذہنی طور پر شکست و ریخت کا شکار ہے مایوسیوں کی کالی گھٹائیں انکے گرد گھیرے ڈالے ہوئے ہیں، آپ خواتین کو اللہ رب العزت نے یہ صلاحیت دی ہے کہ آپ پسپا ہوتی فوج کو آگے بڑھنے کے جوصلے عطا کر سکتی ہیں، شل بازوں میں بجلیاں بھر سکتی ہیں اور ڈرے اور سہمے ہوئے مردوں میں غیرت و حمیت بیدار کر کے ان کو انکی ذمہ داریاں نبھانے کے قابل بنا سکتی ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات میں خود ایک تنظیم بنایا ہے۔ اسلئے فتنہ و دجال

بنایا جائے جن کے کرنے سے رحمت الہی بندے کو ہر وقت ڈھانپنے رکھتی ہے۔ مثلاً ہر وقت با وضوء رہنا، نمازوں میں فوافل وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد کچھ دیر تک اسی جگہ پر بیٹھے رہنا۔ تہجد کی پابندی۔ خصوصاً وہ لوگ جو دین کے کسی بھی شعبے میں خدمات انجام دے رہے ہیں ان کے لئے تو تہجد بہت زیادہ ضروری ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ سے مضبوط رابطے کے لئے قرآن کریم کو ترجمہ و تفسیر کے ساتھ پابندی سے پڑھنا اور اپنے قلوب کو منور رکھنے اور حق کے قافلوں میں شامل رہنے کے لئے علماء حق کی صحبت اختیار کرنا اور ہر حال میں حق والوں کے ساتھ ڈٹے رہنا۔

۹۔ محلوں کے اندر مسجدوں کے کردار کو فعال بنانا: عالمی کفریہ اداروں کی یہ کوشش ہے کہ مسلمانوں کی زندگی سے مسجد کے کردار کو ختم کر دیا جائے اس کے لئے علماء اور دین دار لوگوں کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ لہذا انکا توڑ کرنے کے لئے محلوں کے اندر مسجدوں کے کردار کو فعال بنایا جائے، ہر مسجد میں درس قرآن کا اہتمام کیا جائے۔

۱۰۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ ہر اس چیز کی عملی تیاری جو حضرت مہدی کے دور میں کرنا ایمان کی علامت ہوگی۔ مثلاً خود کو گرمی سردی کا عادی بنانا، کئی کئی دن بھوک پیاس برداشت کرنا راتوں کو پہاڑوں پر چلنے اور گھمسان کی جنگوں کی تیاری کرنا، پہاڑوں کی زندگی سے طبیعت کو مانوس کرنا، اپنے اندر بھی اور اہل خانہ کو بھی اللہ کے راستے میں ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے ابھی سے تیار کرتے رہنا۔ علامہ اقبال نے فرمایا:

چوں می گویم مسلمانم بلزم

کہ دائم مشکلات لا الہ را

ترجمہ: جب میں یہ کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو کانپ اٹھتا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں لا الہ کے تقاضے پورے کرنے میں بے شمار مشکلات ہیں۔

**فتنہ و دجال اور خواتین کی ذمہ داری**

مسلمانوں کے گھر وہ اسلام کے قلعے ہیں جنہوں نے مشکل سے مشکل دور میں اسلامی تہذیب و تمدن اور ثقافت و اقتدار کی حفاظت کی ہے۔ حتیٰ کہ ان قلعوں نے اس وقت بھی اسلام کی حفاظت کی جب مسلمان مردوں کی فوجیں ہر میدان سے پسپائی پے پسپائی اختیار کرتی چلی جا رہی تھیں۔



آپ تو بہت رحم دل ہوتی ہیں، آپ کے اندر تو ایثار و قربانی کا جذبہ مردوں سے کہیں زیادہ ہوتا ہے، سو آپ کو عراق کی ماؤں، بہنوں، فلسطین کے بچوں اور کشمیر و افغانستان کی مجبور بیٹیوں پر حسرت آنا چاہئے۔ کہ برے حالات کا کیا پتہ کب کس پر آجائیں۔ اللہ تمام عالم اسلام کی ماؤں، بہنوں کی حفاظت فرمائے۔

اسلام آپ سے آپ کی طاقت سے زیادہ قربانی نہیں مانگتا، لہذا جو آپ کی طاقت میں ہے وہ آپ کو ہر حال میں کرنا چاہئے۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو پوری دیانت داری کے ساتھ نبھانا چاہئے۔ ظاہر ہے ایمان جیسی عظیم دولت کو بغیر کسی قربانی دئے تو نہیں بچایا جاسکتا۔ بلکہ اس کے لئے انہیں حالات کا سامنا کرنا پڑے گا جو پہلے والوں کو پیش آئے۔ سو یہ کام طبیعت پر گراں گذرے گا۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ اس دور کی مشکلات کی طرح حق پر ڈٹ جانے والوں کے لئے آقا نے مدنی ﷺ نے فضائل بھی اتنے ہی زیادہ بیان فرمائے ہیں۔ لہذا دلوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ہر اہل ایمان کو جہاد کے فضائل، مجاہد کیلئے انعامات اور شہید کے درجات والی آیات و احادیث کا مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ اسکے دل سے شیطان کے دوسو سے دور ہو جائیں اور اللہ کے وعدوں پر یقین آجائے کہ دجال کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو، حق والوں کو وہ حق سے نہیں ہٹا سکتا۔ باطل کتنا ہی جوج کر آجائے ہمیشہ باطل ہی رہے گا اور حق کتنا ہی بے سروسامان نظر آئے غالب حق ہی کو ہوتا ہے۔

جو کچھ بیان کیا گیا یہ ایک ”غریب“ کا درد دل ہے جو آپ کے سامنے نکال کر رکھ دیا گیا ہے، یہ وہ کڑھن ہے جو تمام ”غرباء“ کا کل سرمایہ حیات ہے، یہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ وہ آپیں اور سسکیاں ہیں، جنہوں نے ہنگامہ پسند نو جوانوں کو ”غرباء“ بنا دیا۔ یہ وہ آنسو ہیں جو قلم کے راستے صرف اسلئے بہہ نکلے ہیں کہ شاید قوم کے سخت دلوں کو گھلا سکیں۔ شاید یہ کک ہر دل میں اتر جائے۔ اور ہر مسلمان وقت کی نزاکت کو سمجھ کر بیدار ہو جائے، کہ اب بیدار ہونے کا وقت آ گیا ہے۔

اللہ رب العزت تمام مسلمانوں کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے والا بنائے اور سب کو دجال کے فتنہ عظیم سے محفوظ فرمائے اور ہم سب کو حق کے ساتھ چمٹے رہنے کی توفیق فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

کے خلاف آپ بہت زیادہ کام کر سکتی ہیں۔

گھر کے اندر بچوں کو پکا اور کھرا مسلمان بنانا اور انکو ہر حال میں اسلامی روایات کا پاسبان بنانا خواتین کی ذمہ داری ہے۔ بچپن سے ہی بچے کے ذہن میں یہ بات بٹھادی جائے کہ اس کا ایمان دنیا کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی ہے۔ لہذا ایمان کو بچانے کے لئے اگر ساری دنیا کو بھی قربان کرنا پڑے تو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے دنیا قربان کر دے لیکن ایمان پر آج نہ آنے دے۔

عن عمران بن سلیم الکلاعی قَالَ مَا عَدَّتْ امْرَأَةٌ فِي زَيْنَتِهَا بِأَفْضَلِ لَهَا مِنْ مِیْضَاةٍ وَنَعْلَیْنِ وَنِیْلِ الْمُسْتَمْنَاتِ وَطُوبَى لِلْفُقَرَاءِ الْبُسُوْا نِسَانُكُمْ الْخِیْفَاتِ الْمُنْعَلَّةِ وَغَلِمُوْهُنَّ الْمَشْیِ فَاِنَّهُنَّ یُوشِکُ اَنْ یُّخَوِّجَنَّ اِلٰی ذٰلِکَ (کتاب النعم نیم بن حارج: ۴۰ ص: ۳۵۱)

ترجمہ: حضرت عمران ابن سلیم کلاعی سے روایت ہے انھوں نے فرمایا عورت کا اپنے گھر میں دوڑنا (یا چکر لگانا) اسکے لئے افضل ہے، لوٹے (یا کوئی بھی پاکی حاصل کرنے کے برتن) سے اور جوتوں سے۔ اور موٹی عورتوں کے لئے مصیبت ہے، اور خوشخبری غریب عورتوں کے لئے ہے۔ اپنی عورتوں کو سول والے جوتے پہناؤ اور انکو انکے گھروں کے اندر چلنا سکھلاؤ کیونکہ وہ وقت قریب ہے کہ ان عورتوں کو اس (چلنے) کی ضرورت پیش آجائے۔

اس روایت میں یہ بیان کیا گیا کہ مسلمان عورتوں کو آرام پسند نہیں ہونا چاہئے بلکہ سخت سول والے جوتے پہنیں اور خود کو گھر کے اندر چلنے پھرنے کا عادی بنائے رکھیں تاکہ جسم ہلکا رہے۔ کیونکہ مسلمان عورتوں پر ایسے حالات آسکتے ہیں جب انکو اپنی عزت اور اپنا ایمان بچانے کے لئے پہاڑوں اور بیابانوں میں پیدل سفر کرنا پڑے۔ جیسا کہ افغانستان، عراق، فلسطین اور کشمیر وغیرہ میں ہوا۔ اس روایت پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ گزشتہ بحثوں میں جو آپ نے پڑھا اس پر خود بھی عمل کریں اور پورے گھر اور خاندان میں باقاعدہ مہم چلائیں اور اس عظیم فتنے کی ہولناکیوں سے سب کو آگاہ کریں۔

آپ کو عراق کی مجبور ماؤں کا واسطہ، فلسطین کی ان بہنوں کا واسطہ، جنکے ہاتھوں کی مہندی بھی ابھی نہیں سوکھی تھی کہ انکے سہاگ اچاڑ دئے گئے، کشمیر و افغانستان کی ان بیٹیوں کا واسطہ جو ہر پل اور ہر لمحہ خوف کے عالم میں گذار رہی ہیں، ان معصوم بچوں کا واسطہ جو کھلے آسمان تلے ماں ماں پکارتے ہیں، لیکن انکی ماں کو اسلام کے دشمنوں نے چھین لیا ہے۔



### حوالہ جات ماخذ ومصادر

- ۱۔ نام کتاب..... تفسیر قرطبی  
مؤلف..... محمد بن احمد بن ابی بکر ابن فرج قرطبی ابو عبد اللہ  
وفات..... ۶۷۱ھ ناشر..... دار الشعب قاہرہ  
محقق..... احمد عبد العظیم البرودنی
- ۲۔ نام کتاب..... الآحاد والثانی  
مؤلف..... احمد بن عمرو بن شحاک ابوبکر الشیبانی  
پیدائش..... ۲۰۶ھ وفات..... ۲۸۷ھ  
ناشر..... دار الراہیہ ریاض
- ۳۔ نام کتاب..... التاریخ الکبیر  
مؤلف..... محمد بن اسماعیل بن ابراہیم ابو عبد اللہ البخاری الجعفی  
پیدائش..... ۱۹۳ھ وفات..... ۲۵۶ھ  
ناشر..... دار الفکر بیروت
- ۳۔ نام کتاب..... الجامع  
مؤلف..... معمر بن راشد الازدی  
وفات..... ۱۵۱ھ ناشر..... المکتب الاسلامی بیروت  
محقق..... حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی
- ۵۔ نام کتاب..... الزہد وطلبہ الرقائق  
مؤلف..... عبد اللہ بن مبارک بن واضح المروزی ابو عبد اللہ  
پیدائش..... ۱۱۸ھ وفات..... ۱۸۱ھ  
ناشر..... دار الکتب العلمیہ بیروت  
محقق..... حبیب الرحمن اعظمی
- ۶۔ نام کتاب..... السنن الکبریٰ  
مؤلف..... احمد بن شعیب ابو عبد الرحمن النسائی

- پیدائش..... ۲۱۵ھ وفات..... ۳۰۳ھ  
ناشر..... دار الکتب العلمیہ بیروت  
محقق..... د. عبد الفار سلیمان البیداری، سید کروی حسن
- ۷۔ نام کتاب..... السنن الواردة فی الفتن وغرائبها ولسانہ وشرائطها  
مؤلف..... ابو عمرو عثمان ابن سعید المقرئ الذہبی  
پیدائش..... ۳۷۱ھ وفات..... ۴۴۴ھ  
ناشر..... دار العاصمہ ریاض
- محقق..... د. ضاء اللہ بن محمد ادیب السبار کفوری
- ۸۔ نام کتاب..... المسند رک علیٰ التحسین  
مؤلف..... محمد بن عبد اللہ ابو عبد اللہ حاکم النیسابوری  
پیدائش..... ۳۲۱ھ وفات..... ۴۰۵ھ  
ناشر..... دار الکتب العلمیہ بیروت
- ۹۔ نام کتاب..... المعجم الاوسط  
مؤلف..... ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی  
پیدائش..... ۲۶۰ھ وفات..... ۳۲۰ھ  
ناشر..... دار الحرمین قاہرہ
- ۱۰۔ نام کتاب..... المعجم الکبیر  
مؤلف..... ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی  
پیدائش..... ۲۶۰ھ وفات..... ۳۲۰ھ  
ناشر..... مکتبۃ العلوم والحکم موصل
- ۱۱۔ نام کتاب..... سنن ابوداؤد  
مؤلف..... سلیمان ابن الاشعث ابوداؤد سجستانی الازدی  
پیدائش..... ۲۰۲ھ وفات..... ۲۷۵ھ  
ناشر..... دار الفکر بیروت
- ۱۲۔ نام کتاب..... سنن ابن ماجہ  
مؤلف..... محمد بن یزید ابو عبد اللہ القزوینی  
پیدائش..... ۲۰۷ھ وفات..... ۲۷۵ھ  
ناشر..... دار الفکر بیروت



- ۲۰- نام کتاب..... الجامع الصحیح المختصر  
مؤلف..... محمد ابن اسحاق ابو عبد اللہ البخاری  
پیدائش..... ۱۹۳ھ وفات..... ۲۵۶ھ  
ناشر..... دار ابن کثیر بیروت  
۲۱- نام کتاب..... صحیح مسلم  
مؤلف..... مسلم ابن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری  
پیدائش..... ۲۰۶ھ وفات..... ۲۶۱ھ  
ناشر..... دار احیاء التراث العربی  
محقق..... محمد فواد عبد الباقی  
۲۲- نام کتاب..... فتح الباری شرح صحیح البخاری  
مؤلف..... احمد ابن علی ابن حجر ابو الفضل عسقلانی الشافعی  
پیدائش..... ۷۷۳ھ وفات..... ۸۵۲ھ  
ناشر..... دار المعرفہ بیروت  
محقق..... محمد فواد عبد الباقی - محبت الدین الخطیب  
۲۳- نام کتاب..... کتاب التزہد الکبیر  
مؤلف..... ابو بکر احمد ابن حسین ابن علی بن عبد اللہ ابن موسیٰ البیہقی  
پیدائش..... ۲۸۴ھ وفات..... ۳۵۸ھ  
ناشر..... مؤسسہ الکتب الشافعیہ بیروت  
محقق..... شیخ عامر احمد حیدر  
۲۴- نام کتاب..... التزہد  
مؤلف..... احمد ابن عمرو ابن ابی عاصم الشیبانی ابو بکر  
وفات..... ۲۸۷ھ ناشر..... دار الایمان للتراث قاہرہ  
محقق..... عبد الحلیم عبد اللہ الحمید حامد  
۲۵- نام کتاب..... کتاب السنن  
مؤلف..... ابو عثمان سعید ابن منصور الخراسانی  
وفات..... ۳۲۷ھ ناشر..... دار السنن بیروت  
محقق..... حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی  
۲۶- نام کتاب..... کشف الخفاء وحیل الالباس

- ۱۳- نام کتاب..... سنن البیہقی الکبریٰ  
مؤلف..... احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ ابو بکر البیہقی  
پیدائش..... ۲۸۴ھ وفات..... ۳۵۸ھ  
ناشر..... مکتبہ دار الہدایہ مکیہ مکرمہ  
۱۴- نام کتاب..... الجامع الصحیح سنن الترمذی  
مؤلف..... محمد بن عیسیٰ ابو عیسیٰ الترمذی السلمی  
پیدائش..... ۲۰۹ھ وفات..... ۲۷۹ھ  
ناشر..... دار احیاء التراث العربی بیروت  
۱۵- نام کتاب..... البیہقی من السنن  
مؤلف..... احمد بن شعیب ابو عبد الرحمن النسائی  
پیدائش..... ۲۱۵ھ وفات..... ۳۰۳ھ  
ناشر..... مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب  
۱۶- نام کتاب..... الفتن للقمم ابن حواد  
مؤلف..... قثم ابن حواد المروزی ابو عبد اللہ  
وفات..... ۲۸۸ھ ناشر..... مکتبہ التوحید قاہرہ  
محقق..... سیرامین الزبیری  
۱۷- نام کتاب..... شعب الایمان  
مؤلف..... ابو بکر احمد بن حسین البیہقی  
پیدائش..... ۲۸۴ھ وفات..... ۳۵۸ھ  
ناشر..... دار الکتب العلمیہ بیروت  
۱۸- نام کتاب..... صحیح ابن حبان تہذیب ابن ہبان  
مؤلف..... محمد ابن حبان ابن احمد ابو حاتم اسمی البیہقی  
وفات..... ۳۵۴ھ ناشر..... مؤسسہ الرسالہ بیروت  
۱۹- نام کتاب..... صحیح ابن خزیمہ  
مؤلف..... محمد ابن اسحاق بن خزیمہ ابو بکر السلمی النیسابوری  
پیدائش..... ۲۲۳ھ وفات..... ۳۱۱ھ  
ناشر..... مکتب الاسلامیہ بیروت  
۲۰- نام کتاب..... کشف الخفاء وحیل الالباس



- پیدائش..... ۲۶۰ھ وفات..... ۳۶۰ھ  
 ناشر..... مؤسسة الرسالة  
 محقق..... حمدي بن عبد الجيد السلفي  
 ۳۳- نام کتاب..... الكتاب المصنف في الاحاديث والآثار  
 مؤلف..... ابو بكر عبد الله بن محمد ابن ابى شيبة الكوفي  
 پیدائش..... ۱۵۹ھ وفات..... ۲۳۵ھ  
 ناشر..... مكتبة الرشد رياض  
 ۳۵- نام کتاب..... المصنف  
 مؤلف..... ابو بكر عبد الرزاق ابن همام الصنعاني  
 پیدائش..... ۱۲۶ھ وفات..... ۲۱۱ھ  
 ناشر..... المكتب الاسلامي بيروت  
 محقق..... حضرت مولانا حبيب الرحمن اعظمي  
 ۳۶- نام کتاب..... المختصر من المختصر من مشكل الآثار  
 مؤلف..... يوسف بن موسى الحلي ابو الحسن ناشر..... عالم الكتب بيروت  
 ۳۷- نام کتاب..... موارد الظمآن الى زوائد ابن حبان  
 مؤلف..... علي بن ابى بكر الشيباني  
 پیدائش..... ۷۳۵ھ وفات..... ۸۰۷ھ  
 ناشر..... دار الكتب العلمية بيروت  
 محقق..... محمد عبد الرزاق حمزة  
 ۳۸- نام کتاب..... ميزان الاعتدال في نقد الرجال  
 مؤلف..... شمس الدين محمد بن احمد الذهبي  
 وفات..... ۴۸۸ھ ناشر..... دار الكتب العلمية بيروت  
 محقق..... الشيخ علي محمد معوض والشيخ عادل احمد عبد الموجود  
 ۳۹- نام کتاب..... عون المعبود شرح ابوداؤد  
 مؤلف..... محمد شمس الحق عظيم آبادي ابو الطيب  
 ناشر..... دار الكتب العلمية  
 ۴۰- نام کتاب..... شرح النووي على صحيح مسلم  
 مؤلف..... ابو ذكريا يحيى بن شرف بن مري النوي

- مؤلف..... اسعيل ابن محمد الجعفي الجرجاني وفات..... ۱۲۴ھ  
 ناشر..... مؤسسة الرسالة بيروت  
 ۲۷- نام کتاب..... مجمع الزوائد وشيخ الفوائد  
 مؤلف..... علي بن ابى بكر الشيباني  
 وفات..... ۸۰۷ھ ناشر..... دار الكتب العربي القاهرة  
 ۲۸- نام کتاب..... مستدرك على  
 مؤلف..... احمد بن علي الشيباني ابو علي الموصل التميمي  
 پیدائش..... ۲۱۰ھ وفات..... ۳۰۷ھ  
 ناشر..... دار المأمون للتراث دمشق  
 ۲۹- نام کتاب..... مستدرك امام احمد ابن حنبل  
 مؤلف..... احمد ابن حنبل ابو عبد الله شيباني  
 پیدائش..... ۱۶۳ھ وفات..... ۲۴۱ھ  
 ناشر..... مؤسسة قرطبة مصر  
 ۳۰- نام کتاب..... مستدرك ابن راهويه  
 مؤلف..... اسحاق ابن ابراهيم ابن خلد بن راهويه الحنظلي  
 پیدائش..... ۱۶۱ھ وفات..... ۲۳۸ھ  
 ناشر..... مكتبة الایمان مدینه منوره  
 ۳۱- نام کتاب..... البحر الزخار  
 مؤلف..... ابو بكر احمد ابن عمرو ابن عبد الخالق البزار  
 پیدائش..... ۲۱۵ھ وفات..... ۲۹۲ھ  
 ناشر..... مؤسسة علوم القرآن بيروت - مكتبة العلوم والحكم مدینه منوره  
 محقق..... د. محفوظ الرحمن زين الله  
 ۳۲- نام کتاب..... بحیة الباحث عن زوائد مستدرك الحارث  
 مؤلف..... الحارث ابن ابی اسامه - الحافظ نور الدين الشيباني  
 پیدائش..... ۱۸۶ھ وفات..... ۲۸۲ھ  
 ناشر..... مركز خدمة السنة والسيرة النبوية مدینه منوره  
 ۳۳- نام کتاب..... مستدرك النجاشي  
 مؤلف..... سليمان ابن احمد ابن ايوب ابو القاسم الطبراني

- ولادت..... ۶۳۱ھ وفات..... ۶۷۶ھ  
 ناشر..... دار احیاء التراث العربی بیروت  
 ۴۱۔ نام کتاب..... معجم المیلدان  
 مؤلف..... یاقوت ابن عبد اللہ انصاری ابو عبد اللہ  
 وفات..... ۶۲۶ھ ناشر..... دار الفکر بیروت  
 ۴۲۔ نام کتاب..... معجم ما سقیم  
 مؤلف..... عبد اللہ ابن عبد العزیز الہکری الاندلسی ابو عبید  
 وفات..... ۴۸۷ھ ناشر..... عالم الکتب بیروت  
 محقق..... مصطفیٰ الرقا  
 ۴۳۔ نام کتاب..... تاریخ بغداد  
 مؤلف..... احمد بن علی ابو بکر الخطیب بغدادی  
 پیدائش..... ۳۹۳ھ وفات..... ۴۶۳ھ  
 ناشر..... دار الکتب العلمیہ بیروت  
 ۴۴۔ نام کتاب..... تاریخ الطبری  
 مؤلف..... محمد بن جریر الطبری ابو جعفر  
 پیدائش..... ۲۲۳ھ وفات..... ۳۱۰ھ  
 ناشر..... دار الکتب العلمیہ بیروت  
 ۴۵۔ نام کتاب..... الجایع لمعمر بن راشد  
 مؤلف..... معمر ابن راشد  
 وفات..... ۱۵۱ھ ناشر..... المکتب الاسلامی بیروت  
 محقق..... حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی  
 ۴۶۔ نام کتاب..... عقیدہ ظہور مہدی احادیث کی روشنی میں  
 مؤلف..... حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید  
 ناشر..... الفیصل پرنٹرز کراچی پاکستان  
 ۴۷۔ نام کتاب..... علامات قیامت اور نزول  
 مؤلف..... حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب  
 ترتیب..... حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب  
 ناشر..... مکتبہ دارالعلوم کراچی

- ۴۸۔ نام کتاب..... شرح مشکوٰۃ مظهر حق جدید  
 از افادات..... علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی  
 ترتیب..... مولانا عبد اللہ جاوید عازی پوری (فاضل دیوبند)  
 ناشر..... دارالاشاعت کراچی  
 ۴۹۔ نام کتاب..... انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا  
 ۵۰۔ نام کتاب..... انسائیکلو پیڈیا آف انکارنا  
 ۵۱۔ نام کتاب..... خوفناک جدید صلیبی جنگیں  
 ۵۲۔ نام کتاب..... یوم الغضب  
 مؤلف..... ذاکر سرفراز خاں  
 ۵۳۔ نام کتاب..... مثلث برمودا

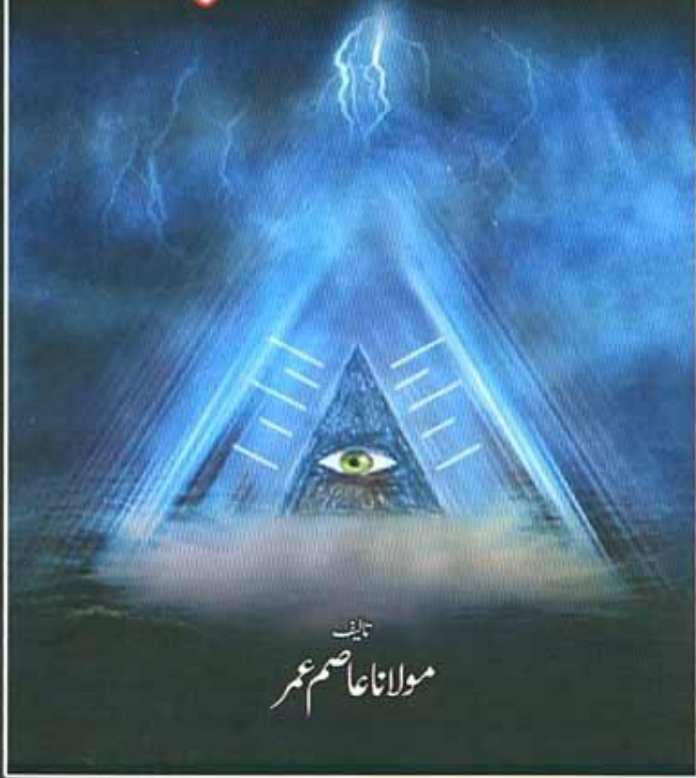






www.azzab.com

# برمودا تکون اور جال



تالیف  
مولانا عامر عمر

www.azzab.com

ناشر  
الہجرہ پبلیکیشن